شرح

صحیح بُخاری شریف

مُترجِم

مولانا عبدالرزاق دیوبندی

مفصل حواشی

مولانا عزیز الرحمان فاضل جامعہ اشرفیہ لاہور

مکتبہ رحمانیہ

اقرأ سنٹر۔ غزنی سٹریٹ

اُردو بازار۔ لاہور

اَصَحُّ الْکُتُبِ بَعْدَ کِتَابِ اللّٰہِ

صَحِیح

بُخاری شریف مترجم

مُترجم: مولانا عبدالرزاق دیوبندی

مفصّل حواشی: مولانا عزیز الرحمان فاضل جامعہ اشرفیہ لاہور

جلد دوم

بہ اضافہ

ایضاح البخاری

اردو شرح صحیح البخاری

از

استاذ الاساتذہ مولانا سید فخر الدین احمد شیخ الحدیث دار العلوم دیوبند

مکتبہ رحمانیہ

اقرأ سنٹر غزنی سٹریٹ۔ اردو بازار۔ لاہور

تصدیق نمبر ۱

نام کتاب —— صحیح بخاری شریف مترجم

مترجم —— مولانا عبد الرّزاق دیوبندی

مفصّل حواشی —— مولانا عزیز الرحمان فاضل جامعہ اشرفیہ لاہور

ناشر —— مکتبۂ رحمانیہ لاہور
مطبع —— لِٹل سٹار پرنٹرز لاہور

استدعا

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے، انسانی طاقت اور بساط کے مطابق کتابت، طباعت، تصحیح اور جلد سازی میں پوری پوری احتیاط کی گئی ہے۔

بشری تقاضے سے اگر کوئی غلطی نظر آئے یا صفحات درست نہ ہوں تو از راہ کرم مطلع فرما دیں۔ ان شاء اللہ ازالہ کیا جائے گا۔ نشاندہی کے لئے ہم بے حد شکر گزار ہوں گے۔

(ادارہ)

فہرست مضامین صحیح بخاری جلد دوم

دوسرا پارہ

کتاب الغسل

غسل کا بیان

کتاب الحیض

حیض کا بیان

۲۹

کتابُ التیمم الخ ۵۰

تیمم کا بیان

کتابُ الصلوٰۃ ۶۲

نماز کا بیان

تیسرا پارہ

کتاب مواقیت الصلوٰۃ

كتاب الاذان

اذان کا بیان

چوتھا پارہ ۳۰۶

كتابُ الجُمُعَة !

جمعہ کا بیان

ابواب صلوٰۃ الخوف

خوف کی نماز کا بیان

كتابُ العِيدَين ۳۷۹

کتاب دونوں عیدوں کے بیان میں

ابوابُ الوتر ۴۰۰

وتر کے باب

ابوابُ الاستسقاء ۴۰۶

استسقاء یعنی پانی مانگنے کے باب

ابوابُ الکسوف ۴۲۶

ابواب گہن کے بیان میں

ابوابُ تقصیر الصلوٰۃ ۴۴۷

نماز کے قصر کرنے کے باب

صدقۃ الفطر

کتاب المناسک

حج کا بیان

ساتواں پارہ

فضائل مدینہ منورہ ۸۴۷

کتاب الصوم
روزہ کا بیان

باب وجوب صوم رمضان

آٹھواں پارہ

فضائل شب بیداری ماہ رمضان ۹۰۵

فضائل شب قدر ۹۰۸

کتاب بیع سلم

کتاب سلم کا بیان — 1002

کتاب الشفعہ - شفعہ کا بیان — 1008

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ؕ

پارہ دوم

کتاب الغسل

غسل کا بیان

ماقبل سے ربط : وضو طہارتِ صغریٰ ہے اور غسل طہارتِ کبریٰ ہے۔ طہارتِ صغریٰ یعنی وضو کے بعد طہارتِ کبریٰ یعنی غسل جنابت کا ذکر آیا ہے۔ وضو کا ذکر بھی امام بخاریؒ نے ایک آیتِ قرآنی سے کیا اور اسے وضو کے حکم کی اصل ٹھہرایا اسی طرح غسل کا ذکر بھی آیتِ قرآنی سے کیا اور اسے غسل کے حکم کی اصل ٹھہرایا ہے۔ اس باب میں پہلی آیت وہ پیش کی گئی جو غسل جنابت ثابت کرتی ہے اور وہ عام ہے یعنی جنابت مردوں اور عورتوں دونوں سے تعلق رکھتی ہے۔ غسل کا دوسرا موجب حیض ونفاس ہے جو صرف عورتوں سے متعلق ہے۔ لہٰذا امام صاحبؒ نے عام آیت کو خاص پر مقدم رکھا۔ فَاطَّهَّرُوْا مبالغے کا صیغہ ہے اور امام صاحبؒ نے اس کے ذریعے سے یہ تنبیہ کی ہے کہ غسل جنابت میں مبالغے کی رعایت ضروری ہے۔ یعنی بدن پر پُوری طرح سے پانی بہایا جاوے اور بال برابر بھی جگہ خشک نہ رہنے پائے۔ امام صاحبؒ نے کتاب الغسل میں سب سے پہلے باب الوضوءِ قبل الغسل قائم کیا ہے (یعنی غسل سے پہلے وضو کرنا چاہیئے) چونکہ غسل میں ہر قسم کی طہارت شامل ہے۔ یعنی استنجا، وضو اور سارے بدن کو دھونا۔ پھر ترتیب کا سوال تھا اس لئے امام صاحبؒ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ترتیبِ عمل بیان کردی۔

ایک دوسری روایت میں ہے کہ آپ اپنے غسل کی ابتدا استنجا سے فرماتے تھے، پھر وضو کرتے، اس کے بعد سر دھوتے اور پھر پانی بہاتے۔ لیکن امام صاحبؒ نے یہاں استنجا کا ذکر نہیں کیا کیونکہ استنجا کا ذکر کتاب الوضوء میں کرچکے ہیں اس لئے یہاں استنجا کے ذکر کی ضرورت نہیں لہٰذا انہوں نے الوضوء قبل الغسل کا باب قائم کیا ہے۔ اس سے ایک مفہوم یہ بھی ہے کہ وضوئے غسل، غسل سے پہلے ہونا چاہیئے بعد میں نہیں۔ غسل سے مکمل طہارت حاصل ہوجاتی ہے۔

لیکن اس عمل کے اجزاء ہی تین ہیں یعنی استنجا، وضو اور بدن پر خوب پانی بہانا غسل کے فوراً بعد بلا ضرورت وضو کرنا بعض حضرات کے نزدیک بدعت یعنی خلاف عمل پیغمبر علیہ السلام ہے۔ اس باب سے دوسرا مفہوم یہ نکلتا ہے کہ غسل سے پہلے وضو کرنا مسنون ہے۔ تیسرا مفہوم یہ بھی حاصل ہوتا ہے کہ غسل سے پہلے وضو کی کیفیت کیا ہے؟ چنانچہ حدیث سے ثابت ہوا کہ وضوئے غسل بھی وضوئے نماز کی طرح کیا جاتا ہے جس کا ابتدائی جزء استنجا ہے۔

کتاب الغسل کی پہلی حدیث میں غسل کرنے کی ترکیب بیان کی گئی ہے۔ یعنی جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جنابت کا غسل فرماتے تو پہلے اپنے دستِ مبارک دھوتے۔ دوسری روایت میں صراحت ہے، کہ آپ استنجا فرماتے۔ پھر زمین سے ہاتھ رگڑ کر صاف کرتے اس روایت میں استنجا کا ذکر نہیں۔ پھر اس کے بعد وضو فرماتے۔ اور یہ وضو مثل وضوئے نماز ہوتا تھا۔ معلوم ہوا کہ یہ وضو مکمل ہوتا تھا، بعد ازاں پانی میں انگلیاں ڈال کر یعنی تھوڑا پانی لے کر بالوں کی جڑوں میں پہنچاتے اور بالوں میں خلال کرتے، تاکہ اگر بال منجمد ہوں تو کھل جائیں۔ طبی طور سے بھی یہ مفید ہے، کہ پانی سے بدن کو بتدریج آشنا کیا جائے۔ بدن پر بہت سا پانی فوراً ڈالنے سے تکلیف کا اندیشہ ہوتا ہے، لہٰذا خلال کے طریقہ سے بدن کو عادی کر لینا چاہیئے۔ سر پر تین چلو پانی ڈالنے سے مقصد استیعاب ہے، تثلیث یعنی تین بار کی تعداد مقصود نہیں۔ چلو ڈالنے کا یہ طریق بھی ممکن ہے، کہ ایک چلو دائیں طرف ایک بائیں طرف ایک درمیان میں۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ ایک جگہ تین بار پانی ڈالنے سے مقصد کسی نہ کسی طرح سارے سر کو تر کرنا ہوگا۔ بعد ازاں تمام بدن پر پانی بہا لینے سے معلوم ہوا کہ صرف پانی بہانا فرض ہے دلک یعنی ملنا ضروری نہیں۔ مالکیہ کے ہاں دلک ضروری ہے اور اس کا کم ازکم طریقہ یہ ہے کہ صرف ہاتھ پھیر دیا جائے۔ یہاں حدیث سے صرف پانی بہانا ہی ثابت ہے یہی احناف کا مسلک ہے دوسری حدیث حضرت ابن عباسؓ از میمونہؓ میں وضو کا طریقہ یہ بیان کیا گیا ہے کہ پاؤں کو آخر میں دھوتے۔ بہرحال دونوں طریقے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں۔ بعض مرتبہ غسل سے پہلے تمام وضو کیا بعض مرتبہ صرف پاؤں چھوڑ دیتے اور پورے بدن پر پانی بہانے کے بعد پاؤں دھو لیتے۔

غسل الرجل مع امرأتہ میں امام بخاریؒ نے ایک ہی وقت ایک ہی برتن استعمال کرنا مراد لیا ہے گو حدیث میں من اناء واحد کا لفظ ہے مگر امام بخاریؒ نے مراد یہ لیا ہے کہ ایک وقت غسل کیا کرتے تھے۔ امام بخاریؒ نے دوسری روایت سے مدد لے کر معیّت کی قید بڑھا دی ہے یعنی باب غسل الرجل مع امرأتہ قائم کیا ہے، واقعہ بھی یہی ہے کہ اس برتن سے ایک وقت میں غسل ہوتا تھا۔ دوسری روایات میں اس کی تصریح موجود ہے۔

باب الغسل بالصاع ونحوہ میں امام بخاریؒ نے یہ ثابت کیا ہے کہ روایات میں کہیں مُد کہیں صاع کا ذکر ہے اس سے تحدید مراد نہیں کہ صرف اتنے وزن کے برتن سے غسل ہونا چاہیئے، بلکہ کمی اور زیادتی دونوں کی گنجائش ہے۔ یہ قید اتفاقی ہے۔ ونحوہ کا لفظ بھی اسی بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ قدر ما یکفی کا درجہ مراد ہے

یعنی پانی کی وہ مقدار جو اچھی طرح سے نہانے کے لئے کفایت کر جائے۔

اس حدیث میں (۲۴۷) دخلت انا واخو عائشۃ علی عائشۃ آیا ہے۔ ابوسلمہ روایت کرتے ہیں کہ میں اور حضرت عائشہؓ کے رضاعی بھائی حضرت عائشہ رضی کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت عائشہ ابوسلمہ کی رضاعی خالہ ہیں اس لئے نہ ابوسلمہؓ سے پردہ تھا اور نہ رضاعی بھائی سے۔ یہ دونوں ان کے پاس حاضر ہوئے۔ رضاعی بھائی نے حضرت عائشہؓ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غسل کے بارے میں دریافت کیا۔ حضرت عائشہؓ نے عمل کر کے دکھایا۔ صحابۂ کرام کے زمانے میں عملی تعلیم کا رواج زیادہ تھا اور اس طرح مسئلہ زیادہ ذہن نشین ہو جاتا تھا۔ قولی تعلیم زیادہ اطمینان بخش نہیں ہوتی۔ حضرت عائشہؓ کا سر کا حصّہ پردے سے باہر تھا اور یہ دونوں حضرات دیکھ رہے تھے یہ دونوں محرم تھے۔ جسم کے باقی اعضاء جن کا چھپانا محرم سے بھی ضروری ہے، پردے ہی میں تھے۔

(۱۷۸) باب الغسل مرۃً واحدۃً حدیث میمونہؓ ترجمہ کا مقصد یہ ہے کہ فریضۂ غسل ایک مرتبہ پانی بہا لینے سے ادا ہو جاتا ہے، جس طرح وضو میں ایک مرتبہ پانی بہانا کافی ہے۔ تین کا عدد جن روایات میں ہے ان سے مراد صرف استیعاب اور تحصیلِ کمال ہے اور وہ جبھی ممکن ہے، کہ وقت اور پانی کی گنجائش ہو۔

امام بخاریؒ نے یہاں یہ اشارہ بھی کیا ہے کہ ابو داؤد کی روایت میں ہے، کہ شروع میں غسلِ جنابت سات بار تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم برابر اللہ تعالیٰ سے درخواست کرتے رہے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے صرف ایک بار کافی قرار دے دیا گیا۔ گویا امام بخاریؒ نے ثابت کیا ہے کہ اسلام کا وہ پہلا عمل منسوخ ہے اور آخر میں صرف ایک بار ہی غسلِ جنابت کافی رکھا گیا ہے۔

ابنِ بطال کہتے ہیں امام بخاریؒ کا ترجمہ ثم افاض علی جسدہ (۲۵۳) سے اس طرح ثابت ہوا کہ یہاں حضرت میمونہؓ نے کوئی عدد ذکر نہیں کیا اس لئے اسے کم سے کم تعداد (ایک مرتبہ پر) محمول کیا جائے گا۔ علّامہ سندھیؒ فرماتے ہیں ابنِ بطال کا یہ طریقِ استدلال صحیح نہیں۔ کیونکہ یہ تو واقعے کی حکایت ہے اور یہ معلوم نہیں کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایک بار غسل فرمایا یا اس سے زیادہ مرتبہ۔ اس لئے تکرارِ غسل بیان نہ کرنے کا مطلب یہ نہیں کہ غسل صرف ایک مرتبہ ہوا تھا۔ علّامہ سندھیؒ فرماتے ہیں دعویٰ تو یہ کیا گیا ہے کہ ادائے فرض کے لئے ایک بار غسل کرنا کافی ہے اور حدیث پیش کی گئی ہے حضرت میمونہؓ کی جس میں کسی عدد کا تعین نہیں۔ عدمِ ذکر سے عدمِ واقعہ پر استدلال درست نہیں کیونکہ حکایت تو واقعہ کے مطابق ہوتی ہے اور واقعہ کا کہیں علم نہیں۔

علّامہ سندھیؒ کا طریقِ تطبیق: ابنِ بطال کے برخلاف علامہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث و ترجمہ کی مطابقت کا ایک طریق بیان کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ حضرت میمونہؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے غسل کی پوری کیفیت بیان فرما رہی ہیں جیسے سیاقِ حدیث سے ظاہر ہے کہ ہاتھوں کو دھونے کی تعداد ذکر کی ہے۔ پانی بہانے کی تعداد ذکر نہیں

کی، اس لئے اس موقعے پر تعداد کا بیان نہ کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ پانی بہانے میں تکرار نہیں کیا گیا۔ بلکہ صرف ایک بار پانی بہانے پر اکتفا کیا گیا۔ غرضیکہ عدم ذکر سے عدم واقعہ پر استدلال نہیں بلکہ تکرار کے بیان کے موقع پر تکرار کے بیان سے سکوت اور خموشی اس بات کی دلیل ہے کہ واقعۃً بھی تکرار نہیں کیا گیا۔ اس لئے یہ سکوت محلِ بیان کا سکوت ہے اور محلِ بیان کا سکوت حُجت ہوا کرتا ہے۔

باب ۱۷۹ من بدأ بالحلاب او الطیب عند الغسل یہ ترجمہ امام بخاریؒ کے لئے بہت زیادہ اعتراضات کا سبب ہوا ہے۔

اس باب کی پہلی حدیث (۲۵۴) میں حضرت عائشہؓ بیان فرماتی ہیں کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم غسلِ جنابت فرماتے، حلاب کی طرح کی کوئی چیز منگواتے۔ اسے اپنی ہتھیلی میں لیتے غسل کی ابتدا سر مبارک کے داہنے حصے سے فرماتے پھر بائیں حصے کو لیتے اور دونوں ہتھیلیوں سے اپنے سر پر پانی ڈالتے۔

اسماعیلی کہتے ہیں کہ حدیث میں حِلاب کا لفظ ہے جس کا معنی دودھ کا برتن ہے لیکن امام بخاریؒ نے اسے کسی خوشبو کا نام سمجھا ہے۔ خطابی شارح ابو داؤد نے امام بخاریؒ پر یہ اعتراض کیا ہے کہ حِلاب اس برتن کو کہتے ہیں جس میں اونٹنی کا ایک وقت کا دودھ آجائے، لیکن امام بخاریؒ کو وہم ہوا اور انہوں نے حلاب سے وہ مُحلَب مراد لیا جو ہاتھ وغیرہ دھونے میں استعمال ہوتا ہے۔ حالانکہ حلاب کسی خوشبو کا نام نہیں۔

ابن قرقول ابن جوزی اور متعدد دوسرے حضرات نے بھی اس معاملے میں خطابی کی تائید کی ہے۔ ازہری امام لغت کہتے ہیں، کہ اصل روایت میں وہ لفظ نہیں جسے امام بخاریؒ نے پیش کیا ہے، بلکہ یہ راویوں کی تصحیف ہے اصل روایات جُلّاب (بضم الجیم وتشدید اللام) ہے یہ "گلاب" کا مُعرّب ہے جو اصل میں فارسی لفظ ہے چونکہ پہلے عام طور پر نقطہ لگانے کا رواج نہ تھا اس لئے راویوں نے حِلاب سمجھ لیا حالانکہ یہ درست نہیں۔

ابن اثیر نے ازہری کی تردید کی کہ جُلّاب روایۃً و درایۃً غلط ہے۔ روایۃً اس لئے کہ تمام روایات میں حِلاب ہی منقول ہے اور درایۃً وعقلاً اس لئے کہ غسل سے پہلے خوشبودار چیزیں استعمال نہیں کی جاتیں۔ بلکہ غسل کے بعد ان کا استعمال قرینِ قیاس ہے۔

ان اعتراضات کے علاوہ بہت سے حضرات نے مختلف اعتراضات کئے ہیں۔

حضرت شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں حلاب سے مراد مُحلَب بزور ہے یعنی بیجوں سے نکلا ہوا دودھ کہ چند اقسام کے بیج کوٹ کر ان کا دودھ نکالا ہوا ہو گا۔ اہل عرب عموماً اسے استعمال کرتے ہیں۔ (جیسے ملتان میں ملتانی مٹی کا استعمال ہے کہ بدن کی تطہیر وتنظیف کے لئے ایسا کیا جاتا ہے) بعض لوگ دہی کا استعمال کرتے ہیں بعض بھیڑ یا بکری کا دودھ بھی استعمال کرتے ہیں بعض لوگ خوشبودار گھاس کو پانی میں پکا کر استعمال کرتے ہیں حضرت شاہ صاحب کے نزدیک

کوئی برتن مراد نہیں ہے، بلکہ مطلب بزور مراد ہے اگر یہ لفظ ان معنوں میں مستعمل ہوتا ہے تو شاہ صاحب کا مفہوم سب سے بہتر ہے۔ امام بخاریؒ سے اعتراضات بخوبی رفع ہو جاتے ہیں۔

لیکن اگر حلاب کو دودھ کے برتن ہی کے معنی میں لیں تو ترجمہ کا مقصد یہ ہوگا کہ حلاب دودھ دھنی کو کہتے ہیں۔ اس میں چکناہٹ کے کچھ نہ کچھ اثرات باقی رہ جاتے ہیں۔ اگر اس برتن میں پانی بھرا جائے تو پانی کے اوپر ان چکنے اجزاء کے ترمرے صاف نظر آتے ہیں۔ اب اگر ایسے برتن میں پانی بھر کر غسل کیا جائے تو چونکہ اجزاء دہنیہ جسم اور بالوں کے نرم کرنے اور میل کو دور کرنے میں ممد و معاون ہوں گے، اس لئے ترجمے کا مقصد یہ ہوگا کہ غسل سے پہلے بدن کو صاف کرنے والی چیز کا استعمال کیا جائے۔ جیسے بعض لوگ صابن کو پانی میں پکا کر استعمال کرتے ہیں۔ اس صورت میں طیب سے مراد خوشبو یا عطریات نہ ہوں گے بلکہ اس کے لغوی معنی یعنی جسم کو صاف کرنے والی چیز ہوں گے۔ طیب کا استعمال اس معنی میں اور احادیث میں بھی آیا ہے۔ اس صورت میں من بدأ بالحلاب او الطیب میں او بمعنی واؤ ہوں گے۔ اور بخاریؒ کے بعض نسخوں میں یہاں واؤ بھی ہے۔ اگر او اصلی معنی میں ہو تو طیب سے مراد حلاب کے علاوہ ہر صاف کرنے والی چیز ہوں گے۔

سب سے آسان یہ ہے کہ حلاب سے مراد دودھ دہنی لیا جائے یعنی الماء فی الحلاب اور مقصد یہ ہو کہ امام صاحبؒ دونوں کی صحت بتا رہے ہوں کہ غسل میں دونوں طریقے صحیح ہیں ایک صورت یہ ہے کہ خوشبو اور عطریات کو غسل سے پہلے استعمال کیا جائے۔ دوسری صورت یہ ہے، کہ غسل کے بعد استعمال ہو۔ چنانچہ اس کی تائید میں ایک باب آگے آرہا ہے۔ (۱۸۷) من تطیب وبقی اثر الطیب بعد الغسل۔ حلاب سے مراد دودھ کے برتن کی طرح کا دوسرا برتن بھی مراد ہو سکتا ہے۔ اس صورت میں خوشبو مراد لینا ضروری نہ ہوگا۔

باب۱۷۵ المضمضة والاستنشاق فی الجنابة غسلِ جنابت میں کلی کرنے ناک میں پانی چڑھانے پر امام بخاریؒ نے مستقل باب قائم کر کے یہ ثابت کر دیا ہے، کہ ان کے ہاں مضمضہ واستنشاق کی وہ حیثیت نہیں جو وضو میں ہوتی ہے۔ احناف کے نزدیک بھی مضمضہ واستنشاق واجب ہے۔ علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے غسل جنابت میں مضمضہ و استنشاق کے وجوب کی ایک دلیل یہ بیان فرمائی ہے جو بڑی وقیع ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی ایسی روایت نہیں جس میں بالتصریح یہ منقول نہ ہو کہ آپؐ نے غسلِ جنابت میں مضمضہ و استنشاق کو ترک فرمایا ہو۔ اور کسی عمل پر حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا مواظبت اور ہمیشگی فرمانا اس بات کی دلیل ہے کہ وہ عمل واجب ہے۔ لہٰذا مضمضہ و استنشاق (کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا) غسلِ جنابت میں واجب ہوئے۔

اس باب کی پہلی حدیث (۲۵۵) میں مضمضہ واستنشاق کے علاوہ آخر میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ آنحضرت نے رومال یا تولیہ لینے سے انکار کیا۔ بعض احادیث میں رومال یا تولیہ کا استعمال بھی ثابت ہے۔ بہر حال آنحضرت صلی

اللہ علیہ وسلم نے استعمال فرماکر جواز ثابت کیا اور اس حدیث یا ان احادیث میں جہاں یہ الفاظ ہیں کہ آپ نے رومال یا تولیہ سے بدن مبارک صاف نہیں فرمایا یہ ثابت ہوا کہ ان چیزوں کا استعمال لازم نہیں ضرورت پر موقوف ہے۔ مثلاً گرمی کے موسم میں غیر ضروری ہے لیکن سردیوں میں شدید ضروری ہے۔

بابؔ مَسْحِ الْيَدِ بِالتُّرَابِ لِتَكُوْنَ أَنْقٰی ہاتھ کو مٹی پر رگڑنے کا بیان تاکہ وہ صاف ہو جائے۔

امام بخاریؒ نے جہاں ایسے ابواب وتراجم قائم کئے جن پر حدیث باب سے استدلال فرماتے ہیں، وہاں بعض ایسے ابواب وتراجم بھی قائم کئے ہیں جنہیں امام صاحب حدیث کو باب کے لئے شرح قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ یہ باب دوسری قسم کا ہے یعنی حدیث باب کے لئے بطور شرح کے ہے۔

اس صورت میں یہ اعتراض نہ ہوگا کہ ترجمہ مقید ہے اور حدیث باب عام ہے اور عام ومطلق چیز مقید کے لئے ثابت کرنے والی نہیں بن سکتی۔

بابؔ هَلْ يُدْخِلُ الْجُنُبُ يَدَهٗ فِي الْإِنَاءِ قَبْلَ الخ کیا جنبی اپنے ہاتھ کو دھونے سے پہلے برتن میں ڈال سکتا ہے جب کہ اس کے ہاتھ پر جنابت کے علاوہ اور کوئی ناپاکی نہ ہو؟ حضرت ابن عمر اور براء بن عازب نے غسل کے پانی میں اپنا ہاتھ ڈالا اور اسے دھویا نہ تھا پھر وضو فرمایا۔ حضرت ابن عمرؓ اور حضرت ابن عباسؓ نے ان چھینٹوں میں بھی کوئی مضائقہ نہیں سمجھا جو جنابت کے غسل سے اُڑیں۔

مقصد ترجمہ۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ اگر ہاتھ پر کوئی ظاہری نجاست لگی ہوئی نہ ہو تو بھی مناسب یہی ہے، کہ پہلے ہاتھ دھو لئے جائیں تاکہ نجاست کا وہم بھی نہ رہے اگر پانی میں یونہی ہاتھ ڈال دیئے جائیں تو بھی کوئی حرج نہیں یہی وجہ ہے کہ وہ حضرت ابن عمرؓ جیسے فقیہ صحابی کے عمل کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ وہ بن ہاتھ دھوئے پانی میں ہاتھ ڈال لیتے تھے۔ حضرت براء بن عازبؓ بھی ایسا ہی کرلیا کرتے تھے۔ امام صاحبؒ نے اس باب میں چار احادیث نقل کی ہیں:۔

پہلی روایت (٢٥٧) سے تو صرف یہ عیاں ہوتا ہے، کہ بغیر دھوئے ہاتھ پانی میں ڈالا لیکن اس میں یہ تصریح نہیں کہ یہ غسلِ جنابت تھا یا محض نظافت وبرودت کے حصول کے لئے غسل تھا لہٰذا **دوسری روایت** (٢٥٨) میں غسل جنابت کا صریح ذکر آگیا۔ **تیسری روایت** (٢٥٩) میں برتن اور غسلِ جنابت دونوں کا ذکر اکٹھا موجود ہے لیکن یہ معلوم نہ ہو سکا کہ پانی لینے کی کیا صورت تھی: آیا ہاتھ ڈال کر پانی لیتے یا برتن کو جھکا کر پانی لیتے یا کسی چھوٹے برتن کے ساتھ پانی نکالتے تھے۔ ساتھ ہی یہ شبہ رہ گیا کہ شاید حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی کوئی خصوصیت ہو جب کہ بعض اور جگہوں میں حضرت عائشہ کی خصوصیت بیان کی گئی ہے۔ لہٰذا **چوتھی روایت** (٢٦٠) میں امام صاحبؒ نے یہ شبہ زائل کر دیا۔ چوتھی روایت میں حضرت عائشہ کا ذکر نہیں۔ پانی لینے کی کوئی خاص صورت

اس میں مذکور نہیں۔ امام بخاریؒ یہ ثابت کر رہے ہیں کہ یہ سب روایات علی الاطلاق ہیں۔ کسی میں کوئی حصہ معلوم ہوا اور کسی میں کوئی جز۔ بہرحال یہ تمام روایات غسلِ جنابت ہی سے متعلق ہیں۔ پانی لینے کی خواہ کوئی بھی صورت ہو اگر ہاتھ پر ظاہری نجاست نہیں تو ہاتھ ڈالنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ بلکہ حضرت ابن عمرؓ اور حضرت ابن عباسؓ نے ان چھینٹوں میں بھی کوئی قباحت نہیں دیکھی جو جنابت کے غسل میں اڑیں۔

وَقَوْلِ اللهِ تعالىٰ وَإِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوا وَإِنْ كُنْتُمْ مَّرْضَىٰ أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ أَوْ جَاءَ أَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَائِطِ أَوْ لَامَسْتُمُ النِّسَاءَ فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوا بِوُجُوهِكُمْ وَأَيْدِيكُمْ مِّنْهُ مَا يُرِيدُ اللهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّلٰكِنْ يُّرِيدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ

اور اللہ تعالیٰ نے (سورۂ مائدہ میں) فرمایا وَإِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا... تَشْكُرُونَ اور اگر تم کو جنابت ہو تو خوب اچھی طرح پاک ہو لو۔ بیمار ہو یا حالت سفر میں ہو، یا تم میں سے کوئی شخص تنتے سے آیا ہو یا تم نے بیبیوں سے قربت کی ہو، پھر تم کو پانی نہ ملے تو تم پاک زمین سے تیمم کر لیا کرو یعنی اپنے چہروں اور ہاتھوں پر ہاتھ پھیر لیا کرو۔ اس زمین سے اللہ تعالیٰ کو یہ منظور نہیں کہ تم پر کوئی تنگی ڈالے لیکن اللہ تعالیٰ کو یہ منظور ہے کہ تم کو پاک صاف رکھے اور یہ کہ تم پر اپنی نعمت پوری کرے تاکہ تم شکر ادا کرو۔

وَقَوْلِهٖ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَأَنْتُمْ سُكَارٰى حَتّٰى تَعْلَمُوا مَا تَقُولُونَ وَلَا جُنُبًا إِلَّا عَابِرِي سَبِيلٍ حَتّٰى تَغْتَسِلُوا وَإِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰى أَوْ عَلٰى سَفَرٍ أَوْ جَاءَ أَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَائِطِ أَوْ لَامَسْتُمُ النِّسَاءَ فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوا بِوُجُوهِكُمْ وَأَيْدِيكُمْ إِنَّ اللهَ كَانَ عَفُوًّا غَفُورًا۔

اور (سورۂ نساء میں) فرمایا يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا.... غَفُورًا اے ایمان والو تم نماز کے پاس بھی ایسی حالت میں مت جاؤ کہ تم نشہ میں ہو یہاں تک کہ تم سمجھنے لگو کہ منہ سے کیا کہتے ہو۔ اور حالتِ جنابت میں بھی، باستثناء تمہارے مسافر ہونے کی حالت کے، یہاں تک کہ غسل کر لو۔ اور اگر تم بیمار ہو، یا حالتِ سفر میں ہو، یا تم میں سے کوئی شخص استنجے سے آیا ہو، یا تم نے بیبیوں سے قربت کی ہو، پھر تم کو پانی نہ ملے تو تم پاک زمین سے تیمم کر لیا کرو۔ اپنے چہروں اور ہاتھوں پر ہاتھ پھیر لیا کرو۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ بہت معاف کرنے والا بڑا بخشنے والا ہے۔[1]

---

[1] ان دونوں آیتوں سے امام بخاری نے یہ بیان کیا کہ غسل کی فرضیت قرآن سے ثابت ہے ۱۲ منہ۔

باب ١٧٤ الْوُضُوْءِ قَبْلَ الْغُسْلِ

باب غسل سے پہلے وضو کرنا۔

۲۴۴ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ بَدَاَ فَغَسَلَ يَدَيْهِ ثُمَّ يَتَوَضَّاُ كَمَا يَتَوَضَّاُ لِلصَّلٰوةِ ثُمَّ يُدْخِلُ اَصَابِعَهٗ فِي الْمَآءِ فَيُخَلِّلُ بِهَآ اُصُوْلَ الشَّعْرِ ثُمَّ يَصُبُّ عَلٰى رَاْسِهٖ ثَلٰثَ غُرَفٍ بِيَدَيْهِ ثُمَّ يُفِيْضُ الْمَآءَ عَلٰى جِلْدِهٖ كُلِّهٖ۔

(از عبداللہ بن یوسف از مالک از ہشام از والدش عروہ حضرت عائشہؓ (زوجہ مطہرہ) سے روایت ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب غسلِ جنابت[۱] فرماتے تو شروع میں اپنے دونوں ہاتھ دھوتے۔ پھر وضو فرما لیتے۔ جیسے نماز کا وضو ہوتا ہے۔ پھر اپنی انگلیاں پانی میں ڈالتے اور بالوں کی جڑوں کا خلال[۲] کرتے پھر اپنے سر پر ہاتھوں سے تین چلو پانی ڈالتے پھر پورے بدن پر پانی بہاتے۔

۲۴۵ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ سَالِمِ بْنِ اَبِي الْجَعْدِ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ مَيْمُوْنَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ تَوَضَّاَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وُضُوْءَهٗ لِلصَّلٰوةِ غَيْرَ رِجْلَيْهِ وَغَسَلَ فَرْجَهٗ وَمَا اَصَابَهٗ مِنَ الْاَذٰى ثُمَّ اَفَاضَ عَلَيْهِ الْمَآءَ ثُمَّ نَحّٰى رِجْلَيْهِ فَغَسَلَهُمَا هٰذِهٖ غُسْلُهٗ مِنَ الْجَنَابَةِ

(از محمد بن یوسف از سفیان از اعمش از سالم بن ابی الجعد از کریب از ابن عباس، حضرت میمونہؓ زوجہ مطہرہ، فرماتی ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غسلِ جنابت کے لئے وضو فرمایا۔ صرف دونوں پاؤں نہیں دھوئے، اپنی شرم گاہ اور اس کی آلائش کو دھویا پھر اپنے اوپر پانی بہایا۔ پھر دونوں پاؤں سرکا کر انہیں دھویا[۳]۔ آپ کا غسلِ جنابت یہی تھا[۴]۔

۱ غسل یہ ہے کہ سارا بدن پانی سے تر کرلے ایسا کرنے سے فرض ادا ہو جاتا ہے لیکن مسنون طریقہ غسل کا یہ ہے کہ پہلے وضو کرے امام بخاری نے اس باب میں اسی کو بیان کیا ۱۲ منہ ۲ تخلیل شعر (بالوں میں انگلیوں سے خلال کرنا) غسل میں ضروری ہے اور وضو میں سنت یا مستحب ہے ۳ یہی مسنون غسل ہے اگر آدمی اسراف نہ کرے تو ایک صاع پانی میں بخوبی پورا ہو جاتا ہے ۱۲ منہ ۴ اس (باقی اگلے صفحہ)

بَابُ ۱۷۵ غُسْلِ الرَّجُلِ مَعَ امْرَأَتِهٖ

باب مرد کا اپنی بیوی کے ساتھ غسلِ جنابت کرنا۔

۲۴۶ حَدَّثَنَا اٰدَمُ بْنُ اَبِیْ اِیَاسٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ ذِئْبٍ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ اَغْتَسِلُ اَنَا وَالنَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اِنَاءٍ وَّاحِدٍ مِّنْ قَدَحٍ يُقَالُ لَهُ الْفَرَقُ۔

(از آدم بن ابی ایاس، از ابن ابی ذئب، از زھری، از عروہ) عائشہؓ فرماتی ہیں میں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دونوں ایک ہی برتن سے غسل کرتے۔ وہ برتن ایک قدح ہوتا ہے، جسے فرق کہا جاتا ہے[۱] (فرق ہمارے ملک کے حساب سے سات سیر کا ہوتا ہے)

بَابُ ۱۷۶ الْغُسْلِ بِالصَّاعِ وَنَحْوِهٖ

باب صاع اور اس طرح کے دوسرے برتنوں سے غسل کرنا۔

۲۴۷ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبُوْ بَكْرِ بْنُ حَفْصٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا سَلَمَةَ يَقُوْلُ دَخَلْتُ اَنَا وَاَخُوْ عَائِشَةَ عَلٰی عَائِشَةَ فَسَاَلَهَا اَخُوْهَا عَنْ غُسْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَدَعَتْ بِاِنَاءٍ نَّحْوٍ مِّنْ صَاعٍ فَاغْتَسَلَتْ وَاَفَاضَتْ عَلٰی رَأْسِهَا وَبَيْنَنَا وَبَيْنَهَا حِجَابٌ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ يَزِيْدُ بْنُ هٰرُوْنَ وَبَهْزٌ وَّالْجُدِّیُّ عَنْ شُعْبَةَ قَدْرِ صَاعٍ۔

(از عبداللہ بن محمد، از عبدالصمد، از شعبہ، از ابوبکر بن حفص) ابوسلمہؓ[۲] فرماتے ہیں کہ میں اور حضرت عائشہؓ کے بھائی آپ کے پاس گئے اور انکے بھائی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غسل کے متعلق دریافت کیا، تو انہوں نے ایک صاع پانی منگا کر غسل کیا اور اپنے سر پر پانی ڈالا۔ ہمارے اور حضرت عائشہؓ کے درمیان ایک پردہ پڑا ہوا تھا[۳]۔ ابوعبداللہ بخاری کہتے ہیں بہز (بن اسد) اور جُدّی (عبدالملک) بن ابراہیم نے بھی اس حدیث کو شعبہ سے روایت کیا، اس میں یہ لفظ ہے "صاع کی مقدار پانی"۔[۴]

(بقیہ) غسل میں وضو بھی ادا ہو جاتا ہے اب اس کے بعد نماز کے لئے پھر وضو کرنا ضروری نہیں ہے ۱۲ [۱] فرق دو صاع کا ہوتا ہے بعضوں نے کہا سولہ رطل کا یعنی تین صاع کا کیونکہ ایک صاع پانچ رطل اور تہائی رطل کا ہوتا ہے ہمارے ملک کے حساب سے فرق تخمیناً سات سیر کا ہوگا۔ اس حدیث سے یہ نکلا کہ عورت کو اپنے مرد کی اور مرد کو اپنی عورت کی شرم گاہ دیکھنا درست ہے ۱۲ منہ [۲] یہ ابوسلمہ حضرت عائشہؓ کے رضاعی بھانجے تھے بعضوں نے کہا حضرت عائشہ کے بھائی سے کثیر بن عبداللہ کوفی مراد ہیں بہر حال دونوں حضرت عائشہ کے محرم تھے اس لئے انہوں نے ان کے سامنے غسل کیا پردہ ڈال کر اور ان لوگوں نے حضرت عائشہ کا سر اور اوپر کا بدن دیکھا جو محرم کو دیکھنا درست ہے ۱۲ منہ [۳] حضرت عائشہ نے خود نہا کر ان کو غسل کی تعلیم دی یہ تعلیم کا اچھا طریقہ ہے کہ کام کر کے دکھانا ۱۲ منہ [۴] اس حدیث پر منکرین حدیث نے (باقی اگلے صفحے پر)

(بقیہ) بہت سے دے کی ہے کہ ام المومنین ایسا نہیں کر سکتی تھیں۔ دیکھنا یہ ہے کہ بھائی سے تو کپڑے پہن کر پردہ نہیں ہوتا۔ اور حدیث میں کپڑے اتارنے کے الفاظ نہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ ام المومنین نے کپڑے پہن کر پانی بہایا بتانا یہ تھا کہ اس طرح غسلِ نبوی ہوتا تھا۔ اور ابو سلمہ بھی آپ کے یعنی ام المومنین کے محرم تھے یعنی رضائی بھانجے۔ بعض کہتے ہیں کہ بھائی سے مراد کثیر بن عبداللہ ہیں مگر وہ بھی محرم ہی تھے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ ان کا دریافت کرنا خاص طور پر اس مقصد کے لئے ہو کہ ام المومنین کے چونکہ دونوں محرم تھے انہوں نے عملی طور پر معلوم کرنا چاہا ہو اور جہاں عملی تعلیم سے شرعاً کوئی امر مانع نہ ہو وہاں دین کی تعلیم کے لئے عملی تعلیم کی اجازت کب قبیح ہے؟ نیز ام المومنین کے لباس کے علاوہ حجاب کا مزید ذکر ہے۔ اس سے صاف واضح ہوتا ہے کہ اس عمل میں ذرا بھر بھی خلافِ شرع کوئی بات نہیں۔ دونوں سائلین نے صرف ام المومنین کا سر اور اوپر کا بدن دیکھا۔ جہاں تک وضو کے ارکان کا تعلق ہے وہ بھی ایسے اعضاء ہیں جو محرم کے سامنے کھولے جا سکتے ہیں یعنی سر اور دونوں ہاتھ اور منہ پاؤں وغیرہ۔ تو جب وضو کے اعضاء دیکھنے کی ممانعت نہیں تو غسل میں جہاں تک حجاب کا تعلق ہے وہاں حجاب تھا، جہاں تک محرم کے سامنے اعضاء روزمرہ دیکھنے کا تعلق ہے، وہاں دونوں سائلوں نے ان اعضائے وضو کو دیکھا۔ اب اس میں کیا چیز خلافِ شرع ہے؟ پھر یہ بھی ممکن ہے کہ ابو سلمہؓ نے ام المومنینؓ کے الفاظ سنے ہوں اور سر بھی صرف ام المومنینؓ کے بھائی نے دیکھا ہو۔ نیز یہ بھی خالی از امکان نہیں کہ دونوں سائل حضرات نے صرف الفاظ سنے ہوں اور ان کی نگاہیں دوسری طرف ہوں۔ مقصد اشارۃً تعلیم حاصل کرنے کا تھا۔ حضرت عائشہؓ نے خود نہا کر انہیں غسل کی تعلیم دی یہ تعلیم کا اچھا طریقہ ہے۔ خود کر کے دکھایا، جن اعضاء کو محرم کے سامنے دکھانے کی شرعاً اجازت ہے یعنی اعضائے وضو سر اور رُخ اور ہاتھ پاؤں انہیں دکھایا اور باقی بدن سے حجاب، تو اس کا تو روایت میں بھی حجاب کے لفظ سے ذکر آ گیا۔ خیر القرون انتہائی شرافت و شریعت اور حیا و سادگی کا زمانہ تھا۔ اس وقت کی اس بات کے متعلق شیعی اور اسرائیلی اعتراضات نے کیا رنگ اختیار کیا ہے؟ لیکن اعتراض کرنے والوں نے اس دَور کی اپنی خباثتوں کا اگرچہ زبان سے ذکر نہیں کیا لیکن ان کا عمل ہر شخص کے سامنے ہے کہ ان کے ہاں پردہ کوئی اصطلاح ہے بھی سہی یا نہیں؟ نیز ان اعتراضات سے خود یہ بات بھی واضح ہوتی ہے کہ معترضین کے ہاں سادگی، حیا اور شرافت کا وجود ہی نہیں کہ گھر میں محرم لوگوں کے متعلق بھی اس قسم کے بناوٹی اعتراض کئے جا سکتے ہیں؟ حالانکہ ایک حدیث میں یہ بات واضح ہے کہ حضرت عائشہؓ اور حضرت میمونہؓ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں عبداللہ ابنِ ام مکتومؓ صحابی تشریف لائے جو نابینا تھے۔ تو آپ نے دونوں اُمّ المومنین کو پردہ کا حکم فرمایا۔ جس سے یہ بات واضح ہے کہ غیر محرم اگر نابینا ہو تو بھی اسے غیر محرم عورتیں نہ دیکھیں، حضرت عائشہ کو یہ واقعہ بوقتِ غسل معلوم ہو گا، لیکن اس کے ساتھ محرم کے متعلق بھی شرعاً اتنی اجازت آتی ہے۔ چنانچہ حضرت ابنِ عباسؓ فرماتے ہیں ایک رات میں اپنی خالہ میمونہؓ ام المومنین کے ہاں ٹھہرا میں بچھونے کے عرض میں لیٹ گیا اور آنحضرتؐ اور آپؐ کی اہلیہ اُمّ المومنین حضرت میمونہؓ طول میں آرام فرما ہوئے۔ نصف شب میں آنحضرتؐ بیدار ہوئے تو وضو کر کے نماز میں مصروف ہوئے۔ ابنِ عباس فرماتے ہیں میں بھی وضو کر کے آپؐ کے ساتھ نماز کے لئے کھڑا ہو گیا۔ مانا کہ ابنِ عباسؓ لڑکے تھے لیکن آنحضرتؐ نے ان کے لئے الگ بستر کا اہتمام نہیں کیا، نماز میں ابنِ عباسؓ آپ کے بائیں طرف تھے۔ (باقی اگلے صفحہ پر)

۲۴۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا یَحْیَی ابْنُ اٰدَمَ قَالَ حَدَّثَنَا زُھَیْرٌ عَنْ اَبِیْ اِسْحَاقَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْجَعْفَرٍ اَنَّہٗ کَانَ عِنْدَ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ ھُوَ وَاَبُوْہُ وَعِنْدَہٗ قَوْمٌ فَسَاَلُوْہُ عَنِ الْغُسْلِ فَقَالَ یَکْفِیْکَ صَاعٌ فَقَالَ رَجُلٌ مَّا یَکْفِیْنِیْ فَقَالَ جَابِرٌ کَانَ یَکْفِیْ مَنْ ھُوَ اَوْفٰی مِنْکَ شَعَرًا وَّخَیْرًا مِّنْکَ ثُمَّ اَمَّنَا فِیْ ثَوْبٍ۔

(از عبداللہ بن محمد، از یحییٰ بن آدم، از زہیر، از ابواسحاق) ابوجعفر (امام باقرؒ) فرماتے ہیں کہ وہ اور ان کے والد حضرت جابر بن عبداللہ کے پاس بیٹھے تھے اور بھی لوگ موجود تھے، لوگوں نے جابر سے غسل کے متعلق سوال کیا، حضرت جابر نے فرمایا ایک صاع پانی کافی ہے، ایک شخص بولا "مجھے اتنا پانی کافی نہیں" جابر بولے جس کے بال تم سے زیادہ تھے اسے بھی ایک صاع پانی کافی ہوتا تھا اور وہ ہر حیثیت میں تم سے بہتر تھے یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔ اس کے بعد جابرؓ نے ایک کپڑا پہن کر امامت کی[1]۔

۲۴۹۔ حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَیْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُیَیْنَۃَ عَنْ عَمْرٍو عَنْ جَابِرِ بْنِ زَیْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَمَیْمُوْنَۃَ کَانَا یَغْتَسِلَانِ مِنْ اِنَاءٍ وَّاحِدٍ قَالَ اَبُوْعَبْدِ اللّٰہِ کَانَ ابْنُ عُیَیْنَۃَ یَقُوْلُ اَخِیْرًا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ مَّیْمُوْنَۃَ وَالصَّحِیْحُ مَا رَوٰی اَبُوْنُعَیْمٍ۔

(از ابونعیم از ابن عیینہ از عمرو از جابر بن زید) ابن عباس فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور اُمّ المومنین میمونہؓ دونوں ایک ہی برتن سے غسل فرماتے تھے[2]، امام بخاریؒ کہتے ہیں کہ ابن عُیینہ اپنی اخیر عمر میں از ابن عباسؓ از میمونہؓ[3] روایت کرتے تھے اور صحیح وہ ہے جو ابونعیم نے روایت کی۔

بَابٌ مَّنْ اَفَاضَ عَلٰی رَاْسِہٖ ثَلَاثًا

باب سر پر پانی تین بار بہانا۔

۲۵۰۔ حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَیْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا زُھَیْرٌ عَنْ اَبِیْ اِسْحَاقَ قَالَ حَدَّثَنِیْ سُلَیْمَانُ بْنُ صُرَدٍ

(از ابونعیم از زہیر از ابواسحاق از سلیمان بن صُرد) جُبیر بن مُطعم کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں

(بقیہ) آپؐ نے دائیں طرف کر دیا اس سے بھی یہ واضح ہوتا ہے، کہ ابن عباسؓ اس وقت نماز کی عمر میں تھے تبھی تو آپ نے یہ اہتمام کیا، کہ بائیں جانب سے ہٹا کر دائیں طرف کر لیا تاکہ نماز صحیح ہو اور نماز کی تعلیم صحیح ملے۔ یہاں اعتراض کرنے والے کیوں خاموش ہیں کہ میاں بیوی کے بستر پر عرض کی جانب ابن عباسؓ کیوں لیٹے۔ معلوم ہوا جو سادگی، حیا و شرافت اور شریعت یہاں تھی، وہی حضرت عائشہؓ ابوسلمہؓ اور اخو عائشہ کے واقعۂ غسل میں ہے۔ [1] حضرت جابرؓ نے معترض یعنی حسن بن محمد بن علی کو سختی سے جھاڑا۔ معلوم ہوا کہ حدیث کے خلاف جو کوئی جھگڑا کرے اسے سختی سے جھاڑنا چاہیے۔ ایک کپڑے میں امامت کا بیان کتاب الصلوۃ میں وضاحت سے آئے گا۔ [2] برتن سے مراد وہی فرق ہے جو اگلی حدیث میں گزرا یہ برتن اس زمانے میں مشہور و معروف ہو گا جس میں ایک صاع پانی سماتا ہو گا اور اس طرح سے اس حدیث کی مناسبت ترجمہ باب سے پیدا ہو گی ۱۲ منہ [3] تو گویا یہ حدیث میمونہؓ کی مسند ٹھہری نہ ابن عباسؓ کی لیکن اوائل میں سفیان نے اس کو ابن عباسؓ کی مسند قرار دیا جیسے ابونعیم نے روایت کیا دارقطنی نے بھی کہا کہ یہی صحیح ہے ۱۲ منہ۔

قَالَ حَدَّثَنِیْ جُبَیْرُ بْنُ مُطْعِمٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَمَّا اَنَا فَاُفِیْضُ عَلٰی رَاْسِیْ ثَلَاثًا وَّ اَشَارَ بِیَدَیْہِ کِلْتَیْہِمَا۔

اپنے سر پر تین چلو پانی بہاتا ہوں۔ آپ نے اپنے دونوں ہاتھوں سے اشارہ کر کے غسل کا عمل بتایا[1]۔

۲۵۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَۃُ عَنْ مِخْوَلِ بْنِ رَاشِدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِیٍّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُفْرِغُ عَلٰی رَاْسِہٖ ثَلَاثًا۔

(از محمد بن بشار از غندر از شعبہ از مخول بن راشد از محمد بن علی) جابر بن عبداللہ فرماتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم تین بار اپنے سر مبارک پر پانی ڈالتے تھے۔

۲۵۲۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَیْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرُ بْنُ یَحْیَی بْنِ سَامٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبُوْ جَعْفَرٍ قَالَ قَالَ لِیْ جَابِرٌ اَتَانِی ابْنُ عَمِّکَ[2] یُعَرِّضُ بِالْحَسَنِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَنَفِیَّۃِ قَالَ کَیْفَ الْغُسْلُ مِنَ الْجَنَابَۃِ فَقُلْتُ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَاْخُذُ ثَلَاثَ اَکُفٍّ فَیُفِیْضُہَا عَلٰی رَاْسِہٖ ثُمَّ یُفِیْضُ عَلٰی سَائِرِ جَسَدِہٖ فَقَالَ لِیَ الْحَسَنُ اِنِّیْ رَجُلٌ کَثِیْرُ الشَّعْرِ فَقُلْتُ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَکْثَرَ مِنْکَ شَعْرًا۔

(از ابو نعیم از معمر بن یحییٰ بن سام) ابو جعفر کہتے ہیں مجھ سے جابر نے کہا کہ تمہارے چچا کے بیٹے حسن بن محمد بن حنفیہ نے مجھ سے غسل جنابت کے متعلق سوال کیا۔ میں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تین چلو اپنے سر پر پانی بہاتے تھے پھر اپنے پورے بدن پر پانی ڈالتے تھے۔ حسن کہنے لگے میں تو بہت بالوں والا آدمی ہوں۔ میں نے کہا آنحضرت کے بال تم سے بھی زیادہ تھے[3]۔

بَابُ[۱۷۸] الْغُسْلِ مَرَّۃً وَّاحِدَۃً۔ باب ایک ہی بار نہانا۔

(مندرجہ ذیل حدیث میں ایک بار کی صراحت نہیں مگر مطلق پانی بہانا مذکور ہے، جو ایک ہی بار پر محمول ہوگا۔ اور اس سے ترجمہ باب نکل آیا۔)

۲۵۳۔ حَدَّثَنَا مُوْسَی بْنُ اِسْمٰعِیْلَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ سَالِمِ بْنِ اَبِیْ

(از موسیٰ بن اسمٰعیل از عبدالواحد از اعمش از سالم بن ابی الجعد از کریب) ابن عباس کہتے ہیں حضرت میمونہؓ نے فرمایا میں

[1] ابو نعیم نے مستخرج میں نکالا کہ لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جنابت کے غسل کا ذکر کیا صحیح مسلم میں ہے کہ انہوں نے جھگڑا کیا تب آپ نے یہ حدیث بیان فرمائی کہ میں تو اس طرح کرتا ہوں یعنی دونوں ہاتھوں سے تین بار پانی لے کر سر پر ڈالتا ہوں ۱۲ منہ [2] مجازاً کہا در اصل وہ اُن کے باپ یعنی امام زین العابدین کے چچازاد بھائی تھے کیونکہ محمد بن حنفیہ امام حسنؓ اور امام حسینؓ کے بھائی تھے جو حسن کے باپ ہیں جنہوں نے جابرؓ سے یہ مسئلہ پوچھا تھا ۱۲ منہ [3] آپ کو یہ تین بار سر پر پانی ڈالنا کافی ہو جاتا تھا تم کو کیوں نہیں کافی ہوگا ۱۲ منہ۔

الْجَعْدِ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَتْ مَيْمُونَةُ وَضَعْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَاءً لِلْغُسْلِ فَغَسَلَ يَدَيْهِ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا ثُمَّ أَفْرَغَ عَلَى شِمَالِهِ فَغَسَلَ مَذَاكِيرَهُ ثُمَّ مَسَحَ يَدَهُ بِالْأَرْضِ ثُمَّ مَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ وَغَسَلَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ ثُمَّ أَفَاضَ عَلَى جَسَدِهِ ثُمَّ تَحَوَّلَ مِنْ مَكَانِهِ فَغَسَلَ قَدَمَيْهِ۔

نے آنحضرتؐ کے لئے غسل کا پانی رکھا، آپ نے اپنے دونوں ہاتھ دھوئے، دو یا تین بار، پھر اپنے بائیں ہاتھ پر پانی ڈالا اور مقام ستر کو دھویا پھر اپنے ہاتھ کو زمین پر رگڑا۔ پھر کلی کی، ناک میں پانی ڈالا، منہ اور دونوں ہاتھ دھوئے، پھر اپنے بدن پر پانی بہا دیا (ایک ہی بار) پھر ذرا ہٹ کر اپنے دونوں پاؤں مبارک دھوئے۔

بَابُ ۱۷۹ مَنْ بَدَأَ بِالْحِلَابِ أَوِ الطِّيبِ عِنْدَ الْغُسْلِ۔

باب حلاب یا خوشبو سے غسل شروع کرنا۔ اس باب میں صرف حلاب جو عرب میں دودھ دوہنے کا برتن ہے، ثابت ہوتا ہے، اور اسی سے ترجمہ باب نکل آیا۔ خوشبو کے لئے آئندہ باب آئے گا جس میں ہے کہ خوشبو لگائی پھر ہمبستری کی پھر غسل کیا گویا اس میں خوشبو غسل سے پہلے ثابت ہو جاتی ہے۔

۲۵۴۔ **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ حَنْظَلَةَ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ دَعَا بِشَيْءٍ نَحْوَ الْحِلَابِ فَأَخَذَ بِكَفِّهِ فَبَدَأَ بِشِقِّ رَأْسِهِ الْأَيْمَنِ ثُمَّ الْأَيْسَرِ فَقَالَ بِهِمَا عَلَى وَسَطِ رَأْسِهِ۔

(از محمد بن مثنیٰ از ابو عاصم از حنظلہ از قاسم) عائشہؓ فرماتی ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب غسلِ جنابت کرنے لگتے حِلاب کے برابر کوئی برتن منگواتے۔ پھر پانی کا چلو لیتے پھر سر کے دائیں حصہ پر ڈالتے پھر بائیں حصہ پر پھر درمیان سر پانی ڈالتے۔

بَابُ ۱۸۰ الْمَضْمَضَةِ وَالْاِسْتِنْشَاقِ فِي الْجَنَابَةِ۔

باب غسلِ جنابت میں کلی کرنا، ناک میں پانی ڈالنا۔

حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِي سَالِمٌ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ حَدَّثَتْنَا مَيْمُونَةُ قَالَتْ صَبَبْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غُسْلًا فَأَفْرَغَ بِيَمِينِهِ عَلَى يَسَارِهِ فَغَسَلَهُمَا ثُمَّ غَسَلَ فَرْجَهُ ثُمَّ قَالَ بِيَدِهِ عَلَى

(از عمر بن حفص بن غیاث از والدش از اعمش از سالم از کریب) ابن عباس کہتے ہیں حضرت میمونہؓ نے فرمایا میں نے آنحضرتؐ کے لئے غسل کا پانی (برتن میں) ڈالا، آپ نے اپنے دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ پر پانی ڈالا اور دونوں ہاتھ دھوئے، پھر مقامِ ستر دھویا پھر اپنا ہاتھ زمین پر مارا اور مٹی سے رگڑا پھر پانی سے دھویا۔ پھر کلی کی، ناک میں پانی ڈالا پھر اپنا منہ دھویا اور اپنے

الْاَرْضِ فَمَسَحَهَا بِالتُّرَابِ ثُمَّ غَسَلَهَا ثُمَّ مَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهٗ وَاَفَاضَ عَلٰى رَأْسِهٖ ثُمَّ تَنَحّٰى فَغَسَلَ قَدَمَيْهِ ثُمَّ اُتِيَ بِمِنْدِيْلٍ فَلَمْ يَنْفُضْ بِهَا۔

سر پر پانی بہایا پھر وہاں سے ہٹ کر اپنے دونوں پاؤں دھوئے۔ پھر رومال لایا گیا۔ مگر آپ نے اس سے نہیں پونچھا۔

بَابُ ۱۸۱ مَسْحِ الْيَدِ بِالتُّرَابِ لِتَكُوْنَ اَنْقٰى۔

باب خوب صاف کرنے کے لئے مٹی سے ہاتھ اگڑ کر دھونا۔

۲۵۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الزُّبَيْرِ الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ سَالِمِ بْنِ اَبِي الْجَعْدِ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ مَيْمُوْنَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ فَغَسَلَ فَرْجَهٗ بِيَدِهٖ ثُمَّ دَلَكَ بِهَا الْحَآئِطَ ثُمَّ غَسَلَهَا ثُمَّ تَوَضَّاَ وُضُوْءَهٗ لِلصَّلٰوةِ فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ غُسْلِهٖ غَسَلَ رِجْلَيْهِ۔

(از عبداللہ بن زبیر حمیدی از سفیان، از اعمش، از سالم بن ابی الجعد از کریب از ابن عباس) حضرت میمونہؓ فرماتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے غسلِ جنابت کیا، مقام ستر اپنے بائیں ہاتھ سے دھویا پھر وہی ہاتھ دیوار پر رگڑ دیا پھر اسے دھویا۔ پھر وضو مثل وضوئے صلوٰۃ کیا۔ پھر بعد فراغت از غسل دونوں پاؤں دھوئے۔

بَابُ ۱۸۲ هَلْ يُدْخِلُ الْجُنُبُ يَدَهٗ فِي الْاِنَآءِ قَبْلَ اَنْ يَغْسِلَهَا اِذَا لَمْ يَكُنْ عَلٰى يَدِهٖ قَذَرٌ غَيْرُ الْجَنَابَةِ

وَاَدْخَلَ ابْنُ عُمَرَ وَالْبَرَآءُ بْنُ عَازِبٍ يَدَهٗ فِي الطَّهُوْرِ وَلَمْ يَغْسِلْهَا ثُمَّ تَوَضَّاَ وَلَمْ يَرَ ابْنُ عُمَرَ وَابْنُ عَبَّاسٍ بَأْسًا بِمَا يَنْتَضِحُ مِنْ غُسْلِ الْجَنَابَةِ۔

باب حالتِ جنب میں بغیر دھوئے کسی شے میں ہاتھ ڈالنا جب کہ ہاتھ پر نجاست نہ لگی ہو۔

حضرت ابن عمرؓ اور براء بن عازب نے اپنا ہاتھ بغیر دھوئے برتن میں ڈال دیا پھر وضو کیا۔ ابن عمرؓ اور ابن عباسؓ غسلِ جنابت کے چھینٹے اُڑنے اور پانی کے برتن میں پڑنے میں قباحت نہیں سمجھتے تھے۔

۲۵۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا اَفْلَحُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ اَغْتَسِلُ اَنَا وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اِنَآءٍ وَّاحِدٍ تَخْتَلِفُ اَيْدِيْنَا فِيْهِ۔

(از عبداللہ بن مسلم از افلح بن حمید از قاسم) عائشہؓ فرماتی ہیں میں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی برتن سے غسل کرتے تھے باری باری ہمارے ہاتھ برتن میں پڑتے۔

۲۵۸۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ غَسَلَ يَدَهُ۔

(از مسدد از حماد از ہشام بن عروہ از والدش) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب غسلِ جنابت فرماتے، تو پہلے اپنا ہاتھ دھوتے۔

۲۵۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ حَفْصٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ مِنْ جَنَابَةٍ وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ مِثْلَهُ۔

(از ابو الولید از شعبہ از ابو بکر بن حفص از عروہ) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں میں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی برتن سے غسلِ جنابت کرتے۔ عبد الرحمٰن بن قاسم از والدش از حضرت عائشہ رضی یہی روایت کرتے ہیں۔

۲۶۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَبْرٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمَرْأَةُ مِنْ نِسَائِهِ يَغْتَسِلَانِ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ زَادَ مُسْلِمٌ وَوَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ عَنْ شُعْبَةَ مِنَ الْجَنَابَةِ۔

(از ابو الولید از شعبہ از عبد اللہ بن عبد اللہ بن جبر) انس بن مالک فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی ایک زوجۂ مطہرہ دونوں ایک ہی برتن سے بیک وقت غسل فرماتے۔ مسلم اور وہب بن جریر نے شعبہ سے مِنَ الْجَنَابَةِ کا لفظ اضافہ کیا ہے (یعنی غسلِ جنابت۔)

بَابُ ۱۸۳ مَنْ أَفْرَغَ بِيَمِينِهِ عَلَى شِمَالِهِ فِي الْغُسْلِ۔

باب غسل میں دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ پر پانی ڈالنا۔

۲۶۱۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ سَالِمِ ابْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ مَيْمُونَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ قَالَتْ وَضَعْتُ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غُسْلًا وَسَتَرْتُهُ فَصَبَّ عَلَى يَدِهِ فَغَسَلَهَا مَرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ قَالَ سُلَيْمَانُ لَا أَدْرِي أَذَكَرَ الثَّالِثَةَ أَمْ لَا ثُمَّ أَفْرَغَ بِيَمِينِهِ عَلَى شِمَالِهِ فَغَسَلَ فَرْجَهُ

(موسیٰ بن اسمٰعیل از ابو عوانہ از اعمش از سالم بن ابی الجعد از کریب مولیٰ ابن عباس از ابن عباس) حضرت میمونہ بنت الحارث فرماتی ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے غسل کا پانی رکھا اور ایک کپڑے سے آپ پر آڑ کر لی، آپ نے اپنے ہاتھ پر پانی ڈالا ایک یا دو بار دھویا۔ سلیمان کہتے ہیں مجھے یاد نہیں سالم نے ہاتھ کا تیسری بار دھونا بیان کیا یا نہیں؟ پھر اپنے دائیں ہاتھ سے بائیں پر پانی ڈالا اور عضوِ مخصوص دھویا پھر اپنا ہاتھ زمین یا دیوار پر رگڑ دیا پھر کلی کی، ناک میں پانی ڈالا، منہ دھویا۔

ثُمَّ دَلَكَ يَدَهُ بِالْأَرْضِ أَوْ بِالْحَائِطِ ثُمَّ تَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ وَغَسَلَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ وَغَسَلَ رَأْسَهُ ثُمَّ صَبَّ عَلَى جَسَدِهِ ثُمَّ تَنَحَّى فَغَسَلَ قَدَمَيْهِ فَنَاوَلْتُهُ خِرْقَةً فَقَالَ بِيَدِهِ هٰكَذَا وَلَمْ يُرِدْهَا۔

دونوں ہاتھ دھوئے، سر مبارک دھویا، پھر بدن پر پانی بہایا پھر ایک طرف ہٹے اور دونوں پاؤں دھوئے۔ میں نے پونچھنے کے لئے ایک کپڑا دیا آپ نے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ ہٹا لے آپ نے وہ کپڑا لیا نہیں۔

باب ۱۸۴ تَفْرِيقِ الْغُسْلِ وَالْوُضُوْءِ

وَيُذْكَرُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ غَسَلَ قَدَمَيْهِ بَعْدَ مَا جَفَّ وُضُوْءُهُ۔

باب وضو اور غسل میں درمیان میں ٹھہر جانا۔

ابن عمرؓ سے منقول ہے انہوں نے اپنے پاؤں اس وقت دھوئے جب وضو سوکھ چکا تھا۔

۲۶۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَحْبُوْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَتْ مَيْمُوْنَةُ وَضَعْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَاءً يَغْتَسِلُ بِهِ فَأَفْرَغَ عَلَى يَدَيْهِ فَغَسَلَهُمَا مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا ثُمَّ أَفْرَغَ بِيَمِيْنِهِ عَلَى شِمَالِهِ فَغَسَلَ مَذَاكِيْرَهُ ثُمَّ دَلَكَ يَدَهُ بِالْأَرْضِ ثُمَّ تَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ ثُمَّ غَسَلَ رَأْسَهُ ثَلَاثًا ثُمَّ أَفْرَغَ عَلَى جَسَدِهِ ثُمَّ تَنَحَّى مِنْ مَقَامِهِ فَغَسَلَ قَدَمَيْهِ۔

محمد بن محبوب، عبدالواحد، اعمش، سالم بن ابی الجعد، کریب مولیٰ ابن عباس، ابن عباس فرماتے ہیں حضرت میمونہؓ نے فرمایا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے غسل کا پانی رکھا آپ نے اپنے دونوں ہاتھوں پر پانی ڈالا اور دھویا دو یا تین بار پھر اپنے دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ پر پانی ڈالا اور جائے ستر کو دھویا پھر اپنا ہاتھ زمین پر رگڑا پھر کلی کی ناک میں پانی ڈالا۔ پھر اپنا چہرہ اور ہاتھ دھوئے پھر سر مبارک تین بار دھویا پھر پورے بدن پر پانی بہایا پھر اس جگہ سے ہٹ گئے اور پاؤں دھوئے۔

باب ۱۸۵ إِذَا جَامَعَ ثُمَّ عَادَ وَمَنْ دَارَ عَلَى نِسَائِهِ فِي غُسْلٍ وَاحِدٍ۔

باب ایک بار جماع کے بعد دوبارہ کرنا اور اگر بغیر درمیان میں نہائے اپنی بیویوں سے جماع کرے[1]۔

۲۶۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا

(از محمد بن بشار از ابن ابی عدی از یحییٰ بن سعید از شعبہ

[1] امام بخاری نے جو حدیث اس باب میں بیان کی اس کے ایک طریق میں یہ صراحت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیبیوں کا دورہ کر لیتے ایک ہی غسل سے اس پر اتفاق ہے کہ ہر جماع کے لئے جُداگانہ غسل کرنا واجب نہیں ہے لیکن بعضوں نے کہا وہ مستحب ہے بعضوں نے کہا ہر جماع کے بعد وضو کرے ظاہریہ نے کہا یہ واجب ہے ۱۲ منہ۔

ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ وَيَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْتَشِرِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ ذَكَرْتُهُ لِعَائِشَةَ فَقَالَتْ يَرْحَمُ اللَّهُ أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ كُنْتُ أُطَيِّبُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَطُوفُ عَلَى نِسَائِهِ ثُمَّ يُصْبِحُ مُحْرِمًا يَنْضَخُ طِيبًا۔

از ابراہیم بن محمد بن منتشر) ان کے والد منتشر کہتے ہیں میں نے یہ مسئلہ حضرت عائشہ رض سے کہا (جو آگے آتا ہے) تو آپ نے فرمایا خدا ابو عبد الرحمن پر رحم کرے۔ میں آنحضرت پر خوشبو لگاتی پھر آپ اپنی سب ازواجِ مطہرات کے پاس ہو آتے۔ پھر دوسرے دن احرام باندھے ہوتے۔ خوشبو کی مہک آپ کے جسم اطہر سے نکلتی رہتی تھی[1]

۲۶۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ قَالَ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدُورُ عَلَى نِسَائِهِ فِي السَّاعَةِ الْوَاحِدَةِ مِنَ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَهُنَّ إِحْدَى عَشْرَةَ قَالَ قُلْتُ لِأَنَسٍ أَوَكَانَ يُطِيقُهُ قَالَ كُنَّا نَتَحَدَّثُ أَنَّهُ أُعْطِيَ قُوَّةَ ثَلَاثِينَ وَقَالَ سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ أَنَّ أَنَسًا حَدَّثَهُمْ تِسْعُ نِسْوَةٍ۔

(از محمد بن بشار از معاذ بن ہشام از والدش قتادہ) انس بن مالک فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم رات اور دن کو ایک ہی وقت میں اپنی تمام ازواج کے پاس تشریف لے جاتے[2]، جو سب ملا کر گیارہ تھیں[3]۔ قتادہ کہتے ہیں۔ میں نے انس رض سے دریافت کیا کیا آنحضرت میں اتنی طاقت تھی تو جواب دیا ہاں بلکہ ہم لوگ تو کہا کرتے تھے، کہ حضور کو تیس مردوں کی طاقت عطا کی گئی ہے۔ سعید نے بہ حوالہ قتادہ حضرت انس رض سے بیان کیا کہ آپ کی نو بیویاں تھیں[4]۔

بَابُ ۱۸۶ غَسْلِ الْمَذْيِ وَالْوُضُوءِ مِنْهُ۔

باب مذی دھونا اور مذی نکلنے سے وضو لازم ہونا۔

۲۶۵۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ قَالَ حَدَّثَنَا زَائِدَةُ عَنْ أَبِي حُصَيْنٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ كُنْتُ رَجُلًا مَذَّاءً فَأَمَرْتُ رَجُلًا يَسْأَلُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَكَانِ ابْنَتِهِ فَسَأَلَ فَقَالَ تَوَضَّأْ وَ

(از ابو الولید از زائدہ از ابو حُصین از ابو عبد الرحمن) علی رض فرماتے ہیں میری مذی بہت نکلا کرتی تھی۔ میں نے ایک شخص سے کہا کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کرے کیونکہ آپ کی صاحبزادی میرے نکاح میں تھی[5] (اس لئے خود پوچھنے میں شرم آتی تھی) اس شخص نے آپ سے مسئلہ پوچھا آپ نے جواب

---

[1] بعضوں نے اسی سے ترجمہ باب نکالا ہے اس لئے کہ اگر آپ ہر بی بی کے پاس جا کر غسل کئے ہوتے تو خوشبو کا نشان آپ کے مبارک جسم پر باقی نہ رہتا جھاڑنا کیسا جھاڑنے سے مراد ہے کہ بدن سے اس کے ذرّے گرتے جاتے ۱۲ منہ [2] یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے کیونکہ ہر ایک بی بی کے پاس جا کر علیحدہ غسل کرتے تو بہت وقت صرف ہوتا ایک گھڑی میں سب کا دورہ ختم نہیں ہو سکتا تھا ۱۲ منہ [3] نو بیبیاں اور دو حرمین ماریہ اور ریحانہ ۱۲ منہ [4] تطبیق دونوں اقوال میں یہ ہے کہ نو بیبیاں اور دو حرمین ماریہ اور ریحانہ۔ (حاشیہ نمبر ۵ اگلے صفحہ پر ملاحظہ ہو)

اَغْسِلْ ذَكَرَكَ ۔

میں فرمایا مذی نکلنے کے بعد عضوِ خاص کو دھو کر وضو کرنا ضروری ہے ۔ اور صرف وضو ہی کافی ہے غسل کی ضرورت نہیں ۔

باب ۱۸۷ مَنْ تَطَيَّبَ ثُمَّ اغْتَسَلَ وَبَقِيَ أَثَرُ الطِّيبِ ۔

باب خوشبو لگا کر نہانا اور نہانے کے بعد خوشبو کا اثر باقی رہ جانا ۔

۲۶۶۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْتَشِرِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ وَذَكَرْتُ لَهَا قَوْلَ ابْنِ عُمَرَ مَا أُحِبُّ أَنْ أُصْبِحَ مُحْرِمًا أَنْضَخُ طِيبًا فَقَالَتْ عَائِشَةُ أَنَا طَيَّبْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ طَافَ فِي نِسَائِهِ ثُمَّ أَصْبَحَ مُحْرِمًا ۔

(از ابو النعمان از ابو عوانہ از ابراہیم بن محمد بن منتشر) ان کے والد منتشر راوی ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضؓ سے سوال کیا اور ابن عمر کے اس قول کا ذکر کیا کہ "میں یہ پسند نہیں کرتا کہ صبح کو میں احرام باندھے ہوں اور مجھ سے خوشبو کی مہک نکل رہی ہو" تو حضرت عائشہ رضؓ نے فرمایا میں نے آنحضرتؐ کے خوشبو لگائی، پھر آپ اپنی سب عورتوں کے پاس تشریف لے گئے اور صبح کو آپ نے احرام باندھا۔[۱]

۲۶۷۔ حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا الْحَكَمُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى وَبِيصِ الطِّيبِ فِي مَفْرِقِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ ۔

(از آدم ابن ابی ایاس از شعبہ از حکم از ابراہیم نخعی از اسود) عائشہ رضؓ فرماتی ہیں گویا میں اب تک آنحضرتؐ کی مانگ میں خوشبو کی مہک محسوس کر رہی ہوں جب آپ بحالتِ احرام ہوتے ۔

باب ۱۸۸ تَخْلِيلِ الشَّعَرِ حَتَّى إِذَا ظَنَّ أَنَّهُ قَدْ أَرْوَى بَشَرَتَهُ أَفَاضَ عَلَيْهِ ۔

باب بالوں میں خلال کرنا جب یہ سمجھ لے کہ بدن بالوں میں تر ہو چکا تو پھر پانی بدن پر بہانا ۔

۲۶۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ قَالَ أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ

(از عبدان از عبداللہ از ہشام بن عروہ از والدش) حضرت عائشہ رضؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب غسل جنابت

---

۵۵ یعنی حضرت فاطمہ رضؓ اور داماد کو ایسی باتیں خسر سے کرنے میں شرم دامنگیر ہوتی ہے یہ حدیث اوپر گزر چکی ہے ۱۲ منہ [۱] باب کا مطلب اس حدیث سے اس طرح نکلا کہ جب آپ سب عورتوں سے صحبت کر آئے تو ضرور غسل کیا ہوگا تو خوشبو لگانے کے بعد غسل ہوا اور اس خوشبو کا اثر آپ کے جسم میں باقی رہا تھا اور نہ ابن عمر کے قول کا رد کیونکر ہوگا اور یہی ترجمہ باب ہے حافظ نے کہا حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ مرد اور عورت دونوں کو جماع سے پہلے اور احرام سے پہلے خوشبو لگانا مسنون ہے ۱۲ منہ ۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ غَسَلَ يَدَيْهِ وَتَوَضَّأَ وُضُوْءَهٗ لِلصَّلٰوةِ ثُمَّ اغْتَسَلَ ثُمَّ يُخَلِّلُ بِيَدِهٖ شَعَرَهٗ حَتّٰى إِذَا ظَنَّ أَنَّهٗ قَدْ أَرْوٰى بَشَرَتَهٗ أَفَاضَ عَلَيْهِ الْمَآءَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ غَسَلَ سَآئِرَ جَسَدِهٖ وَقَالَتْ كُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ إِنَآءٍ وَّاحِدٍ نَّغْرِفُ مِنْهُ جَمِيْعًا۔

فرماتے تو اپنے دونوں ہاتھ دھوتے اور وضوئے صلوٰۃ کرتے پھر غسل کرتے پھر اپنے بالوں میں خلال کرتے جب آپ سمجھ لیتے کہ بالوں کے اندر بدن تر کر چکے ہیں، تو تین بار اسی پر پانی بہاتے پھر اپنا باقی بدن دھوتے اور فرماتی ہیں میں اور آپ ایک ہی برتن سے غسل کرتے اور دونوں مِل کر چُلو لیتے جاتے۔

بَابٌ ۱۸۹ مَنْ تَوَضَّأَ فِي الْجَنَابَةِ ثُمَّ غَسَلَ سَآئِرَ جَسَدِهٖ وَلَمْ يُعِدْ غَسْلَ مَوَاضِعِ الْوُضُوْءِ مِنْهُ مَرَّةً أُخْرٰى۔

باب حالتِ جنب میں وضو کرنا۔ باقی بدن کو دھونا، مگر وضو کے اعضاء کو دوبارہ نہ دھونا۔

۲۶۹۔ حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ عِيسٰى قَالَ أَخْبَرَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسٰى قَالَ أَخْبَرَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ سَالِمٍ عَنْ كُرَيْبٍ مَّوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ مَيْمُوْنَةَ قَالَتْ وَضَعَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَضُوْءَ الْجَنَابَةِ فَأَكْفَأَ بِيَمِيْنِهٖ عَلٰى يَسَارِهٖ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا ثُمَّ غَسَلَ فَرْجَهٗ ثُمَّ ضَرَبَ يَدَهٗ بِالْأَرْضِ أَوِ الْحَآئِطِ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا ثُمَّ تَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ وَغَسَلَ وَجْهَهٗ وَذِرَاعَيْهِ ثُمَّ أَفَاضَ عَلٰى رَأْسِهِ الْمَآءَ ثُمَّ غَسَلَ جَسَدَهٗ ثُمَّ تَنَحّٰى فَغَسَلَ رِجْلَيْهِ قَالَتْ فَأَتَيْتُهٗ بِخِرْقَةٍ فَلَمْ يُرِدْهَا فَجَعَلَ يَنْفُضُ بِيَدِهٖ۔

(از یوسف بن عیسٰی از فضل بن موسٰی از اعمش از سالم از کریب مولٰی ابنِ عیسٰی از ابنِ عباس) حضرت میمونہ رضؓ فرماتی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہانے کا پانی رکھا، پہلے اپنے دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ پر دو یا تین بار پانی ڈالا پھر اپنی ستر گاہ دھوئی پھر اپنے ہاتھ کو دو یا تین بار زمین یا دیوار پر رگڑا پھر کلی کی، ناک میں پانی ڈالا، منہ دھویا، بازو دھوئے پھر اپنے سر پر پانی ڈالا، پھر اپنا بدن دھویا، پھر ہٹ گئے اور دونوں پاؤں دھوئے۔ حضرت میمونہ رضؓ فرماتی ہیں میں ایک کپڑا لائی (بدن صاف کرنے کے لئے) لیکن آپ نے اسے پسند نہیں کیا اور اپنے ہاتھ ہی سے بدن کو پونچھنے لگے۔

بَابٌ ۱۹۰ إِذَا ذَكَرَ فِي الْمَسْجِدِ أَنَّهٗ جُنُبٌ خَرَجَ كَمَا هُوَ وَ

باب جب کوئی شخص مسجد میں ہو اور اسے یاد آئے کہ اسے نہانے کی حاجت ہے، تو اسی

لَا يَتَيَمَّمُ۔

طرح نکل آئے اور تیمم نہ کرے۔

۲۷۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ قَالَ اَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ وَعُدِّلَتِ الصُّفُوْفُ قِيَامًا فَخَرَجَ اِلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا قَامَ فِيْ مُصَلَّاهُ ذَكَرَ اَنَّهُ جُنُبٌ فَقَالَ لَنَا مَكَانَكُمْ ثُمَّ رَجَعَ فَاغْتَسَلَ ثُمَّ خَرَجَ اِلَيْنَا وَرَاْسُهُ يَقْطُرُ فَكَبَّرَ فَصَلَّيْنَا مَعَهُ تَابَعَهُ عَبْدُ الْاَعْلٰى عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَرَوَاهُ الْاَوْزَاعِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ۔

(از عبداللہ بن محمد از عثمان بن عمر از یونس از زھری از ابوسلمہ) ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ نماز کی تکبیر ہوچکی، صفیں برابر کی گئیں لوگ کھڑے تھے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے جب آپ اپنے مصلیٰ یعنی نماز کی جگہ پر کھڑے ہوئے اس وقت آپ کو یاد آیا کہ نہانے کی حاجت ہے آپ نے لوگوں سے فرمایا تم یہیں ٹھہرے رہو خود لوٹ گئے[1] تھوڑی دیر بعد تشریف لائے۔ سر مبارک سے پانی ٹپک رہا تھا، آپ نے اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہی ہم نے آپ کے پیچھے نماز پڑھی۔ عثمان بن عمر کے ساتھ اس حدیث کو عبدالاعلیٰ نے معمر سے روایت کیا انہوں نے زھری سے اسی طرح اوزاعی نے بھی زُھری سے روایت کیا۔

باب ۱۹۱ نَفْضِ الْيَدَيْنِ مِنْ غُسْلِ الْجَنَابَةِ۔

باب غسلِ جنابت کے بعد دونوں ہاتھ جھاڑنا۔

۲۷۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُوْ حَمْزَةَ قَالَ سَمِعْتُ الْاَعْمَشَ عَنْ سَالِمِ بْنِ اَبِي الْجَعْدِ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَتْ مَيْمُوْنَةُ وَضَعْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غُسْلًا فَسَتَرْتُهُ بِثَوْبٍ وَّصَبَّ عَلٰى يَدَيْهِ فَغَسَلَهُمَا ثُمَّ صَبَّ بِيَمِيْنِهٖ عَلٰى شِمَالِهٖ فَغَسَلَ فَرْجَهُ

(از عبدانؒ ابوحمزہ از اعمش از سالم بن ابی جعد از کریب) ابن عباس فرماتے ہیں حضرت میمونہؓ نے فرمایا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے غسل کا پانی رکھا اور آنحضرتؐ پر پردے کی اوٹ کردی آپ نے اپنے دونوں ہاتھوں پر پانی ڈالا اور دھویا پھر دائیں ہاتھ سے بائیں پر پانی ڈالا اور ستر گاہ دھوئی پھر اپنے ہاتھ کو زمین پر رگڑا اور پانی سے دھولیا۔ کلی کی، ناک میں پانی ڈالا۔

---

[1] مصلیٰ جس طرح آج کل چٹائی یا کپڑے کا سمجھا جاتا ہے اس وقت نہیں تھا بلکہ وہ خاص جگہ جہاں نماز پڑھی جاتی تھی مصلیٰ کہلاتا تھا۔ نہ تو اس وقت چٹائی یا کپڑے کا اہتمام تھا نہ ہی آج کل کے معنی میں یہ لفظ استعمال ہوتا تھا۔ بس ننگے فرش پر ہی نماز ہوتی تھی، جو ان علاقوں میں سنگلاخ زمین یا پتھر کی ہوتی تھی۔ اس لئے حدیث میں مُصلّی کا معنی صرف وہ جگہ پتھر یا مٹی کی ہے، جہاں نماز ادا کی جائے عبدالرزاق اشرف۔ اس حدیث سے یہ نکلا کہ اگر جنب غسل میں دیر کرے تو کچھ مضائقہ نہیں اور اگر تکبیر ہیں اور نماز شروع کرنے میں کسی وجہ سے دیر ہو جائے تو کچھ قباحت نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بھولنے میں اللہ تعالیٰ کی بڑی مصلحت تھی کہ امت کے لوگوں کو یہ مسئلہ معلوم ہو امام بخاری رح نے اس لفظ سے کہ پھر آپ لوٹ گئے باب کا ترجمہ نکالا کیوں کہ آپؐ اسی طرح مسجد سے لوٹ گئے تیمم نہیں کیا ۱۲ منہ۔

فَضَرَبَ بِيَدِهِ الْأَرْضَ فَمَسَحَهَا ثُمَّ غَسَلَهَا فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ وَغَسَلَ وَجْهَهُ وَذِرَاعَيْهِ ثُمَّ صَبَّ عَلَى رَأْسِهِ وَأَفَاضَ عَلَى جَسَدِهِ ثُمَّ تَنَحَّى فَغَسَلَ قَدَمَيْهِ فَنَاوَلْتُهُ ثَوْبًا فَلَمْ يَأْخُذْهُ فَانْطَلَقَ وَهُوَ يَنْفُضُ يَدَيْهِ۔

منہ دھویا، بازو دھوئے، سر پر پانی ڈالا، بدن پر پانی بہایا، اس جگہ سے ہٹ کر اپنے پیر دھوئے۔ مَیں ایک کپڑا دینے لگی، آپ نے نہیں لیا بلکہ دونوں ہاتھ جھاڑتے ہوئے چلے۔

(بارہا اُچکا ہے کہ کپڑا استعمال نہیں کیا، گویا سادگی کھائی)

بَابٌ ۱۹۲ مَنْ بَدَأَ بِشِقِّ رَأْسِهِ الْأَيْمَنِ فِي الْغُسْلِ۔

باب غسل میں داہنے حصّہ سر سے ابتدا کرنا۔

۲۷۲۔ حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ نَافِعٍ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنَّا إِذَا أَصَابَتْ إِحْدَانَا جَنَابَةٌ أَخَذَتْ بِيَدَيْهَا ثَلَاثًا فَوْقَ رَأْسِهَا ثُمَّ تَأْخُذُ بِيَدِهَا عَلَى شِقِّهَا الْأَيْمَنِ وَبِيَدِهَا الْأُخْرَى عَلَى شِقِّهَا الْأَيْسَرِ۔

(از خلاد بن یحییٰ از ابراہیم بن نافع از حسن بن مسلم از صفیہ بنت شیبہ) عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جب ہم میں سے کسی کو غسلِ جنابت کی حاجت ہوتی تو اپنے دونوں ہاتھوں سے تین چلّو لے کر اپنے سر پر ڈالتی پھر ہاتھ سے پانی لے کر بدن کی داہنی جانب ڈالتی اور دوسرے ہاتھ سے بائیں جانب ڈالتی۔

بَابٌ ۱۹۳ مَنِ اغْتَسَلَ عُرْيَانًا وَحْدَهُ فِي الْخَلْوَةِ وَمَنْ تَسَتَّرَ وَالتَّسَتُّرُ أَفْضَلُ وَقَالَ بَهْزٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُ أَحَقُّ أَنْ يُسْتَحْيَى مِنْهُ مِنَ النَّاسِ۔

باب اکیلے ہو کر ننگا نہانا جائز ہے اور ستر ڈھانپ کر (کپڑا باندھ کر) نہانا افضل ہے۔ بہز نے اپنے والد سے، انہوں نے بہز کے دادا سے، انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ زیادہ لائق ہے، کہ اس سے شرم کی جائے بہ نسبت لوگوں کے [1]

۲۷۳۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(از اسحاق بن نصر از عبدالرزاق از معمر از ہمام بن منبّہ) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، بنی اسرائیل ننگے ہو کر نہایا کرتے تھے۔ ایک دوسرے

---

[1] اس کو امام احمد وغیرہ اصحاب سنن نے نکالا ترمذی نے کہا وہ حسن ہے اور حاکم نے کہا وہ صحیح ہے پوری حدیث یوں ہے مَیں نے عرض کیا ہم کن شرم گاہوں پر تصرف کریں اور کن کو چھوڑ دیں آپ نے فرمایا اپنی شرم گاہ بچائے رکھ مگر اپنی بیوی اور لونڈی سے مَیں نے کہا یا رسول اللہ جب ہم میں کوئی اکیلا ہو آپ نے فرمایا تو اللہ زیادہ لائق ہے اس کے کہ اس سے شرم کی جائے بہ نسبت لوگوں کے ۱۲ منہ۔

قَالَ قَالَتْ بَنُوْٓ اِسْرَآئِيْلَ يَغْتَسِلُوْنَ عُرَاةً يَّنْظُرُ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ وَّكَانَ مُوْسٰى صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْتَسِلُ وَحْدَهٗ فَقَالُوْا وَاللّٰهِ مَا يَمْنَعُ مُوْسٰى اَنْ يَّغْتَسِلَ مَعَنَا اِلَّآ اَنَّهٗ اٰدَرُ فَذَهَبَ مَرَّةً يَّغْتَسِلُ فَوَضَعَ ثَوْبَهٗ عَلٰى حَجَرٍ فَفَرَّ الْحَجَرُ بِثَوْبِهٖ فَجَمَعَ مُوْسٰى فِيْٓ اَثَرِهٖ يَقُوْلُ ثَوْبِيْ يَا حَجَرُ ثَوْبِيْ يَا حَجَرُ حَتّٰى نَظَرَتْ بَنُوْٓ اِسْرَآئِيْلَ اِلٰى مُوْسٰى وَقَالُوْا وَاللّٰهِ مَا بِمُوْسٰى مِنْ بَاْسٍ وَّاَخَذَ ثَوْبَهٗ وَطَفِقَ بِالْحَجَرِ ضَرْبًا قَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ وَاللّٰهِ اِنَّهٗ لَنَدَبٌ بِالْحَجَرِ سِتَّةٌ اَوْ سَبْعَةٌ ضَرْبًا بِالْحَجَرِ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَا اَيُّوْبُ يَغْتَسِلُ عُرْيَانًا فَخَرَّ عَلَيْهِ جَرَادٌ مِّنْ ذَهَبٍ فَجَعَلَ اَيُّوْبُ يَحْتَثِيْ فِيْ ثَوْبِهٖ فَنَادَاهُ رَبُّهٗ يَا اَيُّوْبُ اَلَمْ اَكُنْ اَغْنَيْتُكَ عَمَّا تَرٰى قَالَ بَلٰى وَعِزَّتِكَ وَلٰكِنْ لَّا غِنٰى بِيْ عَنْ بَرَكَتِكَ وَرَوَاهُ اِبْرَاهِيْمُ عَنْ مُوْسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ صَفْوَانَ عَنْ عَطَآءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَا اَيُّوْبُ يَغْتَسِلُ عُرْيَانًا۔

کو دیکھتا تھا[1] لیکن موسیٰ علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام تنہا پردے میں نہایا کرتے تھے[2] (کہ کوئی دیکھ نہ لے) بنی اسرائیل کہنے لگے بخدا کیا چیز موسیٰ علیہ السلام کو مانع ہے اس بات سے کہ وہ ہمارے ساتھ (ننگے) نہائیں، مگر یہ کہ حضرت موسیٰ کسی بدنی عیب میں مبتلا ہیں، ایک روز حضرت موسیٰ نے غسل کرتے وقت کپڑے پتھر پر رکھ دیئے اور پتھر آپ کا لباس لے کر بھاگا حضرت موسیٰ اس کے پیچھے پیچھے ثوبی یا حجر! ثوبی یا حجر! کہتے ہوئے دوڑے اور بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ کو عریاں دیکھ لیا اور کہنے لگے واللہ موسیٰ کو تو کوئی بھی بیماری نہیں۔ تب پتھر ٹھہرا اور آپ نے اپنا لباس لے لیا اور پتھر کو مارا۔ حضرت ابو ہریرہ رض کہتے ہیں واللہ حضرت موسیٰ کی مار کے چھ یا سات نشانات پتھر پر اب تک باقی ہیں، انہی حوالوں سے حضرت ابو ہریرہ رض نے آنحضرت صلعم سے روایت کیا ہے کہ ایک بار حضرت ایوب ننگے نہا رہے تھے تو آپ پر سونے کی ٹڈیاں گرنے لگیں۔ ایوب علیہ السلام اپنے کپڑے میں پکڑ پکڑ کر رکھنے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں پکارا اے ایوب! کیا میں نے تجھے سونے کی ٹڈیوں سے بے نیاز نہیں کر دیا[3]؟ تو جواب دیا ہاں تیری بزرگی کی قسم، مگر تیری بخششوں سے بے نیازی کیسے ہو سکتی ہے[4]؟ اس روایت کو ابراہیم رض نے موسیٰ بن عقبہ رض سے، انہوں نے صفوان رض سے، انہوں نے عطاء بن یسار رض سے، انہوں نے ابو ہریرہ رض سے، انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے اس میں بھی ہے کہ "ایک بار حضرت ایوب ننگے نہا رہے تھے" (اخیر تک)

---

[1] شاید ان کی شریعت میں یہ جائز ہوگا ورنہ حضرت موسیٰ ضرور ان کو منع کرتے بعضوں نے کہا جائز نہ تھا اور حضرت موسیٰ اس سے منع کرتے تھے مگر وہ نہیں مانتے تھے ۱۲ منہ [2] یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت موسیٰ اور حضرت ایوب کا فعل نقل کیا اور اس پر انکار نہیں کیا ۱۲ منہ [3] یعنی تجھ کو میں نے اتنا مال اور دولت نہیں دیا کہ تجھ کو ان ٹڈیوں کی حاجت نہ پڑے ۱۲ منہ

[4] سبحان اللہ کیا عمدہ جواب دیا یعنی بندہ اور غلام کتنا ہی مالدار اور دولتمند ہو جائے مگر کیا اپنے مالک کا محتاج نہیں رہتا ضرور محتاج رہتا ہے استغنا اور بے پرواہی مالک ہی کی شان ہے ہم سب اس کے محتاج ہیں ۱۲ منہ۔

وہی الفاظ روایت کئے ہیں جیسے پہلی سند سے بیان کئے گئے)

باب ۱۹۴ اَلتَّسَتُّرِ فِی الْغُسْلِ عِنْدَ النَّاسِ۔

باب لوگوں کے سامنے پردہ کر کے نہانا۔

۲۷۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ أَبِي النَّضْرِ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ أَنَّ أَبَا مُرَّةَ مَوْلَى أُمِّ هَانِئٍ بِنْتِ أَبِي طَالِبٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أُمَّ هَانِئٍ بِنْتَ أَبِي طَالِبٍ تَقُولُ ذَهَبْتُ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْفَتْحِ فَوَجَدْتُهُ يَغْتَسِلُ وَفَاطِمَةُ تَسْتُرُهُ فَقَالَ مَنْ هٰذِهِ فَقُلْتُ أَنَا أُمُّ هَانِئٍ۔

(از عبداللہ بن مسلمہ از مالک از ابوالنضر مولیٰ عمر بن عبیداللہ از ابومرہ مولیٰ ام ہانی بنت ابی طالب) ام ہانی بنت ابی طالب فرماتی ہیں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں فتح مکہ کے سال حاضر ہوئی، آپ اس وقت غسل فرما رہے تھے۔ حضرت فاطمہ آپ پر پردہ کئے ہوئے تھیں، آنحضرت نے دریافت فرمایا کون؟ میں نے کہا میں ام ہانی ہوں[1]۔

۲۷۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ مَيْمُونَةَ قَالَتْ سَتَرْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَغْتَسِلُ مِنَ الْجَنَابَةِ فَغَسَلَ يَدَيْهِ ثُمَّ صَبَّ بِيَمِينِهِ عَلَى شِمَالِهِ فَغَسَلَ فَرْجَهُ وَمَا أَصَابَهُ ثُمَّ مَسَحَ بِيَدِهِ عَلَى الْحَائِطِ أَوِ الْأَرْضِ ثُمَّ تَوَضَّأَ وُضُوءَهُ لِلصَّلٰوةِ غَيْرَ رِجْلَيْهِ ثُمَّ أَفَاضَ عَلَى جَسَدِهِ الْمَاءَ ثُمَّ تَنَحَّى فَغَسَلَ قَدَمَيْهِ تَابَعَهُ أَبُو عَوَانَةَ وَابْنُ فُضَيْلٍ فِي السَّتْرِ۔

(از عبدان از عبداللہ از سفیان از اعمش از سالم بن ابی جعد از کریب از ابن عباس) حضرت میمونہؓ فرماتی ہیں میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر پردہ کئے ہوئے تھی، آپ غسلِ جنابت کر رہے تھے، آپ نے دونوں ہاتھ دھوئے، پھر اپنے دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ پر پانی ڈالا۔ ستر گاہ اور آلائش دھوئی، پھر اپنا ہاتھ دیوار یا زمین پر مارا اور وضوئے صلوٰۃ کیا صرف پاؤں نہ دھوئے، پھر اپنے بدن پر پانی بہایا پھر وہاں سے ہٹے اور پاؤں دھوئے، سفیان کے ساتھ ابوعوانہ، ابن فضیل نے بھی پردہ کے لئے اسی طرح کی روایت کی ہے۔

باب ۱۹۵ إِذَا احْتَلَمَتِ الْمَرْأَةُ۔

باب عورت کو احتلام ہونا۔

۲۷۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا

عبداللہ بن یوسف، مالک، ہشام بن عروہ، ان کے والد

---

[1] شاید پردہ موٹا ہوگا اس میں سے اچھی طرح صورت نظر نہ آئی ہوگی ورنہ آپ ام ہانی کو پہچان لیتے اور اتنا آپ کو معلوم ہو گیا کہ کوئی عورت ہے کیونکہ مرد بغیر اجازت لئے اندر کیونکر آسکتا تھا ۱۲ منہ۔

مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ أَنَّهَا قَالَتْ جَاءَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ امْرَأَةُ أَبِي طَلْحَةَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ لَا يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ هَلْ عَلَى الْمَرْأَةِ مِنْ غُسْلٍ إِذَا هِيَ احْتَلَمَتْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ إِذَا رَأَتِ الْمَاءَ۔

زینب بنت ابوسلمہ، ام سلمہ فرماتی ہیں ابو طلحہ کی بیوی ام سُلیم آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئیں، عرض کی یا حضرت اللہ تعالیٰ حق بات میں نہیں شرماتا۔ کیا اگر عورت کو احتلام ہو تو اُسے بھی نہانا چاہیئے؟ آنحضرتؐ نے فرمایا ہاں اگر منی کی تری ظاہر ہو تو غسل فرض ہو جاتا ہے[۱]۔

بَابٌ ۱۹۶ عَرَقِ الْجُنُبِ وَأَنَّ الْمُسْلِمَ لَا يَنْجُسُ۔

باب جُنُب کا پسینہ۔ نیز مومن نجس نہیں ہوتا۔

۲۷۷۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ حَدَّثَنَا بَكْرٌ عَنْ أَبِي رَافِعٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقِيَهُ فِي بَعْضِ طَرِيقِ الْمَدِينَةِ وَهُوَ جُنُبٌ فَانْخَنَسْتُ مِنْهُ فَذَهَبَ فَاغْتَسَلَ ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ أَيْنَ كُنْتَ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ كُنْتُ جُنُبًا فَكَرِهْتُ أَنْ أُجَالِسَكَ وَأَنَا عَلَى غَيْرِ طَهَارَةٍ قَالَ سُبْحَانَ اللَّهِ إِنَّ الْمُؤْمِنَ لَا يَنْجُسُ۔

(از علی بن عبداللہ از یحییٰ، از حمید، از بکر، از ابو رافع) ابوہریرہؓ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینے کے راستے میں ملے، انہیں نہانے کی حاجت تھی ابوہریرہ رضؓ کہتے ہیں میں پیچھے رہ کر لوٹ گیا اور غسل کرکے پھر آیا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا ابوہریرہ رضؓ تو کہاں تھا؟ انہوں نے کہا میں جُنب تھا، میں نے بغیر طہارت آپ کی مجلس میں بیٹھنا اچھا نہ سمجھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سبحان اللہ! مومن نجس نہیں ہوتا[۲]۔

بَابٌ ۱۹۷ الْجُنُبُ يَخْرُجُ وَيَمْشِي فِي السُّوقِ وَغَيْرِهِ وَقَالَ عَطَاءٌ

باب جُنُب گھر سے نکل سکتا ہے اور بازار وغیرہ پھر سکتا ہے۔ عطاء نے کہا جُنب آدمی پچھنے لگا

[۱] اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ عورت کو بھی احتلام ہوتا ہے بعضوں نے کہا احتلام سب عورتوں کو نہیں ہوتا لیکن بعضوں نے کہا غرض یہ کہ عورت کا حکم بھی اس باب میں مرد کا سا ہے اگر جاگ کر منی کی تری بدن یا کپڑے پر پائے تو غسل کرے ورنہ غسل لازم نہیں ۱۲ منہ [۲] جب تک اس کے بدن پر کوئی حقیقی نجاست نہ ہو تو وہ نجس نہیں ہو سکتا خواہ زندہ ہو یا مردہ ہو اس حدیث سے بعضوں نے نکالا ہے کہ کافر نجس ہے جیسے شیعہ امامیہ اور ایک جماعت علماء کا قول ہے اہلِ حدیث کے نزدیک کافر کی نجاست اعتقادی ہے نہ حقیقی اور امام بخاریؒ نے اس حدیث سے یہ نکالا کہ جنب کا پسینہ بھی پاک ہے کیونکہ جب بدن پاک ہوا تو جو بدن سے نکلے وہ بھی پاک ہوگا۔ اس حدیث سے ابنِ حبان نے یہ نکالا کہ اگر جُنب غسل کی نیت سے کنوئیں میں کود پڑے اور غسل کرے تو پانی نجس نہ ہوگا　(یعنی جہاں تک نماز، تلاوت و دیگر ارکان بالطہارت کا تعلق ہے وہ بغیر طہارت ادا نہیں ہو سکتے لیکن اس کے علاوہ جو کام بغیر طہارت ادا ہو سکتے ہیں ان میں حرج نہیں اور مومن بہر حال نجس نہیں ہے۔

يَحْتَجِمُ الْجُنُبُ وَيُقَلِّمُ أَظْفَارَهُ وَيَحْلِقُ رَأْسَهُ وَإِنْ لَمْ يَتَوَضَّأْ۔

سکتا ہے، ناخن تراش سکتا ہے، سر مُنڈا سکتا ہے چاہے وضو نہ کیا ہو۔

۲۷۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ حَدَّثَهُمْ أَنَّ نَبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَطُوفُ عَلَى نِسَائِهِ فِي اللَّيْلَةِ الْوَاحِدَةِ وَلَهُ يَوْمَئِذٍ تِسْعُ نِسْوَةٍ۔

(عبدالاعلیٰ بن حماد از یزید بن زُرَیع از سعید از قتادہ) انس بن مالک فرماتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی شب میں اپنی ازواج کے پاس ہو آتے، ان دنوں آپ کی نو ازواجِ مطہرات تھیں[۱]۔

۲۷۹۔ حَدَّثَنَا عَيَّاشٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى قَالَ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ بَكْرٍ عَنْ أَبِي رَافِعٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ لَقِيَنِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا جُنُبٌ فَأَخَذَ بِيَدِي فَمَشَيْتُ مَعَهُ حَتَّى قَعَدَ فَانْسَلَلْتُ فَأَتَيْتُ الرَّحْلَ فَاغْتَسَلْتُ ثُمَّ جِئْتُ وَهُوَ قَاعِدٌ فَقَالَ أَيْنَ كُنْتَ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ فَقُلْتُ لَهُ فَقَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ إِنَّ الْمُؤْمِنَ لَا يَنْجُسُ۔

(عیاش از عبدالاعلیٰ، از حمید، از بکر، از ابو رافع) ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھے راستے میں ملے درانحالیکہ میں جُنُب تھا آپ نے میرا ہاتھ پکڑا میں آپ کے ساتھ چل پڑا۔ حتّٰی کہ آپ بیٹھ گئے، میں چپکے سے چلا گیا اور گھر آ کر غسل کیا پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ وہیں تشریف فرما تھے، آپ نے فرمایا ابو ہریرہ رضؓ تم کہاں چلے گئے تھے؟ میں نے سارا ماجرا سنایا[۲] (کہ جُنُب تھا گھر جا کر غسل کر کے حاضر ہوا ہوں) آپ نے فرمایا سبحان اللہ! مومن کسی حالت میں نجس نہیں ہوتا

بَابُ ۱۹۸ كَيْنُونَةِ الْجُنُبِ فِي الْبَيْتِ إِذَا تَوَضَّأَ قَبْلَ أَنْ يَغْتَسِلَ۔

باب حالتِ جنب میں صرف وضو کر کے گھر میں رہنا[۳]

۲۸۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ وَشَيْبَانُ عَنْ يَحْيَى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ أَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْقُدُ وَهُوَ جُنُبٌ قَالَتْ نَعَمْ وَيَتَوَضَّأُ۔

(از ابو نعیم، از ہشام، از شیبان، از یحییٰ) ابو سلمہ کہتے ہیں میں نے حضرت عائشہؓ سے سوال کیا کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بحالتِ جنابت بھی آرام فرما لیا کرتے تھے، آپ نے فرمایا ہاں، صرف وضو کر لیا کرتے۔

---

[۱] تو حدیث سے جُنُب کا گھر سے نکلنا ثابت ہوا کیونکہ آپ ایک بی بی سے صحبت کر کے پھر دوسری بیوی کے پاس جاتے اور یہی ترجمہ باب ہے ۱۲ منہ [۲] یعنی یہ قصہ سُنایا کہ میں جُنُب تھا اور غسل کرنے گیا تھا اب غسل کر کے آیا ہوں ۱۲ منہ [۳] ایک حدیث میں ہے کہ جس گھر میں کتا ہو یا مورت یا جُنُب تو وہاں فرشتے نہیں جاتے امام بخاریؒ نے یہ باب لا کر بتلا دیا کہ وہ حدیث ضعیف ہے یا اس حدیث میں جُنُب سے وہ مُراد ہے جو وضو بھی نہ کرے اور جنابت کی کچھ پرواہ نہ کرے یوں ہی گھر میں پڑا رہے ۱۲ منہ

بَابٌ ۱۹۹ نَوْمِ الْجُنُبِ۔

۲۸۱۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ سَأَلَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيَرْقُدُ أَحَدُنَا وَهُوَ جُنُبٌ قَالَ نَعَمْ إِذَا تَوَضَّأَ أَحَدُكُمْ فَلْيَرْقُدْ وَهُوَ جُنُبٌ۔

باب جنب غسل سے پہلے سو سکتا ہے۔

(از قتیبہ بن سعید، از لیث، از نافع) ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ عمر بن الخطاب نے آنحضرتؐ سے سوال کیا کیا ہم میں سے کوئی شخص بحالتِ جنابت سو بھی سکتا ہے؟ آپؐ نے فرمایا ہاں۔ جب وہ وضو کرلے تو جنابت کی حالت میں سو سکتا ہے[۱]۔

بَابٌ ۲۰۰ الْجُنُبِ يَتَوَضَّأُ ثُمَّ يَنَامُ۔

۲۸۲۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي جَعْفَرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَنَامَ وَهُوَ جُنُبٌ غَسَلَ فَرْجَهُ وَتَوَضَّأَ لِلصَّلٰوةِ۔

باب۔ جنب وضو کرے پھر سو جائے (اس کے متعلق بیان)

(از یحیٰی بن بکیر، از لیث، از عبید اللہ بن ابی جعفر، از محمد بن عبد الرحمٰن، از عروہ) عائشہؓ فرماتی ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب بحالتِ جنابت نیند کرنے کا ارادہ کرتے تو ستر گاہ دھو کر وضوئے صلوٰۃ کرلیتے (اور سو جاتے)[۲]

۲۸۳۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ اسْتَفْتَى عُمَرُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيَنَامُ أَحَدُنَا وَهُوَ جُنُبٌ قَالَ نَعَمْ إِذَا تَوَضَّأَ۔

(از موسیٰ بن اسمٰعیل، از جویریہ، از نافع) عبد اللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں حضرت عمرؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کیا ہم میں سے کوئی شخص سو سکتا ہے جبکہ وہ جُنب ہو۔ آپ نے فرمایا ہاں جبکہ وہ وضو کرلے۔

۲۸۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ قَالَ ذَكَرَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ تُصِيبُهُ الْجَنَابَةُ مِنَ اللَّيْلِ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ

(از عبد اللہ بن یوسف، از مالک، از عبد اللہ بن دینار) عبد اللہ بن عمرؓ کہتے ہیں عمرؓ بن خطاب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا کبھی مجھے رات کو جنابت ہو جاتی ہے (تو کیا کروں) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یوں کیا کر کہ وضو کرلے اور اپنی ستر گاہ دھو

---

[۱] یہ وضو کرلینا اکثر علماء کے نزدیک مستحب ہے اور بعضوں کے نزدیک واجب ہے۔ بعضوں نے وضو سے یہ مراد لیا ہے کہ ذکر دھو ڈالے اور ہاتھ اور مسلم کی روایت سے اس کا رد ہوتا ہے اس میں صاف یہ ہے کہ نماز کا سا وضو کرلینے ۱۲ منہ [۲] اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اس وضو سے نماز پڑھتے کیونکہ جنابت کی حالت میں بغیر غسل کئے نماز نہیں پڑھ سکتے ۱۲ منہ۔

سَلَّمَ تَوَضَّأْ وَاغْسِلْ ذَكَرَكَ ثُمَّ نَمْ ۔

بَابٌ ۲۰۱ إِذَا الْتَقَى الْخِتَانَانِ ۔

۲۸۵ ۔ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ أَبِي رَافِعٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا جَلَسَ بَيْنَ شُعَبِهَا الْأَرْبَعِ ثُمَّ جَهَدَهَا فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ تَابَعَهُ عَمْرٌو عَنْ شُعْبَةَ مِثْلَهُ وَقَالَ مُوسَى حَدَّثَنَا أَبَانُ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ قَالَ أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ مِثْلَهُ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ هٰذَا أَجْوَدُ وَأَوْكَدُ وَإِنَّمَا بَيَّنَّا الْحَدِيثَ الْآخَرَ لِاخْتِلَافِهِمْ وَالْغُسْلُ أَحْوَطُ ۔

بَابٌ ۲۰۲ غَسْلِ مَا يُصِيبُ مِنْ فَرْجِ الْمَرْأَةِ ۔

۲۸۶ ۔ حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنِ الْحُسَيْنِ الْمُعَلِّمِ قَالَ يَحْيَى وَأَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ أَنَّ عَطَاءَ بْنَ يَسَارٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ زَيْدَ بْنَ خَالِدٍ الْجُهَنِيَّ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَأَلَ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ فَقَالَ أَرَأَيْتَ إِذَا جَامَعَ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ فَلَمْ يُمْنِ قَالَ عُثْمَانُ يَتَوَضَّأُ كَمَا يَتَوَضَّأُ لِلصَّلٰوةِ وَيَغْسِلُ

ڈال پھر سوره۔[1]

باب عورت اور مرد دونوں کی ختنہ والی جگہیں جب آپس میں مل جائیں [2]

(از معاذ بن فضالہ، از ہشام۔ دوسری سند از ابونعیم، از ہشام از قتادہ، از حسن، از ابورافع) ابوہریرہ رضؓ فرماتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب مرد عورت کے چاروں کونوں کے درمیان بیٹھے اور زور لگائے تو غسل ضروری ہوجاتا ہے۔ ہشام کے ساتھ عمرو نے بھی شعبہ سے یہی روایت کیا، موسیٰ از ابان از قتادہ از حسن اسی طرح روایت کرتے ہیں۔ امام بخاریؒ کہتے ہیں کہ یہی بہتر اور ضروری ہے (یعنی غسل کرنا) ہم نے دوسری حدیث بھی بیان کی ہے (جس میں غسل ضروری نہیں معلوم ہوتا) صحابہ کا اس میں اختلاف ہے۔ مگر محتاط مذہب غسل کرنے ہی کا ہے۔

باب عورت کی شرم گاہ سے جو پانی لگ جائے اسے دھونا۔

(از ابومعمر از عبدالوارث از حسین معلم از یحییٰ، از ابوسلمہ، از عطاء بن یسار) زید بن خالد جہنی نے حضرت عثمانؓ بن عفان سے دریافت کیا جب عورت سے جماع کیا جائے اور انزال نہ ہو تو کیا کرے؟ جواب دیا نماز کی طرح وضو کرے اور اپنا عضوِ مخصوص دھو ڈالے۔ حضرت عثمان رضؓ نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی سنا ہے، زید بن خالد کہتے ہیں پھر میں نے علی رضؓ

---

[1] یعنی پہلے ذکر دھو پھر وضو کرے جیسے ابن نوح کی روایت میں امام مالک سے یوں ہی ہے ۱۲ منہ [2] یعنی حشفہ فرج کے اندر چلا جائے مطلب یہ ہے کہ دخول ہو اکثر علماء کا یہی قول ہے کہ دخول ہوتے ہی غسل واجب ہوجاتا ہے گو انزال نہ ہو احناف کا بھی یہی مسلک ہے اور انما الماء من الماء کی حدیث منسوخ ہے اور بعضوں نے کہا کہ انما الماء من الماء کی حدیث احتلام کے باب میں ہے عرب کے ملک میں عورتوں کا بھی ختنہ کیا کرتے تھے اور اب تک بھی بعضے ملکوں میں کرتے ہیں ۱۲ منہ۔

ذَكَرَهٗ وَقَالَ عُثْمَانُ سَمِعْتُهٗ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلْتُ عَنْ ذٰلِكَ عَلِيَّ بْنَ أَبِيْ طَالِبٍ وَّالزُّبَيْرَ بْنَ الْعَوَّامِ وَطَلْحَةَ بْنَ عُبَيْدِ اللّٰهِ وَأُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ فَأَمَرُوْهُ بِذٰلِكَ وَأَخْبَرَنِيْ أَبُوْ سَلَمَةَ أَنَّ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ أَخْبَرَهٗ أَنَّ أَبَا أَيُّوْبَ أَخْبَرَهٗ أَنَّهٗ سَمِعَ ذٰلِكَ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

زبیر بن عوام، طلحہ بن عبید اللہ اور ابی بن کعب سے پوچھا انہوں نے یہی حکم دیا (کہ عضوِ خاص دھو ڈالے، غسل کرنا لازم نہیں) ابوسلمہ نے بیان کیا کہ عروہ بن زبیر نے بحوالہ ابوایوب روایت کیا کہ میں نے آنحضرتؐ سے بھی یہی سنا ہے (جیسے حضرت عثمانؓ نے کہا تھا)۔

۲۸۷۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبِيْ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ أَيُّوْبَ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ أَنَّهٗ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِذَا جَامَعَ الرَّجُلُ الْمَرْأَةَ فَلَمْ يُنْزِلْ قَالَ يَغْسِلُ مَا مَسَّ الْمَرْأَةَ مِنْهُ ثُمَّ يَتَوَضَّأُ وَيُصَلِّيْ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ الْغُسْلُ أَحْوَطُ وَذَاكَ الْآخِرُ إِنَّمَا بَيَّنَّاهُ لِاخْتِلَافِهِمْ وَالْمَاءُ أَنْقٰى۔

(از مسدد از یحیٰی از ہشام ابن عروہ از والدش از ابو ایوب از ابی ابن کعبؓ) میں نے آنحضرتؐ سے دریافت کیا جب کوئی شخص اپنی بیوی سے جماع کرے۔ مگر انزال نہ ہو تو کیا کرے؟ آپ نے فرمایا عورت کے بدن کو جو لگ جائے اسے دھو ڈالے پھر وضو کرے اور نماز پڑھے۔ امام بخاری رحؒ کہتے ہیں غسل کرنا زیادہ محتاط طریقہ ہے اور یہ حدیث پچھلی یا دوسری جو ہم نے بیان کی تو اس لئے کہ صحابہ کا اس مسئلہ میں اختلاف ہے۔ حالانکہ پانی خوب صاف کرنے والا ہے[1]۔

[1] یعنی غسل ہر صورت میں زیادہ محتاط طریقہ ہے اور جنابت ختم کرنے کی آخری چیز ہے اسی واسطے امام ابوحنیفہؒ غسل ضروری قرار دیتے ہیں۔ عبدالرزاق

کتاب الحیض

حیض کا بیان

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ قُلْ هُوَ أَذًى فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيضِ وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ فَإِذَا تَطَهَّرْنَ فَأْتُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَمَرَكُمُ اللّٰهُ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ۔

باب ۲۰۳ كَيْفَ كَانَ بَدْءُ الْحَيْضِ وَقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا شَيْءٌ كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلٰى بَنَاتِ آدَمَ وَقَالَ بَعْضُهُمْ كَانَ أَوَّلُ مَا أُرْسِلَ الْحَيْضُ عَلٰى بَنِي إِسْرَائِيلَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ وَحَدِيثُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكْثَرُ۔

باب حیض آنا ابتداءً کیسے شروع ہوا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں حیض ایسی چیز ہے، جسے اللہ تعالیٰ نے آدم کی بیٹیوں کی قسمت میں لکھ دیا۔ بعض کہتے ہیں، کہ سب سے پہلے حیض بنی اسرائیل کی عورتوں میں شروع ہوا، امام بخاریؒ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کا اطلاق سب عورتوں پر یکساں ہوتا ہے۔

۲۸۸۔ **حَدَّثَنَا** عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الْقَاسِمِ قَالَ سَمِعْتُ الْقَاسِمَ يَقُولُ سَمِعْتُ عَائِشَةَ تَقُولُ خَرَجْنَا لَا نَرٰى إِلَّا الْحَجَّ فَلَمَّا كُنَّا بِسَرِفَ حِضْتُ فَدَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا أَبْكِي فَقَالَ مَا لَكِ أَنُفِسْتِ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ إِنَّ هٰذَا أَمْرٌ كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلٰى بَنَاتِ آدَمَ فَاقْضِي مَا يَقْضِي الْحَاجُّ غَيْرَ أَنْ لَا تَطُوفِي بِالْبَيْتِ قَالَتْ وَضَحّٰى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

(از علی بن عبداللہ، از سفیان، از عبدالرحمٰن بن القاسم، از والدش) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں ایک بار ہم لوگ حج کی نیت سے (مدینہ سے) نکلے، جب ہم سرف[1] میں پہنچے تو اتفاق سے مجھے حیض آگیا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے، اور میں رو رہی تھی، آنحضرتؐ نے پوچھا تجھے کیا ہوا؟ کیا تجھے حیض آنا شروع ہو گیا؟ میں نے کہا ہاں پھر فرمایا یہ وہ شے ہے جسے اللہ تعالیٰ نے آدم کی بیٹیوں کے لئے ہی ضروری کر دیا ہے، لہٰذا احکام حج تم بھی بجا لاؤ، صرف طواف نہ کرنا، حضرت عائشہ رضؓ کہتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام ازواجِ مطہرات کی طرف سے ایک گائے کا

[1] سرف ایک مقام کا نام ہے جہاں سے مکہ چھ یا سات میل رہ جاتا ہے ۱۲ منہ۔

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ نِّسَآئِهٖ بِالْبَقَرِ۔

ذبیحہ کیا تھا[1]

بَابٌ ۲۰۴ غَسْلِ الْحَائِضِ رَأْسَ زَوْجِهَا وَتَرْجِيْلِهٖ۔

باب حیض والی عورت اپنے خاوند کا سر دھو سکتی ہے اس میں کنگھی کر سکتی ہے۔

۲۸۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ اُرَجِّلُ رَأْسَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا حَائِضٌ۔

(از عبد اللہ بن یوسف، از مالک، از ہشام بن عروہ، از والد ش) عائشہ رضہ فرماتی ہیں میں حیض کی حالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سر دھوتی تھی اور کنگھا کرتی تھی۔

۲۹۰۔ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ اَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوْسُفَ اَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ اَخْبَرَهُمْ قَالَ اَخْبَرَنِيْ هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ عُرْوَةَ اَنَّهٗ سُئِلَ اَتَخْدُمُنِي الْحَائِضُ اَوْتَدْنُوْمِنِّي الْمَرْاَةُ وَهِيَ جُنُبٌ فَقَالَ عُرْوَةُ كُلُّ ذٰلِكَ عَلَيَّ هَيِّنٌ وَّكُلُّ ذٰلِكَ تَخْدُمُنِيْ وَلَيْسَ عَلٰى اَحَدٍ فِيْ ذٰلِكَ بَأْسٌ اَخْبَرَتْنِيْ عَائِشَةُ اَنَّهَا كَانَتْ تُرَجِّلُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ حَائِضٌ وَّرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَئِذٍ مُّجَاوِرٌ فِي الْمَسْجِدِ يُدْنِيْ لَهَا رَأْسَهٗ وَهِيَ فِيْ حُجْرَتِهَا فَتُرَجِّلُهٗ وَهِيَ حَائِضٌ۔

(از ابراہیم بن موسیٰ، از ہشام بن یوسف، از ابن جریج، از ہشام بن عروہ) عروہ سے کسی نے دریافت کیا کیا حائضہ عورت میری خدمت کر سکتی ہے، یا جُنُب عورت میرے قریب بیٹھ سکتی ہے عروہ نے جواب دیا دونوں باتیں میرے لئے معمولی ہیں ہر عورت میری خدمت کر سکتی ہے۔ کسی کے لئے بھی اس بات میں حرج نہیں ہے[2] حضرت عائشہ رضہ نے مجھ سے بیان کیا کہ بحالتِ حیض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک میں کنگھا کرتی تھیں اور آپ اس وقت مسجد میں معتکف ہوتے تھے، آپ مسجد ہی سے حضرت عائشہ کے قریب سر مبارک کر دیتے اور وہ اپنے حجرے ہی سے کنگھی کر دیتی تھیں۔ حالانکہ آپ بحالتِ حیض ہوتی تھیں۔

بَابٌ ۲۰۵ قِرَاءَةِ الرَّجُلِ فِيْ حَجْرِ امْرَاَتِهٖ وَهِيَ حَائِضٌ وَّكَانَ اَبُوْ وَائِلٍ يُّرْسِلُ خَادِمَهٗ وَهِيَ حَائِضٌ اِلٰى اَبِيْ رَزِيْنٍ فَتَاْتِيْهِ بِالْمُصْحَفِ فَتُمْسِكُهٗ بِعِلَاقَتِهٖ

باب حائضہ بیوی کی گود میں شوہر قرآن پڑھ سکتا ہے۔

حضرت ابو وائل اپنی حائضہ خادمہ کو ابو رزین کے پاس بھیجتے تھے وہ وہاں سے قرآنِ پاک غلاف میں لپٹا ہوا ان کے پاس لے آتی[3]

---

[1] آپ کی نو بیبیاں تھیں تو نو کی طرف سے ایک گائے کی قربانی کی اس کا ذکر انشاء اللہ کتاب الحج میں آئے گا ۱۲ منہ [2] یعنی حائضہ یا جنب عورت سے کام کاج کرائے خدمت لے ۱۲ منہ [3] مطلب یہ ہے کہ اگر کپڑے میں قرآن ہو تو حائضہ عورت قرآن اٹھا سکتی ہے کیونکہ ہاتھ کپڑے کو لگیں گے قرآن پاک کو نہیں لگیں گے۔ یعنی وہ فیتہ جو غلاف کے اوپر لگا ہوتا ہے اس اثر کو ابن ابی شیبہ نے وصل کیا (باقی اگلے صفحے پر)

۲۹۱۔ حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَيْمٍ الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ سَمِعَ زُهَيْرًا عَنْ مَنْصُوْرِ بْنِ صَفِيَّةَ اَنَّ اُمَّهٗ حَدَّثَتْهُ اَنَّ عَآئِشَةَ حَدَّثَتْهَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَّكِئُ فِيْ حِجْرِيْ وَاَنَا حَائِضٌ ثُمَّ يَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ۔

(از ابونعیم الفضل بن دُکین، از زہیر، از منصور بن صفیہ، از والدۂ ش) حضرت عائشہ رضؓ فرماتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم میری گود میں تکیہ لگا کر قرآن پڑھتے جبکہ میں حائضہ ہوتی تھی[1]۔

باب ۲۰۶ مَنْ سَمَّى النِّفَاسَ حَيْضًا

باب حیض کو نفاس کہہ دینا[2]

۲۹۲۔ حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ اَنَّ زَيْنَبَ بِنْتَ اُمِّ سَلَمَةَ حَدَّثَتْهُ اَنَّ اُمَّ سَلَمَةَ حَدَّثَتْهَا قَالَتْ بَيْنَا اَنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُضْطَجِعَةً فِيْ خَمِيْصَةٍ اِذْ حِضْتُ فَانْسَلَلْتُ فَاَخَذْتُ ثِيَابَ حِيْضَتِيْ فَقَالَ اَنُفِسْتِ قُلْتُ نَعَمْ فَدَعَانِيْ فَاضْطَجَعْتُ مَعَهٗ فِي الْخَمِيْلَةِ۔

(از مکی بن ابراہیم، از ہشام، از یحییٰ بن ابی کثیر، از ابوسلمہ، از زینب بنت ام سلمہ) حضرت ام سلمہ رضؓ فرماتی ہیں ایک بار میں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک چادر میں لیٹے ہوئے تھے۔ مجھے حیض آگیا، میں اپنے حیض کے کپڑے سنبھالے ایک طرف چلی گئی۔ آپ نے فرمایا کیا تجھ کو نفاس آگیا[3] میں نے کہا جی ہاں، پھر آپ نے مجھے بلایا تو میں جا کر چادر میں آپ کے ساتھ لیٹ گئی۔

باب ۲۰۷ مُبَاشَرَةِ الْحَائِضِ۔

باب حیض والی عورت سے لپٹنا[4]

۲۹۳۔ حَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ اَغْتَسِلُ اَنَا وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اِنَآءٍ وَّاحِدٍ كِلَانَا جُنُبٌ وَّ

(از قبیصہ بن عقبہ، از سفیان، از منصور، از ابراہیم، از اسود) عائشہ رضؓ فرماتی ہیں میں اور آنحضرت دونوں مل کر ایک برتن سے غسل کرتے در انحالیکہ ہم دونوں جُنُب ہوتے اور جب میں حیض میں ہوتی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھے ازار پہننے کا حکم

(بقیہ) امام ابوحنیفہ رح کا مذہب یہی ہے لیکن جمہور علماء اس کے خلاف ہیں وہ کہتے ہیں حائض اور جنب کو قرآن اٹھانا درست نہیں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تکیہ لگانا حضرت عائشہ رضؓ کی گود میں یہ اور بات ہے ۱۲ منہ **[1]** اس حدیث سے یہ نکلا کہ نجاست کے قریب قرآن پڑھنا منع نہیں ہے ۱۲ منہ **[2]** نفاس کے مشہور معنے تو یہ ہیں کہ جو خون عورت کو زچگی کے بعد آئے لیکن کبھی حیض کو نفاس کہتے ہیں اور نفاس کو حیض چونکہ ان دونوں کا حکم ایک ہی ہے ۱۲ منہ **[3]** یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے کیونکہ آپ نے حیض کو نفاس فرمایا ۱۲ منہ **[4]** مباشرت کہتے ہیں بوس وکنار چمٹانے کو بدن سے بدن لگانے کو ۱۲ منہ۔

كَانَ يَأْمُرُنِي فَأَتَّزِرُ فَيُبَاشِرُنِي وَأَنَا حَائِضٌ وَكَانَ يُخْرِجُ رَأْسَهُ إِلَيَّ وَهُوَ مُعْتَكِفٌ فَأَغْسِلُهُ وَأَنَا حَائِضٌ ـ

دیتے اور آپ مجھ سے مس ہو جایا کرتے (یعنی بدن کو چھوتے) اور اعتکاف کی حالت میں اپنا سر میری طرف نکال دیتے ہیں اس کو دھو دیتی حالانکہ میں حیض سے ہوتی [1]

۲۹۴ ـ حَدَّثَنَا إِسْمَٰعِيلُ بْنُ خَلِيلٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ هُوَ الشَّيْبَانِيُّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَٰنِ بْنِ الْأَسْوَدِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَتْ إِحْدَانَا إِذَا كَانَتْ حَائِضًا فَأَرَادَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُبَاشِرَهَا أَمَرَهَا أَنْ تَتَّزِرَ فِي فَوْرِ حَيْضَتِهَا ثُمَّ يُبَاشِرُهَا قَالَتْ وَأَيُّكُمْ يَمْلِكُ إِرْبَهُ كَمَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْلِكُ إِرْبَهُ تَابَعَهُ خَالِدٌ وَجَرِيرٌ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ ـ

(از اسمٰعیل بن خلیل از علی بن مُسہر از ابو اسحاق شیبانی ، از عبدالرحمٰن بن اسود از والدش) حضرت عائشہ فرماتی ہیں ہم میں سے جب کوئی حائضہ ہوتی اور آنحضرتؐ اس سے مباشرت یعنی بدن لگانا چاہتے تو اسے ازار پہننے کا حکم دیتے [2] (یعنی ناف سے اوپر بدن سے بدن لگانے کے لئے) اس وقت حیض زور پر ہوتا۔ پھر آپ (بدن سے بدن لگاتے حضرت عائشہ رضؓ نے فرمایا تم میں کون ایسا ہے جو شہوت پر اتنا قابو رکھتا ہو جتنا آنحضرتؐ رکھتے تھے [3]

ابن مسہر کے ساتھ اس حدیث کو خالد بن عبداللہ اور جریر بن عبدالحمید نے بھی شیبانی سے روایت کیا۔

۲۹۵ ـ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ قَالَ حَدَّثَنَا الشَّيْبَانِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ شَدَّادٍ قَالَ سَمِعْتُ مَيْمُونَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يُبَاشِرَ امْرَأَةً مِنْ نِسَائِهِ أَمَرَهَا فَاتَّزَرَتْ وَهِيَ حَائِضٌ وَرَوَاهُ سُفْيَانُ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ ـ

(از ابو النعمان از عبدالواحد از شیبانی ، عبداللہ بن شداد) حضرت میمونہ رضؓ فرماتی ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی حائضہ زوجہ مطہرہ کے بدن سے بدن لگانا چاہتے تو اسے ازار باندھنے کا حکم فرماتے۔ اس حدیث کو سفیان ثوری نے بھی شیبانی سے روایت کیا۔

بَابٌ ۲۰۸ تَرْكِ الْحَائِضِ الصَّوْمَ ـ

باب حائضہ عورت کا ترکِ صوم کرنا۔

[1] ایک برتن سے میاں بیوی جنب کا نہانا۔ بحالتِ حیض بدن لگانا۔ حائضہ بیوی کا معتکف شوہر کا سر دھونا ثابت ہوا [2] جب ازار باندھ لی تو اب مباشرت اسی بدن سے ہوگی جو ناف سے اوپر ہے اور بہت سے علماء نے حائضہ سے ناف کے نیچے مباشرت ناجائز رکھی ہے اور بعضوں نے کہا کہ حائضہ سے صرف وطی حرام ہے۔ باقی تمام بدن سے مباشرت جائز ہے۔ امام احمد نے اسی کو اختیار کیا ہے ۱۲ منہ [3] یعنی حیض کا شروع زمانہ ہونا اور حیض زور پر ہونا۔ مطلب یہ ہے کہ آپ ایسے وقت میں بھی حائضہ سے مباشرت کرتے۔ یہ نہیں کہ جب حیض ختم ہونے کے قریب ہو اسی وقت مباشرت کرتے شروع میں نہ کرتے ۱۲ منہ [4] مطلب یہ ہے کہ جس کی شہوت اس کے قابو میں نہ ہو تو اس کو مباشرت سے بچنا چاہیئے۔ ایسا نہ ہو کہ جماع کر بیٹھے اور حرام میں مبتلا ہو جائے ۱۲ منہ۔

۲۹۶۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ أَخْبَرَنِي زَيْدٌ هُوَ ابْنُ أَسْلَمَ عَنْ عِيَاضِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أَضْحًى أَوْ فِطْرٍ إِلَى الْمُصَلَّى فَمَرَّ عَلَى النِّسَاءِ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ تَصَدَّقْنَ فَإِنِّي أُرِيتُكُنَّ أَكْثَرَ أَهْلِ النَّارِ فَقُلْنَ وَبِمَ يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تُكْثِرْنَ اللَّعْنَ وَتَكْفُرْنَ الْعَشِيرَ مَا رَأَيْتُ مِنْ نَاقِصَاتِ عَقْلٍ وَدِينٍ أَذْهَبَ لِلُبِّ الرَّجُلِ الْحَازِمِ مِنْ إِحْدَاكُنَّ قُلْنَ وَمَا نُقْصَانُ دِينِنَا وَعَقْلِنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ أَلَيْسَ شَهَادَةُ الْمَرْأَةِ مِثْلَ نِصْفِ شَهَادَةِ الرَّجُلِ قُلْنَ بَلَى قَالَ فَذَلِكِ مِنْ نُقْصَانِ عَقْلِهَا أَلَيْسَ إِذَا حَاضَتْ لَمْ تُصَلِّ وَلَمْ تَصُمْ قُلْنَ بَلَى قَالَ فَذَلِكِ مِنْ نُقْصَانِ دِينِهَا۔

(از سعید بن ابی مریم، از محمد بن جعفر، از زید بن اسلم، از عیاض بن عبداللہ) ابوسعید خدری فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عید الاضحیٰ یا عید الفطر کے لئے عیدگاہ تشریف لے جانے لگے، تو راستے میں عورتیں ملیں۔ آپ نے فرمایا عورتو! خیرات کرو! کیونکہ مجھے دوزخ میں بہ نسبت مردوں کے عورتوں کو زیادہ تعداد میں دکھایا گیا۔ عورتوں نے دریافت کیا اس کی کیا وجہ ہے؟ آپ نے فرمایا تم لعنت بہت کرتی ہو[1] اور شوہر کی ناشکری کرتی ہو[2]۔ میں نے تم سے زیادہ ناقص العقل، ناقص الدین اور مردوں کی عقل کھونے والا اور کوئی نہیں دیکھا۔ عورتوں نے پوچھا ہماری عقل و دین میں نقصان کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کیا عورت کی گواہی مرد کی گواہی کے نصف ہے یا نہیں؟ عورتوں نے کہا ہاں بیشک۔ آپ نے فرمایا یہ عقل کی کمی ہے[3]۔ آپ نے فرمایا دیکھو تم میں جب کوئی حائضہ ہوتی ہے تو نہ وہ نماز پڑھتی ہے نہ روزہ رکھتی ہے عورتوں نے کہا بیشک۔ آپ نے فرمایا یہ دین کی کمی ہے۔

بَابٌ ۲۰۹ تَقْضِي الْحَائِضُ الْمَنَاسِكَ كُلَّهَا إِلَّا الطَّوَافَ بِالْبَيْتِ وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ لَا بَأْسَ أَنْ تَقْرَأَ الْآيَةَ وَلَمْ يَرَ ابْنُ عَبَّاسٍ بِالْقِرَاءَةِ لِلْجُنُبِ بَأْسًا وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ اللَّهَ عَلَى كُلِّ

باب حائضہ علاوہ طواف کے تمام ارکانِ حج بجا لاسکتی ہے۔ ابراہیم نخعی کہتے ہیں حائضہ عورت اگر آیت پڑھے تو قباحت نہیں، ابنِ عباس اس میں بھی قباحت نہیں سمجھتے اگر جنب قرآن پڑھے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم تمام حالتوں میں اللہ کی یاد کرتے تھے[4] اور ام عطیہ رض کہتی ہیں ہم کو آنحضرت ص کے زمانہ

[1] قسطلانی نے کہا لعنت کرنا اس پر جائز نہیں جس کے خاتمہ کا علم نہ ہو۔ البتہ جس کا کفر پر مرنا ثابت ہو، جیسے ابوجہل وغیرہ اس پر لعنت کرنا جائز ہے۔ اسی طرح بلا تعیین ظالموں، یا کافروں پر ۱۲ منہ [2] اسی لیے اللہ نے دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کے برابر رکھی۔ اب یہ اعتراض نہ ہوگا کہ بعض عورت مردوں سے بھی زیادہ عقلمند نکلتی ہے کیونکہ یہ حکم باعتبار اکثر کے ہے، عموماً عورتوں کے دماغی اور جسمانی قویٰ بہ نسبت مردوں کے کمزور پیدا ہوتے ہیں ۱۲ منہ [3] احناف کا مسلک یہ ہے کہ بحالت حیض و نفاس و جنابت تلاوت درست نہیں۔ اور سب حالتوں میں یاد کرنے کا مطلب یہ ہے کہ دل یا اپنے الفاظ سے یادِ الٰہی

اَحْیَائِہٖ وَقَالَتْ اُمُّ عَطِیَّۃَ کُنَّا نُؤْمَرُ اَنْ نُّخْرِجَ الْحُیَّضَ فَیُکَبِّرْنَ بِتَکْبِیْرِھِمْ وَیَدْعُوْنَ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَخْبَرَنِیْ اَبُوْ سُفْیٰنَ اَنَّ ھِرَقْلَ دَعَا بِکِتَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَرَأَہٗ فَاِذَا فِیْہِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَیَآ اَھْلَ الْکِتَابِ تَعَالَوْا اِلٰی کَلِمَۃٍ سَوَآءٍ بَیْنَنَا وَ بَیْنَکُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰہَ وَلَا نُشْرِکَ بِہٖ شَیْـًٔا اِلٰی قَوْلِہٖ مُسْلِمُوْنَ وَقَالَ عَطَآءٌ عَنْ جَابِرٍ حَاضَتْ عَآئِشَۃُ فَنَسَکَتِ الْمَنَاسِکَ کُلَّھَا غَیْرَ الطَّوَافِ بِالْبَیْتِ وَلَا تُصَلِّیْ وَقَالَ الْحَکَمُ اِنِّیْ لَاَذْبَحُ وَ اَنَا جُنُبٌ وَقَالَ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ وَلَا تَاْکُلُوْا مِمَّا لَمْ یُذْکَرِ اسْمُ اللّٰہِ عَلَیْہِ۔

میں بحالتِ حیض عورتوں کو عیدگاہ میں لے جانے کا حکم دیا جاتا تاکہ وہ لوگوں کے ساتھ تکبیر اور دعا میں شریک ہوں۔ ابنِ عباس کہتے ہیں مجھے ابوسفیان نے کہا کہ ہرقل بادشاہِ روم نے آنحضرتؐ کے خط کو منگوایا اور اسے پڑھا اس میں تھا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم: و یا اھل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواءٍ بیننا و بینکم الا نعبد الا اللہ ولا نشرک بہ شیئا.... مسلمون۔ عطاء بن جابرؓ کہتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ نے بحالتِ حیض سوائے طواف کے تمام مناسک حج ادا کئے البتہ نماز نہیں پڑھتی تھیں۔ حکم کہتے ہیں، میں بحالتِ جنابت جانور ذبح کرتا ہوں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے، جس ذبیحہ پر بسم اللہ اللہ اکبر نہ پڑھی جائے اسے مت کھاؤ[۱]

۲۹۷۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَیْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِیْزِ بْنُ اَبِیْ سَلَمَۃَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَآئِشَۃَ قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا نَذْکُرُ اِلَّا الْحَجَّ فَلَمَّا جِئْنَا سَرِفَ طَمِثْتُ فَدَخَلَ عَلَیَّ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَنَا اَبْکِیْ فَقَالَ مَا یُبْکِیْکِ قُلْتُ لَوَدِدْتُ وَاللّٰہِ اَنِّیْ

(از ابونعیم، از عبدالعزیز بن ابی سلمہ، از عبدالرحمٰن بن القاسم از والدش) عائشہؓ فرماتی ہیں ہم آنحضرتؐ کے ساتھ نکلے، حج کا ارادہ کرکے جب ہم سرِف پہنچے مجھے حیض آگیا۔ آنحضرتؐ میرے پاس آئے میں رو رہی تھی، آپ نے فرمایا کیوں روتی ہو؟ میں بولی کاش میں اس سال حج کے لئے نہ آئی ہوتی آپ نے فرمایا شاید تجھ کو نفاس آگیا (یعنی حیض) میں نے کہا جی ہاں۔ آپ نے فرمایا یہ یعنی حیض تو ایسی شے ہے جسے دخترانِ آدم کے لئے اللہ

[۱] یعنی بحالتِ جنب بسم اللہ اللہ اکبر پڑھنا اور ذبح کرنا پھر ذبیحہ کھانا سب کچھ جائز ہے۔ مگر تلاوتِ قرآن اور نماز درست نہیں۔ عبدالرزاق

لَمْ اَحُجَّ الْعَامَ قَالَ لَعَلَّكِ نُفِسْتِ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَاِنَّ ذٰلِكِ شَيْءٌ كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلٰى بَنَاتِ اٰدَمَ فَافْعَلِيْ مَا يَفْعَلُ الْحَاجُّ غَيْرَ اَنْ لَّا تَطُوْفِيْ بِالْبَيْتِ حَتّٰى تَطْهُرِيْ۔

تعالیٰ نے لکھ دیا ہے سو تم سب مناسک حج ادا کر دسوائے طواف کے جب تک کہ پاک نہ ہولو۔

بَابٌ ۲۱ الْاِسْتِحَاضَةِ۔

۲۹۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ قَالَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ اَبِيْ حُبَيْشٍ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ لَا اَطْهُرُ اَفَاَدَعُ الصَّلٰوةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا ذٰلِكِ عِرْقٌ وَّلَيْسَ بِالْحَيْضَةِ فَاِذَا اَقْبَلَتِ الْحَيْضَةُ فَاتْرُكِي الصَّلٰوةَ فَاِذَا ذَهَبَ قَدْرُهَا فَاغْسِلِيْ عَنْكِ الدَّمَ وَصَلِّيْ۔

باب استحاضہ[1]

(از عبداللہ بن یوسف، از مالک، از ہشام، از والدش) حضرت عائشہ رضؓ فرماتی ہیں فاطمہ بنت ابی حبیش نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا یا رسول اللہ میں پاک نہیں ہوتی (خون نہیں رکتا) کیا میں نماز چھوڑ دوں، آنحضرت ﷺ نے فرمایا یہ ایک رگ کا خون ہے اور یہ حیض کا خون نہیں تو جب حیض کا خون آئے[2] نماز چھوڑ دیا کر جب حیض کے ایام کا اندازہ گذر جائے تو بدن سے خون دھو ڈال اور نماز پڑھا کر[3]

بَابٌ ۲۱ غَسْلِ دَمِ الْحَيْضِ۔

۲۹۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِيْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ اَنَّهَا قَالَتْ سَاَلَتِ امْرَاَةٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ اِحْدَانَا اِذَا اَصَابَ ثَوْبَهَا الدَّمُ مِنَ الْحَيْضَةِ كَيْفَ تَصْنَعُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب حیض کا خون دھونا۔

(از عبداللہ بن یوسف، از مالک، از ہشام بن عروہ، از فاطمہ بنت منذر) اسماء بنت ابی بکر الصدیق رضؓ فرماتی ہیں، ایک عورت نے آنحضرت ﷺ سے دریافت کیا کہ اگر حیض کا خون ہمارے کپڑے پر لگ جائے، تو کیا کریں؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر کسی عورت کے کپڑے پر حیض کا خون لگ جائے، تو اسے کھرچ ڈالے پھر پانی سے دھو ڈالے، پھر اس کپڑے سے نماز پڑھ لے۔

---

[1] استحاضہ کہتے ہیں حیض کے سوا دوسرا خون آنے کو یہ ایک بیماری ہے جو بعضی عورتوں کو ہو جاتی ہے ۱۲ منہ [2] جس کو عورتیں اس کے رنگ وغیرہ سے پہچان لیتی ہیں ۱۲ منہ [3] یعنی غسل کر کے جیسے دوسری روایت میں ہے۔ ایک روایت میں اتنا اور زیادہ ہے کہ ہر نماز کے لئے وضو کرتی رہ شافعیہ اور حنفیہ اسی کے قائل ہیں۔ مالکیہ کہتے ہیں کہ استحاضے کے خون سے وضو نہیں ٹوٹتا، جیسے بواسیر کے خون سے۔ اگر ہر نماز کے لئے وضو کرلے تو مستحب ہے لیکن لازم نہیں ہے جب تک دوسرا کوئی حدث نہ ہو ۱۲ منہ۔

إِذَا أَصَابَ ثَوْبَ إِحْدَاكُنَّ الدَّمُ مِنَ الْحَيْضَةِ فَلْتَقْرُصْهُ ثُمَّ لِتَنْضَحْهُ بِمَاءٍ ثُمَّ لِتُصَلِّي فِيهِ۔

۳۰۰۔ حَدَّثَنَا أَصْبَغُ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَتْ إِحْدَانَا تَحِيضُ ثُمَّ تَقْتَرِصُ الدَّمَ مِنْ ثَوْبِهَا عِنْدَ طُهْرِهَا فَتَغْسِلُهُ وَتَنْضَحُ عَلَى سَائِرِهِ ثُمَّ تُصَلِّي فِيهِ۔

(از اصبغ، از ابن وہب، از عمرو بن حارث، از عبد الرحمٰن بن قاسم، از والدش) حضرت عائشہ رضؓ فرماتی ہیں کہ جب ہم میں سے کوئی حیض آنے کے بعد وہ پاک ہوتی تو خون اپنے کپڑے سے کھرچ ڈالتی پھر اسے دھوتی اور سارے کپڑے پر پانی چھڑک دیتی[۱] (وسوسہ دور کرنے کے لئے) پھر اسی کپڑے میں نماز پڑھتی۔

باب ۲۱۲ اِعْتِكَافِ الْمُسْتَحَاضَةِ۔

باب مستحاضہ[۲] کا اعتکاف میں بیٹھنا۔

۳۰۱۔ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ شَاهِينَ أَبُو بِشْرٍ الْوَاسِطِيُّ قَالَ أَخْبَرَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ خَالِدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اعْتَكَفَ مَعَهُ بَعْضُ نِسَائِهِ وَهِيَ مُسْتَحَاضَةٌ تَرَى الدَّمَ فَرُبَّمَا وَضَعَتِ الطَّسْتَ تَحْتَهَا مِنَ الدَّمِ وَزَعَمَ أَنَّ عَائِشَةَ رَأَتْ مَاءَ الْعُصْفُرِ فَقَالَتْ كَأَنَّ هٰذَا شَيْءٌ كَانَتْ فُلَانَةُ تَجِدُهُ۔

(از اسحاق بن شاہین ابو بشر واسطی، از خالد بن عبد اللہ، از خالد بن مہران، از عکرمہ) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اعتکاف کیا۔ آپ کے ساتھ آپ کی ایک زوجہ مطہرہ (سودہ یا ام حبیبہ) نے اعتکاف کیا۔ انہیں استحاضہ کی بیماری تھی۔ وہ اکثر خون دیکھتیں اور خون کی وجہ سے بسا اوقات اپنے تلے طشت رکھ لیتیں۔ عکرمہ نے کہا۔ کہ ایک بار حضرت عائشہ رضؓ نے کسم کا پانی دیکھا تو کہنے لگیں یہ تو بالکل وہی ہے جو فلاں بی بی استحاضہ کی حالت میں دیکھتی تھی[۳]۔

۳۰۲۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ خَالِدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اعْتَكَفَتْ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(از قتیبہ، از یزید بن زریع، از خالد، از عکرمہ) حضرت عائشہ رضؓ فرماتی ہیں آنحضرتؐ کے ساتھ آپ کی ایک زوجہ نے اعتکاف کیا۔ وہ سرخ اور زرد خون دیکھا کرتی، طشت اس کے

---

[۱] وسوسہ دور کرنے کے لئے سارے کپڑے پر پانی چھڑک دیتی حافظ نے کہا اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ اگر کپڑے کے پاک کرنے کی ضرورت نہ پڑے تو اس کو نجس رہنے دینا درست ہے کیونکہ حضرت عائشہ رضؓ نے کہا کہ جب حیض سے پاک ہوتی تو ایسا کرتی ۱۲ منہ۔

[۲] یعنی وہ عورت جس کو استحاضہ کی بیماری ہو [۳] یعنی اس کا اور اس کا رنگ ملتا ہے فلانی بی بی سے وہی بی بی مراد ہیں۔ جن کو استحاضے کی بیماری ہوگئی تھی۔ یعنی سودہؓ یا ام حبیبہؓ یا ام سلمہؓ۔ سعید بن منصور نے اپنی سنن میں روایت کیا کہ ام سلمہؓ نے استحاضہ کی حالت میں اعتکاف کیا۔ وہ کبھی اپنے تلے طشت رکھ لیتیں ۱۲ منہ۔

اِمْرَاَۃٌ مِّنْ اَزْوَاجِہٖ فَکَانَتْ تَرَی الدَّمَ وَالصُّفْرَۃَ وَالطَّسْتُ تَحْتَھَا وَھِیَ تُصَلِّیْ۔

نیچے ہوتا اور وہ نماز پڑھتی رہتی ۔[1]

۳۰۳۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ عَنْ خَالِدٍ عَنْ عِکْرِمَۃَ عَنْ عَائِشَۃَ اَنَّ بَعْضَ اُمَّھَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ اعْتَکَفَتْ وَھِیَ مُسْتَحَاضَۃٌ۔

(از مُسدَّد، از معتمر، از خالد، از عکرمہ) عائشہ رضؓ فرماتی ہیں، کہ امہات المؤمنین میں سے ایک نے اعتکاف کیا جب کہ وہ استحاضہ کی حالت میں تھی۔

باب ۲۱۳ هَلْ تُصَلِّی الْمَرْأَۃُ فِیْ ثَوْبٍ حَاضَتْ فِیْہِ۔

باب جس کپڑے میں عورت کو حیض آئے کیا وہ اس میں نماز پڑھ سکتی ہے؟۔

۳۰۴۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَیْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاھِیْمُ ابْنُ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ اَبِیْ نَجِیْحٍ عَنْ مُّجَاھِدٍ قَالَ قَالَتْ عَائِشَۃُ مَا کَانَ لِاِحْدَانَا اِلَّا ثَوْبٌ وَّاحِدٌ تَحِیْضُ فِیْہِ فَاِذَا اَصَابَہٗ شَیْءٌ مِّنْ دَمٍ قَالَتْ بِرِیْقِھَا فَمَصَعَتْہُ بِظُفْرِھَا۔

(از ابونعیم، از ابراہیم بن نافع، از ابن ابی نجیح، از مجاہد) حضرت عائشہ رضؓ فرماتی ہیں (آنحضرت ؐ کے زمانہ میں) ہم میں سے کسی کے پاس ایک کپڑے سے زیادہ نہ ہوتا اسی میں حیض آتا اور خون لگنے سے اس کو تھوک لگا کر ناخن سے کھرچ ڈالتی۔

باب ۲۱۴ الطِّیْبِ لِلْمَرْأَۃِ عِنْدَ غُسْلِھَا مِنَ الْحَیْضِ۔

باب حیض کا غسل کرتے وقت خوشبو لگانا[2]

۳۰۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ عَبْدِ الْوَھَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَیْدٍ عَنْ اَیُّوْبَ عَنْ حَفْصَۃَ عَنْ اُمِّ عَطِیَّۃَ قَالَتْ کُنَّا نُنْھٰی اَنْ نُّحِدَّ عَلٰی مَیِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثٍ اِلَّا عَلٰی زَوْجٍ اَرْبَعَۃَ اَشْھُرٍ وَّعَشْرًا وَّلَا نَکْتَحِلَ وَلَا نَتَطَیَّبَ وَلَا نَلْبَسَ ثَوْبًا مَّصْبُوْغًا اِلَّا ثَوْبَ عَصْبٍ وَّقَدْ رُخِّصَ لَنَا عِنْدَ الطُّھْرِ اِذَا اغْتَسَلَتْ اِحْدَانَا مِنْ مَّحِیْضِھَا فِیْ

(از عبداللہ بن عبدالوہاب، از حماد بن زید، از ایوب، از حفصہ رضؓ) ام عطیہ رضؓ فرماتی ہیں ہم کو کسی مردے پر تین دن سے زیادہ سوگ کرنا منع تھا مگر خاوند پر چار مہینے دس دن تک سوگ کا حکم تھا، وہ حکم یہ تھا کہ سوگ کے ان دنوں میں نہ سرمہ لگائیں نہ خوشبو اور نہ کوئی رنگیں کپڑا پہنیں، مگر جس کپڑے کا سوت بناوٹ سے پہلے رنگا گیا ہو (اس کی اجازت تھی) اور ہم کو حیض سے پاک ہونے وقت اجازت تھی کہ جب کوئی عورت حیض کا غسل کرے تو تھوڑا کُستِ اظفار لگالے

[1] حافظ نے کہا حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ مستحاضہ مسجد میں رہ سکتی ہے اور اس کا اعتکاف اور اس کی نماز صحیح ہے اور مسجد میں حدث کرنا درست ہے جب مسجد کے آلودہ ہونے کا ڈر نہ ہو اور مستحاضہ کے حکم میں ہے وہ شخص جو دائم الحدث ہو یا جس کے زخم سے خون جاری ہو ۱۲ منہ

[2] عورت جب حیض کا غسل کرے تو مقام مخصوص پر بدبوئی رفع کرنے کے لئے کچھ خوشبو لگالے اس کی یہاں تک تاکید ہے کہ سوگ والی عورت کو بھی آپ نے اس کی اجازت دی قسطلانی نے کہا کہ شرط یہ ہے کہ وہ عورت احرام نہ باندھے ہو ۱۲ منہ ۔

نُبْذَةٍ مِنْ كُسْتِ أَظْفَارٍ وَكُنَّا نُنْهٰى عَنِ اتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ رَوَاهُ هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ عَنْ حَفْصَةَ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

(عُود کی خوشبو[1]) اور ہم عورتوں کو جنازے کے ساتھ جانا بھی منع ہوتا تھا[2]۔ اس حدیث کو ہشام بن حسّان نے بھی حضرت حفصہؓ سے روایت کیا، انہوں نے ام عطیہ سے اور انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

بَابٌ ۲۱۵ دَلْكِ الْمَرْأَةِ نَفْسَهَا إِذَا تَطَهَّرَتْ مِنَ الْحَيْضِ وَكَيْفَ تَغْتَسِلُ وَتَأْخُذُ فِرْصَةً مُمَسَّكَةً فَتَتَبَّعُ بِهَا أَثَرَ الدَّمِ۔

باب عورت جب حیض کا غسل کرے تو اپنا بدن ملے، غسل کا طریقہ، روئی کا پھاہا خون کے مقام پر ملنا۔

۳۰۶۔ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ مَنْصُورِ بْنِ صَفِيَّةَ عَنْ أُمِّهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ امْرَأَةً سَأَلَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ غُسْلِهَا مِنَ الْمَحِيضِ فَأَمَرَهَا كَيْفَ تَغْتَسِلُ قَالَ خُذِي فِرْصَةً مِنْ مِسْكٍ فَتَطَهَّرِي بِهَا قَالَتْ كَيْفَ أَتَطَهَّرُ بِهَا قَالَ تَطَهَّرِي بِهَا قَالَتْ كَيْفَ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ تَطَهَّرِي فَاجْتَذَبْتُهَا إِلَيَّ فَقُلْتُ تَتَبَّعِي بِهَا أَثَرَ الدَّمِ۔

(از یحییٰ از ابن عیینہ، از منصور بن صفیہ، از مادرش) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں ایک عورت نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ حیض کا غسل کیسے کرے؟ آپ نے اسے بتایا کہ غسل کیسے کرے۔ آپ نے فرمایا غسل[3] کے بعد خوشبو لگا ہوا روئی کا پھاہا لے۔ اس سے پاکی کر، کہنے لگی کیسے پاکی کروں؟ آپ نے فرمایا اس سے پاکی کر کہنے لگی کیسے آپ نے (تعجب سے) فرمایا سبحان اللہ! پاکی کر۔ حضرت عائشہؓ نے کہا میں نے اس عورت کو اپنی طرف کھینچ لیا اور اسے سمجھا دیا کہ خون کے مقام پر اسے لگا (یعنی کپڑے کو)

بَابٌ ۲۱۶ غُسْلِ الْمَحِيضِ

باب حیض کے غسل کا بیان۔

۳۰۷۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا مَنْصُورٌ عَنْ أُمِّهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ امْرَأَةً مِنَ الْأَنْصَارِ قَالَتْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ أَغْتَسِلُ مِنَ الْمَحِيضِ قَالَ خُذِي فِرْصَةً مُمَسَّكَةً

(از مسلم، از وہیب، از منصور، از والدہ اش) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ انصار کی ایک عورت نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ میں حیض کا غسل کیسے کروں؟ آپ نے فرمایا مشک لگا ہوا پھاہا لے تین بار پانی سے صاف کر پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو (بیان کرنے سے)

---

[1] یعنی کست کہتے ہیں عود کو اور اظفار بھی ایک قسم کی خوشبو ہے بعضوں نے کہا ظفار کا کست یعنی عود مراد ہے اور ظفار ایک شہر تھا۔ وہاں سے عود ہندی عرب کے ملکوں میں آیا کرتا ۱۲ منہ

[2] کیوں کہ عورتیں بہت روتی پیٹتی چلاتی ہیں ۱۲ منہ

[3] اس غسل کی کیفیت مسلم کی روایت میں مذکور ہے۔ اس میں یہ ہے کہ اچھی طرح پاکی کر پھر اپنے سر پر پانی ڈال اس کو خوب مل تاکہ پانی بالوں کی جڑوں تک پہنچ جائے۔ پھر اپنے سارے بدن پر پانی ڈال اور امام بخاریؒ نے اس روایت کی طرف اشارہ کرکے باب کے دو مطلب نکالے کیوں کہ اس روایت میں نہ بدن کا ملنا مذکور ہے نہ غسل کی کیفیت صرف نمبر ۳ مذکور ہے یعنی خوشبو کا پھاہا لینا ۱۲ منہ۔

فَتَوَضَّئِي ثَلَاثًا ثُمَّ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَحْيَى فَأَعْرَضَ بِوَجْهِهِ أَوْ قَالَ تَوَضَّئِي بِهَا فَأَخَذْتُهَا فَجَذَبْتُهَا فَأَخْبَرْتُهَا بِمَا يُرِيدُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

شرم آئی اور منہ پھیر لیا یا آپ نے فرمایا اس عورت سے کہ پانی سے صاف کر[1] حضرت عائشہ رضہ فرماتی ہیں کہ میں نے اس عورت کو اپنی طرف کھینچ لیا میں نے آنحضرت ؐ کا مطلب اسے سمجھا دیا[2]۔

بَابُ ۲۱۷ اِمْتِشَاطِ الْمَرْأَةِ عِنْدَ غُسْلِهَا مِنَ الْمَحِيضِ۔

باب حیض سے نہاتے وقت بالوں میں کنگھی کرنا۔

۳۰۸۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ أَهْلَلْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَكُنْتُ مِمَّنْ تَمَتَّعَ وَلَمْ يَسُقِ الْهَدْيَ فَزَعَمَتْ أَنَّهَا حَاضَتْ وَلَمْ تَطْهُرْ حَتّٰى دَخَلَتْ لَيْلَةُ عَرَفَةَ قَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ هٰذِهِ لَيْلَةُ يَوْمِ عَرَفَةَ وَإِنَّمَا كُنْتُ تَمَتَّعْتُ بِعُمْرَةٍ فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْقُضِي رَأْسَكِ وَامْتَشِطِي وَأَمْسِكِي عَنْ عُمْرَتِكِ فَفَعَلْتُ فَلَمَّا قَضَيْتُ الْحَجَّ أَمَرَ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ لَيْلَةَ الْحَصْبَةِ فَأَعْمَرَنِي مِنَ التَّنْعِيمِ مَكَانَ عُمْرَتِي الَّتِي نَسَكْتُ۔

(از موسیٰ بن اسمٰعیل، از ابراہیم، از ابن شہاب، از عروہ) حضرت عائشہ رضہ فرماتی ہیں میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حجۃ الوداع میں احرام باندھا اور میں نے بھی تمتع ہی کیا تھا[3] اور ہم لوگ ہدی نہ لائے تھے۔ پھر حضرت عائشہ رضہ نے فرمایا کہ انہیں حیض آگیا اور عرفہ کی شب تک حیض سے فارغ نہ ہو سکیں۔ تب انہوں نے کہا یا رسول اللہؐ! یہ تو عرفہ کی رات آگئی اور میں نے عمرہ کا احرام باندھا تھا اب کیا کروں[4]؟ آپؐ نے فرمایا اپنا سر کھول دے اور کنگھی کر[5] اور عمرے کو موقوف رکھ چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا[6] جب حج کر چکی تو آپؐ نے (میرے بھائی) عبدالرحمٰن رضہ کو شب حصبہ[7] میں حکم دیا انہوں نے اس عمرہ کے بدلے جس کا میں نے احرام باندھا تھا مجھے دوسرا عمرہ تنعیم[8] سے کرایا۔

---

[1] حضرت عائشہ رضہ نے توضی اور توضی بہا کا شک بھی بیان کیا سبحان اللہ کس قدر احتیاط ہے نبیؐ کے الفاظ بیان کرنے میں۔ منکرین حدیث غور کریں عبدالرزاق [2] حافظ نے کہا اس حدیث سے کئی فائدے نکلے۔ تعجب کے وقت سبحان اللہ کہنا عورتوں سے شرم کی بات کنایہ اور اشارے میں کرنا عورت کا سوال کرنا مرد سے دین کی ضروری باتوں کا سمجھانے کے لئے دوبارہ بات کہنا عالم کے کلام کی اس کے سامنے تفسیر کرنا دوسروں کو سمجھانا وغیرہ وغیرہ ۱۲ منہ [3] تمتع کا بیان آگے کتاب الحج میں انشاء اللہ تعالیٰ آئے گا۔ تمتع اس کو کہتے ہیں کہ آدمی میقات پر پہنچ کر عمرے کا احرام باندھے پھر مکہ میں پہنچ کر عمرہ کر کے احرام کھول ڈالے بعد اس کے آٹھویں تاریخ کو ہی مکہ سے حج کا احرام باندھے اس میں بہت آرام ہوتا ہے اس لئے اکثر حاجی ایسا ہی کیا کرتے ہیں ۱۲ منہ [4] اب تو میرا حج گیا کیونکہ عمرہ ہی ابھی ادا نہیں ہوا ادھر حج کا وقت آن پہنچا ۱۲ منہ [5] یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے کیونکہ جب احرام کے غسل کے لئے کنگھی کرنا شروع ہوا تو حیض کے غسل کے لئے بطریق اولیٰ ہوگا ۱۲ منہ [6] عمرے کو چھوڑ کر حج کا احرام باندھ لیا ۱۲ منہ [7] یعنی جس رات میں منیٰ سے لوٹ کر حج سے فارغ ہو کر محصب میں آن کر ٹھہرتے ہیں یہ تیرھویں یا چودھویں شب ہوتی ہے ذی الحجہ کی ۱۲ منہ [8] ایک مقام ہے تنعیم وہ سب سے زیادہ قریب حد ہے حرم کی مکہ سے تین میل پر۔ اب اکثر لوگ عمرے کا احرام وہیں سے باندھا کرتے ہیں وہاں ایک مسجد ہے جس کو مسجد عائشہ رضہ کہتے ہیں ۱۲ منہ۔

باب ۲۱۸ نَقْضِ الْمَرْأَةِ شَعْرَهَا عِنْدَ غُسْلِ الْمَحِيْضِ۔

۳۰۵۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَرَجْنَا مُوَافِيْنَ لِهِلَالِ ذِي الْحِجَّةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَحَبَّ أَنْ يُّهِلَّ بِعُمْرَةٍ فَلْيُهْلِلْ فَإِنِّيْ لَوْ لَا أَنِّيْ أَهْدَيْتُ لَأَهْلَلْتُ بِعُمْرَةٍ فَأَهَلَّ بَعْضُهُمْ بِعُمْرَةٍ وَّأَهَلَّ بَعْضُهُمْ بِحَجٍّ وَّكُنْتُ أَنَا مِمَّنْ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ فَأَدْرَكَنِيْ يَوْمُ عَرَفَةَ وَأَنَا حَائِضٌ فَشَكَوْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ دَعِيْ عُمْرَتَكِ وَانْقُضِيْ رَأْسَكِ وَامْتَشِطِيْ وَأَهِلِّيْ بِحَجٍّ فَفَعَلْتُ حَتّٰى إِذَا كَانَ لَيْلَةُ الْحَصْبَةِ أَرْسَلَ مَعِيْ أَخِيْ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ أَبِيْ بَكْرٍ فَخَرَجْتُ إِلَى التَّنْعِيْمِ فَأَهْلَلْتُ بِعُمْرَةٍ مَّكَانَ عُمْرَتِيْ قَالَ هِشَامٌ وَّلَمْ يَكُنْ فِيْ شَيْءٍ مِّنْ ذٰلِكَ هَدْيٌ وَّلَا صَوْمٌ وَّلَا صَدَقَةٌ۔

باب غسلِ حیض کے وقت عورت کا بال کھول دینا۔

(از عبید بن اسمٰعیل، از ابواسامہ، از ہشام، از والدش) حضرت عائشہ رض فرماتی ہیں ہم ذی الحجہ کے رویتِ ہلال کے نزدیک (مدینہ سے) نکلے[1]، آنحضرت ص نے فرمایا جس کا جی چاہے عمرہ کا احرام باندھے (میقات سے) اگر میں قربانی ساتھ نہ لایا ہوتا، تو میں بھی احرام باندھ لیتا۔ اب بعض نے عمرے کا بعض نے حج کا احرام باندھا میں عمرے والوں میں تھی۔ میں عرفہ کے دن حائض تھی۔ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی شکایت کی۔ آپ ص نے فرمایا اپنا عمرہ ترک کر دے، سر کھول ڈال اور کنگھی کر[2] حج کا احرام باندھ لے۔ میں نے ایسے ہی کیا۔ جب حصبہ کی رات آئی تو آنحضرت ص نے میرے بھائی عبدالرحمٰن کو میرے ساتھ بھیجا۔ میں تنعیم تک گئی اور عمرے کا احرام باندھا اپنے اس عمرے کے بدلے جس کا پہلے احرام باندھا تھا۔ ہشام کہتے ہیں ان سب صورتوں میں نہ قربانی کی ضرورت ہوئی نہ روزے نہ صدقہ کی۔

باب ۲۱۹ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ مُخَلَّقَةٍ وَّغَيْرِ مُخَلَّقَةٍ۔

باب اللہ کا ارشاد[3]: مُخَلَّقَةٍ وَّغَيْرِ مُخَلَّقَةٍ۔[4]

---

[1] یہ حجۃ الوداع کا ذکر ہے۔ آپ ۲۵ ذیقعد روز شنبہ کو مدینہ سے سب لوگوں کے ساتھ روانہ ہوئے تھے ۱۲ منہ [2] ظاہر حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ حیض کے غسل میں سر کھولنا اور چوٹی توڑنا واجب ہے اور یہی قول ہے حسن اور طاؤس کا۔ بعضوں نے کہا کہ حیض اور جنابت دونوں غسلوں میں مستحب ہے بعضوں نے کہا حیض کے غسل میں عورت کو سر کھولنا ضروری ہے اور جنابت کے غسل میں ضروری نہیں۔ امام احمد بن حنبل سے یہی منقول ہے ۱۲ منہ [3] اس باب کو بظاہر کتاب الحیض سے کوئی تعلق معلوم نہیں ہوتا لیکن امام بخاری رح کا مطلب یہ ہے کہ حاملہ کو جو خون آئے وہ حیض نہیں ہے کیونکہ اگر حمل پورا ہے تو رحم اس میں مشغول ہوگا۔ اور جو خون نکلا وہ غذا کا باقی ماندہ ہے اور اگر ادھورا ہے اور رحم نے تیلی بوٹی نکال دی تو وہ بھی بچہ کا ایک ٹکڑا ہے۔ حیض نہیں ہوسکتا امام احمد بن حنبل رح اور امام ابوحنیفہ رح اور اہل کوفہ کا یہی قول ہے اور امام شافعی رح اور مالک رح سے منقول ہے کہ حاملہ کا خون حیض گنا جائے گا۔ ابن منیر نے کہا کہ امام بخاری نے باب کی حدیث سے یہ دلیل لی کہ حاملہ کا خون حیض نہیں ہے کیونکہ وہاں ایک فرشتہ معین کیا جاتا ہے اور فرشتہ نجاست کے مقام پر نہیں جاتا اور یہ استدلال ضعیف ہے ۱۲ منہ [4] پوری آیت سورۂ حج میں یوں ہے لوگو اگر تم کو پھر جی اُٹھنے میں شک ہو تو ہم نے تم کو شروع میں مٹی سے بنایا پھر نطفہ سے پھر خون کی پھٹکی سے پھر پوری اور ادھوری بوٹی سے اخیر تک ۱۲ منہ۔

۳۱۰ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِي بَكْرٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ وَكَّلَ بِالرَّحِمِ مَلَكًا يَقُوْلُ يَارَبِّ نُطْفَةٌ يَارَبِّ عَلَقَةٌ يَارَبِّ مُضْغَةٌ فَاِذَا اَرَادَ اللّٰهُ اَنْ يَقْضِيَ خَلْقَهُ قَالَ اَذَكَرٌ اَمْ اُنْثٰى شَقِيٌّ اَمْ سَعِيْدٌ فَمَا الرِّزْقُ وَمَا الْاَجَلُ قَالَ فَيُكْتَبُ فِي بَطْنِ اُمِّهٖ۔

(از مسدد، از حماد، از عبید اللہ بن ابی بکر) انس بن مالک نے کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ نے عورت کے رحم پر ایک فرشتہ مقرر کیا ہے۔ وہ عرض کرتا ہے پروردگار! اب نطفہ پڑا، پروردگار اب خون ہوگیا، پروردگار اب گوشت کا لوتھڑا ہو گیا۔ جب اللہ میاں ارادہ کرتے ہیں، کہ بچے کی تخلیق کریں، تو فرشتہ کہتا ہے نر یا مادہ؟ بدبخت یا نیک؟ اس کی روزی کیا ہے؟ اس کی عمر کیا ہے؟ پھر ماں کے پیٹ ہی سے ان سب باتوں کا فیصلہ ثبت کر دیا جاتا ہے[1]

باب ۳۲ كَيْفَ تُهِلُّ الْحَائِضُ بِالْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ۔

باب حیض والی عورت حج اور عمرہ کا احرام کیسے باندھے؟

۳۱۱ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَمِنَّا مَنْ اَهَلَّ بِعُمْرَةٍ وَمِنَّا مَنْ اَهَلَّ بِحَجٍّ فَقَدِمْنَا مَكَّةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَحْرَمَ بِعُمْرَةٍ وَلَمْ يُهْدِ فَلْيَحْلِلْ وَمَنْ اَحْرَمَ بِعُمْرَةٍ وَاَهْدٰى فَلَا يَحِلُّ حَتّٰى يَحِلَّ نَحْرُ هَدْيِهٖ وَمَنْ اَهَلَّ بِحَجٍّ فَلْيُتِمَّ حَجَّهٗ قَالَتْ فَحِضْتُ فَلَمْ اَزَلْ حَائِضًا حَتّٰى كَانَ يَوْمُ عَرَفَةَ وَلَمْ اُهْلِلْ اِلَّا بِعُمْرَةٍ فَاَمَرَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ اَنْقُضَ رَاْسِي وَاَمْتَشِطَ وَاُهِلَّ بِالْحَجِّ وَاَتْرُكَ الْعُمْرَةَ فَفَعَلْتُ ذٰلِكَ حَتّٰى قَضَيْتُ حَجَّتِي فَبَعَثَ مَعِي عَبْدَ الرَّحْمٰنِ

(از یحییٰ بن بکیر، از لیث، از عقیل، از ابن شہاب، از عروہ) عائشہ رض فرماتی ہیں ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حجۃ الوداع کے موقع پر (مدینہ سے) نکلے، ہم میں بعض وہ تھے جو عمرے کا احرام باندھے ہوئے تھے، بعض حج کا۔ ہم مکے پہنچے۔ آنحضرت ؐ نے فرمایا جس نے عمرے کا احرام باندھا ہو اور قربانی ساتھ نہ لایا ہو، وہ عمرہ کرکے احرام کھول دے اور جس نے عمرے کا احرام باندھا ہو اور قربانی ساتھ لایا ہو وہ جب تک قربانی ذبح نہ کرے احرام نہ کھولے اور جس نے حج کا احرام باندھا ہو وہ اپنا حج پورا کرے۔ حضرت عائشہ رض نے کہا مجھے حیض آگیا اور عرفہ کے دن تک برابر حیض آتا رہا میں نے عمرے ہی کا احرام باندھا تھا۔ آنحضرت ؐ نے مجھے حکم دیا کہ اپنا سر کھول ڈالوں بالوں کو کنگھی کروں اور اپنا احرام حج کا باندھوں، عمرہ موقوف کردوں، میں نے ایسا ہی کیا۔ حتیٰ کہ میں نے حج ادا کرلیا۔ اس کے بعد آپ نے میرے بھائی عبد الرحمٰن رض کو میرے ساتھ بھیجا۔ مجھے حکم دیا کہ میں تنعیم ہی سے اپنے عمرے

[1] یعنی رزق وروزی عمر، نیک بختی بدبختی یہ سب ماں کے پیٹ ہی سے لکھ دیئے جاتے ہیں ان کے خلاف نہیں ہو سکتا ۱۲ منہ۔

بْنَ اَبِیْ بَکْرٍ فَاَمَرَنِیْ اَنْ اَعْتَمِرَ مَکَانَ عُمْرَتِیْ مِنَ التَّنْعِیْمِ۔

کے بدل میں دوسرے عمرے کا احرام باندھوں۔

باب ۲۲۱ اِقْبَالِ الْمَحِیْضِ وَاِدْبَارِہٖ وَکُنَّ نِسَآءٌ یَّبْعَثْنَ اِلٰی عَآئِشَۃَ بِالدِّرَجَۃِ فِیْھَا الْکُرْسُفُ فِیْہِ الصُّفْرَۃُ فَتَقُوْلُ لَا تَعْجَلْنَ حَتّٰی تَرَیْنَ الْقَصَّۃَ الْبَیْضَآءَ تُرِیْدُ بِذٰلِکَ الطُّھْرَ مِنَ الْحَیْضَۃِ وَ بَلَغَ بِنْتَ زَیْدِ بْنِ ثَابِتٍ اَنَّ نِسَآءً یَّدْعُوْنَ بِالْمَصَابِیْحِ مِنْ جَوْفِ اللَّیْلِ یَنْظُرْنَ اِلَی الطُّھْرِ فَقَالَتْ مَا کَانَ النِّسَآءُ یَصْنَعْنَ ھٰذَا وَعَابَتْ عَلَیْھِنَّ۔

باب حیض کے شروع اور ختم ہونے کا بیان:- عورتیں حضرت عائشہ رضؓ کے پاس ایک ڈبے[1] میں کوئی رکھ کر دریافت کرائیں تو یہ اس کی زردی دیکھ کر کہہ دیا کرتیں عجلت کی ضرورت نہیں۔ جب تک چونہ کی طرح پانی بالکل صاف نہ آنے لگے۔ اس کا مقصد حیض کا وقت ختم ہو جاتا ہے[2]۔ جب اُم کلثوم بنت زید بن ثابت کو اس کی اطلاع ہوئی، کہ عورتیں رات کو چراغ کی روشنی میں پاک ہونے کو دیکھا کرتی ہیں، تو انہوں نے طعنے دیئے یہ کہہ کر کہ آنحضرت ﷺ کے زمانے میں تو عورتیں ایسا نہیں کیا کرتی تھیں[3]۔

۳۱۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیٰنُ عَنْ ھِشَامٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ عَآئِشَۃَ اَنَّ فَاطِمَۃَ بِنْتَ اَبِیْ حُبَیْشٍ کَانَتْ تُسْتَحَاضُ فَسَاَلَتِ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ذٰلِکِ عِرْقٌ وَّ لَیْسَتْ بِالْحَیْضَۃِ فَاِذَآ اَقْبَلَتِ الْحَیْضَۃُ فَدَعِی الصَّلٰوۃَ وَاِذَآ اَدْبَرَتْ وَاغْتَسِلِیْ وَصَلِّیْ۔

(از عبداللہ بن محمد، از سفیان، از ہشام، از والد ہشام) حضرت عائشہ رضؓ فرماتی ہیں کہ فاطمہ بنت ابی حُبیش کو استحاضہ ہوا کرتا تو نبی ﷺ سے سوال کیا آپ نے فرمایا یہ تو ایک رگ کا خون ہے، یہ حیض نہیں ہے، جب حیض کا خون آئے تو نماز چھوڑ دے جب حیض گذر جائے تو غسل کر اور نماز پڑھ۔

باب ۲۲۲ لَا تَقْضِی الْحَآئِضُ الصَّلٰوۃَ

باب حائض عورت نماز کی قضا نہ پڑھے (یعنی جو

---

[1] ڈبی ہم نے الدّرجہ کا ترجمہ کیا ہے۔ درجہ وہ ظرف جس میں حیض کی روئی رکھیں۔ بعضوں نے کہا درجہ سے کپڑے کی تھیلی مُراد ہے ۱۲ منہ

[2] اور روئی بالکل سفید نکلے۔ اس پر کچھ دھبہ نہ ہو یا سفید پانی نہ نکلے جو حیض کی ناس پر نکلتا ہے ۱۲ منہ [3] کیونکہ اسلام کی شریعت میں آسانی ہے راتوں کو چراغ منگوانا اور بار بار دیکھنا، اس میں سخت تکلیف ہے بعضوں نے کہا اس وجہ سے کہ رات کو خالص سفیدی اچھی طرح معلوم نہیں ہوتی تو ممکن ہے کہ ان عورتوں کو دھوکا ہو وہ سمجھیں، کہ حیض سے پاک ہو گئیں اور نماز پڑھ لیں حالانکہ ابھی تک پاک نہ ہوئی ہوں تو ثواب کے بدل گناہ میں مبتلا ہوں ۱۲ منہ۔

وَقَالَ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ وَ اَبُوْ سَعِيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَدَعُ الصَّلٰوةَ ۔

ایام حیض کی نمازیں ہیں ان کی قضا نہ کرے پاکی کے زمانہ کی چھوٹی ہوئی نمازیں قضا چاہتی ہیں) جابر بن عبداللہ اور ابو سعید نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ حیض کے دنوں میں نماز چھوڑ دے[۱]۔

۳۱۳۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ قَالَ حَدَّثَتْنِيْ مُعَاذَةُ اَنَّ امْرَاَةً قَالَتْ لِعَائِشَةَ اَتَجْزِيْ اِحْدٰنَا صَلٰوتَهَا اِذَا طَهُرَتْ فَقَالَتْ اَحَرُوْرِيَّةٌ اَنْتِ قَدْ كُنَّا نَحِيْضُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَا يَاْمُرُنَا بِهٖ اَوْ قَالَتْ فَلَا نَفْعَلُهُ ۔

(از موسیٰ بن اسمٰعیل، از ہمام، از قتادہ) معاذہ کہتی ہیں، ایک عورت نے حضرت عائشہ رضؓ سے پوچھا کیا عورت حیض سے پاک ہو کر ایام حیض کی نمازیں قضا پڑھے تو حضرت عائشہ رضؓ نے کہا کیا تو حروریہ[۲] ہے؟ ہم تو آنحضرت صلعم کے زمانہ میں حائضہ ہوتیں تو آپ ہمیں قضا پڑھنے کا حکم نہ دیتے تھے یا ہم قضا نہیں پڑھتی تھیں (معاذہ کو شک ہے کہ حضرت عائشہ رضؓ نے یا یوں کہا کہ ہم قضا نہیں پڑھتی تھیں۔)

بَاب ۲۲۳ النَّوْمِ مَعَ الْحَائِضِ وَهِيَ فِيْ ثِيَابِهَا ۔

باب حائضہ کے ساتھ نیند کرنا جب کہ وہ حیض کے کپڑے پہنے ہو۔

۳۱۴۔ حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيٰى عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ اَبِيْ سَلَمَةَ حَدَّثَتْهُ اَنَّ اُمَّ سَلَمَةَ قَالَتْ حِضْتُ وَاَنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْخَمِيْلَةِ فَانْسَلَلْتُ فَخَرَجْتُ مِنْهَا فَاَخَذْتُ ثِيَابَ حِيْضَتِيْ فَلَبِسْتُهَا فَقَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنُفِسْتِ قُلْتُ نَعَمْ فَدَعَانِيْ فَاَدْخَلَنِيْ مَعَهٗ فِي الْخَمِيْلَةِ قَالَتْ وَحَدَّثَتْنِيْ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ

(از سعد بن حفص، از شیبان، از یحییٰ، از ابو سلمہ، از زینب بنت ابی سلمہ) حضرت ام سلمہ فرماتی ہیں میں آنحضرت صلعم کے ساتھ چادر میں لیٹی ہوئی تھی کہ مجھے حیض آ گیا میں یکدم وہاں سے اٹھ گئی اور حیض کے کپڑے پہنے۔ آنحضرت صلعم نے مجھے فرمایا کیا تجھ کو نفاس آ گیا (یعنی حیض آ گیا) میں نے کہا ہاں پھر آپ نے مجھے اپنی چادر میں بلا لیا۔ زینب کہتی ہیں ام سلمہ نے یہ بھی بیان کیا کہ نبی صلعم روزے کی حالت میں میرا بوسہ لے لیا کرتے اور غسل جنابت میں اور آنحضرت مل کر ایک برتن ہی سے کیا کرتے تھے۔

[۱] چھوڑ دینے کا یہی مطلب ہے کہ اس کی قضا لازم نہیں ہے ان دونوں حدیثوں کو خود امام بخاری نے نکالا۔ ابو سعید کی حدیث تو اوپر گذری اور جابر کی حدیث ان شاء اللہ تعالیٰ نے چاہا تو کتاب الاحکام میں آئے گی ۱۲ منہ [۲] حروری نسبت ہے حرورہ کی طرف، حرورہ ایک مقام ہے جہاں خارجی جمع ہوتے تھے۔ حضرت علی نے ان کے قتل کا ارادہ کیا تھا، جو شخص قرآن مانے حدیث نہ مانے وہ بھی خارجی مردود ہے، حدیث شریف قرآن ہی کی تفسیر ہے اور بغیر حدیث کے کوئی قرآن پر عمل نہیں کر سکتا۔ خود قرآن میں حکم ہے حدیث پر چلنے کا۔ ۱۲ منہ

يُقَبِّلُهَا وَهُوَ صَائِمٌ وَكُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ مِنَ الْجَنَابَةِ

بَابُ ۲۲۴ مَنِ اتَّخَذَ ثِيَابَ الْحَيْضِ سِوَى ثِيَابِ الطُّهْرِ۔

باب حیض اور طہر کے کپڑے علیحدہ علیحدہ رکھنا۔ (حیض کی ضد طہر ہے یعنی جب حیض نہ ہو)

۳۱۵۔ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ بَيْنَا أَنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُضْطَجِعَةٌ فِي خَمِيلَةٍ حِضْتُ فَانْسَلَلْتُ فَأَخَذْتُ ثِيَابَ حِيضَتِي فَقَالَ أَنُفِسْتِ فَقُلْتُ نَعَمْ فَدَعَانِي فَاضْطَجَعْتُ مَعَهُ فِي الْخَمِيلَةِ۔

(از معاذ بن فضالہ، از ہشام، از یحیی، از ابو سلمہ، از زینب بنت ابی سلمہ) حضرت ام سلمہ رض فرماتی ہیں ایک بار میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چادر میں لیٹی تھی کہ مجھے حیض آگیا میں وہاں سے الگ ہو کر چلی گئی اور حیض کے کپڑے تبدیل کئے آپ نے فرمایا کیا تجھے نفاس (یعنی حیض) آگیا میں نے کہا ہاں، آپ نے مجھے بلایا میں آپ کے ساتھ چادر میں چلی گئی (ایک حدیث میں ہے ہمارے پاس ایک ہی کپڑا تھا وہ وقت تنگی کا تھا یہ فراغت کا وقت مراد ہے اب کپڑے الگ الگ ہوں گے ایک تطبیق یہ ہے کہ حیض کے کپڑے سے مراد صرف چیتھڑے ہیں جو ستر کے مقام پر باندھے جاتے ہیں اس توجیہہ سے کوئی اشکال نہیں رہتا وہ تو لازماً الگ رکھنے چاہئیں۔

بَابُ ۲۲۵ شُهُودِ الْحَائِضِ الْعِيدَيْنِ وَدَعْوَةِ الْمُسْلِمِينَ وَاعْتِزَالِهِنَّ الْمُصَلَّى۔

باب حیض والی عورتوں کا عیدین میں آنا، اور مسلمانوں کی دعا جیسے استسقا وغیرہ میں شریک ہونا لیکن نماز کی جگہ یعنی عیدگاہ سے الگ رہنا[1]

۳۱۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ حَفْصَةَ قَالَتْ كُنَّا نَمْنَعُ عَوَاتِقَنَا أَنْ يَخْرُجْنَ فِي الْعِيدَيْنِ فَقَدِمَتِ امْرَأَةٌ فَنَزَلَتْ قَصْرَ بَنِي خَلَفٍ فَحَدَّثَتْ عَنْ أُخْتِهَا وَكَانَ زَوْجُ أُخْتِهَا غَزَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ غَزْوَةً وَقَالَتْ

(از محمد بن سلام، از عبدالوہاب، از ایوب) حضرت حفصہ رض فرماتی ہیں کہ ہم جوان عورتوں کو عید کے دنوں میں نکلنے سے منع کیا کرتے تھے۔ ایک بار ایک عورت آئی اور بنی خلف کے محل میں اتری اس نے اپنی بہن ام عطیہ سے روایت کی جس کا خاوند آنحضرت ص کے ساتھ بارہ جنگوں میں شریک ہو چکا تھا۔ وہ عورت کہتی تھی کہ چھ جنگوں میں میری بہن ام عطیہ بھی شریک ہو چکی تھی آنحضرت ص

[1] مطلب یہ ہے کہ حائضہ عورتیں عید کے دن نکل سکتی ہیں اور عید میں جو لوگوں کا اجتماع ہوتا ہے۔ وہاں آ سکتی ہیں۔ لیکن نماز کی جگہ یعنی عیدگاہ کے باہر رہیں کیونکہ وہ نماز نہیں پڑھ سکتیں۔ پھر عیدگاہ کے اندر رہنا کیا ضرور ہے قسطلانی نے کہا حیض والی عورتوں کو عیدگاہ کے اندر رہنا مکروہ ہے۔ لیکن حرام نہیں ہے کیونکہ عیدگاہ کا حکم مسجد کا نہیں ہے ۱۲ منہ۔

أُخْتِي مَعَهُ فِي سِتٍّ قَالَتْ فَكُنَّا نُدَاوِي الْكَلْمَى وَنَقُومُ عَلَى الْمَرْضَى فَسَأَلَتْ أُخْتِي النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعَلَى إِحْدَانَا بَأْسٌ إِذَا لَمْ يَكُنْ لَهَا جِلْبَابٌ أَنْ لَا تَخْرُجَ قَالَ لِتُلْبِسْهَا صَاحِبَتُهَا مِنْ جِلْبَابِهَا وَلْتَشْهَدِ الْخَيْرَ وَدَعْوَةَ الْمُؤْمِنِينَ فَلَمَّا قَدِمَتْ أُمُّ عَطِيَّةَ سَأَلْتُهَا أَسَمِعْتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ بِأَبِي نَعَمْ وَكَانَتْ لَا تَذْكُرُهُ إِلَّا قَالَتْ بِأَبِي سَمِعْتُهُ يَقُولُ تَخْرُجُ الْعَوَاتِقُ وَذَوَاتُ الْخُدُورِ وَالْحُيَّضُ وَلْيَشْهَدْنَ الْخَيْرَ وَدَعْوَةَ الْمُؤْمِنِينَ وَتَعْتَزِلُ الْحُيَّضُ الْمُصَلَّى قَالَتْ حَفْصَةُ فَقُلْتُ الْحُيَّضُ فَقَالَتْ أَلَيْسَتْ تَشْهَدُ عَرَفَةَ كَذَا وَكَذَا۔

کے جہاد میں ہم فوج میں زخمیوں کی مرہم پٹی اور بیماروں کی تیمارداری کرتیں۔ میری بہن نے آنحضرت سے دریافت کیا اگر ہم میں سے کسی کے پاس چادر نہ ہو اور وہ عید کے دن نہ نکلے کچھ حرج تو نہیں؟ آپ نے فرمایا اس کی سہیلی اسے چادر اڑھا دے۔ اسے چاہیئے ثواب کے کاموں میں شرکت کرے مسلمانوں کی دعاؤں میں شامل ہو[1] حفصہ نے کہا جب ام عطیہ آئیں تو میں نے ان سے پوچھا: کیا تو نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث سنی ہے؟ اس نے کہا بِأَبِي نَعَمْ۔ (یعنی میرے باپ حضورؐ پر قربان ہوں ہاں) اور ام عطیہ بغیر بِأَبِي کے حضورؐ کا ذکر نہیں کرتی تھیں، (ام عطیہ نے کہا) میں نے حضورؐ سے سنا ہے کنواری جوان عورتیں، پردے والیاں، حیض والیاں یہ سب عید کے دن نکلیں۔ ثواب کے کاموں میں شامل ہوں، مسلمانوں کی دعائیں شریک ہوں۔ البتہ حیض والی صرف نماز کی جگہ سے الگ رہیں۔ حفصہ رضؓ نے (تعجب سے) پوچھا کیا حیض والی عورتیں بھی ان مواقع پر نکلیں؟ ام عطیہؓ نے کہا حیض والی کیا عرفات وغیرہ مقدس مقامات میں نہیں آتیں[2]

بَابٌ ٢٢٦ إِذَا حَاضَتْ فِي شَهْرٍ ثَلَاثَ حِيَضٍ وَمَا يُصَدَّقُ النِّسَاءُ فِي الْحَيْضِ وَالْحَمْلِ فِيمَا يُمْكِنُ مِنَ الْحَيْضِ لِقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ أَنْ يَكْتُمْنَ مَا خَلَقَ

باب اگر عورت کو ایک ہی مہینے میں تین بار حیض آ جائے اور حیض اور حمل میں عورتوں کی بات سچ ماننے کا بیان جہاں تک ممکن ہے[3] کیونکہ اللہ کا فرمان ہے لَا يَحِلُّ لَهُنَّ أَنْ يَكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ فِي أَرْحَامِهِنَّ عورتوں کو درست نہیں کہ جو چیز اللہ نے ان کے رحم میں پیدا[4][5]

---

[1] مثلاً وعظ کی مجلس یا تعلیم دین کی مجلس یا نماز کی جماعت یا بیمار پرسی یا اور ایسے ہی نیک کاموں میں جیسے عید کی نماز ہے یا جمعہ کی نماز مسلمانوں کی دعا ہے استسقاء اور کسوف وخسوف کی نمازیں مراد ہیں۔ ان میں بھی عورتوں کو شریک ہونا بہتر ہے ۱۲ منہ [2] حفصہ نے تعجب سے ام عطیہؓ سے کہا کہ حیض والیاں بھلا کیسے نکلیں گی۔ انہوں نے خیال کیا کہ وہ نجاست میں مبتلا ہیں تو ایسی عبادت کے مقاموں میں ان کو جانا کیسے جائز ہوگا۔ ام عطیہؓ نے جواب دیا کہ حیض والی عورتیں حج کے دنوں میں آخر عرفات میں ٹھہرتی ہیں۔ مزدلفہ میں رہتی ہیں منیٰ میں کنکریاں مارتی ہیں۔ یہ سب عبادت کے مقام ہیں۔ ایسے ہی عیدگاہ میں بھی جائیں ۱۲ منہ [3] اگر ایسی بات کہیں جو ناممکن ہے تو ان کی بات نہ مانی جائے گی ۱۲ منہ [4] زہری اور مجاہد وغیرہ سے اس آیت کی تفسیروں منقول ہے کہ عورتوں کو اپنا حیض یا حمل چھپانا درست نہیں اور جب چھپانا درست نہ ہوا تو بیان کرنے کا حکم ہوا۔ اب اگر ان کا قول ماننے کے لائق نہ ہو تو بیان کرنے سے فائدہ اس طرح امام بخاری رحؒ نے اس آیت سے باب کا مطلب نکالا ۱۲ منہ۔

اللّٰہُ فِیْ اَرْحَامِھِنَّ وَیُذْکَرُ عَنْ عَلِیٍّ وَّشُرَیْحٍ اِنْ جَآءَتْ بِبَیِّنَۃٍ مِنْ بِطَانَۃِ اَھْلِھَا مِمَّنْ یُّرْضٰی دِیْنُہٗ اَنَّھَا حَاضَتْ ثَلَاثًا فِیْ شَھْرٍ صُدِّقَتْ وَقَالَ عَطَآءٌ اَقْرَاؤُھَا مَا کَانَتْ وَبِہٖ قَالَ اِبْرَاھِیْمُ وَقَالَ عَطَآءٌ اَلْحَیْضُ یَوْمٌ اِلٰی خَمْسَۃَ عَشَرَ وَقَالَ مُعْتَمِرٌ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ سَاَلْتُ ابْنَ سِیْرِیْنَ عَنِ الْمَرْاَۃِ تَرَی الدَّمَ بَعْدَ قُرْئِھَا بِخَمْسَۃِ اَیَّامٍ قَالَ النِّسَآءُ اَعْلَمُ بِذٰالِکَ۔

کی اسے چھپائیں) حضرت علی رضؓ اور شریح رحؒ سے نقل کیا جاتا ہے[1] کہ اگر عورت کا قریبی دیندار عزیز اس کی گواہی دے کہ ایک ماہ میں اسے تین بار حیض آتا ہے، تو اس کی تصدیق کرنی چاہیئے[2]۔ عطاء بن ابی رباح نے کہا عدت سے پہلے جو اس کے حیض کے دن تھے، وہی رہیں گے۔ ابراہیم نخعی کا بھی یہی قول ہے اور عطاء نے کہا حیض کم از کم ایک دن سے لے کر پندرہ دن تک ہوتا ہے۔ معتمر رحؒ نے اپنے والد سے روایت کیا میں نے ابن سیرین رحؒ سے پوچھا اس عورت کے متعلق جو پاک ہونے کے پانچ دن کے بعد پھر خون دیکھے (یعنی وہ خون حیض کا سمجھا جائے گا یا کیا؟) تو انہوں نے فرمایا عورتیں ان باتوں کو خوب جانتی ہیں۔

۳۱۷ - حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ اَبِیْ رَجَآءٍ قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُوْ اُسَامَۃَ قَالَ سَمِعْتُ ھِشَامَ بْنَ عُرْوَۃَ قَالَ اَخْبَرَنِیْ اَبِیْ عَنْ عَآئِشَۃَ اَنَّ فَاطِمَۃَ بِنْتَ اَبِیْ حُبَیْشٍ سَاَلَتِ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَتْ اِنِّیْ اُسْتَحَاضُ فَلَا اَطْھُرُ اَفَاَدَعُ الصَّلٰوۃَ فَقَالَ لَا اِنَّ ذٰلِکِ عِرْقٌ وَّلٰکِنْ دَعِی الصَّلٰوۃَ قَدْرَ الْاَیَّامِ الَّتِیْ کُنْتِ تَحِیْضِیْنَ فِیْھَا ثُمَّ اغْتَسِلِیْ وَصَلِّیْ۔

(از احمد بن ابی رجاء، از ابو اسامہ، از ہشام بن عروہ، از والدش) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ فاطمہ بنت ابی حبیش نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ مستحاضہ ہوں اور پاک نہیں ہوتی۔ کیا میں نماز چھوڑ دوں؟ آپ نے فرمایا نہیں یہ ایک رگ کا خون ہے۔ لیکن صرف ایام حیض کی مقدار نماز چھوڑا کرو پھر غسل کر کے نماز پڑھا کرو۔

بَابٌ ۲۲۷ الصُّفْرَۃِ وَالْکُدْرَۃِ فِیْ غَیْرِ اَیَّامِ الْحَیْضِ۔

باب ایام حیض کے علاوہ باقی ایام میں خاکی اور زرد رنگ کے خون کا بیان[3]

---

[1] اس کو دارمی نے وصل کیا باسناد صحیح کہ شریح نے ایسا فیصلہ کیا۔ اور حضرت علی رضؓ نے فرمایا تم نے اچھا فیصلہ کیا ۱۲ منہ [2] ہوا یہ تھا کہ شریح کے سامنے ایک مقدمہ آیا ایک عورت اور اس کے خاوند میں تکرار تھی طلاق پر ایک ماہ کی مدت گذری تھی خاوند رجعت کرنا چاہتا تھا لیکن عورت کہتی تھی میری عدت گذر گئی اور ایک ہی ماہ میں مجھ کو تین حیض آ گئے۔ تب شریح نے حضرت علی رضؓ کے سامنے یہ فیصلہ سنایا ۱۲ منہ [3] اگر حیض کے دنوں میں خاکی یا زرد رنگ کا خون نکلے تو وہ حیض ہی سمجھا جائے گا۔ اگر اور دنوں میں نکلے تو وہ حیض نہ ہوگا۔ امام احمد بن حنبلؒ اور شافعیؒ اور ابو حنیفہؒ کا یہی قول ہے ۱۲ منہ۔

۳۱۸- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ كُنَّا لَا نَعُدُّ الْكُدْرَةَ وَالصُّفْرَةَ شَيْئًا۔

(از قتیبہ بن سعید، از اسمٰعیل، از ایوب، از محمد) ام عطیہ فرماتی ہیں ہم خاکی اور زرد رنگ کے خون کو کوئی چیز نہیں سمجھتے تھے۔

بَابٌ ۲۲۸ عِرْقِ الْإِسْتِحَاضَةِ۔

باب استحاضہ کی رگ کا بیان [1]

۳۱۹- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ ابْنُ الْمُنْذِرِ الْحِزَامِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْنُ بْنُ عِيسَى عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ وَعَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ اسْتُحِيضَتْ سَبْعَ سِنِينَ فَسَأَلَتْ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِكَ فَأَمَرَهَا أَنْ تَغْتَسِلَ فَقَالَ هٰذَا عِرْقٌ فَكَانَتْ تَغْتَسِلُ لِكُلِّ صَلٰوةٍ۔

(از ابراہیم بن منذر حزامی، از معن بن عیسٰی، از ابن ابی ذئب از ابن شہاب، از عروہ، از عمرہ) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ اُم حبیبہ کو سات سال تک استحاضہ آتا رہا پس انہوں نے اس کے متعلق آنحضرتؐ سے سوال کیا آپ نے فرمایا کہ (ایام حیض کے بعد غسل کرے اور یہ تو ایک رگ کا خون ہے۔ چنانچہ ام حبیبہ ہر نماز کے لئے غسل کیا کرتی [2] تھیں (اور نماز پڑھا کرتی تھیں)

بَابٌ ۲۲۹ الْمَرْأَةُ تَحِيضُ بَعْدَ الْإِفَاضَةِ۔

باب طوافِ زیارت کے بعد حیض کا آنا۔

۳۲۰- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو ابْنِ حَزْمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا قَالَتْ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ صَفِيَّةَ بِنْتَ حُيَيٍّ قَدْ حَاضَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَلَّهَا تَحْبِسُنَا أَلَمْ تَكُنْ طَافَتْ مَعَكُنَّ

(از عبداللہ بن یوسف، از مالک، از عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم، از والدش، از عمرہ بنت عبدالرحمٰن) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ صفیہ بنت حُیی کو حیض آگیا ہے۔ آپ نے فرمایا شاید وہ ہمیں مدینہ جانے سے روک رکھے گی؟ کیا اُس نے تمہارے ساتھ طواف نہیں کیا؟ انہوں نے کہا طواف تو کر چکی۔ آپ نے فرمایا بس اب چل کھڑی ہو (مدینہ کے لئے) [3]

---

[1] استحاضہ کا خون ایک رگ میں سے آتا ہے جس کو عربی زبان میں عادل کہتے ہیں ۱۲ منہ [2] اپنی خوشی سے ان کو یہی بھلا لگتا آنحضرتؐ نے یہ حکم نہیں دیا کہ ہر نماز کے لئے غسل کرو اور مسلم کی روایت میں جو ہے کہ آنحضرتؐ نے ان کو ہر نماز میں غسل کرنے کا حکم دیا تو اس روایت میں لوگوں نے کلام کیا ہے اور زہری سے جو ثقہ راوی ہیں انہوں نے یہ جملہ نقل نہیں کیا ۱۲ منہ [3] معلوم ہوا کہ طواف الوداع حائضہ کو معاف ہے اس کے انتظار میں ٹھہرے رہنا کچھ لازم نہیں۔

فَقَالُوا بَلٰى قَالَ فَاخْرُجِيْ۔

۳۲۱۔ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ اَسَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ طَاوُسٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ رُخِّصَ لِلْحَائِضِ اَنْ تَنْفِرَ اِذَا حَاضَتْ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَقُوْلُ فِيْ اَوَّلِ اَمْرِهٖ اَنَّهَا لَا تَنْفِرُ ثُمَّ سَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ تَنْفِرُ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَخَّصَ لَهُنَّ۔

(از معلّٰی بن اسد، از وہیب، از عبداللہ بن طاؤس، از والدش) عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں عورت کو جب حیض آجائے تو اسے اپنے شہر لوٹ جانے کی اجازت ہے (بغیر طواف الوداع کے) عبداللہ بن عمر شروع میں یہ کہتے تھے، کہ وہ نہ لوٹے (یعنی حائضہ عورت) طاؤس رح کہتے ہیں پھر میں نے ان سے سُنا وہ کہتے تھے لوٹ جائے (یعنی حائض عورت بغیر طواف الوداع) کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو اس کی اجازت دی۔

بَابٌ ۲۳ اِذَا رَاَتِ الْمُسْتَحَاضَةُ الطُّهْرَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ تَغْتَسِلُ وَتُصَلِّيْ وَلَوْ سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ وَّ يَاْتِيْهَا زَوْجُهَا اِذَا صَلَّتْ اَلصَّلٰوةُ اَعْظَمُ۔

باب مستحاضہ کا طُہر کو دیکھنا[1]۔ ابن عباس کہتے ہیں وہ غسل کرکے نماز پڑھے اگرچہ ایک ہی گھڑی دن باقی ہو اور اس کا خاوند اس سے صحبت کرسکتا ہے۔ جب وہ نماز پڑھتی ہے، نماز تو بڑی چیز ہے۔

۳۲۲۔ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَقْبَلَتِ الْحَيْضَةُ فَدَعِي الصَّلٰوةَ وَاِذَا اَدْبَرَتْ فَاغْسِلِيْ عَنْكِ الدَّمَ وَصَلِّيْ۔

(از احمد بن یونس، از زہیر، از ہشام بن عروہ، از عروہ) حضرت عائشہ رض فرماتی ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب حیض کا خون آنے لگے تو نماز چھوڑ دے، جب حیض ختم ہو جائے، تو بدن سے ناپاکی دھو کر نماز شروع کر دو۔

بَابٌ ۲۳ اَلصَّلٰوةُ عَلَى النُّفَسَآءِ وَسُنَّتِهَا۔

باب نفاس والی عورت کی نمازِ جنازہ، اور اس کا طریقہ[2]

۳۲۳۔ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ اَبِيْ سُرَيْجٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ حُسَيْنٍ

(از احمد بن ابی سُریج، از شبابہ، از شعبہ، از حسین معلم، از عبداللہ بن بریدہ) سمرہ بن جندب فرماتے ہیں ایک عورت

---

[1] گو استحاضے کا خون آتا ہے اور عورتوں کو اس کی شناخت رنگ وغیرہ سے ہو جاتی ہے ۱۲ منہ [2] یعنی جو عورت زچگی کے بعد مر جائے ابھی اس کو نفاس ہو رہا اس سے امام بخاری نے یہ نکالا کہ نفاس والی عورت کا حکم پاک عورتوں کی طرح کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر نماز پڑھی اور اُس سے رد ہوا اُس شخص کا جو کہتا ہے کہ آدمی موت سے نجس ہو جاتا ہے ۱۲ منہ۔

الْمُعَلِّمِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ اَنَّ امْرَأَةً مَّاتَتْ فِيْ بَطْنٍ فَصَلّٰى عَلَيْهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ اَوْسَطَهَا

زچگی میں مر گئی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا جنازہ پڑھا۔ آپ اس کے وسط یعنی کمر کے برابر کھڑے ہوئے [1]

باب ۲۳۲

۳۲۴۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُدْرِكٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُوْعَوَانَةَ اِسْمُهُ الْوَضَّاحُ مِنْ كِتَابِهِ قَالَ اَخْبَرَنَا سُلَيْمٰنُ الشَّيْبَانِيُّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَدَّادٍ قَالَ سَمِعْتُ خَالَتِيْ مَيْمُوْنَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهَا كَانَتْ تَكُوْنُ حَائِضًا لَا تُصَلِّيْ وَهِيَ مُفْتَرِشَةٌ بِحِذَاءِ مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُصَلِّيْ عَلٰى خُمْرَتِهٖ اِذَا سَجَدَ اَصَابَنِيْ بَعْضُ ثَوْبِهٖ۔

باب

(از حسن بن مدرک، از یحییٰ بن حماد) ابو عوانہ وضاح نے اپنی کتاب دیکھ کر خبر دی [2] کہ سلیمان شیبانی، عبد اللہ بن شداد سے روایت کرتے ہیں میں نے اپنی خالہ ام المومنین حضرت میمونہؓ سے سُنا کہ وہ بحالتِ حیض نماز نہیں پڑھتی تھیں اور آنحضرتؐ کی جائے نماز پر لیٹی رہتیں۔ آپؐ اپنی سجدہ گاہ پر نماز پڑھتے، آپ جب نماز پڑھتے تو آپ کا کچھ کپڑا ان سے لگ جاتا [3]

[1] اس سے باب کا دوسرا مطلب ثابت ہوا ۱۲ منہ [2] یہ ابو عوانہ اپنی کتاب میں دیکھ کر جب حدیث سُناتا تو اس کی حدیث بہت ٹھیک ہوتی امام احمد نے ایسا ہی کہا اس لئے اس روایت میں اس کی تصریح کر دی ۱۲ منہ [3] سجدہ گاہ سے مراد وہ چھوٹا بوریا ہے جس پر منہ اور ہتھیلیاں سجدے میں رکھی جاتی ہیں سردی اور گرمی سے بچنے کے لئے ۱۲ منہ۔

کتابُ التّیمّم

تیمّم کا بیان

اللہ تعالےٰ کا فرمان : فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ مِنْهُ۔

۳۲۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَآئِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَعْضِ اَسْفَارِهٖ حَتّٰى اِذَا كُنَّا بِالْبَيْدَآءِ اَوْ بِذَاتِ الْجَيْشِ انْقَطَعَ عِقْدٌ لِّيْ فَاَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْتِمَاسِهٖ وَاَقَامَ النَّاسُ مَعَهٗ وَلَيْسُوْا عَلٰى مَآءٍ فَاَتَى النَّاسُ اِلٰٓى اَبِيْ بَكْرِ الصِّدِّيْقِ فَقَالُوْٓا اَلَا تَرٰى مَا صَنَعَتْ عَآئِشَةُ اَقَامَتْ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسِ وَلَيْسُوْا عَلٰى مَآءٍ وَّلَيْسَ مَعَهُمْ مَآءٌ فَجَآءَ اَبُوْ بَكْرٍ وَّرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاضِعٌ رَّاْسَهٗ عَلٰى فَخِذِيْ قَدْ نَامَ فَقَالَ حَبَسْتِ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسَ وَلَيْسُوْا عَلٰى مَآءٍ وَّلَيْسَ مَعَهُمْ مَآءٌ فَقَالَتْ عَآئِشَةُ فَعَاتَبَنِيْ اَبُوْ بَكْرٍ وَّقَالَ مَا

(از عبد اللہ بن یوسف ، از مالک ، از عبد الرحمٰن بن قاسم ، از والدش) حضرت عائشہ فرماتی ہیں ، کہ ایک بار ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم کے ساتھ کسی سفر میں تھے (۶ ھجری) حتّٰی کہ جب ہم بیدا یا ذات الجیش[1] میں پہنچے میرا ہار گم ہوگیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور سب لوگ اس کی تلاش میں ٹھہر گئے ۔ وہاں پانی نہ تھا۔ لوگ حضرت ابوبکرؓ کے پاس آئے اور کہا آپ کو معلوم نہیں حضرت عائشہؓ نے کیا کیا ہے ؟ آنحضرت اور باقی لوگوں کو سفر سے اٹکا رکھا ہے اور یہاں پانی بھی نہیں ملتا۔ نہ ان کے ساتھ (پہلے کا) پانی ہے ۔ تو حضرت ابوبکرؓ آئے اور آنحضرتؐ میری ران پر سر رکھے ہوئے سوئے تھے ۔ حضرت ابوبکرؓ نے (حضرت عائشہؓ سے) کہا تو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور باقی سب لوگوں کو روک لیا ہے حالانکہ یہ لوگ کسی پانی والی جگہ پر بھی نہیں نہ اُن کے پاس پہلے کا کوئی پانی ہے ۔ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں حضرت ابوبکرؓ نے مجھ پر غصّہ کیا اور جو اللہ کو منظور تھا انہوں نے کہا اور مجھے اپنے ہاتھ سے کوکھ میں مارنے لگے ۔ مجھے ہلنے سے صرف یہ بات روک رہی تھی کہ آنحضرتؐ میری ران پر آرام فرما تھے ۔ آنحضرت صبح کے

[1] لغت میں تیمم کے معنی قصد کرنا اور شرع میں تیمم کہتے ہیں۔ پاک مٹی سے منہ اور ہاتھ کا مسح کرنا حدث یا جنابت دور کرنے کی نیت سے ۱۲ منہ [2] یہ دونوں مقاموں کے نام ہیں مکہ اور مدینہ کے بیچ میں ۱۲ منہ۔

شَآءَ اللّٰہُ اَنْ یَّقُوْلَ وَجَعَلَ یَطْعُنُنِیْ بِیَدِہٖ فِیْ خَاصِرَتِیْ فَلَا یَمْنَعُنِیْ مِنَ التَّحَرُّکِ اِلَّا مَکَانُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی فَخِذِیْ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حِیْنَ اَصْبَحَ عَلٰی غَیْرِ مَآءٍ فَاَنْزَلَ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ اٰیَۃَ التَّیَمُّمِ فَتَیَمَّمُوْا فَقَالَ اُسَیْدُ بْنُ الْحُضَیْرِ مَا ھِیَ بِاَوَّلِ بَرَکَتِکُمْ یَآ اٰلَ اَبِیْ بَکْرٍ قَالَتْ فَبَعَثْنَا الْبَعِیْرَ الَّذِیْ کُنْتُ عَلَیْہِ فَاَصَبْنَا الْعِقْدَ تَحْتَہٗ۔

وقت بیدار ہوئے لیکن پانی نہیں تھا۔ اللہ تعالیٰ نے تیمم کی آیت اتاری: فَتَیَمَّمُوْا۔ اسید بن حضیر نے یہ آیت سن کر کہا اے آل ابو بکرؓ یہ تمہاری پہلی برکت ہی نہیں[۱] (یعنی تیمم والی) حضرت عائشہ کہتی ہیں پھر ہم نے اس اونٹ کو اٹھایا جس پر میں سوار تھی تو اس کے نیچے ہمیں ہار بھی مل گیا[۲]۔

۳۲۶ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ ھُوَ الْعَوَقِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا ھُشَیْمٌ قَالَ وَحَدَّثَنِیْ سَعِیْدُ بْنُ النَّضْرِ قَالَ اَخْبَرَنَا ھُشَیْمٌ قَالَ اَخْبَرَنَا سَیَّارٌ قَالَ حَدَّثَنَا یَزِیْدُ ھُوَ ابْنُ صُھَیْبٍ الْفَقِیْرُ قَالَ اَخْبَرَنَا جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اُعْطِیْتُ خَمْسًا لَّمْ یُعْطَھُنَّ اَحَدٌ قَبْلِیْ نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ مَسِیْرَۃَ شَھْرٍ وَّجُعِلَتْ لِیَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا وَّطَھُوْرًا فَاَیُّمَا رَجُلٍ مِّنْ اُمَّتِیْ اَدْرَکَتْہُ الصَّلٰوۃُ فَلْیُصَلِّ وَاُحِلَّتْ لِیَ الْمَغَانِمُ وَلَمْ تَحِلَّ لِاَحَدٍ قَبْلِیْ وَاُعْطِیْتُ الشَّفَاعَۃَ وَکَانَ النَّبِیُّ یُبْعَثُ اِلٰی قَوْمِہٖ خَاصَّۃً وَّبُعِثْتُ اِلَی النَّاسِ عَآمَّۃً۔

(از محمد بن سنان عوقی، از ہشیم۔ دوسری سند از سعید بن نضر، از ہشیم، از سیار، از یزید فقیر) جابر بن عبداللہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے پانچ چیزیں عطا کی گئی ہیں، جو اس سے پہلے کسی کو اللہ کی جانب سے عطا نہیں ہوئیں: رُعب کے ذریعہ میری مدد کی گئی جو ایک ماہ کی مسافت تک دشمنوں پر پڑ جاتا ہے، میرے لئے تمام زمین مسجد اور طہور بنائی گئی[۳]، میری امت کے ہر آدمی کو جہاں نماز آجائے وہاں پڑھ لے[۴]، مال غنیمت میرے لئے درست ہے مجھ سے پہلے کسی پیغمبر کے لئے درست نہیں تھے، مجھے حقِ شفاعت ملا[۵] (جب کہ تمام انبیاء گھبرا جائیں گے) اور ہر نبی صرف اپنی قوم کے لئے مبعوث ہوتا تھا اور میں تمام انسانیت کی طرف بھیجا گیا ہوں۔

---

[۱] بلکہ اس سے پہلے بھی تمہارے خاندان سے مسلمانوں کو صدہا فائدے ہو چکے ہیں ۱۲ منہ [۲] ہوا یہ تھا کہ حضرت عائشہؓ کے گلے سے ہار ٹوٹ کر گرا پھر اس پر اونٹ بیٹھ گیا۔ لوگ ادھر اُدھر ہار کو ڈھونڈتے پھرے وہ ملتا کیسے یہ سب اللہ تعالیٰ کی حکمت تھی۔ مطلب یہ تھا کہ مسلمانوں کو تیمم کا مسئلہ معلوم ہو جائے۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ پانی نہیں ملتا جب یہ مسئلہ معلوم ہو گیا تو گما ہُوا ہار بھی دلا دیا سبحانہٗ ولہ الحمد بندہ عبدالرزاق کہتا ہے مراد یہ ہے پہلے بھی بہت برکات تمہاری وجہ سے نازل ہو چکی ہیں۔ نہ ہار گم ہوتا، نہ تیمم کی سہولت نازل ہوتی [۳] یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے اس سے امام مالک اور امام ابو حنیفہ اور اوزاعی وغیرہ ہم نے دلیل لی کہ تیمم ہر چیز سے درست ہے جو زمین کی قسم سے ہو۔ مٹی یا پتھر یا اینٹ وغیرہ۔ اور امام احمد بن حنبل اور داؤد ظاہری اور شافعی یہ کہتے ہیں کہ تیمم کے لئے مٹی ہونا ضرور ہے چونکہ قرآن میں صعید کا لفظ ہے اور صعید مٹی کو کہتے ہیں اور اسی حدیث میں مسلم کی روایت میں یوں ہے کہ اس کی مٹی پاک کرنے والی بنائی گئی ۱۲ منہ [۴] یعنی ہر جگہ نماز پڑھ سکتے ہیں۔ وضو کے پانی نہ ہونے کی صورت میں مٹی پانی کا کام دیتی ہے۔ [۵] یعنی شفاعتِ عظمیٰ سخت ہول کے وقت جب دوسرے پیغمبر بھی گھبرا جائیں گے یا ہر موحد کا دوزخ سے نکالنا جس کے دل میں رتی برابر بھی ایمان ہوگا ۱۲ منہ۔

باب ۲۳۳ إِذَا لَمْ يَجِدْ مَاءً وَلَا تُرَابًا۔

۳۲۷۔ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا اسْتَعَارَتْ مِنْ أَسْمَاءَ قِلَادَةً فَهَلَكَتْ فَبَعَثَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا فَوَجَدَهَا فَأَدْرَكَتْهُمُ الصَّلٰوةُ وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَاءٌ فَصَلَّوْا فَشَكَوْا ذٰلِكَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ آيَةَ التَّيَمُّمِ فَقَالَ أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ عَائِشَةَ جَزَاكِ اللّٰهُ خَيْرًا فَوَاللّٰهِ مَا نَزَلَ بِكِ أَمْرٌ تَكْرَهِينَهُ إِلَّا جَعَلَ اللّٰهُ ذٰلِكِ لَكِ وَلِلْمُسْلِمِينَ فِيهِ خَيْرًا۔

باب جب کسی کو نہ پانی ملے نہ مٹی [۱]

(از زکریا بن یحییٰ، از عبداللہ بن نمیر، از ہشام بن عروہ، از والدش)

حضرت عائشہ رض فرماتی ہیں کہ انہوں نے اسماء سے ہار مانگ کر لیا اور وہ کھو گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو اسے تلاش کرنے کے لئے بھیجا اور اسے حاصل کر لیا لیکن نماز کا وقت آپہنچا اور ان کے پاس پانی نہیں تھا تو انہوں نے یوں ہی بغیر وضو نماز پڑھ لی اور اس امر کی آنحضرت ص کے پاس شکایت کی۔ تو اللہ تعالےٰ نے تیمم کی آیت نازل کی۔ اُسید بن حضیر کہنے لگے عائشہ رض! اللہ تمہیں اچھا بدلہ دے۔ اللہ کی قسم کوئی مشکل امر آپ کو پیش نہیں آیا۔ مگر یہ کہ اس کے نتیجے میں اللہ نے آپ کو اور سب مسلمانوں کو بہتری عطا کی۔

باب ۲۳۴ التَّيَمُّمِ فِي الْحَضَرِ إِذَا لَمْ يَجِدِ الْمَاءَ وَخَافَ فَوْتَ الصَّلٰوةِ وَبِهِ قَالَ عَطَاءٌ وَقَالَ الْحَسَنُ فِي الْمَرِيضِ عِنْدَهُ الْمَاءُ وَلَا يَجِدُ مَنْ يُنَاوِلُهُ يَتَيَمَّمُ وَأَقْبَلَ ابْنُ عُمَرَ مِنْ أَرْضِهِ بِالْجُرُفِ فَحَضَرَتِ الْعَصْرُ بِمَرْبَدِ النَّعَمِ فَصَلّٰى ثُمَّ دَخَلَ الْمَدِينَةَ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ فَلَمْ يُعِدْ۔

باب حضر میں تیمم کرنا جب پانی نہ ملے اور نماز قضا ہونے کا ڈر ہو۔ عطاء اسی امر کے قائل ہیں۔ حسن اس مریض کے بارے میں کہتے ہیں جس کے پاس پانی تو ہو مگر دینے والا موجود نہ ہو کہ وہ بستر پر ہی تیمم کر کے نماز ادا کر سکتا ہے عبداللہ بن عمر اپنی مملوکہ زمین جُرُف سے آرہے تھے، مگر عصر کی نماز کا وقت راستے میں مَربَدُ النَّعَم کے مقام پر آگیا۔ تو انہوں نے (تیمم سے) نماز پڑھ لی۔ جب مدینہ پہنچے تو نماز کا اعادہ نہیں کیا [۲]۔ حالانکہ سورج کافی بلندی پر موجود تھا۔

---

[۱] ایسے شخص کو فاقد الطہورین کہتے ہیں، امام احمد بن حنبل اور شافعی کا یہ قول ہے کہ وہ یوں ہی نماز پڑھ لے۔ پھر جب پانی یا مٹی ملے تو نماز کا لوٹانا واجب نہیں۔ امام ابوحنیفہ کا یہ قول ہے کہ ایسا شخص نماز نہ پڑھے اور اس پر قضا واجب ہے ۱۲ منہ۔ [۲] اس کو امام مالک نے موطا میں اور شافعی نے اپنی مسند میں نکالا۔ جرف مدینہ سے تین میل پر ہے اور مربد نعم ایک میل پر اتنی دور جانے کو سفر نہیں کہتے تو حضر میں تیمم ثابت ہوا۔ یہی ترجمہ باب ہے ۱۲ منہ۔

۳۲۸۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيعَةَ عَنِ الْأَعْرَجِ قَالَ سَمِعْتُ عُمَيْرًا مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أَقْبَلْتُ أَنَا وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَسَارٍ مَوْلَى مَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى دَخَلْنَا عَلَى أَبِي جُهَيْمِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ الصِّمَّةِ الْأَنْصَارِيِّ فَقَالَ أَبُو جُهَيْمٍ أَقْبَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ نَحْوِ بِئْرِ جَمَلٍ فَلَقِيَهُ رَجُلٌ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى أَقْبَلَ عَلَى الْجِدَارِ فَمَسَحَ بِوَجْهِهِ وَيَدَيْهِ ثُمَّ رَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ

(از یحییٰ بن بکیر، از لیث، از جعفر بن ربیعہ، از اعرج) عمیر مولیٰ ابن عباس کہتے ہیں میں اور عبداللہ بن یسار مولیٰ ام المؤمنین حضرت میمونہؓ دونوں مل کر ابو جُہیم بن حارث بن صِمّہ انصاری کے پاس پہنچے انہوں نے کہا آنحضرتؐ بیر جمل کی طرف سے آرہے تھے، راستے میں ایک شخص (خود ابو جُہیم)[1] ملا اس نے سلام کیا، مگر آپؐ نے جواب نہ دیا یہاں تک کہ ایک دیوار کے پاس آئے۔ آپؐ نے منہ اور ہاتھوں پر مسح کیا پھر اس شخص کے سلام کا جواب دیا۔

باب ۲۳۵ هَلْ يَنْفُخُ فِي يَدَيْهِ بَعْدَمَا يَضْرِبُ بِهِمَا الصَّعِيدَ لِلتَّيَمُّمِ۔

باب تیمم میں مٹی پر دونوں ہاتھ مار کر گرد کم کرنے کے لئے ہاتھوں پر پھونک مارنا۔

۳۲۹۔ حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا الْحَكَمُ عَنْ ذَرٍّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبْزَى عَنْ أَبِيهِ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَقَالَ إِنِّي أَجْنَبْتُ فَلَمْ أُصِبِ الْمَاءَ فَقَالَ عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أَمَا تَذْكُرُ أَنَّا كُنَّا فِي سَفَرٍ أَنَا وَأَنْتَ فَأَجْنَبْنَا فَأَمَّا أَنْتَ فَلَمْ تُصَلِّ وَأَمَّا أَنَا فَتَمَعَّكْتُ فَصَلَّيْتُ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا كَانَ يَكْفِيكَ هَكَذَا فَضَرَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكَفَّيْهِ الْأَرْضَ وَنَفَخَ فِيهِمَا ثُمَّ مَسَحَ بِهِمَا وَجْهَهُ وَكَفَّيْهِ۔

(از آدم، از شعبہ، از حکم، از ذر، از سعید بن عبدالرحمن بن ابزیٰ) ان کے والد کہتے ہیں ایک شخص عمر بن خطابؓ کے پاس آیا اور کہنے لگا میں جنب ہو گیا ہوں اور مجھے پانی نہیں ملتا[1]۔ عمار بن یاسر نے کہا عمر بن خطابؓ سے کیا آپ کو یاد ہے؟ ہم دونوں سفر میں تھے اور ہمیں جنابت ہوئی۔ آپ نے نماز نہیں پڑھی تھی اور میں مٹی میں لوٹا[2] (ان کا خیال تھا جیسے غسل سارے بدن کا ہوتا ہے مٹی بھی سارے بدن پر ہوتی ہے) اور نماز پڑھ لی پھر میں نے اس واقعہ کا آنحضرتؐ سے ذکر کیا تو آنحضرتؐ نے فرمایا تجھے اتنا کافی تھا، آنحضرتؐ نے (یوں سمجھایا) دونوں ہتھیلیاں زمین پر ماریں اور ان کو پھونک دیا[3]۔ پھر منہ اور دونوں پہنچوں پر مسح کیا۔

---

[1] مسلم کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت عمر نے کہا نماز نہ پڑھ ایک روایت میں اتنا اور ہے جب تک پانی نہ ملے ۱۲ منہ [2] عمار نے خیال کیا کہ غسل کے بدل جو تیمم ہے اس میں سارے بدن پر مٹی لگانا ہوگی ۱۲ منہ [3] یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے ۱۲ منہ۔

بَابُ ۲۳٦ التَّيَمُّمُ لِلْوَجْهِ وَ الْكَفَّيْنِ۔

باب تیمم میں صرف منہ اور دونوں پہنچوں پر مسح کرنا۔

۳۳۰۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِي الْحَكَمُ عَنْ ذَرٍّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبْزٰى عَنْ أَبِيهِ قَالَ عَمَّارٌ بِهٰذَا وَ ضَرَبَ شُعْبَةُ بِيَدَيْهِ الْأَرْضَ ثُمَّ أَدْنَاهُمَا مِنْ فِيهِ ثُمَّ مَسَحَ بِهِمَا وَجْهَهُ وَكَفَّيْهِ وَقَالَ النَّضْرُ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ قَالَ سَمِعْتُ ذَرًّا يَقُولُ عَنِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ أَبْزٰى قَالَ الْحَكَمُ وَقَدْ سَمِعْتُهُ مِنِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبْزٰى عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ عَمَّارٌ۔

(از حجاج، از شعبہ، از حکم، از ذر، از سعید بن عبدالرحمٰن بن ابزی) ان کے والد نے عمار کی یہی روایت بیان کی اور شعبہ نے (اس کو یوں بتایا کہ) اپنے دونوں ہاتھ زمین پر مارے پھر انہیں منہ کے نزدیک لے گئے (پھونکا) پھر اپنے چہرہ اور دونوں پہنچوں پر مسح کیا (نضر از شعبہ از حکم، از ذر، از ابن عبدالرحمٰن ابن ابزی) حکم کہتے ہیں میں نے اس حدیث کو خود سعید بن عبدالرحمٰن سے بھی سُنا انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے عمار سے یہ روایت نقل کی ہے[۱]

۳۳۱۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ ذَرٍّ عَنِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبْزٰى عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ شَهِدَ عُمَرَ وَقَالَ لَهُ عَمَّارٌ كُنَّا فِي سَرِيَّةٍ فَأَجْنَبْنَا وَقَالَ تَفَلَ فِيهِمَا۔

(از سلیمان بن حرب، از شعبہ، از حکم، از ذر، از ابن عبدالرحمٰن بن ابزی) ان کے والد کہتے ہیں کہ وہ حضرت عمرؓ کے پاس موجود تھے، عمار نے ان سے کہا ہم ایک لشکر میں تھے ہم کو جنابت ہوئی۔ اس روایت میں بجائے نَفَخَ کے تَفَلَ فِيهِمَا موجود ہے[۲]

۳۳۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ ذَرٍّ عَنِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ أَبْزٰى عَنْ أَبِيهِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ قَالَ عَمَّارٌ لِعُمَرَ تَمَعَّكْتُ فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ فَقَالَ يَكْفِيكَ الْوَجْهُ وَ الْكَفَّيْنِ۔

(از محمد بن کثیر، از شعبہ، از حکم، از ذر، از ابن عبدالرحمٰن بن ابزی) ان کے والد عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ عمار نے حضرت عمرؓ سے کہا میں مٹی میں لوٹا پھر آنحضرتؐ کے پاس آیا، آپؐ نے فرمایا تجھ کو چہرہ اور کفین پر مسح کرنا کافی تھا۔

۳۳۳۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ ذَرٍّ عَنِ ابْنِ عَبْدِ

(از مسلم بن ابراہیم، از شعبہ، از حکم، از ذر، از ابن عبدالرحمٰن ابن ابزی) عبدالرحمٰن فرماتے ہیں میں حضرت عمرؓ کے پاس موجود تھا

---

[۱] اس سند کے لانے سے یہ غرض ہے۔ کہ حکم کا سماع ذر بن عبداللہ سے صاف معلوم ہو جائے جس کی تصریح اگلی روایت میں نہیں ہے ۱۲ منہ

[۲] تفل بھی وہی پھونکنا لیکن نفخ سے کچھ زیادہ زور سے کہ ذرا ذرا تھوک بھی نکل آئے ۱۲ منہ۔

الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبْزٰی عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ شَهِدْتُ عُمَرَ قَالَ لَهٗ عَمَّارٌ وَّسَاقَ الْحَدِيْثَ۔

جب ان سے عمار نے کہا اور یہی حدیث بیان کی۔

۳۳۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ ذَرٍّ عَنِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبْزٰی عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ عَمَّارٌ فَضَرَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ الْاَرْضَ فَمَسَحَ وَجْهَهٗ وَكَفَّيْهِ۔

(از محمد بن بشار، از غندر، از شعبہ، از حکم، از ذر، از ابن عبدالرحمن ابن ابزی) ان کے والد بتاتے ہیں کہ عمار نے کہا پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ زمین پر مارا اور اپنے منہ اور دونوں پہنچوں پر مسح کیا۔

بَابٌ ۲۳۷ اَلصَّعِيْدُ الطَّيِّبُ وَضُوْءُ الْمُسْلِمِ يَكْفِيْهِ مِنَ الْمَاءِ وَقَالَ الْحَسَنُ يُجْزِئُهُ التَّيَمُّمُ مَا لَمْ يُحْدِثْ وَاَمَّ ابْنُ عَبَّاسٍ وَهُوَ مُتَيَمِّمٌ وَقَالَ يَحْيَى ابْنُ سَعِيْدٍ لَا بَاْسَ بِالصَّلٰوةِ عَلَى السَّبْخَةِ وَالتَّيَمُّمِ بِهَا۔

باب پاک مٹی مسلمان کا وضو ہے، پانی کے بدل وہ اس کو کافی ہے[1] اور امام حسن بصری نے کہا جب تک اس کو حدث نہ ہو تیمم کافی ہے[2] اور عبداللہ بن عباس نے تیمم سے امامت کی اور یحییٰ بن سعید نے کہا شور زمین پر نماز پڑھنا اور تیمم کرنا درست ہے۔

۳۳۵۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَوْفٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ رَجَاءٍ عَنْ عِمْرَانَ قَالَ كُنَّا فِيْ سَفَرٍ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاِنَّا اَسْرَيْنَا حَتّٰى كُنَّا فِيْ اٰخِرِ اللَّيْلِ وَقَعْنَا وَقْعَةً وَّلَا وَقْعَةَ اَحْلٰى عِنْدَ الْمُسَافِرِ مِنْهَا فَمَا اَيْقَظَنَا اِلَّا حَرُّ الشَّمْسِ فَكَانَ اَوَّلَ مَنِ اسْتَيْقَظَ فُلَانٌ ثُمَّ فُلَانٌ ثُمَّ فُلَانٌ يُسَمِّيْهِمْ

(از مسدد، از یحییٰ بن سعید، از عوف، از ابو رجاء) عمران کہتے ہیں ہم ایک سفر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اور رات میں چل رہے تھے، جب اخیر رات ہوئی تو ذرا سستانے لگے اور مسافر کے لیے اس اخیر رات کی نیند سے بڑھ کر کوئی نیند میٹھی نہیں[3] ہوتی۔ پھر ہماری آنکھ اس وقت کھلی جب سورج کی حرارت شروع ہو گئی۔ تو سب سے پہلے فلاں پھر فلاں پھر فلاں بیدار ہوئے، ابو رجاء ان کے نام بیان کرتے تھے لیکن عوف بھول گئے۔ پھر چوتھے حضرت

---

[1] حافظ نے کہا یہ ایک حدیث ہے اس کو بزاز نے نکالا ایک روایت میں امام احمد اور اصحاب سنن کے اتنا زیادہ ہے گو دس برس تک پانی نہ ملے ۱۲ منہ

[2] یعنی یہ ضروری نہیں کہ ہر نماز کے لیے تیمم کرے بلکہ تیمم وضو کا قائم مقام ہے اور جس چیز سے وضو ٹوٹتا ہے اسی سے تیمم بھی ٹوٹے گا۔ اس اثر کو عبدالرزاق نے وصل کیا ۱۲ منہ [3] کیونکہ صبح کے قریب تھک کر جب آدمی سوتا ہے تو بڑی میٹھی نیند آتی ہے اوپر سے نسیم سحر کے ٹھنڈے ٹھنڈے جھونکے چلتے ہیں بالکل غفلت ہو جاتی ہے ۱۲ منہ۔

أَبُو رَجَاءٍ فَنَسِيَ عَوْفٌ ثُمَّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ الرَّابِعُ
وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا نَامَ لَمْ
نُوقِظْهُ حَتّٰى يَكُوْنَ هُوَ يَسْتَيْقِظُ لِاَنَّا لَا نَدْرِيْ
مَا يَحْدُثُ لَهُ فِيْ نَوْمِهِ فَلَمَّا اسْتَيْقَظَ عُمَرُ وَ
رَأَى مَا أَصَابَ النَّاسَ وَكَانَ رَجُلًا جَلِيْدًا
فَكَبَّرَ وَرَفَعَ صَوْتَهُ بِالتَّكْبِيْرِ فَمَا زَالَ يُكَبِّرُ وَ
يَرْفَعُ صَوْتَهُ بِالتَّكْبِيْرِ حَتّٰى اسْتَيْقَظَ لِصَوْتِهِ
النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا اسْتَيْقَظَ شَكَوْا
إِلَيْهِ الَّذِيْ أَصَابَهُمْ فَقَالَ لَا ضَيْرَ أَوْ لَا يَضِيْرُ
ارْتَحِلُوْا فَارْتَحَلَ فَسَارَ غَيْرَ بَعِيْدٍ ثُمَّ نَزَلَ
فَدَعَا بِالْوَضُوْءِ فَتَوَضَّأَ وَنُوْدِيَ بِالصَّلٰوةِ فَصَلّٰى
بِالنَّاسِ فَلَمَّا انْفَتَلَ مِنْ صَلٰوتِهِ إِذَا هُوَ بِرَجُلٍ
مُعْتَزِلٍ لَمْ يُصَلِّ مَعَ الْقَوْمِ قَالَ مَا مَنَعَكَ
يَا فُلَانُ أَنْ تُصَلِّيَ مَعَ الْقَوْمِ قَالَ أَصَابَتْنِيْ
جَنَابَةٌ وَّلَا مَآءَ قَالَ عَلَيْكَ بِالصَّعِيْدِ فَإِنَّهُ
يَكْفِيْكَ ثُمَّ سَارَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَاشْتَكٰى إِلَيْهِ النَّاسُ مِنَ الْعَطَشِ فَنَزَلَ فَدَعَا
فُلَانًا كَانَ يُسَمِّيْهِ أَبُوْ رَجَاءٍ نَسِيَهُ عَوْفٌ وَدَعَا عَلِيًّا
فَقَالَ اذْهَبَا فَابْتَغِيَا الْمَآءَ فَانْطَلَقَا فَتَلَقَّيَا امْرَأَةً
بَيْنَ مَزَادَتَيْنِ أَوْ سَطِيْحَتَيْنِ مِنْ مَّآءٍ عَلٰى بَعِيْرٍ

عمرؓ جاگے اور (ہمارا طریقہ یہ تھا) جب آنحضرتؐ آرام فرماتے۔ تو
ہم آپ کو بیدار نہ کرتے۔ حتیٰ کہ آپ خود ہی بیدار ہو جاتے۔ کیونکہ
ہم نہیں جانتے تھے خواب میں آپ پر کیا وحی نازل ہو رہی ہے[1]؟
جب حضرت عمرؓ جاگے اور انہوں نے لوگوں پر جو آفت آئی وہ دیکھی[2]
آپ بڑے مضبوط اور بہادر و دلاور آدمی تھے[3]۔ آپ نے تکبیر کہنا
شروع کر دی، برابر اللہ اکبر اللہ اکبر بلند آواز سے کہتے رہے۔ حتیٰ
کہ اُن کی آواز سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے[4] جب
آپ بیدار ہوئے تو لوگ اس مصیبت کا شکوہ کرنے لگے۔ آپ نے
فرمایا کچھ پروا نہیں اس سے کچھ نقصان نہیں، چلو اب کوچ کرو
پھر تھوڑی دُور چلے۔ اس کے بعد آپ اُترے اور وضو کا پانی منگوایا
وضو کیا نماز کی اذان ہوئی۔ آپ نے لوگوں کو نماز پڑھائی جب نماز
سے فارغ ہوئے تو ایک شخص کو دیکھا۔ وہ کنارے بیٹھا ہے۔ اس
نے لوگوں کے ساتھ نماز نہیں پڑھی۔ آپ نے فرمایا: اے فلاں!
تجھے کیا ہوا؟ تو نے لوگوں کے ساتھ نماز نہیں پڑھی؟ وہ کہنے لگا
مجھے نہانے کی حاجت ہے اور پانی نہیں ہے آپ نے فرمایا مٹی لے
لے وہ تجھ کو کافی ہے[5]۔ پھر آنحضرتؐ چلے۔ لوگوں نے آپ سے پیاس
کا شکوہ کیا۔ آپ اترے اور ایک شخص کو بلایا ابو رجاء نے اس کا نام
بیان کیا لیکن عوف بھول گئے اور حضرت علیؓ کو دونوں سے آپ نے
فرمایا جاؤ پانی کی تلاش کرو وہ دونوں گئے۔ راہ میں ایک عورت
ملی جو اونٹ پر پانی کے دو تھیلوں یا دو مشکوں کے درمیان سوار جا

---

[1] صحابہؓ ڈرتے تھے کہ کہیں آپ کو جگائیں اور آپ پر وحی آ رہی ہو تو ان کے جگانے سے وحی میں خلل پڑے ۱۲ منہ [2] کہ نماز کا وقت جاتا رہا ادھر پانی کا نام نہیں ہے ۱۲ منہ [3] مزاج میں بہادری اور دل میں سختی اور مضبوطی تھی رضی اللہ عنہ ۱۲ منہ [4] یہ حضرت عمرؓ کی دانائی تھی ادھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں جگایا۔ ادھر کام بھی نکل آیا۔ تکبیر سے یہ فائدہ ہوا کہ شیطان مردود بھاگا جس نے نماز سے غافل کر دیا تھا۔ یہ جو دوسری حدیث میں ہے کہ میرا دل نہیں سوتا اس کے خلاف نہیں ہے کیونکہ اسی حدیث میں ہے کہ میری آنکھیں سوتی ہیں تو دل آپ کا عالم قدس کی طرف متوجہ رہتا ہے اور ظاہری غفلت آنکھوں کی غفلت تھی یعنی حواس ظاہری کی وہ اس کے منافی نہیں ہے ۱۲ منہ [5] یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے ۱۲ منہ۔

لَهَا فَقَالَ لَهَا أَيْنَ الْمَاءُ قَالَتْ عَهْدِي بِالْمَاءِ أَمْسِ هٰذِهِ السَّاعَةَ وَنَفَرُنَا خُلُوفًا قَالَا لَهَا انْطَلِقِي إِذًا قَالَتْ إِلَى أَيْنَ قَالَا إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتِ الَّذِي يُقَالُ لَهُ الصَّابِئُ قَالَا هُوَ الَّذِي تَعْنِينَ فَانْطَلِقِي فَجَاءَا بِهَا إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَدَّثَاهُ الْحَدِيثَ قَالَ فَاسْتَنْزَلُوهَا عَنْ بَعِيرِهَا وَدَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِإِنَاءٍ فَفَرَّغَ فِيهِ مِنْ أَفْوَاهِ الْمَزَادَتَيْنِ أَوِ السَّطِيحَتَيْنِ وَأَوْكَأَ أَفْوَاهَهُمَا وَأَطْلَقَ الْعَزَالِيَ وَنُودِيَ فِي النَّاسِ اسْقُوا وَاسْتَقُوا فَسَقَى مَنْ سَقَى وَاسْتَقَى مَنْ شَاءَ وَكَانَ آخِرُ ذَاكَ أَنْ أَعْطَى الَّذِي أَصَابَتْهُ الْجَنَابَةُ إِنَاءً مِنْ مَاءٍ قَالَ اذْهَبْ فَأَفْرِغْهُ عَلَيْكَ وَهِيَ قَائِمَةٌ تَنْظُرُ إِلَى مَا يُفْعَلُ بِمَائِهَا وَايْمُ اللّٰهِ لَقَدْ أُقْلِعَ عَنْهَا وَإِنَّهُ لَيُخَيَّلُ إِلَيْنَا أَنَّهَا أَشَدُّ مِلْأَةً مِنْهَا حِينَ ابْتَدَأَ فِيهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اجْمَعُوا لَهَا فَجَمَعُوا لَهَا مِنْ بَيْنِ عَجْوَةٍ وَدَقِيقَةٍ وَسَوِيقَةٍ حَتّٰى جَمَعُوا لَهَا طَعَامًا فَجَعَلُوهُ فِي ثَوْبٍ وَحَمَلُوهَا عَلٰى

رہی تھی۔ انہوں نے اس سے پوچھا پانی کہاں ملتا ہے؟ اس نے کہا پانی کل مجھے اسی وقت ملا تھا[1] (یعنی پورے آٹھ پہر کی مسافت دور ملتا ہے) اور ہماری قوم کے مرد پیچھے نا معلوم کہاں نکل گئے ان دونوں صحابیوں نے کہا تو چل عورت نے کہا کہاں؟ انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں۔ اس نے پوچھا وہ وہی تو نہیں جسے لوگ نو دین کہتے ہیں[2]۔ دونوں صحابہ نے کہا ہاں جسے تو ایسا کہہ رہی ہے[3] چل تو سہی آخر کار یہ دونوں اسے آنحضرتؐ کی خدمت میں لے گئے۔ اور سارا ماجرا بیان کیا۔ عمرانؓ کہتے ہیں لوگوں نے اسے اونٹ پر سے اتار لیا۔ آنحضرتؐ نے ایک برتن منگوایا اور دونوں تھیلوں یا مشکوں کا منہ کھول کر اُن سے پانی انڈیلنا شروع کیا۔ پھر اُوپر کے منہ کو بند کر دیا اور نیچے کا منہ کھول دیا[4]۔ لوگوں میں اعلان کیا گیا پانی پلاؤ اور پیو۔ پس جس نے چاہا پلایا اور جس نے چاہا پیا (سب سیر ہو گئے) آخر میں آپ نے یہ کیا، کہ جس شخص کو غسل کی حاجت تھی اسے بھی پانی کا ایک برتن بھر دیا اور فرمایا: جا اپنے اُوپر ڈال لے۔ وہ عورت کھڑی ہوئی جو کام اس کے پانی سے ہو رہا تھا دیکھتی رہی۔ اور خدا کی قسم پانی ٹپکنا بند کیا گیا اور ہم کو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اب وہ مشکیں پہلے سے بھی زیادہ بھری ہیں۔ جیسے شروع میں پُر تھیں۔ پھر آنحضرتؐ نے فرمایا: اس عورت کے لئے کچھ (چندہ) جمع

---

[1] یعنی پانی یہاں سے اتنی دور ہے کہ کل میں اسی وقت وہاں سے پانی لے کر چلی تھی آج یہاں پہنچی ہوں ۱۲ منہ [2] لغت میں صابی اس کو کہتے ہیں جو اپنا دین بدل کر نیا دین اختیار کرے عرب کے مشرک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صابی کہا کرتے تھے چوں کہ آپ اپنے باپ دادا کا دین چھوڑ کر توحید پر چل رہے تھے۔ احقر عبدالرزاق کہتا ہے اسی وجہ سے یہاں صابی کا ترجمہ "نو دین یعنی نئے مذہب والا" کیا گیا ۱۲ منہ [3] نہ ہاں کہا نہ نا کیونکہ ہاں کہنے میں یہ اقرار ہوتا تھا کہ معاذ اللہ آپ صابی ہیں۔ نا کہنے میں جھوٹ ہوتا کیونکہ آپ ہی کے پاس چلنا منظور تھا ۱۲ منہ [4] یعنی پہلے کچھ تھوڑا سا پانی مشکوں کے اُوپر کے منہ سے لیا پھر اوپر کے منہ بند کر دیئے اور نیچے کے دہانے کھول دیئے اور طبرانی اور بیہقی کی روایت میں ہے کہ آپ نے جو پانی پہلے لیا تھا اس میں کلی کر کے پھر وہ پانی مشکوں میں اوپر سے ڈال دیا۔ اور یہ ساری برکت جو پانی میں ہوئی وہ اس کلی کی طفیل سے ہوئی یہ عورت کافرہ حربیہ تھی۔ اس کا مال لے لینا درست تھا۔ دوسرے پیاس کی شدت میں مسلمان کا بھی پانی بغیر اس کی مرضی کے پی لینا اور جان بچانا درست ہے۔ تیسرے آپ کو معلوم تھا کہ اس عورت کا کچھ نقصان نہ ہوگا۔ بلکہ اور فائدہ ہوگا۔ چوتھی یہ کہ یہ سب کارروائی بحکم الٰہی تھی۔ ایسا کرنے میں اور بہتوں کی ہدایت منظور تھی جیسا آگے آئے گا کہ اس عورت کی وجہ سے اور اسکے یہ معجزہ دیکھنے سے اخیر میں اس کی قوم کے لوگ مسلمان ہو گئے ۱۲ منہ۔

بَعِيْرِهَا وَوَضَعُوا الثَّوْبَ بَيْنَ يَدَيْهَا فَقَالَ لَهَا تَعْلَمِيْنَ مَا رَزِئْنَا مِنْ مَّائِكِ شَيْئًا وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ هُوَ الَّذِيْ اَسْقَانَا فَاَتَتْ اَهْلَهَا وَقَدِ احْتَبَسَتْ عَنْهُمْ قَالُوْا مَا حَبَسَكِ يَا فُلَانَةُ قَالَتِ الْعَجَبُ لَقِيَنِيْ رَجُلَانِ فَذَهَبَا بِيْ اِلٰى هٰذَا الرَّجُلِ الَّذِيْ يُقَالُ لَهُ الصَّابِئُ فَفَعَلَ كَذَا وَكَذَا فَوَاللّٰهِ اِنَّهُ لَاَسْحَرُ النَّاسِ مِنْ بَيْنِ هٰذِهِ وَهٰذِهِ وَقَالَتْ بِاِصْبَعَيْهَا الْوُسْطٰى وَالسَّبَّابَةِ فَرَفَعَتْهُمَا اِلَى السَّمَآءِ تَعْنِي السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ اَوْ اِنَّهُ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ حَقًّا فَكَانَ الْمُسْلِمُوْنَ بَعْدُ يُغِيْرُوْنَ عَلٰى مَنْ حَوْلَهَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ وَلَا يُصِيْبُوْنَ الصِّرْمَ الَّذِيْ هِيَ مِنْهُ فَقَالَتْ يَوْمًا لِقَوْمِهَا مَا اَرٰى اَنَّ هٰؤُلَاءِ الْقَوْمِ يَدَعُوْنَكُمْ عَمْدًا فَهَلْ لَكُمْ فِي الْاِسْلَامِ فَاَطَاعُوْهَا فَدَخَلُوْا فِي الْاِسْلَامِ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ صَبَا خَرَجَ مِنْ دِيْنٍ اِلٰى غَيْرِهٖ وَقَالَ اَبُو الْعَالِيَةِ الصَّابِئُوْنَ فِرْقَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ يَقْرَءُوْنَ الزَّبُوْرَ اَصْبُ اَمِلْ۔

کرو۔ لوگوں نے کھجور، آٹا، ستو اکٹھا کرنا شروع کیا حتیٰ کہ بہت سارا کھانا اس کے لیے اکٹھا ایک کپڑے میں رکھا اور اسے اونٹ پر سوار کر دیا۔ وہ کھانا بھرا کپڑا اس کے سامنے رکھ دیا۔ تب آپؐ نے اسے فرمایا تو جانتی ہے کہ ہم نے تیرا پانی کچھ کم نہیں کیا[1]۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں پانی پلایا۔ پھر وہ عورت اپنے گھر والوں کے پاس گئی۔ چونکہ راستے میں روک لی گئی تھی انہوں نے پوچھا اے فلانہ! تجھے کیوں دیر ہوئی؟ وہ کہنے لگی عجیب بات ہوئی دو آدمی مجھے راہ میں ملے وہ مجھے اس شخص کے پاس لے گئے جسے لوگ نو دین کہتے ہیں۔ اس نے ایسا ایسا کیا[2] (یعنی اس طرح پانی لیا سب کو پلایا مگر پانی کم نہ ہوا) قسم خدا کی جتنے لوگ ان دو انگلیوں کے درمیان میں یعنی زمین اور آسمان میں[3] ہیں ان میں وہ سب سے بڑا جادوگر ہے یا حقیقتہً اللہ کا رسول ہے[4]۔ اس کے بعد مسلمان اس عورت کے گرداگرد جو مشرک رہتے تھے انہیں تو لوٹتے اور جن لوگوں میں وہ عورت رہتی تھی انہیں چھوڑ دیتے[5]۔ ایک دن اس عورت نے اپنی قوم سے کہا مسلمان جو تمہیں چھوڑ دیتے ہیں، تو جان بوجھ کر چھوڑ دیتے ہیں۔ کیا تم چاہتے ہو کہ مسلمان ہو جاؤ۔ انہوں نے اس کی بات غور سے سن لی اور مان لی چنانچہ وہ اسلام میں داخل ہو گئے امام بخاریؒ نے کہا لفظ صابی صبا سے نکالا گیا ہے۔ صبا کا معنی اپنا دین چھوڑ کر دوسرے دین میں چلا گیا۔ ابو العالیہ کا قول ہے صابئین[6] اہلِ کتاب کا ایک فرقہ ہے، جو زبور پڑھتے تھے اور سورۂ یوسف میں جو اَصْبُ کا لفظ آیا ہے اس کا معنی ہے مائل ہو جاؤں گا، جھک جاؤں گا۔

---

[1] یعنی تیرا پانی جتنا پہلے تھا اتنا ہی اب بھی ہے بلکہ اس سے زیادہ تو ہم نے تیرا کچھ نقصان نہیں کیا تو جو پانی مسلمانوں نے لیا وہ اس کا پانی نہ تھا بلکہ اللہ کا دیا ہوا تھا۔ اس صورت میں یہ اعتراض نہ ہوگا کہ پرایا پانی بغیر اجازت کیسے لے لیا ۱۲ منہ [2] یعنی اس طرح پانی لیا اور سب آدمیوں کو پلایا مگر پانی کچھ کم نہ ہوا غرض اس نے سارا قصہ جو گذرا تھا سب کہہ سنایا ۱۲ منہ۔ [3] اپنی دونوں انگلیوں کے اشارہ سے یہ بات کہی اور ان دونوں کے مابین زمین و آسمان کا درمیان مراد لیا۔ [4] یہ معجزہ دیکھ کر پہلے اس کو شک پیدا ہوا پھر اخیر میں ایمان لائی جیسے آگے آتا ہے ۱۲ منہ [5] اس امید سے کہ وہ عورت اور اس کی بستی والے شاید مسلمان ہو جائیں گے یا اس کا احسان یاد کر کے اس کو چھوڑ دیتے اور اس کے طفیل میں اس کی بستی والے بھی بچے رہتے ۱۲ منہ [6] اس کو ابن ابی حاتم نے وصل کیا اور امام بخاری یہ قول اس لئے لائے کہ قرآن شریف میں جو صابئین کا لفظ آیا ہے اس سے یہی فرقہ مراد ہے اور اس حدیث میں وہ معنی مراد نہیں ہے ۱۲ منہ۔

باب ۲۳۸ اِذَا خَافَ الْجُنُبُ عَلٰی نَفْسِهِ الْمَرَضَ اَوِ الْمَوْتَ اَوْخَافَ الْعَطَشَ تَیَمَّمَ وَیُذْکَرُ اَنَّ عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ اَجْنَبَ فِیْ لَیْلَةٍ بَارِدَةٍ فَتَیَمَّمَ وَتَلَا وَلَا تَقْتُلُوْآ اَنْفُسَکُمْ اِنَّ اللّٰهَ کَانَ بِکُمْ رَحِیْمًا فَذُکِرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ یُعَنِّفْهُ۔

باب جب جُنُب مریض ہو جانے یا مر جانے یا پیاسا ہونے کا خوف کرتا ہو تو وہ تیمم کر لے۔ کہتے ہیں عمرو بن عاص کو سردیوں میں جنابت ہوئی تو تیمم کر لیا اور یہ آیت پڑھی و لا تقتلوا انفسکم ان اللہ کان بکم رحیما اس بات کو آنحضرت کے سامنے پیش کیا گیا۔ آپ نے ملامت نہیں کی۔[1]

۳۳۶۔ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ هُوَ غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَیْمَانَ عَنْ اَبِیْ وَآئِلٍ قَالَ اَبُوْ مُوْسٰی لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ اِذَا لَمْ یَجِدِ الْمَآءَ لَا یُصَلِّیْ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ نَعَمْ اِذَا لَمْ یَجِدِ الْمَآءَ شَهْرًا لَا یُصَلِّ لَوْرَخَّصْتُ لَهُمْ فِیْ هٰذَا کَانَ اِذَا وَجَدَ اَحَدُهُمُ الْبَرْدَ قَالَ هٰکَذَا یَعْنِیْ تَیَمَّمَ وَصَلّٰی قَالَ قُلْتُ فَاَیْنَ قَوْلُ عَمَّارٍ لِعُمَرَ قَالَ اِنِّیْ لَمْ اَرَ عُمَرَ قَنِعَ بِقَوْلِ عَمَّارٍ۔

(از بشر بن خالد، از محمد غندر، از شعبہ، از سلیمان) ابو وائل کہتے ہیں ابو موسیٰ اشعری نے عبد اللہ بن مسعود سے کہا جب کسی کو پانی نہ ملے اور جنب ہو تو نماز نہ پڑھے۔ عبد اللہ نے کہا بیشک اگر پانی ایک ماہ تک بھی نہ ملے تو نماز نہ پڑھے۔ اگر میں لوگوں کو ایسی اجازت دے دوں، تو جب کسی کو سردی لگے گی وہ یہی کرے گا یعنی تیمم کر کے نماز پڑھ لے گا۔[2] ابو موسیٰ نے کہا پھر وہ روایت کہاں گئی جو حضرت عمار نے حضرت عمر سے بیان کی تھی۔ انہوں نے جواب دیا میں نہیں سمجھتا حضرت عمرؓ نے عمار کے قول پر قناعت کی ہو۔ یعنی بھروسہ کیا ہو۔

۳۳۷۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِیْ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ قَالَ سَمِعْتُ شَقِیْقَ بْنَ سَلَمَةَ قَالَ کُنْتُ عِنْدَ عَبْدِ اللّٰهِ وَاَبِیْ مُوْسٰی فَقَالَ لَهٗ اَبُوْ مُوْسٰی اَرَءَیْتَ یَا اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اِذَا

(از عمر بن حفص، از والدش، از اعمش) شقیق بن سلمہ کہتے ہیں میں عبد اللہ بن مسعود اور ابو موسیٰ اشعری کے پاس تھا۔ اتنے میں ابو موسیٰ نے کہا اے ابو عبد الرحمٰن (ابن مسعود کی کنیت) یہ فرمائیے۔ جب کوئی جنب ہو اور اسے پانی نہ ملے تو کیا کرے؟ تو عبد اللہ بن مسعود

---

[1] اس حدیث کو ابو داؤد اور حاکم نے نکالا کہ ان کو جاڑے کی رات میں جنابت ہوئی انہوں نے تیمم کر لیا اور فجر کی نماز پڑھائی۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا تو انہوں نے یہ آیت پڑھی آپ ہنس دیئے اور ان کو کچھ سرزنش نہیں کی ۱۲ منہ

[2] اور غسل نہ کرے گا صحابہؓ میں سے حضرت عمر اور عبد اللہ ابن مسعود اس کے قائل تھے۔ کہ جنب کو تیمم کرنا درست نہیں۔ اس کو جس طرح ہو سکے غسل کرنا چاہیئے۔ اگر پانی نہ ملے تو نماز نہ پڑھے لیکن اور سب صحابہؓ اس کے خلاف تھے۔ انہوں نے جنب کے لیے تیمم جائز رکھا ہے۔ ابو موسیٰ بھی اسی کے قائل تھے ان میں اور عبد اللہ بن مسعودؓ میں بحث ہوئی ۱۲ منہ

أَجْنَبَ فَلَمْ يَجِدْ مَاءً كَيْفَ يَصْنَعُ فَقَالَ عَبْدُ اللهِ لَا يُصَلِّي حَتَّى يَجِدَ الْمَاءَ فَقَالَ أَبُو مُوسَى فَكَيْفَ تَصْنَعُ بِقَوْلِ عَمَّارٍ حِينَ قَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَكْفِيكَ قَالَ أَلَمْ تَرَ عُمَرَ لَمْ يَقْنَعْ بِذَالِكَ مِنْهُ فَقَالَ أَبُو مُوسَى فَدَعْنَا مِنْ قَوْلِ عَمَّارٍ كَيْفَ تَصْنَعُ بِهَذِهِ الْآيَةِ فَمَا دَرَى عَبْدُ اللهِ مَا يَقُولُ فَقَالَ إِنَّا لَوْ رَخَّصْنَا لَهُمْ فِي هَذَا لَأَوْشَكَ إِذَا بَرَدَ عَلَى أَحَدِهِمُ الْمَاءُ أَنْ يَدَعَهُ وَيَتَيَمَّمَ فَقُلْتُ لِشَقِيقٍ فَإِنَّمَا كَرِهَ عَبْدُ اللهِ لِهَذَا فَقَالَ نَعَمْ۔

نے کہا نماز نہ پڑھے جب تک پانی سے غسل نہ کرلے تو ابو موسیٰ نے کہا پھر تم عمار کی روایت کو کیا کرو گے جب آنحضرتؐ نے ان سے فرمایا تجھے یہ کافی تھا (یعنی ہاتھ اور چہرہ کا مسح کرنا) ابن مسعودؓ نے کہا تمہیں معلوم نہیں کہ عمرؓ نے ان کی بات پر قناعت نہیں کی۔ ابو موسیٰ نے کہا تو عمار کا قول چھوڑ دیں لیکن اس آیت کا کیا بنے گا؟ تو عبداللہ کو جواب دینا نہ آیا کہ کیا کہیں بلکہ یوں کہا، کہ اگر ہم اس بات کی رخصت اور اجازت دے دیں، تو پھر عنقریب ایسا ہوگا کہ جب کسی کو سردی لگے گی وہ پانی چھوڑ کر تیمم شروع کر دے گا۔ اعمش کہتے ہیں میں نے شقیق سے استصواب کیا کہ کیا اسی مصلحت سے حضرت عبداللہ نے عام رخصت نہیں دی؟ تو شقیق نے کہا ہاں فقط یہی مصلحت مدنظر تھی جس کی بنا پر حضرت عبداللہ تیمم کی عام اجازت دینا اچھا نہیں سمجھتے تھے۔

بَابٌ ٢٣٩ التَّيَمُّمُ ضَرْبَةٌ۔

باب تیمم کے لیے صرف ایک بار مٹی پر ہاتھ مارنا کافی ہے۔

٢٣٨۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ شَقِيقٍ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا مَعَ عَبْدِ اللهِ وَأَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ فَقَالَ لَهُ أَبُو مُوسَى لَوْ أَنَّ رَجُلًا أَجْنَبَ فَلَمْ يَجِدِ الْمَاءَ شَهْرًا أَمَا كَانَ يَتَيَمَّمُ وَيُصَلِّي قَالَ فَقَالَ عَبْدُ اللهِ لَا يَتَيَمَّمُ وَإِنْ كَانَ لَمْ يَجِدْ شَهْرًا فَقَالَ لَهُ أَبُو مُوسَى فَكَيْفَ تَصْنَعُونَ بِهَذِهِ الْآيَةِ فِي سُورَةِ الْمَائِدَةِ فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا فَقَالَ عَبْدُ اللهِ لَوْ رُخِّصَ لَهُمْ فِي هَذَا لَأَوْشَكُوا إِذَا بَرَدَ عَلَيْهِمُ الْمَاءُ أَنْ يَتَيَمَّمُوا الصَّعِيدَ قُلْتُ وَإِنَّمَا كَرِهْتُمْ هَذَا لِذَا قَالَ نَعَمْ فَقَالَ أَبُو مُوسَى أَلَمْ تَسْمَعْ قَوْلَ

(از محمد بن سلام، از ابو معاویہ، از اعمش) شقیق کہتے ہیں میں عبداللہ بن مسعود اور ابو موسیٰ اشعری کے پاس بیٹھا تھا، کہ ابو موسیٰ نے ان سے کہا اگر ایک شخص کو جنابت ہو اور ایک ماہ تک پانی نہ پائے تو کیا وہ تیمم کرلے اور نماز پڑھے۔ عبداللہ بن مسعود نے کہا وہ تیمم نہ کرے۔ اگرچہ ایک ماہ تک پانی نہ ملے (اور نماز موقوف رکھے) ابو موسیٰ نے کہا پھر اس آیت کا کیا مطلب ہے۔ جو سورۂ مائدہ میں ہے فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا الآیہ۔ عبداللہ بن مسعود نے کہا اگر لوگوں کو جنابت میں تیمم کی اجازت دی جائے تو عنقریب ایسا ہوگا کہ جب بھی لوگوں کو پانی ٹھنڈا معلوم ہوا کرے گا وہ تیمم کرلیں گے۔ میں نے شقیق سے کہا، تو تم جنب کے لئے صرف اس مصلحت کی بنا پر تیمم برا جانتے ہو انہوں نے کہا ہاں پھر ابو موسیٰ نے ابن مسعود سے کہا کیا تم نے حضرت عمار کا وہ واقعہ نہیں سنا جو حضرت عمرؓ سے انہوں

عَمَّارٍ لِعُمَرَ بَعَثَنِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَاجَةٍ فَأَجْنَبْتُ فَلَمْ أَجِدِ الْمَاءَ فَتَمَرَّغْتُ فِي الصَّعِيدِ كَمَا تَمَرَّغُ الدَّابَّةُ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّمَا كَانَ يَكْفِيكَ أَنْ تَصْنَعَ هٰكَذَا وَضَرَبَ بِكَفِّهِ ضَرْبَةً عَلَى الْأَرْضِ ثُمَّ نَفَضَهَا ثُمَّ مَسَحَ بِهِمَا ظَهْرَ كَفِّهِ بِشِمَالِهِ أَوْ ظَهْرَ شِمَالِهِ بِكَفِّهِ ثُمَّ مَسَحَ بِهِمَا وَجْهَهُ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ أَفَلَمْ تَرَ عُمَرَ لَمْ يَقْنَعْ بِقَوْلِ عَمَّارٍ وَزَادَ يَعْلٰى عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ شَقِيقٍ قَالَ كُنْتُ مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ وَأَبِي مُوسٰى فَقَالَ أَبُو مُوسٰى أَلَمْ تَسْمَعْ قَوْلَ عَمَّارٍ لِعُمَرَ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَنِي أَنَا وَأَنْتَ فَأَجْنَبْتُ فَتَمَعَّكْتُ بِالصَّعِيدِ فَأَتَيْنَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْنَاهُ فَقَالَ إِنَّمَا كَانَ يَكْفِيكَ هٰكَذَا وَمَسَحَ وَجْهَهُ وَكَفَّيْهِ وَاحِدَةً۔

نے بیان کیا کہ "مجھے ایک کام کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا۔ راہ میں مجھے غسل کی حاجت ہوئی۔ مگر مجھے پانی نہ ملا۔ تو میں حیوانات کی طرح مٹی پر لوٹا۔ اس کے بعد یہ واقعہ آنحضرت سے بیان کیا آپ نے فرمایا تجھے صرف یہی کافی تھا کہ تو اتنا کر لیتا اور آنحضرت نے اپنا ہاتھ مبارک زمین پر مارا پھر اسے جھاڑ دیا پھر بائیں ہاتھ سے دائیں ہاتھ کی پشت کو ملا یا دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ کی پشت کو پھر اپنے چہرۂ مبارک پر دونوں ہاتھوں کو پھیر لیا"۔ عبداللہ نے کہا تم نہیں دیکھتے حضرت عمرؓ نے عمار کی بات پر بھروسہ نہیں کیا۔ اور یعلی نے اس روایت میں بحوالہ اعمش از شقیق یہ زیادہ بیان کیا ہے کہ شقیق کہتے ہیں میں عبداللہ ابن مسعود اور ابوموسیٰ کے پاس تھا، ابوموسیٰ نے کہا تم نے عمار کا حضرت عمرؓ سے یہ کہنا نہیں سُنا کہ آنحضرت نے مجھے اور تمہیں (ایک جہاد میں) بھیجا۔ میں جُنب ہو گیا۔ میں نے مٹی میں لوٹ کر تیمم کیا تھا۔ ہم دونوں آنحضرت کی خدمت میں آئے تھے اور یہ واقعہ بیان کیا۔ آپ نے فرمایا تجھے بس یہی کافی تھا۔ آپ نے اپنے منہ اور دونوں پنجوں کا ایک بار مسح کر دکھایا۔

بَابٌ ۲۴۰

باب

۳۳۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ أَخْبَرَنَا عَوْفٌ عَنْ أَبِي رَجَاءٍ قَالَ حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ الْخُزَاعِيُّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى رَجُلًا مُعْتَزِلًا لَمْ يُصَلِّ فِي الْقَوْمِ فَقَالَ يَا فُلَانُ مَا مَنَعَكَ أَنْ تُصَلِّيَ فِي الْقَوْمِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَصَابَتْنِي جَنَابَةٌ وَلَا مَاءَ قَالَ عَلَيْكَ بِالصَّعِيدِ فَإِنَّهُ يَكْفِيكَ۔

(از عبدان، از عبداللہ، از عوف، از ابورجاء) عمران بن حصین خزاعی کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا جس نے جماعت سے نماز ادا نہ کی۔ آپ نے فرمایا اے فلاں تجھے کیا ہوا؟ لوگوں کے ساتھ نماز کیوں نہیں پڑھی؟ وہ کہنے لگا یارسول اللہ! مجھے نہانے کی حاجت ہے اور پانی نہیں۔ آپ نے فرمایا مٹی لے لے۔ وہ تجھے کافی ہے (یعنی تیمم کر لے)

کتاب الصلوٰۃ

نماز کا بیان

خرج عن سقف بیتی اور بعض میں ہے بیت ام ھانی تو اس میں تعارض نہیں اس لیے کہ وہ بیت ام ہانیؓ کا تھا اس میں آپ آرام فرما رہے تھے۔ ففرج صدری اس پر شبہ ہوتا ہے کہ شقِ صدر سے تو آدمی مر جاتا ہے لہٰذا شقِ صدر ہوا ہی نہیں حالانکہ چار روایتیں شقِ صدر کے بارے میں آئی ہیں۔ شقِ صدر کی روایت سب سے قوی لیلۃ المعراج والی ہے۔ اس سے دوسرے درجے پر بچپن کے شق صدر کی ہے اور دونوں صحاح کی روایات ہیں تیسرے درجے میں بلوغ کے وقت شقِ صدر اور بعثت کے وقت کی ہیں۔ تو شقِ صدر کے مُنکرین کہتے ہیں کہ انسان زندہ نہیں رہ سکتا مگر آج سائنس بتلاتی ہے کہ آپریشن کے ذریعے شق اعضا کیا جاتا ہے۔ پھر بھی آدمی زندہ رہتا ہے تو قدرت باری سے کیا محال ہے۔

دوسرا شبہ یہ ہے کہ شقِ صدر کے ذریعے سے جو چیزیں نکالی گئیں اُن کے پیدا کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ تو اس کا جواب یہ ہے، کہ جیسے روحانی حیثیت سے آپ کمال رکھتے ہیں، ویسے ہی جسمانی حیثیت سے بھی آپ کو کامل پیدا کیا گیا، مگر خلط سودا جو لہو و لعب کا باعث ہے اسے نکال دیا گیا۔ پھر بلوغ کے وقت ایک ایسا مادہ ہوتا ہے جو شباب و جنون کا باعث بنتا ہے۔ اُسے شقِ صدر کے ذریعے سے زائل کیا گیا۔ وحی کے تحمل کے لئے قلبِ مبارک میں حکمت اور قوت بھر دی گئی۔ اور چوتھا موقع آتا ہے جب آپ کو عالم علوی کی سیر کرانی ہے۔ اس لئے شقِ صدر کے ذریعے سے قوت رُوحانی بھر دی گئی تاکہ آپ عالم علوی کے حقائق برداشت کر سکیں۔

مِنْ ذَھَبٍ الخ حالانکہ ذَھَب کا استعمال ممنوع ہے تو جواب یہ ہے کہ تحلیل و تحریم کے احکام عموماً مدینہ منوّرہ میں آئے ہیں لیلۃ المعراج میں حرمت نہیں آئی تھی۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ ملائکہ استعمال کر رہے ہیں۔ تیسرا جواب یہ ہے کہ یہ فعل بحکم اللہ تعالےٰ ہے جب حکم الٰہی کی وجہ سے حلت و حرمت ہوتی ہے تو پھر بحث تبدیلی کی ہی نہیں رہتی۔

ممتلی حکمۃ: شبہ ہوتا ہے کہ ان اعراض کو مادیات میں کیسے رکھا جاتا ہے۔ جواب یہ ہے کہ حکمت و ایمان کا مادہ

ان مادیات میں بھر اگیا یہ اِمتلاً بطور تشبیہ کے ہے یا اثابہ فی العمل والقول کو حکمت وایمان سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اور حکمت وایمان کو بصورتِ مادیہ تبدیل کر دیا گیا اور پھر بھر دیا گیا۔

ارسل الیہ: اِس سے معلوم ہوتا ہے، کہ عالمِ ملکوت میں آپ کے عروج کی اطلاع تھی مگر وقت کی تعیین نہ تھی اس لیے سوال کیا گیا۔

اسودہ جمع سواد کی بمعنی شخص، اس لیے کہ اس کا سایہ سیاہ پڑتا ہے کتنا ہی گورے سے گورا انسان ہو دُور سے سیاہ نظر آتا ہے بعض کہتے ہیں کہ یہ ارواح وہ ہیں جو دنیا سے واپس آئی ہیں۔ ظاہر یہی ہے اور ہو سکتا ہے کہ دوسری روحیں ہوں۔ اہلِ تصوف فرماتے ہیں کہ علیّین اور سجّین دونوں حضرت آدمؑ کے قریب ہیں انہیں یمین وشمال کے ساتھ تعبیر کیا گیا ہے۔ اہلِ علیین وسجین آپ کو نظر آئے۔

نسم جمع نسمہ کی یعنی روح۔ اس پر شبہ ہوتا ہے، کہ آپ نے جمیع انبیاء کی بیت المقدس میں امامت کرائی اُن کے پاس براق وغیرہ کا انتظام نہیں تھا۔ پھر یہ سموات پر کیسے پہنچ گئے؟ بعض نے کہا یہ وہ انبیاءؑ نہیں تھے۔ جو بیت المقدس میں تھے اور بعض نے کہا کہ بیت المقدس میں روحیں تھیں۔ اور سموات پر ان کے اجساد تھے۔ اور بعض نے اس کے برعکس کہا کہ تجردِ روح کی وجہ سے انسان اپنے بدن کو مختلف مقامات پر ظاہر کر سکتا ہے۔

مررت بموسیٰ یہ ترتیب ذکری کے لیے ہے۔

صریف اقلام بمعنی سرسراہٹ۔ اس پر شبہ ہوتا ہے، کہ آپ نے فرمایا جَفّ القلم تو پھر صریف اقلام کے سُننے کے کیا معنی؟ اور اختصام ملاءِ اعلیٰ کے اندر مختلف اعمال کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اعمال کا اجرا ابھی ہِل رہا ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ قلم دو قسم کا ہوتا ہے۔ قلم تشریعی اور قلم تکوینی۔ قلم تشریعی ہر نبی کے زمانے کے مطابق تیار ہوتی ہے اور قلم تکوینی سے ہر چیز ازلی مقرر ہوتی ہے، جیسے ہر بادشاہ کے ہاں اس قسم کا اہتمام ہوتا ہے۔ پھر قلم تشریعی وتکوینی کے اصل وفرع ہیں۔ قلم تشریعی کے اصل میں کلیات وغیرہ متعین ہوتے ہیں اور قلم فرعی میں ہر سال کے اعمال شب برات میں متعین ہوتے ہیں۔ یہاں قلم تکوینی نہیں ہے بلکہ قلم تشریعی کے متعلق ارشاد ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ن والقلم وما یسطرون فرمایا گیا وَمَا یَسْطُرُ نہیں فرمایا گیا یہاں وہی قلم تشریعی مُراد ہے لا یبدّل القول لدیّ کا یہ مطلب نہیں کہ اب صلوٰۃ میں بالکل تغیر نہیں ہوگا بلکہ باری تعالےٰ نے جو اپنی طرف سے ثواب مقرر کیا ہے۔ اس میں کوئی تغیر نہیں آئے گا۔ لدی کا تعلق قول اور یبدّل دونوں سے ہو سکتا ہے۔

حبائل اور بعض روایات میں جنابذ کا لفظ ہے جو کہ صحیح ہیں جنابذ بمعنی گنبد۔ حبائل جمع حبل کی مراد لڑیاں ہوں گی۔

حدثنا عبد اللہ بن یوسف الخ ان دونوں روایتوں میں یہ بیان کرنا مقصود ہے کہ نماز کی فرضیت بہت عظیم الشان طرح پر ہوتی ہے کہ خدا تعالےٰ نے اپنے ہاں بُلا کر حکم سُنایا۔ اس سے حضرت امام یہ بتانا چاہتے ہیں کہ نماز کی فرضیت بہت سخت ہے اور بہت ہی اہم ہے۔ اہم حکم سُنانے کے لیئے وزیرِ اعظم کو بادشاہ خود بُلاتا ہے۔

اُقِرَّتْ صلوٰۃ السفر اس پر شبہ ہوتا ہے کہ صلوٰۃ سفر میں قصر واقع نہیں ہوا۔ حالانکہ قرآن مجید سے قصر معلوم ہوتا ہے۔ شوافع اسی کے قائل ہیں کہ اقرت بمعنی ارجعت اور حضرات احناف فرماتے ہیں کہ صلوٰۃ سفر اسی حالت پر رکھی گئی ہے۔

چنانچہ حضرت عمرؓ کا قول ہے صلوٰۃ السفر رکعتان وصلوٰۃ الخوف فی رکعۃ تامۃ غیر قصراء۔ حضرت عائشہؓ و ابن مسعودؓ کی روایات بھی ایسی ہی ہیں۔ اس لیے حضرت امام صاحبؒ فرماتے ہیں کہ دو رکعت پڑھنا مسافر کے لیے ضروری ہیں۔ اگر کوئی اتمام کرے تو اس سے مواخذہ ہوگا۔ احناف ان روایات کو ظاہر پر محمول کرتے ہیں کہ صلوٰۃ حضر میں زیادتی کی گئی۔ سفر میں نہیں کی گئی اور آیت میں ولا جناح علیکم ان تقصروا الخ ہے وہاں صلوٰۃ خوف کا تذکرہ ہے۔ صلوٰۃ سفر کے بارے میں تو کچھ نہیں فرمایا گیا۔ یہی وجہ ہے کہ آگے اس کی ترتیب بیان کی گئی اور صلوٰۃ خوف ایک رکعۃ مع الامام ہے جواب یہ ہے کہ قصر کہا گیا جیسے قصر کم الجبہ میں، مطلب یہ ہے کہ ابتدا ہی سے تنگ بنانا اور ضیق فم الرکیہ میں یہی مطلب ہے کہ کنوئیں کا منہ ابتدا ہی سے تنگ بنانا تو یہاں بھی یہی ہے کہ ابتدا ہی سے قصر کرنا۔

باب وجوب الصلوٰۃ فی الثیاب

ثیاب جمع کا لفظ لایا گیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر ایک کے بدن پر کم از کم تین کپڑے ہونے چاہئیں مگر مقابلۃ الجمع بالجمع کی وجہ سے توزیع کے لئے لایا گیا تو تقدیر عبارت ہوگی وجوب الصلوٰۃ للناس فی الثیاب۔ مصنف کا مقصد ہے وجوب ستر للصلوٰۃ جمہور کا یہی مسلک ہے بعض لوگ وجوب کے قائل نہیں۔ دوسرا ترجمہ بطور دلیل ہے زینۃ جو اس جگہ ذکر کی گئی ہے اس سے ثیاب مراد ہیں اگرچہ اور جگہ ثیاب مراد نہ ہوں۔ اس جگہ بالاتفاق ثیاب مراد ہیں۔ مسجد سے مراد نماز ہے تسمیۃ الحال باسم المحل کے طور پر و من صلی الخ یہ دوسرا ترجمہ ہے جس پر حکم کو بیان نہیں کیا گیا۔ مگر ویذکر عن سلمۃ بن الاکوع الخ سے اس کا حکم معلوم ہو جاتا ہے کہ ایک کپڑے میں نماز ہو جاتی ہے۔ تیسرا ترجمہ و من صلی فی الثوب الذی وہ ثوب جو نماز کے لیئے استعمال کیا جائے اس کے لیے طہارۃ شرط ہے اور طہارۃ غلبۂ ظن کے اعتبار سے ہو۔

ان تینوں تراجم کے لئے روایت پیش کرتے ہیں۔ روایت سے ثابت ہے کہ طواف بالبیت کے لئے سترِ عورت شرط ہے حالانکہ طواف اس قدر موسّع ہے کہ اتنی تنگیاں اس پر نہیں جو نماز میں ہیں تکلم اس میں ممنوع نہیں جب اس

میں سترِ عورت شرط ہے تو صلوٰۃ میں جس میں زیادہ تنگیاں ہیں، بطریقِ اولیٰ شرط ہوگی اور ایسے ہی جب صلوٰۃ عید کے لیے جو صلوات خمسہ سے کم درجے کی ہے، سترِ عورت ضروری ہے، تو جو زیادہ موکّد ہے۔ اس میں بطریقِ اولیٰ سترِ عورت شرط ہوگا۔ ایک جلباب کے اوڑھنے سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نماز میں ثوب واحد کافی ہو جاتا ہے۔

تستر عن الناس شوافع کے ہاں ضروری نہیں امام بخاریؒ بھی اسی طرف گئے ہیں۔ مگر احناف فرماتے ہیں کہ تستر عن الناس وعن نفسہ دونوں ضروری ہیں، ان کا استدلال یزُرُّہ ولو بشوکۃ سے ہے اور موسیٰ بن محمد اتنے ضعیف نہیں کہ ان کی روایت درجۂ حسن سے بھی نکل جائے، تو تستر عن الناس وعن نفسہ۔ دونوں ضروری ہیں۔

بَابٌ ۲۴۱ كَيْفَ فُرِضَتِ الصَّلٰوةُ فِي الْإِسْرَآءِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ سُفْيَانَ ابْنُ حَرْبٍ فِيْ حَدِيْثِ هِرَقْلَ فَقَالَ يَأْمُرُنَا يَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالصَّلٰوةِ وَالصِّدْقِ وَالْعَفَافِ

باب معراج میں نماز کیسے فرض ہوئی؟ ابنِ عباسؓ کہتے ہیں مجھ سے ابو سفیانؓ ابنِ حرب نے ہرقل والی حدیث بیان کی: ابو سفیان نے کہا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں نماز پڑھنے، سچ بولنے اور حرام سے بچنے کا حکم دیتے ہیں (اس وقت تک حضرت ابو سفیان اسلام نہیں لائے تھے)۔

۳۴۰۔ **حَدَّثَنَا** يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ أَبُوْ ذَرٍّ يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فُرِجَ عَنْ سَقْفِ بَيْتِيْ وَأَنَا بِمَكَّةَ فَنَزَلَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَفَرَجَ صَدْرِيْ ثُمَّ غَسَلَهُ بِمَاءِ زَمْزَمَ ثُمَّ جَاءَ بِطَسْتٍ مِّنْ ذَهَبٍ مُّمْتَلِئٍ حِكْمَةً وَّإِيْمَانًا فَأَفْرَغَهُ فِيْ صَدْرِيْ ثُمَّ أَطْبَقَهُ ثُمَّ أَخَذَ بِيَدِيْ فَعَرَجَ بِيْ إِلَى السَّمَاءِ فَلَمَّا جِئْتُ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا قَالَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِخَازِنِ السَّمَاءِ افْتَحْ قَالَ مَنْ هٰذَا قَالَ هٰذَا جِبْرِيْلُ قَالَ هَلْ مَعَكَ أَحَدٌ قَالَ نَعَمْ مَعِيَ

(از یحییٰ بن بکیر، از لیث، از یونس، از ابن شہاب) انس بن مالک فرماتے ہیں ابو ذر حدیث بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب میں مکہ میں تھا میرے گھر کی چھت کھولی گئی۔ جبریلؑ نازل ہوئے، میرا سینہ چاک کیا اور زمزم کے پانی سے دھویا پھر سونے کا طشت لائے جو ایمان و حکمت[1] سے بھرا ہوا تھا وہ میرے سینہ میں ڈال دیا پھر سینہ جوڑ دیا۔ پھر انہوں نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے آسمان کی طرف لے گئے۔ جب میں آسمانِ دنیا پر پہنچا تو جبریل علیہ السلام نے آسمان کے داروغہ سے کہا کھول! اس نے پوچھا کون ہے، جواب ملا جبریل۔ اس نے پوچھا کیا تمہارے ساتھ کوئی اور بھی ہے؟ جبریلؑ نے کہا ہاں محمدؐ۔ خازن نے پھر کہا: کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ جبریلؑ نے کہا ہاں! جب اس نے دروازہ

[1] حکمت سے مراد اللہ کی معرفت ہے اور شریعت کا علم اور درستی اخلاق کا علم ۱۲ منہ۔

مُحَمَّدٌ فَقَالَ ءَاُرْسِلَ اِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ فَلَمَّا فَتَحَ عَلَوْنَا السَّمَآءَ الدُّنْيَا فَاِذَا رَجُلٌ قَاعِدٌ عَلٰى يَمِيْنِهٖٓ اَسْوِدَةٌ وَّعَلٰى يَسَارِهٖٓ اَسْوِدَةٌ اِذَا نَظَرَ قِبَلَ يَمِيْنِهٖ ضَحِكَ وَاِذَا نَظَرَ قِبَلَ يَسَارِهٖ بَكٰى فَقَالَ مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالْاِبْنِ الصَّالِحِ قُلْتُ لِجِبْرِيْلَ مَنْ هٰذَا قَالَ هٰذَآ اٰدَمُ وَهٰذِهِ الْاَسْوِدَةُ عَنْ يَّمِيْنِهٖ وَ شِمَالِهٖ نَسَمُ بَنِيْهِ فَاَهْلُ الْيَمِيْنِ مِنْهُمْ اَهْلُ الْجَنَّةِ وَالْاَسْوِدَةُ الَّتِيْ عَنْ شِمَالِهٖ اَهْلُ النَّارِ فَاِذَا نَظَرَ عَنْ يَّمِيْنِهٖ ضَحِكَ وَاِذَا نَظَرَ قِبَلَ شِمَالِهٖ بَكٰى حَتّٰى عَرَجَ بِيْ اِلَى السَّمَآءِ الثَّانِيَةِ فَقَالَ لِخَازِنِهَآ اُفْتَحْ فَقَالَ لَهٗ خَازِنُهَا مِثْلَ مَا قَالَ الْاَوَّلُ فَفَتَحَ قَالَ اَنَسٌ فَذَكَرَ اَنَّهٗ وَجَدَ فِي السَّمٰوٰتِ اٰدَمَ وَاِدْرِيْسَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰى وَاِبْرَاهِيْمَ صَلَوٰتُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ وَلَمْ يُثْبِتْ كَيْفَ مَنَازِلُهُمْ غَيْرَ اَنَّهٗ ذَكَرَ اَنَّهٗ وَجَدَ اٰدَمَ فِي السَّمَآءِ الدُّنْيَا وَاِبْرَاهِيْمَ فِي السَّمَآءِ السَّادِسَةِ وَقَالَ اَنَسٌ فَلَمَّا مَرَّ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاِدْرِيْسَ قَالَ مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالْاَخِ الصَّالِحِ فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالَ هٰذَآ اِدْرِيْسُ ثُمَّ مَرَرْتُ بِمُوْسٰى فَقَالَ مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالْاَخِ الصَّالِحِ قُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالَ هٰذَا مُوْسٰى ثُمَّ مَرَرْتُ بِعِيْسٰى فَقَالَ مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالْاَخِ

کھولا، تو ہم پہلے آسمانِ دنیا کے اوپر چڑھے۔ ایک شخص وہاں بیٹھا ہے۔ اس کے دائیں طرف بھی لوگوں کے جھنڈ تھے اور بائیں طرف بھی۔ جب وہ دائیں طرف کے لوگوں کو دیکھتے تو خوش ہوتے اور ہنستے۔ جب وہ بائیں جانب کے لوگوں پر نظر ڈالتے تو رنجیدہ ہو کر روتے اس نے (آدم نے) مجھے دیکھ کر کہا نیک نبی، نیک بیٹے! خوش آمدید! میں نے جبریلؑ سے پوچھا یہ کون بزرگ ہیں؟ انہوں نے کہا آدمؑ ہیں ان کے دائیں بائیں جو لوگ ہیں وہ ان کی اولاد کی روحیں ہیں جو دائیں طرف ہیں وہ جنتی ہیں جو بائیں طرف ہیں وہ دوزخی ہیں۔ جب دائیں طرف دیکھتے ہیں تو ہنستے ہیں، جب بائیں طرف دیکھتے ہیں روتے ہیں۔ حتیٰ کہ جبریل مجھے لے کر دوسرے آسمان پر چڑھے اور اس کے دارونہ سے کہا کھول! اس آسمان کے خازن نے بھی وہی کہا جو پہلے آسمان کے نگہبان نے کہا تھا۔ آخر دروازہ کھولا۔ انسؓ کہتے ہیں اس کے بعد حضرت ابوذرؓ نے بیان کیا، کہ آنحضرت نے آسمانوں میں آدمؑ، ادریسؑ، موسیٰؑ، عیسیٰؑ ابراہیم پیغمبروں کو دیکھا مگر ہر ایک کا ٹھکانا بیان نہیں کیا[1] (کہ کون کس آسمان پر ہے) صرف اتنا بیان کیا آدمؑ آسمانِ دنیا پر ملے اور ابراہیم چھٹے آسمان پر۔ انسؓ کہتے ہیں جب جبریل علیہ السلام نبی علیہ السلام کو لے کر ادریس علیہ السلام کے پاس سے گذرے تو اس نے کہا مرحبا نبی صالح، اخ صالح۔ میں نے جبریل سے کہا یہ کون ہیں انہوں نے کہا ادریس علیہ السلام۔ پھر میں حضرت موسیٰؑ کے پاس سے گذرا تو اس نے (بھی یہی کہا) مرحبا نبی صالح اخ صالح (خوش آمدید نیک نبی نیک بھائی) میں نے دریافت کیا یہ کون ہیں؟ تو

[1] دوسری روایتوں میں یہ ٹھکانے یوں مذکور ہیں کہ پہلے آسمان پر حضرت آدمؑ سے اور دوسرے آسمان پر حضرت یحییٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ سے اور تیسرے آسمان پر حضرت یوسف سے اور چوتھے آسمان پر حضرت ادریسؑ سے اور پانچویں آسمان پر حضرت ہارونؑ سے اور چھٹے آسمان پر حضرت موسیٰؑ سے اور ساتویں آسمان پر حضرت ابراہیمؑ سے ملاقات ہوئی ۱۲ منہ۔

الصَّالِحِ قُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالَ هٰذَا عِيْسٰى ثُمَّ مَرَرْتُ بِإِبْرَاهِيْمَ فَقَالَ مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالْاِبْنِ الصَّالِحِ قُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالَ هٰذَا إِبْرَاهِيْمُ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَأَخْبَرَنِيْ ابْنُ حَزْمٍ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ وَأَبَا حَبَّةَ الْأَنْصَارِيَّ كَانَا يَقُوْلَانِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ عُرِجَ بِيْ حَتّٰى ظَهَرْتُ لِمُسْتَوًى أَسْمَعُ فِيْهِ صَرِيْفَ الْأَقْلَامِ قَالَ ابْنُ حَزْمٍ وَأَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَفَرَضَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلٰى أُمَّتِيْ خَمْسِيْنَ صَلٰوةً فَرَجَعْتُ بِذٰلِكَ حَتّٰى مَرَرْتُ عَلٰى مُوْسٰى فَقَالَ مَا فَرَضَ اللّٰهُ لَكَ عَلٰى أُمَّتِكَ قُلْتُ فَرَضَ خَمْسِيْنَ صَلٰوةً قَالَ فَارْجِعْ إِلٰى رَبِّكَ فَإِنَّ أُمَّتَكَ لَا تُطِيْقُ ذٰلِكَ فَرَاجَعْتُ فَوَضَعَ شَطْرَهَا فَرَجَعْتُ إِلٰى مُوْسٰى قُلْتُ وَضَعَ شَطْرَهَا فَقَالَ رَاجِعْ رَبَّكَ فَإِنَّ أُمَّتَكَ لَا تُطِيْقُ ذٰلِكَ فَرَاجَعْتُ فَوَضَعَ شَطْرَهَا فَرَجَعْتُ إِلَيْهِ فَقَالَ ارْجِعْ إِلٰى رَبِّكَ فَإِنَّ أُمَّتَكَ لَا تُطِيْقُ ذٰلِكَ فَرَاجَعْتُهٗ فَقَالَ هِيَ خَمْسٌ وَهِيَ خَمْسُوْنَ لَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ فَرَجَعْتُ إِلٰى مُوْسٰى فَقَالَ رَاجِعْ رَبَّكَ فَقُلْتُ اسْتَحْيَيْتُ مِنْ رَبِّيْ ثُمَّ انْطَلَقَ بِيْ حَتّٰى انْتَهٰى بِيْ إِلٰى السِّدْرَةِ الْمُنْتَهٰى وَغَشِيَهَا أَلْوَانٌ لَا أَدْرِيْ

تو جبریل نے کہا یہ موسیٰؑ ہیں۔ پھر میں عیسیٰؑ کے پاس سے گذرا تو اس نے کہا مرحبا نبی صالح اخ صالح میں نے کہا یہ کون ہیں، جبریل نے کہا یہ عیسیٰ ہیں۔ پھر میں ابراہیم علیہ السلام کے پاس سے گذرا تو انہوں نے کہا مرحبا نبی صالح ابن صالحؑ میں نے کہا یہ کون ہیں؟ جبریل علیہ السلام نے کہا یہ ابراہیم علیہ السلام ہیں۔ ابن شہاب کہتے ہیں مجھے ابن حزمؓ نے بتایا کہ ابن عباس اور ابو حبۃ انصاری کہتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر جبریل مجھے لے کر چڑھے یہاں تک کہ میں بلند ہموار مقام پر پہنچا وہاں میں نے قلمیں چلائے جانے کی آوازیں سُنیں۔ ابن حزم رض اور انس بن مالک کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر اللہ تعالیٰ نے میری امت پر پچاس نمازیں فرض کیں (ہر رات دن میں) حتّٰی کہ میں یہ حکم لے کر واپس ہوا جب میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گذرا انہوں نے پوچھا اللہ تعالیٰ نے آپ کی امت پر کیا فرض کیا ہے؟ میں نے کہا پچاس نمازیں فرض کیں، انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ کے پاس پھر جائیے۔ کیونکہ آپ کی امت اس کی طاقت نہیں رکھتیؑ۔ میں اللہ تعالیٰ کی طرف واپس ہوا اور عرض کیا تو اللہ تعالیٰ نے کچھ نمازیں معاف کر دیںؑ پھر میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا اور یہ کہا کہ کچھ نمازیں معاف کر دیں۔ انہوں نے کہا اپنے مالک کے پاس جائیے، آپ کی امت اتنی طاقت نہیں رکھتی۔ میں واپس دربار الٰہی میں پہنچا پھر اللہ نے کچھ معاف کر دیں۔ پھر میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا انہوں نے کہا اپنے مالک کے پاس لوٹ جائیے آپ کی امت اتنی طاقت نہیں رکھتی۔

سلہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابراہیم کی اولاد میں ہیں۔ اس لیے انہوں نے یوں فرمایا نیک پیغمبر اور نیک بیٹے ۱۲ منہ سلہ کہ ہر روز شب میں پچاس نمازیں پڑھیں۔ پانچ نمازیں تو لوگ پڑھ نہیں سکتے۔ ہزاروں آدمی ان میں قاصر رہتے ہیں، پچاس فرض ہوتیں تو بہت کم لوگ ان کو ادا کر سکتے ۱۲ منہ سلہ پچاس کی پینتالیس رہ گئیں یوں ہی پانچ پانچ معاف ہوتی گئیں۔ آپ نو بار تخفیف کرانے کے لیے بارگاہ الٰہی میں لوٹ کر گئے اخیر میں پانچ رہ گئیں ۱۲ منہ

مَاهِيَ ثُمَّ اُدْخِلْتُ الْجَنَّةَ فَاِذَا فِيْهَا حَبَائِلُ اللُّؤْلُؤِ وَاِذَا تُرَابُهَا الْمِسْكُ۔

(ایسا کئی بار ہوا) آخر اللہ تعالیٰ نے فرمایا پانچ نمازیں ہیں[له] جو حقیقت میں پچاس کے برابر ہیں[٢ه]۔ میرے پاس بات نہیں تبدیل ہوتی[٣ه]۔ میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا انہوں نے حسب معمول پھر کہا رب کے پاس جائیے لیکن میں نے آخر کہا مجھے رب اپنے مالک سے (عرض کرنے میں) شرم آتی ہے۔ پھر مجھے جبرئیل لے کر چلے یہاں تک کہ سدرۃ المنتہیٰ تک مجھے پہنچا دیا[۴ه] اور مختلف قسم کے رنگوں نے اس کو (سدرۃ المنتہیٰ کو) ڈھانپ رکھا تھا۔ مجھے معلوم نہیں وہ کیا تھے[۵ه] (یعنی وہ رنگ نور الٰہی تھے یا کوئی اور چیز) پھر مجھے جنت میں لے گئے۔ وہاں میں نے کیا دیکھا موتیوں کے ہار ہیں اور وہاں کی مٹی مشک ہے[۶ه]۔

۳۴۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ قَالَتْ فَرَضَ اللهُ الصَّلٰوةَ حِيْنَ فَرَضَهَا رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ فِي الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ فَاُقِرَّتْ صَلٰوةُ السَّفَرِ وَزِيْدَ فِيْ صَلٰوةِ الْحَضَرِ۔

(از عبد اللہ بن یوسف، از مالک، از صالح بن کیسان، از عروہ بن زبیر) ام المومنین حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں اللہ تعالیٰ نے جب (شب معراج میں) نماز فرض کی تو (ہر نماز کی) دو دو رکعتیں فرض کیں۔ حضر اور سفر دونوں میں پھر سفر کی نماز تو اپنے حال پر دو دو رکعتیں رہیں اور حضر کی نماز بڑھا دی گئی۔

بَابٌ ۲۴۲ وُجُوْبِ الصَّلٰوةِ فِي الثِّيَابِ وَقَوْلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَمَنْ صَلّٰى مُلْتَحِفًا فِيْ ثَوْبٍ وَّاحِدٍ وَيُذْكَرُ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَزُرُّهُ وَلَوْ بِشَوْكَةٍ وَّفِيْ اِسْنَادِهٖ نَظَرٌ وَّمَنْ صَلّٰى فِيْ

باب نماز میں کپڑے پہننا (یعنی ستر ڈھانپنا) واجب ہے اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے "خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ" نیز جس شخص نے ایک کپڑا لپیٹ کر نماز پڑھی (اس نے فرض ادا کر لیا) سلمہ بن اکوعؓ سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر ایک کپڑے میں نماز پڑھے تو اسے ٹانک لے اگرچہ صرف ایک کانٹے سے ہی۔ مگر اس کی اسناد میں (یعنی سلمہ بن اکوع کی اسناد میں)

[۳ه] یعنی میرا اصول ہے ہر نیکی کا دس گنا ثواب دیتا ہوں تو اسی طرح پانچ نمازوں کو دس گنا کر کے پچاس نمازوں کا ثواب دوں گا۔ [۴ه] سدرۃ المنتہیٰ ایک بیری کا درخت ہے ساتویں آسمان پر اس کی جڑیں چھٹے آسمان تک ہیں۔ منتہیٰ اس کو اس لیے کہتے ہیں کہ فرشتے وہیں تک جا سکتے ہیں۔ ان کا علم وہیں پر ختم ہوتا ہے۔ عبد اللہ بن مسعودؓ نے کہا منتہیٰ اس کو اس لئے کہتے ہیں کہ اوپر سے جو حکم آتا ہے وہ وہاں آن کر ٹھہرتا ہے اور نیچے سے جو جاتا ہے وہ بھی وہاں تھم جاتا ہے ۱۲ منہ [۵ه] یعنی ان رنگوں کی حقیقت میں نہیں جانتا وہ انوار الٰہی ہوں گے واللہ اعلم ۱۲ منہ [۶ه] یعنی مشک کی طرح معطر اور خوشبودار ہے یا اللہ ہمارے گناہ معاف فرما دے اور اپنے نیک بندوں کے طفیل میں ہم کو بھی جنت نصیب کر آمین یا رب العالمین ۱۲ منہ۔

[له] یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے کہ نماز معراج کی رات میں فرض ہوئی ۱۲ منہ۔ [٢ه] نیکی کا دس گنا ثواب ملتا ہے تو پانچ نمازیں پچاس کے مساوی ہوں گی ۱۲ منہ۔

الثَّوْبِ الَّذِي يُجَامِعُ فِيهِ مَا لَمْ يَرَ فِيهِ أَذًى وَأَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ لَا يَطُوفَ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ۔

گفتگو ہے (یعنی اعتراض ہے) نیز جس نے جماع والے کپڑے میں نماز پڑھی (اس کی نماز بھی درست ہے) بشرطیکہ اس کپڑے میں آلائش نہ پائی جائے[1] نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کوئی شخص ننگا ہوکر بیت اللہ کا طواف نہ کرے[2]

۳۴۲۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ أُمِرْنَا أَنْ نُخْرِجَ الْحُيَّضَ يَوْمَ الْعِيدَيْنِ وَذَوَاتِ الْخُدُورِ فَيَشْهَدْنَ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِينَ وَدَعْوَتَهُمْ وَتَعْتَزِلُ الْحُيَّضُ عَنْ مُصَلَّاهُنَّ قَالَتِ امْرَأَةٌ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِحْدَانَا لَيْسَ لَهَا جِلْبَابٌ قَالَ لِتُلْبِسْهَا صَاحِبَتُهَا مِنْ جِلْبَابِهَا وَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَجَاءٍ حَدَّثَنَا عِمْرَانُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِيرِينَ حَدَّثَتْنَا أُمُّ عَطِيَّةَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا۔

(از موسیٰ بن اسمٰعیل، از یزید بن ابراہیم، از محمد) ام عطیہ فرماتی ہیں ہمیں مامور کیا گیا کہ حائضہ اور پردہ دار عورتوں کو عیدین میں نکالیں[3] وہ مسلمانوں کی جماعت اور ان کی دعا میں شریک رہیں۔ البتہ حائضہ عورتیں نماز کی جگہ سے الگ رہیں، ایک عورت نے عرض کیا یارسول اللہ ہم میں بعضوں کے پاس اوڑھنی نہیں ہوتی وہ کیسے نکلے آپ نے فرمایا اس کی کوئی سہیلی اپنی چادر میں اسے شریک کرلے۔ اور عبداللہ بن رجاء کہتے ہیں ہم سے عمران نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن سیرین نے بیان کیا، کہا ہم سے ام عطیہ نے بیان کیا کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا اور یہی حدیث بیان کی[4]

بَابٌ ۲۴۳ عَقْدِ الْإِزَارِ عَلَى الْقَفَا فِي الصَّلٰوةِ وَقَالَ أَبُو حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ صَلَّوْا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَاقِدِي أُزُرِهِمْ عَلَى عَوَاتِقِهِمْ۔

باب نماز میں تہبند کو اپنی گدی سے باندھ لینا۔ (تاکہ وہ نہ کھلے) ابوحازم نے سہل بن سعد سے روایت کی کہ صحابۂ کرام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اپنی تہبند کندھوں پر باندھ کر نماز پڑھی[5]

۳۴۳۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ حَدَّثَنَا

(از احمد بن یونس، از عاصم بن محمد، از واقد بن محمد) محمد بن منکدر

---

[1] یہ مضمون ایک حدیث میں وارد ہے جس کو ابوداؤد اور نسائی نے نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کپڑے میں نماز پڑھتے جس میں صحبت کرتے جب کوئی پلیدی اس میں نہ پاتے ۱۲ منہ [2] اس حدیث کو امام احمد نے نکالا۔ جب ننگے طواف منع ہوا تو نماز بطریق اولیٰ منع ہوگی ۱۲ منہ [3] عیدگاہ میں لے جانے کا ۱۲ منہ [4] اس سند کو لاکر امام بخاری نے اس شخص کا رد کیا جو کہتا ہے کہ محمد بن سیرین نے یہ حدیث ام عطیہؓ سے نہیں سُنی بلکہ اپنی بہن حفصہ سے انہوں نے ام عطیہؓ سے [5] اس حدیث کو خود امام بخاری نے آگے چل کر وصل کیا ۱۲ منہ۔

عَاصِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ وَاقِدُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ صَلّٰى جَابِرٌ فِیْ إِزَارٍ قَدْ عَقَدَهٗ مِنْ قِبَلِ قَفَاهُ وَثِيَابُهٗ مَوْضُوْعَةٌ عَلَى الْمِشْجَبِ فَقَالَ لَهٗ قَائِلٌ تُصَلِّیْ فِیْ إِزَارٍ وَّاحِدٍ فَقَالَ إِنَّمَا صَنَعْتُ ذٰلِكَ لِيَرَانِیْ أَحْمَقُ مِثْلُكَ وَأَيُّنَا كَانَ لَهٗ ثَوْبَانِ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

کہتے ہیں جابر نے نماز پڑھی ایک تہ بند میں جسے نماز سے پہلے انہوں نے اپنی گدی سے باندھ لیا تھا اور ان کے باقی کپڑے ایک تپائی پر پڑے رہے۔ کسی نے کہا تو ایک ہی ازار میں نماز پڑھ لیتا ہے انہوں نے کہا کہ میں نے یہ اس لئے کیا کہ تجھ ایسا بے وقوف مجھے دیکھ لے۔ اور کون ایسا شخص تھا جس کے پاس عہدِ نبوی میں دو کپڑے تھے [1]

۳۴۴۔ حَدَّثَنَا مُطَرِّفُ أَبُوْ مُصْعَبٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِی الْمَوَالِیْ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ رَأَيْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يُصَلِّیْ فِیْ ثَوْبٍ وَّاحِدٍ وَقَالَ رَأَيْتُ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّیْ فِیْ ثَوْبٍ۔

(از مطرف ابو مصعب، از عبدالرحمن بن ابی الموالی) محمد بن منکدر کہتے ہیں میں نے جابر کو ایک کپڑے میں نماز پڑھتے دیکھا اور جابر کہتے ہیں میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک کپڑے میں نماز پڑھتے دیکھا [2]

بَابٌ ۲۴۴ الصَّلٰوةِ فِی الثَّوْبِ الْوَاحِدِ مُلْتَحِفًا بِهٖ

وَقَالَ الزُّهْرِیُّ فِیْ حَدِيْثِهٖ الْمُلْتَحِفُ الْمُتَوَشِّحُ وَهُوَ الْمُخَالِفُ بَيْنَ طَرَفَيْهِ عَلٰى عَاتِقَيْهِ وَهُوَ الْاِشْتِمَالُ عَلٰى مَنْكِبَيْهِ وَقَالَتْ أُمُّ هَانِیءٍ الْتَحَفَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِثَوْبٍ لَهٗ وَخَالَفَ بَيْنَ طَرَفَيْهِ عَلٰى عَاتِقَيْهِ۔

باب ایک کپڑے کو لپیٹ کر نماز پڑھنا

زہری اپنی روایت میں کہتے ہیں کہ التحاف کہتے ہیں توشح کو یعنی کپڑے کے دونوں کناروں کو مخالف سمت کے مونڈھوں پر ڈالنا اسے اشتمال بھی کہتے ہیں [3]۔ ام ہانی کہتی ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کپڑا لپیٹا اور اس کے دونوں کناروں کو دونوں مونڈھوں پر الٹ لیا تھا [4]

---

[1] یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں اکثر لوگوں کے پاس ایک ہی کپڑا تھا اسی میں نماز پڑھتے تو جابر نے کپڑے ہوتے ہوئے بھی یہ کیا۔ تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ ایک کپڑے میں بھی نماز درست ہے گو دو کپڑوں میں افضل ہے کہتے ہیں عبداللہ بن مسعودؓ ایک کپڑے میں نماز پڑھنے سے منع کرتے تھے جیسے ابن ابی شیبہ نے ان سے روایت کیا ۱۲ منہ [2] اس حدیث کو بظاہر اس باب سے کوئی تعلق معلوم نہیں ہوتا اور امام بخاری اس کو اس لیے لائے کہ اگلی روایت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک کپڑے میں نماز پڑھنا مذکور نہ تھا اس میں صاف مذکور ہے ۱۲ منہ [3] تو التحاف اور توشح اور اشتمال سب کے ایک معنی ہوئے یعنی کپڑے کا وہ کنارہ جو داہنے مونڈھے پر ہو اس کو بائیں ہاتھ کی بغل سے اور جو بائیں مونڈھے پر ڈالا ہو اس کو داہنے ہاتھ کی بغل سے نکال کر دونوں کناروں کو ملا کر سینے پر باندھ لینا ۱۲ منہ [4] یعنی التحاف کیا جس کی صورت ابھی بیان ہوئی ۱۲ منہ۔

۳۴۵۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوْسٰى قَالَ أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِيْ سَلَمَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى فِيْ ثَوْبٍ وَّاحِدٍ قَدْ خَالَفَ بَيْنَ طَرَفَيْهِ۔

(از عبید اللہ بن موسیٰ، از ہشام بن عروہ، از والدش) عمر بن ابی سلمہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کپڑے میں نماز پڑھی اس کے دونوں کنارے اُلٹ کر ڈال لیے تھے۔

۳۴۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِيْ سَلَمَةَ أَنَّهٗ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ فِيْ ثَوْبٍ وَّاحِدٍ فِيْ بَيْتِ أُمِّ سَلَمَةَ قَدْ أَلْقٰى طَرَفَيْهِ عَلٰى عَاتِقَيْهِ۔

(از محمد بن مثنی، از یحییٰ، از ہشام، از والدش) عمر بن ابی سلمہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک کپڑے میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ آپؐ ام المومنین ام سلمہ کے گھر میں تھے۔ آپؐ نے کپڑے کے دونوں کنارے اپنے دونوں مونڈھوں پر ڈال لیے (یعنی تہ بند کا دایاں کنارہ بائیں مونڈھے پر اور بایاں کنارہ دائیں مونڈھے پر)

۳۴۷۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ أَبِيْ سَلَمَةَ أَخْبَرَهٗ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ فِيْ ثَوْبٍ وَّاحِدٍ مُشْتَمِلًا بِهٖ فِيْ بَيْتِ أُمِّ سَلَمَةَ وَاضِعًا طَرَفَيْهِ عَلٰى عَاتِقَيْهِ۔

(از عبید بن اسمٰعیل، از ابو اسامہ، از ہشام، از والدش) عمر بن ابو سلمہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ایک کپڑے میں نماز پڑھتے ہوئے، آپ حضرت ام سلمہؓ کے گھر میں تھے۔ آپ نے کپڑے کے دونوں کنارے اپنے مونڈھوں پر ڈال لیے تھے۔[۱]

۳۴۸۔ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيْلُ بْنُ أَبِيْ أُوَيْسٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ أَبِي النَّضْرِ مَوْلٰى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ أَنَّ أَبَا مُرَّةَ مَوْلٰى أُمِّ هَانِئٍ بِنْتِ أَبِيْ طَالِبٍ أَخْبَرَهٗ أَنَّهٗ سَمِعَ أُمَّ هَانِئٍ بِنْتَ أَبِيْ طَالِبٍ تَقُوْلُ ذَهَبْتُ إِلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْفَتْحِ فَوَجَدْتُهٗ يَغْتَسِلُ وَفَاطِمَةُ ابْنَتُهٗ تَسْتُرُهٗ قَالَتْ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ مَنْ هٰذِهٖ فَقُلْتُ أَنَا أُمُّ هَانِئٍ بِنْتُ أَبِيْ طَالِبٍ فَقَالَ مَرْحَبًا بِأُمِّ هَانِئٍ فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ

(از اسمٰعیل بن ابی ادیس، از مالک بن انس، از ابو النضر مولیٰ عمر بن عبید اللہ، از ابو مرّہ مولیٰ ام ہانی بنت ابی طالب) ام ہانی کہتی ہیں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئی، جس سال مکہ فتح ہوا، میں نے دیکھا کہ آپؐ نہا رہے ہیں آپ کی صاحبزادی حضرت فاطمہؓ آپ پر پردہ کیے ہوئے تھیں میں نے آپ کو سلام کہا۔ آپ نے دریافت کیا یہ کون ہے میں نے جواب دیا۔ میں ام ہانی بنت ابی طالب ہوں۔ آپ نے فرمایا مرحبا ام ہانی۔ جب آپ غسل سے فارغ ہوئے۔ کھڑے ہو کر آٹھ رکعات نماز ادا کی ایک کپڑے میں، جب نماز

[۱] ان حدیثوں میں کسی میں خالف طرفیہ کا لفظ ہے کسی میں ملتحفا کا اور مطلب وہی ہے جو ہم اوپر بیان کر چکے ۱۲ منہ۔

غُسْلِهٖ قَامَ فَصَلّٰى ثَمَانَ رَكَعَاتٍ مُّلْتَحِفًا فِيْ ثَوْبٍ وَّاحِدٍ فَلَمَّا انْصَرَفَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ زَعَمَ ابْنُ اُمِّيْ اَنَّهٗ قَاتِلٌ رَجُلًا قَدْ اَجَرْتُهٗ فُلَانُ بْنُ هُبَيْرَةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ اَجَرْنَا مَنْ اَجَرْتِ يَا اُمَّ هَانِئٍ قَالَتْ اُمُّ هَانِئٍ وَّذٰلِكَ ضُحًى۔

پڑھ چکے، تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میری ماں کے بیٹے[1] نے (یعنی علیؓ نے) کہا ہے "میں ہبیرہ کے فلاں بیٹے کو مار ڈالوں گا" حالانکہ میں نے اسے پناہ دی ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا ام ہانی! جسے تو نے پناہ دی اسے ہم نے بھی پناہ دی۔ ام ہانی کہتی ہیں یہ چاشت کا وقت تھا[2] (یعنی آٹھ رکعات چاشت کی نماز آپؐ نے پڑھی تھی۔)

۳۴۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ سَائِلًا سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الصَّلٰوةِ فِيْ ثَوْبٍ وَّاحِدٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوَلِكُلِّكُمْ ثَوْبَانِ۔

(از عبداللہ بن یوسف، از مالک، از ابن شہاب، از سعید بن مسیب) ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ کسی[3] نے آنحضرتؐ سے ایک کپڑے میں نماز پڑھنے کا مسئلہ دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کیا تم میں سے ہر ایک کے پاس دو کپڑے ہیں[4]

بَابُ ۲۴۵ اِذَا صَلّٰى فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ فَلْيَجْعَلْ عَلٰى عَاتِقَيْهِ۔

باب ایک کپڑا لپیٹ کر نماز پڑھتے وقت اس کے سرے کندھے پر ڈال لینا چاہیے۔

۳۵۰۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ عَنْ مَالِكٍ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُصَلِّيْ اَحَدُكُمْ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ لَيْسَ عَلٰى عَاتِقِهٖ شَيْءٌ۔

(از ابو عاصم، از مالک، از ابو الزناد، از عبدالرحمن اعرج) ابوہریرہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی شخص نماز اس طرح ایک کپڑے میں نہ پڑھے کہ اس کے مونڈھوں پر کچھ نہ ہو۔

۳۵۱۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ

(از ابو نعیم، از شیبان، از یحییٰ بن ابی کثیر، از عکرمہ) ابوہریرہ کہتے

---

[1] حضرت علیؓ ام ہانی کے سگے بھائی تھے ایک باپ ایک ماں۔ ان کو ماں کا بیٹا اس لئے کہا کہ مادری بھائی بہن ایک دوسرے پر بہت مہربان ہوتے ہیں گو ام ہانی نے یہ ظاہر کرنا چاہا کہ حضرت علیؓ میرے ایسے بھائی ہیں لیکن مجھ پر مہربانی نہیں کرتے یہ ہبیرا کا بیٹا جعدہ تھا مگر وہ صغیر سن تھا۔ اس کے مارنے کا حضرت علیؓ کیوں ارادہ کرتے ابن ہشام نے کہا ام ہانیؓ نے حارث ابن ہشام اور زہیر بن ابی امیہ یا عبداللہ بن ابی ربیعہ کو پناہ دی تھی یہ لوگ ہبیرہ کے چچازاد بھائی تھے تو شاید فلاں بن ہبیرہ ہیں۔ راوی کی غلطی سے عم کا لفظ چھوٹ گیا ہے۔ اصل عبارت یوں ہی ہوگی فلان بن عم ہبیرہ ۱۲ منہ [2] اس حدیث سے چاشت کی نماز پڑھنا ثابت ہوئی ۱۲ منہ [3] حافظ نے کہا اس کا نام معلوم نہیں ہوا لیکن شمس الائمہ سرخسی حنفی نے مبسوط میں معلوم نہیں کہاں سے لکھ دیا ہے کہ اس کا نام ثوبان تھا ۱۲ منہ [4] یعنی ہر ایک کے پاس تو نہیں بلکہ اکثر ایک ہی کپڑے میں نماز پڑھتے ہیں۔ غرضیکہ ایک کپڑے میں نماز بالکل درست ہے۔ عبدالرزاق۔

عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ سَمِعْتُهُ أَوْ كُنْتُ سَأَلْتُهُ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ أَشْهَدُ أَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ صَلَّى فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ فَلْيُخَالِفْ بَيْنَ طَرَفَيْهِ۔

ہیں میں گواہی دیتا ہوں کہ آنحضرتؐ فرماتے تھے جو کوئی ایک کپڑے میں نماز پڑھے وہ اس کے دونوں کنارے اُلٹ لے[1] (یعنی مونڈھوں پر)

باب ۲۴۶ إِذَا كَانَ الثَّوْبُ ضَيِّقًا۔

باب جب کپڑا تنگ ہو۔

۳۵۲۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ سَأَلْنَا جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ عَنِ الصَّلٰوةِ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ فَقَالَ خَرَجْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ فَجِئْتُ لَيْلَةً لِبَعْضِ أَمْرِي فَوَجَدْتُهُ يُصَلِّي وَعَلَيَّ ثَوْبٌ وَاحِدٌ فَاشْتَمَلْتُ بِهِ وَصَلَّيْتُ إِلَى جَانِبِهِ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ مَا السُّرَى يَا جَابِرُ فَأَخْبَرْتُهُ بِحَاجَتِي فَلَمَّا فَرَغْتُ قَالَ مَا هٰذَا الِاشْتِمَالُ الَّذِي رَأَيْتُ قُلْتُ كَانَ ثَوْبًا يَعْنِي ضَاقَ قَالَ فَإِنْ كَانَ وَاسِعًا فَالْتَحِفْ بِهِ وَإِنْ كَانَ ضَيِّقًا فَاتَّزِرْ بِهِ۔

(از یحییٰ بن صالح، از فلیح بن سلیمان) سعید بن حارث کہتے ہیں جابر بن عبداللہ سے ہم نے ایک کپڑا پہن کر نماز پڑھنے کے متعلق دریافت کیا آپ نے فرمایا میں ایک سفر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا۔ ایک رات کسی مقصد کے لیے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نماز میں مشغول تھے میں اس وقت ایک کپڑا پہنے تھا اور میں نے اس سے اشتمال کرلیا (یعنی لپیٹ لیا) اور آپ کے برابر نماز میں شریک ہوگیا جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو آپ نے فرمایا جابر رات کو کیسے آنا ہوا؟ میں نے مقصد بتایا جب میں فارغ ہوا (کام بتانے سے) تو آپ نے فرمایا یہ کپڑا لپیٹنا کیسا[2] ہے جسے میں دیکھ رہا ہوں۔ میں نے عرض کیا (ایک کپڑا تھا کیا کروں) آپ نے فرمایا اگر وہ کشادہ ہو تو اس میں التحاف کر اگر تنگ ہو تو صرف تہ بند کرلے۔

۳۵۳۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمٍ عَنْ سَهْلٍ قَالَ كَانَ رِجَالٌ يُصَلُّونَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَاقِدِي أُزُرِهِمْ عَلَى أَعْنَاقِهِمْ كَهَيْئَةِ

(از مسدد، از یحییٰ، از سفیان، از ابوحازم) سہل کہتے ہیں کئی صحابہ کرام بچوں کی طرح اپنی ازاریں اپنی گردنوں میں باندھے نماز پڑھا کرتے، عورتوں سے کہا تم (نماز میں) اپنا سر (سجدہ سے) اس وقت تک نہ اُٹھاؤ جب تک مرد سیدھے ہوکر نہ بیٹھ جائیں[3]

---

[1] یعنی ان میں مخالفت کرے مخالفت اسی التحاف اور اشتمال کو کہتے ہیں جس کا بیان اوپر گذر چکا ہے ۱۲ منہ [2] خطابی نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جابر پر اس وجہ سے انکار کیا کہ انہوں نے کپڑے کو سارے بدن پر اس طرح سے لپیٹ لیا ہوگا کہ ہاتھ وغیرہ سب اندر بند ہوگئے ہوں گے۔ اس کو اشتمال صماء کہتے ہیں یہ منع ہے جیسے دوسری حدیث میں وارد ہے۔ مسلم کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ کپڑا تنگ تھا اور جابر نے اس کے دونوں کناروں میں مخالفت کی تھی اور نماز میں ایک طرف کو جھکے ہوئے تھے تاکہ ستر نہ کھلے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو یہ بتلایا کہ یہ صورت جب ہے جب کپڑا وسیع ہو اگر تنگ ہو تو صرف تہ بند کرلینا چاہیے ۱۲ منہ [3] کیوں کہ مردوں کے بیٹھ جانے سے پہلے سر اُٹھانے میں یہ خیال ہوتا کہ کہیں عورتوں کی نظر مردوں کے ستر پر نہ پڑے کس لیے کہ تہ بند پیچھے کی طرف سے کھلی رہتی ہے اس حدیث سے یہ بھی نکلا کہ نیچے کی طرف سے ستر کا ڈھانکنا فرض نہیں ہے ۱۲ منہ۔

الصِّبْيَانِ وَيُقَالُ لِلنِّسَاءِ لَا تَرْفَعْنَ رُؤُوسَكُنَّ حَتّٰى يَسْتَوِيَ الرِّجَالُ جُلُوْسًا۔

بَابُ ۲۴۷ الصَّلٰوةِ فِي الْجُبَّةِ الشَّامِيَّةِ

وَقَالَ الْحَسَنُ فِي الثِّيَابِ يَنْسِجُهَا الْمَجُوْسُ لَمْ يَرَ بِهَا بَأْسًا وَقَالَ مَعْمَرٌ رَأَيْتُ الزُّهْرِيَّ يَلْبَسُ مِنْ ثِيَابِ الْيَمَنِ مَا صُبِغَ بِالْبَوْلِ وَصَلّٰى عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ فِي ثَوْبٍ غَيْرِ مَقْصُوْرٍ۔

باب جُبّہ شامیہ میں نماز پڑھنا

حسن بصری کہتے ہیں کہ جن کپڑوں کو مجوس بُنتے ہیں ان میں کوئی حرج[2] نہیں۔ معمر بن راشد کہتے ہیں میں نے ابن[3] شہاب زہری کو دیکھا وہ یمن کا کپڑا پہنتے جو پیشاب میں رنگا گیا تھا[4] اور علی ابن ابی طالب نے کورے کپڑے میں نماز پڑھی[5]۔

۳۵۴۔ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا أَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ مُغِيْرَةَ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَقَالَ يَا مُغِيْرَةُ خُذِ الْإِدَاوَةَ فَأَخَذْتُهَا فَانْطَلَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى تَوَارٰى عَنِّي فَقَضٰى حَاجَتَهٗ وَعَلَيْهِ جُبَّةٌ شَامِيَّةٌ فَذَهَبَ لِيُخْرِجَ يَدَهٗ مِنْ كُمِّهَا فَضَاقَتْ فَأَخْرَجَ يَدَهٗ مِنْ أَسْفَلِهَا فَصَبَبْتُ عَلَيْهِ فَتَوَضَّأَ وُضُوْءَهٗ لِلصَّلٰوةِ وَمَسَحَ عَلٰى خُفَّيْهِ ثُمَّ صَلّٰى۔

(از یحییٰ، از ابو معاویہ، از اعمش، از مسلم، از مسروق) مغیرہ بن شعبہ کہتے ہیں میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھا تو آپ نے فرمایا مغیرہ! پانی کا برتن اٹھا لا۔ میں نے پیش کیا آپ اُسے لے کر دُور تشریف لے گئے یہاں تک کہ مجھ سے پوشیدہ ہو گئے آپ رفع حاجت فرما کر آئے۔ آپ کے بدن پر شامی جُبّہ تھا[6] اپنا ہاتھ اس کے باہر نکالنے لگے مگر تنگی کی وجہ سے باہر نہ نکلا اور ہاتھ کو نیچے کی طرف سے نکالا میں نے آپ پر وضو کا پانی ڈالا آپ نے نماز کے وضو کی طرح وضو کیا اور دونوں موزوں پر مسح کیا پھر نماز پڑھی۔

بَابُ ۲۴۸ كَرَاهِيَةِ التَّعَرِّي فِي الصَّلٰوةِ وَغَيْرِهَا۔

باب نماز یا علاوہ نماز اوقات میں بے ضرورت ننگا ہونے کی کراہیت۔

۱؎ شام میں ان دنوں کافروں کی حکومت تھی امام بخاری کا مطلب یہ ہے کہ کافروں کے بنائے ہوئے کپڑے پہن کر نماز پڑھنا درست ہے جب تک ان کی نجاست کا یقین نہ ہو ۱۲ منہ ۲؎ یعنی بن دھوئے ان میں نماز پڑھ سکتا ہے شافعی اور اہلِ کوفہ کا یہی قول ہے اور ابن ابی شیبہ نے ابن سیرین سے اس کی کراہت نقل کی ۱۲ منہ ۳؎ اس کو عبدالرزاق نے مصنف میں وصل کیا ۱۲ منہ ۴؎ یعنی حلال جانور کے پیشاب میں چونکہ حلال جانور کا پیشاب ان کے نزدیک پاک ہے ۱۲ منہ ۵؎ جسے کافروں نے بُنا تھا مسئلہ یہ ثابت ہوا کہ جب تک کافروں کے بُنے ہوئے کپڑے میں نجاست کا یقین نہ ہو بن دھوئے بھی اس میں نماز پڑھ سکتا ہے ورنہ دھولے یہی مسلک امام شافعی اور اہلِ کوفہ کا ہے۔ مگر ابن سیرین اس کی کراہت کے قائل ہیں، عبدالرزاق ۱۲ منہ ۶؎ حافظ نے کہا شام کا ملک اس وقت کافروں کے ہاتھ میں تھا امام ابو حنیفہ کافروں کے بنائے ہوئے کپڑے میں بن دھوئے نماز پڑھنا مکروہ جانتے ہیں اور امام مالک کہتے ہیں اگر ایسے کپڑے میں نماز پڑھ لے تو اعادہ واجب ہے۔

۳۵۵ - حَدَّثَنَا مَطَرُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ حَدَّثَنَا رَوْحٌ قَالَ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ إِسْحٰقَ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَنْقُلُ مَعَهُمُ الْحِجَارَةَ لِلْكَعْبَةِ وَعَلَيْهِ إِزَارُهُ وَقَالَ لَهُ الْعَبَّاسُ عَمُّهُ يَا ابْنَ أَخِي لَوْ حَلَلْتَ إِزَارَكَ فَجَعَلْتَ عَلَى مَنْكِبَيْكَ دُونَ الْحِجَارَةِ قَالَ فَحَلَّهُ فَجَعَلَهُ عَلَى مَنْكِبَيْهِ فَسَقَطَ مَغْشِيًّا عَلَيْهِ فَمَا رُئِيَ بَعْدَ ذٰلِكَ عُرْيَانًا۔

(از مطر بن فضل، از روح، از زکریا بن اسحاق، از عمرو بن دینار) جابر بن عبداللہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (زمانہ قبل از نبوت میں یہ آپ کے بچپن کا زمانہ تھا) کعبہ بنانے کے لیے قریش کے ساتھ ساتھ پتھر اٹھا اٹھا کر لاتے، آپ ازار باندھے ہوئے تھے، آپ کے چچا عباس نے آپ سے کہا اے بھتیجے کاش تم اپنی ازار اتار دیتے اور اپنے شانوں پر پتھر کے نیچے رکھ لیتے (تو تمہارے لئے سہولت کا باعث ہوتا) حضرت جابر کہتے ہیں آپ نے اپنی ازار کھول کر کندھوں پر رکھ لی تو بے ہوش ہو کر گر پڑے[1] اس کے بعد آپ کو کبھی ننگا نہ دیکھا گیا۔

بَابُ ۲۴۹ الصَّلٰوةِ فِي الْقَمِيصِ وَالسَّرَاوِيلِ وَالتُّبَّانِ وَالْقَبَاءِ۔

باب قمیص، شلوار، پاجامہ، جانگیہ اور چغہ پہن کر نماز پڑھنا[2]

۳۵۶ - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَامَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَهُ عَنِ الصَّلٰوةِ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ فَقَالَ أَوَ كُلُّكُمْ يَجِدُ ثَوْبَيْنِ ثُمَّ سَأَلَ رَجُلٌ عُمَرَ فَقَالَ إِذَا وَسَّعَ اللّٰهُ فَأَوْسِعُوا جَمَعَ رَجُلٌ عَلَيْهِ ثِيَابَهُ صَلّٰى رَجُلٌ فِي إِزَارٍ وَرِدَاءٍ فِي إِزَارٍ وَقَمِيصٍ فِي إِزَارٍ وَقَبَاءٍ فِي سَرَاوِيلَ وَرِدَاءٍ فِي سَرَاوِيلَ وَقَمِيصٍ فِي سَرَاوِيلَ وَقَبَاءٍ فِي تُبَّانٍ وَقَبَاءٍ فِي

(از سلیمان بن حرب، از حماد بن زید، از ایوب، از محمد) ابو ہریرہؓ کہتے ہیں ایک شخص[3] آنحضرتؐ کے سامنے کھڑا ہوا اور ایک کپڑا پہن کر نماز پڑھنے کے متعلق دریافت کیا آپ نے فرمایا بھلا کیا تم میں ہر شخص کو دو کپڑے مل سکتے ہیں[4]؟ پھر ایک شخص[5] نے حضرت عمرؓ سے یہی مسئلہ پوچھا آپ نے کہا جب اللہ تعالیٰ نے تم کو فراغت اور وسعت دی ہے تو تم بھی لباس میں وسعت دو۔ آدمی کو چاہیے کہ اپنے کپڑے نماز میں اکٹھا کرے اور کوئی تہ بند اور چادر میں نماز پڑھے، کوئی تہ بند اور قمیص میں کوئی تہ بند اور چغے میں، کوئی شلوار اور چادر میں، کوئی شلوار اور قمیص

---

[1] دوسری روایت میں ہے کہ ایک فرشتہ اترا اس نے آپ کی تہ بند پھر باندھ دی۔ اس حدیث سے یہ نکلا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بچپنے ہی سے بری اور بے شرمی کی باتوں سے بچایا تھا کہتے ہیں آپ کے مزاج میں اتنی شرم تھی کہ کنواری عورت کو جیسے شرم ہوتی ہے اس سے بھی زیادہ۔ گو جابرؓ نے یہ زمانہ نہیں پایا اور حدیث مرسل ہے لیکن صحابی کی مرسل بالاتفاق حجت ہے ۱۲ منہ [2] مطلب یہ ہے کہ نماز درست ہونے کے لیے کسی خاص قسم کا لباس ضرور نہیں ہے۔ ہر لباس میں نماز پڑھ سکتا ہے بشرطیکہ ستر ڈھنکا ہو ۱۲ منہ [3] اس شخص کا نام نہیں معلوم ہوا ۱۲ منہ [4] یعنی چونکہ مجبوری ہے ہر ایک کے پاس دو کپڑے نہیں اس لئے ایک کپڑے میں ہی نماز پڑھ لیا کرو [5] عبدالرزاق کہتے ہیں یہ شخص ابیؓ تھے یا ابن مسعودؓ ان میں باہم اختلاف ہوا تھا۔ ابیؓ کہتے تھے ایک کپڑے میں نماز پڑھنا مکروہ نہیں ہے۔ ابن مسعودؓ کہتے تھے ایک کپڑے میں نماز اس وقت درست تھی جب کپڑوں کی تنگی تھی ۱۲ منہ [6] اس کو عبدالرزاق نے نکالا کہ حضرت عمرؓ منبر پر کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ

تُبَّانٍ وَّقَمِيْصٍ قَالَ وَ اَحْسِبُهٗ قَالَ فِيْ تُبَّانٍ وَّرِدَآءٍ۔

میں کوئی شلوار اور چغے میں، کوئی جانگیہ اور چغے میں، کوئی جانگیہ اور قمیص میں۔ ابوہریرہؓ کہتے ہیں میرا خیال ہے حضرت عمرؓ نے یہ بھی کہا کوئی جانگیہ اور چادر میں [1]۔

۳۵۷۔ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ ذِئْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَاَلَ رَجُلٌ رَّسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ فَقَالَ لَا يَلْبَسِ الْقَمِيْصَ وَلَا السَّرَاوِيْلَ وَلَا الْبُرْنُسَ وَلَا ثَوْبًا مَّسَّهُ الزَّعْفَرَانُ وَلَا وَرْسٌ فَمَنْ لَّمْ يَجِدِ النَّعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسِ الْخُفَّيْنِ وَلْيَقْطَعْهُمَا حَتّٰى يَكُوْنَا اَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ وَعَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهٗ۔

(از عاصم بن علی، از ابن ابی ذئب، از زہری، از سالم) ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے آنحضرتؐ سے پوچھا احرام باندھنے والا شخص کیا پہنے؟ آپؐ نے فرمایا نہ قمیص نہ شلوار نہ بارانی کوٹ، نہ زعفران یا ورس [2] لگا ہوا کپڑا، پھر جس شخص کو جوتیاں نہ ملیں (جس میں پاؤں کھلا رہتا ہے) وہ موزے کاٹ کر پہن لے کہ ٹخنوں سے نیچے ہو جائیں۔ اور ابن ابی ذئب نے اس حدیث کو نافع سے بھی روایت کیا انہوں نے ابن عمر سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے [3]۔

بَابٌ ۲۵ مَا يُسْتَرُ مِنَ الْعَوْرَةِ۔

باب عورت یعنی ستر کا بیان جسے ڈھانکنا چاہیے۔

۳۵۸۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ ابْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ اَنَّهٗ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ اشْتِمَالِ الصَّمَّآءِ وَاَنْ يَّحْتَبِيَ الرَّجُلُ فِيْ ثَوْبٍ وَّاحِدٍ لَيْسَ عَلٰى فَرْجِهٖ مِنْهُ شَيْءٌ۔

(از قتیبہ بن سعید، از لیث، از ابن شہاب، از عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ) ابوسعید خدری کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اشتمال صمار سے منع فرمایا [4]۔ نیز آپؐ نے اس سے بھی منع فرمایا کہ گوٹ [5] مار کر ایک کپڑے میں بیٹھیں، جب کہ ستر گاہ پر کچھ نہ ہو۔

---

[1] اس میں ابوہریرہؓ کو شک تھا کہ حضرت عمرؓ نے یہ اخیر کا لفظ بھی کہا یا نہیں کیونکہ کبھی جانگیا چادر سے ستر عورت نہیں ہوتا۔ رانیں کھلی رہتی ہیں ایسا ہی کہا قسطلانی نے اور امام بخاری کا بھی یہی مذہب ہے واللہ اعلم ۱۲ منہ

[2] ورس ایک خوشبودار زرد گھاس ہے۔ یمن میں اس سے کپڑے رنگتے ہیں ۱۲ منہ

[3] چنانچہ امام بخاری نے کتاب العلم میں اسی طریق کو پہلے بیان کیا۔ پس یہ تعلیق نہیں ہے جیسے کرمانی نے گمان کیا۔ اور مناسبت اس حدیث کی باب سے یہ ہے کہ محرم کو احرام کی حالت میں ان چیزوں کے پہننے سے منع فرمایا معلوم ہوا اور حالتوں میں یہ سب پہن سکتا ہے اور جب پہننا جائز ہوا تو نماز میں بھی ان کو پہنے گا اور یہی ترجمہ باب ہے

[4] اشتمال صمار کا بیان ابھی گذر چکا ہے یعنی ایک کپڑا اس طرح لپیٹ لینا کہ ہاتھ وغیرہ سب بند ہو جائیں بعضوں نے کہا اشتمال صمار یہ ہے کہ کپڑے کو لپیٹ لے اور ایک طرف سے اس کو اٹھا کر مونڈھے پر ڈالے اس میں شرم گاہ کھل جاتی ہے اس لئے منع ہوا ۱۲ منہ

[5] گوٹ مارنا یہ ہے دونوں سرین زمین پر لگا دے اور دونوں پنڈلیاں کھڑی کر دے، دھوتی یعنی ازار پہن کر اس طرح بیٹھنے سے آدمی ننگا ہو جاتا ہے، بہرحال دونوں صورتوں سے منع فرمانے کا مقصد یہ ہے کہ آدمی ننگا نہ ہو سکے۔ اگر دھوتی بڑی ہے تو احتباء روا ہے یا اشتمال صماء اس قسم کا ہو جس سے ستر گاہ نہ کھلے تو کوئی مضائقہ

۳۵۹۔ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ بْنُ عُقْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعَتَيْنِ عَنِ اللِّمَاسِ وَالنِّبَاذِ وَأَنْ يَشْتَمِلَ الصَّمَّآءَ وَأَنْ يَحْتَبِيَ الرَّجُلُ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ۔

(از قبیصہ بن عقبہ، از سفیان، از ابوالزناد، از اعرج) ابوہریرہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو طرح کی خرید و فروخت سے منع فرمایا لماس اور نباذ[۱] سے اور اشتمال صمّاء سے اور احتباء سے۔

۳۶۰۔ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ ابْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَخِي شِهَابٍ عَنْ عَمِّهِ قَالَ أَخْبَرَنِي حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ بَعَثَنِي أَبُوبَكْرٍ فِي تِلْكَ الْحَجَّةِ فِي مُؤَذِّنِينَ يَوْمَ النَّحْرِ نُؤَذِّنُ بِمِنًى أَنْ لَا يَحُجَّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ وَلَا يَطُوفَ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ قَالَ حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ثُمَّ أَرْدَفَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيًّا فَأَمَرَهُ أَنْ يُؤَذِّنَ بِبَرَآءَةٍ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَأَذَّنَ مَعَنَا عَلِيٌّ فِي أَهْلِ مِنًى يَوْمَ النَّحْرِ لَا يَحُجُّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ وَلَا يَطُوفُ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ۔

(از اسحاق، از یعقوب بن ابراہیم، از عمزادش، از عمش زہری از حمید بن عبدالرحمٰن بن عوف) حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں مجھے ابوبکر صدیق رضؓ نے اس حج میں (جو حجۃ الوداع سے پہلے کیا تھا ابوبکرؓ امیر الحج تھے) بزمرۂ موذنین بھیجا[۲] تاکہ منیٰ کے مقام پر یہ اعلان کر دیا جائے کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہ کرے، کوئی ننگا ہو کر طواف نہ کرے[۳] حمید بن عبدالرحمٰن نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر کو بھیجنے کے بعد[۴] ان کے پیچھے حضرت علیؓ کو بھیجا[۵] اور انہیں یہ حکم دیا، کہ سورہ براۃ سُنا دیں۔ ابوہریرہ رضؓ کہتے ہیں کہ ہمارے ساتھ منیٰ میں دسویں ذوالحجہ کو حضرت علی رضؓ نے یہ بھی سُنایا اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہ کرے۔ اور نہ کوئی ننگا ہو کر بیت اللہ کا طواف کرے۔

بَابُ ۲۵۱ الصَّلٰوةِ بِغَيْرِ رِدَآءٍ۔

باب بغیر چادر کے نماز پڑھنا۔

---

[۱] لماس کی بیع یہ ہے کہ جب بائع یا مشتری مال کو چھولے تو بیع لازم ہوگئی۔ نباذ کی بیع یہ ہے کہ جب بائع یا مشتری اپنا کپڑا یا اور کوئی چیز پھینکے تو بیع لازم ہوگئی سودا پھیرنے کا اختیار نہ رہا شریعت نے اس واسطے منع کیا کہ اس طرح دقت ہو جاتی ہے اگر خریدار مال کو ہاتھ نہ لگائے اور خرید لے بعد میں چھونے سے ناقص ثابت ہو تو خریدنے والے کا نقصان ظاہر ہے اسی طرح اگر مال بیچنے کے لئے بوری یا چادر بچھا دے اور اسے خریدنے پر مجبور کیا جائے تو یہ بھی دقت ہے۔ بائع بھی اگر پابند ہو جائے کہ چھو کر یا مال پھینک کر وہ ضرور بیچنے کا پابند ہو گیا تو اس کی ملکیت کا تصور مفقود ہو جاتا ہے۔ لہٰذا اس دقت سے بچنے کے لیے شریعت نے منع کیا۔ باقی اشتمال صمار کا ذکر بھی اوپر آچکا ہے۔ احتبار یعنی گوٹ مار کر بیٹھنا کا ذکر اوپر آچکا ہے۔ عبدالرزاق ۱۲ منہ۔

[۲] ابوبکرؓ نے ابوہریرہ رضؓ کو بھیجا۔ یہ ذکر ہے جب مکہ میں ابوبکر امیر الحج تھے۔ اسی شہر میں ابوہریرہ کے ذمے یہ کام لگایا کہ وہ اعلان کریں الخ عبدالرزاق ۱۲ منہ

[۳] جب ننگے طواف کرنا منع ہوا تو ستر عورت طواف میں واجب ہوگا اور جب طواف میں واجب ہوا تو نماز میں بطریق اولیٰ واجب ہوگا ۱۲ منہ

[۴] جب سورۂ برارت اتری تو پہلے آپ نے کافروں کو مطلع کرنے کے لیے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو بھیجا۔ پھر آپ کو یہ خیال آیا کہ عرب کا دستور یہ ہے کہ عہد وہی توڑتا ہے جس نے عہد کیا تھا یا کوئی اس کے گھر والوں میں سے اس لیے آپ نے پیچھے سے حضرت علیؓ کو بھی روانہ کیا ۱۲ منہ

[۵] آنحضرتؐ نے حضرت علیؓ کو بھیجا۔ یہ ذکر ہے جب مدینہ میں آپؐ تھے آپ نے حضرت ابوبکرؓ کو پہلے امیر الحج بنا کر مکہ بھیجا اس کے بعد حضرت علیؓ کو مزید ہدایات دے کر مکہ بھیجا عبدالرزاق ۱۲ منہ۔

۳۶۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي الْمَوَالِي عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰى جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ وَهُوَ يُصَلِّي فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ مُلْتَحِفًا بِهٖ وَرِدَآءُهٗ مَوْضُوْعٌ فَلَمَّا انْصَرَفَ قُلْنَا يَا أَبَا عَبْدِ اللّٰهِ تُصَلِّي وَرِدَآءُكَ مَوْضُوْعٌ قَالَ نَعَمْ أَحْبَبْتُ أَنْ يَرَانِي الْجُهَّالُ مِثْلُكُمْ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي كَذَا۔

(از عبد العزیز بن عبد اللہ، از ابن ابی الموالی) محمد بن منکدر کہتے ہیں میں جابر بن عبد اللہ انصاری کے پاس گیا وہ ایک کپڑا لپیٹے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے ان کی چادر الگ رکھی ہوئی تھی۔ بعد فراغت نماز ہم نے دریافت کیا آپ کی چادر موجود ہے۔ پھر بھی آپ بے چادر نماز پڑھتے ہیں۔ انہوں نے کہا ہاں میں نے یہ چاہا کہ تمہاری طرح کے جو لوگ جاہل ہیں وہ مجھ کو دیکھیں[1] (تاکہ معلوم ہو جائے اس طرح بھی جائز ہے شریعت میں دقت نہیں) میں نے آنحضرتؐ کو اس طرح (ایک کپڑے میں) نماز پڑھتے دیکھا ہے۔

بَابٌ ۲۵۲ مَا يُذْكَرُ فِي الْفَخِذِ

قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ وَيُرْوٰى عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَجَرْهَدٍ وَمُحَمَّدِ بْنِ جَحْشٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْفَخِذُ عَوْرَةٌ وَقَالَ أَنَسٌ حَسَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ فَخِذِهٖ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ وَحَدِيْثُ أَنَسٍ أَسْنَدُ وَحَدِيْثُ جَرْهَدٍ أَحْوَطُ حَتّٰى نَخْرُجَ مِنِ اخْتِلَافِهِمْ وَقَالَ أَبُوْ مُوْسٰى غَطَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رُكْبَتَيْهِ حِيْنَ دَخَلَ

باب ران کے متعلق جو روایات آئی ہیں[2]

امام بخاری کہتے ہیں کہ ابن عباس اور جرہد اور محمد بن جحش نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ نقل کیا۔ کہ ران عورۃ یعنی قابل ستر ہے۔ حضرت انس رضہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (جنگ خیبر میں) اپنی ران کھولی۔ امام بخاریؒ کہتے ہیں انس رضہ کی حدیث سند کی رُو سے قوی ہے اور جرہد کی حدیث میں احتیاط ہے، کہ ہم اختلاف سے نکل جاتے ہیں[3]۔ ابو موسیٰ اشعری کہتے ہیں ایک بار آنحضرتؐ گھٹنے کھولے بیٹھے تھے اتنے میں حضرت عثمان رضہ آئے تو آپ نے گھٹنے چھپائے[4]۔ زید بن ثابت کہتے ہیں[5] اللہ نے اپنے رسولؐ پر قرآن نازل کیا درانحالیکہ آپ کی ران

---

[1] کہ میں ایک کپڑے میں نماز پڑھتا ہوں پھر مجھ کو دیکھ کر شرع کا مسئلہ معلوم کر لیں ۱۲ منہ [2] امام ابو حنیفہؒ اور شافعیؒ کے نزدیک اور امام احمدؒ کے نزدیک ایک روایت میں ران عورت میں داخل ہے اور ابن ابی ذئب اور داؤد ظاہری اور امام احمدؒ اور امام مالک کے نزدیک ران عورت نہیں ہے

بعضے کہتے ہیں عورت صرف قبل اور دبر ہے یعنی ذکر اور خصیے اور مقصد امام بخاری کا بھی یہی مذہب معلوم ہوتا ہے۔ محلی میں امام ابن حزم نے کہا اگر ران عورت ہوتی تو اللہ تعالیٰ اپنے رسول کی جو پاک اور معصوم تھے ران نہ کھولتا نہ کوئی اس کو دیکھتا انتہی ۱۲ منہ [3] کیونکہ اگر ران بالفرض ستر نہیں ہوئی تب بھی اس کے چھپانے میں کوئی نقصان نہیں ۱۲ منہ [4] یعنی ران پہلے بھی پوشیدہ تھی وہی ستر ہے اور گھٹنے ستر میں شامل نہیں ورنہ آپ باقی صحابہ سے بھی چھپائے ہوتے اس حدیث کو خود امام بخاریؒ نے مناقب میں نکالا۔ [5] اس کو خود امام بخاریؒ نے کتاب التفسیر میں وصل کیا اگر ران عورت ہوتی تو آپ اس کو کیوں ظاہر کرتے ۱۲ منہ

عُثْمَانُ وَقَالَ زَيْدُ ابْنُ ثَابِتٍ أَنْزَلَ اللهُ عَلَى رَسُوْلِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفَخِذُهُ عَلَى فَخِذِي فَثَقُلَتْ عَلَيَّ حَتَّى خِفْتُ أَنْ تُرَضَّ فَخِذِي۔

میری ران پر تھی وہ اتنی بھاری ہوگئی کہ میں ڈرا کہیں میری ران ٹوٹ نہ جائے۔

۳۶۲۔ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيْلُ بْنُ عُلَيَّةَ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَزَا خَيْبَرَ فَصَلَّيْنَا عِنْدَهَا صَلٰوةَ الْغَدَاةِ بِغَلَسٍ فَرَكِبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَكِبَ أَبُوْ طَلْحَةَ وَأَنَا رَدِيْفُ أَبِي طَلْحَةَ فَأَجْرٰى نَبِيُّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي زُقَاقِ خَيْبَرَ وَإِنَّ رُكْبَتِي لَتَمَسُّ فَخِذَ نَبِيِّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ حَسَرَ الْإِزَارَ عَنْ فَخِذِهٖ حَتّٰى إِنِّي أَنْظُرُ إِلٰى بَيَاضِ فَخِذِ نَبِيِّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا دَخَلَ الْقَرْيَةَ قَالَ اللهُ أَكْبَرُ خَرِبَتْ خَيْبَرُ إِنَّا إِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ فَسَاءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِيْنَ قَالَهَا ثَلَاثًا قَالَ وَخَرَجَ الْقَوْمُ إِلٰى أَعْمَالِهِمْ فَقَالُوْا مُحَمَّدٌ قَالَ عَبْدُ الْعَزِيْزِ وَقَالَ بَعْضُ أَصْحَابِنَا وَالْخَمِيْسُ يَعْنِي الْجَيْشَ قَالَ فَأَصَبْنَاهَا عَنْوَةً فَجُمِعَ السَّبْيُ فَجَاءَ

(از یعقوب بن ابراہیم، از اسمٰعیل بن عُلَیّہ، از عبدالعزیز بن صہیب) انس بن مالک کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر میں جہاد کیا۔ ہم لوگوں نے صبح کی نماز اندھیرے منہ خیبر کے قریب پہنچ کر پڑھی پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہوئے اور ابو طلحہؓ بھی سوار ہوئے اور مَیں ابو طلحہؓ کے پیچھے ایک ہی سواری پر بیٹھا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کی گلیوں میں اپنا جانور دوڑایا (دوڑنے کی حالت میں) میرا گھٹنہ آنحضرت کی ران سے ٹکرا جاتا۔ آپ نے اپنی ران پر سے تہ بند ہٹادی۔ حتیٰ کہ میں آپ کی ران مُبارک کی سفیدی دیکھنے لگا[1]۔ جب آپ خیبر کی بستی میں داخل ہوئے، تو فرمایا "اللہ اکبر! خیبر برباد ہوا[2] ہم جب کسی قوم کے میدان میں اتر پڑیں، تو جس قوم کو ڈرایا جائے، ان کی صبح منحوس ہوتی ہے"، یہ کلمات آپ نے تین بار ارشاد فرمائے انسؓ فرماتے ہیں یہودی لوگ اپنے کاموں میں نکلے تھے[3] (آپ کو دیکھ کر) انھوں نے کہا محمدؐ آگئے، عبدالعزیز راوی کہتے ہیں ہمارے بعض ساتھیوں نے اتنے الفاظ اور زیادہ[4] بیان کیے ہیں "اور خمیس (بھی) آن پہنچا یعنی لشکر آ پہنچا" حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے

---

[1] یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے کیونکہ اگر ران ستر ہوتی تو آپ اس کو کیوں کھولتے ۱۲ منہ [2] یہ آپؐ نے آیندہ کی خبر دی یا بطور تفاؤل کے فرمایا کیونکہ خیبر کے یہودی اس وقت کدالیں ٹوکری وغیرہ لے کر نکلے تھے جو گرانے کے سامان ہیں ۱۲ منہ [3] آپؐ ایک بارگی فوج سمیت ان کے سر پر جا پہنچے ۱۲ منہ [4] یعنی عبدالعزیز نے جو روایت خود انس سے سُنی اس میں تو اتنا ہی سُنا کہ یہودیوں نے کہا محمدؐ لیکن انس کے اور شاگردوں نے جیسے ثابت اور ابن سیرین ہیں یہ بھی بڑھایا ہے کہ لشکر سمیت یعنی محمدؐ مع فوج آن پہنچے ۱۲ منہ۔

دِحْيَةُ فَقَالَ يَا نَبِيَّ اللهِ اَعْطِنِي جَارِيَةً مِّنَ السَّبْيِ فَقَالَ اذْهَبْ فَخُذْ جَارِيَةً فَاَخَذَ صَفِيَّةَ بِنْتَ حُيَيٍّ فَجَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا نَبِيَّ اللهِ اَعْطَيْتَ دِحْيَةَ صَفِيَّةَ بِنْتَ حُيَيٍّ سَيِّدَةَ قُرَيْظَةَ وَالنَّضِيرِ لَا تَصْلُحُ إِلَّا لَكَ قَالَ ادْعُوهُ بِهَا فَجَاءَ بِهَا فَلَمَّا نَظَرَ إِلَيْهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خُذْ جَارِيَةً مِّنَ السَّبْيِ غَيْرَهَا قَالَ فَاَعْتَقَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَزَوَّجَهَا فَقَالَ لَهُ ثَابِتٌ يَا اَبَا حَمْزَةَ مَا اَصْدَقَهَا قَالَ نَفْسَهَا اَعْتَقَهَا وَتَزَوَّجَهَا حَتَّى إِذَا كَانَ بِالطَّرِيقِ جَهَّزَتْهَا لَهُ اُمُّ سُلَيْمٍ فَاَهْدَتْهَا لَهُ مِنَ اللَّيْلِ فَاَصْبَحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَرُوسًا فَقَالَ مَنْ كَانَ عِنْدَهُ شَيْءٌ فَلْيَجِئْ بِهِ وَبَسَطَ نِطَعًا فَجَعَلَ الرَّجُلُ يَجِيءُ بِالتَّمْرِ وَجَعَلَ الرَّجُلُ يَجِيءُ بِالسَّمْنِ قَالَ وَاَحْسِبُهُ قَدْ ذَكَرَ السَّوِيقَ قَالَ فَحَاسُوا حَيْسًا فَكَانَتْ وَلِيمَةُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ہیں ہم نے خیبر زور اور طاقت سے فتح کیا پھر قیدیوں کو جمع کیا گیا تو دِحیہ آیا اور کہنے لگا "یا نبی اللہ! ان قیدیوں میں سے ایک باندی مجھے دیجئے" آپؐ نے فرمایا جا اور ایک باندی لے لے اُس نے صَفیہ بنت حُیی کو لے لیا۔ ایک شخص آکر کہنے لگا یا نبی اللہ! آپ نے صفیہ بنت حُیی دحیہ کو دے دی حالانکہ وہ قبیلۂ قُریظہ اور نضیر[2] کی سردار ہے۔ وہ تو صرف آپ کے لائق ہے۔ آپ نے فرمایا دِحیہ اور صفیہ دونوں کو بُلاؤ چنانچہ وہ صفیہ سمیت آیا۔ آپ نے جب صَفیہ کو دیکھا تو دِحیہ سے فرمایا تو قیدیوں میں سے کوئی اور لونڈی لے لے۔ انس رضؓ نے کہا پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صفیہ کو آزاد کیا اور اس سے نکاح کر لیا۔ ثابت رضؓ نے انس رضؓ سے کہا ابو حمزہ ان کا مہر کیا ٹھہرایا؟ انہوں نے کہا یہی کہ آنحضرتؐ نے خود اس کا نفس آزاد کر دیا اور نکاح کیا (یعنی آزاد کرنا مہر ٹھہرا) جب آپ خیبر سے لوٹے، تو رستے میں ام سُلیم نے حضرت صفیہ کو دُلہن بنایا اور رات کو آپ کے پاس بھیج دیا۔ صبح کو آپ دولہا تھے۔ آپ نے فرمایا جس کے پاس جو کھانا ہو وہ لے آئے اور ایک دسترخوان بچھایا، کوئی کھجور لایا، کوئی گھی لایا۔ عبدالعزیز نے کہا میں سمجھتا ہوں انس رضؓ نے یہ بھی کہا کوئی ستو لایا۔ انس نے کہا پھر سب کو ملا کر ملیدہ بنایا۔ بس یہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ولیمہ تھا[3]

بَابٌ ۲۵۳ فِي كَمْ تُصَلِّي الْمَرْاَةُ مِنَ الثِّيَابِ وَقَالَ عِكْرِمَةُ لَوْ وَارَتْ جَسَدَهَا فِي ثَوْبٍ جَازَ۔

باب عورت کتنے کپڑوں میں نماز پڑھے۔ عکرمہ نے کہا اگر عورت سارا بدن ایک کپڑے سے ہی ڈھانپ لے تو بھی نماز درست ہے۔

۳۶۳۔ حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِي عُرْوَةُ اَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ لَقَدْ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(از ابوالیمان، از شعیب، از زہری، از عروہ) حضرت عائشہ رضؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز پڑھتے، آپ کے ساتھ (نماز میں) کئی مسلمان عورتیں شریک ہوتیں اپنی چادروں میں

---

[1] یہودیوں کے بڑے شریف خاندان اور رئیس کی بیٹی تھیں حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد میں سے ۱۲ منہ [2] بنی قریظہ اور بنی نضیر خیبر کے یہودیوں میں دو خاندان تھے ۱۲ منہ [3] ولیمہ کرنا دولہا کے لیے سنت ہے۔ اس کا بیان انشاء اللہ تعالیٰ کتاب النکاح میں آئے گا ۱۲ منہ۔

يُصَلِّي الْفَجْرَ فَيَشْهَدُ مَعَهُ نِسَاءٌ مِنَ الْمُؤْمِنَاتِ مُتَلَفِّعَاتٍ فِي مُرُوطِهِنَّ ثُمَّ يَرْجِعْنَ إِلَى بُيُوتِهِنَّ مَا يَعْرِفُهُنَّ أَحَدٌ۔

لپٹی ہوئیں پھر نماز کے بعد اپنے گھروں کو واپس ہو جاتیں اور تاریکی کی وجہ سے انہیں کوئی نہ پہچان سکتا [۱]

بَابُ ۲۵۴ إِذَا صَلَّى فِي ثَوْبٍ لَهُ أَعْلَامٌ وَنَظَرَ إِلَى عَلَمِهَا۔

باب منقش کپڑوں میں نماز پڑھنا اور نقوش (بحالت نماز) دیکھنا۔

۳۶۴۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى فِي خَمِيصَةٍ لَهَا أَعْلَامٌ فَنَظَرَ إِلَى أَعْلَامِهَا نَظْرَةً فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ اذْهَبُوا بِخَمِيصَتِي هٰذِهِ إِلَى أَبِي جَهْمٍ وَأْتُونِي بِأَنْبِجَانِيَّةِ أَبِي جَهْمٍ فَإِنَّهَا أَلْهَتْنِي آنِفًا عَنْ صَلَاتِي وَقَالَ هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُنْتُ أَنْظُرُ إِلَى عَلَمِهَا وَأَنَا فِي الصَّلَاةِ فَأَخَافُ أَنْ تَفْتِنَنِي۔

(از احمد بن یونس، از ابراہیم بن سعید، از ابن شہاب، از عروہ) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک بار چھپی ہوئی چادر میں نماز پڑھ رہے تھے (بحالت نماز) آپ نے اس کے نقوش دیکھے۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا یہ چادر ابوجہم کو واپس کر دو اور اس سے انبجانیہ لاؤ کیونکہ اس منقش چادر نے مجھے نماز سے اپنی طرف متوجہ کر دیا ہے [۲] اور ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے بحوالہ عائشہؓ روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نماز میں اس چادر کے بیل بوٹے دیکھ رہا تھا۔ میں ڈرتا ہوں کہیں نماز میں خرابی نہ ڈال دے۔

بَابُ ۲۵۵ إِنْ صَلَّى فِي ثَوْبٍ مُصَلَّبٍ أَوْ تَصَاوِيرَ هَلْ تَفْسُدُ صَلَاتُهُ وَمَا يُنْهَى عَنْ ذٰلِكَ۔

باب کیا اس شخص کی نماز فاسد ہو جاتی ہے، جو صلیب یا دوسری تصویروں والے کپڑے میں نماز پڑھے؟ اس کی ممانعت کا بیان۔

۳۶۵۔ حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا

(از ابو معمر عبد اللہ بن عمرو، از عبد الوارث، از عبد العزیز بن صہیب) انسؓ کہتے ہیں حضرت عائشہؓ کے پاس ایک پردہ تھا جو

---

[۱] اس حدیث سے باب کا مطلب یوں نکلتا ہے کہ ظاہر میں وہ عورتیں ایک ہی کپڑے میں لپٹی ہوئی آتیں اور نماز پڑھتیں اگر دوسرا بھی کوئی کپڑا اندر پہنے ہوں تو پہنیں جب وہ نظر نہیں آتا تو اس کا ہونا نہ ہونا برابر ہے پس معلوم ہوا کہ ایک کپڑے سے اگر عورت اپنا سارا بدن چھپالے تو نماز درست ہے اگر درست نہ ہوتی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان عورتوں سے پوچھتے اور ان کو بتلاتے کہ دوسرا کپڑا بھی پہنو ۱۲ منہ

[۲] ابو جہم نے یہ منقش لوئی آپ کو تحفہ بھیجی تھی۔ آپ نے انہی کو واپس کر دی اور ان سے سادہ لوئی منگوائی کہ ان کو رنج نہ ہو کہ میرا تحفہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واپس کر دیا۔ معلوم ہوا کہ نماز میں خشوع یعنی دل لگانا ضروری ہے اور جو چیزیں خشوع میں خلل ڈالیں نقش و نگار وغیرہ ان سے نمازی کو علیحدہ رہنا چاہیے ۱۲ منہ

[۳] انبجانیہ ایک قسم کی چادر ہے۔

عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ قِرَامٌ لِعَائِشَةَ سَتَرَتْ بِهِ جَانِبَ بَيْتِهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمِيْطِيْ عَنَّا قِرَامَكِ هٰذَا فَإِنَّهُ لَا تَزَالُ تَصَاوِيْرُهُ تَعْرِضُ فِيْ صَلٰوتِيْ۔

انہوں نے اپنے گھر میں ایک طرف لٹکایا ہوا تھا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا یہ پردہ نکال ڈالو اس کی تصویریں برابر نماز میں میرے سامنے پھرتی رہتی ہیں[1]۔

بَاب ۲۵۶ مَنْ صَلّٰى فِيْ فَرُّوْجِ حَرِيْرٍ ثُمَّ نَزَعَهُ۔

باب ریشمی کوٹ یا جبّے میں نماز پڑھنا پھر اسے اتار دینا۔

۳۶۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيْدَ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ أُهْدِيَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرُّوْجُ حَرِيْرٍ فَلَبِسَهُ فَصَلّٰى فِيْهِ ثُمَّ انْصَرَفَ فَنَزَعَهُ نَزْعًا شَدِيْدًا كَالْكَارِهِ لَهُ وَقَالَ لَا يَنْبَغِيْ هٰذَا لِلْمُتَّقِيْنَ۔

(از عبداللہ بن یوسف، از لیث، از یزید، از ابوالخیر) عقبہ بن عامر کہتے ہیں آنحضرتؐ کی خدمت میں ریشمی کوٹ بطور تحفہ پیش کیا گیا۔ آپ نے پہن کر نماز پڑھی جب پڑھ چکے تو اسے زور سے اتار ڈالا جیسے کوئی شخص سخت نفرت کرے اور فرمایا یہ لباس متقی لوگوں کے لائق نہیں[2]۔

بَاب ۲۵۷ الصَّلٰوةُ فِي الثَّوْبِ الْأَحْمَرِ۔

باب سرخ رنگ کا کپڑا پہن کر نماز پڑھنا۔

۳۶۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ قَالَ حَدَّثَنِيْ عُمَرُ بْنُ أَبِيْ زَائِدَةَ عَنْ عَوْنِ بْنِ أَبِيْ جُحَيْفَةَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ قُبَّةٍ حَمْرَاءَ مِنْ أَدَمٍ وَرَأَيْتُ بِلَالًا أَخَذَ وَضُوْءَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَأَيْتُ النَّاسَ يَبْتَدِرُوْنَ ذٰلِكَ الْوَضُوْءَ فَمَنْ أَصَابَ مِنْهُ شَيْئًا

(از محمد بن عرعرہ، از عمر بن ابی زائدہ) عون بن ابو جحیفہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لال چمڑے کے قبہ یعنی خیمہ میں دیکھا میں نے دیکھا کہ بلالؓ نے آپ کے وضو کا پانی لے لیا اور لوگ اس کے لینے کو لپکے جسے کچھ مل گیا اس نے تو اپنے بدن پر مل لیا اور جسے نہ مل سکا اس نے دوسرے کے ہاتھ سے کچھ تری حاصل کر لی۔ پھر میں نے دیکھا بلالؓ نے آپ کی برچھی

[1] گو اس حدیث میں صلیب کا ذکر نہیں ہے مگر صلیب کا حکم وہی ہوگا جو تصویر کا ہے اور جب لٹکانے سے آپ نے منع کیا تو پہننا بطریق اولیٰ منع ہوگا اور شاید امام بخاری نے اس حدیث کی طرف اشارہ کیا جس کو کتاب اللباس میں نکالا کہ آپ اپنے گھر میں کوئی ایسی چیز نہ چھوڑتے جس پر صلیب بنی ہوتی یعنی اس کو توڑ ڈالتے اور باب کی حدیث سے یہ نکلا کہ ایسے کپڑے کا پہننا یا اس کا لٹکانا مکروہ ہے لیکن نماز فاسد نہیں ہوتی کیونکہ آپ نے نماز کو توڑا نہیں نہ اس کا اعادہ کیا ۱۲ منہ [2] مسلم کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت جبرئیلؑ نے مجھ کو اس کے پہننے سے منع کیا اور یہ کوٹ آپ نے اس وقت پہنا ہوگا جب مرد کو ریشمی کپڑا پہننا حرام نہ ہوگا اس حدیث سے یہ نکلا کہ اگرچہ ریشمی کپڑا پہننا حرام ہے اور پہننے والا گنہگار ہوگا لیکن اس کو پہن کر نماز ہو جائے گی اکثر علماء کا یہی قول ہے اور امام مالک نے کہا اگر وقت باقی ہو تو دوبارہ نماز پڑھے شوکانی نے کہا اکثر فقہا کا یہ قول ہے کہ نماز مکروہ ہوگی۔

تَمَسَّحَ بِهٖ وَمَنْ لَّمْ يُصِبْ مِنْهُ شَيْئًا اَخَذَ مِنْ بَلَلِ يَدِ صَاحِبِهٖ ثُمَّ رَاَيْتُ بِلَالًا اَخَذَ عَنَزَةً لَهٗ فَرَكَزَهَا وَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حُلَّةٍ حَمْرَاءَ مُشَمِّرًا صَلّٰى اِلَى الْعَنَزَةِ بِالنَّاسِ رَكْعَتَيْنِ وَرَاَيْتُ النَّاسَ وَالدَّوَابَّ يَمُرُّوْنَ مِنْ بَيْنِ يَدَيِ الْعَنَزَةِ۔

سنبھالی اور اسے گاڑا۔ آنحضرتؐ قبہ سے باہر تشریف لائے لال جوڑا پہنے ہوئے[1] تہمد اُٹھائے ہوئے[2] (یعنی اتنا جس سے پنڈلیوں کی سفیدی دکھ جاتی ہو گھٹنوں سے نیچے) اس برچھی کی طرف رُخ کرکے لوگوں کو نماز پڑھائی۔ مَیں نے دیکھا اس برچھی کے سامنے سے لوگ اور جانور گذر رہے تھے[3]۔

بَابٌ ۲۵۸ الصَّلٰوةِ فِي السُّطُوْحِ وَالْمِنْبَرِ وَالْخَشَبِ

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ وَلَمْ يَرَ الْحَسَنُ بَاْسًا اَنْ يُّصَلّٰى عَلَى الْجَمْدِ وَالْقَنَاطِيْرِ وَاِنْ جَرٰى تَحْتَهَا بَوْلٌ اَوْ فَوْقَهَا اَوْ اَمَامَهَا اِذَا كَانَ بَيْنَهُمَا سُتْرَةٌ وَصَلّٰى اَبُوْ هُرَيْرَةَ عَلٰى ظَهْرِ الْمَسْجِدِ بِصَلٰوةِ الْاِمَامِ وَصَلَّى ابْنُ عُمَرَ عَلَى الثَّلْجِ۔

باب چھتوں، منبروں اور لکڑی پر نماز پڑھنا۔

ابو عبداللہ (امام بخاریؒ) کہتے ہیں حسن بصریؒ نے برف اور پُلوں پر نماز درست سمجھی ہے گو ان کے نیچے پیشاب بہتا ہے یا ان کے اوپر والی تختی پر یا سامنے بشرطیکہ نماز کی جگہ اور اس کے درمیان کوئی آڑ ہو[4]۔ ابو ہریرہؓ نے مسجد کی چھت پر نماز پڑھی کسی امام کے پیچھے، اور ابنِ عمرؓ نے برف پر نماز پڑھی۔

۳۶۸۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ حَازِمٍ قَالَ سَاَلُوْا سَهْلَ ابْنَ سَعْدٍ مِنْ اَيِّ شَيْءٍ الْمِنْبَرُ

(از علی بن عبداللہ، از سفیان) ابو حازم کہتے ہیں سہل بن سعد سے لوگوں نے دریافت کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا منبر کس چیز کا بنا ہوا تھا؟ تو انہوں نے جواب دیا اب مجھ سے بہتر اس بات کا عالم

---

[1] یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے ہمارے علماء میں سے شیخ ابن قیمؒ نے فرمایا کہ یہ جوڑا نرا سرخ نہ تھا بلکہ اس میں سُرخ اور کالی دھاریاں تھیں یہ یمن کی چادریں تھیں اور سُرخ رنگ میں بہت اختلاف ہے حافظ نے اس میں سات مذہب بیان کیے ہیں پھر کہا یہ صحیح ہے کہ کافروں کی مشابہت یا عورتوں کی مشابہت کی نیت سے یا شہرت کی نیت سے تو مرد کو سُرخ رنگ پہننا درست نہیں ہے اور اگر یہ نیت نہ ہو تو درست ہے البتہ کسم کا رنگ مرد کے لیے بالاتفاق درست ہے۔ اسی طرح لال زین پوشوں کا استعمال جس کی ممانعت میں صحیح حدیث وارد ہے باقی دوسری حدیثیں جن سے سُرخ رنگ مرد کو منع رکھنے والوں نے دلیل لی ہے وہ ضعیف ہیں یا ان سے دلیل پوری نہیں ہوتی ۱۲ منہ

[2] آپ کی پنڈلیاں کھلی ہوئی تھیں مسلم کی روایت میں ہے۔ گویا میں آپ کی پنڈلیوں کی سفیدی کو دیکھ رہا ہوں ۱۲ منہ [3] ضمناً یہاں سترہ کا بیان بھی آگیا کہ سترہ ہوتے ہوئے لوگوں کا گذرنا روا ہے عبدالرزاق ۱۲ منہ [4] کیونکہ نجاست کا دُور کرنا جو نمازی پر فرض ہے اس سے یہ غرض ہے کہ نمازی کے بدن یا کپڑے سے نجاست نہ لگے اگر بیچ میں کوئی چیز حائل ہو مثلاً ایک لوہے کا بمبا یا نلوہ ہو اس میں نجاست بہ رہی ہو اور کوئی اس کے اوپر کی سطح پر نماز پڑھے جہاں نجاست کا اثر نہ ہو تو یہ درست ہوگا ۱۲ منہ۔

فَقَالَ مَا بَقِيَ فِي النَّاسِ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّيْ هُوَ مِنْ اَثْلِ الْغَابَةِ عَمِلَهٗ فُلَانٌ مَوْلٰى فُلَانَةَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَامَ عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ عُمِلَ وَوُضِعَ فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ كَبَّرَ وَقَامَ النَّاسُ خَلْفَهٗ فَقَرَأَ وَرَكَعَ النَّاسُ خَلْفَهٗ ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَهٗ ثُمَّ رَجَعَ الْقَهْقَرٰى فَسَجَدَ عَلَى الْاَرْضِ ثُمَّ عَادَ اِلَى الْمِنْبَرِ ثُمَّ قَرَأَ ثُمَّ رَكَعَ ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَهٗ ثُمَّ رَجَعَ الْقَهْقَرٰى حَتّٰى سَجَدَ بِالْاَرْضِ فَهٰذَا شَاْنُهٗ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ سَاَلَنِيْ اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ عَنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ قَالَ فَاِنَّمَا اَرَدْتُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اَعْلٰى مِنَ النَّاسِ فَلَا بَاْسَ اَنْ يَّكُوْنَ الْاِمَامُ اَعْلٰى مِنَ النَّاسِ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ قَالَ فَقُلْتُ فَاِنَّ سُفْيٰنَ بْنَ عُيَيْنَةَ كَانَ يُسْئَلُ عَنْ هٰذَا كَثِيْرًا فَلَمْ تَسْمَعْهُ مِنْهُ قَالَ لَا۔

کوئی اور نہیں۔ وہ منبر غابہ کے جھاؤ سے بنا ہوا تھا۔ اسے فلاں عورت کے فلاں غلام نے آنحضرت صلعم کے واسطے بنایا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس پر کھڑے ہوئے اور قبلے کی طرف منہ کرکے آپ نے تکبیر کہی اور لوگ آپ کے پیچھے کھڑے ہوئے آپ نے قرأت کی اور رکوع کیا۔ لوگوں نے آپ کے پیچھے رکوع کیا۔ پھر آپ نے سر اٹھایا اور الٹے پاؤں پیچھے ہٹے[2] پھر زمین پر سجدہ کیا پھر دونوں سجدوں کے بعد منبر پر چلے گئے پھر قرأت کی پھر رکوع کیا پھر رکوع سے سر اٹھایا۔ پھر الٹے پاؤں پیچھے ہٹے اور زمین پر سجدہ کیا۔ منبر کا یہ واقعہ ہے[3]۔ امام بخاری کہتے ہیں علی بن عبداللہ نے کہا کہ مجھ سے امام احمد بن حنبل نے یہ حدیث پوچھی۔ علی نے کہا میرا مطلب اس حدیث کے بیان کرنے سے یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں سے اونچے کھڑے ہوئے تھے (بحالتِ نماز) تو اس حدیث کی رو سے اس میں کوئی حرج نہیں کہ امام لوگوں سے اونچا کھڑا ہو۔ علی کہتے ہیں میں نے یہ بھی کہا کہ سفیان ابن عیینہ سے تو لوگ اس حدیث کو بہت پوچھتے رہتے تھے۔ کیا تم نے یہ حدیث ان سے نہیں سنی۔ انہوں نے کہا نہیں[4]

۳۶۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيْمِ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هٰرُوْنَ قَالَ اَخْبَرَنَا حُمَيْدُ الطَّوِيْلُ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَقَطَ عَنْ فَرَسِهٖ فَجُحِشَتْ سَاقُهٗ اَوْ كَتِفُهٗ اٰلٰى مِنْ نِّسَآئِهٖ شَهْرًا فَجَلَسَ فِيْ

(از محمد بن عبدالرحیم، از یزید بن ہارون، از حمید الطویل) انس بن مالک کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک بار گھوڑے سے گر گئے جس کی وجہ سے آپ کی پنڈلی یا شانہ چھل گیا تو آپ نے ازواجِ مطہرات کے پاس نہ جانے کی قسم کھائی اور ایک بالاخانہ میں بیٹھ رہے، جس کی سیڑھیاں کھجور کی لکڑی کی تھیں تو آپ کے اصحاب بیمار پرسی کو آئے

---

[1] غابہ ایک گاؤں ہے مدینہ سے قریب جھاؤ مشہور درخت ہے اس کی لکڑی اچھی ہوتی ہے لوگ اس کے برتن بناتے ہیں اور اس کے پتوں سے دھوبی کپڑے دھوتے ہیں ۱۲ منہ [2] تاکہ منہ قبلے کی طرف سے نہ پھرے ۱۲ منہ [3] حدیث سے یہ نکلا کہ امام مقتدیوں سے اونچی جگہ پر کھڑا ہو سکتا ہے اور یہ بھی نکلا کہ اتنا ہٹنا یا آگے بڑھنا نماز کو نہیں توڑتا۔ خطابی نے کہا آپ کا منبر تین سیڑھیوں کا تھا آپ دوسری سیڑھی پر کھڑے ہوں گے تو اترنے چڑھنے میں صرف دو قدم ہوئے ۱۲ منہ [4] یعنی پوری یہ روایت جس میں منبر پر نماز پڑھنے کا بھی ذکر ہے ورنہ امام احمد نے اپنی مسند میں سفیان سے یہ حدیث نقل کی ہے۔ اس میں اتنا ہی ہے کہ منبر غابہ کے جھاؤ کا تھا امام احمد نے جب یہ حدیث علی بن المدینی سے سنی تو اپنا مذہب یہی قرار دیا کہ امام اگر مقتدیوں سے بلند کھڑا ہو تو اس میں کوئی قباحت نہیں ۱۲ منہ۔

مَشْرُبَةٍ لَّهٗ دَرَجَتُهَا مِنْ جُذُوْعِ النَّخْلِ فَاَتَاهُ اَصْحَابُهٗ يَعُوْدُوْنَهٗ فَصَلّٰى بِهِمْ جَالِسًا وَّهُمْ قِيَامٌ فَلَمَّا سَلَّمَ قَالَ اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهٖ فَاِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوْا وَاِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوْا وَاِذَا سَجَدَ فَاسْجُدُوْا وَاِنْ صَلّٰى قَائِمًا فَصَلُّوْا قِيَامًا وَّنَزَلَ لِتِسْعٍ وَّعِشْرِيْنَ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّكَ اٰلَيْتَ شَهْرًا فَقَالَ اِنَّ الشَّهْرَ تِسْعٌ وَّعِشْرُوْنَ۔

آپ نے بیٹھ کر نماز پڑھائی صحابہ نے کھڑے ہو کر پڑھی جب سلام پھیرا، تو فرمایا امام اس لیے مقرر ہوا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے جب وہ تکبیر کہے تم بھی کہو جب وہ رکوع کرے تم بھی رکوع کرو جب وہ سجدہ کرے تم بھی سجدہ کرو اگر وہ کھڑے ہو کر نماز پڑھے تم بھی کھڑے ہو کر نماز پڑھو۔ انتیس دن کے بعد بالاخانے سے اترے اپنی بیویوں کے پاس گئے لوگوں نے کہا یا رسول اللہ آپ نے تو ایک ماہ کی قسم کھائی تھی، فرمایا مہینہ انتیس دن کا ہوا ہے [1]

بَابٌ ۲۵۹ اِذَا اَصَابَ ثَوْبُ الْمُصَلِّيْ امْرَاَتَهٗ اِذَا سَجَدَ۔

باب سجدے میں آدمی کا کپڑا اس کی بیوی سے لگ جائے تو کیسا ہے؟

۳۷۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ الشَّيْبَانِيُّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَدَّادٍ عَنْ مَيْمُوْنَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ وَاَنَا حِذَاءَهٗ وَاَنَا حَائِضٌ وَّرُبَّمَا اَصَابَنِيْ ثَوْبُهٗ اِذَا سَجَدَ قَالَتْ وَكَانَ يُصَلِّيْ عَلَى الْخُمْرَةِ۔

(از مُسدد، از خالد، از سلیمان شیبانی، از عبداللہ ابن شداد) حضرت میمونہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بحالتِ نماز ہوتے اور میں حائضہ آپ کے برابر پڑی ہوتی۔ کبھی جب آپ سجدہ کرتے تو آپ کا کپڑا مجھ سے لگ جاتا۔ آپ خمرہ پر نماز پڑھا کرتے تھے [2]

بَابٌ ۲۶۰ الصَّلٰوةُ عَلَى الْحَصِيْرِ

وَصَلّٰى جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ وَاَبُوْ سَعِيْدٍ فِي السَّفِيْنَةِ قَائِمًا وَّقَالَ الْحَسَنُ تُصَلِّيْ قَائِمًا مَّا لَمْ تَشُقَّ عَلٰى اَصْحَابِكَ تَدُوْرُ مَعَهَا وَاِلَّا فَقَاعِدًا۔

باب چٹائی پر نماز پڑھنا

حضرت جابر بن عبداللہ اور ابوسعید خدری نے کشتی میں کھڑے ہو کر نماز پڑھی امام حسن بصری کہتے ہیں کشتی میں کھڑے ہو کر نماز پڑھے جب تک اس سے تیرے باقی کشتی سوار ساتھیوں کو تکلیف نہ ہو کشتی کے ساتھ تو بھی گھومتا رہ۔ ورنہ بیٹھ کر نماز پڑھ۔ [3]

---

[1] یعنی مہینہ کبھی تیس دن کا ہوتا ہے کبھی انتیس دن الگ رہنے سے بھی میری قسم پوری ہو گئی ۱۲ منہ [2] اس حدیث سے یہ نکلا کہ حائضہ عورت کا بدن نجس نہیں ہے۔ ابن بطال نے کہا تمام فقہاء نے اس پر اتفاق کیا کہ سجدہ گاہ خمرہ پر نماز درست ہے۔ مگر عمر بن عبدالعزیز سے منقول ہے کہ ان کے لیے مٹی لائی جاتی وہ اس پر سجدہ کرتے اور ابن ابی شیبہ نے عروہ سے نکالا کہ وہ سوا مٹی کے اور کسی چیز پر سجدہ کرنا مکروہ جانتے تھے۔ امامیہ کے نزدیک کھانے اور پہننے کی چیزوں پر سجدہ حرام ہے ۱۲ منہ [3] یہ ابن ابی شیبہ اور بخاری نے تاریخ میں نکالا۔ کشتی کے ساتھ گھومتا جا۔ گھومنے سے مراد یہ ہے کہ قبلہ کی طرف رُخ رہے۔ عبدالرزاق ۱۲ منہ۔

۳۷۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ یُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ اِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ اَبِیْ طَلْحَۃَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ جَدَّتَہٗ مُلَیْکَۃَ دَعَتْ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِطَعَامٍ صَنَعَتْہُ لَہٗ فَاَکَلَ مِنْہُ ثُمَّ قَالَ قُوْمُوْا فَلِاُصَلِّیَ لَکُمْ قَالَ اَنَسٌ فَقُمْتُ اِلٰی حَصِیْرٍ لَّنَا قَدِ اسْوَدَّ مِنْ طُوْلِ مَا لُبِسَ فَنَضَحْتُہٗ بِمَآءٍ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَصَفَفْتُ وَالْیَتِیْمُ وَرَآءَہٗ وَالْعَجُوْزُ مِنْ وَّرَآئِنَا فَصَلّٰی لَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَکْعَتَیْنِ ثُمَّ انْصَرَفَ۔

(از عبداللہ بن یوسف، از مالک، از اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ) انس بن مالک رض کہتے ہیں کہ ان کی نانی مُلیکہ[۱] نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دعوت پر مدعو کیا اور وہ کھانا مخصوص آپ کے لیے تیار ہوا تھا، آپ نے تناول فرمایا۔ پھر فرمایا کھڑے ہو جاؤ میں تمہیں نماز پڑھاؤں۔ انس رض کہتے ہیں مَیں ایک چٹائی کی طرف گیا جو کام میں آتے آتے سیاہ پڑ گئی تھی۔ مَیں نے اسے پانی سے دھویا۔ آنحضرت ص اس پر کھڑے ہوئے مَیں اور ایک یتیم لڑکے (ضُمیرہ) نے آپ کے پیچھے صف باندھی اور بڑھیا نانی نے ہمارے پیچھے۔ پھر آپ نے ہمیں دو رکعتیں پڑھائیں۔ پھر سلام پھیرا۔

بَابُ ۲۶۱ الصَّلٰوۃِ عَلَی الْخُمْرَۃِ۔

باب خُمرہ پر نماز پڑھنا۔

۳۷۲۔ حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِیْدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَۃُ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَیْمَانُ الشَّیْبَانِیُّ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ شَدَّادٍ عَنْ مَیْمُوْنَۃَ قَالَتْ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُصَلِّیْ عَلَی الْخُمْرَۃِ۔

(از ابوالولید، از شعبہ، از سلیمان شیبانی، از عبداللہ بن شدّاد) حضرت میمونہ رض فرماتی ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چھوٹے مصلّے پر نماز پڑھتے تھے۔[۲]

بَابُ ۲۶۲ الصَّلٰوۃِ عَلَی الْفِرَاشِ

وَصَلّٰی اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ عَلٰی فِرَاشِہٖ وَقَالَ اَنَسٌ کُنَّا نُصَلِّیْ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَیَسْجُدُ اَحَدُنَا عَلٰی ثَوْبِہٖ۔

باب بچھونے پر نماز پڑھنا[۳]

انس بن مالک نے بچھونے پر نماز پڑھی۔ انس کہتے ہیں ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھا کرتے۔ کوئی ہم میں سے اپنے کپڑے پر سجدہ کرتے۔

۳۷۳۔ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ قَالَ حَدَّثَنِیْ مَالِكٌ عَنْ اَبِی النَّضْرِ مَوْلٰی عُمَرَ بْنِ عُبَیْدِ اللّٰہِ عَنْ اَبِیْ سَلَمَۃَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَآئِشَۃَ زَوْجِ النَّبِیِّ

(از اسمٰعیل، از مالک، از ابوالنضر مولیٰ عمر بن عبیداللہ، از ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن) حضرت عائشہ رض فرماتی ہیں مَیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سو جاتی، میرے دونوں پاؤں آپ کے سجدے

---

[۱] بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے کہ اسحاق کی دادی ملیکہ نے ۱۲ منہ [۲] سجدہ گاہ یعنی خمرہ سے وہی چھوٹا مصلّے مراد ہے جس پر نمازی کا منہ اور اس کے دونوں ہاتھ آسکیں ۱۲ منہ [۳] اس باب کو لاکر امام بخاری نے ان لوگوں کا رد کیا ہے جو مٹی کے سوا اور چیزوں پر سجدہ جائز نہیں رکھتے ۱۲ منہ۔

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہَا قَالَتْ کُنْتُ اَنَامُ بَیْنَ یَدَیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَرِجْلَایَ فِیْ قِبْلَتِہٖ فَاِذَا سَجَدَ غَمَزَنِیْ فَقَبَضْتُ رِجْلَیَّ وَاِذَا قَامَ بَسَطْتُّھُمَا قَالَتْ وَالْبُیُوْتُ یَوْمَئِذٍ لَیْسَ فِیْھَا مَصَابِیْحُ۔

کی جگہ پر ہوتے۔ آپ جب سجدہ کرتے، تو دبا دیا کرتے۔ میں اپنے پاؤں سمیٹ لیتی۔ جب آپ کھڑے ہو جاتے، تو میں پاؤں پھیلا دیتی اُن دنوں گھروں میں چراغ بھی نہ تھے [1]۔

۳۷۴۔ حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ بُکَیْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّیْثُ عَنْ عُقَیْلٍ عَنِ ابْنِ شِہَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عُرْوَۃُ اَنَّ عَائِشَۃَ اَخْبَرَتْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یُصَلِّیْ وَھِیَ بَیْنَہٗ وَبَیْنَ الْقِبْلَۃِ عَلٰی فِرَاشِ اَھْلِہٖ اِعْتِرَاضَ الْجَنَازَۃِ۔

(از یحییٰ بن بکیر، از لیث، از عُقیل، از ابن شہاب) عروہ کہتے ہیں حضرت عائشہؓ کے بیان سے معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر کے بچھونے پر نماز پڑھتے اور وہ (عائشہؓ) آپؐ کے اور قبلے کے بیچ میں جنازے کی طرح آڑی پڑی ہوتیں۔

۳۷۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ یُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّیْثُ عَنْ یَزِیْدَ عَنْ عِرَاکٍ عَنْ عُرْوَۃَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یُصَلِّیْ وَعَائِشَۃُ مُعْتَرِضَۃٌ بَیْنَہٗ وَبَیْنَ الْقِبْلَۃِ عَلَی الْفِرَاشِ الَّذِیْ یَنَامَانِ عَلَیْہِ۔

(از عبداللہ بن یوسف، از لیث، از یزید، از عراک) عروہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس بچھونے پر نماز پڑھتے جس پر آپؐ اور عائشہؓ سویا کرتے تھے۔ حضرت عائشہ آپ کے اور قبلے کے درمیان ہوتیں۔

بَابٌ ۲۶۳ السُّجُوْدِ عَلَی الثَّوْبِ فِیْ شِدَّۃِ الْحَرِّ۔ وَقَالَ الْحَسَنُ کَانَ الْقَوْمُ یَسْجُدُوْنَ عَلَی الْعِمَامَۃِ وَالْقَلَنْسُوَۃِ وَیَدَاہُ فِیْ کُمِّہٖ۔

باب سخت گرمی میں کپڑے پر سجدہ کرنا۔ امام حسن بصریؒ کا قول ہے کہ صحابۂ کرامؓ عمامے اور ٹوپی پر سجدہ کرتے اور ان کے دونوں ہاتھ آستینوں میں ہوتے تھے۔

۳۷۶۔ حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِیْدِ ھِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِکِ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ قَالَ حَدَّثَنِیْ غَالِبُ الْقَطَّانُ عَنْ بَکْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ قَالَ کُنَّا نُصَلِّیْ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَیَضَعُ اَحَدُنَا طَرَفَ الثَّوْبِ مِنْ

(از ابو الولید ہشام بن عبد الملک، از بشر بن مفضل، از غالب قطان، از بکر بن عبداللہ) انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھا کرتے پھر سخت گرمی کی وجہ سے کوئی کوئی ہم میں اپنے کپڑے کا کنارہ سجدہ کی جگہ رکھ لیتا [2]۔

[1] مراد بچھونے پر سونا ہے جیسے آگے کی حدیث میں اس کی تصریح ہے تو ترجمہ باب نکل آیا ۱۲ منہ [2] امام ابوحنیفہؒ اور امام مالکؒ (باقی اگلے صفحے پر)

شِدَّةِ الْحَرِّ فِي مَكَانِ السُّجُودِ۔

بَابٌ ۲۶۴ الصَّلٰوةِ فِي النِّعَالِ۔

۳۷۷۔ حَدَّثَنَا اٰدَمُ بْنُ اَبِي اِيَاسٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُو مَسْلَمَةَ سَعِيدُ بْنُ يَزِيدَ الْاَزْدِيُّ قَالَ سَاَلْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ اَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فِي نَعْلَيْهِ قَالَ نَعَمْ۔

باب جوتے پہن کر نماز پڑھنا۔

(از آدم بن ابی ایاس از شعبہ) ابو مسلمہ سعید بن یزید ازدی فرماتے ہیں میں نے انس بن مالکؓ سے دریافت کیا کہ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جوتیاں پہن کر نماز پڑھا کرتے تھے؟ انہوں نے جواب دیا: ہاں۔

بَابٌ ۲۶۵ الصَّلٰوةِ فِي الْخِفَافِ۔

۳۷۸۔ حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْاَعْمَشِ قَالَ سَمِعْتُ اِبْرَاهِيمَ يُحَدِّثُ عَنْ هَمَّامِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ رَاَيْتُ جَرِيرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ بَالَ ثُمَّ تَوَضَّاَ وَمَسَحَ عَلٰى خُفَّيْهِ ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰى فَسُئِلَ فَقَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَنَعَ مِثْلَ هٰذَا قَالَ اِبْرَاهِيمُ فَكَانَ يُعْجِبُهُمْ لِاَنَّ جَرِيرًا كَانَ مِنْ اٰخِرِ مَنْ اَسْلَمَ۔

باب موزے پہن کر نماز پڑھنا۔

(از آدم، از شعبہ، از اعمش، از ابراہیم) ہمام بن حارث کہتے ہیں میں نے جریر بن عبداللہ کو دیکھا کہ اول انہوں نے پیشاب کیا، پھر وضو کیا اور موزوں پر مسح کیا۔ بعد میں کھڑے ہو کر نماز پڑھی (موزوں سمیت) کسی نے اُن سے تعجباً پوچھا، تو انہوں نے فرمایا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا ہی کرتے دیکھا (یعنی موزوں سمیت نماز پڑھتے دیکھا) ابراہیم نخعی کہتے ہیں جریر کی یہ حدیث لوگوں کو بہت پسند تھی۔ کیونکہ جریرؓ آخر میں اسلام لائے تھے۔

۳۷۹۔ حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو اُسَامَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ وَضَّاْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَسَحَ عَلٰى خُفَّيْهِ وَصَلّٰى۔

(از اسحاق بن نصر، از ابو اسامہ، از اعمش، از مسلم، از مسروق) مغیرہ بن شعبہ فرماتے ہیں میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو کرایا آپ نے اپنے موزوں پر مسح کیا اور نماز پڑھی۔

بَابٌ ۲۶۷ اِذَا لَمْ يُتِمَّ السُّجُودَ۔

باب نامکمل سجدہ کرنا۔

(بقیہ) اور امام احمد بن حنبل اور اکثر علماء کا یہی قول ہے کہ سخت گرمی کی حالت میں نمازی اپنا کپڑا بچھا کر اس پر سجدہ کر سکتا ہے اور ایسے عمل قلیل سے نماز فاسد نہ ہوگی لیکن شافعیہ نے اس کے خلاف کہا ہے ۱۲ منہ ۲؎ شریعت میں جوتا پہن کر نماز پڑھنا صرف جائز ہی ہے مقصود ہرگز نہیں اصل بات یہ کہ جب موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر تشریف لے گئے تو آپؑ جوتے پہنے ہوئے تھے آپؑ سے فرمایا گیا فاخلع نعلیک (طٰہٰ) اپنے جوتے اتار دیں یہودیوں نے اس سے یہ سمجھ لیا کہ جوتے پہن کر نماز جائز نہیں تو انہوں نے اس پر عمل شروع کر دیا اور جوتے کے ساتھ نماز پڑھنے کو ناجائز قرار دیا۔ آپؐ نے اپنے عمل مبارک سے اسے کر کے دکھایا آپؐ نے فرمایا کہ یہودیوں کی مخالفت کرو۔ ان ساری باتوں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ صرف یہودیوں کے ایک غلط عقیدے پر ضرب لگانا مقصد تھا۔

۳۸۰- حَدَّثَنَا الصَّلْتُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ أَخْبَرَنَا مَهْدِيٌّ عَنْ وَاصِلٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ حُذَيْفَةَ أَنَّهُ رَأَى رَجُلًا لَا يُتِمُّ رُكُوعَهُ وَلَا سُجُودَهُ فَلَمَّا قَضَى صَلوٰتَهُ قَالَ لَهُ حُذَيْفَةُ مَا صَلَّيْتَ قَالَ وَأَحْسِبُهُ قَالَ لَوْ مُتَّ مُتَّ عَلَى غَيْرِ سُنَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

(از صلت بن محمد، از مہدی، از واصل) ابو وائل کہتے ہیں حذیفہؓ نے ایک شخص کو دیکھا جس نے رکوع و سجود مکمل نہیں کیا تھا۔ جب وہ نماز پڑھ چکا، تو حذیفہ نے اُس سے کہا، تونے نماز ہی نہیں پڑھی ابو وائل کہتے ہیں، میرا خیال ہے انہوں نے اسے یہ بھی کہا کہ اگر تو اسی حالت میں مرگیا (یعنی رکوع و سجود نامکمل کرنے کی عادت میں) تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر نہیں مرے گا[1]۔

بَابٌ ۲۶۷ يُبْدِي ضَبْعَيْهِ وَيُجَافِي جَنْبَيْهِ فِي السُّجُودِ۔

باب سجدے میں دونوں بازؤں کو کھلا رکھنا، اور پسلیوں سے جدا رکھنا۔

۳۸۱- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي بَكْرُ بْنُ مُضَرَ عَنْ جَعْفَرٍ عَنِ ابْنِ هُرْمُزَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَالِكٍ ابْنِ بُحَيْنَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا صَلَّى فَرَّجَ بَيْنَ يَدَيْهِ حَتَّى يَبْدُوَ بَيَاضُ إِبْطَيْهِ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي جَعْفَرُ بْنُ رَبِيعَةَ نَحْوَهُ۔

(از یحییٰ بن بکیر، از بکر بن مضر، از جعفر، از ابن ہرمز) عبداللہ بن مالک ابن بحینہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز پڑھتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اتنا کھلا رکھتے کہ آپ کی بغلوں کی سفیدی کھل جاتی اور لیث نے بھی بحوالہ جعفر بن ربیعہ اسی طرح حدیث بیان کی ہے۔

بَابٌ ۲۶۸ فَضْلِ اسْتِقْبَالِ الْقِبْلَةِ يَسْتَقْبِلُ بِأَطْرَافِ رِجْلَيْهِ الْقِبْلَةَ قَالَ أَبُو حُمَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

باب قبلے کی طرف منہ کرنے کی فضیلت۔ پیروں کی انگلیاں بھی قبلہ رخ ہونی چاہئیں ابو حمید نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے (یعنی پیروں کی انگلیاں الخ)

۳۸۲- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ مَهْدِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا مَنْصُورُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ مَيْمُونِ ابْنِ سِيَاهٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلَّى صَلوٰتَنَا وَاسْتَقْبَلَ

(از عمرو بن عباس، از ابن مہدی، از منصور بن سعد، از میمون بن سیاہ) انس بن مالکؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی ہماری نماز کی طرح نماز پڑھے اور (نماز میں) ہمارے قبلے کی طرف منہ کرے[2] اور ہمارا ذبح کیا ہوا جانور کھالے[3]، تو وہ ایسا مسلمان

---

[1] یعنی تیرا خاتمہ برا ہو گا کیونکہ تونے نہ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کا خیال کیا اور نہ اس شہنشاہ عالیجاہ کا ادب کیا اور ایسی بے طوری اور بے پرواہی سے اس کی عبادت کی ۱۲ منہ [2] اسی سے ترجمہ باب نکلتا ہے معلوم ہوا کہ نماز میں قبلے کی طرف منہ کرنا ضرور ہے اور بغیر اس کے نماز صحیح نہیں ہوتی اس پر سب کا اتفاق ہے مگر عذر یا خوف کی حالت میں اس کی فرضیت ساقط ہو جاتی ہے ۱۲ منہ [3] یہ تینوں باتیں آپ نے (باقی اگلے صفحے پر)

قِبْلَتَنَا وَاَكَلَ ذَبِيْحَتَنَا فَذٰلِكَ الْمُسْلِمُ الَّذِيْ لَهٗ ذِمَّةُ اللّٰهِ وَ ذِمَّةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ فَلَا تُخْفِرُوا اللّٰهَ فِيْ ذِمَّتِهٖ۔

ہے، جو اللہ اور اس کے رسول کی پناہ میں ہے تو اللہ کی پناہ میں خیانت نہ کرو۔

۳۸۳۔ حَدَّثَنَا نُعَيْمٌ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيْلِ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَقُوْلُوْا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَاِذَا قَالُوْهَا وَ صَلَّوْا صَلٰوتَنَا وَاسْتَقْبَلُوْا قِبْلَتَنَا وَاَكَلُوْا ذَبِيْحَتَنَا فَقَدْ حَرُمَتْ عَلَيْنَا دِمَآؤُهُمْ وَاَمْوَالُهُمْ اِلَّا بِحَقِّهَا وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ وَقَالَ عَلِيُّ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ قَالَ سَاَلَ مَيْمُوْنُ بْنُ سِيَاهٍ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ فَقَالَ يَآ اَبَا حَمْزَةَ وَمَا يُحَرِّمُ دَمَ الْعَبْدِ وَمَالَهٗ فَقَالَ مَنْ شَهِدَ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاسْتَقْبَلَ قِبْلَتَنَا وَ صَلّٰى صَلٰوتَنَا وَاَكَلَ ذَبِيْحَتَنَا فَهُوَ الْمُسْلِمُ لَهٗ مَا لِلْمُسْلِمِ وَعَلَيْهِ مَا عَلَى الْمُسْلِمِ وَقَالَ ابْنُ اَبِيْ مَرْيَمَ اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ اَيُّوْبَ قَالَ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَنَسٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

(از نعیم، از ابن مبارک، از حمید الطویل) انس بن مالک کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے حکم ملا ہے کہ لوگوں (کافروں) سے قتال کروں جب تک وہ لا الٰہ الا اللہ کا اقرار نہ کریں جب وہ لا الٰہ الا اللہ کہہ دیں اور ہماری نماز کی طرح نماز پڑھنے لگیں اور ہمارے قبلے کی طرف (نماز میں) منہ کریں اور ہمارا ذبح کیا ہوا جانور کھالیں، تو ہم پر اُن کے جان اور مال حرام ہو گئے (یعنی ان کا قتل و غارتگری ہمارے لیے جائز نہ ہوگا) مگر کسی حق کے بدلے[1] (یعنی خون کا قصاص) اور اُن کا حساب اللہ پر ہے[2]۔ علی بن عبداللہ مدینی نے بحوالہ خالد بن حارث، حُمید کہا کہ میمون بن سیاہ نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا اے ابوحمزہ (ابوحمزہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی کنیت ہے) کونسی چیز آدمی کا خون و مال حرام کر دیتی ہے؟ آپ نے فرمایا جو لا الٰہ الا اللہ کی شہادت دے، ہمارے قبلے کی طرف رُخ کر کے نماز پڑھے، ہماری نماز کی طرح نماز پڑھے، ہمارا ذبیحہ کھالے، وہ مسلمان ہے، جو مسلمان کا حق ہے وہ اس کا ہے جو مسلمان پر لازم ہے۔ وہ اس پر لازم ہے۔ ابن ابی مریم نے یہی حدیث بحوالہ یحییٰ بن ایوب، حمید انس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔

بَابٌ ۲۶۹ قِبْلَةِ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ وَ اَهْلِ الشَّامِ وَالْمَشْرِقِ لَيْسَ فِي الْمَشْرِقِ وَلَا فِي الْمَغْرِبِ قِبْلَةٌ

باب مدینہ اور شام والوں کے قبلے کا بیان۔ مشرق و (مغرب) کا بیان۔ مدینہ اور شام والوں کا قبلہ مشرق و مغرب میں نہیں ہے، کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

(بقیہ) مسلمان کی نشانیاں بیان کیں کیونکہ اس وقت یہود و نصاریٰ اور مشرکین ان سب باتوں کو نہیں کرتے تھے مشرک تو نماز ہی نہیں پڑھتے تھے اور یہود مسلمانوں کا کاٹا جانور نہیں کھاتے تھے نہ مسلمانوں کے قبلے کی طرف نماز پڑھتے تھے اور نصاریٰ تو مسلمان کا کاٹا جانور کھا لیتے تھے مگر مسلمانوں کے قبلے کی طرف نماز نہیں پڑھتے تھے ۱۲ منہ [1] جیسے کسی کا خون کریں تو اس سے قصاص لیا جائے گا یہ اور بات ہے ۱۲ منہ [2] یعنی یہ تین کام کریں لیکن دل سے مسلمان نہیں تو اس کا حساب اللہ تعالیٰ لے گا۔ البتہ ظاہری طور پر ان کے ساتھ مسلمانوں جیسا سلوک کیا جائے گا۔

لِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَسْتَقْبِلُوا الْقِبْلَةَ بِغَائِطٍ أَوْ بَوْلٍ وَّلٰكِنْ شَرِّقُوا أَوْ غَرِّبُوا۔

نے مدینہ والوں سے فرمایا پیشاب اور پاخانہ میں قبلے کی طرف منہ نہ کرو لیکن مشرق ومغرب کی طرف منہ کیا کرو[1]

۳۸۴۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيْدَ اللَّيْثِيِّ عَنْ أَبِي أَيُّوْبَ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا أَتَيْتُمُ الْغَائِطَ فَلَا تَسْتَقْبِلُوا الْقِبْلَةَ وَلَا تَسْتَدْبِرُوْهَا وَلٰكِنْ شَرِّقُوا أَوْ غَرِّبُوا قَالَ أَبُوْ أَيُّوْبَ فَقَدِمْنَا الشَّامَ فَوَجَدْنَا مَرَاحِيْضَ بُنِيَتْ قِبَلَ الْقِبْلَةِ فَنَنْحَرِفُ وَنَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَعَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَطَاءٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا أَيُّوْبَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ۔

(از علی بن عبداللہ، از سفیان، از زہری، از عطار بن یزید لیثی) ابوایوب انصاری کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم پاخانہ میں جاؤ تو قبلہ کی طرف نہ رُخ کرو نہ پشت۔ البتہ مشرق یا مغرب کی طرف منہ کرو۔ ابوایوب کہتے ہیں ہم شام میں آئے وہاں ہم نے کچھ ایسے بھی پاخانے دیکھے جن کا رُخ قبلہ کی طرف تھا۔ تو ہم لوگ ان میں (حتی الامکان) رُخ پھیر لیتے تھے (یعنی قبلے کی طرف رُخ یا پُشت نہ کرتے تھے) اور اللہ عزوجل سے استغفار کرتے (کیونکہ مجبوری تھی) اور زہری نے عطار سے بھی اس حدیث کو اسی طرح روایت کیا (یعنی) عن عطار قال سمعت ابا ایوب عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم مثلہ۔

بَابُ ۲۷ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ إِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى۔

باب اللہ عزوجل کا فرمان واتخذوا من مقام ابراھیم مصلی مقام ابراہیم کو جائے نماز بناؤ۔

۳۸۵۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ قَالَ سَأَلْنَا ابْنَ عُمَرَ عَنْ رَّجُلٍ طَافَ بِالْبَيْتِ لِلْعُمْرَةِ وَلَمْ يَطُفْ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ أَيَأْتِي امْرَأَتَهُ فَقَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَطَافَ بِالْبَيْتِ سَبْعًا وَّصَلَّى خَلْفَ الْمَقَامِ رَكْعَتَيْنِ وَطَافَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُوْلِ

(از حمیدی، از سفیان) عمرو بن دینار کہتے ہیں ہم نے ابنِ عمر سے اس شخص کے متعلق سوال کیا، جس نے بیت اللہ کا طواف کیا مگر صفا و مروہ میں دوڑا نہیں (یعنی سعی نہیں کی) کیا وہ اپنی بیوی سے صحبت کر سکتا ہے؟ تو ابنِ عمر نے جواب دیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکے میں تشریف لائے۔ تو سات بار بیت اللہ کا طواف کیا اور مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعتیں پڑھیں اور صفا و مروہ کا طواف کیا اور تمہارے لیے

[1] مدینہ اور شام سے مکہ معظمہ جنوب کی طرف واقع ہے تو مدینہ اور شام والوں کو پاخانہ پیشاب میں مشرق اور مغرب کی طرف منہ کرنے کا حکم ہوا۔ لیکن جو لوگ مکہ معظمہ سے مشرق یا مغرب پر واقع ہیں ان کے لیے یہ حکم ہے کہ وہ جنوب یا شمال کی طرف منہ کریں امام بخاری کا مشرق اور مغرب میں قبلہ نہ ہونے سے یہی مراد ہے کہ ان لوگوں کا قبلہ مشرق اور مغرب نہیں ہے جو مکہ سے جنوب یا شمال میں رہتے ہیں ۱۲ منہ۔

اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ وَسَأَلْنَا جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ فَقَالَ لَا يَقْرَبَنَّهَا حَتّٰى يَطُوفَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ۔

رسول اللہ میں بہترین نمونہ ہے۔ عمرو بن دینار کہتے ہیں ہم نے بھی مسئلہ جابر بن عبداللہ سے بھی دریافت کیا تو انہوں نے کہا وہ عورت سے اس وقت تک صحبت نہ کرے، جب تک صفا و مروہ کا طواف نہ کرلے۔

۳۸۶۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ سَيْفٍ يَعْنِي ابْنَ أَبِي سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ مُجَاهِدًا قَالَ أُتِيَ ابْنُ عُمَرَ فَقِيلَ لَهُ هٰذَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ الْكَعْبَةَ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ فَأَقْبَلْتُ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ خَرَجَ وَأَجِدُ بِلَالًا قَائِمًا بَيْنَ الْبَابَيْنِ فَسَأَلْتُ بِلَالًا فَقُلْتُ أَصَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْكَعْبَةِ قَالَ نَعَمْ رَكْعَتَيْنِ بَيْنَ السَّارِيَتَيْنِ اللَّتَيْنِ عَلٰى يَسَارِهِ إِذَا دَخَلْتَ ثُمَّ خَرَجَ فَصَلّٰى فِي وَجْهِ الْكَعْبَةِ رَكْعَتَيْنِ۔

(از مسدد، از یحییٰ، از سیف یعنی ابن ابی سلیمان) مجاہد کہتے ہیں ابن عمر کے پاس کوئی شخص آیا (نام معلوم نہیں) اور کہنے لگا: اسے لو! یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آن پہنچے اور کعبے کے اندر داخل ہو گئے۔ ابن عمرؓ کہتے ہیں میں بھی یہ سن کر آیا تو معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کعبے سے باہر تشریف لے جا چکے تھے اور بلال کو میں نے کعبے کے دونوں دروازوں میں کھڑا ہوا پایا۔ میں نے بلالؓ سے پوچھا کیا آنحضرتؐ نے کعبے کے اندر نماز پڑھی ہے؟ تو بلالؓ بولے ہاں ان دونوں ستونوں کے درمیان، جو داخل ہوتے وقت بائیں جانب پڑتے ہیں۔ (یعنی آپؐ نے نماز ان دونوں ستونوں کے درمیان پڑھی ہے) پھر آپؐ باہر تشریف لائے اور کعبے کے سامنے دو رکعتیں پڑھیں (یعنی مقامِ ابراہیم کے پیچھے۔)

۳۸۷۔ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَيْتَ دَعَا فِي نَوَاحِيهِ كُلِّهَا وَلَمْ يُصَلِّ حَتّٰى خَرَجَ مِنْهُ فَلَمَّا خَرَجَ رَكَعَ رَكْعَتَيْنِ فِي قُبُلِ الْكَعْبَةِ وَقَالَ هٰذِهِ الْقِبْلَةُ۔

(از اسحاق بن نصر، از عبدالرزاق، از ابن جریج، از عطاء) ابن عباسؓ کہتے ہیں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کے اندر تشریف لائے تو اس کے چاروں کونوں میں دعا کی اور نماز نہیں پڑھی، یہاں تک کہ آپ باہر تشریف لے گئے۔ اور باہر جانے کے بعد دو رکعتیں کعبے کے سامنے پڑھیں اور فرمایا یہی قبلہ ہے۔

بَابُ ۲۷۱ التَّوَجُّهِ نَحْوَ الْقِبْلَةِ حَيْثُ كَانَ وَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ

باب ہر مقام اور ملک میں آدمی جہاں رہے قبلے کی طرف منہ کرے۔ ابوہریرہؓ فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ

[1] گویا عبداللہ بن عمر کا ارشاد ہے کہ یہ کام واجب ہے، یعنی صفا اور مروہ میں دوڑنا۔ اس کے بغیر احرام نہیں کھل سکتا۔ عبدالرزاق۔

النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ وَكَبِّرْ۔

علیہ وسلم نے فرمایا کعبے کی طرف منہ کر اور تکبیر کہہ ؎

۳۸۸ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ رَجَاءٍ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى نَحْوَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ سِتَّةَ عَشَرَ أَوْ سَبْعَةَ عَشَرَ شَهْرًا وَكَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ أَنْ يُوَجَّهَ إِلَى الْكَعْبَةِ فَأَنْزَلَ اللهُ قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ فَتَوَجَّهَ نَحْوَ الْقِبْلَةِ وَقَالَ السُّفَهَاءُ مِنَ النَّاسِ وَهُمُ الْيَهُودُ مَا وَلّٰهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِي كَانُوا عَلَيْهَا قُلْ لِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ إِلٰى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ فَصَلّٰى مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ ثُمَّ خَرَجَ بَعْدَ مَا صَلّٰى فَمَرَّ عَلٰى قَوْمٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فِي صَلٰوةِ الْعَصْرِ يُصَلُّونَ نَحْوَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ فَقَالَ هُوَ يَشْهَدُ أَنَّهُ صَلّٰى مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَّهُ تَوَجَّهَ نَحْوَ الْكَعْبَةِ فَتَحَرَّفَ الْقَوْمُ حَتّٰى تَوَجَّهُوا نَحْوَ الْكَعْبَةِ۔

(از عبداللہ بن رجاء، از اسرائیل، از ابواسحاق) براء کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سولہ یا سترہ ماہ بیت المقدس کی طرف رُخ کرکے نماز پڑھی۔ آنحضرت کی دلی خواہش تھی، کہ کعبے کی طرف منہ کرنے کا حکم ہو۔ آخر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی قد نری تقلب وجهك في السماء (اے پیغمبر ہم تیرا آسمان کی طرف بار بار منہ کرکے دیکھنا دیکھ رہے ہیں) تو آپ نے قبلے کی طرف منہ کرلیا (یعنی نماز میں) بیوقوف لوگ یعنی یہودی یہ کہنے لگے انہیں پہلے قبلہ سے کس نے پھیر دیا؟ (اللہ نے پیغمبر سے کہا) تو کہہ دے مشرق و مغرب دونوں اللہ ہی کی ہیں۔ اللہ جسے چاہتا ہے راہ راست پر لگا دیتا ہے۔" ایک آدمی نے آنحضرتؐ کے ساتھ نماز پڑھی اور انصار کے کسی قبیلے کی طرف چلا گیا، وہ بیت المقدس کی طرف منہ کرکے نمازِ عصر پڑھ رہے تھے۔ اس شخص نے کہا خدا گواہ ہے، میں رسول اللہؐ کے ساتھ نماز پڑھ کر آیا ہوں آپ قبلے کی طرف نماز پڑھنے لگ گئے ہیں، یہ بات سن کر پورے قبیلے نے رُخ پھیر لیا اور قبلہ رُو ہو گئے ؎

۳۸۹ - حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ أَبِي عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

(از مسلم بن ابراہیم، از ہشام بن ابی عبداللہ، از یحییٰ بن ابی کثیر از محمد بن عبدالرحمٰن) جابر بن عبداللہؓ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سواری پر اسی سمت نماز ادا کر لیا کرتے جس سمت وہ جاتی ہوتی۔ البتہ جب آپ فرض نماز کا ارادہ فرماتے تو سواری سے

؎ اس حدیث کو خود امام بخاری نے کتاب الاستیذان میں نکالا امام احمد بن حنبل اور مالک اور ابوحنیفہ کا یہ قول ہے کہ سمت کعبہ کی طرف منہ کرنا کافی ہے کیونکہ عین کعبہ کی طرف منہ کرنا دوسرے ملک والوں کے لیے بہت مشکل ہے البتہ جن لوگوں کو کعبہ دکھائی دیتا ہے ان کو عین کعبہ کی طرف منہ کرنا ضرور ہے ۱۲ منہ ؎ یہ بنی حارثہ کی مسجد والے تھے اور قبا والوں کو دوسرے دن خبر ہوئی وہ صبح کی نماز میں کعبے کی طرف گھومے ۱۲ منہ

وَسَلَّمَ يُصَلِّي عَلَى رَاحِلَتِهِ حَيْثُ تَوَجَّهَتْ بِهِ فَإِذَا أَرَادَ الْفَرِيضَةَ نَزَلَ فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ۔

اترتے اور قبلہ رُو ہو کر نماز پڑھتے [1]

۳۹۰۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِبْرَاهِيمُ لَا أَدْرِي زَادَ أَوْ نَقَصَ فَلَمَّا سَلَّمَ قِيلَ لَهُ يَا رَسُولَ اللهِ أَحَدَثَ فِي الصَّلٰوةِ شَيْءٌ قَالَ وَمَا ذَاكَ قَالُوا صَلَّيْتَ كَذَا وَكَذَا فَثَنَى رِجْلَيْهِ وَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ فَلَمَّا أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ قَالَ إِنَّهُ لَوْ حَدَثَ فِي الصَّلٰوةِ شَيْءٌ لَنَبَّأْتُكُمْ بِهِ وَلٰكِنْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ أَنْسَى كَمَا تَنْسَوْنَ فَإِذَا نَسِيتُ فَذَكِّرُونِي وَإِذَا شَكَّ أَحَدُكُمْ فِي صَلٰوتِهِ فَلْيَتَحَرَّ الصَّوَابَ فَلْيُتِمَّ عَلَيْهِ ثُمَّ لِيُسَلِّمْ ثُمَّ يَسْجُدُ سَجْدَتَيْنِ۔

(از عثمان، از جریر، از منصور، از ابراہیم، از علقمہ) عبداللہ ابن منصور کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی۔ ابراہیم کہتے ہیں مجھے معلوم نہیں [2] آپ نے اس میں کوئی اضافہ یا کمی کی۔ جب آپ نے سلام پھیرا تو آپ سے عرض کیا گیا: یارسول اللہ! کیا نماز میں کوئی نیا حکم نازل ہوا ہے؟ آپ نے فرمایا یہ کیا بات ہے؟ صحابہ رضؓ نے عرض کیا آپ نے اتنی رکعات پڑھی ہیں۔ آپ نے اپنے دونوں پاؤں سمیٹے اور قبلے کی طرف منہ کیا۔ دو سجدے کیے اور سلام پھیرا۔ پھر ہماری طرف رُخ مبارک کرکے فرمایا: اگر نماز میں کوئی نئی بات نازل ہوتی تو میں سب کو مطلع کر دیتا! لیکن میں بھی انسان ہوں جیسے تم انسان ہو، میں بھی بھول جاتا ہوں [3]، جیسے تم بھول جاتے ہو۔ جب میں بھول جایا کروں، تو مجھے یاد دلا دیا کرو۔ جب کوئی شخص اپنی نماز میں شک کرے تو ٹھیک بات سوچ لے اور اسی پر اپنی نماز پوری کرے پھر سلام پھیرے اور دو سجدے (سہو کے) کر لے۔

بَاب ۲۷۲ مَا جَاءَ فِي الْقِبْلَةِ وَمَنْ لَمْ يَرَ الْإِعَادَةَ عَلَى مَنْ سَهَا فَصَلَّى إِلَى غَيْرِ الْقِبْلَةِ وَقَدْ سَلَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَكْعَتَيِ الظُّهْرِ وَأَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ بِوَجْهِهِ

باب قبلہ کے متعلق، جن لوگوں نے علاوہ قبلہ کے دوسری طرف نماز پڑھ لینے کے بعد اعادۂ نماز ضروری نہیں [4] سمجھا ان کی دلیل، آنحضرتؐ نے ظہر کی دو رکعات پڑھ کر سلام پھیر دیا اور لوگوں کی طرف اپنا منہ کیا پھر یاد دلانے پر باقی نماز پوری کی [5]

---

[1] نفل نمازیں جیسے وتر وغیرہ سواری پر پڑھنا درست ہے اور رکوع سجدہ بھی اشارے سے کرنا کافی ہے امام ابوحنیفہ رحؒ کے نزدیک وتر سواری پر درست نہیں کیونکہ وہ ان کے نزدیک واجب ہے ایک روایت میں یہ ہے کہ اونٹنی پر نماز شروع کرتے وقت آپ قبلے کی طرف منہ کرکے تکبیر کہہ لیتے ۱۲ منہ [2] دوسری روایت میں ہے کہ آپ نے بھولے سے ظہر کی پانچ رکعتیں پڑھ لی تھیں اور یہ ظہر کی نماز تھی اور طبرانی کی روایت میں ہے کہ عصر کی نماز تھی [3] گو مرتبہ آپ کا تمام آدمیوں اور فرشتوں سے بھی زیادہ تھا مگر بھول چوک بشری فطرت ہے جو آدمی سے جدا نہیں ہو سکتی ۱۲ منہ [4] امام ابوحنیفہؒ اور اہل حدیث کا یہی قول ہے اور شافعیہ کے نزدیک اگر وقت باقی ہو تو لوٹانا واجب ہے ورنہ نہیں ۱۲ منہ [5] یہ ٹکڑا ہے ایک حدیث کا جس کو امام بخاری نے نکالا۔ لیکن اس میں یہ نہیں کہ لوگوں کی طرف منہ کیا یہ فقرہ مؤطا کی روایت میں موجود ہے اس حدیث سے ترجمہ باب اس طرح نکل آیا کہ جب آپ نے بھولے سے لوگوں کی (باقی اگلے صفحے پر)

ثُمَّ اَتَمَّ مَا بَقِیَ۔

۳۹۱۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ عُمَرُ وَافَقْتُ رَبِّي فِي ثَلٰثٍ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوِ اتَّخَذْنَا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى فَنَزَلَتْ وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى وَاٰيَةُ الْحِجَابِ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْ اَمَرْتَ نِسَآءَكَ اَنْ يَّحْتَجِبْنَ فَاِنَّهٗ يُكَلِّمُهُنَّ الْبَرُّ وَالْفَاجِرُ فَنَزَلَتْ اٰيَةُ الْحِجَابِ وَاجْتَمَعَ نِسَآءُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْغَيْرَةِ عَلَيْهِ فَقُلْتُ لَهُنَّ عَسٰى رَبُّهٗ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ يُّبْدِلَهٗ اَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنْكُنَّ مُسْلِمَاتٍ فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِي مَرْيَمَ قَالَ اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ اَيُّوْبَ قَالَ حَدَّثَنِي حُمَيْدٌ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسًا بِهٰذَا۔

(از عمرو بن عون، از ہُشیم، از حُمید) انس بن مالک کہتے ہیں کہ عمر رضؓ نے فرمایا تین باتوں میں میری رائے جو تھی وہی اللہ تعالیٰ نے بعد میں فرمائیں۔ میںؓ نے کہا یا رسول اللہ اگر ہم مقام ابراہیم کو نماز کی جگہ بنالیں تو اچھا ہو۔ تو اس وقت یہ آیت نازل ہوئی واتخذ وا من مقام ابراھیم مصلی۔ پردےؓ کی آیت بھی۔ مَیں نے کہا یا رسول اللہ کاش آپ اپنی عورتوں کو پردے کا حکم دیں کیونکہ اچھے بُرے سب طرح کے لوگ اُن سے بات کر لیتے ہیں۔ اس وقت پردے کی آیت اتری۔ اسیؓ طرح ایک بار ایسا بھی ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہراتؓ نے (دنیوی زندگی پر) رشک کی وجہ سے آپکے خلاف متحدہ محاذ بنا لیا۔ مَیں نے اُن سے کہا (یاد رکھو!) اگر وہ تم سب کو طلاق دے دے تو اسے اللہ تعالیٰ تم سے اچھی تمہاری طرح مُسلم ازواج عطا کر دیں گے پھر یہی آیت اُتری۔ سعید ابن ابی مریم نے بھی اس حدیث کو بحوالہ یحیٰی بن ایوب، از حُمید، انس روایت کیا۔[۱]

۳۹۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ بَيْنَ النَّاسُ بِقُبَآءٍ فِي صَلٰوةِ الصُّبْحِ اِذْ جَآءَهُمْ اٰتٍ فَقَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اللَّيْلَةَ قُرْاٰنٌ وَّقَدْ اُمِرَ اَنْ يَّسْتَقْبِلَ الْكَعْبَةَ فَاسْتَقْبَلُوْهَا وَكَانَتْ وُجُوْهُهُمْ اِلَى الشَّامِ فَاسْتَدَارُوْا اِلَى الْكَعْبَةِ۔

(از عبداللہ بن یوسف، از مالک، از عبداللہ بن دینار) عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں ایک بار ایسا ہوا کہ لوگ مسجد قُبا میں نمازِ صبح پڑھ رہے تھے، کہ ایک آدمی آیا اُس نے آکر کہا کہ آج رات آنحضرتؐ پر ایک نئی آیت نازل ہوئی ہے اور قبلہ رُخ ہو کر نماز پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے یہ سُن کر سب نے قبلے کی طرف رُخ کر لیا۔ پہلے ان کے منہ شام کی طرف تھے اور اب کعبے کی طرف گھوم گئے۔[۲]

(بقیہ) طرف منہ کر لیا تو قبلے کی طرف پشت ہوئی باوجود اس کے آپ نے نماز کو سرے سے نہ لوٹایا بلکہ جو باقی تھی اتنی ہی پڑھ لی ۱۲ منہ [۱] اس سند کے بیان کرنے سے مقصود یہ ہے کہ حُمید کا سماع انس سے معلوم ہو جائے اور یحیٰی بن ایوب گو ضعیف ہے مگر امام بخاری نے اس کی روایت بطور متابعت کے بیان کی ۱۲ منہ [۲] ابن ابی حاتم کی روایت میں یوں ہے عورتیں مردوں کی جگہ آگئیں اور مرد عورتوں کی جگہ حافظ نے کہا اس کی صورت یہ ہوئی کہ امام جو مسجد کے آگے کی جانب میں تھا گھوم کر مسجد کے پیچھے کی جانب میں آگیا کیونکہ جو کوئی مدینہ میں کعبہ کی طرف منہ کرے اس کی پشت بیت المقدس کو ہوگی اور اگر امام اپنی جگہ پر رہ کر گھوم جاتا تو اس کے پیچھے صفوں کی جگہ کہاں سے نکلتی اور جب امام گھوما تو مرد بھی ان کے ساتھ گھومے اور عورتیں بھی گھومیں یہاں تک کہ مردوں کے پیچھے آگئیں اور یہ عمل کثیر ہے مگر شاید (باقی اگلے صفحہ پر)

۳۹۳- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ خَمْسًا فَقَالُوا أَزِيدَ فِي الصَّلٰوةِ قَالَ وَمَا ذَاكَ قَالُوا صَلَّيْتَ خَمْسًا قَالَ فَثَنَّى رِجْلَيْهِ وَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ۔

(از مسدد، از یحییٰ، از شعبہ، از حکم، از ابراہیم، از علقمہ) عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں ایک بار آنحضرت نے نماز ظہر میں پانچ رکعات پڑھ لیں تو لوگوں نے کہا: کیا نماز میں اضافہ ہوگیا ہے؟ آپ نے پوچھا کیوں؟ صحابہ نے عرض کیا آپ نے پانچ رکعات پڑھی ہیں۔ عبداللہ راوی فرماتے ہیں آپ نے یہ سن کر پیر سمیٹ لیے اور دو سجدے کیے[1] (سجدہ سہو)

بَابٌ ۲۷۳ حَكِّ الْبُزَاقِ بِالْيَدِ مِنَ الْمَسْجِدِ۔

باب مسجد میں تھوک کو ہاتھ وغیرہ سے صاف کر دینا چاہیے۔

۳۹۴- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ ابْنُ جَعْفَرٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى نُخَامَةً فِي الْقِبْلَةِ فَشَقَّ ذٰلِكَ عَلَيْهِ حَتّٰى رُئِيَ فِي وَجْهِهِ فَقَامَ فَحَكَّهُ بِيَدِهِ فَقَالَ إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا قَامَ فِي صَلٰوتِهِ فَإِنَّهُ يُنَاجِي رَبَّهُ أَوْ إِنَّ رَبَّهُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ فَلَا يَبْزُقَنَّ أَحَدُكُمْ قِبَلَ قِبْلَتِهِ وَلٰكِنْ عَنْ يَسَارِهِ أَوْ تَحْتَ قَدَمِهِ ثُمَّ أَخَذَ طَرَفَ رِدَائِهِ فَبَصَقَ فِيهِ ثُمَّ رَدَّ بَعْضَهُ عَلٰى بَعْضٍ فَقَالَ أَوْ يَفْعَلُ هٰكَذَا۔

(از قتیبہ، از اسمٰعیل بن جعفر، از حمید) انس بن مالک کہتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جانب قبلہ تھوک پڑا دیکھا، تو آپ کو ناگوار گذرا، حتّٰی کہ آپ کے چہرۂ انور پر (غصہ) کے آثار دکھائی دینے لگے[2] (یعنی سرخ ہوگیا) آپ کھڑے ہوئے اور اسے ہاتھ سے کھرچ دیا۔ پھر فرمایا جب کوئی شخص نماز میں کھڑا ہوتا ہے تو وہ اپنے مالک سے سرگوشی کرتا ہے یا یوں فرمایا (راوی کو شک ہے) اس کا مالک اس کے اور قبلے کے درمیان ہوتا ہے، اس لیے کوئی شخص نماز میں قبلے کی طرف نہ تھوکے۔ البتہ بائیں طرف یا پاؤں کے تلے تھوک سکتا ہے۔ پھر آپ نے اپنی چادر کا ایک کونہ لیا اس میں تھوکا اور تھوک کر الٹ پلٹ کیا اور فرمایا یا اس طرح کرلیا کرے[3]

۳۹۵- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى بُصَاقًا

(از عبداللہ بن یوسف، از مالک، از نافع) عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبلے کی دیوار پر تھوک دیکھا۔ آپ نے اسے کھرچ ڈالا پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا جب کوئی

(بقیہ) اس وقت تک یہ نماز میں منع نہ ہوا ہو یا ضرورت کی وجہ سے معاف ہو جیسے سانپ بچھو کا مارنا معاف ہے ۱۲ منہ [1] اگلی حدیث سے یہ نکلا کہ صحابہ نے باوجودیکہ کچھ نماز کعبہ کی طرف پیٹھ کرکے پڑھی مگر اس کا اعادہ نہ کیا اور اس حدیث سے یہ نکلا کہ آپ نے بھول کر لوگوں کی طرف منہ کیا اور کعبے کی طرف پشت کی مگر نماز کو لوٹایا نہیں اور یہی باب کا مقصود تھا ۱۲ منہ [2] نسائی کی روایت میں ہے کہ آپ کا مبارک چہرہ غصے سے سرخ ہوگیا ۱۲ منہ [3] یعنی چادر میں تھوک کر کپڑے کو الٹ پلٹ کرکے تھوک رگڑ ڈالے آپ نے ایک کام دکھلا کر تعلیم فرمائی کیونکہ کام کرکے دکھلانے سے خوب سمجھ میں آجاتا ہے ۱۲ منہ۔

فِی جِدَارِ الْقِبْلَةِ فَحَكَّهُ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ إِذَا كَانَ أَحَدُكُمْ يُصَلِّي فَلَا يَبْصُقْ قِبَلَ وَجْهِهِ فَإِنَّ اللّٰهَ قِبَلَ وَجْهِهِ إِذَا صَلَّى۔

نماز پڑھ رہا ہو تو سامنے نہ تھوکے۔ کیونکہ اللہ سبحانہٗ (نماز میں) اس کے سامنے ہوتا ہے [۱]

۳۹۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى فِي جِدَارِ الْقِبْلَةِ مُخَاطًا أَوْ بُصَاقًا أَوْ نُخَامَةً فَحَكَّهُ

(از عبداللہ بن یوسف، از مالک، از ہشام بن عروہ، از والدش عروہ) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبلہ کی دیوار پر ناک کا میل یا تھوک یا بلغم دیکھا آپ نے اُسے کھرچ ڈالا۔

بَابٌ ۲۷۴ حَكِّ الْمُخَاطِ بِالْحَصٰى مِنَ الْمَسْجِدِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ إِنْ وَطِئْتَ عَلَى قَذَرٍ رَطْبٍ فَاغْسِلْهُ وَإِنْ كَانَ يَابِسًا فَلَا۔

باب مسجد میں ناک کی رینٹھ کنکری سے صاف کر لینی چاہیے

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں اگر تو گیلی نجاست پر چلے تو اسے دھو ڈال اگر سوکھی نجاست پر چلے تو دھونا ضروری نہیں [۲]

۳۹۷۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ قَالَ أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ وَأَبَا سَعِيدٍ حَدَّثَاهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى نُخَامَةً فِي جِدَارِ الْمَسْجِدِ فَتَنَاوَلَ حَصَاةً فَحَكَّهَا فَقَالَ إِذَا تَنَخَّمَ أَحَدُكُمْ فَلَا يَتَنَخَّمَنَّ قِبَلَ وَجْهِهِ وَلَا عَنْ يَمِينِهِ وَلْيَبْصُقْ عَنْ يَسَارِهِ أَوْ تَحْتَ قَدَمِهِ الْيُسْرَى۔

(از موسیٰ بن اسمٰعیل، از ابراہیم بن سعد، از ابن شہاب) حمید بن عبدالرحمٰن کہتے ہیں ان سے ابوہریرہ اور ابوسعید دونوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد کی دیوار پر بلغم دیکھا تو آپ نے ایک کنکری لی اور کھرچ ڈالا پھر فرمایا جب کوئی بلغم نکالے تو اپنے سامنے بلغم نہ ڈالے نہ ہی دائیں طرف بلکہ اُسے چاہیے کہ بائیں جانب تھوکے یا بائیں پاؤں تلے [۳] (جہاں کنکری نہ ہو مٹی کا ڈھیلا یا جو چیز صاف کرنے والی میسر ہو اسی ضمن میں آ جائے گی۔)

---

[۱] گویا نماز میں بندہ اپنے مالک شہنشاہ کے سامنے کھڑا ہوا گڑگڑاتا ہے عاجزی کرتا ہے ایسی حالت میں سامنے تھوکنا بڑی بے ادبی اور گستاخی ہے اللہ جل جلالہ عرش پر رہ کر نمازی کے منہ کے سامنے بھی ہے کیونکہ عرش اور فرش اور سارا عالم اس کی عظمت اور جلال کے سامنے ایک چھوٹی سی گولی سے بھی کم ہے ۱۲ منہ

[۲] اس اثر کو ابن ابی شیبہ نے نکالا اس کے اخیر میں یہ ہے کہ اگر بھولے سے نہ دھوئے تو کچھ نقصان نہیں ہے کہ اس کے بعد کی زمین اس کو پاک کر دیتی ہے یہ آپ نے ایک عورت کے جواب میں فرمایا جس کا پلو لٹکتا رہتا اور گندگی پر لگتا ترجمہ باب سے اس اثر کی مناسبت یوں ہے کہ قبلہ کی طرف تھوکنے کی ممانعت صرف اس وجہ سے ہے کہ ادب کے خلاف ہے نہ اس لیے کہ نجس ہے کیونکہ تھوک نجس نہیں اگر بالفرض نجس بھی ہوتا تو سوکھی نجاست کے روندنے سے کوئی نقصان نہیں ۱۲ منہ

[۳] حالانکہ ترجمہ باب میں رینٹ کا ذکر ہے اور حدیث میں سینے کی بلغم کا مگر دونوں آدمی کے بدن کے فضلے ہیں اس لیے دونوں کا حکم ایک ہے ۱۲ منہ۔

باب ۲۷۵ لَا يَبْصُقُ عَنْ يَمِيْنِهٖ فِي الصَّلٰوةِ ۔

باب نماز میں دائیں طرف نہ تھوکے۔

۳۹۸۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ وَأَبَا سَعِيْدٍ أَخْبَرَاهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى نُخَامَةً فِيْ حَائِطِ الْمَسْجِدِ فَتَنَاوَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَصَاةً فَحَتَّهَا ثُمَّ قَالَ إِذَا تَنَخَّمَ أَحَدُكُمْ فَلَا يَتَنَخَّمْ قِبَلَ وَجْهِهٖ وَلَا عَنْ يَمِيْنِهٖ وَلْيَبْصُقْ عَنْ يَسَارِهٖ أَوْ تَحْتَ قَدَمِهِ الْيُسْرٰى ۔

(از یحییٰ بن بکیر، از لیث، از عقیل، از ابن شہاب) حمید بن عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ ابوہریرہ اور ابوسعید (خدری) دونوں نے انہیں بتایا کہ آنحضرتؐ نے بلغم مسجد کی دیوار پر دیکھا تو کنکری لے کر اسے صاف کر ڈالا اور فرمایا جب کوئی بلغم نکالے تو منہ کے سامنے اور دائیں جانب نہ نکالے بلکہ چاہیے کہ بائیں جانب بائیں پاؤں تلے تھوکے۔

۳۹۹۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِيْ قَتَادَةُ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَتْفُلَنَّ أَحَدُكُمْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَلَا عَنْ يَمِيْنِهٖ وَلٰكِنْ عَنْ يَسَارِهٖ أَوْ تَحْتَ رِجْلِهِ الْيُسْرٰى ۔

(از حفص بن عمر، از شعبہ، از قتادہ) انس کہتے ہیں کہ نبیؐ نے فرمایا کوئی شخص اپنے سامنے نہ تھوکے اور نہ دائیں طرف بلکہ بائیں جانب یا بائیں پاؤں تلے تھوکے [1]

باب ۲۷۶ لِيَبْصُقْ عَنْ يَسَارِهٖ أَوْ تَحْتَ قَدَمِهِ الْيُسْرٰى ۔

باب بائیں طرف یا بائیں پیر کے نیچے تھوکے۔

۴۰۰۔ حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْمُؤْمِنَ إِذَا كَانَ فِي الصَّلٰوةِ فَإِنَّمَا يُنَاجِيْ رَبَّهٗ فَلَا يَبْزُقَنَّ بَيْنَ يَدَيْهِ وَلَا عَنْ يَمِيْنِهٖ وَلٰكِنْ عَنْ يَسَارِهٖ

(از آدم، از شعبہ، از قتادہ) انس بن مالک کہتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن جب نماز میں ہوتا ہے تو وہ اپنے رب سے سرگوشی کر رہا ہوتا ہے اس لیے نہ تو سامنے تھوکے نہ دائیں جانب بلکہ بائیں جانب یا بائیں پیر کے نیچے۔

---

[1] اس باب میں جو حدیث امام بخاری لائے اس میں نماز کی قید مذکور نہیں ہے لیکن آگے کے باب میں جو حدیث آدم بن ابی ایاس سے لاتے ہیں اس میں نماز کی قید ہے اور امام بخاری کی عادت ہے کہ ایک حدیث لاتے ہیں۔ اور استدلال کرتے ہیں اس کے دوسرے طریق سے اور شاید ان کی غرض یہ ہو کہ یہ ممانعت نماز سے خاص ہے نووی نے کہا یہ ممانعت مطلق ہے خواہ نماز میں ہو یا غیر نماز میں مسجد میں ہو یا غیر مسجد میں ۱۲ منہ

اَوْ تَحْتَ قَدَمِهٖ۔

۴۰۱۔ حَدَّثَنَا عَلِیٌّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیٰنُ حَدَّثَنَا الزُّهْرِیُّ عَنْ حُمَیْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَبْصَرَ نُخَامَةً فِیْ قِبْلَةِ الْمَسْجِدِ فَحَكَّهَا بِحَصَاةٍ ثُمَّ نَهٰى اَنْ یَّبْزُقَ الرَّجُلُ بَیْنَ یَدَیْهِ اَوْ عَنْ یَّمِیْنِهٖ وَ لٰكِنْ عَنْ یَّسَارِهٖ اَوْ تَحْتَ قَدَمِهِ الْیُسْرٰى وَ عَنِ الزُّهْرِیِّ سَمِعَ حُمَیْدًا عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ نَحْوَهٗ۔

(از علی، از سفیان، از زہری، از حمید بن عبد الرحمٰن) ابو سعید کہتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قبلہ کی طرف مسجد میں بلغم لگا ہوا دیکھا آپ نے کنکری سے صاف فرما دیا اور اس بات سے روکا کہ کوئی اپنے سامنے یا دائیں جانب تھوکے۔ بلکہ چاہیے کہ بائیں جانب یا بائیں پاؤں تلے تھوکے۔ دوسری روایت میں بھی زہری سے یہی نقل ہے۔ سمع حمید اعن ابی سعید الخدری[1]۔

بَابٌ ۲۷۷ كَفَّارَةِ الْبُزَاقِ فِی الْمَسْجِدِ۔

باب مسجد میں تھوکنے کا کفارہ[1]۔

۴۰۲۔ حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْبُزَاقُ فِی الْمَسْجِدِ خَطِیْئَةٌ وَّكَفَّارَتُهَا دَفْنُهَا۔

(از آدم، از شعبہ، از قتادہ) انس بن مالک کہتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسجد میں تھوکنا گناہ ہے اور اس کا کفارہ اسے مٹی میں دفن کر دینا[3]۔

بَابٌ ۲۷۸ دَفْنِ النُّخَامَةِ فِی الْمَسْجِدِ۔

باب مسجد میں بلغم کو مٹی میں دبا دینا۔

۴۰۳۔ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ سَمِعَ اَبَا هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

(از اسحاق بن نصر، از عبد الرزاق، از معمر، از ہمام) ابو ہریرہ کہتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی شخص نماز میں کھڑا ہوتا ہے تو وہ سامنے نہ تھوکے۔ کیونکہ جب تک وہ نماز کی حالت

---

[1] یہ اسناد کے الفاظ کا اختلاف ہے کہیں عن کہیں سمع ورنہ راوی اور ان کی ترتیب وہی ہے جو اُوپر درج ہوئی۔ اس سے نفس روایت میں کوئی فرق نہیں آتا۔ البتہ حضرات محدثین رضی اللہ عنہم اجمعین کی کمال احتیاط دیکھیے وہ اسناد کے الفاظ کو بھی من وعن یاد رکھتے ہیں اور وہی بیان کرتے ہیں۔ جہاں عن فلاں ہے وہاں عن فلاں بیان کرتے ہیں جہاں سمع فلاں ہے وہاں ویسا ہی بیان کریں گے جہاں اخبرنا ہے وہاں اخبرنا جہاں حدثنا ہے وہاں حدثنا ہی بیان کیا عبد الرزاق[2] یعنی وہ امر جس سے مسجد میں تھوکنے کا گناہ اتر جائے ۱۲ منہ [3] اگر مسجد کا صحن کچا ہو اس میں مٹی یا کنکر ہوں تو تھوک کو ان میں دبا دے اگر پکا صحن ہو تو کپڑے یا پتھر سے پونچھ کر باہر پھینک دے اس حدیث سے یہ نکلا کہ مسجد کو پاک صاف رکھنا

إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ إِلَى الصَّلٰوةِ فَلَا يَبْصُقْ أَمَامَهُ فَإِنَّمَا يُنَاجِي اللّٰهَ مَادَامَ فِي مُصَلَّاهُ وَلَا عَنْ يَمِينِهِ فَإِنَّ عَنْ يَمِينِهِ مَلَكًا وَلْيَبْصُقْ عَنْ يَسَارِهِ أَوْ تَحْتَ قَدَمِهِ فَيَدْفِنُهَا۔

میں ہوتا ہے، وہ اللہ سے سرگوشی کر رہا ہوتا ہے[۱]۔ نیز دائیں طرف بھی نہ تھوکے کہ دائیں طرف فرشتہ کھڑا ہوتا ہے۔ بلکہ بائیں جانب یا پاؤں تلے تھوکے اور مٹی میں دبا دے۔[۲]

باب ۲۷۹ إِذَا بَدَرَهُ الْبُزَاقُ فَلْيَأْخُذْ بِطَرَفِ ثَوْبِهِ۔

باب اگر تھوک کا غلبہ ہو تو نمازی اپنے کپڑے کے کنارے میں لے لے۔

۴۰۴۔ **حَدَّثَنَا** مَالِكُ بْنُ إِسْمٰعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى نُخَامَةً فِي الْقِبْلَةِ فَحَكَّهَا بِيَدِهِ وَرُئِيَ مِنْهُ كَرَاهِيَةٌ أَوْ رُئِيَ كَرَاهِيَتُهُ لِذٰلِكَ وَشِدَّتُهُ عَلَيْهِ وَقَالَ إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا قَامَ فِي صَلٰوتِهِ فَإِنَّمَا يُنَاجِي رَبَّهُ أَوْ رَبُّهُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ قِبْلَتِهِ فَلَا يَبْزُقَنَّ فِي قِبْلَتِهِ وَلٰكِنْ عَنْ يَسَارِهِ أَوْ تَحْتَ قَدَمِهِ ثُمَّ أَخَذَ طَرَفَ رِدَائِهِ فَبَزَقَ فِيهِ وَرَدَّ بَعْضَهُ عَلٰى بَعْضٍ قَالَ أَوْ يَفْعَلُ هٰكَذَا۔

(از مالک بن اسمٰعیل، از زہیر، از حمید) انس بن مالک کہتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قبلہ کی طرف بلغم دیکھا تو اُسے ہاتھ سے رگڑ دیا۔ آپ کی ناراضگی دیکھی گئی یا (راوی کا شک ہے[۳]) معلوم ہُوا کہ آپ نے اس حرکت کو بہت ناپسند جانا اور آپ کی سخت ناراضگی دیکھی گئی، آپ نے فرمایا جب کوئی نماز میں کھڑا ہوتا ہے تو اپنے رب سے سرگوشی کر رہا ہوتا ہے یا اس کا رب اس کے اور اس کے قبلے کے درمیان ہوتا ہے۔ پس ہرگز نہ اپنے قبلہ کی طرف تھوکے بلکہ بائیں طرف یا قدم کے نیچے تھوکے۔ پھر آپ نے اپنی چادر کا کونہ لیا اس میں تھوکا اور کپڑے کو اُلٹ پلٹ کر دیا۔ فرمایا ایسا کرے۔[۴]

باب ۲۸۰ عِظَةِ الْإِمَامِ النَّاسَ فِي إِتْمَامِ الصَّلٰوةِ وَذِكْرِ الْقِبْلَةِ

باب امام لوگوں کو نصیحت کرے کہ نماز کو اچھی طرح ادا کریں۔ اور قبلہ کا بیان۔

۴۰۵۔ **حَدَّثَنَا** عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ

(از عبداللہ بن یوسف، از مالک، از ابوالزناد، از اعرج) ابوہریرہ رض کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم

---

[۱] ظاہر حدیث سے یہی نکلتا ہے کہ نماز میں ایسا کرنا منع ہے لیکن امام احمد نے سعد بن ابی وقاص سے نکالا جو شخص مسجد میں بلغم نکالے تو اس کو دفن کر دے تا کہ کسی مسلمان کے بدن یا کپڑے کو لگ کر اس کو تکلیف نہ پہنچائے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر حال میں ایسا کرنا منع ہے ۱۲ منہ [۲] یعنی مٹی میں دفن کر دے ۱۲ منہ [۳] یہ راوی کو شک ہے کہ یوں کہا یا یوں کہا مطلب دونوں لفظوں میں ایک ہے ۱۲ منہ [۴] ہمارے زمانہ میں یہی تدبیر بہتر ہے کیونکہ مسجدیں پختہ ہیں اور ان میں فرش بچھے رہتے ہیں بائیں طرف یا پاؤں کے تلے بھی تھوکنے کی جگہ نہیں ہوتی مکہ میں اکثر لوگ یوں کرتے ہیں کہ اپنی جوتی کے تلے پر تھوک لیتے ہیں پھر تلے سے تلا ملا کر رکھ دیتے ہیں کہ مسجد آلودہ نہ ہو ۱۲ منہ۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ ھَلْ تَرَوْنَ قِبْلَتِیْ ھٰھُنَا فَوَاللّٰہِ مَا یَخْفٰی عَلَیَّ خُشُوْعُکُمْ وَلَا رُکُوْعُکُمْ اِنِّیْ لَاَرَاکُمْ مِّنْ وَّرَآءِ ظَھْرِیْ۔

سمجھتے ہو کہ میرا منہ ادھر ہے قبلہ کی طرف (اور تم مجھ سے پوشیدہ ہو) اللہ کی قسم مجھ پر نہ تمہارا سجدہ مخفی ہے، نہ رکوع میں پیٹھ کے پیچھے سے بھی تمہیں دیکھتا ہوں [1]

۴۰۶۔ حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنَا فُلَیْحُ بْنُ سُلَیْمَانَ عَنْ ھِلَالِ بْنِ عَلِیٍّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ قَالَ صَلّٰی لَنَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلٰوۃً ثُمَّ رَقِیَ الْمِنْبَرَ فَقَالَ فِی الصَّلٰوۃِ وَفِی الرُّکُوْعِ اِنِّیْ لَاَرَاکُمْ مِّنْ وَّرَآئِیْ کَمَا اَرَاکُمْ۔

(از یحییٰ بن صالح، از فلیح بن سلیمان، از ہلال بن علی) انس بن مالکؓ کہتے ہیں ہمیں آنحضرتؐ نے نماز پڑھائی پھر منبر پر تشریف لائے پھر نماز اور رکوع کے بارے میں فرمایا میں تمہیں پیچھے سے بھی ویسا ہی دیکھتا ہوں جیسے (سامنے سے) دیکھتا ہوں۔

باب ۲۸۱ ھَلْ یُقَالُ مَسْجِدُ بَنِیْ فُلَانٍ۔

باب کیا یوں کہہ سکتے ہیں فلاں کی یا فلاں قبیلے کی مسجد [2]

۴۰۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ یُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِکٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَابَقَ بَیْنَ الْخَیْلِ الَّتِیْ اُضْمِرَتْ مِنَ الْحَفْیَآءِ وَاَمَدُھَا ثَنِیَّۃُ الْوَدَاعِ وَسَابَقَ بَیْنَ الْخَیْلِ الَّتِیْ لَمْ تُضْمَرْ مِنَ الثَّنِیَّۃِ اِلٰی مَسْجِدِ بَنِیْ زُرَیْقٍ وَّاَنَّ عَبْدَ اللّٰہِ ابْنَ عُمَرَ کَانَ فِیْمَنْ سَابَقَ بِھَا۔

(از عبداللہ بن یوسف، از مالک، از نافع) عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن گھوڑوں کی دوڑ حفیار سے ثنیۃ الوداع تک مقرر فرمائی جنہیں دوڑ کے لیے تیار کیا گیا تھا اور جو گھوڑے دوڑ کے لیے نہیں تیار کیے گئے تھے، ان کی دوڑ ثنیہ سے مسجد زریق تک رکھی [3]۔ اور عبداللہ بن عمرؓ ان لوگوں میں تھے جنہوں نے گھوڑے دوڑائے تھے [4]

---

[1] اس میں علماء کا اختلاف ہے بعضوں نے کہا دیکھنے سے مُراد علم ہے آپ کو وحی یا الہام سے لوگوں کے حال معلوم ہو جاتے ہیں بعضوں نے کہا یہ آپ کا معجزہ تھا کہ آپ کو پیٹھ کے پیچھے سے اس طرح سے دکھلائی دیتا جیسے کوئی سامنے سے دیکھتا ہے امام بخاری اور احمد بن حنبل کا یہی قول ہے مواہب لدنیہ میں ہے کہ آنحضرت کے دونوں مونڈھوں کے درمیان سوئی کے ناکہ کی طرح دو آنکھیں تھیں۔ جن سے آپ پیچھے کی چیزیں دیکھ لیتے واللہ اعلم ۱۲ منہ [2] ابن ابی شیبہ نے ابراہیم نخعی سے نکالا کہ وہ یوں کہنا بُرا جانتے تھے کہ فلاں شخص کی مسجد کیونکہ مسجدیں سب اللہ کی ہیں امام بخاری نے باب کی حدیث لاکر یہ ثابت کیا کہ ایسا کہنے میں کوئی قباحت نہیں ہے کیونکہ فلاں کی مسجد یہ کہنے سے یہ مطلب نہیں ہے کہ اس کی ملک ہے بلکہ اس مسجد کی شناخت منظور ہے ۱۲ منہ [3] یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے کیونکہ اس مسجد کو بنی زریق کی مسجد کہا ۱۲ منہ [4] آپ نے جس گھوڑے کی شرط کرائی تھی اس کا نام سکب تھا حدیث سے یہ نکلا کہ گھوڑ دوڑ کرانا درست ہے قسطلانی نے کہا اسی طرح جہاد کا کل سامان تیار کرنا ۱۲ منہ۔

باب ۲۸۲ الْقِسْمَةِ وَتَعْلِيقِ الْقِنْوِ فِي الْمَسْجِدِ۔ قَالَ أَبُوعَبْدِ اللّٰهِ الْقِنْوُ الْعِذْقُ وَالِاثْنَانِ قِنْوَانِ وَالْجَمَاعَةُ أَيْضًا قِنْوَانٌ مِثْلُ صِنْوٍ وَصِنْوَانٍ وَ قَالَ إِبْرَاهِيمُ يَعْنِي ابْنَ طَهْمَانَ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ ابْنِ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ أُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَالٍ مِنَ الْبَحْرَيْنِ فَقَالَ انْثُرُوهُ فِي الْمَسْجِدِ وَكَانَ أَكْثَرَ مَالٍ أُتِيَ بِهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الصَّلٰوةِ وَلَمْ يَلْتَفِتْ إِلَيْهِ فَلَمَّا قَضَى الصَّلٰوةَ جَاءَ فَجَلَسَ إِلَيْهِ فَمَا كَانَ يَرَى أَحَدًا إِلَّا أَعْطَاهُ إِذْ جَاءَهُ الْعَبَّاسُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَعْطِنِي فَإِنِّي فَادَيْتُ نَفْسِي وَفَادَيْتُ عَقِيلًا فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُذْ فَحَثَا فِي ثَوْبِهِ ثُمَّ ذَهَبَ يُقِلُّهُ فَلَمْ يَسْتَطِعْ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أْمُرْ بَعْضَهُمْ يَرْفَعْهُ إِلَيَّ قَالَ لَا قَالَ فَارْفَعْهُ أَنْتَ عَلَيَّ قَالَ لَا

باب مسجد میں مال تقسیم کرنا اور مسجد میں کھجور کا خوشہ لٹکانا۔ امام بخاری کہتے ہیں عربی زبان میں قنو خوشے کو کہتے ہیں۔ یہ صیغہ واحد ہے۔ اس کا تثنیہ اور جمع دونوں قنوان آتا ہے۔ جیسے صِنو اور صِنوان[۱]۔ ابراہیم یعنی ابن طہمان نے بحوالہ عبدالعزیز بن صُہیب، انس رضؓ سے روایت کی ہے، کہ آنحضرتؐ کی خدمت میں بحرین سے روپیہ آیا[۲]۔ آپ نے فرمایا مسجد میں ڈال دو[۳] اور یہ ان سب رقموں سے زیادہ رقم تھی جو آنحضرتؐ کی خدمت میں آئی تھی۔ آپ نماز کے لیے تشریف لائے اور رقم کی طرف خیال بھی نہ کیا۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو رقم کے پاس تشریف فرما ہوئے پس جس کسی پر آپ کی نظر مبارک پڑی اُسے کچھ نہ کچھ ضرور دیا۔ اتنے میں حضرت عباسؓ آئے اور کہنے لگے یا رسول اللہ! مجھے بھی دیجیے میں نے (جنگ بدر میں) اپنا اور عقیل کا فدیہ دیا تھا۔ (اس لیے زیر بار ہوں) آپؐ نے فرمایا تم بھی لے لو۔ حضرت عباس رضؓ نے اپنے کپڑے میں روپے بھر لیے اٹھانے لگے تو اٹھا نہ سکے۔ عرض کیا یارسول اللہ کسی کو حکم دیں اٹھوا دے۔ آپ نے فرمایا نہیں۔ عرض کیا آپ ہی اٹھوا دیں فرمایا نہیں۔ مجبوراً اس رقم میں سے کچھ نکال دی پھر اٹھانے لگے تب بھی نہ اٹھا سکے۔ عرض کیا یارسول اللہ کسی کو حکم دیں جو یہ روپیہ اٹھوا دے۔ آپ نے فرمایا نہیں۔ عرض کیا آپ ہی اٹھوا دیں

---

[۱] صنوان اور قنوان یہ دونوں لفظ قرآن شریف میں وارد ہیں امام بخاری نے یہاں ان کی تفسیر بیان کر دی صنوان کھجور کے ان درختوں کو کہتے ہیں جو دو تین مل کر ایک ہی جڑ سے نکلتے ہیں ۱۲ منہ [۲] یہ ایک لاکھ روپیہ تھا جس کو علاء بن حضرمی نے آپ کے پاس بھیجا تھا یہ پہلا خراج تھا جو آپ کے پاس آیا ۱۲ منہ [۳] کیونکہ اس وقت تک خزانے کا کوئی مقام علیحدہ نہیں بنا تھا ۱۲ منہ۔

فَنَثَرَ مِنْهُ ثُمَّ ذَهَبَ يُقِلُّهُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أْمُرْ بَعْضَهُمْ يَرْفَعْهُ إِلَيَّ قَالَ لَا قَالَ فَارْفَعْهُ أَنْتَ عَلَيَّ قَالَ لَا فَنَثَرَ مِنْهُ ثُمَّ احْتَمَلَهُ فَأَلْقَاهُ عَلَى كَاهِلِهِ ثُمَّ انْطَلَقَ فَمَا زَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُتْبِعُهُ بَصَرَهُ حَتَّى خَفِيَ عَلَيْنَا عَجَبًا مِنْ حِرْصِهِ فَمَا قَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَثَمَّ مِنْهَا دِرْهَمٌ۔

فرمایا نہیں۔ آخر حضرت عباسؓ نے اور کچھ رقم نکال دی اور کندھے پر رقم لاد لی اور چلے۔ آنحضرتؐ برابر ان کی طرف آنکھ لگائے رہے یہاں تک کہ وہ پوشیدہ ہوگئے۔ آپ نے ان کے حرص پر تعجب فرمایا۔ غرضیکہ آپ اس رقم کے ڈھیر کے پاس بیٹھے رہے جب تک کہ ایک درہم بھی باقی رہا (یعنی تمام مال تقسیم کرکے وہاں سے اٹھے۔)[1]

بَابُ ۲۸۳ مَنْ دَعَا لِطَعَامٍ فِي الْمَسْجِدِ وَأَجَابَ مِنْهُ۔

باب مسجد میں کھانے کی دعوت دینا اور قبول کرنا۔

۴۰۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ إِسْحٰقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسًا قَالَ وَجَدْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ وَمَعَهُ نَاسٌ فَقُمْتُ فَقَالَ لِي آأَرْسَلَكَ أَبُو طَلْحَةَ فَقُلْتُ نَعَمْ قَالَ لِطَعَامٍ قُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ لِمَنْ حَوْلَهُ قُومُوا فَانْطَلَقَ وَانْطَلَقْتُ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ۔

(از عبداللہ بن یوسف، از مالک، از اسحاق بن عبداللہ، انسؓ کہتے ہیں میں نے آنحضرتؐ کو مسجد میں دیکھا اور بھی کئی لوگ آپ کے ساتھ تھے تو میں کھڑا ہوگیا۔ آپ نے دریافت کیا تجھے ابوطلحہ نے بھیجا ہے؟ میں نے کہا جی ہاں! آپ نے فرمایا کھانے کے لیے میں نے عرض کیا جی! آپ نے اپنے اردگرد صحابہ کرام سے کہا: چلو چلیں۔ آپ چلے اور میں سب کے آگے آگے چلا۔[3]

---

[1] جب سب تقسیم کر چکے تو اس وقت اٹھے مسلمانوں کا مال مسلمانوں کو دے دیا اپنی ذات کے لیے ایک پیسہ بھی نہ رکھا، مسلمانوں کی بادشاہت اور حکومت اس طرح سے شروع ہوئی تھی کہ جو کچھ آئے وہ ان ہی میں تقسیم ہو جائے جب تو سارے مسلمان یک دل اور یک جان تھے اور دشمن کے مقابلے میں ہر ایک جان دینے کے لیے حاضر تھا اب تو مسلمانوں نے غضب کر رکھا ہے کہ غریب مسلمان فاقوں سے مرتے ہیں اور بادشاہ سلامت اور امراء رنگ رلیاں مناتے رہیں جو کچھ ملک کا روپیہ آئے وہ بادشاہ کی ملک سمجھا جائے لاحول ولاقوۃ الا باللہ۔ ع ببیں تفاوت راہ از کجاست تا بکجا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس کو نہ تو خود مدد دی نہ دوسرے کسی سے روپیہ اٹھانے میں مدد دلائی۔ اس سے غرض یہ تھی کہ وہ سمجھ جائیں اور دنیا کے مال کی اتنی حرص نہ کریں حدیث سے یہ بھی نکلا کہ مسجد میں صدقات کی تقسیم درست ہے اور یہی ترجمہ باب ہے ۱۲ منہ [2] انس ڈرے کہ اتنے لوگوں کو دعوت دوں تو کہیں آپ سب کو نہ لے آئیں اور کھانا کم پڑے ۱۲ منہ [3] یہاں امام بخاری نے اس حدیث کو مختصر کر دیا ہے پوری حدیث انشاء اللہ تعالیٰ علامات النبوۃ میں آئے گی۔ انس آگے دوڑ کر اس لیے چلے کہ ابوطلحہ کو خبر کر دیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اتنے آدمیوں کو لیے کر آ رہے ہیں۔ انس نے مسجد میں آپ کو دعوت دی آپ نے وہیں قبول فرمائی۔ یہی ترجمہ باب ہے ۱۲ منہ۔

باب ۲۸۴ الْقَضَاءِ وَاللِّعَانِ فِي الْمَسْجِدِ بَيْنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ۔

باب مسجد میں عورتوں مردوں کے مقدمات کا سُننا اور فیصلہ کرنا اور لعان کرنا۔

۴۰۹۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ اَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُولَ اللهِ اَرَاَيْتَ رَجُلًا وَجَدَ مَعَ امْرَاَتِهِ رَجُلًا اَيَقْتُلُهُ فَتَلَاعَنَا فِي الْمَسْجِدِ وَاَنَا شَاهِدٌ۔

(از یحیٰی، از عبدالرزاق، از ابن جریج، از ابن شہاب) سہل بن سعد کہتے ہیں ایک شخص نے حضورؐ سے کہا بتائیے اگر کوئی شخص اپنی بیوی کے ساتھ کسی غیر مرد کو بحالت زنا دیکھے تو کیا اُسے مار ڈالے؟ آخر اس نے اور اس کی بیوی نے مسجد میں لعان کیا اور میں موجود تھا[1]

باب ۲۸۵ اِذَا دَخَلَ بَيْتًا يُصَلِّي حَيْثُ شَاءَ اَوْ حَيْثُ اُمِرَ وَلَا يَتَجَسَّسُ۔

باب جب کسی کے گھر میں جائے تو جہاں خود چاہے یا جہاں صاحب خانہ کہے نماز پڑھ لے۔ زیادہ تجسس اور جستجو کی ضرورت نہیں۔

۴۱۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ مَحْمُودِ بْنِ الرَّبِيعِ عَنْ عِتْبَانَ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتَاهُ فِي مَنْزِلِهِ فَقَالَ اَيْنَ تُحِبُّ اَنْ اُصَلِّيَ لَكَ مِنْ بَيْتِكَ قَالَ فَاَشَرْتُ لَهُ اِلَى مَكَانٍ فَكَبَّرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَفَفْنَا خَلْفَهُ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ۔

(از عبداللہ بن مسلمہ، از ابراہیم بن سعد، از ابن شہاب، از محمود ابن ربیع) عتبان بن مالک کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے مکان میں تشریف لائے اور فرمایا تو کہاں چاہتا ہے میں تیرے گھر میں کہاں نماز پڑھوں[2]، عتبان کہتے ہیں میں نے ایک جگہ بتادی آپ نے اللہ اکبر کہا ہم نے آپ کے پیچھے صف باندھی آپ نے دو رکعتیں (نفل) پڑھیں[3]

باب ۲۸۶ الْمَسَاجِدِ فِي الْبُيُوتِ وَصَلَّى الْبَرَاءُ بْنُ عَازِبٍ فِي مَسْجِدِهِ فِي دَارِهِ جَمَاعَةً۔

باب گھروں میں مسجد بنانا۔ براء بن عازب نے اپنے گھر کی مسجد میں باجماعت نماز پڑھی۔

۴۱۱۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا

(از سعید بن عُفیر، از لیث، از عُقیل، از ابن شہاب) محمود

---

[1] لعان یہ ہے کہ مرد اپنی بیوی کو زنا کی تہمت لگائے اور گواہ نہ ہوں تو پہلے مرد سے چار قسمیں لی جاتی ہیں پھر اس کی بیوی سے۔ اس حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ مسجد میں عدالت اور قضا کرنا جائز ہے اور یہی صحیح ہے عبدالرزاق ۱۲ منہ [2] کہ میں نماز کہاں پڑھوں یہ جگہ پاک ہے یا ناپاک ہے۔ یہ سب باتیں حدیث کے خلاف ہیں ہر جگہ اور ہر چیز پاک ہے جب تک اس کی نجاست کا یقین نہ ہو باب کا مطلب حدیث سے اس طرح پر نکلتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عتبان سے فرمایا تو جہاں چاہے میں وہاں نماز پڑھ سکتا ہوں اور آپ نے جو عتبان سے پوچھا اس کی وجہ یہ تھی کہ انہوں نے آپ کو اپنے گھر میں ایک جگہ نماز پڑھنے کے لیے بلایا تھا ۱۲ منہ [3] معلوم ہوا نفل کی جماعت بھی ہو سکتی ہے۔ عبدالرزاق ۱۲ منہ۔

اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي مَحْمُودُ بْنُ الرَّبِيعِ الْأَنْصَارِيُّ أَنَّ عِتْبَانَ ابْنَ مَالِكٍ وَهُوَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا مِنَ الْأَنْصَارِ أَنَّهُ أَتَى رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَدْ أَنْكَرْتُ بَصَرِي وَأَنَا أُصَلِّي لِقَوْمِي فَإِذَا كَانَتِ الْأَمْطَارُ سَالَ الْوَادِي الَّذِي بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ لَمْ أَسْتَطِعْ أَنْ آتِيَ مَسْجِدَهُمْ فَأُصَلِّيَ بِهِمْ وَوَدِدْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَنَّكَ تَأْتِينِي فَتُصَلِّيَ فِي بَيْتِي فَأَتَّخِذَهُ مُصَلًّى قَالَ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَأَفْعَلُ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالَى قَالَ عِتْبَانُ فَغَدَا عَلَيَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ حِينَ ارْتَفَعَ النَّهَارُ فَاسْتَأْذَنَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَذِنْتُ لَهُ فَلَمْ يَجْلِسْ حِينَ دَخَلَ الْبَيْتَ ثُمَّ قَالَ أَيْنَ تُحِبُّ أَنْ أُصَلِّيَ مِنْ بَيْتِكَ قَالَ فَأَشَرْتُ لَهُ إِلَى نَاحِيَةٍ مِنَ الْبَيْتِ فَقَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَبَّرَ فَقُمْنَا فَصَفَفْنَا فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ قَالَ وَحَبَسْنَاهُ عَلَى خَزِيرَةٍ صَنَعْنَاهَا لَهُ قَالَ فَثَابَ فِي الْبَيْتِ رِجَالٌ مِنْ أَهْلِ الدَّارِ ذَوُو عَدَدٍ فَاجْتَمَعُوا فَقَالَ قَائِلٌ مِنْهُمْ أَيْنَ مَالِكُ ابْنُ

بن ربیع انصاری کہتے ہیں کہ عتبان بن مالک آنحضرت ؐ کی خدمت میں آئے۔ یہ حضورؐ کے صحابی تھے۔ اور ان انصاری لوگوں میں سے تھے جو غزوۂ بدر میں شریک ہوئے۔ عرض کی یا رسول اللہ! میری بینائی قدرے خراب ہوگئی ہے[1]۔ جب بارش ہوتی ہے، تو وہ نالہ بہنے لگتا ہے، جو میرے اور ان لوگوں کے درمیان ہے میں ان کی مسجد میں نہیں جا سکتا، کہ انہیں نماز پڑھاؤں، یا رسول اللہ میں چاہتا ہوں آپ میرے ہاں تشریف لائیے اور میرے گھر میں نماز پڑھیئے۔ میں اُس جگہ کو جائے نماز بنا دوں گا۔ آنحضرت نے عتبان سے فرمایا اچھا میں انشاء اللہ تعالیٰ ایسا ہی کروں گا۔ عتبان کہتے ہیں دوسرے دن صبح کو آنحضرت اور ابوبکرؓ دونوں دن چڑھے میرے پاس آئے اور آنحضرتؐ نے اندر آنے کی اجازت مانگی۔ میں نے اجازت دی آپ اندر آئے اور بیٹھنے سے قبل ہی فرمایا کہاں چاہتے ہو کہ نماز پڑھوں؟ عتبان کہتے ہیں کہ میں نے گھر کا ایک کونہ بنا دیا۔ آپ وہاں کھڑے ہوئے اور اللہ اکبر! کہا ہم بھی کھڑے ہوئے اور صف باندھی آپ نے دو رکعتیں نفل پڑھ کر سلام پھیرا۔ ہم نے کچھ حلیم تیار کر کے آپ کو مزید ٹھہرا لیا[2]۔ محلے کے کئی اور لوگ بھی جمع ہو گئے۔ حاضرین میں سے کسی نے کہا ابن دُخیشن یا ابن دُخشن کہاں ہے تو کسی نے جواب دیا وہ تو منافق ہے۔ اللہ اور رسول کو پسند نہیں کرتا۔ آنحضرت نے فرمایا یہ مت کہو کیا تو یہ نہیں دیکھتا کہ وہ محض رضائے الٰہی کے لیے لا الٰہ الا اللہ کہتا ہے؟ تب وہ بولا اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے۔ ظاہری طور پر ہم اس کی توجہ اور دوستی منافقوں کے ساتھ دیکھتے ہیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے دوزخ اس شخص پر

[1] اس وقت ان کی آنکھیں بالکل اندھی نہ ہوں گی جیسے طبرانی اور اسماعیلی کی روایت سے نکلتا ہے بخاری کی ایک روایت میں ہے وہ اندھے تھے تو شاید بعد کو اندھے ہو گئے ہوں گے ۱۲ منہ [2] یعنی اس کے کھانے کے واسطے آپ کو روک رکھا واپس جانے نہ دیا حلیم ترجمہ ہے خزیرہ کا خزیرہ اس طرح بنتا ہے کہ گوشت کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کریں پھر بہت سا پانی ڈال کر اس کو چڑھا دیں جب پک جاوے تو اس پر آٹا چھڑک دیں اور جو گوشت نہ ہو صرف آٹا ہو تو اس کو عصیدہ کہتے ہیں یعنی خزیرہ ۱۲ منہ۔

الدُّخَيْشِنِ أَوِ ابْنُ الدُّخْشُنِ فَقَالَ بَعْضُهُمْ ذٰلِكَ مُنَافِقٌ لَا يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُلْ ذٰلِكَ أَلَا تَرَاهُ قَدْ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ يُرِيدُ بِذٰلِكَ وَجْهَ اللّٰهِ قَالَ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ فَإِنَّا نَرٰى وَجْهَهُ وَنَصِيحَتَهُ إِلَى الْمُنَافِقِينَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّ اللّٰهَ قَدْ حَرَّمَ عَلَى النَّارِ مَنْ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ يَبْتَغِي بِذٰلِكَ وَجْهَ اللّٰهِ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ ثُمَّ سَأَلْتُ الْحُصَيْنَ بْنَ مُحَمَّدٍ الْأَنْصَارِيَّ وَهُوَ أَحَدُ بَنِي سَالِمٍ وَهُوَ مِنْ سَرَاتِهِمْ عَنْ حَدِيثِ مَحْمُودِ بْنِ الرَّبِيعِ فَصَدَّقَهُ بِذٰلِكَ۔

حرام کردی ہے[1] جس نے خالص رضائے الٰہی کے لیے لا الٰہ الا اللہ کہا۔ ابن شہاب کہتے ہیں میں نے محمود سے یہ حدیث سن کر حصین بن محمد انصاری سے پوچھا وہ بنی سالم کے شرفاء میں سے تھا کہ آیا محمود کی یہ حدیث صحیح ہے یا غلط تو اس نے اس کی تصدیق کی۔[2]

بَابٌ ۲۸۷ التَّيَمُّنِ فِي دُخُولِ الْمَسْجِدِ وَغَيْرِهِ

وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَبْدَأُ بِرِجْلِهِ الْيُمْنٰى فَإِذَا خَرَجَ بَدَأَ بِرِجْلِهِ الْيُسْرٰى۔

باب مسجد میں داخل ہوتے وقت اور دوسرے اچھے کام شروع کرتے وقت دائیں طرف سے شروع کرنا

ابن عمرؓ مسجد میں داخل ہوتے وقت پہلے دایاں پاؤں رکھتے جب نکلتے تو پہلے بایاں پاؤں نکالتے۔[3]

۴۱۲۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَشْعَثِ بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ

(از سلیمان بن حرب، از شعبہ، از اشعث بن سلیم، از والدش از مسروق) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم حتی الامکان

---

[1] یعنی دوزخ کا وہ طبقہ جو کافروں اور منافقوں کے لیے بنا ہے یا دوزخ میں ہمیشہ رہنا۔ اس صورت میں یہ حدیث ان حدیثوں کے خلاف نہ ہوگی جن سے موحدوں کا دوزخ میں جانا پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے نکالا جانا ثابت ہوتا ہے ۱۲ منہ

[2] یہاں دوزخ کے حرام ہونے کا مقصد یہ ہے کہ جو دوزخ خالصۃً کفار و منافقین و مشرکین کے لیے ہے وہ حرام ہے لیکن جو دوزخ توحید پرستوں کے لیے عارضی ہے اور جس سے بذریعہ شفاعتِ نبوی نکالا جاتا ہے، اس کی حرمت یہاں ثابت نہیں ہوتی۔ دوزخوں میں فرق نہ کر لینے سے مسلمان عوام میں بڑی گمراہی اور بدعملی و بےعملی پھیل گئی ہے اور وہ علی الاطلاق یہ سمجھتے ہیں کہ جب لا الٰہ الا اللہ کہنا دوزخ سے بچنے کے لیے کافی ہے تو کون ایسا مسلمان ہے جس نے زندگی میں کم از کم ایک بار کلمہ نہیں پڑھا؟ نیز یاد رہے کہ دوزخ میں کچھ عرصہ رہنا بھی معمولی نہیں کیونکہ وہ زمانہ ابد یا زمانہ خلود کے حساب سے تو عارضی وقت ہوگا لیکن دنیا کے اوقات کے لحاظ سے مختلف ہوں گی بہر حال خدا بچائے انسان کو نری خوش فہمی میں مبتلا نہ رہنا چاہیے اور خوف و رجاء کے بین بین عمل اور اتباعِ سنت کی کوشش کرنی چاہیے

[3] عبد الرزاق یہ اثر موصولاً ابن عمر سے نہیں ملا البتہ حاکم نے مستدرک میں انس سے روایت کیا جب تو مسجد میں جانے لگے تو سنت یہ ہے کہ پہلے داہنا پاؤں رکھے اور جب نکلنے لگے تو پہلے بایاں پاؤں نکالے ۱۲ منہ۔

أَبِيهِ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ التَّيَمُّنَ مَا اسْتَطَاعَ فِي شَأْنِهِ كُلِّهِ فِي طُهُورِهِ وَتَرَجُّلِهِ وَتَنَعُّلِهِ۔

دائیں طرف سے آغاز کو پسند فرماتے تھے طہارت، کنگھی کرنے اور جوتا پہننے میں۔

بَابُ ۲۸۸ هَلْ تُنْبَشُ قُبُورُ مُشْرِكِي الْجَاهِلِيَّةِ وَيُتَّخَذُ مَكَانُهَا مَسَاجِدَ لِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَنَ اللهُ الْيَهُودَ اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ وَمَا يُكْرَهُ مِنَ الصَّلٰوةِ فِي الْقُبُورِ وَرَأَى عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يُصَلِّي عِنْدَ قَبْرٍ فَقَالَ الْقَبْرَ الْقَبْرَ وَلَمْ يَأْمُرْهُ بِالْإِعَادَةِ۔

باب مشرکین زمانہ جاہلیت کی قبروں کو کھود کر مسجد بنانا درست ہے[1]۔ آنحضرت ؐ نے فرمایا یہودیوں پر خدا کی لعنت جنہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مسجد بنالیا[2]۔ نیز قبروں میں نماز مکروہ ہونے کا بیان: حضرت عمرؓ نے حضرت انسؓ کو ایک قبر کے پاس نماز پڑھتے دیکھا تو کہنے لگے۔ "قبر ہے! قبر" اور انہیں نماز لوٹانے کا حکم نہ دیا[3]۔

۴۱۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ هِشَامٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ وَأُمَّ سَلَمَةَ ذَكَرَتَا كَنِيسَةً رَأَيْنَهَا بِالْحَبَشَةِ فِيهَا تَصَاوِيرُ فَذَكَرَتَا ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ أُولٰئِكَ إِذَا كَانَ فِيهِمُ الرَّجُلُ الصَّالِحُ فَمَاتَ بَنَوْا عَلَى قَبْرِهِ مَسْجِدًا وَصَوَّرُوا فِيهِ تِيكَ الصُّوَرَ فَأُولٰئِكَ شِرَارُ الْخَلْقِ عِنْدَ اللهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ۔

(از محمد بن مثنیٰ، از یحییٰ، از ہشام، از والدش عروہ) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ام حبیبہؓ اور ام سلمہؓ دونوں نے آنحضرت ؐ کے سامنے ایک گرجے کا تذکرہ کیا، جسے انہوں نے حبشہ میں دیکھا تھا اس میں تصویریں تھیں، آپ نے فرمایا: اُن لوگوں کا دستور ہے کہ جب اُن کا کوئی نیک شخص مرجاتا ہے، تو وہ اس کی قبر کو عبادت گاہ بنا لیتے ہیں اور اس میں یہ مورتیاں رکھ لیتے ہیں۔ اللہ تعالٰے کے نزدیک قیامت کے دن یہ لوگ بدترین مخلوق ہوں گے[4]۔

---

[1] حافظ نے کہا یہ خاص ہے مشرکوں کی قبروں سے لیکن پیغمبروں کی اور جو ان کے تابع ہیں ان کی قبریں کھودنا درست نہیں کیونکہ اس میں ان کی تذلیل ہے اور مشرکوں کی کوئی عزت نہیں ۱۲ منہ [2] اس حدیث کو خود امام بخاری نے باب الوفاۃ میں وصل کیا جب پیغمبروں کی قبروں کو مسجد بنانے والوں پر لعنت ہوئی حالانکہ مسجد میں اللہ کی عبادت ہوتی ہے تو خود پیغمبروں کی قبر کی عبادت کرنا یا اولیاء اللہ کے قبروں کی کس قدر باعثِ لعن ہوگا اللہ بچائے ہمارے زمانہ میں یہ بلا عام ہوگئی ہے لوگ قبروں کو جاکر سجدہ کرتے ہیں انکا طواف کرتے ہیں اور انکو اپنی حاجات کے حل کیلئے اور مشکلات میں پکارتے ہیں جو صریحاً شرک ہے ۱۲ منہ [3] اس سے معلوم ہوا کہ نماز تو قبروں میں صحیح ہو جائیگی لیکن مکروہ ہوگی امام ابوحنیفہؒ کا بھی یہی قول ہے قسطلانی نے کہا قبر کی طرف نماز پڑھے یا قبروں کے اُوپر یا قبروں کے بیچ میں ہر طرح نماز مکروہ ہے ۱۲ منہ [4] معلوم ہوا کہ بزرگوں کی قبروں پر مسجد بنانا یہ یہود اور نصاریٰ کی عادت ہے دنیا میں بت پرستی کا رواج یوں ہی ہوا ہے حضرت آدم علیہ السلام (باقی اگلے صفحہ پر)

۴۱۴ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ اَبِي التَّيَّاحِ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ فَنَزَلَ اَعْلَى الْمَدِيْنَةِ فِي حَيٍّ يُقَالُ لَهُمْ بَنُو عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ فَاَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهِمْ اَرْبَعًا وَعِشْرِيْنَ لَيْلَةً ثُمَّ اَرْسَلَ اِلَى بَنِي النَّجَّارِ فَجَاءُوْا مُتَقَلِّدِيْنَ السُّيُوْفَ فَكَاَنِّي اَنْظُرُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى رَاحِلَتِهِ وَاَبُوْ بَكْرٍ رِدْفُهُ وَمَلَاُ بَنِي النَّجَّارِ حَوْلَهُ حَتّٰى اَلْقَى بِفِنَاءِ اَبِي اَيُّوْبَ وَكَانَ يُحِبُّ اَنْ يُّصَلِّيَ حَيْثُ اَدْرَكَتْهُ الصَّلٰوةُ وَيُصَلِّي فِي مَرَابِضِ الْغَنَمِ وَاَنَّهُ اَمَرَ بِبِنَاءِ الْمَسْجِدِ فَاَرْسَلَ اِلَى مَلَاِ بَنِي النَّجَّارِ فَقَالَ يَا بَنِي النَّجَّارِ ثَامِنُوْنِي بِحَائِطِكُمْ هٰذَا قَالُوْا لَا وَاللّٰهِ لَا نَطْلُبُ ثَمَنَهُ اِلَّا اِلَى اللّٰهِ قَالَ اَنَسٌ فَكَانَ فِيهِ مَا اَقُوْلُ لَكُمْ قُبُوْرُ الْمُشْرِكِيْنَ وَفِيهِ خَرِبٌ وَفِيهِ نَخْلٌ فَاَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقُبُوْرِ الْمُشْرِكِيْنَ فَنُبِشَتْ ثُمَّ بِالْخَرِبِ فَسُوِّيَتْ وَبِالنَّخْلِ فَقُطِعَ فَصَفُّوا النَّخْلَ قِبْلَةَ الْمَسْجِدِ وَجَعَلُوْا عِضَادَتَيْهِ الْحِجَارَةَ وَجَعَلُوْا يَنْقُلُوْنَ الصَّخْرَ وَهُمْ يَرْتَجِزُوْنَ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَهُمْ وَهُوَ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ لَا خَيْرَ

(از مسدد، از عبدالوارث، از ابوالتیاح) انس بن مالک رض کہتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینے تشریف لائے تو مدینے کے بلند حصے میں بنی عمرو بن عوف کے قبیلے میں اُترے وہاں آپ ص چوبیس راتیں رہے۔ پھر آپ نے بنی نجار کے لوگوں کو بلایا[1] وہ تلواریں لٹکائے حاضر ہوئے۔ انس کہتے ہیں، گویا آج بھی مجھے وہ منظر نظر آرہا ہے، کہ آپ اپنی اونٹنی پر سوار ہیں۔ ابوبکر رض آپ کے پیچھے بیٹھے ہیں، اور بنی نجار کے لوگ آپ کے ارد گرد ہیں، آنحضرت ص ابوایوب کے گھر نازل ہوئے آپ کو یہ بات پسند تھی کہ نماز کا وقت جہاں آجائے، وہاں پڑھ لیتے۔ حتیٰ کہ بکریوں کے تھان میں بھی وقت آجاتا تو (اپک جگہ ہیں) نماز پڑھ لیتے۔ ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد کی تعمیر کا حکم دیا، تو بنی نجار کے لوگوں کو بلا بھیجا۔ ان سے فرمایا: اے بنی نجار! تم اپنے اس باغ کی قیمت مجھ سے طے کر لو! انہوں نے کہا نہیں خدا کی قسم ہم تو اس کا مول اللہ تعالےٰ سے لیں گے انس رض نے کہا میں تمہیں بتاؤں اس باغ میں کیا تھا؟ مشرکوں کی قبریں اور کھنڈر کچھ کھجور کے درخت آپ کے حکم سے مشرکوں کی قبریں کھود دی گئیں[2] (ہڈیاں دور پھینک دی گئیں) پھر کھنڈر برابر کر دیئے گئے، کھجور کے درخت کاٹ کر ان کی لکڑیاں قبلے کی طرف جما دی گئیں اور پتھروں سے دونوں طرف دیوار بنا دی گئی صحابہ رض اشعار پڑھ پڑھ کر پتھر ڈھو رہے تھے آنحضرت ص بھی اُن کے ساتھ اشعار پڑھ رہے تھے[3] ؎ اَللّٰهُمَّ لَا خَيْرَ اِلَّا خَيْرُ الْاٰخِرَةِ فَاغْفِرِ الْاَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَةِ۔ آپ ص یہ فرما رہے تھے، اے اللہ

(بقیہ) کے بعد چند لوگوں نے یہ کیا کہ اپنی عبادت کے مقام میں بزرگوں کی مورتیں رکھنے لگے اس خیال سے کہ ان کے دیکھا دیکھی عبادت کا شوق پیدا ہو، لیکن عبادت خدا کی کرتے رہے پھر ان کے مر جانے کے بعد شیطان نے ان کی اولاد کو یوں بھڑکایا کہ تمہارے بزرگ لوگ ان مورتوں کی تعظیم کیا کرتے تھے تم بھی ان کی تعظیم کرو آخر رفتہ رفتہ ان کی پرستش کرنے لگے ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے بت پرستی کی جڑ ہی کاٹ دی اور تصویر تک بنانا اور رکھنا حرام کر دیا ۱۲ منہ۔

[1] ان لوگوں سے آپ کی قرابت تھی آپ کے دادا عبدالمطلب کی ان لوگوں میں ننھیال تھی یہ لوگ تلواریں باندھ کر اس لیے آئے کہ آپ کو معلوم ہو جائے کہ ہر طرح آپ کی مدد کو اور آپ کے ساتھ لڑنے مرنے کو حاضر ہیں ۱۲ منہ [2] یہیں سے باب کا مطلب نکلتا ہے معلوم ہوا کہ مقبرے میں سے اگر مُردوں کی ہڈیاں قبریں کھود کر پھینک دی جائیں تو پھر وہاں نماز پڑھنا درست ہے ۱۲ منہ [3] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شعر نہیں تصنیف کر سکتے (باقی اگلے صفحہ پر)

(باقی اگلے صفحہ پر)

اِلَّاخَیْرُ الْاٰخِرَۃِ فَاغْفِرِ الْاَنْصَارَ وَالْمُھَاجِرَۃَ۔

حقیقی اور اصلی فائدہ صرف آخرت والا ہے پس انصار و مہاجرین کو بخش دے۔

باب ۲۸۹ الصَّلٰوۃِ فِیْ مَرَابِضِ الْغَنَمِ

باب بکریوں کے تھانوں میں نماز پڑھنا۔

۴۱۵۔ حَدَّثَنَا سُلَیْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَۃُ عَنْ اَبِی التَّیَّاحِ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُصَلِّیْ فِیْ مَرَابِضِ الْغَنَمِ ثُمَّ سَمِعْتُہٗ بَعْدُ یَقُوْلُ کَانَ یُصَلِّیْ فِیْ مَرَابِضِ الْغَنَمِ قَبْلَ اَنْ یُّبْنَی الْمَسْجِدُ۔

(از سلیمان بن حرب۔ از شعبہ، از ابو التیاح) انس بن مالک رضؓ کہتے ہیں حضورؐ بکریوں کے تھانوں میں بھی نماز پڑھ لیتے تھے، ابو التیاح (یا شعبہ) کہتے ہیں پھر میں نے انس رضؓ (یا ابو التیاح) سے سُنا، کہ وہ کہتے تھے کہ آپ مسجد بننے سے پہلے بکریوں کے تھانوں میں نماز پڑھ لیتے تھے۔

باب ۲۹۰ الصَّلٰوۃِ فِیْ مَوَاضِعِ الْاِبِلِ

باب اونٹوں کے باندھنے کی جگہ میں نماز پڑھنا۔

۴۱۶۔ حَدَّثَنَا صَدَقَۃُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَیْمَانُ بْنُ حَیَّانَ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَیْدُ اللّٰہِ عَنْ نَافِعٍ قَالَ رَاَیْتُ ابْنَ عُمَرَ یُصَلِّیْ اِلٰی بَعِیْرِہٖ وَقَالَ رَاَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَفْعَلُہٗ۔

(از صدقہ ابن فضل، از سلیمان بن حیان، از عبید اللہ) نافع کہتے ہیں میں نے ابن عمر رضؓ کو اپنے اونٹ کی طرف نماز پڑھتے دیکھا۔ انہوں نے کہا میں نے آنحضرتؐ کو ایسا کرتے دیکھا۔

باب ۲۹۱ مَنْ صَلّٰی وَقُدَّامَہٗ تَنُّوْرٌ اَوْ نَارٌ اَوْ شَیْءٌ مِّمَّا یُعْبَدُ فَاَرَادَ بِہٖ وَجْہَ اللّٰہِ تَعَالٰی وَقَالَ الزُّھْرِیُّ اَخْبَرَنِیْ اَنَسُ بْنُ مَالِکٍ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عُرِضَتْ عَلَیَّ النَّارُ وَاَنَا اُصَلِّیْ۔

باب تنور، آگ یا اور کوئی چیز جس کی مشرک پوجا کرتے ہیں اُس کے سامنے نماز پڑھنا بہ نیت عبادت خدا درست ہے۔

زہری کہتے ہیں مجھے انس بن مالک رضؓ نے خبر دی کہ آنحضرتؐ نے فرمایا دوزخ میرے سامنے لائی گئی اور میں نماز پڑھ رہا تھا[1]

۴۱۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مَسْلَمَۃَ عَنْ مَالِکٍ عَنْ زَیْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ یَسَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ انْخَسَفَتِ الشَّمْسُ

(از عبد اللہ بن مسلمہ، از مالک۔ از زید بن اسلم، از عطاء بن یسار) عبد اللہ بن عباس رضؓ کہتے ہیں سورج گہن ہوا تو آنحضرتؐ نے صلوٰۃ کسوف پڑھی۔ پھر فرمایا مجھے[2] (نماز میں) دوزخ دکھائی گئی، اتنا بھیانک

(بقیہ) تھے لیکن شعر پڑھ سکتے تھے اور یہ شعر جو آپ نے پڑھے اس کو عرف میں شعر نہیں کہتے کیونکہ شعر میں شاعر کا قصد ضرور ہے اور جو کلام بطور اتفاق موزوں نکل آئے وہ شعر نہیں ہوتا ۱۲ منہ [1] یہ ایک حدیث کا ٹکڑا ہے جس کو امام بخاری نے وصل کیا باب وقت الظہر میں اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ اگر نمازی کے سامنے یہ چیزیں ہوں تو نماز بلا کراہت جائز ہوگی لیکن احناف کے نزدیک مکروہ ہوگی ۱۲ منہ [2] اس حدیث سے امام بخاری نے باب کا مطلب نکالا کہ نماز میں انگار کے سامنے ہونے سے نماز میں کوئی خلل نہیں ہوتا ۱۲ منہ۔

فَصَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ اُرِيْتُ النَّارَ فَلَمْ اَرَ مَنْظَرًا كَالْيَوْمِ قَطُّ اَفْظَعَ ۔

اور ڈراؤنا منظر آج سے پہلے کبھی نہ دیکھا تھا۔

بَابٌ ۲۹۲ كَرَاهِيَةِ الصَّلٰوةِ فِي الْمَقَابِرِ

باب مقبروں میں نماز پڑھنا مکروہ ہے[1]

۴۱۸۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ اَخْبَرَنِيْ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اجْعَلُوْا فِيْ بُيُوْتِكُمْ مِّنْ صَلٰوتِكُمْ وَلَا تَتَّخِذُوْهَا قُبُوْرًا ۔

(از مُسدد، یحییٰ، از عبید اللہ بن عمر، از نافع) ابن عمر رض فرماتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اپنے گھروں میں بھی نماز سنت نفل وغیرہ پڑھ لیا کرو اور انہیں قبر مت بناؤ۔[2]

بَابٌ ۲۹۳ الصَّلٰوةِ فِيْ مَوَاضِعِ الْخَسْفِ وَالْعَذَابِ ۔ وَيُذْكَرُ اَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَرِهَ الصَّلٰوةَ بِخَسْفِ بَابِلَ ۔

باب دھنسی ہوئی زمین یا جہاں عذاب اترا وہاں نماز کیسی ہے؟ بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت علی نے بابل کی دھنسی ہوئی زمین پر نماز کو مکروہ سمجھا[3]

۴۱۹۔ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَدْخُلُوْا عَلٰى هٰؤُلَاءِ الْمُعَذَّبِيْنَ اِلَّا اَنْ تَكُوْنُوْا بَاكِيْنَ فَاِنْ لَّمْ تَكُوْنُوْا بَاكِيْنَ فَلَا تَدْخُلُوْا عَلَيْهِمْ لَا يُصِيْبُكُمْ مَا اَصَابَهُمْ ۔

(از اسمٰعیل بن عبد اللہ، از مالک، از عبد اللہ بن دینار) عبد اللہ بن عمر کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عذاب والوں کے مقامات پر مت جاؤ۔ مگر روتے ہوئے (اللہ سے ڈرتے ہوئے) اگر تم روتے نہ ہو تو اُن کے مقاموں میں مت جاؤ (ایسا نہ ہو) ان کی طرح عذاب تم پر بھی نازل ہو[4]

بَابٌ ۲۹۴ الصَّلٰوةِ فِي الْبِيْعَةِ وَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اِنَّا لَا نَدْخُلُ كَنَائِسَكُمْ مِّنْ اَجْلِ التَّمَاثِيْلِ الَّتِيْ

باب گرجا میں نماز پڑھنے کا بیان۔ حضرت عمر رض نے کہا (اے نصاریٰ) ہم تمہارے گرجاؤں میں اس لیے نہیں جاتے کہ وہاں مورتیاں اور تصویریں ہیں۔ ابن عباس رض گرجا

---

[1] اس باب میں ایک صریح حدیث ہے کہ میرے لیے ساری زمین مسجد بنائی گئی مگر مقبرہ اور حمام لیکن وہ امام بخاری کی شرط پر نہ تھی اس لیے اس کو نہ لا سکے احمد بن حنبل کا یہ قول ہے کہ مقبرے میں نماز حرام ہے خواہ مسلمانوں کا مقبرہ ہو یا کافروں کا اور ابو حنیفہ اور ثوری اور اوزاعی نے اس کو مکروہ اور امام مالک نے جائز رکھا ہے ۱۲ منہ [2] جیسے قبروں میں مُردے نماز نہیں پڑھتے ایسے تمہاری حالت نہ ہو [3] بابل کوفہ کی زمین اور اس کے گرداگرد کی جہاں نمرود مردود نے بڑی عمارت بنوائی تھی اللہ نے اس کو دھنسا دیا ۱۲ منہ [4] یہ حدیث آپ نے اس وقت فرمائی جب غزوۂ تبوک میں حجر پر سے گذرے جہاں ثمود کی قوم بستی تھی اور عذاب اتر کر وہ سب ہلاک ہو گئے تھے ۱۲ منہ۔

فِيهَا الصُّوَرُ وَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يُصَلِّي فِي الْبِيعَةِ إِلَّا بِيعَةً فِيهَا تَمَاثِيلُ۔

میں نماز پڑھ لیا کرتے تھے۔ البتہ جن گرجاؤں میں مورتیاں ہوتیں وہاں نہ پڑھتے۔

۴۲۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ ذَكَرَتْ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَنِيسَةً رَأَتْهَا بِأَرْضِ الْحَبَشَةِ يُقَالُ لَهَا مَارِيَةُ فَذَكَرَتْ لَهُ مَا رَأَتْ فِيهَا مِنَ الصُّوَرِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُولَئِكَ قَوْمٌ إِذَا مَاتَ فِيهِمُ الْعَبْدُ الصَّالِحُ أَوِ الرَّجُلُ الصَّالِحُ بَنَوْا عَلَى قَبْرِهِ مَسْجِدًا وَصَوَّرُوا فِيهِ تِلْكَ الصُّوَرَ أُولَئِكَ شِرَارُ الْخَلْقِ عِنْدَ اللَّهِ۔

(از محمد بن سلام، از عبدہ، از ہشام بن عروہ، از والدش حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ام سلمہ نے حضورؐ سے حبشہ میں دیکھے ہوئے ایک گرجے کا ذکر کیا جس کا نام ماریہ تھا، اس گرجے میں جو مورتیاں تھیں ان کا بھی ذکر کیا۔ تو حضورؐ نے فرمایا یہ وہ قوم ہے کہ جب ان کا کوئی نیک آدمی مرجاتا ہے تو اس کی قبر پر عبادت گاہ لگا لیتے ہیں اور وہاں مورتیاں بنا لیتے ہیں۔ اللہ کے نزدیک یہ لوگ ساری مخلوق میں بدتر ہیں [۱]

باب ۲۹۵

باب

۴۲۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّ عَائِشَةَ وَعَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ قَالَا لَمَّا نُزِلَ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَفِقَ يَطْرَحُ خَمِيصَةً لَهُ عَلَى وَجْهِهِ فَإِذَا اغْتَمَّ بِهَا كَشَفَهَا عَنْ وَجْهِهِ فَقَالَ وَهُوَ كَذَلِكَ لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْيَهُودِ وَالنَّصَارَى اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ يُحَذِّرُ مَا صَنَعُوا۔

(از ابو الیمان، از شعیب، از زہری) عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہؓ کہتے ہیں کہ عائشہؓ اور عبد اللہ بن عباسؓ نے بیان کیا جب آنحضرتؐ کا وصال کا وقت آیا، تو آپ ایک چادر اپنے منہ پر ڈالنے لگے جب گھبراتے تو منہ کھول دیتے۔ اس حالت میں فرماتے یہود و نصاریٰ پر خدا کی لعنت جنہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہوں میں تبدیل کر دیا۔ آپ کا مقصد اپنی اُمت کو یہود و نصاریٰ کے کام سے ڈرانا اور روکنا تھا۔

۴۲۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ

(از عبد اللہ بن مسلمہ، از مالک، از ابن شہاب، از سعید بن مسیب) ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا اللہ یہود کو تباہ کرے، جنہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مسجد بنا دیا [۲]

---

[۱] اس حدیث سے ترجمہ یوں نکلتا ہے کہ اس میں یہ ذکر ہے وہ لوگ اس کی قبر پر مسجد بنا لیتے اس میں یہ اشارہ ہوا کہ مسلمان کو گرجا میں نماز پڑھنا منع ہے کیونکہ احتمال ہے کہ گرجا کی جگہ پہلے قبر ہو اور مسلمان کے نماز پڑھنے سے وہ مسجد ہو جائے کذا فی الفتح ۱۲ منہ [۲] اس حدیث میں صرف یہود کا ذکر ہے (باقی اگلے صفحے پر)

سَلَّمَ قَالَ قَاتَلَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ اتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِيَآئِهِمْ مَسَاجِدَ۔

بَابٌ ۲۹۶ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جُعِلَتْ لِيَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا وَّطَهُوْرًا۔

باب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان۔ زمین میرے لیے مسجد اور پاک کرنے والی بنائی گئی ہے [۱]

۴۲۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ حَدَّثَنَا سَيَّارٌ هُوَ اَبُو الْحَكَمِ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ الْفَقِيْرُ قَالَ حَدَّثَنَا جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُعْطِيْتُ خَمْسًا لَّمْ يُعْطَهُنَّ اَحَدٌ مِّنَ الْاَنْبِيَآءِ قَبْلِيْ نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ مَسِيْرَةَ شَهْرٍ وَّجُعِلَتْ لِيَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا وَّطَهُوْرًا وَّاَيُّمَا رَجُلٍ مِّنْ اُمَّتِيْ اَدْرَكَتْهُ الصَّلٰوةُ فَلْيُصَلِّ وَاُحِلَّتْ لِيَ الْغَنَآئِمُ وَكَانَ النَّبِيُّ يُبْعَثُ اِلٰى قَوْمِهٖ خَاصَّةً وَّبُعِثْتُ اِلَى النَّاسِ كَآفَّةً وَّاُعْطِيْتُ الشَّفَاعَةَ۔

(از محمد بن سنان، از ہشیم، از سیار یعنی ابو الحکم، از یزید فقیر) جابر بن عبد اللہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے پانچ چیزیں عطا کی گئیں جو پہلے کسی دوسرے نبی کو نہیں دی گئیں۔ ایک[۱] ماہ کی مسافت دور دشمن پر بھی میرا رعب پڑ جاتا ہے۔ ساری[۲] زمین میرے لیے مسجد اور طہور (پاک کرنے والی) بنائی گئی ہے۔ میرے امتی کو جہاں وقتِ نماز آجائے نماز پڑھ لے۔ میرے[۳] لیے غنیمتوں کا مال حلال بنایا گیا۔ ہر[۴] نبی خاص اپنی قوم میں مبعوث ہوتا تھا، میں ساری انسانیت کے لیے مبعوث ہوا ہوں۔ پانچویں[۵] خصوصیت یہ ہے کہ مجھے حقِ شفاعت عطا کیا گیا ہے [۲]

بَابٌ ۲۹۷ نَوْمِ الْمَرْاَةِ فِي الْمَسْجِدِ۔

باب عورت کا مسجد میں سونا۔

۴۲۴۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَآئِشَةَ اَنَّ وَلِيْدَةً كَانَتْ سَوْدَآءَ لِحَيٍّ مِّنَ الْعَرَبِ فَاَعْتَقُوْهَا فَكَانَتْ مَعَهُمْ قَالَتْ فَخَرَجَتْ صَبِيَّةٌ لَّهُمْ عَلَيْهَا وِشَاحٌ اَحْمَرُ مِنْ سُيُوْرٍ قَالَتْ فَوَضَعَتْهُ اَوْ وَقَعَ مِنْهَا فَمَرَّتْ بِهٖ حُدَيَّاةٌ وَّهُوَ مُلْقًى فَحَسِبَتْهُ لَحْمًا

(از عبید بن اسمٰعیل، از ابو اسامہ، از ہشام، از والدش) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ عرب کے کسی قبیلہ کی ایک کالی لونڈی تھی اسے انہوں نے آزاد کر دیا وہ ان کے ساتھ رہتی تھی، وہ کہتی ایک بار اس قبیلے کی ایک لڑکی باہر نکل گئی اس پر لال تسموں کا کمر بند تھا وہ اس نے اتار کر رکھ دیا یا خود بخود بدن سے گر گیا۔ اوپر سے ایک چیل اڑتی ہوئی گذری اس نے دیکھا، تو گوشت سمجھا اور کمر بند کو جھپٹ کر لے گئی۔

(بقیہ) اور اگلی حدیث میں یہود اور نصاریٰ دونوں کا یہود کے تو پیغمبر بہت گذرے ہیں اور ان کو نصاریٰ بھی مانتے ہیں تو نصاریٰ کے بھی پیغمبر ہوئے بعضوں نے کہا نصاریٰ حواریین کو بھی رسول یعنی پیغمبر جانتے ہیں ۱۲ منہ [۱] یعنی زمین کی ہر چیز پر نماز اور اس سے تیمم کرنا درست ہے مگر جہاں کوئی دلیل اس کی ہو کہ وہ نجس ہے یا وہاں نماز پڑھنا مکروہ ہے ۱۲ منہ [۲] یہ حدیث اوپر کتاب التیمم میں گذر چکی ہے ۱۲ منہ۔

فَخَطِفَتْهُ قَالَتْ فَالْتَمَسُوْهُ فَلَمْ يَجِدُوْهُ قَالَتْ فَاتَّهَمُوْنِيْ بِهٖ قَالَتْ فَطَفِقُوْا يُفَتِّشُوْنِيْ حَتّٰى فَتَّشُوْا قُبُلَهَا قَالَتْ وَاللّٰهِ اِنِّيْ لَقَائِمَةٌ مَّعَهُمْ اِذْ مَرَّتِ الْحُدَيَّاةُ فَاَلْقَتْهُ قَالَتْ فَوَقَعَ بَيْنَهُمْ قَالَتْ فَقُلْتُ هٰذَا الَّذِيْ اتَّهَمْتُمُوْنِيْ بِهٖ زَعَمْتُمْ وَاَنَا مِنْهُ بَرِيْئَةٌ وَهُوَ ذَا هُوَ قَالَتْ فَجَاءَتْ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَسْلَمَتْ قَالَتْ عَائِشَةُ فَكَانَتْ لَهَا خِبَاءٌ فِي الْمَسْجِدِ اَوْ حِفْشٌ قَالَتْ فَكَانَتْ تَاْتِيْنِيْ فَتَحَدَّثُ عِنْدِيْ قَالَتْ فَلَا تَجْلِسُ عِنْدِيْ مَجْلِسًا اِلَّا قَالَتْ۔

وَيَوْمُ الْوِشَاحِ مِنْ تَعَاجِيْبِ رَبِّنَا
اَلَا اِنَّهٗ مِنْ بَلْدَةِ الْكُفْرِ اَنْجَانِيْ

قَالَتْ عَائِشَةُ فَقُلْتُ لَهَا مَا شَاْنُكِ لَا تَقْعُدِيْنَ مَعِيْ مَقْعَدًا اِلَّا قُلْتِ هٰذَا قَالَتْ فَحَدَّثَتْنِيْ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ۔

اہل قبیلہ نے وہ کمر بند خوب ڈھونڈھا کہیں نہ ملا اور انہوں نے مجھ پر چوری کی تہمت لگائی اور میری تلاشی لینے لگے یہاں تک کہ میری شرمگاہ دیکھی۔ لونڈی کہتی ہے اللہ کی قسم میں خاموش ان کے ساتھ کھڑی رہی۔ اتنے میں ایک چیل آئی اور کمر بند پھینک دیا۔ وہ ان کے بیچ میں گرا۔ تب میں نے ان سے کہا تم اسی کی چوری کی تہمت مجھ پر لگاتے تھے؟ میں اس سے پاک تھی اور لو یہ تمہارا کمر بند ہے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں وہ لونڈی[1] رسول اللہ صلعم کے پاس آئی اور اسلام لے آئی۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں اس کا جھونپڑا مسجد میں تھا اور وہ میرے پاس کبھی کبھی آتی تھی اور باتیں کرتی تھی۔ مگر جب کبھی میرے پاس آتی تو یہ شعر ضرور پڑھتی۔

وَيَوْمُ الْوِشَاحِ مِنْ تَعَاجِيْبِ رَبِّنَا
اَلَا اِنَّهٗ مِنْ بَلْدَةِ الْكُفْرِ اَنْجَانِيْ

(کمر بند کا دن خدا کے عجائب میں سے ہے[2]۔ اسی نے مجھے کفر کے ملک سے نجات دی)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں میں نے اُس سے پوچھا کیا بات ہے جب بھی تو میرے پاس بیٹھتی ہے تو یہی شعر پڑھتی ہے۔ تب اس نے یہ ساری کہانی مجھ سے بیان کی۔

بَابُ ۲۹۸ نَوْمِ الرِّجَالِ فِي الْمَسْجِدِ

وَقَالَ اَبُوْ قِلَابَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَدِمَ رَهْطٌ مِّنْ عُكْلٍ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانُوْا فِي الصُّفَّةِ وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِيْ بَكْرٍ كَانَ اَصْحَابُ الصُّفَّةِ الْفُقَرَاءَ۔

باب مردوں کا مسجد میں سونا۔ ابو قلابہ نے انس بن مالکؓ سے روایت کیا عُکل قبیلے کے کچھ لوگ (جو دس سے کم تھے) آنحضرتؐ کے پاس آئے وہ صُفّہ (مسجد کے سائبان[3]) میں رہا کرتے۔ عبدالرحمٰن بن ابو بکرؓ فرماتے ہیں اصحابِ صُفّہ فقیر لوگ تھے۔

---

[1] اپنا ملک چھوڑ کر مدینہ میں ۱۲ منہ [2] یعنی یہ دن بھی اس کی قدرت کے عجیب دنوں میں سے تھا ۱۲ منہ [3] اسی روایت کو خود امام بخاری نے علامات النبوہ میں وصل کیا۔ یہ سائبان یعنی صفہ میں رہنے والے محتاج لوگ تھے جن کا نہ گھر تھا نہ بار نہ جورو نہ جاتا ہمیشہ مسجد میں پڑے رہتے کہتے ہیں یہ ستر آدمی تھے ان کو اصحاب صفہ کہا کرتے بعضوں نے کہا صوفی کا لفظ اصل میں صفی تھا کثرت استعمال سے صوفی کہنے لگے فقیروں اور درویشوں کی ابتدا انہی لوگوں سے ہوئی ۱۲ منہ۔

۴۲۵ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِي نَافِعٌ قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ يَنَامُ وَهُوَ شَابٌّ أَعْزَبُ لَا أَهْلَ لَهُ فِي مَسْجِدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ـ

(از مسدد، از یحیٰی، از عبید اللہ، از نافع) عبد اللہ بن عمر کہتے ہیں کہ وہ اچھے خاصے جوان تھے اور مجرد، ان کی بیوی نہ تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد مبارک میں سویا کرتے تھے۔

۴۲۶ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ ابْنِ سَعْدٍ قَالَ جَاءَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْتَ فَاطِمَةَ فَلَمْ يَجِدْ عَلِيًّا فِي الْبَيْتِ فَقَالَ أَيْنَ ابْنُ عَمِّكِ قَالَتْ كَانَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ شَيْءٌ فَغَاضَبَنِي فَخَرَجَ فَلَمْ يَقِلْ عِنْدِي فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِإِنْسَانٍ انْظُرْ أَيْنَ هُوَ فَجَاءَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ فِي الْمَسْجِدِ رَاقِدٌ فَجَاءَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُضْطَجِعٌ قَدْ سَقَطَ رِدَاؤُهُ عَنْ شِقِّهِ وَأَصَابَهُ تُرَابٌ فَجَعَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْسَحُهُ عَنْهُ وَيَقُولُ قُمْ أَبَا تُرَابٍ قُمْ أَبَا تُرَابٍ ـ

(از قتیبہ بن سعید، از عبد العزیز بن ابی حازم، از ابو حازم) سہل بن سعد کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے حضرت علی رضی اللہ عنہ موجود نہ تھے۔ حضور نے پوچھا تیرے چچا کا بیٹا کہاں ہے[۱]؟ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا، میرے ان کے درمیان کچھ جھگڑا ہو گیا تھا وہ غصے ہو کر تشریف لے گئے۔ یہاں نہیں سوئے آپ نے ایک شخص سے کہا جاؤ اسے دیکھو کہاں ہے وہ آیا اور کہا یا رسول اللہ وہ مسجد میں آرام کر رہے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لائے حضرت علی رضی اللہ عنہ لیٹے ہوئے تھے۔ ایک طرف سے چادر اتر گئی تھی اور بدن میں مٹی لگ گئی تھی آنحضرت ان کے بدن سے مٹی صاف کرنے لگے اور فرمانے لگے: ابو تراب! اُٹھ ابو تراب! اُٹھ۔[۲]

۴۲۷ ـ حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ عِيسَى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ لَقَدْ رَأَيْتُ سَبْعِينَ مِنْ أَصْحَابِ الصُّفَّةِ مَا مِنْهُمْ رَجُلٌ عَلَيْهِ رِدَاءٌ إِمَّا إِزَارٌ وَإِمَّا كِسَاءٌ قَدْ رَبَطُوا فِي أَعْنَاقِهِمْ فَمِنْهَا مَا يَبْلُغُ نِصْفَ السَّاقَيْنِ وَ

(از یوسف بن عیسیٰ، از ابن فضیل، از والد شں، از ابو حازم) ابو ہریرہ کہتے ہیں میں نے اصحاب صفہ[۳] میں سے ستر آدمی ایسے دیکھے جن کی چادر نہیں تھی یا فقط تہ بند تھا یا فقط کمبل جسے وہ گردن سے باندھ لیتے تھے، بعض کی پنڈلیوں تک ہوتا اور بعض کے ٹخنوں تک پہنچتا اور اس ڈر سے کہ کہیں ان کا ستر نہ کھل جائے۔

---

[۱] حالانکہ حضرت علی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کے بیٹے تھے مگر عرب کے محاورہ میں باپ کے عزیزوں کو بھی چچا کا بیٹا کہتے ہیں آپ نے یہ نہیں فرمایا تمہارے میاں کہاں ہیں اور قرابت کا ذکر کیا تاکہ حضرت فاطمہ کو ان کی محبت پیدا ہو ۱۲ منہ [۲] تراب عربی میں مٹی کو کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رض کی کنیت ابو تراب رکھی حضرت علی کو جو کوئی اس کنیت سے پکارتا تو وہ خوش ہوتے اس حدیث سے مسجد میں سونے کا جواز ثابت ہوا اور حضرت علی رض کی بڑی فضیلت نکلی ۱۲ منہ [۳] صفہ کہتے ہیں مسجد کے سائبان کو ان لوگوں کا ذکر ابھی گذر چکا۔ امام بخاری نے اس حدیث سے یہ نکالا کہ مسجد میں سونا اور رہنا درست ہے کیونکہ یہ صفہ والے درویش تھے ان کا گھر بار نہ تھا رات دن مسجد ہی میں پڑے رہتے ۱۲ منہ۔

مِنْهَا مَا يَبْلُغُ الْكَعْبَيْنِ فَيَجْمَعُهُ بِيَدِهٖ كَرَاهِيَةَ أَنْ تُرٰى عَوْرَتُهٗ۔

ہاتھ سے اس کپڑے کو سمیٹتے رہتے تھے۔

باب ۲۹۹ الصَّلٰوةِ إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ وَقَالَ كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ بَدَأَ بِالْمَسْجِدِ فَصَلّٰى فِيْهِ۔

باب سفر سے واپسی پر پہلے نماز پڑھنا[1]۔ کعب بن مالکؓ کہتے ہیں حضرت نبیؐ جب سفر سے تشریف لاتے تو پہلے مسجد میں جا کر نماز پڑھتے۔

۴۲۸۔ **حَدَّثَنَا** خَلَّادُ بْنُ يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَارِبُ بْنُ دِثَارٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ قَالَ مِسْعَرٌ أُرَاهُ قَالَ ضُحًى فَقَالَ صَلِّ رَكْعَتَيْنِ وَكَانَ لِيْ عَلَيْهِ دَيْنٌ فَقَضَانِيْ وَزَادَنِيْ۔

(از خلاد بن یحییٰ، از مسعر، از محارب بن دثار) جابر بن عبداللہ کہتے ہیں میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا آپ مسجد میں بیٹھے تھے۔ مسعر کہتے ہیں میرا خیال ہے محارب نے کہا کہ یہ چاشت کا وقت تھا تو آپ نے فرمایا دو رکعتیں پڑھ لے۔ میرا کچھ قرض آنحضرتؐ پر تھا۔ آپ نے وہ ادا کیا بلکہ اس سے زیادہ دے دیا۔[2]

باب ۳۰۰ إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يَجْلِسَ۔

باب مسجد میں داخلہ کے وقت بیٹھنے سے پہلے دو رکعتیں پڑھ لے (تحیۃ المسجد)

۴۲۹۔ **حَدَّثَنَا** عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ أَنَّ عَامِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَمْرِو بْنِ سُلَيْمٍ الزُّرَقِيِّ عَنْ أَبِيْ قَتَادَةَ السَّلَمِيِّ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يَجْلِسَ۔

(از عبداللہ بن یوسف، از مالک، از عامر بن عبداللہ بن زبیر، از عمرو بن سلیم زرقی) ابو قتادہ سلمی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی شخص مسجد میں داخل ہو تو بیٹھنے سے پہلے دو رکعات پڑھ لے۔

باب ۳۰۱ الْحَدَثِ فِي الْمَسْجِدِ۔

باب مسجد میں بے وضو ہو جانا[3]۔

۴۳۰۔ **حَدَّثَنَا** عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ

(از عبداللہ بن یوسف، از مالک، از ابو الزناد، از اعرج) ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے فرمایا فرشتے اس شخص کے لیے دعا کرتے

---

[1] سنت یہ ہے کہ آدمی جب سفر کر کے اپنے گھر کو آئے تو گھر میں جانے سے پہلے مسجد میں دو رکعتیں نفل پڑھ کر گھر میں جائے گویا حق تعالیٰ کا شکریہ ادا کرے کہ اس کو مع الخیر سفر سے واپس لایا گھر پہنچایا ۱۲ منہ [2] امام بخاری نے اس حدیث کو بیس مقاموں میں روایت کیا اور یہ واقعہ اس وقت کا ہے جب جابرؓ سفر سے آئے تھے جیسے دوسری روایتوں سے صاف معلوم ہوتا ہے تو حدیث ترجمہ باب کے مطابق ہو گئی مغالطہ مغلط میں پڑ گئے انہوں نے یہ اعتراض کیا کہ حدیث سے باب کا مطلب نہیں نکلتا ۱۲ منہ [3] اس باب کے لانے سے امام بخاری کی یہ غرض ہے کہ بے وضو آدمی مسجد میں جا سکتا ہے اور وہاں بیٹھ سکتا ہے ۱۲ منہ۔

أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمَلَائِكَةُ تُصَلِّي عَلَى أَحَدِكُمْ مَا دَامَ فِي مُصَلَّاهُ الَّذِي صَلَّى فِيهِ مَا لَمْ يُحْدِثْ تَقُولُ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَهُ اللَّهُمَّ ارْحَمْهُ۔

رہتے ہیں جو شخص نماز کی جگہ میں جہاں اس نے نماز پڑھی بیٹھا رہے جب تک کہ بے وضو نہ ہو جائے۔ فرشتے کہتے رہتے ہیں یا اللہ اسے بخش دے۔ اس پر رحم فرما[1]

بَابٌ ۳۰۲ بُنْيَانِ الْمَسْجِدِ

وَقَالَ أَبُو سَعِيدٍ كَانَ سَقْفُ الْمَسْجِدِ مِنْ جَرِيدِ النَّخْلِ وَقَالَ أَكِنَّ النَّاسَ مِنَ الْمَطَرِ وَإِيَّاكَ أَنْ تُحَمِّرَ أَوْ تُصَفِّرَ فَتَفْتِنَ النَّاسَ قَالَ أَنَسٌ يَتَبَاهَوْنَ بِهَا ثُمَّ لَا يَعْمُرُونَهَا إِلَّا قَلِيلًا وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَتُزَخْرِفُنَّهَا كَمَا زَخْرَفَتِ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَى۔

باب مسجد بنانے کا بیان۔ ابو سعید خدری کہتے ہیں مسجدِ نبوی کی چھت کھجور کی شاخوں سے بنی ہوئی تھی حضرت عمرؓ نے اسے بنانے کا حکم دیا اور کہا میں لوگوں کو بارش سے بچانا چاہتا ہوں۔ مگر خبردار مسجد میں سُرخی اور زردی نہ لگانا۔ لوگ اس سے فتنے میں پڑ جاتے ہیں[2] انس رضؓ نے کہا لوگ مسجدوں کے ذریعے سے ایک دوسرے پر فخر کریں گے مگر انہیں حقیقی معنی میں بہت کم آباد کریں گے۔[3] ابنِ عباسؓ نے کہا تم مسجدوں کو ایسا آراستہ کرو گے جیسے یہود و نصاریٰ نے آراستہ کیا

۴۳۱۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ قَالَ حَدَّثَنَا نَافِعٌ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ أَخْبَرَهُ أَنَّ الْمَسْجِدَ كَانَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَبْنِيًّا بِاللَّبِنِ وَسَقْفُهُ الْجَرِيدُ وَعُمُدُهُ خَشَبُ النَّخْلِ فَلَمْ يَزِدْ فِيهِ أَبُو بَكْرٍ شَيْئًا وَزَادَ فِيهِ عُمَرُ وَبَنَاهُ عَلَى بُنْيَانِهِ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاللَّبِنِ وَالْجَرِيدِ وَأَعَادَ

(از علی بن عبداللہ، از یعقوب بن ابراہیم بن سعید، از والدش، از صالح بن کیسان، از نافع) عبداللہ بن عمر کہتے ہیں کہ آنحضرت کے زمانے میں مسجد کچّی اینٹوں کی بنی ہوئی تھی، چھت پر کھجور کی ڈالیاں تھیں اور ستون کھجور کی لکڑی کے تھے۔ حضرت ابوبکرؓ نے اپنے زمانہ میں کچھ بھی اضافہ نہیں کیا، حضرت عمرؓ نے اپنے عہد میں مسجد کو بڑھایا۔ لیکن عمارت ویسے ہی رکھی جیسے آنحضرت کے زمانے میں تھی یعنی کچّی اینٹوں کی دیوار، ڈالیوں کی چھت، کھجور کی لکڑی کے ستون۔ حضرت عثمان نے اپنے عہد میں بدل ڈالا اور بہت بڑھایا، اس کی دیواریں منقش پتھروں اور گچ سے بنوائیں۔

---

[1] معلوم ہوا کہ حدث ہونے یعنی گوز نکلنے سے فرشتوں کی دعا موقوف ہو جاتی ہے کیونکہ اس کی بدبو سے فرشتوں کو اذیت ہوتی ہے ۱۲ منہ [2] مسجد کی رنگ آمیزی اور نقش نگار دیکھ کر نماز میں ان کا خیال بٹ جائے اس اثر کو خود امام بخاری نے مسجد نبوی کے باب میں نکالا ابن ماجہ نے حضرت عمرؓ سے مرفوعاً روایت کیا کسی کا کام اُس وقت تک نہیں بگڑا جب تک اس نے اپنی مسجدوں کو آراستہ نہیں کیا اکثر علماء نے مسجد کی بہت آرائش مکروہ رکھی ہے کیونکہ ایسا کرنے سے نمازیوں کا خیال نماز میں بٹتا ہے دوسرے پیسہ کا بے کار ضائع کرنا ہے جب مسجد کا نقش و نگار بے فائدہ مکروہ اور منع ہو تو شادی غمی میں روپیہ اڑانا اور فضول رسمیں کرنا کب درست ہوگا مسلمانوں کو چاہیے اپنی آنکھ کھولیں اور جو پیسہ ملے اس کو نیک کاموں میں اور اسلام کی ترقی کے سامان میں صرف کریں مثلاً دین کی کتابیں چھپوائیں غریب طالب العلم لوگوں کی خبر گیری کریں مدرسے اور سرائیں بنوائیں، مسکین اور محتاجوں کو کھلائیں، ننگوں کو کپڑا پہنائیں، یتیموں اور بیواؤں کی پرورش کریں ۱۲ منہ [3] یعنی نماز باجماعت، ذکرِ الٰہی، قرآن کا درس و ترجمہ وغیرہ نہ رہے گا نقش و نگار اور ٹیپ ٹاپ وغیرہ

عَمَدَهٗ خَشَبًا ثُمَّ غَيَّرَهٗ عُثْمَانُ فَزَادَ فِيْهِ زِيَادَةً كَثِيْرَةً وَّبَنٰى جِدَارَهٗ بِالْحِجَارَةِ الْمَنْقُوْشَةِ وَالْقَصَّةِ وَجَعَلَ عَمَدَهٗ مِنْ حِجَارَةٍ مَّنْقُوْشَةٍ وَّسَقَفَهٗ بِالسَّاجِ۔

ستون منقش پتھروں کے، چھت ساگوان سے بنوائی۔

باب ۳۰۳ التَّعَاوُنِ فِيْ بِنَآءِ الْمَسْجِدِ وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يَّعْمُرُوْا مَسَاجِدَ اللّٰهِ شَاهِدِيْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ بِالْكُفْرِ۔ اُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ وَفِي النَّارِ هُمْ خٰلِدُوْنَ۔

باب مسجد بنانے میں ایک دوسرے کی مدد کرنا۔ اور اللہ تعالیٰ کا (سورۂ براءۃ) میں یہ فرمانا ماکان للمشرکین ......خلدون مشرکوں کی یہ لیاقت ہی نہیں کہ اللہ کی مسجدوں کو آباد کریں جس حالت میں کہ وہ خود اپنے اُوپر کفر کی باتوں کا اقرار کر رہے ہیں۔ ان لوگوں کے سب اعمال اکارت ہیں۔ اور دوزخ میں وہ لوگ ہمیشہ رہیں گے۔

۴۳۲۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُخْتَارٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ الْحَذَّآءُ عَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ قَالَ لِيْ ابْنُ عَبَّاسٍ وَّلِابْنِهٖ عَلِيٍّ انْطَلِقَا اِلٰٓى اَبِيْ سَعِيْدٍ فَاسْمَعَا مِنْ حَدِيْثِهٖ فَانْطَلَقْنَا فَاِذَا هُوَ فِيْ حَآئِطٍ يُّصْلِحُهٗ فَاَخَذَ رِدَآءَهٗ فَاحْتَبٰى ثُمَّ اَنْشَاَ يُحَدِّثُنَا حَتّٰٓى اَتٰى عَلٰى ذِكْرِ بِنَآءِ الْمَسْجِدِ فَقَالَ كُنَّا نَحْمِلُ لَبِنَةً لَّبِنَةً وَّعَمَّارٌ لَّبِنَتَيْنِ لَبِنَتَيْنِ فَرَاٰهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَ يَنْفُضُ التُّرَابَ عَنْهُ وَيَقُوْلُ وَيْحَ عَمَّارٍ تَقْتُلُهُ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ يَدْعُوْهُمْ اِلَى الْجَنَّةِ وَيَدْعُوْنَهٗ اِلَى النَّارِ قَالَ يَقُوْلُ عَمَّارٌ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْفِتَنِ۔

(از مسدد، از عبدالعزیز بن مختار، از خالد حذاء) عکرمہ کہتے ہیں ابن عباسؓ نے مجھے اور اپنے بیٹے علی سے کہا تم دونوں ابوسعید کے پاس جا کر حدیثیں سنو ہم گئے وہ اپنے باغ کو درست کر رہے تھے۔ انہوں نے اپنی چادر اوڑھی اور حدیث بیان کرنے لگے، حتیٰ کہ مسجد نبوی بنانے کا ذکر آیا کہنے لگے، ہم ایک ایک اینٹ اٹھا رہے تھے عمار دو دو اینٹیں اٹھا رہے تھے۔ آنحضرتؐ نے عمارؓ کو دیکھا، تو ان کے بدن سے مٹی جھاڑنے لگے اور فرمانے لگے: افسوس عمار کو باغی لوگ مار ڈالیں گے یہ تو انہیں بہشت کی طرف بلائے گا (یعنی اطاعت امیر) وہ اسے دوزخ کی طرف بلائیں گے (یعنی بغاوت امیر) ابوسعید کہتے ہیں حضرت عمارؓ (اس پیشگوئی کے سننے کے بعد) اکثر یہ دعا کیا کرتے تھے اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْفِتَنِ (میں اللہ تعالیٰ کے ذریعے فتنوں سے پناہ مانگتا ہوں)

باب ۳۰۴ الْاِسْتِعَانَةِ بِالنَّجَّارِ وَالصُّنَّاعِ فِيْ اَعْوَادِ الْمِنْبَرِ وَالْمَسْجِدِ۔

باب بڑھئی اور معمار سے مسجد اور ممبر بنانے میں مدد لینا۔

۴۳۳ - حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ بْنُ سَعِیْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِیْزِ عَنْ اَبِیْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلٍ قَالَ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِلٰی امْرَأَةٍ مُرِیْ غُلَامَكِ النَّجَّارَ یَعْمَلْ لِیْ اَعْوَادًا اَجْلِسُ عَلَیْهِنَّ۔

(از قتیبہ ابن سعید، از عبدالعزیز، از ابو حازم) سہل کہتے ہیں حضورؐ نے ایک عورت کو کہلا بھیجا اپنے بڑھئی غلام کو حکم دے کہ وہ میرے ممبر کی لکڑیاں بنا دے جن پر میں بیٹھا کروں۔

۴۳۴ - حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ یَحْیٰی قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ اَیْمَنَ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ امْرَأَةً قَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلَا اَجْعَلُ لَكَ شَیْئًا تَقْعُدُ عَلَیْهِ فَاِنَّ لِیْ غُلَامًا نَجَّارًا قَالَ اِنْ شِئْتِ فَعَمِلَتِ الْمِنْبَرَ۔

(خلاد بن یحییٰ، عبدالواحد بن ایمن، اس کے والد) جابر بن عبداللہ کہتے ہیں ایک عورت نے کہا یارسول اللہ کیا میں آپ کے لیے ایسی چیز نہ بنا دوں جس پر آپ خطبہ کے وقت بیٹھا کریں۔ کیونکہ میرا ایک غلام بڑھئی ہے آپ نے فرمایا، اگر تیری مرضی ہے (تو بہتر) اس عورت نے (آپ کیلئے) ممبر بنوا دیا[۱]

بَابٌ ۳۰۵ مَنْ بَنٰی مَسْجِدًا۔

باب مسجد تعمیر کرنے والا شخص۔

۴۳۵ - حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ سُلَیْمَانَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِیْ عَمْرٌو اَنَّ بُکَیْرًا حَدَّثَهٗ اَنَّ عَاصِمَ بْنَ عُمَرَ بْنِ قَتَادَةَ حَدَّثَهٗ اَنَّهٗ سَمِعَ عُبَیْدَ اللّٰهِ الْخَوْلَانِیَّ اَنَّهٗ سَمِعَ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ یَقُوْلُ عِنْدَ قَوْلِ النَّاسِ فِیْهِ حِیْنَ بَنٰی مَسْجِدَ الرَّسُوْلِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّکُمْ اَکْثَرْتُمْ وَاِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ بَنٰی مَسْجِدًا قَالَ بُکَیْرٌ حَسِبْتُ اَنَّهٗ قَالَ یَبْتَغِیْ بِهٖ وَجْهَ اللّٰهِ بَنَی اللّٰهُ لَهٗ مِثْلَهٗ فِی الْجَنَّةِ۔

(از یحییٰ بن سلیمان، از ابن وہب، از عمرو، از بکیر، از عاصم بن عمر بن قتادہ) عبیداللہ خولانی کہتے ہیں حضرت عثمانؓ بن عفان نے جب (نقشی پتھر اور گچ سے) مسجد نبوی بنائی تو لوگ اس معاملے میں گفتگو کرنے لگے[۲] حضرت عثمانؓ نے کہا تم نے بہت باتیں کی ہیں میں نے حضورؐ سے سنا ہے "جس نے مسجد بنائی" بکیر کہتے ہیں میرا خیال ہے عاصم[۳] نے یوں کہا "اللہ کی رضامندی کی نیت سے" تو اللہ تعالیٰ اسی طرح جنت میں اس کے لیے گھر بنا دیں گے[۴]

---

[۱] باب کی حدیثوں میں سوائے بڑھئی کے معمار وغیرہ کا ذکر نہیں مگر معمار کو بڑھئی پر قیاس کیا اور شاید امام بخاری نے طلق کی حدیث کی طرف اشارہ کیا ہو جس میں یہ ہے کہ طلق کو مٹی پر رہنے دو وہ تم سب میں مٹی پانی اچھی طرح ملاتا ہے دوسری حدیث میں موجود ہے کہ عورت نے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منبر بنانے کے لئے عرض کیا ہو یہ پہلی حدیث کے خلاف نہیں ہے یوں ہوا ہوگا کہ پہلے خود اس عورت نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا ہوگا بعد اس کے منبر بنوانے میں دیر ہوئی ہو گی تو آپ نے اس سے کہلا بھیجا ہوگا ۱۲ منہ [۲] کہنے لگے حضرت عثمانؓ وہ باتیں کرتے ہیں جو آنحضرت صلعم کے عہد میں نہ تھیں اور ان کو طعنہ دینے لگے ان کا مطلب یہ تھا کہ آنحضرت صلعم کے عہد میں جیسی مسجد تھی کچی اینٹوں اور کھجور کی شاخوں کی ویسی ہی رہنے دیں حضرت ابوبکر اور حضرت عمر نے بھی اس کو ویسا ہی رہنے دیا تھا ۱۲ منہ [۳] اس حدیث کے الفاظ میں بکیر راوی کو شک ہے کہ آیا عاصم راوی نے "اللہ کی رضامندی کی نیت سے" کے الفاظ بھی حدیث میں بیان کئے یا نہیں [۴] ۳۰ ہجری میں (باقی اگلے صفحہ پر)

بَابُ ٣٠٦ يَأْخُذُ بِنُصُولِ النَّبْلِ إِذَا مَرَّ فِي الْمَسْجِدِ۔

۴۳۶۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ قُلْتُ لِعَمْرٍو أَسَمِعْتَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ مَرَّ رَجُلٌ فِي الْمَسْجِدِ وَمَعَهُ سِهَامٌ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمْسِكْ بِنِصَالِهَا۔

باب مسجد میں گذرتے وقت تیر کا پھل ہاتھ میں تھامے رکھے۔

(از قتیبہ بن سعید) سفیان کہتے ہیں میں نے عمرو سے پوچھا کیا آپ نے جابر بن عبداللہ کو یہ کہتے سنا ہے کہ ایک شخص مسجد میں تیر لے کر آیا آنحضرتؐ نے اسے فرمایا ان کی نوکیں تھامے رہ [۱]

بَابُ ٣٠٧ الْمُرُوْرِ فِي الْمَسْجِدِ۔

۴۳۷۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُوْ بُرْدَةَ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا بُرْدَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ مَرَّ فِيْ شَيْءٍ مِّنْ مَسَاجِدِنَا أَوْ أَسْوَاقِنَا بِنَبْلٍ فَلْيَأْخُذْ عَلٰى نِصَالِهَا لَا يَعْقِرْ بِكَفِّهِ مُسْلِمًا۔

باب مسجد میں تیر وغیرہ لے کر گذرنا۔

(از موسیٰ بن اسمٰعیل، از عبدالواحد، از ابوبردہ بن عبداللہ، از ابوبردہ یعنی ابوبردہ بن عبداللہ کے والد) ان کے والد ابوموسیٰ اشعری فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی ہماری مسجدوں یا بازاروں میں تیر لے کر چلے وہ ان کی نوکیں تھامے رہے۔ مبادا اپنے ہاتھ سے (نادانستہ) کسی مسلمان کو زخمی کر بیٹھے۔

بَابُ ٣٠٨ الشِّعْرِ فِي الْمَسْجِدِ۔

۴۳۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ أَنَّهُ سَمِعَ حَسَّانَ بْنَ ثَابِتٍ الْأَنْصَارِيَّ يَسْتَشْهِدُ أَبَا هُرَيْرَةَ أَنْشُدُكَ اللّٰهَ هَلْ سَمِعْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يَا حَسَّانُ أَجِبْ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ أَيِّدْهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ نَعَمْ۔

باب مسجد میں شعر پڑھنا۔

(از ابوالیمان حکم بن نافع، از شعیب، از زہری) ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف کہتے ہیں کہ حضرت حسان بن ثابت انصاری نے ابوہریرہ سے گواہی طلب کی کہا اے ابوہریرہ تمہیں خدا کی قسم کیا تم نے آنحضرتؐ کو یہ فرماتے نہیں سنا؟ کہ اے حسان! تو اللہ کے رسول کی طرف سے کافروں کو جواب دے اور (آنحضرت کی دعا) "اے اللہ اس کی (حسان کی) روح القدس کے ذریعہ مدد کر" ابوہریرہ نے گواہی دی کہ ہاں [۲] (واقعی آنحضرت نے تجھ سے یہ کہا تھا اور اللہ سے دعا بھی کی تھی۔)

(بقیہ) حضرت عثمان نے یہ تعمیر مسجد کی شروع کی کعب نے کہا کاش حضرت عثمان اس کو نہ بناتے کیونکہ اس کے بننے کے بعد وہ قتل ہوں گے ایسا ہی ہوا۔ ابن جوزی نے کہا جس نے مسجد پر اپنا نام کندہ کرادیا وہ مخلص نہیں ۱۲ منہ [۱] اس حدیث میں عمرو کا جواب مذکور نہیں لیکن امام بخاری نے کتاب الفتن میں عمرو کا جواب بھی ذکر کیا ہے یعنی ہاں! نوک تھامنے کا مقصد یہ ہے کسی مسلمان کو لگ نہ جائے حافظ کہتے ہیں اس شخص کا نام مجھے معلوم نہیں ہوا جو تیر لے کر مسجد نبوی میں آیا تھا۔ [۲] ایسی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے ہوا یہ تھا کہ حسان مسجد نبوی میں شعر پڑھ رہے تھے حضرت عمرؓ نے ان پر انکار کیا (باقی اگلے صفحہ پر)

باب ۳۰۹ اَصْحَابِ الْحِرَابِ فِی الْمَسْجِدِ

۴۳۹- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِي عُرْوَةُ ابْنُ الزُّبَيْرِ اَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ لَقَدْ رَاَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا عَلٰى بَابِ حُجْرَتِي وَالْحَبَشَةُ يَلْعَبُونَ فِي الْمَسْجِدِ وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتُرُنِي بِرِدَائِهِ اَنْظُرُ اِلٰى لَعِبِهِمْ زَادَ اِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْحَبَشَةُ يَلْعَبُونَ بِحِرَابِهِمْ۔

باب مسجد میں بھالے والوں کا جانا۔

(از عبدالعزیز بن عبداللہ، از ابراہیم بن سعد، از صالح بن کیسان از ابن شہاب، از عروہ ابن زبیر) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں میں نے ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے حجرے کے دروازے پر دیکھا اور حبشی مسجد میں کھیل رہے تھے[1]۔ آنحضرتؐ مجھے اپنی چادر سے ڈھانپے ہوئے تھے (بطور پردہ)، میں حبشیوں کا یہ کھیل یعنی مشق دیکھ رہی تھی۔ ابراہیم بن منذر نے اتنا اور اضافہ کیا ہے کہ ہم سے ابن وہب نے کہا آپ کو یونس نے بتایا، انہیں ابن شہاب سے معلوم ہوا اور انہیں عروہ نے بتایا کہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں میں نے آنحضرتؐ کو دیکھا اور حبشی اپنے ہتھیاروں سے کھیل رہے تھے۔

باب ۳۱۰ ذِكْرِ الْبَيْعِ وَالشِّرَاءِ عَلَى الْمِنْبَرِ فِي الْمَسْجِدِ۔

۴۴۰- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ يَحْيٰى عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اَتَتْهَا بَرِيرَةُ تَسْاَلُهَا فِي كِتَابَتِهَا فَقَالَتْ اِنْ شِئْتِ اَعْطَيْتُ اَهْلَكِ وَيَكُونُ الْوَلَاءُ لِي وَقَالَ اَهْلُهَا اِنْ شِئْتِ اَعْطَيْتِهَا مَا بَقِيَ وَقَالَ سُفْيَانُ مَرَّةً اِنْ

باب خرید و فروخت کا مسجد میں منبر پر ذکر کرنا۔[2]

(از علی بن عبداللہ، از سفیان، از یحییٰ، از عمرہ) عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ان کے پاس بریرہ نامی (لونڈی) آئی، اپنی کتابت[3] کے روپے میں ان سے مدد چاہتی تھی، حضرت عائشہؓ نے کہا اگر تو چاہے تو میں تیرے مالکوں کو روپیہ دے دیتی ہوں اور تیرا ترکہ میں لوں گی، اس کے مالکوں نے کہا اگر تم چاہو تو کتابت کا روپیہ اس کے ذمہ باقی

(بقیہ) تب حسان نے ابوہریرہؓ کو گواہ کرکے یہ حدیث بیان کی اور کہا میں تو مسجد میں ان کے سامنے شعر پڑھتا تھا جو تم سے بہتر تھے حسان کافروں کی ہجو کا جواب دیتے اور پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم کی حمایت کرتے معلوم ہوا عمدہ شعر جن میں اللہ اور اس کے رسول کی تعریف ہو اور دین کی تائید ہو مسجد میں پڑھنا درست ہے دوسری حدیث میں جو مسجد میں شعر پڑھنے سے منع فرمایا ان سے مراد وہ شعر ہیں جو عشقیہ مضامین کی لغو اور جاہلیت کے زمانہ کی طرز پر ہوں ۱۲

[1] ہتھیاروں کی مشق کر رہے تھے [2] یعنی جو معاملہ خرید و فروخت کا گذرا ہے اسی کا ذکر کرنا اس کا یہ مطلب نہیں کہ مسجد میں منبر پر خرید و فروخت کرنا جائز ہے وہ دوسری حدیث کی رو سے منع ہے اب اختلاف ہے اس میں کہ اگر کوئی مسجد ہی میں بیع و شرا کا عقد کرے تو وہ صحیح ہوگا یا نہیں۔ ۱۲ منہ

[3] کتابت اس کو کہتے ہیں کہ غلام یا لونڈی اپنے مالک سے کچھ مال پر معاملہ کرے کہ اگر اتنا مال وہ ادا کردے تو آزاد ہو جائے جو مال آزادی کے عوض ٹھیرے اس کو کتابت یا بدل میں بھی یہی حکم قائم رہا ۱۲ منہ۔

شِئْتِ اَعْتَقْتِيهَا وَيَكُونُ الْوَلَاءُ لَنَا فَلَمَّا جَاءَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرْتُهُ ذٰلِكَ فَقَالَ ابْتَاعِيهَا فَاَعْتِقِيهَا فَاِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ اَعْتَقَ ثُمَّ قَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَقَالَ سُفْيٰنُ مَرَّةً فَصَعِدَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ مَا بَالُ اَقْوَامٍ يَشْتَرِطُونَ شُرُوطًا لَيْسَ فِي كِتَابِ اللّٰهِ مَنِ اشْتَرَطَ شَرْطًا لَيْسَ فِي كِتَابِ اللّٰهِ فَلَيْسَ لَهُ وَاِنِ اشْتَرَطَ مِائَةَ مَرَّةٍ وَرَوَاهُ مَالِكٌ عَنْ يَحْيٰى عَنْ عَمْرَةَ اَنَّ بَرِيْرَةَ وَلَمْ يَذْكُرْ صَعِدَ الْمِنْبَرَ قَالَ عَلِيٌّ قَالَ يَحْيٰى وَعَبْدُ الْوَهَّابِ عَنْ يَحْيٰى عَنْ عَمْرَةَ نَحْوَهُ وَقَالَ جَعْفَرُ ابْنُ عَوْنٍ عَنْ يَحْيٰى قَالَ سَمِعْتُ عَمْرَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ عَائِشَةَ۔

ہے وہ دے دو، کبھی سفیان نے یہ بھی کہا ہے، کہ اگر تم چاہو تو اسے روپیہ دے کر آزاد کر دو مگر اس کا ترکہ تو ہم ہی لیں گے [۱] جب آنحضرت ؐ تشریف لائے تو میں نے آپ سے اس کا ذکر کیا، آپ نے فرمایا تو بریرہ کو بلا تأمل خرید لے اور آزاد کر دے، ترکہ اسی کا ہے جو آزاد کرے، پھر آنحضرت ؐ باہر تشریف لائے اور منبر پر کھڑے ہوئے کبھی سفیان نے یہ بھی [۲] کہا، منبر پر آنحضرت ؐ چڑھے [۳] آپ نے فرمایا ان لوگوں کو کیا ہوا ہے جو ایسی شرطیں لگاتے ہیں جن کا ذکر اللہ کی کتاب میں نہیں، اگر کوئی شخص ایسی شرطیں سو بار بھی لگائے جن کا ذکر کتابِ خدا میں نہیں تو کیا ہونا ہے، اسے کچھ نہیں ملے گا [۴] امام مالک ؒ نے بحوالہ یحییٰ عمرہ اس حدیث کو روایت کیا اور بریرہ کا ذکر کیا مگر اس میں منبر پر چڑھنے کا ذکر نہیں ہے۔ اسی حدیث کو علی مدینی نے بحوالہ یحییٰ بن سعید بن قطان عبدالوہاب و یحییٰ بن سعید، وعمرہ روایت کیا ہے اور جعفر بن عون نے یحییٰ بن سعید سے یوں نقل کیا سَمِعْتُ عَمْرَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ عَائِشَةَ (اس کے الفاظ یہ ہیں میں نے عمرہ سے سُنا اُس نے کہا میں نے عائشہ ؓ سے سُنا) [۵]

بَابُ ۱۳۱ التَّقَاضِيْ وَالْمُلَازَمَةِ فِي الْمَسْجِدِ۔

باب مسجد میں قرضدار کو قرضہ کی ادائیگی کے لیے تقاضا و اصرار کرنا۔

۴۴۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ قَالَ اَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ

(از عبداللہ بن محمد، از عثمان بن عمر، از یونس، از زہری، از عبداللہ بن کعب بن مالک) کعب کہتے ہیں انہوں نے ابن ابی حَدْرَد

---

[۱] بریرہؓ کی مالک چین کی باتیں کرتے تھے عرب میں علی العموم یہ قاعدہ تھا کہ جو کوئی غلام لونڈی کو آزاد کرے وہی اس کی میراث پائے۔ شرح میں بھی یہی حکم قائم رہا ۱۲ منہ [۲] جہاں پر یہ الفاظ ہیں "کبھی سفیان نے یوں کہا" مطلب یہ ہے کہ سفیان نے دونوں طرح کے الفاظ بیان کیے ہیں اس حدیث میں دو بار سفیان کے الفاظ دو قسم کے آتے ہیں، یہ محدثین کا کمال اہتمام ہے، کہ انہوں نے الفاظ کی بڑی پابندی کی ہے جس سے معنی متعین ہوتے ہیں، پچھلے صفحات میں حدیث ۴۰۷ میں اگرچہ دونوں قسم کے الفاظ کا مفہوم واحد ہے یعنی "ناراضگی دیکھی گئی" یا "ناپسند جانا" مگر راوی کے شک کو محدثین نے بیان ضرور کیا ہے اور الفاظ کے تفاوت کو واضح کیا ہے۔ عبدالرزاق [۳] یعنی سفیان نے کبھی قام علی المنبر کہا کبھی صعد علی المنبر ۱۲ منہ [۴] حالانکہ قرآن میں ولاء یعنی غلام لونڈی کے ترکہ کا ذکر نہیں ہے مگر پیغمبر علیہ السلام کا فرمانا بھی اللہ ہی کے حکم سے ہے تو گویا وہ بھی قرآن ہے اس حدیث سے ان لوگوں کا رد ہوا جو حدیث کو قرآن کی طرح واجب الاتباع نہیں جانتے ۱۲ منہ [۵] تو اس سند سے یحییٰ بن سعید کا عمرہ سے اور عمرہ کا حضرت عائشہ ؓ سے سننا بصراحت معلوم ہوتا ہے ۱۲ منہ۔

الزُّهْرِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ كَعْبٍ أَنَّهُ تَقَاضَى ابْنَ أَبِي حَدْرَدٍ دَيْنًا كَانَ لَهُ عَلَيْهِ فِي الْمَسْجِدِ فَارْتَفَعَتْ أَصْوَاتُهُمَا حَتَّى سَمِعَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي بَيْتِهِ فَخَرَجَ إِلَيْهِمَا حَتَّى كَشَفَ سِجْفَ حُجْرَتِهِ فَنَادَى يَا كَعْبُ قَالَ لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ ضَعْ مِنْ دَيْنِكَ هٰذَا وَأَوْمَأَ إِلَيْهِ أَيِ الشَّطْرَ قَالَ لَقَدْ فَعَلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ قُمْ فَاقْضِهِ۔

سے اپنے قرض کی ادائیگی کا تقاضا کیا مسجد میں قرضخواہ اور مقروض کی آوازیں بلند ہوئیں حتیٰ کہ آنحضرتؐ نے سن لیا۔ آپ اپنے حجرے میں تھے۔ باہر تشریف لائے۔ حجرے کا دروازہ کھولا اور ندا فرمائی: "اے کعب" کعب نے عرض کی لبیک یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا اپنے قرض سے آدھا معاف کردے، آپؐ نے اشارہ سے فرمایا جس سے آدھے حصہ کا اشارہ تھا۔ کعب نے کہا یا رسول اللہ میں نے ایسا ہی کیا (یعنی آدھا چھوڑ دیا معاف کردیا) آپ نے ابن ابی حَدْرَد سے فرمایا: تو اُٹھ کھڑا ہو اور وہ آدھا باقی ادا کردے۔

بَاب ۳۱۲ كَنْسِ الْمَسْجِدِ وَالْتِقَاطِ الْخِرَقِ وَالْقَذٰى وَالْعِيْدَانِ

باب مسجد میں جھاڑو دینا، چیتھڑے، کوڑا، لکڑیاں چُننا یعنی صاف کرنا۔

۴۴۲۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَبِي رَافِعٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَجُلًا أَسْوَدَ أَوِ امْرَأَةً سَوْدَاءَ كَانَ يَقُمُّ الْمَسْجِدَ فَمَاتَ فَسَأَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْهُ فَقَالُوا مَاتَ فَقَالَ أَفَلَا كُنْتُمْ آذَنْتُمُوْنِي بِهِ دُلُّوْنِي عَلَى قَبْرِهِ أَوْ قَالَ قَبْرِهَا فَأَتَى قَبْرَهُ فَصَلَّى عَلَيْهَا۔

(از سلیمان بن حرب، از حماد بن زید، از ثابت، از ابو رافع) ابوہریرہ کہتے ہیں کہ ایک کالا مرد یا کالی عورت مسجد نبوی میں جھاڑو دیا کرتا تھا یا کرتی تھی بہرحال اس مرد یا عورت کا انتقال ہوگیا، آنحضرتؐ نے اس کے متعلق دریافت فرمایا صحابہ نے عرض کیا اس کا انتقال ہوگیا ہے آپ نے فرمایا تم نے مجھے کیوں نہیں بتایا؟ مجھے اس کی قبر بتاؤ (مرد یا عورت کی) آپ اس کی قبر پر گئے اور اس پر نماز پڑھی۔

بَاب ۳۱۳ تَحْرِيْمِ تِجَارَةِ الْخَمْرِ فِي الْمَسْجِدِ۔

باب مسجد میں شراب کی تجارت کو حرام کہنا[1]

۴۴۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا أُنْزِلَتِ الْآيَاتُ مِنْ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ فِي الرِّبٰو خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْمَسْجِدِ فَقَرَأَهُنَّ عَلَى النَّاسِ ثُمَّ حَرَّمَ تِجَارَةَ الْخَمْرِ۔

(از عبدان، از ابو حمزہ، از اعمش، از مسلم، از مسروق) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب سود کے متعلق سورۂ بقرہ میں آیات نازل ہوئیں تو حضورؐ مسجد میں تشریف لائے، وہ آیات لوگوں کو سنائیں۔ پھر فرمایا کہ شراب کی تجارت حرام ہے۔

---

[1] اس باب سے یہ غرض ہے کہ مسجد میں بری اور فحش چیزوں کا بیان جب ان سے کوئی ممانعت کرے تو درست ہے ۱۲ منہ۔

بَابُ ٣١٤ الْخَدَمِ لِلْمَسْجِدِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ نَذَرْتُ لَكَ مَا فِي بَطْنِي مُحَرَّرًا لِلْمَسْجِدِ يَخْدُمُهُ۔

باب مسجد کا خادم مقرر کرنا۔ ابن عباسؓ کہتے ہیں اس آیت میں نذرت لک ما فی بطنی محررا میں محرر سے مراد خادم مسجد ہے [1]

۴۴۴۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ وَاقِدٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَبِي رَافِعٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ امْرَأَةً أَوْ رَجُلًا كَانَتْ تَقُمُّ الْمَسْجِدَ وَلَا أُرَاهُ إِلَّا امْرَأَةً فَذَكَرَ حَدِيثَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ صَلَّى عَلَى قَبْرِهَا۔

(از احمد بن واقد، از حماد، از ثابت، از ابورافع) ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ کوئی مرد یا عورت مسجد میں جھاڑو دیا کرتی، ابورافع کہتے ہیں میں سمجھتا ہوں وہ عورت تھی۔ پھر وہی حدیث بیان کی کہ آنحضرتؐ نے اس کی قبر پر نماز (جنازہ) پڑھی۔

بَابُ ٣١٥ الْأَسِيرِ أَوِ الْغَرِيمِ يُرْبَطُ فِي الْمَسْجِدِ۔

باب قیدی یا مقروض کو مسجد میں باندھ کر رکھنا۔[2]

۴۴۵۔ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَخْبَرَنَا رَوْحٌ وَمُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ زِيَادٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ عِفْرِيتًا مِنَ الْجِنِّ تَفَلَّتَ عَلَيَّ الْبَارِحَةَ أَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا لِيَقْطَعَ عَلَيَّ الصَّلٰوةَ فَأَمْكَنَنِي اللّٰهُ مِنْهُ وَأَرَدْتُ أَنْ أَرْبِطَهُ إِلَى سَارِيَةٍ مِنْ سَوَارِي الْمَسْجِدِ حَتّٰى تُصْبِحُوا وَتَنْظُرُوا إِلَيْهِ كُلُّكُمْ فَذَكَرْتُ قَوْلَ أَخِي سُلَيْمَانَ رَبِّ هَبْ لِي مُلْكًا لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ مِنْ بَعْدِي قَالَ رَوْحٌ فَرَدَّهُ خَاسِئًا۔

(از اسحاق بن ابراہیم، از روح و محمد بن جعفر، از شعبہ، از محمد بن زیاد) ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رات ایک سرکش جن مجھ سے لڑنے آیا، یا ایسا کوئی اور کلمہ (آنحضرتؐ نے) ارشاد فرمایا، تاکہ وہ (جن) میری نماز میں خلل ڈالے اللہ نے مجھے اس پر طاقت عطا فرمائی اور میں نے چاہا کہ مسجد کے کسی ستون سے اسے باندھ دوں تاکہ صبح کے وقت تم سب اسے دیکھ لو پھر مجھے اپنے بھائی سلیمان کی دعا یاد آئی۔ رب ھب لی ملکا لا ینبغی لاحد من بعدی (ترجمہ۔ اے رب! مجھے ایسی بادشاہت دے جو میرے بعد کسی کو نہ ملے)[3] روح نے کہا کہ آنحضرتؐ نے اس (جن) کو ذلیل کر کے بھگا دیا۔

---

[1] یہ عمران کی بی بی کا کلام اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں نقل فرمایا انہوں نے اپنا حمل یہ سمجھ کر کہ لڑکا پیدا ہوگا مسجد اقصیٰ کی خدمت کے لیے نذر کر دیا تھا۔ لیکن لڑکے کے بدل لڑکی پیدا ہوئیں یعنی حضرت مریم علیہا السلام ان کا قصہ مشہور ہے ۱۲ منہ [2] ترجمہ باب یہیں سے نکلا کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دیو کو مسجد میں قید کرنا چاہا اور قرضدار کا گو ذکر اس حدیث میں نہیں ہے مگر اس کو اسی پر قیاس کیا ۱۲ منہ [3] حضرت سلیمانؑ کی جو خاص بادشاہت تھی وہ یہی تھی کہ ان کو جنوں اور دیوؤں پر اختیار تھا سو ان کے ہاتھ میں تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خیال فرمایا کہ اگر میں اس دیو کو باندھ دوں گا تو یہ بادشاہت گویا مجھ کو بھی حاصل ہو گئی اس خیال سے آپ نے اس کو چھوڑ دیا ۱۲ منہ۔

باب ۳۱۶ الاغتسال اذا اسلم و ربط الاسیر ایضاً فی المسجد۔ و کان شریح یامر الغریم ان یحبس الی ساریۃ المسجد۔

باب اسلام لانے کے وقت غسل کرنا، اور قیدی کو مسجد میں باندھنا۔ اور شریح بن حارث (کوفہ کا قاضی) قرضدار کو مسجد کے ستون کے ساتھ قید کرنے کا حکم دیتے[1]

۴۴۶۔ حدثنا عبد اللہ بن یوسف قال حدثنا اللیث قال حدثنی سعید بن ابی سعید انہ سمع اباھریرۃ قال بعث النبی صلی اللہ علیہ وسلم خیلاً قبل نجد فجاءت برجل من بنی حنیفۃ یقال لہ ثمامۃ بن اثال فربطوہ بساریۃ من سواری المسجد فخرج الیہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال اطلقوا ثمامۃ فانطلق الی نخل قریب من المسجد فاغتسل ثم دخل المسجد فقال اشھد ان لا الہ الا اللہ وان محمدا رسول اللہ۔

(از عبد اللہ بن یوسف، از لیث، از سعید بن ابی سعید) ابوہریرہؓ کہتے ہیں نبی اکرمؐ نے چند سواروں کو نجد کی طرف بھیجا۔ وہ بنی حنیفہ کے ایک شخص کو پکڑ لائے[2]۔ اس کا نام ثمامہ بن اُثال تھا اسے مسجد کے ستون سے باندھ دیا گیا۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ فرمایا: ثمامہ کو چھوڑ دو وہ رہا ہو کر مسجد کے قریب کھجوروں کے جھنڈ کے پاس گیا۔ وہاں غسل کیا۔ پھر مسجد میں آیا اور کہا اشھد ان لا الہ الا اللہ و ان محمد رسول اللہ[3]

باب ۳۱۷ الخیمۃ فی المسجد للمرضی وغیرھم۔

باب مسجد میں بیماروں کا خیمہ لگانا۔

۴۴۷۔ حدثنا زکریا بن یحیی قال حدثنا عبد اللہ بن نمیر قال حدثنا ھشام عن ابیہ عن عائشۃ قالت اصیب سعد یوم الخندق فی الاکحل فضرب النبی صلی اللہ علیہ وسلم خیمۃ فی المسجد لیعودہ من قریب فلم یرعھم وفی المسجد خیمۃ من بنی غفار الا الدم یسیل

(از زکریا بن یحییٰ، از عبد اللہ بن نمیر، از ہشام، از والدش) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ غزوۂ خندق میں سعد[4] زخمی ہوئے۔ ان کی رگ اَکحل[5] میں زخم آیا۔ تو آنحضرتؐ نے مسجد میں ایک خیمہ کھڑا کیا، تاکہ قریب سے عیادت فرما سکیں، مسجد میں بنی غفار کا خیمہ بھی تھا۔ پس انہیں کوئی چیز نہ ڈرا سکی یعنی خیمہ والوں کو صرف وہ خون ڈرا سکا جو ان کی طرف بہہ بہہ کر آنے لگا۔ انہوں نے کہا: اے خیمے والو!

[1] اس اثر کو معمر نے وصل دیا ایوب سے انہوں نے ابن سیرین سے انہوں نے شریح سے کہ جب وہ کسی شخص پر کچھ حق کا فیصلہ کرتے تو حکم دیتے کہ وہ مسجد میں قید رہے یہاں تک کہ اپنے ذمہ کا حق ادا کرے اگر وہ ادا کر دیتا تو خیر ورنہ اس کو قید خانے میں لے جانے کا حکم دیتے ۱۲ منہ [2] بنی حنیفہ ایک قبیلہ کا نام ہے ۱۲ منہ [3] آپ نے ثمامہ کو اس لیے چھوڑ دیا کہ آپ کو معلوم ہو گیا ہو گا کہ وہ اسلام لانے والا ہے اسلام لاتے وقت غسل اس حدیث سے ثابت ہوا۔ امام احمد کے نزدیک غسل واجب ہے ۱۲ منہ [4] سعد بن معاذ یہ صحابی ہیں جنکی شان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کے تولیئے جنت میں اس کے کپڑے سے بہتر ہیں اور فرمایا کہ ان کی موت سے پروردگار کا عرش جھوم گیا اللہ ان سے راضی ہو ۱۲ منہ [5] وہ رگ جس کی فصد لی جاتی

اِلَیْہِمْ فَقَالُوْا یَا اَھْلَ الْخَیْمَۃِ مَا ھٰذَا الَّذِیْ یَاْتِیْنَا مِنْ قِبَلِکُمْ فَاِذَا سَعْدٌ یَغْذُوْ جُرْحُہٗ دَمًا فَمَاتَ مِنْہَا۔

یہ کیا ہے جو ہماری طرف بہہ بہہ کر آرہا ہے؟ دیکھا تو سعدؓ کے زخم سے خون بہہ رہا تھا آخر وہ (سعد) اسی سے فوت ہوگئے۔

باب ۲۱۸ اِدْخَالِ الْبَعِیْرِ فِی الْمَسْجِدِ لِلْعِلَّۃِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ طَافَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی بَعِیْرِہٖ۔

باب ضرورت سے اونٹ کو مسجد میں داخل کرنا۔ ابن عباس فرماتے ہیں آنحضرتؐ نے اونٹ پر سوار ہو کر بیت اللہ کا طواف کیا۔

۴۴۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ یُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِکٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ نَوْفَلٍ عَنْ عُرْوَۃَ بْنِ الزُّبَیْرِ عَنْ زَیْنَبَ بِنْتِ اَبِیْ سَلَمَۃَ عَنْ اُمِّ سَلَمَۃَ قَالَتْ شَکَوْتُ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنِّیْ اَشْتَکِیْ قَالَ طُوْفِیْ مِنْ وَّرَآءِ النَّاسِ وَاَنْتِ رَاکِبَۃٌ فَطُفْتُ وَرَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُصَلِّیْ اِلٰی جَنْبِ الْبَیْتِ یَقْرَاُ بِالطُّوْرِ وَکِتَابٍ مَّسْطُوْرٍ۔

(از عبد اللہ بن یوسف، از مالک، از محمد بن عبد الرحمٰن بن نوفل از عروہ بن زبیر، از زینب بنت ابی سلمہؓ) ام سلمہؓ فرماتی ہیں میں نے حضورؐ کے پاس بیماری کا شکوہ کیا۔ میں نے کہا میں پیدل طواف نہیں کر سکتی۔ آپ نے فرمایا لوگوں کے پیچھے رہ اور سواری پر طواف کر لو۔ میں نے اونٹ پر سوار ہو کر طواف کیا اور آنحضرتؐ اس وقت کعبے کے ایک طرف نماز پڑھ رہے تھے۔ سورۂ طور کی تلاوت کر رہے تھے۔

باب ۳۱۹

۴۴۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ ھِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ عَنْ قَتَادَۃَ قَالَ حَدَّثَنَا اَنَسٌ اَنَّ رَجُلَیْنِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَرَجَا مِنْ عِنْدِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَحَدُھُمَا عَبَّادُ بْنُ بِشْرٍ وَاَحْسِبُ الثَّانِیْ اُسَیْدُ بْنُ حُضَیْرٍ فِیْ لَیْلَۃٍ مُّظْلِمَۃٍ وَّمَعَہُمَا

(از محمد بن مثنی، از معاذ بن ہشام، از والدش، از قتادہ) انسؓ کہتے ہیں کہ اصحاب نبی میں سے دو آدمی تاریک رات میں حضورؐ کے پاس سے نکلے۔ ایک کا نام عَبَّادُ بْنُ بِشْر دوسرے میرے خیال میں اُسَید بن حُضَیر تھے، ان کے ساتھ دو چراغ سے تھے، جو ان کے آگے آگے روشنی دے رہے تھے[1]۔ جب وہ ایک دوسرے سے جدا ہوئے، تو ہر ایک کے ساتھ ایک ایک چراغ رہ گیا، جو گھر تک رہا۔

[1] یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ تھا اور آپ کی صحبت کی برکت تھی جو نور آخرت میں ملنے والا ہے اس کا ایک شعبہ دنیا ہی میں ان کو دکھائی دیا اس حدیث کو امام بخاری اس باب میں اس لیے لائے کہ یہ دونوں صحابی بڑی رات کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے نکلے تو ضرور آپ کے ساتھ باتیں کر رہے ہوں گے پس مسجد میں بات کرنے کا جواز معلوم ہوا ۱۲ منہ

مِثْلُ الْمِصْبَاحَيْنِ يُضِيْئَانِ بَيْنَ اَيْدِيْهِمَا فَلَمَّا افْتَرَقَا صَارَ مَعَ كُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا وَاحِدٌ حَتّٰى اَتٰى اَهْلَهٗ۔

بَاب ۳۲ الْخَوْخَةِ وَالْمَمَرِّ فِي الْمَسْجِدِ

باب مسجد میں کھڑکی اور رستہ رکھنا۔

۴۵۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ قَالَ حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو النَّضْرِ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ حُنَيْنٍ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ خَطَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهٗ خَيَّرَ عَبْدًا بَيْنَ الدُّنْيَا وَبَيْنَ مَا عِنْدَهٗ فَاخْتَارَ مَا عِنْدَ اللّٰهِ فَبَكٰى اَبُوْ بَكْرٍ فَقُلْتُ فِيْ نَفْسِيْ مَا يُبْكِيْ هٰذَا الشَّيْخَ اِنْ يَّكُنِ اللّٰهُ خَيَّرَ عَبْدًا بَيْنَ الدُّنْيَا وَبَيْنَ مَا عِنْدَهٗ فَاخْتَارَ مَا عِنْدَ اللّٰهِ فَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ الْعَبْدَ وَكَانَ اَبُوْ بَكْرٍ اَعْلَمَنَا فَقَالَ يَا اَبَا بَكْرٍ لَا تَبْكِ اِنَّ اَمَنَّ النَّاسِ عَلَيَّ فِيْ صُحْبَتِهٖ وَمَالِهٖ اَبُوْ بَكْرٍ وَّلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيْلًا مِّنْ اُمَّتِيْ لَاتَّخَذْتُ اَبَا بَكْرٍ وَّلٰكِنْ اُخُوَّةُ الْاِسْلَامِ وَمَوَدَّتُهٗ لَا يَبْقَيَنَّ فِي الْمَسْجِدِ بَابٌ اِلَّا سُدَّ اِلَّا بَابُ اَبِيْ بَكْرٍ۔

(از محمد بن سنان، از فلیح، ابوالنضر، از عبید بن حنین، از بسر بن سعید) ابوسعید خُدری کہتے ہیں آنحضرتؐ نے خطبہ دیا اور فرمایا: اللہ پاک نے ایک بندے کو اختیار دیا ہے، چاہے دنیا میں رہے چاہے اس کو اختیار کرے جو اللہ کے پاس ہے۔ اس بندے نے اللہ کے پاس کی چیز اختیار پسند کی۔ ابوبکرؓ یہ سُن کر رونے لگے۔ مَیں اپنے دل میں یہ سوچنے لگا کیا بات ہے کہ یہ بوڑھا رونا کیوں ہے[1]۔ انہیں کیا غرض اگر اللہ نے کسی بندے کو دُنیا یا آخرت میں سے ایک چیز کے پسند کرنے کا اختیار دیا اور اس نے آخرت کو پسند کیا۔ مجھے بعد میں معلوم ہوا کہ وہ بندہ رسول اللہ صلعم ہی ہیں، ابوبکرؓ ہم سب سے زیادہ عالم تھے[2]۔ آنحضرتؐ نے (مندرجہ بالا ارشاد کے بعد) فرمایا: اے ابوبکر امت رو۔ کسی شخص کا مجھ پر باعتبار مال وصحبت کے ابوبکرؓ سے زیادہ احسان نہیں۔ اگر مَیں کسی کو گہرا دوست بنانا چاہتا[3] تو ابوبکرؓ ہی کو بناتا لیکن اسلام کی اخوت اور محبت کافی ہے۔ مسجد میں جتنے لوگوں کے گھروں کے دروازے ہیں سب بند کر دیئے جائیں، صرف ابوبکرؓ کا دروازہ باقی رہے۔

۴۵۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجُعْفِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِيْ قَالَ سَمِعْتُ يَعْلَى بْنَ حَكِيْمٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ مَرَضِهِ الَّذِيْ مَاتَ فِيْهِ عَاصِبًا رَأْسَهٗ بِخِرْقَةٍ فَقَعَدَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ

(از عبداللہ بن محمد جعفی، از وہب بن جریر، از والدش، از یعلی بن حکیم، از عکرمہ) ابن عباس کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مرض وصال میں ایک کپڑے سے اپنا سر باندھے ہوئے[4] باہر تشریف لائے۔ منبر پر بیٹھے۔ اللہ تعالیٰ کی تعریف بیان کی، ثنا کہی، پھر فرمایا: مجھ پر ابوبکر یعنی ابن ابی قحافہ سے زیادہ کسی کا جانی ومالی احسان نہیں۔ اگر مَیں کسی کو جانی دوست بنانا چاہتا، تو ابوبکرؓ ہی کو بناتا۔ لیکن اسلام

---

[1] ابوسعید خدری پہلے یہ نہ سمجھے کہ بندے سے کون مراد ہے تو ابوبکر کے رونے سے ان کو تعجب ہوا ۱۲ منہ [2] وہ اشارۂ وصال سمجھ کر رو رہے تھے۔ عبدالرزاق [3] مطلب یہ ہے کہ جانی دوستی تو پیغمبر کو سوا خدا کے کسی سے نہیں ہوسکتی خلیل آدمی کا ایک ہی ہوتا ہے خلیل سے اثر کر حبیب ہے ۱۲ منہ [4] آپ کے سر میں شدت کا درد تھا اس واسطے آپ نے ایک کپڑے سے سر کو باندھ لیا تھا ۱۲ منہ۔

إِنَّهُ لَيْسَ مِنَ النَّاسِ أَحَدٌ أَمَنَّ عَلَيَّ فِي نَفْسِهِ وَمَالِهِ مِنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَبِي قُحَافَةَ وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا مِنَ النَّاسِ خَلِيلًا لَاتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ خَلِيلًا وَلَكِنْ خُلَّةُ الْإِسْلَامِ أَفْضَلُ سُدُّوا عَنِّي كُلَّ خَوْخَةٍ فِي هَذَا الْمَسْجِدِ غَيْرَ خَوْخَةِ أَبِي بَكْرٍ۔

کی جانی دوستی (تمام دوستیوں سے) افضل ہے۔ دیکھو اس مسجد میں جتنی کھڑکیاں ہیں سب بند کر دو ابوبکرؓ کی کھڑکی رہنے دو۔

باب ۳۲۱ الْأَبْوَابِ وَالْغَلَقِ لِلْكَعْبَةِ وَالْمَسَاجِدِ۔ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ وَقَالَ لِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ قَالَ لِي ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ يَا عَبْدَ الْمَلِكِ لَوْ رَأَيْتَ مَسَاجِدَ ابْنِ عَبَّاسٍ وَأَبْوَابَهَا۔

باب کعبے اور مسجدوں میں دروازے اور زنجیر رکھنا۔ امام بخاریؒ بحوالہ عبداللہ بن محمد، سفیان، ابن جریج کہتے ہیں کہ ابن ابوملیکہ نے کہا اے عبدالملک کاش تو ابن عباسؓ کی مسجدیں اور ان کے دروازے دیکھتا (تو تعجب کرتا)۔[1]

۴۵۲ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَا حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدِمَ مَكَّةَ فَدَعَا عُثْمَانَ ابْنَ طَلْحَةَ فَفَتَحَ الْبَابَ فَدَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِلَالٌ وَأُسَامَةُ ابْنُ زَيْدٍ وَعُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ ثُمَّ أُغْلِقَ الْبَابُ فَلَبِثَ فِيهِ سَاعَةً ثُمَّ خَرَجُوا قَالَ ابْنُ عُمَرَ فَبَدَرْتُ فَسَأَلْتُ بِلَالًا فَقَالَ صَلَّى فِيهِ فَقُلْتُ فِي أَيٍّ فَقَالَ بَيْنَ الْأُسْطُوَانَتَيْنِ قَالَ ابْنُ عُمَرَ فَذَهَبَ عَلَيَّ أَنْ أَسْأَلَهُ كَمْ صَلَّى۔

(از ابوالنعمان و قتیبہ بن سعید، از حماد بن زید، از ایوب، از نافع) ابن عمرؓ کہتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم مکہ تشریف لائے، آپؐ نے عثمان رضؓ بن طلحہ کو بلایا (جو مکے کے کلید بردار تھے) انہوں نے کعبے کا دروازہ کھولا پھر آنحضرتؐ، بلالؓ، اسامہ بن زیدؓ، عثمان بن طلحہؓ اندر گئے پھر دروازہ اندر سے بند کر دیا گیا۔[2] آپ تھوڑی دیر اندر رہے پھر سب باہر نکلے، ابن عمرؓ فرماتے ہیں، یہ خبر سن کر میں تیز تیز چلا اور بلالؓ سے جا کر پوچھا آنحضرتؐ نے کعبہ کے اندر کیا عمل فرمایا، تو انہوں نے جواب دیا: نماز پڑھی۔ میں نے کہا کہاں؟ انہوں نے کہا دو ستونوں کے درمیان۔ ابن عمرؓ کہتے ہیں میں یہ پوچھنا بھول گیا کہ کتنی رکعتیں پڑھیں۔

---

[1] وہ نہایت مضبوط اور پایدار تھے اور مسجدیں بہت پاک صاف تھیں ۱۲ منہ [2] اس لیے کہ اور لوگ نہ گھس آئیں ہجوم نہ ہو جائے اس سے معلوم ہوا کہ خانہ کعبہ کا دروازہ تھا اور اس میں زنجیر بھی تھی اور یہی ترجمہ باب ہے اور مسجدوں کو بھی کعبے پر قیاس کر لینا چاہیے۔

باب ۳۲۲ دُخُولِ الْمُشْرِكِ الْمَسْجِدَ۔

۴۵۳۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ بَعَثَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْلًا قِبَلَ نَجْدٍ فَجَاءَتْ بِرَجُلٍ مِنْ بَنِي حَنِيفَةَ يُقَالُ لَهُ ثُمَامَةُ ابْنُ أُثَالٍ فَرَبَطُوهُ بِسَارِيَةٍ مِنْ سَوَارِي الْمَسْجِدِ۔

باب مسجد میں مشرک کا داخل ہونا کیسا ہے؟ [۱]

(از قتیبہ، از لیث، از سعید بن ابی سعید) ابوہریرہؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ سوار نجد کی طرف بھیجے وہ بنو حنیفہ کا ایک شخص ثمامہ بن اُثال نامی پکڑ لائے، جسے مسجد کے ایک ستون کے ساتھ باندھ دیا گیا [۲]

باب ۳۲۳ رَفْعِ الصَّوْتِ فِي الْمَسْجِدِ۔

۴۵۴۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ ابْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ نَجِيحٍ الْمَدِينِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ قَالَ حَدَّثَنَا الْجُعَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ خُصَيْفَةَ عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ كُنْتُ قَائِمًا فِي الْمَسْجِدِ فَحَصَبَنِي رَجُلٌ فَنَظَرْتُ إِلَيْهِ فَإِذَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَقَالَ اذْهَبْ فَأْتِنِي بِهٰذَيْنِ فَجِئْتُهُ بِهِمَا فَقَالَ مِمَّنْ أَنْتُمَا أَوْ مِنْ أَيْنَ أَنْتُمَا قَالَا مِنْ أَهْلِ الطَّائِفِ قَالَ لَوْ كُنْتُمَا مِنْ أَهْلِ الْبَلَدِ لَأَوْجَعْتُكُمَا تَرْفَعَانِ أَصْوَاتَكُمَا فِي مَسْجِدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

باب مسجد میں آواز بلند کرنا [۳]

(از علی بن عبداللہ بن جعفر بن نجیح مدینی، از یحییٰ بن سعید قطان، از جعید بن عبدالرحمٰن، از یزید بن خصیفہ) سائب بن یزید کہتے ہیں میں مسجد میں کھڑا تھا، مجھ پر کسی شخص نے کنکر پھینکا۔ میں نے ادھر دیکھا تو وہ عمرؓ بن خطاب تھے۔ فرمایا ان دو شخصوں کو میرے پاس لاؤ۔ میں ان دونوں کو آپ کے پاس لے گیا آپ نے پوچھا تم کس قبیلے کے ہو (یا تم کہاں کے ہو) انہوں نے کہا اہلِ طائف ہیں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا اگر تم اس شہر کے باشندے ہوتے تو میں ضرور سزا دیتا۔ تم مسجد نبوی میں شور مچا رہے ہو۔ [۴]

۴۵۵۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ عَنِ ابْنِ

(از احمد بن صالح، از ابن وہب، از یونس بن یزید، از ابن شہاب، از عبداللہ بن کعب بن مالک) کعب بن مالک (اپنے متعلق) فرماتے ہیں

---

[۱] اس مسئلہ میں علماء کا اختلاف ہے حنفیہ کے نزدیک مطلقاً جائز ہے اور امام بخاری کا بھی مذہب یہی معلوم ہوتا ہے شوکانی نے کہا ایک دوسری حدیث بھی اس باب میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ثقیف کے قاصدوں کو جو مشرک تھے مسجد میں اتارا تھا مالکیہ کے نزدیک مطلقاً ناجائز ہے شافعیہ کہتے ہیں مسجد حرام میں جانا درست نہیں باقی مسجدوں میں جائز ہے بعضوں نے کہا اہلِ کتاب کو مسلمانوں کی اجازت سے مسجد کے اندر جانا درست ہے ۱۲ منہ [۲] یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے کیونکہ ثمامہ اس وقت تک مشرک تھے اور ان کو مسجد کے اندر قید رکھا ۱۲ منہ [۳] امام بخاری اس باب میں دو حدیثیں لائے ایک سے ممانعت نکلتی دوسری سے جواز مطلب یہ ہے کہ بے ضرورت آواز بلند کرنا ناجائز ہے اور ضرورت سے درست ہے مثلاً تعلیم وغیرہ کے لیے امام ابوحنیفہ کا یہی قول ہے امام مالک کے نزدیک مطلقاً منع ہے بعضوں کے نزدیک مسجد نبوی میں مطلقاً منع ہے اور دوسری مسجدوں میں کسی دینی ضرورت سے مثلاً تعلیم علم یا مقدمہ کے فیصلہ کرنے کے لیے درست ہے ۱۲ منہ [۴] یعنی اگر تم پردیسی نہ ہوتے تو تم کو سزا دی جاتی پردیسیوں کو معذور کہا کیونکہ وہ مسئلہ سے ناواقف ہوں گے ۱۲ منہ۔

شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ تَقَاضَى ابْنَ أَبِي حَدْرَدٍ دَيْنًا كَانَ لَهُ عَلَيْهِ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ فَارْتَفَعَتْ أَصْوَاتُهُمَا حَتَّى سَمِعَهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي بَيْتِهِ فَخَرَجَ إِلَيْهِمَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى كَشَفَ سِجْفَ حُجْرَتِهِ وَنَادَى كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ فَقَالَ يَا كَعْبُ فَقَالَ لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللهِ فَأَشَارَ بِيَدِهِ أَنْ ضَعِ الشَّطْرَ مِنْ دَيْنِكَ قَالَ كَعْبٌ قَدْ فَعَلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُمْ فَاقْضِهِ۔

کہ انہوں نے ابن ابی حَدْرَد سے اپنے ایک قرضے کا تقاضا کیا، یہ مسجدِ نبوی میں اور آنحضرتؐ کے زمانہ کا واقعہ ہے۔ اُن کی آوازیں بلند ہو گئیں۔ یہاں تک کہ آنحضرت نے ان کا شور سُن لیا۔ آپ حُجرے سے باہر تشریف لائے۔ حُجرے کا پردہ اٹھایا کعب بن مالک کو پکارا فرمایا اے کعب! انہوں نے کہا لبیک یا رسول اللہ! آپؐ نے اشارہ سے فرمایا کہ آدھا قرض معاف کر دے۔ کعبؓ نے کہا مَیں نے معاف کیا! آنحضرتؐ نے (ابنِ ابی حَدْرَد) سے فرمایا اُٹھ کھڑا ہو! اور (بقیہ) قرضہ ادا کر دے[1]

بَابُ ٣٢٤ الْحِلَقِ وَالْجُلُوسِ فِي الْمَسْجِدِ۔

باب مسجد میں حلقہ باندھ کر بیٹھنا اور یونہی بیٹھنا۔

٤٥٦۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَأَلَ رَجُلٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ مَا تَرَى فِي صَلٰوةِ اللَّيْلِ قَالَ مَثْنٰى مَثْنٰى فَإِذَا خَشِيَ أَحَدُكُمُ الصُّبْحَ صَلَّى وَاحِدَةً فَأَوْتَرَتْ لَهُ مَا صَلَّى وَإِنَّهُ كَانَ يَقُولُ اجْعَلُوا آخِرَ صَلٰوتِكُمْ بِاللَّيْلِ وِتْرًا فَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِهِ۔

(از مُسدد، از بشر بن مُفَضَّل، از عبید اللہ، از نافع) ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے آنحضرتؐ سے پوچھا۔ آپ اس وقت منبر پر تھے۔ رات کی نماز (تہجد) کے متعلق آپ کیا فرماتے ہیں؟ آپ نے فرمایا دو دو رکعت کر کے پڑھ[2] (یعنی ہر دوگانہ کے بعد سلام پھیر کر دوسرا دوگانہ پڑھ) پھر جب کسی کو صبح ہونے کا ڈر ہو تو ایک ہی رکعت پڑھے (وتر کی) وہ ساری نماز کو طاق بنا دے گی، عبد اللہ بن عمرؓ کہتے تھے کہ آنحضرتؐ نے یہ حکم دیا ہے کہ رات کی نماز کے وتر آخر میں پڑھا کرو[3]

٤٥٧۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَجُلًا جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَخْطُبُ

(از ابو النعمان، از حماد بن زید از ایوب، از نافع) ابن عمرؓ کہتے ہیں ایک شخص آنحضرتؐ کے پاس آیا آپؐ مسجد میں خطبہ دے رہے تھے اُس نے پوچھا رات کی نماز کیسے پڑھیں؟ آپ نے فرمایا دو دو رکعت

---

[1] یہ حدیث ابھی اُوپر گزر چکی ہے امام بخاریؒ نے اس سے یہ نکالا کہ مسجد میں ضرورت سے آواز بلند کرنا جائز ہے ورنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان دونوں کو تنبیہ کرتے مخالف یہ کہہ سکتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس لیے تو برآمد ہوئے اور کعب کو آدھا قرض چھوڑ دینے کے لیے فرمایا کہ ان کا غل موقوف ہو ۱۲ منہ

[2] یعنی ہر دوگانہ کے بعد سلام پھیر ۱۲ منہ [3] امام بخاری اس حدیث اور آنے والی حدیث سے آنحضرت اور صحابہ کا بیٹھنا ثابت کرتے ہیں عبد الرزاق ۱۲ منہ۔

فَقَالَ كَيْفَ صَلٰوةُ اللَّيْلِ فَقَالَ مَثْنٰى مَثْنٰى فَإِذَا خَشِيْتَ الصُّبْحَ فَأَوْتِرْ بِوَاحِدَةٍ تُوْتِرُ لَكَ مَا قَدْ صَلَّيْتَ وَقَالَ الْوَلِيْدُ بْنُ كَثِيْرٍ حَدَّثَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ حَدَّثَهُمْ أَنَّ رَجُلًا نَادَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ۔

جب صبح ہو جانے کا ڈر ہو تو ایک رکعت وتر کی پڑھ لے وہ ساری نماز کو طاق کر دے گی۔ ولید بن کثیر نے بحوالہ عبیداللہ بن عبداللہ، ابن عمرؓ روایت کیا ہے۔ کہ ایک شخص نے آنحضرتؐ کو ندا دی۔ آپؐ مسجد میں تشریف فرما تھے۔

۴۵۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ طَلْحَةَ أَنَّ أَبَا مُرَّةَ مَوْلٰى عَقِيْلِ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ أَخْبَرَهُ عَنْ أَبِيْ وَاقِدٍ اللَّيْثِيِّ قَالَ بَيْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ فَأَقْبَلَ نَفَرٌ ثَلٰثَةٌ فَأَقْبَلَ اثْنَانِ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَهَبَ وَاحِدٌ فَأَمَّا أَحَدُهُمَا فَرَأٰى فُرْجَةً فِي الْحَلْقَةِ فَجَلَسَ وَأَمَّا الْآخَرُ فَجَلَسَ خَلْفَهُمْ وَأَمَّا الْآخَرُ فَأَدْبَرَ ذَاهِبًا فَلَمَّا فَرَغَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَلَا أُخْبِرُكُمْ عَنِ النَّفَرِ الثَّلٰثَةِ أَمَّا أَحَدُهُمْ فَأَوٰى إِلَى اللّٰهِ فَآوَاهُ اللّٰهُ وَأَمَّا الْآخَرُ فَاسْتَحْيٰى فَاسْتَحْيَى اللّٰهُ مِنْهُ وَأَمَّا الْآخَرُ فَأَعْرَضَ فَأَعْرَضَ اللّٰهُ عَنْهُ۔

(از عبداللہ بن یوسف، از مالک، از اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ) ابومرہ مولیٰ عقیل بن ابی طالب کہتے ہیں ابوواقد لیثی نے انہیں بتایا ایک بار آنحضرتؐ مسجد میں تشریف فرما تھے[1]۔ اتنے میں تین آدمی آئے۔ دو تو مسجد میں آنحضرتؐ کے پاس چلے آئے اور ایک باہر ہی سے واپس لوٹ گیا۔ اب دو میں سے ایک نے تو حلقے میں سے خالی جگہ دیکھی، وہ وہاں بیٹھ گیا دوسرے کو جگہ نہ ملی وہ پیچھے بیٹھا اور (جیسے پہلے آچکا ہے) تیسرا تو باہر سے ہی چلا گیا تھا، جب آپ وعظ سے فارغ ہوئے تو آپ نے فرمایا کیا میں تمہیں ان تینوں کا حال نہ بیان کروں؟ ان میں سے ایک نے تو اللہ کے پاس ٹھکانا مانگا اللہ نے اسے ٹھکانا دے دیا۔ دوسرے نے لوگوں میں داخل ہونے سے شرم کی اللہ نے بھی اس سے شرم کی۔ تیسرے نے اللہ کی طرف سے منہ پھیرا۔ اللہ نے بھی اس سے منہ پھیر لیا۔

بَابُ ۳۲۵ الْإِسْتِلْقَاءِ فِي الْمَسْجِدِ۔

باب مسجد میں سیدھا ہو کر لیٹنا یعنی چت لیٹنا۔

۴۵۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيْمٍ عَنْ عَمِّهِ أَنَّهُ رَأٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْتَلْقِيًا فِي الْمَسْجِدِ وَاضِعًا إِحْدٰى رِجْلَيْهِ عَلَى الْأُخْرٰى وَعَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ

(از عبداللہ بن مسلمہ، از مالک، از ابن شہاب، عباد بن تمیم) ان کے چچا عبداللہ بن زید کہتے ہیں کہ انہوں نے آنحضرتؐ کو مسجد میں چت لیٹے اور پاؤں پر پاؤں رکھے ہوئے دیکھا۔ اسی سند سے ابن شہاب زہری تک، انہوں نے سعید بن مسیبؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت عمرؓ اور عثمانؓ بھی ایسا کرتے تھے[2]

[1] آپ لوگوں کو دین کی باتیں سنا رہے تھے اور لوگ آپ کے گرد حلقہ باندھے بیٹھے تھے اس حدیث سے مسجد میں حلقے باندھنے کا جواز نکلتا ہے تحصیل علم یا ذکر الٰہی کے لیے اور مسلم نے جابر بن سمرہؓ سے روایت کی وہ اس کے معارض نہیں ہے آپ نے بلاضرورت حلقے باندھنے پر اعتراض کیا تھا ۱۲ منہ [2] یعنی مسجد میں چت لیٹتے تھے پاؤں پر پاؤں رکھ کر ایک حدیث میں اس کی ممانعت وارد ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ جب ستر کھلنے کا اندیشہ ہو تو دونوں حدیثوں میں تخالف نہیں رہا بعضوں نے کہا ممانعت کی حدیث منسوخ ہے ۱۲ منہ۔

قَالَ كَانَ عُمَرُ وَعُثْمَانُ يَفْعَلَانِ ذٰلِكَ۔

باب ۳۲۶ الْمَسْجِدِ يَكُوْنُ فِي الطَّرِيْقِ مِنْ غَيْرِ ضَرَرٍ بِالنَّاسِ فِيْهِ وَبِهٖ قَالَ الْحَسَنُ وَاَيُّوْبُ وَمَالِكٌ۔

باب اگر راستے میں مسجد ہو اور لوگوں کو نقصان نہ پہنچے تو کوئی قباحت نہیں حضرت حسن بصریؒ اور ایوب رضؓ اور امام مالک کا یہی قول ہے[1]

۴۶۰۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ اَنَّ عَآئِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ لَمْ اَعْقِلْ اَبَوَيَّ اِلَّا وَهُمَا يَدِيْنَانِ الدِّيْنَ وَلَمْ يَمُرَّ عَلَيْنَا يَوْمٌ اِلَّا يَاْتِيْنَا فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَرَفَيِ النَّهَارِ بُكْرَةً وَّعَشِيَّةً ثُمَّ بَدَا لِاَبِيْ بَكْرٍ فَابْتَنٰى مَسْجِدًا بِفِنَآءِ دَارِهٖ فَكَانَ يُصَلِّيْ فِيْهِ وَيَقْرَاُ الْقُرْاٰنَ فَيَقِفُ عَلَيْهِ نِسَآءُ الْمُشْرِكِيْنَ وَاَبْنَآؤُهُمْ يَعْجَبُوْنَ مِنْهُ وَيَنْظُرُوْنَ اِلَيْهِ وَكَانَ اَبُوْ بَكْرٍ رَجُلًا بَكَّاءً لَا يَمْلِكُ عَيْنَيْهِ اِذَا قَرَاَ الْقُرْاٰنَ فَاَفْزَعَ ذٰلِكَ اَشْرَافَ قُرَيْشٍ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ۔

(از یحییٰ بن بکیر، از لیث، از عُقیل، از ابن شہاب، از عروہ بن زبیر) ام المومنین حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میں نے جب سے ہوش سنبھالا ہے۔ میں نے اپنے ماں باپ کو مسلمان ہی پایا اور ہم پر کوئی دن ایسا نہیں گذرتا جس میں حضورؐ ہمارے پاس نہ آئیں۔ صبح اور شام دو وقت آپ تشریف لاتے۔ پھر حضرت ابوبکرؓ کو خیال آیا۔ تو انہوں نے اپنے مکان کے صحن میں مسجد بنائی، وہیں نماز پڑھتے اور قرآن پڑھتے۔ مشرکین کی عورتیں کھڑی رہ کر سنا کرتیں۔ ان کے بیٹے بھی سنتے اور تعجب کرتے۔ ابوبکرؓ کو حیرت سے دیکھتے، ابوبکرؓ زیادہ رونے والے شخص تھے۔ وہ جب قرآن شریف پڑھتے، تو آنکھوں سے آنسو نہ روک سکتے۔ یہ حال دیکھ کر قریش کے مشرک رئیس گھبرا گئے۔[2]

باب ۳۲۷ الصَّلٰوةِ فِيْ مَسْجِدِ السُّوْقِ وَصَلَّى ابْنُ عَوْنٍ فِيْ مَسْجِدٍ فِيْ دَارٍ يُغْلَقُ عَلَيْهِمُ الْبَابُ۔

باب بازار کی مسجد میں نماز پڑھنا۔ عبداللہ بن عون نے ایک مسجد میں نماز پڑھی جو گھر کے اندر تھی۔ اندر سے دروازہ بند کر لیتے تاکہ لوگ نہ آسکیں۔

۴۶۱۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ صَلٰوةُ الْجَمِيْعِ

(از مسدد، از ابو معاویہ، از اعمش، از ابو صالح) ابو ہریرہ رضؓ کہتے ہیں آنحضرتؐ نے فرمایا جماعت کی نماز گھر اور بازار کی نماز سے پچیس درجہ زیادہ فضیلت رکھتی ہے[3]۔ اگر کوئی بہتر وضو کرے اور نماز کے

---

[1] مسجد کا بنانا اپنے ملک میں جائز ہے بالاجماع اور غیر ملک میں ممنوع ہے اور راہ میں جائز ہے بشرطیکہ چلنے والوں کو تکلیف نہ پہنچے بعضوں نے کہا راہ میں مطلقاً جائز نہیں تو امام بخاری نے اس قول کو رد کیا ۱۲ منہ [2] ان کو یہ ڈر رہا کہیں ہماری عورتیں بچے قرآن سن سن کر مسلمان نہ ہو جائیں اس حدیث کی مناسبت ترجمہ باب سے یوں ہے کہ حضرت صدیق نے جلو خانہ میں جہاں سے رستہ چلتا تھا ایک مسجد بنائی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دیکھا کیونکہ آپ ہر روز ان کے پاس آتے جاتے اور آپ نے سکوت فرمایا تو معلوم ہوا کہ راستہ پر مسجد بنانا درست ہے ۱۲ منہ [3] یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے کیونکہ جب بازار میں اکیلے نماز پڑھنا جائز ہوئی تو جماعت

تَزِيدُ عَلَى صَلَاتِهٖ فِي بَيْتِهٖ وَصَلَاتِهٖ فِي سُوقِهٖ خَمْسًا وَّعِشْرِيْنَ دَرَجَةً فَإِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ وَأَتَى الْمَسْجِدَ لَا يُرِيدُ إِلَّا الصَّلٰوةَ لَمْ يَخْطُ خَطْوَةً إِلَّا رَفَعَهُ اللّٰهُ بِهَا دَرَجَةً وَّحَطَّ عَنْهُ بِهَا خَطِيئَةً حَتّٰى يَدْخُلَ الْمَسْجِدَ وَإِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ كَانَ فِي صَلٰوةٍ مَّا كَانَتْ تَحْبِسُهٗ وَتُصَلِّي الْمَلٰٓئِكَةُ عَلَيْهِ مَا دَامَ فِي مَجْلِسِهِ الَّذِي يُصَلِّي فِيهِ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهٗ اللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ مَا لَمْ يُؤْذِ يُحْدِثْ فِيهِ۔

ارادے سے مسجد میں جائے۔ تو مسجد تک ہر قدم پر اللہ تعالیٰ اس کا ایک درجہ بلند کرے گا اور ایک گناہ مٹائے گا اور جب وہ مسجد میں پہنچ جائے گا، تو جب تک نماز کے لیے رُکا رہے اُس کو نماز کا ثواب ملتا رہے گا اور جب تک وہاں بیٹھا رہے جہاں وہ نماز پڑھتا ہے، فرشتے اس کے لیے یوں دعا کرتے رہیں گے: اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَہٗ، اَللّٰھُمَّ ارْحَمْہُ (اے اللہ اسے بخش دے، اس پر رحم فرما) جب تک وہ وضو توڑ کر فرشتوں کو بدبو سے ایذا نہ دے (وہ دعا کرتے رہیں گے)

بَابٌ ۳۲۸ تَشْبِيكِ الْأَصَابِعِ فِي الْمَسْجِدِ وَغَيْرِهٖ۔

باب مسجد وغیرہ میں انگلیوں میں پنجہ ڈالنا۔ (یعنی دونوں ہاتھوں کی انگلیاں آپس میں جکڑنا)[1]

۴۶۲۔ حَدَّثَنَا حَامِدُ بْنُ عُمَرَ عَنْ بِشْرٍ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ حَدَّثَنَا وَاقِدٌ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَوِ ابْنِ عَمْرٍو شَبَّكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصَابِعَهٗ وَقَالَ عَاصِمُ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ سَمِعْتُ هٰذَا الْحَدِيثَ مِنْ أَبِي فَلَمْ أَحْفَظْهُ فَقَوَّمَهٗ لِي وَاقِدٌ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي وَهُوَ يَقُولُ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ عَمْرٍو كَيْفَ بِكَ إِذَا بَقِيتَ فِي حُثَالَةٍ مِّنَ النَّاسِ بِهٰذَا۔

(از حامد بن عمر، از بشر، از عاصم، از واقد، از والدش) ابن عُمر یا ابن عَمرو کہتے ہیں (واقد کو شک ہے کہ عبداللہ بن عُمر یا عبداللہ بن عمرو بن عاص) نبی اکرمؐ نے اپنی انگلیوں میں پنجہ ڈالا۔ عاصم بن علی بحوالہ عاصم بن محمد کہتے ہیں میں نے یہ حدیث اپنے والد محمد بن زید سے سُنی۔ وہ مجھے یاد نہ رہی تو میرے بھائی واقد نے اس کی درستی کر دی اور اپنے والد سے روایت کیا وہ کہتے ہیں میں نے اپنے والد سے اور انہوں نے عبداللہ بن عمرو بن عاص سے سُنا کہ آنحضرتؐ نے فرمایا اے عبداللہ بن عمرو! اس وقت تیرا کیا حال ہو گا جب تو چند بے کار لوگوں میں رہ جائے گا۔ اس کے بعد یہی حدیث بیان کی[2]

۴۶۳۔ حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ

(از خلاد بن یحییٰ، از سفیان، از ابوبُردہ بن عبداللہ بن ابی بُردہ از جد خویش) ابوموسیٰ اشعری کہتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے فرمایا مسلمان

---

[1] تشبیک یعنی انگلیوں کو قینچی کرنے کی ممانعت میں چند حدیثیں وارد ہوئیں۔ امام بخاری نے یہ باب لا کر اس طرف اشارہ کیا کہ وہ حدیثیں ثابت نہیں ہیں بعضوں نے کہا ممانعت اس پر محمول ہے جب نماز پڑھ رہا ہو یا نماز کا منتظر ہو ۱۲ منہ۔ قینچی کرنا یعنی پنجہ ڈالنا (مصحح) [2] اس حدیث میں آگے یہ ہے کہ نہ ان کی اقرار کا اعتبار ہو گا نہ ان میں امانت داری ہو گی حافظ نے کہا عاصم بن علی کی دوسری روایت جو امام بخاری نے معلقاً بیان کی اس کو ابراہیم حربی نے غریب الحدیث وصل کیا ۱۲ منہ۔

عَنْ جَدِّہٖ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الْمُؤْمِنَ لِلْمُؤْمِنِ کَالْبُنْیَانِ یَشُدُّ بَعْضُہٗ بَعْضًا وَشَبَّکَ اَصَابِعَہٗ۔

دوسرے مسلمان کے لیے عمارت کی طرح ہے اس کا ہر حصہ دوسرے کو تھامے رہتا ہے۔ آنحضرت نے (مثال سمجھانے کے لیے) دونوں ہاتھ آپس میں جکڑے[۱]

۴۶۴۔ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ شُمَیْلٍ اَخْبَرَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنِ ابْنِ سِیْرِیْنَ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ صَلّٰی بِنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِحْدٰی صَلٰوتَیِ الْعَشِیِّ قَالَ ابْنُ سِیْرِیْنَ قَدْ سَمَّاھَا اَبُوْ ھُرَیْرَۃَ وَلٰکِنْ نَسِیْتُ اَنَا قَالَ فَصَلّٰی بِنَا رَکْعَتَیْنِ ثُمَّ سَلَّمَ فَقَامَ اِلٰی خَشَبَۃٍ مَعْرُوْضَۃٍ فِی الْمَسْجِدِ فَاتَّکَاَ عَلَیْھَا کَاَنَّہٗ غَضْبَانُ وَوَضَعَ یَدَہُ الْیُمْنٰی عَلَی الْیُسْرٰی وَشَبَّکَ بَیْنَ اَصَابِعِہٖ وَوَضَعَ خَدَّہُ الْاَیْمَنَ عَلٰی ظَھْرِ کَفِّہِ الْیُسْرٰی وَخَرَجَتِ السَّرَعَانُ مِنْ اَبْوَابِ الْمَسْجِدِ فَقَالُوْا قَصُرَتِ الصَّلٰوۃُ وَفِی الْقَوْمِ اَبُوْ بَکْرٍ وَّعُمَرُ فَھَابَاہُ اَنْ یُّکَلِّمَاہُ وَفِی الْقَوْمِ رَجُلٌ فِیْ یَدَیْہِ طُوْلٌ یُقَالُ لَہٗ ذُوالْیَدَیْنِ قَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَنَسِیْتَ اَمْ قَصُرَتِ الصَّلٰوۃُ قَالَ لَمْ اَنْسَ وَلَمْ تُقْصَرْ فَقَالَ اَکَمَا یَقُوْلُ ذُوالْیَدَیْنِ فَقَالُوْا نَعَمْ فَتَقَدَّمَ فَصَلّٰی مَا تَرَکَ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ کَبَّرَ وَسَجَدَ مِثْلَ سُجُوْدِہٖ اَوْ اَطْوَلَ ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَہٗ وَکَبَّرَ ثُمَّ کَبَّرَ وَسَجَدَ مِثْلَ سُجُوْدِہٖ اَوْ اَطْوَلَ ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَہٗ وَکَبَّرَ فَرُبَّمَا سَاَلُوْہُ ثُمَّ سَلَّمَ فَیَقُوْلُ نُبِّئْتُ اَنَّ عِمْرَانَ بْنَ حُصَیْنٍ قَالَ ثُمَّ سَلَّمَ

(از اسحاق، از ابن شمیل، از ابن عون، از ابن سیرین) ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے شام کی نمازوں میں سے کوئی نماز (یعنی ظہر یا عصر) پڑھائی۔ ابن سیرینؒ کہتے ہیں حضرت ابوہریرہؓ نے وہ نماز بتائی تھی لیکن میں بھول گیا[۲]۔ آنحضرتؐ نے دو رکعتوں کے بعد سلام پھیرا پھر ایک لکڑی کی طرف گئے جو مسجد میں پڑی ہوئی تھی اس کا سہارا لیا۔ آپ کے چہرے سے غصہ کے آثار نمایاں تھے۔ اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھا اور انگلیوں کو آپس میں جکڑا[۳]۔ اپنا دایاں رخسار بائیں ہتھیلی کی پشت پر رکھا اور جو لوگ جلد باز تھے وہ مسجد کے دروازوں سے نکل گئے۔ لوگ چہ میگوئی کرنے لگے، کیا نماز ہو گئی ہے؟ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ بھی انہیں میں موجود تھے۔ وہ آنحضرت سے گفتگو کرنے سے ڈرے[۴] انہی لوگوں میں ایک شخص لمبے ہاتھوں والا تھا اور اسے ذوالیدین کہا جاتا تھا۔ اس نے آنحضرت سے عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپ بھول گئے ہیں؟ یا نماز میں تخفیف ہو گئی ہے؟ آپ نے فرمایا نہ میں بھولا ہوں نہ نماز کم ہوئی ہے، پھر آپ نے لوگوں سے مخاطب ہو کر دریافت فرمایا کیا جس طرح ذوالیدین کہتا ہے صحیح ہے؟ لوگوں نے کہا جی ہاں!۔ (یعنی یا حضور بھولے یا نماز کم ہوئی) یہ سن کر آپ آگے بڑھے اور جتنی نماز چھوڑی تھی مکمل کی پھر سلام پھیرا اور اللہ اکبر کہا، پھر سجدہ (سہو) کیا حسب معمول یا قدرے طویل (سجدہ) پھر سر اٹھایا یا اللہ اکبر کہا، پھر اللہ اکبر کہہ کر سجدہ کیا حسب معمول یا قدرے طویل پھر سر اٹھایا یا اللہ اکبر کہتے ہوئے، لوگوں نے بارہا (ابن سیرین راوی) سے پوچھا: کیا پھر آنحضرتؐ نے سلام پھیرا؟ تو (ابن سیرین) راوی کہتے تھے مجھے بتایا گیا ہے، کہ عمران بن حصین نے (اس حدیث میں) یہ کہا کہ آنحضرتؐ نے پھر سلام پھیرا تھا۔

---

[۱] عمارت میں ایک ٹکڑا دوسرے ٹکڑے کو تھامے رہتا ہے ایک اینٹ دوسری اینٹ کے لیے رہتی ہے آپ نے فرمایا مسلمانوں کو (باقی اگلے صفحے پر)

بَابُ ۳۲۹ الْمَسَاجِدِ الَّتِي عَلَى طُرُقِ الْمَدِينَةِ وَالْمَوَاضِعِ الَّتِي صَلَّى فِيهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

باب ان مساجد کا بیان جو راستے پر واقع ہیں (مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ کے درمیان) اور ان مقامات کا بیان جہاں آنحضرت صلعم نے نماز پڑھی۔

۴۶۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ قَالَ رَأَيْتُ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَتَحَرَّى أَمَاكِنَ مِنَ الطَّرِيقِ فَيُصَلِّي فِيهَا وَيُحَدِّثُ أَنَّ أَبَاهُ كَانَ يُصَلِّي فِيهَا وَأَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فِي تِلْكَ الْأَمْكِنَةِ وَحَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ يُصَلِّي فِي تِلْكَ الْأَمْكِنَةِ وَسَأَلْتُ سَالِمًا فَلَا أَعْلَمُهُ إِلَّا وَافَقَ نَافِعًا فِي الْأَمْكِنَةِ كُلِّهَا إِلَّا أَنَّهُمَا اخْتَلَفَا فِي مَسْجِدٍ بِشَرَفِ الرَّوْحَاءِ۔

(از محمد بن ابی بکر مقدمی، از فضیل بن سلیمان) موسیٰ بن عقبہ کہتے ہیں میں نے سالم بن عبداللہ کو دیکھا کہ وہ (مدینہ ومکہ) کے راستوں میں کئی جگہوں کو تلاش کر کے نماز پڑھتے اور کہتے کہ ان کے باپ عبداللہ بن عمر وہاں نماز پڑھا کرتے تھے اور عبداللہ بن عمر رضؓ نے آنحضرت صلعم کو وہاں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تھا۔ موسیٰ بن عقبہ کہتے ہیں مجھے نافع نے بیان کیا کہ ابن عمر ان مقامات پر نماز پڑھا کرتے تھے اور میں نے سالم رضؓ سے ان مقامات کے متعلق پوچھا تو انہوں نے ساری وہی جگہیں بتائیں جو حضرت نافع رضؓ نے بیان کی تھیں صرف شرف الروحاء کی مسجد میں دونوں نے اختلاف کیا۔[6]

۴۶۶- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ الْحِزَامِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَنْزِلُ بِذِي الْحُلَيْفَةِ حِينَ يَعْتَمِرُ وَفِي حَجَّتِهِ حِينَ حَجَّ

(از ابراہیم بن منذر حزامی، از انس بن عیاض، از موسیٰ بن عقبہ از نافع) عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب عمرے کے قصد سے جاتے، نیز حجۃ الوداع میں جب حج کی نیت سے گئے تو ذوالحلیفہ میں اس ببول کے درخت تلے اُترتے، جہاں اب ذوالحلیفہ[7] کی مسجد ہے اور جب آپ کسی غزوے سے لوٹتے ہوئے اس راستے پر

(بقیہ) بھی آپس میں اسی طرح ایک دوسرے کا زور اور قوت بازو ہونا چاہیے ایک مسلمان پر کوئی کافر ستم کرے تو سارے مسلمانوں کو اس کی مدد کے لیے اُٹھنا چاہیے۔ سبحان اللہ کیا عمدہ نصیحت کی آپ نے انگلیوں میں قینچی کر کے اس کی مثال دی کہ جیسے ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں سے قینچی میں مل جاتی ہیں یوں ہی مسلمانوں کو آپس میں شیر وشکر رہنا چاہیے ۱۲ منہ [2] پر اتنا یاد ہے کہ تیسرے پہر کی کوئی نماز تھی ظہر یا عصر ۱۲ منہ [3] یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے ۱۲ منہ [4] جتنا کوئی شخص زیادہ مقرب ہوتا ہے اتنا ہی ان کو ڈر اور لحاظ زیادہ ہوتا ہے ۱۲ منہ [5] یعنی سجدہ سہو کے بعد پھر سلام پھیرا حنفیہ کا یہی قول ہے اس کی بحث ان شاء اللہ آگے آئے گی ۱۲ منہ [6] شرف الروحا ایک مقام ہے مدینہ سے چھتیس میل پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے باب میں یہ فرمایا ہے کہ یہ جنت کی ایک وادی ہے اور مجھ سے پہلے ستر پیغمبر وہاں نماز پڑھ چکے ہیں اور حضرت موسیٰ بھی حج یا عمرے کا احرام باندھے ہوئے وہاں سے گزرے تھے حافظ نے کہا عبداللہ بن عمر ان مقاموں کو بطور تبرک کے ڈھونڈتے اور وہاں نماز پڑھتے ان کا تشدد اتباع سنت میں مشہور رہے اور حضرت عمر نے ایسے مقاموں کو ڈھونڈنے سے اس لیے منع کیا ایسا نہ ہو لوگ آگے چل کر اس کو ضروری سمجھنے لگیں اور عتبان کی حدیث سے بھی یہ نکلتا ہے کہ صالحین کے آثار سے برکت لینا درست ہے یہ حدیث اوپر گزر چکی ہے ۱۲ منہ [7] ذوالحلیفہ ایک مقام ہے مشہور جہاں سے مدینہ والے احرام باندھتے ہیں ۱۲ منہ۔

تَحْتَ سَمُرَةٍ فِي مَوْضِعِ الْمَسْجِدِ الَّذِي بِذِي الْحُلَيْفَةِ وَكَانَ إِذَا رَجَعَ مِنْ غَزْوَةٍ كَانَ فِي تِلْكَ الطَّرِيقِ أَوْ حَجٍّ أَوْ عُمْرَةٍ هَبَطَ بَطْنَ وَادٍ فَإِذَا ظَهَرَ مِنْ بَطْنِ وَادٍ أَنَاخَ بِالْبَطْحَاءِ الَّتِي عَلَى شَفِيرِ الْوَادِي الشَّرْقِيَّةِ فَعَرَّسَ ثَمَّ حَتَّى يُصْبِحَ لَيْسَ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الَّذِي بِحِجَارَةٍ وَلَا عَلَى الْأَكَمَةِ الَّتِي عَلَيْهَا الْمَسْجِدُ كَانَ ثَمَّ خَلِيجٌ يُصَلِّي عَبْدُ اللهِ عِنْدَهُ فِي بَطْنِهِ كُثُبٌ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَمَّ يُصَلِّي فَدَحَا فِيهِ السَّيْلُ بِالْبَطْحَاءِ حَتَّى دَفَنَ ذٰلِكَ الْمَكَانَ الَّذِي كَانَ عَبْدُ اللهِ يُصَلِّي فِيهِ وَأَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ حَدَّثَهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى حَيْثُ الْمَسْجِدُ الصَّغِيرُ الَّذِي دُونَ الْمَسْجِدِ الَّذِي بِشَرَفِ الرَّوْحَاءِ وَقَدْ كَانَ عَبْدُ اللهِ يَعْلَمُ الْمَكَانَ الَّذِي كَانَ صَلَّى فِيهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ثَمَّ عَنْ يَمِينِكَ حِينَ تَقُومُ فِي الْمَسْجِدِ تُصَلِّي وَذٰلِكَ الْمَسْجِدُ عَلَى حَافَّةِ الطَّرِيقِ الْيُمْنَى وَأَنْتَ ذَاهِبٌ إِلَى مَكَّةَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْمَسْجِدِ الْأَكْبَرِ رَمْيَةٌ بِحَجَرٍ أَوْ نَحْوُ ذٰلِكَ وَأَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يُصَلِّي إِلَى الْعِرْقِ الَّذِي عِنْدَ مُنْصَرَفِ الرَّوْحَاءِ وَذٰلِكَ الْعِرْقُ انْتَهٰى طَرَفُهُ عَلَى حَافَّةِ الطَّرِيقِ دُونَ الْمَسْجِدِ الَّذِي بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْمُنْصَرَفِ وَأَنْتَ ذَاهِبٌ إِلَى مَكَّةَ وَقَدِ ابْتُنِيَ ثَمَّ مَسْجِدٌ فَلَمْ يَكُنْ عَبْدُ اللهِ ابْنُ عُمَرَ يُصَلِّي فِي ذٰلِكَ الْمَسْجِدِ كَانَ يَتْرُكُهُ عَنْ يَسَارِهِ وَوَرَاءَهُ وَيُصَلِّي

آتے یا حج وغیرہ سے مدینے واپس تشریف لاتے، تو وادی عقیق کے نشیب میں اترتے۔ جب وہاں سے اُوپر چڑھتے، تو اپنی اونٹنی کو بطحا[1] میں بٹھاتے۔ بطحا وہ مقام ہے جہاں سے وادی کا پانی بہہ کر جاتا ہے اور پانی کے اندر جو کنکریاں بہتی ہیں وہ وہاں جمع ہو جاتی ہیں جو وادی کے مشرقی کنارے پر ہے وہاں صبح تک آرام فرماتے۔ یہ مقام اس مسجد کے پاس نہیں جو پتھروں سے بنی ہوئی ہے نہ اس ٹیلہ پر ہے، جس پر مسجد ہے وہاں ایک گہرا نالہ تھا۔ عبداللہ بن عمرؓ اس کے پاس نماز پڑھا کرتے تھے۔ اس کے نشیب میں ریت کے ٹیلے تھے۔ آنحضرت وہاں نماز پڑھا کرتے تھے، لیکن پانی کے بہاؤ نے وہاں کنکریاں بہا کر لا کر اس جگہ کو ڈھانپ دیا۔ جہاں عبداللہ بن عمرؓ نماز پڑھا کرتے تھے۔ عبداللہ بن عمرؓ نے نافعؓ سے بھی بیان کیا کہ آنحضرت نے وہاں نماز پڑھی جہاں اب چھوٹی مسجد ہے اور یہ اس مسجد کے قریب ہے۔ جو شرف الروحاء میں ہے۔ عبداللہ بن عمر اس جگہ کا نشان بتاتے تھے، جہاں آنحضرتؐ نے نماز پڑھی تھی۔ کہتے تھے وہ جگہ دائیں جانب پڑے گی۔ اگر تو مسجد میں کھڑا ہو اور چھوٹی مسجد دائیں راستے کے کنارے پر واقع ہے جب کہ تو مکہ جا رہا ہو۔ اس میں اور بڑی مسجد میں ایک پتھر کی مار کا فاصلہ ہے یا اس کے لگ بھگ۔ عبداللہ بن عمرؓ اس چھوٹی پہاڑی کی طرف نماز پڑھتے جو شرف الروحاء کے اخیر کنارے پر ہے۔ اور یہ پہاڑی وہاں ختم ہوتی ہے، جہاں رستے کا کنارہ ہے اس مسجد کے قریب ہے جو اس کے اور روحاء کے آخری حصے کے درمیان فاصلہ میں واقع ہے۔ جب تو مکہ جا رہا ہوتا ہے۔ اب وہاں ایک مسجد بنا دی گئی ہے۔ عبداللہ بن عمرؓ اس مسجد میں نماز نہیں پڑھتے تھے۔ بلکہ اُسے اپنی بائیں طرف اور پیچھے چھوڑ دیتے تھے اور اس کے آگے خود پہاڑی کی طرف نماز پڑھتے تھے۔ اور عبداللہ دوپہر ڈھلنے کے بعد روحاء سے

[1] بطحاء کہتے ہیں اس مقام کو جہاں سے وادی کا پانی بہہ کر جاتا ہے اور وہاں باریک باریک کنکریاں جمع ہو جاتی ہیں ۱۲ منہ۔

أَمَامَهُ إِلَى الْعِرْقِ نَفْسِهِ وَكَانَ عَبْدُ اللَّهِ يَرُوحُ مِنَ الرَّوْحَاءِ فَلَا يُصَلِّي الظُّهْرَ حَتَّى يَأْتِيَ ذَلِكَ الْمَكَانَ فَيُصَلِّي فِيهِ الظُّهْرَ وَإِذَا أَقْبَلَ مِنْ مَكَّةَ فَإِنْ مَرَّ بِهِ قَبْلَ الصُّبْحِ بِسَاعَةٍ أَوْ مِنْ آخِرِ السَّحَرِ عَرَّسَ حَتَّى يُصَلِّيَ بِهَا الصُّبْحَ وَأَنَّ عَبْدَ اللَّهِ حَدَّثَهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَنْزِلُ تَحْتَ سَرْحَةٍ ضَخْمَةٍ دُونَ الرُّوَيْثَةِ عَنْ يَمِينِ الطَّرِيقِ وَوُجَاهَ الطَّرِيقِ فِي مَكَانٍ بَطْحٍ سَهْلٍ حَتَّى يُفْضِيَ مِنْ أَكَمَةٍ دُوَيْنَ بَرِيدِ الرُّوَيْثَةِ بِمِيلَيْنِ وَقَدِ انْكَسَرَ أَعْلَاهَا فَانْثَنَى فِي جَوْفِهَا وَهِيَ قَائِمَةٌ عَلَى سَاقٍ وَفِي سَاقِهَا كُثُبٌ كَثِيرَةٌ وَأَنَّ عَبْدَ اللَّهِ ابْنَ عُمَرَ حَدَّثَهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى فِي طَرَفِ تَلْعَةٍ مِنْ وَرَاءِ الْعَرْجِ وَأَنْتَ ذَاهِبٌ إِلَى هَضْبَةٍ عِنْدَ ذَلِكَ الْمَسْجِدِ قَبْرَانِ أَوْ ثَلَاثَةٌ عَلَى الْقُبُورِ رَضَمٌ مِنْ حِجَارَةٍ عَنْ يَمِينِ الطَّرِيقِ عِنْدَ سَلِمَاتِ الطَّرِيقِ بَيْنَ أُولَئِكَ السَّلِمَاتِ كَانَ عَبْدُ اللَّهِ يَرُوحُ مِنَ الْعَرْجِ بَعْدَ أَنْ تَمِيلَ الشَّمْسُ بِالْهَاجِرَةِ فَيُصَلِّي الظُّهْرَ فِي ذَلِكَ الْمَسْجِدِ وَأَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ حَدَّثَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَزَلَ عِنْدَ سَرَحَاتٍ عَنْ يَسَارِ الطَّرِيقِ فِي مَسِيلٍ دُونَ هَرْشَى ذَلِكَ الْمَسِيلُ لَاصِقٌ بِكُرَاعِ هَرْشَى بَيْنَهُ وَبَيْنَ الطَّرِيقِ قَرِيبٌ مِنْ غَلْوَةٍ وَكَانَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ يُصَلِّي إِلَى سَرْحَةٍ هِيَ

چلتے اور اس جگہ پہنچنے سے قبل وہ ظہر کی نماز نہیں پڑھتے تھے، یہاں پہنچ کر ہی نماز ظہر پڑھتے۔ جب مکہ سے مدینہ کو روانہ ہوتے تو اگر صبح سے تھوڑے قبل یہاں پہنچ جاتے یا سحری کے آخر وقت تو یہاں قیام کرتے اور آرام کرتے فجر کی نماز یہیں پڑھتے۔ عبداللہ بن عمرؓ نے نافعؓ سے بیان کیا کہ آنحضرتؐ ایک بڑے درخت کے نیچے جلوہ افروز ہوتے جو رُوَیثہ[1] کے پاس ہے (رُوَیثہ۔ مدینہ سے سترہ فرسخ دور ایک گاؤں ہے) رستہ کے دائیں طرف اور رستہ کے سامنے کشادہ نرم ہموار جگہ میں، یہاں تک کہ اس ٹیلہ سے پار ہو جاتے جو رُوَیثہ کے رستے سے دو میل کے قریب ہے، اس درخت کا اُوپر کا حصہ ٹوٹ گیا ہے، اور درخت اپنے درمیانی حصے میں دوہرا ہو کر تنے کے سہارے کھڑا ہے اس کی جڑ میں بہت سے ریتلے ٹیلے ہیں۔ عبداللہ بن عمرؓ نے بیان کیا کہ آنحضرتؐ نے اس ٹیلے کے کنارے پر نماز پڑھی، جو عرج[2] کے پیچھے ہے (اور وہاں سے پانی اُترتا ہے) (عرج رویثہ سے چودہ میل دُور گاؤں ہے) جب کہ تو ہضبہ جا رہا ہو (یعنی ہضبہ جاتے ہوئے) اس مسجد کے پاس دو تین قبریں ہیں۔ ان قبروں پر تلے اُوپر پتھر رکھے ہوئے ہیں۔ یہ قبریں رستے سے دائیں طرف ہیں اور رستے کے بڑے پتھروں کے پاس ہیں۔ ان پتھروں کے درمیان سے زوال کے بعد عرج سے حضرت عبداللہ چلتے اور ظہر کی نماز اس مسجد میں پڑھتے۔ عبداللہ بن عمرؓ نے نافعؓ سے بیان کیا، کہ آنحضرتؐ ان بڑے درختوں کے پاس قیام فرما ہوتے، جو راستے کے بائیں طرف ہرشی[3] کے نالہ پر واقع ہیں۔ یہ نالہ ہرشی کے کنارے سے مل گیا ہے، اس میں اور راستے میں ایک تیر کی مار کا فاصلہ ہے۔ عبداللہ بن عمرؓ اس بڑے درخت کی طرف نماز پڑھتے، جو سب درختوں میں راستے کے زیادہ قریب اور بلند

[1] رویثہ ایک گاؤں ہے مدینہ سے سترہ فرسخ پر۔ ۱۲ منہ
[2] عرج ایک گاؤں ہے جو رویثہ سے تیرہ چودہ میل پر ہے ۱۲ منہ
[3] ہرشی مدینہ اور شام کے رستوں کے ملاپ پر ایک پہاڑ ہے۔

اَقْرَبُ السَّرَحَاتِ اِلَى الطَّرِيْقِ وَهِيَ اَطْوَلُهُنَّ وَاَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ حَدَّثَهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَنْزِلُ فِي الْمَسِيْلِ الَّذِيْ فِيْ اَدْنٰى مَرِّ الظَّهْرَانِ قِبَلَ الْمَدِيْنَةِ حِيْنَ يَهْبِطُ مِنَ الصَّفْرَاوَاتِ تَنْزِلُ فِيْ بَطْنِ ذٰلِكَ الْمَسِيْلِ عَنْ يَسَارِ الطَّرِيْقِ وَاَنْتَ ذَاهِبٌ اِلٰى مَكَّةَ لَيْسَ بَيْنَ مَنْزِلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَيْنَ الطَّرِيْقِ اِلَّا رَمْيَةٌ بِحَجَرٍ وَاَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ حَدَّثَهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَنْزِلُ بِذِيْ طُوًى وَيَبِيْتُ حَتّٰى يُصْبِحَ يُصَلِّي الصُّبْحَ حِيْنَ يَقْدَمُ مَكَّةَ وَمُصَلّٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذٰلِكَ عَلٰى اَكَمَةٍ غَلِيْظَةٍ لَيْسَ فِي الْمَسْجِدِ الَّذِيْ بُنِيَ ثَمَّ وَلٰكِنْ اَسْفَلَ مِنْ ذٰلِكَ عَلٰى اَكَمَةٍ غَلِيْظَةٍ وَاَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ حَدَّثَهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَقْبَلَ فُرْضَتَيِ الْجَبَلِ الَّذِيْ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجَبَلِ الطَّوِيْلِ نَحْوَ الْكَعْبَةِ فَجَعَلَ الْمَسْجِدَ الَّذِيْ بُنِيَ ثَمَّ يَسَارَ الْمَسْجِدِ بِطَرَفِ الْاَكَمَةِ وَمُصَلَّى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَسْفَلَ مِنْهُ عَلَى الْاَكَمَةِ السَّوْدَاءِ تَدَعُ مِنَ الْاَكَمَةِ عَشَرَةَ اَذْرُعٍ اَوْ نَحْوَهَا ثُمَّ تُصَلِّيْ مُسْتَقْبِلَ الْفُرْضَتَيْنِ مِنَ الْجَبَلِ الَّذِيْ بَيْنَكَ وَبَيْنَ الْكَعْبَةِ۔

ہے۔ عبداللہ بن عمرؓ نے نافعؓ سے بیان کیا کہ آنحضرتؐ اس نالے میں اُترا کرتے۔ جو مرّ الظّہران کے نشیب میں ہے، مدینہ کی جانب ہوتا ہے صَفراوَات[1] پہاڑوں سے اُترتے وقت آپؐ اس نالے کے نشیب میں اُترتے۔ اگر مکہ کو جائیں تو راستے سے بائیں طرف ہے۔ آپؐ کے پڑاؤ کی جگہ اور راستہ کے درمیان کا فاصلہ صرف ایک پتھر کی مار پر ہے۔ عبداللہ بن عمرؓ نے نافعؓ سے بیان کیا، کہ آنحضرتؐ ذی طُوی (ایک مقام کا نام) میں بھی پڑاؤ فرماتے۔ آپ کا قیام رات کو صبح تک یہیں رہتا۔ صبح کی نماز پڑھ کر مکے تشریف لاتے۔ ذی طُوی میں آپ کی نماز ایک بڑے سخت پتھریلے ٹیلے پر ہوتی۔ یہ وہ مقام نہیں جہاں اب مسجد بنی ہوئی ہے۔ بلکہ اس مسجد سے اُتر کر ایک نہایت سنگلاخ ٹیلہ ہے عبداللہ بن عمرؓ نے نافعؓ سے یہ بھی بیان کیا، کہ آنحضرتؐ نے اس پہاڑ کے دونوں کونوں کی طرف رُخ کیا جو آپ کے اور لمبے پہاڑ کے درمیان کعبے کی طرف تھا، تو عبداللہ نے اس مسجد کو جو وہاں اب موجود ہے ٹیلہ کے کنارے والی مسجد کے بائیں طرف کر دیا۔ آنحضرت کی نماز کی جگہ اس سے نیچے ہے اور وہ کالے ٹیلے پر ہے بلکہ ٹیلے سے دس گز کے فاصلے پر ہوگی یا کچھ کم وبیش فاصلے پر۔ اگر تو وہاں نماز پڑھے تو تیرا رُخ پہاڑ کے دونوں کناروں کی طرف ہوگا۔ یعنی اس پہاڑ کے کناروں کی طرف ہوگا، جو تیرے اور کعبے کے درمیان واقع ہوگا۔[2]

بَابٌ ۳۳۰ سُتْرَةُ الْاِمَامِ سُتْرَةُ مَنْ خَلْفَهٗ۔

باب امام کا سُترہ مقتدیوں کے لیے بھی کافی ہوتا ہے۔

[1] صفراوات وہ نالے اور پہاڑ جو مرالظہران کے بعد آتے ہیں مرالظہران ایک مشہور مقام ہے ۱۲منہ [2] امام بخاری نے یہ نو حدیثیں ایک ہی اسناد سے بیان کیں اب ان مسجدوں کا پتہ ہی نہیں چلتا نہ وہ درخت اور نشان باقی ہیں رہے نام اللہ کا البتہ مسجد ذوالحلیفہ اور مسجد روحاء کو وہاں کے رہنے والے پہچانتے ہیں ۱۲منہ۔

۴۶۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ أَقْبَلْتُ رَاكِبًا عَلَى حِمَارٍ أَتَانٍ وَأَنَا يَوْمَئِذٍ قَدْ نَاهَزْتُ الْاِحْتِلَامَ وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي بِالنَّاسِ بِمِنًى إِلَى غَيْرِ جِدَارٍ فَمَرَرْتُ بَيْنَ يَدَيْ بَعْضِ الصَّفِّ فَنَزَلْتُ وَأَرْسَلْتُ الْأَتَانَ تَرْتَعُ وَدَخَلْتُ فِي الصَّفِّ فَلَمْ يُنْكِرْ ذٰلِكَ عَلَيَّ أَحَدٌ۔

(از عبداللہ بن یوسف، از مالک، از ابن شہاب، از عبید اللہ بن عبداللہ بن عتبہ) عبداللہ بن عباس رضؓ کہتے ہیں میں ایک گدھی پر سوار ہو کر آیا۔ اُن دنوں میں بالغ ہونے کے قریب تھا۔ آنحضرتؐ منیٰ میں لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے، لیکن آپ کے سامنے دیوار نہ تھی۔ میں صف کے کچھ حصہ کے سامنے سے نکل گیا اور گدھے سے اتر کر اُسے چرنے کے لیے چھوڑ دیا۔ خود صف میں (نماز کے لیے) شامل ہو گیا۔ کسی شخص نے میرے اس فعل پر (یعنی صف کے سامنے سے گزرنے پر) اعتراض نہیں کیا۔[۱]

۴۶۸۔ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا خَرَجَ يَوْمَ الْعِيدِ أَمَرَ بِالْحَرْبَةِ فَتُوضَعُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَيُصَلِّي إِلَيْهَا وَالنَّاسُ وَرَاءَهُ وَكَانَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ فِي السَّفَرِ فَمِنْ ثَمَّ اتَّخَذَهَا الْأُمَرَاءُ۔

(از اسحاق، از عبداللہ بن نمیر، از عبید اللہ، از نافع) ابن عمر رضؓ کہتے ہیں کہ آنحضرتؐ جب عید کی نماز کے لیے تشریف لے جاتے، تو خادم کو برچھا لے کر چلنے کا حکم دیتے۔ وہ آپ کے سامنے گاڑا جاتا۔ آپؐ اس طرف نماز پڑھتے اور لوگ آپؐ کے پیچھے رہتے۔ اور سفر میں بھی آپؐ ایسا ہی کرتے۔ امراء اور حکام نے اسی واسطے برچھا ساتھ رکھنے کی عادت بنالی ہے۔[۲]

۴۶۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَوْنِ ابْنِ أَبِي جُحَيْفَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى بِهِمْ بِالْبَطْحَاءِ وَبَيْنَ يَدَيْهِ عَنَزَةٌ الظُّهْرَ رَكْعَتَيْنِ وَالْعَصْرَ رَكْعَتَيْنِ تَمُرُّ بَيْنَ يَدَيْهِ الْمَرْأَةُ وَالْحِمَارُ۔

(از ابوالولید، از شعبہ) عون بن ابی جحیفہ کہتے ہیں میں نے اپنے والد سے سنا وہ فرماتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے صحابہ کرام رضؓ کو بطحاء میں نماز پڑھائی۔ آپ کے سامنے (بطور سترہ) نیزہ گاڑا گیا تھا۔[۳] آپؐ نے سفر کی وجہ سے ظہر کی دو رکعتیں پڑھیں اور عصر کی بھی دو۔ آپ کے سامنے سے عورتیں اور گدھے آ جا رہے تھے۔[۴]

بَابُ ۳۳۱ قَدْرِ كَمْ يَنْبَغِي أَنْ يَكُونَ

باب نمازی اور سترہ کے درمیان فاصلہ۔

[۱] اس لیے کہ امام کا سترہ مقتدیوں کے لیے کافی ہوتا ہے۔ اگرچہ یہاں دیوار کی موجودگی کا ذکر نہیں، لیکن حسب عادتِ شریف آنحضرتؐ برچھی وغیرہ آپ کے سامنے نصب ہوگی جو سترہ کا کام دیتی تھی عبدالرزاق [۲] مگر اصل غایت جو نماز اور اس کے سترے کی تھی وہ امیروں کی سمجھ میں نہیں آئی، انہوں نے فرض ترک کر کے ایک ضمنی سنت کو پکڑا ہوا ہے [۳] عنزہ وہ لکڑی ہے جس کے نیچے پھل ہوتا ہے برچھے میں اوپر کی طرف پھل ہوتا ہے عنزہ کو ہمارے ملک میں گانسی یا گانسی دار لکڑی کہتے ہیں ۱۲ منہ [۴] یعنی لکڑی کے اس پار　امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں کہ اگر سترہ نہ ہو اور نمازی کے سامنے سے کالا کتا نکل جائے تو نماز ٹوٹ جاتی ہے اور گدھے اور عورت کے باب میں مجھ کو شک ہے لیکن شافعیہ اور حنفیہ کہتے ہیں کہ نماز کسی چیز کے سامنے سے نکل جانے سے نہیں ٹوٹتی ۱۲ منہ۔

بَيْنَ الْمُصَلَّى وَالسُّتْرَةِ۔

۴۷۰۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَهْلِ ابْنِ سَعْدٍ قَالَ كَانَ بَيْنَ مُصَلَّى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَيْنَ الْجِدَارِ مَمَرُّ الشَّاةِ۔

(از عمرو بن زرارہ، از عبدالعزیز بن ابی حازم، از والدش) سہل بن سعد کہتے ہیں آنحضرت کے نماز پڑھنے کی جگہ اور اس دیوار کے درمیان جو سامنے ہوتی، ایک بکری کے گذرنے کی جگہ ہوتی۔

۴۷۱۔ حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ قَالَ كَانَ جِدَارُ الْمَسْجِدِ عِنْدَ الْمِنْبَرِ مَا كَادَتِ الشَّاةُ تَجُوزُهَا۔

(از مکی بن ابراہیم، از یزید بن ابی عُبید) سلمہ کہتے ہیں مسجدِ نبوی کی دیوار میں منبر سے اتنا فاصلہ تھا کہ ایک بکری نکل جائے۔

بَابُ ۳۳۲ الصَّلٰوةِ إِلَى الْحَرْبَةِ۔

باب برچھی کی طرف رُخ کرکے نماز پڑھنا۔

۴۷۲۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللهِ قَالَ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُرْكَزُ لَهُ الْحَرْبَةُ فَيُصَلِّي إِلَيْهَا۔

(از مسدد، از یحییٰ، از عبیداللہ بن عمر، از نافع) عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے برچھا گاڑا جاتا، آپ اُس کی طرف رُخ کرکے نماز پڑھتے

بَابُ ۳۳۳ الصَّلٰوةِ إِلَى الْعَنَزَةِ۔

باب گانسی دار لکڑی (یعنی نیزے) کی طرف منہ کرکے نماز پڑھنا

۴۷۳۔ حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَوْنُ بْنُ أَبِي جُحَيْفَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْهَاجِرَةِ فَأُتِيَ بِوَضُوْءٍ فَتَوَضَّأَ فَصَلَّى بِنَا الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ وَبَيْنَ يَدَيْهِ عَنَزَةٌ وَالْمَرْأَةُ وَالْحِمَارُ يَمُرَّانِ مِنْ وَّرَائِهَا۔

(از آدم، از شعبہ) عون بن ابی جُحیفہ کہتے ہیں میں نے اپنے والد سے سُنا کہ آنحضرتؐ ہمارے پاس دوپہر کے وقت تشریف لائے، تو وضو کا پانی پیش کیا گیا، آپ نے وضو کرکے ہمیں ظہر و عصر کی نماز پڑھائی، آپ کے سامنے گانسی دار لکڑی تھی، جس کے دوسری طرف عورتیں اور گدھے آجا رہے تھے۔

۴۷۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمِ بْنِ بَزِيعٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَاذَانُ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَطَاءِ ابْنِ أَبِي مَيْمُونَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا خَرَجَ لِحَاجَتِهِ تَبِعْتُهُ أَنَا وَغُلَامٌ وَمَعَنَا عُكَّازَةٌ أَوْ

(از محمد بن حاتم بن بزیع، از شاذان، از شعبہ، از عطاء بن ابی میمونہ) انسؓ کہتے ہیں کہ جب آنحضرتؐ رفع حاجت کے لیے باہر تشریف لے جاتے تو میں اور ایک لڑکا آپ کے پیچھے جایا کرتے ہمارے ساتھ لاٹھی یا چھڑی یا نیزہ ہوا کرتا۔ نیز پانی کا برتن جب آپ رفعِ حاجت سے فارغ ہوتے، ہم آپ کو طہارت کے لیے برتن دیدیا کرتے۔

عَصًا أَوْ عَنَزَةً وَمَعَنَا إِدَاوَةٌ فَإِذَا فَرَغَ مِنْ حَاجَتِهِ نَاوَلْنَاهُ الْإِدَاوَةَ۔

باب ۳۳۴ السُّتْرَةِ بِمَكَّةَ وَغَيْرِهَا۔

باب مکہ اور دوسرے مقامات میں سترہ[۱]

۴۷۵۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ قَالَ خَرَجَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْهَاجِرَةِ فَصَلَّى بِالْبَطْحَاءِ الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ رَكْعَتَيْنِ وَنَصَبَ بَيْنَ يَدَيْهِ عَنَزَةً وَتَوَضَّأَ فَجَعَلَ النَّاسُ يَتَمَسَّحُونَ بِوَضُوْئِهِ۔

(از سلیمان بن حرب، از شعبہ، از حکم) ابوجحیفہ کہتے ہیں آنحضرتؐ دوپہر کے وقت ہمارے پاس تشریف لائے اور بطحا میں ظہر و عصر کی دو دو رکعتیں پڑھائیں، اپنے سامنے برچھی کھڑی کی، وضو کیا، لوگ (برکت کے لیے) آپ کے وضو کا مستعمل پانی (اپنے بدن پر) ملنے لگے۔

باب ۳۳۵ الصَّلٰوةِ إِلَى الْأُسْطُوَانَةِ

وَقَالَ عُمَرُ الْمُصَلُّونَ أَحَقُّ بِالسَّوَارِي مِنَ الْمُتَحَدِّثِيْنَ إِلَيْهَا وَرَأَى ابْنُ عُمَرَ رَجُلًا يُصَلِّي بَيْنَ أُسْطُوَانَتَيْنِ فَأَدْنَاهُ إِلَى سَارِيَةٍ فَقَالَ صَلِّ إِلَيْهَا۔

باب ستون کی طرف رُخ کرکے نماز پڑھنا

حضرت عمرؓ کا فرمان ہے کہ بات چیت کرنے والے کی نسبت نماز پڑھنے والے ستون کے سامنے نماز پڑھنے کے زیادہ حقدار ہیں۔ نیز ایک بار ابن عمرؓ نے ایک شخص کو دیکھا جو دو ستونوں کے درمیان نماز پڑھ رہا تھا۔ آپ نے اسے وہاں سے پکڑ کر ایک ستون کے مقابل کھڑا کر دیا اور فرمایا اب اس کے سامنے رُخ کرکے نماز پڑھ۔

۴۷۶۔ حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ أَبِي عُبَيْدٍ قَالَ كُنْتُ آتِي مَعَ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ فَيُصَلِّي عِنْدَ الْأُسْطُوَانَةِ الَّتِي عِنْدَ الْمُصْحَفِ فَقُلْتُ يَا أَبَا مُسْلِمٍ أَرَاكَ تَتَحَرَّى الصَّلٰوةَ عِنْدَ هٰذِهِ الْأُسْطُوَانَةِ قَالَ فَإِنِّي رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَحَرَّى

(از مکی بن ابراہیم) یزید بن ابی عبید کہتے ہیں میں سلمہ بن اکوع کے ساتھ آتا وہ اس ستون کے پاس نماز پڑھتے، جس میں مصحف رکھا رہتا[۲]۔ ایک بار میں نے پوچھا: اے ابومسلم (یہ ابوسلمہ کی کنیت ہے) میں دیکھتا ہوں کہ آپ فقط اسی ستون کے سامنے نماز پڑھنے کی کوشش فرماتے ہیں۔ آپ نے فرمایا ہاں! میں نے آنحضرتؐ کو اسی ستون کے سامنے نماز پڑھنے کی کوشش کرتے ہوئے دیکھا تھا۔

---

[۱] امام بخاری کی غرض اس باب سے یہ ہے کہ سترہ لگانا ہر جگہ لازم ہے مکہ میں بھی اور بعضے حنابلہ کہتے ہیں کہ مکہ میں نمازی کے سامنے سے گزرنا جائز ہے، شافعیہ اور حنفیہ کے نزدیک ہر جگہ منع ہے امام بخاری کا بھی یہی مذہب معلوم ہوتا ہے۔ عبدالرزاق نے ایک حدیث نکالی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد حرام میں بغیر سترہ کے نماز پڑھتے امام بخاری نے اس کو ضعیف سمجھا ۱۲ منہ [۲] حضرت عثمان کے زمانے میں قرآن شریف ایک صندوق میں رکھا رہتا مسجد نبوی کے ایک ستون کے پاس اس ستون کو مصحف یعنی قرآن کا ستون کہا کرتے ۱۲ منہ۔

الصَّلٰوۃَ عِنۡدَ ھَا۔

۴۷۷۔ حَدَّثَنَا قَبِیۡصَۃُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفۡیٰنُ عَنۡ عَمۡرِو بۡنِ عَامِرٍ عَنۡ اَنَسِ بۡنِ مَالِکٍ قَالَ لَقَدۡ اَدۡرَکۡتُ کِبَارَ اَصۡحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ یَبۡتَدِرُوۡنَ السَّوَارِیَ عِنۡدَ الۡمَغۡرِبِ وَزَادَ شُعۡبَۃُ عَنۡ عَمۡرٍو عَنۡ اَنَسٍ حَتّٰی یَخۡرُجَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ۔

(از قبیصہ، از سفیان، از عمرو بن عامر) انس بن مالکؓ فرماتے ہیں میں نے آنحضرت کے بڑے بڑے صحابہ کو دیکھا کہ وہ مغرب کی نماز کے وقت ستونوں کے سامنے کھڑے ہونے کی کوشش کرتے۔ اس حدیث میں شعبہ نے بحوالہ عمرو از انس یہ اضافہ کیا "حتی کہ آنحضرتؐ حجرہ مبارک سے مسجد میں تشریف لے آتے تھے"۔

بَابُ ۳۳۶ الصَّلٰوۃِ بَیۡنَ السَّوَارِیۡ فِیۡ غَیۡرِ جَمَاعَۃٍ۔

باب اگر جماعت نہ ہو اور تنہا نماز پڑھے، تو دو ستونوں کے درمیان نماز پڑھ سکتا ہے۔

۴۷۸۔ حَدَّثَنَا مُوۡسَی بۡنُ اِسۡمٰعِیۡلَ قَالَ حَدَّثَنَا جُوَیۡرِیَۃُ عَنۡ نَافِعٍ عَنِ ابۡنِ عُمَرَ قَالَ دَخَلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ الۡبَیۡتَ وَاُسَامَۃُ ابۡنُ زَیۡدٍ وَّعُثۡمَانُ بۡنُ طَلۡحَۃَ وَبِلَالٌ فَاَطَالَ ثُمَّ خَرَجَ وَکُنۡتُ اَوَّلَ النَّاسِ دَخَلَ عَلٰی اَثَرِہٖ فَسَاَلۡتُ بِلَالًا اَیۡنَ صَلّٰی فَقَالَ بَیۡنَ الۡعَمُوۡدَیۡنِ الۡمُقَدَّمَیۡنِ۔

(از موسیٰ بن اسمٰعیل، از جویریہ، از نافع) ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرتؐ کعبے میں تشریف لے گئے۔ آپ کے ساتھ اُسامہ بن زید عثمانؓ بن طلحہ اور بلالؓ تھے۔ آپ دیر تک اندر رہے۔ پھر باہر تشریف لائے۔ آپؐ کے باہر تشریف لانے کے بعد میں پہلا شخص تھا، جو کعبے میں داخل ہوا۔ میں نے حضرت بلال سے دریافت کیا آنحضرتؐ نے کہاں نماز پڑھی ہے[1] انہوں نے فرمایا اگلے دو ستونوں کے درمیان۔

۴۷۹۔ حَدَّثَنَا عَبۡدُ اللّٰہِ بۡنُ یُوۡسُفَ قَالَ اَخۡبَرَنَا مَالِکٌ عَنۡ نَافِعٍ عَنۡ عَبۡدِ اللّٰہِ بۡنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوۡلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ دَخَلَ الۡکَعۡبَۃَ وَاُسَامَۃُ بۡنُ زَیۡدٍ وَّبِلَالٌ وَّعُثۡمَانُ ابۡنُ طَلۡحَۃَ الۡحَجَبِیُّ فَاَغۡلَقَھَا عَلَیۡہِ وَمَکَثَ فِیۡھَا فَسَاَلۡتُ بِلَالًا حِیۡنَ خَرَجَ مَا صَنَعَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ قَالَ جَعَلَ عَمُوۡدًا عَنۡ یَّسَارِہٖ وَعَمُوۡدًا عَنۡ یَّمِیۡنِہٖ وَثَلٰثَۃَ اَعۡمِدَۃٍ وَّرَآءَہٗ وَکَانَ الۡبَیۡتُ یَوۡمَئِذٍ عَلٰی سِتَّۃِ اَعۡمِدَۃٍ ثُمَّ

(از عبد اللہ بن یوسف، از مالک بن انس، از نافع) عبد اللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، اسامہ بن زیدؓ، بلالؓ، عثمانؓ حجبی کعبے میں داخل ہوئے، عثمانؓ نے دروازہ بند کر دیا۔ آپ وہاں کچھ دیر ٹھہرے رہے۔ جب آپ باہر نکلے، تو میں نے بلال سے پوچھا، آنحضرتؐ نے کعبہ کے اندر کیا کیا۔ انہوں نے کہا ایک ستون کو تو اپنے بائیں طرف کیا (یعنی آپ ایسی جگہ کھڑے ہوئے جہاں سے وہ بائیں طرف پڑتا تھا) اور ایک کو دائیں طرف اور تین ستون آپ کے پیچھے تھے۔ اُن دنوں بیت اللہ کے چھ ستون تھے۔ پھر آپ نے نماز پڑھی۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ ہمیں اسمٰعیل بن ابی اویسؓ

[1] یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے معلوم ہوا اگر آدمی اکیلا نماز پڑھنا چاہے تو دو ستونوں کے بیچ میں پڑھ سکتا ہے ۱۲ منہ۔

صَلّٰى وَقَالَ لَنَا إِسْمٰعِيْلُ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ فَقَالَ عَمُوْدَيْنِ عَنْ يَمِيْنِهٖ۔

نے کہا مجھ سے امام مالک نے یہ حدیث یوں بیان کی: "کہ دو ستونوں کو اپنی داہنی طرف کیا"۔

بَاب ۳۳۷

باب

۴۸۰۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُوْ ضَمْرَةَ قَالَ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ كَانَ إِذَا دَخَلَ الْكَعْبَةَ مَشٰى قِبَلَ وَجْهِهٖ حِيْنَ يَدْخُلُ وَجَعَلَ الْبَابَ قِبَلَ ظَهْرِهٖ فَمَشٰى حَتّٰى يَكُوْنَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجِدَارِ الَّذِيْ قِبَلَ وَجْهِهٖ قَرِيْبًا مِّنْ ثَلٰثَةِ أَذْرُعٍ صَلّٰى يَتَوَخّٰى الْمَكَانَ الَّذِيْ أَخْبَرَهٗ بِهٖ بِلَالٌ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى فِيْهِ قَالَ وَلَيْسَ عَلٰى أَحَدِنَا بَأْسٌ أَنْ صَلّٰى فِيْ أَيِّ نَوَاحِي الْبَيْتِ شَاءَ۔

(از ابراہیم بن منذر، از ابوضمرہ، از موسیٰ بن عقبہ) نافع کہتے ہیں کہ عبداللہ بن عمرؓ جب کعبے کے اندر جاتے، تو سیدھے منہ کے سامنے چلے جاتے اور کعبہ کے دروازے کو پیٹھ پیچھے کرتے حتّٰی کہ وہ دیوار جو آپ کے سامنے ہوتی وہ قریباً تین ہاتھ کے فاصلہ پر ہوتی اور وہاں آپ قصداً نماز پڑھتے یہ وہی جگہ ہے جس کے متعلق حضرت بلالؓ نے بتایا تھا کہ آنحضرتؐ نے وہاں نماز پڑھی تھی۔ نیز ابن عمرؓ کہتے کوئی حرج نہیں اگر کوئی شخص کعبے کے کسی کونے میں نماز پڑھے۔

بَاب ۳۳۸ الصَّلٰوةِ إِلَى الرَّاحِلَةِ وَالْبَعِيْرِ وَالشَّجَرِ وَالرَّحْلِ۔

باب اونٹنی، اونٹ، درخت اور پالان کی طرف نماز پڑھنا۔

۴۸۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِيْ بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهٗ كَانَ يُعَرِّضُ رَاحِلَتَهٗ فَيُصَلِّيْ إِلَيْهَا قُلْتُ أَفَرَأَيْتَ إِذَا هَبَّتِ الرِّكَابُ قَالَ كَانَ يَأْخُذُ الرَّحْلَ فَيُعَدِّلُهٗ فَيُصَلِّيْ إِلٰى أُخْرَتِهٖ أَوْ قَالَ مُؤَخَّرِهٖ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَفْعَلُهٗ۔

(از محمد بن ابی بکر مقدمی بصری، از معتمر بن سلیمان، از عبیداللہ بن عمر، از نافع) ابن عمرؓ فرماتے ہیں آنحضرتؐ اپنی اونٹنی کو سامنے بٹھاتے، پھر اُس کی طرف نماز پڑھتے (ابن عمرؓ کہتے ہیں) مَیں نے نافعؓ سے پُوچھا جب اونٹ مست ہو کر چل پڑتے، تو آپ کیا کرتے؟ انہوں نے کہا پالان لیتے اسے سامنے سیدھا رکھتے اور اس کی پچھلی لکڑی کی طرف نماز پڑھتے خود عبداللہ بن عمرؓ کا بھی یہی طریقہ تھا۔

بَاب ۳۳۹ الصَّلٰوةِ إِلَى السَّرِيْرِ

باب چارپائی یا تخت پر یا اس کی طرف رُخ کر کے نماز پڑھنا۔

۴۸۲۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ ابْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْأَسْوَدِ

(از عثمان بن ابی شیبہ، از جریر، از منصور، از ابراہیم، از اسود) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کیا تم نے ہمیں کتوں، گدھوں کی طرح بنا دیا ہے مَیں

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اَعَدَلْتُمُوْنَا بِالْكَلْبِ وَالْحِمَارِ لَقَدْ رَاَيْتُنِيْ مُضْطَجِعَةً عَلَى السَّرِيْرِ فَيَجِيْءُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَتَوَسَّطُ السَّرِيْرَ فَيُصَلِّيْ فَاَكْرَهُ اَنْ اُسْنِحَهُ فَاَنْسَلُّ مِنْ قِبَلِ رِجْلَيِ السَّرِيْرِ حَتّٰى اَنْسَلَّ مِنْ لِحَافِيْ۔

اپنے متعلق جانتی ہوں کہ میں چار پائی پر لیٹی ہوتی۔ آنحضرتؐ تشریف لاتے چار پائی کے سامنے وسط میں نماز پڑھتے، میں اس بات کو اچھا نہ سمجھتی کہ میں سامنے لیٹی رہوں۔ لہٰذا میں پائنتی کی طرف اپنے لحاف سے باہر آجایا کرتی۔

بَابُ ۳۴ يَرُدُّ الْمُصَلِّيْ مَنْ مَرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ۔ وَرَدَّ ابْنُ عُمَرَ فِي التَّشَهُّدِ وَفِي الْكَعْبَةِ وَقَالَ اِنْ اَبٰى اِلَّا اَنْ تُقَاتِلَهُ فَقَاتِلْهُ۔

باب اگر کوئی نمازی کے سامنے سے گزرنا چاہے، تو نمازی اُسے روک دے۔ ابن عمرؓ نے تشہد یعنی التحیات پڑھتے وقت روکا اور کعبہ میں بھی روکا۔ نیز ابن عمرؓ فرماتے ہیں اگر نمازی کے سامنے سے گذرنے والا بغیر لڑائی کے نہ مانے تو اس سے نمازی لڑ بھی سکتا ہے۔

۴۸۳۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ اَنَّ اَبَا سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنَا اٰدَمُ بْنُ اَبِيْ اِيَاسٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيْرَةِ قَالَ حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ هِلَالٍ الْعَدَوِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ صَالِحٍ السَّمَّانُ قَالَ رَاَيْتُ اَبَا سَعِيْدٍ الْخُدْرِيَّ فِيْ يَوْمِ جُمُعَةٍ يُصَلِّيْ اِلٰى شَيْءٍ يَسْتُرُهُ مِنَ النَّاسِ فَاَرَادَ شَابٌّ مِنْ بَنِيْ اَبِيْ مُعَيْطٍ اَنْ يَجْتَازَ بَيْنَ يَدَيْهِ فَدَفَعَ اَبُوْ سَعِيْدٍ فِيْ صَدْرِهِ فَنَظَرَ الشَّابُّ فَلَمْ يَجِدْ مَسَاغًا اِلَّا بَيْنَ يَدَيْهِ فَعَادَ لِيَجْتَازَ فَدَفَعَهُ اَبُوْ سَعِيْدٍ اَشَدَّ مِنَ الْاُوْلٰى فَنَالَ مِنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ ثُمَّ دَخَلَ عَلٰى مَرْوَانَ فَشَكَا اِلَيْهِ مَا لَقِيَ مِنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ وَدَخَلَ اَبُوْ سَعِيْدٍ خَلْفَهُ عَلٰى مَرْوَانَ فَقَالَ مَا لَكَ وَلِابْنِ اَخِيْكَ يَا اَبَا سَعِيْدٍ

(از ابو معمر، از عبدالوارث، از یونس، از حمید بن ہلال، از ابو صالح) ابو سعید کہتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ **دوسری سند** (آدم ابن ابی ایاس، از سلیمان بن مغیرہ، از حمید بن ہلال عدوی) ابو صالح سمان کہتے ہیں میں نے ابو سعید خدری کو دیکھا وہ جمعہ کے دن لوگوں سے کچھ اوٹ کیے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے۔ اَبُو مُعَیط کے قبیلہ کے ایک نوجوان نے آپ کے آگے سے گذرنا چاہا۔ ابو سعید نے اُس کے سینے پر دھکا دیا (کہ وہ پیچھے رہے، نہ گزرے) نوجوان نے اِدھر اُدھر دیکھا تو رستہ نہ ملا، پھر وہیں سے گزرنے کی کوشش کی۔ ابو سعید نے پہلے سے زیادہ زور کا دھکا دیا۔ نوجوان نے ابو سعید کو گالی دی اور مروان کے پاس جاکر ابو سعید کی شکایت کی۔ ابو سعید بھی اس کے پیچھے مروان کے پاس جا پہنچے۔ مروان نے معلوم کیا ابو سعید! تجھے اور تیرے بھتیجے کو کیا ہوگیا ہے؟ (یعنی کیا جھگڑا ہے) ابو سعید نے کہا: میں نے آنحضرتؐ سے سُنا ہے، آپ فرماتے تھے جب کوئی لوگوں کی آڑ کرکے (یعنی اپنے سامنے سُترہ لگاکر) نماز پڑھے اور کوئی شخص اس کے سامنے سے گزرنا چاہے (یعنی نماز اور آڑ کے اندر سے)

قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِذَا صَلّٰی اَحَدُکُمْ اِلٰی شَیْءٍ یَسْتُرُہٗ مِنَ النَّاسِ فَاَرَادَ اَحَدٌ اَنْ یَّجْتَازَ بَیْنَ یَدَیْہِ فَلْیَدْفَعْہُ فَاِنْ اَبٰی فَلْیُقَاتِلْہُ فَاِنَّمَا ھُوَ شَیْطَانٌ

تو نمازی اسے روکے۔ اگر وہ نہ مانے تو اس سے لڑے کہ وہ شیطان ہوتا ہے۔

باب ۳۴۱ اِثْمِ الْمَارِّ بَیْنَ یَدَیِ الْمُصَلِّیْ۔

باب نمازی کے سامنے سے گزر جانے کا گناہ۔

۴۸۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ یُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِکٌ عَنْ اَبِی النَّضْرِ مَوْلٰی عُمَرَ بْنِ عُبَیْدِ اللّٰہِ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِیْدٍ اَنَّ زَیْدَ بْنَ خَالِدٍ اَرْسَلَہٗ اِلٰی اَبِیْ جُھَیْمٍ یَسْأَلُہٗ مَاذَا سَمِعَ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الْمَارِّ بَیْنَ یَدَیِ الْمُصَلِّیْ فَقَالَ اَبُوْ جُھَیْمٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَوْ یَعْلَمُ الْمَارُّ بَیْنَ یَدَیِ الْمُصَلِّیْ مَاذَا عَلَیْہِ لَکَانَ اَنْ یَّقِفَ اَرْبَعِیْنَ خَیْرًا لَّہٗ مِنْ اَنْ یَّمُرَّ بَیْنَ یَدَیْہِ قَالَ اَبُو النَّضْرِ لَا اَدْرِیْ قَالَ اَرْبَعِیْنَ یَوْمًا اَوْ شَھْرًا اَوْ سَنَۃً۔

(از عبداللہ بن یوسف، از مالک، از ابوالنضر مولیٰ عمر بن عبیداللہ) بسر بن سعید کہتے ہیں کہ انہیں زید بن خالد نے ابوجہیم کے پاس اس لیے بھیجا کہ اس نے آنحضرتؐ سے اس شخص کے متعلق کیا سنا ہے جو نمازی کے سامنے سے گزر جائے۔ ابوجہیم نے کہا آنحضرتؐ نے فرمایا ہے، کہ اگر نمازی کے سامنے سے گزرنے والا یہ جانتا ہوتا کہ اسے کیا عذاب ہوگا، تو چالیس　تک اسے کھڑا رہنا سامنے نکل جانے سے بہتر معلوم ہوتا۔ ابونضر کہتے ہیں مجھے یاد نہیں کہ بسر بن سعید نے چالیس دن یا چالیس ماہ یا چالیس سال کہے، (صرف یہ یاد ہے کہ چالیس کہا) [۱]

باب ۳۴۲ اِسْتِقْبَالِ الرَّجُلِ الرَّجُلَ وَھُوَ یُصَلِّیْ۔

وَکَرِہَ عُثْمَانُ اَنْ یُّسْتَقْبَلَ الرَّجُلُ وَھُوَ یُصَلِّیْ وَھٰذَا اِذَا اشْتَغَلَ بِہٖ فَاَمَّا اِذَا لَمْ یَشْتَغِلْ فَقَدْ قَالَ زَیْدُ بْنُ ثَابِتٍ مَا بَالَیْتُ اِنَّ الرَّجُلَ لَا یَقْطَعُ صَلٰوۃَ الرَّجُلِ۔

باب اگر کوئی شخص نماز پڑھ رہا ہو، تو دوسرا اس کی طرف منہ کر کے بیٹھے۔

حضرت عثمانؓ اس امر کو مکروہ جانتے ہیں کہ کوئی کسی نماز پڑھنے والے کے سامنے منہ کر کے بیٹھے۔ امام بخاریؒ کہتے ہیں یہ کراہت اس وقت ہے کہ نمازی کا دل اس کی طرف متوجہ ہو جائے۔ اگر نمازی کا دل اتنا مضبوط ہو، کہ وہ سامنے والے کے خیال میں مبتلا نہ ہو، تو بقول زید بن ثابت کوئی ڈر نہیں " مجھے اس کی

---

[۱] ابن حبان اور ابن ماجہ کی روایت میں سو برس ہیں بزار کی روایت میں چالیس خریف ہیں نمازی کے سامنے سے گزرنا حرام ہے بعضوں نے کہا گناہ کبیرہ ہے۔ اختلاف ہے کہ سامنے کی حد کہاں تک ہے بعضوں نے کہا تین ہاتھ بعضوں نے کہا ایک پتھر کی مار بعضوں نے کہا سجدے کے مقام تک ۱۲ منہ۔

پروا نہیں، کیونکہ مرد کی نماز کو مرد نہیں توڑتا"۔

۴۸۵۔ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيْلُ بْنُ خَلِيْلٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهُ ذُكِرَ عِنْدَهَا مَا يَقْطَعُ الصَّلٰوةَ فَقَالُوْا يَقْطَعُهَا الْكَلْبُ وَالْحِمَارُ وَالْمَرْأَةُ فَقَالَتْ لَقَدْ جَعَلْتُمُوْنَا كِلَابًا لَقَدْ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ وَإِنِّيْ لَبَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ وَأَنَا مُضْطَجِعَةٌ عَلَى السَّرِيْرِ فَتَكُوْنُ لِيَ الْحَاجَةُ وَأَكْرَهُ أَنْ أَسْتَقْبِلَهُ فَأَنْسَلُّ انْسِلَالًا وَّعَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ نَحْوَهُ۔

(از اسمٰعیل بن خلیل، از علی بن مسہر، از اعمش، از مسلم، مسروق کہتے ہیں حضرت عائشہؓ کے سامنے نماز توڑنے والی چیزوں کا ذکر کیا گیا۔ لوگوں نے کہا کتے، گدھے اور عورت کے سامنے آنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ انہوں نے کہا تم نے ہمیں کتا بنا دیا۔ میں نے تو دیکھا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے رہتے۔ جب کہ میں آپ کے سامنے قبلے کے درمیان چارپائی پر لیٹی رہتی۔ مجھے کوئی کام ہوتا تو میں آپ کے سامنے منہ کرکے گزرنا بُرا سمجھتی لہٰذا (پائنتی سے) آہستہ نکل جاتی۔ اعمش نے بھی اس حدیث کو بحوالہ ابراہیم، اسود، حضرت عائشہ بیان کیا ہے۔

باب ۳۴۳ الصَّلٰوةِ خَلْفَ النَّائِمِ

باب سوتے ہوئے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا۔

۴۸۶۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ وَأَنَا رَاقِدَةٌ مُعْتَرِضَةٌ عَلٰى فِرَاشِهِ فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يُّوْتِرَ أَيْقَظَنِيْ فَأَوْتَرْتُ۔

(از مسدد، از یحییٰ، از ہشام، از والد ش) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں آنحضرتؐ نماز پڑھتے ہوتے اور میں آپ کے سامنے بستر پر سوئی رہتی۔ جب آپ وتر پڑھنے لگتے تو مجھے بھی جگا دیتے اور میں وتر کی نماز پڑھتی۔

باب ۳۴۴ التَّطَوُّعِ خَلْفَ الْمَرْأَةِ۔

باب عورت آگے ہو تو نفل نماز پڑھنا۔

۴۸۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي النَّضْرِ مَوْلٰى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا قَالَتْ كُنْتُ أَنَامُ بَيْنَ يَدَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرِجْلَايَ فِيْ قِبْلَتِهِ فَإِذَا سَجَدَ غَمَزَنِيْ فَقَبَضْتُ رِجْلَيَّ فَإِذَا قَامَ بَسَطْتُهُمَا قَالَتْ وَالْبُيُوْتُ يَوْمَئِذٍ

(از عبداللہ بن یوسف، از مالک، از ابوالنضر مولی عمر بن عبیداللہ، از ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن) ام المومنین حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں میں آنحضرتؐ کے سامنے سوئی رہتی اور میرے پاؤں آپ کے قبلے کی طرف ہوتے جب آپ سجدہ کرنے لگتے، تو ہاتھ سے مجھے دباتے۔ میں اپنے پاؤں سمیٹ لیتی جب کھڑے ہو جاتے تو پاؤں کو پھر پھیلا دیا کرتی۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں ان دنوں گھروں میں چراغ نہ تھے۔

لَيْسَ فِيْهَا مَصَابِيْحُ۔

بَابُ ۳۴۵ مَنْ قَالَ لَا يَقْطَعُ الصَّلٰوةَ شَيْءٌ۔

باب اس شخص کی دلیل جو کہتا ہے نماز کو کوئی چیز فاسد نہیں کرتی۔

۴۸۸۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِيْ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ ح قَالَ الْاَعْمَشُ وَحَدَّثَنِيْ مُسْلِمٌ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ ذُكِرَ عِنْدَهَا مَا يَقْطَعُ الصَّلٰوةَ الْكَلْبُ وَالْحِمَارُ وَالْمَرْاَةُ فَقَالَتْ شَبَّهْتُمُوْنَا بِالْحُمُرِ وَالْكِلَابِ وَاللّٰهِ لَقَدْ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ وَاِنِّيْ عَلَى السَّرِيْرِ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ مُضْطَجِعَةٌ فَتَبْدُوْ لِيَ الْحَاجَةُ فَاَكْرَهُ اَنْ اَجْلِسَ فَاُوْذِيَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَنْسَلُّ مِنْ عِنْدِ رِجْلَيْهِ۔

(از عمرو بن حفص بن غیاث، از والدش، از اعمش، از ابراہیم، از اسود، از حضرت عائشہؓ) **دوسری سند** (از اعمش، از مسلم، از مسروق) حضرت عائشہؓ کے پاس نماز توڑنے والی چیزوں کا ذکر کیا گیا، کہ کتا، گدھا اور عورت سامنے گذرے تو نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا تم نے ہمیں گدھوں اور کتوں کی طرح سمجھ لیا ہے۔ خدا کی قسم میں نے تو دیکھا کہ آنحضرتؐ نماز پڑھتے رہتے اور میں چارپائی پر آپ کے اور قبلہ کے درمیان لیٹی رہتی، اگر مجھے کوئی کام ہوتا تو سامنے سے نہ گذرتی اس خیال سے کہ آپ کے سامنے بیٹھنے سے آپ کو تکلیف ہوگی، لہٰذا میں چارپائی کی پائنتی سے نکل جاتی تھی۔

۴۸۹۔ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَخِي ابْنِ شِهَابٍ اَنَّهُ سَاَلَ عَمَّهُ عَنِ الصَّلٰوةِ يَقْطَعُهَا شَيْءٌ قَالَ لَا يَقْطَعُهَا شَيْءٌ اَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ اَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ لَقَدْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْمُ فَيُصَلِّيْ مِنَ اللَّيْلِ وَاِنِّيْ لَمُعْتَرِضَةٌ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ عَلٰى فِرَاشِ اَهْلِهِ۔

(از اسحٰق بن ابراہیم، از یعقوب بن ابراہیم) ابن شہاب کے بھتیجے محمد بن عبداللہ کہتے ہیں کہ انہوں نے اپنے چچا ابن شہاب زہری سے دریافت کیا کہ نماز کو کون سی چیز فاسد کر دیتی ہے؟ تو جواب دیا کچھ نہیں، اس لیے کہ عروہ بن زبیر نے بحوالہ حضرت عائشہؓ بیان کیا، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات کو اٹھ کر تہجد کی نماز پڑھتے۔ میں آپ کے اور قبلہ کے درمیان بستر پر آرام میں ہوتی۔

بَابُ ۳۴۶ اِذَا حَمَلَ جَارِيَةً صَغِيْرَةً عَلٰى عُنُقِهِ فِي الصَّلٰوةِ۔

باب بحالتِ نماز بچی کو کندھے پر بٹھانا کیسا ہے؟

۴۹۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَمْرِو ابْنِ سُلَيْمٍ الزُّرَقِيِّ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي وَهُوَ حَامِلٌ أُمَامَةَ بِنْتَ زَيْنَبَ بِنْتِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلِأَبِي الْعَاصِ بْنِ رَبِيعَةَ بْنِ عَبْدِ شَمْسٍ فَإِذَا سَجَدَ وَضَعَهَا وَإِذَا قَامَ حَمَلَهَا۔

(از عبداللہ بن یوسف، از مالک، از عامر بن عبداللہ بن زبیر، از عمرو بن سلیم زرقی) ابو قتادہ انصاری کہتے ہیں، کہ آنحضرتؐ اپنی نواسی یعنی ابوالعاص کی بیٹی امامہ بنت زینب کو اٹھائے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے۔ جب آپ سجدہ کرتے تو اسے زمین پر بٹھا دیتے۔ جب کھڑے ہوتے، اُسے پھر اُٹھا لیتے۔

بَابٌ ۳۴۷ إِذَا صَلَّى إِلَى فِرَاشٍ فِيهِ حَائِضٌ۔

باب حائضہ عورت جس بستر پر پڑی ہو اس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا۔

۴۹۱۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ قَالَ أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَدَّادِ بْنِ الْهَادِ قَالَ أَخْبَرَتْنِي خَالَتِي مَيْمُونَةُ بِنْتُ الْحَارِثِ قَالَتْ كَانَ فِرَاشِي حِيَالَ مُصَلَّى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرُبَّمَا وَقَعَ ثَوْبُهُ عَلَيَّ وَأَنَا عَلَى فِرَاشِي۔

(از عمرو بن زرارہ، از ہشیم، از شیبانی) عبداللہ بن شداد بن ہاد کہتے ہیں میری خالہ ام المومنین میمونہ رضؓ بنت حارث نے بیان کیا کہ میرا بستر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جائے نماز کے قریب ہوتا بسا اوقات آپ کا کپڑا میرے بدن پر لگ جاتا میں اپنے بستر پر ہوتی (آنحضرتؐ نماز نہ توڑتے)

۴۹۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ قَالَ حَدَّثَنَا الشَّيْبَانِيُّ سُلَيْمَانُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ شَدَّادِ بْنِ الْهَادِ قَالَ سَمِعْتُ مَيْمُونَةَ تَقُولُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي وَأَنَا إِلَى جَنْبِهِ نَائِمَةٌ فَإِذَا سَجَدَ أَصَابَنِي ثَوْبُهُ وَأَنَا حَائِضٌ۔

(از ابو النعمان، از عبدالواحد بن زیاد، از شیبانی سلیمان، از عبداللہ بن شداد بن الہاد) حضرت میمونہ رضؓ فرماتی ہیں آنحضرتؐ نماز پڑھتے اور میں آپ کے پہلو میں سوئی رہتی۔ جب آپ سجدہ کرتے تو آپ کا کپڑا مجھ سے لگ جاتا۔ حالانکہ میں بحالتِ حیض ہوتی۔ ؎

بَابٌ ۳۴۸ هَلْ يَغْمِزُ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ

باب سجدہ کرنے کے لیے مرد اپنی بیوی کو ہاتھ

؎ ان حدیثوں سے یہ نکلا کہ حائضہ عورت کے بچھونے کے پاس نماز درست ہے اور ترجمہ باب میں الی کا لفظ ہے یعنی بچھونے کی طرف تو شاید الی عام ہے خواہ بچھونا سامنے ہو یا بازو داہنے طرف یا بائیں طرف ۱۲ منہ۔

عِنْدَ السُّجُوْدِ لِكَيْ يَسْجُدَ۔

۴۹۳۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ بِئْسَمَا عَدَلْتُمُوْنَا بِالْكَلْبِ وَالْحِمَارِ لَقَدْ رَاَيْتُنِيْ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ وَاَنَا مُضْطَجِعَةٌ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ فَاِذَا اَرَادَ اَنْ يَّسْجُدَ غَمَزَ رِجْلَيَّ فَقَبَضْتُهُمَا۔

سے ہٹا سکتا ہے۔

(از عمرو بن علی، از یحیٰی، از عبید اللہ، از قاسم) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں تم نے بہت بُرا کیا جو ہمیں کتے اور گدھے کے مثل سمجھ لیا۔ حالانکہ آنحضرتؐ حالت نماز میں ہوتے اور میں آپ کے اور قبلہ کے درمیان آرام کیئے ہوتی۔ جب آپ سجدہ کرنے لگتے، تو اپنے ہاتھ میرے پاؤں پر لگا دینے میں پاؤں سمیٹ لیتی [1]

بَابُ ۳۴۹ الْمَرْاَةِ تَطْرَحُ عَنِ الْمُصَلِّيْ شَيْئًا مِّنَ الْاَذٰى۔

۴۹۴۔ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ اِسْحَاقَ السُّرْمَارِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا اِسْرَآئِيْلُ عَنْ اَبِيْ اِسْحَاقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ بَيْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَآئِمٌ يُّصَلِّيْ عِنْدَ الْكَعْبَةِ وَجَمْعُ قُرَيْشٍ فِيْ مَجَالِسِهِمْ اِذْ قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ اَلَا تَنْظُرُوْنَ اِلٰى هٰذَا الْمُرَآئِيْ اَيُّكُمْ يَقُوْمُ اِلٰى جَزُوْرِ اٰلِ فُلَانٍ فَيَعْمِدُ اِلٰى فَرْثِهَا وَدَمِهَا وَسَلَاهَا فَيَجِيْٓءُ بِهٖ ثُمَّ يُمْهِلُهٗ حَتّٰى اِذَا سَجَدَ وَضَعَهٗ بَيْنَ كَتِفَيْهِ فَانْبَعَثَ اَشْقَاهُمْ فَلَمَّا سَجَدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَضَعَهٗ بَيْنَ كَتِفَيْهِ وَثَبَتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاجِدًا فَضَحِكُوْا حَتّٰى مَالَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ مِّنَ الضِّحْكِ فَانْطَلَقَ مُنْطَلِقٌ اِلٰى فَاطِمَةَ وَهِيَ جُوَيْرِيَةٌ فَاَقْبَلَتْ تَسْعٰى وَثَبَتَ النَّبِيُّ صَلَّى

باب حالتِ نماز میں اگر عورت مرد کے بدن سے پلیدی ہٹا دے تو مرد کی نماز نہیں ٹوٹتی۔

(از احمد بن اسحاق سرماری، از عبید اللہ بن موسیٰ، از اسرائیل، از ابو اسحاق، از عمرو بن میمون) عبد اللہ بن مسعود کہتے ہیں ایک بار آنحضرتؐ کعبہ کے پاس نماز پڑھ رہے تھے۔ قریش اپنی مجلسوں میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اتنے میں ایک کافر (ابوجہل) بولا تم اس ریاکار کو نہیں دیکھتے کوئی ہے جو فلاں لوگوں کی کاٹی ہوئی اونٹنی کے پاس جائے اس کا گوبر خون اور بچہ دان اُٹھا لائے اور اس کے کندھوں پر ڈال دے؟ یہ سُن کر اُن کا ایک بڑا بدبخت (عقبہ بن ابی مُعیط) اٹھا اور یہ سب چیزیں لایا۔ جب آنحضرتؐ سجدے میں تشریف لے گئے تو یہ تمام چیزیں اُس بدبخت نے آنحضرتؐ کے مونڈھوں پر ڈال دیں۔ آپ سجدے میں ہی رہے۔ کفار بدبخت ہنستے رہے۔ اتنے ہنسے کہ ایک دوسرے پر لوٹ پوٹ ہونے لگے۔ کسی [2] نے جا کر حضرت فاطمہؓ کو اطلاع دی آپ ابھی بچی تھیں۔ یہ سُن کر بھاگی بھاگی آئیں۔ آپؐ ابھی سجدے ہی میں تھے۔ حضرت فاطمہؓ نے یہ تمام چیزیں آنحضرتؐ کی پُشتِ مبارک سے اتار پھینکیں اور کافروں کی طرف متوجہ ہوئیں۔ انہیں بُرا کہنے لگیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنی نماز مکمل کر چکے

[1] اس حدیث سے یہ نکلا کہ اگر نمازی کا کچھ بدن بھی عورت سے لگ جائے تو نماز فاسد نہیں ہوتی یہ حدیث اوپر گزر چکی ہے ۱۲ منہ [2] کہتے ہیں یہ عبد اللہ بن مسعودؓ تھے ۱۲ منہ۔

اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَاجِدًا حَتّٰی اَلْقَتْہُ عَنْہُ وَاَقْبَلَتْ عَلَیْہِمْ تَسُبُّھُمْ فَلَمَّا قَضٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الصَّلٰوۃَ قَالَ اَللّٰھُمَّ عَلَیْکَ بِقُرَیْشٍ اَللّٰھُمَّ عَلَیْکَ بِقُرَیْشٍ اَللّٰھُمَّ عَلَیْکَ بِقُرَیْشٍ ثُمَّ سَمّٰی اَللّٰھُمَّ عَلَیْکَ بِعَمْرِو ابْنِ ھِشَامٍ وَعُتْبَۃَ بْنِ رَبِیْعَۃَ وَشَیْبَۃَ بْنِ رَبِیْعَۃَ وَالْوَلِیْدِ بْنِ عُتْبَۃَ وَاُمَیَّۃَ بْنِ خَلَفٍ وَعُقْبَۃَ ابْنِ اَبِیْ مُعَیْطٍ وَعُمَارَۃَ بْنِ الْوَلِیْدِ قَالَ عَبْدُ اللّٰہِ فَوَاللّٰہِ لَقَدْ رَاَیْتُھُمْ صَرْعٰی یَوْمَ بَدْرٍ ثُمَّ سُحِبُوْا اِلَی الْقَلِیْبِ قَلِیْبِ بَدْرٍ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاُتْبِعَ اَصْحَابُ الْقَلِیْبِ لَعْنَۃً ۔

تو آپ نے دعا فرمائی اللہ! تو قریش سے سمجھ لے یا اللہ! تو قریش سے سمجھ لے یا اللہ! تو قریش سے سمجھ لے اس کے بعد آپ نے نام بنام یوں دعا کی یا اللہ عمرو بن ہشام (ابوجہل) عُتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ ولید بن عُتبہ، اُمیہ بن خلف، عُقبہ بن ابی مُعیط اور عُمارہ بن ولید سے سمجھ لے[1]۔ عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں خدا کی قسم بدر کی جنگ میں ان سب مردودوں کو ہلاک ہوتے دیکھا ان کی لاشیں کتوں کی طرح بدر کے کنوئیں میں کھینچ کر ڈال دی گئیں۔ اس کے بعد آنحضرتؐ نے فرمایا اس کنوئیں والے ان مردودوں پر خدا کی لعنت مزید کی گئی ہے[2]۔

---

[1] یعنی ہلاک کر دے [2] یعنی دنیا میں تو یوں مردار ہوئے آخرت میں اور زیادہ ذلیل اور خوار ہوں گے یہ حدیث اوپر گزر چکی ہے اس حدیث سے یہ نکلا کہ عورت نمازی کے بدن سے پلیدی وغیرہ پڑ جائے تو اس کو دور کر سکتی ہے اس سے نماز میں کوئی خلل نہیں آتا ۱۲ منہ۔

تَمَّ الْجُزْءُ الثَّانِیْ وَیَتْلُوْہُ الْجُزْءُ الثَّالِثُ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ تَعَالٰی

دوسرا پارہ تمام ہوا۔ اب اللہ چاہے تو تیسرا پارہ شروع ہونا ہے۔

تیسرا پارہ

کِتَابُ مَوَاقِيْتِ الصَّلٰوةِ ——— نماز کے اوقات کا بیان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا

باب قولہ تعالیٰ : منيبين اليه واتقوه واقيموا الصلوٰة ولاتكونوا من المشركين اس آیت میں اوقاتِ صلوٰۃ کا ذکر نہیں ہے اس طرح روایت میں بھی اوقات کا ذکر نہیں ہے۔ جواب یہ ہے اقیموا الصلوٰۃ کا معنی یہ ہے کہ نماز کے اوقات کی پابندی دائمی رکھو تو اس معنی کے لحاظ سے موافقت ہو جاتی ہے، اس باب اور باب البیعۃ علی اقام الصلوٰۃ سے امام بخاری کا مقصد یہ ہے کہ پابندی اوقات نہایت اہم اور ضروری ہے حتیٰ کہ قرآن مجید میں اسی کا حکم دیا گیا ہے اور آپؐ نے لوگوں سے اس پر بیعت لی ہے۔

باب الصلوٰۃ کفارۃ ص۷۵ قولہ : بینك وبينها باب مُغْلَق الخ ای بین زمانك وبين زمان الفتنة بابٌ مُغلقٌ ای وجود عمرؓ حضرت عمرؓ کو گو اس فتنے کا علم تھا۔ لیکن حضرت حذیفہؓ چونکہ صاحب سِرّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ اس لیے ان سے پوچھا کہ ممکن ہے کہ انہیں بعض تفاصیل و امور کا زیادہ علم ہو۔ نماز چونکہ وقت کے اندر پڑھی جاتی ہے تو ادائے صلوٰۃ فی الوقت کفارۂ ذنوب ہے پس اوقات سے مناسبت ہوگئی۔

باب المصلی یناجی ربّہ ص۷۶ مصنفؒ سمجھاتے ہیں کہ جو شخص کسی سے مناجات اور سرگوشی کرنا چاہتا ہے، وہ اس مناجات کے لیے خاص وقت کی رعایت کرتا ہے۔ خصوصاً کسی امیر و بادشاہ سے مناجات کے لیے تو خاص اوقات کی رعایت ضروری ہوتی ہے کہ شاہ کی رضامندی کا وقت ہو۔ پس انسان کو چاہیئے کہ احکم الحاکمین سے مناجات کے لیے بھی اوقات کی رعایت کرے۔ مکروہ اوقات ہیں اور شیطانی اوقات، اور آخرِ وقت ذَامُوا [illegible] کا مصداق ہو کر مناجات نہ کرنی چاہیے۔ بلکہ اصل اوقات و اوقاتِ رضامندی کا خیال رکھنا چاہیے۔

باب : تاخیر الظہر الی العصر ص۷۸ امام بخاری رحمہ اللہ اس باب میں حضرت ابن عباس کی روایت کے (کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں ظہر اور عصر کو جمع کیا) معنی بیان کرتے ہیں کہ جمع صوری تھی، کہ ظہر کو عصر تک مؤخر کیا گیا۔ ایوبؒ نے تاویل کی کہ یہ واقعہ مَطر (بارش) کا ہے۔ اور حضرت جابرؓ نے فرمایا ممکن ہے، کہ بارش ہو لیکن ایوب کی یہ تاویل صحیح نہیں کیونکہ روایات کے دوسرے طُرق میں موجود ہے، کہ من غیر خوفٍ ولا مطر او کما قال صلی اللہ علیہ وسلم۔ پس امام بخاریؒ کی یہ تاویل کہ جمع صوری تھی نہایت عُمدہ ہے۔

باب : وقت المغرب قال یجمع المریض المغرب والعشاء ص۷۹ چونکہ امام بخاریؒ گھر میں مقیم کے لیے جمع حقیقی کی اجازت مریض وغیرہ کو نہیں دیتے تو اب حضرت عطاء مریض کے لیے فرما رہے ہیں کہ مغرب وعشا کو جمع کرے تو یہ بھی جمع صوری ہے۔ پس اس سے معلوم ہوا کہ مغرب کا وقت عشا کے شروع تک رہتا ہے۔ صرف تین فرض و دو سنت کے ادا کرنے کے اندازہ کا وقت نہیں بلکہ وقت وسیع ہے۔

باب : صلوٰۃ الفجر والحدیث ص۸۱ ای الحدیث الوارد فی صلوٰۃ الفجر وقال المعنی والحدیث الوارد فی فضل العصر۔

باب : من نسی صلوٰۃ فلیصلہا اذا ذکرہا ولا یعید الا تلک الصلوٰۃ : اس میں امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ صرف نماز کو قضا کرنے کا حکم ہے یہ حکم نہیں کہ دوسرے دن اسی نماز کے وقت میں دوسری دفعہ اسی نماز کو پڑھے امام مالکؒ کی طرف اسی قسم کا قول منسوب کیا گیا ہے اور دوسرے بعض لوگوں نے بھی یہی حکم دیا ہے۔ لیکن امام بخاریؒ ان لوگوں کو رد کرتے ہیں۔

باب ۳۵۰ مَوَاقِيْتِ الصَّلٰوةِ وَفَضْلِهَا وَقَوْلِهٖ تَعَالٰى اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا مُوَقَّتًا وَّقَّتَهٗ عَلَيْهِمْ۔

باب - اوقاتِ نماز اور ان کی فضیلت :- اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اِنَّ الصلوٰۃ کانت علی المومنین کتابًا موقوتًا (بے شک مسلمانوں کے لیے نماز کی پابندی اپنے اپنے وقت پر ضروری ہے) مَوْقُوْتًا ای مُوَقَّتًا اَوْ وَقَّتَهٗ عَلَيْهِمْ (موقوتًا یعنی پابندیٔ وقت کے ساتھ ہر ایک کے لیے مقرر کر دیا گیا ہے[۱])۔

۴۹۵ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ قَرَأْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّ عُمَرَ بْنَ

(از عبداللہ بن مسلمہ، از مالک) ابن شہاب کہتے ہیں کہ ایک دن حضرت عمر[۲] بن عبدالعزیزؒ نے نماز تاخیر سے پڑھی۔ اُن کے پاس عُروہؓ بن

---

۱ تو وقت سے خارج کرنا کسی حال میں جائز نہیں امام شافعی کے نزدیک اگر تلوار چل رہی ہو اور ٹھہرنے کی مہلت نہ ہو جب بھی نماز اپنے وقت پر پڑھ لینا چاہیے جناب امام حسین رضی اللہ عنہ نے ایسے وقت میں بھی نماز کو قضا نہیں کیا اور آپ کا مبارک سر عین سجدے میں کاٹا گیا امام مالک کے نزدیک ایسے سخت وقت میں نماز میں تاخیر کرنا چاہیے ان کی دلیل خندق کی حدیث ہے وہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی نمازوں میں تاخیر کی ۱۲ منہ ۲ جو ولید بن عبدالملک بن مروان کی طرف سے مدینہ کے حاکم تھے اور بنی امیہ کے تمام حکام میں ایک یہی عادل اور متبع سنت تھے ۱۲ منہ۔

عَبْدِ الْعَزِيْزِ اَخَّرَ الصَّلٰوةَ يَوْمًا فَدَخَلَ عَلَيْهِ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ فَاَخْبَرَهٗ اَنَّ الْمُغِيْرَةَ ابْنَ شُعْبَةَ اَخَّرَ الصَّلٰوةَ يَوْمًا وَّهُوَ بِالْعِرَاقِ فَدَخَلَ عَلَيْهِ اَبُوْ مَسْعُوْدِنِ الْاَنْصَارِيِّ فَقَالَ مَا هٰذَا يَا مُغِيْرَةُ اَلَيْسَ قَدْ عَلِمْتَ اَنَّ جِبْرِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ نَزَلَ فَصَلّٰى فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ صَلّٰى فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ صَلّٰى فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ صَلّٰى فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ صَلّٰى فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ بِهٰذَا اُمِرْتُ فَقَالَ عُمَرُ لِعُرْوَةَ اعْلَمْ مَا تُحَدِّثُ بِهٖ اَوَاِنَّ جِبْرِيْلَ هُوَ اَقَامَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقْتَ الصَّلٰوةِ قَالَ عُرْوَةُ كَذٰلِكَ كَانَ بَشِيْرُ بْنُ اَبِيْ مَسْعُوْدٍ يُّحَدِّثُ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ عُرْوَةُ وَلَقَدْ حَدَّثَتْنِيْ عَآئِشَةُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ فِيْ حُجْرَتِهَا قَبْلَ اَنْ تَظْهَرَ۔

زبیرؓ آئے اور بیان کیا کہ ایک بار مغیرہ بن شعبہؓ نے بھی عراق[1] میں نماز میں تاخیر کر دی تھی، تو ابومسعود انصاریؓ ان کے پاس گئے اور کہنے لگے: مغیرہ! یہ تم کیا کرتے ہو؟ تمہیں معلوم نہیں کہ جبریل علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور نماز[1] پڑھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اُسی وقت نماز پڑھی، پھر[2] حضرت جبریل علیہ السلام نے نماز پڑھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اُسی وقت پڑھی، پھر[3] حضرت جبریل علیہ السلام نے نماز پڑھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی پڑھی، پھر[4] حضرت جبریل علیہ السلام نے نماز پڑھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی پڑھی، پھر[5] حضرت جبریل علیہ السلام نے نماز پڑھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اُن کی طرح اس وقت نماز پڑھی[2] (یہ پانچ نمازوں کا حال ہے) پھر جبریلؑ نے کہا مجھے ایسا ہی (یعنی ان وقتوں میں نماز پڑھنے کا) حکم ہوا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے عُروہ سے کہا: تم جو کچھ بیان کر رہے ہو سوچ سمجھ کر کرو۔ کیا اس کا مطلب یہ نہیں کہ جبریلؑ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اوقاتِ نماز بتائے تھے؟[3] عُروہ نے کہا: ہاں! اس کا یہی مطلب ہے اور اسی طرح بشیرؓ بن ابی مسعودؓ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں۔ عُروہؓ نے کہا (اس کے علاوہ) حضرت عائشہؓ نے بھی مجھے بیان کیا، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عصر کی نماز اس وقت پڑھتے، جب دھوپ ان کے حجرے ہی میں رہتی اور اُوپر نہ چڑھتی تھی[4]۔

بَابُ ۳۵ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ مُنِيْبِيْنَ اِلَيْهِ وَاتَّقُوْهُ وَاَقِيْمُوا

باب۔ اللہ عزوجل کا فرمان: مُنِيْبِيْنَ اِلَيْهِ وَاتَّقُوْهُ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝۔

[1] عراق عرب کے اس ملک کو کہتے ہیں جس کا طول عبادان سے موصل تک اور عرض قادسیہ سے حلوان تک ہے مغیرہ معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے وہاں کے حاکم تھے ۱۲ منہ [2] یعنی پانچوں نمازیں حضرت جبریل علیہ السلام نے پڑھ کر دکھلائیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریلؑ کے بعد ہی پڑھیں کسی نماز میں دیر نہیں کی دوسری روایت میں ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام امام تھے اور آنحضرتؐ مقتدی تھے تو مطلب یہ ہوگا کہ نماز کا ہر جز آپؐ نے حضرت جبریلؑ کے بعد ادا کیا جیسے مقتدی اپنے امام کے بعد ادا کرتا ہے ۱۲ منہ [3] شاید عمر بن عبدالعزیزؒ کو اس کی خبر نہ ہوگی کہ نماز کے اوقات حضرت جبریلؑ نے بتلائے تھے اس لیے انہوں نے عروہ کی روایت میں شبہ کیا عروہ نے بیان کر دیا کہ انہوں نے ابومسعودؓ کی یہ حدیث ان کے بیٹے بشیر بن ابی مسعودؓ سے سنی ہے ۱۲ منہ [4] اس سے بھی عُروہ نے یہ نکالا کہ آنحضرت صلعم عصر کی نماز جلد پڑھا کرتے تھے ورنہ جب آفتاب جھک جائے تو دھوپ ایسے چھوٹے حجرے میں جیسے حضرت عائشہؓ کا حجرہ تھا نیچے کیوں کر رہ سکتی ہے دیواروں پر چڑھ جائے گی ۱۲ منہ۔

الصَّلٰوۃَ وَلَا تَکُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ۔

۴۹۶۔ حَدَّثَنَا قُتَیْبَۃُ بْنُ سَعِیْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبَّادٌ وَّھُوَ ابْنُ عَبَّادٍ عَنْ اَبِیْ جَمْرَۃَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَدِمَ وَفْدُ عَبْدِ الْقَیْسِ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْٓا اِنَّا ھٰذَا الْحَیَّ مِنْ رَّبِیْعَۃَ وَلَسْنَا نَصِلُ اِلَیْکَ اِلَّا فِی الشَّھْرِ الْحَرَامِ فَمُرْنَا بِشَیْءٍ نَّاْخُذُہٗ عَنْکَ وَنَدْعُوْٓا اِلَیْہِ مَنْ وَّرَآءَنَا فَقَالَ اٰمُرُکُمْ بِاَرْبَعٍ وَّاَنْھَاکُمْ عَنْ اَرْبَعٍ الْاِیْمَانُ بِاللّٰہِ ثُمَّ فَسَّرَھَا لَھُمْ شَھَادَۃُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ وَاِقَامُ الصَّلٰوۃِ وَاِیْتَآءُ الزَّکٰوۃِ وَاَنْ تُؤَدُّوْٓا اِلَیَّ خُمُسَ مَا غَنِمْتُمْ وَاَنْھَاکُمْ عَنِ الدُّبَّآءِ وَالْحَنْتَمِ وَالْمُقَیَّرِ وَالنَّقِیْرِ۔

ترجمہ: اللہ کی طرف رجوع ہونے والے، اسی سے ڈرو، نماز قائم کرو، مشرکین میں شامل نہ ہو۔

(از قتیبہ بن سعید، از عباد یعنی ابن عباد از ابوجمرہ) ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں عبدالقیس کا وفد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا، ہم قبیلہ ربیعہ کی ایک شاخ سوائے اس مقدس ماہ (رجب) کے آپ کی خدمت میں حاضر نہیں ہو سکتے[2]، لہٰذا ایسے امور کی تلقین فرمائیے جن پر ہم خود اور ہمارے پیچھے والے، جو آپ کے پاس نہیں آسکے، عمل کر سکیں۔ آپ نے فرمایا میں تمہیں چار باتوں کا حکم دیتا ہوں اور چار باتوں سے منع کرتا ہوں۔ پہلی بات اللہ پر ایمان لانا بنیادی چیز ہے اور اس کی تفسیر میں آپ نے فرمایا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پیغمبر ہیں۔ ان دونوں باتوں کی گواہی دینا۔ دوسری بات نماز قائم کرنا۔ تیسرا حکم زکوٰۃ دینا۔ چوتھی بات مال غنیمت میں سے خمس (پانچواں حصہ) اور میں تمہیں (ان چیزوں سے) روکتا ہوں۔ یعنی دُبّاء، حنتم، مُقَیَّر اور نقیر کا استعمال کرنے سے[3]۔

باب ۳۵۲ البَیْعَۃِ عَلٰی اِقَامِ الصَّلٰوۃِ

باب۔ نماز قائم کرنے کی بیعت لینا۔

۴۹۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی قَالَ حَدَّثَنَا یَحْیٰی قَالَ حَدَّثَنَآ اِسْمٰعِیْلُ قَالَ حَدَّثَنَا قَیْسٌ عَنْ جَرِیْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ بَایَعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی اِقَامِ الصَّلٰوۃِ وَاِیْتَآءِ الزَّکٰوۃِ وَالنُّصْحِ لِکُلِّ مُسْلِمٍ۔

(از محمد بن مثنیٰ از یحییٰ از اسمٰعیل از قیس) جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز قائم کرنے، زکوٰۃ ادا کرنے اور ہر مسلمان کی خیر خواہی کرنے پر بیعت کی[4]۔

---

[1] یہ حدیث اوپر گزر چکی ہے ۱۲ منہ [2] کیوں کہ دوسرے مہینوں میں مضر کے کافر جو رستہ میں حائل تھے اُن کو آنے نہیں دیتے تھے جیسے دوسری روایت میں ہے ۱۲ منہ [3] دبار کدو کو کہتے ہیں یہاں کدو کا تونبا مراد ہے حنتم سبز لاکھی مرتبان، مُقَیَّر روغنی برتن۔ نقیر کریدی ہوئی لکڑی کا برتن۔ عبدالرزاق ۱۲ منہ [4] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم توحید کے بعد نماز پر بیعت لیتے تھے کیونکہ نماز ساری بدنی عبادات میں اہم ہے پھر زکوٰۃ پر جو ساری مالی عبادات میں اہم ہے اُن کے بعد پھر ہر شخص کے مناسب جو بات ہوتی اس کو بیان کرتے جریر اپنی قوم کے سردار تھے ان کو عام خیر خواہی کی نصیحت کی عبدالقیس کے لوگ سپاہ پیشہ تھے ان کو پانچواں حصہ داخل کرنے کی نصیحت کی ۱۲ فتح۔

بَابُ ۳۵۳ اَلصَّلٰوةُ كَفَّارَةٌ۔

۴۹۸۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنِ الْاَعْمَشِ قَالَ حَدَّثَنِىْ شَقِيْقٌ قَالَ سَمِعْتُ حُذَيْفَةَ قَالَ كُنَّا جُلُوْسًا عِنْدَ عُمَرَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ اَيُّكُمْ يَحْفَظُ قَوْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِى الْفِتْنَةِ قُلْتُ اَنَا كَمَا قَالَهٗ قَالَ اِنَّكَ عَلَيْهِ اَوْعَلَيْهَا لَجَرِىْءٌ قُلْتُ فِتْنَةُ الرَّجُلِ فِىْ اَهْلِهٖ وَمَالِهٖ وَوَلَدِهٖ وَجَارِهٖ تُكَفِّرُهَا الصَّلٰوةُ وَالصَّوْمُ وَالصَّدَقَةُ وَالْاَمْرُ وَالنَّهْىُ قَالَ لَيْسَ هٰذَا اُرِيْدُ وَلٰكِنِ الْفِتْنَةَ الَّتِىْ تَمُوْجُ كَمَا يَمُوْجُ الْبَحْرُ قَالَ لَيْسَ عَلَيْكَ مِنْهَا بَاْسٌ يَّا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِنَّ بَيْنَكَ وَبَيْنَهَا لَبَابًا مُّغْلَقًا قَالَ اَيُكْسَرُ اَمْ يُفْتَحُ قَالَ يُكْسَرُ قَالَ اِذًا لَّا يُغْلَقُ اَبَدًا قُلْنَا اَكَانَ عُمَرُ يَعْلَمُ الْبَابَ قَالَ نَعَمْ كَمَا اَنَّ دُوْنَ الْغَدِ اللَّيْلَةَ اِنِّىْ حَدَّثْتُهٗ بِحَدِيْثٍ لَّيْسَ بِالْاَغَالِيْطِ فَهِبْنَا اَنْ نَّسْئَلَ حُذَيْفَةَ فَاَمَرْنَا مَسْرُوْقًا فَسَاَلَهٗ فَقَالَ الْبَابُ عُمَرُ۔

باب ۔ نماز (گناہوں کا) کفارہ ہے ۔

(از مسدد، از یحییٰ از اعمش از شفیق) حذیفہؓ کہتے ہیں ہم حضرت عمرؓ کی خدمت میں بیٹھے تھے ۔ آپ نے فرمایا: تم میں سے کون آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کو یاد رکھتا ہے، جو آپ نے فتنے کے متعلق بیان فرمایا ہے ۔ میں نے عرض کیا کہ میں نے اسی طرح آپؐ کے فرمان کو یاد کیا ہوا ہے، جس طرح آپؐ نے فرمایا تھا ۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا تم حضورؐ کی حدیث بیان کرنے میں یا حدیث بیان کرنے میں دلیر ہو[۱] پھر میں نے عرض کیا (کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث یہ ہے) آدمی کے لیے فتنے کا باعث اس کا گھر، اس کا مال، اس کی اولاد، اس کے ہمسائے ہیں[۲] جن کا کفارہ آدمی کی نماز، روزہ، خیرات اور تبلیغ بن جاتے ہیں[۳] حضرت عمرؓ نے کہا میں یہ نہیں پوچھنا چاہتا، بلکہ اس فتنے کے متعلق حدیث بیان کرو، جو سمندر کی طرح موجزن ہو[۴] ۔ میں نے کہا اے امیر المومنین! اس سے آپ کو کیا خطرہ آپ کے اور اس کے درمیان تو بند دروازہ ہے، حضرت عمرؓ نے پوچھا کیا وہ دروازہ کھولا جائے گا یا توڑا جائے گا؟ میں نے کہا: توڑا جائے گا ۔ حضرت عمرؓ نے کہا: پھر تو وہ بند نہ ہو سکے گا ۔ شفیق کہتے ہیں ہم نے حذیفہؓ سے دریافت کیا کہ کیا حضرت عمرؓ کو اس دروازے کا علم تھا؟ حذیفہؓ نے کہا ہاں ۔ وہ اس طرح جانتے تھے، جیسے ہر شخص جانتا ہے، کہ کل آئندہ سے پہلے رات آئے گی ۔ میں نے حضرت عمرؓ کو حدیث سنائی ہے، کوئی غلط سلط بات بیان نہیں کی ۔ شفیقؓ کہتے ہیں کہ ہم حضرت حذیفہؓ سے پوچھنے سے ڈرتے تھے البتہ ہم نے مسروقؒ سے کہا کہ وہ پوچھے ۔ آخر اس کے پوچھنے پر حضرت حذیفہؓ نے کہا وہ دروازہ خود عمرؓ ہیں[۵] ۔

---

[۱] یہ راوی کو شک ہے یوں کہا تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر یعنی آپ کی حدیث بیان کرنے میں دلیر ہو یا یوں کہا تم حدیث بیان کرنے میں دلیر ہو تم کو ڈر نہیں لگتا ۱۲ منہ [۲] ان کی محبت میں خدا بھول جاتا ہے، عبادت سے غافل رہتا ہے ۱۲ منہ [۳] یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے کہ نماز گناہوں کا کفارہ ہے ۱۲ منہ [۴] اس میں ہزار ہا آدمی مبتلا ہو جائیں گے یعنی ایک عالمگیر فتنہ ۱۲ منہ [۵] حضرت عمرؓ کو گویا بات معلوم تھی مگر بھر ڈر کی وجہ سے حذیفہؓ سے کچھ پوچھ لیا کہ دروازہ ٹوٹنے سے حذیفہؓ کا یہ مطلب تھا کہ آپ شہید ہو گئے اور آپ کی شہادت سے فتنوں کا جو دروازہ بند تھا وہ کھل جائے گا، سبحان اللہ حضرت عمرؓ کی بھی کیا ذات تھی جب تک زندہ رہے مجال کیا تھی کوئی چوں کرے موافق مخالف سب تھراتے رہے حضرت عثمانؓ کا رعب لوگوں پر ایسا نہ تھا جیسے حضرت عمرؓ کا ان کی خلافت میں لوگ اٹھ کھڑے ہوئے اور طرح طرح کے فساد پھوٹ اٹھے آج تک یہ فساد چلے جاتے ہیں ۔ اللہ رافضیوں کو ہدایت کرے جو حضرت عمرؓ کے سے حامی اسلام اور حافظ مسلمین کو برا جانتے ہیں جن کے طفیل سے اب تک اسلام کا نام قائم ہے رضی اللہ عنہ وارضاہ ۱۲ منہ ۔

۴۹۹- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ رَجُلًا أَصَابَ مِنِ امْرَأَةٍ قُبْلَةً فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ أَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ اللَّيْلِ إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ فَقَالَ الرَّجُلُ يَا رَسُولَ اللهِ أَلِي هٰذَا قَالَ لِجَمِيعِ أُمَّتِي كُلِّهِمْ۔

(از قتیبہ از یزید بن زریع از سلیمان تیمی از ابوعثمان نہدی) ابن مسعودؓ کہتے ہیں، کہ ایک آدمی نے[1] ایک (انصاری) عورت[2] کا بوسہ لے لیا (جماع نہیں کیا) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر اس گناہ کا اعتراف کیا۔ اللہ تعالیٰ نے آیت نازل کی أَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ اللَّيْلِ إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ (اے پیغمبر دن کے دونوں کناروں (صبح وشام) اور رات کے وقتوں میں نماز قائم کیا کر بے شک نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں) وہ شخص کہنے لگا یارسول اللہ کیا یہ حکم صرف میرے لیے ہے؟ آپؐ نے فرمایا نہیں بلکہ تمام افرادِ اُمت کے لیے۔[3]

باب ۳۵۴ فَضْلِ الصَّلٰوةِ لِوَقْتِهَا۔

باب۔ صحیح وقت پر نماز ادا کرنے کی فضیلت۔

۵۰۰- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ الْوَلِيدُ بْنُ الْعَيْزَارِ أَخْبَرَنِي قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَمْرٍو الشَّيْبَانِيَّ يَقُولُ حَدَّثَنَا صَاحِبُ هٰذِهِ الدَّارِ وَأَشَارَ إِلَى دَارِ عَبْدِ اللهِ قَالَ سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الْعَمَلِ أَحَبُّ إِلَى اللهِ قَالَ الصَّلٰوةُ عَلَى وَقْتِهَا قَالَ ثُمَّ أَيٌّ قَالَ ثُمَّ بِرُّ الْوَالِدَيْنِ قَالَ ثُمَّ أَيٌّ قَالَ الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنِي بِهِنَّ وَلَوِ اسْتَزَدْتُهُ لَزَادَنِي۔

(از ابوالولید ہشام بن عبدالملک از شعبہ از ولید بن عیزار) ابوعمرو شیبانی ایک مکان کی طرف اشارہ کر کے کہا کرتے تھے کہ اس کے مالک (عبداللہ بن مسعود) نے کہا میں نے آنحضرتؐ سے پوچھا اللہ تبارک وتعالیٰ کو کونسا کام سب سے زیادہ پسند ہے؟ آپ نے فرمایا وقت پر نماز پڑھنا۔ پوچھا: اس کے بعد کون سا کام؟ فرمایا: ماں باپ کے ساتھ بہترین سلوک کرنا۔ پھر پوچھا: اس کے بعد کون سا عمل؟ آپ نے جواب دیا: اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔ ابن مسعودؓ کہتے ہیں: آپ نے صرف یہ تین باتیں بتائیں۔ اگر میں زیادہ سوالات کرتا تو آپ اور بھی بیان فرماتے۔[4]

باب ۳۵۵ الصَّلَوٰتُ الْخَمْسُ

باب۔ جب کوئی شخص پانچوں نمازیں اپنے اپنے

۱؎ ان کا نام ابوالیسر ابوحبہ کعب بن عمرو انصاری تھا یا ابن معتب یا ابوالفضل عامر بن قیس انصاری یا نبہان تمار یا عباد ۱۲ منہ ۲؎ حافظ نے کہا اس عورت کا نام مجھے معلوم نہیں ہوا ۱۲ منہ ۳؎ یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے کہ نماز سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں قسطلانی نے کہا اس آیت میں برائیوں سے صغیرہ گناہ مراد ہیں جیسے حدیث میں ہے کہ ایک نماز دوسری نماز تک گناہوں کا کفارہ ہے جب تک کہ آدمی کبیرہ گناہوں سے بچا رہے ۱۲ منہ

۴؎ دوسری حدیثوں میں جو اور کاموں کو افضل بتلایا ہے وہ اس کے خلاف نہیں آپ ہر شخص کی حالت اور استعداد اور لیاقت دیکھ کر اس کے لیے جو کام سب سے افضل ہوتا ہے وہ بیان فرماتے دوسرے وقت اور موقع کا بھی لحاظ ہونا چاہیے مثلاً جب کافر غلبہ کریں تو جہاد سب کاموں سے افضل ہوگا یا جب قحط اور گرانی ہو لوگوں کو کھانے کی احتیاج ہو تو کھانا کھلانا سب سے افضل ہوگا ۱۲ منہ۔

كَفَّارَةٌ لِلْخَطَايَا إِذَا صَلَّاهُنَّ لِوَقْتِهِنَّ فِي الْجَمَاعَةِ وَغَيْرِهَا۔

وقت پر با جماعت ادا کرے یا تنہا، بہر حال گناہوں کا کفارہ ہیں[1]۔

۵۰۱۔ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ حَمْزَةَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي حَازِمٍ وَالدَّرَاوَرْدِيُّ عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ أَرَأَيْتُمْ لَوْ أَنَّ نَهَرًا بِبَابِ أَحَدِكُمْ يَغْتَسِلُ فِيهِ كُلَّ يَوْمٍ خَمْسًا مَا تَقُولُ ذٰلِكَ يُبْقِي مِنْ دَرَنِهِ قَالُوا لَا يُبْقِي مِنْ دَرَنِهِ شَيْئًا قَالَ فَذٰلِكَ مَثَلُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ يَمْحُو اللهُ بِهَا الْخَطَايَا۔

(از ابراہیم بن حمزہ از ابن ابی حازم از دراوردی از یزید بن عبداللہ از محمد بن ابراہیم از ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن) ابوہریرہؓ کہتے ہیں، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے، کہ بتاؤ اگر کسی شخص کے دروازے پر نہر بہہ رہی ہو اور وہ روزانہ پانچ بار نہاتا ہو، کیا اس کے بدن پر میل کچیل رہے گی؟۔ صحابہؓ نے عرض کیا: نہیں! آپؐ نے فرمایا یہی حال پانچ نمازوں کا ہے اللہ تعالےٰ ان کے ذریعے گناہوں کو مٹا دیتا ہے[2]۔

بَابُ ۳۵۶ فِي تَضْيِيعِ الصَّلٰوةِ عَنْ وَقْتِهَا۔

باب۔ نماز ضائع کرنا یعنی بے وقت پڑھنا۔

۵۰۲۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا مَهْدِيٌّ عَنْ غَيْلَانَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ مَا أَعْرِفُ شَيْئًا مِمَّا كَانَ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِيلَ الصَّلٰوةُ قَالَ أَلَيْسَ صَنَعْتُمْ مَا صَنَعْتُمْ فِيهَا۔

(از موسیٰ بن اسمٰعیل از مہدی از غیلان) حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ میں تو اب حضورؐ کے وقت کی کوئی چیز نہیں دیکھتا۔ لوگوں نے کہا نماز تو ہے انہوں نے کہا نماز کا جو حال تم نے کر رکھا ہے بس وہ تمہارا ہی کام ہے[3]۔

۵۰۳۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ وَاصِلٍ أَبُو عُبَيْدَةَ الْحَدَّادُ عَنْ

(از عمرو بن زرارہ از عبدالواحد بن واصل ابوعبیدہ الحداد از عثمان بن ابی رواد اخو عبدالعزیز) زہریؒ کہتے ہیں کہ میں انس بن مالکؓ کے پاس

---

[1] بعضے نسخوں میں یہ ترجمہ باب نہیں ہے حافظ نے کہا یہ ترجمہ اگلے ترجمہ کی نسبت خاص ہے ۱۲ منہ [2] پانچ وقت نماز پڑھنا گویا پروردگار کی دریائی رحمت و کرم میں نہانا ہے گناہوں کا میل باقی نہیں چھوڑنے کا ۱۲ منہ [3] انس نے یہ اُس وقت کہا جب حجاج ظالم نے نمازیں دیر کی تم نے جو کر رکھا ہے یعنی نماز کو بھی اپنے وقت میں ادا نہیں کرتے تو نماز بھی گویا باقی نہیں رہی خیر انسؓ کے عہد میں تو بادشاہ اور امیر نماز پڑھتے تھے مگر دیر میں اور بے وقت اب تو حال یہ ہے کہ جس مسلمان کو سو دو سو کوڑی ماہوار ہو جاتی ہے وہ اپنے تئیں فرعون بے سامان سمجھ کر مسجد میں آنا ہی عیب جانتا ہے گر مسلمانی ہمیں است کہ اینہا وارند۔ وائے گر در پئے امروز بود فردائے اور پھر لطف یہ کہ اسی قسم کے مسلمان جو کبھی قبلے کی طرف اوندھے بھی نہیں گرتے مسلمانوں اور اسلام کی ترقی چاہتے ہیں اور مصلح قوم بننے کی ہوس رکھتے ہیں۔ تو کار زمین را نکو ساختی۔ کہ با آسمان نیز پرداختی ۱۲ منہ۔

عُثْمَانُ بْنُ اَبِیْ رَوَّادٍ اَخِیْ عَبْدِ الْعَزِیْزِ قَالَ سَمِعْتُ الزُّهْرِیَّ یَقُوْلُ دَخَلْتُ عَلٰی اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ بِدِمَشْقَ وَهُوَ یَبْكِیْ فَقُلْتُ مَا یُبْكِیْكَ فَقَالَ لَا اَعْرِفُ شَیْئًا مِّمَّا اَدْرَكْتُ اِلَّا هٰذِهِ الصَّلٰوةَ وَهٰذِهِ الصَّلٰوةُ قَدْ ضُیِّعَتْ وَقَالَ بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ الْبُرْسَانِیُّ قَالَ اَخْبَرَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِیْ رَوَّادٍ نَحْوَهٗ۔

دمشق گیا۔ وہ رو رہے تھے میں نے کہا: کیوں روتے ہو؟ انہوں نے کہا جو باتیں میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں دیکھی تھیں، ان میں سے کوئی بات اب نہیں دیکھ رہا، سوائے نماز کے اور اب تو یہ نماز بھی ضائع کی جا رہی ہے[1]۔ اس حدیث کو بکر بن خلف نے بھی بحوالہ ابن بکر برسانی از عثمان بن ابی رواد بیان کیا۔

باب ۳۵۷ اَلْمُصَلِّیْ یُنَاجِیْ رَبَّهٗ۔

باب۔ نمازی اپنے رب سے سرگوشی کرتا ہے۔

۵۰۴۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَحَدَكُمْ اِذَا صَلّٰی یُنَاجِیْ رَبَّهٗ فَلَا یَتْفِلَنَّ عَنْ یَّمِیْنِهٖ وَلٰكِنْ تَحْتَ قَدَمِهِ الْیُسْرٰی۔

(از مسلم بن ابراہیم از ہشام از قتادہ) حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی نماز پڑھتا ہے تو وہ اپنے رب سے سرگوشی کرتا ہے[2]۔ اُسے چاہیے دائیں طرف نہ تھوکے بلکہ اپنے بائیں پیر کے نیچے تھوکے۔

۵۰۵۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا یَزِیْدُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ اعْتَدِلُوْا فِی السُّجُوْدِ وَلَا یَبْسُطْ اَحَدُكُمْ ذِرَاعَیْهِ كَالْكَلْبِ وَاِذَا بَزَقَ فَلَا یَبْزُقَنَّ بَیْنَ یَدَیْهِ وَلَا عَنْ یَّمِیْنِهٖ فَاِنَّهٗ یُنَاجِیْ رَبَّهٗ وَقَالَ

(از حفص بن عمر از یزید بن ابراہیم از قتادہ) حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سجدہ سیدھی طرح کرو[3]۔ کوئی شخص کتے کی طرح اپنے دونوں ہاتھ نہ پھیلایا کرے اور جب کوئی تھوکے، تو سامنے اور دائیں طرف نہ تھوکے، کیونکہ وہ اس وقت اپنے رب سے سرگوشی کر رہا ہوتا ہے۔ سعید رضی اللہ عنہ نے قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، پر اس میں یہ الفاظ ہیں، کہ اپنے آگے یا سامنے نہ تھوکے البتہ بائیں طرف یا پیر تلے تھوک

[1] وقت گزر جانے کے بعد لوگ پڑھتے ہیں انس رضی اللہ عنہ حجاج ظالم کی جو عراق کا حاکم تھا ولید بن عبدالملک بن مروان سے جو خلیفہ وقت تھا شکایت کرنے گئے تھے اللہ اکبر جب انس کے زمانے میں یہ حال تھا تو وائے بر حال ہمارے زمانے کے اب تو توحید سے لے کر فروع عبادات تک لوگوں نے نئی باتیں اور نئے اعتقاد تراش لیے ہیں جن کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ میں شان گمان بھی نہ تھا اور اگر کوئی اللہ کا بندہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کے طریق کے موافق چلتا ہے اس پر طرح طرح کی تہمتیں رکھی جاتی ہیں کوئی کہتا ہے مجسمہ ہے کوئی کہتا ہے مشبہ ہے کوئی کہتا ہے وہابی ہے کوئی کہتا ہے لامذہب ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۱۲ منہ [2] اس حدیث کی مناسبت اس کتاب سے یہ ہے کہ نماز ایک بڑا عمدہ مرتبہ ہے نمازی کے لیے کہ اپنے مالک سے سرگوشی کا درجہ حاصل ہوتا ہے تو نمازی کو چاہیے کہ اس کا خیال رکھے وقت پر ادا کرے ۱۲ منہ [3] سجدے میں اعتدال کا بیان انشاء اللہ تعالیٰ آگے آئے گا وہ یہ ہے کہ میانہ روی اختیار کرے ہاتھوں کو زمین پر رکھے کہنیوں کو دونوں پہلو سے اور پیٹ کو زانوں سے جدا رکھے ۱۲ منہ۔

سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ لَا يَتْفُلُ قُدَّامَهُ أَوْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَلٰكِنْ عَنْ يَسَارِهِ أَوْ تَحْتَ قَدَمِهِ وَ قَالَ شُعْبَةُ لَا يَبْزُقُ بَيْنَ يَدَيْهِ وَلَا عَنْ يَمِينِهِ وَلٰكِنْ عَنْ يَسَارِهِ أَوْ تَحْتَ قَدَمِهِ وَ قَالَ حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَبْزُقُ فِي الْقِبْلَةِ وَلَا عَنْ يَمِينِهِ وَلٰكِنْ عَنْ يَسَارِهِ أَوْ تَحْتَ قَدَمِهِ۔

سکتا ہے اور شعبہ نے اپنی روایت[۱] میں یوں کہا سامنے نہ تھوکے نہ دائیں طرف البتہ بائیں طرف یا پاؤں کے تلے تھوک سکتا ہے اور حمیدؒ نے حضرت انسؓ سے روایت کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قبلے کی طرف اور دائیں طرف نہ تھوکے بلکہ بائیں طرف یا اپنے قدم کے نیچے[۲]

بَابُ ۳۵۸ الْإِبْرَادِ بِالظُّهْرِ فِي شِدَّةِ الْحَرِّ۔

باب۔ ظہر کو سخت گرمی میں ٹھنڈے وقت میں پڑھنا (یعنی ظہر کے اپنے متعین وقت میں جو وقت نسبتاً ٹھنڈا ہو)

۵۰۶۔ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ عَنْ سُلَيْمَانَ قَالَ صَالِحُ بْنُ كَيْسَانَ حَدَّثَنَا الْأَعْرَجُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ وَغَيْرُهُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَنَافِعٌ مَوْلَى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُمَا حَدَّثَاهُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ إِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَأَبْرِدُوا بِالصَّلٰوةِ فَإِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ۔

(از ایوب بن سلیمان از ابوبکر از سلیمان از صالح بن کیسان از اعرج عبدالرحمٰن وغیرہ از ابوہریرہؓ اور نافع غلام عبداللہ بن عمرؓ نے ابن عمرؓ سے روایت کیا ابوہریرہؓ اور عبداللہ بن عمرؓ دونوں نے صالح بن کیسان کے شیخ سے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب گرمی سخت ہو تو نماز کو ٹھنڈا کرو اس لیے کہ گرمی کی تیزی دراصل دوزخ کی بھاپ ہے۔

۵۰۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْمُهَاجِرِ أَبِي الْحَسَنِ سَمِعَ زَيْدَ بْنَ وَهْبٍ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ أَذَّنَ مُؤَذِّنُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ فَقَالَ أَبْرِدْ أَبْرِدْ أَوْ قَالَ انْتَظِرِ انْتَظِرْ وَقَالَ شِدَّةُ الْحَرِّ

(از محمد بن بشار از غندر از شعبہ از مہاجر ابوالحسن از زید بن وہب) حضرت ابوذرؓ فرماتے ہیں، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مؤذن اذان ظہر دینے لگے[۳] آپ نے فرمایا، ذرا ٹھنڈک ہونے دے، ذرا ٹھنڈک ہونے دے یا فرمایا انتظار کر انتظار کر، اور فرمایا گرمی کی تیزی اور سختی جہنم کی بھاپ سے ہوتی ہے۔ جب سخت گرمی ہو تو نماز ٹھنڈے وقت

---

[۱] اس روایت کو امام بخاریؒ اوپر بیان کر چکے ہیں ۱۲ منہ [۲] بائیں طرف اس وقت جب اس کے بائیں طرف دوسرا کوئی نمازی نہ ہو ورنہ اس کا بایاں جانب دوسرے کا داہنا جانب ہوگا اگر دوسرا کوئی نمازی بائیں طرف ہو تو پاؤں کے تلے تھوکے یا اپنے کپڑے میں جیسا اوپر گزر چکا ہے۔ داہنی طرف تھوکنا اس لیے منع ہوا کہ ادھر لکھنے والا فرشتہ رہتا ہے ۱۲ منہ [۳] یعنی اذان شروع کی یا اذان دینا چاہی جیسے آگے آئیگا کہ انہوں نے اذان کا ارادہ کیا ۱۲ منہ۔

مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ فَإِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَأَبْرِدُوا عَنِ الصَّلٰوةِ حَتّٰى رَأَيْنَا فَيْءَ التُّلُوْلِ۔

پڑھو حتیٰ کہ ہم نے ٹیلوں کا سایہ دیکھا[1] (یعنی اتنی دیر ہو گئی تو ظہر ادا کی)

۵۰۸۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْمَدِيْنِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَفِظْنَاهُ مِنَ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ إِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَأَبْرِدُوْا بِالصَّلٰوةِ فَإِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ وَاشْتَكَتِ النَّارُ إِلٰى رَبِّهَا فَقَالَتْ يَا رَبِّ أَكَلَ بَعْضِيْ بَعْضًا فَأَذِنَ لَهَا بِنَفَسَيْنِ نَفَسٌ فِي الشِّتَاءِ وَنَفَسٌ فِي الصَّيْفِ وَهُوَ أَشَدُّ مَا تَجِدُوْنَ مِنَ الْحَرِّ وَأَشَدُّ مَا تَجِدُوْنَ مِنَ الزَّمْهَرِيْرِ۔

(از علی بن عبداللہ مدینی از سفیان از زہری از سعید بن مسیب) حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جب سخت گرمی ہو، تو نماز ٹھنڈی کر کے پڑھو۔ کیونکہ سخت گرمی جہنم کی بھاپ ہے اور آگ نے اپنے رب سے شکایت[2] کی، کہ اے رب! ایسی سخت گرمی ہے کہ میرا ایک حصہ دوسرے حصہ کو کھائے جا رہا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے اسے دو سانس لینے کی اجازت دی ایک سردی میں ایک گرمی میں، یہی وجہ ہے کہ گرمی کے موسم میں تم سخت گرمی محسوس کرتے ہو اور سردی کے موسم میں سخت سردی[3]۔

۵۰۹۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِيْ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُوْ صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبْرِدُوْا بِالظُّهْرِ فَإِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ تَابَعَهُ سُفْيٰنُ وَيَحْيٰى وَأَبُوْ عَوَانَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ۔

(از عمر بن حفص از والدش (حفص) از اعمش از ابو صالح) ابو سعیدؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ظہر کی نماز کو ٹھنڈا کرو کیوں کہ گرمی کی سختی دوزخ کی بھاپ سے پیدا ہوتی ہے۔ حضرت حفص کے ساتھ اس حدیث کو سفیان اور یحییٰ اور ابو عوانہ نے بھی اعمش سے روایت کیا[4]۔

بَابُ ۳۵۹ الْإِبْرَادِ بِالظُّهْرِ فِي السَّفَرِ۔

باب۔ سفر میں نماز ظہر ٹھنڈے وقت پڑھنا۔

[1] ٹیلوں کا سایہ بہت اخیر وقت پڑتا ہے یعنی ظہر کی نماز اخیر وقت میں پڑھی ۱۲ منہ [2] دوزخ نے حقیقتاً شکوہ کیا وہ بات کر سکتی ہے قرآن شریف میں وارد ہے کہ ہم دوزخ سے پوچھیں گے تو بھر گئی وہ کہے گی اور کچھ ہے حدیث میں ہے کہ آخر پروردگار اپنا قدم اس میں رکھ دے گا تب وہ کہے گی بس بس میں بھر گئی ۱۲ منہ [3] گرمی میں سانس نکالتی ہے یعنی گرمی میں دوزخ کی بھاپ اوپر نکلتی ہے اور زمین کے رہنے والوں کو لگتی ہے ان کو سخت گرمی معلوم ہوتی ہے اور جاڑے میں اندر کو سانس لیتی ہے تو اوپر گرمی محسوس نہیں ہوتی بلکہ زمین کی ذاتی سردی غالب آ کر رہنے والوں کو سردی محسوس ہوتی ہے اس میں کوئی بات عقل سلیم کے خلاف نہیں اور حدیث میں شبہ کرنے کی وجہ نہیں ہے زمین کے اندر دوزخ موجود ہے جیالوجی والے لکھتے ہیں کہ تھوڑے فاصلہ پر زمین کے اندر ایسی گرمی ہے کہ وہاں کے تمام عنصر پانی کی طرح پگھلے رہتے ہیں اگر لوہا وہاں پہنچ جائے تو اسی دم گل کر پانی ہو جائے ۱۲ منہ [4] سفیان ثوری کی روایت کو خود امام بخاری نے کتاب بدء الخلق میں اور یحییٰ کی روایت کو امام احمد نے وصل کیا لیکن ابو عوانہ کی روایت نہیں ملی ۱۲ منہ۔

۵۱۰ - حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا مُهَاجِرُ اَبُو الْحَسَنِ مَوْلٰى لِبَنِيْ تَيْمِ اللّٰهِ قَالَ سَمِعْتُ زَيْدَ بْنَ وَهْبٍ عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ الْغِفَارِيِّ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَفَرٍ فَاَرَادَ الْمُؤَذِّنُ اَنْ يُّؤَذِّنَ لِلظُّهْرِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبْرِدْ ثُمَّ اَرَادَ اَنْ يُّؤَذِّنَ فَقَالَ لَهٗ اَبْرِدْ حَتّٰى رَاَيْنَا فَيْءَ التُّلُوْلِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ فَاِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَاَبْرِدُوْا بِالصَّلٰوةِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ تَتَفَيَّؤُ اتَتَمَيَّلُ ۔

(از آدم از شعبہ از مہاجر ابوالحسن مولی بنی تیم اللہ از زید ابن وہب) حضرت ابوذر غفاریؓ فرماتے ہیں کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے، موذن نے ظہر کی اذان دینی چاہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ٹھنڈا ہونے دے[۱] ۔ اس نے دوبارہ ارادہ اذان کیا۔ آپ نے دوبارہ فرمایا، ٹھنڈا ہونے دے حتّٰی کہ ہم نے ٹیلوں کا سایہ دیکھا (جو دیر سے ہوتا ہے) تو آپ نے فرمایا گرمی کی شدت جہنم کی بھاپ ہے گرمی سخت ہو تو نماز کو ٹھنڈا کرو۔ ابن عباس[۲] فرماتے ہیں (قرآن میں سورۂ نحل میں جو لفظ) يَتَفَيَّؤُ ظِلَالُهٗ ہے اس کا مطلب ہے "سائے جھکتے ہیں[۳]"۔

باب ۳۶۰ - وَقْتُ الظُّهْرِ عِنْدَ الزَّوَالِ وَقَالَ جَابِرٌ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ بِالْهَاجِرَةِ ۔

باب - ظہر کا وقت زوال سے شروع ہوتا ہے۔
حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز پڑھتے دوپہر کی گرمی میں۔

۵۱۱ - حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ حِيْنَ زَاغَتِ الشَّمْسُ فَصَلَّى الظُّهْرَ فَقَامَ عَلَى

(از ابوالیمان از شعیب از زہری) حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سورج ڈھلے تشریف لائے[۴] اور نماز ظہر پڑھائی۔ پھر منبر پر تشریف لے گئے اور قیامت کا ذکر کیا۔ فرمایا اس میں بڑی بڑی باتیں[۵] ہوں گی۔ پھر فرمایا جس کو کوئی بات دریافت کرنی ہو

---

۱ صحابہ کی عادت تھی کہ اذان ہوتے ہی نماز کے لیے جمع ہو جاتے اس لیے آپ نے اذان میں دیر کرنے کا حکم دیا بعضوں نے کہا اذان سے یہاں اقامت مراد ہے اور موذن وہی بلالؓ تھے ۱۲ منہ ۲ اس کو خود امام بخاریؒ نے وصل کیا باب وقت المغرب میں ۱۲ منہ ۳ امام بخاری کی عادت ہے کہ حدیث میں کوئی لفظ ایسا آجاتا ہے جو قرآن میں بھی آیا ہے تو قرآن کے لفظ کی بھی تفسیر کر دیتے ہیں یہاں حدیث میں فیٔ کا لفظ آیا تھا قرآن میں یتفیؤا ہے جس کا مادہ فی ہے اس لیے اس کی تفسیر بیان کر دی ۱۲ منہ ۴ یہ حدیث مختصراً کتاب العلم میں گزر چکی ہے اس لفظ سے ترجمہ باب نکلتا ہے کہ ظہر کی نماز کا وقت سورج ڈھلنے کے بعد شروع ہوتا ہے قدیم زمانہ میں اس میں اختلاف تھا اس کے بعد اجماع ہو گیا کہ زوال سے پہلے ظہر کی نماز درست نہیں لیکن امام احمد اور اسحاق کے نزدیک جمعہ کی نماز زوال سے پہلے درست ہے اور گرمی کے دنوں میں جمعہ سویرے پڑھ لینے میں لوگوں کو آرام ہے ۱۲ منہ ۵ آپ کو خبر پہنچی تھی کہ منافق لوگ امتحان کے لیے آپ سے سوالات کرنا چاہتے ہیں اس لیے آپ کو غصہ آیا اور فرمایا جو تم چاہو وہ مجھ سے پوچھ لو عبداللہ بن حذافہ کو لوگ کسی اور کا بیٹا کہتے اس لیے اس نے پوچھا کہ واقعی میرا باپ کون تھا لوگ خوف کے مارے رونے لگے سمجھے کہ اب خدا کا عذاب آئے گا یا قیامت کے ڈر سے رو دیے بہشت و دوزخ چھوٹی کر کے سامنے لائی گئیں یا ان کا نمونہ دکھلایا گیا یا وہاں سے دونوں مقاموں تک (باقی اگلے صفحہ پر)

الْمِنْبَرِ فَذَكَرَ السَّاعَةَ وَذَكَرَ اَنَّ فِيْهَا اُمُوْرًا عِظَامًا ثُمَّ قَالَ مَنْ اَحَبَّ اَنْ يَّسْئَلَ عَنْ شَيْءٍ فَلْيَسْئَلْ فَلَا تَسْئَلُوْنِيْ عَنْ شَيْءٍ اِلَّا اَخْبَرْتُكُمْ مَا دُمْتُ فِيْ مَقَامِيْ هٰذَا فَاَكْثَرَ النَّاسُ فِي الْبُكَاءِ وَاَكْثَرَ اَنْ يَّقُوْلَ سَلُوْنِيْ فَقَامَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ حُذَافَةَ السَّهْمِيُّ فَقَالَ مَنْ اَبِيْ قَالَ اَبُوْكَ حُذَافَةُ ثُمَّ اَكْثَرَ اَنْ يَّقُوْلَ سَلُوْنِيْ فَبَرَكَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَلٰى رُكْبَتَيْهِ فَقَالَ رَضِيْنَا بِاللّٰهِ رَبًّا وَّ بِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَّ بِمُحَمَّدٍ نَّبِيًّا فَسَكَتَ ثُمَّ قَالَ عُرِضَتْ عَلَيَّ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ اٰنِفًا فِيْ عُرْضِ هٰذَا الْحَائِطِ فَلَمْ اَرَ كَالْخَيْرِ وَالشَّرِّ۔

وہ کرے۔ جب تک مَیں اس جگہ ہوں تم جو بات مجھ سے پوچھو گے، مَیں بتاؤں گا۔ لوگ بہت رونے لگے (خوف طاری ہو گیا کہیں عذاب نہ ہو جائے) آپ بار بار یہی فرما رہے تھے۔ پوچھو مجھ سے پوچھو، عبداللہ بن حذافہ سہمیؓ کھڑے ہوئے (جس کے متعلق لوگ کہتے تھے وہ حذافہ کا بیٹا نہیں) اس نے پوچھا میرا باپ کون ہے؟ آپ نے کہا حذافہ آپ پھر یہ فرمانے لگے مجھ سے پوچھو پوچھو۔ آخر حضرت عمرؓ ادب سے دوزانو ہو بیٹھے اور عرض کیا: ہم اللہ کو مالک سمجھتے ہیں اور اسلام کو دین اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی سمجھ کر راضی ہیں (یعنی ہمیں کسی بات سے اعراض نہیں اور خدا و رسول کی ناراضگی نہیں چاہتے) اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ پر جنت اور دوزخ دونوں اس دیوار کے کونے میں پیش کیے گئے۔ مَیں نے آج تک بہشت جیسی کوئی چیز بہترین نہیں دیکھی اور نہ دوزخ جیسی بدترین دیکھی ہے۔

۵۱۲۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِي الْمِنْهَالِ عَنْ اَبِيْ بَرْزَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الصُّبْحَ وَ اَحَدُنَا يَعْرِفُ جَلِيْسَهٗ وَيَقْرَأُ فِيْهَا مَا بَيْنَ السِّتِّيْنَ اِلَى الْمِائَةِ وَيُصَلِّي الظُّهْرَ اِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ وَالْعَصْرَ وَاَحَدُنَا يَذْهَبُ اِلٰى اَقْصَى الْمَدِيْنَةِ رَجَعَ وَالشَّمْسُ حَيَّةٌ وَنَسِيْتُ مَا قَالَ فِي الْمَغْرِبِ وَلَا يُبَالِيْ بِتَاْخِيْرِ الْعِشَاءِ اِلٰى ثُلُثِ اللَّيْلِ ثُمَّ قَالَ اِلٰى شَطْرِ اللَّيْلِ وَقَالَ مُعَاذٌ قَالَ شُعْبَةُ ثُمَّ لَقِيْتُهٗ

(از حفص از شعبہ از ابوالمنہال) ابوبرزہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی نماز اس وقت پڑھتے جب کہ ہم اپنے پاس والے کو پہچان سکتے تھے اور ساٹھ سے سو تک آیات کی قرأت کرتے۔ ظہر کی نماز اس وقت پڑھتے، جب سورج ڈھل جاتا، عصر اس وقت پڑھتے تھے جب شہر کے اس کنارے والا پڑھ کر گھر لوٹ جاتا اور سورج تیز رہتا[۱] (ابوالمنہال) نے کہا کہ مجھے معلوم نہیں رہا ابوبرزہ نے مغرب کے متعلق کیا کہا، عشاء کی نماز میں تہائی رات تک دیر کی پروانہ کرتے تھے۔ پھر ابوالمنہال نے کہا آدھی رات تک، معاذ کہتے ہیں شعبہ نے کہا میں اسے ایک بار پھر ملا تو کہنے لگا تہائی رات تک۔[۲]

(بقیہ صفحہ سابقہ) راہ کھل گئی۔ حضرت عمرؓ نے آپ کا غصہ پہچان کر ایسا معروضہ کیا جس سے غصہ جاتا رہا ۱۲ منہ [۱] لفظی ترجمہ یوں ہے اور سورج زندہ رہتا یعنی صاف سفید چمکتا ہوا اس کا رنگ زرد نہ ہوتا ۱۲ منہ [۲] غرض ابوالمنہال کو شک رہا کہ ابوبرزہ نے عشاء کی نماز میں آدھی رات تک دیر کرنا بیان کیا یا تہائی رات حماد بن سلمہ نے ابوالمنہال سے تہائی رات بغیر شک کے نقل کیا اس کو مسلم نے نکالا اور معاذ بن معاذ کی تعلیق کو بھی امام مسلم نے وصل کیا ۱۲ منہ ۔

مَرَّةً فَقَالَ أَوْ ثُلُثِ اللَّيْلِ۔

۵۱۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنِي غَالِبُ الْقَطَّانُ عَنْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْمُزَنِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كُنَّا إِذَا صَلَّيْنَا خَلْفَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالظَّهَائِرِ سَجَدْنَا عَلٰى ثِيَابِنَا اتِّقَاءَ الْحَرِّ۔

(از محمد بن مقاتل از عبد اللہ از خالد بن عبد الرحمٰن از غالب قطان از بکر بن عبد اللہ مُزنی) حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں جب ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے ظہر کی نماز پڑھا کرتے تھے، تو گرمی سے بچنے کے لیے اپنے کپڑوں پر سجدہ کرتے تھے۔

بَاب ۳۶۱ تَأْخِيرِ الظُّهْرِ إِلَى الْعَصْرِ۔

باب۔ ظہر کو اتنی دیر سے پڑھنا، کہ عصر کا وقت قریب آ پہنچے۔

۵۱۴۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى بِالْمَدِينَةِ سَبْعًا وَّثَمَانِيًا الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ فَقَالَ أَيُّوبُ لَعَلَّهُ فِي لَيْلَةٍ مَطِيرَةٍ قَالَ عَسٰى۔

(از ابو النعمان از حماد بن زید از عمرو بن دینار از جابر بن زید) حضرت ابنِ عباس فرماتے ہیں، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں رہ کر (یعنی حضر تھا، سفر نہ تھا) سات رکعتیں مغرب وعشاء کے (صرف فرض، فرض) اور آٹھ رکعات ظہر وعصر کی ملاکر پڑھیں (صرف فرض، فرض) ایوب سختیانی نے جابر بن زید سے کہا شاید بارش کی رات میں ایسا کیا ہوگا۔ انہوں نے کہا شاید[۱]۔

بَاب ۳۶۲ وَقْتِ الْعَصْرِ۔

باب۔ وقتِ عصر۔

۵۱۵۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ لَمْ تَخْرُجْ مِنْ حُجْرَتِهَا۔

(از ابراہیم بن منذر از انس بن عیاض از ہشام از عروہ) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نمازِ عصر ایسے وقت پڑھا کرتے کہ دھوپ میرے حجرے میں رہا کرتی۔

[۱] اس حدیث پر بحث کا جو خلاصہ نکلتا ہے اسے حضرت ابنِ عباسؓ نے یوں حل کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُمّت کو تکلیف سے بچانے کے لیے یہ بھی کر کے دکھا دیا کہ گاہ بگاہ ایسی ضرورت ہو تو مقیم کے لیے بھی اجازت ہے۔ ابنِ مظفر نے حضرت علی و زید بن علی و ہادی و ناصر اور ائمہ اہلبیت سے یوں ہی نقل کیا ہے کہ جمع جائز ہے لیکن الگ الگ اوقات میں افضل ہے۔ امام شوکانیؒ کا فرمان اس ساری بحث کا جو تصور پیش کرتا ہے، وہ آج کے اختلافات مٹانے کے لیے بڑا عادلانہ ہے کہ ائمہ کا اختلاف یہ بنتا ہے، کہ جمع بین الصلوٰتین بالاجماع ناجائز نہیں، حقیقۃً حضرت ابنِ عباسؓ نے بھی اصل مقصد آنحضرت صلعم کے جمع کا بیان کیا ہے، جسے تمام حضرات نے مختلف الفاظ سے پیش کیا ہے۔ مسافر و مریض کے لیے امام احمد بن حنبل جمع کی اجازت دیتے ہیں۔ ایک جماعت مقیم کو بھی بوقتِ ضرورت اجازت دیتی ہے۔ لیکن اس امر میں مکمل اتفاق ہے کہ الگ الگ اوقات میں نماز افضل ہے۔ عبد الرزاق۔

۵۱۶۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ فِي حُجْرَتِهَا لَمْ يَظْهَرِ الْفَيْءُ مِنْ حُجْرَتِهَا۔

(از قتیبہ از لیث از ابن شہاب از عروہ) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عصر پڑھتے جب دھوپ ابھی حجرے ہی میں ہوتی تھی۔ سایہ پھیلتا نہیں تھا۔

۵۱۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي صَلٰوةَ الْعَصْرِ وَالشَّمْسُ طَالِعَةٌ فِي حُجْرَتِي وَلَمْ يَظْهَرِ الْفَيْءُ بَعْدُ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ وَقَالَ مَالِكٌ وَّيَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ وَّشُعَيْبٌ وَّابْنُ أَبِي حَفْصَةَ وَالشَّمْسُ قَبْلَ أَنْ تَظْهَرَ۔

(از ابونعیم از ابن عیینہ از زہری از عروہ) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نمازِ عصر پڑھتے جب کہ دھوپ میرے حجرہ ہی میں رہتی تھی اور سایہ پھیلنے نہیں لگتا تھا۔ امام بخاری کہتے ہیں امام مالکؒ یحییٰ بن سعید، شعیب اور ابن ابی حفصہ نے اپنی روایتوں میں کہا ہے، کہ ابھی دھوپ اُوپر نہ چڑھی ہوتی تھی[۱]۔

۵۱۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ أَخْبَرَنَا عَوْفٌ عَنْ سَيَّارِ بْنِ سَلَامَةَ قَالَ دَخَلْتُ أَنَا وَأَبِي عَلَى أَبِي بَرْزَةَ الْأَسْلَمِيِّ فَقَالَ لَهُ أَبِي كَيْفَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الْمَكْتُوبَةَ فَقَالَ كَانَ يُصَلِّي الْهَجِيرَ الَّتِي تَدْعُونَهَا الْأُولَى حِينَ تَدْحَضُ الشَّمْسُ وَيُصَلِّي الْعَصْرَ ثُمَّ يَرْجِعُ أَحَدُنَا إِلَى رَحْلِهِ فِي أَقْصَى الْمَدِينَةِ وَالشَّمْسُ حَيَّةٌ وَّنَسِيتُ مَا قَالَ فِي الْمَغْرِبِ وَكَانَ يَسْتَحِبُّ أَنْ يُؤَخِّرَ مِنَ الْعِشَاءِ الَّتِي تَدْعُونَهَا الْعَتَمَةَ وَكَانَ يَكْرَهُ النَّوْمَ قَبْلَهَا وَالْحَدِيثَ

(از محمد بن مقاتل از عبداللہ از عوف) سیار بن سلامہؒ فرماتے ہیں کہ میں اور میرے والد ابو برزہ اسلمیؓ کے پاس آئے۔ میرے باپ نے اُس سے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرض نمازوں کو کن اوقات میں پڑھتے تھے؟ تو انہوں نے جواب دیا: ظہر کی نماز جسے تم پہلی نماز کہتے ہو، اس وقت پڑھتے جب سورج ڈھلتا، اور عصر کی نماز پڑھ کر اگر کوئی اپنے گھر جاتا اور اس کا گھر مدینے کے آخر میں ہوتا، تو وہ اتنے کھلے وقت میں پہنچتا تھا، کہ سورج کی تمازت باقی ہوتی تھی۔ مغرب کے متعلق ان کا ارشاد مجھے یاد نہیں، عشاء کو جسے تم عتمہ کہتے ہو مؤخر کرنا پسند فرماتے تھے۔ البتہ عشاء سے پہلے نیند ناپسند جانتے تھے اور عشاء کے بعد بات چیت کرنا ناپسند جانتے تھے[۲]۔ اور نماز صبح سے اس وقت

[۱] امام بخاری کا مطلب ان روایتوں کے لانے سے یہ ہے کہ سفیان اور لیث کی روایتوں میں یہ مذکور ہے لم یظہر الفی ان میں ظہور سے سایہ کا پھیلنا مراد ہے کیوں کہ جتنی دیر ہوگی تو دھوپ اُوپر چڑھتی جائے گی اور سایہ نیچے پھیلتا جائے گا اور مالک اور یحییٰ اور شعیب وغیرہ کی روایتوں سے یہ مطلب کھل جاتا ہے ان میں صاف دھوپ کا اوپر چڑھنا مذکور ہے امام مالک کی روایت کو خود امام بخاری نے وصل کیا اور یحییٰ کی روایت کو ذہلی نے اور شعیب کی روایت کو طبرانی نے اور ابن حفصہ کی روایت کو ابراہیم بن طہمان نے اپنے نسخہ میں وصل کیا ۱۲ منہ [۲] یعنی دنیا کی باتیں زٹل قافیے اس لیے کہ عشاء کی نماز پڑھ کر سو جانے میں گویا آدمی کو بیداری کا خاتمہ عبادت پر ہوتا ہے جیسے صبح کی نماز سے بیداری کا شروع (باقی اگلے صفحہ پر)

بَعْدَهَا وَكَانَ يَنْفَتِلُ مِنْ صَلٰوةِ الْغَدَاةِ حِيْنَ يَعْرِفُ الرَّجُلُ جَلِيْسَهٗ وَيَقْرَأُ بِالسِّتِّيْنَ إِلَى الْمِائَةِ ۔

فارغ ہو جاتے، جب آدمی اپنے پاس والے کو پہچان جاتا اور صبح کی قرأت میں ساٹھ سے سو آیات تک پڑھ لیتے تھے ۔

۵۱۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كُنَّا نُصَلِّي الْعَصْرَ ثُمَّ يَخْرُجُ الْإِنْسَانُ إِلٰى بَنِيْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ فَيَجِدُهُمْ يُصَلُّوْنَ الْعَصْرَ ۔

(از عبداللہ بن مسلمہ از مالک از اسحاق بن عبداللہ بن ابوطلحہ) انس بن مالک فرماتے ہیں کہ ایسے وقت ہم عصر پڑھ کر فارغ ہو جاتے کہ اس وقت اگر کوئی بنی عمرو بن عوف کے محلہ میں (مدینے سے کوس بھر پر جو قبا میں تھا) جاتا تو وہاں بھی لوگ عصر پڑھ رہے ہوتے تھے[1]۔

۵۲۰۔ حَدَّثَنَا ابْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُوْ بَكْرِ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا أُمَامَةَ يَقُوْلُ صَلَّيْنَا مَعَ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ الظُّهْرَ ثُمَّ خَرَجْنَا حَتّٰى دَخَلْنَا عَلٰى أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ فَوَجَدْنَاهُ يُصَلِّي الْعَصْرَ فَقُلْتُ يَا عَمِّ مَا هٰذِهِ الصَّلٰوةُ الَّتِيْ صَلَّيْتَ قَالَ الْعَصْرُ وَهٰذِهٖ صَلٰوةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّتِيْ كُنَّا نُصَلِّيْ مَعَهٗ ۔

(از ابن مقاتل از عبداللہ از ابوبکر بن عثمان بن سہل بن حنیف) حضرت ابوامامہ فرماتے ہیں ہم نے (خلیفہ) عمر بن عبدالعزیزؒ کے ساتھ ظہر پڑھی۔ پھر حضرت انس بن مالک کے پاس باہر گئے دیکھا تو وہ عصر پڑھ رہے ہیں۔ مَیں نے کہا چچا یہ کون سی نماز ہے جو تم نے پڑھی ہے[2]؟ انہوں نے کہا عصر اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہی نماز تھی جسے ہم آپؐ کے ساتھ پڑھتے تھے ۔

۵۲۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كُنَّا نُصَلِّي الْعَصْرَ ثُمَّ يَذْهَبُ الذَّاهِبُ مِنَّا إِلٰى قُبَاءٍ فَيَأْتِيْهِمْ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ ۔

(از عبداللہ بن یوسف از مالک از ابن شہاب) حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں ہم عصر پڑھتے پھر کوئی جانے والا قبا تک جاتا اور وہاں سورج بعینہٖ بلند ہوتا تھا۔

۵۲۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ

(از ابوالیمان، از شعیب از زہری) حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عصر پڑھتے اور سورج بدستور بلند

(بقیہ) عبادات سے ہوتا ہے اور ایک وجہ یہ بھی ہے کہ عشاء کے بعد پھر بے کار باتیں بنانے اور جاگتے رہنے سے تہجد کے لیے آنکھ نہ کھلے گی یا صبح کی نماز میں دیر ہو جائے گی ۱۲ منہ ۔ [1] وہ لوگ عصر کی نماز دیر میں پڑھتے اپنی تجارت اور زراعت کے دھندوں سے فارغ ہو کر اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اول وقت پڑھ لیتے ۱۲ منہ [2] انس اسعد کے چچا تھے مگر عمر میں جو شخص بڑا ہو اس کو چچا یا ماموں کہہ سکتے ہیں ۱۲ منہ ۔

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ حَيَّةٌ فَيَذْهَبُ الذَّاهِبُ إِلَى الْعَوَالِي فَيَأْتِيهِمْ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ وَبَعْضُ الْعَوَالِي مِنَ الْمَدِيْنَةِ عَلَى أَرْبَعَةِ أَمْيَالٍ أَوْ نَحْوِهِ۔

اور تیز ہوتا تھا اگر کوئی شخص عوالی جاتا تو وہاں پہنچ کر بھی سورج بلند ہوتا[1] زہری کہتے ہیں بعض عوالی مدینہ سے چار میل پر یا اس کے لگ بھگ فاصلے پر ہیں۔

باب ۳۶۳ إِثْمِ مَنْ فَاتَتْهُ الْعَصْرُ۔

باب۔ نماز عصر قضا ہو جانے کا گناہ۔

۵۲۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الَّذِي تَفُوْتُهُ صَلٰوةُ الْعَصْرِ فَكَأَنَّمَا وُتِرَ أَهْلَهُ وَمَالَهُ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ يَتِرَكُمْ وَتَرْتُ الرَّجُلَ قَتَلْتَ لَهُ قَتِيْلًا أَوْ أَخَذْتَ مَالَهُ۔

(از عبداللہ بن یوسف از مالک از نافع) حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کی عصر کی نماز قضا ہو گئی گویا اس کا گھر بار مال اسباب لٹ گیا[2]۔ امام بخاریؒ کہتے ہیں سورۂ محمد میں جو لفظ یَتِرَكُمْ ہے وہ وتر سے ہے جس کے معنی قتل کرنا یا مال لوٹنا[3]۔

باب ۳۶۴ إِثْمِ مَنْ تَرَكَ الْعَصْرَ۔

باب۔ نماز عصر چھوڑنے والے کے گناہ کا بیان[4]۔

۵۲۴۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيْرٍ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَبِي الْمَلِيْحِ قَالَ كُنَّا مَعَ بُرَيْدَةَ فِي غَزْوَةٍ فِي يَوْمٍ ذِي غَيْمٍ فَقَالَ بَكِّرُوْا بِصَلٰوةِ الْعَصْرِ فَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ تَرَكَ صَلٰوةَ الْعَصْرِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهُ۔

(از مسلم بن ابراہیم از ہشام از یحییٰ بن ابی کثیر از ابوقلابہ) ابوالملیح فرماتے ہیں ہم حضرت بریدہ (صحابی) کے ساتھ ایک غزوے میں شریک تھے اور اُس دن بادل چھائے ہوئے تھے۔ اُنہوں نے فرمایا نماز عصر جلدی پڑھ لو (اول وقت میں) کیوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ جس نے صلوٰۃ العصر ترک کی اُس کے نیک عمل برباد ہو جاتے ہیں[5]۔

---

[1] عوالی وہ گاؤں ہے جو مدینہ کے اطراف بلندی پر واقع ہیں۔ گرمیوں میں سوا پانچ ساڑھے پانچ بجے عصر پڑھنے سے چار میل جانے سے زیادہ زیادہ ساڑھے چھ بجیں گے۔ اس وقت تک سورج میں زردی کا امکان نہیں جب کہ مغرب کی نماز ساڑھے سات بجے ہوتی ہو۔ عبدالرزاق

[2] یعنی ان میں ٹوٹا ہوا یا سب تباہ ہو گئے اس لیے کہ وتر کے معنی کم ہو جانے کے بھی ہیں اور لٹ جانے کے بھی اور چھن جانے کے بھی ۱۲ منہ

[3] اس حدیث میں جو یہ لفظ آیا فکانما وتر اہلہ ومالہ تو امام بخاری نے یہ بیان کیا کہ قرآن میں بھی یہ لفظ سورۂ محمد میں آیا ہے ولن یترکم اعمالکم دونوں وتر سے مشتق ہیں وتر کے معنی کسی کی جان یا مال کا نقصان کرنا ۱۲ منہ

[4] پہلا باب اس کے لیے تھا جس کی عصر کی نماز بلا قصد فوت ہو جائے اور یہ باب اس کے لیے ہے جو قصداً ایسا کرے ۱۲ منہ

[5] یعنی اس کے عمل کا ثواب اس کو نہ ملے گا یہ حکم بطریق تغلیظ کے ہے عصر کی نماز کا خیال رکھنے کے لیے ورنہ اعمال صالحہ فقط کفر سے اکارت ہوتے ہیں جیسے قرآن میں ہے ومن یکفر بالایمان فقد حبط عملہ حنابلہ حدیث کو ظاہر پر رکھتے ہیں اور کہتے ہیں عصر کی نماز چھوڑ دینے والا کافر ہو گیا اور کافر کے تمام نیک کام اکارت ہیں ۱۲ منہ۔

باب ۳۶۵ فَضْلِ صَلٰوةِ الْعَصْرِ۔

باب۔ نمازِ عصر کی فضیلت۔

۵۲۵۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ عَنْ قَيْسٍ عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَظَرَ اِلَى الْقَمَرِ لَيْلَةً فَقَالَ اِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّكُمْ كَمَا تَرَوْنَ هٰذَا الْقَمَرَ لَا تُضَامُّوْنَ فِيْ رُؤْيَتِهٖ فَاِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ لَّا تُغْلَبُوْا عَلٰى صَلٰوةٍ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا فَافْعَلُوْا ثُمَّ قَرَاَ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوْبِ قَالَ اِسْمٰعِيْلُ اِفْعَلُوْا لَا تَفُوْتَنَّكُمْ۔

(از حمیدی از مروان بن معاویہ از اسمٰعیل از قیس) حضرت جریر بن عبداللہ فرماتے ہیں ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے آپ نے ایک رات چاند کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا[۱] بے شک تم اپنے رب کو اس طرح دیکھو گے جس طرح اس چاند کو دیکھ رہے ہو۔ اسے دیکھنے میں تمہیں زحمت اور شک و وہم نہ رہے گا، اگر تم سے ہو سکے کہ سورج نکلنے اور ڈوبنے سے پہلے کی نمازوں (یعنی صبح و عصر) کو چھوڑ کر کسی کام میں نہ پھنس جاؤ، تو فوراً ادا کر لیا کرو۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوْبِ (ترجمہ) (اے پیغمبر) اپنے مالک کی پاکی حمد کے ساتھ بیان کرتا رہ[۲]۔ اسمٰعیل کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان فَافْعَلُوْا (بس کرو) کا مطلب یہ ہے کہ نماز قضا نہ ہونے پائے (اسے وقت ہوتے ہی ادا کر لو کہیں رہ نہ جائے)

۵۲۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَتَعَاقَبُوْنَ فِيْكُمْ مَلٰٓئِكَةٌ بِاللَّيْلِ وَمَلٰٓئِكَةٌ بِالنَّهَارِ وَيَجْتَمِعُوْنَ فِيْ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَصَلٰوةِ الْعَصْرِ ثُمَّ يَعْرُجُ الَّذِيْنَ بَاتُوْا فِيْكُمْ فَيَسْاَلُهُمْ رَبُّهُمْ وَهُوَ اَعْلَمُ بِهِمْ كَيْفَ تَرَكْتُمْ عِبَادِيْ فَيَقُوْلُوْنَ تَرَكْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ وَاَتَيْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ۔

(از عبداللہ بن یوسف از مالک از ابوالزناد از اعرج) ابوہریرہ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دن رات ملائکہ تمہارے پاس آتے جاتے رہتے ہیں۔ نماز فجر اور نماز عصر میں جمع ہوتے ہیں (رات والے عصر کو آسمان سے زمین پر اترتے اور جو دن کو رہے وہ واپس آسمان جاتے ہیں اسی طرح فجر کے وقت دن کی ڈیوٹی کے لیے آسمان سے زمین پر فرشتے اترتے ہیں اور رات جنہوں نے بندوں میں گذاری وہ آسمان پر واپس ہوں گے۔ عبدالرزاق) پھر تمہارے اندر وقت گذار کر فرشتے اُدپر جاتے ہیں، رب پوچھتا ہے حالانکہ اسے سب مخلوق کا علم ہے، فرشتو! تم نے میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑا؟ (یعنی نیک یا بد) تو فرشتے کہتے ہیں جب انہیں چھوڑ کر ہم یہاں آنے لگے، تو وہ نماز میں مشغول تھے[۳] جب ہم

---

[۱] یعنی چودھویں رات کے چاند کی طرف جیسے مسلم کی روایت میں اس کی صراحت ہے اور صحیح بخاری کے بعضے نسخوں میں لیلۃً کے بعد یعنی البدر ہے ۱۲منہ [۲] اس حدیث سے آیت کی تفسیر ہو گئی یعنی پاکی بیان کرنے سے مطلب نماز پڑھنا ہے فجر اور عصر کی ۱۲منہ [۳] اگرچہ یہ فرشتے بھی نماز میں شریک ہوتے ہیں مگر نماز میں چھوڑنے سے یہ مطلب ہے کہ نماز سے فارغ ہو کر بیٹھے تھے کہ ہم ان کے پاس سے چلے آئے کہتے ہیں یہ وہی فرشتے ہیں جو آدمی کی موافقت کرتے ہیں صبح شام ان کی بدلی ہوتی رہتی ہے قرطبی نے کہا یہ دوسرے فرشتے ہیں اور (باقی اگلے صفحے پر)

ان کے پاس حاضر ہوئے، تب بھی وہ نماز پڑھ رہے تھے۔

باب ۳۶۶ مَنْ اَدْرَكَ رَكْعَةً مِّنَ الْعَصْرِ قَبْلَ الْغُرُوْبِ۔

باب ۳۶۶۔ غروب آفتاب سے قبل جسے ایک رکعت عصر کی ملی اس کا بیان۔

۵۲۷۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيٰى عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَدْرَكَ اَحَدُكُمْ سَجْدَةً مِّنْ صَلٰوةِ الْعَصْرِ قَبْلَ اَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَلْيُتِمَّ صَلٰوتَهٗ وَاِذَا اَدْرَكَ سَجْدَةً مِّنْ صَلٰوةِ الصُّبْحِ قَبْلَ اَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَلْيُتِمَّ صَلٰوتَهٗ۔

(از ابونعیم از شیبان از یحییٰ از ابوسلمہ) حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی نماز عصر کا ایک سجدہ غروب سے پہلے ادا کرے تو باقی نماز پوری کرے، اسی طرح اگر نماز صبح کا ایک سجدہ کسی کو طلوع سے پہلے مل گیا، تو باقی نماز ادا کرے (توڑے نہیں)

۵۲۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ اِبْرَاهِيْمُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهٗ اَخْبَرَهٗ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّمَا بَقَاۗؤُكُمْ فِيْمَا سَلَفَ قَبْلَكُمْ مِّنَ الْاُمَمِ كَمَا بَيْنَ صَلٰوةِ الْعَصْرِ اِلٰى غُرُوْبِ الشَّمْسِ اُوْتِيَ اَهْلُ التَّوْرٰةِ التَّوْرٰةَ فَعَمِلُوْا حَتّٰى اِذَا انْتَصَفَ النَّهَارُ عَجَزُوْا فَاُعْطُوْا قِيْرَاطًا قِيْرَاطًا ثُمَّ اُوْتِيَ اَهْلُ الْاِنْجِيْلِ الْاِنْجِيْلَ فَعَمِلُوْا اِلٰى صَلٰوةِ الْعَصْرِ ثُمَّ عَجَزُوْا فَاُعْطُوْا قِيْرَاطًا قِيْرَاطًا ثُمَّ اُوْتِيْنَا الْقُرْاٰنَ فَعَمِلْنَا اِلٰى غُرُوْبِ الشَّمْسِ فَاُعْطِيْنَا قِيْرَاطَيْنِ قِيْرَاطَيْنِ فَقَالَ اَهْلُ الْكِتَابَيْنِ اَيْ رَبَّنَا اَعْطَيْتَ

(از عبدالعزیز بن عبداللہ، ابراہیم، ابن شہاب، سالم بن عبداللہ) اس کے والد عبداللہ بن عمر کہتے ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے، یہود و نصاریٰ کے مقابلے میں تمہارا دنیا میں رہنا ایسا ہے جیسے نماز عصر سے غروب آفتاب تک کا وقت ہوتا ہے (یعنی مختصر) تورات والوں کو تورات ملی۔ انہوں نے (صبح سے) محنت سے کام شروع کیا مگر دوپہر تک وہ تھک گئے انہیں ایک ایک قیراط مزدوری ملی[1]۔ انجیل والوں کو انجیل ملی انہوں نے عصر تک کام کیا، حتّٰی کہ وہ بھی عاجز ہو کر تھک گئے انہیں بھی ایک ایک قیراط انعام ملا۔ پھر ہمیں قرآن دیا گیا ہم نے غروب تک کام کیا اور ہمیں دو دو قیراط جزا ملی۔ اب اہل تورات و اہل انجیل نے اللہ میاں سے عرض کیا مولیٰ! تو نے ان مسلمانوں کو دو دو قیراط بخشے، جب کہ ہمیں صرف ایک ایک قیراط عطا کیا، حالانکہ ہمارے اعمال نسبتاً زیادہ ہیں، تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا، یہ بتاؤ، کیا میں نے تمہاری مزدوری

(بقیہ) پروردگار جو ان سے اپنے نیک بندوں کا حال پوچھتا ہے حالانکہ وہ سب کچھ دیکھ رہا ہے اور سب جانتا ہے اس سے مقصود ان کا قائل کرنا ہے وہ جو انہوں نے آدم کی پیدائش کے وقت کہا کہ آدمی زاد زمین میں خون اور فساد کرے گا ۱۲ منہ

[1] قیراط آدھے دانق کو کہتے ہیں اور دانق درم کا چھٹا حصہ تو قیراط درم کا بارھواں حصہ ہوا درم ساڑھے تین ماشے کا ہوتا ہے ۱۲ منہ۔

هٰؤُلَآءِ قِيْرَاطَيْنِ قِيْرَاطَيْنِ وَاَعْطَيْتَنَا قِيْرَاطًا قِيْرَاطًا وَّنَحْنُ كُنَّا اَكْثَرَ عَمَلًا قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ هَلْ ظَلَمْتُكُمْ مِّنْ اَجْرِكُمْ مِّنْ شَيْءٍ قَالُوْا لَا قَالَ فَهُوَ فَضْلِيْ اُوْتِيْهِ مَنْ اَشَاءُ۔

میں کمی کی ہے ؟ تو بولے نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں تو یہ میرا احسان ہے، جسے چاہوں زیادہ کر دوں (جہاں تک اجرت و مزدوری کا تعلق ہے اس میں تو میں نے کمی نہیں کی)

۵۲۹۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ اَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَثَلُ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْيَهُوْدِ وَالنَّصَارٰى كَمَثَلِ رَجُلٍ اسْتَاْجَرَ قَوْمًا يَعْمَلُوْنَ لَهٗ عَمَلًا اِلَى اللَّيْلِ فَعَمِلُوْا اِلٰى نِصْفِ النَّهَارِ فَقَالُوْا لَا حَاجَةَ لَنَا اِلٰى اَجْرِكَ فَاسْتَاْجَرَ اٰخَرِيْنَ فَقَالَ اَكْمِلُوْا بَقِيَّةَ يَوْمِكُمْ وَلَكُمُ الَّذِيْ شَرَطْتُ فَعَمِلُوْا حَتّٰى اِذَا كَانَ حِيْنَ صَلٰوةِ الْعَصْرِ قَالُوْا لَكَ مَا عَمِلْنَا فَاسْتَاْجَرَ قَوْمًا فَعَمِلُوْا بَقِيَّةَ يَوْمِهِمْ حَتّٰى غَابَتِ الشَّمْسُ وَاسْتَكْمَلُوْا اَجْرَ الْفَرِيْقَيْنِ۔

(از ابو کریب از ابو اسامہ از برید از ابو بردہ) حضرت ابو موسیٰ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمانوں اور یہود و نصاریٰ کی مثال ایسی ہے جیسے کسی نے چند لوگوں کو مزدوری پر لگایا کہ رات تک کام کریں مگر انہوں نے صرف دوپہر تک کام کیا اور کہہ دیا بس تیری اُجرت کی ہمیں ضرورت نہیں، اس شخص نے دوسرے مزدور رکھے اور کہا غروب تک کام مکمل کرو اور مقررہ اُجرت تمہیں دی جائے گی تو انہوں نے بھی کام کیا مگر عصر کے وقت انہوں نے بھی جواب دے دیا اور کہا یوں سمجھیے ہم نے تیرا کام ہی نہیں کیا (گویا ان کی محنت بھی مُفت میں ہوئی) اس شخص نے پھر تیسرا گروہ مزدوروں کا مقرر کیا اور انہوں نے حسب حکم سورج کے غروب تک کام کیا تو حقیقت میں وہی پہلے دونوں گروہوں کی پوری اُجرت کے مستحق ہوئے (کہ انہوں نے آخر تک مالک کا کام سرانجام دیا۔ لہٰذا پہلے دونوں مزدور گروہوں کی اُجرت کے وہی حقدار بنے[1]

بَابُ ۳۶۷ وَقْتِ الْمَغْرِبِ وَقَالَ عَطَاءٌ يَجْمَعُ الْمَرِيْضُ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ۔

باب۔ مغرب کا وقت۔ عطا کہتے ہیں مریض مغرب و عشاء کو جمع کر سکتا ہے۔

۵۳۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِهْرَانَ قَالَ حَدَّثَنَا

(از محمد بن مہران از ولید از اوزاعی از ابو النجاشی یعنی عطاء بن

---

[1] کام تو کیا صرف عصر سے مغرب تک لیکن سارے دن کی مزدوری ملی وجہ یہ کہ انہوں نے شرط پوری کی شام تک کام کیا اور کام کو پورا کیا اگلے دونوں گروہوں نے اپنا نقصان آپ کیا کام کو ادھورا چھوڑ کر بھاگ گئے محنت مفت گئی یہ مثالیں یہود اور نصاریٰ اور مسلمانوں کی ہیں یہودیوں نے حضرت موسیٰ کو مانا اور تورات پر چلے لیکن اس کے بعد انجیل مقدس اور قرآن شریف سے منحرف ہو گئے اور حضرت عیسیٰ اور حضرت محمدؐ کو انہوں نے نہ مانا اور نصاریٰ نے انجیل اور حضرت عیسیٰ کو مانا لیکن قرآن اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے منحرف ہو گئے تو ان دونوں فرقوں کی محنت برباد ہو گئی آخرت میں جو اجر ملنے والا ہے اس سے محروم رہے اخیر زمانہ میں مسلمان آئے انہوں نے تھوڑی سی مدت کام کیا مگر کام کو پورا کر دیا اللہ تعالیٰ کی سب کتابوں اور نبیوں کو مانا لہٰذا سارا ثواب ان ہی کے حصے میں آگیا۔ ذٰلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم ۱۲ منہ۔

الْوَلِيْدُ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُو النَّجَاشِيِّ اسْمُهُ عَطَاءُ بْنُ صُهَيْبٍ مَوْلٰى رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ قَالَ سَمِعْتُ رَافِعَ ابْنَ خَدِيْجٍ يَقُوْلُ كُنَّا نُصَلِّى الْمَغْرِبَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَنْصَرِفُ اَحَدُنَا وَاِنَّهُ لَيُبْصِرُ مَوَاقِعَ نَبْلِهٖ۔

صہیب غلام رافع بن خدیج) رافع بن خدیج فرماتے ہیں ہم مغرب کی نماز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پڑھتے تھے تو اگر ہم میں سے کوئی نماز کے بعد تیر اندازی کرتا، تو جہاں تیر جا گرتا، پھینکنے کی جگہ سے ہی (روشنی کی وجہ سے) نظر آجاتا تھا۔

۵۳۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْحَسَنِ ابْنِ عَلِيٍّ قَالَ قَدِمَ الْحَجَّاجُ فَسَأَلْنَا جَابِرَ ابْنَ عَبْدِ اللّٰهِ فَقَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّى الظُّهْرَ بِالْهَاجِرَةِ وَالْعَصْرَ وَالشَّمْسُ نَقِيَّةٌ وَالْمَغْرِبَ اِذَا وَجَبَتْ وَالْعِشَاءَ اَحْيَانًا وَاَحْيَانًا اِذَا رَاٰهُمْ اجْتَمَعُوْا عَجَّلَ وَاِذَا رَاٰهُمْ اَبْطَؤُا اَخَّرَ وَالصُّبْحَ كَانُوْا اَوْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْهَا بِغَلَسٍ۔

(از محمد بن بشار از محمد بن جعفر از شعبہ از سعد) محمد بن عمرو بن حسن بن علی فرماتے ہیں جس زمانہ میں حجاج مدینہ کا حاکم مقرر ہو کر آیا تھا (اور وہ نماز میں دیر کرتا تھا) تو ہم نے حضرت جابر بن عبداللہؓ سے (نماز کے نبوی اوقات کے متعلق) سوال کیا تو اس نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ظہر دوپہر ہی میں پڑھ لیتے (اول وقت فوراً زوال ہوتے ہی) عصر جب پڑھتے، تو سورج خوب روشن اور تیز ہوتا مغرب جوں ہی سورج غروب ہوتا تو پڑھتے۔ البتہ عشاء کا معاملہ یہ تھا اگر صحابہ جلد مسجد میں پہنچ جاتے تو آپ جلدی پڑھا دیتے اگر دیر سے پہنچتے تو دیر سے پڑھاتے، صبح کی نماز اندھیرے میں پڑھتے پڑھاتے (یعنی اوّل وقت)۔

۵۳۲۔ حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ اَبِيْ عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ قَالَ كُنَّا نُصَلِّى مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَغْرِبَ اِذَا تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ۔

(از مکی بن ابراہیم از یزید ابن عُبید) حضرت سلمہ فرماتے ہیں ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مغرب پڑھتے تھے جب سورج پردے میں آجاتا تھا (یعنی فوراً غروب کے بعد)

۵۳۳۔ حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ ابْنَ زَيْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبْعًا جَمِيْعًا وَّثَمَانِيًا جَمِيْعًا۔

(از آدم از شعبہ از عمرو بن دینار از جابر بن زید) حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مغرب و عشاء کی سات رکعات اور ظہر و عصر کی آٹھ رکعات ملا کر پڑھیں [1]

---

[1] یعنی دونوں نمازوں کو جمع کیا اس حدیث کی بحث اوپر گذر چکی ہیں اور اس [illegible] میں یہ حدیث اس لیے لائے کہ (باقی اگلے صفحہ پر)

باب ۳۶۸ مَنْ كَرِهَ اَنْ يُقَالَ لِلْمَغْرِبِ الْعِشَاءُ۔

باب۔ مغرب کو عشار کہنا مکروہ ہے[۱]

۵۳۴۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ مَعْمَرٍ هُوَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنِ الْحُسَيْنِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بُرَيْدَةَ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ الْمُزَنِيُّ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَغْلِبَنَّكُمُ الْاَعْرَابُ عَلٰى اسْمِ صَلٰوتِكُمُ الْمَغْرِبِ قَالَ وَيَقُوْلُ الْاَعْرَابُ هِيَ الْعِشَاءُ۔

(از ابو معمر یعنی عبداللہ بن عمرو از عبدالوارث از حسین از عبداللہ بن بریدہ) عبداللہ مزنی کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گنوار لوگوں کو مغرب کا نام بگاڑنے کا موقعہ نہ دو۔ عبداللہ مزنی فرماتے ہیں گنوار لوگ (بدو) مغرب کو عشار بولتے تھے[۲]۔

باب ۳۶۹ ذِكْرُ الْعِشَاءِ وَالْعَتَمَةِ. وَمَنْ رَاٰهُ وَاسِعًا وَقَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَثْقَلُ الصَّلٰوةِ عَلَى الْمُنَافِقِيْنَ الْعِشَاءُ وَالْفَجْرُ وَقَالَ لَوْ يَعْلَمُوْنَ مَا فِي الْعَتَمَةِ وَالْفَجْرِ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ وَالْاِخْتِيَارُ اَنْ يَّقُوْلَ الْعِشَاءَ لِقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَمِنْ بَعْدِ صَلٰوةِ الْعِشَاءِ وَيُذْكَرُ

باب۔ عشار یا عتمہ دونوں کہنا جس کے نزدیک روا ہے اس کی دلیل۔ حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا منافقین پر سخت مشکل نماز عشار اور فجر ہے[۳] نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کاش لوگ جانتے، کہ عتمہ اور فجر کی نماز میں کتنا ثواب ہے[۴] امام بخاریؒ کے ہاں بہتر نام عشار ہے کیوں کہ خود قرآن میں بھی لفظ استعمال ہوا ہے ومن بعد صلوۃ العشاء حضرت ابوموسیٰ سے مروی ہے ہم عشار کے وقت باری

(بقیہ) مغرب کا وقت عشار کا وقت شروع ہونے تک ہے جیسے ظہر کا وقت عصر کا وقت شروع ہونے تک ہے ورنہ مغرب اور عشار کو جمع کرنا جائز نہ ہوتا جیسے فجر اور ظہر کا یا ظہر اور مغرب یا عصر اور عشار کا جمع جائز نہیں بعضوں نے کہا امام بخاری کی غرض اس حدیث کے لانے سے یہ ہے کہ مغرب کا ایک تو معمولی وقت ہے یعنی غروب آفتاب کے ہونے ہی دوسرے غیر معمولی جمع کرنے والے کے لیے وہ عشار کے وقت کے باقی رہنے تک ہے ۱۲ منہ [۱] گنوار لوگ مغرب کو عشار کہا کرتے تھے آنحضرتؐ نے منع فرمایا کہ تم بھی اُن کے موافق اس نماز کو عشار نہ کہا کرو حافظ نے کہا یہ ممانعت آپ نے اس خیال سے کی کہ عشار کے معنی لغت میں تاریکی کے ہیں اور یہ شفق ڈوبنے کے بعد ہوتی ہے پس اگر مغرب کا نام عشار پڑ جائے تو احتمال ہے کہ آئندہ لوگ مغرب کا وقت شفق ڈوبنے کے بعد سمجھنے لگیں گے ۱۲ منہ [۲] یہ کرمانی کی تفسیر ہے لیکن حافظ نے کہا اس کے لیے کوئی دلیل چاہیے کہ یہ عبداللہ بن مغفل کا قول ہے ظاہر یہی ہے کہ یہ بھی آنحضرتؐ کا کلام ہے کہ گنوار لوگ مغرب کو عشار کہتے ہیں ۱۲ منہ [۳] اس حدیث کو خود امام بخاریؒ نے باب فضل العشار جماعۃ میں وصل کیا اس باب میں امام بخاریؒ نے کئی حدیثیں بیان کی ہیں جن سے یہ نکالا ہے کہ عشار کی نماز کو کبھی عتمہ بھی کہا ہے عتمہ وہ باقی دودھ جو اونٹنی کے تھن میں باقی رہنے دیتے تھوڑی رات گذرنے کے بعد اس کو دوہتے بعضوں نے کہا عتم کے معنی رات کی تاریکی تک دیر کرنا چوں کہ اس نماز کا یہی وقت ہے اس لیے اس کو عتمہ کہا ۱۲ منہ [۴] تو گھسٹتے ہوئے ان کے لیے آتے اس حدیث کو خود امام بخاریؒ نے باب الاستہام فی الاذان میں وصل کیا اس حدیث میں عشار کی نماز کو عتمہ فرمایا ۱۲ منہ۔

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ كُنَّا نَتَنَاوَبُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ صَلٰوةِ الْعِشَاءِ فَاَعْتَمَ بِهَا وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَّعَائِشَةُ اَعْتَمَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِالْعِشَاءِ وَقَالَ بَعْضُهُمْ عَنْ عَائِشَةَ اَعْتَمَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِالْعَتَمَةِ وَقَالَ جَابِرٌ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُصَلِّی الْعِشَاءَ وَقَالَ اَبُوْ بَرْزَةَ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُؤَخِّرُ الْعِشَاءَ وَقَالَ اَنَسٌ اَخَّرَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْعِشَاءَ الْاٰخِرَةَ وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ وَاَبُوْ اَیُّوْبَ وَابْنُ عَبَّاسٍ صَلَّی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ۔

باری آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آتے۔ آپ نے اس نماز میں دیر کی[1]۔ ابنِ عباسؓ اور حضرت عائشہؓ کے الفاظ یہ ہیں: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء کی نماز میں دیر کی[2]۔ بعض لوگوں نے حضرت عائشہؓ سے یوں بھی نقل کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عتمہ میں دیر کی[3]۔ جابرؓ کہتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز عشاء پڑھتے تھے[4]۔ ابوبرزہ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عشاء میں تاخیر کرتے تھے[5]۔ حضرت انسؓ کے الفاظ ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھلی عشاء میں تاخیر کی[6]۔ ابن عمر اور ابوایوب اور ابنِ عباس کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مغرب وعشاء کی نماز پڑھی[7]۔

۵۳۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا یُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِیِّ قَالَ سَالِمٌ اَخْبَرَنِیْ عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ صَلّٰی لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ

(از عبدان از عبداللہ از یونس از زہری از سالم) حضرت عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رات ہمیں نماز عشاء پڑھائی جسے لوگ عتمہ کہتے ہیں۔ پھر نماز پڑھ کر ہماری طرف رُخ انور کیا

---

[1] اس حدیث کو خود امام بخاری نے آگے وصل کیا ہے ۱۲ منہ [2] ان دونوں روایتوں کو خود امام بخاریؒ نے وصل کیا باب النوم قبل العشاء اور باب فضل العشاء میں ۱۲ منہ [3] اس روایت کو امام بخاریؒ نے باب خروج النساء الی المسجد باللیل میں وصل کیا اور اسمٰعیل نے اس کو عقیلی اور یونس اور ابن ابی ذئب وغیرہ کے طریقوں سے نکالا ۱۲ منہ [4] یہ ٹکڑا ہے ایک حدیث کا جس کو امام بخاری نے باب وقت المغرب وقت العشاء میں نکالا ۱۲ منہ [5] یہ ٹکڑا ہے ایک حدیث کا جس کو امام بخاری نے باب وقت العصر میں وصل کیا ۱۲ منہ [6] یہ بھی ایک حدیث کا ٹکڑا ہے جس کو امام بخاریؒ نے باب وقت العشاء الی نصف اللیل میں وصل کیا ۱۲ منہ [7] ابن عمرؓ کی حدیث کو حج میں اور ابوایوبؓ کی حدیث کو بھی حج میں اور ابنِ عباس کی حدیث کو باب تاخیر الظہر الی العصر میں امام بخاریؒ نے وصل کیا ۱۲ منہ (ف) مذکورہ حوالوں میں ایک جگہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا لفظِ مبارک عتمہ ہے ایک جگہ حضرت عائشہؓ کا لفظ مبارک عتمہ ہے۔ ایک جگہ حضرت انسؓ کا لفظ مبارک عشاء الآخرہ ہے باقی مقامات میں عشاء کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ اس لیے عشاء اوّل نمبر ہے، عتمہ دوم نمبر ہے اور عشاء الآخرہ سوم ہے

عبدالرزاق۔

وَسَلَّمَ لَيْلَةً صَلٰوةَ الْعِشَآءِ وَهِيَ الَّتِيْ يَدْعُو النَّاسُ الْعَتَمَةَ ثُمَّ انْصَرَفَ فَاَقْبَلَ عَلَيْنَا فَقَالَ اَرَاَيْتَكُمْ لَيْلَتَكُمْ هٰذِهٖ فَاِنَّ رَاْسَ مِائَةِ سَنَةٍ مِّنْهَا لَا يَبْقٰى مِمَّنْ هُوَ الْيَوْمَ عَلٰى ظَهْرِ الْاَرْضِ اَحَدٌ۔

اور فرمایا یاد رکھو آج کی رات پر غور کرو اس کے بعد سو سال تک آج کا کوئی زندہ انسان باقی نہ رہے گا جو آج زمین پر موجود ہے[1]۔

باب ۳۷۔ وَقْتِ الْعِشَآءِ اِذَا اجْتَمَعَ النَّاسُ اَوْ تَاَخَّرُوْا۔

باب۔ عشاء کی نماز اس وقت پڑھنا، جب لوگ جمع ہو جائیں۔ اگر دیر سے جمع ہوں تو دیر سے پڑھنا۔

۵۳۶۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ عَمْرٍو وَّهُوَ ابْنُ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيِّ ابْنِ اَبِيْ طَالِبٍ قَالَ سَاَلْنَا جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ صَلٰوةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الظُّهْرَ بِالْهَاجِرَةِ وَالْعَصْرَ وَالشَّمْسُ حَيَّةٌ وَّالْمَغْرِبَ اِذَا وَجَبَتْ وَالْعِشَآءَ اِذَا كَثُرَ النَّاسُ عَجَّلَ وَاِذَا قَلُّوْا اَخَّرَ وَالصُّبْحَ بِغَلَسٍ۔

(از مسلم بن ابراہیم از شعبہ از سعد بن ابراہیم، محمد بن عمرو یعنی ابن حسن ابن علی بن ابی طالب فرماتے ہیں ہم نے حضرت جابرؓ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے متعلق دریافت کیا۔ آپؓ نے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ظہر دوپہر کی گرمی میں (فوراً زوال کے بعد) عصر سورج کی پوری تمازت میں، مغرب جب سورج غروب ہو جاتا، اور عشاء اگر لوگ بہت جمع ہوتے تو جلدی، تھوڑے اکٹھے ہوتے تو دیر سے اور صبح اندھیرے میں پڑھتے[2]۔

باب ۳۸۔ فَضْلِ الْعِشَآءِ۔

باب۔ عشاء کی فضیلت۔

۵۳۷۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ اَنَّ عَائِشَةَ اَخْبَرَتْهُ قَالَتْ اَعْتَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةً بِالْعِشَآءِ وَذٰلِكَ قَبْلَ اَنْ يَّفْشُوَا الْاِسْلَامُ فَلَمْ يَخْرُجْ حَتّٰى قَالَ عُمَرُ نَامَ النِّسَآءُ

(از یحییٰ بن بکیر از لیث از عقیل از ابن شہاب از عروہ) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک عشاء میں تاخیر کی ابھی اسلام (دور تک نہیں پھیلا تھا)[3]، حتیٰ کہ حضرت عمرؓ نے عرض کیا کہ مستورات اور بچے سو گئے ہیں۔ آپ حجرے سے باہر آئے مسجد والوں سے کہا روئے زمین پر سوائے تمہارے کوئی اس نماز کا

---

[1] سو برس میں جتنے لوگ آج زندہ ہیں سب مرجائیں گے امام بخاریؒ نے اسی حدیث سے یہ دلیل لی ہے کہ خضر کا بھی انتقال ہو گیا آپ نے جیسا فرمایا تھا ویسا ہی ہوا سب سے اخیر صحابی ابوطفیل عامر بن واثلہ بھی ۱۱۰ھ ہجری میں گذر گئے اسی حدیث سے بابا رتن ہندی کا جھوٹا ہونا نکالا گیا جس نے چھٹی صدی ہجری میں صحابی ہونے کا دعویٰ کیا تھا ۱۲ منہ [2] حافظ نے کہا امام بخاریؒ نے اس ترجمہ باب سے اس شخص کا رد کیا جو کہتا ہے اگر عشاء کی نماز جلد پڑھی جائے تو اس کو عشاء کہیں گے اور جو دیر میں پڑھی جائے تو اس کو عتمہ کہیں گے گویا اس شخص نے دونوں روایتوں میں اس طرح جمع کیا اور یہ رد اس طرح سے ہوا کہ اس حدیث میں دونوں حالتوں میں اس کو عشاء کہا اور یہ حدیث اوپر باب وقت المغرب میں گذر چکی ہے ۱۲ منہ [3] یعنی اس وقت تک مدینہ کے سوا اور کہیں مسلمان لوگ نہ تھے ۱۲ منہ۔

وَالصِّبْيَانُ فَخَرَجَ فَقَالَ لِأَهْلِ الْمَسْجِدِ مَا يَنْتَظِرُهَا أَحَدٌ مِّنْ أَهْلِ الْأَرْضِ غَيْرُكُمْ۔

انتظار نہیں کر رہا ہے[1]

۵۳۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ كُنْتُ أَنَا وَأَصْحَابِي الَّذِينَ قَدِمُوا مَعِي فِي السَّفِينَةِ نُزُولًا فِي بَقِيعِ بُطْحَانَ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِينَةِ فَكَانَ يَتَنَاوَبُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ صَلٰوةِ الْعِشَاءِ كُلَّ لَيْلَةٍ نَفَرٌ مِّنْهُمْ فَوَافَقْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا وَأَصْحَابِي وَلَهُ بَعْضُ الشُّغْلِ فِي بَعْضِ أَمْرِهِ فَأَعْتَمَ بِالصَّلٰوةِ حَتّٰى ابْهَارَّ اللَّيْلُ ثُمَّ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰى بِهِمْ فَلَمَّا قَضٰى صَلٰوتَهُ قَالَ لِمَنْ حَضَرَهُ عَلٰى رِسْلِكُمْ أَبْشِرُوا إِنَّ مِنْ نِعْمَةِ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ أَنَّهُ لَيْسَ أَحَدٌ مِّنَ النَّاسِ يُصَلِّي هٰذِهِ السَّاعَةَ غَيْرُكُمْ أَوْ قَالَ مَا صَلّٰى هٰذِهِ السَّاعَةَ أَحَدٌ غَيْرُكُمْ لَا يَدْرِي أَيَّ الْكَلِمَتَيْنِ قَالَ قَالَ أَبُو مُوسٰى فَرَجَعْنَا فَرِحٰى بِمَا سَمِعْنَا مِنْ رَّسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

(از محمد بن علاء از ابو اسامہ از برید از ابو بردہ) ابو موسیٰؓ فرماتے ہیں میں اور میرے ساتھی جو میرے ساتھ کشتی میں آئے تھے بُطحان[2] کے میدان میں اترے ہوئے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاص شہر مدینہ میں تشریف فرما تھے۔ ہم میں سے چند لوگ باری باری آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عشاء کی نماز کے وقت ہر رات کو آتے تھے۔ ایک رات اتفاق سے ہم سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جمع تھے مگر آپؐ نے کسی مشغولیت کے باعث اس رات نماز میں تاخیر کی۔ آدھی رات گذر گئی تھی، پھر آپؐ تشریف لائے، نماز پڑھائی، نماز پوری کرنے کے بعد حاضرین کو فرمایا، ذرا ٹھہرے رہو۔ تم خوش قسمت ہو، اللہ کا تم پر انعام ہے، کہ پوری انسانیت میں تمہارے سوا اس وقت نماز نہیں پڑھتا یا یوں فرمایا، اس وقت تمہارے سوا اور کسی نے نماز نہیں پڑھی ابو موسیٰ کہتے ہیں معلوم نہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دو جملوں میں سے کون سا فرمایا۔ ابو موسیٰ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے ہم بہت خوش ہو کر لوٹے[3] (کہ یہ امتیاز ہمارے لیے تھا)

بَابُ ۳۷۲ مَا يُكْرَهُ مِنَ النَّوْمِ قَبْلَ الْعِشَاءِ۔

باب۔ نماز عشاء سے پہلے نیند مکروہ ہے[4]۔

۵۳۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ قَالَ حَدَّثَنَا

(از محمد بن سلام از عبد الوہاب ثقفی از خالد خداء از ابو المنہال)

---

[1] تو ایسے شان والی نماز کی انتظار کا ثواب حق تعالیٰ نے تمہاری ہی قسمت میں رکھا ہے ۱۲ منہ [2] بطحان ایک وادی کا نام ہے مدینہ میں ۱۲ منہ

[3] اتنی رات تک جاگنے کی ہم کو تھکن نہیں رہی اسی حدیث سے یہ نکلا کہ عشاء کی نماز میں تہائی یا آدھی رات تک دیر کرنا مستحب ہے ۱۲ منہ [4] بعضوں نے رمضان میں اس کی رخصت دی ہے بشرطیکہ کوئی اس کا جگانے والا ہو یا جاگنے کی عادت پر اطمینان ہو ۱۲ منہ۔

عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ عَنْ أَبِي الْمِنْهَالِ عَنْ أَبِي بَرْزَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَكْرَهُ النَّوْمَ قَبْلَ الْعِشَاءِ وَالْحَدِيثَ بَعْدَهَا۔

ابو برزہؓ فرماتے ہیں آنحضرت قبل نماز عشاء سو جانا ناپسند سمجھتے تھے اور بعد نماز عشاء باتیں کرنا بھی (ناپسند سمجھتے تھے)۔

بَابٌ ۳۷۳ النَّوْمِ قَبْلَ الْعِشَاءِ لِمَنْ غُلِبَ۔

باب۔ قبل نماز عشاء اگر نیند غالب ہو تو سو سکتا ہے۔

۵۴۰۔ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ ابْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرٍ عَنْ سُلَيْمَانَ قَالَ صَالِحُ بْنُ كَيْسَانَ أَخْبَرَنِي ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ أَعْتَمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْعِشَاءِ حَتّٰى نَادَاهُ عُمَرُ الصَّلٰوةَ نَامَ النِّسَاءُ وَالصِّبْيَانُ فَخَرَجَ فَقَالَ مَا يَنْتَظِرُهَا مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ أَحَدٌ غَيْرُكُمْ قَالَ وَلَا تُصَلّٰى يَوْمَئِذٍ إِلَّا بِالْمَدِينَةِ قَالَ وَكَانُوا يُصَلُّونَ فِيمَا بَيْنَ أَنْ يَغِيبَ الشَّفَقُ إِلَى ثُلُثِ اللَّيْلِ الْأَوَّلِ۔

(از ایوب بن سلیمان از ابوبکر از سلیمان از صالح بن کیسان از ابن شہاب از عروہ) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء پڑھانے میں تاخیر فرمائی تو حضرت عمرؓ نے اطلاع کی حضرت نماز کے لیے تشریف لائیے عورتیں اور بچے تو سو گئے[1]۔ آپ تشریف لائے فرمایا تمہارے سوا اس وقت پوری زمین پر کوئی شخص اس نماز کا منتظر نہیں، حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں اس زمانے میں سوائے مدینہ کے اور کہیں نہ مسلمان تھے نہ نماز پڑھتے تھے اور نماز عشاء شفق (مغرب کی آخری سفیدی) غائب ہونے سے پہلی تہائی رات تک ہوتی تھی۔

۵۴۱۔ حَدَّثَنَا مَحْمُودٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شُغِلَ عَنْهَا لَيْلَةً فَأَخَّرَهَا حَتّٰى رَقَدْنَا فِي الْمَسْجِدِ ثُمَّ اسْتَيْقَظْنَا ثُمَّ رَقَدْنَا ثُمَّ اسْتَيْقَظْنَا ثُمَّ خَرَجَ عَلَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ لَيْسَ

(از محمود از عبدالرزاق از ابن جریج از نافع) عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک رات کچھ کام ہو گیا اور عشاء کی نماز میں تاخیر کی ہم مسجد میں سو گئے پھر بیدار ہوئے پھر سو گئے پھر بیدار ہوئے[2] اتنے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے فرمایا روئے زمین پر تمہارے سوا کوئی اس نماز کا منتظر نہیں، اور ابن عمر عشاء کی نماز کو مقدم یا مؤخر کرنے کی چنداں پروا نہیں کرتے تھے اگر انہیں یہ ڈر نہ ہوتا کہ

[1] یہیں سے ترجمہ باب نکلا کیونکہ ان عورتوں بچوں پر نیند نے غلبہ کیا تو نماز سے پہلے سو گئے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر انکار نہیں کیا ۱۲ منہ [2] اس سے ان لوگوں نے دلیل لی ہے جو سونے کو ناقض وضو نہیں کہتے اور یہ دلیل پوری نہیں ہوتی کس لیے کہ احتمال ہے کہ بیٹھے بیٹھے سو گئے ہوں یا لیٹ کر اور جب جاگے ہوں تو پھر وضو کر لیا ہو گو حدیث میں اس کا ذکر نہیں ہے ۱۲ منہ۔

اَحَدٌ مِّنْ اَهْلِ الْاَرْضِ يَنْتَظِرُ الصَّلٰوةَ غَيْرُكُمْ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ لَا يُبَالِيْ اَقَدَّمَهَا اَمْ اَخَّرَهَا اِذَا كَانَ لَا يَخْشٰى اَنْ يَّغْلِبَهُ النَّوْمُ عَنْ وَّقْتِهَا وَقَدْ كَانَ يَرْقُدُ قَبْلَهَا قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ قُلْتُ لِعَطَاءٍ فَقَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ اَعْتَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةً بِالْعِشَاءِ حَتّٰى رَقَدَ النَّاسُ وَاسْتَيْقَظُوْا وَرَقَدُوْا وَاسْتَيْقَظُوْا فَقَامَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَقَالَ الصَّلٰوةَ قَالَ عَطَاءٌ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَخَرَجَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلَيْهِ الْاٰنَ يَقْطُرُ رَأْسُهٗ مَاءً وَّاضِعًا يَدَهٗ عَلٰى رَأْسِهٖ فَقَالَ لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰى اُمَّتِيْ لَاَمَرْتُهُمْ اَنْ يُّصَلُّوْهَا هٰكَذَا فَاسْتَثْبَتُّ عَطَاءً كَيْفَ وَضَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى رَأْسِهٖ يَدَهٗ كَمَا اَنْبَاَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ فَبَدَّدَ لِيْ عَطَاءٌ بَيْنَ اَصَابِعِهٖ شَيْئًا مِّنْ تَبْدِيْدٍ ثُمَّ وَضَعَ اَطْرَافَ اَصَابِعِهٖ عَلٰى قَرْنِ الرَّاْسِ ثُمَّ ضَمَّهَا يُمِرُّهَا كَذٰلِكَ عَلَى الرَّاْسِ حَتّٰى مَسَّتْ اِبْهَامُهٗ طَرَفَ الْاُذُنِ مِمَّا يَلِي الْوَجْهَ عَلَى الصُّدْغِ وَنَاحِيَةِ اللِّحْيَةِ لَا يُقَصِّرُ وَلَا يَبْطُشُ اِلَّا كَذٰلِكَ وَقَالَ لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰى اُمَّتِيْ لَاَمَرْتُهُمْ اَنْ يُّصَلُّوْا هٰكَذَا۔

سو جانے سے نمازِ عشاء کا وقت جاتا رہے گا تو وہ نمازِ عشاء پڑھنے سے پہلے بھی سو جاتے تھے[1]۔ ابن جریج کہتے ہیں میں نے یہ حدیث جو نافعؓ سے سُنی تھی عطاؒ کے سامنے سنائی انہوں نے کہا میں نے ابن عباسؓ سے سُنا ہے وہ کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رات عشاء میں تاخیر کی اور لوگ مسجد میں سو گئے۔ پھر بیدار ہوئے۔ پھر سو گئے پھر بیدار ہوئے، حضرت عمرؓ کھڑے ہوئے اور کہا الصلوٰۃ (یعنی نماز کے لیے آیئے) عطاؒ کہتے ہیں ابن عباس نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، گویا وہ منظر اب بھی میں دیکھ رہا ہوں۔ آپؐ کے سر مبارک سے پانی ٹپک رہا تھا، اپنا ہاتھ سر پر رکھے ہوئے تھے، آپ نے فرمایا اگر میں اُمت کے لیے باعثِ تکلیف نہ سمجھتا تو انہیں حکم دیتا کہ وہ اس وقت یعنی کافی دیر سے نمازِ عشاء پڑھا کریں۔ ابن جریج کہتے ہیں میں نے عطا سے مزید معلوم کیا۔ میں نے پوچھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنا ہاتھ مبارک اپنے سر مُبارک کس طرح رکھے ہوئے تھے؟ اس طرح بتایئے جس طرح ابن عباس نے بتایا تھا تو عطا نے اپنی انگلیاں کشادہ کیں ان کے کنارے سر کے ایک کونے پر رکھے، انگلیاں ملالیں، سر پر پھیرتے ہوئے ہاتھ کا انگوٹھا کان کے اس کنارے سے مل گیا جو چہرے کے قریب کنپٹی پر ہے اور داڑھی کے ساتھ ہے نہ ہی اس میں کوئی کمی تھی نہ ہی اضافہ مگر اسی طرح جس طرح میں نے بیان کیا[2]۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اگر مجھے امت کے متعلق دشواری کا گمان نہ ہوتا، تو ضرور اتنی تاخیر سے نمازِ عشاء پڑھنے کا حکم دیتا۔

---

[1] حافظ نے کہا یہ محمول ہے اس حالت پر جب وقت فوت ہو جانے کا ڈر نہ ہو اور عبدالرزاق نے یوں نکالا کہ ابن عمرؓ کبھی عشاء کی نماز سے پہلے سو جاتے اور اپنے لوگوں میں سے کسی کو حکم دیتے کہ ان کو جگا دے اور امام بخاری نے ترجمہ باب میں اس کو حمل کیا اس صورت پر جب نیند کا بہت غلبہ ہو اور ابن عمرؓ کی شان کے یہی لائق ہے ۱۲ منہ [2] یعنی جیسے میں ہاتھ پھیر رہا ہوں اسی طرح پھیرا نہ اس سے جلدی پھیرا نہ اس سے دیر میں یہ ترجمہ اس صورت میں ہے جب حدیث میں لایقصر ہو حافظ نے اسی کو ٹھیک کہا ہے لیکن بعضے نسخوں میں لایعصر ہے تو ترجمہ یوں ہوگا نہ بالوں کو نچوڑتے تھے نہ ہاتھ میں پکڑتے تھے بلکہ اسی طرح کرتے تھے یعنی انگلیوں سے بالوں کو دبا کر پانی نکال رہے تھے ۱۲ منہ

بَابُ ۳۷۴ وَقْتِ الْعِشَاءِ اِلٰى نِصْفِ اللَّيْلِ وَقَالَ اَبُوْبَرْزَةَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَحِبُّ تَاْخِيْرَهَا۔

باب ۔ عشار کا وقت نصف شب تک ہے ، ابو برزہ فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز عشا مؤخر پڑھنے کو بہتر سمجھتے تھے[۱]

۵۴۲۔ **حَدَّثَنَا** عَبْدُ الرَّحِيْمِ الْمُحَارِبِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا زَائِدَةُ عَنْ حُمَيْدِنِ الطَّوِيْلِ عَنْ اَنَسٍ قَالَ اَخَّرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةَ الْعِشَاءِ اِلٰى نِصْفِ اللَّيْلِ ثُمَّ صَلّٰى ثُمَّ قَالَ قَدْ صَلَّى النَّاسُ وَ نَامُوْا اَمَا اِنَّكُمْ فِيْ صَلٰوةٍ مَّا انْتَظَرْتُمُوْهَا وَ زَادَ ابْنُ اَبِيْ مَرْيَمَ قَالَ اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ اَيُّوْبَ قَالَ حَدَّثَنِيْ حُمَيْدٌ سَمِعَ اَنَسًا كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلٰى وَبِيْصِ خَاتَمِهٖ لَيْلَتَئِذٍ۔

(از عبدالرحیم محاربی از زائدہ از حُمید طویل) حضرت انسؓ فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار نماز عشار کو آدھی رات تک مؤخر کیا پھر نماز پڑھ کر فرمایا لوگ نماز پڑھ کر سو رہے ، مگر تمہیں انتظار میں بھی نماز کا ثواب مزید ملتا رہا ہے[۲] ۔ ابن ابی مریم نے اس حدیث میں یہ اضافہ کیا ہے کہ ہم سے یحییٰ بن ایوب نے بحوالہ حُمید از حضرت انسؓ روایت کی گویا میں اس رات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی کی چمک ٹک اب تک دیکھ رہا ہوں[۳]۔

بَابُ ۳۷۵ فَضْلِ صَلٰوةِ الْفَجْرِ۔

باب ۔ نماز فجر کی فضیلت[۴]

۵۴۳۔ **حَدَّثَنَا** مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا قَيْسٌ قَالَ قَالَ لِيْ جَرِيْرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذْ نَظَرَ اِلَى الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ فَقَالَ اَمَا اِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّكُمْ كَمَا تَرَوْنَ هٰذَا لَا تُضَامُّوْنَ اَوْ لَا تُضَاهُوْنَ فِيْ رُؤْيَتِهٖ فَاِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ لَّا تُغْلَبُوْا عَلٰى صَلٰوةٍ قَبْلَ

(از مسدد از یحییٰ از اسمٰعیل از قیس) جریر بن عبداللہ کہتے ہیں ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تھے ۔ آپ نے چودھویں رات کے چاند کو دیکھ کر فرمایا تم اپنے رب کو اسی طرح دیکھو گے جیسے یہ چاند دیکھ رہے ہو ، اُس کے نور و جمال کو دیکھنے میں کوئی دشواری پیش نہ آئے گی یا یوں فرمایا کوئی شبہ نہ ہوگا اگر تم سے ہو سکے کہ طلوعِ شمس سے پہلے کی نماز اور غروب سے پہلے کی نماز کے ادا کرنے سے عاجز نہ رہو گے تو ایسا ضرور کرو[۵] ۔ اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

---

[۱] یہ ٹکڑا ہے اس حدیث کا جو اوپر باب وقت العصر میں موصولاً گذر چکی حافظ نے کہا عشار کی نماز کی تاخیر بعضی حدیثوں میں تہائی رات تک مذکور ہے بعضی حدیثوں میں آدھی رات تک اور میں نے عشار کا وقت صبح صادق تک باقی رہنے میں کوئی صریح حدیث نہیں پائی ۱۲ منہ [۲] یعنی ان کی روایت میں اس حدیث میں اتنا مضمون اور زیادہ ہے ۱۲ منہ [۳] اس تعلیق کے بیان کرنے سے امام بخاری کی غرض یہ ہے کہ حمید کا سماع انسؓ سے صراحتاً معلوم ہو جائے اور اس کو مخلص نے اپنے فوائد میں وصل کیا ۱۲ منہ [۴] اصل عبارت ہے : باب فضل صلوٰۃ الفجر والحدیث ۔ محدثین کہتے ہیں یہاں والعصر کا لفظ زیادہ موزوں ہے یا کاتب کی غلطی ہے یا زیادہ سے زیادہ تاویل بعید یہ ہو سکتی ہے کہ نماز فجر کی فضیلت از روئے حدیث ۔ بعض نسخوں میں والحدیث کا لفظ نہیں تب کوئی اشکال باقی نہیں رہتا عبدالرزاق [۵] یعنی حتی الامکان ان نمازوں میں خاص طور پر توجہ دو کہ یہ دونوں وقت سخت ہیں ، صبح کا وقت نیند کا غلبہ عصر کا وقت کام سمیٹنے کی فکر لہٰذا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اگر صبح و عصر میں یہ کوشش کر سکو تو حتی الامکان اس کوشش کو کمال تک پہنچاؤ ۔ عبدالرزاق ۔

طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا فَافْعَلُوْا ثُمَّ قَالَ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا قَالَ اَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ زَادَ ابْنُ شِهَابٍ عَنْ اِسْمٰعِيْلَ عَنْ قَيْسٍ عَنْ جَرِيْرٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَتَرَوْنَ رَبَّكُمْ عِيَانًا۔

یہ آیت کا ٹکڑا پڑھا فسبح بحمد ربك قبل طلوع الشمس وقبل غروبها (اپنے رب کی تسبیح و حمد کیجیے طلوع آفتاب وغروب آفتاب سے پہلے[1]) امام بخاریؒ کہتے ہیں کہ ابن شہاب نے بحوالہ اسمٰعیل از قیس از جریر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ لفظ مزید روایت کیا عیانًا یعنی تم اپنے رب کو بالکل واضح اور کھلا دیکھو گے[2]

۵۴۴۔ حَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْجَمْرَةَ عَنْ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ اَبِيْ مُوْسٰى عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ صَلَّى الْبَرْدَيْنِ دَخَلَ الْجَنَّةَ وَقَالَ ابْنُ رَجَاءٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ اَبِيْ جَمْرَةَ اَنَّ اَبَا بَكْرِ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قَيْسٍ اَخْبَرَهٗ بِهٰذَا۔

(از ہدبہ بن خالد از ہمام از ابوجمرہ از ابوبکر بن ابوموسیٰ) ابوموسیٰؓ اشعری کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے دو ٹھنڈی نمازیں پڑھیں[3] وہ بہشت میں داخل ہوگا۔ ابن رجاء نے بھی بحوالہ ہمام از ابوجمرہ از ابوبکر بن عبداللہ بن قیس یہی حدیث بیان کی[4]

۵۴۵۔ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ قَالَ حَدَّثَنَا حَبَّانُ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْجَمْرَةَ عَنْ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهٗ۔

(از اسحاق از حبان از ہمام از ابوجمرہ از ابوبکر بن عبداللہ بن قیس) حضرت ابوموسیٰؓ اشعری نے آنحضرتؐ سے یہی حدیث بیان کی۔

بَابٌ ۳۷۶ وَقْتُ الْفَجْرِ۔

باب ۔ فجر کا وقت ۔

۵۴۶۔ حَدَّثَنَا عَمْرُوْ بْنُ عَاصِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ حَدَّثَهٗ اَنَّهُمْ تَسَحَّرُوْا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَامُوْا اِلَى الصَّلٰوةِ قُلْتُ كَمْ بَيْنَهُمَا قَالَ قَدْرُ خَمْسِيْنَ اَوْ سِتِّيْنَ

(از عمرو بن عاصم از ہمام از قتادہ از انس) زید بن ثابت فرماتے ہیں صحابہ کرام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سحری کا کھانا کھایا پھر صبح کی نماز کے لیے کھڑے ہو گئے (یعنی سحور کے فوراً بعد اول وقت میں) حضرت قتادہ کہتے ہیں میں نے انسؓ سے معلوم کیا سحور اور نماز کے درمیان کتنا فاصلہ تھا آپ نے جواب دیا پچاس ساٹھ آیات پڑھنے میں جتنا وقت

---

[1] یہ حدیث اُوپر باب فضل صلوٰۃ العصر میں گذر چکی ہے ۱۲ منہ [2] گویا اللہ تعالیٰ نے ان دونوں نمازوں کی تاکید ان کے اوقات کی نزاکت کے پیش نظر کی [3] یعنی فجر اور عصر جیسے مسلم کی روایت میں اس کی تصریح ہے ٹھنڈا ان کو اس لیے کہتے ہیں کہ ٹھنڈے وقت پڑھی جاتی ہیں۔ جب گرمی کا زور ٹوٹ جاتا ہے ۱۲ منہ [4] عبداللہ بن قیس ابوموسیٰ اشعری کا نام ہے اس تعلیق کو ذہلی نے وصل کیا امام بخاری کی غرض اس کے بیان کرنے سے یہ ہے کہ ابوبکر بن ابی موسیٰ جو اگلی روایت میں مذکور ہے وہ ابوموسیٰ اشعری کا بیٹا ہے ۱۲ منہ ۔

يَعْنِي آيَةً۔

لگتا ہے ؎

۵۴۷۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الصَّبَّاحِ سَمِعَ رَوْحَ بْنَ عُبَادَةَ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ نَبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَزَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ تَسَحَّرَا فَلَمَّا فَرَغَا مِنْ سَحُورِهِمَا قَامَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الصَّلٰوةِ فَصَلَّى قُلْنَا لِأَنَسٍ كَمْ كَانَ بَيْنَ فَرَاغِهِمَا مِنْ سَحُورِهِمَا وَدُخُولِهِمَا فِي الصَّلٰوةِ قَالَ قَدْرُ مَا يَقْرَأُ الرَّجُلُ خَمْسِينَ آيَةً۔

(از حسن بن صباح از روح بن عبادہ از سعید از قتادہ) انس بن مالک فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور زید بن ثابت نے سحری کھائی، سحری کھانے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز صبح کے لیے کھڑے ہوئے اور نماز پڑھی۔ قتادہ کہتے ہیں ہم نے انسؓ سے پوچھا سحری سے جب فراغت ہوئی تو نماز اس کے کتنی دیر بعد شروع کی۔ انہوں نے کہا جتنی دیر میں پچاس آیات پڑھی جاتی ہیں۔

۵۴۸۔ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ عَنْ أَخِيهِ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِي حَازِمٍ أَنَّهُ سَمِعَ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ يَقُولُ كُنْتُ أَتَسَحَّرُ فِي أَهْلِي ثُمَّ تَكُونُ سُرْعَةٌ بِي أَنْ أُدْرِكَ صَلٰوةَ الْفَجْرِ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

(از اسمٰعیل بن ابی اویس از برادرش عبدالحمید از سلیمان بن بلال از ابوحازم) سہل بن سعدؓ فرماتے ہیں میں اپنے گھر میں سحری کھاتا اور سحری کھانے کے بعد یہ جلدی رہتی کہ صبح کی نماز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پڑھوں ؎

۵۴۹۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ ابْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَخْبَرَتْهُ قَالَتْ كُنَّ نِسَاءُ الْمُؤْمِنَاتِ يَشْهَدْنَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةَ الْفَجْرِ مُتَلَفِّعَاتٍ بِمُرُوطِهِنَّ ثُمَّ يَنْقَلِبْنَ إِلَى بُيُوتِهِنَّ حِينَ يَقْضِينَ الصَّلٰوةَ لَا يَعْرِفُهُنَّ أَحَدٌ مِنَ الْغَلَسِ۔

(از یحییٰ بن بکیر از لیث از عقیل از ابن شہاب از عروہ بن زبیر) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مسلمان عورتیں چادریں لپیٹ کر نماز میں شریک ہوتیں اور چادریں لپیٹ کر اپنے گھروں کو لوٹ جاتیں، اندھیرے کی وجہ سے کوئی انہیں نہ پہچان سکتا تھا۔

۱؎ پچاس آیتیں پانچ منٹ یا دس منٹ میں پڑھی جاتی ہیں اس حدیث سے یہ نکلا کہ سحری صبح کے قریب ہی کھانا مسنون ہے نہ بہت رات رہے جیسے جاہل لوگ کیا کرتے ہیں متاخرین نے اس کا اندازہ رات کے ساتویں حصہ سے کیا ہے بعضوں نے کہا ۲۶ تاریخ کو جب اخیر رات میں چاند نکلتا ہے یہ صبح صادق کا وقت ہے اگر اس وقت کو یاد رکھے تو صبح کا اندازہ کرنے میں دقت نہ ہوگی ۱۲ منہ ۲؎ ماہ رمضان میں چونکہ لوگ بیدار ہوتے ہیں اس لیے نماز جلدی پڑھ لیتے ہیں پھر سو جاتے ہیں اگر سحری کے بعد سو جائیں تو نماز قضا ہونے کا خطرہ ہوتا ہے۔ عبدالرزاق۔

باب ۳۷۷ مَنْ اَدْرَكَ مِنَ الْفَجْرِ رَكْعَةً۔

۵۵۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ وَّعَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيْدٍ وَّعَنِ الْاَعْرَجِ يُحَدِّثُوْنَهٗ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَدْرَكَ مِنَ الصُّبْحِ رَكْعَةً قَبْلَ اَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَقَدْ اَدْرَكَ الصُّبْحَ وَمَنْ اَدْرَكَ رَكْعَةً مِّنَ الْعَصْرِ قَبْلَ اَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَقَدْ اَدْرَكَ الْعَصْرَ۔

باب ۳۷۸ مَنْ اَدْرَكَ مِنَ الصَّلٰوةِ رَكْعَةً۔

۵۵۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَدْرَكَ رَكْعَةً مِّنَ الصَّلٰوةِ فَقَدْ اَدْرَكَ الصَّلٰوةَ۔

باب ۳۷۹ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الْفَجْرِ حَتّٰى تَرْتَفِعَ الشَّمْسُ۔

۵۵۲۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِي الْعَالِيَةِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ شَهِدَ عِنْدِيْ رِجَالٌ مَّرْضِيُّوْنَ وَاَرْضَاهُمْ عِنْدِيْ عُمَرُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

باب۔ سورج نکلنے سے پہلے صبح کی ایک رکعت ہی مل جائے (تو نماز ادا ہو جائے گی یعنی باقی نماز پوری کرلے)

(از عبداللہ بن مسلمہ از مالک از زید بن اسلم از عطاء بن یسار و بسر بن سعید و اعرج) حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے صبح کی ایک رکعت حاصل کرلی طلوع شمس سے پہلے اس نے گویا (ادا وقت میں) نماز حاصل کرلی اور جس نے غروب آفتاب سے پہلے ایک رکعت پڑھی اس نے گویا (عصر کے وقت میں) نماز حاصل کرلی (جیسے پہلے کہا گیا ہے باقی رکعتیں پوری کریگا اور نماز قضا نہ ہوگی۔ ثواب کامل ادا نماز کا دیا جائے گا۔)

باب۔ جو شخص کسی نماز کی ایک رکعت حاصل کرلے اس نے گویا پوری نماز حاصل کی (اس کی نماز قضا شمار نہ ہوگی بلکہ ادا۔)[1]

(از عبداللہ بن یوسف از مالک از ابن شہاب از ابو سلمہ بن عبدالرحمن) ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے نماز کی ایک رکعت پڑھ لی اس نے وہ پوری نماز پڑھ لی (یعنی گویا بر وقت پڑھ لی وہ نماز قضا نہیں کرنا پڑے گی۔)

باب۔ صبح کی نماز کے بعد سورج بلند ہونے تک نماز پڑھنا کیسا ہے۔

(از حفص بن عمر از ہشام از قتادہ از ابو العالیہ) حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کئی معتبر لوگوں نے بیان کیا اور ان سب میں حضرت عمرؓ زیادہ معتبر تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز کے بعد سورج روشن ہونے تک اور عصر کی نماز کے بعد سورج ڈوبنے تک نماز پڑھنے سے منع

---

[1] اگلا باب فجر اور عصر کی نماز سے خاص تھا اور یہ ہر نماز کو شامل ہے مطلب یہ ہے کہ جس نماز کی ایک رکعت بھی وقت گذرنے سے پہلے مل گئی تو گویا ساری نماز مل گئی اور اس کی نماز ادا ہو گی نہ قضا اسی حدیث سے یہ بھی نکالا ہے کہ اگر کسی نماز کا وقت ایک رکعت کے موافق باقی ہو اور اس وقت کوئی کافر مسلمان ہو جائے یا لڑکا بالغ ہو جائے یا دیوانہ سیانا ہو جائے یا حائضہ پاک ہو جائے تو اس نماز کا پڑھنا اس کو واجب ہو گا ۱۲ منہ۔

وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الصُّبْحِ حَتّٰى تُشْرِقَ الشَّمْسُ وَبَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰى تَغْرُبَ۔

فرمایا۔

۵۵۳۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ سَمِعْتُ اَبَا الْعَالِيَةِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ نَاسٌ بِهٰذَا۔

(از مسدد از یحییٰ از شعبہ از قتادہ از ابوالعالیہ) حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کئی آدمیوں نے مجھ سے یہ بیان کیا (مندرجہ بالا حدیث)[۱]

۵۵۴۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى ابْنُ سَعِيْدٍ عَنْ هِشَامٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَبِيْ قَالَ اَخْبَرَنِي ابْنُ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَحَرَّوْا بِصَلٰوتِكُمْ طُلُوْعَ الشَّمْسِ وَلَا غُرُوْبَهَا قَالَ وَحَدَّثَنِي ابْنُ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا طَلَعَ حَاجِبُ الشَّمْسِ فَاَخِّرُوا الصَّلٰوةَ حَتّٰى تَرْتَفِعَ وَاِذَا غَابَ حَاجِبُ الشَّمْسِ فَاَخِّرُوا الصَّلٰوةَ حَتّٰى تَغِيْبَ تَابَعَهٗ عَبْدَةُ۔

(از مسدد از یحییٰ بن سعید از ہشام از والدش (عروہ)) حضرت ابن عمرؓ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ارادۃً ایسا نہ کرو کہ سورج نکلتے وقت نماز پڑھ لی یا سورج غروب ہوتے وقت ابن عمر نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب سورج کا اوپر کا کنارہ نکلنے تو ٹھہر جاؤ نماز نہ پڑھو حتیٰ کہ اچھی طرح بلند ہو جائے اور جب سورج کا ایک کنارہ یعنی نچلا کنارہ ڈوب جائے تب بھی نماز کو مؤخر کرو حتیٰ کہ پوری طرح غروب ہو جائے۔ یحییٰ بن سعید قطان کے علاوہ اس حدیث کو عبدہ بن سلیمان نے بھی روایت کیا[۲]۔

۵۵۵۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ عَنْ اَبِيْ اُسَامَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ بَيْعَتَيْنِ وَعَنْ لِبْسَتَيْنِ وَعَنْ صَلٰوتَيْنِ نَهٰى عَنِ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الْفَجْرِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَبَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰى تَغْرُبَ الشَّمْسُ وَعَنِ اشْتِمَالِ الصَّمَّآءِ وَعَنِ الْاِحْتِبَاءِ فِيْ ثَوْبٍ وَّاحِدٍ يُفْضِيْ بِفَرْجِهٖ اِلَى

(از عبید بن اسمٰعیل از ابواسامہ از عبیداللہ از خبیب بن عبدالرحمٰن از حفص بن عاصم) حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا دو طرح کی خرید و فروخت سے، دو طرح کے لباس سے، دو نمازوں سے یعنی نماز بعد فجر طلوع شمس تک، نماز بعد عصر غروب شمس تک، ایک کپڑے کو سارے بدن پر لپیٹ لینے سے (جس سے اعضاء باہر نہ نکل سکیں[۳]) ایک کپڑے میں گوٹ مار کر بیٹھنے سے (اس طرح کہ پاؤں پیٹ سے الگ ہوں اور ستر گاہ آسمان کی طرف کھلی رہے) اور بیع منابذہ اور بیع ملامسہ سے[۴]

---

[۱] اس سند کے لانے سے امام بخاری کی غرض یہ ہے کہ قتادہ کا سماع ابوالعالیہ سے معلوم ہو جائے کیونکہ قتادہ تدلیس کیا کرتے تھے جیسے اُوپر گذر چکا ہے ۱۲ منہ [۲] عبدہ کی روایت کو خود امام بخاری نے بدء الخلق میں نکالا ۱۲ منہ [۳] اشتمال صماء کا بیان اُوپر گذر چکا ہے یعنی ایک کپڑے کا سارے بدن پر اس طرح لپیٹ لینا کہ ہاتھ وغیرہ کچھ باہر نہ نکل سکیں ۱۲ منہ [۴] ان دونوں کا بھی بیان اوپر گذر چکا ہے بیع منابذہ یہ کہ مشتری یا بائع جب اپنا کپڑا پھینک دے تو بیع لازم ہو جائے بیع ملامسہ یہ کہ بائع مشتری کا جب کپڑا چھو لے تو بیع پوری ہو جائے ۱۲ منہ۔

السَّمَاءِ وَعَنِ الْمُنَابَذَةِ وَالْمُلَامَسَةِ۔

بَاب ۳۸۰ لَا تُتَحَرَّى الصَّلٰوةُ قَبْلَ غُرُوبِ الشَّمْسِ۔

باب ۔ سورج غروب ہونے سے قبل قصداً نماز نہ پڑھنا۔

۵۵۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَتَحَرّٰى اَحَدُكُمْ فَيُصَلِّيَ عِنْدَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَلَا عِنْدَ غُرُوبِهَا۔

(از عبداللہ بن یوسف از مالک از نافع) حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص سورج نکلتے یا غروب ہونے وقت نماز کا ارادہ نہ کرے (بلا ارادہ اگر طلوع و غروب ہوگیا تو اس کے متعلق اُوپر آیا ہے کہ اس کی نماز ہو جاتی ہے، مکمل کر لے، نہ توڑے لیکن قصد و ارادہ اور نیّت اس بات کی ہمیشہ نہ ہو کہ جب سورج ڈوبنے لگے گا تو عصر پڑھ لیں گے اور جب سورج نکلنے لگے گا تو فوراً بستر سے اُٹھ کر دو ٹھونگے مار لیں گے۔)

۵۵۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي عَطَاءُ بْنُ يَزِيدَ الْجُنْدَعِيُّ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا صَلٰوةَ بَعْدَ الصُّبْحِ حَتّٰى تَرْتَفِعَ الشَّمْسُ وَلَا صَلٰوةَ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰى تَغِيبَ الشَّمْسُ۔

(از عبدالعزیز بن عبداللہ از ابراہیم بن سعد از صالح از ابن شہاب از عطاء بن یزید جُندعی) ابو سعید خدری فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا صبح کی نماز کے بعد سورج بلند ہونے تک نماز نہ پڑھی جائے اسی طرح عصر کی نماز کے بعد سورج ڈوبنے تک۔

۵۵۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبَانٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِي التَّيَّاحِ قَالَ سَمِعْتُ حُمْرَانَ بْنَ اَبَانٍ يُحَدِّثُ عَنْ مُعَاوِيَةَ قَالَ اِنَّكُمْ لَتُصَلُّونَ صَلٰوةً لَقَدْ صَحِبْنَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا رَاَيْنَاهُ يُصَلِّيهِمَا وَلَقَدْ نَهٰى عَنْهُمَا يَعْنِي الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ۔

(از محمد بن ابان از غُندر از شعبہ از ابو التیاح از حُمران بن ابان) حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم ایسی نماز پڑھتے ہو جسے ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رہ کر کبھی نہ دیکھا بلکہ آنحضرت نے منع کیا یعنی عصر کے بعد دو رکعتیں۔

۵۵۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدَةُ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ خُبَيْبٍ عَنْ حَفْصِ ابْنِ عَاصِمٍ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى

(از محمد بن سلام از عبدہ از عُبیداللہ از خُبیب از حفص بن عاصم) حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو نمازوں سے منع فرمایا۔ فجر کے بعد طلوع شمس تک، عصر کے بعد غروب شمس تک۔

اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ صَلٰوتَیْنِ بَعْدَ الْفَجْرِ حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَبَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰی تَغْرُبَ الشَّمْسُ ۔

بَابُ ۳۸۱ مَنْ لَّمْ یَکْرَہِ الصَّلٰوۃَ اِلَّا بَعْدَ الْعَصْرِ وَالْفَجْرِ رَوَاہُ عُمَرُ وَابْنُ عُمَرَ وَاَبُوْ سَعِیْدٍ وَّ اَبُوْ ھُرَیْرَۃَ ۔

باب ۔ اس شخص کی دلیل جس نے فقط عصر اور فجر کے بعد نماز کو مکروہ سمجھا[۱] ۔ اسے عمرؓ، ابن عمرؓ، ابو سعید اور ابو ہریرہ نے بیان کیا ۔

۵۶۰ ۔ حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَیْدٍ عَنْ اَیُّوْبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ اُصَلِّیْ کَمَا رَاَیْتُ اَصْحَابِیْ یُصَلُّوْنَ لَآ اَنْھٰی اَحَدًا یُّصَلِّیْ بِلَیْلٍ اَوْ نَھَارٍ مَا شَآءَ غَیْرَ اَنْ لَّا تَحَرَّوْا طُلُوْعَ الشَّمْسِ وَلَا غُرُوْبَھَا ۔

(از ابو نعمان از حماد بن زید از ایوب از نافع) حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں تو اسی طرح نماز پڑھتا ہوں جیسے میں نے اپنے ساتھیوں کو نماز پڑھتے دیکھا میں کسی کو رات اور دن (کسی وقت) میں نماز پڑھنے سے منع نہیں کرتا جب چاہے پڑھے ۔ فقط طلوعِ شمس اور غروبِ شمس کا قصد کر کے نماز نہ پڑھے ۔

بَابُ ۳۸۲ مَا یُصَلّٰی بَعْدَ الْعَصْرِ مِنَ الْفَوَائِتِ وَنَحْوِھَا ۔ وَقَالَ کُرَیْبٌ عَنْ اُمِّ سَلَمَۃَ صَلَّی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَعْدَ الْعَصْرِ الرَّکْعَتَیْنِ وَقَالَ شَغَلَنِیْ نَاسٌ مِّنْ عَبْدِ الْقَیْسِ عَنِ الرَّکْعَتَیْنِ بَعْدَ الظُّھْرِ ۔

باب ۔ عصر کے بعد قضا نمازیں یا اسی طرح مثلاً جنازے کی نماز پڑھنا ۔ کریب نے ام المومنین سلمہ سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کے بعد دو رکعتیں (ظہر کی سنت کی) پڑھیں اور فرمایا مجھے عبد القیس کے لوگوں نے ظہر کے بعد دو رکعتوں کا وقت نہ دیا ۔

۵۶۱ ۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَیْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ اَیْمَنَ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ اَنَّہٗ سَمِعَ عَآئِشَۃَ قَالَتْ وَالَّذِیْ ذَھَبَ بِہٖ مَا تَرَکَھُمَا حَتّٰی لَقِیَ اللّٰہَ وَمَا لَقِیَ اللّٰہَ حَتّٰی ثَقُلَ عَنِ الصَّلٰوۃِ وَکَانَ یُصَلِّیْ کَثِیْرًا مِّنْ صَلٰوتِہٖ قَاعِدًا تَعْنِی الرَّکْعَتَیْنِ

(از ابو نعیم از عبد الواحد بن ایمن از والدش ایمن) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں اس خدا کی قسم جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے پاس بلا لیا آپ نے وصال تک ان دو رکعتوں کو نہیں چھوڑا ۔ اور آپ خدا سے نہیں ملے یہاں تک کہ نماز سے بوجھل ہو گئے ۔ آپ کا مبارک جسم موٹا ہو گیا، کھڑے ہو کر نماز پڑھنے میں تکلیف ہونے لگی

[۱] اور دوسرے وقتوں میں جائز رکھا ہے جیسے ٹھیک دوپہر کے وقت امام مالک کا یہی قول ہے اور شافعی کے نزدیک جمعہ کے دن ٹھیک دوپہر کو نماز پڑھنا درست ہے اور دنوں میں مکروہ ہے امام احمد بن حنبل اور حضرت ابو حنیفہؒ اور جمہور علماء کے نزدیک مطلقاً مکروہ ہے ۱۲ منہ ۔

بَعْدَ الْعَصْرِ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيهِمَا وَلَا يُصَلِّيهِمَا فِي الْمَسْجِدِ مَخَافَةَ أَنْ يُثَقِّلَ عَلَى أُمَّتِهِ وَكَانَ يُحِبُّ مَا يُخَفِّفُ عَنْهُمْ۔

اور اکثر نماز بیٹھ کر پڑھنے لگے۔ حضرت عائشہؓ ان دو رکعتوں سے عصر کے بعد کی دو رکعتیں مراد لیتی تھیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ دو رکعتیں پڑھتے تھے لیکن مسجد میں اس لیے نہیں پڑھتے تھے کہ اُمت پر بار نہ ہو اور آپ کو اپنی امت کی سہولت پسند تھی۔

۵۶۲۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ ابْنَ أُخْتِي مَا تَرَكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السَّجْدَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ عِنْدِي قَطُّ۔

(از مسدد از یحییٰ از ہشام) ان کے والد عروہ نے کہا مجھے حضرت عائشہؓ نے فرمایا میرے بھانجے! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کے بعد یہ دو رکعتیں کبھی میرے پاس آکر ناغہ نہیں کیں۔

۵۶۳۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ قَالَ حَدَّثَنَا الشَّيْبَانِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْأَسْوَدِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ رَكْعَتَانِ لَمْ يَكُنْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَعُهُمَا سِرًّا وَلَا عَلَانِيَةً رَكْعَتَانِ قَبْلَ صَلٰوةِ الصُّبْحِ وَرَكْعَتَانِ بَعْدَ الْعَصْرِ۔

(از موسیٰ بن اسمٰعیل از عبدالواحد از شیبانی از عبدالرحمن بن اسود از والدش (اسود)) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں دو رکعتیں صبح کی نماز سے پہلے یعنی صبح کی سنتیں، اور دو رکعتیں عصر کے بعد، انہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی نہیں چھوڑا نہ پوشیدہ نہ علانیہ (یعنی ہمیشہ پڑھتے تھے)

۵۶۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ رَأَيْتُ الْأَسْوَدَ وَمَسْرُوقًا شَهِدَا عَلَى عَائِشَةَ قَالَتْ مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْتِينِي فِي يَوْمٍ بَعْدَ الْعَصْرِ إِلَّا صَلَّى رَكْعَتَيْنِ۔

(از محمد بن عرعرہ از شعبہ) ابو اسحاق نے کہا، اسود و مسروق دونوں نے حضرت عائشہؓ کے اس قول کی گواہی دی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی میرے پاس آئے، عصر کے بعد دو رکعتیں ضرور پڑھیں۔

باب ۳۸۳ التَّبْكِيرِ بِالصَّلٰوةِ فِي يَوْمِ غَيْمٍ۔

باب۔ ابر کے دن نماز جلدی پڑھنا۔

۵۶۵۔ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى هُوَ ابْنُ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ أَنَّ أَبَا الْمَلِيحِ حَدَّثَهُ قَالَ كُنَّا مَعَ بُرَيْدَةَ فِي يَوْمٍ ذِي غَيْمٍ فَقَالَ بَكِّرُوا بِالصَّلٰوةِ فَإِنَّ النَّبِيَّ

(از معاذ بن فضالہ از ہشام از یحییٰ یعنی ابن ابی کثیر از ابو قلابہ) ابو الملیح فرماتے ہیں ہم حضرت بریدہ کے ساتھ تھے۔ ابر چھائے ہوئے تھے، آپ نے فرمایا نماز جلدی پڑھ لو، کیوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے جو شخص نماز عصر چھوڑ دے

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ تَرَكَ صَلٰوةَ الْعَصْرِ حَبِطَ عَمَلُهٗ۔

اس کے نیک عمل برباد ہو گئے لہ

بَابٌ ۳۸۴ الْأَذَانِ بَعْدَ ذَهَابِ الْوَقْتِ۔

باب۔ وقت گذر جانے کے بعد نماز پڑھتے وقت اذان دینا۔

۵۶۶۔ حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ مَيْسَرَةَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ قَالَ حَدَّثَنَا حُصَيْنٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سِرْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةً فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ لَوْ عَرَّسْتَ بِنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ أَخَافُ أَنْ تَنَامُوا عَنِ الصَّلٰوةِ قَالَ بِلَالٌ أَنَا أُوقِظُكُمْ فَاضْطَجَعُوا وَأَسْنَدَ بِلَالٌ ظَهْرَهٗ إِلٰى رَاحِلَتِهٖ فَغَلَبَتْهُ عَيْنَاهُ فَنَامَ فَاسْتَيْقَظَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ طَلَعَ حَاجِبُ الشَّمْسِ فَقَالَ يَا بِلَالُ أَيْنَ مَا قُلْتَ قَالَ مَا أُلْقِيَتْ عَلَيَّ نَوْمَةٌ مِثْلُهَا قَطُّ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ قَبَضَ أَرْوَاحَكُمْ حِينَ شَاءَ وَرَدَّهَا عَلَيْكُمْ حِينَ شَاءَ يَا بِلَالُ قُمْ فَأَذِّنْ بِالنَّاسِ بِالصَّلٰوةِ فَتَوَضَّأَ فَلَمَّا ارْتَفَعَتِ الشَّمْسُ وَابْيَاضَّتْ قَامَ فَصَلّٰى۔

(از عمران بن میسرہ از محمد بن فضیل از حصین از عبداللہ ابن ابی قتادہ) اس کے والد ابو قتادہؓ فرماتے ہیں ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک رات سفر کر رہے تھے، کسی نے کہا یا رسول اللہ! کاش آج رات کہیں اتر پڑیں۔ آپ نے فرمایا میں ڈرتا ہوں کہیں تمہاری آنکھ لگ جائے اور نماز سے غافل ہو جاؤ۔ بلال نے کہا میں سب کو جگا دوں گا۔ چنانچہ سب لیٹ گئے۔ بلال نے اپنی پیٹھ اپنی اونٹنی سے لگائی اور انہیں بھی نیند آگئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے۔ سورج کا اوپر والا کنارہ نکل آیا تھا۔ فرمایا اے بلال! تو نے کیا کہا تھا؟ بلال نے کہا مجھے ایسی نیند کبھی نہیں آئی۔ آپ نے فرمایا اے بلال! اللہ تعالیٰ جب چاہیں، تمہاری روحیں قبض کر لیں اور جب چاہیں لوٹا دیں۔ بلال! اٹھو اور اذان دو حضرت بلال نے اذان دی۔ آپ نے وضو کیا جب سورج بلند ہوا اور سفید ہو گیا، تو آپ کھڑے ہوئے اور نماز پڑھی۔

بَابٌ ۳۸۵ مَنْ صَلّٰى بِالنَّاسِ جَمَاعَةً بَعْدَ ذَهَابِ الْوَقْتِ۔

باب۔ وقت گذر جانے کے بعد قضا نماز کو باجماعت پڑھنا۔

۵۶۷۔ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيٰى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ

(از معاذ بن فضالہ از ہشام از یحییٰ از ابو سلمہ) جابر بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ خندق کے دن اس وقت آئے لہ

لہ یعنی اس کے اعمال خیر کا ثواب مٹ جائے گا امام بخاری نے یہ حدیث لا کر اس حدیث کے دوسرے طریق کی طرف اشارہ کیا جس کو اسمٰعیلی نے نکالا اس میں صاف یوں ہے کہ ابر کے دن نماز سویرے پڑھ لو کیونکہ جس نے عصر کی نماز چھوڑ دی اس کا عمل اکارت ہو گیا اور امام بخاری کی عادت ہے کہ باب میں ایک حدیث لاتے ہیں اور اشارہ کرتے ہیں اس کے دوسرے طریق کی طرف جس کو انہوں نے بیان نہیں کیا ہوتا ۱۲ منہ۔ لہ یہ لڑائی ۵ھ ہجری میں ہوئی اس کا ذکر ان شاء اللہ آگے آئے گا ۱۲ منہ۔

جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ جَاءَ یَوْمَ الْخَنْدَقِ بَعْدَ مَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ فَجَعَلَ یَسُبُّ كُفَّارَ قُرَیْشٍ قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا كِدْتُ اُصَلِّی الْعَصْرَ حَتّٰی كَادَتِ الشَّمْسُ تَغْرُبُ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاللّٰهِ مَا صَلَّیْتُهَا فَقُمْنَا اِلٰی بُطْحَانَ فَتَوَضَّاَ لِلصَّلٰوةِ وَتَوَضَّاْنَا لَهَا فَصَلَّی الْعَصْرَ بَعْدَ مَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ صَلّٰی بَعْدَهَا الْمَغْرِبَ۔

جب سورج ڈوب گیا اور قریش کے کافروں کو برا کہنے لگے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: یا رسول اللہ! میں عصر کی نماز اس وقت تک نہیں پڑھ سکا جب تک سورج بالکل غروب ہونے کے قریب نہ ہو گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (تم نے پڑھ تو لی) واللہ میں نے ابھی تک عصر نہیں پڑھی۔ پھر ہم بطحان (مدینہ کے قریب ایک وادی) گئے۔ آپ نے نماز کے لیے وضو فرمایا ہم نے بھی وضو کیا۔ غروبِ آفتاب کے بعد نمازِ عصر پڑھی بعد ازاں مغرب کی نماز پڑھی۔

بَاب ۳۸۶ مَنْ نَسِیَ صَلٰوةً فَلْیُصَلِّ اِذَا ذَكَرَ وَلَا یُعِیْدُ اِلَّا تِلْكَ الصَّلٰوةَ وَقَالَ اِبْرَاهِیْمُ مَنْ تَرَكَ صَلٰوةً وَّاحِدَةً عِشْرِیْنَ سَنَةً لَمْ یُعِدْ اِلَّا تِلْكَ الصَّلٰوةَ الْوَاحِدَةَ۔

باب ۔ جو شخص کوئی نماز بھول جائے تو جب یاد آئے اس وقت پڑھ لے فقط وہی نماز پڑھے[1]۔ اور ابراہیم نخعی نے کہا جو شخص بیس برس تک ایک نماز چھوڑ دے تو فقط وہی ایک نماز پڑھ لے[2]

۵۶۸۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَیْمٍ وَّمُوْسَی بْنُ اِسْمٰعِیْلَ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ نَسِیَ صَلٰوةً فَلْیُصَلِّ اِذَا ذَكَرَ لَا كَفَّارَةَ لَهَا اِلَّا ذٰلِكَ اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِیْ قَالَ مُوْسٰی قَالَ هَمَّامٌ سَمِعْتُهٗ یَقُوْلُ بَعْدُ اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِیْ وَقَالَ حَبَّانُ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ قَالَ

(از ابو نعیم و موسیٰ بن اسمٰعیل از ہمام از قتادہ) انس بن مالک کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کوئی نماز بھول جائے تو جب بھی یاد آئے اسے پڑھ لے۔ اس کا کفارہ صرف یہی ہے اور کچھ نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِیْ (ترجمہ: یاد پر نماز[3] قائم کر) موسیٰ نے بحوالہ ہمام کہا ہے اس کے بعد قتادہ یوں پڑھتے تھے اقم الصلوٰۃ لذکری میری یاد کے لیے نماز پڑھ[4]۔ حبان نے بھی بحوالہ ہمام از قتادہ از انس، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی حدیث

---

[1] فقط وہی نماز پڑھے اس سے امام بخاری نے ان لوگوں کا رد کیا جو کہتے دو بار پڑھے ایک بار جب یاد آئے اور دوسری بار دوسرے دن پھر پڑھے اس کے وقت پر ۱۲ منہ [2] حنفیہ کے نزدیک پانچ سے زائد نمازیں قضا ہو جائیں تو ترتیب واجب نہیں رہتی اور اس کے کم میں واجب ہے بشرطیکہ بھول نہ جائے یا وقت تنگ نہ ہو ورنہ وقتی نماز پہلے ادا کرے ۱۲ منہ [3] اقم الصلوٰۃ للذکری ایک قرأت یوں بھی ہے اور مشہور قرأت یوں ہے اقم الصلوٰۃ لذکری یعنی میری یاد کے لیے نماز پڑھ ۱۲ منہ [4] یعنی جیسے مشہور قرأت ہے اس حدیث سے اس نے دلیل لی جو کہتا ہے عمداً نماز ترک کرنے والے پر قضا نہیں ہے وہ تو سخت گنہگار ہے اور اس کے گناہ کا کوئی کفارہ نہیں ہے لیکن اکثر علماء کے نزدیک اس کو قضا پڑھنا چاہیے اور پروردگار سے استغفار کرنا ۱۲ منہ۔

حَدَّثَنَا اَنَسٌ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَحْوَہٗ

روایت کی ہے [1]

بَاب ۳۸۷ قَضَاءِ الصَّلٰوۃِ الْاُوْلٰی فَالْاُوْلٰی۔

باب ۔ قضا نمازوں کو ترتیب [2] سے پڑھنا۔

۵۶۹۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا یَحْیٰی قَالَ حَدَّثَنَا ھِشَامٌ قَالَ حَدَّثَنَا یَحْیٰی ھُوَ بْنُ اَبِیْ کَثِیْرٍ عَنْ اَبِیْ سَلَمَۃَ عَنْ جَابِرٍ قَالَ جَعَلَ عُمَرُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ یَوْمَ الْخَنْدَقِ یَسُبُّ کُفَّارَھُمْ فَقَالَ مَا کِدْتُّ اُصَلِّی الْعَصْرَ حَتّٰی غَرَبَتِ الشَّمْسُ قَالَ فَنَزَلْنَا بُطْحَانَ فَصَلّٰی بَعْدَ مَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ صَلَّی الْمَغْرِبَ۔

(از مسدد، یحییٰ بن سعید از ہشام از یحییٰ ابن ابی کثیر از ابوسلمہ) حضرت جابرؓ فرماتے ہیں جنگ خندق کے دن حضرت عمرؓ کفار کو بُرا بھلا کہنے لگے اور کہا میں سورج غروب ہونے کے قریب تک نماز عصر نہیں پڑھ سکا۔ جابر نے کہا پھر ہم بطحان میں اترے آپؐ نے سورج ڈوبے بعد عصر کی نماز پڑھی پھر مغرب کی نماز پڑھی [3]

بَاب ۳۸۸ مَا یُکْرَہُ مِنَ السَّمَرِ بَعْدَ الْعِشَاءِ السَّامِرُ مِنَ السَّمَرِ وَالْجَمِیْعُ السُّمَّارُ وَالسَّامِرُ ھٰھُنَا فِیْ مَوْضِعِ الْجَمِیْعِ۔

باب ۔ نمازِ عشاء کے بعد (دُنیاوی) باتیں کرنا مکروہ ہے۔ سامر کا لفظ سمر سے نکلا ہے۔ جمع سُمّار ہے سامر بھی جمع کے معنی میں مُستعمل ہے [4]

۵۷۰۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا یَحْیٰی قَالَ حَدَّثَنَا عَوْفٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الْمِنْھَالِ قَالَ انْطَلَقْتُ مَعَ اَبِیْ اِلٰی اَبِیْ بَرْزَۃَ الْاَسْلَمِیِّ فَقَالَ لَہٗ اَبِیْ حَدِّثْنَا کَیْفَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُصَلِّی الْمَکْتُوْبَۃَ قَالَ کَانَ یُصَلِّی الْھَجِیْرَ وَھِیَ الَّتِیْ تَدْعُوْنَھَا الْاُوْلٰی حِیْنَ تَدْحَضُ الشَّمْسُ وَیُصَلِّی الْعَصْرَ ثُمَّ یَرْجِعُ

(از مسدد از یحییٰ بن سعید از عوف) ابوالمنہال کہتے ہیں میں اپنے والد (سلامہ) کے ساتھ ابو برزہ اسلمی کے پاس گیا، میرے باپ نے ان سے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرض نمازیں کن اوقات میں پڑھا کرتے تھے؟ ہمیں بیان کیجیے انہوں نے کہا آپ ظہر کی نماز کو جسے تم پہلی نماز کہتے ہو سورج ڈھلتے ہی پڑھ لیتے، نمازِ عصر اس وقت پڑھتے کہ اگر کوئی پڑھ کر مدینہ کے آخری حصہ میں جاتا تو وہاں سورج ابھی خوب تابناک و تیز ہوتا۔ ابوالمنہال کہتے ہیں میں ابو برزہ کی بات بھول

[1] اس سند کے بیان کرنے سے یہ غرض ہے کہ قتادہ کا سماع انسؓ سے ثابت ہو جائے اس تعلیق کو ابوعوانہ نے اپنی صحیح میں وصل کیا ۱۲ منہ [2] مثلاً پہلے ظہر پھر عصر پھر مغرب پھر عشا حافظ نے کہا باب کی حدیث سے ترتیب کا وجوب نہیں نکلتا ۱۲ منہ [3] یہیں سے ترجمہ باب نکلا کہ پہلے عصر کی نماز ادا کی پھر مغرب کی آپ نے ترتیب کا خیال رکھا ۱۲ منہ [4] سورہ مومنون میں یہ آیت ہے مُستکبرین بہ سامراً تہجرون یعنی تم ہماری آیتوں پر اکڑ کے بیہودہ بکواس لگایا کرتے تھے امام بخاری کی عادت ہے کہ حدیث میں کوئی لفظ قرآن کا آگیا تو اس کی تفسیر اس کتاب میں بیان کر دیتے ہیں اصل میں سمر کہتے ہیں چاند کی روشنی کو عربوں کی عادت تھی کہ چاندنی میں بیٹھ کر رات کو ادھر ادھر کے رَٹل قافیے اُڑایا کرتے اور گپ شپ کیا کرتے ۱۲ منہ۔

اَحَدُنَا اِلَى اَهْلِهٖ فِيْ اَقْصَى الْمَدِيْنَةِ وَالشَّمْسُ حَيَّةٌ وَنَسِيْتُ مَا قَالَ فِي الْمَغْرِبِ قَالَ وَكَانَ يَسْتَحِبُّ اَنْ يُّؤَخِّرَ الْعِشَاءَ قَالَ وَكَانَ يَكْرَهُ النَّوْمَ قَبْلَهَا وَالْحَدِيْثَ بَعْدَهَا وَكَانَ يَنْفَتِلُ مِنْ صَلٰوةِ الْغَدَاةِ حِيْنَ يَعْرِفُ اَحَدُنَا جَلِيْسَهٗ وَيَقْرَاُ مِنَ السِّتِّيْنَ اِلَى الْمِائَةِ۔

گیا جوانہوں نے مغرب کی بابت فرمایا ابو برزہ کہتے ہیں کہ عشار کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مؤخر کرتے تھے لیکن اس سے پہلے نیند اور اس کے بعد باتیں کرنا[1] پسند نہیں کرتے تھے۔ اور صبح سے اس وقت فارغ ہوتے جب ہم اپنے پاس والے نمازی کو (روشنی کی وجہ سے) پہچان لیتے تھے۔ آپ قرأت میں ساٹھ سے سو آیات تک پڑھتے۔

بَابٌ ۳۸۹ السَّمَرِ فِي الْفِقْهِ وَالْخَيْرِ بَعْدَ الْعِشَاءِ۔

باب ۔ دینی مسائل اور نیک باتیں عشار کے بعد بھی درست ہیں۔

۵۷۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الصَّبَّاحِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَلِيٍّ الْحَنَفِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا قُرَّةُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ انْتَظَرْنَا الْحَسَنَ وَرَاثَ عَلَيْنَا حَتّٰى قَرُبْنَا مِنْ وَّقْتِ قِيَامِهٖ فَجَاءَ فَقَالَ دَعَانَا جِيْرَانُنَا هٰؤُلَاءِ ثُمَّ قَالَ قَالَ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ نَظَرْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ حَتّٰى كَانَ شَطْرُ اللَّيْلِ يَبْلُغُهٗ فَجَاءَ فَصَلّٰى لَنَا ثُمَّ خَطَبَنَا فَقَالَ اَلَا اِنَّ النَّاسَ قَدْ صَلَّوْا ثُمَّ رَقَدُوْا وَاِنَّكُمْ لَمْ تَزَالُوْا فِيْ صَلٰوةٍ مَّا انْتَظَرْتُمُ الصَّلٰوةَ قَالَ الْحَسَنُ وَاِنَّ الْقَوْمَ لَا يَزَالُوْنَ فِيْ خَيْرٍ مَّا انْتَظَرُوا الْخَيْرَ قَالَ قُرَّةُ هُوَ مِنْ حَدِيْثِ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

(از عبد اللہ بن صباح از ابو علی حنفی) قُرّۃ بن خالد فرماتے ہیں حسن بصری کا ہم نے بڑی دیر تک انتظار کیا انہوں نے اتنی دیر لگائی کہ ان کی برخاست[2] کا وقت آگیا اور کہنے لگے، ہمیں ہمارے ان پڑوسیوں نے بلا بھیجا تھا۔ پھر آپ نے ایک حدیث سنائی، کہ انس بن مالکؓ نے فرمایا ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لانے کا انتظار کرتے رہے مگر آپ آدھی رات کے وقت مسجد میں تشریف لائے اور نماز پڑھائی پھر ہمیں خطبہ سنایا اور فرمایا "سنو! لوگ نماز پڑھ چکے اور سو رہے، تم نماز کے انتظار میں رہے ہو اس لیے تم (گویا) نماز میں ہی مشغول رہے ہو"[3] امام حسن بصری نے حضرت انسؓ سے روایت کی ہوئی یہ حدیث سنا کر فرمایا "جب تک لوگ کسی اچھے کام کی انتظار میں رہتے ہیں وہ گویا اس کام میں مصروف ہی سمجھے جاتے ہیں"۔ قُرّہ بن خالد فرماتے ہیں، یہ مقولہ حضرت حسن بصریؒ کا نہیں بلکہ یہ بھی اس حدیث کا حصّہ ہے جو حضرت انسؓ نے سنائی یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ما انتظرتم الصلوٰۃ کے بعد فرمایا وان القوم لا یزالون فی خیر ما انتظروا الخیر۔

۵۷۲۔ حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ

(از ابو الیمان از شعیب از زہری از سالم بن عبد اللہ بن عمرو

[1] یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے یہ اس لیے مکروہ ہوا کہ عشار کے بعد باتیں کرتے رہنے سے تہجد کے لیے آنکھ نہیں کھلتی کبھی صبح کی نماز میں دیر ہو جاتی ہے ۱۲ منہ
[2] امام حسن بصری کی عادت تھی کہ رات کو آ کر لوگوں کو وعظ و نصیحت کرتے دین کے علم کی تعلیم کرتے ایک بار انہوں نے اتنی دیر لگائی کہ برخاست کا وقت قریب آن پہنچا یعنی وہ وقت جب وہ وعظ و نصیحت و تعلیم سے فارغ ہو کر اپنے گھر کو لوٹ جاتے تھے ۱۲ منہ [3] یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عشار کی نماز کے بعد لوگوں کو خطبہ سنایا اور نصیحت کی ۱۲ منہ۔

عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِيْ سَالِمُ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ وَاَبُوْبَكْرِ ابْنُ اَبِيْ حَثْمَةَ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةَ الْعِشَاءِ فِيْ اٰخِرِ حَيَاتِهٖ فَلَمَّا سَلَّمَ قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَرَاَيْتَكُمْ لَيْلَتَكُمْ هٰذِهٖ فَاِنَّ رَأْسَ مِائَةِ سَنَةٍ لَا يَبْقٰى مِمَّنْ هُوَ الْيَوْمَ عَلٰى ظَهْرِ الْاَرْضِ اَحَدٌ فَوَهِلَ النَّاسُ فِيْ مَقَالَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى مَا يَتَحَدَّثُوْنَ فِيْ هٰذِهِ الْاَحَادِيْثِ عَنْ مِائَةِ سَنَةٍ وَاِنَّمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَبْقٰى مِمَّنْ هُوَ الْيَوْمَ عَلٰى ظَهْرِ الْاَرْضِ يُرِيْدُ بِذٰلِكَ اَنَّهَا تَخْرِمُ ذٰلِكَ الْقَرْنَ۔

ابوبکر بن ابی حثمہ) عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اخیر زمانے میں نماز پڑھائی، سلام پھیر کر فرمایا۔ تم اس رات کو دیکھ رہے ہو! آج کے بعد سو سال تک آج کے لوگوں میں سے روئے زمین پر ایک آدمی بھی باقی نہ رہے گا[1]۔ لوگوں نے آپ کی یہ بات سمجھنے میں غلطی کی، اور سو برس کے متعلق کچھ اور کہنے لگے (ابو مسعود نے سمجھا کہ سو برس میں قیامت آئے گی) حالانکہ آپ نے یہ نہیں فرمایا آپ نے یہ فرمایا تھا کہ آج جو لوگ زمین پر آباد ہیں ان میں سے کوئی باقی نہ رہے گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مطلب یہ تھا کہ سو برس میں یہ قرن گذر جائے گا[2] (یہ صدی بدل جائے گی)۔

بَابُ ۳۹۰ السَّمَرِ مَعَ الْاَهْلِ وَالضَّيْفِ۔

باب۔ اپنے گھر والوں اور مہمان سے (بعد عشا) بات کرنا[3]

۵۷۳۔ حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ ثَنَا اَبِيْ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عُثْمَانَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ بَكْرٍ اَنَّ اَصْحَابَ الصُّفَّةِ كَانُوْا اُنَاسًا فُقَرَاءَ وَاَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَانَ عِنْدَهٗ طَعَامُ اثْنَيْنِ فَلْيَذْهَبْ بِثَالِثٍ وَاِنْ اَرْبَعٌ فَخَامِسٍ

(از ابو النعمان از معتمر بن سلیمان از سلیمان از ابو عثمان) عبدالرحمٰن بن ابی بکر فرماتے ہیں اصحاب صفہ بڑے غریب و نادار لوگ تھے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کے پاس دو آدمیوں کا کھانا ہو وہ تیسرا اصحاب صفہ میں سے اپنے ساتھ ملا لے جس کے پاس چار آدمیوں کا ہو وہ پانچواں اصحاب صفہ میں سے ملا لے، اسی طرح (پانچ ہوں) تو چھٹا اصحاب صفہ میں سے ملایا جائے، حضرت

---

[1] بعض علماء نے کہا کہ زمین والوں سے آپ کی مراد وہ لوگ ہیں جن کو دیکھتے ہیں اور پہچانتے ہیں تو خضر علیہ السلام اُن میں داخل نہ ہوں گے نہ جن نہ فرشتے اور کئی ایک بزرگوں نے جنوں سے حدیثیں سُنی ہیں اور انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سُننا بیان کیا اور بہت سے اولیاء اللہ اور عارفین باللہ نے حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات کی ہے اور حضرت عیسٰی علیہ السلام تو اس وقت آسمان پر تھے وہ زمین والوں میں داخل نہ ہو سکتے ۱۲ منہ

[2] اور دوسرا قرن آئے گا یعنی تابعین کا قرن جو آپ نے فرمایا تھا ویسا ہی ہوا سو برس میں کوئی صحابی باقی نہیں رہا اخیر صحابی ابو الطفیل عامر بن واثلہ ایک سو دس ہجری میں گذر گئے یہ ان کی وفات کا آخری قول ہے سو اس رات سے سو برس میں ان کی بھی وفات ہو گئی ۱۲ منہ

[3] امام بخاری اس باب کو الگ اس لیے لائے کہ اگلے باب میں ان باتوں کے مباح ہونے کا ذکر تھا جو ثواب کی باتیں ہیں اور یہ باتیں ان سے کم درجہ ہیں ۱۲ منہ

أَوْ سَادِسٌ وَإِنَّ أَبَا بَكْرٍ جَاءَ بِثَلَاثَةٍ وَانْطَلَقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَشَرَةٍ قَالَ فَهُوَ أَنَا وَأَبِي وَأُمِّي وَلَا أَدْرِي هَلْ قَالَ وَامْرَأَتِي وَخَادِمٌ بَيْنَ بَيْتِنَا وَبَيْتِ أَبِي بَكْرٍ وَإِنَّ أَبَا بَكْرٍ تَعَشَّى عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ لَبِثَ حَيْثُ صُلِّيَتِ الْعِشَاءُ ثُمَّ رَجَعَ فَلَبِثَ حَتَّى تَعَشَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَ بَعْدَ مَا مَضَى مِنَ اللَّيْلِ مَا شَاءَ اللهُ قَالَتْ لَهُ امْرَأَتُهُ مَا حَبَسَكَ عَنْ أَضْيَافِكَ أَوْ قَالَتْ ضَيْفِكَ قَالَ أَوَمَا عَشَّيْتِهِمْ قَالَتْ أَبَوْا حَتَّى تَجِيءَ قَدْ عُرِضُوا فَأَبَوْا قَالَ فَذَهَبْتُ أَنَا فَاخْتَبَأْتُ فَقَالَ يَا غُنْثَرُ فَجَدَّعَ وَسَبَّ وَقَالَ كُلُوا هَنِيئًا لَكُمْ فَقَالَ وَاللهِ لَا أَطْعَمُهُ أَبَدًا وَايْمُ اللهِ مَا كُنَّا نَأْخُذُ مِنْ لُقْمَةٍ إِلَّا رَبَا مِنْ أَسْفَلِهَا أَكْثَرُ مِنْهَا قَالَ شَبِعُوا وَصَارَتْ أَكْثَرَ مِمَّا كَانَتْ قَبْلَ ذٰلِكَ فَنَظَرَ إِلَيْهَا أَبُو بَكْرٍ فَإِذَا هِيَ كَمَا هِيَ أَوْ أَكْثَرُ فَقَالَ لِامْرَأَتِهِ يَا أُخْتَ بَنِي فِرَاسٍ مَا هٰذَا قَالَتْ لَا وَقُرَّةِ عَيْنِي لَهِيَ الْآنَ أَكْثَرُ مِنْهَا قَبْلَ ذٰلِكَ بِثَلَاثِ مِرَارٍ فَأَكَلَ مِنْهَا أَبُو بَكْرٍ وَقَالَ إِنَّمَا كَانَ ذٰلِكَ مِنَ الشَّيْطَانِ يَعْنِي يَمِينَهُ ثُمَّ أَكَلَ مِنْهَا لُقْمَةً ثُمَّ حَمَلَهَا

ابوبکرؓ تین آدمی (اصحاب صُفّہ میں سے) لائے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دس آدمی لے گئے، عبدالرحمٰن (ابوبکر کے بیٹے) کہتے ہیں کہ ان دنوں میں ہم گھر میں تین آدمی تھے۔ میں، میرے والد، میری والدہ۔ ابوعثمان کہتے ہیں مجھے یاد نہیں عبدالرحمٰن ابن ابی بکر نے یہ فقرہ کہا کہ نہ! "میری بیوی[1] اور وہ خادم جو میرے اور حضرت ابوبکرؓ کے گھر میں، کام کرتا تھا" خیر حضرت ابوبکرؓ نے شام کا کھانا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھالیا۔ پھر جہاں عشاء کی نماز پڑھی گئی وہاں رہے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لوٹ گئے حتیٰ کہ آنحضرتؐ نے رات کا کھانا کھا لیا[2] اور جتنی دیر رات خدا کو منظور تھا حضرت ابوبکرؓ گزار کر گھر تشریف لائے۔ اُن کی بیوی نے کہا آپ اپنے مہمانوں کو چھوڑ کر کہاں رہ گئے تھے؟ ابوبکرؓ نے کہا کیا تُو نے انہیں رات کا کھانا نہیں کھلایا؟ آپ کی بیوی (ام رومان) نے کہا آپ کے آنے سے پہلے کھانے سے انہوں نے انکار کیا حالانکہ میں نے اُن کے سامنے کھانا رکھا تھا، حضرت عبدالرحمٰن کہتے ہیں میں ڈر کر چھپ گیا۔ حضرت ابوبکرؓ نے مجھے کہا او غُنثر (بیوقوف) اور مجھے بُرا بھلا بھی کہا۔ مہمانوں سے کہا زبردستی کھاؤ پیٹ بھر کر[3] خدا کی قسم میں نہیں کھاؤں گا۔ عبدالرحمٰن کہتے ہیں۔ کھانا ایسا تھا کہ ایک نوالہ ہم اُوپر اٹھاتے تو نیچے کھانا اور زیادہ بڑھ جاتا۔ مہمان سب کے سب سیر ہو گئے اور کھانا پہلے سے بھی زیادہ ہو گیا تھا۔ حضرت ابوبکرؓ نے دیکھا تو وہ کھانا اتنا یا پہلے سے بھی زیادہ بڑھ چکا تھا۔ اپنی بیوی سے فرمایا "بنی فراس کے خاندان والی! یہ کیا عجیب بات ہے" وہ بولیں

---

[1] عبدالرحمٰن کی بی بی کا نام امیمہ بنت عدی بن قیس تھا ۱۲ منہ [2] بظاہر اس روایت کا مطلب معلوم نہیں ہوتا کیونکہ شام کے کھانے کا ذکر تو اُوپر ہو چکا ہے تو یہ تکرار ہو گی لیکن امام مسلم کی روایت میں یُوں ہے حتیٰ نعس النبی صلی اللہ علیہ وسلم جس کا ترجمہ یُوں ہے کہ ابوبکرؓ آنحضرتؐ کے پاس ٹھہرے رہے یہاں تک کہ آپ اونگھنے لگے یعنی آپ کو نیند آنے لگی اس صورت میں مطلب صاف ہو گا ۱۲ منہ [3] ابوبکرؓ نے غصّے میں فرمایا لفظی ترجمہ تو یُوں ہے۔ کھاؤ یہ کھانا کچھ لُطف کا نہیں یا تم کو خوشگوار نہ ہو انہوں نے مہمانوں پر بھی غصّہ کیا کہ اپنے تئیں ناحق کیوں بھوکا مارا۔ مثل مشہور ہے مہمان را با فضولی چہ کار جب صاحبِ خانہ نے اُن کے سامنے کھانا رکھا تو اُن کو کھا لینا تھا ۱۲ منہ

إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَصْبَحَتْ عِنْدَهُ وَكَانَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمٍ عَقْدٌ فَمَضَى الْأَجَلُ فَفَرَّقَنَا اثْنَيْ عَشَرَ رَجُلًا مَعَ كُلِّ رَجُلٍ مِنْهُمْ أُنَاسٌ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ كَمْ مَعَ كُلِّ رَجُلٍ فَأَكَلُوا مِنْهَا أَجْمَعُونَ أَوْ كَمَا قَالَ۔

"سچ! میری آنکھوں کی ٹھنڈک (یعنی پیغمبر) کی قسم[1] یہ کھانا تو ویسا ہے بلکہ پہلے سے بھی تگنا ہے"۔ حضرت ابوبکرؓ نے بھی اس میں سے کھایا اور فرمایا وہ قسم (جو میں نے کھائی تھی) وہ شیطان کی جانب سے ہوئی۔ پھر حضرت ابوبکرؓ اس کھانے کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اٹھا لائے، وہ صبح تک آپ کے پاس رکھا رہا۔ عبدالرحمٰن کہتے ہیں ہمارے اور کافروں کی ایک قوم کے درمیان ایک معاہدہ تھا جس کی مدت اب گذر چکی تھی (وہ مدینہ میں چلے آئے) ہم نے ان میں سے بارہ آدمی جدا کیے[2] اور ہر ایک کے ساتھ کتنے آدمی تھے اللہ ہی کو معلوم ہے ان سبھوں نے اس میں سے کھایا، یا کچھ اس طرح کے الفاظ کہے (عبدالرحمٰن نے)۔

---

[1] انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قسم کھائی اور آپ کو قرۃ العین کہا یعنی آنکھوں کی ٹھنڈک اس حدیث سے یہ بھی نکلا کہ عادت کے طور پر غیر اللہ کی قسم کھانا کچھ شرک نہیں ہے جب غیر خدا کی تعظیم بطور خدا کے مقصود نہ ہو ۱۲ منہ [2] بعضے نسخوں میں فعرفنا ہے یعنی ہم نے ان میں سے بارہ آدمیوں کو ان کا نقیب مقرر کیا بعضے نسخوں میں فقرینا ہے یعنی ہم نے ان میں سے بارہ آدمیوں کی ضیافت کی ۱۲ منہ۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

کتاب الاذان

اذان کا بیان

باب : بدء الاذان ص۸۵ وقولہ تعالیٰ : واذا ناديتم الى الصلوٰة الآیہ۔ اس آیت اور اسی طرح آیت اذا نودی للصلوٰة من یوم الجمعة الآیہ۔ کو بدء اذان سے کیا مناسبت ہے؟ جواب چونکہ یہ مذکور آیتیں مدنی ہیں مصنف رحمہ اللہ نے ان دو آیتوں کو ذکر کر کے اشارہ کیا ہے کہ بدء اذان مدینۂ منورہ میں ہوا۔

باب : رفع الصوت بالاذان الخ اس باب سے حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے اثر کو کیا مناسبت ہے ؟ جواب یہ ہے کہ رفع صوت کی مقدار کا بیان موجود ہے۔ یعنی رفع صوت کا معنی یہ نہیں کہ اذان زور سے چیخنا چلانا شروع کر دے۔

باب ص۸۸ هل يتتبع المؤذن فاه ههنا وهل يلتفت فی الاذان : اس ترجمہ سے تو حدیث باب کو مناسبت ہے لیکن جتنے اثر امام بخاریؒ نے ذکر کیے ہیں ان سے مناسبت نہیں ہے۔ جواب اس ترجمے سے امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ اذان کے لیے استقبال قبلہ اور دوسرے شرائط نماز والے ضروری نہیں ہیں بلکہ التفات عن القبلہ اور غیر وضوء پر اذان اور دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو کانوں میں رکھ کر اذان کہنا جائز ہے۔ یہ باتیں ان اثرات سے ثابت ہیں۔

باب ص۹۱ : حد المريض ان يشهد الجماعة امام بخاریؒ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واقعے سے ثابت کیا کہ جو مریض اس حد میں ہے، اسے بھی مستحب ہے کہ جماعت میں حاضر ہو۔ اگر اس سے زیادہ تکلیف ہو، تو پھر جماعت میں حاضر ہونا ضروری نہیں ہے۔

باب ص۹۲ : هل يصلی الامام بمن حضر الخ پہلی دو روایت کو ترجمہ سے موافقت ہو سکتی ہے لیکن ترجمہ روایتِ ثالثہ سے ثابت نہیں ہو سکتا۔ جواب صرف اس صحابی (عتبان) کو گھر میں نماز پڑھنے کی اجازت دی گئی ہے۔ باقی اہلِ محلہ تو مسجد میں آکر نماز پڑھیں گے اس سے ترجمہ ثابت ہے۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ پہلا باب امثلاً باقی ہے۔

یہ باب بمنزلہ فصل درمیان میں بیان کردیا گیاہے تو اس روایت کو اس پہلے باب الرخصۃ فی المطر والعلۃ سے موافقت ہے۔

باب ص۹۳: اذا دعی الامام الی الصلوۃ وبیدہ ما یاکل الخ اس روایت سے امام بخاریؒ نے ثابت کیا کہ کھانے والی چیزوں کو نماز پر مقدم کرنا واجب نہیں بلکہ جائز ہے۔

باب ص۹۳: من کان فی حاجۃ اھلہ فاقیمت الصلوۃ فخرج الخ اس باب میں ثابت کیا ہے کہ حاجتِ اہل کو ترک کرکے نماز پر حاضر ہونا واجب ہے کیونکہ کھانے کی طرف دل زیادہ مشغول ہوتا ہے اس لیے اس کی تقدیم جائز ہے لیکن دوسرے کام اتنا مشغول نہیں کرتے۔

باب: من صلی بالناس وھو لا یرید الصلوۃ ای انی لا اُصلی بکم النافلۃ ولا ارید الصلوۃ المفروضۃ۔ قولہ: ان کن صواحب یوسف علیہ السلام جس طرح وہ عورتیں دل میں کچھ رکھتی تھیں اور ظاہر کچھ کرتی ہیں اس طرح تم ہو اور دل میں حضرت صدیقہؓ کچھ چھپا رہی تھیں۔ حضرت حفصہؓ کو اس کا علم نہ تھا لیکن جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کشف یا الہام یا فراست کے ذریعہ معلوم ہو گیا، کہ اگرچہ ظاہر کچھ کرتی ہیں لیکن مقصد اور رکھتی ہیں اور خلاف حق کا مشورہ دیتی ہیں۔

باب: من دخل لیوم الناس وجاء الامام الاول رای الامام الراتب) فتاخر الاول اولم یتاخر ای الذی یصلی بالناس بالفعل قبل اتیان الامام الراتب۔ حدیث شریف میں یہ حکم ثابت ہے کہ پہلے حضرت صدیقؓ امام بنے رہے اور مؤخر نہ ہوئے تو یہ بھی جائز ہے اور پھر جب علم ہوا تو متاخر ہو گئے، دونوں باتیں جائز ہیں لیکن اب ہمارے لیے امام اول کے آنے کے باعث تاخیر کا حکم نہیں کیونکہ آپ کی خصوصیت تھی یا چونکہ حضرت صدیقؓ قرأت سے بند ہو گئے تھے اب بھی حکم ہے کہ اگر امام اوّل کے آنے کے باعث قرارت سے بند ہو جائے تو متاخر ہونا جائز ہے۔

باب ص۹۴: اذا استووا فی القراءۃ۔ امام بخاریؒ یا تو روایت کا مجمل بیان کرنا چاہتے ہیں یا دلالۃً۔ ترجمہ ثابت ہے کہ ان دونوں کو آپ کی خدمت میں رہنے کا وقت مساوی ملا تھا۔ اس لیے علم قرأت میں مساوی تھے۔ پس مساوی فی القراءۃ ہونے کی حالت میں اکبر کی امامت کا حکم ہے۔

باب ص۹۵: اِنّما جعل الامام لیؤتم بہ۔ یعنی ایتمام امام فعل زمان اور مکان میں ہونا چاہیے یعنی جو فعل امام کرے وہی مقتدی کرے اور جس زمان میں امام کوئی عمل کرے مقتدی اس زمانے کے معاً بعد مستقلاً عمل کرے اور مکان میں بھی مقتدی بعد ہو، مقدّم نہ ہو۔ گویا مصنفؒ نے اپنا مقصد ترجمہ میں ظاہر نہیں کیا لیکن روایت میں ظاہر کر دیا کہ ہر فعل میں اقتدا نہیں کیونکہ امام قاعد ہو اور مقتدی قائم ہو یہ جائز ہے اس طرح امام سمع اللہ لمن حمدہٗ

کہے تو مقتدی ربنا لک الحمد کہے۔ پس فعل میں وحدت ضروری نہیں۔ مراد یہ ہے کہ زمان ومکان میں اقتدار وائتمام ہونا چاہیے اور سجدہ وغیرہ کو مؤخر کرنا اور رکوع کو رکوع سے مقدم کرنا جائز نہیں لیکن تاخیر جائز ہے پس زمان میں تاخر واقتدار جائز ہے اور اشتراک فی الفعل فی زمان واحد (فی آن واحد) ضروری نہیں۔ ان نصوص سے معلوم ہوا کہ امام احمد واسحاق کا قول کہ وحدہ فی الفعل ضروری ہے کہ قاعد امام کے پیچھے قاعدًا اقتدار کرنی ضروری ہے۔ اسی طرح امام مالک کا قول امام جالس کے پیچھے قائم کی اقتدار جائز ہی نہیں کیونکہ اقتدائے امام ضروری ہے اور مقتدی کو قعود جائز نہیں کیونکہ معذور نہیں ہے۔ یہ صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ اقتدار میں ائتمام واقتدار فی الفعل ضروری ہی نہیں بلکہ اقتدار کرنا ضروری ہے تو امام بخاریؒ اس مسئلہ میں مثل امام ابوحنیفہؒ وامام شافعیؒ کہتے ہیں کہ اقتدار قائم خلف القاعد جائز ہے۔

حضرت حسن بصریؒ کا قول نقل کر کے امام بخاریؒ نے ثابت کر دیا کہ افعال میں توافق فی زمان واحد ضروری نہیں۔ اور حضرت حسن بصریؒ کا قول ان کا اپنا مذہب ہے۔ باقی ائمہ کا مذہب اس طرح نہیں ہے۔

باب ص۹۶ امامة العبد والمولی الخ چونکہ امامت کے لیے حکم ہے کہ اقرأ و اعلم ہو اور ایسا شخص ہو جو جماعت کی نفرت کا باعث نہ ہو، اس لیے عبد وغیرہ کی امامت مکروہ کہی گئی ہے۔ لیکن امام بخاریؒ یہاں بیان فرماتے ہیں کہ اگر عبد وغیرہ ایسا ہو جو کہ عالم ہو اور موجب اجتماع الناس ہو اس کی امامت جائز ہے۔ قولہ: کانت عائشہ رضؓ یؤمھا عبدھا الخ۔

مصحف سے قرأت کرنا امام صاحبؒ کے ہاں مفسد صلوٰۃ ہے کیونکہ عمل کثیر اور حصول قرأت من خارج الصلوٰۃ ہے، لیکن صاحبین اور امام شافعی کے ہاں نماز جائز ہے گو مکروہ ہے۔ تو حضرت صدیقہؓ کا یہ فعل امام صاحب کے قول کے مخالف ہے لیکن یہ قول روایات مرفوعہ کے معارض ہے۔ جن میں عمل کثیر کو مفسد کہا گیا ہے۔ پس روایات مرفوعہ پر عمل احوط ہے۔

باب اذا لم یتم واتم من خلفہ: امام نے نماز تمام نہیں کی یعنی ایسی حرکت کی جو کہ مخل بالصلوٰۃ ہے تو ائمہ ثلاثہ چونکہ امام ومقتدی کی نماز کو ایک نہیں کہتے اس لیے وہ کہتے ہیں کہ امام کی نماز تو فاسد ہو جائے گی مقتدی کی نماز پر کوئی اثر نہیں پڑے گا جبکہ سنن اور شرائط پورے ہو گئے مگر امام صاحبؒ چونکہ ان کی نماز کو نماز واحد کہتے ہیں اس لیے فساد صلوٰۃ امام سے فساد صلوٰۃ مقتدی لازم آئے گا۔ اگر مقتدی کو اس کا علم نہیں ہوا تو قضا اس پر لازم نہیں۔ احناف میں سے بھی ایک جماعت کا قول مثل قول ائمہ ثلاثہ کے ہے۔ ائمہ ثلاثہ کی دلیل حدیث باب ہے مگر کہا جائے گا کہ اس روایت کے بعض طرق میں ہے کیف تصنع یا ابا ذر اذا یکون الامراء من بعدی۔

باب: امامة المفتون والمبتدع: مفتون میں باغی بھی داخل ہے اور مبتدع کی کئی قسمیں ہیں اس سے مصنفؒ کا مقصد یہ ہے کہ مفتون اور مبتدع کے پیچھے نماز جائز ہے جیسے حضرت عثمانؓ محصور تھے تو باغی امام کے

پیچھے نماز پڑھی گئی۔ امام صاحب فرماتے ہیں کہ مفتوں کے پیچھے اس وقت نماز جائز ہے جبکہ فتنہ کا خوف ہو اگر خوفِ فتنہ نہیں تو پھر غیر مفتون کے پیچھے پڑھنی چاہیے۔

مبتدع کے بارے میں بھی احناف کے ہاں تفصیل ہے کہ اگر بدعتِ مکفرہ ہے تو پھر اس کے پیچھے نماز جائز نہیں اگر بدعت مکفرہ نہیں تو اگر بغیر فتنہ کے دوسری جگہ نماز پڑھنا ممکن ہو تو کراہت کا ارتکاب نہ کرے۔

مخنث بھی دو قسم کے ہوتے ہیں ایک تو وہ جو کہ خلقۃً تغنی اور تکسر مثل نساء رکھتے ہیں اور ایک ویسے بناوٹی مخنث ہوتے ہیں اگر فتنہ کا خوف نہ ہو تو ان کے پیچھے نماز نہ پڑھنی چاہیے۔

باب ۹۷: اذا لم ینو الامام ان یؤم ثم جاء قوم فامّھم امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ امام کو نیت کرنی چاہیے مگر وہ بھی بعض صورتوں میں، صلوٰۃ نافلہ میں اجازت ہے اور بعض صورتوں میں (فرائض میں) وہ ضروری قرار نہیں دیتے۔ احناف فرماتے ہیں کہ مردوں کی نماز تو ہو جائے گی خواہ امام نیت کرے یا نہ کرے مگر وہ عورت جو محاذاۃ میں آگئی ہو تو اس کی نماز بغیر نیت امام کے نہیں ہوگی اور وہ صفیں جو اس عورت کے قریب ہیں ان میں سے مرد متصل کی نماز بھی فاسد ہوگی امام احمد اور امام صاحبؒ بعض صورتوں میں نیّت کو ضروری کہتے ہیں امام مالک اور امام شافعی نیّت کو ضروری نہیں کہتے چنانچہ روایت باب اس پر دلالت کرتی ہے۔

اذا طول الامام وکان للرجل حاجۃ فخرج وصلّی: اس سے معلوم ہوا کہ اگر طوالت قراءۃ سے حرج واقع ہوتا ہو اور کوئی شخص نماز بالجماعۃ کو چھوڑ کر چلا جائے تو اس کے لیے جائز ہے کیونکہ آپ نے اس پر ملامت نہیں کی بلکہ اُلٹا امام کو تنبیہ کی۔

باب ۹۷ من شکا امامہ اذا طول الخ۔ قرآن مجید میں فرمایا گیا واستعینوا بالصبر والصلوٰۃ وانّھا لکبیرۃ الّا علی الخاشعین تو اگر کوئی نماز کی شکایت کرے تو معلوم ہوا کہ اس پر ثقیل ہے تو مصنفؒ کہتے ہیں کہ شکایت نہ کرنی چاہیے مگر شاکی منافقین میں سے نہیں ہوگا کیونکہ آیت میں نفسِ صلوٰۃ کو ثقل فرمایا گیا ہے اور یہاں طوالتِ صلوٰۃ کی شکایت ہے۔

باب ۹۸: من اخف الصلوٰۃ عند بکاء الصبی یہاں پر شبہ ہوتا ہے کہ اگر امام نے لوگوں کی وجہ سے نماز میں طوالت یا خفت کی تو شرک فی العبادہ ہو گیا اس لیے فقہاء فرماتے ہیں کہ اگر آنے والے کی آہٹ سن کر امام نے رکوع کو طویل کر دیا تو اس کے لیے مکروہ ہے مگر مصنفؒ فرماتے ہیں کہ رعایت الناس کا لحاظ کرتے ہوئے نماز میں خفت کی جائے تو نماز میں شرک لازم نہیں آتا، کیونکہ آپؐ نے مراعات برتی ہے اور فقہاء جو آنے والے کی آہٹ پر امام کو طولِ رکوع کی اجازت نہیں دیتے، اس کے بارے میں صاحب "درمختار" نے کہا کہ اگر آنے والے کو پہچانتا ہے یعنی کسی خاص آدمی کی وجہ سے طوالتِ فی الرکوع کر دے تو یہ ناجائز ہے اگر امام آنے والے کو پہچانتا نہیں ہے تو پھر اجازت ہے۔

باب ص۹۹ : اذا صلی ثم ام قوما : اس روایت سے اقتداء المفترض خلف المتنفل پر استدلال کیا جاتا ہے مگر اس سے استدلال تام نہیں ہوتا کیونکہ جائز ہے کہ حضرت معاذؓ قوم کے پیچھے فرض پڑھتے ہوں اور آپؐ کے پیچھے نفل پڑھتے ہوں یا اس وقت کا واقعہ ہو جبکہ فرائض کو مکرر پڑھا جاتا تھا یا ممکن ہے کہ آپ کو اس کا علم نہ ہوا ہو اور بھی وجوہ ہیں جن کے سبب سے استدلال تام نہیں ہوتا۔

باب الرجل یاتم بالامام : جیسے پہلے باب سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی لوگوں کو امام کی تکبیرات سنائے تو نماز میں کوئی خلل نہیں آتا، ایسے ہی اگر اگلی صفوں کو مقتدی بہ قرار دیا جائے اور ان کے فعل کی اقتداء کی جائے تو جائز ہے۔

باب : ھل یاخذ الامام اذا شک بقول الناس ؟ : امام صاحب لقمہ لینے کی اجازت دیتے ہیں مگر امام شافعیؒ اجازت نہیں دیتے۔ روایت احناف کی مؤید ہے کہ آپ نے لوگوں کے نعم کہنے پر اعتماد کیا۔

باب ص۹۹ اذا بکے الامام فی الصلوٰۃ : اگر بکاء بالصوت لوجہ اللہ ہے تو یہ مفسد صلوٰۃ نہیں اگر کسی مرض اور بیماری کی وجہ سے ہے تو بکاء بالصوت مفسد صلوٰۃ ہوگا۔ اگر بلا صوت ہے تو پھر کوئی حرج نہیں۔

باب ص۱۰۰ الزاق المنکب والقدم بالقدم : یہاں حقیقتہً ممکن نہیں کیونکہ کندھا کندھے سے نہیں ملتا اور نہ ٹخنا ٹخنے سے ملتا ہے بلکہ مجازی معنی اتصال صف کے ہیں۔ غیر مقلد حقیقی معنی لیتے ہیں کہ قدم کو قدم سے ملاتے ہیں اور پاؤں پھیلا دیتے ہیں۔

باب ص۱۰۰ میمنۃ المسجد والامام : یہاں اشکال ہوتا ہے کہ میمنۃ الامام تو روایت سے ثابت ہوتا ہے میمنۃ المسجد کا ثبوت نہیں ہوتا۔ دوسرے مسجد میں نماز ہی نہیں پڑھی گئی تو کہا جائے گا کہ اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ مصلی کے مستقبل کا اعتبار کیا گیا آپؐ کے میمنہ کے اعتبار کرنے میں استقبال کا لحاظ کیا گیا ایسے مسجد کے بھی استقبال کا لحاظ کیا جائے گا۔ عوام الناس میں مشہور ہے کہ مسجد کا چہرہ ادھر ہوتا ہے جہاں دروازہ ہوتا ہے۔ مگر مصنفؒ فرماتے ہیں کہ جیسے مصلی کا میمنہ و میسرہ استقبال قبلہ کی حیثیت سے ہے، تو مسجد کا میمنہ بھی استقبال قبلہ کی حیثیت سے ہوگا دروازہ کی حیثیت سے نہ ہوگا۔

باب ص۱۰۰ : اذا کان بین الامام وبین القوم حائط : جب مصلی اور امام کے درمیان کوئی چیز حائل ہو تو امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ خواہ کتنا بھی حائل ہو وہ مانع الاقتداء نہیں ہے بلکہ علم بالامام ہونا چاہیے لیکن اگر مکان بدل جائے تو امام صاحبؒ فرماتے ہیں کہ مثلاً سڑک یا نہر حائل ہے تو پھر اقتداء جائز نہ ہوگی۔ مگر شارح نے اس کی تفصیل کی ہے کہ اگر سڑک اور نہر سے گاڑی نہیں گذر سکتی تو پھر کوئی ممانعت نہیں اگر وہ گذر جاتی ہیں تو پھر ممانعت ہوگی مصنفؒ امام مالکؒ کا مذہب اختیار کیے ہوئے ہیں۔ اُن کا استدلال یصلی من اللیل فی حجرتہ سے ہے مگر احناف فرماتے ہیں یہ حجرہ

ٹاٹ کا بنایا ہُوا تھا اور چھوٹی دیوار کے پیچھے تھا جس سے انتقالاتِ امام کا پتہ چلتا تھا تو مکان نہ بدلا تو اس سے استدلال صحیح نہ ہوگا۔

باب ص۱۰۱ صلوٰۃ اللیل : یہاں اشکال ہوتا ہے کہ یہ ابواب صلوٰۃ اللیل کے نہیں بلکہ اس کے لیے مُستقل کتاب لائے ہیں تو پھر اس جگہ کیوں لایا گیا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ مصنفؒ نے اہتمام کے لیے انفراداً ذکر کیا مگر ہم کہتے ہیں کہ یہ باب مستقل باب نہیں بلکہ باب سابق کا تتمہ ہے اور اس کی تفصیل ہے۔ یہ افادہ زائدہ کے لیے ہے یعنی رات کے وقت جب اقتدار کیا جائے اور دیوار حائل ہو چونکہ اس حالت میں اختفار زیادہ ہوتا ہے تو مصنفؒ کا مقصد صلوٰۃ لیل کو بیان کرنا نہ ہُوا بلکہ اس اختفار کے باوجود اقتدار کی اجازت ثابت کرنا ہے۔

باب ص۱۰۱ : ایجاب التکبیر وافتتاح الصلوٰۃ : بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ افتتاح کا عطف ایجاب پر ہے یا تکبیر پر ہے دونوں صورتوں میں معنٰی صحیح نہیں ہوتے دوسری روایت سے یہ دونوں چیزیں ثابت نہیں ہوتیں۔ شراح جواب دیتے ہیں کہ یہاں واؤ بمعنی مع کے ہے اور مصنفؒ یہاں سے دو جماعتوں کا رَد کرنا چاہتے ہیں ایک جماعت اس کی قائل ہے کہ بغیر ذکر اللہ نماز میں داخل ہو سکتا ہے لیکن جمہور ذکر اللہ کو نیّت کے ساتھ ضروری کہتے ہیں اور دُوسرا رَد کرنا ہے ان لوگوں کا جو مادۂ تکبیر کو ضروری نہیں کہتے بلکہ مطلقاً ذکر اللہ کو ضروری کہتے ہیں چنانچہ امام صاحبؒ اسی کے قائل ہیں لیکن روایت میں لفظ تکبیر کا نہیں ہے لیکن اگرچہ پہلی روایت میں نہیں ہے لیکن دوسری روایات میں ہے اور لفظ کبروا صیغہ اَمر کا ہے جس سے وجوب ثابت ہوتا ہے۔ چونکہ شرط ذکر کی گئی ہے اس لیے تکبیر امام کے ساتھ ہی کہنی پڑے گی اور مقتدی کی تکبیر کے پہلے امام کی تکبیر کا وقت کہا گیا ہے تو معلوم ہوا کہ افتتاح صلوٰۃ اسی تکبیر ہی سے ہو۔ نیز چونکہ یہ تینوں روایات ایک ہی صحابی کی سندات میں سے ہیں اور ایک ہی واقعہ ہے لہٰذا تکبیر کا اعتبار تینوں پر ہوگا۔

باب ص۱۰۱ : رفع الیدین اذا قام من الرکعتین : یہ روایت مصنفؒ نقل کر رہے ہیں۔ امام شافعیؒ بدئی القیام من الرکعتین کے رفع کو نہیں مانتے۔ مگر امام نوویؒ لکھتے ہیں کہ چونکہ وہ فرماتے ہیں کہ جو روایت صحیح ثابت ہو وہی میرا مذہب ہے تو اس وقت بھی وہ رفع یدین کے قائل ہوں گے مگر امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ اکثر شوافع اس کے قائل نہیں ہیں تو تین چار مقامات پر رفع یدین کے ترک میں احناف وشوافع متفق ہیں۔ پھر جب بدئی الرکوع بھی ترک ثابت ہے، تو امام شافعیؒ اسے نہیں مانتے۔

باب ص۱۰۱ الخشوع فی الصلوٰۃ : اشکال یہ ہوتا ہے کہ آپ فرماتے ہیں ھل ترون قبلتی ھھنا اور یہ استفہام انکاری ہے حالانکہ قبلہ تو وہی ہے تو کہا جائے گا کہ یہاں پر غفات کی نفی کرنا مراد ہے کہ میں تمہاری نقل وحرکت کو دیکھتا ہوں اگرچہ مستقبل قبلہ ہے تم سمجھتے ہو کہ اس کی طرف توجہ کرنے سے میں تمہاری حرکات کو نہیں دیکھ سکتا۔ چنانچہ اس

کے بعد فرمایا: واللہ مایخفی علی رکوعکم اس سے بھی ثابت ہوا کہ غفلت کی نفی کرنا مراد ہے۔

باب ۵۰۲ مایقرء بعد التکبیر: امام مالکؒ تکبیر کے بعد نہ بسملہ کے قائل ہیں نہ تعوذ کے اور نہ سبحانک اللھم کے مگر اگر کوئی پڑھ لے تو جائز کہتے ہیں۔

امام شافعیؒ اور امام صاحبؒ دعائے افتتاح تعوذ و بسملہ کی مسنونیت کے قائل ہیں پھر دعائے افتتاح میں اختلاف ہے امام صاحبؒ سبحانک اللھم کو ترجیح دیتے ہیں اور امام شافعیؒ توجیہہ کو ترجیح دیتے ہیں۔ مصنفؒ کا مسلک امام مالکؒ کے مسلک کا سا ہے اور پہلی روایت ان کا مستدل ہے۔

کانوا یفتتحون الصلوۃ پر روایات کی وجہ سے تاویل یہ کی جاتی ہے کہ لا یفتتحون القراءۃ کے معنی ہیں مگر مصنفؒ فرماتے ہیں کہ میں حقیقی معنی لیتا ہوں مجازی نہیں لیتا، لیکن جمہور کی طرف سے یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ ابھی آپ افتتاح الصلوۃ بالتکبیر کہہ چکے ہیں پھر اس کا انکار کیسے ہو سکتا ہے؟ تو جواب دیا جاتا ہے کہ تکبیر تو جزء خارج ہے جزء داخل نہیں ہے چنانچہ ایک جماعت تکبیر کو شرط کہتی ہے شطر نہیں کہتی۔ مگر مصنفؒ نے، جیسے یہ روایت ذکر کی ایسے دوسری روایت بھی ذکر کی جس میں ہے یسکت بین التکبیر و بین القراءۃ اسکاتۃ اس کو مصنفؒ جواز پر محمول کرتے ہیں اور آپؐ کے پہلے فعل کو دوام پر محمول کرتے ہیں یا اسے فرائض پر اور اس دوسری روایت کو نوافل پر محمول کرتے ہیں بہرحال مصنفؒ امام مالکؒ کے ساتھ ہیں۔

باب: حدثنا ابن ابی مریم الخ اس روایت کو بعض کتابوں میں بغیر باب کے ذکر کیا ہے اور بعض میں باب تو لائے ہیں مگر ترجمہ ذکر نہیں کیا، جس کی وجہ تشحیذ ذہن کے لیے یا کالفصل من الباب السابق کے لیے ہے مگر جن کتابوں میں بغیر باب کے ذکر کیا ہے اس میں زیادہ اشکال ہوتا ہے کہ اس میں مایقرء بعد التکبیر کا کہیں سے ثبوت نہیں ہوتا تو اس کے کئی جواب ہیں۔

(۱) آپ نے اثنائے صلوۃ میں دعا کی اور فرمایا ای رب او انا معھم ای انت معذبھم و انا معھم تو جب دعا معلوم ہوئی اگر کوئی ابتدائے صلوۃ پر دعا کرے تو وہ بھی جائز ہے اور بعض نے کہا کہ قیام کا طویل کرنا اس پر دلالت کرتا ہے کہ آپ نے دعائے افتتاح پڑھی ہے مگر یہ دونوں توجیہیں حقی نہیں کیونکہ اطالتِ قیام تو اس کے بعد بھی ہے اور رکوع میں بھی اطالت ہے اور اسے اثنائے صلوۃ میں دعا کرنے سے استدلال کرنا یہ بھی تکلف سے خالی نہیں کیونکہ خصوصیت کوئی معلوم نہیں ہوتی البتہ اگر تم باب منعقد کر لیتے تو پھر کوئی تکلف نہ ہوتا، تو بعض نے کہا کہ یہاں سے صلوۃ پر اطالتِ قیام و اطالتِ رکوع کے جواز کو ثابت کرنا ہے باب یہی تھا مصنفؒ نے ہماری آزمائش کے لیے اسے ذکر نہیں کیا۔ دوسرا اشکال یہ ہے کہ جب آپ کو یقین ہے کہ میری موجودگی میں عذاب نازل نہیں ہوگا پھر آپ ای رب و انا معھم کیوں فرماتے ہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ بعض احکام ایسے نازل ہوتے ہیں

کہ ان میں شروط مخفی ہوتی ہیں اگرچہ بظاہر عموم اور اطلاق معلوم ہوتا ہے تو ایسے یہاں بھی آپ کو عدم اتیان عذاب کی قطعیت پر شبہ تھا اس لیے وہ دعا فرماتے ہیں جیسے لا یکلف اللہ بعدہ کے بعد لا تحملنا ما لا طاقۃ لنا۔ الایہ۔ کہا جاتا ہے تو آپ کو شبہ ہوا کہ ممکن ہے کہ وہ وعدہ مقید بشروط ہو ہم اسے مطلق سمجھ بیٹھے۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ جب باری تعالےٰ کوئی وعدہ کرتے ہیں تو اسے کوئی مجبور کرنے والا نہیں چنانچہ حضرت آدم کی توبہ دنیا میں قبول کی گئی مگر حضرت آدم کو یوم قیامت میں ڈر ہوگا اور شفاعتِ کبریٰ اختیار کرنے سے انکار کر دیں گے ایسے ہی باقی انبیاء بھی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر باری تعالیٰ کوئی وعدہ فرما دیں تو اس کی وجہ سے وہ مجبور نہیں ہوتے۔ جب دنیا میں معمولی بادشاہ اپنے عہود اور مواثیق پر اتنی قدرت بتلاتے ہیں تو کیا خداوند تعالیٰ جب کوئی وعدہ فرمالیں تو کیا وہ اس کے توڑنے پر قادر نہیں ؟ یقیناً قادر ہیں اسی لیے آپ کو خداوندی جلال کے مقابلے میں التجا کرنی پڑی کیونکہ ع نزدیکاں را بیش بود حیرانی ان اللہ لا یخلف المیعاد کا فرمان موجود ہے مگر ادھر ان اللہ علی کل شیئ قدیر کا فرمان بھی تو موجود ہے۔

باب ص۱۰۳: رفع البصر الی الامام فی الصلوٰۃ الخ۔

حین رأیتمونی تاخرت الخ اس اثر میں تو روایت مقتدیوں کی مذکور ہے مگر آخری روایت میں سے یہ چیز ثابت نہیں ہوتی جواب یہ ہے کہ آپ نے جب حائط میں جنت و نار کو دیکھا تو یہ دیوار آپ کی مرئی ہوئی۔ اس کی طرف دیکھنے سے جب فساد فی الصلوٰۃ لازم نہیں آتا تو امام بھی صفوف کی بنسبت اس طرح ہوتا ہے تو اس کی طرف دیکھنا بھی مفسدِ صلوٰۃ نہ ہوگا۔

باب ص۱۰۴: الالتفات فی الصلوٰۃ۔

التفات فی الصلوٰۃ کی دو صورتیں ہیں (۱) قبلے کی طرف چہرہ رہے مگر آنکھوں کے کنارہ سے دیکھا جائے (۲) قبلہ سے چہرہ کو پھیر کر دیکھنا۔ پہلی صورت مکروہ تنزیہی ہے اور دوسری صورت ممنوع ہے آپ نے اعلام کو کنکھیوں سے دیکھا اس کو جمہور مکروہِ تنزیہی کہتے ہیں اور اہلِ ظاہر حرام کہتے ہیں وہ ترمذی کی روایت کو مستدل بناتے ہیں۔

باب ھل یلتفت لامر ینزل بہ۔ مصنفؒ نے جمع کی صورت بیان کی ہے کہ اگر التفات کسی امر عارض کی وجہ سے ہو تو اس پر ممانعت نہیں اور بغیر ضرورت کے التفات کرنا چونکہ فعل فی التوجہ ہے یہ ممنوع ہے۔ یہ صورت بھی تطبیق کی اچھی ہے مگر پہلی روایت پر اشکال ہے کہ فحتھا الفاظ سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ نماز میں چھیلا گیا اور یہ ممنوع ہے اور بعض نے کہا کہ یہ فعل قلیل تھا مگر کہا جائے گا کہ جہاں آپ کھڑے ہوئے وہاں نہیں چھیل سکتے ضرور دو چار قدم آگے بڑھے ہوں گے اور لکڑی وغیرہ لی ہوگی جب چھیلا ہوگا تو اس سے فعل کثیر کا لازم نہ آنا سمجھ میں نہیں آتا۔ دوسری توجیہہ اچھی معلوم ہوتی ہے کہ فحتھا اور قال میں تنازع فعلین ہے انصراف کے وقت آپ نے کچھ چھیلا اور پھر اس کے بعد فرمایا ان احدکم الخ تو اس طرح کوئی اشکال نہیں رہتا۔

باب ۱۰۵: القراءة فی الظھر یسمع الآیة احیانا الخ۔ صلوٰۃ سریہ میں اسماع آیت پر ہمارے فقہاء سجدہ سہو کہتے ہیں تو بعض لوگوں نے کہا کہ آپؐ عمداً پڑھا نہیں کرتے تھے بلکہ سراً پڑھتے تھے۔ کبھی کبھی بلند آواز سے پڑھ دیتے تھے مگر دوسری توجیہ یہ ہے کہ آپؐ تعلیم اُمت کے لیے کہ اس میں بھی کچھ پڑھا جاتا ہے اسماعِ آیت کیا کرتے تھے۔ اوروں کے لیے یہ جائز نہیں تو یہ فعل آپؐ کی خصوصیت ہوا۔

باب ۱۰۶: الجھر بقراءۃ صلوٰۃ الفجر: حدثنا مسدد الخ۔ روایت کی ترجمہ باب کے ساتھ مطابقت معلوم نہیں ہوتی البتہ پہلے باب سے مطابقت ہے تو بعض نے کہا کہ یہ سہو کاتبین سے ہے کہ روایت پہلے باب کی تھی مگر اس کا ذکر دوسرے باب میں کیا گیا ہے۔

دوسری توجیہ یہ ہے کہ قرء النبی الخ ما کان ربك نسیا کے تقابل کی وجہ سے قرأ جہراً کے معنی ہوں گے۔

تیسری توجیہ یہ ہے کہ یہ مستقل باب نہیں بلکہ کالفصل للباب السابق ہے پہلی روایت سے قراءۃ صلوٰۃ فجر جہراً کو بیان کر دیا پھر باب اول کی طرف عود کیا۔

باب ۱۰۷: الجمع بین السورتین فی الرکعۃ الخ یہاں مصنفؒ نے چار ترجمے ذکر کیے ہیں جمہور اس کے جواز کے قائل ہیں مگر ترتیب مصحف عثمانی کے خلاف جواز کی اجازت نہیں دیتے بلکہ خلاف ترتیب کو مکروہ تحریمی کہتے ہیں کیونکہ ابن ماجہ کی روایت ان کا مستدل ہے۔ مصنفؒ اس کے جواز کے قائل ہیں اور روایت کو استدلالاً پیش کرتے ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ترتیب مصحف باجماع صحابہ واجب ہوئی ہے۔ اب اس کے بعد جو خلافِ ترتیب کرتا ہے تو خرقِ اجماع لازم آتا ہے۔ حضرت عمرؓ کے زمانے میں ترتیب پر اجماع نہیں ہوا تھا اس لیے وہ اسے پڑھتے تھے صحت صلوٰۃ میں تو کوئی کلام نہیں البتہ کراہت ضرور ہے۔ اس کے علاوہ جو تین ترجمے ذکر کیے ہیں جمہور ان کے جواز کے قائل ہیں مگر قراءت بالخواتیم میں بھی کراہت مانتے ہیں کیونکہ ہر سورت کی حقیقت مستقلہ ہے اگر اس کے ٹکڑے کاٹ لیے گئے تو مضمون قطع ہو جائے گا مگر بعض حضرات بلا کراہت جائز کہتے ہیں، اگرچہ اَولیٰ بہتر اس میں ہے کہ تمام سورت پڑھی جائے کیونکہ ربط بین الآیات بہت مشکل ہے۔ بعض نے رکوع سے پڑھنا جائز کہا ہے کہ اس میں قطع مضمون نہیں ہوتا مگر اولاً تو رکوع کی تعیین میں اختلاف ہے آپ کے زمانہ سے رکوع کی تعیین منقول نہیں اس لیے ربطِ آیات کی کوئی اچھی صورت نظر نہیں آتی۔ شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اور علامہ مہاوندیؒ نے اپنی کتب میں اس کا اہتمام کیا ہے مگر ان میں بھی کماحقہٗ اہتمام نہیں کیا گیا۔

باب ۱۰۸: جھر الامام بالتامین: حضرت ابوہریرہؓ کو ابن حضرمی والی نے صفوف کے درست کرنے کے لیے مقرر کیا تھا جس کی وجہ سے انہیں آمین کہنے کا موقعہ نہیں ملتا تھا انہوں نے امام سے کہہ دیا کہ لا تفتنی بآمین ان آثار سے مصنفؒ زور لگا کر جہر بالآمین ثابت کرنا چاہتے ہیں جو بہت مشکل چیز ہے۔ قد مرّ تقریرہ فی الترمذی۔

باب ۱۰۸: اتمام التکبیر فی الرکوع۔ اتمام التکبیر فی الرکوع کے ایک معنی یہ ہیں کہ تکبیر کو اس طرح دراز کیا جائے کہ رکوع میں آکر ختم ہو اور دوسرے معنی یہ ہیں کہ تمام نماز میں تکبیر کو لانا حتیٰ کہ اس کے فرد رکوع میں بھی تکبیر کو لایا جائے یعنی ہر رفع و خفض کے وقت تکبیر کہی جائے بظاہر یہی دوسرے معنی مصنفؒ کی مراد ہیں۔ عمران بن حصینؓ کی روایت بھی اسی کی تائید کرتی ہے اور اتمام التکبیر فی السجود کے بھی یہی معنی ہیں ای اتمام الصلوٰۃ بالتکبیر فی السجود۔

باب: التکبیر اذا قام من السجود۔

بنو امیہ نے تکبیرات کو کہنا چھوڑ دیا تھا حالانکہ حضرت عثمانؓ نے ضعف کی وجہ سے جہر ترک کر دیا تھا اور مکبرین اطلاع کر دیتے تھے اور انہوں نے مقصورہ بنا رکھا تھا جس پر کھڑے ہو کر نماز پڑھاتے تھے حضرت عمرؓ کے واقعہ کی وجہ سے بنو امیہ نے سمجھا کہ حضرت عثمانؓ نے تکبیرات کو ترک کر دیا تھا اس لیے انہوں نے بھی پھر چھوڑ دیا تھا اور بفحوائے الناس علی دین ملوکہم عام طور پر لوگوں نے بھی چھوڑ دیا تھا۔ حضرت ابن عباسؓ کے سامنے یہ واقعہ پیش آیا۔

باب ۱۰۹: حدثنا معاذ بن فضالة:

یہ باب بمنزل فصل کے ہے۔ پہلے باب میں اذکار ذکر کیے گئے تھے چونکہ رکوع کے بعد دعائے قنوت بھی مشروع تھی اور ایسے الفاظِ حمد میں زیادتی تھی اس لیے اسے الگ ذکر کر دیا جن سے معلوم ہوتا ہے کہ قومہ میں یہ اذکار مشروع ہیں مگر مقتدی کے لیے امام سے متخلّف ہونا پڑے گا۔ اس لیے متنفل اور منفرد کے لیے جائز ہو گا اور بلا امام بھی قنوتِ نازلہ پڑھی جائے۔

باب ۱۱۱: فضل السجود:

فیاتیھم اللہ بعض شروح نے کہا کہ فیاتیھم ملك اللہ باذن اللہ لیکن اس پر شبہ کیا گیا کہ ملک معصوم ہے وہ دعوئ خدائی کیسے کر سکتا ہے تو کہا جائے گا کہ یہ دعوئ الوہیت چونکہ اختیار کے لیے بحکم اللہ ہے اس لیے معصیت نہ ہو گا۔

دوسری توجیہ یہ ہے کہ اس کا انا ربکم کہنا حکایتہً ہے ادعاءً نہیں۔ حاکی کو حکایت میں عاصی نہیں کہا جاتا۔ یہ توجیہ اس وقت تھی جب مضاف محذوف ہو اور اس کی ضرورت اس لیے پیش آئی کہ باری تعالیٰ غیر صورت و صفات سے کیسے ہو سکتا ہے جو لوگ مضاف مقدر نہیں کرتے وہ کہتے ہیں کہ باری تعالیٰ کی صفات میں تغیر نہیں آیا بلکہ اختیار کے لیے بعض صفات کا اظہار کیا اور بعض کا اظہار نہیں کیا جس کی وجہ سے لوگوں کو اشتباہ پیدا ہو گا اس لیے مضاف مقدر ماننے کی ضرورت نہیں۔

فاکون اول من یجوز من الرسل بامتہ۔ اس پر شبہ ہوتا ہے کہ اس سے اُمّتِ محمدیہ کی بقیہ رسل پر فضیلت لازم آتی ہے تو جواب دیا جائے گا کہ بامتہ میں باء بمعنی واد کے ہے کہ رسل میں سے آپؐ سب سے پہلے جائیں گے

اور امت میں سے آپؐ کی امت پہلے جائے گی۔ دوسری توجیہہ یہ ہے کہ آپ کی امت تبعاً داخل ہوگی جیسے آقا کے ساتھ غلام چلے جاتے ہیں تو اب شرافت امت کی رُسل پر لازم نہ آئے گی۔

ویعرفونهم بآثار السجود یہ محل ترجمہ ہے قشبنی هلکنی او سممنی' ذکاء لمبی لپٹ۔

باب ۳۹۱ بَدْءِ الْأَذَانِ۔ وَقَوْلُهُ تَعَالَى وَإِذَا نَادَيْتُمْ إِلَى الصَّلٰوةِ اتَّخَذُوهَا هُزُوًا وَّلَعِبًا ذٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَا يَعْقِلُونَ. وَقَوْلِهِ تَعَالَى إِذَا نُودِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ۔

باب - اذان کی ابتداء - اللہ تعالیٰ کا ارشاد: واذا ناديتم الى الصلوٰة اتخذوها هزوا ولعبا ذلك بانهم قوم لا يعقلون ٥ (ترجمہ: جب تم نماز کے لیے اذان دیتے ہو تو وہ اس کا مذاق اڑاتے ہیں کیونکہ وہ بے عقل ہیں) اللہ تعالیٰ کا دوسرا فرمان: اذا نودی للصلوٰة من يوم الجمعة۔ (ترجمہ: جب جمعہ کے روز نماز کے لیے سب کو بلایا جاتا ہے)[1]

۵۷۴- حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ مَيْسَرَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ ذَكَرُوا النَّارَ وَالنَّاقُوسَ فَذَكَرُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارٰى فَأُمِرَ بِلَالٌ أَنْ يَّشْفَعَ الْأَذَانَ وَأَنْ يُّوتِرَ الْإِقَامَةَ۔

(از عمران بن میسرہ از عبدالوارث از خالد از ابو قلابہ) حضرت انسؓ فرماتے ہیں لوگوں نے (جب نماز کے اعلان کی بحث ہوئی) ناقوس اور آگ کا ذکر کیا اور کہا یہ یہود و نصاریٰ کا طریقہ ہے[2] تو بالآخر حضرت بلالؓ کو حکم ہوا کہ کلماتِ اذان دو دو بار اور اقامت میں ایک ایک بار کہے جائیں۔

۵۷۵- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُولُ كَانَ الْمُسْلِمُونَ حِينَ قَدِمُوا الْمَدِينَةَ يَجْتَمِعُونَ فَيَتَحَيَّنُونَ الصَّلٰوةَ لَيْسَ يُنَادٰى لَهَا فَتَكَلَّمُوا يَوْمًا فِي ذٰلِكَ فَقَالَ بَعْضُهُمُ اتَّخِذُوا نَاقُوسًا مِثْلَ نَاقُوسِ النَّصَارٰى وَقَالَ بَعْضُهُمْ بُوقًا مِثْلَ قَرْنِ الْيَهُودِ فَقَالَ عُمَرُ أَوَلَا تَبْعَثُونَ رَجُلًا

(از محمود بن غیلان از عبدالرزاق از ابن جریج از نافع) حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں مسلمان جب مدینہ میں آئے تھے تو نماز کے لیے کوئی وقت مقرر کر کے خود بخود جمع ہو جاتے تھے، اذان نہیں ہوتی تھی۔ ایک دن اس کے متعلق سب نے باقاعدہ گفتگو کی، بعض نے مشورہ دیا کہ گھنٹہ بجایا جائے جیسے نصاریٰ کا گھنٹہ ہے۔ بعض نے کہا یہودیوں کی طرح ایک سنگھ (بگل) بجایا جائے۔ حضرت عمرؓ نے کہا ایسا کیوں نہیں کرتے ایک آدمی مقرر کیا جائے جو نماز کے لیے اذان دیا کرے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ

[1] ان دونوں آیتوں کو امام بخاریؒ نے لا کر یہ ثابت کیا کہ اذان کی اصلیت قرآن سے ثابت ہے اور یہ کہ اذان مدینہ میں شروع ہوئی کیونکہ سورہ مائدہ اور سورہ جمعہ دونوں مدینہ میں اتری ہیں اور صحیح یہ ہے کہ اذان ہجرت کے پہلے یا دوسرے سال میں شروع ہوئی ۱۲ منہ [2] اس حدیث کا پورا قصہ آگے آتا ہے یہود اور نصاریٰ کا ذکر کیا یعنی یہ بیان کیا کہ یہودی نماز کے لیے لوگوں کو یوں جمع کرتے ہیں کہ ایک مقام میں آگ روشن کرتے ہیں لوگ اس کو دیکھ کر آجاتے ہیں نصاریٰ گھنٹہ بجاتے ہیں اس کی آواز سے اکٹھے ہو جاتے ہیں ۱۲ منہ۔

يُنَادِيْ بِالصَّلٰوةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا بِلَالُ قُمْ فَنَادِ بِالصَّلٰوةِ۔

مشورہ منظور فرماتے ہوئے بلال کو حکم دیا۔ اے بلال! کھڑا ہو اور نماز کے لیے اذان دے[1]

باب ۳۹۲ الْاَذَانِ مَثْنٰى مَثْنٰى۔

باب۔ الفاظِ اذان دو دو بار ادا کرنا۔

۵۷۶۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ سِمَاكِ بْنِ عَطِيَّةَ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ اَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ اُمِرَ بِلَالٌ اَنْ يَّشْفَعَ الْاَذَانَ وَاَنْ يُّوْتِرَ الْاِقَامَةَ اِلَّا الْاِقَامَةَ۔

(از سلیمان بن حرب از حماد بن زید از سماک بن عطیہ از ایوب از ابو قلابہ) حضرت انس فرماتے ہیں کہ حضرت بلال کو حکم دیا گیا کہ اذان کے الفاظ دو دو بار اور تکبیر کے ایک ایک بار کہیں البتہ قد قامت الصلوٰۃ کا فقرہ دو دو بار کہا جائے۔

۵۷۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ هُوَ ابْنُ سَلَامٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ الْحَذَّاءُ عَنْ اَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ لَمَّا كَثُرَ النَّاسُ قَالَ ذَكَرُوْا اَنْ يُّعْلِمُوْا وَقْتَ الصَّلٰوةِ بِشَيْءٍ يَعْرِفُوْنَهُ فَذَكَرُوْا اَنْ يُّوْرُوْا نَارًا اَوْ يَضْرِبُوْا نَاقُوْسًا فَاُمِرَ بِلَالٌ اَنْ يَّشْفَعَ الْاَذَانَ وَاَنْ يُّوْتِرَ الْاِقَامَةَ۔

(از محمد بن سلام از عبدالوہاب ثقفی از خالد حذاء از ابو قلابہ) حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں جب مسلمانوں کی تعداد زیادہ ہو گئی تو انہوں نے نماز کے وقت کی کوئی نشانی اور علامت مقرر کرنے کے لیے مشورہ کیا بعض نے آگ جلانے اور روشن کرنے کی رائے دی، بعض نے گھنٹہ بجانے کا اظہار کیا، آخر کار طے ہو کر حضرت بلال کو حکم دیا گیا کہ وہ اذان کے الفاظ دو دو بار کہیں اور تکبیر کے ایک ایک بار۔

باب ۳۹۳ الْاِقَامَةُ وَاحِدَةٌ اِلَّا قَوْلَهُ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ۔

باب۔ تکبیر کے الفاظ ایک ایک بار کہے جائیں۔ سوائے قد قامت الصلوٰۃ کے۔

۵۷۸۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ الْحَذَّاءُ عَنْ اَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ اُمِرَ بِلَالٌ اَنْ يَّشْفَعَ الْاَذَانَ وَاَنْ يُّوْتِرَ الْاِقَامَةَ قَالَ اِسْمٰعِيْلُ فَذَكَرْتُهُ لِاَيُّوْبَ فَقَالَ اِلَّا الْاِقَامَةَ۔

(از علی بن عبداللہ از اسمٰعیل بن ابراہیم از خالد حذاء از ابو قلابہ) حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضرت بلال کو حکم ہوا کہ اذان کے لفظ دو دو بار اور تکبیر کے لفظ ایک ایک بار کہے۔ اسمٰعیل کہتے ہیں میں نے یہ حدیث ایوب سختیانی سے بیان کی انہوں نے کہا سوائے قد قامت الصلوٰۃ کے۔

---

[1] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک لفظ اور ایک ایک حرف دین کا رکن بن جاتا ہے یہاں قُم آپؐ نے بلالؓ کو فرمایا مگر کھڑے ہو کر اذان دینے کی بنیاد پڑ گئی۔ اتباعِ سنت کوئی صحابہ اور محدثین سے پوچھے کہ وہ کیا چیز ہے؟ آنحضرت کی حرکات و سکنات ہی کو وہ لوگ دین سمجھتے تھے رضی اللہ عنہم اجمعین۔ عبدالرزاق۔

بَابُ ۳۹۴ فَضْلِ التَّاذِيْنِ۔

۵۷۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ اَدْبَرَ الشَّيْطَانُ لَهٗ ضُرَاطٌ حَتّٰى لَا يَسْمَعَ التَّاذِيْنَ فَاِذَا قُضِيَ النِّدَآءُ اَقْبَلَ حَتّٰى اِذَا ثُوِّبَ بِالصَّلٰوةِ اَدْبَرَ حَتّٰى اِذَا قُضِيَ التَّثْوِيْبُ اَقْبَلَ حَتّٰى يَخْطُرَ بَيْنَ الْمَرْءِ وَنَفْسِهٖ يَقُوْلُ اذْكُرْ كَذَا اذْكُرْ كَذَا لِمَا لَمْ يَكُنْ يَذْكُرُ حَتّٰى يَظَلَّ الرَّجُلُ لَا يَدْرِيْ كَمْ صَلّٰى۔

باب ۔ اذان کی فضیلت ۔

(از عبداللہ بن یوسف از مالک از ابوالزناد از اعرج) حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب نماز کی اذان دی جاتی ہے تو شیطان پیٹھ پھیر کر بھاگتا ہے اور خوف کی وجہ سے اس کے گوز نکلتے ہیں تاکہ وہ اذان کے الفاظ نہ سننے پائے[۱]۔ جب اذان مکمل ہو جاتی ہے تو پھر آتا ہے، جب نماز کی تکبیر ہوتی ہے تو پھر پیٹھ پھیر کر بھاگتا ہے، جب تکبیر ختم ہوتی ہے تو پھر آتا ہے اور نمازی کے دل میں وسوسے ڈالتا ہے کہتا ہے فلاں بات یاد کر فلاں بات یاد کر، جو باتیں نمازی کو یاد نہ تھیں، نمازی کی حالت یہ ہو جاتی ہے کہ اسے یہ یاد نہیں رہتا کہ کتنی رکعات نماز ادا کر چکا ہے ۔

بَابُ ۳۹۵ رَفْعِ الصَّوْتِ بِالنِّدَآءِ وَقَالَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ اَذِّنْ اَذَانًا سَمْحًا وَّاِلَّا فَاعْتَزِلْنَا۔

باب ۔ اذان میں آواز بلند کرنا ۔ حضرت عمرؓ بن عبدالعزیزؒ نے اپنے مؤذن کو حکم دیا، کہ سیدھی سادی اذان دے ورنہ دور ہو جا[۲]

۵۸۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ اَبِيْ صَعْصَعَةَ الْاَنْصَارِيِّ ثُمَّ الْمَازِنِيِّ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهٗ اَخْبَرَهٗ اَنَّ اَبَا سَعِيْدِ الْخُدْرِيَّ قَالَ لَهٗ اِنِّيْ اَرَاكَ تُحِبُّ الْغَنَمَ وَالْبَادِيَةَ فَاِذَا كُنْتَ فِيْ غَنَمِكَ اَوْ بَادِيَتِكَ فَاَذَّنْتَ لِلصَّلٰوةِ فَارْفَعْ صَوْتَكَ بِالنِّدَآءِ فَاِنَّهٗ لَا يَسْمَعُ مَدٰى

(از عبداللہ بن یوسف از مالک از عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی صعصعہ انصاری ثم المازنی) ان کے والد عبداللہ کہتے ہیں کہ ان سے حضرت ابوسعید خدری نے کہا، مجھے معلوم ہے تجھے جنگل میں رہنا بکریاں چرانا پسند ہے۔ جب تو اپنی بکریوں اور جنگل میں ہوا کرے تو نماز کے لیے اذان دے دیا کر، اور بلند آواز سے اذان[۳] دیا کر کیونکہ جہاں تک مؤذن کی آواز پہنچتی ہے، جن اور آدمی یا اور کوئی چیز قیامت کے دن اس کی گواہ بنے گی۔ ابوسعید نے کہا میں نے یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے ۔

---

[۱] شیطان اذان سے ایسا بھاگتا ہے جیسے چور کوتوال سے۔ بعضوں نے کہا اذان میں چونکہ نماز کے لیے بلاوا ہوتا ہے اور نماز میں سجدہ ہے اس کو اپنا قصہ یاد آتا ہے کہ آدم کو سجدہ نہ کرنے سے وہ راندۂ درگاہ ہوا، اس لیے اذان سننا نہیں چاہتا بعضوں نے کہا اس لیے کہ اذان کی گواہی آخرت میں دینا نہ پڑے چونکہ جہاں تک اذان کی آواز جاتی ہے وہ سب گواہ بنتے ہیں آخرت میں گواہی دیں گے جیسے دوسری حدیث میں ہے ۱۲ منہ

[۲] اس کو ابن ابی شیبہ نے نکالا ایک مؤذن نے تال اور سُر کے ساتھ یعنی جیسے گاتے ہیں اس طرح اذان دی تب عمر بن عبدالعزیز نے اس سے یہ کہا مؤذن کا نام معلوم نہیں ہوا اور اس اثر کی مناسبت باب سے یہ ہے کہ اذان میں ایسی بلند آوازی خوب نہیں ہے جس میں تال سر پیدا ہو بلکہ سادی طرح بلند آواز سے دینا مستحب ہے ۱۲ منہ

[۳] یہ خیال نہ کر کہ یہاں تو جنگل ہے نماز کے لیے کوئی آنے والا نہیں تو آہستہ سے اذان دے لینا کافی ہے ۱۲ منہ

صَوْتِ الْمُؤَذِّنِ جِنٌّ وَّلَا اِنْسٌ وَّلَا شَيْءٌ اِلَّا شَهِدَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ اَبُوْ سَعِيْدٍ سَمِعْتُهُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ـ

بَابٌ ۳۹۶ مَا يُحْقَنُ بِالْاَذَانِ مِنَ الدِّمَاءِ ـ

۵۸۱ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ كَانَ اِذَا غَزَا بِنَا قَوْمًا لَّمْ يَكُنْ يُغِيْرُ بِنَا حَتّٰى يُصْبِحَ وَيَنْظُرَ فَاِنْ سَمِعَ اَذَانًا كَفَّ عَنْهُمْ وَاِنْ لَّمْ يَسْمَعْ اَذَانًا اَغَارَ عَلَيْهِمْ قَالَ فَخَرَجْنَا اِلٰى خَيْبَرَ فَانْتَهَيْنَا اِلَيْهِمْ لَيْلًا فَلَمَّا اَصْبَحَ وَلَمْ يَسْمَعْ اَذَانًا رَكِبَ وَرَكِبْتُ خَلْفَ اَبِيْ طَلْحَةَ وَاِنَّ قَدَمِيْ لَتَمَسُّ قَدَمَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَخَرَجُوْا اِلَيْنَا بِمَكَاتِلِهِمْ وَمَسَاحِيْهِمْ فَلَمَّا رَاَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوْا مُحَمَّدٌ وَّاللّٰهِ مُحَمَّدٌ وَّالْخَمِيْسُ قَالَ فَلَمَّا رَاٰهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ خَرِبَتْ خَيْبَرُ اِنَّا اِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ فَسَاءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِيْنَ ـ

بَابٌ ۳۹۷ مَا يَقُوْلُ اِذَا سَمِعَ الْمُنَادِيْ ـ

باب ۔ اذان کی وجہ سے خونریزی بند کرنا ۔

(از قتیبہ از اسمٰعیل بن جعفر از حُمید) حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب ہمارے ساتھ رہ کر کسی قوم پر جہاد کرتے تو صبح ہونے تک غارتگری کا حکم نہ فرماتے یہاں تک کہ صبح ہو جاتی اگر اذان سُنتے تو ان سے ہاتھ روک لیتے[1] (قتل وغارت نہ فرماتے) اگر اذان نہ سُنتے تو حملہ کرتے ۔ انسؓ فرماتے ہیں ہم خیبر کی جنگ میں گئے تو رات کو ان کے قریب پہنچ گئے ، جب صبح ہوئی اور اذان کی آواز آپ نے نہ سُنی تو سوار ہوئے ، میں بھی ایک گھوڑے پر ابو طلحہ کے پیچھے بیٹھا[2] میرا پاؤں (چلتے ہوئے) آنحضرت کے قدم مبارک کے ساتھ لگ جاتا ۔ انس فرماتے ہیں یہودی اپنی ٹوکریاں اور پھاوڑے لے کر (اپنے کام کے لیے) نکلے ۔ جب انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو بول اٹھے : محمد! اللہ کی قسم ، محمد! پوری فوج کے ساتھ آپہنچے ہیں[3] ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب انہیں دیکھا تو فرمایا " اللہ اکبر! اللہ اکبر! ، خیبر برباد ہوا بے شک جب ہم کسی دشمن قوم کے میدان میں جنگ کے لیے اترتے ہیں تو ان لوگوں کی صبح بہت بُری ہوتی ہے جنہیں عذاب الٰہی سے ڈرایا گیا ہو یعنی کفار کی[4] ۔"

باب ۔ اذان سن کر کیا الفاظ کہنے چاہئیں ۔

---

[1] یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے کیونکہ اذان کی آواز اُن کی جان اور مال کی حفاظت کا سبب پڑتی خطابی نے کہا اذان اسلام کی بڑی نشانی ہے اور اس کا ترک جائز نہیں ہے اور اگر کوئی بستی والے اذان دینا چھوڑ دیں تو اُن پر جہاد کرنا درست ہے ۱۲ منہ [2] ابو طلحہ انسؓ کی ماں کے دوسرے خاوند تھے ابو طلحہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سوار ہو کر چلے یہ حدیث اُوپر بھی کچھ گذر چکی ہے اور پورے طور سے جہاد کے باب میں مذکور ہوگی ۱۲ منہ [3] پوری فوج خمیس کا ترجمہ خمیس پورے لشکر کو کہتے ہیں جس میں پانچوں ٹکڑیاں ہوں یعنی میمنہ میسرہ قلب مقدمہ ساقہ ۱۲ منہ [4] منحوس ہوگی اُن پر ضرور آئے گی یہ اقتباس ہے آیت شریف کا جو سُورہ والصافات میں ہے فاذا نزل بساحتہم فساء صباح المنذرین ۱۲ منہ

۵۸۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ یُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِکٌ عَنِ ابْنِ شِھَابٍ عَنْ عَطَآءِ بْنِ یَزِیْدَ اللَّیْثِیِّ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا سَمِعْتُمُ النِّدَآءَ فَقُوْلُوْا مِثْلَ مَا یَقُوْلُ الْمُؤَذِّنُ

(از عبداللہ بن یوسف از مالک از ابن شہاب از عطاء بن یزید لیثی) ابوسعید خدری کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اذان سنو تو وہی الفاظ دہراؤ جو مؤذن کہے[۱]۔

۵۸۳۔ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَۃَ قَالَ حَدَّثَنَا ھِشَامٌ عَنْ یَحْیٰی عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِبْرَاھِیْمَ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ حَدَّثَنِیْ عِیْسَی بْنُ طَلْحَۃَ اَنَّہٗ سَمِعَ مُعَاوِیَۃَ یَوْمًا فَقَالَ بِمِثْلِہٖ اِلٰی قَوْلِہٖ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔

(از معاذ بن فضالہ از ہشام از یحیٰی از محمد بن ابراہیم بن حارث) عیسٰی بن طلحہ نے ایک دن حضرت معاویہ کو وہی الفاظ کہتے سُنا، جو مؤذن نے کہے، اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ تک۔

۵۸۴۔ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ قَالَ حَدَّثَنَا وَھْبُ بْنُ جَرِیْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا ھِشَامٌ عَنْ یَحْیٰی نَحْوَہٗ قَالَ یَحْیٰی وَحَدَّثَنِیْ بَعْضُ اِخْوَانِنَا اَنَّہٗ قَالَ لَمَّا قَالَ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ قَالَ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ وَقَالَ ھٰکَذَا سَمِعْنَا نَبِیَّکُمْ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ۔

(از اسحاق از وہب بن جریر از ہشام) یحیٰی نے بھی اسی طرح روایت کی ہے، یحیٰی کہتے ہیں میرے ایک بھائی[۲] نے بتایا، کہ جب مؤذن نے حی علی الصلوٰۃ کہا تو حضرت معاویہؓ نے کہا لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ اور فرمایا میں نے تمہارے پیغمبر علیہ السلام کو اسی طرح کہتے سُنا ہے[۳]۔

باب ۳۹۸ اَلدُّعَآءِ عِنْدَ النِّدَآءِ۔

باب ۔ اذان کے وقت دعا کرنا۔

۵۸۵۔ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَیَّاشٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعَیْبُ بْنُ اَبِیْ حَمْزَۃَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْکَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَالَ حِیْنَ یَسْمَعُ النِّدَآءَ

(از علی بن عیاش از شعیب ابن ابی حمزہ از محمد بن منکدر) جابر بن عبداللہ کہتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اذان سُن چکے پھر یوں دعا کرے اللھم تا یوم القیامۃ (اے وہ اللہ جو اس پوری تعلیم کا مالک ہے، قائم رہنے والی نماز کا مالک ہے، تو محمد صلی اللہ

---

[۱] اس میں اختلاف ہے کہ جب مؤذن حی علی الصلوٰۃ اور حی علی الفلاح کہے تو سُننے والا کیا کہے اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ سُننے والا بھی یہی کہے لیکن اکثر علماء کے نزدیک سُننے والا اس وقت لاحول ولاقوۃ الا باللہ کہے اور اُسی کو بیان کرنے کے لیے امام بخاری آگے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی حدیث لائے ۱۲ منہ [۲] حافظ نے کہا وہ علقمہ بن وقاص ہیں یا عبداللہ بن علقمہ یا عمرو بن علقمہ کرمانی نے کہا وہ رزنی ہیں واللہ اعلم ۱۲ منہ [۳] ابن خزیمہ کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ حی علی الفلاح کے وقت بھی یہی کہا لاحول ولاقوۃ الا باللہ اور اُس کے بعد جو مؤذن نے کہا وہی کہا ۱۲ منہ۔

اللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّامَّۃِ وَالصَّلٰوۃِ الْقَائِمَۃِ اٰتِ مُحَمَّدَنِ الْوَسِیْلَۃَ وَالْفَضِیْلَۃَ وَابْعَثْہُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَانِ الَّذِیْ وَعَدْتَّہٗ حَلَّتْ لَہٗ شَفَاعَتِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ۔

علیہ وسلم کو قیامت کے دن وسیلہ[1] اور فضیلت بخش، اور انہیں وہ مقام محمود[2] عطا فرما جس کا تُو نے وعدہ فرمایا ہے۔ تو قیامت کے دن میری شفاعت اس کے لیے واجب ہو گی)

باب ۳۹۹ الْاِسْتِھَامِ فِی الْاَذَانِ۔ وَیُذْکَرُ اَنَّ قَوْمًا اخْتَلَفُوْا فِی الْاَذَانِ فَاَقْرَعَ بَیْنَھُمْ سَعْدٌ۔

باب ۔ اذان کہنے کے لیے قرعہ اندازی کرنا۔ روایت ہے کہ بعض لوگوں نے اذان کہنے کے لیے اختلاف کیا، تو حضرت سعد بن ابی وقاص رضؓ نے ان میں قرعہ ڈالا۔

۵۸۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ یُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِکٌ عَنْ سُمَیٍّ مَوْلٰی اَبِیْ بَکْرٍ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ یَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِی النِّدَآءِ وَالصَّفِّ الْاَوَّلِ ثُمَّ لَا یَجِدُوْنَ اِلَّا اَنْ یَّسْتَھِمُوْا عَلَیْہِ لَاسْتَھَمُوْا وَلَوْ یَعْلَمُوْنَ مَا فِی التَّھْجِیْرِ لَاسْتَبَقُوْا اِلَیْہِ وَلَوْ یَعْلَمُوْنَ مَا فِی الْعَتَمَۃِ وَالصُّبْحِ لَاَتَوْھُمَا وَلَوْ حَبْوًا۔

(از عبداللہ بن یوسف، مالک از سُمَیّ مولیٰ ابوبکر از ابوصالح) ابو ہریرۃؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر لوگوں کو اذان کی فضیلت معلوم ہو جائے اور صفِ اوّل کے ثواب کا علم ہو جائے اور اس کے لیے قرعہ اندازی ضروری ہو تو یقیناً قرعہ اندازی بھی کرنے لگیں۔ اگر ظہر کے لیے جلدی جانے کا ثواب معلوم ہو تو ایک دوسرے سے آگے جانے کی کوشش کریں۔ اگر معلوم ہو کہ عشاء اور فجر میں کیا ثواب ہے تو گھسٹتے ہوئے مسجد میں آنے سے بھی دریغ نہ کریں[3]۔

باب ۴۰۰ الْکَلَامِ فِی الْاَذَانِ وَتَکَلَّمَ سُلَیْمَانُ ابْنُ صُرَدٍ فِیْ اَذَانِہٖ وَقَالَ الْحَسَنُ لَا بَاْسَ اَنْ یَّضْحَکَ وَھُوَ یُؤَذِّنُ اَوْ یُقِیْمُ۔

باب ۔ اذان کے درمیان بات کرنا کیسا ہے[4]؟ سلیمان بن صُرد نے اذان میں بات کی[5]۔ حسن بصری کہتے ہیں کہ اذان اور تکبیر کے دوران ہنسنے میں کوئی مضائقہ نہیں[6]۔

۵۸۷۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ

(از مُسَدَّد از حماد از ایوب، و عبدالحمید صاحبِ زیادی و عاصم

---

[1] وسیلہ ایک بہت بلند درجہ ہے بہشت میں جو خاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ملے گا ۱۲ منہ [2] وہ وعدہ اس آیت میں مذکور ہے ان یبعثک ربک مقاما محمودا دوسری حدیث میں ہے مقام محمود وہ مقام ہے جس پر میں کھڑا ہوں گا تو اگلے پچھلے سب مجھ پر رشک کریں گے بیہقی کی روایت میں اتنا زیادہ ہے انک لاتخلف المیعاد ۱۲ منہ [3] یعنی اگر پاؤں سے چل نہ سکتے تو چوتڑوں کے بل گھسٹتے ہوئے آتے اور عشاء اور فجر کی جماعت میں شریک ہوتے اس حدیث سے باب کا مطلب یوں نکلا کہ آپ نے فرمایا اگر اذان اور صفِ اول کی فضیلت اُن کو معلوم ہوتی اور بغیر قرعہ کے اس کو نہ پا سکتے تو اس کے لیے قرعہ ڈالتے اس سے اذان کے لیے قرعہ ڈالنے کا جواز نکل آیا ۱۲ منہ [4] امام احمد بن حنبل کے نزدیک اذان میں بات کرنا جائز ہے اور امام بخاری کا بھی مذہب یہی معلوم ہوتا ہے اور بعضوں نے اُس کو مکروہ سمجھا ہے بعضوں نے خلاف اولیٰ امام ابو حنیفہؒ سے ایسا ہی منقول ہے ۱۲ منہ [5] اس کو ابو نعیم نے کتاب الصلوٰۃ میں وصل کیا اور بخاریؒ نے تاریخ میں ۱۲ منہ [6] حافظ نے کہا یہ روایت مجھ کو نہیں ملی جب ہنسنا جائز ہو تو کلام بطریق اولیٰ جائز ہو گا ۱۲ منہ ۔

عَنْ اَيُّوْبَ وَعَبْدِ الْحَمِيْدِ صَاحِبِ الزِّيَادِيِّ وَ عَاصِمٍ الْاَحْوَلِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ خَطَبَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ فِيْ يَوْمٍ رَدْغٍ فَلَمَّا بَلَغَ الْمُؤَذِّنُ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ فَاَمَرَهٗ اَنْ يُّنَادِيَ الصَّلٰوةُ فِي الرِّحَالِ فَنَظَرَ الْقَوْمُ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ فَقَالَ فَعَلَ هٰذَا مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِّنْهُ وَ اِنَّهَا عَزْمَةٌ۔

احول) عبداللہ بن حارث فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عباسؓ نے جمعہ کا خطبہ سنایا، اس دن کیچڑ تھا جب مؤذن حی علی الصلوٰۃ کہنے لگا تو ابن عباسؓ نے اسے حکم دیا، بجائے اس کے یوں پکار الصلوٰۃ فی الرحال (نماز اپنے اپنے ٹھکانوں میں پڑھ لو[1]) تو لوگ ایک دوسرے کو (حیرت سے) دیکھنے لگے۔ ابن عباس نے کہا ایسا اس نے کیا ہے، جو اس سے بہتر ہیں (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے) اور اس میں شک نہیں کہ جمعہ واجب ہے۔ (فرض نہیں اگر حی علی الصلوٰۃ کہا جائے تو اس کا مطلب ہے سب کو مسجد میں آنا پڑے گا اس لیے کیچڑ اور بارش کی وجہ سے حکم دیا گیا کہ لوگ جہاں کہیں گھروں میں ہیں وہیں نماز ادا کرلیں۔

باب ۴۰۱ اَذَانِ الْاَعْمٰى اِذَا كَانَ لَهٗ مَنْ يُّخْبِرُهٗ۔

باب۔ اندھا اذان دے سکتا ہے بشرطیکہ کوئی اسے وقت بتانے والا موجود ہو[2]

۵۸۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ بِلَالًا يُّؤَذِّنُ بِلَيْلٍ فَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يُنَادِيَ ابْنُ اُمِّ مَكْتُوْمٍ قَالَ وَكَانَ رَجُلًا اَعْمٰى لَا يُنَادِيْ حَتّٰى يُقَالَ لَهٗ اَصْبَحْتَ اَصْبَحْتَ۔

(از عبداللہ بن مسلمہ از مالک از ابن شہاب از سالم بن عبداللہ) اس کے والد عبداللہ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رات باقی ہوتی ہے کہ بلال اذان دے دیتا ہے، تم لوگ (سحری ختم ہونے تک) کھاتے پیتے رہا کرو (اذان کی پروا نہ کیا کرو) یہاں تک ابن ام مکتوم اذان دے ابن عمرؓ یا ابن شہاب کہتے ہیں کہ وہ اندھا تھا وہ اس وقت تک اذان نہ کہتا جب تک لوگ اسے نہ کہتے صبح ہوگئی صبح ہوگئی۔

باب ۴۰۲ الْاَذَانِ بَعْدَ الْفَجْرِ۔

باب۔ صبح ہونے کے بعد اذان دینا[3]۔

۵۸۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَّافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ

(از عبداللہ بن یوسف از مالک از نافع از عبداللہ بن عمر) حضرت حفصہؓ فرماتی ہیں کہ جب مؤذن اذان کہہ کر بیٹھ جاتا[4]، تو آنحضرت صلی

---

[1] یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے کیونکہ ابن عباسؓ نے اذان کے بیچ میں اس کلام کا حکم دیا معلوم ہوا کہ احتیاج کے وقت اذان میں بات کرنا درست ہے ۱۲ منہ [2] حنفیہ نے اندھے کی اذان مکروہ رکھی ہے اور صحیح حدیث سے جو امام بخاری نے بیان کی اس کا جواز نکلتا ہے شاید جب کوئی وقت بتانے والا نہ ہو تو مکروہ ہو ۱۲ منہ [3] اگلے باب کی حدیث سے یہ نکلا کہ صبح کی اذان رات رہے سے بھی دے سکتے ہیں تاکہ روزہ دار لوگ سحری وغیرہ کھا لیں پھر دوسری اذان وقت ہونے کے بعد دینا چاہیے اس باب کا مطلب یہ ہے یا نہیں اس میں اختلاف ہے امام احمد بن حنبل پہلی اذان کو بھی کافی سمجھتے ہیں اور حنفیہ کے نزدیک وقت سے پہلے اذان درست نہیں اگر کوئی دے دے تو وقت پر پھر دوبارہ دینا چاہیے ۱۲ منہ [4] اکثر نسخوں میں (باقی اگلے صفحہ)

قَالَ اَخْبَرَتْنِیْ حَفْصَةُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا اعْتَكَفَ الْمُؤَذِّنُ لِلصُّبْحِ وَبَدَا الصُّبْحُ صَلّٰی رَكْعَتَیْنِ خَفِیْفَتَیْنِ قَبْلَ اَنْ تُقَامَ الصَّلٰوةُ۔

اللہ علیہ وسلم جماعت سے پہلے دو چھوٹی سی رکعتیں پڑھ لیتے۔

۵۹۰- حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَیْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَیْبَانُ عَنْ یَحْیٰی عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُصَلِّیْ رَكْعَتَیْنِ خَفِیْفَتَیْنِ بَیْنَ النِّدَآءِ وَالْاِقَامَةِ مِنْ صَلٰوةِ الصُّبْحِ۔

(از ابونعیم از شیبان از یحیٰی از ابوسلمہ) حضرت عائشہ فرماتی ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز میں اذان اور تکبیر کے درمیان دو چھوٹی سی رکعتیں ادا فرما لیتے۔[۱]

۵۹۱- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ یُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِیْنَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ بِلَالًا یُنَادِیْ بِلَیْلٍ فَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰی یُنَادِیَ ابْنُ اُمِّ مَكْتُوْمٍ۔

(از عبداللہ بن یوسف از مالک از عبداللہ بن دینار) عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بلال رات رہے اذان دے دیتا ہے تو تم لوگ کھاتے پیتے رہا کرو[۲] جب تک کہ عبداللہ بن مکتوم اذان نہ دے دے۔

بَابُ الْاَذَانِ قَبْلَ الْفَجْرِ۔

باب - صبح سے پہلے اذان۔

۵۹۲- حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ یُوْنُسَ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَیْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَیْمَانُ التَّیْمِیُّ عَنْ اَبِیْ عُثْمَانَ النَّهْدِیِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِیِّ

(از احمد بن یونس از زہیر از سلیمان تیمی از ابو عثمان نہدی) عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلال کی اذان کسی کو سحری کھانے سے نہ روکے کیونکہ وہ رات کو اذان دے

(بقیہ) یوں ہی ہے اذا اعتکف المؤذن للصبح اور یہ کاتب کی غلطی ہے یوں ہونا چاہیے اذا سکت المؤذن کیونکہ امام بخاریؒ نے یہ حدیث امام مالک سے روایت کی اور امام مالک کی مؤطا میں یوں ہی ہے اذا سکت المؤذن یعنی جب مؤذن صبح کی اذان دے کر خاموش ہو جاتا ہے اور امام مسلم نے بھی اسی طرح روایت کیا ہے ۱۲ منہ [۱] اس حدیث سے تو باب کا مطلب نہیں نکلتا۔ لیکن امام بخاری نے اس کے دوسرے طریق کی طرف اشارہ کیا جو آگے آئے گا اس میں صاف یہ مذکور ہے کہ صبح طلوع ہونے کے بعد بعضوں نے کہا اذان اور تکبیر کے بیچ میں یہ رکعتیں پڑھنے سے باب کا مطلب نکل آیا کیونکہ اگر رات سے اذان ہو گی تو یہ رکعتیں بیچ میں نہ ہوں گی بلکہ تکبیر سے قریب ہوں گی ۱۲ منہ [۲] اس حدیث سے باب کا مطلب یوں نکلا کہ ابن ام مکتوم کی اذان تک کھانا پینا درست رکھا اور ان کی اذان ہونے پر کھانا پینا موقوف کرنے کے لیے فرمایا تو معلوم ہوا کہ ان کی اذان صبح صادق کے طلوع پر ہوتی مگر اس میں یہ اشکال ہے کہ جب ابن ام مکتوم کی اذان طلوع فجر کے بعد ہوتی تو ان کی اذان تک کھانا پینا کیونکر جائز رہے گا ورنہ لازم آئے گا کہ صبح صادق کے بعد بھی کھانا پینا درست ہو اس اشکال کے جواب میں بہت سے تکلفات کیے ہیں اور عمدہ وہ ہے جو ہم نے تسہیل القاری میں اختیار کیا ہے کہ روزہ دار کو اس وقت تک کھانا پینا درست ہے جب تک فجر کھلے طور سے اس کو معلوم نہ ہو جائے تو احتمال ہے کہ ابن ام مکتوم صبح صادق ہوتے ہی اذان دیتے ہوں ان کو دوسرے واقف کار لوگ بتلا دیتے ہوں اور ابھی عام طور سے اچھی طرح صبح نہ کھلتی ہو اس لیے ان کی اذان تک کھانے پینے کی اجازت دی گئی ۱۲ منہ۔

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یَمۡنَعَنَّ اَحَدَکُمۡ اَوۡ اَحَدًا مِّنۡکُمۡ اَذَانُ بِلَالٍ مِّنۡ سُحُوۡرِہٖ فَاِنَّہٗ یُؤَذِّنُ اَوۡ یُنَادِیۡ بِلَیۡلٍ لِّیَرۡجِعَ قَآئِمَکُمۡ وَلِیُنَبِّہَ نَآئِمَکُمۡ وَلَیۡسَ اَنۡ یَّقُوۡلَ الۡفَجۡرُ اَوِ الصُّبۡحُ وَقَالَ بِاَصَابِعِہٖ وَرَفَعَھَا اِلٰی فَوۡقٍ وَّطَأْطَأَ اِلٰی اَسۡفَلَ حَتّٰی یَقُوۡلَ ھٰکَذَا وَقَالَ زُھَیۡرٌ بِسَبَّابَتَیۡہِ اِحۡدٰھُمَا فَوۡقَ الۡاُخۡرٰی ثُمَّ مَدَّھُمَا عَنۡ یَّمِیۡنِہٖ وَشِمَالِہٖ۔

دیتا ہے جس کا مقصد صرف یہ ہوتا ہے کہ عبادت کرنے والا آرام کرلے[1] یا سویا ہوا جاگ اُٹھے۔ اس طرح فجر یا صبح نہیں ہوجاتی، آپ نے اپنی انگلیوں کو اُٹھا کر پھر نیچے جھکا کر بتایا کہ جب تک اس طرح فجر نہ ہو[2]۔ زہیر راوی فرماتے ہیں آپ نے سبابہ انگلیوں کو نیچے اوپر رکھا پھر دائیں بائیں طرف کھینچا[3]

۵۹۳۔ حَدَّثَنَا اِسۡحَاقُ قَالَ اَخۡبَرَنَا اَبُوۡ اُسَامَۃَ قَالَ عُبَیۡدُ اللّٰہِ حَدَّثَنَا عَنِ الۡقَاسِمِ ابۡنِ مُحَمَّدٍ عَنۡ عَآئِشَۃَ وَعَنۡ نَّافِعٍ عَنِ ابۡنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوۡلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ ح قَالَ وَحَدَّثَنِیۡ یُوۡسُفُ بۡنُ عِیۡسٰی قَالَ حَدَّثَنَا الۡفَضۡلُ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَیۡدُ اللّٰہِ بۡنُ عُمَرَ عَنِ الۡقَاسِمِ بۡنِ مُحَمَّدٍ عَنۡ عَآئِشَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ قَالَ اِنَّ بِلَالًا یُؤَذِّنُ بِلَیۡلٍ فَکُلُوۡا وَاشۡرَبُوۡا حَتّٰی یُؤَذِّنَ ابۡنُ اُمِّ مَکۡتُوۡمٍ۔

(از اسحاق از ابو اُسامہ از عبیداللہ از قاسم بن محمد از عائشہ و نافع) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ۔۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ **دوسری سند** (از یوسف بن عیسیٰ از فضل از عبیداللہ بن عمر از قاسم بن محمد) حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ بلال رات باقی ہی ہوتی ہے کہ اذان دے دیتا ہے۔ تم کھاتے پیتے رہا کرو جب تک ابن اِم مکتوم اذان نہ دے۔

بَابٌ ۴۰۴ کَمۡ بَیۡنَ الۡاَذَانِ وَالۡاِقَامَۃِ۔

باب ۔ اذان و اقامت کے درمیان کتنا وقفہ ہونا چاہیے[4]

۵۹۴۔ حَدَّثَنَا اِسۡحَاقُ الۡوَاسِطِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنِ الۡجُرَیۡرِیِّ عَنِ ابۡنِ بُرَیۡدَۃَ عَنۡ عَبۡدِ اللّٰہِ بۡنِ مُغَفَّلٍ الۡمُزَنِیِّ اَنَّ رَسُوۡلَ اللّٰہِ صَلَّی

(از اسحاق واسطی از خالد از جریری از ابن بریدہ) عبداللہ بن مُغفّل مُزنی فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار فرمایا: اذان اور تکبیر کے درمیان جو شخص چاہے نفل پڑھے[5]

---

[1] جو شخص نماز اور عبادت میں کھڑا ہو وہ تھوڑی دیر کے لیے آرام کرے سو جائے یا روزہ رکھنے کی نیت ہو تو سحری کھانے کے لیے لوٹ جائے ۱۲ منہ [2] آپ نے اس طرح اشارہ کر کے بتلایا جب صبح کاذب ہوتی ہے جس کی روشنی یعنی چڑھتی آتی ہے اور بیچ آسمان تک آجاتی ہے ۱۲ منہ [3] یعنی صبح صادق وہ روشنی ہے جو آسمان کے کنارے کنارے عرض میں پھیلتی ہے جس کو عوام پو پھٹنا کہتے ہیں ۱۲ منہ [4] یہ باب لاکر امام بخاریؒ نے اس طرف اشارہ کیا کہ اس باب میں جو حدیثیں آئی ہیں وہ ضعیف ہیں ابن بطال نے کہا اس کی کوئی حد معین نہیں وقت آجانا اور نمازیوں کا جمع ہونا اقامت کے لیے کافی ہے ۱۲ منہ
[5] امام احمد کی حدیث میں اتنا زیادہ ہے جب تکبیر ہو تو اس وقت فرض سوا اور کوئی نماز نہیں ۱۲ منہ۔

اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ بَیْنَ کُلِّ اَذَانَیْنِ صَلٰوۃٌ ثَلَاثًا لِمَنْ شَآءَ۔

۵۹۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ عَامِرٍ الْاَنْصَارِیَّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ الْمُؤَذِّنُ اِذَا اَذَّنَ قَامَ نَاسٌ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَبْتَدِرُوْنَ السَّوَارِیَ حَتّٰی یَخْرُجَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُمْ كَذٰلِكَ یُصَلُّوْنَ رَكْعَتَیْنِ قَبْلَ الْمَغْرِبِ وَلَمْ یَكُنْ بَیْنَ الْاَذَانِ وَالْاِقَامَةِ شَیْءٌ وَّقَالَ عُثْمَانُ بْنُ جَبَلَةَ وَاَبُوْ دَاوٗدَ عَنْ شُعْبَةَ لَمْ یَكُنْ بَیْنَهُمَا اِلَّا قَلِیْلٌ۔

(از محمد بن بشار از غندر از شعبہ از عمرو بن عامر انصاری) انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں) موذن جب اذان دیتا، تو صحابہ کرام مسجد کے ستونوں کی طرف لپک جاتے (سنتیں پڑھتے رہتے)[1] یہاں تک کہ آپ تشریف لاتے۔ مغرب سے پہلے دو رکعت پڑھ لیتے اور اذان و تکبیر میں زیادہ وقفہ نہ ہوتا تھا۔[2] عثمان بن جبلہ اور ابو داؤد نے شعبہ سے نقل کیا ہے کہ اذان اور تکبیر میں تھوڑا وقفہ ہوتا۔

بابٌ ۴۰۵ مَنِ انْتَظَرَ الْاِقَامَةَ۔

باب۔ اذان سن کر گھر میں تکبیر کا انتظار کرتے رہنے کا بیان[3]

۵۹۶۔ حَدَّثَنَا اَبُو الْیَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَیْبٌ عَنِ الزُّھْرِیِّ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَیْرِ اَنَّ عَآئِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا سَكَتَ الْمُؤَذِّنُ بِالْاُوْلٰی مِنْ صَلٰوةِ الْفَجْرِ قَامَ فَرَكَعَ رَكْعَتَیْنِ خَفِیْفَتَیْنِ قَبْلَ صَلٰوةِ الْفَجْرِ بَعْدَ اَنْ یَّسْتَبِیْنَ الْفَجْرُ ثُمَّ اضْطَجَعَ عَلٰی شِقِّهِ الْاَیْمَنِ حَتّٰی یَاْتِیَهُ الْمُؤَذِّنُ لِلْاِقَامَةِ۔

(از ابو الیمان از شعیب از زہری از عروہ ابن زبیر حضرت) عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز میں موذن کے خاموش ہو جانے کے بعد دو ہلکی سی رکعتیں پڑھ لیتے فجر کی نماز سے پہلے فجر کے ظاہر ہونے کے بعد اور دائیں کروٹ پر آرام فرما لیتے۔[4] پھر موذن تکبیر کی اطلاع کے لیے آپؐ کے پاس آتا۔

---

[1] مسلم کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ کوئی نیا شخص باہر سے آتا تو وہ سمجھتا کہ مغرب کی نماز ہو گئی اس کثرت سے لوگ یہ دوگانہ پڑھتے رہتے ابن حبان نے صحیح میں نکالا کہ آنحضرتؐ نے بھی مغرب سے پہلے یہ دو رکعتیں پڑھیں ۱۲ منہ [2] نووی نے کہا صحیح یہ ہے کہ مغرب سے پہلے بھی دو سنتیں پڑھنا مستحب ہے اور امام احمد اور اسحاق کا یہی قول ہے اور باقی اماموں کے نزدیک یہ مستحب نہیں ہیں ۱۲ منہ [3] یہ حکم امام سے خاص ہے کیونکہ اس کو آگے جگہ مل جاتی ہے اسی طرح اس شخص سے جو مسجد سے بہت قریب ہو کہ تکبیر کی آواز سنتا ہو لیکن دور رہنے والوں کو اذان سنتے ہی جانا چاہیے تاکہ صف اول میں جگہ ملے ۱۲ منہ۔ [4] فجر کی سنتیں پڑھ کر داہنے کروٹ پر ذرا سی دیر کے لیے لیٹ جانا اور آرام لینا مستحب اور سنت رسول کریم ہے اور میرے نزدیک اس ذرا سی سنت پر عمل کرنا اس قدر اجر رکھتا ہے کہ بڑے بڑے کاموں میں جو سنت نہیں ہیں اس کا عشر عشیر بھی ملنے کا توقع نہیں ہے لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ اس کا شاہد حال ہے ۱۲ منہ۔

باب ۴۰۶ بَيْنَ كُلِّ اَذَانَيْنِ صَلٰوةٌ لِمَنْ شَاءَ۔

۵۹۷ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيْدَ قَالَ حَدَّثَنَا كَهْمَسُ بْنُ الْحَسَنِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ كُلِّ اَذَانَيْنِ صَلٰوةٌ بَيْنَ كُلِّ اَذَانَيْنِ صَلٰوةٌ ثُمَّ قَالَ فِي الثَّالِثَةِ لِمَنْ شَاءَ۔

باب - جو شخص چاہے ہر اذان اور تکبیر کے درمیان نفل پڑھے۔

(از عبداللہ بن یزید از کہمس بن حسن از عبداللہ بن بریدہ) عبداللہ بن مُغَفَّل کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر اذان اور تکبیر کے درمیان نماز ہے، ہر اذان و تکبیر کے درمیان نماز ہے پھر آپؐ نے تیسری بار اضافہ فرمایا کہ اس کے لیے ہے جو پڑھنا چاہے۔

باب ۴۰۷ مَنْ قَالَ لِيُؤَذِّنْ فِي السَّفَرِ مُؤَذِّنٌ وَّاحِدٌ۔

۵۹۸ - حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ اَسَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ اَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ قَالَ اَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ نَفَرٍ مِّنْ قَوْمِيْ فَاَقَمْنَا عِنْدَهٗ عِشْرِيْنَ لَيْلَةً وَّكَانَ رَحِيْمًا رَّفِيْقًا فَلَمَّا رَاٰى شَوْقَنَا اِلٰى اَهْلِيْنَا قَالَ ارْجِعُوْا فَكُوْنُوْا فِيْهِمْ وَعَلِّمُوْهُمْ وَصَلُّوْا فَاِذَا حَضَرَتِ الصَّلٰوةُ فَلْيُؤَذِّنْ لَكُمْ اَحَدُكُمْ وَلْيَؤُمَّكُمْ اَكْبَرُكُمْ۔

باب - سفر میں ایک ہی شخص اذان کے لیے مقرر ہو۔ (جیسے حضر میں)

(از مُعلّٰی بن اسد از وہیب از ایوب از ابو قلابہ) مالک بن حویرث فرماتے ہیں اپنے قبیلے کے چند آدمیوں کے ساتھ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا آپؐ کی خدمت میں بیس راتیں قیام کیا۔ آپ بہت مہربان اور ملنسار تھے۔ جب آپؐ نے گھر کو لوٹنے کا ہمارا شوق دیکھا تو فرمایا گھر جا سکتے ہو وہاں رہ کر انہیں تعلیم دو، (سفر میں) جب نماز کا وقت آئے نماز پڑھنے جانا۔ ایک (مقرر) شخص اذان دے اور جو بڑا ہو، وہ امامت کرے [1]

باب ۴۰۸ الْاَذَانُ لِلْمُسَافِرِ اِذَا كَانُوْا جَمَاعَةً وَّالْاِقَامَةِ وَكَذٰلِكَ بِعَرَفَةَ وَجَمْعٍ وَّقَوْلِ الْمُؤَذِّنِ الصَّلٰوةُ فِي الرِّحَالِ فِي اللَّيْلَةِ الْبَارِدَةِ اَوِ الْمَطِيْرَةِ۔

باب - اگر کئی مسافر ہوں تو نماز کے لیے اذان دیں اور تکبیر بھی کہیں، عرفہ اور مزدلفہ میں بھی ایسا ہی کریں (یعنی اذان و اقامت) جب سردی یا بارش کی رات ہو تو موذن یہ کلمات کہے: الصلوٰۃ فی الرحال [2]

---

[1] یعنی جو عمر میں بڑا ہو اس لیے کہ یہ سب لوگ۔ علم میں برابر تھے سب آنحضرتؐ کے پاس بیس بیس دن تک رہتے تھے بظاہر اس روایت کی مطابقت ترجمہ باب سے مشکل ہے اور شاید امام بخاری نے اپنی عادت کے موافق اس حدیث کے دوسرے طرق کی طرف اشارہ کیا جو آگے انہوں نے خود نکالا اس میں صاف یہ ہے کہ جب تم نکلو تو اذان دو (یعنی سفر میں ایسا کرو) ۱۲ منہ

[2] اپنے گھروں میں نماز پڑھ لو۔

۵۹۹ - حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْمُهَاجِرِ أَبِي الْحَسَنِ عَنْ زَيْدِ ابْنِ وَهْبٍ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَأَرَادَ الْمُؤَذِّنُ أَنْ يُؤَذِّنَ فَقَالَ لَهُ أَبْرِدْ ثُمَّ أَرَادَ أَنْ يُؤَذِّنَ فَقَالَ لَهُ أَبْرِدْ ثُمَّ أَرَادَ أَنْ يُؤَذِّنَ فَقَالَ لَهُ أَبْرِدْ حَتَّى سَاوَى الظِّلُّ التُّلُولَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ۔

(از مسلم ابن ابراہیم از شعبہ از مہاجر ابوالحسن از زید بن وہب) حضرت ابوذر فرماتے ہیں ہم کسی سفر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ موذن نے ظہر کی اذان دینا چاہا۔ آپؐ نے فرمایا ذرا ٹھنڈک ہونے دے۔ اس نے دوبارہ چاہا۔ آپؐ نے پھر یہی فرمایا۔ اس نے سہ بارہ چاہا آپؐ نے پھر یہی فرمایا اَبْرِدْ۔ ذرا ٹھنڈک ہونے دے۔ حتیٰ کہ سایہ ٹیلوں کے برابر ہو گیا اس کے بعد آپ نے فرمایا گرمی کی شدت دوزخ کی بھاپ سے ہوتی ہے[1]۔

۶۰۰ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ قَالَ أَتَى رَجُلَانِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرِيدَانِ السَّفَرَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَنْتُمَا خَرَجْتُمَا فَأَذِّنَا ثُمَّ أَقِيمَا ثُمَّ لِيَؤُمَّكُمَا أَكْبَرُكُمَا۔

(از محمد بن یوسف از سفیان از خالد حذاء از ابوقلابہ) مالک بن حویرث فرماتے ہیں دو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے (یعنی خود مالک راوی اور ایک ان کا ساتھی) ان کا ارادہ سفر کرنے کا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم سفر کے لیے نکلو تو راستے میں اذان دینا[2] اقامت کہنا پھر تم میں جو بڑا ہے وہ امامت کرے۔

۶۰۱ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ أَخْبَرَنَا أَيُّوبُ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ قَالَ أَتَيْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ شَبَبَةٌ مُتَقَارِبُونَ فَأَقَمْنَا عِنْدَهُ عِشْرِينَ يَوْمًا وَلَيْلَةً وَكَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَحِيمًا رَفِيقًا فَلَمَّا ظَنَّ أَنَّا قَدِ اشْتَهَيْنَا أَهْلَنَا أَوْ قَدِ اشْتَقْنَا سَأَلَنَا عَمَّنْ تَرَكْنَا بَعْدَنَا فَأَخْبَرْنَاهُ فَقَالَ ارْجِعُوا إِلَى أَهْلِيكُمْ

(از محمد بن مثنیٰ از عبدالوہاب از ایوب از ابوقلابہ) مالک فرماتے ہیں ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ ہم سب نوجوان تقریباً ہم عمر تھے، آپؐ کے پاس بیس دن رہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہایت مہربان اور ملنسار تھے، جب آپ یہ سمجھے کہ ہم واپس گھر جانا چاہتے ہیں، یا گھر جانے کا شوق ہے[3] تو آپؐ نے ہمارے عزیزوں کے متعلق ہم سے دریافت فرمایا۔ ہم نے بتایا، آپؐ نے فرمایا۔ اپنے گھروں کو لوٹ جاؤ۔ وہیں رہو۔ انہیں تعلیم دیتے رہو۔ انہیں ان باتوں کا حکم دو (مالک بن حویرثؓ نے کئی باتیں بیان کیں، لیکن ایوبؒ کہتے ہیں کہ

---

[1] یہ حدیث اوپر گذر چکی ہے اس سے سفر میں اذان دینا ثابت ہوا ۱۲ منہ [2] لفظی ترجمہ یوں ہے دونوں اذان دینا دونوں اقامت کہنا لیکن مراد یہی ہے کہ دونوں میں سے کوئی اذان دے کوئی امامت کرے جیسے اوپر گذر چکا فلیوذن لکم احدکم ۱۲ منہ [3] یہ راوی کو شک ہے کہ مالک بن حویرثؓ نے قد اشتہینا کہا یا قد اشتقنا مطلب دونوں کا ایک ہی ہے ۱۲ منہ ۔

ذَاقِيْمُوْا فِيْهِمْ وَعَلِّمُوْهُمْ وَمُرُوْهُمْ وَ ذَكَرَ أَشْيَاءَ أَحْفَظُهَا أَوْلَا أَحْفَظُهَا وَصَلُّوْا كَمَا رَأَيْتُمُوْنِيْ أُصَلِّيْ فَإِذَا حَضَرَتِ الصَّلٰوةُ فَلْيُؤَذِّنْ لَكُمْ أَحَدُكُمْ وَلْيَؤُمَّكُمْ أَكْبَرُكُمْ۔

ابوقلابہ نے یوں کہا کہ وہ باتیں مجھے یاد ہیں یا یوں کہا مجھے یاد نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مزید فرمایا: جس طرح تم نے مجھے نماز پڑھتے دیکھا، اسی طرح نماز پڑھتے رہنا اور جس وقت نماز کا وقت آئے، ایک اذان دے اور جو بڑا ہے وہ امامت کرے۔

۶۰۲۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنِيْ نَافِعٌ قَالَ أَذَّنَ ابْنُ عُمَرَ فِيْ لَيْلَةٍ بَارِدَةٍ بِضَجْنَانَ ثُمَّ قَالَ صَلُّوْا فِيْ رِحَالِكُمْ وَأَخْبَرَنَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَأْمُرُ مُؤَذِّنًا يُؤَذِّنُ ثُمَّ يَقُوْلُ عَلٰى إِثْرِهٖ أَلَا صَلُّوْا فِي الرِّحَالِ فِي اللَّيْلَةِ الْبَارِدَةِ أَوِ الْمَطِيْرَةِ فِي السَّفَرِ۔

(از مسدد از یحییٰ از عبیداللہ بن عمر) نافع کہتے ہیں حضرت ابن عمرؓ نے ایک سرد رات میں ضجنانؔ[۱] کے قیام میں اذان دی پھر فرمایا یعنی آخر میں صلوا فی رحالکم (اپنے گھروں میں نماز پڑھ لو) آپ نے بتایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سردی یا بارش کی رات میں ایسا ہی کیا کرتے کہ مؤذن کو حکم فرماتے اذان دے کر اس کے آخر میں یہ الفاظ بڑھا دے۔ الا! صلوا فی الرحال (لوگو! اپنے اپنے ٹھکانوں میں نماز پڑھ لو[۲]) سردی یا بارش کی رات میں سفر میں ایسا کرتے۔

۶۰۳۔ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ قَالَ أَخْبَرَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الْعُمَيْسِ عَنْ عَوْنِ ابْنِ أَبِيْ جُحَيْفَةَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْأَبْطَحِ فَجَاءَهٗ بِلَالٌ فَآذَنَهٗ بِالصَّلٰوةِ ثُمَّ خَرَجَ بِلَالٌ بِالْعَنَزَةِ حَتّٰى رَكَزَهَا بَيْنَ يَدَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْأَبْطَحِ وَأَقَامَ الصَّلٰوةَ۔

(از اسحاق از جعفر بن عون از ابوالعمیس از عون ابن ابی جحیفہ۔) عون کے والد کہتے ہیں میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ابطحؔ[۳] کے مقام میں دیکھا، بلال آپ کے پاس آئے نماز کی اطلاع دی، بعد ازاں بلالؓ نیزہ لے کر نکلے اسے آپ کے سامنے گاڑ دیا اور نماز کی تکبیر کہی۔

بَابُ ۴۰۹ هَلْ يَتَتَبَّعُ الْمُؤَذِّنُ فَاهُ هٰهُنَا وَهٰهُنَا وَهَلْ يَلْتَفِتُ فِي الْأَذَانِ وَيُذْكَرُ عَنْ بِلَالٍ أَنَّهٗ جَعَلَ إِصْبَعَيْهِ فِيْ أُذُنَيْهِ وَكَانَ

باب ۔ کیا مؤذن اپنا منہ ادھر ادھر (دائیں بائیں) پھیر سکتا ہے؟ وہ ادھر ادھر دیکھ سکتا ہے؟۔ حضرت بلالؓ سے مروی ہے کہ وہ اپنی دونوں انگلیاں دونوں کانوں میں ڈالتے تھے۔ ابن عمرؓ انگلیاں نہیں

---

[۱] ضجنان ایک پہاڑی ہے مکہ سے ایک منزل یا پچیس میل پر ۱۲ منہ [۲] اس حدیث کے ظاہر سے یہ نکلتا ہے کہ اذان کے بعد یوں پکارے بعضوں نے کہا حی علی الصلوٰۃ حی علی الفلاح کے بدل یوں پکارے الا صلوا فی الرحال صحیح ابوعوانہ میں اتنا زیادہ ہے اور آندھی کی رات میں اور ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ آپ نے مدینہ میں ایسا کیا بہرحال بارش یا سخت سردی یا آندھی کی حالت میں جماعت میں حاضر ہونا معاف ہے حافظ نے کہا میں نے کسی حدیث میں یہ نہیں پایا کہ دن کے وقت بھی آپ نے آندھی کے عذر سے رخصت دی ہو لیکن قیاس سے رخصت نکل سکتی ہے ۱۲ منہ [۳] ابطح ایک مشہور مقام کا نام ہے مکہ سے باہر ۱۲ منہ۔

ابْنُ عُمَرَ لَا يَجْعَلُ إِصْبَعَيْهِ فِي أُذُنَيْهِ وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ لَا بَأْسَ أَنْ يُؤَذِّنَ عَلَى غَيْرِ وُضُوءٍ وَقَالَ عَطَاءٌ الْوُضُوءُ حَقٌّ وَسُنَّةٌ وَقَالَتْ عَائِشَةُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ اللّٰهَ عَلَى كُلِّ أَحْيَانِهِ۔

ڈالتے تھے۔ ابراہیم نخعی کہتے ہیں کہ بے وضو اذان دے تو کوئی حرج نہیں۔ عطاءؒ کہتے ہیں اذان میں وضو ضروری ہے اور سنت[1]۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام اوقات میں اللہ کی یاد کیا کرتے تھے[2]

۶۰۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَوْنِ بْنِ أَبِي جُحَيْفَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ رَأَى بِلَالًا يُؤَذِّنُ فَجَعَلْتُ أَتَتَبَّعُ فَاهُ هٰهُنَا وَهٰهُنَا بِالْأَذَانِ۔

(از محمد بن یوسف از سفیان از عون بن ابی جحیفہ) اس کے والد ابوجحیفہ نے حضرت بلالؓ کو اذان دیتے دیکھا، وہ کہتے ہیں میں بھی اُن کے ساتھ منہ پھیرنے لگا جدھر وہ پھیرتے تھے۔

بَابُ ۱۴۱ قَوْلِ الرَّجُلِ فَاتَتْنَا الصَّلٰوةُ وَكَرِهَ ابْنُ سِيرِينَ أَنْ يَقُولَ فَاتَتْنَا الصَّلٰوةُ وَلْيَقُلْ لَمْ نُدْرِكْ وَقَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصَحُّ۔

باب ۔ یہ کہنا کہ ہماری نماز جاتی رہی کیسا ہے؟ ابنِ سیرین یہ کہنا مکروہ سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں یوں کہنا چاہیے ہم نے نماز نہیں پائی (نہیں حاصل کی) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قول سب سے زیادہ درست اور صحیح ہے۔

۶۰۵۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيَى عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ نُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ سَمِعَ جَلَبَةَ رِجَالٍ فَلَمَّا صَلَّى قَالَ مَا شَأْنُكُمْ قَالُوا اسْتَعْجَلْنَا إِلَى الصَّلٰوةِ قَالَ فَلَا تَفْعَلُوا إِذَا أَتَيْتُمُ الصَّلٰوةَ

(از ابونعیم از شیبان از یحیٰی از عبداللہ بن ابی قتادہ) ان کے والد ابوقتادہؓ فرماتے ہیں ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز میں مشغول تھے۔ اِتنے میں آپؐ نے کچھ لوگوں کے دوڑنے کی آواز سُنی۔ نماز سے فارغ ہوکر فرمایا: یہ کیا بات تھی؟ اُن صحابہ نے کہا ہم نماز کے لیے جلدی دوڑ کر آرہے تھے۔ آپ نے فرمایا ایسا نہ کیا کرو، جب نماز کے لیے آؤ، تو پورے سکون و وقار کے ساتھ آؤ۔

---

[1] اس کو عبدالرزاق نے نکالا اور ابن ابی شیبہ نے عطاء سے نکالا کہ انہوں نے بے وضو اذان دینا مکروہ سمجھا ۱۲۔ [2] اس کو امام مسلم نے نکالا اس حدیث سے امام بخاری نے یہ ثابت کیا کہ اذان بے وضو درست ہے کیونکہ وہ ایک ذکر ہے تو نہ اُس میں طہارت شرط ہوگی نہ قبلے کی طرف منہ کرنا ۱۲ منہ۔

تَعَلَيْكُمُ السَّكِيْنَةُ فَمَا اَدْرَكْتُمْ فَصَلُّوْا وَمَا فَاتَكُمْ فَاَتِمُّوْا۔

جتنا حصّہ نماز تمہیں مِل جائے فبھا جو رہ جائے[1] اُسے پورا کر لیا کرو (امام کے سلام پھیرنے کے بعد)

بَابُ ۴۱۱ مَا اَدْرَكْتُمْ فَصَلُّوْا وَمَا فَاتَكُمْ فَاَتِمُّوْا۔ قَالَهُ اَبُوْ قَتَادَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

باب ۔ جتنی نماز[1] ملے، پڑھ لو، جتنی رہ جائے اسے پورا کر لو۔ یہ قتادہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا۔

۶۰۶۔ **حَدَّثَنَا** اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ ذِئْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ سَعِيْدِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَعَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا سَمِعْتُمُ الْاِقَامَةَ فَامْشُوْا اِلَى الصَّلٰوةِ وَعَلَيْكُمُ السَّكِيْنَةُ وَالْوَقَارُ وَلَا تُسْرِعُوْا فَمَا اَدْرَكْتُمْ فَصَلُّوْا وَمَا فَاتَكُمْ فَاَتِمُّوْا۔

(از آدم از ابنِ ابی ذئب از زہری از سعید بن مسیب) ابوہریرہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ **دوسری سند** (از زہری از ابوسلمہ) ابوہریرہ[2] کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب تکبیر سنو تو سکون و وقار کے ساتھ نماز کے لیے چل پڑو، دوڑو نہیں، جتنی نماز ملے پڑھ لو جو رہ جائے وہ پوری کر لو۔

بَابُ ۴۱۲ مَتٰى يَقُوْمُ النَّاسُ اِذَا رَاَوُا الْاِمَامَ عِنْدَ الْاِقَامَةِ۔

باب ۔ جب نماز کی تکبیر ہو اور لوگ امام کو دیکھ لیں، تو کس وقت مقتدی کھڑے ہوں؟۔

۶۰۷۔ **حَدَّثَنَا** مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ كَتَبَ اِلَيَّ يَحْيٰى عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ اَبِيْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَلَا تَقُوْمُوْا حَتّٰى تَرَوْنِيْ۔

(از مسلم بن ابراہیم از ہشام از یحییٰ از عبداللہ بن ابی قتادہ) ابوقتادہ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب نماز کی تکبیر ہو، تو جب تک تم مجھے دیکھ نہ لو، نماز کے لیے کھڑے نہ ہوا کرو۔

بَابُ ۴۱۳ لَا يَقُوْمُ اِلَى الصَّلٰوةِ

باب ۔ نماز کے لیے کھڑے ہونے میں عجلت نہ کرو

---

[1] یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے کیونکہ آپ نے یہ لفظ فرمایا جتنی نماز جاتی رہی اگر ایسا کہنا مکروہ ہوتا تو آپ کبھی نہ فرماتے ۱۲ منہ [2] نسخہ مطبوعہ مصر میں باب کے بعد اتنی عبادت زائد ہے لایسعی الی الصلوٰۃ ولیأت بالسکینۃ والوقار وقال یعنی نماز کے لیے دوڑ سے نہیں اطمینان اور سہولت سے آئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۱۲ منہ [3] زہری نے اس حدیث کو دو شخصوں سے سنا ایک سعید بن مسیب سے دوسرے ابوسلمہ سے دونوں نے ابوہریرہؓ سے سنا ۱۲ منہ۔

مُسْتَعْجِلًا وَّلْيَقُمْ إِلَيْهَا بِالسَّكِينَةِ وَالْوَقَارِ۔

بلکہ سکون و وقار کے ساتھ اُٹھنا چاہیے۔

۶۰۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيَى عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلٰوةُ فَلَا تَقُومُوا حَتّٰى تَرَوْنِي وَعَلَيْكُمُ السَّكِينَةَ تَابَعَهُ عَلِيُّ ابْنُ الْمُبَارَكِ۔

(ابونعیم از شیبان از یحیٰی از عبداللہ بن ابوقتادہ) ابوقتادہ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب نماز کی تکبیر ہو، تو تم مجھے دیکھے بغیر نہ اٹھا کرو، سکون اختیار کیا کرو۔ شیبان کے ساتھ اس حدیث کو علی بن مبارک نے بھی یحیٰی سے روایت کیا۔

بَابُ ۴۱۴ هَلْ يَخْرُجُ مِنَ الْمَسْجِدِ لِعِلَّةٍ۔

باب۔ کسی ضرورت کی بناء پر مسجد سے نکلنا[1]

۶۰۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ وَقَدْ أُقِيمَتِ الصَّلٰوةُ وَعُدِّلَتِ الصُّفُوفُ حَتّٰى إِذَا قَامَ فِي مُصَلَّاهُ انْتَظَرْنَا أَنْ يُكَبِّرَ انْصَرَفَ قَالَ عَلٰى مَكَانِكُمْ فَمَكَثْنَا عَلٰى هَيْئَتِنَا حَتّٰى خَرَجَ إِلَيْنَا يَنْطُفُ رَأْسُهُ مَاءً وَقَدِ اغْتَسَلَ۔

(از عبدالعزیز بن عبداللہ از ابراہیم بن سعد از صالح بن کیسان از ابن شہاب از ابوسلمہ) ابوہریرہؓ فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حجرے سے باہر تشریف لائے۔ نماز کی تکبیر ہو چکی تھی، صفیں برابر ہو چکیں جب آپ اپنے مصلّٰی پر کھڑے ہوئے، تو ہم انتظار کر رہے تھے کہ اللہ اکبر کہیں گے۔ مگر آپ نے اللہ اکبر نہیں کہا بلکہ واپس حجرے میں لوٹ گئے اور فرمایا یہیں کھڑے رہو۔ ہم اسی طرح کھڑے رہے۔ آپ باہر مسجد میں تشریف لائے۔ آپؐ کے سر مبارک سے پانی ٹپک رہا تھا کیونکہ آپ غسل کر کے آئے تھے[2]

بَابُ ۴۱۵ إِذَا قَالَ الْإِمَامُ مَكَانَكُمْ حَتّٰى يَرْجِعَ انْتَظَرُوهُ۔

باب۔ جب امام کہے یہیں ٹھہرے رہو، خود چلا جائے، تو واپس آنے تک انتظار کریں۔

۶۱۰۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ قَالَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ

(از اسحاق از محمد بن یوسف از اوزاعی از زہری از ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن) ابوہریرہ فرماتے ہیں نماز کی تکبیر ہو چکی تھی، صفیں سیدھی کی جا چکی تھیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حجرے سے مسجد میں تشریف لائے

---

[1] اور مسلم میں جو ابوہریرہؓ سے منقول ہے کہ ایک شخص اذان کے بعد مسجد سے نکل گیا انہوں نے کہا اس شخص نے ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی تو یہ محمول ہے اس حالت پر جب بے ضرورت ایسا کرے ۱۲ منہ [2] معلوم ہوا کہ آپ کو جنابت ہوئی تھی اور خیال نہ رہا بے غسل کیے نماز کے لیے نکل آئے جب نماز شروع کرنے ہی کو تھے اس وقت یاد آیا یہ حدیث اوپر گذر چکی ہے امام بخاری نے اس سے یہ نکالا کہ اذان یا اقامت ہو جانے کے بعد بھی آدمی کسی ضرورت سے بغیر نماز پڑھے مسجد سے نکل سکتا ہے ۱۲ منہ۔

أُقِيمَتِ الصَّلٰوةُ فَسَوَّى النَّاسُ صُفُوفَهُمْ فَخَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَقَدَّمَ وَهُوَ جُنُبٌ ثُمَّ قَالَ عَلٰى مَكَانِكُمْ فَرَجَعَ فَاغْتَسَلَ ثُمَّ خَرَجَ وَرَأْسُهُ يَقْطُرُ مَاءً فَصَلّٰى بِهِمْ۔

امامت کے لیے آگے بڑھے پھر (اتنے میں جنابت یاد آگئی غسل کے لیے حجرے کو جاتے ہوئے) فرمایا تم یہیں ٹھہرے رہو، آپؐ یہ فرما کر چلے گئے۔ غسل کر کے باہر تشریف لائے (مسجد میں) سر مبارک سے پانی ٹپک رہا تھا پھر آپؐ نے نماز پڑھائی[1]

بَابٌ ۴۱۶ قَوْلِ الرَّجُلِ مَا صَلَّيْنَا۔

باب۔ اگر آدمی یوں کہے کہ ہم نے نماز نہیں پڑھی، تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں[2]

۶۱۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيٰى قَالَ سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ يَقُولُ أَخْبَرَنَا جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَوْمَ الْخَنْدَقِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَاللّٰهِ مَا كِدْتُ أَنْ أُصَلِّيَ حَتّٰى كَادَتِ الشَّمْسُ تَغْرُبُ وَذٰلِكَ بَعْدَ مَا أَفْطَرَ الصَّائِمُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللّٰهِ مَا صَلَّيْتُهَا فَنَزَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى بُطْحَانَ وَأَنَا مَعَهُ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ صَلَّى الْعَصْرَ بَعْدَ مَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ صَلّٰى بَعْدَهَا الْمَغْرِبَ۔

(از ابونعیم از شیبان از یحییٰ از ابوسلمہ) جابر بن عبداللہ فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں جنگِ خندق کے موقعہ پر حضرت عمرؓ حاضر ہوئے۔ عرض کی یارسول اللہ میں عصر کی نماز اس وقت تک نہیں پڑھ سکا جب تک سورج ڈوبنے کے قریب نہ ہو گیا۔ حضرت عمرؓ نے یہ بات اس وقت کی جب روزے کی افطاری کا وقت گذر چکا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے تو ابھی تک نماز نہیں پڑھی (تو نے آخر وقت پڑھ تو لی) یہ فرما کر آنحضرتؐ بُطحان[3] میں نازل ہوئے۔ میں بھی آپؐ کے ساتھ تھا۔ آپؐ نے وضو کیا عصر پڑھی جب کہ سورج غروب ہو چکا تھا۔ پھر مغرب پڑھی۔

بَابٌ ۴۱۷ الْإِمَامُ تَعْرِضُ لَهُ الْحَاجَةُ بَعْدَ الْإِقَامَةِ۔

باب۔ وہ امام جسے تکبیر کے بعد کوئی ضرورت پیش آجائے۔

۶۱۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ

(از ابومعمر عبداللہ بن عمرو از عبدالوارث از عبدالعزیز ابن

---

[1] بعضے نسخوں میں یہاں اتنی عبارت زائد ہے قیل لابی عبداللہ ای البخاری ان بدالاحدنا مثل ہذا یفعل کما یفعل النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال فای شئ یصنع فقیل ینتظر ونہ قیاما اوقعود قال ان کان قبل التکبیر قعودا فلاباس ان یقعد و ان کان بعد التکبیر انتظروہ حال کونہم قیاما ترجمہ یہ ہے لوگوں نے امام بخاری سے کہا اگر ہم میں سے کسی کو ایسا اتفاق ہو تو وہ کیا کرے انہوں نے کہا جیسا آنحضرت نے کیا ویسا ہی کرے لوگوں نے کہا تو مقتدی امام کا انتظار کھڑے رہ کر کریں یا بیٹھ جائیں انہوں نے کہا اگر تکبیر تحریمہ ہو چکی ہے تو کھڑے کھڑے انتظار کرتے رہیں ورنہ بیٹھ جانے میں کوئی قباحت نہیں ہے ۱۲ منہ [2] یہ باب لاکر امام بخاری نے ابراہیم نخعی کا رد کیا انہوں نے یوں کہنا مکروہ جانا ہے کہ ہم نے نماز نہیں پڑھی حافظ نے کہا ابراہیم نے یہ کہنا اُس شخص کے لیے مکروہ رکھا جو نماز کا انتظار کر رہا ہو کیونکہ وہ گویا نماز ہی میں ہے ۱۲ منہ [3] بطحان ایک وادی کا نام ہے مدینہ طیبہ میں ۱۲ منہ۔

عَمْرٍو قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ هُوَ ابْنُ صُهَيْبٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُنَاجِيْ رَجُلًا فِيْ جَانِبِ الْمَسْجِدِ فَمَا قَامَ اِلَى الصَّلٰوةِ حَتّٰى نَامَ الْقَوْمُ۔

صہیب) حضرت انس فرماتے ہیں تکبیر ہو چکی تھی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد کے کنارے پر کسی سے سرگوشی کر رہے تھے۔ آپ نے نماز شروع نہ کی حتیٰ کہ سب[۱] لوگ سو گئے[۲] (یعنی اونگھنے لگے) عہ

بَابُ ۴۱۸ الْكَلَامِ اِذَا اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ

باب - تکبیر ہوتے وقت باتیں کرنا۔

۶۱۳۔ حَدَّثَنَا عَيَّاشُ بْنُ الْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ قَالَ سَاَلْتُ ثَابِتًا الْبُنَانِيَّ عَنِ الرَّجُلِ يَتَكَلَّمُ بَعْدَ مَا تُقَامُ الصَّلٰوةُ فَحَدَّثَنِيْ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَعَرَضَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ فَحَبَسَهٗ بَعْدَ مَا اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ۔

(از عیاش بن ولید از عبدالاعلیٰ) حمید کہتے ہیں میں نے ثابت بنانی سے اس شخص کے متعلق دریافت کیا جو تکبیر کے بعد باتیں کرے یہ کیسا ہے؟ تو انہوں نے حضرت انسؓ کی حدیث سُنائی کہ تکبیر ہو چکی تھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک شخص آیا اور دیر تک تکبیر کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھا رہا۔ (باتیں کرتا رہا)

بَابُ ۴۱۹ وُجُوْبِ صَلٰوةِ الْجَمَاعَةِ۔ وَقَالَ الْحَسَنُ اِنْ مَنَعَتْهُ اُمُّهٗ عَنِ الْعِشَاءِ فِي الْجَمَاعَةِ شَفَقَةً لَمْ يُطِعْهَا۔

باب - نماز باجماعت پڑھنا واجب ہے۔ امام حسن بصریؒ نے کہا اگر ماں بھی شفقت کی وجہ سے عشار کی جماعت سے روکے تو اس کی اطاعت بھی نہ کرنا چاہیئے[۳]

۶۱۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَقَدْ هَمَمْتُ اَنْ

(از عبداللہ بن یوسف از مالک از ابوالزناد از اعرج) ابوہریرہؓ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، میں نے یہ ارادہ کیا کہ حکم دوں کہ لکڑیاں جمع کی جائیں، پھر نماز کا حکم دوں اس کے لیے اذان دی جائے

عہ پہلے یہ تھا کہ مصلیٰ سے چلے گئے اس باب میں یہ ہے مصلیٰ پر آنے سے پہلے ہی تکبیر ختم ہو گئی پھر بھی نہ آتے کافی دیر تک۔ عبدالرزاق عسہ
ان ابواب میں جہاں کہیں مصلیٰ کا لفظ آیا ہے اس سے وہ عرفی کپڑے وغیرہ کا مصلیٰ مراد نہیں بلکہ وہ ٹکڑا ہے زمین کا جس پر نماز پڑھی جائے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں موجودہ مشہور و معروف مصلیٰ کا رواج نہیں تھا عبدالرزاق [۲] سونے سے مراد اونگھنا ہے جیسے ابن حبان اور اسحاق بن راہویہ نے روایت کیا کہ بعضے لوگ اونگھنے لگے ۱۲ منہ [۳] کیونکہ جماعت خود فرض ہے اور ماں کی اطاعت فرض کے ترک میں نہیں کرنا چاہیے امام احمد بن حنبل اور ابو ثور اور ابن خزیمہ کا یہی قول ہے کہ جماعت فرض عین ہے بلکہ بعضوں نے یہاں تک کہا ہے کہ نماز کی صحت کی شرط ہے اور شافعی کا ایک قول یہ ہے کہ جماعت فرض کفایہ ہے باقی علماء کے نزدیک وہ سنت مؤکدہ ہے ۱۲ منہ۔

اٰمُرَ بِحَطَبٍ فَيُحْطَبَ ثُمَّ اٰمُرَ بِالصَّلٰوةِ فَيُؤَذَّنَ لَهَا ثُمَّ اٰمُرَ رَجُلًا فَيَؤُمَّ النَّاسَ ثُمَّ اُخَالِفَ اِلٰى رِجَالٍ فَاُحَرِّقَ عَلَيْهِمْ بُيُوْتَهُمْ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَوْ يَعْلَمُ اَحَدُهُمْ اَنَّهٗ يَجِدُ عَرْقًا سَمِيْنًا اَوْ مِرْمَاتَيْنِ حَسَنَتَيْنِ لَشَهِدَ الْعِشَآءَ۔

پھر ایک شخص سے کہوں وہ لوگوں کو نماز پڑھائے اور میں انہیں چھوڑ کر اُن لوگوں کے ہاں جاؤں (جو جماعت میں حاضر نہ ہوئے) ان کے گھر جلادوں اس کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر ان لوگوں میں سے کسی کو (جو جماعت میں نہیں آتے) یہ معلوم ہو جائے کہ اسے گوشت کی موٹی ہڈی ملے گی یا عُمدہ گوشت کے دو کھر ملیں گے تو عشار کی جماعت میں ضرور آئے گا۔

بَابٌ ۴۲ فَضْلِ صَلٰوةِ الْجَمَاعَةِ۔ وَكَانَ الْاَسْوَدُ اِذَا فَاتَتْهُ الْجَمَاعَةُ ذَهَبَ اِلٰى مَسْجِدٍ اٰخَرَ وَجَآءَ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ اِلٰى مَسْجِدٍ قَدْ صُلِّيَ فِيْهِ فَاَذَّنَ وَاَقَامَ وَصَلّٰى جَمَاعَةً۔

باب ۔ نماز باجماعت کی فضیلت ۔ اسود بن یزید نخعی کو اگر جماعت سے نماز نہ ملتی تو دوسری مسجد میں چلے جاتے (شاید وہاں جماعت مل جائے) انس بن مالک ایک مسجد میں تشریف لائے وہاں نماز ہو چکی تھی۔ انہوں نے اذان دی تکبیر کہی اور جماعت سے نماز پڑھی [1]

۶۱۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ صَلٰوةُ الْجَمَاعَةِ تَفْضُلُ صَلٰوةَ الْفَذِّ بِسَبْعٍ وَّ عِشْرِيْنَ دَرَجَةً۔

(از عبداللہ بن یوسف از مالک از نافع) حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جماعت کی نماز اکیلے نماز پڑھنے والے سے ستائیس درجے زیادہ فضیلت رکھتی ہے۔

۶۱۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِيْ يَزِيْدُ بْنُ الْهَادِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ خَبَّابٍ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ اَنَّهٗ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ صَلٰوةُ الْجَمَاعَةِ تَفْضُلُ صَلٰوةَ الْفَذِّ بِخَمْسٍ وَّ عِشْرِيْنَ دَرَجَةً۔

(از عبداللہ بن یوسف از لیث از یزید بن ہاد از عبداللہ بن خباب) حضرت ابوسعیدؓ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جماعت کی نماز اکیلے شخص کی نماز سے پچیس درجے زیادہ فضیلت رکھتی ہے [2]

۶۱۷۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ قَالَ

(از موسیٰ بن اسمٰعیل از عبدالواحد از اعمش از ابوصالح) ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گھر یا بازار میں اکیلے نماز پڑھنے

---

[1] اس کو ابن ابی شیبہ نے اپنی مسند میں وصل کیا بیہقی کی روایت میں ہے کہ اس وقت انسؓ کے ساتھ بیس جوانوں کے قریب تھے ۱۲ منہ [2] یہ اگلی روایت کے خلاف نہیں ہے کیونکہ جب ستائیس درجہ زیادہ فضیلت ہوئی تو پچیس درجے ضرور فضیلت ہو گی ۱۲ منہ۔

سَمِعْتُ اَبَا صَالِحٍ يَّقُولُ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةُ الرَّجُلِ فِي الْجَمَاعَةِ تُضَعَّفُ عَلٰى صَلٰوتِهِ فِي بَيْتِهِ وَفِي سُوْقِهِ خَمْسَةً وَّعِشْرِيْنَ ضِعْفًا وَّذٰلِكَ اَنَّهٗ اِذَا تَوَضَّأَ فَاَحْسَنَ الْوُضُوْٓءَ ثُمَّ خَرَجَ اِلَى الْمَسْجِدِ لَا يُخْرِجُهٗ اِلَّا الصَّلٰوةُ لَمْ يَخْطُ خَطْوَةً اِلَّا رُفِعَتْ لَهٗ بِهَا دَرَجَةٌ وَّحُطَّ عَنْهُ بِهَا خَطِيْئَةٌ فَاِذَا صَلّٰى لَمْ تَزَلِ الْمَلٰٓئِكَةُ تُصَلِّيْ عَلَيْهِ مَا دَامَ فِي مُصَلَّاهُ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَيْهِ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ وَلَا يَزَالُ اَحَدُكُمْ فِي صَلٰوةٍ مَّا انْتَظَرَ الصَّلٰوةَ۔

والے سے جماعت کی نماز پچیس گنا زیادہ درجہ رکھتی ہے[۱] اس کی وجہ یہ ہے کہ جب نمازی بہتر بن وضو کر کے مسجد کو جانے لگتا ہے اور وہ صرف نماز ہی کے لیے جا رہا ہوتا ہے (کوئی دنیاوی مقصد نہیں ہوتا) تو اس کے ہر قدم کے عوض ایک درجہ بلند ہوتا ہے، ایک گناہ معاف ہوتا ہے جب نماز پڑھتا ہے، تو فرشتے اس کے مصلی پر بیٹھے رہنے تک دعا کرتے رہتے ہیں "یا اللہ اس پر رحمت نازل کر، اس پر رحم فرما"۔ اور جب تک کوئی شخص نماز کا انتظار کرتا رہتا ہے، اسے نماز ہی میں شمار کیا جاتا ہے۔

بَاب ۴۲۱ فَضْلِ صَلٰوةِ الْفَجْرِ فِي جَمَاعَةٍ۔

باب۔ نمازِ فجر باجماعت پڑھنے کے فضائل۔

۶۱۸۔ حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَاَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ تَفْضُلُ صَلٰوةُ الْجَمِيْعِ صَلٰوةَ اَحَدِكُمْ وَحْدَهٗ بِخَمْسٍ وَّعِشْرِيْنَ جُزْءًا وَّتَجْتَمِعُ مَلٰٓئِكَةُ اللَّيْلِ وَمَلٰٓئِكَةُ النَّهَارِ فِي صَلٰوةِ الْفَجْرِ ثُمَّ يَقُوْلُ اَبُوْ هُرَيْرَةَ

(از ابو الیمان از شعیب از زہری از سعید بن مسیب، و ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن) ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جماعت کی نماز اکیلے نماز پڑھنے سے پچیس گنا زیادہ ثواب رکھتی ہے، اور صبح کی نماز کے وقت رات اور دن کے فرشتے اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ پھر ابو ہریرہؓ کہتے تھے اگر تم چاہتے ہو تو یہ آیت پڑھ کر مطلب سمجھ لو: انّ قرآن الفجر کان مشهودا (صبح کی نماز میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں)[۲] شعیب[۳] نے بحوالہ نافع از عبد اللہ بن عمرؓ فرمایا جماعت کی نماز تنہا کی نماز پر ستائیس گنا زیادہ ثواب

---

[۱] ابن دقیق العید نے اس کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ مسجد میں جماعت سے نماز پڑھنا گھر میں اور بازار میں نماز پڑھنے سے پچیس گنا زیادہ ثواب رکھتا ہے گو گھر میں یا بازار میں جماعت سے پڑھے حافظ نے کہا میں سمجھتا ہوں بازار اور گھر میں نماز پڑھنے سے اکیلے وہاں نماز پڑھنا مراد ہے ۱۲ منہ [۲] اس سے یہ نکلا کہ صبح کی نماز میں جماعت کا اور زیادہ خیال رکھنا چاہیے کیونکہ وہ فرشتوں کے اجتماع کا وقت ہے اور صبح کی جماعت اور نمازوں کی جماعت سے زیادہ فضیلت رکھتی ہے اور باب کا یہی مطلب ہے ۱۲ منہ [۳] حافظ نے کہا یہ تعلیق نہیں ہے جیسے کرمانی نے گمان کیا بلکہ شعیب تک وہی اسناد ہے جو شروع حدیث میں گذرا ۱۲ منہ ۔

وَاقْرَءُوا إِنْ شِئْتُمْ إِنَّ قُرْآنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُودًا
قَالَ شُعَيْبٌ وَحَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ تَفْضُلُهَا بِسَبْعٍ وَعِشْرِينَ دَرَجَةً۔

رکھتی ہے[1]

۶۱۹۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ سَمِعْتُ سَالِمًا قَالَ سَمِعْتُ أُمَّ الدَّرْدَاءِ تَقُولُ دَخَلَ عَلَيَّ أَبُو الدَّرْدَاءِ وَهُوَ مُغْضَبٌ فَقُلْتُ مَا أَغْضَبَكَ قَالَ وَاللَّهِ مَا أَعْرِفُ مِنْ أَمْرِ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا إِلَّا أَنَّهُمْ يُصَلُّونَ جَمِيعًا۔

(از عمر بن حفص از والدش حفص از اعمش از سالم) ام الدرداء فرماتی ہیں میرے پاس ابوالدرداء آئے وہ بہت غصے میں تھے۔ میں نے پوچھا غصے میں کیوں ہو؟ انہوں نے کہا خدا کی قسم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کی اور کوئی بات میں نہیں دیکھ رہا۔ البتہ نماز باجماعت باقی ہے[2]

۶۲۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْظَمُ النَّاسِ أَجْرًا فِي الصَّلَوٰةِ أَبْعَدُهُمْ فَأَبْعَدُهُمْ مَمْشًى وَالَّذِي يَنْتَظِرُ الصَّلَوٰةَ حَتَّى يُصَلِّيَهَا مَعَ الْإِمَامِ أَعْظَمُ أَجْرًا مِنَ الَّذِي يُصَلِّي ثُمَّ يَنَامُ۔

(از محمد بن علاء از ابواسامہ از برید بن عبداللہ از ابوبردہ) ابوموسیٰؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نماز باجماعت میں اس کا درجہ زیادہ ہے، جو زیادہ دور سے جماعت کے لیے چل کر آئے پھر اس کے بعد جو اس سے ذرا کم دور سے چل کر آئے (اسی طرح درجہ بدرجہ[3]) اسی طرح جو شخص انتظار کرتا ہے کہ امام کے ساتھ نماز پڑھے گا اس کا درجہ بھی بہ نسبت ایسے شخص کے زیادہ ہے[4] جو انتظار کیے بغیر نماز پڑھ کر سو رہے۔

بابٌ ۴۲۲ فَضْلِ التَّهْجِيرِ إِلَى

باب۔ نماز ظہر کے لیے اوّل وقت جانے کی فضیلت

[1] اس حدیث میں فرشتوں کے اجتماع سے یہ ثابت ہوتا ہے، کہ جب صبح کو یہ خصوصیت ہے، تو اس کی جماعت میں بھی بہ نسبت دوسری نمازوں کے زیادہ فضیلت ہو گی یہی اس باب کا مقصد ہے۔ عبدالرزاق [2] یعنی ایک جماعت باقی ہے افسوس ہے ہمارے زمانے میں لوگوں نے جماعت کا بھی خیال چھوڑ دیا پانچوں وقت مسجد میں آنا اور جماعت سے نماز پڑھنا یہ بڑی بات ہے آٹھویں دن جمعہ کو بھی مسجد نہیں آتے اس پر اسلام کا دعویٰ اور مسلمانوں کے خیرخواہ بننے کا جوش یہ عجب تماشا ہے ۱۲ منہ [3] یعنی سب سے زیادہ ثواب اس کو ہے جس کا مکان مسجد سے سب سے زیادہ دور ہے پھر اس کے بعد اس کو جو اور لوگوں سے زیادہ دور ہے لیکن پہلے شخص کی بہ نسبت مسجد سے قریب ہے اسی طرح درجہ بدرجہ ۱۲ منہ [4] انتظار نہ کرے یعنی اکیلے نماز پڑھ لے یا امام کے ساتھ پڑھے مگر انتظار کی تکلیف نہ اٹھائے بعضوں نے کہا مطلب یہ ہے کہ چھوٹی جماعت میں نماز پڑھ لے بڑی جماعت کا انتظار نہ کرے اور اس سے معلوم ہوا کہ جماعتوں جماعتوں میں بھی فرق ہے بڑی جماعت کا ثواب چھوٹی جماعت سے زیادہ ہے ۱۲ منہ۔

الظُّهْرِ۔

۶۲۱۔ حَدَّثَنِیْ قُتَیْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ سُمَیٍّ مَوْلَى أَبِی بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِی صَالِحٍ السَّمَّانِ عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَیْنَمَا رَجُلٌ یَمْشِی بِطَرِیْقٍ وَجَدَ غُصْنَ شَوْكٍ عَلَى الطَّرِیْقِ فَأَخَّرَهُ فَشَكَرَ اللّٰهُ لَهُ فَغَفَرَ لَهُ ثُمَّ قَالَ الشُّهَدَاءُ خَمْسَةٌ الْمَطْعُوْنُ وَالْمَبْطُوْنُ وَالْغَرِیْقُ وَصَاحِبُ الْهَدْمِ وَالشَّهِیْدُ فِی سَبِیْلِ اللّٰهِ وَقَالَ لَوْ یَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِی النِّدَاءِ وَالصَّفِّ الْأَوَّلِ ثُمَّ لَمْ یَجِدُوْا إِلَّا أَنْ یَسْتَهِمُوْا عَلَیْهِ لَاسْتَهَمُوْا عَلَیْهِ وَلَوْ یَعْلَمُوْنَ مَا فِی التَّهْجِیْرِ لَاسْتَبَقُوْا إِلَیْهِ وَلَوْ یَعْلَمُوْنَ مَا فِی الْعَتَمَةِ وَالصُّبْحِ لَأَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا۔

(از قتیبہ از مالک از سُمَیّ مولیٰ ابی بکر بن عبدالرحمٰن از ابوصالح سمان) حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک شخص رستے میں جارہا تھا اس نے راستے پر کانٹے کی ٹہنی دیکھی اسے ہٹا دیا[1] اللہ کو اس کا یہ کام پسند آیا، اسے بخش دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا شہید پانچ قسم کے ہیں: ایک جو طاعون سے مرے، دوسرے جو پیٹ کے عارضے سے مرے، تیسرے جو ڈوب جائے، چوتھے جو کسی دیوار وغیرہ سے دب کر مرے اور پانچویں جو اللہ کے راستے میں شہید ہو[2]۔ آپ نے یہ بھی فرمایا اگر لوگوں کو اذان اور صفِ اول کا ثواب معلوم ہو اور سوائے قرعہ اندازی کے انہیں کوئی صورت میسر نہ آئے، تو ضرور قرعہ اندازی بھی کرنے لگیں اگر انہیں معلوم ہو کہ ظہر کی جماعت کے لیے جلدی مسجد میں آنے کا کیا ثواب ہے، تو ضرور سبقت کریں اور اگر یہ معلوم ہو، کہ عشاء و فجر میں جماعت کا کیا مقام ہے، تو گھٹنوں کے بل گھسٹتے ہوئے آئیں[3]۔

بَابٌ ۴۲۳ احْتِسَابِ الْآثَارِ۔

باب۔ نیک کام میں ہر قدم پر ثواب ملتا ہے[4]

۶۲۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَوْشَبٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنِیْ حُمَیْدٌ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَا بَنِیْ سَلِمَةَ أَلَا تَحْتَسِبُوْنَ آثَارَكُمْ وَزَادَ ابْنُ أَبِیْ مَرْیَمَ قَالَ أَخْبَرَنِیْ یَحْیَى بْنُ أَیُّوْبَ قَالَ

(از محمد بن عبداللہ بن حوشب، از عبدالوہاب از حمید) انس بن مالک کہتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے بنو سلمہ! تم اپنے قدموں کا ثواب نہیں جانتے۔ ابن ابی مریم نے بحوالہ یحییٰ بن ایوب از حمید، از انس[…] ان کہا، کہ بنو سلمہ[5] نے ارادہ کیا، کہ اپنے مکان کو (جو مسجد سے دور تھے) چھوڑ دیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب آ رہیں۔

---

[1] اس خیال سے کہ کسی کے پاؤں میں نہ چبھے معلوم ہوا کہ مخلوقِ خدا کو آرام دینا اور ان کی تکلیف دُور کرنا کتنا بڑا ثواب ہے تمام شریعتوں میں اس سے بڑھ کر کوئی نیکی نہیں ہے حافظ صاحب فرماتے ہیں ؏ مباش در پئے آزار و ہر چہ خواہی کن۔ کہ در شریعتِ ما غیر ازیں گناہے نیست ۱۲ منہ [2] سب سے بڑھ کر یہی پانچواں شخص شہید ہے اور پہلے کے چار شخصوں کو شہادتِ صغریٰ کا درجہ ملے گا ایک روایت میں یہ زیادہ ہے اور جو ذات الجنب کے عارضے سے مرے اور جو آگ میں جل جائے اور جو عورت زچگی میں مرے اور جس کو درندے کھا جائیں اور جو نوالہ یا پانی گلے میں اٹک کر مرے اور جو سفر میں مرے اور غربت میں ۱۲ منہ [3] اس حدیث کا ایک ٹکڑا اُوپر گذر چکا ہے ۱۲ منہ [4] جیسے مسجد کو جاتے ہوئے امام بخاری نے یہاں مسجد کی قید نہیں لگائی اس لیے کہ ہر نیک کام میں قدموں پر ثواب ملے گا اُس کا حکم مسجد کے لیے جانے کا سا ہے ۱۲ منہ [5] بنی سلمہ انصار کی ایک شاخ تھی جو مدینہ میں مسجد نبوی سے دُور رہا کرتے تھے ۱۲ منہ۔

حَدَّثَنِی اَنَسٌ اَنَّ بَنِیْ سَلِمَةَ اَرَادُوْا اَنْ یَّتَحَوَّلُوْا عَنْ مَنَازِلِهِمْ فَیَنْزِلُوْا قَرِیْبًا مِّنَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَكَرِهَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْ یُّعْرُوا الْمَدِیْنَةَ فَقَالَ اَلَا تَحْتَسِبُوْنَ اٰثَارَكُمْ قَالَ مُجَاهِدٌ خُطَاهُمْ اٰثَارُ الْمَشْیِ فِی الْاَرْضِ بِاَرْجُلِهِمْ۔

آپ نے ناپسند فرمایا کہ اس طرح وہ مدینے کو بے رونق کر دیں گے۔ آپ نے فرمایا کیا تم اپنے قدموں کا ثواب نہیں چاہتے؟۔ مجاہد فرماتے ہیں سورہ یٰسین میں جو آثار کا لفظ آیا ہے، اس سے بھی قدم[1] مراد ہیں، یعنی وہ نشانات جو زمین پر چلنے سے پڑ جاتے ہیں۔

بَابٌ ۴۲۴ فَضْلِ صَلٰوةِ الْعِشَآءِ فِی الْجَمَاعَةِ۔

باب۔ عشا باجماعت کی فضیلت۔

۶۲۳۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَآ اَبِیْ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبُوْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَیْسَ صَلٰوةٌ اَثْقَلَ عَلَی الْمُنَافِقِیْنَ مِنَ الْفَجْرِ وَالْعِشَآءِ وَلَوْ یَعْلَمُوْنَ مَا فِیْهِمَا لَاَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا لَقَدْ هَمَمْتُ اَنْ اٰمُرَ الْمُؤَذِّنَ فَیُقِیْمَ ثُمَّ اٰمُرَ رَجُلًا یَّؤُمُّ النَّاسَ ثُمَّ اٰخُذَ شُعَلًا مِّنْ نَّارٍ فَاُحَرِّقَ عَلٰی مَنْ لَّا یَخْرُجُ اِلَی الصَّلٰوةِ بَعْدُ۔

(از عمر بن حفص از حفص از اعمش از ابو صالح) حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا منافقوں کے لیے فجر اور عشا سے زیادہ اور کوئی نماز زیادہ گراں نہیں۔ اگر لوگ یہ جانتے کہ ان نمازوں کا کیا ثواب ہے، تو گھسٹتے ہوئے بھی ضرور آتے۔ میرا ارادہ ہوا کہ مؤذن کو حکم اذان دوں، پھر ایک شخص کو نماز باجماعت پڑھانے کے لیے کھڑا کر جاؤں اور آگ کے شعلے اور چنگاریاں لے کر جاؤں اور ان کے گھروں کو جلا دوں جو اب تک نماز کے لیے نہیں نکلے (یعنی مسجد میں جماعت کے لیے نہیں آئے)[2]

بَابٌ ۴۲۵ اِثْنَانِ فَمَا فَوْقَهُمَا جَمَاعَةٌ۔

باب۔ دو یا دو سے زیادہ ہوں تو جماعت کرلیں۔

۶۲۴۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا یَزِیْدُ بْنُ زُرَیْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ اَبِیْ قِلَابَةَ عَنْ مَّالِكِ بْنِ الْحُوَیْرِثِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ

(از مسدد از یزید بن زریع از خالد از ابو قلابہ) مالک بن حویرثؓ کہتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب نماز کا وقت آئے تو اذان اور تکبیر کہو، پھر تم میں جو بڑا ہو وہ امامت

[1] امام بخاری نے مجاہد کا یہ قول لاکر اس طرف اشارہ کیا کہ سورہ یٰس کی یہ آیت انا نحن نحیی الموتٰی ونکتب ما قدموا وآثارہم انہی لوگوں کے باب میں اتری ہے مگر یہ سورت مکی ہے اور بنی سلمہ کا قصہ مدینہ میں ہوا مجاہد کے اس قول کو عبد بن حمید نے وصل کیا ۱۲ منہ [2] اس حدیث سے امام بخاریؒ نے یہ نکالا کہ عشا اور صبح کی جماعت اور نمازوں کی جماعت سے زیادہ فضیلت رکھتی ہے اور شریعت میں ان دو نمازوں کی جماعت کا بڑا اہتمام ہے جب تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو جلا دینے کا قصد کیا جو اُن میں شریک نہ ہوں اور باب کا یہی مطلب ہے ۱۲ منہ۔

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا حَضَرَتِ الصَّلٰوةُ فَأَذِّنَا وَأَقِيمَا ثُمَّ لِيَؤُمَّكُمَا أَكْبَرُكُمَا۔

کرے [۱]

بَابٌ ۴۲۶ مَنْ جَلَسَ فِي الْمَسْجِدِ يَنْتَظِرُ الصَّلٰوةَ وَفَضْلِ الْمَسَاجِدِ۔

باب ۔ مسجد میں انتظار جماعت کرنے والے کا بیان اور مسجدوں کی فضیلت کا بیان۔

۶۲۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمَلٰئِكَةُ تُصَلِّي عَلَى أَحَدِكُمْ مَا دَامَ فِي مُصَلَّاهُ مَا لَمْ يُحْدِثْ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُ اللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ لَا يَزَالُ أَحَدُكُمْ فِي صَلٰوةٍ مَا كَانَتِ الصَّلٰوةُ تَحْبِسُهُ لَا يَمْنَعُهُ أَنْ يَنْقَلِبَ إِلَى أَهْلِهِ إِلَّا الصَّلٰوةُ۔

(از عبداللہ بن مسلمہ از مالک از ابوالزناد از اعرج) ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فرشتے اس شخص کے لیے دعا کرتے رہتے ہیں، جو نماز گاہ پر بیٹھا رہے، جب تک اس کا وضو نہ ٹوٹ جائے۔ دعا یہ ہے: اے اللہ اسے بخش دے، اس پر رحم فرما جو کوئی تم میں سے نماز کے لیے رکا رہے، وہ گویا نماز ہی میں ہے۔ بشرطیکہ اسے اپنے گھر جانے سے نماز کے سوا اور کوئی چیز نہ روکے ہوئے ہو [۲]

۶۲۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنِي خُبَيْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللهُ فِي ظِلِّهِ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ الْإِمَامُ الْعَادِلُ وَشَابٌّ نَشَأَ فِي عِبَادَةِ رَبِّهِ وَرَجُلٌ قَلْبُهُ مُعَلَّقٌ فِي الْمَسَاجِدِ وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِي اللهِ اجْتَمَعَا عَلَيْهِ وَتَفَرَّقَا عَلَيْهِ وَرَجُلٌ طَلَبَتْهُ ذَاتُ مَنْصِبٍ

(از محمد بن بشار از یحییٰ از عبیداللہ از خبیب بن عبدالرحمٰن از حفص بن عاصم) ابوہریرہؓ کہتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس دن سوائے خدا کے اور کسی کا سایہ نہ ہوگا سات اشخاص کو اللہ اپنے سایے [۳] میں پناہ دے گا۔ امام عادل وہ جوان جو اپنے رب کی عبادت میں پرورش پا کر جوان ہوا ہو، وہ شخص جس کا دل مسجد میں معلق ہو [۴]، وہ دو آدمی جو اللہ کے لیے ایک دوسرے سے محبت کرتے ہوں۔ اسی اصول پر اکٹھے ہوں اسی بنا پر جدا ہوں۔ وہ آدمی جسے کوئی مالدار یا خوبصورت عورت زنا کے لیے کہے، مگر وہ کہہ دے کہ میں خدا سے ڈرتا ہوں، وہ شخص جو پوشیدہ طور پر خیرات کرے حتیٰ کہ اس کے بائیں

---

[۱] تو دو آدمیوں میں آپ نے جماعت کا حکم فرمایا یعنی ایک امامت کا حکم دیا تو دوسرا مقتدی بنے گا اس سے یہ نکل آیا کہ دو آدمیوں کی جماعت ہو سکتی ہے اور یہی ترجمہ باب ہے اور ترجمہ باب خود ایک حدیث ہے جس کو ابن ماجہ اور بغوی اور بیہقی اور طبرانی وغیرہم نے نکالا مگر وہ حدیث ضعیف تھی اس لیے امام بخاریؒ باسناد اس کو نہ لا سکے اور اس صحیح حدیث سے اشارہ مطلب نکالا ۱۲ منہ [۲] یعنی اگر نماز کے علاوہ کوئی اور مقصد ہے تو وہ اس درجہ میں شامل نہیں، [۳] یعنی اپنے عرش کے سائے میں ۱۲ منہ [۴] ایک نماز پڑھ کر مسجد سے آتا ہے تو دوسری نماز کے لیے پھر مسجد میں جانے کا خیال لگا ہے یہیں سے باب کا ترجمہ نکلتا ہے ۱۲ منہ۔

وَجَمَالٍ فَقَالَ اِنِّیْ اَخَافُ اللّٰهَ وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ اِخْفَاءً حَتّٰی لَا تَعْلَمُ شِمَالُهٗ مَا تُنْفِقُ يَمِيْنُهٗ وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللّٰهَ خَالِيًا فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ۔

ہاتھ کو بھی معلوم نہ ہو کہ اس کے دائیں ہاتھ نے کیا خرچ کیا۔ ساتواں وہ شخص جو اللہ تعالیٰ کو خلوت میں یاد کرلے اُس کی آنکھیں اشکبار ہو گئی ہوں۔

۶۲۷۔ **حَدَّثَنَا** قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ حُمَيْدٍ قَالَ سُئِلَ اَنَسٌ هَلِ اتَّخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمًا فَقَالَ نَعَمْ اَخَّرَ لَيْلَةً صَلٰوةَ الْعِشَاءِ اِلٰى شَطْرِ اللَّيْلِ ثُمَّ اَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهٖ بَعْدَ مَا صَلّٰى فَقَالَ صَلَّى النَّاسُ وَرَقَدُوْا وَلَمْ تَزَالُوْا فِيْ صَلٰوةٍ مُنْذُ انْتَظَرْتُمُوْهَا قَالَ فَكَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلٰى وَبِيْصِ خَاتَمِهٖ۔

(از قتیبہ از اسمٰعیل بن جعفر) حُمید فرماتے ہیں، حضرت انسؓ سے پوچھا گیا کہ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انگوٹھی پہنی ہے؟ انہوں نے جواب دیا ہاں! ایک رات آپؐ نے عشا کو آدھی رات تک مؤخر کیا۔ نماز پڑھا کر ہماری طرف مخاطب ہوئے اور فرمایا لوگ نمازیں پڑھ کر سو رہے، مگر تم لوگ نماز کے منتظر رہے اس لیے گویا تم نماز ہی میں مشغول رہے۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں گویا میں اب تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی کی چمک دیکھ رہا ہوں۔

باب ۴۲۷ فَضْلِ مَنْ غَدَا اِلَى الْمَسْجِدِ وَمَنْ رَاحَ۔

باب۔ مسجد میں صبح شام جانے کی فضیلت۔

۶۲۸۔ **حَدَّثَنَا** عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ قَالَ اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُطَرِّفٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ غَدَا اِلَى الْمَسْجِدِ اَوْ رَاحَ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهٗ نُزُلَهٗ مِنَ الْجَنَّةِ كُلَّمَا غَدَا اَوْ رَاحَ۔

(از علی بن عبد اللہ از یزید بن ہارون از محمد بن مطرّف از زید بن اسلم از عطاء بن یسار) حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص صبح و شام مسجد میں نماز کے لیے حاضر ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ اسی قدر بہشت میں اس کی مہمانی کا سامان کریں گے۔

باب ۴۲۸ اِذَا اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَلَا صَلٰوةَ اِلَّا الْمَكْتُوْبَةَ۔

باب۔ جب نماز کی تکبیر ہو جائے، تو صرف فرض نماز کے علاوہ اور کوئی نماز نہ ہو گی۔

۶۲۹۔ **حَدَّثَنَا** عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَالِكٍ ابْنِ بُحَيْنَةَ قَالَ مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرَجُلٍ ح قَالَ وَحَدَّثَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا

(از عبد العزیز بن عبد اللہ از ابراہیم بن سعد از سعد از حفص بن عاصم) عبد اللہ بن مالک بن بُحینہ فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی شخص کے پاس سے گذرے، **دوسری سند** (عبد الرحمٰن از بہز بن اسد از شعبہ از سعد بن ابراہیم از حفص بن عاصم) مالک بن بحینہ فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ اقامت کے بعد

بَهْزُ بْنُ اَسَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ اَخْبَرَنِيْ سَعْدُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ سَمِعْتُ حَفْصَ بْنَ عَاصِمٍ قَالَ سَمِعْتُ رَجُلًا مِّنَ الْاَزْدِ يُقَالُ لَهُ مَالِكُ بْنُ بُحَيْنَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى رَجُلًا وَّقَدْ اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ يُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ فَلَمَّا انْصَرَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاثَ بِهِ النَّاسُ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آلصُّبْحَ اَرْبَعًا تَابَعَهُ غُنْدَرٌ وَّمُعَاذٌ عَنْ شُعْبَةَ فِيْ مَالِكٍ وَقَالَ ابْنُ اِسْحَاقَ عَنْ سَعْدٍ عَنْ حَفْصٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُحَيْنَةَ وَقَالَ حَمَّادٌ اَخْبَرَنَا سَعْدٌ عَنْ حَفْصٍ عَنْ مَالِكٍ۔

سوائے فرض نماز کے دُوسری دو رکعت نماز تنہا پڑھ رہا ہے۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے، تو لوگ اُس کے پاس جمع ہو گئے، آپ نے اس شخص سے فرمایا کیا صبح کی چار رکعتیں پڑھتا ہے، چار رکعتیں ؟ بہز بن اسد کے ساتھ اس حدیث کو غُندر اور معاذ نے بھی شعبہ سے روایت کیا اور مالک اور ابن اسحاق نے اس حدیث کو سعد سے روایت کیا۔ حماد نے بحوالہ سعد از حفص از مالک (ابن بحینہ) روایت کیا۔

باب ۴۲۹ حَدُّ الْمَرِيْضِ اَنْ يَّشْهَدَ الْجَمَاعَةَ۔

باب۔ بیمار کب تک جماعت میں شامل ہوتا رہے ؟[1]

۶۳۰۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ الْاَسْوَدُ كُنَّا عِنْدَ عَائِشَةَ فَذَكَرْنَا الْمُوَاظَبَةَ عَلَى الصَّلٰوةِ وَالتَّعْظِيْمَ لَهَا قَالَتْ لَمَّا مَرِضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَضَهُ الَّذِيْ مَاتَ فِيْهِ فَحَضَرَتِ الصَّلٰوةُ فَاُذِّنَ فَقَالَ مُرُوْا اَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ فَقِيْلَ لَهُ اِنَّ اَبَا بَكْرٍ رَجُلٌ اَسِيْفٌ اِذَا قَامَ مَقَامَكَ لَمْ يَسْتَطِعْ اَنْ يُّصَلِّيَ بِالنَّاسِ

(از عُمر بن حفص بن غیاث از حفص بن غیاث از اعمش از ابراہیم) اسود (بن یزید نخعی) فرماتے ہیں ہم حضرت عائشہؓ کی خدمت میں بیٹھے تھے، ہم نے نماز کی پابندی اور فضائل و عظمت کا ذکر کیا۔ تو فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب مرضِ وصال میں مبتلا ہوئے اور نماز کا وقت آیا اذان دی گئی تو آپ نے جماعت کے وقت فرمایا ابوبکر کو نماز پڑھانے کا حکم دو، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا وہ یعنی ابوبکرؓ بہت نرم طبیعت ہیں وہ آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو (مارے غم کے) نماز نہ پڑھا سکیں گے۔ آپؐ نے

---

[1] یعنی کس قدر بیماری سے جماعت میں آنا معاف ہو جاتا ہے اور کس قدر بیماری میں آنا بہتر ہے باب کی حدیث سے امام بخاریؒ نے یہ نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باوجودیکہ سخت بیمار تھے مگر دو آدمیوں پر سہارا لگائے ہوئے جماعت میں تشریف لائے تو خفیف بیماری سے جماعت معاف نہیں ہو سکتی ۱۲ منہ۔

وَأَعَادَ فَأَعَادُوْا لَهُ فَأَعَادَ الثَّالِثَةَ فَقَالَ إِنَّكُنَّ صَوَاحِبُ يُوسُفَ مُرُوْا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ فَخَرَجَ أَبُوْ بَكْرٍ يُصَلِّي فَوَجَدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ نَفْسِهِ خِفَّةً فَخَرَجَ يُهَادَى بَيْنَ رَجُلَيْنِ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى رِجْلَيْهِ تَخُطَّانِ الْأَرْضَ مِنَ الْوَجَعِ فَأَرَادَ أَبُوْ بَكْرٍ أَنْ يَتَأَخَّرَ فَأَوْمَأَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ مَكَانَكَ ثُمَّ أُتِيَ بِهِ حَتَّى جَلَسَ إِلَى جَنْبِهِ قِيلَ لِلْأَعْمَشِ فَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي وَأَبُوْ بَكْرٍ يُصَلِّي بِصَلٰوتِهِ وَالنَّاسُ يُصَلُّوْنَ بِصَلٰوةِ أَبِي بَكْرٍ فَقَالَ بِرَأْسِهِ نَعَمْ رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ عَنْ شُعْبَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ بَعْضَهُ وَزَادَ أَبُوْ مُعَاوِيَةَ جَلَسَ عَنْ يَسَارِ أَبِي بَكْرٍ فَكَانَ أَبُوْ بَكْرٍ يُصَلِّي قَائِمًا۔

ابوبکرؓ کی امامت کے لیے دوبارہ حکم دیا اور حاضرین نے دوبارہ یہی معذرت کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تیسری بار اپنے حکم امامت کا اعادہ فرمایا۔ پس ازواج مطہرات سے فرمایا: تم یوسفؑ کے ساتھ والی عورتیں ہو، ابوبکرؓ سے کہو کہ وہ امامت کریں۔ بالآخر حضرت ابوبکرؓ نماز پڑھانے کے لیے تشریف لائے۔ اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے طبیعت میں کچھ افاقہ پایا، تو دو آدمیوں کے سہارے[1] مسجد میں تشریف لائے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں وہ دونوں پاؤں گویا میں اب بھی دیکھ رہی ہوں! کہ تکلیف کے باعث زمین پر لکیر کھینچتے جا رہے تھے۔ ابوبکرؓ یہ دیکھ کر مصلّی سے ہٹنے لگے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اشارہ کیا اپنی جگہ پر رہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مصلّی کے پاس لایا گیا آپؐ ابوبکرؓ کے پاس بیٹھ گئے۔ راوی اعمش (جب بیان کر چکے) سے دریافت کیا گیا کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکرؓ کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے؟ تو اعمش نے سر کے اشارہ سے "ہاں!" کہا[2]

اس حدیث کا ایک ٹکڑا ابوداؤد نے بحوالہ شعبہ از اعمش روایت کیا۔ ابومعاویہ نے اس روایت میں یہ اضافہ کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکرؓ کی بائیں جانب بیٹھے تھے اور ابوبکرؓ کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے[3]

۶۳۱۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى قَالَ أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ لَمَّا ثَقُلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاشْتَدَّ وَجَعُهُ اسْتَأْذَنَ أَزْوَاجَهُ أَنْ

(از ابراہیم بن موسیٰ از ہشام بن یوسف از معمر از زہری از عبیداللہ بن عبداللہ) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں، جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے اور بیماری سخت ہو گئی، تو آپؐ نے اپنی ازواجِ مطہرات سے اجازت لی کہ آپ مرض میں میرے گھر میں قیام کریں تو ازواجِ مطہرات نے اجازت دے دی۔ آپؐ دو آدمیوں پر سہارا

---

[1] حضرت علیؓ اور حضرت عباسؓ پر یا اسامہ اور فضل بن عباسؓ پر ۱۲ منہ [2] یہ اعمش کا قول منقطع نہیں ہے ابومعاویہ اور موسیٰ بن ابی عائشہؓ نے اس کو سند کے ساتھ حضرت عائشہؓ تک وصل کیا اس حدیث کی بحث اللہ چاہے تو آگے آئے گی ۱۲ منہ [3] اس کو خود امام بخاری نے آگے چل کر وصل کیا گو اس روایت میں یوں ہے مگر دوسری روایتوں میں یہ آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکرؓ کی اقتدا کی اور امام ابوبکرؓ تھے اور امام احمد کا یہی مذہب ہے کہ جب امام بیٹھ کر نماز پڑھے تو مقتدی بھی بیٹھ کر پڑھیں جیسے صحیح تولی حدیث میں وارد ہے اور یہ فعلی روایت جس میں اختلاف بھی ہے اس کی معارض نہیں ہو سکتی ۱۲ منہ۔

يُمَرَّضَ فِي بَيْتِي فَأَذِنَّ لَهُ فَخَرَجَ بَيْنَ رَجُلَيْنِ تَخُطُّ رِجْلَاهُ الْأَرْضَ وَكَانَ بَيْنَ الْعَبَّاسِ وَبَيْنَ رَجُلٍ آخَرَ قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِابْنِ عَبَّاسٍ مَا قَالَتْ عَائِشَةُ فَقَالَ لِي وَهَلْ تَدْرِي مَنِ الرَّجُلُ الَّذِي لَمْ تُسَمِّ عَائِشَةُ قُلْتُ لَا قَالَ هُوَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ۔

دے کر تشریف لائے زمین پر آپ کے دونوں پاؤں لکیر کر رہے تھے، آپؐ عباس اور ایک اور آدمی کے درمیان میں تھے عبیداللہ (راوی) کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہؓ کی یہ حدیث عبداللہ بن عباسؓ سے ذکر کی۔ انہوں نے کہا تو جانتا ہے وہ دوسرا آدمی کون تھا جس کا نام حضرت عائشہؓ نے ذکر نہیں کیا؟ میں نے کہا نہیں، انہوں نے کہا وہ دوسرے آدمی حضرت علی ابن ابی طالب تھے۔

باب ۴۳ الرُّخْصَةِ فِي الْمَطَرِ وَالْعِلَّةِ أَنْ يُصَلِّيَ فِي رَحْلِهِ۔

باب۔ بارش یا اور کسی عذر کی وجہ سے گھر میں نماز پڑھنے کی اجازت۔

۶۳۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ أَذَّنَ بِالصَّلٰوةِ فِي لَيْلَةٍ ذَاتِ بَرْدٍ وَرِيحٍ ثُمَّ قَالَ أَلَا صَلُّوا فِي الرِّحَالِ ثُمَّ قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَأْمُرُ الْمُؤَذِّنَ إِذَا كَانَتْ لَيْلَةٌ ذَاتُ بَرْدٍ وَمَطَرٍ يَقُولُ أَلَا صَلُّوا فِي الرِّحَالِ۔

(از عبداللہ ابن یوسف از مالک) نافع فرماتے ہیں ایک بار ابن عمرؓ نے سردی اور آندھی کی رات میں اذان دی[1]۔ آخر میں یہ کلمہ کہا: الا صلوا فی الرحال (گھروں میں نماز پڑھ لو[2]) پھر فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مؤذن کو حکم دیا کرتے تھے۔ جب سخت سردی یا بارش کی رات ہوتی کہ وہ اذان کا آخری فقرہ یہ کہے: الا صلوا فی الرحال (لوگو گھروں میں نماز پڑھ لو)

۶۳۳۔ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ مَحْمُودِ بْنِ الرَّبِيعِ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّ عِتْبَانَ بْنَ مَالِكٍ كَانَ يَؤُمُّ قَوْمَهُ وَهُوَ أَعْمٰى وَأَنَّهُ قَالَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّهَا تَكُونُ الظُّلْمَةُ وَالسَّيْلُ وَأَنَا رَجُلٌ ضَرِيرُ الْبَصَرِ فَصَلِّ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فِي بَيْتِي مَكَانًا أَتَّخِذُهُ مُصَلًّى فَجَاءَهُ رَسُولُ

(از اسمٰعیل از مالک از ابن شہاب) محمود بن ربیع انصاری فرماتے ہیں کہ عتبان ابن مالک انصاری نابینا تھے اور اپنی قوم والوں کی امامت کیا کرتے تھے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ کبھی اندھیرا ہوتا ہے اور پانی بہتا ہے۔ میں نابینا ہوں[3]، جماعت میں شامل نہیں ہوسکتا۔ آپؐ میرے گھر میں کسی جگہ نماز پڑھیں میں اسے نماز کی جگہ بنالوں۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عتبانؓ کے پاس آئے اور دریافت فرمایا کہاں نماز پڑھوں؟ انہوں نے

---

[1] معلوم ہوا کہ سردی اور آندھی اور بارش وغیرہ میں جماعت میں حاضر ہونا معاف ہے ہر شخص اپنے گھر میں اکیلے یا با جماعت سے نماز ادا کرسکتا ہے ۱۲ منہ [2] معلوم ہوا سردی یا بارش یا آندھی کے دن میں مؤذن اذان کے بعد یہ پکار سکتا ہے الاصلوا فی الرحال مگر ایسے دنوں میں جماعت کا ترک رخصت ہے اور افضل یہی ہے کہ مسجد میں حاضر ہو ۱۲ منہ [3] عتبان نے تین عذر بیان کیے اندھیری، بہیا، اندھاپن۔ ان میں سے ایک عذر بھی ترک جماعت کے لیے کافی ہے اس حدیث میں گو اس کی تصریح نہیں ہے کہ عتبان نے اکیلے نماز پڑھنا چاہی مگر ظاہر یہی ہے کہ جب گھر میں نماز پڑھنے کی اجازت چاہی تو وہ عام ہے اکیلے پڑھیں یا جماعت سے پس باب کا مطلب ثابت ہوگیا ۱۲ منہ۔

اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَیْنَ تُحِبُّ اَنْ اُصَلِّیَ فَاَشَارَ اِلٰی مَکَانٍ مِّنَ الْبَیْتِ فَصَلّٰی فِیْہِ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

گھر میں ایک جگہ بتادی، آپؐ نے اسی جگہ نماز پڑھی۔

باب ۴۳۱ هَلْ یُصَلِّی الْاِمَامُ بِمَنْ حَضَرَ وَهَلْ یَخْطُبُ یَوْمَ الْجُمُعَةِ فِی الْمَطَرِ۔

باب ۔ آیا جو لوگ (بارش یا کسی اور عذر کے وقت) مسجد میں آجائیں تو امام ان کی جماعت کرادے؟[1] نیز بارش کے موقعے پر جمعہ کا خطبہ پڑھا جائے؟۔

۶۳۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَیْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِیْدِ صَاحِبُ الزِّیَادِیِّ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ الْحَارِثِ قَالَ خَطَبَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ فِیْ یَوْمٍ ذِیْ رَدْغٍ فَاَمَرَ الْمُؤَذِّنَ لَمَّا بَلَغَ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوةِ قَالَ قُلِ الصَّلٰوةُ فِی الرِّحَالِ فَنَظَرَ بَعْضُهُمْ اِلٰی بَعْضٍ کَاَنَّهُمْ اَنْکَرُوْا فَقَالَ کَاَنَّکُمْ اَنْکَرْتُمْ هٰذَا اِنَّ هٰذَا فَعَلَهٗ مَنْ هُوَ خَیْرٌ مِّنِّیْ یَعْنِی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّهَا عَزْمَةٌ وَّاِنِّیْ کَرِهْتُ اَنْ اُخْرِجَکُمْ وَعَنْ حَمَّادٍ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ الْحَارِثِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ نَحْوَهٗ غَیْرَ اَنَّهٗ قَالَ کَرِهْتُ اَنْ اُؤَثِّمَکُمْ فَتَجِیْئُوْنَ تَدُوْسُوْنَ الطِّیْنَ اِلٰی رُکَبِکُمْ۔

(از عبداللہ بن عبدالوہاب از حماد بن زید از عبدالحمید صاحب زیادی) عبداللہ بن حارث فرماتے ہیں ابنِ عباس نے بارش کے دن خطبہ سُنایا۔ جب مؤذن حی علی الصلوٰۃ کہنے لگا تو اسے حکم دیا یوں کہہ الصلوٰۃ فی الرحال (اپنے اپنے ٹھکانوں میں نماز پڑھ لو) حاضرین کرام ایک دوسرے کو حیرت سے دیکھنے لگے، گویا اُنہوں نے اسے ناجائز سمجھا۔ ابنِ عباسؓ نے کہا تم نے شاید اسے بُرا[2] جانا یہ تو انہوں نے بھی کیا ہے، جو مجھ سے کہیں بہتر تھے (یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے) بے شک جمعہ واجب ہے، مَیں نے ناپسند سمجھا اس بات کو کہ حی علی الصلوٰۃ (نماز کے لیے یہاں آؤ) کہلوا کر تمہیں تکلیف دوں اور گھروں سے نکلواؤں حماد نے بحوالہ عاصم از عبداللہ بن حارث از ابنِ عباس اسی طرح حدیث بیان کی ہے۔ اتنا فرق ہے کہ ابنِ عباسؓ نے کہا میں تمہیں گنہگار کرنا بُرا سمجھتا ہوں اور یہ کہ تم کو گھٹنوں تک کیچڑ سے آلودہ ہو کر آنا پڑتا۔[3]

۶۳۵۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ یَحْیٰی عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ قَالَ سَاَلْتُ اَبَا سَعِیْدٍ الْخُدْرِیَّ فَقَالَ جَاءَتْ سَحَابَةٌ فَمَطَرَتْ حَتّٰی

(از مسلم از ہشام از یحییٰ) ابوسلمہ فرماتے ہیں میں نے ابوسعید خدری سے ایک سوال کیا (شبِ قدر کے متعلق) انہوں نے جواب دیا ایک بادل کی ٹکڑی آئی، خوب بارش ہوئی، چھت سے پانی ٹپکنے لگا،

---

[1] یعنی گو ایسی آفتوں میں جماعت میں حاضر ہونا معاف ہے لیکن اگر کچھ لوگ تکلیف اٹھا کر مسجد میں آجائیں تو امام ان کے ساتھ جماعت سے نماز پڑھ لے کیونکہ گھروں میں نماز پڑھ لینا رخصت ہے افضل تو یہی ہے کہ مسجد میں حاضر ہو جیسے اوپر گذرا ۱۲ منہ [2] یعنی حی علی الصلوٰۃ حی علی الفلاح کے بدل الصلوٰۃ فی الرحال پکارنا ۱۲ منہ [3] ابنِ عباس کا مطلب یہ ہے کہ اگر میں اذان میں حی علی الصلوٰۃ حی علی الفلاح کہلواتا تو جمعہ میں تم کو حاضر ہونا بموجب نص قرآنی واجب ہو جاتا پھر اگر تم نہ آتے تو گنہگار رہتے آتے تو گھٹنوں تک کیچڑ میں لتھڑے ہوتے ہوتے تم کو سخت تکلیف ہوتی ۱۲ منہ۔

قَالَ الدَّاقِفُ وَكَانَ مِنْ جَرِيْدِ النَّخْلِ وَأُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَرَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْجُدُ فِي الْمَاءِ وَالطِّيْنِ حَتّٰى رَأَيْتُ أَثَرَ الطِّيْنِ فِي جَبْهَتِهِ۔

وہ چھت کھجور کی شاخوں کی تھی۔ نماز کی تکبیر ہوئی۔ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ کیچڑ میں سجدہ کر رہے تھے۔ حتیٰ کہ آپ کی پیشانی پر کیچڑ کا نشان میں نے دیکھا[1]۔

۶۳۶۔ حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ سِيْرِيْنَ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا يَقُوْلُ قَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ إِنِّيْ لَا أَسْتَطِيْعُ الصَّلٰوةَ مَعَكَ وَكَانَ رَجُلًا ضَخْمًا فَصَنَعَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامًا فَدَعَاهُ إِلٰى مَنْزِلِهٖ فَبَسَطَ لَهٗ حَصِيْرًا وَّنَضَحَ طَرَفَ الْحَصِيْرِ فَصَلّٰى عَلَيْهِ رَكْعَتَيْنِ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنْ اٰلِ الْجَارُوْدِ لِأَنَسٍ أَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الضُّحٰى قَالَ مَا رَأَيْتُهٗ صَلَّاهَا إِلَّا يَوْمَئِذٍ۔

(از آدم از شعبہ از انس بن سیرین) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک انصاری[2] نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا، میں آپ کے ساتھ نماز میں شریک نہیں ہو سکتا۔ یہ شخص[3] موٹا تھا۔ اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے گھر پر دعوتِ طعام دی۔ آپ کے لیے ایک چٹائی بچھائی، چٹائی کا ایک کنارا دھویا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی پر دو رکعتیں ادا کیں، آل جارود میں سے کسی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کہا۔ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چاشت کے وقت بھی نماز پڑھتے تھے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے جواب دیا میں نے انہیں چاشت پڑھتے ہوئے سوا اس دن کے نہیں دیکھا[4]۔

بَابٌ ۴۱ إِذَا حَضَرَ الطَّعَامُ وَأُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ۔ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَبْدَأُ بِالْعَشَاءِ وَقَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ مِنْ فِقْهِ الْمَرْءِ إِقْبَالُهٗ عَلٰى حَاجَتِهٖ حَتّٰى يُقْبِلَ عَلٰى صَلٰوتِهٖ وَقَلْبُهٗ فَارِغٌ

باب۔ جب کھانا سامنے آجائے ادھر نماز کی تکبیر ہو تو کیا کرنا چاہیے؟ حضرت ابن عمر پہلے شام کا کھانا کھا لیتے تھے۔ ابوالدرداء (صحابی) کہتے ہیں انسان کی عقلمندی یہ ہے کہ پہلے اپنی ضروریات پوری کر لے تاکہ جب نماز میں کھڑا ہو تو اس کا دل (خیالات سے) خالی اور فارغ ہو۔

---

[1] یہ حدیث اوپر گزر چکی ہے تو باب الاعتکاف میں مذکور ہوگی اس باب میں امام بخاری رحمہ اللہ نے اس سے یہ ثابت کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیچڑ بارش میں ... میں نماز پڑھی تو باب کا ایک مطلب نکل آیا کہ ایسی آفتوں میں جو لوگ مسجد میں آجائیں امام اُن کے ساتھ نماز پڑھ لے ۱۲ منہ [2] کہتے ہیں یہ عتبان بن مالک تھے جن کا قصہ ابھی گذرا بعضوں نے کہا انس رضی اللہ عنہ کے کوئی چچا تھے ۱۲ منہ [3] اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ آدمی عتبان نہ تھے اُن کو تو نابینائی کا عذر تھا نہ موٹاپے کا حافظ نے کہا احتمال ہے کہ عتبان موٹے بھی ہوں کیونکہ سارا قصہ قریب قریب وہی ہے جو عتبان کا بیان ہوا ہے ۱۲ منہ [4] اس حدیث کی مناسبت ترجمہ باب سے ذرا مشکل ہے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ جب اُس نے اپنے موٹاپے کی وجہ سے یہ کہا کہ میں آپ کے ساتھ نماز میں شریک نہیں ہو سکتا تو وہ جماعت میں نہ آیا ہوگا اور آپ نے باقی حاضرین کے ساتھ نماز پڑھ لی ہوگی اور باب کا ایک مطلب یہی ہے ۱۲ منہ۔

۶۳۷- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي سَمِعْتُ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ إِذَا وُضِعَ الْعَشَاءُ وَأُقِيمَتِ الصَّلٰوةُ فَابْدَءُوا بِالْعَشَاءِ۔

(از مسدّد از یحییٰ از ہشام از والدش) حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب شام کا کھانا سامنے ہو دوسری طرف نماز کی تکبیر ہو تو پہلے کھانا کھا لو [۱]

۶۳۸- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا قُدِّمَ الْعَشَاءُ فَابْدَءُوا بِهِ قَبْلَ أَنْ تُصَلُّوا صَلٰوةَ الْمَغْرِبِ وَلَا تَعْجَلُوا عَنْ عَشَائِكُمْ۔

(از یحییٰ بن بکیر از لیث از عقیل از ابن شہاب) انس بن مالک کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب شام کا کھانا سامنے آجائے تو نماز مغرب سے پہلے کھانا کھا لو۔ کھانا چھوڑ کر نماز میں جلدی مت کرو [۲]

۶۳۹- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمٰعِيلَ عَنْ أَبِي أُسَامَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا وُضِعَ عَشَاءُ أَحَدِكُمْ وَأُقِيمَتِ الصَّلٰوةُ فَابْدَءُوا بِالْعَشَاءِ وَلَا يَعْجَلْ حَتّٰى يَفْرُغَ مِنْهُ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يُوضَعُ لَهُ الطَّعَامُ وَتُقَامُ الصَّلٰوةُ فَلَا يَأْتِيهَا حَتّٰى يَفْرُغَ وَإِنَّهُ لَيَسْمَعُ قِرَاءَةَ الْإِمَامِ وَقَالَ زُهَيْرٌ وَوَهْبُ بْنُ عُثْمَانَ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ أَحَدُكُمْ عَلَى الطَّعَامِ فَلَا يَعْجَلْ حَتّٰى يَقْضِيَ حَاجَتَهُ مِنْهُ وَإِنْ أُقِيمَتِ الصَّلٰوةُ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ وَحَدَّثَنِي

(از عبید بن اسمٰعیل از ابو اسامہ از عبید اللہ از نافع) ابن عمرؓ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی کے سامنے جب شام کا کھانا رکھا جائے اور نماز کی تکبیر ہو رہی ہو تو پہلے کھانا کھا لے جلدی نہ کرے حتیٰ کہ کھانے سے فارغ ہو لے۔ ابن عمرؓ کے سامنے کھانا رکھا جاتا ادھر نماز کی تکبیر ہوتی تو وہ کھانے سے فراغت تک نماز کے لیے نہ آتے، حالانکہ امام کی قراءت سنتے رہتے۔ زہیر[۳] بن معاویہ اور وہب بن عثمان نے بحوالہ موسیٰ[۴] بن عقبہ از نافع از ابن عمرؓ بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی شخص کھانے پر بیٹھا ہو تو جلدی نہ کرے، حتیٰ کہ اپنی خواہش اچھی طرح پوری کرے چاہے، نماز کی تکبیر ہو جائے۔ امام بخاریؒ نے بحوالہ ابراہیم بن منذر از وہب بن عثمان روایت کیا۔ یہ وہب مدینہ کے رہنے والے تھے۔

---

[۱] بعد اس کے مغرب کی نماز پڑھو دوسری روایت میں صاف اس کی تصریح ہے اور دوسری نمازوں کا بھی یہی حکم ہے ۔امام احمد بن حنبل نے اس حدیث کو عام رکھا ہے یہ قید نہیں لگائی کہ اگر کھانے کی احتیاج ہو بعضوں نے کہا یہ حکم اسی حالت میں ہے جب کھانے کی خواہش ہو امام ابن حزم نے کہا اگر کھانے سے پہلے نماز پڑھ لے گا تو نماز باطل ہوگی ۱۲ منہ [۲] جب کھانا چھوڑ کر پہلے نماز پڑھے گا تو ضرور نماز جلدی جلدی ادا کرے گا ہمارے زمانے میں اکثر لوگ اس حدیث کے خلاف کرتے ہیں اور روزہ افطار کے بعد نماز جلدی سے پڑھ لیتے ہیں پھر اطمینان سے بیٹھ کر کھانا کھاتے ہیں ان کو یہ معلوم نہیں کہ نماز میں کھانے سے زیادہ اطمینان کی ضرورت ہے ۱۲ منہ [۳] اس کو ابو عوانہ نے اپنی مستخرج میں وصل کیا ۱۲ منہ [۴] اس کو خود امام بخاریؒ نے ابراہیم بن منذر سے وصل کیا ۱۲ منہ۔

اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ عَنْ وَهْبِ بْنِ عُثْمَانَ وَوَهْبٌ مَدَنِيٌّ -

باب ۴۳۳ إِذَا دُعِيَ الْإِمَامُ إِلَى الصَّلٰوةِ وَبِيَدِهِ مَا يَأْكُلُ -

باب - اگر امام کو نماز کے لیے بلایا جائے اور اس کے ہاتھ میں وہ چیز ہو جسے کھا رہا ہو [۱]

۶۴۰ - **حَدَّثَنَا** عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ جَعْفَرُ بْنُ عَمْرِو بْنِ أُمَيَّةَ أَنَّ أَبَاهُ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْكُلُ ذِرَاعًا يَحْتَزُّ مِنْهَا فَدُعِيَ إِلَى الصَّلٰوةِ فَقَامَ فَطَرَحَ السِّكِّيْنَ فَصَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ -

(از عبدالعزیز بن عبداللہ از ابراہیم بن سعد از صالح از ابن شہاب از جعفر بن عمرو بن امیہ) عمرو بن امیہ فرماتے ہیں میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بکری کا شانہ کاٹ کر کھاتے ہوئے دیکھا۔ اتنے میں آپ کو نماز کے لیے بلایا گیا۔ آپ کھڑے ہو گئے اور چھری [۲] رکھ دی، آپ نے نماز پڑھی۔ وضو نہیں کیا (یعنی آپ باوضو طعام تناول کر رہے تھے) [۳]

باب ۴۳۴ مَنْ كَانَ فِيْ حَاجَةِ أَهْلِهِ فَأُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَخَرَجَ -

باب - جو شخص گھر کے کام کاج میں مصروف ہو اور نماز کی تکبیر ہو جائے، تو نماز کے لیے چلا جائے [۴]

۶۴۱ - **حَدَّثَنَا** آدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا الْحَكَمُ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْأَسْوَدِ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُ فِيْ بَيْتِهِ قَالَتْ كَانَ يَكُوْنُ فِيْ مِهْنَةِ أَهْلِهِ تَعْنِيْ خِدْمَةَ أَهْلِهِ فَإِذَا حَضَرَتِ الصَّلٰوةُ خَرَجَ إِلَى الصَّلٰوةِ -

(از آدم از شعبہ از حکم از ابراہیم) اسود فرماتے ہیں میں نے حضرت عائشہ رض سے سوال کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں کیا کرتے تھے؟ آپ نے فرمایا: گھر کے کام کاج یعنی گھر والوں کی خدمت۔ جب نماز تیار ہوتی، تو کام چھوڑ کر نماز کے لیے تشریف لے جاتے۔

باب ۴۳۵ مَنْ صَلّٰى بِالنَّاسِ وَهُوَ لَا يُرِيْدُ إِلَّا أَنْ يُعَلِّمَهُمْ صَلٰوةَ

باب - کوئی شخص صرف یہ بتانے کے لیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز کیسے پڑھتے تھے

---

[۱] اس باب سے امام بخاری کو یہ ثابت کرنا منظور ہے کہ اکل کا حکم استحباباً ہے نہ وجوباً ورنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھانے کو چھوڑ کر نماز کے لیے کیوں جاتے بعضوں نے کہا امام کا حکم علیحدہ ہے اس کو کھانا چھوڑ کر نماز کے لیے جانا چاہیے کیونکہ اس کے نہ جانے سے بہت لوگوں کو انتظار کرنا پڑے گا، اور تکلیف ہوگی ۱۲ منہ [۲] جس چھری سے گوشت کاٹ کاٹ کر تناول فرما رہے تھے ۱۲ منہ [۳] یعنی گوشت کھانے سے وضو کا اعادہ نہیں کیا اسی مضمون کی حدیث کتاب الطہارۃ میں گذر چکی ہے ۱۲ منہ [۴] اس باب سے امام بخاری کی غرض یہ ہے کہ صرف کھانے کے لیے یہ حکم ہے کہ اس کو پورا کرے اور نماز کے لیے جلدی نہ کرے لیکن اور دنیا کے سب کام کاج نماز کے لیے چھوڑ دینا چاہییں ۱۲ منہ۔

النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسُنَّتَهُ۔

نماز پڑھائے۔

۶۴۲۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ قَالَ جَاءَنَا مَالِكُ بْنُ الْحُوَيْرِثِ فِي مَسْجِدِنَا هٰذَا فَقَالَ إِنِّي لَأُصَلِّي بِكُمْ وَمَا أُرِيدُ الصَّلٰوةَ أُصَلِّي كَيْفَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فَقُلْتُ لِأَبِي قِلَابَةَ كَيْفَ كَانَ يُصَلِّي قَالَ مِثْلَ شَيْخِنَا هٰذَا وَكَانَ الشَّيْخُ يَجْلِسُ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ السُّجُودِ قَبْلَ أَنْ يَنْهَضَ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولٰى۔

(از موسیٰ بن اسمٰعیل از وہیب از ایوب) ابوقلابہ فرماتے ہیں ہمارے پاس مالک بن حویرث اس مسجد[1] میں تشریف لائے اور فرمایا میں تمہارے سامنے نماز پڑھتا ہوں[2]۔ میری نیت نماز پڑھنے کی نہیں، بلکہ صرف تمہیں، بتانے کے لیے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کیسے نماز پڑھتے دیکھا؟ ایوب کہتے ہیں میں نے ابو قلابہ سے پوچھا مالک (بن حویرث) کیسے نماز پڑھتے تھے، ابوقلابہ نے جواب دیا جیسے ہمارے یہ شیخ عمرو بن سلمہ پڑھتے ہیں، عمرو بن سلمہ جب پہلی رکعت کے دوسرے سجدہ سے سر اٹھاتے، تو ذرا بیٹھ جاتے پھر دوسری رکعت کے لیے کھڑے ہوتے۔

باب ۴۳۶ أَهْلُ الْعِلْمِ وَالْفَضْلِ أَحَقُّ بِالْإِمَامَةِ۔

باب ـ امامت کے زیادہ حقدار عالم اور فضیلت والے حضرات ہیں[3]۔

۶۴۳۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسٰى قَالَ مَرِضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاشْتَدَّ مَرَضُهُ فَقَالَ مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ

(از اسحاق بن نصر از حسین از زائدہ از عبدالملک بن عمیر از ابوبردہ) ابوموسیٰ فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے اور آپ کی بیماری شدید ہوگئی۔ تو آپ نے فرمایا میری طرف سے ابوبکرؓ کو امامت کے لیے حکم دو۔ حضرت عائشہؓ نے عرض کیا کہ وہ نرم دل انسان ہیں۔ جب آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو انہیں نماز پڑھانا مشکل ہو جائے گا

---

[1] یعنی بصرے کی مسجد میں ۱۲ منہ [2] یہاں یہ اشکال ہوتا ہے کہ جب بظاہر نماز میں نماز کی نیت نہ ہو تو ثواب نہ ہوگا اور نماز صحیح نہ ہوگی اس کا جواب یہ ہے کہ مالک نے ثواب کی نفی نہیں کی بلکہ انہوں نے بے وقت اور بے موقع نماز پڑھنے کا سبب بیان کیا اس سے تعلیم مقصود ہے یہ نہیں کہ نماز کا وقت آگیا ہے یا کوئی قضا نماز مجھ پر ہے معلوم ہوا کہ تعلیم کی نیت سے نماز پڑھنا جائز ہے اور یہ شرک فی العبادت نہیں ۱۲ منہ [3] امام بخاری کی غرض اس باب کے لانے سے یہ ہے کہ ان لوگوں کا مذہب باطل کریں جو امامت کے لیے علم اور فضیلت کی ضرورت نہیں سمجھتے اور ہر ایک جاہل کندہ ناتراش کو بے تکلف نماز میں امام کر دیتے ہیں بعضوں نے کہا امام بخاری کا یہ مذہب ہے کہ عالم امامت کا زیادہ حق دار ہے بہ نسبت قاری کے کیونکہ قاری صحابہؓ میں ابی بن کعبؓ سب سے زیادہ تھے۔ تب بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کو امام نہیں بنایا اور ابوبکر صدیقؓ کو امامت کا حکم دیا اور حدیث میں جو آیا ہے کہ جو زیادہ تم میں اللہ کی کتاب کا قاری ہو وہ امامت کرے تو امام شافعیؒ نے اس کی یہ توجیہ کی ہے کہ یہ حکم آپ کے زمانہ مبارک میں تھا اس وقت جو اقرء ہوتا وہ افقہ یعنی عالم بھی ہوتا اور امام احمد نے اقرء کو مقدم رکھا ہے افقہ پر اور اگر کوئی افقہ بھی ہو اور اقرء بھی تو وہ سب پر مقدم ہوگا بالاتفاق ہمارے زمانہ میں بھی یہ بلا عام ہوگئی ہے لوگ جاہلوں کو پیش نماز بنا دیتے ہیں جو اپنی بھی نماز خراب کرتے ہیں اور دوسروں کی بھی ۱۲ منہ۔

قَالَتْ عَائِشَةُ إِنَّهُ رَجُلٌ رَقِيقٌ إِذَا قَامَ مَقَامَكَ لَمْ يَسْتَطِعْ أَنْ يُصَلِّيَ بِالنَّاسِ قَالَ مُرِيْ أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ فَعَادَتْ فَقَالَ مُرِيْ أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ فَإِنَّكُنَّ صَوَاحِبُ يُوسُفَ فَأَتَاهُ الرَّسُولُ فَصَلَّى بِالنَّاسِ فِي حَيَاةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

حضرت عائشہؓ نے کہا وہ نرم دل آدمی ہیں جب آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو لوگوں کو نماز نہ پڑھا سکیں گے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا ابوبکرؓ کو حکم دے کہ وہ نماز پڑھائے حضرت عائشہؓ نے پہلی بات کو دہرایا۔ آپ نے سہ بارہ فرمایا ابوبکرؓ کو حکم دے کہ وہ نماز پڑھائے۔ تم تو یوسف کے ساتھ والی عورتیں ہو آخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام لانے والا شخص حضرت ابوبکرؓ کے پاس آیا اور حضرت ابوبکر نے آپ کے عین حیات نماز پڑھائی (اس حیات سے مراد ہمارے لیے حیات ہے جسے ہم کہتے ہیں، ورنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو اب بھی حیات ہیں اور رہیں گے عبدالرزاق)

۶۴۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ أَنَّهَا قَالَتْ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي مَرَضِهِ مُرُوا أَبَا بَكْرٍ يُصَلِّي بِالنَّاسِ قَالَتْ عَائِشَةُ قُلْتُ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ إِذَا قَامَ فِي مَقَامِكَ لَمْ يُسْمِعِ النَّاسَ مِنَ الْبُكَاءِ فَمُرْ عُمَرَ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ فَقَالَتْ قُلْتُ لِحَفْصَةَ قُولِي لَهُ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ إِذَا قَامَ فِي مَقَامِكَ لَمْ يُسْمِعِ النَّاسَ مِنَ الْبُكَاءِ فَمُرْ عُمَرَ فَلْيُصَلِّ لِلنَّاسِ فَفَعَلَتْ حَفْصَةُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَهْ إِنَّكُنَّ لَأَنْتُنَّ صَوَاحِبُ يُوسُفَ مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ لِلنَّاسِ فَقَالَتْ حَفْصَةُ لِعَائِشَةَ مَا كُنْتُ لِأُصِيبَ مِنْكِ خَيْرًا۔

(از عبداللہ بن یوسف از مالک از ہشام بن عروہ از عروہ) حضرت عائشہ ام المومنین فرماتی ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مرض وصال میں فرمایا: ابوبکرؓ سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ جب ابوبکرؓ آپ کے مقام پر کھڑے ہوں گے، تو روتے روتے اپنی آواز قرأت بھی لوگوں کو نہ سنا سکیں گے عمرؓ کو حکم دیجیے کہ وہ نماز پڑھائیں۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔ میں نے حفصہ ام المومنین (حضرت عمرؓ کی صاحبزادی) سے کہا کہ تو بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی کہہ، کہ جب ابوبکرؓ آپ کے مصلّٰی پر کھڑے ہوں گے تو رونے کی وجہ سے تو ان کی قرأت کی آواز بھی نہ سنی جا سکے گی۔ حضرت حفصہ نے تعمیل کی۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ٹھہرو! تم یوسف کے ساتھ والیاں ہو، ابوبکرؓ سے کہو وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ اس وقت حضرت حفصہؓ نے حضرت عائشہؓ سے کہا مجھے تم سے کبھی بھلائی نہیں پہنچی۔ [1]

---

[1] یعنی آخر تم سوکن ہو گو کیسی ہی پاک نفس سہی تم نے ایسی صلاح دی کہ صلاح نہ تھی بلا شبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مجھ پر خفگی کرائی اس حدیث سے دانشمند لوگ سمجھ سکتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قطعی یہ منظور تھا کہ ابوبکر کے سوا اور کوئی نماز کی امامت نہ کرے اور باوجودیکہ حضرت عائشہؓ سی پیاری اور چہیتی بی بی نے تین بار معروضہ کیا مگر آپ نے ایک نہ سنی پس اگر حدیث القرطاس میں بھی آپ کا منشا یہی ہوتا کہ خواہ مخواہ کتاب لکھی جائے تو آپ ضرور لکھوا دیتے اور حضرت عمرؓ نے جو معروضہ کیا تھا کہ ہم کو اللہ کی کتاب کافی ہے اس پر سکوت نہ فرماتے معلوم ہوا کہ بعد کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی یہی مصلحت سمجھی کہ کوئی کتاب نہ لکھوائی جائے کیونکہ اس جھگڑے کے بعد آپ کئی دن تک زندہ رہے اور دوبارہ کتاب لکھنے کا حکم نہیں فرمایا ۱۲ منہ

۶۴۵۔ حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ الْاَنْصَارِيُّ وَكَانَ تَبِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَخَدَمَهٗ وَصَحِبَهٗ اَنَّ اَبَا بَكْرٍ كَانَ يُصَلِّيْ لَهُمْ فِيْ وَجَعِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِيْ تُوُفِّيَ فِيْهِ حَتّٰى اِذَا كَانَ يَوْمُ الْاِثْنَيْنِ وَهُمْ صُفُوْفٌ فِي الصَّلٰوةِ فَكَشَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِتْرَ الْحُجْرَةِ يَنْظُرُ اِلَيْنَا وَهُوَ قَائِمٌ كَاَنَّ وَجْهَهٗ وَرَقَةُ مُصْحَفٍ ثُمَّ تَبَسَّمَ يَضْحَكُ فَهَمَمْنَا اَنْ نَفْتَتِنَ مِنَ الْفَرَحِ بِرُؤْيَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَكَصَ اَبُوْ بَكْرٍ عَلٰى عَقِبَيْهِ لِيَصِلَ الصَّفَّ وَظَنَّ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَارِجٌ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاَشَارَ اِلَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ اَتِمُّوْا صَلٰوتَكُمْ وَاَرْخَى السِّتْرَ فَتُوُفِّيَ مِنْ يَوْمِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

(از ابوالیمان از شعیب از زہری) انس بن مالک انصاری رضؓ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع فرمان خادم اور صحابی تھے فرماتے ہیں، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مرضِ وصال میں صحابہ کرام رضؓ کو حضرت ابوبکر رضؓ نماز پڑھاتے تھے۔ جب پیر کا دن ہوا تو لوگ صفیں باندھے کھڑے تھے۔ آپؐ نے حجرے کا پردہ اٹھایا اور کھڑے کھڑے ہمیں دیکھنے لگے۔ آپ کا مبارک چہرہ حُسن و جمال میں مصحف کا ایک ورق معلوم ہوتا تھا۔ آپ مسکرا کر ہنسنے لگے[۵] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار سے ہم اتنے خوش ہوئے کہ ہم نماز توڑنے کے قریب ہوگئے۔ حضرت ابوبکر رضؓ اپنی ایڑیوں کے بل صف میں آنے لگے۔ وہ سمجھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھانے کے لیے تشریف لائے ہیں۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اپنی نماز پوری کرلو (یعنی مصلّٰی پر کھڑے ہوکر پڑھاؤ) آپؐ نے پردہ ڈال لیا۔ پھر اسی دن آپ کی وفات ہوئی۔

۶۴۶۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ عَنْ اَنَسٍ قَالَ لَمْ يَخْرُجِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلٰثًا فَاُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَذَهَبَ اَبُوْ بَكْرٍ يَتَقَدَّمُ فَقَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحِجَابِ فَرَفَعَهٗ فَلَمَّا وَضَحَ وَجْهُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا نَظَرْنَا مَنْظَرًا كَانَ

(از ابومعمر از عبدالوارث از عبدالعزیز) حضرت انس رضؓ فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تین دن تک بیماری کی وجہ سے مسجد میں تشریف نہ لائے۔ انہی ایام میں ایک دن نماز کی تکبیر ہوئی تو ابوبکر رضؓ امامت کے لیے آگے بڑھنے کو تھے کہ اتنے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پردہ پکڑ کر اُٹھایا۔ جب آپ کا رُخِ انور ہمارے سامنے ہوا تو ہم نے ساری دنیا میں اس سے زیادہ کوئی چیز بھلی نہیں دیکھی۔ آپ نے اپنے دستِ مبارک سے ابوبکر رضؓ کو اشارہ

[۵] آپ خوش ہوئے اس لیے کہ مسلمانوں کو دین کے بڑے رکن یعنی نماز پر مضبوط اور مستعد پایا دوسری حدیث میں ہے کہ پیر کے دن میری امت کے اعمال مجھ پر پیش کیے جاتے ہیں تمام مسلمانوں کو یہ کوشش کرنا چاہیے کہ ہم ایسے اعمال کریں کہ ہمارے پیغمبر علیہ السلام ان اعمال کو دیکھ کر خوش ہوں ۱۲ منہ۔

أَعْجَبَ إِلَيْنَا مِنْ وَجْهِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ وَضَحَ لَنَا فَأَوْمَأَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهٖ إِلَى أَبِي بَكْرٍ أَنْ يَتَقَدَّمَ وَأَرْخَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحِجَابَ فَلَمْ يُقْدَرْ عَلَيْهِ حَتّٰى مَاتَ۔

کیا کہ وہ مصلّی پر بڑھ کر امامت کریں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پردہ چھوڑ دیا (یعنی حجرے میں چلے گئے) پھر وصال تک ہم آپ کو نہ دیکھ سکے[1]

۶۴۷۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِي يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّهٗ أَخْبَرَهٗ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ لَمَّا اشْتَدَّ بِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَعُهٗ قِيْلَ لَهٗ فِي الصَّلٰوةِ فَقَالَ مُرُوْا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ قَالَتْ عَائِشَةُ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ رَجُلٌ رَقِيْقٌ إِذَا قَرَأَ غَلَبَهُ الْبُكَاءُ قَالَ مُرُوْهُ فَلْيُصَلِّ فَعَاوَدَتْهُ فَقَالَ مُرُوْهُ فَلْيُصَلِّ إِنَّكُنَّ صَوَاحِبُ يُوْسُفَ تَابَعَهُ الزُّبَيْدِيُّ وَابْنُ أَخِي الزُّهْرِيِّ وَإِسْحَاقُ بْنُ يَحْيَى الْكَلْبِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَقَالَ عُقَيْلٌ وَّمَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ حَمْزَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

(از یحییٰ بن سلیمان از ابن وہب از یونس از ابن شہاب از حمزہ بن عبداللہ) ان کے والد عبداللہ فرماتے ہیں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شدید بیمار ہوئے، تو نماز کے لیے عرض کیا گیا (کیا حکم ہے؟) آپ نے فرمایا ابوبکر کو حکم دو کہ نماز پڑھائے، حضرت عائشہؓ نے عرض کیا ابوبکرؓ نرم دل انسان ہیں جب وہ قرارت کرتے ہیں تو بہت رونے لگتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا اسے حکم دو کہ نماز پڑھائے۔ حضرت عائشہؓ نے دوبارہ عرض کیا آپؐ نے پھر فرمایا اسے حکم دو کہ نماز پڑھائے۔ تم تو یوسف کے ساتھ والی عورتیں ہو۔ یونس کے ساتھ اس حدیث کو زبیدی اور زہری کے بھتیجے اور اسحاق بن یحییٰ کلبی نے زہری سے[2] روایت کیا اور عقیل اور معمر نے بحوالہ زہری از حمزہ بن عبداللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا[3]

بَابٌ ۴۳ مَنْ قَامَ إِلَى جَنْبِ الْإِمَامِ لِعِلَّةٍ۔

باب۔ کسی عذر کی وجہ سے مقتدی کا امام کے برابر کھڑا ہونا۔

۶۴۸۔ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ بْنُ يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ أَمَرَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ

(از زکریا بن یحییٰ از ابن نمیر از ہشام بن عروہ از عروہ) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ کو حکم دیا کہ وہ آپؐ کے مرض کے ایام میں لوگوں کو نماز پڑھاتے رہیں، تو وہ

---

[1] اس حدیث سے صاف نکلتا ہے کہ آپ کی وفات تک ابوبکرؓ نماز پڑھانے کے لیے آپ کے خلیفہ رہے اور شیعہ کا یہ گمان باطل ہوا کہ آپ نے خود برآمد ہو کر ابوبکرؓ کو امامت سے معزول کر دیا ۱۲ منہ [2] زبیدی کی روایت کو طبرانی نے اور زہری کے بھتیجے کی روایت کو ابن عدی نے اور اسحاق کی روایت کو ابوبکرؓ بن شاذان نے وصل کیا ۱۲ منہ [3] یعنی عقیل اور معمر نے اس حدیث کو مرسلاً روایت کیا کیونکہ حمزہ بن عبداللہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہیں پایا عقیل کی روایت کو ذہلی نے معمر کی روایت کو ابن سعد اور ابویعلی نے وصل کیا ۱۲ منہ۔

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبَا بَكْرٍ اَنْ يُّصَلِّيَ بِالنَّاسِ فِيْ مَرَضِهٖ فَكَانَ يُصَلِّيْ بِهِمْ قَالَ عُرْوَةُ فَوَجَدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ نَّفْسِهٖ خِفَّةً فَخَرَجَ فَاِذَا اَبُوْ بَكْرٍ يَّؤُمُّ النَّاسَ فَلَمَّا رَاٰهُ اَبُوْ بَكْرٍ اسْتَاْخَرَ فَاَشَارَ اِلَيْهِ اَنْ كَمَا اَنْتَ فَجَلَسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِذَاءَ اَبِيْ بَكْرٍ اِلٰى جَنْبِهٖ فَكَانَ اَبُوْ بَكْرٍ يُّصَلِّيْ بِصَلٰوةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسُ يُصَلُّوْنَ بِصَلٰوةِ اَبِيْ بَكْرٍ۔

نماز پڑھاتے رہے[۱] عروہ کہتے ہیں ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے افاقہ محسوس کیا اور باہر تشریف لائے، ابوبکرؓ لوگوں کی امامت کر رہے تھے۔ جب حضرت ابوبکرؓ نے آپؐ کو دیکھا تو پیچھے ہٹے۔ آپ نے اشارہ کیا کہ ٹھیک کھڑے ہو! حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکرؓ کے پہلو میں بیٹھ گئے اور حضرت ابوبکرؓ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کی پیروی کر رہے تھے اور باقی صحابہ حضرت ابوبکرؓ کی نماز کی پیروی کر رہے تھے۔

بَابُ ۴۳۸ مَنْ دَخَلَ لِيَؤُمَّ النَّاسَ فَجَاءَ الْاِمَامُ الْاَوَّلُ فَتَاَخَّرَ الْاَوَّلُ اَوْ لَمْ يَتَاَخَّرْ جَازَتْ صَلٰوتُهٗ فِيْهِ عَائِشَةُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

باب - ایک شخص نے امامت شروع کر دی پھر متعین امام آجائے اور مصلّی والا امام مقتدیوں میں ہٹ آئے یا نہ ہٹے ہر حال میں نماز جائز ہے۔ اس باب میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتی ہیں[۲]

۶۴۹ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ اَبِيْ حَازِمِ ابْنِ دِيْنَارٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدِ السَّاعِدِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَهَبَ اِلٰى بَنِيْ عَمْرِو ابْنِ عَوْفٍ لِيُصْلِحَ بَيْنَهُمْ فَحَانَتِ الصَّلٰوةُ

(از عبداللہ بن یوسف از مالک از ابوحازم بن دینار) سہل بن سعد ساعدی فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قبیلہ بنی عمرو بن عوف[۳] میں صلح کرانے کے لیے تشریف لے گئے تھے (آپ کو دیر لگی) نماز[۴] کا وقت آگیا مؤذن نے حضرت ابوبکرؓ سے کہا نماز پڑھائیں تو تکبیر کہوں حضرت ابوبکرؓ نے کہا ہاں! حضرت ابوبکرؓ نے (مسجد نبوی) میں نماز شروع کر دی[۵]

---

[۱] یہ تعلیق نہیں ہے بلکہ اسی سند سے مروی ہے جو اوپر مذکور ہوئی اور ابن ابی شیبہ اور ابن ماجہ اور شافعی نے اس کو متصلاً روایت کیا ہے گو باب میں امام کے بازو کھڑا ہونا مذکور ہے اور حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ابوبکرؓ کے بازو بیٹھنا بیان ہوا ہے مگر شاید آپ پہلے بازو کھڑے ہو کر پھر بیٹھے ہوں گے یا کھڑے ہونے کو بیٹھنے پر قیاس کر لیا ۱۲ منہ [۲] جو اوپر گذری اور دونوں مضمون اس حدیث میں وارد ہیں عروہ کی روایت میں ابوبکر صدیقؓ کا پیچھے ہٹنا منقول ہے اور عبداللہ کی روایت میں جو باب حد المریض میں گذری یہ ہے کہ انہوں نے پیچھے ہٹنے کا ارادہ کیا ۱۲ منہ [۳] یہ اوس قبیلے کی ایک شاخ تھی اُن لوگوں میں آپس میں تکرار ہو گئی تھی یہاں تک کہ ہشت ہشت کی نوبت پہنچی اور دونوں طرف سے پتھر چلے ۱۲ منہ [۴] یعنی عصر کی نماز کا اور اس کی تصریح خود امام بخاری کی دوسری روایت میں ہے ابوداؤد کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چلتے وقت بلال سے فرما گئے تھے کہ اگر عصر کا وقت آجائے اور میں نہ آؤں تو ابوبکرؓ سے کہنا وہ نماز پڑھا دیں گے ۱۲ منہ [۵] صرف تکبیر تحریمہ کہی تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آن پہنچے اور اسی خیال سے انہوں نے آئندہ نماز پڑھانا مناسب نہ سمجھا دوسری روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک موقع پر ابوبکرؓ کے پیچھے صبح کی دوسری رکعت پڑھی یہاں (باقی اگلے صفحہ پر)

فَجَاءَ الْمُؤَذِّنُ اِلٰى اَبِىْ بَكْرٍ فَقَالَ اَتُصَلِّىْ لِلنَّاسِ فَاُقِيْمَ قَالَ نَعَمْ فَصَلّٰى اَبُوْ بَكْرٍ فَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسُ فِى الصَّلٰوةِ فَتَخَلَّصَ حَتّٰى وَقَفَ فِى الصَّفِّ فَصَفَّقَ النَّاسُ وَكَانَ اَبُوْ بَكْرٍ لَا يَلْتَفِتُ فِىْ صَلٰوتِهٖ فَلَمَّا اَكْثَرَ النَّاسُ التَّصْفِيْقَ الْتَفَتَ فَرَاٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَشَارَ اِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنِ امْكُثْ مَكَانَكَ فَرَفَعَ اَبُوْ بَكْرٍ يَدَيْهِ فَحَمِدَ اللّٰهَ عَلٰى مَا اَمَرَهٗ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ ذٰلِكَ ثُمَّ اسْتَاْخَرَ اَبُوْ بَكْرٍ حَتَّى اسْتَوٰى فِى الصَّفِّ وَتَقَدَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰى فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ يَا اَبَا بَكْرٍ مَا مَنَعَكَ اَنْ تَثْبُتَ اِذْ اَمَرْتُكَ فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ مَا كَانَ لِابْنِ اَبِىْ قُحَافَةَ اَنْ يُّصَلِّىَ بَيْنَ يَدَىْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَالِىْ رَاَيْتُكُمْ اَكْثَرْتُمُ التَّصْفِيْقَ مَنْ نَابَهٗ شَىْءٌ فِىْ صَلٰوتِهٖ فَلْيُسَبِّحْ فَاِنَّهٗ اِذَا سَبَّحَ اُلْتُفِتَ اِلَيْهِ وَاِنَّمَا التَّصْفِيْقُ لِلنِّسَاءِ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی اثنائے نماز میں تشریف لائے۔ جماعت ہو رہی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم صفوں سے نکلتے ہوئے صفِ اوّل میں تشریف لائے۔ مقتدیوں نے تالیاں بجانا شروع کیں حضرت ابوبکرؓ تالیوں کی طرف متوجہ نہ ہوئے۔ جب لوگوں نے زیادہ تالیاں بجانا شروع کیا تو حضرت ابوبکرؓ متوجہ ہوئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ لیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ کیا کہ اپنی جگہ پر ٹھہرے رہو (امامت کراتے رہو) حضرت ابوبکرؓ نے دونوں ہاتھ بلند کیے اور اللہ کا اس بات پر شکر کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ امامت کیے جاؤ اور انہیں اس لائق سمجھا۔ پھر حضرت ابوبکرؓ پیچھے ہٹتے ہوئے مقتدیوں کی صف میں آگئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھے، نماز پڑھائی، جب نماز سے فارغ ہوئے، تو فرمایا اے ابوبکرؓ تم اپنی جگہ کیوں نہ ٹھہرے رہے حالانکہ میں نے تمہیں حکم بھی دے دیا تھا تو انہوں نے عرض کیا کہ ابوقحافہؓ کے بیٹے کے لیے یہ بات زیبا نہ تھی، کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے نماز پڑھائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے باقی صحابہ سے فرمایا کہ تم نے تالیاں کیوں بجانی شروع کر دی تھیں؟ جسے کوئی امر نماز میں پیش آجائے، تو وہ سبحان اللہ کہے، جب کوئی سبحان اللہ کہے گا، تو امام خود متوجہ ہو جائے گا۔ یہ تالیاں بجانا تو عورتوں کے لیے ہے (اگر عورتیں امام کو نماز میں کسی بھول چوک کی طرف متوجہ کرنا چاہیں تو دستک دیں ۔)

بَاب ۴۳۹ اِذَا اسْتَوَوْا فِى الْقِرَاءَةِ فَلْيَؤُمَّهُمْ اَكْبَرُهُمْ۔

باب۔ اگر قرأت میں سب برابر ہوں تو ان قاریوں میں جو عمر کے لحاظ سے بڑا ہو وہ امامت کرے۔

۶۵۰۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ اَخْبَرَنَا

(از سلیمان بن حرب از حماد بن زید از ایوب از قلابہ) مالک بن

(بقیہ) ابوبکرؓ نے انکار نہ کیا کیونکہ وہ نماز کا ایک حصہ ادا کر چکے تھے اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر عبدالرحمن بن عوف کے پیچھے نماز پڑھی اور عبدالرحمن پیچھے نہ ہٹے وہ بھی صبح کی ایک رکعت پڑھا چکے تھے کہ آنحضرت دوسری رکعت میں تشریف لائے ۱۲ منہ ۵؎ ابوبکر صدیقؓ نے تواضع اور کسر نفسی کی راہ سے اپنے تئیں ابوقحافہ کا بیٹا کہا کیونکہ ان کے باپ ابوقحافہ کو کوئی خاص فضیلت اور لوگوں پر نہ تھی ۱۲ منہ۔

حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ قَالَ قَدِمْنَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ شَبَبَةٌ فَلَبِثْنَا عِنْدَهُ نَحْوًا مِنْ عِشْرِينَ لَيْلَةً وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَحِيمًا فَقَالَ لَوْ رَجَعْتُمْ إِلَى بِلَادِكُمْ فَعَلَّمْتُمُوهُمْ مُرُوهُمْ فَلْيُصَلُّوا صَلَاةَ كَذَا فِي حِينِ كَذَا وَصَلَاةَ كَذَا فِي حِينِ كَذَا فَإِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَلْيُؤَذِّنْ لَكُمْ أَحَدُكُمْ وَلْيَؤُمَّكُمْ أَكْبَرُكُمْ ۔

حویرث، فرماتے ہیں ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے ۔ ہم سبھی نوجوان تھے ۔ آپ کے پاس بیس راتیں مہمان رہے ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہایت مہربان تھے (جب ہم گھروں کو واپس ہونے لگے) آپ نے فرمایا اگر تم اپنے علاقوں میں جاتے ہو، تو وہاں کے لوگوں کو تعلیم دین دینا ۔ انہیں کہنا فلاں فلاں نماز فلاں فلاں وقت ہوتی ہے ۔ نماز کے وقت تم میں سے ایک شخص اذان دے اور جو عمر کے لحاظ سے بڑا ہو وہ امامت کرے [۱]

بَابٌ ۴۴ إِذَا زَارَ الْإِمَامُ قَوْمًا فَأَمَّهُمْ ۔

باب ۔ اگر امام لوگوں کو ملنے جائے تو ان کی امامت کرسکتا ہے [۲]

۶۵۱ ۔ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ أَسَدٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي مَحْمُودُ بْنُ الرَّبِيعِ قَالَ سَمِعْتُ عِتْبَانَ بْنَ مَالِكٍ الْأَنْصَارِيَّ قَالَ اسْتَأْذَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَذِنْتُ لَهُ فَقَالَ أَيْنَ تُحِبُّ أَنْ أُصَلِّيَ مِنْ بَيْتِكَ فَأَشَرْتُ لَهُ إِلَى الْمَكَانِ الَّذِي أُحِبُّ فَقَامَ وَصَفَفْنَا خَلْفَهُ ثُمَّ سَلَّمَ وَسَلَّمْنَا ۔

(از معاذ بن اسد از عبداللہ از معمر از زہری از محمود بن ربیع ۔) عتبان بن مالک نے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے گھر آنے کی اجازت طلب کی ۔ میں نے اجازت دی ۔ آپ نے فرمایا تو کہاں چاہتا ہے، کہ میں تیرے گھر میں نماز پڑھوں، میں نے آپ کو اس جگہ کی نشاندہی کی، جہاں میں نماز گاہ بنانا چاہتا تھا ۔ آپ کھڑے ہوئے ہم نے آپ کے پیچھے صف باندھی پھر آپ نے نماز پڑھ کر سلام پھیرا، ہم نے بھی سلام پھیر دیا ۔

بَابٌ ۴۵ إِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ

باب ۔ امام اس لیے مقرر کیا جاتا ہے، کہ لوگ

[۱] چونکہ یہ سب لوگ ، دین کے علم اور قرأت میں برابر ... تھے کیونکہ اُن میں سے ہر ایک بیس دن تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت میں رہا تھا تو بڑے عمر والے کو ترجیح ہوئی حافظ نے کہا اقرء یعنی جو زیادہ قاری ہو اس وقت امامت کا زیادہ حق دار ہو گا جب نماز کے ضروری مسائل بھی جانتا ہو اور اگر وہ جاہل ہو تو امامت کا مستحق نہ ہو گا ۔ تسہیل القاری میں ہے کہ یہ حکم جس حدیث میں وارد ہے کہ اقرء امامت کرے وہ منسوخ ہے مرض موت کی حدیث سے کیونکہ آپ نے ابوبکرؓ کو امام بنایا حالانکہ ابی بن کعب اُن سے زیادہ قاری تھے تو صحیح یہ ٹھہرا کہ جس کو دین کا علم زیادہ ہو وہی امامت کا زیادہ حق دار ہے اگر وہ اقرء بھی ہو تو سبحان اللہ نور علی نور ۱۲ منہ [۲] اس باب سے امام بخاری کا مقصود یہ ہے کہ جو ایک حدیث میں وارد ہے کہ جو کوئی کسی قوم کی ملاقات کو جائے تو ان کی امامت نہ کرے اس کا مطلب یہ ہے کہ عام اشخاص میں سے یا چھوٹے اور کم درجہ کے اماموں میں سے لیکن بڑا امام جیسے خلیفۂ وقت یا سلطان کہیں جائے تو وہاں امامت کرسکتا ہے ۱۲ منہ ۔

لِيُؤْتَمَّ بِهِ - وَصَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَرَضِهِ الَّذِي تُوُفِّيَ فِيهِ بِالنَّاسِ وَهُوَ جَالِسٌ وَقَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ إِذَا رَفَعَ قَبْلَ الْإِمَامِ يَعُودُ فَيَمْكُثُ بِقَدْرِ مَا رَفَعَ ثُمَّ يَتْبَعُ الْإِمَامَ وَقَالَ الْحَسَنُ فِيمَنْ يَرْكَعُ مَعَ الْإِمَامِ رَكْعَتَيْنِ وَلَا يَقْدِرُ عَلَى السُّجُودِ يَسْجُدُ لِلرَّكْعَةِ الْآخِرَةِ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ يَقْضِي الرَّكْعَةَ الْأُولَى بِسُجُودِهَا وَفِيمَنْ نَسِيَ سَجْدَةً حَتَّى قَامَ يَسْجُدُ -

اس کی پیروی کریں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مرضِ وصال میں لوگوں کو نماز پڑھائی۔ آپ بیٹھے ہوئے تھے اور لوگ کھڑے تھے۔ عبداللہ ابن مسعودؓ کہتے ہیں، کہ جب کوئی شخص امام سے قبل اپنا سر اٹھالے، تو پھر فوراً رکوع یا سجود میں چلا جائے (جس حالت سے سر اٹھایا) اور اتنی دیر (رکوع یا سجود میں) اس حالت میں رہے جتنی دیر اپنا سر اٹھائے رکھا پھر امام کی پیروی کرے وہ جس حالت میں ہو۔ حضرت حسن بصریؒ کہتے ہیں، اگر کوئی شخص امام کے ساتھ دو رکعتیں پڑھے لیکن (پہلی رکعت میں) دو سجدے نہ کر سکے (بھیڑ یا کسی اور رکاوٹ کی وجہ سے) تو آخر رکعت میں دو سجدے کرلے (امام کے ساتھ) اور (امام کے سلام کے بعد) اپنی مستقل پہلی رکعت کا سجدوں سمیت (جیسے کسی کی رکعت پہلی رہ گئی ہو) اعادہ کرے اسی طرح اگر کوئی شخص سجدہ بھول کر کھڑا ہوگیا تو وہ فوراً سجدے میں چلا جائے [۲]

۶۵۲۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ أَخْبَرَنَا زَائِدَةُ عَنْ مُوسَى بْنِ أَبِي عَائِشَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ فَقُلْتُ أَلَا تُحَدِّثِينِي عَنْ مَرَضِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ بَلَى ثَقُلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَصَلَّى النَّاسُ قُلْنَا لَا وَهُمْ يَنْتَظِرُونَكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ ضَعُوا لِي مَاءً فِي الْمِخْضَبِ قَالَتْ

(از احمد بن یونس از زائدہ از موسیٰ بن ابی عائشہؓ) عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ فرماتے ہیں میں حضرت عائشہ کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے عرض کیا، کیا آپ مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مرضِ وصال کے متعلق کچھ بیان نہیں فرماتیں؟ جواب دیا کیوں نہیں؟ میں بیان کرتی ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے تو (نماز کے وقت) دریافت فرمایا: کیا لوگ نماز پڑھ چکے ہیں؟ ہم نے عرض کیا نہیں وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا انتظار کر رہے ہیں، آپ نے فرمایا: میرے لیے پانی کا طشت بھر کر رکھو۔ حضرت عائشہؓ نے کہا ہم نے

---

[۱] یہ مضمون خود ایک حدیث کا ٹکڑا ہے مطلب یہ ہے کہ امام کی پیروی مقتدی پر لازم ہے تو امام سے آگے یا امام کے بعد ٹھہر کر نماز کے ارکان ادا کرنا جائز نہ ہوگا بلکہ امام کے بعد ہی فوراً ہر ایک رکن ادا کرنا چاہیے ۱۲ منہ [۲] اور یہ خیال نہ کرے کہ وہ کھڑا ہو چکا بلکہ قیام کو ترک کرے اور سجدہ میں جائے پھر سجدہ کرکے قیام کرے کیونکہ سجدہ فرض ہے ۱۲ منہ۔

فَفَعَلْنَا فَاغْتَسَلَ فَذَهَبَ لِيَنُوْءَ فَاُغْمِيَ عَلَيْهِ ثُمَّ اَفَاقَ فَقَالَ اَصَلَّى النَّاسُ قُلْنَا لَا هُمْ يَنْتَظِرُوْنَكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ ضَعُوْا لِي مَآءً فِي الْمِخْضَبِ قَالَتْ فَفَعَلْنَا فَاغْتَسَلَ ثُمَّ ذَهَبَ لِيَنُوْءَ فَاُغْمِيَ عَلَيْهِ ثُمَّ اَفَاقَ فَقَالَ اَصَلَّى النَّاسُ قُلْنَا لَا هُمْ يَنْتَظِرُوْنَكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ ضَعُوْا لِي مَآءً فِي الْمِخْضَبِ فَقَعَدَ فَاغْتَسَلَ ثُمَّ ذَهَبَ لِيَنُوْءَ فَاُغْمِيَ عَلَيْهِ ثُمَّ اَفَاقَ فَقَالَ اَصَلَّى النَّاسُ قُلْنَا لَا هُمْ يَنْتَظِرُوْنَكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَالنَّاسُ عُكُوْفٌ فِي الْمَسْجِدِ يَنْتَظِرُوْنَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِصَلٰوةِ الْعِشَآءِ الْاٰخِرَةِ فَاَرْسَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى اَبِيْ بَكْرٍ بِاَنْ يُّصَلِّيَ بِالنَّاسِ فَاَتَاهُ الرَّسُوْلُ فَقَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْمُرُكَ اَنْ تُصَلِّيَ بِالنَّاسِ فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ وَّكَانَ رَجُلًا رَّقِيْقًا يَا عُمَرُ صَلِّ بِالنَّاسِ فَقَالَ لَهٗ عُمَرُ اَنْتَ اَحَقُّ بِذٰلِكَ فَصَلّٰى اَبُوْ بَكْرٍ تِلْكَ الْاَيَّامَ ثُمَّ اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَدَ مِنْ نَّفْسِهٖ خِفَّةً فَخَرَجَ بَيْنَ رَجُلَيْنِ اَحَدُهُمَا الْعَبَّاسُ لِصَلٰوةِ الظُّهْرِ وَاَبُوْ بَكْرٍ يُّصَلِّيْ بِالنَّاسِ فَلَمَّا رَاٰهُ اَبُوْ بَكْرٍ ذَهَبَ لِيَتَاَخَّرَ فَاَوْمَاَ اِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاَنْ لَّا يَتَاَخَّرَ فَقَالَ اَجْلِسَانِيْ اِلٰى جَنْبِهٖ فَاَجْلَسَاهُ اِلٰى جَنْبِ اَبِيْ بَكْرٍ قَالَ فَجَعَلَ اَبُوْ بَكْرٍ يُّصَلِّيْ وَهُوَ يَاْتَمُّ بِصَلٰوةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

پانی رکھ دیا۔ آپ نے غسل فرمایا۔ پھر اٹھنے لگے، تو بیہوش ہوگئے، ہوش آنے پر پھر دریافت فرمایا کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی ہے؟ ہم نے کہا نہیں وہ آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔ آپ نے پھر فرمایا: میرے لیے پانی کا طشت بھر کر رکھو چنانچہ ہم نے ایسا ہی کیا (حضرت عائشہ کہتی ہیں) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر غسل فرمایا۔ پھر اٹھنے لگے تو بیہوش ہوگئے۔ ہوش آنے پر پھر دریافت فرمایا: کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی ہے؟ ہم نے وہی جواب دیا یارسول اللہ نہیں وہ آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔ آپ نے پھر فرمایا میرے نہانے کے لیے طشت میں پانی بھرو۔ آپ اُٹھ کر بیٹھے اور غسل کیا پھر اُٹھنے کی کوشش کی تو بیہوش ہوگئے۔ جب پھر ہوش میں آئے تو آپ کا سوال وہی تھا کہ کیا لوگ نماز پڑھ چکے ہیں؟ ہم نے کہا نہیں وہ یارسول اللہ! آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔ لوگ مسجد میں جمع تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انتظار کر رہے تھے۔ عشا کی نماز کا وقت تھا، آپ نے حضرت ابوبکرؓ کو پیغام بھیجا کہ وہ نماز پڑھائیں، پیغام لانے والا حضرت ابوبکرؓ کے پاس آیا اور کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو حکم فرما رہے ہیں کہ آپ لوگوں کو نماز پڑھائیں، حضرت ابوبکرؓ نے جو ایک رقیق القلب انسان تھے حضرت عمرؓ سے کہا اے عمر! تو لوگوں کو نماز پڑھا دے، حضرت عمرؓ نے فرمایا آپ اس (امامت کے) زیادہ حق دار ہیں۔ آخر ان ایام میں حضرت ابوبکرؓ ہی نماز پڑھاتے رہے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے افاقہ محسوس کیا اور دو آدمیوں کے سہارے نماز ظہر کے لیے حجرہ سے مسجد تشریف لے گئے، ان دو میں ایک عباس تھے، حضرت ابوبکرؓ نماز پڑھا رہے تھے۔ جب حضرت ابوبکرؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو ہٹنے لگے، لیکن آپ نے اشارے سے فرمایا کہ پیچھے نہ ہٹیں۔ آپ نے ان دونوں سے (جن کے سہارے گئے تھے) فرمایا مجھے اس کے پہلو میں بٹھا دو انہوں نے بٹھا دیا۔ حضرت ابوبکرؓ آنحضرت

وَالنَّاسُ بِصَلٰوةِ اَبِیْ بَکْرٍ وَّالنَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَاعِدٌ قَالَ عُبَیْدُ اللّٰهِ فَدَخَلْتُ عَلٰی عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ فَقُلْتُ لَهٗ اَلَا اَعْرِضُ عَلَیْكَ مَا حَدَّثَتْنِیْ عَآئِشَةُ عَنْ مَرَضِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هَاتِ فَعَرَضْتُ عَلَیْهِ حَدِیْثَهَا فَمَآ اَنْكَرَ مِنْهُ شَیْئًا غَیْرَ اَنَّهٗ قَالَ اَسَمَّتْ لَكَ الرَّجُلَ الَّذِیْ کَانَ مَعَ الْعَبَّاسِ قُلْتُ لَا قَالَ هُوَ عَلِیٌّ۔

صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کی پیروی کر رہے تھے اور باقی حضرات حضرت ابو بکرؓ کی نماز کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ کر نماز پڑھ رہے تھے۔

عبید اللہ کہتے ہیں میں عبداللہ بن عباسؓ کے پاس گیا۔ میں نے کہا کیا حضرت عائشہؓ کی بیان کی ہوئی حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مرضِ وصال کی بیان نہ کروں! انہوں نے کہا بیان کرو۔ میں نے یہی حدیث بیان کی، انہوں نے اس میں سے کسی بات کا انکار نہ کیا صرف اتنا کہا کہ حضرت عائشہؓ نے تم سے اس دوسرے شخص کا نام بیان کیا جو عباس کے ساتھ تھے؟ میں نے کہا نہیں! انہوں نے کہا وہ حضرت علیؓ تھے۔

۶۵۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ یُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ عَآئِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنَّهَا قَالَتْ صَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ بَیْتِهٖ وَهُوَ شَاكٍ فَصَلّٰی جَالِسًا وَّصَلّٰی وَرَآءَهٗ قَوْمٌ قِیَامًا فَاَشَارَ اِلَیْهِمْ اَنِ اجْلِسُوْا فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِیُؤْتَمَّ بِهٖ فَاِذَا رَکَعَ فَارْکَعُوْا وَاِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوْا وَاِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ فَقُوْلُوْا رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ وَاِذَا صَلّٰی جَالِسًا فَصَلُّوْا جُلُوْسًا اَجْمَعُوْنَ۔

(از عبداللہ بن یوسف از مالک از ہشام بن عروہ از عروہ) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آنحضرتؐ نے بہ حالتِ مرض اپنے گھر میں بیٹھے بیٹھے نماز پڑھی لوگ کھڑے ہوئے آپ کے پیچھے پڑھ رہے تھے، آپؐ نے انہیں اشارہ کیا بیٹھ جاؤ، جب نماز سے فارغ ہوئے فرمایا امام اس لیے ہے کہ اس کی پیروی کی جائے، جب وہ رکوع کرے تو تم بھی رکوع کرو۔ جب وہ سر اٹھائے، تو تم بھی سر اٹھاؤ۔ جب وہ سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم ربنا ولک الحمد کہو۔ جب وہ نماز بیٹھے ہوئے پڑھے تو تم بھی سب بیٹھ کر نماز پڑھو۔[1]

۶۵۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ یُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَکِبَ فَرَسًا فَصُرِعَ عَنْهُ فَجُحِشَ شِقُّهُ الْاَیْمَنُ

(از عبداللہ بن یوسف از مالک از ابن شہاب) انس بن مالک فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک گھوڑے پر سوار ہوئے۔ اُس پر سے گر پڑے۔ آپؐ کا دایاں پہلو زخمی ہوگیا۔ آپؐ نے ایک نماز بیٹھ کر پڑھائی، ہم بھی آپؐ کے پیچھے بیٹھ کر پڑھتے رہے۔ جب آپ

---

[1] قسطلانی نے کہا اس حدیث سے امام ابو حنیفہؒ نے دلیل لی کہ امام فقط سمع اللہ لمن حمدہ کہے اور مقتدی ربنا لک الحمد یا ربنا ولک الحمد یا اللھم ربنا لک الحمد کہے اور شافعی، امام احمد بن حنبل کا یہ قول ہے کہ امام دونوں لفظ کہے ۱۲ منہ۔

فَصَلّٰى صَلٰوةً مِّنَ الصَّلَوٰتِ وَهُوَ قَاعِدٌ فَصَلَّيْنَا وَرَآءَهٗ قُعُوْدًا فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهٖ فَاِذَا صَلّٰى قَائِمًا فَصَلُّوْا قِيَامًا وَاِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوْا وَاِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوْا وَاِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ فَقُوْلُوْا رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ وَاِذَا صَلّٰى جَالِسًا فَصَلُّوْا جُلُوْسًا اَجْمَعُوْنَ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ الْحُمَيْدِيُّ قَوْلُهٗ وَاِذَا صَلّٰى جَالِسًا فَصَلُّوْا جُلُوْسًا هُوَ فِيْ مَرَضِهِ الْقَدِيْمِ ثُمَّ صَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسًا وَالنَّاسُ خَلْفَهٗ قِيَامًا لَمْ يَاْمُرْهُمْ بِالْقُعُوْدِ وَاِنَّمَا يُؤْخَذُ بِالْاٰخِرِ فَالْاٰخِرِ مِنْ فِعْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

فارغ ہوئے تو فرمایا امام اس لیے مقرر کیا جاتا ہے، کہ اس کی پیروی کی جائے۔ جب وہ کھڑے ہو کر پڑھے، تو تم بھی کھڑے ہو کر پڑھو۔ جب وہ رکوع کرے تو تم بھی رکوع کرو۔ جب وہ سر اٹھائے، تو تم بھی سر اٹھاؤ جب وہ سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم ربنا لک الحمد کہو جب وہ بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم بھی سب بیٹھ کر نماز پڑھو۔ ابو عبداللہ امام بخاری کہتے ہیں کہ حمیدی نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان کہ "امام بیٹھ کر پڑھے، تو تم بھی بیٹھ کر پڑھو" یہ فرمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی سابقہ مرض کے زمانہ میں ہوا تھا۔ مگر مرض وصال میں باوجود آپ کے بیٹھ کر پڑھانے کے صحابہ کرام نے کھڑے ہو کر نماز پڑھی، آپ نے کوئی تعرض نہ فرمایا اور نہ بیٹھنے کا حکم دیا۔ اور یہ ایک طے شدہ بات ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری قول پر عمل کرنا چاہیے۔

بَابٌ ۴۴۲ مَتٰى يَسْجُدُ مَنْ خَلْفَ الْاِمَامِ۔ وَقَالَ اَنَسٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِذَا سَجَدَ فَاسْجُدُوْا۔

باب ۔ مقتدی کب سجدہ کریں؟ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب امام سجدہ کرے تو تم بھی سجدہ کرو۔[1]

۶۵۵۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ سُفْيٰنَ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ اِسْحَاقَ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيْدَ قَالَ حَدَّثَنِي الْبَرَآءُ وَهُوَ غَيْرُ كَذُوْبٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ لَمْ يَحْنِ اَحَدٌ مِّنَّا ظَهْرَهٗ حَتّٰى يَقَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ

(از مسدد از یحییٰ بن سعید از سفیان از ابو اسحاق از عبداللہ بن یزید) براء (صحابی، ایک سچے شخص تھے) جھوٹ نہیں بولتے تھے وہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب رکوع سے اٹھ کر سمع اللہ لمن حمدہ کہتے تو کوئی شخص بھی (جلدی کر کے) سجدے میں جانے کے لیے جھکنے کی کوشش نہیں کرتا تھا (یعنی بہترین قومہ ادا فرماتے) یہاں تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سجدے میں پہنچ جاتے تو ہم بعد میں سجدے میں جاتے تھے۔[2]

---

[1] یہ لفظ انسؓ کی اس حدیث میں نہیں ہے جس کو امام بخاری نے اگلے باب میں بیان کیا مگر اس کے بعض طریقوں میں موجود ہے اور امام بخاریؒ نے باب ایجاب التکبیر میں نکالا مطلب یہ ہے کہ مقتدیوں کا سجدہ امام کے سجدے کے بعد ہو جیسا اس حدیث سے نکلتا ہے کیونکہ شرط جزاء پر مقدم ہوتی ہے ۱۲ منہ

[2] ابن جوزی نے اس حدیث سے یہ نکالا ہے کہ مقتدی نماز کا کوئی رکن اس وقت تک شروع نہ کرے جب تک امام اس کو پورا نہ کرے حالانکہ حدیث سے یہ ثابت نہیں ہوتا حدیث کا مضمون یہ ہے کہ جب امام ایک رکن شروع کر دے تو مقتدی اس کے بعد شروع کرے ۱۲ منہ۔

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاجِدًا ثُمَّ نَقَعُ سُجُودًا بَعْدَهُ۔

۶۵۶۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ نَحْوَهُ۔

(از ابونعیم از سفیان) ابو اسحاق نے یہی حدیث بیان کی۔

بَابُ ۴۴۳ إِثْمِ مَنْ رَفَعَ رَأْسَهُ قَبْلَ الْإِمَامِ۔

باب۔ امام سے پہلے سجدے سے سر اُٹھانے والے مقتدی کا گناہ۔

۶۵۷۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَمَا يَخْشَى أَحَدُكُمْ أَوْ أَلَا يَخْشَى أَحَدُكُمْ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ قَبْلَ الْإِمَامِ أَنْ يَجْعَلَ اللهُ رَأْسَهُ رَأْسَ حِمَارٍ أَوْ يَجْعَلَ اللهُ صُورَتَهُ صُورَةَ حِمَارٍ۔

(از حجاج بن منہال از شعبہ از محمد بن زیاد) ابوہریرہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا أَمَا يَخْشَى أَحَدُكُمْ یا فرمایا أَلَا يَخْشَى أَحَدُكُمْ (دونوں کا معنی ایک ہے) یعنی کیا وہ شخص ڈرتا نہیں جو اپنا سر امام سے پہلے اٹھا لیتا ہے کہ کہیں اللہ تعالیٰ اس کا سر گدھے کا سر نہ بنا دے یا اس کی صورت گدھے کی صورت نہ بنا دے[1]

بَابُ ۴۴۴ إِمَامَةِ الْعَبْدِ وَالْمَوْلَى

وَكَانَتْ عَائِشَةُ يَؤُمُّهَا عَبْدُهَا ذَكْوَانُ مِنَ الْمُصْحَفِ وَوَلَدِ الْبَغِيِّ وَالْأَعْرَابِيِّ وَالْغُلَامِ الَّذِي لَمْ يَحْتَلِمْ لِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَؤُمُّهُمْ أَقْرَؤُهُمْ لِكِتَابِ اللهِ وَلَا يُمْنَعُ الْعَبْدُ مِنَ الْجَمَاعَةِ بِغَيْرِ عِلَّةٍ۔

باب۔ غلام کی اور جو غلام آزاد ہو گیا ہو اس کی امامت کا بیان۔

حضرت عائشہؓ کی امامت ان کا غلام ذکوان قرآن دیکھ کر کیا کرتا تھا۔ ولد الزنا، اعرابی اور نابالغ لڑکے کی امامت کا بیان۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا امامت وہ کرے[2] جو اللہ کی کتاب کا زیادہ قاری ہو اور غلام کو بغیر کسی ضرورت کے جماعت میں حاضر ہونے سے نہ روکا جائے۔

۶۵۸۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ

(از ابراہیم بن منذر از انس بن عیاض از عبید اللہ از نافع) عبد اللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جب مہاجرین کا پہلا طبقہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

---

[1] امام احمد نے کہا جب امام سے پہلے سر اُٹھانے والے کے لیے ایسے عذاب کا وعدہ ہوا تو اس کی نماز ہی جائز نہ ہوگی اس میں اختلاف ہے کہ اس وعید سے کیا مراد ہے بعضوں نے کہا مراد یہ ہے کہ گدھے کی طرح اس کو جاہل بے وقوف بنا دے قسطلانی نے کہا حقیقۃً گدھے کی صورت میں مسخ ہو جانے سے کوئی امر مانع نہیں ہے اور اس امت میں خسف اور مسخ واقع ہوگا جیسے دوسری حدیث میں ہے جو کتاب الاشربہ میں آئے گی ۱۲ منہ

[2] یہ عام ہے شامل ہے نابالغ اور غلام اور ولد الزنا کو بھی اور عمرو بن سلمہ سات برس کی عمر میں اپنی قوم کی امامت کیا کرتے تھے حنفیہ اور مالکیہ کے نزدیک فرض میں صحیح نہیں نفل میں صحیح ہے اور امام احمد نے اس مسئلہ میں توقف کیا ہے ۱۲ منہ۔

نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ لَمَّا قَدِمَ الْمُهَاجِرُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ الْعُصْبَةَ مَوْضِعًا بِقُبَاءٍ قَبْلَ مَقْدَمِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَؤُمُّهُمْ سَالِمٌ مَوْلٰى اَبِيْ حُذَيْفَةَ وَكَانَ اَكْثَرَهُمْ قُرْاٰنًا۔

کے تشریف لانے سے پہلے نئے نئے مکہ سے مقام عصبہ میں پہنچا جو قبا میں ہے تو پہلے ان کی امامت سالم یعنی ابوحذیفہ کے غلام کیا کرتے تھے۔ انہیں سب سے زیادہ قرآن یاد تھا۔[1]

۶۵۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُو التَّيَّاحِ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اسْمَعُوْا وَاَطِيْعُوْا وَاِنِ اسْتُعْمِلَ حَبَشِيٌّ كَاَنَّ رَاْسَهٗ زَبِيْبَةٌ۔

(از محمد بن بشار از یحییٰ از شعبہ از ابوالتیاح) انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حاکم کی سنو! اور اس کی بات مانو اگرچہ وہ ایک حبشی غلام ہو اور اس کا سر منقّیٰ کے برابر ہو۔

بَابٌ ۴۴۵ اِذَا لَمْ يُتِمَّ الْاِمَامُ وَاَتَمَّ مَنْ خَلْفَهٗ۔

باب ۔ جب امام اپنی نماز پوری نہ کرے اور مقتدی پورا کریں۔

۶۶۰۔ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ سَهْلٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُوْسَى الْاَشْيَبُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُصَلُّوْنَ لَكُمْ فَاِنْ اَصَابُوْا فَلَكُمْ وَاِنْ اَخْطَاُوْا فَلَكُمْ وَعَلَيْهِمْ۔

(از فضل بن سہل از حسن بن موسیٰ اشیب از عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن دینار از زید بن اسلم از عطاء بن یسار) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، یہ امام لوگ تمہیں نماز پڑھاتے ہیں اگر صحیح پڑھیں گے، تب بھی تمہیں ثواب ملے گا۔ اگر غلط پڑھیں تب بھی تمہیں ثواب ملے گا اور وہ اپنی غلطی کے ذمہ دار ہوں گے۔

بَابٌ ۴۴۶ اِمَامَةِ الْمَفْتُوْنِ وَالْمُبْتَدِعِ وَقَالَ الْحَسَنُ صَلِّ وَعَلَيْهِ

باب ۔ فتنہ پرداز[2] اور بدعتی کی امامت کا بیان۔ حضرت امام حسن بصری رضی اللہ عنہ نے کہا تو نماز پڑھ لے اس کی بدعت کا

---

[1] حالانکہ اس وقت تک سالم آزاد بھی نہیں ہوئے تھے اور معلوم ہوا کہ غلام کی امامت درست ہے اور باب کا مطلب نکل آیا۔ کہتے ہیں اُن مہاجرین میں بڑے بڑے لوگ تھے جیسے حضرت عمرؓ زید بن حارثہ اور عامر بن ربیعہ وغیرہ مگر یہ سب سالم کے پیچھے نماز پڑھا کرتے ۱۲ منہ [2] مفتون کا ترجمہ باغی کیا یعنی جو سچے برحق امام کے حکم سے پھر جائے بعضوں نے مفتون عام رکھا ہے اور بدعتی سے عام بدعتی مراد ہے خواہ اس کی بدعت اعتقادی ہو جیسے شیعہ خارجی مرجیہ معتزلہ وغیرہ کی خواہ عملی ہو جیسے سہرہ باندھنے والے تیجہ دسواں کرنے والے تعزیہ یا علم اُٹھانے والے قبروں پر چراغاں کرنے والے میلاد یا مرثیہ کی مجلس کرنے والے کی بشرطیکہ اُن کی بدعت کفر اور شرک کی حد تک نہ پہنچے اگر کفر یا شرک کے درجے پر پہنچ جائے تو ان کے پیچھے نماز درست نہیں تسہیل میں ہے کہ سنّت کہتے ہیں حدیث کو اور جماعت سے مراد صحابہ اور تابعین ہیں۔ جو لوگ حدیث شریف پر چلتے ہیں اور اعتقاد اور عمل میں صحابہ اور تابعین کے طریق پر ہیں وہ اہل سنّت اور جماعت ہیں باقی سب بدعتی ہیں ۱۲ منہ۔

بِدْعَتُهُ وَقَالَ لَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَدِيِّ بْنِ الْخِيَارِ أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ وَهُوَ مَحْصُورٌ فَقَالَ إِنَّكَ إِمَامُ عَامَّةٍ وَنَزَلَ بِكَ مَا تَرَى وَيُصَلِّي لَنَا إِمَامُ فِتْنَةٍ وَنَتَحَرَّجُ فَقَالَ الصَّلٰوةُ أَحْسَنُ مَا يَعْمَلُ النَّاسُ فَإِذَا أَحْسَنَ النَّاسُ فَأَحْسِنْ مَعَهُمْ وَإِذَا أَسَاءُوا فَاجْتَنِبْ إِسَاءَتَهُمْ وَقَالَ الزُّبَيْدِيُّ قَالَ الزُّهْرِيُّ لَا نَرَى أَنْ يُصَلَّى خَلْفَ الْمُخَنَّثِ إِلَّا مِنْ ضَرُورَةٍ لَا بُدَّ مِنْهَا۔

وبال اسے ہوگا[۱]۔ محمد بن یوسف نے بحوالہ اوزاعی از زہری از حمید بن عبدالرحمن فرماتے ہیں کہ عبیداللہ بن عدی بن خیار حضرت عثمان بن عفان کے پاس گئے آپ کو باغی گھیرے[۲] ہوئے تھے عبیداللہ بن عدی نے کہا آپ سب مسلمانوں کے امام ہیں، آپ پر جو آفت اتری وہ آپ کو معلوم ہے ہمیں ان باغیوں میں سے ایک شخص[۳] نماز پڑھاتا ہے کہیں ہم گنہگار تو نہ ہوں گے؟ آپ نے فرمایا لوگوں کے سب اعمال میں سے نماز سب سے اچھا عمل ہے۔ جب لوگ اچھا کام کریں تو تو بھی اُن کے ساتھ اچھا کام کر۔ البتہ جب وہ بُرے کام کریں، تو تو اُن کا ساتھ نہ دے[۴]۔ ان کی بُرائی سے بچ۔ زبیدی نے بحوالہ زہری کہا کہ مخنث یعنی ہیجڑے کے پیچھے نماز پڑھنے کو طبیعت نہیں چاہتی لیکن اگر ضرورت یعنی مجبوری ہو تو اس کے پیچھے بھی پڑھ سکتے ہیں[۵]۔

۶۶۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبَانٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَبِي ذَرٍّ اسْمَعْ وَأَطِعْ وَلَوْ لِحَبَشِيٍّ كَأَنَّ رَأْسَهُ زَبِيبَةٌ۔

(از محمد بن ابان از غندر از شعبہ از ابوالتیاح) انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوذر سے کہا، بات سن، کہنا مان، اگرچہ حبشی غلام بھی (حاکم ہو) جس کا سر منقی کی طرح چھوٹا ہو۔

بَابٌ ۴۴۷ يَقُومُ عَنْ يَمِينِ الْإِمَامِ بِحِذَائِهِ سَوَاءً إِذَا كَانَا اثْنَيْنِ۔

باب۔ اگر صرف دو نمازی ہوں، تو مقتدی کو امام کی دائیں طرف برابر کھڑا ہونا چاہیے[۶]

[۱] یعنی امام کی بدعت کا وبال اس کے سر رہے گا تیری نماز صحیح ہو جائے گی ۱۲ منہ [۲] یہ مصر کے لوگ تھے جو حضرت عثمان کے عامل سے ناراض ہو کر مدینہ میں آئے اس کا قصہ طویل ہے مروان کی شرارت سے یہ باغی بہت برافروختہ ہوئے اور آخر حضرت عثمان کو ان کے مکان پر گھیر لیا ۱۲ منہ [۳] عبدالرحمن بن عدیس بلوی یا کنانہ بن بشر حافظ نے کہا کنانہ مراد ہے سیف بن عمرؓ کی روایت میں اس کی تصریح ہے ۱۲ منہ [۴] شافعیہ کا یہی قول ہے لیکن مالکیہ کے نزدیک فاسق عملی کے پیچھے بھی نماز درست نہیں ہے اور فاسق اعتقادی جیسے رافضی خارجی وغیرہ ان کے پیچھے بھی درست نہیں ہے اگر وقت باقی ہو تو نماز کا اعادہ کرے ۱۲ منہ قسطلانی۔
[۵] جیسے ہیجڑا کہیں کا حاکم ہو اور لوگ مجبور ہوں اس کو امام بنانے میں ۱۲ منہ [۶] بعضوں نے کہا ذرا پیچھے ہٹ کر ۱۲ منہ۔

۶۶۲۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بِتُّ فِي بَيْتِ خَالَتِي مَيْمُونَةَ فَصَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِشَاءَ ثُمَّ جَاءَ فَصَلَّى أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ ثُمَّ نَامَ ثُمَّ قَامَ فَجِئْتُ فَقُمْتُ عَنْ يَسَارِهِ فَجَعَلَنِي عَنْ يَمِينِهِ فَصَلَّى خَمْسَ رَكَعَاتٍ ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ نَامَ حَتَّى سَمِعْتُ غَطِيطَهُ أَوْ قَالَ خَطِيطَهُ ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الصَّلٰوةِ۔

(از سلیمان بن حرب از شعبہ از حکم از سعید بن جبیر) حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں ایک دفعہ مَیں اپنی خالہ میمونہ ام المومنین کے گھر رات ٹھیرا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عشا کی نماز پڑھی، چار رکعتیں۔ پھر آرام فرمایا، سو گئے۔ آپ پھر نماز کے لیے اُٹھے مَیں بھی آپ کے بائیں طرف (نماز کے لیے) کھڑا ہو گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنے دائیں پہلو کی جانب کھڑا کر لیا۔ آپؐ نے پانچ رکعات ادا کیں۔ پھر دو رکعتیں پڑھیں، پھر سو گئے۔ حتّٰی کہ مَیں نے آپ کے خراٹوں کی آواز سُنی۔ پھر آپؐ (صبح کی نماز) کے لیے مسجد میں تشریف لے گئے[1]۔

بَاب ۴۴۸ إِذَا قَامَ الرَّجُلُ عَنْ يَسَارِ الْإِمَامِ فَحَوَّلَهُ الْإِمَامُ إِلَى يَمِينِهِ لَمْ تَفْسُدْ صَلٰوتُهُمَا۔

باب۔ اگر کوئی شخص امام کے بائیں طرف کھڑا ہو، اور امام اسے داہنی طرف کر لے تو کسی کی نماز فاسد نہ ہوگی۔

۶۶۳۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرٌو عَنْ عَبْدِ رَبِّهِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ مَخْرَمَةَ بْنِ سُلَيْمَانَ عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ نِمْتُ عِنْدَ مَيْمُونَةَ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَهَا تِلْكَ اللَّيْلَةَ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ قَامَ يُصَلِّي فَقُمْتُ عَنْ يَسَارِهِ فَأَخَذَنِي فَجَعَلَنِي عَنْ يَمِينِهِ فَصَلَّى ثَلٰثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً ثُمَّ نَامَ حَتَّى نَفَخَ وَكَانَ إِذَا نَامَ نَفَخَ ثُمَّ أَتَاهُ الْمُؤَذِّنُ فَخَرَجَ فَصَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ قَالَ عَمْرٌو فَحَدَّثْتُ بِهِ بُكَيْرًا فَقَالَ حَدَّثَنِي كُرَيْبٌ بِذٰلِكَ۔

(احمد از ابن وہب از عمرو از عبدربہ بن سعید از مخرمہ بن سلیمان از کریب ابن عباس کے غلام) حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں، مَیں ام المومنین حضرت میمونہ کے ہاں ٹھہرا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُس رات آپؓ کے پاس تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو فرمایا پھر نماز پڑھنے کھڑے ہوئے۔ مَیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بائیں طرف کھڑا ہو گیا۔ آپ نے مجھے اپنی دائیں طرف کر لیا۔ آپؐ نے تیرہ رکعات ادا فرمائیں، پھر سو گئے۔ حتّٰی کہ خراٹے لینے لگے۔ آپؐ جب سوتے تھے تو خراٹے لیتے تھے۔ پھر مؤذن آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ (نماز کے لیے بلانے کو) آپؐ تشریف لے گئے نماز پڑھی لیکن (وضو نہیں کیا[2]) عمروؓ کہتے ہیں مَیں نے یہ حدیث بکیر سے بیان کی۔ انہوں نے کہا کریب نے مجھ سے بھی یہی حدیث بیان کی[3]۔

---

[1] حدیث سے یہ نکلا کہ جب امام کے ساتھ ایک ہی آدمی ہو تو وہ امام کی داہنی طرف کھڑا ہو جوان ہو یا نابالغ اب اگر دوسرا کوئی شخص آ جائے تو وہ امام کی بائیں طرف تکبیر تحریمہ کہے پھر امام آگے بڑھ جائے یا دونوں مقتدی پیچھے ہٹ جائیں ۱۲ منہ [2] کیونکہ آپ باوضو تھے نیند آپ کے وضو کو نہیں توڑتی تھی۔ عبدالرزاق۔ [3] تو اس سند میں عمرو بن حارث اور کریب کے درمیان صرف ایک واسطہ ہوا یعنی بکیر ابن عبداللہ کا اور اگلی سند میں عمرو اور کریب کے درمیان دو واسطے تھے عبدربہ اور مخرمہ بن سلیمان کے ۱۲ منہ۔

بَابُ ۴۴ إِذَا لَمْ يَنْوِ الإِمَامُ أَنْ يَؤُمَّ ثُمَّ جَاءَ قَوْمٌ فَأَمَّهُمْ۔

۶۶۴۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيْلُ ابْنُ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بِتُّ عِنْدَ خَالَتِيْ مَيْمُوْنَةَ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ مِنَ اللَّيْلِ فَقُمْتُ أُصَلِّيْ مَعَهُ فَقُمْتُ عَنْ يَسَارِهِ فَأَخَذَ بِرَأْسِيْ وَأَقَامَنِيْ عَنْ يَمِيْنِهِ۔

باب ۔ نماز شروع کرتے وقت امامت کی نیت نہ ہو پھر لوگ آجائیں اور ان کی امامت کرے۔ [۱]

(از مسدد از اسمٰعیل بن ابراہیم از ایوب از عبداللہ بن سعید بن جبیر از سعید بن جبیر) ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ میں اپنی خالہ میمونہ کے پاس ایک رات ٹھیرا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (تہجد کے لیے) کھڑے ہوئے میں بھی نماز میں شریک ہوا آپ کے بائیں طرف کھڑا ہوا، آپ نے میرا سر پکڑ کر مجھے اپنی دائیں طرف کھڑا کر لیا۔ [۲]

بَابُ ۴۵ إِذَا طَوَّلَ الإِمَامُ وَكَانَ لِلرَّجُلِ حَاجَةٌ فَخَرَجَ وَصَلّٰى۔

۶۶۵۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ كَانَ يُصَلِّيْ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ يَرْجِعُ فَيَؤُمُّ قَوْمَهُ ح وَحَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرٍو قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كَانَ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ يُصَلِّيْ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ يَرْجِعُ فَيَؤُمُّ قَوْمَهُ فَصَلَّى الْعِشَاءَ فَقَرَأَ بِالْبَقَرَةِ فَانْصَرَفَ الرَّجُلُ فَكَأَنَّ

باب ۔ اس امر کا بیان کہ اگر امام لمبی سورت شروع کر دے اور کسی کو کام ہو، تو وہ اکیلے نماز پڑھ کر چلا جائے۔ [۳]

(از مسلم از شعبہ از عمرو) جابر بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ معاذ بن جبل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (فرض) نماز پڑھا کرتے تھے پھر اپنی قوم میں جا کر وہی نماز امام بن کر انہیں پڑھا دیتے تھے۔

دوسری سند (از محمد بن بشار از غندر از شعبہ از عمرو) جابر بن عبداللہ فرماتے ہیں معاذ بن جبل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھتے تھے۔ پھر لوٹ کر اپنی قوم کی امامت کرتے تھے۔ ایک بار ایسا ہوا کہ انہوں نے عشا کی نماز پڑھائی سورہ بقرہ شروع کر دی۔ ایک مقتدی نماز توڑ کر چلا گیا۔ معاذ نے اس کے متعلق برا بھلا کہا [۴] معاذ کی یہ بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچی [۵]۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

---

[۱] تو امامت صحیح ہو گی کیونکہ امام کو امامت کی نیت کرنا کچھ شرط نہیں ہے البتہ بہتر ہے تاکہ جماعت کا ثواب ملے امام احمد بن حنبل نے فرمایا ہے کہ فرض میں نیت ضروری ہے لیکن نفل میں ضرور نہیں ۱۲ منہ [۲] یہ حدیث کئی بار اُوپر گذر چکی ہے امام بخاری نے اس سے یہ نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اکیلے تہجد شروع کیا تھا پھر ابن عباسؓ اُن کو شریک ہو گئے اور آپ نماز پڑھے گئے ابوداؤد اور ترمذی نے نکالا کہ ایک شخص اکیلے نماز پڑھنے لگا یعنی فرض نماز تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کوئی ایسا نہیں جو اس پر تصدق کرے یعنی اس کے ساتھ شریک ہو جائے اس سے یہ نکلا کہ فرض میں بھی امامت کی نیت کرنا لازم نہیں ہے ۱۲ منہ [۳] اس باب کا یہ مقصود ہے کہ مقتدی اقتدا کی نیت توڑ سکتا ہے یعنی امام کے پیچھے نماز توڑ کر اکیلے وہیں یا اپنے گھر جا کر نماز ادا کر سکتا ہے ۱۲ منہ [۴] جب معاذ کو اس کا حال معلوم ہوا تو کہنے لگے ہو نہ ہو منافق ہے ۱۲ منہ [۵] کہتے ہیں اس شخص کا نام حرام تھا بعضوں نے کہا (باقی اگلے صفحہ پر)

مُعَاذٌ يَنَالُ مِنْهُ فَبَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ فَتَّانٌ فَتَّانٌ ثَلٰثَ مِرَارٍ أَوْ قَالَ فَاتِنًا فَاتِنًا فَاتِنًا وَأَمَرَهُ بِسُوْرَتَيْنِ مِنْ أَوْسَطِ الْمُفَصَّلِ قَالَ عَمْرٌو لَا أَحْفَظُهُمَا۔

نے معاذ کے متعلق تین بار فرمایا فتنہ میں ڈالنے والا فتنہ میں ڈالنے والا۔ فتنہ میں ڈالنے والا یا فسادی فسادی فسادی۔ اور معاذ کو حکم دیا کہ آئندہ اوسط مفصل کی سورتیں پڑھا کرے۔ عمرو بن دینار کہتے ہیں مجھے یاد نہیں وہ کونسی سورتیں ہیں ۔ؔ

بَابُ ۴۵۱ تَخْفِيفِ الْإِمَامِ فِي الْقِيَامِ وَإِتْمَامِ الرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ۔

باب۔ امام کو چاہیے کہ قیام کو مختصر کرے، یعنی چھوٹی سورتیں پڑھا کرے۔ رکوع اور سجدہ کو مکمل طریق سے ادا کرے ۔ؔ

۶۶۶۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيْلُ قَالَ سَمِعْتُ قَيْسًا قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ مَسْعُوْدٍ أَنَّ رَجُلًا قَالَ وَاللهِ يَا رَسُوْلَ اللهِ إِنِّيْ لَأَتَأَخَّرُ عَنْ صَلٰوةِ الْغَدَاةِ مِنْ أَجْلِ فُلَانٍ مِمَّا يُطِيْلُ بِنَا فَمَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ مَوْعِظَةٍ أَشَدَّ غَضَبًا مِنْهُ يَوْمَئِذٍ ثُمَّ قَالَ إِنَّ مِنْكُمْ مُنَفِّرِيْنَ فَأَيُّكُمْ مَا صَلّٰى بِالنَّاسِ فَلْيَتَجَوَّزْ فَإِنَّ فِيْهِمُ الضَّعِيْفَ وَالْكَبِيْرَ وَذَا الْحَاجَةِ۔

(از احمد بن یونس از زہیر از اسمٰعیل از قیس) ابو مسعودؓ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ! میں صبح کی جماعت میں اس لیے نہیں حاضر ہوتا، کہ فلاں امام نماز کو طویل کر دیتے ہیں۔ ابومسعود کہتے ہیں اُس دن سے زیادہ غضبناک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے اور کسی وعظ میں نہیں دیکھا۔ پھر آپ نے فرمایا تم میں بعض لوگ دین کے اعمال سے نفرت دلانے والے ہیں۔ دیکھو جو شخص لوگوں کو نماز پڑھائے وہ نماز مختصر پڑھائے کیونکہ مقتدیوں میں بعض کمزور بعض بوڑھے اور بعض ضروری کام کو جلدی جانے والے موجود ہوتے ہیں۔

بَابُ ۴۵۲ إِذَا صَلّٰى لِنَفْسِهٖ فَلْيُطَوِّلْ مَا شَاءَ۔

باب۔ اگر تنہا نماز پڑھے تو جتنا چاہے طویل نماز پڑھے۔

۶۶۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ أَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ

(از عبداللہ بن یوسف از مالک از ابوالزناد از اعرج) ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی شخص امامت

(بقیہ) حزم بن ابی بن کعب بعضوں نے کہا حازم خیر اُس شخص نے جا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ ہم لوگ سارے دن محنت مشقت کرتے ہیں رات کو تھکے ماندے آتے ہیں تو معاذ نماز کو لمبا کرتے ہیں ۱۲ منہ ؔ دوسری روایت میں ہے کہ سورہ والطارق اور والشمس وضحٰھا یا سبح اسم ربک الاعلٰی یا اقتربت الساعۃ پڑھنے کا حکم دیا۔ مفصل قرآن کی ساتویں منزل کا نام ہے یعنی سورۃ قٓ سے اخیر قرآن تک پھر ان میں تین ٹکڑے ہیں طوال یعنی قٓ سے سورۃ عم تک اوساط یعنی بیچ کی سورہ عم سے والضحٰی تک صغار یعنی چھوٹی والضحٰی سے اخیر تک ۱۲ منہ ؔ حدیث میں تو مطلق ہلکا کرنے کا ذکر ہے مگر قیام ہی لوگوں پر بھاری ہوتا ہے رکوع اور سجدہ کسی پر گراں نہیں ہوتا اس لیے ہلکا کرنے سے قیام کا ہلکا کرنا مراد ہوا ۱۲ منہ۔

هُرَيْرَةَ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا صَلّٰى اَحَدُكُمْ لِلنَّاسِ فَلْيُخَفِّفْ فَاِنَّ فِيْهِمُ الضَّعِيْفَ وَالسَّقِيْمَ وَالْكَبِيْرَ وَاِذَا صَلّٰى اَحَدُكُمْ لِنَفْسِهٖ فَلْيُطَوِّلْ مَا شَآءَ۔

کرے تو مختصر قرارت کرے[1]، کیونکہ مقتدیوں میں کمزور، بیمار اور بوڑھے بھی ہوتے ہیں۔ ہاں جب تنہا نماز پڑھے تو جتنا چاہے طول دے۔

بَابٌ ۴۵۳ مَنْ شَكَا اِمَامَهٗ اِذَا طَوَّلَ وَقَالَ اَبُوْ اُسَيْدٍ طَوَّلْتَ بِنَا يَا بُنَيَّ۔

باب ۔ نماز میں طول دینے والے امام کی شکایت کرنا۔ ابو اُسید (صحابی) نے اپنے بیٹے مُنذر سے کہا بیٹا تُو نے نماز کو طویل کر دیا۔

۶۶۸۔ **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ اِسْمٰعِيْلَ بْنِ اَبِيْ خَالِدٍ عَنْ قَيْسِ ابْنِ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ اَبِيْ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ لَاَتَاَخَّرُ عَنِ الصَّلٰوةِ فِي الْفَجْرِ مِمَّا يُطِيْلُ بِنَا فُلَانٌ فِيْهَا فَغَضِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا رَاَيْتُهٗ غَضِبَ فِيْ مَوْعِظَةٍ كَانَ اَشَدَّ غَضَبًا مِّنْهُ يَوْمَئِذٍ ثُمَّ قَالَ يَاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ مِنْكُمْ مُنَفِّرِيْنَ فَمَنْ اَمَّ مِنْكُمُ النَّاسَ فَلْيَتَجَوَّزْ فَاِنَّ خَلْفَهُ الضَّعِيْفَ وَالْكَبِيْرَ وَذَا الْحَاجَةِ۔

(از محمد بن یوسف از سفیان از اسمٰعیل بن ابی خالد از قیس بن ابی حازم) ابو مسعود فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! میں صبح کی نماز میں حاضر نہیں ہوتا، تو فلاں[2] کی وجہ سے، وہ نماز طویل پڑھاتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ سن کر بہت غضب آلود ہوئے کہ ایسے غصّے کی اور وعظ و نصیحت کبھی آپ میں میں نے انہیں نہیں دیکھا۔ پھر فرمایا اے لوگو! تم میں کچھ لوگ، (دین یا عبادت میں) نفرت پیدا کرنے والے ہیں۔ لہٰذا جو شخص تم میں سے امامت کرے، وہ مختصر نماز پڑھے، کیونکہ اس کے پیچھے کمزور، بوڑھے اور ضروری کام جانے والے موجود ہوتے ہیں[3]۔

۶۶۹۔ **حَدَّثَنَا** اٰدَمُ بْنُ اَبِيْ اِيَاسٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَارِبُ بْنُ دِثَارٍ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ ابْنَ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَنْصَارِيَّ قَالَ اَقْبَلَ رَجُلٌ بِنَاضِحَيْنِ وَقَدْ جَنَحَ اللَّيْلُ فَوَافَقَ مُعَاذًا يُّصَلِّيْ فَتَرَكَ نَاضِحَيْهِ وَاَقْبَلَ اِلٰى مُعَاذٍ فَقَرَاَ سُوْرَةَ

(از آدم بن ابی ایاس از شعبہ از محارب بن دثار) جابر بن عبداللہ انصاری فرماتے ہیں ایک شخص پانی اُٹھانے والے دو اونٹ لایا، رات کافی چھا چکی تھی، معاذؓ کو نماز (عشاء) پڑھاتے پالیا، وہ دونوں اونٹ بٹھا کر معاذؓ کی طرف چلا آیا (تاکہ نماز پڑھے) معاذؓ نے سورۃ بقرہ یا سورہ نساء شروع کر دی۔ وہ نماز چھوڑ کر چلا گیا، اُس سے کسی نے کہا، کہ معاذؓ نے تجھے

[1] بعضوں نے کہا اگر مقتدی یہ ہیں ہوں اور ان میں کوئی بوڑھا ناتواں کام والا نہ ہو تو ان کی خوشی سے امام نماز کو لمبا کر سکتا ہے ابن عبدالبر نے کہا جب بھی ہلکا پڑھنا چاہیے کیونکہ احتمال ہے کہ اور کوئی نیا مقتدی آن کر شریک ہو جائے یا ان ہی میں سے کسی کو کام یا ضرورت لگ جائے یا بیمار ہو جائے ۱۲ منہ

[2] اُبی بن کعب۔ [3] سبحان اللہ کلام الملوک ملوک الکلام ان تینوں لفظوں میں سارے معذور داخل ہو گئے بیمار ناتواں میں داخل ہے۔ اسی طرح لنگڑا لولا اپاہج وغیرہ ۱۲ منہ۔

الْبَقَرَةِ أَوِ النِّسَاءِ فَانْطَلَقَ الرَّجُلُ وَبَلَغَهُ أَنَّ مُعَاذًا نَالَ مِنْهُ فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَشَكَا إِلَيْهِ مُعَاذًا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا مُعَاذُ أَفَتَّانٌ أَنْتَ أَوْ قَالَ أَفَاتِنٌ أَنْتَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَلَوْلَا صَلَّيْتَ بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشٰى فَإِنَّهُ يُصَلِّي وَرَاءَكَ الْكَبِيرُ وَالضَّعِيفُ وَذُو الْحَاجَةِ أَحْسِبُ هٰذَا فِي الْحَدِيثِ وَتَابَعَهُ سَعِيدُ بْنُ مَسْرُوقٍ وَّمِسْعَرٌ وَالشَّيْبَانِيُّ وَقَالَ عَمْرٌو وَّعُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مِقْسَمٍ وَّأَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَرَأَ مُعَاذٌ فِي الْعِشَاءِ بِالْبَقَرَةِ وَتَابَعَهُ الْأَعْمَشُ عَنْ مُّحَارِبٍ۔

بُرا بھلا کہا، وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور معاذ کی شکایت کی آپ نے معاذ سے فرمایا اے معاذؓ! کیا تو بلائیں ڈالنے والا ہے؟ یا فرمایا کیا تو فسادی ہے؟ آپ نے یہ کلمات تین مرتبہ فرمائے۔ کیوں نہیں تو سبح اسم ربك الاعلى اور والشمس وضحها والليل اذا يغشى پڑھتا۔ کیا تجھے معلوم نہیں تیرے پیچھے بوڑھے، کمزور اور ضروری کام کو جلدی جانے والے بھی نماز پڑھتے ہیں۔ شعبہ کہتے ہیں یہ جملہ فانه يصلى وراءك الخ (تیرے پیچھے فلاں فلاں قسم کے لوگ نماز پڑھتے ہیں) حدیث کا ایک حصہ ہے۔ شعبہ کے ساتھ اس حدیث کو سعید بن مسروق اور مسعر اور ابو اسحاق شیبانی نے بھی روایت کیا۔ نیز عمرو بن دینار اور عبید اللہ بن مقسم اور ابو الزبیر نے بھی جابر سے روایت کیا مگر اس میں یہ الفاظ ہیں کہ معاذ نے عشا کی نماز میں سورۂ بقرہ پڑھی۔ شعبہ کے ساتھ اعمش نے بھی اسے محارب سے روایت کیا۔

بَابٌ ۴۵۴ الْإِيجَازِ فِي الصَّلٰوةِ وَإِكْمَالِهَا۔

باب۔ نماز مختصر پڑھنا مگر مکمل (رکوع وسجدہ اچھی طرح کرنا)

۶۷۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوجِزُ الصَّلٰوةَ وَيُكْمِلُهَا۔

(از ابو معمر از عبد الوارث، از عبد العزیز) انس بن مالکؓ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں اختصار فرماتے تھے، مگر بڑی کامل ہوتی تھی۔ [1]

بَابٌ ۴۵۵ مَنْ أَخَفَّ الصَّلٰوةَ عِنْدَ بُكَاءِ الصَّبِيِّ۔

باب۔ بچے کے رونے کی آواز سن کر نماز ہلکی کر دینا یعنی مختصر۔

۶۷۱۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسٰى قَالَ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي

(از ابراہیم بن موسیٰ از ولید بن مسلم از اوزاعی از یحییٰ بن ابی کثیر از عبد اللہ بن ابی قتادہ) ابو قتادہ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نماز میں کھڑے ہو کر اسے طویل پڑھنے کا ارادہ کرتا ہوں،

[1] یعنی فرض نماز میں آپ مقتدیوں کے خیال سے چھوٹی سورتیں پڑھتے تھے مگر سجدہ اور رکوع اسی طرح دونوں سجدوں کے بیچ میں قعدہ اسی طرح رکوع کے بعد قیام یہ سب اچھی طرح کے ساتھ ادا کرتے ۱۲ منہ۔

قَتَادَةَ عَنْ اَبِيْهِ اَبِيْ قَتَادَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنِّيْ لَاَقُوْمُ فِي الصَّلٰوةِ اُرِيْدُ اَنْ اُطَوِّلَ فِيْهَا فَاَسْمَعُ بُكَاۤءَ الصَّبِيِّ فَاَتَجَوَّزُ فِيْ صَلٰوتِيْ كَرَاهِيَةَ اَنْ اَشُقَّ عَلٰى اُمِّهٖ تَابَعَهٗ بِشْرُ بْنُ بَكْرٍ وَّبَقِيَّةُ بْنُ الْوَلِيْدِ وَابْنُ الْمُبَارَكِ عَنِ الْاَوْزَاعِيِّ۔

لیکن بچے کے رونے کی آواز سن کر مختصر کر دیتا ہوں۔ اس کی ماں کو تکلیف میں ڈالنا برا سمجھتا ہوں[1] ولید بن مسلم کے ساتھ اس حدیث کو بشر بن بکر اور بقیہ بن ولید اور عبداللہ بن مبارک نے بھی اوزاعی سے روایت کیا۔

۶۷۲۔ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَرِيْكُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَّقُوْلُ مَا صَلَّيْتُ وَرَاۤءَ اِمَامٍ قَطُّ اَخَفَّ صَلٰوةً وَّلَا اَتَمَّ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاِنْ كَانَ لَيَسْمَعُ بُكَاۤءَ الصَّبِيِّ فَيُخَفِّفُ مَخَافَةَ اَنْ تُفْتَنَ اُمُّهٗ۔

(از خالد بن مخلد از سلیمان بن بلال از شریک بن عبداللہ) انس بن مالک فرماتے ہیں میں نے کبھی کوئی ایسا امام نہیں دیکھا جس کی نماز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ مختصر اور زیادہ مکمل ہو[2]۔ آپ اگر کسی بچے کے رونے کی آواز سن لیتے، تو اس اندیشہ سے نماز میں تخفیف کر دیتے، کہ اس کی ماں پریشان نہ ہو۔

۶۷۳۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ اَنَّ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ حَدَّثَهٗ اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنِّيْ لَاَدْخُلُ فِي الصَّلٰوةِ وَاَنَا اُرِيْدُ اِطَالَتَهَا فَاَسْمَعُ بُكَاۤءَ الصَّبِيِّ فَاَتَجَوَّزُ فِيْ صَلٰوتِيْ مِمَّا اَعْلَمُ مِنْ شِدَّةِ وَجْدِ اُمِّهٖ مِنْ بُكَاۤئِهٖ۔

(از علی بن عبداللہ از یزید بن زریع از سعید از قتادہ) انس بن مالکؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نماز میں داخل ہو کر یہ ارادہ کرتا ہوں، کہ طویل کروں مگر بچے کے رونے کی آواز سن کر مختصر کر دیتا ہوں، کیونکہ میں جانتا ہوں بچے کے رونے کی آواز سے ماں کو کس قدر چوٹ محسوس ہوتی ہے۔

---

[1] اس حدیث سے آپ کی کمال شفقت اپنی امت پر معلوم ہوئی اور یہ بھی نکلا کہ عورتیں جماعت کی نماز میں شریک ہوتی تھیں ہندوستان میں مسلمانوں نے بالکل عورتوں کو جماعت میں شریک ہونے سے روک دیا ہے یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے برخلاف ہے ابن ابی شیبہ نے نکالا کہ پہلی رکعت میں آپ نے ساٹھ آیتوں والی سورت پڑھی پھر بچہ کا رونا سن کر دوسری رکعت میں تین آیتیں پڑھیں ۱۲ منہ [2] یعنی آپ کی نماز باعتبار قرأت کے تو ہلکی ہوتی چھوٹی چھوٹی سورتیں پڑھتے اور ارکان یعنی رکوع سجدہ وغیرہ پورے طور سے ادا فرماتے جو لوگ سنت کی پیروی کرنا چاہیں ان کو امامت کی حالت میں ایسی ہی نماز پڑھنا چاہیے۔ ہمارے زمانہ میں یہ بلا پھیل گئی ہے کہ قرأت تو اس قدر طویل کرتے ہیں کہ ایک رکعت میں چار چار پانچ پانچ پارے اڑا جاتے ہیں مگر رکوع سجدہ اور سجدوں کے بیچ میں قعدہ اچھے طور سے نہیں کرتے ان کی نماز کیا ہے گویا ٹھونگیں ہے حق تعالیٰ سے ڈرنا چاہیے نمازی بڑے شہنشاہ کی بارگاہ میں حاضر ہوتا ہے تو ادب سے اور اطمینان سے تمام ارکان ادا کرنے چاہییں ایسی سو رکعتوں سے جو خلاف سنت ادا کی جائیں ایک رکعت تمام شرائط اور ادب کے ساتھ سنت کے موافق کہیں زیادہ افضل ہے ۱۲ منہ۔

۶۷۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنِّي لَأَدْخُلُ فِي الصَّلٰوةِ فَأُرِيدُ إِطَالَتَهَا فَأَسْمَعُ بُكَاءَ الصَّبِيِّ فَأَتَجَوَّزُ مِمَّا أَعْلَمُ مِنْ شِدَّةِ وَجْدِ أُمِّهِ مِنْ بُكَائِهِ وَقَالَ مُوسٰى حَدَّثَنَا أَبَانُ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ قَالَ حَدَّثَنَا أَنَسٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ۔

(از محمد بن بشار از ابن عدی از سعید از قتادہ) انس بن مالک کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نماز میں داخل ہوتا ہوں، طویل کرنے کا ارادہ کرتا ہوں، مگر بچے کے رونے کی آواز سن کر مختصر کر دیتا ہوں۔ میں جانتا ہوں، ماں کے دل پر بچے کے رونے کی آواز سے کس قدر چوٹ پڑتی ہے۔ نیز حضرت موسیٰؓ نے بحوالہ ابان از قتادہ از انس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت نقل کی۔

بَاب ۴۵۶ إِذَا صَلّٰى ثُمَّ أَمَّ قَوْمًا۔

باب۔ کوئی شخص نماز پڑھ کر دوسروں کو وہی نماز جماعت سے پڑھائے۔ اس کا بیان۔

۶۷۵۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ وَأَبُو النُّعْمَانِ قَالَا حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ كَانَ مُعَاذٌ يُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ يَأْتِي قَوْمَهُ فَيُصَلِّي بِهِمْ۔

(از سلیمان بن حرب و ابو النعمان از حماد بن زید از ایوب از عمرو بن دینار) حضرت جابر فرماتے ہیں کہ معاذؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھتے، پھر اپنی قوم میں آکر ان کی امامت کرتے۔

بَاب ۴۵۷ مَنْ أَسْمَعَ النَّاسَ تَكْبِيرَ الْإِمَامِ۔

باب۔ مقتدیوں کو امام کی تکبیر سنانا[۵]۔ (نماز کے اندر مکبر بننا۔)

۶۷۶۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا مَرِضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَضَهُ الَّذِي مَاتَ فِيهِ أَتَاهُ بِلَالٌ يُؤْذِنُهُ بِالصَّلٰوةِ قَالَ مُرُوْا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ قُلْتُ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ رَجُلٌ أَسِيفٌ إِنْ يَقُمْ مَقَامَكَ يَبْكِ فَلَا يَقْدِرُ عَلَى الْقِرَاءَةِ

(از مسدد از عبد اللہ بن داؤد از اعمش از ابراہیم از اسود) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مرض وصال میں مبتلا ہوئے تو بلال نماز کی اطلاع کرنے کو حاضر ہوئے آپ نے فرمایا ابو بکرؓ کو امامت کا حکم دیا جائے کہ وہ امامت کرے، میں نے کہا ابو بکرؓ نرم دل آدمی ہیں جب آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے رو دیں گے قرآن نہ پڑھ سکیں گے آپ نے پھر فرمایا ابو بکرؓ کو حکم دو کہ نماز پڑھائے۔ میں نے پھر وہی کہا۔ آپ نے تیسری بار یا چوتھی بار فرمایا تم یوسف کے زمانے

---

[۵] جب مقتدی بہت ہوں، اور اللہ اکبر کی آواز ان کو نہ پہنچنے کا خیال ہو تو دوسرا کوئی شخص تکبیر زور سے پکار کر کہہ سکتا ہے تاکہ سب لوگوں کو آواز پہنچ جائے ۱۲ منہ

فَقَالَ مُرُوْا اَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ فَقُلْتُ مِثْلَهُ فَقَالَ فِي الثَّالِثَةِ اَوِ الرَّابِعَةِ اِنَّكُنَّ صَوَاحِبُ يُوْسُفَ مُرُوْا اَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ فَصَلّٰى فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُهَادٰى بَيْنَ رَجُلَيْنِ كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلَيْهِ يَخُطُّ بِرِجْلَيْهِ الْاَرْضَ فَلَمَّا رَاٰهُ اَبُوْ بَكْرٍ ذَهَبَ يَتَاَخَّرُ فَاَشَارَ اِلَيْهِ اَنْ صَلِّ فَتَاَخَّرَ اَبُوْ بَكْرٍ وَقَعَدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى جَنْبِهٖ وَاَبُوْ بَكْرٍ يُسْمِعُ النَّاسَ التَّكْبِيْرَ تَابَعَهُ مُحَاضِرٌ عَنِ الْاَعْمَشِ ۔

کی عورتوں کے مانند ہو، ابوبکرؓ سے ہی کہا جائے کہ نماز پڑھائے ۔ حضرت ابوبکرؓ نے نماز شروع کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم طبیعت میں آرام محسوس کرکے مسجد کو تشریف لائے، دو آدمیوں کے سہارے تھے گو یا وہ منظر آج بھی میری آنکھوں کے سامنے پھر رہا ہے، آپ کے پاؤں زمین پر لکیر کر رہے تھے۔ جب ابوبکرؓ نے آپ کو تشریف لاتے دیکھا، تو پیچھے ہٹنا چاہا۔ آپ نے اشارہ سے روک دیا اور نماز جاری رکھنے کو کہا۔ ابوبکرؓ ہٹ آئے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے پہلو میں بیٹھے، ابوبکرؓ آپ کی تکبیر مقتدیوں کو سنا رہے تھے [۱]

اس حدیث کو عبداللہ بن داؤد کے ساتھ محاضر نے بھی اعمش سے روایت کیا۔

بَاب ۴۵۸ الرَّجُلِ يَاْتَمُّ بِالْاِمَامِ وَيَاْتَمُّ النَّاسُ بِالْمَاْمُوْمِ ۔

وَيُذْكَرُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ائْتَمُّوْا بِيْ وَلْيَاْتَمَّ بِكُمْ مَّنْ بَعْدَكُمْ ۔

باب ۔ ایک شخص امام کی اقتدا کرے اور لوگ اس کی اقتدا کریں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے پہلی صف والوں سے فرمایا تم میری اقتدا کرو تمہاری اقتدا پچھلی صفوں کے لوگ کریں گے [۲]

۶۷۷۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا ثَقُلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَآءَ بِلَالٌ يُؤْذِنُهُ بِالصَّلٰوةِ فَقَالَ مُرُوْا اَبَا بَكْرٍ اَنْ يُّصَلِّيَ بِالنَّاسِ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اَبَا بَكْرٍ رَّجُلٌ اَسِيْفٌ وَّاِنَّهُ

(از قتیبہ بن سعید از ابومعاویہ از اعمش از ابراہیم از اسود) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے، تو بلال نماز کی اطلاع دینے آئے، آپ نے فرمایا ابوبکرؓ سے کہو کہ نماز پڑھائے، میں نے عرض کیا یارسول اللہ وہ نرم دل آدمی ہیں، وہ جب آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو لوگوں کو اپنی آواز نہ سنا سکیں گے، اگر آپ عمرؓ کو نماز پڑھانے کا حکم دیں (تو بہتر) آپ نے فرمایا ابوبکرؓ سے کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائے

---

[۱] گویا حضرت ابوبکرؓ نے آپ کے تشریف لانے کے بعد تکبیر کے فرائض انجام دیے۔ [۲] عبدالرزاق۔ اس کو امام مسلم نے ابوسعید خدری سے نکالا بظاہر یہ حدیث شعبی کے مذہب کی تائید کرتی ہے اور شاید امام بخاری کا بھی یہی مذہب ہو شعبی کا یہ مذہب ہے کہ اگر اخیر صف کے پیچھے کوئی شخص اُس وقت آیا جب امام رکوع سے اپنا سر اٹھا چکا تھا لیکن اخیر صف والوں نے اپنا سر نہیں اُٹھایا تھا اور وہ شریک ہو گیا تو اس کو یہ رکعت مل گئی کیونکہ وہ درحقیقت پچھلی صف والوں کا مقتدی ہے اور پچھلی صف والے آگے کی صف والوں کے اسی طرح اوّل صف والے امام کے مقتدی ہیں۔ جمہور علماء کے نزدیک اس حدیث کا یہ مطلب ہے کہ دین کے کاموں میں تم میری پیروی کرو یعنی مجھ سے سیکھو اور تمہارے بعد جو لوگ آئیں گے وہ تم سے سیکھیں اسی طرح قیامت تک سلسلہ تعلیم و تعلم جاری رہے قسطلانی نے کہا اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ مقتدی دوسرے مقتدیوں کی اقتدا کریں ۱۲ منہ۔

مَتٰى مَا يَقُوْمُ مَقَامَكَ لَا يُسْمِعُ النَّاسَ فَلَوْ اَمَرْتَ عُمَرَ فَقَالَ مُرُوْا اَبَا بَكْرٍ اَنْ يُّصَلِّيَ بِالنَّاسِ فَقُلْتُ لِحَفْصَةَ قُوْلِيْ لَهٗ اِنَّ اَبَا بَكْرٍ رَجُلٌ اَسِيْفٌ وَّاِنَّهٗ مَتٰى يَقُوْمُ مَقَامَكَ لَا يُسْمِعُ النَّاسَ فَلَوْ اَمَرْتَ عُمَرَ فَقَالَ اِنَّكُنَّ لَاَنْتُنَّ صَوَاحِبُ يُوْسُفَ مُرُوْا اَبَا بَكْرٍ يُّصَلِّيْ بِالنَّاسِ فَلَمَّا دَخَلَ فِي الصَّلٰوةِ وَجَدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ نَفْسِهٖ خِفَّةً فَقَامَ يُهَادٰى بَيْنَ رَجُلَيْنِ وَرِجْلَاهُ تَخُطَّانِ فِي الْاَرْضِ حَتّٰى دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَلَمَّا سَمِعَ اَبُوْ بَكْرٍ حِسَّهٗ ذَهَبَ اَبُوْ بَكْرٍ يَّتَاَخَّرُ فَاَوْمَاَ اِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى جَلَسَ عَنْ يَّسَارِ اَبِيْ بَكْرٍ فَكَانَ اَبُوْ بَكْرٍ يُّصَلِّيْ قَائِمًا وَّكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ قَاعِدًا يَّقْتَدِيْ اَبُوْ بَكْرٍ بِصَلٰوةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسُ مُقْتَدُوْنَ بِصَلٰوةِ اَبِيْ بَكْرٍ۔

میں نے حفصہ سے کہا کہ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کر کہ ابو بکرؓ نرم دل انسان ہیں اور جب وہ آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو لوگوں کو قرارت کی آواز (رونے کے سبب) نہ سنا سکیں گے آپ عمرؓ کو نماز پڑھانے کا حکم دیں۔ آپ نے فرمایا تم یوسف کے عہد کی عورتوں کے مثل ہو۔ ابو بکرؓ کو حکم دو کہ نماز پڑھائے، جب وہ نماز شروع کر چکے تھے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی طبیعت میں آرام محسوس کیا، آپ دو آدمیوں کا سہارا لیتے ہوئے مسجد میں تشریف لے گئے، آپ کے قدم مبارک زمین پر خط کھینچتے جا رہے تھے۔ حتیٰ کہ مسجد میں داخل ہو گئے۔ جب حضرت ابو بکرؓ نے آپ کی آہٹ محسوس کی، تو اپنی جگہ سے ہٹنے لگے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ کیا، اپنی جگہ رہو، یہاں تک کہ آپ ابو بکرؓ کی بائیں جانب بیٹھ گئے، تو ابو بکرؓ کھڑے ہو کر نماز پڑھتے رہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ کر۔ حضرت ابو بکرؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کی اقتدا کر رہے تھے اور باقی صحابہ کرام حضرت ابو بکرؓ کی نماز کی پیروی کر رہے تھے۔[۱]

بَابٌ ۴۵۹ هَلْ يَاْخُذُ الْاِمَامُ اِذَا شَكَّ بِقَوْلِ النَّاسِ۔

باب۔ جب امام کو شک ہو جائے تو کیا مقتدیوں کے کہنے پر عمل کرے؟[۲]

۶۷۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَّالِكِ ابْنِ اَنَسٍ عَنْ اَيُّوْبَ بْنِ اَبِيْ تَمِيْمَةَ السَّخْتِيَانِيِّ عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ

(از عبد اللہ بن مسلمہ از مالک بن انس از ایوب بن ابی تمیمہ سختیانی از محمد بن سیرین) حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دو رکعتیں پڑھ کر فارغ ہو گئے تو آپؐ سے ذوالیدین[۳] نے کہا کیا نماز کم ہو گئی

---

[۱] اسی جملہ سے ترجمہ باب نکلتا ہے کیونکہ حضرت ابو بکرؓ خود مقتدی تھے لیکن دوسرے مقتدیوں نے ان کی اقتدا کی ۱۲ منہ [۲] یہ باب لاکر امام بخاریؒ نے شافعیہ کا رد کیا جو کہتے ہیں امام مقتدیوں کی بات نہ سنے بعضوں نے کہا امام بخاری کی غرض یہ ہے کہ اس مسئلہ میں اختلاف اس حالت میں ہے جب امام کو خود شک ہو لیکن اگر امام کو ایک امر کا یقین ہو تو بالاتفاق مقتدیوں کی بات نہ سننا چاہیے تسہیل میں ہے کہ اس باب میں حنفیہ کا قول حق ہے جو صحیح حدیث کے مطابق ہے اور امام مالک اور ان کے اتباع بھی اسی طرف گئے ہیں ۱۲ منہ [۳] ذوالیدین کا اصلی نام خرباق تھا اس کو ذوالیدین یعنی دو ہاتھ والا اس لیے کہنے لگے کہ اس کے ہاتھ لمبے تھے ۱۲ منہ۔

اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ انْصَرَفَ مِنِ اثْنَتَیْنِ فَقَالَ لَہٗ ذُوالْیَدَیْنِ اَقُصِرَتِ الصَّلٰوۃُ اَمْ نَسِیْتَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَصَدَقَ ذُوالْیَدَیْنِ فَقَالَ النَّاسُ نَعَمْ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَصَلَّی اثْنَتَیْنِ اُخْرَیَیْنِ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ کَبَّرَ فَسَجَدَ مِثْلَ سُجُوْدِہٖ اَوْ اَطْوَلَ۔

ہے یا آپ بھول گئے؟ یا رسول اللہ۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ذوالیدین ٹھیک کہہ رہا ہے؟ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا جی ہاں تو آپ دوبارہ نماز میں کھڑے ہوگئے اور دو رکعتیں مزید پڑھیں پھر سلام پھیرا پھر اللہ اکبر کہہ کر حسبِ معمول سجدہ کیا یا کچھ طویل سجدہ کیا[۱]۔

۶۷۹۔ حَدَّثَنَا اَبُوالْوَلِیْدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَۃُ عَنْ سَعْدِ بْنِ اِبْرَاھِیْمَ عَنْ اَبِیْ سَلَمَۃَ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ صَلَّی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الظُّھْرَ رَکْعَتَیْنِ فَقِیْلَ قَدْ صَلَّیْتَ رَکْعَتَیْنِ فَصَلّٰی رَکْعَتَیْنِ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَیْنِ۔

(از ابوالولید از شعبہ از سعد بن ابراہیم از ابوسلمہ) ابوہریرہؓ فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی دو رکعتیں پڑھ کر نماز تمام کر دی، تو آپ سے عرض کیا گیا۔ آپؐ نے تو دو رکعتیں پڑھی ہیں۔ چنانچہ آپؐ نے مزید دو رکعتیں پڑھیں اور سلام کیا پھر دو سجدے کیے۔

بَابٌ ۴۶ اِذَا بَکَی الْاِمَامُ فِی الصَّلٰوۃِ وَقَالَ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ شَدَّادٍ سَمِعْتُ نَشِیْجَ عُمَرَ وَاَنَا فِیْ اٰخِرِ الصُّفُوْفِ یَقْرَأُ اِنَّمَآ اَشْکُوْا بَثِّیْ وَحُزْنِیْٓ اِلَی اللّٰہِ۔

باب ۔ اگر امام نماز میں روئے[۲]: اس کا بیان) عبد اللہ بن شداد کہتے ہیں میں نے حضرت عمرؓ کا رونا سنا جبکہ میں آخری صف میں کھڑا تھا۔ حضرت عمرؓ یہ آیت پڑھ رہے تھے انما اشکوا بثی وحزنی الی اللہ (میں اپنے رنج وغم کا شکوہ اللہ کو سناتا ہوں[۳]

۶۸۰۔ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ قَالَ حَدَّثَنِیْ مَالِکٌ

(از اسمٰعیل از مالک بن انس بن ہشام بن عروہ از عروہ) حضرت

---

[۱] یعنی جیسا نماز میں سجدہ کیا کرتے تھے مراد سجدہ سہو ہے ۱۲ منہ [۲] امام بخاری اس باب میں جو اثر اور حدیث لائے ان سے نماز میں رونے کا جواز نکالا اور شعبی اور نخعی اور ثوری سے منقول ہے کہ رونا اور رونے کی آواز نکالنا دونوں نماز کو فاسد کرتے ہیں اور مالکیہ اور حنفیہ کے نزدیک اگر رونا عذاب کے ڈر سے اور خدا کے خوف سے ہو تو نماز فاسد نہ ہوگی ورنہ فاسد ہو جائے گی تسہیل میں ہے کہ حق یہی ہے کہ رونے سے نماز فاسد نہ ہوگی ۱۲ منہ [۳] یہ اللہ تعالیٰ نے سورۂ یوسف میں حضرت یعقوب علیہ السلام کا کلام نقل کیا جب حضرت یوسفؑ کے بھائیوں نے باپ سے کہا کہ تم یوسف کو یاد کرتے کرتے یا تو اپنی جان کھو لوگے یا اپنے تئیں بیمار کر لوگے تو انہوں نے یہ جواب دیا کہ میں اپنے دل کا غم اپنے مالک سے عرض کرتا ہوں کسی مخلوق سے شکایت نہیں کرتا حضرت عمرؓ صبح کی نماز میں سورۂ یوسف پڑھ رہے تھے جب اس آیت پر پہنچے تو بے اختیار رو دیے اور ایسا پھوٹ پھوٹ کر روئے کہ عبد اللہ بن شداد اخیر صف میں تھے انہوں نے رونے کی آواز سنی اس اثر کو سعید بن منصور اور ابن منذر نے وصل کیا ۱۲ منہ ۔

ابْنُ اَنَسٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِيْ مَرَضِهٖ مُرُوْا اَبَا بَكْرٍ يُّصَلِّيْ بِالنَّاسِ قَالَتْ عَائِشَةُ قُلْتُ لَهٗ اِنَّ اَبَا بَكْرٍ اِذَا قَامَ فِيْ مَقَامِكَ لَمْ يُسْمِعِ النَّاسَ مِنَ الْبُكَاءِ فَمُرْ عُمَرَ يُصَلِّيْ بِالنَّاسِ فَقَالَ مُرُوْا اَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ فَقَالَتْ عَائِشَةُ فَقُلْتُ لِحَفْصَةَ قُوْلِيْ لَهٗ اِنَّ اَبَا بَكْرٍ اِذَا قَامَ فِيْ مَقَامِكَ لَمْ يُسْمِعِ النَّاسَ مِنَ الْبُكَاءِ فَمُرْ عُمَرَ فَلْيُصَلِّ لِلنَّاسِ فَفَعَلَتْ حَفْصَةُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَهْ اِنَّكُنَّ لَاَنْتُنَّ صَوَاحِبُ يُوْسُفَ مُرُوْا اَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ لِلنَّاسِ فَقَالَتْ حَفْصَةُ لِعَائِشَةَ مَا كُنْتُ لِاُصِيْبَ مِنْكِ خَيْرًا۔

عائشہ ام المومنین رض کہتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی (آخری) بیماری میں فرمایا، ابوبکر رض کو حکم دو لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ حضرت عائشہ رض فرماتی ہیں میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا، ابوبکر رض جب آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے، تو رونے کی وجہ سے اپنی قرأت کی آواز مقتدیوں کو صاف نہ سنا سکیں گے، آپ (حضرت) عمر رض کو حکم دیں، کہ نماز پڑھائیں آپ نے دوبارہ فرمایا ابوبکر رض ہی کو حکم دو، کہ نماز پڑھائے۔ حضرت عائشہ رض کہتی ہیں میں نے حضرت حفصہ رض سے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تو کہہ دے، کہ جب ابوبکر رض آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو روتے ہوئے قرارت نہ سنا سکیں گے، اس لیے (حضرت) عمر رض کو حکم دیجیے کہ نماز پڑھائیں۔ حضرت حفصہ نے ایسا ہی کیا مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خاموش تم یوسف کے زمانے کی عورتوں کی طرح ہو۔ جاؤ ابوبکر رض سے کہو کہ نماز پڑھائے۔ حضرت حفصہ رض نے حضرت عائشہ رض سے کہا۔ مجھے تم سے کبھی کوئی فائدہ اور بھلائی نہیں پہنچی [1]

بَابُ ۴۷۶ تَسْوِيَةِ الصُّفُوْفِ عِنْدَ الْاِقَامَةِ وَبَعْدَهَا۔

باب صفوں کو درست کرنا تکبیر کے وقت یا تکبیر کے بعد۔

۶۸۱۔ حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ قَالَ سَمِعْتُ سَالِمَ بْنَ اَبِي الْجَعْدِ قَالَ سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيْرٍ يَّقُوْلُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ

(از) ابوالولید ہشام بن عبدالملک از شعبہ از عمرو بن مرہ از سالم بن ابی جعد نعمان بن بشیر کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صفوں کو ضرور ضرور سیدھا کیا کرو ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے چہرے ایک دوسرے کے خلاف کر دے گا [2]

[1] یہ حدیث اوپر کئی بار گذر چکی ہے امام بخاری نے اس حدیث سے باب کا مطلب یوں نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ سنا کہ ابوبکر رض جب آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو رو دیں گے لیکن اس پر بھی ان کو نماز پڑھانے کا حکم دیا تو معلوم ہوا کہ رونے سے نماز نہیں ٹوٹتی ۱۲ منہ [2] یعنی مسخ کر دے گا بعضوں نے کہا مراد یہ ہے کہ تم میں پھوٹ ڈال دے گا باب کی حدیثوں میں یہ مضمون نہیں ہے کہ تکبیر کے وقت تکبیر کے بعد صفوں کا برابر کرنا لیکن امام بخاری نے ان حدیثوں کے دوسرے طریقوں کی طرف اشارہ کیا چنانچہ آگے چل کر خود امام بخاری نے اسی حدیث کو اس طرح نکالا ہے کہ نماز کی تکبیر ہونے کے بعد آپ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور یہ فرمایا اور مسلم کی روایت میں ہے کہ آپ تکبیر کہہ کے نماز شروع کرنے کو تھے کہ یہ فرمایا امام ابن حزم نے ان حدیثوں کے ظاہر سے یہ کہا کہ صفیں برابر کرنا واجب ہے اور جمہور علماء کے نزدیک سنت ہے اور یہ وعید اس لیے فرمائی کہ لوگ اس سنت کا بخوبی خیال رکھیں برابر رکھنے سے یہ غرض ہے کہ ایک خطِ مستقیم پر کھڑے ہوں آگے پیچھے نہ کھڑے ہوں یا صف میں جو جگہ خالی رہے اس کو بھر دیں ۱۲ منہ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَتُسَوُّنَّ صُفُوفَكُمْ أَوْلَيُخَالِفَنَّ اللّٰهُ بَيْنَ وُجُوهِكُمْ

۶۸۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَقِيمُوا الصُّفُوفَ فَإِنِّي أَرَاكُمْ خَلْفَ ظَهْرِي۔

(از ابو معمر از عبدالوارث از عبدالعزیز بن صہیب) حضرت انس کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صفیں سیدھی کیا کرو، میں تمہیں اپنی پشت کی جانب سے بھی دیکھا کرتا ہوں [1]

باب ۴۶۲ إِقْبَالِ الْإِمَامِ عَلَى النَّاسِ عِنْدَ تَسْوِيَةِ الصُّفُوفِ۔

باب ۔ صفیں سیدھی کرنے کے وقت امام کا مقتدیوں کی جانب رُخ کرنا۔

۶۸۳۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي رَجَاءٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو قَالَ حَدَّثَنَا زَائِدَةُ بْنُ قُدَامَةَ قَالَ حَدَّثَنَا حُمَيْدُ الطَّوِيلُ قَالَ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ أُقِيمَتِ الصَّلٰوةُ فَأَقْبَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِوَجْهِهِ فَقَالَ أَقِيمُوا صُفُوفَكُمْ وَتَرَاصُّوا فَإِنِّي أَرَاكُمْ مِنْ وَرَاءِ ظَهْرِي۔

(از احمد بن ابی رجاء از معاویہ بن عمرو از زائدہ بن قدامہ از حُمید طویل) انس بن مالک فرماتے ہیں، تکبیر ہو چکی تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری طرف منہ کیا آپ نے فرمایا صفیں سیدھی کرو اور مل کر کھڑے ہو۔ میں تمہیں اپنی پشت کی جانب سے بھی دیکھتا رہتا ہوں۔

باب ۴۶۳ الصَّفِّ الْأَوَّلِ۔

باب ۔ صف اوّل کا بیان۔ [2]

۶۸۴۔ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ مَالِكٍ عَنْ سُمَيٍّ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الشُّهَدَاءُ الْغَرِقُ وَالْمَبْطُونُ وَالْمَطْعُونُ وَالْهَدِمُ وَقَالَ لَوْيَعْلَمُونَ مَا فِي التَّهْجِيرِ لَاسْتَبَقُوا إِلَيْهِ وَلَوْيَعْلَمُونَ مَا فِي الْعَتَمَةِ وَالصُّبْحِ لَأَتَوْهُمَا وَلَوْحَبْوًا وَلَوْيَعْلَمُونَ مَا فِي الصَّفِّ الْمُقَدَّمِ

(از ابو عاصم از مالک از سُمیؒ از ابو صالح) ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شہداء یہ لوگ ہیں: پانی میں ڈوبنے والا، پیٹ کی بیماری سے مرنے والا، طاعون سے مرنے والا، گر کر مرنے والا۔ مزید فرمایا اگر لوگ یہ جان لیتے کہ ظہر کی نماز کے لیے جلدی مسجد میں جانے کا کیا فائدہ ہے، تو لوگ بہت پہلے جاتے ایک دوسرے سے سبقت کرکے، اگر لوگوں کو علم ہو جاتا کہ عشا اور صبح میں جانے کا کیا ثواب ہے تو ضرور (مسجد میں) آتے گو وہ (چل نہ سکتے) اور گھسٹ کر انہیں

---

[1] یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاصا تھا آپ کو آگے پیچھے دونوں طرف سے نظر آتا ۱۲ منہ [2] پہلی صف وہ ہے جو امام کے نزدیک ہو بعضوں نے کہا پہلی جو پوری صف ہو اس کے بیچ میں کوئی خلا نہ ہو جیسے حجرہ یا منبر یا دیوار وغیرہ بعضوں نے کہا جو نماز کے لیے مسجد میں پہلے آئے وہ پہلی صف میں ہے گو اخیر صف میں کھڑا ہو ۱۲ منہ۔

لَاسْتَهَمُوْا۔

تو لوگ قرعہ اندازی پر اتر آتے[1]

آنا پڑتا۔ نیز اگر انہیں معلوم ہوتا کہ پہلی صف میں کیا فائدہ اور درجہ ہے

بَابٌ ۴۶۴ إِقَامَةُ الصَّفِّ مِنْ تَمَامِ الصَّلٰوةِ۔

باب ۔ صفیں سیدھی کرنا بھی نماز کامل کرنے کا نام ہے[2]۔

۶۸۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ فَلَا تَخْتَلِفُوْا عَلَيْهِ فَإِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوْا وَإِذَا قَالَ سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقُوْلُوْا رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ وَإِذَا سَجَدَ فَاسْجُدُوْا وَإِذَا صَلَّى جَالِسًا فَصَلُّوْا جُلُوْسًا أَجْمَعُوْنَ وَأَقِيْمُوا الصَّفَّ فِي الصَّلٰوةِ فَإِنَّ إِقَامَةَ الصَّفِّ مِنْ حُسْنِ الصَّلٰوةِ۔

(از عبداللہ بن محمد از عبدالرزاق از معمر از ہمام) ابوہریرہؓ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا امام اس لیے مقرر کیا گیا ہے، کہ اس کی پوری پیروی کی جائے۔ پس ارکانِ نماز میں اس سے اختلاف نہ کرو[3]۔ جب وہ رکوع کرے تو رکوع کرو، جب سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو ربنا لک الحمد کہو اگر وہ سجدے میں جائے، تو سجدے میں جاؤ۔ اگر وہ بیٹھ کر نماز پڑھے تو سب بیٹھ کر پڑھو۔ اور نماز میں صف سیدھی رکھا کرو، کیونکہ صف سیدھی رکھنا نماز کی خوبی میں شمار ہوتا ہے[4]۔

۶۸۶۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَوُّوْا صُفُوْفَكُمْ فَإِنَّ تَسْوِيَةَ الصُّفُوْفِ مِنْ إِقَامَةِ الصَّلٰوةِ۔

(از ابوالولید از شعبہ از قتادہ از انس) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اپنی صفوں کو سیدھا رکھو۔ کیونکہ صفوں کو سیدھا رکھنا نماز کو قائم کرنے کا جز ہے۔

بَابٌ ۴۶۵ إِثْمِ مَنْ لَمْ يُتِمَّ الصُّفُوْفَ۔

باب ۔ صفوں کو مکمل نہ کرنے والے آدمی کو گناہ۔

۶۸۷۔ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ أَسَدٍ قَالَ أَخْبَرَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ أَخْبَرَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُبَيْدٍ الطَّائِيُّ عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ الْأَنْصَارِيِّ

(از معاذ بن اسد از فضل بن موسیٰ از سعید بن عبید طائی) بشیر بن یسار انصاری انس بن مالک کے متعلق فرماتے ہیں کہ جب وہ مدینہ آئے تو ان سے کہا گیا کہ آپ آج کل کون سی بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے

---

[1] قسطلانی نے کہا آگے کی صف شامل ہے دوسری صف کو بھی اس لیے کہ وہ تیسری صف سے آگے ہے اسی طرح تیسری کو بھی وہ چوتھی سے آگے ہے یہ حدیث اُوپر گذر چکی ہے ۱۲ منہ [2] معلوم ہوا کہ نماز میں صف درست کرنے کے لیے آدمی آگے یا پیچھے سرک جائے یا صف ملانے کے واسطے کسی طرف ہٹ جائے یا کسی کو کھینچ لے تو اس سے نماز میں خلل نہ آئے گا بلکہ ثواب پائے گا کیونکہ صف برابر کرنا نماز کا ایک ادب ہے ۱۲ منہ [3] جو کام امام کرے وہ تم بھی کرو یہ نہیں کہ امام رکوع میں رہے تم سجدے میں چلے جاؤ امام نے ابھی سجدے سے سر نہیں اٹھایا تم اُٹھا لو ۱۲ منہ [4] صف برابر کرنے سے نماز کی خوبصورتی ہے ورنہ نماز بے ڈول اور بے ہنگام رہے گی قسطلانی نے اس سے یہ نکالا کہ صف برابر کرنا فرض نہیں ہے کیونکہ حسن خارجی چیزوں سے ہوتا ہے ۱۲ منہ۔

عَنْ اَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ اَنَّهٗ قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ فَقِيْلَ لَهٗ مَا اَنْكَرْتَ مِنَّا مُنْذُ يَوْمِ عَهِدْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا اَنْكَرْتُ شَيْئًا اِلَّا اَنَّكُمْ لَا تُقِيْمُوْنَ الصُّفُوْفَ وَقَالَ عُقْبَةُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ قَدِمَ عَلَيْنَا اَنَسٌ الْمَدِيْنَةَ بِهٰذَا۔

زمانے کے خلاف دیکھتے ہیں؟ فرمایا کوئی نئی اور خلاف چیز نہیں دیکھی سوائے اس کے کہ تم صفوں کو سیدھا نہیں رکھتے۔ عقبہ بن عبید نے بحوالہ بشیر بن یسار فرمایا کہ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ میں آئے اور یہی حدیث بیان فرمائی۔[1]

باب ۴۶۶ اِلْزَاقِ الْمَنْكِبِ بِالْمَنْكِبِ وَالْقَدَمِ بِالْقَدَمِ فِي الصَّفِّ۔ وَقَالَ النُّعْمَانُ بْنُ بَشِيْرٍ رَأَيْتُ الرَّجُلَ مِنَّا يُلْزِقُ كَعْبَهٗ بِكَعْبِ صَاحِبِهٖ۔

باب ۔ صف میں مونڈھے سے مونڈھا اور پاؤں سے پاؤں ملانا۔ نعمان بن بشیر کہتے ہیں ہم میں ہر ایک اپنا ٹخنہ دوسرے کے ٹخنے سے ملا کر کھڑا ہوتا۔

۶۸۸۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَقِيْمُوْا صُفُوْفَكُمْ فَاِنِّيْ اَرَاكُمْ مِنْ وَّرَاءِ ظَهْرِيْ وَكَانَ اَحَدُنَا يُلْزِقُ مَنْكِبَهٗ بِمَنْكِبِ صَاحِبِهٖ وَقَدَمَهٗ بِقَدَمِهٖ۔

(از عمرو بن خالد از زہیر از حُمید) حضرت انس رضؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی صفوں کو برابر رکھو میں تم کو پشت کی جانب سے بھی دیکھتا ہوں، ہم میں ہر ایک اپنا کندھا دوسرے کے کندھے سے اور قدم اُس کے قدم سے ملا دیتا۔

باب ۴۶۷ اِذَا قَامَ الرَّجُلُ عَنْ يَّسَارِ الْاِمَامِ وَحَوَّلَهُ الْاِمَامُ خَلْفَهٗ اِلٰى يَمِيْنِهٖ تَمَّتْ صَلٰوتُهُمَا۔

باب ۔ اگر کوئی شخص امام کی بائیں طرف کھڑا ہو اور امام اسے پیچھے کی طرف سے کھینچ کر دائیں طرف کرے تو ہر ایک کی نماز درست ہے۔[2]

۶۸۹۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا دَاوُدُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَقُمْتُ

(از قتیبہ بن سعید از داؤد از عمرو بن دینار از کریب مولیٰ ابن عباس رضؓ) حضرت ابن عباس رضؓ فرماتے ہیں میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے ساتھ ایک رات نماز پڑھی۔ آپؐ کے بائیں طرف کھڑا ہو گیا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا سر پکڑ کر اپنی دائیں طرف کر لیا۔ پھر نماز پڑھ کر آپؐ

---

[1] اس سند کے بیان کرنے سے امام بخاری کی غرض یہ ہے کہ بشیر بن یسار کا سماع انس رضؓ سے ثابت کریں اس کو امام احمد نے اپنی مسند میں وصل کیا ۱۲ منہ

[2] یعنی نہ مقتدی کی نماز میں کوئی نقص آیا نہ امام کی، دونوں کی نماز پوری ہو گئی ۱۲ منہ۔

عَنْ يَسَارِهٖ فَاَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرَأْسِيْ مِنْ وَّرَآئِيْ فَجَعَلَنِيْ عَنْ يَمِيْنِهٖ فَصَلّٰى وَرَقَدَ فَجَآءَهُ الْمُؤَذِّنُ فَقَامَ يُصَلِّيْ وَلَمْ يَتَوَضَّأْ۔

سو رہے۔ اس کے بعد موذن آیا۔ آپ کھڑے ہوئے اور بغیر نئے وضو کے نماز (صبح) پڑھی۔

بَابٌ ۴۶۸ اَلْمَرْأَةُ وَحْدَهَا تَكُوْنُ صَفًّا۔

باب۔ اکیلی عورت بھی ایک صف کا حکم رکھتی ہے۔[1]

۶۹۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ اِسْحَاقَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ صَلَّيْتُ اَنَا وَيَتِيْمٌ فِيْ بَيْتِنَا خَلْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاُمِّيْ اُمُّ سُلَيْمٍ خَلْفَنَا۔

(از عبداللہ بن محمد از سفیان از اسحاق) انس بن مالک فرماتے ہیں میں اور ایک اور یتیم لڑکے نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی۔ میری ماں اُمِّ سُلیم ہمارے پیچھے (اکیلی کھڑی) تھی۔[2]

بَابٌ ۴۶۹ مَيْمَنَةِ الْمَسْجِدِ وَالْاِمَامِ۔

باب۔ اکیلے مقتدی کو امام کی دائیں جانب کھڑا ہونا چاہیے۔

۶۹۱۔ حَدَّثَنَا مُوْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا ثَابِتُ بْنُ يَزِيْدَ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قُمْتُ لَيْلَةً اُصَلِّيْ عَنْ يَسَارِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخَذَ بِيَدِيْ اَوْ بِعَضُدِيْ حَتّٰى اَقَامَنِيْ عَنْ يَمِيْنِهٖ وَقَالَ بِيَدِهٖ مِنْ وَّرَآئِيْ۔

(از موسیٰ از ثابت بن یزید از عاصم از شعبی) ابنِ عباس فرماتے ہیں ایک رات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بائیں جانب کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگا آپ نے میرا ہاتھ یا بازو پکڑ کر اپنی دائیں طرف کھڑا کر لیا۔ آپ نے اپنے ہاتھ مبارک سے اشارہ کیا میرے پیچھے سے گھوم آ۔[3] (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پیچھے سے گھومنے کا فرمایا)

بَابٌ ۴۷۰ اِذَا كَانَ بَيْنَ الْاِمَامِ

باب۔ جب امام اور مقتدیوں کے درمیان

---

[1] یعنی اگر عورت اکیلی ہے تو وہ اکیلی کھڑی رہے گی اور اس کی نماز باجماعت متصور ہوگی، اکیلی ہونے کی وجہ سے وہ مردوں کی صف میں نہ کھڑی ہو گی۔

[2] یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے کیونکہ ام سلیم اکیلی تھیں مگر لڑکوں کے پیچھے ایک صف میں کھڑی ہوئیں ۱۲ منہ

[3] اس حدیث میں فقط امام کے داہنے طرف کا بیان ہے اور شاید امام بخاری نے اس حدیث کی طرف اشارہ کیا جس کو نسائی نے براء سے نکالا کہ ہم جب آپ کے پیچھے نماز پڑھتے تھے تو داہنی جانب کھڑا ہونا پسند کرتے تھے اور ابوداؤد نے نکالا کہ اللہ رحمت اتارتا ہے اور فرشتے دعا کرتے ہیں صفوں کے داہنی جانب والوں کے لیے اور یہ اس کے خلاف نہیں جو دوسری حدیث میں ہے کہ جو کوئی مسجد کا بایاں جانب معمور کرے تو اس کو اتنا ثواب ہے کیونکہ اوّل تو یہ حدیث ضعیف ہے دوسرے یہ آپ نے اس وقت فرمایا جب سب لوگ داہنے ہی جانب میں کھڑے ہونے لگے اور بایاں جانب بالکل اُجڑ گیا ۱۲ منہ۔

وَبَيْنَ الْقَوْمِ حَائِطٌ اَوْسُتْرَةٌ ـ وَ قَالَ الْحَسَنُ لَا بَأْسَ اَنْ تُصَلِّيَ وَ بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ نَهْرٌ وَقَالَ اَبُوْ مِجْلَزٍ يَأْتَمُّ بِالْاِمَامِ وَاِنْ كَانَ بَيْنَهُمَا طَرِيْقٌ اَوْجِدَارٌ اِذَا سَمِعَ تَكْبِيْرَ الْاِمَامِ ـ

دیوار یا ستر ہو (یعنی پردہ) تو کوئی مضائقہ نہیں ۔ امام حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ اس میں کوئی حرج نہیں اگر تیرے یا تیرے امام کے درمیان ندی نالہ ہو ۔ ابو مجلز کہتے ہیں کہ امام کی اقتدا کر سکتا ہے خواہ اُس کے اور امام کے درمیان راستہ یا دیوار حائل ہو بشرطیکہ اللہ اکبر کی آواز سُن سکے ۔

۶۹۲ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدِ الْاَنْصَارِيِّ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ مِنَ اللَّيْلِ فِيْ حُجْرَتِهٖ وَ جِدَارُ الْحُجْرَةِ قَصِيْرٌ فَرَاَى النَّاسُ شَخْصَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ اُنَاسٌ يُصَلُّوْنَ بِصَلٰوتِهٖ فَاَصْبَحُوْا فَتَحَدَّثُوْا بِذٰلِكَ فَقَامَ اللَّيْلَةَ الثَّانِيَةَ فَقَامَ مَعَهٗ اُنَاسٌ يُصَلُّوْنَ بِصَلٰوتِهٖ صَنَعُوْا ذٰلِكَ لَيْلَتَيْنِ اَوْ ثَلٰثًا حَتّٰى اِذَا كَانَ بَعْدَ ذٰلِكَ جَلَسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَخْرُجْ فَلَمَّا اَصْبَحَ ذَكَرَ ذٰلِكَ النَّاسُ فَقَالَ اِنِّيْ خَشِيْتُ اَنْ تُكْتَبَ عَلَيْكُمْ صَلٰوةُ اللَّيْلِ ـ

(از محمد بن سلام از عَبدۃ از یحییٰ بن سعید انصاری از عمرہ) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات کو اپنے حجرے میں تہجد کی نماز پڑھا کرتے ۔ حجرے کی دیوار چھوٹی تھی ، لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بدنِ مبارک دیکھ لیا اور کچھ لوگ آپ کے پیچھے کھڑے ہو کر نماز پڑھتے رہے جب صبح ہوئی تو اس کا چرچا کیا (کہ ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے تہجد پڑھی) دوسری رات آپ کھڑے ہُوئے تب بھی کچھ لوگ آپ کے پیچھے تہجد پڑھتے رہے ، دو تین راتوں تک ویسا ہی کرتے رہے ۔ اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ کر پڑھنے لگے ۔ نماز کے مقام پر تشریف نہ لائے (جہاں سے آپ کو دیکھا جا سکتا تھا) جب صبح ہوئی تو لوگوں نے اس کا ذکر کیا (کہ آج رات آپؐ نے حسبِ سابق نماز نہیں پڑھی) تو آپؐ نے فرمایا مجھے یہ اندیشہ ہو گیا کہیں تم پر یہ نماز (تہجد) فرض نہ ہو جائے ۔

بَابُ ۴۷۱ ـ صَلٰوةِ اللَّيْلِ ـ

باب ۔ رات کی نماز ۔

۶۹۳ ـ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ فُدَيْكٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ ذِئْبٍ عَنِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ

(از ابراہیم بن منذر از ابن ابی فدیک از ابن ابی ذئب از مقبری از ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلعم کے پاس ایک چٹائی تھی ، جسے آپ دن کو بچھایا کرتے اور رات کو اس کا پردہ بنا لیتے[3]

---

[1] مالکیہ کا یہی قول ہے اور شاید امام بخاری کا بھی یہی مذہب ہے ۱۲ منہ [2] حافظ نے کہا حسن کا یہ اثر مجھ کو نہیں ملا البتہ سعید بن منصور نے ان سے روایت کیا کہ اگر کوئی آدمی چھت کے اوپر ہو اور امام نیچے وہ اس کی اقتدا کر رہا ہو تو اس میں کوئی قباحت نہیں ۱۲ منہ [3] بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے یا اس کو ایک کوٹھری کی طرح بنا لیتے ۱۲ منہ ۔

عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَهٗ حَصِيْرٌ يَبْسُطُهٗ بِالنَّهَارِ يَحْتَجِرُهٗ بِاللَّيْلِ فَثَابَ اِلَيْهِ نَاسٌ فَصَفُّوْا وَرَآءَهٗ۔

چند لوگ آپ کے پاس کھڑے ہوئے اور آپ کے پیچھے صف باندھی۔[ا]

۶۹۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمٍ اَبِي النَّضْرِ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اتَّخَذَ حُجْرَةً قَالَ حَسِبْتُ اَنَّهٗ قَالَ مِنْ حَصِيْرٍ فِي رَمَضَانَ فَصَلّٰى فِيْهَا لَيَالِيَ فَصَلّٰى بِصَلٰوتِهٖ نَاسٌ مِّنْ اَصْحَابِهٖ فَلَمَّا عَلِمَ بِهِمْ جَعَلَ يَقْعُدُ فَخَرَجَ اِلَيْهِمْ فَقَالَ قَدْ عَرَفْتُ الَّذِيْ رَاَيْتُ مِنْ صَنِيْعِكُمْ فَصَلُّوْا اَيُّهَا النَّاسُ فِي بُيُوْتِكُمْ فَاِنَّ اَفْضَلَ الصَّلٰوةِ صَلٰوةُ الْمَرْءِ فِي بَيْتِهٖ اِلَّا الْمَكْتُوْبَةَ وَقَالَ عَفَّانُ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا مُوْسٰى قَالَ سَمِعْتُ اَبَا النَّضْرِ عَنْ بُسْرٍ عَنْ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

(از عبدالاعلیٰ بن حماد از وہیب از موسیٰ بن عقبہ از سالم ابو النضر از بُسر بن سعید) زید بن ثابت فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان میں ایک حجرہ بنایا یا پردہ۔ بُسر بن سعید کہتے ہیں میرے خیال میں وہ چٹائی کا تھا اُس کے اندر کئی راتوں تک آپؐ نماز پڑھتے رہے۔ آپؐ کے ساتھ کئی صحابہ کرامؓ نے بھی نماز پڑھی۔ جب آپ کو ان کا حال معلوم ہوا تو آپ نے نمازِ تہجد چھوڑ دی۔ پھر تشریف لائے اور فرمایا تم جو کرتے رہے مجھے معلوم ہے۔ لوگو! اپنے گھروں میں نمازِ تہجد پڑھ لیا کرو کیونکہ بہتر نماز گھر میں ہوتی ہے، صرف فرض نماز (جماعت سے مسجد میں ہوگی)۔ عفان بن مسلم نے بحوالہ وہیب از موسیٰ از ابو النضر از بُسر از زید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے[۳] یہی روایت کی ہے۔

بَابٌ ۴۷۲ اِيْجَابِ التَّكْبِيْرِ وَ افْتِتَاحِ الصَّلٰوةِ۔

باب۔ تکبیرِ تحریمہ کا واجب ہونا اور نماز کی ابتدا۔[۴]

۶۹۵۔ حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ الْاَنْصَارِيُّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكِبَ فَرَسًا

(از ابو الیمان از شعیب از زہری) انس بن مالک انصاری فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک گھوڑے پر سوار ہوئے (اور گر پڑے) آپ کا دایاں پہلو زخمی ہوگیا۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ آپؐ نے اُس

[ا] تہجد کی نماز میں ۔[۲] آپ میں اور لوگوں میں بوریا حائل تھا اس حدیث کو لاکر امام بخاری نے یہ بتلایا کہ اگلی حدیث میں جس حجرے کا ذکر ہے وہ بوریے کا تھا ۱۲ منہ
[۳] اس سند کے بیان کرنے سے امام بخاری کی غرض یہ ہے کہ موسیٰ بن عقبہ کا سماع ابو النضر سے ثابت کریں جس کی اس روایت میں تصریح ہے ۱۲ منہ [۴] جب امام بخاری جماعت اور امامت سے فارغ ہوئے تو اب صفت نماز کا بیان شروع کیا بعضے نسخوں میں باب کے لفظ کے پہلے یہ عبارت ہے ابواب صفۃ الصلوٰۃ لیکن اکثر نسخوں میں یہ عبارت نہیں ہے ہمارے امام احمد بن حنبل اور شافعیہ اور مالکیہ سب کے نزدیک نماز کے شروع میں اللہ اکبر کہنا فرض ہے اور کوئی لفظ کافی نہیں اور حنفیہ کے نزدیک کوئی لفظ جو اللہ اکبر کی تعظیم پر دلالت کرے کافی ہے جیسے اللہ اجل یا اللہ اعظم ۱۲ منہ ۔

فَجُحِشَ شِقُّهُ الْاَيْمَنُ وَقَالَ اَنَسٌ فَصَلّٰى لَنَا يَوْمَئِذٍ صَلٰوةً مِّنَ الصَّلَوَاتِ وَهُوَ قَاعِدٌ فَصَلَّيْنَا وَرَآءَهٗ قُعُوْدًا ثُمَّ قَالَ لَمَّا سَلَّمَ اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهٖ فَاِذَا صَلّٰى قَائِمًا فَصَلُّوْا قِيَامًا وَاِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوْا وَاِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوْا وَاِذَا سَجَدَ فَاسْجُدُوْا وَاِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ فَقُوْلُوْا رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ۔

دن کوئی نماز فرض بیٹھ کر پڑھائی۔ ہم نے بھی آپ کے پیچھے بیٹھ کر پڑھی۔ پھر جب سلام پھیرا تو فرمایا امام اس لیے مقرر ہوا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے۔ جب وہ کھڑے ہو کر نماز پڑھے تم بھی کھڑے ہو کر پڑھو، جب وہ رکوع کرے تم بھی رکوع کرو۔ جب وہ سر اٹھائے، تم بھی سر اٹھاؤ جب وہ سجدہ کرے تم بھی سجدہ کرو۔ جب وہ سمع اللہ لمن حمدہ کہے تم ربنا لک الحمد کہو[1]۔

۶۹۶۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّهٗ قَالَ خَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ فَرَسٍ فَجُحِشَ فَصَلّٰى لَنَا قَاعِدًا فَصَلَّيْنَا مَعَهٗ قُعُوْدًا ثُمَّ انْصَرَفَ فَقَالَ اِنَّمَا الْاِمَامُ اَوْ اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهٖ فَاِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوْا وَاِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوْا وَاِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوْا وَاِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ فَقُوْلُوْا رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ وَاِذَا سَجَدَ فَاسْجُدُوْا۔

(از قتیبہ بن سعید از لیث از ابن شہاب) انس بن مالک رضؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک گھوڑے سے گر پڑے تو آپ نے بیٹھ کر نماز پڑھائی ہم نے بھی بیٹھ کر پڑھی، پھر فارغ ہوئے اور فرمایا امام اس لیے مقرر ہوا ہے، کہ اس کی پیروی کی جائے، جب وہ اللہ اکبر کہے تم بھی اللہ اکبر کہو، جب رکوع کرے تم بھی رکوع کرو، جب سر اٹھائے تم بھی سر اٹھاؤ، جب سمع اللہ لمن حمدہ کہے تم ربنا ولک الحمد کہو۔ جب سجدہ کرے تم بھی سجدہ کرو۔

۶۹۷۔ حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهٖ فَاِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوْا وَاِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوْا وَاِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ

(از ابوالیمان از شعیب از ابوالزناد از اعرج) ابوہریرہ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا امام اس لیے مقرر ہوتا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے جب وہ اللہ اکبر کہے تم بھی اللہ اکبر کہو، جب وہ رکوع کرے تم بھی رکوع کرو، جب وہ سمع اللہ لمن حمدہ کہے تم ربنا ولک الحمد کہو، جب وہ سجدہ کرے تم بھی سجدہ کرو جب

[1] اسمٰعیلی نے اعتراض کیا کہ اس حدیث کی مناسبت ترجمہ باب سے معلوم نہیں ہوتی اس میں تکبیر کا مطلقاً ذکر ہی نہیں اور جواب یہ ہے کہ یہ حدیث اور دوسری حدیث درحقیقت ایک ہی حدیث ہے جس کو امام بخاری نے دو طریقوں سے ذکر کیا اور پہلے طریقے کو اس لیے بیان کیا کہ اس میں زہری کے سماع کی تصریح ہے انس رضؓ سے اور دوسرے طریق سے تکبیر کا وجوب اس طرح پر نکلا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ اکبر کہا اور آپ کا فعل بیان ہے محل صلوٰۃ کا اور واجب کا بیان بھی واجب ہے اب یہ اعتراض ہو گا کہ اس صورت میں مقتدی کو ربنا لک الحمد بھی کہنا واجب ہو گا کیونکہ شاید امام بخاری کے نزدیک یہ بھی واجب ہو اسحاق بن راہویہ بھی اس کے وجوب کے قائل ہیں ۱۲ منہ۔

لِمَنْ حَمِدَهٗ فَقُوْلُوْا رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ وَاِذَا سَجَدَ فَاسْجُدُوْا وَاِذَا صَلّٰى جَالِسًا فَصَلُّوْا جُلُوْسًا اَجْمَعُوْنَ۔

وہ بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم بھی سب کے سب نماز بیٹھ کر پڑھو۔

بَابُ ٤٧٣ رَفْعِ الْيَدَيْنِ فِي التَّكْبِيْرَةِ الْاُوْلٰى مَعَ الْاِفْتِتَاحِ سَوَآءً۔

باب۔ تکبیر تحریمہ میں نماز شروع کرتے وقت دونوں ہاتھ اُٹھانا۔[۱]

٦٩٨۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ وَاِذَا كَبَّرَ لِلرُّكُوْعِ وَاِذَا رَفَعَ رَأْسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ رَفَعَهُمَا كَذٰلِكَ اَيْضًا وَقَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ وَكَانَ لَا يَفْعَلُ ذٰلِكَ فِي السُّجُوْدِ۔

(از عبداللہ بن مسلمہ از مالک از ابن شہاب از سالم بن عبداللہ) عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز شروع کرتے تو دونوں ہاتھ اپنے کندھوں تک اُٹھاتے[۲] جب رکوع کے لیے اللہ اکبر کہتے اور جب رکوع سے سر اُٹھاتے تب بھی اسی طرح دونوں ہاتھ اُٹھاتے اور سمع اللہ لمن حمدہ ربنا ولک الحمد کہتے۔ البتہ سجدہ میں یہ عمل نہ کرتے (نہ جاتے وقت نہ اُٹھتے وقت)

بَابُ ٤٧٤ رَفْعِ الْيَدَيْنِ اِذَا كَبَّرَ وَاِذَا رَكَعَ وَاِذَا رَفَعَ۔

باب۔ تکبیر تحریمہ اور رکوع کو جاتے اور رکوع سے اُٹھتے وقت دونوں ہاتھ اُٹھانا۔

٦٩٩۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ قَالَ اَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ فِي الصَّلٰوةِ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى تَكُوْنَا حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ وَكَانَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ حِيْنَ يُكَبِّرُ لِلرُّكُوْعِ وَيَفْعَلُ ذٰلِكَ اِذَا رَفَعَ

(از محمد بن مقاتل از عبداللہ بن مبارک از یونس از زہری از سالم بن عبداللہ) عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب آپ نماز میں کھڑے ہوتے، تو اپنے دونوں ہاتھ اُٹھاتے حتیٰ کہ وہ آپ کے کندھوں کے برابر ہوتے تھے۔ اسی طرح آپ رکوع کو جاتے وقت اور اسی طرح رکوع سے اُٹھتے وقت کرتے اور سمع اللہ لمن حمدہ کہتے سجدہ میں ایسا نہ کرتے (یعنی ہاتھ نہ اُٹھاتے)

---

[۱] یعنی اللہ اکبر اور ہاتھ اُٹھانا دونوں ایک ساتھ ہوں اسی کو صحیح کہا نووی نے اور مالکیہ کے نزدیک بھی یہی راجح ہے ابوداؤد تے وائل بن حجر سے روایت کی کہ دونوں ہاتھ اُٹھائے تکبیر کے ساتھ صاحب ہدایہ نے جو حنفیہ میں سے ہے یہ لکھا ہے کہ پہلے ہاتھ اُٹھائے پھر اللہ اکبر کہے یہی واضح ہے ۱۲منہ

[۲] ہاتھ اُٹھانا گویا اشارہ ہے ترک دنیا کا امام شافعی نے کہا ہاتھ اُٹھانے سے اللہ کی تعظیم اور پیغمبر علیہ السلام کی سنت ادا کرنی منظور ہے ابن عبدالبر نے ابن عمرؓ سے نقل کیا کہ ہاتھ اٹھانا نماز کی زینت ہے عقبہ بن عامر نے کہا کہ ہر ہاتھ اُٹھانے کے بدل دس نیکیاں ملیں گی ہر انگلی پر ایک نیکی ۱۲منہ

رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ وَيَقُولُ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ وَلَا يَفْعَلُ ذٰلِكَ فِي السُّجُودِ۔

۷۰۰۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ الْوَاسِطِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ خَالِدٍ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ أَنَّهُ رَأَى مَالِكَ بْنَ الْحُوَيْرِثِ إِذَا صَلّٰى كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ رَفَعَ يَدَيْهِ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ رَفَعَ يَدَيْهِ وَحَدَّثَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَنَعَ هٰكَذَا

(از اسحاق واسطی از خالد بن عبداللہ از خالد حذاء) ابو قلابہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے مالک بن حُویرث کو دیکھا کہ جب وہ نماز پڑھتے اللہ اکبر کہتے اور دونوں ہاتھ اُٹھاتے، رکوع جاتے وقت ہاتھ اُٹھاتے رکوع سے اُٹھتے وقت ہاتھ اُٹھاتے اور بیان کرتے کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا ہی کرتے دیکھا۔

بَابٌ ۴۷۵ إِلٰى أَيْنَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ۔

وَقَالَ أَبُو حُمَيْدٍ فِي أَصْحَابِهِ رَفَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ۔

باب۔ کہاں تک ہاتھ اُٹھانے چاہییں، ابو حمید (صحابی) نے اپنے ساتھیوں میں یہ ذکر کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مبارک کندھوں تک ہاتھ اُٹھاتے تھے۔

۷۰۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ افْتَتَحَ التَّكْبِيرَ فِي الصَّلٰوةِ فَرَفَعَ يَدَيْهِ حِيْنَ يُكَبِّرُ حَتّٰى يَجْعَلَهُمَا حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ وَإِذَا كَبَّرَ لِلرُّكُوعِ فَعَلَ مِثْلَهُ وَإِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَعَلَ مِثْلَهُ وَقَالَ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ وَلَا يَفْعَلُ ذٰلِكَ حِيْنَ يَسْجُدُ وَلَا حِيْنَ يَرْفَعُ رَأْسَهُ مِنَ السُّجُودِ۔

(از ابوالیمان از شعیب از زہری از سالم بن عبداللہ ابن عمر) عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے دیکھا آپ نے اللہ اکبر کہہ کر نماز شروع کی اور اللہ اکبر کہتے وقت دونوں ہاتھ اٹھاتے اور مبارک شانوں تک لے جاتے اور رکوع جاتے ہوئے بھی اسی طرح کرتے اور جب سمع اللہ لمن حمدہ کہتے تو بھی اسی طرح کرتے اور ربنا ولك الحمد کہتے۔ البتہ سجدہ جاتے ہوئے اور سجدہ سے اُٹھتے ہوئے ایسا نہ کرتے [1]۔

بَابٌ ۴۷۶ رَفْعِ الْيَدَيْنِ إِذَا قَامَ

باب۔ دو رکعتوں سے اُٹھ کر ہاتھ اُٹھانا (رسہ

[1] یعنی اس وقت رفع یدین نہ کرتے تسہیل میں ہے کہ صحیح حدیثوں سے مونڈھوں تک ہاتھ اُٹھانا ثابت ہوتا ہے ان کا مطلب یہ ہے کہ ہتھیلی کی پُشت مونڈھوں کے برابر آجائے اور بعضی روایتوں میں جو کانوں تک اٹھانا مذکور ہے ان کا مطلب یہ ہے کہ انگلیوں کی پوریں اور انگوٹھے کان کے لو کے قریب ہو جائیں اس صورت میں حدیثوں میں کوئی اختلاف باقی نہیں رہتا اور امام شافعی نے اسی طرح تطبیق کی ہے اور یہی حق ہے حافظ نے کہا پہلے ہاتھ اٹھائے پھر اللہ اکبر اس وقت کہنا شروع کرے جب ہاتھ کا چھوڑنا شروع ہوا اور ہاتھ چھوڑتے تک تکبیر ختم ہو جائے ۱۲ منہ۔

مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ۔

رکعتی یا چہار رکعتی نماز میں۔)[1]

٧٠٢۔ حَدَّثَنَا عَيَّاشُ بْنُ الْوَلِيدِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ إِذَا دَخَلَ فِي الصَّلٰوةِ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ وَإِذَا رَكَعَ رَفَعَ يَدَيْهِ وَإِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَفَعَ يَدَيْهِ وَإِذَا قَامَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ رَفَعَ يَدَيْهِ وَرَفَعَ ذٰلِكَ ابْنُ عُمَرَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَوَاهُ ابْنُ طَهْمَانَ عَنْ أَيُّوبَ وَمُوسَى بْنِ عُقْبَةَ مُخْتَصَرًا۔

(از عیاش بن ولید از عبدالاعلیٰ از عبیداللہ) نافع فرماتے ہیں جب ابن عمرؓ نماز میں داخل ہوتے تو اللہ اکبر کہتے جب رکوع کرتے تو ہاتھ اُٹھاتے جب سمع اللہ لمن حمدہ کہتے تو بھی ہاتھ اُٹھاتے اور جب دو رکعتوں سے فارغ ہو کر تیسری کے لیے اُٹھتے، تو بھی رفع یدین کرتے۔ ابن عمرؓ نے اس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچایا۔ اس حدیث کو حماد بن سلمہ نے بحوالہ ایوب سختیانی از ایوب از نافع از ابن عمر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مرفوعاً روایت کیا۔ ابن طہمان نے ایوب اور موسیٰ بن عقبہ سے اختصار کے ساتھ روایت کیا۔

بَابٌ ۴۷۷ وَضْعِ الْيُمْنٰى عَلَى الْيُسْرٰى فِي الصَّلٰوةِ۔

باب۔ نماز میں دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھنا۔[2]

٧٠٣۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ كَانَ النَّاسُ يُؤْمَرُونَ أَنْ يَضَعَ الرَّجُلُ الْيَدَ الْيُمْنٰى عَلٰى ذِرَاعِهِ الْيُسْرٰى فِي الصَّلٰوةِ وَقَالَ أَبُو حَازِمٍ لَا أَعْلَمُهُ إِلَّا يَنْمِي ذٰلِكَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِسْمٰعِيلُ يُنْمٰى ذٰلِكَ وَلَمْ يَقُلْ يَنْمِي۔

(از عبداللہ بن مسلمہ از مالک از ابو حازم) سہل بن سعد فرماتے ہیں لوگوں کو یہ حکم دیا جاتا تھا کہ نماز میں ہر شخص اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھے، ابو حازم کہتے ہیں میں تو یہی سمجھتا ہوں کہ سہل اس بات کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچاتے تھے۔ اسمٰعیل کہتے ہیں یہ بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچائی جاتی تھی، یوں نہیں کہا "پہنچاتے تھے"۔[3]

---

[1] یعنی تشہد کے بعد جب کھڑا ہو اگر کوئی تشہد بھول جائے اور یوں ہی اوٹھ کھڑا ہو تو ہاتھ نہ اٹھائے کیوں کہ اگلی حدیث میں یہ گذر چکا ہے کہ سجدے سے سر اٹھاتے وقت آپ ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے ۱۲ منہ [2] جمہور علماء شافعیہ اور حنفیہ سب کا یہی قول ہے کہ نماز میں ہاتھ باندھنا چاہیے اور امام مالک نے مؤطا میں بھی یہی ذکر کیا ہے لیکن ابن قاسم نے امام مالک سے ارسال یعنی نماز میں ہاتھوں کا چھوڑ دینا نقل کیا ہے اور امامیہ کا عمل اس پر ہے اب کہاں ہاتھ باندھے تو صحیح روایت سے یہ ثابت ہے کہ سینے پر باندھے اور حنفیہ کے نزدیک ناف کے نیچے ابو داؤد کی روایت میں یوں ہے پھر اپنا داہنا ہاتھ رکھا بائیں ہتھیلی کی پشت پر یعنی پہنچے کے جوڑ پر اور بانہہ پر ۱۲ منہ [3] ابو حازم کے ایسا کہنے سے حدیث میں کوئی خلل نہیں آیا کیونکہ صحابی کا یہ کہنا کہ ایسا حکم دیا جاتا تھا رفع کے حکم میں ہے ۱۲ منہ۔

بَابٌ ۴۷۸ اَلْخُشُوْعِ فِي الصَّلٰوةِ۔

۷۰۴۔ **حَدَّثَنَا** إِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هَلْ تَرَوْنَ قِبْلَتِيْ هٰهُنَا وَاللّٰهِ مَا يَخْفٰى عَلَيَّ رُكُوْعُكُمْ وَلَا خُشُوْعُكُمْ وَإِنِّيْ لَأَرَاكُمْ وَرَآءَ ظَهْرِيْ۔

۷۰۵۔ **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَقِيْمُوا الرُّكُوْعَ وَالسُّجُوْدَ فَوَاللّٰهِ إِنِّيْ لَأَرَاكُمْ مِنْ بَعْدِيْ وَرُبَّمَا قَالَ مِنْ بَعْدِ ظَهْرِيْ إِذَا رَكَعْتُمْ وَسَجَدْتُّمْ۔

باب ۔ نماز میں خشوع وخضوع کا بیان [۱]

(از اسمٰعیل از مالک از ابوالزناد از اعرج) ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم یہی دیکھتے ہو کہ میرا منہ ادھر قبلہ کی جانب ہے، خدا کی قسم تمہارا رکوع اور خشوع مجھ پر مخفی نہیں اور میں تمہیں اپنی پیٹھ کے پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں۔ (جیسے سامنے دیکھتا ہوں) [۲]

(از محمد بن بشار از غندر از شعبہ از قتادہ) انس بن مالک کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رکوع وسجود ٹھیک طرح سے ادا کیا کرو کیونکہ بخدا میں تمہیں اپنے پیچھے بھی دیکھتا ہوں، بسا اوقات فرمایا پیٹھ کے پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں۔ (جیسے سامنے)

بَابٌ ۴۷۹ مَا يَقْرَأُ بَعْدَ التَّكْبِيْرِ۔

۷۰۶۔ **حَدَّثَنَا** حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبَا بَكْرٍ وَّعُمَرَ كَانُوْا يَفْتَتِحُوْنَ الصَّلٰوةَ بِالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔

۷۰۷۔ **حَدَّثَنَا** مُوْسَى بْنُ إِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُمَارَةُ بْنُ الْقَعْقَاعِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُوْ زُرْعَةَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُوْ هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

باب ۔ تکبیر تحریمہ کے بعد کیا پڑھنا چاہیے۔

(از حفص بن عمر از شعبہ از قتادہ) حضرت انس کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نماز کا افتتاح (یعنی تکبیر تحریمہ کے بعد) الحمد للہ رب العالمین سے کرتے تھے۔

(از موسیٰ بن اسمٰعیل از عبدالواحد بن زیاد از عمارہ بن قعقاع از ابو زرعہ) ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر اور قرارت کے درمیان خاموش رہتے تھے۔ ابوزرعہ نے کہا میرے خیال میں ابوہریرہ نے یوں کہا تھوڑی دیر تو میں نے (ابوہریرہ نے) عرض کیا

---

[۱] خشوع کہتے ہیں ادب اور خوف کو جیسے بڑے بادشاہ کے سامنے کوئی کھڑا ہوتا ہے تو کس قدر آداب کے ساتھ رہتا ہے کوئی حرکت فضول نہیں کرتا دل پر اس کا رعب چھایا رہتا ہے نمازی کو چاہیے کہ اس شہنشاہ دو جہاں کے سامنے اسی طرح ادب اور ڈر کے ساتھ کھڑا ہو جب دل میں خشوع ہوتا ہے تو اعضاء پر بھی اس کا اثر ظاہر ہوتا ہے جیسے حدیث میں ہے ۱۲ منہ [۲] جیسے سامنے سے دیکھتا ہوں اس کا بیان اوپر گزر چکا ہے ۱۲ منہ۔

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْكُتُ بَيْنَ التَّكْبِيْرِ وَ بَيْنَ الْقِرَآءَةِ إِسْكَاتَةً قَالَ أَحْسِبُهُ قَالَ هُنَيَّةً فَقُلْتُ بِأَبِيْ أَنْتَ وَأُمِّيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِسْكَاتُكَ بَيْنَ التَّكْبِيْرِ وَبَيْنَ الْقِرَآءَةِ مَا تَقُوْلُ قَالَ أَقُوْلُ اللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِيْ وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ اللّٰهُمَّ نَقِّنِيْ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْأَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ اللّٰهُمَّ اغْسِلْ خَطَايَايَ بِالْمَآءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ۔

یارسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ اللہ اکبر اور قرارت (الحمد) کے درمیان جو خاموش رہتے ہیں اس میں کیا پڑھتے ہیں ؟۔ آپ نے فرمایا میں یہ کہتا ہوں اللّٰھمّ باعد تا والثلج والبرد (اے اللہ مجھ سے میرے گناہ اتنے دُور کردے جیسے پورب سے پچھم! اے اللہ مجھے گناہوں سے ایسا پاک کردے جیسا سفید کپڑا میل کچیل سے پاک صاف ہوتا ہے! اے اللہ میرے گناہ پانی، برف اور اولوں سے دھو ڈال!)

باب ۴۸۰

۷۰۸۔ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ قَالَ أَخْبَرَنَا نَافِعُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنْ أَسْمَآءَ بِنْتِ أَبِيْ بَكْرٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى صَلٰوةَ الْكُسُوْفِ فَقَامَ فَأَطَالَ الْقِيَامَ ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ الرُّكُوْعَ ثُمَّ قَامَ فَأَطَالَ الْقِيَامَ ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ الرُّكُوْعَ ثُمَّ رَفَعَ ثُمَّ سَجَدَ فَأَطَالَ السُّجُوْدَ ثُمَّ رَفَعَ ثُمَّ سَجَدَ فَأَطَالَ السُّجُوْدَ ثُمَّ قَامَ فَأَطَالَ الْقِيَامَ ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ الرُّكُوْعَ ثُمَّ رَفَعَ فَأَطَالَ الْقِيَامَ ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ الرُّكُوْعَ ثُمَّ رَفَعَ فَسَجَدَ فَأَطَالَ السُّجُوْدَ ثُمَّ رَفَعَ ثُمَّ سَجَدَ فَأَطَالَ السُّجُوْدَ ثُمَّ انْصَرَفَ فَقَالَ قَدْ دَنَتْ مِنِّي الْجَنَّةُ حَتّٰى لَوِ اجْتَرَأْتُ عَلَيْهَا لَجِئْتُكُمْ بِقِطَافٍ مِنْ قِطَافِهَا وَدَنَتْ مِنِّي النَّارُ حَتّٰى قُلْتُ أَيْ رَبِّ أَوَ أَنَا مَعَهُمْ فَإِذَا امْرَأَةٌ حَسِبْتُ أَنَّهُ قَالَ تَخْدِشُهَا هِرَّةٌ قُلْتُ مَا شَأْنُ هٰذِهٖ قَالُوْا حَبَسَتْهَا حَتّٰى مَاتَتْ جُوْعًا لَا أَطْعَمَتْهَا وَ

(از ابن ابی مریم از نافع بن عمر از ابن ابی مُلیکہ) اسمار بنت ابی بکرؓ فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سورج گہن کی نماز پڑھی۔ پس آپ نے بہت دیر تک قیام کیا، پھر رکوع کیا اور وہ بھی طویل پھر قیام طویل کیا، پھر رکوع طویل کیا، پھر سر اٹھایا پھر سجدہ طویل پھر سر اٹھایا پھر سجدہ طویل کیا پھر قیام طویل کیا پھر رکوع طویل کیا پھر سر اٹھایا قیام طویل کیا پھر رکوع طویل پھر سر اٹھایا پھر سجدہ طویل کیا، پھر سر اٹھایا پھر سجدہ طویل کیا پھر نماز سے فارغ ہوگئے اور فرمایا بہشت میرے نزدیک آگئی تھی اتنی، کہ اگر میں جرأت کرتا، تو اس کے خوشوں میں سے کوئی خوشہ تمہیں بھی لا دیتا اور دوزخ بھی مجھ سے نزدیک ہوگئی تھی اتنی کہ میں کہہ اٹھا کہ اے میرے رب کیا میں دوزخ والوں کے ساتھ ہوں۔ مَیں نے دوزخ میں دیکھا کہ ایک عورت ہے، نافع کہتے ہیں مَیں سمجھتا ہوں ابن ابی ملیکہ نے یوں کہا اسے بلی نوچ رہی تھی۔ مَیں نے (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے) پُوچھا اس عورت کو کیا ہُوا۔ انہوں نے کہا اس نے دنیا میں اس بلی کو قید رکھا تھا نہ کھانا دیا نہ رہا کیا کہ کچھ کھا سکتی۔ حتیٰ کہ بلی مرگئی تھی۔ نافع کہتے ہیں میرے خیال میں ابن ابی ملیکہ نے

لَا اَرْسَلْتِهَا تَأْكُلُ قَالَ نَافِعٌ حَسِبْتُ اَنَّهٗ قَالَ مِنْ خَشِيْشِ الْاَرْضِ اَوْ خَشَاشِ۔

یوں کہا نہ رہا کیا کہ وہ زمین کے کیڑے وغیرہ کھا لیتی [۱]

بَابُ ۴۸۱ رَفْعُ الْبَصَرِ اِلَى الْاِمَامِ فِي الصَّلٰوةِ وَقَالَتْ عَائِشَةُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي صَلٰوةِ الْكُسُوْفِ وَرَأَيْتُ جَهَنَّمَ يَحْطِمُ بَعْضُهَا بَعْضًا حِيْنَ رَأَيْتُمُوْنِيْ تَأَخَّرْتُ۔

باب۔ نماز میں امام کی طرف دیکھنا۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے سورج گہن کی نماز میں جہنم کو دیکھا جو اپنے آپ کو کھا رہی تھی۔ جب تم نے مجھے دیکھا تو میں پیچھے ہٹ آیا [۲]

۷۰۹۔ حَدَّثَنَا مُوْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ اَبِيْ مَعْمَرٍ قَالَ قُلْنَا لِخَبَّابٍ اَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ قَالَ نَعَمْ فَقُلْنَا بِمَ كُنْتُمْ تَعْرِفُوْنَ ذَاكَ قَالَ بِاضْطِرَابِ لِحْيَتِهٖ۔

(از موسیٰ از عبدالواحد از اعمش از عمارہ بن عمیر) ابومعمر فرماتے ہیں ہم نے حضرت خباب سے معلوم کیا کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ظہر اور عصر کی نماز میں فاتحہ کے سوا اور کچھ قرآن پڑھتے تھے؟ انہوں نے کہا ہاں ہم نے پوچھا آپ کو کیسے معلوم ہوا فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک داڑھی ہلنے سے (ہم اندازہ لگاتے تھے) [۳]

۷۱۰۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ اَنْبَاَنَا اَبُوْ اِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ يَزِيْدَ يَخْطُبُ قَالَ حَدَّثَنَا الْبَرَاءُ وَكَانَ غَيْرَ كَذُوْبٍ اَنَّهُمْ كَانُوْا اِذَا صَلَّوْا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَفَعَ رَأْسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ قَامُوْا قِيَامًا حَتّٰى يَرَوْهُ قَدْ سَجَدَ۔

(از حجاج از شعبہ از ابو اسحاق از عبداللہ بن یزید) حضرت براء اور وہ جھوٹے نہ تھے فرماتے ہیں صحابہ کرام جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھتے اور آپ رکوع سے سر مبارک اٹھاتے تو صحابہ بھی رکوع سے فارغ ہو کر قومہ میں کھڑے ہو جاتے۔ پھر اتنی دیر کھڑے رہتے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اچھی طرح سجدہ کی حالت میں دیکھ لیتے [۴] (اس کے بعد یہ سجدہ میں آنحضرت ؐ کے ساتھ شامل ہوتے)

۷۱۱۔ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ

(از اسمٰعیل از مالک از زید بن اسلم از عطاء بن یسار) عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں سورج

---

[۱] اور اپنا پیٹ بھر لیتی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جانوروں پر ظلم کرنا جائز نہیں ہے اور جو کوئی ایسا کرے گا آخرت میں اس سے بدلہ لیا جائے گا ۱۲ منہ [۲] تو حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ صحابہ نے نماز میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا جو امام تھے ۱۲ منہ [۳] یہیں سے باب کا مطلب نکلتا ہے کیونکہ داڑھی کا ہلنا ان کو بغیر امام کے طرف دیکھے کیوں کر معلوم ہو سکتا تھا مالکیہ نے اسی حدیث سے دلیل لے کر کہا ہے کہ مقتدی نماز میں امام ہی کو دیکھے اور سجدے کے مقام پر دیکھنا لازم نہیں حنفیہ اور شافعیہ کہتے ہیں سجدے کے مقام ہی کی طرف دیکھتے رہنا مسنون ہے ۱۲ منہ [۴] یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے ۱۲ منہ۔

يَسَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ خَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰى قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ رَأَيْنَاكَ تَنَاوَلْتَ شَيْئًا فِيْ مَقَامِكَ ثُمَّ رَأَيْنَاكَ تَكَعْكَعْتَ فَقَالَ إِنِّيْ رَأَيْتُ الْجَنَّةَ فَتَنَاوَلْتُ مِنْهَا عُنْقُوْدًا وَلَوْ أَخَذْتُهُ لَأَكَلْتُمْ مِنْهُ مَا بَقِيَتِ الدُّنْيَا۔

گرہن ہوا آپ نے گرہن کی نماز (صلوٰۃ الکسوف) پڑھائی۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نے اثنائے نماز میں کوئی چیز لی تھی اس کے بعد آپ پیچھے بھی ہٹے تھے۔ فرمایا میں نے بہشت دیکھا اس میں سے ایک خوشہ لینا چاہا اگر لے لیتا، تو دنیا کے خاتمہ تک تم اس میں سے کھاتے رہتے (اور وہ ختم نہ ہوتا)[1]

۷۱۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ قَالَ حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ قَالَ حَدَّثَنَا هِلَالُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ صَلّٰى لَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ رَقِيَ الْمِنْبَرَ فَأَشَارَ بِيَدَيْهِ قِبَلَ قِبْلَةِ الْمَسْجِدِ ثُمَّ قَالَ لَقَدْ رَأَيْتُ الْاٰنَ مُنْذُ صَلَّيْتُ لَكُمُ الصَّلٰوةَ الْجَنَّةَ وَالنَّارَ مُمَثَّلَتَيْنِ فِيْ قِبْلَةِ هٰذَا الْجِدَارِ فَلَمْ أَرَ كَالْيَوْمِ فِي الْخَيْرِ وَالشَّرِّ ثَلَاثًا۔

(از محمد بن سنان از فلیح از ہلال بن علی) انس بن مالک فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نماز پڑھائی پھر ممبر پر تشریف لے گئے، دیوار قبلہ کی طرف منہ کرکے فرمایا میں نے ابھی ابھی اثنائے نماز میں بہشت و دوزخ کو اس دیوار پر دیکھا اس دیوار پر ان کی تصویریں نقش تھیں، اچھے و برے مناظر ایسے میں نے کبھی نہ دیکھے تھے۔ آپ نے تین بار یہ فرمایا[2]

بَابٌ ۴۸۲ رَفْعِ الْبَصَرِ إِلَى السَّمَاءِ فِي الصَّلٰوةِ۔

باب۔ نماز میں آسمان کی طرف دیکھنا۔

۷۱۳۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ عَرُوْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ حَدَّثَهُمْ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بَالُ أَقْوَامٍ يَرْفَعُوْنَ أَبْصَارَهُمْ إِلَى السَّمَاءِ

(از علی بن عبداللہ از یحییٰ بن سعید از ابن ابو عروبہ از قتادہ) انس بن مالک کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگوں کو کیا ہوا ہے جو نماز میں آسمان کی طرف آنکھ اٹھاتے رہتے ہیں اس بارے میں آپ کا قول سخت تھا۔ اتنا تک فرمایا کہ وہ ضرور باز آجائیں اس بات سے ورنہ ان کی بینائی اچک لی

---

[1] وہ کبھی فنا نہ ہوتا کیوں کہ بہشت کی نعمتیں تمام اور فنا نہیں ہوسکتیں ترجمہ باب صحابہ کرام کے اس قول سے نکلتا ہے کہ ہم نے آپ کو دیکھا ۱۲ منہ

[2] بھلائی اور برائی　مطلب یہ ہے کہ بہشت سے بھلی کوئی چیز میں نے نہیں دیکھی اور دوزخ سے بری کوئی چیز نہیں دیکھی اس حدیث کی مطابقت ترجمہ باب سے یوں ہے کہ حدیث میں امام کا اپنے آگے دیکھنا مذکور ہے اور جب امام کو آگے دیکھنا جائز ہوا تو مقتدی کو بھی اپنے آگے یعنی امام کو دیکھنا جائز ہوگا بعضوں نے کہا یہ حدیث اسی ابن عباسؓ کی حدیث کا جو اس سے پہلے بیان ہوئی خلاصہ ہے اور ابن عباسؓ کی حدیث میں صاف امام کی طرف دیکھنا مذکور ہے ۱۲ منہ۔

فِي صَلٰوتِهِمْ فَاشْتَدَّ قَوْلُهٗ فِيْ ذٰلِكَ حَتّٰى قَالَ لَيَنْتَهُنَّ عَنْ ذٰلِكَ اَوْ لَتُخْطَفَنَّ اَبْصَارُهُمْ۔

جائے گی ۔[1]

بَابٌ ۴۸۳ الْاِلْتِفَاتِ فِي الصَّلٰوةِ۔

باب ۔ نماز میں اِدھر اُدھر دیکھنا کیسا ہے ۔[2]

۷۱۴۔ **حَدَّثَنَا** مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ قَالَ حَدَّثَنَا اَشْعَثُ بْنُ سُلَيْمٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْاِلْتِفَاتِ فِي الصَّلٰوةِ فَقَالَ هُوَ اخْتِلَاسٌ يَخْتَلِسُهُ الشَّيْطَانُ مِنْ صَلٰوةِ الْعَبْدِ۔

(از مُسدد از ابو الاحوص از اشعث بن سلیم از والدش سُلیم از مسروق) حضرت عائشہ فرماتی ہیں میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز میں اِدھر اُدھر دیکھنے کے متعلق دریافت کیا آپ نے فرمایا وہ شیطان کی جھپٹ[3] ہوتی ہے شیطان بندے کی نماز میں خلل ڈالتا ہے ۔[4]

۷۱۵۔ **حَدَّثَنَا** قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى فِيْ خَمِيْصَةٍ لَّهَا اَعْلَامٌ فَقَالَ شَغَلَتْنِيْ اَعْلَامُ هٰذِهٖ اذْهَبُوْا بِهَا اِلٰى اَبِيْ جَهْمٍ وَّاْتُوْنِيْ بِاَنْبِجَانِيَّةٍ۔

(از قتیبہ از سفیان از زہری از عروہ) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار منقش کپڑا اوڑھ کر نماز پڑھی،[5] تو نماز کے بعد فرمایا جاؤ اس کپڑے کو ابوجہم کے پاس لے جاؤ (جس کے پاس سے وہ آیا تھا) اور مجھے اس کی بجائے انبجانیہ[6] یعنی سادی لوئی لا دو۔

بَابٌ ۴۸۴ هَلْ يَلْتَفِتُ لِاَمْرٍ يَّنْزِلُ بِهٖ اَوْ يَرٰى شَيْئًا اَوْ بُصَاقًا فِي الْقِبْلَةِ وَقَالَ سَهْلٌ الْتَفَتَ اَبُوْ بَكْرٍ فَرَاَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

باب ۔ اثنائے نماز میں خدانخواستہ کوئی حادثہ[7] پیش آجائے یا کوئی خطرناک چیز دیکھے یا قبلہ کی دیوار پر تھوک دیکھے، تو اس طرح کے التفات میں کوئی حرج نہیں۔ سہل کہتے ہیں حضرت ابوبکرؓ نے اثنائے نماز میں التفات کیا تو

[1] فرشتے اللہ کے حکم سے ان کی آنکھ اچک لیں گے یعنی بینائی سلب کرلیں گے حافظ نے کہا یہ کراہت محمول ہے اس حالت میں جب نماز میں دعا کی جائے جیسے مسلم کی روایت میں عند الدعاء کا لفظ زیادہ ہے عینی نے کہا یہ ممانعت مطلق ہے نماز میں دعا کا وقت ہو یا اور کسی وقت امام ابن حزم نے کہا ایسا کرنے سے نماز باطل ہو جائے گی ۱۲ منہ [2] اس کو التفات کہتے ہیں یعنی بغیر گردن یا سینہ موڑے کنکھیوں سے اِدھر اُدھر دیکھنا اکثر علماء نے نماز میں اس کو مکروہ رکھا ہے بعضوں نے حرام کہا ہے ظاہریہ کا یہی مذہب ہے ابن ابی شیبہ نے ابن سیرین سے نکالا کہ پہلے صحابہ نماز میں التفات کیا کرتے تھے جب یہ آیت اتری قد افلح المومنون الذین ہم فی صلوتہم خاشعون تو نماز میں سجدہ کے مقام پر نظر رکھنے لگے ۱۲ منہ [3] کہ نماز کا ثواب کھو دے یا کم کر دے حدیث میں آیا ہے کہ جب نماز میں آدمی تیسری بار اِدھر اُدھر دیکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنا منہ اس کی طرف سے پھیر لیتا ہے اس کو بزار نے جابرؓ سے نکالا ۱۲ منہ [4] تاکہ اللہ اور اس کے بندے کا تعلق شدید نہ رہے اور نماز کے مفاد سے بندہ محروم رہے۔ عبد الرزاق [5] یہ لوئی ابوجہم نے آپ کو تحفے کے طور پر گذرانی تھی ۱۲ منہ [6] جس میں نقش و نگار بیل بوٹے نہ ہوں یہ حدیث اوپر گذر چکی ہے باب اذ صلی فی ثوب لہ الکلام میں ۱۲ منہ [7] جیسے مکان گرے یا سانپ یا بچھو نکلے یا اور کوئی آفت آئے ۱۲ منہ ۔

صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نظر پڑی۔

۷۱۶۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ قَالَ رَأَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نُخَامَةً فِي قِبْلَةِ الْمَسْجِدِ وَهُوَ يُصَلِّي بَيْنَ يَدَيِ النَّاسِ فَحَتَّهَا ثُمَّ قَالَ حِيْنَ انْصَرَفَ إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا كَانَ فِي الصَّلٰوةِ فَإِنَّ اللّٰهَ قِبَلَ وَجْهِهٖ فَلَا يَتَنَخَّمَنَّ أَحَدٌ قِبَلَ وَجْهِهٖ فِي الصَّلٰوةِ رَوَاهُ مُوسَى ابْنُ عُقْبَةَ وَابْنُ أَبِي رَوَّادٍ عَنْ نَافِعٍ۔

(از قتیبہ از لیث از نافع) حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیوار قبلہ پر بلغم دیکھا، تو اسے صاف کر دیا۔ حالانکہ آپ لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے۔ نماز سے فارغ ہو کر فرمایا جب کوئی شخص نماز میں ہوتا ہے، تو اللہ اس کے چہرے کے سامنے ہوتا ہے اسے چاہیے کہ نماز میں اپنے منہ کے سامنے بلغم نہ پھینکے یہی حدیث موسیٰ بن عقبہ اور ابن ابی رواد نے بھی بحوالہ نافع روایت کی ہے۔

۷۱۷۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ بَيْنَمَا الْمُسْلِمُونَ فِي صَلٰوةِ الْفَجْرِ لَمْ يَفْجَأْهُمْ إِلَّا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَشَفَ سِتْرَ حُجْرَةِ عَائِشَةَ فَنَظَرَ إِلَيْهِمْ وَهُمْ صُفُوفٌ فَتَبَسَّمَ يَضْحَكُ وَنَكَصَ أَبُو بَكْرٍ عَلَى عَقِبَيْهِ لِيَصِلَ لَهُ الصَّفَّ فَظَنَّ أَنَّهُ يُرِيدُ الْخُرُوجَ وَهَمَّ الْمُسْلِمُونَ أَنْ يَفْتَتِنُوا فِي صَلٰوتِهِمْ فَأَشَارَ إِلَيْهِمْ أَتِمُّوا صَلٰوتَكُمْ وَأَرْخَى السِّتْرَ وَتُوُفِّيَ مِنْ آخِرِ ذٰلِكَ الْيَوْمِ۔

(از یحییٰ بن بکیر از لیث از عقیل از ابن شہاب) انس بن مالکؓ فرماتے ہیں ایک دفعہ مسلمان صبح کی نماز میں مشغول تھے۔ انہیں سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری کے اور کوئی غم و فکر نہ تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (یک بارگی) حضرت عائشہ کے حجرے کا پردہ اٹھایا۔ اور صحابہ کرام کو دیکھا۔ وہ صفیں باندھے نماز میں تھے۔ آپؐ مسکرائے اور ہنسے ابوبکرؓ الٹے پاؤں پیچھے ہٹے، کیونکہ وہ یہ سمجھے کہ آنحضرت (نماز کے لیے) تشریف لا رہے ہیں اور صحابہؓ کرام نے انتہائی خوشی کی وجہ سے یہ ارادہ کرلیا، کہ نماز ہی چھوڑ دیں[۲]۔ مگر آپؐ نے اشارہ سے فرمایا تم اپنی نماز پوری کرو اور پردہ ڈال دیا۔ اسی دن شام کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوگیا[۳]۔

بَابٌ ۴۸۵ وُجُوبِ الْقِرَآءَةِ لِلْإِمَامِ وَالْمَأْمُومِ فِي الصَّلَوَاتِ

باب ۔ قرآن پڑھنا امام اور مقتدی دونوں کے لیے واجب ہے، تمام نمازوں میں، سفر میں حضر

[۱] چونکہ یہ عمل قلیل تھا اس لیے نماز فاسد نہیں ہوئی ۱۲ منہ [۲] گویا خوشی کے مارے قریب تھا کہ نماز بھول جائیں اور آپ کے دیدار کے لیے لپکیں سبحان اللہ اگر اپنے پیغمبر سے مسلمان کو اتنی محبت ہو تو پھر اسلام کا مزہ ہی کیا لفظی ترجمہ یوں ہے مسلمانوں نے یہ قصد کیا کہ فتنے میں پڑ جائیں لیکن مطلب وہی ہے جو ہم نے ترجمہ میں لکھا کہ دونوں نے یہ قصد کیا کہ نماز ہی چھوڑ دیں ۱۲ منہ [۳] ترجمہ باب یوں نکلا کہ صحابہؓ نے عین نماز میں التفات کیا کیونکہ اگر التفات نہ کرتے تو آپ کا پردہ اٹھانا کیوں کر دیکھتے اور آپ کا اشارہ کیسے سمجھتے ۱۲ منہ۔

كُلِّهَا فِي الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ وَمَا يُجْهَرُ فِيهَا وَمَا يُخَافَتُ۔

٧١٨۔ حَدَّثَنَا مُوسَى قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عُمَيْرٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ شَكَى أَهْلُ الْكُوفَةِ سَعْدًا إِلَى عُمَرَ فَعَزَلَهُ وَاسْتَعْمَلَ عَلَيْهِمْ عَمَّارًا فَشَكَوْا حَتَّى ذَكَرُوا أَنَّهُ لَا يُحْسِنُ يُصَلِّي فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ فَقَالَ يَا أَبَا إِسْحَاقَ إِنَّ هَؤُلَاءِ يَزْعُمُونَ أَنَّكَ لَا تُحْسِنُ تُصَلِّي قَالَ أَمَّا أَنَا وَاللَّهِ فَإِنِّي كُنْتُ أُصَلِّي بِهِمْ صَلَاةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَخْرِمُ عَنْهَا أُصَلِّي صَلَاةَ الْعِشَاءِ فَأَرْكُدُ فِي الْأُولَيَيْنِ وَأُخِفُّ فِي الْأُخْرَيَيْنِ قَالَ ذَاكَ الظَّنُّ بِكَ يَا أَبَا إِسْحَاقَ فَأَرْسَلَ مَعَهُ رَجُلًا أَوْ رِجَالًا إِلَى الْكُوفَةِ يَسْأَلُ عَنْهُ أَهْلَ الْكُوفَةِ وَلَمْ يَدَعْ مَسْجِدًا إِلَّا سَأَلَ عَنْهُ وَيُثْنُونَ عَلَيْهِ مَعْرُوفًا حَتَّى دَخَلَ مَسْجِدًا لِبَنِي عَبْسٍ فَقَامَ رَجُلٌ مِنْهُمْ يُقَالُ لَهُ أُسَامَةُ بْنُ قَتَادَةَ يُكْنَى أَبَا سَعْدَةَ فَقَالَ أَمَّا إِذْ نَشَدْتَنَا فَإِنَّ سَعْدًا كَانَ لَا يَسِيرُ بِالسَّرِيَّةِ وَلَا يَقْسِمُ بِالسَّوِيَّةِ وَلَا يَعْدِلُ فِي الْقَضِيَّةِ قَالَ سَعْدٌ أَمَا

میں، سری اور جہری سب نمازوں میں۔

(۷۱۸) از موسیٰ از ابو عوانہ از عبد الملک بن عمیر، جابر بن سمرہ فرماتے ہیں کہ کوفے والوں نے سعد بن ابی وقاص کی شکایت حضرت فاروقِ اعظم سے کی۔ آپ نے اسے معزول کر دیا اور ان کی جگہ عمار کو حاکم بنا دیا، کوفہ والوں نے حضرت سعد کی کئی شکایتیں کی تھیں ایک یہ کہ نماز ٹھیک نہیں پڑھاتا۔ حضرت عمرؓ نے سعد کو بلا بھیجا اور فرمایا: اے ابو اسحاق! (یہ کنیت ہے سعد کی) کوفی لوگ کہتے ہیں، تم اچھی طرح نماز بھی نہیں پڑھاتے۔ حضرت سعد نے عرض کیا بخدا! میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے پر نماز پڑھاتا تھا۔ اس میں کوئی کوتاہی نہیں کرتا تھا۔ عشاء کی نماز میں پہلی دو رکعتیں طویل اور آخری دو رکعتیں خفیف کرتا تھا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا اے ابو اسحاق! تم سے یہی گمان[1] ہے (کیونکہ حضرت سعد بڑے جلیل القدر صحابی ہیں اور عشرہ مبشرہ سے ہیں) حضرت عمرؓ نے حضرت سعد کے ساتھ ایک یا کئی لوگ بھیجے تاکہ وہ کوفہ والوں سے اس کے متعلق تحقیق کریں انہوں نے کوئی مسجد ایسی نہ چھوڑی جہاں سے حضرت سعد کے متعلق معلوم نہ کیا ہو۔ سب نے تعریف کی، پھر بنی عبس کی مسجد میں گئے تو ایک آدمی کھڑا ہو گیا جس کا نام اسامہ بن قتادہ کنیت ابو سعدہ تھی اس نے کہا چونکہ تم حلفیہ پوچھتے ہو، تو حقیقت حال یہ ہے کہ سعد کسی فوج کے ساتھ (جنگ کے لیے) نہیں جاتے تھے[2]

[1] کیوں کہ سعد عشرہ مبشرہ اور اکابر صحابہ میں تھے یہ حضرت عمر کی طرف سے کوفے کے حاکم مقرر تھے لیکن کوفہ والوں کی شرارت اور بے ایمانی اور بزدلی تو اظہر من الشمس ہے انہوں نے سعد کو بھی نہ چھوڑا خواہ مخواہ ان کی شکایتیں کیں حضرت عمرؓ نے عمار کو نماز پڑھانے کے لیے اور بیت المال کی حفاظت کے لیے عبد اللہ بن مسعودؓ کو مقرر کیا ۱۲ منہ

[2] گویا سعد بن ابی وقاص کو بزدل قرار دیا جھوٹا مردود، سعد ایسے بہادر تھے کہ ایسے شیر دل لوگ پیدا کاہیکو ہوتے ہیں انہوں نے جنگِ احد میں مار تیروں کافروں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ٹپکنے نہ دیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے سعد تیر لگا تجھ پر میرے ماں باپ قربان ہوں یہ فضیلت کسی صحابی کو نہیں ملی پھر جنگِ ایران میں انہوں نے وہ شجاعت کے جوہر دکھلائے کہ سبحان اللہ سارا ایران فتح کر لیا تختِ کیان کو برباد کر دیا رستم ثانی کو میدان کارزار میں بڑی آسانی سے مار لیا جس کو یہ دعویٰ تھا کہ میں اکیلا ہزار آدمیوں سے مقابلہ کر سکتا ہوں ۱۲ منہ۔

وَاللّٰهِ لَاَدْعُوَنَّ بِثَلَاثٍ اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ عَبْدُكَ هٰذَا كَاذِبًا قَامَ رِيَاءً وَّسُمْعَةً فَاَطِلْ عُمُرَهٗ وَاَطِلْ فَقْرَهٗ وَعَرِّضْهُ بِالْفِتَنِ وَكَانَ بَعْدُ اِذَا سُئِلَ يَقُوْلُ شَيْخٌ كَبِيْرٌ مَّفْتُوْنٌ اَصَابَتْنِيْ دَعْوَةُ سَعْدٍ قَالَ عَبْدُ الْمَلِكِ فَاَنَا رَاَيْتُهٗ بَعْدُ قَدْ سَقَطَ حَاجِبَاهُ عَلٰى عَيْنَيْهِ مِنَ الْكِبَرِ وَاِنَّهٗ لَيَتَعَرَّضُ لِلْجَوَارِيْ فِي الطُّرُقِ يَغْمِزُهُنَّ۔

مال غنیمت مساوی تقسیم نہیں کرتے تھے[1] کسی مقدمے میں انصاف نہیں کرتے تھے[2] حضرت سعد نے یہ (انتہائی جھوٹ اور منافقانہ شرارت) سن کر فرمایا خدا کی قسم ان تینوں الزامات کے عوض تمہارے لیے میں تین بددعائیں کروں گا[3] "یا اللہ اگر تیرا یہ بندہ جھوٹا ہے اور صرف لوگوں کو دکھانے اور سنانے کے لیے جھوٹ مشہور کر رہا ہے، تو اس کی عمر لمبی کر اور ہمیشہ کے لیے اسے محتاج کر دے اور اسے فتنوں میں پھنسا دے"۔ (حضرت سعد کی دعا قبول ہوئی) (اس خبیث کے متعلق جب بعد میں معلوم کیا گیا تو یہی ہوا) اس سے پوچھا جاتا کیا حال ہے؟ تو وہ کہتا میں ایک بوڑھا ہوں، آفت رسیدہ ہوں، سعد کی بددعا مجھے کھا گئی۔ راوی عبدالملک کہتے ہیں میں نے بھی اسے دیکھا تھا اتنا ضعیف العمر ہو گیا تھا کہ بھویں آنکھوں پر لٹک آئی تھیں اور (پاگلوں کی طرح) رستہ پر کھڑا ہو کر چھوکریوں کو چھیڑتا اور ان کی چٹکیاں لیتا تھا۔

۷۱۹۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ مَحْمُوْدِ بْنِ الرَّبِيْعِ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا صَلٰوةَ لِمَنْ لَّمْ يَقْرَءْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ۔

(از علی بن عبداللہ از سفیان از زہری از محمود بن ربیع۔) عبادہ بن صامت کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص سورۂ فاتحہ نہ پڑھے اس کی نماز نہیں ہوتی۔

۷۲۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ اَبِيْ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَدَخَلَ رَجُلٌ فَصَلّٰى فَسَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَدَّ وَقَالَ ارْجِعْ فَصَلِّ فَاِنَّكَ لَمْ

(از محمد بن بشار از یحییٰ از عبیداللہ از سعید ابن ابی سعید از والدش ابو سعید) ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں داخل ہوئے۔ اتنے میں ایک شخص آیا اس نے نماز پڑھی پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا۔ آپ نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا جا نماز پڑھ، تو نے نماز نہیں پڑھی۔ وہ گیا اور نماز پڑھی پھر حاضر خدمت ہوا۔ سلام کیا آپ نے پھر وہی

[1] یعنی خائن ہیں معاذاللہ ۱۲ منہ [2] یعنی ظالم ہیں معاذاللہ ۱۲ منہ [3] کیوں کہ تو نے بھی میری تین جھوٹی شکایتیں کی ہیں ۱۲ منہ۔

تُصَلِّ فَرَجَعَ فَصَلَّى كَمَا صَلَّى ثُمَّ جَاءَ فَسَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ارْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ ثَلَاثًا فَقَالَ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا أُحْسِنُ غَيْرَهُ فَعَلِّمْنِي فَقَالَ إِذَا قُمْتَ إِلَى الصَّلٰوةِ فَكَبِّرْ ثُمَّ اقْرَأْ مَا تَيَسَّرَ مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ثُمَّ ارْكَعْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ رَاكِعًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَعْتَدِلَ قَائِمًا ثُمَّ اسْجُدْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ جَالِسًا وَافْعَلْ ذٰلِكَ فِي صَلٰوتِكَ كُلِّهَا۔

فرمایا، جا نماز پڑھ تو نے نماز نہیں پڑھی۔ تین بار ایسا ہی ہوا، آخر اس نے عرض کیا اس خدا کی قسم جس نے آپ کو نبی برحق بنا کر بھیجا میں اس سے اچھی نماز نہیں پڑھ سکتا۔ مجھے آپ سکھائیے آپ نے فرمایا جب نماز کے لیے کھڑا ہو تو اللہ اکبر کہہ پھر جتنا قرآن پڑھ سکے وہ پڑھ، پھر رکوع کر اور رکوع اطمینان کے ساتھ ہو۔ پھر سر اُٹھا اس طرح کہ سیدھا کھڑا ہو جائے (آرام سے) پھر اطمینان کے ساتھ سجدہ کر پھر اطمینان سے اُٹھ بیٹھ (پھر دوسرا سجدہ) اس طریقہ سے ساری نماز پڑھ (یعنی اطمینان و وقار و سکون اور خشوع و خضوع سے)[1]

بَابُ ۴۸۶ الْقِرَاءَةِ فِي الظُّهْرِ۔

باب۔ ظہر کی نماز میں قرأت کا بیان۔

۷۲۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ جَابِرِ ابْنِ سَمُرَةَ قَالَ سَعْدٌ كُنْتُ أُصَلِّي بِهِمْ صَلٰوةَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوتَيِ الْعَشِيِّ لَا أَخْرِمُ عَنْهَا كُنْتُ أَرْكُدُ فِي الْأُولَيَيْنِ وَأَحْذِفُ فِي الْأُخْرَيَيْنِ فَقَالَ عُمَرُ ذٰلِكَ الظَّنُّ بِكَ۔

(از ابوالنعمان از ابوعوانہ از عبدالملک بن عمیر از جابر بن سمرہ) سعد فرماتے ہیں میں انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز جیسی نماز پڑھاتا تھا ظہر اور عصر دونوں، کوئی کمی نہیں کرتا تھا، پہلی دو رکعتیں طویل پڑھتا تھا اور دوسری دو رکعتیں خفیف۔ حضرت عمرؓ نے (حضرت سعد کا بیان سُن کر) فرمایا مجھے تم سے یہی اُمید تھی۔[2]

۷۲۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيَى عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ مِنْ صَلٰوةِ الظُّهْرِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسُورَتَيْنِ يُطَوِّلُ فِي الْأُولَى وَيُقَصِّرُ فِي الثَّانِيَةِ وَيُسْمِعُ الْآيَةَ أَحْيَانًا وَكَانَ

(از ابونعیم از شیبان از یحییٰ از عبداللہ بن ابی قتادہ) ابو قتادہ فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں سورۂ فاتحہ اور کوئی سورۃ پڑھتے۔ پہلی رکعت میں طویل، دوسری میں پہلی سے کچھ چھوٹی سورت۔ بعض اوقات آپؐ ہمیں بھی قرأت کے دوران ایک آدھ آیت سُنا دیتے۔ عصر میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سورۂ فاتحہ اور سورت پہلی دو رکعتوں میں پڑھتے، پہلی رکعت

---

[1] یہاں یہ اشکال ہوا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی ہی بار میں اس کو کیوں نہ سکھا دیا اور تین بار ایسی خراب اور بیکار نماز اس سے پڑھوائی اس کا جواب یہ ہے کہ یہ اس کے غرور اور ڈھیٹ پنے کی سزا تھی اس کو لازم تھا کہ پہلی ہی بار میں عاجزی کرتا اور آپ سے پوچھ لیتا بعضوں نے کہا اس وجہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کی عقل اور دانائی سے ہر بار یہ امید ہوتی تھی کہ اب کے سمجھ جائے گا اور ٹھیک طور سے نماز پڑھے گا ۱۲ منہ

[2] یہ حدیث ابھی اوپر گذر چکی ہے ۱۲ منہ۔

يَقْرَأُ فِي الْعَصْرِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسُورَتَيْنِ وَكَانَ يُطَوِّلُ فِي الْأُولَى وَكَانَ يُطَوِّلُ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولَى مِنْ صَلٰوةِ الصُّبْحِ وَيُقَصِّرُ فِي الثَّانِيَةِ۔

میں سورت طویل ہوتی تھی۔ اسی طرح صبح میں پہلی رکعت طویل اور دوسری میں چھوٹی سورت پڑھتے تھے۔

۷۲۳۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِي عُمَارَةُ عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ قَالَ سَأَلْنَا خَبَّابًا أَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ قَالَ نَعَمْ قُلْنَا بِأَيِّ شَيْءٍ كُنْتُمْ تَعْرِفُونَ قَالَ بِاضْطِرَابِ لِحْيَتِهِ۔

(از عمر بن حفص از حفص از اعمش از عمارہ) ابو معمر فرماتے ہیں ہم نے خباب بن ارت سے پوچھا، کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ظہر و عصر میں قرارت کرتے تھے؟ آپ نے فرمایا ہاں! ہم نے پوچھا آپ کو کیسے معلوم ہوا؟ فرمایا آپ کی داڑھی مبارک ہلتی تھی[1]۔ اس سے ہم سمجھتے تھے (کہ آپ پڑھ رہے ہیں)

بَابٌ ۴۸۷ الْقِرَاءَةِ فِي الْعَصْرِ۔

باب۔ عصر کی نماز میں قرأت۔

۷۲۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ قُلْتُ لِخَبَّابِ بْنِ الْأَرَتِّ أَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ بِأَيِّ شَيْءٍ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ قِرَاءَتَهُ قَالَ بِاضْطِرَابِ لِحْيَتِهِ۔

(از محمد بن یوسف از سفیان از اعمش از عمارہ ابن عمیر) ابو معمر کہتے ہیں میں نے حضرت خباب سے دریافت کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ظہر و عصر میں قرارت کرتے تھے؟ آپ نے فرمایا ہاں! ہم نے پوچھا کیسے معلوم ہوا آپ کو؟ آپ نے فرمایا آپ کی ریش مبارک کے ہلنے سے۔

۷۲۵۔ حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ مِنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسُورَةٍ سُورَةٍ وَّيُسْمِعُنَا الْآيَةَ أَحْيَانًا۔

(از مکی بن ابراہیم از ہشام از یحییٰ ابن ابی کثیر از عبداللہ بن ابی قتادہ) ابو قتادہ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم ظہر و عصر کی پہلی دو رکعتوں میں سورۂ فاتحہ اور ایک ایک سورت پڑھتے تھے۔ کبھی کبھی ایک آدھ آیت اونچی بھی پڑھ لیتے جسے ہم سن لیتے تھے۔

بَابٌ ۴۸۸ الْقِرَاءَةِ فِي الْمَغْرِبِ۔

باب۔ نماز مغرب میں قرأت کا بیان۔

[1] داڑھی تو کسی دعا پڑھنے سے بھی ہل سکتی ہے مگر وہ موقع دعا کا نہ تھا تو معلوم ہوا کہ قرآن شریف پڑھتے تھے اور ابو قتادہ رضی کی حدیث جو اوپر گذری وہ اس امر کی تائید کرتی ہے ۱۲ منہ۔

۷۲۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهُ قَالَ اِنَّ اُمَّ الْفَضْلِ سَمِعَتْهُ وَهُوَ يَقْرَأُ وَالْمُرْسَلَاتِ عُرْفًا فَقَالَتْ يَا بُنَيَّ لَقَدْ ذَكَّرْتَنِي بِقِرَاءَتِكَ هٰذِهِ السُّوْرَةَ اِنَّهَا لَاٰخِرُ مَا سَمِعْتُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ بِهَا فِي الْمَغْرِبِ۔

(از عبداللہ بن یوسف از مالک از ابن شہاب از عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ) حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ ان کی والدہ ام الفضل نے ان سے والمرسلات عرفاً پڑھتے ہوئے سُنا تو کہا بیٹا! یہ سورت تو نے پڑھ کر مجھے یاد دلا دیا۔ یہ تو وہ آخری سورت ہے جسے مَیں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز مغرب میں پڑھتے ہوئے سُنا۔

۷۲۷۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ اَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ قَالَ قَالَ لِيْ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ مَا لَكَ تَقْرَأُ فِي الْمَغْرِبِ بِقِصَارٍ وَقَدْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ بِطُوْلَى الطُّوْلَيَيْنِ۔

(از ابو عاصم از ابن جریج از ابن ابی ملیکہ از عروہ بن زبیر) مروان[1] بن حکم فرماتے ہیں مجھ سے زید بن ثابت نے کہا تجھے کیا ہوگیا ہے تو مغرب میں چھوٹی سورتوں میں سے پڑھتا ہے حالانکہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ اس میں دو لمبی سے لمبی سورتیں پڑھتے تھے[2]۔

بَاب ۴۸۹ الْجَهْرِ فِي الْمَغْرِبِ۔

باب۔ نماز مغرب میں جہر کا بیان۔

۷۲۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ فِي الْمَغْرِبِ بِالطُّوْرِ۔

(از عبداللہ بن یوسف از مالک از ابن شہاب از محمد بن جبیر ابن مطعم) جبیر ابن مطعم فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز مغرب میں سورہ طور پڑھی۔

بَاب ۴۹۰ الْجَهْرِ فِي الْعِشَاءِ۔

باب۔ نماز عشا میں جہر کا بیان۔

۷۲۹۔ حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ بَكْرٍ عَنْ اَبِيْ رَافِعٍ قَالَ

(از ابو النعمان از معتمر از والدش از بکر) ابی رافع فرماتے ہیں مَیں نے حضرت ابو ہریرہؓ کے ساتھ نماز عشا پڑھی آپ نے سورہ اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ

[1] جو اس وقت حضرت معاویہؓ کی طرف سے مدینہ کا حاکم تھا ۱۲ منہ [2] یعنی سورہ بقرہ اور نساء میں سے جو لمبی سورتیں ہیں زیادہ لمبی سورہ بقرہ پڑھتے مگر نسائی کی حدیث میں اس کی تصریح ہے کہ سورہ اعراف پڑھتے بعضوں نے کہا یہ عروہ کی تفسیر ہے ابن جریج نے کہا میں نے ابن ابی ملیکہ سے ان سورتوں کو پوچھا انہوں نے اپنے دل سے کہہ دیا کہ سورہ مائدہ اور اعراف مراد ہیں جوزقی کی روایت میں انعام اور اعراف مذکور ہیں اور طبرانی کی روایت میں اعراف اور یونس بہرحال حدیث سے یہ نکلا کہ مغرب میں ہمیشہ چھوٹی سورتیں پڑھنا خلاف سنت ہے ۱۲ منہ۔

صَلَّيْتُ مَعَ أَبِي هُرَيْرَةَ الْعَتَمَةَ فَقَرَأَ إِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ فَسَجَدَ فَقُلْتُ لَهُ قَالَ سَجَدْتُ خَلْفَ أَبِي الْقَاسِمِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَا أَزَالُ أَسْجُدُ بِهَا حَتَّى أَلْقَاهُ۔

پڑھی اور سجدۂ تلاوت کیا میں نے پوچھا یہ سجدہ کیا؟ فرمایا ایسا ہی میں نے آنحضرت ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سجدہ کیا تھا (جبکہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ کیا) لہٰذا ہمیشہ میں سجدہ تلاوت اس سورت کا کرتا رہوں گا جب تک میں اُن سے ملاقات نہیں کرتا (یعنی وصال تک)

۷۳۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيٍّ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ فِي سَفَرٍ فَقَرَأَ فِي الْعِشَاءِ فِي إِحْدَى الرَّكْعَتَيْنِ بِالتِّينِ وَالزَّيْتُونِ

(از ابوالولید از شعبہ از عدی) حضرت براءؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں تھے آپ نے عشا کی ایک رکعت میں سورہ التین پڑھی[۱]

بَابُ ۴۹۱ الْقِرَاءَةِ فِي الْعِشَاءِ بِالسَّجْدَةِ۔

باب۔ نماز عشا میں سجدہ تلاوت والی سورت پڑھنے کا بیان۔

۷۳۱۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا التَّيْمِيُّ عَنْ بَكْرٍ عَنْ أَبِي رَافِعٍ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ أَبِي هُرَيْرَةَ الْعَتَمَةَ فَقَرَأَ إِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ فَسَجَدَ فَقُلْتُ مَا هَذِهِ قَالَ سَجَدْتُ فِيهَا خَلْفَ أَبِي الْقَاسِمِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَا أَزَالُ أَسْجُدُ فِيهَا حَتَّى أَلْقَاهُ۔

(از مسدد از یزید بن زریع از تیمی از بکر) حضرت ابورافع فرماتے ہیں میں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ عشا پڑھی۔ آپ نے سورۃ اذا السماء انشقت پڑھی اور سجدہ تلاوت کیا۔ میں نے کہا یہ کیا؟ آپ نے فرمایا میں نے ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بمطابق ان کے اس سورۃ میں سجدہ کیا تھا پس ہمیشہ سجدہ کرتا رہوں گا حتیٰ کہ ان سے جا ملوں گا۔ (یعنی وفات تک)

بَابُ ۴۹۲ الْقِرَاءَةِ فِي الْعِشَاءِ۔

باب۔ نماز عشا میں قراءت

۷۳۲۔ حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ حَدَّثَنِي عَدِيُّ بْنُ ثَابِتٍ أَنَّهُ سَمِعَ الْبَرَاءَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ بِالتِّينِ وَالزَّيْتُونِ فِي الْعِشَاءِ وَمَا سَمِعْتُ أَحَدًا أَحْسَنَ صَوْتًا مِنْهُ أَوْ قِرَاءَةً۔

(از خلاد بن یحییٰ از مسعر از عدی بن ثابت) حضرت براءؓ فرماتے ہیں میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز عشا میں سورہ والتین پڑھتے ہوئے سُنا اور آپ سے زیادہ کوئی خوش آواز قاری نہیں دیکھا۔[۲]

---

[۱] یہ سفر کی حالت میں کیا ورنہ اکثر آنحضرتؐ عشا کی نماز میں مفصل کی بیچ کی سورتیں پڑھا کرتے جیسے ابوہریرہؓ کی حدیث میں گذرا ۱۲ منہ [۲] سبحان اللہ آپ میں دونوں کمال اللہ جل جلالہٗ نے رکھے تھے آواز بھی عمدہ اور قراءت کا کیا پوچھنا پھر آپ سے بہتر کون قرآن پڑھ سکتا تھا ۱۲ منہ۔

باب ۴۹۳ يُطَوِّلُ فِي الْأُولَيَيْنِ وَيَحْذِفُ فِي الْأُخْرَيَيْنِ۔

۷۳۳۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي عَوْنٍ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ عُمَرُ لِسَعْدٍ لَقَدْ شَكَوْكَ فِي كُلِّ شَيْءٍ حَتَّى الصَّلٰوةِ قَالَ أَمَّا أَنَا فَأَمُدُّ فِي الْأُولَيَيْنِ وَأَحْذِفُ فِي الْأُخْرَيَيْنِ وَلَا آلُو مَا اقْتَدَيْتُ بِهِ مِنْ صَلٰوةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ صَدَقْتَ ذَاكَ الظَّنُّ بِكَ أَوْ ظَنِّي بِكَ۔

باب ۔ پہلی دو رکعتوں میں طویل سورت پڑھنا پچھلی دو رکعتوں میں سورتیں چھوڑ دینا (سوائے فاتحہ کے)

(از سلیمان بن حرب از شعبہ از ابو عون) جابر بن سمرہ فرماتے ہیں حضرت عمرؓ نے حضرت سعدؓ سے کہا کوفیوں نے تیری ہر طرح کی شکایت کی ہے، حتیٰ کہ نماز تک کی۔ حضرت سعدؓ نے جواب دیا میں تو دو پہلی رکعتوں میں لمبی سورتیں پڑھتا ہوں، اور پچھلی دو میں حذف کرتا ہوں (فاتحہ کے علاوہ) میں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں کوئی کمی نہیں کرتا۔ آپ نے فرمایا تو سچا ہے۔ یہی تجھ سے گمان ہے یا میرا گمان تجھ سے یہی ہے۔ [۱]

باب ۴۹۴ الْقِرَاءَةِ فِي الْفَجْرِ وَقَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ قَرَأَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالطُّورِ۔

باب ۔ نماز فجر میں قرأت۔ ام سلمہ فرماتی ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سورہ طور پڑھی [۲]

۷۳۴۔ حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سَيَّارُ بْنُ سَلَامَةَ قَالَ دَخَلْتُ أَنَا وَأَبِي عَلَى أَبِي بَرْزَةَ الْأَسْلَمِيِّ فَسَأَلْنَاهُ عَنْ وَقْتِ الصَّلَوَاتِ فَقَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الظُّهْرَ حِينَ تَزُولُ الشَّمْسُ وَالْعَصْرَ وَيَرْجِعُ الرَّجُلُ إِلَى أَقْصَى الْمَدِينَةِ وَالشَّمْسُ حَيَّةٌ وَنَسِيتُ مَا قَالَ فِي الْمَغْرِبِ وَلَا يُبَالِي بِتَأْخِيرِ الْعِشَاءِ إِلَى ثُلُثِ اللَّيْلِ وَلَا يُحِبُّ النَّوْمَ قَبْلَهَا وَلَا الْحَدِيثَ بَعْدَهَا وَ

(از آدم از شعبہ) سیار ابن سلامہ فرماتے ہیں میں اور میرے والد ہم دونوں حضرت ابو برزہ کے پاس گئے اور سوال کیا نمازوں کے اوقات کے متعلق۔ آپ نے جواب دیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز ظہر زوال آفتاب کے وقت پڑھتے اور عصر اس وقت کہ پڑھنے کے بعد مدینہ کے کنارے کوئی شخص جاتا تو سورج خوب روشن اور تیز ہوتا۔ سیار کہتے ہیں ابو برزہ نے مغرب کا وقت جو کچھ بتایا وہ یاد نہیں، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عشا کی نماز میں تہائی رات تک فکر نہ کرتے البتہ عشا سے پہلے نیند اور عشا کے بعد گفتگو پسند نہ فرماتے تھے، صبح ایسے وقت پڑھتے، کہ فارغ ہونے کے بعد نمازی اپنے ساتھ بیٹھے ہوئے شخص

---

[۱] لیکن باوجود اس کے کہ حضرت عمرؓ نے شکایتوں کو غلط سمجھا سعدؓ کو کوفے کی حکومت سے معزول کر دیا معلوم ہوا کہ امام کو انتظامی امور میں پورا اختیار ہے جس کو مناسب سمجھے حکومت پر مامور کرے اور جس کو مناسب نہ سمجھے معزول کر دے ۱۲ منہ [۲] گو اس روایت میں فجر کی نماز کا ذکر نہیں ہے مگر آگے جو روایت امام بخاری نے نکالی اس سے یہ نکلتا ہے کہ یہ واقع صبح کی نماز کا ہے ۱۲ منہ۔

يُصَلِّي الصُّبْحَ فَيَنْصَرِفُ الرَّجُلُ فَيَعْرِفُ جَلِيسَهُ وَكَانَ يَقْرَأُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ أَوْ إِحْدَاهُمَا مَا بَيْنَ السِّتِّينَ إِلَى الْمِائَةِ۔

کو پہچان سکتا، اور دونوں یا ایک رکعت میں ساٹھ سے سو آیات تک پڑھتے [1]

۷۳۵۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ فِي كُلِّ صَلَوٰةٍ يُقْرَأُ فَمَا أَسْمَعَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَسْمَعْنَاكُمْ وَمَا أَخْفَى عَنَّا أَخْفَيْنَا عَنْكُمْ وَإِنْ لَمْ تَزِدْ عَلَى أُمِّ الْقُرْآنِ أَجْزَأَتْ وَإِنْ زِدْتَ فَهُوَ خَيْرٌ۔

(از مسدد از اسمٰعیل بن ابراہیم از ابن جریج از عطاء) ابوہریرہؓ فرماتے ہیں ہر نماز میں قراءت کرنا چاہیے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جس نماز میں ہمیں سُنا کر پڑھتے تھے یعنی جہری وہ ہم نے بھی تمہیں سُنایا، یعنی جہر سے پڑھا، جس نماز میں آنحضرت نے پوشیدہ قرأت کی اس نماز میں ہم نے بھی تم سے پوشیدہ رکھا۔ یعنی آہستہ پڑھا (گویا جہری اور سری نمازوں کی تعیین سنت نبوی کے مطابق ہے) اگر تو سورۃ فاتحہ سے زیادہ نہ پڑھے تو تجھے کافی ہے اگر زیادہ پڑھے تو بہتر ہے۔

بَابُ ۴۹۵ الْجَهْرِ بِقِرَاءَةِ صَلَوٰةِ الْفَجْرِ وَقَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ طُفْتُ وَرَاءَ النَّاسِ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي يَقْرَأُ بِالطُّورِ۔

باب ۔ نماز فجر میں قرأت بالجہر۔ ام سلمہ فرماتی ہیں میں نے لوگوں سے ایک طرف ہو کر طواف کعبہ کیا، آنحضرت صلی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھا رہے تھے سورہ طور پڑھ رہے تھے [2]

۷۳۶۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ انْطَلَقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي طَائِفَةٍ مِنْ أَصْحَابِهِ عَامِدِينَ إِلَى سُوقِ عُكَاظٍ وَقَدْ حِيلَ بَيْنَ الشَّيَاطِينِ وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَاءِ وَأُرْسِلَتْ عَلَيْهِمُ الشُّهُبُ فَرَجَعَتِ الشَّيَاطِينُ

(از مسدد از ابوعوانہ از ابوبشر از سعید بن جبیر) ابن عباس فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام کی ایک جماعت کے ساتھ عکاظ [3] کے بازار کی طرف تشریف لے گئے۔ اُن ایام میں شیطانوں کو آسمان سے خبر لینے سے روک دیا گیا تھا (یعنی اس مقصد کے لیے کہ فرشتوں کی گفتگو سنیں انہیں جانے کے مواقع میسر نہ ہوتے تھے) ان پر انگاروں کی (ٹوٹنے والے ستاروں کی) بوچھاڑ ہو رہی تھی [4] شیاطین اپنے چیلوں (کاہنوں

---

[1] حافظ نے کہا یہ شعبہ نے شک کی طبرانی میں اس کا انداز سورۃ الحاقہ مذکور ہے ابن عباس کی حدیث میں ہے کہ جمعہ کے دن صبح کی نماز میں الم تنزیل السجدہ اور **هَلْ أَتَى** پڑھتے تھے جابر بن سمرہؓ کی حدیث میں ہے کہ ق پڑھتے تھے ایک روایت میں ہے کہ سورہ والصافات ایک روایت میں ہے کہ سب سے مختصر دو سورتیں بہرحال جیسا موقع ہوتا ویسا کرتے ۱۲ منہ [2] دوسری روایت میں یوں ہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے بیماری کی شکایت کی آپ نے فرمایا سوار ہو کر لوگوں کے پیچھے سے طواف کر لے یہ واقع صبح کی نماز کا ہے جیسے اوپر گذرا چنانچہ امام بخاری نے آگے خود نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب صبح کی نماز کھڑی ہو تو طواف کر لے ۱۲ منہ [3] عکاظ ایک منڈی کا نام ہے جو مکہ کے ایک طرف قدیم سے ہوا کرتی تھی ۱۲ منہ [4] احتمال ہے کہ یہ مار اسی وقت سے شروع ہوئی ہو بعضے کہتے ہیں شہاب پہلے بھی تھے مگر اس کثرت سے نہیں گرتے تھے ۱۲ منہ۔

إِلَى قَوْمِهِمْ فَقَالُوا مَا لَكُمْ قَالُوا حِيلَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَاءِ وَأُرْسِلَتْ عَلَيْنَا الشُّهُبُ قَالُوا مَا حَالَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَاءِ إِلَّا شَيْءٌ حَدَثَ فَاضْرِبُوا مَشَارِقَ الْأَرْضِ وَمَغَارِبَهَا فَانْظُرُوا مَا هَذَا الَّذِي حَالَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَاءِ فَانْصَرَفَ أُولَئِكَ الَّذِينَ تَوَجَّهُوا نَحْوَ تِهَامَةَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ بِنَخْلَةَ عَامِدِينَ إِلَى سُوقِ عُكَاظٍ وَهُوَ يُصَلِّي بِأَصْحَابِهِ صَلَاةَ الْفَجْرِ فَلَمَّا سَمِعُوا الْقُرْآنَ اسْتَمَعُوا لَهُ فَقَالُوا هَذَا وَاللَّهِ الَّذِي حَالَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَاءِ فَهُنَالِكَ حِينَ رَجَعُوا إِلَى قَوْمِهِمْ قَالُوا يَا قَوْمَنَا إِنَّا سَمِعْنَا قُرْآنًا عَجَبًا يَهْدِي إِلَى الرُّشْدِ فَآمَنَّا بِهِ وَلَنْ نُشْرِكَ بِرَبِّنَا أَحَدًا فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَلَى نَبِيِّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْ أُوحِيَ إِلَيَّ وَإِنَّمَا أُوحِيَ إِلَيْهِ قَوْلُ الْجِنِّ۔

نجومیوں) کے پاس آئے[1] چیلوں نے پوچھا تمہیں کیا ہوگیا ہے شیاطین نے جواب دیا۔ اب ہمیں آسمانوں سے روک دیا گیا ہے۔ ہم پر شہاب ٹوٹ رہے ہیں، چیلوں نے کہا ضرور کوئی نیا نظام پیدا ہوگیا ہے ذرا زمین کے مشرق و مغرب سب کنارے گھوم پھر کر دیکھ لو اور معلوم کرو کہ یہ کیا ماجرا ہے؟ آسمان کی خبریں لینے سے روک دیا گیا ہے۔ پس جو شیاطین و جنات تہامہ[2] کے علاقہ کی طرف نکلے تھے وہ آخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وازواجہ وسلم تک پہنچ گئے۔ آپ اس گھڑی نخلہ[3] میں جلوہ افروز تھے اور بازار عکاظ کا قصد رکھتے تھے۔ آپ صحابہ کرام کو نماز فجر پڑھا رہے تھے۔ جب انہوں نے قرآن سنا تو خوب کان لگائے اور اس نتیجے پر پہنچے کہ اصل رازیہ ہے کہ اس قرآن نے آسمان تک جانے کا راستہ بند کردیا (ہم شیاطین کے لیے)۔ یہاں سے جب اپنے لوگوں میں واپس ہوئے تو یوں کہا اے ہماری قوم ہم نے ایک عجیب قرآن سنا ہے جو راہ ہدایت دکھاتا ہے اور ہم اس پر ایمان لے آئے (یہ مسلمان ہوگئے) آئندہ ہم اپنے رب کے ساتھ ہرگز کسی کو شریک نہ بنائیں گے۔ اسی واقعہ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا قل اوحی الی (سورہ جن میں) جو بات جنات نے اپنی قوم سے کہی تھی وہ بذریعہ وحی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بتادی گئی۔

۷۳۷۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَرَأَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيمَا أُمِرَ وَسَكَتَ فِيمَا أُمِرَ وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا وَلَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ۔

(از مسدد از اسمٰعیل از ایوب از عکرمہ) حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جس نماز میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جہر کا حکم ہوا اس میں آپ نے جہر کیا اور جس میں آپ کو آہستہ پڑھنے کا حکم ہوا اس میں آپ نے آہستہ پڑھا (جیسے کہ اللہ کا ارشاد ہے) وما کان ربک نسیا (تیرا رب کسی امر کا حکم بھول کر نہیں دیتا)[4] ولقد کان لکم فی

---

[1] یعنی کاہنوں اور نجومیوں اور پجاریوں کی طرف جن کو صدہا جھوٹ ملا کر خبریں سنایا کرتے تھے ۱۲ منہ [2] تہامہ مکہ کی زمین کو کہتے ہیں ۱۲ منہ [3] نخلہ ایک مقام کا نام ہے مکہ کی ایک دن کی راہ پر ۱۲ منہ [4] یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے کیونکہ معلوم ہوکہ آپ فجر کی نماز میں پکار کر قراءت کر رہے تھے جب تو جنوں نے سنا اور ایمان لائے یہ جن نصیبین کے تھے ۱۲ منہ [5] اگر وہ چاہتا تو نماز کی کل تفصیل اور احکام قرآن میں بیان کردیتا مگر اس نے کسی مصلحت سے اس کا بیان آنحضرتؐ پر رکھ دیا اور آپ نے قولاً اور فعلاً اچھی طرح نماز کی تفصیل بیان کردی یہ ایک آیت کا ٹکڑا ہے جو سورہ مریم میں ہے ابن عباسؓ کے (باقی اگلے صفحہ پر)

رسول اللہ اسوۃ حسنۃ ۔ اور بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں بہترین نمونہ ہے (یعنی آپ قابلِ اطاعت و اتباع ہیں ۔)[1]

باب ۴۹۶ الْجَمْعِ بَيْنَ السُّورَتَيْنِ فِي رَكْعَةٍ وَالْقِرَاءَةِ بِالْخَوَاتِيمِ وَبِسُورَةٍ قَبْلَ سُورَةٍ وَبِأَوَّلِ سُورَةٍ وَيُذْكَرُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ السَّائِبِ قَرَأَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُؤْمِنُونَ فِي الصُّبْحِ حَتَّى إِذَا جَاءَ ذِكْرُ مُوسَى وَهٰرُونَ أَوْ ذِكْرُ عِيسَى أَخَذَتْهُ سَعْلَةٌ فَرَكَعَ وَقَرَأَ عُمَرُ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولَى بِمِائَةٍ وَعِشْرِيْنَ آيَةً مِنَ الْبَقَرَةِ وَفِي الثَّانِيَةِ بِسُورَةٍ مِنَ الْمَثَانِي وَقَرَأَ الْأَحْنَفُ بِالْكَهْفِ فِي الْأُولَى وَفِي الثَّانِيَةِ بِيُوسُفَ أَوْ يُونُسَ وَذَكَرَ أَنَّهُ صَلَّى مَعَ عُمَرَ الصُّبْحَ بِهِمَا وَقَرَأَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ بِأَرْبَعِيْنَ آيَةً مِنَ الْأَنْفَالِ وَفِي الثَّانِيَةِ بِسُورَةٍ مِنَ الْمُفَصَّلِ وَ

باب ۔ دو سورتیں ایک رکعت میں پڑھنا سورت کی آخری آیات پڑھنا، ترتیب کے خلاف سورتیں پڑھنا[2] سورہ کی ابتدائی آیات پڑھنا ۔ عبداللہ بن سائب سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز میں سورہ مومنون شروع کی، جب حضرت موسٰے و ہارون کا واقعہ یا حضرت عیسٰی کا واقعہ (سورہ میں) آیا تو آپ کو کھانسی آگئی اس لیے آپ نے رکوع کرلیا[3] ۔ (یعنی پہلی رکعت ختم کردی بغیر سورہ ختم کیے ۔)

حضرت عمرؓ نے (صبح کی نماز میں) پہلی رکعت میں بقرہ کی ایک سو بیس آیات پڑھیں، دوسری رکعت میں مثانی کی کوئی سورت پڑھی ۔[4]

احنف بن قیس نے (نمازِ صبح میں) پہلی رکعت میں سورہ کہف اور دوسری میں سورہ یوسف یا یونس پڑھی[5] ۔ اور فرمایا کہ انہوں نے حضرت عمرؓ کے ساتھ صبح کی نماز پڑھی جس میں فاروقِ اعظمؓ نے بھی یہی دو سورتیں پڑھی تھیں ۔

حضرت عبداللہ ابنِ مسعود نے صبح کی پہلی رکعت

(بقیہ) اس قول سے ان لوگوں کو نصیحت لینا چاہیے جو حدیث شریف کو قابل اعتماد نہیں جانتے اور صرف قرآن کو سند سمجھتے ہیں ان بے وقوفوں سے کوئی پوچھے بھلا یہ تو بتلاؤ قرآن میں جو نماز کا حکم ہے تو نماز کس طرح پڑھیں، کتنی رکعتیں پڑھیں زکوٰۃ کتنی نکالیں حج کیوں کر کریں بغیر حدیث شریف کی طرف رجوع کیے دین اور ایمان پورا نہیں ہوسکتا ۱۲منہ [1] یہ آیت سورہ ممتحنہ میں ہے ابن عباس نے یہ آیت لاکر اس طرف اشارہ کیا کہ خود قرآن میں پیغمبر علیہ السلام پیروی کرنے کا حکم ہے تو حدیث شریف قرآن سے جدا نہیں دوسری حدیث ہے سن رکھو مجھ کو قرآن ملا اور ایک اور چیز جو قرآن کی طرح ہے ۔ یعنی حدیث وہ بھی قرآن کی طرح واجب العمل ہے اور حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ما اتکم الرسول فخذوہ وما نھکم عنہ فانتھوا اور فرماتا ہے من یطع الرسول فقد اطاع اللہ جو لوگ حدیث شریف کو نہیں مانتے یا حدیث پر چلنے والوں سے دشمنی رکھتے ہیں وہ معلوم نہیں آخرت میں پیغمبر صاحب کو کیوں کر منہ بتلائیں گے ۱۲منہ۔

[2] یعنی مصحف عثمان کی ترتیب کے خلاف مثلاً پہلی رکعت میں قل ہو اللہ پڑھنا دوسری رکعت میں کافرون یا پہلی رکعت میں سورہ آل عمران دوسری رکعت میں سورہ بقرہ ۱۲منہ [3] اس کو امام مسلم نے وصل کیا ۱۲منہ [4] مثانی وہ سورتیں جن میں سو آیتیں یا سو کے قریب ہیں ان کو ابن ابی شیبہ نے وصل کیا ۱۲منہ [5] یعنی مصحف عثمانی کی ترتیب کے خلاف کیا اس کو ابو نعیم نے مستخرج میں وصل کیا ۱۲منہ ۔

قَالَ قَتَادَةُ فِيمَنْ يَقْرَأُ بِسُورَةٍ وَاحِدَةٍ فِي رَكْعَتَيْنِ أَوْ يُرَدِّدُ سُورَةً وَاحِدَةً فِي رَكْعَتَيْنِ كُلٌّ كِتَابُ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَقَالَ عُبَيْدُ اللَّهِ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ كَانَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ يَؤُمُّهُمْ فِي مَسْجِدِ قُبَاءَ وَكَانَ كُلَّمَا افْتَتَحَ سُورَةً يَقْرَأُ بِهَا لَهُمْ فِي الصَّلٰوةِ مِمَّا يَقْرَأُ بِهِ افْتَتَحَ بِقُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ حَتَّى يَفْرُغَ مِنْهَا ثُمَّ يَقْرَأُ بِسُورَةٍ أُخْرٰى مَعَهَا وَكَانَ يَصْنَعُ ذٰلِكَ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ فَكَلَّمَهُ أَصْحَابُهُ وَقَالُوا إِنَّكَ تَفْتَتِحُ بِهٰذِهِ السُّورَةِ ثُمَّ لَا تَرٰى أَنَّهَا تُجْزِئُكَ حَتّٰى تَقْرَأَ بِأُخْرٰى فَإِمَّا تَقْرَأُ بِهَا وَإِمَّا أَنْ تَدَعَهَا وَتَقْرَأُ بِأُخْرٰى فَقَالَ مَا أَنَا بِتَارِكِهَا إِنْ أَحْبَبْتُمْ أَنْ أَؤُمَّكُمْ بِذٰلِكَ فَعَلْتُ وَإِنْ كَرِهْتُمْ تَرَكْتُكُمْ وَكَانُوا يَرَوْنَ أَنَّهُ مِنْ أَفْضَلِهِمْ وَكَرِهُوا أَنْ يَؤُمَّهُمْ غَيْرُهُ فَلَمَّا أَتَاهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرُوهُ الْخَبَرَ فَقَالَ يَا فُلَانُ مَا يَمْنَعُكَ أَنْ تَفْعَلَ مَا يَأْمُرُكَ بِهِ أَصْحَابُكَ

میں انفال کی چالیس آیات اور دوسری رکعت میں مفصل کی کوئی سورت پڑھی۔ حضرت قتادہ فرماتے ہیں اگر کوئی شخص ایک ہی سورت دو رکعتوں میں پڑھے آدھی آدھی کرکے یا ایک ہی سورت دوسری رکعت میں دوبارہ پڑھے تو اس میں کوئی حرج نہیں، ساری اللہ عزوجل کی کتاب ہے۔

عبید اللہ عمری نے بحوالہ ثابت از انس رضؓ روایت کی کہ ایک انصاری (کلثوم بن ہدم) مسجد قبا میں امامت کرتا تھا وہ ہر رکعت میں الحمد کے بعد قل ھو اللہ احد ضرور پڑھتا پھر ساتھ کوئی اور سورہ پڑھتا۔ اس کے مقتدیوں نے کہا اگر تو یہ سورت پڑھتا ہے، تو کیا اسے کافی نہیں سمجھتا؟ کہ دوسری سورت بھی ساتھ ملاتا ہے یا تو صرف یہی پڑھ لیا کر یا اسے چھوڑ دیا کر اور کوئی دوسری پڑھا کر۔ امام نے جواب دیا میں اس سورت کو چھوڑنے کا نہیں۔ اگر تم مجھے پسند کرتے ہو تو میں امامت کروں گا اگر ناپسند سمجھتے ہو تو میں امامت چھوڑ دوں گا۔ لوگ چونکہ اپنے میں بہتر جانتے تھے۔ دوسرے کی امامت انہیں ناپسند تھی اس لیے وہ امام رہا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں کے پاس تشریف لائے تو انہوں نے یہ واقعہ بتایا آپ نے فرمایا اے فلاں! کیوں اپنے مقتدی ساتھیوں کی بات پر عمل نہیں کرتے؟ کیا چیز مانع ہے؟ اور کس وجہ سے اس سورت کو ہر رکعت میں لازم بنا لیا ہے؟ اس نے جواباً عرض کیا: یا رسول اللہ! مجھے اس سورت سے محبت ہے آپ نے فرمایا اس کی محبت نے تجھے

وَمَا يَحْمِلُكَ عَلَى لُزُومِ هٰذِهِ السُّورَةِ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ فَقَالَ إِنِّي أُحِبُّهَا قَالَ حُبُّكَ إِيَّاهَا أَدْخَلَكَ الْجَنَّةَ۔

بہشت کا حقدار کر دیا ہے [1]

۷۳۸۔ حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى ابْنِ مَسْعُودٍ فَقَالَ قَرَأْتُ الْمُفَصَّلَ اللَّيْلَةَ فِي رَكْعَةٍ فَقَالَ هَذًّا كَهَذِّ الشِّعْرِ لَقَدْ عَرَفْتُ النَّظَائِرَ الَّتِي كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرُنُ بَيْنَهُنَّ فَذَكَرَ عِشْرِينَ سُورَةً مِنَ الْمُفَصَّلِ سُورَتَيْنِ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ۔

(از آدم از شعبہ از عمرو بن مرہ) ابو وائل فرماتے ہیں ایک شخص ابن مسعود کے پاس آیا اس نے کہا میں نے تو رات مفصل کی تمام سورتیں ایک رکعت میں پڑھ ڈالی ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود نے فرمایا تو نے گویا اشعار کی طرح جلدی جلدی پڑھ لیا [2] (اس کے چار سپارے ایک رکعت میں، اس کا مطلب ہے، قرآن بے سمجھے پڑھا، جو قرآن کی تعظیم کے بجائے دیگر عام کتابوں سے بھی زیادہ عام سمجھا گیا۔) حضرت عبداللہ بن مسعود نے مزید (راستے تنبیہاً) فرمایا کہ میں ان دو دو سورتوں کے جوڑ جانتا ہوں جن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایک رکعت میں پڑھتے تھے۔ پھر حضرت عبداللہ نے بیس سورتیں بیان کیں کہ ہر رکعت میں ان کی دو دو سورتیں پڑھی جا سکتی ہیں [3]

بَابٌ ۴۷۹ يَقْرَأُ فِي الْأُخْرَيَيْنِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ۔

باب۔ پچھلی دو رکعتوں میں صرف سورہ فاتحہ پڑھنا۔

۷۳۹۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ يَحْيَى عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْرَأُ فِي الظُّهْرِ فِي الْأُولَيَيْنِ بِأُمِّ الْكِتَابِ

(از موسیٰ بن اسمٰعیل از ہمام از یحییٰ از عبداللہ بن ابی قتادہ) ابو قتادہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں سورہ فاتحہ اور دو سورتیں پڑھتے ایک ایک کر کے۔ پچھلی دو رکعتوں میں صرف سورہ فاتحہ پڑھتے اور کبھی ایک آدھ آیت ہمیں سنا دیتے

---

[1] قل ہو اللہ بڑی پیاری سورت ہے اس میں ہمارے بادشاہ کی بہت عمدہ صفتیں مذکور ہیں جس کو اپنے بادشاہ سے محبت ہے وہ اس پاک سورت سے بھی محبت کرے گا اس روایت سے دو سورتوں کے ایک رکعت میں پڑھنے کا جواز نکلا اس حدیث کو ترمذی اور بزار نے وصل کیا ۱۲ منہ [2] یعنی یہ کون سی کمال کی بات ہے کہ ایک رکعت میں چار پارے پڑھ لیے قرآن شریف کو تدبیر اور تامل کے ساتھ آہستہ پڑھنا چاہیے جلدی جلدی پڑھ لینے میں ثواب جا کر عذاب کا ڈر ہے ہمارے زمانہ میں جہل کی ایسی گرم بازاری ہو گئی ہے کہ لوگ اس حافظ کی تعریف کرتے ہیں جو گھنٹے میں چار چار پانچ پانچ پارے تراویح میں پڑھ ڈالے انہوں نے قرآن اور عبادت کو ہنسی کھیل مقرر کر لیا ہے نہ رکوع برابر کرتے ہیں نہ سجدہ بس اٹھا بیٹھی اور گھانس کاٹنا زبان کیا درانتی ہے ایسے حافظوں کو خوب مار کر نکال دینا چاہیے ۱۲ منہ [3] سورہ رحمان اور والنجم ایک رکعت میں اقتربت اور الحاقہ ایک رکعت میں والذاریات والطور ایک رکعت میں واقعہ اور نون ایک رکعت میں سال سائل والنازعات ایک رکعت میں ویل للمطففین اور عبس ایک رکعت میں مدثر اور مزمل ایک رکعت میں ہل اتی اور لا اقسم ایک رکعت میں عم اور والمرسلات ایک رکعت میں کورت اور دخان ایک رکعت میں ۱۲ منہ۔

سُورَتَيْنِ وَفِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُخْرَيَيْنِ بِأُمِّ الْكِتَابِ وَيُسْمِعُنَا الْآيَةَ وَيُطَوِّلُ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولَى مَالَا يُطِيلُ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ وَهٰكَذَا فِي الْعَصْرِ وَهٰكَذَا فِي الصُّبْحِ۔

(یعنی قدرے آواز اونچی ہو جاتی) پہلی رکعت دوسری رکعت سے طویل کرتے اسی طرح عصر اور فجر کی نماز میں کیا کرتے[1]

بَاب ۴۹۸ مَنْ خَافَتَ الْقِرَاءَةَ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ۔

باب۔ ظہر وعصر میں آہستہ قرأت کا بیان۔

۷۴۰۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ قَالَ قُلْنَا لِخَبَّابٍ أَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ قَالَ نَعَمْ قُلْنَا مِنْ أَيْنَ عَلِمْتَ قَالَ بِاضْطِرَابِ لِحْيَتِهِ۔

(از قتیبہ از جریر از اعمش از عمارہ بن عمیر) ابو معمر کہتے ہیں ہم نے خبابؓ سے عرض کیا کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ظہر وعصر میں قرأت کرتے تھے؟ انہوں نے کہا ہاں ہم نے پوچھا آپ کو کیسے معلوم ہوا فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ریش مبارک ہلنے سے۔[2]

بَاب ۴۹۹ إِذَا أَسْمَعَ الْإِمَامُ الْآيَةَ

باب۔ امام اگر کوئی آیت آواز سے پڑھ دے، جسے مقتدی سن لیں تو کوئی مضائقہ نہیں۔

۷۴۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْرَأُ بِأُمِّ الْكِتَابِ وَسُورَةٍ مَعَهَا فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ مِنْ صَلٰوةِ الظُّهْرِ وَصَلٰوةِ الْعَصْرِ وَيُسْمِعُنَا الْآيَةَ أَحْيَانًا وَكَانَ يُطِيلُ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولَى۔

(از محمد بن یوسف از اوزاعی از یحییٰ بن ابی کثیر از عبداللہ بن ابی قتادہ) ابو قتادہ فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ظہر وعصر کی پہلی دو رکعتوں میں سورہ فاتحہ اور کوئی سورہ اس سے ملا کر پڑھتے کبھی کبھی کوئی آیت آواز سے پڑھتے جسے ہم سن لیتے، نیز پہلی رکعت دوسری سے طویل ہوتی۔

بَاب ۵۰۰ يُطَوِّلُ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولَى۔

باب۔ پہلی رکعت طویل کرنا۔

[1] یعنی عصر کی نماز میں پہلی دو رکعتوں میں فاتحہ اور سورت پڑھتے اور پچھلی دو رکعتوں میں صرف فاتحہ اور پہلی رکعت دوسری رکعت سے لمبی کرتے اور صبح کی نماز میں بھی پہلی رکعت دوسری رکعت سے لمبی کرتے ۱۲ منہ [2] قسطلانی نے کہا بیہقی نے اس حدیث سے یہ دلیل لی کہ سری نماز میں آدمی کو اس طرح قرآن پڑھنا چاہیے کہ خود سنے ہونٹ اور زبان دونوں ہلیں داڑھی بھی ہلے اگر کوئی شخص اس طرح پڑھے کہ خود بھی نہ سنے تو وہ قرأت جائز نہ ہوگی جزری نے حصن حصین میں لکھا ہے کہ قرآن ہو یا دعا ہو یا اور کوئی ذکر ہو اس کا اعتبار اسی وقت ہوگا جب آدمی اس طرح پڑھے کہ ادنیٰ درجہ خود سنے ورنہ وہ اعتبار کے لائق نہیں ۱۲ منہ۔

۷۴۲۔ حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُطَوِّلُ فِي الرَّكْعَةِ الْاُوْلٰى مِنْ صَلٰوةِ الظُّهْرِ وَيُقَصِّرُ فِي الثَّانِيَةِ وَيَفْعَلُ ذٰلِكَ فِيْ صَلٰوةِ الصُّبْحِ۔

(از ابونعیم از ہشام از یحییٰ بن ابی کثیر از عبداللہ بن ابی قتادہ) ابوقتادہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ظہر و فجر کی پہلی رکعت طویل کرتے تھے دوسری کوتاہ۔

بَاب ۵۰۱۔ جَهْرِ الْاِمَامِ بِالتَّاْمِيْنِ

وَقَالَ عَطَاءٌ اٰمِيْنَ دُعَاءٌ اَمَّنَ ابْنُ الزُّبَيْرِ وَمَنْ وَّرَآءَهٗ حَتّٰى اِنَّ لِلْمَسْجِدِ لَلَجَّةً وَّكَانَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ يُنَادِي الْاِمَامَ لَا تَفُتْنِيْ بِاٰمِيْنَ وَقَالَ نَافِعٌ كَانَ ابْنُ عُمَرَ لَا يَدَعُهٗ وَيَحُضُّهُمْ وَسَمِعْتُ مِنْهُ فِيْ ذٰلِكَ خَبَرًا۔

باب۔ (جہری نماز میں) امام پکار کر آمین[۱] کہے۔

عطاء بن ابی رباح کہتے ہیں آمین بھی ایک قسم کی دعا ہے اور عبداللہ بن زبیر اور ان کے پیچھے مقتدیوں نے اتنی اونچی آواز سے آمین کہی کہ مسجد گونج اٹھی۔ حضرت ابو ہریرہؓ امام کو آواز دیتے، میری آمین جماعت سے رہ[۲] نہ جائے اتنی جلدی سورۂ فاتحہ نہ پڑھ لینا۔ حضرت نافعؒ کہتے ہیں ابن عمرؓ آمین کو نہیں چھوڑتے تھے۔ بلکہ لوگوں کو ترغیب دیتے تھے کہ وہ آمین کہیں۔ میں نے ان سے اس بارے میں ایک حدیث بھی سنی۔[۳]

۷۴۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَاَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّهُمَا اَخْبَرَاهُ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اَمَّنَ الْاِمَامُ فَاَمِّنُوْا فَاِنَّهٗ مَنْ وَّافَقَ تَاْمِيْنُهٗ تَاْمِيْنَ الْمَلٰٓئِكَةِ غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ

(از عبداللہ بن یوسف از مالک از ابن شہاب از سعید بن مسیب و ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن) حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب امام آمین کہے تم بھی آمین کہو کیوں کہ جس کی آمین فرشتوں کی آمین کے ساتھ ساتھ نکل جائے گی اس کے گذشتہ گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ ابن شہاب کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی آمین کہتے تھے۔

---

[۱] امام شافعی اور احمد اور جمہور علماء کا یہی قول ہے کہ جہری نماز میں امام اور مقتدی سب پکار کر آمین کہیں امام ابوحنیفہؒ کہتے ہیں کہ آمین آہستہ کہی جائے اور یہی زیادہ راجح ہے اور امام مالک کہتے کہ امام آمین ہی نہ کہے ۱۲ منہ [۲] ابوہریرہؓ مروان کے مؤذن تھے وہ صفوں وغیرہ کے برابر کرنے میں مصروف رہتے اور مروان نماز شروع کر دیتا ابوہریرہؓ نے اس سے شرط کی کہ نماز میں میرے شامل ہونے سے پہلے تم ولا الضالین نہ پڑھ دیا کرو نہیں تو میری آمین جاتی رہے گی اس کو امام بیہقی نے وصل کیا ۱۲ منہ [۳] یہ ترجمہ جب ہے اگر لفظ آخر خبر ہے با کے ساتھ، اگر لفظ آخر خیر ہے یا کے ساتھ تو ترجمہ یہ ہوگا میں نے ان سے آمین کے فضائل اور خوبیاں سنیں، یہ بھی ترجمہ کیا گیا ہے۔

مِنْ ذَنْبِهٖ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَّكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اٰمِيْنَ ۔

بَابُ ۵۰۲ فَضْلِ التَّاْمِيْنِ ۔

باب ۔ آمین کہنے کی فضیلت ۔

۷۴۴ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا قَالَ اَحَدُكُمْ اٰمِيْنَ وَقَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ فِي السَّمَآءِ اٰمِيْنَ فَوَافَقَتْ اِحْدٰهُمَا الْاُخْرٰى غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ ۔

(از عبداللہ بن یوسف از مالک از ابوالزناد از اعرج) ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی آمین کہے اور فرشتے جو آسمان پر آمین کہا کرتے ہیں وہ بھی کہیں، دونوں کی آمین مل جائے تو اس کے گذشتہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں ۔

بَابُ ۵۰۳ جَهْرِ الْمَاْمُوْمِ بِالتَّاْمِيْنِ ۔

باب ۔ مقتدی آواز سے آمین کہے ۔

۷۴۵ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ سُمَيٍّ مَوْلٰى اَبِيْ بَكْرٍ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ السَّمَّانِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا قَالَ الْاِمَامُ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ فَقُوْلُوْا اٰمِيْنَ فَاِنَّهٗ مَنْ وَّافَقَ قَوْلُهٗ قَوْلَ الْمَلٰٓئِكَةِ غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ تَابَعَهٗ مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنُعَيْمٌ الْمُجْمِرُ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔

(از عبداللہ بن مسلمہ از مالک از سُمیّ ابوبکر کے غلام از ابوصالح سمان) ابوہریرہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب امام کہے ۔ غیرالمغضوب علیہم ولا الضالین تو تم کہو آمین کیوں کہ جس کی آمین نکلی ہوئی فرشتوں کی نکلی ہوئی آمین سے مل گئی اس کے سابقہ گناہ بخش دیئے جاتے ہیں ۔

سُمیّ کے ساتھ اس حدیث کو محمد بن عمرو نے بھی ابوسلمہ سے انہوں نے ابوہریرہ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ۔ اور نعیم المجمر نے بھی بحوالہ ابوہریرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ۔

بَابُ ۵۰۴ اِذَا رَكَعَ دُوْنَ الصَّفِّ ۔

باب ۔ صف میں پہنچنے سے پہلے رکوع کرنا ۔

۷۴۶ ۔ حَدَّثَنَا مُوْسٰى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنِ الْاَعْلَمِ وَهُوَ زِيَادٌ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ اَبِيْ بَكْرَةَ اَنَّهُ انْتَهٰى اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

(از موسیٰ بن اسمٰعیل از ہمام از اعلم زیاد) حسن بصریؒ فرماتے ہیں ابو بکرۃ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے جب کہ آپ رکوع میں تھے تو صف میں شامل ہونے سے پہلے ہی رکوع کر لیا[1] ۔ پھر آنحضرت صلی اللہ

---

[1] طبرانی کی روایت میں یوں ہے کہ ابوبکرہ اس وقت مسجد میں پہنچے کہ نماز کی تکبیر ہو چکی تھی یہ دوڑے اور طحاوی کی روایت میں ہے اتنا دوڑے کہ ہانپنے لگے نے (مارے جلدی کے) صف میں شریک ہونے سے پہلے ہی رکوع کر دیا نماز کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود پوچھا یہ کون شخص تھا جو رکوع کرتا ہوا صف میں شریک ہوا تب ابوبکرہؓ نے کہا میں تھا یا رسول اللہ ۱۲ منہ ۔

وَسَلَّمَ وَهُوَ رَاكِعٌ فَرَكَعَ قَبْلَ اَنْ يَصِلَ اِلَى الصَّفِّ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ زَادَكَ اللّٰهُ حِرْصًا وَّلَا تَعُدْ۔

علیہ وسلم سے نماز کے بعد یہ بیان کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (نیک کاموں میں) اللہ تعالیٰ تجھے اس سے بھی زیادہ حرص دے لیکن آئندہ ایسا نہ کرنا۔

باب ۵۰۵ اِتْمَامِ التَّكْبِيْرِ فِي الرُّكُوْعِ قَالَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ فِيْهِ مَالِكُ بْنُ الْحُوَيْرِثِ۔

باب رکوع کے وقت بھی اللہ اکبر کہنا[1]۔ اس کے متعلق ابن عباسؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا[2]۔ مالک بن حویرث نے بھی اس کے متعلق روایت کیا ہے۔

۷۴۷۔ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ الْوَاسِطِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنِ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ اَبِي الْعَلَاءِ عَنْ مُطَرِّفٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ صَلّٰى مَعَ عَلِيٍّ بِالْبَصْرَةِ فَقَالَ ذَكَّرَنَا هٰذَا الرَّجُلُ صَلٰوةً كُنَّا نُصَلِّيْهَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ اَنَّهُ كَانَ يُكَبِّرُ كُلَّمَا رَفَعَ وَكُلَّمَا وَضَعَ۔

(از اسحاق واسطی از خالد از جریری از ابو العلاء از مطرف) عمران بن حصین نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ساتھ بصرے میں نماز پڑھی اور کہا: ہمیں انہوں نے اسی طرح کی نماز یاد دلا دی جو ہم کبھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پڑھا کرتے تھے، پھر کہا حضرت علیؓ جب سر اُٹھاتے یا جھکاتے اللہ اکبر کہتے۔

۷۴۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِي سَلَمَةَ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّهُ كَانَ يُصَلِّيْ بِهِمْ فَيُكَبِّرُ كُلَّمَا خَفَضَ وَ رَفَعَ فَاِذَا انْصَرَفَ قَالَ اِنِّيْ لَاَشْبَهُكُمْ صَلٰوةً بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

(از عبد اللہ بن یوسف از مالک از ابن شہاب از ابو سلمہ) حضرت ابو ہریرہؓ سے منقول ہے کہ وہ (کسی زمانہ میں) لوگوں کو نماز پڑھاتے تھے تو ہر جھکتے اور اُٹھتے وقت اللہ اکبر کہتے۔ جب نماز سے فارغ ہوتے تو فرماتے میری نماز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز سے بہت حد تک ملتی جلتی ہے بہ نسبت تمہاری نماز کے۔

باب ۵۰۶ اِتْمَامِ التَّكْبِيْرِ فِي السُّجُوْدِ۔

باب۔ سجدے کے وقت بھی تکبیر کہنا[3]۔

---

[1] بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے کہ اللہ اکبر کو رکوع میں ختم کرنا یعنی جھکتے ہی تکبیر شروع کرنا اور اکبر کی رے اُس وقت زبان سے نکالنا جب رکوع میں جا چکے لیکن صحیح وہی ترجمہ ہے جو متن میں ہم نے لکھا ہے اور مقصود امام بخاری کا ان لوگوں پر رد کرنا ہے جو رکوع اور سجدے میں جاتے ہوئے تکبیر نہیں کہتے زیاد اور حضرت معاویہؓ اور بنی امیہ ایسا ہی کیا کرتے جمہور علماء کے نزدیک تکبیر تحریمہ کے سوا باقی تکبیریں سنت ہیں اور امام احمد کے نزدیک واجب ہیں ۱۲ منہ [2] یہ خود امام بخاری نے آگے نکالا کہ ابن عباس نے ظہر کی نماز میں بائیس تکبیریں کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ بتلایا ۱۲ منہ [3] اس کا ترجمہ بھی بعضوں نے یوں کیا ہے کہ سجدے میں جا کر تکبیر کو پورا کرنا یعنی اللہ اکبر کی رے اُس وقت نکلے جب سجدے میں جا لے ۱۲ منہ۔

۷۴۹۔ حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ غَيْلَانَ بْنِ جَرِيرٍ عَنْ مُطَرِّفِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ صَلَّيْتُ خَلْفَ عَلِيِّ بْنِ اَبِي طَالِبٍ اَنَا وَعِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ فَكَانَ اِذَا سَجَدَ كَبَّرَ وَاِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ كَبَّرَ وَاِذَا نَهَضَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ كَبَّرَ فَلَمَّا قَضَى الصَّلٰوةَ اَخَذَ بِيَدِي عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ فَقَالَ قَدْ ذَكَّرَنِي هٰذَا صَلٰوةَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْ قَالَ لَقَدْ صَلّٰى بِنَا صَلٰوةَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

(از ابوالنعمان از حماد بن زید از غیلان ابن جریر) مطرف بن عبداللہ فرماتے ہیں میں نے اور عمران بن حصین نے علی ابن ابی طالب کے پیچھے نماز پڑھی تو جب وہ سجدے میں جاتے اللہ اکبر کہتے اور سجدے سے سر اٹھاتے اللہ اکبر کہتے اور دو رکعتیں پڑھ کر جب قعدہ سے اٹھتے تب بھی اللہ اکبر کہتے، جب نماز سے فارغ ہوئے تو عمران بن حصین نے میرا ہاتھ پکڑا اور کہنے لگے، بے شک اس شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز یاد دلا دی ہے۔ یا کہا کہ اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم والی نماز پڑھائی ہے[1]

۷۵۰۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ قَالَ اَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ عَنْ اَبِي بِشْرٍ عَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ رَأَيْتُ رَجُلًا عِنْدَ الْمَقَامِ يُكَبِّرُ فِي كُلِّ خَفْضٍ وَّرَفْعٍ وَّاِذَا قَامَ وَاِذَا وَضَعَ فَاَخْبَرْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ فَقَالَ اَوَلَيْسَ تِلْكَ صَلٰوةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا اُمَّ لَكَ۔

(از عمرو بن عون از ہشیم از ابوبشر) عکرمہ فرماتے ہیں میں نے ایک شخص[2] کو مقام ابراہیم کے پاس نماز پڑھتے دیکھا وہ ہر جھکنے، اٹھنے (رکوع میں یا رکوع سے) کھڑا ہونے سجدہ میں جانے کے وقت اللہ اکبر کہتا۔ میں نے ابن عباس سے تعجباً کہا تو انہوں نے فرمایا تیری ماں مرے کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا یہی طریقہ نہیں تھا[3]

بَابُ ۵۰۷ التَّكْبِيرِ اِذَا قَامَ مِنَ السُّجُودِ۔

باب۔ سجدے سے کھڑا ہو تو تکبیر کہے۔

۷۵۱۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ اِسْمٰعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ صَلَّيْتُ خَلْفَ شَيْخٍ بِمَكَّةَ فَكَبَّرَ ثِنْتَيْنِ وَعِشْرِيْنَ تَكْبِيْرَةً فَقُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ اِنَّهُ

(از موسیٰ بن اسمعیل از ہمام از قتادہ) عکرمہ فرماتے ہیں میں نے ایک بوڑھے[4] کے پیچھے مکہ میں نماز پڑھی تو اس نے بائیس[5] تکبیریں دوران نماز پڑھیں (نماز ظہر میں) میں نے ابن عباس سے کہا یہ بڈھا بیوقوف ہے انہوں نے کہا تیری ماں تجھ پر روئے یہ تو آنحضرت ابوالقاسم

[1] یہ حماد یا کسی دوسرے راوی کو شک ہے ۱۲ منہ [2] وہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ تھے جیسے طبرانی نے معجم اوسط میں نکالا ۱۲ منہ [3] یعنی یہ نماز تو آنحضرت کی نماز کے مطابق ہے اور تو اس پر تعجب کرتا ہے لا ام لک عرب لوگ زجر اور توبیخ کے وقت بولتے ہیں جیسے ثکلتک امک یعنی تیری ماں تجھ پر روئے ابن عباسؓ عکرمہ پر خفا ہوئے کہ تو اب تک نماز کا طریق نہیں جانتا اور ابوہریرہؓ کے سے عالم شخص پر انکار کرتا ہے ۱۲ منہ [4] وہ ابوہریرہؓ تھے جیسے اوپر گذر چکا ہے ۱۲ منہ [5] چار رکعتی نماز میں کل بائیس تکبیریں ہوتی ہیں ہر رکعت میں پانچ تکبیریں یہ بیس ہوئیں ایک تکبیر تحریمہ دوسری پہلے تشہد کے بعد اٹھتے وقت سب بائیس ہوئیں اور تین رکعتی نماز میں سترہ اور دو رکعتی میں گیارہ ہوتی ہیں اور پانچوں نمازوں میں چورانوے تکبیریں ہوتی ہیں ۱۲ منہ۔

اَحْمَقُ فَقَالَ ثَكِلَتْكَ اُمُّكَ سُنَّةُ اَبِي الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ مُوْسٰى حَدَّثَنَا اَبَانُ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ۔

صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔ موسٰی بن اسمٰعیل نے اس حدیث کو یوں بھی روایت کیا بحوالہ ابان از قتادہ از عکرمہ[1]۔

۷۵۲۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَبُوْبَكْرِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ اِلَى الصَّلٰوةِ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَقُوْمُ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَرْكَعُ ثُمَّ يَقُوْلُ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ حِيْنَ يَرْفَعُ صُلْبَهُ مِنَ الرَّكْعَةِ ثُمَّ يَقُوْلُ وَهُوَ قَائِمٌ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَهْوِيْ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَرْفَعُ رَاْسَهُ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَسْجُدُ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَرْفَعُ رَاْسَهُ ثُمَّ يَفْعَلُ ذٰلِكَ فِي الصَّلٰوةِ كُلِّهَا حَتّٰى يَقْضِيَهَا وَيُكَبِّرُ حِيْنَ يَقُوْمُ مِنَ الثِّنْتَيْنِ بَعْدَ الْجُلُوْسِ وَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ عَنِ اللَّيْثِ وَلَكَ الْحَمْدُ۔

(از یحیی بن بکیر از لیث از عقیل از ابن شہاب از ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن حارث) حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز شروع کرتے وقت اللہ اکبر (تکبیر تحریمہ) کہتے، پھر رکوع جاتے وقت اللہ اکبر کہتے پھر رکوع سے اُٹھتے ہوئے سمع اللہ لمن حمدہ کہتے اور اس کے ساتھ ربنا لک الحمد کہتے، پھر اللہ اکبر کہتے ہوئے سجدے میں جاتے پھر سجدے سے اُٹھتے ہوئے اللہ اکبر کہتے پھر دوسرے سجدے میں جاتے ہوئے اللہ اکبر کہتے، پھر دوسرے سجدے سے اُٹھتے ہوئے اللہ اکبر کہتے پھر اسی طرح نماز کی تمام رکعتوں میں کرتے اور اس طرح نماز ختم کر دیتے، دو رکعتوں کے بعد اٹھتے تو اللہ اکبر کہتے۔

عبداللہ بن صالح نے لیث سے ولک الحمد واو کے ساتھ نقل کیا[2]۔

بَابٌ ۵۰۸ وَضْعِ الْاَكُفِّ عَلَى الرُّكَبِ فِي الرُّكُوْعِ۔ وَقَالَ اَبُوْ حُمَيْدٍ فِيْ اَصْحَابِهٖ اَمْكَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَيْهِ مِنْ رُكْبَتَيْهِ۔

باب۔ رکوع میں ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھنا[3]۔ ابو حمید نے اپنے ساتھیوں میں (جو صحابہ کرام تھے) کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رکوع کی حالت میں اپنے دونوں ہاتھ گھٹنوں پر اچھی طرح جما دیتے تھے۔

---

[1] اس سند کے بیان کرنے سے یہ غرض ہے کہ قتادہ سے اس کو دو شخصوں نے روایت کیا ہے ہمام نے اور ابان نے اور ہمام کی روایت اصول میں بخاری کی شرط پر ہے اور ابان کی روایت متابعات میں دوسرا فائدہ یہ ہے کہ قتادہ کا سماع عکرمہ سے معلوم ہو جائے کیونکہ قتادہ مدلس ہیں مدلس کی عادت ہے جیسے اُوپر کئی بار گذر چکا ۱۲ منہ [2] اگلی روایت میں ربنا لک الحمد ہے بغیر واؤ کے اس میں واؤ زیادہ ہے قسطلانی نے نقل کیا کہ واؤ کی روایت زیادہ راجح ہے اور حافظ نے بھی ایسا ہی کہا دونوں برابر ہیں ربنا لک الحمد کہے یا ربنا ولک الحمد ۱۲ منہ [3] عبداللہ بن مسعودؓ سے تطبیق منقول ہے یعنی رکوع میں دونوں ہاتھ کی انگلیاں ملا کر دونوں رانوں کے بیچ میں رکھ لینا امام نے یہ باب لا کر اشارہ کیا کہ تطبیق کا حکم منسوخ ہو گیا اور شاید عبداللہ بن مسعودؓ کو اس (باقی اگلے صفحہ پر)

۷۵۳۔ حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِیْدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِیْ یَعْفُوْرٍ قَالَ سَمِعْتُ مُصْعَبَ ابْنَ سَعْدٍ صَلَّیْتُ اِلٰی جَنْبِ اَبِیْ فَطَبَّقْتُ بَیْنَ کَفَّیَّ ثُمَّ وَضَعْتُهُمَا بَیْنَ فَخِذَیَّ فَنَهَانِیْ اَبِیْ وَقَالَ کُنَّا نَفْعَلُهُ فَنُهِیْنَا عَنْهُ وَاُمِرْنَا اَنْ نَضَعَ اَیْدِیَنَا عَلَی الرُّکَبِ۔

(از ابوالولید از شعبہ از ابو یعفور) مصعب بن سعدؓ فرماتے ہیں میں نے اپنے والد کے پہلو میں نماز پڑھی۔ میں نے رکوع میں دونوں ہتھیلیاں ملائیں اور رانوں پر رکھ لیں۔ میرے باپ نے منع کیا اور فرمایا ہم بھی پہلے اسی طرح رکوع میں کرتے تھے لیکن ہمیں اس سے روک دیا گیا ہے اور ہمیں گھٹنوں پر ہاتھ رکھنے کا حکم دیا گیا ہے۔

بَابٌ ۵۰۹ اِذَا لَمْ یُتِمَّ الرُّکُوْعَ۔

باب۔ اگر رکوع ٹھیک طرح نہ کیا جائے (تو نماز نہ ہوگی)

۷۵۴۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَیْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ زَیْدَ بْنَ وَهْبٍ قَالَ رَاٰی حُذَیْفَةُ رَجُلًا لَا یُتِمُّ الرُّکُوْعَ وَالسُّجُوْدَ وَقَالَ مَا صَلَّیْتَ وَلَوْ مُتَّ مُتَّ عَلٰی غَیْرِ الْفِطْرَةِ الَّتِیْ فَطَرَ اللّٰهُ مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔

(از حفص بن عمر از شعبہ از سلیمان از زید بن وہب) حضرت حذیفہ نے ایک شخص[1] کو دیکھا کہ وہ نماز میں رکوع و سجود ٹھیک طرح ادا نہیں کر رہا تھا[2]۔ حضرت حذیفہ نے فرمایا تو نے نماز ہی نہیں پڑھی۔ اگر اسی طرح نماز پڑھتے ہوئے تو مریگا تو یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دینِ فطرت پر مرنا نہ ہوگا[3]۔

بَابٌ ۵۱۰ اِسْتِوَاءِ الظَّهْرِ فِی الرُّکُوْعِ

وَقَالَ اَبُوْ حُمَیْدٍ فِیْ اَصْحَابِهٖ رَکَعَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ هَصَرَ ظَهْرَهٗ۔

باب۔ رکوع میں پیٹھ برابر رکھنا۔

ابو حمید نے اپنے ساتھیوں میں بیان کیا[4] کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رکوع اس شان سے کرتے، کہ پیٹھ اچھی طرح جھکا دیتے تھے[5]۔

بَابٌ ۵۱۱ حَدِّ اِتْمَامِ الرُّکُوْعِ وَالْاِعْتِدَالِ فِیْهِ وَالطُّمَانِیْنَةِ۔

باب۔ رکوع کو مکمل کرنا اس کی ادائیگی میں اطمینان و اعتدال ہونا چاہیے[6]

(بقیہ) کا نسخ نہیں پہنچا تھا حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ نمازی کو اختیار ہے تطبیق کرے یا ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھے ۱۲ منہ [1] اس کا نام معلوم نہیں ہوا ابن خزیمہ کی روایت میں ہے وہ کندی ایک شخص تھا ۱۲ منہ [2] عبدالرزاق کی روایت میں ہے ٹھونگیں لگاتا تھا جیسے ہمارے زمانہ میں اکثر بے ایمان بدعتیوں کا شیوہ ہے ۱۲ منہ [3] یعنی تیرا خاتمہ معاذ اللہ کفر پر ہوگا جو لوگ سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت کرتے ہیں ان کو اسی طرح خرابی خاتمہ سے ڈرنا چاہیے سبحان اللہ اہل سنت کا مرنا اور جینا دونوں اچھا مرنے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کچھ شرمندگی نہیں آپ کی سنت پر چلتے رہے جب تک جیئے اور خاتمہ بھی سنت پر ہوا ۱۲ منہ [4] یہ حدیث امام بخاری نے آگے چل کر خود نکالی ۱۲ منہ [5] دوسرے طریق میں صاف یوں ہے کہ پیٹھ سر کے برابر کر دی امام بخاری نے اسی طرف اشارہ کیا ۱۲ منہ [6] بعضے نسخوں میں یہ باب الگ نہیں ہے اور درحقیقت یہ اگلے ہی باب کا ایک جزء ہے اور ابو حمید کی تعلیق اس کے اوّل جزء سے متعلق ہے اور براء کی حدیث پچھلی جزء سے اب ابن منیر کا اعتراض دفع ہو گیا کہ حدیث باب کے مطابق نہیں ہے کذا قال الحافظ ۱۲ منہ۔

۷۵۵۔ حَدَّثَنَا بَدَلُ بْنُ الْمُحَبَّرِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِي الْحَكَمُ عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ كَانَ رُكُوعُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسُجُودُهُ وَبَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ وَإِذَا رَفَعَ مِنَ الرُّكُوعِ مَا خَلَا الْقِيَامَ وَالْقُعُودَ قَرِيبًا مِنَ السَّوَاءِ۔

(از بدل بن محبّر از شعبہ از حکم از ابن ابی لیلیٰ) حضرت براء فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا رکوع وسجود اور دو سجدوں کے درمیان کا وقفہ اور رکوع کے بعد قومہ یہ سب قریب قریب برابر ہوتے تھے سوائے قیام اور تشہد کے قعود کے [۱]

بَاب ۵۱۲ أَمْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِي لَا يُتِمُّ رُكُوعَهُ بِالْإِعَادَةِ۔

باب۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم اس شخص کے لیے جو رکوع ٹھیک طرح نہ کرے۔ کہ وہ دوبارہ نماز پڑھے۔

۷۵۶۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنِي سَعِيدٌ الْمَقْبُرِيُّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَدَخَلَ رَجُلٌ فَصَلَّى ثُمَّ جَاءَ فَسَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَدَّ عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهِ السَّلَامَ فَقَالَ ارْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ فَصَلَّى ثُمَّ جَاءَ فَسَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ارْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ ثَلَاثًا فَقَالَ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا أُحْسِنُ غَيْرَهُ فَعَلِّمْنِي فَقَالَ إِذَا قُمْتَ إِلَى الصَّلٰوةِ فَكَبِّرْ ثُمَّ اقْرَأْ

(از مسدّد از یحییٰ بن سعید از عبید اللہ از سعید مقبری از والدش) حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لے گئے اتنے میں ایک شخص آیا اس نے نماز پڑھی پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سلام کیا۔ آپ نے جواب سلام دیا اور فرمایا جا نماز پڑھ تو نے نماز نہیں پڑھی۔ اس نے پھر نماز پڑھی اور نماز کے بعد آیا اور سلام کیا آپ نے پھر فرمایا جا نماز پڑھ تو نے نماز نہیں پڑھی غرضیکہ اس طرح آپ نے تین دفعہ نماز کے لیے لوٹایا۔ آخر اس نے کہا اس خدا کی قسم جس نے آپ کو حق مذہب پر نبی برحق بنا کر بھیجا، اس سے عمدہ نماز تو مجھے پڑھنی نہیں آتی، مجھے آپ بتا دیجئے! آپ نے فرمایا جب نماز کے لیے تو کھڑا ہو تو اللہ اکبر کہہ، پھر جو قرآن میں سے پڑھ سکے [۲] وہ پڑھ پھر اطمینان سے رکوع کر پھر رکوع سے سر اٹھا اور

---

[۱] قیام سے مراد قرأت کا قیام ہے یعنی قرأت کا قیام تشہد کا قعود یہ دونوں تو بہت دیر دیر تک ہوتے لیکن باقی چاروں چیزیں یعنی رکوع اور سجدہ اور دونوں سجدوں کے بیچ میں قعدہ اور رکوع کے بعد قومہ یہ سب قریب قریب برابر ہوتے انس کی روایت میں ہے کہ آپ رکوع سے سر اٹھا کر اتنی دیر تک کھڑے رہتے کہ کہنے والا کہتا آپ بھول گئے حدیث کی مطابقت ترجمہ باب سے اس طرح ہے کہ اس سے رکوع میں دیر تک ٹھہرنا ثابت ہوتا ہے تو باب کا ایک جزو یعنی اطمینان سے نکل آیا اور اعتدال یعنی رکوع کے بعد سیدھا کھڑا ہونا وہ بھی اس روایت سے ثابت ہو چکا حافظ نے کہا اس حدیث کے بعضے طریقوں میں جن کو مسلم نے نکالا اعتدال کے لمبا کرنے کا ذکر ہے تو اس سے تمام ارکان کا لمبا کرنا معلوم ہو گیا ۱۲ منہ [۲] ایک روایت میں ہے اگر تجھ کو کچھ قرآن یاد نہ ہو تو الحمد للہ واللہ اکبر لا الہ الا اللہ کہہ لے معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص ان پڑھ تھا ایسا شخص فقط سورہ فاتحہ پڑھ لے تو بھی کافی ہوا گر سورہ فاتحہ بھی نہ پڑھ سکے تو کوئی اور آیت پڑھ لے اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر کہہ لے ۱۲ منہ۔

مَا تَيَسَّرَ مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ثُمَّ ارْكَعْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ رَاكِعًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَعْتَدِلَ قَائِمًا ثُمَّ اسْجُدْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ جَالِسًا ثُمَّ اسْجُدْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا ثُمَّ افْعَلْ ذٰلِكَ فِي صَلٰوتِكَ كُلِّهَا۔

اطمینان سے برابر کھڑا ہو جا، پھر بڑے اطمینان سے سجدہ کر پھر اُٹھ کر اطمینان سے بیٹھ جا پھر دوسرا سجدہ بھی پورے اطمینان کے ساتھ کر اسی طرح ساری نماز اطمینان کے ساتھ پڑھ [1]

بَابُ ۵۱۳۔ الدُّعَاءِ فِي الرُّكُوْعِ۔

۷۵۷۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اَبِي الضُّحٰى عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِي رُكُوْعِهٖ وَسُجُوْدِهٖ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ۔

باب۔ رکوع میں دعا پڑھنا۔

(از حفص بن عمر از شعبہ از منصور از ابو الضحیٰ از مسروق) حضرت عائشہ فرماتی ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رکوع و سجود میں یہ دعا [2] پڑھتے۔ سبحانک اللھم ربنا وبحمدک اللھم اغفرلی۔

بَابُ ۵۱۴۔ مَا يَقُوْلُ الْاِمَامُ وَمَنْ خَلْفَهٗ اِذَا رَفَعَ رَأْسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ۔

۷۵۸۔ حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِي ذِئْبٍ عَنْ سَعِيْدِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ

باب۔ رکوع سے سر اُٹھا کر امام اور مقتدی کیا پڑھیں۔

(از آدم از ابن ابی ذئب از سعید مقبری) حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب سمع اللہ لمن حمدہ کہتے تو اس کے ساتھ پھر کہتے اللھم ربنا ولک الحمد [3]۔ اور آنحضرت

---

[1] حدیث کی مطابقت ترجمہ باب سے مشکل ہے کیونکہ حدیث میں یہ مذکور نہیں ہے کہ اُس نے رکوع پورا نہیں کیا تھا اس کا جواب یوں دیا ہے کہ اس حدیث کے دوسرے طریق میں جس کو ابن ابی شیبہ نے رفاعہ بن رفع سے نکالا یہ مذکور ہے کہ اُس نے ہلکی نماز پڑھی رکوع اور سجدہ پورا نہیں کیا اور ایک جواب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آخر اس نے کسی رکن کو تو پورا نہ ادا کیا ہوگا اور ارکان سب برابر ہیں تو رکوع کے پورا نہ کرنے سے نماز کا اعادہ لازم ہوگا اور یہی ترجمہ باب ہے حدیث سے یہ بھی نکلا کہ تعدیل ارکان یعنی ٹھیر ٹھیر کر اطمینان سے ہر رکن کا ادا کرنا فرض ہے اور جو کوئی اس کو ترک کرے اس کی نماز نہ ہوگی ۱۲ منہ

[2] اس کا ترجمہ یہ ہے تو پاک ہے ہر عیب اور بُرائی سے یا میرے اللہ مالک ہمارے تجھی کو سزاوار ہے یا میرے اللہ مجھ کو بخش دے حذیفہ کی صحیح روایت میں یوں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رکوع میں سبحان ربی العظیم فرماتے اور سجدے میں سبحان ربی الاعلیٰ ایک روایت میں ہے کہ آپ رکوع اور سجدے میں یہ کہتے سبوحٌ قدوسٌ ربنا ورب الملئکۃ والروح دوسری روایت میں ہے یوں کہتے سبحانک اللھم ربنا وبحمدک اللھم اغفرلی اور اہل بیت رضوان اللہ علیھم سے منقول ہے کہ رکوع میں سبحان اللہ العظیم وبحمدہ کہتے اور سجدے میں سبحان ربی الاعلیٰ وبحمدہ تہجد کے سجدے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا اعوذ برضاک من سخطک وبمعافاتک من عقوبتک واعوذ بک منک لا احصی ثناءً علیک انت کما اثنیت علیٰ نفسک ایک حدیث میں ہے کہ مجھ کو رکوع اور سجدہ میں قرآن پڑھنے سے منع کیا گیا ۱۲ منہ

[3] حدیث سے امام کا تو کہنا ثابت ہوا لیکن مقتدی کا یہ کہنا اس طرح ثابت ہوگا کہ مقتدی کو امام کی پیروی کا حکم ہے جیسے دوسری حدیث میں ہے یا اس حدیث کے دوسرے طریق میں ابو ہریرہ سے یوں مروی ہے کہ جب امام سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو اس کے پیچھے والے ربنا لک الحمد کہیں تو امام بخاری نے اس طرف اشارہ کیا پس حدیث ترجمہ باب کے مطابق ہوگئی ۱۲ منہ ۔

لِمَنْ حَمِدَهٗ قَالَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَكَعَ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهٗ يُكَبِّرُ وَإِذَا قَامَ مِنَ السَّجْدَتَيْنِ قَالَ اللّٰهُ أَكْبَرُ۔

صلی اللہ علیہ وسلم جب رکوع کرتے اور سجدے سے سر اٹھاتے تو اللہ اکبر کہتے اور جب دونوں سجدے کر کے کھڑے ہوتے تب بھی اللہ اکبر کہتے۔

بَاب ۵۱۵ فَضْلِ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ۔

باب۔ اللهم ربنا ولك الحمد کہنے کی فضیلت۔

۷۵۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ سُمَيٍّ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا قَالَ الْإِمَامُ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ فَقُولُوا اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ فَإِنَّهٗ مَنْ وَافَقَ قَوْلُهٗ قَوْلَ الْمَلٰٓئِكَةِ غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ۔

(از عبداللہ بن یوسف از مالک از سُمَی از ابو صالح) ابوہریرہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب امام سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم کہو اللہم ربنا ولک الحمد کیوں کہ جس کا یہ کہنا فرشتوں کے کہنے کے ساتھ مل گیا (یعنی فرشتے بھی اس وقت یہی کہہ رہے ہوں) اس کے گذشتہ تمام گناہ معاف کیے جائیں گے۔

بَاب ۵۱۶

باب [1]

۷۶۰۔ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ يَحْيٰى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ لَأُقَرِّبَنَّ صَلٰوةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَ أَبُو هُرَيْرَةَ يَقْنُتُ فِي الرَّكْعَةِ الْأُخْرٰى مِنْ صَلٰوةِ الظُّهْرِ وَصَلٰوةِ الْعِشَاءِ وَصَلٰوةِ الصُّبْحِ بَعْدَ مَا يَقُولُ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ فَيَدْعُو لِلْمُؤْمِنِينَ وَيَلْعَنُ الْكُفَّارَ۔

(از معاذ بن فضالہ از ہشام از یحییٰ از ابو سلمہ) حضرت ابوہریرہؓ نے لوگوں سے کہا میں تمہاری نماز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے قریب قریب کر دوں گا[2]۔ چنانچہ حضرت ابوہریرہؓ نماز ظہر، عشاء، فجر کی آخر رکعت میں سمع اللہ لمن حمدہ کے بعد مسلمانوں کے لیے دعا کرتے تھے اور کافروں پر لعنت[3]۔

۷۶۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ

(از عبداللہ بن ابی الاسود از اسمٰعیل از خالد حذاء از ابو قلابہ) حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ دعائے قنوت فجر اور مغرب کی نماز میں پڑھی

---

[1] اکثر نسخوں میں یوں ہی ہے بعضے نسخوں میں باب کا لفظ نہیں ہے بعضے نسخوں میں باب القنوت ہے ۱۲ منہ [2] یعنی تم کو اچھی طرح سمجھا دوں گا کہ قریب قریب ایسی ہی نماز پڑھنے لگو جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پڑھا کرتے تھے طحاوی کی روایت میں یوں ہے میں تم کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز دکھلاؤں گا ۱۲ منہ [3] یعنی دعا قنوت پڑھتے کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہینے تک ایسا کیا تھا اُن کافروں پر جنہوں نے اصحاب بیر معونہ کو مار ڈالا انپر لعنت کرتے تھے اور مکہ میں جو مسلمان کافروں کے قید میں تھے ان کی رہائی کے لیے دعا کرتے تھے بعد اس کے آپ نے یہ قنوت پڑھنا چھوڑ دیا جب مسلمانوں پر کوئی مصیبت آئے تو ہر نماز میں اخیر رکعت میں رکوع کے بعد دعائے قنوت پڑھنا مستحب ہے اور شافعی کے نزدیک فجر کی نماز میں ہمیشہ قنوت پڑھنا چاہیے اس کا ذکر آگے آئے گا ۱۲ منہ۔

عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ الْقُنُوْتُ فِي الْفَجْرِ وَالْمَغْرِبِ ـ

جاتی تھی [1]

۷۶۲ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نُعَيْمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْمُجْمِرِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ يَحْيَى بْنِ خَلَّادٍ الزُّرَقِيِّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ الزُّرَقِيِّ قَالَ كُنَّا يَوْمًا نُصَلِّي وَرَآءَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرَّكْعَةِ قَالَ سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ قَالَ رَجُلٌ وَرَآءَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيْهِ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ مَنِ الْمُتَكَلِّمُ قَالَ اَنَا قَالَ رَاَيْتُ بِضْعَةً وَّثَلَاثِيْنَ مَلَكًا يَبْتَدِرُوْنَهَا اَيُّهُمْ يَكْتُبُهَا اَوَّلَ ـ

(از عبداللہ بن مسلمہ از مالک از نعیم بن عبداللہ مُجمر از علی بن یحییٰ بن خلاد زُرَقی از والدش) رفاعہ بن رافع زُرَقی فرماتے ہیں ہم ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے جب آپ نے رکوع سے سر مبارک اٹھایا تو فرمایا سمع اللہ لمن حمدہ ایک شخص نے آپ کے پیچھے کہا ربنا ولک الحمد حمدا کثیرا طیبا مبارکا فیہ تو جب آپ نماز سے فارغ ہوئے فرمایا یہ کلمہ کس نے کہا تھا [2]۔ اس شخص (خود رفاعہ) نے کہا میں نے۔ آپ نے فرمایا: میں نے تیس سے بھی زیادہ فرشتے دیکھے۔ ہر ایک لپک رہا تھا کون پہلے اسے لکھتا ہے [3]

بَابُ ۵۱۷ الطُّمَانِيْنَةِ حِيْنَ يَرْفَعُ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ. وَقَالَ اَبُوْ حُمَيْدٍ رَفَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاسْتَوٰى حَتّٰى يَعُوْدَ كُلُّ فَقَارٍ مَّكَانَهُ ـ

باب ۔ رکوع سے سر اٹھانے کے بعد اطمینان سے کھڑا ہونا۔ ابو حُمید صحابی نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رکوع سے سر اٹھاتے اور سیدھے کھڑے ہو جاتے حتیٰ کہ پیٹھ کا ہر جوڑ اپنی جگہ پر آ جاتا۔

۷۶۳ ـ حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ ثَابِتٍ قَالَ كَانَ اَنَسٌ يَنْعَتُ لَنَا صَلٰوةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَ يُصَلِّي فَاِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ قَامَ حَتّٰى نَقُوْلَ قَدْ نَسِيَ ـ

(از ابو الولید از شعبہ) ثابت فرماتے ہیں حضرت انس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز ہم کو (عملی طور پر) پڑھ کر دکھاتے تھے [4]۔ جب رکوع سے سر اٹھاتے تو اتنی دیر تک کھڑے رہتے کہ ہم کہتے اب یہ نماز بھول گئے ہیں [5]۔

---

[1] یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں قسطلانی نے کہا یہ شروع شروع میں تھا، پھر صبح کے سوا اور نمازوں میں قنوت موقوف ہو گئی ۱۲ منہ [2] دوسری روایت میں ہے کہ تین بار آپ نے پوچھا لیکن ڈر سے کسی نے جواب نہ دیا آخر رفاعہ نے تیسری بار میں عرض کیا میں نے کہا تھا اور میری نیت بخیر تھی ۱۲ منہ
[3] معلوم ہوا کہ یہ فرشتے حفظہ یعنی تعیناتی فرشتوں کے سوا ہیں صحیحین میں دوسری حدیث ہے کہ اللہ کے کچھ فرشتے پھرتے رہتے ہیں اللہ کی یاد کرنے والوں کو ڈھونڈھتے رہتے ہیں اس کلام میں ۳۴ حرف ہیں ہر حرف کے لیے ایک فرشتہ اللہ تعالیٰ نے اتارا معلوم ہوا کہ یہ کلام بڑی فضیلت والا ہے ہر مومن کو چاہیے کہ سمع اللہ لمن حمدہ کے بعد اس کو کہے اور بے حد ثواب لوٹے ۱۲ منہ [4] یعنی صرف زبان سے ہی ارکان کا ذکر و تشریح نہ کرتے بلکہ نماز پڑھ کر دکھاتے عبدالرزاق [5] قسطلانی نے کہا اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اعتدال یعنی رکوع کے بعد سیدھا کھڑا ہونا ایک لمبا رکن ہے اور جن لوگوں نے اس کے لمبے ہونے کا انکار کیا ہے ان کا قول فاسد ہے کیوں کہ نص کے خلاف قیاس صحیح نہیں ہے ۱۲ منہ ـ

۷۶۴۔ حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنِ ابْنِ اَبِيْ لَيْلٰى عَنِ الْبَرَاۤءِ قَالَ كَانَ رُكُوْعُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسُجُوْدُهٗ وَاِذَا رَفَعَ رَاْسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ وَبَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ قَرِيْبًا مِّنَ السَّوَاۤءِ۔

(از ابوالولید از شعبہ از حکم از ابن ابی لیلیٰ) حضرت براء فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا رکوع اور سجود، قومہ، جلسہ تقریباً سب برابر تھے۔ [1]

۷۶۵۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ اَبِيْ قِلَابَةَ قَالَ كَانَ مَالِكُ بْنُ الْحُوَيْرِثِ يُرِيْنَا كَيْفَ كَانَ صَلٰوةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَاكَ فِيْ غَيْرِ وَقْتِ صَلٰوةٍ فَقَامَ فَاَمْكَنَ الْقِيَامَ ثُمَّ رَكَعَ فَاَمْكَنَ الرُّكُوْعَ ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَهٗ فَانْصَبَّ هُنَيَّةً قَالَ فَصَلّٰى بِنَا صَلٰوةَ شَيْخِنَا هٰذَا اَبِيْ يَزِيْدَ وَكَانَ اَبُوْ يَزِيْدَ اِذَا رَفَعَ رَاْسَهٗ مِنَ السَّجْدَةِ الْاٰخِرَةِ اسْتَوٰى قَاعِدًا ثُمَّ نَهَضَ۔

(از سلیمان بن حرب از حماد بن زید از ایوب) ابوقلابہ فرماتے ہیں مالک بن حویرث ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز پڑھ کر دکھاتے تھے، اور یہ نماز کسی وقتِ نماز میں نہ پڑھتے (کیوں کہ یہ تو صرف سکھانا مقصود ہوتا تھا) تو مالک بن حویرث نے قیام کیا تو اچھی طرح کھڑے ہوئے اور جمے رہے، رکوع میں گئے تو بالکل رکوع میں سکون پیدا ہو گیا، قومہ میں آئے تو پھر سیدھی طرح تھوڑی دیر ساکن ہو گئے، ابوقلابہ کہتے ہیں مالک بن حویرث نے ہمارے اس شیخ ابو یزید کی طرح نماز پڑھی، ابو یزید بھی جب آخری سجدے سے سر اٹھاتے تو فوراً نہ کھڑے ہو جاتے بلکہ سیدھے بیٹھ جاتے، پھر کھڑے ہوتے۔

بَابٌ ۵۱۸ يَهْوِيْ بِالتَّكْبِيْرِ حِيْنَ يَسْجُدُ۔ وَقَالَ نَافِعٌ كَانَ ابْنُ عُمَرَ يَضَعُ يَدَيْهِ قَبْلَ رُكْبَتَيْهِ۔

باب ۔ سجدے کے لیے تکبیر یعنی اللہ اکبر کہتے ہوئے جائے۔ نافع کہتے ہیں ابن عمر جب سجدہ میں جاتے تو پہلے زمین پر ہاتھ ٹیکتے پھر گھٹنے۔ [2]

۷۶۶۔ حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ

(از ابوالیمان از شعیب از زہری) ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن حارث

---

[1] بعضوں نے کہا اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ آپ کا رکوع قیام کے برابر ہوتا اور ایسا ہی سجود اور اعتدال بلکہ مراد یہ ہے کہ آپ کی نماز معتدل ہوتی اگر قرأت میں طول کرتے تو اسی نسبت سے اور ارکان کو بھی لمبا کرتے اگر قرأت میں تخفیف کرتے تو اور ارکان کو بھی ہلکا کرتے کیوں کہ دوسری حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ نے صبح کی نماز میں سورہ والصافات پڑھی اور آپؐ کے سجدہ کا انداز دس تسبیح کے موافق کیا گیا تو معلوم ہوا کہ جب آپؐ والصافات کے سوا کوئی سورت پڑھتے تو دس سے کم تسبیحیں کہتے کذا قال الحافظ فی الفتح ۱۲ منہ [2] اس تعلیق کو ابن خزیمہ اور طحاوی نے وصل کیا امام مالک کا یہی قول ہے لیکن باقی تینوں اماموں نے یہ کہا ہے پہلے گھٹنے ٹیکے پھر ہاتھ زمین پر رکھے نووی نے کہا دونوں مذہب دلیل کی رو سے برابر ہیں اور اسی لیے امام احمد سے ایک روایت یہ ہے کہ نمازی کو اختیار ہے چاہے گھٹنے پہلے رکھے چاہے ہاتھ امام ابن قیم نے وائل بن حجر کی حدیث کو ترجیح دی ہے جس میں یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب سجدہ کرنے لگتے تو پہلے گھٹنے زمین پر رکھتے پھر ہاتھ ۱۲ منہ۔

عَنِ الزُّهْرِيِّ اَخْبَرَنِيْ اَبُوْبَكْرِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ وَّ اَبُوْسَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ كَانَ يُكَبِّرُ فِيْ كُلِّ صَلٰوةٍ مِّنَ الْمَكْتُوْبَةِ وَغَيْرِهَا فِيْ رَمَضَانَ وَغَيْرِهٖ فَيُكَبِّرُ حِيْنَ يَقُوْمُ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَرْكَعُ ثُمَّ يَقُوْلُ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ ثُمَّ يَقُوْلُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ قَبْلَ اَنْ يَّسْجُدَ ثُمَّ يَقُوْلُ اللّٰهُ اَكْبَرُ حِيْنَ يَهْوِيْ سَاجِدًا ثُمَّ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَرْفَعُ رَأْسَهٗ مِنَ السُّجُوْدِ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَسْجُدُ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَرْفَعُ رَأْسَهٗ مِنَ السُّجُوْدِ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَقُوْمُ مِنَ الْجُلُوْسِ فِي الْاِثْنَتَيْنِ وَيَفْعَلُ ذٰلِكَ فِيْ كُلِّ رَكْعَةٍ حَتّٰى يَفْرُغَ مِنَ الصَّلٰوةِ ثُمَّ يَقُوْلُ حِيْنَ يَنْصَرِفُ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ اِنِّيْ لَاَقْرَبُكُمْ شَبَهًا بِصَلٰوةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنْ كَانَتْ هٰذِهٖ لَصَلٰوتَهٗ حَتّٰى فَارَقَ الدُّنْيَا قَالَا وَقَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ يَرْفَعُ رَأْسَهٗ يَقُوْلُ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ يَدْعُوْا لِرِجَالٍ فَيُسَمِّيْهِمْ بِاَسْمَائِهِمْ فَيَقُوْلُ اللّٰهُمَّ اَنْجِ الْوَلِيْدَ بْنَ الْوَلِيْدِ وَسَلَمَةَ بْنَ هِشَامٍ وَّعَيَّاشَ ابْنَ اَبِيْ رَبِيْعَةَ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اللّٰهُمَّ اشْدُدْ وَطْاَتَكَ عَلٰى مُضَرَ وَاجْعَلْهَا عَلَيْهِمْ سِنِيْنَ كَسِنِيْ يُوْسُفَ وَاَهْلُ الْمَشْرِقِ يَوْمَئِذٍ مِّنْ مُّضَرَ مُخَالِفُوْنَ لَهٗ۔

بن ہشام اور ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن دونوں فرماتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہ رضی رمضان شریف یا کسی اور مہینہ میں فرض یا نفل ہر نماز میں، جب بھی نماز پڑھنے لگتے، تو اللہ اکبر کہتے، پھر رکوع جاتے وقت اللہ اکبر کہتے پھر رکوع سے سر اٹھاتے وقت سمع اللہ لمن حمدہ پھر کہتے ربنا ولک الحمد، پھر سجدے میں جاتے ہوئے اللہ اکبر کہتے پھر سجدے سے اُٹھتے ہوئے اللہ اکبر، پھر دوسرے سجدے میں جاتے ہوئے اللہ اکبر پھر دوسرے سجدے سے اُٹھتے ہوئے اللہ اکبر کہتے۔ پھر دو رکعتوں کے بعد قعدہ کرکے تیسری رکعت کے لیے اُٹھتے تو اللہ اکبر کہتے، اسی طرح ہر رکعت میں کرتے حتّٰی کہ نماز سے فارغ ہو جاتے، پھر جب نماز سے فارغ ہوتے، تو کہتے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے میری نماز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز سے زیادہ مشابہ ہے۔ آپ ٹھیک اسی طرح نماز پڑھتے رہے یہاں تک کہ اس دنیا سے تشریف لے گئے۔ دونوں راویوں ابوبکر رض اور ابوسلمہ رض نے کہا کہ ابوہریرہ رض کہتے تھے، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب رکوع سے سر اٹھاتے تو سمع اللہ لمن حمدہ ربنا ولک الحمد کہہ کر چند آدمیوں کے لیے دعا کرتے ان کا نام لے کر آپ فرماتے "یا اللہ ولید بن ولید، سلمہ بن ہشام، عیاش بن ابی ربیعہ اور کمزور مسلمانوں کو (جو کافروں کے ہاتھ میں مقید تھے) رہا کر دے، یا اللہ قبیلہ مُضر کے کفار پر سخت مصیبت ڈال۔ ان پر ایسا قحط نازل فرما جیسے حضرت یوسف کے عہد میں ہوا تھا" (ابوہریرہ رض کہتے ہیں) اس زمانے میں مشرق والے قبیلہ مُضر کے لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن تھے۔

۷۶۷۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ غَيْرَ مَرَّةٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَّقُوْلُ سَقَطَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

(از علی بن عبداللہ مدینی) سفیان بن عیینہ نے زہری سے کئی بار بیان کیا کہ انس بن مالک رض فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گھوڑے سے گرے، آپ کا دایاں پہلو زخمی ہو گیا۔ ہم آپ کی عیادت کے لیے گئے، نماز

وَسَلَّمَ عَنْ فَرَسٍ وَّرُبَّمَا قَالَ سُفْيٰنُ مِنْ فَرَسٍ فَجُحِشَ شِقُّهُ الْاَيْمَنُ فَدَخَلْنَا عَلَيْهِ نَعُوْدُهٗ فَحَضَرَتِ الصَّلٰوةُ فَصَلّٰى بِنَا قَاعِدًا وَّقَعَدْنَا وَقَالَ سُفْيٰنُ مَرَّةً صَلَّيْنَا قُعُوْدًا فَلَمَّا قَضَى الصَّلٰوةَ قَالَ اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهٖ فَاِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوْا وَاِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوْا وَاِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوْا وَاِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ فَقُوْلُوْا رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ وَاِذَا سَجَدَ فَاسْجُدُوْا وَاكَذَا جَآءَ بِهٖ مَعْمَرٌ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ لَقَدْ حَفِظَ كَذَا قَالَ الزُّهْرِيُّ وَلَكَ الْحَمْدُ حَفِظْتُ مِنْ شِقِّهِ الْاَيْمَنِ فَلَمَّا خَرَجْنَا مِنْ عِنْدِ الزُّهْرِيِّ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ وَّاَنَا عِنْدَهٗ فَجُحِشَ سَاقُهُ الْاَيْمَنُ۔

کا وقت ہوگیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیٹھ کر نماز پڑھائی۔ ہم بھی بیٹھ گئے، ایک بار سفیان نے یوں کہا ہم نے بیٹھ کر نماز پڑھی۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا امام اس لیے مقرر ہوا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے جب وہ اللہ اکبر کہے تم بھی اللہ اکبر کہو، جب رکوع کرے تم بھی رکوع کرو، جب وہ سر اٹھائے تم بھی سر اٹھاؤ۔ جب سمع اللہ لمن حمدہ کہے تم کہو ربنا ولک الحمد، جب وہ سجدہ کرے تم بھی سجدہ کرو۔

سفیان نے علی بن مدینی سے دریافت کیا کیا معمر نے اس حدیث کو اسی طرح روایت کیا ہے؟ انہوں نے کہا ہاں! سفیان کہتے ہیں معمر نے بڑے شک یاد رکھا، زہری نے یوں ہی کہا ولک الحمد۔ سفیان نے یہ بھی کہا کہ مجھے یاد ہے کہ زہری کے الفاظ یہ ہیں "آپ کا دایاں پہلو زخمی ہوگیا"۔ جب ہم زہری کے پاس سے باہر نکلے تو ابن جریج نے کہا میں زہری کے پاس تھا تو ان کے الفاظ یہ تھے "آپ کی دائیں پنڈلی زخمی ہوگئی" یعنی شق کی جگہ ساق[1]۔

بَابُ ۵۱۹ فَضْلِ السُّجُوْدِ۔

باب۔ فضائل سجدہ۔

۷۶۸۔ حَدَّثَنَا اَبُوالْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَعَطَاءُ بْنُ يَزِيْدَ اللَّيْثِيُّ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ اَخْبَرَهُمَا اَنَّ النَّاسَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ نَرٰى رَبَّنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ قَالَ هَلْ تُمَارُوْنَ فِي الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ لَيْسَ دُوْنَهٗ سَحَابٌ قَالُوْا

(از ابوالیمان از شعیب از زہری از سعید بن مسیب و عطاء بن یزید لیثی) ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ! کیا ہم اپنے رب کو قیامت کے دن دیکھ سکیں گے؟ آپ نے فرمایا کیا تمہیں چودھویں کا چاند دیکھ کر بھی شک رہتا ہے، جب کہ اس پر ابر نہ ہو؟ صحابہ نے کہا بالکل نہیں آپؐ نے فرمایا کیا تمہیں سورج دیکھ کر شک رہتا ہے جبکہ اس پر ابر نہ ہو؟ صحابہ نے کہا نہیں۔ آپؐ نے فرمایا تم اسی طرح اپنے رب کو دیکھو گے، قیامت کے دن لوگ اکٹھے کیے جائیں گے پھر

[1] تو زہری نے کبھی تو پہلو کہا کبھی پنڈلی بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے سفیان نے کہا جب ہم زہری کے پاس سے نکلے تو ابن جریج نے اس حدیث کو بیان کیا میں ان کے پاس تھا ابن جریج نے پہلو کے بدل پنڈلی کہا حافظ نے کہا یہ ترجمہ زیادہ ٹھیک ہے واللہ اعلم اس حدیث کی مناسبت ترجمہ باب سے مشکل ہے شاید یہ ہو کہ اس حدیث میں یہ مذکور ہے کہ جب امام تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو اور جب وہ سجدہ کرے تو تم بھی سجدہ کرو اور ظاہر ہے کہ مقتدی امام کے بعد سجدے میں جاتا ہے تو تکبیر بھی اس کی امام کے بعد ہوگی اور جب دونوں فعل اس کے امام کے بعد ہوئے تو تکبیر اسی وقت پر آن کر پڑے گی، جب مقتدی سجدہ کے لیے جھکے گا اور یہی ترجمہ باب ہے ۱۲ منہ۔

لَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ فَهَلْ تُمَارُوْنَ فِي الشَّمْسِ لَيْسَ
دُوْنَهَا سَحَابٌ قَالُوْا لَا قَالَ فَإِنَّكُمْ تَرَوْنَهٗ كَذٰلِكَ
يُحْشَرُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَيَقُوْلُ مَنْ كَانَ
يَعْبُدُ شَيْئًا فَلْيَتَّبِعْهُ فَمِنْهُمْ مَنْ يَّتَّبِعُ الشَّمْسَ وَ
مِنْهُمْ مَنْ يَّتَّبِعُ الْقَمَرَ وَمِنْهُمْ مَنْ يَّتَّبِعُ
الطَّوَاغِيْتَ وَتَبْقٰى هٰذِهِ الْأُمَّةُ فِيْهَا مُنَافِقُوْهَا
فَيَأْتِيْهِمُ اللّٰهُ فَيَقُوْلُ أَنَا رَبُّكُمْ فَيَقُوْلُوْنَ
هٰذَا مَكَانُنَا حَتّٰى يَأْتِيَنَا رَبُّنَا فَإِذَا جَاءَ رَبُّنَا
عَرَفْنَاهُ فَيَأْتِيْهِمُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فَيَقُوْلُ أَنَا
رَبُّكُمْ فَيَقُوْلُوْنَ أَنْتَ رَبُّنَا فَيَدْعُوْهُمْ وَ
يُضْرَبُ الصِّرَاطُ بَيْنَ ظَهْرَانَيْ جَهَنَّمَ فَأَكُوْنُ
أَوَّلَ مَنْ يَّجُوْزُ مِنَ الرُّسُلِ بِأُمَّتِهٖ وَلَا يَتَكَلَّمُ
يَوْمَئِذٍ أَحَدٌ إِلَّا الرُّسُلُ وَكَلَامُ الرُّسُلِ يَوْمَئِذٍ
اللّٰهُمَّ سَلِّمْ سَلِّمْ وَفِي جَهَنَّمَ كَلَالِيْبُ مِثْلُ شَوْكِ
السَّعْدَانِ هَلْ رَأَيْتُمْ شَوْكَ السَّعْدَانِ قَالُوْا
نَعَمْ قَالَ فَإِنَّهَا مِثْلُ شَوْكِ السَّعْدَانِ غَيْرَ أَنَّهٗ
لَا يَعْلَمُ قَدْرَ عِظَمِهَا إِلَّا اللّٰهُ تَخْطَفُ النَّاسَ
بِأَعْمَالِهِمْ فَمِنْهُمْ مَنْ يُّوْبَقُ بِعَمَلِهٖ وَمِنْهُمْ مَنْ
يُّخَرْدَلُ ثُمَّ يَنْجُوْ حَتّٰى إِذَا أَرَادَ اللّٰهُ رَحْمَةَ مَنْ
أَرَادَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ أَمَرَ اللّٰهُ الْمَلٰٓئِكَةَ أَنْ
يُّخْرِجُوْا مَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللّٰهَ فَيُخْرِجُوْنَهُمْ وَ
يَعْرِفُوْنَهُمْ بِآثَارِ السُّجُوْدِ وَحَرَّمَ اللّٰهُ عَلَى النَّارِ
أَنْ تَأْكُلَ أَثَرَ السُّجُوْدِ فَيَخْرُجُوْنَ مِنَ النَّارِ فَكُلُّ ابْنِ

پروردگار فرمائے گا جو جس کی پوجا کرتا تھا، وہ اس کے ساتھ ہو جائے
تو جو شخص دنیا میں سورج کی پوجا کرتا تھا وہ، اس کے ساتھ ہو جائے گا
بعض لوگ چاند کی پوجا کرتے تھے بعض شیاطین اور بتوں کی (چنانچہ وہ
اپنے اپنے معبودوں کے ساتھ ہو جائیں گے) صرف مسلمان امت رہ
جائے گی، اُن میں منافقین بھی ملے ہوئے ہوں گے پھر (ایک اَن دیکھی
نئی شکل میں) اللہ تعالیٰ آئیں گے، کہیں گے: میں تمہارا رب ہوں، مسلمان
کہیں گے ہم یہیں رہیں گے جب ہمارا رب آئے گا، ہم اسے پہچان لیں
گے۔ چنانچہ اللہ عزوجل (اگلی دیکھی ہوئی صورت میں) اُن کے پاس
آئے گا اور کہے گا میں تمہارا خدا ہوں۔ وہ کہیں گے واقعی تو ہمارا رب
ہے۔ پھر انہیں بلائے گا۔ پُل صراط دوزخ کے درمیان رکھا جائے گا۔
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تمام پیغمبروں سے پہلے اپنی امت
لے کر عبور کر جاؤں گا۔ اُس دن سوائے پیغمبروں کے اور کوئی بات نہ
کر سکے گا۔ پیغمبر بھی بات کیا صرف یہ دعا کریں گے یا اللہ! سلامتی،
سلامتی، بچائیو، بچائیو، اور دوزخ میں سعدان[1] کے کانٹوں کی شکل
آنکڑے ہوں گے۔ تم نے سعدان کا کانٹا دیکھا ہے؟ صحابہؓ نے عرض
کیا ہاں دیکھا ہے! آپؐ نے فرمایا بس وہ آنکڑے سعدان کے کانٹوں
کی طرح ہوں گے، اتنے بڑے کہ اللہ کے سوا ان کے بڑے ہونے کو کوئی
نہیں جانتا۔ لوگوں کو اُن کے اعمال کے مطابق اُچک لیں گے، اُن میں
بعض ایسے ہوں گے جو اپنے اعمال کے سبب ہلاک ہو جائیں گے بعض
چکنا چُور ہو کر بچ جائیں گے۔ جب اللہ دوزخیوں میں کسی پر رحم کرنا چاہیں
گے تو فرشتوں کو حکم دے گا کہ اللہ کی عبادت کرنے والوں کو دوزخ سے
نکال لو۔ فرشتے ایسے (موحد) لوگوں کو نکال لیں گے اور انہیں سجدے
کے نشان سے پہچان لیں گے۔[2] اللہ تعالیٰ نے آگ پر حرام کر دیا ہے کہ وہ

---

[1] سعدان ایک گھاس ہے جس کے بڑے سخت کانٹے ہوتے ہیں کانٹوں کے منہ ٹیڑھے آنکڑے کی طرح اُونٹ اس کو بڑی رغبت سے کھاتا ہے ۱۲ منہ

[2] یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے سجدے کی فضیلت ثابت ہوتی ہے ۱۲ منہ۔

اَدَمَ تَاكُلُهُ النَّارُ اِلَّا اَثَرَ السُّجُوْدِ فَيَخْرُجُوْنَ مِنَ النَّارِ قَدِ امْتَحَشُوْا فَيُصَبُّ عَلَيْهِمْ مَاءُ الْحَيَاةِ فَيَنْبُتُوْنَ كَمَا تَنْبُتُ الْحِبَّةُ فِي حَمِيْلِ السَّيْلِ ثُمَّ يَفْرُغُ اللّٰهُ مِنَ الْقَضَاءِ بَيْنَ الْعِبَادِ وَيَبْقٰى رَجُلٌ بَيْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ وَهُوَ اٰخِرُ اَهْلِ النَّارِ دُخُوْلًا الْجَنَّةَ مُقْبِلًا بِوَجْهِهٖ قِبَلَ النَّارِ فَيَقُوْلُ يَا رَبِّ اصْرِفْ وَجْهِيْ عَنِ النَّارِ فَقَدْ قَشَبَنِيْ رِيْحُهَا وَاَحْرَقَنِيْ ذَكَاؤُهَا فَيَقُوْلُ هَلْ عَسَيْتَ اِنْ فُعِلَ ذٰلِكَ بِكَ اَنْ تَسْاَلَ غَيْرَ ذٰلِكَ فَيَقُوْلُ لَا وَعِزَّتِكَ فَيُعْطِي اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ مَا يَشَاءُ مِنْ عَهْدٍ وَّمِيْثَاقٍ فَيَصْرِفُ اللّٰهُ وَجْهَهٗ عَنِ النَّارِ فَاِذَا اَقْبَلَ بِهٖ عَلَى الْجَنَّةِ رَاٰى بَهْجَتَهَا سَكَتَ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ يَّسْكُتَ ثُمَّ قَالَ يَا رَبِّ قَدِّمْنِيْ عِنْدَ بَابِ الْجَنَّةِ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ لَهٗ اَلَيْسَ قَدْ اَعْطَيْتَ الْعُهُوْدَ وَالْمِيْثَاقَ اَنْ لَّا تَسْاَلَ غَيْرَ الَّذِيْ كُنْتَ سَاَلْتَ فَيَقُوْلُ يَا رَبِّ لَا اَكُوْنُ اَشْقٰى خَلْقِكَ فَيَقُوْلُ فَمَا عَسَيْتَ اِنْ اُعْطِيْتَ ذٰلِكَ اَنْ لَّا تَسْاَلَ غَيْرَهٗ فَيَقُوْلُ لَا وَعِزَّتِكَ لَا اَسْاَلُكَ غَيْرَ ذٰلِكَ فَيُعْطِيْ رَبَّهٗ مَا شَاءَ مِنْ عَهْدٍ وَّمِيْثَاقٍ فَيُقَدِّمُهٗ اِلٰى بَابِ الْجَنَّةِ فَاِذَا بَلَغَ بَابَهَا فَرَاٰى زَهْرَتَهَا وَمَا فِيْهَا مِنَ النَّضْرَةِ وَالسُّرُوْرِ فَيَسْكُتُ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ يَّسْكُتَ فَيَقُوْلُ يَا رَبِّ اَدْخِلْنِي الْجَنَّةَ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ وَيْحَكَ

سجدے کے نشان ان کو جلائے۔ ایسے لوگ دوزخ سے نکال لیے جائیں گے سوائے نشان سجدہ کے آدمی کے پورے جسم کو آگ کھا جاتی ہے۔ یہ لوگ کوئلے کی طرح جلے ہوئے دوزخ سے نکلیں گے۔ پھر ایسے لوگوں پر آبِ حیات ڈالا جائے گا۔ یہ لوگ اس طرح از سرنو سرسبز ہو جائیں گے جس طرح دانہ ندی نالے کے کوڑے میں سے اگتا ہے[۱]۔ پھر اللہ تعالیٰ بندوں کے درمیان حساب کتاب کی تکمیل کرے گا اور فیصلوں سے فارغ ہو جائے گا۔ ایک شخص بہشت اور دوزخ کے درمیان رہ جائے گا وہ سب دوزخیوں کے بعد بہشت میں جائے گا۔ اس کا منہ دوزخ کی طرف رہ جائے گا۔ وہ عرض کرے گا میرے مالک! دوزخ سے میرا منہ ہٹا دے، کیوں کہ اس کی بدبو مجھے مار رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کیا تو چاہتا ہے اگر تیری اس درخواست پر عمل کر دیا جائے تو تو کچھ اور بھی سوال کرے گا؟ وہ شخص کہے گا نہیں! تیرے عز و جلال کی قسم، خدا کی مشیت کے مطابق وہ اللہ تعالیٰ کو وعدے دے گا، اللہ تعالیٰ اس کا منہ دوزخ کی جانب سے ہٹا لیں گے، جب وہ بہشت کی طرف رُخ کرے گا اور اس کی رونق اور چہل پہل دیکھے گا تو جتنی دیر خدا کی مرضی ہوگی وہ خاموش رہے گا۔ پھر نئی درخواست پیش کر دے گا اے میرے مولیٰ! مجھے بہشت کے دروازے کے پاس پہنچا دے۔ اللہ تعالیٰ کہیں گے تو وہی نہیں جس نے دوبارہ سوال نہ کرنے کا وعدہ کیا تھا؟ وہ کہے گا مولیٰ! تیری مخلوق میں سب سے زیادہ بدبخت میں نہیں بننا چاہتا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے تجھ سے یہ توقع نہیں کہ آئندہ تو کوئی سوال نہیں کرے گا؟ وہ کہے گا نہیں، تیرے عز و جلال کی قسم، اس کے سوا اور کوئی سوال نہ ہوگا۔ مشیتِ الٰہی کے مطابق اپنے رب کو وہ

[۱] جب بہیا آتی ہے اور پانی کچرا کوڑا ایک طرف بہالے جاتا ہے اس پر جو دانہ پڑتا ہے وہ بہت جلد اُگ آتا ہے اور خوب ابھرتا ہے کیوں کہ پانی اور کھاد اس کو خوب پہنچتا ہے "زخمی بھی آبِ حیات ڈالتے ہی اسی طرح تر و تازہ ہو جائیں گے یہ امر نہ خلاف عقل ہے نہ خلاف عادت رات دن دیکھتے ہیں کہ ایک سوکھا سڑا مرجھایا درخت پہاڑوں میں ہوتا ہے کسی کو امید نہیں ہوتی کہ یہ درخت پھر تر و تازہ ہوگا لیکن پانی پڑتے ہی اس میں جان آجاتی ہے اور ایسی حالت بدل جاتی ہے کہ دیکھنے والا پہچان نہیں سکتا کہ یہ وہی درخت ہے یا دوسرا درخت ۱۲ منہ۔

يَا ابْنَ آدَمَ مَا أَغْدَرَكَ أَلَيْسَ قَدْ أَعْطَيْتَ الْعَهْدَ وَالْمِيْثَاقَ أَنْ لَا تَسْأَلَ غَيْرَ الَّذِي أُعْطِيْتَ فَيَقُوْلُ يَا رَبِّ لَا تَجْعَلْنِي أَشْقَى خَلْقِكَ فَيَضْحَكُ اللهُ مِنْهُ ثُمَّ يَأْذَنُ لَهُ فِي دُخُوْلِ الْجَنَّةِ فَيَقُوْلُ تَمَنَّ فَيَتَمَنَّى حَتَّى إِذَا انْقَطَعَ أُمْنِيَّتُهُ قَالَ اللهُ عَزَّوَجَلَّ زِدْ مِنْ كَذَا وَكَذَا أَقْبَلَ يُذَكِّرُهُ رَبُّهُ حَتَّى إِذَا انْتَهَتْ بِهِ الْأَمَانِيُّ قَالَ اللهُ لَكَ ذٰلِكَ وَمِثْلُهُ مَعَهُ وَقَالَ أَبُوْسَعِيْدِ الْخُدْرِيُّ لِأَبِي هُرَيْرَةَ إِنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ اللهُ عَزَّوَجَلَّ لَكَ ذٰلِكَ وَعَشَرَةُ أَمْثَالِهِ قَالَ أَبُوْهُرَيْرَةَ لَمْ أَحْفَظْهُ مِنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا قَوْلَهُ لَكَ ذٰلِكَ وَمِثْلُهُ مَعَهُ قَالَ أَبُوْسَعِيْدٍ إِنِّي سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ ذٰلِكَ لَكَ وَعَشَرَةُ أَمْثَالِهِ۔

وعدے دے گا۔ اللہ تعالیٰ جنت کے دروازے پر پہنچادیں گے جب جنت کے دروازے پر پہنچ جائے گا، تو اس کی انتہائی سرسبزی وشادابی دیکھ کر دل ہی دل میں امنگوں میں ڈوب کر مشیتِ الٰہی کے مطابق کچھ دیر خاموش رہے گا۔ پھر تیسری بار عرض کرے گا: مولیٰ! اب تو جنت میں داخل کر دے! اللہ تعالیٰ فرمائیں گے ابن آدم! افسوس تو ایسا بدعہد ہوگیا ہے! کیا تو نے عہدو پیمان نہیں کیا تھا، کہ آئندہ کوئی سوال نہیں کرے گا؟ وہ کہے گا، مولیٰ مجھے اپنی ساری مخلوق میں اتنا بدبخت مت رکھیو! اللہ تعالیٰ سن کر ہنسیں گے اور بہشت کے داخلہ کی اجازت دیں گے اور فرمائیں گے، مانگ جو مانگتا ہے۔ اس کی تمام آرزوئیں پوری کردی جائیں گی کہ اب اور کوئی خواہش باقی نہ رہے گی۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے یہ مانگ یہ مانگ، اللہ اسے آرزوئیں یاد دلائیں گے[ا] یہاں تک کہ جب اس کی تمام آرزوئیں اور خواہشیں ختم ہوجائیں گی۔ تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے میں نے تیری یہ تمام آرزوئیں پوری کردیں اتنا اور بھی تجھے عطا کیا جاتا ہے۔ ابوسعید خدری (صحابی) نے حضرت ابوہریرہ رضؓ سے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ عزوجل فرمائیں گے یہ سب تجھ کو دیا جاتا ہے اور اس کے علاوہ دس گنا مزید دیا جاتا ہے، حضرت ابوہریرہؓ نے کہا مجھے یاد نہیں، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا البتہ آپ کا یہ کہنا یاد ہے "تیرے لیے یہ بھی سب کچھ اور اس کے ساتھ اتنا ہی مزید"۔ ابوسعید نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ آپ فرماتے تھے کہ یہ سب تجھے دیا جاتا ہے اور اس جیسے دس گنا مزید[۲]۔

بَاب ۵۲۰ يُبْدِي ضَبْعَيْهِ وَيُجَافِي فِي السُّجُوْدِ۔

باب۔ سجدہ میں دونوں بازو کھلے رکھے۔ پیٹ کو رانوں سے الگ رکھے۔

۷۶۹۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي

(از یحییٰ بن بکیر از بکر بن مُضر از جعفر بن ربیعہ از ابن ہُرمز از عبداللہ

[ا] تو وہ داتا ہے کہ سیری نہیں دینے سے تجھے لذت جود سے پھر مانگ سکھایا مجھ کو ۱۲ منہ [۲] دوسری حدیث میں ہے کہ پھر یہ شخص بہشت میں کوئی جگہ رہنے کی تلاش کرتا پھرے گا لیکن ہر گھر میں لوگ آباد ہوں گے آخر پروردگار سے عرض کرے گا حکم ہوگا اس کو اس کا گھر بتلا دو فرشتے اس کے گھر میں اس کو پہنچادیں گے وہاں جاکر دیکھے گا تو دنیا سے دس حصے زیادہ اس کا گھر وسیع اور کشادہ ہوگا سبحان اللہ جلت قدرہ ۱۲ منہ۔

بَکْرُ بْنُ مُضَرَ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِیْعَةَ عَنِ ابْنِ هُرْمُزَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَالِكِ ابْنِ بُحَیْنَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا صَلّٰی فَرَّجَ بَیْنَ یَدَیْهِ حَتّٰی یَبْدُوَ بَیَاضُ اِبْطَیْهِ وَقَالَ اللَّیْثُ حَدَّثَنِیْ جَعْفَرُ بْنُ رَبِیْعَةَ نَحْوَهٗ۔

بن مالک بن بحینہ فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز پڑھتے تو اپنے دونوں ہاتھ الگ رکھتے حتیٰ کہ آپ کی بغلوں کی سفیدی ظاہر ہو جاتی[1]۔ لیث بن سعد کہتے ہیں جعفر بن ربیعہ نے بھی مجھ سے ایسی ہی حدیث بیان کی۔

بَاب ۵۲۱ یَسْتَقْبِلُ بِاَطْرَافِ رِجْلَیْهِ الْقِبْلَةَ۔ قَالَہٗ اَبُوْ حُمَیْدٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔

باب ۔ سجدے میں پاؤں کی انگلیاں قبلہ کی طرف رکھے۔ یہ ابوحمید نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا[2]۔

بَاب ۵۲۲ اِذَا لَمْ یُتِمَّ سُجُوْدَهٗ۔

باب ۔ سجدے پورا نہ کرنا (کیسا گناہ ہے)

۷۷۰۔ **حَدَّثَنَا** الصَّلْتُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مَهْدِیٌّ عَنْ وَّاصِلٍ عَنْ اَبِیْ وَآئِلٍ عَنْ حُذَیْفَةَ اَنَّهٗ رَاٰی رَجُلًا لَّا یُتِمُّ رُکُوْعَهٗ وَلَا سُجُوْدَهٗ فَلَمَّا قَضٰی صَلٰوتَهٗ قَالَ لَهٗ حُذَیْفَةُ مَا صَلَّیْتَ وَاَحْسِبُهٗ قَالَ وَلَوْ مُتَّ مُتَّ عَلٰی غَیْرِ سُنَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔

(از صلت بن محمد از مہدی از واصل از ابو وائل) حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کو دیکھا جو رکوع و سجود ٹھیک طرح نہیں کر رہا تھا، جب وہ نماز ختم کر چکا تو حذیفہ نے کہا تو نے نماز نہیں پڑھی۔ ابو وائل کہتے ہیں میرے خیال میں یوں کہا اگر تو مرے گا تو آنحضرت کی سنت پر نہیں مرے گا[3]۔

بَاب ۵۲۳ السُّجُوْدِ عَلٰی سَبْعَةِ اَعْظُمٍ۔

باب ۔ سات ہڈیوں پر سجدہ کرنا۔

۷۷۱۔ **حَدَّثَنَا** قَبِیْصَةُ قَالَ حَدَّثَنَا

(از قبیصہ از سفیان از عمرو بن دینار از طاؤس) حضرت ابن

---

[1] دوسری حدیث میں ہے کہ بازو اتنے الگ رکھتے کہ ایک چار پایہ اگر چاہے تو اس میں نکل جائے مسلم کی روایت میں سجدے میں بازو زمین پر رکھ دینے سے درندے کی طرح منع فرمایا ہے قسطلانی نے کہا ظاہر یہ ہے کہ یہ امر واجب ہے لیکن ابو داؤد کی حدیث میں ہے کہ صحابہ نے اس طرح سجدہ کرنے میں تکلیف کی شکایت کی تو حکم ہوا اچھا کہنیاں گھٹنوں سے لگا دیا کرو اور ابن ابی شیبہ نے ابن عون سے نکالا میں نے محمد سے پوچھا اگر آدمی سجدے میں کہنیاں گھٹنوں پر ٹیک دے انہوں نے کہا کچھ قباحت نہیں اور عبداللہ بن عمرؓ سجدے میں ایسا ہی کرتے ایک شخص نے ان سے پوچھا کیا میں اپنی کہنیاں سجدے میں رانوں پر ٹیک دوں انہوں نے کہا جس طرح ہو سکے سجدہ کر اور شافعی نے ام میں کہا کہ سجدے میں کہنیاں پہلو سے الگ رکھنا اور پیٹ کو رانوں سے جدا رکھنا سنت ہے ۱۲ منہ

[2] اس کو خود امام بخاری نے آگے چل کر باب سنۃ الجلوس فی التشہد میں وصل کیا ہے ۱۲ منہ

[3] یعنی نماز میں اگر بال یا کپڑے زمین پر گریں تو گرنے دے ان کو اٹھانا یا سمیٹنا مکروہ ہے کیوں کہ اس میں تکبر معلوم ہوتا ہے قاضی عیاض نے کہا اگر کوئی ایسا کرے تو نماز مکروہ ہوگی لیکن فاسد نہ ہوگی ۱۲ منہ

سُفْيٰنُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ طَاؤُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اُمِرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّسْجُدَ عَلٰى سَبْعَةِ اَعْضَاءٍ وَّ لَا يَكُفَّ شَعَرًا وَّ لَا ثَوْبًا الْجَبْهَةِ وَالْيَدَيْنِ وَ الرُّكْبَتَيْنِ وَالرِّجْلَيْنِ۔

عباس فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سات اعضاء پر سجدہ کرنے کا اور بال اور کپڑوں کو نہ سمیٹنے کا حکم دیا گیا۔ سات اعضاء یہ ہیں، پیشانی، دونوں ہاتھ، دونوں گھٹنے، دونوں پاؤں۔

۷۷۲۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ طَاؤُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اُمِرْنَا اَنْ نَّسْجُدَ عَلٰى سَبْعَةِ اَعْظُمٍ وَّلَا نَكُفَّ شَعَرًا وَّلَا ثَوْبًا۔

(از مسلم بن ابراہیم از شعبہ از عمرو از طاؤس) ابن عباس کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمیں سات ہڈیوں پر سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے، نیز بالوں اور کپڑوں کو سمیٹنے سے منع کیا گیا ہے۔

۷۷۳۔ حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْرَآئِيْلُ عَنْ اَبِيْ اِسْحَاقَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ حَدَّثَنَا الْبَرَاءُ بْنُ عَازِبٍ وَّهُوَ غَيْرُ كَذُوْبٍ قَالَ كُنَّا نُصَلِّيْ خَلْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ لَمْ يَحْنِ اَحَدٌ مِّنَّا ظَهْرَهٗ حَتّٰى يَضَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَبْهَتَهٗ عَلَى الْاَرْضِ۔

(از آدم از اسرائیل از ابو اسحاق از عبد اللہ بن یزید) براء بن عازب فرماتے ہیں اور وہ جھوٹے نہ تھے ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھتے تھے جب آپ سمع اللہ لمن حمدہ کہتے تو ہم میں سے کوئی بھی سجدے کے لیے جھکنے کی کوشش نہ کرتا، آپ جب بڑے آرام سے زمین پر پیشانی مبارک رکھ لیتے، تو ہم سجدے کے لیے جھکتے۔[1]

بَابٌ ۵۲۴ السُّجُوْدِ عَلَى الْاَنْفِ۔

باب۔ سجدے میں ناک زمین سے لگانا[2]

۷۷۴۔ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ اَسَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ طَاؤُسٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُمِرْتُ اَنْ اَسْجُدَ عَلٰى سَبْعَةِ اَعْظُمٍ عَلَى

(از معلی بن اسد از وہیب از عبد اللہ بن طاؤس از طاؤس) ابن عباس کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے حکم دیا گیا ہے، کہ سات ہڈیوں (سات اعضاء) پر سجدہ کروں، پیشانی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے ناک کا اشارہ کیا، دونوں ہاتھوں، دونوں

---

[1] یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے کیوں کہ سجدے میں زمین پر پیشانی رکھنے کا ذکر ہے اصل میں پیشانی ہی زمین پر رکھنے کو سجدہ کہتے ہیں باقی اعضاء کا زمین پر رکھنا ذیل میں ہے اس پر سب کا اتفاق ہے کہ اگر پیشانی زمین پر نہ لگے تو سجدہ جائز ہی نہ ہوگا دوسرے اعضاء میں اختلاف ہے ۱۲ منہ

[2] گویا ناک تک پیشانی ہی میں داخل ہے لیکن پیشانی زمین سے لگانا ضروری ہے صرف ناک پر سجدہ کرنا کافی نہیں امام احمد کے نزدیک ناک اور پیشانی دونوں زمین پر لگانا واجب ہے اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک صرف ناک پر بھی سجدہ کرنا کافی ہے ۱۲ منہ۔

الْجَبْهَةِ وَأَشَارَ بِيَدِهِ عَلَى أَنْفِهِ وَالْيَدَيْنِ وَالرُّكْبَتَيْنِ وَأَطْرَافِ الْقَدَمَيْنِ وَلَا نَكْفِتَ الثِّيَابَ وَالشَّعَرَ۔

گھٹنوں، دونوں پاؤں کی انگلیوں پر اور یہ بھی حکم دیا گیا کہ کپڑوں اور بالوں کو نہ سمیٹیں۔

بَاب ۵۲۵ السُّجُودِ عَلَى الْأَنْفِ فِي الطِّيْنِ۔

باب ۔ کیچڑ میں بھی ناک زمین پر لگانا۔

۷۷۵۔ حَدَّثَنَا مُوسَى حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ يَحْيَى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ انْطَلَقْتُ إِلَى أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ فَقُلْتُ أَلَا تَخْرُجُ بِنَا إِلَى النَّخْلِ نَتَحَدَّثُ فَخَرَجَ قَالَ قُلْتُ حَدِّثْنِي مَا سَمِعْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ قَالَ اعْتَكَفَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَشْرَ الْأَوَّلَ مِنْ رَمَضَانَ وَاعْتَكَفْنَا مَعَهُ فَأَتَاهُ جِبْرِيلُ فَقَالَ إِنَّ الَّذِي تَطْلُبُ أَمَامَكَ فَاعْتَكَفَ الْعَشْرَ الْأَوْسَطَ وَاعْتَكَفْنَا مَعَهُ فَأَتَاهُ جِبْرِيلُ فَقَالَ إِنَّ الَّذِي تَطْلُبُ أَمَامَكَ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطِيبًا صَبِيحَةَ عِشْرِينَ مِنْ رَمَضَانَ فَقَالَ مَنْ كَانَ اعْتَكَفَ مَعَ النَّبِيِّ فَلْيَرْجِعْ فَإِنِّي أُرِيتُ لَيْلَةَ الْقَدْرِ وَإِنِّي نُسِّيتُهَا وَإِنَّهَا فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ فِي وِتْرٍ وَإِنِّي رَأَيْتُ كَأَنِّي أَسْجُدُ فِي طِينٍ وَمَاءٍ وَكَانَ سَقْفُ الْمَسْجِدِ جَرِيدَ النَّخْلِ وَمَا نَرَى فِي السَّمَاءِ شَيْئًا فَجَاءَتْ قَزَعَةٌ فَأُمْطِرْنَا فَصَلَّى بِنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى رَأَيْتُ أَثَرَ الطِّينِ وَالْمَاءِ عَلَى جَبْهَةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَرْنَبَتِهِ تَصْدِيقَ رُؤْيَاهُ۔

(از موسیٰ از ہمام از یحییٰ) ابو سلمہ فرماتے ہیں میں حضرت ابو سعید خدری کی خدمت میں گیا اور کہا چلیئے ذرا کھجور کے باغ کی سیر کریں اور باتیں کریں آپ چل پڑے۔ ابو سلمہ کہتے ہیں میں نے حضرت ابو سعید سے کہا آپ نے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے شب قدر کے متعلق سُنا ہے بیان کیجیے حضرت ابو سعید نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان شریف کے پہلے عشرے میں اعتکاف کیا۔ ہم بھی آپ کے ساتھ معتکف ہوئے۔ آپؐ کے پاس جبریلؑ تشریف لائے اور کہنے لگے، تم جو چیز (شب قدر) چاہتے ہو وہ آگے آئے گی۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے درمیانے عشرے میں اعتکاف کیا۔ ہم بھی آپ کے ساتھ معتکف ہوئے۔ جبریلؑ تشریف لائے کہنے لگے جو چیز (شب قدر) آپ بتلایا کرتے ہیں وہ ابھی آگے ہے۔ یہ سن کر آپ کھڑے ہوئے اور رمضان کی بیسویں تاریخ خطبہ سُنایا اور فرمایا جس نے میرے ساتھ اعتکاف کیا وہ واپس لوٹ آئے۔ کیوں کہ مجھے شب قدر دکھلائی گئی لیکن میں بھول گیا اور یہ رات رمضان شریف کے آخر میں طاق[ل] راتوں میں ہے۔ میں نے یہ بھی دیکھا گویا اس شب کو میں کیچڑ میں سجدہ کر رہا ہوں۔ ابو سعید کہتے ہیں، مسجد کی چھت کھجور کی لکڑیوں سے بنی ہوئی تھی۔ حالانکہ آسمان پر بادل بھی نہیں تھے کہ ایک ہلکا سا بادل آیا اور ہم پر باران رحمت ہو گئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی تو میں نے کیچڑ کا نشان آپ کی پیشانی اور ناک کی نوک پر دیکھا۔ یہ آپ کے خواب کی تصدیق و تعبیر تھی۔[۵۲]

[ل] یعنی اکیسویں[۲۱] تیئسویں[۲۳] پچیسویں[۲۵] ستائیسویں[۲۷] انتیسویں[۲۹] شب میں ۱۲ منہ [۵۲] کہ میں اس شب میں پانی اور کیچڑ میں سجدہ کر رہا ہوں ترجمہ باب یہیں سے نکلتا ہے کہ آپ نے پیشانی اور ناک پر سجدہ کیا حمیدی نے اس حدیث سے یہ دلیل لی پیشانی اور ناک میں اگر مٹی لگ جائے تو نماز میں نہ پونچھے شب قدر کا مفصل بیان خدا چاہے تو آگے آئے گا ۱۲ منہ۔

تَمَّ الْجُزْءُ الثَّالِثُ وَيَتْلُوهُ الْجُزْءُ الرَّابِعُ إِنْ شَاءَ اللهُ تَعَالَى۔ تیسرا پارہ تمام ہوا اب چوتھا پارہ اللہ چاہے تو شروع ہوتا ہے۔

چوتھا پارہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا

باب : المکث بین السجدتین :

فصلی صلوٰۃ عمرو بن سلمۃ الخ۔ حضرت ایوب سختیانی کبار تابعین میں سے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ جلسہ استراحۃ کرتے ہوئے کسی کو نہیں دیکھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ تابعین وصحابہ عامہ جلسہ استراحہ نہیں کرتے تھے اور جس محل پر امام صاحبؒ اتارتے ہیں کہ آپؐ سے یہ جلسہ ضعف کی وجہ سے صادر ہوا عامہ تابعین وصحابہ اسی پر محمول کرتے تھے۔ یہ احناف کی دلیل ہے۔

باب ص۱۱۴ : یکبر وھو ینھض من السجدتین الخ یہ مذہب جمہور کا ہے مگر امام مالکؒ فرماتے ہیں، کہ جب کھڑا ہو جائے، تو اس وقت تکبیر کہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ چونکہ پہلی رکعت میں بھی کھڑے ہو کر تکبیر کہی جاتی ہے لہٰذا بقیہ رکعات میں بھی اسی طرح ہونا چاہیئے، مگر روایتِ باب جمہور کے مسلک کی تائید کرتی ہے۔

احناف کے ہاں مشہور یہ ہے کہ مرد کے لئے تشہد میں افتراش چاہیئے۔ مگر عورت کے لئے تورک ہے۔ مصنفؒ فرماتے ہیں، کہ سب کے لئے افتراش ہے۔ چنانچہ ام الدرداءؓ افتراش کرتی تھی اور وہ فقیہہ ہیں۔ لہٰذا ان کا فعل حجت ہوگا۔ مگر شوافع وغیرہ جو کہتے ہیں کہ ہم رجال ونحن رجال وہ اس سے استدلال نہیں کر سکتے دوسرے یہ حکم مدرک بالقیاس ہے۔ کیونکہ عموماً رجال اور نساء کے احکام مشترک ہوتے ہیں۔ ام الدرداءؓ نے سمجھا کہ جیسے مردوں کے لئے افتراش ہے، ایسے ہی عورتوں کے لئے بھی افتراش ہوگا تو یہ قیاسی چیز ہوئی مگر احناف کا استدلال مصنف ابن ابی شیبہ کی روایت سے ہے، کہ عورت کے لئے تورک ہے کیونکہ اس میں تستر ہوتا ہے لیکن احناف کی ایک جماعت نساء کے لئے بھی افتراش کی قائل ہے مگر تورک اور افتراش پر یہ اختلاف اَولویت اور عدم اَولویت میں ہے۔ جواز میں اختلاف نہیں ہے۔

باب ص۱۱۵ : التشھد فی الاخرۃ ۔ روایت مختصر ہے جس کی وجہ سے معنی سمجھنے میں دشواری پیش آتی ہے۔ واقعہ

یہ ہے ، کہ یہ لوگ التحیات میں السلام علی اللہ والسلام علیٰ جبریل کہا کرتے تھے اور یہ سمجھتے تھے کہ السلام تحیہ ہے ، حالانکہ یہ دعا ہے ۔ اس لئے آپؐ نے فرمایا ان اللہ ھو السلام اس پر سلامتی بھیجنے کے کیا معنیٰ ؟

باب ص۱۱۵ : الدعاء قبل السلام : انی ظلمت نفسی الخ ۔ اس پر شبہ ہوتا ہے کہ ظلم کے معنی تصرف فی ملک الغیر کے ہیں ۔ تو پھر نفس پر ظلم کیسے ہوگا ؟ کہا جائے گا کہ انسان اپنے آپ کا مالک نہیں بلکہ خداوند تعالیٰ کی ملکیت میں ہے ۔ اس لئے خودکشی پر مواخذہ کیا جاتا ہے ۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ ظلم کے معنی وضع الشئ فی غیر محلہ کے ہیں تو مقصد یہ ہے ، کہ اپنے نفس کو نجات دلاؤ اور غیر محل میں اسے استعمال نہ کرو ۔

فاغفرلی مغفرۃ من عندک اس پر اشکال وارد ہوتا ہے کہ مغفرت تو باری تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے ۔ پھر مغفرۃ من عندک کہنا تحصیل حاصل ہے ۔ اس کا جواب یہ ہے کہ مغفرتً من عندک معنی میں ہے مغفرۃ تلیق بشانک اور ایک جواب یہ ہے کہ مغفرۃ مبلا استحقاق منا کے معنی ہیں ۔

باب ص۱۱۵ : من لم یمسح جبھہ وانفہ حتی صلی الخ ۔ آثار عبادت کو باقی رکھنا جمہور اسے پسند فرماتے ہیں اور انہیں زائل کرنا خلاف اولیٰ قرار دیتے ہیں ، کیونکہ باری تعالیٰ اس اثر کو پسند کرتے ہیں ، جو نماز کی وجہ سے پڑ جاتا ہے ۔ آپؐ نے بھی کبھی اثرِ عبادت کو زائل نہیں کیا ۔ چنانچہ روایتِ باب سے معلوم ہوتا ہے ، کہ آپؐ نے اثرِ عبادت کو زائل نہیں کیا حمیدی نے اسی سے استدلال کیا ہے ۔

باب ص۱۱۵ : التسلیم ۔ جمہور مقتدی کے لئے دو سلام کہتے ہیں مگر امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ مقتدی کو تین سلام کہنے چاہئیں ۔ قبل الوجہ امام کے جواب دینے کے لئے ہے ۔ چنانچہ فسلمنا حین سلم سے مصنفؒ اسی کو[1]

باب ص۱۱۶ : الذکر بعد الصلوٰۃ ۔

جمہور فرماتے ہیں کہ صلوٰتِ خمس کے بعد رفع الصوت بالذکر بدعت ہے ۔ مگر ابنِ عباسؓ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے ، کہ وہ انقضاء صلوٰۃ اسی سے معلوم کرتے تھے اور یہ صغیر السن تھے ۔ چنانچہ ابنِ حزم ظاہری کا یہی مسلک ہے ۔

دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ عورتیں سلام سے انقضاء صلوٰۃ معلوم کرتی تھیں اور قرآن مجید میں ادعوا ربکم تضرعا وخفیہ کا ارشاد ہے ، تو امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ بعض اوقات آپ نے تعلیمِ امت کے لئے اس کا اظہار کیا دوام آپ سے ثابت نہیں ورنہ آپ ذکر و اذکار خفیہ کیا کرتے تھے ۔

تیسری روایت میں جو ادرکتم من سبقکم الخ ہے اس سے بعض کہتے ہیں کہ تینوں کے اندر سبقیہ اور بعدیہ زمانی ہے کیونکہ امم سابقہ میں عمریں بہت زیادہ تھیں جس پر وہ بہت ریاضت کرتے تھے مگر ہماری عمریں تھوڑی ہیں یقینی بات ہے کہ عبادت تھوڑی ہوگی تو آپؐ فرماتے ہیں کہ اگر تم نے یہ تسبیحات پڑھیں تو من سبقکم (سابقین امم) کو پالو گے یعنی ان کا سا ثواب تمہیں ملے گا اور ایسے ہی جو تمہارے زمانے میں موجود ہیں ان سے بھی سبقت لے جاؤ گے ۔ مگر

[1] ثابت کرتے ہیں کہ اگر درمیان میں سلام کہا جائے تو فسلمنا حین سلم سے مراد یہ ہوگا والا فلا ۔

بعض محققین فرماتے ہیں، کہ سبقیت سے سبقیتِ مرتبی مراد ہے، کہ جو اپنے اموال کی وجہ سے مراتب حاصل کر گئے چنانچہ یہ شاکین حضرات یہی بات کہہ رہے ہیں ولھم فضل من اموال الخ تو آپ فرماتے ہیں کہ اگر تم نے یہ تسبیحات پڑھیں تو ان متمولین سے بھی سبقت لے جاؤ گے اور جو تم جیسے ہیں وہ بھی تمہیں نہیں پہنچ سکیں گے البتہ وہ جو یہ تسبیحات پڑھیں گے (وہ تمہارے برابر ہوں گے)

باب ص۱۱۸: الانفتال والانصراف۔ آپ سے دونوں فعل ثابت ہیں، کہ یمیناً بھی انصراف ہوتا تھا اور یساراً بھی۔ مگر ان میں سے کسی ایک پر التزام کرنا اس میں شیطان کا حصہ ہوتا ہے۔ اس سے فقہا نے ایک قاعدہ کلیہ استنباط کیا کہ التزام بما لا یلزم بدعۃ ہے احیاناً اگر ہو جائے تو کوئی حرج نہیں۔ عادت نہیں بنانی چاہیئے۔

باب ص۱۱۸: وضوء الصبیان الخ چونکہ روایت میں ہے کہ رفع عن الصبیان حتی احتلم والمجنون حتی افاق والنائم حتی استیقظ اس لئے شبہ پڑتا ہے کہ اگر صبی قبل الاحتلام اسلام لائے یا نماز پڑھتا ہے یا کوئی اور عبادت کرتا ہے تو اس کی وہ عبادت قابلِ اعتماد ہو گی یا نہیں؟ جمہور فرماتے ہیں کہ صبی ممیز کے لیے تمام احکام میں اعتبار ہو گا، مگر کفر و الحاد کی وجہ سے اسے قتل نہ کیا جائے گا۔ غیر ممیز مثل مجنون کے ہے۔ مصنفؒ بھی مسئلہ یہاں بیان کرتے ہیں، کہ صبی کے لئے فرائض و نوافل میں دو شانیں ہیں۔ اس عبادت کا معتبر ہونا اور ثواب کا ہونا اور اس کے شرائط کا مطالبہ کرنا اس کا اعتبار کیا جائے گا اگر وہ انہیں ترک کرے تو عقاب اس پر نہ ہو گا۔ یا مصنفؒ کا انعقاد باب سے مقصد یہ ہے کہ زمانہ سعادت میں یہ چیزیں جاری کرائی گئیں اور ان کا وجوب بیان کرتے ہیں لیکن اگر وہ انہیں ترک کر دے تو عقاب نہ ہو گا۔

باب ص۱۱۹: خروج النساء۔

حضرت مصنفؒ نے باب خروج النساء کے تحت چند روایات ذکر کیں، جن سے خروج النساء الی المسجد معلوم ہوتا ہے۔ اخیر کی روایت حضرت عائشہؓ کی ممانعت پر دلالت کرتی ہے غالباً مصنفؒ کا مسلک وہی ہے جو جمہور کا ہے کہ اگر فساد اور فتنے کا اندیشہ نہ ہو اور تعلیم کی ضرورت ہو، تو ان کا نکلنا جائز ہے والا فلا۔

باب ص۱۱۹: استیذان المرءۃ:

استاذنت المرءۃ الخ۔ اس سے معلوم ہوا کہ عورتوں کو باہر نکلنے میں اختیار نہیں ہے۔ اگر مرد اجازت دے تو نکل سکتی ہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر مرد روکنا چاہے تو روک سکتا ہے۔

باب ۵۲۶ عَقْدِ الثِّيَابِ وَشَدِّهَا وَمَنْ ضَمَّ إِلَيْهِ ثَوْبَهُ إِذَا خَافَ أَنْ تَنْكَشِفَ عَوْرَتُهُ۔

باب۔ اثنائے نماز میں کپڑوں میں گرہ لگانا اور باندھنا کیسا ہے۔ نیز اگر کسی نے ستر کھلنے کے ڈر سے ایسا کپڑا لپیٹا تو کیا حکم ہے؟

۷۷۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ كَانَ النَّاسُ يُصَلُّونَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُمْ عَاقِدُو أُزْرِهِمْ مِنَ الصِّغَرِ عَلَى رِقَابِهِمْ فَقِيلَ لِلنِّسَاءِ لَا تَرْفَعْنَ رُءُوسَكُنَّ حَتَّى يَسْتَوِيَ الرِّجَالُ جُلُوسًا۔

(از محمد بن کثیر از سفیان از ابو حازم) سہل بن سعدؓ فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لوگ اپنے تہ بندوں میں گردن پر گرہ لگا کر نماز پڑھا کرتے کیونکہ تہ بند چھوٹے تھے، عورتوں سے کہا گیا تھا جب تک (سجدہ سے) مرد اچھی طرح اٹھ کر بیٹھ نہ جائیں۔ اُس وقت تک اپنے سر نہ اٹھاؤ۔ [۱]

بَابُ ۵۲۷ لَا يَكُفُّ شَعَرًا۔

باب۔ (نماز میں) بالوں کو نہ سمیٹے۔

۷۷۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أُمِرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَسْجُدَ عَلَى سَبْعَةِ أَعْظُمٍ وَلَا يَكُفَّ شَعَرَهُ وَلَا ثَوْبَهُ۔

(از ابو النعمان از حماد بن زید از عمرو بن دینار از طاؤس) ابن عباس فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا گیا، کہ سجدے میں سات اعضائے بدن ٹیکے جائیں اور درمیان نماز اپنے بالوں اور کپڑوں کو نہ سمیٹیں۔ [۲]

بَابُ ۵۲۸ لَا يَكُفُّ ثَوْبَهُ فِي الصَّلٰوةِ۔

باب۔ کپڑوں کو نہ سمیٹے (درمیان نماز)

۷۷۸۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ عَمْرٍو عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أُمِرْتُ أَنْ أَسْجُدَ عَلَى سَبْعَةِ أَعْظُمٍ لَا أَكُفُّ شَعَرًا وَلَا ثَوْبًا۔

(از موسیٰ بن اسمٰعیل از ابو عوانہ از عمرو از طاؤس) ابن عباس کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے حکم دیا گیا کہ سات اعضاء سجدے میں ٹیکوں اور نہ بال سمیٹوں نہ کپڑے (درمیان نماز)

بَابُ ۵۲۹ التَّسْبِيحِ وَالدُّعَاءِ فِي السُّجُودِ۔

باب۔ سجدے میں دعا اور تسبیح پڑھنا۔

۷۷۹۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ سُفْيَانَ قَالَ حَدَّثَنِي مَنْصُورٌ عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ

(از مُسدّد از یحییٰ از سفیان از منصور از مسلم از مسروق) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رکوع وسجود میں اکثر یہ دعا پڑھتے تھے سبحانك اللهم ربنا وبحمدك اللهم اغفرلی (پاک ہے تو اے اللہ،

---

[۱] اس سے یہ غرض تھی کہ عورتوں کی نگاہ مردوں کے ستر پر نہ پڑے ۱۲ منہ [۲] کیونکہ بال بھی سجدہ کرتے ہیں جیسے دوسری روایت میں ہے ایک روایت میں ہے کہ جوڑے پر شیطان بیٹھ جاتا ہے ۱۲ منہ۔

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكْثِرُ اَنْ يَقُوْلَ فِيْ رُكُوْعِهٖ وَ سُجُوْدِهٖ سُبْحٰنَكَ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ يَتَاَوَّلُ الْقُرْاٰنَ۔

تجھی کو زیبا ہے حمد وستائش، اے اللہ مجھے بخش دے) آنحضرت قرآن میں نازل شدہ حکم کی تعمیل فرماتے [۱]

بَاب۵۳ اَلْمُكْثِ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ۔

باب۔ دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنا۔

۷۸۰۔ حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ اَبِيْ قِلَابَةَ اَنَّ مَالِكَ ابْنَ الْحُوَيْرِثِ قَالَ لِاَصْحَابِهٖ اَلَا اُنَبِّئُكُمْ صَلٰوةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَذَاكَ فِيْ غَيْرِ حِيْنِ صَلٰوةٍ فَقَامَ ثُمَّ رَكَعَ فَكَبَّرَ ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَهٗ فَقَامَ هُنَيَّةً ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَهٗ هُنَيَّةً ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَهٗ هُنَيَّةً فَصَلّٰى صَلٰوةَ عَمْرِو ابْنِ سَلِمَةَ شَيْخِنَا هٰذَا قَالَ اَيُّوْبُ كَانَ يَفْعَلُ شَيْئًا لَّمْ اَرَهُمْ يَفْعَلُوْنَهٗ كَانَ يَقْعُدُ فِي الثَّالِثَةِ اَوِ الرَّابِعَةِ فَاَتَيْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَقَمْنَا عِنْدَهٗ فَقَالَ لَوْ رَجَعْتُمْ اِلٰى اَهَالِيْكُمْ صَلُّوْا صَلٰوةَ كَذَا فِيْ حِيْنِ كَذَا صَلُّوْا صَلٰوةَ كَذَا فِيْ حِيْنِ كَذَا فَاِذَا حَضَرَتِ الصَّلٰوةُ فَلْيُؤَذِّنْ اَحَدُكُمْ وَلْيَؤُمَّكُمْ اَكْبَرُكُمْ۔

(از ابو النعمان از حماد از ایوب از ابو قلابہ) مالک بن حویرث صحابی نے اپنے ساتھیوں سے کہا کیا میں تمہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز نہ بتاؤں؟ ابو قلابہ نے کہا اس وقت کسی فرض نماز کا وقت نہیں تھا مالک کھڑے ہوئے، پھر رکوع کیا اور اللہ اکبر کہا پھر سر اٹھایا اور تھوڑی دیر ٹھیرے رہے [۲] پھر سجدہ کیا پھر سر اٹھایا تھوڑی دیر پھر سجدہ کیا پھر سر اٹھایا تھوڑی دیر ٹھیرے رہے [۳] الغرض ہمارے شیخ عمرو بن سلمہ کی طرح نماز پڑھی۔ ایوب سختیانی کہتے ہیں عمرو بن سلمہ ایک ایسی بات کرتے تھے جو میں نے اور لوگوں کو کرتے نہیں دیکھی تھی۔ وہ تیسری رکعت کے بعد یا چوتھی کے شروع میں بیٹھتے تھے۔ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، کچھ عرصہ قیام کیا۔ پھر آپ نے فرمایا: تم اپنے لوگوں میں جاؤ (تو بہتر ہے) دیکھو فلاں نماز فلاں وقت، فلاں نماز فلاں وقت پڑھنا، اور نماز کے وقت ایک شخص اذان دے اور بڑا آدمی امامت کرے۔

۷۸۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيْمِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اَحْمَدَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الزُّبَيْرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ اَبِيْ لَيْلٰى عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ كَانَ سُجُوْدُ النَّبِيِّ

(از محمد بن عبد الرحیم از ابو احمد محمد بن عبد اللہ زبیری از مسعر از حکم از عبد الرحمٰن ابن ابی لیلیٰ) حضرت براء فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سجدہ، رکوع اور جلسہ (دونوں سجدوں میں بیٹھنا) برابر ہوتے تھے [۴]

---

[۱] قرآن میں ہے فسبح بحمد ربک واستغفرہ آپ کی دعائے رکوع وسجود اس آیت کی تعمیل ہے ۱۲ منہ [۲] یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے کیونکہ دونوں سجدوں کے بیچ میں ٹھیرنا بیان ہوا ۱۲ منہ [۳] بعضے نسخوں میں یہ عبارت ثم سجد ثم رفع راسہ ہنیۃ ایک ہی بار ہے اور یہی صحیح معلوم ہوتا ہے نسخہ قسطلانی مطبوعہ مصر میں بھی یہ عبارت ایک ہی بار ہے ۱۲ منہ [۴] قسطلانی نے کہا یہ جماعت کی نماز کا ذکر ہے اکیلے آدمی کو اختیار ہے کہ وہ اعتدال اور قومہ سے رکوع اور سجدہ دونا کرے حدیث کی مطابقت ترجمہ باب سے ظاہر ہے ۱۲ منہ۔

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرُكُوعُهُ وَقُعُودُهُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ قَرِيبًا مِنَ السَّوَاءِ۔

۷۸۲۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ إِنِّي لَا آلُو أَنْ أُصَلِّيَ بِكُمْ كَمَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي بِنَا قَالَ ثَابِتٌ كَانَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ يَصْنَعُ شَيْئًا لَمْ أَرَكُمْ تَصْنَعُونَهُ كَانَ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ قَامَ حَتَّى يَقُولَ الْقَائِلُ قَدْ نَسِيَ وَبَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ حَتَّى يَقُولَ الْقَائِلُ قَدْ نَسِيَ۔

(از سلیمان بن حرب از حماد بن زید از ثابت) انس بن مالکؓ فرماتے ہیں میں اس بات میں کوئی کوتاہی نہ کروں گا کہ تمہیں وہ نماز پڑھاؤں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پڑھاتے دیکھی۔ ثابت کہتے ہیں انس بن مالکؓ ایک ایسی بات (نماز میں) کرتے تھے جو میں نے تمہیں کرتے نہیں دیکھا۔ جب وہ اپنا سر رکوع سے اٹھاتے تو اتنی دیر ٹھیرتے کہ کوئی سمجھے یہ بالکل بھول گئے ہیں (نماز پڑھنا) اسی طرح جلسے میں بھی اتنی دیر بیٹھے کہ کہنے والا کہے (نماز پڑھنا) یہ بھول گئے ہیں۔

بَابُ ۵۳۱ لَا يَفْتَرِشُ ذِرَاعَيْهِ فِي السُّجُودِ۔ وَقَالَ أَبُو حُمَيْدٍ سَجَدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَوَضَعَ يَدَيْهِ غَيْرَ مُفْتَرِشٍ وَلَا قَابِضِهِمَا۔

باب۔ سجدہ کرتے وقت اپنی کہنیاں زمین پر نہ بچھا دے۔ ابو حمید کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ کیا دونوں ہاتھ زمین پر رکھے، باہیں نہیں بچھائیں نہ انہیں پہلو سے ملایا۔

۷۸۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اعْتَدِلُوا فِي السُّجُودِ وَلَا يَبْسُطْ أَحَدُكُمْ ذِرَاعَيْهِ انْبِسَاطَ الْكَلْبِ۔

(از محمد بن بشار از محمد بن جعفر از شعبہ از قتادہ از انس بن مالک) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سجدے میں اعتدال کرو (یعنی ٹھیک طرح ادا کرو) اور تم میں سے کوئی شخص کتے کی طرح اپنی باہیں زمین پر نہ بچھا دے۔[1]

بَابُ ۵۳۲ مَنِ اسْتَوَى قَاعِدًا فِي وِتْرٍ مِنْ صَلٰوتِهِ ثُمَّ نَهَضَ۔

باب۔ نماز کی طاق رکعت کے بعد سیدھے بیٹھ کر اٹھنا (جلسۂ استراحت کرنا)۔

۷۸۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ قَالَ أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ قَالَ

(از محمد بن صباح از ہشیم از خالد حذاء از ابو قلابہ) مالک بن حویرث لیثی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ نماز میں جب آپ طاق

[1] کیونکہ اس طرح باہیں بچھا دینا سستی اور کاہلی کی نشانی ہے قسطلانی نے کہا اگر کوئی ایسا کرے تو اس کی نماز صحیح ہو جائے گی مگر مکروہ تنزیہی ہوگی ۱۲ منہ۔

أَخْبَرَنِي مَالِكُ بْنُ الْحُوَيْرِثِ اللَّيْثِيُّ أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فَإِذَا كَانَ فِي وِتْرٍ مِنْ صَلَاتِهِ لَمْ يَنْهَضْ حَتَّى يَسْتَوِيَ قَاعِدًا۔

رکعت ختم کرتے تو جب تک سیدھی طرح بیٹھ نہ جاتے، کھڑے نہ ہوتے۔

باب ۵۳۳ كَيْفَ يَعْتَمِدُ عَلَى الْأَرْضِ إِذَا قَامَ مِنَ الرَّكْعَةِ۔

باب۔ جب رکعت پڑھ کر اُٹھنا چاہے تو زمین پر کیسے ہاتھوں کو ٹیکے۔

۷۸۵۔ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ قَالَ جَاءَنَا مَالِكُ بْنُ الْحُوَيْرِثِ فَصَلَّى بِنَا فِي مَسْجِدِنَا هٰذَا فَقَالَ إِنِّي لَأُصَلِّي بِكُمْ وَمَا أُرِيدُ الصَّلَاةَ لٰكِنِّي أُرِيدُ أَنْ أُرِيَكُمْ كَيْفَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي قَالَ أَيُّوبُ فَقُلْتُ لِأَبِي قِلَابَةَ وَكَيْفَ كَانَتْ صَلَاتُهُ قَالَ مِثْلَ صَلَاةِ شَيْخِنَا هٰذَا يَعْنِي عَمْرَو بْنَ سَلِمَةَ قَالَ أَيُّوبُ كَانَ ذٰلِكَ الشَّيْخُ يُتِمُّ التَّكْبِيرَ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ عَنِ السَّجْدَةِ الثَّانِيَةِ جَلَسَ وَاعْتَمَدَ عَلَى الْأَرْضِ ثُمَّ قَامَ۔

(از معلی بن اسد از وہیب از ایوب) ابوقلابہ فرماتے ہیں ہمارے پاس مالک بن حویرث آئے انہوں نے اس مسجد میں نماز پڑھائی اور کہا میرا ارادہ نماز پڑھنے کا نہیں بلکہ تمہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز دکھانا چاہتا ہوں کہ وہ کیسے پڑھتے تھے۔ ایوب کہتے ہیں میں نے ابوقلابہ سے پوچھا ان کی نماز کیسے تھی؟ جواب دیا جیسے ہمارے اس شیخ یعنی عمرو بن سلمہ کی۔ ایوب کہتے ہیں وہ شیخ پوری مرتبہ اللہ اکبر کہتے تھے (یعنی بائیس دفعہ) اور جب وہ سجدہ ثانیہ سے سر اُٹھاتے تو (طاق رکعت کے بعد) زمین پر اچھی طرح سیدھے بیٹھ جاتے اور پھر اُٹھتے۔

باب ۵۳۴ يُكَبِّرُ وَهُوَ يَنْهَضُ مِنَ السَّجْدَتَيْنِ وَكَانَ ابْنُ الزُّبَيْرِ يُكَبِّرُ فِي نَهْضَتِهِ۔

باب۔ دونوں سجدوں میں ہر سجدے کے بعد جب اُٹھے تو تکبیر کہے، حضرت ابن زبیر اُٹھتے وقت تکبیر کہتے تھے۔

۷۸۶۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ صَلَّى لَنَا أَبُو سَعِيدٍ فَجَهَرَ بِالتَّكْبِيرِ حِينَ رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ السُّجُودِ وَحِينَ سَجَدَ وَحِينَ رَفَعَ وَحِينَ قَامَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ وَقَالَ هٰكَذَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

(از یحییٰ بن صالح از فلیح بن سلیمان) سعید بن حارث فرماتے ہیں، ابوسعید نے ہمیں نماز پڑھائی، تو اللہ اکبر آواز سے کہتے، جب سر اُٹھاتے سجود سے اور جب سجدے میں جاتے اور جب سجدے سے سر اٹھاتے اور جب دو رکعتوں کے بعد قیام کرتے اور ابوسعید نے کہا اسی طرح میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ اکبر کہتے دیکھا۔

۷۸۷ ۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا غَيْلَانُ بْنُ جَرِيرٍ عَنْ مُطَرِّفٍ قَالَ صَلَّيْتُ أَنَا وَعِمْرَانُ ابْنُ الْحُصَيْنِ صَلٰوةً خَلْفَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَكَانَ إِذَا سَجَدَ كَبَّرَ وَإِذَا رَفَعَ كَبَّرَ وَإِذَا نَهَضَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ كَبَّرَ فَلَمَّا سَلَّمَ أَخَذَ عِمْرَانُ بِيَدِي فَقَالَ لَقَدْ صَلّٰى بِنَا هٰذَا صَلٰوةَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ قَالَ لَقَدْ ذَكَّرَنِي هٰذَا صَلٰوةَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔

(از سلیمان بن حرب از حماد بن زید از غیلان بن جریر) مطرف فرماتے ہیں میں نے اور عمران بن حصین نے حضرت علیؓ بن ابی طالب کے پیچھے نماز پڑھی، تو حضرت علی جب سجدے میں جانے لگتے اللہ اکبر کہتے، سجدہ سے اُٹھنے لگتے اللہ اکبر کہتے۔ دو رکعتوں کے بعد اُٹھتے تو اللہ اکبر کہتے، جب سلام پھیرا تو عمران نے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا حضرت علیؓ نے ہمیں بالکل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے نمونے کی نماز پڑھائی ہے یا یوں کہا کہ حضرت علیؓ نے مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز یاد دلادی ہے [1]

بَاب ۵۳۵ سُنَّةِ الْجُلُوسِ فِي التَّشَهُّدِ وَكَانَتْ أُمُّ الدَّرْدَاءِ تَجْلِسُ فِي صَلٰوتِهَا جِلْسَةَ الرَّجُلِ وَكَانَتْ فَقِيهَةً ۔

باب ۔ تشہد میں بیٹھنا سنت ہے ۔ حضرت ام درداء اپنی نماز میں اسی طرح بیٹھتی تھیں جس طرح مرد بیٹھتے ہیں ۔ آپ بڑی عالم خاتون تھیں ۔

۷۸۸ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ كَانَ يَرَى عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ عُمَرَ يَتَرَبَّعُ فِي الصَّلٰوةِ إِذَا جَلَسَ فَفَعَلْتُهُ وَأَنَا يَوْمَئِذٍ حَدِيثُ السِّنِّ فَنَهَانِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ وَقَالَ إِنَّمَا سُنَّةُ الصَّلٰوةِ أَنْ تَنْصِبَ رِجْلَكَ الْيُمْنٰى وَتَثْنِيَ الْيُسْرٰى فَقُلْتُ إِنَّكَ تَفْعَلُ ذٰلِكَ فَقَالَ إِنَّ رِجْلَايَ لَا تَحْمِلَانِي

(از عبداللہ بن مسلمہ از مالک از عبدالرحمن بن قاسم) عبداللہ بن عبداللہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو دیکھتے تھے کہ وہ نماز میں چار زانو ہوکر بیٹھتے ۔ میں بھی اسی طرح بیٹھتا، میں اس وقت کم سن تھا ۔ مجھے انہوں نے یعنی ابن عمر نے اس طرح بیٹھنے سے منع کیا اور فرمایا بیٹھنے کا مسنون طریقہ یہ ہے، کہ دایاں پاؤں کھڑا کیا کر اور بایاں پاؤں کو دُہرا کر لیا کر ۔ میں نے عرض کیا آپ تو اسی طرح بیٹھتے ہیں (جس سے آپ منع فرما رہے ہیں) حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے جواب دیا (میں معذور ہوں) میرے پاؤں بوجھ نہیں اُٹھا سکتے ۔

۷۸۹ ۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ خَالِدٍ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ

(از یحییٰ بن بکیر از لیث از خالد از سعید از محمد بن عمرو بن حلحلہ از محمد بن عمرو بن عطاء) دوسری سند (از لیث از یزید بن ابی حبیب

[1] یہ مطرف راوی کا شک ہے ۱۲ منہ ۔

عَمْرٍو ابْنِ حَلْحَلَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ ح قَالَ وَحَدَّثَنِي اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ وَيَزِيدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَلْحَلَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ أَنَّهُ كَانَ جَالِسًا مَعَ نَفَرٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْنَا صَلٰوةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَبُو حُمَيْدٍ السَّاعِدِيُّ أَنَا كُنْتُ أَحْفَظَكُمْ لِصَلٰوةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَيْتُهُ إِذَا كَبَّرَ جَعَلَ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ وَإِذَا رَكَعَ أَمْكَنَ يَدَيْهِ مِنْ رُكْبَتَيْهِ ثُمَّ هَصَرَ ظَهْرَهُ فَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ اسْتَوٰى حَتّٰى يَعُودَ كُلُّ فَقَارٍ مَكَانَهُ وَإِذَا سَجَدَ وَضَعَ يَدَيْهِ غَيْرَ مُفْتَرِشٍ وَّلَا قَابِضِهِمَا وَاسْتَقْبَلَ بِأَطْرَافِ أَصَابِعِ رِجْلَيْهِ الْقِبْلَةَ فَإِذَا جَلَسَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ جَلَسَ عَلٰى رِجْلِهِ الْيُسْرٰى وَنَصَبَ الْيُمْنٰى فَإِذَا جَلَسَ فِي الرَّكْعَةِ الْآخِرَةِ قَدَّمَ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى وَنَصَبَ الْأُخْرٰى وَقَعَدَ عَلٰى مَقْعَدَتِهِ وَسَمِعَ اللَّيْثُ يَزِيدَ بْنَ أَبِي حَبِيبٍ وَّيَزِيدُ مِنْ مُحَمَّدِ بْنِ حَلْحَلَةَ وَابْنُ حَلْحَلَةَ مِنَ ابْنِ عَطَاءٍ وَّ قَالَ أَبُو صَالِحٍ عَنِ اللَّيْثِ كُلُّ فَقَارٍ مَكَانَهُ وَقَالَ ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَيُّوبَ قَالَ حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ أَبِي حَبِيبٍ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ

و یزید بن محمد از محمد بن عمرو بن حلحلہ) محمد بن عمرو بن عطاء چند صحابہ کرام کے ساتھ بیٹھے تھے[1]، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا ذکر ہوا، تو ابوحمید ساعدی نے کہا، مجھے تم سب سے زیادہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا طریقہ یاد ہے۔ میں نے دیکھا کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر تحریمہ کہتے، تو اپنے دونوں شانوں کے برابر دونوں ہاتھ اٹھاتے۔ جب رکوع کرتے تو اپنے دونوں ہاتھ گھٹنوں سے خوب جما دیتے اور اپنی پیٹھ جھکا کر گردن اور سر کے برابر کر دیتے۔ پھر سر اٹھا کر سیدھے کھڑے ہو جاتے۔ حتیٰ کہ ہر پسلی اپنی جگہ پر آ جاتی، جب سجدہ کرتے تو دونوں ہاتھ زمین پر رکھتے۔ بانہوں کو نہ بچھاتے، نہ سمیٹتے، پاؤں کی انگلیوں کو قبلہ رُخ کرتے، جب دو رکعتوں کے بعد تشہد میں بیٹھتے تو بایاں پاؤں لٹا کر بیٹھتے اور دایاں پاؤں کھڑا رکھتے، جب آخری رکعت کے بعد تشہد میں بیٹھتے تو بایاں پاؤں آگے رکھتے اور دایاں کھڑا کرتے اور سرین کے بل بیٹھتے۔

لیث نے یزید بن ابی حبیب سے سنا اس نے محمد بن حلحلہ سے اس نے ابن عطاء سے سنا۔ ــــــ (اس لحاظ سے یہ حدیث منقطع نہیں) ابو صالح نے لیث سے نقل کیا کل فقار مکانہ (ہر پسلی اپنی جگہ پر آ جاتی)۔ اس حدیث کو ابن مبارک نے بحوالہ یحییٰ بن ایوب از یزید بن ابی حبیب از محمد بن عمرو بن حلحلہ روایت کیا اس میں یہ لفظ کل فقارٍ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پسلی اپنی جگہ آ جاتی گویا صرف ہٗ کا لفظ زیادہ ہے۔)

[1] صحیح ابن خزیمہ میں ہے کہ دس صحابہ کے ساتھ بیٹھے تھے ان میں سہل بن سعد اور ابو اسید ساعدی اور محمد بن مسلمہ اور ابو ہریرہ اور ابو قتادہ تھے اور باقی صحابہ کا نام معلوم نہیں ہوا ۱۲ منہ۔

عَمْرُو بْنِ حَلْحَلَةَ حَدَّثَهُ كُلُّ فَقَارِهِ -

بَاب ۵۳۶ مَنْ لَمْ يَرَ التَّشَهُّدَ الْأَوَّلَ وَاجِبًا لِأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ وَلَمْ يَرْجِعْ -

باب - وہ شخص جو تشہد اول کو واجب نہیں سمجھتا کیونکہ آنحضرت دو رکعتوں کے بعد فوراً کھڑے ہوئے (بغیر تشہد کے) اور بیٹھے نہیں -

۷۹۰ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ هُرْمُزَ مَوْلَى بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَقَالَ مَرَّةً مَوْلَى رَبِيعَةَ بْنِ الْحَارِثِ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ بُحَيْنَةَ قَالَ وَهُوَ مِنْ أَزْدِ شَنُوءَةَ وَهُوَ حَلِيفٌ لِبَنِي عَبْدِ مَنَافٍ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى بِهِمُ الظُّهْرَ فَقَامَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ لَمْ يَجْلِسْ فَقَامَ النَّاسُ مَعَهُ حَتّٰى إِذَا قَضَى الصَّلٰوةَ وَانْتَظَرَ النَّاسُ تَسْلِيمَهُ كَبَّرَ وَهُوَ جَالِسٌ فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يُسَلِّمَ ثُمَّ سَلَّمَ -

(از ابوالیمان از شعیب از زہری) عبدالرحمٰن بن ہرمز غلام بنی عبدالمطلب یا غلام ربیعہ بن حارث کہتے ہیں کہ عبداللہ بن بحینہ جو قبیلہ ازدشنوءہ سے تعلق رکھتے تھے بنی عبد مناف کے حلیف تھے[۱] اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی تھے وہ فرماتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ظہر کی نماز پڑھائی، دو رکعتوں کے بعد فوراً کھڑے ہوئے (بغیر تشہد کے) بیٹھے نہیں، صحابہؓ بھی آپؐ کے ساتھ کھڑے ہوئے، جب نماز ختم کرنے کو تھے اور صحابہؓ سلام کے منتظر تھے تو آپؐ نے اللہ اکبر کہا دو سجدے کیئے پھر سلام پھیرا۔[۲]

بَاب ۵۳۷ التَّشَهُّدِ فِي الْأُولٰى -

باب - قعدہ اولیٰ میں تشہد (تین یا چار رکعت والی نماز میں دو رکعت کے بعد قعدہ اور تشہد)۔

۷۹۱ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا بَكْرٌ عَنْ جَعْفَرٍ

(از قتیبہ از بکر از جعفر بن ربیعہ از اعرج) عبداللہ بن مالک

---

[۱] جاہلیت کے زمانہ میں ایک شخص کسی قوم سے جاکر معاہدہ کرلیتا کہ میں ہمیشہ تمہارے ساتھ رہوں گا تمہارے دوست کا دوست اور دشمن کا دشمن تو اس کو اس قوم کا حلیف کہتے ۱۲ منہ [۲] لوگوں نے یاد دلانے کے لیے سبحان اللہ کہا مگر آپ بیٹھے نہیں۔ اگر تشہد فرض ہوتا، تو آپ یاد دلانے پر بیٹھتے جیسے رکوع یا سجدہ بھول جانے پر مقتدی یاد دلائیں، تو فوراً اسے ادا کردیا جاتا ہے ایسا آپ نے نہیں کیا۔ یہ دلیل ہے ان کی جو تشہد کو فرض نہیں سمجھتے ہیں۔ لیکن اس کا جواب خود اس حدیث میں آگیا ہے، کہ آپ نے سجدہ سہو کیا اس لیئے تشہد فرض ہے۔ اسی لیے احناف اور جمہور علماء کے نزدیک مسئلہ یہ ہے کہ اگر بیٹھنے کے قریب ہو اور یاد آجائے تو بیٹھ جائے سجدہ سہو نہ کیا جائے گا اگر کھڑا ہو جائے تو پھر بیٹھے نہیں، آخر میں سجدہ سہو کرے یہی دلیل اس کی فرضیت و وجوب کی ہے۔ اس واقعے کا ایک اور پہلو یہ ہے، کہ یہ آپ کا عمل ہمیشہ کا نہیں تھا بلکہ آپ کا دائمی عمل تشہد کا تھا یہ صرف بھول کر ہوا جس کا ازالہ سجدہ سہو سے ہوا۔ عبدالرزاق ۱۲ منہ -

بْنِ رَبِيعَةَ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَالِكٍ ابْنِ بُحَيْنَةَ قَالَ صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ فَقَامَ وَعَلَيْهِ جُلُوسٌ فَلَمَّا كَانَ فِي آخِرِ صَلَاتِهِ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ۔

بن بُحینہ فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی جماعت کرائی آپ ایسے موقعہ پر کھڑے ہوتے جہاں بیٹھنا تھا (تشہد میں) لہٰذا نماز کے آخر میں دو سجدے کیے (سہو کے) درانحالیکہ آپ تشہد میں پہلے بیٹھے تھے۔ [1]

باب ۵۳۸ التَّشَهُّدِ فِي الْآخِرَةِ۔

باب۔ قعدہ اخری میں تشہد۔

۷۹۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ شَقِيقِ بْنِ سَلَمَةَ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ كُنَّا إِذَا صَلَّيْنَا خَلْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْنَا السَّلَامُ عَلَى جِبْرِيلَ وَمِيكَائِيلَ السَّلَامُ عَلَى فُلَانٍ وَفُلَانٍ فَالْتَفَتَ إِلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ اللَّهَ هُوَ السَّلَامُ فَإِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ فَلْيَقُلِ التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ فَإِنَّكُمْ إِذَا قُلْتُمُوهَا أَصَابَتْ كُلَّ عَبْدٍ لِلَّهِ صَالِحٍ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ۔

(از ابونعیم از اعمش از شقیق ابن سلمہ) عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں شروع شروع میں جب ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھنے لگے، تو تشہد میں السلام علی جبریل ومیکائیل السلام علی فلاں و فلاں (نام لے کر) کہتے (حتّٰی کہ اللہ پر سلام کہتے) ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا (تم اللہ کو کیا سلام کرتے ہو؟) اللہ خود سلام ہے [2] (ہر عیب وتبدیلی سے پاک ہے) جب تم میں سے کوئی شخص نماز پڑھے تو یوں کہے التحیات للہ تا الصالحین [3] جب تم یہ الفاظ کہو گے تو آسمان وزمین میں جو جو نیک بندہ ہے اور جہاں کہیں ہے (خواہ انسان ہو یا فرشتہ) اسے سلام پہنچ جائے گا۔ اس کے بعد فرمایا یہ پڑھو: اشهد تا ورسولہ [4]

باب ۵۳۹ الدُّعَاءِ قَبْلَ السَّلَامِ۔

باب۔ سلام سے پہلے دعا (نماز کے اختتام پر جو

[1] فائدہ: اس حدیث میں وعلیہ جلوس سے ترجمہ باب نکلتا ہے یعنی صحابہ کے علم وعمل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معمول تھا کہ یہاں بیٹھنا پڑتا ہے اور تشہد پڑھنا پڑتا ہے۔ عبدالرزاق [2] سلام درحقیقت دعا ہے یعنی تم سلامت رہو سبحانہ وتعالیٰ کو ایسی دعا دینے کی حاجت نہیں کیونکہ وہ ہر ایک آفت اور تغیر سے پاک ہے ازلی ابدی ہے وہ خود جس کو چاہے سلامت رکھتا ہے اسی لئے اس کا نام سلام ہوا ۱۲ منہ۔

[3] ترجمہ یوں ہے ہر طرح کی ادب بندگیاں کورنشین اللہ ہی کے لئے ہیں اور نمازیں اور پاکیزہ باتیں یا پاکیزہ خیراتیں اسے پیغمبر تم پر سلام اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں سلام ہم پر اور اللہ کے سب نیک بندوں پر ۱۲ منہ [4] ترجمہ یوں ہے میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی سچا خدا نہیں ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے ہیں اور اس کے بھیجے ہوئے ایک روایت میں یوں ہے واشهد ان محمد رسول اللہ ایک روایت میں یوں ہے التحیات المبارکات الصلوات الطیبات للہ اخیر تک ایک میں یوں ہے التحیات للہ الزاکیات للہ الطیبات الصلوات للہ ایک میں یوں ہے بسم اللہ وباللہ التحیات للہ اخیر تک ہر طرح پڑھنا درست ہے نمازی کو اختیار ہے شافعی کے نزدیک پہلا تشہد سنت ہے دوسرا واجب حنفیہ اور مالکیہ کے نزدیک دونوں سنت ہیں۔ امام احمد بن حنبل علیہ الرحمۃ والغفران کے نزدیک پہلا واجب ہے اگر بھول جائے تو سجدہ سہو سے اس کا تدارک ہو سکتا ہے اور دوسرا فرض ہے اگر بھول جائے تو نماز باطل ہو گی ۱۲ منہ۔

سلام کیا جاتا ہے اس سے قبل دعا)

۷۹۳۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنَا عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَدْعُو فِي الصَّلٰوةِ اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَفِتْنَةِ الْمَمَاتِ اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْمَأْثَمِ وَالْمَغْرَمِ فَقَالَ لَهُ قَائِلٌ مَا أَكْثَرَ مَا تَسْتَعِيذُ مِنَ الْمَغْرَمِ فَقَالَ إِنَّ الرَّجُلَ إِذَا غَرِمَ حَدَّثَ فَكَذَبَ وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ سَمِعْتُ خَلَفَ بْنَ عَامِرٍ يَقُولُ فِي الْمَسِيحِ وَالْمَسِّيحِ لَيْسَ بَيْنَهُمَا فَرْقٌ وَهُمَا وَاحِدٌ أَحَدُهُمَا عِيسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ وَالْآخَرُ الدَّجَّالُ وَعَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَعِيذُ فِي صَلٰوتِهِ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ۔

(از ابوالیمان از شعیب از زہری از عروہ بن زبیر) ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا پڑھتے تھے نماز میں (سلام سے پہلے) اللھم تا والمغرم (اے اللہ میں تیرے ذریعے عذاب قبر، فتنۂ مسیح دجال، فتنۂ زندگی[1]، فتنۂ موت سے۔ اے اللہ میں تیرے ذریعہ گناہ اور قرض سے پناہ مانگتا ہوں)۔ کسی کہنے والے نے (حضرت عائشہ نے) پوچھا یارسول اللہ! کیا وجہ آپ قرض سے بہت پناہ مانگتے ہیں؟ آپ نے فرمایا جب آدمی مقروض ہو جاتا ہے، تو اس کی بات جھوٹی ہو جاتی ہے اس کا وعدہ خلاف ہو جاتا ہے ——— محمد بن یوسف مطربری کہتے ہیں کہ امام بخاریؒ نے کہا میں نے خلف بن عامر سے سنا وہ کہتے تھے حضرت عیسیٰ کو بھی مسیح کہتے ہیں، اور دجال کو بھی مسیح۔ دونوں کے لئے مسیح کے لفظ میں کوئی فرق نہیں (نیز مَسِیح بلا تشدید و مِسِّیح باتشدید میں بھی کوئی فرق نہیں)۔ زہری نے بحوالہ عروہ بن زبیر از حضرت عائشہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ اپنی نماز میں دجال کے فتنہ سے پناہ مانگتے تھے۔[2]

۷۹۴۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِّمْنِي دُعَاءً أَدْعُو بِهِ فِي

(از قتیبہ بن سعید از لیث از یزید بن ابی حبیب از ابوالخیر از عبداللہ بن عمرو) حضرت صدیق اکبرؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا، مجھے نماز میں پڑھنے کے لئے کوئی دعا بتایئے آپ نے فرمایا یوں پڑھا کرو! اللھم تا الرحیم (اے اللہ! میں نے اپنے آپ پر بہت ظلم کیا ہے اور سوا تیرے کوئی شخص گناہ

---

[1] زندگی کا فتنہ دنیا کی وہ چیزیں جو خدا کو بھلا دیتی ہیں دولت مال اولاد وغیرہ موت کا فتنہ کہ مرتے وقت خاتمہ برا ہو شیطان کے بہکاوے میں آجائے ۱۲ منہ [2] حالانکہ آپ کے گناہ اللہ تعالیٰ نے سب بخش دیئے تھے اور دجال آپ کا کچھ بگاڑ نہیں سکتا تھا مگر امت کو سکھانے کے لئے یا بارگاہ الٰہی میں اپنی عاجزی ظاہر کرنے کے لئے یہ دعا کی ۱۲ منہ

صَلٰوتِیْ قَالَ قُلِ اللّٰھُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا کَثِیْرًا وَّلَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّآ اَنْتَ فَاغْفِرْلِیْ مَغْفِرَۃً مِّنْ عِنْدِکَ وَارْحَمْنِیْ اِنَّکَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ۔

معاف نہیں کر سکتا۔ لہٰذا تو مجھے اپنی بخشش سے نواز، مجھ پر رحم فرما صرف، تو ہی بخشنے والا مہربان ہے۔ [1]

باب ۵۴۰ مَا یَتَخَیَّرُ مِنَ الدُّعَآءِ بَعْدَ التَّشَہُّدِ وَلَیْسَ بِوَاجِبٍ۔

باب۔ پسندیدہ دعا بعد تشہد پڑھ سکتے ہیں مگر وہ دعا پڑھنا واجب نہیں (نماز کی صحت کے لئے)

۷۹۵۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا یَحْیٰی عَنِ الْاَعْمَشِ قَالَ حَدَّثَنِیْ شَقِیْقٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ کُنَّا اِذَا کُنَّا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الصَّلٰوۃِ قُلْنَا السَّلَامُ عَلَی اللّٰہِ مِنْ عِبَادِہِ السَّلَامُ عَلٰی فُلَانٍ وَّفُلَانٍ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَقُوْلُوا السَّلَامُ عَلَی اللّٰہِ فَاِنَّ اللّٰہَ ھُوَ السَّلَامُ وَلٰکِنْ قُوْلُوا التَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّیِّبَاتُ السَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ السَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ فَاِنَّکُمْ اِذَا قُلْتُمْ ذٰلِکَ اَصَابَ کُلَّ عَبْدٍ فِی السَّمَآءِ اَوْ بَیْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ ثُمَّ لْیَتَخَیَّرْ مِنَ الدُّعَآءِ اَعْجَبَہٗ اِلَیْہِ فَیَدْعُوْا۔

(از مسدد از یحییٰ از اعمش از شقیق) عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں (پہلے) جب ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز میں شامل ہوتے تھے تو ہم کہتے اللہ پر سلام اس کے بندوں کی جانب سے سلام فلاں فلاں پر، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یوں نہ کہو اللہ پر سلام، اللہ تو خود سلام ہے۔ البتہ یوں کہا کرو: التحیات تا الصالحین اس طرح کہنے سے زمین و آسمان پر جو مخلوق اور بندے جہاں کہیں ہوں گے ان پر خود بخود سلام پہنچ جائے گا۔ اشھد تا ورسولہ (آپ نے فرمایا) اس پوری التحیات کے بعد آدمی اپنے لئے جو دعا پسند کرے مانگ لیا کرے۔

باب ۵۴۱ مَنْ لَّمْ یَمْسَحْ جَبْھَتَہٗ

باب۔ پیشانی اور ناک سے مٹی صاف نہ کرے۔

---

[1] ایک روایت میں یہ دعا آئی ہے اللھم اغفرلی ذنبی ووسع لی فی داری وبارک لی فیما رزقتنی ایک روایت میں یہ دعا آئی اللھم انی اسالک الثبات فی الامر والعزیمۃ علی الرشد واسالک شکر نعمتک وحسن عبادتک واسالک قلباً سلیماً ولساناً صادقاً واسالک من خیر ما تعلم واعوذبک من شر ما تعلم و استغفرک لما تعلم انک انت علام الغیوب ایک روایت میں یوں ہے اللھم اعنی علی ذکرک وشکرک وحسن عبادتک ایک روایت میں یوں ہے اللھم بعلمک الغیب وقدرتک علی الخلق احینی ما علمت الحیوٰۃ خیراً لی وتوفنی اذا کانت الوفاۃ خیراً لی اسالک خشیتک فی الغیب والشہادۃ و کلمۃ الحق فی الغضب والرضی والقصد فی الفقر والغنی ولذۃ النظر الی وجہک والشوق الی لقائک واعوذبک من ضراء مضرۃ ومن فتنۃ مضلۃ اللھم زینا بزینۃ الایمان واجعلنا ہداۃ مہتدین ایک روایت میں یوں ہے اللھم انی اسالک من الخیر کلہ ما علمت منہ وما لم اعلم واعوذبک من الشر کلہ ما علمت منہ وما لم اعلم اللھم انی اسالک من خیر ما سالک منہ عبادک الصالحون واعوذبک من شر ما استعاذ منہ عبادک الصالحون ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الآخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار دعاؤں میں نمازی کو اختیار ہے جو دعا چاہے وہ پڑھے۔

وَاَنْفَهُ حَتّٰی صَلّٰی۔ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ رَأَيْتُ الْحُمَيْدِيَّ يَحْتَجُّ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَنْ لَّا يَمْسَحَ الْجَبْهَةَ فِي الصَّلٰوةِ۔

جب تک نماز سے فارغ نہ ہو لے۔ امام بخاریؒ کہتے ہیں، مَیں نے حُمیدی کو دیکھا وہ ما بعد آنے والی حدیث سے یہ مطلب لیتے تھے کہ نماز میں سجدے کی لگی ہوئی مٹی پیشانی اور ناک سے صاف نہ کرے۔

۷۹۶۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيٰى عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ قَالَ سَاَلْتُ اَبَا سَعِيْدِنِ الْخُدْرِيَّ فَقَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْجُدُ فِي الْمَاءِ وَالطِّيْنِ حَتّٰی رَأَيْتُ اَثَرَ الطِّيْنِ فِيْ جَبْهَتِهٖ۔

(از مسلم بن ابراہیم از ہشام از یحییٰ) حضرت ابوسلمہ فرماتے ہیں مَیں نے حضرت ابوسعید خدری سے (شب قدر کے متعلق) سوال کیا تو انہوں نے کہا مَیں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو (اس رات میں) دیکھا کہ آپؐ کیچڑ میں سجدہ کر رہے تھے، حتّٰی کہ آپ کی پیشانی پر مَیں نے کیچڑ کا نشان بھی دیکھا

بَاب ۵۴۲ التَّسْلِيْمِ۔

باب۔ سلام پھیرنا۔

۷۹۷۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ هِنْدٍ بِنْتِ الْحَارِثِ اَنَّ اُمَّ سَلَمَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا سَلَّمَ قَامَ النِّسَاءُ حِيْنَ يَقْضِيْ تَسْلِيْمَهٗ وَمَكَثَ يَسِيْرًا قَبْلَ اَنْ يَّقُوْمَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَاُرٰى وَاللّٰهُ اَعْلَمُ اَنَّ مُكْثَهٗ لِكَيْ تَنْفُذَ النِّسَاءُ قَبْلَ اَنْ يُّدْرِكَهُنَّ مَنِ انْصَرَفَ مِنَ الْقَوْمِ۔

(از موسیٰ بن اسمٰعیل از ابراہیم بن سعد از زہری از ہند بنت حارث) حضرت ام سلمہ فرماتی ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کا سلام پھیرتے تو عورتیں آپ کے سلام پورا کرنے کے فوراً بعد چل دیتیں (پردے کی وجہ سے) اور آپؐ اُٹھنے سے پہلے قبلہ رُو کچھ دیر بیٹھے رہتے۔ ابن شہاب کہتے ہیں میرا خیال ہے واللہ اعلم آپ کا کچھ دیر اسی حالت میں بیٹھے رہنا اس لیے ہوتا تھا کہ عورتیں مسجد سے باہر چلی جائیں اور انہیں کوئی مرد نماز سے فارغ ہونے کے بعد مسجد میں نہ دیکھ سکے۔

بَاب ۵۴۳ يُسَلِّمُ حِيْنَ يُسَلِّمُ الْاِمَامُ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَسْتَحِبُّ اِذَا سَلَّمَ الْاِمَامُ اَنْ يُّسَلِّمَ مَنْ خَلْفَهٗ۔

باب۔ امام کے سلام پھیرتے ہی مقتدی سلام پھیریں۔ ابن عمرؓ بھی مستحب جانتے تھے اس بات کو کہ امام کے سلام کے ساتھ مقتدی بھی سلام پھیریں۔

۷۹۸۔ حَدَّثَنَا حِبَّانُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ مَحْمُوْدٍ هُوَ ابْنُ الرَّبِيْعِ عَنْ عِتْبَانَ

(از حبان بن موسیٰ از عبداللہ بن مبارک از معمر از زہری، محمود یعنی ابن الربیع) عتبان بن مالک فرماتے ہیں ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی، جب آپ نے سلام پھیرا تو ہم نے

بْنِ مَالِكٍ قَالَ صَلَّيْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمْنَا حِيْنَ سَلَّمَ

بھی سلام پھیرا۔

باب ۵۴۴ مَنْ لَّمْ يَرُدَّ السَّلَامَ عَلَى الْإِمَامِ وَاكْتَفٰى بِتَسْلِيْمِ الصَّلٰوةِ۔

باب۔ امام کو سلام کرنے کی ضرورت نہیں (نماز پڑھ کر جاتے ہوئے) نماز کے آخری دو سلام کافی ہیں۔[۱]

۷۹۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي مَحْمُوْدُ بْنُ الرَّبِيْعِ وَزَعَمَ أَنَّهُ عَقَلَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَقَلَ مَجَّةً مَجَّهَا مِنْ دَلْوٍ كَانَتْ فِيْ دَارِهِمْ قَالَ سَمِعْتُ عِتْبَانَ بْنَ مَالِكٍ الْأَنْصَارِيَّ ثُمَّ أَحَدَ بَنِيْ سَالِمٍ قَالَ كُنْتُ أُصَلِّيْ لِقَوْمِيْ بَنِيْ سَالِمٍ فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ إِنِّيْ أَنْكَرْتُ بَصَرِيْ وَإِنَّ السُّيُوْلَ تَحُوْلُ بَيْنِيْ وَبَيْنَ مَسْجِدِ قَوْمِيْ فَلَوَدِدْتُ أَنَّكَ جِئْتَ فَصَلَّيْتَ فِيْ بَيْتِيْ مَكَانًا أَتَّخِذُهُ مَسْجِدًا فَقَالَ أَفْعَلُ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ فَغَدَا عَلَيَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُوْ بَكْرٍ مَعَهُ بَعْدَ مَا اشْتَدَّ النَّهَارُ فَاسْتَأْذَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَذِنْتُ لَهُ فَلَمْ يَجْلِسْ حَتّٰى قَالَ أَيْنَ تُحِبُّ أَنْ أُصَلِّيَ مِنْ بَيْتِكَ فَأَشَارَ إِلَيْهِ مِنَ الْمَكَانِ الَّذِيْ أَحَبَّ أَنْ يُصَلِّيَ فِيْهِ فَقَامَ وَصَفَفْنَا خَلْفَهُ ثُمَّ سَلَّمَ وَسَلَّمْنَا حِيْنَ سَلَّمَ۔

(از عبدان از عبداللہ از معمر از زہری) محمود بن ربیع کہتے تھے۔ "مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اچھی طرح یاد ہیں اور آپؐ کی وہ کُلّی مبارک یاد ہے جو ہمارے گھر میں آپ نے ڈول سے لے کر میرے مُنہ میں ڈالی تھی"۔ وہ کہتے ہیں میں نے عتبان بن مالک انصاری سے سُنا ہے جو بنی سالم کے ایک فرد تھے "میں اپنی قوم کا امام تھا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا میں نے عرض کیا میری نگاہ میں خلل آگیا ہے اور کبھی پانی کے نالے جو میرے گھر اور میری قوم کی مسجد کے درمیان واقع ہیں بہنے لگتے ہیں، میں چاہتا ہوں آپؐ میرے مکان پر تشریف لائیں اور کسی جگہ گھر میں نماز پڑھیں۔ تاکہ میں اُسے گھریلو مسجد بنا لوں آپ نے فرمایا اچھا! انشاءاللہ۔ پھر صبح کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکرؓ کو ساتھ لے کر اس وقت تشریف لائے جب دن کافی تیزی پکڑ چکا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے مکان پر تشریف لا کر اندر آنے کی اجازت مانگی۔ میں نے اجازت دی۔ آپ بیٹھے بھی نہیں اور فرمایا تم اپنے گھر کس جگہ چاہتے ہو کہ میں نماز پڑھوں، عتبان نے ایک جگہ جہاں وہ آئندہ نماز پڑھنے کا ارادہ رکھتے تھے پسند کر کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا آپ وہاں نماز کے لئے کھڑے ہوئے ہم نے آپ کے پیچھے صف باندھی جب آپ نے سلام پھیرا ہم نے بھی سلام پھیرا۔[۲]

[۱] یہ باب لا کر امام بخاری نے مالکیہ کا رد کیا جو کہتے ہیں مقتدی ایک تیسرا سلام امام کو بھی کرے ۱۲ منہ [۲] امام بخاری نے اس حدیث سے باب کا مطلب یوں نکالا کہ ظاہر یہ ہے کہ مقتدیوں کا سلام بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سلام کی طرح تھا اور اگر مقتدیوں نے کوئی تیسرا سلام کیا ہوتا تو اس کو ضرور بیان کرتے قسطلانی نے کہا امام مالکؒ یہ کہتے ہیں کہ مقتدی داہنی طرف سلام پھیرے پھر امام کو سلام کرے پھر بائیں طرف سلام پھیرے ۱۲ منہ۔

باب ۵۴۵ الذِّكْرِ بَعْدَ الصَّلٰوةِ۔

۸۰۰۔ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرٌو أَنَّ أَبَا مَعْبَدٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهٗ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهٗ أَنَّ رَفْعَ الصَّوْتِ بِالذِّكْرِ حِيْنَ يَنْصَرِفُ النَّاسُ مِنَ الْمَكْتُوْبَةِ كَانَ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كُنْتُ أَعْلَمُ إِذَا انْصَرَفُوْا بِذٰلِكَ إِذَا سَمِعْتُهٗ۔

۸۰۱۔ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرٌو قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُوْ مَعْبَدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كُنْتُ أَعْرِفُ انْقِضَاءَ صَلٰوةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالتَّكْبِيْرِ قَالَ عَلِيٌّ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ عَمْرٍو قَالَ كَانَ أَبُوْ مَعْبَدٍ أَصْدَقَ مَوَالِي ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ عَلِيٌّ وَاسْمُهٗ نَافِذٌ۔

۸۰۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ سُمَيٍّ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ جَاءَ الْفُقَرَاءُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا ذَهَبَ أَهْلُ الدُّثُوْرِ مِنَ الْأَمْوَالِ بِالدَّرَجَاتِ الْعُلٰى وَالنَّعِيْمِ الْمُقِيْمِ يُصَلُّوْنَ كَمَا نُصَلِّيْ وَيَصُوْمُوْنَ كَمَا نَصُوْمُ وَلَهُمْ فَضْلٌ مِنْ أَمْوَالٍ يَحُجُّوْنَ بِهَا وَيَعْتَمِرُوْنَ وَيُجَاهِدُوْنَ وَيَتَصَدَّقُوْنَ فَقَالَ أَلَا أُحَدِّثُكُمْ بِمَا إِنْ أَخَذْتُمْ بِهٖ أَدْرَكْتُمْ مَنْ سَبَقَكُمْ وَلَمْ يُدْرِكْكُمْ أَحَدٌ بَعْدَكُمْ وَكُنْتُمْ خَيْرَ مَنْ أَنْتُمْ بَيْنَ ظَهْرَانَيْهِمْ

باب۔ نماز کے بعد ذکر الٰہی کرنا۔

(از اسحٰق بن نصر از عبدالرزاق از ابن جریج از عمرو بن دینار از ابو معبد ابن عباس کے غلام) حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بعد نماز فرض ذکر بالجہر (آواز سے ذکر الٰہی) مُروّج تھا۔ ابن عباسؓ کہتے ہیں مجھے تو لوگوں کا نماز سے فارغ ہونا اسی ذکر کی آواز سن کر معلوم ہوتا تھا۔

(از علی بن عبداللہ مدینی از سفیان از عمرو از ابو معبد) حضرت ابن عباس فرماتے ہیں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا ختم ہونا اس وقت پہچانتا جب تکبیر (اللہ اکبر) کی آواز سنتا۔ علی بن مدینی نے بحوالہ سفیان از عمرو بن دینار بیان کیا کہ حضرت ابن عباسؓ کے غلاموں میں سب سے زیادہ صادق ابو معبد تھا جس کا نام نافذ ہے۔

(از محمد بن ابی بکر از معتمر از عبیداللہ از سُمَیّ از ابو صالح) حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں فقراء آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا مالدار لوگ (صحابہ کرام میں سے) تمام بڑے درجات حاصل کر رہے ہیں۔ ہماری طرح نماز پڑھتے ہیں، روزہ رکھتے ہیں۔ اس کے علاوہ وُہ چونکہ مالدار ہیں پیسے کے ذریعہ حج و عمرہ و جہاد و صدقہ کرتے ہیں (جس سے ہم غریب قاصر ہیں) آپؐ نے فرمایا کیا میں تمہیں ایسی بات نہ بتاؤں جسے کر کے تم بھی درجات میں سبقت والے لوگوں کے برابر ہو سکتے ہو اور تمہیں کوئی نہ مل سکے گا، جو تم سے پیچھے ہے البتہ وہ جو اس طرح بجا لائے (وہ تمہارے برابر ہو سکے گا) وہ کام یہ ہے کہ ہر نماز کے بعد[1] تینتیس ۳۳ بار سبحان اللہ تینتیس بار الحمد للہ

[1] یعنی فرض نماز کے بعد ۱۲ منہ۔

اِلَّا مَنْ عَمِلَ مِثْلَهُ تُسَبِّحُوْنَ وَ تَحْمَدُوْنَ وَ تُكَبِّرُوْنَ خَلْفَ كُلِّ صَلٰوةٍ ثَلَاثًا وَّثَلٰثِيْنَ فَاخْتَلَفْنَا بَيْنَنَا فَقَالَ بَعْضُنَا نُسَبِّحُ ثَلَاثًا وَّثَلٰثِيْنَ وَ نَحْمَدُ ثَلٰثًا وَّثَلٰثِيْنَ وَنُكَبِّرُ اَرْبَعًا وَّثَلٰثِيْنَ فَرَجَعْتُ اِلَيْهِ فَقَالَ تَقُوْلُ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ حَتّٰى يَكُوْنَ مِنْهُنَّ كُلِّهِنَّ ثَلَاثٌ وَّثَلَاثُوْنَ۔

تینتیس ۳۳ بار اللہ اکبر پڑھ لیا کرو، سمی کہتے ہیں، ہم میں اختلاف ہو گیا بعض کہنے لگے اللہ اکبر چونتیس بار، میں دوبارہ ابو صالح کے پاس گیا تو آپ نے فرمایا یہ سب کلمیں تینتیس تینتیس بار پڑھا کر۔ [۱]

۸۰۳ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ وَّرَّادٍ كَاتِبِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ اَمْلٰى عَلَيَّ الْمُغِيْرَةُ بْنُ شُعْبَةَ فِيْ كِتَابٍ اِلٰى مُعَاوِيَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ فِيْ دُبُرِ كُلِّ صَلٰوةٍ مَّكْتُوْبَةٍ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَآ اَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ وَقَالَ شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بِهٰذَا وَقَالَ الْحَسَنُ جَدٌّ غِنًى وَّ عَنِ الْحَكَمِ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُخَيْمِرَةَ عَنْ وَّرَّادٍ بِهٰذَا۔

(از محمد بن یوسف از سفیان از عبدالملک بن عمیر، وراد یعنی مغیرہ بن شعبہ کے منشی [۲] کہتے ہیں مغیرہ بن شعبہ نے ایک خط میں جو معاویہ کے نام تھا مجھ سے یہ لکھوایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے بعد یہ کہتے لا الہ الا اللہ تا منك الجد [۳] شعبہ نے بھی عبدالملک سے یہی روایت کی ہے۔ امام حسنؒ کہتے ہیں جد کا معنی مالداری کے ہیں [۴]۔ اس حدیث کو شعبہ نے بحوالہ حکم از قاسم بن مخیمرہ از وراد روایت کیا ہے۔

بَابُ ۵۴۶ يَسْتَقْبِلُ الْاِمَامُ النَّاسَ اِذَا سَلَّمَ۔

باب۔ امام جب سلام کر چکے تو لوگوں کی طرف منہ کرے۔

[۱] ایک روایت میں ہے کہ اخیر میں لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ الملک لہ الحمد ایک بار کہہ کر سو کا عدد پورا کرے ۱۲ منہ [۲] مغیرہ بن شعبہ اس زمانہ میں حضرت معاویہؓ کی طرف سے کوفہ کے حاکم تھے حضرت معاویہ نے ان کو کہلا بھیجا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے بعد جو دعا پڑھتے تھے وہ مجھ کو لکھ بھیجو تب حضرت مغیرہ نے اپنے منشی سے یہ دعا لکھوا کر حضرت معاویہؓ کو بھیجی ۱۲ منہ [۳] ترجمہ یہ ہے کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی ساجھی نہیں اسی کی بادشاہت ہے اور اسی کو تعریف زیب دیتی ہے اور وہ سب کچھ کر سکتا ہے اے میرے اللہ تو جو دینا چاہے اس کو کوئی روک نہیں سکتا اور تو جس کو روک لے اس کو کوئی دے نہیں سکتا اور مالدار کو اس کی مالداری تیرے سامنے کام نہیں آسکتی ۱۲ منہ [۴] اس کو ابن ابی حاتم نے وصل کیا کہ امام حسن بصری نے اس آیت کی تفسیر میں وانہ تعالیٰ جد ربنا جد کے معنی غنا اور مالداری کے کہے ۱۲ منہ۔

۸۰۴ ۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُوْرَجَاءٍ عَنْ سُمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّى صَلٰوةً أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهٖ۔

(از موسیٰ بن اسمٰعیل از جریر بن حازم از ابورجاء) سمرہ بن جندب فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز پڑھا لیتے تو ہماری طرف منہ کرتے ۔

۸۰۵ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدِ الْجُهَنِيِّ أَنَّهُ قَالَ صَلّٰى لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةَ الصُّبْحِ بِالْحُدَيْبِيَةِ عَلٰى إِثْرِ سَمَاءٍ كَانَتْ مِنَ اللَّيْلِ فَلَمَّا انْصَرَفَ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ هَلْ تَدْرُوْنَ مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ عَزَّوَجَلَّ قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ أَعْلَمُ قَالَ أَصْبَحَ مِنْ عِبَادِيْ مُؤْمِنٌ بِيْ وَكَافِرٌ فَأَمَّا مَنْ قَالَ مُطِرْنَا بِفَضْلِ اللّٰهِ وَرَحْمَتِهٖ فَذٰلِكَ مُؤْمِنٌ بِيْ وَكَافِرٌ بِالْكَوْكَبِ وَأَمَّا مَنْ قَالَ مُطِرْنَا بِنَوْءِ كَذَا وَكَذَا فَذٰلِكَ كَافِرٌ بِيْ وَمُؤْمِنٌ بِالْكَوْكَبِ۔

(از عبداللہ بن مسلمہ از مالک از صالح بن کیسان از عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود) زید بن خالد جہنی فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ[۱] میں نماز صبح پڑھائی رات کو کچھ بارش بھی ہو چکی تھی جب نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں کی طرف منہ کیا اور فرمایا کیا تم جانتے ہو اللہ تعالیٰ کیا کہتے ہیں ؟ انہوں نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں آج صبح کو میرے کچھ بندے مومن ہوئے اور کچھ کافر جس نے کہا کہ اللہ کے فضل سے بارش ہوئی ، وہ اللہ کا مومن اور ماننے والا ہے اور ستاروں (وغیرہ اشیاء) کا منکر و کافر ۔ جس نے کہا کہ بارش فلاں تارے کے فلاں جگہ آنے سے ہوئی وہ میرا منکر ہے ستاروں کا ماننے والا ہے[۲]

۸۰۶ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُنِيْرٍ سَمِعَ يَزِيْدَ بْنَ هَارُوْنَ قَالَ أَخْبَرَنَا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ أَخَّرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلٰوةَ ذَاتَ لَيْلَةٍ إِلٰى شَطْرِ اللَّيْلِ ثُمَّ خَرَجَ عَلَيْنَا فَلَمَّا صَلّٰى أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهٖ فَقَالَ إِنَّ النَّاسَ قَدْ صَلَّوْا وَرَقَدُوْا وَإِنَّكُمْ لَنْ تَزَالُوْا فِيْ

(از عبداللہ بن منیر از یزید بن ہارون از حمید) انس بن مالک فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رات دیر تک عشا کی نماز موخر کی ، پھر تشریف لائے ۔ نماز پڑھائی اور ہماری طرف رخ کیا اور فرمایا لوگ نماز پڑھ کر سو گئے ، اور تم جب تک انتظار نماز میں رہے اس وقت بھی گویا تم نماز میں رہے[۳]

---

[۱] حدیبیہ مکہ سے ایک منزل کے فاصلہ پر ایک مقام ہے وہیں ۶ھ ہجری میں ایک درخت کے تلے بیعۃ الرضوان ہوئی تھی ۱۲ منہ [۲] کفر سے کفر حقیقی مراد ہے جو ایمان کے مقابل ہے جو کوئی ستاروں کو موثر جانے وہ بہ نص حدیث کافر ہے پانی برسانا اللہ کا کام ہے ستارے کیا کر سکتے ہیں قسطلانی نے کہا اگر ستاروں کو پانی کی نشانی سمجھے اور یہ اعتقاد رکھے کہ پانی کا برسانے والا اللہ ہی ہے تو وہ کافر نہ ہوگا ۱۲ منہ [۳] یعنی تم کو نماز کا ثواب ملتا رہا ۱۲ منہ ۔

صَلٰوۃٍ مَّا انْتَظَرَتْهُ الصَّلٰوۃُ۔

باب ۵۴۷ مُکْثِ الْاِمَامِ فِیْ مُصَلَّاہُ بَعْدَ السَّلَامِ۔ وَقَالَ لَنَا اٰدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَۃُ عَنْ اَیُّوْبَ عَنْ نَافِعٍ قَالَ کَانَ ابْنُ عُمَرَ یُصَلِّیْ فِیْ مَکَانِہِ الَّذِیْ صَلّٰی فِیْہِ الْفَرِیْضَۃَ وَفَعَلَہُ الْقَاسِمُ وَیُذْکَرُ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَفَعَہٗ لَا یَتَطَوَّعُ الْاِمَامُ فِیْ مَکَانِہٖ وَلَمْ یَصِحَّ۔

باب ۔ سلام کے بعد امام کا مصلے پر ٹھہرنا[۵]۔ ہم سے آدم نے بحوالہ شعبہ از ایوب از نافع روایت کی کہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جہاں فرض پڑھتے وہیں نفل وغیرہ پڑھتے، قاسم بن محمد بن ابی بکر کا بھی یہ معمول رہا حضرت ابوہریرہؓ سے مرفوعاً روایت ہے کہ امام اپنے فرض نماز کی جگہ میں نفل نہ پڑھے اور یہ صحیح نہیں۔

۸۰۷۔ **حَدَّثَنَا** اَبُوالْوَلِیْدِ ھِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِکِ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاھِیْمُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا الزُّھْرِیُّ عَنْ ھِنْدٍ بِنْتِ الْحَارِثِ عَنْ اُمِّ سَلَمَۃَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا سَلَّمَ یَمْکُثُ فِیْ مَکَانِہٖ یَسِیْرًا قَالَ ابْنُ شِھَابٍ فَنُرٰی وَاللّٰہُ اَعْلَمُ لِکَیْ یَنْفُذَ مَنْ یَّنْصَرِفُ مِنَ النِّسَآءِ وَقَالَ ابْنُ اَبِیْ مَرْیَمَ اَخْبَرَنَا نَافِعُ بْنُ یَزِیْدَ قَالَ حَدَّثَنِیْ جَعْفَرُ بْنُ رَبِیْعَۃَ اَنَّ ابْنَ شِھَابٍ کَتَبَ اِلَیْہِ قَالَ حَدَّثَتْنِیْ ھِنْدُ بِنْتُ الْحَارِثِ الْفِرَاسِیَّۃُ عَنْ اُمِّ سَلَمَۃَ زَوْجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَکَانَتْ مِنْ صَوَاحِبَاتِھَا قَالَتْ کَانَ یُسَلِّمُ فَیَنْصَرِفُ النِّسَآءُ فَیَدْخُلْنَ بُیُوْتَھُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّنْصَرِفَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَقَالَ ابْنُ وَھْبٍ عَنْ یُوْنُسَ

(راز ابوالولید ہشام بن عبدالملک از ابراہیم بن سعد از زہری از ہند بنت حارث) حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب سلام پھیرتے تو کچھ دیر وہیں ٹھہرے رہتے۔ ابن شہاب کہتے ہیں ہمارا خیال ہے واللہ اعلم آپ اس لیے ٹھہرے رہتے، کہ مستورات جو نماز پڑھ چکی ہیں مسجد سے باہر چلی جائیں۔ سعید ابن ابی مریم نے بحوالہ نافع بن یزید بیان کیا کہ ابن شہاب نے جعفر بن ربیعہ کو خط لکھا "مجھ سے ہند بنت حارث فراسیہ نے بحوالہ حضرت ام سلمہ ام المومنین روایت نقل کی ہے"۔ ہند حضرت ام سلمہ کے پاس بیٹھنے والی عورتوں میں سے تھیں۔ انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں کے گھر میں واپس ہونے کے انتظار میں بعد نماز اپنی جائے نماز پر ہی بیٹھے رہتے۔ ابن وہب بحوالہ یونس بن یزید از ابن شہاب کہتے ہیں کہ مجھے ہند فراسیہ نے حدیث بیان کی ہے۔ عثمان بن عمر نے بحوالہ یونس از زہری از ہند قرشیہ بیان کیا ہے زبیدی نے بحوالہ زہری کہا یہ ہند بنت حارث قرشیہ ہے معبد بن مقداد کی بیوی

---

۵ بعضوں نے اس کو مکروہ جانا ہے کہ امام نے جہاں فرض نماز پڑھائی ہو وہیں نفل وغیرہ پڑھے وہاں سے سرک کر دوسری جگہ پڑھے تو بہتر ہے تو اس باب میں ایک مرفوع حدیث روایت کرتے ہیں امام بخاری نے اس کا ضعف بیان کیا جیسے آگے آتا ہے ۱۲ منہ۔

عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَتْنِي هِنْدُ الْفِرَاسِيَّةُ وَقَالَ عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَتْنِي هِنْدُ الْقُرَشِيَّةُ وَقَالَ الزُّبَيْدِيُّ أَخْبَرَنِي الزُّهْرِيُّ أَنَّ هِنْدَ ابْنَةَ الْحَارِثِ الْقُرَشِيَّةَ أَخْبَرَتْهُ وَكَانَتْ تَحْتَ مَعْبَدِ ابْنِ الْمِقْدَادِ وَهُوَ حَلِيفُ بَنِي زُهْرَةَ وَكَانَتْ تَدْخُلُ عَلَى أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَتْنِي هِنْدُ الْقُرَشِيَّةُ وَقَالَ ابْنُ أَبِي عَتِيقٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ هِنْدٍ الْفِرَاسِيَّةِ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَهُ ابْنُ شِهَابٍ عَنِ امْرَأَةٍ مِنْ قُرَيْشٍ حَدَّثَتْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ہے، جو بنی زہرہ کا حلیف تھا یہ عورت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات کی خدمت میں آیا جایا کرتی تھی۔ اور شعیب نے زہری سے روایت کیا ہند قرشیہ۔ ابن ابی عتیق زہری سے روایت کرتے ہیں وہ راویہ کا نام ہند فراسیہ کہتے ہیں۔ لیث نے بحوالہ یحییٰ بن سعید از ابن شہاب روایت کیا کہ قریش کی ایک عورت نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا۔[۱]

بَاب ۵۴۸ مَنْ صَلَّى بِالنَّاسِ فَذَكَرَ حَاجَةً فَتَخَطَّاهُمْ۔

باب۔ اگر امام نماز پڑھا کر کسی کام کا خیال کرے اور مقتدیوں کے کندھوں اور گردنوں سے پھاندتا ہوا فوراً چلا جائے

۸۰۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنْ عُمَرَ بْنِ سَعِيدٍ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عُقْبَةَ قَالَ صَلَّيْتُ وَرَاءَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِينَةِ الْعَصْرَ فَسَلَّمَ فَقَامَ مُسْرِعًا فَتَخَطَّى رِقَابَ النَّاسِ إِلَى بَعْضِ حُجَرِ نِسَائِهِ فَفَزِعَ النَّاسُ مِنْ سُرْعَتِهِ فَخَرَجَ إِلَيْهِمْ فَرَأَى أَنَّهُمْ قَدْ عَجِبُوا مِنْ سُرْعَتِهِ قَالَ ذَكَرْتُ شَيْئًا مِنْ تِبْرٍ عِنْدَنَا فَكَرِهْتُ أَنْ يَحْبِسَنِي فَأَمَرْتُ بِقِسْمَتِهِ۔

(از محمد بن عبید از عیسیٰ بن یونس از عمر بن سعید از ابن ابی ملیکہ) عقبہ فرماتے ہیں میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے مدینہ میں نماز عصر پڑھی۔ آپ سلام پھیرتے ہی اُٹھ کھڑے ہوئے اور لوگوں کی گردنیں پھاندتے ہوئے اپنی زوجۂ مطہرہ کے پاس حجرے میں گئے۔ آپؐ کی اس جلدی کو دیکھ کر صحابہ کرام گھبرا گئے، پھر آپ گھر سے باہر مسجد میں تشریف لائے۔ آپؐ کو یہ معلوم ہوا کہ لوگ آپ کے جلدی جانے پر بہت متعجب ہیں۔ آپ نے فرمایا ہمارے پاس ایک سونے کا ٹکڑا تھا، مجھے اس کے متعلق دل میں خیال رہنا بُرا معلوم ہوا۔ اب میں نے اسے تقسیم کرنے کا حکم دے دیا ہے۔[۲]

---

[۱] عورت کا نام ایک ہی ہے ہند لیکن اس کی نسبت میں اختلاف ہے آیا وہ فرشیہ ہے قرشیہ ہے فراسیہ ہے یا قریشی عورت۔ بہر حال امام بخاریؒ نے نسبت کے پورے اختلاف کو سامنے رکھ دیا ہے۔ عبدالرزاق [۲] اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ فرض کے بعد امام کو خواہ مخواہ (باقی اگلے صفحہ پر)

باب ۵۴۹ الْاِنْفِتَالِ وَالْاِنْصِرَافِ عَنِ الْيَمِيْنِ وَالشِّمَالِ ۔ وَكَانَ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ يَنْفَتِلُ عَنْ يَمِيْنِهِ وَعَنْ يَسَارِهِ وَيَعِيْبُ عَلٰى مَنْ يَتَوَخّٰى اَوْمَنْ تَعَمَّدَ الْاِنْفِتَالَ عَنْ يَمِيْنِهِ ۔

باب ۔ نماز پڑھ کر دائیں بائیں دونوں طرف منہ پھیر کر بیٹھنا درست ہے ۔ حضرت انس بن مالک دائیں بائیں دونوں طرف منہ پھیرتے (کبھی دائیں طرف کبھی بائیں طرف) اس شخص پر اعتراض کرتے تھے جو خواہ مخواہ قصد کرکے دائیں طرف منہ پھیر بیٹھے (یعنی اس میں کوئی تقدس اور تبرک نہیں کہ ایک سمت متعین کرلے)

۸۰۹ ۔ **حَدَّثَنَا** اَبُو الْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ عَنِ الْاَسْوَدِ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ لَا يَجْعَلُ اَحَدُكُمْ لِلشَّيْطَانِ شَيْئًا مِّنْ صَلٰوتِهٖ يَرٰى اَنَّ حَقًّا عَلَيْهِ اَنْ لَّا يَنْصَرِفَ اِلَّا عَنْ يَمِيْنِهٖ لَقَدْ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَثِيْرًا يَنْصَرِفُ عَنْ يَسَارِهٖ ۔

(از ابو الولید از شعبہ از سلیمان از عمارہ بن عمیر) اسود بن یزید کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص اپنی نماز میں شیطان کا حصہ نہ بنادے کہ خواہ مخواہ نماز پڑھ کر دائیں طرف ہی لوٹے یا منہ پھیر کر بیٹھے ۔ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے آپ بائیں طرف بھی اکثر منہ کرکے بیٹھ یا لوٹ جایا کرتے تھے ۔ [۱]

باب ۵۵۰ مَا جَاءَ فِي الثُّوْمِ النِّيِّ وَالْبَصَلِ وَالْكُرَّاثِ ۔ وَقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَكَلَ الثُّوْمَ اَوِ الْبَصَلَ مِنَ الْجُوْعِ اَوْ غَيْرِهٖ فَلَا يَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا ۔

باب ۔ لہسن، پیاز اور بدبودار چیزوں کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد جس نے لہسن یا پیاز بھوک کی وجہ سے کھالیا یا اور کسی وجہ سے وہ ہماری مسجد کے قریب نہ آئے [۲]

(بقیہ) اپنی جگہ ٹھہرے رہنا کچھ لازم یا واجب نہیں ہے اور نماز میں کوئی خیال آنے سے نماز نہیں ٹوٹتی یہ حدیث آپ کے سچے پیغمبر ہونے کی بڑی دلیل ہے کس لیے دنیا کے مال سے ایسی بے رغبتی اور صدقہ اور خیرات میں ایسی جلدی بجز اللہ تعالیٰ کے مقبول بندوں کے اور کوئی نہیں کرسکتا اس حدیث سے یہ بھی نکلا کہ نیک کام میں جلدی کرنا مستحب ہے اور تعجیل کی جو بُرائی آئی ہے وہ مباح کاموں سے متعلق ہے ۱۲ منہ [۱] معلوم ہوا کہ کسی مباح یا مستحب کام کو لازم یا واجب کرلینا شیطان کا اغوا ہے ابن منیر نے کہا مستحب کام کو اگر کوئی لازم قرار دے تو وہ مکروہ ہو جاتا ہے جب مباح کام لازم قرار دینے سے شیطان کا حصہ سمجھا جائے تو جو کام مکروہ یا بدعت ہے اس کو کوئی لازم قرار دے لے اور اس کے نہ کرنے پر خدا کے بندوں کو ستائے یا ان کا عیب کرے تو اس پر شیطان کا کیسا تسلط ہے سمجھ لینا چاہیے ہمارے زمانہ میں یہ بلا بہت پھیلی ہے بے اصل کاموں کو عوام کیا بلکہ خواص نے لازم قرار دے لیا ہے ۱۲ منہ [۲] مثلاً دوا یا سالن کے طور پر بھوک وغیرہ کا لفظ حدیث میں صاف مذکور نہیں ہے مگر امام بخاری نے اس کو دوسری حدیثوں سے نکالا ہے مطلب یہ ہے کہ غذا کے طور پر کھائے یا دوا کے طور پر ہر طرح کھا کر مسجد میں آنا منع ہے اور مولی کو بھی ان پر قیاس کیا ہے ۱۲ منہ ۔

۸۱۰ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ قَالَ اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَیْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عَطَاءٌ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ اَکَلَ مِنْ ھٰذِہِ الشَّجَرَۃِ یُرِیْدُ الثُّوْمَ فَلَا یَغْشَانَا فِیْ مَسْجِدِنَا قُلْتُ مَا یَعْنِیْ بِہٖ قَالَ مَا اُرَاہُ یَعْنِیْ اِلَّا نِیْئَہٗ وَقَالَ مَخْلَدُ بْنُ یَزِیْدَ عَنِ ابْنِ جُرَیْجٍ اِلَّا نَتْنَہٗ۔

(از عبداللہ بن محمد از ابو عاصم از ابن جریج از عطاء) جابر بن عبداللہ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے یہ درخت یعنی لہسن میں سے کچھ لیا، وہ ہماری مسجد میں نہ آئے۔ عطاء کہتے ہیں میں نے حضرت جابر سے معلوم کیا کچی لہسن مراد ہے یا پکی ہوئی آپ نے فرمایا میرا خیال ہے کچی اور مخلد بن یزید نے ابن جریج سے یوں روایت کیا اس کی بدبو مراد ہے [1]

۸۱۱ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا یَحْیٰی عَنْ عُبَیْدِ اللّٰہِ قَالَ حَدَّثَنِیْ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ فِیْ غَزْوَۃِ خَیْبَرَ مَنْ اَکَلَ مِنْ ھٰذِہِ الشَّجَرَۃِ یَعْنِی الثُّوْمَ فَلَا یَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا۔

(از مسدد از یحییٰ از عبیداللہ از نافع) ابن عمرؓ کہتے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ خیبر میں فرمایا جو شخص اس درخت یعنی لہسن میں سے کھائے وہ ہماری مسجد کے قریب نہ آئے۔

۸۱۲ - حَدَّثَنَا سَعِیْدُ بْنُ عُفَیْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَھْبٍ عَنْ یُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِھَابٍ قَالَ زَعَمَ عَطَاءٌ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ زَعَمَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَکَلَ ثُوْمًا اَوْ بَصَلًا فَلْیَعْتَزِلْنَا اَوْ قَالَ فَلْیَعْتَزِلْ مَسْجِدَنَا وَلْیَقْعُدْ فِیْ بَیْتِہٖ وَاَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ

(از سعید بن عفیر از ابن وہب از یونس از ابن شہاب از عطاء) حضرت جابر بن عبداللہ انصاری کہتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص لہسن یا پیاز کھائے وہ ہم سے یا ہماری مسجد سے الگ رہے۔ اپنے گھر بیٹھا رہے (وہیں نماز پڑھ لے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس [2] ایک ہنڈیا لائی گئی اس میں مختلف سبزیاں تھیں، آپ نے بدبو محسوس کی۔ دریافت فرمایا تو بتایا

---

[1] جابر کا مطلب یہ ہے کہ جب لہسن کھا کر منہ سے بدبو آرہی ہو تو مسجد میں نہ آئے کیونکہ اس کی بُو سے فرشتوں اور نمازیوں کو ایذا ہوتی ہے اگر لہسن کو کوئی پکا کر اس کی بدبو مار کر کھا کر آئے تو وہ مکروہ نہ ہوگا ابن تین نے امام مالک سے نقل کیا اگر مولی میں سے بُو پھوٹے تو وہ بھی لہسن کی طرح ہے مترجم جب مولانا فضل الرحمٰن صاحب مراد آبادی نور اللہ مرقدہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو مسجد میں ٹھیرا تھا اتفاق سے میرے ساتھ جو صاحب تھے وہ بازار سے مولیاں خرید کر کے مسجد میں لائے مولانا مولیوں کو دیکھ کر بہت خفا ہوتے میں نے اپنے دل میں کہا کہ حدیث میں مولی کا ذکر نہیں ہے پھر فتح الباری میں امام مالک کا یہ قول مجھ کو ملا اور طبرانی کے معجم صغیر میں ایک حدیث ملی جس میں مولی کا بھی ذکر ہے لیکن اس کی سند میں یحییٰ بن راشد ضعیف ہے معلوم ہوا کہ مولانا مرحوم کی خفگی بجا تھی ۱۲ منہ

[2] جب آپ مکے سے مدینہ تشریف لائے تھے اور ابو ایوب انصاری کے گھر میں اترے تھے اس وقت کا یہ واقعہ ہے۔

وَسَلَّمَ أُتِيَ بِقِدْرٍ فِيهِ خَضِرَاتٌ مِنْ بُقُولٍ فَوَجَدَ لَهَا رِيحًا فَسَأَلَ فَأُخْبِرَ بِمَا فِيهَا مِنَ الْبُقُولِ فَقَالَ قَرِّبُوهَا إِلَى بَعْضِ أَصْحَابِهِ كَانَ مَعَهُ فَلَمَّا رَآهُ كَرِهَ أَكْلَهَا فَقَالَ كُلْ فَإِنِّي أُنَاجِي مَنْ لَا تُنَاجِي وَقَالَ أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ أُتِيَ بِبَدْرٍ قَالَ ابْنُ وَهْبٍ يَعْنِي طَبَقًا فِيهِ خَضِرَاتٌ وَلَمْ يَذْكُرِ اللَّيْثُ وَأَبُو صَفْوَانَ عَنْ يُونُسَ قِصَّةَ الْقِدْرِ فَلَا أَدْرِي هُوَ مِنْ قَوْلِ الزُّهْرِيِّ أَوْ فِي الْحَدِيثِ۔

گیا یہ سبزیاں ترکاریاں ہیں آپ نے فرمایا فلاں صحابیؓ کو دے دو۔ وہ صحابی بھی ساتھ تھے۔ جب اس صحابی نے دیکھا تو اس نے بھی ناپسند کیا (کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں سے نہیں کھایا تھا) آپ نے فرمایا تو کھالے کیونکہ میری تو ان سے سرگوشی ہوتی ہے جن سے تیری نہیں ہوتی (فرشتے خصوصاً جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام) احمد بن صالح نے ابن وہب سے نقل کیا کہ آپ کے سامنے بدر لایا گیا۔ ابن وہب کہتے ہیں یعنی طباق (تھال) لایا گیا اس میں ہری ترکاریاں تھیں، لیث اور ابو صفوان عبداللہ بن سعید نے یونس کی طرف سے ہنڈیا کا قصہ نقل نہیں کیا۔ اس لیے (امام بخاری یا ابن سعید یا ابن وہب) کہتے ہیں میں نہیں جانتا یہ زہری کے الفاظ ہیں یا حدیث میں شامل ہے۔

۸۱۳۔ حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ قَالَ سَأَلَ رَجُلٌ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ مَا سَمِعْتَ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الثُّومِ فَقَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَكَلَ مِنْ هَذِهِ الشَّجَرَةِ فَلَا يَقْرَبَنَّا وَلَا يُصَلِّيَنَّ مَعَنَا۔

(از ابو معمر از عبدالوارث) عبدالعزیز بن صہیب کہتے ہیں ایک شخص نے انس بن مالک سے دریافت کیا تم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لہسن کے متعلق کیا سنا ہے؟ انہوں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو اس درخت یعنی لہسن میں سے کھائے وہ ہمارے نزدیک نہ آئے اور ہمارے ساتھ نماز نہ پڑھے۔

بَابُ ۱۵۵ وُضُوءِ الصِّبْيَانِ وَمَتَى يَجِبُ عَلَيْهِمُ الْغُسْلُ وَالطُّهُورُ وَحُضُورِهِمُ الْجَمَاعَةَ وَالْعِيدَيْنِ وَالْجَنَائِزِ وَصُفُوفِهِمْ

باب۔ لڑکوں کے وضو کا بیان[۵۳]۔ اور یہ کہ ان پر غسل اور پاک رہنا کب واجب ہوتا ہے اور جماعت اور عیدین اور جنازوں میں ان کے آنے کا اور صفوں میں شریک ہونے کا بیان۔

۸۱۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ سُلَيْمَانَ

(از محمد بن مثنی از غندر از شعبہ از سلیمان شیبانی) شعبی کہتے ہیں مجھے اس شخص (صحابی) نے خبر دی، جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم

---

۵۱ کہتے ہیں وہ ابو ایوب انصاریؓ تھے جیسے صحیح مسلم کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے اس میں یہ ہے کہ اس کھانے میں لہسن تھی ابو ایوب نے پوچھا یا رسول اللہ کیا وہ حرام ہے آپ نے فرمایا نہیں مگر مجھے اس سے نفرت ہے ۱۲ منہ ۵۲ یعنی فرشتوں سے ۱۲ منہ ۵۳ امام بخاریؒ نے صاف نہیں کہا کہ لڑکوں پر وضو واجب ہے یا نہیں کیونکہ صورت ثانی میں لڑکوں کی نماز بے وضو درست ہوتی اور صورت اولیٰ میں لڑکوں کو وضو اور نماز کی ترک پر عذاب لازم آتا، صرف اس قدر بیان کر دیا، جتنا حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے، کہ لڑکے آنحضرتؐ کے زمانے میں نماز وغیرہ میں شریک ہوتے اور یہ انکی کمال احتیاط ہے ۱۲ منہ

الشَّيْبَانِيُّ قَالَ سَمِعْتُ الشَّعْبِيَّ قَالَ أَخْبَرَنِي مَنْ مَرَّ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى قَبْرٍ مَنْبُوذٍ فَأَمَّهُمْ وَصَفُّوا عَلَيْهِ فَقُلْتُ يَا أَبَا عَمْرٍو مَنْ حَدَّثَكَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ۔

کے ساتھ ایک تنہا قبر پر گیا تھا۔ آپؐ نے امامت کی، صحابہ کرام نے صف باندھی۔ سلیمان راوی کہتے ہیں، مَیں نے شعبی سے دریافت کیا تم سے یہ کس نے بیان کیا تو فرمایا ابن عباسؓ نے۔

۸۱۵۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنِي صَفْوَانُ بْنُ سُلَيْمٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْغُسْلُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَاجِبٌ عَلَى كُلِّ مُحْتَلِمٍ۔

(از علی بن عبداللہ از سفیان از صفوان بن سلیم از عطاء بن یسار از ابو سعید خدری) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر جوان آدمی پر جمعہ کے دن غسل واجب ہے [۱]

۸۱۶۔ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو قَالَ أَخْبَرَنِي كُرَيْبٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بِتُّ عِنْدَ خَالَتِي مَيْمُونَةَ لَيْلَةً فَنَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا كَانَ فِي بَعْضِ اللَّيْلِ قَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَوَضَّأَ مِنْ شَنٍّ مُعَلَّقٍ وُضُوءًا خَفِيفًا يُخَفِّفُهُ عَمْرٌو وَيُقَلِّلُهُ جِدًّا ثُمَّ قَامَ يُصَلِّي فَقُمْتُ فَتَوَضَّأْتُ نَحْوًا مِمَّا تَوَضَّأَ ثُمَّ جِئْتُ فَقُمْتُ عَنْ يَسَارِهِ فَحَوَّلَنِي فَجَعَلَنِي عَنْ يَمِينِهِ ثُمَّ صَلَّى مَا شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ اضْطَجَعَ فَنَامَ حَتَّى نَفَخَ فَأَتَاهُ الْمُنَادِي يُؤْذِنُهُ بِالصَّلٰوةِ فَقَامَ مَعَهُ إِلَى الصَّلٰوةِ فَصَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ قُلْنَا لِعَمْرٍو إِنَّ نَاسًا يَقُولُونَ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَنَامُ عَيْنُهُ وَلَا يَنَامُ قَلْبُهُ قَالَ عَمْرٌو سَمِعْتُ عُبَيْدَ

(از علی از سفیان از عمرو از کریب) ابن عباس فرماتے ہیں مَیں اپنی خالہ میمونہ کے پاس ایک شب رہا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شروع رات میں سو گئے۔ جب رات کا کچھ حصہ گذر گیا تو آپؐ اُٹھے ایک پرانی مشک سے جو لٹک رہی تھی آپ نے ہلکا وضو کیا۔ عمرو بن دینار بہت ہی خفیف و قلیل وضو قرار دیتے تھے، پھر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے مَیں بھی اُٹھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو جیسا وضو کیا [۲] اور آپ کی بائیں طرف کھڑا ہو گیا۔ آپ نے مجھے گھما کر دائیں طرف کر لیا۔ پھر جس قدر خدا نے چاہا آپ نے نماز پڑھی۔ پھر آپ لیٹ رہے اور سو گئے۔ یہاں تک کہ خراٹے لینے لگے۔ بعد ازاں مؤذن نماز کی اطلاع دینے آپ کے پاس آیا۔ آپ اس کے ساتھ تشریف لے گئے، نماز پڑھائی وضو نہیں کیا۔ سفیان راوی کہتے ہیں ہم نے عمرو بن دینار سے کہا لوگ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں سوتی تھیں دل نہیں سوتا تھا۔ عمرو کہتے ہیں میں نے عبید بن عمیر سے سنا وہ کہتے تھے پیغمبروں

---

[۱] اس حدیث سے امام بخاری نے یہ نکالا کہ لڑکے پر غسل واجب نہیں ہے جب تک جوان نہ ہو ۱۲ منہ [۲] یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے کہ ابن عباس نے وضو کیا اور نماز میں شریک ہوئے حالانکہ اس وقت لڑکے نابالغ تھے۔ ۱۲ منہ۔

بْنَ عُمَيْرٍ يَقُوْلُ اِنَّ رُؤْيَا الْاَنْبِيَاءِ وَحْيٌ ثُمَّ قَرَأَ اِنِّيْ اَرٰى فِي الْمَنَامِ اَنِّيْ اَذْبَحُكَ۔

کا خواب وحی ہوتا ہے۔ پھر عبید نے یہ آیت پڑھی: اِنِّیْ اَرٰی فِی الْمَنَامِ اَنِّیْ اَذْبَحُکَ۔ [۱]

۸۱۷۔ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ اِسْحٰقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ طَلْحَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ جَدَّتَهٗ مُلَيْكَةَ دَعَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِطَعَامٍ صَنَعَتْهُ فَاَكَلَ مِنْهُ فَقَالَ قُوْمُوْا فَلِاُصَلِّيَ بِكُمْ فَقُمْتُ اِلٰى حَصِيْرٍ لَنَا قَدِ اسْوَدَّ مِنْ طُوْلِ مَا لُبِسَ فَنَضَحْتُهٗ بِمَاءٍ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْيَتِيْمُ مَعِيْ وَالْعَجُوْزُ مِنْ وَّرَائِنَا فَصَلّٰى بِنَا رَكْعَتَيْنِ۔

(از اسمٰعیل از مالک از اسحاق بن عبد اللہ ابن ابی طلحہ) انس بن مالک فرماتے ہیں حضرت ملیکہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو طعام پر مدعو کیا جسے حضرت ملیکہ نے آپ کے لیے تیار کیا تھا۔ آپؐ نے کھایا۔ پھر فرمایا آؤ نماز کے لیے کھڑے ہو جاؤ میں تمہیں نماز پڑھاؤں، مَیں کھڑا ہوا، ایک چٹائی جو استعمال ہو کر کالی ہو گئی تھی اسے دھویا۔ اس چٹائی پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، مَیں، میرے ساتھ ایک یتیم لڑکا اور بڑھیا ملیکہ ہمارے پیچھے تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعت نماز پڑھائی۔

۸۱۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ قَالَ اَقْبَلْتُ رَاكِبًا عَلٰى حِمَارٍ اَتَانٍ وَّاَنَا يَوْمَئِذٍ قَدْ نَاهَزْتُ الْاِحْتِلَامَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ بِالنَّاسِ بِمِنًى اِلٰى غَيْرِ جِدَارٍ فَمَرَرْتُ بَيْنَ يَدَيْ بَعْضِ الصَّفِّ فَنَزَلْتُ وَاَرْسَلْتُ الْاَتَانَ تَرْتَعُ وَدَخَلْتُ فِي الصَّفِّ فَلَمْ يُنْكِرْ ذٰلِكَ عَلَيَّ اَحَدٌ۔

(از عبد اللہ بن مسلمہ از مالک از ابن شہاب از عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ) عبد اللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں مَیں ایک گدھی پر سوار ہو کر آیا۔ مَیں ان دنوں جوان ہونے کے قریب تھا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم منیٰ میں نماز پڑھا رہے تھے۔ سامنے دیوار نہ تھی، تھوڑی سی صف کے سامنے سے گذر گیا پھر مَیں نے گدھی سے اُتر کر اُسے چرنے کے لیے چھوڑ دیا اور صف میں شریک ہو گیا۔ میرے اس فعل پر کسی نے اعتراض نہ کیا۔ [۲]

۸۱۹۔ حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ اَنَّ

(از ابو الیمان از شعیب از زہری از عروہ بن زبیر) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں ایک رات آنحضرت صلی اللہ علیہ

[۱] یہ آیت سورہ والصافات میں ہے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے بیٹے حضرت اسماعیلؑ سے کہا تھا بیٹا میں خواب میں دیکھتا ہوں جیسے تجھ کو ذبح کر رہا ہوں۔ یہ حدیث اُوپر گذر چکی ہے ۱۲ منہ [۲] اس حدیث سے بھی باب کا مطلب ثابت ہوا ابن عباس اس وقت نابالغ لڑکے تھے اس کا صف میں شریک ہونا اور وضو کرنا نماز پڑھنا کیونکہ بغیر وضو کے تو نماز ہوتی ہی نہیں ۱۲ منہ۔

عَائِشَةَ قَالَتْ أَعْتَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ عَيَّاشٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ أَعْتَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْعِشَاءِ حَتّٰى نَادَاهُ عُمَرُ قَدْ نَامَ النِّسَاءُ وَالصِّبْيَانُ قَالَتْ فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّهُ لَيْسَ أَحَدٌ مِّنْ أَهْلِ الْأَرْضِ يُصَلِّي هٰذِهِ الصَّلٰوةَ غَيْرُكُمْ وَلَمْ يَكُنْ أَحَدٌ يَوْمَئِذٍ يُصَلِّي غَيْرَ أَهْلِ الْمَدِيْنَةِ

وآلہ وسلم نے عشا کی نماز پڑھانے میں دیر کی۔

دوسری سند

عیاش نے بحوالہ عبدالاعلیٰ از معمر از زہری از عروہ روایت کی کہ حضرت عائشہ نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عشا کی نماز پڑھانے میں دیر کی، حتیٰ کہ حضرت عمرؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آواز دی "عورتیں اور بچے سو گئے"۔ حضرت عائشہؓ نے کہا پھر آپ باہر تشریف لائے اور فرمایا ساری زمین میں اس وقت سوا تمہارے اس نماز کا پڑھنے والا کوئی موجود نہیں۔ اور یہ حقیقت ہے کہ مدینہ کے سوا اور کہیں کے لوگ نماز نہیں پڑھا کرتے تھے [۱]

۸۲۰۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَابِسٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ وَقَالَ لَهُ رَجُلٌ شَهِدْتَ الْخُرُوْجَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَعَمْ وَلَوْلَا مَكَانِيْ مِنْهُ مَا شَهِدْتُّهُ يَعْنِيْ مِنْ صِغَرِهِ أَتَى الْعَلَمَ الَّذِيْ عِنْدَ دَارِ كَثِيْرِ بْنِ الصَّلْتِ ثُمَّ خَطَبَ ثُمَّ أَتَى النِّسَاءَ فَوَعَظَهُنَّ وَذَكَّرَهُنَّ وَأَمَرَهُنَّ أَنْ يَّتَصَدَّقْنَ فَجَعَلَتِ الْمَرْأَةُ تُهْوِيْ بِيَدِهَا إِلٰى حَلْقِهَا تُلْقِيْ فِيْ ثَوْبِ بِلَالٍ ثُمَّ أَتٰى هُوَ وَبِلَالٌ الْبَيْتَ۔

(از عمرو بن علی از یحییٰ از سفیان از عبدالرحمٰن بن عابس) حضرت ابن عباس کو کسی شخص نے کہا (جس کا نام معلوم نہیں) کیا تم نے (عورتوں کا) عید کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز کے لیے نکلنا دیکھا ہے؟ انہوں نے کہا ہاں! میں نے دیکھا اگر میں آپؐ کا رشتہ دار نہ ہوتا تو کبھی نہ دیکھ سکتا [۲] یعنی میری کم سنی اور رشتہ داری کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اپنے ساتھ رکھتے تھے، آپ پہلے اس نشان کے پاس آئے جو کثیر بن صلت کے گھر پر تھا وہاں آپؐ نے خطبہ سنایا پھر مستورات کے پاس تشریف لائے انہیں وعظ و نصیحت فرمائی نیز انہیں صدقہ خیرات کرنے کا حکم فرمایا۔ بعض مستورات اپنے ہاتھ کو جھکا کر چھلے یا انگوٹھیاں حضرت بلالؓ کے کپڑے میں ڈالتیں پھر آپ بلالؓ سمیت اپنے گھر تشریف لائے۔

بَابُ ۵۵۲ خُرُوْجِ النِّسَاءِ إِلَى الْمَسَاجِدِ بِاللَّيْلِ وَالْغَلَسِ۔

باب۔ رات کے وقت یا تاریکی میں عورتوں کا مسجد میں جانا۔

---

[۱] کیونکہ اُس وقت مدینہ کے سوا اور کہیں اسلام نہ تھا امام بخاری نے اس حدیث سے باب کا مطلب یوں نکالا کہ لڑکے اور عورتیں نماز کے لیے مسجد میں آئے ہوں گے جب تو حضرت عمرؓ نے یہ عرض کیا کہ عورتیں اور بچے سو گئے اور یہ احتمال کہ عورتیں اور بچے اپنے گھروں میں سو گئے ہوں بعید ہے ۱۲ منہ [۲] ترجمہ باب یہیں سے نکلتا ہے کیونکہ ابن عباسؓ بچے کم سن تھے اور عید کے لیے جاتے ۱۲ منہ۔

۸۲۱۔ حَدَّثَنَا اَبُوالْیَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَیْبٌ عَنِ الزُّهْرِیِّ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عُرْوَةُ ابْنُ الزُّبَیْرِ عَنْ عَآئِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ اَعْتَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِالْعَتَمَةِ حَتّٰی نَادَاهُ عُمَرُ نَامَ النِّسَآءُ وَ الصِّبْیَانُ فَخَرَجَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا یَنْتَظِرُهَا اَحَدٌ غَیْرُکُمْ مِّنْ اَهْلِ الْاَرْضِ وَلَا تُصَلّٰی یَوْمَئِذٍ اِلَّا بِالْمَدِیْنَةِ وَ کَانُوْا یُصَلُّوْنَ الْعَتَمَةَ فِیْمَا بَیْنَ اَنْ یَّغِیْبَ الشَّفَقُ اِلٰی ثُلُثِ اللَّیْلِ الْاَوَّلِ۔

(از ابوالیمان از شعیب از زہری از عروہ بن زبیر) حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رات عشا کی نماز پڑھانے میں تاخیر فرمائی یہاں تک کہ حضرت عمرؓ نے آپ کو آواز دی "کہ عورتیں اور بچے سو گئے ہیں"۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے، آپ نے فرمایا روئے زمین پر اس وقت تمہارے سوا اور کوئی اس نماز کا منتظر نہیں۔ ان دنوں مدینہ کے سوا کہیں نماز نہیں ہوتی تھی، لوگ عشا کی نماز شفق غروب ہونے کے بعد سے رات کی پہلی تہائی تک عشا کی نماز پڑھتے تھے [۱]

۸۲۲۔ حَدَّثَنَا عُبَیْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰی عَنْ حَنْظَلَةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اسْتَاْذَنَکُمْ نِسَآءُکُمْ بِاللَّیْلِ اِلَی الْمَسْجِدِ فَاْذَنُوْا لَهُنَّ تَابَعَهٗ شُعْبَةُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ مُّجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔

(از عبیداللہ بن موسیٰ از حنظلہ از سالم بن عبداللہ) حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب عورتیں تم سے رات کو مسجد میں نماز کے لیے جانے کی اجازت مانگیں تو انہیں اجازت دے دیا کرو۔ عبیداللہ کے ساتھ اس حدیث کو شعبہ نے بھی بحوالہ اعمش از مجاہد از ابن عمر از آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم روایت کیا۔

۸۲۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ قَالَ اَخْبَرَنَا یُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِیِّ قَالَ حَدَّثَتْنِیْ هِنْدُ بِنْتُ الْحَارِثِ اَنَّ اُمَّ سَلَمَةَ زَوْجَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ

(از عبداللہ بن محمد از عثمان ابن عمر از یونس از زہری از ہند بنت حارث) حضرت ام سلمہؓ ام المومنین فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں عورتیں (جماعت میں شریک ہوتیں) جب فرض نماز پڑھتیں سلام پھیرتیں، تو اسی وقت کھڑے ہو کر چل دیتیں اور آنحضرت صلی اللہ

[۱] ترجمہ باب اس فقرے سے نکلتا ہے کہ عورتیں اور بچے سو گئے کیونکہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عورتیں بھی رات کو عشا کی نماز کے لیے مسجد میں آیا کرتیں اس کے بعد جو حدیث امام بخاریؒ نے بیان کی اس سے بھی یہی نکلتا ہے کہ رات کو عورت مسجد میں جا سکتی ہے اور جماعت میں شریک ہو سکتی ہے دوسری حدیث میں جو ہے کہ اللہ کی بندیوں کو اللہ کی مسجدوں میں جانے سے نہ روکو یہ حدیثیں اس کو خاص کرتی ہیں (یعنی رات کو روکنا منع ہے)، اب عورتوں کا جماعت میں آنا مستحب ہے یا مباح اس میں اختلاف ہے بعضوں نے کہا جوان کو مباح ہے اور بوڑھیوں کو مستحب حدیث سے یہ بھی نکلا کہ عورتیں ضرورت کے لیے باہر نکل سکتی ہیں امام ابوحنیفہؒ نے کہا میں عورتوں کا جمعہ میں جانا مکروہ جانتا ہوں اور بڑھیا عشا اور فجر کی جماعت میں آسکتی ہے اور نمازوں میں نہ آئے اور ابو یوسف نے کہا بڑھیا ہر ایک نماز کے لیے آسکتی ہے اور جوان کا آنا مکروہ ہے ۱۲ منہ۔

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهَا أَنَّ النِّسَاءَ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُنَّ إِذَا سَلَّمْنَ مِنَ الْمَكْتُوبَةِ قُمْنَ وَثَبَتَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ صَلَّى مِنَ الرِّجَالِ مَا شَاءَ اللّٰهُ فَإِذَا قَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ الرِّجَالُ۔

علیہ وسلم و دیگر صحابہ کرام انتظار فرماتے جتنا خدا کو منظور ہوتا۔ پھر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوتے تو صحابہ کرام بھی کھڑے ہوتے (مسجد سے باہر گھروں کو تشریف لے جانے کے لیے)[1]

۸۲۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنِي مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ إِنْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيُصَلِّي الصُّبْحَ فَيَنْصَرِفُ النِّسَاءُ مُتَلَفِّعَاتٍ بِمُرُوطِهِنَّ مَا يُعْرَفْنَ مِنَ الْغَلَسِ۔

(از عبداللہ بن مسلمہ از مالک) **دوسری سند** (از عبداللہ بن یوسف از مالک از یحییٰ بن سعید از عمرہ بنت عبدالرحمٰن) عائشہ ام المؤمنین فرماتی ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز پڑھ لیتے، پھر عورتیں چادریں لپٹے اپنے گھروں کو لوٹ جاتیں اندھیرے کی وجہ سے پہچانی نہ جا سکتی تھیں۔[2]

۸۲۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِسْكِينٍ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ بَكْرٍ قَالَ أَخْبَرَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي لَأَقُومُ إِلَى الصَّلٰوةِ وَأَنَا أُرِيدُ أَنْ أُطَوِّلَ فِيهَا فَأَسْمَعُ بُكَاءَ الصَّبِيِّ فَأَتَجَوَّزُ فِي صَلٰوتِي كَرَاهِيَةَ أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمِّهِ۔

(از محمد بن مسکین از بشر بن بکر از اوزاعی از یحییٰ بن ابی کثیر از عبداللہ ابن ابی قتادہ انصاری) ابوقتادہ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نماز کے لیے کھڑا ہوتا ہوں میرا ارادہ یہ ہوتا ہے کہ قراءت طویل کروں گا۔ پھر میں کسی بچے کا رونا سنتا ہوں تو نماز مختصر کر دیتا ہوں اس خیال سے کہیں اس کی ماں کو پریشانی اور تکلیف نہ ہو۔[3]

۸۲۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عَمْرَةَ

(از عبداللہ بن یوسف از مالک از یحییٰ بن سعید از عمرہ) حضرت عائشہ رضی فرماتی ہیں اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان عورتوں کی موجودہ

[1] اس حدیث کا مضمون اوپر کئی بار گزر چکا ہے یہاں باب کا مطلب اس سے ثابت ہوتا ہے کہ عورتیں جماعت میں حاضر ہوتیں ۱۲ منہ [2] معلوم ہوا کہ عورتیں اندھیرے میں نکل سکتی ہیں اور جماعت میں شریک ہو سکتی ہیں ۱۲ منہ [3] اس حدیث سے بھی یہ نکلا کہ عورتیں مسجد میں شریک جماعت ہو سکتی ہیں ۱۲ منہ۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَوْ اَدْرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اَحْدَثَ النِّسَاءُ لَمَنَعَهُنَّ الْمَسْجِدَ كَمَا مُنِعَتْ نِسَاءُ بَنِيْ اِسْرَآئِيْلَ فَقُلْتُ لِعَمْرَةَ اَوَ مُنِعْنَ قَالَتْ نَعَمْ۔

حالت مسجد میں جانے کی معلوم فرما لیتے، تو یقیناً انہیں مسجد میں جانے سے روک دیتے۔ جیسے کہ بنی اسرائیل کی عورتوں کو منع کیا گیا تھا یحییٰ کہتے ہیں میں نے عمرہ سے پوچھا کیا بنی اسرائیل کی عورتوں کو منع کیا گیا تھا انہوں نے کہا ہاں۔

بَاب ۵۵۳ صَلٰوةِ النِّسَاءِ خَلْفَ الرِّجَالِ۔

باب۔ مردوں کے پیچھے عورتوں کا نماز پڑھنا۔

۸۲۷۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ هِنْدٍ بِنْتِ الْحَارِثِ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا سَلَّمَ قَامَ النِّسَاءُ حِيْنَ يَقْضِيْ تَسْلِيْمَهُ وَيَمْكُثُ هُوَ فِيْ مَقَامِهِ يَسِيْرًا قَبْلَ اَنْ يَقُوْمَ قَالَ نَرٰى وَاللّٰهُ اَعْلَمُ اَنَّ ذٰلِكَ كَانَ لِكَيْ تَنْصَرِفَ النِّسَاءُ قَبْلَ اَنْ يُدْرِكَهُنَّ مِنَ الرِّجَالِ۔

(از یحییٰ بن قزعہ از ابراہیم بن سعد از زہری از ہند بنت حارث) حضرت ام سلمہ فرماتی ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب سلام پھیرتے تو عورتیں (گھروں کو جانے کے لیے) کھڑی ہو جاتیں آپ تھوڑی دیر مصلے پر توقف فرماتے۔ ابن شہاب کہتے ہیں ہمارا خیال ہے کہ آپ کا یہ فعل اس لیے ہوتا کہ مستورات کو راستے میں کوئی مرد نہ دیکھ سکے۔

۸۲۸۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ اِسْحٰقَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَيْتِ اُمِّ سُلَيْمٍ فَقُمْتُ وَيَتِيْمٌ خَلْفَهُ وَاُمُّ سُلَيْمٍ خَلْفَنَا۔

(از ابونعیم از ابن عیینہ از اسحاق) حضرت انس رضی فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ام سلیم کے گھر میں نماز پڑھی، میں اور ایک یتیم لڑکا آپ کے پیچھے کھڑے ہوئے اور ام سلیم ہمارے پیچھے نماز میں کھڑی ہوئیں۔

بَاب ۵۵۴ سُرْعَةِ انْصِرَافِ النِّسَاءِ مِنَ الصُّبْحِ وَقِلَّةِ مَقَامِهِنَّ فِي الْمَسْجِدِ۔

باب۔ نماز صبح کے بعد عورتوں کا جلدی واپس ہونا۔ اور مسجد میں کم ٹھیرنا۔

۸۲۹۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ

(از یحییٰ بن موسیٰ از سعید بن منصور از فلیح بن سلیمان از عبدالرحمٰن بن قاسم از قاسم) حضرت عائشہ رضی فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز اندھیرے میں پڑھا کرتے، پھر مسلمان عورتیں لوٹ کر گھروں میں

ؔ۱ کہ خوشبو لگا کر زیب و زینت زیور سے آراستہ ہو کر نکلتی ہیں ۱۲ منہ۔

عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي الصُّبْحَ بِغَلَسٍ فَيَنْصَرِفْنَ نِسَاءُ الْمُؤْمِنِينَ لَا يُعْرَفْنَ مِنَ الْغَلَسِ أَوْ لَا يَعْرِفُ بَعْضُهُنَّ بَعْضًا۔

جاتیں۔ اندھیرے کی وجہ سے انہیں پہچانا نہ جا سکتا تھا۔ یا وہ ایک دوسری کو نہ پہچان سکتیں۔

بَاب ۵۵۵ اسْتِئْذَانِ الْمَرْأَةِ زَوْجَهَا بِالْخُرُوجِ إِلَى الْمَسْجِدِ۔

باب۔ عورت مسجد میں جانے کے لیے اپنے شوہر سے اجازت لے۔

۸۳۰۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ ابْنُ زُرَيْعٍ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمِ ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا اسْتَأْذَنَتِ امْرَأَةُ أَحَدِكُمْ فَلَا يَمْنَعْهَا۔

(از مُسَدَّد از یزید بن زُریع از معمر از زہری از سالم بن عبداللہ) اُن کے والد کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کسی کی عورت (مسجد میں یا کسی اور کام کے لیے) نکلنے کی اجازت مانگے تو وہ اسے نہ روکے [۱]

[۱] اجازت دے کس لیے کہ جورو کوئی ہماری لونڈی نہیں ہے بلکہ ہماری طرح وہ بھی آزاد ہے صرف معاہدہ نکاح کی وجہ سے وہ ہمارے ماتحت ہے۔ شریعتِ محمدی میں عورت اور مرد کے حقوق برابر تسلیم کیے گئے اب اگر اس زمانہ کے مسلمان اپنی شریعت کے برخلاف عورتوں کو قیدی اور لونڈی بنا کر رکھیں تو اس کا الزام اُن پر ہے نہ شریعت محمدی پر اور جن پادریوں نے شریعتِ محمدی کو بدنام کیا ہے کہ اس شریعت میں عورتوں کو مطلق آزادی نہیں یہ اُن کی نادانی ہے ۱۲ منہ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

کتاب الجمعه

جمعہ کا بیان

حضرت مصنف رحؒ آیت اذا نودی الخ سے فرضیتِ جمعہ اس طرح پر ثابت کرتے ہیں کہ اذان فرض ہے اور اذان فرائض کے لیے ہوا کرتی ہے۔ نوافل کے لیے نہیں ہوا کرتی۔ دوسرے فاسعوا الی ذکراللہ فرمایا گیا جو امر کا صیغہ ہے، مگر ذٰلکم خیر لکم پر اشکال ہوتا ہے، کہ نفسِ خیریت عدم سعی پائی جاتی ہے تو اس سے وجوبِ سعی ثابت نہ ہوا۔ تو کہا جائے گا کہ خیر اس جگہ اپنے تفضیلی معنی میں نہیں ہے تو بتائید روایات اس کی فرضیت ثابت ہو جائے گی کیونکہ ابوداؤد کی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ ترکِ جمعہ پر عقاب وعذاب ہوتا ہے۔ اور ذکراللہ سے بالاتفاق المفسرین خطبہ مراد ہے الذی فرض علیھم ای قُدِّر اور تقدیرات مستحبات وسنن وغیرہ کے لیے بھی ہوا کرتی ہے۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ فُرِضَ عَلَیْھِمْ مُقَدَّرًا اس لیے انہوں نے اسے اختیار نہ کیا تو اب یہ اعتراض نہ ہو گا کہ انہوں نے فرض شدہ چیز کو کیسے چھوڑا۔

باب : فضل الغسل یوم الجمعه : امام احمدؒ اور امام مالکؒ غسل یوم جمعہ کو فرض کہتے ہیں جیسے صیغۂ امر اس پر دلالت کرتا ہے مگر جمہور اس کے استحباب کے قائل ہیں پہلی دو روایات سے فضل غسل ثابت ہوا۔ دوسرے ترجمے کو روایت ثالثہ سے ثابت کیا کہ واجب علی کل مُحتلم تو اس سے غیر محتلم (نابالغ) نکل جائے گا اور یہاں صیغے مذکر کے ہیں نساء اس حکم سے نکل جائیں گی۔ بعض حضرات غسل یوم جمعہ کو منسوخ مانتے ہیں، کہ لوگ عوالی مدینہ سے آتے تھے اور اُن کے اُون کے کپڑے ہوا کرتے تھے گرمی سخت ہوتی تھی اس وقت غسل ضروری تھا مگر بعد میں اسے منسوخ کر دیا گیا کہ یہ کلمہ منتہی بعلتہ (کسی وجہ کے ماتحت) ہے اور ایک روایت میں آتا ہے کہ جس نے غسل کیا فاحسن یہ روایت ان روایات وجوب کے لیے مُبیّن ہو گی۔

باب : حدثنا ابو نعیم الخ مصنف یہ باب بلا ترجمہ لائے ہیں جس سے شاید مقصود یہ ہے، کہ پہلی روایات سے وجوب غسل معلوم ہوتا تھا مصنفؒ بتانا چاہتے ہیں، کہ وجوب شرعی نہیں ہے ورنہ حضرت عثمانؓ

غسل کو ترک نہ کرتے اور ایسے ہی حضرت فاروق رضی اللہ عنہ بھی نہ چھوڑتے۔ اسی سے امام شافعیؒ اور جمہور غسل یوم جمعہ کے استحباب کے قائل ہیں اور ساعات کا اعتبار امام مالکؒ بعد الزوال شمار کرتے ہیں اور جمہور فرماتے ہیں، کہ طلوع الشمس سے خروج الامام الی المنبر تک اور یہ چھ ساعتیں ہوتی ہیں روایات باب میں پانچ ساعات ذکر کی گئی ہیں مگر دوسری روایات میں چھٹی ساعت کا بھی ذکر ہے۔

باب: مایلبس احسن الخ روایت سے ترجمۃ الباب ثابت نہیں ہوتا مگر کہا جائے گا کہ سیرا وہ حُلّہ ہے جس میں دھاریاں پڑی ہوئی ہوں اور وہ خوبصورت ہوتا ہے۔ حضرت عمرؓ نے جو اس کے خریدنے کی خواہش ظاہر کی اور فرمایا کہ آپؐ اسے یوم جمعہ میں پہنا کریں، جس سے معلوم ہوتا ہے، کہ احسن الثیاب کا پہننا یوم جمعہ میں رائج تھا اور آپؐ نے بھی اس پر کوئی نکیر نہیں کیا۔ باقی چونکہ یہ ریشمی تھا اسی لیے آپؐ نے اسے نہیں لیا۔

باب الجمعۃ اختلاف اس میں ہے کہ آیا نمازِ جمعہ مثل صلوٰتِ خمسہ ہے یا اس میں کوئی خصوصیت ہے؟ جمہور اس کی فرضیتِ خصوصیہ کو مانتے ہیں غیر مقلد اور بعض اہلِ ظاہر اسے صلوٰتِ خمسہ کا حکم دیتے ہیں، کہ خواہ کوئی صحرا ہو یا بُنیان، چھوٹا قریہ ہو یا بڑا سب میں جمعہ جائز ہے۔ مگر اربابِ مذاہب اربعہ اس میں خصوصیت مانتے ہیں کہ جمعہ اس سُوق میں جائز ہے جہاں کے لوگ منتقل ہونے والے نہیں ہیں، امام احمد فرماتے ہیں کہ خیام منتصلہ میں جائز ہے مگر امام مالکؒ مطلقاً خیام میں جائز نہیں کہتے اور ایسی اَبنیہ جو ذاتِ عمود نہ ہوں، اس میں امام مالک وہی سُوق اور مسجد کی شرط لگاتے ہیں امام شافعیؒ و احمدؒ ان شروط کے اہل کے ساتھ یہ بھی کہتے ہیں، کہ چالیس احرار ہوں۔ امام صاحبؒ فرماتے ہیں کہ مصر اور فنا رِ مصر میں جمعہ واجب ہے۔ (فناء مصر یعنی وہ آبادی جو شہر کی ضروریات و مصالح کے لیے بنائی جائے) جہاز والوں پر اور جبال اور قفار میں جمعہ نہیں ہے۔ تو اربابِ مذاہب میں سے کسی نے بھی جمعہ کو علی الاطلاق واجب نہیں کہا بلکہ ان حضرات نے قیود لگائی ہیں۔

قریہ کا لفظ عام ہے مگر یہاں مصنفؒ مقابلِ مدینہ مراد لیتے ہیں۔ روایاتِ باب سے ثابت ہوتا ہے کہ جواثی میں جمعہ قائم کیا گیا تھا لیکن اس سے یہ معلوم نہیں ہوتا، کہ جواثی قریہ ہے یا مصر ہے یا حصن ہے؟ لیکن ابو داؤد نے اسے مفصلاً بیان کیا ہے۔

قریۃ من قری البحرین اور قریۃ من قری عبد القیس اس سے جمعہ فی القری پر زیادہ روشنی پڑتی ہے اور دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ چالیس آدمی تھے۔ تو ان روایات سے معلوم ہوا کہ قریہ میں جمعہ جائز ہے لیکن اس پر اشکال ہوتا ہے، کہ آیا لفظ قریہ کا اطلاق جواثی پر باعتبار اس معنی کے ہے یا نہیں ہے؟ ہمیں تفحص سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن مجید میں قریہ کا وکاین من قریتك التی اور ام القری کا اطلاق مکہ مکرمہ پر کیا گیا اور ایسے ہی انطاکیہ پر اور طائف پر اطلاق کیا گیا۔ تو فقط لفظ قریہ کہنے سے یہ کیسے معلوم ہوا کہ یہ ضدِ مدینہ ہے اگر ضدِ مدینہ

بھی ہے تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ آیا یہ جملہ آپ کے امر سے قائم کیا گیا یا انہوں نے خود اپنی رائے سے قائم کیا۔ محض اس سے کہ یہ فعل آپ کے عہد میں ہوا ہے استدلال تام نہیں ہو سکتا۔

ثالثاً یہ ہے کہ جواثی ایک حصن ہے جس میں بہت سے تاجر رہتے تھے اور بہت بڑا مدینہ ہے کیونکہ اس میں کثرت سے منافع پائے جاتے تھے، چنانچہ ابو عبداللہ بکری کہتے ہیں کہ جواثی حصن بالبحرین ہے۔ چنانچہ امرئ القیس کا شعر اس کی زیادہ تائید کرتا ہے۔

ودُحُنا کان جواثی......

یہ بھی اسی پر دلالت کرتا ہے کہ یہ تجارت گاہ تھا۔

رابعاً یہ ہے، کہ یہی بعینہٖ احناف کی دلیل ہے کیونکہ مسجد نبوی کے بعد اولاً جمعہ بحرین میں قائم کیا گیا مگر عوالی مدینہ (قری مدینہ) میں جمعہ قائم نہیں کیا گیا۔ وفد عبدالقیس سنہ ۸ھ میں آتا ہے مگر آپ نے ان میں جمعہ قائم نہیں کیا۔

دوسری روایات میں ہے کہ اہل عوالی مسجد نبوی میں نوبت بنوبت آیا کرتے تھے۔ تو معلوم ہوا کہ قریہ کے اندر جمعہ ناجائز ہے بعض عوالی نو نو میل کے فاصلہ پر تھے مگر وہاں پر آپ نے جمعہ قائم نہیں کیا۔

حضرت مصنف رحؒ نے دوسرا استدلال ابن عمرؓ کی روایت سے کیا ہے، کہ ہر حاکم سے اس کی رعیت کے مفاد کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔ اس سے ہم بھی متفق ہیں، کہ ہر ایک کے لیے ما یصلح کی حفاظت ضروری ہے۔ شوافع جمعہ کو بھی اسی میں سے کہتے ہیں ابن شہاب کا استدلال اسی روایت سے ہے۔

وادی قری مدائن صالحؑ کو کہتے ہیں اور یہ بہ نسبت مدینہ منورہ کے زیادہ قریب ہے۔ حضرت صالحؑ کی قوم جہاں آباد تھی وہ ایک سو نیس گاؤں تھے۔

ایلہ فلسطین میں کنارِ بحر پر واقع ہے۔

یامرہ ان یجمع اس سے استدلال کیا جاتا ہے کہ جمعہ فی القریہ جائز ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ امام زہریؒ کا فتویٰ امام صاحبؒ پر حجت نہیں۔ دوسرے ان کا استدلال صریح نہیں کیونکہ اہل خیام میں اگرچہ ما یصلح کی حفاظت ہے اور یہی چالیس سے کم کی آبادی میں ہے اگر دو گھر ہوتے تو بھی ما یصلح کی حفاظت مطلوب ہے تو تمہارے قاعدہ کے مطابق یہاں بھی جمعہ جائز ہوا حالانکہ اس کا کوئی بھی قائل نہیں تو امام زہریؒ کا فتویٰ امام صاحبؒ پر حجت نہیں ہو سکتا۔

بہر حال تابعی کا قول تابعی پر حجت نہیں ہو سکتا جب کہ ان کا اجتہاد نہ شوافع کے ہاں معتبر ہے اور نہ ہمارے ہاں معتبر ہے۔ پھر اس سے امام صاحب پر کیسے حجت ہو سکتی ہے؟ اس کے باوجود امام صاحبؒ کے

مسلک کے بھی یہ مخالف نہیں اس لیے کہ وہ فرماتے ہیں کہ اگر کسی حاکم و مسلم والی نے حکم کر دیا اور وہ وہاں جمعہ پڑھاتا ہے تو ہم بھی کہتے ہیں کہ ان کا یہ امر اس لیے واجب العمل ہوتا ہے تاکہ نزاع پیدا نہ ہو۔

امام صاحب کا لیثی پر استدلال یہ کہ "مصنف" ابن ابی شیبہ اور "مصنف" عبدالرزاق میں نہایت صحیح سند (جریر عن منصور عن علیؓ) سے منقول ہے۔ امام نووی دار قطنی کے واسطے سے صحیح نقل کرتے ہیں، اگرچہ حجاج کے واسطہ پر ضعف کا اتفاق نقل کیا ہے۔ لاجمعة ولاتشريق الافى مصرجامع اور مرفوعاً بھی اس سے روایت ہے اور آیت کے اندر بھی اس کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے۔

وذروا البیع اس سے معلوم ہوا کہ یہ حکم ایسی آبادی کے لیے ہے جہاں سُوق پایا جاتا ہو۔ اس لیے امام مالکؒ نے قید لگادی ہے کہ کل قرية فيها سوق اوجامع اور امام صاحبؒ بھی اس کی قید لگاتے ہیں۔ اس کے علاوہ یہ ہے کہ جمعہ مکہ معظمہ میں فرض ہو چکا تھا۔ مگر موقعہ ادا کرنے کا نہیں ملتا تھا۔ آپ مسجد قبا میں چودہ دن ٹھیرے مگر جمعہ کی نماز نہیں پڑھی، بلکہ جس روز وہاں سے صبح کے وقت روانہ ہوئے ہیں تو بنو مالک کے محلے میں پڑھا ہے۔ قبا قری مدینہ میں سے ایک قریہ ہے اگر قریہ میں جمعہ جائز ہوتا تو آپ قبا میں کیوں نہ پڑھتے؟ اور دار قطنی میں ابن عباسؓ کی روایت ہے اور ابن اسحاق وغیرہ نے اسی کو سِیَر میں ذکر کیا ہے کہ جمعہ مکہ میں فرض ہو چکا تھا۔

باب: ص۱۲۲ هل على من لايشهد الجمعة غسل من النساء والصبيان ۔ روایت کو ترجمۃ الباب سے مطابقت من حیث المفهوم ہے کہ غسل ان پر واجب ہے جن پر جمعہ واجب ہے لاتمنعوا اماء الله الخ اور یہ مغرب و عشا و فجر میں جایا کرتی تھیں اور پہلی روایت میں باللیل کی قید ہے تو معلوم ہوا کہ عورتوں کا مساجد میں آنا ناجائز ہے تو جب وہ جمعہ کے لیے مساجد میں نہیں آسکتیں، تو ان پر غسل بھی واجب نہ ہوگا۔ حدثنا یوسف بن موسی الخ كانت امرءة لعمر الخ یہ ان کی پھوپھی کی بیٹی تھیں حضرت عمرؓ ان کا مسجد میں جانا پسند نہیں کرتے تھے مگر اس نے نکاح کے وقت شرط لگادی تھی کہ تم مجھے مسجد سے نہ روکو گے اس لیے حضرت عمرؓ روک نہیں سکتے تھے اور لاتمنعوا اماء الله عن المساجد پر عمل کرتی تھیں لیکن حضرت عمرؓ نے حیلہ کر کے انہیں رُک جانے پر مجبور کیا۔

باب ص۱۲۳ : من این توتی الجمعة وعلى من تجب ؛ یہ تو متفق علیہ مسئلہ ہے کہ شہر میں بسنے والے لوگوں پر جمعہ واجب ہے ندا سُنے یا نہ سُنے۔ مگر دیہاتیوں کے بارے میں اختلاف ہے بعض نے ایک فرسخ کہا بعض نے کہا ایک میل بعض نے تین فرسخ　　ہمارے فقہا کے ہاں بھی اختلاف ہے مگر جمہور یہی فرماتے ہیں کہ جمعہ ان لوگوں پر واجب ہے جنہیں اذان جمعہ سُننا ممکن ہے۔ وہ آبادی جو شہر سے باہر ہو اور ان کے درمیان بساتین، مزارات حائل ہوں تو ان پر جمعہ واجب نہیں، کیونکہ امر بالسعی اور سماع ندا پر مترتب ہوتا ہے اس لیے اسے علت قرار دیا گیا ہے۔

ایک فرسخ تین میل کا ہوتا ہے تو دو فرسخ چھ میل کے ہوئے یجتمع کے معنی بعض حضرات نے یصلی الجمعۃ کے لیے ہیں مگر پھر لایجمع سے اس پر اشکال ہوگا کہ احیاناً ان کا زاویہ میں نہ پڑھنا خلاف سنت ہوا۔ دوسرے ترجمۃ الباب کے بھی مخالف ہوگا ورنہ مصنفؒ اسے الجمعۃ فی القری میں ذکر کرتے اس لیے یجمع بمعنی یاتی للجمعہ کے ہوگا

باب : ص۱۲۳ وقت الجمعۃ اذا زالت الشمس الخ۔

جمہور کا مذہب یہی ہے کہ زوال کے بعد وقتِ جمعہ شروع ہوجاتا ہے مگر بعض اہل ظاہر کا قول اور ایک روایت امام احمدؒ کی یہ ہے، کہ زوال سے پہلے ہے اور مشہور روایت یہ ہے کہ وقت تو زوال کے بعد ہے لیکن اگر زوال سے پہلے پڑھ لے تو جائز ہوجائے گا۔ اسی لیے دہلی میں غیرمقلد دس بجے جمعہ پڑھ کر فارغ ہوجاتے ہیں (حضرت مدنیؒ نے جس وقت "دس بجے" فرمایا تھا اُس وقت آج کے مطابق بارہ بجے ہوتا تھا۔)

تیسری روایت میں ہے کُنا نُبکر بالجمعۃ یعنی تعجیل کرتے تھے یہ مطلب نہیں کہ باکورہ یعنی صبح صبح پڑھتے تھے ونقیل بعد الجمعۃ یعنی قیلولہ کو مؤخر کردیتے تھے۔

باب : ص۱۲۴ المشی الی الجمعۃ ۔ سعی کے معنی عمل کے ہیں دوڑنے کے معنی مراد نہیں۔

قال ابن عباس یحرم البیع وہ بیع جو مانع للجمعہ ہو وہ حرام ہے۔ البتہ احناف اس بیع کو جائز کہتے ہیں جو نمازِ جمعہ میں مانع نہیں مثلاً کشتی جامع مسجد کی طرف جارہی ہے اس میں بیٹھے بیٹھے بیع کرنا جائز ہے۔

ص۱۲۴ لایفرق بین اثنین یوم الجمعۃ تفریق بین اثنین کے معنی یہ ہیں کہ دو آدمیوں کے درمیان آکر بیٹھ جانا دوسرے معنی ہیں دو آدمیوں میں فساد ڈال دینا۔

باب : ص۱۲۴ الاذان یوم الجمعہ ہمیشہ زیادتی توانتہا میں ہوا کرتی ہے اور اذان ثالث جمعہ کی خطبہ کی اذان سے پہلے زیادتی کی۔ اسے غیرمقلدین بدعتِ عثمانی کہتے ہیں۔

باب : ص۱۲۴ المؤذن الواحد یوم الجمعہ ۔ مؤذن غیرواحد : اس پر اشکال ہوتا ہے کہ آپؐ کے مؤذن تو حضرت بلال وابنِ ام مکتوم وغیرہ حضرات تھے تو اس کا جواب یہ ہے کہ جمعہ کی اذان مستقل طور پر ایک آدمی دینے والا ہوتا تھا۔ بعض لوگوں نے کہا کہ کئی موذنوں کا اذان دینا بنوامیہ نے جاری کیا تھا۔ مگر "بخاری" میں آتا ہے کہ خلیفہ راشد نے مقرر فرمایا تھا جب کہ اس کی ضرورت محسوس کی تھی۔

باب ص۱۲۷ اذا رأی الامام رجلاجاء وھو یخطب امرہ ان یصلی رکعتین ۔

امام شافعیؒ اور امام احمدؒ کا مسلک ہے، کہ اگر امام خطبہ بھی پڑھ رہا ہو تو تحیۃ المسجد ادا کرے۔ یہ حضرات وجوب کے قائل نہیں اور اہلِ ظاہر وجوب کے قائل ہیں۔

شوافع روایت باب کو استدلال میں پیش کرتے ہیں۔ امام صاحبؒ اور امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ روایت میں

ہے اذا خرج الامام فلا صلوٰۃ ولا کلام اور قم فارکع کا جواب یہ دیتے ہیں کہ آپ کی دوسری حدیث میں ہے کہ آپؐ فرماتے ہیں کہ اگر خطبے کے وقت کسی نے کسی کو انصت کہا (اذا قلت لصاحبك یوم الجمعة انصت والامام یخطب فقد لغوت) تو اس نے لغو کیا حالانکہ وہ امر بالمعروف ہے۔ جب امر بالمعروف سے ممانعت کی گئی تو تحیۃ المسجد کہاں جائز ہوگی تو فصل رکعتین کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ ان رکعتین سے کیا مراد ہے؟ ممکن ہے کہ صلوٰۃ فجر اس سے فوت ہوگئی ہو۔ تو آپؐ نے اسے امر کیا کہ پہلے اسے قضا کر لو پھر آکر شریک ہو۔ حافظ ابن حجرؒ نے "فتح الباری" میں اس پر بہت زیادہ بسط سے بحث کی ہے مگر ابن ماجہ ص۷۹ میں ہے کہ صلیک غطفانیؓ خطبہ کی حالت میں آئے تو آپ نے ان کے آتے ہی اُن سے پوچھا کیا تم نے رکعتیں پڑھی ہیں؟ اس سے معلوم ہوا کہ کوئی اور نماز مراد ہے جو نہیں (آنے سے پہلے) ادا کرنی تھی ورنہ تحیۃ المسجد تو دخول مسجد پر ہوا کرتی ہے پہلے تو نہیں ہوتی۔ (سوال کی ضرورت ہی نہ تھی۔)

دوسری بات یہ ہے کہ یہ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ یہ تحیۃ المسجد تھی مگر دریافت طلب امر یہ ہے کہ آیا آپ خطبہ پڑھ رہے تھے یا خطبہ شروع کرنے والے تھے؟ یخطب میں امکان ہے کہ آپ خطبہ شروع کرنے والے ہوں اس وقت آپ نے امر فرمایا ہو چنانچہ مسلم ص۲۸۷ میں ہے کہ جاء صلیك ورسول قاعد علی المنبر الخ اس سے معلوم ہوا کہ آپ بیٹھے ہوئے تھے اور بیٹھ کر تو خطبہ نہیں پڑھا جاتا۔ کیونکہ یہ آپؐ کی عادت نہیں تو یخطب میں تاویل کرنی پڑے گی یرید الخطبة۔ لیکن شوافع اس پر اعتراض کرتے ہیں کہ احناف بھی تو کہتے ہیں کہ جب امام نکلے تو اس وقت سے کوئی نماز نہ پڑھے مگر کہا جائے گا کہ یہ مسلک امام صاحبؒ کا ہے۔ صاحبین تو فرماتے ہیں کہ جب امام خطبہ پڑھ رہا ہو اس وقت نہ کلام کرے اور نہ نماز پڑھے اور بین الخطبتین کا قعود مراد ہو تو صاحبین اس میں بھی اجازت دیتے ہیں دوسرے نسائی ص۱۵۸ میں ہے اور باب بھی الحث علی الصدقه فی الخطبه فقال له رسول الله صلی الله علیه وسلم اصلیت قال لا قال فصل رکعتین وحث النبی صلی الله علیه وسلم الناس علی الصدقه تو اگر امام اثنائے خطبہ میں خطبہ کو چھوڑ دے اور کسی اور اہم امر کی طرف متوجہ ہو اور اس اثنا میں کوئی نماز پڑھ لے تو کونسی ممانعت ہے۔ اس لیے لوگوں کو آپ نے ترغیب دی اور ہر طرف سے کچھ نہ کچھ جمع ہوا آخر اس میں بھی کچھ وقت صرف ہوا ہوگا اور ہم اس کا انکار نہیں کرتے کہ اگر امام کسی امر اہم کے لیے نماز پڑھانا چاہیں تو کوئی ممانعت نہیں چنانچہ آپ نے لوگوں کو صدقے پر برانگیختہ کیا اور دو کپڑے دیئے تو یہ کسی خاص مصلحت کی بنا پر ہوا اسے قاعدہ کلیہ نہیں بنایا جا سکتا۔ اس روایت سے استدلال نہیں ہو سکتا البتہ مسلم اور ابو داؤد وغیرہ میں جو قولی حدیث موجود ہے اس سے استدلال کیا جا سکتا ہے وہ یہ ہے اذا جاء احدکم یوم الجمعة والامام یخطب فلیرکع رکعتین ولیتجوز فیهما پہلی روایت کے مؤید تو بہت سی روایات موجود ہیں حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کا واقعہ کہ اس میں حضرت عمرؓ نے غسل جمعہ کے بارے

میں) تو ان سے فرمایا مگر سلوٰۃ تحیۃ المسجد کے لیے کچھ نہیں کہا اور ایسے ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھ رہے تھے ایک آدمی آکر کہتا ہے یارسول اللہ ھلکت الاموال الخ تو آپ نے اسے تحیۃ المسجد کے لیے کچھ نہیں کہا اور ایک شخص تخطی رقاب (گردنوں سے پھلانگتا) کرتا ہوا آرہا تھا آپؐ نے اس سے فرمایا اجلس فانک قد آذیت الناس تو معلوم ہوا کہ تحیۃ المسجد کا پڑھنا ضروری نہیں البتہ قولی روایت، جسے تمام صحاح میں نقل کیا گیا ہے "بخاری" میں بھی موجود ہے۔ دارقطنی نے امام بخاری پر سو اعتراضات کیے ہیں جو"مقدمہ فتح الباری" میں موجود ہیں ان میں سے چار روایات متن کی بھی ہیں ان میں سے یہ قولی روایت بھی ہے۔ اعتراض یہ ہے کہ یہ روایت فعلی تھی راوی نے اسے قولی بنا لیا جیسے حضرت عمار بن یاسرؓ کی تیمم کی روایت فعلی کو قولی بنا لیا گیا اور ایسے ہی استثنا فی الیمین کی فعلی روایت کو قولی بنا لیا گیا اور روایت بالمعنی میں ایسے ہوتا ہے کہ فعلی کو قولی اور قولی کو فعلی بنا لیا کرتے ہیں تو دارقطنی نے بھی امام بخاری پر مواخذہ کیا اور غالباً مصنفؒ نے اس باب میں اسے اس لیے ذکر نہیں کیا چنانچہ شراح یہی لکھتے ہیں کہ جس روایت میں اختلاف ہوتا ہے مصنفؒ اسے اپنی عادت کے مطابق اس باب میں ذکر نہیں کرتے اس لیے مصنفؒ نے صلوٰۃ اللیل مثنی مثنی وغیرہ میں جاکر بیان کیا ہے تو یہ راوی کا تصرف ہے کہ اس نے اسے قولی بنا لیا مسلم میں تو اذا خرج الامام فلیصل رکعتین کے الفاظ ہیں یخطب کا تو تذکرہ نہیں البتہ ابوداؤد ص۱۵۹ میں اذا جاء احدکم یوم الجمعۃ الخ کے الفاظ ہیں اور مسلم میں بھی یہی الفاظ ہیں جن کی وجہ سے حافظ ابن حجرؒ اور امام نوویؒ کو بہت غصہ آیا ہے حالانکہ مسلم کی دوسری روایت میں ہے اذا جاء احدکم وخرج الامام فلیصل رکعتین تو اس کے ہم بھی قائل ہیں کہ جب امام خطبے کے لیے تیار ہو تو جلدی سے رکعتین پڑھ لو۔ جب کہ لیتجوز فیھما (اختصار کرے ان میں) کے الفاظ موجود ہیں یہ جواب اس صورت میں ہے جب کہ روایت قولی کو تسلیم کیا جائے تو ہم ارادہ فعل کی تاویل کریں گے یا خرج الامام کی تاویل ہوگی۔ مصنف بن ابی شیبہ میں ہے (حدثنا ھشیم انا ابومعشر عن محمد بن قیس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم حیث امرہ ان یصلی رکعتین امسک عن الخطبۃ حتی فرغ من رکعتہ ثم عاد الی الخطبۃ۔

دارقطنی نے بھی مسنداً اور مرسلاً اسے نقل کیا ہے اور کہا یہ مرسل صواب ہے۔

باب۵۵۶ فَرْضِ الْجُمُعَةِ لِقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ فَاسْعَوْا

باب - جمعہ کی فرضیت - بوجہ اللہ تعالیٰ کے اس قول کے: اذا نودی تا تعلمون ۝ فاسعوا کا معنی چل کھڑے ہو۔[1]

[1] یہ نہیں کہ دوڑو کیونکہ نماز کے لیے دوڑنا منع ہے جیسے اوپر گذر چکا ۱۲ منہ۔

فَامْضُوْا۔

۸۳۱۔ حَدَّثَنَا اَبُو الْیَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَیْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الزِّنَادِ اَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ هُرْمُزَ الْاَعْرَجَ مَوْلٰی رَبِیْعَةَ بْنِ الْحَارِثِ حَدَّثَهٗ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا هُرَیْرَةَ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ نَحْنُ الْاٰخِرُوْنَ السَّابِقُوْنَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ بَیْدَ اَنَّهُمْ اُوْتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِنَا ثُمَّ هٰذَا یَوْمُهُمُ الَّذِیْ فُرِضَ عَلَیْهِمْ فَاخْتَلَفُوْا فِیْهِ فَهَدَانَا اللّٰهُ لَهٗ فَالنَّاسُ لَنَا فِیْهِ تَبَعٌ الْیَهُوْدُ غَدًا وَّالنَّصَارٰی بَعْدَ غَدٍ۔

(از ابوالیمان از شعیب از ابوالزناد از عبدالرحمٰن بن ہرمز اعرج غلام ربیعہ بن حارث) حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے ہم سب امتوں کے بعد دنیا میں آئے لیکن قیامت کے دن سب سے آگے ہوں گے[۱]۔ صرف اتنا فرق ہے کہ یہود و نصاریٰ کو اللہ کی کتاب ہم سے پہلے دی گئی۔ اور ان پر بھی یہ جمعہ فرض کیا گیا تھا۔ انہوں نے اس میں اختلاف کیا۔ بعد ازاں اللہ تعالیٰ نے ہمیں جمعہ کی ہدایت دی۔ اب سب قومیں ہمارے بعد ہیں۔ یہودیوں کا عبادت کا دن کل ہے اور نصاریٰ کا پرسوں[۲]

بَابُ ۵۵۷ فَضْلِ الْغُسْلِ یَوْمَ الْجُمُعَةِ وَهَلْ عَلَی الصَّبِیِّ شُهُوْدُ یَوْمِ الْجُمُعَةِ اَوْ عَلَی النِّسَآءِ۔

باب۔ جمعہ کے دن غسل کرنے کی فضیلت اور اس بات کا بیان کہ بچوں اور عورتوں پر جمعہ کی نماز فرض ہے یا نہیں؟

۸۳۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ یُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَّافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا جَآءَ اَحَدُكُمُ الْجُمُعَةَ فَلْیَغْتَسِلْ

(از عبداللہ بن یوسف از مالک از نافع) عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی جمعہ کی نماز کے لیے آنا چاہے تو غسل کرے۔

۸۳۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ اَسْمَآءَ قَالَ حَدَّثَنَا جُوَیْرِیَةُ عَنْ مَّالِكٍ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ بَیْنَا هُوَ قَآئِمٌ فِی الْخُطْبَةِ یَوْمَ الْجُمُعَةِ اِذْ جَآءَ

(از عبداللہ بن محمد بن اسماء از جویریہ از مالک از زہری از سالم بن عبداللہ بن عمر) ابن عمرؓ فرماتے ہیں ایک دفعہ جب حضرت عمرؓ بن خطاب جمعے کا خطبہ پڑھ رہے تھے، اتنے میں پہلے مہاجرین میں سے ایک صاحب (حضرت عثمان) تشریف لائے حضرت عمرؓ نے عین خطبہ میں انہیں پکار کر کہا یہ کونسا وقت ہے آنے کا؟ تو

---

[۱] حساب کتاب میں اور بہشت کے اندر جانے میں ۱۲ منہ [۲] ہوا یہ تھا کہ حضرت موسیٰ نے یہود کو جمعہ کے دن عبادت کے لیے حکم کیا۔ انہوں نے کہا نہیں سفنہ کا دن بہتر ہے حضرت موسیٰ بحکم الٰہی خاموش رہے اور نصاریٰ نے یہود کی ضد سے اتوار کا دن مقرر کر لیا مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے وہی جمعہ کا دن بتلایا اور انہوں نے قبول کیا تو مسلمان پہلے رہے یہود ایک دن پیچھے اور نصاریٰ دو دن پیچھے ۱۲ منہ۔

رَجُلٌ مِّنَ الْمُهَاجِرِيْنَ الْاَوَّلِيْنَ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَادَاهُ عُمَرُ اَيَّةُ سَاعَةٍ هٰذِهٖ قَالَ اِنِّيْ شُغِلْتُ فَلَمْ اَنْقَلِبْ اِلَى اَهْلِيْ حَتّٰى سَمِعْتُ التَّاْذِيْنَ فَلَمْ اَزِدْ اَنْ تَوَضَّاْتُ قَالَ وَالْوُضُوْءُ اَيْضًا وَقَدْ عَلِمْتَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَاْمُرُ بِالْغُسْلِ۔

انہوں نے جواب دیا: میں کسی مصروفیت کی وجہ سے دیر سے آیا میں گھر میں بھی نہیں جا سکا۔ اذان سنتے ہی میں نے وضو کیا اور چلا آیا۔ حضرت عمرؓ نے کہا اچھا یوں کہیے کہ آپ نے صرف وضو پر اکتفا کیا حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غسلِ جمعہ کا حکم دیتے تھے۔

۸۳۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ عَطَاءِ ابْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ غُسْلُ يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَاجِبٌ عَلٰى كُلِّ مُحْتَلِمٍ۔

(از عبداللہ بن یوسف از مالک از صفوان بن سلیم از عطا بن یسار) ابو سعید خدری کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا غسلِ جمعہ ہر بالغ پر واجب ہے۔

بَابٌ ۵۵۸ الطِّيْبِ لِلْجُمُعَةِ۔

باب۔ روز جمعہ خوشبو کا استعمال۔

۸۳۵۔ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ قَالَ اَخْبَرَنَا حَرَمِيُّ بْنُ عُمَارَةَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَمْرُو بْنُ سُلَيْمٍ الْاَنْصَارِيُّ قَالَ اَشْهَدُ عَلٰى اَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ اَشْهَدُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْغُسْلُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَاجِبٌ عَلٰى كُلِّ مُحْتَلِمٍ وَّاَنْ يَّسْتَنَّ وَاَنْ يَّمَسَّ طِيْبًا اِنْ وَّجَدَ قَالَ عَمْرٌو اَمَّا الْغُسْلُ فَاَشْهَدُ اَنَّهٗ وَاجِبٌ وَّاَمَّا الْاِسْتِنَانُ وَالطِّيْبُ فَاللّٰهُ تَعَالٰى اَعْلَمُ اَوَاجِبٌ هُوَ اَمْ لَا وَلٰكِنْ هٰكَذَا فِي الْحَدِيْثِ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ هُوَ اَخُوْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ وَلَمْ يُسَمَّ اَبُوْ بَكْرٍ هٰذَا رَوٰى عَنْهُ بُكَيْرُ بْنُ الْاَشَجِّ وَسَعِيْدُ بْنُ اَبِيْ هِلَالٍ وَّعِدَّةٌ وَّكَانَ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ يُكْنٰى بِاَبِيْ بَكْرٍ وَّاَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ۔

(از علی از حرمی بن عمارہ از شعبہ از ابوبکر بن منکدر) عمرو بن سلیم انصاری نے بیان کیا میں ابو سعید خدری پر گواہی دیتا ہوں، ابو سعید خدری نے بیان کیا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر گواہی دیتا ہوں آپ نے فرمایا جمعے کے دن غسل کرنا ہر بالغ شخص پر واجب ہے۔ نیز مسواک کرنا اور اگر میسر ہو تو خوشبو بھی لگانا۔

عمرو بن سلیم کہتے ہیں غسل کے لیے تو میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ واجب ہے لیکن مسواک کرنا اور خوشبو لگانا واللہ اعلم واجب ہے یا نہیں لیکن حدیث میں وارد ہے۔

امام بخاریؒ نے فرمایا کہ ابوبکر بن منکدر محمد بن منکدر کے بھائی ہیں مگر ابوبکر کا اصل نام معلوم نہیں ہو سکا اُن سے بکیر بن اشج اور سعید بن ابی ہلال اور دیگر مختلف راویوں نے روایت کی ہے اور محمد بن منکدر کی کنیت ابوبکر اور ابو عبداللہ دونوں تھی۔

بَابٌ ۵۵۹ فَضْلِ الْجُمُعَةِ۔

۸۳۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ سُمَيٍّ مَوْلٰى اَبِيْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ السَّمَّانِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنِ اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ غُسْلَ الْجَنَابَةِ ثُمَّ رَاحَ فَكَاَنَّمَا قَرَّبَ بَدَنَةً وَّمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الثَّانِيَةِ فَكَاَنَّمَا قَرَّبَ بَقَرَةً وَّمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الثَّالِثَةِ فَكَاَنَّمَا قَرَّبَ كَبْشًا اَقْرَنَ وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الرَّابِعَةِ فَكَاَنَّمَا قَرَّبَ دُجَاجَةً وَّمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الْخَامِسَةِ فَكَاَنَّمَا قَرَّبَ بَيْضَةً فَاِذَا خَرَجَ الْاِمَامُ حَضَرَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يَسْتَمِعُوْنَ الذِّكْرَ۔

باب ۔ فضائلِ نمازِ جمعہ ۔

(از عبداللہ بن) یوسف از مالک از سُمی یعنی ابوبکر بن عبدالرحمٰن کے غلام از ابوصالح سمّان) حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جمعہ کے دن جنابت کا غسل کرے[۱] پھر نماز کے لیے چلا جائے گویا اس نے ایک اونٹ کی قربانی کی، جو اس کے بعد دوسرے نمبر پر جائے گویا اس نے ایک گائے کی قربانی کی، جو تیسرے نمبر پر جائے گویا اس نے سینگ والے دُنبے کی قربانی کی، جو چوتھی گھڑی جائے گویا اس نے مرغی قربانی کی، جو پانچویں نمبر پر جائے گویا اس نے اللہ کی راہ میں ایک انڈا خیرات میں دیا۔ جب امام خطبہ کے لیے نکلتا ہے تو حاضری لکھنے والے فرشتے بھی مسجد میں آجاتے ہیں اور ذکرِ الٰہی یعنی خطبہ وغیرہ سنتے ہیں[۲]۔

بَابٌ ۵۶۰

۸۳۷۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيٰى هُوَ ابْنُ اَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ بَيْنَمَا هُوَ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ اِذْ دَخَلَ رَجُلٌ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ لِمَ تَحْتَبِسُوْنَ عَنِ الصَّلٰوةِ فَقَالَ الرَّجُلُ مَا هُوَ اِلَّا اَنْ سَمِعْتُ النِّدَاءَ تَوَضَّاْتُ فَقَالَ اَلَمْ تَسْمَعُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا رَاحَ اَحَدُكُمْ اِلَى الْجُمُعَةِ

باب ۔

(از ابونعیم از شیبان از یحییٰ یعنی ابن ابی کثیر از ابوسلمہ) حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں حضرت عمرؓ جمعہ کے دن خطبہ دے رہے تھے۔ اتنے میں ایک شخص (حضرت عثمان) آئے۔ حضرت عمرؓ نے کہا تم لوگ جمعہ کے دن کیوں رُک جاتے ہو (دیر سے آتے ہو)؟ انہوں نے جواب دیا میں نے تو کچھ دیر نہیں کی اذان سنتے ہی صرف وضو کیا اور آ گیا۔ حضرت عمرؓ نے کہا (دو ایک اور کوتاہی) کیا تم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں سنا آپ فرماتے تھے جب کوئی جمعہ کی نماز کے لیے آنا چاہے تو غسل کرے[۳]

---

[۱] بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے جو کوئی جمعہ کے دن جنابت کا سا غسل کرے ۱۲ منہ [۲] اور دفتر بند کر دیا جاتا ہے ابونعیم کی روایت میں ہے کہ جمعہ کے دن اللہ فرشتے بھیجتا ہے ان کو نور کی کتابیں نور کی قلم دے کر معلوم ہوا کہ یہ فرشتے نگہبان فرشتوں کے علاوہ ہیں ۱۲ منہ [۳] اس حدیث کی مناسبت ترجمہ باب سے یوں ہے کہ حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ ایسے جلیل الشان صحابی پر خفا ہوئے اگر جمعہ کی نماز فضیلت والی نہ ہوتی تو خفگی کی کیا ضرورت تھی پس جمعہ کی نماز کی فضیلت ثابت ہوئی اور یہی ترجمہ باب ہے بعضوں نے کہا اور نمازوں کے لیے قرآن شریف میں (باقی اگلے صفحہ پر)

فَلْيَغْتَسِلْ۔

باب ۵۶ الدُّهْنِ لِلْجُمُعَةِ۔

باب - جمعہ کے لیے جانے سے پہلے بدن اور بالوں میں تیل لگانا۔

۸۳۸۔ حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِي ذِئْبٍ عَنْ سَعِيْدِ الْمَقْبُرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَبِيْ عَنِ ابْنِ وَدِيْعَةَ عَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَغْتَسِلُ رَجُلٌ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَيَتَطَهَّرُ مَا اسْتَطَاعَ مِنْ طُهْرٍ وَّيَدَّهِنُ مِنْ دُهْنِهٖ اَوْ يَمَسُّ مِنْ طِيْبِ بَيْتِهٖ ثُمَّ يَخْرُجُ فَلَا يُفَرِّقُ بَيْنَ اثْنَيْنِ ثُمَّ يُصَلِّيْ مَا كُتِبَ لَهٗ ثُمَّ يُنْصِتُ اِذَا تَكَلَّمَ الْاِمَامُ اِلَّا غُفِرَ لَهٗ مَا بَيْنَهٗ وَمَا بَيْنَ الْجُمُعَةِ الْاُخْرٰى۔

(از آدم از ابن ابی ذئب از سعید مقبری از ابو سعید مقبری از ابن ودیعہ) سلمان فارسی کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جمعہ کے دن غسل کرے، حتی الامکان صفائی کرے[۵۱] تیل لگائے یا خوشبو لگائے[۵۲] پھر نماز کے لیے مسجد میں آئے اور صف میں دو دو کے درمیان میں سے نہ نکلے[۵۳] (بلکہ جہاں جگہ ملے بیٹھ جائے) پھر شریعت کے حکم کے مطابق نماز ادا کرے، خطبہ کے دوران خاموش رہے تو اس جمعہ سے لے کر دوسرے (گزشتہ) جمعہ تک کے گناہ اس کے بخش دیئے جائیں گے۔[۵۴]

۸۳۹۔ حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ طَاؤُسٌ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ ذَكَرُوْا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اغْتَسِلُوْا يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَاغْسِلُوْا رُءُوْسَكُمْ وَاِنْ لَّمْ تَكُوْنُوْا جُنُبًا وَّاَصِيْبُوْا مِنَ الطِّيْبِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَمَّا الْغُسْلُ فَنَعَمْ وَاَمَّا الطِّيْبُ فَلَا اَدْرِيْ۔

(از ابوالیمان از شعیب از زہری) طاؤس فرماتے ہیں میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا لوگ کہتے ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جمعے کے دن غسل کرو، اور اپنے سر دھوؤ اگرچہ تمہیں نہانے کی حاجت نہ ہو۔ اور خوشبو لگاؤ۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں غسل کا حکم تو مجھے معلوم ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا۔ البتہ خوشبو کے متعلق مجھے معلوم نہیں۔

۸۴۰۔ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ اَخْبَرَنَا هِشَامٌ اَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ اَخْبَرَهُمْ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مَيْسَرَةَ عَنْ طَاؤُسٍ عَنِ

(از ابراہیم بن موسیٰ از ہشام از ابن جریج از ابراہیم بن میسرہ از طاؤس) ابن عباس رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان غسل کے بارے میں بیان کیا، طاؤس کہتے ہیں میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے

(بقیہ) یہ حکم ہوا اذا قمتم الی الصلوٰۃ فاغسلوا جو بحکم الآیہ یعنی وضو کرلو اور جمعہ کی نماز کے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غسل کرنے کا حکم دیا تو معلوم ہوا کہ جمعہ کی نماز کا درجہ اور نمازوں سے بڑھ کر ہے اور دوسری نمازوں پر اس کی فضیلت ثابت ہوئی اور یہی ترجمہ باب ہے ۱۲ منہ [۵۱] میل کچیل صاف کرے یا مونچھیں اور ناخون کترائے زیر ناف کے بال مونڈھے یا اچھے صاف ستھرے کپڑے پہنے ۱۲ منہ [۵۲] ابو داؤد کی روایت میں یوں ہی ہے کہ اپنی جورو کی خوش بو ہی میں سے لگائے اس حدیث سے یہ نکلا کہ عورتوں کو گھر میں خوشبو جیسے عطر عود وغیرہ رکھنا ضرور ہے ۱۲ منہ [۵۳] یعنی دو شخص ملے بیٹھے ہوں تو خواہ مخواہ ان کے بیچ میں گھس کر ان کو الگ الگ نہ کرے لوگوں کی گردنیں نہ پھاندے بلکہ جہاں جگہ ملے وہاں بیٹھ جائے ۱۲ منہ [۵۴] قسطلانی نے کہا (باقی اگلے صفحہ پر)

ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ ذَكَرَ قَوْلَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْغُسْلِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ اَيَمَسُّ طِيْبًا اَوْ دُهْنًا اِنْ كَانَ عِنْدَ اَهْلِهٖ فَقَالَ لَا اَعْلَمُهٗ۔

دریافت کیا اگر اس کے گھر والوں کے پاس تیل یا خوشبو ہو، تو وہ بھی لگائے فرمایا مجھے معلوم نہیں۔[۱]

بَابٌ ۵۶۲ يَلْبَسُ اَحْسَنَ مَا يَجِدُ۔

باب۔ جمعے کے دن عمدہ سے عمدہ کپڑے پہننا جو میسّر ہوں۔[۲]

۸۴۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ عُمَرَ ابْنَ الْخَطَّابِ رَاٰى حُلَّةً سِيَرَاءَ عِنْدَ بَابِ الْمَسْجِدِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوِ اشْتَرَيْتَ هٰذِهٖ فَلَبِسْتَهَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَلِلْوَفْدِ اِذَا قَدِمُوْا عَلَيْكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا يَلْبَسُ هٰذِهٖ مَنْ لَا خَلَاقَ لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ ثُمَّ جَاءَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهَا حُلَلٌ فَاَعْطٰى عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ مِنْهَا حُلَّةً فَقَالَ عُمَرُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَسَوْتَنِيْهَا وَقَدْ قُلْتَ فِيْ حُلَّةِ عُطَارِدٍ مَا قُلْتَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّيْ لَمْ اَكْسُكَهَا لِتَلْبَسَهَا فَكَسَاهَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ اَخًا لَهٗ بِمَكَّةَ مُشْرِكًا۔

(از عبداللہ بن یوسف از مالک از نافع) عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسجد کے دروازے کے باہر ایک جوڑا ریشمی بکتا دیکھا[۳] تو کہنے لگے یا رسول اللہ! کاش آپ اسے خرید لیں اور جمعے کے دن نیز غیر قوموں کے وفود جب آپ کے پاس آیا کرتے ہیں ان موقعوں پر پہنا کریں[۴]۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ تو وہ پہنے گا جس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔ پھر کچھ دنوں کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس قسم کے یعنی ریشمی جوڑے آئے آپؐ نے عمر بن خطاب کو بھی ان میں سے ایک جوڑا عنایت کیا۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ یہ جوڑا مجھے پہناتے ہیں، پہلے آپ نے ہی عطارد کے جوڑے کے متعلق فرمایا تھا ______ (یعنی جس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں وہ پہنے گا) آپ نے فرمایا اس لیے میں نے تجھے نہیں دیا کہ تو خود پہنے[۵] (یا کسی مرد مسلمان کو پہنائے) آخر حضرت عمرؓ نے اپنے مشرک بھائی کو وہ جوڑا پہنا دیا جو مکہ میں رہتا تھا۔

بَابٌ ۵۶۳ السِّوَاكِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ۔

باب۔ جمعہ کے دن مسواک کرنا۔ ابوسعید خدری

(بقیہ) صغیرہ گناہ مراد ہیں جیسے ابن ماجہ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے ۱۲ منہ [۱] کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تیل اور خوشبو لگانے کا حکم دیا ہے یا نہیں دیا تیل اور خوشبو لگانا جمعہ کے دن مستحب ہے یا نہیں ۱۲ منہ [۲] یعنی وہی کپڑا جس کا پہننا شرع کی رو سے منع نہیں ۱۲ منہ [۳] ایک شخص عطارد نامی اس کو بیچ رہا تھا ۱۲ منہ [۴] ترجمہ باب یہیں سے نکلتا ہے کیونکہ حضرت عمرؓ نے جمعہ کے دن عمدہ کپڑے پہننے کی رائے دی اور آنحضرت صلعم نے جو خاص اس جوڑے کا پہننا منظور نہ فرمایا وہ اس وجہ سے تھا کہ وہ جوڑا ریشمی تھا اور مرد کو خالص ریشمی کپڑا پہننا درست نہیں ۱۲ منہ [۵] بلکہ اپنی عورت کو پہناتے یا اس کو بیچ کر کام میں لاتے ۱۲ منہ۔

وَقَالَ اَبُوْسَعِيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَنُّ۔

نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ مسواک کرے۔[1]

۸۴۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰى اُمَّتِيْ اَوْ لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلَى النَّاسِ لَاَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ مَعَ كُلِّ صَلٰوةٍ۔

(از عبداللہ بن یوسف از مالک از ابی الزناد از اعرج) حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر مجھے اپنی امت کی تکلیف کا خیال نہ ہوتا، تو میں اُنہیں حکم دیتا، کہ ہر نماز پر مسواک کیا کریں۔[2]

۸۴۳۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ الْحَبْحَابِ قَالَ حَدَّثَنَا اَنَسٌ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَكْثَرْتُ عَلَيْكُمْ فِي السِّوَاكِ۔

(از ابو مَعْمر از عبدالوارث از شعیب بن حبحاب) حضرت انس رض کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے مسواک کے بارے میں تم سے بہت مرتبہ اور بہت کچھ کہا۔[3]

۸۴۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ قَالَ اَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ وَحُصَيْنٍ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ يَشُوْصُ فَاهُ۔

(از محمد بن کثیر از سفیان از منصور و حُصین از ابو وائل) حضرت حذیفہ فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو تہجد کے لیے اُٹھتے تو اپنے منہ کو مسواک سے رگڑتے۔[4]

بَابٌ ۵۶۴ مَنْ تَسَوَّكَ بِسِوَاكِ غَيْرِهٖ۔

باب۔ دوسرے کی مسواک استعمال کرنا۔

۸۴۵۔ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ قَالَ هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ اَخْبَرَنِيْ اَبِيْ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ

(از اسمٰعیل از سلیمان بن بلال از ہشام بن عُروہ از عروہ) حضرت عائشہ رض فرماتی ہیں کہ (میرے بھائی) عبدالرحمٰن بن ابی بکر رض (حجرے میں) آئے ان کے پاس ایک مسواک تھی، جسے وہ استعمال

---

[1] یہ ایک حدیث کا ایک ٹکڑا ہے جو باب الطیب للجمعہ میں گذر چکی ۱۲ منہ [2] اس عام حدیث سے امام بخاری رح نے یہ نکالا کہ جمعہ کی نماز کے لیے بھی مسواک کرنا چاہیے کیونکہ وہ بھی نماز ہے بلکہ اور نمازوں سے درجہ میں زیادہ ہے کہ اس کے لیے غسل کرنے کا حکم ہے جب سارا بدن صاف پاک کرنے کا حکم ہوا تو منہ کو ضرور پاک کرنا چاہیے ۱۲ منہ [3] اس سے باب کا ترجمہ یوں نکلتا ہے کہ مسواک کی تاکید آپ نے ہر نماز کے لیے فرمائی تو جمعہ کی نماز کے لیے بھی اس کی تاکید ہوگی جمعہ میں تو اور نمازوں سے زیادہ مجمع ہوتا ہے تو منہ کا صاف پاک رکھنا اس دن اور زیادہ ضروری ہوگا تاکہ اس کی بدبو سے دوسرے مسلمانوں کو ایذا نہ ہو ۱۲ منہ [4] اور جب تہجد کے لیے مسواک کرنا ثابت ہوا (باقی اگلے صفحہ پر)

دَخَلَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِیْ بَكْرٍ وَّمَعَهٗ سِوَاكٌ يَّسْتَنُّ بِهٖ فَنَظَرَ اِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لَهٗ اَعْطِنِیْ هٰذَا السِّوَاكَ يَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ فَاَعْطَانِيْهِ فَقَضَمْتُهٗ ثُمَّ مَضَغْتُهٗ فَاَعْطَيْتُهٗ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَنَّ بِهٖ وَهُوَ مُسْتَنِدٌ اِلٰى صَدْرِیْ۔

کیا کرتے تھے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (بحالتِ مرض) اُسے دیکھا[۱]۔ میں نے کہا عبدالرحمٰن یہ مسواک مجھے دیدے اُنہوں نے دے دی۔ میں نے اسے توڑ ڈالا، پھر دانتوں سے چبا کر آنحضرتؐ کی خدمت میں پیش کر دی۔ آپ نے اسے استعمال کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے سینے پر سہارا لگائے ہوئے تھے۔

بَابٌ ۵۶۵ مَا يُقْرَأُ فِیْ صَلٰوةِ الْفَجْرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ۔

باب۔ جمعہ کے دن صبح کی نماز میں کونسی سورت پڑھی جائے۔

۸۴۶۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ سَعْدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ هُرْمُزَ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِی الْفَجْرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ الٓمّٓ تَنْزِيْلُ وَهَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ۔

(از ابونعیم از سفیان از سعد بن ابراہیم از عبدالرحمٰن بن ہرمز) ابوہریرہؓ فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے روز صبح کی نماز میں الٓم سجدہ اور سورہ دھر پڑھا کرتے تھے۔

بَابٌ ۶۶۶ الْجُمُعَةِ فِی الْقُرٰى وَالْمُدُنِ۔

باب۔ گاؤں اور شہر دونوں جگہ جمعہ درست ہے۔

۸۴۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَامِرِ الْعَقَدِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ اَبِیْ جَمْرَةَ الضُّبَعِیِّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اِنَّ اَوَّلَ جُمُعَةٍ جُمِّعَتْ بَعْدَ جُمُعَةٍ فِیْ مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ مَسْجِدِ عَبْدِ الْقَيْسِ بِجُوَاثٰى مِنَ الْبَحْرَيْنِ۔

(از محمد بن مثنی از ابو عامر عَقدی از ابراہیم بن طہمان از ابو جمرہ ضُبعی) ابن عباسؓ فرماتے ہیں سب سے پہلا جمعہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد کے بعد ہوا وہ عبدالقیس کی مسجد میں ہوا جو بحرین کے ملک میں جُواثی میں تھی۔

۸۴۸۔ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ اَخْبَرَنَا

(از بشر بن محمد از عبداللہ بن مبارک از یونس از زہری از سالم)

(بقیہ) تو جمعہ کے لیے بطریق اولیٰ مسواک مشروع ہوگی ۱۲ منہ ۱؎ حضرت عائشہؓ آپ کے دیکھنے سے تاڑ گئیں کہ آپ مسواک کو استعمال کرنا چاہتے ہیں حدیث سے یہ نکلا کہ ایک آدمی دوسرے کی مسواک استعمال کر سکتا ہے ۱۲ منہ ۲؎ یعنی اُتنی لکڑی نکال ڈالی جو عبدالرحمان اپنے منہ سے لگایا کرتے ۱۲ منہ۔

عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ
اَخْبَرَنِيْ سَالِمٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ
رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ
كُلُّكُمْ رَاعٍ وَّزَادَ اللَّيْثُ قَالَ يُوْنُسُ كَتَبَ
رُزَيْقُ ابْنُ حُكَيْمٍ اِلَى ابْنِ شِهَابٍ وَّاَنَا مَعَهٗ
يَوْمَئِذٍ بِوَادِ الْقُرٰى هَلْ تَرٰى اَنْ اُجَمِّعَ وَ
رُزَيْقٌ عَامِلٌ عَلٰى اَرْضٍ يَّعْمَلُهَا وَفِيْهَا جَمَاعَةٌ
مِّنَ السُّوْدَانِ وَغَيْرِهِمْ وَرُزَيْقٌ يَوْمَئِذٍ
عَلٰى اَيْلَةَ فَكَتَبَ ابْنُ شِهَابٍ وَّاَنَا اَسْمَعُ
يَاْمُرُهٗ اَنْ يُّجَمِّعَ يُخْبِرُهٗ اَنَّ سَالِمًا حَدَّثَهٗ
اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ كُلُّكُمْ رَاعٍ
وَّكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِيَّتِهٖ اَلْاِمَامُ رَاعٍ
وَّمَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِيَّتِهٖ وَالرَّجُلُ رَاعٍ فِيْ اَهْلِهٖ
وَهُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِيَّتِهٖ وَالْمَرْاَةُ رَاعِيَةٌ
فِيْ بَيْتِ زَوْجِهَا وَمَسْئُوْلَةٌ عَنْ رَّعِيَّتِهَا وَ
الْخَادِمُ رَاعٍ فِيْ مَالِ سَيِّدِهٖ وَمَسْئُوْلٌ عَنْ
رَّعِيَّتِهٖ قَالَ وَحَسِبْتُ اَنْ قَدْ قَالَ وَالرَّجُلُ
رَاعٍ فِيْ مَالِ اَبِيْهِ وَهُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِيَّتِهٖ وَ
كُلُّكُمْ رَاعٍ وَّمَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِيَّتِهٖ۔

ابن عمر کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے تم میں
سے ہر شخص حاکم ہے[1] ۔ لیث بن سعد نے اتنا زیادہ کیا یونس نے
کہا کہ زریق بن حکیم نے ابن شہاب کو لکھا، جب کہ میں ان دنوں
وادی القری[2] میں ابن شہاب کے پاس تھا "کیا آپ مجھے یہاں
نماز جمعہ قائم کرنے کی اجازت دیں گے؟" ان دنوں رُزیق اپنی
زمین میں کھیتی کراتا تھا وہاں کچھ حبشی وغیرہ موجود تھے رُزیق ان
دنوں ایلہ[3] کا حاکم تھا۔ ابن شہاب نے جواب لکھا اور پڑھا میں
سُن رہا تھا کہ جمعہ پڑھا کرو وہ کہتے ہیں کہ مجھے سالم نے بحوالہ عبداللہ
ابن عمرؓ بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں ہر شخص
حاکم ہے اور ہر ایک سے اس کی رعیّت کی پرسش ہوگی۔ امام حاکم ہے
اور اس سے قیامت کے دن اس کی رعیت کے متعلق پرسش ہو
گی اور مرد اپنے گھر والوں کا حاکم ہے اُس سے اس کی رعیت کی
پُرسش ہوگی، عورت اپنے خاوند کے مال کی محافظ ہے، اُس سے
اس کی رعیّت کی پوچھ گچھ ہوگی، نوکر اپنے آقا کے مال کا ذمہ دار
ہے اور اس سے اس کی رعیّت کے متعلق پوچھ گچھ ہوگی، یونس کہتے
ہیں میرا خیال ہے کہ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ مرد اپنے باپ کے مال کا
نگہبان ہے، اور اس سے اس کی رعیت کے متعلق سوال ہوگا۔ اور
تم میں سے ہر شخص حاکم ہے اور ہر ایک سے اس کی رعیت کے
متعلق بازپرس ہوگی۔

بَابٌ ۵۶۷ هَلْ عَلٰى مَنْ لَّا يَشْهَدُ الْجُمُعَةَ غُسْلٌ مِّنَ النِّسَآءِ وَالصِّبْيَانِ

باب ۔ بچے اور عورتیں وغیرہ جو جمعہ کے لیے نہ آئیں ان کے لیے غسل بھی واجب نہیں ہے۔

۱؎ یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ صرف بادشاہ ہی حاکم ہے اسی کی یہ رعیت ہے نہیں ہر شخص کی حکومت ہے اپنے گھر والوں نوکروں چاکروں پر اور وہ اس کی رعیت ہیں اگر یہ بھی نہ ہوں تو اپنے ہاتھ پاؤں اعضاء پر حکومت ہے ۱۲منہ ۲؎ وادی القری مدینہ کا ضلع ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سنہ ۷ ہجری میں اس کو فتح کیا تھا ۱۲منہ ۳؎ ایلہ ایک مشہور شہر تھا شام اور مصر کے بیچ میں اب بالکل اجاڑ ہے رزیق ایلہ کی اطراف جنگل میں تھے ۱۲منہ۔

وَغَيْرِهِمْ وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ إِنَّمَا الْغُسْلُ عَلَى مَنْ يَجِبُ عَلَيْهِ الْجُمُعَةُ ۔

ابن عمرؓ کہتے ہیں غسل اسی پر واجب ہے جس پر جمعہ واجب ہے ۔

۸۴۹ ۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي سَالِمُ ابْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ جَاءَ مِنْكُمُ الْجُمُعَةَ فَلْيَغْتَسِلْ ۔

(از ابوالیمان از شعیب از زہری از سالم بن عبداللہ) عبداللہ بن عمر کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے، جو شخص تم میں سے جمعہ کی نماز کے لیے آئے وہ غسل کرکے آئے ۔

۸۵۰ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ صَفْوَانَ ابْنِ سُلَيْمٍ عَنْ عَطَاءِ ابْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ غُسْلُ يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَاجِبٌ عَلَى كُلِّ مُحْتَلِمٍ ۔

(از عبداللہ بن مسلمہ از مالک از صفوان بن سلیم از عطاء بن یسار) ابوسعید خدری کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا غسل کرنا جمعے کے دن ہر بالغ جوان پر واجب ہے ۔[1]

۸۵۱ ۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْنُ الْآخِرُونَ السَّابِقُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بَيْدَ أَنَّهُمْ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِنَا وَأُوتِينَاهُ مِنْ بَعْدِهِمْ فَهَذَا الْيَوْمُ الَّذِي اخْتَلَفُوا فِيهِ فَهَدَانَا اللَّهُ لَهُ فَغَدًا لِلْيَهُودِ وَبَعْدَ غَدٍ لِلنَّصَارَى فَسَكَتَ ثُمَّ قَالَ حَقٌّ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ أَنْ يَغْتَسِلَ فِي كُلِّ سَبْعَةِ أَيَّامٍ يَوْمًا يَغْسِلُ فِيهِ رَأْسَهُ وَجَسَدَهُ رَوَاهُ أَبَانُ بْنُ صَالِحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ

(از مسلم بن ابراہیم از وہیب از ابن طاؤس از والدش طاؤس) حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم لوگ (مسلمان) دنیا میں تو بعد میں آئے مگر قیامت کے دن سب سے آگے ہوں گے ۔ یہ ٹھیک ہے کہ یہود و نصاریٰ کو ہم سے پہلے کتاب دی گئی اور ہمیں بعد میں ۔ یہ جمعہ کا دن وہ ہے (جو اُن میں بھی عبادت کا دن تھا) جس میں انہوں نے اختلاف کیا ۔ اللہ نے ہمیں یہ دن بتایا کل (سنیچر) یہود کا دن ہے ۔ پرسوں (اتوار) نصاریٰ کا دن ۔ پھر آپ خاموش ہو رہے ۔ اس کے بعد فرمایا ہر مسلمان پر سات دنوں میں ایک دن (جمعہ) سر اور سارا بدن دھونا ضروری ہے ۔ اس حدیث کو ابان بن صالح نے مجاہد سے روایت کیا انہوں نے طاؤس رضؓ سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے کہ آنحضرت

[1] تو جو کوئی بالغ نہیں ہے جیسے بچہ اس پر واجب نہیں ہے ۱۲ منہ ۔

عَنْ طَاؤسٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلّٰهِ تَعَالٰى عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ حَقٌّ اَنْ يَّغْتَسِلَ فِيْ كُلِّ سَبْعَةِ اَيَّامٍ يَوْمًا۔

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کا حق ہر مسلمان پر یہ ہے کہ سات دن میں ایک دن یعنی (جمعہ کے دن) نہلائے۔

۸۵۲- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ قَالَ حَدَّثَنَا وَرْقَاءُ عَنْ عَمْرِو ابْنِ دِيْنَارٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ائْذَنُوْا لِلنِّسَاءِ بِاللَّيْلِ اِلَى الْمَسَاجِدِ۔

(از عبداللہ بن محمد از شبابہ از ورقاء از عمرو بن دینار از مجاہد) ابن عمر کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورتوں کو رات کے وقت (نماز کے لیے) مسجد میں جانے کی اجازت دیا کرو۔

۸۵۳- حَدَّثَنَا يُوْسُفُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَتِ امْرَاَةٌ لِعُمَرَ تَشْهَدُ صَلٰوةَ الصُّبْحِ وَالْعِشَاءِ فِي الْجَمَاعَةِ فِي الْمَسْجِدِ فَقِيْلَ لَهَا لِمَ تَخْرُجِيْنَ وَقَدْ تَعْلَمِيْنَ اَنَّ عُمَرَ يَكْرَهُ ذٰلِكَ وَيَغَارُ قَالَتْ فَمَا يَمْنَعُهُ اَنْ يَّنْهَانِيْ قَالَ يَمْنَعُهُ قَوْلُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَمْنَعُوْا اِمَاءَ اللّٰهِ مَسَاجِدَ اللّٰهِ۔

(از یوسف بن موسیٰ از ابو اسامہ از عبیداللہ بن عمر از نافع) ابن عمرؓ فرماتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ایک بیوی صبح اور عشا کی جماعت میں مسجد میں آیا کرتی اس سے کہا گیا تو کیوں باہر جایا کرتی ہے؟ حالانکہ تجھے معلوم ہے کہ حضرت عمرؓ اس بات کو ناپسند کرتے ہیں۔ اُس نے کہا پھر وہ صاف طور پر منع کیوں نہیں کر دیتے؟ لوگوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کی وجہ سے کہ آپ کا فرمان ہے "اللہ کی باندیوں کو اللہ کے گھروں میں آنے سے مت روکو"۔

بَابُ ۵۶۸ الرُّخْصَةِ اِنْ لَّمْ يَحْضُرِ الْجُمُعَةَ فِي الْمَطَرِ۔

باب - اگر بارش ہو رہی ہو تو جمعے کے لیے حاضر ہونا واجب نہیں۔

۸۵۴- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الْحَمِيْدِ صَاحِبُ الزِّيَادِيِّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْحَارِثِ ابْنُ عَمِّ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لِمُؤَذِّنِهِ فِيْ يَوْمٍ مَّطِيْرٍ اِذَا قُلْتَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ فَلَا تَقُلْ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ قُلْ صَلُّوْا فِيْ بُيُوْتِكُمْ فَكَاَنَّ النَّاسَ اسْتَنْكَرُوْا فَقَالَ فَعَلَهُ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِّنِّيْ اِنَّ

(از مسدد از اسمٰعیل از عبدالحمید صاحب الزیادی) عبداللہ بن حارث بن عم محمد بن سیرین کہتے ہیں حضرت ابن عباسؓ نے اپنے مؤذن سے برسات کے دن کہا: جب تو اشهد ان محمد رسول الله کہہ چکے تو یہ نہ کہنا حی على الصلوة (نماز کے لیے آؤ) بلکہ کہنا صلوا فی بیوتکم (اپنے گھروں میں نماز پڑھ لو) ابن عباسؓ کی اس بات پر حاضرین کو حیرت ہوئی، ابن عباس نے کہا یہ تو انہوں نے کیا ہے جو مجھ سے بہتر تھے (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) جمعہ فرض ہے اور میں نے یہ

الْجُمُعَةَ عَزْمَةٌ وَّاِنِّي كَرِهْتُ اَنْ اُخْرِجَكُمْ فَتَمْشُوْنَ فِي الطِّيْنِ وَالدَّحْضِ۔

پسند نہیں کیا، کہ تم کو پھسلانے والی کیچڑ میں گھروں سے مسجد آنے کی تکلیف دوں۔

بَابٌ ۵۶۹ مِنْ اَيْنَ تُؤْتَى الْجُمُعَةُ وَعَلٰى مَنْ تَجِبُ لِقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ وَقَالَ عَطَآءٌ اِذَا كُنْتَ فِيْ قَرْيَةٍ جَامِعَةٍ فَنُوْدِيَ بِالصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَحَقٌّ عَلَيْكَ اَنْ تَشْهَدَهَا سَمِعْتَ النِّدَآءَ اَوْ لَمْ تَسْمَعْهُ وَكَانَ اَنَسٌ فِيْ قَصْرِهٖ اَحْيَانًا يُجَمِّعُ وَاَحْيَانًا لَّا يُجَمِّعُ وَهُوَ بِالزَّاوِيَةِ عَلٰى فَرْسَخَيْنِ۔

باب۔ جمعہ کے دن کتنی مسافت والوں کو آنا چاہیئے اور جمعہ کس پر واجب ہے کیونکہ اللہ کا فرمان ہے: اذا نودی للصلوۃ من یوم الجمعۃ۔ عطار کہتے ہیں جب تم ایسی بستی میں ہو جہاں جمعہ ہوتا ہے اور وہاں جمعہ کی اذان ہو، تو تجھ پر جمعے میں حاضر ہونا واجب ہے۔ خواہ اذان سنے یا نہ ۔ انس بن مالک کبھی کبھی اپنے گھر میں جمعہ پڑھ لیتے، اور کبھی نہ پڑھتے بلکہ بصرہ کی جامع مسجد میں جاتے ان کا گھر زاویہ میں تھا جو بصرہ سے چھ میل دُور واقع ہے۔

۸۵۵۔ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ جَعْفَرٍ اَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ جَعْفَرِ بْنِ الزُّبَيْرِ حَدَّثَهٗ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَآئِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ كَانَ النَّاسُ يَنْتَابُوْنَ الْجُمُعَةَ مِنْ مَّنَازِلِهِمْ وَالْعَوَالِيْ فَيَاْتُوْنَ فِي الْغُبَارِ يُصِيْبُهُمُ الْغُبَارُ وَالْعَرَقُ فَيَخْرُجُ مِنْهُمُ الْعَرَقُ فَاَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنْسَانٌ مِّنْهُمْ وَهُوَ عِنْدِيْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ

(از احمد بن صالح از عبداللہ بن وہب از عمرو بن حارث از عبیداللہ بن ابی جعفر از محمد بن جعفر بن زبیر از حضرت عروہ بن زبیر) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں لوگ گھروں اور مدینہ کے کنارے عوالی[1] سے باری باری جمعہ میں حاضر ہوتے، راستے میں گرد پڑتی، پسینہ آجاتا، اور اس میں سے پسینہ کی بُو آنے لگتی۔ اُن میں سے ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ آپؐ میرے پاس بیٹھے تھے۔ آپؐ نے فرمایا تم اِس دن کے لیے خوب صفائی کیا کرو تو بہتر ہے۔[2]

[1] بلند گاؤں عوالی کا ترجمہ ہے عوالی کا بیان اُوپر گذر چکا ہے یہ مدینہ کے بالائی حصے میں تین میل چار میل پر واقع ہیں معلوم ہوا کہ اتنی دور رہنے والوں پر جمعہ میں حاضر ہونا فرض نہیں ہے ورنہ باری باری کیوں آتے سب آتے ۱۲ منہ [2] ابو داؤد کی روایت میں ہے کہ غسل کا حکم اسی سبب سے دیا گیا ایک روایت میں ہے کہ وہ کمل اوڑھا کرتے کمل میں پسینہ آتا تو بالوں کی بدبو پھیلتی ۱۲ منہ۔

اَنَّكُمْ تَطَهَّرْتُمْ لِيَوْمِكُمْ هٰذَا ـ

باب ۵۷ـ وَقْتِ الْجُمُعَةِ اِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ وَكَذٰلِكَ يُذْكَرُ عَنْ عُمَرَ وَعَلِيٍّ وَّالنُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ وَّعَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ ـ

باب ـ جمعہ کا وقت سورج ڈھلنے سے شروع ہوتا ہے ۔ حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ حضرت نعمان بن بشیرؓ اور حضرت عمرو بن حریثؓ سے اسی طرح منقول ہے ۔

۸۵۶ ـ **حَدَّثَنَا** عَبْدَانُ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ اَنَّهٗ سَاَلَ عَمْرَةَ عَنِ الْغُسْلِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَالَتْ قَالَتْ عَائِشَةُ كَانَ النَّاسُ مَهَنَةَ اَنْفُسِهِمْ وَكَانُوْا اِذَا رَاحُوْا اِلَى الْجُمُعَةِ رَاحُوْا فِيْ هَيْئَتِهِمْ فَقِيْلَ لَهُمْ لَوِ اغْتَسَلْتُمْ ـ

(از عبدان از عبداللہ) یحییٰ بن سعید نے حضرت عمرہ بنت عبدالرحمٰن سے غسل جمعہ کے متعلق دریافت کیا، انہوں نے کہا حضرت عائشہؓ فرماتی تھیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں لوگ اپنے کام آپ کیا کرتے تھے، جب جمعے کے لیے جاتے تو اسی طرح (میلے کچیلے) چلے جاتے، انہیں حکم دیا گیا اگر تم غسل کرکے آؤ تو بہتر ہوگا[1]

۸۵۷ ـ **حَدَّثَنَا** سُرَيْجُ بْنُ النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عُثْمَانَ التَّيْمِيِّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي الْجُمُعَةَ حِيْنَ تَمِيْلُ الشَّمْسُ ـ

(از سریج بن نعمان از فلیح بن سلیمان از عثمان بن عبدالرحمٰن بن عثمان تیمی) انس بن مالک فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز جمعہ سورج ڈھلنے کے بعد پڑھا کرتے تھے ۔

۸۵۸ ـ **حَدَّثَنَا** عَبْدَانُ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا حُمَيْدٌ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا نُبَكِّرُ بِالْجُمُعَةِ وَنَقِيْلُ بَعْدَ الْجُمُعَةِ ـ

(از عبدان از عبداللہ از حمید) انس بن مالکؓ فرماتے ہیں ہم نماز جمعہ سویرے پڑھ لیا کرتے تھے اور نماز جمعہ کے بعد آرام کرتے ۔

باب ۵۷ـ اِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ ـ

باب ـ اگر جمعہ کے دن سخت گرمی ہو ـ

۸۵۹ ـ **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ اَبِيْ بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا حَرَمِيُّ بْنُ عُمَارَةَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ خَلْدَةَ هُوَ خَالِدُ بْنُ دِيْنَارٍ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ

(از محمد بن ابوبکر مقدمی از حرمی بن عمارہ از ابوخلدہ یعنی خالد بن دینار) انس بن مالک کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب سردی سخت ہوتی تو جمعہ کی نماز سویرے پڑھ لیتے اور

---

[1] ترجمہ باب اذا راحوا سے نکلتا ہے جو رَوحہ اور رَواح سے نکلا جس کے معنی زوال شمس کے بعد چلنا۔

بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اشْتَدَّ الْبَرْدُ بَكَّرَ بِالصَّلٰوةِ وَإِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ أَبْرَدَ بِالصَّلٰوةِ يَعْنِي الْجُمُعَةَ وَقَالَ يُوْنُسُ بْنُ بُكَيْرٍ أَخْبَرَنَا أَبُوْ خَلْدَةَ وَقَالَ بِالصَّلٰوةِ وَلَمْ يَذْكُرِ الْجُمُعَةَ وَقَالَ بِشْرُ بْنُ ثَابِتٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ خَلْدَةَ صَلَّى بِنَا أَمِيْرٌ الْجُمُعَةَ ثُمَّ قَالَ لِأَنَسٍ كَيْفَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الظُّهْرَ۔

جب سخت گرمی ہوتی تو ٹھنڈے وقت (دیر سے) پڑھتے۔ یونس بن بکیر نے ابو خلدہ سے صرف نماز کا لفظ روایت کیا ہے۔ جمعے کا ذکر نہیں کیا۔ بشر بن ثابت نے کہا ہم سے ابو خلدہ نے بیان کیا کہ ایک امیر جمعہ نے ہمیں نمازِ جمعہ پڑھائی۔ پھر حضرت انس سے پوچھا کہ ظہر کی نماز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کس وقت پڑھتے تھے؟

بَابُ ۵۷۲ الْمَشْيِ إِلَى الْجُمُعَةِ۔

وَقَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فَاسْعَوْا إِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَمَنْ قَالَ السَّعْيُ الْعَمَلُ وَالذَّهَابُ لِقَوْلِهِ تَعَالٰى وَسَعٰى لَهَا سَعْيَهَا وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رض يَحْرُمُ الْبَيْعُ حِيْنَئِذٍ وَقَالَ عَطَاءٌ تَحْرُمُ الصِّنَاعَاتُ كُلُّهَا وَقَالَ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ إِذَا أَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَهُوَ مُسَافِرٌ فَعَلَيْهِ أَنْ يَّشْهَدَ۔

باب ۔ جمعہ کی نماز کے لیے چلنے کا بیان۔ اللہ کا فرمان ہے فاسعوا الی ذکر اللہ اس کی تفسیر اور اس کا بیان کہ بعض کہتے ہیں سعی کا معنی عمل کرنا اور چلنا جیسے سورہ بنی اسرائیل میں ہے وسعی لها سعیها۔ ابنِ عباس کہتے ہیں جمعے کی اذان ہونے پر، خرید و فروخت حرام ہو جاتی ہے۔ عطاء بن ابی رباح نے کہا تمام کاروبار ہر پیشہ حرام ہو جاتا ہے[1]۔ ابراہیم بن سعد نے زہری سے روایت کیا کہ جب مؤذن اذان دے اور کوئی مسافر سنے، تو جمعہ اس پر بھی واجب ہو جاتا ہے۔

۸۶۰۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبَايَةُ بْنُ رِفَاعَةَ قَالَ أَدْرَكَنِي أَبُوْ عَبْسٍ وَأَنَا أَذْهَبُ إِلَى الْجُمُعَةِ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ

(از علی بن عبداللہ از ولید بن مسلم از یزید بن ابی مریم) عبایہ بن رفاعہ کہتے ہیں میں جمعہ کے لیے جا رہا تھا ابو عبس راستہ میں ملے فرمایا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے اللہ کے راستہ میں جس کے پاؤں پر گرد و غبار پڑے تو اللہ اس کے لیے دوزخ حرام کر دیتے ہیں[2]

---

[1] یعنی صرف خرید و فروخت ہی نہیں بلکہ دفتری کام، مزدوری، پیشہ ورانہ کام، دستکاری، مِل، کارخانے، کھیتی باڑی وغیرہ۔ عبدالرزاق [2] عبایہ معمولی چال چل رہے تھے، اگر دوڑ کر جا رہے ہوتے تو ابو عبس کیسے بات چیت کر سکتے اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ ابو عبس نے جمعے کے لیے جانا بھی جہاد کے مانند شمار کیا جہاد میں معمول کے مطابق چلتے ہیں دوڑتے نہیں اگر دوڑ نکلے ضرورت نہ ہو لہٰذا یہ روایت باب کے مطابق ہوئی۔ عبدالرزاق۔

سَلَّمَ يَقُوْلُ مَنِ اغْبَرَّتْ قَدَمَاهُ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ حَرَّمَهُ اللّٰهُ عَلَى النَّارِ۔

۸۶۱۔ حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِي ذِئْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ سَعِيْدٍ وَّاَبِي سَلَمَةَ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِي اَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِذَا اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَلَا تَاْتُوْهَا تَسْعَوْنَ وَاْتُوْهَا تَمْشُوْنَ وَعَلَيْكُمُ السَّكِيْنَةُ فَمَا اَدْرَكْتُمْ فَصَلُّوْا وَمَا فَاتَكُمْ فَاَتِمُّوْا۔

(از آدم از ابن ذئب از زہری از سعید و ابو سلمہ) حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے دوسری سند (از ابو الیمان از شعیب از زہری از ابو سلمہ بن عبد الرحمن) حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جب نماز کی تکبیر ہو تو نماز کے لیے دوڑتے ہوئے نہ آؤ، بلکہ (معمولی چال سے) چلتے ہوئے آؤ۔ (یہ ترجمہ باب ہے کہ نماز جمعہ بھی ایک نماز ہے معمولی چال سے چلتے آؤ) اور سکون و اطمینان کو لازم پکڑو۔ پھر جتنی نماز (امام کے ساتھ) ملے وہ پڑھ لو جتنی رہ جائے اسے پورا کرو۔

۸۶۲۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ قُتَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِي كَثِيْرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِي قَتَادَةَ لَا اَعْلَمُهُ اِلَّا عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُوْمُوْا حَتّٰى تَرَوْنِي وَعَلَيْكُمُ السَّكِيْنَةُ۔

(از عمرو بن علی از ابو قتیبہ از علی بن مبارک از یحییٰ بن ابی کثیر از عبد اللہ بن ابی قتادہ) امام بخاری کہتے ہیں میرے علم میں انہوں نے (عبد اللہ نے) اپنے والد سے روایت کیا[1] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تک مجھے دیکھ نہ لو (نماز پڑھانے کے لیے آتے ہوئے) نماز کے لیے کھڑے نہ ہوا کرو (جماعت کے لیے) اور سکون و اطمینان لازم پکڑو۔

بَابُ ۵۷۳ لَا يُفَرِّقُ بَيْنَ اثْنَيْنِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ۔

باب۔ جمعہ کے دن جہاں دو آدمی بیٹھے ہوں ان کے درمیان میں تنگی سے بیٹھنے کی کوشش نہ کرے۔

۸۶۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا ابْنُ اَبِي ذِئْبٍ عَنْ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيِّ

(از عبدان از عبد اللہ از ابن ابی ذئب از سعید مقبری از والدش از ابن ودیعہ) سلمان فارسی کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

[1] امام بخاری نے احتیاط کی راہ سے اس میں شک کیا کہ یہ حدیث ابو قتادہ کے بیٹے عبد اللہ نے اپنے باپ سے موصولاً روایت کی یا عبد اللہ نے مرسلاً روایت کیا شاید یہ حدیث انہوں نے اس کتاب میں اپنی یاد سے لکھی اس وجہ سے ان کو شک رہا لیکن اسمٰعیلی نے اسی سند سے اس کو نکالا اس میں شک نہیں ہے عبد اللہ سے انہوں نے ابو قتادہ سے روایت کی موصولاً ۱۲ منہ۔

عَنْ اَبِيْهِ عَنِ ابْنِ وَدِيْعَةَ عَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَتَطَهَّرَ بِمَا اسْتَطَاعَ مِنْ طُهْرٍ ثُمَّ ادَّهَنَ اَوْ مَسَّ مِنْ طِيْبٍ ثُمَّ رَاحَ فَلَمْ يُفَرِّقْ بَيْنَ اثْنَيْنِ فَصَلّٰى مَا كُتِبَ لَهٗ ثُمَّ اِذَا خَرَجَ الْاِمَامُ اَنْصَتَ غُفِرَ لَهٗ مَا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ الْاُخْرٰى۔

جو شخص جمعہ کے دن غسل کرے اور حتی المقدور صفائی کرے، پھر تیل اور خوشبو لگائے پھر چلے، اور (مسجد میں آکر) دو شخصوں کے درمیان گھس کر نہ بیٹھے، جو اس کے مقدر میں ہے (نفل) نماز پڑھے پھر جب امام تشریف لائے اور (خطبہ شروع کرے) تو خاموش رہے اس شخص کے گناہ اس جمعہ سے لے کر دوسرے (گذشتہ) جمعہ تک بخش دیئے جائیں گے۔

بَابٌ ۵۷۴ لَا يُقِيْمُ الرَّجُلُ اَخَاهُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَيَقْعُدُ فِيْ مَكَانِهٖ۔

باب۔ جمعہ کے دن کسی مسلمان بھائی کو اس کی جگہ سے اٹھا کر خود وہاں نہ بیٹھے (یوں کہہ سکتا ہے بھائی ذرا کھل کر بیٹھو)

۸۶۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ هُوَ ابْنُ سَلَامٍ قَالَ اَخْبَرَنَا مَخْلَدُ بْنُ يَزِيْدَ قَالَ اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ سَمِعْتُ نَافِعًا قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُقِيْمَ الرَّجُلُ اَخَاهُ مِنْ مَقْعَدِهٖ وَيَجْلِسَ فِيْهِ قُلْتُ لِنَافِعٍ اَلْجُمُعَةَ قَالَ الْجُمُعَةَ وَغَيْرَهَا۔

(از محمد یعنی ابن سلام از مخلد بن یزید از ابن جریج از نافع) حضرت ابن عمر کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس بات سے منع فرمایا کہ کوئی آدمی اپنے مسلمان بھائی کو اس کی جگہ سے اُٹھا کر خود وہاں بیٹھے۔ ابن جریج نے کہا میں نے نافعؓ سے پوچھا کیا جمعے کے دن کے لیے حکم ہے؟ انہوں نے فرمایا جمعہ غیر جمعہ سب میں یہ حکم ہے۔ [1]

بَابٌ ۵۷۵ الْاَذَانِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ۔

باب۔ جمعہ کے دن اذان۔

۸۶۵۔ حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ ذِئْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ كَانَ النِّدَاءُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ اَوَّلُهٗ اِذَا جَلَسَ الْاِمَامُ عَلَى الْمِنْبَرِ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ

(از آدم از ابن ابی ذئب از زہری) سائب بن یزید کہتے ہیں جمعہ کے دن اذان پہلی اس وقت ہوتی تھی جب امام منبر پر بیٹھ جاتا تھا۔ یہ طریقہ عہد نبوی اور حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ کے زمانے میں تھا۔ حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں مسلمان لوگوں کی تعداد میں بہت

[1] مسجد خدا کی ہے کسی کے باوا دادا کی ملک نہیں جو نمازی پہلے آیا اور کسی جگہ بیٹھ گیا وہی اس جگہ کا حق دار ہے اب بادشاہ یا وزیر بھی آئے تو اس کو اٹھانے کا حق نہیں رکھتا کہتے ہیں حضرت مخدوم علی احمد صابرؒ مسجد میں سب سے پہلے آتے اور بیٹھ جاتے اس کے بعد بستی کے امیر لوگ آتے تو ان کو غریب سمجھ کر اٹھاتے اٹھاتے مسجد کے باہر کر دیتے کئی بار ایسا اتفاق ہوا لیکن خاموش ہو رہے آخر جب تنگ آئے اور وہاں کے لوگوں نے یہ بُری حرکت نہ چھوڑی تو مخدوم صاحب جو مسجد سے باہر نکال دیئے گئے تھے اور امیر امراء سب اندر تھے ایک بار مسجد سے کہنے لگے سب لوگ سجدہ کرتے ہیں تو کیوں نہیں کرتی مسجد اسی وقت گر پڑی اور یہ سب مغرور لوگ وہیں دب کر مر گئے ۱۲ منہ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبِي بَكْرٍ وَّعُمَرَ فَلَمَّا كَانَ عُثْمَانُ وَكَثُرَ النَّاسُ زَادَ النِّدَاۤءَ الثَّالِثَ عَلَى الزَّوْرَآءِ قَالَ اَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ الزَّوْرَآءُ مَوْضِعٌ بِالسُّوْقِ بِالْمَدِيْنَةِ۔

اضافہ ہوگیا، توانہوں نے تیسری اذان کا بمقام زوراء رواج قائم کیا۔ امام بخاریؒ کہتے ہیں زوراء مدینہ کے ایک بازار کا نام ہے تشریح: تکبیر کو بھی اذان شمار کرتے ہیں۔ اس لیے تین اذانوں کا مطلب یہ ہوا کہ ایک وہ اذان جو باقی نمازوں کی طرح اس وقت دی جاتی ہے جب لوگ گھروں بازاروں میں ہوتے ہیں یہی حضرت عثمان کی ایجاد ہے، خطبے کے لیے اور نماز کے لیے تکبیر اس کا رواج عہد نبوی سے پہلے دو خلفا کے زمانے تک رہا۔

بَابُ ۵۷۶ الْمُؤَذِّنِ الْوَاحِدِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ۔

باب۔ جمعہ کے دن ایک ہی موذن کا اذان دینا۔

۸۶۶۔ حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ اَبِيْ سَلَمَةَ الْمَاجِشُوْنُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ اَنَّ الَّذِيْ زَادَ التَّأْذِيْنَ الثَّالِثَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ حِيْنَ كَثُرَ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ وَلَمْ يَكُنْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُؤَذِّنٌ غَيْرَ وَاحِدٍ وَّكَانَ التَّأْذِيْنُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ حِيْنَ يَجْلِسُ الْاِمَامُ يَعْنِيْ عَلَى الْمِنْبَرِ۔

(از ابونعیم از عبدالعزیز بن ابی سلمہ ماجشون از زہری) سائب بن یزید فرماتے ہیں کہ جمعہ کے دن تیسری اذان کا اضافہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا جب اہل مدینہ کی تعداد بڑھ گئی۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا موذن صرف ایک تھا۔ اذان آپؐ کے زمانہ میں جمعے کے دن اس وقت ہوتی تھی جب امام منبر پر بیٹھ جاتا تھا[1]۔

بَابُ ۵۷۷ يُجِيْبُ الْاِمَامُ عَلَى الْمِنْبَرِ اِذَا سَمِعَ النِّدَآءَ۔

باب۔ امام منبر پر بیٹھے بیٹھے اذان سن کر اس کا جواب دے۔

۸۶۷۔ حَدَّثَنَا ابْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَهْلِ ابْنِ حُنَيْفٍ عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ قَالَ سَمِعْتُ مُعٰوِيَةَ بْنَ اَبِيْ سُفْيَانَ وَهُوَ جَالِسٌ عَلَى الْمِنْبَرِ اَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ فَقَالَ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ فَقَالَ مُعٰوِيَةُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ

(از ابن مقاتل از عبداللہ بن مبارک از ابوبکر بن عثمان بن سہل بن حنیف) ابوامامہ بن سہل بن حنیف فرماتے ہیں میں نے حضرت معاویہؓ بن سفیان سے سنا جب وہ منبر پر بیٹھے تھے موذن نے اذان دی اور اللہ اکبر اللہ اکبر کہا تو حضرت معاویہؓ نے بھی اللہ اکبر اللہ اکبر کہا موذن نے کہا اشھد ان لا الہ الا اللہ تو معاویہ نے بھی کہا اشھد ان لا الہ الا اللہ موذن نے

---

[1] اس سے ان لوگوں کا رد کیا ہے جو کہتے ہیں آنحضرتؐ جب منبر پر جاتے تو تین موذن ایک کے بعد ایک اذان دیتے ۱۲ منہ۔

اَللّٰهُ اَكْبَرُ فَقَالَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَقَالَ مُعَاوِيَةُ وَاَنَا قَالَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ قَالَ مُعَاوِيَةُ وَاَنَا فَلَمَّا اَنْ قَضَى التَّاْذِيْنَ قَالَ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى هٰذَا الْمَجْلِسِ حِيْنَ اَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ يَقُوْلُ مَا سَمِعْتُمْ مِنِّيْ مَقَالَتِيْ۔

کہا اشہد ان محمدا رسول اللہ۔ حضرت معاویہ نے بھی کہا اشہد ان محمدا رسول اللہ جب مؤذن نے اذان ختم کی تو حضرت معاویہ نے کہا لوگو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جب آپ منبر پر بیٹھے تھے یہی کچھ سنا جو تم نے میرے الفاظ منبر پر سنے [1]

بَاب ۵۷۸ اَلْجُلُوْسِ عَلَى الْمِنْبَرِ عِنْدَ التَّاْذِيْنِ۔

باب ۔ جمعہ کی اذان ختم ہونے تک امام منبر پر بیٹھا رہے۔

۸۶۸۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّ السَّائِبَ بْنَ يَزِيْدَ اَخْبَرَهُ اَنَّ التَّاْذِيْنَ الثَّانِيَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ اَمَرَ بِهِ عُثْمَانُ حِيْنَ كَثُرَ اَهْلُ الْمَسْجِدِ وَكَانَ التَّاْذِيْنُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ حِيْنَ يَجْلِسُ الْاِمَامُ۔

(از یحییٰ بن بکیر از لیث از عقیل از ابن شہاب) سائب بن یزید کہتے ہیں کہ جمعہ کے دن دوسری اذان کا طریقہ حضرت عثمان نے جاری کیا جبکہ مدینہ کی آبادی بڑھ گئی۔ جمعہ کے دن اذان اس وقت ہوتی جب امام منبر پر بیٹھ جاتا۔

بَاب ۵۷۹ التَّاْذِيْنِ عِنْدَ الْخُطْبَةِ۔

باب ۔ خطبے کے وقت جمعہ کی اذان دینا۔

۸۶۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ سَمِعْتُ السَّائِبَ بْنَ يَزِيْدَ يَقُوْلُ اِنَّ الْاَذَانَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ كَانَ اَوَّلُهُ حِيْنَ يَجْلِسُ الْاِمَامُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ عَلَى الْمِنْبَرِ فِيْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ فَلَمَّا كَانَ فِيْ خِلَافَةِ عُثْمَانَ وَكَثُرُوْا اَمَرَ عُثْمَانُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ بِالْاَذَانِ الثَّالِثِ فَاُذِّنَ بِهِ عَلَى الزَّوْرَآءِ فَثَبَتَ الْاَمْرُ عَلٰى ذٰلِكَ۔

(از محمد بن مقاتل از عبداللہ از یونس از زہری) سائب بن یزید کہتے ہیں عہد نبوی اور عہد شیخین میں جمعہ کے دن پہلی اذان اس وقت ہوتی جب خطبہ کے لیے امام منبر پر بیٹھ جاتا۔ جب خلافت عثمان کا دور آیا اور نمازی بڑھ گئے تو آپ نے جمعے کے دن تیسری اذان کا حکم دیا۔ جو سب سے پہلے زوراء کے بازار میں دی گئی پھر یہی دستور قائم رہا۔ [2]

---

[1] یعنی اسی طرح اذان کا جواب دیتے رہے جیسے میں نے جواب دیا جو تم نے سنا ۱۲ منہ [2] تمام شہروں میں یہی قاعدہ جاری ہوگیا کہ جمعہ کے لیے دو اذانیں دی جائیں ایک اقامت ۱۲ منہ۔

بَابُ ۵۸۰ الْخُطْبَةِ عَلَى الْمِنْبَرِ۔

وَقَالَ أَنَسٌ خَطَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ۔

۸۷۰۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الْقَارِيُّ الْقُرَشِيُّ الْإِسْكَنْدَرَانِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو حَازِمِ بْنُ دِينَارٍ أَنَّ رِجَالًا أَتَوْا سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ السَّاعِدِيَّ وَقَدِ امْتَرَوْا فِي الْمِنْبَرِ مِمَّ عُودُهُ فَسَأَلُوهُ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ وَاللهِ إِنِّي لَأَعْرِفُ مِمَّا هُوَ وَلَقَدْ رَأَيْتُهُ أَوَّلَ يَوْمٍ وُضِعَ وَأَوَّلَ يَوْمٍ جَلَسَ عَلَيْهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْسَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى فُلَانَةَ امْرَأَةٍ مِنَ الْأَنْصَارِ قَدْ سَمَّاهَا سَهْلٌ مُرِي غُلَامَكِ النَّجَّارَ أَنْ يَعْمَلَ لِي أَعْوَادًا أَجْلِسُ عَلَيْهِنَّ إِذَا كَلَّمْتُ النَّاسَ فَأَمَرَتْهُ فَعَمِلَهَا مِنْ طَرْفَاءِ الْغَابَةِ ثُمَّ جَاءَ بِهَا فَأَرْسَلَتْ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَ بِهَا فَوُضِعَتْ هٰهُنَا ثُمَّ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى عَلَيْهَا وَكَبَّرَ وَهُوَ عَلَيْهَا ثُمَّ رَكَعَ وَهُوَ عَلَيْهَا ثُمَّ نَزَلَ الْقَهْقَرٰى فَسَجَدَ فِي أَصْلِ الْمِنْبَرِ ثُمَّ عَادَ فَلَمَّا

باب ۔ منبر پر خطبہ پڑھنا۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر خطبہ پڑھا[1]۔

(از قتیبہ بن سعید از یعقوب بن عبد الرحمٰن بن محمد بن عبد اللہ بن عبد القاری القرشی الاسکندرانی) ابوحازم بن دینار کہتے ہیں، کہ کچھ لوگ سہل بن سعد ساعدی کے پاس آئے۔ اُن کا جھگڑا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر کے متعلق تھا، کہ وہ کس لکڑی ۔ ۔ ۔ بنا ہوا تھا سہلؓ سے پوچھا۔ تو انہوں نے کہا خدا کی قسم میں جانتا ہوں کہ کس درخت کی لکڑی منبر کے لیے استعمال کی گئی اور میں نے وہ پہلا دن بھی دیکھا جب منبر تیار کیا گیا اور جب پہلے پہل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس پر رونق افروز ہوئے۔ آنحضرتؐ نے فلاں[2] عورت کے پاس بھیجا۔ حضرت سہل نے اس عورت کا نام بھی بتایا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت کو کہلا بھیجا کہ تو اپنے بڑھئی غلام[3] سے کہہ کہ وہ کچھ لکڑیاں تیار کر دے، کہ لوگوں کو وعظ و خطبہ دیتے وقت ان پر بیٹھ جایا کروں[4]۔ اس عورت نے اپنے غلام کو حکم دیا غلام نے غابہ[5] کے جھاؤ کا منبر بنایا اور اس عورت کے پاس لایا اس عورت نے وہ منبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیج دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے وہ مسجد میں رکھا گیا۔ سہلؓ کہتے ہیں میں نے دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی پر نماز پڑھی۔ تکبیر پڑھی رکوع بھی اسی پر کیا پھر رکوع کے بعد اُلٹے[6] پاؤں نیچے اترے اور اُتر کر اُس کی جڑ میں سجدہ کیا پھر منبر پر چلے گئے دوسری رکعت میں بھی ایسا ہی کیا جب فارغ

---

[1] اس کو خود امام بخاری نے باب الاعتصام والفتن میں وصل کیا ۱۲ منہ [2] اس کا نام فکیہہ یا علاثہ یا عائشہ تھا یہ حدیث اوپر گذر چکی ہے ۱۲ منہ [3] اس کا نام میمون یا ابراہیم یا باقول یا باقوم یا صباح یا قبیصہ یا کلاب یا تمیم یا مینا یا رومی تھا ۱۲ منہ [4] یعنی کھڑے کھڑے ان لکڑیوں پر وعظ کہا کروں جب بیٹھنے کی ضرورت ہو تو ان پر بیٹھ جاؤں پس ترجمہ باب نکل آیا بعضوں نے کہا امام بخاری نے یہ حدیث لا کر اس کے دوسرے طریق کی طرف اشارہ کیا جس کو طبرانی نے نکالا آپ نے اس منبر پر خطبہ پڑھا ۱۲ منہ [5] غابہ ایک گاؤں ہے مدینہ کے قریب وہاں جھاؤ کے درخت بہت تھے ۱۲ منہ [6] اُلٹے پاؤں اس لیے اترے کہ منہ قبلے ہی کی طرف رہے ۱۲ منہ۔

فَرَغَ اَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّمَا صَنَعْتُ هٰذَا لِتَأْتَمُّوْا بِيْ وَلِتَعَلَّمُوْا صَلَاتِيْ۔

ہوئے تو لوگوں کی طرف مخاطب ہوئے فرمایا، میں نے یہ اس لیے کیا کہ تم میری پیروی کرو اور میری نماز کا طریقہ سیکھ جاؤ۔

۸۷۱۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ اَبِيْ مَرْيَمَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ اَبِيْ كَثِيْرٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ ابْنُ اَنَسٍ اَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كَانَ جِذْعٌ يَقُوْمُ عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا وُضِعَ لَهُ الْمِنْبَرُ سَمِعْنَا لِلْجِذْعِ مِثْلَ اَصْوَاتِ الْعِشَارِ حَتّٰى نَزَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَضَعَ يَدَهُ عَلَيْهِ وَقَالَ سُلَيْمَانُ عَنْ يَحْيَى اَخْبَرَنِيْ حَفْصُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ اَنَسٍ سَمِعَ جَابِرًا۔

(از سعید بن ابی مریم از محمد بن جعفر بن ابی کثیر از یحییٰ بن سعید از ابن انس) جابر بن عبداللہ فرماتے ہیں (مسجد نبوی میں) ایک کھجور کی لکڑی پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دیا کرتے تھے، جب آپ کے لیے (اس لکڑی کی بجائے) منبر رکھا گیا تو ہم نے اس سابقہ لکڑی میں سے دس مہینہ کی گابھن اونٹنی کی آواز جیسی آواز سنی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ واقعہ دیکھا تو منبر پر سے اُتر کر اپنا ہاتھ اُس لکڑی پر رکھا اور وہ آواز تھم گئی۔ سلیمان نے بحوالہ یحییٰ، حفص بن عبیداللہ بن انس اور جابرؓ یہی روایت نقل کی ہے۔

۸۷۲۔ حَدَّثَنَا اٰدَمُ بْنُ اَبِيْ اِيَاسٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ ذِئْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ مَنْ جَاءَ اِلَى الْجُمُعَةِ فَلْيَغْتَسِلْ۔

(از آدم بن ابی ایاس از ابن ابی ذئب از زہری از سالم) ان کے والد عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر خطبہ ارشاد فرما رہے تھے، آپ نے فرمایا جو شخص جمعہ کے لیے آئے وہ غسل کرے۔

بَابُ ۵۸۱ الْخُطْبَةِ قَائِمًا وَقَالَ اَنَسٌ بَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ قَائِمًا۔

باب۔ خطبہ کھڑے ہو کر پڑھنا[۱]۔ حضرت انس کہتے ہیں ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے کھڑے خطبہ سنا رہے تھے۔

۸۷۳۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ الْقَوَارِيْرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ

(از عبیداللہ بن عمر قواریری از خالد بن حارث از عبیداللہ بن عمر از نافع) ابن عمرؓ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے خطبہ پڑھتے تھے پھر پہلے خطبہ کے بعد بیٹھتے پھر کھڑے ہوتے جیسے تمہارا آج کل عمل ہے

---

[۱] شافعیہ نے کہا قیام شرط ہے خطبہ کی کیونکہ قرآن شریف میں ہے وترکوک قائما اور حدیثوں سے یہ ثابت ہے کہ آپ نے ہمیشہ کھڑے ہو کر خطبہ پڑھا عبدالرحمن بن ابی الحکم بیٹھ کر خطبہ پڑھا تھا تو کعب بن عجرہ صحابیؓ نے اس پر اعتراض کیا البتہ اگر کوئی عذر ہو تو بیٹھ کر خطبہ پڑھ سکتا ہے اور حضرت معاویہؓ نے مٹاپے کی وجہ سے بیٹھ کر خطبہ پڑھا جیسے ابن ابی شیبہ نے نکالا اور حنفیہ کے نزدیک خطبہ میں قیام سنت ہے ۱۲ منہ۔

قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ قَائِمًا ثُمَّ يَقْعُدُ ثُمَّ يَقُومُ كَمَا تَفْعَلُونَ الْآنَ ۔

باب ۵۸۲ اِسْتِقْبَالِ النَّاسِ الْإِمَامَ إِذَا خَطَبَ ۔ وَاسْتَقْبَلَ ابْنُ عُمَرَ وَأَنَسٌ الْإِمَامَ ۔

باب ۔ امام خطبہ پڑھے تو لوگ امام کی طرف منہ کر کے بیٹھیں، عبداللہ بن عمرؓ نے اور انسؓ نے امام کی طرف منہ کر کے خطبہ سُنا ۔

۸۷۴ ۔ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى عَنْ هِلَالِ ابْنِ أَبِي مَيْمُونَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَطَاءُ بْنُ يَسَارٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَلَسَ ذَاتَ يَوْمٍ عَلَى الْمِنْبَرِ وَجَلَسْنَا حَوْلَهُ ۔

(از معاذ بن فضالہ، از ہشام از یحییٰ از ہلال بن ابی میمونہ از عطاء بن یسار) ابو سعید خدری فرماتے ہیں کہ ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر بیٹھے اور ہم سب آپ کے اِرد گرد بیٹھے (سب لوگوں کا منہ امام کی طرف تھا ۔)

باب ۵۸۳ مَنْ قَالَ فِي الْخُطْبَةِ بَعْدَ الثَّنَاءِ أَمَّا بَعْدُ ۔ رَوَاهُ عِكْرِمَةُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔

باب ۔ ثنا کے بعد اما بعد کہنا خطبہ میں)۔ حضرت عکرمہ نے بحوالہ ابنِ عباسؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ۔

۸۷۵ ۔ وَقَالَ مَحْمُودٌ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ قَالَ أَخْبَرَتْنِي فَاطِمَةُ بِنْتُ الْمُنْذِرِ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ قَالَتْ دَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ وَالنَّاسُ يُصَلُّونَ قُلْتُ مَا شَأْنُ النَّاسِ فَأَشَارَتْ بِرَأْسِهَا إِلَى السَّمَاءِ فَقُلْتُ آيَةٌ فَأَشَارَتْ بِرَأْسِهَا أَيْ نَعَمْ قَالَتْ فَأَطَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جِدًّا حَتَّى تَجَلَّانِي الْغَشْيُ وَإِلَى جَنْبِي قِرْبَةٌ فِيهَا مَاءٌ فَفَتَحْتُهَا فَجَعَلْتُ أَصُبُّ مِنْهَا عَلَى رَأْسِي فَانْصَرَفَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ

(از محمود از ابو اسامہ از ہشام بن عروہ از فاطمہ بنت منذر) اسماء بنت ابی بکر کہتی ہیں میں حضرت عائشہؓ کے پاس گئی اس وقت لوگ نماز کسوف پڑھ رہے تھے، میں نے کہا یہ کونسی نماز ہے جو لوگ پڑھ رہے ہیں؟ انہوں نے سر کے ذریعے سے آسمان کی طرف اشارہ کیا ۔ میں نے کہا کیا یہ کوئی خدا کی نشانی ہے ؟ انہوں نے پھر سر سے اشارہ کیا ۔ ہاں ! خیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی طویل نماز پڑھی، حتیٰ کہ مجھے غشی آنے لگی، اور میرے پہلو میں پانی والی مشک رکھی تھی، میں اسے کھول کر اپنے سر پر پانی ڈالنے لگی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے، اس وقت سورج صاف ہو گیا تھا آپ نے لوگوں کو خطبہ سُنایا اور اللہ کے شایانِ شان حمد و ثنا کی، پھر فرمایا اما بعد[۱] آپ کا یہ

[۱] یعنی بعد حمد ثنا کے اب آپ نے مطلب شروع کیا اور فرمایا کہ گہن کہ اللہ جل جلالہ کی قدرت کی ایک نشانی ہے وہ کسی کی موت اور زیست سے نہیں ہوتا یہیں سے باب کا مطلب نکلا ۱۲ منہ

سَلَّمَ وَقَدْ تَجَلَّتِ الشَّمْسُ فَخَطَبَ النَّاسَ فَحَمِدَ اللّٰهَ بِمَا هُوَ اَهْلُهٗ ثُمَّ قَالَ اَمَّا بَعْدُ قَالَتْ وَلَغَطَ نِسْوَةٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَانْكَفَأْتُ اِلَيْهِنَّ لِاُسَكِّتَهُنَّ فَقُلْتُ لِعَائِشَةَ مَا قَالَ قَالَتْ قَالَ مَا مِنْ شَيْءٍ لَمْ اَكُنْ اُرِيْتُهٗ اِلَّا وَقَدْ رَاَيْتُهٗ فِيْ مَقَامِيْ هٰذَا حَتّٰى الْجَنَّةَ وَالنَّارَ وَاِنَّهٗ قَدْ اُوْحِيَ اِلَيَّ اَنَّكُمْ تُفْتَنُوْنَ فِي الْقُبُوْرِ مِثْلَ اَوْ قَرِيْبًا مِّنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ يُؤْتٰى اَحَدُكُمْ فَيُقَالُ لَهٗ مَا عِلْمُكَ بِهٰذَا الرَّجُلِ فَاَمَّا الْمُؤْمِنُ اَوْ قَالَ الْمُوْقِنُ شَكَّ هِشَامٌ فَيَقُوْلُ هُوَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ مُحَمَّدٌ جَاءَنَا بِالْبَيِّنَاتِ وَالْهُدٰى فَاٰمَنَّا وَاَجَبْنَا وَاتَّبَعْنَا وَصَدَّقْنَا فَيُقَالُ لَهٗ نَمْ صَالِحًا قَدْ كُنَّا نَعْلَمُ اِنْ كُنْتَ لَتُؤْمِنُ بِهٖ وَاَمَّا الْمُنَافِقُ اَوِ الْمُرْتَابُ شَكَّ هِشَامٌ فَيُقَالُ لَهٗ مَا عِلْمُكَ بِهٰذَا الرَّجُلِ فَيَقُوْلُ لَا اَدْرِيْ سَمِعْتُ النَّاسَ يَقُوْلُوْنَ شَيْئًا فَقُلْتُ قَالَ هِشَامٌ فَلَقَدْ قَالَتْ لِيْ فَاطِمَةُ فَاَوْعَيْتُهٗ غَيْرَ اَنَّهَا ذَكَرَتْ مَا يُغَلَّظُ عَلَيْهِ۔

فرمانا تھا کہ کچھ انصاری عورتوں نے شور و غل شروع کر دیا۔ میں نے انہیں خاموش کرانے کے لیے اس طرف رُخ کیا (اور خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام بھی نہ سُن سکی)، میں نے حضرت عائشہ سے پوچھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا فرمایا؟ انہوں نے کہا آپ نے فرمایا، کوئی ایسی چیز نہیں جو میں نے نہ دیکھی تھی مگر آج میں نے اس مقام میں سب کچھ دیکھ لیا ہے، حتّٰی کہ جنّت اور دوزخ۔ نیز میری طرف وحی کی گئی کہ قبروں میں تمہاری آزمائش ویسے ہی ہوگی جیسے مسیح دجّال کے زمانے میں آزمائش ہوگی۔ یا اس کے قریب قریب۔ تم میں سے ہر شخص کے پاس فرشتہ آئے گا اور کہے گا تو اس شخص کے متعلق کیا اعتقاد رکھتا ہے؟ مومن یا موقن تو کہے گا (ہشام راوی کو شک ہے) "وہ اللہ کے پیغمبر ہیں، وہ محمد ہیں ہمارے پاس دلائل اور ہدایت کی باتیں لے آئے ہم ان پر ایمان لائے اور قبول کیا، پیروی کی، تصدیق کی"۔ اس سے کہا جائے گا آرام سے سوجا، ہم پہلے ہی یہ جانتے تھے کہ تو ان پر ایمان رکھتا تھا، اور منافق یا شک کرنے والا (ہشام کو شک ہے) جب اس سے کہا جائے گا اس شخص کے متعلق تیرا کیا ایمان ہے تو وہ کہے گا "مجھے معلوم نہیں"۔ میں نے لوگوں سے سُنا کچھ کہتے تھے (شاعر یا ساحر) میں بھی وہی کہنے لگا۔

ہشام کہتے ہیں فاطمہ بنت مُنذر نے جو جو باتیں کہیں مجھے وہ سب یاد ہیں لیکن انہوں نے منافق پر سختی کا حال بھی بیان کیا جو مجھے یاد نہیں رہا۔[۱]

۸۷۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ عَنْ جَرِيْرِ بْنِ حَازِمٍ قَالَ سَمِعْتُ الْحَسَنَ يَقُوْلُ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ تَغْلِبَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُتِيَ بِمَالٍ اَوْ بِشَيْءٍ فَقَسَمَهٗ فَاَعْطٰى رِجَالًا وَّتَرَكَ رِجَالًا

(از محمد بن مَعْمَر از ابو عاصم از جریر بن حازم از حسن) عمرو بن تغلب فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ مال آیا یا کوئی چیز آئی، آپ نے اسے تقسیم کر دیا، بعضوں کو دیا بعضوں کو نہ دیا۔ پھر آپ کو یہ خبر پہنچی کہ جن لوگوں کو نہیں دیا وہ ناراض ہیں۔ آپ نے اللہ کی حمد و ثنا بیان کی پھر فرمایا اما بعد[۲] خدا کی قسم میں کسی شخص کو

[۱] دوسری روایت میں وہ سختی مذکور ہے کہ پھر فرشتہ اس کو آگ کے گرز سے مارے گا یہ حدیث اوپر کئی بار گذر چکی ہے ۱۲ منہ [۲] یہیں سے ترجمہ باب نکلا ۱۲ منہ۔

فَبَلَغَهُ أَنَّ الَّذِينَ تَرَكَ عَتَبُوا فَحَمِدَ اللّٰهَ ثُمَّ أَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ فَوَاللّٰهِ إِنِّي أُعْطِي الرَّجُلَ وَأَدَعُ الرَّجُلَ وَالَّذِي أَدَعُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنَ الَّذِي أُعْطِي وَلٰكِنْ أُعْطِي أَقْوَامًا لِمَا أَرٰى فِي قُلُوبِهِمْ مِنَ الْجَزَعِ وَالْهَلَعِ وَأَكِلُ أَقْوَامًا إِلٰى مَا جَعَلَ اللّٰهُ فِي قُلُوبِهِمْ مِنَ الْغِنٰى وَالْخَيْرِ فِيهِمْ عَمْرُو بْنُ تَغْلِبَ فَوَاللّٰهِ مَا أُحِبُّ أَنَّ لِي بِكَلِمَةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُمْرَ النَّعَمِ۔

۸۷۷۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ لَيْلَةً مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ فَصَلّٰى فِي الْمَسْجِدِ فَصَلّٰى رِجَالٌ بِصَلَاتِهِ فَأَصْبَحَ النَّاسُ فَتَحَدَّثُوا فَاجْتَمَعَ أَكْثَرُ مِنْهُمْ فَصَلَّوْا مَعَهُ فَأَصْبَحَ النَّاسُ فَتَحَدَّثُوا فَكَثُرَ أَهْلُ الْمَسْجِدِ مِنَ اللَّيْلَةِ الثَّالِثَةِ فَخَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّوْا بِصَلَاتِهِ فَلَمَّا كَانَتِ اللَّيْلَةُ الرَّابِعَةُ عَجَزَ الْمَسْجِدُ عَنْ أَهْلِهِ حَتّٰى خَرَجَ لِصَلَاةِ الصُّبْحِ فَلَمَّا قَضَى الْفَجْرَ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَتَشَهَّدَ ثُمَّ قَالَ

دیتا ہوں اور کسی کو نہیں دیتا۔ جس شخص کو میں نہیں دیتا وہ مجھے اس شخص سے زیادہ عزیز رہتا ہے، جسے دیتا ہوں، کیونکہ جنہیں میں دیتا ہوں ان کی میں بے چینی اور گھبراہٹ دیکھتا ہوں اس لیے دیتا ہوں۔ جنہیں میں نہیں دیتا دراصل ان کی خدا کی طرف سے سیر چشمی اور بھلائی دیکھ کر اور اس پر بھروسہ کرکے چھوڑ دیتا ہوں، انہی لوگوں میں عمرو بن تغلب بھی ہے۔" (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان ختم ہوا) عمرو بن تغلب کہتے ہیں اللہ کی قسم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان جو انہوں نے میرے حق میں کہا ایک ایسی سند ہے اور نعمت کہ اگر اس کے بدلہ میں مجھے قیمتی سرخ اونٹ بھی ملتے تو میں اتنا خوش نہ ہوتا۔[1]

(از یحییٰ بن بکیر از لیث از عقیل از ابن شہاب از عروہ) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آدھی رات کو حجرے سے باہر تشریف لائے، آپ نے مسجد میں تراویح کی نماز پڑھی، لوگوں نے بھی آپ کے ساتھ نماز پڑھی، صبح کو لوگوں نے اس بات کو مشہور کردیا تو دوسری رات کو پہلی رات سے بھی زیادہ لوگ نماز تراویح کے لیے جمع ہوگئے اور آپ کے ساتھ نماز ادا کی۔ دوسری صبح کو پھر مشہور کردیا لہٰذا تیسری رات کو اور بھی زیادہ لوگ جمع ہوئے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور لوگوں نے آپ کے ساتھ نماز پڑھی چوتھی رات کو اتنے لوگ جمع ہوئے کہ مسجد میں جگہ نہ رہی (مگر آپ تشریف نہ لائے) اور صبح کی نماز میں تشریف لائے۔ جب صبح کی نماز پڑھا چکے تو لوگوں کو خطاب کیا اور تشہد پڑھا پھر فرمایا اما بعد[2] مجھ سے یہ بات پوشیدہ نہ تھی کہ تم یہاں مسجد میں جمع تھے لیکن میں قصداً اس لیے نہیں آیا

---

[1] سبحان اللہ صحابہ کے نزدیک آنحضرتؐ کا ایک کلمہ فرمایا جس سے آپ کی رضامندی ان سے معلوم ہو ساری دنیا کا مال و دولت ملنے سے زیادہ پسند تھا۔ اس حدیث سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کمال خلق ثابت ہوا کہ آپ کسی کی ناراضی پسند نہیں فرماتے تھے نہ کسی کی دل شکنی آپ نے ایسا خطبہ سنایا کہ جن لوگوں کو نہیں دیا تھا وہ ان سے بھی زیادہ خوش ہوگئے جن کو دیا تھا ۱۲ منہ [2] ترجمہ باب یہیں سے نکلتا ہے ۱۲ منہ۔

اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّهُ لَمْ يَخْفَ عَلَیَّ مَكَانُكُمْ لٰكِنِّیْ خَشِيْتُ اَنْ تُفْرَضَ عَلَيْكُمْ فَتَعْجِزُوْا عَنْهَا تَابَعَهُ يُوْنُسُ۔

کیونکہ مجھے اندیشہ تھا کہیں یہ نماز فرض نہ ہو جائے اور تم سے باقاعدہ ادا نہ ہو سکے۔ عقیل کے ساتھ اس حدیث کو یونس نے بھی زہری سے روایت کیا۔

۸۷۸۔ حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عُرْوَةُ عَنْ اَبِیْ حُمَيْدِ السَّاعِدِيِّ اَنَّهُ اَخْبَرَهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ عَشِيَّةً بَعْدَ الصَّلٰوةِ فَتَشَهَّدَ وَاَثْنٰی عَلَی اللّٰهِ بِمَا هُوَ اَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ اَمَّا بَعْدُ تَابَعَهُ اَبُوْ مُعَاوِيَةَ وَاَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِیْ حُمَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَمَّا بَعْدُ وَتَابَعَهُ الْعَدَنِيُّ عَنْ سُفْيٰنَ فِیْ اَمَّا بَعْدُ۔

(از ابوالیمان از شعیب از زہری از عروہ) ابی حمید ساعدی فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کو (عشا کی) نماز کے بعد کھڑے ہوئے اور تشہد پڑھا اور اللہ کی شان کے مطابق حمد و ثنا کی پھر فرمایا اما بعد[۱]۔ زہری کے ساتھ اس حدیث کو ابو معاویہ اور ابو اسامہ نے بھی ہشام بن عروہ سے روایت کیا انہوں نے عروہ سے انہوں نے ابو حمیدؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نے فرمایا اما بعد۔ ابوالیمان کے ساتھ اس حدیث کو عدنی نے بھی بحوالہ سفیان روایت کیا اس میں صرف اما بعد ہے یعنی عدنی کی حدیث میں باقی مضمون نہیں صرف اما بعد میں متابعت ہے[۲]۔

۸۷۹۔ حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِیْ عَلِیُّ ابْنُ الْحُسَيْنِ عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ قَالَ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَمِعْتُهُ حِيْنَ تَشَهَّدَ يَقُوْلُ اَمَّا بَعْدُ تَابَعَهُ الزُّبَيْدِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ۔

(از ابوالیمان از شعیب از زہری از علی بن حسین) مسور بن مخرمہ فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ کے لیے کھڑے ہوئے میں نے خود سنا آپ نے تشہد پڑھ کر اما بعد فرمایا۔ شعیب کے ساتھ اس حدیث کو محمد بن ولید زبیدی نے بھی زہری سے روایت کیا۔

۸۸۰۔ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ اَبَانَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ الْغَسِيْلِ قَالَ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ صَعِدَ النَّبِيُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمِنْبَرَ وَكَانَ اٰخِرَ مَجْلِسٍ جَلَسَهُ

(از اسمٰعیل بن ابان از ابن الغسیل از عکرمہ) ابن عباس فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مرض وصال میں منبر پر چڑھے، یہ آپ کا آخری بیٹھنا تھا، ایک چادر مونڈھوں پر ڈالے ہوئے، ایک سیاہ پٹی سے سر باندھے ہوئے، آپ نے اللہ کی حمد و ثنا بیان کی۔ پھر فرمایا لوگو

---

[۱] یہ ایک لمبی حدیث کا ٹکڑا ہے جس کو امام بخاری نے ایمان اور نذر میں نکالا ہے یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابن لتبیہ کو زکوٰۃ وصول کرنے کے لیے بھیجا جب زکوٰۃ کا مال لایا تو بعضی چیزوں کی نسبت یہ کہنے لگا کہ یہ مجھ کو بطور تحفہ کے ملی ہیں اس وقت آپ نے عشا کے بعد یہ خطبہ سنایا ۱۲ منہ [۲] یعنی یہ متابعت صرف اما بعد کے کہنے میں ہے پوری حدیث میں نہیں ہے ابو معاویہ اور ابو اسامہ اور عدنی کی روایتوں کو امام مسلم نے نکالا ۱۲ منہ۔

مُتَعَطِّفًا مِلْحَفَةً عَلٰى مَنْكِبَيْهِ قَدْ عَصَبَ رَأْسَهُ بِعِصَابَةٍ دَسِمَةٍ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ اَيُّهَا النَّاسُ اِلَيَّ فَثَابُوْا اِلَيْهِ ثُمَّ قَالَ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ هٰذَا الْحَيَّ مِنَ الْاَنْصَارِ يَقِلُّوْنَ وَيَكْثُرُ النَّاسُ فَمَنْ وَلِيَ شَيْئًا مِّنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ فَاسْتَطَاعَ اَنْ يَّضُرَّ فِيْهِ اَحَدًا اَوْ يَنْفَعَ فِيْهِ اَحَدًا فَلْيَقْبَلْ مِنْ مُّحْسِنِهِمْ وَيَتَجَاوَزْ عَنْ مُّسِيْئِهِمْ۔

میرے قریب ہو جاؤ، سب آپ کے قریب ہو گئے، آپ نے فرمایا امّا بعد بے شک انصار کا قبیلہ کم ہو جائے گا اور دوسرے لوگ بڑھ جائیں گے[۱]۔ لہٰذا جو شخص حاکم مقرر کیا جائے اور وہ لوگوں کو نفع و نقصان پہنچانے کی توفیق رکھتا ہو، تو اُسے چاہیے کہ انصار کے نیکوں کی نیکی کو مدِ نظر رکھے اور ان میں سے کسی بُرے کی بُرائی سے درگذر کرے[۲]۔ (یعنی ہر حال میں انصار نیک سلوک کے مستحق ہیں اور حکام ان کا خیال رکھیں۔)

بَاب ۵۸۴ الْقَعْدَةِ بَيْنَ الْخُطْبَتَيْنِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ۔

باب۔ جمعہ کے دن دو خطبوں کے درمیان بیٹھنا۔

۸۸۱۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرُ ابْنُ الْمُفَضَّلِ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَّافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ خُطْبَتَيْنِ يَقْعُدُ بَيْنَهُمَا۔

(از مسدد از بشر بن مفضل از عبید اللہ از نافع) عبد اللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (جمعہ کے دن) دو خطبے پڑھتے ان کے درمیان بیٹھتے۔

بَاب ۵۸۵ الْاِسْتِمَاعِ اِلَى الْخُطْبَةِ۔

باب۔ خطبہ کان لگا کر سُننا۔

۸۸۲۔ حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ ذِئْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَغَرِّ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كَانَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ وَقَفَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ عَلٰى بَابِ الْمَسْجِدِ يَكْتُبُوْنَ الْاَوَّلَ فَالْاَوَّلَ

(از آدم از ابن ابی ذئب از زہری از ابو عبد اللہ اغر) حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس دن جمعہ آتا ہے فرشتے جامع مسجد کے دروازے پر نمازیوں کے نام لکھتے رہتے ہیں، جو پہلے آتا ہے اس کو پہلے جو بعد میں آتا ہے اس کو بعد اور جو کوئی سویرے جاتا ہے اس کی مثال ایسے شخص کی ہے جو اونٹ

---

[۱] یعنی باقی قومیں اس قدر مسلمان ہو جائیں گی کہ انصار خود بخود کم معلوم ہوں گے بہ نسبت آج کے کہ مسلمان باقی کم ہیں اور انصار زیادہ اور وہ زیادہ معلوم ہوتے ہیں۔ عبد الرزاق [۲] یعنی انصار کے لوگوں پر نگاہِ شفقت رکھے۔ حتی المقدور اگر ان سے کوئی بھی خطا ہو جائے تو اس سے چشم پوشی کرے اور یہ صلہ ہے ان کے امداد اور اعانت کا جو انہوں نے پیغمبر صاحب کے ساتھ کی اس لیے ہر مسلمان پر ان کا حق ہے امام بخاری ان سب حدیثوں کو اس لیے لائے کہ ان سے خطبہ میں امّا بعد کہنا ثابت ہوتا ہے قسطلانی نے کہا حدیث کا یہ مطلب نہیں ہے کہ حدود شرعیہ انصار پر سے اٹھا دی جائیں حدود تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر غریب امیر سب پر قائم کرنے کی تاکید فرمائی ہے بلکہ مراد دوسری خفیف غلطیاں اور خطائیں ہیں ۱۲ منہ۔

وَمَثَلُ الْمُهَجِّرِ كَمَثَلِ الَّذِي يُهْدِي بَدَنَةً ثُمَّ كَالَّذِي يُهْدِي بَقَرَةً ثُمَّ كَبْشًا ثُمَّ دَجَاجَةً ثُمَّ بَيْضَةً فَإِذَا خَرَجَ الْإِمَامُ طَوَوْا صُحُفَهُمْ وَيَسْتَمِعُونَ الذِّكْرَ۔

قربانی کرے، پھر اس کی جو گائے قربانی کرے، پھر ایسے کی جو مینڈھا قربان کرے، پھر ایسے کی جو مرغی قربان کرے، پھر ایسے شخص کی جو خدا کے راستہ میں انڈا خیرات کرے۔ جب امام خطبہ کے لیے نکلتا ہے تو وہ اپنی کاپی لپیٹ لیتے ہیں اور خطبہ وغیرہ ذکرِ الٰہی بڑے غور سے سُنتے ہیں [۱]

باب ۵۸۶ إِذَا رَأَى الْإِمَامُ رَجُلًا جَاءَ وَهُوَ يَخْطُبُ أَمَرَهُ أَنْ يُصَلِّيَ رَكْعَتَيْنِ۔

باب۔ خطبہ دینے کے دوران امام کسی کو دو رکعت تحیۃ المسجد کا حکم دے سکتا ہے۔

۸۸۳۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ النَّاسَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَالَ أَصَلَّيْتَ يَا فُلَانُ فَقَالَ لَا قَالَ قُمْ فَارْكَعْ۔

(از ابو النعمان از حماد بن زید از عمرو بن دینار) جابر بن عبد اللہ فرماتے ہیں ایک شخص مسجد میں داخل ہوا۔ آپ اس وقت خطبہ دے رہے تھے۔ آپ نے فرمایا اے فلاں تو نے (تحیۃ المسجد) نماز پڑھی، اس نے کہا نہیں، آپؐ نے فرمایا کھڑے ہو کر پڑھ لے۔

باب ۵۸۷ مَنْ جَاءَ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ۔

باب۔ خطبہ ہو رہا ہو اور کوئی مسجد میں آئے تو ہلکی پھلکی دو رکعتیں پڑھ لے [۲]

۸۸۴۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو سَمِعَ جَابِرًا قَالَ دَخَلَ رَجُلٌ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ فَقَالَ أَصَلَّيْتَ قَالَ لَا قَالَ قُمْ فَصَلِّ رَكْعَتَيْنِ۔

(از علی بن عبد اللہ از سفیان از عمرو) حضرت جابرؓ فرماتے ہیں ایک شخص جمعہ کے دن داخل مسجد ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھ رہے تھے۔ آپ نے اس سے پُوچھا کیا تو نے (تحیۃ المسجد) نماز پڑھی؟ اس نے کہا نہیں آپ نے فرمایا اُٹھ اور دو رکعت پڑھ لے۔

---

[۱] امام بخاری نے اس سے یہ نکالا کہ نمازیوں کو بھی خطبہ کان لگا کر سننا چاہیے کیونکہ فرشتے بھی کان لگا کر سُنتے ہیں شافعیہ کے نزدیک خطبہ کی حالت میں کلام کرنا مکروہ ہے لیکن حرام نہیں ہے حنفیہ کے نزدیک خطبے کے وقت نماز اور کلام دونوں منع ہیں بعضوں نے کہا دنیا کا بیکار کلام منع ہے لیکن ذکر یا دعا منع نہیں ہے امام احمد کا قول یہ ہے کہ جو خطبہ سنتا ہو یعنی خطبہ کی آواز اس کو پہنچی ہو اس کو منع ہے جو نہ سُنتا ہو اس کو منع نہیں شوکانی نے یہ لکھا ہے کہ خطبے کے وقت وہ خاموش رہے سیّد علامہ نے کہا تحیۃ المسجد مستثنٰے ہے جو شخص مسجد میں آئے اور خطبہ ہو رہا ہو تو دو رکعت تحیۃ المسجد کی پڑھ لے اسی طرح امام کا کسی ضرورت سے بات کرنا جیسے صحیح احادیث میں وارد ہے ۱۲ منہ

[۲] ہلکی پھلکی سے یہ مطلب ہے کہ قرأت کو طول نہ دے یہ نہیں کہ جلدی جلدی پڑھے ۱۲ منہ۔

باب ۵۸۸ رَفْعِ الْيَدَيْنِ فِي الْخُطْبَةِ۔

۸۸۵ ۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ أَنَسٍ ح وَعَنْ يُونُسَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ بَيْنَمَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ إِذْ قَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ هَلَكَ الْكُرَاعُ هَلَكَ الشَّاءُ فَادْعُ اللهَ أَنْ يَسْقِيَنَا فَمَدَّ يَدَيْهِ وَدَعَا۔

باب۔ خطبہ کے وقت دونوں ہاتھ اُٹھانا۔

(از مُسدد از حماد بن زید از عبدالعزیز از حضرت انس) **دوسری سند** (از یونس از ثابت) حضرت انس فرماتے ہیں ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن خطبہ پڑھ رہے تھے، اتنے میں ایک شخص اُٹھا عرض کیا یا رسول اللہ! ہمارے گھوڑے بھوکے مرگئے، بکریاں ہلاک ہوگئیں، آپ اللہ سے دعا کریں کہ وہ پانی اور بارش سے ہمیں سرسبز و شاداب کرے چنانچہ آپ نے ہاتھ اُٹھائے دعا فرمائی۔[1]

باب ۵۸۹ الِاسْتِسْقَاءِ فِي الْخُطْبَةِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ۔

۸۸۶ ۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَمْرٍو قَالَ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ أَصَابَتِ النَّاسَ سَنَةٌ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ فِي يَوْمِ جُمُعَةٍ قَامَ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ هَلَكَ الْمَالُ وَجَاعَ الْعِيَالُ فَادْعُ اللهَ لَنَا فَرَفَعَ يَدَيْهِ وَمَا نَرَى فِي السَّمَاءِ قَزَعَةً فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا وَضَعَهَا حَتَّى ثَارَ السَّحَابُ أَمْثَالَ الْجِبَالِ ثُمَّ لَمْ يَنْزِلْ عَنْ مِنْبَرِهِ حَتَّى رَأَيْتُ الْمَطَرَ يَتَحَادَرُ عَلَى لِحْيَتِهِ فَمُطِرْنَا يَوْمَنَا ذَلِكَ وَمِنَ

باب۔ جمعے کے دن خطبہ میں بارش کے لیے دعا کرنا

(از ابراہیم بن المنذر از ولید بن مسلم از ابو عمرو از اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ) انس بن مالک فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں لوگوں پر قحط پڑا، ایک بار آپ جمعے کے دن خطبہ پڑھ رہے تھے۔ اتنے میں ایک بدو کھڑا ہوگیا عرض کیا یا رسول اللہ! مال برباد ہوگیا، بچے بھوکے مرگئے، اللہ تعالیٰ سے ہمارے لیے دعا فرمائیے، آپ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے، اگرچہ اس وقت آسمان میں ادنیٰ سا بادل کا ٹکڑا بھی دکھائی نہیں دیتا تھا، مگر اُس کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، آپ نے ابھی ہاتھوں کو واپس پہلی حالت میں اتارا نہیں تھا کہ پہاڑوں کی طرح بادل اُمنڈ آئے اور آپ منبر سے ابھی اترے نہ تھے، کہ آپ کی ریش مبارک تر ہوگئی اور اس سے پانی ٹپک رہا تھا غرض اُس دن اس کے بعد دوسرے، تیسرے اور چوتھے دن حتّٰی کہ دوسرے جمعہ تک بارش

---

[1] ترجمہ باب یعنی دونوں ہاتھ اٹھانے سے یہی ہاتھوں کا پھیلانا مراد ہے امام بخاری نے یہ لفظ فمد یدیہ لا کر اس طرف اشارہ کیا کہ رفع یدین سے وہ رفع مراد نہیں ہے جو نماز میں ہوتا ہے ورنہ آگے کی باب کی حدیث اس ترجمہ باب کے زیادہ مطابق تھی جس میں صاف فرفع یدیہ ہے ۱۲ منہ۔

الْغَیْثِ وَمِنْ بَعْدِ الْغَیْثِ وَالَّذِیْ یَلِیْهِ حَتّٰی الْجُمُعَةِ الْاُخْرٰی فَقَامَ ذٰلِكَ الْاَعْرَابِیُّ اَوْ قَالَ غَیْرُہٗ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ تَهَدَّمَ الْبِنَاءُ وَ غَرِقَ الْمَالُ فَادْعُ اللّٰهَ لَنَا فَرَفَعَ یَدَیْهِ فَقَالَ اللّٰهُمَّ حَوَالَیْنَا وَلَا عَلَیْنَا فَمَا یُشِیْرُ بِیَدِہٖ اِلٰی نَاحِیَةٍ مِّنَ السَّحَابِ اِلَّا انْفَرَجَتْ وَصَارَتِ الْمَدِیْنَةُ مِثْلَ الْجَوْبَةِ وَسَالَ الْوَادِیْ قَنَاةُ شَهْرًا وَّلَمْ یَجِیْٔ اَحَدٌ مِّنْ نَاحِیَةٍ اِلَّا حَدَّثَ بِالْجَوْدِ۔

سے ہم شاداب ہوتے رہے۔ دوسرے جمعے کو وہی بدو یا کوئی اور شخص کھڑا ہو کر کہنے لگا کہ مکانات گرنے لگے مال واسباب ڈوبنے لگے۔ آپؐ اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ بارش تھم جائے۔ آپ نے دونوں ہاتھ اٹھائے اور دعا کی: "اے اللہ! بارش ہمارے گرد برسا ہم پر نہ برسا۔ چنانچہ آپ بادل کے جس کونے کی طرف اپنے ہاتھ سے اشارہ فرماتے وہ وہاں سے ہٹ جاتا اور مدینہ ایک گول دائرے[1] میں آگیا اور قناۃ[2] کا نالہ مہینہ بھر بہتا رہا۔ کسی طرف سے کوئی شخص ایسا نہیں آیا، جس نے یہ نہ کہا ہو، کہ خوب بارش ہو رہی ہے۔

بَابٌ ۵۹ الْاِنْصَاتِ یَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالْاِمَامُ یَخْطُبُ وَاِذَا قَالَ لِصَاحِبِهٖ اَنْصِتْ فَقَدْ لَغَا وَقَالَ سَلْمَانُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُنْصِتُ اِذَا تَكَلَّمَ الْاِمَامُ۔

باب۔ جمعے کے دن خطبے میں مقتدیوں کا خاموش رہنا اور جب کسی نے اپنے ساتھی سے کہا "خاموش رہ" اُس نے خود لغو حرکت[3] کی۔ حضرت سلمان فارسی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا کہ جب امام خطبہ شروع کر دے[4]، تو مقتدی خاموش رہیں۔

۸۸۷۔ حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ بُكَیْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّیْثُ عَنْ عُقَیْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ سَعِیْدُ ابْنُ الْمُسَیَّبِ اَنَّ اَبَا هُرَیْرَةَ اَخْبَرَہٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا قُلْتَ لِصَاحِبِكَ یَوْمَ الْجُمُعَةِ اَنْصِتْ وَالْاِمَامُ یَخْطُبُ فَقَدْ لَغَوْتَ۔

(از یحییٰ بن بکیر از لیث از عقیل از ابن شہاب از سعید بن مُسَیَّب) ابوہریرہؓ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تو جمعے (خطبے کے دوران میں)، اپنے ساتھی سے کہے "چُپ رہ" تو تُو نے بھی لغو حرکت کی۔[5]

[1] گرداگرد ابر بیچ میں کھلا ہوا سبحان اللہ اس سے بڑھ کر اور معجزہ کیا ہوگا ۱۲ منہ [2] قناۃ ایک وادی کا نام ہے ۱۲ منہ [3] دوسرے کو نصیحت اپنے کو فضیحت چاہیے تھا چپ رہتا یہ کہنا کہ چپ رہ یہ بھی ایک بات ہے یہ مضمون خود ایک حدیث کی عبارت ہے جس کو نسائی نے نکالا ۱۲ منہ [4] یہ باب لاکر امام بخاری نے ان لوگوں کا رد کیا جنہوں نے خطبہ شروع ہونے سے پہلے ہی چپ رہنا لازم قرار دیا ہے سلمان کی یہ روایت اوپر موصولاً گزر چکی ہے ۱۲ منہ [5] چاہیے تھا اشارے سے منع کرنا یا کنکری پھینک کر دوسری روایت میں ہے اس کا جمعہ جمعہ نہیں رہا یعنی ظہر بن گیا عبداللہ بن عمر کی حدیث میں ہے جس نے جمعہ کے دن لوگوں کی گردنیں پھاندیں اس کا جمعہ ظہر ہو گیا۔

باب ۵۹۱ السَّاعَةِ الَّتِي فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ ۔

۸۸۸ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَالَ فِيهِ سَاعَةٌ لَا يُوَافِقُهَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي يَسْأَلُ اللّٰهَ شَيْئًا إِلَّا أَعْطَاهُ إِيَّاهُ وَأَشَارَ بِيَدِهٖ يُقَلِّلُهَا ۔

باب ۵۹۲ إِذَا نَفَرَ النَّاسُ عَنِ الْإِمَامِ فِي صَلٰوةِ الْجُمُعَةِ فَصَلَاةُ الْإِمَامِ وَمَنْ بَقِيَ جَائِزَةٌ ۔

۸۸۹ ۔ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو قَالَ حَدَّثَنَا زَائِدَةُ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ قَالَ حَدَّثَنَا جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ نُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ أَقْبَلَتْ عِيرٌ تَحْمِلُ طَعَامًا فَالْتَفَتُوا إِلَيْهَا حَتّٰى مَا بَقِيَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا اثْنَا عَشَرَ رَجُلًا فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ وَ

باب ۔ جمعہ کے دن وہ گھڑی جس میں دعا قبول ہوتی ہے ۔

(از عبد اللہ بن مسلمہ از مالک از ابو الزناد از اعرج) حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعے کے دن کا ذکر کیا تو فرمایا کہ اس میں ایک ساعت ایسی ہے، کہ کوئی مسلمان بندہ اس میں کھڑا ہوا نماز پڑھ رہا ہو اللہ سے کچھ سوال کرے تو اللہ تعالیٰ اُسے ضرور عطا کر دیتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دستِ مبارک سے اشارہ کرکے فرمایا کہ وہ بہت مختصر وقت ہے ۔[1]

باب ۔ اگر جمعہ کی نماز میں کچھ مقتدی امام کو چھوڑ کر چلے جائیں تو امام اور باقی مقتدی جو امام کے ساتھ ہیں ان کی نماز ہو جائے گی ۔[2]

(از معاویہ بن عمرو از زائدہ از حُصَین از سالم بن ابی جَعد) جابر بن عبد اللہ فرماتے ہیں ایک بار ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز میں مصروف[3] تھے کہ ایک غلّہ بردار قافلہ[4] آپہنچا۔ لوگ خطبہ چھوڑ کر اس کی طرف چلے گئے، حتیٰ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صرف بارہ آدمی رہ گئے۔ اس وقت سورۂ جمعہ کی یہ آیت نازل ہوئی وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً اور جب وہ کوئی تجارت یا لہو ولعب کا سامان دیکھتے تو ادھر دوڑ پڑتے ہیں اور تجھے کھڑا چھوڑ جاتے ہیں ۔[5]

---

[1] اس کا زمانہ کم ہے شب قدر کی طرح اس ساعت میں بھی بہت اختلاف ہے مگر سب میں قوی قول یہ ہے کہ وہ ساعت امام کے منبر پر بیٹھنے سے شروع ہوتی ہے اور نماز پوری ہونے پر ختم ہو جاتی ہے بعضوں نے کہا وہ جمعہ کی اخیر ساعت ہے بعضوں نے کہا یہ ساعت اب نہیں ہوتی اٹھالی گئی بعضوں نے کہا سال بھر میں ایک جمعہ میں آتی ہے ۱۲ منہ [2] شافعیہ اور حنابلہ نے جمعہ کے لیے امام کے سوا چالیس شخصوں کی اور مالکیہ نے بارہ کی اور حنفیہ نے امام سمیت چار کی شرط کی ہے چونکہ ان اعداد کے اثبات کے لیے کوئی حدیث امام بخاری کی شرط پر نہ تھی لہٰذا اس کو نہ لا سکے صرف یہ امر بیان کیا کہ اگر کچھ مقتدی خطبہ پڑھتے میں یا نماز شروع ہوئے بعد چل دیں تو باقی لوگوں کی نماز صحیح ہو جائے گی **بعضوں** کے نزدیک ایک مقتدی بھی امام کے ساتھ رہے تو جمعہ کی نماز صحیح ہے ۱۲ منہ [3] یعنی نماز کی تیاری میں جیسے دوسری روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت خطبہ پڑھ رہے تھے اور احتمال ہے کہ اس وقت تک نماز میں بھی چلنا یا کچھ دیکھنا منع نہ ہوا ہوگا ۱۲ منہ [4] اتفاق سے ان دنوں مدینہ میں غلہ کی قلت تھی اور لوگوں کو اناج کی بہت احتیاج تھی کہتے ہیں یہ قافلہ عبد الرحمٰن بن عوفؓ کا تھا جیسے ابنِ مردویہ نے نقل کیا یا دحیہ کلبی کا جیسے طبرانی نے نقل کیا احتمال ہے کہ دونوں اس میں شریک ہوں ۱۲ منہ [5] یہاں یہ اعتراض ہوتا ہے کہ صحابہ کی شان میں خود قرآن شریف میں یہ آیت ہے رجال لا تلہیہم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ تو یہ حدیث اس کے خلاف پڑتی ہے اور اس کا جواب یہ ہے کہ یہ واقع اس آیت کے نزول سے پہلے کا ہے اس کے بعد صحابہ نے توبہ کی ہوگی اور بار دگر ایسا کام نہ کیا ہوگا ۱۲ منہ ۔

إِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انْفَضُّوا إِلَيْهَا وَتَرَكُوكَ قَائِمًا۔

بَاب ۵۹۳ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الْجُمُعَةِ وَقَبْلَهَا۔

باب - بعد نماز جمعہ اور قبل نماز جمعہ سنت پڑھنا۔

۸۹۰ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي قَبْلَ الظُّهْرِ رَكْعَتَيْنِ وَبَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ وَبَعْدَ الْمَغْرِبِ رَكْعَتَيْنِ فِي بَيْتِهِ وَبَعْدَ الْعِشَاءِ رَكْعَتَيْنِ وَكَانَ لَا يُصَلِّي بَعْدَ الْجُمُعَةِ حَتّٰى يَنْصَرِفَ فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ۔

(از عبداللہ بن یوسف از مالک از نافع) عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ظہر سے پہلے دو رکعت، ظہر کے بعد دو رکعت اور مغرب کے بعد دو رکعت اپنے گھر میں پڑھتے تھے اور عشا کے بعد دو رکعت پڑھتے تھے، البتہ جمعہ کے بعد مسجد میں کچھ نہ پڑھتے تھے۔ صرف گھر میں واپس آکر دو رکعت پڑھتے تھے۔ [۱]

بَاب ۵۹۴ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ۔

باب - اللہ تعالیٰ کا فرمان - فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ تا فَضْلِ اللّٰهِ - ترجمہ: جب نماز پوری ہو جائے تو زمین میں پھیل جاؤ اللہ کا فضل یعنی رزق تلاش کرو۔

۸۹۱ - حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمٍ عَنْ سَهْلٍ قَالَ كَانَتْ فِينَا امْرَأَةٌ تَجْعَلُ عَلٰى أَرْبِعَاءَ فِي مَزْرَعَةٍ لَهَا سِلْقًا فَكَانَتْ إِذَا كَانَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ تَنْزِعُ أُصُولَ السِّلْقِ فَتَجْعَلُهُ فِي قِدْرٍ ثُمَّ تَجْعَلُ عَلَيْهِ قَبْضَةً مِنْ شَعِيرٍ تَطْحَنُهَا فَتَكُونُ أُصُولُ السِّلْقِ عَرْقَهُ وَكُنَّا نَنْصَرِفُ مِنْ صَلٰوةِ الْجُمُعَةِ فَنُسَلِّمُ عَلَيْهَا فَتُقَرِّبُ ذٰلِكَ الطَّعَامَ إِلَيْنَا

(از سعید بن ابی مریم از ابو غسان از ابو حازم) سہل فرماتے ہیں کہ ہم میں ایک عورت (نام معلوم نہیں) تھی وہ اپنے کھیت کی نالی پر چقندر کاشت کرتی۔ جمعے کا دن ہوتا تو وہ چقندر کی جڑیں نکال کر ہنڈیا میں پکاتی اور اس میں ایک مٹھی جو کے آٹے کی بھی ڈال دیتی۔ اس طرح چقندر کی جڑیں بوٹیوں کی طرح ہو جاتیں۔ ہم لوگ جمعے کی نماز پڑھ کر اس کے گھر پر جاتے۔ اسے سلام کرتے۔ وہ یہ کھانا ہمارے سامنے رکھتی۔ ہم اسے چاٹ جاتے۔ اس کھانے کی خواہش میں ہم جمعہ کی بھی آرزو رکھتے کہ وہ کب آئے گا۔ [۲]

---

[۱] فرض کے علاوہ باقی سنن ونوافل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں پڑھتے تھے۔ یہ دو رکعتیں بھی گھر میں ادا کرتے تھے۔ عبدالرزاق [۲] باب کی مطابقت اس طرح پر ہے کہ صحابہ نماز کے بعد رزق کی تلاش میں نکلتے اور اس عورت کے گھر پر اس امید سے جاتے کہ کھانا ملے گا اللہ اکبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں صحابہ نے کیسی تکلیف سے زندگی گذاری کہ چقندر کی جڑیں اور مٹھی بھر جو کا آٹا غنیمت سمجھتے اور اسی پر قناعت کرتے رضی اللہ عنہم اجمعین ۱۲ منہ۔

فَنَلْعَقُهُ وَكُنَّا نَتَمَنّٰى يَوْمَ الْجُمُعَةِ لِطَعَامِهَا ذٰلِكَ۔

۸۹۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ سَهْلِ ابْنِ سَعْدٍ بِهٰذَا وَقَالَ مَا كُنَّا نَقِيْلُ وَلَا نَتَغَدّٰى إِلَّا بَعْدَ الْجُمُعَةِ۔

از عبداللہ بن مسلمہ از ابن ابی حازم از والدش از سہل بن سعد یہی روایت منقول ہے (صرف یہ الفاظ زائد ہیں) کہ ہم دوپہر کا سونا اور دن کا کھانا جمعہ کے بعد رکھتے۔

بَاب ۵۹۵ الْقَائِلَةِ بَعْدَ الْجُمُعَةِ۔

باب۔ جمعہ کی نماز کے بعد قیلولہ کرنا۔

۸۹۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُقْبَةَ الشَّيْبَانِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُوْ إِسْحٰقَ الْفَزَارِيُّ عَنْ حُمَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا يَقُوْلُ كُنَّا نُبَكِّرُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ ثُمَّ نَقِيْلُ۔

(از محمد بن عقبہ شیبانی از ابواسحاق فزاری از حمید طویل) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم جمعہ جلدی پڑھ کر فارغ ہو جاتے پھر دوپہر کا آرام یعنی قیلولہ کرتے۔

۸۹۴۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُوْ غَسَّانَ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلٍ قَالَ كُنَّا نُصَلِّيْ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْجُمُعَةَ ثُمَّ تَكُوْنُ الْقَائِلَةُ۔

(از سعید بن ابی مریم از ابوغسان از ابوحازم) حضرت سہل بن سعد فرماتے ہیں ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جمعہ پڑھ کر دوپہر کی نیند یعنی قیلولہ کرتے۔[1]

---

[1] اگرچہ اس باب کی دونوں حدیثوں سے امام احمدؒ نے قبل زوال جمعہ کا استدلال کیا ہے، مگر احناف کے ہاں یہ مقبول نہیں حدیث سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ نماز دوپہر سے پہلے ختم ہو جاتی تھی بلکہ نماز زوال کے فوراً بعد پڑھ کر بھی دوپہر کی نیند کا وقت رہتا ہے اور اسی طرح جمعہ اور ظہر کا وقت رہتا ہے غرضیکہ نیند کی کوئی حد نہیں خواہ پندرہ منٹ بھی زوال کے بعد ہو جائے وہ قیلولہ شمار ہوتا ہے۔ عبدالرزاق۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَبْوَابُ صَلٰوۃِ الْخَوْفِ

وَقَالَ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ وَاِذَا ضَرَبْتُمْ فِی الْاَرْضِ فَلَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ اِلٰی قَوْلِہٖ عَذَابًا مُّھِیْنًا۔

۸۹۵۔ حَدَّثَنَا اَبُوالْیَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَیْبٌ عَنِ الزُّھْرِیِّ سَاَلْتُہٗ ھَلْ صَلَّی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَعْنِیْ صَلٰوۃَ الْخَوْفِ فَقَالَ اَخْبَرَنَا سَالِمٌ اَنَّ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ عُمَرَ قَالَ غَزَوْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قِبَلَ نَجْدٍ فَوَازَیْنَا الْعَدُوَّ فَصَافَفْنَا لَھُمْ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُصَلِّیْ لَنَا فَقَامَتْ طَآئِفَۃٌ مَّعَہٗ وَاَقْبَلَتْ طَآئِفَۃٌ عَلَی الْعَدُوِّ فَرَکَعَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِمَنْ مَّعَہٗ وَسَجَدَ سَجْدَتَیْنِ ثُمَّ انْصَرَفُوْا مَکَانَ الطَّآئِفَۃِ الَّتِیْ لَمْ تُصَلِّ فَجَآؤُا فَرَکَعَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِھِمْ رَکْعَۃً وَّسَجَدَ سَجْدَتَیْنِ

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا

باب خوف کی نماز کا بیان

اللہ عزوجل کا ارشاد: واذا ضربتم فی الارض فلیس علیکم جناح عذابا مھینا (ترجمہ: بحالتِ سفر تم پر نماز کم کرنے کا گناہ نہیں۔ الآیہ)

(از ابوالیمان) شعیب کہتے ہیں میں نے زہری سے پوچھا کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صلوٰۃ الخوف پڑھی ہے تو انہوں نے بحوالہ سالم از عبداللہ بن عمرؓ فرمایا کہ ایک بار میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہو کر نجد کی طرف[1] غزوہ کیا[2] ہم دشمن کے مقابل ہوئے اور صفیں باندھیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں نماز پڑھانے لگے۔ ایک گروہ آپ کے ساتھ نماز کے لیے کھڑا ہوا، دوسرے نے دشمن کا مقابلہ کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ساتھ والوں یعنی مقتدیوں کے ساتھ رکوع کیا اور دو سجدے کیے۔[3] پھر یہ فارغ ہو کر مجاہدین کی جگہ آ گئے اور مجاہدین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز میں شامل ہو گئے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری رکعت ادا کی اور دو سجدے کیے اور تشہد کے بعد سلام پھیر دیا۔ پھر ہر شخص نے اکیلے اکیلے اپنی نماز پوری کی یعنی ایک ایک رکوع اور دو دو سجدے کیے (گویا اس طرح سب کی

[1] نجد لغت میں بلندی اور شرف کو کہتے ہیں اور عرب میں نجد وہ ملک ہے جو تہامہ اور یمن سے لے کر عراق اور شام تک پھیلا ہوا ہے یہ جہاد ۴ھ ہجری میں ہوا بنی غطفان کے کافروں پر ۱۲ منہ [2] یہ غزوہ ذات الرقاع تھا۔ عبدالرزاق [3] یعنی دوسری رکعت اکیلے اکیلے پڑھ کر جیسے مسلم اور ابوداؤد کی روایتوں میں ہے اور بعضی روایتوں میں یوں ہے کہ ایک ہی رکعت پڑھ کر چلا گیا اور جب دوسرا گروہ پوری نماز پڑھ کر گیا تو یہ گروہ دوبارہ آیا اور ایک رکعت اکیلے اکیلے پڑھ کر سلام پھیرا خوف کی نماز احادیث میں سترہ طریقے سے پڑھنی آئی ہے سب طریقے جائز ہیں سوائے اسکے کہ ایک نماز امام دو مرتبہ دونوں کو پڑھائے یہ منسوخ ہے کیونکہ فرضوں کی نیت سے ایک ہی نماز دو مرتبہ دونوں کو پڑھائے یہ منسوخ ہے کیونکہ فرضوں کی نیت سے ایک ہی نماز دو مرتبہ پہلے تھی پھر منسوخ سب طریقوں میں سے احناف کے نزدیک دو طریقے راجح ہیں ۱۲ منہ

ثُمَّ سَلَّمَ فَقَامَ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ فَرَكَعَ لِنَفْسِهِ رَكْعَةً وَّسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ۔

دو رکعت ہوگئیں۔)

بَابٌ ۵۹۶ صَلٰوةِ الْخَوْفِ رِجَالًا وَّرُكْبَانًا رَاجِلٌ قَائِمٌ۔

باب۔ خوف کی نماز پیدل اور سوار ہو کر پڑھنا۔ قرآن شریف میں رجالا[1] راجل کی جمع ہے یعنی پا پیادہ۔

۸۹۶۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْقُرَشِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ نَحْوًا مِّنْ قَوْلِ مُجَاهِدٍ إِذَا اخْتَلَطُوا قِيَامًا وَّزَادَ ابْنُ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِنْ كَانُوا أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَلْيُصَلُّوا قِيَامًا وَّرُكْبَانًا۔

(از سعید بن یحیٰی بن سعید قرشی از والدش یحیٰی از ابن جریج از موسیٰ بن عقبہ از حضرت نافع) حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے مجاہد کے قول کی طرح فرمایا کہ جب مجاہدین مڈبھیڑ[2] میں ہو جائیں (کفار کے ساتھ بھڑ جائیں) اور صف باندھنے کا موقع نہ ملے تو جہاں کھڑا ہو وہیں نماز پڑھ لے۔ ابن عمرؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اتنا اضافہ فرماتے ہیں کہ اگر کافر بہت سارے ہوں اور مسلمانوں کو دم نہ لینے دیں، تو مسلمان کھڑے کھڑے اور سوار جس طرح بھی موقع ملے نماز ادا کر دیں

بَابٌ ۵۹۷ يَحْرُسُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا فِي صَلٰوةِ الْخَوْفِ۔

باب۔ صلوٰۃ الخوف میں ایک نمازی دوسرے نمازی کی حفاظت کرتے ہیں

۸۹۷۔ حَدَّثَنَا حَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ عَنِ الزُّبَيْدِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَامَ النَّاسُ مَعَهُ فَكَبَّرَ وَكَبَّرُوا مَعَهُ وَرَكَعَ وَرَكَعَ نَاسٌ مِّنْهُمْ ثُمَّ سَجَدَ وَسَجَدُوا مَعَهُ ثُمَّ قَامَ لِلثَّانِيَةِ فَقَامَ الَّذِينَ سَجَدُوا وَحَرَسُوا إِخْوَانَهُمْ وَأَتَتِ الطَّائِفَةُ الْأُخْرٰى فَرَكَعُوا

(از حیوۃ بن شریح از محمد بن حرب از زبیدی از زہری از عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ) ابن عباس فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لیے کھڑے ہوئے اور صحابہ کرام بھی آپ کے ساتھ نماز کے لیے کھڑے ہوئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ اکبر (تکبیر تحریمہ) کہا لوگوں نے بھی اللہ اکبر کہا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع کیا لوگوں نے بھی رکوع کیا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ کیا لوگوں نے بھی سجدہ کیا پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دوسری رکعت کے لیے اُٹھے، تو جو صحابہؓ آپ کے ساتھ ایک رکعت مع سجدتین شامل

---

[1] یعنی اس آیت میں فان خفتم فرجالا او رکبانا میں رجالا راجل کی جمع ہے نہ رجل کی ۱۲ منہ [2] غٹ پٹ ہو جائیں یعنی بھڑ جائیں صف باندھنے کا موقع نہ ملے تو جو جہاں کھڑا ہو وہیں نماز پڑھ لے بعضوں نے کہا قیاما کا لفظ یہاں غلط ہے صحیح قائما ہے اور پوری عبارت یوں ہے اذا اختلطوا فانما ھو الذکر والاشارۃ بالراس یعنی جب کافر اور مسلمان لڑائی میں خلط ہو جائیں تو صرف زبان سے قرائت اور رکوع و سجدے کے بدل سر سے اشارہ کرنا کافی ہے ۱۲ منہ۔

وَسَجَدُوْا مَعَهٗ وَالنَّاسُ كُلُّهُمْ فِيْ صَلٰوةٍ وَّلٰكِنْ يَّحْرُسُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا۔

تھے وہ اپنے بھائیوں کی نگہبانی پر کھڑے رہے اور دوسرا گروہ آیا جواب تک نگہبانی کرنے میں تھا، انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رکوع و سجود کیا گویا اس طرح سب لوگ نماز میں ہی مصروف تھے لیکن ایک دوسرے کی نگہبانی بھی کرتے رہے۔[1]

بَاب ۵۹۸ الصَّلٰوةِ عِنْدَ مُنَاهَضَةِ الْحُصُوْنِ وَلِقَاءِ الْعَدُوِّ۔ وَقَالَ الْاَوْزَاعِيُّ اِنْ كَانَ تَهَيَّاَ الْفَتْحُ وَلَمْ يَقْدِرُوْا عَلَى الصَّلٰوةِ صَلَّوْا اِيْمَاءً كُلُّ امْرِئٍ لِّنَفْسِهٖ فَاِنْ لَّمْ يَقْدِرُوْا عَلَى الْاِيْمَاءِ اَخَّرُوا الصَّلٰوةَ حَتّٰى يَنْكَشِفَ الْقِتَالُ اَوْ يَاْمَنُوْا فَيُصَلُّوْا رَكْعَتَيْنِ فَاِنْ لَّمْ يَقْدِرُوْا صَلَّوْا رَكْعَةً وَّسَجْدَتَيْنِ فَاِنْ لَّمْ يَقْدِرُوْا فَلَا يُجْزِئُهُمُ التَّكْبِيْرُ وَيُؤَخِّرُوْنَهَا حَتّٰى يَاْمَنُوْا وَبِهٖ قَالَ مَكْحُوْلٌ وَّقَالَ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ حَضَرْتُ مُنَاهَضَةَ حِصْنِ

باب - قلعوں پر چڑھائی اور دشمنوں سے مڈبھیڑ کے وقت نماز پڑھنا۔ حضرت اوزاعی رحمہ کہتے ہیں اگر فتح سامنے نظر آرہی ہو اور لوگ ارکانِ نماز کی ادائیگی پر قادر نہ ہوں، تو اشارے سے نماز تنہا تنہا پڑھ لیں اگر اشارے سے بھی نماز پڑھنے کی فرصت نہ ہو، تو نماز مؤخر کر دیں لڑائی ختم ہونے تک یا امن ہونے تک[2]۔ اس کے بعد دو رکعتیں پڑھ لیں، اگر دو رکعتیں نہ پڑھ سکیں تو ایک ہی رکوع اور دو سجدے کر لیں، اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو تکبیرِ تحریمہ کافی نہیں بلکہ امن قائم ہونے تک نماز ملتوی رکھیں۔ حضرت مکحول تابعی رحمہ کا یہی قول ہے۔

حضرت انس بن مالک رضہ فرماتے ہیں صبح کی روشنی میں قلعہ تستر[3] پر جب چڑھائی ہو رہی تھی۔ میں بھی موجود تھا، جنگ زوروں پر تھی، لوگ نماز نہ پڑھ سکے ہم نے

---

[1] مطلب یہ ہے کہ اول سب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز کی نیت باندھی دو صف ہو گئے ایک صف تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متصل دوسری صف ان کے پیچھے اور یہ اس حالت میں ہے جب دشمن قبلے کی جانب ہو اور سب کا منہ قبلے ہی کی طرف ہو خیر اب پہلی صف والوں نے آپ کے ساتھ رکوع اور سجدہ کیا اور دوسری صف والے کھڑے کھڑے ان کی حفاظت کرتے رہے اس کے بعد پہلی صف والے رکوع اور سجدہ کر کے دوسری صف والوں کی جگہ پر حفاظت کے لیے کھڑے رہے اور دوسری صف والے ان کی جائے پر آن کر رکوع میں گئے اور سجدہ کر کے قیام میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک ہو گئے اور دوسری رکعت کا رکوع اور سجدہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ کیا جب آپ التحیات پڑھنے لگے تو پہلی صف والے رکوع اور سجدہ میں گئے پھر سب نے ایک ساتھ سلام پھیرا جیسے ایک ساتھ نیت باندھی تھی ۱۲ منہ [2] جنگ میں مختلف حالتیں ہوتی ہیں کبھی ایسا وقوع ہوتا ہے کہ اشارے سے پڑھنا بھی مشکل ہو جاتا ہے ابنِ بطال نے کہا اشارہ بھی نہ کر سکیں اس سے مراد یہ ہے کہ نہ وضو کر سکیں نہ تیمم اور شاید امام اوزاعی کے نزدیک اشارہ میں استقبالِ قبلہ کی شرط ہو اور وہ کبھی جنگ میں ممکن نہیں ہوتا اس سے یہ مراد ہے کہ مدد آن پہنچی یا دشمن مرعوب ہو جائیں ۱۲ منہ [3] تستر اہواز کے شہروں میں سے ایک شہر ہے وہاں کا قلعہ سخت جنگ کے بعد حضرت عمر رضہ کی خلافت میں ۲۰ ہجری میں فتح ہوا اس تعلیق کو ابن سعد اور ابنِ ابی شیبہ نے وصل کیا ابو موسیٰ اشعری رضہ اس فوج کے افسر تھے جس نے اس قلعہ پر چڑھائی کی تھی ۱۲ منہ۔

تُسْتَرَ عِنْدَ إِضَاءَةِ الْفَجْرِ وَاشْتَدَّ اشْتِعَالُ الْقِتَالِ فَلَمْ يَقْدِرُوا عَلَى الصَّلَوٰةِ فَلَمْ نُصَلِّ إِلَّا بَعْدَ ارْتِفَاعِ النَّهَارِ فَصَلَّيْنَاهَا وَنَحْنُ مَعَ أَبِي مُوسٰى فَفُتِحَ لَنَا قَالَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ وَمَا يَسُرُّنِي بِتِلْكَ الصَّلَوٰةِ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا۔

بھی نہ پڑھی۔ جب دن چڑھ گیا اس وقت نماز فجر پڑھی گئی ہم نے بھی پڑھی۔ ہم ابو موسیٰ اشعریؓ کے ساتھ تھے قلعہ فتح ہو گیا۔ انس بن مالکؓ کہتے ہیں اُس دن جو ہم نے نماز پڑھی (اگرچہ وہ دن نکلنے کے بعد پڑھی) اس نماز سے مجھے اتنی مسرت ہوئی کہ دنیا و مافیہا کی تمام نعمتوں سے اتنی خوشی نہ ہوگی۔ [1]

۸۹۸۔ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ جَاءَ عُمَرُ يَوْمَ الْخَنْدَقِ فَجَعَلَ يَسُبُّ كُفَّارَ قُرَيْشٍ وَيَقُولُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا صَلَّيْتُ الْعَصْرَ حَتّٰى كَادَتِ الشَّمْسُ أَنْ تَغِيبَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا وَاللّٰهِ مَا صَلَّيْتُهَا بَعْدُ قَالَ فَنَزَلَ إِلٰى بُطْحَانَ فَتَوَضَّأَ وَصَلَّى الْعَصْرَ بَعْدَ مَا غَابَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ صَلَّى الْمَغْرِبَ بَعْدَهَا۔

(از یحییٰ از وکیع از علی بن مبارک از یحییٰ بن ابی کثیر از ابوسلمہ) جابر بن عبد اللہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خندق کے دن قریش کے کفار کو برا بھلا کہتے ہوئے آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! میں عصر کی نماز اس وقت تک نہ پڑھ سکا جب تک سورج غروب کے قریب نہ ہوگیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بخدا! میں نے تو ابھی تک نہیں پڑھی (تم نے پھر بھی پڑھ تو لی) پھر آپؐ مقام بُطحان [2] میں نازل ہوئے آپ نے وضو کیا اور نماز عصر ادا کی۔ جب کہ سورج بالکل غروب ہو چکا تھا اور مغرب بھی اس کے بعد متصلاً پڑھ لی۔ [3]

بَاب ۵۹۹ صَلٰوةِ الطَّالِبِ وَالْمَطْلُوبِ رَاكِبًا وَإِيمَاءً۔ وَقَالَ الْوَلِيدُ ذَكَرْتُ لِلْأَوْزَاعِيِّ صَلٰوةَ شُرَحْبِيلَ بْنِ السِّمْطِ وَأَصْحَابِهٖ عَلٰى ظَهْرِ الدَّابَّةِ فَقَالَ كَذٰلِكَ

باب۔ جو شخص دشمن کو گرفتار کرنے کے لیے اُس کے پیچھے لگا ہوا ہو یا دشمن اُس کے پیچھے لگا ہوا ہو۔ [4] وہ سوار رہ کر اشارہ سے نماز پڑھ لے [5]۔ ولید بن مسلم کہتے ہیں کہ میں نے امام اوزاعیؒ سے شُرحبیل بن سِمط اور اُن کے ساتھیوں کی نماز کا ذکر کیا، کہ انہوں نے

---

[1] کیونکہ نماز کی طرح اس وقت دوسری عبادت یعنی جہاد میں مصروف تھے اور اللہ تعالیٰ نے جہاد کا ثمرہ بھی دے دیا قلعہ فتح کرا دیا پھر نماز بھی پڑھ لی ۱۲ منہ

[2] میدان ہے مدینہ میں [3] اس باب کا مقصد یہاں حل ہوگیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ کی وجہ سے نماز میں تاخیر کی عبدالرزاق [4] جو دشمن کے پیچھے لگا ہوا اس کے پکڑنے کو جا رہا ہو اس کو طالب کہتے ہیں اور جس کے پیچھے دشمن لگا ہو اس کو مطلوب کہتے ہیں ۱۲ منہ [5] امام بخاری علیہ الرحمۃ کا یہی مذہب ہے اور شافعی اور احمد کے نزدیک جس کے پیچھے دشمن لگا ہو وہ تو اپنے بچانے کے لیے سواری پر اشارے ہی سے نماز پڑھ سکتا ہے اور جو خود دشمن کے پیچھے ہو تو اس کو درست نہیں اور امام مالک نے کہا اس کو اس وقت درست ہے جب دشمن کے نکل جانے کا ڈر ہو ۱۲ منہ

الْأَمْرُ عِنْدَنَا إِذَا تُخُوِّفَ الْفَوْتُ وَاحْتَجَّ الْوَلِيدُ بِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُصَلِّيَنَّ أَحَدٌ الْعَصْرَ إِلَّا فِي بَنِي قُرَيْظَةَ۔

سواری پر ہی نماز پڑھ لی۔ امام اوزاعی نے فرمایا جب نماز قضا ہوجانے کا ڈر ہو۔ ہمارا بھی یہی مسلک ہے ولید نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول سے استدلال کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص عصر کی نماز نہ پڑھے مگر بنی قریظہ کے پاس پہنچ کر[1]

۸۹۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَسْمَاءَ قَالَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَنَا لَمَّا رَجَعَ مِنَ الْأَحْزَابِ لَا يُصَلِّيَنَّ أَحَدٌ الْعَصْرَ إِلَّا فِي بَنِي قُرَيْظَةَ فَأَدْرَكَ بَعْضُهُمُ الْعَصْرَ فِي الطَّرِيقِ وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَا نُصَلِّي حَتَّى نَأْتِيَهَا وَقَالَ بَعْضُهُمْ بَلْ نُصَلِّي لَمْ يُرِدْ مِنَّا ذٰلِكَ فَذُكِرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يُعَنِّفْ أَحَدًا مِنْهُمْ۔

(از عبداللہ بن محمد بن اسماء از جُویریہ از نافع) ابن عمرؓ فرماتے ہیں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جنگِ احزاب (جنگ خندق) سے واپس ہوئے تو آپؐ نے فرمایا کوئی شخص نمازِ عصر نہ پڑھے مگر بنو قریظہ کے گھر پہنچ کر[2]۔ پھر ان کو رستہ میں عصر کا وقت آگیا۔ بعضوں نے کہا ہم تو (بحکم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) جب تک بنو قریظہ کے پاس نہ پہنچ لیں گے عصر کی نماز نہیں پڑھیں گے، بعضوں نے کہا ہم نماز پڑھ لیں گے، آپ کا ارادہ ہم سے قضا کرانے کا نہ تھا۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا گیا۔ آپ نے کسی کو موردِ الزام قرار نہ دیا[3][4]۔

بابُ التَّبْكِيرِ وَالْغَلَسِ بِالصُّبْحِ وَالصَّلٰوةِ عِنْدَ الْإِغَارَةِ

باب۔ حملہ کرنے سے پہلے یا لڑائی میں صبح کی نماز تاریکی میں جلدی[5] پڑھ لینا۔ اسی طرح لڑائی میں جلدی[6]

[1] یہ حدیث آگے آتی ہے ولید نے امام اوزاعی کے مذہب پر اسی حدیث سے دلیل لی ہے کیونکہ صحابہ بنو قریظہ کے طالب تھے یعنی ان کے پیچھے لگے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز قضا ہوجانے کی ان کے لیے پرواہ نہ کی جب طالب کو نماز کا قضا کردینا درست ہوا تو اشارے سے سواری پر پڑھ لینا بطریقِ اولیٰ درست ہوگا ۱۲ منہ [2] بنی قریظہ مدینہ کے دہ یہودی تھے جنہوں نے دغابازی کی اور معاہدہ کے خلاف مسلمانوں پر آفت دیکھ کر ابوسفیان کے ساتھ شریک ہوگئے تھے جب ابوسفیان بھاگ گیا تو آپ نے ان بے ایمان یہودیوں پر حملہ کرنے کا حکم دیا اور ایسی جلدی کی کہ عصر کی نماز وہیں جاکر پڑھنے کا حکم دیا گو قضا ہوجائے ۱۲ منہ [3] ہر ایک نے اپنی اجتہاد اور رائے پر عمل کیا بعضوں نے یہ خیال کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کا مطلب یہ ہے کہ جلد جاؤ بیچ میں ٹھہرو نہیں تو ہم نماز کیوں قضا کریں انہوں نے سواری پر پڑھ لی بعضوں نے خیال کیا کہ حکم بجا لانا ضرور ہے نماز بھی خدا اور اس کے رسول کی رضامندی کے لیے پڑھتے ہیں تو آپ کے حکم کی تعمیل میں اگر نماز میں دیر ہوجائے گی تو ہم کچھ گناہ گار نہ ہوں گے۔ فریقین کی نیت بخیر تھی اس لیے کوئی ملامت کے لائق نہ ٹھہرا معلوم ہوا کہ اگر مجتہد غور کرے اور پھر اس کے اجتہاد میں غلطی ہوجائے تو اس سے مواخذہ نہ ہوگا نودی نے کہا اس پر اتفاق ہے اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہر مجتہد صواب پر ہے ۱۲ منہ [4] کیونکہ یہ اجتہادی اختلاف تھا، مخالفت نہ تھی۔ جس نے یہ سمجھا کہ آنحضرت کا مقصد یہ ہے کہ بنو قریظہ جلد پہنچیں انہوں نے سوار رہ کر فوراً نماز پڑھ لی۔ جن کا خیال تھا کہ نماز وغیرہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق پڑھتے ہیں اور یہ بھی آپ کا حکم ہے، کہ بنو قریظہ جاکر پڑھیں ان کا نظر یہ بھی حسن نیت پر محمول تھا لہٰذا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کے حسنِ نیت کی وجہ سے کسی کو کچھ نہ کہا۔ عبدالرزاق [5] بعضے نسخوں میں تکبیر ہے یعنی حملہ کے وقت اللہ اکبر کہنا ۱۲ منہ [6] کیونکہ معلوم نہیں آیندہ کیا صورت پیش آتی ہے نماز کا موقع ملتا ہے یا نہیں ۱۲ منہ ۔

وَالْحَرْبِ

۹۰۰ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ ابْنُ زَيْدٍ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ وَ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الصُّبْحَ بِغَلَسٍ ثُمَّ رَكِبَ فَقَالَ اللَّهُ أَكْبَرُ خَرِبَتْ خَيْبَرُ إِنَّا إِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ فَسَاءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِينَ فَخَرَجُوا يَسْعَوْنَ فِي السِّكَكِ وَيَقُولُونَ مُحَمَّدٌ وَالْخَمِيسُ قَالَ الْخَمِيسُ الْجَيْشُ فَظَهَرَ عَلَيْهِمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَتَلَ الْمُقَاتِلَةَ وَسَبَى الذَّرَارِيَّ فَصَارَتْ صَفِيَّةُ لِدِحْيَةَ الْكَلْبِيِّ وَصَارَتْ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ تَزَوَّجَهَا وَجَعَلَ صَدَاقَهَا عِتْقَهَا فَقَالَ عَبْدُ الْعَزِيزِ لِثَابِتٍ يَا أَبَا مُحَمَّدٍ أَنْتَ سَأَلْتَ أَنَسًا مَا أَمْهَرَهَا فَقَالَ أَمْهَرَهَا نَفْسَهَا قَالَ فَتَبَسَّمَ۔

پڑھ لینا۔

(از مُسدّد از حماد بن زید از عبدالعزیز بن صہیب و ثابت بنانی) حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز اندھیرے[۱] میں پڑھی، پھر سوار ہوئے اور فرمایا" اللہ اکبر! خیبر برباد ہوا، ہم جب کسی میدان میں نازل ہوتے ہیں تو مخالفین جن کو پہلے ڈرایا گیا ان کی صبح منحوس ہوتی ہے"۔ پھر یہودی اِدھر اُدھر بھاگتے نکلے اور یہ کہہ رہے تھے محمد لشکر سمیت آپہنچے، راوی کہتے ہیں خمیس کا معنی لشکر ہے[۲]۔ آخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان پر غالب ہوئے اور لڑنے والے جوانوں کو قتل کیا، اور عورتوں، بچّوں کو قید کرلیا۔ اتفاق سے صفیہ گرفتار ہوکر دحیہ کلبی کے حصّے میں آئی۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حصّے میں آئی۔ آپ نے اُس سے نکاح کیا اور انہیں آزاد کردیا یہی اُن کا مہر مقرّر رہوا۔

عبدالعزیز راوی نے ثابت سے پوچھا اے ابو محمد! تم نے حضرت انسؓ سے پوچھا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا مہر کیا ادا کیا؟ ثابت نے جواب دیا خود اُنہیں کو اُن کے مہر میں دیا، یہ سُن کر مسکرائے۔

[۱] ترجمہ باب اس سے نکلتا ہے کہ آپ نے صبح کی نماز سویرے اندھیرے منہ پڑھ لی اور اللہ اکبر کہا معلوم ہوا کہ ہر ایک ہولناک وقت میں اللہ اکبر کہنا مسنون ہے ایک حدیث میں ہے کہ اگر آگ لگے تو اللہ اکبر کہہ کر اس کو بجھائے ۱۲ منہ [۲] یہ حدیث اُوپر گذر چکی ہے خمیس لشکر کو اس لیے کہتے ہیں کہ اس میں پانچ ٹکڑیاں ہوتی ہیں، مقدمہ ساقہ میمنہ میسرہ قلب ۱۲ منہ۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا

کِتَابُ الْعِیْدَیْنِ

کتاب دونوں عیدوں کے بیان میں

بَابٌ ۶۰۱ - مَا جَاءَ فِی الْعِیْدَیْنِ وَالتَّجَمُّلِ فِیْہِمَا۔

۹۰۱ - حَدَّثَنَا اَبُو الْیَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَیْبٌ عَنِ الزُّھْرِیِّ قَالَ اَخْبَرَنِیْ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ اَنَّ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ عُمَرَ قَالَ اَخَذَ عُمَرُ جُبَّۃً مِّنْ اِسْتَبْرَقٍ تُبَاعُ فِی السُّوْقِ فَاَخَذَھَا فَاَتٰی بِھَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ابْتَعْ ھٰذِہٖ تَجَمَّلْ بِھَا لِلْعِیْدِ وَالْوُفُوْدِ فَقَالَ لَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا ھٰذِہٖ لِبَاسُ مَنْ لَّا خَلَاقَ لَہٗ فَلَبِثَ عُمَرُ مَا شَآءَ اللّٰہُ اَنْ یَّلْبَثَ ثُمَّ اَرْسَلَ اِلَیْہِ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِجُبَّۃِ دِیْبَاجٍ فَاَقْبَلَ بِھَا عُمَرُ فَاَتٰی بِھَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّکَ قُلْتَ اِنَّمَا ھٰذِہٖ لِبَاسُ مَنْ لَّا خَلَاقَ لَہٗ وَاَرْسَلْتَ اِلَیَّ بِھٰذِہِ الْجُبَّۃِ فَقَالَ لَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَبِیْعُھَا وَتُصِیْبُ بِھَا حَاجَتَکَ۔

باب - دونوں عیدوں کا بیان اور ان میں بناؤ اور جمال پیدا کرنے کا بیان۔

(از ابوالیمان از شعیب از زہری از سالم بن عبداللہ) حضرت عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں حضرت عمرؓ بازار میں بکنے والے ایک موٹے ریشمی کپڑے کا چغہ لائے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا۔ عرض کیا یا رسول اللہ! یہ آپ خرید لیجیے۔ عید کے دن اور قاصدوں اور دنود سے ملاقات کے وقت اسے پہن کر جمال پیدا کیا کیجیے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ تو اس کا لباس ہے جو آخرت میں بے نصیب ہے[۱]۔ حضرت عمرؓ جتنی دیر خدا کو منظور تھا ٹھیرے رہے، بعد ازاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود انہیں ایک ریشمی چغہ تحفتہً بھیجا۔ حضرت عمر وہ چغہ لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے اور عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نے تو فرمایا تھا یہ آخرت میں بے نصیب لوگوں کا لباس ہے اور آپ نے خود یہ مجھے تحفتہً دیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو اسے بیچ ڈال اور اپنی اور ضرورت پوری کر (تجھے خود پہننے کے لیے تو نہیں دیا)

---

[۱] سبحان اللہ اسلام کی بھی کیا عمدہ تعلیم ہے مردوں کو موٹا جھوٹا سوتی اونی کپڑا کافی ہے ریشمی اور باریک کپڑے یہ عورتوں کے سزاوار ہیں اسلام نے مسلمانوں کو مضبوط محنتی جفاکش سپاہی بننے کی تعلیم دی نہ عورتوں کی طرح بناؤ سنگار اور نازک بدن بننے کی اسلام نے عیش و عشرت کا ناجائز باب مثلاً نشہ شراب خواری وغیرہ بالکل بند کر دیا لیکن مسلمان اپنے پیغمبرؐ کی تعلیم چھوڑ کر نشہ اور رنڈی بازی میں مشغول ہوئے اور عورتوں کی طرح چکن اور ململ اور ریشمی گوٹا کناری کے کپڑے پہننے لگے ہاتھوں میں کڑے اور پاؤں میں مہندی آخر اللہ تعالیٰ نے ان سے حکومت چھین کر دوسری مردانہ قوم کو عطا فرمائی ایسے زمانے میں مسلمانوں کو ڈوب مرنا چاہیے بے غیرت بے حیا کم بخت ۱۲ منہ۔

بَابُ ۶۰۲ الْحِرَابِ وَالدَّرَقِ يَوْمَ الْعِيدِ.

۹۰۲ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرٌو أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْأَسَدِيَّ حَدَّثَهُ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ دَخَلَ عَلَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدِي جَارِيَتَانِ تُغَنِّيَانِ بِغِنَاءِ بُعَاثَ فَاضْطَجَعَ عَلَى الْفِرَاشِ وَحَوَّلَ وَجْهَهُ وَدَخَلَ أَبُو بَكْرٍ فَانْتَهَرَنِي وَقَالَ مِزْمَارَةُ الشَّيْطٰنِ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَقْبَلَ عَلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ دَعْهُمَا فَلَمَّا غَفَلَ غَمَزْتُهُمَا فَخَرَجَتَا وَكَانَ يَوْمَ عِيدٍ يَلْعَبُ السُّودَانُ بِالدَّرَقِ وَالْحِرَابِ فَإِمَّا سَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِمَّا قَالَ تَشْتَهِينَ تَنْظُرِينَ فَقُلْتُ نَعَمْ فَأَقَامَنِي وَرَاءَهُ خَدِّي عَلَى خَدِّهِ وَهُوَ يَقُولُ دُونَكُمْ يَا بَنِي أَرْفِدَةَ حَتّٰى إِذَا مَلِلْتُ قَالَ لِي حَسْبُكِ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَاذْهَبِي.

بَابُ ۶۰۳ سُنَّةِ الْعِيدَيْنِ

باب۔ عید کے دن برچھیوں اور ڈھالوں سے کھیلنا۔

(از احمد از ابنِ وہب از عمرو از محمد بن عبدالرحمٰن اسدی از عروہ)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے ہاں تشریف لائے، اس وقت دو لڑکیاں میرے پاس بُعاث کی لڑائی کا قصہ گارہی تھیں، آپ بستر پر آرام کرنے لگے اور اپنا منہ پھیر لیا[۱]۔ اتنے میں حضرت ابوبکرؓ آئے اور مجھے جھڑکی دی، اور کہا یہ شیطانی باجہ (دف بھی وہ لڑکیاں بجارہی تھیں) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا رُخِ انور حضرت ابوبکرؓ کی طرف کیا اور فرمایا چھوڑ دے[۲]۔ جب حضرت ابوبکرؓ اس بات کو بھکم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نظر انداز کرچکے، تو میں نے ان دونوں لڑکیوں کو اشارہ کیا وہ چلی گئیں۔ یہ عید کا دن تھا۔ حبشی لوگ ڈھالوں اور برچھیوں سے کھیل رہے تھے، تو میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خواہش کی یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا کیا تو کھیل دیکھنا چاہتی ہے؟ میں نے عرض کیا ہاں! آپ نے مجھے اپنے پیچھے کھڑا کرلیا، میرا منہ آپ کے کان مبارک کے قریب تھا آپ فرمارہے تھے اے بنی اَرْفِدہ[۳] کھیلو کھیلو۔ جب میں اُکتا گئی، تو آپ نے مجھے فرمایا کیا بس؟ میں نے عرض کیا جی ہاں۔ فرمایا اچھا جا۔[۴]

باب۔ مسلمانوں کے لیے عید کا مسنون طریقہ۔

---

[۱] دوسری روایت میں ہے کہ یہ گانا دف کے ساتھ ہورہا تھا بعاث ایک قلعہ ہے جس پر اَوْس اور خزرج کی جنگ ایک سو بیس برس سے جاری تھی اسلام کی برکت سے یہ جنگ موقوف ہوگئی اور دونوں قبیلوں میں الفت پیدا ہوگئی ۱۲ منہ [۲] دوسری روایت میں ہے آپ نے فرمایا ہر قوم کی عید ہوتی ہے اور یہ ہماری عید ہے قسطلانی نے کہا یعنی خوشی کا دن ہے اور خوشی میں جیسے شادی وغیرہ ان امور پر انکار نہیں ہوسکتا اب غنا مع المزامیر میں علماء کا اختلاف ہے ہمارے اصحاب میں سے امام ابن قیم نے اس کی حرمت کو ترجیح دی ہے اور امام ابن حزم نے اس کی اباحت کو لیکن نفس غنا بغیر مزامیر کے وہ تو اکثر کے نزدیک مباح ہے اور یہ مسئلہ اختلافی ہے اور حضراتِ صوفیہ نے دل کو نرم کرنے کے لیے بہ شروط اس کا استعمال کیا ہے ۱۲ منہ [۳] بنی ارفدہ حبشیوں کا لقب ہے ۱۲ منہ [۴] اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ عورت بیگانے مردوں کو دیکھ سکتی ہے اور امام بخاری نے اس لیے ایک باب قائم کیا ہے باب نظر المرأة الی الحبش وغیرہم من غیر ریبہ یعنی جب فتنے کا خوف نہ ہو امام نووی نے کہا شہوت کے ساتھ دیکھنا تو بالاتفاق حرام ہے اسی طرح جب فتنے کا خوف ہو ۱۲ منہ۔

لِاَهْلِ الْاِسْلَامِ۔

۹۰۳۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ اَخْبَرَنِيْ زُبَيْدٌ قَالَ سَمِعْتُ الشَّعْبِيَّ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ فَقَالَ اِنَّ اَوَّلَ مَا نَبْدَاُ مِنْ يَوْمِنَا هٰذَا اَنْ نُّصَلِّيَ ثُمَّ نَرْجِعَ فَنَنْحَرَ فَمَنْ فَعَلَ فَقَدْ اَصَابَ سُنَّتَنَا۔

(از حجاج از شعبہ از زبید از شعبی) حضرت براءؓ فرماتے ہیں میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ خطبہ پڑھ رہے تھے آپ نے فرمایا اس دن پہلا کام جو ہم کرتے ہیں وہ نماز ہے پھر لوٹ کر قربانی کرتے ہیں (یہ عیدالاضحیٰ کا خطبہ تھا) جس نے اس طرح کیا اس نے ہماری سنت ادا کی۔

۹۰۴۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ دَخَلَ اَبُوْ بَكْرٍ وَّعِنْدِيْ جَارِيَتَانِ مِنْ جَوَارِي الْاَنْصَارِ تُغَنِّيَانِ بِمَا تَقَاوَلَتِ الْاَنْصَارُ يَوْمَ بُعَاثَ قَالَتْ وَلَيْسَتَا بِمُغَنِّيَتَيْنِ فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ اَبِمَزَامِيْرِ الشَّيْطَانِ فِيْ بَيْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذٰلِكَ فِيْ يَوْمِ عِيْدٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا اَبَا بَكْرٍ اِنَّ لِكُلِّ قَوْمٍ عِيْدًا وَّهٰذَا عِيْدُنَا۔

(از عبید بن اسمٰعیل از ابواسامہ از ہشام از والدش) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں حضرت ابوبکرؓ میرے ہاں تشریف لائے میرے پاس اس وقت انصار کی دو لڑکیاں وہ اشعار ترنم سے[۱] پڑھ رہی تھیں جو انصار نے جنگ بعاث میں پڑھے تھے۔ حضرت عائشہ کہتی ہیں یہ دونوں لڑکیاں کوئی پیشہ ور گانے والیاں نہ تھیں[۲] حضرت ابوبکرؓ نے کہا (تعجب سے) یہ شیطانی باجے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں! اور یہ عید کا دن تھا۔ آخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوبکرؓ ہر قوم کا عید کا دن ہوتا ہے اور آج ہماری عید ہے۔[۳]

بَابُ[۶۰۴] الْاَكْلِ يَوْمَ الْفِطْرِ قَبْلَ الْخُرُوْجِ۔

باب۔ عیدالفطر کے دن عیدگاہ جانے سے پہلے کچھ میٹھا کھانا۔

۹۰۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيْمِ اَخْبَرَنَا سَعِيْدُ بْنُ سُلَيْمَانَ اَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ قَالَ اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ اَنَسٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى

(از محمد بن عبدالرحیم از سعید بن سلیمان از ہشیم از عبیداللہ بن ابی بکر بن انس) حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب تک کچھ چھوارے نہ کھا لیتے نماز عید کے لیے نہ جاتے[۴]۔ مُرجّی بن رجا نے بحوالہ عبیداللہ بن ابی بکر

---

[۱] ایک دوسرے کی ہجو اور اپنے فخر میں ۱۲ منہ [۲] یعنی ان کا پیشہ گانے بجانے کا نہ تھا قسطلانی نے کہا اس مسئلہ کی تفصیل انشاءاللہ تعالیٰ کتاب الاشربہ میں آئے گی ۱۲ منہ [۳] نبی کریمؐ نے ابوبکرؓ سے فرمایا کہ انکو پڑھنے دو ہر قوم کی عید ہوتی ہے اور آج ہماری عید ہے بخاری میں ہی دوسرے مقام پر ایک سحر شعبہ ہے کہ وہ بچیاں گانے والی نہیں تھیں علماء نے لکھا ہے کہ جس طرح عام طور سے گانے والی جو عورتیں ہوتی ہیں یہ ان میں سے نہیں تھیں بلکہ عید کی خوشی میں پڑھ رہی تھیں اس حدیث میں کہ آپؐ کے طرز عمل سے معلوم ہوتا ہے کہ اگرچہ یہ جائز ہے لیکن شریعت [۴] بعض تابعین نے اسی حدیث سے عیدالفطر کے دن نماز سے پہلے کچھ میٹھا کھانا مستحب لکھا ہے اور شربت پینا بھی کافی ہے اگر گھر میں کچھ نہ کھا سکے تو راہ میں کھالے یا عیدگاہ میں پہنچ کر اور اسکا ترک کرنا مکروہ ہے۔

اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَغْدُوْا یَوْمَ الْفِطْرِ حَتّٰی یَأْکُلَ تَمَرَاتٍ وَقَالَ مُرَجَّی بْنُ رَجَاءٍ حَدَّثَنِیْ عُبَیْدُ اللّٰہِ بْنُ اَبِیْ بَکْرٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَنَسٌ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَیَاْکُلُھُنَّ وِتْرًا۔

از انس رضؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث نقل کی۔ اس میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم طاق کھجوریں کھاتے۔

باب ۶۰۵ الْاَکْلِ یَوْمَ النَّحْرِ۔

باب۔ بقرعید کے دن کھانا۔[1]

۹۰۶۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ عَنْ اَیُّوْبَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِیْرِیْنَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلٰوۃِ فَلْیُعِدْ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ ھٰذَا یَوْمٌ یُّشْتَھٰی فِیْہِ اللَّحْمُ وَذَکَرَ مِنْ جِیْرَانِہٖ فَکَاَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَدَّقَہٗ قَالَ وَعِنْدِیْ جَذَعَۃٌ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ شَاتَیْ لَحْمٍ فَرَخَّصَ لَہُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَلَا اَدْرِیْ اَبَلَغَتِ الرُّخْصَۃُ مَنْ سِوَاہُ اَمْ لَا۔

(از مسدد از اسمٰعیل از ایوب از محمد بن سیرین) حضرت انس بن مالک کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے نمازِ عید سے پہلے قربانی کی وہ دوبارہ قربانی کرے۔ ایک شخص کھڑا ہوا اور کہنے لگا اس دن تو گوشت کھانے کو بہت جی چاہتا ہے اور اپنے ہمسایوں کے متعلق بھی عرض کیا[2] (کہ وہ غریب لوگ ہیں) انہیں کھلانے اور اپنے کھانے کے لیے قبل نماز قربانی کرلی۔ وہ شخص کہنے لگا میرے پاس ایک سال کا بھیڑ کا بچہ ہے، جو میری نظر میں گوشت کی دو بکریوں سے بہتر ہے۔ آپؐ نے اسے اجازت دی (کہ وہ قربانی کرے) مجھے معلوم نہیں (حضرت انس فرماتے ہیں) یہ اجازت اوروں کے لیے بھی ہے یا نہیں۔

۹۰۷۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِیْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنِ الشَّعْبِیِّ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ خَطَبَنَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمَ الْاَضْحٰی بَعْدَ الصَّلٰوۃِ فَقَالَ مَنْ صَلّٰی صَلٰوتَنَا وَنَسَکَ نُسُکَنَا فَقَدْ اَصَابَ النُّسُکَ وَمَنْ نَّسَکَ قَبْلَ الصَّلٰوۃِ فَاِنَّہٗ قَبْلَ الصَّلٰوۃِ وَلَا نُسُکَ لَہٗ فَقَالَ اَبُوْ بُرْدَۃَ بْنُ نِیَارٍ خَالُ الْبَرَاءِ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَاِنِّیْ نَسَکْتُ شَاتِیْ قَبْلَ الصَّلٰوۃِ

(از عثمان از جریر از منصور از شعبی) براء بن عازب کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ عید الاضحیٰ دیا فرمایا جو شخص ہماری نماز کی طرح نماز پڑھے اور ہماری قربانی کی طرح قربانی کرے اس کی قربانی صحیح ہوئی اور جو شخص نماز سے پہلے قربانی کرے وہ نماز سے پہلے ہوتی ہے (گوشت کھانے کی نیت سے ہوتی ہے) قربانی میں شمار نہیں ہوتی۔ ابو بردہ بن نیار حضرت براء کے ماموں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے نماز سے پہلے قربانی کرلی ہے۔ میرا خیال تھا کہ یہ دن کھانے پینے کا ہے میری خواہش تھی سب سے پہلے میرے گھر

[1] اس باب میں امام بخاری وہ صاف حدیث نہ لائے جو امام احمد اور ترمذی نے روایت کی کہ بقرعید کے دن آپ لوٹ کر اپنی قربانی سے کھاتے کیونکہ وہ ان کی شرط پر نہ تھی ۱۲ منہ [2] ابو بردہ نے یہ عرض کیا اس دن ہر ایک کو گوشت کھانے کی آرزو ہوتی ہے اور میرے پڑوسی غریب نادار ہیں میں نے ان کے لحاظ سے نماز سے پہلے قربانی کرلی اور سویرے ان کو بھی کھلایا اور آپ بھی کھایا ۱۲ منہ۔

وَعَرَفْتُ اَنَّ الْيَوْمَ يَوْمُ اَكْلٍ وَّشُرْبٍ وَّاَحْبَبْتُ اَنْ تَكُوْنَ شَاتِيْ اَوَّلَ شَاةٍ تُذْبَحُ فِيْ بَيْتِيْ فَذَبَحْتُ شَاتِيْ وَتَغَدَّيْتُ قَبْلَ اَنْ اٰتِيَ الصَّلٰوةَ قَالَ شَاتُكَ شَاةُ لَحْمٍ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَاِنَّ عِنْدَنَا عَنَاقًا لَّنَا جَذَعَةً اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ شَاتَيْنِ اَفَتَجْزِيْ عَنِّيْ قَالَ نَعَمْ وَلَنْ تَجْزِيَ عَنْ اَحَدٍ بَعْدَكَ۔

میں ہی بکری ذبح ہو، اس لیے میں نے بکری ذبح کر دی اور نمازِ عید سے پہلے کھا لی، آپ نے فرمایا تیری بکری تو گوشت حاصل کرنے کا ذریعہ بنی۔ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے پاس ایک سال کا بھیڑ کا بچہ ہے، جو مجھے دو بکریوں سے زیادہ محبوب ہے کیا وہ میری طرف سے قربانی میں کافی ہوگی؟ آپ نے فرمایا ہاں! لیکن تیرے بعد کسی کی طرف سے کافی نہ ہوگی۔[۱]

بَابٌ ۶۰۶ اَلْخُرُوْجِ اِلَى الْمُصَلّٰى بِغَيْرِ مِنْبَرٍ۔

باب۔ عیدگاہ میں منبر نہ لیجانا۔[۲]

۹۰۸۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ اَبِيْ مَرْيَمَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ زَيْدُ بْنُ اَسْلَمَ عَنْ عِيَاضِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ اَبِيْ سَرْحٍ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ يَوْمَ الْفِطْرِ وَالْاَضْحٰى اِلَى الْمُصَلّٰى فَاَوَّلُ شَيْءٍ يَّبْدَاُ بِهِ الصَّلٰوةُ ثُمَّ يَنْصَرِفُ فَيَقُوْمُ مُقَابِلَ النَّاسِ وَالنَّاسُ جُلُوْسٌ عَلٰى صُفُوْفِهِمْ فَيَعِظُهُمْ وَيُوْصِيْهِمْ وَيَاْمُرُهُمْ فَاِنْ كَانَ يُرِيْدُ اَنْ يَّقْطَعَ بَعْثًا قَطَعَهٗ اَوْ يَاْمُرُ بِشَيْءٍ اَمَرَ بِهٖ ثُمَّ يَنْصَرِفُ فَقَالَ اَبُوْ سَعِيْدٍ فَلَمْ يَزَلِ النَّاسُ عَلٰى ذٰلِكَ حَتّٰى خَرَجْتُ مَعَ مَرْوَانَ وَهُوَ اَمِيْرُ الْمَدِيْنَةِ فِيْ اَضْحًى اَوْ فِطْرٍ فَلَمَّا اَتَيْنَا الْمُصَلّٰى اِذَا مِنْبَرٌ بَنَاهُ كَثِيْرُ بْنُ الصَّلْتِ فَاِذَا

(از سعید بن ابی مریم از محمد بن جعفر از زید بن اسلم از عیاض بن عبداللہ بن ابی سرح) ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن عیدگاہ کو جاتے تو سب سے پہلا کام جو آپ شروع کرتے وہ نماز ہوتی تھی، نماز پڑھ کر لوگوں کے سامنے کھڑے ہو کر ان کو وعظ و نصیحت کرتے اور لوگ آپ کے سامنے صف باندھے بیٹھے ہوتے۔ آپ اچھی باتوں کا حکم دیتے پھر آپ کوئی فوج بھیجنا چاہتے تو اسے بھیجتے یا جو دوسرا حکم چاہتے دیتے پھر شہر لوٹ آتے، ابوسعید کہتے ہیں لوگ بھی ہمیشہ اسی طرح عمل کرتے رہے۔ پھر میں مروان کے ساتھ جو مدینہ کا حاکم تھا عید الاضحیٰ یا عید الفطر کے لیے نکلا اور عیدگاہ پہنچا، تو دیکھتا ہوں وہاں منبر ہے جسے کثیر بن صلت نے بنایا۔ مروان نے اس پر چڑھنا چاہا۔ میں نے اس کا کپڑا پکڑ کھینچا مگر اس نے مجھے کھینچ لیا اور ممبر پر چڑھ گیا۔ نماز سے پہلے خطبہ پڑھا۔ میں نے کہا بخدا! تم لوگوں نے

[۱] کیونکہ قربانی میں مُسنہ بکری ضرور ہے یعنی جو دوسرے سال میں لگی ہو دوندی ہو سوا سال یا ڈیڑھ سال کی بکری دوندی ہو جاتی ہے گویا گذشتہ حدیث میں جو اخفا تھا وہ نکل گیا کہ یہ اجازت خاص تھی حضرت ابوبردہ کے لیے [۲] عید کی نماز شہر کے باہر جنگل میں پڑھنا سنت ہے اور وہاں بغیر منبر کے خطبہ پڑھنا ۱۲ منہ۔

مَرْوَانُ يُرِيْدُ اَنْ يَّرْتَقِيَهُ قَبْلَ اَنْ يُّصَلِّيَ فَجَبَذْتُ بِثَوْبِهٖ فَجَبَذَنِيْ فَارْتَفَعَ فَخَطَبَ قَبْلَ الصَّلٰوةِ فَقُلْتُ لَهٗ غَيَّرْتُمْ وَاللّٰهِ فَقَالَ يَآ اَبَا سَعِيْدٍ قَدْ ذَهَبَ مَا تَعْلَمُ فَقُلْتُ مَآ اَعْلَمُ وَاللّٰهِ خَيْرٌ مِّمَّا لَآ اَعْلَمُ فَقَالَ اِنَّ النَّاسَ لَمْ يَكُوْنُوْا يَجْلِسُوْنَ لَنَا بَعْدَ الصَّلٰوةِ فَجَعَلْتُهَا قَبْلَ الصَّلٰوةِ۔

سنت کو بدل ڈالا۔ مروان نے کہا ابوسعید! اب وہ زمانہ گذر گیا جسے تم جانتے ہو۔ میں نے کہا بخدا جس زمانے کو میں جانتا ہوں وہ اس زمانے سے بہتر ہے، جسے میں نہیں جانتا۔ مروان نے کہا چونکہ لوگ نماز کے بعد اُٹھ کر چل دیتے ہیں (خطبہ نہیں سُنتے) اس لیے میں نے نماز سے پہلے خطبہ کر دیا۔ (اس حدیث سے ثابت ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں عید کی نماز شہر کے باہر میدان یا جنگل میں بغیر منبر ہوتی تھی)

بَابُ ٦٠٧ الْمَشْيِ وَالرُّكُوْبِ اِلَى الْعِيْدِ بِغَيْرِ اَذَانٍ وَّلَا اِقَامَةٍ۔

باب۔ عید کی نماز کے لیے پیدل یا سواری پر جانا اور بغیر اذان و اقامت عید پڑھنا۔[1]

٩٠٩۔ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ الْحِزَامِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا اَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَّافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّيْ فِي الْاَضْحٰى وَالْفِطْرِ ثُمَّ يَخْطُبُ بَعْدَ الصَّلٰوةِ۔

(از ابراہیم بن منذر حزامی از انس بن عیاض از عبید اللہ از نافع) عبد اللہ بن عمر فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عید الاضحیٰ اور عید الفطر کی نماز پہلے پڑھاتے پھر اس کے بعد خطبہ پڑھتے۔

٩١٠۔ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ اَخْبَرَنَا هِشَامٌ اَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ اَخْبَرَهُمْ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عَطَآءٌ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يَوْمَ الْفِطْرِ فَبَدَاَ بِالصَّلٰوةِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ قَالَ وَاَخْبَرَنِيْ عَطَآءٌ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ اَرْسَلَ اِلَى ابْنِ الزُّبَيْرِ فِيْ اَوَّلِ مَا بُوْيِعَ لَهٗ اِنَّهٗ لَمْ يَكُنْ يُؤَذَّنُ بِالصَّلٰوةِ يَوْمَ الْفِطْرِ وَاِنَّمَا الْخُطْبَةُ بَعْدَ

(از ابراہیم بن موسیٰ از ہشام از ابن جریج از عطاء) جابر بن عبد اللہ فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عید الفطر کے دن عید گاہ جا کر پہلے نماز عید پڑھی بعد نماز خطبہ پڑھا۔

ابن جریج کہتے ہیں مجھے عطاء نے یہ بھی بیان کیا کہ ابن عباس نے ابن زبیر سے کہلا بھیجا جب ان کی خلافت کا ابتدائی زمانہ تھا[2] کہ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ میں) اذان عید الفطر میں نہیں دی جاتی تھی اور خطبہ نماز کے بعد ہوتا تھا۔ عطاء نے حضرت ابن عباس اور حضرت جابر کا یہ قول مجھ سے بیان کیا۔ کہ نہ عید الفطر

---

[1] باب کی حدیثوں سے یہ نہیں نکلتا کہ عید کی نماز کے لیے سواری پر جانا یا پیدل جانا مگر امام بخاری نے سواری پر جانے کی ممانعت مذکور نہ ہونے سے یہ نکالا کہ سواری پر بھی جانا منع نہیں ہے گو پیدل جانا افضل ہے شافعی نے ام میں کہا ہمیں زہری سے پہنچا کہ آنحضرت جنازے میں کبھی سوار ہو کر نہیں گئے اور ترمذی نے حضرت علیؓ سے نکالا کہ عید کی نماز کے لیے پیدل جانا سنت ہے ۱۲ منہ [2] یعنی ۶۴ھ ہجری میں یزید بن معاویہ کے مر جانے کے بعد ۱۲ منہ۔

الصَّلٰوۃِ وَاَخْبَرَنِیْ عَطَآءٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَا لَمْ یَکُنْ یُؤَذَّنُ یَوْمَ الْفِطْرِ وَلَا یَوْمَ الْاَضْحٰی وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَامَ فَبَدَاَ بِالصَّلٰوۃِ ثُمَّ خَطَبَ النَّاسَ بَعْدُ فَلَمَّا فَرَغَ نَبِیُّ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَزَلَ فَاَتَی النِّسَآءَ فَذَکَّرَھُنَّ وَھُوَ یَتَوَکَّاُ عَلٰی یَدِ بِلَالٍ وَّبِلَالٌ بَاسِطٌ ثَوْبَہٗ تُلْقِیْ فِیْہِ النِّسَآءُ صَدَقَۃً قُلْتُ لِعَطَآءٍ اَتُرٰی حَقًّا عَلَی الْاِمَامِ الْاٰنَ اَنْ یَّاْتِیَ النِّسَآءَ فَیُذَکِّرَھُنَّ حِیْنَ یَفْرُغُ قَالَ اِنَّ ذٰلِکَ لَحَقٌّ عَلَیْھِمْ وَمَا لَھُمْ اَنْ لَّا یَفْعَلُوْا

کی اذان ہوتی نہ عید الاضحیٰ کی۔ اور جابر بن عبداللہ سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (عید کے دن) کھڑے ہوئے پہلے نماز پڑھی، پھر اس کے بعد لوگوں کو خطبہ دیا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فارغ ہوئے تو وہاں سے چلے اور جہاں عورتیں تھیں وہاں آئے انہیں نصیحت کی، اور آپ بلالؓ پر سہارا دیے ہوئے تھے اور بلالؓ اپنا کپڑا پھیلائے ہوئے تھے، عورتیں اس میں خیرات ڈال رہی تھیں ابن جریج کہتے ہیں میں نے عطا سے پوچھا کیا اب بھی امام کو نماز سے فارغ ہوکر عورتوں کے پاس آنا اور انہیں نصیحت کرنا ضروری ہے؟ انہوں نے کہا ضروری ہے۔ کیا وجہ وہ ایسا نہ کریں۔[۲]

بَابُ ۶۸ الْخُطْبَۃِ بَعْدَ الْعِیْدِ۔

باب۔ عید کے بعد خطبہ دینا۔

۹۱۱۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ قَالَ اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَیْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِی الْحَسَنُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ طَاؤُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ شَھِدْتُّ الْعِیْدَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَبِیْ بَکْرٍ وَّعُمَرَ وَعُثْمَانَ فَکُلُّھُمْ کَانُوْا یُصَلُّوْنَ قَبْلَ الْخُطْبَۃِ۔

(از ابو عاصم از ابن جریج از حسن بن مسلم از طاؤس) ابن عباسؓ فرماتے ہیں میں عید کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکرؓ حضرت عمر اور حضرت عثمان کے ساتھ رہا۔ یہ تمام حضرات خطبہ سے پہلے نماز ادا کرتے تھے۔

۹۱۲۔ حَدَّثَنَا یَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاھِیْمَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَۃَ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَیْدُ اللّٰہِ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَبُوْ بَکْرٍ وَّعُمَرُ یُصَلُّوْنَ الْعِیْدَیْنِ قَبْلَ الْخُطْبَۃِ۔

(از یعقوب بن ابراہیم از ابو اسامہ از عبیداللہ از نافع) ابن عمرؓ فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما دونوں عیدیں خطبے سے پہلے پڑھتے۔

۹۱۳۔ حَدَّثَنَا سُلَیْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ

(از سلیمان بن حرب از شعبہ از عدی بن ثابت از سعید بن

---

[۱] اس سے بعضوں نے یہ نکالا ہے کہ امام بخاری کا ترجمہ باب ثابت ہوتا ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بلالؓ پر ٹیکا دیا معلوم ہوا کہ عید میں سوار ہوکر بھی جانا درست ہے ۱۲ منہ [۲] یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی سنت نہ چھوڑنا چاہیے اس طرح ایک فائدہ امت کے نصف طبقہ کے لیے یہ بھی ہوگا کہ انہیں کچھ قرآن وحدیث کی تعلیم مل جائے گی۔

حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى يَوْمَ الْفِطْرِ رَكْعَتَيْنِ لَمْ يُصَلِّ قَبْلَهَا وَلَا بَعْدَهَا ثُمَّ أَتَى النِّسَاءَ وَمَعَهُ بِلَالٌ فَأَمَرَهُنَّ بِالصَّدَقَةِ فَجَعَلْنَ يُلْقِينَ تُلْقِي الْمَرْأَةُ خُرْصَهَا وَسِخَابَهَا۔

جبیر، ابنِ عباس فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عید الفطر کے دن دو رکعتیں پڑھیں، نہ ان سے پہلے کوئی نفل پڑھے نہ ان کے بعد پھر خطبہ پڑھ کر آپ مستورات کے پاس آئے اور بلال آپ کے ساتھ تھے، آپ نے عورتوں سے فرمایا خیرات کرو وہ خیرات پھینکنے لگیں کوئی بالی پھینکتی کوئی ہار۔

۹۱۴ - حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا زُبَيْدٌ قَالَ سَمِعْتُ الشَّعْبِيَّ عَنِ الْبَرَاءِ ابْنِ عَازِبٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَوَّلَ مَا نَبْدَأُ فِي يَوْمِنَا هٰذَا أَنْ نُصَلِّيَ ثُمَّ نَرْجِعَ فَنَنْحَرَ فَمَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ أَصَابَ سُنَّتَنَا وَمَنْ نَحَرَ قَبْلَ الصَّلٰوةِ فَإِنَّمَا هُوَ لَحْمٌ قَدَّمَهُ لِأَهْلِهِ لَيْسَ مِنَ النُّسُكِ فِي شَيْءٍ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ يُقَالُ لَهُ أَبُو بُرْدَةَ بْنُ نِيَارٍ يَا رَسُولَ اللهِ ذَبَحْتُ وَعِنْدِي جَذَعَةٌ خَيْرٌ مِنْ مُسِنَّةٍ قَالَ اجْعَلْهُ مَكَانَهُ وَلَنْ تُوفِيَ أَوْ تَجْزِيَ عَنْ أَحَدٍ بَعْدَكَ۔

(از آدم بن ابی ایاس از شعبہ از زبید از شعبی) حضرت براء بن عازبؓ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے پہلا کام[1] جو ہم اس دن (عید کے دن) کرتے وہ یہ ہے کہ نماز پڑھیں۔ پھر لوٹ کر قربانی کریں، جو ایسا کرے وہ ہمارے طریقہ پر چلا، جس نے نماز سے پہلے جانور ذبح کیا تو وہ گوشت کا جانور ہے (قربانی کا نہیں) کہ اُسنے اپنے گھر والوں کے لیے ذبح کیا اور قربانی سے وہ تعلق نہیں رکھتا۔ ایک انصاری مرد نے کہا جس کا نام ابو بردہ بن نیار ہے یارسول اللہ میں نے تو نماز سے پہلے ذبح کیا ہے۔ اب میرے پاس ایک برس کا بھیڑ البیلا ہے جو دو سال کی بکری سے زیادہ گوشت دار ہے، آپ نے فرمایا اچھا اسی کی قربانی کردے مگر تیرے بعد کسی کو ایسی اجازت نہیں۔

بَابٌ ۶۰۹ مَا يُكْرَهُ مِنْ حَمْلِ السِّلَاحِ فِي الْعِيدِ وَالْحَرَمِ۔

وَقَالَ الْحَسَنُ نُهُوا أَنْ يَحْمِلُوا السِّلَاحَ يَوْمَ الْعِيدِ إِلَّا أَنْ يَخَافُوا عَدُوًّا۔

باب - عید کے دن اور حرم کے اندر ہتھیار لگانا مکروہ[2] ہے۔ امام حسن بصری کہتے ہیں عید کے دن ہتھیار لے جانا منع ہے۔ البتہ جب دشمن کا ڈر ہو تب اجازت ہے۔[3]

[1] یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے کیونکہ جب پہلا کام نماز ہوا تو معلوم ہوا کہ نماز خطبے سے پہلے پڑھنا چاہیے ۱۲ منہ [2] یعنی وہی ہتھیار جس سے کسی مسلمان کو ایذا پہنچنے کا ڈر ہو وہ بھی غرور اور فخر کی راہ سے ۱۲ منہ [3] اس کو ابنِ منذر نے وصل کیا اور ابنِ ماجہ نے باسناد ضعیف ابن ع. سے نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کے شہروں میں ہتھیار باندھنے سے منع فرمایا مگر جہاں دشمن کا مقابلہ ہو اور مسلم نے جابر سے روایت کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ میں ہتھیار باندھنے سے منع فرمایا ۱۲ منہ۔

٩١٥ - حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ بْنُ يَحْيَى أَبُو السُّكَيْنِ قَالَ حَدَّثَنَا الْمُحَارِبِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُوقَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ كُنْتُ مَعَ ابْنِ عُمَرَ حِينَ أَصَابَهُ سِنَانُ الرُّمْحِ فِي أَخْمَصِ قَدَمِهِ فَلَزِقَتْ قَدَمُهُ بِالرِّكَابِ فَنَزَلْتُ فَنَزَعْتُهَا وَذَلِكَ بِمِنًى فَبَلَغَ الْحَجَّاجَ فَجَاءَ يَعُودُهُ فَقَالَ الْحَجَّاجُ لَوْ نَعْلَمُ مَنْ أَصَابَكَ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ أَنْتَ أَصَبْتَنِي قَالَ وَكَيْفَ قَالَ حَمَلْتَ السِّلَاحَ فِي يَوْمٍ لَمْ يَكُنْ يُحْمَلُ فِيهِ وَأَدْخَلْتَ السِّلَاحَ الْحَرَمَ وَلَمْ يَكُنِ السِّلَاحُ يُدْخَلُ الْحَرَمَ -

٩١٦ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالَ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ دَخَلَ الْحَجَّاجُ عَلَى ابْنِ عُمَرَ وَأَنَا عِنْدَهُ فَقَالَ كَيْفَ هُوَ فَقَالَ صَالِحٌ فَقَالَ مَنْ أَصَابَكَ قَالَ أَصَابَنِي مَنْ أَمَرَ بِحَمْلِ السِّلَاحِ فِي يَوْمٍ لَا يَحِلُّ فِيهِ حَمْلُهُ يَعْنِي الْحَجَّاجَ -

بَابُ التَّبْكِيرِ لِلْعِيدِ وَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ بُسْرٍ إِنْ كُنَّا فَرَغْنَا فِي هَذِهِ السَّاعَةِ وَذَلِكَ حِينَ

(از زکریا بن یحییٰ ابو السکین از محاربی از محمد بن سوقہ) سعید بن جبیر فرماتے ہیں میں حضرت عبداللہ ابن عمر کے ساتھ تھا جب نیزے کی سھال اُن کے پاؤں کے تلوے میں لگی، ان کا پاؤں رکاب سے چمٹ گیا[1] میں سواری سے اترا اور وہ نیزہ نکال لیا، یہ منیٰ کا واقعہ ہے۔ حجاج ان کی عیادت کے لیے آیا اور کہا اگر ہمیں معلوم ہو کہ یہ شرارت کس کی ہے؟ تو اسے سزا دیں، ابن عمرؓ نے کہا تو نے ہی تو مجھے نیزہ مارا، حجاج نے کہا وہ کیسے؟ حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا تو نے اس دن ہتھیار اٹھوائے جس دن ہتھیار نہیں اٹھائے جاتے تھے، اور حرم میں ہتھیار لایا جب کہ حرم میں ہتھیار نہیں لائے جاتے تھے۔[2]

(از احمد بن یعقوب از اسحاق بن سعید بن عمرو بن سعید بن عاص) اس کے والد سعید کہتے ہیں حجاج حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے پاس آیا، میں وہاں موجود تھا۔ کہنے لگا آپ کا مزاج کیسا ہے؟ انہوں نے فرمایا اچھا ہے کہا برچھا کس نے مارا؟ انہوں نے کہا اس نے جس نے اس دن ہتھیار اٹھانے کا حکم دیا جس میں ہتھیار اٹھانا درست نہیں یعنی حجاج نے۔

باب ۔ نماز عید کے لیے سویرے جانا۔ عبداللہ بن بسر صحابی نے کہا (ملک شام میں امام کے دیر سے عیدگاہ آنے پر کہا) اس وقت تو ہم نماز سے فارغ ہو جاتے تھے جب

---

[1] کیونکہ نیزہ رکاب میں سے نکل کر ان کے پاؤں میں چبھ گیا ۱۲ منہ [2] حجاج ظالم ملعون دل میں عبداللہ بن عمرؓ سے دشمنی رکھتا تھا کیونکہ انہوں نے اس کو کعبہ پر منجنیق لگانے اور عبداللہ بن زبیرؓ کے قتل کرنے پر ملامت کی تھی دوسرے عبدالملک بن مروان نے جو خلیفہ وقت تھا حجاج کو یہ لکھ بھیجا تھا کہ عبداللہ بن عمرؓ کی اطاعت کرتا رہے یہ امر اس پر شاق گذرا اور اس نے چپکے سے ایک شخص کو اشارہ کر دیا اس نے زہر آلود برچھا عبداللہ بن عمرؓ کے پاؤں میں گھسیڑ دیا خود ہی تو یہ شرارت کی اور خود ہی کیا مسکین بن کر عبداللہ کی عیادت کو آیا واہ رے خدا کو کیا جواب دے گا آخر عبداللہ بن عمرؓ نے جو اللہ کے بڑے مقبول بندے اور بڑے عالم اور عابد اور زاہد اور صحابی رسولؐ تھے اس کا مکر پہچان لیا اور فرمایا تو ہی نے تو مارا ہے اور تو ہی کہتا ہے کہ ہم مجرم کو پا لیں تو اس کو سخت سزا دیں ع
جفا کردی کہ خود کشتی بہ تیغ ظلم تو مارا ۔ بہانہ ہین برائے پرسش بیمار سے آئی ۱۲ منہ

التَّسْبِيْحِ۔

۹۱۷۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ زُبَيْدٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ خَطَبَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ النَّحْرِ فَقَالَ إِنَّ أَوَّلَ مَا نَبْدَأُ بِهِ فِي يَوْمِنَا هٰذَا أَنْ نُّصَلِّيَ ثُمَّ نَرْجِعَ فَنَنْحَرَ فَمَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ فَقَدْ أَصَابَ سُنَّتَنَا وَمَنْ ذَبَحَ قَبْلَ أَنْ نُّصَلِّيَ فَإِنَّمَا هُوَ لَحْمٌ عَجَّلَهٗ لِأَهْلِهٖ لَيْسَ مِنَ النُّسُكِ فِي شَيْءٍ فَقَامَ خَالِي أَبُوْ بُرْدَةَ بْنُ نِيَارٍ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّي ذَبَحْتُ قَبْلَ أَنْ أُصَلِّيَ وَعِنْدِيْ جَذَعَةٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّسِنَّةٍ فَقَالَ اجْعَلْهَا مَكَانَهَا أَوْ قَالَ اذْبَحْهَا وَلَنْ تَجْزِيَ جَذَعَةٌ عَنْ أَحَدٍ بَعْدَكَ۔

بَابُ ۱۱۶ فَضْلِ الْعَمَلِ فِي أَيَّامِ التَّشْرِيْقِ۔ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَّاذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْ أَيَّامٍ مَّعْلُوْمَاتٍ أَيَّامُ الْعَشْرِ وَالْأَيَّامُ الْمَعْدُوْدَاتُ أَيَّامُ التَّشْرِيْقِ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ وَ

نفل پڑھنا درست ہوتا ہے[۱] (یعنی نفل اشراق کے وقت ہی عید پڑھنا چاہیئے)

(از سلیمان بن حرب از شعبہ از زبید از شعبی) حضرت براء بن عازب کہتے ہیں کہ عید الاضحیٰ کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خطبہ سُنایا اور فرمایا پہلا کام جو ہم اس دن کرتے ہیں وہ نماز پڑھنا ہے پھر گھروں کو لوٹتے ہیں اور قربانی کرتے ہیں جو اس طرح کرے اس نے گویا ہماری سنت ادا کی۔ جس نے نماز سے پہلے ذبح کیا تو گویا وہ اپنے گھر کے لیے گوشت کھانے کا سامان کرتا ہے، قربانی سے اس ذبح کا کوئی تعلق نہیں، یہ سُن کر میرے ماموں ابو بردہ کھڑے ہوئے عرض کیا یا رسول اللہ! میں تو نماز سے پہلے ذبح کر چکا ہوں اب (بحکم آپ کے) میرے پاس ایک بھیڑا لیلا ہے، جو دو سال کی بکری سے زیادہ موٹا ہے۔ آپ نے فرمایا اسی کو اس کے بدلے کاٹ لے۔ تیرے بعد پھر ایک سال کا بھیڑا لیلا کسی کو کافی نہ ہوگا[۲] (یعنی آئندہ کسی کو اجازت نہیں)

باب۔ ایامِ تشریق کے اعمال کی فضیلت[۳]۔ ابنِ عباس کہتے ہیں قرآنِ پاک میں ایام معلومات[۴] کا لفظ ذی الحجہ کے دس دنوں کا نام ہے۔ ایام معدودات[۵] سے مراد ایام تشریق ہے۔ حضرت ابنِ عمر اور ابوہریرہ ان دس دنوں میں بازار میں نکلتے تھے تو اللہ اکبر

---

۱ یعنی اشراق کی نماز کا مطلب یہ ہے کہ سورج ایک نیزہ یا دو نیزہ بلند ہو جائے بس یہی عید کی نماز کا افضل وقت ہے اور جو لوگ عید کی نماز میں دیر کرتے ہیں وہ بدعتی ہیں خصوصاً عید الاضحیٰ کی نماز کو جلد پڑھنا چاہیئے تاکہ لوگ قربانی وغیرہ سے جلد فارغ ہو جائیں اور سنت کے موافق قربانی میں سے کھائیں حدیث میں ہے کہ آنحضرت ﷺ عید الفطر کی نماز اس وقت پڑھتے جب سورج دو نیزے بلند ہوتا اور عید الاضحیٰ کی جب ایک نیزہ بلند ہوتا ۱۲ منہ ۲ اس حدیث کی مطابقت ترجمہ باب سے یوں ہے کہ آپ نے فرمایا اس دن پہلے جو کام ہم کرتے ہیں وہ نماز ہے اس سے یہ نکلا کہ عید کی نماز صبح سویرے پڑھنا چاہیے کیونکہ جو کوئی دیر میں پڑھے گا وہ نماز سے پہلے دوسرے کام کرے گا تو پہلا کام اس کا اس دن نماز نہ ہوگا ۱۲ منہ ۳ فقہاء کے نزدیک ایام تشریق ۱۱۔۱۲۔۱۳۔ ذی الحجہ کو کہتے ہیں حافظ نے کہا تشریق عید کے دن کو کہتے ہیں کیونکہ اس دن سورج اچھی طرح نکل آنے کے بعد نماز پڑھتے ہیں اور ۱۱۔۱۲۔۱۳ کو بھی عید کے ذیل میں ایام تشریق کہہ دیتے ہیں اور شعبی نے کہا جو کوئی تشریق سے پہلے ذبح کرے یعنی عید کی نماز سے پہلے وہ دوبارہ ذبح کرے ۱۲ منہ ۴ یعنی سورہ حج میں ویذکروا اسم اللہ فی ایام معلومات اور امام بخاری نے جو اذکروا اللہ کہا اس لفظ سے قرآن میں نہیں ہے ۱۲ منہ ۵ یعنی سورہ بقرہ میں واذکروا اللہ فی ایام معدودات ۱۲ منہ۔

أَبُوْهُرَيْرَةَ يَخْرُجَانِ إِلَى السُّوْقِ فِي الْأَيَّامِ الْعَشْرِ يُكَبِّرَانِ وَ يُكَبِّرُ النَّاسُ بِتَكْبِيْرِهِمَا وَكَبَّرَ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ خَلْفَ النَّافِلَةِ۔

۹۱۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ مُسْلِمٍ الْبَطِيْنِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا الْعَمَلُ فِيْ أَيَّامٍ أَفْضَلَ مِنْهَا فِيْ هٰذِهٖ قَالُوْا وَلَا الْجِهَادُ قَالَ وَلَا الْجِهَادُ إِلَّا رَجُلٌ خَرَجَ يُخَاطِرُ بِنَفْسِهٖ وَمَالِهٖ فَلَمْ يَرْجِعْ بِشَيْءٍ۔

بَابُ ۶۱۲ التَّكْبِيْرِ أَيَّامَ مِنًى وَإِذَا غَدَا إِلَى عَرَفَةَ

وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يُكَبِّرُ فِيْ قُبَّتِهٖ بِمِنًى فَيَسْمَعُهُ أَهْلُ الْمَسْجِدِ فَيُكَبِّرُوْنَ وَيُكَبِّرُ أَهْلُ الْأَسْوَاقِ حَتّٰى تَرْتَجَّ مِنًى تَكْبِيْرًا وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يُكَبِّرُ بِمِنًى تِلْكَ الْأَيَّامَ وَ خَلْفَ الصَّلَوَاتِ وَعَلٰى فِرَاشِهٖ وَفِيْ فُسْطَاطِهٖ وَمَجْلِسِهٖ وَ

کہتے جاتے (اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد) لوگ بھی اسی طرح ان کے ساتھ تکبیر کہتے۔ امام محمد باقرؒ نے نفل نماز کے بعد بھی تکبیر کہی۔[1]

(از محمد بن عرعرہ از شعبہ از سلیمان از مسلم بطین[2] (بڑے پیٹ والا) از سعید بن جبیر) حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ذوالحجہ کے پہلے دس ایام میں اعمال کی فضیلت سے زیادہ اور کسی دن کے اعمال کی فضیلت نہیں[3]۔ صحابہ نے عرض کیا اور کیا جہاد بھی نہیں؟ فرمایا جہاد بھی نہیں مگر ہاں اس کا جہاد جس نے اپنی جان و مال کو خطرے میں ڈال دیا اور کچھ واپس نہ لایا۔[4]

باب۔ منیٰ کے دنوں میں[5] (منیٰ میں رہنے کے ایام میں) تکبیر کہنا[6] نیز جب عرفات میں جائے۔

ذوالحجہ کی نویں تاریخ کو۔ حضرت ابن عمرؓ منیٰ میں اپنے ڈیرے میں تکبیر کہتے۔ مسجد والے بھی سن کر تکبیر کہتے، بازار والے بھی۔ حتیٰ کہ ساری منیٰ تکبیر کی صدا سے گونج اٹھتی۔ حضرت ابن عمرؓ ان دنوں میں تکبیر کہتے، نمازوں کے بعد بھی، بستر پر بھی اپنے ڈیرے میں، اپنی مجلس میں، راستے میں چلتے ہوئے بھی، ان تمام ایام میں۔ ام المومنین میمونہ دسویں

---

[1] اس اثر کی مناسبت ترجمہ باب سے بالکل نہیں ہے مگر امام بخاری کی عادت ہے کہ ذرا بھی تعلق ہو تو ایک بات کو بیان کر دیتے ہیں چونکہ ایام تشریق کی طرح ذی الحجہ کے دنوں میں بھی حج کے کام کیے جاتے ہیں لہٰذا ایام تشریق کے ساتھ ان کا بھی ذکر کر دیا ۱۲ منہ [2] یعنی ایام تشریق میں جمہور علماء فرض کے بعد ان دنوں میں تکبیر کے قائل ہوئے ہیں اسی کو دارقطنی نے وصل کیا ۱۲ منہ [3] بڑا پیٹ رکھتا تھا اسی لیے اس کا لقب بطین ہوا یعنی پیٹ والا ۱۲ منہ [4] یعنی ذی الحجہ کے دس دن میں عمل کرنا اور سب دنوں میں عمل کرنے سے زیادہ فضیلت رکھتا ہے چونکہ ان دس دنوں میں عید کا دن بھی آ گیا لہٰذا ترجمہ باب کی مطابقت ظاہر ہے کیونکہ عید کا دن ایک قول پر ایام تشریق میں ہے اور ابن عمرؓ اور ابوہریرہؓ کے اثر کی بھی مناسبت ثابت ہو گئی جس کے لیے کرمانی وغیرہ نے تکلف کیا ہے ۱۲ منہ [5] بلکہ جان و مال دونوں خدا کی راہ میں نثار کر دیئے ۱۲ منہ [6] منیٰ میں رہنے کے دن مراد ہیں یعنی ۱۱۔۱۲۔۱۳ ذی الحجہ کی ۱۲ منہ [7] تکبیر سے مراد یہاں وہی ہے جو باب ۶۱۱ میں گزری

مُمْشَاهُ وَتِلْكَ الْاَيَّامَ جَمِيْعًا وَكَانَتْ مَيْمُوْنَةُ تُكَبِّرُ يَوْمَ النَّحْرِ وَكَانَ النِّسَاءُ يُكَبِّرْنَ خَلْفَ اَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ وَعُمَرَ ابْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ لَيَالِيَ التَّشْرِيْقِ مَعَ الرِّجَالِ فِي الْمَسْجِدِ۔

تاریخ کو تکبیر کہتیں۔ اور عورتیں مسجد میں ابان ابن عثمان اور عمر بن عبد العزیز کے پیچھے ایام تشریق میں مردوں کے ساتھ تکبیر کہتیں۔

۹۱۹۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكُ ابْنُ اَنَسٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ اَبِيْ بَكْرٍ الثَّقَفِيُّ قَالَ سَاَلْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ وَّنَحْنُ غَادِيَانِ مِنْ مِّنًى اِلٰى عَرَفَاتٍ عَنِ التَّلْبِيَةِ كَيْفَ كُنْتُمْ تَصْنَعُوْنَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَ يُلَبِّي الْمُلَبِّيْ لَا يُنْكَرُ عَلَيْهِ وَيُكَبِّرُ الْمُكَبِّرُ فَلَا يُنْكَرُ عَلَيْهِ۔

(از ابونعیم از مالک بن انس) محمد بن ابی بکر ثقفی فرماتے ہیں میں اور انس بن مالک ہم دونوں صبح کے وقت منیٰ سے عرفات جا رہے تھے تو میں نے ان سے "تلبیہ" کے متعلق سوال کیا کہ وہ کیسا ہے اور آپ حضرات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا کرتے تھے انہوں نے فرمایا اگر کوئی "تلبیہ" کرتا یعنی لبیک اللھم لبیک الخ کہتا تو اس پر بھی کوئی اعتراض نہ کیا جاتا تھا۔ اگر کوئی تکبیر کہتا تو اس پر بھی کوئی اعتراض نہ ہوتا[1]

۹۲۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِيْ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ حَفْصَةَ عَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ كُنَّا نُؤْمَرُ اَنْ نَّخْرُجَ يَوْمَ الْعِيْدِ حَتّٰى نُخْرِجَ الْبِكْرَ مِنْ خِدْرِهَا حَتّٰى نُخْرِجَ الْحُيَّضَ فَيَكُنَّ خَلْفَ النَّاسِ فَيُكَبِّرْنَ بِتَكْبِيْرِهِمْ وَيَدْعُوْنَ بِدُعَائِهِمْ يَرْجُوْنَ بَرَكَةَ ذٰلِكَ الْيَوْمِ وَطُهْرَتَهٗ۔

(از محمد از عمر بن حفص از حفص از عاصم از حفصہ) ام عطیہ فرماتی ہیں عید کے دن ہمیں بھی عیدگاہ جانے کا حکم ہوتا تھا حتیٰ کہ کنواری عورت بھی پردہ میں جاتی اور حائضہ عورت بھی مستورات، لوگوں کے پیچھے رہتی تھیں، مردوں کے ساتھ تکبیر کہتیں اور ان کی دعا میں شریک ہوتیں اور اس دن کی برکت اور پاکیزگی کی امید رکھتیں[2]

بَابٌ ۶۱۳ الصَّلٰوةِ اِلَى الْحَرْبَةِ يَوْمَ الْعِيْدِ۔

باب۔ عید کے دن برچھی کی آڑ میں نماز پڑھنا۔

۹۲۱۔ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا

(از محمد بن بشار از عبد الوہاب از عبید اللہ از نافع) حضرت ابن

---

[1] باب کا مطلب اس جملہ سے نکلتا ہے ہم دونوں صبح کو منیٰ سے عرفات کو جا رہے تھے انس نے تکبیر کو لبیک کے بدل کہنا جائز سمجھا انسؓ کا یہ مطلب نہیں کہ لکل لبیک نہ کہے لبیک تو کہنا اس وقت تک سنت ہے جب تک جمرہ عقبہ کی رمی کرے ۱۲ منہ [2] پاکیزگی سے مراد گناہوں کی معافی ہے ۱۲ منہ۔

عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ تُرْكَزُ لَهُ الْحَرْبَةُ قُدَّامَهُ يَوْمَ الْفِطْرِ وَالنَّحْرِ ثُمَّ يُصَلِّي

عمر فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن نماز کے وقت سامنے (بطور سُترہ کے) برچھی گاڑھی جاتی تھی۔

باب ۶۱۴ حَمْلِ الْعَنَزَةِ اَوِ الْحَرْبَةِ بَيْنَ يَدَيِ الْاِمَامِ يَوْمَ الْعِيْدِ

باب۔ عید کے دن نیزہ یا برچھی امام کے آگے آگے لے کر چلنا۔

۹۲۲۔ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَمْرٍو الْاَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنِيْ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْدُوْ اِلَى الْمُصَلّٰى وَ الْعَنَزَةُ بَيْنَ يَدَيْهِ تُحْمَلُ وَتُنْصَبُ بِالْمُصَلّٰى بَيْنَ يَدَيْهِ فَيُصَلِّيْ اِلَيْهَا۔

(از ابراہیم بن منذر از ولید از ابو عمرو اوزاعی از نافع) حضرت ابن عمر فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صبح کے وقت عیدگاہ کو جاتے اور برچھی آپ کے آگے آگے لے جائی جاتی وہ عیدگاہ میں آپ کے سامنے گاڑھی جاتی آپ اس کی آڑ میں نماز پڑھتے۔

باب ۶۱۵ خُرُوْجِ النِّسَآءِ وَ الْحُيَّضِ اِلَى الْمُصَلّٰى۔

باب۔ عورتوں نیز حیض والی عورتوں کا عیدگاہ جانا۔

۹۲۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ اُمِرْنَا اَنْ نُخْرِجَ الْعَوَاتِقَ ذَوَاتِ الْخُدُوْرِ وَعَنْ اَيُّوْبَ عَنْ حَفْصَةَ بِنَحْوِهٖ وَزَادَ فِيْ حَدِيْثِ حَفْصَةَ قَالَ اَوْ قَالَتِ الْعَوَاتِقَ وَذَوَاتِ الْخُدُوْرِ وَيَعْتَزِلْنَ الْحُيَّضُ الْمُصَلّٰى۔

(از عبد اللہ بن عبد الوہاب از حماد بن زید از ایوب از محمد) ام عطیہؓ فرماتی ہیں کہ ہمیں حکم تھا کہ ہم ان جوان عورتوں پردے والیوں کو عید کے دن عیدگاہ کی طرف لے جائیں۔ ایوب نے بحوالہ حضرت حفصہ ایسی ہی روایت کی ہے، مگر ان کی روایت میں یہ الفاظ زیادہ ہیں کہ ایوب یا حفصہ نے کہا کہ جوان اور پردہ دار اور حیض والیوں کو عیدگاہ لے جائیں مگر حیض والیوں کو نماز کی جگہ سے الگ رہنے کا حکم دیا جاتا تھا (یعنی عیدگاہ تک جائیں مگر جائے نماز پر نہ جائیں)۔

باب ۶۱۶ خُرُوْجِ الصِّبْيَانِ اِلَى الْمُصَلّٰى۔

باب۔ بچوں کا عیدگاہ کو جانا۔

۹۲۴۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ

(از عمرو بن عباس از عبد الرحمن از سفیان از عبد الرحمن بن عابس) حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ

عَبۡدِ الرَّحۡمٰنِ بۡنِ عَابِسٍ قَالَ سَمِعۡتُ ابۡنَ عَبَّاسٍ قَالَ خَرَجۡتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ يَوۡمَ فِطۡرٍ اَوۡ اَضۡحٰى فَصَلّٰى ثُمَّ خَطَبَ ثُمَّ اَتَى النِّسَآءَ فَوَعَظَهُنَّ وَذَكَّرَهُنَّ وَاَمَرَهُنَّ بِالصَّدَقَةِ۔

عید الفطر یا عید الاضحیٰ میں گیا آپ نے نماز پڑھائی پھر خطبہ دیا پھر عورتوں کے پاس تشریف لائے انہیں وعظ و نصیحت کی اور صدقہ کا حکم دیا۔

باب ۶۱۷ اِسۡتِقۡبَالِ الۡاِمَامِ النَّاسَ فِيۡ خُطۡبَةِ الۡعِيۡدِ۔ وَقَالَ اَبُوۡ سَعِيۡدٍ قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ مُقَابِلَ النَّاسِ۔

باب ۔ امام عید کے خطبہ میں لوگوں کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو۔ حضرت ابو سعید خدری کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے مقابل کھڑے ہوتے (یعنی ان کی طرف منہ کر کے)

۹۲۵ ۔ حَدَّثَنَا اَبُوۡ نُعَيۡمٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابۡنُ طَلۡحَةَ عَنۡ زُبَيۡدٍ عَنِ الشَّعۡبِيِّ عَنِ الۡبَرَآءِ قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ يَوۡمَ اَضۡحٰى اِلَى الۡبَقِيۡعِ فَصَلّٰى رَكۡعَتَيۡنِ ثُمَّ اَقۡبَلَ عَلَيۡنَا بِوَجۡهِهٖ فَقَالَ اِنَّ اَوَّلَ نُسُكِنَا فِيۡ يَوۡمِنَا هٰذَا اَنۡ نَّبۡدَاَ بِالصَّلٰوةِ ثُمَّ نَرۡجِعَ فَنَنۡحَرَ فَمَنۡ فَعَلَ ذٰلِكَ فَقَدۡ وَافَقَ سُنَّتَنَا وَمَنۡ ذَبَحَ قَبۡلَ ذٰلِكَ فَاِنَّمَا هُوَ شَيۡءٌ عَجَّلَهٗ لِاَهۡلِهٖ لَيۡسَ مِنَ النُّسُكِ فِيۡ شَيۡءٍ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُوۡلَ اللّٰهِ اِنِّيۡ ذَبَحۡتُ وَعِنۡدِيۡ جَذَعَةٌ خَيۡرٌ مِّنۡ مُّسِنَّةٍ قَالَ اذۡبَحۡهَا وَلَا تَفِيۡ عَنۡ اَحَدٍ بَعۡدَكَ۔

(از ابو نعیم از محمد بن طلحہ از زبید از شعبی) حضرت براء فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عید الاضحیٰ کے موقعہ پر بقیع کی طرف تشریف[1] لے گئے (جو مدینہ منورہ کا قبرستان ہے اس کے قریب میدان میں) آپ نے وہاں دو رکعتیں پڑھائیں پھر ہماری طرف رُخ انور کیا اور فرمایا آج کے دن ہماری پہلی عبادت یہ ہوتی ہے کہ نماز عید ادا کریں پھر گھروں کو لوٹیں (نماز اور خطبہ کے بعد) اور وہاں قربانی کریں۔ جو شخص اس طرح کرے گا وہ ہماری سنت پر چلا اور جس نے نماز سے پہلے جانور ذبح کیا، اُس نے اپنے گھر والوں کے لیے کھانے کا سامان کیا اور جلدی کی وہ قربانی سے تعلق نہیں رکھتا۔ یہ سُن کر ایک شخص کھڑا ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ! مَیں تو (نماز سے پہلے) ذبح کر چکا ہوں اب میرے پاس ایک سالہ بھیڑ کا بچّہ ہے جو دو سال کی بکری سے زیادہ موٹا ہے آپ نے فرمایا اسی کی قربانی کر اور تیرے بعد پھر کسی کی طرف سے ایسی ایک سالہ پٹھیا کی قربانی جائز نہ ہو گی۔

باب ۶۱۸ اَلۡعَلَمِ بِالۡمُصَلّٰى۔

باب ۔ عید گاہ میں نشان لگانا[2]۔

۹۲۶ ۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحۡيٰى عَنۡ سُفۡيَانَ قَالَ حَدَّثَنِيۡ عَبۡدُ الرَّحۡمٰنِ بۡنُ عَابِسٍ

(از مسدد از یحییٰ از سفیان از عبد الرحمٰن بن عابس) حضرت ابن عباس سے پوچھا گیا کیا آپ کسی عید کے موقعہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ

---

[1] بقیع مدینہ منورہ کا قبرستان ہے ۱۲ منہ [2] یعنی کوئی اونچی چیز جیسے لکڑی وغیرہ اس سے یہ غرض تھی کہ عید گاہ کا مقام معلوم رہے ۱۲ منہ۔

قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ قِيْلَ لَهُ أَشَهِدْتَ الْعِيْدَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَعَمْ وَلَوْلَا مَكَانِيْ مِنَ الصِّغَرِ مَا شَهِدْتُهُ حَتّٰى أَتَى الْعَلَمَ الَّذِيْ عِنْدَ دَارِ كَثِيْرِ بْنِ الصَّلْتِ فَصَلّٰى ثُمَّ خَطَبَ ثُمَّ أَتَى النِّسَآءَ وَمَعَهُ بِلَالٌ فَوَعَظَهُنَّ وَذَكَّرَهُنَّ وَأَمَرَهُنَّ بِالصَّدَقَةِ فَرَأَيْتُهُنَّ يَهْوِيْنَ بِأَيْدِيْهِنَّ يَقْذِفْنَهُ فِيْ ثَوْبِ بِلَالٍ ثُمَّ انْطَلَقَ هُوَ وَبِلَالٌ إِلٰى بَيْتِهِ۔

وسلم کے ساتھ تھے۔ فرمایا ہاں اگر میں اس وقت بچہ نہ ہوتا تو شاید آپ کے ساتھ نہ ہوتا اور آپ کی شفقت کے یہ مواقع نہ دیکھ سکتا۔ آپ اس نشان کے پاس تشریف لے گئے جو ابن صلت کے گھر کے پاس ہے[1] آپ نے نماز پڑھائی، خطبہ دیا، پھر مستورات کے پاس تشریف لائے بلالؓ آپ کے ساتھ تھے آپ نے مستورات کو وعظ و نصیحت فرمائی صدقہ کا حکم دیا۔ میں نے دیکھا عورتیں اپنے ہاتھ پھیلاتیں اور بلالؓ کے کپڑے میں ڈالتیں۔ پھر آپ بلالؓ سمیت اپنے گھر مبارک تشریف لائے۔

بَابٌ ۶۱۹ مَوْعِظَةِ الْإِمَامِ النِّسَآءَ يَوْمَ الْعِيْدِ۔

باب۔ عید کے دن امام کا عورتوں کو وعظ و نصیحت کرنا۔

۹۲۷۔ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ نَصْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَطَآءٌ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْفِطْرِ فَصَلّٰى فَبَدَأَ بِالصَّلٰوةِ ثُمَّ خَطَبَ فَلَمَّا فَرَغَ نَزَلَ فَأَتَى النِّسَآءَ فَذَكَّرَهُنَّ وَهُوَ يَتَوَكَّأُ عَلٰى يَدِ بِلَالٍ وَبِلَالٌ بَاسِطٌ ثَوْبَهُ تُلْقِيْ فِيْهِ النِّسَآءُ الصَّدَقَةَ قُلْتُ لِعَطَآءٍ زَكٰوةَ يَوْمِ الْفِطْرِ قَالَ لَا وَلٰكِنْ صَدَقَةً يَتَصَدَّقْنَ حِيْنَئِذٍ تُلْقِيْ فَتَخَهَا وَيُلْقِيْنَ قُلْتُ لِعَطَآءٍ أَتُرٰى حَقًّا عَلَى الْإِمَامِ ذٰلِكَ وَيُذَكِّرُهُنَّ قَالَ إِنَّهُ لَحَقٌّ عَلَيْهِمْ وَمَا لَهُمْ لَا يَفْعَلُوْنَهُ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ وَأَخْبَرَنِي الْحَسَنُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ شَهِدْتُ الْفِطْرَ مَعَ النَّبِيِّ

(از اسحاق بن ابراہیم بن نصر از عبدالرزاق از ابن جریج از عطاء) حضرت جابر بن عبداللہ فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر کے دن کھڑے ہوئے نماز پڑھائی اور یہ آپ کا اس دن پہلا کام تھا۔ پھر آپ نے خطبہ دیا۔ جب فارغ ہوئے تو حضرت بلالؓ کے ہاتھ کا سہارا لے کر مستورات کے پاس تشریف لائے۔ مستورات کو وعظ و نصیحت فرمائی۔ حضرت بلالؓ اپنا کپڑا پھیلائے ہوئے تھے مستورات اس میں خیرات ڈال رہی تھیں۔ ابن جریج کہتے ہیں میں نے عطاء سے دریافت کیا کیا وہ صدقہ عید الفطر تھا جو مستورات دے رہی تھیں؟ تو انہوں نے کہا نہیں یہ الگ خیرات تھی (فطرانہ نہ تھا) کوئی عورت چھلا ڈالتی تو دوسری بھی ڈالتیں۔ پھر میں نے عطاء سے پوچھا کیا امام پر عورتوں کو نصیحت کرنا لازم ہے؟ انہوں نے فرمایا ہاں ضروری ہے۔ اماموں کو کیا ہو گیا ہے وہ ایسا نہ کریں۔ ابن جریج کہتے ہیں مجھے حسن بن مسلم نے بتایا انہوں نے طاؤس سے سنا اور انہوں نے حضرت

---

[1] کثیر بن صلت کا گھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بنایا گیا۔ ابن عباسؓ نے لوگوں کو عید گاہ کا مقام بتلانے کے لیے اس کا پتہ دیا ۱۲ منہ۔

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ يُصَلُّوْنَهَا قَبْلَ الْخُطْبَةِ ثُمَّ يُخْطَبُ بَعْدُ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَاَنِّي اَنْظُرُ اِلَيْهِ حِيْنَ يُجْلِسُ بِيَدِهٖ ثُمَّ اَقْبَلَ يَشُقُّهُمْ حَتّٰى جَاءَ النِّسَاءَ مَعَهٗ بِلَالٌ فَقَالَ يٰاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ يُبَايِعْنَكَ الْاٰيَةَ ثُمَّ قَالَ حِيْنَ فَرَغَ مِنْهَا اَنْتُنَّ عَلٰى ذٰلِكَ فَقَالَتِ امْرَاَةٌ وَاحِدَةٌ مِنْهُنَّ لَمْ يُجِبْهُ غَيْرُهَا نَعَمْ لَا يَدْرِيْ حَسَنٌ مَنْ هِيَ قَالَ فَتَصَدَّقْنَ فَبَسَطَ بِلَالٌ ثَوْبَهٗ ثُمَّ قَالَ هَلُمَّ لَكُنَّ فِدَاءٌ اَبِيْ وَاُمِّيْ فَيُلْقِيْنَ الْفَتَخَ وَالْخَوَاتِيْمَ فِيْ ثَوْبِ بِلَالٍ قَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ الْفَتَخُ الْخَوَاتِيْمُ الْعِظَامُ كَانَتْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ۔

ابنِ عباس رضؓ سے وہ کہتے ہیں میں عیدالفطر کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر حضرت عمر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی نمازِ عید میں شامل رہا ان سب کا معمول یہ تھا کہ وہ پہلے نمازِ عید پڑھتے پھر خطبہ دیتے۔ آج بھی مجھے وہ منظر یاد ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہاتھ کے اشارے[1] سے لوگوں کو بٹھا رہے تھے پھر آپؐ صفوں کو چیرتے ہوئے مستورات کے پاس تشریف لائے، بلال آپ کے ساتھ تھے۔ آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی یایھا النبی اذا جاءك المؤمنات یبایعنك الآیہ۔ پھر فرمایا کیا تم اللہ تعالیٰ کے ان احکام پر پابند ہو۔ کسی عورت نے جواب نہ دیا۔ صرف ایک عورت نے عرض کیا ہاں! حسن بن مسلم کو معلوم نہیں وہ کون سی عورت[2] تھی۔ آپؐ نے فرمایا اچھا صدقہ کرو حضرت بلال رضؓ نے اپنا کپڑا بچھایا پھر فرمایا تم پر میرے ماں باپ قربان خیرات (اس کپڑے میں) ڈالو! تو مستورات نے چھلّے اور انگوٹھیاں بلال رضؓ کے کپڑے میں ڈالنا شروع کر دیا۔ عبدالرزاق راوی کہتے ہیں حدیث میں اس جگہ فتخ کے لفظ سے بڑے چھلّے مراد ہیں جو زمانۂ جاہلیت کا رواج ہے[3]۔

بَابٌ ۶۲۔ اِذَا لَمْ يَكُنْ لَهَا جِلْبَابٌ فِي الْعِيْدِ۔

باب۔ اگر عورتوں کے پاس عید کے دن دوپٹہ یا چادر نہ ہو۔

۹۲۸۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيْرِيْنَ قَالَتْ كُنَّا نَمْنَعُ جَوَارِيَنَا اَنْ يَّخْرُجْنَ يَوْمَ الْعِيْدِ فَجَاءَتِ امْرَاَةٌ فَنَزَلَتْ قَصْرَ

(از ابومعمر از عبدالوارث از ایوب) حفصہ بنت سیرین کہتی ہیں ہم اپنی لڑکیوں کو عید کے دن عیدگاہ جانے سے منع کرتی تھیں، ایک عورت (باہر سے) بصرے میں آئی اور بنی خلف کے محل میں اُتری، میں اُس کے پاس ملنے کو گئی۔ اُس نے بیان کیا

---

[1] حافظ نے کہا شاید لوگوں نے چل کھڑے ہونے کا قصد کیا ہوگا تو آپ نے ہاتھ سے اشارہ فرمایا ابھی بیٹھے رہو ۱۲ منہ [2] کہتے ہیں کہ یہ عورت اسماء بنت یزید تھی جیسے بیہقی کی روایت سے معلوم ہوتا ہے اس میں یہ ہے کہ آپ نے فرمایا عورتو تم اکثر دوزخ میں جاؤ گی اسماء نے کہا میں ذرا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دلیر تھی میں نے عرض کیا کیوں یا رسول اللہ آپ نے فرمایا لعنت پھٹکار بہت کیا کرتی ہو اور خداوند کی ناشکری تمہارا شعار ہے ۱۲ منہ [3] یعنی پاؤں کی انگلیوں میں مسلم کی روایت میں چھلّوں نجروں کا ذکر ہے اصمعی نے کہا فتخ وہ انگوٹھی جس میں نگینے ہوں بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے لگیں چھلّے اور آرسیاں ڈالنے ۱۲ منہ۔

بَنِی خَلَفٍ فَاَتَیْتُهَا فَحَدَّثَتْ اَنَّ زَوْجَ اُخْتِهَا غَزَا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثِنْتَیْ عَشْرَةَ غَزْوَةً فَكَانَتْ اُخْتُهَا مَعَهُ فِی سِتِّ غَزَوَاتٍ قَالَتْ فَكُنَّا نَقُوْمُ عَلَی الْمَرْضٰی وَ نُدَاوِی الْكَلْمٰی فَقَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَعَلٰی اِحْدَانَا بَاْسٌ اِذَا لَمْ یَكُنْ لَّهَا جِلْبَابٌ اَلَّا تَخْرُجَ فَقَالَ لِتُلْبِسْهَا صَاحِبَتُهَا مِنْ جِلْبَابِهَا فَلْیَشْهَدْنَ الْخَیْرَ وَدَعْوَةَ الْمُؤْمِنِیْنَ قَالَتْ حَفْصَةُ فَلَمَّا قَدِمَتْ اُمُّ عَطِیَّةَ اَتَیْتُهَا فَسَاَلْتُهَا اَسَمِعْتِ فِی كَذَا وَكَذَا فَقَالَتْ نَعَمْ بِاَبِیْ وَقَلَّمَا ذَكَرَتِ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا قَالَتْ بِاَبِیْ قَالَ لِتَخْرُجِ الْعَوَاتِقُ ذَوَاتُ الْخُدُوْرِ اَوْ قَالَ الْعَوَاتِقُ وَذَوَاتُ الْخُدُوْرِ شَكَّ اَیُّوْبُ وَالْحُیَّضُ فَیَعْتَزِلُ الْحُیَّضُ الْمُصَلّٰی وَلْیَشْهَدْنَ الْخَیْرَ وَدَعْوَةَ الْمُؤْمِنِیْنَ قَالَتْ فَقُلْتُ لَهَا الْحُیَّضُ قَالَتْ نَعَمْ اَلَیْسَ الْحَائِضُ تَشْهَدُ عَرَفَاتٍ وَّتَشْهَدُ كَذَا وَتَشْهَدُ كَذَا۔

کہ اس کے بہنوئی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بارہ جہادوں میں شمولیت کی تھی اور اس کی بہن نے بھی چھ جہادوں میں شمولیت کی تھی، اس نے کہا کہ وہ بیماروں اور زخمیوں کی خدمت اور دوا دارو کیا کرتی تھی[1] تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ! اگر ہم میں سے کسی عورت کے پاس دوپٹہ یا چادر نہ ہو تو کچھ حرج تو نہیں اگر وہ عید کے دن عیدگاہ کو نہ جائے۔ آپ نے فرمایا اسے اس کی سہیلی اپنی چادر یا دوپٹہ پہنا دے۔ عورتیں ضرور عیدگاہ کو جائیں اور مسلمان بھائیوں کے نیک کاموں اور دعا میں شامل ضرور ہوں، حفصہ کہتی ہیں جب ام عطیہ (بصرے میں) آئیں اور میں اسے ملنے گئی تو میں نے اس سے پوچھا کہ کیا تو نے ان باتوں کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ سنا ہے؟ تو اس نے کہا ہاں میرے باپ آنحضرتؐ پر قربان ہوں، اور ام عطیہ بہت کم بغیر بِاَبِیْ کہے (میرے باپ آپؐ پر قربان ہوں) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرتیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جوان پردے والیاں یا جوان اور پردے والیاں (یہ شک ایوب راوی کو ہے) عیدگاہ کو ضرور نکلیں۔ اور حیض والیاں بھی نکلیں لیکن حیض والی مستورات نماز کی جگہ سے جدا رہیں اور نیک کاموں اور مسلمانوں کی دعا میں ضرور شریک ہوں، حضرت حفصہ رضی کہتی ہیں میں نے ام عطیہ رضی سے کہا حیض والی مستورات بھی نکلیں؟ تو ام عطیہ رضی نے کہا تو کیا وہ حیض والیاں میدانِ عرفات میں نہیں جاتیں؟ اور فلاں فلاں مقامات پر نہیں جاتیں؟[2]

بَابٌ ۶۲۱ اعْتِزَالِ الْحُیَّضِ الْمُصَلّٰی۔

باب۔ حیض والی مستورات کو نماز کی جگہ سے جدا رہنا چاہیے۔

۹۲۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عَدِیٍّ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ مُّحَمَّدٍ قَالَ

(از محمد بن مثنی از ابن ابی عدی از ابن عون) محمد بن سیرین کہتے ہیں حضرت ام عطیہ نے فرمایا ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم تھا

---

[1] اس حدیث سے یہ نکلا کہ اگر فتنے کا ڈر نہ ہو تو عورت غیر محرم مردوں سے بات کر سکتی ہے ان کو ہاتھ لگا سکتی ہے ان کی خدمت کر سکتی ہے ۱۲ منہ

[2] یعنی منیٰ مزدلفہ وغیرہ سب مقامات میں جاتی ہیں حج کے سب ارکان بجا لاتی ہیں صرف بیت اللہ کا طواف نہیں کرتیں ۱۲ منہ۔

قَالَتْ اُمُّ عَطِیَّةَ اُمِرْنَا اَنْ نَخْرُجَ فَنُخْرِجَ الْحُيَّضَ وَالْعَوَاتِقَ وَذَوَاتِ الْخُدُوْرِ وَقَالَ ابْنُ عَوْنٍ اَوِ الْعَوَاتِقَ ذَوَاتِ الْخُدُوْرِ فَاَمَّا الْحُيَّضُ فَيَشْهَدْنَ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِيْنَ وَدَعْوَتَهُمْ وَيَعْتَزِلْنَ مُصَلَّاهُمْ۔

کہ عید کے دن عیدگاہ کو جائیں! لہٰذا ہم حیض والی مستورات اور جوان اور پردے والی مستورات سب کو عیدگاہ لے جاتی تھیں، ابن عون کو شک ہے کہ یا یوں کہا جوان پردے والی مستورات سب کو عیدگاہ لے جاتی تھیں (ابن عون کی دیانتداری ملاحظہ کریں صرف و عاطفہ کا شک ہے اور اس کا ذکر بھی بصراحت کیا ہے کہ یوں کہا یا یوں کہا) مگر حائضہ عورتیں صرف مسلمانوں کی جماعت اور دعا میں شریک ہوں۔ نماز کی جگہ سے جدا رہیں۔

باب ۶۲۲ النَّحْرِ وَالذَّبْحِ يَوْمَ النَّحْرِ بِالْمُصَلّٰى۔

باب۔ عید الاضحیٰ کے دن عیدگاہ میں نحر اور ذبح کرنا۔ [1]

۹۳۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِيْ كَثِيْرُ بْنُ فَرْقَدٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَنْحَرُ اَوْ يَذْبَحُ بِالْمُصَلّٰى۔

(از عبد اللہ بن یوسف از لیث از کثیر بن فرقد از نافع) حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نحر اور ذبح عیدگاہ میں ہی کیا کرتے۔ [2]

باب ۶۲۳ كَلَامِ الْاِمَامِ وَالنَّاسِ فِيْ خُطْبَةِ الْعِيْدِ وَاِذَا سُئِلَ الْاِمَامُ عَنْ شَيْءٍ وَهُوَ يَخْطُبُ۔

باب۔ عید کے خطبہ کے دوران امام اور لوگوں کا باتیں کرنا۔ اور امام کا لوگوں کے سوال کے متعلق جواب دینا۔

۹۳۱۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ قَالَ حَدَّثَنَا مَنْصُوْرُ بْنُ الْمُعْتَمِرِ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ الْبَرَاءِ ابْنِ عَازِبٍ قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ النَّحْرِ بَعْدَ الصَّلٰوةِ فَقَالَ مَنْ صَلّٰى صَلٰوتَنَا وَنَسَكَ نُسُكَنَا فَقَدْ اَصَابَ النُّسُكَ وَمَنْ نَسَكَ قَبْلَ الصَّلٰوةِ فَتِلْكَ شَاةُ لَحْمٍ فَقَامَ اَبُوْ بُرْدَةَ بْنُ نِيَارٍ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

(از مسدد از ابوالاحوص از منصور بن معتمر از شعبی) براء بن عازبؓ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کو عید الاضحیٰ کی نماز کے بعد خطبہ دیا۔ اور فرمایا جو شخص ہماری نماز کی طرح نماز پڑھے اور ہماری قربانی کی طرح قربانی کرے اس کی قربانی درست ہوئی، لیکن جس نے نماز کے پہلے قربانی کر لی تو وہ گوشت کی بکری شمار ہوگی (قربانی نہیں)۔ یہ سن کر ابو بردہ بن نیار اٹھ کھڑے ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ! بخدا میں نماز کو آنے سے پہلے ہی قربانی کر چکا ہوں، میں تو سمجھتا تھا کہ

[1] نحر اونٹ کا ہوتا ہے باقی جانوروں کو لٹا کر ذبح کرتے ہیں اونٹ کو بٹھا کر یا کھڑے کھڑے اس کے سینہ میں خنجر مار دیتے ہیں اس کا نام نحر ہے ۱۲ منہ

[2] کیونکہ قربانی شعائر اسلام سے ہے تو اس کا اظہار مجمع عام میں افضل ہے مالکیہ نے کہا ہے جب تک امام ذبح نہ کرے دوسرے لوگ بھی اپنی قربانیاں نہ کاٹیں یہ حکم وہاں ہے جہاں متشرع امام موجود ہو اور وہ خود قربانی کرتا ہو اگر امام ہی نہ ہو یا ہو اور باشرع نہ ہو قربانی نہ کرے تو دوسرے لوگ اپنے وقت پر یعنی نماز کے بعد قربانی کر سکتے ہیں اس پر سب کا اتفاق ہے ۱۲ منہ۔

وَاللّٰهِ لَقَدْ نَسَكْتُ قَبْلَ أَنْ أَخْرُجَ إِلَى الصَّلٰوةِ وَعَرَفْتُ أَنَّ الْيَوْمَ يَوْمُ أَكْلٍ وَّشُرْبٍ فَتَعَجَّلْتُ وَأَكَلْتُ وَأَطْعَمْتُ أَهْلِي وَجِيْرَانِي فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تِلْكَ شَاةُ لَحْمٍ قَالَ فَإِنَّ عِنْدِي عَنَاقًا جَذَعَةً هِيَ خَيْرٌ مِّنْ شَاتَيْ لَحْمٍ فَهَلْ تَجْزِيْ عَنِّي قَالَ نَعَمْ وَلَنْ تَجْزِيَ عَنْ أَحَدٍ بَعْدَكَ ۔

یہ کھانے پینے کا دن ہے اس لیے میں نے جلدی کی اور کھا پی لیا ہے اور گھر والوں اور ہمسایوں کو کھلا پلا دیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ تو گوشت کی بکری ہوئی۔ ابو بردہؓ نے عرض کیا اب میرے پاس ایک سال کا بھیڑا لیلا ہے وہ گوشت کی دو بکریوں سے بہتر ہے کیا میری طرف سے اس کی قربانی صحیح ہو گی؟ آپ نے فرمایا ہاں مگر تیرے بعد اور کسی کی طرف سے کافی نہ ہو گی۔[۱]

۹۳۲۔ حَدَّثَنَا حَامِدُ بْنُ عُمَرَ عَنْ حَمَّادِ ابْنِ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ مُّحَمَّدٍ أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى يَوْمَ النَّحْرِ ثُمَّ خَطَبَ فَأَمَرَ مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلٰوةِ أَنْ يُّعِيْدَ ذِبْحَهُ فَقَامَ رَجُلٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ جِيْرَانٌ لِّي إِمَّا قَالَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ وَّإِمَّا قَالَ بِهِمْ فَقْرٌ وَّإِنِّي ذَبَحْتُ قَبْلَ الصَّلٰوةِ وَعِنْدِي عَنَاقٌ لِّي أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ شَاتَيْ لَحْمٍ فَرَخَّصَ لَهُ فِيْهَا ۔

(از حامد بن عمر از حماد بن زید از ایوب از محمد) حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عید الاضحیٰ کی نماز پڑھائی پھر خطبہ ارشاد فرمایا اور لوگوں کو حکم دیا کہ جس نے نماز سے پہلے ذبح کیا ہو وہ دوبارہ کرے یہ سن کر ایک انصاری کھڑا ہوا اور کہنے لگا یا رسول اللہ میرے کچھ ہمسایہ ہیں وہ بھوکے رہتے ہیں یا کہا وہ محتاج ہیں لہٰذا میں نے نماز سے پہلے ذبح کر لیا۔ البتہ اب میرے پاس ایک سالہ جانور ہے جو گوشت کی دو بکریوں سے مجھے زیادہ پسندیدہ اور موٹا معلوم ہوتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اس کی قربانی کی اجازت دے دی[۲] (کہ وہی ایک سالہ جانور قربان کر دے)

۹۳۳۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ جُنْدُبٍ قَالَ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ النَّحْرِ ثُمَّ خَطَبَ ثُمَّ ذَبَحَ وَقَالَ مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ أَنْ يُّصَلِّيَ فَلْيَذْبَحْ أُخْرٰى

(از مسلم از شعبہ از اسود) حضرت جندب فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عید کے دن نماز پڑھائی پھر خطبہ دیا پھر قربانی کی اور فرمایا جس شخص نے نماز سے پہلے ذبح کیا ہو وہ اس کے بدلہ میں اب دوسری قربانی کرے اور جس نے نہ ذبح کیا ہو وہ اللہ کے نام[۳] پر ذبح کرے۔[۴]

---

[۱] یہ سوال و جواب خطبے کے درمیان ہوا یہی ترجمہ باب ہے [۲] کہ اسی بٹھیا کی قربانی کرے یہ پوچھنے والا شخص ابو بردہ بن نیارؓ تھا جیسے اوپر کئی بار گزر چکا ۱۲ منہ [۳] اس حدیث کی مناسبت ترجمہ باب سے مشکل ہے کیونکہ اس میں یہ نہیں ہے کہ آپ نے خطبہ کی حالت میں یہ حکم دیا شاید خطبہ ہی میں دیا ہو جیسے اگلی روایتوں میں ہے اور اس روایت کو امام بخاری ان کی تائید کے لیے لائے اس حدیث سے قربانی کا وجوب نکلتا ہے حنفیہ کا یہی قول ہے اور جمہور علماء کے نزدیک وہ سنت ہے　　امام احمد بن حنبل نے بھی اس کو سنت کہا ہے اور دلیل ان کی وہ حدیث ہے جس کو امام مسلم نے نکالا کہ جس نے ذی الحجہ کا چاند دیکھا اور قربانی کا ارادہ کیا تو وہ اپنے بال اور ناخون نہ کترائے ۱۲ منہ [۴] اس حدیث کی مناسبت ترجمہ باب سے مشکل ہے مگر امام بخاریؒ واضح احادیث لا کر اس کو بھی مؤیدانہ پیش کر رہے ہیں، ممکن ہے امام بخاری ثم خطب اور وقال من ذبح قبل الخ کو ایک خطبہ کے دوران الفاظ تصور کرتے ہوں اور سابقہ سوال جواب بھی شامل کرتے ہوں تب ترجمہ باب صحیح ہو جاتا ہے اور ثم ذبح خطبہ کے بعد تصور کرتے ہوں۔ عبد الرزاق۔

مَكَانَهَا وَمَنْ لَمْ يَذْبَحْ فَلْيَذْبَحْ بِسْمِ اللهِ۔

باب ۶۲۴ مَنْ خَالَفَ الطَّرِيقَ إِذَا رَجَعَ يَوْمَ الْعِيدِ۔

باب ۔ عیدگاہ کو ایک رستے سے جائے اور دوسرے راستہ سے واپس ہو۔

۹۳۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو تُمَيْلَةَ يَحْيَى بْنُ وَاضِحٍ عَنْ فُلَيْحِ بْنِ سُلَيْمَانَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ يَوْمُ عِيدٍ خَالَفَ الطَّرِيقَ تَابَعَهُ يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ فُلَيْحٍ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَحَدِيثُ جَابِرٍ أَصَحُّ۔

(از محمد از ابو نمیلہ یحییٰ بن واضح از فلیح ابن سلیمان از سعید بن حارث) حضرت جابرؓ فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جس راستے سے عیدگاہ کو جاتے تھے، واپسی پر دوسرا راستہ اختیار کرتے۔ ابو تمیلہ کے ساتھ فلیح بن سلیمان سے اس حدیث کو یونس نے بھی روایت کیا بحوالہ سعید از ابوہریرہؓ لیکن حضرت ابوہریرہؓ کی جگہ جو روایت حضرت جابرؓ سے مروی ہے وہ زیادہ صحیح ہے۔

باب ۶۲۵ إِذَا فَاتَهُ الْعِيدُ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ وَكَذٰلِكَ النِّسَاءُ وَمَنْ كَانَ فِي الْبُيُوتِ وَالْقُرٰى لِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا عِيدُنَا يَا أَهْلَ الْإِسْلَامِ وَأَمَرَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ مَوْلَاهُ ابْنَ أَبِي عُتْبَةَ بِالزَّاوِيَةِ فَجَمَعَ أَهْلَهُ وَبَنِيهِ وَصَلّٰى كَصَلٰوةِ أَهْلِ الْمِصْرِ وَتَكْبِيرِهِمْ وَقَالَ عِكْرِمَةُ أَهْلُ السَّوَادِ يَجْتَمِعُونَ فِي الْعِيدِ يُصَلُّونَ رَكْعَتَيْنِ كَمَا يَصْنَعُ الْإِمَامُ وَقَالَ عَطَاءٌ إِذَا فَاتَهُ الْعِيدُ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ

باب ۔ اگر کسی شخص کو عید کی نماز باجماعت نہ ملے تو تنہا دو رکعتیں پڑھ لے۔ عورتیں اور جو لوگ گھروں اور گاؤں میں ہوں (اور عیدگاہ نہ آسکیں) وہ بھی ایسا ہی کریں۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے مسلمانو یہ ہماری عید ہے[1] (گویا سب مسلمان پڑھیں) انس بن مالک نے اپنے غلام ابن ابی عتبہ کو زاویہ[2] میں حکم دیا (زاویہ بصرے سے چھ میل دور گاؤں ہے حضرت انس کا گھر وہاں تھا) اس نے انس کے سب گھر والوں اور بیٹوں کو جمع کیا اور حضرت انس نے شہر والوں کی طرح وہاں عید کی نماز پڑھائی ویسی ہی تکبیریں کہیں، عکرمہ کہتے ہیں۔ گاؤں دیہات والے بھی عید کے دن جمع ہوں اور شہر والوں کی طرح دو رکعتیں پڑھیں جیسے امام پڑھتا ہے، عطاء کہتے ہیں عید کی جماعت نہ ملے تو دو رکعت پڑھ لے۔

۹۳۵۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ

(از یحییٰ بن بکیر از لیث از عقیل از ابن شہاب از عروہ) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضرت ابوبکر ان کے پاس گئے۔ منیٰ کے ایام[3] میں (یعنی

[1] یہ اوپر گذر چکی اس سے امام بخاری نے یہ نکالا کہ عید کی نماز سب کو پڑھنا چاہیے خواہ گاؤں میں ہوں یا شہر میں اور وہ جو حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ جمعہ اور تشریق یعنی عید شہر ہی میں چاہیے اس کی پیروی نہیں کی ۱۲ منہ [2] زاویہ ایک گاؤں تھا بصرے کے چھ میل پر انسؓ نے وہاں اپنا مقام بنوایا تھا ۱۲ منہ [3] یعنی ۱۱-۱۲-۱۳ ذوالحجہ میں ۱۲ منہ۔

اَنَّ اَبَا بَكْرٍ دَخَلَ عَلَيْهَا وَعِنْدَهَا جَارِيَتَانِ فِيْ اَيَّامِ مِنًى تُدَفِّفَانِ وَتَضْرِبَانِ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَغَشٍّ بِثَوْبِهٖ فَانْتَهَرَهُمَا اَبُوْ بَكْرٍ فَكَشَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ وَّجْهِهٖ فَقَالَ دَعْهُمَا يَا اَبَا بَكْرٍ فَاِنَّهَا اَيَّامُ عِيْدٍ وَّ تِلْكَ الْاَيَّامُ اَيَّامُ مِنًى وَقَالَتْ عَائِشَةُ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتُرُنِيْ وَاَنَا اَنْظُرُ اِلَى الْحَبَشَةِ وَهُمْ يَلْعَبُوْنَ فِي الْمَسْجِدِ فَزَجَرَهُمْ عُمَرُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعْهُمْ اَمْنًا بَنِيْ اَرْفِدَةَ يَعْنِيْ مِنَ الْاَمْنِ۔

۱۱۔۱۲۔۱۳ ذوالحجہ ہیں) اور حضرت عائشہ کے پاس دو لڑکیاں دف بجا رہی تھیں (اور گا رہی تھیں) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنا کپڑا اوڑھے لیٹے تھے۔ حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عائشہؓ کو جھڑکا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا منہ کھولا اور فرمایا ابوبکرؓ جانے دے۔ یہ عید کے دن ہیں اور خصوصاً منیٰ میں ہیں (یعنی دُگنی خوشی، عید اور حج) حضرت عائشہ نے کہا میں نے دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھے پیچھے کھڑا کیے ہوتے تھے اور میں حبشیوں کا مسجد میں کھیل دیکھ رہی تھی، وہ مسجد میں (ہتھیاروں سے) کھیل رہے تھے۔ حضرت عمرؓ نے حبشیوں کو ڈانٹا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جانے دے، اور حبشیوں سے آپؐ نے فرمایا بے خطر کھیلو۔ یعنی امن و اطمینان سے تماشا کرو۔[۲]

بَاب ۶۲۶ الصَّلٰوةِ قَبْلَ الْعِيْدِ وَبَعْدَهَا۔

وَقَالَ اَبُو الْمُعَلّٰى سَمِعْتُ سَعِيْدًا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ كَرِهَ الصَّلٰوةَ قَبْلَ الْعِيْدِ۔

باب۔ عید سے پہلے اور اس کے بعد نفل پڑھنا

ابوالمعلیٰ کہتے ہیں میں نے سعید بن جبیر سے سنا انہوں نے حضرت ابن عباس سے وہ عید سے پہلے نفل پڑھنا مکروہ سمجھتے تھے۔

۹۳۶۔ حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عَدِيُّ بْنُ ثَابِتٍ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيْدَ ابْنَ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يَوْمَ الْفِطْرِ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ لَمْ يُصَلِّ قَبْلَهَا وَلَا بَعْدَهَا وَمَعَهٗ بِلَالٌ۔

(از ابوالولید از شعبہ از عدی بن ثابت از سعید بن جبیر) حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عید کے دن گھر سے باہر عید گاہ کو تشریف لے گئے وہاں دو رکعتیں عید کی پڑھائیں۔ آپؐ نے نہ ان سے پہلے نفل پڑھے نہ بعد۔ حضرت بلال آنحضرتؐ کے ساتھ تھے۔

---

[۱] ایک تو عید کے دن خود خوشی کے دن ہیں دوسرے منیٰ میں اور زیادہ خوشی ہے کہ اللہ نے حج نصیب کیا ۱۲ منہ [۲] بنی ارفدہ حبشیوں کو کہتے ہیں وجہ تسمیہ اوپر مذکور ہو چکی اس حدیث کی مطابقت ترجمہ باب سے مشکل ہے اور شاید امام بخاری نے باب کا مطلب اس سے یوں نکالا کہ جب ہر ایک شخص کے لیے یہ دن خوشی کے ہوئے تو ہر ایک کو عید کی نماز بھی پڑھنا ہو گا ۱۲ منہ۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا

اَبْوَابُ الْوِتْرِ

وتر کے باب

باب ۶۲۷ مَا جَاءَ فِي الْوِتْرِ۔

باب۔ وتر کا بیان۔

۹۳۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ وَّعَبْدِ اللهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَلٰوةِ اللَّيْلِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةُ اللَّيْلِ مَثْنٰى مَثْنٰى فَإِذَا خَشِيَ أَحَدُكُمُ الصُّبْحَ صَلّٰى رَكْعَةً وَّاحِدَةً تُوْتِرُ لَهٗ مَا قَدْ صَلّٰى وَعَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يُسَلِّمُ بَيْنَ الرَّكْعَةِ وَالرَّكْعَتَيْنِ فِي الْوِتْرِ حَتّٰى يَأْمُرَ بِبَعْضِ حَاجَتِهٖ۔

(از عبداللہ بن یوسف از مالک از نافع از عبداللہ بن دینار) حضرت ابن عمر فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا نماز تہجد کے متعلق۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تہجد دو دو رکعت پڑھنا چاہیے۔ اگر کوئی صبح ہو جانے کا اندیشہ کرے تو ایک رکعت پڑھ لے وہ اس کی ساری نماز کو طاق بنا دے گی اور اسی اسناد سے حضرت نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ جب وتر کی تین رکعات پڑھتے تو دو رکعت کے بعد سلام پھیرتے اور اگر ضرورت ہوتی تو بات بھی کر لیتے۔

۹۳۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَّالِكٍ عَنْ مَخْرَمَةَ بْنِ سُلَيْمَانَ عَنْ كُرَيْبٍ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهٗ أَنَّهٗ بَاتَ عِنْدَ مَيْمُوْنَةَ وَهِيَ خَالَتُهٗ فَاضْطَجَعْتُ فِي عَرْضِ وِسَادَةٍ وَّاضْطَجَعَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَهْلُهٗ فِي طُوْلِهَا فَنَامَ حَتّٰى انْتَصَفَ اللَّيْلُ أَوْ قَرِيْبًا مِّنْهُ فَاسْتَيْقَظَ يَمْسَحُ النَّوْمَ عَنْ وَّجْهِهٖ ثُمَّ قَرَأَ عَشْرَ اٰيَاتٍ مِّنْ اٰلِ عِمْرَانَ ثُمَّ قَامَ

(از عبداللہ بن مسلمہ از مالک از مخرمہ بن سلیمان از کریب) حضرت ابن عباس فرماتے ہیں وہ ایک رات اپنی خالہ میمونہ کے پاس رہے وہ کہتے ہیں میں بستر کی چوڑائی میں لیٹا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی اہلیہ مطہرہ یعنی حضرت میمونہ بستر کی لمبائی میں آرام فرما ہوئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آدھی رات یا اُس کے قریب قریب بیدار ہوئے اپنے چہرہ مبارک سے نیند کا خمار اتارنے کے لیے چہرہ پر ہاتھ پھیرا اور سورۂ آل عمران کی آخری دس[1] آیات تلاوت کیں۔ اس کے بعد اٹھے ایک مشک جو لٹکی ہوئی تھی اس سے وضو کیا اور بہترین وضو کیا پھر کھڑے

[1] ان فی خلق السموات والارض واختلاف اللیل والنہار ۱۲ منہ۔

رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى شَنٍّ مُعَلَّقَةٍ فَتَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ قَامَ يُصَلِّي فَصَنَعْتُ مِثْلَهُ وَقُمْتُ إِلَى جَنْبِهِ فَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى رَأْسِي وَأَخَذَ بِأُذُنِي يَفْتِلُهَا ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ أَوْتَرَ ثُمَّ اضْطَجَعَ حَتَّى جَاءَهُ الْمُؤَذِّنُ فَقَامَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّى الصُّبْحَ۔

ہو کر نماز پڑھنے لگے، جیسے آپ نے کیا میں نے بھی ویسے کیا (یعنی وضو کیا) اور آپ کے پہلو میں کھڑا ہو گیا آپ نے شفقت سے اپنا دایاں ہاتھ میرے سر پر رکھا اور میرا کان پکڑ کر ملنے لگے پھر آپ نے دو رکعتیں پڑھیں پھر دو، پھر دو رکعتیں، پھر دو، پھر دو رکعتیں پھر دو (کل بارہ رکعات) پھر ایک وتر پڑھا پھر لیٹ رہے، یہاں تک کہ مؤذن آیا آپ بستر سے اٹھے اور دو رکعتیں پڑھیں (مسجد میں) گئے نماز صبح پڑھائی۔

۹۳۹۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرُو ابْنُ الْحَارِثِ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الْقَاسِمِ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةُ اللَّيْلِ مَثْنَى مَثْنَى فَإِذَا أَرَدْتَ أَنْ تَنْصَرِفَ فَارْكَعْ رَكْعَةً تُوتِرُ لَكَ مَا صَلَّيْتَ قَالَ الْقَاسِمُ وَرَأَيْنَا أُنَاسًا مُنْذُ أَدْرَكْنَا يُوتِرُونَ بِثَلَاثٍ وَإِنَّ كُلًّا لَوَاسِعٌ وَأَرْجُو أَنْ لَا يَكُونَ بِشَيْءٍ مِنْهُ بَأْسٌ۔

(از یحیی بن سلیمان از عبداللہ بن وہب از عمرو بن حارث از عبدالرحمن بن قاسم از والدش قاسم) حضرت عبداللہ بن عمر کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رات کی نماز دو دو رکعتیں ہیں اور جب نماز سے تو فارغ ہونے لگے تو ایک رکعت وتر پڑھ لے جو سابقہ نماز کو طاق بنا دے گی۔ قاسم بن محمد کہتے ہیں ہمیں تو جب سے ہوش آیا ہے ہم نے کئی لوگوں کو تین رکعات وتر پڑھتے دیکھا اور ہر طرح درست ہے خواہ ایک رکعت یا تین رکعات اور کسی طرح قباحت نہیں۔

۹۴۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي عُرْوَةُ أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً كَانَتْ تِلْكَ صَلٰوتَهُ تَعْنِي بِاللَّيْلِ فَيَسْجُدُ السَّجْدَةَ مِنْ ذٰلِكَ قَدْرَ مَا يَقْرَأُ أَحَدُكُمْ خَمْسِينَ

(از ابوالیمان از شعیب از زہری از عروہ) حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات کو گیارہ رکعات (وتر اور تہجد) پڑھتے تھے، رات کی نماز آپ کی اتنی تھی۔ ان رکعات کا سجدہ اس قدر طویل ہوتا کہ دوسرے لوگ اتنی دیر میں پچاس آیات پڑھ سکتے ہیں فجر کی نماز فرض سے پہلے دو رکعت سنت پڑھتے تھے پھر ذرا آرام فرماتے اور دائیں کروٹ پر لیٹ[۵۱] جاتے، یہاں تک کہ فرض نماز

---

۵۱ یہ بھی ایک سنت حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کہ فجر کی سنت پڑھ کر تھوڑی دیر داہنے کروٹ پر لیٹ رہے صدقے آپ کی سنت کے آپ کی ایک ادنیٰ سنت پر عمل کرنا جیسے یہ ہے یا عیدگاہ کو ایک راستے سے جانا اور دوسرے راستے سے آنا بازار کا سودا سلف اپنے ہاتھ سے اٹھا لانا یا گھر کے کام اپنے ہاتھ سے کر لینا بڑی بڑی دیگر بدعات و خرافات میں مبتلا ہونے سے کہیں زیادہ ثواب رکھتا ہے محبوب کی چال ڈھال مالک کو پسند ہے جس کو پیا چاہے وہی ڈ (باقی اگلے صفحہ پر)

آيَةً قَبْلَ أَنْ يَرْفَعَ رَأْسَهُ وَيَرْكَعُ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ صَلٰوةِ الْفَجْرِ ثُمَّ يَضْطَجِعُ عَلٰى شِقِّهِ الْأَيْمَنِ حَتّٰى يَأْتِيَهُ الْمُؤَذِّنُ لِلصَّلٰوةِ۔

کے لیے مؤذن اطلاع دینے آتا۔

باب ۶۲۸ سَاعَاتِ الْوِتْرِ قَالَ أَبُوْهُرَيْرَةَ أَوْصَانِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْوِتْرِ قَبْلَ النَّوْمِ۔

باب۔ وتر کے اوقات۔ حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ وصیت فرمائی کہ سونے سے پہلے وتر پڑھ لیا کرو۔[۱]

۹۴۱۔ حَدَّثَنَا أَبُوالنُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ سِيْرِيْنَ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ أَرَأَيْتَ الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ صَلٰوةِ الْغَدَاةِ أُطِيْلُ فِيْهِمَا الْقِرَاءَةَ فَقَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ مِنَ اللَّيْلِ مَثْنٰى مَثْنٰى وَيُوْتِرُ بِرَكْعَةٍ وَّيُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ صَلٰوةِ الْغَدَاةِ وَكَأَنَّ الْأَذَانَ بِأُذُنَيْهِ قَالَ حَمَّادٌ أَيْ بِسُرْعَةٍ۔

(از ابوالنعمان از حماد بن زید) انس بن سیرین کہتے ہیں میں نے حضرت ابن عمرؓ سے دریافت کیا کیا آپ یہ درست سمجھتے ہیں کہ میں فجر کی دو سنت میں طویل قرأت کیا کروں؟ آپ نے جواب دیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات کی رکعات دو دو کرکے پڑھتے تھے اور وتر صرف ایک رکعت پڑھتے اور صبح کی سنت تو یوں پڑھتے جیسے تکبیر کی آواز اپنے کانوں میں آرہی ہو۔ حماد کہتے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ جلدی پڑھتے۔[۲]

۹۴۲۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِيْ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مُسْلِمٌ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كُلَّ اللَّيْلِ أَوْتَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَانْتَهٰى وِتْرُهُ إِلَى السَّحَرِ۔

(از عمر بن حفص از والدش حفص از اعمش از مسلم از مسروق) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کے تمام اوقات میں نماز وتر پڑھی ہے۔ آخر میں آپ کا وتر صبح کے قریب پہنچا۔[۳]

باب ۶۲۹ إِيْقَاظِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ

باب۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گھر والوں کو نماز

(بقیہ) سے اگر تم کروڑہا روپیہ خلاف سنت خرچ کرو تو اس کو پرواہ نہیں ہے اس کے حبیب کے طریق پر ایک پیسہ خرچ کرو تو وہ مقبول ہے ۱۲ منہ [۱] جس شخص کو اخیر رات میں اپنے جاگنے پر بھروسہ نہ ہو تو اس کو وتر پڑھ کر ہی سونا چاہیے ابوہریرہ کے اس قول کو اسحاق بن راہویہ نے اپنی مسند میں وصل کیا [۲] جلدی سے یہی مراد ہے کہ ان میں مختصر سورتیں پڑھتے جیسے دوسری حدیث میں ہے کہ دو سورتیں کیا اچھی سورتیں ہیں جو فجر کی سنتوں میں پڑھی جاتی ہیں کافرون اور اخلاص ابن عمر کا مطلب یہ ہے کہ فجر کی سنتوں میں لمبی قرأت خلاف سنت ہے ۱۲ منہ [۳] وتر کا وقت عشاء کی نماز کے بعد سے صبح تک ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سب وقتوں میں پڑھا ۱۲ منہ۔

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَهْلَهُ بِالْوِتْرِ.

وتر کے لیے بیدار فرماتے تھے۔

۹۴۳۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي وَأَنَا رَاقِدَةٌ مُعْتَرِضَةٌ عَلَى فِرَاشِهِ فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يُوتِرَ أَيْقَظَنِي فَأَوْتَرْتُ.

(از مسدد از یحییٰ از ہشام از عروہ) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تہجد کی نماز پڑھا کرتے میں ساتھ آپ کے بستر پر لیٹی رہتی، جب آپ وتر پڑھنے لگتے تو مجھے جگا دیتے[1] میں بھی وتر پڑھ لیتی۔

بَاب ۶۳۰ لِيَجْعَلْ آخِرَ صَلَاتِهِ وِتْرًا.

باب۔ وتر کو رات کی آخری نماز بنانا چاہیے۔

۹۴۴۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى ابْنُ سَعِيدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اجْعَلُوا آخِرَ صَلَاتِكُمْ بِاللَّيْلِ وِتْرًا.

(از مسدد از یحییٰ بن سعید از عبید اللہ از نافع) عبد اللہ بن عمرؓ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رات کی نمازوں میں آخری نماز وتر کو بناؤ۔

بَاب ۶۳۱ الْوِتْرِ عَلَى الدَّابَّةِ.

باب۔ جانور پر وتر پڑھنا۔

۹۴۵۔ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّهُ قَالَ كُنْتُ أَسِيرُ مَعَ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ بِطَرِيقِ مَكَّةَ فَقَالَ سَعِيدٌ فَلَمَّا خَشِيتُ الصُّبْحَ نَزَلْتُ فَأَوْتَرْتُ ثُمَّ لَحِقْتُهُ فَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ أَيْنَ كُنْتَ فَقُلْتُ خَشِيتُ الصُّبْحَ فَنَزَلْتُ فَأَوْتَرْتُ فَقَالَ عَبْدُ اللهِ أَلَيْسَ لَكَ فِي رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فَقُلْتُ بَلَى وَاللهِ قَالَ فَإِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُوتِرُ عَلَى الْبَعِيرِ.

(از اسمٰعیل از مالک از ابو بکر بن عمر بن عبد الرحمٰن بن عبد اللہ بن عمر بن خطاب) سعید بن یسار فرماتے ہیں میں حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کے ساتھ مکہ کے راستہ میں چل رہا تھا۔ مجھے صبح ہو جانے کا اندیشہ ہوا تو میں نے اتر کر وتر پڑھ لیا۔ پھر (سواری چلا کر) اُن سے مل گیا۔ انہوں نے کہا تم کہاں رہ گئے تھے؟ میں نے کہا مجھے یہ خیال ہو گیا تھا کہ صبح ہونے والی ہے اس لیے اُتر کر وتر پڑھ لیا۔ حضرت عبد اللہ ابن عمر نے کہا تیرے لیے آنحضرتؐ کا اسوہ حسنہ بہتر نہیں ہے؟ میں نے کہا کیوں نہیں؟ بخدا۔ ابن عمرؓ نے ارشاد فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اونٹ پر وتر پڑھ لیتے تھے۔

---

[1] وتر کے وجوب کی ایک دلیل یہ بھی پیش کرتے ہیں۔

باب ۶۳۲ الوِتْرِ فِی السَّفَرِ۔

باب۔ سفر میں وتر پڑھنا۔

۹۴۶۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ بْنُ اَسْمَاءَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّیْ فِی السَّفَرِ عَلٰی رَاحِلَتِهٖ حَيْثُ تَوَجَّهَتْ بِهٖ يُوْمِیُٔ اِيْمَآءً صَلٰوةَ اللَّيْلِ اِلَّا الْفَرَآئِضَ وَيُوْتِرُ عَلٰی رَاحِلَتِهٖ۔

(از موسیٰ بن اسمٰعیل از جویریہ ابن اسماء از نافع) ابنِ عمرؓ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں رات کی نماز اونٹنی پر اشارہ سے پڑھ لیتے تھے، اونٹنی کا رُخ چاہے جس طرف ہوتا۔ وتر بھی اسی طرح اونٹنی پر پڑھ لیتے تھے البتہ فرض نمازیں اتر کر پڑھتے۔

باب ۶۳۳ القُنُوْتِ قَبْلَ الرُّکُوْعِ وَبَعْدَهٗ۔

باب۔ رکوع سے پہلے اور اس کے بعد قنوت پڑھنا۔

۹۴۷۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ قَالَ سُئِلَ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ اَقَنَتَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِی الصُّبْحِ قَالَ نَعَمْ فَقِيْلَ اَوَقَنَتَ قَبْلَ الرُّکُوْعِ قَالَ بَعْدَ الرُّکُوْعِ يَسِيْرًا۔

(از مسدد از حماد بن زید از ایوب) محمد بن سیرین فرماتے ہیں انس بن مالک سے سوال کیا گیا کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز میں قنوت پڑھا ہے، انہوں نے کہا ہاں! پھر پوچھا گیا رکوع سے پہلے؟ انہوں نے کہا نہیں بلکہ رکوع کے بعد وہ بھی تھوڑے دنوں تک پڑھا۔

۹۴۸۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ قَالَ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ قَالَ سَاَلْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ عَنِ الْقُنُوْتِ فَقَالَ قَدْ كَانَ الْقُنُوْتُ قُلْتُ قَبْلَ الرُّکُوْعِ اَوْ بَعْدَهٗ قَالَ قَبْلَهٗ قَالَ فَاِنَّ فُلَانًا اَخْبَرَنِیْ عَنْكَ اَنَّكَ قُلْتَ بَعْدَ الرُّکُوْعِ فَقَالَ كَذَبَ اِنَّمَا قَنَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ الرُّکُوْعِ شَهْرًا اُرَاهُ كَانَ بَعَثَ قَوْمًا يُقَالُ لَهُمُ الْقُرَّآءُ زُهَاءَ سَبْعِيْنَ رَجُلًا اِلٰی قَوْمٍ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ دُوْنَ اُولٰٓئِكَ وَكَانَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَهْدٌ فَقَنَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَهْرًا يَدْعُوْا عَلَيْهِمْ۔

(از مسدد از عبد الواحد) عاصم کہتے ہیں میں نے حضرت انس بن مالکؓ سے قنوت کے متعلق دریافت کیا انہوں نے کہا قنوت بیشک تھا (یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں) میں نے عرض کیا رکوع سے پہلے یا بعد آپ نے فرمایا قبل از رکوع، میں نے عرض کیا فلاں شخص تو آپ سے روایت کرتا ہے کہ رکوع کے بعد پڑھنا چاہیے۔ انہوں نے جواب دیا نہیں انہوں نے غلط کہا! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پورے ایک ماہ تک رکوع کے بعد قنوت پڑھا۔ میری سمجھ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ستر قاریوں کے قریب صحابہ کی جماعت مشرکین کی ایک قوم کی طرف انہیں تعلیم دینے کے لیے بھیجی تھی یہ لوگ ان کے علاوہ تھے جن پر آپؐ نے بد دعا کی۔ ان مشرکین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں باہمی معاہدہ تھا (انہوں نے صحابہ قرار کی جماعت کو شہید کر دیا آپ کو اس کا بہت صدمہ ہوا) تو آنحضرت صلی

اللہ علیہ وسلم ایک ماہ تک قنوت پڑھتے رہے اور ان پر بد دعا کرتے رہے [ف۱]

۹۴۹۔ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ یُوْنُسَ قَالَ حَدَّثَنَا زَائِدَۃُ عَنِ التَّیْمِیِّ عَنْ اَبِیْ مِجْلَزٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ قَالَ قَنَتَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ شَھْرًا یَدْعُوْا عَلٰی رِعْلٍ وَذَکْوَانَ۔

(از احمد بن یونس از زائدہ از تیمی از ابو مجلز) انس بن مالک فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک ماہ تک نماز میں قنوت پڑھتے رہے جس میں قبیلہ رِعل اور قبیلہ ذکوان پر بد دعا فرماتے تھے [ف۲]

۹۵۰۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ قَالَ اَخْبَرَنَا خَالِدٌ عَنْ اَبِیْ قِلَابَۃَ عَنْ اَنَسِ ابْنِ مَالِکٍ قَالَ کَانَ الْقُنُوْتُ فِی الْمَغْرِبِ وَالْفَجْرِ۔

(از مسدد از اسمٰعیل از خالد از ابو قلابہ) حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں (عہد نبوی میں) قنوت نماز مغرب اور فجر میں پڑھی جاتی تھی۔

ف۱ معلوم ہوا کہ کافروں اور ظالموں پر نماز میں بد دعا کرنے سے نماز میں کوئی خلل نہیں آتا آپ نے ان قاریوں کو نجد والوں کی طرف بھیجا تھا راہ میں بیر معونہ پر یہ لوگ اترے عامر بن طفیل نے رعل اور ذکوان اور عصیہ کے لوگوں کو لے کر ان پر حملہ کیا حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور ان سے عہد تھا لیکن انہوں نے دغا کی ۱۲ منہ ف۲ قنوت کی صحیح دعا یہ ہے جو امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ وتر میں پڑھا کرتے تھے اللھم اھدنی فیمن ھدیت وعافنی فیمن عافیت وتولنی فیمن تولیت وبارک لی فیما اعطیت وقنی شر ما قضیت فانک تقضی ولا یقضی علیک وانہ لا یذل من والیت ولا یعز من عادیت تبارکت وتعالیت نستغفرک ونتوب الیک وصلی اللہ علی النبی محمد یا یہ دعا اللھم اغفر لنا وللمومنین والمومنات والمسلمین والمسلمات اللھم الف بین قلوبھم واصلح ذات بینھم وانصرھم علی عدوک وعدوھم اللھم العن الکفرین الذین یصدون عن سبیلک ویقاتلون اولیاءک اللھم خالف بین کلمتھم وزلزل اقدامھم انزل بھم باسک الذی لا تردہ عن القوم المجرمین اللھم انج المستضعفین من المومنین اللھم اشدد وطاتک علی فلان واجعلھا علیھم سنین کسنی یوسف ۔ فلاں کی جگہ اس شخص یا اس قوم کا نام لے جس پر بد دعا کرنا منظور ہو ۱۲ منہ ۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَبْوَابُ الْاِسْتِسْقَاءِ

بَابُ ٦٣٤ الْاِسْتِسْقَاءِ وَخُرُوْجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الْاِسْتِسْقَاءِ۔

٩٥١ - حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَیْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیٰنُ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ اَبِیْ بَکْرٍ عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِیْمٍ عَنْ عَمِّہٖ قَالَ خَرَجَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَسْتَسْقِیْ وَحَوَّلَ رِدَآءَہٗ۔

بَابُ ٦٣٥ دُعَاءِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اجْعَلْھَا سِنِیْنَ کَسِنِیْ یُوْسُفَ۔

٩٥٢ - حَدَّثَنَا قُتَیْبَۃُ قَالَ حَدَّثَنَا مُغِیْرَۃُ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِی الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا رَفَعَ رَأْسَہٗ مِنَ الرَّکْعَۃِ الْاٰخِرَۃِ یَقُوْلُ اللّٰھُمَّ اَنْجِ عَیَّاشَ بْنَ اَبِیْ رَبِیْعَۃَ اللّٰھُمَّ اَنْجِ سَلَمَۃَ بْنَ ھِشَامٍ اللّٰھُمَّ اَنْجِ الْوَلِیْدَ بْنَ الْوَلِیْدِ اللّٰھُمَّ اَنْجِ الْمُسْتَضْعَفِیْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اللّٰھُمَّ اشْدُدْ وَطْأَتَکَ عَلٰی مُضَرَ اللّٰھُمَّ اجْعَلْھَا سِنِیْنَ

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا

استسقاء یعنی پانی مانگنے کے باب

باب ۔ بارش کے لیے دعا مانگنا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دعائے باراں کے لیے شہر سے باہر میدان میں تشریف لے جانا۔

(از ابونعیم از سفیان از عبداللہ بن ابی بکر از عباد بن تمیم) ان کے چچا عبداللہ بن زید فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بارش کی دعا کے لیے (شہر سے باہر میدان یا جنگل میں) تشریف لے گئے اور آپ نے اپنی چادر الٹائی۔

باب ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کفار کے لیے بددعا کرنا۔ الٰہی ان کے سال قحط والے بنا دے جیسے عہدِ یوسفؑ میں قحط نازل ہوا تھا۔[1]

(از قتیبہ از مغیرہ بن عبدالرحمٰن از ابوالزناد از اعرج) ابوہریرہؓ فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنا سر مبارک آخری رکوع سے اٹھاتے تو یہ کلمات پڑھتے یا اللہ! عیاش بن ابی ربیعہ کو (پنجۂ کفار سے) نجات دے۔ یا اللہ! مسلم بن ہشام کو نجات دے یا اللہ! ولید بن ولید کو نجات دے یا اللہ! کمزور مومنوں کو نجات دے یا اللہ! قبیلہ مُضر کے کفار پر اپنی گرفت اور سخت بنا دے۔ یا اللہ! ان پر عہدِ یوسفیؑ والا قحط نازل فرما۔[2] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی دعا فرمائی غفار کی قوم کو اللہ نے بخش دیا، اسلم کی قوم کو اللہ

---

[1] یہ حدیث امام بخاری استسقاء میں اس لیے لائے کہ جیسے مسلمانوں کے لیے بارش کی دعا کرنا مسنون ہے اسی طرح کافروں پر قحط کی بددعا کرنا جائز ہے ۱۲ منہ

[2] سات سال تک حضرت یوسفؑ کے زمانہ میں مصر والوں پر متواتر قحط پڑا تھا اس کا قصہ قرآن شریف میں مذکور ہے ۱۲ منہ۔

كَسِنِي يُوسُفَ وَاَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ غِفَارُ غَفَرَ اللّٰهُ لَهَا وَاَسْلَمُ سَالَمَهَا اللّٰهُ قَالَ ابْنُ اَبِي الزِّنَادِ عَنْ اَبِيْهِ هٰذَا كُلُّهُ فِي الصُّبْحِ ـ

نے سلامت رکھا۔ ابن الزناد نے اپنے باپ کے حوالہ سے صبح کی نماز میں پڑھی گئی یہی دعا نقل کی ہے۔

۹۵۳۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِي الضُّحٰى عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ح حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اَبِي الضُّحٰى عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ كُنَّا عِنْدَ عَبْدِ اللّٰهِ فَقَالَ اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا رَاٰى مِنَ النَّاسِ اِدْبَارًا فَقَالَ اللّٰهُمَّ سَبْعًا كَسَبْعِ يُوسُفَ فَاَخَذَتْهُمْ سَنَةٌ حَصَّتْ كُلَّ شَيْءٍ حَتّٰى اَكَلُوا الْجُلُوْدَ وَالْمَيْتَةَ وَالْجِيَفَ وَيَنْظُرُ اَحَدُهُمْ اِلَى السَّمَاءِ فَيَرَى الدُّخَانَ مِنَ الْجُوْعِ فَاَتَاهُ اَبُوْ سُفْيٰنَ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اِنَّكَ تَاْمُرُ بِطَاعَةِ اللّٰهِ وَبِصِلَةِ الرَّحِمِ وَاِنَّ قَوْمَكَ قَدْ هَلَكُوْا فَادْعُ اللّٰهَ لَهُمْ قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَاْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ اِلٰى قَوْلِهٖ اِنَّكُمْ عَائِدُوْنَ يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرٰى فَالْبَطْشَةُ يَوْمَ بَدْرٍ فَقَدْ مَضَتِ الدُّخَانُ وَالْبَطْشَةُ وَاللِّزَامُ وَاٰيَةُ الرُّوْمِ ـ

(از حمیدی از سفیان از اعمش از ابوالضحٰی از مسروق از عبداللہ بن مسعود) دوسری سند (از عثمان بن ابی شیبہ از جریر از منصور از ابو الضحٰی) مسروق کہتے ہیں ہم عبداللہ بن مسعودؓ کے پاس بیٹھے تھے وہ فرمانے لگے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب کفارِ قریش سے مایوس ہو گئے تو ان کے لیے یہ بد دعا فرمائی یا اللہ سات برس کا قحط ان کفار پر بھی اسی طرح بھیج جیسے عہدِ یوسفی میں قحط نازل ہوا تھا۔ چنانچہ آپ کی بد دعا کے اثر سے ان پر ایسا قحط نازل ہوا کہ اس نے ہر چیز تباہ کر دی یہاں تک کہ وہ کھال کھانے اور مردار کھانے پر مجبور ہو گئے اور بدبودار کھانے پر اتر آئے، ان میں سے اگر کوئی آسمان پر نگاہ کرتا تو بھوک کی وجہ سے انہیں دھواں معلوم ہوتا آخر ابوسفیان مجبوراً آیا اور عرض کیا اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ تو اللہ کی فرمانبرداری اور صلہ رحمی کی تلقین فرماتے ہیں اور آپ کی قوم (قریش) ہلاک ہو رہی ہے۔ اس لیے دعا فرمائیے۔ اللہ تعالیٰ نے آیت نازل کی فارتقب یوم تاتی السماء بدخان مبین ۰ الی قولہ انکم عائدون[۲] یوم نبطش البطشة الکبری۔ چنانچہ کفارِ قریش بحکمِ الٰہی میدانِ بدر میں پکڑے گئے، تو جس طرح قرآن میں دھوئیں پکڑ اور قید کا ذکر ہے اُن پر پورا ہو کر رہا۔ آیت روم میں جو ذکر ہے وہ بھی پورا ہوا[۳]۔

---

[۱] یہ ایک دوسری حدیث ہے امام بخاری کو اسی سند سے پہنچی جو پہلی حدیث میں مذکور ہے اس لیے اس کو بھی بیان کر دیا یہ دونوں قومیں مدینہ کے گرد رہتی تھیں غفار تو قدیم سے مسلمان ہو گئے تھے اور اسلم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے صلح کر لی تھی ۱۲ منہ [۲] پوری آیت یوں ہے اس دن کا منتظر رہ جس دن آسمان کھلا دھواں لے کر آئے گا یعنی دکھلائے گا جو لوگوں کو گھیرے گا یہی تکلیف کا عذاب ہے اس وقت کہیں گے مالک ہمارے یہ عذاب ہم پر سے اٹھا دے ہم ایمان لاتے ہیں وہ بھلا کہاں سمجھنے والے ہیں ان کے پاس پیغمبر آچکا جو کھول کر اللہ کے احکام سناتا ہے پھر اس سے منحرف ہو گئے اور کہنے لگے یہ تو سکھایا پڑھایا ہوا باولا ہے خیر ہم چند روز کے لیے عذاب اٹھا لیں گے لیکن تم پھر وہی شرک اور کفر کی باتیں کرو گے اخیر تک ۱۲ منہ [۳] سورہ دخان میں دخان اور بطشہ کا ذکر ہے اور سورہ فرقان میں اس آیت میں فسوف یکون لزاماً لزام یعنی کافروں کے قید ہونے کا بیان ہے یہ تینوں باتیں آنحضرتؐ کے عہد میں ہو گئیں دخان سے مراد قحط تھا جس میں آسمان دھوئیں کی طرح معلوم ہوتا تھا اور بطش کافروں کا بدر میں مارا جانا اور لزام ان کا قید ہونا سورہ روم کی آیت میں یہ بیان تھا کہ (باقی اگلے صفحہ پر)

بَابُ ۶۳۶ سُؤَالِ النَّاسِ الْإِمَامَ الْإِسْتِسْقَاءَ إِذَا قَحَطُوا۔

باب ۔ قحط کے وقت لوگ بارش کے لیے امام سے دعا منگوا سکتے ہیں ۔

۹۵۴ - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو قُتَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ دِيْنَارٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَتَمَثَّلُ بِشِعْرِ أَبِيْ طَالِبٍ: ؎

وَأَبْيَضُ يُسْتَسْقَى الْغَمَامُ بِوَجْهِهٖ
ثِمَالُ الْيَتٰمٰى عِصْمَةٌ لِّلْأَرَامِلِ

وَقَالَ عُمَرُ بْنُ حَمْزَةَ حَدَّثَنَا سَالِمٌ عَنْ أَبِيْهِ وَرُبَّمَا ذَكَرْتُ قَوْلَ الشَّاعِرِ وَأَنَا أَنْظُرُ إِلٰى وَجْهِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَسْقِيْ فَمَا يَنْزِلُ حَتّٰى يَجِيْشَ كُلُّ مِيْزَابٍ: ؎

وَأَبْيَضُ يُسْتَسْقَى الْغَمَامُ بِوَجْهِهٖ
ثِمَالُ الْيَتٰمٰى عِصْمَةٌ لِّلْأَرَامِلِ

وَهُوَ قَوْلُ أَبِيْ طَالِبٍ۔

(از عمرو بن علی از ابو قتیبہ از عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن دینار) ان کے والد عبداللہ بن دینار کہتے ہیں مَیں نے عبداللہ بن عمرؓ سے سُنا وہ ابوطالب کا یہ شعر پڑھتے تھے ؎

ان کا رنگ گورا ہے لوگ بارش مانگتے ہیں ان کے منہ کے صدقہ سے[1]۔ وہ یتیموں کے حامی اور بیوگان کے پناہ دہندہ ہیں

عمر بن حمزہ نے بحوالہ سالم از ابن عمر روایت کیا کہ بسا اوقات میں حضرت ابوطالب کا یہ شعر پڑھتا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور پر دیکھتا، آپ منبر پر دعا کرتے بارش کے لیے پھر آپ کے ممبر سے اترنے سے پہلے تمام پرنالے زور سے بہنے لگتے ۔ وہ شعر ہے ؎

ان کا رنگ گورا ہے لوگ پانی مانگتے ہیں ان کے چہرہ کے صدقہ سے۔ وہ یتیموں کے حامی اور بیوگان کے پناہ دہندہ ہیں

یہ ابوطالب کا کلام ہے[2]

۹۵۵ - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَنْصَارِيُّ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُثَنّٰى عَنْ ثُمَامَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَانَ إِذَا قَحَطُوْا اسْتَسْقٰى بِالْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ اللّٰهُمَّ إِنَّا

(از حسن بن محمد از محمد بن عبداللہ انصاری از ابوعبداللہ بن مثنیٰ از ثمامہ بن عبداللہ بن انس) حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ بن خطاب کے زمانہ میں جب قحط پڑتا تو آپ حضرت عباسؓ بن عبدالمطلب کے وسیلے سے دعا کیا کرتے اور کہتے یا اللہ! پہلے تو ہم تیرے پاس اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ لایا کرتے تھے اور تو پانی برساتا تھا اب اپنے پیغمبرؐ کے

(بقیہ) رومی کافر ایرانیوں سے مغلوب ہو گئے لیکن چند سال میں پھر رومی غالب ہو جائیں گے یہ بھی ہو چکا ہے ۱۲ منہ [1] جناب ابوطالب حضرت امیر کے والد بزرگوار نے ایک بڑا قصیدہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مدح میں تصنیف کیا تھا یہ اس کا ایک شعر ہے اس کا مطلع یہ ہے ولما رایت القوم لا ود فیہم۔ وقد قطعوا کل العری والوسائل کہتے ہیں کہ اس قصیدے میں ایک سو دس شعر ہیں تخیس ۱۲ منہ [2] اس حدیث کے لانے سے امام بخاری کی غرض یہ ہے کہ پانی کبھی مسلمان مانگتے ہیں کبھی کافر دونوں، فریق امام سے پانی کی دعا کے لیے درخواست کر سکتے ہیں۔ ابوطالب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صغر سنی میں آپ کو کعبہ میں لے جا کر پانی کی دعا کی حق تعالیٰ نے پانی برسایا یہ قصہ ابن عساکر نے نقل کیا ہے ۱۲ منہ ۔

كُنَّا نَتَوَسَّلُ اِلَيْكَ بِنَبِيِّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَسْقِيْنَا وَاِنَّا نَتَوَسَّلُ اِلَيْكَ بِعَمِّ نَبِيِّنَا فَاسْقِنَا قَالَ فَيُسْقَوْنَ۔

چچا کا وسیلہ لاتے ہیں، ہم پر پانی برسا۔ راوی کہتے ہیں پانی برس پڑتا تھا۔

بَابٌ ۶۳۷ تَحْوِيْلِ الرِّدَآءِ فِي الْاِسْتِسْقَآءِ۔

باب۔ نماز استسقاء میں چادر الٹنا۔

۹۵۶۔ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ قَالَ حَدَّثَنَا وَهْبُ ابْنُ جَرِيْرٍ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَبِيْ بَكْرٍ عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيْمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِسْتَسْقٰى فَقَلَبَ رِدَآءَهٗ۔

(از اسحاق از وہب بن جریر از شعبہ از محمد بن ابی بکر از عباد بن تمیم) عبداللہ بن زید فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعائے باراں طلبی کے وقت اپنی چادر الٹا دی۔

۹۵۷۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ بَكْرٍ اَنَّهٗ سَمِعَ عَبَّادَ ابْنَ تَمِيْمٍ يُحَدِّثُ اَبَاهُ عَنْ عَمِّهٖ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ زَيْدٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ اِلَى الْمُصَلّٰى فَاسْتَسْقٰى فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وَقَلَبَ رِدَآءَهٗ وَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ كَانَ ابْنُ عُيَيْنَةَ يَقُوْلُ هُوَ صَاحِبُ الْاَذَانِ وَلٰكِنَّهٗ وَهْمٌ فِيْهِ لِاَنَّ هٰذَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زَيْدِ بْنِ عَاصِمِ الْمَازِنِيُّ مَازِنُ الْاَنْصَارِ۔

(از علی بن عبداللہ از سفیان از عبداللہ بن ابی بکر از عباد بن تمیم) ان کے چچا عبداللہ بن زید فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عیدگاہ کو تشریف لے گئے وہاں جا کر بارش کے لیے دعا مانگی قبلے کی طرف منہ کر کے اور اپنی چادر الٹا دی اور دو رکعتیں صلوٰۃ الاستسقاء پڑھی۔ امام بخاری فرماتے ہیں حضرت ابن عُیَیْنَہ کہتے تھے کہ یہ عبداللہ بن زید وہی ہیں جنہیں خواب میں کلماتِ اذان بتائے گئے تھے۔ امام بخاری کہتے ہیں کہ ابن عیینہ کی یہ بات غلط ہے کیونکہ اس زیر بحث حدیث کے راوی عبداللہ بن زید بن عاصم مازنی ہیں۔ جو انصار کے مازن قبیلہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ یعنی اذان والے دوسرے ہیں مازنی نہیں۔ [2]

---

[1] اس حدیث سے نیک بندوں کا وسیلہ لینا ثابت ہوا بنی اسرائیل بھی قحط میں اپنے پیغمبر کے اہلِ بیت کا توسل کیا کرتے اللہ تعالیٰ پانی برساتا اس سے یہ نہیں نکلتا کہ حضرت عمرؓ کے نزدیک آنحضرتؐ کا توسل آپ کی وفات کے بعد منع تھا کیونکہ آپ تو اپنی قبر میں زندہ ہیں اور آنحضرتؐ نے ایک صحابی کو دعا سکھائی اس میں یوں ہے یا محمد انی اتوسل بک اے مولیٰ میں تیرا وسیلہ پکڑتا ہوں اور ان صحابی نے آنحضرتؐ کے وفات کے بعد یہ دعا دوسرں کو سکھائی مگر بعضے ائمہ میں سے امام ابن تیمیہ اور ابن قیم اس طرف گئے ہیں کہ اموات اور قبور کا توسل جائز نہیں نہ حضرت عمرؓ نے نہ اور کسی صحابی نے آپ کی قبر شریف کا توسل کیا اکابر محدثین اور علماء نے کہا کہ ایک امر کا منقول نہ ہونا اس کے عدم جواز پر دلالت نہیں کرتا جب اصل وسیلہ کا جواز شرع سے ثابت ہے ۱۲ منہ [2] اور اذان دیکھنے والے عبداللہ بن زید بن عبدربہ ہیں دونوں انصاری ہیں اور خزرجی اس لیے سفیان بن عُیینہ کو شبہ ہو گیا ۱۲ منہ۔

باب ٦٣٨ انْتِقَامِ الرَّبِّ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ خَلْقِهِ بِالْقَحْطِ إِذَا انْتُهِكَ مَحَارِمُهُ۔

باب ۔ اللہ کی حرام کردہ چیزوں کا جب اس کی مخلوق خیال نہیں رکھتی تو اللہ تعالیٰ قحط کے ذریعہ انتقام لیتا ہے[1]

باب ٦٣٩ الاِسْتِسْقَاءِ فِي الْمَسْجِدِ الْجَامِعِ۔

باب ۔ مسجد جامع میں بارش کے لیے دعا کرنا۔

۹۵۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو ضَمْرَةَ أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَرِيكُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي نَمِرٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَذْكُرُ أَنَّ رَجُلًا دَخَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ مِنْ بَابٍ كَانَ وُجَاهَ الْمِنْبَرِ وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمٌ يَخْطُبُ فَاسْتَقْبَلَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمًا فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ هَلَكَتِ الْأَمْوَالُ وَانْقَطَعَتِ السُّبُلُ فَادْعُ اللّٰهَ أَنْ يُغِيثَنَا قَالَ فَرَفَعَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَيْهِ فَقَالَ اللّٰهُمَّ اسْقِنَا اللّٰهُمَّ اسْقِنَا اللّٰهُمَّ اسْقِنَا قَالَ أَنَسٌ فَلَا وَاللّٰهِ مَا نَرٰى فِي السَّمَاءِ مِنْ سَحَابٍ وَّلَا قَزَعَةٍ وَّلَا شَيْئًا وَّلَا بَيْنَنَا وَبَيْنَ سَلْعٍ مِنْ بَيْتٍ وَّلَا دَارٍ قَالَ فَطَلَعَتْ مِنْ وَّرَائِهِ سَحَابَةٌ مِّثْلُ التُّرْسِ فَلَمَّا تَوَسَّطَتِ السَّمَاءَ انْتَشَرَتْ ثُمَّ أَمْطَرَتْ قَالَ فَوَاللّٰهِ مَا رَأَيْنَا الشَّمْسَ سَبْتًا ثُمَّ دَخَلَ رَجُلٌ مِّنْ ذٰلِكَ

راز محمد از ابوضمرہ انس بن عیاض از شریک بن عبداللہ بن ابی نمر، حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک شخص مسجد نبوی میں جمعہ کے دن اس دروازے سے داخل ہوا جو ممبر کے سامنے تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت خطبہ پڑھ رہے تھے، اس نے کھڑے ہی کھڑے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منہ کیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! مال اور جانور ہلاک ہوگئے اور راستے بند ہو گئے[2] (بغیر چارہ جانور سفر نہیں کر سکتے) آپ اللہ سے دعا فرمائیے کہ وہ مینہ برسائے، انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں یہ سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ اٹھائے اور فرمایا اے اللہ! ہمیں پانی دے یا اللہ ہمیں پانی دے! یا اللہ ہمیں پانی دے! حضرت انس کہتے ہیں بخدا ہم آسمان میں نہ کوئی بادل دیکھ رہے تھے نہ بادل کا کوئی چھوٹا سا ٹکڑا، یا بارش کے آثار، نہ ہمارے اور سلع پہاڑ کے درمیان کوئی مکان تھا[3]، اتنے میں سلع پہاڑ کے پیچھے سے ڈھال برابر ایک بادل کا ٹکڑا نمودار ہوا اور آسمان کے وسط میں آتے آتے وہ پھیل گیا اور خوب برسا حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں بخدا پھر تو ایک ہفتے تک ہم نے سورج کی شکل نہ دیکھی۔ دوسرے جمعے میں اسی دروازہ سے ایک شخص[4] آیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ

[1] امام بخاری نے اس ترجمہ باب میں کوئی حدیث یہاں لکھنا چاہتے ہوں گے مگر موقع نہیں ملا بعض نسخوں میں یہ عبارت بالکل نہیں ہے اور باب کا مضمون اس حدیث سے نکلتا ہے جو اوپر گذر چکی کہ قریش کے کافروں پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی وجہ سے قحط آیا اور مولانا روم فرماتے ہیں ؎ ابر ناید از پئے منع زکوٰۃ وز زنا افتد وبا اندر جہات ۱۲ منہ [2] اس لیے کہ جب رستے میں چارہ نہ ملے گا تو جانور سفر کیسے کریں گے ۱۲ منہ [3] سلع مدینہ کا پہاڑ مطلب یہ ہے کہ کسی بلند مکان یا گھر کی آڑ بھی نہ تھی کہ ابر ہو اور ہم اس کو دیکھ نہ سکتے ہوں بلکہ شیشے کی طرح آسمان صاف تھا برسات کی کوئی نشانی نہ تھی ۱۲ منہ [4] یہ وہی آدمی تھا یا دوسرا آدمی تھا بعضی روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ وہی آدمی تھا ۱۲ منہ۔

الْبَابِ فِي الْجُمُعَةِ الْمُقْبِلَةِ وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمٌ يَخْطُبُ فَاسْتَقْبَلَهُ قَائِمًا فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ هَلَكَتِ الْأَمْوَالُ وَانْقَطَعَتِ السُّبُلُ فَادْعُ اللّٰهَ أَنْ يُمْسِكَهَا قَالَ فَرَفَعَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَيْهِ ثُمَّ قَالَ اللّٰهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا اللّٰهُمَّ عَلَى الْآكَامِ وَالْجِبَالِ وَالظِّرَابِ وَالْأَوْدِيَةِ وَمَنَابِتِ الشَّجَرِ قَالَ فَانْقَطَعَتْ وَخَرَجْنَا نَمْشِي فِي الشَّمْسِ قَالَ شَرِيكٌ فَسَأَلْتُ أَنَسًا أَهُوَ الرَّجُلُ الْأَوَّلُ قَالَ لَا أَدْرِي۔

پڑھ رہے تھے، وہ کھڑے کھڑے آپ کے سامنے آیا اور کہنے لگا یارسول اللہ! بہت پانی سے مال اور جانور ہلاک ہو گئے، راستے بند ہو گئے، لہٰذا اللہ تعالیٰ سے دعا فرمایئے کہ پانی ختم ہو جائے۔ یہ سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور دعا کی یا اللہ! ہمارے چاروں طرف بارش برسا۔ ہم پر نہ برسا۔ یا اللہ ٹیلوں، پہاڑوں، پہاڑیوں، غیر آباد علاقوں، درخت اُگنے کی جگہوں پر برسا۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ آپؐ کی اس دعا سے جہاں کہیں ابر تھا غائب ہو گیا اور ہم دھوپ میں باہر نکلے، چلنے پھرنے لگے، شریکؒ کہتے ہیں میں نے حضرت انسؓ سے پوچھا یہ دوسرا شخص جو آیا تھا آیا یہ وہی پہلا شخص تھا، جس نے بارش کے لیے دعا منگوائی تھی؟ حضرت انسؓ بولے یہ معلوم نہیں۔[1]

بَابُ ٦٤٦ الْاِسْتِسْقَاءِ فِي خُطْبَةِ الْجُمُعَةِ غَيْرَ مُسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةِ۔

باب۔ جمعے کے دن خطبہ کے درمیان جب قبلے کی طرف امام کا منہ نہ ہو بارش کے لیے دعا کرنا۔

٩٥٩۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شَرِيكٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَجُلًا دَخَلَ الْمَسْجِدَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ مِنْ بَابٍ كَانَ نَحْوَ دَارِ الْقَضَاءِ وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمٌ يَخْطُبُ فَاسْتَقْبَلَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمًا ثُمَّ قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ هَلَكَتِ الْأَمْوَالُ وَانْقَطَعَتِ السُّبُلُ فَادْعُ اللّٰهَ يُغِيثُنَا فَرَفَعَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَيْهِ ثُمَّ قَالَ اللّٰهُمَّ أَغِثْنَا اللّٰهُمَّ أَغِثْنَا

(از قتیبہ بن سعید از اسمٰعیل بن جعفر از شریک) انس بن مالک فرماتے ہیں ایک شخص جمعہ کے دن مسجد نبوی میں داخل ہوا اس دروازے سے جو دار القضا کی طرف تھا۔[2] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے خطبہ پڑھ رہے تھے اس نے کھڑے کھڑے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف رُخ کیا اور عرض کیا یارسول اللہ مال جانور ہلاک ہو گئے راستے بند ہو گئے اللہ سے دعا فرمایئے بارش عطا فرمائے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں ہاتھ اٹھائے پھر دعا کی اَللّٰهُمَّ أَغِثْنَا اَللّٰهُمَّ أَغِثْنَا یا اللہ بارش دے بارش دے، حضرت انسؓ فرماتے ہیں بخدا ہمیں آسمان پر بادل نہ بادل کا ٹکڑا نظر آتا تھا نہ ہی ہمارے

---

[1] اس حدیث سے امام بخاری نے یہ نکالا کہ جمعہ مسجد میں بھی استسقاء ہو سکتا ہے یعنی پانی کے لیے دعا مانگنا ۱۲ منہ [2] دار القضا ایک مکان تھا حضرت عمرؓ نے بنوایا تھا جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال ہونے لگا تو انہوں نے وصیت کی کہ یہ مکان بیچ کر میرا قرضہ ادا کر دینا یعنی وہ روپیہ جو میں نے بیت المال سے قرض لیا ہے حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے حضرت معاویہ کے ساتھ یہ گھر بیچ کر حضرت عمرؓ کا قرض ادا کیا اسی وجہ سے اس کو دار القضا کہنے لگے یعنی وہ گھر جس سے قرض ادا ہوا ۱۲ منہ۔

اللّٰهُمَّ اَغِثْنَا قَالَ اَنَسٌ وَّلَا وَاللّٰهِ مَا نَرٰى فِي السَّمَآءِ مِنْ سَحَابٍ وَّلَا قَزَعَةٍ وَّمَا بَيْنَنَا وَبَيْنَ سَلْعٍ مِّنْ بَيْتٍ وَّلَا دَارٍ قَالَ فَطَلَعَتْ مِنْ وَّرَآئِهٖ سَحَابَةٌ مِّثْلُ التُّرْسِ فَلَمَّا تَوَسَّطَتِ انْتَشَرَتْ ثُمَّ اَمْطَرَتْ فَلَا وَاللّٰهِ مَا رَأَيْنَا الشَّمْسَ سَبْتًا ثُمَّ دَخَلَ رَجُلٌ مِّنْ ذٰلِكَ الْبَابِ فِي الْجُمُعَةِ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمٌ يَّخْطُبُ فَاسْتَقْبَلَهٗ قَائِمًا فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلَكَتِ الْاَمْوَالُ وَانْقَطَعَتِ السُّبُلُ فَادْعُ اللّٰهَ يُمْسِكْهَا عَنَّا قَالَ فَرَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَيْهِ ثُمَّ قَالَ اللّٰهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا اللّٰهُمَّ عَلَى الْاٰكَامِ وَالظِّرَابِ وَبُطُوْنِ الْاَوْدِيَةِ وَمَنَابِتِ الشَّجَرِ قَالَ فَاَقْلَعَتْ وَخَرَجْنَا نَمْشِيْ فِي الشَّمْسِ قَالَ شَرِيْكٌ فَسَأَلْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ اَهُوَ الرَّجُلُ الْاَوَّلُ فَقَالَ مَا اَدْرِيْ۔

اور سلع پہاڑ کے درمیان کوئی گھر یا مکان نہ تھا حضرت انسؓ کہتے ہیں سلع پہاڑ کی پچھلی جانب سے ڈھال برابر چھوٹا بادل ظاہر ہوا۔ آسمان کے درمیان آکر پھیل گیا۔ اور برسنے لگا۔ بخدا ہم نے اس کے بعد ایک ہفتہ تک سورج نہ دیکھا۔ پھر ایک شخص دوسرے جمعے اسی دروازے سے داخل ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے خطبہ ارشاد فرما رہے تھے اس شخص نے کھڑے کھڑے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منہ کیا اور عرض کیا یا رسول! مال، جانور ہلاک ہو گئے۔ رستے بند ہو گئے اللہ سے دعا فرمائیے ہم سے بارش روک دے۔

حضرت انسؓ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں ہاتھ اٹھائے اور عرض کی اے اللہ! ہمارے اردگرد برسا ہم پر نہ برسا اے اللہ ٹیلوں، پہاڑیوں گڑھوں، جنگلوں پر برسا۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ بادل ختم ہو گئے ہم دھوپ میں نکلے اور چلنے پھرنے لگے۔ شریکؒ کہتے ہیں میں نے انس سے پوچھا کیا یہ دوسرا وہی شخص تھا جس نے پہلے آکر بارش کے لیے دعا منگوائی تھی حضرت انسؓ نے جواب دیا یہ معلوم نہیں۔

باب ۶۴۱ الْاِسْتِسْقَاءِ عَلَى الْمِنْبَرِ۔

باب۔ منبر پر بارش کی دعا مانگنا۔[1]

۹۶۰۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ بَيْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ اِذْ جَآءَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قُحِطَ الْمَطَرُ فَادْعُ اللّٰهَ اَنْ يَّسْقِيَنَا فَدَعَا فَمُطِرْنَا فَمَا كِدْنَا اَنْ نَّصِلَ اِلٰى مَنَازِلِنَا فَمَا زِلْنَا نُمْطَرُ اِلَى الْجُمُعَةِ الْمُقْبِلَةِ قَالَ فَقَامَ ذٰلِكَ الرَّجُلُ اَوْ

(از مسدد از ابو عوانہ از قتادہ) حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک بار جمعہ کا خطبہ پڑھ رہے تھے، ایک شخص آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ برسات رک گئی ہے، اللہ سے بارش ہونے کی دعا کیجیے، آپ نے دعا کی تو بارش شروع ہو گئی ہمیں گھروں کو واپس لوٹنا مشکل ہو گیا، دوسرے جمعے تک مسلسل برسات ہوتی رہی۔ حضرت انس کہتے ہیں پھر (دوسرے جمعہ میں) وہی شخص یا کوئی دوسرا آیا اور کہا یا رسول اللہ دعا کیجیے کہ اللہ تعالیٰ ہم سے بارش ہٹالے

[1] حدیث میں منبر کی صراحت نہیں ہے مگر آپ نے منبر پر بیٹھنے کے بعد جب خطبہ پڑھا تو منبر ہی پر پڑھا اس سے باب کا مطلب نکل آیا ۱۲ منہ۔

غَيْرَهُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ ادْعُ اللّٰهَ اَنْ يَصْرِفَهُ عَنَّا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللّٰهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا قَالَ فَلَقَدْ رَاَيْتُ السَّحَابَ يَتَقَطَّعُ يَمِيْنًا وَّشِمَالًا يُمْطَرُوْنَ وَلَا يُمْطَرُ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی اے اللہ! ہمارے اردگرد[1] برسا ہم پر نہ برسا۔ حضرت انس کہتے ہیں میں نے بادلوں کو دیکھا کہ وہ ختم ہو رہے تھے اور دائیں بائیں جانے لگے، دوسرے لوگوں پر بارش شروع ہو گئی اہل مدینہ پر نہیں۔

بَابٌ ۶۴۲ مَنِ اكْتَفٰى بِصَلٰوةِ الْجُمُعَةِ فِي الْاِسْتِسْقَاءِ۔

باب۔ بارش کی دعا کے لیے جمعہ پر اکتفا کرنا۔[2]

۹۶۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ شَرِيْكِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَنَسٍ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ هَلَكَتِ الْمَوَاشِيْ وَتَقَطَّعَتِ السُّبُلُ فَدَعَا فَمُطِرْنَا مِنَ الْجُمُعَةِ اِلَى الْجُمُعَةِ ثُمَّ جَآءَ فَقَالَ تَهَدَّمَتِ الْبُيُوْتُ وَتَقَطَّعَتِ السُّبُلُ وَهَلَكَتِ الْمَوَاشِيْ فَقَامَ فَقَالَ اللّٰهُمَّ عَلَى الْاٰكَامِ وَالظِّرَابِ وَالْاَوْدِيَةِ وَمَنَابِتِ الشَّجَرِ فَانْجَابَتْ عَنِ الْمَدِيْنَةِ انْجِيَابَ الثَّوْبِ۔

(از عبداللہ بن مسلمہ از امام مالک از شریک بن عبداللہ) حضرت انسؓ فرماتے ہیں ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا عرض کیا جانور ہلاک ہو گئے، رستے کٹ گئے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی ہم پر ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک بارش ہوتی رہی۔ پھر وہ شخص آیا عرض کیا مکانات منہدم ہونے لگ گئے ہیں رستے بند ہو گئے اور جانور مرنے لگے، آپؐ نے کھڑے ہو کر دوسری دعا فرمائی یا اللہ! پہاڑیوں اور ٹیلوں نالوں اور جنگلوں میں برسا۔ فوراً بادل کپڑے کی طرح پھٹ گیا۔[3]

بَابٌ ۶۴۳ الدُّعَآءِ اِذَا تَقَطَّعَتِ السُّبُلُ مِنْ كَثْرَةِ الْمَطَرِ۔

باب۔ اگر کثرتِ باراں سے رستے بند ہو جائیں تو بارش کی بندش کے لیے دعا کرنا۔

۹۶۲۔ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ شَرِيْكِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ نَمِرٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلَكَتِ الْمَوَاشِيْ وَتَقَطَّعَتِ السُّبُلُ فَادْعُ اللّٰهَ فَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى

(از اسمٰعیل از مالک از شریک بن عبداللہ بن ابی نمر) حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں ایک شخص آیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کہنے لگا یا رسول اللہ جانور ہلاک ہو گئے، رستے بند ہو گئے اللہ سے دعا فرمائیے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی تو ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک بارش ہوتی رہی، پھر ایک شخص آیا آنحضرت

---

[1] یعنی جو لوگ مدینہ کے داہنے بائیں طرف ملکوں میں رہتے تھے ۱۲ منہ [2] علیحدہ استسقا کی نماز نہ پڑھا اس کی نیت کرنا یہ بھی استسقا کی ایک شکل ہے ۱۲ منہ [3] ان حدیثوں میں جو معجزے مذکور ہیں ان سے بڑھ کر صاف اور کیا معجزے ہو سکتے ہیں کسی ساحر یا جادوگر کی یہ طاقت نہیں کہ اجرام علوم پر تصرف کرے ۱۲ منہ۔

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمُطِرُوا مِنْ جُمُعَةٍ إِلَى جُمُعَةٍ فَجَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ تَهَدَّمَتِ الْبُيُوتُ وَتَقَطَّعَتِ السُّبُلُ وَهَلَكَتِ الْمَوَاشِي فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللّٰهُمَّ عَلَى رُؤُسِ الْجِبَالِ وَالْآكَامِ وَبُطُونِ الْأَوْدِيَةِ وَمَنَابِتِ الشَّجَرِ فَانْجَابَتْ عَنِ الْمَدِينَةِ انْجِيَابَ الثَّوْبِ۔

صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ مکانات گرنے لگے رستے بند ہوگئے، جانور ہلاک ہونے لگے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی اے اللہ پہاڑوں اور ٹیلوں کی چوٹیوں پر نالوں کے نشیب اور جنگلوں میں پانی برسا۔ یہ دعا فرماتے ہی مدینہ سے کپڑے کی طرح بادل پھٹ گیا۔[۱]

بَابٌ ۶۴۴ مَا قِيلَ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يُحَوِّلْ رِدَاءَهُ فِي الْإِسْتِسْقَاءِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ۔

باب۔ یہ بیان کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کے دن بارش کی دعا کے لیے چادر نہیں الٹائی۔

۹۶۳۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ بِشْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَافَى بْنُ عِمْرَانَ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَجُلًا شَكَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلَاكَ الْمَالِ وَجَهْدَ الْعِيَالِ فَدَعَا اللّٰهَ يَسْتَسْقِي وَلَمْ يَذْكُرْ أَنَّهُ حَوَّلَ رِدَاءَهُ وَلَا اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ۔

(از حسن بن بشر از معافی ابن عمران از اوزاعی از اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ) حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہلاکت مال اور بچوں کی تکلیف اٹھانے کا شکوہ کیا، آپ نے اللہ سے دعا کی جس میں بارش طلب کر رہے تھے۔ اس حدیث میں یہ ذکر نہیں کیا گیا کہ آپ نے چادر الٹائی یا قبلے کی طرف منہ کیا۔

بَابٌ ۶۴۵ إِذَا اسْتَشْفَعُوا إِلَى الْإِمَامِ لِيَسْتَسْقِيَ لَهُمْ لَمْ يَرُدَّهُمْ۔

باب۔ جب لوگ امام سے بارش کی دعا کے لیے درخواست کریں تو امام انکار نہ کرے۔

۹۶۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ شَرِيكِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي نَمِرٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ هَلَكَتِ الْمَوَاشِي وَتَقَطَّعَتِ السُّبُلُ فَادْعُ اللّٰهَ

(از عبداللہ بن یوسف از مالک از شریک بن عبداللہ بن ابی نمر) حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا عرض کیا یا رسول اللہ! جانور ہلاک ہوئے، رستے بند ہوئے، اللہ سے دعا فرمائیے۔ آپ نے دعا فرمائی تو ایک جمعہ سے لے کر دوسرے جمعے تک ہم پر بارش ہوتی رہی۔ پھر ایک آدمی آپ کے

[۱] پانی پروردگار کی رحمت ہے اس کے بند ہوجانے کی بالکل دعا نہیں فرمائی بلکہ یوں فرمایا جہاں مفید ہے وہاں برسے حیدرآباد دکن میں ابھی کثرت سے بارش ہوئی طوفان آیا تو ایک بزرگ یوں دعا کرنے لگے یا اللہ ہم پر رحمت کا پانی برسا عذاب کا پانی نہ برسا۔ ۱۲ منہ۔

فَدَعَا اللّٰهَ فَمُطِرْنَا مِنَ الْجُمُعَةِ إِلَى الْجُمُعَةِ فَجَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ تَهَدَّمَتِ الْبُيُوْتُ وَتَقَطَّعَتِ السُّبُلُ وَهَلَكَتِ الْمَوَاشِيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ عَلٰى ظُهُوْرِ الْجِبَالِ وَالْاٰكَامِ وَبُطُوْنِ الْاَوْدِيَةِ وَمَنَابِتِ الشَّجَرِ فَانْجَابَتْ عَنِ الْمَدِيْنَةِ انْجِيَابَ الثَّوْبِ۔

پاس آیا اور کہنے لگا، یارسول اللہ! (کثرتِ باراں کی وجہ سے) مکانات گرنے لگے، رستے بند ہوگئے، جانور مرنے لگے، تو آپ نے دعا فرمائی اے اللہ! پہاڑوں، ٹیلوں کی چوٹیوں پر، نالوں کے نشیب اور جنگلوں میں برسا۔ اس دعا کے اثر سے فوراً بادل کپڑے کی طرح پھٹ گئے۔

بَابُ ۶۴۶ إِذَا اسْتَشْفَعَ الْمُشْرِكُوْنَ بِالْمُسْلِمِيْنَ عِنْدَ الْقَحْطِ۔

باب۔ اگر مشرکین مسلمانوں سے قحط دُور کرنے کے لیے دعا کی درخواست کریں۔ [۱]

۹۶۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ عَنْ سُفْيَانَ قَالَ حَدَّثَنَا مَنْصُوْرٌ وَّالْاَعْمَشُ عَنْ اَبِي الضُّحٰى عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ اَتَيْتُ ابْنَ مَسْعُوْدٍ فَقَالَ اِنَّ قُرَيْشًا اَبْطَؤُا عَنِ الْاِسْلَامِ فَدَعَا عَلَيْهِمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخَذَتْهُمْ سَنَةٌ حَتّٰى هَلَكُوْا فِيْهَا وَاَكَلُوا الْمَيْتَةَ وَالْعِظَامَ فَجَاءَهٗ اَبُوْ سُفْيَانَ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ جِئْتَ تَاْمُرُ بِصِلَةِ الرَّحِمِ وَاِنَّ قَوْمَكَ قَدْ هَلَكُوْا فَادْعُ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ فَقَرَاَ فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَاْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ الْاٰيَةَ ثُمَّ عَادُوْا اِلٰى كُفْرِهِمْ فَذٰلِكَ قَوْلُهٗ تَعَالٰى يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرٰى يَوْمَ بَدْرٍ وَزَادَ اَسْبَاطٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ فَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسُقُوا الْغَيْثَ فَاَطْبَقَتْ عَلَيْهِمْ

(از محمد بن کثیر از سفیان از منصور و اعمش از ابوالضحیٰ) مسروق فرماتے ہیں میں ابن مسعودؓ کے پاس آیا انہوں نے کہا کفارِ قریش نے اسلام لانے میں بیحد تاخیر و تامل کیا، تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے بد دعا کی، ان پر قحط نازل ہوا حتی کہ وہ اس قحط کے سبب ہلاک ہونے لگے، مُردار اور ہڈیاں کھانے لگے۔ چنانچہ ابوسفیان آپؐ کی خدمت میں آیا اور عرض کی آپؐ تو صلہ رحمی کا حکم دیتے ہیں اور آپؐ کی قوم ہلاک ہو رہی ہے۔ آپؐ اللہ سے دعا فرمائیے۔ آنحضرتؐ نے (سورۂ دخان کی) یہ آیت پڑھی۔ ترجمہ: "اس دن کا منتظر رہ جس دن آسمان سے دھواں ظاہر ہوگا"۔ (آخر آپ نے دعا کی بارش ہوئی قحط دور ہوا) پھر کفار مغرور ہو کر اپنے کفر میں لوٹ گئے اس کا ذکر اس سورۂ دخان میں یوں ہے ترجمہ: "جس دن ہم سخت پکڑیں گے"۔ اس سے مراد بدر کا دن ہے۔ اسباط نے منصور سے مزید روایت کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے دعا فرمائی

[۱] یعنی اگر قحط پڑے اور مشرک لوگ مسلمانوں سے دعا کے طالب ہوں تو مسلمان دعا میں دریغ نہ کریں اس لیے کہ مشرکوں سے احسان کرنا منع نہیں دوسرے اس میں اسلام کی عزت ہے ۱۲ منہ۔

سَبُعًا وَّ شَكَا النَّاسُ كَثْرَةَ الْمَطَرِ فَقَالَ اللّٰهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا فَانْمَحَى رَبُّ السَّحَابَةِ عَنْ رَأْسِهِ فَسُقُوا النَّاسُ حَوْلَهُمْ۔

توسات روز تک مسلسل بارش ہوتی رہی حتیٰ کہ لوگوں نے کثرتِ باراں کی شکایت کی تو آپ نے دعا فرمائی اے اللہ! ہمارے چاروں طرف برسا۔ ہم پر نہ برسا۔ اسی وقت بادل سر پر سے ہٹ گئے اور اردگرد آبادی پر بارش چلی گئی۔

بَابُ ۶۴۷ الدُّعَاءِ إِذَا كَثُرَ الْمَطَرُ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا۔

باب۔ جب بارش بے حد ہونے لگے تو یہ دعا کرنا اردگرد برسے ہم پر نہ برسے۔

۹۶۶۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَامَ النَّاسُ فَصَاحُوا فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَحَطَ الْمَطَرُ وَاحْمَرَّتِ الشَّجَرُ وَهَلَكَتِ الْبَهَائِمُ فَادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَسْقِيَنَا فَقَالَ اللّٰهُمَّ اسْقِنَا مَرَّتَيْنِ وَايْمُ اللّٰهِ مَا نَرَى فِي السَّمَاءِ قَزَعَةً مِّنْ سَحَابٍ فَنَشَأَتْ سَحَابَةٌ وَّأَمْطَرَتْ وَنَزَلَ عَنِ الْمِنْبَرِ فَصَلَّى فَلَمَّا انْصَرَفَ لَمْ تَزَلْ تُمْطِرُ إِلَى الْجُمُعَةِ الَّتِي تَلِيهَا فَلَمَّا قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ صَاحُوا إِلَيْهِ تَهَدَّمَتِ الْبُيُوتُ وَانْقَطَعَتِ السُّبُلُ فَادْعُ اللّٰهَ يَحْبِسُهَا عَنَّا فَتَبَسَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ اللّٰهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا فَكَشَطَتِ الْمَدِينَةُ فَجَعَلَتْ تُمْطِرُ حَوْلَهَا وَمَا تُمْطِرُ بِالْمَدِينَةِ قَطْرَةً فَنَظَرْتُ إِلَى الْمَدِينَةِ وَإِنَّهَا لَفِي مِثْلِ الْإِكْلِيلِ۔

(از محمد بن ابی بکر از معتمر بن سلیمان از عبید اللہ از ثابت) حضرت انسؓ فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کا خطبہ دے رہے تھے۔ کہ لوگوں نے فریاد کرنا شروع کر دیا۔ عرض کیا یا رسول اللہ برسات رُک گئی درخت سُرخ ہو گئے، جانور ہلاک ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیے، کہ بارش نازل فرمائے۔ آپ نے دعا کی اے اللہ! ہمیں سیراب فرما سیراب فرما۔ بخدا ہم کو آسمان پر بادل کا ایک ٹکڑا ابھی نظر نہ آتا تھا۔ دعا فرماتے ہی ایک ابر اٹھا اور برسنے لگا۔ آپؐ ممبر سے اترے اور نماز پڑھائی، نماز سے فارغ ہوئے اور پانی دوسرے جمعے تک پڑتا رہا۔ جب آپ دوسرے جمعہ میں خطبہ کے لیے کھڑے تھے۔ تو لوگ پھر فریاد کرنے لگے۔ مکانات گرنے لگے رستے بند ہو گئے۔ اللہ سے دعا فرمائیے بارش روک دے۔ یہ سُن کر آپؐ مسکرائے[1] اور دعا فرمائی۔ اے اللہ! ہمارے اردگرد برسا ہم پر نہ برسا۔ چنانچہ آپ کی دعا سے مدینہ کھل گیا اور مدینے کے گرد و نواح میں بارش ہونے لگی مدینہ میں ایک قطرہ تک پانی نہ پڑا۔ میں نے مدینہ کو دیکھا، تو گویا وہ ابر کو تاج کی طرح چاروں طرف سے پہنے ہوئے ہے (اور خود بادلوں سے پاک ہے)

بَابُ ۶۴۸ الدُّعَاءِ فِي الْاِسْتِسْقَاءِ

باب۔ استسقا میں کھڑے ہو کر دعا مانگنا۔ ابونعیم

[1] کہ ابھی اگلے جمعے میں تو پانی برسنے کے لیے یہ تقاضا تھا اور ابھی برسنے سے گھبرا رہے ہیں ۱۲ منہ۔

قَائِمًا۔ وَقَالَ لَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ عَنْ زُهَيْرٍ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ خَرَجَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيْدَ الْاَنْصَارِيُّ وَخَرَجَ مَعَهُ الْبَرَآءُ بْنُ عَازِبٍ وَّزَيْدُ بْنُ اَرْقَمَ فَاسْتَسْقٰى فَقَامَ لَهُمْ عَلٰى رِجْلَيْهِ عَلٰى غَيْرِ مِنْبَرٍ فَاسْتَسْقٰى ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ يَجْهَرُ بِالْقِرَآءَةِ وَلَمْ يُؤَذِّنْ وَلَمْ يُقِمْ قَالَ اَبُوْ اِسْحٰقَ وَرَاٰى عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيْدَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

بیان کرتے ہیں بحوالہ زہیر از ابواسحاق کہ عبداللہ[1] بن یزید انصاری معہ براء بن عازب و زید بن ارقم دعائے استسقا کے لیے تشریف لے گئے۔ عبداللہ نے بارش کے لیے دعا کی تو پاؤں پر کھڑے رہے منبر پر نہ تھے۔ دعا کی بعد ازاں دو رکعتیں صلوٰۃ الاستسقا پڑھیں، قرأت آواز سے کی، لیکن اذان اور اقامت نہیں پڑھی گئی، ابواسحاق فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن یزید انصاری آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے تھے (یعنی صحابی تھے)

۹۶۷۔ حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَبَّادُ بْنُ تَمِيْمٍ اَنَّ عَمَّهُ وَكَانَ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخْبَرَهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ بِالنَّاسِ يَسْتَسْقِيْ لَهُمْ فَقَامَ فَدَعَا اللّٰهَ قَائِمًا ثُمَّ تَوَجَّهَ قِبَلَ الْقِبْلَةِ وَحَوَّلَ رِدَآءَهُ فَاُسْقُوْا۔

(از ابوالیمان از شعیب از زہری از عباد بن تمیم) عباد کے عم محترم عبداللہ بن زید صحابی رسول فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو اپنے ساتھ لے کر استسقا کے لیے تشریف لے گئے آپؐ نے کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ سے دعا کی پھر قبلے کی جانب رُخِ انور کیا اور اپنی چادر مبارک اُلٹائی، چنانچہ آپ کی دعا کے اثر سے دنیا بارش سے سیراب ہوئی۔

بَابُ ۶۴۹ الْجَهْرِ بِالْقِرَآءَةِ فِي الْاِسْتِسْقَآءِ۔

باب۔ نمازِ استسقا میں آواز سے قرأت پڑھنا۔

۹۶۸۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ ذِئْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيْمٍ عَنْ عَمِّهِ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَسْقِيْ فَتَوَجَّهَ اِلَى الْقِبْلَةِ يَدْعُوْ وَحَوَّلَ رِدَآءَهُ ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ يَجْهَرُ فِيْهِمَا بِالْقِرَآءَةِ۔

(از ابونعیم از ابن ابی ذئب از زہری از عباد بن تمیم) عباد کے عم محترم فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز استسقا کے لیے تشریف لے گئے۔ آپ قبلہ کی طرف منہ کر کے دعا کرتے رہے اور اپنی چادر الٹائی۔ پھر دو رکعت نماز استسقا ادا کی، جس میں آپ نے آواز سے قرأت پڑھی۔

[1] یہ واقعہ ۶۴ ہجری کا ہے عبداللہ بن یزید کوفہ کے حاکم تھے عبداللہ بن زبیر کی طرف سے ۱۲ منہ۔

بَابٌ ۶۵۰ كَيْفَ حَوَّلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ظَهْرَهُ إِلَى النَّاسِ۔

باب۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کی طرف کس طرح پشت مبارک کی [1]

۹۶۹۔ حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ عَنْ عَمِّهِ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ خَرَجَ يَسْتَسْقِي قَالَ فَحَوَّلَ إِلَى النَّاسِ ظَهْرَهُ وَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ يَدْعُو ثُمَّ حَوَّلَ رِدَاءَهُ ثُمَّ صَلَّى لَنَا رَكْعَتَيْنِ جَهَرَ فِيهِمَا بِالْقِرَاءَةِ۔

(از آدم از ابن ابی ذئب از زہری از عباد بن تمیم) عباد کے عم محترم کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جس دن استسقا کے لیے تشریف لے گئے میں نے آپ کو دیکھا۔ آپ نے پشت مبارک صحابہ رض کی طرف کی، قبلے کی طرف رخ انور کیا اور دعا کرتے رہے پھر اپنی چادر مبارک الٹائی اور ہمیں دو رکعت نماز استسقا پڑھائی۔ اس میں آپ نے قرات آواز سے ادا کی۔

بَابٌ ۶۵۱ صَلٰوةِ الْاِسْتِسْقَاءِ رَكْعَتَيْنِ۔

باب۔ استسقار کی نماز دو رکعت پڑھنا۔

۹۷۰۔ حَدَّثَنِي قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ عَنْ عَمِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَسْقَى فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ وَقَلَبَ رِدَاءَهُ۔

(قتیبہ بن سعید از سفیان از عبداللہ بن ابی بکر از عباد بن تمیم) عباد کے عم محترم کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز استسقا میں دو رکعت ادا کی اور چادر الٹائی۔

بَابٌ ۶۵۲ الْاِسْتِسْقَاءِ فِي الْمُصَلّٰى۔

باب۔ عیدگاہ میں استسقا کرنا۔

۹۷۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ سَمِعَ عَبَّادَ بْنَ تَمِيمٍ عَنْ عَمِّهِ قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْمُصَلّٰى يَسْتَسْقِي وَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ وَقَلَبَ رِدَاءَهُ قَالَ سُفْيَانُ وَأَخْبَرَنِي الْمَسْعُودِيُّ عَنْ أَبِي بَكْرٍ قَالَ جَعَلَ الْيَمِينَ عَلَى الشِّمَالِ۔

(عبداللہ بن محمد از سفیان از عبداللہ بن ابی بکر از عباد بن تمیم) عباد کے عم محترم رض کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم استسقار کے لیے عیدگاہ تشریف لے گئے۔ قبلے کی طرف رخ کیا۔ دو رکعت نماز ادا فرمائی اور چادر مبارک الٹائی۔ سفیان بحوالہ مسعودی از ابوبکر رض فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چادر کا دایاں حصہ بائیں کندھے پر ڈالا۔ (اور بایاں حصہ دائیں کندھے پر)

---

[1] یعنی وعظ نصیحت سے فراغت کر کے دعا کرتے وقت ۱۲ منہ۔

باب ۶۵۳ اِسْتِقْبَالِ الْقِبْلَةِ فِي الْاِسْتِسْقَاءِ۔

باب۔ استسقاء میں قبلے کی طرف منہ کرنا۔

۹۷۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ اَخْبَرَنِي اَبُوْ بَكْرِ بْنُ مُحَمَّدٍ اَنَّ عَبَّادَ بْنَ تَمِيمٍ اَخْبَرَهُ اَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ زَيْدٍ الْاَنْصَارِيَّ اَخْبَرَهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ اِلَى الْمُصَلَّى يُصَلِّي وَاَنَّهُ لَمَّا دَعَا اَوْ اَرَادَ اَنْ يَدْعُوَ اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وَحَوَّلَ رِدَاءَهُ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللهِ عَبْدُ اللهِ بْنُ زَيْدٍ هٰذَا مَازِنِيٌّ وَالْاَوَّلُ كُوْفِيٌّ هُوَ ابْنُ يَزِيْدَ۔

(از محمد از عبدالوہاب از یحییٰ بن سعید از ابوبکر بن محمد از عباد بن تمیم) حضرت عبداللہ بن زید انصاری فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عیدگاہ تشریف لے گئے نماز استسقا کے لیے، توجب آپ دُعا کرنے لگے یا دعا کا ارادہ فرمایا تو قبلہ کی طرف چہرہ مبارک کیا، اور چادر الٹائی۔

امام بخاریؒ فرماتے ہیں اس حدیث کے راوی عبداللہ بن زید مازنی ہیں اور باب الدعا فی الاستسقا میں جس عبداللہ راوی کا ذکر آیا ہے وہ عبداللہ بن یزید کوفی ہیں۔

باب ۶۵۴ رَفْعِ النَّاسِ اَيْدِيَهُمْ مَعَ الْاِمَامِ فِي الْاِسْتِسْقَاءِ۔ وَقَالَ اَيُّوْبُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنِي اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِي اُوَيْسٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ اَتَى رَجُلٌ اَعْرَابِيٌّ مِّنْ اَهْلِ الْبَدْوِ اِلَى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ هَلَكَتِ الْمَاشِيَةُ هَلَكَ الْعِيَالُ

باب۔ نماز استسقا میں امام کے ساتھ مقتدی بھی ہاتھ اٹھائیں۔ (ایوب بن سلیمان بحوالہ ابوبکر بن ابی ادیس از سلیمان بن بلال از یحییٰ بن سعید) انس بن مالک فرماتے ہیں ایک بدو جمعہ کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا یارسول اللہ جانور ہلاک ہوگئے، بچے ہلاک ہوگئے، لوگ ہلاک ہوگئے آپ نے یہ سُن کر دونوں ہاتھ دعا کے لیے اٹھائے، لوگوں نے بھی آپ کے ساتھ اپنے ہاتھ اٹھائے دعا کرنے لگے [1] انسؓ فرماتے ہیں ہم مسجد سے باہر ابھی نہ نکلے تھے کہ ہم پر برسات شروع ہوگئی اور دوسرے جمعہ

---

[1] اس حدیث سے یہ نکلا کہ استسقاء میں ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا مستحب ہے امام مالکؒ سے اور دعاؤں میں ہاتھ اٹھانا منقول نہیں ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ ہر ایک دعا میں ہاتھ اٹھانا مستحب ہے اور یہ جو ایک حدیث میں ہے کہ آپ سوا استسقاء اور دعاؤں میں ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے اس کا مطلب یہ ہے کہ مبالغہ نہیں کرتے تھے یعنی بہت نہیں اٹھاتے تھے چنانچہ اسی حدیث میں ہے کہ استسقاء میں اتنے اٹھاتے کہ آپ کی بغلوں کی سفیدی دکھلائی دیتی مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ استسقاء کی دعا میں آپ نے ہتھیلی کی پُشت آسمان کی طرف کی اور شافعیہ نے کہا قحط وغیرہ بلیات کے رفع کے لیے اسی طرح دعا کرنا سنت ہے ۱۲

هَلَكَ النَّاسُ فَرَفَعَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَيْهِ يَدْعُو وَرَفَعَ النَّاسُ أَيْدِيَهُمْ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُونَ قَالَ فَمَا خَرَجْنَا مِنَ الْمَسْجِدِ حَتَّى مُطِرْنَا فَمَا زِلْنَا نُمْطَرُ حَتَّى كَانَتِ الْجُمُعَةُ الْأُخْرَى فَأَتَى الرَّجُلُ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ بَشِقَ الْمُسَافِرُ وَمُنِعَ الطَّرِيقُ بَشِقَ أَيْ مَلَّ وَ قَالَ الْأُوَيْسِيُّ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ وَشَرِيكٍ قَالَا سَمِعْنَا أَنَسًا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى رَأَيْتُ بَيَاضَ إِبْطَيْهِ۔

تک جاری رہی، پھر وہی شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یارسول اللہ بارش بہت ہونے سے مسافر پریشان ہو گئے ہیں، راستے بند ہو گئے ہیں۔ بَشِقَ کے معنی مَلَّ یعنی گھبرا گیا، تنگ آ گیا، پریشان ہو گیا۔ اویسی نے کہا بحوالہ محمد بن جعفر از یحییٰ بن سعید و شریک، حضرت انس فرماتے ہیں، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں ہاتھ اُٹھائے اتنے کہ میں نے آپ کی بغلوں کی سفیدی دیکھ لی۔

بَابٌ ۶۵۵ رَفْعِ الْإِمَامِ يَدَهُ فِي الْاِسْتِسْقَاءِ۔

باب۔ استسقا میں امام کا (دعا کے لیے) ہاتھ اُٹھانا۔

۹۷۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى وَابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي شَيْءٍ مِنْ دُعَائِهِ إِلَّا فِي الْاِسْتِسْقَاءِ وَإِنَّهُ يَرْفَعُ حَتَّى يُرَى بَيَاضُ إِبْطَيْهِ۔

(از محمد بن بشار از یحییٰ و ابن ابی عدی از سعید از قتادہ) حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی دعا میں استسقا کے سوا ہاتھ نہیں اُٹھاتے تھے[1]۔ استسقا میں آپ اس قدر اُونچے اور کھلے ہاتھ اٹھاتے تھے کہ بغلوں کی سفیدی نظر آجاتی تھی۔

---

[1] یعنی بہت مبالغہ کے ساتھ ورنہ اور دعاؤں میں بھی آنحضرتؐ سے ہاتھ اُٹھانا ثابت ہے اور امام بخاری نے کتاب الدعوات میں اس کے لیے ایک باب قائم کیا ہے ۱۲ منہ۔

باب ۶۵۶ مَا يُقَالُ إِذَا أَمْطَرَتْ. وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كَصَيِّبٍ الْمَطَرُ وَقَالَ غَيْرُهُ صَابَ وَأَصَابَ يَصُوبُ۔

باب - بارش کے وقت کیا پڑھنا چاہیے؟ ابن عباسؓ کہتے ہیں سورہ بقرہ کے شروع میں کصیب من السماء میں صَیِّبْ کے معنی بارش کے ہیں[1]۔ باقی لوگوں نے کہا کہ صیب صاب یصوب سے نکالا گیا ہے اسی سے اصاب ہے۔[2]

۹۷۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ قَالَ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا رَأَى الْمَطَرَ قَالَ اللَّهُمَّ صَيِّبًا نَافِعًا تَابَعَهُ الْقَاسِمُ بْنُ يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللهِ وَرَوَاهُ الْأَوْزَاعِيُّ وَعُقَيْلٌ عَنْ نَافِعٍ۔

(از محمد بن مقاتل از عبداللہ از عبیداللہ از نافع از قاسم بن محمد) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب بارش دیکھتے تو پڑھتے اللھم صیبا نافعا۔[3] (اے اللہ بارش مفید ہو) محمد بن مقاتل کے ساتھ اس حدیث کو قاسم بن یحییٰ نے بھی عبیداللہ سے روایت کیا ہے اوزاعی اور عقیل نے بھی نافع سے۔

باب ۶۵۷ مَنْ تَمَطَّرَ فِي الْمَطَرِ حَتَّى يَتَحَادَرَ عَلَى لِحْيَتِهِ۔

باب - مینہ میں ٹھیرے رہنا حتیٰ کہ داڑھی سے پانی ٹپکنے لگے۔

۹۷۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ قَالَ أَخْبَرَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ الْأَنْصَارِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ أَصَابَتِ النَّاسَ سَنَةٌ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَيْنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ عَلَى الْمِنْبَرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ قَامَ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ هَلَكَ الْمَالُ وَجَاعَ الْعِيَالُ فَادْعُ

(از محمد بن مقاتل از عبداللہ از اوزاعی از اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ انصاری) حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں قحط نازل ہوا ایک بار جمعے کے دن منبر پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ مبارک ارشاد فرما رہے تھے کہ ایک بدّو آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! مال جانور ہلاک ہو گئے، بچے بھوکے ہو گئے لہٰذا آپ اللہ سے ہمارے لیے دعا فرمائیے کہ وہ پانی برسائے آپ نے یہ سُن کر دعا کے لیے دونوں ہاتھ اٹھائے، اس وقت آسمان پر ابر کا ایک ذرہ بھی نہ تھا، دعا فرماتے ہی پہاڑوں کی طرح بادل اُمنڈ آیا۔

---

[1] چونکہ باب کی حدیث میں صیب کا لفظ آیا اور قرآن شریف میں بھی یہ آیا تھا تو امام بخاری نے اپنی عادت کے موافق اس کی تفسیر کر دی اس کی طبری نے علی بن ابی طلحہ کے طریق سے وصل کیا انہوں نے ابن عباس سے ابن عباسؓ کے قول سے تو صیب کے معنی بیان کیے اب دوسروں کے قول سے صیب کا اشتقاق بیان کیا کہ یہ کلمہ اجوف واوی ہے اس کا مجرد صاب یصوب ہے اور مزید اصاب ۱۲ منہ [2] ابن عباسؓ سے ۱۲ منہ [3] یعنی رحمت کا مینہ جس سے آدمیوں اور جانوروں کو فائدہ ہو یعنی پیداوار اچھی ہو نہ عذاب کا مینہ یعنی نقصان دینے والا ۱۲ منہ۔

اللّٰهَ لَنَا أَنْ يَسْقِيَنَا قَالَ فَرَفَعَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَيْهِ وَمَا فِي السَّمَاءِ قَزَعَةٌ قَالَ فَثَارَ سَحَابٌ أَمْثَالَ الْجِبَالِ ثُمَّ لَمْ يَنْزِلْ عَنْ مِنْبَرِهِ حَتَّى رَأَيْتُ الْمَطَرَ يَتَحَادَرُ عَلَى لِحْيَتِهِ قَالَ فَمُطِرْنَا يَوْمَنَا ذٰلِكَ وَمِنَ الْغَدِ وَمِنْ بَعْدِ الْغَدِ وَالَّذِي يَلِيهِ إِلَى الْجُمُعَةِ الْأُخْرَى فَقَامَ ذٰلِكَ الْأَعْرَابِيُّ أَوْ رَجُلٌ غَيْرُهُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ تَهَدَّمَ الْبِنَاءُ وَغَرِقَ الْمَالُ فَادْعُ اللّٰهَ لَنَا فَرَفَعَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَيْهِ فَقَالَ اللّٰهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا قَالَ فَمَا جَعَلَ يُشِيرُ بِيَدَيْهِ إِلَى نَاحِيَةٍ مِنَ السَّمَاءِ إِلَّا تَفَرَّجَتْ حَتَّى صَارَتِ الْمَدِينَةُ فِي مِثْلِ الْجَوْبَةِ حَتَّى سَالَ الْوَادِي وَادِي قَنَاةَ شَهْرًا قَالَ فَلَمْ يَجِئْ أَحَدٌ مِنْ نَاحِيَةٍ إِلَّا حَدَّثَ بِالْجَوْدِ۔

پھر آپ ممبر سے ابھی نیچے تشریف نہ لائے تھے، کہ میں نے دیکھا آپ کی ریش مبارک پر پانی پانی ہوگیا ہے حضرت انس فرماتے ہیں۔ اس دن دوسرے دن تیسرے دن چھوتھے دن حتیٰ کہ آئندہ جمعہ تک بارش رہی پھر وہی بدو یا کوئی اور شخص آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! مکان گر گئے جانور ڈوب گئے اللہ سے دعا کیجیے (کہ بارش تھمے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں ہاتھ اٹھائے اور فرمایا اے اللہ! ہمارے ارد گرد بارش برسا ہم پر نہ برسا۔ انس رض کہتے ہیں آسمان کے جس کونہ کی طرف بھی آپ نے ہاتھ سے اشارہ کیا وہاں سے بادل پھٹ گیا۔ بارش کا اثر اتنا رہا، کہ مدینہ حوض کی طرح ہوگیا اور قناۃ[1] کا نالہ مہینہ بھر بہتا رہا۔ حضرت انس رض کہتے ہیں کوئی بھی ایسا شخص مدینہ کے باہر اطراف سے نہیں آیا جس نے یہ نہ کہا ہو کہ بارش زوروں پر ہے۔

بَابٌ ۶۵۸ إِذَا هَبَّتِ الرِّيحُ۔

باب۔ آندھی چلے[2]

۹۷۶۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ أَخْبَرَنِي حُمَيْدٌ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ كَانَتِ الرِّيحُ الشَّدِيدَةُ إِذَا هَبَّتْ عُرِفَ ذٰلِكَ فِي وَجْهِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

(از سعید بن ابی مریم از محمد بن جعفر از حمید) حضرت انس رض بن مالک رض فرماتے ہیں جب کوئی شدید طوفان آتا، تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک پر ڈر کا اثر معلوم ہوتا تھا۔

بَابٌ ۶۵۹ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نُصِرْتُ بِالصَّبَا۔

باب۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد بادِ صبا کے ذریعہ میری مدد کی گئی۔[3]

---

[1] قناۃ مدینہ کے ایک نالے کا نام ہے جیسے اوپر گذر چکا ہے ۱۲ منہ [2] آندھی کے بعد چونکہ اکثر پانی آتا ہے اس مناسبت سے اس کو یہاں بیان کیا قومِ عاد پر آندھی سے عذاب ہوا تھا اس لیے جب آتی تو آپ گھبرا جاتے مسلم کی روایت میں ہے جب آندھی چلتی تو آپ فرماتے اللھم انی اسالک خیرہا وخیر ما فیہا و اعوذ بک من شرہا وشر ما فیہا وشر ما ارسلت بہ ایک روایت میں ہے کہ آپ جب آندھی چلتی تو دو زانوں بیٹھتے اور فرماتے اللھم اجعلہا ریاحا ولا تجعلہا ریحا ۱۲ منہ [3] جنگِ خندق میں بارہ ہزار کافروں نے مسلمانوں کو ہر طرف سے گھیر لیا تھا آخر اللہ تعالیٰ نے پوربی ہوا ایسی بھیجی کہ ان کے ڈیرے اکھڑ گئے (باقی اگلے صفحہ پر)

۹۷۷۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نُصِرْتُ بِالصَّبَا وَاُهْلِكَتْ عَادٌ بِالدَّبُوْرِ۔

(از مسلم از شعبہ از حکم از مجاہد) حضرت ابن عباس کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، بادِ صبا کے ذریعے میری مدد کی گئی اور قومِ عاد پچھوا ہوا سے تباہ ہوئی۔

بَابُ ۶۶ مَا قِيْلَ فِي الزَّلَازِلِ وَالْاٰيَاتِ۔

باب۔ زلزلوں اور نشانیوں کا بیان [۱]

۹۷۸۔ حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الزِّنَادِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يُقْبَضَ الْعِلْمُ وَتَكْثُرَ الزَّلَازِلُ وَيَتَقَارَبَ الزَّمَانُ وَتَظْهَرَ الْفِتَنُ وَيَكْثُرَ الْهَرْجُ وَهُوَ الْقَتْلُ الْقَتْلُ حَتّٰى يَكْثُرَ فِيْكُمُ الْمَالُ فَيَفِيْضَ۔

(از ابوالیمان از شعیب از ابوالزناد از عبدالرحمٰن) حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک علمِ دین اٹھا نہ لیا جائے گا، اس وقت زلزلے کثرت سے آئیں گے۔ زمانہ جلدی جلدی گذرتا معلوم ہوگا [۲]۔ فسادات ظاہر ہوں گے۔ ہرج بہت ہونے لگے گا یعنی قتل۔ تمہیں مال و دولت کثرت سے ملے گی حتیٰ کہ بہنے لگے گی۔

۹۷۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ الْحَسَنِ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ شَامِنَا وَفِيْ يَمَنِنَا قَالَ قَالُوْا وَفِيْ نَجْدِنَا قَالَ قَالَ اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ شَامِنَا وَفِيْ يَمَنِنَا قَالَ قَالُوْا وَفِيْ نَجْدِنَا قَالَ قَالَ هُنَالِكَ الزَّلَازِلُ وَالْفِتَنُ وَبِهَا يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطٰنِ۔

(از محمد بن مثنیٰ از حسین بن حسن از ابن عون از نافع) ابن عمرؓ نے یوں دعا کی: اے اللہ ہمارے شام اور یمن میں برکت نازل فرما۔ لوگوں نے اضافہ کیا، کہ اے اللہ! ہمارے نجد میں بھی برکت دے حضرت ابن عمرؓ نے پھر یہی کہا یا اللہ! ہمارے شام اور یمن میں برکت دے۔ پھر لوگوں نے اضافہ کیا، کہ اے اللہ! ہمارے نجد [۳] میں بھی برکت دے۔ حضرت ابن عمر نے کہا وہاں تو زلزلے اور فسادات واقع ہوں گے اور وہیں سے شیطان کا گروہ نکلے گا۔

بَابُ ۶۶۱ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ

باب۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد وتجعلون رزقکم

(بقیہ) آگ بجھ گئی آنکھوں میں خاک گھس گئی پریشان ہوکر کافر بھاگ نکلے ۱۲ منہ [۱] سخت آندھی کا بیان ہوا تو اس کے ساتھ بھونچال کا بھی ذکر کر دیا دونوں آفتیں ہیں بھونچال یا گرج یا آندھی یا زمین دھنسنے میں ہر شخص کو دعا اور استغفار کرنا چاہیے اور زلزلے میں نماز بھی پڑھنا بہتر ہے لیکن اکیلے اکیلے جماعت اس میں مسنون نہیں حضرت عمرؓ نے اس کا حکم دیا اور حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ زلزلے میں انہوں نے جماعت سے نماز پڑھی تو یہ صحیح نہیں ہے ۱۲ منہ [۲] بادشاہت پر بادشاہت چڑھے گی جیسے انجیل مقدس میں ہے ۱۲ منہ [۳] نجد عرب سے مشرق کی طرف واقع ہے نجد سے تمام ممالک مشرقیہ مراد ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا کہ مشرق کا ملک فساد کی جڑ ہے اس لیے اس کے لیے دعا نہیں فرمائی ۱۲ منہ۔

وَتَجْعَلُوْنَ رِزْقَكُمْ اَنَّكُمْ تُكَذِّبُوْنَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ شُكْرَكُمْ۔

انکم تکذبون تم نے اپنا شکر تکذیب بنا لیا ہے۔ ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رزق کا معنی یہاں شکر ہے۔[1] (یعنی تم اللہ کا شکر یوں کرتے ہو کہ اسے جھٹلاتے ہو۔)

۹۸۰۔ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدِنِ الْجُهَنِيِّ اَنَّهٗ قَالَ صَلّٰى لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةَ الصُّبْحِ بِالْحُدَيْبِيَةِ عَلٰى اِثْرِ سَمَآءٍ كَانَتْ مِنَ اللَّيْلَةِ فَلَمَّا انْصَرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ هَلْ تَدْرُوْنَ مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ اَصْبَحَ مِنْ عِبَادِيْ مُؤْمِنٌ بِيْ وَكَافِرٌ فَاَمَّا مَنْ قَالَ مُطِرْنَا بِفَضْلِ اللّٰهِ وَرَحْمَتِهٖ فَذٰلِكَ مُؤْمِنٌ بِيْ وَكَافِرٌ بِالْكَوْكَبِ وَاَمَّا مَنْ قَالَ بِنَوْءِ كَذَا وَكَذَا فَذٰلِكَ كَافِرٌ بِيْ مُؤْمِنٌ بِالْكَوْكَبِ۔

(از اسمٰعیل از مالک از صالح بن کیسان از عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود) زید بن خالد جُہنی فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حُدیبیہ میں بھی نمازِ صبح پڑھائی، رات کو بارش ہو چکی تھی جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے، تو لوگوں کی طرف منہ کیا تمہیں معلوم ہے؟ اللہ میاں کیا فرماتے ہیں انہوں نے عرض کیا۔ اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا آج میرے دو طرح کے بندوں نے صبح کی۔ ایک مومن ہے ایک کافر جس شخص نے یہ کہا کہ اللہ کے فضل و رحمت سے بارش ہوئی وہ مومن ہے اور ستاروں کا وہ منکر ٹھیرا۔ جس شخص نے یوں کہا کہ بارش فلاں تارے کے فلاں مقام پر آنے سے واقع ہوئی وہ تاروں کا ماننے والا اور میرا کفر کرنے والا ٹھیرا۔[2]

بَابٌ ۶۶۲ لَا يَدْرِيْ مَتٰى يَجِيْءُ الْمَطَرُ اِلَّا اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ۔ وَقَالَ

باب۔ اللہ کے سوا کسی کو معلوم نہیں ہوتا کہ بارش کب واقع ہوتی ہے[3]؟ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں

[1] اس کو سعید بن منصور ابن مردویہ نے نکالا مطلب یہ ہے کہ جب اللہ کے فضل و کرم سے پانی برسے تو تم کو اس کا شکر کرنا چاہیے لیکن تم شکر کے بدلے یہ کرتے ہو کہ اللہ کو تو جھٹلاتے ہو جس نے پانی برسایا اور ستاروں کو مانتے ہو کہتے ہو ان کی گردش سے پانی پڑا اس آیت کی مناسبت باب استسقاء سے ظاہر ہو گئی اب زید ابن خالد کی حدیث جو اس باب میں لائے وہ بھی بارش ہی سے متعلق ہے اور مسلم کی روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں بارش ہوئی پھر آپ نے یہی فرمایا جو اس حدیث میں ہے پھر یہ آیتیں اتریں فلا اقسم بمواقع النجوم سے لے کر وتجعلون رزقکم انکم تکذبون ۱۲ منہ

[2] تاروں کو بارش کی علت یا فعل یا خالق یا مؤثر سمجھنا صریح کفر شرک ہے البتہ اگر کوئی یوں سمجھے کہ عادت ایسی ہے کہ فلاں تارے کے فلاں مقام پر آنے کے وقت اکثر پانی برستا ہے جیسے منقول ہے کہ حضرت عمرؓ اور حضرت عباسؓ نے ثریا کے اوتار چڑھاؤ کا بارش کے لیے انتظار کیا ہمارے زمانہ میں شرک بہت پھیل گیا ہے اب تاروں سے بارش کا ذرا بھی تعلق سمجھنا مشرکوں کی رسم ہے مومن کو اس سے پرہیز کرنا چاہیے ۱۲ منہ

[3] ہمارے زمانہ میں بہت سے نام کے مسلمان دھوتی بند پنڈتوں کی بات پر یقین کرتے ہیں کہ فلاں تاریخ یہ ہوگا وہ ہوگا، یہ اُن کی جہالت ہے۔

أَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمْسٌ لَا يَعْلَمُهُنَّ إِلَّا اللهُ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، پانچ باتوں کا علم خدا کے سوا کسی کو نہیں۔

۹۸۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِفْتَاحُ الْغَيْبِ خَمْسٌ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا اللهُ لَا يَعْلَمُ أَحَدٌ مَا يَكُونُ فِي غَدٍ وَلَا يَعْلَمُ أَحَدٌ مَا يَكُونُ فِي الْأَرْحَامِ وَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ وَمَا يَدْرِي أَحَدٌ مَتَى يَجِيءُ الْمَطَرُ۔

(از محمد بن یوسف از سفیان از عبداللہ بن دینار) حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ غیب کی چابیاں پانچ ہیں، جنہیں سوائے خدا کے اور کوئی نہیں جانتا۔ کسی شخص کو معلوم نہیں کہ کل کیا ہونے والا ہے؟ دوسرا[۲] کسی کو معلوم نہیں پیٹ میں کیا ہے، کیسی اولاد ہے؟ تیسرے[۳] کسی کو معلوم نہیں کل وہ کیا کام کرے گا؟ (اچھا یا برا کام) چوتھے[۴] یہ کسی کو معلوم نہیں کس خطۂ زمین پر اس کی موت واقع ہوگی؟ پانچویں[۵] یہ بھی کوئی نہیں جانتا یقینی طور پر کہ بارش کب[۱] آئے گی؟ (کتنے گھنٹے، منٹ اور کتنے سیکنڈ پر)

[۱] جب اللہ نے صاف قرآن میں اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث میں فرما دیا کہ اللہ کے سوا کسی کو یہ علم نہیں ہے کہ برسات کب پڑے گی تو جس شخص میں ذرا بھی ایمان ہوگا وہ ان دھوتی بند پنڈتوں کی بات کیوں ماننے لگا اور ان پر اعتقاد رکھے معلوم ہوا وہ دائرہ ایمان سے خارج اور کافر ہے لطف یہ ہے کہ رات دن پنڈتوں کا جھوٹ اور بے لگا پر دیکھنے جاتے ہیں اور پھر ان کا پیچھا نہیں چھوڑتے اور کافر لوگ ایسا کریں تو چنداں تعجب نہیں حیرت ہوتی ہے کہ باوجود دعوی اسلام مسلمان بادشاہ اور امیر نجومیوں کی باتیں نکلتی سنتے ہیں اور ان سے آئندہ واقعات پوچھتے ہیں معلوم نہیں کہ ان نام کے مسلمانوں کی عقل کہاں تشریف لے گئی ہے صدہا مسلمانی بادشاہتیں نجومیوں پر اعتقاد رکھنے سے تباہ اور برباد ہو چکی ہیں اور اب بھی مسلمان بادشاہ اس حرکت سے جو کفر صریح ہے باز نہیں آتے لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ۱۲ منہ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَبْوَابُ الْكُسُوْفِ

بَابٌ ۶۶۳ الصَّلٰوةِ فِي كُسُوْفِ الشَّمْسِ۔

۹۸۲۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ اَبِيْ بَكْرَةَ قَالَ كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَانْكَسَفَتِ الشَّمْسُ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجُرُّ رِدَاءَهُ حَتّٰى دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَدَخَلْنَا فَصَلّٰى بِنَا رَكْعَتَيْنِ حَتّٰى انْجَلَتِ الشَّمْسُ فَقَالَ اِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ اَحَدٍ وَاِذَا رَاَيْتُمُوْهَا فَصَلُّوْا وَادْعُوْا حَتّٰى يُكْشَفَ مَا بِكُمْ۔

۹۸۳۔ حَدَّثَنَا شِهَابُ بْنُ عَبَّادٍ قَالَ اَخْبَرَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنْ اِسْمٰعِيْلَ عَنْ قَيْسٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا مَسْعُوْدٍ يَقُوْلُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ اَحَدٍ مِّنَ النَّاسِ وَلٰكِنَّهُمَا اٰيَتَانِ مِنْ اٰيَاتِ اللّٰهِ فَاِذَا رَاَيْتُمُوْهَا فَقُوْمُوْا فَصَلُّوْا۔

۹۸۴۔ حَدَّثَنَا اَصْبَغُ قَالَ اَخْبَرَنِي ابْنُ وَهْبٍ

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا

ابواب گہن کے بیان میں

باب۔ کسوفِ آفتاب کے موقعے پر نماز پڑھنا۔

(از عمرو بن عون از خالد از یونس از حسن) ابوبکرہؓ فرماتے ہیں ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے جب سورج کو گہن لگا آپ اپنی چادر مبارک کو زمین پر سے اُٹھاتے ہوئے مسجد میں تشریف لائے، (جلدی میں) ہم بھی مسجد میں آئے۔ آپ نے ہمیں دو رکعت نماز پڑھائی وہ نماز اتنی طویل تھی، کہ اس کے دوران سورج گہن ختم ہو گیا۔ بعد ازاں فرمایا سورج گہن یا چاند گہن کسی کی موت کی وجہ سے[1] نہیں ہوتے جب تم سورج یا چاند گہن دیکھو تو نماز پڑھو اور گہن ختم ہونے تک دعائے خیر کرتے رہو۔

(از شہاب ابن عباد از ابراہیم بن حمید از اسمٰعیل از قیس) ابومسعود کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سورج گہن اور چاند گہن کسی شخص کی موت یا کسی کی زندگی (پیدائش) کی وجہ سے واقع نہیں ہوتے، بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کی آیات میں سے آیتیں ہیں۔ جب تم دیکھو تو کھڑے ہو کر نماز پڑھو۔

(از اصبغ از ابن وہب از عمرو از عبدالرحمٰن بن قاسم از والدش

---

[1] اتفاق سے جب حضرت ابراہیمؑ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے گذر گئے تو سورج کو گہن لگا بعضے لوگوں نے سمجھا کہ ان کی موت سے یہ گہن لگا آپ نے اس اعتقاد کا رد کیا جاہلیت کے لوگ ستاروں کی تاثیر زمین پر پڑنے کا اعتقاد رکھتے تھے ہماری شریعت میں اس کا ابطال ہوا جو کچھ کرتا ہے اللہ تعالیٰ کرتا ہے ستارے بے چارے کیا چیز ہیں وہ اللہ کی مخلوق ہیں اس کے حکم کے تابع ہیں ۱۲ منہ۔

قَالَ اَخْبَرَنِیْ عَمْرٌو عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ اَبِیْهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ كَانَ يُخْبِرُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ اَحَدٍ وَّلَا لِحَيَاتِهٖ وَلٰكِنَّهُمَا اٰيَتَانِ مِنْ اٰيَاتِ اللّٰهِ فَاِذَا رَاَيْتُمُوْهَا فَصَلُّوْا۔

قاسم بن محمد) عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سورج چاند نہ کسی کی موت کی وجہ سے گہن ہوتے ہیں نہ کسی کی زندگی کی وجہ سے، یہ اللہ کی آیات میں سے [۱] دو آیتیں ہیں۔ جب تم گہن دیکھو تو نماز پڑھو۔

۹۸۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ عَنِ الْمُغِيْرَةِ ابْنِ شُعْبَةَ قَالَ كَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ مَاتَ اِبْرَاهِيْمُ فَقَالَ النَّاسُ كَسَفَتِ الشَّمْسُ لِمَوْتِ اِبْرَاهِيْمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ اَحَدٍ وَّلَا لِحَيَاتِهٖ فَاِذَا رَاَيْتُمْ فَصَلُّوْا وَادْعُوا اللّٰهَ۔

(از عبداللہ بن محمد از ہاشم بن قاسم از شیبان ابو معاویہ از زیاد بن علاقہ) مغیرہ بن شعبہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں سورج گہن اسی روز ہوا جس دن حضرت ابراہیم (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے) کا انتقال ہوا۔ لوگوں نے کہا ابراہیم کی موت کی وجہ سے سورج گرہن ہوا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سورج اور چاند کسی کی موت و زندگی سے نہیں گہناتے جب تم گہن دیکھو تو نماز پڑھو اور اللہ سے دعا کرو۔

بَابٌ ۶۶۴ الصَّدَقَةِ فِي الْكُسُوْفِ

باب۔ سورج گرہن کے وقت صدقہ اور خیرات کرنا۔

۹۸۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ خَسَفَتِ الشَّمْسُ فِيْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّاسِ فَقَامَ فَاَطَالَ الْقِيَامَ ثُمَّ رَكَعَ فَاَطَالَ الرُّكُوْعَ ثُمَّ قَامَ

(از عبداللہ بن مسلمہ از مالک از ہشام ابن عروہ از عروہ) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں سورج گہن ہوا آپ نے لوگوں کو نماز پڑھائی۔ پہلے آپ کھڑے ہوئے تو بڑی دیر تک کھڑے رہے۔ پھر رکوع کیا، تو بڑی دیر تک رکوع میں رہے۔ پھر قیام کیا تو طویل قیام کیا لیکن پہلے قیام سے کم طویل، پھر دیر تک رکوع میں رہے مگر پہلے رکوع سے کم طویل، پھر

[۱] امام احمد اور نسائی اور ابن ماجہ وغیرہم کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ اللہ جل شانہٗ جب کسی چیز پر تجلی کرتا ہے تو وہ عاجزی سے اطاعت کرتی ہے تجلی کا مفہوم اور اس کا اصل مطلب اللہ ہی کو معلوم ہے بظاہر علماء ہیئات جو کہتے ہیں کہ زمین یا چاند حائل ہو جانے کی وجہ گہن ہوتا ہے یہ حدیث کے خلاف نہیں ہے ۱۲ منہ

فَأَطَالَ الْقِيَامَ وَهُوَ دُوْنَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ الرُّكُوْعَ وَهُوَ دُوْنَ الرُّكُوْعِ الْأَوَّلِ ثُمَّ سَجَدَ فَأَطَالَ السُّجُوْدَ ثُمَّ فَعَلَ فِي الرَّكْعَةِ الْأُخْرٰى مِثْلَ مَا فَعَلَ فِي الرَّكْعَةِ الْأُوْلٰى ثُمَّ انْصَرَفَ وَقَدْ تَجَلَّتِ الشَّمْسُ فَخَطَبَ النَّاسَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ اٰيَتَانِ مِنْ اٰيَاتِ اللّٰهِ لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَّلَا لِحَيَاتِهٖ فَإِذَا رَأَيْتُمْ ذٰلِكَ فَادْعُوا اللّٰهَ وَكَبِّرُوْا وَصَلُّوْا وَتَصَدَّقُوْا ثُمَّ قَالَ يَا أُمَّةَ مُحَمَّدٍ وَاللّٰهِ مَا مِنْ أَحَدٍ أَغْيَرُ مِنَ اللّٰهِ أَنْ يَّزْنِيَ عَبْدُهٗ أَوْ تَزْنِيَ أَمَتُهٗ يَا أُمَّةَ مُحَمَّدٍ وَاللّٰهِ لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا أَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيْلًا وَّلَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا۔

سجدہ کیا تو طویل سجدہ کیا پھر اسی طرح دوسری رکعت میں کیا، جس طرح پہلی رکعت میں پھر فارغ ہوئے، تو سورج صاف روشن ہو چکا تھا۔ آپؐ نے لوگوں کو خطبہ دیا۔ چنانچہ حمد وثنا بیان کی، پھر فرمایا سورج اور چاند اللہ کی آیات میں سے آئتیں ہیں۔ یہ کسی کی موت وحیات سے نہیں گہناتے۔ جب تم یہ گہن دیکھو، تو اللہ سے دعا کرو اور تکبیر کہو اور نماز پڑھو اور خیرات کرو۔ پھر آپؐ نے فرمایا۔ اے امتِ محمد! صلی اللہ علیہ وسلم اگر کوئی اس کا بندہ یا باندی زنا کرے۔ بخدا اللہ سے زیادہ غیرت والا اور کوئی نہیں۔ اے امتِ محمد! اگر تمہیں وہ باتیں معلوم ہو جائیں جو مجھے معلوم ہیں، تو تم ہنسو تھوڑا روؤ زیادہ۔

بَابٌ ٦٦٥ النِّدَاءِ بِالصَّلٰوةُ جَامِعَةٌ فِي الْكُسُوْفِ۔

باب۔ سورج گہن کے وقت لوگوں کو نماز کے لیے جمع کرنے کی ندا کرنا۔

٩٨٧۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ قَالَ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ سَلَّامِ الْحَبَشِيُّ الدِّمَشْقِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِيْ كَثِيْرٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ الزُّهْرِيُّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ لَمَّا كَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نُوْدِيَ أَنَّ الصَّلٰوةَ جَامِعَةٌ۔

(از اسحاق از یحییٰ بن صالح از معاویہ بن سلام بن ابی سلام حبشی دمشقی از یحییٰ بن ابی کثیر از ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف زہری) عبداللہ بن عمرو فرماتے ہیں جب عہدِ نبوی میں کسوف ہوا تو لوگوں کو آواز دی گئی نماز کے لیے جمع ہو جاؤ۔[1]

بَابٌ ٦٦٦ خُطْبَةِ الْإِمَامِ فِي

باب۔ سورج گہن کی نماز میں امام کا خطبہ پڑھنا۔

[1] کسوف اور خسوف اور استسقاء اور عیدین کی نماز میں اذان اور اقامت نہیں ہے صرف لوگوں کو خبر کرنے کے لیے اتنا پکار دینا درست ہے کہ نماز کے لیے اکٹھے ہو جاؤ۔ ۱۲ منہ۔

الْكُسُوفِ وَقَالَتْ عَائِشَةُ وَاَسْمَآءُ خَطَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

حضرت عائشہؓ اور اسماءؓ بنت ابی بکرؓ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا۔

۹۸۸۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ح وَحَدَّثَنِي اَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَنْبَسَةُ قَالَ حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي عُرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ خَسَفَتِ الشَّمْسُ فِي حَيٰوةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ اِلَى الْمَسْجِدِ قَالَ فَصَفَّ النَّاسُ وَرَآءَهُ فَكَبَّرَ فَاقْتَرَأَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِرَآءَةً طَوِيلَةً ثُمَّ كَبَّرَ فَرَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا ثُمَّ قَالَ سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقَامَ وَلَمْ يَسْجُدْ وَقَرَأَ قِرَآءَةً طَوِيلَةً هِيَ اَدْنٰى مِنَ الْقِرَآءَةِ الْاُولٰى ثُمَّ كَبَّرَ وَرَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا هُوَ اَدْنٰى مِنَ الرُّكُوعِ الْاَوَّلِ ثُمَّ قَالَ سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ قَالَ فِي الرَّكْعَةِ الْاٰخِرَةِ مِثْلَ ذٰلِكَ فَاسْتَكْمَلَ اَرْبَعَ رَكَعَاتٍ فِي اَرْبَعِ سَجَدَاتٍ وَانْجَلَتِ الشَّمْسُ قَبْلَ اَنْ يَّنْصَرِفَ ثُمَّ قَامَ فَاَثْنٰى عَلَى اللهِ بِمَا هُوَ اَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ هُمَا اٰيَتَانِ مِنْ اٰيَاتِ اللهِ لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ اَحَدٍ وَّلَا لِحَيَاتِهِ فَاِذَا رَاَيْتُمُوهُمَا فَافْزَعُوا اِلَى الصَّلٰوةِ وَكَانَ يُحَدِّثُ كَثِيرُ بْنُ عَبَّاسٍ اَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَبَّاسٍ كَانَ يُحَدِّثُ

(از یحییٰ بن بکیر از لیث از عقیل از ابن شہاب) **دوسری سند** (از احمد بن صالح از عنبسہ از یونس از ابن شہاب از عروہ) حضرت عائشہ ام المومنینؓ فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں سورج گہن ہوا تو آپ مسجد میں تشریف لے گئے۔ لوگوں نے آپ کے پیچھے صف باندھی آپ نے اللہ اکبر کہا اور لمبی[1] قرأت کی۔ پھر اللہ اکبر کہا اور رکوع طویل کیا پھر فرمایا سمع اللہ لمن حمدہ اور کھڑے ہی رہے۔ سجدہ نہیں کیا بلکہ لمبی قرأت کی مگر پہلی رکعت سے کچھ کم[2] پھر اللہ اکبر کہا اور طویل رکوع کیا، جو پہلے رکوع سے کچھ کم تھا پھر فرمایا سمع اللہ لمن حمدہ ربنا ولک الحمد پھر سجدہ کیا۔ پھر دوسری رکعت میں بھی یہی عمل فرمایا۔ آپ نے اس طرح چار سجدوں کے ساتھ چار رکعات مکمل کیں۔ آپؐ ابھی نماز سے فارغ نہیں ہوئے تھے، کہ سورج صاف ہو چکا تھا۔ پھر آپؐ نے کھڑے[3] ہو کر اللہ کی ثنا کی جیسے اسے ثنا لائق ہے۔ پھر فرمایا چاند اور سورج اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں۔ انہیں کسی کی موت وحیات پر گہن نہیں ہوتا۔ جب تم اسے دیکھو یعنی گہن تو نماز کے لیے بڑھو۔ زُہری کہتے ہیں کثیر بن عباسؓ اپنے بھائی عبد اللہ بن عباس سے روایت کرتے تھے وہ سورج گہن کا قصہ اسی طرح بیان کرتے تھے جس طرح حضرت عروہ نے حضرت عائشہؓ سے نقل کیا ہے۔ زُہری کہتے ہیں میں نے عروہ سے کہا کہ تمہارے بھائی عبد اللہ بن زبیرؓ نے جس دن مدینے میں سورج گہن ہوا، صبح کی نماز کی طرح دو رکعتیں پڑھیں انہوں نے کہا ہاں مگر وہ مسنون طریقہ سے نہیں پڑھ سکے۔

---

[1] جتنی دیر میں سورہ بقرہ پڑھی جاتی ہے جیسے دوسری روایت میں ہے ۱۲ منہ [2] جتنی دیر میں سورۂ آل عمران پڑھی جاتی ہے جیسے دوسری روایت میں ہے ۱۲ منہ [3] یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے گو اس میں خطبہ کی صراحت نہیں ہے مگر یہ صراحت حضرت عائشہؓ کی دوسری روایت میں موجود ہے جو اوپر بیان ہو چکی ۱۲ منہ۔

يَوْمَ خَسَفَتِ الشَّمْسُ بِمِثْلِ حَدِيْثِ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ فَقُلْتُ لِعُرْوَةَ إِنَّ أَخَاكَ يَوْمَ خَسَفَتِ الشَّمْسُ بِالْمَدِيْنَةِ لَمْ يَزِدْ عَلَى رَكْعَتَيْنِ مِثْلَ الصُّبْحِ قَالَ أَجَلْ لِأَنَّهُ أَخْطَأَ السُّنَّةَ ۔

بَابٌ ٦٦٧ هَلْ يَقُوْلُ كَسَفَتِ الشَّمْسُ أَوْخَسَفَتْ وَقَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ وَخَسَفَ الْقَمَرُ ۔

باب ۔ سورج گہن کے لیے کسوف اور خسوف دونوں لفظ مستعمل ہیں، اللہ کا ارشاد ہے خَسَفَ الْقَمَرُ [۱]

۹۸۹ ۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِيْ عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى يَوْمَ خَسَفَتِ الشَّمْسُ فَقَامَ فَكَبَّرَ فَقَرَأَ قِرَاءَةً طَوِيْلَةً ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقَامَ كَمَا هُوَ ثُمَّ قَرَأَ قِرَاءَةً طَوِيْلَةً وَّهِيَ أَدْنٰى مِنَ الْقِرَاءَةِ الْأُوْلٰى ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا وَّهِيَ أَدْنٰى مِنَ الرَّكْعَةِ الْأُوْلٰى ثُمَّ سَجَدَ سُجُوْدًا طَوِيْلًا ثُمَّ فَعَلَ فِي الرَّكْعَةِ الْآخِرَةِ مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ سَلَّمَ وَقَدْ تَجَلَّتِ الشَّمْسُ فَخَطَبَ النَّاسَ فَقَالَ فِيْ كُسُوْفِ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ إِنَّهُمَا آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَّلَا لِحَيَاتِهِ فَإِذَا رَأَيْتُمُوْهَا فَافْزَعُوْا إِلَى الصَّلٰوةِ ۔

(از سعید بن عُفَیر از لیث از عقیل از ابن شہاب) عروہ بن زبیر فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ ام المومنین نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خسوف [۲] شمس کے موقع پر نماز پڑھائی آپ کھڑے ہوئے ۔ اللہ اکبر کہا، پھر طویل قرارت کی پھر رکوع طویل کیا پھر سر اُٹھایا سمع اللہ لمن حمدہ کہا اور پہلے قیام کی طرح قیام کیا اور قرأت طویل کی مگر قرأت اولیٰ سے کچھ کم، پھر رکوع طویل کیا مگر رکوع اولیٰ سے قدرے کم تھا، پھر سجدہ طویل کیا اور اسی طرح آپ نے دوسری رکعت ادا فرمائی پھر سلام فرمایا سورج اس وقت تک صاف ہو چکا تھا ۔ پھر آپ نے خطبہ دیا اور فرمایا کسوف شمس [۳] و قمر دونوں اللہ کی نشانیاں ہیں ۔ کسی کی موت وحیات سے ان میں خسوف [۴] نہیں ہوتا جب تم گہن دیکھو تو نماز کے لیے جلدی کرو ۔

---

[۱] اس باب سے امام بخاری کا مطلب یہ ہے کہ کسوف اور خسوف چاند اور سورج دونوں کے گہن میں مستعمل ہوتے ہیں اور جن لوگوں نے سورج گہن کو کسوف اور خسوف کہنے سے منع کیا ہے ان کا قول صحیح نہیں ہے اسی طرح جن لوگوں نے چاند گہن کو خسوف کہنے سے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے خود سورۂ قیامہ میں چاند گہن کو خسوف فرمایا ۱۲ منہ [۲] یہاں سے ترجمہ باب نکلا کیونکہ سورج گہن کو خسوف کہا ۱۲ منہ [۳] یہاں سے ترجمہ باب نکلتا ہے کہ دونوں کے گہن کو کسوف فرمایا ۱۲ منہ [۴] یہاں سے ترجمہ نکلتا ہے کہ دونوں کو خسوف فرمایا ۱۲ منہ ۔

باب ۶۶۸ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخَوِّفُ اللهُ عِبَادَهُ بِالْكُسُوفِ۔ قَالَهُ أَبُو مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

باب ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد کہ اللہ اپنے بندوں کو گہن دکھا کر ڈراتا ہے[1]۔ ابوموسیٰ اشعری نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے۔

۹۹۰۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ يُونُسَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللهِ لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَكِنْ يُخَوِّفُ اللهُ بِهِمَا عِبَادَهُ لَمْ يَذْكُرْ عَبْدُ الْوَارِثِ وَشُعْبَةُ وَخَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ وَحَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ يُونُسَ يُخَوِّفُ اللهُ بِهَا عِبَادَهُ وَتَابَعَهُ مُوسَى عَنْ مُبَارَكٍ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو بَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخَوِّفُ اللهُ بِهِمَا عِبَادَهُ وَتَابَعَهُ أَشْعَثُ عَنِ الْحَسَنِ۔

(از قتیبہ بن سعید از حماد بن زید از یونس از حسن) ابوبکرہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سورج اور چاند دونوں اللہ کی نشانیاں ہیں یہ کسی کی موت کی وجہ سے گہن نہیں ہوتے بلکہ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے سے اپنے بندوں کو ڈراتا ہے عبدالوارث اور شعبہ اور خالد بن عبداللہ اور حماد بن سلمہ نے ان تمام حفاظِ حدیث نے یونس سے یہ جملہ کہ اللہ ان کے گہن کے ذریعے سے اپنے بندوں کو ڈراتا ہے" بیان نہیں کیا۔ یونس کے ساتھ اس حدیث کو موسیٰ نے بحوالہ مبارک از حسن بصریؒ از ابوبکرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا اس میں یہ ہے کہ "اللہ تعالیٰ انہیں گہنا کر اپنے بندوں کو ڈراتا ہے"۔ نیز یونس کے ساتھ اشعث نے بھی امام حسن بصریؒ سے یہ حدیث روایت کی۔

باب ۶۶۹ التَّعَوُّذِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ فِي الْكُسُوفِ۔

باب ۔ سورج گہن کے وقت عذاب قبر سے پناہ مانگنا

۹۹۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ يَهُودِيَّةً جَاءَتْ تَسْأَلُهَا فَقَالَتْ لَهَا

(از عبداللہ بن مسلمہ از مالک از یحییٰ بن سعید از عمرہ بنت عبدالرحمٰن) حضرت عائشہ فرماتی ہیں ایک یہودی عورت ان کے پاس (حضرت عائشہ کے پاس) کچھ مانگنے آئی اور دعا دی اللہ تجھے قبر کے عذاب سے بچائے رکھے حضرت عائشہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کیا لوگوں کو قبروں

[1] اس کو خود امام بخاری نے آگے چل کر وصل کیا گو کسوف اور خسوف زمین یا چاند کے حائل ہونے سے ہو جس میں اب کچھ شک نہیں رہا یہاں تک کہ منجمین اور اہل ہیأت خسوف اور کسوف کا ٹھیک وقت اور یہ کہ وہ کس ملک میں کتنا ہوگا پہلے ہی سے بتلا دیتے ہیں اور تجربہ سے وہ بالکل ٹھیک نکلتا ہے اس میں سرمو فرق نہیں ہوتا مگر اس صحیح حدیث کے مطلب میں کوئی خلل نہیں آیا کیونکہ خداوند کریم اپنی قدرت اور طاقت دکھلاتا ہے کہ چاند اور سورج کے سے بڑے اور روشن اجرام کو وہ دم بھر میں تاریک کر دیتا ہے اس کی عظمت اور طاقت اور ہیبت سے بندوں کو ہر دم تھرانا چاہیے اور جس نے چاند اور سورج گہن کے عادی اور حسابی ہونے کا انکار کیا ہے وہ عقلاء کے نزدیک ہنسی کے قابل ہے ۱۲ منہ۔

أَعَاذَكِ اللّٰهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ فَسَأَلَتْ عَائِشَةُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُعَذَّبُ النَّاسُ فِي قُبُوْرِهِمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَائِذًا بِاللّٰهِ مِنْ ذٰلِكَ ثُمَّ رَكِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ غَدَاةٍ مَرْكَبًا فَخَسَفَتِ الشَّمْسُ فَرَجَعَ ضُحًى فَمَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ ظَهْرَانَيِ الْحُجَرِ ثُمَّ قَامَ يُصَلِّي وَقَامَ النَّاسُ وَرَاءَهُ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيْلًا ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا فَقَامَ قِيَامًا طَوِيْلًا وَهُوَ دُوْنَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا وَهُوَ دُوْنَ الرُّكُوْعِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَفَعَ فَسَجَدَ ثُمَّ قَامَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيْلًا وَهُوَ دُوْنَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا وَهُوَ دُوْنَ الرُّكُوْعِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَفَعَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيْلًا وَهُوَ دُوْنَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا وَهُوَ دُوْنَ الرُّكُوْعِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَفَعَ فَسَجَدَ وَانْصَرَفَ فَقَالَ مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَّقُوْلَ ثُمَّ أَمَرَهُمْ أَنْ يَّتَعَوَّذُوْا مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ۔

میں عذاب ہوگا۔ آپ نے فرمایا اللہ کی پناہ اس سے، پھر ایک دن صبح کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہوئے، اسی دن سورج کو گہن لگا، آپ چاشت کے وقت واپس آئے اور ازواج مطہرات کے پاس آئے بعد ازاں صلوٰۃ کسوف پڑھی۔ آپ کے پیچھے کھڑے ہوکر لوگ بھی پڑھنے لگے۔ آپ نے اُس نماز میں قیام طویل کیا، رکوع طویل کیا، پھر قدرے کم قیام طویل اور قدرے کم رکوع طویل ادا کیا۔ پھر سر اٹھایا، سجدہ کیا۔ پھر کھڑے ہوکر قیام طویل کیا مگر پہلے سے قدرے کم پھر رکوع طویل کیا مگر پہلے سے قدرے کم۔ پھر سر اٹھایا اور قیام طویل کیا مگر پہلے سے قدرے کم۔ پھر رکوع طویل کیا مگر پہلے سے قدرے کم۔ پھر سر اُٹھایا اور سجدہ کیا، نماز سے فارغ ہوئے۔ جو کچھ اللہ نے چاہا آپ نے فرمایا۔ پھر لوگوں کو اللہ کے عذاب سے پناہ مانگنے کا حکم دیا۔[1]

بَابٌ ٦٧ طُوْلِ السُّجُوْدِ فِي الْكُسُوْفِ۔

باب۔ نمازِ کسوف میں سجدہ طویل کرنا[2]

٩٩٢۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيٰى عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو

(از ابو نعیم از شیبان از یحییٰ از ابوسلمہ) عبد اللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں عہدِ نبوی میں سورج گہن ہوا تو لوگوں کو آواز دی گئی نماز کے لیے

---

[1] یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے اس یہود ن کو شاید اپنی کتابوں سے قبر کا عذاب معلوم ہوگیا ہوگا ابن حبان نے اپنی صحیح میں نکالا کہ معیشۃ ضنکا سے عذاب قبر مراد ہے اور حضرت علیؓ نے کہا ہم کو قبر کے عذاب میں شک رہی یہاں تک کہ یہ آیت اُتری حتّٰی زرتم المقابر یہ ترمذی نے نکالا اس حدیث میں جو دوسری رکعت میں دون القیام الاوّل ہے اس کے مطلب میں اختلاف ہے کہ دوسری رکعت کا قیام اوّل مراد ہے یا اگلے کل قیام مراد ہیں بعضوں نے کہا چار قیام اور چار رکوع ہیں اور ہر ایک قیام اور رکوع اپنے ما سبق سے کم ہوتا تو ثانی اول سے کم اور ثالث ثانی سے کم اور رابع ثالث سے کم واللہ اعلم جو کسوف کے وقت عذاب قبر سے ڈرایا اس کی مناسبت یہ ہے کہ جیسے کسوف کے مدّت دنیا میں اندھیرا ہو جاتا ہے ویسے ہی گنہگار کی قبر میں جس پر عذاب ہوگا اندھیرا چھا جائے گا اللہ تعالیٰ پناہ میں رکھے ۱۲ منہ

[2] بعضوں نے اس کا انکار کیا ہے کہ گہن کی نماز میں سجدہ بھی لمبا کیا جاوے امام بخاری نے ان پر رد کیا ۱۲ منہ۔

أَنَّهُ قَالَ لَمَّا كَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نُودِيَ أَنَّ الصَّلٰوةَ جَامِعَةٌ فَرَكَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَتَيْنِ فِي سَجْدَةٍ ثُمَّ قَامَ فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ فِي سَجْدَةٍ ثُمَّ جَلَسَ ثُمَّ جُلِّيَ عَنِ الشَّمْسِ قَالَ وَقَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا مَا سَجَدْتُ سُجُودًا قَطُّ كَانَ أَطْوَلَ مِنْهَا۔

جمع ہو جاؤ تو آپ نے ایک رکعت میں دو رکوع کیے پھر کھڑے ہو کر دوسری رکعت میں دو رکوع کیے، پھر تشہد میں بیٹھے حتیٰ کہ سورج صاف ہو گیا۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں میں نے اس سے زیادہ لمبا[۱] سجدہ کبھی نہ کیا تھا جتنا اس نماز میں تھا۔

بَابٌ ٦٧١ صَلٰوةُ الْكُسُوفِ جَمَاعَةً

وَصَلَّى لَهُمُ ابْنُ عَبَّاسٍ فِي صُفَّةِ زَمْزَمَ وَجَمَعَ عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَصَلَّى ابْنُ عُمَرَ۔

باب۔ صلوٰۃ الکسوف جماعت سے پڑھنا۔ حضرت ابن عباس رضؓ نے صلوٰۃ الکسوف زمزم کے خیمہ میں پڑھائی علی بن عبداللہ بن عباس نے لوگوں کو نماز کے لیے اکٹھا کیا، ابن عمرؓ نے نماز پڑھائی۔

۹۹۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ انْخَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيلًا نَحْوًا مِنْ قِرَاءَةِ سُورَةِ الْبَقَرَةِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا ثُمَّ رَفَعَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ قَامَ قِيَامًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَفَعَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ انْصَرَفَ وَقَدْ تَجَلَّتِ الشَّمْسُ فَقَالَ إِنَّ الشَّمْسَ

(از عبداللہ بن مسلمہ از مالک از زید بن اسلم از عطاء بن یسار) عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں عہد نبوی میں سورج گہن ہوا تو آپ نے قیام طویل کیا تقریباً سورہ بقرہ جتنی دیر تک، پھر رکوع طویل کیا، پھر سر مبارک اُٹھا کر قیام طویل مگر قدرے کم کیا۔ پھر رکوع طویل پہلے سے قدرے کم کیا، پھر سجدہ کیا۔ پھر قیام طویل قدرے کم، پھر رکوع طویل قدرے کم پھر سر اُٹھایا، قیام طویل قدرے کم کیا، پھر رکوع طویل قدرے کم کیا پھر سجدہ کیا اور نماز سے فارغ ہوئے، سورج روشن ہو چکا تھا اور فرمایا سورج چاند اللہ کی نشانیوں سے دو نشان ہیں، کسی کی موت و حیات سے نہیں گہن ہوتے، جب تم گہن دیکھو تو اللہ کو یاد کرو۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم نے آپ کو نماز کے درمیان دیکھا کہ گویا آپ کچھ لینے لگے تھے۔ پھر ہم نے دیکھا آپ کچھ پیچھے ہٹے، آپ نے فرمایا میں نے جنت دیکھی اور میں اس میں سے ایک خوشہ لینا چاہتا تھا اگر لے لیتا تو جب تک دنیا قائم ہے تم کھاتے رہتے، میں نے دوزخ دیکھی اور آج کے دن سے بڑھ کر ایسا بھیانک منظر کبھی نہیں دیکھا۔ میں نے

[۱] یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے ۱۲ منہ۔

وَالْقَمَرَ اٰيَتَانِ مِنْ اٰيَاتِ اللّٰهِ لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ اَحَدٍ وَّلَا لِحَيٰوتِهٖ فَاِذَا رَاَيْتُمْ ذٰلِكَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ رَاَيْنَاكَ تَنَاوَلْتَ شَيْئًا فِيْ مَقَامِكَ ثُمَّ رَاَيْنَاكَ تَكَعْكَعْتَ فَقَالَ اِنِّيْ رَاَيْتُ الْجَنَّةَ وَ تَنَاوَلْتُ عُنْقُوْدًا وَّلَوْ اَصَبْتُهٗ لَاَكَلْتُمْ مِنْهُ مَا بَقِيَتِ الدُّنْيَا وَاُرِيْتُ النَّارَ فَلَمْ اَرَ مَنْظَرًا كَالْيَوْمِ قَطُّ اَفْظَعَ وَرَاَيْتُ اَكْثَرَ اَهْلِهَا النِّسَآءَ قَالُوْا بِمَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ بِكُفْرِهِنَّ قِيْلَ اَيَكْفُرْنَ بِاللّٰهِ قَالَ يَكْفُرْنَ الْعَشِيْرَ وَيَكْفُرْنَ الْاِحْسَانَ لَوْ اَحْسَنْتَ اِلٰى اِحْدٰهُنَّ الدَّهْرَ كُلَّهٗ ثُمَّ رَاَتْ مِنْكَ شَيْئًا قَالَتْ مَا رَاَيْتُ مِنْكَ خَيْرًا قَطُّ۔

دیکھا اس میں عورتیں بہت ہیں، لوگوں نے عرض کیا اس کی کیا وجہ ہے؟ آپ نے فرمایا وہ کفر کرتی ہیں لوگوں نے عرض کیا اللہ کا کفر؟ آپ نے فرمایا نہیں بلکہ خاوند کی ناشکری اور احسان فراموشی اگر تو کسی عورت کے ساتھ احسان کرے، پھر وہ ذرہ سی برائی تجھ میں دیکھے تو کہتی ہے کبھی میں نے تجھ سے بھلائی نہیں دیکھی[1]۔

بَابُ ۶۷۲ صَلٰوةِ النِّسَآءِ مَعَ الرِّجَالِ فِي الْكُسُوْفِ۔

باب۔ صلوٰۃ الکسوف کی جماعت میں عورتوں کی شرکت۔

۹۹۴- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنِ امْرَاَتِهٖ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ عَنْ اَسْمَآءَ بِنْتِ اَبِيْ بَكْرٍ اَنَّهَا قَالَتْ اَتَيْتُ عَآئِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ خَسَفَتِ الشَّمْسُ فَاِذَا النَّاسُ قِيَامٌ يُّصَلُّوْنَ فَاِذَا هِيَ قَآئِمَةٌ تُصَلِّيْ فَقُلْتُ مَا لِلنَّاسِ فَاَشَارَتْ بِيَدِهَا اِلَى السَّمَآءِ وَقَالَتْ سُبْحَانَ اللّٰهِ فَقُلْتُ اٰيَةٌ فَاَشَارَتْ اَيْ نَعَمْ قَالَتْ فَقُمْتُ حَتّٰى تَجَلَّانِي الْغَشْيُ فَجَعَلْتُ اَصُبُّ

(از عبداللہ بن یوسف از مالک از ہشام بن عروہ از فاطمہ بنت منذر) اسماء بنت ابی بکر کہتی ہیں میں حضرت عائشہ کے پاس آئی۔ سورج کو گہن لگا ہوا تھا۔ لوگ کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے، حضرت عائشہ رضؓ بھی نماز میں کھڑی تھیں۔ میں نے پوچھا لوگوں کو کیا ہوا؟ انہوں نے ہاتھ سے آسمان کی طرف اشارہ کیا۔ اور سبحان اللہ کہا، میں نے پوچھا کیا کوئی نشانی ہے انہوں نے اشارہ سے ہاں کہا اسماء رضؓ کہتی ہیں میں بھی نماز میں کھڑی ہو گئی، حتّٰی کہ مجھے غش آنے لگا۔ میں اپنے سر پر پانی ڈالنے لگی، جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے، تو اللہ کی

[1] یہ حدیث اوپر گذر چکی ہے دوزخ اور بہشت کی تصویر اللہ تعالیٰ نے آپ کو دکھلا دی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کفر ناشکری کو بھی کہتے ہیں بعضوں نے کہا آپ نے اصلی دوزخ اور بہشت کو دیکھا اس طرح سے کہ حجاب درمیانی اٹھ گیا مگر دوسری روایت میں ہے کہ اس دیوار کے عرض میں اور اصلی بہشت اور دوزخ تو ساری زمین میں نہیں سما سکتی مسجد کے کونے میں کیوں کر آ سکے گی یا مراد یہ ہے کہ دوزخ اور بہشت کا ایک ٹکڑا بطور نمونہ کے آپ کو دکھلایا گیا ۱۲ منہ [2] جب بے وقت نماز پڑھ رہے ہیں پریشان ہیں ۱۲ منہ۔

فَوْقَ رَأْسِي الْمَاءَ فَلَمَّا انْصَرَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ مَامِنْ شَيْءٍ كُنْتُ لَمْ اَرَهُ اِلَّا وَقَدْ رَأَيْتُهُ فِي مَقَامِي هٰذَا حَتَّى الْجَنَّةَ وَالنَّارَ وَلَقَدْ اُوْحِيَ اِلَيَّ اَنَّكُمْ تُفْتَنُوْنَ فِي الْقُبُوْرِ مِثْلَ اَوْ قَرِيْبًا مِّنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ لَا اَدْرِيْ اَيَّتَهُمَا قَالَتْ اَسْمَاءُ يُؤْتٰى اَحَدُكُمْ فَيُقَالُ لَهُ مَا عِلْمُكَ بِهٰذَا الرَّجُلِ فَاَمَّا الْمُؤْمِنُ اَوْ قَالَ الْمُوْقِنُ لَا اَدْرِيْ اَيَّ ذٰلِكَ قَالَتْ اَسْمَاءُ فَيَقُوْلُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ جَاءَنَا بِالْبَيِّنٰتِ وَالْهُدٰى فَاَجَبْنَا وَاٰمَنَّا وَاتَّبَعْنَا فَيُقَالُ لَهُ نَمْ صَالِحًا فَقَدْ عَلِمْنَا اِنْ كُنْتَ لَمُوْقِنًا وَاَمَّا الْمُنَافِقُ اَوِ الْمُرْتَابُ لَا اَدْرِيْ اَيَّتَهُمَا قَالَتْ اَسْمَاءُ فَيَقُوْلُ لَا اَدْرِيْ سَمِعْتُ النَّاسَ يَقُوْلُوْنَ شَيْئًا فَقُلْتُهُ۔

حمد وثنا کی۔ پھر فرمایا جو چیزیں میں نے اب تک نہیں دیکھی تھیں وہ آج یہاں دیکھ لی ہیں۔ حتّٰی کہ بہشت و دوزخ، میری طرف وحی کی گئی ہے کہ تمہیں قبروں میں آزمایا جائے گا۔ جیسے یا قریب قریب دجال کے فتنے کی طرح (میں نہیں جانتی اسماء نے مثل کہا یا قریب) قبر میں ہر شخص کے پاس فرشتہ آتا ہے اور پوچھتا ہے تیرا اس شخص (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کے متعلق کیا عقیدہ ہے مومن یا موقن (لفظ یاد نہیں اسماء کا) کہتا ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، ہمارے پاس بینات وہدایت لائے۔ ہم نے مانا ایمان لائے پیروی کی۔ اسے کہا جاتا ہے سو جا اے نیک بندے! ہمیں معلوم تھا تو موقن یعنی ایماندار ہے۔ منافق یا مرتاب (اسماء کا لفظ یاد نہیں) کہے گا میں نہیں جانتا یہ کون ہے؟ لوگوں کو اس کے متعلق کچھ کہتے سنا تو میں نے بھی کہہ دیا تھا[1] (یعنی تحقیق نہیں کی جیسے بعض آپ کو فلسفی کہتے ہیں بعض لیڈر بعض شاعر اور بعض ساحر۔

بَابُ ۶۷۳ مَنْ اَحَبَّ الْعَتَاقَةَ فِي كُسُوْفِ الشَّمْسِ۔

باب۔ سورج گہن کے وقت غلام آزاد کرنا۔

۹۹۵۔ حَدَّثَنَا رَبِيْعُ بْنُ يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا زَائِدَةُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ فَاطِمَةَ عَنْ اَسْمَاءَ قَالَتْ لَقَدْ اَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْعَتَاقَةِ فِي كُسُوْفِ الشَّمْسِ۔

(از ربیع بن یحیی از زائدہ از ہشام از فاطمہ) حضرت اسماءؓ فرماتی ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سورج گہن کے وقت غلام آزاد کرنے کا حکم دیا۔[2]

بَابُ ۶۷۴ صَلٰوةِ الْكُسُوْفِ فِي الْمَسْجِدِ۔

باب۔ مسجد میں صلوٰۃ الکسوف پڑھنا۔

۹۹۶۔ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ

(از اسمٰعیل از مالک از یحیی بن سعید از عمرہ بنت عبدالرحمٰن) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ان کے پاس ایک یہودن کچھ[3] مانگنے آئی

---

[1] کوئی شاعر کہتا تھا کوئی جادوگر میں بھی وہی کہنے لگا ۱۲ منہ [2] کیونکہ بردہ آزاد کرنا بڑا ثواب ہے اسی کی وجہ سے بلاء دور کریگا ۱۲ منہ [3] یعنی کچھ خیرات مانگتی تھی ۱۲ منہ

عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ يَهُوْدِيَّةً جَاءَتْ تَسْأَلُهَا فَقَالَتْ اَعَاذَكِ اللّٰهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ فَسَأَلَتْ عَائِشَةُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُعَذَّبُ النَّاسُ فِيْ قُبُوْرِهِمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَائِذًا بِاللّٰهِ مِنْ ذٰلِكَ ثُمَّ رَكِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ غَدَاةٍ مَرْكَبًا فَكَسَفَتِ الشَّمْسُ فَرَجَعَ ضُحًى فَمَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ ظَهْرَانَيِ الْحُجَرِ[1] ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰى وَقَامَ النَّاسُ وَرَاءَهُ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيْلًا ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا ثُمَّ رَفَعَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيْلًا وَّهُوَ دُوْنَ الْقِيَامِ الْاَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا وَّهُوَ دُوْنَ الرُّكُوْعِ الْاَوَّلِ ثُمَّ رَفَعَ ثُمَّ سَجَدَ سُجُوْدًا طَوِيْلًا ثُمَّ قَامَ قِيَامًا طَوِيْلًا وَّهُوَ دُوْنَ الْقِيَامِ الْاَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا وَّهُوَ دُوْنَ الرُّكُوْعِ الْاَوَّلِ ثُمَّ قَامَ قِيَامًا طَوِيْلًا وَّهُوَ دُوْنَ الْقِيَامِ الْاَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا وَّهُوَ دُوْنَ الرُّكُوْعِ الْاَوَّلِ ثُمَّ سَجَدَ وَهُوَ دُوْنَ السُّجُوْدِ الْاَوَّلِ ثُمَّ انْصَرَفَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ يَّقُوْلَ ثُمَّ اَمَرَهُمْ اَنْ يَّتَعَوَّذُوْا مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ۔

اور کہا اللہ تعالیٰ تجھے عذاب قبر سے محفوظ رکھے، حضرت عائشہؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کیا لوگوں کو عذاب قبر ہوگا۔ آپ نے فرمایا اللہ اس سے بچائے رکھے۔ پھر ایک دن صبح کو آنحضرتؐ کسی طرف سوار ہو کر گئے، آپ کے پیچھے سورج گہن ہوا آپ چاشت کے وقت تشریف لائے۔ ازواجِ مطہراتؓ[1] کے حجروں کے درمیان سے گذرے۔ پھر کھڑے ہو کر نماز پڑھی۔ لوگوں نے بھی آپ کے پیچھے نماز پڑھی، آپ نے قیام طویل کیا۔ پھر رکوع طویل کیا پھر سر اٹھایا اور قدرے کم قیام طویل کیا، پھر قدرے کم رکوع طویل کیا۔ پھر سر اٹھایا (قومہ کیلیے) اور سجدہ طویل کیا۔ پھر دوسری رکعت میں قدرے کم قیام طویل کیا، پھر قدرے کم رکوع طویل کیا پھر قدرے کم قیام طویل کیا اور قدرے کم رکوع طویل کیا پھر سجدہ کیا پہلی رکعت کے سجدے سے قدرے کم طویل۔ پھر فارغ ہوئے اور فرمایا جتنا خدا کو منظور تھا پھر عذاب سے پناہ مانگنے کا حکم دیا۔

بَابٌ ٦٧٥ لَا تَنْكَسِفُ الشَّمْسُ لِمَوْتِ اَحَدٍ وَّلَا لِحَيَاتِهٖ ۔ رَوَاهُ اَبُوْ بَكْرَةَ وَالْمُغِيْرَةُ وَاَبُوْ مُوْسٰى وَابْنُ عَبَّاسٍ وَّابْنُ عُمَرَ۔

باب۔ کسوف شمس سے کسی کی موت وحیات کا تعلق نہیں ۔ ابوبکرہ اور مغیرہ اور ابوموسیٰ اور ابن عباس اور ابن عمرؓ نے روایت کیا۔

[1] یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے کیونکہ آپ کی بیبیوں کے حجرے مسجد سے متصل تھے ۱۲ منہ۔

۹۹۷ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ إِسْمٰعِيلَ قَالَ حَدَّثَنِي قَيْسٌ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَّلٰكِنَّهُمَا آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ فَإِذَا رَأَيْتُمُوْهُمَا فَصَلُّوْا۔

(از مسدد از یحییٰ از اسمٰعیل از قیس) ابو مسعود کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سورج اور چاند کسی کی موت کی وجہ سے گہن نہیں ہوتے۔ بلکہ اللہ کی آیات میں سے یہ بھی دو آیتیں ہیں جب تم ان کا گہن دیکھو تو نماز پڑھو۔

۹۹۸ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَهِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى بِالنَّاسِ فَأَطَالَ الْقِرَاءَةَ ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ الرُّكُوْعَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَأَطَالَ الْقِرَاءَةَ وَهِيَ دُوْنَ قِرَاءَتِهِ الْأُوْلٰى ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ الرُّكُوْعَ وَهُوَ دُوْنَ رُكُوْعِهِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ قَامَ فَصَنَعَ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ قَامَ فَقَالَ إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَّلَا لِحَيَاتِهِ وَلٰكِنَّهُمَا آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ يُرِيْهِمَا عِبَادَهُ فَإِذَا رَأَيْتُمْ ذٰلِكَ فَافْزَعُوْا إِلَى الصَّلٰوةِ۔

(از عبداللہ بن محمد از ہشام از معمر از زہری وہشام بن عروہ از عروہ) حضرت عائشہ فرماتی ہیں عہد نبوی میں سورج گہن ہوا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو نماز پڑھائی۔ طویل قراءت کی۔ رکوع طویل کیا پھر سر اٹھایا پھر قدرے کم طویل قراءت کی پھر قدرے کم طویل رکوع کیا۔ پھر سر اٹھایا اور دو سجدے کئے پھر دوسری رکعت بھی پہلی کی طرح پڑھی۔ نماز کے بعد کھڑے ہو کر فرمایا سورج اور چاند کسی کی موت وحیات سے نہیں گہناتے[1] وہ تو اللہ کے نشانوں میں سے دو نشان ہیں جو اللہ اپنے بندوں کو دکھاتا ہے۔ جب تم گہن دیکھو تو نماز کی طرف لپکو۔

بَابُ ٦٧٦ الذِّكْرِ فِي الْكُسُوْفِ۔

رَوَاهُ ابْنُ عَبَّاسٍ۔

باب۔ سورج گہن کے وقت خدا کا ذکر کرنا۔ اسے ابن عباس رضی اللہ عنہ نے روایت کیا۔[2]

۹۹۹ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوْسٰى قَالَ خَسَفَتِ الشَّمْسُ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى

(از محمد بن علا از ابو اسامہ از برید بن عبداللہ از ابو بردہ) ابو موسیٰ اشعری فرماتے ہیں، سورج گہن ہوا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خوف زدہ ہو کر اٹھے کہ کہیں قیامت نہ آجائے، مسجد میں آئے بڑے

---

[1] ترجمہ باب یہیں سے نکلتا ہے ۱۲ منہ [2] یہ روایت اوپر موصولاً اسی کتاب میں گذر چکی ہے اس میں یہ ہے فاذا رایتم ذلک فاذکروا اللہ ۱۲ منہ۔

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَزِعًا يَخْشٰى اَنْ تَكُوْنَ السَّاعَةُ فَاَتَى الْمَسْجِدَ فَصَلّٰى بِاَطْوَلِ قِيَامٍ وَّرُكُوْعٍ وَّ سُجُوْدٍ مَّا رَاَيْتُهٗ قَطُّ يَفْعَلُهٗ وَقَالَ هٰذِهِ الْاٰيَاتُ الَّتِيْ يُرْسِلُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لَا تَكُوْنُ لِمَوْتِ اَحَدٍ وَّلَا لِحَيَاتِهٖ وَلٰكِنْ يُّخَوِّفُ اللّٰهُ بِهَا عِبَادَهٗ فَاِذَا رَاَيْتُمْ شَيْئًا مِّنْ ذٰلِكَ فَافْزَعُوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَدُعَائِهٖ وَاسْتِغْفَارِهٖ ۔

لمبے قیام درکوع و سجود کے ساتھ نماز پڑھی، اتنی طویل نماز شاید میں نے کبھی ہی دیکھی ہو (یعنی نہیں دیکھی) بعد نماز فرمایا یہ اللہ کے نشان ہیں جو اللہ ہی بھیجتا ہے ان کا کسی کی موت و حیات سے تعلق نہیں ہوتا۔ بلکہ اللہ اپنے بندوں کو ڈراتا ہے جب تم ایسی بات دیکھو تو اللہ کے ذکر کی طرف دوڑو نیز دعا و استغفار کرو۔

بَاب ۶۷۷ الدُّعَاءِ فِي الْكُسُوْفِ۔

قَالَهٗ اَبُوْ مُوْسٰى وَعَائِشَةُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

باب ۔ کسوف کے وقت دعا کرنا۔ اسے ابوموسیٰ اشعری اور حضرت عائشہؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا۔

۱۰۰۰۔ **حَدَّثَنَا** اَبُو الْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا زَائِدَةُ قَالَ حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ عِلَاقَةَ قَالَ سَمِعْتُ الْمُغِيْرَةَ بْنَ شُعْبَةَ يَقُوْلُ انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ يَوْمَ مَاتَ اِبْرَاهِيْمُ فَقَالَ النَّاسُ انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ لِمَوْتِ اِبْرَاهِيْمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ اٰيَتَانِ مِنْ اٰيَاتِ اللّٰهِ لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ اَحَدٍ وَّلَا لِحَيَاتِهٖ فَاِذَا رَاَيْتُمُوْهَا فَادْعُوا اللّٰهَ وَصَلُّوْا حَتّٰى يَنْجَلِيَ۔

(از ابوالولید از زائدہ از زیاد بن علاقہ) حضرت مغیرہ بن شعبہ فرماتے ہیں حضرت ابراہیم (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادہ) کے انتقال کے دن سورج گہن ہوا تو لوگوں نے کہا حضرت ابراہیم کے انتقال کی وجہ سے سورج گہن ہوا، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سورج چاند اللہ کے نشانات میں سے دو نشان ہیں یہ کسی کی موت و حیات کی وجہ سے گہن نہیں ہوتے۔ جب تم ایسا دیکھو تو اللہ تعالیٰ سے دعا کرو، نماز پڑھو حتیٰ کہ گہن ختم ہو جائے۔

بَاب ۶۷۸ قَوْلِ الْاِمَامِ فِيْ خُطْبَةِ الْكُسُوْفِ اَمَّا بَعْدُ۔

باب ۔ خطبہ کسوف میں امام کا اما بعد کہنا۔

۱۰۰۱۔ **وَقَالَ** اَبُوْ اُسَامَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ اَخْبَرَتْنِيْ فَاطِمَةُ بِنْتُ الْمُنْذِرِ عَنْ اَسْمَاءَ قَالَتْ فَانْصَرَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ تَجَلَّتِ الشَّمْسُ فَخَطَبَ فَحَمِدَ اللّٰهَ بِمَا هُوَ اَهْلُهٗ ثُمَّ قَالَ اَمَّا بَعْدُ۔

(از ابو اسامہ از ہشام از فاطمہ بنت منذر) حضرت اسماء فرماتی ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گہن کی نماز سے اس وقت فارغ ہوئے جب سورج صاف ہو چکا تھا۔ پھر آپ نے خطبہ ارشاد فرمایا اور اللہ کی حمد بیان کی جیسے خدا کو زیبا ہے، پھر آپؐ نے فرمایا اما بعد۔

باب ٦٧٩ الصَّلٰوةِ فِي كُسُوْفِ الْقَمَرِ۔

باب۔ چاند گرہن کے وقت نماز پڑھنا۔

۱۰۰۲۔ حَدَّثَنَا مَحْمُوْدٌ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ ابْنُ عَامِرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ أَبِيْ بَكْرَةَ قَالَ انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ۔

(محمود از سعید ابن عامر از شعبہ از یونس از حسن بصری) ابو بکرہ فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں سورج گرہن ہوا تو آپ نے دو رکعت نماز پڑھی۔[1]

۱۰۰۳۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ أَبِيْ بَكْرَةَ قَالَ خَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ يَجُرُّ رِدَاءَهُ حَتّٰى انْتَهٰى إِلَى الْمَسْجِدِ وَثَابَ إِلَيْهِ النَّاسُ فَصَلّٰى بِهِمْ رَكْعَتَيْنِ فَانْجَلَتِ الشَّمْسُ فَقَالَ إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ وَإِنَّهُمَا لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ فَإِذَا كَانَ ذٰلِكَ فَصَلُّوْا وَادْعُوْا حَتّٰى يُكْشَفَ مَا بِكُمْ وَذٰلِكَ أَنَّ ابْنًا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَالُ لَهٗ إِبْرَاهِيْمُ مَاتَ فَقَالَ النَّاسُ فِيْ ذٰلِكَ۔

(از ابو معمر از عبد الوارث از یونس از حسن بصری) ابو بکرہ فرماتے ہیں عہد نبوی میں سورج گہن ہوا تو آپ اپنی چادر مبارک گھسیٹتے مسجد میں تشریف لائے۔ اور لوگ بھی آپ کے پاس پہنچے آپ نے انہیں دو رکعت نماز پڑھائی سورج روشن ہو گیا آپ نے فرمایا سورج اور چاند اللہ کے نشانات میں سے دو نشان ہیں کسی کی موت و حیات کی وجہ سے گہن نہیں ہوتے جب ایسا معاملہ ہو تو نماز پڑھو[2] اور دعا کرو حتیٰ کہ گہن ختم ہو جائے۔ آپ نے یہ اس لیے فرمایا کہ آپ کے صاحبزادے ابراہیم کا انتقال اسی دن ہوا تو لوگوں نے کہا یہ گہن ان کے انتقال کے سبب ہوا۔

باب ٦٨٠ صَبِّ الْمَرْأَةِ عَلٰى رَأْسِهَا الْمَاءَ إِذَا أَطَالَ الْإِمَامُ الْقِيَامَ فِي الرَّكْعَةِ الْأُوْلٰى۔

باب۔ عورت کا اپنے سر پر پانی ڈالنا جب امام رکعت اول میں قیام طویل کرے۔[3]

باب ٦٨١ الرَّكْعَةُ الْأُوْلٰى فِي الْكُسُوْفِ أَطْوَلُ۔

باب۔ کسوف میں رکعت اولیٰ طویل تر ہو۔

---

[1] یہاں یہ اعتراض ہوا ہے کہ حدیث ترجمہ باب سے مطابقت نہیں رکھتی اس میں جو چاند کا ذکر تک نہیں ہے اسکے جوابات یہ ہیں کہ روایت مختصر ہے اس روایت کی جو آگے آتی ہے اس میں صاف چاند کا ذکر ہے تو مقصود وہی دوسری روایت ہے اور اس کو اسی لیے ذکر دیا کہ معلوم ہو جائے کہ یہ روایت مختصر ابھی مروی ہوئی ہے بعضوں نے کہا صحیح بخاری کے ایک نسخہ میں اس حدیث میں یوں ہے انکسف القمر دوسرے ممکن ہے کہ امام بخاری نے اس حدیث کے اس طریق کی طرف اشارہ کیا ہو جس کو ابن ابی شیبہ نے نکالا اس میں یوں ہے انکسفت الشمس او القمر اور ایک طریق میں یوں ہے انکسفت الشمس و القمر اور امام بخاری کی عادت ہے کہ ایک حدیث بیان کر کے اس کے دوسرے طریق کی طرف اشارہ کرتے ہیں اور باب کا مطلب اس سے نکالتے ہیں ۱۲ منہ [2] یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے کیونکہ آپ نے چاند اور سورج دونوں کے گہن میں نماز پڑھنے اور دعا کرنے کا حکم دیا ۱۲ منہ [3] اس باب میں امام بخاری نے کوئی حدیث بیان نہیں کی بعضے نسخوں میں یہ ترجمہ باب نہیں ہے تو شاید ایسا ہوا کہ یہ باب قائم کر کے امام بخاری اس میں کوئی حدیث لکھنے والے تھے مگر اس کا موقع نہ ملا یا ان کو خیال نہ رہا (باقی اگلے صفحہ پر)

۱۰۰۴ - حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ يَحْيَى عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى بِهِمْ فِي كُسُوفِ الشَّمْسِ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ فِي سَجْدَتَيْنِ الْأُولَى أَطْوَلُ۔

(از محمود بن غیلان از ابو احمد از سفیان از یحییٰ از عمرہ) عائشہؓ فرماتی ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صلوٰۃ الکسوف میں دو رکعت میں چار رکوع کیے۔ پہلی رکعت دوسری رکعت سے زیادہ طویل تھی۔

بَابُ ۶۸۲ الْجَهْرِ بِالْقِرَاءَةِ فِي الْكُسُوفِ

باب۔ صلوٰۃ الکسوف میں قرأت بالجہر کرنا۔

۱۰۰۵ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِهْرَانَ قَالَ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ نَمِرٍ سَمِعَ ابْنَ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ جَهَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي صَلَاةِ الْخُسُوفِ بِقِرَاءَتِهِ فَإِذَا فَرَغَ مِنْ قِرَاءَتِهِ كَبَّرَ فَرَكَعَ وَإِذَا رَفَعَ مِنَ الرَّكْعَةِ قَالَ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ ثُمَّ يُعَاوِدُ الْقِرَاءَةَ فِي صَلَاةِ الْكُسُوفِ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ فِي رَكْعَتَيْنِ وَأَرْبَعَ سَجَدَاتٍ وَقَالَ الْأَوْزَاعِيُّ وَغَيْرُهُ سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ الشَّمْسَ خَسَفَتْ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَعَثَ مُنَادِيًا الصَّلَاةُ جَامِعَةٌ فَتَقَدَّمَ فَصَلَّى أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ فِي رَكْعَتَيْنِ وَأَرْبَعَ سَجَدَاتٍ قَالَ وَأَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ نَمِرٍ سَمِعَ ابْنَ شِهَابٍ مِثْلَهُ قَالَ الزُّهْرِيُّ فَقُلْتُ مَا صَنَعَ أَخُوكَ ذَلِكَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الزُّبَيْرِ مَا صَلَّى إِلَّا رَكْعَتَيْنِ مِثْلَ الصُّبْحِ إِذْ صَلَّى بِالْمَدِينَةِ قَالَ أَجَلْ إِنَّهُ أَخْطَأَ السُّنَّةَ تَابَعَهُ سُلَيْمَانُ بْنُ كَثِيرٍ وَسُفْيَانُ بْنُ حُسَيْنٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ فِي الْجَهْرِ۔

(از محمد بن مہران از ولید از ابن نمر از ابن شہاب از عروہ) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صلوٰۃ الخسوف میں اپنی قرأت آواز سے کی، جب قرأت سے فارغ ہوئے، تو اللہ اکبر کہہ کر رکوع کیا، رکوع سے سر اٹھا کر سمع اللہ لمن حمدہ ربنا ولک الحمد کہا اور پھر قرأت شروع کر دی۔ غرض صلوٰۃ الکسوف میں دو رکعتوں میں چار رکوع اور چار سجود کیے۔ اوزاعی وغیرہ نے بحوالہ زہری از حضرت عروہ از حضرت عائشہ روایت کیا کہ عہدِ نبوی میں گہن ہوا تو آپ نے صلوٰۃ الکسوف کی جماعت کے لیے منادی کرائی۔ پھر آپ نے دو رکعتیں پڑھائیں جس میں چار رکوع چار سجود ادا کیے۔

ولید کہتے ہیں مجھے عبدالرحمٰن بن نمر نے کہا کہ ابن شہاب نے ایسا ہی بتایا۔ زہریؒ کہتے ہیں کہ میں نے عروہ سے کہا، پھر جب تمہارے بھائی عبداللہ بن زبیر نے مدینہ میں صلوٰۃ الکسوف پڑھی تو کیوں صبح کی طرح دو رکعت دو رکوع والی ادا کی۔ عروہ نے کہا بے شک انہوں نے خلاف سنت کیا، مگر عمداً نہیں خطأً۔

عبداللہ بن نمر کے ساتھ اس حدیث کو سلیمان بن کثیر اور سفیان بن حسین نے بھی زہریؒ سے روایت کیا۔ اس میں قرأت بالجہر مذکور ہے۔

(بقیہ) اور اوپر جو حدیث اسماءؓ کی کئی بار گذری اس سے باب کا مطلب نکل آتا ہے ۱۲ منہ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بَابٌ ٦٨٣ مَا جَاءَ فِي سُجُوْدِ الْقُرْاٰنِ وَسُنَّتِهَا۔

١٠٠٦۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ قَالَ سَمِعْتُ الْاَسْوَدَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَرَأَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّجْمَ بِمَكَّةَ فَسَجَدَ فِيْهَا وَسَجَدَ مَنْ مَّعَهٗ غَيْرَ شَيْخٍ اَخَذَ كَفًّا مِّنْ حَصًى اَوْ تُرَابٍ فَرَفَعَهٗ اِلٰى جَبْهَتِهٖ وَقَالَ يَكْفِيْنِيْ هٰذَا فَرَأَيْتُهٗ بَعْدُ قُتِلَ كَافِرًا۔

بَابٌ ٦٨٤ سَجْدَةِ تَنْزِيْلُ السَّجْدَةُ۔

١٠٠٧۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ سَعْدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الْجُمُعَةِ فِيْ صَلٰوةِ الْفَجْرِ الٓمّٓ تَنْزِيْلُ السَّجْدَةَ وَهَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ۔

بَابٌ ٦٨٥ سَجْدَةِ صٓ۔

١٠٠٨۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ وَّاَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ عِكْرِمَةَ

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا

باب۔ سجدہ تلاوت اور اس کے سنت ہونے کا بیان۔[1]

(از محمد بن بشار از غندر از شعبہ از ابو اسحاق از اسود) عبد اللہ ابن مسعود فرماتے ہیں، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سورہ النجم مکے میں پڑھی اور سجدۂ تلاوت کیا اور لوگوں (مسلم و کافر سب نے) سجدہ کیا ہاں ایک بوڑھے (امیہ بن خلف) نے سجدہ نہ کیا بلکہ کنکر یا مٹی کی مٹھی بھر کر اٹھائی اور اپنی پیشانی سے لگائی اور کہا مجھے اتنا کافی ہے، عبد اللہ بن مسعود کہتے ہیں وہ قتل ہوا اور کافر ہی مرا۔[2]

باب۔ الم تنزیل السجدہ کا سجدہ تلاوت۔[3]

(از محمد بن یوسف از سفیان از سعد بن ابراہیم از عبد الرحمٰن) حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کی نماز صبح میں سورۂ الم تنزیل سجدہ تلاوت کرتے تھے اور سورۂ دہر پڑھتے تھے۔

باب۔ سورہ صٓ کا سجدہ۔

(از سلیمان بن حرب و ابو النعمان از حماد بن زید از ایوب از عکرمہ) ابن عباسؓ فرماتے ہیں سورہ صٓ کا سجدہ تاکیدی نہیں۔ میں

---

[1] سجدہ تلاوت اکثر اماموں کے نزدیک سنت ہے اگر کوئی ترک کرے تو گنہگار نہ ہوگا امام ابو حنیفہؒ نے اس کو واجب کہا ہے امام احمد کے نزدیک سارے قرآن میں پندرہ سجدۂ تلاوت ہیں سورۂ حج میں دو سجدے ہیں اور ایک سورۂ صاد میں اور شافعیؒ اور ابو حنیفہؒ کے نزدیک چودہ سجدے ہیں لیکن شافعی کے نزدیک صاد میں سجدہ نہیں ہے اور ابو حنیفہ کے نزدیک سورۂ حج میں ایک ہی سجدہ ہے ۱۲ منہ

[2] بدر کے دن وہ مردود قتل ہوا اس حدیث سے باب کا مطلب یوں نکلا کہ سورۂ نجم میں سجدہ کرنا ثابت ہوا اور یہ بھی نکلا کہ سجدہ تلاوت میں پیشانی زمین پر رکھنا چاہیے ۱۲ منہ

[3] یہ حدیث ترجمہ باب کے مطابق نہیں ہے اس میں یہ کہاں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے الم تنزیل السجدہ میں سجدہ کیا شاید امام بخاری نے اس حدیث کے دوسرے طریق کی طرف اشارہ کیا جس کو طبرانی نے معجم صغیر میں نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز میں سورہ الم تنزیل السجدہ پڑھ کر سجدہ کیا ۱۲ منہ۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ صٓ لَيْسَ مِنْ عَزَائِمِ السُّجُوْدِ وَقَدْ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْجُدُ فِيْهَا ۔

نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اُس کا بھی سجدۂ تلاوت کرتے تھے ۔[۱]

بَابٌ ۶۸۶ سَجْدَةِ النَّجْمِ ۔ قَالَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب ۔ سورۂ نجم کا سجدہ ۔ اس کو حضرت ابن عباس رضؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا[۲]

۱۰۰۹ ۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ سُوْرَةَ النَّجْمِ فَسَجَدَ بِهَا فَمَا بَقِيَ أَحَدٌ مِّنَ الْقَوْمِ إِلَّا سَجَدَ فَأَخَذَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ كَفًّا مِّنْ حَصًى أَوْ تُرَابٍ فَرَفَعَهُ إِلَى وَجْهِهِ وَقَالَ يَكْفِيْنِيْ هٰذَا قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ فَلَقَدْ رَأَيْتُهُ بَعْدُ قُتِلَ كَافِرًا ۔

(از حفص بن عمر از شعبہ از ابواسحاق از اسود) عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۂ نجم تلاوت کی اور سجدہ کیا (مسلمان وکافر) جتنے بھی موجود تھے سب نے سجدہ کیا ۔ مگر ایک شخص نے مٹھی کنکر یا مٹی کی بھر کر اُٹھائی اور اپنے چہرے تک لے گیا اور کہا مجھے اتنا ہی کافی ہے ۔ عبداللہ کہتے ہیں پھر میں نے اُسی کافر کو دیکھا وہ مسلمانوں کے ہاتھوں (بدر میں) قتل ہؤا[۳]

بَابٌ ۶۸۷ سُجُوْدِ الْمُسْلِمِيْنَ مَعَ الْمُشْرِكِيْنَ وَالْمُشْرِكُ نَجَسٌ لَيْسَ لَهُ وُضُوْءٌ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَسْجُدُ عَلَى غَيْرِ وُضُوْءٍ ۔

باب ۔ مسلمانوں کا مشرکوں کے ساتھ سجدہ کرنا ۔ مشرک نجس ہے اور اس کا وضو نہیں ہوتا[۴] حضرت ابن عمر بے[۵] وضو سجدہ کر لیتے ۔

۱۰۱۰ ۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَجَدَ بِالنَّجْمِ وَسَجَدَ مَعَهُ الْمُسْلِمُوْنَ وَالْمُشْرِكُوْنَ وَالْجِنُّ وَالْإِنْسُ رَوَاهُ

(از مسدد از عبدالوارث از ایوب از عکرمہ) حضرت ابن عباس رضؓ فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سورہ النجم میں سجدہ کیا آپ کے ساتھ تمام مسلمانوں اور مشرکوں نے بھی سجدہ کیا حتیٰ کہ تمام جنات اور تمام انسانوں نے سجدہ[۶] کیا ۔ اس حدیث کو ابراہیم بن طہمان نے

---

[۱] سورۂ صاد میں حضرت داؤد علیہ السلام کے سجدے کا ذکر ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت داؤدؑ نے توبہ کے لیے سجدہ کیا اور ہم شکر کے لیے کرتے ہیں ۱۲ منہ [۲] اس کو خود امام بخاری نے آگے چل کر وصل کیا ہے ۱۲ منہ [۳] اس کو ایمان نصیب نہ ہوا یہ شخص امیہ بن خلف تھا جیسے اوپر گذر چکا بعضوں نے کہا ولید بن مغیرہ بعضوں نے کہا سعید بن عاص بعضوں نے کہا ابولہب ۱۲ منہ [۴] مشرک اوّل تو وضو کرتا ہی نہیں کرے بھی تو اس کا وضو صحیح نہیں کیونکہ کفر کے ساتھ کوئی عبادت صحیح نہیں ہو سکتی کہتے ہیں امام بخاری نے اس سے یہ نکالا کہ سجدۂ تلاوت بے وضو درست ہے یہ جمہور کے مذہب کے خلاف ہے اور سب لوگوں نے سجدے میں طہارت شرط رکھی ہے ۱۲ منہ [۵] اس کو ابن ابی شیبہ نے نکالا کہ ابن عمر سواری سے اتر کر استنجا کرتے پھر سوار ہوتے اور تلاوت کا سجدہ بے وضو کرتے قسطلانی نے کہا شعبی کے سوا اور کوئی ابن عمر رضؓ کے ساتھ اس مسئلہ میں موافق نہیں ہوا ۱۲ منہ [۶] اور ظاہر ہے کہ مسلمان ہی سب اس وقت باوضو نہ ہوں گے اس طرح مشرک تو ہمیشہ بے وضو رہتے ہیں پس بے وضو سجدہ تلاوت کرنے کا جواز نکلا اور امام بخاری کا یہی قول ہے مخالف کہہ سکتا ہے کہ مشرکوں کا سجدہ کچھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے تھا انہوں نے اپنی خوشی سے غلط فہمی کی بنا پر سجدہ کیا اور مسلمان ممکن ہے کہ باوضو ہوں ۱۲ منہ ۔

إِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ أَيُّوبَ۔

بھی ایوب سختیانی سے روایت کیا۔

بَاب ۶۸۸ مَنْ قَرَأَ السَّجْدَةَ وَلَمْ يَسْجُدْ۔

باب۔ جس نے سجدے والی آیت پڑھی مگر سجدہ نہ کیا[1]

۱۰۱۱۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ أَبُو الرَّبِيعِ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ خُصَيْفَةَ عَنِ ابْنِ قُسَيْطٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَأَلَ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ فَزَعَمَ أَنَّهُ قَرَأَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّجْمِ فَلَمْ يَسْجُدْ فِيهَا۔

(از سلیمان بن داؤد ابوالربیع از اسمٰعیل بن جعفر از یزید بن خصیفہ از ابن قسیط) عطار بن یسار نے زید بن ثابت صحابی سے پوچھا (کیا النجم میں سجدہ ہے ؟) تو حضرت زیدؓ نے جواب دیا، کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ سورت پڑھ کر سنائی، مگر آپؐ نے سجدہ نہیں کیا۔

۱۰۱۲۔ حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قُسَيْطٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ قَرَأْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّجْمِ فَلَمْ يَسْجُدْ فِيهَا۔

(از آدم بن ابی ایاس از ابن ابی ذئب از یزید بن عبداللہ بن قسیط از عطار بن یسار) زید بن ثابت فرماتے ہیں میں نے سورۃ النجم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سنائی آپ نے سجدہ نہ کیا۔

بَاب ۶۸۹ سَجْدَةِ إِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ

باب۔ سورۃ انشقاق کا سجدہ۔

۱۰۱۳۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَمُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ رَأَيْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ قَرَأَ إِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ فَسَجَدَ بِهَا فَقُلْتُ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ أَلَمْ أَرَكَ تَسْجُدُ قَالَ لَوْ لَمْ أَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَجَدَ لَمْ أَسْجُدْ۔

(از مسلم بن ابراہیم و معاذ بن فضالہ، از ہشام از یحییٰ) ابوسلمہ فرماتے ہیں میں نے حضرت ابوہریرہ کو سورۃ انشقاق تلاوت کرتے دیکھا آپ نے اس میں سجدہ تلاوت کیا۔ میں نے تعجب سے کہا کیا میں آپ کو اس سورہ کا سجدہ کرتے ہوئے نہیں دیکھ رہا ہوں ؟ آپ نے فرمایا: ہاں! اگر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سجدہ تلاوت کرتے (اس سورہ کا) نہ دیکھتا تو میں بھی کبھی سجدہ نہ کرتا[2] (یعنی میں نے واقعی سجدہ کیا ہے اور آنحضرت کے عمل کے مطابق۔)

بَاب ۶۹۰ مَنْ سَجَدَ لِسُجُودِ الْقَارِئِ

باب۔ جب پڑھنے والا سجدہ کرے تو سننے والا بھی[3]

---

[1] اس باب سے امام بخاری کی غرض یہ ہے کہ سجدہ تلاوت کچھ واجب نہیں ہے بعضوں نے کہا اس کا رد منظور ہے جو کہتا ہے کہ مفصل میں سجدہ نہیں ہے کیونکہ سجدہ فوراً کرنا واجب نہیں ہے تو سجدہ نہ کرنے سے یہ نہیں نکلتا کہ سورہ والنجم میں سجدہ نہیں ہے ۱۲ منہ [2] اس حدیث سے مالکیہ کا رد ہوا جو کہتے ہیں قرآن میں صرف گیارہ سجدے ہیں اور مفصل میں کوئی سجدہ نہیں ہے ان کی دلیل وہ روایت ہے جو عطار بن یسار نے ابی بن کعب سے کی انہوں نے کہا مفصل میں کوئی سجدہ نہیں ہے ۱۲ منہ [3] مطلب یہ ہے کہ سننے والے کو جب سجدہ کرنا چاہیے کہ پڑھنے والا بھی کرے اگر پڑھنے والا سجدہ نہ کرے تو سننے والے پر لازم نہیں ہے امام بخاری کا شاید یہی مذہب ہے اور جمہور علماء کا یہ قول ہے کہ سننے والے پر ہر طرح سجدہ ہے اگرچہ پڑھنے والا بے وضو یا نابالغ یا کافر یا عورت یا تارک الصلوٰۃ یا نماز پڑھ رہا ہو ۱۲ منہ۔

وَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ لِتَمِيْمِ بْنِ حَذْلَمٍ وَهُوَ غُلَامٌ فَقَرَأَ عَلَيْهِ سَجْدَةً فَقَالَ اسْجُدْ فَإِنَّكَ إِمَامُنَا فِيْهَا۔

اُسی وقت سجدہ کرے۔ عبداللہ بن مسعود نے تمیم بن حذلم سے کہا تمیم لڑکا تھا اس نے ابنِ مسعود کے سامنے آیتِ سجدہ تلاوت کی۔ ابنِ مسعودؓ نے کہا، تو سجدہ کر، کیوں کہ اس سجدے کی رو سے تو ہمارا امام ہے۔

۱۰۱۴۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ عَلَيْنَا السُّوْرَةَ فِيْهَا السَّجْدَةُ فَيَسْجُدُ وَنَسْجُدُ حَتّٰى مَا يَجِدُ أَحَدُنَا مَوْضِعَ جَبْهَتِهٖ۔

(از مسدد از یحییٰ از عبید اللہ از نافع) ابنِ عمر فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اگر ہمیں کوئی ایسی سورت سناتے جس میں سجدہ ہوتا تو آپ بھی سجدہ کرتے اور ہم بھی، حتیٰ کہ بعضوں کو زمین پر ماتھا رکھنے کی جگہ نہ ملتی۔

بَابٌ ۶۹۱ اِزْدِحَامِ النَّاسِ إِذَا قَرَأَ الْإِمَامُ السَّجْدَةَ۔

باب ۔ جب امام سجدے کی آیت پڑھے اور لوگوں کا ہجوم ہو جائے۔ اس کا بیان۔

۱۰۱۵۔ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ اٰدَمَ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ ابْنُ مُسْهِرٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ السَّجْدَةَ وَنَحْنُ عِنْدَهٗ فَيَسْجُدُ وَنَسْجُدُ مَعَهٗ فَنَزْدَحِمُ حَتّٰى مَا يَجِدُ أَحَدُنَا لِجَبْهَتِهٖ مَوْضِعًا يَسْجُدُ عَلَيْهِ۔

(از بشر بن آدم از علی بن مسہر از عبید اللہ از نافع) ابنِ عمر کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سجدے کی آیت پڑھتے اور ہم آپؐ کے پاس ہوتے تو آپ بھی سجدہ کرتے اور ہم بھی، یہاں تک اتنی بھیڑ ہو جاتی کہ ہم میں سے بعض لوگوں کو سجدہ کرنے کی جگہ نہ ملتی۔

بَابٌ ۶۹۲ مَنْ رَاٰى أَنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ لَمْ يُوْجِبِ السُّجُوْدَ۔ وَقِيْلَ لِعِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ الرَّجُلُ يَسْمَعُ السَّجْدَةَ وَلَمْ يَجْلِسْ لَهَا قَالَ أَرَأَيْتَ لَوْ قَعَدَ لَهَا كَأَنَّهٗ لَا يُوْجِبُهٗ عَلَيْهِ۔ وَقَالَ سَلْمَانُ مَا لِهٰذَا غَدَوْنَا۔ وَقَالَ عُثْمَانُ إِنَّمَا السَّجْدَةُ عَلٰى مَنِ اسْتَمَعَهَا وَقَالَ الزُّهْرِيُّ لَا يَسْجُدُ إِلَّا أَنْ

باب ۔ اس شخص کی دلیل جو کہتا ہے اللہ تعالیٰ نے سجدہ تلاوت واجب نہیں کیا۔ عمران بن حصین سے کہا گیا کہ اگر کوئی شخص سجدے کی آیت سُنے حالانکہ وہ سجدے کی آیت سُننے کی نیت سے نہیں بیٹھا تھا۔ تو کیا اس پر سجدہ واجب ہے؟ انہوں نے کہا اگر وہ اس نیت سے بیٹھتا بھی تو کیا حرج تھا؟ گویا انہوں نے سجدہ تلاوت واجب نہیں سمجھا۔ حضرت سلمانؓ فارسی نے (ان لوگوں کو جنہوں نے آیت سجدہ تلاوت کر کے سجدہ کیا اور اُن کے سجدہ نہ کرنے پر سبب نہ کرنے

يَكُوْنَ طَاهِرًا فَإِذَا سَجَدْتَ وَأَنْتَ فِي حَضَرٍ فَاسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ فَإِنْ كُنْتَ رَاكِبًا فَلَا عَلَيْكَ حَيْثُ كَانَ وَجْهُكَ وَكَانَ السَّائِبُ ابْنُ يَزِيْدَ لَا يَسْجُدُ لِسُجُوْدِ الْقَاصِّ۔

کا پوچھا) جواب دیا کہ ہم اس لیے آئے ہی نہیں تھے حضرت عثمانؓ کہتے ہیں کہ سجدہ اس کے لیے واجب ہے جو آیت سجدہ بالارادہ سُنے۔ زہری کہتے ہیں بغیر وضو سجدہ تلاوت ٹھیک نہیں اور سفر کے علاوہ یعنی حضر میں قبلہ رُخ ہونا بھی ضروری ہے، البتہ سفر میں جدھر سواری کا رُخ ہے سجدہ اسی طرف جائز ہے۔ حضرت سائب بن یزید صحابی واعظوں کے آیت سجدہ پڑھنے پر سجدہ نہ کرتے (کیونکہ وہ تلاوت کی غرض سے نہیں پڑھتے۔)

۱۰۱۶۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسَى قَالَ أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوْسُفَ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ بَكْرِ بْنُ أَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ التَّيْمِيِّ عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْهُدَيْرِ التَّيْمِيِّ قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ وَكَانَ رَبِيْعَةُ مِنْ خِيَارِ النَّاسِ عَمَّا حَضَرَ رَبِيْعَةُ مِنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَرَأَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ عَلَى الْمِنْبَرِ بِسُوْرَةِ النَّحْلِ حَتّٰى إِذَا جَاءَ السَّجْدَةَ نَزَلَ فَسَجَدَ وَسَجَدَ النَّاسُ حَتّٰى إِذَا كَانَتِ الْجُمُعَةُ الْقَابِلَةُ قَرَأَ بِهَا حَتّٰى إِذَا جَاءَتِ السَّجْدَةُ قَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّمَا نَمُرُّ بِالسُّجُوْدِ فَمَنْ سَجَدَ فَقَدْ أَصَابَ وَمَنْ لَمْ يَسْجُدْ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ وَلَمْ يَسْجُدْ عُمَرُ وَزَادَ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ إِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَفْرِضِ السُّجُوْدَ إِلَّا أَنْ نَشَاءَ۔

(از ابراہیم بن موسیٰ از ہشام بن یوسف از ابن جریج از ابوبکر بن ابی ملیکہ از عثمان بن عبدالرحمٰن تیمی از ربیعہ بن عبداللہ بن ھدیر تیمی) ابوبکر بن ابی ملیکہ کہتے ہیں کہ ربیعہ بہت اچھے لوگوں میں سے تھے انہوں نے وہ حال بیان کیا جو حضرت عمر کی مجلس میں انہوں نے دیکھا کہ حضرت عمرؓ بن خطاب نے جمعے کے دن ممبر پر سورۂ نحل پڑھی، جب آیتِ سجدہ آئی تو ممبر سے اتر کر سجدہ کیا۔ سامعین نے بھی سجدہ کیا۔ دوسرے جمعے کو پھر وہی سورت پڑھی جب سجدے کی آیت پر پہنچے تو فرمایا ہم سجدہ کی آیت تلاوت کر جاتے ہیں اگر کوئی سجدہ کرے، تو بہتر، ورنہ کوئی گناہ نہیں۔ حضرت عمرؓ نے سجدہ نہ کیا۔
حضرت نافعؒ نے حضرت ابن عمرؓ سے نقل کیا کہ اللہ تعالےٰ نے سجدہ تلاوت فرض نہیں کیا۔ یہ ہماری مرضی ہے کریں یا نہ کریں۔

بَابٌ ۶۹۳ مَنْ قَرَأَ السَّجْدَةَ فِي الصَّلٰوةِ فَسَجَدَ بِهَا۔

باب۔ نماز میں آیتِ سجدہ تلاوت کرنا اور نماز ہی میں سجدہ ادا کرنا۔[1]

۱۰۱۷۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ

(از مسدد از معتمر از والد ش سلیمان از بکر، ابورافع فرماتے

[1] امام بخاری کی غرض اس باب سے مالکیہ پر رد کرنا ہے جو سجدہ کی آیت نماز میں پڑھنا مکروہ جانتے ہیں ۱۲ منہ۔

قَالَ سَمِعْتُ اَبِیْ قَالَ حَدَّثَنَا بَکْرٌ عَنْ اَبِیْ رَافِعٍ قَالَ صَلَّیْتُ مَعَ اَبِیْ هُرَیْرَةَ الْعَتَمَةَ فَقَرَأَ اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ فَسَجَدَ فَقُلْتُ مَا هٰذِہٖ قَالَ سَجَدْتُ بِهَا خَلْفَ اَبِی الْقَاسِمِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَلَا اَزَالُ اَسْجُدُ فِیْهَا حَتّٰی اَلْقَاہُ۔

ہیں میں نے حضرت ابو ہریرہؓ کے ساتھ نماز عشا پڑھی۔ آپ نے سورہ انشقاق قرارت میں پڑھی اور نماز میں سجدہ بھی کیا۔ میں نے پوچھا یہ کیا بات ہے؟ حضرت ابو ہریرہؓ نے کہا میں نے آنحضرت ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سجدہ کیا نماز میں تو ان سے ملاقات تک یعنی وصال تک ہمیشہ کرتا رہوں گا۔

بَاب ۶۹۴ مَنْ لَّمْ یَجِدْ مَوْضِعًا لِلسُّجُوْدِ مِنَ الزِّحَامِ۔

باب۔ ہجوم کی وجہ سے اگر سجدہ تلاوت کے لیے جگہ نہ ملے۔

۱۰۱۸۔ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ حَدَّثَنَا یَحْیٰی بْنُ سَعِیْدٍ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقْرَأُ السُّوْرَةَ الَّتِیْ فِیْهَا السَّجْدَةُ فَیَسْجُدُ وَنَسْجُدُ حَتّٰی مَا یَجِدُ اَحَدُنَا مَکَانًا لِمَوْضِعِ جَبْهَتِہٖ۔

(از صدقہ بن فضل از یحییٰ بن سعید از عبیداللہ از نافع) ابن عمرؓ فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ والی سورت پڑھتے تو سجدہ فرماتے اور آپ کے ساتھ ہم بھی سجدہ کرتے چنانچہ بعض صحابہ کو پیشانی رکھنے کی جگہ نہ ملتی[1]۔

---

[1] اس سے یہ نکلا کہ پھر وہ شخص کیا کرتا اور شاید امام بخاری نے اس طریق کی طرف اشارہ کیا جس کو طبرانی نے نکالا مصعب بن ثابت سے انہوں نے نافع سے اس میں اتنا زیادہ ہے یہاں تک کہ وہ شخص اپنے بھائی کی پشت پر سجدہ کرتا ۱۲ منہ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَبْوَابُ تَقْصِيْرِ الصَّلٰوةِ

بَاب ۶۹۵ مَا جَاءَ فِي التَّقْصِيْرِ وَكَمْ يُقِيْمُ حَتّٰى يُقَصِّرَ۔

۱۰۱۹۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ عَاصِمٍ وَّحُصَيْنٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تِسْعَةَ عَشَرَ يَقْصُرُ فَنَحْنُ إِذَا سَافَرْنَا تِسْعَةَ عَشَرَ قَصَرْنَا وَإِنْ زِدْنَا أَتْمَمْنَا۔

۱۰۲۰۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنِيْ يَحْيَى بْنُ أَبِيْ إِسْحَاقَ سَمِعْتُ أَنَسًا يَقُوْلُ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمَدِيْنَةِ إِلَى مَكَّةَ فَكَانَ يُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ حَتّٰى رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِيْنَةِ قُلْتُ أَقَمْتُمْ بِمَكَّةَ شَيْئًا قَالَ أَقَمْنَا بِهَا عَشْرًا۔

بَاب ۶۹۶ الصَّلٰوةِ بِمِنًى۔

۱۰۲۱۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا

نماز قصر کرنے کے باب

باب - نماز قصر کرنے کا بیان - قصر کے لیے اقامت کی مدت کتنی ہے؟ [۱]

(از موسٰی بن اسمٰعیل از ابو عوانہ از عاصم و حصین از عکرمہ) ابن عباس فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (مکہ میں) انیس دن تک قیام کیا اور قصر کرتے رہے، لہٰذا ہم بھی اگر سفر میں انیس دن تک ٹھہرتے ہیں، تو قصر کرتے ہیں۔ اگر اس سے زیادہ قیام کریں تو پوری نماز پڑھتے ہیں۔

(از ابو معمر از عبدالوارث از یحیٰی بن ابی اسحاق) حضرت انس فرماتے ہیں ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینے سے مکے گئے۔ آپ دو دو رکعت پڑھتے تھے حتّٰی کہ ہم واپس مدینے آ گئے۔ یحیٰی کہتے ہیں میں نے دریافت کیا آپ نے مکے میں کتنا عرصہ قیام فرمایا؟ جواب دیا دس دن۔

باب - منٰی میں نماز قصر پڑھنا [۳]

(از مسدد از یحیٰی از عبیداللہ از نافع) عبداللہ بن عمرؓ فرماتے

---

[۱] اس ترجمہ میں دو باتیں بیان ہوئی ہیں ایک یہ کہ سفر میں چار رکعتی نماز کو قصر کرے یعنی دو رکعتیں پڑھے دوسرے مسافر اگر کہیں ٹھہرنے کی نیت کر لے تو کتنے دن تک ٹھہرنے کی نیت میں وہ قصر کر سکتا ہے امام شافعی اور امام احمد اور مالک کا مذہب ہے کہ جب کہیں چار دن ٹھہرنے کی نیت کر لے تو پوری نماز پڑھے اور چار دن سے کم ٹھہرنے کی نیت ہو تو قصر کرتا رہے امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک ۱۵ دن سے کم میں قصر کرے پندرہ دن یا زیادہ ٹھہرنے کی نیت ہو تو پوری نماز پڑھے اور اسحاق بن راہویہ کا مذہب یہ ہے کہ انیس دن سے کم میں قصر کرتا رہے انیس دن یا زیادہ ٹھہرے کی نیت ہو تو پوری نماز پڑھے امام بخاری کا بھی مذہب یہی معلوم ہوتا ہے ابن منذر نے کہا مغرب اور فجر کی نماز میں بالاجماع قصر نہیں ہے ۱۲ منہ [۲] یعنی چار رکعتی نماز میں قصر کرتے تھے۔ عبدالرزاق

[۳] جہاں کہیں دو رکعت قصر کے ابواب میں آئے اس سے مراد چار رکعتی نماز فرض ہے جس کی قصر دو رکعت رہ جاتی ہے۔ عبدالرزاق

عَنْ عُبَيْدِ اللهِ قَالَ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِنًى رَكْعَتَيْنِ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَمَعَ عُثْمَانَ صَدْرًا مِنْ إِمَارَتِهِ ثُمَّ أَتَمَّهَا۔

ہیں میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور شیخین کے ساتھ منیٰ میں دو رکعت نماز ادا کی۔ اسی طرح حضرت عثمانؓ کی خلافت کے ابتدائی زمانے میں۔ پھر حضرت عثمان پوری نماز پڑھنے لگے۔

۱۰۲۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَنْبَأَنَا أَبُو إِسْحَاقَ سَمِعْتُ حَارِثَةَ ابْنَ وَهْبٍ قَالَ صَلَّى بِنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آمَنَ مَا كَانَ بِمِنًى رَكْعَتَيْنِ۔

(از ابوالولید از شعبہ از ابواسحاق) حارثہ بن وہب فرماتے ہیں ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بحالت امن منیٰ میں دو رکعتیں پڑھائیں۔[۱]

۱۰۲۳۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ ابْنُ زِيَادٍ عَنِ الْأَعْمَشِ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ يَزِيدَ يَقُولُ صَلَّى بِنَا عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ بِمِنًى أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ فَقِيلَ فِي ذٰلِكَ لِعَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ فَاسْتَرْجَعَ ثُمَّ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِنًى رَكْعَتَيْنِ وَصَلَّيْتُ مَعَ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ بِمِنًى رَكْعَتَيْنِ وَصَلَّيْتُ مَعَ عُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ بِمِنًى رَكْعَتَيْنِ فَلَيْتَ حَظِّي مِنْ أَرْبَعِ رَكَعَاتٍ رَكْعَتَانِ مُتَقَبَّلَتَانِ۔

(از قتیبہ از عبدالواحد بن زیاد از اعمش از ابراہیم) عبدالرحمٰن بن زید فرماتے ہیں حضرت عثمانؓ بن عفان نے ہمیں منیٰ میں چار رکعات پڑھائیں (قصر نہ کیا) تو حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے بیان کیا گیا انہوں نے کلمہ استرجاع (انا للہ وانا الیہ راجعون) پڑھا پھر فرمایا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ منیٰ میں دو رکعت پڑھی ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے ساتھ بھی دو رکعت پڑھی ہیں۔ کاش ان (خلاف سنت) چار رکعت کی بجائے مجھے وہ دو مقبول رکعتیں ملتیں۔[۲]

بَاب ۶۹۷ كَمْ أَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّتِهِ۔

باب۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زمانۂ حج میں مکہ میں کتنے دن قیام کیا۔

۱۰۲۴۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ الْبَرَّاءِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ لِصُبْحِ رَابِعَةٍ يُلَبُّونَ بِالْحَجِّ

(از موسیٰ بن اسمٰعیل از وہیب از ایوب از ابوالعالیہ براء) ابن عباس فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام مدینہ سے مکہ میں ذوالحجہ کی چار تاریخ کو لبیک پکارتے ہوئے آئے۔ آپ نے صحابہ کو حکم دیا، کہ حج کو عمرہ کرکے احرام کھول دیں، البتہ جن کے

[۱] قرآن شریف میں قصر کے لیے جو یہ شرط مذکور ہے ان خفتم ان یفتنکم الذین کفروا تو بعضوں نے کہا قصر اسی حالت میں مشروع ہے جب دشمنوں کا ڈر ہو بے شک یہ صحیح ہے مگر حدیثوں سے یہ ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بعد بھی سفر میں قصر کیا اور ایک شخص نے اس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو آپ نے فرمایا یہ اللہ کا صدقہ ہے تم پر تو اس کا صدقہ قبول کرو امام ابوحنیفہؒ نے اسی وجہ سے سفر میں قصر کرنا واجب قرار دیا ہے ۱۲ منہ [۲] عبداللہ بن مسعود کو سخت افسوس ہوا اس پر کہ حضرت عثمانؓ نے سنت کے خلاف قصر نہیں کیا اور چار رکعتیں پڑھیں مگر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بھی حق پر تھے۔ ان کا ایک گھر مکے میں بھی تھا اس لئے وہ مقیم تھے۔ عبدالرزاق

فَاَمَرَهُمْ اَنْ يَّجْعَلُوْهَا عُمْرَةً اِلَّا مَنْ كَانَ مَعَهُ هَدْيٌ تَابَعَهُ عَطَاءٌ عَنْ جَابِرٍ۔

ساتھ قربانی ہے (وہ ذبح تک احرام نہ کھولے) وہ ایسا نہ کرے۔ ابوالعالیہ کے ساتھ اس حدیث کو حضرت عطاء نے بھی حضرت جابرؓ سے روایت کیا ہے۔

باب ۶۹۸ فِيْ كَمْ تُقْصَرُ الصَّلٰوةُ وَسَمَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السَّفَرَ يَوْمًا وَّلَيْلَةً وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ وَابْنُ عَبَّاسٍ يَّقْصُرَانِ وَيُفْطِرَانِ فِيْ اَرْبَعَةِ بُرُدٍ وَّهُوَ سِتَّةَ عَشَرَ فَرْسَخًا۔

باب۔ کتنی مسافت میں قصر کرنا چاہیے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن رات کو بھی سفر قرار دیا ہے۔ ابن عمر اور ابن عباسؓ چار برید کی مسافت میں قصر و افطار (صوم) کرتے تھے۔ چار برید کے سولہ فرسخ بنتے ہیں۔[1]

۱۰۲۵۔ حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ قَالَ قُلْتُ لِاَبِيْ اُسَامَةَ حَدَّثَكُمْ عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُسَافِرِ الْمَرْاَةُ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ اِلَّا مَعَ ذِيْ مَحْرَمٍ۔

اسحاق کہتے ہیں میں نے ابواسامہ سے دریافت کیا کہ کیا آپ سے عبیداللہ عمری نے نافع از ابن عمر کے حوالہ سے یہ روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورت تین دن کا سفر بغیر اپنے محرم رشتہ دار کے نہ کرے (ابواسامہ نے کہا ہاں)

۱۰۲۶۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنِيْ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُسَافِرِ الْمَرْاَةُ ثَلٰثًا اِلَّا مَعَهَا ذُوْ مَحْرَمٍ تَابَعَهُ اَحْمَدُ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

(از مسدد از یحیٰی از عبیداللہ از نافع) ابن عمرؓ فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورت تین دن کا سفر بغیر محرم رشتہ دار کے نہ کرے مسدد کے ساتھ اس حدیث کو احمد بن محمد مروزی نے بحوالہ عبداللہ ابن مبارک از عبیداللہ از نافع از ابن عمر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے۔

۱۰۲۷۔ حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ ذِئْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ نِ الْمَقْبُرِيُّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَحِلُّ لِامْرَاَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ تُسَافِرَ مَسِيْرَةَ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ لَيْسَ مَعَهَا حُرْمَةٌ تَابَعَهُ يَحْيَى بْنُ اَبِيْ كَثِيْرٍ وَّسُهَيْلٌ وَّمَالِكٌ عَنِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ۔

(از آدم از ابن ابی ذئب از سعید مقبری از ابوسعید مقبری) حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی ایسی عورت کے لیے جو اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتی ہے، یہ حلال نہیں کہ وہ ایک دن رات کا سفر بغیر محرم رشتہ دار کے کرے

ابن ابی ذئب کے ساتھ یحیٰی بن ابی کثیر اور سہیل اور امام مالک نے بھی اس حدیث کو بحوالہ مقبری حضرت ابوہریرہ سے روایت کیا ہے۔

باب ۶۹۹ يَقْصُرُ اِذَا خَرَجَ مِنْ

باب۔ جب اپنی آبادی سے بہ نیت سفر نکل جائے تو قصر کرے[2]

[1] ہر فرسخ تین میل کے برابر ہوتا ہے گویا اڑتالیس میل ہوئے۔ احناف کا عمل اسی پر ہے عبدالرزاق [2] اس باب کا مطلب یہ ہے کہ مسافر جب سفر کا عزم (باقی اگلے صفحہ پر)

مَوْضِعِهِ ۔ وَخَرَجَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ فَقَصَرَ وَهُوَ يَرَى الْبُيُوتَ فَلَمَّا رَجَعَ قِيلَ لَهُ هٰذِهِ الْكُوفَةُ قَالَ لَا حَتّٰى نَدْخُلَهَا ۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ (کوفے سے) نکلے تو قصر کرنے لگے، حالانکہ کوفے کے مکانات نظر آ رہے تھے جب واپس آئے تو کوفے کے مکانات دیکھ کر لوگوں نے کہا یہ سامنے کوفہ ہے (اس لیے قصر ترک کریں) آپ نے کہا نہیں جب تک کوفے میں داخل نہ ہو جائیں (قصر جاری رہے گا)

۱۰۲۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ وَإِبْرَاهِيمَ بْنِ مَيْسَرَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ صَلَّيْتُ الظُّهْرَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِينَةِ أَرْبَعًا وَالْعَصْرَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ رَكْعَتَيْنِ ۔

(از ابو نعیم از سفیان از محمد بن منکدر و ابراہیم بن میسرہ) حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ظہر کی نماز مدینہ میں چار رکعت پڑھی اور ذوالحلیفہ[1] میں عصر کی دو رکعت پڑھی ۔

۱۰۲۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتِ الصَّلٰوةُ أَوَّلُ مَا فُرِضَتْ رَكْعَتَانِ فَأُقِرَّتْ صَلٰوةُ السَّفَرِ وَأُتِمَّتْ صَلٰوةُ الْحَضَرِ قَالَ الزُّهْرِيُّ فَقُلْتُ لِعُرْوَةَ فَمَا بَالُ عَائِشَةَ تُتِمُّ قَالَ تَأَوَّلَتْ مَا تَأَوَّلَ عُثْمَانُ ۔

(از عبد اللہ بن محمد از سفیان از زہری از عروہ) حضرت عائشہ فرماتی ہیں سب سے پہلے نماز دو رکعت ہی فرض ہوئی۔ بعد ازاں سفر میں تو وہ بحال رہی اور حضر کی نماز بڑھا دی گئی[2]

زہری کہتے ہیں میں نے عروہ سے پوچھا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کیوں سفر میں پوری نماز پڑھتی ہیں؟ جواب دیا جیسے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تاویل کرتے ہیں ویسے ہی وہ بھی تاویل کرتی ہیں[3]

بَابٌ يُصَلِّي الْمَغْرِبَ ثَلَاثًا فِي السَّفَرِ ۔

باب ۔ مغرب کی نماز سفر میں بھی تین رکعت رہے گی ۔

۱۰۳۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي سَالِمٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ

(از ابو الیمان از شعیب از زہری از سالم) عبد اللہ بن عمر فرماتے ہیں میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا جب سفر میں جلدی کرنے

(بقیہ) کرے تو قصر کہاں سے شروع کرے حنفیہ کا یہ قول ہے کہ جب شہر کی آبادی سے نکل جائے شافعی نے کہا جس شہر میں فصیل ہو تو جب فصیل سے پار ہو جائے مالکیہ نے کہا جب شہر سے اور شہر کے متعلق جو باغات ہوں ان سے بھی پار ہو جائے ۱۲ منہ

[1] حالانکہ ذوالحلیفہ مدینہ سے چھ میل پر ہے آپ مکہ کو تشریف لے جا رہے تھے مدینہ میں ظہر پڑھ کر روانہ ہوئے اور ذوالحلیفہ عصر کے وقت پہنچے وہاں قصر کیا حدیث سے یہ نکلا کہ مسافر جب اپنے شہر سے نکل جائے تو قصر شروع کرے جو باب کا مطلب ہے ۱۲ منہ

[2] یعنی جب آدمی سفر میں نہ ہو اپنے گھر میں ہو تو ظہر اور عصر اور عشاء کی نماز میں اضافہ ہوا دو رکعتوں کے بدل چار رکعتیں قرار پائیں ۱۲ منہ

[3] سفر میں پوری نماز پڑھنا بہتر جانتی تھیں اور قصر کو رخصت سمجھتی تھیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بھی جب منیٰ میں پوری نماز پڑھی تو اس کا یہی عذر کیا کہ بہت سے عوام مسلمان جمع ہیں ایسا نہ ہو کہ نماز کی دو ہی دو رکعتیں سمجھ لیں اور یہ حضرت عثمان کی رائے تھی امام شافعی کا بھی مذہب یہی ہے کہ سفر میں قصر اور اتمام دونوں درست ہیں اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا مسلک یہ ہے کہ سفر میں قصر واجب ہے ۱۲ منہ ۔

عُمَرَ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَعْجَلَهُ السَّيْرُ فِي السَّفَرِ يُؤَخِّرُ الْمَغْرِبَ حَتّٰى يَجْمَعَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ الْعِشَاءِ قَالَ سَالِمٌ وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ يَفْعَلُهُ إِذَا أَعْجَلَهُ السَّيْرُ وَزَادَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ سَالِمٌ كَانَ ابْنُ عُمَرَ يَجْمَعُ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ بِالْمُزْدَلِفَةِ قَالَ سَالِمٌ وَأَخَّرَ ابْنُ عُمَرَ الْمَغْرِبَ وَكَانَ اسْتُصْرِخَ عَلَى امْرَأَتِهِ صَفِيَّةَ بِنْتِ أَبِي عُبَيْدٍ فَقُلْتُ لَهُ الصَّلٰوةُ فَقَالَ سِرْ فَقُلْتُ لَهُ الصَّلٰوةُ فَقَالَ سِرْ حَتّٰى سَارَ مِيلَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةً ثُمَّ نَزَلَ فَصَلّٰى ثُمَّ قَالَ هٰكَذَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي إِذَا أَعْجَلَهُ السَّيْرُ وَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَعْجَلَهُ السَّيْرُ يُقِيمُ الْمَغْرِبَ فَيُصَلِّيهَا ثَلٰثًا ثُمَّ يُسَلِّمُ ثُمَّ قَلَّمَا يَلْبَثُ حَتّٰى يُقِيمَ الْعِشَاءَ فَيُصَلِّيهَا رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ يُسَلِّمُ وَلَا يُسَبِّحُ بَعْدَ الْعِشَاءِ حَتّٰى يَقُومَ مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ۔

کی ضرورت ہوتی تو آپ مغرب میں تاخیر کر دیتے حتّٰی کہ مغرب و عشا کو جمع کر دیتے یعنی ملا کر پڑھتے۔ سالم کہتے ہیں۔ ابنِ عمر بھی ایسا ہی کرتے اگر سفر میں جلدی جانا منظور ہوتا۔ لیث بن سعد نے اتنا اضافہ کیا مجھے یونس نے بحوالہ ابنِ شہاب کہا ہے کہ سالم نے بتایا کہ حضرت ابنِ عمرؓ مغرب اور عشا کو ملا کر پڑھتے تھے مقام مزدلفہ میں۔ سالم نے کہا ابن عمرؓ نے مغرب کی نماز میں تاخیر کی جب انہیں اپنی اہلیہ حضرت صفیہ بنت ابی عبید کی بیماری کی خبر ملی۔ میں نے کہا نماز! حضرت ابنِ عمرؓ نے کہا چلے چلو! میں نے پھر کہا نماز فرمایا چلتے رہو! حتّٰی کہ دو تین میل سفر کر گئے۔ اس وقت اترے اور نماز پڑھی اور فرمایا، کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح دیکھا ہے، کہ جب انہیں سفر کی جلدی ہوتی تو اسی طرح تاخیر سے نماز پڑھتے۔ حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپؐ کو اگر سفر کی تعجیل مقصود ہوتی تو مغرب کے لیے تکبیر کہلواتے اور تین[1] فرض پڑھ کر سلام پھیر دیتے پھر تھوڑی دیر ٹھہر کر عشا کی تکبیر کہلواتے اور اس کی دو رکعت ادا کر کے سلام پھیر دیتے اور عشا کے بعد سنت نفل وغیرہ مزید نماز نہ پڑھتے پھر آدھی رات گذار کر نماز پڑھتے[2]۔

بَاب ۷۰۱- صَلٰوةُ التَّطَوُّعِ عَلَى الدَّوَابِّ حَيْثُمَا تَوَجَّهَتْ بِهٖ۔

باب۔ سواری پر نفل نماز پڑھنا خواہ اُس کا منہ کسی طرف ہو۔

۱۰۳۱- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَامِرٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي عَلٰى رَاحِلَتِهٖ حَيْثُ تَوَجَّهَتْ بِهٖ۔

(از علی بن عبداللہ از عبدالاعلیٰ از معمر از زہری از عبداللہ بن عامر) حضرت عامر فرماتے ہیں میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ اپنی اونٹنی پر نماز پڑھتے خواہ اس کا منہ کسی طرف ہوتا[3]۔

۱۰۳۲- حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ

(از ابونعیم از شیبان از یحییٰ از محمد بن عبدالرحمٰن) حضرت جابر بن

---

[1] ترجمہ باب یہیں سے نکلتا ہے کہ آپ نے سفر میں بھی مغرب کی تین رکعتیں پڑھیں ۱۲ منہ [2] یعنی تہجد وتر وغیرہ ۱۲ منہ [3] حدیث سے یہ نکلا کہ نوافل سواری پر درست ہیں اسی طرح وتر بھی امام شافعی اور مالک اور احمد کا یہی قول ہے اور امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک وتر سواری پر پڑھنا درست نہیں ۱۲ منہ۔

عَنْ يَحْيٰى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ اَخْبَرَهٗ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي التَّطَوُّعَ وَهُوَ رَاكِبٌ فِي غَيْرِ الْقِبْلَةِ ۔

عبداللہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نفل نماز سواری پر پڑھ لیتے خواہ اس کا رُخ قبلہ کے علاوہ دوسری طرف ہوتا۔[1]

۱۰۳۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ قَالَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ يُصَلِّي عَلٰى رَاحِلَتِهٖ وَيُوْتِرُ عَلَيْهَا وَيُخْبِرُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَفْعَلُهٗ ۔

(از عبدالاعلی بن حماد از وُہیب از موسیٰ بن عقبہ) حضرت نافع فرماتے ہیں حضرت ابنِ عمرؓ اپنی اونٹنی پر نفل نماز پڑھا کرتے اور وتر بھی اسی پر پڑھ لیتے اور بیان کرتے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسی طرح عمل کرتے۔

باب ۷۰۲ اَلْاِيْمَاءِ عَلَى الدَّآبَّةِ ۔

باب ۔ سواری پر اگر رکوع وسجدہ نہ کرسکے۔ اشارہ کرکے نماز پڑھنا۔[2]

۱۰۳۴۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِيْنَارٍ قَالَ كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ يُصَلِّي فِي السَّفَرِ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ اَيْنَمَا تَوَجَّهَتْ بِهٖ يُوْمِئُ وَذَكَرَ عَبْدُ اللّٰهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَفْعَلُهٗ ۔

(از موسیٰ بن اسمٰعیل از عبدالعزیز بن مسلم) عبداللہ بن دینار فرماتے ہیں حضرت عبداللہ بن عمر سفر میں اپنی اونٹنی پر نفل نماز پڑھ لیتے خواہ اس کا منہ کسی طرف بھی ہوتا۔ اور اشارہ کرکے نماز پڑھتے (یعنی رکوع وسجود میں) اور عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسی طرح کرتے تھے۔

باب ۷۰۳ يَنْزِلُ لِلْمَكْتُوْبَةِ ۔

باب ۔ فرض نماز کی ادائیگی کے لیے سواری سے اُترنا (زمین پر نماز پڑھنا)

۱۰۳۵۔ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَامِرِ ابْنِ رَبِيْعَةَ اَنَّ عَامِرَ بْنَ رَبِيْعَةَ اَخْبَرَهٗ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَلَى الرَّاحِلَةِ يُسَبِّحُ يُوْمِئُ بِرَاْسِهٖ قِبَلَ اَيِّ وَجْهٍ تَوَجَّهَ وَلَمْ يَكُنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

(از یحییٰ بن بکیر از لیث از عقیل از ابن شہاب از عبداللہ بن عامر بن ربیعہ) عامر بن ربیعہ فرماتے ہیں میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا آپ اپنی اونٹنی پر نفل نماز پڑھ رہے تھے۔ سر سے اشارہ کرتے جاتے تھے خواہ جس طرف آپ کا رُخ گھومتا جاتا البتہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم فرض نمازوں میں ایسا نہ کرتے (یعنی اونٹنی پر نہ پڑھتے) لیث بحوالہ یونس از ابنِ شہاب از سالم فرماتے ہیں

[1] یہ واقعہ غزوہ ... کا ہے قبلہ وہاں جانے والوں کے لیے بائیں طرف رہتا ہے سواری عام ہے اونٹ اور ہر جانور کو شامل ہے ۱۲ منہ [2] ذرا سجدہ رکوع سے نیچا کرے امام مالک سے منقول ہے کہ سواری پر نماز پڑھنے والا سجدہ نہ کرے بلکہ اشارہ ہی کرے ۱۲ منہ۔

وَسَلَّمَ يَصْنَعُ ذٰلِكَ فِي الصَّلٰوةِ الْمَكْتُوبَةِ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ قَالَ سَالِمٌ كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ يُصَلِّي عَلٰى دَابَّتِهٖ مِنَ اللَّيْلِ وَهُوَ مُسَافِرٌ مَا يُبَالِي حَيْثُ كَانَ وَجْهُهٗ قَالَ ابْنُ عُمَرَ وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَبِّحُ عَلَى الرَّاحِلَةِ قِبَلَ اَيِّ وَجْهٍ تَوَجَّهَ وَيُوتِرُ عَلَيْهَا غَيْرَ اَنَّهٗ لَا يُصَلِّي عَلَيْهَا الْمَكْتُوبَةَ۔

کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سفر میں رات کو اپنی سواری پر نماز پڑھتے اور اس بات کی پروا نہ کرتے، کہ رخ قبلہ کو ہے یا نہیں۔ حضرت ابن عمر فرماتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی اونٹنی پر نماز نفل پڑھا کرتے تھے خواہ جدھر منہ ہو جاتا اور وتر بھی اسی طرح پڑھ لیتے۔ البتہ فرض نماز اس پر نہ پڑھتے۔[۱]

۱۰۳۶۔ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيٰى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ ثَوْبَانَ قَالَ حَدَّثَنِي جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي عَلٰى رَاحِلَتِهٖ نَحْوَ الْمَشْرِقِ فَاِذَا اَرَادَ اَنْ يُصَلِّيَ الْمَكْتُوبَةَ نَزَلَ فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ۔

(از معاذ بن فضالہ از ہشام از یحییٰ از محمد بن عبدالرحمٰن بن ثوبان) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اونٹنی پر نفل نماز پڑھا کرتے اس کا منہ مشرق کی طرف ہوتا (حالانکہ مدینہ سے کعبہ جنوب کی طرف ہے) لیکن جب آپ کا ارادہ فرض نماز پڑھنے کا ہوتا تو اونٹنی سے اتر آتے اور قبلہ رو ہو کر نماز پڑھتے۔

تَمَّ الْجُزْءُ الرَّابِعُ وَيَتْلُوهُ الْجُزْءُ الْخَامِسُ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى

اللہ کے فضل سے چوتھا پارہ تمام ہوا۔ اب پانچواں شروع ہوتا ہے ان شاء اللہ

[۱] ترجمہ باب اسی فقرے سے نکلتا ہے معلوم ہوا فرض نماز کے لیے جانور سے اترنے کیونکہ وہ سواری پر درست نہیں ہے اس پر علماء کا اجماع ہے ۱۲ منہ۔

پارہ پنجم

قیامُ النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم باللّیل فی رمضان وغیرہ

ما کان رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم یزید فی رمضان ولا فی غیرہ۔ غیر مقلد حضرات نے اس روایت سے استدلال کیا ہے، کہ تراویح کی بیس رکعتیں بدعت ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے، کہ اس حدیث میں صلوٰۃ اللیل کا بیان ہے صلوٰۃ التراویح کا بیان نہیں اور ان دونوں نمازوں میں کئی وجوہ سے فرق ہے

پہلی وجہ یہ ہے، کہ تراویح اوّلِ لیل میں ہوتی ہے بخلاف صلوٰۃ التہجد کے، کہ وہ آخر شب میں ہوتی ہے۔

نیز تراویح صرف رمضان میں ہوتی ہے بخلاف تہجد کے، کہ وہ پورا سال ہوتی ہے

تہجد کی مشروعیت تراویح سے پہلے ہوئی

مذکورہ بالا حدیث سے حضرتِ عائشہؓ کا ارادہ بیان نماز تہجد ہے تراویح کا اس میں ذکر نہیں کیونکہ وہ تو رمضان کے ساتھ مخصوص ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ رمضان میں روزے فرض ہیں اور قیام سنت ہے

یصلی اربعًا۔ ابو داؤد کی روایت ہے، کہ آنحضرت چار رکعتوں میں سے پہلی رکعت میں سورۂ بقرہ دوسری میں سورۂ آلِ عمران تیسری میں سورۂ نساء چوتھی میں سورۂ مائدہ پڑھتے تھے۔ پھر آرام فرماتے تھے۔ ممکن ہے، یہ تطویل (یعنی نماز کو طویل پڑھنا) فقط رمضان میں ہوتا ہو، اس روایت سے بظاہر یہی ثابت ہوتا ہے، کہ یہ چار رکعتیں ایک ہی سلام سے ہوتی تھیں۔

امام صاحب کے ہاں دن اور رات دونوں کے نوافل چار چار رکعتوں سے مستحب ہیں۔ صاحبین کے ہاں رات کو دو دو کرکے اور دن کے نوافل چار چار کرکے پڑھنا مستحب ہے۔ امام شافعی، امام احمد اور اسحاق کے ہاں رات اور دن دونوں میں دو دو کرکے پڑھنا مستحب ہے۔

امام صاحب کی دلیل حضورؐ کا وہ عمل ہے جس میں ہے آپ ظہر سے پہلے چار رکعتیں پڑھتے تھے۔ اسی طرح اور بہت سی روایات سے ثابت ہے کہ آپ چار رکعتوں میں سلام سے فصل یعنی علیحدگی نہیں کرتے تھے جیسے ابوداؤد میں روایت ہے۔ آپ سے اسی طرح رات کی نمازوں میں بھی ثابت ہے کہ چار چار رکعتیں متصلاً (بغیر دو کے بعد سلام کے) پڑھتے تھے۔ ان الفاظ مذکورہ بالا سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے، کہ آپ چار رکعتیں متصلاً پڑھتے تھے۔ اس سے بھی امام صاحبؒ کا مسلک ثابت ہوتا ہے۔

فصل الصلوٰۃ فی مسجد مکۃ

قولہ: لاتشدّوا الرحالُ إلا الی ثلاثۃ مساجدَ: المسجدِ الحرام ومسجدِ الرّسولِ ومسجدِ الاقصٰی

غیر مقلد واصحاب الظواہر اور ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اس سے استدلال کیا ہے، کہ روضۂ اقدس النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر صلحاء کے مقابر کی زیارت کے واسطے سفر کرنا جائز نہیں، ترجمہ یہ کرتے ہیں کہ: لاتشدوا الرحال الی موضع الا الی ثلثۃ مساجد

عند الجمہور زیارت قبور روضہ النبیؐ جائز ہے بلکہ مستحسن ہے۔ یعنی غیر مقلد واصحاب الظواہر اور ابن تیمیہ کا استدلال درست نہیں، کیونکہ مذکورہ بالا حدیث میں استثناء میں اتصال ہے یعنی نحوی اصطلاح میں یہ مستثنٰی متصل ہے (مستثنٰی متصل یہ ہوتا ہے کہ مستثنٰی منہ یعنی الا سے قبل اور مستثنٰی یعنی الا کے بعد دونوں ایک ہی جنس سے تعلق رکھتے ہوں، جیسے مذکورہ بالا حدیث میں مستثنٰی مساجد ہے اور مستثنٰی منہ بھی مساجد سمجھا گیا ہے۔

گویا اس جگہ دوسری مساجد کی زیارت کے لیے سفر کرنے سے روکا گیا ہے۔ یعنی دوسری مساجد میں زیادتی ثواب کی طلب کرنا یہ منہی عنہ ہے۔ یعنی اس سے روکا گیا ہے صرف مسجد کو دیکھنا منہی عنہ اور ممنوع نہیں۔ روضۂ اقدس کی زیارت کا اس جگہ ذکر ہی نہیں صرف مساجد کا ذکر ہے۔ اس بات پر قرینہ ہے وہ یہ کہ مسند احمد کی ایک روایت میں واضح طور پر مستثنٰی منہ مساجد ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا ینبغی للمصلی ان یشد رحالہ الی مسجدٍ غیر مسجد الحرام والاقصی ومسجدی (اوکما قال) چونکہ اس حدیث میں مستثنٰی منہ لفظاً موجود ہے اِلی مسجد اس سے بخاریؒ کی مذکورہ بالا حدیث سے ہمارے مسلک کی تائید ہوتی ہے

قولہ صلوٰۃ فی مسجدی ھٰذا خیر من الف صلوٰۃ فیما سواہ الخ: یعنی میری مسجد میں نماز ادا کرنے کا ثواب مسجد حرام کے سوا باقی مساجد سے ہزار گنا زیادہ ہے۔ بعض روایات میں پانچ ہزار کا لفظ بھی آیا ہے۔ تو عدد اقل و اکثر منافی نہیں

قولہ: روضۃٌ من ریاض الجنۃ: (یعنی میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان جو حصہ ہے وہ جنت کے

باغات میں سے ایک باغ ہے)

یہ بات یا تو حقیقۃً ہے کہ جنت کا کوئی ٹکڑا رکھا گیا ہو یا مراد یہ ہے، کہ اس میں فضیلت زیادہ ہے اور یہ فضیلت ذریعۂ حصولِ جنت ہے۔

قولہ: منبری علی حوضی۔ یا تو واقعی حوض کوثر پر بھی یہی منبر ہوگا یا مراد یہ ہے، کہ اس میں عبادت کرنا ذریعہ ہے حوضِ کوثر میں آنے کا۔

باب استعانۃ الید فی الصلوٰۃ اذا کان من امر الصلوٰۃ

ضابطہ یہ ہے کہ نماز میں عملِ قلیل جائز ہے مُفسد نماز نہیں ہے۔ قلیل وکثیر کی تحدید کے بارے میں راجح یہ ہے، کہ اگر نظرِ ناظر میں نمازی نماز میں معلوم ہو، تو عملِ قلیل ہے ورنہ عملِ کثیر ہے۔ بہرصورت مقصدِ باب یہ ہے، کہ چھوٹے چھوٹے عمل نماز میں جائز ہیں مُفسدِ صلوٰۃ نہیں ہیں۔

باب ما جاء فی السھو اذا قام من رکعتی الفریضۃ

تاخیرِ فرض و تاخیرِ واجب و ترکِ واجب تینوں چیزیں موجبِ سجدۂ سہو ہیں یہ ضابطہ ہے۔ چنانچہ درمیانی قعدہ واجب ہے۔ اس کے ترک سے سجدۂ سہو آئے گا۔ اس میں کئی مسائل مختلف فیہ ہیں۔ اوّل امام شافعی (واصحابِ ظواہر) کے نزدیک سجدۂ سہو قبل از سلام ہے اور احناف کے نزدیک بعد از سلام ہے۔ دوم عند الشافعی بعد از سجدہ تشہد وغیرہ نہیں اور عند الاحناف بعد از سلام تشہد وغیرہ ہے۔

قولہ کبر قبل التسلیم۔ اختلاف اوّل میں ان کی دلیل یہ الفاظِ مبارکہ ہیں کہ سلام سے پہلے تکبیر کہہ یعنی سلام آخر عمل ٹھہرا۔ جواب اس کا یہ ہے کہ سلام دو قسم کا ہے: سلامِ سہو و سلامِ فراغ۔ اس حدیث میں قبل التسلیم سے مراد سلام فراغ ہے۔

باب من لم یتشھد فی سجدتی السھو

یہ باب احناف کے خلاف ہے اس میں کوئی حدیث مرفوع تو ہے نہیں صرف آثارِ صحابہ سے استدلال کرتے ہیں اور مرفوع روایات میں صرف لفظ سلّم آتا ہے۔ ہماری طرف سے ان کا جواب یہ ہے کہ یہ روایات مختصر و ساکت ہیں اور استدلال روایاتِ ناطقہ سے چاہیے اور یہ روایات ناطقہ نہیں (یعنی ان میں کسی قسم کی تفصیل نہیں)

دلائلِ احناف: طحاوی شریف صہ۳۵۲ میں ابنِ مسعود کی روایت کے آخر میں یسجد سجدتی السھو ویتشھد ویسلم۔ ثانیاً حدیث ترمذی صہ۵۳ ج۱ ہے ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال فی آخر حدیث عبد الرحمن بن عوف فلیسجد سجدتی السھو ثم یسلم اور دیگر روایات میں جو ثم آیا ہے، یہ ثم تراخی کا تقاضا کرتا ہے یعنی کچھ دیر کے بعد سلام پھیرتے تھے تو ظاہر ہے وہ سلام فراغ ہو سکتا ہے۔ سلام سہو نہیں ہو سکتا ایک دلیل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں سہو کیا تو اس کے بعد الفاظ ہیں سجد سجدتی السھو ثم تشھد اس سے معلوم ہوا کہ سہو کے بعد تشہد وغیرہ ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا

بَاب ۷۰۴ صَلٰوةِ التَّطَوُّعِ عَلَى الْحِمَارِ۔

باب۔ گدھے پر نفل نماز پڑھنا۔

۱۰۳۷۔ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَبَّانُ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ قَالَ اَخْبَرَنَا اَنَسُ بْنُ سِيْرِيْنَ قَالَ اسْتَقْبَلْنَا اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ حِيْنَ قَدِمَ مِنَ الشَّامِ فَلَقِيْنَاهُ بِعَيْنِ التَّمْرِ فَرَاَيْتُهُ يُصَلِّيْ عَلٰى حِمَارٍ وَّوَجْهُهُ مِنْ ذَا الْجَانِبِ يَعْنِيْ عَنْ يَّسَارِ الْقِبْلَةِ فَقُلْتُ: رَاَيْتُكَ تُصَلِّيْ لِغَيْرِ الْقِبْلَةِ۔ فَقَالَ لَوْلَا اَنِّيْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُهُ لَمْ اَفْعَلْهُ رَوَاهُ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ حَجَّاجٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

(از احمد بن سعید از حبان از ہمام) انس بن سیرین کہتے ہیں جب حضرت انس بن مالک رض شام سے (بصرے میں) واپس لوٹے[1] تو ہم نے ان کا استقبال عین التمر[2] کے مقام پر کیا۔ میں نے انہیں دیکھا، وہ گدھے پر سوار نماز پڑھ رہے ہیں۔ ان کا منہ بھی قبلہ کی بائیں طرف تھا[3]۔ میں نے کہا آپ تو قبلہ رو نماز نہیں پڑھ رہے ہے؟ فرمایا اگر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا کرتے نہ دیکھتا تو میں بھی نہ کرتا

اس حدیث کو ابراہیم بن طہمان نے بھی بحوالہ حجاج از انس بن سیرین از حضرت انس بن مالک از آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم روایت کیا ہے[4]۔

[1] حضرت انس بن مالک رض بصرے سے شام میں حجاج بن یوسف ثقفی ظالم کی شکایت خلیفۂ وقت عبدالملک بن مروان سے کرنے گئے تھے جب لوٹ کر بصرے آئے تو انس بن سیرین ان کے استقبال کو گئے ۱۲ منہ [2] عین التمر ایک مقام کا نام ہے عراق کی حد پر جو شام سے ملتی ہے ۱۲ منہ [3] موطا میں یحیی بن سعید سے یوں روایت ہے میں نے انس رض کو دیکھا وہ گدھے پر نماز پڑھ رہے تھے ان کا منہ قبلے کی طرف نہ تھا اور طرف تھا رکوع اور سجدہ اشارے سے کر رہے تھے اپنی پیشانی کسی چیز پر نہیں رکھتے تھے ۱۲ منہ [4] حافظ نے کہا مجھے تو یہ حدیث ابراہیم بن طہمان کے طریق سے موصولاً نہیں ملی البتہ سراج نے عمرو بن عامر سے انہوں نے حجاج سے اس لفظ سے روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اونٹنی پر نماز پڑھتے جاتے جدھر وہ منہ کرتی حضرت انس بن مالک رض نے گدھے پر نماز پڑھنے کو اونٹنی پر پڑھنے پر قیاس کیا اور سراج نے یحیی بن سعید سے روایت کیا انہوں نے انس رض سے کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گدھے پر نماز پڑھتے دیکھا اور آپ خیبر کی طرف منہ کیے ہوئے تھے شوکانی نے کہا قبلے کی طرف منہ کرنا نماز میں بالاجماع فرض ہے مگر جب آدمی عاجز ہو یا خوف ہو یا نماز نفل ہو تو قبلے کی طرف منہ کرنا فرض نہیں ۱۲ منہ

باب ۷۰۵ مَنْ لَمْ يَتَطَوَّعْ فِي السَّفَرِ دُبُرَ الصَّلَوَاتِ وَقَبْلَهَا۔

باب ۔ سفر میں فرض نماز سے پہلے اور اس کے بعد کی سُنن و نوافل نہ پڑھنا ۔

۱۰۳۸ ۔ **حَدَّثَنَا** يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَنَّ حَفْصَ بْنَ عَاصِمٍ حَدَّثَهُ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ فَقَالَ صَحِبْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ أَرَهُ يُسَبِّحُ فِي السَّفَرِ وَقَالَ اللهُ تَعَالَى لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ۔

(از یحییٰ بن سلیمان از ابن وہب از عمر ابن محمد، جعفر بن عاصم بن عمر کہتے ہیں میں نے ابنِ عمرؓ سے (سفر میں سنت پڑھنے کے متعلق) پوچھا تو فرمایا میں آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ رہا میں نے آپ کو کبھی سفر میں سنتیں پڑھتے نہیں دیکھا ۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ (تمہارے لیے خدا کے رسول کا نمونہ بہترین نمونہ ہے)[۱]

۱۰۳۹ ۔ **حَدَّثَنَا** مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عِيسَى بْنِ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ صَحِبْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَ لَا يَزِيدُ فِي السَّفَرِ عَلَى رَكْعَتَيْنِ وَأَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ كَذٰلِكَ

(از مُسَدَّد از یحییٰ از عیسیٰ بن حفص بن عاصم از حفص بن عاصم) حضرت ابنِ عمرؓ کہتے ہیں میں آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ رہا ہوں تو آپ سفر میں دو رکعت سے زیادہ نماز نہ پڑھتے[۲] حضرت ابوبکر و عمر اور عثمان بھی ایسا[۳] ہی کرتے تھے ۔

باب ۷۰۶ مَنْ تَطَوَّعَ فِي السَّفَرِ فِي غَيْرِ دُبُرِ الصَّلَوَاتِ وَقَبْلَهَا ۔ وَرَكَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي السَّفَرِ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ۔

باب ۔ سفر میں فرض نمازوں کے بعد و اول کی سُنن کے علاوہ باقی نوافل پڑھنا[۴] ۔ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے سفر میں فجر کی دو سنتیں بھی پڑھی ہیں۔[۵]

---

[۱] دوسری روایت میں ہے کہ عبداللہ بن عمرؓ نے سفر میں لوگوں کو سنتیں پڑھتے دیکھا تو فرمایا اگر میں سنتیں پڑھوں تو فرض ہی کیوں پورے نہ پڑھوں ۱۲ منہ

[۲] یعنی چار رکعتی نماز میں باقی مغرب کی تین ہی رہے گی اور فجر تو ویسے بھی دو ہے ۔ عبدالرزاق ۱۲ منہ [۳] یعنی صرف فرض پڑھ لیتے تھے سنتیں نہیں پڑھتے تھے اس کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ نمازیں قصر کرتے تھے پوری چار رکعتیں نہیں پڑھتے تھے شوکانی نے کہا سفر میں قصر کرنا حنفیہ کے ہاں فرض ہے زادی نے کہا اکثر اہلِ علم اور فقہاء کا یہی مذہب ہے اور حماد بن ابی سلیمان نے کہا جو شخص سفر میں چار رکعتیں پڑھے وہ دوبارہ نماز پڑھے اور شافعی اور مالک اور احمد کے نزدیک قصر رخصت ہے اور پوری نماز پڑھنا افضل ہے اور دلیل لیتے ہیں حضرت عائشہؓ کی حدیث سے وہ صحیح نہیں ہے اور ان کے جواب میں یہیں اتنا کہنا کافی ہے کہ آنحضرتؐ کا ہمیشہ قصر کرنا اور کبھی پوری نماز سفر میں نہ پڑھنا قصر کے وجوب کی دلیل ہے اور یہ نہیں ہو سکتا کہ آنحضرتؐ نے ساری عمر افضل بات کو ترک کیا ہوا اور غیر افضل پر مداومت کی ہو حاصل یہ کہ امام ابوحنیفہؒ کا مذہب اس مسئلے میں صحیح اور راجح ہے ۔ ۱۲ منہ

[۴] مطلب امام بخاریؒ کا یہ ہے کہ سفر میں آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرض نمازوں کے اول اور بعد کی سننِ راتبہ نہیں پڑھی ہیں لیکن اور قسم کے نوافل جیسے اشراق وغیرہ سفر میں پڑھنا منقول ہے اور سننِ راتبہ میں سے فجر کی سنت پڑھنا بھی ثابت ہے ۱۲ منہ [۵] اسے امام مسلمؒ نے ابو قتادہ سے نکالا ۱۲ منہ ۔

۱۰۴۰۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى قَالَ مَا أَخْبَرَنَا أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الضُّحٰى غَيْرُ أُمِّ هَانِئٍ ذَكَرَتْ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ اغْتَسَلَ فِي بَيْتِهَا فَصَلَّى ثَمَانَ رَكَعَاتٍ فَمَا رَأَيْتُهُ صَلَّى صَلٰوةً أَخَفَّ مِنْهَا غَيْرَ أَنَّهُ يُتِمُّ الرُّكُوعَ وَالسُّجُودَ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ أَنَّ أَبَاهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ رَأَى رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى السُّبْحَةَ بِاللَّيْلِ فِي السَّفَرِ عَلٰى ظَهْرِ رَاحِلَتِهِ حَيْثُ تَوَجَّهَتْ بِهِ۔

(از حفص بن عمر از شعبہ از عمرو بن مرّہ) ابولیلیٰ کہتے ہیں کہ سوائے ام ہانی ؓ کے اور کسی نے بیان نہیں کیا کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے چاشت کی نماز پڑھی۔ ام ہانی کہتی ہیں کہ فتح مکہ کے روز آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان کے گھر میں غسل کیا اور آٹھ رکعات پڑھیں، ایسی ہلکی کہ آپ کو اس سے زیادہ ہلکی کبھی نماز پڑھتے نہیں دیکھا۔ ہاں رکوع و سجود ان میں بھی پورا ہوتا تھا۔[۱]

لیث بن سعد کہتے ہیں[۲] بحوالہ یونس از ابن شہاب از عبداللہ بن عامر بن ربیعہ از عامر بن ربیعہ، آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے رات کو نفل نماز اپنی اونٹنی پر پڑھی خواہ اس کا منہ جس طرف بھی ہو جاتا۔ (نماز جاری رہتی)

۱۰۴۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُسَبِّحُ عَلٰى ظَهْرِ رَاحِلَتِهِ حَيْثُ كَانَ وَجْهُهُ يُومِئُ بِرَأْسِهِ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَفْعَلُهُ۔

(از ابوالیمان از شعیب از زہری از سالم بن عبداللہ) حضرت ابن عمر کہتے ہیں آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم اپنی اونٹنی کی پشت پر نفل پڑھا کرتے خواہ آپ کا منہ غیر قبلہ بھی ہو جاتا۔ آپ (رکوع و سجود میں) سر سے اشارہ کرتے اور ابن عمر ؓ بھی ایسا ہی کیا کرتے۔

بَابٌ الْجَمْعِ فِي السَّفَرِ بَيْنَ

باب ۔ سفر میں مغرب و عشا ملا کر پڑھنا[۳]

[۱] یعنی قرأت نہایت مختصر تھی آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم سے جہاں مختصر نماز پڑھنا منقول ہے اس کا یہی مطلب ہے کہ سورتیں چھوٹی پڑھیں یہ نہیں کہ رکوع اور سجدہ جلدی جلدی کر لیا یہ تو منع ہے اور خلاف سنت ہے ۱۲ منہ [۲] اس کو ذہلی نے زہریات میں وصل کیا ۱۲ منہ [۳] امام بخاری جمع کا مسئلہ قصر کے ابواب میں اس لیے لائے کہ جمع بھی گویا ایک طرح کا قصر ہے۔ سفر میں ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کا جمع کرنا امام احمد اور شافعی اور ثوری اور اسحاق اور اشہب کے نزدیک جائز ہے خواہ جمع تقدیم کرے یعنی ظہر کے وقت عصر اور مغرب کے وقت عشاء پڑھ لے خواہ جمع تاخیر کرے یعنی عصر کے وقت ظہر اور عشاء کے وقت مغرب بھی پڑھ لے اور سفر عام ہے خواہ لمبا ہو یا چھوٹا اور شافعیہ کے نزدیک چھوٹے سفر میں جمع جائز نہیں اور ابوحنیفہ ؒ کے نزدیک سفر میں جائز نہیں سوائے حج کے سفر کے وہ بھی صرف دو مقاموں میں عرفات میں ظہر اور عصر اور مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کا جمع کرنا اور بعضوں کے نزدیک سفر میں جمع تاخیر جائز ہے لیکن جمع تقدیم جائز نہیں امام ابن حزم نے اسی کو اختیار کیا ہے اور امام مالک ؒ اور احمد ؒ سے ایک روایت ایسی ہی ہے۔ قسطلانی نے کہا جمعہ اور عصر کو بھی جمع کر سکتا ہے لیکن جمعہ کے دن جمع تقدیم کرے کیونکہ جمعہ کی تاخیر اپنے وقت سے جائز نہیں اور عصر کی نماز جمعہ کے بعد پڑھ لے اب صبح اور ظہر کا جمع یا عصر اور مغرب کا یا عشاء اور صبح کا بالاجماع جائز نہیں ہے ۱۲ منہ۔

الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ۔

۱۰۴۲۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْمَعُ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ إِذَا جَدَّ بِهِ السَّيْرُ وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنِ الْحُسَيْنِ الْمُعَلِّمِ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْمَعُ بَيْنَ صَلَاةِ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ إِذَا كَانَ عَلَى ظَهْرِ سَيْرٍ وَيَجْمَعُ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ وَعَنْ حُسَيْنٍ عَنْ يَحْيَى ابْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ حَفْصِ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْمَعُ بَيْنَ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ فِي السَّفَرِ وَتَابَعَهُ عَلِيُّ ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيَى عَنْ حَفْصٍ عَنْ أَنَسٍ جَمَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

(از علی بن عبداللہ از سفیان از زہری از سالم) ان کے والد ابن عمر کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز مغرب و عشا ملا کر پڑھتے جب آپ کو کہیں جلدی جانا منظور ہوتا۔ ابراہیم بن طہمان نے بحوالہ حسین[1] معلم از یحییٰ بن ابی کثیر از عکرمہ از ابن عباس رضی روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب کہیں سفر میں ہوتے، ظہر اور عصر کو بھی ملا دیتے اور مغرب و عشا میں بھی جمع کرتے۔ ابراہیم بن طہمان نے بحوالہ حسین معلم از یحییٰ بن ابی کثیر از حفص بن عبداللہ بن انس از انس بن مالک روایت کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مغرب اور عشا کی نماز اکٹھی پڑھتے[2] بحالت سفر۔ اس حدیث کو علی بن مبارک نے بھی یحییٰ سے روایت کیا انہوں نے حفص سے انہوں نے انس رضی سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو دو نمازوں کو جمع کیا[3] (یعنی ظہر و عصر اور مغرب و عشاء)

باب ۷۰۸ هَلْ يُؤَذِّنُ أَوْ يُقِيمُ إِذَا جَمَعَ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ

باب۔ مغرب و عشا کو ملانے کی صورت میں اذان واقامت چاہیے یا نہیں؟

۱۰۴۳۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي سَالِمٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَعْجَلَهُ السَّيْرُ فِي السَّفَرِ يُؤَخِّرُ صَلَاةَ الْمَغْرِبِ حَتَّى يَجْمَعَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ الْعِشَاءِ وَقَالَ سَالِمٌ وَكَانَ

(از ابوالیمان از شعیب از زہری از سالم) عبداللہ بن عمر رضی کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب آپ کو سفر کے لیے جلدی جانا مقصود ہوتا تو مغرب کو مؤخر کر کے عشا کے ساتھ پڑھتے سالم فرماتے ہیں حضرت عبداللہ بن عمر رضی بھی ویسا ہی کرتے۔ کہ وہ بھی اگر جلدی جانا چاہتے تو مغرب کی تکبیر کہلا کر تین رکعت پڑھ کر

۱؎ اس کو امام بیہقی نے نکالا ۱۲ منہ ۲؎ اس میں یہ قید نہیں ہے کہ جب چلنے کی جلدی ہو اور امام بخاری کے نزدیک ہر حال میں سفر میں جمع کرنا درست ہے چلتا ہو یا ڈیرہ لگائے بیٹھا ہو یا نہ ہو ۱۲ منہ ۳؎ اس کو ابونعیم نے مستخرج میں وصل کیا ۱۲ منہ۔

عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ يَفْعَلُهُ إِذَا أَعْجَلَهُ السَّيْرُ يُقِيمُ الْمَغْرِبَ فَيُصَلِّيهَا ثَلَاثًا ثُمَّ يُسَلِّمُ ثُمَّ قَلَّمَا يَلْبَثُ حَتّٰى يُقِيمَ الْعِشَاءَ فَيُصَلِّيهَا رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ يُسَلِّمُ وَلَا يُسَبِّحُ بَيْنَهُمَا بِرَكْعَةٍ وَلَا بَعْدَ الْعِشَاءِ بِسَجْدَةٍ حَتّٰى يَقُومَ مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ۔

سلام پھیر دیتے۔ پھر تھوڑی دیر ٹھیر کر عشا کی تکبیر کہلواتے[1] اور اس کی دو رکعت پڑھ کر سلام پھیر دیتے ان دونوں نمازوں کے درمیان اور بعد عشا نفل کی ایک رکعت بھی نہ پڑھتے[2] حتیٰ کہ (وتر اور تہجد کی ادائیگی کے لیے) آدھی رات کو اُٹھتے

۱۰۴۴۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ الصَّمَدِ قَالَ حَدَّثَنِي حَرْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَنَسٍ أَنَّ أَنَسًا حَدَّثَهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَجْمَعُ بَيْنَ هَاتَيْنِ الصَّلٰوتَيْنِ فِي السَّفَرِ يَعْنِي الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ۔

(از اسحاق از عبدالصمد از حرب از یحییٰ از حفص بن عبیداللہ بن انس) حضرت انسؓ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان دونوں نمازوں یعنی مغرب و عشا کو سفر میں ملا کر پڑھتے[3]۔

بَابٌ ۷۰۹ يُؤَخِّرُ الظُّهْرَ إِلَى الْعَصْرِ إِذَا ارْتَحَلَ قَبْلَ أَنْ تَزِيغَ الشَّمْسُ

فِيهِ ابْنُ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

باب۔ مسافر جب سورج ڈھلنے سے پہلے کوچ کرے تو ظہر کی نماز میں عصر کا وقت آنے تک دیر کرے

اسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ابن عباسؓ نے روایت کیا[4]

۱۰۴۵۔ حَدَّثَنَا حَسَّانُ الْوَاسِطِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا الْمُفَضَّلُ بْنُ فَضَالَةَ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا ارْتَحَلَ قَبْلَ أَنْ

(از حسان واسطی از مفضل بن فضالہ از عقیل از ابن شہاب) انسؓ بن مالک کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اگر زوالِ شمس سے پہلے سفر کرتے تو ظہر کو عصر تک مؤخر کرتے پھر دونوں ملا کر پڑھتے۔ اگر قبل سفر زوال ہو جاتا تو ظہر پڑھ کر سفر کا آغاز فرماتے[5]

---

[1] چونکہ اس حدیث میں تکبیر کا ذکر آیا تو ظاہر یہ ہے کہ اذان نہ کہلوائی اور امام بخاری کا ترجمہ باب نکل آیا اور بعضوں نے اس پر اعتراض کیا ہے کہ اذان کا ذکر نہ ہونے سے اس کی نفی نہیں نکلتی اور شاید امام بخاری نے اس طریق کی طرف اشارہ کیا ہو جس کو دارقطنی نے نکالا کہ اس میں یہ ہے کہ سفر میں اذان نہیں ہوا کرتی تھی ۱۲ منہ

[2] اُس وقت وتر اور تہجد پڑھتے ۱۲ منہ

[3] سفر کے حکم میں ہے عذر جیسے کسی کو بواسیر کا مرض ہو یا اور کوئی بیماری جس سے بار بار وضو ٹوٹتا ہو وہ بھی مغرب اور عشا میں جمع کر سکتا ہے اسی طرح ظہر اور عصر میں اللہ تعالیٰ نے دین اسلام میں عجب آسانی رکھی ہے ماجعل علیکم فی الدین من حرج مگر یہ اور ہی بات ہے کہ مسلمان اپنے اوپر آپ سختی کر لیں اور اللہ اور اس کے رسول کی دی ہوئی آسانی سے بھاگ کر اور لوگوں کی پناہ لیں ان کے اقوال کو گردانیں ۱۲ منہ

[4] امام احمد نے اسے گردانا اس لفظ سے کہ جب آنحضرت صلعم سفر میں کہیں ٹھیرے ہوتے اور سورج ڈھل جاتا تو ظہر اور عصر کوچ سے پہلے پڑھ لیتے اور اگر سورج نہ ڈھلتا تو چلتے رہتے جب عصر کا وقت آتا اس وقت اترتے اور ظہر اور عصر ملا کر پڑھ لیتے ۱۲ منہ

[5] اس روایت میں اور جو روایت آگے آتی ہے اس میں جمع تقدیم کا بیان نہیں ہے یعنی ظہر کے وقت عصر پڑھ لینے کا لیکن امام احمد کی روایت میں اس کی تصریح ہے بعضوں نے کہا امام بخاری کے نزدیک جمع تاخیر وہی کرے جو ظہر کا وقت آنے سے پیشتر کوچ کر دے ۱۲ منہ

تَزِيْغَ الشَّمْسُ اَخَّرَ الظُّهْرَ اِلٰى وَقْتِ الْعَصْرِ ثُمَّ يَجْمَعُ بَيْنَهُمَا فَاِذَا زَاغَتْ صَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ رَكِبَ۔

باب ۷۱۰۔ اِذَا ارْتَحَلَ بَعْدَ مَا زَاغَتِ الشَّمْسُ صَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ رَكِبَ۔

باب ۔ اگر زوال ہو چکا ہو تو ظہر پڑھ کر سفر شروع کرے۔

۱۰۴۶۔ **حَدَّثَنَا** قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْمُفَضَّلُ بْنُ فَضَالَةَ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا ارْتَحَلَ قَبْلَ اَنْ تَزِيْغَ الشَّمْسُ اَخَّرَ الظُّهْرَ اِلٰى وَقْتِ الْعَصْرِ ثُمَّ نَزَلَ فَجَمَعَ بَيْنَهُمَا فَاِنْ زَاغَتِ الشَّمْسُ قَبْلَ اَنْ يَّرْتَحِلَ صَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ رَكِبَ۔

(از قتیبہ بن سعید از مفضل بن فضالہ از عقیل از ابن شہاب) انس بن مالک کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اگر زوال سے پہلے سفر اختیار کر لیتے تو ظہر و عصر ملا کر پڑھتے جب عصر کا وقت آجاتا۔ آپ سواری سے اتر کر دونوں نمازیں پڑھتے۔ اگر زوال قبل سفر ہو جاتا تو ظہر پڑھ کر ہی سوار ہوتے [۱]

باب ۷۱۱۔ صَلٰوةِ الْقَاعِدِ۔

باب ۔ بیٹھ کر نماز پڑھنا۔

۱۰۴۷۔ **حَدَّثَنَا** قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ مَالِكٍ عَنْ هِشَامِ ابْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَيْتِهٖ وَهُوَ شَاكٍ فَصَلّٰى جَالِسًا وَصَلّٰى وَرَآءَهٗ قَوْمٌ قِيَامًا فَاَشَارَ اِلَيْهِمْ اَنِ اجْلِسُوْا فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهٖ فَاِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوْا وَاِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوْا۔

(از قتیبہ بن سعید از مالک از ہشام بن عروہ از والدش عروہ) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیمار تھے تو گھر میں بیٹھ کر ہی نماز پڑھائی۔ چند صحابہ کرام آپ کے پیچھے کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے آپ نے انہیں اشارہ کیا بیٹھ جاؤ۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا امام اس لیے مقرر ہوا ہے کہ اس کی اتباع کی جائے۔ جب وہ رکوع کرے تم بھی رکوع کرو، جب وہ سر اٹھائے تم بھی سر اٹھاؤ

۱۰۴۸۔ **حَدَّثَنَا** اَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ سَقَطَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ فَرَسٍ فَخُدِشَ اَوْ فَجُحِشَ شِقُّهُ الْاَيْمَنُ فَدَخَلْنَا عَلَيْهِ نَعُوْدُهٗ

(از ابو نعیم از ابن عیینہ از زہری) انس بن مالک کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گھوڑے پر سے گر پڑے آپ کے بدن کا دایاں حصہ زخمی ہو گیا ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے عیادت کے لیے اور نماز کا وقت آگیا۔ آپ نے بیٹھ کر نماز پڑھائی ہم نے بھی بیٹھ کر پڑھی، آپ نے فرمایا امام اس

[۱] اس میں بھی جمع تقدیم کا ذکر نہیں ہے مگر ابو داؤد اور ترمذی نے معاذ سے نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ تبوک کے سفر میں جمع تقدیم کیا اس میں بعضوں نے کلام کیا ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث امام احمد کے پاس ہے اس کا اسناد بھی ضعیف ہے اور بیہقی نے اس کا موقوف ہونا صحیح رکھا ہے ابو داؤد نے کہا جمع تقدیم میں کوئی حدیث عمدہ نہیں ہے اور امام ابن حزم نے اسی لیے جمع تقدیم کو جائز نہیں رکھا احناف کے نزدیک جمع تقدیم جائز نہیں جمع تاخیر میں ان کا موقف یہ ہے کہ وہ صورۃً "تاخیر" ہوتی ہے۔ مگر حقیقتاً ایک نماز کا آخری وقت ہوتا ہے اور کچھ وقفے کے بعد دوسری نماز کا اول وقت ہوتا ہے۔

فَحَضَرَتِ الصَّلٰوۃُ فَصَلّٰی قَاعِدًا فَصَلَّیْنَا قُعُوْدًا وَقَالَ اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِیُؤْتَمَّ بِہٖ فَاِذَا کَبَّرَ فَکَبِّرُوْا وَاِذَا رَکَعَ فَارْکَعُوْا وَاِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوْا وَاِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ فَقُوْلُوا اللّٰھُمَّ رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ۔

لیے بنایا جاتا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے۔ جب وہ اللہ اکبر کہے تم بھی اللہ اکبر کہو وہ رکوع کرے تم بھی رکوع کرو، جب وہ سر اٹھائے تم بھی سر اٹھاؤ، جب وہ سمع اللہ لمن حمدہ کہے تم کہو اللھم ربنا ولک الحمد۔[۱]

۱۰۴۹۔ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ اَخْبَرَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَۃَ قَالَ اَخْبَرَنَا حُسَیْنٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ بُرَیْدَۃَ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَیْنٍ اَنَّہٗ سَاَلَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنَا اِسْحٰقُ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ قَالَ سَمِعْتُ اَبِیْ قَالَ حَدَّثَنَا الْحُسَیْنُ عَنِ ابْنِ بُرَیْدَۃَ قَالَ حَدَّثَنِیْ عِمْرَانُ بْنُ حُصَیْنٍ وَکَانَ مَبْسُوْرًا قَالَ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ صَلٰوۃِ الرَّجُلِ قَاعِدًا فَقَالَ اِنْ صَلّٰی قَآئِمًا فَھُوَ اَفْضَلُ وَمَنْ صَلّٰی قَاعِدًا فَلَہٗ نِصْفُ اَجْرِ الْقَآئِمِ وَمَنْ صَلّٰی نَآئِمًا فَلَہٗ نِصْفُ اَجْرِ الْقَاعِدِ۔

(از اسحاق بن منصور از روح بن عبادہ از حسین معلم از عبداللہ بن بریدہ) عمران بن حصین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا۔ **دوسری سند** (از اسحاق از عبدالصمد از والدش عبدالوارث از حسین از ابن بریدہ) عمران بن حصین نے جنہیں بواسیر کا عارضہ تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ بیٹھ کر نماز پڑھنا کیسا ہے؟ آپ نے فرمایا اگر آدمی کھڑے ہو کر نماز پڑھے تو بہتر ہے، اگر بیٹھ کر نماز پڑھے تو آدھے ثواب کا مستحق ہوگا۔ اور لیٹ کر پڑھنے والے کو بیٹھنے والے سے بھی آدھا اجر ملے گا۔[۲]

بَابٌ ۷۱۲ صَلٰوۃُ الْقَاعِدِ بِالْاِیْمَآءِ۔

باب۔ بیٹھ کر صرف اشارے سے نماز پڑھنا

۱۰۵۰۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا حُسَیْنٌ الْمُعَلِّمُ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ بُرَیْدَۃَ اَنَّ عِمْرَانَ بْنَ حُصَیْنٍ وَکَانَ رَجُلًا مَبْسُوْرًا وَقَالَ اَبُوْ مَعْمَرٍ مَرَّۃً عَنْ عِمْرَانَ بْنِ

(از ابو معمر از عبدالوارث از حسین معلم از عبداللہ بن بریدہ) عمران بن حصین جنہیں بواسیر کا عارضہ تھا بعض دفعہ راوی صرف عمران بن حصین کا لفظ استعمال کرتے تھے بواسیر کے عارضہ کا ذکر نہیں کرتے تھے بہر حال عمران بن حصین رض نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا۔

۱؎ اس روایت میں اللھم ربنا ولک الحمد ہے واو کے ساتھ اور اکثر روایتوں میں اللھم ربنا لک الحمد ہے ۱۲ منہ ۲؎ یہ نفل اور فرض دونوں کو شامل ہے بعضوں نے کہا یہ حدیث اس شخص کے باب میں ہے جو باوجود اس کے کہ کھڑے ہو کر پڑھنے کی قدرت رکھتا ہے لیکن نفل نماز بیٹھ کر پڑھے خطابی نے کہا وہ فرض پڑھنے والا مراد ہے جو بیمار ہو اور تکلیف کے ساتھ کھڑا ہو سکتا ہو تو اس کو ترغیب دی کھڑے ہونے کے لیے کہ اس میں زیادہ ثواب ہے گو بیٹھ کر بھی اس کو پڑھنا درست ہے اور امام بخاری جو انس رض اور حضرت عائشہ کی حدیث اس باب میں لائے اُن سے خطابی کے کلام کی تائید ہوتی ہے کیونکہ یہ دونوں حدیثیں قطعاً فرض سے متعلق ہیں۔ اب نوافل لیٹ کر پڑھنے میں اختلاف ہے بعضوں نے اسے جائز کہا بعضوں نے ناجائز ۱۲ منہ۔

حُصَيْنٍ قَالَ سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَلٰوةِ الرَّجُلِ وَهُوَ قَاعِدٌ فَقَالَ مَنْ صَلّٰى قَائِمًا فَهُوَ اَفْضَلُ وَمَنْ صَلّٰى قَاعِدًا فَلَهٗ نِصْفُ اَجْرِ الْقَائِمِ وَمَنْ صَلّٰى نَائِمًا فَلَهٗ نِصْفُ اَجْرِ الْقَاعِدِ۔

بیٹھ کر نماز پڑھنا کیسا ہے؟ آپ نے فرمایا کھڑے ہو کر نماز پڑھنا افضل ہے۔ جس نے بیٹھ کر نماز پڑھی اسے کھڑے ہوئے کا نصف اجر ملے گا۔ اور جو لیٹ کر پڑھے، اُسے بیٹھنے والے کا آدھا ثواب ملے گا[1]

باب ۷۱۳ اِذَا لَمْ يُطِقْ قَاعِدًا صَلّٰى عَلٰى جَنْبٍ۔

باب ۔ جب کسی کو بیٹھ کر نماز پڑھنے کی طاقت نہ ہو تو کروٹ پر لیٹ کر پڑھے۔

وَقَالَ عَطَاءٌ اِذَا لَمْ يَقْدِرْ عَلٰى اَنْ يَتَحَوَّلَ اِلَى الْقِبْلَةِ صَلّٰى حَيْثُ كَانَ وَجْهُهٗ۔

عطاء بن ابی رباح کہتے ہیں اگر آدمی قبلہ کی طرف منہ نہ کر سکے، تو جدھر منہ کر سکے اسی طرف نماز پڑھ لے[2]

۱۰۵۱ - حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ طَهْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِي الْحُسَيْنُ الْمُكْتِبُ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ كَانَتْ بِيْ بَوَاسِيْرُ فَسَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الصَّلٰوةِ فَقَالَ صَلِّ قَائِمًا فَاِنْ لَّمْ تَسْتَطِعْ فَقَاعِدًا فَاِنْ لَّمْ تَسْتَطِعْ فَعَلٰى جَنْبٍ۔

(از عبدان از عبداللہ بن مبارک از ابراہیم بن طہمان از حسین مکتب از ابن بریدہ) عمران بن حُصَین کہتے ہیں مجھے بواسیر کا عارضہ تھا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا نماز کیسے پڑھوں؟ آپ نے فرمایا کھڑے ہو کر پڑھ۔ اگر ایسا نہ ہو سکے، تو بیٹھ کر، اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو کروٹ سے لیٹ کر[3]

باب ۷۱۴ اِذَا صَلّٰى قَاعِدًا ثُمَّ

باب ۔ اگر کوئی شخص بیٹھ کر نماز شروع کرے اور

---

[1] حدیث کی مطابقت ترجمہ باب سے مشکل ہے کیونکہ حدیث میں اشارے کا مطلق ذکر نہیں ہے اور بعضوں نے کہا نائما کا لفظ کاتب کی غلطی ہے صحیح بایماء ہے یعنی اشارے سے بعضوں نے کہا امام بخاریؒ نے اشارہ کرنا اس حدیث سے اس طرح نکالا کہ جب بیٹھ کر پڑھنے والے نے قیام کو ترک کیا جو نماز کا ایک رکن ہے تو رکوع اور سجدے کو بھی ترک کر سکتا ہے اور ان کے بدل اشارہ کر سکتا ہے تاکہ اس کو آدھا ثواب ملے کیونکہ اگر رکوع اور سجدہ برابر کرے تو مجموعی ثواب آدھے سے زیادہ ہونا چاہیے اور بہرحال یہ تکلیف ہے اب اس میں اختلاف ہے کہ بیٹھ کر نماز پڑھنے والے کو اشارہ کرنا کب درست ہے بعضوں نے کہا نوافل میں مطلقاً درست ہے گو رکوع اور سجدے کی قدرت ہو اور امام بخاری کے ترجمہ باب سے یہی مفہوم ہوتا ہے بعضوں نے کہا جب رکوع اور سجدے پر قدرت نہ ہو واللہ اعلم ۱۲ منہ [2] اس کو عبدالرزاق نے وصل کیا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا فاینما تولوا فثم وجہ اللہ اب منہ نہ کر سکنے کا سبب خواہ بیماری ہو یا دشمن کا ڈر یا اور کچھ اس اثر کی مناسبت ترجمہ باب سے یوں ہے کہ باب قیام کے عجز سے متعلق تھا اور یہ استقبال قبلہ سے عجز ہے دونوں نماز کے یکساں رکن ہیں ۱۲ منہ [3] یعنی منہ قبلے کی طرف کر کے جیسے حضرت علیؓ کی روایت میں ہے اس کو دار قطنی نے نکالا اور داہنے کروٹ پر لیٹنا افضل ہے اور بائیں کروٹ پر بلا عذر لیٹنا مکروہ رکھا ہے نسائی کی روایت میں اتنا زیادہ ہے اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو چت لیٹ کر نہ ہو سکنے سے یہ مراد ہے کہ اس میں تکلیف ہوتی ہو اور جمہور علماء کا یہی قول ہے اور طبرانی کی روایت میں اس کی تصریح ہے اور اس حدیث سے ان لوگوں کا رد ہوا جو کہتے ہیں کہ اگر آدمی بیٹھ نہ سکے تو اس کے ذمے سے نماز ساقط ہو جاتی ہے ۱۲ منہ۔

صَحَّ اَوْ وَجَدَ خِفَّةً تَمَّمَ مَا بَقِيَ۔ وَقَالَ الْحَسَنُ اِنْ شَآءَ الْمَرِيْضُ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ قَاعِدًا وَّ رَكْعَتَيْنِ قَآئِمًا۔

دوران نماز میں تندرست ہو جائے یا بیماری کا افاقہ محسوس کرے (غرضیکہ وہ کھڑے ہو کر پڑھنے پر قادر ہو) تو باقی نماز کھڑے ہو کر پڑھے۔ امام حسن بصریؒ کہتے ہیں مریض اگر چاہے تو نماز فرض کی دو رکعت بیٹھ کر پڑھے اور دو رکعت کھڑے ہو کر[1]

۱۰۵۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَآئِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنَّهَا اَخْبَرَتْهُ اَنَّهَا لَمْ تَرَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ صَلٰوةَ اللَّيْلِ قَاعِدًا قَطُّ حَتّٰى اَسَنَّ فَكَانَ يَقْرَأُ قَاعِدًا حَتّٰى اِذَا اَرَادَ اَنْ يَّرْكَعَ قَامَ فَقَرَأَ نَحْوًا مِّنْ ثَلَاثِيْنَ اَوْ اَرْبَعِيْنَ اٰيَةً ثُمَّ رَكَعَ۔

(از عبداللہ بن یوسف از مالک از ہشام بن عروہ از والدش عروہ) ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز تہجد بیٹھ کر کبھی نہیں پڑھتے دیکھا۔ یہاں تک کہ جب آپ کی عمر زیادہ ہو گئی تو آپ تہجد میں بیٹھ کر قرأت فرماتے تھے۔ مگر اس کے باوجود جب بیٹھ کر پڑھتے ہوئے رکوع کا وقت آتا تو کھڑے ہو جاتے اور تیس چالیس آیات پڑھتے پھر رکوع فرماتے[3]

۱۰۵۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ وَاَبِي النَّضْرِ مَوْلٰى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَآئِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّيْ جَالِسًا فَيَقْرَأُ وَهُوَ جَالِسٌ فَاِذَا بَقِيَ مِنْ قِرَآءَتِهٖ نَحْوٌ مِّنْ ثَلَاثِيْنَ اَوْ اَرْبَعِيْنَ اٰيَةً قَامَ فَقَرَاَهَا وَهُوَ قَآئِمٌ ثُمَّ رَكَعَ ثُمَّ سَجَدَ يَفْعَلُ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ مِثْلَ ذٰلِكَ فَاِذَا قَضٰى صَلٰوتَهٗ نَظَرَ فَاِنْ كُنْتُ يَقْظٰى تَحَدَّثَ مَعِيْ وَاِنْ كُنْتُ نَآئِمَةً اضْطَجَعَ۔

(از عبداللہ بن یوسف از مالک از عبداللہ بن یزید و ابوالنضر مولیٰ عمر بن عبیداللہ از ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن) ام المومنین حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ کر (تہجد کی) نماز پڑھتے اور بیٹھے ہوئے قرأت کرتے رہتے۔ جب آپ کی قرأت میں تیس چالیس آیات کی مقدار باقی رہ جاتی تھی، تو کھڑے ہو جاتے اور وہ آیات کھڑے ہو کر پڑھتے پھر رکوع پھر سجدہ کرتے۔ دوسری رکعت میں بھی اسی طرح کرتے جب نماز سے فارغ ہوتے تو مجھے دیکھتے اگر میں بیدار ہوتی تو مجھ سے باتیں کرتے اگر میں سوئی ہوتی تو آپ بھی آرام فرماتے

[1] اس کو ابن ابی شیبہ نے وصل کیا ۱۲ منہ [2] نفل نماز تو پوری بھی بیٹھ کر پڑھ سکتا ہے خواہ مریض نہ ہو عبدالرزاق ۱۲ منہ [3] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کا اندازہ لگائیے جب آپ اٹھ کر تیس چالیس آیات پڑھتے اور رکوع کرتے۔ تو بیٹھ کر قرأت میں تو کم از کم سو آیات پڑھتے ہوں گے صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وازواجہ واتباعہ وبارک وسلم۔ اور یہ اس وقت کی بات ہے جب آپ بوڑھے اور کمزور ہو چکے تھے اس سے قبل بحالت طاقت تو اس سے بھی زیادہ وقت لگتا ہوگا۔ عبدالرزاق ۱۲ منہ

كِتَابُ التَّهَجُّدِ

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بَابُ ۱۵۷ التَّهَجُّدِ بِاللَّيْلِ وَقَوْلِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ وَمِنَ اللَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ۔

۱۰۵۴۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ أَبِي مُسْلِمٍ عَنْ طَاؤُسٍ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ يَتَهَجَّدُ قَالَ اللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ قَيِّمُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيْهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيْهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ مَلِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيْهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ الْحَقُّ وَوَعْدُكَ الْحَقُّ وَلِقَاءُكَ حَقٌّ وَقَوْلُكَ حَقٌّ وَالْجَنَّةُ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ

کتاب تہجّد کے بیان میں

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا

باب۔ رات کو تہجّد پڑھنا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: فتهجد به نافلة لك (رات کے ایک حصے میں تہجّد پڑھ یہ تیرے لیے مزید حکم ہے[1]

(از علی بن عبد اللہ از سفیان از سلیمان بن ابی مسلم از طاؤس) ابن عباسؓ کہتے ہیں آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم جب رات کو تہجد کے لیے بیدار ہوتے، تو یہ دعا پڑھتے[2]: **ترجمہ**: اے اللہ تیرے لیے ہی تمام تعریفیں ہیں تو ہی آسمان وزمین اور ان کے درمیان مخلوق کا سنبھالنے والا ہے۔ تیرے لیے ہی تمام تعریفیں ہیں تو آسمان وزمین اور ان کے درمیان مخلوق کا نور ہے[3]۔ تیرے لیے ہی تمام تعریفیں ہیں تو آسمان وزمین اور ان کے درمیان مخلوق کا بادشاہ ہے۔ تیرے لیے ہی تمام تعریفیں ہیں تو حق ہے تیرا وعدہ حق ہے تیری ملاقات حق ہے جنّت حق ہے اور جہنّم حق ہے تمام پیغمبر حق ہیں محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم حق ہیں۔ قیامت حق ہے اے اللہ میں تیرا تابعدار ہوں تجھ پر

[1] یعنی امت کے لوگوں پر تو صرف پانچ نمازیں فرض ہیں اور آپ پر ایک نماز نفل یعنی تہجد بھی فرض ہے ۱۲ منہ [2] یعنی نماز میں تکبیر تحریمہ کے بعد جیسا ابن خزیمہ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے یا نماز سے پہلے کھڑے ہوتے وقت جیسے امام مالک کی روایت سے نکلتا ہے ۱۲ منہ [3] یعنی تو ہی ان کا روشن کرنے والا ہے یا اُن سب کا رستہ بتانے والا ہے حضرات صوفیہ کہتے ہیں تو آسمان اور زمین کا نور ہے یعنی تیری ہی ہستی سے اُن کی ہستی ہے ہمہ نیستند ہرچہ ہستی توئی۔ ہمہ از دست کا بھی یہی مفہوم ہے اور ہمہ اوست کا بھی یہی مطلب ہے یعنی ہمارا وجود اس کے وجود کا ایک پرتو ہے اگرچہ وہ اپنی ذات مقدس سے عرش کے اُوپر ہے مگر اس کا نور وجود ہر جگہ پھیلا ہوا ہے جیسے بلا تشبیہ آفتاب ہم سے کس قدر دُور ہے مگر اس کا نور ہم تک آتا ہے حضرات صوفیہ کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ہر چیز معاذ اللہ خدا ہے یا خدا اسی عالم کا نام ہے اس کے سوا کوئی علیحدہ ذات نہیں یہ دونوں اعتقاد کفر ہیں اور اُن میں ابطال ہے شریعت اور عذاب اور ثواب کا اور تکذیب ہے انبیاء علیہم السلام کی ۱۲ منہ [4] حالانکہ پیغمبروں میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی آگئے تھے مگر آپ کو پھر خاص کر کے بیان کیا اس لیے کہ آپ خاتم الانبیاء ہیں جس نے آپ کو (باقی اگلے صفحہ پر)

وَالنَّبِيُّوْنَ حَقٌّ وَّمُحَمَّدٌ حَقٌّ وَّالسَّاعَةُ حَقٌّ اللّٰهُمَّ لَكَ اَسْلَمْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْكَ اَنَبْتُ وَبِكَ خَاصَمْتُ وَاِلَيْكَ حَاكَمْتُ فَاغْفِرْلِيْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَوْ لَا اِلٰهَ غَيْرُكَ قَالَ سُفْيٰنُ وَزَادَ عَبْدُ الْكَرِيْمِ اَبُوْ اُمَيَّةَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ قَالَ سُفْيٰنُ قَالَ سُلَيْمَانُ ابْنُ اَبِيْ مُسْلِمٍ سَمِعَهٗ مِنْ طَاوٗسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ایمان لایا تجھ پر ہی بھروسہ رکھتا ہوں تیری طرف (ہر مشکل میں[۱]) رجوع کرتا ہوں تیرے ہی لیے (کفار سے) جھگڑتا ہوں تجھ ہی سے فیصلہ چاہتا ہوں میرے اگلے پچھلے[۲] چھپے اور ظاہر تمام گناہ بخش دے تو ہی جسے چاہے مقدم کردے جسے چاہے مؤخر کر دے تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ سفیان کہتے ہیں عبدالکریم ابوامیہ نے اتنا اور بھی روایت کیا ہے ولا حول ولا قوۃ الا باللہ

سفیان کہتے ہیں سلیمان بن ابی مسلم نے اس حدیث کو طاؤس سے سنا انہوں نے ابن عباسؓ سے اور انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے

بَابٌ ۱۷۱۶ فَضْلِ قِيَامِ اللَّيْلِ۔

باب۔ تہجد پڑھنے کی فضیلت۔

۱۰۵۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ ح وَحَدَّثَنِيْ مَحْمُوْدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ كَانَ الرَّجُلُ فِيْ حَيَاةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا رَاٰى رُؤْيَا قَصَّهَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَمَنَّيْتُ اَنْ اَرٰى رُؤْيَا فَاَقُصَّهَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكُنْتُ غُلَامًا شَابًّا وَكُنْتُ اَنَامُ فِي الْمَسْجِدِ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَاَيْتُ فِي النَّوْمِ كَاَنَّ مَلَكَيْنِ اَخَذَانِيْ فَذَهَبَا بِيْ اِلَى النَّارِ فَاِذَا هِيَ مَطْوِيَّةٌ كَطَيِّ الْبِئْرِ وَاِذَا لَهَا قَرْنَانِ وَاِذَا فِيْهَا

(از عبداللہ بن محمد از ہشام از معمر) **دوسری سند** (از محمود بن غیلان از عبدالرزاق از معمر از زہری از سالم) ان کے والد عبداللہ بن عمر کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جب کوئی شخص خواب دیکھتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتا تاکہ آپ تعبیر بتائیں[۱] میری یہ آرزو تھی، کہ کوئی خواب دیکھوں[۲] اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کروں۔ میں اس وقت نوجوان تھا۔ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں مسجد نبوی ہی میں سویا کرتا تھا۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ دو فرشتے میرے پاس آئے اور مجھے دوزخ کی طرف لے گئے وہ دوزخ کنویں کی طرح بندش والی ہے اور اس کے دو ستون ہیں۔ اس میں بعض لوگ میرے جانے پہچانے ہوتے بھی ہیں۔ میں دوزخ سے اللہ کی پناہ مانگنے لگا کہ ایک اور فرشتہ ہمیں ملا جس نے کہا ڈر نہیں۔ میں نے یہ خواب ام المومنین حضرت حفصہ سے بیان کیا انہوں

(بقیہ) نہ مانا گویا اس نے کسی پیغمبر کو نہ مانا اور جس نے آپ کو مانا اس نے سب پیغمبروں کو مانا کیونکہ آپؐ نے اگلے سب پیغمبروں کی تصدیق کی ہے ۱۲ منہ [۱] اللہ کے سوا اور کسی کو مشکل کشا یا فریاد رس نہ سمجھنا چاہیے اللہ کے سوا کوئی اپنے اختیار سے کچھ نہیں کر سکتا البتہ اللہ کے حکم سے ایک بندہ دوسرے بندے کی مدد کر سکتا ہے ۱۲ منہ [۲] امت کی تعلیم کے لیے فرمایا ۱۲ منہ [۳] دوسری روایت میں ہے میں نے اپنے دل میں کہا اگر تجھ میں کچھ بھلائی ہوتی تو ضرور اور لوگوں کی طرح تو بھی کوئی خواب دیکھتا ۱۲ منہ [۴] جن پر چرخ کی لکڑی رکھی جاتی ہے ۱۲ منہ۔

اُنَاسٌ قَدْ عَرَفْتُهُمْ فَجَعَلْتُ اَقُوْلُ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ النَّارِ قَالَ فَلَقِيَنَا مَلَكٌ اٰخَرُ فَقَالَ لِيْ لَمْ تُرَعْ فَقَصَصْتُهَا عَلٰى حَفْصَةَ فَقَصَّتْهَا حَفْصَةُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ نِعْمَ الرَّجُلُ عَبْدُ اللّٰهِ لَوْ كَانَ يُصَلِّيْ مِنَ اللَّيْلِ وَكَانَ بَعْدُ لَا يَنَامُ مِنَ اللَّيْلِ اِلَّا قَلِيْلًا۔

نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سُنایا۔ آپ نے فرمایا عبداللہ اچھا آدمی ہے کاش وہ تہجّد بھی پڑھتا۔ راوی کہتے ہیں یہ سُن کر عبداللہ رات کو نہ سوتے تہجد اور نوافل پڑھتے اور بہت تھوڑا سوتے تھے۔ [۱]

باب ۱۷ طُوْلِ السُّجُوْدِ فِيْ قِيَامِ اللَّيْلِ۔

باب۔ رات کی نماز میں سجدہ طویل کرنا۔

۱۰۵۶۔ حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ اَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ اَنَّ عَائِشَةَ اَخْبَرَتْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّيْ اِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً كَانَتْ تِلْكَ صَلٰوتَهٗ يَسْجُدُ السَّجْدَةَ مِنْ ذٰلِكَ قَدْرَ مَا يَقْرَأُ اَحَدُكُمْ خَمْسِيْنَ اٰيَةً قَبْلَ اَنْ يَّرْفَعَ رَأْسَهٗ وَيَرْكَعُ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ صَلٰوةِ الْفَجْرِ ثُمَّ يَضْطَجِعُ عَلٰى شِقِّهِ الْاَيْمَنِ حَتّٰى يَأْتِيَهُ الْمُنَادِيْ لِلصَّلٰوةِ۔

(از ابوالیمان از شعیب از زہری از عروہ) حضرت عائشہ کہتی ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات کو (تہجد) کی گیارہ رکعات پڑھتے، یہی آپ کی نماز تھی، ان رکعات میں آپ اتنی دیر تک سجدہ میں رہتے کہ آپ کے سر اٹھانے سے پہلے تم میں سے کوئی شخص پچاس آیات پڑھ ڈالے۔ [۲] اور صبح کے فرض سے پہلے دو رکعت سنت پڑھتے۔ پھر دائیں کروٹ پر لیٹ رہتے حتی کہ مؤذن نماز کے لیے آپ کو بلانے آتا۔

باب ۱۸ تَرْكِ الْقِيَامِ لِلْمَرِيْضِ۔

باب۔ بیماری میں تہجد ترک کر سکتا ہے۔

۱۰۵۷۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنِ الْاَسْوَدِ قَالَ سَمِعْتُ جُنْدُبًا يَقُوْلُ اشْتَكَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَقُمْ لَيْلَةً اَوْ لَيْلَتَيْنِ۔

(از ابونعیم از سفیان از اسود) حضرت جندب کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے تو ایک دو راتیں آپ نماز کے لیے نہ اُٹھے۔

---

[۱] پچھلی رات کو اُٹھنا اور تھوڑی بہت عبادت کرنا تمام صالحین کا طریقہ ہے حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ رات کو تہجد پڑھنا دوزخ سے نجات کا باعث ہے حضرت سلیمان کو ان کی والدہ نے وصیت کی بیٹا رات کو بہت مت سو کیونکہ ایسا کرنے سے آدمی قیامت کے دن محتاج ہوگا ایک بزرگ جب دسترخوان بچھتا تو لوگوں سے کہتے دیکھو بہت نہ کھاؤ ورنہ بہت پانی پیوگے تو بہت سوگے تو قیامت کے دن افسوس کروگے حضرات صوفیہ نے لکھا ہے کہ ساری فقیری اور درویشی کا مدار تین باتوں پر ہے کم کھانا کم سونا کم کلام کرنا ۱۲ منہ [۲] آپ سجدے میں بار بار یہ کہا کرتے سبحانک اللھم وبحمدک اللھم اغفرلی ایک روایت میں یوں ہے سبحانک لاالہ الاانت سلف صالحین بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے لمبا سجدہ کیا کرتے عبداللہ بن زبیرؓ اتنی دیر تک سجدہ میں رہتے کہ چڑیاں آکر ان کی پیٹھ پر بیٹھ جاتیں سمجھتیں کوئی دیوار ہے ۱۲ منہ۔

۱۰۵۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ جُنْدُبِ ابْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ احْتَبَسَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتِ امْرَأَةٌ مِّنْ قُرَيْشٍ أَبْطَأَ عَلَيْهِ شَيْطَانُهُ فَنَزَلَتْ وَالضُّحٰى وَاللَّيْلِ إِذَا سَجٰى مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى

(از محمد بن کثیر از سفیان از اسود بن قیس) جندب بن عبداللہ کہتے ہیں حضرت جبریل علیہ السلام چند روز تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنے سے رُکے رہے، تو قریش کی ایک عورت نے کہا اب اس کا شیطان اس کے پاس آنے سے رُک گیا اور دیر کی۔ اس موقعے پر یہ آیات نازل ہوئیں والضحی واللیل اذا سجی ما ودعك ربك وما قلی[۱]

باب ۷۱۹ تَحْرِيضِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى قِيَامِ اللَّيْلِ وَالنَّوَافِلِ مِنْ غَيْرِ إِيجَابٍ وَّطَرَقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاطِمَةَ وَعَلِيًّا لَيْلَةً لِلصَّلٰوةِ

باب۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا رات کی نماز اور نوافل کے لیے رغبت دینا۔ مگر واجب نہ کرنا

ایک رات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت فاطمہ رض اور حضرت علی رض کو تہجد کے لیے جگانے آئے۔[۲]

۱۰۵۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ هِنْدٍ بِنْتِ الْحَارِثِ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَيْقَظَ لَيْلَةً فَقَالَ سُبْحَانَ اللهِ مَاذَا أُنْزِلَ اللَّيْلَةَ مِنَ الْفِتْنَةِ مَاذَا أُنْزِلَ مِنَ الْخَزَائِنِ مَنْ يُّوقِظُ صَوَاحِبَ الْحُجُرَاتِ يَارُبَّ كَاسِيَةٍ فِي الدُّنْيَا عَارِيَةٍ فِي الْآخِرَةِ

(از محمد بن مقاتل از عبداللہ ابن مبارک از معمر از زہری از ہند بنت حارث) ام سلمہ رض فرماتی ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات جاگے اور فرمانے لگے سبحان اللہ آج رات کتنی بلائیں[۳] نازل ہوئیں؟ اور کتنے رحمت کے خزانے نازل ہوئے۔ حجرے والی خواتین کو کون بیدار کرتا ہے؟[۴] لوگو! بہت سی عورتیں دنیا میں لباس میں ہیں جو آخرت میں ننگی ہوں گی

---

[۱] ترجمہ یہ ہے قسم ہے چاشت کے وقت کی اور قسم ہے رات کی جب ڈھانپ لے تیرے مالک نے نہ تجھ کو چھوڑ دیا نہ تجھ پر غصے ہوا اس حدیث کی مناسبت ترجمہ باب سے مشکل ہے اور اصل یہ ہے کہ یہ حدیث اگلی حدیث کا تتمہ ہے جب آپ بیمار ہوئے تھے تو رات کا قیام چھوڑ دیا تھا اُسی زمانہ میں حضرت جبریل نے بھی آنا موقوف کر دیا اور شیطانی ابولہب کی جورو نے فقرہ کیا چنانچہ ابن ابی حاتم نے جندب سے روایت کیا کہ آپ کی انگلی کو پتھر کی مار لگی آپ نے فرمایا تو ہے کیا ایک انگلی ہے اللہ کی راہ میں تجھ کو مار لگی خون آلود ہوئی اسی صدمے سے آپ دو تین روز تہجد کے لیے بھی نہ اُٹھ سکے تو ایک عورت کہنے لگی میں سمجھتی ہوں اب معاذ اللہ تیرے شیطان نے تجھ کو چھوڑ دیا اس وقت یہ سورت اتری والضحی واللیل اذا سجی ما ودعک ربک وما قلی ۱۲ منہ [۲] اگر رات کی نماز میں بڑی فضیلت نہ ہوتی تو آپ اپنی صاحبزادی اور داماد کو آرام کے وقت بے آرام نہ کرتے لیکن آپ نے یہ چاہا کہ ان دونوں کو فضیلت حاصل ہو اور وامر اہلک بالصلوٰۃ پر عمل ہو جائے ۱۲ منہ [۳] یعنے خاص خاص فتنے اور فساد کیونکہ عام فتنوں سے تو آپ کی ذات مقدس اور حضرت عمر رض کی ذات روک تھی جیسے حذیفہ کی روایت سے اوپر گذرا بعضوں نے کہا مراد یہ ہے کہ فتنوں اور بلاؤں کے اُترنے کے اوقات مقرر ہوئے یا مجھ کو بتلائے گئے ۱۲ منہ [۴] یعنی اس لیے کہ نماز پڑھیں اور عبادت کریں اور پیغمبر کی بی بی ہونے پر تکیہ نہ کریں یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے اس لیے کہ آپ نے قیام اللیل کی ترغیب دلائی اور واجب نہ ہونا اس سے نکلتا ہے کہ وہ بیبیاں ہر رات کو نہیں اٹھتی تھیں ورنہ جگانے کی کیا ضرورت تھی اگر قیام اللیل واجب ہوتا تو ہر رات کو ادا کرتیں ۱۲ منہ۔

۱۰۶۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عَلِيُّ ابْنُ الْحُسَيْنِ أَنَّ حُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَرَقَهُ وَفَاطِمَةَ بِنْتَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةً فَقَالَ أَلَا تُصَلِّيَانِ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَنْفُسُنَا بِيَدِ اللّٰهِ فَإِذَا شَاءَ أَنْ يَبْعَثَنَا بَعَثَنَا فَانْصَرَفَ حِيْنَ قُلْتُ ذٰلِكَ وَلَمْ يَرْجِعْ إِلَيَّ شَيْئًا ثُمَّ سَمِعْتُهُ وَهُوَ مُوَلٍّ يَضْرِبُ فَخِذَهُ وَهُوَ يَقُولُ وَكَانَ الْإِنْسَانُ أَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا۔

(از ابوالیمان از شعیب از زہری از علی بن حسین) امام حسین علیہ الصلوٰۃ والسلام کہتے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم رات کے وقت ان کے اور حضرت فاطمہ رضؓ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کیا تم دونوں تہجد کی نماز نہیں پڑھتے ہو؟[۱] میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہماری جانیں اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں ہیں وہ جب چاہے گا اٹھا دے گا جب میں نے یہ کہا تو آپ واپس چلے گئے اور کچھ جواب نہ دیا۔ میں نے دیکھا کہ جب آپ واپس تشریف لے جا رہے تھے تو اپنی ران پر ہاتھ مارتے جاتے تھے اور یہ آیت پڑھتے جاتے تھے وکان الانسان اکثر شیٔ جدلا (آدمی سب سے زیادہ جھگڑالو ہے)[۲]

۱۰۶۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ إِنْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيَدَعُ الْعَمَلَ وَهُوَ يُحِبُّ أَنْ يَعْمَلَ بِهِ خَشْيَةَ أَنْ يَعْمَلَ بِهِ النَّاسُ فَيُفْرَضَ عَلَيْهِمْ وَمَا سَبَّحَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُبْحَةَ الضُّحٰى قَطُّ وَإِنِّي لَأُسَبِّحُهَا۔

(از عبداللہ بن یوسف از مالک از ابن شہاب از عروہ) حضرت عائشہ کہتی ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک کام کو چھوڑ دیتے حالانکہ وہ عمل آپ کو درحقیقت مرغوب و محبوب ہوتے، مگر چھوڑتے اس لیے کہ کہیں وہ اُمت کے لیے فرض نہ ہو جائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چاشت کی نماز کبھی نہیں پڑھی حالانکہ میں پڑھا کرتی ہوں[۳]

۱۰۶۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ

(از عبداللہ بن یوسف از مالک از ابن شہاب از عروہ بن زبیر)

---

[۱] دوسری روایت میں ہے کہ ایک بار آپ آئے ہم کو جگایا پھر اپنے گھر کو لوٹ گئے جب ہماری آہٹ نہ پائی تو دوبارہ آئے اور ہم کو جگایا ۱۲ منہ [۲] حضرت علی نے جو جواب دیا وہ فی الحقیقت درست تھا مگر اس کا استعمال اس موقع پر درست نہ تھا کیونکہ دنیادار کو تکلیف ہے اس میں نفس پر زور ڈال کر تمام اوامر الٰہی بجا لانا چاہیے تقدیر پر تکیہ کر لینا اور عبادت سے قاصر ہو کر بیٹھنا اور جب کوئی اچھی بات کا حکم کرے تو تقدیر پر حوالہ کرنا کج بحثی اور جھگڑا ہے تقدیر کا اعتقاد اس لیے نہیں ہے کہ آدمی اپاہج ہو کر بیٹھ رہے اور تدبیر سے غافل ہو جائے بلکہ تقدیر کا مطلب یہ ہے کہ سب کچھ باقی محنت اور مشقت اور اسباب حاصل کرنے میں کوشش کرے مگر یہ سمجھے رہے کہ ہو گا وہی جو اللہ نے قسمت میں لکھ دیا ہے چونکہ رات کا وقت تھا اور حضرت علیؓ آپ کے چھوٹے بھائی تھے دوسرے داماد لہٰذا آپ نے ایسے موقع پر طویل بحث اور سوال جواب کو نامناسب سمجھ کر کچھ جواب نہ دیا مگر اُن کی کج بحثی اور مجادلہ پر افسوس کیا ۱۲ منہ [۳] حضرت عائشہؓ کو شاید وہ قصہ معلوم نہ ہو گا جس کو ام ہانی نے نقل کیا کہ آپ نے فتح مکہ کے دن چاشت کی نماز پڑھی۔ باب کا مطلب اس حدیث سے یوں نکلتا ہے کہ چاشت کی نفل نماز کا پڑھنا آپ کو پسند تھا جب پسند ہوا تو گویا آپ نے اس پر ترغیب دلائی اور پھر اس کو واجب نہ کیا کیونکہ آپ نے خود اس کو نہیں پڑھا بعضوں نے کہا آپ نے کبھی چاشت کی نفل نماز نہیں پڑھی اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ نے ہمیشگی کے ساتھ کبھی نہیں پڑھی کیونکہ دوسری روایت میں خود حضرت عائشہؓ سے منقول ہے کہ آپ نے اس کو پڑھا ۱۲ منہ

اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى ذَاتَ لَيْلَةٍ فِي الْمَسْجِدِ فَصَلَّى بِصَلَاتِهِ نَاسٌ ثُمَّ صَلَّى مِنَ الْقَابِلَةِ فَكَثُرَ النَّاسُ ثُمَّ اجْتَمَعُوا مِنَ اللَّيْلَةِ الثَّالِثَةِ أَوِ الرَّابِعَةِ فَلَمْ يَخْرُجْ إِلَيْهِمْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا أَصْبَحَ قَالَ قَدْ رَأَيْتُ الَّذِي صَنَعْتُمْ وَلَمْ يَمْنَعْنِي مِنَ الْخُرُوجِ إِلَيْكُمْ إِلَّا أَنِّي خَشِيتُ أَنْ يُفْرَضَ عَلَيْكُمْ وَذٰلِكَ فِي رَمَضَانَ۔

ام المومنین حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رات نماز (تراویح) جماعت سے پڑھائی۔ دوسری رات بھی پڑھائی اور مقتدی بہت تعداد میں آگئے، پھر تیسری یا چوتھی رات کو بھی وہ جمع ہوئے۔ مگر آپ مسجد میں تشریف نہ لائے۔ جب صبح ہوئی تو فرمایا میں نے تمہارا کام دیکھا[۱] (کہ تم جمع ہوتے عبادت پر حریص و مستعد ہو) مجھے تو اور کوئی چیز مانع نہیں بس یہی اندیشہ تھا کہ کہیں تم پر فرض نہ ہو جائے یہ واقعہ رمضان شریف کا ہے۔

بَابٌ ۷۲۰ قِيَامِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّيْلَ حَتَّى تَرِمَ قَدَمَاهُ وَقَالَتْ عَائِشَةُ حَتَّى تَفَطَّرَ قَدَمَاهُ وَالْفُطُورُ الشُّقُوقُ انْفَطَرَتْ انْشَقَّتْ۔

باب ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات کو اتنا طویل قیام کرتے یا اتنا وقت عبادت میں لگاتے کہ پاؤں مبارک سوج جاتے۔ حضرت عائشہ کہتی ہیں حتیٰ کہ آپ کے پاؤں پھٹ گئے فطور کے معنی پھٹنا۔ انفطرت (جو قرآن میں ہے) اس کا معنی انشقت یعنی پھٹ گیا۔

۱۰۶۳۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ عَنْ زِيَادٍ قَالَ سَمِعْتُ الْمُغِيرَةَ يَقُولُ إِنْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيَقُومُ أَوْ لَيُصَلِّي حَتَّى تَرِمَ قَدَمَاهُ أَوْ سَاقَاهُ فَيُقَالُ لَهُ فَيَقُولُ أَفَلَا أَكُونُ عَبْدًا شَكُورًا۔

(از ابو نعیم از مسعر از زیاد) مغیرہ بن شعبہ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اتنی دیر تک قیام فرماتے یا اتنی دیر تک نماز میں مصروف رہتے کہ آپ کے پاؤں یا پنڈلیوں پر سوج آجاتی۔ جب آپ سے عرض کیا جاتا[۲] تو فرماتے کیا میں اللہ کا شکر گذار بندہ نہ بنوں۔

بَابٌ ۷۲۱ مَنْ نَامَ عِنْدَ السَّحَرِ۔

باب ۔ صبح کے قریب سونا۔

۱۰۶۴۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ أَنَّ عَمْرَو بْنَ

(از علی بن عبد اللہ از سفیان از عمرو بن دینار از عمرو بن اوس) عبد اللہ بن عمرو بن عاص کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کو

۱؎ تم جو نماز کے لیے جمع ہوئے اور جیسے تم کو عبادت کی حرص اور مستعدی ہے عینی نے کہا اس حدیث سے باب کے دونوں مطلب نکلے اور یہی ثابت ہوا کہ امام نے امامت کی نیت نہ کی ہو اور کوئی آن کر اس کے پیچھے اقتدا کرے تو اس کی نماز صحیح ہوگی ۱۲ منہ ۲؎ کہ آپ اتنی محنت اور مشقت کیوں اٹھاتے ہیں آپ کے تو اللہ تعالیٰ نے اگلے اور پچھلے سب قصور بخش دیے ہیں ۱۲ منہ۔

اَوْسٍ اَخْبَرَہٗ اَنَّ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ عَمْرِو ابْنِ الْعَاصِ اَخْبَرَہٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَحَبُّ الصَّلٰوۃِ اِلَی اللّٰہِ صَلٰوۃُ دَاوٗدَ وَاَحَبُّ الصِّیَامِ اِلَی اللّٰہِ صِیَامُ دَاوٗدَ وَکَانَ یَنَامُ نِصْفَ اللَّیْلِ وَیَقُوْمُ ثُلُثَہٗ وَیَنَامُ سُدُسَہٗ وَیَصُوْمُ یَوْمًا وَّیُفْطِرُ یَوْمًا۔

سب سے پیاری نماز داؤد علیہ السلام کی نماز تھی اور سب روزوں میں پسندیدہ روزہ داؤد علیہ السلام کا تھا۔ ان کا طریقہ یہ تھا آدھی رات تک سو رہتے اور پھر تہائی رات تک عبادت کرنے اور پھر چھٹے حصہ میں سو جاتے (یہی سحر کے قریب ہوتا) ایک دن روزہ رکھتے ایک دن افطار کرتے[1]

۱۰۶۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ اَخْبَرَنِیْ اَبِیْ عَنْ شُعْبَۃَ عَنْ اَشْعَثَ قَالَ سَمِعْتُ اَبِیْ قَالَ سَمِعْتُ مَسْرُوْقًا قَالَ سَاَلْتُ عَائِشَۃَ اَیُّ الْعَمَلِ کَانَ اَحَبَّ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَتِ الدَّآئِمُ قُلْتُ مَتٰی کَانَ یَقُوْمُ قَالَتْ یَقُوْمُ اِذَا سَمِعَ الصَّارِخَ۔

(از عبدان از والدش عثمان بن جبلہ، از شعبہ از اشعث از والدش سلیم) حضرت مسروق کہتے ہیں میں نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کونسا نیک عمل پسند ہوتا تھا؟ آپ نے جواب دیا جس پر ہمیشگی کی جا سکے۔ میں نے پوچھا رات کو آپ کب اُٹھتے؟ فرمایا جب مرغ کی آواز سنتے[2]

۱۰۶۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ عَنِ الْاَشْعَثِ قَالَ اِذَا سَمِعَ الصَّارِخَ قَامَ فَصَلّٰی۔

(از محمد بن سلام از ابوالاحوص) اشعث فرماتے ہیں جب آپ مرغ کی آواز سنتے تو کھڑے ہو کر نماز پڑھتے[3]

۱۰۶۷۔ حَدَّثَنَا مُوْسَی بْنُ اِسْمٰعِیْلَ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِیْمُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ ذَکَرَ اَبِیْ عَنْ اَبِیْ سَلَمَۃَ عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ مَا اَلْفَاہُ السَّحَرُ عِنْدِیْ اِلَّا نَائِمًا تَعْنِی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

(از موسیٰ بن اسمٰعیل از ابراہیم بن سعد از والدش از ابوسلمہ) حضرت عائشہؓ کہتی ہیں میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سحر کے قریب سوتے ہی پایا۔[4]

---

[1] رات کے بارہ گھنٹے ہوتے ہیں تو پہلے چھ گھنٹے میں سو جاتے پھر چار گھنٹے عبادت کرتے پھر دو گھنٹے سو رہتے گویا سحر کے وقت سوتے ہوتے۔ یہی ترجمہ باب ہے ۱۲ منہ [2] کہتے ہیں پہلے پہل مرغ آدھی رات کے وقت بانگ دیتا ہے احمد اور ابو داؤد نے نکالا کہ مرغ کو برا مت کہو وہ نماز کے لیے جگاتا ہے مرغ کی عادت ہے کہ فجر طلوع ہوتے ہی اور سورج کے ڈھلنے پر بانگ دیا کرتا ہے یہ خدا کی فطرت ہے ۱۲ ہے [3] اس روایت میں یہ تصریح ہے کہ اٹھ کر کیا کرتے اگلی روایت میں مجمل ہے ان دونوں حدیثوں کی مطابقت ترجمہ باب سے مشکل ہے اور اصل یہ ہے کہ امام بخاری نے حضرت داؤد کی شب بیداری کا حال بیان کیا پھر ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی عمل اس کے مطابق ثابت کیا تو ان دونوں حدیثوں سے یہ نکلا کہ آپ اوّل شب میں آدھی رات تک سو رہتے پھر مرغ کی بانگ کے وقت یعنی آدھی رات پر اُٹھتے پھر آگے کی حدیث سے یہ ثابت کیا کہ سحر کو آپ سوتے ہوتے پس آپ اور حضرت داؤد پیغمبرؑ کا عمل ایک سا ہو گیا ۱۲ منہ [4] حضرت بی بی ام سلمہؓ نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فجر کی سنتیں پڑھ کر کیا سو رہتے تب انہوں نے یہ کہا۔

بَابٌ ۷۲۲ مَنْ تَسَحَّرَ فَلَمْ يَنَمْ حَتّٰى صَلَّى الصُّبْحَ

باب۔ سحری کھا کر صبح کی نماز پڑھنے تک نہ سونا۔

۱۰۶۸۔ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا رَوْحٌ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَزَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ تَسَحَّرَا فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ سُحُورِهِمَا قَامَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الصَّلٰوةِ فَصَلَّيَا فَقُلْنَا لِأَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ كَمْ كَانَ بَيْنَ فَرَاغِهِمَا مِنْ سُحُورِهِمَا وَدُخُولِهِمَا فِي الصَّلٰوةِ قَالَ كَقَدْرِ مَا يَقْرَأُ الرَّجُلُ خَمْسِينَ آيَةً۔

(از یعقوب بن ابراہیم از روح از سعید بن ابی عروبہ از قتادہ) انس بن مالک کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور زید بن ثابت نے سحری کھائی جب سحری سے فارغ ہوئے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز فجر کے لیے کھڑے ہوئے اور دونوں حضرات نے نماز پڑھی۔ ہم نے حضرت انس سے پوچھا سحری سے فارغ ہونے کے بعد نماز تک کتنا وقت ہوتا فرمایا پچاس آیات پڑھنے میں جو وقت لگتا ہے اتنا [1]

بَابٌ ۷۲۳ طُولِ الصَّلٰوةِ فِي قِيَامِ اللَّيْلِ

باب۔ رات کی نماز میں قیام طویل کرنا (قرأت طویل کرنا)

۱۰۶۹۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةً فَلَمْ يَزَلْ قَائِمًا حَتّٰى هَمَمْتُ بِأَمْرِ سَوْءٍ قُلْنَا مَا هَمَمْتَ قَالَ هَمَمْتُ أَنْ أَقْعُدَ وَأَذَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

(از سلیمان بن حرب از شعبہ از اعمش از ابو وائل) عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک رات نماز پڑھی آپ کھڑے ہی رہے اتنی دیر تک کہ میرا ارادہ بگڑ گیا۔ ابو وائل کہتے ہیں ہم نے پوچھا۔ وہ کیا؟ آپ نے فرمایا میں نے یہ ارادہ کیا۔ میں بیٹھ جاؤں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ دوں [2]

۱۰۷۰۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ حُذَيْفَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(از حفص بن عمر از خالد بن عبداللہ از حصین از ابو وائل) حضرت حذیفہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب تہجد کے لیے رات کو اٹھتے تو اپنا دہن مبارک مسواک سے خوب رگڑتے [3]

---

[1] معلوم ہوا کہ سحری صبح کے قریب ہی کھانا مسنون ہے اور بہت رات رہے سے سحری کھا لینا خلاف سنت ہے ۱۲ منہ [2] یہ ایک وسوسہ تھا جو شیطان کی طرف سے عبداللہ بن مسعودؓ کے دل میں آیا تھا شیطان سب لوگوں کے دل میں وسوسہ ڈالتا ہے خصوصاً اچھے اور نیک لوگوں کے تو وہ اور زیادہ پیچھے لگتا ہے مگر عبداللہ بن مسعودؓ اس کے دام میں کب آنے والے تھے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاص خادم اور صحبت یافتہ اور جاں نثار تھے حدیث سے یہ نکلا کہ رات کی نماز میں آپ بہت لمبی قرأت کیا کرتے ۱۲ منہ [3] اس حدیث کی مناسبت ترجمہ باب سے سمجھ میں نہیں آتی بعضوں نے ایک احتمال بعید بیان کیا ہے کہ جب تہجد کے لیے مسواک میں اتنا اہتمام کرتے تھے جو نماز کا ایک بیرونی کام ہے تو نماز کے اندرونی ارکان یعنے قیام اور قرأت وغیرہ میں بھی بہت (باقی اگلے صفحہ پر)

كَانَ إِذَا قَامَ لِلتَّهَجُّدِ مِنَ اللَّيْلِ يَشُوصُ فَاهُ بِالسِّوَاكِ

بَاب ۴۷ كَيْفَ صَلٰوةُ اللَّيْلِ وَ كَيْفَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي بِاللَّيْلِ

باب ۔ رات کی نماز کیسے پڑھنی چاہیے ؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کس طرح پڑھتے تھے ؟

۱۰۷۱ ۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ إِنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ كَيْفَ صَلٰوةُ اللَّيْلِ قَالَ مَثْنٰى مَثْنٰى فَإِذَا خِفْتَ الصُّبْحَ فَأَوْتِرْ بِوَاحِدَةٍ ۔

(از ابوالیمان از شعیب از زہری از سالم بن عبداللہ) عبداللہ ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے[۱] پوچھا یا رسول اللہ! رات کی نماز کیسے پڑھنی چاہیے ؟ آپ نے فرمایا دو دو رکعت ۔ اگر صبح ہونے کا خوف ہو تو ایک رکعت پڑھ کر ساری نماز طاق کر دے

۱۰۷۲ ۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ شُعْبَةَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو جَمْرَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ صَلٰوةُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً يَعْنِي بِاللَّيْلِ ۔

(از مسدد از یحییٰ از شعبہ از ابو جمرہ) ابن عباس کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز شب تیرہ رکعات ہوتی تھی ۔

۱۰۷۳ ۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ قَالَ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ قَالَ أَخْبَرَنِي إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي حُصَيْنٍ عَنْ يَحْيٰى بْنِ وَثَّابٍ عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنْ صَلٰوةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاللَّيْلِ فَقَالَتْ سَبْعٌ وَتِسْعٌ وَإِحْدٰى عَشْرَةَ سِوٰى رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ ۔

(از اسحاق از عبیداللہ بن موسیٰ از اسرائیل از ابوحصین از یحییٰ بن وثاب) حضرت مسروق کہتے ہیں میں نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز شب کے متعلق ، آپ نے جواب دیا سات یا نو یا گیارہ رکعات سوائے دو رکعت فجر کے

۱۰۷۴ ۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوسٰى قَالَ أَخْبَرَنَا حَنْظَلَةُ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي

(از عبیداللہ بن موسیٰ از حنظلہ از قاسم بن محمد) حضرت عائشہؓ کہتی ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات کو تیرہ رکعات پڑھتے ۔ انہی میں وتر اور فجر کی دو سنتیں شامل ہوتی تھیں ۔

(بقیہ) اہتمام فرماتے ہوں گے اور اس طرح طول قیام ثابت ہوا جو باب کا مضمون ہے واللہ اعلم ۱۲ منہ [۱] کہتے ہیں یہ خود عبداللہ بن عمرؓ تھے جیسے طبرانی نے معجم صغیر میں نقل کیا مگر امام مسلم کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کوئی اور شخص تھا اور ابو داؤد کی روایت میں یہ ہے کہ جنگل کا ایک شخص تھا ۱۲ منہ

مِنَ اللَّيْلِ ثَلاَثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً مِنْهَا الْوِتْرُ وَرَكْعَتَا الْفَجْرِ۔

باب ۷۲۵ قِيَامِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاللَّيْلِ وَنَوْمِهِ وَمَا نُسِخَ مِنْ قِيَامِ اللَّيْلِ وَقَوْلِهِ يَا أَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ قُمِ اللَّيْلَ إِلَّا قَلِيلًا نِصْفَهُ إِلَى قَوْلِهِ سَبْحًا طَوِيلًا وَقَوْلِهِ عَلِمَ أَنْ لَنْ تُحْصُوهُ فَتَابَ عَلَيْكُمْ إِلَى قَوْلِهِ وَاسْتَغْفِرُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۔ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ نَشَأَ قَامَ بِالْحَبَشِيَّةِ وِطَاءً مُوَاطَأَةً لِلْقُرْآنِ أَشَدُّ مُوَافَقَةً لِسَمْعِهِ وَبَصَرِهِ وَقَلْبِهِ لِيُوَاطِئُوا لِيُوَافِقُوا۔

باب ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قیام شب اور آپ کا سو جانا اور رات کی نماز میں جو منسوخ ہوا، اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد : یاایھا المزمل قم اللیل الا قلیلا نصفہ ..... سبحا طویلا　علم ان لن تحصوہ فتاب علیکم تا واستغفروا اللہ ان اللہ غفور رحیم۔ ترجمہ : اسے کپڑا پہننے والے رات کو (نماز میں) کھڑا رہ، آدھی رات یا اس سے کچھ کم۔ نیز فرمایا، اللہ جانتا ہے کہ تم رات کو اتنی عبادت نہ کرسکو گے تو تمہیں معاف کردیا[۱]۔ ابن عباسؓ کہتے ہیں قرآن میں ناشئۃ اللیل کا لفظ ہے نشا کا معنی حبشی زبان میں کھڑا ہونا۔ وطا کا معنی موافق ہونا یعنی رات کا قرآن پڑھنا۔ کان آنکھ اور دل کو ملا کر پڑھا جاتا ہے[۲]۔ لیواطئو قرآن میں ہے اس کا معنی لیوافقو یعنی موافقت کریں[۳]۔

۱۰۷۵۔ **حَدَّثَنَا** عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ حُمَيْدٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسًا يَقُولُ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُفْطِرُ مِنَ الشَّهْرِ حَتَّى نَظُنَّ أَنْ لَا يَصُومَ مِنْهُ وَيَصُومُ حَتَّى نَظُنَّ أَنْ لَا يُفْطِرَ مِنْهُ شَيْئًا

(از عبد العزیز بن عبد اللہ از محمد بن جعفر از حمید) حضرت انسؓ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی مہینے میں افطار کرتے تو ہم سمجھتے اب روزے نہیں رکھیں گے اور کسی مہینے میں روزے رکھتے تو ہم سمجھتے اب اس میں افطار نہیں کریں گے یعنی کوئی دن بغیر روزے کے نہ چھوڑیں گے اور رات کو نماز اتنی پڑھتے تھے

---

[۱] ہوا یہ کہ پہلے رات یا آدھی رات سے کچھ کم یا آدھی سے کچھ زیادہ کا قیام فرض ہوا پھر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر رحم فرمایا اور ان کی ضعف و ناطاقتی کو دیکھ کر یہ حکم دیا کہ جس قدر قیام ہو سکے اتنا ہی بجالاؤ علم ان لن تحصوہ فتاب علیکم فاقرءوا ما تیسر من القرآن کا یہی مطلب ہے تو یہ حکم پہلے حکم کا ناسخ ہوا قسطلانی نے کہا پھر اس کی فرضیت بھی پانچ نمازوں کے فرض ہونے سے منسوخ ہوگئی اور رات کا قیام سنت رہ گیا ۱۲ منہ [۲] اس کو عبد بن حمید نے وصل کیا یعنی رات کو بوجہ سکوت اور خاموشی کے قرآن پڑھنے میں دل اور زبان اور کان اور آنکھ سب اسی کی طرف متوجہ رہتے ہیں ورنہ دن کو آنکھ کسی طرف پڑتی ہے کان کہیں لگتا ہے دل کہیں ہوتا ہے ۱۲ منہ [۳] اس کو طبرانی نے وصل کیا مگر اس میں لیوافقوا کے بدل لیشابہوا ہے ۱۲ منہ۔

وَكَانَ لَا تَشَاءُ أَنْ تَرَاهُ مِنَ اللَّيْلِ مُصَلِّيًا إِلَّا رَأَيْتَهُ وَلَا نَائِمًا إِلَّا رَأَيْتَهُ تَابَعَهُ سُلَيْمَانُ وَأَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ عَنْ حُمَيْدٍ

کہ تم جب رات چاہو آپ کو نماز میں مصروف دیکھ لو۔ اور آپ آرام کرتے تو جب رات بھی تم دیکھنا چاہو آپ آرام میں ہوتے۔ محمد بن جعفر کے ساتھ اس حدیث کو سلیمان اور ابو خالد احمر نے بھی حُمید سے روایت کیا[۲]

بَابٌ ۲۶ عَقْدِ الشَّيْطَانِ عَلَى قَافِيَةِ الرَّأْسِ إِذَا لَمْ يُصَلِّ بِاللَّيْلِ

باب۔ جو آدمی رات کی نماز نہ پڑھے اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ شیطان اس کی گُدی پر گرہ لگا دیتا ہے[۳]

۱۰۷۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَعْقِدُ الشَّيْطَانُ عَلَى قَافِيَةِ رَأْسِ أَحَدِكُمْ إِذَا هُوَ نَامَ ثَلَاثَ عُقَدٍ يَضْرِبُ عِنْدَ كُلِّ عُقْدَةٍ عَلَيْكَ لَيْلٌ طَوِيلٌ فَارْقُدْ فَإِنِ اسْتَيْقَظَ فَذَكَرَ اللَّهَ انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ فَإِنْ تَوَضَّأَ انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ فَإِنْ صَلَّى انْحَلَّتْ عُقَدُهُ فَأَصْبَحَ نَشِيطًا طَيِّبَ النَّفْسِ وَإِلَّا أَصْبَحَ خَبِيثَ النَّفْسِ كَسْلَانَ۔

(از عبداللہ بن یوسف از مالک از ابوالزناد از اعرج) حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی سو جاتا ہے تو شیطان اس کی گُدی پر تین گرہیں لگا دیتا ہے۔ ہر گرہ پر یہ لفظ پھونکتا ہے "رات لمبی ہے ابھی تو سو یارہ"۔ اگر وہ شخص جاگے اور اللہ کی یاد کرے، تو ایک گرہ کھل جاتی ہے۔ اگر وضو کرے تو دوسری گرہ کھل جاتی ہے۔ اگر نماز بھی پڑھے تو تیسری گرہ بھی کھل جاتی ہے۔ آدمی صبح کو خوش اور پاک نفس ہوتا ہے۔ ورنہ (اگر وہ رات کو نماز نہ پڑھے) تو آدمی سست اور پلید نفس ہوتا ہے[۴]۔

۱۰۷۷۔ حَدَّثَنَا مُؤَمَّلُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عُلَيَّةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَوْفٌ

(از مؤمل بن ہشام از اسمٰعیل بن علیہ از عوف از ابو رجاء) سمرہ بن جندب کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب والی حدیث

---

[۱] اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ ساری رات سوتے بھی نہیں تھے اور ساری رات جاگتے اور عبادت بھی نہیں کرتے تھے ہر رات سوتے بھی اور عبادت بھی کرتے تو جو شخص آپ کو جس حال میں دیکھنا چاہتا دیکھ لیتا بعضے بے وقوف یہ سمجھتے ہیں کہ ساری رات جاگنا اور عبادت کرنا یا ہمیشہ روزے رکھنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت سے بڑھ کر ہے ان کو اتنا شعور نہیں کہ ساری رات جاگتے رہنے سے یا ہمیشہ روزہ رکھنے سے نفس کو عادت ہو جاتی ہے پھر اس کو عبادت میں کوئی تکلیف نہیں رہتی مشکل یہی ہے کہ رات کو سونے کی عادت بھی رہے اس طرح دن کو کھانے پینے کی اور پھر نفس پر زور ڈال کر جب چاہے اس کی عادت توڑے میٹھی نیند سے منہ موڑے پس جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے وہی افضل اور وہی اعلیٰ اور وہی مشکل ہے آپ کی نوبی بیبیاں تھیں آپ اُن کا بھی حق ادا فرماتے اپنے نفس کا بھی حق ادا فرماتے اپنے عزیز و اقارب اور تمام مسلمانوں کے بھی حقوق ادا فرماتے اس کے ساتھ خدا کی عبادت بھی کرتے کہیے اس کیلئے کتنا بڑا دل اور جگرہ چاہیے ایک سونٹا لے کر لنگوٹ باندھ کر اکیلے دم بیٹھ رہنا اور بے فکری سے ایک طرف کا ہونا یہ نفس پر بہت سہل ہے ۱۲ منہ [۲] ابو خالد کی روایت کو خود امام بخاری نے صوم میں نکالا ۱۲ منہ [۳] یعنی عشا کی نماز بن پڑھے سو جائے ۱۲ منہ [۴] حدیث میں جو آیا ہے وہ بالکل ٹھیک ہے حقیقت میں شیطان گرہیں لگاتا ہے اور یہ گرہیں ایک شیطانی دھاگے میں ہوتی ہیں وہ دھاگا گُدی پر رہتا ہے امام احمد کی روایت میں صاف ہے کہ ایک رسّی سے گرہ لگاتا ہے بعضوں نے کہا گرہ لگانے سے یہ مقصود ہے کہ شیطان جادوگر کی طرح اس پر افسوں چلاتا ہے ۱۲ منہ

قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو رَجَاءٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَمُرَةُ بْنُ جُنْدُبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الرُّؤْيَا قَالَ أَمَّا الَّذِي يُثْلَغُ رَأْسُهُ بِالْحَجَرِ فَإِنَّهُ يَأْخُذُ الْقُرْآنَ فَيَرْفِضُهُ وَيَنَامُ عَنِ الصَّلٰوةِ الْمَكْتُوبَةِ۔

میں فرمایا، کہ جس شخص کا سر پتھر سے کچلا جا رہا تھا، وہ شخص تھا جس نے علم قرآن حاصل کیا، پھر اُسے بیکار چھوڑ دیا[1]۔ عمل نہ کیا اور فرض نماز نہ پڑھتا یوں ہی سو جاتا۔[2]

بَابُ ۷۲۷ إِذَا نَامَ وَلَمْ يُصَلِّ بَالَ الشَّيْطَانُ فِي أُذُنِهِ۔

باب۔ اگر کوئی شخص فرض نماز نہ پڑھے بلکہ سوتا رہے تو شیطان اُس کے کان میں پیشاب کر دیتا ہے۔

۱۰۷۸۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ قَالَ حَدَّثَنَا مَنْصُورٌ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ ذُكِرَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ فَقِيلَ مَا زَالَ نَائِمًا حَتّٰى أَصْبَحَ مَا قَامَ إِلَى الصَّلٰوةِ فَقَالَ بَالَ الشَّيْطٰنُ فِي أُذُنِهِ۔

(از مُسدد از ابوالاحوص از منصور از ابو وائل) عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں ایسے شخص کا ذکر آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس ہوا[3] جو سوتا رہا اور صبح کی فرض نماز بھی نہ پڑھی۔ آپ نے فرمایا در اصل شیطان اس کے کان میں پیشاب کر گیا۔[4]

بَابُ ۷۲۸ الدُّعَاءِ وَالصَّلٰوةِ مِنْ اٰخِرِ اللَّيْلِ وَقَالَ كَانُوا قَلِيلًا مِّنَ اللَّيْلِ مَا يَهْجَعُونَ يَنَامُونَ

باب۔ آخر رات میں دعا اور نماز۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کانوا قلیلا من اللیل ما یھجعون۔ یہاں یَهْجَعُونَ کے معنی یَنَامُوْنَ ہیں (اس آیت کا ترجمہ: وہ تھوڑی دیر رات کو سوتے تھے)

۱۰۷۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ وَأَبِي عَبْدِ اللّٰهِ الْأَغَرِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَنْزِلُ رَبُّنَا تَبَارَكَ وَتَعَالٰى كُلَّ لَيْلَةٍ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا حِينَ يَبْقٰى ثُلُثُ اللَّيْلِ الْاٰخِرُ يَقُولُ مَنْ يَدْعُونِي فَأَسْتَجِيبَ

(از عبداللہ بن مسلمہ از مالک از ابن شہاب از ابوسلمہ و ابو عبداللہ اغر) حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: اللہ تبارک و تعالیٰ ہر رات کے آخری تہائی حصّہ میں آسمانِ دنیا پر نازل ہوتے ہیں۔ فرماتے ہیں۔ کون مجھ سے دعا کرتا ہے؟ کہ میں قبول کر لوں۔ کون مجھ سے مانگتا ہے؟ کہ اسے دوں۔ کون مجھ سے مغفرت طلب کرتا ہے؟ کہ اسے بخش دوں[5]

---

[1] یعنی قرآن سیکھا اور پڑھا لیکن قرآن کے حکموں پر عمل نہیں کیا یا قرآن یاد کیا پھر اس کو چھوڑ کر بھول بیٹھا ۱۲ منہ [2] یعنی عشا کی نماز بن پڑھے سو جاتا یا صبح کی نماز کے لیے نہ اٹھتا سوتا رہتا ۱۲ منہ [3] اس کا نام معلوم نہیں ہوا بعضوں نے کہا خود عبداللہ بن مسعود یہ شخص تھے ۱۲ منہ [4] جب شیطان کھاتا پیتا ہے تو پیشاب بھی کرتا ہوگا اس میں کوئی امر قیاس کے خلاف نہیں بعضوں نے کہا پیشاب کر دینے سے یہ مطلب ہے کہ شیطان نے اس کو اپنا محکوم بنا لیا اور کان کی تخصیص اس وجہ سے کی کہ آدمی کان ہی سے آواز وغیرہ سن کر بیدار ہوتا ہے شیطان نے اس میں موت کر اس کے کان بہرے کر دیئے ۱۲ منہ [5] اس حدیث سے اخیر رات کی بڑی فضیلت ثابت ہوئی جو ترجمہ باب ہے ۱۲ منہ

لَهٗ مَنْ يَّسْأَلُنِيْ فَأُعْطِيَهٗ مَنْ يَّسْتَغْفِرُنِيْ فَأَغْفِرَ لَهٗ

باب ۷۲۹ مَنْ نَّامَ أَوَّلَ اللَّيْلِ وَأَحْيٰى اٰخِرَهٗ وَقَالَ سَلْمَانُ لِأَبِي الدَّرْدَآءِ نَمْ فَلَمَّا كَانَ مِنْ اٰخِرِ اللَّيْلِ قَالَ قُمْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدَقَ سَلْمَانُ

باب ۔ جو پہلی رات سو گیا، آخر رات میں بیدار ہوا اُس کا بیان ۔

حضرت سلمان فارسی نے ابوالدرداء سے کہا (شروع رات میں) سو جا آخر رات میں بیدار ہو۔ جب حضرت سلمان فارسی کی یہ بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سُنائی گئی تو فرمایا سلمانؓ نے سچ کہا ۔

۱۰۸۰۔ **حَدَّثَنَا** أَبُو الْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ح وَحَدَّثَنِيْ سُلَيْمَانُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِيْ إِسْحٰقَ عَنِ الْأَسْوَدِ قَالَ سَأَلْتُ عَآئِشَةَ كَيْفَ كَانَ صَلٰوةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاللَّيْلِ قَالَتْ كَانَ يَنَامُ أَوَّلَهٗ وَيَقُوْمُ اٰخِرَهٗ فَيُصَلِّيْ ثُمَّ يَرْجِعُ إِلٰى فِرَاشِهٖ فَإِذَا أَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ وَثَبَ فَإِنْ كَانَتْ بِهٖ حَاجَةٌ اغْتَسَلَ وَإِلَّا تَوَضَّأَ وَخَرَجَ

(از ابوالولید از شعبہ) **دوسری سند** (از سلیمان از شعبہ از ابو اسحاق) اسود کہتے ہیں مَیں نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کیسی تھی ؟ فرمایا آپؐ پہلی رات سو جاتے، آخری رات میں اُٹھتے اور نماز پڑھتے پھر بستر پر تشریف لاتے۔ جب مؤذن اذان دیتا تو اُٹھ کھڑے ہوتے اگر ضرورتِ غسل ہوتی، تو غسل فرماتے ورنہ وضو فرما کر مسجد میں تشریف لے جاتے ۔

باب ۷۳۰ قِيَامِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاللَّيْلِ فِيْ رَمَضَانَ وَغَيْرِهٖ ۔

باب ۔ رمضان وغیرہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قیامِ شب ۔

۱۰۸۱۔ **حَدَّثَنَا** عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّهٗ أَخْبَرَهٗ أَنَّهٗ سَأَلَ عَآئِشَةَ كَيْفَ كَانَتْ صَلٰوةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ رَمَضَانَ فَقَالَتْ مَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَزِيْدُ فِيْ

(از عبداللہ بن یوسف از مالک از سعید بن ابی سعید مقبری) ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رمضان شریف میں رات کو کتنی رکعات پڑھتے تھے ؟ آپ نے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رمضان یا غیر رمضان میں گیارہ رکعات سے زیادہ نہ پڑھتے، پہلے چار رکعات پڑھتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کی خوبی اور طوالت کا کیا کہنا! پھر چار رکعات پڑھتے۔ آپؐ کی نماز کی خوبی اور

رَمَضَانَ وَلَا فِيْ غَيْرِهٖ عَلٰى اِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً يُصَلِّيْ اَرْبَعًا فَلَا تَسْاَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُوْلِهِنَّ ثُمَّ يُصَلِّيْ اَرْبَعًا فَلَا تَسْاَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُوْلِهِنَّ ثُمَّ يُصَلِّيْ ثَلٰثًا قَالَتْ عَائِشَةُ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَتَنَامُ قَبْلَ اَنْ تُوْتِرَ فَقَالَ يَا عَائِشَةُ اِنَّ عَيْنَيَّ تَنَامَانِ وَلَا يَنَامُ قَلْبِيْ

طوالت کا کیا کہنا! پھر تین رکعات پڑھتے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا: یا رسول اللہ! کیا آپ وتر پڑھنے سے پہلے سو جاتے ہیں؟ فرمایا! عائشہ! میری آنکھیں سوتی ہیں میرا دل نہیں سوتا۔

۱۰۸۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ هِشَامٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَبِيْ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَاُ فِيْ شَيْءٍ مِّنْ صَلٰوةِ اللَّيْلِ جَالِسًا حَتّٰى اِذَا كَبِرَ قَرَاَ جَالِسًا فَاِذَا بَقِيَ عَلَيْهِ مِنَ السُّوْرَةِ ثَلٰثُوْنَ اَوْ اَرْبَعُوْنَ اٰيَةً قَامَ فَقَرَاَهُنَّ ثُمَّ رَكَعَ

(از محمد بن مثنی از یحییٰ بن سعید از ہشام از عروہ) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو رات کی کسی نماز میں بیٹھ کر قرآن پڑھتے نہیں دیکھا، حتیٰ کہ آپ بوڑھے ہو گئے تو بیٹھ کر قرآن پڑھتے جب سورت میں تیس یا چالیس آیات باقی رہتیں تو کھڑے ہو جاتے پھر انہیں پڑھ کر رکوع کرتے

بَابٌ ۷۳۱ فَضْلُ الطُّهُوْرِ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَفَضْلِ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الْوُضُوْءِ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ

باب ۔ رات دن باوضو رہنے کی فضیلت اور وضو کے بعد رات اور دن میں نماز پڑھنے کی فضیلت

۱۰۸۳۔ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ اَبِيْ حَيَّانَ عَنْ اَبِيْ زُرْعَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِبِلَالٍ عِنْدَ صَلٰوةِ الْفَجْرِ يَا بِلَالُ حَدِّثْنِيْ بِاَرْجٰى عَمَلٍ عَمِلْتَهٗ فِي الْاِسْلَامِ فَاِنِّيْ سَمِعْتُ دَفَّ نَعْلَيْكَ بَيْنَ يَدَيَّ فِي الْجَنَّةِ قَالَ مَا عَمِلْتُ عَمَلًا اَرْجٰى عِنْدِيْ اَنِّيْ لَمْ اَتَطَهَّرْ طُهُوْرًا فِيْ سَاعَةِ لَيْلٍ اَوْ

(از اسحاق بن نصر از ابو اسامہ از ابو حیان از ابو زرعہ)۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز کے وقت حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا: تو نے اسلام کے زمانے میں سب سے زیادہ نیک امید کا کون سا کام کیا ہے[1]؟ کیونکہ میں نے بہشت میں اپنے آگے آگے تیرے جوتوں کی آواز سنی ہے[2]۔ عرض کیا: میں نے اپنے خیال میں سب سے زیادہ نیک امید کا کام صرف یہ کیا ہے کہ رات یا دن میں جب بھی میں نے وضو کیا تو نفل ادا کیے۔

[1] یعنی جس عمل پر تجھ کو بہت امید ہے کہ ضرور قبول ہوگا اور اس کا ثواب ملے گا ۱۲ منہ [2] یعنی جیسے تو بہشت میں چل رہا ہے اور تیری جوتیوں کی آواز نکل رہی ہے یہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو دکھلا دیا جو آئندہ ہونے والا تھا علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ بہشت میں بیداری کے عالم میں اس دنیا میں رہ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا اور کوئی نہیں گیا آپ معراج کی شب میں وہاں تشریف لے گئے تھے اسی طرح دوزخ میں اور یہ جو بعض فقراء سے منقول ہے کہ ان کا خادم حقہ کے لیے آگ لینے کو دوزخ میں گیا محض غلط ہے ۱۲ منہ۔

نَهَارٍ إِلَّا صَلَّيْتُ بِذٰلِكَ الطُّهُوْرِ مَا كُتِبَ لِيْ أَنْ أُصَلِّيَ ۔

جتنی میری تقدیر میں تھے ۔[1]

باب ۷۳۲ مَا يُكْرَهُ مِنَ التَّشْدِيْدِ فِي الْعِبَادَةِ ۔

باب ۔ عبادت میں بہت سختی اٹھانا مکروہ ہے ۔[2]

۱۰۸۴ - حَدَّثَنَا أَبُوْ مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا حَبْلٌ مَمْدُوْدٌ بَيْنَ السَّارِيَتَيْنِ فَقَالَ مَا هٰذَا الْحَبْلُ قَالُوْا هٰذَا حَبْلٌ لِزَيْنَبَ فَإِذَا فَتَرَتْ تَعَلَّقَتْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا حُلُّوْهُ لِيُصَلِّ أَحَدُكُمْ نَشَاطَهُ فَإِذَا فَتَرَ فَلْيَقْعُدْ وَقَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَتْ عِنْدِيْ امْرَأَةٌ مِنْ بَنِيْ أَسَدٍ فَدَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَنْ هٰذِهِ قُلْتُ فُلَانَةُ لَا تَنَامُ بِاللَّيْلِ فَذُكِرَ مِنْ صَلَاتِهَا فَقَالَ مَهْ عَلَيْكُمْ بِمَا تُطِيْقُوْنَ مِنَ الْأَعْمَالِ فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يَمَلُّ حَتّٰى تَمَلُّوْا

(از ابو معمر از عبدالوارث از عبدالعزیز بن صہیب) حضرت انس بن مالک کہتے ہیں آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اس جگہ رسّی دو ستونوں میں لٹکی ہوئی دیکھ کر فرمایا یہ رسّی کیسی ہے ؟ لوگوں نے کہا یہ حضرت زینب نے باندھی ہے کہ وہ نماز میں جب تھک جائیں تو اس رسّی سے لٹک رہتی ہیں اور کھڑے رہنے میں فرق نہیں آتا ۔ آپ نے فرمایا اِسے کھول دو ۔ جب تک آدمی کا دل چاہے نماز پڑھے ، جب تھک جائے بیٹھ جائے امام بخاری رح کہتے ہیں عبداللہ بن مسلمہ نے بحوالہ مالک رض از ہشام بن عروہ از عروہ از حضرت عائشہ رض روایت کیا ۔ آپ فرماتی ہیں میرے پاس قبیلہ بنی اسد کی ایک عورت بیٹھی تھی ۔ اتنے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ۔ آپ نے پوچھا یہ عورت کون ہے ؟ مَیں نے کہا فلاں عورت ہے ۔ یہ رات بھر نماز پڑھنے کی وجہ سے نہیں سوتی اور اس کی شب بیداری کا حال سُنایا آپ نے فرمایا بس ! بس ! اُتنا عمل کرو جتنے کی طاقت ہے ، کیونکہ خدا ثواب دینے میں نہیں تھکتا تم ہی عمل کرتے کرتے تھک جاتے ہو ۔[3]

باب ۷۳۳ مَا يُكْرَهُ مِنْ تَرْكِ قِيَامِ اللَّيْلِ لِمَنْ كَانَ يَقُوْمُهُ ۔

باب ۔ نمازِ شب کا عادی ہونے کے بعد ترک کرنا مکروہ ہے ۔

---

[1] بلال رض دنیا میں بھی بطورِ خادم کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے آگے سامان وغیرہ لے کر چلا کرتے ویسا ہی اللہ نے اپنے پیغمبر کو دکھلایا کہ بہشت میں بھی ہوگا اس حدیث سے بلال رض کی بڑی فضیلت نکلی اور ان کا جنتی ہونا ثابت ہوا ۱۲ منہ [2] کیونکہ ایسی عبادت نبھ نہیں سکتی چند روز تک آدمی کرتا ہے پھر اُکتا کر بالکل چھوڑ دیتا ہے یہ عقل مندوں کا کام نہیں ہے عمدہ عبادت وہی ہے جو تھوڑی ہو لیکن ہمیشہ کرے جیسے دوسری حدیث میں اوپر گذر چکا ہے ۱۲ منہ [3] یعنی اللہ کے ہاں اجر کی کمی نہیں لیکن انسان بعد میں عمل چھوڑ دیتا ہے اس لیے اعتدال چاہیے ۱۲ منہ ۔ عبدالرزاق ۔

۱۰۸۵۔ حَدَّثَنَا عَبَّاسُ بْنُ الْحُسَيْنِ قَالَ حَدَّثَنَا مُبَشِّرُ بْنُ إِسْمٰعِيلَ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ ح وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَبُو الْحَسَنِ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ أَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَبْدَ اللّٰهِ لَا تَكُنْ مِثْلَ فُلَانٍ كَانَ يَقُومُ مِنَ اللَّيْلِ فَتَرَكَ قِيَامَ اللَّيْلِ وَقَالَ هِشَامٌ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي الْعِشْرِينَ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ عُمَرَ بْنِ الْحَكَمِ بْنِ ثَوْبَانَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ بِهٰذَا مِثْلَهُ وَتَابَعَهُ عَمْرُو بْنُ أَبِي سَلَمَةَ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ۔

(از عباس[1] بن حسین از مبشر بن اسمٰعیل از اوزاعی) **دوسری سند** (از محمد بن مقاتل ابو الحسن از عبداللہ از اوزاعی از یحییٰ بن ابی کثیر از ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن) عبداللہ بن عمرو بن عاص کہتے ہیں مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عبداللہ! فلاں شخص کی طرح تو نہ ہو جانا کہ وہ پہلے تو قیام لیل کرتا تھا بعد میں چھوڑ دیا۔

ہشام[2] نے بحوالہ ابن ابی عشرین از اوزاعی از یحییٰ از عمر بن حکم بن ثوبان ابوسلمہ یہی حدیث بیان کی۔[3] ابن ابی العشرین کی طرح عمرو بن ابی سلمہ نے بھی اس حدیث کو اوزاعی سے روایت کیا۔[4]

بَابٌ ۳۴۷

باب[5]۔

۱۰۸۶۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ أَبِي الْعَبَّاسِ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو قَالَ قَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَمْ أُخْبَرْ أَنَّكَ تَقُومُ اللَّيْلَ وَتَصُومُ النَّهَارَ قُلْتُ إِنِّي أَفْعَلُ ذٰلِكَ قَالَ فَإِنَّكَ إِذَا فَعَلْتَ ذٰلِكَ هَجَمَتْ عَيْنُكَ وَنَفِهَتْ نَفْسُكَ وَإِنَّ لِنَفْسِكَ حَقًّا وَلِأَهْلِكَ حَقًّا فَصُمْ وَأَفْطِرْ وَقُمْ وَنَمْ۔

(از علی بن عبداللہ از سفیان از عمرو از ابوالعباس) عبداللہ بن عمرو بن العاص کہتے ہیں مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا مجھے معلوم نہیں کہ تو رات کو نماز پڑھتا رہتا ہے اور دن کو روزے رکھتا ہے۔ میں نے کہا جی ہاں! آپ نے فرمایا: اگر تو ایسا کرتا رہے گا تو تیری آنکھیں (بیداری کی وجہ سے) بیٹھ جائیں گی اور تیری جان کمزور ہو جائے گی۔ تجھ پر تیری جان کا بھی حق ہے، تجھ پر تیری بیوی کا بھی حق ہے۔ روزہ رکھا بھی کر اور چھوڑا بھی کر۔ عبادت کے لیے کھڑا بھی ہوا کر اور

---

[1] عباس بن حسین سے امام بخاری نے اس کتاب میں ایک یہ حدیث اور ایک جہاد کے باب میں روایت کی بس دو ہی حدیثیں یہ بغداد کے رہنے والے تھے ۱۲ منہ [2] اس روایت کو اسمٰعیلی وغیرہ نے وصل کیا ۱۲ منہ [3] اس سند کو امام بخاری اس لیے لائے کہ اس میں یحییٰ بن ابی کثیر اور ابوسلمہ میں ایک شخص کا واسطہ ہے یعنی عمر بن حکم کا اور اگلی سند میں یحییٰ کہتے ہیں کہ مجھ سے خود ابوسلمہ نے بیان کیا تو شاید یحییٰ نے یہ حدیث عمر کے واسطے سے اور بلا واسطہ دونوں طرح ابوسلمہ سے سُنی ۱۲ منہ [4] یعنی اس میں بھی عمر بن حکم کا واسطہ ہے ۱۲ منہ [5] یہاں فقط باب کا لفظ ہے کوئی ترجمہ مذکور نہیں ہے تو یہ باب گویا پہلے ہی باب سے متعلق ہے ۱۲ منہ۔

سو یا بھی کرے[۵]

باب ۷۳۵ فَضْلِ مَنْ تَعَارَّ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلّٰى ۔

باب ۔ جو شخص آنکھ کھُلنے کے بعد نماز کا اہتمام کرے اس کی فضیلت ۔

۱۰۸۷ ۔ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ قَالَ اَخْبَرَنَا الْوَلِيْدُ هُوَ ابْنُ مُسْلِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنِيْ عُمَيْرُ بْنُ هَانِئٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ جُنَادَةُ بْنُ اَبِيْ اُمَيَّةَ قَالَ حَدَّثَنِيْ عُبَادَةُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ تَعَارَّ مِنَ اللَّيْلِ فَقَالَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ثُمَّ قَالَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ اَوْ دَعَا اسْتُجِيْبَ لَهٗ فَاِنْ تَوَضَّاَ قُبِلَتْ صَلٰوتُهٗ ۔

(از صدقہ از ولید بن ابو مسلم از اوزاعی از عمیر بن ہانی از جنادہ بن ابی امیہ) حضرت عبادہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی شخص رات کو بیدار ہو اور کہے لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شیٔ[۲] قدیر الحمد للہ وسبحان اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ[۳] پھر کہے : اللّٰھم اغفرلی یا کوئی اور دعا کرے، تو اس کی دعا قبول ہوگی ۔ اگر وضو کرے اور نماز پڑھ لے تو وہ بھی قبول ہوگی

۱۰۸۸ ۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِي الْهَيْثَمُ ابْنُ اَبِيْ سِنَانٍ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ وَهُوَ يَقُصُّ فِيْ قَصَصِهٖ وَهُوَ يَذْكُرُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَخًا لَّكُمْ لَا يَقُوْلُ

(از یحییٰ بن بکیر از لیث از یونس از ابن شہاب از ہیثم بن ابی سنان) حضرت ابو ہریرہؓ وعظ کر رہے تھے انہوں نے آنحضرتؐ کا ذکر فرمایا اور کہا تمہارے ایک بھائی (عبداللہ بن رواحؓ) نے کوئی غلط نہیں کہا[۴] حضورؐ کی مدح میں انکے اشعار ہیں

ہم میں اللہ کا رسول ہے، جو اللہ کی کتاب پڑھتا ہے

اور صبح کو پو پھٹنے کے وقت ہمیں بھی سُناتا ہے

۱؎ گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے سخت مجاہدہ سے منع کیا اب جو لوگ ایسا کریں وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے خلاف چلتے ہیں اس سے نتیجہ کیا؟ عبادت اسی سے ہے کہ اللہ اور رسول راضی ہوں البتہ بعضے بزرگوں نے شروع شروع میں نفس کو توڑنے کے لیے چند روز ایسا مجاہدہ کیا ہے پھر ہمیشہ سنت کے موافق چلتے رہے ۱۲ منہ ۲؎ اس کا ترجمہ یہ ہے اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی ساجھی نہیں اسی کی بادشاہت ہے اور اسی کی تعریف ہے اور وہ سب کچھ کر سکتا ہے سب تعریف اسی کو سزاوار ہے اس کی شان بہت بلند ہے وہ سب سے بڑا ہے اس کے سوا نہ کوئی گناہ سے بچانے والا ہے نہ نیک کام کی طاقت دینے والا ہے ۱۲ منہ ۳؎ خاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی میلاد بیان کرنے کے لیے اور آپ کے حالات سنانے کے لیے ایک مجلس مقرر کرنا یہ تو صحابہ اور تابعین کے عہد میں رائج نہ تھا اور اسی لیے بعضے علماء نے اس کو بدعت قرار دیا ہے اور بعضوں نے اس کو بدعت حسنہ کہا ہے بشرطیکہ دوسرے منکرات شرعی سے خالی ہو لیکن وعظ کی مجلس آنحضرتؐ اور صحابہؓ سے منقول ہے اور اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات بیان کرنا اور آپکے قصے بیان کرنا بالاتفاق درست اور باعث اجر و ثواب عظیم ہے اس میں کسی نے اختلاف نہیں کیا ۱۲ منہ ۴؎ یعنی شاعروں کی طرح ان کی شعریں بیہودہ اور لغو عشقیہ اور فحش مضامین کی نہیں ہیں بلکہ انہوں نے اللہ کے پیغمبرؐ کی مدح کی ہے ایسی شعریں کہنا بالاتفاق جائز بلکہ ثواب ہے ۔

الرَّفَثَ يَعْنِي بِذَالِكَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ رَوَاحَةَ "وَفِيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ يَتْلُوْ كِتَابَهٗ ۔ اِذَا انْشَقَّ مَعْرُوْفٌ مِنَ الْفَجْرِ سَاطِعٌ ۔ اَرَانَا الْهُدٰى بَعْدَ الْعَمٰى فَقُلُوْبُنَا ۔ بِهٖ مُوْقِنَاتٌ اَنَّ مَا قَالَ وَاقِعٌ ۔ يَبِيْتُ يُجَافِيْ جَنْبَهٗ عَنْ فِرَاشِهٖ ۔ اِذَا اسْتَثْقَلَتْ بِالْمُشْرِكِيْنَ الْمَضَاجِعُ" تَابَعَهٗ عُقَيْلٌ وَقَالَ الزُّبَيْدِيُّ اَخْبَرَنِي الزُّهْرِيُّ عَنْ سَعِيْدٍ وَالْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ۔

ہمارے دل اندھے تھے، اُس نے ہمیں راستہ بتایا
ہمارے دلوں کو یقین ہے کہ جو وہ فرماتا ہے ہو کر رہے گا
رات کو اپنے پہلو بستر سے الگ رکھتا ہے۔ مشرکوں
کافروں کے بستر تو نیند کی وجہ سے بھاری ہوتے ہیں۔

یونسؓ کی طرح اس حدیث کو عقیل نے بھی زہریؒ سے روایت کیا۔ زبیدی کہتے ہیں مجھے زہری نے بحوالہ سعید اور اعرج حضرت ابو ہریرہ سے روایت کیا۔

۱۰۸۹۔ حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ رَاَيْتُ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَاَنَّ بِيَدِيْ قِطْعَةَ اِسْتَبْرَقٍ فَكَاَنِّيْ لَا اُرِيْدُ مَكَانًا مِّنَ الْجَنَّةِ اِلَّا طَارَتْ اِلَيْهِ وَرَاَيْتُ كَاَنَّ اثْنَيْنِ اَتَيَانِيْ اَرَادَا اَنْ يَّذْهَبَا بِيْ اِلَى النَّارِ فَتَلَقَّاهُمَا مَلَكٌ فَقَالَ لَمْ تُرَعْ خَلِّيَا عَنْهُ فَقَصَّتْ حَفْصَةُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِعْمَ الرَّجُلُ عَبْدُ اللّٰهِ لَوْ كَانَ يُصَلِّيْ مِنَ اللَّيْلِ فَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ يُصَلِّيْ مِنَ اللَّيْلِ وَكَانُوْا لَا يَزَالُوْنَ يَقُصُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرُّؤْيَا اَنَّهَا فِي اللَّيْلَةِ السَّابِعَةِ مِنَ الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرٰى رُؤْيَاكُمْ قَدْ تَوَاطَتْ فِي الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ فَمَنْ كَانَ مُتَحَرِّيْهَا فَلْيَتَحَرَّهَا مِنَ الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ۔

(از ابو النعمان از حماد بن زید از ایوب از نافع) ابن عمر کہتے ہیں میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں یہ خواب دیکھا کہ میرے ہاتھ میں ایک دبیز ریشمی کپڑے کا ٹکڑا ہے۔ میں جنت میں جہاں بھی جانا چاہتا ہوں وہ مجھے اُڑا لے جاتا ہے۔ میں نے یہ بھی دیکھا کہ میرے پاس دو فرشتے آئے اور مجھے دوزخ میں لے جانے لگے۔ پھر ایک اور فرشتہ بھی اُن دو فرشتوں میں آملا۔ اور مجھ سے کہنے لگا۔ خوف نہ کر اور ان دو فرشتوں سے کہا: اسے (ابن عمرؓ کو) چھوڑ دو۔ میرا یہ خواب حضرت حفصہ میری بہن نے آنحضرتؐ کو سنایا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عبد اللہ نیک آدمی ہے کاش رات کو وہ نماز بھی پڑھا کرتا! (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کے بعد (عبد اللہ بن عمرؓ کے دل پر یہ اثر ہوا) عبد اللہ بن عمر ہمیشہ رات کو نوافل پڑھتے

صحابہؓ اکثر اپنے خواب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بتاتے کہ شب قدر رمضان کی ستائیسویں رات میں ہے۔ آخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں دیکھتا ہوں تم سب کے خواب رمضان کے آخری عشرہ میں شب قدر ہونے پر متفق ہیں۔ لہٰذا جو اس کو تلاش کرنا چاہے، وہ آخری عشرہ میں اسے تلاش کرے۔

بَابٌ ۳۶ الْمُدَاوَمَةِ عَلٰى رَكْعَتَيِ

باب۔ فجر کی دو سنت پڑھنے پر ہمیشگی کرنا

الْفَجْرِ

۱۰۹۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيْدَ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ هُوَ ابْنُ اَبِيْ اَيُّوْبَ قَالَ حَدَّثَنِيْ جَعْفَرُ بْنُ رَبِيْعَةَ عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِشَاءَ ثُمَّ صَلَّى ثَمَانِيَ رَكَعَاتٍ وَّ رَكْعَتَيْنِ جَالِسًا وَّ رَكْعَتَيْنِ بَيْنَ النِّدَاءَيْنِ وَ لَمْ يَكُنْ يَدَعُهُمَا اَبَدًا

(از عبداللہ بن یزید از سعید یعنی ابن ابی ایوب از جعفر بن ربیعہ از عراک بن مالک از ابوسلمہ) حضرت عائشہ کہتی ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عشا کی نماز پڑھی اور تہجد کی آٹھ رکعات اور دو رکعتیں بیٹھ کر اور دو رکعتیں صبح کی اذان اور تکبیر کے درمیان جنہیں آپ کبھی نہ چھوڑتے تھے[1]

بَابٌ ۷۳۷ الضِّجْعَةِ عَلَى الشِّقِّ الْاَيْمَنِ بَعْدَ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ

باب۔ فجر کی دو سنتیں پڑھ کر دائیں کروٹ پر لیٹ جانا۔

۱۰۹۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيْدَ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ اَبِيْ اَيُّوْبَ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُو الْاَسْوَدِ عَنْ عُرْوَةَ ابْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلَّى رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ اضْطَجَعَ عَلٰى شِقِّهِ الْاَيْمَنِ۔

(از عبداللہ بن یزید از سعید بن ابی ایوب از ابوالاسود از عروہ بن زبیر) حضرت عائشہ رض کہتی ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب نمازِ فجر کی دو سنتیں پڑھ لیتے، تو دائیں کروٹ پر لیٹ جاتے۔

بَابٌ ۷۳۸ مَنْ تَحَدَّثَ بَعْدَ الرَّكْعَتَيْنِ وَلَمْ يَضْطَجِعْ

باب۔ فجر کی سنتیں پڑھ کر باتیں کرنا اور نہ لیٹنا۔[2]

۱۰۹۲۔ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْحَكَمِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ حَدَّثَنِيْ سَالِمٌ اَبُو النَّضْرِ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا صَلّٰى فَاِنْ كُنْتُ مُسْتَيْقِظَةً

(از بشر بن حکم از سفیان از سالم ابوالنضر از ابوسلمہ) حضرت عائشہ کہتی ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب فجر کی دو سنتیں پڑھ کر فارغ ہو جاتے تو اگر میں بیدار ہوتی تو مجھ سے بات چیت کرتے[3] ورنہ لیٹ جاتے۔ یہاں تک کہ فرضِ فجر کے لیے اطلاع دی جاتی۔

---

[1] اسی سے بعضوں نے فجر کی سنتوں کو واجب کہا ہے امام حسن بصری سے ایسا ہی منقول ہے ۱۲ منہ [2] یہ باب امام بخاری نے لاکر اس طرف اشارہ کیا کہ فجر کی سنتوں کے بعد لیٹ رہنا کچھ واجب نہیں ہے اور بعضے علما کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کام استراحت کے لیے کیا تھا تہجد کی تھکاوٹ دُور کرنے کو تو یہ سنت نہیں اور ابن مسعود رض اور ابراہیم نخعی کے انکار کو سند لاتے ہیں اور ابن عمر رض کے اس قول کو کہ یہ لیٹنا بدعت ہے ۱۲ منہ

[3] یہ کتنا بڑا اعزاز ہے حضرت عائشہ کے لیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم براہِ راست انہیں حدیث بیان کرتے ہیں کیونکہ آپ کی ہر بات دین ہے لوگ تو کہتے ہیں مجھے فلاں نے کہا فلاں سے حدثنا فلاں عن فلاں مگر حضرت عائشہ رض سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بلا واسطہ حدیث بیان کرتے ہیں۔ یہ ترجمہ ہے حَدَّثَنِيْ کا۔ عبدالرزاق ۱۲ منہ۔

حَدَّثَنِي وَإِلَّا اضْطَجَعَ حَتّٰى يُؤَذَّنَ بِالصَّلٰوةِ۔

باب ۷۳۹ مَا جَاءَ فِي التَّطَوُّعِ مَثْنٰى مَثْنٰى قَالَ مُحَمَّدٌ وَيُذْكَرُ ذٰلِكَ عَنْ عَمَّارٍ وَأَبِي ذَرٍّ وَأَنَسٍ وَجَابِرِ بْنِ زَيْدٍ وَعِكْرِمَةَ وَالزُّهْرِيِّ وَ قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْأَنْصَارِيُّ مَا أَدْرَكْتُ فُقَهَاءَ أَرْضِنَا إِلَّا يُسَلِّمُونَ فِي كُلِّ اثْنَتَيْنِ مِنَ النَّهَارِ۔

باب ۔ نفل نمازیں دو دو رکعت کرکے پڑھنا ۔ امام بخاریؒ کہتے ہیں کہ ایسا ہی منقول ہے حضرت عمار، ابوذر، انس صحابہ سے اور جابر بن زید اور عکرمہ اور زہری تابعین سے

یحییٰ بن سعید انصاری کہتے ہیں میں نے مدینے کے علماء کو بھی دیکھا وہ دن کو ہر دو رکعت کے بعد سلام پھیرتے

۱۰۹۳۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي الْمَوَالِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَلِّمُنَا الْاِسْتِخَارَةَ فِي الْأُمُورِ كُلِّهَا كَمَا يُعَلِّمُنَا السُّورَةَ مِنَ الْقُرْاٰنِ يَقُولُ إِذَا هَمَّ أَحَدُكُمْ بِالْأَمْرِ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ مِنْ غَيْرِ الْفَرِيضَةِ ثُمَّ لِيَقُلِ اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْتَخِيرُكَ بِعِلْمِكَ وَأَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَأَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيمِ فَإِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا أَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا أَعْلَمُ وَأَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ اللّٰهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هٰذَا الْأَمْرَ خَيْرٌ لِي فِي دِينِي

(از قتیبہ از عبدالرحمٰن بن ابی الموال از محمد بن منکدر) جابر بن عبداللہ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں دین و دنیا کے تمام کاموں میں استخارہ کرنے کی تعلیم دیتے تھے جیسے آپ ہمیں کوئی قرآنی سورت کی تعلیم دیتے۔ آپ فرماتے تھے جب تم میں سے کوئی شخص کسی کام کا ارادہ کرے تو دو نفل پڑھے۔ پھر کہے: ترجمہ اے اللہ میں تجھ سے تیرے علم کی بدولت خیر طلب کرتا ہوں اور تیری قدرت کی بدولت طاقت چاہتا ہوں اور تیرا فضل عظیم مانگتا ہوں تجھے قدرت ہے مجھے نہیں تجھے علم ہے مجھے نہیں تو عالم الغیب ہے میرے اللہ اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام (جس کے لیے استخارہ کر رہا ہوں) میرے دین و دنیا اور انجام کار کے لیے بہتر ہے یا یوں فرمایا بالفعل اور آئندہ میرے لیے بہتر ہے تو وہ مجھے نصیب کر اور آسان کر اور اس میں برکت دے اگر تو جانتا ہے

وَمَعَاشِي وَعَاقِبَةِ أَمْرِي أَوْ قَالَ عَاجِلِ أَمْرِي وَآجِلِهِ فَاقْدُرْهُ لِي وَيَسِّرْهُ لِي ثُمَّ بَارِكْ لِي فِيهِ وَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هَذَا الْأَمْرَ شَرٌّ لِي فِي دِينِي وَمَعَاشِي وَعَاقِبَةِ أَمْرِي أَوْ قَالَ فِي عَاجِلِ أَمْرِي وَآجِلِهِ فَاصْرِفْهُ عَنِّي وَاصْرِفْنِي عَنْهُ وَاقْدُرْ لِيَ الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ أَرْضِنِي بِهِ قَالَ وَيُسَمِّي حَاجَتَهُ ۔

کہ یہ کام میرے دین و دنیا اور انجام کار کے لیے بُرا ہے یا یوں فرمایا بالفعل اور آئندہ میرے لیے بُرا ہے تو اسے مجھ سے ہٹالے اور جہاں میرے لیے بہتری ہو وہ مجھے نصیب کر اور مجھے اس پر خوش رکھ[1] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ھذا الامر کی جگہ اپنی ضرورت کا نام لے

۱۰۹۴۔ حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَمْرِو بْنِ سُلَيْمٍ الزُّرَقِيِّ سَمِعَ أَبَا قَتَادَةَ بْنَ رِبْعِيٍّ الْأَنْصَارِيَّ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلَا يَجْلِسْ حَتَّى يُصَلِّيَ رَكْعَتَيْنِ ۔

(مکی بن ابراہیم از عبداللہ بن سعید از عامر بن عبداللہ از عمرو بن سلیم زرقی) ابوقتادہ بن ربعی انصاری کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی مسجد میں آئے تو بیٹھنے سے پہلے دو رکعت پڑھ لے[2] (تحیۃ المسجد)

۱۰۹۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ صَلَّى لَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ انْصَرَفَ ۔

(از عبداللہ بن یوسف از مالک از اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ) انس بن مالک کہتے ہیں آنحضرتؐ نے ہمیں (ہمارے گھر میں جب دعوت میں آئے تھے) دو رکعت پڑھائیں، پھر تشریف لے گئے۔

۱۰۹۶۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي سَالِمٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ

(از یحیی بن بکیر از لیث از عقیل از ابن شہاب از سالم) عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دو رکعت سنت ظہر کے قبل اور دو رکعت بعد ظہر کے پڑھیں دو رکعت جمعے کے بعد، دو رکعت مغرب کے بعد، دو رکعت

[1] یعنی دل میں بھی میرے رنج اور کراہت نہ رہے ایک بزرگ سے پوچھا تمہارا کیا حال ہے خوش ہو یا ملول انہوں نے کہا جس کے مراد پر دونوں چل رہے ہوں وہ خوش ہوگا یا رنجیدہ میری مراد اور خوشی وہی ہے جو میرے مالک کی مراد اور خوشی ہے پھر مجھ کو رنج کیسا خوشی ہی خوشی ہے یہ درویشی اور فقیری کا انتہائی درجہ ہے کہ آدمی اپنی سب مرادیں خداوند کریم جل جلالہ کی مراد میں غرق کر دے اور کوئی مراد بجز اس کی ذات مقدس کے باقی نہ رہے ۱۲ منہ [2] اس حدیث سے بھی امام بخاریؒ نے یہ نکالا کہ نوافل کی دو دو رکعتیں پڑھنا چاہییں تحیۃ المسجد جمہور علماء کے نزدیک سنت ہے لیکن ظاہریہ کے نزدیک واجب ہے گو اوقات مکروہ میں بھی مسجد جائے مگر تحیۃ المسجد ضرور پڑھے حافظ نے کہا عید کے دن تحیۃ المسجد نہ پڑھے بلکہ صرف عید کی نماز ادا کرے ۱۲ منہ

الظُّهْرِ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الظُّهْرِ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْجُمُعَةِ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعِشَاءِ

عشا کے بعد پڑھیں [1]

۱۰۹۷۔ حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَخْطُبُ إِذَا جَاءَ أَحَدُكُمْ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ أَوْ قَدْ خَرَجَ فَلْيُصَلِّ رَكْعَتَيْنِ۔

(از آدم از شعبہ از عمرو بن دینار) حضرت جابر بن عبد اللہ کہتے ہیں آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم خطبے میں ارشاد فرما رہے تھے جب کوئی شخص آئے اور خطبہ ہو رہا ہو یا خطبہ کے لیے امام نکل چکا ہو، تو دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھ لے۔

۱۰۹۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَيْفُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْمَكِّيُّ قَالَ سَمِعْتُ مُجَاهِدًا يَقُولُ أُتِيَ ابْنُ عُمَرَ فِي مَنْزِلِهِ فَقِيلَ لَهُ هٰذَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ دَخَلَ الْكَعْبَةَ قَالَ فَأَقْبَلْتُ فَأَجِدُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ خَرَجَ وَأَجِدُ بِلَالًا عِنْدَ الْبَابِ قَائِمًا فَقُلْتُ يَا بِلَالُ أَصَلَّى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْكَعْبَةِ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ فَأَيْنَ قَالَ بَيْنَ هَاتَيْنِ الْأُسْطُوَانَتَيْنِ ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ فِي وَجْهِ الْكَعْبَةِ وَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ أَوْصَانِي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرَكْعَتَيِ الضُّحٰى وَقَالَ عِتْبَانُ بْنُ مَالِكٍ غَدَا عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ بَعْدَمَا امْتَدَّ النَّهَارُ وَصَفَفْنَا وَرَاءَهُ فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ۔

(از ابو نعیم از سیف بن سلیمان مکی) مجاہد کہتے ہیں عبد اللہ بن عمرؓ (مکہ میں) اپنے گھر آئے۔ کسی نے کہا (کیوں بیٹھے ہو؟) رسول اللہ آ چکے ہیں اور کعبے کے اندر داخل ہو گئے ہیں، عبد اللہ بن عمر کہتے ہیں یہ سن کر میں آیا۔ دیکھا، تو آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کعبے سے باہر نکل چکے ہیں اور بلالؓ دروازے پر کھڑے ہیں۔ میں نے کہا بلالؓ! کیا آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کعبے کے اندر نماز پڑھی؟ انہوں نے فرمایا ہاں! میں نے کہا کہاں؟ فرمایا ان دونوں ستونوں کے درمیان پھر آپؐ باہر نکلے اور کعبے کے دروازے کے سامنے دو رکعتیں پڑھیں۔ ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ مجھے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے چاشت کی دو رکعت پڑھنے کی وصیت کی [2]

عتبان بن مالک کہتے ہیں [3] کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم، حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ میرے پاس آئے اور ہم نے آپ کے پیچھے صف باندھی، آپ نے دو رکعتیں پڑھائیں [4]

---

[1] یہی سنن راتبہ ہیں شوکانی نے کہا آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم سے چار چار رکعتیں بھی سنت کی ثابت ہیں تو یہ محمول ہے اس پر کہ کبھی آپ نے دو دو رکعتیں پڑھیں کبھی چار چار رکعتیں ۱۲ منہ [2] اس کو خود امام بخاری نے باب صلوۃ الضحیٰ فی الحضر میں وصل کیا ۱۲ منہ [3] یہ حدیث اوپر کسی کتاب میں موصولاً گزر چکی ہے ۱۲ منہ [4] ان سب حدیثوں سے امام بخاری نے دن کے نوافل دو دو رکعتیں پڑھنے پر دلیل لی ۱۲ منہ۔

باب ۷۴۰ الْحَدِیْثِ بَعْدَ رَکْعَتَیِ الْفَجْرِ

باب - نماز فجر کی دو رکعت کے بعد باتیں کرنا -

۱۰۹۹ - حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیٰنُ قَالَ اَبُو النَّضْرِ حَدَّثَنِیْ عَنْ اَبِیْ سَلَمَۃَ عَنْ عَآئِشَۃَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یُصَلِّیْ رَکْعَتَیْنِ فَاِنْ کُنْتُ مُسْتَیْقِظَۃً حَدَّثَنِیْ وَاِلَّا اضْطَجَعَ قُلْتُ لِسُفْیٰنَ فَاِنَّ بَعْضَھُمْ یَرْوِیْہِ رَکْعَتَیِ الْفَجْرِ قَالَ سُفْیٰنُ ھُوَ ذَاکَ -

(از علی بن عبد اللہ از سفیان از ابو النضر از ابو سلمہ) حضرت عائشہ رض کہتی ہیں آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم (فجر کی سنت) دو رکعت پڑھتے اگر میں بیدار ہوتی، تو مجھ سے باتیں کرتے، ورنہ لیٹ رہتے -

علی بن مدینی کہتے ہیں مَیں نے سفیان سے کہا، کہ بعض لوگ یوں روایت کرتے ہیں رکعتی الفجر یعنی فجر کی دو رکعت پڑھتے - انہوں نے کہا یہی تو مراد ہیں [1]

باب ۷۴۱ تَعَاھُدِ رَکْعَتَیِ الْفَجْرِ وَمَنْ سَمَّاھَا تَطَوُّعًا -

باب - فجر کی سنت دو رکعت ہمیشہ لازم کر لینا اور ان کے سنت ہونے کی دلیل -

۱۱۰۰ - حَدَّثَنَا بَیَانُ بْنُ عَمْرٍو قَالَ حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ سَعِیْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَیْجٍ عَنْ عَطَآءٍ عَنْ عُبَیْدِ بْنِ عُمَیْرٍ عَنْ عَآئِشَۃَ قَالَتْ لَمْ یَکُنِ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی شَیْءٍ مِّنَ النَّوَافِلِ اَشَدَّ تَعَاھُدًا مِّنْہُ عَلٰی رَکْعَتَیِ الْفَجْرِ -

(از بیان بن عمرو از یحییٰ بن سعید از ابن جریج از عطاء از عُبید بن عمیر) حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کسی نفل نماز کی اتنی پابندی نہ فرماتے جتنی فجر کی (سنت) دو رکعت کی - [2]

باب ۷۴۲ مَا یُقْرَأُ فِیْ رَکْعَتَیِ الْفَجْرِ

باب - فجر کی سنت دو رکعت میں قرأت کیسی ہو؟ [3]

۱۱۰۱ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ یُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِکٌ عَنْ ھِشَامِ بْنِ عُرْوَۃَ عَنْ اَبِیْہِ

(از عبد اللہ بن یوسف از مالک از ہشام بن عروہ از والدش) حضرت عائشہ رض کہتی ہیں کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم رات کو تیرہ

---

[1] بعضے لوگوں سے امام مالک مراد ہیں جیسے دارقطنی نے نکالا غرض سفیان کی یہ ہے کہ حدیث میں رکعتیں سے فجر کی سنت کی دو رکعتیں مراد ہیں اس حدیث سے فجر کی سنت اور فرض کے بیچ میں باتیں کرنے کا جواز معلوم ہوا اور جنہوں نے اس کو مکروہ سمجھا انہوں نے غلطی کی ان کو یہ حدیث نہیں پہنچی ۱۲ منہ

[2] تمام سنن مؤکدہ میں فجر کی سنتوں کی بہت زیادہ تاکید ہے دوسری روایت میں ہے کہ سفر اور حضر میں کبھی آپ ان کو ناغہ نہیں کرتے تھے اسی لیے بعضے علماء نے ان کو واجب بھی کہا ہے مگر امام بخاریؒ نے اس حدیث سے دلیل لی کہ وہ سنت ہیں کیونکہ اُن کو نوافل میں سے کہا ہر آدمی کو ہمیشہ فجر کی سنتیں پڑھنا چاہیے اگر وقت تنگ ہو اور فرض کے فوت ہونے کا خیال ہو تو فرض پڑھ لے پھر سورج نکلنے کے بعد سنتیں پڑھے جب فرض کی تکبیر ہو رہی ہو جیسے اُوپر گزر چکا ۱۲ منہ

[3] یعنے مختصر یا مطول آگے حدیثوں سے ثابت کیا کہ فجر کی سُنتوں میں آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم بہت ہی مختصر قرأت کرتے ایک حدیث میں ہے کہ کافرون اور اخلاص کیا اچھی دو سورتیں ہیں جو فجر کی سنتوں میں پڑھی جاتی ہیں ۱۲ منہ -

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي بِاللَّيْلِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً ثُمَّ يُصَلِّي إِذَا سَمِعَ النِّدَآءَ بِالصُّبْحِ رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ

رکعات پڑھتے۔ پھر جب اذانِ صبح سنتے تو دو رکعت خفیف و مختصر پڑھتے

۱۱۰۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَمَّتِهِ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى هُوَ ابْنُ سَعِيدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخَفِّفُ الرَّكْعَتَيْنِ اللَّتَيْنِ قَبْلَ صَلٰوةِ الصُّبْحِ حَتّٰى إِنِّي لَأَقُولُ هَلْ قَرَأَ بِأُمِّ الْقُرْاٰنِ

(از محمد بن بشار از محمد بن جعفر از شعبہ از محمد بن عبد الرحمٰن) اُن کی پھوپھی عمرہ سے مروی ہے کہ حضرت عائشہ فرماتی ہیں **دوسری سند** (از احمد بن یونس از زہیر از یحییٰ ابنِ سعید از محمد بن عبد الرحمٰن از حضرت عمرہ) حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فجر کے فرض سے پہلے جو (سنت) دو رکعت پڑھتے تو انہیں مختصر کرتے یہاں تک کہ میں سوچتی کہ آپ نے سورہ فاتحہ بھی پڑھی یا نہیں [۱]

بَابُ ۴۳ التَّطَوُّعِ بَعْدَ الْمَكْتُوبَةِ

باب - نماز فرض کے بعد والی نماز [۲]

۱۱۰۳۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَجْدَتَيْنِ قَبْلَ الظُّهْرِ وَسَجْدَتَيْنِ بَعْدَ الظُّهْرِ وَسَجْدَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ وَسَجْدَتَيْنِ بَعْدَ الْعِشَآءِ وَسَجْدَتَيْنِ بَعْدَ الْجُمُعَةِ فَأَمَّا

(از مسدد از یحییٰ بن سعید از عبید اللہ از نافع) ابن عمرؓ کہتے ہیں میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دو رکعت ظہر سے پہلے، دو رکعت ظہر کے بعد، دو رکعت مغرب کے بعد، دو رکعت عشا کے بعد، دو رکعت جمعہ کے بعد پڑھیں [۳]۔ آپ مغرب و عشاء کی سنتیں اپنے گھر پڑھتے [۴]

عبد اللہ بن عمرؓ کہتے ہیں میری بہن حضرت حفصہؓ نے فرمایا

---

[۱] یہ مبالغہ ہے یعنی بہت ہلکی پھلکی پڑھتے تھے مسلم اور ابنِ ماجہ کی روایت میں ہے کہ آپ ان میں سورہ کافرون اور اخلاص پڑھا کرتے ۱۲ منہ [۲] پہلے فجر کی سنت کا بیان کیا کیونکہ وہ سب سنتوں سے زیادہ موکد ہیں اب اور نمازوں کی سنتیں بیان کیں اور چونکہ یہ اکثر فرضوں کے بعد ہوتی ہیں اس لیے المکتوبۃ کہا ورنہ ظہر میں فرض سے پہلے بھی دو یا چار سنتیں ہیں ۱۲ منہ [۳] ساتھ پڑھنے سے یہ غرض نہیں ہے کہ جماعت سے پڑھیں اور جو شخص سنن رواتب میں جماعت کا قائل ہوا ہے اس کا قول بے دلیل ہے ۱۲ منہ [۴] اس سے بعضے لوگوں نے دلیل لی ہے کہ رات کے نفل گھر میں پڑھنا افضل ہے مگر بات یہ تھی کہ دن کو آپ کام کاج کے لیے مسجد میں رہتے اس لیے سنتیں بھی وہیں پڑھتے اور رات کو آپ اکثر گھر میں رہتے اور مغرب اور عشائی سنتیں گھر ہی میں پڑھ لیتے ۱۲ منہ۔

الْمَغْرِبُ وَالْعِشَاءُ فَفِي بَيْتِهٖ وَحَدَّثَتْنِي أُخْتِي حَفْصَةُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ بَعْدَ مَا يَطْلُعُ الْفَجْرُ وَكَانَتْ سَاعَةً لَّا أَدْخُلُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهَا تَابَعَهُ كَثِيرُ بْنُ فَرْقَدٍ وَّ أَيُّوبُ عَنْ نَّافِعٍ وَّقَالَ ابْنُ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ مُّوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ نَّافِعٍ بَعْدَ الْعِشَاءِ فِي أَهْلِهٖ

کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دو خفیف رکعتیں طلوع فجر کے بعد پڑھتے اور یہ وہ وقت ہوتا تھا کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نہیں جاتا تھا[۱] (اس لیے مجھے خود معلوم نہیں حضرت حفصہ ہی کو معلوم ہے) عبید اللہ کے ساتھ اس حدیث کو کثیر بن فرقد اور ایوب نے بھی نافع رضی سے روایت کیا اور ابن ابی الزناد رضی نے اس حدیث کو موسیٰ بن عقبہ سے انہوں نے نافع سے روایت کیا۔ اس میں فی بیتہ کے بجائے فی اھلہ ہے[۲]

بَابٌ ۷۴۴ مَنْ لَّمْ يَتَطَوَّعْ بَعْدَ الْمَكْتُوبَةِ

باب۔ نماز فرض کے بعد نوافل نہ پڑھنے والا۔

۱۱۰۴۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ عَمْرٍو قَالَ سَمِعْتُ أَبَا الشَّعْثَاءِ جَابِرًا قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَمَانِيًا جَمِيعًا وَّسَبْعًا جَمِيعًا قُلْتُ يَا أَبَا الشَّعْثَاءِ أَظُنُّهُ أَخَّرَ الظُّهْرَ وَعَجَّلَ الْعَصْرَ وَعَجَّلَ الْعِشَاءَ وَأَخَّرَ الْمَغْرِبَ قَالَ وَأَنَا أَظُنُّهُ

(از علی بن عبد اللہ از سفیان از عمرو از ابوالشعثاء جابر بن زید) ابن عباس رضی کہتے ہیں میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ظہر و عصر کی آٹھ رکعتیں پڑھیں۔ مغرب اور عشا کی سات رکعات ملا کر پڑھیں۔ (یہ صرف فرض ہیں سنت وغیرہ نہیں) عمرو رضی کہتے ہیں میں نے ابوالشعثاء سے کہا غالباً یہ آپ نے ظہر میں تاخیر کرکے عصر میں جلدی کرکے ملائی ہوں گی، اسی طرح عشا میں تعجیل فرما کر مغرب کو مؤخر کرکے ملائی ہوں گی۔ ابوالشعثاء نے کہا میرا بھی یہی خیال ہے۔[۳]

بَابٌ ۷۴۵ صَلٰوةِ الضُّحٰى فِي السَّفَرِ

باب۔ سفر میں چاشت کی نماز پڑھنا۔

۱۱۰۵۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ تَوْبَةَ عَنْ مُّوَرِّقٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ أَتُصَلِّي الضُّحٰى قَالَ لَا قُلْتُ

(از مسدد از یحییٰ بن سعید از شعبہ از توبہ بن کیسان) مورق کہتے ہیں میں نے ابن عمر رضی سے کہا کیا آپ چاشت پڑھا کرتے ہیں؟ انہوں نے کہا نہیں! میں نے عرض کیا حضرت عمر رضی پڑھتے تھے؟ انہوں نے کہا نہیں!

---

[۱] کیونکہ فجر سے پہلے اور عشا کی نماز کے بعد اور ٹھیک دوپہر کو گھر کے کام کاجی لوگوں کو بھی اجازت لے کر اندر آنا چاہیے اس وقت غیر لوگ آپ سے کیوں کر مل سکتے اس لیے ابن عمر رضی نے ان سنتوں کا حال اپنی بہن ام المومنین حفصہ رضی سے سن کر معلوم کیا ۱۲ منہ [۲] مطلب ایک ہی ہے یعنی مغرب اور عشا کی سنتیں اپنے گھر والوں میں پڑھتے ۱۲ منہ [۳] امام بخاری ترک سنت کی دلیل بیان کر رہے ہیں۔ عبدالرزاق ۱۲ منہ

فَعُمَرُ قَالَ لَا قُلْتُ فَأَبُو بَكْرٍ قَالَ لَا قُلْتُ فَالنَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا إِخَالُهُ ۔

میں نے عرض کیا حضرت ابوبکرؓ پڑھتے تھے؟ کہا نہیں! میں نے کہا کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے؟ انہوں نے کہا نہیں! میرے خیال میں [1]

۱۱۰۶۔ حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ أَبِي لَيْلَى يَقُولُ مَا حَدَّثَنَا أَحَدٌ أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الضُّحٰى غَيْرُ أُمِّ هَانِئٍ فَإِنَّهَا قَالَتْ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ بَيْتَهَا يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ فَاغْتَسَلَ وَصَلّٰى ثَمَانِيَ رَكَعَاتٍ فَلَمْ أَرَ صَلَاةً قَطُّ أَخَفَّ مِنْهَا غَيْرَ أَنَّهُ يُتِمُّ الرُّكُوعَ وَالسُّجُودَ ۔

(از آدم از شعبہ از عمرو بن مُرّہ) عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کہتے ہیں ہمیں کسی نے نہیں بتایا کہ اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو چاشت پڑھتے دیکھا ہو ام ہانیؓ فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے روز اُن کے ہاں گئے آپؐ نے غسل فرمایا اور آٹھ رکعات (چاشت کی) اتنی مختصر پڑھیں کہ ایسی خفیف و مختصر نماز کبھی نہیں دیکھی۔ صرف اتنا تھا کہ رکوع و سجود پورا کرتے [2]

بَابٌ ۴۶ مَنْ لَمْ يُصَلِّ الضُّحٰى وَرَآهُ وَاسِعًا ۔

باب ۔ چاشت کی نماز نہ پڑھنا اور اسے ضروری خیال نہ کرنا ۔

۱۱۰۷۔ حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبَّحَ سُبْحَةَ الضُّحٰى وَإِنِّي لَأُسَبِّحُهَا ۔

(از آدم ابن ابی ذئب از زہری از عروہ) حضرت عائشہؓ کہتی ہیں میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو چاشت کی نماز پڑھتے نہیں دیکھا۔ مگر میں پڑھتی ہوں [3]

بَابٌ ۴۷ صَلٰوةُ الضُّحٰى فِي الْحَضَرِ قَالَهُ عِتْبَانُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ

باب ۔ وطن میں نماز چاشت پڑھنا۔ اسے عتبان [4] بن مالک نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا

---

[1] عبداللہ بن عمرؓ نے خود تو آنحضرت صلعم کو چاشت کی نماز پڑھتے دیکھا نہیں لیکن دوسرے کسی سے سُنا اُن کو یقین نہ آیا اس لیے کہا کہ میں نہیں سمجھتا ایک روایت میں ہے کہ عبداللہ بن عمرؓ نے ان کو بدعت کہا اب امام بخاری نے اس حدیث کو جو اس باب میں لائے اس کا مطلب سمجھ نہیں آتا کیونکہ یہ باب اس لیے موضوع ہوا ہے کہ سفر کی حالت میں آپ نے چاشت کی نماز پڑھی جیسے ام ہانی کی حدیث سے نکلتا ہے بعضوں نے کہا امام بخاری کی غرض یہ ہے کہ جن احادیث میں چاشت کی نماز نہ پڑھنا مذکور ہے وہ حالتِ سفر پر محمول ہے اور جن میں مذکور ہے وہ حالتِ حضر میں بعضوں نے کہا ترجمہ باب کا مطلب یہ ہے کہ سفر میں چاشت کی نماز پڑھی جائے یا نہیں تو ابنِ عمرؓ کی حدیث سے نفی ثابت کی اور ام ہانی کی حدیث سے اس کا اثبات کیا واللہ اعلم ۱۲ منہ [2] یعنی قرأت انتہائی مختصر مگر رکوع و سجود پورا اس سے رکوع و سجود کی اہمیت معلوم ہوتی ہے۔ ٹھونگے مارنے والوں کو ام ہانی کے ان الفاظ سے سبق لینا چاہیے۔ عبدالرزاق ۱۲ منہ [3] اس لفظ سے کہ میں نے آنحضرت صلعم کو پڑھتے نہیں دیکھا باب کا مطلب نکلتا ہے کیونکہ اس کا پڑھنا ضرور ہوتا تو وہ آنحضرت صلعم کو ہر روز پڑھتے دیکھتیں قسطلانی نے کہا حضرت عائشہؓ کے نہ دیکھنے سے چاشت کی نماز کی نفی نہیں ہوتی ایک جماعت صحابہ نے اس کو روایت کیا ہے جیسے انسؓ اور ابوہریرہؓ اور ابوذرؓ اور ابو اسامہؓ اور عقبہ بن عبد اور ابنِ ابی اوفیٰؓ اور ابوسعیدؓ اور زید بن ارقم اور ابن عباسؓ اور جابرؓ اور جبیر بن مطعمؓ اور ابوحذیفہؓ اور ابنِ عمرؓ اور ابوموسیٰؓ اور عتبان اور عقبہ بن عامرؓ اور علیؓ اور معاذ بن انس اور نواس اور ابوبکرہ اور ابومروہ وغیرہ ۱۲ منہ [4] عتبان بن مالک کی حدیث اوپر کئی بار اس کتاب میں گذر چکی ہے اور امام احمد نے اس کو اس لفظ سے نکالا کہ آنحضرت صلعم نے ان کے گھر میں چاشت کے نفل پڑھے سب لوگ آپ کے پیچھے کھڑے ہوئے اور آپ کے ساتھ نماز پڑھی ۱۲ منہ۔

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۱۱۰۸ - حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبَّاسٌ هُوَ الْجُرَيْرِيُّ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ أَوْصَانِي خَلِيلِي صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِثَلَاثٍ لَا أَدَعُهُنَّ حَتَّى أَمُوتَ صَوْمِ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ وَصَلٰوةِ الضُّحٰى وَنَوْمٍ عَلَى وِتْرٍ

(از مسلم بن ابراہیم از شعبہ از عباس جریری از ابو عثمان نہدی) حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں مجھے میرے جانی دوست آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین باتوں کی وصیت کی میں مرتے دم تک انہیں نہیں چھوڑوں گا: ایک یہ کہ ہر مہینے میں تین روزے[۱] رکھنا۔ دوسرے چاشت[۲] کی نماز پڑھنا تیسرے وتر پڑھ کر سونا

۱۱۰۹ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَنَسِ بْنِ سِيرِينَ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ وَكَانَ ضَخْمًا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي لَا أَسْتَطِيعُ الصَّلٰوةَ مَعَكَ فَصَنَعَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامًا فَدَعَاهُ إِلَى بَيْتِهِ وَنَضَحَ لَهُ طَرَفَ حَصِيرٍ بِمَاءٍ فَصَلَّى عَلَيْهِ رَكْعَتَيْنِ وَقَالَ فُلَانُ بْنُ فُلَانِ بْنِ الْجَارُودِ لِأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الضُّحٰى فَقَالَ مَا رَأَيْتُهُ صَلَّى غَيْرَ ذٰلِكَ الْيَوْمِ

(از علی بن جعد از شعبہ از انس بن سیرین) انس بن مالک کہتے ہیں ایک انصاری جو موٹا آدمی تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرنے لگا۔ میں آپ کے ساتھ نماز میں شریک نہیں ہو سکتا۔ پھر اس نے آپ کے لیے کھانا تیار کیا، اور آپ کو اپنے گھر لایا۔ چٹائی کا ایک حصہ دھویا۔ آپؐ نے اسی پر دو رکعتیں پڑھیں

عبدالحمید بن منذر بن جارود نے حضرت انسؓ سے دریافت کیا کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چاشت کی نماز پڑھا کرتے تھے؟ فرمایا میں نے تو اس دن کے سوا پڑھتے نہیں دیکھا

بَابُ ۴۸ - الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الظُّهْرِ

باب۔ قبل نماز ظہر دو رکعت پڑھنا۔

۱۱۱۰ - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ

(از سلیمان ابن حرب از حماد بن زید از ایوب از نافع) حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنت کی دس

---

[۱] یعنی ایام بیض کے روزے ۱۳۔۱۴۔۱۵ تاریخوں میں ہر مہینے کے ۱۲ منہ [۲] کم سے کم دو رکعتیں اور زیادہ سے زیادہ آٹھ رکعتیں یا بارہ رکعتیں امام ابن قیم نے چاشت کی نماز میں چھ مذہب نقل کیے ہیں ایک یہ ہے کہ مستحب ہے دوسرے یہ کہ کسی سبب سے پڑھنا چاہیے تیسرے مستحب نہیں چوتھے کبھی پڑھنا کبھی نہ پڑھنا پانچویں ہمیشہ پڑھنا لیکن گھر میں چھٹے یہ کہ بدعت ہے حاکم نے روایت کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ضحیٰ یعنی چاشت کی نماز میں ان سورتوں کے پڑھنے کا حکم دیا جن میں ضحیٰ کا لفظ ہے والضحیٰ والشمس وضحٰہا قسطلانی نے کہا طبرانی نے اوسط میں روایت کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہشت کا ایک دروازہ ہے جس کو باب الضحیٰ کہتے ہیں قیامت کے دن ایک پکارنے والا پکارے گا کہاں ہیں وہ لوگ جو ضحیٰ کی نماز پڑھتے تھے یہ ان کا دروازہ ہے اللہ کی رحمت سے اس میں داخل ہوں اس نماز کا وقت سورج کے بلند ہونے سے زوال تک ہے ۱۲ منہ

قَالَ حَفِظْتُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْرَ رَكَعَاتٍ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الظُّهْرِ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَهَا وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ فِي بَيْتِهِ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعِشَاءِ فِي بَيْتِهِ وَرَكْعَتَيْنِ قَبْلَ صَلٰوةِ الصُّبْحِ وَكَانَتْ سَاعَةً لَا يُدْخَلُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهَا حَدَّثَتْنِي حَفْصَةُ أَنَّهُ كَانَ إِذَا أَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ وَطَلَعَ الْفَجْرُ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ

رکعات یاد رکھیں۔ دو ظہر سے پہلے دو ظہر کے بعد، دو مغرب کے بعد گھر میں، دو عشا کے بعد گھر میں۔ دو فجر سے پہلے اور یہ وہ وقت تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کوئی نہ جاتا، مگر ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا نے مجھ سے بیان کیا کہ جب مؤذن اذان دیتا اور فجر ہوتی تو آپ دو رکعتیں پڑھا کرتے تھے (یعنی فجر کی دو رکعت سنت)

۱۱۱۱۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْتَشِرِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَدَعُ أَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ وَرَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْغَدَاةِ تَابَعَهُ ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ وَعَمْرٌو عَنْ شُعْبَةَ۔

(از مسدد از یحییٰ از شعبہ از ابراہیم بن محمد بن منتشر از والدش) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ظہر سے پہلے چار رکعت سنت[1] کو اور فجر سے پہلے دو رکعت سنت کو نہیں چھوڑتے تھے۔ یحییٰ کے ساتھ اس حدیث کو ابن ابی عدی اور عمرو بن مرزوق نے بھی شعبہ سے روایت کیا

بَابٌ ۷۴۹ الصَّلٰوةِ قَبْلَ الْمَغْرِبِ۔

باب۔ مغرب سے پہلے سنت پڑھنا

۱۱۱۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنِ الْحُسَيْنِ وَهُوَ الْمُعَلِّمُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ الْمُزَنِيُّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ صَلُّوا قَبْلَ صَلٰوةِ الْمَغْرِبِ قَالَ فِي الثَّالِثَةِ لِمَنْ شَاءَ كَرَاهِيَةَ أَنْ يَتَّخِذَهَا النَّاسُ سُنَّةً۔

(از ابو معمر از عبدالوارث از حسین معلم از عبداللہ بن بریدہ) عبداللہ مزنی کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مغرب سے پہلے (دو رکعت سنت) پڑھا کرو۔ تیسری بار یوں فرمایا جس کی مرضی ہو (یعنی اختیار دے دیا) اس خیال سے کہ کہیں لوگ ضروری نہ سمجھ لیں[2]

۱۱۱۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيدَ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي أَيُّوبَ قَالَ حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ أَبِي

(از عبداللہ بن یزید از سعید بن ابی ایوب از یزید بن ابی حبیب) مرثد بن عبداللہ یزنی کہتے ہیں میں عقبہ بن عامر جہنی کے پاس آیا۔ میں

---

[1] احناف اسی پر عمل کرتے ہیں اور اسی واسطے ان کے نزدیک ظہر سے پہلے چار رکعتیں سنت موکدہ ہیں کیونکہ لفظ لا یدع استمرار و دوام ظاہر کرتا ہے۔ یہ حدیث بظاہر ترجمہ باب کے خلاف ہے مگر غالباً امام بخاری کا مقصد یہ ہوگا کہ پہلی حدیث میں جو دو رکعت ہیں وہ تحیۃ المسجد کی ہوں گی اور چار رکعات سنت موکدہ آپ گھر میں پہلے پڑھ آتے ہوں گے اس لیے اس میں تضاد نہیں۔ عبدالرزاق ۱۲ منہ

[2] یعنی سنت موکدہ نہ سمجھ لیں اکثر شافعیہ نے اس کو سنن راتب میں نہیں بیان کیا ۱۲ منہ۔

حَبِيبٍ قَالَ سَمِعْتُ مَرْثَدَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ الْيَزَنِيَّ قَالَ اَتَيْتُ عُقْبَةَ بْنَ عَامِرٍ الْجُهَنِيَّ فَقُلْتُ اَلَا اُعْجِبُكَ مِنْ اَبِي تَمِيمٍ يَرْكَعُ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ صَلٰوةِ الْمَغْرِبِ فَقَالَ عُقْبَةُ اِنَّا كُنَّا نَفْعَلُهٗ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ فَمَا يَمْنَعُكَ الْاٰنَ قَالَ الشُّغْلُ

نے کہا: آپ کو ابو تمیم عبداللہ بن مالک پر تعجب نہیں ہوتا[۱] وہ مغرب سے پہلے دو رکعت پڑھتے ہیں۔ حضرت عقبہ نے فرمایا ہم بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں یہ دو رکعتیں پڑھتے تھے۔ میں نے کہا اب آپ کیوں نہیں پڑھتے؟ فرمایا دنیاوی کام (سے فرصت نہ ملنے کی وجہ سے)

بابٌ ۷۵ صَلٰوةِ النَّوَافِلِ جَمَاعَةً

ذَكَرَهٗ اَنَسٌ وَّعَائِشَةُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب۔ نوافل جماعت سے پڑھنا۔ اسے حضرت انس اور حضرت عائشہ رضی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا

۱۱۱۴۔ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ قَالَ اَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ ابْنُ اِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِي عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِي مَحْمُوْدُ بْنُ الرَّبِيعِ الْاَنْصَارِيُّ اَنَّهٗ عَقَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَقَلَ مَجَّةً مَجَّهَا فِي وَجْهِهٖ مِنْ بِئْرٍ كَانَتْ فِي دَارِهِمْ فَزَعَمَ مَحْمُوْدٌ اَنَّهٗ سَمِعَ عِتْبَانَ ابْنَ مَالِكٍ الْاَنْصَارِيَّ وَكَانَ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ كُنْتُ اُصَلِّي لِقَوْمِي بَنِي سَالِمٍ وَكَانَ يَحُوْلُ بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ وَادٍ اِذَا جَاءَتِ الْاَمْطَارُ فَيَشُقُّ عَلَيَّ اجْتِيَازُهٗ قِبَلَ مَسْجِدِهِمْ فَجِئْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لَهٗ اِنِّي اَنْكَرْتُ بَصَرِي وَاِنَّ الْوَادِيَ الَّذِي بَيْنِي وَبَيْنَ قَوْمِي يَسِيْلُ اِذَا جَاءَتِ الْاَمْطَارُ

(ہم سے اسحاق از یعقوب بن ابراہیم از والدش ابراہیم بن سعد از ابن شہاب) محمود بن ربیع انصاری، انہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی وہ کلی یاد تھی جو آپ نے ان کے (یعنی محمودؓ کے) منہ میں ڈالی تھی، پانی اس کنوئیں کا تھا جو محمود کے گھر میں تھا۔ محمود بن ربیع کہتے ہیں میں نے عتبان بن مالک انصاری سے سُنا، عتبان مجاہدین بدر میں سے ہیں وہ کہتے ہیں، میں اپنی قوم بنی سالم کا امام تھا انہیں نماز پڑھاتا تھا، میرے اور مقتدیوں کے گھروں کے درمیان ایک نالہ حائل تھا۔ مینہ آنے پر نالہ بھر جاتا اور مجھے اس میں سے گذرنا اور مسجد جانا مشکل ہو جاتا۔ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ عرض کیا کہ میری بینائی کمزور ہے اور میرے اور میری قوم کے درمیان نالہ واقع ہے، جو مینہ برسنے سے بہنے لگتا ہے، مجھے اس سے گذرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ میں چاہتا ہوں آپ تشریف لائیے اور میرے گھر میں ایک جگہ نماز پڑھ دیجئے۔ میں اُسے گھر یلو جائے نماز بنا لوں گا۔ آنحضرت صلی اللہ

[۱] عبداللہ بن مالک جیشانی یہ تابعی مخضرم تھا یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں موجود تھا پر آپ سے نہیں ملا یہ مصر میں حضرت عمرؓ کے زمانہ میں آیا پھر وہاں رہ گیا ایک جماعت نے اس کو صحابہ میں سے گنا اس حدیث سے یہ بھی نکلا کہ مغرب کا وقت لمبا ہے اور جس نے اس کو تھوڑا قرار دیا اس کا قول بے دلیل ہے مگر یہ رکعتیں جماعت کھڑے ہونے سے پہلے پڑھ لینا مستحب ہے اثرم نے امام احمد سے نقل کیا کہ میں نے یہ رکعتیں صرف ایک بار پڑھی ہیں ۱۲ منہ

فَيَشُقُّ عَلَيَّ اجْتِيَازُهُ فَوَدِدْتُ أَنَّكَ تَأْتِي فَتُصَلِّيَ
مِنْ بَيْتِي مَكَانًا أَتَّخِذُهُ مُصَلًّى فَقَالَ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَأَفْعَلُ فَغَدَا عَلَيَّ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ
بَعْدَ مَا اشْتَدَّ النَّهَارُ فَاسْتَأْذَنَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَذِنْتُ لَهُ فَلَمْ يَجْلِسْ حَتَّى
قَالَ أَيْنَ تُحِبُّ أَنْ أُصَلِّيَ مِنْ بَيْتِكَ فَأَشَرْتُ لَهُ
إِلَى الْمَكَانِ الَّذِي أُحِبُّ أَنْ يُصَلِّيَ فِيهِ فَقَامَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَبَّرَ وَ
صَفَفْنَا وَرَاءَهُ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ فَسَلَّمْنَا
حِينَ سَلَّمَ فَحَبَسْتُهُ عَلَى خَزِيرَةٍ تُصْنَعُ لَهُ فَسَمِعَ
أَهْلُ الدَّارِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ فِي بَيْتِي فَثَابَ رِجَالٌ مِنْهُمْ حَتَّى كَثُرَ
الرِّجَالُ فِي الْبَيْتِ فَقَالَ رَجُلٌ مِنْهُمْ مَا فَعَلَ
مَالِكٌ لَا أَرَاهُ فَقَالَ رَجُلٌ مِنْهُمْ ذَاكَ مُنَافِقٌ
لَا يُحِبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُلْ ذَاكَ أَلَا تَرَاهُ قَالَ
لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ يَبْتَغِي بِذَلِكَ وَجْهَ اللَّهِ فَقَالَ اللَّهُ
وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ أَمَّا نَحْنُ فَوَاللَّهِ لَا نَرَى وُدَّهُ
وَلَا حَدِيثَهُ إِلَّا إِلَى الْمُنَافِقِينَ قَالَ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّ اللَّهَ قَدْ حَرَّمَ
عَلَى النَّارِ مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ يَبْتَغِي بِذَلِكَ

علیہ وسلم نے فرمایا میں ضرور آؤں گا (انشاء اللہ) پھر صبح کو آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم مع ابوبکرؓ دن چڑھے تشریف لائے۔ آپؐ نے گھر اندر آنے کی اجازت
طلب فرمائی، مَیں نے اجازت دی۔ آپ بیٹھے بھی نہیں تھے کہ فرمایا کس
جگہ نماز پڑھوں؟ مَیں نے ایک جگہ بتا دی جو مجھے پسند تھی کہ وہاں آپ
نماز پڑھیں آپ کھڑے ہوئے اور اللہ اکبر کہا۔ ہم لوگوں نے پیچھے صف
باندھی آپ نے دو رکعتیں پڑھیں پھر سلام پھیر دیا۔ ہم نے بھی آپ کے
ساتھ ہی سلام پھیر دیا۔ مَیں نے آپؐ کو کھانا کھانے کے لیے روکا
وہ حلیم تھی اور آپ کے لیے تیار ہو رہی تھی۔ محلہ والوں نے سُنا کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر میں ہیں تو کئی آدمی آپ سے ملنے آ گئے۔
گھر میں بہت سے لوگ اکٹھے ہو گئے۔ ان حاضرین میں سے ایک شخص
بولا، مالکؓ کہاں ہے وہ یہاں کیوں نہیں موجود؟ ایک دوسرے نے
کہا وہ تو منافق ہے۔ اسے اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت
نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ایسی بات مت کہو تجھے معلوم
نہیں؟ وہ لا الہ الا اللہ کہتا ہے؟ اللہ کے لیے ہی وہ کہتا ہے۔ تب
وہ شخص بولا اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم بہتر جانتے ہیں۔ ہم نے
تو بخدا اس کی محبت اور بات چیت منافقوں سے دیکھی۔ آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ نے اس شخص کے لیے دوزخ حرام کر دی، جو
خالص اللہ کے لیے لا الہ الا اللہ کہتا ہے۔ محمود کہتے ہیں مَیں نے یہ
حدیث کچھ لوگوں سے بیان کی جن میں ابو ایوب انصاری صحابی بھی تھے
اس لڑائی میں کہا جس میں انہوں نے انتقال فرمایا یعنی روم میں اور
یزید ابن معاویہؓ ان کا سردار تھا[1]۔ ابو ایوب نے انکار کیا اس حدیث کا
اور کہا بخدا میرے خیال میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا نہیں

[1] یہ سنہ ہجری یا اس کے بعد کا واقعہ ہے جب حضرت معاویہؓ نے قسطنطنیہ پر چڑھائی کی تھی اور اس کا محاصرہ کر لیا تھا مسلمانوں کی فوج کا
سردار یزید بن معاویہؓ تھا اس فوج میں ابو ایوب انصاریؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی بھی موجود تھے انہوں نے مرتے وقت وصیت کی مجھ کو
گھوڑوں کی ٹاپوں میں گاڑ دینا اور میری قبر کا نشان بھی نہ رکھنا چنانچہ قسطنطنیہ کے حصار کے دیوار تلے دفن ہوئے اب تک قسطنطنیہ میں ایک جامع مسجد
ان کے نام کی موجود ہے اس کو جامع ابو ایوب کہتے ہیں ۱۲ منہ۔

وَجْهَ اللهِ قَالَ مَحْمُودُ بْنُ الرَّبِيعِ فَحَدَّثْتُهَا قَوْمًا فِيهِمْ أَبُو أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيُّ صَاحِبُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزْوَتِهِ الَّتِي تُوُفِّيَ فِيهَا وَيَزِيدُ بْنُ مُعَاوِيَةَ وَلِيَ عَلَيْهِمْ بِأَرْضِ الرُّومِ فَأَنْكَرَهَا عَلَيَّ أَبُو أَيُّوبَ قَالَ وَاللهِ مَا أَظُنُّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا قُلْتَ قَطُّ فَكَبُرَ ذٰلِكَ عَلَيَّ فَجَعَلْتُ لِلّٰهِ عَلَيَّ إِنْ سَلَّمَنِي حَتّٰى أَقْفُلَ مِنْ غَزْوَتِي أَنْ أَسْأَلَ عَنْهَا عِتْبَانَ بْنَ مَالِكٍ إِنْ وَجَدْتُهُ حَيًّا فِي مَسْجِدِ قَوْمِهِ فَقَفَلْتُ فَأَهْلَلْتُ بِحَجَّةٍ أَوْ بِعُمْرَةٍ ثُمَّ سِرْتُ حَتّٰى قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ فَأَتَيْتُ بَنِي سَالِمٍ فَإِذَا عِتْبَانُ شَيْخٌ أَعْمٰى يُصَلِّي لِقَوْمِهِ فَلَمَّا سَلَّمَ مِنَ الصَّلٰوةِ سَلَّمْتُ عَلَيْهِ وَأَخْبَرْتُهُ مَنْ أَنَا ثُمَّ سَأَلْتُهُ عَنْ ذٰلِكَ الْحَدِيثِ فَحَدَّثَنِيهِ كَمَا حَدَّثَنِيهِ أَوَّلَ مَرَّةٍ

فرمایا ہوگا جو تو بیان کرتا ہے۔ محمود بن ربیع کہتے ہیں مجھے ان کی یہ بات ناگوار گذری۔ میں نے منت مانی اگر اللہ مجھے اس جہاد سے صحیح وسالم گھر لوٹائے گا اور عتبان بن مالک کو ان کی قوم کی مسجد میں زندہ پاؤں گا تو دوبارہ یہ حدیث ان سے پوچھوں گا۔ آخر میں جہاد سے واپس آیا۔ اور میں نے حج یا عمرہ کا احرام باندھا۔ پھر فارغ ہو کر چل پڑا مدینہ میں آیا۔ میں بنی سالم کے محلہ میں گیا۔ دیکھا تو عتبان بوڑھے اور نابینا ہو گئے ہیں اور اپنی قوم کی امامت کرتے ہیں۔ وہ نماز پڑھا رہے تھے، انہوں نے نماز سے سلام پھیرا تو میں نے انہیں سلام کیا اور اپنا تعارف کرایا میں فلاں شخص ہوں۔ پھر میں نے وہی حدیث دریافت کی۔ انہوں نے ویسے ہی بیان کیا جیسے پہلی بار بیان کیا تھا[1]

بَابٌ ۷۵۱ التَّطَوُّعِ فِي الْبَيْتِ

۱۱۱۵ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلٰى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ أَيُّوبَ وَعُبَيْدِ اللهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اجْعَلُوا فِي بُيُوتِكُمْ مِنْ صَلٰوتِكُمْ وَلَا تَتَّخِذُوهَا قُبُورًا تَابَعَهُ عَبْدُ الْوَهَّابِ عَنْ أَيُّوبَ

باب۔ نفل گھر میں پڑھنا

(از عبدالاعلیٰ بن حماد از وہیب از ایوب و عبیداللہ از نافع) حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کچھ نماز[2] گھروں میں بھی پڑھا کرو انہیں قبریں نہ بناؤ۔ وہیب کے ساتھ اس حدیث کو عبدالوہاب نے بھی ایوب سے روایت کیا۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا

بَابٌ ۷۵۲ فَضْلِ الصَّلٰوةِ فِي مَسْجِدِ

باب۔ مکہ اور مدینہ کی مسجد میں نماز پڑھنے کی فضیلت

---

[1] ترجمہ باب حدیث کی اس عبارت سے نکلتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور ہم نے آپ کے پیچھے صف باندھی کیونکہ جماعت سے نفل نماز پڑھنا ثابت ہوا ۱۲ منہ

[2] نماز سے مراد یہاں نفل ہی ہے کیونکہ دوسری حدیث میں ہے کہ آدمی کی افضل نماز وہ ہے جو گھر میں ہو مگر فرض نماز یعنی فرض کا مسجد میں پڑھنا افضل ہے قبریں مردہ نماز نہیں پڑھتا جس گھر میں نماز نہ پڑھی جائے وہ بھی قبر ہوا ۱۲ منہ

مَكَّةَ وَالْمَدِينَةِ

١١١٦ - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ الْمَلِكِ عَنْ قَزَعَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا سَعِيدٍ أَرْبَعًا قَالَ سَمِعْتُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ غَزَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ غَزْوَةً ح وَحَدَّثَنَا عَلِيٌّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ إِلَّا إِلَى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَسْجِدِ الرَّسُولِ وَمَسْجِدِ الْأَقْصَى

(از حفص بن عمرؓ از شعبہ از عبدالملک) قزعہ کہتے ہیں میں نے ابو سعید خدری سے چار باتیں سُنیں: ابوسعید نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا اور ابوسعید وہ ہیں جنہوں نے بارہ غزوے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں کیے تھے **دوسری سند** (از علی بن مدینی از سفیان از زہری از سعید) ابوہریرہؓ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین مسجدوں کے علاوہ کسی مسجد کے لیے سفر نہ کیا جائے: وہ تین مسجدیں مسجد حرام، مسجد نبوی، مسجد اقصٰی ہیں۔

(**فائدہ**) یعنی یہ تین مسجدیں درجے میں بلند ہیں اور ان میں نماز کا ثواب واقعی بہت زیادہ ہے۔ باقی تمام مساجد میں ثواب برابر ہے۔ اس لیے کسی مسجد کو خاص درجے والی سمجھ کر اس کی طرف سفر نہ کرنا چاہیئے

١١١٧ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ رَبَاحٍ وَعُبَيْدِ اللَّهِ ابْنِ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ الْأَغَرِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ الْأَغَرِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ صَلَاةٌ فِي مَسْجِدِي هَذَا خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ صَلَاةٍ فِيمَا سِوَاهُ إِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ۔

(از عبداللہ بن یوسف از مالک از زید بن رباح و عبیداللہ بن ابی عبداللہ اغر از ابو عبداللہ اغر) حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری اس مسجد میں ایک نماز مسجد حرام کے سوا دوسری مسجدوں کی ہزار نمازوں سے بہتر ہے

بَابُ ۵۳ مَسْجِدِ قُبَاءٍ

باب - مسجد قبا کا بیان

١١١٨ - حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ قَالَ أَخْبَرَنَا أَيُّوبُ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ لَا يُصَلِّي مِنَ الضُّحَى إِلَّا فِي يَوْمَيْنِ يَقْدَمُ بِمَكَّةَ فَإِنَّهُ كَانَ يَقْدَمُهَا ضُحًى فَيَطُوفُ

(از یعقوب بن ابراہیم از ابن عُلیّہ از ایوب) نافع کہتے ہیں حضرت ابن عمرؓ چاشت کی نماز نہیں پڑھتے تھے۔ مگر جس دن مکہ مکرمہ تشریف لاتے چاشت کے وقت آتے پھر طواف کرتے پھر مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعتیں پڑھتے۔ دُوسرے جس دن مسجد قبا میں آتے آپ

۱ قُبا ایک مقام ہے مدینہ سے دو تین میل پر سب سے پہلے وہیں مسجد بنی ہے اور آنحضرتؐ نے وہیں نماز پڑھی ۱۲ منہ ۲ عبداللہ بن عمرؓ بے انتہا سنت کے پیرو تھے انہوں نے جب ام ہانیؓ کی حدیث سُنی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ کے فتح کے دن چاشت کی نماز پڑھی تو وہ بھی یہی کرنے لگے کہ جب مکہ میں داخل ہوتے تو چاشت کی نماز پڑھتے اور وقتوں میں اس لیے نہ پڑھتے کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اور دنوں میں یہ نماز پڑھتے نہیں دیکھا تھا سبحان اللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی صحابہ پر ختم تھی اور یہی وجہ ہے کہ کوئی ولی کسی صحابی کے درجے کو نہیں پہنچ سکتا ۱۲ منہ

بِالْبَيْتِ ثُمَّ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ خَلْفَ الْمَقَامِ وَيَوْمَ يَأْتِي مَسْجِدَ قُبَاءٍ فَإِنَّهُ كَانَ يَأْتِيهِ كُلَّ سَبْتٍ فَإِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ كَرِهَ أَنْ يَخْرُجَ مِنْهُ حَتَّى يُصَلِّيَ فِيهِ قَالَ وَكَانَ يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَزُورُهُ رَاكِبًا وَمَاشِيًا قَالَ وَكَانَ يَقُولُ إِنَّمَا أَصْنَعُ كَمَا رَأَيْتُ أَصْحَابِي يَصْنَعُونَ وَلَا أَمْنَعُ أَحَدًا أَنْ صَلَّى فِي أَيِّ سَاعَةٍ شَاءَ مِنَ اللَّيْلِ أَوْ نَهَارٍ غَيْرَ أَنْ لَا يَتَحَرَّوْا طُلُوعَ الشَّمْسِ وَلَا غُرُوبَهَا

ہر ہفتہ وہاں جاتے۔ جب مسجد میں داخل ہوتے تو بغیر وہاں نماز پڑھے باہر نکلنا برا سمجھتے[1]۔ نافع کہتے ہیں عبداللہ بن عمرؓ حدیث بیان کرتے تھے، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد قبا میں پیدل اور سوار دونوں طرح جاتے۔ نافع کہتے ہیں ابن عمرؓ کہتے تھے میں تو ویسے ہی کرتا ہوں جیسے اپنے ساتھیوں یعنی صحابۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو کرتے دیکھا میں کسی کو کسی وقت نماز پڑھنے سے نہیں روکتا، چاہیے وہ رات دن کے کسی وقت میں نماز پڑھیں۔ صرف دو وقتوں میں قصداً نماز نہ پڑھیں طلوع شمس اور غروب کے وقت

بَابٌ ۷۵۴ مَنْ أَتَى مَسْجِدَ قُبَاءٍ كُلَّ سَبْتٍ

باب۔ ہر ہفتے مسجد قبا میں آنا

۱۱۱۹۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْتِي مَسْجِدَ قُبَاءٍ كُلَّ سَبْتٍ مَاشِيًا وَرَاكِبًا وَكَانَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ يَفْعَلُهُ۔

(از موسیٰ بن اسمٰعیل از عبدالعزیز بن مسلم از عبداللہ بن دینار) حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد قبا میں ہر ہفتے پیدل یا سوار ہر طرح تشریف لے آتے" اور ابن عمرؓ بھی اسی طرح کرتے تھے

بَابٌ ۷۵۵ إِتْيَانِ مَسْجِدِ قُبَاءٍ رَاكِبًا وَمَاشِيًا

باب۔ مسجد قبا میں سوار ہو کر اور پیدل آنا

۱۱۲۰۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْتِي مَسْجِدَ قُبَاءٍ رَاكِبًا وَمَاشِيًا زَادَ ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا

(از مسدد از یحییٰ از عبیداللہ از نافع) ابن عمرؓ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد قبا میں سوار ہو کر اور پیدل تشریف لے آتے۔
ابن نمیر اس میں اتنا اور اضافہ فرماتے ہیں کہ عبیداللہ نے نافعؒ سے نقل کیا کہ حضرت ابن عمرؓ اس میں دو رکعت بھی پڑھتے تھے

---

[1] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہر ہفتے کے دن مسجد قبا میں تشریف لے جایا کرتے عبداللہ بن عمرؓ بھی ایسا ہی کرتے نسائی کی روایت میں ہے جو مسجد قبا میں آئے وہاں نماز پڑھے اس کو ایک عمرے کا ثواب ملے گا سعد بن ابی وقاصؓ نے کہا مسجد قبا میں دو رکعتیں پڑھنا۔ بیت المقدس میں دو بار جانے سے زیادہ مجھ کو افضل معلوم ہوتا ہے اگر لوگ مسجد قبا کی فضیلت جان لیں تو اونٹوں کے جگر مار کر وہاں آئیں ۱۲ منہ

عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ فَيُصَلِّيْ فِيْهِ رَكْعَتَيْنِ۔

بَابُ ۷۵۶ فَضْلِ مَا بَيْنَ الْقَبْرِ وَالْمِنْبَرِ

۱۱۲۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ بَكْرٍ عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيْمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ الْمَازِنِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا بَيْنَ بَيْتِيْ وَمِنْبَرِيْ رَوْضَةٌ مِّنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ۔

باب ۔ قبرِ مبارک اور مسجدِ نبوی کے منبر کے درمیان خطۂ ارض کی افضلیت

(از عبداللہ بن یوسف از مالک از عبداللہ بن ابی بکر از عباد بن تمیم) عبداللہ بن زید مازنی کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے گھر اور مسجدِ نبوی کے منبر کے درمیان جنت کے باغات میں سے ایک باغ ہے[1]

۱۱۲۲۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ خُبَيْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا بَيْنَ بَيْتِيْ وَمِنْبَرِيْ رَوْضَةٌ مِّنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ وَمِنْبَرِيْ عَلٰى حَوْضِيْ

(از مسدد از یحییٰ از عبید اللہ از خبیب ابن عبدالرحمن از حفص بن عاصم) ابوہریرہؓ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے گھر اور مسجدِ نبوی کے منبر کے درمیان جنت کے باغات میں سے ایک باغ ہے اور میرا منبر (قیامت کے دن) میرے حوض پر ہوگا[2]

بَابُ ۷۵۷ مَسْجِدِ بَيْتِ الْمَقْدِسِ

۱۱۲۳۔ حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ قَالَ سَمِعْتُ قَزَعَةَ مَوْلٰى زِيَادٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا سَعِيْدٍ الْخُدْرِيَّ يُحَدِّثُ بِاَرْبَعٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَعْجَبْنَنِيْ وَاٰنَقْنَنِيْ قَالَ لَا تُسَافِرِ الْمَرْاَةُ يَوْمَيْنِ اِلَّا وَمَعَهَا زَوْجُهَا اَوْ ذُوْ مَحْرَمٍ وَّلَا صَوْمَ فِيْ يَوْمَيْنِ الْفِطْرِ وَالْاَضْحٰى وَلَا صَلٰوةَ بَعْدَ

باب ۔ مسجد بیت المقدس کا بیان

(از ابوالولید از شعبہ از عبدالملک) قزعہ جو زیاد کے غلام ہیں کہتے ہیں میں نے ابوسعید خدری سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی چار حدیثیں سُنی ہیں، مجھے وہ بہت پسند ہیں اور عمدہ لگیں۔ ایک تو یہ کہ عورت دو دن کا سفر بغیر شوہر یا محرم رشتہ دار کے نہ کرے دوسرے یہ کہ دو دن روزہ نہ رکھا جائے: عید الفطر، عید الاضحیٰ تیسرے دو نمازوں کے بعد نماز نہ پڑھی جائے۔ صبح کے بعد طلوعِ شمس تک، عصر کے بعد غروب تک۔ چوتھے یہ کہ تین مساجد کے

---

[1] یعنی حقیقتہً اس قدر قطعہ زمین بہشت کا ایک ٹکڑا ہے یا جو وہاں عبادت کرے گا اس کو آخرت میں بہشت ملے گی علماء نے کہا ہے کہ اگر کوئی شخص یوں قسم کھائے کہ اگر میں بہشت میں نہ جاؤں تو اس کی زوجہ پر طلاق ہے اور وہ طلاق سے بچنا چاہے تو اس مقدس اور بابرکت جائے میں چلا جائے ۱۲ منہ

[2] قیامت کے دن حوضِ کوثر پر ایک منبر رکھیں گے اس پر آپ اجلاس فرمائیں گے اور اپنی امت کے پیاسوں کو بلا کر سیراب کریں گے ماہمہ تشنہ لبانیم و توئی آب حیات، رحم فرما کہ زحد میگذرد تشنہ لبی۔ بعضوں نے کہا مطلب یہ ہے کہ میرا یہ منبر جو دنیا میں ہے اس جائے پر ہے جہاں قیامت کے دن حوضِ کوثر لگایا جائے گا اور اللہ تعالیٰ پھر اس کو موجود کر دے گا اور یہ اس کی قدرت سے بعید نہیں جیسے مُردوں کو جلائے گا ۱۲ منہ

صَلَاتَيْنِ بَعْدَ الصُّبْحِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰى تَغْرُبَ الشَّمْسُ وَلَا تُشَدُّ الرِّحَالُ إِلَّا إِلٰى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ مَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَسْجِدِ الْأَقْصٰى وَمَسْجِدِيْ

علاوہ (کسی اور مسجد کے) سفر کا اہتمام نہ کیا جائے: مسجد حرام، مسجد اقصیٰ مسجد نبوی علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام ابداً ابداً[۱]

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا

بَابٌ ۷۵۸ اِسْتِعَانَةِ الْيَدِ فِي الصَّلٰوةِ إِذَا كَانَ مِنْ أَمْرِ الصَّلٰوةِ

باب ۔ نماز میں ہاتھ سے نماز کا کوئی کام کرنا

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَسْتَعِيْنُ الرَّجُلُ فِيْ صَلٰوتِهٖ مِنْ جَسَدِهٖ بِمَا شَآءَ وَوَضَعَ أَبُوْ إِسْحَاقَ قَلَنْسُوَتَهٗ فِي الصَّلٰوةِ وَرَفَعَهَا وَوَضَعَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَفَّهٗ عَلٰى رُصْغِهِ الْأَيْسَرِ إِلَّا أَنْ يَّحُكَّ جِلْدًا أَوْ يُصْلِحَ ثَوْبًا

ابن عباسؓ نے فرمایا نماز میں اپنے بدن سے جو چاہے کام کرے[۲]۔ ابواسحاق نے نماز میں اپنی ٹوپی اتاری اور پھر سر پر رکھ لی، حضرت علیؓ اپنی ہتھیلی بائیں کلائی پر رکھتے تھے لیکن اگر ضرورت ہوتی، تو بدن کھجلا لیا کرتے یا کپڑے کو ٹھیک کر لیا کرتے[۳]

۱۱۲۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ مَخْرَمَةَ بْنِ سُلَيْمَانَ عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهٗ أَخْبَرَهٗ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهٗ بَاتَ عِنْدَ مَيْمُوْنَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا وَهِيَ خَالَتُهٗ قَالَ فَاضْطَجَعْتُ عَلٰى عَرْضِ الْوِسَادَةِ وَاضْطَجَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَهْلُهٗ فِيْ

(از عبداللہ بن یوسف از مالک از مخرمہ بن سلیمان از کریب مولیٰ ابن عباس) عبداللہ ابن عباسؓ حضرت میمونہ کے ہاں ایک رات ٹھیرے وہ ان کی خالہ تھیں، فرماتے ہیں میں بستر کے عرض پر لیٹا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ام المومنین میمونہؓ بستر کے طول پر۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سو گئے، حتیٰ کہ آدھی رات گذر گئی یا آدھی رات سے قدرے کم یا زیادہ۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے اور بیٹھے ہوئے نیند کا خمار اپنے چہرہ سے ہاتھوں کے ذریعہ

---

[۱] اس حدیث سے مسجد اقصیٰ کی فضیلت نکلی ابن ماجہ نے مرفوعاً نکالا کہ مسجد اقصیٰ میں ایک نماز ہزار نماز کے برابر ہے اور طبرانی نے نکالا کہ جب حضرت سلیمانؑ نے اس کو بنایا تو دعا کی یا اللہ جو کوئی یہاں نماز کے ارادے سے آئے تو اس کو گناہوں سے ایسا پاک کر دے جیسے اس دن پاک تھا جس دن اس کی ماں نے اس کو جنا تھا ۱۲ منہ [۲] بشرطیکہ وہ نماز کا کام ہو جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن عباس کو پیچھے سے گھما کر داہنی طرف کر لیا تھا ۱۲ منہ [۳] اس کو سفینہ جرائدیہ میں وصل کیا سلفی کے طریق سے اور ابن ابی شیبہ نے بھی نکالا اس میں یوں ہے الا ان یصلح ثوبہ او یحک جسدہ اور جن لوگوں نے گمان کیا کہ یہ ترجمہ باب کا ایک ٹکڑا ہے انہوں نے غلطی کی یہ حضرت علیؓ کے اثر میں داخل ہے ۱۲ منہ

طُولِهَا فَنَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى انْتَصَفَ اللَّيْلُ أَوْ قَبْلَهُ بِقَلِيلٍ أَوْ بَعْدَهُ بِقَلِيلٍ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَلَسَ فَمَسَحَ النَّوْمَ عَنْ وَجْهِهِ بِيَدَيْهِ ثُمَّ قَرَأَ الْعَشْرَ الْآيَاتِ خَوَاتِيمَ سُورَةِ آلِ عِمْرَانَ ثُمَّ قَامَ إِلَى شَنٍّ مُعَلَّقَةٍ فَتَوَضَّأَ مِنْهَا فَأَحْسَنَ وُضُوءَهُ ثُمَّ قَامَ يُصَلِّي قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ فَقُمْتُ فَصَنَعْتُ مِثْلَ مَا صَنَعَ ثُمَّ ذَهَبْتُ فَقُمْتُ إِلَى جَنْبِهِ فَوَضَعَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى رَأْسِي وَأَخَذَ بِأُذُنِي الْيُمْنَى يَفْتِلُهَا بِيَدِهِ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ أَوْتَرَ ثُمَّ اضْطَجَعَ حَتَّى جَاءَهُ الْمُؤَذِّنُ فَقَامَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّى الصُّبْحَ

صاف کرنے لگے۔ پھر سورہ آل عمران کی آخری دس آیات پڑھیں[1]۔ پھر ایک پرانی مشک جو لٹکی ہوئی تھی لے کر اس سے وضو فرمایا، بہترین وضو فرمایا پھر نماز کے لیے کھڑے ہوئے۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں میں نے بھی اٹھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح وضو کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز میں شامل ہو گیا۔ میں آپ کی بائیں جانب کھڑا ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دایاں ہاتھ میرے سر پر رکھا اور اپنے ہاتھ سے میرا دایاں کان مروڑا[2]۔ پھر آپ نے دو رکعت پڑھیں، پھر دو، پھر دو رکعت، پھر دو، پھر دو، پھر دو (کل بارہ) پھر آپ نے وتر پڑھا۔ پھر لیٹ گئے۔ یہاں تک کہ مؤذن آیا آپ اٹھے دو ہلکی سی رکعتیں ادا کیں اور مسجد میں تشریف لے گئے اور صبح کی نماز پڑھائی۔

بَابٌ ٧٥٩ مَا يُنْهَى مِنَ الْكَلَامِ فِي الصَّلٰوةِ

باب۔ نماز میں بات کرنے کی ممانعت

١١٢٥ - حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كُنَّا نُسَلِّمُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي الصَّلٰوةِ فَيَرُدُّ عَلَيْنَا فَلَمَّا رَجَعْنَا مِنْ عِنْدِ النَّجَاشِيِّ سَلَّمْنَا عَلَيْهِ فَلَمْ

(از ابن نمیر از ابن فضیل از اعمش از ابراہیم از علقمہ) عبداللہ ابن مسعود کہتے ہیں ہم نماز میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا کرتے۔ اور وہ نماز ہی میں جواب دے دیتے۔ جب ہم نجاشی (بادشاہ) کے پاس سے ہو کر لوٹے تو ہم نے آپ کو سلام کیا (آپ نماز میں تھے) جواب نہیں دیا نماز کے بعد فرمایا نماز میں آدمی کو فرصت کہاں[3]

---

[1] ان فی خلق السموات سے لے کر آخر تک ۱۲ منہ [2] اس سے آپ کی یہ غرض تھی کہ ابن عباسؓ سمجھ جائیں کہ ان کو داہنی طرف کھڑا ہونا چاہیے تھا یہیں سے امام بخاری نے ترجمہ باب نکالا کیونکہ جب نمازی کو دوسرے کی نماز درست کرنے کے لیے ہاتھ سے کام لینا درست ہوا تو اپنی نماز درست کرنے کے لیے تو بطریق اولیٰ ہاتھ سے کام لینا جائز ہوگا ۱۲ منہ [3] نماز میں تو آدمی حق تعالیٰ کی یاد میں مشغول رہتا ہے ادھر ادھر دل لگائے رہنا ہے لوگوں سے سلام اور کلام کا موقع نہیں ۱۲ منہ۔

يَرُدَّ عَلَيْنَا وَقَالَ إِنَّ فِي الصَّلٰوةِ شُغْلًا۔

۱۱۲۶۔ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ ابْنُ مَنْصُوْرٍ السَّلُوْلِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا هُوَ يْمُ بْنُ سُفْيٰنَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ۔

(از ابن نمیر از اسحاق بن منصور سلولی از ہُویم ابن سُفیان از اعمش از ابراہیم از علقمہ) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے وہی حدیث بیان کرتے ہیں (جو اوپر گذر چکی)

۱۱۲۷۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ أَخْبَرَنَا عِيْسٰى هُوَ ابْنُ يُوْنُسَ عَنْ إِسْمٰعِيْلَ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ شُبَيْلٍ عَنْ أَبِيْ عَمْرٍو الشَّيْبَانِيِّ قَالَ قَالَ لِيْ زَيْدُ بْنُ أَرْقَمَ إِنْ كُنَّا لَنَتَكَلَّمُ فِي الصَّلٰوةِ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكَلِّمُ أَحَدُنَا صَاحِبَهُ بِحَاجَتِهِ حَتّٰى نَزَلَتْ حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ فَأُمِرْنَا بِالسُّكُوْتِ۔

(از ابراہیم بن موسیٰ از عیسیٰ ابن یونس از اسمٰعیل از حارث بن شبیل از ابو عمرو شیبانی) زید بن ارقم کہتے ہیں ہم عہدِ نبوی میں بحالتِ نماز کلام کیا کرتے تھے، آدمی اپنے ساتھی کو اپنی ضرورت کے لیے کچھ بات کر دیتا۔ یہاں تک کہ یہ آیت اتری حافظوا علی الصلوات والصلوۃ الوسطی وقوموا للہ قانتین (سب نمازوں کی محافظت کرو خصوصاً صلوٰۃ وسطیٰ کی اور مودب خاموش کھڑے رہو) تو ہمیں خاموشی کا حکم دیا گیا۔ ؎ (بحالتِ نماز)

بَابُ ۷۶ مَا يَجُوْزُ مِنَ التَّسْبِيْحِ وَالْحَمْدِ فِي الصَّلٰوةِ لِلرِّجَالِ۔

باب ۔ مَردوں کو نماز میں سبحان اللہ اور الحمد للہ کہنے کی اجازت ؎

۱۱۲۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصْلِحُ بَيْنَ بَنِيْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ وَحَانَتِ الصَّلٰوةُ فَجَاءَ بِلَالٌ أَبَا بَكْرٍ فَقَالَ حُبِسَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَؤُمُّ النَّاسَ قَالَ نَعَمْ إِنْ شِئْتُمْ فَأَقَامَ بِلَالٌ الصَّلٰوةَ فَتَقَدَّمَ أَبُوْ بَكْرٍ

(از عبداللہ بن مسلمہ از عبدالعزیز بن ابی حازم از ابو حازم) سہل بن سعد کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بنی عمرو بن عوف کے لوگوں میں صلح کرانے تشریف لے گئے۔ آپ کی عدم موجودگی میں نماز کا وقت آیا تو حضرت بلالؓ حضرت ابو بکرؓ کے پاس آئے اور عرض کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو کام کی وجہ سے ابھی تک نہیں آسکے۔ کیا آپ امامت کریں گے ہ فرمایا ہاں اگر تم چاہو۔ حضرت بلالؓ نے تکبیر کہی حضرت ابو بکرؓ آگے بڑھے مصلّی پر اور نماز پڑھانے لگے۔ تھوڑی دیر بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی تشریف لائے،

؎ معلوم ہوا کہ نماز میں بات کرنا مدینہ میں منع ہوا کیونکہ یہ آیت مدینہ میں اتری ۱۲ منہ ؎ یعنی کسی آفت کے وقت مثلاً امام بھول جائے یا کوئی اندھا یا بچہ کنوئیں میں گر رہا ہو یا کوئی سانپ یا اژدھا نکلے ۱۲ منہ۔

فَصَلَّى بِجَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْشِي فِي الصُّفُوفِ يَشُقُّهَا شَقًّا حَتّٰى قَامَ فِي الصَّفِّ الْأَوَّلِ وَأَخَذَ النَّاسُ بِالتَّصْفِيحِ فَقَالَ سَهْلٌ هَلْ تَدْرُوْنَ مَا التَّصْفِيحُ هُوَ التَّصْفِيقُ وَكَانَ أَبُوْبَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لَا يَلْتَفِتُ فِي الصَّلٰوةِ فَلَمَّا أَكْثَرُوْا الْتَفَتَ فَإِذَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الصَّفِّ فَأَشَارَ إِلَيْهِ مَكَانَكَ فَرَفَعَ أَبُوْبَكْرٍ يَدَيْهِ فَحَمِدَ اللّٰهَ ثُمَّ رَجَعَ الْقَهْقَرٰى وَرَاءَهُ فَتَقَدَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰى۔

صفوں کو چیرتے ہوئے پہلی صف میں آ ٹھیرے ۔ لوگوں نے تصفیح شروع کردی۔ حضرت سہل نے کہا جانتے ہو تصفیح کسے کہتے ہیں (پھر خود ہی کہا) وہ تصفیق ہے یعنی تالی بجانا، ابوبکرؓ متوجہ نہ ہوسکے ۔جب زیادہ تالیاں بجیں، تو متوجہ ہوئے اور انہیں معلوم ہوا کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم صفِ اول میں ہیں ۔ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اشارہ کیا اپنی جگہ پر رہو۔ حضرت ابوبکرؓ نے ہاتھ اُٹھائے الحمد للہ کہا، اُلٹے پاؤں پیچھے ہٹ آئے ۔ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم آگے بڑھے اور نماز پڑھائی ۔[۱]

بَابُ ۷۶ مَنْ سَمّٰى قَوْمًا أَوْ سَلَّمَ فِي الصَّلٰوةِ عَلٰى غَيْرِ مُوَاجَهَةٍ وَّهُوَ لَا يَعْلَمُ

باب۔ لاعلمی سے نماز میں کسی قوم کا نام لے کر دعا یا بد دعا کرنا۔ یا مخاطب کیے بغیر نماز میں کسی شخص کا نام لے کر سلام کرنا

۱۱۲۹۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عِيْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَبْدِ الصَّمَدِ الْعَمِّيُّ عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ قَالَ حَدَّثَنَا حُصَيْنُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ كُنَّا نَقُوْلُ التَّحِيَّةَ فِي الصَّلٰوةِ وَنُسَمِّيْ وَيُسَلِّمُ بَعْضُنَا عَلٰى بَعْضٍ فَسَمِعَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ قُوْلُوْا التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ

(از عمرو بن عیسٰی از ابو عبدالصمد عمّی عبدالعزیز بن عبدالصمد از حصین بن عبدالرحمٰن از ابووائل) عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں ہم التحیات پڑھتے ہوئے نماز میں نام لیتے تھے (مثلاً فلاں فرشتے یا فلاں شخص پر سلام ہو) ہم میں سے کوئی ایک کسی دوسرے کو سلام کہتا تھا (یعنی نماز میں دوسرے کے لیے کہتا تھا فلاں پر سلام ہو) آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے یہ (ماجرا) سن لیا آپ نے فرمایا یوں پڑھا کرو: التحیات للہ والصلوات والطیبات السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ۔ تو اس طرح پڑھنے سے خود بخود زمین و آسمان کے ہر نیک بندے پر تمہارا سلام ہو جائے گا۔[۲]

---

[۱] اس روایت کی مطابقت ترجمہ باب سے مشکل ہے کیونکہ اس میں سبحان اللہ کہنے کا ذکر ہی نہیں اور شاید امام بخاری نے اس حدیث کے دوسرے طریق کی طرف اشارہ کیا جو اوپر گذر چکا ہے اس میں صاف یوں ہے کہ تالیاں تم نے بہت بجائیں نماز میں کوئی واقعہ ہو تو سبحان اللہ کہا کرو اور تالی بجانا عورتوں کے لیے ہے اب رہا الحمد للہ کہنا تو وہ ابوبکرؓ کے فعل سے نکلا کہ انہوں نے نماز میں دونوں ہاتھ اٹھا کر اللہ کا شکر کیا بعضوں نے کہا امام بخاری نے تسبیح کو تحمید پر قیاس کیا تو یہ روایت بھی ترجمہ باب کے مطابق ہو گئی ۱۲ منہ [۲] عباد اللہ الصالحین میں انسان اور فرشتے سبھی آ گئے، کسی نام لینے کی ضرورت نہ رہی۔

اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ فَاِنَّكُمْ اِذَا فَعَلْتُمْ ذٰلِكَ فَقَدْ سَلَّمْتُمْ عَلٰى كُلِّ عَبْدٍ لِلّٰهِ صَالِحٍ فِى السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ

بَابُ ٧٦٢ التَّصْفِيْقُ لِلنِّسَآءِ۔

باب ۔ تالیاں بجانا عورتوں کے لیے ہے

۱۱۳۰۔ حَدَّثَنَا عَلِىُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِىْ سُفْيٰنُ قَالَ حَدَّثَنَا الزُّهْرِىُّ عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ التَّصْفِيْقُ لِلنِّسَآءِ وَالتَّسْبِيْحُ لِلرِّجَالِ

(از علی بن عبداللہ از سفیان از زہری از ابو سلمہ) حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا تالیاں بجانا عورتوں کے لیے ہے۔ سبحان اللہ کہنا مردوں کے لیے ہے [۱]

۱۱۳۱۔ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ سُفْيٰنَ عَنْ اَبِىْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ التَّسْبِيْحُ لِلرِّجَالِ وَالتَّصْفِيْقُ لِلنِّسَآءِ

(از یحییٰ از وکیع از سفیان از ابو حازم) سہل ابن سعد کہتے ہیں آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا سبحان اللہ کہنا مردوں کے لیے ہے اور تالیاں بجانا عورتوں کے لیے ہے

بَابُ ٧٦٣ مَنْ رَجَعَ الْقَهْقَرٰى فِىْ صَلٰوتِهٖ اَوْ تَقَدَّمَ بِاَمْرٍ يَّنْزِلُ بِهٖ رَوَاهُ سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

باب ۔ جو شخص نماز میں اُلٹے پاؤں پیچھے سرک آئے یا کسی سبب سے آگے بڑھے تو نماز فاسد نہ ہوگی

سہل بن سعد نے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم سے نقل کیا ہے [۲]

۱۱۳۲۔ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ قَالَ الزُّهْرِىُّ اَخْبَرَنِىْ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ اَنَّ الْمُسْلِمِيْنَ بَيْنَهُمْ فِى الْفَجْرِ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَاَبُوْبَكْرٍ يُّصَلِّىْ بِهِمْ فَفَجَاَهُمُ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ كَشَفَ سِتْرَ حُجْرَةِ عَآئِشَةَ فَنَظَرَ اِلَيْهِمْ وَهُمْ صُفُوْفٌ فَتَبَسَّمَ

(از بشر بن محمد از عبداللہ بن مبارک از یونس از زہری) انس بن مالک کہتے ہیں ایک دفعہ پیر کے روز مسلمان صبح کی نماز پڑھ رہے تھے، حضرت ابوبکر ان کی امامت کر رہے تھے، اچانک آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم پر ان کی نگاہ پڑ گئی جب کہ آپ حضرت عائشہؓ کے حجرہ مبارک سے پردہ اُٹھا کر نمازیوں کو دیکھ رہے تھے نمازی صف باندھے کھڑے تھے آپ مُسکرا اور ہنس رہے تھے، حضرت ابوبکرؓ الٹے پاؤں پیچھے ہٹے۔ [۳] ان کا خیال تھا

---

[۱] یعنی جب نماز میں کوئی حادثہ پیش آئے جمہور علماء کا یہ قول ہے امام مالکؒ کہتے ہیں کہ عورتیں اور مرد دونوں سبحان اللہ کہیں ۱۲ منہ [۲] سہل بن سعد کی حدیث موصولاً گذر چکی ہے ۱۲ منہ [۳] ترجمہ باب یہیں سے نکلتا ہے کیونکہ پہلے ابوبکرؓ پیچھے ہٹے پھر آپ کے اشارہ فرمانے کے بعد آگے بڑھ گئے ہوں گے تو باب کے دونوں پہلو نکل آئے ۱۲ منہ۔

يَضْحَكُ فَنَكَصَ اَبُوْبَكْرٍ عَلٰى عَقِبَيْهِ وَظَنَّ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرِيْدُ اَنْ يَّخْرُجَ اِلَى الصَّلٰوةِ وَهَمَّ الْمُسْلِمُوْنَ اَنْ يَّفْتَتِنُوْا فِىْ صَلٰوتِهِمْ فَرَحًا بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ رَاَوْهُ فَاَشَارَ بِيَدِهٖ اَنْ اَتِمُّوْا ثُمَّ دَخَلَ الْحُجْرَةَ وَاَرْخَى السِّتْرَ وَتُوُفِّىَ ذٰلِكَ الْيَوْمَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھانے مسجد میں تشریف لا رہے ہیں۔ مسلمان اپنے پیارے پیغمبر کو دیکھ کر بے حد خوش ہوئے حتیٰ کہ نماز توڑنے کی نوبت آ چکی تھی[۱] مگر آپ نے اشارہ فرمایا اپنی نماز پوری کرو اور آپ[۲] حجرے میں تشریف لے گئے۔ پردہ نیچے چھوڑ دیا۔ یہ وہ دن تھا جس دن آپ کی وفات ہوئی صلی اللہ علیہ وسلم ابداً

بَابٌ ۷۶۴ اِذَا دَعَتِ الْاُمُّ وَلَدَهَا فِى الصَّلٰوةِ۔

باب۔ اگر ماں اثنائے نماز میں اپنے لڑکے کو پکارے[۳]

۱۱۳۳- حَدَّثَنَا اللَّيْثُ حَدَّثَنِىْ جَعْفَرُ بْنُ رَبِيْعَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ هُرْمُزَ قَالَ قَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَادَتِ امْرَاَةٌ اِبْنَهَا وَهُوَ فِىْ صَوْمَعَتِهٖ قَالَتْ يَا جُرَيْجُ قَالَ اللّٰهُمَّ اُمِّىْ وَصَلٰوتِىْ فَقَالَتْ يَا جُرَيْجُ قَالَ اللّٰهُمَّ اُمِّىْ وَصَلٰوتِىْ قَالَتْ يَا جُرَيْجُ قَالَ اللّٰهُمَّ اُمِّىْ وَصَلٰوتِىْ قَالَتِ اللّٰهُمَّ لَا يَمُوْتُ جُرَيْجٌ حَتّٰى يَنْظُرَ فِىْ وُجُوْهِ الْمَيَامِيْسِ

[۵۳] (از لیث از جعفر بن ربیعہ از عبد الرحمٰن بن ہرمز) حضرت ابو ہریرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کسی ماں نے اپنے بیٹے کو درمیانِ نماز پکارا: اے جریج! وہ اس وقت نماز میں مصروف تھا اس نے کہا اے پروردگار ایک طرف میری ماں ہے ایک طرف میری نماز ہے اس کی ماں نے پھر آواز دی جریج! اس نے پھر وہی کہا اے پروردگار ایک طرف میری ماں دوسری طرف میری نماز ہے (میں کیا کروں؟) ماں نے پھر آواز دی جریج! بیٹے نے پھر خدا سے کہا اے پروردگار میری ماں اور میری نماز[۴] (غرضیکہ اس نے ماں کو جواب نہ دیا) ماں نے مایوس

---

[۱] صحابہ رضی اللہ عنہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق زار تھے اپنے معشوق کا چہرہ دیکھ کر ان کو صبر کی طاقت نہ رہی ایسی خوشی ہوئی کہ نماز کا بھی خیال نہ رہا نماز توڑنے ہی کو تھے یہاں سے یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ نماز اللہ جل جلالہٗ کی عبادت ہے اور اس کی محبت ہر مخلوق کی محبت سے زیادہ ہونا چاہیے تو صحابہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں نماز کیسے توڑنے کو تھے کیونکہ صحابہؓ آخر بشر تھے اور بشر پر اکثر ایسی حالت غالب ہو جاتی ہے کہ وہ سب کچھ بھول جاتا ہے جیسے حدیث میں ہے کہ خوشی کے مارے ایک شخص آخرت میں پروردگار سے یوں عرض کرنے لگے گا تو میرا بندہ ہے میں تیرا رب ہوں حالانکہ چاہیے تھا یوں کہنا تو میرا رب ہے میں تیرا بندہ ہوں دوسرے یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت درحقیقت اللہ ہی کی محبت ہے [۲] درنماز خم ابروئے تو یادم آمد حالتے رفت کہ محراب بہ فریاد آمد۔ افسوس صحابہ کے لیے دنیا میں یہ آپ کا آخری دیدار تھا یا اللہ ہم کو بھی خواب میں اپنے پیغمبر کے دیدار سے اور آپ کی شفاعت سے مشرف فرما اور ہمارے گناہوں کو چھپائے رکھ تو ستار اور کریم ہے ہم کو اپنے پیغمبر کے سامنے شرمندہ نہ کر ۱۲ منہ [۳] ماں کی اطاعت فرض ہے اور باپ سے ماں کا زیادہ حق ہے اس مسئلہ میں اختلاف ہے بعضوں نے کہا کہ جواب نہ دے اگر دے گا تو نماز فاسد ہو جائے گی بعضوں نے کہا جواب دے اور نماز فاسد نہ ہوگی اور ابن ابی شیبہ نے مرفوعاً روایت کیا جب تو نماز میں ہو اور تیری ماں تجھ کو بلائے تو جواب دے اور اگر باپ بلائے تو جواب نہ دے امام بخاری جریج عابد کی حدیث اس باب میں لائے کہ ماں کا جواب نہ دینے سے وہ بلا میں مبتلا ہوئے بعضوں نے کہا جریج کی شریعت میں نماز میں بات کرنا مباح تھا تو ان لوگوں کو جواب دینا لازم تھا، انہوں نے نہ دیا اس لیے ماں کی بد دعا لگ گئی ۱۲ منہ [۴] اس کو اسمٰعیل نے وصل کیا اپنی صحیح میں عاصم بن علی سے انہوں نے لیث بن سعد سے ۱۲ منہ [۵] ایک (باقی صفحہ آئندہ پر)

(باقی صفحہ آئندہ پر)

وَكَانَتْ تَأْوِيْ إِلَىٰ صَوْمَعَتِهِ رَاعِيَةٌ تَرْعَى الْغَنَمَ فَوَلَدَتْ فَقِيْلَ لَهَا مِمَّنْ هٰذَا الْوَلَدُ قَالَتْ مِنْ جُرَيْجٍ نَزَلَ مِنْ صَوْمَعَتِهِ قَالَ جُرَيْجٌ أَيْنَ هٰذِهِ الَّتِيْ تَزْعُمُ أَنَّ وَلَدَهَا لِيْ قَالَ يَا بَابُوْسُ مَنْ أَبُوْكَ قَالَ رَاعِي الْغَنَمِ

ہو کر کہا اے اللہ! میرے بیٹے پر اس وقت تک موت نہ آئے جب تک وہ کسی زانیہ کا منہ نہ دیکھ لے۔ چنانچہ ایک گڈرنی اس کے عبادت خانے کے قریب رہتی تھی جو بکریاں چرایا کرتی تھی۔ اس کے ہاں بچہ پیدا ہوا لوگوں نے پوچھا یہ کس کا بچہ ہے؟ اس نے کہا جریج سے ہوا۔ وہ اپنے عبادت خانے سے آکر میرے پاس ٹھہرا تھا۔ جریج کو جب معلوم ہوا تو اس نے کہا وہ کون عورت ہے، جو مجھے بدنام کرتی ہے؟ جریج نے بچے سے پوچھا اے بابوس[۱] تیرا باپ کون ہے؟ اس بچے نے جواب دیا گڈریا

بَابُ ۷۶۵ مَسْحِ الْحَصٰى فِي الصَّلٰوةِ

باب - نماز میں کنکریاں صاف کرنا

۱۱۳۴ - حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيٰى عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنِيْ مُعَيْقِيْبٌ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي الرَّجُلِ يُسَوِّي التُّرَابَ حَيْثُ يَسْجُدُ قَالَ إِنْ كُنْتَ فَاعِلًا فَوَاحِدَةً.

(از ابو نعیم از شیبان از یحییٰ از ابو سلمہ) معیقیب کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص سے فرمایا جو سجدے کے وقت مٹی ادھر ادھر ہٹا دیتا تھا۔ اگر ایسا کرنا ہے، تو ایک بار کر۔[۲]

بَابُ ۷۶۶ بَسْطِ الثَّوْبِ فِي الصَّلٰوةِ لِلسُّجُوْدِ

باب - بحالت نماز سجدے کے لیے کپڑا بچھانا[۳]

۱۱۳۵ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا غَالِبٌ الْقَطَّانُ عَنْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كُنَّا نُصَلِّيْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ شِدَّةِ الْحَرِّ فَإِذَا لَمْ

(از مسدد از بشر غالب قطان از بکر بن عبد اللہ) حضرت انس بن مالک کہتے ہیں کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھا کرتے تھے۔ اگر کوئی شخص گرمی کی شدت کی وجہ سے پیشانی زمین سے نہ لگا سکتا تو اپنا کپڑا بچھا کر اس پر سجدہ کر لیتا تھا۔[۴]

(بقیہ) روایت میں ہے کہ اگر جریج کو علم ہوتا تو جان لیتا کہ ماں کا جواب دینا اپنے رب کی عبادت سے بہتر ہے لیکن اس کے اسناد میں ایک راوی مجہول ہے ۱۲ منہ [۱] بابوس ہر شیر خوار بچے کو کہتے ہیں یا اس بچے کا نام ہوگا۔ اللہ نے اپنی قدرت سے اس بچے کو بولنے کی طاقت دی ......
...... اس نے اپنا باپ بتلا دیا جریج پر سے تہمت اٹھ گئی ادھر ماں کی بد دعا بھی اس پر اثر کر گئی کہ پہلے پہل نام کی بدنامی اور سب لوگوں میں رسوائی ہوئی ماں کو خوش رکھنا اور مرنے تک اس کو راضی رکھنا بڑی سعادت اور اقبال مندی کی دلیل ہے تجربہ سے معلوم ہوگیا ہے کہ جن لوگوں کے والدین ان سے خوش مرتے ہیں ان کو دنیا میں بے انتہا خوشی اور فراغت رہتی ہے اور والدین کو ناراض رکھنے والے کبھی نہیں پنپتے ایک نہ ایک بلا میں گرفتار رہتے ہیں ۱۲ منہ [۲] صحیح بخاری میں معیقیب صحابی سے بس یہی ایک حدیث مروی ہے نووی نے کہا نماز میں کنکریاں وغیرہ ہٹانا بالاتفاق مکروہ ہے اور حافظ نے نووی پر اعتراض کیا کہ امام مالک کے نزدیک یہ جائز ہے بعض ظاہریہ نے یہ کہا کہ ایک بار سے زیادہ ہٹانا حرام ہے ۱۲ منہ [۳] یعنی نماز کے اندر ہی سجدہ کرتے وقت کوئی شخص زمین پر کپڑا ڈال دے اور اس پر سجدہ کرے تو جائز ہے ۱۲ منہ [۴] کیونکہ یہ عمل قلیل ہے نماز فاسد نہیں ہوتی ۱۲ منہ

يَسْتَطِعْ أَحَدُنَا أَنْ يُمَكِّنَ وَجْهَهُ مِنَ الْأَرْضِ بَسَطَ ثَوْبَهُ فَسَجَدَ عَلَيْهِ۔

بَابٌ ٧٦٧ مَا يَجُوزُ مِنَ الْعَمَلِ فِي الصَّلٰوةِ۔

باب۔ بحالتِ نماز کن کاموں کی اجازت ہے

١١٣٦۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي النَّضْرِ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ أَمُدُّ رِجْلِي فِي قِبْلَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُصَلِّي فَإِذَا سَجَدَ غَمَزَنِي فَرَفَعْتُهَا فَإِذَا قَامَ مَدَدْتُهَا

(از عبداللہ بن مسلمہ از مالک از ابوالنضر از ابوسلمہ) حضرت عائشہؓ کہتی ہیں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قبلے یعنی آپؐ کے منہ کے سامنے اپنے پاؤں کیے ہوئے ہوتی اور آپؐ نماز پڑھتے ہوتے۔ جب آپؐ سجدہ کرتے تو مجھے ہاتھ لگاتے۔ پاؤں ہٹانے کا اشارہ کر دیتے اور میں ہٹا لیتی جب آپؐ قیام میں جاتے میں پاؤں پسار لیتی تھی [1]

١١٣٧۔ حَدَّثَنَا مَحْمُودٌ قَالَ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ صَلَّى صَلٰوةً فَقَالَ إِنَّ الشَّيْطَانَ عَرَضَ لِي فَشَدَّ عَلَيَّ يَقْطَعُ الصَّلٰوةَ عَلَيَّ فَأَمْكَنَنِي اللّٰهُ مِنْهُ فَذَعَتُّهُ وَلَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ أُوثِقَهُ إِلَى سَارِيَةٍ حَتّٰى تُصْبِحُوا فَتَنْظُرُوا إِلَيْهِ فَذَكَرْتُ قَوْلَ سُلَيْمَانَ رَبِّ هَبْ لِي مُلْكًا لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ مِنْ بَعْدِي فَرَدَّهُ اللّٰهُ خَاسِئًا

(از محمود از شبابہ از شعبہ از محمد بن زیاد) حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھ کر فرمایا: شیطان میرے سامنے آیا [2] اور میری نماز توڑنے کی بڑی کوشش کی، لیکن اللہ نے اُسے میرے قابو میں دے دیا۔ میں نے اُسے دھکیل دیا۔ میرا خیال تو ہوا کہ اُسے ایک ستون سے باندھ دوں، کہ صبح تم بھی دیکھ لیتے، مگر مجھے حضرت سلیمان کی اس دعا کا خیال آیا "اے رب مجھے وہ بادشاہت دے جو میرے بعد پھر کسی کو نہ ملے" آخر اللہ تعالیٰ نے اس شیطان کو ذلیل کر کے بھگا دیا۔ [3]

بَابٌ ٧٦٨ إِذَا انْفَلَتَتِ الدَّابَّةُ فِي

باب۔ اگر اثنائے نماز میں نمازی کی سواری یا جانور

---

[1] معلوم ہوا کہ ہاتھ سے کسی کو چھو دینا یا دبا دینا عمل قلیل ہے اور نماز میں جائز ہے اس حدیث سے شافعیہ کا رد ہوتا ہے جو عورت کو ہاتھ لگانا ناقض وضو جانتے ہیں ۱۲ منہ [2] یہاں یہ اعتراض نہ ہوگا کہ دوسری حدیث میں ہے کہ شیطان عمرؓ کے سایہ سے بھاگتا ہے جب عمرؓ سے شیطان ایسا ڈرتا ہے تو آنحضرتؐ کے پاس کیونکر آیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو حضرت عمرؓ سے کہیں افضل ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ چور ڈاکو بدمعاش کوتوال سے زیادہ ڈرتے ہیں بادشاہ سے اتنا نہیں ڈرتے وہ یہ سمجھتے ہیں کہ بادشاہ کو ہم پر رحم آ جائے گا تو اس سے یہ نہیں نکلتا کہ کوتوال بادشاہ سے افضل ہے ۱۲ منہ [3] اس حدیث سے امام بخاری نے یہ نکالا کہ کسی دشمن کو دھکیلنا یا اس کو دھکا دینا اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی امام ابن قیم نے کتاب الصلوٰۃ میں صحیح قرار دیا کہ نماز میں کھنکارنا یا گھر میں کوئی نہ ہو تو دروازہ کھول دینا سانپ بچھو نکلے تو اس کا مار ڈالنا سلام کا جواب ہاتھ کے اشارے سے دینا کسی ضرورت سے آگے یا پیچھے سرک جانا یہ سب کام درست ہیں ان سے نماز فاسد نہیں ہوتی ۱۲ منہ

الصَّلٰوۃِ وَقَالَ قَتَادَۃُ اِنْ اُخِذَ ثَوْبُہٗ يَتْبَعُ السَّارِقَ وَيَدَعُ الصَّلٰوۃَ

چھوڑ بھاگے ۔ قتادہؒ کہتے ہیں نمازی کا کپڑا بحالت نماز چور لے بھاگے، تو اُس کا پیچھا کرنے کے لیے نماز چھوڑ دے[1]

۱۱۳۸ - حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَۃُ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَزْرَقُ بْنُ قَيْسٍ قَالَ كُنَّا بِالْاَهْوَازِ نُقَاتِلُ الْحَرُوْرِيَّۃَ فَبَيْنَا اَنَا عَلٰى جُرُفِ نَهْرٍ اِذْ جَاءَ رَجُلٌ يُّصَلِّيْ فَاِذَا لِجَامُ دَابَّتِهٖ بِيَدِهٖ فَجَعَلَتِ الدَّابَّۃُ تُنَازِعُہٗ وَجَعَلَ يَتْبَعُهَا قَالَ شُعْبَۃُ هُوَ اَبُوْ بَرْزَۃَ الْاَسْلَمِيُّ فَجَعَلَ رَجُلٌ مِّنَ الْخَوَارِجِ يَقُوْلُ اللّٰهُمَّ افْعَلْ بِهٰذَا الشَّيْخِ فَلَمَّا انْصَرَفَ الشَّيْخُ قَالَ اِنِّيْ سَمِعْتُ قَوْلَكُمْ وَاِنِّيْ غَزَوْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِتَّ غَزَوَاتٍ اَوْ سَبْعَ غَزَوَاتٍ اَوْ ثَمَانِيَ وَشَهِدْتُّ تَيْسِيْرَہٗ وَاِنِّيْ كُنْتُ اَنْ اَرْجِعَ مَعَ دَابَّتِيْ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ اَنْ اَدَعَهَا تَرْجِعُ اِلٰى مَاْلَفِهَا فَيَشُقُّ عَلَيَّ

(از آدم از شعبہ) ازرق بن قیس کہتے ہیں کہ ہم قیام اہواز میں خارجیوں سے لڑ رہے تھے ۔ ایک بار میں نہر کے کنارے بیٹھا تھا ۔ اتنے میں ایک شخص آیا وہ نماز پڑھنے لگا ۔ گھوڑے کی لگام ہاتھ میں لیے رہا ۔ گھوڑا اُسے کھینچنے لگا اور وہ اس کے پیچھے جانے لگا ۔ شعبہ کہتے ہیں وہ شخص ابوبرزہ اسلمی تھا ۔ ایک خارجی کہنے لگا یا اللہ ! اسے سمجھ لے[2] ۔ جب وہ بوڑھا نماز سے فارغ ہوا تو اُن مردود خارجیوں سے کہا کہ میں نے تمہاری بات سُنی (تم کون ہو؟) میں نے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ مل کر چھ سات یا آٹھ جہاد کیے ہیں ۔ میں دیکھ چکا ہوں آپؐ اُمت کی آسانی چاہتے تھے[3] ۔ میں نے تو یہ پسند کیا ہے کہ میں اپنا گھوڑا واپس لاؤں، نہ یہ کہ وہ کہیں چلا جاتا اور میں تکلیف اُٹھاتا ۔

۱۱۳۹ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَۃَ قَالَ قَالَتْ عَائِشَۃُ خَسَفَتِ الشَّمْسُ

(از محمد بن مقاتل از عبداللہ بن مبارک از یونس از زہری از عروہ) حضرت عائشہ رضؓ کہتی ہیں سورج گہن ہوا ۔ تو آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نماز میں کھڑے ہوئے اور طویل سورت قرأت کی پھر طویل رکوع کیا پھر

---

[1] اس کو عبدالرزاق نے وصل کیا اس میں اتنا زیادہ ہے اگر کسی بچے کو دیکھے کہ کنویں میں گرنے کو ہے تو ادھر چلا جائے اس بچے کو بچائے قسطلانی نے کہا ایسی حالت میں نماز چھوڑ دینا واجب ہے ۔ دگر بینم کہ نابینا و چاہ ست ؛ اسی طرح اگر کوئی آفت آن پڑے مثلاً شیر بھیڑیا اژدہا یا ندی چڑھ آئے تو نماز چھوڑ کر بھاگنا درست ہے اس طرح اگر ظلم سے قید ہو جانے کا ڈر ہو ۱۲ منہ [2] جس نے نماز کا خیال نہ کیا اور گھوڑے کے پیچھے دوڑا یہ واقعہ اسوقت کا ہے جب خارجیوں نے بصرے کا محاصرہ کر لیا تھا اور عبداللہ بن زبیرؓ نے مہذب بن ابی صفرہ کو افسر بنا کر ان پر لڑنے کو مامور کیا تھا اسمٰعیل کی روایت میں یوں ہے کہ گھوڑا قبلے کی طرف بھاگا ابوبرزہ نے آگے چل کر اس کو پکڑ لیا اور پھر پچھلے پاؤں لوٹ آئے دوسری روایت میں ہے خارجی مردود کہنے لگا اس گدھے کو دیکھو اس نے گھوڑے کے لیے نماز چھوڑ دی عمرو بن مرزوق نے کہا اللہ تجھ کو ذلیل کرے گا تو آنحضرتؐ کے اصحاب کو گالیاں دیتا ہے اس قصے سے امام بخاری نے یہ نکالا کہ ابوبرزہ نے اپنی نماز نہیں توڑی حالانکہ آگے چلے اور پیچھے لوٹے اگر انہوں نے نماز توڑ دی ہوتی تو پچھلے پاؤں کیوں لوٹتے ابن ابی شیبہ نے مصنف میں نکالا امام حسن بصری نے کہا نماز پڑھتے میں گھوڑا بھاگے تو نماز چھوڑ کر اس کو پکڑلے اور اگر قبلہ کی طرف پیٹھ ہو گئی تو دوبارہ پڑھے ۱۲ منہ [3] خوارج مردود نے دین اسلام کو جو سب دینوں سے آسان ہے مشکل بنا رکھا تھا ذرہ ذرہ سی بات میں کفر کا فتویٰ دینا ہر گناہ گار کو کافر کہنا ان کا شعار تھا ظاہر میں بڑے متقی پرہیزگار سر منڈا ہوا لمبی داڑھی مگر دل میں ذرا بھی نور ایمان نہ تھا ۱۲ منہ

فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَرَأَ سُوْرَۃً طَوِیْلَۃً ثُمَّ رَکَعَ فَاَطَالَ ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَہٗ ثُمَّ اسْتَفْتَحَ سُوْرَۃً اُخْرٰی ثُمَّ رَکَعَ حَتّٰی قَضَاھَا وَسَجَدَ ثُمَّ فَعَلَ ذٰلِکَ فِی الثَّانِیَۃِ ثُمَّ قَالَ اِنَّھُمَا اٰیَتَانِ مِنْ اٰیَاتِ اللّٰہِ فَاِذَا رَاَیْتُمْ ذٰلِکَ فَصَلُّوْا حَتّٰی یُفْرَجَ عَنْکُمْ لَقَدْ رَاَیْتُ فِیْ مَقَامِیْ ھٰذَا کُلَّ شَیْءٍ وُّعِدْتُّہٗ حَتّٰی لَقَدْ رَاَیْتُ اُرِیْدُ اَنْ اٰخُذَ قِطْفًا مِّنَ الْجَنَّۃِ حِیْنَ رَاَیْتُمُوْنِیْ جَعَلْتُ اَتَقَدَّمُ وَلَقَدْ رَاَیْتُ جَھَنَّمَ یَحْطِمُ بَعْضُھَا بَعْضًا حِیْنَ رَاَیْتُمُوْنِیْ تَاَخَّرْتُ وَرَاَیْتُ فِیْھَا عَمْرَو بْنَ لُحَیٍّ وَّھُوَ الَّذِیْ سَیَّبَ السَّوَائِبَ

سر اٹھایا اور دوسری سورت شروع کر دی پھر رکوع کیا اسے مع قومہ پورا کرنے کے بعد سجدہ کیا حسبِ دستور دو سجدے پھر دوسری رکعت بھی پہلی رکعت کی طرح دو قرارت اور دو رکوع والی ادا کی۔ بعد نماز فرمایا سورج اور چاند اللہ کے نشانات میں سے دو نشان ہیں جب تم گہن دیکھو تو نماز (کسوف) پڑھو۔ یہاں تک کہ یہ حالت ٹل جائے میں نے اس مقام پر ہر وہ چیز دیکھ لی ہے جس کا مجھ سے (اللہ کی جانب سے) وعدہ کیا گیا ہے۔ حتّٰی کہ میں نے دیکھا کہ میں جنت سے ایک خوشہ لینا چاہتا ہوں۔ اُس وقت تم نے مجھے آگے بڑھتے دیکھا ہوگا۔ میں نے یہاں نماز میں کھڑے کھڑے دوزخ بھی دیکھی۔ وہ اپنے آپ کو کھا رہی تھی۔ تم نے مجھے دیکھا ہوگا کہ میں پیچھے ہٹ رہا تھا[۱]۔ نیز میں نے دوزخ میں عمرو بن لُحَیّ کو دیکھا جس نے عرب میں سانڈ کی رسم جاری کی[۲]۔

بَابٌ ۷۶۹ مَا یَجُوْزُ مِنَ الْبُصَاقِ وَالنَّفْخِ فِی الصَّلٰوۃِ وَیُذْکَرُ

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو نَفَخَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ سُجُوْدِہٖ فِیْ کُسُوْفٍ

باب۔ نماز میں تھوکنا اور پھونکنا دونوں درست ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے منقول ہے کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے صلوٰۃ الکسوف میں پھونک ماری[۳]

۱۱۴۰۔ حَدَّثَنَا سُلَیْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَیْدٍ عَنْ اَیُّوْبَ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَاٰی نُخَامَۃً

(از سلیمان بن حرب از حماد بن زید از ایوب از نافع) ابنِ عمرؓ کہتے ہیں آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے قبلہ مسجد میں بلغم دیکھا تو مسجد والوں پر غصّے ہوتے فرمایا اللہ تعالیٰ (بحالتِ نماز) تمہارے مُنہ کے

---

[۱] باب کا مطلب آپ کے اس کلام سے نکلتا ہے کہ میں آگے بڑھنے لگا پھر فرمایا میں پیچھے ہٹ گیا ۱۲ منہ [۲] جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ما جعل اللہ من بحیرۃ ولا سائبۃ ولا وصیلۃ ولا حام عرب لوگ جاہلیت کے زمانہ میں کسی جانور کو منت مان کر چھوڑ دیتے وہ کھاتا چرتا پھرتا کوئی اس پر سواری نہ کرتا اس کو سائبہ کہتے ہندوستان کے مشرک اس کو سانڈ کہتے ہیں ۱۲ منہ [۳] اس حدیث کو امام احمد اور ابن خزیمہ اور ابن حبان نے روایت کیا اور صحیح کہا شافعیہ کہتے ہیں اگر پھونکنے میں دو حرف پیدا ہوں تو نماز باطل ہو جائے گی اگر وہ جانتا ہو کہ اس سے نماز باطل ہو جاتی ہے اور عمداً ایسا کرے ابوداؤد کی روایت میں صاف یہ مذکور ہے کہ آپ نے سجدے میں پھونک ماری اف اف کی آواز نکلی۔ احناف کے نزدیک پھونکنا عملِ کثیر ہے۔ اور ناقضِ صلوٰۃ ہے۔ عبدالرزاق

فِي قِبْلَةِ الْمَسْجِدِ فَتَغَيَّظَ عَلَى أَهْلِ الْمَسْجِدِ وَ قَالَ إِنَّ اللَّهَ قِبَلَ أَحَدِكُمْ فَإِذَا كَانَ فِي صَلَوٰتِهِ فَلَا يَبْزُقَنَّ أَوْ قَالَ لَا يَتَنَخَّعَنَّ ثُمَّ نَزَلَ فَحَتَّهَا بِيَدِهِ وَ قَالَ ابْنُ عُمَرَ إِذَا بَزَقَ أَحَدُكُمْ فَلْيَبْزُقْ عَنْ يَسَارِهِ

سامنے ہوتا ہے۔ جب کوئی شخص نماز میں ہو تو نہ تھوکے اور نہ بلغم نکالے۔ پھر آپؐ اترے اور اپنے ہاتھ سے کھرچ ڈالا۔ ابن عمرؓ کہتے ہیں جب کوئی شخص تھوکنا چاہے تو بائیں طرف تھوکے [۱]

۱۱۴۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا كَانَ فِي الصَّلَوٰةِ فَإِنَّهُ يُنَاجِي رَبَّهُ فَلَا يَبْزُقَنَّ بَيْنَ يَدَيْهِ وَلَا عَنْ يَمِينِهِ وَ لَكِنْ عَنْ شِمَالِهِ تَحْتَ قَدَمِهِ الْيُسْرٰى

(از محمد بن بشار از غندر از شعبہ از قتادہ از انس بن مالک) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے جب کوئی نماز میں ہو تو وہ اپنے مالک سے سرگوشی کی حالت میں ہوتا ہے لہٰذا نہ کوئی سامنے تھوکے نہ دائیں بلکہ بائیں طرف بائیں پاؤں کے نیچے تھوکے [۲]

بَابٌ مَنْ صَفَّقَ جَاهِلًا مِنَ الرِّجَالِ فِي صَلَوٰتِهِ لَمْ تَفْسُدْ صَلَاتُهُ فِيهِ سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

باب۔ اگر کسی کو مسئلہ معلوم نہ ہو اور نماز میں دستک دے تو اس کی نماز فاسد نہ ہوگی

یہ حدیث سہل بن سعد نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی [۳]

بَابٌ إِذَا قِيلَ لِلْمُصَلِّي تَقَدَّمْ أَوِ انْتَظِرْ فَانْتَظَرَ فَلَا بَأْسَ۔

باب۔ نمازی سے کہا جائے آگے ہو یا ٹھہر جا اور وہ آگے بڑھ جائے یا ٹھہر جائے تو کوئی قباحت نہیں [۴]

۱۱۴۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ قَالَ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ كَانَ النَّاسُ يُصَلُّونَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ

(از محمد بن کثیر از سفیان از ابوحازم) سہل بن سعد کہتے ہیں لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تہ بند گردن سے باندھے ہوئے نماز پڑھتے کیونکہ تہ بند چھوٹے تھے۔ عورتوں سے کہہ دیا جاتا کہ تم اپنا سر اس

---

[۱] اگرچہ اس روایت میں یہ موقوفاً یعنی ابن عمرؓ کا قول مروی ہے مگر آگے جو روایت آئی ہے اس میں مرفوعاً مروی ہے تو حدیث باب کے مطابق ہو گئی اور نماز میں تھوکنے کا جواز معلوم ہوا ۱۲ منہ [۲] قسطلانی نے کہا یہ جب ہے کہ مسجد میں نہ ہو اگر مسجد میں ہو تو کپڑے میں تھوک لے نماز میں رونے سے یا آہ آہ کرنے سے نماز فاسد ہوتی ہے یا نہیں اس میں اختلاف ہے اسی طرح ہنسنے سے مگر ابن منذر نے کہا کہ ہنسنے سے بالاجماع نماز فاسد ہو جاتی ہے اور حنفیہ نے کہا اگر خدا کے خوف سے روئے یا رونے کی آواز نکالے تو نماز فاسد نہ ہوگی ۱۲ منہ [۳] سہل کی حدیث اوپر بھی گذر چکی ہے اور آگے بھی آئے گی ۱۲ منہ [۴] یعنی نمازی اس شخص کے کہنے پر عمل کرے جو نماز میں نہیں ہے تو اس کی نماز میں کوئی خلل نہ آئے گا اس سے معلوم ہو گیا کہ امام اگر کسی شخص کے لیے رکوع میں زیادہ توقف کرے تاکہ وہ رکعت پالے تو یہ جائز ہے اسی طرح اگر تشہد میں توقف کرے تاکہ لوگ جماعت پالیں ۱۲ منہ۔

سَلَّمَ وَهُمْ عَاقِدُوْا اُزْرِهِمْ مِّنَ الصِّغَرِ عَلٰى رِقَابِهِمْ فَقِيْلَ لِلنِّسَآءِ لَا تَرْفَعْنَ رُءُوْسَكُنَّ حَتّٰى يَسْتَوِيَ الرِّجَالُ جُلُوْسًا۔

وقت تک سجدے سے نہ اُٹھانا جب تک مرد سیدھے بیٹھ نہ جائیں [۱]

باب ۷۷۲ لَا يَرُدُّ السَّلَامَ فِي الصَّلٰوةِ

باب - نماز میں سلام کا جواب زبان سے نہ دینا

۱۱۴۳ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كُنْتُ اُسَلِّمُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي الصَّلٰوةِ فَيَرُدُّ عَلَيَّ فَلَمَّا رَجَعْنَا سَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ وَقَالَ اِنَّ فِي الصَّلٰوةِ لَشُغْلًا

(از عبداللہ بن ابی شیبہ از ابن فضیل از اعمش از ابراہیم نخعی از علقمہ) عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں کہ پہلے میں آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کو نماز میں سلام کیا کرتا تھا آپؐ جواب دیتے تھے، جب ہم (حبشہ سے) واپس ہوئے تو میں نے آپؐ کو سلام کیا۔ آپؐ نے جواب نہ دیا اور فرمایا نماز میں آدمی (خدا کی طرف) مشغول رہتا ہے

۱۱۴۴ - حَدَّثَنَا اَبُوْ مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا كَثِيْرُ بْنُ شِنْظِيْرٍ عَنْ عَطَآءِ بْنِ اَبِيْ رَبَاحٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ بَعَثَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَاجَةٍ لَهٗ فَانْطَلَقْتُ ثُمَّ رَجَعْتُ وَقَدْ قَضَيْتُهَا فَاَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ فَوَقَعَ فِيْ قَلْبِيْ مَا اللّٰهُ بِهٖ اَعْلَمُ فَقُلْتُ فِيْ نَفْسِيْ لَعَلَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَدَ عَلَيَّ اَنِّيْ اَبْطَاْتُ عَلَيْهِ ثُمَّ سَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ فَوَقَعَ فِيْ قَلْبِيْ اَشَدُّ مِنَ الْمَرَّةِ الْاُوْلٰى ثُمَّ سَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ عَلَيَّ وَقَالَ اِنَّمَا

(از ابو معمر از عبدالوارث از کثیر بن شنظیر از عطاء بن ابی رباح) جابر بن عبداللہ کہتے ہیں مجھے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کسی کام کے لیے بھیجا میں چلا گیا، واپس آیا کام سے تو حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے سلام کیا۔ آپ نے جواب نہ دیا میرے دل میں آیا جانے کیا بات ہے؟ واللہ اعلم، میں نے سوچا شاید میں دیر سے آیا ہوں اس لیے حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم ناراض ہوں گے۔ دوبارہ سلام کیا آپؐ نے جواب نہ دیا، مجھے اپنی بدنصیبی پر پہلے سے بھی زیادہ افسوس ہوا۔ تیسری بار سلام کیا تو آپؐ نے جواب دیا۔ اور فرمایا میں نماز میں تھا اس لیے جواب نہ دے سکا۔ حضرت جابر فرماتے ہیں آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم اونٹنی پر سوار تھے اور قبلے کی طرف رُخ نہیں تھا (بلکہ کسی اور طرف تھا) [۲]

---

[۱] تاکہ ان کی نگاہ مردوں کے ستر پر نہ جائے اس حدیث میں یہ کہاں ہے کہ عورتوں سے یہ اس وقت کہا جاتا جب وہ نماز میں ہوتیں تو باب کا مطلب حدیث سے نکلنا دشوار ہے اور اس کی توجیہ یوں کی کہ امام بخاری کی عادت ہے گو لفظ میں دو احتمال ہوتے ہیں جب بھی وہ اس سے دلیل لیتے ہیں اور یہاں یہ بھی احتمال ہے کہ عورتوں سے یہ نماز کی حالت میں کہا گیا ہو اور جب عورتوں سے یہ کہا گیا کہ تم اپنے سر اس وقت تک نہ اٹھاؤ جب تک مرد سیدھے نہ بیٹھ لیں تو مردوں کا عورتوں سے آگے بڑھنا بھی اس سے نکل آیا ۱۲ منہ [۲] یہ واقعہ غزوہ بنی مصطلق میں ہوا۔ عبدالرزاق ۱۲ منہ

مَنَعَنِیْ اَنْ اَرُدَّ عَلَیْكَ اَنِّیْ كُنْتُ اُصَلِّیْ وَكَانَ عَلٰی رَاحِلَتِهٖ مُتَوَجِّهًا اِلٰی غَیْرِ الْقِبْلَةِ .

بَابُ رَفْعِ الْاَیْدِیْ فِی الصَّلٰوةِ لِاَمْرٍ یَنْزِلُ بِهٖ

۱۱۴۵ - حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِیْزِ عَنْ اَبِیْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ بَلَغَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ بَنِیْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ بِقُبَاءٍ كَانَ بَیْنَهُمْ شَیْءٌ فَخَرَجَ یُصْلِحُ بَیْنَهُمْ فِیْ اُنَاسٍ مِّنْ اَصْحَابِهٖ فَحُبِسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَحَانَتِ الصَّلٰوةُ فَجَاءَ بِلَالٌ اِلٰی اَبِیْ بَكْرٍ فَقَالَ یَا اَبَا بَكْرٍ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَدْ حُبِسَ وَقَدْ حَانَتِ الصَّلٰوةُ فَهَلْ لَكَ اَنْ تَؤُمَّ النَّاسَ قَالَ نَعَمْ اِنْ شِئْتُمْ فَاَقَامَ بِلَالٌ الصَّلٰوةَ وَتَقَدَّمَ اَبُوْ بَكْرٍ فَكَبَّرَ لِلنَّاسِ وَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَمْشِیْ فِی الصُّفُوْفِ یَشُقُّهَا شَقًّا حَتّٰی قَامَ مِنَ الصَّفِّ فَاَخَذَ النَّاسُ فِی التَّصْفِیْحِ قَالَ سَهْلٌ التَّصْفِیْحُ هُوَ التَّصْفِیْقُ قَالَ وَكَانَ اَبُوْ بَكْرٍ لَّا یَلْتَفِتُ فِیْ صَلَاتِهٖ فَلَمَّا اَكْثَرَ النَّاسُ الْتَفَتَ فَاِذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاَشَارَ اِلَیْهِ یَاْمُرُهٗ اَنْ یُّصَلِّیَ فَرَفَعَ اَبُوْ بَكْرٍ یَدَیْهِ فَحَمِدَ اللّٰهَ ثُمَّ رَجَعَ الْقَهْقَرٰی وَرَاءَهٗ حَتّٰی قَامَ فِی الصَّفِّ وَتَقَدَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰی لِلنَّاسِ ، فَلَمَّا فَرَغَ

باب - نماز میں کسی حادثے کے پیش آنے پر ہاتھ اُٹھانا

(از قتیبہ از عبدالعزیز از ابو حازم) سہل بن سعد کہتے ہیں آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کو یہ خبر پہنچی کہ بنی عمرو بن عوف کے لوگوں میں باہمی جھگڑا ہوگیا ہے - آپؐ ان میں باہمی صلح کرانے کے لیے تشریف لے گئے آپؐ کو وہاں رُکنا پڑ گیا - یہاں نماز کا وقت آگیا - حضرت بلالؓ حضرت ابو بکرؓ کے پاس آئے عرض کیا : اے ابو بکرؓ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کو تو وہیں رُکنا پڑ گیا - نماز کا وقت ہوگیا ہے - کیا آپ امامت کریں گے؟ فرمایا ہاں اگر تمہاری مرضی ہو - حضرت بلالؓ نے تکبیر کہی حضرت ابو بکرؓ نے آگے بڑھ کر تکبیر تحریمہ کہی (ابھی نماز ہی میں تھے کہ) آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم تشریف لے آئے - آپ صفوں میں چلتے نکلتے پہلی صف میں تشریف لائے لوگوں نے تصفیح کرنا شروع کر دیا ، راوی سہلؓ یہ کہتے ہوئے فرماتے ہیں کہ تصفیح کہتے ہیں تصفیق کو - راوی کہتے ہیں حضرت ابو بکرؓ متوجہ نہ ہو سکے - جب لوگوں نے بہت دستک دی تو متوجہ ہوئے کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم تشریف لائے ہیں - آپؐ نے ابو بکرؓ کو اشارہ فرمایا نماز جاری رہے - حضرت ابو بکرؓ نے ہاتھ اُٹھا کر اللہ کا شکر و حمد کیا[1] - پھر اُلٹے پاؤں پیچھے سرکے اور صف میں شامل ہوئے ، آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم آگے بڑھ گئے اور نماز پڑھائی - جب نماز سے فارغ ہوئے لوگوں کی طرف رُخِ انور کیا اور فرمایا تمہیں کیا ہوگیا ہے؟ جب نماز میں کوئی واقعہ پیش آجاتا ہے ، تو تالیاں بجاتے ہو - یہ تالی یا دستک دینا تو عورتوں کو حکم ہے - جسے نماز میں کوئی اس طرح کا واقعہ پیش آئے تو سبحان اللہ کہے پھر آپ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کی طرف دیکھا اور

---

[1] آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان کو امامت کے لائق سمجھا .

أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ مَا لَكُمْ حِينَ نَابَكُمْ شَيْءٌ فِي الصَّلوٰةِ أَخَذْتُمْ بِالتَّصْفِيحِ إِنَّمَا التَّصْفِيحُ لِلنِّسَاءِ مَنْ نَابَهُ شَيْءٌ فِي صَلوٰتِهِ فَلْيَقُلْ سُبْحَانَ اللهِ ثُمَّ الْتَفَتَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ فَقَالَ يَا أَبَا بَكْرٍ مَا مَنَعَكَ أَنْ تُصَلِّيَ حِينَ أَشَرْتُ إِلَيْكَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ مَا كَانَ يَنْبَغِي لِابْنِ أَبِي قُحَافَةَ أَنْ يُصَلِّيَ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

فرمایا ابوبکر(رض) تم نے نماز کیوں نہیں پڑھائی جب کہ میں نے تمہیں اشارہ بھی کیا تھا حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا ابو قحافہ کے بیٹے کو یہ زیب نہیں دیتا، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے نماز پڑھائے[1]

بَابُ ٧٧ الْخَصْرِ فِي الصَّلوٰةِ

باب ۔ نماز میں کمر پر ہاتھ رکھنا

١١٤٦ - حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ نُهِيَ عَنِ الْخَصْرِ فِي الصَّلوٰةِ وَقَالَ هِشَامٌ وَأَبُو هِلَالٍ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ هِشَامٍ قَالَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدٌ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُصَلِّيَ الرَّجُلُ مُخْتَصِرًا

(از ابو النعمان از حماد از ایوب از محمد بن سیرین) حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ نماز میں کمر پر ہاتھ رکھنے سے منع کیا گیا۔ ہشام اور ابو ہلال نے اس حدیث کو بحوالہ ابن سیرین از ابوہریرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا[2] **دوسری سند** (عمرو بن علی از یحییٰ از ہشام از محمد بن سیرین) حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کمر پر ہاتھ رکھ کر نماز پڑھنے سے روکا ہے۔

بَابُ ٧٥ يُفَكِّرُ الرَّجُلُ الشَّيْءَ فِي الصَّلوٰةِ وَقَالَ عُمَرُ إِنِّي لَأُجَهِّزُ جَيْشِي وَأَنَا فِي الصَّلوٰةِ

باب ۔ نماز میں خارجی امر کے متعلق غور و فکر کرنا۔

حضرت عمرؓ نے فرمایا میں نماز میں لشکرِ اسلام کے ساز و سامان کے متعلق سوچتا رہتا ہوں[3]

١١٤٧ - حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ حَدَّثَنَا

(از اسحاق بن منصور از روح از عمر ابن سعید از ابن ابی ملیکہ عقبہ

---

[1] یہ حدیث اوپر کئی بار گذر چکی ہے ابوبکرؓ نے اپنے تئیں حقیر بنانے کے لیے ابو قحافہ کا بیٹا کہا ابو قحافہ ان کے باپ کسی بات میں نامور نہ تھے اس کسر نفسی کا یہ صلہ ملا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جانشین تمام صحابہ میں وہی سمجھے گئے۔ نہ شاخ پُر میوہ سر بر زمین حافظ نے کہا حضرت صدیقؓ کا مرتبہ سب صحابہ سے زیادہ ہے ۱۲ منہ [2] یہ نہی بطور کراہت کے ہے لیکن **بعضے** اس کو حرام کہتے ہیں نہی کی علت شیطان کی مشابہت سے یا یہود کی مجاہد اور عائشہؓ سے منقول ہے کہ یہ دوزخیوں کا فعل ہے بعضوں نے کہا اس وجہ سے کہ یہ تکبر اور غرور کی نشانی ہے **بعضوں نے کہا اہل مصائب** ماتم میں ایسا ہی کیا کرتے ہیں شوکانی نے کہا حق یہ ہے کہ نماز میں ایسا کرنا حرام ہے ۱۲ منہ [3] جہاد خود افضل ترین عبادت ہے اور اللہ تعالیٰ نے حضرت عمرؓ کو اپنے دین کی ترقی کے لیے بنایا تھا وہ نماز میں بھی اسی فکر میں رہتے رضی اللہ عنہ وارضاہ اس کو ابن ابی شیبہ نے وصل کیا ۱۲ منہ

رَوْحٌ قَالَ حَدَّثَنَا عُمَرُ هُوَ ابْنُ سَعِيدٍ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَصْرَ فَلَمَّا سَلَّمَ قَامَ سَرِيعًا دَخَلَ عَلَى بَعْضِ نِسَائِهِ ثُمَّ خَرَجَ وَرَأَى مَا فِي وُجُوهِ الْقَوْمِ مِنْ تَعَجُّبِهِمْ لِسُرْعَتِهِ فَقَالَ ذَكَرْتُ وَأَنَا فِي الصَّلَاةِ تِبْرًا عِنْدَنَا فَكَرِهْتُ أَنْ يُمْسِيَ أَوْ يَبِيتَ عِنْدَنَا فَأَمَرْتُ بِقِسْمَتِهِ۔

بن حارث کہتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عصر کی نماز پڑھی۔ آپؐ سلام پھیرتے ہی جلدی سے اپنی کسی اہلیہ محترمہ کے ہاں چلے گئے۔ پھر واپس تشریف لائے لوگوں کے چہروں پر (تعجب کا) اثر دیکھا تو فرمایا، مجھے نماز میں سونے کی ایک ڈلی کے متعلق خیال آگیا تھا مجھے یہ ناپسند ہے کہ شام یا رات تک وہ ہمارے گھر پڑی رہے۔ میں اُسے تقسیم کر دینے کا حکم دے آیا ہوں [1]

۱۱۴۸ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ جَعْفَرٍ عَنِ الْأَعْرَجِ قَالَ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أُذِّنَ بِالصَّلَاةِ أَدْبَرَ الشَّيْطَانُ لَهُ ضُرَاطٌ حَتَّى لَا يَسْمَعَ التَّأْذِينَ فَإِذَا سَكَتَ الْمُؤَذِّنُ أَقْبَلَ فَإِذَا ثُوِّبَ أَدْبَرَ فَإِذَا سَكَتَ أَقْبَلَ فَلَا يَزَالُ بِالْمَرْءِ يَقُولُ لَهُ اذْكُرْ مَا لَمْ يَكُنْ يَذْكُرُ حَتَّى لَا يَدْرِي كَمْ صَلَّى قَالَ أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ إِذَا فَعَلَ أَحَدُكُمْ ذَلِكَ فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ قَاعِدٌ وَسَمِعَهُ أَبُو سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ۔

(از یحییٰ بن بکیر از لیث از جعفر از اعرج) حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب نماز کی اذان ہوتی ہے تو شیطان پیٹھ موڑ کر گوز لگاتا ہوا بھاگتا ہے، وہ اذان نہیں سننا چاہتا جب مؤذن خاموش ہو جاتا ہے تو پھر آجاتا ہے اقامت ہونے پر پھر چلا جاتا ہے۔ اقامت کے بعد خاموشی پر دوبارہ آجاتا ہے اور نمازی کے دل میں وسواس ڈالتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ سوچ، یہ یاد کر، وہ وہ باتیں یاد دلاتا ہے جو نمازی کو پہلے یاد نہ تھیں۔ نمازی کو رکعتوں کا علم نہیں رہتا کہ کتنی پڑھ چکا ہے۔ ابو سلمہ فرماتے ہیں جب آدمی کے ساتھ ایسا ہو کہ رکعتیں بھول جائے، تو بیٹھ کر دو سجدے کرے (سہو کے) [2] ابوسلمہ نے یہ آخری جملہ حضرت ابو ہریرہؓ سے سنا

[1] یہ حدیث اُوپر گذر چکی ہے اور باب کا مطلب اس حدیث سے یوں نکلا کہ نماز کی حالت میں آپ کو اس ڈلے کا خیال آیا اور آپ نے اس کا بانٹ دینا مناسب تصور فرمایا اور نماز کا اعادہ نہیں کیا ابن ابی شیبہ نے حضرت عمرؓ سے نکالا انہوں نے کہا میں بحرین کی آمدنی کا نماز میں حساب کر لیتا ہوں اور صالح بن احمد بن حنبل نے نکالا کہ حضرت عمرؓ نے مغرب کی نماز پڑھی اس میں قرارت ہی نہیں کی جب نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں نے بیان کیا انہوں نے کہا مجھے ایک قافلہ کا خیال رہا جو میں نے مدینہ سے شام کو روانہ کیا تھا پھر نماز دوبارہ پڑھی اس وجہ سے کہ قرارت نہیں کی تھی نہ اس وجہ سے کہ ایک خیال میں سرگرم تھے ان روایتوں سے یہ کوئی نہ سمجھے کہ دنیا کے خیالات نماز میں کچھ کرسے نہیں ہیں کیونکہ حضرت عمرؓ کے خیالات تھے اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال بھی اللہ کی راہ میں صدقہ کرنے کا۔ دنیاوی خیال اور وسوسے بے اختیار آجائیں تو ان سے نماز نہیں جاتی مگر حتی المقدور ان کو دفع کرنا چاہیے احمد اور ابوداؤد نے ابوذرؓ سے مرفوعاً نکالا اللہ اپنے بندے کی طرف متوجہ رہتا ہے نماز میں جب تک وہ اور طرف دھیان نہ کرے جب وہ اور طرف دھیان کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے منہ پھیر لیتا ہے ۱۲ منہ

[2] قسطلانی نے کہا یعنی جتنی رکعتیں یقینی ہوں اتنے قرار دے کر اور باقی پڑھ کر دو سجدے سہو کے کرے اور اپنے گمان پر نہ کرے یہ حدیث اُوپر ابواب الاذان میں گذر چکی ہے۔ یہاں امام بخاری نے اس سے یہ نکالا کہ شیطانی وسوسے کرنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی ۱۲ منہ۔

۱۱۴۹ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ قَالَ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ يَقُولُ النَّاسُ أَكْثَرَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَلَقِيتُ رَجُلًا فَقُلْتُ بِمَ قَرَأَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَارِحَةَ فِي الْعَتَمَةِ فَقَالَ لَا أَدْرِي فَقُلْتُ أَلَمْ تَشْهَدْهَا قَالَ بَلَى قُلْتُ لٰكِنْ أَنَا أَدْرِي قَرَأَ سُورَةَ كَذَا وَكَذَا۔

(از محمد بن مثنیٰ از عثمان بن عمر از ابن ابی ذئب از سعید مقبری) حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں لوگ میرے متعلق کہتے ہیں ابوہریرہ نے بہت حدیثیں روایت کی ہیں (عہد نبوی میں حالت یہ تھی) میں نے ایک شخص سے پوچھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رات عشا کی نماز میں کون سی سورت پڑھی؟ تو اس نے کہا معلوم نہیں میں نے کہا کیا تو جماعت میں شامل نہ تھا؟ اس نے کہا ہاں شامل تھا (مگر یاد نہیں آپ نے کیا پڑھا) میں نے کہا مجھے خوب یاد ہے آپ نے فلاں فلاں سورتیں پڑھی تھیں [1]

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا

بَابُ ۷۷ مَا جَاءَ فِي السَّهْوِ إِذَا قَامَ مِنْ رَكْعَتَيِ الْفَرِيضَةِ

باب - چار رکعتی نماز میں پہلا قعدہ کیے بغیر اٹھ کھڑا ہو تو سجدہ سہو کرے

۱۱۵۰ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُحَيْنَةَ قَالَ صَلَّى لَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَتَيْنِ مِنْ بَعْضِ الصَّلَوَاتِ ثُمَّ قَامَ فَلَمْ يَجْلِسْ فَقَامَ النَّاسُ مَعَهُ فَلَمَّا قَضَى صَلَاتَهُ وَنَظَرْنَا تَسْلِيمَهُ كَبَّرَ قَبْلَ التَّسْلِيمِ فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ ثُمَّ سَلَّمَ

(از عبداللہ بن یوسف از مالک از ابن شہاب از اعرج) عبداللہ بن بحینہ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی چار رکعتی نماز میں دو رکعت پڑھا کر پہلا قعدہ کیے بغیر اُٹھ کھڑے ہوئے۔ لوگ بھی ساتھ اُٹھ کھڑے ہوئے جب نماز پوری ہو چکی ہم آپ کے سلام پھیرنے کے منتظر تھے تو آپ نے سلام سے پہلے بیٹھے ہوئے اللہ اکبر کہہ کر دو سجدے کیے اور سلام پھیرا۔

۱۱۵۱ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ

(از عبداللہ بن یوسف از مالک از یحییٰ بن سعید از عبدالرحمٰن بن اعرج) عبداللہ بن بحینہ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز دو رکعت پڑھ

---

[1] ابوہریرہؓ کا مطلب یہ تھا کہ اس کو کوئی کیا کرے بعضوں کو اللہ تعالیٰ ایسا حافظہ دیتا ہے کہ کوئی بات نہیں بھولتے بعضے رات کی بات دن کو بھول جاتے ہیں جیسے ان صحابی کو یہ یاد نہ رہا کہ آنحضرتؐ نے گذشتہ رات کو عشا کی نماز میں کون سی سورتیں پڑھی تھیں اللہ نے مجھ کو حافظہ اچھا دیا تھا اس لیے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت حدیثیں یاد رکھیں اور ان کو روایت کیا امام بخاری نے اس حدیث سے یہ نکالا کہ وہ صحابی کسی دوسرے خیال میں نماز میں غرق ہوں گے جب تو ان کو یہ یاد نہ رہا کہ آپ نے کون سی سورتیں پڑھی تھیں تو باب کا مطلب نکل آیا سجدہ سہو شافعیہ کے نزدیک مسنون ہے اور مالکیہ کے نزدیک نقصان کی صورت میں واجب ہے اور حنابلہ ارکان کے سوا واجبات کے ترک پر واجب اور سنن قولیہ کے ترک پر سنت نیز ایسے فعل یا قول کی زیادتی پر واجب جانتے ہیں جس کے عمداً کرنے سے نماز باطل ہو جاتی ہے اور حنفیہ مطلقاً واجب کہتے ہیں ۱۲ منہ

الْاَعْرَجِ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ بُحَیْنَۃَ اَنَّہٗ قَالَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَامَ مِنَ اثْنَتَیْنِ مِنَ الظُّھْرِ لَمْ یَجْلِسْ بَیْنَھُمَا فَلَمَّا قَضٰی صَلٰوتَہٗ سَجَدَ سَجْدَتَیْنِ ثُمَّ سَلَّمَ بَعْدَ ذٰلِکَ

کر کھڑے ہوگئے، قعدہ اولیٰ نہ کیا۔ جب نماز پوری کر چکے، تو دو سجدے کیے۔ پھر اُن کے بعد سلام پھیر دیا

باب ۷۷ اِذَا صَلّٰی خَمْسًا

باب ۔ بھول کر پانچ رکعت پڑھ لیں (چار رکعتی نماز میں)

۱۱۵۲۔ حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِیْدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَۃُ عَنِ الْحَکَمِ عَنْ اِبْرَاھِیْمَ عَنْ عَلْقَمَۃَ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلَّی الظُّھْرَ خَمْسًا فَقِیْلَ لَہٗ اَزِیْدَ فِی الصَّلٰوۃِ فَقَالَ وَمَا ذَاکَ قَالَ صَلَّیْتَ خَمْسًا فَسَجَدَ سَجْدَتَیْنِ بَعْدَ مَا سَلَّمَ

(از ابو الولید از شعبہ از حکم از ابراہیم از علقمہ) عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی پانچ رکعات پڑھ لیں۔ لوگوں نے عرض کیا: کیا نماز بڑھ گئی ہے؟ آپ نے فرمایا کیسے؟ انہوں نے کہا، آپ نے پانچ رکعات پڑھی ہیں۔ تو آپ نے دو سجدے کر لیے حالانکہ آپ سلام پھیر کر بیٹھے تھے

باب ۷۸ اِذَا سَلَّمَ فِیْ رَکْعَتَیْنِ اَوْ فِیْ ثَلَاثٍ فَسَجَدَ سَجْدَتَیْنِ مِثْلَ سُجُوْدِ الصَّلٰوۃِ اَوْ اَطْوَلَ۔

باب ۔ دو رکعتیں یا تین رکعتیں پڑھ کر سلام پھیر دے تو نماز کے سجدوں کی طرح یا قدرے طویل دو سجدے کرے

۱۱۵۳۔ حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَۃُ عَنْ سَعْدِ بْنِ اِبْرَاھِیْمَ عَنْ اَبِیْ سَلَمَۃَ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ صَلّٰی بِنَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الظُّھْرَ اَوِ الْعَصْرَ فَسَلَّمَ فَقَالَ لَہٗ ذُوالْیَدَیْنِ الصَّلٰوۃُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَنَقَصَتْ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِاَصْحَابِہٖ اَحَقٌّ مَا یَقُوْلُ قَالُوْا نَعَمْ فَصَلّٰی رَکْعَتَیْنِ اُخْرَاوَیْنِ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَیْنِ قَالَ سَعْدٌ وَّرَاَیْتُ عُرْوَۃَ بْنَ الزُّبَیْرِ صَلّٰی مِنَ الْمَغْرِبِ رَکْعَتَیْنِ فَسَلَّمَ وَتَکَلَّمَ ثُمَّ صَلّٰی مَا بَقِیَ وَسَجَدَ سَجْدَتَیْنِ وَقَالَ

(از آدم از شعبہ از سعد بن ابراہیم از ابو سلمہ) ابوہریرہؓ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ظہر یا عصر کی نماز پڑھائی پھر سلام پھیر دیا۔ تو ذوالیدین نے کہا کیا نماز کم ہوگئی ہے؟ آپؐ نے صحابہؓ سے پوچھا کیا یہ سچ کہتا ہے؟ انہوں نے کہا جی ہاں آپ نے مزید دو رکعتیں پڑھیں۔ پھر دو سجدے کیے

سعد کہتے ہیں میں نے دیکھا عروہ بن زبیر نے مغرب کی دو رکعتیں پڑھ کر سلام پھیر دیا۔ اور باتیں بھی کیں پھر باقی ایک رکعت پڑھی اور دو سجدے کیے اور کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اسی طرح کیا۔

هٰكَذَا فَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

باب ۷۷۹ مَنْ لَمْ يَتَشَهَّدْ فِي سَجْدَتَيِ السَّهْوِ وَسَلَّمَ أَنَسٌ وَالْحَسَنُ وَلَمْ يَتَشَهَّدَا وَقَالَ قَتَادَةُ لَا يَتَشَهَّدُ

باب ۔ سہو کے سجدوں کے بعد جو تشہد نہ پڑھے ۔ انس اور حسن بصری نے سلام پھیرا (سجدہ سہو کے بعد) اور تشہد نہ پڑھا ۔ قتادہ بھی کہتے ہیں تشہد نہ پڑھے

۱۱۵۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ أَيُّوبَ بْنِ أَبِي تَمِيمَةَ السَّخْتِيَانِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْصَرَفَ مِنِ اثْنَتَيْنِ فَقَالَ لَهُ ذُو الْيَدَيْنِ أَقُصِرَتِ الصَّلٰوةُ أَمْ نَسِيتَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصَدَقَ ذُو الْيَدَيْنِ فَقَالَ النَّاسُ نَعَمْ فَقَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى اثْنَتَيْنِ أُخْرَيَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ كَبَّرَ فَسَجَدَ مِثْلَ سُجُودِهِ أَوْ أَطْوَلَ ثُمَّ رَفَعَ

(عبداللہ بن یوسف از مالک بن انس از ایوب بن ابی تمیمہ سختیانی از محمد بن سیرین) حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دو رکعتیں پڑھ کر اٹھ کھڑے ہوئے تو ذوالیدین نے عرض کیا یارسول اللہ! کیا نماز کم ہوگئی ہے یا آپ بھول گئے ہیں؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے باقی صحابہؓ سے دریافت فرمایا کیا ذوالیدین سچ کہتا ہے؟ عرض کیا جی ہاں ۔ یہ سن کر آپؐ کھڑے ہوئے اور دو رکعتیں جو رہ گئی تھیں، ان کو پڑھ کر سلام کیا پھر اللہ اکبر کہا اور اپنے سجدے کی طرح سجدہ کیا یا قدرے طویل پھر سر اٹھایا[۱]

۱۱۵۵۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ عَلْقَمَةَ قَالَ قُلْتُ لِمُحَمَّدٍ فِي سَجْدَتَيِ السَّهْوِ تَشَهُّدٌ قَالَ لَيْسَ فِي حَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ

(از سلیمان بن حرب از حماد) سلمہ بن علقمہ کہتے ہیں، میں نے محمد بن سیرینؒ سے پوچھا کیا سہو کے سجدوں کے بعد تشہد ہے؟ فرمایا حضرت ابوہریرہؓ کی حدیث میں تو تشہد کا ذکر نہیں ہے

باب ۷۸۰ مَنْ يُكَبِّرُ فِي سَجْدَتَيِ السَّهْوِ

باب ۔ سہو کے سجدوں میں اللہ اکبر کہنا

۱۱۵۶۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِحْدَى

(از حفص بن عمر و از یزید بن ابراہیم از محمد) ابوہریرہؓ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تیسرے پہر کی دو نمازوں میں سے یعنی ظہر یا عصر میں سے ایک نماز پڑھائی، محمد بن سیرین کہتے ہیں غالباً وہ عصر تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

[۱] صحابہ کرام نے کتنی جانفشانی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر بات کو نوٹ کیا پھر بیان کیا، یہاں اطول ہے صحابہ نے لمبے تک محسوس کیے۔ عبدالرزاق ۱۲ منہ

صَلٰوتَیِ الْعَشِیِّ قَالَ مُحَمَّدٌ وَّاَکْثَرُ ظَنِّیْ اَنَّهَا الْعَصْرُ رَکْعَتَیْنِ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ قَامَ اِلٰی خَشَبَةٍ فِیْ مُقَدَّمِ الْمَسْجِدِ فَوَضَعَ یَدَهٗ عَلَیْهَا وَفِیْهِمْ اَبُوْبَکْرٍ وَّعُمَرُ فَهَابَاهُ اَنْ یُّکَلِّمَاهُ وَخَرَجَ سَرَعَانُ النَّاسِ فَقَالُوْا قُصِرَتِ الصَّلٰوةُ وَرَجُلٌ یَّدْعُوْهُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ذَا الْیَدَیْنِ فَقَالَ اَنَسِیْتَ اَمْ قُصِرَتْ فَقَالَ لَمْ اَنْسَ وَلَمْ تُقْصَرْ قَالَ بَلٰی قَدْ نَسِیْتَ فَصَلّٰی رَکْعَتَیْنِ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ کَبَّرَ فَسَجَدَ مِثْلَ سُجُوْدِهٖ اَوْ اَطْوَلَ ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَهٗ فَکَبَّرَ ثُمَّ وَضَعَ رَاْسَهٗ فَکَبَّرَ فَسَجَدَ مِثْلَ سُجُوْدِهٖ اَوْ اَطْوَلَ ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَهٗ فَکَبَّرَ

نے دو رکعتیں پڑھ کر سلام پھیر دیا۔ پھر ایک لکڑی پر سہارا کر کے کھڑے ہوئے جو سجدہ گاہ کے آگے تھی۔ آپ نے اس پر اپنا ہاتھ رکھا۔ مقتدیوں میں حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ بھی تھے وہ بات کرنے سے ڈرے جلدی جانے والے لوگ مسجد سے نکل بھی گئے اور یہ کہتے جا رہے تھے کیا نماز کم ہوگئی ہے؟ ایک شخص جسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ذوالیدین کہا کرتے تھے۔ اُس نے عرض کیا کہ کیا آپ بھول گئے ہیں یا نماز کم ہوگئی ہے؟ آپ نے فرمایا نہ مَیں بھولا نہ نماز کم ہوئی ذوالیدین نے کہا نہیں آپ بھول گئے۔ پھر آپؐ نے دو رکعتیں پڑھیں، پھر سلام پھیرا۔ پھر اللہ اکبر کہہ کر نماز کے سجدوں کی طرح سجدہ کیا۔ یا قدرے طویل پھر سر اُٹھایا، اور اللہ اکبر کہا، پھر سر زمین پر رکھا اور اللہ اکبر کہا اور سجدہ باقی دو سجدوں کی طرح یا قدرے طویل کیا۔ پھر سر اُٹھایا اللہ اکبر کہتے ہوئے

۱۱۵۷۔ حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ بْنُ سَعِیْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّیْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُحَیْنَةَ الْاَسَدِیِّ حَلِیْفِ بَنِیْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَامَ فِیْ صَلٰوةِ الظُّهْرِ وَعَلَیْهِ جُلُوْسٌ فَلَمَّا اَتَمَّ صَلٰوتَهٗ سَجَدَ سَجْدَتَیْنِ یُکَبِّرُ فِیْ کُلِّ سَجْدَةٍ وَّهُوَ جَالِسٌ قَبْلَ اَنْ یُّسَلِّمَ وَسَجَدَهُمَا النَّاسُ مَعَهٗ مَکَانَ مَا نَسِیَ مِنَ الْجُلُوْسِ تَابَعَهٗ ابْنُ جُرَیْجٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ فِی التَّکْبِیْرِ

(از قتیبہ بن سعید از لیث از ابن شہاب از اعرج) عبداللہ بن بُحینہ اسدی جو بنو عبدالمطلب کے حلیف تھے، یہ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز میں قعدہ اولیٰ کیے بغیر کھڑے ہو گئے جب نماز پوری کر چکے تو قبل از سلام دو سجدے کیے، ہر سجدہ کے لیے اللہ اکبر کہتے بیٹھے بیٹھے۔ باقی مقتدیوں نے بھی آپ کے ساتھ دونوں سجدے کیے، یہ سجدے قعدہ اولیٰ چھوڑنے کے بدلے تھے جو آپ بھول گئے تھے۔ لیث کے ساتھ اس حدیث کو ابن جریج نے بھی ابن شہاب سے روایت کیا، اور سجدوں میں اللہ اکبر کہنا نقل کیا

بَابُ ۷۸۱ اِذَا لَمْ یَدْرِ کَمْ صَلّٰی ثَلٰثًا اَوْ اَرْبَعًا سَجَدَ سَجْدَتَیْنِ وَهُوَ جَالِسٌ

باب۔ جب نمازی کو یاد نہ رہے کتنی رکعات پڑھیں تین یا چار، تو دو سجدے کرے بیٹھ کر

۱۱۵۸۔ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰهِ الدَّسْتَوَائِیُّ عَنْ یَحْیٰی

(از معاذ بن فضالہ از ہشام بن ابی عبداللہ دستوائی از یحییٰ بن ابی کثیر از ابوسلمہ) حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

بْنِ اَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا نُوْدِيَ بِالصَّلٰوةِ اَدْبَرَ الشَّيْطَانُ وَلَهٗ ضُرَاطٌ حَتّٰى لَا يَسْمَعَ الْاَذَانَ فَاِذَا قُضِيَ الْاَذَانُ اَقْبَلَ فَاِذَا ثُوِّبَ بِهَا اَدْبَرَ فَاِذَا قُضِيَ التَّثْوِيْبُ اَقْبَلَ حَتّٰى يَخْطِرَ بَيْنَ الْمَرْءِ وَنَفْسِهٖ يَقُوْلُ اذْكُرْ كَذَا وَكَذَا مَا لَمْ يَكُنْ يَذْكُرُ حَتّٰى يَظَلَّ الرَّجُلُ اِنْ يَدْرِيْ كَمْ صَلّٰى فَاِذَا لَمْ يَدْرِ اَحَدُكُمْ كَمْ صَلّٰى ثَلَاثًا اَوْ اَرْبَعًا فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ۔

جب نماز کے لیے اذان ہوتی ہے تو شیطان گوز لگاتا ہوا بھاگ جاتا ہے وہ اذان سننا نہیں چاہتا۔ جب اذان ختم ہو جاتی ہے تو آ جاتا ہے۔ پھر تکبیر کے وقت اسی طرح بھاگ جاتا ہے اور تکبیر ختم ہونے کے بعد واپس آ جاتا ہے اور نمازی کے دل میں طرح طرح کے خیال پیدا کرتا ہے اور کہتا ہے فلاں فلاں بات یاد کر، جو نمازی کو پہلے یاد نہیں ہوتیں، حتیٰ کہ آدمی بھول جاتا ہے کہ اس نے کتنی رکعات پڑھیں۔ چنانچہ اگر ایسا ہو کہ وہ بھول جائے آیا تین رکعات پڑھیں یا چار تو بیٹھ کر دو سجدے کرے[۱]

باب ۸۲ السَّهْوِ فِي الْفَرْضِ وَالتَّطَوُّعِ وَسَجَدَ ابْنُ عَبَّاسٍ سَجْدَتَيْنِ بَعْدَ وِتْرِهٖ

باب ۱ - سجدۂ سہو فرض اور نوافل ہر طرح کی نماز میں کرنا چاہیے (بھول جانے پر) ابن عباس رضی اللہ عنہ نے وتر کے بعد بھی دو سجدہ سہو کیے[۲]

۱۱۵۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اَحَدَكُمْ اِذَا قَامَ يُصَلِّيْ جَاءَ الشَّيْطٰنُ فَلَبَسَ عَلَيْهِ حَتّٰى

(از عبداللہ بن یوسف از مالک از ابن شہاب از ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن)

حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی شخص نماز کے لیے کھڑا ہوتا ہے تو اس کے پاس شیطان آتا ہے اور اسے شبہ میں ڈالتا ہے کہ کتنی نماز پڑھی اگر تم میں سے کسی کو یہ محسوس ہو تو وہ بیٹھے بیٹھے دو سجدے کرے[۳]

---

[۱] **بعضوں** نے اس کو اپنے ظاہر پر رکھا ہے اور یہ کہا ہے کہ جس آدمی کو بہت شک ہوا کرے اس کے باب میں یہ حدیث ہے تو ایسا آدمی جب اس کو شک ہو کہ تین رکعتیں پڑھیں یا چار وہ بیٹھے بیٹھے سلام سے پہلے دو سجدے کرلے اور سلام پھیر دے۔ اب اگر اس نے تین رکعتیں پڑھی ہوں گی تو یہ دو سجدے باقی ایک رکعت کے قائم مقام ہو جائیں گے اور جو چار پڑھی ہوں گی تو دو سجدوں کا الحمد للہ ثواب ملے گا لیکن جمہور علماء اور امام مالک اور شافعی اور امام احمد بن حنبل یہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ یقینی امر پر نماز پوری کر کے یہ سجدے کرلے جیسے ابو سعید رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے جو امام مسلم نے روایت کی یعنی دو تین میں شک ہو تو دو کو اختیار کرے تین چار میں شک ہو تو تین کو اختیار کرے اب یہ ضرور نہیں کہ رکعتوں کے بعد قعدہ اخیر کرے اور پھر چوتھی رکعت کے بعد اس خیال سے کہ شاید تیسری رکعت جس کو سمجھتا ہے وہ چوتھی ہو کیونکہ قعدہ اخیرہ ترک ہونے سے نماز باطل نہیں ہوتی سجدۂ سہو کافی ہے جیسے اوپر گذر چکا ہے اور حنفیہ کے نزدیک جس کو تیسری قرار دے اس کے بعد بھی قعدہ کرے شاید وہ چوتھی ہو کیونکہ ان کے نزدیک قعدہ اخیر فرض ہے جس کے ترک سے نماز باطل ہو جاتی ہے اور سجدۂ سہو سے اس کی تلافی نہیں ہو سکتی ۱۲ منہ [۲] اس کو ابن ابی شیبہ نے وصل کیا باسناد صحیح ۱۲ منہ [۳] اس حدیث میں مطلق نماز کا ذکر ہے تو اس سے امام بخاری نے یہ نکالا کہ فرض اور نفل نماز دونوں میں سہو کا ایک ہی حکم ہے یعنی سجدہ سہو کرے ۱۲ منہ۔

لَا يَدْرِي كَمْ صَلَّى فَإِذَا وَجَدَ ذٰلِكَ أَحَدُكُمْ فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ

باب ۷۸۳ إِذَا كُلِّمَ وَهُوَ يُصَلِّي فَأَشَارَ بِيَدِهٖ وَاسْتَمَعَ

۱۱۶۰۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرٌو عَنْ بُكَيْرٍ عَنْ كُرَيْبٍ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ وَالْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ أَزْهَرَ أَرْسَلُوهُ إِلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَقَالُوا اقْرَأْ عَلَيْهَا السَّلَامَ مِنَّا جَمِيعًا وَسَلْهَا عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ صَلٰوةِ الْعَصْرِ وَقُلْ لَهَا إِنَّا أُخْبِرْنَا أَنَّكِ تُصَلِّيهِمَا وَقَدْ بَلَغَنَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْهُمَا وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَكُنْتُ أَضْرِبُ النَّاسَ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ عَنْهَا قَالَ كُرَيْبٌ فَدَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَبَلَّغْتُهَا مَا أَرْسَلُونِي فَقَالَتْ سَلْ أُمَّ سَلَمَةَ فَخَرَجْتُ إِلَيْهِمْ فَأَخْبَرْتُهُمْ بِقَوْلِهَا فَرَدُّونِي إِلَى أُمِّ سَلَمَةَ بِمِثْلِ مَا أَرْسَلُونِي بِهٖ إِلَى عَائِشَةَ فَقَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهٰى عَنْهَا ثُمَّ رَأَيْتُهُ يُصَلِّيهِمَا حِينَ صَلَّى الْعَصْرَ ثُمَّ دَخَلَ عَلَيَّ وَعِنْدِي نِسْوَةٌ مِّنْ بَنِي حَرَامٍ مِّنَ الْأَنْصَارِ فَأَرْسَلْتُ إِلَيْهِ الْجَارِيَةَ فَقُلْتُ قُومِي بِجَنْبِهٖ

باب ۔ اگر نمازی سے کوئی بات کرے وہ سن کر ہاتھ کے اشارے سے جواب دے

(از یحییٰ بن سلیمان از ابن وہب از عمرو از بکیر) کریب کہتے ہیں کہ حضرت ابن عباسؓ اور مسور بن مخرمہ اور عبدالرحمٰن بن ازہر نے انہیں (حضرت کریب کو) حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہؓ کے پاس بھیجا اور کہا کہ انہیں ہم سب کی طرف سے سلام کہو اور ان سے پوچھو کہ عصر کی نماز کے بعد دو رکعتیں پڑھنا کیسا ہے؟ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ آپ پڑھا کرتی ہیں، جب کہ ہمیں یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے منع کیا تھا۔ اور ابن عباسؓ نے کہا میں تو حضرت عمرؓ کے ساتھ ان رکعتوں کے پڑھنے پر لوگوں کو مارا کرتا تھا[۱]۔ کریب کہتے ہیں میں حضرت عائشہؓ کے پاس گیا۔ ان حضرات کا پیغام پہنچایا۔ آپؓ نے سوال کے متعلق فرمایا، کہ ام سلمہؓ سے دریافت کر! کریب کہتے ہیں کہ میں واپس ان حضرات کے پاس آیا اور آپ کا فرمان جوابی بیان کیا۔ چنانچہ ان حضرات نے ام سلمہؓ کے پاس بھیجا، حضرت ام سلمہؓ نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا آپؐ واقعی منع فرماتے تھے۔ پھر میں نے دیکھا کہ آپؐ نے عصر کے بعد یہ دو رکعت پڑھیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس آئے ہوئے تھے۔ میرے پاس قبیلہ بنی حرام انصار کی مستورات بیٹھی تھیں۔ میں نے چھوکری[۲] کو آپ کے پاس بھیجا اور چھوکری کو سمجھایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے نہیں بلکہ ایک طرف جا کر کھڑے ہو اور کہو کہ

۱؎ نماز پڑھنے پر یہ مارنا نہ تھا کیونکہ نماز تو عبادت ہے بلکہ اس وجہ سے کہ حضرت عمرؓ کو یہ حدیث پہنچی تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کے بعد سورج ڈوبنے تک نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے اس حدیث کی مخالفت کی وجہ سے وہ لوگوں کو سزا دیتے معلوم ہوا کہ حکم کے خلاف کرنا ہر حال میں برا ہے اسی طرح سنت کے خلاف کرنا حتیٰ کہ نماز کی سی عبادت بھی خلاف سنت سزا کے قابل ٹھہری ۱۲ منہ ۲؎ حافظ نے کہا مجھے اس چھوکری کا نام معلوم نہیں ہوا اور شاید ان کی بیٹی زینب ہو لیکن امام بخاری نے مغازی میں جو روایت کی اس میں خادم کا لفظ ہے ۱۲ منہ

قُومِي لَهُ تَقُولُ لَكَ أُمُّ سَلَمَةَ يَا رَسُولَ اللَّهِ يَعْنِي تَنْهَى عَنْ هَاتَيْنِ وَأَرَاكَ تُصَلِّيهِمَا فَإِنْ أَشَارَ بِيَدِهِ فَاسْتَأْخِرِي عَنْهُ فَفَعَلَتِ الْجَارِيَةُ فَأَشَارَ بِيَدِهِ فَاسْتَأْخَرَتْ عَنْهُ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ يَا ابْنَةَ أَبِي أُمَيَّةَ سَأَلْتِ عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ وَإِنَّهُ أَتَانِي نَاسٌ مِنْ عَبْدِ الْقَيْسِ فَشَغَلُونِي عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ اللَّتَيْنِ بَعْدَ الظُّهْرِ فَهُمَا هَاتَانِ۔

ام سلمہ کہتی ہیں یا رسول اللہ! آپ تو سنّت بعد العصر سے منع فرماتے تھے اب آپ نے پڑھی ہیں۔ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہاتھ سے اشارہ کریں[1] تو ایک طرف ہٹ جانا۔ چنانچہ چھوکری نے حسبِ ہدایت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عرض کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ[1] کیا اور وہ ہٹ گئی۔ جب آپ فارغ ہوئے تو (ام سلمہ سے) فرمایا اے ابو امیہ[2] کی بیٹی! تو نے دو رکعت بعد العصر کے متعلق معلوم کیا ہے۔ بات یہ ہے میرے پاس قبیلہ عبد القیس کے چند لوگ ظہر کے وقت آ گئے تھے۔ اُن سے باتوں میں مشغول ہونے کی وجہ سے ظہر کے بعد کا دوگانہ نہ پڑھ سکا تھا جنہیں اب بعد عصر ادا کیا ہے[3]

بَابُ ٧٨٤ الْإِشَارَةِ فِي الصَّلٰوةِ

وَقَالَهُ كُرَيْبٌ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب۔ نماز میں اشارہ کرنا

یہ کریبؓ نے بحوالہ ام سلمہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا (ابھی اُوپر گذری ہوئی حدیث)

۱۱۶۱۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ ابْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَلَغَهُ أَنَّ بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ كَانَ بَيْنَهُمْ شَيْءٌ فَخَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصْلِحُ بَيْنَهُمْ فِي أُنَاسٍ مَعَهُ فَحُبِسَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَانَتِ الصَّلٰوةُ فَجَاءَ بِلَالٌ إِلَى أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقَالَ يَا أَبَا بَكْرٍ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ حُبِسَ وَقَدْ حَانَتِ الصَّلٰوةُ فَهَلْ لَكَ أَنْ تَؤُمَّ النَّاسَ فَقَالَ نَعَمْ إِنْ شِئْتَ فَأَقَامَ

(از قتیبہ بن سعید از یعقوب بن عبد الرحمٰن از ابو حازم) سہل بن سعد ساعدی کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر پہنچی کہ بنی عمرو بن عوف کے لوگوں میں جھگڑا ہوا، تو آپ اُن میں صلح کرانے کے لیے چند آدمی اپنے ساتھ لے کر تشریف لے گئے۔ وہاں آپ کو دیر لگی۔ ادھر نماز کا وقت آ گیا۔ حضرت بلالؓ حضرت ابو بکرؓ کے پاس آئے اور کہا اے ابو بکرؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو وہیں رُک گئے۔ نماز کا وقت آ گیا ہے، کیا آپ امامت کریں گے؟ انہوں نے کہا اگر تمہاری مرضی ہو۔ حضرت بلالؓ نے تکبیر کہی حضرت ابو بکرؓ آگے مصلّی کی طرف بڑھے۔ اللہ اکبر کہا نماز جاری ہو گئی اتنے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے۔ آپؐ صفوں میں سے گزرتے ہوئے پہلی صف میں پہنچے لوگوں نے تصفیق (دستک دینا) شروع کر دی۔ ابو بکرؓ متوجہ نہ ہوئے۔ جب لوگوں نے زیادہ تصفیق کی تو متوجہ

---

[1] یہیں سے باب کا مطلب نکلتا ہے کیونکہ چھوکری نے نماز پڑھتے میں آپ کو ام المومنین ام سلمہؓ کا پیغام پہنچایا اور آپ نے نماز ہی میں ہاتھ کے اشارے سے جواب دیا ۱۲ منہ [2] ابو امیہ ام المومنین ام سلمہؓ کے والد تھے ان کا نام سہیل یا حذیفہ تھا ۱۲ منہ [3] یہ آنحضرتؐ کا خاصہ تھا آپ کو عصر کے بعد بھی نفل پڑھنا جائز تھا لیکن اہل سنت کو ایسا کرنا درست نہیں ۱۲ منہ

بِلَالٌ وَتَقَدَّمَ اَبُوْبَكْرٍ فَكَبَّرَ لِلنَّاسِ وَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْشِيْ فِي الصُّفُوْفِ حَتّٰى قَامَ فِي الصَّفِّ فَاَخَذَ النَّاسُ فِي التَّصْفِيْقِ وَكَانَ اَبُوْبَكْرٍ لَّا يَلْتَفِتُ فِيْ صَلَاتِهٖ فَلَمَّا اَكْثَرَ النَّاسُ الْتَفَتَ فَاِذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْمُرُهٗ اَنْ يُّصَلِّيَ فَرَفَعَ اَبُوْبَكْرٍ يَدَيْهِ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَرَجَعَ الْقَهْقَرٰى وَرَاءَهٗ حَتّٰى قَامَ فِي الصَّفِّ فَتَقَدَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰى لِلنَّاسِ فَلَمَّا فَرَغَ اَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ يَاَيُّهَا النَّاسُ مَا لَكُمْ حِيْنَ نَابَكُمْ شَيْءٌ فِي الصَّلٰوةِ اَخَذْتُمْ فِي التَّصْفِيْقِ اِنَّمَا التَّصْفِيْقُ لِلنِّسَاءِ مَنْ نَابَهٗ شَيْءٌ فِيْ صَلٰوتِهٖ فَلْيَقُلْ سُبْحَانَ اللّٰهِ فَاِنَّهٗ لَا يَسْمَعُهٗ اَحَدٌ حِيْنَ يَقُوْلُ سُبْحَانَ اللّٰهِ اِلَّا الْتَفَتَ يَا اَبَا بَكْرٍ مَا مَنَعَكَ اَنْ تُصَلِّيَ لِلنَّاسِ حِيْنَ اَشَرْتُ اِلَيْكَ فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ مَا كَانَ يَنْبَغِيْ لِابْنِ اَبِيْ قُحَافَةَ اَنْ يُّصَلِّيَ بَيْنَ يَدَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہوئے انہیں معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہوئے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ سے حکم دیا۔ کہ نماز پڑھاتے رہیں حضرت ابوبکرؓ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے۔ اللہ کی حمد کی اور الٹے پاؤں سرک کر صف میں شامل ہوگئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھے لوگوں کو نماز پڑھائی۔ جب فارغ ہوئے، تو صحابہؓ کی طرف رخِ انور کیا اور فرمایا اے لوگو تمہیں کیا ہوگیا جب تمہیں کچھ پیش آگیا تو دستک دینے لگے؟ دستک دینا عورتوں کا کام ہے۔ جسے کوئی واقعہ نماز میں پیش آئے تو سبحان اللہ کہے جب امام سبحان اللہ سنے گا تو متوجہ ہوگا حضرت ابوبکرؓ سے آپ نے فرمایا تمہیں کیا ہوگیا تھا نماز نہ پڑھائی؟ میں نے تو اشارہ بھی کیا تھا۔ حضرت ابوبکرؓ نے جواب دیا۔ ابنِ ابی قحافہ کو یہ کہاں زیب دیتا ہے؟ کہ وہ امام الانبیاء کے آگے نماز پڑھائے۔

۱۱۶۲۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِي الثَّوْرِيُّ عَنْ هِشَامٍ عَنْ فَاطِمَةَ عَنْ اَسْمَاءَ قَالَتْ دَخَلْتُ عَلٰى عَائِشَةَ وَهِيَ تُصَلِّيْ قَائِمَةً وَّالنَّاسُ قِيَامٌ فَقُلْتُ مَا شَاْنُ النَّاسِ فَاَشَارَتْ بِرَاْسِهَا اِلَى السَّمَاءِ فَقُلْتُ اٰيَةٌ فَاَشَارَتْ بِرَاْسِهَا اَيْ نَعَمْ

(از یحییٰ بن سلیمان از ابنِ وہب از ثوری از ہشام از فاطمہ بنت منذر) حضرت اسماء کہتی ہیں میں حضرت عائشہؓ کے پاس گئی وہ کھڑے ہوکر نماز پڑھ رہی تھیں۔ لوگ بھی کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے۔ میں نے پوچھا لوگوں کو کیا ہوگیا ہے؟[1] (بے وقت خوف زدہ ہوکر نماز پڑھ رہے ہیں) حضرت عائشہؓ نے اشارہ سے آسمان کی طرف سر کیا۔ میں نے کہا کیا کوئی نشان ہے؟ انہوں نے سر کے اشارے سے کہا ہاں۔

۱۱۶۳۔ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ

(از اسمٰعیل از مالک از ہشام از والدش عروہ بن زبیر) اُمّ المومنین

[1] جو اس طرح گھبرائے ہوئے بے وقت نماز پڑھ رہے ہیں ۱۲ منہ

عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهَا قَالَتْ صَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ بَیْتِهٖ وَهُوَ شَاكٍ جَالِسًا وَّصَلّٰی وَرَآءَهٗ قَوْمٌ قِیَامًا فَاَشَارَ اِلَیْهِمْ اَنِ اجْلِسُوْا فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِیُؤْتَمَّ بِهٖ فَاِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوْا وَاِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوْا۔

حضرت عائشہ کہتی ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بحالتِ مرض گھر میں بیٹھ کر نماز پڑھی۔ آپ کے پیچھے لوگوں نے کھڑے ہو کر نماز شروع کر دی آپ نے اشارہ[1] سے فرمایا کہ بیٹھ جاؤ۔ جب فارغ ہوئے تو فرمایا امام اس لیے مقرر ہوا ہے، کہ اُس کی پیروی کی جائے۔ جب وہ رکوع کرے تم بھی رکوع کرو جب وہ سر اٹھائے تو سر اُٹھاؤ

کتاب الجنائز

جنازوں کا بیان

جنازہ (بالکسر) میت کی چارپائی جنازہ (بالفتح) میت کو کہتے ہیں۔ بعض نے برعکس کہا اطلاق دونوں پر آتا ہے من کان آخر کلامہ لا الٰہ الا اللہ یعنی دنیوی کلاموں سے اس کے بعد کوئی کلام نہ ہو خواہ جان دیر کے بعد نکلے صرف لا الٰہ الا اللہ ہے اور محمد رسول اللہ نہیں ہے بعض نے فرمایا کہ جزء فرما کر کل مراد لیا ہے یعنی لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ مگر درست یہ ہے کہ یہ کلمہ ایمان ہونے کی حیثیت سے مراد نہیں بلکہ ذکر ہونے کی حیثیت سے ہے اور ذکر صرف جزء اول کا نام ہے یعنی لا الٰہ الا اللہ نہ کہ ثانی (یعنی محمد رسول اللہ)

قولہ: اِن زنیٰ وَاِنْ سَرَقَ اس میں دو باتوں کی طرف اشارہ ہے زنا سے حقوق اللہ میں خلل آتا ہے اور سرق (چوری) سے حقوق العباد میں خلل آتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ حقوق اللہ اور حقوق العباد میں کوئی خلل ہو تب بھی جنت میں جائے گا

قولہ باتباع الجنائز لفظ اتباع احناف کے مسلک کا مؤید ہے یعنی پیچھے چلنا چاہیے۔

اجابۃ الداعی: الداعی میں الف لام عہد خارجی ہے۔ اس سے مراد دعوتِ شرعی ہے اس میں دو شرطیں ہیں: خلاف شرع نہ ہو مثلاً مال یتیم (مال حرام) دوسرے یہ کہ نیتِ تفاخر نہ ہو۔ آج کل کی دعوتیں اکثر شرعی نہیں ہیں

[1] یہیں سے باب کا مطلب نکلتا ہے ۱۲ منہ

کیونکہ آج کل کے لوگ شادیوں وغیرہ میں اکثر تفاخر کے لیے دعوت کرتے ہیں۔

قولہ تشمیت العاطس یہ بھی تب ہے جب کہ بار بار نہ ہو اور چھینکنے والا خود بھی حمد کرے اگر خود حمد نہ کرے اور بار بار چھینکے تو جواب دینا کوئی ضروری نہیں۔ جواب دینے کا لفظ یرحمك الله ہے

قولہ: حریر ریشم دیباج باریک ریشم

قولہ قسی جس کا تانا سوت وغیرہ کا ہو ریشمی نہ ہو اور بانا ریشمی ہو

قولہ وما ادری وانا رسول الله ما یفعل بی یہ استقبال امور دنیوی کے لحاظ سے ہے کہ شاید دنیا میں کیا ہو گا؟ حسنِ عاقبت کا نبی علیہ السلام کو یقین ہوتا ہے۔ ظاہر مطلب یہ ہے کہ اپنی موت کی خبر دے کہ فلاں وقت میں مروں گا مگر یہ معنی مراد نہیں۔

بنفسہ ایک کام بالواسطہ ہوتا ہے ایک بلا واسطہ۔ بنفسہ بالواسطہ کے مقابلہ میں ہے اس وقت معنی یہ ہوگا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بنفسہ بلاواسطہ آخری نمبر کے اہلِ میت یعنی صحابہ کو نجاشی کی موت کی خبر دی۔ یعنی نجاشی کا کنبہ تو یہاں نہیں تھا لیکن حضورؐ اور صحابہ کرام ایک لحاظ سے اہلِ میت ہیں انما المومنون اخوۃ کے مطابق

باب الکفن فی القمیص الذی یکف اولا یکف ومن کفن بغیر قمیص

کفن عند الجمہور مرد کے لیے تین کپڑے ہیں: چھوٹی چادر، بڑی چادر اور کفنی اس میں آستینیں اور سلائی نہیں یعنی صرف گلا ہوتا ہے۔ اسے سلائی نہ ہونے کی وجہ سے چادر بھی کہہ سکتے ہیں اور گلے کی وجہ سے قمیص بھی کہہ سکتے ہیں۔ امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ اشراف یعنی علماء کے لیے عمامہ بھی چاہیے اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کفن میں اختلاف ہے جمہور کا قول یہی ہے کہ تین تھے کما فی الباب کفن رسول الله صلی الله علیه وسلم فی ثلثة اثواب سحول کرسف لیس فیها قمیص و لا عمامه۔ امام مالک فرماتے ہیں کہ پانچ تھے تین تو یہی اور ایک کرتہ اور عمامہ۔ جمہور کی بھی یہی حدیث ہے اور امام مالکؒ کی بھی یہی۔ جمہور کا استدلال تو ظاہر ہے اور امام مالکؒ یوں استدلال کرتے ہیں کہ قمیص اور عمامہ ان تین میں نہ تھے بلکہ یہ دو ان سے جدا ہیں تو کل پانچ ہوئے ———— عند الفقہا کفن تین قسم ہے کفنِ سنت۔ کفن ضرورت۔ کفن کفایت۔ اول کفنِ سنت مرد کے لیے تین اور عورت کے لیے پانچ کپڑے۔ کفن کفایت مرد کے لیے دو اور عورت کے لیے تین کپڑے اور کفنِ ضرورت یہ ہے کہ جتنا میسر ہو جائے۔ اس میں کفنِ کفایت کا ذکر ہے کیف یکفن المحرم اس میں مختلف فیہ مسئلہ یہ ہے کہ اگر حالتِ احرام میں مر جائے تو اسے کفن انہی کپڑوں میں دیا جائے کہ سر کو ننگا رکھا جائے یا دوسرے اموات کی طرح حکم ہے؟ عند الاحناف احرام صفاتِ احیاء سے ہے تو بعد از موت احرام ختم ہو جاتا ہے لہٰذا اس کے ساتھ بھی دوسرے اموات کا معاملہ ہوگا اور جمہور کا مسلک یہ ہے

کہ محرم کو حالتِ احرام میں رکھا جائے دلیل ان کی یہ حدیث ہے کہ فقال النبی اغسلوہ بماء وسدر وکفنوہ فی ثوبین ولا تحنطو اولا تخمروا راسہ فان اللہ تعالی یبعثہ یوم القیامۃ ملبیًا او کما قال۔

جواب یہ ہے، کہ یہ فرمان نبوی اسی شخص کی خصوصیت ہے۔ اور خصوصیت کی دلیل یہ ہے کہ المحرم نہیں فرمایا بلکہ ضمیر کا لفظ فرمایا اور علم نحو میں مُبرہن ہو چکا ہے کہ ضمیر کا مرجع ذات قطع نظر از صفات ہوتا ہے۔ معلوم ہوا کہ یہ حکم صفتِ احرام کے ساتھ مخصوص نہیں

واقعہ عبداللہ بن اُبی

آنحضرتؐ نے عبداللہ بن اُبی کو قمیص اس لیے پہنائی، کہ جنگِ بدر میں اس کا کرتہ حضرت عباسؓ کو پہنایا گیا تھا۔ اب اس کا احسان ادا کر دیا۔ نیز تالیفِ قلوب یعنی دشمنوں کا دِل نرم کرنے کے لیے دیا تھا۔ نیز اس کے بیٹے کی دلداری مقصود تھی

باب الصلوٰۃ علی الشھید

یہ مسئلہ ائمہ میں مختلف فیہ ہے۔ امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ اگر کفار نے ابتداءً حملہ نہیں کیا بلکہ مسلمانوں نے ابتدا کی اس میں کوئی مسلمان شہید ہو۔ تو اس پر جنازہ پڑھا جائے اگر برعکس ہو تو اس پر جنازہ نہ پڑھا جائے۔ عندالامام احمد جنازہ مستحب ہے واجب نہیں۔ عندالامام شافعی جنازہ نہیں فرماتے ہیں کہ شہادت ہی کافی ہے اور کفارہ ہوگئی۔ عندالاحناف شہید و غیر شہید سب پر جنازہ پڑھا جائے یعنی فرضِ کفایہ ہے۔ اُن حضرات کا استدلال اسی حدیث سے ہے۔ یہ روایت احناف کے خلاف ہے، اصل میں یہ شہدائے احد کا قصہ ہے۔

جواب۔ شہدائے اُحد کے بارے میں روایات مختلف ہیں۔ ایک یہ ہے کہ لم یصل علیہم دوسری یہ کہ شہدائے احد کے دس دس شہدا حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کے سامنے رکھے گئے نو صحابہ اور تھے اور دسویں حضرت حمزہؓ تھے اس پر کئی بار جنازہ پڑھا گیا اور باقیوں پر ایک ایک مرتبہ پڑھا گیا یہ طحاوی وغیرہ میں موجود ہے تیسرے حضورؐ وفات سے قبل اس واقعے کے آٹھ سال بعد تشریف لے گئے اور شہدائے احد پر نماز پڑھی کصلوۃ المیت یہ روایت ابو داؤد وغیرہ میں ہے۔ علامہ عینی جواب دیتے ہیں کہ لم یصل علیھم ای علی الفود یعنی فوراً نہیں پڑھا گیا (بلکہ بعد میں پڑھا گیا)، مطلقاً نفی نہیں

علامہ طحاوی و زیلعی و ابنِ ہمام دس دس والی روایت کو پیشِ نظر رکھتے ہیں کہ حضورؐ نے اس کیفیت سے جنازہ پڑھا اور حضرت حمزہؓ پر متعدد مرتبہ جنازہ پڑھا تھا اس سے اثبات صلوٰۃ جنازہ ہوا اور لم یصل علیہم کی توجیہ بھی معلوم ہوگئی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مقصود حضرت حمزہؓ پر اصالتًہ تھا اور باقیوں پر تبعًا۔ لم یصل

علیہم کا معنی یہ ہے کہ لم یصل علیہم اصالۃً بل تبعاً رہی یہ روایت کہ ۸ سال کے بعد نماز جنازہ ادا کی گئی اس کی توجیہ یہ ہے کہ لوگوں کو اس سے مغالطہ ہوا حضور گھر سے نکل کر اُحد میں نہیں گئے بلکہ مسجد نبوی میں تشریف لے گئے اور خصوصیت سے شہدائے احد پر دعا کی اور روایت میں ہے کہ صلّی صلوٰۃً کصلوٰۃ المیت ۔ بعد میں ہے ثم صعد علی المنبر ۔ منبر میدانِ اُحد میں تو نہیں تھا یہ حضورؐ کا چونکہ آخری وقت تھا اس لیے وداع کے طور پر سب کے لیے خصوصیت سے شہدائے احد کے لیے دعا فرمائی

مسئلہ: شہدا کو اکٹھا دفن کیا گیا

صحابہ کرام کو کفن دفن میں تنگی کی وجہ سے جمع کیا گیا اور درمیان میں فصل ہونا ضروری ہے یہاں کپڑے یا گھاس کا فصل تھا معلوم ہوا ضرورت کی وجہ سے اکٹھا دفن کیا جا سکتا ہے

باب ھل یخرج المیت من القبر واللحد لعلۃٍ

امانت کر کے دفن کرنا پھر نکالنا یہ جائز نہیں نہ یہ کوئی مسئلہ ہے ۔ عند الضرورۃ الشرعیہ جائز ہے اس باب میں جس واقعہ کا ذکر ہے وہاں علتِ شرعیہ موجود تھی اس واسطے لاش کو نکالا گیا ۔

باب اذا اسلم الصبی فمات ھل یصلی علیہ الخ

صبی (بچے) کا اسلام معتبر ہے ، ارتداد معتبر نہیں ۔ عند الشافعیؒ اسلام بھی معتبر نہیں ۔

بیان سماعِ موتیٰ

سماعِ موتیٰ کے متعلق مسئلہ اور فیصلہ یہ ہے ، کہ نہ مطلقاً انکار ہے ، نہ مطلقاً اثبات ہے ۔ سماع فی الجملہ ثابت ہے یعنی جب اللہ تعالیٰ سُنانا چاہے سُناتا ہے ۔ جسے نہیں سُنانا چاہتا نہیں سُناتا

ان المیت یعذب ببکاء اھلہ

معلوم ہوا کہ میت معذب ہوتا ہے لیکن حضرت عائشہ اس کے مخالف ہیں اور فرماتی ہیں کہ لا تزر وازرۃ وزر اخری

اور لیس للانسان الا ماسعی وغیرہ آیتیں دال ہیں کہ کسی ایک کے اعمال سے کسی دوسرے کو عذاب نہیں ہوتا اور فرماتی ہیں کہ حضرت ابن عمرؓ نے حدیث کا مطلب نہیں سمجھا حضرت عائشہؓ حدیث کی دو تاویلیں کرتی ہیں: ایک یہ کہ آنحضرتؐ کا فرمان ایک خاص یہودیہ کے متعلق تھا جس کے اہل وعیال رو رہے تھے۔ آپؐ نے فرمایا کہ ان المیت ای ھذا المیت المعہود یعذب وھم یبکون علیہ تو اس حدیث کو خاص کر دیا ایک عورت کے ساتھ دوسرا جواب یہ ہے کہ اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ ان المیت یعذب بخطایاہ واھلہ یبکون علیہ یعنی میت، ایک بدکار اور لائق عذاب ہے اور وہ لائق حزن وغم نہیں اور نہ اس پر بکار لائق ہے تو لوگ اس قسم کی میت پر کیوں روتے ہیں؟ تو آپؐ نے یہ تعجباً فرمایا تھا حضرت عائشہ نے فرمایا کہ حدیث اس میت سے خاص ہے جو اپنے خطایا سے معذب ہے اور اس کے اہل اس پر روتے ہیں۔ ان مذکورہ دو تاویلوں کے علاوہ اور تاویلات بھی علمائے کرام نے بیان فرمائی ہیں کیونکہ حدیث شریف اور آیات میں بظاہر تعارض ہے، اس تعارض کو کیسے رفع کیا جائے؟ جوابات سے پہلے ایک تمہید سن لیجیے:

بکار تین قسم کا ہے: ایک بکار بالقلب دوسرا بکار باللسان، تیسرا بکار بالعین۔ بکار بالقلب کا معنی غم وحزن ہے بکار عین شدتِ غم کی وجہ سے آنکھوں سے آنسوؤں کا جاری ہونا۔ یہ دونوں شرعاً ممنوع نہیں کیونکہ جب جنابؐ کا صاحبزادہ ابراہیم علیہ السلام فوت ہوا تو آنجنابؐ کی چشمہائے مبارک سے آنسو جاری ہوگئے۔ صحابہ نے عرض کیا کہ آپ بکار فرماتے ہیں؟ تو اس وقت آپ نے فرمایا کہ ان اللہ لا یواخذ بوجع القلب ولا بدمع العین انما یوخذ علی ھذا (لسان) لیکن قسم ثالث جو بکاء باللسان اور نوحہ کرنا ہے وہ اس حدیث کی رو سے حرام ہے۔

دوسری روایت میں فرمایا گیا ہے کہ لیس منا من خرق الثیاب وسلق ای صاح باللسان وصخب وحلق (الشعر) یہی قسم ثالث ممنوع وحرام ہے

اب جوابات سنیے:

(۱) امام بخاری نے تعارض یوں رفع کیا ہے کہ المیت سے مراد وہ میت ہے جس نے بکار باللسان کی سنت جاری کی تھی تو اب جب اس کے اہل اس کی سنت پر عمل کریں گے تو سنتِ سیئہ کا عذاب عامل اور اس سنت کے جاری کرنے والے دونوں کو برابر ہوتا ہے۔ اب میت کو تسنین بکار کی وجہ سے بکار اہل سے عذاب ہوگا

(۲) بعض نے کہا ہے کہ میتِ معذب سے مراد وہ میت ہے جو وصیت کر جائے کہ میرے بعد مجھ پر رونا اور عرب کی عادت تھی کہ وہ وصیت بکار کر جاتے تھے اور وہ اس بکار کو فخر سمجھتے تھے چنانچہ بکاء اھلہ سے مراد وقت بکاء اھلہ ہے

(۳) المیت سے مراد وہ میت ہے جو رونے پر راضی ہے، اگرچہ وصیت نہیں کی اور نہ تسنین بکار کی لیکن اپنی زندگی میں رونے والوں کو منع نہ کرتا تھا، بلکہ اس بکار باللسان پر راضی ہوتا تھا۔ اب اس میت کو بکاء اہل کے وقت عذاب ہوگا

کیونکہ وہ اس فعل شنیع پر راضی رہا اور نہی عن المنکر نہ کی تو اس کے اپنے ہی گناہ کی وجہ سے اُسے عذاب ہے، دوسرے کا وزر (بوجھ) نہیں اُٹھا رہا

(۴) بعض نے جواب دیا ہے، کہ لا تزر کا معنی ہے آخرت اور قیامت میں کوئی کسی کے وزر اور عذاب نہ اٹھائے گا۔ اس حدیث میں عذاب سے مراد مصیبتِ قبر اور عذابِ قبر ہے کہ بکاء اہل کی وجہ سے میت پر زیادہ مصیبت ہوتی ہے لا تزر کے یہ مخالف نہیں۔

(۵) بعض نے کہا کہ یعذب ببکاء اھلہ کا معنی نفس عذاب نہیں کیونکہ وہ اپنے اعمال سے ہوتا ہے لیکن جس طرح جنت کے نعیم اور مغفرت میں بعد والوں کے صدقہ وغیرہ سے زیادتی ہوتی ہے اس طرح اس جگہ یعذب کا معنی بھی یزداد عذابہ بسبب بکاء اھلہ یہ زیادتی عذاب بکاء اھلہ کی وجہ سے ہوسکتا ہے اور وہ ہو رہی ہے۔

حضرت عائشہ نے تیسری تاویل کی ہے کہ ان المیت الخ میں میت سے مراد میت کافر ہے اور کافر لا تزر الخ میں سے خاص یعنی علیٰحدہ ہے وہ اپنے اہل کے اس عمل بد کی وجہ سے بھی معذب ہوگا۔

(۶) نیز یہ توجیہ بھی کی گئی ہے کہ یعذب ببکاء اھلہ کا معنی بما یبکی علیہ اھلہ کہ اہلِ میت کے حالات ذکر کرکے روتے ہیں اور وہ ان حالات پر عذاب دیا جاتا ہے مثلاً وہ کہتے تھے کہ تو ایسا شجاع تھا ایسا سخی تھا ایسا حاکم تھا تو اُس کی شجاعت ظالمانہ اور سخاوت مسرفانہ اور حکومت جابرانہ وظالمانہ تھی۔ اس پر عذاب ہو رہا تھا

(۷) نیز کہا گیا ہے کہ اس عذاب سے مراد عتابِ ملائکہ وملامتِ ملائکہ ہے، کہ جب اہلِ میت میت کو روتے ہیں اور صفتیں بیان کرتے ہیں تو فرشتے میت کو زجر کرکے کہتے ہیں کہ تو واقعی ان صفتوں سے موصوف تھا جیسے کہ عبداللہ بن رواحہ کی بہن ان کی غشی کے وقت کہنے لگی واجبلاہ واراساہ واسیداہ اس پر ملائکہ نے ان کو کہا کہ تو ان کا راس وجبل وسید تھا؟ تو جب غشی سے افاقہ ہوا تو فرمایا کہ تو ایسا کیوں کہتی تھی؟ واللہ اعلم۔

اب یہاں غور کرنا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں واتقوا فتنة لا تصیبن الذین ظلموا منکم خاصة الآیہ سے معلوم ہوتا ہے کہ عذاب دوسرے کے عمل پر بھی ہو جاتا ہے اور دوسری جگہ فرمایا یایھا الذین امنوا علیکم لا یضرکم من ضل اذا اھتدیتم الآیہ حضرت صدیقؓ فرماتے ہیں کہ تم لوگ یہ آیت پڑھتے ہو لیکن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُن چکا ہوں کہ فرمایا اللہ تعالیٰ تمہیں عذاب دے گا اگر تم امر بالمعروف نہ کروگے اسی طرح حدیث شریف میں ہے آپؐ نے فرمایا ایک لشکر مکہ معظمہ پر چڑھائی کرے تو سب خسف فی الارض کر دیے جائیں گے تو جناب کی خدمت میں ایک زوجہ مکرمہ عرض کرتی ہیں، کہ بعض مُکرَہ ہیں اور بعض کسی دوسرے کام کے لیے جا رہے ہوں گے انہیں کیوں عذاب خسف ہوگا؟ تو فرمایا اس وقت سب پر عذاب ہوگا لیکن قیامت میں نیات پر مبعوث ہوں گے۔ ان روایات وآیات سے معلوم ہوتا ہے کہ دنیا کا عذاب دوسرے کے عمل سے ہوسکتا ہے پس لا تزر الخ کا معنی قیامت کے متعلق ہے تو یہ ان المیت یعذب ببکاء

اهله الخ قیامت کے متعلق نہیں بلکہ عالم برزخ کے متعلق ہے اور لا تنزر الخ قیامت کے متعلق ہے تو تعارض ہی نہیں
اور آیات و روایات سے ثابت ہے کہ دنیا کے اندر ایک کے عمل سے دوسرے پر مصیبت آجاتی ہے اور عالم برزخ
بھی من وجہ دنیا کی طرح ہے اور آخرت نہیں ہے اس لیے لا تنزر الخ کا معنی عالم برزخ سے تعلق نہیں رکھتا پس حضرت
عمرؓ اور حضرت ابن عمرؓ کا قول اصح وارجح ہے

مسئلہ: المشی امام الجنازۃ او خلفها

یہ اختلافی مسئلہ ہے لیکن اختلاف جواز میں نہیں بلکہ افضلیت میں ہے تینوں ائمہ کرام نے فرمایا ہے، کہ جنازے
کے آگے چلنا افضل ہے۔ لیکن امام اعظمؒ فرماتے ہیں کہ جنازہ اٹھانے والے تمام اطراف پر چل سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ
جنازے کے ساتھ چلنے والے جنازے کے پیچھے چلیں، یہی افضل ہے۔ امام شافعی وغیرہ دیگر ائمہ کرام نے حضرت ابن عمرؓ
کے قول سے استدلال کیا ہے رأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم الخ
یہ روایت دلالت کرتی ہے، کہ آنحضرتؐ اور صحابہ کرام جنازے کے آگے آگے چلے اور چونکہ عقل بھی اس بات کی تائید
کرتی ہے، کہ جنازے کے ساتھ چلنے والے مسلمان چونکہ بحیثیت سفارشی کے چلتے ہیں جو میت کے لیے شفاعت کر رہے
ہوتے ہیں اور سفارشی آگے چلتے ہیں مجرم پیچھے چلتا ہے
امام اعظمؒ فرماتے ہیں، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حقوق مسلم کے ضمن میں فرمایا ہے منها اتباع الجنازۃ
اور حدیث صحیح ہے نیز آپ نے یہ بھی فرمایا ہے من اتبع جنازۃ حتی یصلی فله قیراط ومن اتبعها حتی یدفن فله
قیراطان اور "اتباع" کا مطلب "پیچھے چلنا" ہوتا ہے۔ آگے چلنا نہیں ہوتا۔ لہٰذا پیچھے چلنا ثابت ہوا اور تم جو یہ کہتے
ہو کہ مسلمان سفارشی ہوتے ہیں اور میت مجرم ہوتا ہے تو یہ بھی صحیح نہیں کیونکہ میت اگر مجرم ہوتا تو نماز جنازہ میں آگے
نہ رکھا جاتا حالانکہ شفاعت اور سفارش کا وہی وقت ہوتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جب تک آدمی زندہ ہوتا ہے۔
خوف غالب ہوتا ہے۔ موت کے بعد مناسب ہے کہ امید غالب ہو، تو میت صالح اور تحفہ عظیم کی شکل میں ہم اللہ کے
سامنے پیش کر رہے ہوتے ہیں اور ہم نیک گمان رکھتے ہیں برا گمان نہیں رکھتے۔ ورنہ اس کی تعظیم اور اسے غسل دینے
کا کیا معنی ہے یہ تمام باتیں دلالت کرتی ہیں کہ موت تحفہ ہے۔ اور اس کے بعد میت بطور تحفہ پیش کیا جا رہا ہے اور
تحفہ و ہدیہ آگے رکھا جاتا ہے اور اسی واسطے صیغہ غائب کے ساتھ تعظیماً اس کے لیے دعا کی جاتی ہے اگر وہ مجرم
ہوتا تو اس کا نام بولا جاتا
جو روایت یہ ثابت کر رہی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جنازے کے آگے چلے تو وہ یا تو اس وقت کی بات ہے
جب تک آنحضرتؐ کو اس کے متعلق معلوم نہ ہوا یا اس واسطے کہ لوگوں کی بھیڑ کی وجہ سے آپ آگے چلے۔ چنانچہ بعض صحابہ

سے جب سوال کیا گیا تو انہوں نے یہی جواب دیا کہ ایسا بھیڑ کی وجہ سے تھا۔ امام اعظمؒ بھی یہی فرماتے ہیں، کہ مصلحت کی بنا پر آگے چلنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ ترمذی شریف میں آیا ہے اذکروا محاسن موتا کم الخ کہا گیا ہے کہ یہ صرف نیکوں کے لیے مخصوص ہے اور جب لوگوں کو اس کے ضرر اور نقصانات سے بچانے کا خیال ہو، بُروں کی بُرائی بیان کی جا سکتی ہے۔

نیز اس کا مطلب یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ جب عام مسلمانوں کی غیبت درست نہیں تو موت کے وقت بدرجہ اولیٰ ان کی غیبت کرنا ممنوع ہونا چاہیے البتہ وہ صورت مستثنیٰ ہے جب کسی بدکار مردے کی برائی بیان نہ کرنے سے لوگوں کو ضرر پہنچنے کا خطرہ ہو۔

مسئلہ تکبیر علی الجنازہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جنازہ کی تکبیریں تین سے پانچ تک منقول ہیں لیکن تمام روایات سے چار تکبیروں والی روایت زیادہ قوی ہے اور آخری وقت کی روایت ہے۔ نیز چار تکبیریں چار رکعتوں کے قائم مقام ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نجاشی کا جنازہ (غائبانہ) چار تکبیروں ہی سے پڑھا تھا اور اس عمل پر سب ائمہ کا اتفاق ہے

ایک قول یہ بھی ہے کہ چار تکبیروں سے زیادہ پر عمل نہ کرنا چاہیے۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ پانچ تکبیروں تک عمل درست ہے اس سے زیادہ تکبیروں پر عمل نہ کرنا چاہیے۔ امام احمدؒ اور اسحاقؒ نے پانچ تکبیروں کو جائز قرار دیا ہے اور موطا امام مالکؒ میں حضرت ابن عمرؓ کا یہی معمول منقول ہے

امام ابوحنیفہ کے ہاں نماز جنازہ میں قراءت نہیں البتہ بطور ثنا کے پہلی تکبیر میں پڑھ سکتے ہیں۔ امام شافعی اور امام احمد کے ہاں پہلی تکبیر کے ساتھ سورہ فاتحہ پڑھنی چاہیے

مسئلہ الجنازۃ فی المسجد

امام شافعیؒ وغیرہ فرماتے ہیں کہ مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا جائز ہے جب کہ امام ابوحنیفہ اور امام مالک کے نزدیک ہے مسجد میں نہ پڑھنا چاہیے

امام شافعی حضرت عائشہؓ کی حدیث سے دلیل لیتے ہیں کان صلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی سھیل فی المسجد لیکن امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں کہ اگر یہ عمل عام ہوتا تو صحابہ کرام اس عمل کو اجنبی نہ سمجھتے حالانکہ آنحضرتؐ نے نماز جنازہ کے لیے ایک مخصوص جگہ مقرر فرمائی تھی۔ اور سہیل کا جنازہ مسجد میں پڑھا گیا تو اس کا جواب یہ ہے کہ بارش کی وجہ سے معذوری تھی یا چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف میں تھے یا آپ نے جواز ثابت کرنا تھا کہ مسجد

میں بھی اجازت ہے ۔ اس صورت میں کوئی تعارض نہیں رہتا

ہمارے بعض فقہاء یہ بھی کہتے ہیں کہ مسجد میں جنازہ پڑھنے کی کراہت کی وجہ یہ ہے کہ مسجدوں کی غرض و غایت یہ نہیں کہ وہاں جنازے پڑھے جائیں ۔ اسی لیے وہاں جنازہ پڑھنا مکروہ ہے

بعض فقہاء یہ کہتے ہیں کہ آلائش کے اندیشہ سے مکروہ ہے اگر یہ اندیشہ نہ ہو تو جائز ہے چنانچہ حرمین میں اسی لیے مسجد میں نماز جنازہ پڑھنے کا معمول ہے

این یقوم الامام من الرجل والمرءۃ

امام صاحبؒ فرماتے ہیں مرد و عورت کے جنازہ میں کوئی فرق نہیں ۔ امام ہر جنازے کے سینے کے سامنے کھڑا ہو

امام شافعی کہتے ہیں کہ عورت کے جنازے میں امام چارپائی کے درمیانی حصے کے سامنے کھڑا ہو اور مرد کے جنازے میں سر کے سامنے کھڑا ہو ۔ امام شافعی آنحضرتؐ کے فعل مبارک سے دلیل لیتے ہیں

احناف کی جانب سے یہ جواب ہے کہ یہ طریقہ میت کے لیے خاص چارپائی اور خاص طریقہ سے پردہ دارانہ لاش رکھنے سے پہلے کا فعل تھا جب میت کے لیے یہ اہتمام رائج ہوا کہ اسے چاروں طرف سے ایک قبہ کی شکل میں مستور کیا جاتا ہے تو اب وہ غایت نہیں رہی کہ لوگوں سے پردہ کرنے کی ضرورت ہو ۔ اب تو اس کے پردے کا انتظام ہوتا ہے لہٰذا اب ہر میت مرد و عورت کے سینے کے سامنے کھڑا ہونا چاہیے کیونکہ سینہ مقام ایمان ہے ۔ اس لیے سینے کے سامنے کھڑا ہونا بہتر ہے وسط سر پر میں وسط کا سین ساکن ہے اور سینہ بھی وسط ہے کیونکہ ہاتھ اور سر ایک طرف ہوتا ہے اور پیٹ اور پاؤں دوسری طرف تو باعتبار اعضا کے سینہ ہی وسط شمار ہوگا

الصلوٰۃ علی الشہید

امام صاحبؒ فرماتے ہیں کہ شہید پر نماز جنازہ پڑھی جائے دوسرے ائمہ فرماتے ہیں کہ نہ پڑھنی چاہیے ان کا استدلال یہ ہے کہ نماز جنازہ دعا اور استغفار ہے اور شہید کو اس کی ضرورت نہیں ۔ نیز آنحضرتؐ نے اُحد کے شہدا پر نماز جنازہ نہیں پڑھی ۔ حضرت جابر بن عبداللہ سے یہی مروی ہے ۔

حنفیہ کی جانب سے یہ جواب ہے ، کہ حضرت جابر اس دن انتہائی قلق ، غم و پریشانی میں مبتلا تھے ان کے والد سخت زخمی ہوئے اور سخت زخموں کی وجہ سے شہید ہوئے ۔ لاش پہچانی نہ جاتی تھی صرف ایک ہی شخص نے ان کو پہچانا وہ حضرت جابر کی پھوپھی ہیں یا دادی ہیں انہوں نے بھی ایک خال کے نشان سے پہچانا ۔ حضرت جابر اپنے والد کی لاش لے کر مدینہ واپس چلے گئے پھر بعد میں آئے وہ ان امور میں مشغول رہے ۔ آنحضرت اس اثنا میں شہدائے احد کا جنازہ پڑھا چکے تھے

شہدائے اُحد پر نماز جنازہ پڑھنے کی روایت کو ابو داؤد اور حاکم وغیرہ نے اخراج کیا ہے۔ حضرت حمزہؓ پر سات مرتبہ نمازِ جنازہ پڑھی گئی۔ یہاں سے بصراحت معلوم ہوا کہ شہدائے احد پر نمازِ جنازہ پڑھی گئی

حضرت جابرؓ اور حضرت انسؓ کی روایتیں نفی پر دلالت کرتی ہیں ان کے علاوہ باقی راویوں کی روایتیں اثبات پر دلالت کرتی ہیں اور ترجیح مثبت کو ہوتی ہے نافی کو نہیں ہوتی۔ نسائی میں صریح روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شہدائے صحابہ پر نماز پڑھی کہ ایک اعرابی شہید ہوا۔ اسے آپ نے جُبّے میں کفنایا اور نمازِ جنازہ پڑھی۔ آنحضرتؐ آخر عمر میں اُحد کی جانب تشریف لے گئے تو ان پر نماز جنازہ پڑھی۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ شہدائے اُحد پر نماز جنازہ پڑھی گئی

یہ جو تاویل کرتے ہیں کہ نمازِ جنازہ نہیں تھی، دعا تھی، تو اس کا رد لفظ صلوٰۃ سے ہوتا ہے صلوٰۃ علی المیت اور یہ آخری فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور اسی سے دلیل لینی چاہیے۔

ہاں شہدا کا گناہوں سے پاک ہونے کا مطلب یہ نہیں کہ نمازِ جنازہ نہ ہونی چاہیے ورنہ بچوں اور انبیاء کے لیے بھی نماز نہ پڑھی جاتی تو شہید بھی نماز جنازہ کے معاملہ میں دوسرے میّتوں کی طرح ہے اگرچہ بعض معاملہ میں امتیاز ہے

قیام للجنازۃ

وجوباً نہیں استحساناً ہے۔ اور ترک قیام بیان جواز کے لیے ہے یہی مسلکِ جمہور ہے کہ قیام جنازہ کے ساتھ چلنے والوں کے علاوہ مستحب ہے واجب نہیں۔ اگر قیام کا سبب تعظیم ملائکہ ہے یا موت کا غم ہے تو اس میں میّت کافر و مسلم برابر ہیں، اگر سبب قیام تعظیم میّت ہے تو پھر قیام درست نہیں۔ ہاں جنازے کے ساتھ چلنے والوں کے لیے جنازہ زمین پر رکھنے سے پہلے بیٹھنا درست نہیں

اللحد لنا: لحد اہلِ مدینہ کے لیے ہے۔ شق غیر مدنی لوگوں کے لیے مثلاً اہلِ مکہ کے لیے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اللحد لنا سے مراد لحد معشر الانبیاء کے لیے ہے۔ یہ بھی مطلب ہے کہ اُمتِ محمدیہ کے لیے ہے اور شق امم سابقہ کے لیے ہے اور یہ حکم وجوبی نہیں بلکہ اَولیٰ ہے

صلوٰۃ علی القبر

امام صاحبؒ کے ہاں قبر پر جنازہ مکروہ ہے۔ اگر متوفی نماز جنازہ پڑھ چکا ہے اگر متوفی نے نہ پڑھی ہو تو تین دن تک جائز ہے یعنی جب تک لاش میں نفخ نہ پھیلا ہوا ہو۔ حدیث میں جو ہے اس کا جواب یہ ہے کہ وہ لاش خراب نہ ہوئی تھی اور یہ بذریعہ وحی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا تھا، دوسرا جواب یہ ہے کہ آنحضرتؐ کی خصوصیت ہے

واقعہ الصلوٰۃ علی النجاشی

غائبانہ نماز جنازہ میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ مطلقاً جائز ہے۔ خواہ وہ جانب قبلہ ہو یا نہ ہو بعض ظواہر کا یہی مذہب ہے

امام شافعی اور ان کے متبعین فرماتے ہیں کہ غائبانہ نماز جنازہ جائز ہے

امام صاحبؒ فرماتے ہیں غائب پر مطلق جائز نہیں (نماز جنازہ) کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کے کسی فرد پر نماز جنازہ غائبانہ نہیں پڑھی۔ کیونکہ بہت سے صحابہ غزووں میں شہید ہوئے اور دنیا کے کئی علاقوں میں شہید ہوئے۔ آپؐ نے اور صحابہ نے کسی نے بھی غائب پر نماز جنازہ نہیں پڑھی

یہ نجاشی والا واقعہ اس میں حضورؐ کی خصوصیت ہے اس سے استدلال صحیح نہیں

حدیث باب کا جواب یہ ہے کہ لاش بحکم الٰہی سامنے لائی گئی اور میت کا سامنے ہونا امام کے لیے شرط ہے مقتدیوں کے لیے نہیں۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

بَابُ ۷۸۵ مَا جَآءَ فِي الْجَنَائِزِ وَمَنْ كَانَ اٰخِرُ كَلَامِهٖ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

قِيْلَ لِوَهْبِ ابْنِ مُنَبِّهٍ اَلَيْسَ مِفْتَاحُ الْجَنَّةِ قَالَ بَلٰى وَلٰكِنْ لَيْسَ مِفْتَاحٌ اِلَّا لَهٗ اَسْنَانٌ فَاِنْ جِئْتَ بِمِفْتَاحٍ لَهٗ اَسْنَانٌ فُتِحَ لَكَ وَاِلَّا لَمْ يُفْتَحْ لَكَ

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا

باب۔ جنازوں کے متعلق احادیث کا بیان۔ اور جس شخص کا آخری کلام لا الٰہ الا اللہ ہو اس کا بیان

وہب بن مُنَبِّہ سے کہا گیا کیا لا الٰہ الا اللہ جنت کی چابی نہیں ہے؟ فرمایا کیوں نہیں! لیکن ہر چابی کے دندانے ہوتے ہیں اگر دندانوں والی چابی ہوگی تو تالا کھلے گا ورنہ نہیں [۱]

۱۱۶۴۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا مَهْدِيُّ بْنُ مَيْمُوْنٍ قَالَ حَدَّثَنَا وَاصِلُ الْاَحْدَبُ عَنِ الْمَعْرُوْرِ بْنِ سُوَيْدٍ عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ

(از موسیٰ بن اسمٰعیل از مہدی بن میمون از واصل احدب از معرور بن سوید) ابوذر کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خواب میں اللہ کی طرف سے ایک فرشتہ میرے پاس آیا۔ مجھے خبر دی یا فرمایا کہ

---

[۱] اس کو امام بخاری نے تاریخ میں اور ابو نعیم نے حلیہ میں وصل کیا۔ دندان سے مراد اعمال صالحہ ہیں وہب ابن منبہ کا مطلب یہ ہے کہ خالی کلمہ شہادت سے بہشت کا دروازہ فوراً نہ کھلے گا جیسے بے دندان والی کنجی سے فوراً قفل نہیں کھلتا البتہ سخت محنت اور مشقت کے بعد شاید کھل جائے ایسے ہی اگر اعمال صالحہ نہ ہوں تو اللہ کو اختیار ہے چاہے اسے بخش دے اور فوراً بہشت میں لے جائے چاہے عذاب کرے اور عذاب کے بعد پھر بہشت میں لے جائے لا الٰہ الا اللہ سے پورا کلمہ شہادت مراد ہے یعنی لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ اللّٰھم اجعل آخر کلامنا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ۱۲ منہ

قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتَانِيْ اٰتٍ مِّنْ رَّبِّيْ فَاَخْبَرَنِيْ اَوْ قَالَ بَشَّرَنِيْ اَنَّهٗ مَنْ مَّاتَ مِنْ اُمَّتِيْ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ فَقُلْتُ وَاِنْ زَنٰى وَاِنْ سَرَقَ قَالَ وَاِنْ زَنٰى وَاِنْ سَرَقَ

خوشخبری دی کہ میری امت میں جو مشرک ہو کر نہ مرے وہ داخل جنت ہو گا۔ میں نے عرض کیا گو وہ زانی ہو یا چور ہو؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ گو وہ زنا کرے یا چوری کرے[1]

۱۱۶۵۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِيْ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنَا شَقِيْقٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ مَّاتَ يُشْرِكُ بِاللّٰهِ دَخَلَ النَّارَ وَقُلْتُ اَنَا مَنْ مَّاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ۔

(از عمر بن حفص از حفص از اعمش از شقیق) عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مشرک ہو کر مرے گا، وہ داخلِ دوزخ ہو گا اور میں یہ کہتا ہوں، کہ جو مشرک ہو کر نہ مرے وہ داخلِ جنت ہو گا۔[2]

بابٌ ۴۸۶ الْاَمْرِ بِاتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ

باب ۔ جنازے میں شریک ہونے کا حکم ۔

۱۱۶۶۔ حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْاَشْعَثِ قَالَ سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ ابْنَ سُوَيْدِ ابْنِ مُقَرِّنٍ عَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ اَمَرَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَبْعٍ وَنَهَانَا عَنْ سَبْعٍ اَمَرَنَا بِاتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ وَعِيَادَةِ الْمَرِيْضِ وَاِجَابَةِ الدَّاعِيْ وَنَصْرِ الْمَظْلُوْمِ وَاِبْرَارِ الْقَسَمِ وَرَدِّ السَّلَامِ وَتَشْمِيْتِ الْعَاطِسِ

(از ابوالولید از شعبہ از اشعث از معاویہ بن سوید بن مقرن) حضرت براءؓ بن عازب کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو حکم فرمایا سات باتوں کا۔ اور سات باتوں سے منع کیا۔ ہمیں[1] حکم دیا جنازوں کے ساتھ جانے کا، مریض[2] کی عیادت کا، دعوت قبول کرنے کا، مظلوم[4] کی مدد کرنے کا، قسم[3] پورا کرنے کا، سلام کا جواب دینے کا، چھینکنے والے کے لیے دعا کرنے کا۔ اور منع کیا چاندی کے برتن سے، سونے[2] کی انگوٹھی سے، خالص[3] ریشمی

---

[1] مطلب یہ ہے کہ جو شخص توحید پر مرے وہ ہمیشہ دوزخ میں نہیں رہنے کا ایک نہ ایک دن ضرور اس کو بہشت ملے گی گو وہ ایسے گناہوں میں گرفتار ہو جو حق اللہ ہیں جیسے زنا یا حق العباد جیسے چوری اور یہ ان حدیثوں کے خلاف نہیں ہے جن میں یہ مذکور ہے کہ حقوق العباد ساقط نہیں ہو سکتے کیونکہ جن ایسے گنہگاروں کو اللہ تعالیٰ بہشت میں داخل کرنا چاہے گا ان کے حقوق حقداروں کو خوش کر کے بخشوائے گا ۱۲ منہ [2] مسلم کی روایت میں اس کا الٹا ہے یعنی آنحضرت صلعم نے تو یہ فرمایا کہ جو شخص مر جائے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتا ہو وہ بہشت میں جائے گا اور میں یہ کہتا ہوں کہ جو شخص مر جائے اور وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرتا ہو تو وہ دوزخ میں جائے گا نووی نے کہا ابن مسعودؓ نے دونوں باتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنی ہیں مگر کبھی ایک یاد آئی اسی کا یقین ہوا تو اس کو بیان کیا دوسرے وقت دوسری یاد آئی تو اس کو بیان کیا۔ امام بخاری نے یہ حدیث لا کر اس طرف اشارہ کیا کہ اگلی حدیث میں جو فرمایا جس کا آخری کلام لا الٰہ الا اللہ ہو اس سے آخری کلام حکماً یا لفظاً مراد ہے یعنی ضرور نہیں کہ خواہ مخواہ مرتے وقت زبان سے کلمہ کہے بلکہ توحید کے اعتقاد پر مرے اور وہب کا قول لا کر مرجیہ کا رد کیا جو نرے ایمان کو کافی جانتے ہیں اعمالِ صالحہ کی ضرورت نہیں سمجھتے ۱۲ منہ [3] یعنی جب گناہ اور خلافِ شرع کام کی قسم نہ کھائے ورنہ اس کو توڑ ڈالنا اور کفارہ دینا ضرور ہے ۱۲ منہ

وَنَهَانَا عَنْ آنِيَةِ الْفِضَّةِ وَخَاتَمِ الذَّهَبِ وَالْحَرِيرِ وَالدِّيبَاجِ وَالْقَسِّيِّ وَالْإِسْتَبْرَقِ

کپڑے، دیبا[1]، قسی[1]، اور استبرق[1] سے[1]

۱۱۶۷ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو ابْنُ أَبِي سَلَمَةَ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ حَقُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ خَمْسٌ رَدُّ السَّلَامِ وَعِيَادَةُ الْمَرِيضِ وَاتِّبَاعُ الْجَنَائِزِ وَإِجَابَةُ الدَّعْوَةِ وَتَشْمِيتُ الْعَاطِسِ وَتَابَعَهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ وَرَوَاهُ سَلَامَةُ عَنْ عُقَيْلٍ

(از محمد از عمرو بن ابی سلمہ از اوزاعی از ابن شہاب از سعید بن مسیب) حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں مَیں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپؐ فرماتے تھے مسلمان کے حقوق دوسرے مسلمان پر پانچ ہیں: سلام[1] کا جواب دینا، مریض[2] کی عیادت، جنازے[3] کے ساتھ چلنا، دعوت[4] قبول کرنا، چھینک[5] کا جواب دینا[2]

عمرو بن ابی سلمہ کے ساتھ یہ حدیث عبدالرزاق نے بھی روایت کی اور کہا کہ ہمیں معمر نے بتایا اسے سلامہ بن روح نے اور اسے عقیل نے روایت بیان کی (انہوں نے زہری سے سُنا)

بَابُ ۷۸۷ الدُّخُولِ عَلَى الْمَيِّتِ بَعْدَ الْمَوْتِ إِذَا أُدْرِجَ فِي أَكْفَانِهِ

باب - جب میت کفن میں لپیٹ دیا جائے، اُسے دیکھنا

۱۱۶۸ - حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ وَيُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهُ قَالَتْ أَقْبَلَ أَبُو بَكْرٍ عَلَى فَرَسِهِ مِنْ مَسْكَنِهِ بِالسُّنْحِ حَتَّى نَزَلَ فَدَخَلَ الْمَسْجِدَ فَلَمْ يُكَلِّمِ النَّاسَ حَتَّى دَخَلَ عَلَى عَائِشَةَ فَتَيَمَّمَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُسَجًّى بِبُرْدِ حِبَرَةٍ فَكَشَفَ عَنْ وَجْهِهِ ثُمَّ أَكَبَّ عَلَيْهِ فَقَبَّلَهُ ثُمَّ بَكَى فَقَالَ بِأَبِي أَنْتَ يَا نَبِيَّ اللَّهِ لَا يَجْمَعُ اللَّهُ عَلَيْكَ مَوْتَتَيْنِ أَمَّا

(از بشر بن محمد از عبداللہ از معمر و یونس از زہری از ابوسلمہ) ام المؤمنین حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ اپنے مکان سے جو سُنح میں واقع تھا، گھوڑے پر سوار ہو کر آئے (جب[3] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا) حضرت ابوبکرؓ گھوڑے سے اُترے مسجد میں داخل ہوئے کسی سے کلام نہ کیا۔ پھر حضرت عائشہؓ کے حجرے میں گئے وہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنے لگے۔ آپؐ اُس وقت ایک لکیر دار چادر سے ڈھانپے ہوئے تھے۔ حضرت ابوبکرؓ نے رُخ انور سے کپڑا ہٹا کر زیارت کی اور جھک کر آپ کا بوسہ[4] لیا۔ پھر رونے لگے: یا نبی اللہ! میرے باپ آپ پر قربان ہوں آپ کو اللہ تعالیٰ دو موتیں نہیں دیں گے۔ جو موت اللہ تعالیٰ نے

---

[1] دیبا اور قسی اور استبرق یہ بھی ریشمی کپڑوں کی قسمیں ہیں کہتے ہیں قسی کپڑے شام یا مصر سے بن کر آتے اور استبرق موٹا ریشمی کپڑا یہ سب چھ چیزیں ہوئیں ساتویں چیز کا بیان اس روایت میں چھُٹ گیا ہے وہ ریشمی چارجاموں پر سوار ہونا یا ریشمی گدیوں پر جو زین کے اُوپر رکھی جاتی ہیں ۱۲ منہ [2] چھینکنے والا الحمدللہ کہے تو یہ کہے یرحمک اللہ ۱۲ منہ [3] سُنح مدینہ کے باہر بنی حارث بن خزرج کے مکانات کو کہتے تھے ۱۲ منہ [4] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی عثمان بن مظعون کے ساتھ جب وہ مرگئے تھے ایسا ہی کیا تھا ابوبکرؓ نے بھی اسی سنت کی پیروی کی ۱۲ منہ

الْمَوْتَةُ الَّتِیْ کُتِبَ اللّٰہُ عَلَیْکَ فَقَدْ مُتَّہَا قَالَ اَبُوْ سَلَمَۃَ فَاَخْبَرَنِیْ ابْنُ عَبَّاسٍ اَنَّ اَبَا بَکْرٍ خَرَجَ وَعُمَرُ یُکَلِّمُ النَّاسَ فَقَالَ اجْلِسْ فَاَبٰی فَقَالَ اجْلِسْ فَاَبٰی فَتَشَھَّدَ اَبُوْبَکْرٍ فَمَالَ اِلَیْہِ النَّاسُ وَتَرَکُوْا عُمَرَ فَقَالَ اَمَّا بَعْدُ فَمَنْ کَانَ مِنْکُمْ یَعْبُدُ مُحَمَّدًا فَاِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ مَاتَ وَمَنْ کَانَ یَعْبُدُ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ فَاِنَّ اللّٰہَ حَیٌّ لَا یَمُوْتُ قَالَ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِہِ الرُّسُلُ اِلَی الشّٰکِرِیْنَ وَاللّٰہِ لَکَاَنَّ النَّاسَ لَمْ یَکُوْنُوْا یَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللّٰہَ اَنْزَلَ حَتّٰی تَلَاھَا اَبُوْبَکْرٍ فَتَلَقَّاھَا مِنْہُ النَّاسُ فَمَا یُسْمَعُ بَشَرٌ اِلَّا یَتْلُوْھَا۔

آپ کے لیے لکھی تھی وہ واقع ہو چکی[1]

ابوسلمہ کہتے ہیں ابن عباسؓ نے مجھے بتایا کہ حضرت ابو بکرؓ (اس کے بعد حجرے سے) نکلے اور حضرت عمرؓ لوگوں سے باتیں کر رہے[2] تھے۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا: آپ بیٹھیے! وہ نہ مانے حضرت ابوبکرؓ نے پھر کہا: بیٹھیے! وہ نہ مانے۔ آخر ابوبکرؓ نے کلمہ شہادت پڑھا، لوگ سب اُن کی طرف جھک گئے۔ حضرت عمرؓ کو چھوڑ دیا۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا امابعد مسلمانو! تم میں جو شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کرتا تھا، تو اُن کا آج وصال ہو چکا ہے، جو اللہ کی عبادت کرتا تھا وہ اللہ ہمیشہ زندہ ہے۔ کبھی اس پر موت واقع نہ ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل .... الشاکرین[3] (محمد صلی اللہ علیہ وسلم پیغمبر ہی تو ہیں (خدا نہیں) اُن سے پہلے بھی کئی رسول گذر چکے کیا اگر یہ وصال فرما جائیں یا شہید کر دیے جائیں تو تم اُلٹے پاؤں پھر جاؤ گے؟ اور جو اُلٹے پاؤں پھر جائے گا (دین سے منحرف ہو جائے گا) تو وہ اللہ کا نقصان نہیں کرے گا اور اللہ تو شکر گذاروں کو عنقریب جزا دے گا۔

خدا کی قسم ایسا معلوم ہوا کہ گویا لوگ جانتے ہی نہ تھے کہ اللہ نے یہ آیت بھی نازل کی ہوئی ہے۔ حتیٰ کہ ابوبکرؓ نے اسے تلاوت کیا اور لوگوں نے گویا سیکھ لیا۔ پھر تو جس سے سُنو وہ یہی آیت پڑھ رہا تھا[4]

۱۱۶۹۔ حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ بُکَیْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّیْثُ عَنْ عُقَیْلٍ عَنِ ابْنِ شِھَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ خَارِجَۃُ

(از یحییٰ بن بکیر از لیث از عقیل از ابن شہاب) خارجہ بن زید بن ثابت کہتے ہیں ام علاء انصاریہ جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے

---

[1] جب آپ کی وفات ہوئی تو حضرت عمرؓ پریشانی میں یہ فرمانے لگے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پھر زندہ ہو کر ہمارے پاس آئیں گے اور تمام ملکوں کی فتح کریں گے۔ حضرت ابوبکرؓ نے ان کا رد کیا کہ اگر ایسا ہو تو پھر آپ موت کی تلخی اٹھائیں گے یہ نہیں ہو سکتا ۱۲ منہ [2] کہ آپ ابھی پھر زندہ ہوتے ہیں اور دیکھو دوبارہ تشریف لاتے ہیں اور منافقوں اور کافروں کا ستیاناس کرتے ہیں حضرت عمرؓ کا یہ ڈرانا اور دھمکانا مصلحت سے خالی نہ تھا سیاست مُدن میں حضرت عمرؓ کا نظیر صحابہ میں کوئی نہ تھا ۱۲ منہ [3] پوری آیت یوں ہے وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل افان مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم ومن ینقلب علی عقبیہ فلن یضر اللہ شیأ وسیجزی اللہ الشاکرین اس آیت میں صاف اللہ تعالیٰ نے فرما دیا ہے کہ اگر محمدؐ مر جائیں یا مارے جائیں تو کیا تم اسلام سے پھر جاؤ گے؟ باوجودیکہ صحابہ اور حضرت عمرؓ اس آیت کو بارہا پڑھ چکے تھے مگر ———— بھول گئے حالانکہ حضرت عمرؓ دل کے جیوٹ اور سخت مشہور تھے مگر ایسے سخت وقت میں وہ بھی ثابت قدم نہ رہ سکے اور ابوبکرؓ جو نرم دل تھے ان کو اللہ نے ثابت قدم اور مضبوط رکھا یہ حق تعالیٰ کی تائید تھی اور ابوبکرؓ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جانشین کرنا منظور تھا رضی اللہ عنہ وارضاہ ۱۲ منہ [4] بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے پھر تو جس نے سُنا وہ بھی آیت پڑھنے لگا ۱۲ منہ

بْنُ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّ أُمَّ الْعَلَاءِ امْرَأَةً مِّنَ الْأَنْصَارِ بَايَعَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّهُ اقْتُسِمَ الْمُهَاجِرُوْنَ قُرْعَةً فَطَارَ لَنَا عُثْمَانُ بْنُ مَظْعُوْنٍ فَأَنْزَلْنَاهُ فِيْ أَبْيَاتِنَا فَوَجِعَ وَجَعَهُ الَّذِيْ تُوُفِّيَ فِيْهِ فَلَمَّا تُوُفِّيَ وَغُسِّلَ وَكُفِّنَ فِيْ أَثْوَابِهِ دَخَلَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْكَ أَبَا السَّائِبِ فَشَهَادَتِيْ عَلَيْكَ لَقَدْ أَكْرَمَكَ اللهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا يُدْرِيْكِ أَنَّ اللهَ أَكْرَمَهُ فَقُلْتُ بِأَبِيْ أَنْتَ يَا رَسُوْلَ اللهِ فَمَنْ يُكْرِمُهُ اللهُ فَقَالَ أَمَّا هُوَ فَقَدْ جَاءَهُ الْيَقِيْنُ وَاللهِ إِنِّيْ لَأَرْجُوْ لَهُ الْخَيْرَ وَاللهِ مَا أَدْرِيْ وَأَنَا رَسُوْلُ اللهِ مَا يُفْعَلُ بِيْ قَالَتْ فَوَاللهِ لَا أُزَكِّيْ

بیعت کی تھی اُس نے بتایا مہاجروں کو قرعہ اندازی کر کے انصار میں تقسیم کیا گیا تو عثمان بن مظعون ہمارے حصّے میں آئے۔ ہم نے انہیں اپنے گھر اتارا۔ پھر وہ اس بیماری میں مبتلا ہُوا جس میں اُن کا انتقال ہُوا۔ جب ان کی وفات ہوئی اور انہیں غسل دیا گیا اور کفن کے کپڑے پہنائے گئے تو آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم تشریف لائے[۲]۔ میں نے کہا "اے ابو السائب (کنیت عثمان) تجھ پر اللہ کی رحمت ہو۔ میں گواہی دیتی ہوں اللہ نے تجھے عزت دی"۔ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا تجھے کیا معلوم اللہ نے اسے عزت دی ہے؟ میں نے عرض کیا، آپ پر میرے ماں باپ قربان پھر اللہ کس کو عزت دے گا[۳] (اگر عثمان جیسے مومن متقی اور موحّد کو عزت نہیں ملتی) آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا عثمانؓ کا انتقال تو ہو چکا، بخدا مجھے بھی امید ہے اس کے لیے بہتری ہوگی، لیکن بخدا میں اللہ کا پیغمبر ہوتے ہوئے بھی نہیں جانتا[۴] میرا کیا حال ہونا ہے[۵]؟ ام العلا نے

۱ ہُوا یہ تھا کہ جب مہاجرین مدینہ میں اپنے عزیز و اقارب اور وطن اور جائداد چھوڑ کر آ گئے تو بہت پریشان رہتے بعضوں کو فکر معاش دامن گیر تھی آنحضرتؐ نے ان کی پریشانی رفع کرنے کے لیے انصار اور مہاجرین میں بھائی چارہ کر دیا اور قرعہ ڈال کر جو مہاجر انصاری کے حصّے میں آیا اس کے حوالے کر دیا گیا اُس نے اپنے سگے بھائیوں سے زیادہ اس کی خاطر داری کی رضی اللہ عنہم ۱۲ منہ **۲** یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے کہ آنحضرتؐ نے غسل و کفن کے بعد عثمان بن مظعون کو دیکھا دوسری روایت میں ہے کہ آپ ان پر گرے اور روئے اور ان کا بوسہ لیا ۱۲ منہ **۳** یعنی اگر عثمان سے موحّد اور دیندار اور مومن اور مخلص کو آخرت میں عزت نہیں ملنے کی تو پھر اور کون لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ سرفراز فرمائے گا ۱۲ منہ **۴** عیسائی پادریوں نے یہاں ایک بڑا اعتراض کیا ہے کہ جب مسلمانوں کے پیغمبر کو خود اپنی نجات کا یقین نہ تھا تو وہ دوسرے گناہ گاروں کی کیا سفارش کریں گے اس کا جواب کئی طرح دیا جا سکتا ہے ایک یہ کہ آپ کا یہ فرمانا سورہ فتح اترنے سے پہلے کا ہے جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ خوشخبری دی کہ تمہارے اگلے اور پچھلے سب گناہ بخش دیے جائیں گے دوسرے یہ کہ میرا کیا حال ہونا ہے؟ اس کا مطلب یہ ہے کہ دنیا میں جو واقعات مجھ پر خود گذرنے والے ہیں ان کا مجھ کو علم نہیں ہے تو تم لوگوں کو دوسرے کے واقعات خصوصاً آخرت کے واقعات کیونکر معلوم ہو سکتے ہیں تیسرے یہ کہ ہمارے پیغمبر صاحب سے باوجودیکہ اللہ تعالیٰ نے سب وعدے فرمائے تھے اور آپ کو قطعی یقین اپنی نجات کا تھا مگر شان بندگی اس کو مستلزم ہے کہ پروردگار کے استغنا اور جلال کو ہمیشہ ملحوظ نظر رکھے اور کبھی اپنے قرب اور صلاحیت پر تکیہ نہ کرے جیسے حضرت خواجہ شرف الدین یحییٰ منیریؒ اپنے مکاتیب میں لکھتے ہیں کہ پروردگار جل شانہ کا استغنا ایسا ہے کہ اگر چاہے تو دم بھر میں تمام کافروں اور مشرکوں کو اپنا ولی مقرب بنالے اور تمام اولیا اور انبیاء کو محروم کر دے ۱۲ منہ **۵** مناسب جواب وہی ہے جو حضرت عُقَیل سے بعد والی حدیث میں آرہا ہے کہ یہ لفظ ما یفعل بہ ہے اس کا قرینہ یہ ہے کہ یہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے جواب کا آخری لفظ ہے اور آخری لفظ عرب لوگ ہمیشہ وقف کرتے ہیں کسرہ بھی یائے معروف کے قریب آواز دیتا ہے چنانچہ قوی احتمال ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ما یفعل بہ فرمایا ہوگا تو بِہٖ کو سننے والے نے بی سمجھا ہوگا اس کا عام مشاہدہ اور تجربہ بھی کیا جا سکتا ہے کہ اگر آخری لفظ بِہٖ ہو تو اسے وقف کیا جائے گا اور بِی کی آواز کے ساتھ مشتبہ ہو جائے گا۔ نیز معنوی قرینہ یہ ہے کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ذات گرامی کے متعلق فرماتے تو یوں فرماتے واللہ ما ادری وانا رسول اللہ ما یفعل بنفسی۔ کیونکہ اوپر آرہا ہے آپ نے فرمایا انی لارجو لہ الخیر گویا اسی کے لیے آپ نے جواب فرمایا آپ کی ذات کا سوال یہاں تھا ہی نہیں اگر سوال آپ کی ذات کے متعلق ہوتا تب اتنا مختصر جواب کیسے فرمایا جاتا جبکہ سب کی نجات کا ذریعہ یہی تو ہے کہ آخری لفظ لاالٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زبان پر ہو اللھم اجعلنا منھم۔ عبد الرزاق ۱۲ منہ

أَحَدًا بَعْدَهُ أَبَدًا

کہا خدا کی قسم آئندہ میں کسی کو پاک نہیں کہوں گی[1]

۱۱۷۰۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ مِثْلَهُ وَقَالَ نَافِعُ بْنُ يَزِيدَ عَنْ عُقَيْلٍ مَا يُفْعَلُ بِهِ وَتَابَعَهُ شُعَيْبٌ وَعَمْرُو بْنُ دِينَارٍ وَمَعْمَرٌ۔

سعید بن عفیر کہتے ہیں لیث نے ہمیں مندرجہ بالا حدیث کے ہم معنی حدیث بیان کی۔ نافعؓ بن یزید نے عقیل سے نقل کیا ان کی حدیث میں ما یفعل بی کے بجائے ما یفعل بہ ہے یعنی آپ نے یوں کہا کہ میں رسول ہوتے ہوئے بھی نہیں جانتا کہ عثمان بن مظعون کے ساتھ کیا سلوک[2] ہوگا۔ عقیل کے ساتھ اس حدیث کو شعیب اور عمرو بن دینار اور معمر نے بھی روایت کیا۔

۱۱۷۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ الْمُنْكَدِرِ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ لَمَّا قُتِلَ أَبِي جَعَلْتُ أَكْشِفُ الثَّوْبَ عَنْ وَجْهِهِ أَبْكِي وَيَنْهَوْنِي وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَنْهَانِي فَجَعَلَتْ عَمَّتِي فَاطِمَةُ تَبْكِي فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَبْكِينَ أَوْ لَا تَبْكِينَ مَا زَالَتِ الْمَلَائِكَةُ تُظِلُّهُ بِأَجْنِحَتِهَا حَتَّى رَفَعْتُمُوهُ وَتَابَعَهُ ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ سَمِعَ جَابِرًا

(از محمد بن بشار از غندر از شعبہ) محمد بن منکدر کہتے ہیں میں نے حضرت جابرؓ بن عبداللہ سے سُنا انہوں نے فرمایا جب میرے والد شہید ہوئے میں ان کے چہرہ سے کپڑا ہٹا کر رونے لگا۔ لوگ مجھے منع کرتے تھے[3]، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہیں منع کرتے تھے۔ میری پھوپھی فاطمہ رونے لگی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو رو یا نہ رو تیرے بھائی کا وہ مقام ہے کہ تمہارے اٹھانے سے پہلے فرشتے اپنے پروں سے اس پر سایہ کیے رہے

شعبہ کے ساتھ ابن جریج نے بھی روایت کیا بحوالہ محمد بن منکدر از حضرت جابر

بَابٌ ۷۸۸ الرَّجُلِ يَنْعَى إِلَى أَهْلِ الْمَيِّتِ بِنَفْسِهِ

باب۔ اہل میت کو میت کی اطلاع دینا

۱۱۷۲۔ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(از اسمٰعیل از مالک از ابن شہاب از سعید بن مسیب) حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نجاشی حبشی بادشاہ (مسلمان) کے انتقال کی خبر اسی دن دی جس روز اس کا انتقال ہوا

---

[1] اس سے یہ نکلا کہ کسی کو قطعی جنتی نہیں کہہ سکتے ہیں سوا ان کے جن کے لیے آنحضرتؐ نے بشارت دی ہے جیسے عشرہ مبشرہ، امام حسن، امام حسین، حضرت فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہم ۱۲ امنہ [2] اس لفظ پر تو کوئی اعتراض ہی نہیں ہو سکتا ۱۲ امنہ [3] منع کرنے کی وجہ یہ تھی کہ کافروں نے جابر کے والد کو قتل کر کے ان کے ناک کان بھی کتر ڈالے تھے ایسی حالت میں صحابہ نے یہ مناسب سمجھا کہ جابر ان کو نہ دیکھیں تو بہتر ہے ورنہ اور زیادہ صدمہ ہوگا حدیث سے یہ نکلا کہ مردے کو دیکھ سکتے ہیں جب تو آنحضرتؐ نے جابرؓ کو منع کیا ۱۲ امنہ

نَعَى النَّجَاشِيَّ فِي الْيَوْمِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ خَرَجَ إِلَى الْمُصَلَّى فَصَفَّ بِهِمْ وَكَبَّرَ أَرْبَعًا

آپؐ عید گاہ تشریف لے گئے اور صف بنوائی۔ چار تکبیریں کہیں۔

۱۱۷۳۔ حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَذَ الرَّايَةَ زَيْدٌ فَأُصِيبَ ثُمَّ أَخَذَهَا جَعْفَرٌ فَأُصِيبَ ثُمَّ أَخَذَهَا عَبْدُ اللهِ بْنُ رَوَاحَةَ فَأُصِيبَ وَإِنَّ عَيْنَيْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَتَذْرِفَانِ ثُمَّ أَخَذَهَا خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ مِنْ غَيْرِ إِمْرَةٍ فَفُتِحَ لَهُ

(از ابو معمر از عبد الوارث از ایوب از حمید بن ہلال) انس بن مالکؓ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (غزوۂ موتہ[1] کا ذکر فرماتے ہوئے) ارشاد فرمایا، پہلے زیدؓ نے علم اسلام سنبھالا وہ شہید ہوگئے پھر جعفرؓ نے سنبھالا وہ بھی شہید ہوگئے۔ پھر عبد اللہ بن رواحہؓ نے جھنڈا اٹھایا۔ وہ بھی شہید ہوگئے۔ راوی کہتے ہیں یہ ذکر کرتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آبدیدہ[2] تھے۔ آپؐ نے فرمایا پھر اس جھنڈے کو خالد بن ولیدؓ نے اُٹھایا میں نے اسے سردار نہیں کیا تھا۔ لیکن اللہ نے انہیں فتح دی

بَابٌ ۷۸۹ الْإِذْنِ بِالْجَنَازَةِ وَقَالَ أَبُو رَافِعٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا آذَنْتُمُونِي

باب ۔ جنازہ تیار ہونے کی لوگوں کو خبر دینا

ابو رافع نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے فرمایا تم نے مجھے (جنازہ کی) خبر کیوں نہ دی؟[3]

۱۱۷۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ الشَّيْبَانِيِّ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَاتَ إِنْسَانٌ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُودُهُ فَمَاتَ بِاللَّيْلِ فَدَفَنُوهُ لَيْلًا فَلَمَّا أَصْبَحَ أَخْبَرُوهُ فَقَالَ مَا مَنَعَكُمْ أَنْ تُعْلِمُونِي

(از محمد بن سلام از ابو معاویہ از ابو اسحاق شیبانی از شعبی) ابن عباسؓ کہتے ہیں ایک آدمی مرگیا، جس کی عیادت کے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جایا کرتے تھے۔ وہ رات کے وقت مرا، رات ہی کو لوگوں نے اُسے دفن کر دیا۔ صبح کو آپ کو اطلاع دی گئی۔ آپ نے فرمایا مجھے اطلاع دینے سے تمہیں کس خیال نے روکا؟ انہوں نے عرض کیا رات کا وقت تھا

---

[1] یہ لڑائی سنہ ۸ ہجری میں ہوئی بلقار کے زمین میں ملک شام کے پاس مسلمان تین ہزار تھے اور کافر بے شمار آپ نے زید بن حارثہؓ کو لشکر کا سردار مقرر کرکے بھیجا تھا اور فرمادیا تھا اگر زیدؓ مارے جائیں تو جعفرؓ سردار ہوں اگر جعفر مارے جائیں تو عبد اللہ بن رواحہؓ سردار ہوں ایسا ہوا یہ تینوں مارے گئے آخیر میں خالد بن ولیدؓ نے فوج کی کمان کی اور کافروں کو شکست فاش دی آپ نے اس لشکر کے لوٹنے سے پہلے ہی سب خبر لوگوں کو سُنادی اس حدیث میں آپ کے کئی معجزے ہیں ۱۲ منہ [2] یعنی آپ کے آنسو جاری تھے حضرت زیدؓ آپ کے متبنّٰی تھے اور حضرت جعفرؓ آپ کے چچازاد بھائی تھے اور عبد اللہ بن رواحہؓ آپ کے چہیتے صحابی تھے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں بہت سی شعر بن کہی ہیں رضی اللہ عنہم ۱۲ منہ [3] یہ حدیث اوپر باب کنس المسجد میں موصولاً گذر چکی ہے کہ مسجد میں ایک کالا آدمی جھاڑو دیا کرتا تھا یا ایک کالی عورت جھاڑو دیا کرتی تھی وہ مرگیا یا مرگئی تو صحابہ نے اس کو گاڑ دیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر نہ کی جب آپ نے اس کا حال پوچھا تو انہوں نے بیان کیا آپ نے فرمایا مجھ کو کیوں خبر نہ دی اس سے امام بخاری نے نکالا کہ جنازہ غسل کفن سے تیار ہو جائے تو لوگوں کو خبر دینا چاہیے تاکہ نماز کیلئے آجائیں ۱۲ منہ

قَالُوْا كَانَ اللَّيْلُ فَكَرِهْنَا وَكَانَتْ ظُلْمَةٌ اَنْ نَشُقَّ عَلَيْكَ فَاَتَى قَبْرَهُ فَصَلَّى عَلَيْهِ

اور تاریکی چھائی ہوئی تھی۔ ہم نے آپ کو اس حال میں تکلیف دینا مناسب نہ سمجھا۔ آپؐ اس کی قبر پر تشریف لے گئے اور نماز پڑھی

بَابٌ ۷۹ فَضْلِ مَنْ مَاتَ لَهُ وَلَدٌ فَاحْتَسَبَ وَقَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَبَشِّرِ الصَّابِرِيْنَ

باب ۔ جس کے بچے کا انتقال ہو جائے اور وہ صبر کرے اُس کی فضیلت

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَبَشِّرِ الصَّابِرِيْنَ

۱۱۷۵۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنَ النَّاسِ مِنْ مُسْلِمٍ يُتَوَفّٰى لَهُ ثَلَاثَةٌ لَمْ يَبْلُغُوا الْحِنْثَ اِلَّا اَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ بِفَضْلِ رَحْمَتِهِ اِيَّاهُمْ

(از ابو معمر از عبد الوارث از عبد العزیز) حضرت انسؓ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس مسلمان کے تین نابالغ بچوں کا انتقال ہو جائے، اللہ تعالیٰ اُن بچوں کی اپنی رحمتِ خاص سے اسے جنت میں داخل کرے گا [۱]

۱۱۷۶۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْاَصْبَهَانِيِّ عَنْ ذَكْوَانَ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ اَنَّ النِّسَاءَ قُلْنَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اجْعَلْ لَنَا يَوْمًا فَوَعَظَهُنَّ فَقَالَ اَيُّمَا امْرَاَةٍ مَاتَ لَهَا ثَلَاثَةٌ مِنَ الْوَلَدِ كُنَّ لَهَا حِجَابًا مِنَ النَّارِ فَقَالَتِ امْرَاَةٌ وَاثْنَانِ قَالَ وَاثْنَانِ وَقَالَ شَرِيْكٌ عَنِ ابْنِ الْاَصْبَهَانِيِّ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ وَاَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحِنْثَ

(از مسلم از شعبہ از عبد الرحمٰن بن اصبہانی از ذکوان) ابو سعید کہتے ہیں مستورات نے عرض کیا ہمارے لیے وعظ کا ایک دن مقرر فرمائیے چنانچہ مقررہ دن آپ نے وعظ فرمایا جس عورت کے تین بچے مر جائیں وہ قیامت کے دن اپنی ماں کے لیے دوزخ سے بچانے کی آڑ اور حجاب بن جائیں گے ایک عورت نے پوچھا جس کے دو بچے مرے ہوں اس کا کیا ہے؟ آپ نے فرمایا دو بھی۔ شریک نے بحوالہ ابن اصبہانی از ابو صالح از ابو سعید و ابو ہریرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا۔ ابو ہریرہؓ کی حدیث میں تین نابالغ بچوں کا لفظ ہے [۲]

۱۱۷۷۔ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ

(از علی از سفیان از زہری از سعید بن مسیب) حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس مسلمان کے تین بچے

---

[۱] ابن منیر نے کہا جب نابالغ بچوں کے مرجانے میں یہ ثواب ہے نوجوان اور کماؤ اولاد کے مرجانے میں بھی یہی اجر ملے گا بلکہ بطریق اولیٰ ۱۲ منہ [۲] دوسری روایت میں دو بچوں کا بھی یہی حکم ہے ایک روایت میں ایک بچے کا بھی یہی حکم ہے بشرطیکہ صبر کرے اور کوئی کلمہ بے ادبی کا زبان سے نہ نکالے ۱۲ منہ

اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یَمُوْتُ لِمُسْلِمٍ ثَلَاثَةٌ مِّنَ الْوَلَدِ فَیَلِجَ النَّارَ اِلَّا تَحِلَّةَ الْقَسَمِ۔

مرجائیں وہ صرف قسم اتارنے کے لیے دوزخ جائے گا[1]

بَاب ۷۹۱ قَوْلِ الرَّجُلِ لِلْمَرْاَةِ عِنْدَ الْقَبْرِ اِصْبِرِیْ۔

باب کوئی عورت قبر کے پاس ہو اور کوئی شخص اُسے کہے صبر کر۔

۱۱۷۸۔ حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ مَرَّ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِامْرَاَةٍ عِنْدَ قَبْرٍ وَّهِیَ تَبْکِیْ فَقَالَ اتَّقِی اللّٰهَ وَاصْبِرِیْ۔

(از آدم از شعبہ از ثابت) انس رضی اللہ عنہ بن مالک کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک عورت کے پاس سے گذرے جو قبر کے پاس رو رہی تھی آپ نے فرمایا اللہ سے ڈر اور صبر کر۔

بَاب ۷۹۲ غُسْلِ الْمَیِّتِ وَوُضُوْئِهٖ بِالْمَآءِ وَالسِّدْرِ

باب۔ میت کو غسل دینا اور وضو کرانا پانی اور بیری کے پتوں سے[2]

وَحَنَّطَ ابْنُ عُمَرَ ابْنًا لِّسَعِیْدِ بْنِ زَیْدٍ وَّحَمَلَهٗ وَصَلّٰی وَلَمْ یَتَوَضَّاْ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ الْمُسْلِمُ لَا یَنْجُسُ حَیًّا وَّلَا مَیِّتًا وَّقَالَ سَعْدٌ لَوْ کَانَ نَجِسًا مَّا مَسِسْتُهٗ وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْمُؤْمِنُ لَا یَنْجُسُ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے سعید بن زید کے مرے ہوئے بچے کو خوشبو لگائی اسے اُٹھایا۔ جنازے کی نماز پڑھی (بعد میں) وضو نہیں کیا۔[3] ابن عباس کہتے ہیں مسلمان نہ زندگی میں نجس ہے نہ مرنے کے بعد۔[4] سعد بن وقاص نے کہا اگر مردہ نجس ہوتا، تو میں اُسے نہ چھوتا۔[5] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے مومن نجس نہیں ہوتا[6]

۱۱۷۹۔ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِیْ مَالِكٌ عَنْ اَیُّوْبَ السَّخْتِیَانِیِّ عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ سِیْرِیْنَ

(از اسمٰعیل بن عبداللہ از مالک از ایوب سختیانی از محمد بن سیرین) ام عطیہ انصاریہ کہتی ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی زینب رضی اللہ عنہا

---

[1] یعنی بہت ہی تھوڑی دیر کے لیے ایک روایت میں ہے کہ پھر سفیان نے یہ آیت پڑھی وَاِنْ مِّنْکُمْ اِلَّا وَارِدُهَا یعنی کوئی تم میں سے ایسا نہیں جو دوزخ پر سے نہ گذرے یعنی مومن اور کافر سب پلصراط پر سے گذریں گے وہ دوزخ کی پشت پر نصب ہے بس مومن کا دوزخ میں جانا یہی پلصراط پر سے گذرنا ہے بعضوں نے کہا دوزخ میں جائیں گے پھر اس میں سے نکلیں گے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ایسا ہی منقول ہے ۱۲ منہ [2] امام بخاری کا مطلب یہ ہے کہ مومن مرنے سے نجس نہیں ہو جاتا اور غسل محض بدن کو صاف اور ستھرا کرانے کے لیے دیا جاتا ہے اور اسی لیے غسل کے پانی میں بیری کے پتوں کا ڈالنا مسنون ہوا ۱۲ منہ [3] اس کو امام مالک نے مؤطا میں وصل کیا اگر مردہ نجس ہوتا تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اس کو نہ چھوتے نہ اٹھاتے اگر چھوتے تو پھر اپنے اعضا کو دھوتے امام بخاری نے اس سے اس حدیث کے ضعف کی طرف اشارہ کیا کہ جو میت کو نہلائے وہ غسل کرے اور جو اٹھائے وہ وضو کرے ۱۲ منہ [4] اس کو سعید بن منصور نے وصل کیا باسناد صحیح ۱۲ منہ [5] یہ ابن ابی شیبہ نے نکالا کہ سعد کو سعید بن زید کے مرنے کی خبر ملی وہ گئے ان کو غسل اور کفن دیا خوشبو لگائی پھر گھر میں آکر غسل کیا اور کہنے لگے میں نے گرمی کی وجہ سے غسل کیا نہ مُردے کی وجہ سے اگر وہ نجس ہوتا تو میں اُس کو نہ چھوتا ۱۲ منہ [6] یہ حدیث موصولاً کتاب الغسل میں گذر چکی ہے ۱۲ منہ ۔

عَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ الْاَنْصَارِيَّةِ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ تُوُفِّيَتِ ابْنَتُهٗ فَقَالَ اغْسِلْنَهَا ثَلٰثًا اَوْ خَمْسًا اَوْ اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ اِنْ رَاَيْتُنَّ ذٰلِكَ بِمَاءٍ وَّ سِدْرٍ وَّاجْعَلْنَ فِي الْاٰخِرَةِ كَافُوْرًا اَوْ شَيْئًا مِّنْ كَافُوْرٍ فَاِذَا فَرَغْتُنَّ فَاٰذِنَّنِيْ فَلَمَّا فَرَغْنَا اٰذَنَّاهُ فَاَعْطَانَا حَقْوَهٗ فَقَالَ اَشْعِرْنَهَا اِيَّاهُ تَعْنِيْ اِزَارَهٗ

کا انتقال ہوا تو آپ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا اسے تین یا پانچ یا اس سے زیادہ مرتبہ غسل دو جیسے مناسب سمجھو۔ غسل پانی اور بیری کے پتوں سے کرایا جائے۔ آخر میں کافور رکھو یا کچھ کافور ملا دو۔ جب تم فارغ ہو جاؤ، تو مجھے اطلاع دینا۔ چنانچہ جب ہم فارغ ہوئیں، تو آپ کو اطلاع کی۔ آپ نے اپنا تہ بند عنایت کیا اور فرمایا یہ اندر اس کے بدن پر لپیٹ دو۔ حدیث میں حقو کا لفظ ہے اس سے مراد تہ بند ہے۔ [1]

بَابٌ ۷۹۳ مَا يُسْتَحَبُّ اَنْ يُّغْسَلَ وِتْرًا

باب۔ طاق مرتبہ غسل دینا مستحب ہے

۱۱۸۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ نَغْسِلُ ابْنَتَهٗ فَقَالَ اغْسِلْنَهَا ثَلٰثًا اَوْ خَمْسًا اَوْ اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ بِمَاءٍ وَّسِدْرٍ وَّاجْعَلْنَ فِي الْاٰخِرَةِ كَافُوْرًا فَاِذَا فَرَغْتُنَّ فَاٰذِنَّنِيْ فَلَمَّا فَرَغْنَا اٰذَنَّاهُ فَاَلْقٰى اِلَيْنَا حَقْوَهٗ فَقَالَ اَشْعِرْنَهَا اِيَّاهُ فَقَالَ اَيُّوْبُ وَحَدَّثَتْنِيْ حَفْصَةُ بِمِثْلِ حَدِيْثِ مُحَمَّدٍ وَّكَانَ فِيْ حَدِيْثِ حَفْصَةَ اغْسِلْنَهَا وِتْرًا وَّكَانَ فِيْهِ ثَلٰثًا اَوْ خَمْسًا اَوْ سَبْعًا وَّكَانَ فِيْهِ اَنَّهٗ قَالَ ابْدَءُوْا بِمَيَامِنِهَا وَمَوَاضِعِ الْوُضُوْءِ مِنْهَا وَكَانَ فِيْهِ اَنَّ اُمَّ عَطِيَّةَ قَالَتْ وَمَشَطْنَاهَا ثَلٰثَةَ

(از محمد از عبدالوہاب ثقفی از ایوب از محمد بن سیرین) ام عطیہ کہتی ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور ہم آپ کی صاحبزادی کو غسل دے رہی تھیں۔ آپ نے فرمایا اسے تین یا پانچ یا اس سے زیادہ مرتبہ پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دو اور آخر میں کافور بھی ملا دو (یعنی پانی اور پتوں میں) جب تم فارغ ہو جاؤ مجھے اطلاع دینا جب ہم فارغ ہوئیں تو آپ کو اطلاع دی۔ آپ نے ہماری طرف اپنا تہ بند ڈال دیا اور فرمایا یہ اس کے بدن پر لپیٹ دو۔

ایوب نے کہا مجھے حفصہ نے محمد بن سیرین کے مثل حدیث بیان کی اور حضرت حفصہ کی حدیث میں یہ ارشاد ہے اسے طاق بار نہلاؤ۔ اور اس میں یہ الفاظ ہیں "تین یا پانچ یا سات مرتبہ"۔ اس میں یہ بھی ارشاد ہے دائیں حصّہ سے شروع کرو اور وضو کے اعضا سے ابتدا رہو۔ اس میں یہ بھی ہے کہ ام عطیہ نے کہا ہم نے ان

[1] آپ نے اپنا تہ بند تبرک کے لیے عنایت فرمایا اور اسی لیے ارشاد ہوا کہ یہ ان کے مبارک بدن سے ملا رہے اب اختلاف ہے اس میں کہ میت کو غسل دینا فرض ہے یا سنت اور جمہور کا مذہب یہی ہے کہ وہ فرض ہے ۱۲ منہ۔

قُرُوْنٍ

کے بالوں میں کنگھی کرکے تین لٹیں کر دیں[1]

بَاب ۷۹۴ يُبْدَأُ بِمَيَامِنِ الْمَيِّتِ

باب ۔ دائیں طرف سے مردے کو غسل دیا جائے

۱۱۸۱۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيْلُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيْرِيْنَ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غُسْلِ ابْنَتِهِ ابْدَأْنَ بِمَيَامِنِهَا وَمَوَاضِعِ الْوُضُوْءِ مِنْهَا۔

(از علی بن عبداللہ از اسمٰعیل بن ابراہیم از خالد از حفصہ بنت سیرین) ام عطیہ کہتی ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی کے غسل کے بارے میں ارشاد فرمایا اس کی دائیں جانب سے اور وضو کے اعضا سے غسل شروع کرو

بَاب ۷۹۵ مَوَاضِعِ الْوُضُوْءِ مِنَ الْمَيِّتِ

باب ۔ میت کا غسل وضو کے مقاموں سے شروع کرنا۔[2]

۱۱۸۲۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيْرِيْنَ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ لَمَّا غَسَّلْنَا بِنْتَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَنَا وَنَحْنُ نَغْسِلُهَا ابْدَءُوْا بِمَيَامِنِهَا وَمَوَاضِعِ الْوُضُوْءِ مِنْهَا

(از یحیٰی بن موسیٰ از وکیع از سفیان از خالد حذاء از حفصہ بنت سیرین) ام عطیہ کہتی ہیں جب ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی کو غسل دیا تو ہم انہیں نہلا رہی تھیں، آپ نے فرمایا دائیں حصّوں اور وضو کے مقاموں[3] سے شروع کرو۔

بَاب ۷۹۶ هَلْ تُكَفَّنُ الْمَرْأَةُ فِي إِزَارِ الرَّجُلِ

باب ۔ کیا عورت کو مرد کے تہ بند سے کفنایا جا سکتا ہے ؟

۱۱۸۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ حَمَّادٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ تُوُفِّيَتِ ابْنَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَنَا اغْسِلْنَهَا ثَلَاثًا أَوْ خَمْسًا أَوْ أَكْثَرَ مِنْ

(از عبدالرحمٰن ابن حماد از ابن عون از محمد بن سیرین) ام عطیہ کہتی ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی کا انتقال ہوا تو آپ نے فرمایا اسے تین یا پانچ مرتبہ یا اگر مناسب سمجھو تو زیادہ بار نہلاؤ۔ جب غسل دے کر فارغ ہو جاؤ تو مجھے اطلاع دو۔ چنانچہ جب ہم فارغ ہوئیں تو

---

[1] اور گوندھ کر پیچھے ڈال دیں شافعیہ اور امام احمد بن حنبل کا یہی قول ہے اور حنفیہ نے کہا دو لٹیں کرکے سینے پر ڈال دینا چاہیے ۱۲ منہ [2] اس سے ابو قلابہ کا رد ہوا وہ کہتے ہیں غسل سر اور داڑھی سے شروع کیا جائے ۱۲ منہ [3] اس سے بعضوں نے یہ نکالا ہے کہ میت کو کلی کرانا اور ناک میں پانی ڈالنا مستحب ہے ۱۲ منہ

ذٰلِكَ اِنْ رَاَيْتُنَّ فَاِذَا فَرَغْتُنَّ فَاٰذِنَّنِيْ فَلَمَّا فَرَغْنَا اٰذَنَّاهُ فَنَزَعَ مِنْ حَقْوِهٖ اِزَارَهٗ وَقَالَ اَشْعِرْنَهَا اِيَّاهُ

آپ کو اطلاع کی، آپ نے اپنا مستعمل تہ بند ہمیں دے دیا اور فرمایا اسے اندر لپیٹ دو۔[1]

باب ۷۹۷ يُجْعَلُ الْكَافُوْرُ فِي الْاٰخِرَةِ

باب۔ آخری مرتبہ غسل دینے میں کافور شامل کیا جائے۔

۱۱۸۴۔ حَدَّثَنَا حَامِدُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ تُوُفِّيَتْ اِحْدٰى بَنَاتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اغْسِلْنَهَا ثَلٰثًا اَوْ خَمْسًا اَوْ اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ اِنْ رَاَيْتُنَّ بِمَاءٍ وَّسِدْرٍ وَّاجْعَلْنَ فِي الْاٰخِرَةِ كَافُوْرًا اَوْ شَيْئًا مِّنْ كَافُوْرٍ فَاِذَا فَرَغْتُنَّ فَاٰذِنَّنِيْ قَالَتْ فَلَمَّا فَرَغْنَا اٰذَنَّاهُ فَاَلْقٰى اِلَيْنَا حَقْوَهٗ وَقَالَ اَشْعِرْنَهَا اِيَّاهُ وَعَنْ اَيُّوْبَ عَنْ حَفْصَةَ عَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ بِنَحْوِهٖ وَقَالَتْ اِنَّهٗ قَالَ اغْسِلْنَهَا ثَلٰثًا اَوْ خَمْسًا اَوْ سَبْعًا اَوْ اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ اِنْ رَاَيْتُنَّ قَالَتْ حَفْصَةُ قَالَتْ اُمُّ عَطِيَّةَ وَجَعَلْنَا رَاْسَهَا ثَلٰثَةَ قُرُوْنٍ

(از حامد بن عمر از حماد بن زید از ایوب از محمد بن سیرین) ام عطیہ کہتی ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک صاحبزادی کا انتقال ہوا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا اسے تین یا پانچ بار غسل دو یا اگر مناسب سمجھو تو اس سے زیادہ مرتبہ غسل دو، غسل پانی اور بیری کے پتوں سے دیا جائے آخری مرتبہ کافور یا قدرے کافور شریک کرو۔ جب تم غسل دے کر فارغ ہو جاؤ تو مجھے خبر دینا۔ ام عطیہؓ کہتی ہیں جب ہم نہلا چکیں تو آپؐ کو خبر دی۔ آپ نے اپنا تہ بند میری طرف پھینکا اور فرمایا ان کے بدن پر لپیٹ دو۔ ایوب نے بحوالہ حفصہ از ام عطیہؓ اسی طرح بیان کیا۔ اس میں یہ الفاظ ہیں آپؐ نے ارشاد فرمایا تین یا پانچ یا سات بار غسل دو یا مناسب سمجھو تو زیادہ بار۔ حضرت حفصہ رضؓ کہتی ہیں ام عطیہؓ نے کہا ہم نے ان کے سر کے بالوں کی تین لٹیں کر دیں۔

باب ۷۹۸ نَقْضِ شَعَرِ الْمَرْاَةِ۔ وَقَالَ ابْنُ سِيْرِيْنَ لَا بَاْسَ اَنْ يُّنْقَضَ شَعَرُ الْمَرْاَةِ

باب۔ میت اگر عورت ہو تو غسل کے وقت اس کے بال کھولنا۔[2] ابن سیرین کہتے ہیں عورت کے بال کھولنے میں کوئی حرج نہیں۔[3]

۱۱۸۵۔ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ اَيُّوْبُ وَ

(از احمد از عبداللہ بن وہب از ابن جریج از ایوب از حفصہ بنت سیرین) ام عطیہ رضؓ کہتی ہیں کہ عورتوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

[1] ابن بطال نے کہا اس کے جواز پر اتفاق ہے اور جس نے یہ دعویٰ کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بات اور تھی دوسروں کو ایسا نہ کرنا چاہیے اس کا قول بے دلیل ہے ۱۲ منہ [2] قسطلانی نے کہا مرد کے بال اگر لمبے ہوں تو وہ بھی کھولے جائیں ۱۲ منہ [3] اس کو سعید بن منصور نے وصل کیا ۱۲ منہ۔

سَمِعْتُ حَفْصَةَ بِنْتَ سِيْرِيْنَ قَالَ حَدَّثَتْنَا اُمُّ عَطِيَّةَ اَنَّهُنَّ جَعَلْنَ رَأْسَ بِنْتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلٰثَةَ قُرُوْنٍ نَقَضْنَهُ ثُمَّ غَسَلْنَهُ ثُمَّ جَعَلْنَهُ ثَلٰثَةَ قُرُوْنٍ۔

کی دختر مبارک کے سر کے بالوں کو تین لٹیں کر دیا یعنی بالوں کو کھول کر دھویا اور ان کی تین لٹیں کر دیں

بَاب ۷۹۹ كَيْفَ الْاِشْعَارُ لِلْمَيِّتِ

باب - میت پر کپڑے پیٹنے کی کیفیت۔

وَقَالَ الْحَسَنُ الْخِرْقَةُ الْخَامِسَةُ تَشُدُّ بِهَا الْفَخِذَيْنِ وَالْوَرِكَيْنِ تَحْتَ الدِّرْعِ۔

حسن بصریؒ کہتے ہیں کہ عورت کے لیے ایک پانچواں کپڑا بھی ہونا چاہیے جس سے قمیص کے تلے رانیں اور سرین باندھے جائیں۔ [له]

۱۱۸۶ - حَدَّثَنَا اَحْمَدُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ اَنَّ اَيُّوْبَ اَخْبَرَهُ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ سِيْرِيْنَ يَقُوْلُ جَاءَتْ اُمُّ عَطِيَّةَ امْرَأَةٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ مِنَ اللَّاتِيْ بَايَعْنَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدِمَتِ الْبَصْرَةَ تُبَادِرُ ابْنًا لَّهَا فَلَمْ تُدْرِكْهُ فَحَدَّثَتْنَا قَالَتْ دَخَلَ عَلَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ نُغَسِّلُ ابْنَتَهُ فَقَالَ اغْسِلْنَهَا ثَلٰثًا اَوْ خَمْسًا اَوْ اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ اِنْ رَاَيْتُنَّ ذٰلِكَ بِمَاءٍ وَّسِدْرٍ وَّاجْعَلْنَ فِي الْاٰخِرَةِ كَافُوْرًا فَاِذَا فَرَغْتُنَّ فَاٰذِنَّنِيْ قَالَتْ فَلَمَّا فَرَغْنَا اَلْقٰى اِلَيْنَا حَقْوَهُ فَقَالَ اَشْعِرْنَهَا اِيَّاهُ وَلَمْ يَزِدْ عَلٰى ذٰلِكَ وَلَا اَدْرِيْ اَيُّ بَنَاتِهٖ وَزَعَمَ اَنَّ الْاِشْعَارَ الْفُفْنَهَا فِيْهِ وَكَذٰلِكَ كَانَ ابْنُ سِيْرِيْنَ يَاْمُرُ بِالْمَرْأَةِ اَنْ

(از احمد از عبداللہ بن وہب از ابن جریج از ایوب) ابن سیرین کہتے ہیں ام عطیہؓ انصاریہ جس نے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم سے بیعت کی تھی اپنے بیٹے کو بصرے میں دیکھنے آئی (وہ اس کے پہنچنے سے پہلے مرگیا یا چل دیا) لہٰذا وہ اسے نہ مل سکی۔ اس نے یہ بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس آئے۔ ہم آپ کی صاحبزادی کو نہلا رہے تھے، آپ نے فرمایا اسے تین بار یا پانچ بار یا اگر مناسب سمجھو تو زیادہ مرتبہ پانی اور بیری کے پتوں سے نہلاؤ اور آخر میں کافور ڈالو۔ جب فارغ ہو چکو تو مجھے اطلاع دو ام عطیہ نے فرمایا ہم نہلا کر فارغ ہوئیں تو آپؐ نے اپنا تہ بند پھینکا اور فرمایا کہ اندر بدن سے لپیٹ دو ام عطیہؓ نے اس سے مزید اس واقعے کے متعلق کچھ نہ کہا۔ مجھے معلوم نہیں یہ کونسی صاحبزادی کے متعلق واقعہ ہے

ایوب کہتے ہیں اشعار کا مطلب ہے لپیٹنا۔ ابن سیرین بھی عورت کے لیے یہی حکم دیتے تھے۔ کہ اس کے بدن پر کپڑا لپیٹ دیا جائے۔ تہ بند نہ پہنایا جائے

[له] اس کو ابن شیبہ نے وصل کیا امام حسن بصری کا مذہب یہ ہے کہ عورت کے کفن میں پانچ کپڑے سنت ہیں احمد اور ابوداؤد کی روایت میں لیلیٰ بنت قانف سے یہ ہے کہ میں بھی ان عورتوں میں تھی جنہوں نے علیا حضرت ام کلثوم کو غسل دیا پہلے آپ نے کفن کے لیے تہ بند دیا پھر کرتہ پھر اوڑھنی یعنی سربند پھر چادر پھر لفافہ میں لپیٹ دی گئیں معلوم ہوا عورت کے کفن میں یہ پانچ کپڑے سنت ہیں اگر میسر ہو ورنہ ایک کپڑا بھی کافی ہے ۱۲ منہ۔

تُشْعِرُ وَلَا تُؤَزِّرُ۔

بَابٌ ٨٠٠ هَلْ يُجْعَلُ شَعَرُ الْمَرْأَةِ ثَلَاثَةَ قُرُونٍ۔

باب۔ کیا عورت کے بالوں کی تین لٹیں کی جائیں؟

١١٨٧۔ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أُمِّ الْهُذَيْلِ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ ضَفَرْنَا شَعَرَ بِنْتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعْنِي ثَلَاثَةَ قُرُونٍ وَقَالَ وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ نَاصِيَتَهَا وَقَرْنَيْهَا۔

(از قبیصہ از سفیان از ہشام از ام ہذیل) ام عطیہؓ کہتی ہیں ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی کے بال گوندھ کران کی تین چوٹیاں کردیں۔ وکیع نے سفیان سے یوں روایت کیا ایک پیشانی کے بالوں کی، اور دو اِدھر اُدھر کی [1]

بَابٌ ٨٠١ يُلْقَى شَعَرُ الْمَرْأَةِ خَلْفَهَا ثَلَاثَةَ قُرُونٍ

باب۔ عورت کے بالوں کی تین لٹیں کرکے اُس کے پیچھے ڈال دی جائیں۔

١١٨٨۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانٍ قَالَ حَدَّثَتْنَا حَفْصَةُ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ تُوُفِّيَتْ إِحْدَى بَنَاتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَانَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اغْسِلْنَهَا بِالسِّدْرِ وِتْرًا ثَلَاثًا أَوْ خَمْسًا أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ إِنْ رَأَيْتُنَّ ذٰلِكَ وَاجْعَلْنَ فِي الْآخِرَةِ كَافُورًا أَوْ شَيْئًا مِنْ كَافُورٍ فَإِذَا فَرَغْتُنَّ فَآذِنَّنِي فَلَمَّا فَرَغْنَا آذَنَّاهُ فَأَلْقَى إِلَيْنَا حَقْوَهُ فَضَفَرْنَا شَعَرَهَا ثَلَاثَةَ قُرُونٍ وَأَلْقَيْنَاهَا خَلْفَهَا۔

(از مسدد از یحیٰی ابن سعید از ہشام بن حسان از حفصہ بنت سیرین) ام عطیہؓ کہتی ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک صاحبزادی کا انتقال ہوا، توآپؐ ہمارے پاس آئے اور فرمانے لگے اسے بیری (ڈال کر پانی) سے طاق بار نہلاؤ: تین یا پانچ بار یا چاہو توزیادہ مرتبہ نہلاؤ۔ آخر میں کافور (یا کچھ کافور) شریک کردو۔ جب نہلا چکو تو مجھے اطلاع دو۔ چنانچہ جب ہم نہلا چکیں، توآپ کو اطلاع دی، آپ نے اپنا تہ بند پھینکا۔ ہم نے ان کے بالوں کی تین چوٹیاں گوندھ کر ان کی پیٹھ کے پیچھے ڈال دیں [2]

بَابٌ ٨٠٢ الثِّيَابِ الْبِيضِ لِلْكَفَنِ

باب۔ سفید کپڑوں کا کفن دینا

١١٨٩۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ

(از محمد بن مقاتل از عبداللہ بن مبارک از ہشام بن عروہ از والدش عروہ) حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یمن کے تین سفید

---

[1] صحیح ابن حبان میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا حکم دیا تھا کہ بالوں کی تین چوٹیاں کردو اس حدیث سے میت کے بالوں کا گوندھنا بھی ثابت ہوا اور بعضوں نے اس سے منع کیا ہے ۱۲ منہ [2] حنفیہ نے کہا دو چوٹیاں کرکے کرتے کے اُوپر سینے پر ڈال دینا چاہئیں ۱۲ منہ سلمہ اللہ

عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کُفِّنَ فِیْ ثَلَاثَۃِ اَثْوَابٍ یَمَانِیَۃٍ بِیْضٍ سُحُوْلِیَّۃٍ مِّنْ کُرْسُفٍ لَیْسَ فِیْہَا قَمِیْصٌ وَّلَا عِمَامَۃٌ۔

سوتی دھوئے ہوئے کپڑوں میں کفن دیا گیا۔ نہ ان میں قمیص تھی نہ عمامہ[۱]

بَابُ ۸۰۳ اَلْکَفَنِ فِیْ ثَوْبَیْنِ

باب۔ دو کپڑوں میں کفن دینا۔

۱۱۹۰۔ حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ اَیُّوْبَ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بَیْنَمَا رَجُلٌ وَّاقِفٌ بِعَرَفَۃَ اِذْ وَقَعَ عَنْ رَّاحِلَتِہٖ فَوَقَصَتْہُ اَوْ قَالَ فَاَوْقَصَتْہُ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اغْسِلُوْہُ بِمَآءٍ وَّسِدْرٍ وَکَفِّنُوْہُ فِیْ ثَوْبَیْنِ وَلَا تُحَنِّطُوْہُ وَلَا تُخَمِّرُوْا رَاْسَہٗ فَاِنَّہٗ یُبْعَثُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ مُلَبِّیًا۔

(از ابو النعمان از حماد از ایوب از سعید بن جبیر) ابن عباس کہتے ہیں ایک شخص حج کا احرام باندھے عرفات میں ٹھیرا ہوا تھا۔ اچانک اونٹنی سے گر پڑا۔ اونٹنی نے اس کی گردن توڑ ڈالی (اس کا انتقال ہو گیا) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اِسے پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دو اور دو کپڑوں میں کفنا کر خوشبو نہ لگاؤ نہ اس کا منہ ڈھانپو۔ وہ قیامت کے دن لبیک اپکارتا ہوا اُٹھے گا

بَابُ ۸۰۴ اَلْحَنُوْطِ لِلْمَیِّتِ۔

باب۔ میت کو خوشبو لگانا،

۱۱۹۱۔ حَدَّثَنَا قُتَیْبَۃُ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ اَیُّوْبَ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بَیْنَمَا رَجُلٌ وَّاقِفٌ مَّعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِعَرَفَۃَ اِذْ وَقَعَ مِنْ رَّاحِلَتِہٖ فَاَقْصَعَتْہُ اَوْ قَالَ فَاَقْعَصَتْہُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اغْسِلُوْہُ بِمَآءٍ وَّسِدْرٍ وَّکَفِّنُوْہُ فِیْ ثَوْبَیْنِ وَلَا تُحَنِّطُوْہُ وَلَا تُخَمِّرُوْا رَاْسَہٗ

(از قتیبہ از حماد از ایوب از سعید بن جبیر) حضرت ابن عباس رضؓ کہتے ہیں ایک شخص عرفات میں احرام باندھے ٹھیرا ہوا تھا۔ اونٹ سے گرا گردن ٹوٹ گئی اور مر گیا۔ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے آپ نے ہمیں فرمایا اس شخص کو پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دو اور دو کپڑوں میں اس کا کفن کر دو، مگر خوشبو نہ لگاؤ نہ اس کا سر ڈھانپو۔ اللہ تعالیٰ جب قیامت کے دن اسے اٹھائے گا تو یہ تلبیہ کہتے ہوئے (لبیک کہتے ہوئے) اُٹھے گا

---

[۱] بلکہ ایک ازار تھی ایک چادر ایک لفافہ بس سنت یہی تین کپڑے ہیں عمامہ باندھنا بدعت ہے حنابلہ اور امام احمد بن حنبلؒ نے اس کو مکروہ رکھا ہے شافعیہ نے قمیص اور عمامہ کا بڑھانا جائز رکھا ہے ایک حدیث میں ہے کہ سفید کپڑوں میں کفن دیا کرو ترمذی نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کفن کے بارے میں جتنی حدیثیں وارد ہوئی ہیں ان سب میں حضرت عائشہ کی یہ حدیث زیادہ صحیح ہے افسوس ہے کہ ہمارے زمانہ کے لوگ زندگی بھر شادی اور غمی کے رسوم اور بدعات میں گرفتار رہتے ہیں اور مرتے وقت بھی بے چاری میت کا پیچھا نہیں چھوڑتے، کہیں کفن خلافِ سنت کرتے ہیں کہیں لفافہ کے اوپر پھر ایک چادر ڈالتے ہیں کہیں میت پر شامیانہ تانتے ہیں کہیں تیجا دسواں چہلم کرتے ہیں کہیں قبر میں پیری مریدی کا شجرہ رکھتے ہیں کہیں قبر پر چراغ جلاتے ہیں کہیں صندل شیرینی چادر چڑھاتے ہیں کہیں قبر پر مجمع اور میلہ کرتے ہیں اور اس کا نام عرس رکھتے ہیں کہیں قبر کو پختہ کرتے اس پر عمارت اور گنبد اٹھاتے ہیں یہ سب امور بدعت اور ممنوع ہیں اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی آنکھیں کھولے اور ان کو نیک توفیق دے۔ آمین یا رب العالمین ۱۲ منہ

فَإِنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مُلَبِّيًا

باب ۸۰۵ كَيْفَ يُكَفَّنُ الْمُحْرِمُ

باب ۔ محرم کو کفن کیسے دیا جائے ؟

۱۱۹۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَجُلًا وَقَصَهُ بَعِيرُهُ وَنَحْنُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اغْسِلُوهُ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ وَكَفِّنُوهُ فِي ثَوْبَيْنِ وَلَا تُمِسُّوهُ طِيبًا وَلَا تُخَمِّرُوا رَأْسَهُ فَإِنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُلَبِّدًا

(از ابوالنعمان از ابوعوانہ از ابوبشر از سعید بن جبیر) ابن عباسؓ کہتے ہیں ایک احرام باندھے ہوئے شخص کی اس کے اونٹ نے گردن توڑ ڈالی۔ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، آپ نے فرمایا اسے پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دو، اور دو کپڑوں میں کفن دو، خوشبو نہ لگاؤ نہ سر ڈھانپو کیونکہ اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن احرام والوں کی شکل میں بال جمائے ہوئے اٹھائے گا

۱۱۹۳۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ ابْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرٍو وَأَيُّوبَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَجُلٌ وَاقِفٌ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَرَفَةَ فَوَقَعَ عَنْ رَاحِلَتِهِ قَالَ أَيُّوبُ فَوَقَصَتْهُ وَقَالَ عَمْرٌو فَأَقْعَصَتْهُ فَمَاتَ فَقَالَ اغْسِلُوهُ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ وَكَفِّنُوهُ فِي ثَوْبَيْنِ وَلَا تُحَنِّطُوهُ وَلَا تُخَمِّرُوا رَأْسَهُ فَإِنَّهُ يُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ أَيُّوبُ يُلَبِّي وَقَالَ عَمْرٌو مُلَبِّيًا

(از مسدد از حماد بن زید از عمرو و ایوب از سعید بن جبیر) ابن عباسؓ کہتے ہیں ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عرفات میں ٹھہرا ہوا تھا وہ اونٹ سے گر کر مر گیا۔ ایوبؓ راوی فَوَقَصَتْهُ کا لفظ استعمال کرتے ہیں اور عمرو فَأَقْعَصَتْهُ کا لفظ بیان کرتے ہیں (دونوں کا مطلب ایک ہے) آپؐ نے فرمایا اسے پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دو۔ دو کپڑوں میں کفن دو۔ خوشبو نہ لگاؤ۔ نہ سر ڈھانپو، کیونکہ یہ قیامت کے دن حاجیوں کی شکل لبیک کہتے ہوئے اٹھایا جائے گا۔

ایوب یُلَبِّي کا لفظ استعمال کرتے ہیں عمرو مُلَبِّيًا کہتے ہیں (مطلب ایک ہے)

باب ۸۰۶ الْكَفَنِ فِي الْقَمِيصِ الَّذِي يُكَفُّ أَوْ لَا يُكَفُّ وَمَنْ كُفِّنَ بِغَيْرِ قَمِيصٍ

باب ۔ قمیص میں کفن دینا۔ خواہ وہ قمیص حاشیہ والی ہو یا نہ ہو، اور بغیر قمیص کے کفن کا بیان ۔

۱۱۹۴۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى ابْنُ سَعِيدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أُبَيٍّ لَمَّا تُوُفِّيَ جَاءَ ابْنُهُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ

(از مسدد از یحییٰ بن سعید از عبید اللہ از نافع) حضرت عبداللہ بن عمر کہتے ہیں عبداللہ بن اُبَیّ (منافق) جب مر گیا تو اُس کا بیٹا (جو مسلمان تھا) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور عرض کی کہ اپنی قمیص دیجیے کہ میں اسے کفنا دوں اس پر نماز جنازہ پڑھیے اور

أَعْطِنِي قَمِيصَكَ أُكَفِّنْهُ فِيهِ وَصَلِّ عَلَيْهِ وَاسْتَغْفِرْ لَهُ فَأَعْطَاهُ قَمِيصَهُ فَقَالَ آذِنِّي أُصَلِّي عَلَيْهِ فَآذَنَهُ فَلَمَّا أَرَادَ أَنْ يُصَلِّيَ عَلَيْهِ جَذَبَهُ عُمَرُ فَقَالَ أَلَيْسَ اللَّهُ نَهَاكَ أَنْ تُصَلِّيَ عَلَى الْمُنَافِقِينَ فَقَالَ أَنَا بَيْنَ خِيَرَتَيْنِ قَالَ اسْتَغْفِرْ لَهُمْ أَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ إِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِينَ مَرَّةً فَلَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَهُمْ فَصَلَّى عَلَيْهِ فَنَزَلَتْ وَلَا تُصَلِّ عَلَى أَحَدٍ مِنْهُمْ مَاتَ أَبَدًا وَلَا تَقُمْ عَلَى قَبْرِهِ

اس کے لیے دعائے بخشش کیجیے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے قمیص دی[1] اور فرمایا جب جنازہ تیار ہو تو مجھے اطلاع دینا۔ چنانچہ اس نے اطلاع دی جب آپ نے جنازہ پڑھنے کا ارادہ کیا حضرت عمرؓ نے آپ کو ایسا نہ کرنے کی کوشش کی۔ اور عرض کیا، کیا آپ کو اللہ تعالے نے منافقیں پر جنازہ پڑھنے سے روکا نہیں؟ آپ نے فرمایا مجھے اللہ نے اختیار دیا ہے[2]: استغفر لهم او لا تستغفر لهم ان تستغفر لهم سبعين مرة فلن يغفر الله لهم۔ چنانچہ آپ نے اس پر نماز پڑھی پھر آیت اتری ولا تصل على احد منهم مات ابدا ولا تقم على قبره۔ (ان میں سے کوئی بھی مرے تو آپ نہ اُس کا جنازہ پڑھیں نہ اس کی قبر پر کھڑے ہوں)

۱۱۹۵۔ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو سَمِعَ جَابِرًا قَالَ أَتَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ أُبَيٍّ بَعْدَ مَا دُفِنَ فَأَخْرَجَهُ فَنَفَثَ فِيهِ مِنْ رِيقِهِ وَأَلْبَسَهُ قَمِيصَهُ

(از مالک بن اسمٰعیل از ابن عیینہ از عمرو) حضرت جابرؓ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عبداللہ ابن ابی (منافق) کی قبر پر اس وقت آئے جب وہ دفن ہو چکا تھا آپ نے اس کی نعش نکلوائی اور اپنی تھوک اس پر ڈالی اور اپنا کرتہ اسے پہنایا[3]

بَابُ ۸۰ الْكَفَنِ بِغَيْرِ قَمِيصٍ

باب۔ بغیر قمیص کے کفن دینا

۱۱۹۶۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُفِّنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ثَلَاثَةِ أَثْوَابٍ

(از ابونعیم از سفیان از ہشام از عروہ) حضرت عائشہؓ کہتی ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تین دھوئے ہوئے سوتی کپڑوں میں کفن دیا گیا۔ نہ ان میں قمیص تھا نہ عمامہ[4]

---

[1] آپ نے اس کے بیٹے عبداللہ کی جو سچا مومن تھا دل شکنی گوارا نہ کی گو اس کا باپ منافق تھا بعضوں نے کہا جنگ بدر میں جب حضرت عباسؓ قید ہو کر آئے تھے تو عبداللہ بن ابی نے وہ ننگے تھے اپنا کرتہ ان کو پہنا دیا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا بدلہ کر دیا کہ منافق کا احسان باقی نہ رہے ۱۲ منہ [2] ان کے لیے بخشش طلب کر یا نہ کر اگر ان کے لیے ستر بار بھی مغفرت طلب کرے گا جب بھی اللہ انہیں ہرگز نہیں بخشے گا۔ عبدالرزاق ۱۲ منہ [3] یہ اگلی روایت کے خلاف نہیں ہے اس میں کرتہ دے دینے سے مراد یہ ہے کہ کرتہ دینے کا آپ نے وعدہ فرما لیا ہوگا عبداللہ کے عزیزوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف دینا مناسب نہ سمجھا اور عبداللہ کا جنازہ تیار کر کے قبر میں رکھ بھی دیا اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آن پہنچے آپ نے اس کو پھر نکلوایا اپنا تھوک اس پر ڈالا اپنی قمیص اس کو پہنائی اس پر نماز پڑھی وہیں حضرت عمرؓ نے نماز پڑھتے وقت آپ کا دامن پکڑا ۱۲ منہ [4] مطلب یہ ہے کہ چوتھا کپڑا نہ تھا قسطلانی نے کہا شافعی نے قمیص پہنانا جائز رکھا ہے مگر اس کو سنت نہیں سمجھا اور ان کی دلیل ابن عمرؓ کا فعل ہے جس کو بیہقی نے نکالا کہ انہوں نے اپنے بیٹے کو پانچ کپڑوں میں کفن دیا تین لفافے اور ایک قمیص اور ایک عمامہ لیکن شرح مہذب میں ہے کہ افضل یہی ہے کہ قمیص اور عمامہ نہ ہو اگرچہ قمیص اور عمامہ مکروہ نہیں پر اولیٰ کے خلاف ہے ۱۲ منہ

سُحُولٍ كُرْسُفٍ لَيْسَ فِيهَا قَمِيصٌ وَّلَا عِمَامَةٌ

۱۱۹۷- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُفِّنَ فِي ثَلَاثَةِ أَثْوَابٍ لَيْسَ فِيهَا قَمِيصٌ وَّلَا عِمَامَةٌ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ أَبُو نُعَيْمٍ لَا يَقُولُ ثَلَاثَةٍ وَعَبْدُ اللهِ ابْنُ الْوَلِيدِ عَنْ سُفْيَانَ يَقُولُ ثَلَاثَةٍ

(از مسدد از یحییٰ از ہشام از عروہ) حضرت عائشہ کہتی ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تین کپڑوں میں کفن دیا گیا۔ نہ ان میں قمیص تھی نہ عمامہ۔ ابونعیم راوی تین کا لفظ نہیں لیتا۔ عبداللہ بن ولید نے سفیان سے تین کا لفظ نقل کیا ہے

بَابُ ۸۰۸ الْكَفَنِ بِلَا عِمَامَةٍ

باب۔ کفن میں عمامہ نہ دینے کا بیان

۱۱۹۸- حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُفِّنَ فِي ثَلَاثَةِ أَثْوَابٍ بِيضٍ سَحُولِيَّةٍ لَيْسَ فِيهَا قَمِيصٌ وَّلَا عِمَامَةٌ

(از اسمٰعیل از مالک از ہشام بن عروہ از عروہ) حضرت عائشہؓ کہتی ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تین دھوئے ہوئے سفید کپڑوں میں کفن دیا گیا نہ ان میں قمیص تھی نہ عمامہ

بَابُ ۸۰۹ الْكَفَنِ مِنْ جَمِيعِ الْمَالِ

وَبِهِ قَالَ عَطَاءٌ وَّالزُّهْرِيُّ وَعَمْرُو بْنُ دِينَارٍ وَّقَتَادَةُ وَقَالَ عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ الْحَنُوطُ مِنْ جَمِيعِ الْمَالِ وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ يُبْدَأُ بِالْكَفَنِ ثُمَّ بِالدَّيْنِ ثُمَّ بِالْوَصِيَّةِ وَقَالَ سُفْيَانُ أَجْرُ الْقَبْرِ وَالْغُسْلِ هُوَ مِنَ الْكَفَنِ

باب۔ کفن کی تیاری میت کے پورے مال میں سے کرنا چاہیے[1]

(پھر جو بچے قرض پر۔ پھر جو بچے اس میں مُردے کی وصیت پوری کی جائے پھر جو بچے وارثین آپس میں تقسیم کریں گے) عطا اور زُہری اور عمرو بن دینار اور قتادہ کا یہی قول ہے۔ عمرو بن دینار کہتے ہیں خوشبو کا خرچ بھی سارے مال میں سے کیا جائے۔ ابراہیم نخعی کہتے ہیں کہ پہلے مال میں سے کفن کی تیاری کی جائے۔ پھر میت کا قرض ادا کیا جائے پھر وصیت پوری کی جائے۔ سفیان ثوریؒ کہتے ہیں قبر اور غسال کی اُجرت کفن میں شامل ہے۔ یعنی ان کا خرچ بھی کفن کے مال میں سے ہوگا

۱؎ مطلب یہ ہے کہ گور کفن وغیرہ کا سامان قرض پر مقدم ہے پہلے میت جو مال چھوڑے اس میں گور کفن کا خرچ ہو پھر جو بچے وہ قرض میں دیا جائے پھر ثلث میں سے وصیت پوری کی جائے باقی جو بچے وہ وارثوں کو دیا جائے ابن منذر نے کہا اس پر علماء کا اتفاق ہے لیکن طاؤس اور خلاس بن عمرو سے منقول ہے کہ کفن کی تیاری ثلث مال میں سے ہونا چاہیے ۱۲ منہ

۱۱۹۹- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمَكِّيُّ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ أُتِيَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ يَوْمًا بِطَعَامِهِ فَقَالَ قُتِلَ مُصْعَبُ ابْنُ عُمَيْرٍ وَكَانَ خَيْرًا مِنِّي فَلَمْ يُوجَدْ لَهُ مَا يُكَفَّنُ فِيهِ إِلَّا بُرْدَةٌ وَقُتِلَ حَمْزَةُ أَوْ رَجُلٌ آخَرُ خَيْرٌ مِنِّي فَلَمْ يُوجَدْ لَهُ مَا يُكَفَّنُ فِيهِ إِلَّا بُرْدَةٌ لَقَدْ خَشِيتُ أَنْ يَكُونَ قَدْ عُجِّلَتْ لَنَا طَيِّبَاتُنَا فِي حَيَاتِنَا الدُّنْيَا ثُمَّ جَعَلَ يَبْكِي۔

(از احمد بن محمد مکی از ابراہیم بن سعد از سعد) ان کے والد ابراہیم بن عبد الرحمن کہتے ہیں حضرت عبد الرحمن بن عوف کے سامنے ایک بار کھانا پیش کیا گیا تو فرمایا مُصعَبْ بن عمیر جو مجھ سے بہتر تھے ان کو صرف ایک چادر کفن ملا۔ حمزہ یا کسی اور بزرگ کا نام لیا جو مجھ سے بہتر تھے شہید ہوئے، تو انہیں بھی صرف ایک چادر کفن میں ملی[۱]۔ میں ڈرتا ہوں ہمارے اعمال کا بدلہ آرام کہیں ہمیں دنیا ہی میں تو نہیں دے دیا گیا[۲]؟ یہ کہہ کر آپ خوب روئے

بَابٌ ۸۱۔ إِذَا لَمْ يُوجَدْ إِلَّا ثَوْبٌ وَاحِدٌ۔

باب۔ اگر میت کے پاس صرف ایک کپڑا ہے

۱۲۰۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ أُتِيَ بِطَعَامٍ وَكَانَ صَائِمًا فَقَالَ قُتِلَ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ وَهُوَ خَيْرٌ مِنِّي كُفِّنَ فِي بُرْدَةٍ إِنْ غُطِّيَ رَأْسُهُ بَدَتْ رِجْلَاهُ وَإِنْ غُطِّيَ رِجْلَاهُ بَدَا رَأْسُهُ وَأُرَاهُ قَالَ وَقُتِلَ حَمْزَةُ وَهُوَ خَيْرٌ مِنِّي ثُمَّ بُسِطَ لَنَا مِنَ الدُّنْيَا مَا بُسِطَ أَوْ قَالَ أُعْطِينَا مِنَ الدُّنْيَا مَا أُعْطِينَا وَقَدْ خَشِينَا أَنْ تَكُونَ حَسَنَاتُنَا عُجِّلَتْ لَنَا

(از محمد بن مقاتل از عبد اللہ از شعبہ از سعد از ابراہیم) ان کے والد ابراہیم کہتے ہیں کہ عبد الرحمن بن عوف کے پاس کھانا لایا گیا۔ آپ اس وقت روزہ دار تھے، آپ نے فرمایا مُصعَبؓ بن عمیر شہید ہوئے جو مجھ سے بہتر تھے انہیں کفن ایک چادر کا ملا۔ سر ڈھانکتے تو پیر کھل جاتے۔ پاؤں ڈھانکتے تو سر کھل جاتا۔ میرا خیال ہے یہ بھی فرمایا کہ حضرت حمزہؓ شہید ہوئے ہیں وہ مجھ سے بہتر تھے۔ پھر ان جیسے حضرات کے بعد ہماری دنیاوی زندگی میں خوب فراخدستی ہوئی یا یوں کہا ہمیں دنیا بہت ملی۔ ہم ڈرتے ہیں کہ کہیں ایسا نہ ہو ہماری نیکیوں کا معاوضہ ہمیں دنیا ہی میں مل گیا ہو۔ پھر رونے لگے اور کھانا بھی چھوڑ دیا[۳]

---

[۱] امام بخاری نے اس حدیث سے یہ نکالا کہ مصعب اور حمزہ کا سارا مال یہی تھا بس ایک چادر تو کفن کے لیے سارا مال خرچ کرنا چاہیے اب اس میں اختلاف ہے کہ میت قرض دار ہو تو صرف اتنا کفن دینا چاہیے کہ اس کا ستر ڈھکنے یا سارے بدن کو ڈھانکنے والا ہو حافظ نے کہا راجح یہی ہے کہ سارے بدن کو ڈھانکنے والا کفن دیا جائے ۱۲ منہ۔

[۲] آخرت میں ہمارا کوئی حصہ نہ رہا ۱۲ منہ [۳] حالانکہ روزہ دار تھے دن بھر کے بھوکے ہائے مومنو دل پاش پاش ہو جاتا ہے جب ہم اپنے پیغمبر کا حال سنتے ہیں کہ مہینوں گھر میں چولہا نہ سلگتا جو کی روکھی روٹی پر قناعت کرتے خالی بوریے پر آرام فرماتے گھر میں روشنی کا چراغ نہ ہوتا ہمارے پیغمبرؐ کی بیٹی حضرت فاطمہؓ اپنے دست مبارک سے چکی پیستیں گھر کے سارے کام کرتیں ہمارے پیشوا صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس تکلیف اور محتاجی کے ساتھ دنیا کی زندگی کاٹی کہ مرتے وقت کفن کا پورا کپڑا بھی نہ تھا اور ہم ہیں ناخلف کہ اپنے بزرگوں کے خلاف رات دن دنیا اکٹھا کرنے میں مصروف ہیں حلال حرام کی کچھ قید نہیں اگر غور کرو تو مرتے ہی سب چھوڑ جاؤ گے کمایا تو تم نے اڑائیں گے دوسرے اور حرام کمائی کا وبال تم پر ہوگا پکڑے تو تم جاؤ گے لاحول ولا قوۃ الا باللہ ۱۲ منہ۔

ثُمَّ جَعَلَ يَبْكِي حَتَّى تَرَكَ الطَّعَامَ۔

باب ۸۱۱ إِذَا لَمْ يَجِدْ كَفَنًا إِلَّا مَا يُوَارِي رَأْسَهُ أَوْ قَدَمَيْهِ غُطِّيَ بِهِ رَأْسُهُ

باب۔ اگر کفن کا کپڑا چھوٹا ہو کہ سر اور پاؤں دونوں نہ ڈھانپے جا سکیں تو سر ڈھانپ دیا جائے (البتہ پاؤں پر گھاس وغیرہ ڈال دی جائے)

۱۲۰۱۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنَا شَقِيقٌ قَالَ حَدَّثَنَا خَبَّابٌ قَالَ هَاجَرْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَلْتَمِسُ وَجْهَ اللّٰهِ فَوَقَعَ أَجْرُنَا عَلَى اللّٰهِ فَمِنَّا مَنْ مَاتَ وَلَمْ يَأْكُلْ مِنْ أَجْرِهِ شَيْئًا مِنْهُمْ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ وَمِنَّا مَنْ أَيْنَعَتْ لَهُ ثَمَرَتُهُ فَهُوَ يَهْدِبُهَا قُتِلَ يَوْمَ أُحُدٍ فَلَمْ نَجِدْ مَا نُكَفِّنُهُ بِهِ إِلَّا بُرْدَةً إِذَا غَطَّيْنَا بِهَا رَأْسَهُ خَرَجَتْ رِجْلَاهُ وَإِذَا غَطَّيْنَا رِجْلَيْهِ خَرَجَ رَأْسُهُ فَأَمَرَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نُغَطِّيَ رَأْسَهُ وَأَنْ نَجْعَلَ عَلَى رِجْلَيْهِ مِنَ الْإِذْخِرِ۔

(از عمر بن حفص بن غیاث از والدش از اعمش از شقیق) حضرت خباب کہتے ہیں ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صرف رضائے الٰہی کے لیے ہجرت کی، ہمارا اجر اللہ کے ذمے ہے۔ ہم میں سے بعض وہ حضرات ہیں جو انتقال فرما چکے ہیں۔ انہوں نے اپنے اجر میں سے دنیا میں کچھ بھی نہ لیا ان حضرات میں مصعب بن عمیرؓ ہیں۔ بعض حضرات ایسے بھی ہیں جن کے اجر کے میوے پک گئے اور وہ چُن چُن کر کھا رہے ہیں مصعب بن عمیرؓ احد کے دن شہید ہوئے۔ ہمیں اُن کے کفن کے لیے کچھ نہ مل سکا۔ بس ایک چادر تھی۔ جب آپ کا سر ڈھانپتے تھے تو آپ کے پاؤں ننگے ہو جاتے تھے جب آپ کے پاؤں ڈھانپتے تھے تو سر باہر نکل آتا تھا۔ آخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہ حکم دیا کہ ان کا سر چھپائیں اور ان کے پاؤں پر اذخر نامی گھاس ڈال دیں (جو خوشبودار ہوتی ہے)

باب ۸۱۲ مَنِ اسْتَعَدَّ الْكَفَنَ فِي زَمَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يُنْكَرْ عَلَيْهِ

باب۔ عہد نبوی میں اگر کسی نے اپنا کفن تیار کر کے رکھا تو اس پر اعتراض نہ کیا گیا

۱۲۰۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَهْلٍ أَنَّ امْرَأَةً جَاءَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِبُرْدَةٍ مَنْسُوجَةٍ فِيهَا حَاشِيَتُهَا أَتَدْرُونَ مَا الْبُرْدَةُ قَالُوا الشَّمْلَةُ قَالَ نَعَمْ قَالَتْ نَسَجْتُهَا بِيَدِي فَجِئْتُ لِأَكْسُوَكَهَا فَأَخَذَهَا النَّبِيُّ صَلَّى

(از عبداللہ بن مسلمہ از ابن ابی حازم از ابو حازم) سہل کہتے ہیں ایک عورت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور ایک حاشیہ دار چادر آپ کے لیے بطور تحفہ پیش کی۔ تمہیں معلوم ہے چادر کیا ہوتی ہے؟ لوگوں نے کہا شملہ۔ سہل نے کہا ہاں۔ خیر وہ کہنے لگی یہ میں نے اپنے ہاتھ سے بُنی ہے اس لیے لائی ہوں کہ آپ پہنیں، آپ نے قبول فرمایا اور آپ کو ضرورت بھی تھی۔ آپؐ باہر ہمارے پاس تشریف لائے اور وہی چادر

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحْتَاجًا إِلَيْهَا فَخَرَجَ إِلَيْنَا وَ إِنَّهَا إِزَارُهُ فَحَسَّنَهَا فُلَانٌ فَقَالَ اكْسُنِيهَا مَا أَحْسَنَهَا فَقَالَ الْقَوْمُ مَا أَحْسَنْتَ لَبِسَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحْتَاجًا إِلَيْهَا ثُمَّ سَأَلْتَهُ - وَعَلِمْتَ أَنَّهُ لَا يَرُدُّ قَالَ إِنِّي وَاللّٰهِ مَا سَأَلْتُهُ لِأَلْبَسَهُ وَ إِنَّمَا سَأَلْتُهُ لِتَكُونَ كَفَنِي قَالَ سَهْلٌ فَكَانَتْ كَفَنَهُ -

بطور تہبند پہنے ہوئے تھے، ایک شخص نے چادر کی تعریف کی اور کہا مجھے عطا فرمائیے۔ صحابہؓ نے اس شخص سے کہا تو نے اچھا نہیں کیا۔ تجھے معلوم ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی ضرورت ہے اور پہنی ہے اور تجھے یہ بھی معلوم ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی کا سوال رد نہیں کرتے۔ وہ شخص (عبدالرحمٰن بن عوف) بولا میں نے بندا پہننے کے لیے نہیں مانگی بلکہ اپنے کفن کے لیے۔ سہل کہتے ہیں پھر وہی چادر ابن عوف کے کفن میں شامل تھی [۱]

بَاب ۸۱۳ اِتِّبَاعِ النِّسَاءِ الْجَنَازَةَ

باب ۔ عورتوں کا جنازہ کے ساتھ جانا

۱۲۰۳۔ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ بْنُ عُقْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ عَنْ أُمِّ الْهُذَيْلِ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ أَنَّهَا قَالَتْ نُهِينَا عَنِ اتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ وَلَمْ يُعْزَمْ عَلَيْنَا

(از قبیصہ بن عقبہ از سفیان از خالد حذاء از ام ہذیل) ام عطیہ کہتی ہیں عورتوں کو جنازے کے ساتھ جانے سے منع کیا گیا تھا [۲] مگر زیادہ سختی کے ساتھ نہیں

بَاب ۸۱۴ إِحْدَادِ الْمَرْأَةِ عَلَى غَيْرِ زَوْجِهَا

باب ۔ عورتوں کا اپنے خاوند کے سوا اور کسی پر سوگ کرنا

۱۲۰۴۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرُ ابْنُ الْمُفَضَّلِ قَالَ حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ عَلْقَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ قَالَ تُوُفِّيَ ابْنٌ لِأُمِّ عَطِيَّةَ فَلَمَّا كَانَ الْيَوْمُ الثَّالِثُ دَعَتْ بِصُفْرَةٍ فَتَمَسَّحَتْ بِهِ قَالَتْ نُهِينَا أَنْ نُحِدَّ أَكْثَرَ مِنْ ثَلَاثٍ إِلَّا بِزَوْجٍ ۔

(از مسدد از بشر بن مفضل از سلمہ بن علقمہ) محمد بن سیرین کہتے ہیں اُم عطیہؓ کے بیٹے کا انتقال ہوا۔ تو تیسرے دن اپنے بدن پر خوشبو منگوا کر لگائی اور کہا کہ ہم کو خاوند کے سوا کسی کا سوگ تین دن سے زیادہ منانے کی اجازت نہیں۔

۱۲۰۵۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ بْنُ مُوسَى قَالَ أَخْبَرَنِي حُمَيْدُ

(از حمیدی از سفیان از ایوب بن موسیٰ از حمید بن نافع) زینب بنت ابی سلمہ کہتی ہیں جب ملک شام سے حضرت ابوسفیان [۳] کے انتقال

---

[۱] آپ نے چادر عبدالرحمٰن کو دے دی اور اس پر اعتراض نہ کیا کہ ابھی سے کفن کی تیاری کی کیا ضرورت ہے معلوم ہوا کفن پیشتر سے تیار رکھنے میں کوئی قباحت نہیں بعضوں نے کہا مستحب ہے ۱۲ منہ [۲] تو معلوم ہوا کہ عورتوں کا جنازوں کے ساتھ جانا مکروہ ہے پر حرام نہیں ہے جمہور علماء کا یہی قول ہے اور امام مالکؒ نے اس کی اجازت دی ہے لیکن جوان عورت کے لیے مکروہ رکھا ہے ۱۲ منہ [۳] ابوسفیان حضرت ام حبیبہؓ (اور حضرت معاویہؓ کے باپ تھے ۱۲ منہ۔

ابْنُ نَافِعٍ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ قَالَتْ لَمَّا جَاءَ نَعْيُ أَبِي سُفْيَانَ مِنَ الشَّامِ دَعَتْ أُمُّ حَبِيبَةَ بِصُفْرَةٍ فِي الْيَوْمِ الثَّالِثِ فَمَسَحَتْ عَارِضَيْهَا وَذِرَاعَيْهَا وَقَالَتْ إِنْ كُنْتُ عَنْ هٰذَا الْغَنِيَّةَ لَوْلَا إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ تُحِدَّ عَلَى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثٍ إِلَّا عَلَى زَوْجٍ فَإِنَّهَا تُحِدُّ عَلَيْهِ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَّعَشْرًا

کی خبر آئی تو اُم المومنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے تیسرے دن خوشبو لگائی اور اپنے رخسار اور بازوں پر ملی اور فرمایا اگرچہ میں بیوہ ہوں) مجھے خوشبو لگانے کی ضرورت نہیں ۔ مگر میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ اللہ و آخرت پر ایمان رکھنے والی کسی عورت کو میت پر تین دن سے زیادہ سوگ کرنے کی اجازت نہیں صرف خاوند پر چار ماہ دس دن سوگ کر سکتی ہے [۱]

۱۲۰۶۔ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ نَافِعٍ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ قَالَتْ دَخَلْتُ عَلَى أُمِّ حَبِيبَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ تُحِدَّ عَلَى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلٰثٍ إِلَّا عَلَى زَوْجٍ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَّعَشْرًا ثُمَّ دَخَلْتُ عَلَى زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ حِينَ تُوُفِّيَ أَخُوهَا فَدَعَتْ بِطِيبٍ فَمَسَّتْ بِهِ ثُمَّ قَالَتْ مَا لِي بِالطِّيبِ مِنْ حَاجَةٍ غَيْرَ أَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ تُحِدُّ عَلَى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلٰثٍ إِلَّا عَلَى زَوْجٍ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَّعَشْرًا۔

(از اسمٰعیل از مالک از عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم از حُمید بن نافع) زینب بنت ابی سلمہ کہتی ہیں میں اُمّ المومنین حضرت اُمّ حبیبہؓ کے پاس گئی آپ نے فرمایا اللہ و آخرت پر ایمان رکھنے والی کسی عورت کو میت پر تین دن سے زیادہ سوگ کی اجازت نہیں ۔ البتہ خاوند کے لیے چار ماہ دس دن سوگ کر سکتی ہے ۔ پھر میں زینبؓ بنت جحش کے پاس گئی جب ان کے بھائی کا انتقال ہو گیا تھا ، تو انھوں نے خوشبو منگوائی اور لگائی پھر فرمایا ، مجھے خوشبو کی کیا ضرورت ہے ، بات یہ ہے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ اللہ و آخرت پر ایمان رکھنے والی کسی عورت کو میت پر تین دن سے زیادہ سوگ منانے کی اجازت نہیں صرف خاوند پر چار ماہ دس دن سوگ ہے

[۱] اُمّ المومنین نے حدیث پر قصداً عمل کیا تاکہ اسلام کی بیٹیوں کو معلوم ہو کہ خلافِ شرع سوگ بھی جائز نہیں ۔ عبدالرزاق ۔

بَابُ ۸۱۵ زِيَارَةُ الْقُبُوْرِ

۱۲۰۷ - حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِامْرَأَةٍ تَبْكِيْ عِنْدَ قَبْرٍ فَقَالَ اتَّقِي اللّٰهَ وَاصْبِرِيْ قَالَتْ اِلَيْكَ عَنِّيْ فَاِنَّكَ لَمْ تُصَبْ بِمُصِيْبَتِيْ وَلَمْ تَعْرِفْهُ فَقِيْلَ لَهَا اِنَّهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَتَتْ بَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ تَجِدْ عِنْدَهٗ بَوَّابِيْنَ فَقَالَتْ لَمْ اَعْرِفْكَ فَقَالَ اِنَّمَا الصَّبْرُ عِنْدَ الصَّدْمَةِ الْاُوْلٰى

باب - قبروں کی زیارت کرنا [1]

(از آدم از شعبہ از ثابت) حضرت انس بن مالک رضؓ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک عورت کے پاس سے گذرے وہ قبر کے پاس بیٹھی رو رہی تھی۔ آپؐ نے فرمایا اللہ سے ڈر اور صبر کر۔ اُس نے کہا آپ کو کیا؟ میری مصیبت کی تمہیں کیا خبر؟ بعد ازاں اسے بتایا گیا، کہ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بات کر رہی تھی۔ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر آئی وہاں دربان وغیرہ کوئی نہ تھا اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے معافی مانگی۔ عرض کیا میں نے آپ کو پہچانا نہیں تھا۔ آپؐ نے فرمایا (اب کیا ہونا ہے) صبر تو صدمہ کے آغاز ہی میں کرنا چاہیے [2]

بَابُ ۸۱۶ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَذَّبُ الْمَيِّتُ بِبَعْضِ بُكَاءِ اَهْلِهٖ عَلَيْهِ اِذَا كَانَ النَّوْحُ مِنْ سُنَّتِهٖ لِقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى قُوْآ اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا وَّقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّكُمْ رَاعٍ وَّكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِيَّتِهٖ فَاِذَا لَمْ يَكُنْ مِنْ سُنَّتِهٖ فَهُوَ كَمَا

باب - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میت پر اس کے گھر والوں کے رونے سے عذاب ہوتا ہے جب نوحہ کرنا رونا پیٹنا خاندان کی رسم ہو [3]۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے قوا انفسکم واھلیکم نارا (اپنے آپ کو اور گھر والوں کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ!) اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کلکم راع وکلکم مسئول عن رعیتہ اگر اس کے خاندان کی رسم رونا پیٹنا نہ ہو (کوئی دوسرا شخص روئے) تو پھر بقول حضرت عائشہؓ اس آیت سے دلیل لینا صحیح ہے ولا تزر وازرۃ الایہ (کوئی کسی کا

---

[1] امام بخاری نے صاف نہیں بیان کیا کہ قبروں کی زیارت جائز ہے یا نہیں کیونکہ اس میں اختلاف ہے اور جن حدیثوں میں زیارت کی اجازت آئی ہے وہ ان کی شرط پر نہیں مسلم نے مرفوعاً نکالا میں نے تم کو قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا اب زیارت کرو کیونکہ اس سے آخرت کی یاد پیدا ہوتی ہے ابن ابی شیبہ نے ابن سیرین اور ابراہیم نخعی اور شعبی سے نقل کیا کہ وہ قبروں کی زیارت مکروہ جانتے تھے اب جو جائز رکھتے ہیں وہ اس میں اختلاف کرتے ہیں کہ عورت مرد سب کے لیے جائز ہے یا صرف مردوں کے لیے ابن حزم نے کہا قبروں کی زیارت فرض ہے اگرچہ عمر بھر میں ایک ہی بار ہو اور وہ جو حدیث میں ہے کہ اللہ نے لعنت کی ان عورتوں پر جو قبروں کی بہت زیارت کرتی ہیں تو قرطبی نے کہا کہ یہ لعنت بہت زیارت کرنے والیوں پر ہے جو خاوند کے کاموں کا خیال نہ رکھیں اور رات دن قبروں ہی میں گھومتی پھریں نہ یہ کہ مطلق زیارت عورتوں کو منع ہے کیونکہ موت کے یاد دلانے کی مرد اور عورت دونوں محتاج ہیں ۱۲ منہ

[2] رو پیٹ کر تو سب کو صبر آ جاتا ہے ۱۲ منہ [3] تو میت پر ان کے رونے پیٹنے سے عذاب ہوگا کیونکہ اس بری رسم کا اس کو موقوف کرنا تھا۔ امام بخاری نے تو یہ توجیہ کر کے حضرت عمرؓ اور حضرت عائشہؓ کے اختلاف کو ختم کر دیا جس کا ذکر آگے آئے گا ۱۲ منہ

قَالَتْ عَائِشَةُ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ أُخْرٰى وَهُوَ كَقَوْلِهٖ وَإِنْ تَدْعُ مُثْقَلَةٌ إِلٰى حِمْلِهَا لَا يُحْمَلْ مِنْهُ شَيْءٌ وَّمَا يُرَخَّصُ مِنَ الْبُكَاءِ فِيْ غَيْرِ نَوْحٍ وَّقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُقْتَلُ نَفْسٌ ظُلْمًا إِلَّا كَانَ عَلَى ابْنِ اٰدَمَ الْأَوَّلِ كِفْلٌ مِّنْ دَمِهَا وَذٰلِكَ لِأَنَّهٗ أَوَّلُ مَنْ سَنَّ الْقَتْلَ

بوجھ نہ اٹھائے گا) نیز و ان تدع مثقلة الی حملها لا یحمل منه شیء (کوئی بوجھ اٹھانے والی جان دوسرے کو بلائے (اپنے بوجھ کے اٹھوانے کے لیے) تو وہ نہیں اٹھائے گی[1]۔ بغیر نوحہ کے (چلّانے پیٹنے کے) رونا درست ہے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا جب کوئی ناحق خون بہایا جاتا ہے تو آدم کے پہلے بیٹے (قابیل) پر اُس خون کا وبال کچھ نہ کچھ ضرور پڑتا ہے۔ کیونکہ ناحق خون کا رواج اسی نے ڈالا تھا[2]۔

۱۲۰۸ - حَدَّثَنَا عَبْدَانُ وَمُحَمَّدٌ قَالَا أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ أَخْبَرَنَا عَاصِمُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِيْ عُثْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِيْ أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ أَرْسَلَتْ بِنْتُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْهِ إِنَّ ابْنًا لِّيْ قُبِضَ فَأْتِنَا فَأَرْسَلَ يُقْرِئُ السَّلَامَ وَيَقُوْلُ إِنَّ لِلّٰهِ مَا أَخَذَ وَلَهٗ مَا أَعْطٰى وَكُلٌّ عِنْدَهٗ بِأَجَلٍ مُّسَمًّى فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ فَأَرْسَلَتْ إِلَيْهِ تُقْسِمُ عَلَيْهِ لَيَأْتِيَنَّهَا فَقَامَ وَمَعَهٗ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ وَمُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ وَّأُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ وَّزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَّرِجَالٌ فَرُفِعَ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّبِيُّ وَنَفْسُهٗ

(از عبدان و محمد از عبداللہ بن مبارک از عاصم بن سلیمان از ابو عثمان) اسامہ بن زید کہتے ہیں آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ایک صاحبزادی (حضرت زینبؓ) نے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں پیغام بھیجا۔ میرا بچّہ مرنے کے قریب ہے آپ ہمارے پاس تشریف لائیے۔ آپ نے سلام کہلا بھیجا اور یہ کہ اللہ ہی کا سارا مال ہے۔ جو لے لے اور جو عنایت کرے اور ہر بات کا اس کے ہاں ایک مقرر وقت ہے۔ پس صبر کرو اور ثواب طلب کرو پھر انہوں نے قسم دے کر پیغام بھیجا کہ آپ ضرور تشریف لائیں اس وقت آپؐ اٹھے آپ کے ساتھ سعد بن عُبادہ اور معاذ بن جَبل اور اُبَیّ بن کعب اور زید بن ثابت تھے اور بھی کئی لوگ تھے۔ آپ صاحبزادی کے گھر پہنچے۔ بچے کو آپ کے سامنے لایا گیا وہ دم توڑ رہا تھا۔ ابو عثمانؒ کہتے ہیں کہ میرے خیال میں اسامہ نے کہا جیسے پرانی مشک ہوتی ہے۔ یہ دیکھ کر آپ کی آنکھوں سے آنسو بہ نکلے۔

---

[1] یہ آیت سورہ فاطر میں ہے مطلب امام بخاری کا یہ ہے کہ کسی شخص پر غیر کے فعل سے سزا نہ ہوگی مگر ہاں جب اس کو بھی اس فعل میں ایک طرح کی شرکت رہی ہو جیسے کسی کے خاندان کی رسم رونا پیٹنا نوحہ کرنا ہو اور وہ اس سے منع نہ کر جائے تو بے شک اس کے گھر والوں کے نوحہ کرنے سے اس پر بھی عذاب ہوگا بعضوں نے کہا حضرت عمرؓ کی حدیث اس پر محمول ہے کہ جب میت نوحہ کرنے کی وصیت کر جائے بعضوں نے کہا عذاب سے یہ مطلب ہے کہ میت کو تکلیف ہوتی ہے اس کے گھر والوں کے نوحہ کرنے سے امام ابن تیمیہ نے اسی کی تائید کی ہے ۱۲ منہ [2] اس حدیث کو خود امام بخاری نے دیات وغیرہ میں وصل کیا اس سے امام بخاری نے یہ نکالا کہ ناحق خون کوئی اور بھی کرتا ہے تو قابیل پر اس کے گناہ کا ایک حصہ ڈالا جاتا ہے اور اس کی وجہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے یہ بیان فرمائی کہ اس نے ناحق خون کی بنا سب سے پہلے قائم کی تو اسی طرح جس کے خاندان میں نوحہ کرنے اور رونے پیٹنے کی رسم ہے اور اس نے منع نہ کیا تو کیا عجب ہے کہ نوحہ کرنے والوں کے گناہ کا ایک حصہ اُس پر بھی ڈالا جائے اور اس کو عذاب ہو ۱۲ منہ

تَتَقَعْقَعُ قَالَ حَسِبْتُهُ أَنَّهُ قَالَ كَأَنَّهَا شَنٌّ فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ فَقَالَ سَعْدٌ يَا رَسُولَ اللهِ مَا هٰذَا قَالَ هٰذِهِ رَحْمَةٌ جَعَلَهَا اللهُ فِي قُلُوبِ عِبَادِهِ وَإِنَّمَا يَرْحَمُ اللهُ مِنْ عِبَادِهِ الرُّحَمَاءَ۔

سعد بن عُبادہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ رونا کیسا ہے؟ آپ نے فرمایا یہ اللہ کی رحمت ہے، جو اُس نے اپنے نیک بندوں کے دلوں میں رکھی ہے اور اللہ ان پر ہی رحم کرے گا جو دوسروں پر رحم کرتے ہیں [1]

۱۲۰۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ قَالَ حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ هِلَالِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ شَهِدْنَا بِنْتًا لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ عَلَى الْقَبْرِ قَالَ فَرَأَيْتُ عَيْنَيْهِ تَدْمَعَانِ قَالَ فَقَالَ هَلْ مِنْكُمْ رَجُلٌ لَمْ يُقَارِفِ اللَّيْلَةَ فَقَالَ أَبُو طَلْحَةَ أَنَا قَالَ فَانْزِلْ قَالَ فَنَزَلَ فِي قَبْرِهَا۔

(از عبداللہ بن محمد از ابو عامر از فلیح بن سلیمان از ہلال بن علی) حضرت انس بن مالکؓ کہتے ہیں ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک صاحبزادی (ام کلثوم[2]) کے جنازہ میں حاضر تھے (یہ حضرت عثمان کی بیوی ہیں ۹ھ میں انتقال ہوا) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کی قبر کے پاس بیٹھے ہوئے تھے مَیں نے دیکھا کہ آپؐ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا۔ لوگو تم میں کوئی ایسا بھی ہے، جو آج کی رات عورت کے پاس نہ گیا ہو؟ ابوطلحہ نے کہا مَیں حاضر ہوں آپ نے فرمایا قبر میں اُترو وہ اُن کی قبر میں اُترے [3]

۱۲۱۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللهِ ابْنُ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ تُوُفِّيَتْ بِنْتٌ لِعُثْمَانَ بِمَكَّةَ وَجِئْنَا لِنَشْهَدَهَا۔ وَ

(از عبدان از عبداللہ بن مبارک از ابن جریج) عبداللہ بن عبیداللہ بن ابی ملیکہ کہتے ہیں حضرت عثمانؓ کی ایک صاحبزادی نے مکے میں انتقال کیا۔ ہم اُن کے جنازے میں شریک ہونے کے لیے آئے۔ عبداللہ بن عمرؓ اور عبداللہ بن عباسؓ بھی آئے مَیں ان دونوں کے درمیان بیٹھا تھا۔ یا

---

[1] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوٹے بچے کی تکلیف پر رحم آگیا جس آدمی میں رحم نہ ہو وہ آدمی نہیں پتھر ہے اللہ بھی اس پر رحم نہیں کرنے کا حدیث شریف سے یہ نکلا کہ کسی کے مرنے پر یا مصیبت پر صرف رونا منع نہیں ہے لیکن زبان سے ناشکری کے کلمے نکالنا یا چلّانا یا پیٹنا یعنی نوحہ کرنا منع ہے ۱۲ منہ

[2] اور حضرت رقیہ آپ کی دوسری صاحبزادی جو حضرت عثمانؓ سے پہلے منسوب ہوئی تھیں وہ اس وقت مریں جب آپ جنگِ بدر میں تھے اس لیے آپ ان کے جنازے میں شریک نہ ہو سکے اور ان ہی کی خبرگیری اور علاج و معالجہ کے لیے آپ حضرت عثمان کو مدینہ میں چھوڑ گئے تھے جنگ میں ہمراہ نہیں لے گئے تھے شیعہ حضرت عثمانؓ پر اس باب میں طعنہ مارتے ہیں کہ وہ بدر کی لڑائی میں شریک نہیں ہوئے یہ ان کی بے وقوفی ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے مدینہ میں رہ گئے تھے حضرت عثمانؓ کا وہ مرتبہ ہے کہ حضرت رقیہؓ کے انتقال کے بعد آپ نے اپنی دوسری صاحبزادی حضرت ام کلثوم کو ان کے عقد میں دیا اور جب وہ بھی مرگئیں تو فرمایا اگر میرے پاس تیسری بیٹی ہوتی تو میں وہ بھی تجھ ہی سے بیاہ دیتا سبحان اللہ یہ فضیلت کس کو نصیب ہوئی ہے ۱۲ منہ

[3] حضرت عثمانؓ کو آپ نے نہیں اتارا ایسا فرمانے سے ان کو تنبیہ کرنا منظور تھی کہتے ہیں حضرت عثمان نے اسی شب میں جس میں حضرت ام کلثوم نے انتقال فرمایا ایک لونڈی سے صحبت کی تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کا یہ کام پسند نہ آیا ۱۲ منہ۔

حَضَرَهَا ابْنُ عُمَرَ وَابْنُ عَبَّاسٍ وَإِنِّي لَجَالِسٌ بَيْنَهُمَا أَوْ قَالَ جَلَسْتُ إِلَى أَحَدِهِمَا ثُمَّ جَاءَ الْآخَرُ فَجَلَسَ إِلَى جَنْبِي فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ ابْنُ عُمَرَ لِعَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ أَلَا تَنْهَى عَنِ الْبُكَاءِ فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الْمَيِّتَ لَيُعَذَّبُ بِبُكَاءِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَدْ كَانَ عُمَرُ يَقُولُ بَعْضَ ذَلِكَ ثُمَّ حَدَّثَ قَالَ صَدَرْتُ مَعَ عُمَرَ مِنْ مَكَّةَ حَتَّى إِذَا كُنَّا بِالْبَيْدَاءِ إِذَا هُوَ بِرَكْبٍ تَحْتَ ظِلِّ سَمُرَةٍ فَقَالَ اذْهَبْ فَانْظُرْ مَنْ هَؤُلَاءِ الرَّكْبُ قَالَ فَنَظَرْتُ فَإِذَا صُهَيْبٌ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ ادْعُهُ لِي فَرَجَعْتُ إِلَى صُهَيْبٍ فَقُلْتُ ارْتَحِلْ فَالْحَقْ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ فَلَمَّا أُصِيبَ عُمَرُ دَخَلَ صُهَيْبٌ يَبْكِي يَقُولُ وَا أَخَاهُ وَا صَاحِبَاهُ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ يَا صُهَيْبُ أَتَبْكِي عَلَيَّ وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْمَيِّتَ يُعَذَّبُ بِبَعْضِ بُكَاءِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَلَمَّا مَاتَ عُمَرُ ذَكَرْتُ ذَلِكَ لِعَائِشَةَ فَقَالَتْ يَرْحَمُ اللَّهُ عُمَرَ وَاللَّهِ مَا حَدَّثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ لَيُعَذِّبُ الْمُؤْمِنَ بِبُكَاءِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ وَلَكِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ اللَّهَ لَيَزِيدُ الْكَافِرَ عَذَابًا بِبُكَاءِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ وَقَالَتْ حَسْبُكُمُ الْقُرْآنُ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ

یوں کہا دونوں میں سے ایک کے پاس بیٹھا تھا۔ اتنے میں دوسرے صاحب آئے اور میرے برابر بیٹھ گئے۔ عبداللہ بن عمرؓ نے عمرو بن عثمان سے کہا کیا تم عورتوں کو رونے پیٹنے سے منع نہیں کرتے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو فرمایا ہے کہ میت پر اس کے گھر والوں کے رونے سے عذاب ہوتا ہے۔ پھر ابن عباس نے کہا حضرت عمر بھی کچھ اسی طرح کہتے تھے۔ پھر کہا میں حضرت عمرؓ کے ساتھ (حج کر کے) مکہ سے واپس آرہا تھا۔ جب بیداء[1] میں پہنچے تو انہوں نے چند سواروں کو ببول کے سائے میں دیکھا۔ مجھ سے حضرت عمرؓ نے فرمایا جا معلوم کر یہ سوار کون ہیں؟ میں نے دیکھا، تو صہیبؓ ہیں۔ میں نے حضرت عمر سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا انہیں بلا لاؤ۔ میں لوٹ آیا، اور صہیبؓ سے کہا چلو تمہیں امیرالمومنین نے بلایا ہے

جب حضرت عمرؓ زخمی[2] ہوئے، صہیبؓ روتے ہوئے آئے۔ کہہ رہے تھے اُف بھائی! وائے دوست! حضرت عمرؓ نے ان سے کہا صہیبؓ! کیا تو مجھ پر رو رہا ہے حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میت کو اس کے گھر والوں کے اس پر رونے کی وجہ سے عذاب ہوتا ہے۔ ابن عباسؓ کہتے ہیں جب حضرت عمر کا انتقال ہو چکا تو میں نے ان کی یہ حدیث حضرت عائشہؓ سے بیان کی، انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ حضرت عمرؓ پر رحم کرے (ان کی غلطی معاف کرے) بخدا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا کہ اللہ مومن پر اس کے گھر والوں کے رونے سے عذاب کرے گا بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے، کہ کافر کے گھر والے جب اُس پر روتے ہیں تو اللہ اسے اور زیادہ عذاب دیتا ہے۔ اور کہنے لگیں قرآن کی یہ آیت کافی ہے (بطور دلیل) ولا تزر وازرۃ وزر اخرٰی۔ ابن عباسؓ نے اس وقت (یعنی ام ابان کے جنازے کے موقعے پر) سورۃ النجم کی یہ آیت

[1] بیداء ایک میدان ہے مکہ اور مدینہ کے درمیان ۱۲ منہ [2] مردود ابولؤلؤ مجوسی نے آپ کو عین نماز میں خنجر زہر آلودہ سے زخمی کیا ۱۲ منہ۔

أُخْرٰى قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ عِنْدَ ذٰلِكَ وَاللّٰهُ هُوَ أَضْحَكَ وَأَبْكٰى قَالَ ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ وَاللّٰهِ مَا قَالَ ابْنُ عُمَرَ شَيْئًا

پڑھی واللہ ھو اضحک وابکی (اللہ ہی ہنساتا ہے اور وہی رلاتا ہے[1]) ابن ابی ملیکہ نے کہا: ابن عباسؓ کی یہ تقریر سن کر ابن عمرؓ نے کچھ جواب نہیں دیا

۱۲۱۱۔ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ خَلِيلٍ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ وَهُوَ الشَّيْبَانِيُّ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ لَمَّا أُصِيبَ عُمَرُ جَعَلَ صُهَيْبٌ يَقُولُ وَا أَخَاهُ فَقَالَ عُمَرُ أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الْمَيِّتَ لَيُعَذَّبُ بِبُكَاءِ الْحَيِّ

(از اسمٰعیل بن خلیل از علی بن مسہر از ابو اسحاق شیبانی از ابو بردہ) ابو موسیٰ اشعری کہتے ہیں جب حضرت عمرؓ زخمی ہوئے تو صہیب چلانے لگے وا اخاہ حضرت عمرؓ نے کہا کیا تجھے معلوم نہیں؟ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میت کو (اس کے) زندہ (گھر والوں) کے رونے کی وجہ سے عذاب ہوتا ہے

۱۲۱۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا سَمِعَتْ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ إِنَّمَا مَرَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى يَهُودِيَّةٍ يَبْكِي عَلَيْهَا أَهْلُهَا فَقَالَ إِنَّهُمْ لَيَبْكُونَ عَلَيْهَا وَإِنَّهَا لَتُعَذَّبُ فِي قَبْرِهَا

(از عبداللہ بن یوسف از مالک از عبداللہ بن ابی بکر بن محمد از والدش از عمرہ بنت عبدالرحمٰن) حضرت عائشہؓ کہتی ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک یہودی عورت کے پاس سے گذرے اس کے گھر والے اس پر رو رہے تھے (کیونکہ یہودن مری پڑی تھی) آپ نے فرمایا: یہ تو رو رہے ہیں اور وہاں اُسے اپنی قبر میں عذاب ہو رہا ہے[2]

بَابٌ ۸۱۷ مَا يُكْرَهُ مِنَ النِّيَاحَةِ عَلَى الْمَيِّتِ

باب ۔ میت پر نوحہ[3] کرنا مکروہ ہے[4] حضرت عمرؓ نے فرمایا۔ عورتوں کو ابو سلیمان پر رونے دے۔ جب تک

---

[1] یعنی غم کے موقع پر جو آنسو بے اختیار نکل آتے ہیں وہ اللہ کی طرف سے ہیں آدمی پر اس کا گناہ کیسے پڑ سکتا ہے غرض یہ ہے کہ ابن عباسؓ نے صرف رونے کا جواز ثابت کیا اور باب کا مطلب بھی یہی ہے ۱۲ منہ [2] اس کے دونوں معنی ہو سکتے ہیں یعنی اس کے گھر کے والوں کے رونے سے یا اس کے کفر کی وجہ سے دوسری صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ تو اس رنج میں ہے کہ ہم سے جدا ہوگئی اور اس کی جان عذاب میں گرفتار ہے اس حدیث سے امام بخاری نے حضرت عمرؓ کی اگلی حدیث کی تفسیر کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد وہ میت ہے جو کافر ہو لیکن حضرت عمرؓ اس کو عام سمجھے اور اسی لیے صہیب پر انکار کیا ۱۲ منہ [3] شوکانی نے کہا رونا اور کپڑے پھاڑنا اور نوحہ کرنا یہ سب کام حرام ہیں ایک جماعت سلف کا جن میں حضرت عمر اور عبداللہ بن عمرؓ ہیں یہ قول ہے کہ میت کے لوگوں کے رونے سے میت کو عذاب ہوتا ہے اور جمہور علماء اس کی تاویل کرتے ہیں اس کو عذاب ہوتا ہے جو رونے کی وصیت کر جائے اور ہم کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مطلقاً یہ ثابت ہوا ہے کہ میت پر رونے سے اس کو عذاب ہوتا ہے ہم نے آپ کے ارشاد کو مانا اور سن لیا اس پر ہم کچھ زیادہ نہیں کرتے نووی نے اس پر اجماع نقل کیا کہ جس رونے سے میت کو عذاب ہوتا ہے وہ پکار کر رونا اور نوحہ کرنا ہے نہ صرف آنسو بہانا ہے ۱۲ منہ [4] یعنی حرام ہے نوحہ کہتے ہیں چلا کر میت پر رونا اس کی خوبیاں بیان کرنا ۱۲ منہ

وَقَالَ عُمَرُ دَعْهُنَّ يَبْكِيْنَ عَلَى أَبِي سُلَيْمَانَ مَا لَمْ يَكُنْ نَقْعٌ أَوْ لَقْلَقَةٌ وَالنَّقْعُ التُّرَابُ عَلَى الرَّأْسِ وَاللَّقْلَقَةُ الصَّوْتُ

خاک نہ اڑائیں اور چلائیں نہیں۔
نقع کے معنی سر پر مٹی ڈالنا، لقلقہ کے معنی چلانا۔[۵۱]

۱۲۱۳ - حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ ابْنُ عُبَيْدٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ رَبِيعَةَ عَنِ الْمُغِيرَةِ قَالَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ كَذِبًا عَلَيَّ لَيْسَ كَكَذِبٍ عَلَى أَحَدٍ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ وَسَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ نِيحَ عَلَيْهِ يُعَذَّبُ بِمَا نِيحَ عَلَيْهِ

(از ابونعیم از سعید بن عبید از علی بن ربیعہ) حضرت مغیرہ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے مجھ پر جھوٹ باندھنا اور لوگوں پر جھوٹ باندھنے کی طرح نہیں۔ جس نے مجھ پر قصداً جھوٹ باندھا وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنالے۔ اور میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بھی سُنا آپ فرماتے تھے جس پر نوحہ کیا جاتا ہے اس پر نوحہ کی وجہ سے عذاب ہوتا ہے۔

۱۲۱۴ - حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمَيِّتُ يُعَذَّبُ فِي قَبْرِهِ بِمَا نِيحَ عَلَيْهِ تَابَعَهُ عَبْدُ الْأَعْلَى قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ ح وَقَالَ آدَمُ عَنْ شُعْبَةَ الْمَيِّتُ يُعَذَّبُ بِبُكَاءِ الْحَيِّ عَلَيْهِ -

(از عبدان از والدش از شعبہ از قتادہ از سعید بن مسیب از حضرت ابن عمر) حضرت عمر کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میت پر قبر میں اس پر نوحہ کیے جانے کی وجہ سے عذاب واقع ہوتا ہے۔
عبدان کے ساتھ عبدالاعلیٰ نے بھی بحوالہ یزید بن زریع از سعید از قتادہ[۵۲] یہی حدیث بیان کی **دوسری سند** آدم بن ابی ایاس نے شعبہ سے روایت کیا کہ میت پر زندہ کے اس پر رونے کی وجہ سے عذاب ہوتا ہے۔

باب ۸۱۸

باب -

۱۲۱۵ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُنْكَدِرِ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ جِيءَ بِأَبِي يَوْمَ

(از علی بن عبداللہ از سفیان از ابن منکدر) جابر بن عبداللہ کہتے ہیں کہ میرے باپ کی لاش اُحد کے دن لائی گئی۔ اُن کے ناک کان کاٹ ڈالے گئے تھے۔ اور لاش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رکھی گئی

---

۵۱ ہوا یہ تھا کہ خالد بن ولید ۲۱ہجری میں مُلک شام میں وفات پاگئے ان کی عورتیں ان پر رو رہی تھیں کسی نے حضرت عمرؓ سے کہا ان کو منع کرا بھیجیے۔ جب انہوں نے یہ فرمایا اس روایت کو امام بخاری نے تاریخ اوسط میں وصل کیا ۱۲ منہ ۵۲ پھر قتادہ سے وہی سند ہے یعنی انہوں نے سعید بن مسیب سے انہوں نے ابن عمرؓ سے ۱۲ منہ

أُحُدٍ قَدْ مُثِّلَ بِهٖ حَتّٰى وُضِعَ بَيْنَ يَدَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ سُجِّيَ ثَوْبًا فَذَهَبْتُ أُرِيْدُ أَنْ أَكْشِفَ عَنْهُ فَنَهَانِيْ قَوْمِيْ ثُمَّ ذَهَبْتُ أَكْشِفُ عَنْهُ فَنَهَانِيْ قَوْمِيْ فَأَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرُفِعَ فَسَمِعَ صَوْتَ صَائِحَةٍ فَقَالَ مَنْ هٰذِهٖ فَقَالُوْا ابْنَةُ عَمْرٍو أَوْ أُخْتُ عَمْرٍو قَالَ فَلِمَ تَبْكِيْ أَوْ لَا تَبْكِيْ فَمَا زَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ تُظِلُّهٗ بِأَجْنِحَتِهَا حَتّٰى رُفِعَ۔

ایک کپڑا اس پر اوڑھا دیا گیا۔ میں کپڑا اٹھا کر لاش کھولنے لگا۔ تو میری قوم کے لوگوں نے منع کیا۔ پھر میں کھولنے گیا، تو میری قوم کے لوگوں نے منع کیا۔ پھر آپؐ نے حکم دیا تو لاش اٹھائی گئی۔ آپؐ نے ایک چلانے والی عورت کی آواز سنی۔ پوچھا یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا عمرو کی بیٹی یا عمرو کی بہن۔ آپؐ نے فرمایا کیوں روتی ہے؟ یا فرمایا مت رو! جب تک اس کا جنازہ نہ اٹھا فرشتے اپنے پروں سے اس پر سایہ کیے ہوئے تھے۔

باب ۸۱۹ لَيْسَ مِنَّا مَنْ شَقَّ الْجُيُوْبَ۔

باب۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جو گریبان پھاڑے وہ ہم میں سے نہیں ہے[2]

۱۲۱۶۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا زُبَيْدٌ الْيَامِيُّ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَطَمَ الْخُدُوْدَ وَشَقَّ الْجُيُوْبَ وَدَعَا بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ

(از ابو نعیم از سفیان از زُبید یامی از ابراہیم از مسروق عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص گالوں پر تھپڑ مارے اور گریبان پھاڑے اور جاہلیت کی باتیں بکے وہ ہم مسلمانوں میں سے نہیں ہے[3]

باب ۸۲۰ رِثَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَعْدَ بْنَ خَوْلَةَ

باب۔ سعد بن خولہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا افسوس کرنا۔[4]

۱۲۱۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِيْ وَقَّاصٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ

(از عبداللہ بن یوسف از مالک از ابن شہاب از عامر بن سعد بن ابی وقاص) سعد بن ابی وقاص کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میری بیمار پرسی کیا کرتے تھے جب میں حجۃ الوداع کے سال سخت بیمار پڑ گیا تھا۔ میں

---

[1] عمرو جابر کے دادا تھے اگر عمرو کی بیٹی تھیں تو جابرؓ کی پھوپھی ہوئیں اگر عمرو کی بہن تھیں تو مقتول کی پھوپھی اور جابر کی دادی ہوئیں یعنی دادا کی بہن ۱۲ منہ [2] یعنی اس کا طریق مسلمانوں کا طریق نہیں ہے بلکہ کافروں کا طریق اس نے اختیار کیا ۱۲ منہ [3] حافظ نے کہا حدیث سے یہ نکلا کہ گریبان پھاڑنا اور گال پیٹنا حرام ہے اس وجہ سے کہ اس میں قضائے الٰہی سے عدم رضا نکلتی ہے اور جس کو اس کی حرمت معلوم ہو اور وہ اس کو حلال جان کر کرے وہ تو بے شک دین سے خارج ہو جائے گا ۱۲ منہ [4] ترجمہ باب میں رثا سے وہی افسوس اور رنج وغم مراد ہے نہ مرثیہ پڑھنا مرثیہ اس کو کہتے ہیں کہ میت کے فضائل اور مناقب بیان کیے جائیں اور لوگوں کو بیان کر کے رلایا جائے خواہ نظم ہو یا نثر یہ تو ہماری شریعت میں منع ہے خصوصاً لوگوں کو جمع کر کے سنانا اور رلانا اس کی ممانعت میں تو کسی کا اختلاف نہیں ہے صحیح حدیث میں وارد ہے جس کو احمد اور ابن ماجہ نے نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مرثیوں سے منع فرمایا ۱۲ منہ

اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَعُوْدُنِیْ عَامَ حَجَّۃِ الْوَدَاعِ مِنْ وَّجَعٍ اشْتَدَّ بِیْ فَقُلْتُ اِنِّیْ قَدْ بَلَغَ بِیْ مِنَ الْوَجَعِ وَاَنَا ذُوْمَالٍ وَّلَا یَرِثُنِیْ اِلَّا ابْنَۃٌ لِّیْ اَفَاَتَصَدَّقُ بِثُلُثَیْ مَالِیْ قَالَ لَا فَقُلْتُ فَالشَّطْرُ فَقَالَ لَا ثُمَّ قَالَ الثُّلُثُ وَالثُّلُثُ کَبِیْرٌ اَوْ کَثِیْرٌ اِنَّکَ اَنْ تَذَرَ وَرَثَتَکَ اَغْنِیَآءَ خَیْرٌ مِّنْ اَنْ تَذَرَھُمْ عَالَۃً یَّتَکَفَّفُوْنَ النَّاسَ وَاِنَّکَ لَنْ تُنْفِقَ نَفَقَۃً تَبْتَغِیْ بِھَا وَجْہَ اللّٰہِ اِلَّا اُجِرْتَ بِھَا حَتّٰی مَا تَجْعَلُ فِیْ فِیْ امْرَاَتِکَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اُخَلَّفُ بَعْدَ اَصْحَابِیْ قَالَ اِنَّکَ لَنْ تُخَلَّفَ فَتَعْمَلَ عَمَلًا صَالِحًا اِلَّا ازْدَدْتَّ بِہٖ دَرَجَۃً وَّرِفْعَۃً ثُمَّ لَعَلَّکَ اَنْ تُخَلَّفَ حَتّٰی یَنْتَفِعَ بِکَ اَقْوَامٌ وَّیُضَرَّ بِکَ اٰخَرُوْنَ اللّٰھُمَّ اَمْضِ لِاَصْحَابِیْ ھِجْرَتَھُمْ وَلَا تَرُدَّھُمْ عَلٰٓی اَعْقَابِھِمْ لٰکِنِ الْبَآئِسُ سَعْدُ بْنُ خَوْلَۃَ یَرْثِیْ لَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ مَّاتَ بِمَکَّۃَ

نے عرض کیا یا رسول اللہ! میری بیماری بہت بڑھ گئی ہے۔ بچنے کی امید نہیں! میری صرف ایک لڑکی ہے۔ وہی وارث ہوگی۔ کیا میں دو تہائی مال خیرات کر دوں؟ آپؐ نے فرمایا نہیں۔ مَیں نے عرض کیا، کیا آدھا مال خیرات کر دوں؟ آپ نے فرمایا نہیں۔ پھر آپ نے فرمایا تہائی مال خیرات کرنا کافی ہے۔ یہ بھی بڑی خیرات ہے یا بہت خیرات ہے اگر تو اپنے وارثوں کو مالدار چھوڑ جائے تو یہ بہتر ہے، اس سے کہ انہیں تو محتاج چھوڑے اور وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے پھریں اور تو جو کچھ بھی رضائے الٰہی کے لیے خرچ کرے گا، اس کا تجھے ضرور اجر ملے گا۔ حتیٰ کہ اگر کوئی کھانے پینے کی چیز اپنی بیوی کے منہ میں ڈالے گا اس کا بھی ثواب ملے گا۔ مَیں نے عرض کیا یا رسول اللہ! مَیں اپنے ساتھیوں سے پیچھے رہ جاؤں گا (وہ مدینہ میں پہلے چلے جائیں گے) آپؐ نے فرمایا تو پیچھے نہیں رہے گا[1]۔ تیرے ہر نیک کام کے عوض مرتبے اور درجے بڑھیں گے اور انشاء اللہ تو ابھی زندہ رہے گا۔ تجھ سے کچھ لوگ فائدہ اٹھائیں گے اور کچھ لوگ نقصان اٹھائیں گے۔ یا اللہ! میرے اصحاب کی ہجرت پوری کر دے۔ انہیں ایڑیوں کے بل مت لوٹا[2] (آپ نے مزید فرمایا) تو تو اچھا ہے سعد بن خولہ بیمار ہے۔ سعد بن ابی وقاص فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سعد بن خولہ کا افسوس کرتے تھے، کہ اُن کا مکّے میں انتقال ہوا[3]

بَابٌ ۸۲۱ مَا یُنْھٰی مِنَ الْحَلْقِ عِنْدَ

باب۔ مصیبت کے وقت بال منڈوانا منع ہے

[1] سعد کا مطلب یہ تھا کہ اور صحابہ تو آپ کے ساتھ مدینہ طیبہ میں روانہ ہو جائیں گے اور میں مکہ ہی میں پڑے پڑے مر جاؤں گا آپ نے پہلے گول مول فرمایا جس سے سعد نے معلوم کر لیا کہ میں اس بیماری سے مروں گا نہیں پھر آگے صاف فرمایا کہ شاید تو زندہ رہے گا اور تیرے ہاتھ سے مسلمانوں کو فائدہ کافروں کو نقصان ہوگا اس حدیث میں آپ کا ایک بڑا معجزہ ہے جیسے آپ کی پیشن گوئی تھی ویسا ہی ہوا سعدؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مدت تک زندہ رہے عراق اور ایران انہوں نے فتح کیا رضی اللہ عنہم۔ [2] یعنی ایسا نہ کر کہ مکّہ سے ہجرت کرے پھر مکے میں ان کا انتقال ہو۔ عبدالرزاق ۱۲ منہ [3] حالانکہ وہاں سے ہجرت کر چکا تھا جس ملک سے ہجرت کی ہو پھر وہاں رہنا اور مرنا بہت مکروہ تھا اسی فقرے سے ترجمہ باب نکلتا ہے اسمٰعیلی نے امام بخاری پر اعتراض کیا ہے کہ یہاں رثا رسے وہ مرثیہ تھوڑے مراد ہے جو لوگ اموات کے لیے تصنیف کیا کرتے تھے اور اس کو سنایا کرتے تھے یہاں تو رثا ر رنج اور افسوس کے معنوں میں ہے اس کے سوا یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام بھی نہیں ہے بلکہ زہری کا کلام ہے جو حدیث میں شریک ہو گیا ہے اور اصل یہ ہے کہ فی نفسہٖ مرثیہ کہنا کچھ ممنوع نہیں ہے مرثیوں کے لیے لوگوں کو جمع کرنا اور ان کو رلانے کے لیے سنانا اور اس کا سامان کرنا اور اس کی مجلس کرنا جیسے اس زمانے میں حضرات شیعہ کیا کرتے ہیں ہماری شریعت میں بموجب حدیثِ صحیح ممنوع ہے ورنہ نفس مرثیہ کی تالیف تو صحابہ سے ماثور ہے حضرت فاطمہؓ فرماتی ہیں۔ ماذا علی من شم تربۃ احمد۔ ان لایشم مدی الزمان غوالیا۔ صُبّت علیّ مصائب لو انہا صبت علی الایام صرن لیالیا ۱۲ منہ۔

الْمُصِيبَةِ

۱۲۱۸۔ وَقَالَ الْحَكَمُ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا يَحْيَى ابْنُ حَمْزَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ جَابِرٍ أَنَّ الْقَاسِمَ ابْنَ مُخَيْمِرَةَ حَدَّثَهُ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو بُرْدَةَ بْنُ أَبِي مُوسَى قَالَ وَجِعَ أَبُو مُوسَى وَجَعًا فَغُشِيَ عَلَيْهِ وَرَأْسُهُ فِي حِجْرِ امْرَأَةٍ مِنْ أَهْلِهِ فَلَمْ يَسْتَطِعْ أَنْ يَرُدَّ عَلَيْهَا شَيْئًا فَلَمَّا أَفَاقَ قَالَ أَنَا بَرِيءٌ مِمَّنْ بَرِئَ مِنْهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَرِيءٌ مِنَ الصَّالِقَةِ وَالْحَالِقَةِ وَالشَّاقَّةِ

(از حکم بن موسیٰ از یحییٰ بن حمزہ از عبدالرحمٰن بن جابر از قاسم بن مخیمرہ) ابوبُردہ بن ابی موسیٰ روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری بیمار ہوئے ان پر غشی طاری ہوگئی اور ان کا سر گھر والوں میں سے ایک عورت کی گود میں تھا۔ اُس نے چیخ ماری۔ ابوموسیٰ اُسے جواب نہ دے سکے جب ہوش میں آئے، تو فرمایا میں اس کام سے بیزار ہوں جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیزار تھے۔ آپؐ اس عورت سے بیزار ہوئے، جو چلائے اور جو بال منڈائے اور جو کپڑے پھاڑے

بَابٌ ۸۲۲ لَيْسَ مِنَّا مَنْ ضَرَبَ الْخُدُودَ۔

باب۔ ہم میں وہ نہیں جو گالوں پر تھپڑ مارے (فرمانِ رسول)

۱۲۱۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُرَّةَ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ مِنَّا مَنْ ضَرَبَ الْخُدُودَ وَشَقَّ الْجُيُوبَ وَدَعَا بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ

(از محمد بن بشار از عبدالرحمٰن از سفیان از اعمش از عبداللہ بن مُرہ از مسروق) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ شخص ہم میں سے نہیں جو گالوں پر تھپڑ مارے اور گریبان پھاڑے اور کفر کی باتیں کرے

بَابٌ ۸۲۳ مَا يُنْهٰى مِنَ الْوَيْلِ وَدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ عِنْدَ الْمُصِيبَةِ

باب۔ مصیبت کے وقت واویلا اور کفر کی باتیں بکنا [1]

۱۲۲۰۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُرَّةَ

(از عمر بن حفص از حفص از اعمش از عبداللہ بن مُرہ از مسروق) عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ شخص ہم میں سے

[1] باب کی حدیث میں واویلا کا ذکر نہیں ہے شاید امام بخاری نے اس کو یوں نکالا کہ واویلا بھی ایک کفر کے زمانے کی بات ہے بعضوں نے کہا امام بخاری نے ابو امامہ کی حدیث کی طرف اشارہ کیا جس کو ابن ماجہ نے نکالا اس میں صاف مذکور ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت پر لعنت کی جو منہ نوچے گریبان پھاڑے واویلا اور واثبورا پکارے یعنی ہائے خرابی ہائے میں مرگئی ابن حبان نے اس کو صحیح کہا ۱۲ منہ

عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ مِنَّا مَنْ ضَرَبَ الْخُدُوْدَ وَ شَقَّ الْجُيُوْبَ وَدَعَا بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ۔

نہیں جو گالوں پر تھپڑ مارے، گریبان پھاڑے، کفر کی باتیں بکے

بَاب ۸۲۴ مَنْ جَلَسَ عِنْدَ الْمُصِيْبَةِ يُعْرَفُ فِيْهِ الْحُزْنُ

باب۔ مصیبت کے وقت اس طرح بیٹھنا کہ رنج وغم کے آثار نمایاں ہوں

۱۲۲۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ سَمِعْتُ يَحْيٰى قَالَ اَخْبَرَتْنِيْ عَمْرَةُ قَالَتْ سَمِعْتُ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا جَاءَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَتْلُ ابْنِ حَارِثَةَ وَجَعْفَرٍ وَّابْنِ رَوَاحَةَ جَلَسَ يُعْرَفُ فِيْهِ الْحُزْنُ وَاَنَا اَنْظُرُ مِنْ صَائِرِ الْبَابِ شَقِّ الْبَابِ فَاَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ اِنَّ نِسَاءَ جَعْفَرٍ وَّذَكَرَ بُكَاءَهُنَّ فَاَمَرَهٗ اَنْ يَّنْهَاهُنَّ فَذَهَبَ ثُمَّ اَتَاهُ الثَّانِيَةَ لَمْ يُطِعْنَهٗ فَقَالَ انْهَهُنَّ وَاَتَاهُ الثَّالِثَةَ قَالَ وَاللّٰهِ غَلَبْنَنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَزَعَمَتْ اَنَّهٗ قَالَ فَاحْثُ فِيْ اَفْوَاهِهِنَّ التُّرَابَ فَقُلْتُ اَرْغَمَ اللّٰهُ اَنْفَكَ لَمْ تَفْعَلْ مَا اَمَرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ تَتْرُكْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْعَنَاءِ۔

(از محمد بن مثنیٰ از عبدالوہاب از یحییٰ از عمرہ) حضرت عائشہ رضؓ کہتی ہیں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ابن حارثہؓ، جعفرؓ ابن رواحہ رضؓ کے شہید ہونے کی خبر ملی، تو آپ اس طرح بیٹھے، کہ آپ پر رنج کے آثار معلوم ہوتے تھے، مَیں دروازے کے دراڑ میں سے دیکھ رہی تھی۔ اتنے میں ایک شخص[1] آپ کے پاس آیا اور عرض کیا، کہ جعفر کی عورتیں رو رہی ہیں۔ آپؐ نے فرمایا انہیں منع کر۔ وہ گیا اور دوبارہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا وہ نہیں مانتیں۔ آپؐ نے پھر فرمایا جا اور انہیں منع کر، وہ شخص سہ بارہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا عرض کیا بخدا وہ پھر غالب ہوگئیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (بقول عائشہ رضؓ) جا اُن کے منہ میں خاک ڈال دے۔ مَیں نے اُس شخص سے کہا اللہ تیری ناک میں مٹی ملائے[2] (جھڑکی کا کلمہ) جو کچھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تجھے حکم دیا (یعنی عورتوں کو رونے سے منع کرنے کا) وہ تو تو پورا کر نہیں سکا اور بار بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ستانا بھی نہیں چھوڑتا[3] (کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی رنجیدہ تھے)

۱۲۲۲۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَاصِمُ الْاَحْوَلُ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَنَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

(از عمرو بن علی از محمد فضیل از عاصم احول) حضرت انس رضؓ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک مہینہ تک نماز میں قنوت پڑھتے رہے جب آپؐ نے صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت قرار کی شہادت کی خبر سُنی۔ آپؐ

[1] اس حدیث سے یہ نکلا کہ عورت غیر مردوں کی طرف دیکھ سکتی ہے بہ شرطیکہ بدنیت سے نہ دیکھے ۱۲ منہ [2] یعنی خدا کرے تو ذلیل اور خوار ہو ہمارے ملک میں عورتیں ایسے وقت میں کہتی ہیں درموئی اور دکن میں کہتی ہیں ماٹی ملامٹی پڑو ۱۲ منہ [3] یعنی تو مرد وا تھا تو عورتوں کو جلد دھمکا کر روک دیتا تھا وہ تو تجھ سے ہو نہ سکا خیر نہ سہی تو خاموش تو رہنا تھا بار بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک رنج کی خبر دے کر اور رنجیدہ کرنا کونسی عقلمندی ہے ایک تو آپ خود اس وقت رنج میں تھے دوسرے اس کے بار بار آنے سے اور آپ کو تکلیف ہوئی ہوگی ۱۲ منہ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَهْرًا حِيْنَ قُتِلَ الْقُرَّاءُ فَمَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَزِنَ حُزْنًا قَطُّ أَشَدَّ مِنْهُ

نے اُن صحابہؓ کی شہادت کا جتنا زیادہ غم فرمایا اتنا رنجیدہ و مغموم میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی نہ دیکھا[1]

بَاب ۸۲۵ مَنْ لَمْ يُظْهِرْ حُزْنَهٗ عِنْدَ الْمُصِيْبَةِ

وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ كَعْبٍ اَلْجَزَعُ الْقَوْلُ السَّيِّئُ وَالظَّنُّ السَّيِّئُ وَقَالَ يَعْقُوْبُ النَّبِيُّ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِنَّمَا أَشْكُوْا بَثِّيْ وَحُزْنِيْ إِلَى اللّٰهِ

باب ۔ جس نے مصیبت کے وقت اپنے نفس پر قابو کرکے غم و رنج کا اظہار نہ کیا

محمد بن کعب کہتے ہیں جزع کا معنی منہ سے بُری بات نکالنا اور پروردگار سے بدگمانی کرنا[2]۔ حضرت یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا انما اشکوا بثی وحزنی الی اللہ (آیت) میں اپنی بیقراری اور رنج کا اظہار اللہ ہی سے کرتا ہوں[3]

۱۲۲۳۔ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْحَكَمِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ بْنُ عُيَيْنَةَ قَالَ أَخْبَرَنَا إِسْحٰقُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ طَلْحَةَ أَنَّهٗ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ اشْتَكَى ابْنٌ لِأَبِيْ طَلْحَةَ قَالَ فَمَاتَ وَأَبُوْ طَلْحَةَ خَارِجٌ فَلَمَّا رَأَتِ امْرَأَتُهٗ أَنَّهٗ قَدْ مَاتَ هَيَّأَتْ شَيْئًا وَنَحَّتْهُ فِيْ جَانِبِ الْبَيْتِ فَلَمَّا جَاءَ أَبُوْ طَلْحَةَ قَالَ كَيْفَ الْغُلَامُ قَالَتْ قَدْ هَدَأَتْ نَفْسُهٗ وَأَرْجُوْا أَنْ يَكُوْنَ قَدِ اسْتَرَاحَ وَظَنَّ أَبُوْ طَلْحَةَ أَنَّهَا

(از بشر بن حکم از سفیان بن عیینہ از اسحاق بن عبد اللہ بن ابی طلحہ) انس بن مالک کہتے ہیں ابو طلحہ کا ایک بچّہ بیمار رہا[4]، اور وہ مرگیا لیکن اس وقت حضرت ابو طلحہؓ کہیں باہر تھے گھر میں نہ تھے۔ آپ کی بیوی نے جب دیکھا کہ بچّہ مرگیا، تو اُس نے ایک کونے میں بچّے کو رکھ دیا اور کچھ کھانا تیار کیا جب ابو طلحہ گھر آئے اور پوچھا بچّے کا کیا حال ہے؟ تو بیوی نے جواب دیا ٹھیک ہے میں سمجھتی ہوں اسے آرام آگیا[5]۔ ابو طلحہ سمجھے ٹھیک کہتی ہے۔ انسؓ کہتے ہیں ابو طلحہؓ رات کو گھر میں رہے صبح کو غسل کیا جب گھر سے جانے لگے تو بیوی نے کہا بچّے کا انتقال ہو چکا[6]

---

[1] ان کا قصہ اور زید بن حارثہ اور جعفر اور عبد اللہ بن رواحہ کے قتل کا قصہ دونوں اُوپر گزر چکے ہیں ۱۲ منہ [2] اس کے کرم اور رحم اور اجر اور ثواب سے مایوس ہو جانا اور امام بخاری نے جزع کو اس لیے بیان کیا کہ وہ مصیبت ظاہر نہ کرنے کی ضد ہے مصیبت ظاہر نہ کرنا صبر ہے اور جزع بے صبری ۱۲ منہ [3] اور کسی سے اپنے دل کا دکھ نہیں کھولنا اسی کا نام صبر ہے اور یہی ترجمۂ باب ہے ۱۲ منہ [4] جس کو ابو عمیر کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کو پیار سے فرمایا کرتے تھے ابو عمیر تمہاری نغیر کیسی ہے یعنی چڑیا یہ لڑکا بڑا خوبصورت اور وجیہ تھا ابو طلحہ اس سے بڑی محبت رکھتے تھے ۱۲ منہ [5] سبحان اللہ ایسی عقل مند اور پارسا بیبیاں کہاں پیدا ہوتی ہیں حالانکہ ماں کو بچّہ سے بے حد محبت ہوتی ہے مگر ام سلیم کے استقلال کو دیکھیے کہ منہ پر تیوری نہ آنے دی اور رنج کو ایسا چھپایا کہ ابو طلحہ سمجھے واقعی بچہ اچھا ہو گیا پھر یہ دیکھیے کہ ام سلیم نے بات بھی کہی تو ایسی کہ جھوٹ نہ ہو کیونکہ موت درحقیقت راحت ہے وہ معصوم جان تھی اس کے لیے تو مرنا آرام ہی آرام تھا ادھر بیماری کی تکلیف گئی ادھر دنیا کے فکروں اور گناہوں سے نجات پائی جیتا تو معلوم نہیں کیا کیا جھنجھٹ میں گرفتار ہوتا ترجمہ باب یہیں سے نکلتا ہے کہ ام سلیم نے رنج اور صدمہ پی لیا بالکل ظاہر نہ ہونے دیا ۱۲ منہ [6] دوسری روایت میں یوں ہے ام سلیم نے کہا ابو طلحہ اگر کچھ لوگ عاریت کی چیز لیں پھر واپس دینے سے انکار کریں تو کیسا؟ انہوں نے کہا ہرگز ان کا انکار نہ کرنا چاہیے عاریت کی چیز بخوشی واپس دینا چاہیے تب ام سلیم نے کہا ہمارا بچہ بھی اللہ کا تھا ہم کو عاریت ملا تھا اللہ نے لے لیا تو ہم کو رنج نہ کرنا چاہیے ایک روایت میں ہے کہ ابو طلحہ غصّے ہوئے کہنے لگے مجھے پہلے کیوں نہیں خبر کی میں نے رات کو صحبت بھی کی ۱۲ منہ

صَادِقَةٌ قَالَ فَبَاتَ، فَلَمَّا أَصْبَحَ اغْتَسَلَ فَلَمَّا أَرَادَ أَنْ يَخْرُجَ أَعْلَمَتْهُ أَنَّهُ قَدْ مَاتَ فَصَلَّى مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ أَخْبَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَا كَانَ مِنْهُمَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَلَّ اللَّهَ أَنْ يُبَارِكَ لَهُمَا فِي لَيْلَتِهِمَا قَالَ سُفْيَانُ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَرَأَيْتُ تِسْعَةَ أَوْلَادٍ كُلُّهُمْ قَدْ قَرَأَ الْقُرْآنَ۔

ہے۔ ابوطلحہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آکر نماز پڑھی اور اپنی بیوی کی بات بتائی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ شاید دونوں کو اس رات کے جماع میں برکت دے گا۔ سفیان راوی کہتے ہیں ایک انصاری شخص نے بیان کیا کہ میں نے اُن کے نو بیٹے دیکھے جو سب کے سب عالم وقاری تھے [1]

بَاب ۸۲۶ الصَّبْرُ عِنْدَ الصَّدْمَةِ الْأُولَى۔

وَقَالَ عُمَرُ نِعْمَ الْعِدْلَانِ وَنِعْمَ الْعِلَاوَةُ الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُمْ مُصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ أُولَٰئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِنْ رَبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ۔ وَقَوْلِهِ تَعَالَى وَاسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَوٰةِ وَإِنَّهَا لَكَبِيرَةٌ إِلَّا عَلَى الْخَاشِعِينَ

باب۔ صبر وہی ہے جو مصیبت آتے ہی کیا جائے [2]

حضرت عمرؓ نے فرمایا دونوں عدل اور اُن کے سوا درمیان کا عدل کیا ہی عمدہ ہیں! یعنی سورہ بقرہ کی اس آیت میں اذا اصابتھم مصیبۃ الآیہ جب انہیں کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو وہ کہتے ہیں ہم اللہ کی ملک ہیں اور اللہ ہی کے پاس جانے والے ہیں ایسے لوگوں پر ان کے مالک کی طرف سے صلوات و رحمت ہے اور یہی لوگ راہ پانے والے ہیں [3]۔ دوسری آیت واستعینوا بالصبر الآیہ صبر اور نماز سے مدد حاصل کرو اور نماز مشکل ہے مگر خدا سے ڈرنے والوں پر مشکل نہیں [4]

۱۲۲۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ ثَابِتٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الصَّبْرُ عِنْدَ الصَّدْمَةِ الْأُولَى

(از محمد بن بشار از غندر از شعبہ از ثابت) حضرت انس کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صبر وہی ہے، جو صدمے کے شروع میں کیا جائے۔

---

[1] یہ ام سلیم کے صبر اور استقلال کا نتیجہ تھا مترجم پر بھی یہ واقعہ گذر چکا ہے پہلے میرا ایک ہی لڑکا تھا اور نہایت ذکی اور صبیح وہ مکہ معظمہ میں مر گیا اللہ نے مجھ کو صبر دیا اور اس کے بدلے تین لڑکے عنایت فرمائے ۱۲ منہ [2] قرآن میں جو آیا ہے واستعینوا بالصبر والصلوٰۃ اس سے یہی صبر مراد ہے ورنہ رو پیٹ کر تو سب کو صبر آجاتا ہے ۱۲ منہ [3] اس کو حاکم نے مستدرک میں وصل کیا حضرت عمرؓ نے صلوٰۃ اور رحمت کو تو جانور کے دونوں طرف کے بوجھے قرار دیے اور بیچ کا بوجھ جو پیٹھ پر رہتا ہے اولٰئک ہم المہتدون کو ۱۲ منہ [4] اس آیت میں بھی صبر سے وہی صبر مراد ہے جو مصیبت آتے ہی شروع میں کیا جائے ۱۲ منہ

باب ۸۲۷ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّا بِكَ لَمَحْزُوْنُوْنَ

وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَدْمَعُ الْعَيْنُ وَيَحْزَنُ الْقَلْبُ

باب - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد: انا بك لمحزونون اور ابن عمرؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا آپ نے فرمایا آنکھ آنسو بہاتی ہے اور دل رنج کرتا ہے [1]

۱۲۲۵ - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ قَالَ حَدَّثَنَا قُرَيْشٌ هُوَ ابْنُ حَيَّانَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ دَخَلْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى أَبِيْ سَيْفٍ الْقَيْنِ وَكَانَ ظِئْرًا لِإِبْرَاهِيْمَ فَأَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِبْرَاهِيْمَ فَقَبَّلَهُ وَشَمَّهُ ثُمَّ دَخَلْنَا عَلَيْهِ بَعْدَ ذٰلِكَ وَإِبْرَاهِيْمُ يَجُوْدُ بِنَفْسِهِ فَجَعَلَتْ عَيْنَا رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَذْرِفَانِ فَقَالَ لَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ وَأَنْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ يَا ابْنَ عَوْفٍ إِنَّهَا رَحْمَةٌ ثُمَّ أَتْبَعَهَا بِأُخْرٰى فَقَالَ إِنَّ الْعَيْنَ تَدْمَعُ وَالْقَلْبَ يَحْزَنُ وَلَا نَقُوْلُ إِلَّا مَا يَرْضٰى رَبُّنَا وَإِنَّا بِفِرَاقِكَ يَا إِبْرَاهِيْمُ لَمَحْزُوْنُوْنَ رَوَاهُ مُوْسٰى عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ الْمُغِيْرَةِ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(از حسن بن عبدالعزیز از یحییٰ بن حسان از قریش ابن حیان از ثابت) حضرت انس بن مالکؓ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ابوسیف لوہار کے پاس گئے۔ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے حضرت ابراہیم کو دودھ پلانے والی عورت کے خاوند تھے [2] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابراہیم کو (گود میں) لیا اور انہیں پیار کیا اور سونگھا۔ پھر اس کے بعد جو ہم ابوسیف کے پاس گئے دیکھا تو حضرت ابراہیم دم توڑ رہے ہیں۔ یہ دیکھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے۔ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ بھی لوگوں کی طرح (غم کر رہے ہیں) آپ نے فرمایا اے ابن عوف! یہ تو رحمت ہے پھر آپ دوسری بار روئے اور فرمایا آنکھ تو آنسو بہاتی ہے اور دل کو رنج ہوتا ہے اور زبان سے ہم صرف وہی کہتے ہیں جو ہمارے پروردگار کو پسند ہے [3] اور بیشک ابراہیم! ہم تیری جدائی سے غمگین ہیں

اس حدیث کو موسیٰ بن اسمٰعیل نے بحوالہ سلیمان بن مغیرہ از ثابت از حضرت انسؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا

باب ۸۲۸ الْبُكَاءِ عِنْدَ الْمَرِيْضِ

باب - بیمار کے پاس رونا [4]

۱۲۲۶ - حَدَّثَنَا أَصْبَغُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ

(از اصبغ از ابن وہب از عمرو از سعید بن حارث انصاری) حضرت

[1] یہ حدیث بھی آگے آتی ہے مطلب یہ ہے کہ مصیبت کے وقت دل کو رنج ہونا آنکھوں سے آنسو نکلنا خاصۂ بشری ہے اس میں آدمی مجبور ہے تو اس پر عذاب نہیں ہوگا ۱۲ منہ [2] حضرت ابراہیمؑ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے تھے ماریہ قبطیہ کے بطن سے ان کی انا ابوسیف لوہار کی بی بی تھی حضرت ابراہیم وہیں پرورش پاتے ابوسیف کا نام براء بن ابی اوس تھا ۱۲ منہ [3] یعنی انا للہ وانا الیہ راجعون صبر اور شکر ۱۲ منہ [4] جب ایسی سخت نشانی ظاہر ہو جس سے بچنے کی امید نہ رہے درنہ بیمار کو تسلی اور تشفی دینا مسنون ہے ۱۲ منہ

اَخْبَرَنِیْ عَمْرٌو عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْحَارِثِ الْاَنْصَارِیِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ قَالَ اشْتَکٰی سَعْدُ بْنُ عُبَادَۃَ شَکْوٰی لَہٗ فَاَتَاہُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَعُوْدُہٗ مَعَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ عَوْفٍ وَّسَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ وَّعَبْدِ اللّٰہِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ فَلَمَّا دَخَلَ عَلَیْہِ فَوَجَدَہٗ فِیْ غَاشِیَۃِ اَھْلِہٖ فَقَالَ قَدْ قَضٰی فَقَالُوْا لَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَبَکَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا رَاَی الْقَوْمُ بُکَاءَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَکَوْا فَقَالَ اَلَا تَسْمَعُوْنَ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُعَذِّبُ بِدَمْعِ الْعَیْنِ وَلَا بِحُزْنِ الْقَلْبِ وَلٰکِنْ یُّعَذِّبُ بِھٰذَا وَاَشَارَ اِلٰی لِسَانِہٖ اَوْ یَرْحَمُ وَاِنَّ الْمَیِّتَ یُعَذَّبُ بِبُکَاءِ اَھْلِہٖ عَلَیْہِ وَکَانَ عُمَرُ یَضْرِبُ فِیْہِ بِالْعَصَا وَیَرْمِیْ بِالْحِجَارَۃِ وَیَحْثِیْ بِالتُّرَابِ

عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں سعد بن عبادہ کو ایک بیماری ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عبدالرحمٰن بن عوف اور سعد بن ابی وقاصؓ اور عبداللہ بن مسعودؓ کو اپنے ساتھ لے کر ان کی عیادت کے لیے گئے جب وہاں پہنچے دیکھا تو ان کے گھر والے خدمت کرنے والے سب جمع ہیں[1]۔ آپ نے دریافت فرمایا۔ کیا یہ گذر گئے؟ لوگوں نے کہا نہیں، یا رسول اللہ! آپؐ یہ سُن کر ان کی بیماری دیکھ کر رو دیئے۔ لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رونے کو دیکھ کر رونا شروع کیا۔ آپؐ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ آنکھ سے آنسو نکلنے اور دل کے رنجیدہ ہونے پر عذاب نہیں کرتے۔ وہ تو اس کی وجہ سے عذاب کرتے ہیں یا رحم کرتے ہیں۔ آپؐ نے زبان کی طرف اشارہ کیا[2] اور بے شک مردہ اپنے گھر والوں کے رونے کی وجہ سے عذاب دیا جاتا ہے۔

اور حضرت عمرؓ تو اس طرح کے نوحہ اور رونے کو دیکھ کر رونے والوں کو لکڑی اور پتھر سے مارتے اور رونے والوں کے منہ پر خاک ڈالتے[3]

بَابُ ۸۲۹ مَا یُنْھٰی عَنِ النَّوْحِ وَالْبُکَاءِ وَالزَّجْرِ عَنْ ذٰلِکَ

باب ۔ نوحہ اور رونے سے منع کرنا اور اس پر جھڑکی دینا۔

۱۲۲۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ حَوْشَبٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَھَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ سَعِیْدٍ قَالَ اَخْبَرَتْنِیْ عَمْرَۃُ قَالَتْ سَمِعْتُ عَائِشَۃَ تَقُوْلُ لَمَّا جَاءَ قَتْلُ زَیْدِ ابْنِ حَارِثَۃَ وَجَعْفَرٍ وَّعَبْدِ اللّٰہِ بْنِ رَوَاحَۃَ جَلَسَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُعْرَفُ فِیْہِ الْحُزْنُ وَ

(از محمد بن عبداللہ بن حوشب از عبدالوہاب از یحییٰ بن سعید از عمرہ) حضرت عائشہؓ کہتی ہیں حضرت زید بن حارثہؓ اور جعفرؓ اور عبداللہ بن رواحہ کی شہادت کی خبر ملی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (مسجد میں) بیٹھ گئے اور آپ کے چہرہ مبارک سے حزن و ملال کے آثار نمایاں تھے۔ میں دروازے کی دراڑ سے دیکھ رہی تھی، ایک شخص آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ جعفر کی عورتیں رو رہی ہیں[4]۔ آپؐ نے فرمایا جا انہیں منع کر دو شخص گیا پھر آیا اور

---

[1] بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے دیکھا تو وہ بے ہوش ہیں اور ان کے لوگ گرداگرد جمع ہیں آپ نے لوگوں کو اکٹھا دیکھ کر یہ گمان کیا کہ شاید سعد کا انتقال ہو گیا ۱۲ منہ [2] اگر زبان سے صبر اور شکر کے کلمے نکالے تو رحم ہو گا اجر ملے گا اگر ناشکری اور کفر کے کلمے نکالے تو عذاب ہو گا زبان ہی بڑی چیز ہے میں نے جو غور کیا تو معلوم ہوا کہ دین اور دنیا کی اکثر آفتیں اسی زبان کی وجہ سے آتی ہیں جس نے زبان کو شرع اور عقل کے قابو میں کر دیا وہ تمام آفتوں سے بچا رہتا ہے اللھم انی اعوذبک من شر لسانی ۱۲ منہ [3] اس حدیث کی پیروی کر کے کہ جعفر کی عورتوں کے منہ پر خاک جھونک دے جو اوپر گزر چکی ہے ۱۲ منہ [4] یعنی جس قدر جائز ہے اس سے زیادہ ۱۲ منہ

أَنَا أَطَّلِعُ مِنْ شَقِّ الْبَابِ فَأَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ أَيْ رَسُولَ اللهِ إِنَّ نِسَاءَ جَعْفَرٍ وَذَكَرَ بُكَاءَهُنَّ فَأَمَرَهُ أَنْ يَنْهَاهُنَّ فَذَهَبَ الرَّجُلُ ثُمَّ أَتَى فَقَالَ قَدْ نَهَيْتُهُنَّ وَذَكَرَ أَنَّهُ لَمْ يُطِعْنَهُ فَأَمَرَهُ الثَّانِيَةَ أَنْ يَنْهَاهُنَّ فَذَهَبَ ثُمَّ أَتَاهُ فَقَالَ وَاللهِ لَقَدْ غَلَبْنَنِي أَوْ غَلَبْنَنَا الشَّكُّ مِنْ مُحَمَّدِ بْنِ حَوْشَبٍ فَزَعَمَتْ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَاحْثُ فِي أَفْوَاهِهِنَّ مِنَ التُّرَابِ فَقُلْتُ أَرْغَمَ اللهُ أَنْفَكَ فَوَاللهِ مَا أَنْتَ بِفَاعِلٍ وَمَا تَرَكْتَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْعَنَاءِ

عرض کیا میں نے منع کیا لیکن وہ نہیں مانتیں آپ نے دوبارہ فرمایا جا انہیں منع کر وہ چلا گیا اور پھر آیا اور عرض کیا بخدا وہ تو مجھ سے یا ہم سے زبردست ثابت ہوئیں ("مجھ سے یا ہم سے" یہ شک محمد بن حوشب راوی کو ہے) حضرت عائشہ رضؓ کہتی ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جا ان کے منہ میں مٹی ڈال دے! میں نے کہا تجھ پر خدا کی سنوار[۱]۔ بخدا تو کچھ نہ کرے گا اور نہ تو نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ستانا چھوڑا

۱۲۲۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ أَخَذَ عَلَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ الْبَيْعَةِ أَنْ لَا نَنُوحَ فَمَا وَفَتْ مِنَّا امْرَأَةٌ غَيْرُ خَمْسِ نِسْوَةٍ أُمُّ سُلَيْمٍ وَأُمُّ الْعَلَاءِ وَابْنَةُ أَبِي سَبْرَةَ امْرَأَةُ مُعَاذٍ وَامْرَأَتَانِ أَوِ ابْنَةُ أَبِي سَبْرَةَ وَامْرَأَةُ مُعَاذٍ وَامْرَأَةٌ أُخْرَى۔

(از عبداللہ بن عبدالوہاب از حماد از ایوب از محمد) ام عطیہ رضؓ کہتی ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ہم سے بیعت لی تو یہ بھی ہم سے اقرار کرایا کہ ہم میت پر نوحہ نہ کریں گے۔ پھر اس اقرار کو پانچ عورتوں کے سوا کسی نے پورا نہ کیا ام سلیم اور ام العلاء اور ابوسبرہ کی بیٹی یعنی معاذ کی بیوی اور دو اور عورتیں یا یوں کہا ابوسبرہ کی بیٹی اور معاذ کی بیوی اور ایک اور عورت[۲]

بَابُ ۸۳ الْقِيَامِ لِلْجَنَازَةِ

باب۔ جنازہ دیکھ کر کھڑا ہو جانا[۳]

۱۲۲۹۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ عَنِ النَّبِيِّ

(از علی بن عبداللہ از سفیان از زہری از سالم از عبداللہ بن عمر) عامر بن ربیعہ رضؓ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم جنازہ دیکھو تو کھڑے ہو جایا کرو یہاں تک کہ وہ آگے بڑھ جائے

---

[۱] یہ حدیث اوپر گذر چکی ہے لفظی ترجمہ تو ارغم اللہ انفک کا یہ ہے کہ اللہ تیری ناک میں مٹی لگائے یعنی تو ذلیل اور خوار ہو ہمارے محاورے میں ایسے موقع پر یہی بولتے ہیں ارے تجھ پر خدا کی سنوار ۱۲ منہ [۲] یہ راوی کو شک ہوئی کہ ابوسبرہ کی بیٹی کو معاذ کی جورو کہا الگ گنا حافظ نے کہا دوسرا امر صحیح معلوم ہوتا ہے کیونکہ معاذ رضؓ کی جورو ام عمرو بنت خلاد تھی ۱۲ منہ [۳] کہتے ہیں ابو وائل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم دیا تھا پھر منسوخ ہو گیا شافعیہ کا یہی قول ہے اور جمہور علماء نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے ۱۲ منہ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا رَأَيْتُمُ الْجَنَازَةَ فَقُومُوا حَتَّى تُخَلِّفَكُمْ قَالَ سُفْيٰنُ قَالَ الزُّهْرِيُّ أَخْبَرَنِي سَالِمٌ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ أَخْبَرَنَا عَامِرُ بْنُ رَبِيعَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَادَ الْحُمَيْدِيُّ حَتَّى تُخَلِّفَكُمْ أَوْ تُوضَعَ

سفیان نے بحوالہ زہری از سالم از عبداللہ بن عمر از حضرت عامر بن ربیعہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم سے اسی طرح روایت کیا البتہ حمیدی نے اتنا اضافہ کیا یہاں تک کہ جنازہ آگے بڑھ جائے یا زمین پر رکھ دیا جائے

بَابٌ ۸۳۱ مَتٰى يَقْعُدُ إِذَا قَامَ لِلْجَنَازَةِ

باب - جنازہ کے لیے کھڑا ہونے کے کتنی دیر بعد بیٹھے

۱۲۳۰ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا رَأَى أَحَدُكُمْ جَنَازَةً فَإِنْ لَّمْ يَكُنْ مَاشِيًا مَعَهَا فَلْيَقُمْ حَتَّى يُخَلِّفَهَا أَوْ تُخَلِّفَهُ أَوْ تُوضَعَ مِنْ قَبْلِ أَنْ تُخَلِّفَهُ

(از قتیبہ بن سعید از لیث از نافع از ابن عمر) عامر بن ربیعہ کہتے ہیں آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص جنازہ دیکھے تو اگر اس کے ساتھ چلنا نہ چاہتا ہو تو کھڑا ہی ہو جائے یہاں تک کہ وہ جنازہ کو پیچھے چھوڑے یا جنازہ آگے بڑھ جائے یا زمین پر رکھا جائے آگے بڑھ جانے سے پہلے

۱۲۳۱ - حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا رَأَيْتُمُ الْجَنَازَةَ فَقُومُوا فَمَنْ تَبِعَهَا فَلَا يَقْعُدُ حَتَّى تُوضَعَ

(از مسلم از ہشام از یحییٰ از ابوسلمہ) ابوسعید خدری کہتے ہیں آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا جب تم جنازہ دیکھا کرو تو کھڑے ہو جایا کرو اور جو شخص جنازے کے ساتھ چل رہا ہو وہ اس وقت تک نہ بیٹھے جب تک جنازہ کندھوں سے زمین پر نہ رکھ دیا جائے

بَابٌ ۸۳۲ مَنْ تَبِعَ جَنَازَةً فَلَا يَقْعُدُ حَتّٰى تُوضَعَ عَنْ مَنَاكِبِ الرِّجَالِ فَإِنْ قَعَدَ أُمِرَ بِالْقِيَامِ

باب - جو شخص جنازے کے ساتھ ہو وہ اس وقت تک نہ بیٹھے جبتک جنازہ کندھوں سے زمین پر نہ اتارا جائے۔ اگر کوئی بیٹھ جائے تو اسے کھڑے ہونے کا حکم دیا جائے

۱۲۳۲ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنْ سَعِيْدِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ كُنَّا فِي جَنَازَةٍ فَأَخَذَ أَبُو هُرَيْرَةَ بِيَدِ مَرْوَانَ فَجَلَسَا قَبْلَ أَنْ تُوضَعَ فَجَاءَ أَبُو سَعِيْدٍ قَالَ فَأَخَذَ

(از احمد بن یونس از ابن ابی ذئب از سعید مقبری) ان کے والد کیسان رض کہتے ہیں ہم ایک جنازے کے ساتھ تھے حضرت ابوہریرہ رض نے مروان کا ہاتھ پکڑ لیا اور دونوں جنازہ رکھے جانے سے پہلے بیٹھ گئے۔ اتنے میں ابوسعید خدری آئے انہوں نے مروان کا ہاتھ پکڑ لیا اور فرمایا اُٹھ کھڑا ہو! بخدا یہ شخص (ابوہریرہ)

بِيَدِ مَرْوَانَ فَقَالَ قُمْ فَوَاللهِ لَقَدْ عَلِمَ هٰذَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَانَا عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ أَبُوْهُرَيْرَةَ صَدَقَ

جانتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اس سے منع کیا ہے۔ ابوہریرہؓ نے کہا یہ سچ کہتے ہیں [۱]

باب ۸۳۳ مَنْ قَامَ لِجَنَازَةِ يَهُوْدِيٍّ

باب ۔ یہودی (یا غیر مسلم) کے جنازہ کے لیے کھڑا ہونا

۱۲۳۳ - حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فُضَالَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ مِقْسَمٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ مَرَّبِنَا جَنَازَةٌ فَقَامَ لَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقُمْنَا فَقُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللهِ إِنَّهَا جَنَازَةُ يَهُوْدِيٍّ قَالَ فَإِذَا رَأَيْتُمُ الْجَنَازَةَ فَقُوْمُوْا

(از معاذ بن فضالہ از ہشام از یحییٰ از عبیداللہ بن مقسم) حضرت جابر بن عبداللہؓ کہتے ہیں کہ ایک بار ہمارے سامنے سے جنازہ گذرا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دیکھ کر کھڑے ہو گئے۔ ہم بھی کھڑے ہو گئے۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ تو یہودی کا جنازہ ہے۔ آپؐ نے فرمایا جب تم کوئی جنازہ دیکھا کرو تو کھڑے ہو جایا کرو [۳]

۱۲۳۴ - حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ ابْنَ أَبِيْ لَيْلٰى قَالَ كَانَ سَهْلُ بْنُ حُنَيْفٍ وَقَيْسُ بْنُ سَعْدٍ قَاعِدَيْنِ بِالْقَادِسِيَّةِ فَمَرُّوْا عَلَيْهِمَا بِجَنَازَةٍ فَقَامَا فَقِيْلَ لَهُمَا إِنَّهَا مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ أَيْ مِنْ أَهْلِ الذِّمَّةِ فَقَالَا إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّتْ بِهٖ جَنَازَةٌ فَقَامَ فَقِيْلَ لَهٗ إِنَّهَا جَنَازَةُ يَهُوْدِيٍّ فَقَالَ أَلَيْسَتْ نَفْسًا وَقَالَ أَبُوْحَمْزَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عَمْرٍو عَنِ ابْنِ أَبِيْ لَيْلٰى قَالَ كُنْتُ مَعَ سَهْلٍ وَقَيْسٍ

(از آدم از شعبہ از عمرو بن مرہ) عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ کہتے تھے کہ سہل بن حنیف اور قیس بن سعدؓ دونوں قادسیہ میں بیٹھے تھے [۴] اتنے میں ایک جنازہ سامنے سے گذرا وہ دونوں کھڑے ہو گئے، لوگوں نے کہا یہ جنازہ تو اس علاقہ کا نہیں ذمی (کافر) کا ہے۔ انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بھی اسی طرح ایک جنازہ گذرا تھا آپ کھڑے ہو گئے۔ لوگوں نے کہا یہ یہودی کا جنازہ ہے۔ آپ نے فرمایا کیا یہودی کی جان نہیں ہے؟

ابوحمزہ نے بحوالہ اعمش از عمرو از ابن ابی لیلیٰ سے روایت کیا ہے کہ میں سہل اور قیس کے ساتھ تھا انہوں نے کہا کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے [۵] اور زکریا نے شعبی سے یوں روایت کی انہوں نے ابن ابی لیلیٰ سے کہ ابومسعود (عقبہ) اور قیس بن سعد دونوں جنازہ دیکھ کر کھڑے ہو جاتے تھے [۶]

---

[۱] سبحان اللہ صحابہ کرام اپنی بات پر اصرار نہیں کرتے تھے کوئی شخص بھی صحیح بات اپنے قول و فعل کے خلاف کہہ دے تو اقرار و تسلیم کر لیتے۔ عبدالرزاق ۱۲ منہ [۲] اکثر صحابہ اور تابعین اس کو مستحب جانتے ہیں اور شعبی اور نخعی نے کہا کہ جنازہ زمین پر رکھا جانے سے پہلے بیٹھ جانا مکروہ ہے اور بعضوں نے کھڑے رہنے کو فرض کہا ہے نسائی نے ابوہریرہؓ اور ابوسعید سے نکالا کہ ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی جنازے میں بیٹھے نہیں دیکھا جب تک جنازہ زمین پر نہ رکھا جاتا ۱۲ منہ [۳] خواہ کسی کا بھی جنازہ ہو مسلمان کا یا کافر کا مقصود یہ ہے کہ آدمی موت دیکھ کر ہوشیار رہے کہ ہم کو بھی ایک دن اسی طرح مرنا ہے اسے دوست بر جنازہ دشمن چو بگذری شادی مکن کہ باتو ہمیں ماجرا رود ۱۲ منہ [۴] قادسیہ ایک بستی ہے کوفہ سے دو منزل ۱۲ منہ [۵] پھر یہی حدیث بیان کی اس کو ابونعیم نے مستخرج میں وصل کیا ۱۲ منہ [۶] اس کو سعید بن منصور نے وصل کیا ۱۲ منہ

فَقَالَا كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ زَكَرِيَّاءُ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى قَالَ كَانَ أَبُو مَسْعُودٍ وَقَيْسٌ يَقُومَانِ لِلْجَنَازَةِ

بَابُ ۸۳۴ حَمْلِ الرِّجَالِ الْجَنَازَةَ دُونَ النِّسَاءِ

باب ۔ جنازہ مرد اٹھائیں عورتیں نہ اٹھائیں[1]

۱۲۳۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا وُضِعَتِ الْجَنَازَةُ وَاحْتَمَلَهَا الرِّجَالُ عَلَى أَعْنَاقِهِمْ فَإِنْ كَانَتْ صَالِحَةً قَالَتْ قَدِّمُونِي وَإِنْ كَانَتْ غَيْرَ صَالِحَةٍ قَالَتْ يَا وَيْلَهَا أَيْنَ تَذْهَبُونَ بِهَا يَسْمَعُ صَوْتَهَا كُلُّ شَيْءٍ إِلَّا الْإِنْسَانَ وَلَوْ سَمِعَهُ لَصَعِقَ

(از عبدالعزیز بن عبداللہ از لیث از سعید مقبری از والدش کیسان) ابوسعید خدری رضؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا جب میّت (کھاٹ پر) رکھی جاتی ہے اور مرد[2] اُسے اپنی گردنوں پر اٹھا لیتے ہیں، تو اگر جنازہ نیک کا ہو تو مُردہ کہتا ہے مجھے آگے لے چلو[3]! اگر وہ نیک نہیں ہوتا تو کہتا ہے افسوس مجھے کہاں لے جاتے ہو[4] اس مردے کی آواز ہر مخلوق سُنتی ہے صرف انسان نہیں سُن سکتا، اگر انسان سُنے تو بیہوش ہو جائے۔

بَابُ ۸۳۵ السُّرْعَةِ بِالْجَنَازَةِ

وَقَالَ أَنَسٌ أَنْتُمْ مُشَيِّعُونَ فَامْشُوا بَيْنَ يَدَيْهَا وَخَلْفَهَا وَعَنْ يَمِينِهَا وَعَنْ شِمَالِهَا وَقَالَ غَيْرُهُ قَرِيبًا مِنْهَا

باب ۔ جنازے کو جلدی لے جانا[5]

حضرت انس رضؓ کہتے ہیں اگر تم جنازے کو اُٹھائے ہوئے ہو تو آگے، پیچھے داہنے بائیں ہر طرف چل سکتے ہو۔ حضرت انس رضؓ کے سوا اور لوگوں نے کہا جنازے کے قریب چلنا چاہیئے۔

۱۲۳۶۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَفِظْنَاهُ مِنَ الزُّهْرِيِّ عَنْ

(از علی بن عبداللہ از سفیان از زہری از سعید بن مُسَیّب) حضرت ابوہریرہ رضؓ کہتے ہیں آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا جنازہ لے کر جلدی

---

[1] گو اس پر سب کا اتفاق ہے کہ جنازہ مردوں ہی کو اٹھانا چاہیئے مگر باب کی حدیث سے عورتوں کو جنازہ اُٹھانے کی ممانعت نہیں نکلتی البتہ ابویعلیٰ نے انس رضؓ سے نکالا ہم آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ ایک جنازے میں نکلے، وہاں آپ نے چند عورتیں دیکھیں۔ فرمایا کیا یہ بھی جنازہ اٹھائیں گی؟ عورتوں نے کہا نہیں آپ نے فرمایا تو کیا دفن کریں گی؟ انہوں نے کہا نہیں تو آپ نے فرمایا تو گناہ لے کر لوٹ جائیں نہ ثواب لے کر ۱۲ منہ [2] واحتملہا الرجال سے امام بخاریؒ تخصیص ثابت کر رہے ہیں کہ صرف مرد اُٹھائیں عورتیں نہ اُٹھائیں کیونکہ واحتملہا الناس کا لفظ نہیں واحتملہا الرجال کا لفظ ہے۔ عبدالرزاق ۱۲ منہ [3] تاکہ میں اپنے ٹھکانے پہنچوں اور وہاں عیش کروں ۱۲ منہ [4] عذاب میں پھنسانے کو لیے جاتے ہو ۱۲ منہ [5] یعنی عادت سے زیادہ تیز چلنا یہ نہیں کہ دوڑنا علماء نے اس کو مستحب رکھا ہے ۱۲ منہ

سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَسْرِعُوْا بِالْجَنَازَةِ فَاِنْ تَكُ صَالِحَةً فَخَيْرٌ تُقَدِّمُوْنَهَا وَاِنْ تَكُ سِوٰى ذٰلِكَ فَشَرٌّ تَضَعُوْنَهٗ عَنْ رِقَابِكُمْ

چلا کرو اگر وہ نیک شخص ہوگا تو گویا تم اسے بہتری کی طرف جلدی لے جاؤ گے اگر مُردہ نیک نہیں ہے بُرا ہے تو اسے اپنے کندھوں سے جلدی اتارنا چاہیئے [1]

بَابُ ۸۳۶ قَوْلِ الْمَيِّتِ وَهُوَ عَلَى الْجَنَازَةِ قَدِّمُوْنِيْ

باب ۔ نیک میت جب تیار کرکے کھاٹ پر رکھ دی جائے تو وہ میت کہتی ہے مجھے جلدی لے جاؤ!

۱۲۳۷ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا سَعِيْدِ الْخُدْرِيَّ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِذَا وُضِعَتِ الْجَنَازَةُ فَاحْتَمَلَهَا الرِّجَالُ عَلٰى اَعْنَاقِهِمْ فَاِنْ كَانَتْ صَالِحَةً قَالَتْ قَدِّمُوْنِيْ وَاِنْ كَانَتْ غَيْرَ صَالِحَةٍ قَالَتْ لِاَهْلِهَا يَا وَيْلَهَا اَيْنَ تَذْهَبُوْنَ بِهَا يَسْمَعُ صَوْتَهَا كُلُّ شَيْءٍ اِلَّا الْاِنْسَانَ وَلَوْ سَمِعَ الْاِنْسَانُ لَصَعِقَ

(از عبداللہ بن یوسف از لیث از سعید از والدش کیسان) حضرت ابو سعید خدری کہتے ہیں آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم فرماتے تھے جب میت کھاٹ پر رکھی جاتی ہے اور لوگ اسے کاندھوں پر اُٹھا لیتے ہیں تو اگر مُردہ نیک ہوتا ہے تو کہتا ہے مجھے آگے لے چلو! اگر نیک نہیں ہوتا تو اپنے لوگوں سے کہتا ہے ہائے ہائے مجھے کہاں لے جا رہے ہو دنیا کی ہر چیز یہ آواز سُنتی ہے مگر آدمی نہیں سُنتا اگر سُن لے تو بے ہوش ہو جائے [2]

بَابُ ۸۳۷ مَنْ صَفَّ صَفَّيْنِ اَوْ ثَلَاثَةً عَلَى الْجَنَازَةِ خَلْفَ الْاِمَامِ

باب ۔ نماز جنازہ کے لیے امام کے پیچھے دو یا تین صفیں باندھنا [3]

۱۲۳۸ ۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ اَبِيْ عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى عَلَى النَّجَاشِيِّ فَكُنْتُ فِي الصَّفِّ الثَّانِيْ اَوِ الثَّالِثِ

(از مُسدّد از ابو عوانہ از قتادہ از عطاء) حضرت جابر بن عبداللہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے نجاشی (حبشہ کے بادشاہ) کے لیے نماز جنازہ غائبانہ پڑھی۔ تو میں دوسری یا تیسری صف میں تھا [4]

---

[1] بہر حال جلدی لے جانے میں فائدہ ہے ۱۲ منہ [2] مارے دہشت کے دم نکل جائے یہ بھی اللہ کی حکمت ہے اگر آدمی بھی اس کی آواز سُنتے تو ایمان بالغیب نہ رہتا سب مومن ہو جاتے یہ منشاء خداوندی کے خلاف ہے دوزخ اور بہشت دونوں کا آباد کرنا منظور ہے ۱۲ منہ [3] اس باب سے امام بخاری نے یہ نکالا کہ اگر تین صفیں نہ ہو سکیں تو دو ہی صفیں کافی ہیں تین صفوں کا ہونا ضروری نہیں ہے ۱۲ منہ [4] اس حدیث میں یہ مذکور نہیں ہے کہ جابرؓ جس صف میں تھے وہ آخری صف تھی اس لیے ترجمہ باب کی مطابقت مشکل ہے مگر امام بخاریؒ نے یہ حدیث لا کر اس کے دوسرے طریق کی طرف اشارہ کیا جس کو امام مسلم نے نکالا اس میں صاف مذکور ہے کہ ہم نے دو صفیں کیں اور علماء نے مستحب رکھا ہے اگر ہو سکے تو جنازے پر تین صفیں کر لیں کیونکہ ابو داؤد اور ترمذی نے مرفوعاً نکالا جو مسلمان مر جائے اور اس پر مسلمانوں کی تین صفیں نماز پڑھیں تو اس کی مغفرت واجب ہو

بَابُ ۸۳۸ الصُّفُوفِ عَلَى الْجَنَازَةِ

۱۲۳۹۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ نَعَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى أَصْحَابِهِ النَّجَاشِيَّ ثُمَّ تَقَدَّمَ فَصَفُّوا خَلْفَهُ فَكَبَّرَ أَرْبَعًا

باب ۔ نماز جنازہ کے لیے صفیں باندھنا

(از مسدد از یزید بن زریع از معمر از زہری از سعید بن مسیب) حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہؓ کو نجاشی کے مرنے کی خبر سُنائی، پھر آپؐ آگے بڑھے لوگوں نے آپؐ کے پیچھے صفیں باندھیں، آپ نے چار تکبیریں کہیں

۱۲۴۰۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا الشَّيْبَانِيُّ عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي مَنْ شَهِدَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَى عَلَى قَبْرٍ مَنْبُوذٍ فَصَفَّهُمْ وَكَبَّرَ أَرْبَعًا قُلْتُ مَنْ حَدَّثَكَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

(از مسلم از شعبہ از شیبانی) شعبی کہتے ہیں مجھے ایک ایسے شخص نے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ موجود تھا[1] بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک قبر پر آئے جو اور قبروں سے الگ تھی۔ اور لوگوں کی صف بندھوائی اور چار تکبیریں کہیں۔ شیبانی نے دریافت کیا تم سے یہ حدیث کس نے بیان کی؟ جواب دیا ابن عباس نے

۱۲۴۱۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى قَالَ أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُ قَالَ أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ تُوُفِّيَ الْيَوْمَ رَجُلٌ صَالِحٌ مِنَ الْحَبَشِ فَهَلُمُّوا عَلَيْهِ قَالَ فَصَفَفْنَا فَصَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ صُفُوفٌ وَقَالَ أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ كُنْتُ فِي الصَّفِّ الثَّانِي

(از ابراہیم بن موسیٰ از ہشام بن یوسف از ابن جریج از عطاء) جابر بن عبداللہ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آج حبشیوں میں سے ایک نیک آدمی (یعنی نجاشی، بادشاہ حبش) کا انتقال ہوگیا آؤ اس پر نماز پڑھو حضرت جابر کہتے ہیں ہم نے صفیں باندھیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی ہم صفوں میں تھے اور ابو الزبیر نے حضرت جابرؓ سے یوں نقل کیا" میں دوسری صف میں تھا

بَابُ ۸۳۹ صُفُوفِ الصِّبْيَانِ مَعَ الرِّجَالِ عَلَى الْجَنَائِزِ

باب ۔ نماز جنازہ میں بچے بھی مردوں کے برابر کھڑے ہوں

۱۲۴۲۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ قَالَ حَدَّثَنَا الشَّيْبَانِيُّ عَنْ عَامِرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

(از موسیٰ بن اسمٰعیل از عبدالواحد از شیبانی از عامر) حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک قبر پر سے گزرے جس میں رات کو مُردہ دفن ہوا تھا۔ آپ نے پوچھا کہ یہ کب دفن ہوا؟ لوگوں نے کہا گزشتہ رات

[1] یعنی صحابی تھا اور صحابی کا نام معلوم نہ ہونا نقصان دہ نہیں کیوں کہ صحابہ سب ثقہ ہیں۔ عبدالرزاق

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِقَبْرٍ دُفِنَ لَيْلًا فَقَالَ مَتٰى دُفِنَ هٰذَا فَقَالُوا الْبَارِحَةَ قَالَ أَفَلَا آذَنْتُمُونِيْ قَالُوْا دَفَنَّاهُ فِيْ ظُلْمَةِ اللَّيْلِ فَكَرِهْنَا أَنْ نُوْقِظَكَ فَقَامَ فَصَفَفْنَا خَلْفَهُ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَّأَنَا فِيْهِمْ فَصَلّٰى عَلَيْهِ

آپؐ نے فرمایا تم نے مجھے خبر کیوں نہیں دی؟ صحابہؓ نے عرض کیا۔ ہم نے اسے رات کے اندھیرے میں دفن کیا اور اس وقت بیدار کرنا مناسب نہ سمجھا۔ آپؐ کھڑے ہوئے ہم نے آپ کے پیچھے صف باندھی، ابن عباسؓ کہتے ہیں میں بھی صف میں تھا۔ پھر آپؐ نے اس پر نماز پڑھی۔

بَابُ ۸۴۰ سُنَّةِ الصَّلٰوةِ عَلَى الْجَنَازَةِ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰى عَلَى الْجَنَازَةِ وَقَالَ صَلُّوْا عَلٰى صَاحِبِكُمْ وَقَالَ صَلُّوْا عَلَى النَّجَاشِيِّ سَمَّاهَا صَلٰوةً لَيْسَ فِيْهَا رُكُوْعٌ وَّلَا سُجُوْدٌ وَّلَا يُتَكَلَّمُ فِيْهَا وَفِيْهَا تَكْبِيْرٌ وَّتَسْلِيْمٌ وَّكَانَ ابْنُ عُمَرَ لَا يُصَلِّيْ إِلَّا طَاهِرًا وَّلَا يُصَلِّيْ عِنْدَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَلَا عِنْدَ غُرُوْبِهَا وَيَرْفَعُ يَدَيْهِ وَقَالَ الْحَسَنُ أَدْرَكْتُ النَّاسَ وَأَحَقُّهُمْ عَلٰى جَنَائِزِهِمْ مَنْ رَّضُوْهُ لِفَرَائِضِهِمْ وَإِذَا أَحْدَثَ يَوْمَ الْعِيْدِ أَوْ عِنْدَ الْجَنَازَةِ يَطْلُبُ الْمَاءَ وَلَا يَتَيَمَّمُ

باب ۔ جنازے کے لیے صلوٰۃ یعنی نماز کا لفظ شریعت کی اصطلاح ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَنْ صَلّٰی عَلَی الجنازۃ جو شخص جنازے پر نماز پڑھے اور فرمایا صلوا علی صاحبکم (یعنی اپنے ساتھی پر نماز پڑھو)[2] نیز ارشاد ہوا صلّوا علی النجاشی (نجاشی پر نماز پڑھو) آپؐ نے اس کا نام صلوٰۃ رکھا[3] اس میں نہ رکوع ہے نہ سجدہ اور اس میں بات نہ کرنا چاہیے اس میں تکبیر ہے اور سلام ہے۔ ابن عمرؓ جب تک با وضو نہ ہوتے نماز جنازہ نہ پڑھتے۔ نہ طلوع و غروب کے وقت نماز پڑھتے[4]۔ اور نہ جنازے کی نماز میں ہاتھ اٹھاتے۔ امام حسن بصریؒ کہتے ہیں میں نے دیکھا کہ نماز جنازہ کی امامت کا حقدار اسی کو سمجھا جاتا تھا[5] جو فرض نمازوں کے لیے امام ہوتا تھا اور جب عید کے دن یا جنازہ پر وضو نہ ہو تو پانی ڈھونڈنا چاہئے تیمم[6] نہ کرنا چاہیے۔ جب جنازے پر کوئی اس

---

[1] امام بخاری کی غرض اس باب سے یہ ہے کہ جنازے کی نماز ایک نماز ہے صرف دعا کی طرح نہیں ہے اس حدیث کو امام مسلم نے وصل کیا ابو ہریرہؓ سے ۱۲ منہ [2] یہ حدیث آگے اس کتاب میں آتی ہے سلمہ بن اکوعؓ کی روایت سے ۱۲ منہ [3] یہ حدیث اوپر گذر چکی ہے باب الصفوف علی الجنازہ میں ۱۲ منہ [4] اس کو سعید بن منصور نے وصل کیا قسطلانی نے کہا امام مالک اور اوزاعی اور احمد اور اسحاق کا یہی قول ہے کہ ان وقتوں میں جنازے کی نماز مکروہ ہے لیکن شافعیہ کے نزدیک جائز ہے ۱۲ منہ [5] حافظ نے کہا یہ اثر مجھ کو موصولاً نہیں ملا ۱۲ [6] یعنی عید کی نماز تیار ہو یا جنازے کی اور کسی آدمی کو وضو نہ ہو تو تیمم سے پڑھنا درست نہیں بلکہ وضو کرنا چاہیے البتہ اگر پانی نہ ملے تو تیمم سے پڑھ سکتا ہے حسن بصری کے اس قول کو ابن ابی شیبہ نے وصل کیا مگر اس میں عید کا ذکر نہیں ہے اور سعید بن منصور نے حسن سے اس کے خلاف نکالا اس میں یوں ہے کوئی شخص جنازے میں بے وضو ہو اگر وضو کرتا ہے تو نماز جنازہ فوت ہوتی ہے حسن نے کہا تیمم کر کے پڑھ لے اور سلف کی ایک جماعت کا یہ قول ہے کہ اگر نماز جنازہ فوت ہوتی ہو تو تیمم کر کے پڑھ لے گو پانی موجود ہو امام احمد سے بھی ایک روایت ایسی ہی ہے ۱۲ منہ

وَإِذَا انْتَهَى إِلَى الْجَنَازَةِ وَهُمْ يُصَلُّونَ يَدْخُلُ مَعَهُمْ بِتَكْبِيرَةٍ وَقَالَ ابْنُ الْمُسَيَّبِ يُكَبِّرُ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَالسَّفَرِ وَالْحَضَرِ أَرْبَعًا وَقَالَ أَنَسٌ التَّكْبِيرَةُ الْوَاحِدَةُ اسْتِفْتَاحُ الصَّلٰوةِ وَقَالَ عَزَّ وَجَلَّ وَلَا تُصَلِّ عَلَىٰ أَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ أَبَدًا وَفِيهِ صُفُوفٌ وَإِمَامٌ

وقت پہنچے جب نمازِ جنازہ ہو رہی ہو تو اللہ اکبر کہہ کر نماز میں شریک ہو جائے[1] (اگر کچھ تکبیریں ہو گئی ہوں تو امام کے سلام کے بعد باقی تکبیریں پوری کر کے سلام پھیر دے) ابن مسیب کہتے ہیں رات ہو یا دن، سفر ہو یا حضر جنازے میں چار تکبیریں کہے، حضرت انسؓ کہتے ہیں پہلی تکبیر جنازے کی نماز میں شروع کرنے کی ہوتی ہے[2]. قرآن میں ہے ولا تصل علی احد الآیۃ ترجمہ جب کوئی منافقوں میں سے مر جائے تو ان پر کبھی نماز نہ پڑھ[3] اور اس میں صفیں باقی نمازوں کی طرح ہوتی ہیں اور امام بھی ہوتا ہے[4]

۱۲۴۳ - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي مَنْ مَرَّ مَعَ نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى قَبْرٍ مَّنْبُوذٍ فَأَمَّنَا فَصَفَفْنَا خَلْفَهُ فَصَلَّيْنَا فَقُلْنَا يَا أَبَا عَمْرٍو وَمَنْ حَدَّثَكَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ.

(از سلیمان بن حرب از شعبہ از شیبانی) شعبی کہتے ہیں کہ مجھے ایک اس صحابی نے بیان کیا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ ایک علیحدہ قبر پر گذرا اس نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے ہماری امامت کی ہم ہم نے آپ کے پیچھے صفیں باندھیں اور نماز پڑھی شیبانی کہتے ہیں ہم نے پوچھا اے ابوعمرو (یہ شعبی کی کنیت ہے) تم سے یہ کس نے بیان کیا؟ فرمایا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے[5]

بَابُ ۸۴۱ فَضْلِ اتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ

وَقَالَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ إِذَا صَلَّيْتَ فَقَدْ قَضَيْتَ الَّذِي عَلَيْكَ وَقَالَ حُمَيْدُ بْنُ هِلَالٍ مَا عَلِمْنَا عَلَى الْجَنَازَةِ إِذْنًا وَلٰكِنْ مَنْ صَلَّى ثُمَّ

باب - جنازے کے ساتھ جانے کی اجازت اور فضیلت زید بن ثابت کہتے ہیں جب تو نماز جنازہ پڑھے تو گویا تو نے اپنے اوپر جو حق تھا وہ ادا کر دیا[6]۔ حمید بن ہلال کہتے ہیں ہم نماز جنازہ کے بعد اجازت لینا نہیں جانتے[7]. البتہ جو صرف نماز پڑھ کر لوٹ جائے تو اسے ایک قیراط ثواب

---

[1] جیسے نماز میں مسبوق شریک ہوتا ہے اور امام کے سلام کے بعد باقی تکبیریں کہہ کر سلام پھیرے اس کو ابن ابی شیبہ نے وصل کیا ۱۲ منہ [2] جیسے اور نمازوں میں تکبیر تحریمہ ہوتی ہے اس کو سعید بن منصور نے وصل کیا ۱۲ منہ [3] تو اس سے بھی یہ نکلا کہ جنازے کی نماز نماز ہے ۱۲ منہ [4] صفوں اور امام کے ہونے سے بھی اس کے نماز ہونے کا ثبوت حاصل ہوتا ہے ۱۲ منہ [5] اس حدیث سے یہ بھی نکلا کہ جنازے کی نماز نماز ہے یہ سب اقوال اور حدیث امام بخاری نے ان کا رد کیا جو جنازے کی نماز کو صرف دعا جانتے ہیں اور کہتے ہیں اس کا بے وضو بھی پڑھنا درست ہے ۱۲ منہ [6] اس کو سعید بن منصور نے وصل کیا مطلب یہ ہے کہ جنازے کے ساتھ قبرستان تک جانا ضروری نہیں ہے اگر جائے تو اور زیادہ ثواب ہے ۱۲ منہ [7] حافظ نے کہا یہ اثر مجھ کو موصولاً نہیں ملا اور غرض امام بخاری کی رد ہے ان لوگوں پر جو کہتے ہیں اگر کوئی صرف نماز پڑھ کر گھر کو لوٹ جانا چاہے تو جنازے کے وارثوں سے اجازت لے کر جائے اور اس باب میں ایک مرفوع حدیث وارد ہے جو ضعیف ہے ۱۲ منہ۔

رَجَعَ فَلَهٗ قِيرَاطٌ

ملے گا[1]

۱۲۴۴۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ قَالَ سَمِعْتُ نَافِعًا يَقُولُ حُدِّثَ ابْنُ عُمَرَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ مَنْ تَبِعَ جَنَازَةً فَلَهٗ قِيرَاطٌ فَقَالَ أَكْثَرَ أَبُو هُرَيْرَةَ عَلَيْنَا فَصَدَّقَتْ يَعْنِي عَائِشَةُ أَبَا هُرَيْرَةَ وَقَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُهٗ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ لَقَدْ فَرَّطْنَا فِي قَرَارِيطَ كَثِيرَةٍ فَرَّطْتُ ضَيَّعْتُ مِنْ أَمْرِ اللّٰهِ

(از ابوالنعمان از جریر بن حازم) نافع کہتے ہیں حضرت ابن عمرؓ سے ذکر کیا گیا کہ حضرت ابوہریرہؓ حدیث بیان فرماتے ہیں جو شخص دفن تک جنازہ کے ساتھ رہے اسے ایک قیراط ملے گا۔ انہوں نے کہا ابوہریرہؓ نے بہت حدیثیں بیان کی ہیں۔ پھر حضرت عائشہؓ نے بھی ابوہریرہؓ کی حدیث کی تصدیق کی اور کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہی فرماتے سُنا، جیسے حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں تب ابن عمرؓ نے کہا ہم نے بہت سے قیراطوں کا نقصان اٹھایا (سورہ زمر میں) لفظ فَرَّطْتُ کا ہے اس کا معنی یہی ہیں ضَيَّعْتُ میں نے ضائع کیا[2]

بَابٌ ۸۴۲ مَنِ انْتَظَرَ حَتّٰى يُدْفَنَ

باب۔ جو شخص دفن تک ٹھیرا رہے۔

۱۲۴۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ قَرَأْتُ عَلَى ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهٗ سَأَلَ أَبَا هُرَيْرَةَ فَقَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ أَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ شَبِيبِ ابْنِ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَحَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجُ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ

(از عبداللہ بن مسلمہ از ابن ابی ذئب از سعید بن ابوسعید مقبری) ابوسعید مقبری نے حضرت ابوہریرہؓ سے اس امر کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے

دوسری سند (از عبداللہ بن محمد از ہشام از معمر از زہری از ابن مسیب از ابوہریرہؓ) **تیسری سند** (از احمد بن شبیب ابن سعید از شبیب ابن سعید از یونس از ابن شہاب از عبدالرحمٰن اعرج) حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو جنازہ میں شامل ہوا نماز جنازہ ہونے تک اسے ایک قیراط ملے گا۔ اور جو دفن تک ساتھ رہا اسے دو قیراط ملیں گے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا دو قیراط کتنے ہوتے ہیں فرمایا دو بڑے پہاڑوں کی طرح۔

---

[1] اور جو دفن تک شریک رہے اس کو دو قیراط ملیں گے ۱۲ منہ [2] امام بخاری کی عادت ہے کہ قرآن کی آیتوں میں جو لفظ وارد ہیں اگر حدیث میں کہیں وہی لفظ آتا ہے تو اس کے ساتھ قرآن کے لفظ کی بھی تفسیر کر دیتے ہیں یہاں ابن عمرؓ کے کلام میں فرطنا کا لفظ آیا اور قرآن میں بھی فرطت فی جنب اللہ آیا ہے تو اس کی تفسیر کر دی یعنی میں نے اللہ کا حکم کچھ ضائع کیا ابن عمرؓ نے جو ابوہریرہؓ کی نسبت کہا انہوں نے بہت حدیثیں بیان کیں اس سے یہ مطلب نہیں تھا کہ ابوہریرہؓ جھوٹے ہیں بلکہ ان کو یہ شبہ رہا کہ شاید ابوہریرہؓ بھول گئے ہوں یا حدیث کا مطلب اور ہو وہ نہ سمجھے ہوں جب حضرت عائشہؓ نے بھی اس کی شہادت دی تو ان کو پورا یقین آ گیا اور انہوں نے افسوس کیا کہ ہمارے بہت سے قیراط اب تک ضائع ہوئے ۱۲ منہ [3] یعنی دنیا کا قیراط مت سمجھو جو درہم کا بارھواں حصہ ہوتا ہے دوسری روایت میں ہے کہ آخرت کے قیراط احد پہاڑ کے

شَهِدَ الْجَنَازَةَ حَتّٰى يُصَلِّيَ عَلَيْهِ فَلَهٗ قِيْرَاطٌ وَّمَنْ شَهِدَ حَتّٰى يُدْفَنَ كَانَ لَهٗ قِيْرَاطَانِ قِيْلَ وَمَا الْقِيْرَاطَانِ قَالَ مِثْلُ الْجَبَلَيْنِ الْعَظِيْمَيْنِ ۔

بَابُ ۸۴۳ صَلٰوةِ الصِّبْيَانِ مَعَ النَّاسِ عَلَى الْجَنَائِزِ

باب ۔ نمازِ جنازہ میں لوگوں کے ساتھ بچوں کا شامل ہونا [۱]

۱۲۴۶ ۔ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اَبِيْ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا زَائِدَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اِسْحَاقَ الشَّيْبَانِيُّ عَنْ عَامِرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اَتٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْرًا فَقَالُوْا هٰذَا دُفِنَ اَوْ دُفِنَتِ الْبَارِحَةَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَصَفَفْنَا خَلْفَهٗ ثُمَّ صَلّٰى عَلَيْهَا

(از یعقوب بن ابراہیم از یحییٰ بن ابی بکیر از زائدہ از ابو اسحاق شیبانی از عامر) حضرت ابن عباس رضؓ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک قبر پر تشریف لے گئے لوگوں نے کہا اس مرد یا عورت کی گذشتہ رات تدفین ہوئی ۔ ابن عباسؓ کہتے ہیں ہم نے آپ کے پیچھے صف باندھی ۔ آپ نے اس پر نماز پڑھی

بَابُ ۸۴۴ الصَّلٰوةِ عَلَى الْجَنَائِزِ بِالْمُصَلّٰى وَالْمَسْجِدِ

باب ۔ عیدگاہ یا مسجد میں جنازے کی نماز پڑھنا

۱۲۴۷ ۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ وَاَبِيْ سَلَمَةَ اَنَّهُمَا حَدَّثَاهُ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ نَعٰى لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّجَاشِيَّ صَاحِبَ الْحَبَشَةِ الْيَوْمَ الَّذِيْ مَاتَ فِيْهِ فَقَالَ اسْتَغْفِرُوْا لِاَخِيْكُمْ وَعَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَفَّ بِهِمْ بِالْمُصَلّٰى فَكَبَّرَ عَلَيْهِ اَرْبَعًا

(از یحییٰ بن بکیر از لیث از عقیل از ابن شہاب از سعید بن مسیب و ابوسلمہ) حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نجاشی بادشاہ حبشہ کے مرنے کی ٹھیک اس روز خبر سنائی جس روز اس کا حبشہ میں انتقال ہوا (یہ آپ کا معجزہ تھا) آپؐ نے فرمایا اپنے بھائی کی مغفرت کے لیے دعا کرو ۔

ابن شہاب بحوالہ سعید بن مسیب راوی ہیں کہ حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عیدگاہ میں صف باندھنے کا حکم دیا اور نماز جنازہ غائبانہ میں (حسب معمول) چار تکبیریں کہیں

---

[۱] اس سے پہلے جس باب میں امام بخاری بچوں کا مردوں کے برابر جنازے کی نماز میں کھڑا ہونا بیان کر آئے ہیں گو اس سے بھی یہ نکلتا تھا کہ بچے جنازے کی نماز پڑھیں مگر اس باب سے اس مطلب کو صاف کر دیا ۱۲ منہ

۱۲۴۸ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ الْحِزَامِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُوضَمْرَةَ قَالَ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ الْيَهُودَ جَاءُوا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرَجُلٍ مِّنْهُمْ وَامْرَأَةٍ زَنَيَا فَأَمَرَ بِهِمَا فَرُجِمَا قَرِيبًا مِّنْ مَّوْضِعِ الْجَنَائِزِ عِنْدَ الْمَسْجِدِ

(از ابراہیم بن منذر حزامی از ابوضمرہ از موسیٰ بن عقبہ از نافع) حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ چند یہودی، زانی مرد اور زانیہ عورت کو لے آئے۔ آپؐ نے حکم دیا وہ دونوں مسجد کے قریب جنازہ گاہ کے پاس سنگسار کر دیے جائیں چنانچہ انہیں سنگسار کیا گیا

بَابُ ۸۴۵ مَا يُكْرَهُ مِنِ اتِّخَاذِ الْمَسَاجِدِ عَلَى الْقُبُورِ

وَلَمَّا مَاتَ الْحَسَنُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ ضَرَبَتِ امْرَأَتُهُ الْقُبَّةَ عَلَى قَبْرِهِ سَنَةً ثُمَّ رُفِعَتْ فَسَمِعُوا صَائِحًا يَقُولُ أَلَا هَلْ وَجَدُوا مَا فَقَدُوا فَأَجَابَهُ آخَرُ بَلْ يَئِسُوا فَانْقَلَبُوا

باب - قبروں پر مسجد بنانا مکروہ ہے [۱]

جب حسن بن حسن بن علی رضی اللہ تعالےٰ عنہم کا انتقال ہوا تو ان کی اہلیہ نے ان کی قبر پر سال بھر تک خیمہ بنایا۔ آخر پورے سال کے بعد خیمہ اٹھایا اس وقت ایک پکارنے والے (فرشتہ یا جن) کی آواز انہوں نے سُنی جس نے کہا کیا ان لوگوں نے گم کردہ چیز کو پھر حاصل کر لیا دوسرے منادی (فرشتہ یا جن) نے جواب دیا نہیں بلکہ نااُمید ہو کر واپس لوٹ گئے [۲]

۱۲۴۹ - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى عَنْ شَيْبَانَ عَنْ هِلَالٍ هُوَ الْوَزَّانُ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ لَعَنَ اللهُ الْيَهُودَ

(از عبیداللہ بن موسیٰ از شیبان از ہلال وزان از عروہ) حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مرضِ وصال میں فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے یہود و نصاریٰ پر لعنت کی۔ جنہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مسجدیں بنا لیا [۳] حضرت عائشہؓ نے کہا اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نہ

---

[۱] یعنی خاص قبر پر یا قبر کے آس پاس اس میں مصلحت یہ ہے کہیں ایسا نہ ہو رفتہ رفتہ لوگ قبر والوں کی پرستش کرنے لگیں جیسے اگلے بت پرستوں کا حال ہوا تو سداً للباب قبر کے پاس بھی مسجد بنانا منع کر دیا گیا جب قبر پر یا قبر کے پاس اللہ کی عبادت منع ہوئی تو قبر پرستی کس درجہ منع ہو گی عاقل کو سمجھ لینا چاہیے ۱۲ منہ [۲] یہ حسن رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے اور بڑے ثقات تابعین میں سے تھے اُن کی بی بی فاطمہؓ امام حسین رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی تھیں اور ان کے ایک صاحبزادے تھے ان کا نام نامی بھی حسن تھا گویا تین پشت تک یہی مبارک نام رکھا گیا ان کی بی بی نے اپنے دل کو تسلی اور غم غلط کرنے کے لیے سال بھر تک اپنے محبوب شوہر کے مزار پر ڈیرہ رکھا آخر نماز بھی وہیں پڑھتی ہوں گی اسی پر ان کو ہاتفِ غیب سے ملامت ہوئی کہ قبر کو مسجد کیوں بنایا ۱۲ منہ [۳] یعنی خود قبروں کی پرستش کرنے لگے یا قبروں پر مسجدیں اور گرجا بنا کر وہاں خدا کی عبادت کرنے لگے تو باب کی مطابقت حاصل ہو گئی امام ابن قیم نے کہا جو لوگ قبروں پر ایک وقت معین پر جمع ہوا کرتے ہیں وہ بھی گویا قبر کو مسجد بناتے ہیں دوسری حدیث میں ہے کہ میری قبر کو عید نہ کر لینا یعنی عید کی طرح وہاں میلہ اور جماؤ نہ کرنا جو لوگ ایسا کرتے ہیں وہ بھی ان یہودیوں اور نصاریٰ کے پیرو ہیں جن پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی افسوس ہے ہمارے زمانہ میں گور پرستی ایسی شائع ہو رہی ہے کہ خدا کی پناہ یہ نام کے مسلمان خدا اور رسول سے نہیں شرماتے اللہ ان کو ہدایت کرے ۱۲ منہ

وَالنَّصَارٰی اتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِیَآئِهِمْ مَسَاجِدَ قَالَتْ وَلَوْلَا ذٰلِكَ لَاُبْرِزَ قَبْرُهٗ غَیْرَ اَنِّیْ اَخْشٰی اَنْ یُّتَّخَذَ مَسْجِدًا۔

ہوتا تو آپ کی قبر کھلی رہتی، مجھے یہی اندیشہ ہے کہیں آپ کی قبر کو لوگ مسجد نہ بنا لیں

بَابُ ۸۴۶ الصَّلٰوةِ عَلَی النُّفَسَآءِ اِذَا مَاتَتْ فِیْ نِفَاسِهَا

باب ۔ بحالتِ نفاس اگر کوئی عورت مرے، اس کی نماز جنازہ

۱۲۵۰۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا یَزِیْدُ ابْنُ زُرَیْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا حُسَیْنٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ بُرَیْدَةَ عَنْ سَمُرَةَ قَالَ صَلَّیْتُ وَرَآءَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلَی امْرَاَةٍ مَّاتَتْ فِیْ نِفَاسِهَا فَقَامَ عَلَیْهَا وَسَطَهَا

(از مسدد از یزید بن زریع از حسین معلم از عبداللہ بن بریدہ) سمرہ کہتے ہیں میں نے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ ایک ایسی عورت کی نماز جنازہ پڑھی جو بحالتِ نفاس (زچگی) مر گئی تھی۔ آپ اس کی کمر کے مقابل کھڑے ہوئے

بَابُ ۸۴۷ اَیْنَ یَقُوْمُ مِنَ الْمَرْاَةِ وَالرَّجُلِ

باب ۔ امام عورت کی نماز جنازہ پڑھے تو کہاں کھڑا ہو اور مرد کی نماز جنازہ پڑھے تو کہاں؟[1]

۱۲۵۱۔ حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ مَیْسَرَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا حُسَیْنٌ عَنِ ابْنِ بُرَیْدَةَ قَالَ حَدَّثَنَا سَمُرَةُ بْنُ جُنْدُبٍ قَالَ صَلَّیْتُ وَرَآءَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلَی امْرَاَةٍ مَّاتَتْ فِیْ نِفَاسِهَا فَقَامَ عَلَیْهَا وَسَطَهَا۔

(از عمران بن میسرہ از عبدالوارث از حسین معلم از ابن بریدہ) سمرہ بن جندب کہتے ہیں میں نے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پیچھے ایک عورت کا جنازہ پڑھا جو بحالتِ زچگی انتقال کر گئی تھی تو آپ اس کے سامنے (درمیان) میں کھڑے ہوئے نماز جنازہ کے لیے۔

بَابُ ۸۴۸ التَّکْبِیْرِ عَلَی الْجَنَازَةِ اَرْبَعًا۔

باب ۔ جنازہ کی نماز میں چار تکبیریں کہنا[2]

وَقَالَ حُمَیْدٌ صَلّٰی بِنَا اَنَسٌ فَکَبَّرَ ثَلٰثًا ثُمَّ سَلَّمَ فَقِیْلَ لَهٗ فَاسْتَقْبَلَ

حُمید طویل نے کہا انس نے ہم کو جنازے کی نماز پڑھائی تو تین تکبیریں کہیں پھر سلام پھیر دیا۔ لوگوں نے انہیں یاد دلایا انہوں نے پھر قبلہ کی طرف منہ کیا اور چوتھی

---

[1] امام بخاری کے نزدیک مرد اور عورت دونوں کی کمر کے مقابل امام کھڑا ہو انہوں نے ابوداؤد کی حدیث کو ضعیف سمجھا حنفیہ کے نزدیک مرد اور عورت دونوں کے سینے کے مقابل کھڑا ہو اور امام مالک کے نزدیک مرد کی کمر کے مقابل اور عورت کے مونڈھوں کے مقابل ۱۲ منہ [2] اکثر علماء جیسے امام شافعی اور امام احمد اور اسحاق اور سفیان ثوری اور ابوحنیفہ اور امام مالک کا یہی قول ہے اور سلف کا اس میں اختلاف ہے کسی نے پانچ تکبیریں کہیں کسی نے تین کسی نے سات امام احمد نے کہا چار سے کم نہ ہوں اور سات سے زیادہ نہ ہوں بیہقی نے روایت کیا کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے زمانہ میں جنازہ پر لوگ سات اور چھ اور پانچ اور چار تکبیریں کہا کرتے حضرت عمرؓ نے چار پر لوگوں کا اتفاق کرا دیا ۱۲ منہ۔

الْقِبْلَةَ ثُمَّ كَبَّرَ الرَّابِعَةَ ثُمَّ سَلَّمَ

تکبیر کہی پھر سلام پھیرا۔

۱۲۵۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَى النَّجَاشِيَّ فِي الْيَوْمِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ وَخَرَجَ بِهِمْ إِلَى الْمُصَلَّى فَصَفَّ بِهِمْ وَكَبَّرَ عَلَيْهِ أَرْبَعَ تَكْبِيرَاتٍ۔

(از عبداللہ بن یوسف از مالک از ابن شہاب از سعید بن مسیّب) حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نجاشی کے مرنے کی اسی روز خبر دی جس روز وہ (اپنے ملک حبش میں) مرا آپ لوگوں کو لے کر عیدگاہ تشریف لے گئے، صفیں بنوائیں اور چار تکبیروں سے نماز جنازہ پڑھائی۔

۱۲۵۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَلِيمُ بْنُ حَيَّانَ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مِينَاءَ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى عَلَى أَصْحَمَةَ النَّجَاشِيِّ فَكَبَّرَ أَرْبَعًا وَقَالَ يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ وَعَبْدُ الصَّمَدِ عَنْ سَلِيمٍ أَصْحَمَةَ۔

(از محمد بن سنان از سلیم بن حیان از سعید بن مینا) حضرت جابر کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحمہ نجاشی[1] پر نماز پڑھی تو چار تکبیریں کہیں۔ یزید بن ہارون[2] واسطی اور عبدالصمد نے سلیم سے اصحمہ روایت کیا ہے[3]۔

بَابُ ۸۴۹ قِرَاءَةِ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ عَلَى الْجَنَازَةِ۔

باب ۔ نماز جنازے میں سورۂ فاتحہ پڑھنا

وَقَالَ الْحَسَنُ يَقْرَأُ عَلَى الطِّفْلِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَيَقُولُ اللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا فَرَطًا وَسَلَفًا وَأَجْرًا۔

حسن بصری فرماتے ہیں بچے پر (نماز جنازہ میں) سورۂ فاتحہ پڑھی جائے اور یہ دعا اللھم اجعلہ لنا فرطًا و سلفًا و اجرًا پڑھی جائے[4]

۱۲۵۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ طَلْحَةَ قَالَ صَلَّيْتُ خَلْفَ ابْنِ عَبَّاسٍ ح قَالَ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ قَالَ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ طَلْحَةَ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ

(از محمد بن بشار از غندر از شعبہ از سعد بن ابراہیم) حضرت طلحہ کہتے ہیں میں نے ابنِ عباس کے پیچھے نماز جنازہ پڑھی **دوسری سند** (از محمد بن کثیر از سفیان از سعد بن ابراہیم) طلحہ بن عبداللہ بن عوف فرماتے ہیں میں نے ابنِ عبّاس کے پیچھے نماز جنازہ پڑھی تو آپ نے اس میں آواز کے ساتھ سورۂ فاتحہ پڑھی اور فرمایا یہ اس لیے آواز سے پڑھی ہے

---

[1] نجاشی تو لقب ہے حبش کے بادشاہ کا جیسے فغفور چین کے بادشاہ کا اور خدیعہ مصر کے بادشاہ کا اور قیصر روم کے بادشاہ کا مگر اس کا نام اصحمہ تھا بعضوں نے صمحہ کہا بعضوں نے اصحبہ ۱۲ منہ [2] اس کو خود امام بخاری نے باب ہجرۃ الحبشہ میں وصل کیا ۱۲ منہ [3] کرمانی نے کہا یزید نے اصحمہ روایت کیا ہے قاضی عیاض نے اسی کو ٹھیک کہا لیکن نووی نے کہا یہ شاذ ہے ٹھیک اصحمہ ہے بعضوں نے کہا صحمہ ۱۲ منہ [4] ترجمہ یوں ہے یا اللہ اس کو ہمارا میر سامان کر دے اور آگے چلنے والا اور ثواب دلانے والا اس اثر کو عبدالوہاب بن عطاء نے کتاب الجنائز میں وصل کیا ۱۲ منہ۔

بْنِ عَوْفٍ قَالَ صَلَّيْتُ خَلْفَ ابْنِ عَبَّاسٍ عَلَى جَنَازَةٍ فَقَرَأَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَقَالَ لِتَعْلَمُوْا اَنَّهَا سُنَّةٌ

تاکہ تمہیں معلوم ہو جائے کہ یہ سنت ہے

بَاب ۸۵ الصَّلٰوةِ عَلَى الْقَبْرِ بَعْدَ مَا يُدْفَنُ

باب ۔ مُردے کو دفنانے کے بعد اس کی قبر پر نماز پڑھنا

۱۲۵۵ - حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنِيْ سُلَيْمَانُ الشَّيْبَانِيُّ قَالَ سَمِعْتُ الشَّعْبِيَّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ مَنْ مَرَّ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى قَبْرٍ مَنْبُوْذٍ فَاَمَّهُمْ وَصَلُّوْا خَلْفَهُ قُلْتُ مَنْ حَدَّثَكَ هٰذَا يَا اَبَا عَمْرٍو قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ

(از حجاج بن منہال از شعبہ از سلیمان شیبانی) شعبی کہتے ہیں مجھے اس صحابی نے خبر دی ہے جو آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ ایک علیحدہ قبر کے پاس گزرا تو آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے صحابہ کی امامت کی اور صحابہ نے نماز جنازہ پڑھی۔ شیبانی کہتے ہیں مَیں نے شعبی سے دریافت کیا اے ابو عمرو! وہ کون بزرگ تھے جس نے یہ حدیث سُنائی فرمایا: ابن عباس رضی اللہ عنہ

۱۲۵۶ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَبِيْ رَافِعٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ اَسْوَدَ رَجُلًا اَوِ امْرَاَةً كَانَ يَكُوْنُ فِي الْمَسْجِدِ يَقُمُّ الْمَسْجِدَ فَمَاتَ وَلَمْ يَعْلَمِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَوْتِهٖ فَذَكَرَهٗ ذَاتَ يَوْمٍ فَقَالَ مَا فَعَلَ ذٰلِكَ الْاِنْسَانُ قَالُوْا مَاتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اَفَلَا اٰذَنْتُمُوْنِيْ فَقَالُوْا اِنَّهٗ كَانَ كَذَا وَكَذَا قِصَّتَهٗ قَالَ فَحَقَرُوْا شَاْنَهٗ قَالَ فَدُلُّوْنِيْ عَلٰى قَبْرِهٖ قَالَ فَاَتٰى قَبْرَهٗ فَصَلّٰى عَلَيْهِ

(از محمد بن فضل از حماد بن زید از ثابت از ابو رافع) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک سیاہ شکل مرد یا عورت کا کام مسجد میں جھاڑو دینا تھا۔ اس کا انتقال ہو گیا۔ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کو اس کے انتقال کا علم نہ ہو سکا ایک دن آپ نے اسے یاد فرمایا اور پوچھا وہ کدھر ہے کیا ہُوا؟ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ! اس کا تو انتقال ہو چکا ہے۔ آپ نے فرمایا مجھے اطلاع کیوں نہ دی؟ لوگوں نے کہا وجہ یہ تھی پھر سارا حال بیان کیا۔ غرض اسے حقیر سمجھا۔[1] آپ نے فرمایا مجھے اس کی قبر بتاؤ چنانچہ آپ اس کی قبر پر تشریف لائے اور اس پر نماز پڑھی[2]

بَاب ۸۵۱ اَلْمَيِّتُ يَسْمَعُ خَفْقَ

باب ۔ مُردہ لوگوں کے جوتوں کی آواز سُنتا ہے جب وہ[3]

---

[1] ایک کالی مجہول الحال غریب عورت مرگئی اور رات کا وقت تھا آپ کو اس کے لیے کیا تکلیف دیتے ہم نے اس کو گاڑ دیا ۱۲ منہ [2] خاکساران جہاں را بحقارت منگر۔ تو چہ دانی کہ دریں گرد سواری باشد۔ یہ کالا مرد یا کالی عورت مسجد نبوی کی جاروب کش بڑے بڑے بادشاہان ہفت اقلیم سے اللہ کے نزدیک درجہ اور مرتبہ میں زائد تھی کہ حبیب خدا سرور عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ڈھونڈ کر اس کی قبر پہ نماز پڑھی واہ رے قسمت آپ کی کفش برداری اگر ہم کو بہشت میں نصیب ہو جائے تو ایسی دنیا کی لاکھوں سلطنتیں اس پر سے تصدق کر دیں ۱۲ منہ [3] یہاں یہ نکلا کہ قبرستان میں جوتے پہن کر جانا جائز ہے ابن منیر نے کہا امام بخاری نے یہ باب اس لیے قائم کیا کہ دفن کے اداب کا لحاظ رکھیں اور شور و غل اور زمین پر زور کے ساتھ چلنے سے پرہیز کریں جیسے زندہ سوتے آدمی کے ساتھ کرتا ہے مترجم کہتا ہے اس حدیث سے بھی سماع موتٰی ثابت ہوتا ہے۔ ۱۲ منہ۔

النِّعَالِ

۱۲۵۷- حَدَّثَنَا عَيَّاشٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ ح قَالَ وَقَالَ لِي خَلِيفَةُ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْعَبْدُ إِذَا وُضِعَ فِي قَبْرِهِ وَتُوُلِّيَ وَذَهَبَ أَصْحَابُهُ حَتَّى إِنَّهُ لَيَسْمَعُ قَرْعَ نِعَالِهِمْ أَتَاهُ مَلَكَانِ فَأَقْعَدَاهُ فَيَقُولَانِ لَهُ مَا كُنْتَ تَقُولُ فِي هٰذَا الرَّجُلِ مُحَمَّدٍ فَيَقُولُ أَشْهَدُ أَنَّهُ عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُولُهُ فَيُقَالُ انْظُرْ إِلَى مَقْعَدِكَ مِنَ النَّارِ أَبْدَلَكَ اللّٰهُ بِهِ مَقْعَدًا مِنَ الْجَنَّةِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَرَاهُمَا جَمِيعًا وَأَمَّا الْكَافِرُ أَوِ الْمُنَافِقُ فَيَقُولُ لَا أَدْرِي كُنْتُ أَقُولُ مَا يَقُولُ النَّاسُ فَيُقَالُ لَا دَرَيْتَ وَلَا تَلَيْتَ ثُمَّ يُضْرَبُ بِمِطْرَقَةٍ مِنْ حَدِيدٍ ضَرْبَةً بَيْنَ أُذُنَيْهِ فَيَصِيحُ صَيْحَةً يَسْمَعُهَا مَنْ يَلِيهِ إِلَّا الثَّقَلَيْنِ

بَابٌ ۸۵۲ مَنْ أَحَبَّ الدَّفْنَ فِي الْأَرْضِ الْمُقَدَّسَةِ أَوْ نَحْوِهَا۔

واپس جانے لگتے ہیں۔

(از عباس از عبدالاعلیٰ از سعید) **دوسری سند** (از خلیفہ از یزید بن زریع از سعید از قتادہ) حضرت انسؓ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مردہ آدمی جب قبر میں رکھ دیا جاتا ہے اور اس کے ساتھی پیٹھ موڑ کر جانے لگتے ہیں وہ ان کے جوتوں کی آواز تک سنتا ہے۔ اس وقت اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اور اسے بٹھا دیتے ہیں اور پوچھتے ہیں کہ اس شخص (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کے متعلق تیرا کیا عقیدہ ہے؟ تو وہ کہتا ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں پھر اس سے کہا جاتا ہے دوزخ میں تیری جگہ تھی اسے دیکھ لے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے برعکس تجھے جنت کا مقام عطا کیا ہے[۱]۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں وہ دونوں مقام دیکھ لیتا ہے[۲]۔ کافر اور منافق فرشتوں کے سوال پر جواب دیتا ہے لَا أَدْرِي (یعنی مجھے معلوم نہیں یہ کون ہیں) میں وہی کہتا تھا جو لوگ کہا کرتے تھے[۳]۔ پھر اس سے کہا جائے گا نہ تو نے خود تحقیق کی نہ عالموں کی پیروی کی پھر لوہے کی گرز سے اس کے کانوں کے درمیان ایک ضرب لگائی جاتی ہے پس وہ زور دار چیخ لگاتا ہے کہ اس کے پاس والی مخلوق سن لیتی ہے صرف آدمی اور جن نہیں سن سکتے[۴]۔

باب۔ جو شخص بیت المقدس یا اس طرح کی کسی عمدہ جگہ پر دفن[۵] ہونے کی خواہش رکھتا ہو[۶]۔

---

[۱] معلوم ہوا ہر شخص کے لیے دو ٹھکانے بنے ہیں ایک بہشت میں ایک دوزخ میں اور یہ مضمون قرآن شریف سے ثابت ہے کہ کافروں کے ٹھکانے جو بہشت میں ہیں ان میں دوزخ کے جانے کی وجہ سے ایماندار لے لیں گے ۱۲ منہ [۲] اور بہشت میں ٹھکانا ملنے پر حق تعالیٰ کا لاکھ شکر بجا لاتا ہے اور دوزخ کا ٹھکانا اس کو اس لیے دکھایا جاتا ہے کہ بہشت کی قدر و منزلت اس کو معلوم ہو اور اللہ کا بے حد شکر بجا لائے بقول (سعدی)۔ قدر عافیت کسی داند کہ بمصیبتے گرفتار آید ۱۲ منہ [۳] کوئی ساحر ہیں یا شاعر ہیں یا کاہن ہیں کہتے ہیں اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک مبارک صورت مردے کو نظر آتی ہے جب تو وہ اشارہ کر کے پوچھتے ہیں کہ ان صاحب کے بارے میں تیرا کیا اعتقاد تھا بہت سے مسلمانوں نے گو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا میں نہیں دیکھا مگر اس وقت پہچان لیں گے بعضوں نے کہا نام آپ کا لے کر مردے سے پوچھتے ہیں اور چونکہ آپ نے اپنی زبان سے یہ حدیث فرمائی اس لیے ہذا الرجل کے ساتھ اپنی طرف اشارہ فرمایا ۱۲ منہ [۴] آدمی اور جن اگر سنتے تو بڑی خرابی پڑتی دنیا کے سب کام معطل ہو جاتے ایمان بالغیب نہ رہتا ۱۲ منہ [۵] خدایا آرزو ہے دل سے مجھ کو کب وہ دن ہو پیٔ مدینہ میں مروں اور بقیع پاک مدفن ہو ۱۲ منہ [۶] بیت المقدس کی مثل ہے مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ اور کربلا معلیٰ اور نجف اشرف بغداد اور سارے مقامات جہاں (باقی اگلے صفحہ پر)

۱۲۵۸۔ حَدَّثَنَا مَحْمُودٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ ابْنِ طَاؤُسٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ اُرْسِلَ مَلَكُ الْمَوْتِ اِلٰى مُوْسٰى فَلَمَّا جَاءَهٗ صَكَّهٗ فَفَقَأَ عَيْنَهٗ فَرَجَعَ اِلٰى رَبِّهٖ فَقَالَ اَرْسَلْتَنِيْ اِلٰى عَبْدٍ لَّا يُرِيْدُ الْمَوْتَ فَرَدَّ اللّٰهُ عَلَيْهِ عَيْنَهٗ وَقَالَ ارْجِعْ فَقُلْ لَهٗ يَضَعُ يَدَهٗ عَلٰى مَتْنِ ثَوْرٍ فَلَهٗ بِكُلِّ مَا غَطَّتْ بِهٖ يَدُهٗ بِكُلِّ شَعْرَةٍ سَنَةٌ قَالَ اَيْ رَبِّ ثُمَّ مَاذَا قَالَ ثُمَّ الْمَوْتُ قَالَ فَالْاٰنَ فَسَاَلَ اللّٰهَ تَعَالٰى اَنْ يُّدْنِيَهٗ مِنَ الْاَرْضِ الْمُقَدَّسَةِ رَمْيَةً بِحَجَرٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَوْ كُنْتُ ثَمَّ لَاَرَيْتُكُمْ قَبْرَهٗ اِلٰى جَانِبِ الطَّرِيْقِ عِنْدَ الْكَثِيْبِ الْاَحْمَرِ

(از محمود از عبدالرزاق از معمر از ابن طاؤس از والدش) حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں ملک الموت (بشکل انسانی) حضرت موسٰی کے پاس بھیجا گیا۔ جب اُن کے پاس آیا۔ تو آپ کسی کام میں مشغول تھے۔ اس نے تنگ کیا۔ آپؑ نے اسے نہ پہچانتے ہوئے طمانچہ رسید کیا اور اس کی آنکھ پھوڑ ڈالی۔ وہ اللہ میاں کے پاس واپس گئے اور عرض کیا یا اللہ! تو نے ایسے شخص کے پاس مجھے بھیجا ہے، جو موت نہیں چاہتا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی آنکھ درست کر دی اور فرمایا اس کے پاس دوبارہ جا اور کہہ کسی بیل کی پیٹھ پر ہاتھ رکھے جتنے بال اس کے ہاتھ تلے آئیں اتنے برس زندہ رہیں گے (فرشتہ حسب الحکم حضرت موسٰی کے پاس آیا اور تعمیل ارشاد کی) حضرت موسٰی نے عرض کیا اس کے بعد کیا ہوگا (یعنی بالوں برابر برسوں کی زندگی کے بعد) جواب ملا آخر کار موت ہوگی! حضرت موسٰی نے کہا تو ابھی سہی! اور خدا سے دعا مانگی یا اللہ مجھے بیت المقدس کے قریب ایک پتھر پھینکنے کے فاصلے پر قبر عنایت کر دے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں وہاں ہوتا، تو تمہیں موسٰیؑ کی قبر دکھا دیتا جو لال ٹیلے کے پاس راستہ پر ہے [1]

بَابُ ۸۵۳ الدَّفْنِ بِاللَّيْلِ وَدُفِنَ اَبُوْبَكْرٍ لَيْلًا۔

باب۔ رات کے وقت دفن کرنا

حضرت ابوبکرؓ رات کو مدفون ہوئے

۱۲۵۹۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى رَجُلٍ بَعْدَ مَا دُفِنَ بِلَيْلَةٍ قَامَ هُوَ وَاَصْحَابُهٗ وَكَانَ سَاَلَ عَنْهُ فَقَالَ مَنْ هٰذَا قَالُوْا فُلَانٌ دُفِنَ الْبَارِحَةَ فَصَلُّوْا عَلَيْهِ

(از عثمان بن ابی شیبہ از جریر از شیبانی از شعبی) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص پر نماز پڑھی جو رات کو دفن کر دیا گیا تھا، آپ مع صحابہ کرام کے کھڑے ہوئے اور دریافت کیا یہ کس شخص کی قبر ہے، صحابہ نے کہا فلاں شخص ہے گذشتہ رات مدفون ہوا تو آپ نے اور صحابہ نے اس کے لیے نماز جنازہ قبر پر پڑھی

(بقیہ) شہر کے نیک بندے مدفون ہیں باب کے لانے سے امام بخاری کی غرض یہ ہے کہ دفن کے لیے کسی پیغمبر یا ولی کا جوار ڈھونڈھنا جائز ہے اس میں کوئی قباحت نہیں ۱۲ منہ

[1] حضرت موسٰیؑ بڑے قوی شہ زور تھے فرشتہ آدمی کے لباس میں تھا اس لیے طمانچہ سے اس کی آنکھ پھوٹ گئی ۱۲ منہ

باب ۸۵۴ بِنَاءِ الْمَسْجِدِ عَلَى الْقَبْرِ

۱۲۶۰۔ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا اشْتَكَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَتْ بَعْضُ نِسَائِهِ كَنِيسَةً رَأَيْنَهَا بِأَرْضِ الْحَبَشَةِ يُقَالُ لَهَا مَارِيَةُ وَكَانَتْ أُمُّ سَلَمَةَ وَأُمُّ حَبِيبَةَ أَتَتَا أَرْضَ الْحَبَشَةِ فَذَكَرَتَا مِنْ حُسْنِهَا وَتَصَاوِيرَ فِيهَا فَرَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ أُولٰئِكَ إِذَا مَاتَ مِنْهُمُ الرَّجُلُ الصَّالِحُ بَنَوْا عَلَى قَبْرِهِ مَسْجِدًا ثُمَّ صَوَّرُوا فِيهِ تِلْكَ الصُّوَرَ أُولٰئِكَ شِرَارُ الْخَلْقِ عِنْدَ اللهِ۔

باب ۔ قبر پر مسجد بنانے کا بیان [1]

(از اسمٰعیل از مالک از ہشام از والدش) حضرت عائشہؓ کہتی ہیں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مرضِ وصال میں مبتلا ہوئے، تو آپ کی چند ازواج مطہرات نے ایک گرجے کا ذکر کیا جس کا نام ماریہ تھا اور جیسے انہوں نے حبشہ میں دیکھا تھا، ام سلمہؓ اور ام حبیبہؓ دونوں حبشہ کے ملک میں گئی تھیں۔ چنانچہ انہوں نے گرجے کی خوبصورتی اور تصویروں کا ذکر کیا۔ آپؐ نے اپنا سر مبارک اٹھایا اور فرمایا۔ وہ لوگ اپنے کسی نیک آدمی کے مرنے کے بعد اس کی قبر پر مسجد بنا دیتے ہیں اور مسجد میں اس کی تصویریں بنا دیتے ہیں، اللہ کے نزدیک اس قسم کی حرکات کرنے والے نہایت بُری مخلوق ہیں۔

باب ۸۵۵ مَنْ يَدْخُلُ قَبْرَ الْمَرْأَةِ۔

۱۲۶۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ قَالَ حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ قَالَ حَدَّثَنَا هِلَالُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ شَهِدْنَا بِنْتَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ عَلَى الْقَبْرِ فَرَأَيْتُ عَيْنَيْهِ تَدْمَعَانِ فَقَالَ هَلْ فِيكُمْ مِنْ أَحَدٍ لَمْ يُقَارِفِ اللَّيْلَةَ فَقَالَ أَبُو

باب ۔ عورت کی قبر میں کون اُترے۔

(از محمد بن سنان از فلیح از ہلال بن علی) حضرت انس بن مالکؓ کہتے ہیں ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی کے جنازے میں شامل تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قبر پر بیٹھے ہوئے تھے میں نے دیکھا کہ آپ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے ہیں آپ نے فرمایا: کیا کوئی شخص ہے جو گذشتہ رات عورت کے پاس نہ گیا ہو؟ ابو طلحہؓ نے عرض کیا میں حاضر ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ اس کی قبر میں اتر [2] حضرت انسؓ کہتے ہیں ابو طلحہؓ

---

[1] قسطلانی نے کہا حدیث سے اس کی حرمت نکلتی ہے خصوصًا جب اس پر لعنت آئی لیکن شافعیہ نے اس کو مکروہ کہا ہے اس سے پہلے جو باب امام بخاری لا چکے ہیں وہ قبرستان میں مسجد بنانے کے متعلق تھا اور اس باب سے یہ مقصود ہے کہ خود قبر پر مسجد بنانا کیسا ہے ابن منیر نے کہا قبرستان میں قبروں کے علیحدہ مسجد بنانے میں قباحت نہیں شوکانی نے کہا یہ اس بیماری میں آپ نے فرمایا جس میں رحلت کی اور اس سے قبروں کو مسجد بنانے کی حرمت نکلتی ہے بعضوں نے کہا یہ حرمت اسی زمانہ میں تھی جب بت پرستی کا زمانہ قریب گذرا تھا ابن دقیق العید نے اس کا رد کیا بنہجی نے کہا مراد یہ ہے کہ قبر کو گرا کر برابر کر کے اس پر مسجد بنانا یہ حرام ہے کیونکہ مسلمانوں کی قبر کی حرمت کرنا چاہیے البتہ مشرکوں کی قبریں برابر کر کے ان پر مسجد بنا سکتا ہے جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد نبوی بناتے وقت کیا بیضاوی نے کہا یہود و نصاریٰ پیغمبروں کی قبروں کو سجدۂ تعظیم کیا کرتے تھے اور نماز میں ان کی قبر کو قبلہ بناتے اور ان کو بت کی طرح کر لیا تھا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان پر لعنت کی اور مسلمانوں کو ایسا کرنے سے منع کیا لیکن اگر کوئی شخص کسی ولی یا بزرگ کے مزار کے پاس مسجد بنائے اور اس سے مقصود برکت ہو نہ نماز میں اس کی تعظیم اور نہ اس طرف توجہ کرے تو وہ اس وعید میں داخل نہیں انتہیٰ اور حق تعالیٰ نے ایمان والوں سے سورۂ کہف میں نقل کیا قال الذین غلبوا علی امرہم لنتخذن علیہم مسجدًا مترجم کہتا ہے ہمارے زمانہ میں تو پھر بت پرستی اور گور پرستی ایسی پھیل گئی ہے کہ معاذ اللہ ہزاروں نام کے مسلمان قبروں پر جا کر ان کو سجدہ کرتے ہیں اس وقت میں بھی یہ حکم مناسب ہے کہ قبروں کے پاس مطلقاً مسجد بنانے کی اجازت نہ دی جائے واللہ اعلم ۱۲ منہ

[2] معلوم ہوا غیر شخص بھی عورت کا جنازہ قبر میں رکھ سکتا ہے حالانکہ حضرت عثمانؓ صاحبزادی کے شوہر بھی موجود تھے (باقی اگلے صفحہ پر)

طَلْحَةُ أَنَا قَالَ فَانْزِلْ فِي قَبْرِهَا قَالَ فَنَزَلَ فِي قَبْرِهَا قَالَ ابْنُ الْمُبَارَكِ قَالَ فُلَيْحٌ أُرَاهُ يَعْنِي الذَّنْبَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ لِيَقْتَرِفُوا لِيَكْتَسِبُوا۔

ان کی قبر میں اترے
عبداللہ بن مبارکؒ کہتے ہیں فلیح نے کہا میں سمجھتا ہوں لم یقارف کا معنی یہ ہے جس نے گناہ نہ کیا ہو۔ امام بخاریؒ کہتے ہیں قرآن میں لیقترفوا کا معنی یہی ہے لیکتسبوا تاکہ گناہ کریں [1]

بَابٌ ۸۵۶ الصَّلٰوةِ عَلَى الشَّهِيدِ

باب۔ شہید کے لیے نماز جنازہ پڑھنے کی ضرورت ہے یا نہیں؟

۱۲۶۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ جَابِرِ ابْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(از عبداللہ بن یوسف از لیث از ابن شہاب از عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک) حضرت جابر بن عبداللہ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شہدائے جنگ اُحد میں سے دو دو لاشیں ایک کپڑے میں ملا کر دریافت فرماتے: ان دو میں کون زیادہ عالم قرآن تھا؟ جس کے متعلق

(بقیہ) مگر جب آپ نے یہ فرمایا کہ کوئی ایسا ہے جس نے آج رات کو عورت سے صحبت نہ کی ہو تو وہ ہٹ گئے اس کا قصہ اوپر گزر چکا ہے ۱۲ منہ [1]

ہمیں حضرت فلیح کے معنی سے یہاں اختلاف ہے۔ صحابہ کرام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تربیت یافتہ تھے۔ ان سے معمولی گناہ کا صدور بھی شاذ و نادر ہوا ہوگا۔ اور رات کا گناہ عموماً یا چوری یا زنا ہوتا ہے، اس سے صحابہؓ قطعاً مبرا تھے اگر یہ معنی ہوں کہ ابوطلحہؓ کے علاوہ معاذاللہ سب گنہگار تھے، تو سوال حد کا پیدا ہوتا ہے۔ صرف یہی معنی مقارب رہتا ہے جو حدیث کے کیے گئے ہیں کہ جس نے جماع نہ کیا ہو۔ یہ کوئی گناہ نہیں نہ صحابہ کے علم میں تھا کہ کل یہ واقعہ پیش آنے والا ہے۔ اگر صحابہ کو کم از کم اس بات کا بھی علم ہوجاتا کہ کل یہ سانحہ پیش آنے والا ہے، تو بھی کوئی صحابی اس حلال کام کے لیے بوجہ تصور غم آمادہ نہ ہوتا۔ بقول حضرت فلیح مقارفت اور بقول امام بخاری اقتراف کے معنی اگر زیادہ سے زیادہ　　نامناسب بات ہے تو درست ہے اور ہمارا حسن ظن بھی ان کے متعلق یہی ہے کہ انہوں نے صرف اسی طرف اشارہ کیا ہے ورنہ شرعی اور حقیقی گناہ کا تصور تو ہم حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا کسی دیگر صحابی کے متعلق کسی غیر صحابی کے مُنہ سے نہیں سُن سکتے۔ نیز اقتراف کا معنی مطلق اکتساب ہی ٹھیک ہے اکتساب ذنب نہیں ورنہ اموال اقترفتموہا کا کیا مطلب ہوگا؟ لہٰذا اقتراف و مقارفت میں صرف لفظی تعلق ہے، یہ بات بھی قابل غور ہے کہ ابوطلحہ کے علاوہ سب نے اس رات مقارفت کی ہوگی۔ ہوا یوں کہ ابوطلحہ کے فوراً لبیک کہنے سے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فوراً حکم فانزل سے دوسرے صحابی کو کہنے کی ضرورت نہ رہی، ورنہ یہ ناممکن بات ہے، کہ ایک رات میں تمام صحابہ نے مقارفت کی ہو۔ اگر گناہ سے مراد عام گناہ ہے، تو سوال یہ ہوتا ہے کہ حضرت ابوطلحہ ایسے جلیل القدر صحابی نے بھلا کیونکر یہ دعویٰ کر دیا کہ ان سے معمولی گناہ کا صدور نہیں ہوا، صحابہ کرام تو پیکر خشیت تھے وہ اپنے تئیں متقی اعظم نہ سمجھتے تھے اگرچہ حقیقت ہے کہ وہ متقیوں کے سردار تھے۔ اگر رات کے گناہ سے چوری یا زنا کے علاوہ کچھ اور مراد ہیں، تو رات کی قید مہمل ہوجاتی ہے کیونکہ جو شخص رات کو گناہ سے بچ گیا ہو اور صبح کو یا دوپہر تک کوئی گناہ کیا ہو، تو وہ بدرجہ اولیٰ بوقت کلام قابل اعتنا ہے۔ اب سوال حضرت عثمان [illegible] ہے، تو ہم کو یہ اچھی طرح غور کرنا ہوگا، کہیں یہ مخالفین کی بات تو نہیں جبکہ حضرت عثمان کے علاوہ اور صحابہ بھی موجود تھے، ان میں [illegible] بھی تھے اور [illegible] بھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے تو سب خدام کا درجہ رکھتے ہیں کسی اور نے فوراً کیوں نہ اپنے کو پیش کیا، پھر ایک بات یہ بھی ہے کہ صحابہ کرام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس لفظ پر کچھ دیر تامل کیا ہو اور اس دفعہ میں حضرت ابوطلحہؓ نے اور اک نے سبقت کی ہو اور تعمیل حکم تک صحابہ نے از خود ضرورت جواب نہ سمجھی ہو کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم فانزل خود یہ ظاہر کر رہا ہے کہ اب دوسرے صحابہ کو اس سوال کے جواب کی ضرورت نہیں۔ ہماری تحقیق تو یہ ہے حضرت عثمان اتنے غمزدہ تھے کہ انہوں نے اس قدر جلدی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بات نہ سمجھی اور خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی حالت دیکھ کر عام سوال کر کے کسی دوسرے کو مامور کرنے کی خواہش کی۔ واللہ اعلم بالصواب۔ عبدالرزاق ۱۲ منہ

يَجْمَعُ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ مِنْ قَتْلَى أُحُدٍ فِي ثَوْبٍ وَّاحِدٍ ثُمَّ يَقُولُ أَيُّهُمْ أَكْثَرُ أَخْذًا لِّلْقُرْآنِ فَإِذَا أُشِيرَ لَهُ إِلَى أَحَدِهِمَا قَدَّمَهُ فِي اللَّحْدِ وَقَالَ أَنَا شَهِيدٌ عَلَى هَؤُلَاءِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَأَمَرَ بِدَفْنِهِمْ فِي دِمَائِهِمْ وَلَمْ يُغَسَّلُوا وَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِمْ

صحابہ اشارہ کرتے آپ اسے قبر میں پہلے رکھتے اور فرماتے میں قیامت کے دن ان لوگوں کا گواہ ہوں[1]۔ آپ نے حکم فرمایا جس طرح وہ خون میں لت پت ہیں اسی طرح دفن کیے جائیں۔ چنانچہ نہ انہیں غسل دیا گیا نہ ان پر نماز جنازہ پڑھی گئی[2]

۱۲۶۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يَوْمًا فَصَلَّى عَلَى أَهْلِ أُحُدٍ صَلَاتَهُ عَلَى الْمَيِّتِ ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ إِنِّي فَرَطٌ لَّكُمْ وَأَنَا شَهِيدٌ عَلَيْكُمْ وَإِنِّي وَاللهِ لَأَنْظُرُ إِلَى حَوْضِي الْآنَ وَإِنِّي أُعْطِيتُ مَفَاتِيحَ خَزَائِنِ الْأَرْضِ أَوْ مَفَاتِيحَ الْأَرْضِ وَإِنِّي وَاللهِ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تُشْرِكُوا بَعْدِي وَلَكِنْ أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تَنَافَسُوا فِيهَا۔

(از عبداللہ بن یوسف از لیث از یزید ابن ابی حبیب از ابوالخیر) عقبہ بن عامرؓ کہتے ہیں آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم ایک دن مدینے سے باہر نکلے اور شہدائے اُحُد کے لیے اس طرح نماز پڑھی (دعا کی) جیسے میّت کے لیے کرتے تھے[3]۔ پھر منبر پر تشریف لائے اور فرمایا: میں تمہارا پیش خیمہ ہوں اور بخدا میں اپنے حوض کو دیکھ رہا ہوں اور مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں یا زمین کی چابیاں دی گئیں[4]۔ بخدا مجھے اپنے بعد کے زمانے میں تم سے یہ اندیشہ نہیں کہ تم مشرک ہو جاؤ گے۔ البتہ مجھے یہ اندیشہ ہے کہ کہیں تم دنیا میں رغبت نہ کرنے لگ جاؤ[5]

---

[1] کہ انہوں نے اپنی جان اللہ اور رسول پر تصدق کی اور ایمان پر مرے ۱۲ منہ [2] شافعیہ کا یہی مذہب ہے کہ شہید پر نماز پڑھیں اور امام احمد سے اس باب میں دو روایتیں ہیں امام ابوحنیفہ کے نزدیک نماز پڑھیں لیکن غسل نہ دینا چاہیے اور مراد وہ شہید ہے جو میدانِ جنگ میں کافروں یا باغیوں کے ہاتھ سے مارا جائے لیکن وہ لوگ جن کے لیے شہادت کا ثواب حدیث میں آیا ہے جیسے طاعون سے مرنے والا یا ڈوب کر مرنے والا اس کو بالاتفاق غسل دینا چاہیے ۱۲ منہ [3] یہ نماز جنازے کی نماز نہ تھی فقط دعا تھی کیونکہ جنازے کی نماز آٹھ برس بعد تھوڑی پڑھی جاتی ہے اور شاید یہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا خاصہ ہو نودی نے کہا یہاں صلوٰۃ سے مراد دعا ہے یعنی جیسے میت کے لیے آپ دعا کیا کرتے تھے ویسی ہی دعا کی ۱۲ منہ [4] یہ آپ نے اُن فتوحات کی طرف اشارہ فرمایا جو مسلمانوں کو حاصل ہوئیں کہ مغرب یعنی ممالک اندلس سے لے کر اقصائے مشرق یعنی ممالکِ چین تک اسلام پھیلا ۱۲ منہ

[5] یعنی دنیا کی طمع تم پر غالب نہ آئے اور دنیا کے پیچھے اپنا دین نہ گنوا دو آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے جیسا فرمایا تھا ویسا ہی ہوا مسلمان دنیا کے پیچھے لگ گئے اور ہر ایک نے یہ چاہا کہ میں بڑھ چڑھ کر رہوں نتیجہ یہ ہوا کہ اُن میں نفسی نفسی پڑ گئی اور سارے مسلمان مل کر جو ایک جان اور ایک خیال تھے وہ بات جاتی رہی جب ان کا اتحاد مٹ گیا تو کافروں نے اس کو غنیمت سمجھا اور مسلمانوں پر غالب آنا شروع کیا یہاں تک کہ ہمارے زمانہ میں جس قدر ملک اگلے مسلمانوں نے اپنے خون بہا کر فتح کیے تھے وہ ان ناخلف اولاد نے کھو دیے اور اب بھی نااتفاقی اور اختلاف سے باز نہیں آتے سب مل کر قرآن اور حدیث کو اپنا قانون نہیں بناتے اگر اب بھی مسلمان قرآن اور حدیث پر چلنے لگیں تو اگلی حالت ان کی پھر عود کر آئے گی ورنہ ان کی اولاد ان سے زیادہ کافروں کی دستِ نگر اور محتاج بنے گی وما علینا الا البلاغ ۱۲ منہ

باب ۸۵۷ دَفْنِ الرَّجُلَيْنِ وَالثَّلَاثَةِ فِيْ قَبْرٍ وَّاحِدٍ

باب۔ ایک قبر میں دو یا تین آدمیوں کو دفن کرنا [1]

۱۲۶۴۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ كَعْبٍ اَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ اَخْبَرَهٗ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَجْمَعُ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ مِنْ قَتْلٰى اُحُدٍ۔

(از سعید بن سلیمان از لیث از ابن شہاب از عبدالرحمٰن بن کعب) حضرت جابر بن عبداللہ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جنگِ احد کے شہدا میں سے دو دو آدمیوں کو (ایک قبر میں) اکٹھا دفن کرتے تھے

باب ۸۵۸ مَنْ لَّمْ يَرَ غُسْلَ الشُّهَدَآءِ

باب۔ شہدا کو غسل نہ دینا [2]

۱۲۶۵۔ حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَدْفِنُوْهُمْ فِيْ دِمَآئِهِمْ يَعْنِيْ يَوْمَ اُحُدٍ وَّلَمْ يُغَسِّلْهُمْ۔

(از ابو الولید از لیث از ابن شہاب از عبدالرحمٰن بن کعب بن مالکؓ) حضرت جابر کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (شہدائے احد کے لیے) فرمایا انہیں خون سمیت دفن کر دو اور انہیں غسل نہ دیا

باب ۸۵۹ مَنْ يُّقَدَّمُ فِي اللَّحْدِ

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ سُمِّيَ اللَّحْدَ لِاَنَّهٗ فِيْ نَاحِيَةٍ مُّلْتَحَدًا مَّعْدِلًا وَّلَوْ كَانَ مُسْتَقِيْمًا كَانَ ضَرِيْحًا

باب۔ لحد میں کس کو آگے رکھا جائے،

امام بخاریؒ فرماتے ہیں لحد کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ وہ ایک کونہ میں ہوتی ہے۔ اسی لفظ لحد سے سورہ میں ملتحدا استعمال ہوا ہے یعنی پناہ کا ایک کونہ سیدھی قبر کو ضریح کہتے ہیں [3]

۱۲۶۶۔ حَدَّثَنَا ابْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ

(از ابن مقاتل از عبداللہ از لیث بن سعد از ابن شہاب از عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک) حضرت جابر بن عبداللہ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شہدائے احد میں سے دو دو کو ایک کپڑے میں

---

[1] ضرورت کے وقت یہ جائز ہے باب کی حدیث میں صرف دو ہی شخصوں کا ذکر ہے تین کو بھی اسی پر قیاس کیا یا اس طریق کی طرف اشارہ کیا جس کو عبدالرزاق نے نکالا کہ دو اور تین شہیدوں کو ایک ہی قبر میں دفن کیا جاتا عبدالرزاق کی ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ عورت اور مرد ایک ہی قبر میں دفن کیے جاتے ۱۲ منہ۔

[2] گو وہ حالت جنابت یا حیض یا نفاس میں شہید ہوں اس پر ائمہ اربعہ اور جمہور علماء کا اتفاق ہے ایک شاذ قول سعید بن مسیب اور حسن بصری سے یہ منقول ہے کہ شہید کو غسل دیا جائے امام بخاری نے یہ باب لا کر اس کا رد کیا ۱۲ منہ [3] نسخہ مطبوعہ مصر میں یہاں اتنی عبارت اور زائد ہے دکل جائر ملحد اور ہر ظلم کرنے والے کو ملحد کہتے ہیں کیونکہ وہ بھی انصاف کا سیدھا راستہ چھوڑ کر ایک طرف مائل ہو جاتا ہے ۱۲ منہ

كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَجْمَعُ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ مِنْ قَتْلٰى اُحُدٍ فِىْ ثَوْبٍ وَّاحِدٍ ثُمَّ يَقُوْلُ اَيُّهُمْ اَكْثَرُ اَخْذًا لِّلْقُرْاٰنِ فَاِذَا اُشِيْرَ لَهٗ اِلٰى اَحَدِهِمَا قَدَّمَهٗ فِى اللَّحْدِ وَقَالَ اَنَا شَهِيْدٌ عَلٰى هٰؤُلَاءِ وَاَمَرَ بِدَفْنِهِمْ بِدِمَائِهِمْ وَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِمْ وَلَمْ يُغَسِّلْهُمْ قَالَ وَاَخْبَرَنَا الْاَوْزَاعِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لِقَتْلٰى اُحُدٍ اَيُّ هٰؤُلَاءِ اَكْثَرُ اَخْذًا لِّلْقُرْاٰنِ فَاِذَا اُشِيْرَ لَهٗ اِلٰى رَجُلٍ قَدَّمَهٗ فِى اللَّحْدِ قَبْلَ صَاحِبِهٖ قَالَ جَابِرٌ فَكُفِّنَ اَبِىْ وَعَمِّىْ فِىْ نَمِرَةٍ وَّاحِدَةٍ وَّقَالَ سُلَيْمَانُ بْنُ كَثِيْرٍ حَدَّثَنِى الزُّهْرِيُّ قَالَ حَدَّثَنِىْ مَنْ سَمِعَ جَابِرًا

بَابُ ۸۶ الْاِذْخِرِ وَالْحَشِيْشِ فِى الْقَبْرِ

۱۲۶۷ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ حَوْشَبٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ حَرَّمَ اللهُ مَكَّةَ فَلَمْ تَحِلَّ لِاَحَدٍ قَبْلِىْ وَلَا تَحِلُّ لِاَحَدٍ بَعْدِىْ اُحِلَّتْ لِىْ سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ لَا يُخْتَلٰى خَلَاهَا وَ

ہی کفن دیتے پھر پوچھتے ان میں سے قرآن کسے زیادہ یاد تھا جب آپ کو بتایا جاتا تو اس کو لحد میں یعنی بغلی قبر میں آگے رکھا جاتا یعنی قبلہ کی جانب (اس کے پیچھے وہ جسے قرآن کم یاد ہوتا) نیز آپ فرماتے میں ان مدفونوں کا گواہ ہوں۔ آپ انہیں خون سمیت دفن کرنے کا حکم دیتے۔ نہ نماز جنازہ پڑھتے نہ حکم غسل دیتے۔

عبداللہ بن مبارک نے فرمایا بحوالہ اوزاعی از زہری از حضرت جابر بن عبداللہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شہدائے اُحُد کے متعلق فرماتے جاتے تھے ان میں سے قرآن کسے زیادہ یاد ہے؟ لوگوں کے بتانے پر (کہ فلاں شہید کو قرآن زیادہ یاد تھا) آپ اسے بغلی قبر میں اس کے ساتھی سے آگے قبلہ رو رکھواتے۔ حضرت جابر فرماتے ہیں میرے والد عبداللہ اور میرے چچا[1] ایک کمبل میں دفن کیے گئے۔ سلیمان بن کثیر زہری سے روایت کرتے ہیں اور زہری کہتے ہیں مجھ سے اس نے بیان کیا جس نے حضرت جابرؓ سے سُنا[2]

باب۔ اذخر اور سُوکھی گھاس قبر میں بچھانا[3]

(از محمد بن عبداللہ بن حوشب از عبدالوہاب از خالد از عکرمہ) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما وعنہم اجمعین کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ نے مکے کو حرام[4] کیا ہے۔ نہ مجھ سے پہلے نہ میرے بعد یہ حلال ہوگا۔ فتح مکہ کے دن گھڑی بھر کے لیے مجھے حلال ہوا تھا۔ اس کی گھاس نہ کاٹی جائے اور اس کا درخت قلم نہ کیا جائے یہاں آیا ہوا شکار جانور بھگایا نہ جائے، یہاں کی پڑی چیز نہ اٹھائی جائے

---

[1] عمرو بن جموح جابر کے چچا نہ تھے بلکہ چچا کے بیٹے اور ان کے بہنوئی تھے تعظیماً ان کو چچا کہا ۱۲ منہ [2] سلیمان بن کثیر کی روایت کو ذہلی نے زہریات میں وصل کیا امام بخاری نے جابرؓ کی حدیث پہلے ابن مبارک کے طریق سے متصلاً روایت کی پھر اوزاعی کا طریق بیان کیا جو منقطع ہے کیونکہ زہری نے جابر سے نہیں سُنا ۱۲ منہ [3] اذخر ایک گھاس ہے خوشبودار جو مکہ میں بہت پیدا ہوتی ہے ۱۲ منہ [4] اسی واسطے مکہ کی مسجد کو حرام کہتے ہیں یعنی وہاں لڑائی حرام ہے ۱۲ منہ

لَا یُعْضَدُ شَجَرُهَا وَلَا یُنَفَّرُ صَیْدُهَا وَلَا تُلْتَقَطُ لُقْطَتُهَا اِلَّا لِمُعَرِّفٍ فَقَالَ الْعَبَّاسُ اِلَّا الْاِذْخِرَ لِصَاغَتِنَا وَقُبُوْرِنَا فَقَالَ اِلَّا الْاِذْخِرَ وَقَالَ اَبُوْهُرَیْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِقُبُوْرِنَا وَبُیُوْتِنَا وَقَالَ اَبَانُ بْنُ صَالِحٍ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ صَفِیَّۃَ بِنْتِ شَیْبَۃَ قَالَتْ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِثْلَہٗ وَقَالَ مُجَاهِدٌ عَنْ طَاؤُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ لِقَیْنِهِمْ وَبُیُوْتِهِمْ۔

البتہ جو شناخت[1] کرانے والا ہے وہ اٹھا سکتا ہے۔ حضرت عباس نے عرض کیا یا رسول اللہ اذخر کی اجازت دیجئے[2]، اسے ہمارے سنار کام میں لاتے ہیں اور وہ گھاس قبروں میں ڈالی جاتی ہے۔ آپ نے فرمایا اچھا اذخر کی اجازت ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت میں ہے کہ حضرت عباسؓ نے کہا وہ ہمارے قبروں اور گھروں میں کام آتی ہے۔ ابان ابن صالح نے بحوالہ حسن بن مسلم از صفیہ بنت شیبہ روایت کیا حضرت صفیہ کہتی ہیں میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا اسی طرح۔

مجاہد نے طاؤس سے، انہوں نے ابن عباس سے روایت کیا کہ حضرت عباسؓ نے عرض کیا وہ لوہاروں اور گھروں کے کام آتی ہے[3]

باب ۸۶ هَلْ یُخْرَجُ الْمَیِّتُ مِنَ الْقَبْرِ وَاللَّحْدِ لِعِلَّۃٍ۔

باب۔ کیا میت کو کسی ضرورت سے قبر سے نکالا جا سکتا ہے؟[4]

۱۲۶۸۔ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیٰنُ قَالَ عَمْرٌو سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ اَتٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ اُبَیٍّ بَعْدَ مَا اُدْخِلَ حُفْرَتَہٗ فَاَمَرَ بِہٖ فَاُخْرِجَ فَوَضَعَہٗ عَلٰی رُکْبَتَیْہِ وَنَفَثَ فِیْہِ مِنْ رِیْقِہٖ وَاَلْبَسَہٗ قَمِیْصَہٗ فَاللّٰہُ اَعْلَمُ وَکَانَ کَسَا عَبَّاسًا قَمِیْصًا وَقَالَ سُفْیٰنُ وَقَالَ اَبُوْهَارُوْنَ وَکَانَ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَمِیْصَانِ فَقَالَ لَہٗ ابْنُ عَبْدِ اللّٰہِ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَلْبِسْ اَبِیْ

(از علی بن عبد اللہ از سفیان از عمرو بن دینار) حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عبد اللہ بن ابی (منافق) کی قبر پر اس وقت تشریف لائے جب اس کی لاش قبر میں رکھ دی گئی تھی۔ آپ نے فرمایا نکالو[5] (لاش کو) وہ نکالی گئی آپ نے اسے اپنے گھٹنوں پر رکھ لیا۔ اپنا تھوک اس پر ڈالا اور اپنا کرتہ اسے پہنا دیا۔ (وجہ معلوم نہیں البتہ) عبد اللہ ابن ابی نے حضرت عباسؓ کو ایک کرتہ پہنایا تھا اور سفیان بن عیینہ کہتے ہیں کہ ابو ہارون[6] نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر پر دو کرتے تھے۔ عبد اللہ ابن ابی کے بیٹے نے (جو حقیقی معنوں میں مسلمان تھا) عرض کیا یا رسول اللہ! میرے باپ کو وہ کرتہ پہنا دیجیے جو آپ کے جسم کے بالکل

---

[1] یعنی اس کی نیت یہ ہو کہ لوگوں کو بتائے گا پہچان کرائے گا اس کا مالک ملے گا تو اس کو دے دے گا ایسا شخص وہاں کی پڑی چیز اٹھا سکتا ہے ۱۲ منہ [2] یعنی اس کے کاٹنے کی ۱۲ منہ [3] ابو ہریرہؓ کی حدیث کو خود امام بخاری نے کتاب العلم میں وصل کیا ہے اور ابان بن صالح کی روایت کو ابن ماجہ نے وصل کیا اور مجاہد کی روایت اسی کتاب میں کتاب الحج میں آئے گی ۱۲ منہ

[4] امام بخاری نے اس باب میں اس کا جواز ثابت کیا کسی شخص پر زہر کھلانے یا ضرب لگانے سے موت کا گمان ہو تو اس کی لاش بھی قبر سے نکال کر دیکھ سکتے ہیں البتہ مسلمان کی لاش کا چیرنا کسی حدیث سے ثابت نہیں ہے پر ضرورت سے وہ بھی جائز ہو سکتا ہے اب عدالتی مقدمات میں اکثر اس کی ضرورت پڑتی ہے ۱۲ منہ [5] ابھی قبر کو پاٹا نہ تھا صرف لاش اس میں اتاری گئی تھی ۱۲ منہ [6] یہ ابو ہارون تبع تابعین میں سے ہے تو حدیث معضل ہوئی کیونکہ اس میں دو واسطے چھوٹ گئے ہیں ۱۲ منہ

فَيَمِيْصَكَ الَّذِىْ يَلِىْ جِلْدَكَ قَالَ سُفْيٰنُ فَيَرَوْنَ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْبَسَ عَبْدَ اللّٰهِ قَمِيْصَهٗ مُكَافَاَةً لِمَا صَنَعَ

۱۲۶۹۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرُ ابْنُ الْمُفَضَّلِ قَالَ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ الْمُعَلِّمُ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ لَمَّا حَضَرَ اُحُدٌ دَعَانِىْ اَبِىْ مِنَ اللَّيْلِ فَقَالَ مَا اُرَانِىْ اِلَّا مَقْتُوْلًا فِىْ اَوَّلِ مَنْ يُّقْتَلُ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاِنِّىْ لَا اَتْرُكُ بَعْدِىْ اَعَزَّ عَلَىَّ مِنْكَ غَيْرَ نَفْسِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاِنَّ عَلَىَّ دَيْنًا فَاقْضِ وَاسْتَوْصِ بِاَخَوَاتِكَ خَيْرًا فَاَصْبَحْنَا فَكَانَ اَوَّلَ قَتِيْلٍ وَّدَفَنْتُ مَعَهٗ اٰخَرَ فِىْ قَبْرِهٖ ثُمَّ لَمْ تَطِبْ نَفْسِىْ اَنْ اَتْرُكَهٗ مَعَ اٰخَرَ فَاسْتَخْرَجْتُهٗ بَعْدَ سِتَّةِ اَشْهُرٍ فَاِذَا هُوَ كَيَوْمٍ وَّضَعْتُهٗ هُنَيَّةً غَيْرَ اُذُنِهٖ

۱۲۷۰۔ حَدَّثَنَا عَلِىُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا

متصل ہے۔ سفیان کہتے ہیں لوگوں کا خیال ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم نے عبداللہ ابن ابی کو اپنا کرتہ اس کرتے کے بدلہ میں پہنایا جو اس نے حضرت عباسؓ کو پہنایا[۱] تھا

(از مسدد از بشر بن مفضل از حسین معلم از عطاء) حضرت جابرؓ کہتے ہیں جب جنگِ احد قریب ہوگئی (کہ صبح کو ہونے والی تھی) تو میرے والد نے رات کو مجھے بلایا اور کہا مجھے تو بس یہی معلوم ہوتا ہے کہ میں تمام صحابہ سے پہلے شہید[۲] ہو جاؤں گا اور میں اپنے بعد (اپنے عزیزوں اور وارثوں میں سے) تجھ سے زیادہ عزیز کسی کو نہیں سمجھتا۔ صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ مبارک ایسی ہے جو تجھ سے بھی زیادہ عزیز[۳] ہے۔ مجھ پر قرض ہے اسے ادا کرنا۔ اپنی بہنوں سے اچھا سلوک رکھنا۔ جب صبح ہوئی تو واقعی سب سے پہلے شہید میرے والد ہوئے۔ میں نے انہیں ایک اور لاش (اپنے بہنوئی) کے ساتھ دفن کیا۔ لیکن پھر مجھے گوارہ نہ ہوا کہ میں اپنے والد کو دوسرے کے ساتھ رکھوں۔ آخر کار چھ مہینے کے بعد لاش نکلوائی تو وہ بالکل ٹھیک ٹھاک تھے، جیسے پہلے دن انہیں رکھا تھا ویسے ہی تھے۔ صرف ایک کان قدرے متاثر ہوا تھا

(از علی بن عبداللہ از سعید بن عامر از شعبہ از ابن ابی نجیح از عطاء)

---

[۱] آپ نے یہ کرتا پہنا کر منافق کا احسان اپنے اوپر سے اتار دیا حالانکہ آپ خوب جانتے تھے کہ عبداللہ بن ابی منافق تھا مگر آپ نے اس کے بیٹے کی دلجوئی کی جو سچا مسلمان تھا اور عبداللہ بن ابی کی قسمت میں تو جو ہونا تھا وہ مٹ نہیں سکتا تھا ۱۲ منہ [۲] جابرؓ کے والد عبداللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے جاں نثار تھے اور ان کے دل میں جنگ کا جوش بھرا ہوا تھا انہوں نے یہ ٹھان لی کہ میں کافروں پر جا گروں گا اور مروں گا کہتے ہیں انہوں نے ایک خواب بھی دیکھا تھا کہ مبشر بن عبد منذر جو جنگِ بدر میں شہید ہوئے تھے وہ ان سے کہہ رہے ہیں تم ہمارے پاس ان ہی دنوں میں آیا چاہتے ہو انہوں نے یہ خواب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا آپ نے فرمایا تیری قسمت میں شہادت ہے زہے قسمت عبداللہ کی ۱۲ منہ [۳] سبحان اللہ ایمان یہی ہے کہ پیغمبر صاحب اپنی اولاد سے بھی زیادہ عزیز ہوں جیسے دوسری حدیث میں ہے لایؤمن احدکم حتّٰی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین۔ جابرؓ اپنے باپ کے اکلوتے بیٹے تھے باقی اولاد سب بیٹیاں تھیں اکلوتا بیٹا اپنی جان سے زیادہ پیارا ہوتا ہے لیکن آنحضرت صلعم کی محبت اکلوتے بیٹے کی محبت سے بھی زیادہ تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا دعویٰ سب مسلمان کرتے ہیں مگر یہ زبانی دعویٰ کام نہیں آتے گا جب تک امتحان کی کسوٹی میں پورے نہ اتریں کسوٹی یہ ہے کہ آپ کا دین پھیلانے میں جان اور مال سب تصدق کریں دشمنانِ دین سے ہر طرح مقابلہ کا سامان کریں آپ کے ارشاد کے سامنے تمام جہان کے اقوال اور خیالات کو گوز شتر سے بھی زیادہ بے وقعت جانیں جب ایمان پورا ہوگا۔ آپ کی حدیث اور آپ کی سنت سے ایسی محبت رکھیں کہ ہمہ تن اس میں غرق ہو جائیں، کسی مجتہد یا پیر یا مرشد کا قول آپ کے ارشاد کے خلاف نہ مانیں ۱۲ منہ۔

سَعِيدُ بْنُ عَامِرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ دُفِنَ مَعَ أَبِي رَجُلٌ فَلَمْ تَطِبْ نَفْسِي حَتَّى أَخْرَجْتُهُ فَجَعَلْتُهُ فِي قَبْرٍ عَلَى حِدَةٍ

حضرت جابرؓ کہتے ہیں میرے والد کے ساتھ ایک اور شخص بھی مدفون ہوا مگر میرے جی نے نہ چاہا حتّٰی کہ میں نے انہیں نکالا اور علیحدہ قبر میں دفن کیا

باب ۸۶۲ اللَّحْدِ وَالشَّقِّ فِي الْقَبْرِ

باب ۔ قبر کی دو قسمیں، بغلی اور صندوقی [۱]

۱۲۷۱ ـ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ قَالَ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْمَعُ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ مِنْ قَتْلَى أُحُدٍ ثُمَّ يَقُولُ أَيُّهُمْ أَكْثَرُ أَخْذًا لِلْقُرْآنِ فَإِذَا أُشِيرَ لَهُ إِلَى أَحَدِهِمَا قَدَّمَهُ فِي اللَّحْدِ فَقَالَ أَنَا شَهِيدٌ عَلَى هَؤُلَاءِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَأَمَرَ بِدَفْنِهِمْ بِدِمَائِهِمْ وَلَمْ يُغَسِّلْهُمْ

(از عبدان از عبداللہ از لیث بن سعد از ابن شہاب از عبدالرحمن بن کعب بن مالک) حضرت جابر بن عبداللہ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شہدائے احد میں سے دو دو کو اکٹھا کر دیتے، پھر فرماتے ان میں سے زیادہ قرآن کسے یاد تھا۔ اور جب بتایا جاتا تو اسے بغلی قبر میں آگے رکھتے پھر فرماتے میں ان شہدا کے ایمان کا قیامت کے دن گواہ ہوں، آپ انہیں دفن کرنے کا حکم دیتے ان کے خون سمیت، غسل نہ دلواتے

باب ۸۶۳ إِذَا أَسْلَمَ الصَّبِيُّ فَمَاتَ هَلْ يُصَلَّى عَلَيْهِ وَهَلْ يُعْرَضُ عَلَى الصَّبِيِّ الْإِسْلَامُ

وَقَالَ الْحَسَنُ وَشُرَيْحٌ وَإِبْرَاهِيمُ وَقَتَادَةُ إِذَا أَسْلَمَ أَحَدُهُمَا فَالْوَلَدُ مَعَ الْمُسْلِمِ وَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ مَعَ أُمِّهِ مِنَ الْمُسْتَضْعَفِينَ وَلَمْ يَكُنْ مَعَ أَبِيهِ عَلَى دِينِ قَوْمِهِ وَقَالَ

باب ۔ اگر بچہ اسلام لانے کے بعد مر جائے تو کیا اس پر نماز جنازہ پڑھی جائے؟ نیز بچے کو اسلام لانے کے لیے کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟

امام حسن بصریؒ اور شریحؒ اور ابراہیم نخعیؒ اور قتادہؓ کہتے ہیں جب ماں باپ میں سے کوئی ایک بھی مسلمان ہو جائے تو بچے کا شمار اس مسلمان فرد کے ساتھ ہوگا۔[۲] حضرت ابن عباسؓ بھی اپنی ماں کے بیکس کمزور مسلمان (سمجھے جاتے) تھے اور اپنے باپ کے ساتھ اپنی قوم کے دین پر نہ تھے۔[۳] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد

[۱] باب کی حدیث سے امام بخاری نے یہ نکالا کہ بغلی قبر بنانا افضل ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ کی پریشانی میں بغلی قبریں بنوائیں دوسری حدیث میں ہے کہ بغلی قبر ہمارے لیے ہے اور صندوقی اوروں کے لیے ۱۲ منہ [۲] اور اس کے اسلام کا حکم دیا جائے گا تو اس پر جنازے کی نماز پڑھیں گے حسن اور شریح کا قول بیہقی نے اور ابراہیم اور قتادہ کا قول عبدالرزاق نے نکالا ۱۲ منہ [۳] ہوا یہ تھا کہ جنگِ بدر کے چند روز بعد ابنِ عباس کی ماں لبابہ بنت حارث مسلمان ہو گئیں تھیں لیکن ان کے شوہر حضرت عباسؓ اس وقت تک ایمان نہ لائے تھے اور اپنی قوم قریش کے دین پر یعنی شرک پر قائم تھے ابنِ عباسؓ اپنی ماں کے ساتھ ان کمزور مسلمانوں میں (باقی اگلے صفحہ پر)

الاسلام یعلو ولا یعلیٰ

۱۲۷۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ يُونُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ أَخْبَرَهُ أَنَّ عُمَرَ انْطَلَقَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَهْطٍ قِبَلَ ابْنِ صَيَّادٍ حَتّٰى وَجَدُوهُ يَلْعَبُ مَعَ الصِّبْيَانِ عِنْدَ أُطُمِ بَنِي مَغَالَةَ وَقَدْ قَارَبَ ابْنُ صَيَّادٍ الْحُلُمَ فَلَمْ يَشْعُرْ حَتّٰى ضَرَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهٖ ثُمَّ قَالَ لِابْنِ صَيَّادٍ أَتَشْهَدُ أَنِّي رَسُولُ اللّٰهِ فَنَظَرَ إِلَيْهِ ابْنُ صَيَّادٍ فَقَالَ أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُولُ الْأُمِّيِّينَ فَقَالَ ابْنُ صَيَّادٍ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَشْهَدُ أَنِّي رَسُولُ اللّٰهِ فَرَفَضَهٗ وَقَالَ آمَنْتُ بِاللّٰهِ وَبِرُسُلِهٖ فَقَالَ لَهٗ مَاذَا تَرٰى قَالَ ابْنُ صَيَّادٍ يَأْتِينِي صَادِقٌ وَكَاذِبٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُلِطَ عَلَيْكَ الْأَمْرُ ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي قَدْ خَبَأْتُ لَكَ خَبِيئًا فَقَالَ ابْنُ صَيَّادٍ هُوَ الدُّخُّ فَقَالَ اخْسَأْ فَلَنْ تَعْدُوَ قَدْرَكَ فَقَالَ

گرامی ہے کہ اسلام غالب رہتا ہے مغلوب نہیں ہوتا [۱]

(از عبدان از عبداللہ از یونس از زہری از سالم بن عبداللہ) حضرت ابن عمر کہتے ہیں کہ حضرت عمر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اور دیگر چند لوگوں کے ساتھ مل کر ابن صیاد [۲] کے پاس گئے، ابن صیاد کو دیکھا کہ وہ بچوں کے ساتھ بنی مغالہ [۳] کے مکانوں کے قریب کھیل رہا ہے۔ ان دنوں ابن صیاد جوانی کے قریب تھا۔ اسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لانے کی خبر نہ ہو سکی، حتیٰ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ مبارک اس پر مارا اور فرمایا کیا تو گواہی دیتا ہے، کہ میں اللہ کا پیغمبر ہوں؟ ابن صیاد نے آپ کی طرف دیکھا اور کہا میں یہ گواہی دیتا ہوں کہ آپ اُمیوں یعنی ان پڑھ لوگوں کے رسول ہیں۔ پھر ابن صیاد نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: کیا آپ گواہی دیتے ہیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ آپ نے یہ سن کر اسے چھوڑ دیا [۴] اور فرمایا امنت باللہ ورسلہ۔ میں اللہ اور اس کے پیغمبروں پر ایمان لایا۔ آپ نے اس سے پوچھا تجھے کیا دکھائی دیتا ہے [۵]؟ اس نے جواب دیا میرے پاس سچی اور جھوٹی دونوں خبریں [۶] آتی ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیرا سارا معاملہ مخلوط ہے (ملا جلا ہے گویا یہ تو کوئی کمال نہیں ہر شخص کا یہی حال ہے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھا بتا میں نے ایک بات کا ابھی ابھی دل میں تصور کر لیا ہے وہ کیا ہے؟ ابن صیاد نے کہا وہ دُخ ہے [۷] (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت دل میں رکھی تھی:

(بقیہ) گنے جاتے تھے جن کا ذکر قرآن شریف میں اس آیت میں ہے والمستضعفین من النساء والولدان اخیر تک اس حدیث کو خود امام بخاری نے وصل کیا ۱۲ منہ [۱] اس کو دارقطنی نے مرفوعاً روایت کیا اور ابن حزم نے ابن عباسؓ سے ان کا قول بھی ایسا ہی نقل کیا ۱۲ منہ [۲] ابن صیاد ایک یہودی لڑکا تھا مدینہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بعضی نشانیوں سے اس کی نسبت یہ شبہ ہوا تھا کہ شاید یہی ایک زمانہ میں دجال ہو جائے گا پورا بیان اس کا انشاء اللہ تعالیٰ اپنے باب میں آئے گا امام بخاری یہ حدیث اس باب میں اس لیے لائے کہ اس سے باب کا مطلب یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ابن صیاد پر اسلام عرض کرنا ثابت ہوتا ہے حالانکہ وہ اس وقت نا بالغ بچہ تھا ۱۲ منہ [۳] بنی مغالہ انصار کے ایک قبیلہ کا نام تھا ۱۲ منہ [۴] یعنی اس کی طرف سے مایوس ہو گئے کہ وہ ایمان لانے والا نہیں یا آپ نے جواب میں اس کو چھوڑ دیا یعنی اس کی نسبت لا و نعم کچھ نہیں کہا گول مول یہ فرما دیا کہ میں اللہ کے سب پیغمبروں پر ایمان لایا بعضی روایتوں میں فرفصہ ہے صاد مہملہ سے یعنی ایک لات اس کے جمائی اور بعضوں نے فرصہ نقل کیا ہے یعنی آپ نے اس کو دبا کر بھینچا ۱۲ منہ [۵] اس پوچھنے سے آپ کی غرض یہ تھی کہ ابن صیاد کا جھوٹ کھل جائے اور اس کا پیغمبری کا دعوی غلط ہو ۱۲ منہ [۶] یعنی کبھی سچا خواب دیکھتا ہوں کبھی جھوٹا یہ ابن صیاد پر منحصر نہیں ہر شخص کا یہی حال ہے بعضوں نے کہا ابن صیاد کاہن تھا اس کو شیطان خبریں دیا کرتے کبھی سچ نکلتیں کبھی جھوٹ ۱۲ منہ [۷] دخان کا لفظ پورا نہ بتا سکا اول کے دو حرف د خ کہہ کے رہ گیا خیر ابن صیاد کا یہاں تک بھی بتلانا غنیمت تھا ہمارے زمانہ کے تو کاہن اور نجومی اور رمال جھوٹے صیاد ہیں ایک بات بھی دل کی نہیں بتلا سکتے ۱۲ منہ۔

عُمَرُ دَعْنِي يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَضْرِبْ عُنُقَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ يَّكُنْهُ فَلَنْ تُسَلَّطَ عَلَيْهِ وَإِنْ لَّمْ يَكُنْهُ فَلَا خَيْرَ لَكَ فِي قَتْلِهِ وَقَالَ سَالِمٌ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ ثُمَّ انْطَلَقَ بَعْدَ ذٰلِكَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ إِلَى النَّخْلِ الَّتِي فِيهَا ابْنُ صَيَّادٍ وَهُوَ يَخْتِلُ أَنْ يَسْمَعَ مِنِ ابْنِ صَيَّادٍ شَيْئًا قَبْلَ أَنْ يَرَاهُ ابْنُ صَيَّادٍ فَرَاٰهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُضْطَجِعٌ فِي قَطِيفَةٍ لَهُ فِيهَا رَمْزَةٌ أَوْ زَمْرَةٌ فَرَأَتْ أُمُّ ابْنِ صَيَّادٍ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَتَّقِي بِجُذُوعِ النَّخْلِ فَقَالَتْ لِابْنِ صَيَّادٍ يَا صَافِ وَهُوَ اسْمُ ابْنِ صَيَّادٍ هٰذَا مُحَمَّدٌ فَثَارَ ابْنُ صَيَّادٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ تَرَكَتْهُ بَيَّنَ وَقَالَ شُعَيْبٌ زَمْزَمَةٌ فَرَفَصَهُ وَقَالَ إِسْحٰقُ الْكَلْبِيُّ وَعُقَيْلٌ رَمْرَمَةٌ وَقَالَ مَعْمَرٌ رَمْزَةٌ

فارتقب یوم تاتی السماء بدخان مبین گویا دخان اور دخ میں لفظی مناسبت آدھی ہے مگر بات تو کچھ نہ بنی بہرحال کاہن اور شیطانی عالم کچھ نہ کچھ ٹامک ٹوئیاں تو مارتے ہیں اور کچھ نہ کچھ کبھی کبھی صحیح بھی ہو جاتا ہے[1] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دُور ہو تو اپنی حیثیت سے آگے کبھی نہ بڑھ سکے گا[2] حضرت عمرؓ نے اسے قتل کرنے کی[3] اجازت چاہی۔ آپؐ نے فرمایا اگر یہ وہی ہے یعنی دجال تو تو غالب نہیں ہو سکے گا اس پر۔ کیونکہ دجال کو اللہ بھیجنے والا ہے اگر یہ وہ نہیں تو قتل سے کوئی فائدہ نہیں[4]

حضرت سالم کہتے ہیں میں نے ابن عمرؓ سے سُنا، فرماتے تھے اس واقعہ کے بعد پھر ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابی بن کعب (دونوں مل کر) ان کھجور کے درختوں میں گئے جہاں ابن صیاد تھا آپ چاہتے تھے کہ ابن صیاد آپ کو نہ دیکھ پائے اور لاعلمی میں جو باتیں وہ کرے، آپؐ سُن لیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دیکھا وہ ایک چادر اوڑھے لیٹا ہوا تھا اور گنگناہٹ کی آواز اس میں سے آ رہی تھی لیکن اتفاق سے ابن صیاد کی ماں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر اپنے بیٹے کو آواز دے دی اسے صاف! (ابن صیاد کا نام) محمد صلی اللہ علیہ وسلم آ گئے۔ وہ اُٹھ کھڑا ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کاش اس کی ماں اپنے بیٹے کو نہ جگاتی تو وہ کچھ حال اپنا کھول سکتا

شعیب نے اپنی روایت میں ابن صیاد کی آواز کے بیے جو لفظ رمزہ یا زمرہ کا آیا ہے وہاں زمزمہ کہا ہے یعنی گنگناہٹ اور اس حدیث میں جو فرفصہ آیا ہے (آپ نے اسے چھوڑ دیا) وہاں فرفصہ[5] رصاد کے ساتھ) آیا ہے[6]۔ اسحاق کلبی اور عُقیل نے

---

[1] یعنی بس شیطانوں کی اتنی ہی طاقت ہوتی ہے کہ ایک آدھ کلمہ اُچک لیتے ہیں اُسی میں جھوٹ ملا کر مشہور کرتے ہیں کہتے ہیں آپ نے یہ آیت آہستہ پڑھی تو ابن صیاد کے شیطان نے کچھ سُن لی مگر پوری آیت نہ پڑھ سکا ۱۲ منہ [2] سارا جھگڑا ہی ختم ہو جاتا ہے نہ کم بخت یہ دنیا میں رہے نہ اخیر زمانہ میں نکل کر لوگوں کو گمراہ کرے گا ۱۲ منہ [3] بلکہ ایک خونِ ناحق تیری گردن پر ہوگا کہتے ہیں ابن صیاد بعد کو مسلمان ہو گیا مدت تک جیا اس کی اولاد ہوئی پھر مدینہ میں مرگیا لیکن بعضے لوگ یہ کہتے ہیں کہ وہ واقعہ حرہ میں گم ہو گیا۔ غرض آج تک اس کے باب میں شبہ ہی رہا کہ وہ دجال تھا یا نہیں ۱۲ منہ [4] جن سے اس کا حال کھلے وہ کوئی ساحر ہے یا کاہن ۱۲ منہ [5] شعیب کی روایت کو خود امام بخاری نے کتاب الادب میں نکالا زمزمہ کے معنی بھی وہی گنگناہٹ اور رفصہ کے معنی اس کو لات لگائی جیسے اوپر گزر چکا بعضے روایتوں میں رمرمہ ہے ۱۲ منہ [6] یعنی آپ نے اسے لات لگائی مگر احقر کے نزدیک یہ صحیح نہیں معلوم ہوتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جس پر وار کرتے تو پورا کرتے ورنہ زبان مبارک سے سمجھا دیتے، لات لگانا کچھ جچتا نہیں۔ جب صحابہ کرام کے ارادہ قتل سے آپ منع فرما رہے ہیں تو لات لگانے کا فعل بھی کچھ بیکار سا معلوم ہوتا ہے۔ البتہ اگر آپؐ نے تذلیلاً ایسا کیا ہو تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ صحابہ کرامؓ کو سمجھانے کی ضرورت نہیں تھی وہ تو پکے جاں نثار مومن تھے۔ اور باقی لوگوں کو بھی تبلیغ آپ ہمیشہ فرماتے رہے، کبھی کسی بچے، جوان، بوڑھے، کافر، مشرک، منافق یہودی اور نصرانی کے ساتھ اس طرح سلوک تذلیلاً نہیں کیا آپ اخلاقِ حسنہ کے مجموعۂ کمال تھے۔ عبدالرزاق ۱۲ منہ

رمرمہ کا لفظ استعمال کیا اور معمر نے رمزہ کہا دستار کی سی آواز)

۱۲۷۳۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ وَهُوَ ابْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ غُلَامٌ يَهُودِيٌّ يَخْدُمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَرِضَ فَأَتَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُودُهُ فَقَعَدَ عِنْدَ رَأْسِهِ فَقَالَ لَهُ أَسْلِمْ فَنَظَرَ إِلَى أَبِيهِ وَهُوَ عِنْدَهُ فَقَالَ أَطِعْ أَبَا الْقَاسِمِ فَأَسْلَمَ فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَقُولُ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَنْقَذَهُ مِنَ النَّارِ

(از سلیمان بن حرب از حماد ابن زید از ثابت) حضرت انس کہتے ہیں ایک یہودی لڑکا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیا کرتا تھا۔ وہ بیمار ہوا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کی عیادت کے لیے اس کے پاس آئے اور سرہانے کے پاس بیٹھ گئے۔ آپ نے اس سے فرمایا مسلمان ہو جا اس نے اپنے باپ کی طرف نظر اٹھا کر دیکھا، جو اس کے پاس بیٹھا تھا۔ اس نے کہا ابوالقاسم کا کہنا مان لے! چنانچہ وہ اسلام لے آیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرماتے ہوئے باہر تشریف لائے اس خدا کی تعریف ہے جس نے اس شخص کو دوزخ کی آگ سے بچا لیا

۱۲۷۴۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رضی یَقُولُ كُنْتُ أَنَا وَأُمِّي مِنَ الْمُسْتَضْعَفِينَ أَنَا مِنَ الْوِلْدَانِ وَأُمِّي مِنَ النِّسَاءِ

(از علی بن عبد اللہ از سفیان از عبید اللہ) حضرت ابن عباس رضی کہتے ہیں میں اور میری والدہ کمزور مسلمانوں میں سے تھے۔ میں بچوں اور میری ماں عورتوں میں [۲]

۱۲۷۵۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ يُصَلَّى عَلَى كُلِّ مَوْلُودٍ مُتَوَفًّى وَإِنْ كَانَ لِغَيَّةٍ مِنْ أَجْلِ أَنَّهُ وُلِدَ عَلَى فِطْرَةِ الْإِسْلَامِ يَدَّعِي أَبَوَاهُ الْإِسْلَامَ أَوْ أَبُوهُ خَاصَّةً وَإِنْ كَانَتْ أُمُّهُ عَلَى غَيْرِ الْإِسْلَامِ إِذَا اسْتَهَلَّ صَارِخًا صُلِّيَ عَلَيْهِ وَلَا يُصَلَّى عَلَى مَنْ لَا يَسْتَهِلُّ مِنْ أَجْلِ أَنَّهُ سِقْطٌ فَإِنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ كَانَ يُحَدِّثُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مَوْلُودٍ إِلَّا يُولَدُ عَلَى

(از ابوالیمان از شعیب) ابن شہاب کہتے ہیں ہر بچہ پر جو مر جائے نماز جنازہ پڑھی جائے اگرچہ وہ ولد الزنا ہو (کیونکہ حدیث میں ہے) ہر بچہ فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے، خواہ اس کے ماں باپ دونوں مسلمان ہوں یا صرف باپ مسلمان ہو ماں چاہے مسلمان نہ ہو۔ اگر کوئی بچہ پیدا ہو اور صرف آواز نکالے اور پھر مر جائے تو اس پر نماز جنازہ پڑھی جائے گی، البتہ جو آواز ہی نکالے اور مر جائے تو اس پر نماز جنازہ نہ ہو گی، کیونکہ وہ کچا بچہ [۳] شمار ہو گا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر بچہ اسلام پر پیدا ہوتا ہے پھر اس کے ماں باپ اسے یہودی یا نصرانی یا مجوسی بنا دیتے ہیں

[۱] رمرمہ کے بھی معنی وہی ہیں جو زمزمہ کے ہیں اسحاق کی روایت کو ذہلی نے زہریات میں اور عقیل کی روایت کو امام بخاری نے جہاد میں وصل کیا ۱۲ منہ [۲] قرآن میں ہے والمستضعفین من الرجال والنساء والولدان الآیہ، انہی لوگوں کی ثابت قدمی اور صبر و ثبات قابل مثال ہے یہی تھے جنہوں نے تکلیفوں کے زمانہ میں اسلام قبول کیا جب آگ اور مصیبتوں میں جھونکا جاتا تھا عبدالرزاق ۱۲ منہ [۳] قسطلانی نے کہا اگر وہ ایک سو بیس دن یعنی چار مہینے کا بچہ ہو تو اس کو غسل اور کفن دینا واجب ہے اسی طرح دفن کرنا لیکن نماز واجب نہیں کیونکہ اس نے آواز نہیں کی اور اگر چار مہینے سے کم کا ہو تو ایک کپڑے میں لپیٹ کر فقط دفن کر دیں ابن عبدالبر نے کہا قتادہ کے سوا سب کا قول یہ ہے کہ ولد الزنا پر نماز پڑھیں ۱۲ منہ

الْفِطْرَةِ فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ أَوْ يُنَصِّرَانِهِ أَوْ يُمَجِّسَانِهِ كَمَا تُنْتَجُ الْبَهِيمَةُ بَهِيمَةً جَمْعَاءَ هَلْ تُحِسُّونَ فِيهَا مِنْ جَدْعَاءَ ثُمَّ يَقُولُ أَبُو هُرَيْرَةَ فِطْرَةَ اللَّهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا الْآيَةَ۔

جیسے جانوروں کو دیکھو کہ وہ پورے بدن کے پیدا ہوتے ہیں کیا کوئی کنکٹا بھی پیدا ہوتا ہے؟ (یعنی نہیں) حضرت ابوہریرہؓ یہ حدیث بیان فرما کر یہ آیت پڑھتے تھے فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیہا (اللہ کی فطرت جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا)[1]

۱۲۷۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ قَالَ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مَوْلُودٍ إِلَّا يُولَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ أَوْ يُنَصِّرَانِهِ أَوْ يُمَجِّسَانِهِ كَمَا تُنْتَجُ الْبَهِيمَةُ بَهِيمَةً جَمْعَاءَ هَلْ تُحِسُّونَ فِيهَا مِنْ جَدْعَاءَ ثُمَّ يَقُولُ أَبُو هُرَيْرَةَ فِطْرَةَ اللَّهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللَّهِ ذٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ۔

(از عبدان از عبداللہ بن مبارک از یونس از زہری از ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن) حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی بچہ ایسا نہیں جو فطرت اسلام پر نہ پیدا ہو بلکہ ہر بچہ اسلام پر پیدا ہوتا ہے، بعد ازاں اسے اس کے ماں باپ (اور معاشرہ کے بُرے لوگ) اسے یہودی یا نصرانی یا مجوسی (وغیرہ مذہب کا) بنا دیتے ہیں۔ جیسے جانور پورے بدن سے پیدا ہوتے ہیں کیا تمہیں پیدا ہوتے کنکٹا دکھتا ہے (لیکن بعد میں لوگ یا جانور مار پیٹ کر داغدار بنا دیتے ہیں) حضرت ابوہریرہ اس حدیث کے بعد یہ آیت بھی پڑھتے تھے فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیہا (ترجمہ ہو چکا) لا تبدیل لخلق اللہ ذلک الدین القیم (اللہ کے پیدا کرنے میں کوئی تبدیلی نہیں یہ سیدھا دین ہے)

باب ۸۶۴ إِذَا قَالَ الْمُشْرِكُ عِنْدَ الْمَوْتِ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللَّهُ۔

باب۔ مشرک اگر مرتے وقت کلمہ پڑھ لے لا الہ الا اللہ[2]

۱۲۷۷۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ قَالَ أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ لَمَّا حَضَرَتْ أَبَا طَالِبٍ الْوَفَاةُ جَاءَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدَ عِنْدَهُ أَبَا جَهْلِ بْنَ هِشَامٍ وَعَبْدَ اللَّهِ بْنَ أَبِي أُمَيَّةَ

(از اسحاق از یعقوب بن ابراہیم از والدش ابراہیم بن سعد از صالح بن کیسان از ابن شہاب از سعید بن مسیب) حضرت مسیبؓ کہتے ہیں جب ابوطالب مرنے لگے، تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے۔ ان کے پاس ابوجہل بن ہشام اور عبداللہ بن ابی امیہ بن مغیرہ (کافر) بیٹھے تھے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوطالب سے فرمایا چچا میاں! آپ صرف ایک کلمہ لا الہ الا اللہ کہہ دیں، میں تمہارے لیے پروردگار کے سامنے گواہی

[1] باب کا مطلب اس حدیث سے یوں نکلتا ہے کہ جب ہر آدمی کی فطرت اسلام پر ہوتی ہے تو بچہ پر بھی اسلام لانا صحیح ہوگا ابن شہاب نے اسی حدیث سے وہ مسئلہ نکالا کہ ہر بچے پر نماز پڑھی جائے کیونکہ وہ اسلام کی فطرت پر پیدا ہوا ہے ۱۲ منہ

[2] یعنی جب تک موت کا یقین نہ ہوا ہو اور موت کی نشانیاں ظاہر نہ ہوئی ہوں کیونکہ ان کے ظاہر ہو جانے کے بعد پھر ایمان فائدہ نہیں کرتا جیسے قرآن شریف میں ہے فلم یک ینفعہم ایمانہم لما راوا باسنا اور لیست التوبہ للذین یعملون السیئات حتی اذا حضر احدہم الموت قال انی تبت الآن اور ابوطالب کو بھی آپ نے نزع سے پہلے ایمان لانے کے لیے فرمایا ہوگا یا اگر نزع کی حالت شروع ہو گئی تھی تو یہ ابوطالب کی خصوصیت ہوگی جیسے آپ کی دعا سے ابوطالب کے عذاب میں تخفیف ہوئی ۱۲ منہ

بْنِ الْمُغِيْرَةِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَبِيْ طَالِبٍ اَيْ عَمِّ قُلْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ كَلِمَةً اَشْهَدُ لَكَ بِهَا عِنْدَ اللّٰهِ فَقَالَ اَبُوْجَهْلٍ وَّعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِيْ اُمَيَّةَ يَآ اَبَا طَالِبٍ اَتَرْغَبُ عَنْ مِلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَلَمْ يَزَلْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْرِضُهَا عَلَيْهِ وَيَعُوْدَانِ بِتِلْكَ الْمَقَالَةِ حَتّٰى قَالَ اَبُوْطَالِبٍ اٰخِرَ مَا كَلَّمَهُمْ بِهٖ هُوَ عَلٰى مِلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَاَبٰى اَنْ يَّقُوْلَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَا وَاللّٰهِ لَاَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ مَا لَمْ اُنْهَ عَنْهُ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْهِ مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ الْاٰيَةَ

دوں گا۔ یہ سن کر ابوجہل اور عبداللہ بن ابی امیہ نے کہا اے ابوطالب! کیا تم عبدالمطلب کے دین سے پھرنے لگے ہو؟ الغرض آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم برابر یہ کلمہ ان پر پیش کرتے رہے اور وہ دونوں وہی کہتے رہے (کہ اپنے باپ عبدالمطلب کے مذہب سے پھرے جاتے ہو؟) آخر ابوطالب نے آخری بات جو کہی وہ یہ تھی: میں عبدالمطلب کے دین پر ہوں۔ اور لا الہ الا اللہ کہنے سے انکار کیا۔ تو آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے یہ فرمایا اب میں تمہارے لیے اللہ سے اس وقت تک دعائے مغفرت کرتا رہوں گا جب تک مجھے اللہ میاں کی طرف سے منع نہ کیا جائے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری: ما کان للنبی الآیہ (ترجمہ پیغمبر اور ایمان والوں کو مشرکوں کے لیے دعا نہ کرنا چاہیے۔[1]

بَابُ ۸۶۵ الْجَرِيْدِ عَلَى الْقَبْرِ

وَاَوْصٰى بُرَيْدَةُ الْاَسْلَمِيُّ اَنْ يُّجْعَلَ فِيْ قَبْرِهٖ جَرِيْدَانِ وَرَاٰى ابْنُ عُمَرَ فُسْطَاطًا عَلٰى قَبْرِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ فَقَالَ انْزِعْهُ يَا غُلَامُ فَاِنَّمَا يُظِلُّهٗ عَمَلُهٗ وَقَالَ خَارِجَةُ بْنُ زَيْدٍ رَاَيْتُنِيْ وَنَحْنُ شُبَّانٌ فِيْ زَمَنِ عُثْمَانَ وَاِنَّ اَشَدَّنَا وَثْبَةً الَّذِيْ يَثِبُ قَبْرَ عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُوْنٍ حَتّٰى يُجَاوِزَهٗ وَ

باب۔ قبر پر کھجور کی ڈالیاں لگانا۔[2] بریدہ اسلمی (صحابی) نے وصیت کی کہ ان کی قبر پر دو شاخیں لگائی جائیں۔ حضرت ابن عمر نے عبدالرحمٰن بن ابی بکر کی قبر پر خیمہ لگا دیکھا تو اسے اکھاڑنے کے لیے فرمایا اور کہا اے غلام ان کا عمل ان پر سایہ کرے گا[3] (خیموں سے کچھ نہیں ہوتا) اور خارجہ بن زید کہتے ہیں میں حضرت عثمان کے زمانہ میں جوان تھا، ہم میں بہت پھرتیلا اور ہوشیار اور چھلانگ لگانے والا وہ شخص سمجھا جاتا تھا جو عثمان بن مظعون کی قبر پر دوسری طرف کو دجاتے۔ اور عثمان بن حکیم کہتے ہیں خارجہ نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھ کو

---

[1] ابوطالب کے آنحضرت صلعم پر بڑے احسان تھے انہوں نے اپنے بچوں سے زیادہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کو پالا اور پرورش کیا اور کافروں کی ایذا دہی سے آپ کو بچاتے رہے اس لیے آپ نے محبت کی وجہ سے یہ فرمایا کہ خیر میں تمہارے لیے دعا کرتا رہوں گا اور آپ نے ان کے لیے دعا شروع کی جب سورۂ توبہ کی یہ آیت اتری کہ پیغمبر اور ایمان والوں کو نہیں چاہیے کہ مشرکوں کے لیے دعا کریں اس وقت آپ باز آئے حدیث سے یہ نکلا کہ مرتے وقت بھی اگر مشرک توبہ کرلے تو اس کا ایمان صحیح ہوگا باب کا یہی مطلب ہے ۱۲ منہ [2] آنحضرت ؐ نے ایک قبر پر کھجور کی ڈالیاں لگادی تھیں بعضوں نے یہ سمجھا کہ یہ مسنون ہے بعضے کہتے ہیں کہ یہ آنحضرت ؐ کا خاصہ تھا اور کسی کو ڈالیاں لگانے میں کوئی فائدہ نہیں چنانچہ امام بخاری ابن عمرؓ کا اثر اسی بات کا ثابت کرنے کے لیے لائے ابن عمرؓ اور بریدہ کے اثر کو ابن سعد نے وصل کیا ۱۲ منہ [3] غلام نے کہا میری بی بی مجھ کو ماریں گی ابن عمرؓ نے کہا ہرگز نہیں مار سکتیں پھر غلام نے وہ ڈیرہ اتار ڈالا ابن سعد نے روایت کیا کہ یہ ڈیرہ حضرت عائشہ نے لگوایا تھا ۱۲ منہ۔

قَالَ عُثْمَانُ ابْنُ حَكِيمٍ أَخَذَ بِيَدِي خَارِجَةُ فَأَجْلَسَنِي عَلَى قَبْرٍ وَأَخْبَرَنِي عَنْ عَمِّهِ يَزِيدَ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ إِنَّمَا كُرِهَ ذَلِكَ لِمَنْ أَحْدَثَ عَلَيْهِ وَقَالَ نَافِعٌ كَانَ ابْنُ عُمَرَ يَجْلِسُ عَلَى الْقُبُورِ

ایک قبر پر بٹھا دیا اور اپنے چچا یزید بن ثابت سے روایت کیا کہ قبر پر بیٹھنا اس کے لیے منع ہے جو قبر پر پیشاب وغیرہ کردے۔[۲] نافع کہتے ہیں حضرت ابن عمرؓ قبروں پر بیٹھا کرتے تھے[۳]

۱۲۷۸ - حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَبْرَيْنِ يُعَذَّبَانِ فَقَالَ إِنَّهُمَا لَيُعَذَّبَانِ وَمَا يُعَذَّبَانِ فِي كَبِيرٍ أَمَّا أَحَدُهُمَا فَكَانَ لَا يَسْتَتِرُ مِنَ الْبَوْلِ وَأَمَّا الْآخَرُ فَكَانَ يَمْشِي بِالنَّمِيمَةِ ثُمَّ أَخَذَ جَرِيدَةً رَطْبَةً فَشَقَّهَا بِنِصْفَيْنِ ثُمَّ غَرَزَ فِي كُلِّ قَبْرٍ وَاحِدَةً فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ لِمَ صَنَعْتَ هَذَا فَقَالَ لَعَلَّهُ أَنْ يُخَفَّفَ عَنْهُمَا مَا لَمْ يَيْبَسَا

(از یحییٰ از ابو معاویہ از اعمش از مجاہد از طاؤس) حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دو قبروں کے پاس گزرے جن پر عذاب ہو رہا تھا۔ آپ نے فرمایا انہیں عذاب ہو رہا ہے۔ اور کسی بڑے گناہ پر نہیں[۴]۔ ایک تو پیشاب سے بچاؤ نہیں کرتا[۵] اور دوسرا آدمی چغلخور تھا۔ (جو لوگوں کا عام دستور ہے) آپ نے ایک ہری شاخ لی اسے درمیان میں سے چیر کر دو حصے کیے اور ہر قبر پر ایک ایک گاڑھ دی۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نے یہ کیوں کیا؟ آپ نے فرمایا۔ شاید جب تک شاخیں نہ سوکھیں ان کا عذاب ہلکا رہے[۶]

بَابُ ۸۶۶ مَوْعِظَةِ الْمُحَدِّثِ عِنْدَ الْقَبْرِ وَقُعُودِ أَصْحَابِهِ حَوْلَهُ

يَخْرُجُونَ مِنَ الْأَجْدَاثِ الْقُبُورِ بُعْثِرَتْ أُثِيرَتْ بَعْثَرْتُ حَوْضِي جَعَلْتُ أَسْفَلَهُ أَعْلَاهُ الْإِيفَاضُ

باب - قبر کے پاس عالم حدیث کا بیٹھنا اور لوگوں کو وعظ و نصیحت کرنا۔ لوگوں کا اس کے گرد بیٹھنا

قرآن میں اجداث کے لفظ سے قبریں مراد ہیں، واذا القبور بعثرت میں بعثرت سے مراد ہے اٹھائی جائیں۔ عربی میں بَعْثَرْتُ حَوْضِي کا ترجمہ ہوتا ہے میں نے

---

[۱] اس کو مسدد نے اپنی مسند کبیر میں وصل کیا کہ عثمان نے خارجہ کو ابو ہریرہؓ کی یہ حدیث سنائی کہ آگ کی چنگاری پر بیٹھنا مجھ کو قبر پر بیٹھنے سے زیادہ پسند ہے تب خارجہ نے میرا ہاتھ پکڑ کے مجھ کو ایک قبر پر بٹھا دیا یہ خارجہ اہل مدینہ کے سات فقہا میں سے تھے انہوں نے اپنے چچا یزید بن ثابت سے نقل کیا کہ قبر پر بیٹھنا اس کو مکروہ ہے جو اس پر پاخانہ یا پیشاب کرے ۱۲ منہ [۲] یا فحش اور لغو باتیں کرے کیونکہ اس سے قبر والے کو تکلیف ہوگی ۱۲ منہ [۳] اس کو طحاوی نے وصل کیا اور علما کا اختلاف ہے کہ قبر پر بیٹھنا جائز ہے یا نہیں صحیح مسلم میں ابو مرثد کی حدیث ہے کہ قبروں پر مت بیٹھو نہ ان کی طرف نماز پڑھو بعضوں نے کہا بیٹھنے سے یہی مراد ہے کہ حاجت کے لیے بیٹھے ۱۲ منہ [۴] یعنی جس کو تم بڑا گناہ سمجھتے ہو یعنی یہ باتیں تمہاری نظر میں حقیر ہیں لیکن اللہ کے نزدیک سخت گناہ ہیں جب تو ان پر عذاب ہو رہا ہے ۱۲ منہ [۵] بے احتیاطی سے کپڑا یا بدن اس سے آلودہ کر لیتا بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے پیشاب کے لیے آڑ نہیں ڈھونڈھتا یعنی اپنا ستر کھول دیتا تھا ۱۲ منہ [۶] یہ حدیث اوپر گزر چکی ہے کہتے ہیں سرسبز شاخ اللہ کی تسبیح کرتی رہتی ہے تو اس کی برکت سے عذاب میں تخفیف ہونے کی امید ہے قسطلانی نے کہا کھجور کی لکڑی اور ہری لکڑی سے کیا ہوتا ہے یہ آپ کے پاک ہاتھ کی برکت تھی اور خطابی اور طرطوشی نے قبروں پر ٹہنی ڈالی لگانے پر انکار کیا ۱۲ منہ

الْإِسْرَاعُ وَقَرَأَ الْأَعْمَشُ إِلَى نُصُبٍ يُوْفِضُوْنَ إِلَى شَيْءٍ مَنْصُوْبٍ يَسْتَبِقُوْنَ إِلَيْهِ وَالنُّصُبُ وَاحِدٌ وَالنَّصْبُ مَصْدَرٌ يَوْمُ الْخُرُوْجِ مِنَ الْقُبُوْرِ يَنْسِلُوْنَ يَخْرُجُوْنَ۔

اسے تہ و بالا کر دیا۔ ایفاض کا معنی اسراع یعنی جلدی کرنا اعمش نے اِلٰی نُصُبٍ یُوْفِضُوْنَ (سورۂ معارج) کا مطلب یہ کیا ہے کھڑی کی ہوئی چیز کی طرف دوڑتے جا رہے ہیں۔ نُصُب واحد کا صیغہ ہے نَصْب مصدر ہے یوم الخروج (سورۂ ق) کا مطلب قبروں سے نکلنے کا دن یَنْسِلُوْنَ (سورہ انبیا) کا معنی ہے یخرجون یعنی نکل جائیں گے [۲]

۱۲۷۹۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ كُنَّا فِيْ جَنَازَةٍ فِيْ بَقِيْعِ الْغَرْقَدِ فَأَتَانَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَعَدَ وَقَعَدْنَا حَوْلَهُ وَمَعَهُ مِخْصَرَةٌ فَنَكَّسَ فَجَعَلَ يَنْكُتُ بِمِخْصَرَتِهِ ثُمَّ قَالَ مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ أَوْ مَا مِنْ نَفْسٍ مَنْفُوْسَةٍ إِلَّا كُتِبَ مَكَانُهَا مِنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ وَإِلَّا قَدْ كُتِبَتْ شَقِيَّةً أَوْ سَعِيْدَةً فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَفَلَا نَتَّكِلُ عَلَى كِتَابِنَا وَنَدَعُ الْعَمَلَ فَمَنْ كَانَ مِنَّا مِنْ أَهْلِ السَّعَادَةِ فَسَيَصِيْرُ إِلَى عَمَلِ أَهْلِ السَّعَادَةِ وَأَمَّا مَنْ كَانَ مِنَّا مِنْ أَهْلِ الشَّقَاوَةِ فَسَيَصِيْرُ إِلَى عَمَلِ أَهْلِ الشَّقَاوَةِ قَالَ أَمَّا أَهْلُ السَّعَادَةِ فَيُيَسَّرُوْنَ لِعَمَلِ

(از عثمان از جریر از منصور از سعد بن عبیدہ از ابو عبدالرحمٰن) حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم بقیع میں ایک جنازے کے ساتھ تھے۔ اتنے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور بیٹھ گئے۔ ہم بھی آپؐ کے ارد گرد بیٹھ گئے۔ آپؐ کے پاس ایک چھڑی تھی آپ نے سر جھکایا اور چھڑی سے زمین کریدنے لگے۔ پھر فرمایا: تم میں سے کوئی بھی ایسا شخص نہیں جس کا ٹھکانا جنت اور دوزخ دونوں جگہ نہ لکھا گیا ہو اور یہ بھی کہ وہ جان نیکبخت ہوگی یا بدبخت۔ کسی نے کہا: یارسول اللہ! پھر ہم کیوں نہ اپنی قسمت کے لکھے ہوئے پر بھروسہ کرکے بیٹھ جائیں اور عمل کرنا چھوڑ دیں۔ پس جو ہم میں سعید لکھا ہوا ہے وہ ضرور نیک کام کی طرف مائل ہوگا۔ اور جس کا نام بدبختوں میں لکھا ہوا ہے وہ ضرور بدی کی طرف جائے گا آپ نے فرمایا جن کا نام نیک بختوں میں درج ہے اسے توفیق بھی نیکی کی دی جائے گی اور جس کا نام بدبختوں میں درج ہے اسے بُرے کاموں کی توفیق دی جائے گی۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی [۳]: فاما من اعطی واتقی وصدق بالحسنی فسنیسرہ للیسری۔

---

[۱] مشہور قرأت الٰی نُصُب یوفضون ۱۲ منہ [۲] یہاں امام بخاری نے اپنی عادت کے موافق قرآن کے کئی لفظوں کی تفسیر کر دی قبروں کی مناسبت سے اجداث کے اور بعثرت کے معنی بیان کیے اور دوسری آیت میں کہ قبروں سے اس طرح نکل کر بھاگیں گے جیسے تھانوں کی طرف دوڑ پڑتی ہیں اس مناسبت سے ایفاض اور نصب کے اور قبروں کی مناسبت سے ذلک یوم الخروج کو اور خروج کی مناسبت سے ینسلون کو کیونکہ وہ بھی یخرجون کے معنوں میں ہے ۱۲ منہ [۳] یعنی جس نے اللہ کی راہ میں دیا اور پرہیزگاری اختیار کی اور اچھے دین کو سچ مانا اس کو ہم آسانی کے گھر یعنی بہشت میں پہنچنے کی توفیق دیں گے حافظ نے کہا اس حدیث کی پوری شرح واللیل کی تفسیر میں آئے گی اور یہ حدیث تقدیر کے اثبات میں ایک اصل عظیم ہے آپ کے فرمانے کا مطلب یہ ہے کہ عمل کرنا اور محنت اٹھانا ضرور ہے جیسے حکیم کہتا ہے دوا کھائے جاؤ حالانکہ شفا دینا اللہ کا کام ہے بندے کا کام بندگی ہے نہ خدائی، تقدیر کا علم اللہ ہی کو ہے ہمارا کام اس کے احکام ماننا اور محنت کرنا ہے ۱۲ منہ

السَّعَادَةِ وَاَمَّا اَهْلُ الشَّقَاوَةِ فَيُيَسَّرُوْنَ لِعَمَلِ الشَّقَاوَةِ ثُمَّ قَرَأَ فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى الْاٰيَةَ۔

بَابُ ۸۶ مَا جَاءَ فِيْ قَاتِلِ النَّفْسِ

باب - خودکشی کرنے والے کا بیان [1]

۱۲۸۰- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ ابْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ اَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ ثَابِتِ بْنِ الضَّحَّاكِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَلَفَ بِمِلَّةٍ غَيْرِ الْاِسْلَامِ كَاذِبًا مُتَعَمِّدًا فَهُوَ كَمَا قَالَ وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهٗ بِحَدِيْدَةٍ عُذِّبَ بِهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ قَالَ وَقَالَ حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا جَرِيْرُ ابْنُ حَازِمٍ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ حَدَّثَنَا جُنْدَبٌ فِيْ هٰذَا الْمَسْجِدِ فَمَا نَسِيْنَاهُ وَمَا نَخَافُ اَنْ يَّكْذِبَ جُنْدَبٌ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَ بِرَجُلٍ جِرَاحٌ فَقَتَلَ نَفْسَهٗ فَقَالَ اللّٰهُ بَدَرَنِيْ عَبْدِيْ بِنَفْسِهٖ حَرَّمْتُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ

(از مُسدّد از یزید بن زریع از خالد از ابوقلابہ از ثابت بن ضحاک) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو شخص اسلام کے سوا کسی دوسرے دین کی قسم کھائے۔ اور اپنے آپ کو جھوٹا سمجھ کر ایسا کر رہا ہو [2] وہ ایسا ہی ہوگا جیسے اس نے کہا اور جس شخص نے اپنے آپ کو لوہے یا ہتھیار سے مار ڈالا اسے اس لوہے یا ہتھیار سے جہنم میں عذاب [3] ہوتا رہے گا۔ حجاج بن منہال نے بحوالہ جریر بن حازم از حسن بصری روایت کیا کہ حضرت جندب اس مسجد (بصرہ) میں حدیث بیان کی، ہم آج تک وہ حدیث نہیں بھولے، نہ ہمیں یہ خوف ہے کہ حضرت جندب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جھوٹی بات منسوب کرتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا ایک شخص کو زخم لگا اس نے (زخم کی تکلیف برداشت نہ کرتے ہوئے) خودکشی کرلی تو اللہ تعالے نے فرمایا بندے نے اپنی جان نکالنے میں مجھ سے سبقت [4] کی لہٰذا میں نے بھی اس پر جنت کو حرام کر دیا (گویا خودکشی کرنے والے پر نماز جنازہ نہ پڑھی جائے)

۱۲۸۱- حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ

(از ابوالیمان از شعیب از ابوالزناد از اعرج) حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنا گلا آپ گھونٹ کر مارے

---

[1] اس باب کے لانے سے امام بخاری کی غرض یہ ہے کہ جو شخص خودکشی کرے جب وہ جہنمی ہوا تو اس پر جنازے کی نماز نہ پڑھنا چاہیے اور شاید امام بخاری نے اس حدیث کی طرف اشارہ کیا جس کو اصحاب سنن نے جابر بن سمرہؓ سے نکالا کہ آنحضرتؐ کے سامنے ایک جنازہ لایا گیا اس نے اپنے تئیں آپ تیروں سے مار ڈالا تھا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر نماز نہیں پڑھی مگر نسائی کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہؓ نے پڑھ لی تو معلوم ہوا کہ اور لوگوں کی عبرت کے لیے جو امام اور مقتدی وہ اس پر نماز نہ پڑھے لیکن عوام لوگ پڑھ لیں اور امام مالک اور شافعی اور ابوحنیفہؒ اور جمہور علماء یہ کہتے ہیں کہ فاسق پر نماز پڑھی جائے گی یہ بھی فاسق ہے اور عمر بن عبدالعزیز اور اوزاعی کے نزدیک فاسق پر نماز نہ پڑھیں اسی طرح باغی اور ڈاکو پر ۱۲ منہ [2] مثلاً یوں کہے اگر میں نے فلانا کام نہ کیا تو میں یہودی ہوں یا نصرانی حالانکہ وہ جانتا ہے کہ اس نے یہ کام نہیں کیا قصداً جھوٹی قسم کھاتا ہے تو وہ یہودی یا نصرانی ہو جائے گا اسلام سے نکل جائے گا قسطلانی نے کہا مطلب یہ ہے کہ یہودی یا نصرانی دین کی عظمت کرکے اس کی قسم کھائے تو اس پر کفر کا حکم ہوگا یہ تغلیظاً فرمایا جیسے دوسری حدیث میں ہے جو شخص اللہ کے سوا اور کسی کی قسم کھائے وہ مشرک ہوگیا ۱۲ منہ [3] دوسری روایت میں یوں ہے کسی چیز سے تو وہ ہر طرح کی خودکشی کو شامل ہے ۱۲ منہ [4] اس شخص کا نام معلوم نہیں ہوا جان نکالنے میں جلدی کی یعنی پروردگار پر اپنی موت نہ چھوڑی بلکہ یہ قصد کیا کہ اس سے پیشتر مر جاؤں کیونکہ خودکشی کرنے والا بھی اپنے معین وقت پر ہی مرتا ہے ۱۲ منہ

قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِي يَخْنُقُ نَفْسَهُ يَخْنُقُهَا فِي النَّارِ وَالَّذِي يَطْعُنُهَا يَطْعُنُهَا فِي النَّارِ

وہ دوزخ میں بھی اپنا گلا گھونٹتا رہے گا، جو تیر سے اپنے آپ کو ہلاک کرے تو وہ دوزخ میں بھی خود کو تیر مارتا رہے گا

بَابُ ۸۶۸ مَا يُكْرَهُ مِنَ الصَّلٰوةِ عَلَى الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْاِسْتِغْفَارِ لِلْمُشْرِكِيْنَ رَوَاهُ ابْنُ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب منافقوں پر نماز جنازہ کی کراہیت اور مشرکوں کے لیے دعائے مغفرت کی ممانعت۔ اسے ابن عمرؓ نے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم سے روایت کیا [۱]

۱۲۸۲۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ عُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ قَالَ لَمَّا مَاتَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اُبَيٍّ ابْنُ سَلُوْلَ دُعِيَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُصَلِّيَ عَلَيْهِ فَلَمَّا قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَثَبْتُ اِلَيْهِ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَتُصَلِّي عَلَى ابْنِ اُبَيٍّ وَقَدْ قَالَ يَوْمَ كَذَا وَكَذَا كَذَا وَكَذَا اُعَدِّدُ عَلَيْهِ قَوْلَهُ فَتَبَسَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَخِّرْ عَنِّي يَا عُمَرُ فَلَمَّا اَكْثَرْتُ عَلَيْهِ قَالَ اِنِّي خُيِّرْتُ فَاخْتَرْتُ لَوْ اَعْلَمُ اَنِّي اِنْ زِدْتُ عَلَى السَّبْعِيْنَ يُغْفَرْ لَهُ لَزِدْتُ عَلَيْهَا قَالَ فَصَلّٰى عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ انْصَرَفَ فَلَمْ يَمْكُثْ اِلَّا يَسِيْرًا حَتّٰى نَزَلَتِ الْاٰيَتَانِ مِنْ بَرَآءَةَ وَلَا

(از یحییٰ بن بکیر از لیث از عقیل از ابن شہاب از عبید اللہ بن عبد اللہ از ابن عباس) حضرت عمر بن خطابؓ کہتے ہیں جب عبد اللہ ابن ابی بن سلول (منافق) مرا تو آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم اس پر نماز جنازہ پڑھنے کے لیے بلائے گئے۔ جب آپ نماز کے لیے کھڑے ہوئے۔ تو میں آپ کی طرف بڑھا میں نے عرض کیا یارسول اللہ! کیا آپ ابن ابی پر نماز پڑھنے لگے ہیں، اس نے تو فلاں فلاں دن فلاں فلاں موقع پر یہ بات کہی تھی۔ میں اس کی کفریہ باتیں گننے لگا۔ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم مسکرائے، اور فرمایا پیچھے ہٹو عمر! جب میں نے بہت اصرار کیا تو آپ نے فرمایا اللہ کی طرف سے مجھے اختیار ملا ہے [۲]۔ لہٰذا میں وہ اختیار استعمال کر رہا ہوں۔ اگر مجھے یہ معلوم ہو کہ ستر بار سے زیادہ مرتبہ دعائے مغفرت سے وہ بخش دیا جائے گا تو میں ستر بار سے زیادہ مرتبہ اس کے لیے دعا کروں [۳]! غرضیکہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اس پر نماز جنازہ پڑھی پھر واپس تشریف لائے۔ تھوڑی دیر ہی گذری تھی کہ دو آیات نازل ہوئیں سورۂ برارت کی ولا تصل علی احد منہم مات ابدا...... وہم فاسقون ○ ولا تقم علی قبرہ انہم...... فاسقون۔ حضرت عمرؓ کہتے ہیں مجھے اس دن اپنی اس جرأت پر بہت تعجب ہوا

---

[۱] اس کو خود امام بخاری نے جنائز میں وصل کیا ۱۲ منہ [۲] یعنی سورۂ برأت کی اس آیت میں استغفر لہم اولا تستغفر لہم ان تستغفر لہم سبعین مرۃ فلن یغفر اللہ لہم تم ان کے لیے دعا کرو یا نہ کرو اگر ستر بار دعا کرو گے تو بھی اللہ ان کو ہرگز نہیں بخشے گا ۱۲ منہ [۳] یہ آپ کا کرم اور رحم تھا سبحان اللہ آپ یہ چاہتے تھے کہ جس طرح سے ہو سکے میری امت کے لوگ دوزخ سے بچ جائیں ایسا مہربان پیغمبر جس کو اپنی امت سے اتنی محبت تھی اللہ تعالیٰ نے ہم کو عنایت فرمایا فالحمد لہ حمدًا کثیرا ۱۲ منہ

تُصَلِّ عَلٰٓی اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا اِلٰی قَوْلِهٖ وَهُمْ فَاسِقُوْنَ وَلَا تَقُمْ عَلٰی قَبْرِهٖ اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَاتُوْا وَهُمْ فَاسِقُوْنَ قَالَ فَعَجِبْتُ بَعْدُ مِنْ جُرْأَتِيْ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَئِذٍ وَّاللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ

جس کا اظہار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہوا تھا۔ حالانکہ سب باتوں کی حقیقت وکنہ تو اللہ اور اس کے رسول ہی کو معلوم ہے

بَابٌ ۸۶۹ ثَنَآءِ النَّاسِ عَلَى الْمَيِّتِ

باب ۔ میت کی تعریف کرنا جائز ہے[1]

۱۲۸۳۔ حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ صُهَيْبٍ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَّقُوْلُ مَرُّوْا بِجَنَازَةٍ فَاَثْنَوْا عَلَيْهَا خَيْرًا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَبَتْ ثُمَّ مَرُّوْا بِاُخْرٰی فَاَثْنَوْا عَلَيْهَا شَرًّا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَبَتْ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ مَا وَجَبَتْ قَالَ هٰذَا اَثْنَيْتُمْ عَلَيْهِ خَيْرًا فَوَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ وَهٰذَا اَثْنَيْتُمْ عَلَيْهِ شَرًّا فَوَجَبَتْ لَهُ النَّارُ اَنْتُمْ شُهَدَآءُ اللّٰهِ فِي الْاَرْضِ

(از آدم از شعبہ از عبدالعزیز بن صہیب) حضرت انس بن مالک کہتے ہیں لوگ ایک جنازہ کے پاس گذرے اور اس شخص کی تعریف[2] کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا واجب ہو گئی۔ پھر ایک اور جنازہ کے پاس گذرے اور اس شخص کی مذمت اور برائی بیان[3] کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا واجب ہو گئی۔ حضرت عمرؓ بن خطاب نے دریافت کیا کیا چیز واجب ہو گئی؟ آپؐ نے فرمایا ایک شخص کی تم نے تعریف کی ہے اس کے لیے جنت واجب ہو گئی اور ایک جنازے کی تم نے برائی ظاہر کی اس کے لیے دوزخ کی آگ ضروری ہو گئی۔ تم لوگ زمین پر اللہ کے گواہ ہو[4]

۱۲۸۴۔ حَدَّثَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ هُوَ الصَّفَّارُ قَالَ حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ اَبِي الْفُرَاتِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِي الْاَسْوَدِ قَالَ قَدِمْتُ الْمَدِيْنَةَ وَقَدْ وَقَعَ بِهَا مَرَضٌ فَجَلَسْتُ اِلٰی عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَمَرَّتْ بِهِمْ جَنَازَةٌ فَاُثْنِيَ عَلٰی صَاحِبِهَا خَيْرًا

(از عفان بن مسلم صفار از داؤد بن ابی فرات از عبداللہ بن بریدہ) ابوالاسود[5] کہتے ہیں میں مدینہ میں آیا وہاں بیماری پھیلی ہوئی تھی۔ میں حضرت عمرؓ کے پاس بیٹھا تھا۔ اتنے میں پاس سے ایک جنازہ گذرا اور صاحب جنازہ کی تعریف ہونے لگی۔ حضرت عمر نے فرمایا واجب ہو گئی پھر دوسرا جنازہ گذرا تو اس کی بھی تعریف کی گئی حضرت عمر نے کہا واجب ہو گئی پھر تیسرا گذرا اس کی برائی بیان کی گئی تو حضرت عمرؓ نے کہا واجب ہو گئی۔ ابوالاسود کہتے ہیں: میں

---

[1] بلکہ تعریف کرنا بہتر ہے تاکہ اللہ تعالیٰ اس پر رحم کرے برخلاف زندے کے اس کی تعریف کرنے میں اندیشہ ہے کہیں اس کو تکبر نہ پیدا ہو ۱۲ منہ [2] حاکم کی روایت میں ہے یوں کہا کہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا تھا اور اللہ کی تابعداری پر عمل اور اس میں کوشش کرتا تھا [3] حاکم کی روایت میں یوں کہا کہ اللہ اور اس کے رسول سے دشمنی رکھتا تھا اور گناہ میں مصروف رہتا تھا اسی کی کوشش میں رہتا تھا ۱۲ منہ [4] مراد صحابہ ہیں یا دوسرے پرہیزگار دیندار شخص وہ ایسے ہی شخص کی تعریف کریں گے جو دیندار پرہیزگار ہوگا اور گو مردوں کو برا کہنا دوسری حدیث میں منع ہے پر مراد وہی مردے ہیں جو مومن اور صالح ہوں لیکن کافر اور فاسق اور کھلم کھلا بدعتی کو مرے بعد بھی برا کہہ سکتے ہیں جیسے صحابہ نے دوسرے شخص کو کہا ۱۲ منہ [5] یہ ابوالاسود دیلی یا دوئلی ہیں بانی علم نحو کے ان کا نام ظالم بن عمرو بن سفیان تھا حضرت علی کے بعد سب سے پہلے انہوں ہی نے علم کے قاعدے قائم کیے ورنہ عربی زبان میں صرف نحو کے قاعدے نہیں بنے تھے ۱۲ منہ

فَقَالَ عُمَرُ وَجَبَتْ ثُمَّ مُرَّ بِأُخْرٰى فَأُثْنِيَ عَلٰى صَاحِبِهَا خَيْرًا فَقَالَ وَجَبَتْ ثُمَّ مُرَّ بِالثَّالِثَةِ فَأُثْنِيَ عَلٰى صَاحِبِهَا شَرًّا فَقَالَ وَجَبَتْ فَقَالَ أَبُو الْأَسْوَدِ فَقُلْتُ وَمَا وَجَبَتْ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ قَالَ قُلْتُ كَمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّمَا مُسْلِمٍ شَهِدَ لَهٗ أَرْبَعَةٌ بِخَيْرٍ أَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ فَقُلْنَا وَثَلٰثَةٌ قَالَ وَثَلٰثَةٌ فَقُلْنَا وَاثْنَانِ قَالَ وَاثْنَانِ ثُمَّ لَمْ نَسْأَلْهُ عَنِ الْوَاحِدِ ۔

نے پوچھا کیا واجب ہوگئی، اے امیر المومنین ہ فرمایا میں نے بھی اسی طرح کہا ہے جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا تھا کہ جس مسلمان کے لیے چار مسلمان حق میں گواہی دیں اللہ تعالیٰ اسے داخلِ جنت کرتے ہیں، ہم نے عرض کیا تھا اگر تین آدمی گواہی دیں فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تب بھی یہی بات ہے ہم صحابہ نے عرض کیا تھا اگر دو شخص گواہی دیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر بھی یہی فرمایا تھا کہ اللہ اسے داخل جنت کرتے ہیں۔ حضرت عمرؓ کہتے ہیں ہم نے ایک شخص کی گواہی کے متعلق دریافت نہ کیا تھا[1]

بَابٌ ۸۷ مَا جَاءَ فِي عَذَابِ الْقَبْرِ

وَقَوْلِ اللّٰهِ وَلَوْ تَرٰى إِذِ الظّٰلِمُونَ فِي غَمَرَاتِ الْمَوْتِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَاسِطُوٓا أَيْدِيهِمْ أَخْرِجُوٓا أَنْفُسَكُمُ الْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ الْهُوْنُ هُوَ الْهَوَانُ وَالْهَوْنُ الرِّفْقُ وَقَوْلُهٗ سَنُعَذِّبُهُمْ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ يُرَدُّوْنَ إِلٰى عَذَابٍ عَظِيْمٍ وَقَوْلُهٗ وَحَاقَ بِاٰلِ فِرْعَوْنَ سُوْٓءُ الْعَذَابِ اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ

باب ۔ عذابِ قبر کا بیان[2] اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ولو تری اذ الظلمون فی غمرات الموت الآیہ کاش تو اس وقت دیکھے جب ظالم یعنی کافر موت کی سختیوں میں گرفتار ہوتے ہیں اور فرشتے ہاتھ پھیلائے کہتے جاتے ہیں اپنی جانیں نکالو آج تمہیں رسواکن عذاب ملنے والا ہے۔ امام بخاریؒ کہتے ہیں هُوْن هوان کا معنیٰ دینا ہے۔ یعنی ذلت و رسوائی، اور هَون بالفتح کا معنیٰ نرمی اور ملائمت ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد (سورۂ توبہ میں) ہے عنقریب ہم انہیں دو مرتبہ عذاب دیں گے اور پھر ایک بڑے عذاب میں ڈالے جائیں گے[3]۔ اللہ کا ایک اور ارشاد (سورۂ مومن میں) فرعون والوں کو بُرے عذاب نے گھیر لیا۔ صبح و شام

---

[1] کیونکہ گواہی کا نصاب کم سے کم دو آدمی ہیں ابن حبان کی روایت میں یوں ہے کہ جو مسلمان مرجائے اس کے چار پڑوسی قریب والے کہیں کہ یہ اچھا آدمی تھا تو اللہ تعالےٰ فرماتا ہے میں نے تمہاری بات قبول کی اور اس کے گناہ بخش دیے جو تم کو معلوم نہیں ہیں ۱۲ منہ [2] قبر کا عذاب اہلِ سنت بالاتفاق تسلیم کرتے ہیں اور ان کا ماننا عقائد میں داخل ہے اور جو کوئی قبر کے عذاب کا انکار کرے وہ معتزلی یا خارجی اور گمراہ اور بدعتی ہے قسطلانی نے کہا قرآن اور حدیث سے قبر کا عذاب ثابت ہے اور اہل سنت کا اس پر اجماع ہے اور عقلاً بھی اس میں کوئی اشکال نہیں بدن کے ہر جز سے روح کا تعلق باقی رہنا کوئی مشکل نہیں گو بدن کے اجزاء متفرق ہوگئے ہوں یا درندے یا جانور اس کو کھا گئے جیسے اللہ تعالیٰ ان سب اجزاء کو جمع کرکے حشر کرے گا مصابیح الجامع میں ہے کہ عذابِ قبر میں اس کثرت سے حدیثیں وارد ہیں کہ کئی علماء نے ان کو متواتر قرار دیا ہے ۱۲ منہ [3] یعنی دوزخ کے عذاب میں طبری اور ابنِ ابی حاتم اور طبرانی کی روایت میں ابن عباس سے اس کی تصریح ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے منافقوں کو ذلیل کیا یہ پہلا عذاب ہے اور دوسرا عذاب قبر کا عذاب ہے ۱۲ منہ۔

عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّعَشِيًّا وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ اَدْخِلُوْا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ

آگ کے سامنے پیش کیے جاتے ہیں۔ اور قیامت کے دن آلِ فرعون کے لیے کہا جائے گا کہ اسے فرشتو انہیں سخت عذاب میں ڈال دو [1]

۱۲۸۵۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اُقْعِدَ الْمُؤْمِنُ فِيْ قَبْرِهٖ اُتِيَ ثُمَّ شَهِدَ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ فَذٰلِكَ قَوْلُهٗ يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ

(از حفص بن عمر از شعبہ از علقمہ بن مرثد از سعد بن عبیدہ) براء بن عازب کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب مومن کو اپنی قبر میں بٹھایا جاتا ہے [2] اس کے پاس فرشتے آتے ہیں وہ گواہی دیتا ہے اللہ کے سوا کوئی سچا خدا نہیں، محمد اللہ کے رسول ہیں اور اس آیت کا بھی یہی مطلب ہے یثبت اللہ الآیہ کہ اللہ تعالیٰ مومنوں کو دنیا اور آخرت میں قول ثابت یعنی توحید و سنت پر قائم و مستحکم رکھتا ہے

۱۲۸۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ بِهٰذَا وَزَادَ يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا نَزَلَتْ فِيْ عَذَابِ الْقَبْرِ

(از محمد بن بشار از غُندر) شعبہ نے بھی اسی طرح کی حدیث بیان کی۔ البتہ یہ اضافہ کیا کہ آیت یثبت اللہ الذین امنوا عذاب قبر کے بارہ میں نازل ہوئی ہے

۱۲۸۷۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِيْ عَنْ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ نَافِعٌ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ اَخْبَرَهٗ قَالَ اطَّلَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى اَهْلِ الْقَلِيْبِ فَقَالَ وَجَدْتُّمْ مَّا وَعَدَكُمْ رَبُّكُمْ حَقًّا فَقِيْلَ لَهٗ تَدْعُوْا اَمْوَاتًا قَالَ مَا اَنْتُمْ بِاَسْمَعَ مِنْهُمْ وَلٰكِنْ لَّا يُجِيْبُوْنَ

(از علی بن عبداللہ از یعقوب بن ابراہیم از والد شان از صالح از نافع) حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ بدر کے کفار جو مارے گئے تھے اور انہیں اندھے کنوئیں میں ڈال دیا گیا تھا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کنوئیں میں جھانکا اور فرمایا تمہارے مالک نے جو سچا وعدہ تم سے کیا تھا وہ تم نے پالیا۔ لوگوں نے عرض کیا آپ مُردوں کو پکارتے ہیں آپ نے فرمایا تم ان سے زیادہ نہیں سُن سکتے (بلکہ مُردوں کی طرح سُنتے ہو) البتہ وہ جواب نہیں دے سکتے [3]

---

[1] امام بخاری نے ان آیتوں سے قبر کا عذاب ثابت کیا اس کے سوا اور آیتیں بھی ہیں یثبت الذین امنوا بالقول الثابت اخیر تک یہ بالاتفاق سوالِ قبر میں اتری ہے اور اغرقوا فادخلوا نارا ۱۲ منہ [2] یعنی مومن کو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میں بیٹھا ہوں یہ ضرور نہیں کہ ہم لوگوں کو بھی اس کا بٹھلایا جانا دکھلائی دے کبھی قبر تنگ ہوتی ہے اس میں بیٹھنے کی گنجائش نہیں ہوتی یا آدمی کو کوئی جانور کھا جاتا ہے پر ہر صورت میں اس کو یہ معلوم ہوگا میں بٹھلایا گیا ۱۲ منہ [3] اس حدیث سے صاف سماع موتی کا ثبوت ہوتا ہے اہل سنت اس پر متفق ہیں اور جب سماع ہوا تو حیات بھی ہوئی اگر حیات نہ ہو تو عذاب قبر کس پر ہوگا تو امام بخاری نے یہ حدیث لاکر قبر کا عذاب ثابت کیا حافظ نے کہا صرف حضرت عائشہؓ نے ابن عمرؓ کی روایت کو رد کیا ہے لیکن جمہور علماء اس مسئلہ میں حضرت عائشہؓ کے مخالف ہیں (باقی اگلے صفحہ پر)

۱۲۸۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اِنَّمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّهُمْ لَيَعْلَمُوْنَ الْاٰنَ اَنَّ مَا كُنْتُ اَقُوْلُ لَهُمْ حَقٌّ وَقَدْ قَالَ اللّٰهُ اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى

(از عبداللہ بن محمد از سفیان از ہشام بن عروہ از عروہ) حضرت عائشہؓ کہتی ہیں آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے بدر کے کافروں کو یہ فرمایا کہ "اب وہ میری کہی باتوں کی صداقت کا یقین کر رہے ہیں"۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے تو مُردوں کو نہیں سُنا سکتا

۱۲۸۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَبِيْ عَنْ شُعْبَةَ قَالَ سَمِعْتُ الْاَشْعَثَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ يَهُوْدِيَّةً دَخَلَتْ عَلَيْهَا فَذَكَرَتْ عَذَابَ الْقَبْرِ فَقَالَتْ لَهَا اَعَاذَكِ اللّٰهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ فَسَاَلَتْ عَائِشَةُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ عَذَابِ الْقَبْرِ فَقَالَ نَعَمْ عَذَابُ الْقَبْرِ حَقٌّ قَالَتْ عَائِشَةُ فَمَا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدُ صَلّٰى صَلٰوةً اِلَّا تَعَوَّذَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ زَادَ غُنْدَرٌ عَذَابُ الْقَبْرِ حَقٌّ

(از عبدان از والدش عثمان از شعبہ از اشعث از والدش از مسروق) حضرت عائشہؓ کہتی ہیں ایک یہودی عورت اُن کے (عائشہؓ کے) پاس آئی عذابِ قبر کا ذکر کیا کہ اللہ تجھے عذابِ قبر سے بچائے۔ حضرت عائشہؓ نے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم سے سوال کیا عذابِ قبر کا وجود ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں، عذابِ قبر حق ہے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں میں نے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی پھر کوئی ایسی نماز نہیں دیکھی جس میں آپ نے عذابِ قبر سے پناہ نہ مانگی ہو

غندر نے اپنی روایت میں اتنا اضافہ کیا عذابُ القبرِ حقٌّ (عذابِ قبر حقیقت ہے)

۱۲۹۰۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ اَنَّهٗ سَمِعَ اَسْمَاءَ بِنْتَ اَبِيْ بَكْرٍ تَقُوْلُ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطِيْبًا فَذَكَرَ فِتْنَةَ الْقَبْرِ الَّتِيْ يُفْتَتَنُ فِيْهَا الْمَرْءُ فَلَمَّا ذَكَرَ ذٰلِكَ ضَجَّ الْمُسْلِمُوْنَ ضَجَّةً

(از یحییٰ بن سلیمان از ابن وہب از یونس از ابن شہاب از عروہ بن زبیر) اسماءؓ بنت ابی بکرؓ کہتی ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ سُنانے کے لیے کھڑے ہوئے اور امتحانِ قبر کا حال بیان کیا، کہ آدمی سے سوال وجواب کیا جاتا ہے۔ یہ بات سن کر مسلمان فکر میں پڑ گئے اور آواز سے روئے

(بقیہ) اور انہوں نے ابن عمرؓ کی حدیث کو قبول کیا ہے اور حضرت عائشہؓ نے جس آیت سے دلیل لی اس کا مطلب یہ کہتے ہیں کہ ان کو ایسا سُنانا سُنا نہیں سکتا جو ان کو فائدہ دے یا مطلب ہے کہ تو ان کو سنا نہیں سکتا مگر یہ کہ اللہ چاہے اور ابن حزم اور ابن ھبیرہ کا یہ مذہب ہے کہ سوال صرف روح سے ہوتا ہے بدون بدن میں ڈالنے کے لیکن جمہور اس کے مخالف ہیں ۱۲ منہ

۱۲۹۱ - حَدَّثَنَا عَيَّاشُ بْنُ الْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْلَى قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ حَدَّثَهُمْ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا وُضِعَ فِيْ قَبْرِهٖ وَتَوَلّٰى عَنْهُ أَصْحَابُهٗ إِنَّهٗ لَيَسْمَعُ قَرْعَ نِعَالِهِمْ أَتَاهُ مَلَكَانِ فَيُقْعِدَانِهٖ فَيَقُوْلَانِ مَا كُنْتَ تَقُوْلُ فِيْ هٰذَا الرَّجُلِ لِمُحَمَّدٍ فَأَمَّا الْمُؤْمِنُ فَيَقُوْلُ أَشْهَدُ أَنَّهٗ عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ فَيُقَالُ لَهُ انْظُرْ إِلٰى مَقْعَدِكَ مِنَ النَّارِ قَدْ أَبْدَلَكَ اللّٰهُ بِهٖ مَقْعَدًا مِنَ الْجَنَّةِ فَيَرَاهُمَا جَمِيْعًا قَالَ قَتَادَةُ وَذُكِرَ لَنَا أَنَّهٗ يُفْسَحُ لَهٗ فِيْ قَبْرِهٖ ثُمَّ رَجَعَ إِلٰى حَدِيْثِ أَنَسٍ قَالَ وَأَمَّا الْمُنَافِقُ أَوِ الْكَافِرُ فَيُقَالُ لَهٗ مَا كُنْتَ تَقُوْلُ فِيْ هٰذَا الرَّجُلِ فَيَقُوْلُ لَا أَدْرِيْ كُنْتُ أَقُوْلُ مَا يَقُوْلُ النَّاسُ فَيُقَالُ لَا دَرَيْتَ وَلَا تَلَيْتَ وَيُضْرَبُ بِمَطَارِقَ مِنْ حَدِيْدٍ ضَرْبَةً فَيَصِيْحُ صَيْحَةً يَسْمَعُهَا مَنْ يَلِيْهِ غَيْرَ الثَّقَلَيْنِ

(از عیاش بن ولید از اعلی از سعید از قتادہ) حضرت انس بن مالک کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آدمی جب قبر میں رکھا جاتا ہے اور اس کے لواحقین واپس جانے لگتے ہیں، تو وہ اُن کے جوتوں[1] کی آواز سُنتا ہے۔ اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اسے بٹھا کر پُوچھتے ہیں اس شخص کے متعلق کیا عقیدہ ہے؟ مومن کہتا ہے مَیں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے بندے اور رسول ہیں پھر اس سے کہا جاتا ہے تو دوزخ میں اپنا ٹھکانا دیکھ اللہ نے اس کے بدلے تجھے جنت میں جگہ دی وہ دونوں ٹھکانے دیکھتا ہے قتادہ کہتے ہیں ہم سے یہ بھی بیان کیا گیا کہ اس کی قبر کشادہ کر دی جاتی ہے[2]۔ پھر حضرت انسؓ کی حدیث جاری رکھتے ہوئے فرمایا منافق یا کافر سے پوچھا جاتا ہے کہ تو اس شخص کے متعلق کیا اعتقاد رکھتا ہے تو وہ کہتا ہے، مجھے معلوم نہیں، مَیں بھی وہی کہتا تھا جو لوگ کہتے تھے اس کو فرشتوں کا جواب ملتا ہے۔ نہ تو خود سمجھا نہ سمجھنے والے کی رائے پر چلا۔ پھر اسے ہتھوڑوں سے مارا جاتا ہے حتیٰ کہ وہ چِلّا اُٹھتا ہے، اُس کی چیخیں آس پاس کی سب مخلوق سُنتی ہے مگر جِنّ و انس نہیں سُن سکتے

بَابُ ۸۷ التَّعَوُّذِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ

باب۔ عذابِ قبر سے پناہ مانگنا

۱۲۹۲ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَوْنُ بْنُ

(از محمد بن مثنی از یحییٰ از شعبہ از عون بن ابی جحیفہ از والد ش ابو جحیفہ از براء بن عازب) ابوایوب انصاری کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

---

[1] مجھے ان لوگوں پر تعجب آتا ہے جو باوصف ادّعا اہل حدیث ہونے کے سماع موتیٰ کی ہر حدیث کی تاویل کرتے ہیں یہاں یہ تاویل کرتے ہیں کہ فرشتے منکر نکیر چونکہ آنے والے ہوتے ہیں لہٰذا روح اس کے بدن میں ڈالی جاتی ہے تو وہ اپنے لوگوں کے جوتوں کی آواز سنتا ہے ارے یارو دوسری حدیث کو کیا کرو گے کہ جب جنازہ اٹھاتے ہیں تو اگر نیک مردہ ہوتا ہے تو کہتا ہے مجھے آگے لے چلو جو ابھی اوپر گذر چکی اور جب مُردے کا بات کرنا حدیث سے ثابت ہُوا تو سماع کے انکار کی کیا وجہ ہے اگر یہ لوگ امام سیوطی کی کتاب شرح الصدور فی احوال الموتیٰ والقبور دیکھیں تو ان کو معلوم ہو جائے گا کہ سماع موتیٰ کا انکار کرنا بہت سی حدیثوں کی تکذیب کرنا ہے اور اللہ تعالےٰ تعصب سے بچائے ۱۲ منہ [2] قتادہ نے یہ بات انسؓ کے سوا اور کسی دوسرے صحابی سے سنی ہو گی دوسری حدیث میں ہے کہ ستر ہاتھ تک قبر کشادہ ہو جاتی ہے اور چودھویں تاریخ کی چاندنی کی طرح وہاں روشنی رہتی ہے ۱۲ منہ

أَبِي جُحَيْفَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ وَجَبَتِ الشَّمْسُ فَسَمِعَ صَوْتًا فَقَالَ يَهُودُ تُعَذَّبُ فِي قُبُورِهَا وَقَالَ النَّضْرُ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَوْنٌ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

غروبِ آفتاب کے بعد مدینے سے باہر تشریف لے گئے وہاں ایک آواز سنی۔ فرمایا یہودیوں کو ان کی قبروں میں عذاب ہو رہا ہے

نضر کہتے ہیں[1] ہمیں شعبہ نے بحوالہ عون از ابو جحیفہ از براء بن عازب، از ابو ایوب انصاری آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح روایت کیا

۱۲۹۳۔ حَدَّثَنَا مُعَلًّى قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ مُوسَى ابْنِ عُقْبَةَ قَالَ حَدَّثَتْنِي بِنْتُ خَالِدِ بْنِ سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ أَنَّهَا سَمِعَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَتَعَوَّذُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ

(از معلی از وہیب از موسیٰ بن عقبہ) بنت خالد بن سعید بن عاص کہتی ہیں کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عذابِ قبر سے پناہ مانگتے سنا

۱۲۹۴۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُو اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ عَذَابِ النَّارِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ

(از مسلم بن ابراہیم از ہشام از یحییٰ از ابوسلمہ) حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا پڑھتے تھے اللھم انی اعوذبك من عذاب القبر ومن عذاب النار ومن فتنة المحیا والممات ومن فتنة المسیح الدجال

بَابٌ ۸۷۲ عَذَابِ الْقَبْرِ مِنَ الْغِيبَةِ وَالْبَوْلِ

باب۔ غیبت اور پیشاب کی آلودگی سے قبر میں عذاب ہونا

۱۲۹۵۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رض قَالَ مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى قَبْرَيْنِ فَقَالَ إِنَّهُمَا لَيُعَذَّبَانِ وَمَا يُعَذَّبَانِ مِنْ كَبِيرٍ ثُمَّ قَالَ بَلَى أَمَّا أَحَدُهُمَا فَكَانَ يَسْعَى بِالنَّمِيمَةِ

(از قتیبہ از جریر از اعمش از مجاہد از طاؤس) حضرت ابن عباس رض کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دو قبروں کے پاس گذرے فرمایا انہیں عذاب ہو رہا ہے مگر کسی بڑے گناہ کی وجہ سے نہیں، پھر فرمایا عذاب کیوں نہ ہو ایک تو چغلخور تھا اور دوسرا پیشاب کی احتیاط نہیں کرتا تھا۔ ابن عباس کہتے ہیں پھر آپ نے ایک سبز شاخ لی اس کے دو ٹکڑے کیے اور ایک ایک ٹکڑا دونوں

[1] یعنی یہی حدیث بیان کی نضر کی روایت کو اسمٰعیلی نے وصل کیا اس کے بیان کرنے سے یہ غرض ہے کہ عون کا سماع اپنے باپ سے معلوم ہو جائے ۱۲ منہ

وَاَمَّا الْآخَرُ فَكَانَ لَا يَسْتَتِرُ مِنْ بَوْلِهِ قَالَ ثُمَّ اَخَذَ عُوْدًا رَطْبًا فَكَسَرَهُ بِاثْنَتَيْنِ ثُمَّ غَرَزَ كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا عَلٰى قَبْرٍ ثُمَّ قَالَ لَعَلَّهُ يُخَفَّفُ عَنْهُمَا مَا لَمْ يَيْبَسَا

قبروں پر لگا دیا اور پھر فرمایا شاید شاخیں سُوکھنے تک ان کے عذاب میں تخفیف ہو رہے

بَابُ ۸۷۳ الْمَيِّتُ يُعْرَضُ عَلَيْهِ مَقْعَدُهُ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ

باب ۔ مردے کو دونوں وقت صبح اور شام اس کا ٹھکانا دکھایا جاتا ہے [1]

۱۲۹۶ ۔ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ نَّافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اَحَدَكُمْ اِذَا مَاتَ عُرِضَ عَلَيْهِ مَقْعَدُهُ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ اِنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَمِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَاِنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ النَّارِ فَمِنْ اَهْلِ النَّارِ فَيُقَالُ هٰذَا مَقْعَدُكَ حَتّٰى يَبْعَثَكَ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

(از اسمٰعیل از مالک از نافع) حضرت عبداللہ ابن عمر کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے جب کوئی وفات پا جاتا ہے، تو صبح و شام [2] اسے اس کا ٹھکانا بتایا جاتا ہے اگر وہ جنتی ہو تو جنتیوں میں اگر وہ دوزخی ہے تو دوزخیوں میں۔ پھر کہا جاتا ہے یہ تیرا ٹھکانا ہے جو قیامت میں اُٹھائے جانے پر تجھے ملے گا [3]

بَابُ ۸۷۴ كَلَامِ الْمَيِّتِ عَلَى الْجَنَازَةِ

باب ۔ میّت کا کھاٹ پر بات کرنا

۱۲۹۷ ۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِيْ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا سَعِيْدٍ الْخُدْرِيَّ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا وُضِعَتِ الْجَنَازَةُ فَاحْتَمَلَهَا الرِّجَالُ عَلٰى اَعْنَاقِهِمْ فَاِنْ كَانَتْ صَالِحَةً قَالَتْ قَدِّمُوْنِيْ قَدِّمُوْنِيْ وَاِنْ كَانَتْ غَيْرَ صَالِحَةٍ قَالَتْ يَا وَيْلَهَا اَيْنَ تَذْهَبُوْنَ بِهَا يَسْمَعُ صَوْتَهَا كُلُّ شَيْءٍ اِلَّا الْاِنْسَانُ وَلَوْ سَمِعَهَا الْاِنْسَانُ لَصَعِقَ

(از قتیبہ از لیث از سعید از والدش) حضرت ابو سعید خدری کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب جنازہ تیار کر لیا جاتا ہے اور مرد اسے مونڈھوں پر اٹھاتے ہیں تو اگر وہ نیک ہوتا ہے کہتا ہے مجھے جلدی لے چلو، مجھے جلدی لے چلو۔ اگر وہ غیر صالح ہوتا ہے تو کہتا ہے ہائے افسوس کہاں لے جاتے ہو؟ ہر چیز اس کی چیخ و پکار سنتی ہے صرف انسان نہیں سنتا۔ اگر انسان سن لیتا تو بیشک بیہوش ہو جاتا۔

---

[1] یعنی اگر بہشتی ہے تو بہشت کا گھر دوزخی ہے تو دوزخ کا مقام دونوں وقت اس کو دکھلایا جاتا ہے اس حدیث سے صاف نکلتا ہے کہ مُردوں میں ادراک ہے ورنہ ٹھکانا دکھانا بے کار ہے کیا منکرین سماع موتٰی اس میں بھی یہ تاویل کریں گے کہ دن میں دو دفعہ اس میں روح پھونکی جاتی ہے ۱۲ منہ [2] حافظ نے کہا صبح اور شام سے ان کا وقت مراد ہے کیونکہ مُردوں کے پاس صبح اور شام نہیں ہے ۱۲ منہ [3] مسلم کی روایت میں یوں ہے حتی یبعثک اللہ الیہ یوم القیامۃ یعنی قیامت کے دن جب تجھ کو اللہ اٹھائے گا تو اس میں داخل ہوگا ۱۲ منہ

باب ۸۷۵ مَا قِيلَ فِي أَوْلَادِ الْمُسْلِمِينَ

باب ۔ مسلمان نابالغ بچوں کے متعلق [1]

وَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ مَاتَ لَهُ ثَلٰثَةٌ مِّنَ الْوَلَدِ لَمْ يَبْلُغُوا الْحِنْثَ كَانَ لَهُ حِجَابًا مِّنَ النَّارِ أَوْ دَخَلَ الْجَنَّةَ۔

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کے تین نابالغ بچے انتقال کر گئے وہ اس کے لیے دوزخ کے سامنے آڑ اور روک بن جائیں گے یا وہ بہشت میں جائے گا۔[2]

۱۲۹۸۔ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنَ النَّاسِ مُسْلِمٌ يَمُوتُ لَهُ ثَلٰثَةٌ لَمْ يَبْلُغُوا الْحِنْثَ إِلَّا أَدْخَلَهُ اللهُ الْجَنَّةَ بِفَضْلِ رَحْمَتِهٖ إِيَّاهُمْ۔

(از یعقوب بن ابراہیم از ابن علیہ از عبدالعزیز بن صہیب) حضرت انس بن مالکؓ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس مسلمان کو جس کے تین نابالغ بچے مر گئے ہوں اللہ تعالیٰ جنت میں داخل کریں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فضل رحمت ان بچوں پر ہوگا[3]

۱۲۹۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّهُ سَمِعَ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ قَالَ لَمَّا تُوُفِّيَ إِبْرَاهِيمُ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ لَهُ مُرْضِعًا فِي الْجَنَّةِ

(از ابوالولید از شعبہ از عدی ابن ثابت) حضرت براء بن عازب کہتے ہیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے حضرت ابراہیم کا انتقال ہوا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ بہشت میں ان کے لیے دودھ پلانے والی موجود ہے۔

---

[1] اکثر علماء کے نزدیک وہ بہشتی ہیں اور جبریہ نے کہا اللہ کی مشیت پر ہیں اور امام احمد نے مرفوعاً حضرت علیؓ سے نکالا مسلمان اور ان کی اولادیں بہشت میں ہوں گی اور مشرکین اور ان کی اولادیں دوزخ میں ۱۲ منہ [2] حافظ نے کہا ابوہریرہؓ کی یہ حدیث اس لفظ سے مجھ کو موصولاً نہیں ملی البتہ امام احمد نے مسند میں ابوہریرہؓ سے یوں روایت کیا جن دو مسلمانوں کے یعنی ماں باپ کے تین بچے مر جائیں جو گناہ کو نہ پہنچے ہوں تو اللہ ان کو اور ان کے بچوں کو اپنی رحمت کے فضل سے بہشت میں لے جائے گا ۱۲ منہ [3] یعنی بچوں کی شفاعت سے اس کو بھی جنت ملے گی ۱۲ منہ

تَمَّ الْجُزْءُ الْخَامِسُ وَيَتْلُوهُ الْجُزْءُ السَّادِسُ إِنْ شَاءَ اللهُ تَعَالٰى

پانچواں پارہ اللہ کے فضل سے ختم ہوا۔ اب اگر اللہ نے چاہا تو چھٹا پارہ شروع ہوتا ہے

جلد دوم

چھٹا پارہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بخشنے والا ہے بڑا مہربان

بَاب مَا قِيْلَ فِيْ أَوْلَادِ الْمُشْرِكِيْنَ

باب ۸۷۶۔ مشرکین کی (نابالغ) اولاد کا بیان ۔ ؎۱

۱۔ حَدَّثَنَا حِبَّانُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِيْ بِشْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَوْلَادِ الْمُشْرِكِيْنَ فَقَالَ اللّٰهُ إِذْ خَلَقَهُمْ أَعْلَمُ بِمَا كَانُوْا عَامِلِيْنَ ۔

حدیث نمبر ۱۳۰۰ (از حبان بن موسیٰ از عبداللہ از شعبہ از ابولبشر از سعید بن جبیر) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرکوں کے بچوں کے متعلق دریافت کیا گیا (کہ آخرت میں کہاں رہیں گے) تو آپ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے جب انہیں پیدا کیا تھا تو وہ یہ بھی خوب جانتا تھا کہ (اگر وہ بڑے ہوں) تو کیسے کام کریں گے ؎۲

۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَطَاءُ بْنُ يَزِيْدَ اللَّيْثِيُّ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذَرَارِيِّ الْمُشْرِكِيْنَ فَقَالَ اللّٰهُ أَعْلَمُ بِمَا كَانُوْا عَامِلِيْنَ ۔

حدیث نمبر ۱۳۰۱ (از ابوالیمان از شعیب از زہری از عطاء بن یزید اللیثی) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرکوں کی نابالغ اولاد کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا اللہ خوب جانتا ہے کہ وہ کیسے اعمال کرنے والے تھے ۔ ؎۳

۳۔ حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ ذِئْبٍ

حدیث نمبر ۱۳۰۲ (از آدم از ابن ابی ذئب ابی از زہری از ابوسلمہ

؎۱ مومنین کی اولاد تو بہشتی ہے لیکن کافروں کی اولاد میں جو نابالغی کی حالت میں مر جائیں بہت اختلاف ہے امام بخاری کا مذہب یہ ہے کہ وہ بہشتی ہیں کیونکہ بغیر گناہ کے عذاب نہیں ہو سکتا اور وہ معصوم مرے ہیں بعضوں نے کہا اللہ کو اختیار ہے۔ اور اس کی مشیت پر موقوف ہے چاہے بہشت میں لے جائے چاہے دوزخ میں بعضوں نے کہا اپنے ماں باپ کے ساتھ وہ بھی دوزخ میں رہیں گے بعضوں نے کہا خاک ہو جائیں گے بعضوں نے کہا اعراف میں رہیں گے بعضوں نے کہا ان کا امتحان کیا جائیگا۔ واللہ اعلم بالصواب ؎۲ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سے اپنے علم کے موافق سلوک کرے گا۔ بظاہر یہ حدیث اس مذہب کی تائید کرتی ہے کہ مشرکوں کی اولاد کے بارے میں توقف کرنا چاہیے امام احمد اور اسحاق اور اکثر اہل علم کا یہی قول ہے اور بیہقی نے امام شافعی رحمہ سے بھی ایسا ہی قول نقل کیا ہے۔ ۱۲ منہ ؎۳ اگر اس کے علم میں یہ ہے کہ وہ بڑے ہو کر اچھے کام کرنے والے تھے تو بہشت میں جائیں گے ورنہ دوزخ میں۔ بظاہر یہ حدیث مشکل ہے کیونکہ اس کے علم میں جو ہوتا ہے وہ ضرور ظاہر ہوتا ہے تو اس کے علم میں تو یہی تھا کہ وہ بچپنے میں مر جائیں گے

عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ مَوْلُوْدٍ يُوْلَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ أَوْ يُنَصِّرَانِهِ أَوْ يُمَجِّسَانِهِ كَمَثَلِ الْبَهِيْمَةِ تُنْتَجُ الْبَهِيْمَةَ هَلْ تَرٰى فِيْهَا جَدْعَاءَ۔

ابن عبدالرحمن) حضرت ابوہریرہ رضؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہر بچہ دین فطرت (یعنی دین یعنی اسلام) پر پیدا ہوتا ہے لیکن اس کے ماں باپ اسے یہودی یا نصرانی یا مجوسی بنا دیتے ہیں جیسے جانور کا بچہ (صحیح وسالم) پیدا ہوتا ہے۔ کبھی دیکھا کوئی کنکٹا (پیدا ہوا ہو؟) ؎۱

باب ۲

۴۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ هُوَ ابْنُ حَازِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُوْ رَجَاءٍ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلّٰى صَلٰوةً أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهٖ فَقَالَ مَنْ رَأَى مِنْكُمُ اللَّيْلَةَ رُؤْيَا قَالَ فَإِنْ رَأَى أَحَدٌ قَصَّهَا فَيَقُوْلُ مَا شَاءَ اللهُ فَسَأَلَنَا يَوْمًا فَقَالَ هَلْ رَأَى مِنْكُمْ أَحَدٌ رُؤْيَا قُلْنَا لَا قَالَ لٰكِنِّيْ رَأَيْتُ اللَّيْلَةَ رَجُلَيْنِ أَتَيَانِيْ فَأَخَذَا بِيَدِيْ فَأَخْرَجَانِيْ إِلَى الْأَرْضِ الْمُقَدَّسَةِ فَإِذَا رَجُلٌ جَالِسٌ وَّرَجُلٌ قَائِمٌ بِيَدِهٖ قَالَ بَعْضُ أَصْحَابِنَا عَنْ مُّوْسٰى كَلُّوْبٌ مِّنْ حَدِيْدٍ يُّدْخِلُهٗ فِيْ شِدْقِهٖ حَتّٰى يَبْلُغَ قَفَاهُ ثُمَّ يَفْعَلُ بِشِدْقِهٖ

باب ۸۷۷

حدیث ۱۳۰۳ ۔ (از موسی بن اسمٰعیل از جریر بن حازم از ابورجاء) سمرۃ بن جندب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب نمازِ صبح پڑھ کر فارغ ہو جاتے تو فرماتے آج رات تم میں سے جس نے کوئی خواب دیکھا ہو تو بیان کرے۔ چنانچہ اگر کسی نے خواب دیکھا ہوتا تو وہ بیان کرتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو اللہ چاہتے تعبیر بیان فرما دیتے۔ چنانچہ ایک مرتبہ آپ نے حسب معمول پوچھا۔ کیا تم میں کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے؟ ہم نے عرض کیا نہیں۔ آپ نے فرمایا۔ لیکن میں نے آج رات ایک خواب دیکھا ہے۔ میرے سامنے دو آدمی آئے اور (میرا ہاتھ پکڑ کر) بیت المقدس لے گئے۔ وہاں ایک شخص بیٹھا ہوا تھا اور ایک کھڑا تھا۔ کھڑے شخص کے ہاتھ میں لوہے کا آنکڑا تھا (امام بخاری فرماتے ہیں) (ہمارے کسی ساتھی ؎۲ نے موسیٰ بن اسمٰعیل سے (اس طرح روایت کیا) وہ بیٹھے ہوئے شخص کے ایک کلپھڑے میں یہ آنکڑا اس طرح ڈالتا ہے کہ اس کی گدی تک جا پہنچتا ہے پھر دوسرے

اور پروردگار کو اس کا علم بے شک تھا مگر اس کے ساتھ پروردگار یہ بھی جانتا تھا کہ اگر یہ زندہ رہتے تو نیک بخت ہوتے یا بدبخت ہوتے اور شروطی امور کا واقع ہونا ضرور نہیں جیسے حضرت خضر نے ایک نابالغ لڑکے کی نسبت یہ کہا تھا کہ اگر یہ لڑکا بڑا ہوتا تو شرارت اور کفر سے اپنے ماں باپ کو ستاتا۔ ؎۱ اس حدیث سے امام بخاری نے اپنا مذہب ثابت کیا کہ جب ہر بچہ اسلام کی فطرت پر پیدا ہوتا ہے تو اگر وہ بچپنے ہی میں مر جائے تو اسلام پر مرے گا اور جب اسلام پر مرا تو بہشتی ہوگا۔ اسلام کے دین میں سب سے بڑا جزو توحید ہے۔ تو ہر بچہ کے دل میں خدا کی معرفت اور اس کی توحید کی قابلیت ہوتی ہے اگر بری صحبت میں نہ رہے تو ضرور وہ موحد ہو لیکن مشرک ماں باپ اور عزیز و اقربا اس فطرت سے اس کا دل پھرا کر شرک میں پھنسا دیتے ہیں ۱۲ منہ ؎۲ حافظ نے کہا یہ بعضے ساتھی معلوم نہیں ہوئے کون تھے اور شاید عباس بن فضل اسقاطی ہوں جنہوں نے اس حدیث کو موسیٰ بن اسمٰعیل سے روایت کیا ہے۔ اس کو طبرانی نے معجم کبیر میں نکالا ہے ۱۲ منہ

الْآخَرِ مِثْلَ ذٰلِكَ وَيَلْتَئِمُ شِدْقُهُ هٰذَا فَيَعُوْدُ فَيَصْنَعُ مِثْلَهُ فَقُلْتُ مَا هٰذَا قَالَا انْطَلِقْ فَانْطَلَقْنَا حَتّٰى اَتَيْنَا عَلٰى رَجُلٍ مُّضْطَجِعٍ عَلٰى قَفَاهُ وَرَجُلٌ قَائِمٌ عَلٰى رَأْسِهِ بِفِهْرٍ اَوْ صَخْرَةٍ فَيَشْدَخُ بِهَا رَأْسَهُ فَاِذَا ضَرَبَهُ تَدَهْدَهَ الْحَجَرُ فَانْطَلَقَ اِلَيْهِ لِيَاْخُذَهُ فَلَا يَرْجِعُ اِلٰى هٰذَا حَتّٰى يَلْتَئِمَ رَأْسُهُ وَعَادَ رَأْسُهُ كَمَا هُوَ فَعَادَ اِلَيْهِ فَضَرَبَهُ قُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالَا انْطَلِقْ فَانْطَلَقْنَا اِلٰى نَقْبٍ مِثْلِ التَّنُّوْرِ اَعْلَاهُ ضَيِّقٌ وَّاَسْفَلُهُ وَاسِعٌ تَتَوَقَّدُ تَحْتَهُ نَارٌ فَاِذَا اقْتَرَبَ ارْتَفَعُوْا حَتّٰى كَادُوْا اَنْ يَخْرُجُوْنَ فَاِذَا خَمَدَتْ رَجَعُوْا فِيْهَا وَفِيْهَا رِجَالٌ وَّنِسَاءٌ عُرَاةٌ فَقُلْتُ مَا هٰذَا قَالَا انْطَلِقْ فَانْطَلَقْنَا حَتّٰى اَتَيْنَا عَلٰى نَهَرٍ مِّنْ دَمٍ فِيْهِ رَجُلٌ قَائِمٌ وَّعَلٰى وَسَطِ النَّهَرِ قَالَ يَزِيْدُ ابْنُ هَارُوْنَ وَوَهْبُ ابْنُ جَرِيْرٍ عَنْ جَرِيْرِ بْنِ حَازِمٍ وَّعَلٰى شَطِّ النَّهَرِ رَجُلٌ بَيْنَ يَدَيْهِ حِجَارَةٌ فَاَقْبَلَ الرَّجُلُ الَّذِيْ فِي النَّهَرِ فَاِذَا اَرَادَ اَنْ يَّخْرُجَ رَمَاهُ الرَّجُلُ بِحَجَرٍ فِيْ فِيْهِ فَرَدَّهُ حَيْثُ كَانَ فَجَعَلَ كُلَّمَا جَاءَ لِيَخْرُجَ رَمٰى فِيْ فِيْهِ بِحَجَرٍ فَيَرْجِعُ كَمَا كَانَ فَقُلْتُ

گلپھڑے میں بھی اسی طرح ڈالتا ہے۔ اتنے میں پہلا گلپھڑا جڑ جاتا ہے تو دوبارہ اسی طرح عمل کرتا ہے۔ (پہلے میں دوبارہ) آنکڑا داخل کیا جارہا ہے کہ دوسرا گلپھڑا صحیح وسالم ہو کر جڑ جاتا ہے۔ اب وہ اس میں دوبارہ داخل کریگا۔ (غرضیکہ یہ عمل برابر جاری ہے) میں نے اپنے ساتھ والے دونوں سے پوچھا یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا آگے چلیئے [2] چنانچہ ہم آگے بڑھے اور ایک مرد کے پاس پہنچے جو چت لیٹا ہوا تھا۔ اور ایک دوسرا شخص اس کے سر پر فہر یا صخرہ (پتھر) لئے کھڑا ہے [3] اور اس سے اس کا سر پھوڑ رہا ہے [4]۔ پتھر سر پھوڑ کر لڑھک جاتا ہے مارنے والا اس پتھر کو لینے آتا ہے لیکر واپس لوٹتا ہے تو جس شخص کو مارا تھا اس کا سر پھر ٹھیک ہو چکا ہوتا ہے، جیسے مارنے سے پہلے تھا۔ وہ دوبارہ مارتا ہے۔ (یہ عمل بھی برابر جاری ہے) میں نے اپنے ساتھیوں سے پوچھا یہ کون شخص ہے۔؟ انہوں نے کہا آگے چلیئے۔ چنانچہ آگے بڑھے۔ آگے جاکر ہم نے تنور کی طرح کا ایک گڑھا دیکھا اس کا بالائی حصہ تنگ اور نچلا حصہ فراخ اس کے نیچے آگ سلگ رہی تھی۔ جب آگ کی لپیٹ اوپر تنور کے کنارے تک آتی تو اس کے اندر جو لوگ تھے وہ بھی اوپر اٹھ آتے نکلنے کے قریب ہو جاتے پھر جب آگ دھیمی ہو جاتی تو لوگ بھی اندر لوٹ جاتے۔ ان لوگوں میں کئی عورتیں اور مرد ننگے بھی تھے میں نے پوچھا یہ کیا ہو رہا ہے؟ ان دو ساتھیوں نے کہا اور آگے چلیئے۔ ہم آگے بڑھے یہاں تک کہ ہم خون کی ایک ندی پر پہنچے جس میں ایک شخص کھڑا ہے اور اس ندی کے وسط میں ایک اچھے مقام پر دوسرا شخص ہے۔ جس کے سامنے پتھر ہیں یا بقول یزید بن ہارون اور وہب بن جریر جنہوں نے جریر بن حازم سے روایت کیا، ندی کے کنارے دوسرا شخص ہے (جس کے سامنے پتھر رکھے ہوئے ہیں) جو شخص ندی کے اندر تھا بُرے مقام پر وہ ذرا ذرا بڑھنے لگا اور ندی سے نکلنے کے قریب ہی ہوا تھا کہ دوسرے نے (جو وسط میں اچھے مقام پر تھا یا بقول یزید کنارے پر تھا اس کے منہ پر پتھر مارا اور وہیں (خون کی جگہ پر) لوٹا دیا جہاں سے وہ چلا تھا۔ یہ عمل بھی برابر جاری تھا کہ وہ گنہگار آدمی نکلنے کی کوشش کرتا۔

---

[1] اور اتنے میں دوسرا گلپھڑا جڑ کر صحیح وسالم ہو جاتا ہے پھر سہ بارہ اس میں گھسیڑتا ہے غرض برابر یہی ہو رہا ہے یہ دوزخ کا عذاب ہے معاذ اللہ اس کی حقیقت اللہ ہی جانتا ہے ۱۲ منہ [2] یعنی سب چیزیں دیکھ کر پھر اخیر میں سب کی کیفیت تم سے بیان کرینگے۔ سے ابتداء دوزخ کی پوچھے ہی کیا؟ آگے آگے دیکھو ہوتا ہے کیا۔ ۱۲ منہ
[3] یہ راوی کا شک ہے کہ فہر کا لفظ کہا یا صخرہ کا۔ فہر اس پتھر کو کہتے ہیں جس سے ہاتھ بھر جائے ۱۲ منہ [4] جیسے ناریل پھوڑتے ہیں ۱۲ منہ

مَا هٰذَا قَالَا انْطَلِقْ فَانْطَلَقْنَا حَتّٰى اَتَيْنَا اِلٰى رَوْضَةٍ خَضْرَآءَ فِيْهَا شَجَرَةٌ عَظِيْمَةٌ وَّ فِيْ اَصْلِهَا شَيْخٌ وَّصِبْيَانٌ وَّاِذَا رَجُلٌ قَرِيْبٌ مِّنَ الشَّجَرَةِ بَيْنَ يَدَيْهِ نَارٌ يُوْقِدُهَا فَصَعِدَا بِيْ فِي الشَّجَرَةِ وَاَدْخَلَانِيْ دَارًا لَمْ اَرَقَطُّ اَحْسَنَ وَاَفْضَلَ مِنْهَا فِيْهَا رِجَالٌ شُيُوْخٌ وَّشَبَابٌ وَّنِسَآءٌ وَّصِبْيَانٌ ثُمَّ اَخْرَجَانِيْ مِنْهَا فَصَعِدَا بِيَ الشَّجَرَةَ فَاَدْخَلَانِيْ دَارًا هِيَ اَحْسَنُ وَاَفْضَلُ فِيْهَا شُيُوْخٌ وَّشَبَابٌ قُلْتُ طَوَّفْتُمَانِي اللَّيْلَةَ فَاَخْبِرَانِيْ عَمَّا رَاَيْتُ قَالَا نَعَمْ اَمَّا الَّذِيْ رَاَيْتَهُ يُشَقُّ شِدْقُهُ فَكَذَّابٌ يُّحَدِّثُ بِالْكَذْبَةِ فَتُحْمَلُ عَنْهُ حَتّٰى تَبْلُغَ الْاٰفَاقَ فَيُصْنَعُ بِهٖ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَالَّذِيْ رَاَيْتَهُ يُشْدَخُ رَاْسُهُ فَرَجُلٌ عَلَّمَهُ اللّٰهُ الْقُرْاٰنَ فَنَامَ عَنْهُ بِاللَّيْلِ وَلَمْ يَعْمَلْ فِيْهِ بِالنَّهَارِ يُفْعَلُ بِهٖ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَالَّذِيْ رَاَيْتَهُ فِي النَّقْبِ فَهُمُ الزُّنَاةُ وَالَّذِيْ رَاَيْتَهُ فِي النَّهَرِ اٰكِلُوا الرِّبٰوا وَالشَّيْخُ الَّذِيْ فِيْ اَصْلِ الشَّجَرَةِ اِبْرٰهِيْمُ وَالصِّبْيَانُ حَوْلَهُ فَاَوْلَادُ النَّاسِ وَالَّذِيْ يُوْقِدُ النَّارَ مَالِكٌ خَازِنُ النَّارِ وَالدَّارُ الْاُوْلَى الَّتِيْ دَخَلْتَ دَارُ عَامَّةِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَمَّا هٰذِهٖ

اور اچھے مقام والا جو وسط میں تھا یا شط میں (کنارے تھا) پتھر مار کر لوٹا دیتا۔ میں نے پوچھا یہ کیا بات ہے؟ میرے دونوں ساتھیوں نے کہا اور آگے بڑھیئے ہم آگے بڑھے اور بڑھتے بڑھتے ایک سبز باغ میں پہنچے وہاں ایک بہت بڑا درخت تھا جس کے نیچے ایک بوڑھا بیٹھا تھا اور کئی بچے تھے۔ اس درخت کے قریب ہی ایک اور آدمی تھا، جو آگ سلگا رہا تھا میرے دونوں ساتھی مجھے لیکر اس درخت پر چڑھے اور ایک خوبصورت گھر میں لے گئے کہ ویسا خوبصورت اور عمدہ گھر میں نے کبھی نہ دیکھا تھا۔ اس میں لوگ تھے، بوڑھے، جوان، عورتیں اور بچے تھے۔ مجھے وہاں سے نکال کر درخت پر چڑھا لے گئے۔ پھر مجھے ایک اور مکان میں داخل کیا۔ وہ پہلے گھر سے بھی زیادہ خوبصورت اور عمدہ تھا۔ وہاں صرف بوڑھے اور جوان تھے۔ میں نے اپنے دونوں ساتھیوں سے کہا تم نے آج رات مجھے خواب میں پھرایا۔ خوب سیر کرائی۔ جو جو واقعات میں نے دیکھے ہیں اب ان کی حقیقت تو بتایئے۔ انہوں نے کہا اچھا سنو۔ جس کا گلپھڑا چیرا جا رہا تھا وہ بہت جھوٹا آدمی تھا جو جھوٹی بات کرتا تھا۔ لوگ اس سے سن کر ہر طرف مشہور کر دیتے۔ قیامت تک اسے یہ سزا ملتی رہے گی۔ دوسرا وہ شخص جس کا سر پھوڑا جا رہا تھا، وہ شخص ہے جسے اللہ نے علم قرآن دیا۔ لیکن اس نے رات کو سو کر[1] ضائع کیا اور دن کو علم پر عمل نہ کیا۔ اس کے ساتھ بھی یہ معاملہ حشر تک ہوتا رہے گا۔ اور تیسرا وہ شخص جو تنور نما گڑھے میں دیکھے وہ زانی اور بدکار لوگ ہیں۔ اور نہر میں جنہیں آپ نے دیکھا وہ سود خوار لوگ ہیں۔ اور درخت کے نیچے جو بوڑھا اور اس کے ساتھ بچے دکھائے گئے، وہ بوڑھا حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں اور بچے لوگوں کے ہیں۔ اور جو شخص آگ سلگا رہا تھا وہ مالک فرشتہ ہے دوزخ کا داروغہ پہلے جو گھر آپ نے دیکھا وہ عام مسلمانوں کا گھر ہے اور دوسرا جو پہلے سے اچھا ہے وہ شہیدوں کا گھر ہے۔

[1] یعنی رات غفلت میں کاٹی نہ قرآن کی تلاوت کی نہ تہجد پڑھا اور دن کو دنیا کے کام کاج میں غرق رہ کر قرآن پر عمل نہ کر سکا۔ ۱۲ منہ۔

دَخَلْتُ دَارُ عَامَّةِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَمَّا هٰذِهِ الدَّارُ فَدَارُ الشُّهَدَاءِ وَاَنَا جِبْرِيْلُ وَهٰذَا مِيْكَائِيْلُ فَارْفَعْ رَاْسَكَ فَرَفَعْتُ رَاْسِيْ فَاِذَا فَوْقِيْ مِثْلُ السَّحَابِ قَالَا ذٰلِكَ مَنْزِلُكَ فَقُلْتُ دَعَانِيْ اَدْخُلْ مَنْزِلِيْ قَالَا اِنَّهٗ بَقِيَ لَكَ عُمُرٌ لَمْ تَسْتَكْمِلْهُ فَلَوِ اسْتَكْمَلْتَ اَتَيْتَ مَنْزِلَكَ۔

اور میں جبرئیل ہوں اور یہ میکائیل ہیں۔ آپ اپنا سر تو اٹھائیے۔ میں نے سر اٹھایا۔ دیکھا تو ابر کی طرح کوئی چیز ہے۔ دونوں فرشتوں نے کہا یہ آپ کا مکان ہے۔ میں نے کہا مجھے چھوڑو میں اپنے اس مقام میں داخل ہو جاؤں۔ انہوں نے کہا ابھی آپ کی دنیاوی عمر باقی ہے جسے پوری ہونے میں دیر ہے جس وقت آپ اپنی عمر پوری کر لیں گے تو اپنے اس مکان میں تشریف لائیں گے (صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ و بارک و سلم)

بَاب مَوْتِ يَوْمِ الْاِثْنَيْنِ

باب ۸۷۵ پیر کے دن مرنے کی فضیلت۔ ؎

۵۔ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ اَسَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ دَخَلْتُ عَلٰى اَبِيْ بَكْرٍ فَقَالَ فِيْ كَمْ كَفَّنْتُمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ فِيْ ثَلَاثَةِ اَثْوَابٍ بِيْضٍ سَحُوْلِيَّةٍ لَيْسَ فِيْهَا قَمِيْصٌ وَلَا عِمَامَةٌ وَقَالَ لَهَا فِيْ اَيِّ يَوْمٍ تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ يَوْمُ الْاِثْنَيْنِ قَالَ فَاَيُّ يَوْمٍ هٰذَا قَالَتْ يَوْمُ الْاِثْنَيْنِ قَالَ اَرْجُوْ فِيْمَا بَيْنِيْ وَبَيْنَ اللَّيْلِ فَنَظَرَ اِلٰى ثَوْبٍ عَلَيْهِ كَانَ يُمَرَّضُ فِيْهِ بِهٖ رَدْعٌ مِّنْ زَعْفَرَانٍ فَقَالَ اغْسِلُوْا ثَوْبِيْ هٰذَا وَزِيْدُوْا عَلَيْهِ ثَوْبَيْنِ فَكَفِّنُوْنِيْ فِيْهِمَا قُلْتُ اِنَّ هٰذَا

حدیث ۱۳۰۴ (از معلی بن اسد از وہیب از ہشام از عروہ) حضرت عائشہ رضی فرماتی ہیں۔ میں حضرت ابوبکر رضی کے پاس گئی (آپ مرض وصال میں مبتلا تھے) آپ نے فرمایا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کتنے کپڑوں میں کفن دیا تھا؟ (حضرت عائشہ رضی نے کہا) تین کپڑوں میں، جو سفید دھلے ہوئے تھے۔ نہ ان میں قمیص تھی، نہ عمامہ۔ مزید دریافت فرمایا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کس دن انتقال فرمایا۔ حضرت عائشہ رضی نے جواب دیا پیر کے دن۔ فرمایا۔ آج کون سا دن ہے؟ عرض کیا پیر کا دن۔ حضرت ابوبکر رضی نے فرمایا۔ مجھے امید ہے کہ اب سے لیکر رات تک کسی وقت گذر جاؤں ؎ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فدائی کامل کو قدرت نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جتنی عمر اور وہی دن آخری عطا کیا) حضرت ابوبکر رضی نے اپنے کپڑوں پر نگاہ ڈالی جو بیماری میں پہنے ہوئے تھے اس پر زعفران کا دھبہ تھا۔ فرمایا یہ میرا کپڑا دھو دینا اور دو کپڑے اور لے لینا (تاکہ مسنون کفن پورا ہو جائے) مجھے کفنا دینا۔ میں نے کہا یہ کپڑا

؎ اس سے معلوم ہوا کہ شہیدوں کا مقام بہت اعلیٰ ہے مگر یہ نہیں ثابت ہوتا کہ شہیدوں کا درجہ حضرت ابراہیم ؑ سے بھی زیادہ ہے کیونکہ حضرت ابراہیم ؑ کا اصلی مقام اس سے اعلیٰ ہوگا۔ اور وہ درخت کی جڑ میں بچوں اور لڑکوں کی نگرانی کے لئے بیٹھے ہوں گے۔ ۱۲ منہ ؎ جمعہ کے دن کی موت کی فضیلت اسی طرح جمعہ کی رات کو مرنے کی فضیلت دوسری حدیثوں میں آئی ہے پیر کا دن بھی موت کے لئے بہت افضل ہے کیونکہ آنحضرت ؐ نے اسی دن وفات پائی اور ابوبکر رضی نے بھی اسی دن مرنے کی آرزو کی۔ ؎ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح پیر کے دن موت کی فضیلت پاؤں۔ یہیں سے باب کا مطلب نکلتا ہے۔ ؎ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پیر کے دن مرنے کی آرزو کی۔ غالباً مقصد یہ تھا کہ منگل کی رات قبر میں پہلی رات ہو چنانچہ اللہ تعالیٰ نے انہیں وہی پہلی رات قبر میں دی۔ عبدالرزاق۔

خَلَقٌ قَالَ اِنَّ الْحَیَّ اَحَقُّ بِالْجَدِیْدِ مِنَ الْمَیِّتِ اِنَّمَا ھُوَ لِلْمُھْلَةِ فَلَمْ یُتَوَفَّ حَتّٰی اَمْسٰی مِنْ لَّیْلَةِ الثُّلٰثَاءِ وَدُفِنَ قَبْلَ اَنْ یُّصْبِحَ

تو پرانا ہے۔ فرمایا نئے کپڑوں کی زندوں کو زیادہ ضرورت ہے بہ نسبت مُردوں کے۔ کیونکہ مردے کا کپڑا تو پیپ اور خون میں بھر جاتا ہے[1] اس روز آپ کا انتقال نہیں ہوا یہانتک کہ منگل کی رات آگئی اور صبح ہونے سے قبل دفن کئے گئے

بَابُ مَوْتِ الْفَجَاءَةِ بَغْتَةً

باب ۸۷۹ ناگہانی موت کا بیان

٦ - حَدَّثَنَا سَعِیْدُ بْنُ اَبِیْ مَرْیَمَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ ھِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اُمِّیَ افْتُلِتَتْ نَفْسُھَا وَاَظُنُّھَا لَوْ تَكَلَّمَتْ تَصَدَّقَتْ فَھَلْ لَّھَا اَجْرٌ اِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْھَا قَالَ نَعَمْ۔

حدیث ۱۳۰۵ - (از سعید بن ابی مریم از محمد بن جعفر از ہشام ابن عروۃ از عروۃ) اور حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔ میری والدہ اچانک انتقال کر گئی ہے میرا خیال ہے اگر وہ بات کر سکتی تو خیرات کرنے کے لئے کہتی۔ اگر اب میں (اس کے انتقال کے بعد) خیرات کروں، تو اسے ثواب ملے گا۔؟ فرمایا "ہاں" [2]

بَابُ مَا جَاءَ فِیْ قَبْرِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاَبِیْ بَكْرٍ وَّعُمَرَ

باب ۸۸۰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک اور شیخین رضی اللہ عنہما کی قبروں کا بیان

فَاَقْبَرَهٗ اَقْبَرْتُ الرَّجُلَ اُقْبِرُهٗ اِذَا جَعَلْتَ لَهٗ قَبْرًا وَّقَبَرْتُهٗ دَفَنْتُهٗ كِفَاتًا یَّكُوْنُوْنَ فِیْھَا اَحْیَاءً وَّیُدْفَنُوْنَ فِیْھَا اَمْوَاتًا۔

سورۂ عبس میں فَاَقْبَرَهٗ آیا ہے۔ عرب لوگ کہتے ہیں۔ اَقْبَرْتُ الرَّجُلَ۔ (میں نے اس کیلئے قبر بنائی) اُقْبِرُهٗ (میں قبر بناؤں گا) اور کہتے ہیں۔ قَبَرْتُهٗ (میں نے اسے دفن کیا) كِفَاتًا[3] (سورہ مرسلات ۲۵) اس کا مطلب ہے کہ دنیا میں بھی اسی سے واسطہ اور مرنے کے بعد بھی اسی سے واسطہ۔ دنیا میں اسی پر رہنا اور مرنے کے بعد اسی میں دفن ہونا۔

٧ - حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ قَالَ حَدَّثَنِیْ سُلَیْمٰنُ عَنْ ھِشَامٍ ح قَالَ وَحَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ مَرْوَانَ یَحْیَی ابْنُ اَبِیْ زَكَرِیَّاءَ عَنْ ھِشَامٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اِنْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَیَتَعَذَّرُ فِیْ

حدیث ۱۳۰۶ - (از اسمٰعیل از سلیمان از ہشام (دوسری سند) از محمد بن حرب از ابو مروان از یحییٰ بن ابی زکریا از ہشام از عروہ) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اپنے مرض وصال میں بطور معذرت [4]

---

[1] یعنی مردے کو کچھ بناؤ سنگھار کی ضرورت نہیں پڑتی۔ اس کو نئے کپڑے کی اتنی حاجت نہیں ہوتی جتنی زندے کو ہے مردے کا کپڑا تو خون پیپ میں گل سڑ کر خراب خستہ ہو جاتا ہے ۱۲ منہ [2] باب کی حدیث لاکر امام بخاری نے یہ ثابت کیا کہ مومن کے لئے ناگہانی موت سے کوئی ضرر نہیں گو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پناہ مانگی ہے۔ کیونکہ اس میں وصیت کرنے کی مہلت نہیں ملتی ابن ابی شیبہ نے روایت کی ہے کہ ناگہانی موت مومن کیلئے راحت ہے اور بدکار کیلئے غصے کی پکڑ ہے ۱۲ منہ [3] اس تفسیر کو ترجمہ سے کوئی تعلق نہیں۔ امام بخاری نے اپنی عادت کے موافق چونکہ کفاتا کے معنے میں موت کا ذکر بھی شامل تھا اس کو بیان کر دیا۔ ۱۲ منہ [4] یہ لیتعذر کا ترجمہ ہے یا آپ کی کمال مروت، عنایت اور خوش خلقی تھی کہ دوسری بیبیوں سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں جانے کے لئے معذرت کرتے تھے۔ حالانکہ آپ پر باری باری رہنا واجب نہ تھا۔ بعضی روایتوں میں لیتقد رہے۔ یعنی آپ پوچھتے تھے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس جانے میں کتنے دن باقی ہیں اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ بیمار تھے اور بیماری میں آپ کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں زیادہ آرام ملتا ہے۔ ۱۲ منہ

مَرَضِهِ أَيْنَ أَنَا الْيَوْمَ أَيْنَ أَنَا غَدًا اِسْتِبْطَاءً لِيَوْمِ عَائِشَةَ فَلَمَّا كَانَ يَوْمِي قَبَضَهُ اللّٰهُ بَيْنَ سَحْرِي وَنَحْرِي وَدُفِنَ فِي بَيْتِي۔

۸۔ **حَدَّثَنَا** مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ هِلَالٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَرَضِهِ الَّذِي لَمْ يَقُمْ مِنْهُ لَعَنَ اللّٰهُ الْيَهُودَ وَالنَّصَارٰى اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ لَوْلَا ذٰلِكَ أُبْرِزَ قَبْرُهُ غَيْرَ أَنَّهُ خَشِيَ أَوْ خُشِيَ أَنْ يُتَّخَذَ مَسْجِدًا وَعَنْ هِلَالٍ قَالَ كَنَّانِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ وَلَمْ يُولَدْ لِي۔

۹۔ **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدٌ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ سُفْيَانَ التَّمَّارِ أَنَّهُ حَدَّثَهُ أَنَّهُ رَأَى قَبْرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسَنَّمًا۔

۱۰۔ **حَدَّثَنَا** فَرْوَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ لَمَّا سَقَطَ عَلَيْهِمُ الْحَائِطُ فِي زَمَانِ الْوَلِيدِ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ أَخَذُوا فِي بِنَائِهِ فَبَدَتْ لَهُمْ قَدَمٌ فَفَزِعُوا وَظَنُّوا أَنَّهَا قَدَمُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا وَجَدُوا أَحَدًا يَعْلَمُ

فرماتے تھے آج میں کہاں رہوں گا کل میں کہاں رہوں گا؟ آپ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا دن دور سمجھتے تھے[1] (حضرت عائشہ فرماتی ہیں) آخر جس دن میرے ہاں آپؐ کے رہنے کی باری تھی اللہ تعالیٰ نے آپکو میرے پہلو اور سینے کے درمیان سے اٹھا لیا۔ اور آپ میرے ہی گھر میں مدفون ہوئے[2]

حدیث ۱۳۰۷ (از موسیٰ بن اسمٰعیل از ابوعوانہ از ہلال از عروۃ) حضرت عائشہ رضؓ فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بیماری میں جس سے آپؐ جانبر نہ ہوسکے، فرمایا یہود و نصاریٰ پر خدا کی لعنت ہو، جنہوں نے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہیں بنا لیا۔ آپ فرماتی ہیں کہ اگر یہ ڈر نہ ہوتا تو قبر مبارک کو ظاہر کر دیا جاتا۔ صرف یہی وجہ ہے کہ آپ کو یہ اندیشہ ہوا (یا لوگوں کو اندیشہ ہوا) کہ آپ کی قبر سجدہ گاہ نہ بنائی جائے[3] (لہٰذا موجودہ شکل میں قبر بنائی گئی) راوی ہلال کہتے ہیں میری اولاد نہیں[4] لیکن عروہ نے میری کنیت رکھ دی ہے۔

حدیث ۱۳۰۸۔ (از محمد از عبداللہ از ابوبکر بن عیاش از سفیان تمار (کھجور فروش) نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک دیکھی، وہ اونٹ کی کوہان کی طرح تھی[5]

حدیث ۱۳۰۹۔ (از فروہ از علی بن مُسہر از ہشام بن عروۃ) حضرت عروہ رضؓ فرماتے ہیں ولید بن عبدالملک کے زمانۂ حکومت میں حضرت عائشہ رضؓ کے حجرے کی دیوار گری، تو اسے بنانے لگے۔ ایک پاؤں ذرا سا ظاہر ہوا، تو لوگ گھبرا گئے سمجھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قدم مبارک ہے۔ کوئی ایسا شخص نہ تھا، جو پہچانتا ہو، یہاں تک کہ حضرت عروہ رضؓ نے فرمایا۔ نہیں،

---

[1] آپ کو انہی کے دن کا اشتیاق رہتا کہ ان کی باری کب آتی ہے اور یہ خیال کر کے کہ ان کی باری میں اب کتنی دیر ہے، بار بار پوچھتے آج کس کی باری ہے۔ یہ آپ کی شروع بیماری کا ذکر ہے تو اس دوسری حدیث کے خلاف نہ ہوگا جس میں یہ مذکور ہے کہ آپ نے دوسری بیبیوں سے اجازت لے کر اپنی بیماری کے دن حضرت عائشہ رضؓ کے گھر میں بسر کئے ۱۲ منہ [2] باب کا مطلب یہیں سے نکلتا ہے۔ اس حدیث سے گھر میں دفن کرنے کا جواز بھی معلوم ہوا ۱۲ منہ [3] لوگ اس کو یا اس کی طرف سجدہ کرنے لگیں۔ یہ حدیث اوپر گذر چکی ہے ۱۲ منہ [4] حالانکہ کنیت اکثر اولاد ہونے کے بعد رکھی جاتی ہے اس سے امام بخاری کی غرض ہلال کا سماع عروہ سے ثابت کرنا ہے ۱۲ منہ [5] ابونعیم کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ ابوبکر رضؓ و عمر رضؓ کی قبریں بھی اسی طرح کی تھیں چنانچہ امام احمدؒ اور امام ابوحنیفہؒ اسی

ذٰلِكَ حَتّٰى قَالَ لَهُمْ عُرْوَةُ لَا وَاللّٰهِ مَا هِيَ قَدَمُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا هِيَ إِلَّا قَدَمُ عُمَرَ وَعَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا أَوْصَتْ عَبْدَ اللّٰهِ الزُّبَيْرِ لَا تَدْفِنِّي مَعَهُمْ وَادْفِنِّي مَعَ صَوَاحِبِي بِالْبَقِيعِ لَا أُزَكَّى بِهِ أَبَدًا۔

خدا کی قسم یہ قدم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نہیں بلکہ یہ قدم حضرت عمرؓ کا ہے لہ اسی اسناد سے ہشام نے بحوالہ اپنے والد عروہؓ حضرت عائشہؓ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے وفات کے وقت حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کو وصیت کی کہ "مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے پاس دفن نہ کرنا بلکہ مجھے بقیع میں باقی سوکنوں کے ساتھ دفن کرنا میں نہیں چاہتی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ میری بھی تعریف ہوا کرے" ۲ہ

١١- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرُ ابْنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ قَالَ حَدَّثَنَا حُصَيْنُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ الْأَوْدِيِّ قَالَ رَأَيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ يَا عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ عُمَرَ اذْهَبْ إِلَى أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ عَائِشَةَ فَقُلْ يَقْرَأُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عَلَيْكِ السَّلَامَ ثُمَّ سَلْهَا أَنْ أُدْفَنَ مَعَ صَاحِبَيَّ قَالَتْ كُنْتُ أُرِيدُهُ لِنَفْسِي فَلَأُوثِرَنَّهُ الْيَوْمَ عَلَى نَفْسِي فَلَمَّا أَقْبَلَ قَالَ لَهُ مَا لَدَيْكَ قَالَ أَذِنَتْ لَكَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ قَالَ مَا كَانَ شَيْءٌ أَهَمَّ إِلَيَّ مِنْ ذٰلِكَ الْمَضْجَعِ فَإِذَا قُبِضْتُ فَاحْمِلُونِي ثُمَّ سَلِّمُوا ثُمَّ قُلْ يَسْتَأْذِنُ

حدیث ۱۳۱۰ - (از قتیبہ از جریر بن عبدالحمید از حصین بن عبدالرحمٰن) عمرو بن میمون اَودی فرماتے ہیں کہ میں نے عمرؓ بن خطاب کو دیکھا (آپ زخمی تھے) آپ نے اپنے بیٹے عبداللہ بن عمرؓ سے فرمایا۔ اے عبداللہ ام المومنین حضرت عائشہؓ کے پاس جا اور میری طرف سے عرض کر کہ عمر آپ کو سلام عرض کرتا ہے پھر یہ ان سے عرض کر کیا میں اپنے دونوں ساتھیوں کے ساتھ دفن ہو جاؤں (عبداللہ بن عمر گئے اور یہی پیغام دیا) حضرت عائشہؓ نے جواب دیا۔ چاہتی تو میں اپنے لئے تھی مگر آج ایسا دن ہے کہ مجھے ضرور آپ کو مقدم رکھنا ہوگا (ام المومنین اور تمام صحابہؓ ایک حدیث کے مضمون کی وجہ سے حضرت عمرؓ کے وصال سے بہت سے فتنوں کے سر اٹھانے کا اندیشہ کرتے تھے۔ لہٰذا عالم اسلام پر یہ تیسرا افسوسناک دن تھا) ابن عمرؓ واپس گئے تو حضرت عمرؓ نے پوچھا؛ کیا جواب لائے ہو؟ انہوں نے کہا حضرت عائشہؓ نے اجازت دے دی ہے ۳ہ حضرت عمرؓ نے کہا جتنا مجھے یہاں مدفون ہونے کا خیال تھا اتنا مجھے اور کسی بات کا خیال نہ تھا۔ جب میں مر جاؤں تو میرا جنازہ لے جانا اور حضرت عائشہ کو سلام کہنا۔

روایت کی رو سے قبر کو کوہان کی طرح بنانا افضل جانتے ہیں لیکن شافعیؒ نے مسطح بنانا افضل کہا ہے۔ لہ ہوا یہ کہ ولید کی خلافت کے زمانہ میں اس نے عمر بن عبدالعزیز کو جو اس کی طرف سے مدینہ کے عامل تھے یہ لکھا کہ ازواج مطہرات کے حجرے گروا کر مسجد کو وسیع کروا دو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک بلند کر دو کہ نماز میں ادھر منہ نہ ہو عمر بن عبدالعزیز نے یہ حجرے گرانے شروع کر دیئے اس وقت ایک پاؤں اندر سے نمودار ہوا۔ عروہ نے بتایا کہ یہ حضرت عمرؓ کا پاؤں ہے ۱۲ منہ ۲ہ حضرت عائشہؓ کی کسر نفسی تھی انہوں نے فرمایا کہ میں اس لائق نہیں کہ لوگ میری تعریف کریں۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دفن ہونگی تو لوگ آپ کے ساتھ میرا بھی ذکر کریں گے اور دوسری بیبیوں پر میری ترجیح و فضیلت بیان کریں گے کہ وہ سب بقیع میں دفن ہوئیں اور یہ خاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ۱۲ منہ ۳ہ سبحان اللہ یہ حضرت عمرؓ کی بڑی احتیاط اور حق شناسی تھی انہوں نے یہ خیال کیا کہ شاید حضرت عائشہ صدیقہؓ نے میری مروت سے اور یہ سمجھ کر کہ میں امیر المومنین ہوں اس کی اجازت دے دی ہو لیکن دل سے نہ چاہتی ہوں۔ تو میرے مرے بعد پھر اجازت لینا، مرنے کے بعد پھر کچھ دباؤ نہیں رہتا ۱۲ منہ

عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَإِنْ أَذِنَتْ لِي فَادْفِنُونِي وَإِلَّا فَرُدُّونِي إِلَى مَقَابِرِ الْمُسْلِمِينَ إِنِّي لَا أَعْلَمُ أَحَدًا أَحَقَّ بِهٰذَا الْأَمْرِ مِنْ هٰؤُلَاءِ النَّفَرِ الَّذِينَ تُوُفِّيَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَنْهُمْ رَاضٍ فَمَنِ اسْتَخْلَفُوا بَعْدِي فَهُوَ الْخَلِيفَةُ فَاسْمَعُوا لَهُ وَأَطِيعُوا فَسَمّٰى عُثْمَانَ وَعَلِيًّا وَطَلْحَةَ وَالزُّبَيْرَ وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ وَسَعْدَ ابْنَ أَبِي وَقَّاصٍ وَوَلَجَ عَلَيْهِ شَابٌّ مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ أَبْشِرْ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ بِبُشْرَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ كَانَ لَكَ مِنَ الْقَدَمِ فِي الْإِسْلَامِ مَا قَدْ عَلِمْتَ ثُمَّ اسْتُخْلِفْتَ فَعَدَلْتَ ثُمَّ الشَّهَادَةُ بَعْدَ هٰذَا كُلِّهِ فَقَالَ لَيْتَنِي يَا ابْنَ أَخِي وَذٰلِكَ كَفَافٌ لَا عَلَيَّ وَلَا لِي أُوصِي الْخَلِيفَةَ مِنْ بَعْدِي بِالْمُهَاجِرِينَ الْأَوَّلِينَ خَيْرًا أَنْ يَعْرِفَ لَهُمْ حَقَّهُمْ وَأَنْ يَحْفَظَ لَهُمْ حُرْمَتَهُمْ وَأُوصِيهِ بِالْأَنْصَارِ خَيْرًا الَّذِينَ تَبَوَّؤُا الدَّارَ وَالْإِيمَانَ أَنْ يُقْبَلَ مِنْ

اور عرض کرنا کہ عمر بن الخطاب آپ کے حجرے میں آنے کی اجازت چاہتا ہے۔ اگر وہ اجازت دیں تو دفن کرنا۔ اگر اجازت نہ دیں تو جہاں اور مسلمانوں کی قبریں ہیں مجھے وہیں دفن کرنا اور خلافت کا حقدار میں ان لوگوں سے زیادہ اور کسی کو نہیں سمجھتا جن سے آپ بوقت وصال راضی تھے جسے یہ لوگ خلیفہ مقرر کریں اس کا حکم ماننا اور اطاعت کرنا۔ چنانچہ آپ نے حضرت عثمانؓ حضرت علیؓ حضرت طلحہؓ حضرت زبیرؓ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ اور سعدؓ بن ابی وقاصؓ [1] کے نام خود متعین کر دیئے۔ ایک انصاری نوجوان جو آپ کے پاس بیٹھا تھا کہنے لگا۔ اے امیر المؤمنین آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے خوشخبری اور بشارت مل چکی ہے۔ ایک تو اسلام اور مسلمانوں میں جو مقام آپ کو حاصل ہے وہ آپ کو بھی معلوم ہے، دوسرے آپ نے دورِ خلافت انتہائی عدل سے گزارا۔ تیسرے ان تمام باتوں کے بعد شہادت نصیب ہو رہی ہے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا بھتیجے (یہ بات نہیں یعنی میں بے فکر نہیں) میری تو یہ آرزو ہے کہ کاش یہ خلافت کا معاملہ بالکل برابر ہی رہے۔ نہ مجھے کچھ ثواب ہی ملے نہ مجھ پر کچھ وبال ہو [2] میں اپنے بعد آنے والے خلیفہ کو وصیت کرتا ہوں کہ اولین مہاجرین (کی قربانیوں اور جانثاریوں کی وجہ سے) ان کے ساتھ بھلائی کرتا رہے ان کا حق پہچانے ان کی عزت کا خیال رکھے۔ میں اسے انصار کے بارے میں بھی وصیت کرتا ہوں کہ انصار کے ساتھ بھی بھلائی کرتا رہے یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے مدینہ میں جگہ دی اور ایمان پر ثابت قدم رہے ان کی نیکیوں کی

[1] عشرہ مبشرہ میں سے یہی لوگ موجود تھے ابو عبیدہ بن جراح کا انتقال ہو چکا تھا اور سعید بن زید گو زندہ تھے مگر حضرت عمرؓ کے رشتے میں چچازاد بھائی ہوتے تھے اس لئے ان کا نام تک نہیں لیا۔ دوسری روایت میں یوں فرمایا۔ دیکھو عبداللہ میرے بیٹے کا خلافت میں کوئی حق نہیں ہے۔ حضرت عمرؓ کا ایک یہی کام دیکھو جو لوگ حضرت عمرؓ پر طعنے کرتے ہیں ان کو یہ کارروائی دیکھ کر حق تعالیٰ سے شرمانا چاہیئے جس شخص کی پاک نفسی اور عدالت کا یہ حال ہے کہ حکومت کے ساتھ اپنے عزیزوں کی ذرا رعایت نہ کی اور اپنے خاص بیٹے کو ایک ادنیٰ سپاہی کے برابر رکھا ہو اور مرتے وقت بھی اس کو کوئی ترجیح نہ دی ہو بھلا کسی کا منہ ہے جو اس پر طعنے مارے۔ سارے زمانے کے بدمعاش اور اٹھائی گیرے اپنی آنکھ کا شہتیر نہیں دیکھتے اور بزرگوں کی آنکھ کا تنکہ دیکھتے ہیں۔ استغفر اللہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ ۱۲ منہ۔

[2] اللہ اکبر خلافت اور حکومت ایسی ہی نازک چیز ہے حضرت عمرؓ نے اس عدل کے ساتھ چلائی مگر مرتے وقت اسی کو غنیمت سمجھے کہ خلافت کا نہ تو ثواب ملے نہ ہی عذاب ہو۔ برابر سرابر اُتر جائے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں جو زمانہ گذرا، اس کی نیکیاں قائم رہیں ۱۲ منہ

مُحْسِنِهِمْ وَيُعْفَى عَنْ مُسِيئِهِمْ وَأُوصِيهِ بِذِمَّةِ اللهِ وَذِمَّةِ رَسُولِهِ أَنْ يُوفَى لَهُمْ بِعَهْدِهِمْ وَأَنْ يُقَاتَلَ مِنْ وَرَائِهِمْ وَأَنْ لَا يُكَلَّفُوا فَوْقَ طَاقَتِهِمْ۔

قدر کرے ان میں اگر کوئی ذرا سا قصور وار نکلے تو در گذر کرے اور نیز میری یہ بھی وصیت ہے کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد کا خیال رکھے [۱] یعنی کافروں سے جو عہد کیا جائے، اسے پورا کیا جائے۔ اگر وہ جزیہ دیتے رہیں تو انہیں تنگ نہ کیا جائے اور مسلمانوں کی طرح انکی حفاظت کیجائے، اور کافروں سے عہد پورا کیا جائے اور انکے سوا دوسرے کافروں سے قتال کیا جائے اور ان کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہ دی جائے۔

بَابٌ مَا يُنْهَى مِنْ سَبِّ الْأَمْوَاتِ

باب ۸۸۱ مردوں کو گالیاں دینا منع ہے [۲]

۱۲۔ حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَسُبُّوا الْأَمْوَاتَ فَإِنَّهُمْ قَدْ أَفْضَوْا إِلَى مَا قَدَّمُوا تَابَعَهُ عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ وَابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ وَرَوَاهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الْقُدُّوسِ عَنِ الْأَعْمَشِ وَمُحَمَّدُ بْنُ أَنَسٍ عَنِ الْأَعْمَشِ۔

حدیث ۱۳۱۱ - (از آدم از اعمش از مجاہد) حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مُردوں کو گالیاں مت دو کیونکہ انہوں نے جو عمل کیے تھے اُن کا بدلہ پا چکے ہیں [۳] اس حدیث کو آدم بن ابی ایاس کیساتھ علی بن جعد اور محمد بن عرعرہ اور ابن ابی عدی نے بھی شعبہ سے روایت کیا نیز عبد اللہ بن عبد القدوس اور محمد بن انس نے بھی اس حدیث کو اعمش سے روایت کیا ہے۔

بَابٌ ذِكْرِ شِرَارِ الْمَوْتَى

باب ۸۸۲ بُرے اور شریر مُردوں کی بُرائی بیان کرنا درست ہے [۴]

۱۳۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنِ الْأَعْمَشِ قَالَ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ أَبُو لَهَبٍ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَبًّا لَكَ سَائِرَ الْيَوْمِ فَنَزَلَتْ تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَتَبَّ۔

حدیث ۱۳۱۲ (از عمر بن حفص از حفص از اعمش از عمرو بن مرہ از سعید بن جُبیر) حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ابولہب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تَبًّا لَكَ سَائِرَ الْيَوْمِ کہا تو یہ سورت نازل ہوئی۔ تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَتَبَّ [۵] الی آخر السورۃ۔

---

[۱] یعنی کافروں سے عہد کرے اور ان کو امان دے اور وہ جزیہ ادا کرتے رہیں تو پھر ان کو نہ ستائے ان کی جان و مال کی مسلمانوں کی طرح حفاظت کرے۔ ۱۲ منہ [۲] یعنی مسلمان جو مر جائیں ان کا مرے بعد عیب کرنا چاہیئے۔ اگر کافر یا فاسق ہوں تو ان کا عیب کرنا درست ہے تاکہ دوسرے لوگوں کو تنبیہ ہو ۱۲ منہ [۳] اب ان کو بُرا کہنے میں کوئی فائدہ نہیں بلکہ ان کے عزیز و قریب اور رشتہ دار دوستوں کو ایذا دینا ہے البتہ حدیث کے راویوں کا حال مرے بعد بھی بیان کرنا درست ہے کیونکہ اس میں دین کی حفاظت مقصود ہے ۱۲ منہ [۴] یہ باب لاکر امام بخاری نے یہ ثابت کیا کہ جس حدیث میں مُردوں کی بُرائی کرنا منع ہوا ہے اس سے مراد وہ مسلمان مُردے ہیں جو بظاہر نیک گزرے ہوں، لیکن کافروں اور فاسقوں کی بُرائی تو مرے بعد بھی درست ہے جیسے ابن عباسؓ نے ابولہب مردود کی برائی اس کے مرے بعد بیان کی ۱۲ منہ [۵] جب یہ آیت اتری وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ یعنی اپنے قریب رشتہ داروں کو ڈرا تو آپ صفا پہاڑ پر چڑھے اور قریش کے لوگوں کو پکارا وہ سب اکٹھے ہوئے پھر آپ نے ان کو خدا کے عذاب سے ڈرایا تب ابولہب کہنے لگا تیری خرابی ہو سارے دن کیا تو نے ہم کو اسی بات کیلئے اکٹھا کیا تھا اس وقت یہ سورت اتری تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَتَبَّ یعنی ابولہب ہی کے دونوں ہاتھ ٹوٹے اور ہلاک ہوا۔ ۱۲ منہ

کِتَابُ الزَّکوٰۃِ

بَابُ وُجُوبِ الزَّکوٰۃِ قَوْلُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکوٰۃَ الخ

زکوٰۃ تیسرے درجے میں ہے اور قرآن میں بھی تیسرے درجے میں ذکر ہے ۱ ایمان ۲ نماز ۳ زکوٰۃ۔
حدیث میں ہے بُنِیَ الْاِسْلَامُ عَلٰی خَمْسٍ الخ ۱ اسلام ۲ نماز ۳ زکوٰۃ الخ

فرضیت:۔ اس کی فرضیت مکہ میں ہوئی اور اجراء مدینہ میں ہوا۔
اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکوٰۃَ الخ یہ آیت مکی ہے۔

حَدَّثَنِیْ اَبُوْ سُفْیَانَ۔ فَذَکَرَ حَدِیْثَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَاْمُرُنَا بِالصَّلٰوۃِ وَ وَالْعِفَافِ

زکوٰۃ کو زکوٰۃ کہنے کی وجہ:۔ معنیٰ ۱ زکوٰۃ کے معنیٰ نماء کے ہیں۔ اور جب مال سے زکوٰۃ نکالی جائے تو باقی مال بڑھتا ہے معنیٰ ۲ زکوٰۃ کے معنیٰ طہارت: جب زکوٰۃ نکال دی جاتی ہے تو باقی مال پاک ہو جاتا ہے۔

مَا اَرِبٌ:۔ اسے چار طرح پڑھنا جائز ہے۔ اَرَبٌ۔ اَرِبٌ معنیٰ حاجت اَرَبٌ۔ اَرِبٌ بمعنی صاحب حاجت اس وقت مبتدا خبر نہیں۔ خود اس کے معنیٰ ہیں کہ صاحب حاجت ہے اور پہلے دو میں لَهٗ مبتدا محذوف ہے۔

حَدَّثَنَا اَبُوْ الْیَمَانِ اَلْحَکَمُ بْنُ نَافِعٍ اَنَّ اَبَا هُرَیْرَۃَ رض ۔ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو بعض نے زکوٰۃ دینے سے انکار کیا۔ اس پر حضرت ابوبکر صدیق رض نے فرمایا کہ میں ان سے لڑائی کرونگا حتیٰ کہ "عناقاً" بھی دیں۔ عناقاً بمعنیٰ چار ماہ کا بکری کا بچہ۔

اصل میں حضرت ابوبکر صدیق رض کے زمانے میں دو فرقے ہو گئے تھے (۱) مسیلمہ کذاب، اس کا فرقہ نبوت کے اجراء کا قائل ہو گیا تھا۔ (۲) اسود۔ اس کے پیرووں نے زکوٰۃ اور نماز میں فرق کر دیا تھا۔ یہ دوسرا فرقہ اپنی مرضی کے ساتھ خروج کرنے لگا۔ دونوں فرقوں سے صدیق اکبر رض نے جہاد کیا۔ مسیلمہ کذاب کو قتل کیا اور دوسرا فرقہ زکوٰۃ پر رضامند ہو گیا۔ حضرت عمر رض نے ابتداءً مانعین زکوٰۃ سے جہاد کرنے سے ابوبکر صدیق رض کو روکا تھا۔ ان کی دلیل یہ تھی کہ جب یہ نافرمانی کرتے ہیں تو باغی ہوئے اور باغی سے جہاد ٹھیک نہیں۔ بعد میں ان کی سمجھ میں آیا کہ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے اور ان کا منکر کافر ہے۔

کتاب الملل والنحل ص ۶۶ میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد عرب کے لوگ چار فرقوں میں ہو گئے تھے (۱) ثابت قدم رہا۔ انہوں نے کسی چیز کو تبدیل نہ کیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رض کی اطاعت کرتے رہے یہ فرقہ اہل

حق تھا۔ فرقہ (۲) نماز پڑھتے تھے ۔ زکوٰۃ کو خزانہ شاہی میں دینے کے منکر تھے ۔ فرقہ (۳) اس نے اعلان نبوت کردیا تھا سجاع بنت حارث نے بھی دعوئے نبوت کردیا تھا مسیلمہ کذاب بھی مدعی نبوت تھا ۔ فرقہ (۴) انہوں نے دعوٰی نہیں کیا اور نہ کسی فرقے میں داخل ہوئے بلکہ انہوں نے توقف کیا کہ جو فرقہ غالب آئے گا اس میں شریک ہو جائیں گے ۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے پہلے فرقے کے علاوہ سب کے ساتھ جہاد کیا تھا ۔

قَوْلُهٗ لَوْ مَنَعُوْنِیْ عِنَاقًا ۔ عناق تو زکوٰۃ میں دیا ہی نہیں جاتا بلکہ ایک سال والا دیا جاتا ہے تو عناق صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کیوں فرمایا ۔ ؟

جواب ۱۔ یہ لفظ فرضی ہے مطلب یہ ہے کہ اگر اس کو بھی روکیں تب بھی میں جہاد کروں گا ۔

جواب ۲۔ اگر کسی کے پاس بڑے اور چھوٹے جانور ہوں ۔ بڑے سب مر جائیں تو چھوٹوں میں ایک دیا جاتا ہے ۔

جواب ۳۔ بعض جگہ روایات میں عناق کی جگہ عقال آتا ہے ۔ عقال یعنی وہ رسی جس سے اونٹ باندھا جاتا ہے عقال تو زکوٰۃ میں دیا ہی نہیں جاتا لہٰذا یہ مبالغۃً کہا کہ اگر کوئی رسی سے بھی انکار کرے تب بھی جہاد کرونگا ۔ ایسے ہی عناق کو بھی مبالغۃً کہا ۔

رِغَاءٌ اونٹ کی آواز ۔ کَنْزٌ وہ خزانہ جس کی زکوٰۃ ادا نہ کی جائے ۔

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ فِيْمَا دُوْنَ خَمْسِ اَوَاقٍ صَدَقَةٌ وَّلَا فِيْمَا دُوْنَ خَمْسِ ذَوْدٍ صَدَقَةٌ وَّلَيْسَ فِيْمَا دُوْنَ خَمْسَةِ اَوْسُقٍ صَدَقَةٌ ۔

اَوْقِيَةٌ ۔ چالیس درہم کا ہوتا ہے معلوم ہوا کہ دو سو درہم سے کم میں زکوٰۃ نہیں ۔

۔ پانچ اونٹوں سے کم میں صدقہ (زکوٰۃ) نہیں ۔ پانچ وسقوں سے کم میں عشر نہیں ۔ پانچ وسق آج کل تقریباً بتیس من ہوتے ہیں ۔ وسق چالیس صاع کا ہوتا ہے ۔ یہاں صدقہ بمعنی عشر ہے ۔ امام شافعیؒ کے نزدیک اس سے کم میں صدقہ یعنی عشر نہیں ۔ ہمارے نزدیک جتنا بھی ہو خواہ نصاب ہو یا نہیں عشر دینا پڑیگا مگر فرق یہ ہے کہ جس میں محنت کرنی پڑتی ہے اس میں تو نصف عشر ہوگا اور بارش وغیرہ کے پانی سے پیداوار ہو تو اس میں عشر ہوگا ۔

حدیث میں یہ جو ہے کہ پانچ وسقوں سے کم میں صدقہ نہیں اس صدقہ سے مراد زکوٰۃ ہے اور اس سے مراد مالِ تجارت ہے ۔ زکوٰۃ مراد لینے میں قرینہ یہ ہے کہ حدیث کے پہلے لفظ صدقہ سے مراد بالاتفاق زکوٰۃ ہے ۔ (یعنی لَيْسَ فِيْمَا دُوْنَ خَمْسِ اَوَاقٍ صَدَقَةٌ اس میں لفظ صدقہ سے مراد زکوٰۃ ہے ۔

كِتَابُ الزَّكٰوةِ

کتاب زکوٰۃ کے بیان میں

بَابُ وُجُوبِ الزَّكٰوةِ وَقَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ

باب ۸۸۳ زکوٰۃ دینا فرض ہے۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ سُفْيٰنَ فَذَكَرَ حَدِيْثَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَاْمُرُنَا بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ وَالصِّلَةِ وَالْعِفَافِ۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ (نماز قائم کرو، زکوٰۃ ادا کرو ۳۲۴) حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ مجھے ابوسفیان نے آنحضرت صلعم کی حدیث بیان کی کہ آپؐ ہمیں نماز، زکوٰۃ، صلہ رحمی، اور پاکدامنی (یعنی زنا سے بچنے) کا حکم دیتے تھے۔

۱۴۱۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ الضَّحَّاكُ بْنُ مَخْلَدٍ عَنْ زَكَرِيَّاءَ بْنِ اِسْحٰقَ عَنْ يَحْيَى ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ صَيْفِيٍّ عَنْ اَبِيْ مَعْبَدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رض اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ مُعَاذًا اِلَى الْيَمَنِ فَقَالَ ادْعُهُمْ اِلٰى شَهَادَةِ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَاِنْ هُمْ اَطَاعُوْا لِذٰلِكَ فَاَعْلِمْهُمْ اَنَّ اللّٰهَ قَدِ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوٰتٍ فِيْ كُلِّ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ فَاِنْ هُمْ اَطَاعُوْا لِذٰلِكَ فَاَعْلِمْهُمْ اَنَّ اللّٰهَ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً فِيْ اَمْوَالِهِمْ تُؤْخَذُ مِنْ اَغْنِيَائِهِمْ وَتُرَدُّ فِيْ فُقَرَائِهِمْ۔

حدیث ۱۳۱۳۔ (از ابوعاصم ضحاک بن مخلد از زکریا ابن اسحاق از یحییٰ بن عبداللہ بن صیفی از ابومعبد) حضرت ابن عباس رض فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ رض [illegible] کو یمن کی طرف بھیجا کہ انہیں کلمۂ شہادت (لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ) (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں) کی دعوت دے۔ اگر وہ اطاعت کریں، تو انہیں احکام الٰہی سے آگاہ کر کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر دن رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔ اگر وہ یہ بھی مان لیں تو انہیں بتائیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے مالوں میں سے صدقہ (زکوٰۃ) فرض کیا ہے۔ جو کہ ان کے مالداروں سے لے کر اُن ہی کے ضرورت مندوں میں تقسیم کر دیا جائے ۲ ؎

۱۵۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا

حدیث ۱۳۱۴۔ (از حفص بن عمر از شعبہ از محمد بن

---

۱ ؎ یہ قصہ اوپر گذر چکا ہے شروع کتاب میں جس میں ہرقل بادشاہ روم کا ذکر ہے۔ ۱۲ منہ ۲ ؎ سنہ ۹ ہجری یا سنہ ۹ ہجری میں جب آپ غزوۂ تبوک سے لوٹ کر آئے تھے ۱۲ منہ ۳ ؎ اس حدیث سے بھی زکوٰۃ کی فرضیت ثابت ہوئی۔ قسطلانی نے کہا۔ حدیث سے یہ بھی نکلا کہ کافر کو زکوٰۃ دینا درست نہیں۔ اسی طرح اگر اپنے شہر میں محتاج لوگ موجود ہوں تو دوسرے شہروں میں زکوٰۃ کا مال بھیجنا منع ہے اگر ایسا کرے گا تو زکوٰۃ ادا نہ ہوگی ۱۲ منہ

شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَوْهَبٍ عَنْ مُوْسَى بْنِ طَلْحَةَ عَنْ اَبِي اَيُّوْبَ اَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخْبِرْنِي بِعَمَلٍ يُدْخِلُنِي الْجَنَّةَ قَالَ مَالَهُ مَالَهُ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرَبٌ مَّالَهُ تَعْبُدُ اللّٰهَ لَا تُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا وَّتُقِيْمُ الصَّلٰوةَ وَتُؤْتِي الزَّكٰوةَ وَتَصِلُ الرَّحِمَ وَ قَالَ بَهْزٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ وَاَبُوْهُ عُثْمَانُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّهُمَا سَمِعَا مُوْسَى بْنَ طَلْحَةَ عَنْ اَبِي اَيُّوْبَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ اَخْشٰى اَنْ يَّكُوْنَ مُحَمَّدٌ غَيْرَ مَحْفُوْظٍ اِنَّمَا هُوَ عَمْرٌو۔

عثمان بن عبداللہ بن موہب از موسیٰ بن طلحہ) ابوایوب کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے[۱] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ کوئی ایسا کام بتائیے کہ جو مجھے جنت میں لے جائے۔ کسی دوسرے نے کہا کہ اسے کیا ہوا، اسے کیا ہوا؟ (یہ پوچھنے کی کیا ضرورت ہے) آپؐ نے فرمایا کیوں ضرورت کیوں نہیں؟ یہ تو بڑی ضروری بات ہے۔ سن۔ اللہ کی عبادت کیا کر۔ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کر، نماز صحیح ادا کر۔ زکوٰۃ دیتا رہ، صلہ رحمی کیا کر[۲]۔ بہز راوی نے بحوالہ شعبہ از محمد بن عثمان معہ والد عثمان بن عبداللہ از موسیٰ بن طلحہ از ابوایوب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی حدیث روایت کی۔ امام بخاری رح کہتے ہیں کہ مجھے خوف ہے کہ محمد بن عثمان کی جگہ عمرو بن عثمان ہوگا۔ [۳، ۴]

۱۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيْمِ قَالَ حَدَّثَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدِ بْنِ حَيَّانَ عَنْ اَبِي زُرْعَةَ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ اَعْرَابِيًّا اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ دُلَّنِي عَلٰى عَمَلٍ اِذَا عَمِلْتُهُ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ قَالَ تَعْبُدُ اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا وَّتُقِيْمُ الصَّلٰوةَ الْمَكْتُوْبَةَ وَتُؤَدِّي الزَّكٰوةَ الْمَفْرُوْضَةَ وَتَصُوْمُ

حدیث ۱۳۱۵۔ (از محمد بن عبدالرحیم از عفان بن مسلم از وہیب از یحییٰ بن سعید بن حیان از ابوزرعہ) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک بدو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور کہنے لگا۔ کہ مجھے ایسا کام بتائیے، کہ اس کے کرنے سے میں بہشت میں چلا جاؤں۔ آپؐ نے فرمایا۔ اللہ کی عبادت کر اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کر، فرض نماز ادا کرتا رہ اور فرض زکوٰۃ دیتا رہ۔ اور رمضان کے روزے رکھتا رہ[۵] وہ بدو کہنے لگا۔ بخدا جس کے

---

[۱] بعضوں نے کہا یہ خود ابوایوبؓ تھے۔ بعضوں نے کہا کوئی اعرابی تھا۔ بعضوں نے کہا ابن منتفق ۱۲ منہ [۲] جب تو یہ کام کرے گا تو تجھ کو بہشت مل جائے گی۔ امام بخاری نے اس حدیث سے زکوٰۃ کی فرضیت یوں نکالی کہ نماز کے بعد اس کو بیان کیا۔ دوسرے بہشت میں جانا زکوٰۃ دینے پر منحصر ہوا تو معلوم ہوا کہ جو زکوٰۃ نہ دیگا وہ دوزخ میں جائیگا اور دوزخ میں اسی چیز کی ترک سے ہوتا ہے جو واجب ہو ۱۲ منہ [۳] امام بخاری نے دوسری سند بہز کی اسی لئے بیان کی کہ حفص بن عمر کی طرح انہوں نے بھی شعبہ سے محمد بن عثمان کہا ہے اور صحیح یہ ہے کہ شعبہ نے اس حدیث میں غلطی کی اور ٹھیک یوں ہے عمرو بن عثمان یحییٰ بن سعید قطان اور اسحاق اور ابواسامہ اور ابونعیم سب نے عمرو بن عثمان کہا ہے اور امام بخاری نے تاریخ میں کہا کہ یہی صحیح ہے اور دارقطنی اور نووی نے کہا کہ شعبہ نے اس میں غلطی کی اور صحیح عمرو ہے ۱۲ منہ [۴] اس حدیث میں تو صاف اور صریح یہ مذکور ہے کہ زکوٰۃ فرض ہے ۱۲ منہ [۵] حج کا ذکر نہیں کیا۔ بعضوں نے کہا راوی اس کو بھول گیا ۱۲ منہ

رَمَضَانَ قَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا اَزِيْدُ عَلٰى هٰذَا فَلَمَّا وَلّٰى قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَرَّهٗ اَنْ يَّنْظُرَ اِلٰى رَجُلٍ مِّنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَلْيَنْظُرْ اِلٰى هٰذَا۔

قبضہ میں میری جان ہے، میں اس میں زیادتی نہ کروں گا[1] جب وہ پیٹھ پھیر کر جانے لگا، تو آپؐ نے فرمایا۔ اگر کسی کو بہشتی آدمی دیکھنا ہو تو وہ اس شخص کو دیکھ لے۔

۱۷۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ يَّحْيٰى عَنْ اَبِيْ حَيَّانَ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْزُرْعَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا۔

حدیث ۱۳۱۶ ۔ (از مسدد از یحییٰ از ابن حیان[2]) ابو زرعہ[3] رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی حدیث روایت کی ہے۔

۱۸۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ جَمْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَّقُوْلُ قَدِمَ وَفْدُ عَبْدِ الْقَيْسِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ هٰذَا الْحَيَّ مِنْ رَّبِيْعَةَ قَدْ حَالَتْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ كُفَّارُ مُضَرَ وَلَسْنَا نَخْلُصُ اِلَيْكَ اِلَّا فِي الشَّهْرِ الْحَرَامِ فَمُرْنَا بِشَيْءٍ نَّاْخُذُهٗ عَنْكَ وَنَدْعُوْا اِلَيْهِ مَنْ وَّرَآءَنَا قَالَ اٰمُرُكُمْ بِاَرْبَعٍ وَّاَنْهَاكُمْ عَنْ اَرْبَعٍ الْاِيْمَانِ بِاللّٰهِ وَشَهَادَةِ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَعَقَدَ بِيَدِهٖ هٰكَذَا وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ وَاَنْ تُؤَدُّوْا خُمُسَ مَا غَنِمْتُمْ وَاَنْهَاكُمْ عَنِ الدُّبَّآءِ وَالْحَنْتَمِ وَالنَّقِيْرِ وَالْمُزَفَّتِ وَقَالَ

حدیث ۱۳۱۷ ۔ از حجاج بن منہال از حماد بن زید از ابو جمرہ) حضرت ابن عباس رضؓ نے فرمایا کہ عبدالقیس کا وفد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کی کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم ربیعہ قبیلہ کی ایک شاخ ہیں۔ ہمارے اور آپ کے درمیان مُضر کے کفار حائل ہیں اور سوائے شہر حرام (عزت والے مہینے) کے اور دنوں میں آپؐ کے پاس ہم نہیں پہنچ سکتے، لہٰذا ہمیں ایسی بات بتا دیجئے، کہ ہم خود بھی سمجھ لیں اور جو لوگ یہاں آپ کے پاس نہیں آئے اور وہیں گھروں میں ہیں وہ بھی سیکھ سمجھ لیں۔ آپؐ نے فرمایا۔ میں تمہیں چار باتوں کا حکم دیتا ہوں اور چار باتوں سے روکتا ہوں (جن باتوں کا حکم ہے وہ یہ ہیں) اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا، اور اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں آپؐ نے انگلی سے ایک خدا کا اشارہ کیا۔ دوسرے نماز پڑھنا، تیسرے زکوٰۃ دینا، مال غنیمت سے پانچواں حصہ بیت المال میں جمع کرنا، چار باتوں سے روکتا ہوں، کدو کے تونبے سے، سبز لاکھی مرتبان سے، کریدی ہوئی لکڑی کے برتن سے، اور روغنی برتن سے

---

[1] مسلم کی رویت میں اتنا زیادہ ہے اور گھٹاؤں کا بھی نہیں ۱۲ منہ [2] ان کا نام یحییٰ بن سعید بن حیان ہے ۱۲ منہ [3] مگر یحییٰ بن سعیب قطان کی یہ روایت مرسل ہے۔ کیونکہ ابو زرعہ تابعی ہیں۔ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں سنا اور وہیب کی رویت جو اوپر گذری وہ موصول ہے اور وہیب ثقہ ہیں ان کی زیادت مقبول ہے۔ اس لئے حدیث میں کوئی علت نہیں ۱۲ منہ

سُلَيْمَانُ وَأَبُو النُّعْمَانِ عَنْ حَمَّادٍ اَلْإِيْمَانِ بِاللّٰهِ شَهَادَةِ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ۔

سلیمان اور ابو النعمان نے حماد سے یوں روایت کیا۔ ایمان باللہ شہادۃ ان لا الٰہ الا اللہ (بغیر واؤ عطف باللہ شہادۃ الخ) [۱]

۱۹ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبُ بْنُ أَبِي حَمْزَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ لَمَّا تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ أَبُوْ بَكْرٍ وَّكَفَرَ مَنْ كَفَرَ مِنَ الْعَرَبِ فَقَالَ عُمَرُ كَيْفَ تُقَاتِلُ النَّاسَ وَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَقُوْلُوْا لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ فَمَنْ قَالَهَا فَقَدْ عَصَمَ مِنِّيْ مَالَهُ وَنَفْسَهُ إِلَّا بِحَقِّهِ وَحِسَابُهُ عَلَى اللّٰهِ فَقَالَ وَاللّٰهِ لَأُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ فَإِنَّ الزَّكٰوةَ حَقُّ الْمَالِ وَاللّٰهِ لَوْ مَنَعُوْنِيْ عَنَاقًا كَانُوْا يُؤَدُّوْنَهَا إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَاتَلْتُهُمْ عَلٰى مَنْعِهَا قَالَ عُمَرُ فَوَاللّٰهِ مَا هُوَ إِلَّا أَنْ قَدْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَ أَبِيْ بَكْرٍ فَعَرَفْتُ أَنَّهُ الْحَقُّ۔

حدیث ۱۳۱۸۔ (از ابو الیمان حکم بن نافع از شعیب بن ابی حمزہ از زہری از عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعودؓ) حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا اور حضرت ابوبکرؓ کے زمانہ میں کئی لوگ کافر ہوگئے [۲] (حضرت ابوبکرؓ نے مانعین زکوٰۃ سے قتال کا حکم دیا) تو حضرت عمرؓ نے کہا آپ ان سے کس لئے قتال کرینگے۔؟ حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ مجھے لوگوں سے لڑنے کا اسی وقت تک حکم ہے جبتک وہ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ نہ کہیں اور جو شخص یہ کلمہ پڑھ لے تو گویا اس نے اپنا مال اور جان مجھ سے بچالیا [۳] اور اس کا حساب اللہ کریگا البتہ خون کے عوض یا اور کسی جرم میں کسی کا قتل مستثنیٰ ہے۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا بخدا میں تو اس شخص سے جنگ کرونگا جو نماز اور زکوٰۃ میں فرق سمجھے گا۔ کیونکہ زکوٰۃ مال کا حق ہے (جیسے نماز بدن کا حق ہے) بخدا اگر یہ لوگ بکری کا بچہ نہ دینگے جو زکوٰۃ کے طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں دیا کرتے تھے، تو میں ان سے اس حالت میں بھی جہاد کرونگا۔ حضرت عمرؓ نے کہا بخدا اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکرؓ کا شرح صدر فرمایا تھا [۴] (اور یہ خیال ان کا اللہ کی جانب سے تھا) میں سمجھ گیا کہ ان کی یہ بات حق ہے [۵]

---

[۱] یہ حدیث اوپر گذر چکی ہے سلیمان اور ابو النعمان کی روایت میں الایمان باللہ کے بعد واؤ عطف نہیں ہے اور حجاج کی روایت میں واؤ عطف تھا جیسے اوپر گذرا۔ ایمان باللہ اور شہادت ان لا الٰہ الا اللہ دونوں ایک ہی ہیں اب یہ اعتراض نہ ہوگا کہ یہ پانچ باتیں ہوگئیں اور حج کا ذکر نہیں کیا کیونکہ ان لوگوں پر شاید حج فرض نہ ہوگا۔ اس حدیث سے بھی زکوٰۃ کی فرضیت نکلتی ہے کیونکہ آپ نے اس کا امر کیا اور امر وجوب کیلئے ہوا کرتا ہے مگر جب کوئی دوسرا قرینہ ہو جس سے عدم وجوب ثابت ہو حافظ نے کہا سلیمان کی روایت کو خود مؤلف نے مغازی میں اور ابو سلیمان کی روایت کو بھی خود مؤلف نے خمس میں وصل کیا ۱۲ منہ [۲] بعضے تو پھر بت پرست بن گئے اور بعضے مسیلمہ کذاب کے تابع ہوگئے جیسے یمامہ والے اور بعضے مسلمان رہے مگر زکوٰۃ کی فرضیت کا انکار کرنے لگے اور قرآن شریف کی یوں تاویل کرنے لگے کہ زکوٰۃ لینا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خاص تھا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا خذ من اموالهم صدقة تطهرهم وتزكيهم بها وصل عليهم ان صلوتك سكن لهم اور پیغمبر کے سوا اور کسی کی دعا سے ان کی تسلی اور طہارت نہیں ہوسکتی ۱۲ منہ [۳] یعنی دل میں ان کے ایمان ہے یا نہیں اس سے ہم کو غرض نہیں اس کی پوچھ قیامت کے دن اللہ کے سامنے ہوگی اور دنیا میں جو کوئی زبان سے لا الٰہ الا اللہ کہے گا اس کو مومن سمجھیں گے اس کے مال اور جان پر حملہ نہ کریں گے ۱۲ منہ [۴] نماز کو فرض کہے گا پر زکوٰۃ کو فرض نہ جانے گا ۱۲ منہ [۵] حضرت عمرؓ نے بھی بعد کو ابوبکرؓ کی رائے سے اتفاق کیا اور سب صحابہؓ بھی متفق ہوگئے اور زکوٰۃ نہ دینے والوں پر جہاد کیا۔ ہمارے زمانہ میں بعض نادان لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ صرف لا الٰہ الا اللہ کہہ دینے سے آدمی مومن ہوجاتا ہے خواہ وہ اسلام کے دوسرے اصول کو مانے یا نہ مانے ان بیوقوفوں کا اس حدیث سے پورا رد ہوگیا لا الٰہ الا اللہ کہنا بیشک ایمان کی نشانی ہے مگر اسی شرط کے ساتھ کہ اسلام کے دوسرے اصول وارکان کا انکار نہ ہو اگر اسلام کے ایک رکن کا بھی انکار کرے جیسے نماز یا روزے یا زکوٰۃ یا حج کا یا اللہ جل جلالہ کے صفات کا یا آنحضرت صلی اللہ

بَابُ ۹ الْبَیْعَةِ عَلٰی اِیْتَاءِ الزَّکٰوةِ

فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّکٰوةَ فَاِخْوَانُکُمْ فِی الدِّیْنِ۔

۲۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَیْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِیْ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ عَنْ قَیْسٍ قَالَ قَالَ جَرِیْرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بَایَعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلٰی اِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِیْتَاءِ الزَّکٰوةِ وَالنُّصْحِ لِکُلِّ مُسْلِمٍ۔

باب ۸۸۴ زکوٰۃ کی ادائیگی پر بیعت کرنا۔ آیت ہے

فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّکٰوةَ فَاِخْوَانُکُمْ فِی الدِّیْنِ۔ اگر یہ لوگ توبہ کریں، نماز قائم کریں، زکوٰۃ ادا کریں تو یہ تمہارے دینی بھائی ہیں

حدیث ۱۳۱۹۔ (از محمد بن عبداللہ بن نمیر از عبداللہ بن نمیر از اسمٰعیل از قیس) جریر بن عبداللہ کہتے ہیں، میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ان باتوں پر بیعت کی۔ نماز قائم کرنا۔ زکوٰۃ ادا کرنا۔ ہر مسلمان کا خیر خواہ رہنا۔

بَابُ ۱۰ اِثْمِ مَانِعِ الزَّکٰوةِ وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی وَالَّذِیْنَ یَکْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا یُنْفِقُوْنَهَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اِلٰی قَوْلِهٖ تَعَالٰی فَذُوْقُوْا مَا کُنْتُمْ تَکْنِزُوْنَ۔

۲۱۔ حَدَّثَنَا اَبُو الْیَمَانِ الْحَکَمُ بْنُ نَافِعٍ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَیْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الزِّنَادِ اَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ هُرْمُزَ الْاَعْرَجَ حَدَّثَهٗ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا هُرَیْرَةَ یَقُوْلُ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ تَاْتِی الْاِبِلُ عَلٰی صَاحِبِهَا عَلٰی خَیْرِ مَا کَانَتْ اِذَا هُوَ لَمْ یُعْطِ فِیْهَا حَقَّهَا تَطَاُهٗ بِاَخْفَافِهَا وَتَاْتِی الْغَنَمُ عَلٰی صَاحِبِهَا عَلٰی خَیْرِ مَا کَانَتْ اِذَا لَمْ یُعْطِ فِیْهَا حَقَّهَا تَطَاُهٗ بِاَظْلَافِهَا وَتَنْطَحُهٗ بِقُرُوْنِهَا قَالَ وَمِنْ حَقِّهَا اَنْ

باب ۸۸۵

زکوٰۃ نہ دینے والے کا گناہ۔ اور آیت وَالَّذِیْنَ یَکْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا یُنْفِقُوْنَهَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اِلٰی قَوْلِهٖ تَعَالٰی فَذُوْقُوْا مَا کُنْتُمْ تَکْنِزُوْنَ (توبہ ۳۴۔۳۵) جو لوگ سونا چاندی جمع کرتے ہیں اور فی سبیل اللہ خرچ نہیں کرتے الخ یعنی تکنزون تک جمع کرنے کا مزہ چکھو۔ ۱۵۳ئ

حدیث ۱۳۲۰۔ (از ابو الیمان حکم بن نافع از شعیب از ابو الزناد از عبدالرحمٰن بن ہرمز اعرج) حضرت ابوہریرہ رضؓ فرماتے ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (قیامت کے دن) وہ اونٹ جن کی ان کے مالک نے زکوٰۃ نہ دی اچھے خاصے بن کر آئیں گے اور اپنے مالک کو پاؤں سے روندیں گے۔ اور جن بکریوں کی ان کے مالک نے زکوٰۃ نہ دی، اچھی حالت میں آئیں گی اور اپنے مالک کو کھروں سے روندیں گی اور سینگوں سے ماریں گی۔ آپؐ نے فرمایا کہ ان کا یہ بھی حق ہے کہ جب وہ پانی کے پاس

(بقیہ صـ۱۶) علیہ وسلم کے معجزات کا یا قیامت یا حشر نشر یا ملائکہ کا یا حور اور قصور اور جنت کی نعمتوں اور دوزخ کے عذابوں کا تو وہ کافر ہے اور دائرۂ اسلام سے خارج ہے اس سے مسلمانوں کی طرح برتاؤ نہیں کر سکتے نہ اس سے شادی و بیاہ درست ہے ۱۲ منہ ۵۲ آیت میں کنز کا لفظ ہے۔ کنز اسی مال کو کہیں گے جس کی زکوٰۃ نہ دی جائے گی اور اکثر صحابہ اور تابعین کا یہی قول ہے کہ آیت اہل کتاب اور مشرکین اور مومنین سب کو شامل ہے۔ امام بخاری نے بھی اسی طرف اشارہ کیا ہے اور بعضے صحابہ نے اس آیت کو کافروں سے خاص کیا ہے ۱۲ منہ ۵۳ مسلم کی روایت میں اتنا اور زیادہ ہے۔ منہ سے کا ہیں نے پچاس ہزار برس کا جو دن ہوگا اس دن یہی کرتے رہیں گے کہ اللہ بندوں کا فیصلہ کریں اور وہ اپنا ٹھکانا دیکھ لے یا بہشت میں یا دوزخ میں ۱۲ منہ

تُحْلَبَ عَلَى الْمَاءِ وَقَالَ وَلَا يَأْتِيْ أَحَدُكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ بِشَاةٍ يَحْمِلُهَا عَلٰى رَقَبَتِهٖ لَهَا يُعَارٌ فَيَقُوْلُ يَا مُحَمَّدُ فَأَقُوْلُ لَا أَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ بَلَّغْتُ وَلَا يَأْتِيْ بِبَعِيْرٍ يَحْمِلُهٗ عَلٰى رَقَبَتِهٖ لَهٗ رُغَاءٌ فَيَقُوْلُ يَا مُحَمَّدُ فَأَقُوْلُ لَا أَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ بَلَّغْتُ۔

۲۲۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا هَاشِمُ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ السَّمَّانِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اٰتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَلَمْ يُؤَدِّ زَكٰوتَهٗ مُثِّلَ لَهٗ مَالُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ شُجَاعًا أَقْرَعَ لَهٗ زَبِيْبَتَانِ يُطَوَّقُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ثُمَّ يَأْخُذُ بِلِهْزِمَتَيْهِ يَعْنِيْ بِشِدْقَيْهِ ثُمَّ يَقُوْلُ أَنَا مَالُكَ أَنَا كَنْزُكَ ثُمَّ تَلَا وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ الْاٰيَةَ بِمَا اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ۔

بَابُ مَا أُدِّيَ زَكٰوتُهٗ فَلَيْسَ بِكَنْزٍ

لِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ

پہنچیں تو ان کا دودھ دوہا جائے [1] (کیونکہ پانی پر اکثر غریب اور فقیر لوگ جمع ہوتے ہیں وہاں دودھ دوہا جائے تو انہیں بھی دیا جائے) اور قیامت کے دن ایسا نہ ہو کہ بکری تم میں سے کسی شخص کی گردن پر سوار ہو اور میں میں کر رہی ہو اور پھر وہ شخص کہے اے محمد! میری جان چھڑاؤ میں کہونگا، میں کچھ نہیں کر سکتا۔ میں نے حکمِ خدا کی تبلیغ دنیا میں کردی تھی۔ اور ایسا بھی نہ ہو کہ کوئی اونٹ کو اپنی گردن پر لادے ہوئے آئے اور وہ اونٹ اپنی آواز نکال رہا ہو بڑبڑا اور وہ شخص کہے اے محمد! (میری امداد کیجئے) میں تو وہاں یہی کہونگا میں آج کچھ اختیار نہیں رکھتا پیغامِ الٰہی دنیا میں پہنچا چکا ہوں۔

حدیث ۱۳۲۱۔ (از علی بن عبداللہ از ہاشم ابن قاسم از عبدالرحمن ابن عبداللہ بن دینار از ابوصالح السمان) حضرت ابوہریرہ رضی فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کو اللہ تعالیٰ مال دے اور وہ زکوٰۃ ادا نہ کرے تو اس کے مال کو ایک گنجے سانپ کی شکل کا بنا دیا جائیگا جس کی آنکھوں پر دو کالے ٹیکے ہونگے [2] وہ اس شخص کے گلے کا طوق بنایا جائیگا۔ پھر اس کے دونوں جبڑوں کو پکڑ کر کہے گا میں تیرا مال ہوں تیرا خزانہ ہوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر یہ آیت پڑھی۔ وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ آخر تک جو لوگ مال رکھنے کے باوجود بخیل ہیں وہ اپنے لئے بہتر نہ سمجھیں بلکہ وہ بخل برا ہے ان کا وہ مال طوق بنے گا [3] قیامت کے روز۔

باب ۸۸۶ جس مال کی زکوٰۃ دے دی جائے تو وہ کنز نہیں کہلائیگا [4]

ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے، پانچ اوقیہ سے کم

---

[1] پانی پر اکثر غریب فقیر لوگ جمع رہتے ہیں وہاں دودھ دوہنے سے یہ غرض ہے کہ کچھ دودھ غریب مسکینوں کو بھی پلا یا جائے بعضوں نے کہا یہ حکم زکوٰۃ کی فرضیت سے پہلے تھا جب زکوٰۃ فرض ہوئی تو اب اور کوئی صدقہ یا حق واجب نہیں رہا۔ ایک حدیث میں ہے کہ زکوٰۃ کے سوا مال میں دوسرا حق بھی ہے اس کو ترمذی نے فاطمہ بنت قیس سے نکالا ایک حدیث میں ہے کہ اونٹوں کا بھی یہی حق ہے کہ پانی کے کنارے ان کا دودھ دوہا جائے ۱۲ منہ [2] بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے اس کے منہ کے دونوں کناروں پر جھین ہوگا ۱۲ منہ [3] یعنی حقیقۃً طوق ہوگا بعضوں نے کہا طوق ہونے سے مجازی معنیٰ مراد ہے یعنی اس پر وبال ہوگا اور حدیث سے اس کا رد ہوتا ہے ۱۲ منہ [4] یعنی اس مال سے یہ آیت متعلق نہیں ہے وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ الخ معلوم ہوا اگر کوئی مال جمع کرے تو گنہگار نہیں بشرطیکہ زکوٰۃ دیا کرے گو تقویٰ اور فضیلت کے خلاف ہے یہ ترجمہ باب خود ایک حدیث ہے جس کو امام مالک نے ابن عمرؓ سے مرفوعًا نکالا اور ابوداؤد نے ایک مرفوع حدیث نکالی جس کا مطلب یہی ہے ۱۲ منہ

فِيمَا دُونَ خَمْسِ أَوَاقٍ صَدَقَةٌ۔

۲۳۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ أَسْلَمَ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَؓ فَقَالَ أَعْرَابِيٌّ أَخْبِرْنِي عَنْ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ قَالَ ابْنُ عُمَرَ مَنْ كَنَزَهَا فَلَمْ يُؤَدِّ زَكٰوتَهَا فَوَيْلٌ لَّهُ إِنَّمَا كَانَ هٰذَا قَبْلَ أَنْ تُنْزَلَ الزَّكٰوةُ فَلَمَّا أُنْزِلَتْ جَعَلَهَا اللّٰهُ طُهْرًا لِّلْأَمْوَالِ۔

۲۴۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ يَزِيدَ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبُ بْنُ إِسْحَاقَ قَالَ أَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ أَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ أَنَّ عَمْرَو بْنَ يَحْيَى ابْنِ عُمَارَةَ أَخْبَرَهُ عَنْ أَبِيهِ يَحْيَى بْنِ عُمَارَةَ ابْنِ أَبِي الْحَسَنِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَعِيدٍ يَقُولُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسِ أَوَاقٍ صَدَقَةٌ وَّلَا فِيمَا دُونَ خَمْسِ ذَوْدٍ صَدَقَةٌ وَّلَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسَةِ أَوْسُقٍ صَدَقَةٌ

۲۵۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ أَبِي هَاشِمٍ سَمِعَ هُشَيْمًا

چاندی پر زکوٰۃ ضروری نہیں ہے [۱]

حدیث ۱۳۲۲ - (از احمد بن شعیب بن سعید از شعیب بن سعید از یونس از ابن شہاب) خالد بن اسلمؒ فرماتے ہیں کہ ہم عبداللہ ابن عمرؓ کے ساتھ نکلے تو ایک بدو نے آپ سے اس آیت کی تفسیر پوچھی وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ الآيَة حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا۔ جس شخص نے سونا چاندی جمع کر رکھا اور زکوٰۃ نہ دی اس کے لیے تباہی ہے اور یہ آیت زکوٰۃ کے حکم سے پہلے کی ہے جب زکوٰۃ فرض ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے مالوں کو اس سے پاک کرنے کا طریقہ بنا دیا [۲]

حدیث ۱۳۲۳ - (از اسحاق بن یزید از شعیب بن اسحاق از اوزاعی از یحیی بن ابی کثیر از عمرو بن یحیی بن عمارۃ از یحیی بن عمارۃ بن ابی الحسن) حضرت ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ پانچ اوقیہ سے کم چاندی میں، پانچ اونٹوں سے کم اونٹوں میں، اور پانچ وسق سے کم کھجور میں زکوٰۃ نہیں ہے [۳]

حدیث ۱۳۲۴ - (از علی بن ابی ہاشم از ہشیم از حصین) زید بن

---

[۱] یہ حدیث اسی باب میں آتی ہے امام بخاری نے اس حدیث سے یہ دلیل لی ہے کہ جس مال کی زکوٰۃ ادا کی جائے وہ کنز نہیں ہے اس کا دبانا اور رکھ چھوڑنا درست ہے کیونکہ پانچ اوقیہ سے کم چاندی میں بموجب نص حدیث زکوٰۃ نہیں ہے پس اتنی چاندی کا رکھ چھوڑنا اور دبانا کنز نہ ہوگا اور آیت میں سے اس کو خاص کرنا ہوگا اور خاص کرنے کی وجہ یہی ہوئی کہ زکوٰۃ اس پر نہیں ہے تو جس مال کی زکوٰۃ ادا کر دی گئی وہ بھی کنز نہ ہوگا کیونکہ اس پر بھی زکوٰۃ نہیں رہی ۱۲ منہ [۲] عبداللہ بن عمرؓ کا مطلب ہے کہ آیت والذین یکنزون الذھب والفضۃ میں جو وعید ہے وہ انہی لوگوں کیلئے ہے جو زکوٰۃ نہیں دیتے اور سونا چاندی جوڑ کر رکھتے ہیں لیکن جو لوگ زکوٰۃ دیا کرتے ہیں وہ کتنا بھی سونا چاندی اکٹھا کریں تو کچھ گنہگار نہ ہونگے کیونکہ زکوٰۃ سے ان کا مال پاک و صاف رہتا ہے اس کو کنز نہیں کہینگے۔ اکثر صحابہ بلکہ سب اس مسئلہ میں ابن عمرؓ سے موافق ہیں صرف ابوذر غفاریؓ جو بڑے زاہد درویش اور تارک الدنیا تھے وہ کہتے ہیں کہ یہ آیت مطلق ہے ہر مال جوڑنے والے کو شامل ہے زکوٰۃ دے یا نہ دے ان کا مذہب درویشانہ ہے کہ مال جوڑنا مسلمان کو کسی حال میں جائز نہیں جو آوے اور کھلاوے اور کھاوے اور اللہ پر بھروسہ رکھے وہ رازق مطلق ہے جب تک جئیگا دیگا ۱۲ منہ [۳] ایک اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے پانچ اوقیوں کے دو سو درم ہووے یعنی ساڑھے باون تولے چاندی یہی چاندی کا نصاب ہے اس سے کم میں زکوٰۃ نہیں اور وسق، ساٹھ صاع کا ہوتا ہے صاع چار مد کا ایک رطل اور تہائی رطل کا ہندوستان کے وزن کے لحاظ سے ایک وسق پکے ساڑھے پانچ من کے قریب ہوتا ہے تو پانچ وسق کے ایک کھنڈی سے کچھ زیادہ ہووے ایک کھنڈی سے کم غلہ یا کھجور میں زکوٰۃ نہیں ہے ۱۲ منہ

قَالَ اَخْبَرَنَا حُصَيْنٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ قَالَ مَرَرْتُ بِالرَّبَذَةِ فَاِذَا اَنَا بِاَبِي ذَرٍّ فَقُلْتُ لَهٗ مَا اَنْزَلَكَ مَنْزِلَكَ هٰذَا قَالَ كُنْتُ بِالشَّامِ فَاخْتَلَفْتُ اَنَا وَمُعَاوِيَةُ فِي الَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ قَالَ مُعَاوِيَةُ نَزَلَتْ فِي اَهْلِ الْكِتٰبِ فَقُلْتُ نَزَلَتْ فِيْنَا وَفِيْهِمْ فَكَانَ بَيْنِي وَبَيْنَهٗ فِي ذٰلِكَ فَكَتَبَ اِلٰى عُثْمَانَ يَشْكُوْنِي فَكَتَبَ اِلَيَّ عُثْمَانُ اَنِ اقْدَمِ الْمَدِيْنَةَ فَقَدِمْتُهَا فَكَثُرَ عَلَيَّ النَّاسُ حَتّٰى كَاَنَّهُمْ لَمْ يَرَوْنِي قَبْلَ ذٰلِكَ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِعُثْمَانَ فَقَالَ لِي اِنْ شِئْتَ تَنَحَّيْتَ فَكُنْتَ قَرِيْبًا فَذَاكَ الَّذِي اَنْزَلَنِي هٰذَا الْمَنْزِلَ وَلَوْ اَمَّرُوْا عَلَيَّ حَبَشِيًّا لَسَمِعْتُ وَاَطَعْتُ۔

وہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ربذہ کی طرف سے گزرا[1] (ربذہ مدینہ سے تین منزل پر ایک گاؤں ہے) وہاں مجھے حضرت ابوذر رضؓ ملے میں نے پوچھا (شہر چھوڑ کر یہاں (دیہات میں) کیسے آئے؟ فرمایا میں شام میں تھا۔ حضرت معاویہ رضؓ سے اس آیت کے متعلق اَلَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ اختلاف ہوگیا۔ معاویہ رضؓ کہتے تھے کہ یہ کتاب اہل کتاب کے بارے میں اتری ہے میں نے کہا نہیں ہم مسلمانوں کے لئے بھی یہی حکم ہے اور اہل کتاب کیلئے بھی[2] ہم دونوں میں خوب بحث ہوئی۔ انہوں نے حضرت عثمان رضؓ کو میری شکایت لکھ بھیجی۔ حضرت عثمان رضؓ نے مجھے مدینہ آنے کا حکم دیا میں مدینہ منورہ پہنچا۔ لوگ کثرت سے میرے اردگرد جمع ہونے لگے۔ گویا پہلے مجھے انہوں نے نہیں دیکھا تھا۔ میں نے اس ہجوم کا ذکر کیا تو حضرت عثمان رضؓ نے فرمایا اگر تم چاہو تو مدینے کے قریب کسی گوشے میں جا رہو۔ یہی وجہ ہے میں یہاں رہنے لگا ہوں۔ اگر میرا سردار کسی حبشی کو بھی بنایا جاتا تو میں اس کی بات سنتا اور اطاعت کرتا۔

٢٦- حَدَّثَنَا عَيَّاشٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا الْجُرَيْرِيُّ عَنْ اَبِي الْعَلَاءِ عَنِ الْاَحْنَفِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ جَلَسْتُ ح وَحَدَّثَنِي اِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا

حدیث ۱۳۲۵ (از عیاش از عبد الاعلی از جُرَیری از ابو العلا از احنف ابن قیس) دوسری سند (از اسحاق بن منصور از عبد الصمد از ان کے والد عبد الوارث از جریری از ابو العلاء بن شخیر) احنف بن قیس فرماتے ہیں کہ میں قریش کی ایک جماعت میں بیٹھا ہوا تھا

[1] ربذہ ایک گاؤں ہے مدینہ سے تین منزل کے فاصلے پر ابوذر غفاری رضؓ وہیں جا رہے تھے اور وہیں انتقال فرمایا ۱۲ منہ [2] یعنی آیت عام ہے یعنی جو کوئی سونا چاندی جوڑ رکھے مسلمان ہو یا کافر یہ آیت اس کو شامل ہے ۱۲ منہ [3] حضرت ابوذر غفاری رضؓ بڑے عالی شان صحابی اور زاہد اور درویش تھے اپنا نظیر نہیں رکھتے تھے ایسے بزرگ شخص کے پاس خواہ مخواہ لوگ بہت جمع ہوتے ہیں۔ معاویہؓ نے ان سے یہ اندیشہ کیا کہ کہیں کوئی فساد نہ اٹھ کھڑا ہو۔ حضرت عثمان رضؓ نے ان کو مدینہ بلا بھیجا تو فوراً چلے آئے خلیفہ اور حاکم اسلام کی اطاعت فرض ہے ابوذر رضؓ نے ایسا ہی کیا مدینہ میں آئے تو یہاں شام سے بھی زیادہ ان کے پاس مجمع ہونے لگا۔ حضرت عثمان رضؓ کو بھی وہی اندیشہ ہوا جو معاویہؓ کو ہوا تھا۔ انہوں نے صاف تو یہ نہیں کہا کہ تم مدینہ سے نکل جاؤ مگر صلاح کے طور بیان کیا ابوذر رضؓ نے ان کی مرضی پا کر مدینہ کو بھی چھوڑ دیا اور ربذہ ایک گاؤں میں جا کر رہ گئے اور تا دم وفات وہیں مقیم رہے آپ کی قبر بھی وہیں ہے امام احمد اور ابویعلیٰ نے مرفوعاً نکالا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوذر رضؓ سے فرمایا جب تو مدینہ سے نکالا جائیگا تو کہاں جائیگا انہوں نے کہا شام کے ملک میں آپ نے فرمایا جب وہاں سے نکالا جائیگا۔ عرض کیا پھر مدینہ میں آ جاؤنگا۔ آپ نے فرمایا جب پھر وہاں سے نکالا جائیگا تو کیا کریگا۔ ابوذر رضؓ نے کہا میں اپنی تلوار سنبھال لونگا اور لڑونگا آپ نے فرمایا میں تجھ کو اس سے بہتر بات نہ بتاؤں تو سن لے اور کہا مان لے اور جہاں وہ تجھ کو لے نکلیں تو چلا جا۔ ابوذر رضؓ نے اسی حدیث پر عمل کیا اور دم نہ مارا ۱۲ منہ

عَبْدُ الصَّمَدِ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ قَالَ قَالَ حَدَّثَنَا
الْجُرَيْرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الْعَلَاءِ بْنُ الشِّخِّيْرِ
أَنَّ الْأَحْنَفَ بْنَ قَيْسٍ حَدَّثَهُمْ قَالَ جَلَسْتُ إِلَى
مَلَإٍ مِّنْ قُرَيْشٍ فَجَاءَ رَجُلٌ خَشِنُ الشَّعْرِ وَالثِّيَابِ
وَالْهَيْئَةِ حَتّٰى قَامَ عَلَيْهِمْ فَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ
بَشِّرِ الْكَانِزِيْنَ بِرَضْفٍ يُّحْمٰى عَلَيْهِ فِيْ نَارِ
جَهَنَّمَ ثُمَّ يُوْضَعُ عَلٰى حَلَمَةِ ثَدْيِ أَحَدِهِمْ
حَتّٰى يَخْرُجَ مِنْ نُغْضِ كَتِفِهٖ وَيُوْضَعُ عَلٰى
نُغْضِ كَتِفِهٖ حَتّٰى يَخْرُجَ مِنْ حَلَمَةِ ثَدْيِهٖ
يَتَزَلْزَلُ ثُمَّ وَلّٰى فَجَلَسَ إِلٰى سَارِيَةٍ وَّ
تَبِعْتُهٗ وَجَلَسْتُ إِلَيْهِ وَأَنَا لَا أَدْرِيْ مَنْ
هُوَ فَقُلْتُ لَهٗ لَا أُرَى الْقَوْمَ إِلَّا قَدْ كَرِهُوا
الَّذِيْ قُلْتَ قَالَ إِنَّهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ شَيْئًا
قَالَ لِيْ خَلِيْلِيْ قَالَ قُلْتُ وَمَنْ خَلِيْلُكَ تَعْنِيْ
قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَبَا ذَرٍّ أَتُبْصِرُ
أُحُدًا قَالَ فَنَظَرْتُ إِلَى الشَّمْسِ مَا بَقِيَ مِنَ
النَّهَارِ وَأَنَا أُرٰى أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرْسِلُنِيْ فِيْ حَاجَةٍ لَّهٗ قُلْتُ
نَعَمْ قَالَ مَا أُحِبُّ أَنَّ لِيْ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا
أُنْفِقُهٗ كُلَّهٗ إِلَّا ثَلٰثَةَ دَنَانِيْرَ وَإِنَّ هٰؤُلَاءِ
لَا يَعْقِلُوْنَ شَيْئًا إِنَّمَا يَجْمَعُوْنَ الدُّنْيَا وَلَا
وَاللّٰهِ لَا أَسْأَلُهُمْ شَيْئًا وَّلَا أَسْتَفْتِيْهِمْ عَنْ

کہ ایک سخت بالوں، موٹے کپڑوں اور سادہ شکل والا آدمی آکر کھڑا ہوگیا اس نے سلام کیا۔ پھر کہنے لگا مال جمع کرنے والوں کو بتا دے کہ جہنّم کی آگ سے ایک پتھر گرم کرکے ان کے سینے کی بھٹنی پر رکھا جائیگا اور وہ پتھر مونڈھے کے اوپر والی ہڈی سے پار ہوجائیگا اور مونڈھے کے اوپر والی ہڈی پر رکھا جائیگا تو چھاں کی بھٹنی سے پار نکل جائے گا۔ اس طرح وہ پتھر اوپر نیچے ڈھلکتا رہیگا۔ یہ کہہ کر پیٹھ پھیری اور ایک ستون کے پاس جا بیٹھا۔ میں اس کے پیچھے چلا اور اس کے پاس جا بیٹھا۔ مجھے معلوم نہیں تھا یہ کون شخص ہے۔ میں نے کہا میرے خیال میں یہ لوگ آپ کی بات سے ناراض ہوئے ہیں۔ اس نے کہا یہ لوگ تو بے وقوف ہیں۔ مجھے میرے گہرے دوست نے ایک بات بتائی تھی میں نے پوچھا کون گہرا دوست؟ کہا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اے ابوذر! اُحد پہاڑ دیکھتا ہے؟ میں نے سورج کو دیکھا اتنا دن باقی ہے میرا خیال تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھے وہاں اپنے کام کے لئے بھیجنا چاہتے ہیں۔ میں نے کہا جی ہاں! آپ نے فرمایا مجھے یہ بھی پسند نہیں کہ میرے پاس اُحد پہاڑ جتنا سونا ہو تو میں وہ سارے کا سارا بھی اللہ کی راہ میں خرچ کرڈالوں صرف تین اشرفیاں[1] رکھ لوں۔ حضرت ابوذرؓ احنف بن قیس سے کہنے لگے۔ یہ لوگ بے عقل ہیں دنیا اکٹھی کررہے ہیں بخدا میں ان سے نہ دنیا وی سوال کروں گا وفات

---

[1] شاید تین اشرفیاں اس وقت آپ پر قرض ہوں گی یا آپ کا روزانہ خرچ تین اشرفیوں کا ہوگا۔ حافظ نے کہا۔ اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ مال جمع نہ کریگا، اولویت پر محمول ہے کیونکہ جمع کرنیوالا گو زکوٰۃ دے تب بھی اس کو قیامت کے دن حساب دینا ہوگا اس لئے بہتر یہی ہے کہ جو کچھ آئے خرچ کرڈالے ۱۲ منہ

دِيْنٍ حَقًّا اَلْقَى اللّٰهَ

تک نہ دینی مسئلہ پوچھوں گا۔[1]

باب ۱۲ اِنْفَاقِ الْمَالِ فِيْ حَقِّهٖ

۲۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنِيْ قَيْسٌ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا حَسَدَ اِلَّا فِيْ اِثْنَتَيْنِ رَجُلٌ اٰتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَسَلَّطَهٗ عَلٰى هَلَكَتِهٖ فِي الْحَقِّ وَرَجُلٌ اٰتَاهُ اللّٰهُ حِكْمَةً فَهُوَ يَقْضِيْ بِهَا وَيُعَلِّمُهَا۔

باب ۸۸۷ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی فضیلت

(از محمد بن مثنیٰ از یحییٰ از اسمٰعیل از قیس) ابن مسعودؓ فرماتے ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے دو آدمیوں پر رشک کر سکتے ہیں: اس مالدار پر جسے اللہ تعالیٰ نیک اور حق کاموں میں خرچ کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور وہ شخص جسے اللہ تعالیٰ نے قرآن وحدیث یعنی دینی تعلیم[2] عطا کی اور وہ خود بھی اس پر عمل کرتا ہے اور دوسروں کو بھی اس کی تعلیم دیتا ہے۔

باب ۱۳ الرِّيَاءِ فِي الصَّدَقَةِ

لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى كَالَّذِيْ يُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اِلٰى قَوْلِهٖ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِيْنَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ صَلْدًا لَيْسَ عَلَيْهِ شَيْءٌ وَّقَالَ عِكْرِمَةُ وَابِلٌ مَّطَرٌ شَدِيْدٌ وَالطَّلُّ النَّدٰى۔

باب ۸۸۸ خیرات میں دکھاوا کرنا

آیت۔ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا الٰی قَوْلِهٖ تَعَالٰی وَاللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْكٰفِرِیْنَ الْاٰیَةَ۔ اے ایمان والو اپنی خیرات احسان جتا کر اور غریب کو ستا کر برباد مت کرو۔ یہ تو اپنے مال کی خیرات میں دکھاوے کرنے والے کی طرح ہوگی جو اللہ اور آخرت پر ایمان نہیں رکھتا[3] الخ الکافرین تک۔ ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ صلد کے معنی بالکل صاف۔ عکرمہؓ کہتے ہیں کہ وابل زور کا مینہ۔ اور طل شبنم[5]

---

[1] ابوذرؓ کا مطلب یہ ہے کہ مجھ کو ان لوگوں سے کوئی غرض نہیں ہے کہ میں ان کی ناراضگی کا اندیشہ کروں نہ میں ان سے کوئی دنیا کا مال متاع چاہتا ہوں نہ دین کا علم ان سے حاصل کرنا چاہتا ہوں پھر حق بات کہنے میں مجھے کونسا امر مانع ہے۔ سبحان اللہ مسلمان مولویوں اور درویشوں کو حضرت ابوذرؓ کی طرح بے غرض اور متوکل رہنا چاہیے اور شریعت کی بات سنانے اور خدا کا حکم پہنچا دینے میں کسی کی کچھ پرواہ نہ کرنا چاہیے کوئی نواب یا امیر یا بادشاہ ناراض ہو جائے تو بازار سے اپنی روٹی محنت مشقت سے پیدا کرے ان کی ناراضی یا رضامندی سے کچھ غرض نہ رکھے۔ اگر عالم یا درویش میں یہ بات نہ ہو اور وہ دنیا داروں کی رعایت یا مروت کرے تو وہ خدا کا چور ہے ایسے عالم اور درویش سے دور بھاگنا چاہیئے اس سے تو جاہل دنیا دار بہتر ہیں۔ ہمارے زمانے کے مولوی اور مشائخ اکثر اسی بلا میں مبتلا ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون ۱۲ منہ [2] یعنی اللہ کے کاموں میں جیسے فقراء اور محتاجوں کو کھلانے پلانے، مدرسہ اور سرائے بنانے مجاہدین کیلئے جہاد کا سامان کر دینے، طالب علموں کی خوراک اور پوشاک طیار کرنے میں ۱۲ منہ [3] یعنی لوگوں کو دکھانے کیلئے تاکہ لوگ تعریف کریں اور سخی کہلائیں ایسی خیرات سے بجائے ثواب کے عذاب ہوگا ۱۲ منہ [4] اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے احسان جتانے والے اور فقیر کو ستانے والے کی تشبیہ دی ریاکار کے ساتھ تو معلوم ہوا کہ ریاکار کی خیرات اس سے بڑھ کر لغو اور بے فائدہ اور برباد ہے ۱۲ منہ [5] اسی سورت میں آگے وابل اور طل کا لفظ آیا ہے امام بخاری نے اپنی عادت کے مطابق ان کی تفسیر کر دی ۱۲ منہ۔

باب ۱۴ لَا یَقْبَلُ اللّٰهُ صَدَقَةً مِّنْ غُلُولٍ وَّلَا یَقْبَلُ اِلَّا مِنْ کَسْبٍ طَیِّبٍ لِقَوْلِهٖ تَعَالٰی قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ وَّمَغْفِرَةٌ خَیْرٌ مِّنْ صَدَقَةٍ یَّتْبَعُهَآ اَذًى وَاللّٰهُ غَنِیٌّ حَلِیْمٌ

باب ۸۸۹ چوری کے مال میں سے خیرات قبول نہ ہوگی۔ ہوگی۔ صرف حلال کمائی سے خیرات قبول ہوگی بموجب اس آیت کے قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ الآیۃ نیک اور نرمی سے بات کرنا اور معاف کرنا بہتر ہے اس خیرات سے جس کے بعد ستایا جائے۔ اللہ تعالیٰ غنی اور بردبار ہے [۱]

باب ۱۵ الصَّدَقَةُ مِنْ کَسْبٍ طَیِّبٍ لِقَوْلِهٖ تَعَالٰی یَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَیُرْبِی الصَّدَقٰتِ وَاللّٰهُ لَا یُحِبُّ کُلَّ کَفَّارٍ اَثِیْمٍ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّکٰوةَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ○

باب ۸۹۰ حلال کمائی میں سے خیرات قبول ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں یَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَیُرْبِی الصَّدَقٰتِ [۲] وَاللّٰهُ لَا یُحِبُّ کُلَّ کَفَّارٍ اَثِیْمٍ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّکٰوةَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ○ اللہ تعالیٰ سود کو گھٹاتا اور خیرات کو بڑھاتا ہے۔ اللہ کسی ناشکرے گنہگار کو پسند نہیں کرتا۔ جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے نماز صحیح طور پر ادا کی، زکوٰۃ دی ان کے لئے اجر ہے اللہ کے پاس۔ نہ ان کو خوف ہوگا نہ غم (قیامت میں)

۲۸ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُنِیْرٍ سَمِعَ اَبَا النَّضْرِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ هُوَ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِیْنَارٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَصَدَّقَ بِعَدْلِ تَمْرَةٍ مِّنْ کَسْبٍ طَیِّبٍ وَّلَا یَقْبَلُ اللّٰهُ اِلَّا الطَّیِّبَ فَاِنَّ اللّٰهَ یَتَقَبَّلُهَا بِیَمِیْنِهٖ ثُمَّ یُرَبِّیْهَا لِصَاحِبِهٖ کَمَا یُرَبِّیْ اَحَدُکُمْ فَلُوَّهٗ حَتّٰی تَکُوْنَ مِثْلَ

حدیث ۱۳۲۶ (از عبداللہ بن منیر از ابوالنضر از عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن دینار از والدش از ابوصالح) حضرت ابوہریرہ رض فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص حلال کمائی سے کھجور کے دانہ برابر خیرات کرے اور اللہ تعالیٰ صرف حلال کمائی سے ہی قبول کرتے ہیں تو اللہ اسے دائیں ہاتھ سے قبول کرتا ہے [۳] پھر خیرات کرنے والے کیلئے اللہ تعالیٰ اس کی پرورش کرتا رہتا ہے، جیسے تم میں سے کوئی شخص بچھڑے کو پالتا ہے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کی پرورش سے وہ خیرات کی چیز پہاڑ برابر ہو جاتی ہے

---

[۱] اس آیت سے امام بخاری نے باب کا مطلب یوں نکالا کہ جب چوری کے مال میں سے خیرات کریگا تو جن لوگوں پر خیرات کرے گا ان کو جب اس کی خبر معلوم ہوگی تو وہ رنجیدہ ہونگے ان کو ایذا ہوگی ۱۲ منہ [۲] اس آیت کی مطابقت ترجمہ باب سے مشکل ہے اس کی توجیہ یوں کی ہے کہ آیت میں صدقات سے وہی صدقے مراد ہیں جو حلال مال سے دیئے جائیں کیونکہ اس کے آگے یہ بیان فرمایا ہے ولا تیمموا الخبیث منہ تنفقون تک ۱۲ منہ [۳] حدیث میں ہے کہ اللہ کے دونوں ہاتھ داہنے ہیں یعنی ایسا نہیں کہ اسکے ایک ہاتھ میں دوسرے ہاتھ سے قوت کم ہو جیسے مخلوقات میں ہوا کرتا ہے۔ بعضے حضرات اس قسم کی آیتوں اور حدیثوں کی تاویل اور تحریف نہیں کرتے اور ان کو اپنے ظاہری معنیٰ پر محمول رکھتے

الْجَبَلِ تَابَعَهُ سُلَيْمَانُ عَنِ ابْنِ دِينَارٍ وَقَالَ وَرْقَاءُ عَنِ ابْنِ دِينَارٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَوَاهُ مُسْلِمُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ وَزَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ وَسُهَيْلٌ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

اس حدیث کو عبدالرحمٰن رض کے ساتھ سلیمان رض نے بھی ابن دینار رح سے روایت کیا[1]۔ ورقاء نے اسے ابن دینار رح بحوالہ سعید بن دینار از ابوہریرہ رض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا۔ مسلم بن ابی مریم رح اور زید بن اسلم رض اور سہیل رض نے بحوالہ صالح از ابوہریرہ رض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا۔

بَابُ ١٦ الصَّدَقَةِ قَبْلَ الرَّدِّ

باب ۸۹۱ اس زمانے سے پہلے صدقہ دینا جب صدقہ لینے والا کوئی نہیں ہوگا۔

٢٩۔ حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْبَدُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ سَمِعْتُ حَارِثَةَ ابْنَ وَهْبٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ تَصَدَّقُوا فَإِنَّهُ يَأْتِي عَلَيْكُمْ زَمَانٌ يَمْشِي الرَّجُلُ بِصَدَقَتِهِ فَلَا يَجِدُ مَنْ يَقْبَلُهَا يَقُولُ الرَّجُلُ لَوْ جِئْتَ بِهَا بِالْأَمْسِ لَقَبِلْتُهَا فَأَمَّا الْيَوْمَ فَلَا حَاجَةَ لِي فِيهَا۔

حدیث ۱۳۲۸ (از آدم از شعبہ از معبد بن خالد) حارثہ بن وہب سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صدقہ خیرات کرلو۔ ایک وہ وقت آئے گا کہ صدقہ لے کر آدمی چلے گا، مگر اس کے قبول کرنے والا کوئی نہ ملے گا۔ آدمی کہے گا اگر تو کل لے آتا تو میں قبول کرلیتا لیکن آج تو مجھے ضرورت نہیں (میں خود مالدار ہوں)[2]

٣٠۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَكْثُرَ فِيكُمُ الْمَالُ فَيَفِيضَ حَتَّى يُهِمَّ رَبَّ الْمَالِ مَنْ يَقْبَلُ صَدَقَتَهُ وَحَتَّى يَعْرِضَهُ فَيَقُولَ الَّذِي يَعْرِضُهُ عَلَيْهِ لَا أَرَبَ۔

حدیث ۱۳۲۹ (از ابوالیمان از شعیب از ابوالزناد از عبدالرحمٰن) حضرت ابوہریرہ رض سے مروی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تک تم میں مال کی کثرت اور بہتات نہ واقع ہو جائے گی، قیامت قائم نہ ہوگی۔ اتنا مال بہہ نکلے گا، کہ مالدار کو فکر ہوگی کہ کون اس کی خیرات لے گا؟ یہاں تک کہ مالدار کسی کو صدقہ دینے لگے گا تو دوسرا کہے گا۔ مجھے ضرورت ہی نہیں (میں کیوں لوں؟)

نہیں امام ترمذی نے کہا یوں کہنا کہ اللہ کے ہاتھ میں تشبیہ نہیں ہے بلکہ تشبیہ یہ ہے کہ اس کے ہاتھ ہمارے ہاتھ کی طرح ہیں ۱۲ منہ [1] سلیمان کی روایت کو خود مؤلف اور ابوعوانہ نے وصل کیا اور ورقاء کی روایت کو امام بیہقی اور ابوبکر شافعی نے اپنی فوائد میں اور مسلم کی روایت کو قاضی یوسف بن یعقوب نے کتاب الزکوٰۃ میں اور زید بن اسلم اور سہیل کی روایتوں کو امام مسلم نے وصل کیا ۱۲ منہ [2] قیامت کے قریب زمین کی ساری دولت باہر نکل آئے گی اور لوگ کم رہ جائیں گے۔ ایسی حالت میں کسی کو مال کی احتیاج نہ ہوگی۔ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اس وقت کو غنیمت سمجھو جب تم میں محتاج لوگ موجود ہیں اور جتنی ہوسکے خیرات کرلو۔ حدیث سے یہ بھی نکلا کہ قیامت کے قریب ایسے جلد جلد انقلاب ہوں گے کہ آج آدمی محتاج ہے کل امیر کبیر ہوگا ۱۲ منہ

۱۳۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُوْعَاصِمٍ النَّبِيْلُ قَالَ أَخْبَرَنَا سَعْدَانُ بْنُ بِشْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُوْمُجَاهِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحِلُّ بْنُ خَلِيْفَةَ الطَّائِيُّ قَالَ سَمِعْتُ عَدِيَّ بْنَ حَاتِمٍ يَقُوْلُ كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَهُ رَجُلَانِ أَحَدُهُمَا يَشْكُو الْعَيْلَةَ وَالْآخَرُ يَشْكُوْ قَطْعَ السَّبِيْلِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَّا قَطْعُ السَّبِيْلِ فَإِنَّهُ لَا يَأْتِيْ عَلَيْكَ إِلَّا قَلِيْلٌ حَتّٰى تَخْرُجَ الْعِيْرُ إِلٰى مَكَّةَ بِغَيْرِ خَفِيْرٍ وَأَمَّا الْعَيْلَةُ فَإِنَّ السَّاعَةَ لَا تَقُوْمُ حَتّٰى يَطُوْفَ أَحَدُكُمْ بِصَدَقَتِهِ فَلَا يَجِدُ مَنْ يَقْبَلُهَا مِنْهُ ثُمَّ لَيَقِفَنَّ أَحَدُكُمْ بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ حِجَابٌ وَلَا تُرْجُمَانٌ يُتَرْجِمُ لَهُ ثُمَّ لَيَقُوْلَنَّ لَهُ أَلَمْ أُوْتِكَ مَالًا فَلَيَقُوْلَنَّ بَلٰى ثُمَّ لَيَقُوْلَنَّ أَلَمْ أُرْسِلْ إِلَيْكَ رَسُوْلًا فَلَيَقُوْلَنَّ بَلٰى فَيَنْظُرُ عَنْ يَمِيْنِهِ فَلَا يَرٰى إِلَّا النَّارَ ثُمَّ يَنْظُرُ عَنْ شِمَالِهِ فَلَا يَرٰى إِلَّا النَّارَ فَلْيَتَّقِيَنَّ أَحَدُكُمُ النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ فَإِنْ لَمْ يَجِدْ فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ۔

حدیث ۱۳۲۰ (از عبداللہ بن محمد از ابوعاصم نبیل از سعدان بن بشر از ابومجاہد از مُحل بن خلیفۃ الطائی) عدی بن حاتم کہتے ہیں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تھا۔ اتنے میں دو آدمی آئے۔ ایک غربت و فقر کا شکوہ کرنے لگا اور دوسرا راستے کی بدامنی کا[1]۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لیکن رہزنی تو تھوڑے دنوں کی بات ہے۔ عنقریب قافلہ مکہ تک بغیر کسی نگہبان و رہبر کے سفر کیا کرے گا[2]۔ باقی رہا فقر و احتیاج کا مسئلہ تو قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ یہ حالت نہ ہو جائے، کہ ایک شخص خیرات لے کر نکلے گا اور اس کو قبول کرنے والا کوئی نہ ملے گا اور قیامت کے دن کوئی اللہ کے سامنے اس حال میں بالمشافہ کھڑا ہوگا کہ اس کے اور خدا کے درمیان کوئی حجاب اور پردہ نہ ہوگا[3] اور نہ کوئی ترجمان جو ترجمانی کرے۔ اللہ تعالیٰ کہے گا کیا میں نے تجھے مال نہیں دیا تھا؟ بندہ کہے گا کیوں نہیں؟ ضرور دیا تھا۔ پھر اللہ میاں کہیں گے۔ کیا میں نے تیری طرف رسول نہیں بھیجا تھا؟ بندہ کہے گا ہاں! پھر بندہ دائیں بائیں دیکھے گا تو صرف آگ نظر آئیگی لہٰذا تمہیں آگ سے بچنا چاہیئے اگرچہ صرف ایک کھجور کا ٹکڑا خیرات دے کر۔ اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو اچھی بات ہی کہے[4]۔

۱۳۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُوْأُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ أَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى

حدیث ۱۳۲۱ (از محمد بن علاء، از ابواسامہ از بُرید از ابوبردہ از ابوموسیٰ اشعری) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

---

[1] کہ راہ میں مسافر کو لوٹ لیتے ہیں یعنی رہزنی کرتے ہیں ۱۲ منہ [2] یعنی لفظی ترجمہ یوں ہے یہاں تک کہ مکہ تک قافلہ نکلے گا اور کوئی خفیر نہ ہوگا خفیر کہتے ہیں اس شخص کو جو عرب کے ملک میں ہر ہر قبیلے میں سے جہاں تک اس کی حد ہوتی ہے قافلہ کے ساتھ رہتا ہے وہ رستہ بھی بتلاتا ہے اور لٹیروں سے حفاظت بھی کرتا ہے ۱۲ منہ [3] جو ترجمہ کر کے بندے کا کلام اللہ سے عرض کرے اور اللہ کا ارشاد بندے کو سنائے بلکہ خود اللہ جل جلالہ کلام فرمائے گا۔ ۱۲ منہ اس حدیث سے ان لوگوں کا رد ہوا جو کہتے ہیں اللہ کے کلام میں آواز اور حروف نہیں ہیں۔ اگر آواز اور حروف نہیں ہیں تو بندہ سنے گا کیسے اور سمجھے گا کیسے ۱۲ منہ [4] یعنی اگر خیرات نہ دے سکے تو نرمی کے ساتھ جواب دے بھائی اس وقت میرے پاس کچھ نہیں ہے معاف کرو۔ گھُرکنا، جھڑکنا منع ہے ۱۲ منہ۔

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيَأْتِيَنَّ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَطُوفُ الرَّجُلُ فِيهِ بِالصَّدَقَةِ مِنَ الذَّهَبِ ثُمَّ لَا يَجِدُ أَحَدًا يَأْخُذُهَا مِنْهُ وَيُرَى الرَّجُلُ الْوَاحِدُ يَتْبَعُهُ أَرْبَعُونَ امْرَأَةً يَلُذْنَ بِهِ مِنْ قِلَّةِ الرِّجَالِ وَكَثْرَةِ النِّسَاءِ۔

فرمایا کہ لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ آدمی سونے کی خیرات لیکر نکلے گا اور اسے لینے والا کوئی نہ ملے گا۔ اور ایسے آدمی بھی ملیں گے کہ ایک ایک کے پاس چالیس عورتیں ہوں گی۔ کیونکہ مرد کم ہوں گے اور عورتیں بہت ہوں گی [1]

بَابٌ اتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ وَالْقَلِيلِ مِنَ الصَّدَقَةِ وَمَثَلُ الَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللهِ وَتَثْبِيتًا مِنْ أَنْفُسِهِمْ كَمَثَلِ جَنَّةٍ بِرَبْوَةٍ إِلَى قَوْلِهِ مِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ الخ

باب ۸۹۲ آگ سے بچو اگرچہ کھجور کا ٹکڑا یا تھوڑا سا صدقہ دے کر۔ آیت ہے وَمَثَلُ الَّذِينَ يُنْفِقُونَ إِلَى آخِرِ الْآيَةِ (جو لوگ اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لئے اور نیت درست رکھ کر خرچ کرتے ہیں ان کی خیرات باغ کی طرح ہے) اللہ کی رضا حاصل کرنے اور اپنے آپ کو مضبوط کرنے کیلئے اپنے مال خرچ کرتے ہیں ان کی خیرات کی مثال باغ کی طرح ہے الی آخرہ۔ ثمرات تک [2]

۱۳۲۳۔ حَدَّثَنَا أَبُو قُدَامَةَ عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ هُوَ الْحَكَمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْبَصْرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ آيَةُ الصَّدَقَةِ كُنَّا نُحَامِلُ فَجَاءَ رَجُلٌ فَتَصَدَّقَ بِشَيْءٍ كَثِيرٍ فَقَالُوا مُرَائِي وَجَاءَ رَجُلٌ فَتَصَدَّقَ بِصَاعٍ فَقَالُوا إِنَّ اللهَ لَغَنِيٌّ عَنْ صَاعِ هَذَا فَنَزَلَتْ وَالَّذِينَ يَلْمِزُونَ الْمُطَّوِّعِينَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ فِي الصَّدَقَاتِ وَالَّذِينَ لَا يَجِدُونَ إِلَّا جُهْدَهُمُ الْآيَةَ

حدیث ۱۳۲۳ از ابو قدامہ عبید اللہ بن سعید از ابو النعمان حکم بن عبد اللہ بصری از شعبہ از سلیمان از ابو وائل، حضرت ابو مسعود انصاری فرماتے ہیں جب آیت صدقہ نازل ہوئی [3] ہم بوجھ ڈھوتے، مزدوری کیا کرتے تھے [4]۔ ایک شخص (عبد الرحمن بن عوف) آئے۔ انہوں نے بڑی خیرات کی، تو لوگ طعنًا کہنے لگے یہ ریا کار ہے۔ ایک اور شخص آیا۔ اس نے صرف ایک صاع (کھجور) صدقہ دی۔ لوگوں نے (تحقیرًا) کہا۔ اللہ اس کے ایک صاع کا محتاج نہیں اس پر یہ آیت اتری۔ وَالَّذِينَ يَلْمِزُونَ الْآيَةَ جو لوگ اہل ایمان میں سے خوشی سے خیرات کرنے والوں پر طعنہ کرتے ہیں اور غریب خیرات کرنیوالوں پر طعنہ کرتے ہیں [5]

---

[1] قیامت کے قریب یا تو عورتوں کی پیدائش بڑھ جائے گی مرد کم پیدا ہوں گے یا لڑائیوں کی کثرت سے مردوں کی قلت ہو جائے گی ۱۲ منہ [2] یہ آیت سورہ بقرہ کے ۳۵ ویں رکوع میں ہے۔ اس آیت اور حدیث سے امام بخاری نے یہ نکالا کہ صدقہ تھوڑا ہو کہ بہت ہر طرح اس پر ثواب ملے گا۔ کیونکہ آیت میں مطلق اموالہم کا ذکر ہے جو قلیل اور کثیر سب کو شامل ہے ۱۲ منہ [3] خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ بِهَا وَتُزَكِّيهِمْ آخر تک ۱۲ منہ [4] یعنی پیٹھ پر بوجھ لاد کر محنت مزدوری کر کے کچھ کماتے تھے تاکہ اللہ کی راہ میں خیرات کریں۔ ۱۲ منہ [5] یہ طعنہ مارنے والے کم بخت منافق تھے ان کو کسی طرح چین ہی نہ تھا۔ عبد الرحمن بن عوف نے اپنا آدھا مال آٹھ ہزار درہم تصدق کر دیئے تو ان کو ریا کار کہنے لگے۔ ابو عقیل بیچارے غریب آدمی نے محنت مزدوری کی کمائی سے ایک صاع کھجور اللہ کی راہ میں دی تو اس پر ٹھٹھا مارنے لگے کہ اللہ کو اس کی احتیاج نہ تھی۔ اے مردود اللہ کو تو کسی چیز کی احتیاج نہیں آٹھ ہزار کو کیا آٹھ کروڑ بھی ہوں تو اس کے آگے بے حقیقت ہیں وہ تو دل کی نیت کو دیکھتا ہے۔ ایک صاع کھجور بھی بہت ہے۔ ایک کھجور بھی کوئی خلوص کے ساتھ حلال مال سے دے تو وہ اللہ کے نزدیک مقبول ہے۔ انجیل شریف میں ہے کہ ایک بڑھیا نے خیرات میں ایک دمڑی ڈالی۔ لوگ اس پر ہنسے حضرت عیسٰی علیہ السلام نے فرمایا اس بڑھیا کی خیرات تم سب سے بڑھ کر ہے ۱۲ منہ

۳۴۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ شَقِيقٍ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَمَرَنَا بِالصَّدَقَةِ انْطَلَقَ أَحَدُنَا إِلَى السُّوقِ فَيُحَامِلُ فَيُصِيبُ الْمُدَّ وَإِنَّ لِبَعْضِهِمُ الْيَوْمَ لَمِائَةَ أَلْفٍ۔

حدیث ۱۳۳۳ ۔ (از سعید بن یحیٰی از یحیٰی از اعمش از شقیق از ابو مسعود الانصاری) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ہمیں صدقہ کرنے کا حکم دیا تھا تو ہماری یہ حالت تھی کہ باربرداری کی مزدوری کیا کرتے تھے۔ چنانچہ ہم غریب دن بھر ایک مد اناج کماتے (اس میں سے صدقہ دیتے) (مد ۲½ پاؤ کا پیمانہ) آج ہم میں ایسے بھی ہیں جو لکھ پتی ہیں۔ [1]

۳۵۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مَعْقِلٍ قَالَ سَمِعْتُ عَدِيَّ بْنَ حَاتِمٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ اتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ۔

حدیث ۱۳۳۴ ۔ (از سلیمان بن حرب از شعبہ از ابو اسحاق از عبد اللہ بن معقل) عدی بن حاتم کہتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے، آگ سے بچو، اگرچہ کھجور کا ایک ٹکڑا دیکر ہی سہی۔

۳۶۔ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي بَكْرِ بْنِ حَزْمٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ دَخَلَتِ امْرَأَةٌ مَعَهَا ابْنَتَانِ لَهَا تَسْأَلُ فَلَمْ تَجِدْ عِنْدِي شَيْئًا غَيْرَ تَمْرَةٍ فَأَعْطَيْتُهَا إِيَّاهَا فَقَسَمَتْهَا بَيْنَ ابْنَتَيْهَا وَلَمْ تَأْكُلْ مِنْهَا ثُمَّ قَامَتْ فَخَرَجَتْ وَدَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْنَا فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ ابْتُلِيَ مِنْ هَذِهِ الْبَنَاتِ بِشَيْءٍ كُنَّ لَهُ سِتْرًا مِنَ النَّارِ۔

حدیث ۱۳۳۵ ۔ (از بشر بن محمد از عبد اللہ از معمر از زہری از عبد اللہ بن ابی بکر بن حزم از عروہ) حضرت عائشہ رضہ فرماتی ہیں کہ ایک عورت آئی۔ اس کے ساتھ اس کی دو بیٹیاں بھی تھیں۔ اور وہ سوال کرنے آئی تھی۔ میرے پاس صرف ایک دانہ کھجور کا تھا، میں نے وہی دے دیا۔ اس نے وہ کھجور آدھی آدھی اپنی دونوں بیٹیوں میں تقسیم کر دی اور وہ خود کچھ نہ کھا سکی۔ پھر کھڑی ہو کر چل دی۔ اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ میں نے یہ واقعہ بتایا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم میں سے جو شخص اپنی بیٹیوں کی وجہ سے فکر مند ہوا اور مبتلائے پریشانی ہو تو قیامت کے دن یہی بیٹیاں اس کے لئے دوزخ سے روکنے کی آڑ بن جائیں گی [2]

---

[1] اس میں سے صدقہ دینا، سبحان اللہ، صحابہ کی محنت مزدوری کا ایک مدغلہ جو وہ اللہ کی راہ میں دیتے ہمارے ہزاروں لاکھوں روپیہ دینے سے زیادہ ثواب رکھتا تھا۔ مُد ایک رطل اور تہائی رطل کا ہوتا ہے۔ ہمارے ملک کے وزن سے اڑھائی پاؤ کے قریب ۱۲ منہ [3] حافظ نے کہا اس عورت کا نام معلوم نہیں ہو سکا نہ اس کی بیٹیوں کے نام

[2] یعنی اس کی بیٹیاں ہوں اور وہ ان کی فکر رکھے ان کو کھلائے پلائے، مصیبت اٹھائے ۱۲ منہ [4] اس حدیث کی مناسبت ترجمہ باب سے یوں ہے کہ اس عورت نے ایک کھجور کے دو ٹکڑے کر کے اپنی دونوں بیٹیوں کو دیئے جو نہایت قلیل صدقہ ہے اور باوجود اس کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو دوزخ سے بچاؤ کی بشارت دی۔ میں کہتا ہوں اس تکلف کی حاجت نہیں باب میں دو مضمون تھے ایک تو کھجور کا ٹکڑا دے کر دوزخ سے بچنا کہا۔ دوسرے قلیل صدقہ دینا۔ تو عدی کی حدیث سے پہلا مطلب ثابت کیا اور حضرت عائشہ رضہ کی حدیث سے دوسرا مطلب انہوں نے بہت قلیل صدقہ دیا یعنی ایک کھجور ۱۲ منہ۔

بَابُ ۱۸ فَضْلِ صَدَقَةِ الشَّحِيحِ الصَّحِيحِ

لِقَوْلِهِ تَعَالَى وَاَنْفِقُوا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ اِلَى آخِرِهَا وَقَوْلِهِ تَعَالَى يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خُلَّةٌ وَّلَا شَفَاعَةٌ الْاٰيَةَ۔

باب ۸۹۳ تندرست اور مال کے خواہشمند کا صدقہ۔

آیت، وَاَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ الْاٰيَةَ (منافقون ع۲) موت آنے سے پہلے خرچ کرو الخ دوسری آیت اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ الْاٰيَةَ (البقرہ ۳۴: ۲۵) اے ایمان والو! جس دن نہ خرید و فروخت ہوگی نہ دوستی نہ شفاعت کام آسکے گی، اس دن سے پہلے خرچ کرو۔[۱]

۳۷۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ قَالَ حَدَّثَنَا عُمَارَةُ ابْنُ الْقَعْقَاعِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ زُرْعَةَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ هُرَيْرَةَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَيُّ الصَّدَقَةِ اَعْظَمُ اَجْرًا قَالَ اَنْ تَصَدَّقَ وَاَنْتَ صَحِيْحٌ شَحِيْحٌ تَخْشَى الْفَقْرَ وَتَاْمُلُ الْغِنٰى وَلَا تُمْهِلُ حَتّٰى اِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُوْمَ قُلْتَ لِفُلَانٍ كَذَا وَلِفُلَانٍ كَذَا وَقَدْ كَانَ لِفُلَانٍ۔

حدیث ۱۳۳۶ (از موسیٰ بن اسمٰعیل از عبدالواحد از عمارۃ بن قعقاع از ابوزرعہ) ابوہریرہ رضؓ فرماتے ہیں۔ ایک شخص[۲] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ عرض کیا۔ یارسول اللہ سب سے بڑی خیرات کونسی ہے جس کا ثواب بہت زیادہ ہو؟ آپ نے فرمایا۔ ان دنوں میں خرچ کرنا جب تو تندرست و توانا اور مال کا خود خواہشمند ہو اور یہ خیال ہو کہ کہیں تو غریب نہ ہو جائے اور مالداری[۳] کا لالچ ہو اور دیکھو خیرات کرنے میں دیر مت کر قبل اس کے کہ جان گلے تک آپہنچے اور کہنے لگے فلاں کو اتنا دینا فلاں کو اتنا۔ کیونکہ اب مال تیرا نہیں رہا فلاں کا قبضہ ہو گیا۔[۴]

بَابُ ۱۹ ۸ ۳۸

۳۸۔ حَدَّثَنَا مُوسَى ابْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ فِرَاسٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ بَعْضَ اَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْنَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّنَا اَسْرَعُ بِكَ لُحُوْقًا قَالَ

باب ۸۹۴[۵]

حدیث ۱۳۳۷ (از موسیٰ بن اسمٰعیل از ابوعوانہ از فراس از شعبی از مسروق) حضرت عائشہ رضؓ فرماتی ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض ازواج نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا ہم میں سے کونسی عورت آپ سے پہلے ملے گی[۶] (وفات کے بعد) آپ نے فرمایا جس کے

---

[۱] ان آیتوں سے امام بخاری نے یہ نکالا کہ صدقہ دینے میں جلدی کرنا چاہیئے ایسا نہ ہو کہ موت آن دبوچے اس وقت کف افسوس ملتا رہے اگر مرمیں اور جیتا تو صدقہ دیتا یہ کرتا وہ کرتا۔ باب کا مطلب بھی قریب قریب یہی ہے ۱۲ منہ [۲] اس کا نام معلوم نہیں ہوا۔ بعضوں نے کہا ابوذر رضؓ تھے۔ ۱۲ منہ [۳] یعنی آدمی اچھی طرح صحیح سالم چاق اور چست ہو مال کمانے کی خواہش ہو۔ نفس بخیل کر رہا ہو۔ محتاجی کا اندیشہ ہو۔ آئندہ یہ توقع ہو کہ ہم مالدار ہو جائیں گے اگر مال جوڑتے رہیں گے ۱۲ منہ [۴] یعنی اب تیرا مال کہاں رہا۔ کوئی دم کا مہمان تو ہے۔ جو کچھ تیرا مال و متاع ہے وہ گویا دوسروں کا ہو گیا ۱۲ منہ [۵] اس باب میں کوئی ترجمہ مذکور نہیں ہے گویا یہ اگلے ہی باب سے متعلق ہے ۱۲ منہ [۶] یعنی سب بیبیوں میں پہلے کس بی بی کا انتقال ہوگا ۱۲ منہ

أَطْوَلُكُنَّ يَدًا فَأَخَذُوا قَصَبَةً يَذْرَعُونَهَا فَكَانَتْ سَوْدَةُ أَطْوَلَهُنَّ يَدًا فَعَلِمْنَا بَعْدُ إِنَّمَا كَانَتْ طُولُ يَدِهَا الصَّدَقَةُ وَكَانَتْ أَسْرَعَنَا لُحُوقًا بِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَتْ تُحِبُّ الصَّدَقَةَ۔

بَاب ۲۰ صَدَقَةِ الْعَلَانِيَةِ وَقَوْلِهِ

الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ أَمْوَالَهُمْ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً فَلَهُمْ أَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ۔

بَاب ۲۱ صَدَقَةِ السِّرِّ وَقَالَ

أَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ فَأَخْفَاهَا حَتّٰى لَا تَعْلَمَ شِمَالُهُ مَا تُنْفِقُ يَمِيْنُهُ وَقَوْلِهِ إِنْ تُبْدُوا الصَّدَقَاتِ فَنِعِمَّا هِيَ وَإِنْ تُخْفُوْهَا وَتُؤْتُوْهَا الْفُقَرَاءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَيُكَفِّرُ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ۔

بَاب ۲۲ إِذَا تَصَدَّقَ عَلٰى غَنِيٍّ وَهُوَ لَا يَعْلَمُ۔

ہاتھ زیادہ لمبے ہیں۔ ازواج مطہرات چھڑی لیکر ایک دوسری کے ہاتھ ناپنے لگیں تو حضرت سودا رضی اللہ عنہا کے ہاتھ زیادہ لمبے تھے۔ بعد میں معلوم ہوا کہ طُولِ ید سے مراد کثرت صدقہ تھی اور اسی کا سب سے پہلے انتقال ہونا تھا اور وہ صدقہ کرنا پسند کرتی تھیں لہ (یعنی حضرت زینب سخی تھیں۔ انہوں نے سب سے پہلے وفات پائی)۔

باب ۸۹۵ علانیہ خیرات کرنا۔

آیت اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَہُمْ بِاللَّیْلِ وَالنَّہَارِ سِرًّا وَّعَلَانِیَۃً فَلَہُمْ اَجْرُہُمْ عِنْدَ رَبِّہِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْہِمْ وَلَا ہُمْ یَحْزَنُوْنَ۔ جو لوگ رات دن اپنا مال خرچ کرتے ہیں پوشیدہ اور علانیہ بس ان کے لئے ان کا اجر ان کے رب کے پاس ہے نہ انہیں خوف ہوگا نہ رنج و غم ۲ہ

باب ۸۹۶ پوشیدہ خیرات کرنا۔

حضرت ابوہریرہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے پوشیدہ خیرات کی کہ اس کے بائیں ہاتھ کو معلوم نہیں کہ دائیں ہاتھ نے کیا دیا۔ آیت بھی ہے۔ اگر تم ظاہراً خیرات دو تو بہتر ہے اگر چھپا کر فقراء کو خیرات دو تو یہ سب سے اچھا ہے اللہ تمہاری برائیاں اتار دے گا۔ اللہ تمہارے اعمال سے باخبر ہے۔

باب ۸۹۷ ناواقفیت کے سبب کسی مالدار کو خیرات دے دینا ۳ہ

لہ وہ کاتتی تھیں محنت مشقت کرتی تھیں اور جو اس سے حاصل ہوتا وہ اللہ کی راہ میں خیرات کر دیتیں۔ اکثر علماء نے یہی کہا ہے کہ طول یدلہا اور کانت کی ضمیریں سے حضرت زینب مراد ہیں گو ان کا ذکر اس روایت میں نہیں ہے کیونکہ اس امر پر اتفاق ہے کہ آنحضرت کی وفات کے بعد سب بیبیوں میں پہلے حضرت زینب ہی کا انتقال ہوا۔ لیکن امام بخاری نے تاریخ میں جو روایت کی اس میں ام المومنین حضرت۔ سودا کی صراحت ہے اور یہ مشکل ہے اور اس کا جواب دینا کہ جس جلسہ میں سوال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوا تھا، وہاں حضرت زینب موجود نہ ہوں گی اور جتنی بیبیاں وہاں موجود تھیں ان سب میں پہلے حضرت سودہ کا انتقال ہوا مگر ابن حبان کی روایت میں یوں ہے کہ اس وقت کی سب بیبیاں موجود تھیں کوئی باقی نہ رہی تھی۔ اس حالت میں یہ احتمال چل نہیں سکتا۔ واللہ اعلم ۱۲ منہ

۲ہ اس آیت سے علانیہ خیرات کرنے کا جواز نکلا۔ گو پوشیدہ خیرات کرنا بہتر ہے کیونکہ اس میں ریا کا اندیشہ نہیں رہتا کہتے ہیں یہ آیت حضرت علیؓ کی شان میں اتری ان کے پاس چار اشرفیاں تھیں ایک دن کو دی ایک رات کو ایک علانیہ ایک چھپ کر ۱۲ منہ ۳ہ یعنی نفل صدقے کا لیکن فرض صدقہ یعنی زکوٰۃ وہ اگر مالدار کو پہنچے تو اس کو معلوم نہ ہو بعد کو معلوم ہوا تو دوبارہ دینا چاہیئے اکثر اماموں کا یہی قول ہے لیکن ابوحنیفہ رحمہ اور محمد رحمہ کے نزدیک دوبارہ دینے کی ضرورت نہیں۔ ان کی دلیل یہی حدیث ہے ۱۲ منہ

۳۹- حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ رَجُلٌ لَاَتَصَدَّقَنَّ بِصَدَقَةٍ فَخَرَجَ بِصَدَقَتِهٖ فَوَضَعَهَا فِىْ يَدِ سَارِقٍ فَاَصْبَحُوْا يَتَحَدَّثُوْنَ تُصُدِّقَ عَلٰى سَارِقٍ فَقَالَ اللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ لَاَتَصَدَّقَنَّ بِصَدَقَةٍ فَخَرَجَ بِصَدَقَتِهٖ فَوَضَعَهَا فِىْ يَدِ زَانِيَةٍ فَاَصْبَحُوْا يَتَحَدَّثُوْنَ تُصُدِّقَ اللَّيْلَةَ عَلٰى زَانِيَةٍ فَقَالَ اللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ عَلٰى زَانِيَةٍ لَاَتَصَدَّقَنَّ بِصَدَقَةٍ فَخَرَجَ بِصَدَقَتِهٖ فَوَضَعَهَا فِىْ يَدِ غَنِيٍّ فَاَصْبَحُوْا يَتَحَدَّثُوْنَ تُصُدِّقَ عَلٰى غَنِيٍّ فَقَالَ اللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ عَلٰى سَارِقٍ وَّعَلٰى زَانِيَةٍ وَّعَلٰى غَنِيٍّ فَاُتِىَ فَقِيْلَ لَهٗ اَمَّا صَدَقَتُكَ عَلٰى سَارِقٍ فَلَعَلَّهٗ اَنْ يَّسْتَعِفَّ عَنْ سَرِقَتِهٖ وَاَمَّا الزَّانِيَةُ فَلَعَلَّهَا اَنْ تَسْتَعِفَّ عَنْ زِنَاهَا وَاَمَّا الْغَنِيُّ فَلَعَلَّهٗ يَعْتَبِرُ فَيُنْفِقُ مِمَّا اَعْطَاهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ۔

حدیث ۱۳۳۸ راز ابوالیمان از شعیب از ابوالزناد از اعرج) حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (بنی اسرائیل کا) ایک شخص کہنے لگا میں آج رات ضرور خرچ کروں گا۔ چنانچہ وہ خیرات لے کر باہر گیا اور ایک چور کے حوالے کر آیا۔ صبح کو باتوں باتوں میں لوگ کہنے لگے کہ ایک چور کو خیرات ملی ہے تو خیرات کرنے والے نے کہا۔ (یا اللہ تیرا شکر ہے[1] اچھا آج رات) ایک اور خیرات کروں گا۔ چنانچہ رات کو ایک بدکار عورت کے حوالے کر آیا۔ لوگ صبح باتوں میں کہنے لگے کہ خیرات رنڈی کو ملی، اس نے دوبارہ کہا۔ مولیٰ تیرا شکر۔ اچھا آج رات اور ایک خیرات کروں گا۔ چنانچہ تیسری رات نکلا اور ایک مالدار کو خیرات دے آیا۔ صبح باتیں کرتے ہوئے لوگوں نے کہا آج رات تو ایک اچھے خاصے مالدار آدمی کو خیرات دی گئی ہے۔ اس شخص نے کہا۔ یا اللہ! چور، زانیہ، اور مالدار کو خیرات ملنے پر تیرا شکر کرتا ہوں چنانچہ ایک شخص[2] اس کے پاس آیا اور بولا تیری تمام خیراتیں قبول ہوئیں۔ چور والی خیرات کا یہ فائدہ ہوا کہ شاید وہ اس رات چوری سے باز رہا ہو۔ بدکار عورت والی خیرات، شاید وہ زنا سے بچ گئی ہو۔ مالدار والی خیرات سے شاید اسے احساس ہوا کہ وہ خیرات کیا کرے[3]

باب ۲۳ اِذَا تَصَدَّقَ عَلَى ابْنِهٖ وَهُوَ لَا يَشْعُرُ۔

باب ۸۹۸ لاعلمی سے اپنے بیٹے کو خیرات دے دے

۴۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْرَائِيْلُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الْجُوَيْرِيَةِ اَنَّ مَعْنَ بْنَ يَزِيْدَ حَدَّثَهٗ قَالَ بَايَعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا وَاَبِىْ وَجَدِّىْ وَخَطَبَ عَلَىَّ فَاَنْكَحَنِىْ وَخَاصَمْتُ اِلَيْهِ وَكَانَ

حدیث ۱۳۳۹ راز محمد بن یوسف از اسرائیل از ابوالجویریہ) معن بن زید کہتے ہیں۔ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی اور میرے باپ اور دادا نے بیعت کی ہیں ایک مقدمہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے گیا۔ آپؐ نے میری منگنی ہوئی اور میرا نکاح پڑھا یا ہے۔ میرے والد نے خیرات

---

[1] جیسا مجھے منظور تھا ویسا ہی ہوا تیری کچھ حکمت اسی میں تھی کہ چور کو میری خیرات دلوا دی ۱۲ منہ [2] یعنی خواب میں اس کو بتلایا گیا یا ہاتف غیب نے ندا دی یا اس زمانہ کے پیغمبر نے اس سے کہا ۱۲ منہ [3] حدیث سے معلوم ہوا کہ ناواقفی سے اگر غیر مستحق کو صدقہ دیا جائے تو بھی اللہ قبول کر لیتا ہے دینے والے کو ثواب مل جاتا ہے اور اوپر گذر چکا کہ امام ابوحنیفہؒ اور محمدؒ کے نزدیک فرض زکوٰۃ میں بھی یہی حکم ہے ۱۲ منہ

أَبِي يَزِيدُ أَخْرَجَ دَنَانِيرَ يَتَصَدَّقُ بِهَا فَوَضَعَهَا عِنْدَ رَجُلٍ فِي الْمَسْجِدِ فَجِئْتُ فَأَخَذْتُهَا فَأَتَيْتُهُ بِهَا فَقَالَ وَاللَّهِ مَا إِيَّاكَ أَرَدْتُ فَخَاصَمْتُهُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَكَ مَا نَوَيْتَ يَا يَزِيدُ وَلَكَ مَا أَخَذْتَ يَا مَعْنُ۔

کی کچھ اشرفیاں نکالیں اور مسجد میں ایک شخص کے[1] حوالے کر دیں میں نے آکر وہ اشرفیاں[2] اس شخص سے لے لیں اور گھر والوں کے پاس لایا۔ میرے والد نے کہا میرا مقصد یہ نہ تھا کہ خیرات تجھ کو ملے چنانچہ میں یہ مقدمہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں[3] لایا آپ نے میرے والد سے فرمایا۔ یزید تیری نیت تجھے ملی اور خیرات قبول ہوگئی۔ آپ نے مجھے فرمایا اے معن تجھے جو مل گیا ہے وہ تیرا ہے۔ یعنی تجھے بھی جائز ہوگیا[4]

بَابٌ الصَّدَقَةِ بِالْيَمِينِ

باب ۸۹۹ دائیں ہاتھ سے خیرات دینا بہتر ہے۔

۱۳۴۱۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنِي خُبَيْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللَّهُ فِي ظِلِّهِ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ إِمَامٌ عَادِلٌ وَشَابٌّ نَشَأَ فِي عِبَادَةِ اللَّهِ وَرَجُلٌ مُعَلَّقٌ قَلْبُهُ فِي الْمَسَاجِدِ وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِي اللَّهِ اجْتَمَعَا عَلَيْهِ وَتَفَرَّقَا عَلَيْهِ وَرَجُلٌ دَعَتْهُ امْرَأَةٌ ذَاتُ مَنْصِبٍ وَجَمَالٍ فَقَالَ إِنِّي أَخَافُ اللَّهَ وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ فَأَخْفَاهَا حَتَّى لَا تَعْلَمَ شِمَالُهُ مَا تُنْفِقُ يَمِينُهُ وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللَّهَ خَالِيًا فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ

حدیث ۱۳۴۱ (از مسدد از یحیٰی از عبید اللہ از خبیب بن عبد الرحمٰن از جعفر ابن عاصم) حضرت ابو ہریرہ رضؓ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس دن اللہ کے سوا اور کوئی سایہ نہ ہوگا وہ سات آدمیوں کو اپنے سائے میں رکھے گا۔ عادل بادشاہ (یا حاکم یا صدر یا آمر یا سردار) جوان اللہ کی عبادت میں مصروف۔ جس کا دل مسجد[5] میں لگا ہوا ہو۔ اللہ کی راہ میں محبت کرنے والے اور قائم رکھنے والے اور محبت ہی میں جدا ہونے والے۔ وہ شخص جسے شاندار خوبصورت عورت دعوت زنا دے اور وہ یہ کہہ کر ٹھکرا دے کہ "میں اللہ سے ڈرتا ہوں"۔ وہ[6] شخص جو خیرات کرے اس پوشیدگی کے ساتھ کہ اس کے بائیں ہاتھ کو علم نہ ہو کہ اس کے دائیں ہاتھ نے کیا خرچ کیا۔ اور وہ[7] شخص جو اللہ کو خلوت میں یاد کرے اس کا ذکر کرے اور خوفِ خدا سے اس کی آنکھیں آنسو بہائیں گے۔

---

[1] اس کا نام معلوم نہیں ہوسکا۔ ۱۲ منہ [2] اس نے مجھے مستحق سمجھ کر دے دیں ۱۲ منہ [3] معن کہتے ہیں کہ تم نے فقیروں کو دینا چاہا تھا میں بھی فقیر ہوں میں نے لے لیا تو کیا۔ یزید کہتے تھے واہ واہ میں نے فقیروں کے لئے یہ مال نکالا تھا نہ تیرے لئے ۱۲ منہ [4] امام اعظم اور امام محمد کا یہی قول ہے کہ اگر ناواقفی میں باپ بیٹے کو فرض زکوٰۃ بھی دیدے تو زکوٰۃ ادا ہوجاتی ہے اور دوسرے علما کہتے ہیں کہ اعادہ واجب ہے اور بعضوں کے نزدیک ہر حال میں ادا ہوجاتی ہے بلکہ عزیز و قریب لوگوں کو جو محتاج ہوں زکوٰۃ دینا اور زیادہ ثواب ہے۔ بعض حضرات نے یہ بھی کہا کہ عزیزوں کو خیرات دینا زیادہ افضل ہے خیرات فرض ہو یا نفل اور عزیزوں میں خاوند اور اولاد کی صراحت ابو سعید کی حدیث میں موجود ہے ۱۲ منہ [5] ایک نماز پڑھ کر آتا ہے تو پھر دوسری نماز کے لئے مسجد میں جانے کا خیال ہے ۱۲ منہ [6] یہیں سے ترجمہ نکلتا ہے یہ مبالغہ ہے یعنی ایسے پوشیدہ طور سے صدقہ دیا کہ اگر بائیں ہاتھ کو ایک عقل والا شخص فرض کیا جائے تو بھی اس کو خبر نہ ہو بعضے بزرگان دین خیرات کا روپیہ چپکے سے مسجد میں رکھ کر چلے جاتے تاکہ ان کو کسی کا پتہ معلوم نہ ہو بعضے یوں کرتے کہ فقیر اور محتاج سے ایک روپیہ کی چیز کو دس روپیہ کو خرید کرتے تاکہ اس کو فائدہ ہو اور ظاہر میں کوئی احسان نہ معلوم ہو ۱۲ منہ [7] دوسری حدیثوں میں آٹھواں وہ شخص مذکور ہے جو جہاد میں مسلمانوں کو چھپا بچائے جب مسلمان بھاگ نکلیں نواں وہ جو بچپن میں قرآن سیکھے اور بڑا ہو کر اس کو پڑھتا رہے دسواں وہ جو نماز کا وقت دریافت کرنے کیلئے سورج کو دیکھتا رہیگا۔ گیارھواں وہ جو بات کرے تو علم کی بات کرے خاموش رہے تو علم کے ساتھ۔ بارہواں وہ سوداگر جو سوداگری اور معاملہ میں سچی بات کہے۔ تیرھواں وہ جو تنگدست قرضدار کو مہلت دے یا قرضہ کم کردے چودھواں وہ جو مسجد میں ایک نماز پڑھ کر دوسری نماز کے لئے انتظار میں

۴۲- حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ الْجَعْدِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعْبَةُ قَالَ اَخْبَرَنِیْ مَعْبَدُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ سَمِعْتُ حَارِثَةَ بْنَ وَهْبٍ الْخُزَاعِیَّ یَقُوْلُ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ تَصَدَّقُوْا فَسَیَاْتِیْ عَلَیْکُمْ زَمَانٌ یَّمْشِی الرَّجُلُ بِصَدَقَتِهٖ فَیَقُوْلُ الرَّجُلُ لَوْ جِئْتَ بِهَا بِالْاَمْسِ لَقَبِلْتُهَا مِنْكَ فَاَمَّا الْیَوْمَ فَلَا حَاجَةَ لِیْ فِیْهَا

حدیث ۱۳۴۱ (از علی بن جعد از شعبہ از معبد بن خالد) حارثہ بن وہب خزاعی کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے خیرات کیا کرو قبل اس کے کہ ایک زمانہ آئے گا کہ آدمی خیرات لے کر نکلے گا اور جسے دینے لگے گا وہ کہے گا اگر تو کل آتا تو قبول کرتا - آج مجھے خیرات لینے کی ضرورت نہیں [1]

بَابٌ ۲۵ مَنْ اَمَرَ خَادِمَهٗ بِالصَّدَقَةِ وَلَمْ یُنَاوِلْ بِنَفْسِهٖ وَقَالَ اَبُوْ مُوْسٰی عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ هُوَ اَحَدُ الْمُتَصَدِّقِیْنَ -

باب ۹۰۰ جس نے اپنے نوکر کو خیرات کا حکم دیا - اپنے ہاتھ سے خیرات نہ دے - ابوموسیٰ اشعری رض فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خادم بھی خیرات کرنے والوں میں شمار ہوگا - [2]

۴۳- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِیْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ شَقِیْقٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَنْفَقَتِ الْمَرْاَةُ مِنْ طَعَامِ بَیْتِهَا غَیْرَ مُفْسِدَةٍ کَانَ لَهَا اَجْرُهَا بِمَا اَنْفَقَتْ وَلِزَوْجِهَا اَجْرُهٗ بِمَا کَسَبَ وَلِلْخَازِنِ مِثْلُ ذٰلِكَ لَا یَنْقُصُ بَعْضُهُمْ اَجْرَ بَعْضٍ شَیْئًا -

حدیث ۱۳۴۲ (از عثمان بن ابی شیبہ از جریر از منصور از شقیق از مسروق) حضرت عائشہ رض نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب عورت اپنے گھر کے کھانے سے خرچ کرتی ہے بشرطیکہ اس کی نیت خراب نہ ہو [3] (خاوند کو ناپسند نہ ہو اور اس خیرات سے گھر کا کوئی نقصان ظاہر نہ ہو مثلاً گھر کا سارا گھی یا ضروری خوراک خیرات کر دی تو یہ ٹھیک نہیں نیز نیت خراب کی ایک قسم یہ بھی ہے کہ کسی مرد کو زنا کی نیت سے کھلایا ایسا بھی نہ کرے) تو اس عورت کو بھی خرچ کرنے کا ثواب ملے گا - خاوند کو کمانے کا ثواب ملے گا اور خازن یعنی وہ شخص جس کے پاس گھر کا سامان طعام وغیرہ ہے اسے بھی اتنا ہی ثواب ملے گا کسی کا ثواب کم نہ ہوگا - [4]

بٹھلا رہے پندرھواں وہ جو قرضدار کو قرضہ معاف کر دے سولہواں وہ جو تنگدست قرضدار پر خیرات دے یا اس کو مہلت دے - سترھواں وہ جو بے ہنر شخص کی خبرگیری کرے جو ہنر نہیں سیکھ سکتا کہ اس سے اپنی روٹی کمائے - اٹھارھواں جو مجاہدین کی مدد کرے - انیسویں جو تنگدست قرضدار کا قرضہ ادا کر دے بیسواں جو مکاتب کی مدد کرے اس کے چھڑانے میں اکیسواں جو غازی کے سر پر سایہ کرے بائیسواں جو تکلیف کے وقت وضو کرے تئیسواں جو اندھیرے میں مسجد کو جائے - چوبیسواں جو بھوکے کو کھانا کھلائے پچیسواں جو بھوکے کو پیٹ بھر کر کھلائے چھبیسواں جو سوداگر خرید اور فروخت میں جھوٹی تعریف یا جھوٹی برائی نہ کرے اور گرانی کی خواہش نہ کرے - ستائیسواں جس کے اخلاق اچھے ہوں مسلمان اور کافر سب کے ساتھ - اٹھائیسواں جو یتیم کی پرورش کرے - انتیسواں جو بیوہ کی پرورش کرے - ان کے سوا اور لوگ بھی مذکور ہیں اور حافظ اور قسطلانی نے ان کو تفصیل سے بیان کیا ہے - کل کی جن کو آخرت میں اللہ اپنے سائے میں رکھے گا تعداد ۷۰ شخصیتوں تک پہنچ گئی -

[1] اس حدیث کی مناسبت ترجمہ باب سے مشکل ہے البتہ یوں کہہ سکتے ہیں کہ اس میں خیرات دینے کا حکم ہے اور مطلق ہمیشہ فرد کامل پر محمول ہوتا ہے اور فرد کامل یہی ہے کہ داہنے ہاتھ سے خیرات دے ۱۲ منہ

[2] اس کو بھی اتنا ہی ثواب ملے گا جتنا مالک مال کو۔ اس حدیث کو خود امام بخاری نے آگے چل کر وصل کیا ہے ۱۲ منہ

[3] یعنی اتنی خیرات کرے جو خاوند کو ناگوار نہ ہو اور اس سے کوئی نقصان نہ پہنچے ۱۲ منہ

باب ۲۶ لَا صَدَقَةَ إِلَّا عَنْ ظَهْرِ غِنًى

وَمَنْ تَصَدَّقَ وَهُوَ مُحْتَاجٌ أَوْ أَهْلُهُ مُحْتَاجٌ أَوْ عَلَيْهِ دَيْنٌ فَالدَّيْنُ أَحَقُّ أَنْ يُقْضَى مِنَ الصَّدَقَةِ وَالْعِتْقِ وَالْهِبَةِ وَهُوَ رَدٌّ عَلَيْهِ لَيْسَ لَهُ أَنْ يُتْلِفَ أَمْوَالَ النَّاسِ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَخَذَ أَمْوَالَ النَّاسِ يُرِيدُ إِتْلَافَهَا أَتْلَفَهُ اللهُ إِلَّا أَنْ يَكُونَ مَعْرُوفًا بِالصَّبْرِ فَيُؤْثِرَ عَلَى نَفْسِهِ وَلَوْ كَانَ بِهِ خَصَاصَةٌ كَفِعْلِ أَبِي بَكْرٍ حِينَ تَصَدَّقَ بِمَالِهِ وَكَذٰلِكَ آثَرَ الْأَنْصَارُ الْمُهَاجِرِينَ وَنَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ إِضَاعَةِ الْمَالِ فَلَيْسَ لَهُ أَنْ يُضَيِّعَ أَمْوَالَ النَّاسِ بِعِلَّةِ الصَّدَقَةِ وَقَالَ كَعْبُ ابْنُ مَالِكٍ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ مِنْ تَوْبَتِي أَنْ أَنْخَلِعَ مِنْ مَالِي صَدَقَةً إِلَى اللهِ وَإِلَى رَسُولِهِ قَالَ أَمْسِكْ عَلَيْكَ بَعْضَ مَالِكَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ قُلْتُ فَإِنِّي أُمْسِكُ سَهْمِيَ الَّذِي بِخَيْبَرَ۔

باب ۹۰۱

صدقہ وہی بہتر ہے جس کے بعد آدمی کے مالدار رہنے میں [1] بظاہر کوئی فرق نہ آئے اور جو خیرات کرکے خود محتاج وفقیر ہو جائے یا اس کے گھر والے یا خود مقروض ہے تو قرض اتارنا خیرات دینے سے بہتر ہے۔ صدقہ، غلام کو آزاد کرنا یا کرانا یا ہبہ کرنا، ان سب سے بہتر اور مقدم قرض ادا کرنا ہوگا۔ اگر مقروضیت کی حالت کی بیجا صدقہ کرے تو اسے صدقہ واپس کر دیا جائیگا یا صدقہ نامنظور ہوگا۔ نیز جو شخص چوری کرے، ڈاکہ ڈالے یا دوسروں کے اموال کی تباہی کرے اس کا صدقہ بھی نامنظور ہوگا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص [2] دوسروں کے مال کو بغرض تلف مال وبربادی مال لیتا ہے۔ اللہ اسے بھی برباد کرتا ہے (مثلاً چندے جمع کر کے خود اڑا جائے) البتہ اگر صبر اور تکلیف اٹھانے میں مشہور و معروف ہو کہ اپنی ضروریات پر فقیر ومحتاج کی ضروریات کو ترجیح [3] دے سکتا ہے تو وہ خیرات لے سکتا ہے (کیونکہ وہ خود نہیں اڑائیگا) جیسے حضرت ابوبکر صدیق [4] رضی نے اپنا سارا مال خیرات کر دیا اسی طرح انصار نے اپنی حاجتوں پر مہاجرین کی ضروریات کو مقدم سمجھا [5] نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مال تباہ کرنے اور ضائع کرنے سے بھی منع فرمایا [6] ہے۔ تو جب حدیث میں مال ضائع کرنے سے منع کیا گیا ہے تو خیرات کے نام سے دوسروں کے مال کو ضائع کرنا بدرجہ اولی ممنوع ہے۔ کعب بن مالک کہتے ہیں میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ میں توبہ اس سے کرنا چاہتا ہوں کہ میں اپنا سارا مال اللہ اور رسول پر خرچ کر دوں۔ آپ نے فرمایا۔ کچھ مال اپنے پاس رکھ لے (تاکہ محتاج نہ ہو جائے) تیرے لئے یہ بہتر ہے۔ میں نے عرض کیا بہت اچھا میں اپنے خیبر والا حصہ اپنے پاس رکھ لیتا ہوں (باقی خیرات کر دیتا ہوں) [7]

---

[1] یعنی اپنا ضروری طرچ وغیرہ محفوظ رکھ کر باقی خیرات کرے یہ نہیں کہ خیرات کر کے خود محتاج ہو جائے ۱۲ منہ [2] اس کو خود امام بخاری نے باب الاستقراض میں وصل کیا ہے ۱۲ منہ [3] مثلاً آپ بھوکا رہے اور فقیر کو کھلا دے مگر یہ نہیں کر سکتا کہ اس سے بال بچے بھوکے رہیں اور وہ سارا کھانا فقیروں کو لٹا دے ۱۲ منہ [4] اس کو ابو داؤد، ترمذی اور حاکم نے نکالا حضرت عمرؓ سے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ہم کو صدقے کا حکم دیا میں نے اپنے دل میں کہا میں آج ابوبکرؓ سے بڑھ کر رہوں گا اور اپنا آدھا مال آنحضرتؐ کے پاس لے آیا اور ابوبکرؓ سارا مال لے آئے آنحضرتؐ نے پوچھا پوچھا عمرؓ تم اپنے بال بچوں کے لئے کیا چھوڑ آئے میں نے عرض کیا آدھا مال۔ ابوبکرؓ سے پوچھا تو انہوں نے کہا میں اپنے بال بچوں کیلئے اللہ اور اس کے رسول کو چھوڑ کر آیا ہوں سبحان اللہ ۱۲ منہ [5] ان کو اپنے مال اور جائیداد میں شریک کر لیا یہاں تک کہ ایک انصاری نے اپنے بھائی مہاجر سے کہا بھائی میرے نکاح میں دو بیبیاں ہیں تم دونوں کو دیکھو جو پسند کرو میں اس کو طلاق

۴۴- حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَيْرُ الصَّدَقَةِ مَا كَانَ عَنْ ظَهْرِ غِنًى وَّابْدَأْ بِمَنْ تَعُوْلُ۔

حدیث ۱۳۴۳ (از عبدان از عبداللہ از یونس از زہری از سعید بن مسیب) حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہتر بین خیرات وہی ہے جس کے دینے کے بعد بھی آدمی مالدار رہے اور پہلے انہیں خیرات دے جو تیری نگہبانی میں ہیں۔

۴۵- حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِّنَ الْيَدِ السُّفْلٰى وَابْدَأْ بِمَنْ تَعُوْلُ وَخَيْرُ الصَّدَقَةِ مَا كَانَ عَنْ ظَهْرِ غِنًى وَّمَنْ يَّسْتَعْفِفْ يُعِفَّهُ اللّٰهُ وَمَنْ يَّسْتَغْنِ يُغْنِهِ اللّٰهُ وَعَنْ وُّهَيْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا۔

حدیث ۱۳۴۴ (از موسیٰ بن اسمٰعیل از وہیب از ہشام از والدش) حکیم ابن حزام کی روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اوپر والا (دینے والا) ہاتھ نیچے والے (لینے والے) ہاتھ سے بہتر ہے۔ اور پہلے اپنے اہل و عیال، اعزہ و اقرباء کو خیرات دے اور بہتر ین خیرات وہی ہے، جسے دے کر بھی آدمی مالدار رہے اور جو کوئی سوال کرنے سے بچنے کی کوشش کرے گا، اللہ تعالیٰ اسے بچائے گا۔ جو غناء کی دعاء کرے گا اللہ تعالیٰ اسے غنی رکھیگا۔ اس حدیث کے راویوں میں حکیم بن حزام کی جگہ حضرت ابوہریرہؓ بھی ہیں۔

۴۶- حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَّالِكٍ عَنْ نَّافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَذَكَرَ الصَّدَقَةَ وَالتَّعَفُّفَ وَالْمَسْئَلَةَ اَلْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِّنَ الْيَدِ السُّفْلٰى فَالْيَدُ الْعُلْيَا هِيَ

حدیث ۱۳۴۵ (از ابوالنعمان از حماد بن زید از ایوب از نافع) ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ دوسری سند (از عبداللہ بن مسلمہ از مالک از نافع) عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب آپ نے منبر پر چڑھکر خیرات کرنے اور سوال سے بچنے کا اور سوال کرنے کا ذکر فرمایا اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔ اوپر والا ہاتھ خرچ کرنے والے کو کہتے ہیں اور نیچے والا ہاتھ مانگنے والے کو کہتے ہیں۔

دے دیتا ہوں تم اس سے نکاح کرلو۔ اس حدیث سے خود امام بخاری نے کتاب الہبہ میں وصل کیا ۱۲ منہ ۶۔ یہ حدیث کتاب الصلوٰۃ میں موصولاً گذر چکی ہے منہ ۵۔ کعب کی حدیث خود امام بخاری نے آگے چل کر وصل کیا ہے۔ آپؐ نے کعبؓ کو سارا مال خیرات کر دینے سے منع فرمایا اور حضرت ابوبکرؓ کو اجازت دے دی کیونکہ ابوبکرؓ کا ایمان اور توکل اعلیٰ درجہ کا تھا کعبؓ کو کہاں نصیب تھا ۱۲ منہ (حاشیہ صفحہ ہذا) ۱۔ پہلے اپنے بال بچوں اور متعلقین کو کھلا پلا ان کی خبر گیری کر ان کے بعد جو بچے وہ خیرات کر ۱۲ منہ ۲۔ دوسری حدیث میں ہے اپنے ماں باپ بہن بھائی پھر دوسرے رشتہ داروں کو۔ ایک حدیث میں ہے ایک شخص نے پوچھا میرے پاس ایک اشرفی ہے آپؐ نے فرمایا اپنے اوپر خرچ کر اس نے کہا ایک اور ہے آپؐ نے فرمایا اپنی بیوی پر خرچ کر کہنے لگا ایک اور ہے آپ نے فرمایا اپنی اولاد پر خرچ کر کہنے لگا ایک اور ہے آپؐ نے فرمایا اپنے غلام لونڈی پر خرچ کر کہنے لگا ایک اور ہے فرمایا اب تجھ کو اختیار ہے اس کو امام نسائی نے نکالا منہ

اَلْمُنْفِقَةُ وَالسُّفْلٰى هِيَ السَّائِلَةُ۔

بَابٌ ۲۷ اَلْمَنَّانِ بِمَا اَعْطٰى

لِقَوْلِهٖ عَزَّ وَجَلَّ اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا يُتْبِعُوْنَ مَآ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّلَا اَذًى الْاٰيَةَ۔

بَابٌ ۲۸ مَنْ اَحَبَّ تَعْجِيْلَ الصَّدَقَةِ مِنْ يَّوْمِهَا

۴۷۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ سَعِيْدٍ عَنِ ابْنِ اَبِيْ مُلَيْكَةَ اَنَّ عُقْبَةَ بْنَ الْحَارِثِ حَدَّثَهٗ قَالَ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَصْرَ فَاَسْرَعَ ثُمَّ دَخَلَ الْبَيْتَ فَلَمْ يَلْبَثْ اَنْ خَرَجَ فَقُلْتُ اَوْ قِيْلَ لَهٗ فَقَالَ كُنْتُ خَلَّفْتُ فِي الْبَيْتِ تِبْرًا مِّنَ الصَّدَقَةِ فَكَرِهْتُ اَنْ اُبَيِّتَهٗ فَقَسَمْتُهٗ۔

بَابٌ ۲۹ اَلتَّحْرِيْضِ فِي الصَّدَقَةِ وَالشَّفَاعَةِ فِيْهَا۔

۴۸۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَدِيٌّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ عِيْدٍ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ لَمْ يُصَلِّ

باب ۹۰۲ دے کر جتانے والے کی مذمت

آیت۔ اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ الْاٰيَةَ (جو اپنے مال اللہ کی راہ پر خرچ کرتے ہیں۔ پھر خرچ کرنے کے بعد نہ احسان جتلاتے ہیں اور نہ ستاتے ہیں)[1]

باب ۹۰۳ خیرات میں عجلت کرنا بہتر ہے

حدیث ۱۳۴۶: (از ابو عاصم از عمر بن سعید از ابن ابی ملیکہ) عقبہ ابن حارث فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کی نماز پڑھائی پھر گھر میں بہت جلدی تشریف لے گئے اور بہت جلد ہی گھر سے باہر تشریف لے آئے۔ میں نے عرض کیا یا کہا گیا (اس جلدی کا سبب پوچھا گیا) تو آپؐ نے فرمایا۔ خیرات کے مال میں سے ایک سونے کا ٹکڑا گھر میں چھوڑ آیا تھا۔ مجھے یہ بات بُری معلوم ہوئی کہ رات تک گھر میں رہ جائے میں نے اسے تقسیم کر دیا ہے اسی لیے میں گھر میں جلدی چلا گیا تھا[3]

باب ۹۰۴ لوگوں کو خیرات کرنے کی ترغیب دینا نیز اس کے لئے کسی کی سفارش کرنا۔

حدیث ۱۳۴۷ (از مسلم از شعبہ از عدی از سعید بن جبیر) ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر کے دن مدینہ سے باہر تشریف لے گئے دو رکعتیں پڑھائیں نہ اس کے پہلے نہ اس کے بعد کوئی نفل ادا کئے۔ پھر مستورات

---

[1] اس سے وہ قول رد ہوتا ہے جو لینے والے ہاتھ کو اونچا کہتے ہیں بعضے بزرگوں نے خیرات دیتے وقت یوں دی ہے کہ اپنا ہاتھ نیچے رکھا اور فقیر سے کہا کہ اوپر سے اٹھا لے اور یہ ادب اور کسر نفس ہے اس حدیث کی مناسبت ترجمہ باب سے ظاہر ہے کیونکہ جب کوئی آدمی خود محتاج ہو کر خیرات کرے گا تو اس کو سوال کرنے کی ضرورت پڑیگی اور اپنا ہاتھ نیچا کرنا ہوگا ۱۲ منہ [2] اس باب میں امام بخاری نے قرآن شریف کی آیت پر اکتفا کی اور کوئی حدیث بیان نہیں کی شاید ان کی شرط پر کوئی حدیث ان کو نہ ملی ہوگی۔ امام مسلم نے ابو ذر رضؓ سے روایت کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین آدمیوں سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن بات نہیں کرنے کا ایک تو وہ جو دے کر احسان جتلائے۔ دوسرے جو جھوٹی قسم کھا کر اپنا مال چلائے۔ تیسرے جو اپنی ازار لٹکائے ۱۲ منہ [3] حدیث سے یہ نکلا کہ خیرات اور صدقے میں جلدی کرنا بہتر ہے ایسا نہ ہو موت آجائے یا مال باقی نہ رہے اور ثواب سے محروم رہ جائے ۱۲ منہ

قَبْلُ وَلَا بَعْدُ ثُمَّ مَالَ عَلَى النِّسَاءِ وَبِلَالٌ مَّعَهُ فَوَعَظَهُنَّ وَأَمَرَهُنَّ أَنْ يَّتَصَدَّقْنَ فَجَعَلَتِ الْمَرْأَةُ تُلْقِي الْقُلْبَ وَالْخُرْصَ۔

۴۹۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو بُرْدَةَ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ أَبِي بُرْدَةَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو بُرْدَةَ بْنُ أَبِي مُوسَى عَنْ أَبِيهِ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا جَاءَهُ السَّائِلُ أَوْ طُلِبَتْ إِلَيْهِ حَاجَةٌ قَالَ اشْفَعُوا تُؤْجَرُوا وَيَقْضِي اللّٰهُ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّهِ مَا شَاءَ

۵۰۔ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ فَاطِمَةَ عَنْ أَسْمَاءَ قَالَتْ قَالَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُوكِي فَيُوكَى عَلَيْكِ

۵۱۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ عَنْ عَبْدَةَ وَقَالَ لَا تُحْصِي فَيُحْصِيَ اللّٰهُ عَلَيْكِ۔

بَابٌ ۳۰ الصَّدَقَةِ فِيمَا اسْتَطَاعَ

۵۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ ح وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ عَنْ حَجَّاجِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ أَخْبَرَهُ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ أَنَّهَا جَاءَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

گئے۔ حضرت بلال رضؓ بھی آپؐ کے ساتھ تھے۔ آپ نے مستورات کو وعظ کیا اور خیرات کرنے کا انہیں حکم دیا۔ تو عورتیں کنگن اور بالیاں (حضرت بلالؓ کی چادر میں) بطور خیرات پھینکنے لگیں [1]

حدیث ۱۳۴۸ (از موسیٰ بن اسمٰعیل از عبد الواحد از ابو بردہ بن عبد اللہ بن ابی بردہ از ابو بردہ بن ابی موسیٰ) ابو موسیٰ اشعری رضؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کوئی سائل آتا یا کوئی ضرورت آپ سے بیان کی جاتی تو (دوسروں سے) فرماتے، تم بھی سفارش کرو۔ تمہیں بھی ثواب ملے گا۔ اور اللہ اپنے پیغمبر کی زبان سے جو چاہے گا حکم دے گا [2]

حدیث ۱۳۴۹ (از صدقہ بن فضل از عبدہ از ہشام از فاطمہ) حضرت اسماء کہتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا: خیرات مت روک ورنہ تیرا رزق بھی روک دیا جائے گا۔

حدیث ۱۳۵۰ (از عثمان بن ابی شیبہ) عبدہ نے یہی حدیث بیان کی اس میں یہ الفاظ ہیں، آنحضرتؐ نے فرمایا مت گنا کر ورنہ اللہ بھی تجھے گن گن کر دے گا [3]

باب ۹۰۵ حتی المقدور خیرات کرنا۔

حدیث ۱۳۵۱ (از ابو عاصم از ابن جریج) دوسری سند (از محمد بن عبد الرحیم از حجاج بن محمد از ابن جریج از ابن ابی ملیکہ از عباد بن عبد اللہ بن زبیر) حضرت اسماء بنت ابی بکر رضؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: روپیہ تھیلی میں بند کر کے مت رکھو ورنہ اللہ بھی تیرا رزق بند کر کے

---

[1] باب کا مطابقت ظاہر ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو خیرات کرنے کی رغبت دلائی ۱۲ منہ [2] معلوم ہوا کہ حاجتمندوں کی حاجت اور غرض پوری کرنا یا ان کے لئے سعی اور سفارش کرنا بڑا ثواب ہے کیونکہ خلق خدا کی راحت رسانی ہے جس سے بڑھ کر کوئی نیکی نہیں ہے اہل اللہ اور بزرگ لوگ ارباب حاجات کی سفارش کرنے میں کبھی دریغ نہیں کرتے اور ان کی حاجتیں پوری کرانے کے لئے امراء اور دنیا داروں کے پاس جانا بھی گوارا کرتے ہیں اور ذلت اور زحمت بھی اٹھاتے ہیں مگر جو ثواب اس میں حاصل ہوتا ہے اس کے مقابلے میں اس ذلت اور زحمت کو کوئی چیز نہیں سمجھتے بلکہ خوش ہوتے ہیں البتہ فقراء اپنی حاجات کو ارباب دنیا کے پاس نہیں لے جاتے بلکہ فقر و فاقہ میں بسر کر لیتے ہیں اور اپنی کل حاجتیں اپنے پروردگار ہی سے طلب کرتے ہیں۔ سچے فقیر کی ایک بڑی شناخت یہ بھی بیان کی ہے کہ وہ دوسرے بندگانِ خدا کے کام اور حاجتیں پوری کرنے کے لئے دوڑتا پھرے محنت و مشقت اٹھائے مگر اپنی کوئی حاجت کسی دنیا دار کے پاس نہ لے جائے ۱۲ منہ [3] اور جو بے گنے بے حساب خیرات کرے گا۔ اللہ بھی بے حساب رزق دے گا ۱۲ منہ

فَقَالَ لَا تُوعِي فَيُوعِيَ اللهُ عَلَيْكِ ارْضَخِي مَا اسْتَطَعْتِ -

رکھ لے گا۔ حتی المقدور خیرات کرتی رہ۔

باب ۹۰۶ الصَّدَقَةُ تُكَفِّرُ الْخَطِيئَةَ

صدقہ گناہوں کا کفارہ ہوتا ہے۔

۵۳۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ أَيُّكُمْ يَحْفَظُ حَدِيثَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْفِتْنَةِ قَالَ قُلْتُ أَنَا أَحْفَظُهُ كَمَا قَالَ قَالَ إِنَّكَ عَلَيْهِ لَجَرِيءٌ فَكَيْفَ قَالَ قُلْتُ فِتْنَةُ الرَّجُلِ فِي أَهْلِهِ وَوَلَدِهِ وَجَارِهِ تُكَفِّرُهَا الصَّلوٰةُ وَالصَّدَقَةُ وَالْمَعْرُوفُ قَالَ سُلَيْمَانُ قَدْ كَانَ يَقُولُ الصَّلوٰةُ وَالصَّدَقَةُ وَالْأَمْرُ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ قَالَ لَيْسَ هٰذِهِ أُرِيدُ وَلٰكِنِّي أُرِيدُ الَّتِي تَمُوجُ كَمَوْجِ الْبَحْرِ قَالَ قُلْتُ لَيْسَ عَلَيْكَ مِنْهَا يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ بَأْسٌ بَيْنَهَا وَبَيْنَكَ بَابٌ مُغْلَقٌ قَالَ فَيُكْسَرُ الْبَابُ أَمْ يُفْتَحُ قَالَ قُلْتُ لَا بَلْ يُكْسَرُ قَالَ فَإِنَّهُ إِذَا كُسِرَ لَمْ يُغْلَقْ أَبَدًا قَالَ قُلْتُ أَجَلْ فَهِبْنَا أَنْ نَسْأَلَهُ

حدیث ۱۳۵۲ (از قتیبہ از جریر از اعمش از ابو وائل از حذیفہ) حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ تم میں سے کون آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث یاد کئے ہوئے ہے؟ جس میں فتنوں کے متعلق بیان کیا گیا ہو۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا مجھے یاد ہے اسی طرح جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا واقعی تو بہادر ہے (حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فتنوں کے متعلق دریافت کرتے رہتے تھے اور کسی کو آپ سے باتیں پوچھنے کی جرأت نہ ہوتی تھی۔ اسی لئے انہیں ایسی احادیث خوب یاد تھیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسی واسطے کہا تو بہادر ہے[1] اور ان احادیث کا ماہر و حافظ ہے) تب آپ نے وہ حدیث کس طرح بیان کی تھی؟ (حضرت حذیفہ کہتے ہیں) میں نے کہا (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) آدمی کو اس کے گھر والوں بال بچوں دوست ہمسایوں میں ایک فتنہ (اور آزمائش و امتحان) ہوتا ہے۔ (ان کی محبت میں عبادت سے غافل رہتا ہے چنانچہ نماز اور صدقہ اور اچھی باتوں کی تبلیغ سے اس فتنے کا کفارہ اور تلافی ہوجاتی ہے۔ سلیمان کہتے ہیں کبھی ابو وائل یوں کہتے تھے نماز، صدقہ، تبلیغ یعنی اچھے کاموں کا حکم، بُرے کاموں سے روکنا حضرت عمر نے حذیفہ رضی اللہ عنہ سے یہ سن کر کہا میں اس حدیث کے متعلق دریافت نہیں کرنا چاہتا۔ میں تو بڑے فتنے کے متعلق حدیث دریافت کرنا چاہتا ہوں وہ فتنہ جو سمندر کی موج کی طرح سے موجزن ہوگا (حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں) میں نے کہا امیر المؤمنین! آپ کو اس فتنہ کا کیا ڈر ہے؟ آپ کے اور اس فتنہ کے درمیان ایک بند دروازہ ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کیا وہ بند دروازہ توڑا جائیگا یا کھولا جائیگا؟ میں نے کہا نہیں وہ دروازہ توڑا جائیگا۔ انہوں نے کہا اگر اسے توڑا گیا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ بند ہونے کے قابل نہ رہ سکے گا (کیونکہ ٹوٹی ہوئی چیز تو کام نہیں دے سکتی) میں نے کہا ہاں۔ ابو وائل کہتے

---

[1] یعنی تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے اکثر فتنوں اور فسادوں کو جو آپ کے بعد ہونے والے تھے پوچھتا رہتا دوسرے لوگوں کو اتنی جرأت نہ ہوتی بے شک تو بہادری سے ان کو بیان کرے گا کیونکہ تو خوب جانتا ہے ۱۲ منہ

مِنَ الْبَابُ فَقُلْنَا لِمَسْرُوْقٍ سَلْهُ قَالَ فَسَأَلَهُ فَقَالَ عُمَرُ قَالَ فَقُلْنَا أَفَعَلِمَ عُمَرُ مَنْ تَعْنِيْ قَالَ نَعَمْ كَمَا أَنَّ دُوْنَ غَدٍ لَيْلَةً وَّذٰلِكَ أَنِّيْ حَدَّثْتُهُ حَدِيْثًا لَيْسَ بِالْأَغَالِيْطِ۔

ہیں ہم حضرت حذیفہؓ سے یہ معلوم کرنے میں جھجکے کہ وہ دروازہ کیا ہے؟ ہم نے حضرت مسروقؓ سے کہا آپ پوچھئے۔ انہوں نے پوچھا، تو حضرت حذیفہ نے کہا۔ وہ خود فاروق اعظم ہیں۔ ہم نے پوچھا کیا حضرت فاروق کو خود بھی یہ بات معلوم تھی؟ تو حضرت حذیفہؓ نے کہا ہاں وہ اس طرح جانتے تھے جس طرح آج کی آنے والی رات کل آئندہ کے قریب و متصل ہے۔ وجہ یہ تھی کہ میں نے ان سے ایک حدیث بیان کی (فی الواقع صحیح حدیث)، وہ کوئی غلط سلط نہیں تھی[1]

بَابٌ ۳۲ مَنْ تَصَدَّقَ فِي الشِّرْكِ ثُمَّ أَسْلَمَ۔

باب ۹۰۷ جس نے کفر و شرک کی حالت میں خیرات کی پھر مسلمان ہوگیا[2]

۵۴ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَرَأَيْتَ أَشْيَاءَ كُنْتُ أَتَحَنَّثُ بِهَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ مِنْ صَدَقَةٍ أَوْ عَتَاقَةٍ وَّصِلَةِ رَحِمٍ فَهَلْ فِيْهَا مِنْ أَجْرٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَسْلَمْتَ عَلٰى مَا سَلَفَ مِنْ خَيْرٍ۔

حدیث ۱۳۵۲ (از عبد اللہ بن محمد از ہشام از معمر از زہری) عروہ از حکیم ابن حزام کہتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا جو نیک کام میں زمانۂ جاہلیت میں کرچکا ہوں صدقہ، غلام آزاد کرنا صلہ رحمی۔ ان کا بھی مجھے ثواب ملے گا؟ آپؐ نے فرمایا اچھے کام قائم رکھ اب بھی جب تو مسلمان ہو چکا ہے[3] (دوسرا ترجمہ یہ بھی درست ہے کہ اچھے کاموں کی بدولت ہی تو مسلمان ہوا ہے) بہرحال سوال کا جواب اثبات میں ہے کہ ان نیکیوں کا اجر ملے گا۔

بَابٌ ۳۳ أَجْرِ الْخَادِمِ إِذَا تَصَدَّقَ بِأَمْرِ صَاحِبِهِ غَيْرَ مُفْسِدٍ

باب ۹۰۸ خادم کو بھی ثواب ملیگا اگر اپنے بڑے یا صاحب خانہ کے حکم سے خیرات کرے بشرطیکہ نقصان نہ کرے (یعنی مالکِ شے کی نظر میں۔)[4]

---

[1] یہ حدیث اوپر گذر چکی ہے یہاں امام بخاری اس کو اس لئے لائے کہ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ صدقہ گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے۔ ۱۲ منہ [2] تو اس کو ثواب ملے گا۔ بہت سے علماء نے اس کا انکار کیا ہے اور کہا ہے کہ کافر نے جو نیکیاں کفر کے زمانہ میں کیں وہ سب لغو ہو جاتی ہیں کیونکہ کافر کی نیت صحیح نہیں اور نیت شرط ہے اعمال کی۔ امام بخاری نے باب کی حدیث لا کر ان کا رد کیا اور یہ ثابت کیا کہ اگر کافر مسلمان ہو جائے تو کفر کے زمانے کی نیکیوں کا بھی ثواب ملے گا۔ یہ اللہ جل جلالہ کی عنایت ہے اس میں کسی کا کیا اجارہ بادشاہ حقیقی کے پیغمبر نے جو فرمایا ہے وہی قانون ہے ۱۲ منہ [3] یعنی اسلام لانے سے تیری اگلی نیکیاں برباد نہیں ہوسکتیں بلکہ اور مضبوط ہو جاتی ہیں اگر اسلام نہ لاتا تو وہ سب نیکیاں آخرت میں بیکار ہو جاتیں اس سے زیادہ تصریح دارقطنی کی روایت میں ہے اس میں یوں ہے جب کافر اسلام لاتا ہے اور اچھی طرح مسلمان ہو جاتا ہے تو اس کی ہر نیکی جو اس نے (اسلام سے پہلے) کی تھی لکھ لی جاتی ہے اور ہر برائی جو (اسلام سے پہلے) کی تھی میٹ دی جاتی ہے اس کے بعد ہر نیکی کا ثواب دس گنا سے سات سو گنے تک ملتا ہے اور ہر برائی کے بدل ایک برائی لکھی جاتی ہے مگر جب چاہے اللہ اس کو بھی معاف کردے ۱۲ منہ [4] یعنی بے کار مال تباہ کرنے کی نیت نہ ہو تو اس کو بھی ثواب ملے گا۔ قسطلانی نے کہا، خادم کے لفظ میں بی بی بھی آگئی۔ بعضوں نے کہا خدمت گار اور بی بی میں فرق ہے کہ بی بی بغیر خاوند کی اجازت کے اس کے مال میں سے خیرات کرسکتی ہے لیکن خدمت گار ایسا نہیں کرسکتا۔ اکثر علماء کے نزدیک بی بی کو بھی اس وقت تک خاوند کے مال میں سے خیرات درست نہیں جب تک اجمالاً یا تفصیلاً اس نے اجازت نہ دی ہو اور یہی مختار ہے۔ امام بخاری کے نزدیک یہ عرف اور دستور پر موقوف ہے۔ یعنی بی بی پکا ہوا کھانا وغیرہ ایسی تھوڑی چیزیں جن کے دینے سے کوئی ناراض نہیں ہوتا، خیرات کرسکتی ہے گو خاوند کی اجازت نہ ملے۔ مگر بیش قیمت چیزیں بغیر خاوند کی اجازت کے خرچ نہیں کرسکتی البتہ اپنے مال میں اس کو اختیار ہے ۱۲ منہ

۵۵- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا تَصَدَّقَتِ الْمَرْأَةُ مِنْ طَعَامِ زَوْجِهَا غَيْرَ مُفْسِدَةٍ كَانَ لَهَا أَجْرُهَا وَلِزَوْجِهَا بِمَا كَسَبَ وَلِلْخَازِنِ مِثْلُ ذٰلِكَ۔

حدیث ۱۳۵۴ (از قتیبہ بن سعید از جریر از اعمش از ابووائل از مسروق) حضرت عائشہ رض فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب کوئی بیوی اپنے خاوند کے کھانے سے کچھ خیرات کرے بشرطیکہ خرابی نہ ڈالے[ا] (یعنی تھوڑی سی دے ساری غذا نہ دیدے کہ باقی بھوکے رہیں) تو اسے بھی ثواب ملے گا، خاوند کو بھی[ب] اور مال جس کی تحویل میں ہے اسے بھی ثواب ملیگا سب کو برابر ثواب ملیگا

۵۶- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْخَازِنُ الْمُسْلِمُ الْأَمِينُ الَّذِي يُنْفِذُ وَرُبَّمَا قَالَ يُعْطِي مَا أُمِرَ بِهِ كَامِلًا مُوَفَّرًا طَيِّبٌ بِهِ نَفْسُهُ فَيَدْفَعُهُ إِلَى الَّذِي أُمِرَ لَهُ بِهِ أَحَدُ الْمُتَصَدِّقِينَ۔

حدیث ۱۳۵۵ (از محمد بن علاء از ابو اسامہ از برید بن عبداللہ از ابوبردہ از ابوموسیٰ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں خزانچی مسلمان امانتدار جو صاحب کا حکم جاری کردے یا اس کا صاحب جو دلائے وہ پورا خوشی کے ساتھ اسے دیدے جسے دلائے جانے کا حکم ہوا کاملاً موفراً یعنی اپنا حق اس میں نہ جتائے رشوت نہ لے۔ دینے میں تلخی نہ دکھائے۔ کمی نہ کرے[ج]) تو وہ بھی خیرات کرنے والوں میں ہوگا۔

بَابٌ ۳۴ أَجْرِ الْمَرْأَةِ إِذَا تَصَدَّقَتْ أَوْ أَطْعَمَتْ مِنْ بَيْتِ زَوْجِهَا غَيْرَ مُفْسِدَةٍ۔

باب ۹۰۹ عورت اپنے خاوند کے مال میں سے خیرات کرے یا اپنے خاوند کے گھر میں سے کھلائے بشرطیکہ برباد کرنے کا ارادہ نہ ہو۔

۵۷- حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا مَنْصُورٌ وَالْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعْنِي إِذَا تَصَدَّقَتِ الْمَرْأَةُ مِنْ بَيْتِ زَوْجِهَا ح وَحَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ

حدیث ۱۳۵۶ (از آدم از شعبہ از منصور از اعمش از ابووائل از مسروق) حضرت عائشہ رض کہتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب بیوی خاوند کے گھر سے خیرات کرے۔ دوسری سند (از عمرو بن حفص از اعمش از شقیق از مسروق) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا جب بیوی اپنے خاوند کے گھر سے کھانا کھلائے

[ا] مثلاً ایک لقمہ یا ایک روٹی خیرات کرے کہ خاوند کو تکلیف نہ ہو یہ نہیں کہ سارا کھانا اٹھا کر فقیروں کو دے دے اور گھر والے بھوکے رہیں ۱۲ منہ [ب] داروغہ سے وہ مرد یا عورت مراد ہے جس کی حفاظت میں مودی خانہ رہتا ہے ۱۲ منہ [ج] یعنی ایسا ہوگا گویا دو شخصوں نے خیرات کی۔ ایک تو مالک مال اور ایک اس کا داروغہ دونوں کو خیرات کا ثواب ملے گا ۱۲ منہ

عَنْ شَقِيقٍ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَطْعَمَتِ الْمَرْأَةُ مِنْ بَيْتِ زَوْجِهَا غَيْرَ مُفْسِدَةٍ لَهَا أَجْرُهَا وَلَهُ مِثْلُهُ وَلِلْخَازِنِ مِثْلُ ذٰلِكَ لَهُ بِمَا اكْتَسَبَ وَلَهَا بِمَا أَنْفَقَتْ۔

بشرطیکہ مال اجاڑنے کا ارادہ نہ ہو تو اس بیوی کو بھی ثواب ملے گا۔ اس کے خاوند کو بھی، خازن مال کو بھی۔ خاوند کو کمانے کی وجہ سے اور بیوی کو خرچ کرنے کی وجہ سے۔

۵۸۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ شَقِيقٍ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا أَنْفَقَتِ الْمَرْأَةُ مِنْ طَعَامِ بَيْتِهَا غَيْرَ مُفْسِدَةٍ فَلَهَا أَجْرُهَا وَلِلزَّوْجِ بِمَا اكْتَسَبَ وَلِلْخَازِنِ مِثْلُ ذٰلِكَ

حدیث ۱۳۵۷ (از یحییٰ بن یحییٰ از جریر از منصور از شقیق از مسروق از حضرت عائشہؓ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب کوئی بیوی اپنے گھر کے کھانے سے خرچ کرے۔ نقصان کرنے کا ارادہ نہ ہو، تو اسے بھی ثواب ملے گا۔ خاوند کو بھی کمانے کا، اور خازن کو بھی ان کے برابر ثواب ملے گا۔[۱]

بَابٌ ۳۵ قَوْلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ فَأَمَّا مَنْ أَعْطٰى وَاتَّقٰى وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْيُسْرٰى وَأَمَّا مَنْ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰى الْآيَةَ اَللّٰهُمَّ أَعْطِ مُنْفِقَ مَالٍ خَلَفًا۔

باب ۹۱۰ آیت۔ فَأَمَّا مَنْ أَعْطٰى الآية

(جس نے دیا، اور پرہیزگار رہا تو آسانی کی جگہ یعنی بہشت اس کیلئے آسان کریں گے۔ جس نے بخل کیا آخرت کی پرواہ نہ کی اس کے لئے تنگی کی جگہ یعنی دوزخ آسان کریں گے۔ (نیز فرشتوں کی دعا،) اَللّٰهُمَّ مُنْفِقَ مَالٍ خَلَفًا یا اللہ خرچ کرنے والے کو اس کا صلہ دے۔

۵۹۔ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي أَخِي عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي مُزَرِّدٍ عَنْ أَبِي الْحُبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ يَوْمٍ يُصْبِحُ الْعِبَادُ فِيهِ إِلَّا مَلَكَانِ يَنْزِلَانِ فَيَقُولُ أَحَدُهُمَا اَللّٰهُمَّ أَعْطِ مُنْفِقًا خَلَفًا وَيَقُولُ الْآخَرُ اَللّٰهُمَّ أَعْطِ مُمْسِكًا

حدیث ۱۳۵۸ (از اسمٰعیل از ابوبکر از سلیمان از معاویہ بن ابی مزرد از ابوالحباب) حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی دن ایسا نہیں ہوتا کہ بندوں پر یونہی گزر جائے بلکہ ہر دن کی صبح کو دو فرشتے آسمان سے نازل ہوتے ہیں ایک فرشتہ یہ دعا کرتا ہے۔ اَللّٰهُمَّ أَعْطِ مُنْفِقًا خَلَفًا (اے اللہ خرچ کرنیوالے کو اس کا صلہ اور بدلہ دے[۲]) اور دوسرا فرشتہ یوں دعا کرتا ہے۔ اَللّٰهُمَّ أَعْطِ مُمْسِكًا[۳]

---

[۱] امام بخاری نے اس حدیث کو تین طریقوں سے بیان کیا ہے اور یہ تکرار نہیں ہے بلکہ ہر ایک کے الفاظ جدا ہیں کسی میں اذا تصدقت المرأۃ ہے کسی میں اذا اطعمت المرأۃ کسی میں من بیت زوجہا ہے کسی میں طعام بیتہا ہے اور ظاہر حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ تینوں کو برابر ثواب ملے گا لیکن دوسری روایت میں ہے کہ عورت کو مرد کا آدھا ثواب ملے گا قسطلانی نے کہا کہ داروغہ کو بھی ثواب ملے گا مگر مالکِ مال کی طرح اس کو دوگنا ثواب نہ ہوگا۔ واللہ اعلم ۱۲ منہ [۲] یعنی جتنا مال اس نے تیری راہ میں خرچ کیا ہے تو اتنا ہی مال اس کو اور دے اور دوسری حدیث میں ہے کہ بندے کا مال خیرات سے کم نہیں ہوا۔ ۱۲ منہ [۳] ابن ابی حاتم کی روایت میں اتنا زیادہ ہے تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری فَأَمَّا مَنْ أَعْطٰى وَاتَّقٰى اخیر تک اور اس روایت سے باب میں اس آیت کے ذکر کرنے کی وجہ معلوم ہوگئی ۱۲ منہ

تلفًا۔

تلفًا ۔لہ اور بخیل کا مال تباہ کر دے) ۔

بَابٌ ٣٦ مَثَلُ الْمُتَصَدِّقِ وَالْبَخِيلِ

باب ۹۱۱ صدقہ کرنیوالے اور بخیل کی مثال

٦٠۔ حَدَّثَنَا مُوسٰى قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الْبَخِيلِ وَالْمُتَصَدِّقِ كَمَثَلِ رَجُلَيْنِ عَلَيْهِمَا جُبَّتَانِ مِنْ حَدِيدٍ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو الزِّنَادِ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَثَلُ الْبَخِيلِ وَالْمُنْفِقِ كَمَثَلِ رَجُلَيْنِ عَلَيْهِمَا جُبَّتَانِ مِنْ حَدِيدٍ مِنْ ثُدِيِّهِمَا إِلٰى تَرَاقِيهِمَا فَأَمَّا الْمُنْفِقُ فَلَا يُنْفِقُ إِلَّا سَبَغَتْ أَوْ وَفَرَتْ عَلٰى جِلْدِهِ حَتّٰى تُخْفِيَ بَنَانَهُ وَتَعْفُوَ أَثَرَهُ وَأَمَّا الْبَخِيلُ فَلَا يُرِيدُ أَنْ يُنْفِقَ شَيْئًا إِلَّا لَزِقَتْ كُلُّ حَلْقَةٍ مَكَانَهَا فَهُوَ يُوَسِّعُهَا فَلَا تَتَّسِعُ تَابَعَهُ الْحَسَنُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ طَاوُسٍ فِي الْجُبَّتَيْنِ وَقَالَ حَنْظَلَةُ عَنْ طَاوُسٍ جُنَّتَانِ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي جَعْفَرٌ عَنِ ابْنِ هُرْمُزَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جُنَّتَانِ۔

حدیث ۱۲۵۹ (ازموسٰی ازوہیب ازابن طاؤس) حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، بخیل اور صدقہ دینے والے کی مثال ان دو شخصوں کی طرح ہے جو لوہے کے دو کرتے (یعنی زرہیں) پہنے ہوں۔ دوسری سند (ازابوالیمان ازشعیب ازابوالزناد ازعبدالرحمٰن) ابوہریرہؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپؐ فرماتے تھے، بخیل کی مثال اور خرچ کرنے والے کی مثال دو آدمیوں کی ہے جو لوہے کی زرہیں سینے سے ہنسلیوں تک پہنے ہوں۔ اس میں خرچ کرنے والے کا کرتہ، خرچ کرتے وقت کشادہ ہو جاتا ہے، یا لمبا چوڑا ہو کر سارا بدن حتّٰی کہ انگلیوں تک ڈھانپ لیتا ہے اور چلتے وقت اس کے پاؤں کے نشانات مٹا دیتا ہےلہ۔ اور بخیل جب خرچ کرنے لگتا ہے تو اس زرہ کا ہر ایک حلقہ چمٹ کر رہ جاتا ہے۔ وہ اسے کشادہ کرنا چاہتا ہے، مگر کشادہ نہیں ہو سکتا۔ (عبداللہ بن طاؤس کے ساتھ اس حدیث کو حسن بن مسلم نے بھی طاؤس سے روایت کیا۔ اس میں دو کرتوں کا ذکر ہے اور حنظلہ نے طاؤس سے "دو زرہیں"، نقل کیا ہے۔ اور لیث ابن سعد نے بحوالہ جعفر ازابن ہرمز ازحضرت ابوہریرہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے "دو زرہیں"، روایت کیا ہے۔ (یعنی جن نے جُبَّتَانِ کا لفظ استعمال کیا ہے، اس کا مطلب کرتہ ہے۔ جُنَّتَانِ سے مراد زرہیںلہ ہیں۔ نقطہ نیچے یا اوپر ہونے سے معنی کا اتنا فرق ہو گیا ہے) ۔

لہ اتنا نیچا ہو جاتا ہے جیسے بہت نیچا کپڑا آدمی جب چلے تو زمین پر گھسیٹتا رہتا ہے اور پاؤں کا نشان مٹا دیتا ہے مطلب یہ ہے کہ سخی آدمی کا دل روپیہ خرچ کرنے سے خوش ہوتا ہے اور کشادہ ہو جاتا ہے ۱۲ منہ ٢ے حسن بن مسلم کی روایت کو امام بخاری نے کتاب اللباس میں اور حنظلہ کی روایت کو اسمٰعیل نے وصل کیا اور لیث ابن سعد کی روایت اس سند سے نہیں ملی لیکن ابن حبان نے اس کو دوسری سند سے لیث سے نکالا۔ کذا قال الحافظ ۱۲ منہ

بَاب ۳۷ صَدَقَةِ الْكَسْبِ وَالتِّجَارَةِ لِقَوْلِ اللهِ تَعَالَى يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا أَنْفِقُوْا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّا أَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ الْأَرْضِ إِلَى قَوْلِهِ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ

باب ۹۱۲ کمائی اور تجارت میں سے صدقہ دینا۔ آیت :۔ یَا أَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا أَنْفِقُوْا الآیة اے ایمان والو اپنی کمائی سے اور زمین میں ہم نے جو تمہارے لئے نکالا ہے اس میں سے خرچ کرو آخر آیت غنی حمید تک ؎۱

بَاب ۳۸ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ صَدَقَةٌ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَلْيَعْمَلْ بِالْمَعْرُوْفِ

باب ۹۱۳ ہر مسلمان پر صدقہ دینا واجب ہے جس کے پاس مال نہ ہو، وہ نیک کام ہی کرے (یا دوسروں کو نیک کام ہی بتائے۔ یہ بھی خیرات ہے)۔

۶۱۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ صَدَقَةٌ فَقَالُوْا يَا نَبِيَّ اللهِ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَقَالَ يَعْمَلُ بِيَدِهِ فَيَنْفَعُ نَفْسَهُ وَيَتَصَدَّقُ قَالُوْا فَإِنْ لَّمْ يَجِدْ قَالَ يُعِيْنُ ذَا الْحَاجَةِ الْمَلْهُوْفَ قَالُوْا فَإِنْ لَّمْ يَجِدْ قَالَ فَلْيَعْمَلْ بِالْمَعْرُوْفِ وَلْيُمْسِكْ عَنِ الشَّرِّ فَإِنَّهَا لَهُ صَدَقَةٌ۔

حدیث ۱۳۶۰ (از مسلم بن ابراہیم از شعبہ از سعید بن ابی بردہ از ابوموسیٰ اشعریؓ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر مسلمان پر صدقہ دینا واجب ہے۔ لوگوں نے پوچھا یا نبی اللہ جس کے پاس مال نہ ہو تو؟ فرمایا اپنے ہاتھ سے کام کرے۔ خود بھی فائدہ اٹھائے اور خیرات بھی کرے۔ لوگوں نے کہا اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو؟ فرمایا کمزور حاجت مند کی مدد کرے۔ پوچھا اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو؟ فرمایا اچھی بات پر عمل کرے، بری بات سے رکا رہے تو اس کے لئے یہی خیرات ہے ؎۲

بَاب ۳۹ قَدْرُ كَمْ يُعْطِى مِنَ الزَّكٰوةِ وَالصَّدَقَةِ وَمَنْ أَعْطَى شَاةً

باب ۹۱۴ زکوٰۃ اور خیرات میں کتنا مال دینا چاہیے؟ اور جو ایک بکری خیرات میں دے اس کے متعلق

۶۲۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُوْ شِهَابٍ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيْرِيْنَ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ أَنَّهَا قَالَتْ بُعِثَ إِلَى نُسَيْبَةَ الْأَنْصَارِيَّةِ بِشَاةٍ فَأَرْسَلَتْ إِلَى عَائِشَةَ مِنْهَا فَقَالَ

حدیث ۱۳۶۱ (از احمد بن یونس از ابوشہاب از خالد حذاء از حفصہ بنت سیرین) ام عطیہؓ اپنے متعلق فرماتی ہیں (ان کا نام نسیبہ انصاریہؓ ہے) نسیبہ انصاریہ کے پاس بکری بھیجی گئی ؎۳ اس نے اس میں سے کچھ گوشت حضرت عائشہ رضہ کے پاس بھیجا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

؎۱ امام بخاری نے اشارہ کیا اس روایت کی طرف جو مجاہد سے منقول ہے کہ کسب اور کمائی سے اس آیت میں تجارت اور سوداگری مراد ہے اور زمین سے جو چیزیں اگائیں ان سے غلہ اور کھجور وغیرہ مراد ہے ۱۲ منہ ؎۲ امام بخاری نے ادب میں جو روایت نکالی ہے اس میں یوں ہے کہ اچھی یا نیک بات کا حکم کرے ابو داؤد طیالسی نے اتنا زیادہ کیا اور بری بات سے منع کرے معلوم ہوا جو شخص نادار ہو اس کے لئے وعظ و نصیحت میں صدقہ کا ثواب ملتا ہے ۱۲ منہ

النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عِنْدَکُمْ شَیْءٌ فَقَالَتْ لَا اِلَّا مَا اَرْسَلَتْ بِہٖ نُسَیْبَۃُ مِنْ ذٰلِکَ الشَّاۃِ فَقَالَ ھَاتِ فَقَدْ بَلَغَتْ مَحِلَّھَا۔

حضرت عائشہ رضؓ سے پوچھا تمہارے پاس کھانے کو کچھ ہے؟ انہوں نے کہا کچھ نہیں، وہی گوشت ہے جو نُسَیبہ نے صدقے کی بکری میں سے بھیجا۔ آپؐ نے فرمایا لاؤ اب اس کا کھانا درست ہوگیا۔[۱]

بَابٌ زَکٰوۃِ الْوَرِقِ

باب ۹۱۵ چاندی کی زکوٰۃ

۶۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ یُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِکٌ عَنْ عَمْرِو بْنِ یَحْیَی الْمَازِنِیِّ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا سَعِیْدٍ الْخُدْرِیَّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیْسَ فِیْمَا دُوْنَ خَمْسِ ذَوْدٍ صَدَقَۃٌ مِّنَ الْاِبِلِ وَلَیْسَ فِیْمَا دُوْنَ خَمْسِ اَوَاقٍ صَدَقَۃٌ وَّلَیْسَ فِیْمَا دُوْنَ خَمْسَۃِ اَوْسُقٍ صَدَقَۃٌ۔

حدیث ۱۳۶۲ (از عبداللہ بن یوسف از مالک از عمرو بن یحیٰی مازنی از یحیٰی مازنی) ابوسعید خدری رضؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانچ اونٹوں سے کم اونٹوں میں زکوٰۃ نہیں۔ پانچ اوقیہ چاندی سے کم میں زکوٰۃ نہیں۔ پانچ وسق سے کم کھجور میں (یا اناج اور میوے میں) زکوٰۃ نہیں۔[۲]

۶۴۔ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَھَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ سَعِیْدٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عَمْرٌو سَمِعَ اَبَاہُ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِھٰذَا۔

حدیث ۱۳۶۳ (از محمد بن مثنیٰ از عبدالوہاب از یحیٰی بن سعید از عمرو از طالدش) ابوسعید خدری رضؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی حدیث سنی۔[۳]

بَابُ الْعَرْضِ فِی الزَّکٰوۃِ

وَقَالَ طَاؤُسٌ قَالَ مُعَاذٌ لِاَھْلِ الْیَمَنِ ائْتُوْنِیْ بِعَرْضٍ ثِیَابٍ خَمِیْصٍ اَوْ لَبِیْسٍ فِی الصَّدَقَۃِ مَکَانَ الشَّعِیْرِ

باب ۹۱۶ زکوٰۃ میں (چاندی سونے کے سوا) اور سامان لینا[۴]

طاؤس نے کہا معاذ بن جبل نے یمن والوں سے کہا زکوٰۃ میں مجھے جو اور جوار کے بدلے سامان دو مثلاً کپڑے، جیسے کالی چادریں دھاری دار یا دوسرے لباس[۵]

---

[۱] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بھجوائی اس سے باب کا مطلب ثابت ہوا کہ پوری بکری صدقہ دینا اب اُمّ عطیہ رضؓ نے اس بکری میں سے جو تھوڑا گوشت حضرت عائشہ رضؓ کو تحفہ کے طور پر بھیجا اس سے یہ نکلا کہ تھوڑا گوشت بھی صدقہ دے سکتے ہیں کیونکہ اُمّ عطیہ رضؓ کا حضرت عائشہ رضؓ کو بھیجنا کوئی صدقہ نہ تھا مگر ہدیہ تھا پس صدقہ کو اس پر قیاس کیا ابن منیر نے کہا امام بخاری نے یہ باب لا کر ان لوگوں کا رد کیا جو زکوٰۃ میں ایک فقیر کو اتنا دے دینا مکروہ سمجھتے ہیں کہ وہ صاحب نصاب ہو جائے امام ابوحنیفہؒ سے ایسا ہی منقول ہے لیکن امام محمدؒ نے کہا اس میں کوئی قباحت نہیں ۱۲ منہ [۲] یعنی زکوٰۃ کا مال تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی آل پر حرام تھا مگر جب فقیر کو دیدیا اور فقیر نے اس میں سے کچھ تحفہ کے طور پر بھیجا تو وہ درست ہے کیونکہ ملک کے بدل جانے سے حکم بدل جاتا ہے یہی مضمون بریرہ رضؓ کی حدیث میں بھی وارد ہے جب بریرہ رضؓ نے صدقہ کا گوشت حضرت عائشہ رضؓ کو تحفہ میں بھیجا تھا تو آپؐ نے فرمایا ہو لھا صدقۃ ولنا ھدیۃ ۱۲ منہ [۳] یہ حدیث ابھی اوپر [illegible] زکوٰۃ فلیس بکنز میں گذر چکی ہے اور وسق اور اوقیہ کی مقدار بھی وہیں مذکور ہو چکی ہے پانچ اوقیہ دو سو درم کے ہوتے ہر درم چھ دانق کا ہر دانق آٹھ جو اور ۲/۵ جو کا تو درم ۵۰ جو اور ۲/۵ جو کا ہوا بعضوں نے کہا درم چار ہزار دو سو رائی کے دانوں کا ہوتا ہے اور دینار ایک درم اور ۳/۷ درم کا یا چھ ہزار رائی کے دانوں کا ایک قیراط اور قیراط ۳/۵ دانق کا ہوتا ہے ۱۲ منہ [۴] اس سند کو بیان کرنے سے امام بخاری کی غرض یہ ہے کہ عمرو بن یحیٰی کا سماع اپنے باپ سے معلوم ہو جائے جس کی اس میں صراحت ہے ۱۲ منہ [۵] جمہور علماء کے نزدیک زکوٰۃ میں چاندی سونے کے سوا دوسرے اسباب کا لینا درست نہیں لیکن حنفیہ نے اس کو جائز کہا ہے اور امام بخاری نے

وَالذُّرَةِ اَهْوَنُ عَلَيْكُمْ وَخَيْرٌ لِّاَصْحٰبِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِيْنَةِ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَمَّا خَالِدٌ فَقَدِ احْتَبَسَ اَدْرَاعَهٗ وَاَعْتُدَهٗ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَصَدَّقْنَ وَلَوْمِنْ حُلِيِّكُنَّ فَلَمْ يَسْتَثْنِ صَدَقَةَ الْعَرْضِ مِنْ غَيْرِهَا فَجَعَلَتِ الْمَرْاَةُ تُلْقِيْ خُرْصَهَا وَسِخَابَهَا وَلَمْ يَخُصَّ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ مِنَ الْعُرُوْضِ

اس طرح تمہیں بھی سہولت ہوگی اور مدینہ میں صحابہ کرام کے لئے بھی یہ بہتر ہوگا۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا خالد بن ولید نے اپنی زرہیں، ہتھیار اور گھوڑے وغیرہ سامان جنگ) اللہ کی راہ میں وقف کر دیئے ہیں[۲]۔ آنحضرت صلعم نے (عورتوں سے عید کے دن) فرمایا خیرات کرو خواہ زیورات میں ہی سے سہی۔ اس حکم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سامان کو مستثنیٰ نہیں کیا (گویا سامان میں صدقہ ہے) آپ کے اس حکم سے عورتیں بالیاں اور ہار پیش کرنے لگیں۔ آپ نے زکوٰۃ کیلئے سونے اور چاندی کو ہی خاص نہیں کیا[۳] (بلکہ اور چیزوں میں بھی زکوٰۃ ہے)

۶۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ قَالَ حَدَّثَنِيْ ثُمَامَةُ اَنَّ اَنَسًا حَدَّثَهٗ اَنَّ اَبَا بَكْرٍ كَتَبَ لَهُ الَّتِيْ اَمَرَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَمَنْ بَلَغَتْ صَدَقَتُهٗ بِنْتَ مَخَاضٍ وَّلَيْسَتْ عِنْدَهٗ وَعِنْدَهٗ بِنْتُ لَبُوْنٍ فَاِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ وَيُعْطِيْهِ الْمُصَدِّقُ عِشْرِيْنَ دِرْهَمًا اَوْ شَاتَيْنِ فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ عِنْدَهٗ بِنْتُ مَخَاضٍ عَلٰى وَجْهِهَا وَعِنْدَهُ ابْنُ لَبُوْنٍ فَاِنَّهٗ يُقْبَلُ مِنْهُ وَلَيْسَ مَعَهٗ شَيْءٌ۔

حدیث ۱۳۶۴ (از محمد بن عبد اللہ از عبد اللہ بن مثنیٰ از ثمامہ) حضرت انس رض فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرض زکوٰۃ وصول کرنے کے لئے جس طرح اللہ و رسول نے انہیں حکم دیا تھا، مجھے تحریر بھیجی، اس میں یہ بھی تھا کہ جس پر ایک برس کی اونٹنی (زکوٰۃ میں) واجب ہو اور وہ اسکے پاس موجود نہ ہو، تو اگر دو برس کی اونٹنی اس کے پاس ہے تو وہ دے دے وہی لے لی جائے گی اور زکوٰۃ وصول کرنیوالا بیس درم یا دو بکریاں اسے دے دیگا اگر برس بھر کی اونٹنی جیسی زکوٰۃ میں دینی چاہیئے، اس کے پاس نہ ہو اور نر اونٹ دو برس کا ہو تو وہی لے لیا جائے گا اور نقد نہ دینا ہوگا[۴]۔

۶۶- حَدَّثَنَا مُؤَمَّلٌ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ اَبِيْ رَبَاحٍ قَالَ قَالَ

حدیث ۱۳۶۵ (از مؤمل از اسمٰعیل از ایوب از عطاء بن ابی رباح) ابن عباس رض کہتے ہیں کہ میں گواہ ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

---

[۱] اس لئے کہ اول تو جو اور جواری کا مدینہ تک لاد کرلے جانے میں باربرداری کا خرچہ بہت پڑتا دوسرے زکوٰۃ دینے والوں کو بھی اپنے گاؤں سے معاذ تک یہ غلہ لاد کر لانا دشوار ہوتا تیسرے اس وقت صحابہ کو مدینہ منورہ میں غلہ سے زیادہ کپڑوں کی احتیاج تھی تو معاذ رض نے زکوٰۃ میں لینا اسی کا مناسب سمجھا۔ مخالفین یہ جواب دیتے ہیں کہ یہ روایت منقطع ہے طاؤس نے معاذ سے نہیں سنا دوسرے یہ معاذ کا اجتہاد ہے اور صحابی کی رائے حجت نہیں ہے ۱۲ منہ [۲] اس حدیث کو خود مؤلف نے آگے چل کر وصل کیا ہے اس سے امام بخاری نے یہ مطلب کہ زکوٰۃ میں اسباب دینا درست ہے اس طرح نکالا کہ اگر خالد نے ان چیزوں نے ان چیزوں کو وقف نہ کیا ہوتا تو ضرور ان میں سے کچھ زکوٰۃ میں دیتے مخالفین یہ کہتے ہیں کہ اگر خالد نے یہ وقف نہ کیا ہوتا تو زکوٰۃ میں کچھ چاندی سونا قیمت لگا کر نکالتے فلا حجۃ فیہ بعضوں نے اس کی یوں توجیہ کی ہے کہ جب خالد نے مجاہدین کی سربراہی سامان سے کی اور یہ بھی زکوٰۃ کا ایک مصرف ہے تو گویا زکوٰۃ میں سامان دیا فہو المطلوب ۱۲ منہ [۳] یہ حدیث موصولاً کتاب العیدین میں گذر چکی ہے اس سے امام بخاری نے یہ نکالا کہ زکوٰۃ میں اسباب کا دینا درست ہے کیونکہ ان عورتوں کے سب زیور چاندی سونے کے نہ تھے جیسے ہار کہ وہ مشک اور لونگ سے بنا کر گلوں میں ڈالتیں۔ مخالفین یہ جواب دیتے ہیں کہ نفل صدقہ تھا نہ فرض زکوٰۃ کیونکہ زیور میں اکثر علماء کے نزدیک زکوٰۃ فرض نہیں ہے ۱۲ منہ [۴] یہ حدیث تفصیل کے ساتھ آگے آئے گی اس سے امام بخاری نے یہ نکالا کہ جب واجب سے زیادہ اونٹنی زکوٰۃ میں نہیں دینا درست ٹھہری تو اسباب کا دینا زکوٰۃ میں جائز ہوا مخالفین یہ کہتے ہیں کہ اس حدیث میں کوئی حجت نہیں بلکہ یہ ہماری دلیل ہے کیونکہ اگر زکوٰۃ میں قیمت کا لحاظ ہوتا تو پھر ان عمروں کے تفاوت کا معین کرنا ضرور نہ تھا۔ ۱۲ منہ

ابْنُ عَبَّاسٍ أَشْهَدُ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَصَلَّى قَبْلَ الْخُطْبَةِ فَرَأَى أَنَّهُ لَمْ يُسْمِعِ النِّسَاءَ فَأَتَاهُنَّ وَمَعَهُ بِلَالٌ نَاشِرٌ ثَوْبَهُ فَوَعَظَهُنَّ وَأَمَرَهُنَّ أَنْ يَتَصَدَّقْنَ فَجَعَلَتِ الْمَرْأَةُ تُلْقِي وَأَشَارَ أَيُّوبُ إِلَى أُذُنِهِ وَإِلَى حَلْقِهِ

نے عید کی نماز خطبہ سے پہلے پڑھی۔ پھر آپ نے (خطبے کے بعد) خیال کیا کہ آپ کی آواز مستورات تک نہیں پہنچی۔ آپ ان کے پاس آئے (حضرت) بلال رضؓ آپ کے ساتھ تھے اور وہ کپڑا پھیلائے ہوئے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مستورات کو وعظ کیا اور صدقہ دینے کا حکم دیا کوئی عورت یہ پھینکنے لگی۔ یہ کہتے ہوئے ایوب راوی نے اپنے کان کی طرف اور حلق کی طرف اشارہ کیا (یعنی بالی اور ہار کی طرف اشارہ کیا)[1]

بَابٌ ۴۲ لَا يُجْمَعُ بَيْنَ مُتَفَرِّقٍ وَلَا يُفَرَّقُ بَيْنَ مُجْتَمِعٍ وَيُذْكَرُ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلُهُ.

باب ۹۱۷ زکوٰۃ لیتے وقت جو مال جدا جدا ہوں وہ اکٹھے نہ کئے جائیں اور جو اکٹھے ہوں وہ جدا جدا نہ کئے جائیں اور سالم نے بحوالہ ابن عمرؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی روایت کیا ہے۔[2]

۶۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْأَنْصَارِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ حَدَّثَنِي ثُمَامَةُ أَنَّ أَنَسًا حَدَّثَهُ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ كَتَبَ لَهُ الَّتِي فَرَضَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا يُجْمَعُ بَيْنَ مُتَفَرِّقٍ وَلَا يُفَرَّقُ بَيْنَ مُجْتَمِعٍ خَشْيَةَ الصَّدَقَةِ

حدیث ۱۳۶۶ (از محمد بن عبداللہ انصاری از عبداللہ انصاری از ثمامہ) حضرت انس رضؓ نے فرمایا ہے کہ حضرت ابوبکر رضؓ نے انہیں (حضرت انس کو وصولیٔ فرض زکوٰۃ کے لئے حکمنامہ مفصل تحریر کر کے بھیجا جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نصاب مقرر کیا تھا اس میں یہ بات بھی تھی کہ جدا جدا مال کو ایک جگہ اور یکجا مال کو جدا جدا نہ کیا جائے۔ (زکوٰۃ سے بچنے کیلئے)

بَابٌ ۴۳ مَا كَانَ مِنْ خَلِيطَيْنِ فَإِنَّهُمَا يَتَرَاجَعَانِ بَيْنَهُمَا بِالسَّوِيَّةِ وَقَالَ طَاوُسٌ وَعَطَاءٌ إِذَا عَلِمَ الْخَلِيطَانِ أَمْوَالَهُمَا فَلَا يُجْمَعُ مَالُهُمَا وَقَالَ سُفْيَانُ لَا تَجِبُ حَتَّى

باب ۹۱۸ اگر مال میں دو شریک ہوں تو زکوٰۃ کا خرچ حساب سے برابر برابر ایک دوسرے سے کاٹ لیں۔ طاؤسؒ اور عطاء رضؓ کہتے ہیں کہ اگر دونوں شریکوں کے جانور الگ الگ ہوں اپنے اپنے جانور پہچانتے ہوں تو انہیں اکٹھا نہ کرینگے[3] سفیان ثوریؒ کہتے ہیں کہ مشترک بکریوں میں زکوٰۃ نہ ہوگی[4]

---

[1] مطلب یہ ہے کہ جو زیوران کے کان اور گلے میں تھا وہ بلال کے کپڑے میں پھینکنے لگیں اوپر گذر چکا کہ ان کے بعض زیور چاندی سونے کے نہ تھے جیسے گلے کے ہار وغیرہ پس معلوم ہوا کہ اسباب کا زکوٰۃ میں دینا درست ہے اور مخالفین جو اس کا جواب دیتے ہیں وہ گذر چکا ہے ۱۲ منہ [2] سالم کی روایت کو امام احمد اور ابو یعلیٰ اور ترمذی وغیرہ نے وصل کیا ہے امام مالک نے مؤطا میں اس کی تفسیر یوں بیان کی ہے مثلاً تین آدمیوں کی الگ الگ چالیس چالیس بکریاں ہوں تو ہر ایک پر ایک ایک بکری زکوٰۃ کی واجب ہے زکوٰۃ لینے والا جب آیا تو یہ تینوں اپنی بکریاں ایک جگہ کر دیں تو اس صورت میں ایک ہی بکری دینا پڑے گی۔ اسی طرح دو آدمیوں کی شرکت کے مال میں دو سو بکریاں ہوں تو ان پر تین بکریاں زکوٰۃ کی لازم ہوں گی اگر وہ زکوٰۃ لینے والے جب آئے ان کو جدا جدا کر دیں تو دو ہی بکریاں دینا ہوں گی۔ اس سے منع فرمایا۔ کیونکہ یہ حق تعالیٰ کے ساتھ فریب کرنا ہے۔ معاذ اللہ وہ تو سب جانتا ہے ۱۲ منہ [3] اس کو ابو عبید نے کتاب الاموال میں وصل کیا اور عبدالرزاق نے سفیان ثوری کی تعلیق کو وصل کیا ۱۲ منہ [4] بلکہ جدا جدا رہنے دیں گے اگر ہر ایک کا مال بقدر نصاب ہوگا تو اس میں سے زکوٰۃ لیں گے ورنہ نہ لیں گے مثلاً دو شریکوں کی چالیس بکریاں ہیں مگر ہر شریک کو اپنی اپنی بیس بکریاں علیحدہ اور معین طور سے معلوم ہیں تو کسی پر زکوٰۃ نہ ہوگی اور زکوٰۃ لینے والے کو یہ نہیں پہنچتا کہ دونوں کے جانور ایک جگہ کر کے ان کو چالیس بکریاں سمجھ کر ایک بکری زکوٰۃ کی لے ۱۲ منہ

يَنْبَغِي لِهٰذَا أَرْبَعُونَ شَاةً وَلِهٰذَا أَرْبَعُونَ شَاةً۔

٦٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ حَدَّثَنِي ثُمَامَةُ أَنَّ أَنَسًا حَدَّثَهُ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ كَتَبَ لَهُ الَّتِي فَرَضَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا كَانَ مِنْ خَلِيطَيْنِ فَإِنَّهُمَا يَتَرَاجَعَانِ بَيْنَهُمَا بِالسَّوِيَّةِ۔

بَابٌ ٤٤ زَكٰوةِ الْإِبِلِ۔

ذَكَرَهُ أَبُو بَكْرٍ وَأَبُو ذَرٍّ وَأَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

٦٩- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ أَعْرَابِيًّا سَأَلَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْهِجْرَةِ فَقَالَ وَيْحَكَ إِنَّ شَأْنَهَا شَدِيدٌ فَهَلْ لَكَ مِنْ إِبِلٍ تُؤَدِّي صَدَقَتَهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاعْمَلْ مِنْ وَرَاءِ الْبِحَارِ فَإِنَّ اللهَ لَنْ يَتِرَكَ مِنْ عَمَلِكَ شَيْئًا۔

بَابٌ ٤٥ مَنْ بَلَغَتْ عِنْدَهُ صَدَقَةُ بِنْتِ مَخَاضٍ وَلَيْسَتْ عِنْدَهُ۔

٧٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْأَنْصَارِيُّ

جب تک ہر شریک کی چالیس یا زیادہ بکریاں نہ ہوں [1]

۱۳۶۷ حدیث (از محمد بن عبداللہ از عبداللہ از ثمامہ) حضرت انس رض فرماتے ہیں کہ انہیں (حضرت انس رض کو) حضرت ابوبکر رض نے زکوٰۃ کی وصولی کے متعلق احکامات کی ایک تحریر بھیجی جس میں زکوٰۃ کی شرح حسب ارشاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم درج تھی اس میں ایک دفعہ یہ بھی تھی کہ جو مال دو شریکوں میں مشترک ہو وہ ایک دوسرے سے برابر برابر مجرا لیں۔ [2]

باب ۹۱۹ اونٹوں کی زکوٰۃ کا بیان۔

اس باب میں حضرت ابوبکر رض حضرت ابوذر رض اور ابوہریرہ رض نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے۔ [3]

۱۳۶۸ حدیث (از علی بن عبداللہ از ولید بن مسلم از اوزاعی از ابن شہاب از عطاء بن یزید) ابوسعید خدری رض فرماتے ہیں کہ ایک بدو نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے (اپنی) ہجرت کے متعلق پوچھا (کہ آپ کہیں تو مدینہ آؤں) آپ نے فرمایا۔ ہجرت بہت مشکل ہے۔ کیا تیرے پاس کچھ اونٹ ہیں جن کی تو زکوٰۃ دیتا ہے؟ اس نے کہا۔ جی ہاں! آپ نے فرمایا تو سمندروں کے اس پار علاقہ میں بھی تو عمل کرتا رہ۔ اور اللہ تیرے کسی عمل کا ثواب کم نہیں کرے گا۔

باب ۹۲۰ جس کے پاس اتنے اونٹ ہوں کہ زکوٰۃ میں ایک برس کی اونٹنی دینی ہو اور وہ اس کے پاس نہ ہو۔ [4]

۱۳۶۹ حدیث (از محمد بن عبداللہ الانصاری از عبداللہ الانصاری از

---

[1] امام ابوحنیفہ رح کا بھی یہی قول ہے لیکن امام احمد اور شافعی کا یہ قول ہے کہ جب دونوں شریکوں کے جانور مل کر حد نصاب کو پہنچ جائیں تو زکوٰۃ لی جائے گی۔ ۱۲ منہ

[2] مثلاً دو شریکوں کی چالیس بکریاں ہوں تو زکوٰۃ لینے والا ایک بکری زکوٰۃ کی لے لے اب جس کے مال میں سے یہ بکری لی گئی ہو وہ اپنے شریک سے اس بکری کی آدھی قیمت وصول کرے یہ نہیں کہ ایک شریک آدھی بکری اور دوسرا شریک آدھی بکری ۱۲ منہ

[3] ان سب روایتوں کو خود امام بخاری نے اسی کتاب میں وصل کیا ہے ۱۲ منہ

[4] یعنی ۲۵ اونٹوں سے ۳۵ اونٹوں تک ہوں ۱۲ منہ

قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ قَالَ حَدَّثَنِیْ ثُمَامَۃُ اَنَّ اَنَسًا حَدَّثَہٗ اَنَّ اَبَا بَکْرٍ کَتَبَ لَہٗ فَرِیْضَۃَ الصَّدَقَۃِ الَّتِیْ اَمَرَ اللّٰہُ رَسُوْلَہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ بَلَغَتْ عِنْدَہٗ مِنَ الْاِبِلِ صَدَقَۃُ الْجَذَعَۃِ وَلَیْسَتْ عِنْدَہٗ جَذَعَۃٌ وَّعِنْدَہٗ حِقَّۃٌ فَاِنَّھَا تُقْبَلُ مِنْہُ الْحِقَّۃُ وَیَجْعَلُ مَعَھَا شَاتَیْنِ اِنِ اسْتَیْسَرَتَا لَہٗ اَوْ عِشْرِیْنَ دِرْھَمًا وَمَنْ بَلَغَتْ عِنْدَہٗ صَدَقَۃُ الْحِقَّۃِ وَلَیْسَتْ عِنْدَہُ الْحِقَّۃُ وَعِنْدَہُ الْجَذَعَۃُ فَاِنَّھَا تُقْبَلُ مِنْہُ الْجَذَعَۃُ وَیُعْطِیْہِ الْمُصَدِّقُ عِشْرِیْنَ دِرْھَمًا اَوْ شَاتَیْنِ وَمَنْ بَلَغَتْ عِنْدَہٗ صَدَقَۃُ الْحِقَّۃِ وَلَیْسَتْ عِنْدَہٗ اِلَّا بِنْتُ لَبُوْنٍ فَاِنَّھَا تُقْبَلُ مِنْہُ بِنْتُ لَبُوْنٍ وَیُعْطِیْ شَاتَیْنِ اَوْ عِشْرِیْنَ دِرْھَمًا وَمَنْ بَلَغَتْ صَدَقَتُہٗ بِنْتَ لَبُوْنٍ وَعِنْدَہٗ حِقَّۃٌ فَاِنَّھَا تُقْبَلُ مِنْہُ الْحِقَّۃُ وَیُعْطِیْہِ الْمُصَدِّقُ عِشْرِیْنَ دِرْھَمًا اَوْ شَاتَیْنِ وَمَنْ بَلَغَتْ صَدَقَتُہٗ بِنْتَ لَبُوْنٍ وَلَیْسَتْ عِنْدَہٗ وَعِنْدَہٗ بِنْتُ مَخَاضٍ فَاِنَّھَا تُقْبَلُ مِنْہُ بِنْتُ مَخَاضٍ وَّیُعْطِیْ مَعَھَا عِشْرِیْنَ دِرْھَمًا اَوْ شَاتَیْنِ۔

ثمامہ انس رضی اللہ عنہ) حضرت ابوبکر رضؓ نے انہیں زکوٰۃ وصول کرنے کا مفصل حکم نامہ بھیجا جیسے اللہ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا تھا۔ اس میں یہ بھی تھا کہ جس کے پاس اتنے اونٹ ہو جائیں کہ اسے چار برس کی اونٹنی زکوٰۃ میں دینی پڑے یعنی (۶۱ سے ۷۵ تک) اور چار برس کی اونٹنی اس کے پاس نہ ہو بلکہ تین برس کی ہو تو وہی لے لی جائے۔ اگر اس کے ساتھ اس کے پاس بکریاں ہوں تو دو بکریاں لے لی جائیں یا بیس درہم لیے جائیں اور جس کے پاس اتنے اونٹ ہوں کہ تین برس کی اونٹنی زکوٰۃ میں دینی پڑے (۴۶ سے ۶۰ تک) اور اس کے پاس تین برس کی اونٹنی نہ ہو، چار برس کی ہو تو وہی لے لی جائے اور محصل زکوٰۃ اسے بیس درہم یا دو بکریاں دے دے اور جس کے پاس اتنے اونٹ ہوں کہ تین برس کی اونٹنی زکوٰۃ میں دینی ہو اور وہ اس کے پاس نہ ہو اور دو برس کی اونٹنی ہو، تو اس سے وہی لے لی جائے اور وہ بیس درم یا دو بکریاں مزید محصل کو دے اور جس کے پاس اتنے اونٹ ہوں کہ دو برس کی اونٹنی زکوٰۃ میں دینی ہو (۳۶ سے ۴۵ تک) لیکن اس کے پاس نہ ہو اور تین برس کی اونٹنی ہو، تو وہی لے لی جائے اور محصل زکوٰۃ اسے بیس درم یا دو بکریاں دیدے اور جس کے پاس اتنے اونٹ ہوں کہ دو برس کی اونٹنی زکوٰۃ میں دینا ہو، وہ اس کے پاس نہ ہو، ایک برس کی اونٹنی ہو، تو وہی لے لی جائے اور اس کے ساتھ محصل کو بیس درہم یا دو بکریاں اور دے۔

بَاب ۴۶ زَکٰوۃِ الْغَنَمِ

۱۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ الْمُثَنّٰی الْاَنْصَارِیُّ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ قَالَ حَدَّثَنِیْ ثُمَامَۃُ ابْنُ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ اَنَسٍ اَنَّ اَنَسًا حَدَّثَہٗ اَنَّ اَبَا بَکْرٍ کَتَبَ لَہٗ ھٰذَا الْکِتٰبَ لَمَّا وَجَّھَہٗ اِلَی الْبَحْرَیْنِ۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ھٰذِہٖ فَرِیْضَۃُ الصَّدَقَۃِ الَّتِیْ فَرَضَ رَسُوْلُ اللّٰہِ

باب ۹۲۱ بکریوں کی زکوٰۃ

حدیث ۱۳۷۱ راز محمد بن عبداللہ بن مثنی الانصاری از والدش از ثمامہ بن عبداللہ) حضرت انس رضؓ فرماتے ہیں کہ جب انہیں (حضرت انس رضؓ کو) حضرت ابوبکر رضؓ نے بحرین کا حاکم مقرر کیا تو انہیں یہ پروانہ لکھ کر دیا:۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ یہ وہ زکوٰۃ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں پر مقرر کی اور جس کا حکم اللہ نے اپنے پیغمبر کو دیا، تو اس پروانہ کے مطابق جس مسلمان سے زکوٰۃ مانگی

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلَی الْمُسْلِمِیْنَ وَالَّتِیْٓ اَمَرَ اللّٰہُ بِہٖ رَسُوْلَہٗ فَمَنْ سُئِلَھَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ عَلٰی وَجْھِھَا فَلْیُعْطِھَا وَمَنْ سُئِلَ فَوْقَھَا فَلَا یُعْطِ فِیْ اَرْبَعٍ وَّعِشْرِیْنَ مِنَ الْاِبِلِ فَمَا دُوْنَھَا مِنَ الْغَنَمِ مِّنْ کُلِّ خَمْسٍ شَاۃٌ فَاِذَا بَلَغَتْ خَمْسًا وَّعِشْرِیْنَ اِلٰی خَمْسٍ وَّثَلٰثِیْنَ فَفِیْھَا بِنْتُ مَخَاضٍ اُنْثٰی فَاِذَا بَلَغَتْ سِتَّۃً وَّثَلٰثِیْنَ اِلٰی خَمْسٍ وَّاَرْبَعِیْنَ فَفِیْھَا بِنْتُ لَبُوْنٍ اُنْثٰی فَاِذَا بَلَغَتْ سِتًّا وَّاَرْبَعِیْنَ اِلٰی سِتِّیْنَ فَفِیْھَا حِقَّۃٌ طَرُوْقَۃُ الْجَمَلِ فَاِذَا بَلَغَتْ وَاحِدَۃً وَّسِتِّیْنَ اِلٰی خَمْسٍ وَّسَبْعِیْنَ فَفِیْھَا جَذَعَۃٌ فَاِذَا بَلَغَتْ یَعْنِیْ سِتَّۃً وَّسَبْعِیْنَ اِلٰی تِسْعِیْنَ فَفِیْھَا بِنْتَا لَبُوْنٍ فَاِذَا بَلَغَتْ اِحْدٰی وَتِسْعِیْنَ اِلٰی عِشْرِیْنَ وَمِائَۃٍ فَفِیْھَا حِقَّتَانِ طَرُوْقَتَا الْجَمَلِ فَاِذَا زَادَتْ عَلٰی عِشْرِیْنَ وَمِائَۃٍ فَفِیْ کُلِّ اَرْبَعِیْنَ بِنْتُ لَبُوْنٍ وَّفِیْ کُلِّ خَمْسِیْنَ حِقَّۃٌ وَّمَنْ لَّمْ یَکُنْ مَّعَہٗٓ اِلَّآ اَرْبَعٌ مِّنَ الْاِبِلِ فَلَیْسَ فِیْھَا صَدَقَۃٌ اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ رَبُّھَا فَاِذَا بَلَغَتْ خَمْسًا مِّنَ الْاِبِلِ فَفِیْھَا شَاۃٌ وَّفِیْ صَدَقَۃِ الْغَنَمِ فِیْ سَآئِمَتِھَآ اِذَا کَانَتْ اَرْبَعِیْنَ اِلٰی عِشْرِیْنَ وَمِائَۃٍ شَاۃٌ فَاِذَا زَادَتْ عَلٰی عِشْرِیْنَ وَمِائَۃٍ اِلٰی مِائَتَیْنِ شَاتَانِ فَاِذَا زَادَتْ اِلٰی مِائَتَیْنِ اِلٰی ثَلٰثِ مِائَۃٍ فَفِیْھَا ثَلٰثُ شِیَاہٍ فَاِذَا زَادَتْ عَلٰی ثَلٰثِ مِائَۃٍ فَفِیْ کُلِّ مِائَۃٍ شَاۃٌ فَاِذَا کَانَتْ سَآئِمَۃُ الرَّجُلِ نَاقِصَۃً مِّنْ اَرْبَعِیْنَ شَاۃً وَّاحِدَۃً فَلَیْسَ فِیْھَا صَدَقَۃٌ اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ رَبُّھَا۔

جائے وہ ادا کرے اور اگر کوئی اس سے زیادہ مانگے، تو ہرگز نہ دے. چوبیس اونٹوں میں یا اس سے کم میں ہر پانچ پر ایک بکری دینی ہوگی (یعنی پانچ سے کم پر کچھ نہیں) جب پچیس اونٹ ہو جائیں تو پینتیس تک ان میں ایک برس کی اونٹنی دینی ہوگی - جب چھتیس اونٹ ہو جائیں تو پینتالیس تک دو برس کی اونٹنی زکوٰۃ میں دینی ہوگی - جب چھیالیس اونٹ ہو جائیں ساٹھ تک تو تین برس کی اونٹنی یعنی جفتی کے قابل - جب اکسٹھ اونٹ ہو جائیں تو پچھتر تک چار برس کی اونٹنی دینی ہوگی - چھہتر سے نوے تک میں دو دو برس کی دو اونٹنیاں زکوٰۃ میں آئیں گی - اکانوے سے لے کر ایک سو بیس اونٹ تک تین تین برس کی دو اونٹنیاں جفتی کے قابل دینی ہوں گی - ایک سو بیس سے زیادہ کا حساب اس طرح ہے کہ ہر چالیس پر دو برس کی اونٹنی اور ہر پچاس میں تین برس کی اونٹنی دینی پڑے گی جس کے پاس چار یا اس سے کم اونٹ ہوں اس میں زکوٰۃ نہیں دینی پڑے گی البتہ ان کا مالک خوشی سے دے تو اور بات ہے - پانچ اونٹوں پر ایک بکری دینی ہوگی - جنگل میں چرنے والی بکریاں جب چالیس ہو جائیں ایک سو بیس بکریوں تک تو ایک بکری دینی ہوگی جب ایک سو بیس سے زیادہ ہو جائیں تو دو سو بکریوں تک دو بکریاں - دو سو سے تین سو تک تین بکریاں - تین سو کے بعد ہر سو پر ایک بکری - اگر چرنے والی بکریاں چالیس سے کم ہوں تو ان پر زکوٰۃ نہیں ہاں اگر خوشی سے کچھ دے تو وہ اس کی مرضی -

---

لہ زکوٰۃ انہی گائے بیل یا اونٹوں یا بکریوں میں واجب ہے جو آدھے برس سے زیادہ جنگل میں چرلیتی ہوں اور اگر آدھے برس سے زیادہ ان کو گھر سے کھلانا پڑتا ہو تو ان میں زکوٰۃ نہیں اہل حدیث کے نزدیک سوا ان تین جانوروں یعنی اونٹ گائے اور بکری کے اور کسی جانور میں زکوٰۃ نہیں ہے مثلاً گھوڑوں یا خچروں یا گدھوں میں ۱۲ منہ

وَفِي الرِّقَةِ رُبُعُ الْعُشْرِ، فَإِنْ لَمْ تَكُنْ إِلَّا تِسْعِينَ وَمِائَةً فَلَيْسَ فِيهَا شَيْءٌ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ رَبُّهَا۔

بَابٌ ۴۷ لَا يُؤْخَذُ فِي الصَّدَقَةِ هَرِمَةٌ وَلَا ذَاتُ عَوَارٍ وَلَا تَيْسٌ إِلَّا مَا شَاءَ الْمُصَدِّقُ

۷۲ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ حَدَّثَنِي ثُمَامَةُ أَنَّ أَنَسًا حَدَّثَهُ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ كَتَبَ لَهُ الَّتِي أَمَرَ اللَّهُ رَسُولَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا يُخْرَجُ فِي الصَّدَقَةِ هَرِمَةٌ وَلَا ذَاتُ عَوَارٍ وَلَا تَيْسٌ إِلَّا مَا شَاءَ الْمُصَدِّقُ۔

بَابٌ ۴۸ أَخْذِ الْعَنَاقِ فِي الصَّدَقَةِ

۷۳ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ ح وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ وَاللَّهِ لَوْ مَنَعُونِي عَنَاقًا كَانُوا يُؤَدُّونَهَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَاتَلْتُهُمْ عَلَى مَنْعِهَا قَالَ عُمَرُ فَمَا هُوَ إِلَّا أَنْ رَأَيْتُ أَنَّ اللَّهَ شَرَحَ صَدْرَ أَبِي بَكْرٍ بِالْقِتَالِ، فَعَرَفْتُ أَنَّهُ الْحَقُّ۔

اور چاندی میں چالیسواں حصہ زکوٰۃ میں دینا ہو گا (بشرطیکہ دوسو درم یا زیادہ ہو) اگر ایک سو نوے درم ہوں تو ان میں زکوٰۃ نہیں۔ اگر خوشی سے دے تو وہ اور بات ہے۔

باب ۹۲۲ زکوٰۃ میں بوڑھا، عیب دار یا نر جانور نہ لیا جائیگا۔ البتہ محصّلِ زکوٰۃ چاہے تو لے سکتا ہے[۱]

حدیث ۱۳۷۱ (از محمد بن عبداللہ از والدش از ثمامہ) حضرت انس رضی کہتے ہیں کہ انہیں حضرت ابوبکر رضی نے زکوٰۃ نامہ لکھ دیا جس کا حکم اللہ نے اپنے رسول ص کو دیا تھا۔ اس میں ایک قانون یہ بھی تھا کہ زکوٰۃ میں بوڑھا اور عیب دار اور نر جانور نہ نکالا جائے مگر جب محصل مناسب سمجھے تو لے سکتا ہے (مثلاً نسل قائم کرنے کے لئے عمدہ نر جانور لیا وغیرہ)

باب ۹۲۳ زکوٰۃ میں بکری کا بچہ لینا[۲]

حدیث ۱۳۷۲ (از ابوالیمان از شعیب از زھری) دوسری سند[۳] (از لیث از عبدالرحمٰن بن خالد از ابن شہاب از عبید اللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود) حضرت ابوہریرہ رضی کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی نے فرمایا۔ بخدا اگر لوگوں نے بکری کا بچہ بھی دینے سے انکار کیا، جسے وہ عہد نبوی میں دیتے تھے، تو میں ان سے انکار پر جنگ کرونگا حضرت عمر رضی نے کہا اللہ تعالیٰ نے ابوبکر رضی کو جنگ کے لئے شرحِ صدر فرمایا۔ اور میں نے بھی سمجھ لیا، کہ ان کی رائے حق ہے[۴]

---

[۱] مثلاً زکوٰۃ کے جانور سب مادیاں ہی مادیاں ہوں نر کی ضرورت ہو تو نر لے سکتا ہے یا کسی عمدہ نسل کے اونٹ یا گائے یا بکری کی ضرورت ہو گو اس میں عیب ہو مگر اس نسل لینے میں آئندہ فائدہ ہو تو لے سکتا ہے ۱۲ منہ [۲] بکری کا بچہ اس وقت لیا جائیگا جب تحصیلدار مناسب سمجھے یا کسی شخص کے پاس نر نے بچے ہی بچے رہ جائیں۔ امام ابوحنیفہ کے نزدیک نر بچوں میں زکوٰۃ واجب نہ ہوگی وہ کہتے ہیں حضرت صدیق اکبر رضی کا فرمانا بطریق مبالغہ کے ہے یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ واقعی زکوٰۃ میں بچہ دیا کرتے تھے ۱۲ منہ [۳] لیث کی روایت کو ذہلی نے زہریات میں وصل کیا ہے ۱۲ منہ [۴] پہلے پہل حضرت عمر رضی کو ان لوگوں سے جو زکوٰۃ نہ دیتے تھے لڑنے میں تامل ہوا کیونکہ وہ کلمہ گو تھے لیکن ابوبکر رضی کو ان سے زیادہ علم تھا آخر کو حضرت عمر رضی بھی ان سے متفق ہو گئے۔ اس حدیث سے صاف یہ نکلتا ہے کہ صرف کلمہ پڑھنے سے آدمی کا اسلام پورا نہیں ہوتا جب تک اسلام کے تمام اصول اور قطعی فرائض کو نہ مانے اگر اسلام کے ایک قطعی فرض کا کوئی انکار کرے جیسے نماز، روزہ یا زکوٰۃ یا جہاد یا حج تو وہ کافر ہو جاتا ہے اور اس پر جہاد کرنا درست ہے ۱۲ منہ

باب ۴۹ لَا تُؤْخَذُ كَرَائِمُ أَمْوَالِ النَّاسِ فِي الصَّدَقَةِ

۷۴ - حَدَّثَنَا أُمَيَّةُ بْنُ بِسْطَامٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ الْقَاسِمِ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أُمَيَّةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ صَيْفِيٍّ عَنْ أَبِي مَعْبَدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا بَعَثَ مُعَاذًا عَلَى الْيَمَنِ قَالَ إِنَّكَ تَقْدَمُ عَلَى قَوْمٍ أَهْلِ كِتَابٍ فَلْيَكُنْ أَوَّلَ مَا تَدْعُوهُمْ إِلَيْهِ عِبَادَةُ اللَّهِ فَإِذَا عَرَفُوا اللَّهَ فَأَخْبِرْهُمْ أَنَّ اللَّهَ قَدْ فَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِي يَوْمِهِمْ وَلَيْلَتِهِمْ فَإِذَا فَعَلُوا فَأَخْبِرْهُمْ أَنَّ اللَّهَ تَعَالَى قَدْ فَرَضَ عَلَيْهِمْ زَكٰوةً تُؤْخَذُ مِنْ أَمْوَالِهِمْ وَتُرَدُّ عَلَى فُقَرَائِهِمْ فَإِذَا أَطَاعُوا بِهَا فَخُذْ مِنْهُمْ وَتَوَقَّ كَرَائِمَ أَمْوَالِ النَّاسِ -

باب ۹۲۴ زکوٰۃ میں لوگوں کے انتہائی عمدہ اور منتخب مال نہ لئے جائیں گے (جسے وہ اپنے لئے رکھتے ہیں)۔

حدیث ۱۳۷۳ (از امیہ بن بسطام از یزید بن زریع از روح بن قاسم از اسمٰعیل ابن امیہ از یحیی بن عبد اللہ بن صیفی از ابو سعید) ابن عباس رضی کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت معاذ رضی کو یمن میں بھیجا تو فرمایا۔ تو اہل کتاب کے پاس جا رہا ہے بہتری پہلی دعوت عبادتِ خداوندی کے لئے ہو۔ جب وہ خدا کو پہچان لیں تو انہیں یہ بتانا، کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر رات دن میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔ جب وہ یہ کرنے پر لگ جائیں، تو انہیں بتلا کہ اللہ نے ان پر زکوٰۃ بھی فرض کی ہے، جو اُن سے لیکر ان کے ضرورت مند لوگوں کو دی جائیں گی۔ جب وہ اس کی بھی اطاعت کریں، تو ان سے زکوٰۃ لینا۔ لیکن ان کے عمدہ مال سے بچنا۔ (نہ لینا)

باب ۵۰ لَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسِ ذَوْدٍ صَدَقَةٌ

۷۵ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي صَعْصَعَةَ الْمَازِنِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسَةِ أَوْسُقٍ مِنَ التَّمْرِ صَدَقَةٌ وَلَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسِ أَوَاقٍ مِنَ الْوَرِقِ صَدَقَةٌ وَلَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسِ ذَوْدٍ مِنَ الْإِبِلِ صَدَقَةٌ

باب ۹۲۵ پانچ اونٹوں سے کم میں زکوٰۃ نہیں ہے۔

حدیث ۱۳۷۴ (از عبد اللہ بن یوسف از مالک از محمد بن عبد الرحمٰن بن ابی صعصعہ مازنی از والدش) حضرت ابو سعید خدری رضی کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ پانچ وسق سے کم کھجور میں زکوٰۃ نہیں ہے۔ پانچ اوقیہ سے کم چاندی میں زکوٰۃ نہیں اور پانچ مہار اونٹوں سے کم میں زکوٰۃ نہیں۔

---

۱ کیونکہ ایسا کرنے سے لوگوں کے ناراضی پیدا ہوگی بلکہ متوسط درجہ کا مال لینا چاہیئے نہ خراب ورنہ اعلیٰ البتہ اگر زکوٰۃ دینے والا اپنا مال اللہ کی راہ میں خوشی سے عمدہ سے عمدہ دے تو یہ اور بات ہے تحصیلدار اس کو لے لے تو منع نہیں ۲ بعضوں نے اس کے یہ معنی کئے ہیں کہ انہی کے ملک کے فقیروں کو دو اور انہوں نے ایک ملک کی زکوٰۃ دوسرے ملک کے فقیروں کو بھیجنا ناجائز رکھی ہے لیکن جمہور علماء کہتے ہیں کہ

بَابٌ ۵۱ زَکٰوۃِ الْبَقَرِ

وَقَالَ اَبُوْ حُمَيْدٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاَعْرِفَنَّ مَا جَاءَ اللّٰهَ رَجُلٌ بِبَقَرَةٍ لَّهَا خُوَارٌ وَّيُقَالُ جُؤَارٌ يَّجْاَرُوْنَ يَرْفَعُوْنَ اَصْوَاتَهُمْ كَمَا تَجْاَرُ الْبَقَرَةُ

باب ۹۲۶ گائے کی زکوٰۃ

ابو حمیدؓ رضؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قیامت کے دن میں تمہیں وہ شخص دکھادونگا جو اللہ تعالیٰ کے پاس گائے اٹھائے ہوئے حاضر ہوگا وہ آواز کر رہی ہوگی ایک روایت میں بجائے خوار یعنی آواز کے جؤار کا لفظ ہے جس سے یجأرون کا لفظ سورۂ مومنون میں آیا ہے اس صورت میں یہ مطلب ہوا کہ وہ لوگ گائے کی طرح چلا رہے ہوں گے ۔

۷۶ - حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِيْ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنِ الْمَعْرُوْرِ ابْنِ سُوَيْدٍ عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ انْتَهَيْتُ اِلَيْهِ يَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ اَوْ وَالَّذِيْ لَا اِلٰهَ غَيْرُهٗ اَوْ كَمَا حَلَفَ مَا مِنْ رَّجُلٍ تَكُوْنُ لَهٗ اِبِلٌ اَوْ بَقَرٌ اَوْ غَنَمٌ لَا يُؤَدِّيْ حَقَّهَا اِلَّا اُتِيَ بِهَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْظَمَ مَا تَكُوْنُ وَاَسْمَنَهٗ تَطَؤُهٗ بِاَخْفَافِهَا وَتَنْطَحُهٗ بِقُرُوْنِهَا كُلَّمَا جَازَتْ عَلَيْهِ اُخْرٰهَا رُدَّتْ عَلَيْهِ اُوْلٰهَا حَتّٰى يُقْضٰى بَيْنَ النَّاسِ رَوَاهُ بُكَيْرٌ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

حدیث ۱۳۷۵ (از عمرو بن حفص بن غیاث از حفص از اعمش از معرور ابن سوید) حضرت ابو ذر رضؓ کہتے ہیں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا۔ آپؐ نے فرمایا قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے یا جس کے سوا کوئی معبود نہیں یا ایسی ہی کوئی آپؐ نے قسم کھائی اور فرمایا ہر وہ شخص جس کے پاس اونٹ یا گائے یا بکریاں ہوں اور وہ زکوٰۃ نہ دے قیامت کے دن وہ ان جانوروں کو موٹا اور بڑا کر کے لائیگا اور یہ جانور اپنے مالک کو پاؤں سے کچلیں گے اور سینگ سے ماریں گے ۔ جب آخری جانور کچل کر نکل جائیگا تو پہلا آئیگا اس طرح کا حال برابر ہوتا رہے گا حتیٰ کہ لوگوں کا فیصلہ ہو جائے اس حدیث کو بکیر نے ابو صالح رضؓ سے انہوں نے ابو ہریرہؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے ۔ ؎

بَابٌ ۵۲ الزَّكٰوةِ عَلَى الْاَقَارِبِ وَ

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَهٗ اَجْرَانِ اَجْرُ الْقَرَابَةِ وَالصَّدَقَةِ ۔

باب رشتہ داروں کو زکوٰۃ دینا ؎ آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب ؎ کے حق میں فرمایا اسے دگنا ثواب ملیگا۔ صلہ رحمی کا بھی اور خیرات کا بھی ۔

مراد مسلمان فقیر ہیں خواہ وہ کہیں ہوں یا کسی ملک کے ہوں اور انہوں نے زکوٰۃ کا دوسرے ملک میں بھیجنا درست رکھا ہے ۱۲ منہ (متعلقہ صفحہ ہذا) ؎ یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے یعنی چنے ہوئے عمدہ مال زکوٰۃ میں مت لے ۱۲ منہ ؎ (محمد درحقیقت عبداللہ کے بیٹے ہیں اور عبدالرحمٰن ان کے دادا ہیں پھر عبدالرحمٰن عبداللہ بن ابی صعصعہ کے بیٹے ہیں اور ابو صعصعہ کے دادا ہیں ۱۲ منہ ؎ اس کو خود امام بخاری نے آگے چل کر باب ترک الحیل میں وصل کیا ہے ۱۲ منہ ؎ فیصلہ ہونے سے یہ مراد ہے کہ بعضوں کو بہشت کا حکم ہو جائے اور بعضوں کو دوزخ کا ۱۲ منہ ؎ اس کو امام مسلم نے وصل کیا اس حدیث سے باب کا مطلب یعنی گائے بیل کی زکوٰۃ دینے کا وجوب ثابت ہوا کیونکہ عذاب اسی امر کے ترک پر ہوگا جو واجب ہے ۱۲ منہ ؎ اہل حدیث کے نزدیک یہ مطلقاً جائز ہے جب اپنے رشتہ دار محتاج ہوں گو باپ بیٹے کو یا بیٹا باپ کو یا خاوند جورو کو یا جورو خاوند کو دے بعضوں نے کہا اپنے چھوٹے بچے کو فرض زکوٰۃ دینا بالاجماع درست نہیں اور امام ابو حنیفہؒ اور مالکؒ نے اپنے خاوند کو بھی دینا درست نہیں رکھا اور امام شافعی اور امام احمد نے حدیث کے موافق اس کو جائز رکھا ہے مترجم کہتا ہے رشتہ داروں کو اگر وہ محتاج ہوں زکوٰۃ دینے میں دوہرا ثواب ملے گا نا جائز ہونا کیسا ۱۲ منہ ؎ یہ حدیث آگے اسی کتاب میں موصولاً آتی ہے ۱۲ منہ ؎ یہ زینب عبداللہ بن مسعودؓ کی اہلیہ تھیں علیہ الرزاق

۷۷- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ یُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِکٌ عَنْ اِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ اَبِیْ طَلْحَۃَ اَنَّہٗ سَمِعَ اَنَسَ بْنَ مَالِکٍ یَقُوْلُ کَانَ اَبُوْ طَلْحَۃَ اَکْثَرَ الْاَنْصَارِ بِالْمَدِیْنَۃِ مَالًا مِّنْ نَخْلٍ وَّکَانَ اَحَبُّ اَمْوَالِہٖ اِلَیْہِ بَیْرُحَاءَ وَکَانَتْ مُسْتَقْبِلَۃَ الْمَسْجِدِ وَکَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَدْخُلُھَا وَیَشْرَبُ مِنْ مَّاءٍ فِیْھَا طَیِّبٍ قَالَ اَنَسٌ فَلَمَّا اُنْزِلَتْ ھٰذِہِ الْاٰیَۃُ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ قَامَ اَبُوْ طَلْحَۃَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی یَقُوْلُ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ وَاِنَّ اَحَبَّ اَمْوَالِیْ اِلَیَّ بَیْرُحَاءَ وَاِنَّھَا صَدَقَۃٌ لِّلّٰہِ اَرْجُوْا بِرَّھَا وَذُخْرَھَا عِنْدَ اللّٰہِ فَضَعْھَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ حَیْثُ اَرَاکَ اللّٰہُ قَالَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَخٍ ذٰلِکَ مَالٌ رَّابِحٌ ذٰلِکَ مَالٌ رَّابِحٌ وَقَدْ سَمِعْتُ مَا قُلْتَ وَاِنِّیْ اَرٰی اَنْ تَجْعَلَھَا فِی الْاَقْرَبِیْنَ فَقَالَ اَبُوْ طَلْحَۃَ اَفْعَلُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَقَسَمَھَا اَبُوْ طَلْحَۃَ فِیْ اَقَارِبِہٖ وَبَنِیْ عَمِّہٖ تَابَعَہٗ رَوْحٌ وَّقَالَ یَحْیَی بْنُ یَحْیٰی وَاِسْمٰعِیْلُ عَنْ مَّالِکٍ رَّایِحٌ بِالْیَاءِ-

حدیث (۱۳۷۶) از عبداللہ بن یوسف از مالک از اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ، حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں حضرت ابوطلحہ مدینے میں سب انصار سے زیادہ مالدار تھے۔ ان کے باغ بہت تھے۔ اور سب باغوں میں انہیں بیرحاء کا باغ پسند تھا۔ وہ مسجد کے سامنے تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس میں تشریف لے جایا کرتے اور وہاں کا صاف ستھرا پانی پیا کرتے تھے۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ الاٰیَۃ۔ (تم نیکی ہرگز حاصل نہیں کرسکتے یہاں تک کہ اس چیز سے خرچ کرو اس سے کہ محبت رکھتے ہو) تو ابوطلحہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتے ہیں لن تنالوا البر حتّٰی تنفقوا مما تحبون۔ اور مجھے پسندیدہ مال بیرحاء ہے، سب اللہ کی راہ میں خیرات کرتا ہوں۔ اللہ سے اس کے ثواب کا امیدوار ہوں۔ اللہ میرے لئے ذخیرہ رکھے گا۔ یا رسول اللہ! آپؐ جیسے مناسب سمجھیں اسے خرچ کریں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر فرمایا۔ شاباش وہ تو بڑی آمدنی کا مال ہے بڑا فائدہ بخش ہے میں نے تمہاری بات سن لی ہے لیکن میں مناسب سمجھتا ہوں کہ تم اسے اپنے رشتہ داروں میں تقسیم کرو۔ ابوطلحہؓ نے کہا یا رسول اللہ بہتر میں ایسا ہی کروں گا۔ چنانچہ ابوطلحہ نے یہ باغ اپنے اقارب اور چچا زاد بھائیوں میں تقسیم کر دیا۔ عبداللہ بن یوسف کے ساتھ اس حدیث کو روح نے بھی روایت کیا۔ اور یحییٰ بن یحییٰ اور اسمٰعیل نے امام مالک سے رَابِحٌ کے بجائے رَائِحٌ کا لفظ نقل کیا ہے (جس کے معنے بغیر محنت کے آمدنی والا)

۷۸- حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ مَرْیَمَ قَالَ اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ زَیْدُ بْنُ اَسْلَمَ

حدیث (۱۳۷۷) از ابن ابی مریم از محمد بن جعفر از زید بن اسلم از عیاض ابن عبداللہ، ابوسعید خدری فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ

۱؎ تو خیرات کا بھی ثواب ملے گا اور ناطہ جوڑنے کا بھی ہرچند یہ صدقہ نفل تھا مگر امام بخاری نے زکوٰۃ کو بھی نفل صدقہ پر قیاس کیا ۱۲ منہ ۲؎ رائح کا معنی بے کھٹکے آمدنی کا مال یا بے محنت اور مشقت کے آمدنی کا ذریعہ۔ روح کی روایت خود امام بخاری نے کتاب البیوع میں اور یحییٰ بن یحییٰ کی کتاب الوصایا میں اور اسمٰعیل کی کتاب التفسیر میں وصل کی ۱۲ منہ۔

عَنْ عِيَاضِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ اَضْحًى اَوْ فِطْرٍ اِلَى الْمُصَلّٰى ثُمَّ انْصَرَفَ فَوَعَظَ النَّاسَ وَاَمَرَهُمْ بِالصَّدَقَةِ فَقَالَ يَا اَيُّهَا النَّاسُ تَصَدَّقُوْا فَمَرَّ عَلَى النِّسَآءِ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ النِّسَآءِ تَصَدَّقْنَ فَاِنِّيْ اُرِيْتُكُنَّ اَكْثَرَ اَهْلِ النَّارِ فَقُلْنَ وَبِمَ ذٰلِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ تُكْثِرْنَ اللَّعْنَ وَتَكْفُرْنَ الْعَشِيْرَ مَا رَاَيْتُ مِنْ نَّاقِصَاتِ عَقْلٍ وَّدِيْنٍ اَذْهَبَ لِلُبِّ الرَّجُلِ الْحَازِمِ مِنْ اِحْدٰكُنَّ يَا مَعْشَرَ النِّسَآءِ ثُمَّ انْصَرَفَ فَلَمَّا صَارَ اِلٰى مَنْزِلِهٖ جَآءَتْ زَيْنَبُ امْرَاَةُ ابْنِ مَسْعُوْدٍ تَسْتَاْذِنُ عَلَيْهِ فَقِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذِهٖ زَيْنَبُ فَقَالَ اَيُّ الزَّيَانِبِ فَقِيْلَ امْرَاَةُ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ نَعَمْ ائْذَنُوْا لَهَا فَاُذِنَ لَهَا قَالَتْ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ اِنَّكَ اَمَرْتَ الْيَوْمَ بِالصَّدَقَةِ وَكَانَ عِنْدِيْ حُلِيٌّ لِّيْ فَاَرَدْتُّ اَنْ اَتَصَدَّقَ بِهٖ فَزَعَمَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ اَنَّهٗ وَوَلَدَهٗ اَحَقُّ مَنْ تَصَدَّقْتُ بِهٖ عَلَيْهِمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدَقَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ زَوْجُكِ وَوَلَدُكِ اَحَقُّ مَنْ تَصَدَّقْتِ بِهٖ عَلَيْهِمْ ۔

بَابٌ ۳۵ لَيْسَ عَلَى الْمُسْلِمِ فِيْ فَرَسِهٖ صَدَقَةٌ

علیہ وسلم عیدالاضحیٰ یا عیدالفطر میں عیدگاہ تشریف لے گئے۔ نماز پڑھ کر لوگوں کو وعظ سنایا اور خیرات کرنے کا حکم دیا فرمایا اے لوگو! خیرات کیا کرو۔ اس کے بعد مستورات کے پاس گئے۔ فرمایا۔ اے مستورات خیرات کرو کیونکہ مجھے دکھایا گیا کہ اکثر عورتیں دوزخ میں ہیں۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس کی کیا وجہ ہے؟ فرمایا تم لعن طعن بہت کرتی ہو۔ خاوند کی ناشکری کرتی ہو اے مستورات! میں نے کم عقل اور ناقص باعتبار دین کی اتباع کے ایک عقلمند اور سمجھدار مرد کی عقل خراب کرنے والی تم سے زیادہ نہیں دیکھا۔ پھر آپ گھر تشریف لے گئے تو عبداللہ ابن مسعود کی بیوی حضرت زینب آئیں۔ انہوں نے اندر آنے کی اجازت چاہی۔ آپ کو بتایا گیا کہ یہ زینب آئی ہیں آپ نے پوچھا۔ کونسی زینب؟ تو کہا گیا۔ ابن مسعود کی بیوی۔ آپ نے فرمایا۔ اچھا اسے آنے دو۔ اسے اجازت دی گئی۔ وہ آئی اور کہنے لگی۔ یا نبی اللہ! آپ نے آج عید کے دن ہمیں خیرات کا حکم دیا ہے۔ میرے پاس کچھ زیور ہے میں اسے خیرات کرنا چاہتی تھی لیکن میرے خاوند ابن مسعود کہتے ہیں کہ وہ اور اس کا بیٹا اس خیرات کے زیادہ حقدار ہیں، بہ نسبت دوسروں کے۔ آپ نے فرمایا۔ تیرے خاوند نے سچ کہا ہے وہ اور تیرا بیٹا اس خیرات کے زیادہ حقدار ہیں بہ نسبت دوسروں کے۔

باب ۹۲۸ مسلمان کو اپنے گھوڑے کی زکوٰۃ دینا ضروری نہیں۔

؎ اس حدیث سے صاف نکلا کہ اپنے رشتہ داروں پر خیرات کرنا درست ہے یہاں تک کہ بی بی بھی اپنے مفلس خاوند اور مفلس بیٹے پر خیرات کر سکتی ہے اور گو یہ صدقہ فرض زکوٰۃ نہ تھا مگر فرض زکوٰۃ کو بھی اسی پر قیاس کیا ہے بعضوں نے کہا جس کا نفقہ آدمی پر واجب ہو جیسے بی بی کا یا چھوٹے لڑکے کا تو اس کو زکوٰۃ دینا درست اور چونکہ عبداللہ بن مسعود نادار تھے اس لئے ان کے ہوتے ہوئے بچے کا خرچ ماں پر واجب نہ تھا لہٰذا ماں کو اس پر خیرات کرنا جائز ہوا واللہ اعلم ۱۲ منہ۔

۷۹- حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِينَارٍ قَالَ سَمِعْتُ سُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ عَلَى الْمُسْلِمِ فِي فَرَسِهِ وَغُلَامِهِ صَدَقَةٌ۔

حدیث ۱۳۷۸ (از آدم از شعبہ از عبد اللہ بن دینار از سلیمان بن یسار از عراک بن مالک) حضرت ابو ہریرہ رضؓ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مسلمان کو اس کے گھوڑے اور اس کے غلام کی زکوٰۃ دینا ضروری نہیں لہ

باب ۵۴ لَيْسَ عَلَى الْمُسْلِمِ فِي عَبْدِهِ صَدَقَةٌ۔

باب ۹۲۹ مسلمان پر اپنے غلام کی زکوٰۃ نہیں۔

۸۰- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ خُثَيْمِ بْنِ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا خُثَيْمُ بْنُ عِرَاكِ ابْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ عَلَى الْمُسْلِمِ صَدَقَةٌ فِي عَبْدِهِ وَلَا فِي فَرَسِهِ

حدیث ۱۳۷۹ (از مسدد از یحییٰ بن سعید از خثیم بن عراک بن مالک از عراک بن مالک از حضرت ابو ہریرہ رضؓ از آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) دوسری سند (از سلیمان بن حرب از وہیب بن خالد از خثیم بن عراک بن مالک از عراک بن مالک) حضرت ابو ہریرہ رضؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا۔ مسلمان پر اپنے غلام اور اپنے گھوڑے کی زکوٰۃ نہیں ہے ٢ہ

باب ۵۵ الصَّدَقَةِ عَلَى الْيَتَامٰى

باب ۹۳۰ یتیموں کو خیرات دینا بہت ثواب ہے

۸۱- حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى عَنْ هِلَالِ بْنِ أَبِي مَيْمُونَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَطَاءُ بْنُ يَسَارٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ يُحَدِّثُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَلَسَ ذَاتَ

حدیث ۱۳۸۰ (از معاذ بن فضالہ از ہشام از یحییٰ از ہلال بن ابی میمونہ از عطاء بن یسار) حضرت ابو سعید خدری رضؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن منبر پر بیٹھے۔ ہم بھی آپ کے چاروں طرف (وعظ سننے کے لئے) بیٹھ گئے۔ آپ نے فرمایا۔ مجھے اپنے

لہ بعضوں کا محقق مذہب یہی ہے کہ غلاموں اور گھوڑوں میں مطلقاً زکوٰۃ نہیں ہے گو تجارت کے لئے ہوں مگر ابن منذر نے اس پر اجماع نقل کیا ہے کہ اگر تجارت کیلئے ہوں تو ان میں زکوٰۃ ہے ۱۲ منہ ٢ہ اصل یہ ہے کہ زکوٰۃ انہیں جنسوں میں لازم ہے جن کا بیان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرما دیا یعنی چارپایوں میں سے اونٹ گائے بیل بکریوں اور نقد مال میں سے سونے چاندی میں اور غلوں میں سے گیہوں، جو اور جوار اور میووں میں سے کھجور اور سوکھے میووں میں سے انگور میں بس ان کے سوا اور کسی مال میں زکوٰۃ واجب نہیں گو وہ سوداگری اور تجارت ہی کے لئے ہو۔ اور ابن منذر نے جو اجماع اس کے خلاف میں نقل کیا وہ صحیح نہیں ہے جب اس مسئلہ میں مختلف ہیں تو اجماع کیونکر ہو سکتا ہے۔ اور ابوداؤد کی حدیث اور دارقطنی کی حدیث کہ جس مال کو ہم بیچنے کے لئے رکھیں اس میں آپ نے ظاہر ہے زکوٰۃ کا حکم دیا۔ کپڑے میں زکوٰۃ ہے، ضعیف ہے حجت لینے کے لئے نہیں اور آیت قرآنی خذ من اموالہم سے وہی مال مراد ہیں جن کی زکوٰۃ کی تصریح حدیث میں آئی ہے یہ امام شوکانی کی تحقیق ہے اور سید علامہ نے اسی کی تائید کی ہے اس بنا پر جواہر مثلاً موتی مونگا یا قوت الماس اور دوسری صدہا اشیائے تجارتی میں جیسے (بقیہ صفحہ ۵۵)

يَوْمٍ عَلَى الْمِنْبَرِ وَجَلَسْنَا حَوْلَهُ فَقَالَ إِنَّ مِمَّا أَخَافُ عَلَيْكُمْ مِنْ بَعْدِي مَا يُفْتَحُ عَلَيْكُمْ مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْيَا وَزِينَتِهَا فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَوَيَأْتِي الْخَيْرُ بِالشَّرِّ فَسَكَتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقِيلَ لَهُ مَا شَأْنُكَ تُكَلِّمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا يُكَلِّمُكَ فَرَأَيْنَا أَنَّهُ يُنْزَلُ عَلَيْهِ قَالَ فَمَسَحَ عَنْهُ الرُّحَضَاءَ وَقَالَ أَيْنَ السَّائِلُ وَكَأَنَّهُ حَمِدَهُ فَقَالَ إِنَّهُ لَا يَأْتِي الْخَيْرُ بِالشَّرِّ وَإِنَّ مِمَّا يُنْبِتُ الرَّبِيعُ يَقْتُلُ أَوْ يُلِمُّ إِلَّا آكِلَةَ الْخَضِرِ أَكَلَتْ حَتَّى إِذَا امْتَدَّتْ خَاصِرَتَاهَا اسْتَقْبَلَتْ عَيْنَ الشَّمْسِ فَثَلَطَتْ وَبَالَتْ وَرَتَعَتْ وَإِنَّ هَذَا الْمَالَ خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ فَنِعْمَ صَاحِبُ الْمُسْلِمِ مَا أَعْطَى مِنْهُ الْمِسْكِينَ وَالْيَتِيمَ وَابْنَ السَّبِيلِ أَوْ كَمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِنَّهُ مَنْ يَأْخُذُهُ بِغَيْرِ حَقِّهِ كَالَّذِي يَأْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ وَيَكُونُ شَهِيدًا عَلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۔

بعد جس چیز کا زیادہ خطرہ ہے وہ دنیا کی زیب و زینت ہے (جو چار طرف سے) تم پر پھیل پڑیگی۔ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا اچھی چیز سے بھی بُرائی چیز پیدا ہوگی (مال و دولت تو خدا کی نعمت ہے)[1] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ سن کر خاموش ہو رہے۔ اس شخص سے لوگوں نے کہا تجھے کیا ہو گیا، تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے باتیں کئے جاتا ہے حالانکہ آپ تجھ سے بات نہیں کرتے[2] پھر جو ہم نے دیکھا تو آپ پر وحی نازل ہو رہی ہے۔ آپ نے چہرہ مبارک سے پسینہ پونچھا اور فرمایا۔ سوال کرنے والا کہاں ہے۔ گویا آپ نے اس شخص کی تعریف کی۔ آپ نے فرمایا۔ دیکھو، یہ ٹھیک ہے۔ اچھی چیز بُری چیز کو پیدا نہیں کرتی (مگر غلط استعمال سے بُرائی پیدا کرتی ہے) دیکھو موسم بہار جو گھاس اگاتی ہے، وہ کبھی کبھی جانور کو مار ڈالتی ہے یا مرنے کے قریب کر دیتی ہے[3] لیکن وہ جانور جو ہری گھاس کھائے اور جب اس کی کوکھیں تن جائیں تو سورج کی طرف منہ کرکے مَیلہ اور پیشاب کرے اسی طرح پھر چرتا رہے (وہ نہیں مرتا) آپ نے بیان جاری رکھتے ہوئے فرمایا۔ دُنیا کا مال (بظاہر) ہرا ہرا اور میٹھا ہے[4] تو مال اُس مسلمان کا اچھا ہے جب تک اس مال میں سے مسکین یتیم اور مسافر کے ساتھ اچھا سلوک کرتا رہے یا جیسے آنحضرت نے فرمایا (یہ شک یحییٰ راوی کو ہوا) اور دیکھو جو شخص ناجائز طریقہ سے مال کماتا ہے وہ ٹھیک اسی طرح ہے جو کھاتا رہتا ہے مگر اس کا پیٹ نہیں بھرتا[5] (گویا جوع البقر میں مبتلا ہے کہ حلال و حرام سے ظلم و ستم سے کماتا ہے حقوق اللہ اور حقوق العباد نہیں دیتا۔ الٹی بلٹی غذائیں نشیات وغیرہ استعمال کرتا ہے زکوٰۃ وغیرہ نہیں دیتا۔ کھانے پر ہی کیا موقوف اس کھانے کے بعد زنا، شراب، جوا اور بداعمالی اس کھانے سے پیدا ہوتی ہے گویا وہ کھانے میں ہی میں شامل ہے) (آپ نے آخر فرمایا) یہی مال اس کیخلاف قیامت کے دن گواہی دیگا۔

(بقیہ صفحہ ۶۶۳) گھوڑے، گاڑیاں، کتابیں کا غلہ وغیرہ میں زکوٰۃ واجب ہوگی مگر چونکہ ائمہ اربعہ اور جمہور علماء اموال تجارتی میں وجوب زکوٰۃ کی طرف گئے ہیں لہٰذا احتیاط اور تقویٰ اسی میں ہے کہ ان میں زکوٰۃ نکالے ۱۲ منہ [1] یعنی مال و دولت تو اللہ کی نعمت ہے وہ عذاب کا سبب کیونکر ہوگی ۱۲ منہ [2] صحابہ سمجھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پوچھنے سے ناراض ہوگئے ہیں۔ [3] یہ مثال دے کر آپ نے اس کو سمجھایا کہ دولت گو حق تعالیٰ کی نعمت اور اچھی چیز ہے مگر جب بے موقع اور گناہوں میں صرف ہوگی تو وہی دولت عذاب ہو جائے گی جیسے فصل کی ہری گھاس وہ جانور کے لئے بڑی عمدہ نعمت ہے مگر جو جانور ایک ہی مرتبہ گر کر اس کو حد سے زیادہ کھا جائے تو اس کے لئے زہر کا کام دیتی ہے جانور پر کیا منحصر ہے یہی کھانا جو آدمی کے لئے باعث حیات ہے اگر اس میں بے اعتدالی کی جائے تو باعث موت ہے تم نے دیکھا ہوگا قحط سے بھوکے لوگ جب ایک ہی مرتبہ کھانا پا لیتے ہیں (بقیہ صفحہ ۶۶۵ پر)

بَابٌ ۵۶ الزَّكٰوةِ عَلَى الزَّوْجِ وَ الْاَيْتَامِ فِي الْحَجْرِ قَالَهُ اَبُوْسَعِيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۸۲- حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِيْ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ شَقِيْقٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ زَيْنَبَ امْرَاَةِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ فَذَكَرْتُهُ لِاِبْرَاهِيْمَ فَحَدَّثَنِيْ اِبْرَاهِيْمُ عَنْ اَبِيْ عُبَيْدَةَ عَنْ عَمْرِو ابْنِ الْحَارِثِ عَنْ زَيْنَبَ امْرَاَةِ عَبْدِ اللّٰهِ بِمِثْلِهٖ سَوَآءً قَالَتْ كُنْتُ فِي الْمَسْجِدِ فَرَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ تَصَدَّقْنَ وَلَوْ مِنْ حُلِيِّكُنَّ وَكَانَتْ زَيْنَبُ تُنْفِقُ عَلٰى عَبْدِ اللّٰهِ وَاَيْتَامٍ فِيْ حَجْرِهَا فَقَالَتْ لِعَبْدِ اللّٰهِ سَلْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيَجْزِيْ عَنِّيْ اَنْ اُنْفِقَ عَلَيْكَ وَعَلٰى اَيْتَامٍ فِيْ حَجْرِيْ مِنَ الصَّدَقَةِ فَقَالَ سَلِيْ اَنْتِ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَانْطَلَقْتُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدْتُ امْرَاَةً مِّنَ الْاَنْصَارِ

باب ۹۳۱ خاوند کو اور جن یتیموں کی پرورش کر رہا ہو ان کو زکوٰۃ دینا۔ یہ ابوسعید رضؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے [1]

حدیث ۱۳۸۱ از عمرو بن حفص بن غیاث از حفص بن غیاث از اعمش از شقیق از عمرو بن حارث از زینب یعنی اہلیہ ابن مسعودؓ نیز از اعمش نے بحوالہ ابراہیم نخعی از ابو عبیدہ از عمرو بن حارث از زینب زوجہ ابن مسعودؓ بالکل ایسی ہی روایت بیان کی جیسے شقیق سے۔ حضرت زینب فرماتی ہیں۔ میں مسجد میں تھی۔ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ آپ نے فرمایا اے مستورات! خیرات کرو اپنے زیور سے بھی دینا پڑے تو دریغ نہ کرو۔ زینب اپنے خاوند عبداللہ بن مسعود کو اور چند یتیموں کو جو ان کی پرورش میں تھے، خرچ دیا کرتی تھیں۔ حضرت زینب نے اپنے خاوند سے کہا کہ میری طرف سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کرو کہ کیا میری جانب سے خاوند اور اپنے زیر تربیت یتامیٰ پر زکوٰۃ خرچ کرنا درست ہے حضرت ابن مسعود نے کہا تم خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ مسئلہ معلوم کر آؤ چنانچہ حضرت زینب کہتی ہیں کہ میں خود آنحضرت صلی

(بقیہ صفحہ ۵۵) اور جھک کر کھاتے ہیں تو پانی پیتے ہی دم توڑ دیتے ہیں اور ہلاک ہو جاتے ہیں یہ کھانا ان کے لئے زہر قاتل کا کام دیتا ہے ۱۲ منہ

[۵۴] مطلب یہ ہے کہ جو جانور ایک ہی مرتبہ ربیع کی پیداوار پر نہیں گرتا بلکہ سوکھی گھاس پر جو بارش سے ذرا ذرا ہری دوب نکلتی ہے اس کے کھانے پر قناعت کرتا ہے اور پھر کھانے کے بعد سورج کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو کر اس کے ہضم ہونے کا انتظار کرتا ہے پیشاب پاخانہ کرتا ہے تو وہ ہلاک نہیں ہوتا اسی طرح دنیا کا مال بھی ہے جو اعتدال سے حلال و حرام کی پابندی کے ساتھ اس کو کماتا ہے اس سے فائدہ اٹھاتا ہے آپ کھاتا ہے اور دوسری خلق خدا کو راحت پہنچاتا ہے وہ بچا رہتا ہے مگر جو حریص کتے کی طرح دنیا کے مال و اسباب پر گر پڑتا ہے اور حلال و حرام کی قید اٹھا دیتا ہے آخر وہ مال اس کو ہضم نہیں ہوتا اور استفراغ کی ضرورت پڑتی ہے کبھی بدہضمی ہو کر اسی مال کی دھن میں اپنی جان بھی گنوا دیتا ہے اللہ تعالیٰ ایسی طمع اور حرص سے بچائے رکھے ۱۲ منہ [۵] اس کی ظاہری خوبصورتی پر فریب مت کھاؤ ہوشیار رہو حلوا کے اندر زہر لپٹا ہوا ہے "ہمہ اندر زمن بتو این ست × کہ تو طفلی خانہ رنگیں ست" ۱۲ منہ

[۵] اس کو جوع البقر کی بیماری ہو گئی ہے کسی طرح دنیا کی حرص نہیں جاتی ۱۲ منہ [۵] یہ حدیث موصولاً باب الزکوٰۃ علی الاقارب میں گذر چکی ہے ۱۲ منہ

[1] اس حدیث میں صدقہ یعنی خیرات کا لفظ ہے جو فرض صدقہ یعنی زکوٰۃ اور نفل خیرات دونوں کو شامل ہے۔ امام شافعی، اور ثوری اور صاحبین اور امام مالک اور امام احمد سے ایک روایت ایسی ہی ہے کہ زکوٰۃ اپنے خاوند کو اور بیٹوں کو دینا درست ہے۔ بعضے کہتے ہیں کہ ماں باپ اور بیٹے کو دینا درست نہیں اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک خاوند کو بھی زکوٰۃ دینا درست نہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ان حدیثوں سے صدقہ سے نفل صدقہ مراد ہے ۱۲ منہ۔

عَلَى الْبَابِ حَاجَتُهَا مِثْلُ حَاجَتِي فَمَرَّ عَلَيْنَا بِلَالٌ فَقُلْنَا سَلِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيَجْزِيُ عَنِّي أَنْ أَتَصَدَّقَ عَلَى زَوْجِي وَأَيْتَامٍ لِي فِي حَجْرِي وَقُلْنَا لَا تُخْبِرْ بِنَا فَدَخَلَ فَسَأَلَهُ فَقَالَ مَنْ هُمَا قَالَ زَيْنَبُ فَقَالَ أَيُّ الزَّيَانِبِ قَالَ امْرَأَةُ عَبْدِ اللهِ قَالَ نَعَمْ لَهَا أَجْرَانِ أَجْرُ الْقَرَابَةِ وَأَجْرُ الصَّدَقَةِ۔

اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گئی۔ میں نے آپؐ کے گھر کے دروازہ پر ایک انصاری عورت کو دیکھا۔ وہ بھی یہی مسئلہ پوچھنا چاہتی تھی۔ اتنے میں حضرت بلالؓ ہمارے سامنے سے نکلے۔ ہم نے ان سے کہا تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کرو کہ اگر میں اپنے خاوند اور چند اپنے زیر تربیت یتامیٰ کو خیرات دوں تو یہ جائز ہے؟ ہم نے بلالؓ سے یہ بھی کہا کہ ہمارا نام نہ لینا۔ حضرت بلالؓ نے آپؐ سے عرض کیا کہ دو عورتیں یہ مسئلہ پوچھتی ہیں۔ آپ نے فرمایا کونسی عورتیں؟ بلالؓ نے کہا زینب۔ آپ نے فرمایا کونسی زینبؓ؟ بلالؓ نے کہا ابن مسعود کی بیوی آپؐ نے فرمایا۔ بے شک درست ہے اور اسے دُگنا ثواب ملے گا۔ ایک صلہ رحمی کا، دوسرے خیرات کا۔

۸۳- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ أَلِيَ أَجْرٌ أَنْ أُنْفِقَ عَلَى بَنِي أَبِي سَلَمَةَ إِنَّمَا هُمْ بَنِيَّ فَقَالَ أَنْفِقِي عَلَيْهِمْ فَلَكِ أَجْرُ مَا أَنْفَقْتِ عَلَيْهِمْ۔

حدیث ۱۳۸۳ (از عثمان بن ابی شیبہ از عبدہ از ہشام از والدش) حضرت زینب بنت ام سلمہ کہتی ہیں۔ میں نے کہا یا رسول اللہ اگر میں ابوسلمہ یعنی اپنے متوفی خاوند کی اولاد پر خرچ کروں تو جائز ہے یا نہیں؟ وہ میرے بھی بیٹے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا کیوں نہیں۔ اُن پر خرچ کر تو جو کچھ ان پر خرچ کرے گی۔ تجھے اس کا ثواب ملے گا۔

بَابُ ۵۷ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى وَفِي الرِّقَابِ وَالْغَارِمِينَ وَفِي سَبِيلِ اللهِ

وَيُذْكَرُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ يُعْتَقُ مِنْ زَكٰوةِ مَالِهِ وَيُعْطِي فِي الْحَجِّ وَقَالَ الْحَسَنُ إِنِ اشْتَرَى أَبَاهُ مِنَ الزَّكٰوةِ جَازَ وَيُعْطِي فِي الْمُجَاهِدِينَ وَالَّذِي لَمْ يَحُجَّ ثُمَّ تَلَا إِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَاءِ الْآيَةَ فِي

باب ۹۳۲ - آیت: وَفِي الرِّقَابِ وَالْغَارِمِينَ وَفِي سَبِيلِ اللهِ (التوبۃ: ۶۰)

غلام آزاد کرانے اور مقروضوں[1] میں اور اللہ کی راہ میں خرچ کیا جائے۔ حضرت ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ زکوٰۃ میں سے غلام کو آزاد کر سکتا ہے[2] اور حاجیوں کو دے سکتا ہے۔ امام حسن بصریؒ نے کہا اگر کوئی زکوٰۃ کے مال سے اپنے باپ کو جو غلام ہو خرید کر آزاد کر دے تو درست ہے اور مجاہدین میں خرچ کیا جائے۔ اور جس نے حج نہ کیا ہو اسے حج کرانے میں خرچ کرنا بھی جائز ہے۔ پھر آپ[3] نے یہ آیت

---

[1] وفی الرقاب سے یہی مراد ہے بعضوں نے کہا مکاتب کی مدد کرنا مراد ہے اور اللہ کی راہ سے مراد غازی اور مجاہد لوگ ہیں اور احمد اور اسحاق نے کہا کہ حاجیوں کو بھی دینا، فی سبیل اللہ میں داخل ہے ۱۲ منہ [2] ابن عباس رضؓ کے اس قول کو ابوعبید نے کتاب الاموال میں وصل کیا ہے ۱۲ منہ [3] اس کو ابن ابی شیبہ نے وصل کیا ۱۲

أَيُّهَا أَعْطَيْتَ أَجْزَتْ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ خَالِدًا احْتَبَسَ أَدْرَاعَهُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَيُذْكَرُ عَنْ أَبِي لَاسٍ حَمَلَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى إِبِلِ الصَّدَقَةِ لِلْحَجِّ -

تلاوت فرمائی: إِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَاءِ الآیۃ زکوٰۃ فقیروں کیلئے ہے الایہ (توبہ: ۶۰) اور فرمایا کہ ان میں سے جس پر بھی زکوٰۃ دی جائے کافی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ خالد نے تو اپنی زرہیں اللہ کی راہ میں وقف کر دی ہیں[۲] اور ابولاس (صحابی) سے منقول ہے کہ ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ سلم نے زکوٰۃ کے اونٹوں پر سوار کر کے حج کیلئے بھیجا[۳]

۸۴- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَنَا شُعَيْبٌ قَالَ ثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ أَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِصَدَقَةٍ فَقِيلَ مَنَعَ ابْنُ جَمِيلٍ وَخَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ وَعَبَّاسُ ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يَنْقِمُ ابْنُ جَمِيلٍ إِلَّا أَنَّهُ كَانَ فَقِيرًا فَأَغْنَاهُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ وَأَمَّا خَالِدٌ فَإِنَّكُمْ تَظْلِمُونَ خَالِدًا قَدِ احْتَبَسَ أَدْرَاعَهُ وَأَعْتُدَهُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَأَمَّا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَعَمُّ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهِيَ عَلَيْهِ صَدَقَةٌ وَمِثْلُهَا مَعَهَا تَابَعَهُ ابْنُ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ أَبِيهِ وَقَالَ ابْنُ إِسْحٰقَ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ هِيَ عَلَيْهِ وَمِثْلُهَا مَعَهَا وَقَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ حُدِّثْتُ عَنِ الْأَعْرَجِ مِثْلَهُ

حدیث[۱۳۸۴] (از ابوالیمان از شعیب از ابوالزناد از اعرج) حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوٰۃ وصول کرنے کا حکم دیا۔ لوگوں نے کہا ابن جمیل[۴]، خالد بن ولید اور عباس بن عبد المطلب زکوٰۃ نہیں دیتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابن جمیل یہ شکر نہیں کرتا کہ وہ محتاج تھا۔ اللہ اور اس کے رسولؐ کی برکت سے وہ مالدار بن گیا[۵] لیکن خالد سے زکوٰۃ مانگنا ظلم ہے۔ اس نے تو اپنی زرہوں اور دیگر ہتھیاروں کو اللہ کی راہ میں وقف کر دیا ہے[۶]۔ عباس بن عبد المطلب تو پیغمبر کے چچا ہیں ان کی زکوٰۃ انہی پر صدقہ اور اتنا ہی مزید[۷] میری طرف سے۔ شعیب کے ساتھ اس حدیث کو ابی الزناد نے بھی اپنے والد سے روایت کیا اور ابن اسحاق نے ابوالزناد سے یوں روایت کیا۔ عباس رضؓ پر یہ ہے اور اتنی ہی اور ابن جریج نے کہا مجھے عبدالرحمن ابن ہرمز اعرج سے ایسی ہی حدیث بیان کی گئی[۸]

---

[۱] قرآن شریف میں زکوٰۃ کے آٹھ مصرف مذکور ہیں فقیر، مسکین، عاملین زکوٰۃ، مؤلفۃ القلوب، رقاب، غارمین، فی سبیل اللہ، ابن سبیل یعنی مسافر۔ امام حسن بصری کے قول کا مطلب یہ ہے کہ زکوٰۃ دینے والا ان میں سے کسی میں بھی زکوٰۃ کا مال خرچ کرے گا تو کافی ہوگا اگر ہو سکے تو آٹھوں قسموں میں دے مگر یہ ضرور نہیں ہے امام ابوحنیفہؒ اور جمہور علماء کا یہی قول ہے اور شافعیہؒ سے منقول ہے کہ آٹھوں مصرفوں میں زکوٰۃ خرچ کرنا واجب ہے۔ گو کسی مصرف کا ایک ہی آدمی ملے مگر ہمارے زمانہ میں اس پر عمل مشکل ہے۔ اکثر ملکوں میں مجاہدین اور مؤلفۃ القلوب اور رقاب نہیں ملتے اسی طرح عاملین زکوٰۃ ۱۲ منہ [۲] یہ حدیث موصولاً آگے اسی باب میں آئے گی ۱۲ منہ [۳] اس کو امام احمد اور ابن خزیمہ اور حاکم نے وصل کیا ۱۲ منہ [۴] ان کا نام معلوم نہیں ہوا بعضوں نے کہا ان کا نام حمید تھا بعضوں نے کہا عبداللہ۔ ذہبی نے کہا وہ اپنے باپ ہی کے نام سے مشہور ہیں ۱۲ منہ [۵] یعنی اسلام لانے سے پہلے محض قلاش اور مفلس تھا اسلام کی برکت سے مالدار بن گیا تو اس کا بدلہ یہ ہے کہ زکوٰۃ دینے میں کتراتا ہے اور خفا ہوتا ہے ۱۲ منہ [۶] اب وقفی مال کی وہ زکوٰۃ کیوں دینے لگا۔ اللہ کی راہ میں مجاہدین کو دینا یہ خود زکوٰۃ ہے بعضوں نے کہا مطلب یہ ہے کہ خالد تو ایسا سخی ہے کہ اس نے ہتھیار سامان گھوڑے وغیرہ سب راہ خدا میں دے ڈالے ہیں بھلا وہ فرض زکوٰۃ کیسے نہ دیگا تم غلط کہتے ہو کہ وہ زکوٰۃ نہیں دیتا ۱۲ منہ [۷] یعنی یہ زکوٰۃ بلکہ اس کا دگنا میں ان پر سے تصدق کروں گا۔ مسلم کی روایت میں یوں ہے کہ عباس رضؓ کی زکوٰۃ بلکہ اس کا دونا دو پیہ میں دوں گا وہ مجھ پر ہے۔ کہتے ہیں حضرت عباس رضؓ دو برس کی زکوٰۃ پیشگی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دے چکے تھے اس لئے انہوں نے ان تحصیل کرنے والوں کو زکوٰۃ نہ دی بعضوں نے کہا مطلب یہ ہے کہ ان کو مہلت دو۔ سال آئندہ ان سے دہرا یعنی دو برس کی زکوٰۃ وصول کرنا ۱۲ منہ [۸] یعنی اس میں ہے علیہ ومثلہا معہا

باب ۵۸ الْاِسْتِعْفَافِ عَنِ الْمَسْئَلَةِ

۸۵- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيْدَ اللَّيْثِيِّ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ اَنَّ اُنَاسًا مِّنَ الْاَنْصَارِ سَاَلُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَعْطَاهُمْ ثُمَّ سَاَلُوْهُ فَاَعْطَاهُمْ حَتّٰى نَفِدَ مَا عِنْدَهٗ فَقَالَ مَا يَكُوْنُ عِنْدِيْ مِنْ خَيْرٍ فَلَنْ اَدَّخِرَهٗ عَنْكُمْ وَمَنْ يَّسْتَعْفِفْ يُعِفَّهُ اللّٰهُ وَمَنْ يَّسْتَغْنِ يُغْنِهِ اللّٰهُ وَمَنْ يَّتَصَبَّرْ يُصَبِّرْهُ اللّٰهُ وَمَا اُعْطِيَ اَحَدٌ عَطَاءً خَيْرًا وَّاَوْسَعَ مِنَ الصَّبْرِ-

۸۶- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَاَنْ يَّاْخُذَ اَحَدُكُمْ حَبْلَهٗ فَيَحْتَطِبَ عَلٰى ظَهْرِهٖ خَيْرٌ لَّهٗ مِنْ اَنْ يَّاْتِيَ رَجُلًا فَيَسْاَلَهٗ اَعْطَاهُ اَوْ مَنَعَهٗ-

۸۷- حَدَّثَنَا مُوْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَاَنْ يَّاْخُذَ اَحَدُكُمْ حَبْلَهٗ فَيَاْتِيَ بِحُزْمَةِ حَطَبٍ عَلٰى ظَهْرِهٖ فَيَبِيْعَهَا فَيَكُفَّ اللّٰهُ بِهَا وَجْهَهٗ خَيْرٌ

باب ۹۳۲ سوال سے بچنے کا بیان

حدیث ۱۳۸۴ (از عبداللہ بن یوسف از مالک ابن شہاب از عطاء بن یزید اللیثی) ابوسعید خدری رضؓ فرماتے ہیں کہ چند انصار نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ مانگا۔ آپؐ نے انہیں دیا۔ انہوں نے پھر سوال کیا آپ نے پھر دیا۔ حتیٰ کہ جو مال آپ کے پاس تھا، وہ ختم ہوگیا۔ آپ نے فرمایا میرے پاس جو مال و دولت ہو وہ تم سے بچا کر ذخیرہ نہ کروں گا۔ لیکن جو سوال سے بچے تو اللہ بھی اسے بچائے گا۔ اور جو اللہ سے غنا مانگے گا، اللہ اسے غنی رکھیگا اور جو کوئی اپنے اوپر قابو پاکر صبر کرے اللہ اسے صبر دے گا اور صبر سے بہتر اور کشادہ تر اور شے کسی کو نہیں ملی۔

حدیث ۱۳۸۵ (از عبداللہ بن یوسف از مالک از ابوالزناد از اعرج) ابوہریرہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس خدا کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، اگر کوئی رسی اٹھائے اور لکڑیوں کی گٹھری اپنی پیٹھ پر لاد کر لائے[1] (اس کو فروخت کر کے روٹی کھائے) تو وہ اس سے بہتر ہے کہ کسی کے پاس جا کر سوال کرے۔ پھر چاہے وہ شخص اس سائل کو دے یا نہ دے (دونوں طرح ذلت ہے)

(از موسیٰ از وہیب از ہشام از عروہ از زبیر بن عوام) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اگر تم میں سے کوئی اپنی رسی لے پھر لکڑیوں کی گٹھری اپنی پیٹھ پر لاد لائے اسے بیچے اور اللہ اس کی آبرو بچائے رکھے، تو یہ اس کے لئے بہتر ہے اس بات سے کہ لوگوں سے سوال کرے۔ وہ دیں یا

---

[1] حدیث سے نکلتا ہے کہ ہاتھ سے محنت کر کے کھانا کمانا نہایت افضل ہے علماء نے کہا ہے کہ کمائی کے تین اصول ہیں ایک زراعت دوسری تجارت تیسری صنعت و حرفت۔ بعضوں نے کہا ان تینوں میں تجارت افضل ہے۔ بعضوں نے کہا زراعت افضل ہے کیونکہ اس میں ہاتھ سے محنت کی جاتی ہے اور حدیث میں ہے کہ کوئی کھانا اس سے بہتر نہیں ہے جو ہاتھ سے محنت کر کے پیدا کیا جائے زراعت کے بعد پھر صنعت افضل ہے اس میں بھی ہاتھ سے کام کیا جاتا ہے اور نوکری نو بدترین کسب ہے کبھی نوکری میں جو کام کرنا پڑتا ہے وہ جائز ہوتا ہے کبھی ناجائز مگر افسوس ہے کہ ہمارے زمانے میں مسلمانوں نے کمائی کے عمدہ ذریعے تو چھوڑ دیئے ہیں اور نوکری پر مرے جاتے ہیں جو غلامی سے کم نہیں ۱۲ منہ

لَهُ مِنْ أَنْ يَسْأَلَ النَّاسَ أَعْطَوْهُ أَوْ مَنَعُوهُ -

۸۸- حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ قَالَ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ ابْنِ الزُّبَيْرِ وَسَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ حَكِيمَ بْنَ حِزَامٍ قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَعْطَانِي ثُمَّ سَأَلْتُهُ فَأَعْطَانِي ثُمَّ سَأَلْتُهُ فَأَعْطَانِي ثُمَّ قَالَ يَا حَكِيمُ إِنَّ هٰذَا الْمَالَ خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ فَمَنْ أَخَذَهُ بِسَخَاوَةِ نَفْسٍ بُورِكَ لَهُ فِيهِ وَمَنْ أَخَذَهُ بِإِشْرَافِ نَفْسٍ لَمْ يُبَارَكْ لَهُ فِيهِ وَكَانَ كَالَّذِي يَأْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ الْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلَى قَالَ حَكِيمٌ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَا أَرْزَأُ أَحَدًا بَعْدَكَ شَيْئًا حَتَّى أُفَارِقَ الدُّنْيَا فَكَانَ أَبُو بَكْرٍ يَدْعُو حَكِيمًا إِلَى الْعَطَاءِ فَيَأْبَى أَنْ يَقْبَلَهُ مِنْهُ ثُمَّ إِنَّ عُمَرَ دَعَاهُ لِيُعْطِيَهُ فَأَبَى أَنْ يَقْبَلَ مِنْهُ شَيْئًا فَقَالَ عُمَرُ إِنِّي أُشْهِدُكُمْ يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ عَلَى حَكِيمٍ أَنِّي أَعْرِضُ عَلَيْهِ حَقَّهُ مِنْ هٰذَا الْفَيْءِ فَيَأْبَى أَنْ يَأْخُذَهُ فَلَمْ يَرْزَأْ حَكِيمٌ أَحَدًا مِنَ النَّاسِ بَعْدَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى تُوُفِّيَ -

نہ دیں -

حدیث ۱۳۸۷ (از عبدان از عبداللہ از یونس از عروہ بن زبیر اور سعید ابن مسیب) حکیم بن حزام کہتے ہیں، میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ مانگا، آپ نے عطا فرمایا۔ پھر میں نے سوال کیا۔ آپ نے عطا فرمایا۔ پھر سوال کیا آپ نے عطا فرمایا۔ پھر فرمایا اے حکیم! یہ دنیا کا مال ہرا بھرا اور میٹھا ہے۔ لیکن جو شخص اپنا نفس سخی رکھ کر لے اسے تو برکت ہوگی اور جو کوئی اسے طمع و لالچ کے ساتھ حاصل کرے اسے برکت نہ ہوگی۔ اس کا حال ایسے ہوگا جیسے کوئی کھائے اور سیر نہ ہو[1]۔ اونچا ہاتھ نچلے ہاتھ سے بہتر ہے حکیم کہتے ہیں۔ میں نے یہ سن کر عرض کیا۔ یارسول اللہ! قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا، میں آپ کے بعد آئندہ کسی سے زندگی بھر نہ لوں گا۔ حکیم اس عہد پر قائم رہے۔ حضرت ابوبکرؓ اپنے زمانۂ خلافت میں حکیم کو بلاتے تھے تاکہ انہیں کچھ دیں، تو آپ قبول کرنے سے انکار کر دیتے۔ حضرت عمرؓ نے بھی ان کا حصہ دینے کیلئے بلایا۔ انہوں نے لینے سے انکار کر دیا۔ آخر حضرت عمرؓ نے لوگوں سے کہا تم گواہ رہو مسلمانو میں ملک کی آمدنی سے ان کا حصہ پیش کرتا ہوں، مگر وہ لینے سے انکار کرتے ہیں۔ غرضیکہ حضرت حکیم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی سے کوئی چیز قبول نہ کی[2] حتیٰ کہ ان کی وفات ہوگئی[3]۔

[1] یعنی اس کو جوع البقر کا عارضہ ہو جو بائے کھا جائے مگر کسی طرح پیٹ نہ بھرے۔ حریص آدمی کا دنیا میں یہی حال رہتا ہے کتنی ہی مال و دولت اس کو ملے سیری نہیں ہوتی اور زیادہ کی طمع اور لالچ بڑھتی ہے ۱۲ منہ [2] حکیم بن حزام مدت تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد زندہ رہے یہاں تک کہ معاویہؓ کی امارت بھی دس سال تک دیکھی لیکن کسی سے کبھی ایک پیسہ بھی انہوں نے نہیں لیا۔ امام نوویؒ نے کہا بے ضرورت تو سوال کرنا تو حرام ہے اس پر زوال ہے لیکن جو شخص محنت مزدوری پر قادر ہو اور سوال کرے تو اس کے باب میں اختلاف ہے بعضوں نے کہا حرام ہے بعضوں نے کہا حلال ہے لیکن مکروہ ہے پر کئی شرطوں سے اپنے تئیں ذلیل نہ کرے، مانگنے میں اصرار نہ کرے جس سے مانگے اس کو تکلیف نہ دے۔ اگر یہ شرطیں نہ ہوں تو بالاتفاق حرام ہے ۱۲ منہ [3] سبحان اللہ یہ بہت بڑا درجہ ہے کہ کوئی بغیر سوال (بقیہ صفحہ ۱۰)

بَابُ ۵۹ مَنْ اَعْطَاهُ اللّٰهُ شَيْئًا مِنْ غَيْرِ مَسْئَلَةٍ وَّلَا اِشْرَافِ نَفْسٍ وَّفِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ۔

۸۹- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ يَقُوْلُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِيْنِي الْعَطَآءَ فَاَقُوْلُ اَعْطِهِ مَنْ هُوَ اَفْقَرُ اِلَيْهِ مِنِّيْ فَقَالَ خُذْهُ اِذَا جَآءَكَ مِنْ هٰذَا الْمَالِ شَيْءٌ وَّاَنْتَ غَيْرُ مُشْرِفٍ وَّلَا سَآئِلٍ فَخُذْهُ وَمَا لَا فَلَا تُتْبِعْهُ نَفْسَكَ۔

باب ۹۳۴ اگر اللہ تعالیٰ کسی کو بن مانگے اور بن امید وار رہے کوئی چیز دلا دے (تو اسے قبول کرے) حق تعالیٰ نے فرمایا۔ وفی اموالھم حق للسائل والمحروم (الذاریات ۱۹) (ان کے مالوں میں سائل اور محروم دونوں کا حصہ ہے[۱])

حدیث ۱۳۸۸ (از یحیی بن بکیر از لیث از یونس از زہری از عبداللہ بن عمرؓ) حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھے کچھ دینے لگتے تو میں کہتا اسے دیجئے جو مجھ سے زیادہ اس کا حاجت مند ہے۔ آپ فرماتے لے لے۔ جب تیرے پاس بن مانگے دنیا کا کچھ مال (پاک طیب) آئے اور تو نے اشراف نہ کیا ہو (امید رکھ کر مفت کوئی چیز لینا) نہ تو نے سوال کیا ہو۔ البتہ جو چیز تجھے نہ ملے اس کی فکر مت کر[۲]

بَابُ ۶۰ مَنْ سَاَلَ النَّاسَ تَكَثُّرًا

۹۰- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ جَعْفَرٍ قَالَ سَمِعْتُ حَمْزَةَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَسْاَلُ النَّاسَ حَتّٰى يَاْتِيَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ لَيْسَ فِيْ وَجْهِهٖ مُزْعَةُ لَحْمٍ وَّقَالَ اِنَّ الشَّمْسَ تَدْنُوْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ حَتّٰى يَبْلُغَ الْعَرَقُ نِصْفَ الْاُذُنِ فَبَيْنَمَا هُمْ كَذٰلِكَ اسْتَغَاثُوْا بِاٰدَمَ

باب ۹۳۵ جو شخص اپنی دولت بڑھانے کیلئے لوگوں سے سوال کرے

حدیث ۱۳۸۹ (از یحیی بن بکیر از لیث از عبیداللہ بن ابی جعفر از حمزہ بن عبداللہ ابن عمر از عبداللہ بن عمرؓ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمیشہ آدمی لوگوں سے مانگتا رہتا ہے۔ حتیٰ کہ قیامت کے دن ایسی بری صورت میں آئے گا کہ اس کے منہ پر گوشت کا ایک ٹکڑا (مچہ) بھی نہ ہو گا[۳] اور فرمایا قیامت کے دن سورج اتنا قریب ہو جائے گا کہ بدن سے اتنا پسینہ نکلے گا جو ان کے کانوں تک پہنچ جائے گا اسی حال میں وہ اپنی خلاصی کے لئے) حضرت آدم علیہ السلام کے پاس فریاد کریں گے۔ پھر موسیٰ علیہ السلام سے، پھر آنحضرت صلی اللہ

(بقیہ صفحہ ۶۰) کے بھی دے تو نہ لے اور اپنی محنت مزدوری سے روٹی پیدا کرے اور دوسری حدیث میں جو آگے آتی ہے کہ جب بغیر دل لگائے اور سوال کے کوئی چیز آئے تو لے لے اس سے مقصود اباحت ہے یعنی لے لینا درست ہے اور نہ لینا اور حق تعالیٰ پر بھروسہ رکھنا اور محنت سے روٹی پیدا کرنا یہ اعلیٰ درجہ ہے۔ بعضوں نے کہا بادشاہ سے لے لینا درست ہے بلکہ واجب ہے۔ اوروں سے لینا ضرور نہیں۔ چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے عہد کے بادشاہ بھی تھے لہٰذا حضرت عمرؓ کو قبول کرنے کا حکم فرمایا ۱۲ منہ [۱] اس آیت سے امام بخاری نے یہ نکالا کہ بن مانگے جو اللہ دے دے اس کا لینا درست ہے ورنہ محروم یعنی خاموش فقیر کا حصہ کچھ نہ لے گا۔ ۱۲ منہ (حواشی صفحہ ہٰذا) [۲] قسطلانی نے کہا بغیر سوال جو آئے اس کا لے لینا درست ہے بشرطیکہ حلال کا مال ہو۔ اگر حلال ہونے میں شک ہو تو پھیر دینا بہتر ہے اور لے لینا بھی درست ہے۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زرہ رہن رکھ کر یہودی سے مال لیا حالانکہ یہودیوں کی کمائی اس وقت اکثر حرام کی تھی اسی طرح کافروں سے جزیہ لیتے ہیں حالانکہ وہ شراب اور سور کی تجارت کرتے ہیں۔ سود کے معاملے کرتے ہیں ۱۲ منہ [۳] مالکہ نری ہڈیاں ہی ہڈیاں ہونگی گو یا سوال کرنے کی سزا میں اس کے منہ کی رونق مٹا دی جائے گی ایک بھیانک قبیح صورت میں اس کا حشر ہو گا جیسے مردہ قبر سے اٹھ آیا نرا ہڈیوں کا ڈھانچا ۱۲ منہ۔

ثُمَّ بِمُوسٰى ثُمَّ بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ
زَادَ عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي
ابْنُ أَبِي جَعْفَرٍ فَيَشْفَعُ لِيُقْضٰى بَيْنَ الْخَلْقِ فَيَمْشِي
حَتّٰى يَأْخُذَ بِحَلْقَةِ الْبَابِ فَيَوْمَئِذٍ يَبْعَثُهُ اللّٰهُ
مَقَامًا مَّحْمُودًا يَّحْمَدُهٗ أَهْلُ الْجَمْعِ كُلُّهُمْ
وَقَالَ مُعَلّٰى حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنِ النُّعْمَانِ
ابْنِ رَاشِدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُسْلِمٍ أَخِي الزُّهْرِيِّ
عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّهٗ سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ عَنِ
النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْأَلَةِ۔

بَاب ۶۱ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى لَا

يَسْأَلُوْنَ النَّاسَ إِلْحَافًا وَكَمِ الْغِنٰى
وَقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَلَا يَجِدُ غِنًى يُّغْنِيْهِ لِلْفُقَرَآءِ الَّذِيْنَ
أُحْصِرُوْا فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ
ضَرْبًا فِي الْأَرْضِ يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ
أَغْنِيَآءَ مِنَ التَّعَفُّفِ إِلٰى قَوْلِهٖ
فَإِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ۔

۹۱۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا
شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ قَالَ سَمِعْتُ

علیہ وسلم[1] سے عبداللہ بن مسعود نے اپنی روایت میں اتنا اضافہ کیا ہے
مجھ سے لیث نے بیان کیا۔ انہوں نے کہا مجھ سے ابن ابی جعفر نے
پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خلق کا فیصلہ کرنے کے لئے سفارش
کریںگے۔ آپ چلیں گے حتیٰ کہ بہشت کے دروازے کا حلقہ تھام
لیں گے۔ اس دن اللہ تعالیٰ آپ کو مقام محمود میں کھڑا کرے گا۔
جتنے لوگ وہاں جمع ہوں گے وہ سب آپ کی تعریف کریں گے۔ معلی نے
بحوالہ وہیب از نعمان بن راشد از عبداللہ بن مسلم یعنی برادر زہری
از حمزہ بن عبداللہ از ابن عمر، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی
حدیث روایت کی جو سوال کرنے کی بابت ہے[2] (یعنی مزعۃ لحم تک)

باب ۹۳۶ اللہ کا ارشاد وَلَا يَسْأَلُوْنَ النَّاسَ إِلْحَافًا (البقرہ ۲۷۳)

(البقرہ: ۲۷۳) (اصرار نہیں کرتے سوال کرنے میں) نیز کتنے
مال سے آدمی مالدار کہلاتا ہے اس کا بیان[3]۔ آنحضرت صلی اللہ
کا ارشاد[4] وَلَا يَجِدُ غِنًى يُّغْنِيْهِ۔ مسکین وہ ہے جس کو ایسی
تونگری نہیں کہ اسے بے پرواہ بنادے اللہ نے فرمایا: لِلْفُقَرَآءِ
الَّذِيْنَ أُحْصِرُوْا فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ضَرْبًا فِي
الْأَرْضِ يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ أَغْنِيَآءَ مِنَ التَّعَفُّفِ، تا
فَإِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ۔[5]

حدیث ۱۳۹۰ (از حجاج بن منہال از شعبہ از محمد بن زیاد) حضرت ابوہریرہؓ
فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مسکین

---

[1] اس روایت میں اختصار ہے۔ دوسری روایتوں میں حضرت نوح، حضرت ابراہیم اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام کا بھی ذکر ہے اور ان سب پیغمبروں کے جواب دینے کا بھی ۱۲ منہ [2] یعنی مزعۃ لحم تک اس میں قیامت کا اور سورج کے قریب آنے کا ذکر نہیں ہے۔ عبداللہ بن صالح کی روایت کو بزار اور طبرانی اور ابن مندہ نے وصل کیا اور معلی کی روایت کو امام بیہقی نے ۱۲ منہ [3] یعنی وہ حد کیا ہے جس سے سوال کرنا ناجائز ہو باب کی حدیث میں اس کی تصریح نہیں ہے شاید امام بخاری کو کوئی حدیث اس کے متعلق ایسی نہیں ملی جو ان کی شرط پر ہو۔ ابوداؤد نے سہل بن حنظلہ سے نکالا صحابہ نے پوچھا، تونگری جس سے سوال منع ہو گیا ہے آپؐ نے فرمایا جب صبح و شام کا کھانا اس کے پاس موجود ہو۔ ابن خزیمہ کی روایت میں یوں ہے۔ جب ایک دن رات کا پیٹ بھر کر کھانا اس کے پاس ہو۔ بعضوں نے کہا یہ حدیث منسوخ ہے دوسری حدیثوں سے جن میں مالدار اس کو فرمایا ہے جس کے پاس پچاس درہم ہوں یا اتنی مالیت کی چیزیں ۱۲ منہ [4] یہ حدیث اسی باب میں آگے موصولاً مذکور ہو گی ۱۲ منہ [5] اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ان محتاجوں کا ذکر فرمایا جو اصحاب صفہ کہلاتے تھے وہ رات دن مسجد نبوی کے سائبان میں پڑے رہتے ان کا شمار چار سو کے قریب تھا۔ ہر ایک جہاد میں جایا کرتے اور خرچ نہ ہونے کی وجہ سے ان کو سفر کر کے کچھ روپیہ کمانے کی قدرت نہ تھی ۱۲ منہ۔

أَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ الْمِسْكِيْنُ الَّذِي تَرُدُّهُ الْأُكْلَةُ وَالْأُكْلَتَانِ وَلٰكِنَّ الْمِسْكِيْنَ الَّذِي لَيْسَ لَهُ غِنًى وَيَسْتَحْيِي وَلَا يَسْأَلُ النَّاسَ إِلْحَافًا۔

وہ نہیں ہے جسے لوالہ لوالہ کی خواہش پھراتی رہتی ہے (کیونکہ وہ بے شقت اپنا پیٹ بھر لیتا ہے وہ تو حرام پیشہ ور ہے) بلکہ مسکین وہ ہے جسے احتیاج ہے اور مانگنے میں شرم کرتا ہے۔ اصرار سے نہیں مانگتا۔

۹۲۔ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عُلَيَّةَ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ عَنِ ابْنِ أَشْوَعَ عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي كَاتِبُ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ كَتَبَ مُعَاوِيَةُ إِلَى الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ أَنِ اكْتُبْ إِلَيَّ بِشَيْءٍ سَمِعْتَهُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَتَبَ إِلَيْهِ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ اللّٰهَ كَرِهَ لَكُمْ ثَلَاثًا قِيلَ وَقَالَ وَإِضَاعَةَ الْمَالِ وَكَثْرَةَ السُّؤَالِ۔

حدیث ۱۳۹۱ (از یعقوب بن ابراہیم از اسمٰعیل بن عُلَیّہ از خالد حذاء از ابن اشوع از شعبی) وراد مغیرہ بن شعبہ کے منشی کہتے ہیں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے مغیرہ بن شعبہ کو لکھا کہ تم مجھے کوئی حدیث لکھ بھیجو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہو، انہوں نے جواب میں لکھا کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کو تمہارے سے تین باتیں ناپسند ہیں۔ ایک بے فائدہ باتیں کرتے رہنا۔ دوسرے روپیہ تباہ کرنا، تیسرے بہت سوال کرنا (مانگنا)[۲]

۹۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غُرَيْرٍ الزُّهْرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَامِرُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ أَعْطَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَهْطًا وَأَنَا جَالِسٌ فِيهِمْ قَالَ فَتَرَكَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا فِيهِمْ لَمْ يُعْطِهِ وَهُوَ أَعْجَبُهُمْ إِلَيَّ فَقُمْتُ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَارَرْتُهُ فَقُلْتُ مَا لَكَ عَنْ

(از محمد بن غریر زہری از یعقوب بن ابراہیم از صالح بن کیسان از ابن شہاب از عامر بن سعد) سعد بن ابی وقاص[۳] فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ لوگوں کو کچھ مال دیا۔ میں بھی وہاں موجود تھا۔ آپ نے ایک شخص کو چھوڑ دیا (یعنی کچھ نہ دیا) حالانکہ ان سب لوگوں میں جو موجود تھے مجھے وہی زیادہ پسند تھا۔ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رازدارانہ عرض کیا آپ کا فلاں شخص کے متعلق کیا خیال ہے؟ اسے کیوں آپ نے محروم رکھا؟ بخدا میں تو اسے مومن سمجھتا ہوں یا کہا مسلمان سمجھتا ہوں۔

---

[۱] یعنی پورا مسکین نہیں ہے کیونکہ وہ در بدر پھر کر اپنی روٹی پیدا کر لیتا ہے اس کو احتیاج نہیں رہتی اور نہ تکلیف اٹھاتا ہے شریف آدمی جو سوال کرنے میں شرم کرتا ہے تکلیف پر صبر کئے رہتا ہے وہ پورا مسکین ہے۔ [۲] بے فائدہ بک بک کرے فضول باتیں کرتا ہے ناحق کی ٹیٹر لگائے جن میں نہ دین کا فائدہ ہو نہ دنیا کا۔ روپیہ تباہ کرنا یہ ہے کہ بیجا خرچ کرے نہ دنیا کی ضرورت میں نہ دین کے کاموں میں جیسے شادی بیاہ موت غمی کی رسومات میں لوگ بیکار روپیہ اڑاتے ہیں آتش بازی ناچ رنگ آرائش وغیرہ کھیل کود مثلاً پتنگ بازی مرغ بازی بٹیر بازی وغیرہ میں۔ بہت مانگنا یہ ہے کہ بے ضرورت سوال کرتا رہے کھانے کو اللہ نے دیا ہو مگر خواہ مخواہ بھی مال جمع کرنے کی طمع سے سوال کرتا پھرے اپنی محتاجی کا اظہار کرے ۱۲ منہ [۳] یہ حدیث کتاب الایمان میں گذر چکی ہے۔ ابن اسحاق نے مغازی میں نکالا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ آپ نے عیینہ بن حصن اور اقرع بن حابس کو سو سو روپے دیئے اور جعیل کو کچھ نہیں دیا آپ نے فرمایا قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے جعیل بن سراقہ عیینہ اور اقرع ایسے ساری زمین بھر لوگوں سے بہتر (القیہ)

فُلَانٍ وَّاللّٰهِ اِنِّيْ لَاُرَاهُ مُؤْمِنًا قَالَ اَوْمُسْلِمًا قَالَ فَسَكَتُّ قَلِيْلًا ثُمَّ غَلَبَنِيْ مَآ اَعْلَمُ فِيْهِ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَالَكَ عَنْ فُلَانٍ وَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاُرَاهُ مُؤْمِنًا قَالَ اَوْمُسْلِمًا فَسَكَتُّ قَلِيْلًا ثُمَّ غَلَبَنِيْ مَآ اَعْلَمُ فِيْهِ فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَالَكَ عَنْ فُلَانٍ وَّاللّٰهِ اِنِّيْ لَاُرَاهُ مُؤْمِنًا قَالَ اَوْمُسْلِمًا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ قَالَ اِنِّيْ لَاُعْطِي الرَّجُلَ وَغَيْرُهٗ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْهُ خَشْيَةَ اَنْ يُّكَبَّ فِي النَّارِ عَلٰى وَجْهِهٖ وَعَنْ اَبِيْهِ عَنْ صَالِحٍ عَنْ اِسْمٰعِيْلَ ابْنِ مُحَمَّدٍ اَنَّهٗ قَالَ سَمِعْتُ اَبِيْ يُحَدِّثُ بِهٰذَا فَقَالَ فِيْ حَدِيْثِهٖ فَضَرَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهٖ فَجَمَعَ بَيْنَ عُنُقِيْ وَكَتِفِيْ ثُمَّ قَالَ اَقْبِلْ اَيْ سَعْدُ اِنِّيْ لَاُعْطِي الرَّجُلَ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ فَكُبْكِبُوْا قُلِبُوْا مُكِبًّا اَكَبَّ الرَّجُلُ اِذَا كَانَ فِعْلُهٗ غَيْرَ وَاقِعٍ عَلٰى اَحَدٍ فَاِذَا وَقَعَ الْفِعْلُ قُلْتَ كَبَّهُ اللّٰهُ لِوَجْهِهٖ وَكَبَبْتُهٗ اَنَا قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ صَالِحُ بْنُ كَيْسَانَ هُوَ اَكْبَرُ مِنَ الزُّهْرِيِّ وَهُوَ قَدْ اَدْرَكَ ابْنَ عُمَرَ۔

(شک راوی) پھر تھوڑی دیر میں چپ رہا۔ اس کے بعد پھر اس خیال نے مجبور کیا جو میں اس شخص کے متعلق جانتا تھا۔ میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ آپ فلاں شخص سے کیوں بیزار ہیں؟ بخدا میں تو اسے ایماندار یا کہا مسلمان سمجھتا ہوں (شک راوی) پھر کچھ دیر میں خاموش رہا۔ پھر اسی خیال نے مجھے مجبور کیا جو میں اس شخص کے متعلق جانتا تھا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ فلاں شخص سے کیوں بیزار ہیں؟ بخدا میں تو اسے ایماندار یا کہا مسلمان سمجھتا ہوں (شک راوی) یہ تین بار ہوا۔ آپ نے فرمایا میں ایک شخص کو دیتا ہوں، حالانکہ دوسرا شخص مجھے اس سے زیادہ پسند ہوتا ہے جسے میں دیتا ہوں اس کے متعلق میں ڈرتا ہوں کہیں وہ نہ ملنے سے اوندھے منہ دوزخ میں نہ گرایا جائے یعنی کفر میں نہ چلا جائے۔ یعقوب نے اپنے والد سے روایت کی انہوں نے صالح سے، انہوں نے اسمٰعیل بن محمد سے انہوں نے اپنے والد محمد بن سعد سے سنا وہ یہی روایت کرتے تھے۔ انہوں نے اس حدیث میں اضافہ کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ میری گردن اور کندھے کے درمیان رکھ کر فرمایا، اے سعد ادھر آ[1] میں ایک شخص کو دیتا ہوں الیٰ آخرہ۔ امام بخاری کہتے ہیں فَكُبْكِبُوْا کا لفظ جو قرآن میں ہے اس کا معنی ہے قُلِبُوْا مُكِبًّا (یعنی اوندھے منہ گرائے گئے) سورۂ ملک میں مُكِبًّا کا جو لفظ ہے وہ اَكَبَّ يُكِبُّ اِكْبَابًا سے نکلا ہے اَكَبَّ فعل لازم ہے یعنی اوندھا گرا۔ اس کا متعدی كَبَّ ہے كَبَّهُ اللّٰهُ لِوَجْهِهٖ محاورہ وہاں استعمال ہوتا ہے۔ جب یوں کہنا ہو کہ اللہ نے اسے اوندھے منہ گرا دیا۔ كَبَبْتُهٗ اَنَا کا معنی میں نے اسے اوندھے منہ گرایا۔ امام بخاری رح کہتے ہیں صالح بن کیسان زہری سے بڑے ہیں۔ انہوں نے ابن عمرؓ کو دیکھا ہے اور ان سے ملاقات کی ہے[2]

۹۴ - حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ

حدیث ۱۳۹۳ (از اسمٰعیل بن عبداللہ از مالک از ابو الزناد از اعرج) ابو ہریرہ رضؓ کہتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

(بقیہ ۶۲۳) ہے لیکن میں عیینہ اور اقرع کو روپیہ دے کر دل ملاتا ہوں اور جعیل کے ایمان پر تو مجھ کو بھروسہ ہے ۱۲ منہ۔ (حواشی صفحہ ہذا) [1] شاید سعد پیٹھ موڑ کر چل دیئے ہوں تو آپ نے فرمایا سعد ادھر آ۔ بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے۔ سعد اس بات کو قبول کر اور رہا ان لے ۱۲ منہ [2] باوجود اس کے انہوں نے یہ حدیث ابن شہاب زہری سے روایت کی جو ان سے عمر میں کم تھے ۱۲ منہ

أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ الْمِسْكِينُ الَّذِي يَطُوفُ عَلَى النَّاسِ تَرُدُّهُ اللُّقْمَةُ وَاللُّقْمَتَانِ وَالتَّمْرَةُ وَالتَّمْرَتَانِ وَلَكِنَّ الْمِسْكِينُ الَّذِي لَا يَجِدُ غِنًى يُغْنِيهِ وَلَا يُفْطَنُ بِهِ فَيُتَصَدَّقُ عَلَيْهِ وَلَا يَقُومُ فَيَسْأَلُ النَّاسَ -

مسکین وہ نہیں جو لوگوں کے پاس گھومتا پھرتا ہے۔ لقمہ دو لقمہ کھجور دو کھجور کی خواہش اسے در بدر پھراتی رہتی ہے، بلکہ مسکین وہ ہے جسے اتنی دولت نہیں ملتی کہ وہ بے فکر اور بے پرواہ ہو جائے۔ نہ کوئی اس کی مسکنت سے واقف ہے کہ اسے خیرات دے۔ نہ وہ اٹھ کر سوال کرتا ہے۔

۹۵- حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَأَنْ يَأْخُذَ أَحَدُكُمْ حَبْلَهُ ثُمَّ يَغْدُوَ أَحْسِبُهُ قَالَ إِلَى الْجَبَلِ فَيَحْتَطِبَ فَيَبِيعَ فَيَأْكُلَ وَيَتَصَدَّقَ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَسْأَلَ النَّاسَ -

حدیث ۱۳۹۴ (از عمر بن حفص بن غیاث از حفص بن غیاث از اعمش از ابو صالح از ابو ہریرہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی شخص اپنی رسی لے کر، میں سمجھتا ہوں آپؐ نے فرمایا پہاڑ پر چل دے وہاں لکڑیاں چنے انہیں بیچ کر آپ کھائے، دوسروں کو خیرات دے تو وہ اس سے بہتر ہے کہ لوگوں سے سوال کرے۔

بَاب ۶۲ خَرْصِ التَّمْرِ

باب ۹۳۷ کھجور کے درخت پر اس کے پھل یعنی کھجور کا اندازہ کرنا۔

۹۶- حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ بَكَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى عَنْ عَبَّاسٍ السَّاعِدِيِّ عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ غَزَوْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَزْوَةَ تَبُوكَ فَلَمَّا جَاءَ وَادِيَ الْقُرَى إِذَا امْرَأَةٌ فِي حَدِيقَةٍ لَهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَصْحَابِهِ اخْرُصُوا وَخَرَصَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشَرَةَ أَوْسُقٍ فَقَالَ لَهَا أَحْصِي مَا يَخْرُجُ مِنْهَا فَلَمَّا أَتَيْنَا تَبُوكَ قَالَ أَمَا إِنَّهَا سَتَهُبُّ اللَّيْلَةَ رِيحٌ شَدِيدَةٌ وَلَا يَقُومَنَّ أَحَدٌ وَمَنْ كَانَ مَعَهُ

حدیث ۱۳۹۵ (از سہل بن بکار از وہیب از عمرو بن یحیٰی از عباس ساعدی) ابو حمید ساعدی فرماتے ہیں کہ ہم جنگ تبوک میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ جب آپ وادی القریٰ[1] (ایک بستی کا نام) میں پہنچے تو دیکھا گیا وہاں ایک عورت اپنے باغ میں کھڑی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا۔ اندازہ کرو اس میں کتنی کھجور نکلے گی؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا اندازہ دس وسق بھی بتا دیئے۔ پھر اس عورت سے فرمایا جتنی کھجور نکلے یاد رکھنا۔ جب ہم تبوک میں پہنچے تو آپ نے فرمایا ہوشیار رہو۔ آج رات زور سے آندھی آئے گی تو کوئی کھڑا نہ رہے اور جس کے پاس اونٹ ہو وہ اُسے باندھ دے۔ ہم نے اونٹوں

[1] وادی القریٰ ایک بستی کا نام ہے مدینہ اور شام کے بیچ میں ۱۲ منہ

بَعِيْرُهُ فَلْيَعْقِلْهُ فَعَقَلْنَاهَا وَهَبَّتْ رِيْحٌ شَدِيْدَةٌ فَقَامَ رَجُلٌ فَأَلْقَتْهُ بِجَبَلَيْ طَيِّئٍ وَاَهْدٰى مَلِكُ اَيْلَةَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَغْلَةً بَيْضَاءَ وَكَسَاهُ بُرْدًا وَكَتَبَ لَهُ بِبَحْرِهِمْ فَلَمَّا اَتٰى وَادِيَ الْقُرٰى قَالَ لِلْمَرْاَةِ كَمْ جَاءَتْ حَدِيْقَتُكِ قَالَتْ عَشَرَةَ اَوْسُقٍ خَرْصَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّيْ مُتَعَجِّلٌ اِلَى الْمَدِيْنَةِ فَمَنْ اَرَادَ مِنْكُمْ اَنْ يَتَعَجَّلَ مَعِيَ فَلْيَتَعَجَّلْ فَلَمَّا قَالَ ابْنُ بَكَّارٍ كَلِمَةً مَعْنَاهُ اَشْرَفَ عَلَى الْمَدِيْنَةِ قَالَ هٰذِهِ طَابَةُ فَلَمَّا رَاٰى اُحُدًا قَالَ هٰذَا جُبَيْلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ دُوْرِ الْاَنْصَارِ قَالُوْا بَلٰى قَالَ دُوْرُ بَنِي النَّجَّارِ ثُمَّ دُوْرُ بَنِي عَبْدِ الْاَشْهَلِ ثُمَّ دُوْرُ بَنِي سَاعِدَةَ اَوْ دُوْرُ بَنِي الْحَارِثِ ابْنِ الْخَزْرَجِ وَفِيْ كُلِّ دُوْرِ الْاَنْصَارِ يَعْنِيْ خَيْرًا قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ كُلُّ بُسْتَانٍ عَلَيْهِ حَائِطٌ فَهُوَ حَدِيْقَةٌ وَمَا لَمْ يَكُنْ عَلَيْهِ حَائِطٌ لَا يُقَالُ حَدِيْقَةٌ وَقَالَ سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ حَدَّثَنِيْ عَمْرٌو ثُمَّ دَارُ بَنِي الْحَارِثِ ابْنِ الْخَزْرَجِ ثُمَّ بَنِيْ سَاعِدَةَ وَقَالَ سُلَيْمَانُ

کو باندھ دیا۔ چنانچہ زور کی آندھی چلی۔ ایک شخص کھڑا ہوا تھا، آندھی نے اسے طی کے پہاڑوں[۱] پر جا پھینکا۔ اور ایلہ[۲] کے بادشاہ (یوحنا بن روبہ) نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک سفید خچر[۳] تحفہ بھیجا۔ اور ایک چادر پہنائی۔ آپ نے اس کے ملک کی حکومت اس کے نام لکھ دی۔ جب آپ لوٹ کر پھر وادی القریٰ میں آئے تو اس عورت سے پوچھا۔ تیرے باغ میں کتنا کھجور نکلا اس نے کہا پورے دس وسق جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اندازہ بتایا تھا۔ پھر آپ نے فرمایا۔ میں مدینہ کو ذرا جلدی جانا چاہتا ہوں تم میں جو شخص میرے ساتھ جلدی جانا چاہتا ہو، وہ جلدی روانہ ہو سہل بن بکّار نے ایک لفظ کہا اس کا معنیٰ یہ تھا جب مدینہ دکھائی دینے لگا تو فرمایا یہ طابہ[۴] ہے (طیب سے مشتق ہے مدینہ کا دوسرا نام ہے)، جب احد پہاڑ کو دیکھا تو فرمایا یہ وہ پہاڑ ہے جو ہمیں چاہتا ہے اور ہم اسے چاہتے ہیں۔ کیا میں تمہیں بتاؤں کہ انصار کا کونسا گھرانہ بہتر ہے صحابہ نے عرض کیا کیوں نہیں؟ ضرور بتائیے۔ آپ نے فرمایا، بنی نجار[۵]، پھر بنو عبدالاشہل کے گھرانے پھر بنی ساعدہ کے گھرانے یا بنی حارث بن خزرج کے اور انصار کا ہر گھرانہ بہتر ہے[۶]۔ امام بخاریؒ کہتے ہیں کہ جس باغ کے گرد دیوار ہو اسے حدیقہ کہتے ہیں اور جس کے گرد دیوار نہ ہو اسے حدیقہ نہیں کہتے سلیمان بن بلال نے کہا مجھ سے عمرو نے بیان کیا۔ آپ نے یوں فرمایا، پھر بنی حارث بن خزرج کا گھرانہ پھر بنی ساعدہ کا اور سلیمان نے سعد بن سعید سے روایت کیا، انہوں نے عمارہ بن غزیہ سے، انہوں نے

---

[۱] جو تبوک سے کئی دن کی راہ پر واقع ہیں بعضے نسخوں میں جبلے کی بجائے جبل ہے یعنی طے کے پہاڑ پر ۱۲ منہ [۲] ایلہ ایک شہر کا نام تھا سمندر کے کنارے پر ۱۲ منہ [۳] کہتے ہیں اسی خچر کا نام دلدل تھا بعضوں نے کہا دلدل پر تو آپ جنگ حنین میں سوار تھے وہ ۸ھ میں ہوئی اور غزوۂ تبوک ۹ھ میں ہوا بعضوں نے کہا حنین میں جس خچر پر سوار تھے وہ فروہ خدامی نے آپ کو گذرانا تھا ۱۲ منہ [۴] طابہ طیب سے مشتق ہے یہ مدینہ منورہ کا دوسرا نام ہے یعنے پاکیزہ اور عمدہ سبحان اللہ جنت کا ٹکڑا دنیا میں مدینہ منورہ ہے حق تعالیٰ وہاں موت نصیب کرے آمین یارب العالمین ۱۲ منہ [۵] انہی لوگوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ننہیال تھی اور سب سے پہلے جب آپ مدینہ میں آئے یہ لوگ ہتھیار باندھ کر آپ کی حفاظت کے لئے حاضر ہوئے ۱۲ منہ [۶] سبھوں نے آپ کی مدد کی ان کے سب گھرانے نور علیٰ نور ہیں۔ سبحان اللہ مدینہ منورہ کے لوگوں کے چہرے پر اب تک حسن و جمال برستا ہے۔ دیکھتے ہی عاشق ہونے کو جی چاہتا ہے ۱۲ منہ

عَنْ سَعْدِ بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ غَزِيَّةَ عَنْ عَبَّاسٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اُحُدٌ جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهٗ -

عباس بن سہل سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ آپ نے فرمایا - احد وہ پہاڑ ہے جو ہم سے محبت رکھتا ہے - ہم اس سے محبت رکھتے ہیں -

بَابٌ ۶۳ اَلْعُشْرُ فِيْمَا يُسْقٰى مِنْ مَّاءِ السَّمَاءِ وَالْمَاءِ الْجَارِيْ وَلَمْ يَرَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ فِي الْعَسَلِ شَيْئًا

باب ۹۳۸ بارانی کھیتوں اور ندی نہر سے سیراب شدہ کھیتوں میں عشر (دسواں حصہ) واجب ہوگا - عمر ابن عبد العزیز نے شہد کی زکوٰۃ نہیں لی [1]

۹۷ - حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ اَبِيْ مَرْيَمَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ ابْنُ يَزِيْدَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِيْمَا سَقَتِ السَّمَاءُ وَالْعُيُوْنُ اَوْ كَانَ عَثَرِيًّا الْعُشْرُ وَمَا سُقِيَ بِالنَّضْحِ نِصْفُ الْعُشْرِ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ هٰذَا تَفْسِيْرُ الْاَوَّلِ لِاَنَّهٗ لَمْ يُوَقِّتْ فِي الْاَوَّلِ يَعْنِيْ حَدِيْثَ ابْنِ عُمَرَ فِيْمَا سَقَتِ السَّمَاءُ الْعُشْرُ وَبَيَّنَ فِيْ هٰذَا وَوَقَّتَ وَالزِّيَادَةُ مَقْبُوْلَةٌ وَّالْمُفَسَّرُ يَقْضِيْ عَلَى الْمُبْهَمِ اِذَا رَوَاهُ اَهْلُ الثَّبَتِ كَمَا رَوَى الْفَضْلُ بْنُ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يُصَلِّ فِي الْكَعْبَةِ وَقَالَ بِلَالٌ قَدْ صَلّٰى فَاُخِذَ بِقَوْلِ بِلَالٍ وَّتُرِكَ قَوْلُ الْفَضْلِ -

حدیث ۱۳۹۶ (از سعید بن ابی مریم از عبد اللہ بن وہب از یونس بن یزید از ابن شہاب از سالم بن عبد اللہ) اس کے والد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا - جس کھیتی کو بارش یا چشمہ کا پانی ملے یا جو زمین خود بخود سیراب ہو اس میں سے عشر لیا جائے اور جس کھیتی میں کنوئیں سے پانی دیا جائے اس میں سے نصف العشر (بیسواں حصہ) امام بخاریؒ کہتے ہیں کہ یہ حدیث یعنی ابن عمر کی روایت کہ جس کھیتی کو بارش کا پانی ملے اس سے عشر لیا جائیگا - یہ تفسیر ہے ابو سعید کی حدیث کی جس میں زکوٰۃ کی کوئی مقدار نہیں بیان ہوئی - اس حدیث میں مقدار بیان کی گئی ہے - یہ اضافہ اور زیادہ وضاحت قبول کے لائق ہے اور ابہام والی حدیث کو واضح اور تفسیر شدہ حدیث کے موافق لیا جاتا ہے بشرطیکہ راوی ثقہ ہو، جیسے فضل بن عباسؓ نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبے میں نماز نہیں پڑھی اور بلالؓ نے کہا پڑھی تو بلال کا قول قبول کیا گیا اور فضل کا قول ترک کیا گیا -

بَابٌ ۶۴ لَيْسَ فِيْمَا دُوْنَ خَمْسَةِ اَوْسُقٍ صَدَقَةٌ -

باب ۹۳۹ پانچ وسق سے کم میں زکوٰۃ نہیں -

---

[1] اس کو امام مالکؒ نے مؤطا میں وصل کیا کہ گھوڑے اور شہد کی زکوٰۃ نہ لی جائے اور حنفیہ کے نزدیک شہد میں زکوٰۃ لی جائے گی ۱۲ منہ [2] کیونکہ بلال کی حدیث میں ایک زیادتی تھی اور اس کے راوی ثقہ ہیں - اس لئے وہ قبول کی گئی - اصول حدیث میں یہ ثابت ہو چکا ہے کہ ثقہ اور ضابطہ شخص کی زیادتی مقبول ہے اسی بناء پر ابو سعید کی حدیث سے جس میں یہ مذکور نہیں کہ زکوٰۃ میں مال کا کونسا حصہ لیا جائے گا - دسواں حصہ یا بیسواں حصہ اس حدیث میں یعنی ابن عمر کی حدیث میں زیادتی ہے تو یہ زیادتی واجب القبول ہوگی بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے یہ حدیث یعنی ابو سعیدؓ کی حدیث پہلی حدیث یعنی ابن عمرؓ کی حدیث کی تفسیر کرتی ہے کیونکہ ابن عمرؓ کی حدیث میں نصاب کی مقدار مذکور نہیں ہے بلکہ ہر ایک پیداوار سے دسواں حصہ یا بیسواں حصہ لئے جانے کا اس میں ذکر ہے خواہ پانچ وسق ہو یا اس سے کم ہو اور ابو سعید کی حدیث میں تفصیل ہے کہ پانچ وسق سے کم میں زکوٰۃ نہیں تو یہ زیادتی ہے اور زیادتی ثقہ اور معتبر راوی کی مقبول ہے ۱۲ منہ -

٩٨- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي صَعْصَعَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ فِيمَا أَقَلُّ مِنْ خَمْسَةِ أَوْسُقٍ صَدَقَةٌ وَلَا فِي أَقَلَّ مِنْ خَمْسٍ مِنَ الْإِبِلِ الذَّوْدِ صَدَقَةٌ وَلَا فِي أَقَلَّ مِنْ خَمْسِ أَوَاقٍ مِنَ الْوَرِقِ صَدَقَةٌ

حدیث ۱۳۹۷ (از مسدد از یحییٰ از مالک از محمد بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن ابن ابی صعصعۃ از والدش) حضرت ابوسعید الخدری رضہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا پانچ وسق سے کم مقدار میں زکوٰۃ نہیں نہ ہی پانچ اونٹوں سے کم میں زکوٰۃ ہے۔ پانچ اوقیہ چاندی سے کم میں بھی زکوٰۃ نہیں [1]

بَابٌ ٦٥ أَخْذِ صَدَقَةِ التَّمْرِ عِنْدَ صِرَامِ النَّخْلِ وَهَلْ يُتْرَكُ الصَّبِيُّ فَيَمَسُّ تَمْرَ الصَّدَقَةِ۔

باب ۹۴۰ جب کھجور درخت سے توڑی جائے تب زکوٰۃ لی جائے، زکوٰۃ کی کھجور کو بچے کا ہاتھ لگانا یا بچے کا اس میں سے کھانا۔

٩٩- حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ الْأَسَدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُؤْتَى بِالتَّمْرِ عِنْدَ صِرَامِ النَّخْلِ فَيَجِيءُ هٰذَا بِتَمْرِهِ وَهٰذَا مِنْ تَمْرِهِ حَتَّى يَصِيرَ عِنْدَهُ كَوْمًا مِنْ تَمْرٍ فَجَعَلَ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ يَلْعَبَانِ بِذٰلِكَ التَّمْرِ فَأَخَذَ أَحَدُهُمَا تَمْرَةً فَجَعَلَهُ فِي فِيهِ نَظَرَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْرَجَهَا مِنْ فِيهِ فَقَالَ أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ آلَ مُحَمَّدٍ لَا يَأْكُلُونَ الصَّدَقَةَ

حدیث ۱۳۹۸ (از عمر بن محمد بن حسن اسدی از محمد بن حسن از ابراہیم بن طہمان از محمد بن زیاد) حضرت ابوہریرہ رضہ فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لوگ زکوٰۃ کی کھجوریں توڑ کر لاتے حتیٰ کہ کھجور کا ڈھیر لگ جاتا۔ ایک بار ایسا ہوا کہ امام حسن رضہ اور امام حسین رضہ اس کھجور سے کھیل رہے تھے اتنے میں ان دونوں بچوں میں سے ایک نے کھجور منہ میں ڈال لی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا اور ان کے منہ سے نکال لی اور فرمایا۔ کیا تجھے معلوم نہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل زکوٰۃ کا مال نہیں کھاتے [2]

بَابٌ ٦٦ مَنْ بَاعَ ثِمَارَهُ أَوْ نَخْلَهُ أَوْ أَرْضَهُ أَوْ زَرْعَهُ وَقَدْ

باب ۹۴۱ جو شخص اپنا میوہ یا کھجور کا درخت یا کھیت بیچ دے حالانکہ اس میں عشر یا زکوٰۃ واجب

[1] وسق اور اوقیہ کا بیان اوپر گذر چکا ہے ۱۲ منہ [2] معلوم ہوا کہ یہ فرض زکوٰۃ تھی کیونکہ وہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی آل پر حرام ہے۔ حدیث سے یہ نکلا کہ چھوٹے بچوں کو دین کی باتیں سکھانا اور ان کو تنبیہ کرنا ضروری ہے ۱۲ منہ

وَجَدَ فِيهِ الْعُشْرَ أَوِ الصَّدَقَةُ فَأَدَّى الزَّكٰوةَ مِنْ غَيْرِهٖ أَوْ بَاعَ ثِمَارَهٗ وَلَمْ تَجِبْ فِيهِ الصَّدَقَةُ وَقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَبِيعُوا الثَّمَرَةَ حَتّٰى يَبْدُوَ صَلَاحُهَا فَلَمْ يَحْظُرِ الْبَيْعَ بَعْدَ الصَّلَاحِ عَلٰى أَحَدٍ وَّلَمْ يَخُصَّ مَنْ وَجَبَتْ عَلَيْهِ الزَّكٰوةُ مِمَّنْ لَّمْ تَجِبْ۔

ہو چکی تھی اب وہ اپنے دوسرے مال سے یہ زکوٰۃ ادا کرے تو درست ہے۔ یا وہ میوہ بیچے جس میں زکوٰۃ واجب[1] نہ ہوئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے[2] میوہ یا پھل اس وقت تک نہ بیچو جب تک وہ پکنے نہ لگ جائیں۔ پکنے کے لائق میوہ کی فروخت سے آپ نے منع نہیں فرمایا۔ آپ کا ارشاد یوں نہیں کہ زکوٰۃ واجب ہو گئی ہو تو فروخت نہ کرے اور واجب نہ ہوئی ہو تو بیچ سکتا ہے[3] (مطلقاً جائز ہے زکوٰۃ کے وجوب یا عدم وجوب کی کوئی شرط نہیں)

۱۰۰۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِينَارٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الثَّمَرِ حَتّٰى يَبْدُوَ صَلَاحُهَا وَكَانَ إِذَا سُئِلَ عَنْ صَلَاحِهَا قَالَ حَتّٰى تَذْهَبَ عَاهَتُهٗ۔

حدیث ۱۳۹۹ (از حجاج از شعبہ از عبد اللہ بن دینار) ابن عمر فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور کو آثار پختگی ظاہر ہونے[4] سے پہلے بیچنے سے منع فرمایا اور پختگی کے متعلق جب آپ سے پوچھا جاتا کہ وہ کب ہوتی ہے تو فرماتے جب آفت سے بچ رہے[5] (یعنی آندھی یا بارش یا اور کسی متوقع حادثہ سے بچنے کا گمان غالب ہو اور اس کے صحیح سالم اترنے کا وثوق غالب ہو)

۱۰۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي خَالِدُ بْنُ يَزِيدَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الثِّمَارِ حَتّٰى يَبْدُوَ صَلَاحُهَا۔

حدیث ۱۴۰۰ (از عبد اللہ بن یوسف از لیث از خالد بن یزید از عطاء ابن ابی رباح) جابر بن عبد اللہ فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پھلوں کے کار آمد ہونے سے پہلے بیچنے سے منع فرمایا۔

۱۰۲۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ

حدیث ۱۴۰۱ (از قتیبہ از مالک از حمید از ابن مالک) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پھلوں کی سرخی ظاہر ہونے سے پہلے بیچنے سے منع فرمایا۔

---

[1] امام بخاری کا مطلب یہ ہے کہ ہر حال میں مالک کو اپنے مال کا بیچنا درست ہے خواہ اس میں زکوٰۃ اور عشر واجب ہو گیا ہو یا نہ ہوا ہو اور رد کیا شافعی کے قول کو جنہوں لیے مال کا بیچنا جائز نہیں رکھا جس میں زکوٰۃ واجب ہو گئی ہو جب تک زکوٰۃ ادا نہ کرے ۱۲ منہ [2] یہ حدیث آگے اسی کتاب میں موصولاً آئے گی ۱۲ منہ [3] امام بخاری نے اس حدیث کے عموم سے دلیل لی کہ میوہ کی پختگی کے جب آثار معلوم ہو جائیں تو اس کا بیچنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مطلقاً درست رکھا اور زکوٰۃ کے وجوب یا عدم وجوب کی کوئی قید آپ نے نہیں لگائی ۱۲ منہ [4] یعنی یہ یقین نہ ہو جائے کہ میوہ اب ضرور اترے گا اور کسی آفت کا ڈر نہ رہے جس سے میوہ بالکل تباہ ہو جاتا ہے ۱۲ منہ [5] مثلاً اس کا رنگ بدل جائے نرم ہو جائے اس میں سرخی یا زردی یا سیاہی جائے اور اس سے پہلے بیچنا اس لئے منع ہوا کہ کبھی کوئی آفت آتی ہے تو سارا میوہ خراب ہو جاتا ہے یا گر جاتا ہے اب گویا مشتری کا مال مفت کھا لینا ٹھہرا ۱۲ منہ

سَلَّمَ نَهٰى عَنْ بَيْعِ الثِّمَارِ حَتّٰى تُزْهِيَ قَالَ حَتّٰى تَحْمَارَّ۔

(کھجور کیلئے تو بالکل واضح مثال ہے کہ وہ کچی ہوتی ہے تو ہری ہوتی ہے۔ پکنے کے وقت سُرخ یا زرد ہوتی جاتی ہے)

بَابٌ هَلْ يَشْتَرِي صَدَقَتَهٗ وَلَا بَأْسَ أَنْ يَّشْتَرِيَ صَدَقَةَ غَيْرِهٖ لِأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا نَهَى الْمُتَصَدِّقَ خَاصَّةً عَنِ الشِّرَاءِ وَلَمْ يَنْهَ غَيْرَهٗ۔

باب ۹۴۲ کیا آدمی اپنی چیز کو جو صدقہ میں دی ہو پھر خرید کرسکتا ہے۔ کسی دوسرے کے دیئے ہوئے صدقہ خریدنے کرنے میں کوئی قباحت نہیں کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خاص صدقہ دینے والے کو پھر اس کے خریدنے سے منع فرمایا ہے لیکن دوسرے شخص کو منع نہیں کیا[1]۔

۱۴۰۳۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يُحَدِّثُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ تَصَدَّقَ بِفَرَسٍ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَوَجَدَهٗ يُبَاعُ فَأَرَادَ أَنْ يَّشْتَرِيَهٗ ثُمَّ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَأْمَرَهٗ فَقَالَ لَا تَعُدْ فِي صَدَقَتِكَ فَبِذٰلِكَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ لَا يَتْرُكُ أَنْ يَّبْتَاعَ شَيْئًا تَصَدَّقَ بِهٖ إِلَّا جَعَلَهٗ صَدَقَةً۔

حدیث ۱۴۰۲ (از یحییٰ بن بکیر از لیث از عقیل از ابن شہاب از سالم) عبداللہ بن عمر بیان کرتے تھے، کہ حضرت عمرؓ نے ایک گھوڑا اللہ کی راہ میں خیرات کردیا۔ پھر دیکھا تو وہ بازار میں بک رہا ہے انہوں نے اسے دوبارہ خریدنا چاہا۔ پھر وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے آپ سے اجازت چاہی آپ نے فرمایا۔ اپنی خیرات کو واپس نہ لے (چاہے خرید کر ہی ہو) اسی وجہ سے جب ابن عمرؓ صدقہ کی ہوئی چیز کو خرید لیتے تو اسے دوبارہ خیرات کردیتے۔ (اپنے پاس نہ رکھتے)[2]

۱۴۰۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ يَقُولُ حَمَلْتُ عَلٰى فَرَسٍ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَأَضَاعَهُ الَّذِي كَانَ عِنْدَهٗ فَأَرَدْتُّ أَنْ أَشْتَرِيَهٗ وَظَنَنْتُ أَنَّهٗ يَبِيعُهٗ بِرُخْصٍ فَسَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَا تَشْتَرِهٖ وَلَا تَعُدْ فِي صَدَقَتِكَ وَإِنْ أَعْطَاكَهٗ

حدیث ۱۴۰۳ (از عبداللہ بن یوسف از مالک بن انس از زید بن اسلم از اسلم) حضرت عمرؓ کہتے ہیں ہمیں نے ایک گھوڑا اللہ کی راہ میں سواری کے لئے دے دیا۔ جس شخص کو میں نے دیا تھا اس نے اسے خراب[3] کردیا میرا ارادہ ہوا کہ میں اسے خرید لوں میں سمجھا وہ ارزاں بیچ ڈالے گا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا اسے مت خریدا ور اپنی خیرات کو مت لوٹا۔ چاہے وہ ایک درہم میں دے دے۔ کیونکہ خیرات واپس لینے والا ایسا ہے

[1] باب کی حدیثوں سے بظاہر یہ نکلتا ہے کہ اپنا دیا ہوا صدقہ خریدنا حرام ہے لیکن دوسرے کا دیا ہوا صدقہ فقیر سے فراغت کے ساتھ خرید سکتا۔ اگر اپنا دیا ہوا صدقہ بھی ایک شخص ثالث سے لے تو اس کو بھی بعضوں نے جائز رکھا ہے جمہور علماء کہتے ہیں کہ یہ ممانعت تنزیہی ہے نہ تحریمی ۱۲ منہ [2] عبداللہ بن عمرؓ نے خیال کیا کہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اس کو فائدہ اٹھانے اور استعمال کرنے کے لئے نہ خریدے اگر اس نیت سے خریدے کر دوبارہ خیرات کرے گا تو قباحت نہیں ۱۲ منہ [3] اس کی خدمت اور داشت نہ کی دانہ چارے کی خبر برابر نہ لی وہ خراب ہو گیا ۱۲ منہ

بِيَدِهِمْ فَاِنَّ الْعَائِدَ فِي صَدَقَتِهٖ كَالْعَائِدِ فِيْ قَيْئِهٖ۔

جیسے کوئی اپنی قے کو چاٹ لے۔

بَاب ۶۸ مَا يُذْكَرُ فِي الصَّدَقَةِ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب ۹۴۳ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی آل کے لئے صدقہ لینا حرام ہے[1]

۱۰۵۔ حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ اَخَذَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ تَمْرَةً مِّنْ تَمْرِ الصَّدَقَةِ فَجَعَلَهَا فِيْ فِيْهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كِخْ كِخْ لِيَطْرَحَهَا ثُمَّ قَالَ اَمَا شَعَرْتَ اَنَّا لَا نَاْكُلُ الصَّدَقَةَ۔

حدیث ۱۴۰۴ (از آدم از شعبہ از محمد بن زیاد) حضرت ابو ہریرہ رضؓ فرماتے ہیں۔ حضرت حسن بن علی رضؓ نے زکوٰۃ کی کھجوروں میں سے ایک کھجور اٹھا کر منہ میں ڈال لی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کخ کخ تاکہ وہ منہ سے نکال ڈالے۔ پھر فرمایا۔ تجھے معلوم نہیں، ہم لوگ صدقہ کا مال نہیں کھاتے؟

بَاب ۶۹ الصَّدَقَةُ عَلٰى مَوَالِيْ اَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب ۹۴۴ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیوں کی لونڈی غلاموں کو صدقہ دینا درست ہے[2]

۱۰۶۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُّوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ وَجَدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَاةً مَّيِّتَةً اُعْطِيَتْهَا مَوْلَاةٌ لِّمَيْمُوْنَةَ مِنَ الصَّدَقَةِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلَّا انْتَفَعْتُمْ بِجِلْدِهَا قَالُوْا اِنَّهَا مَيْتَةٌ قَالَ اِنَّمَا حَرُمَ اَكْلُهَا۔

حدیث ۱۴۰۵ (از سعید بن عفیر از ابن وہب از یونس از ابن شہاب از عبید اللہ ابن عبد اللہ) ابن عباس رضؓ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مُردہ بکری دیکھی، جو حضرت میمونہ رضؓ کی لونڈی کو خیرات میں ملی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم اس کی کھال کام میں کیوں نہیں لائے؟ انہوں نے عرض کیا، وہ مردار تھی۔ آپ نے فرمایا۔ اس کا صرف کھانا حرام ہے[3]۔

۱۰۷۔ حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ

حدیث ۱۴۰۶ (از آدم از شعبہ از حکم از ابراہیم از اسود) حضرت عائشہ رضؓ

---

[1] قسطلانی نے کہا کہ ہمارے اصحاب کے نزدیک صحیح یہ ہے کہ فرض زکوٰۃ آپ کی آل کے لئے حرام ہے۔ امام احمد بن حنبل کا بھی یہی قول ہے امام جعفر صادق سے شافعی اور بیہقی نے نکالا کہ وہ سبیلوں میں سے پانی پیا کرتے لوگوں نے کہا کہ یہ تو صدقہ کا پانی ہے۔ انہوں نے کہا ہم پر فرض زکوٰۃ حرام ہے ۱۲ منہ [2] کیونکہ لونڈی غلام آل نہیں ہو سکتی۔ بعضوں نے کہا آپ کی بی بیوں کے آزاد کردہ غلام اور لونڈی کو بھی صدقہ لینا درست نہیں امام ابو حنیفہ اور امام احمد اور بعض مالکیہ سے ایسا ہی منقول ہے اور جمہور علماء کے نزدیک درست ہے یہاں تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ السلام کی ازواج کو بھی کیونکہ وہ آل میں داخل نہیں ہے لیکن ایک روایت میں حضرت عائشہ رضؓ سے منقول ہے انہوں نے کہا ہم محمد کی آل ہیں ہم کو صدقہ کا مال حلال نہیں اس کو خلال نے نکالا۔ البتہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی آل کے آزاد شدہ لونڈی اور غلاموں کو بھی صدقہ لینا درست نہیں۔ آل سے مراد بنی ہاشم اور بنی عبد المطلب ہیں کیونکہ ترمذی کی حدیث میں ہے کہ صدقہ ہم کو درست نہیں اور قوم کا مولیٰ یعنی آزاد شدہ غلام اور لونڈی بھی اسی قوم میں سے ہے ۱۲ منہ [3] اس کی کھال سے فائدہ اٹھانا درست اور جائز ہے ۱۲ منہ

قَالَ حَدَّثَنَا الْحَكَمُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا أَرَادَتْ أَنْ تَشْتَرِيَ بَرِيرَةَ لِلْعِتْقِ وَأَرَادَ مَوَالِيهَا أَنْ يَشْتَرِطُوا وَلَاءَهَا فَذَكَرَتْ عَائِشَةُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اشْتَرِيهَا فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ قَالَتْ وَأُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِلَحْمٍ فَقُلْتُ هٰذَا مَا تُصُدِّقَ بِهِ عَلَى بَرِيرَةَ فَقَالَ هُوَ لَهَا صَدَقَةٌ وَلَنَا هَدِيَّةٌ

سے مروی ہے کہ انہوں نے (خود) بریرہ رضؓ کو آزاد کرنے کی خاطر خریدنا چاہا۔ اور بریرہ رضؓ کے مالک یہ شرط کرنی چاہتے تھے کہ اس کا ترکہ وہ خود لیں گے حضرت عائشہ رضؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا آپؐ نے ان سے فرمایا تو خرید لے اور آزاد کردے۔ ترکہ تو اسی کو ملے گا، جو آزاد کرے۔ حضرت عائشہ رضؓ فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گوشت آیا۔ میں نے عرض کیا۔ یہ وہ گوشت ہے جو بریرہ رضی اللہ عنہا کو خیرات میں ملا ہے۔ آپؐ نے فرمایا اس کے لئے خیرات ہے۔ ہمارے لئے تحفہ ہے[1] (اس سے ثابت ہوا کہ ازواج مطہرات کی باندیاں خیرات لے سکتی ہیں)

بَابٌ إِذَا تَحَوَّلَتِ الصَّدَقَةُ

باب ۹۴۵ جب صدقہ محتاج کی ملکیت ہو جائے[2] (ملکیت ہونے کے بعد وہ بطور تحفہ خواہ سید کو دے حلال ہے۔)

۱۰۸۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيرِينَ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ الْأَنْصَارِيَّةِ قَالَتْ دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى عَائِشَةَ فَقَالَ هَلْ عِنْدَكُمْ شَيْءٌ فَقَالَتْ لَا إِلَّا شَيْءٌ بَعَثَتْ بِهِ إِلَيْنَا نُسَيْبَةُ مِنَ الشَّاةِ الَّتِي بَعَثْتَ لَهَا مِنَ الصَّدَقَةِ فَقَالَ إِنَّهَا قَدْ بَلَغَتْ مَحِلَّهَا۔

حدیث ۱۴۰۷ (از علی بن عبد اللہ از ابن زریع از خالد از حفصہ بنت سیرین) ام عطیہ انصاریہ رضؓ فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ رضؓ کے پاس گئے اور پوچھا۔ تمہارے پاس کچھ کھانے کو ہے۔ عرض کیا کچھ نہیں، البتہ اس بکری کا گوشت ہے جو آپؐ نے نسیبہ کو بطور صدقہ بھیجا تھا اور نسیبہ نے اس کا گوشت بطور تحفہ ہمیں بھیجا ہے۔ آپؐ نے فرمایا خیرات اپنے ٹھکانے پہنچی (اب ہمیں گوشت تحفۃً آیا ہے اس لئے حلال ہے) (گویا خیرات کرنے والا ملکیت مستحق کے بعد ہدیۃً استعمال کر سکتا ہے۔)

۱۰۹۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُتِيَ بِلَحْمٍ تُصُدِّقَ بِهِ عَلَى بَرِيرَةَ فَقَالَ هُوَ عَلَيْهَا صَدَقَةٌ وَهُوَ لَنَا هَدِيَّةٌ فَقَالَ أَبُو دَاوُدَ أَنْبَأَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ سَمِعَ

حدیث ۱۴۰۸ (از یحییٰ بن موسیٰ از وکیع از شعبہ از قتادہ) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وہ گوشت لایا گیا جو بریرہؓ کو بطور صدقہ ملا تھا۔ آپؐ نے فرمایا اس کے لئے صدقہ و خیرات تھی ہمارے لئے ہدیہ و تحفہ ہے (جائز ہے) ابو داؤد نے بحوالہ شعبہ از قتادہ[3] از انسؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا۔ (امام بخاریؒ نے اس پر یہ سند

---

[1] بریرہ رضؓ حضرت عائشہ رضؓ کی لونڈی تھیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیوں کی لونڈیوں کو خیرات دینا ثابت ہوا اور باب کا یہی مطلب تھا ۱۲ منہ

[2] مثلاً ایک جانور کسی محتاج کو خیرات دیا وہ اس کو لے کر چل دیا اب اس نے وہ جانور کاٹا اور اس کے گوشت میں سے خیرات دینے والے کو تحفہ کے طور پر کچھ بھیجا تو اس کا کھانا درست ہے کیونکہ جب خیرات محتاج کو پہنچ گئی اس کی ملک ہو گئی اب اس کا حکم خیرات کا حکم نہ رہا ۱۲ منہ

[3] اس کو ابو داؤد طیالسی نے اپنی مسند میں وصل کیا امام بخاریؒ نے اس اسناد کو اس لئے بیان کیا کہ اس میں قتادہ کے سماع کی انس رضؓ سے تصریح ہے ۱۲ منہ

اَنَسًا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

بیان کی کہ قتادہ نے انس سے سُنا یہ صراحت ہے۔

بَابٌ اَخْذِ الصَّدَقَةِ مِنَ الْاَغْنِيَاءِ وَتُرَدُّ فِي الْفُقَرَاءِ حَيْثُ كَانُوا

باب ۹۴۶ اغنیاء سے صدقہ لینا اور وہ فقراء کو دینا وہ فقراء کہیں بھی ہوں[1] (ایک ملک کی خیرات دوسرے ملک کے فقراء کو دے سکتے ہیں)

١٠١١ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا زَكَرِيَّاءُ بْنُ اِسْحَاقَ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ صَيْفِيٍّ عَنْ اَبِي مَعْبَدٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ حِيْنَ بَعَثَهُ اِلَى الْيَمَنِ اِنَّكَ سَتَاْتِي قَوْمًا اَهْلَ الْكِتَابِ فَاِذَا جِئْتَهُمْ فَادْعُهُمْ اِلَى اَنْ يَّشْهَدُوْا اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ فَاِنْ هُمْ اَطَاعُوا لَكَ بِذٰلِكَ فَاَخْبِرْهُمْ اَنَّ اللّٰهَ قَدِ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ فَاِنْ هُمْ اَطَاعُوا لَكَ بِذٰلِكَ فَاَخْبِرْهُمْ اَنَّ اللّٰهَ قَدِ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً تُؤْخَذُ مِنْ اَغْنِيَائِهِمْ وَتُرَدُّ عَلَى فُقَرَائِهِمْ فَاِنْ هُمْ اَطَاعُوا لَكَ بِذٰلِكَ فَاِيَّاكَ وَكَرَائِمَ اَمْوَالِهِمْ وَاتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ فَاِنَّهُ لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ اللّٰهِ حِجَابٌ۔

حدیث ۱۴۰۹ (از محمد بن مقاتل از عبداللہ از زکریا ابن اسحاق از یحییٰ بن عبداللہ بن صیفی از ابو معبد غلام ابن عباس رضی اللہ عنہ) ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجا تو فرمایا۔ تو اہل کتاب کے پاس جارہا ہے۔ جب تو انہیں ملے تو یہ دعوت دے کہ وہ کلمہ شہادت کو تسلیم کریں، اگر وہ اطاعت کریں تو انہیں بتانا کہ اللہ نے دن رات میں ان کے لئے پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔ وہ تیری یہ بات بھی مان لیں تو بتانا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر زکوٰۃ بھی فرض کی ہے، جو ان کے اغنیاء سے لیکر ان کے فقراء میں دی جائے گی[2]۔ اگر وہ یہ بھی مان لیں تو ان کے عمدہ و اعلیٰ مالوں سے بچنا[3] (یعنی زکوٰۃ اوسط درجہ کا مال ہو، نہ خراب نہ بہت اعلیٰ ورنہ وہ ناراض ہو جائیں گے) مظلوم کی بد دعاء سے بچنا[4]، کہ اس کے اور خدا کے درمیان حجاب نہیں ہے (یعنی فوراً قبول ہوتی ہے)

بَابٌ صَلٰوةِ الْاِمَامِ وَدُعَائِهِ لِصَاحِبِ الصَّدَقَةِ وَقَوْلِهِ تَعَالٰى خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ الْاٰيَةَ

باب ۹۴۷ زکوٰۃ دینے والے کے لئے حاکم کا دعاء کرنا،

آیت، خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ ۔۔۔۔ وَصَلِّ عَلَيْهِمْ (ان کے مالوں سے زکوٰۃ لے، جو انہیں پاک و صاف کرے گی یا تو انہیں پاک و صاف کرے گا۔۔۔ اور ان کے لئے دعاء کر) (التوبہ ۱۰۳)

---

[1] شاید امام بخاری کے نزدیک ایک مالک کی زکوٰۃ دوسرے ملک کے فقیروں کو بھیجنا درست ہے حنفیہ کا یہی مذہب ہے اور شافعیہ اور مالکیہ کے نزدیک اصح روایت میں یہ درست نہیں ۱۲ منہ [2] یعنے مسلمانوں محتاجوں کو وہ کہیں بھی ہوں معلوم ہوا زکوٰۃ کافر کو دینا درست نہیں مگر نفلی صدقہ دینا درست ہے ۱۲ منہ [3] یعنی زکوٰۃ میں چن چن کے عمدہ مال نہ لے جیسے اوپر گذر چکا ہے ۱۲ منہ [4] یعنی مظلوم کی دعاء فوراً بارگاہ الٰہی تک پہنچ جاتی ہے اور ظالم کی خرابی آتی ہے ۔ بترس از آہِ مظلوماں کہ ہنگام دعاء کردن ۔ اجابت از در حق بہر استقبال می آید۔ ۱۲ منہ

١١١ - حَدَّثَنَا حفصُ بنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ اَوْفٰى قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَتَاهُ قَوْمٌ بِصَدَقَتِهِمْ قَالَ اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى اٰلِ فُلَانٍ فَاَتَاهُ اَبِيْ بِصَدَقَتِهِ فَقَالَ اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى اٰلِ اَبِيْ اَوْفٰى -

حدیث (۱۴۱۰) از حفص بن عمر از شعبہ از عمرو بن مرّہ از عبداللہ بن ابی اوفیٰ، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب لوگ زکوٰۃ لے کر آتے، تو آپؐ ان کے لئے دعا کرتے اور فرماتے۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى اٰلِ فُلَانٍ۔ یا اللہ فلاں کی آل پر رحم فرما۔ میرے والد اپنی زکوٰۃ آپؐ کے پاس لائے تو آپؐ نے فرمایا۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى اٰلِ اَبِيْ اَوْفٰى۔ یا اللہ ابو اوفیٰ کی آل پر رحم فرما[۱]

بَابٌ ۳۷ مَا يُسْتَخْرَجُ مِنَ الْبَحْرِ

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَيْسَ الْعَنْبَرُ بِرِكَازٍ هُوَ شَيْءٌ دَسَرَهُ الْبَحْرُ وَقَالَ الْحَسَنُ فِي الْعَنْبَرِ وَاللُّؤْلُؤِ الْخُمُسُ وَاِنَّمَا جَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الرِّكَازِ الْخُمُسَ لَيْسَ فِي الَّذِيْ يُصَابُ فِي الْمَاءِ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ جَعْفَرُ بْنُ رَبِيْعَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ هُرْمُزَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ رَجُلًا مِّنْ بَنِيْ اِسْرَآئِيْلَ سَاَلَ بَعْضَ بَنِيْ اِسْرَآئِيْلَ اَنْ يُّسْلِفَهٗ اَلْفَ

باب ۹۴۸ سمندر[۲] میں سے نکالے ہوئے مال کا حکم۔

عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں کہ عنبر کو رکاز نہیں کہہ سکتے[۳] عنبر تو ایک ایسی چیز ہے جسے سمندر کنارے پر پھینک دیتا ہے حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ عنبر اور موتی میں خمس (پانچواں حصہ) لازم ہے[۴]۔ حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رکاز میں پانچواں حصہ مقرر فرمایا ہے تو رکاز وہ نہیں جو پانی میں ملے[۵] (رکاز تو وہ مال ہے جو زمین میں سے نکلے نہ کہ وہ مال جو دریا میں مہیا ہو۔ لہٰذا بقول امام بخاری امام حسنؒ کا عنبر اور موتی کیلئے رکاز پر قیاس کرنا صحیح نہیں۔ لیث نے بحوالہ جعفر بن ربیعہ از عبدالرحمن بن ہرمز از ابوہریرہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا۔ آپؐ نے فرمایا۔ بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا جس نے دوسرے بنی اسرائیلی سے قرض مانگا کہ ہزار اشرفیاں دے۔ اس نے اللہ کے

---

[۱] یعنی خود اس پر چونکہ آل کا اطلاق خود اس پر ہوتا ہے جیسے حدیث میں ہے لقد اعطیت مزمارا من مزامیر آل داؤد اور مراد خود داؤد علیہ السلام ہیں قسطلانی نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں یہ تھا کہ آپ صلوٰۃ دوسروں پر بھیج سکتے تھے۔ اوروں کے لئے یہ امر مکروہ ہے کہ بالانفراد صلوٰۃ بھیجیں مثلاً یوں کہیں ابوبکر صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲ منہ [۲] خواہ غوطہ مار کر محنت کرکے یا بے محنت و مشقت کنارے پر آجائے ہر حال میں اس کا لینا درست ہے تو وہ چیز پہلے کسی کی ملک ہو لیکن دریا میں بہہ جانے سے پہلا مالک اس سے ناامید ہو گیا ہو۔ اب دریا سے جو چیز نکالی جاتی ہے جیسے موتی مونگا عنبر وغیرہ جمہور علماء کے نزدیک اس میں زکوٰۃ نہیں ہے اسی کو شوکانی نے اختیار کیا ہے ۱۲ منہ [۳] رکاز وہ خزانہ جو زمین سے نکلے اس میں پانچواں حصہ زکوٰۃ کا واجب ہے جیسے دوسری حدیث میں ہے ۱۲ منہ [۴] اس کو امام شافعی اور بیہقی نے وصل کیا۔ قاموس میں ہے کہ عنبر ایک دریائی جانور کی لید ہے۔ بعضوں نے کہا عنبر ایک دریائی گھاس ہے امام شافعی نے ام میں ایسا ہی نقل کیا ہے ۱۲ منہ [۵] اس کو ابن ابی شیبہ نے وصل کیا ۱۲ منہ [۶] یہ امام بخاری نے امام حسن بصریؒ کے قول کا رد کیا کہ دریائی مال ہیں یعنی عنبر اور موتی وغیرہ میں جو انہوں نے پانچواں حصہ اس کو رکاز سمجھ کر لازم کیا ہے، یہ ان کی غلطی ہے۔ رکاز تو وہ مال ہے جو زمین میں سے نکلے نہ وہ مال جو دریا میں ہاتھ آئے ۱۲ منہ

دِينَارٍ فَدَفَعَهَا إِلَيْهِ فَخَرَجَ فِي الْبَحْرِ فَلَمْ يَجِدْ مَرْكَبًا فَأَخَذَ خَشَبَةً فَنَقَرَهَا فَأَدْخَلَ فِيهَا أَلْفَ دِينَارٍ فَرَمَى بِهَا فِي الْبَحْرِ فَخَرَجَ الرَّجُلُ الَّذِي كَانَ أَسْلَفَهُ فَإِذَا بِالْخَشَبَةِ فَأَخَذَهَا لِأَهْلِهِ حَطَبًا فَذَكَرَ الْحَدِيثَ فَلَمَّا نَشَرَهَا وَجَدَ الْمَالَ

بھروسہ پر اسے دے دیں۔ کچھ عرصے کے بعد جس نے قرض لیا تھا وہ سمندر سے پار ہونے کے لئے گیا تاکہ قرض ادا کرے لیکن کشتی نہ ملی اور قرض خواہ تک پہنچنے میں اسے مایوسی ہوئی۔ اس نے توکل بر خدا ایک لکڑی لی اسے چیر کر اس میں ہزار اشرفیاں محفوظ کر دیں اور سمندر میں ڈال دیا۔ چنانچہ قرضخواہ کام کاج کے لئے گھر سے باہر نکلا اور سمندر پر بھی پہنچا وہاں اس نے لکڑی دیکھی تو اس نے گھر میں جلانے کے لئے لے آیا۔ پھر پوری حدیث بیان کی۔ جب لکڑی کو چیرا تو اس میں سے ہزار اشرفیاں مل گئیں[1]

باب ۹۴۹ فِي الرِّكَازِ الْخُمُسُ

وَقَالَ مَالِكٌ وَابْنُ إِدْرِيسَ الرِّكَازُ دِفْنُ الْجَاهِلِيَّةِ فِي قَلِيلِهِ وَكَثِيرِهِ الْخُمُسُ وَلَيْسَ الْمَعْدِنُ بِرِكَازٍ وَقَدْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَعْدِنِ جُبَارٌ وَفِي الرِّكَازِ الْخُمُسُ وَأَخَذَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ مِنَ الْمَعَادِنِ مِنْ كُلِّ مِائَتَيْنِ خَمْسَةً وَقَالَ الْحَسَنُ مَا كَانَ مِنْ رِكَازٍ فِي أَرْضِ الْحَرْبِ فَفِيهِ الْخُمُسُ وَمَا كَانَ مِنْ أَرْضِ السِّلْمِ فَفِيهِ

باب ۹۴۹ رکاز میں خمس ہے۔ امام[2] مالکؒ اور شافعیؒ نے کہا رکاز زمانہ جاہلیت کا خزانہ ہے اس میں سے تھوڑا مال نکلے یا بہت، بہر حال پانچواں حصہ لیا جائیگا اور کان رکاز نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کان کے بارے میں فرمایا اس میں جو گر کر یا کام کرتے ہوئے مر جائے تو اس کی جان مفت گئی[3] (کان والا تاوان نہ دے گا وہ ذمہ دار نہیں) اور رکاز میں پانچواں حصہ ہے[4] اور عمرؓ بن عبد العزیز کانوں سے چالیسواں حصہ لیتے تھے یعنی دو سو روپے میں پانچ روپے[5]۔ امام حسن بصریؒ کہتے ہیں کہ دار الحرب میں رکاز میں پانچواں حصہ ہے اور جو دار الامن میں ہو اس میں زکوٰۃ ہوگی۔ (چالیسواں حصہ) اگر دشمن کے

---

[1] اس حدیث سے امام بخاری نے دلیل لی کہ دریا میں بہ کر جو چیز آ جائے اس کا لے لینا درست ہے کیونکہ اس شخص نے اس لکڑی کو لے لیا تو اس میں اشرفیاں بھی لے لیں حالانکہ اس کو یقین نہ تھا کہ یہ لکڑی یا اشرفیاں میری ہیں اس پر بعضوں نے یہ اعتراض کیا ہے کہ لکڑی کے اندر خط ہوگا جو قرضدار شخص نے بھیجا ہوگا کہ یہ اشرفیاں تو اس نے پہچان لی کہ میرا مال ہے اس لئے اولیٰ یہ ہے کہ لکڑی کے لینے سے دلیل لی جائے کیونکہ جب اس نے لکڑی لی تھی تو اس کو یہ معلوم نہ تھا کہ یہ میرا مال ہے اور جب لکڑی کا لینا درست ہوا جو دوسرے کی ملک تھی تو جو چیز خود دریا میں پیدا ہو اور کسی کی ملک نہ ہو جیسے موتی مونگا عنبر سیپی مچھلی وغیرہ اس کا تو لینا بطریق اولیٰ درست ہوگا ۱۲ منہ

[2] اس کو ابو عبید نے کتاب الاموال میں وصل کیا ۱۲ منہ

[3] یعنی کسی نے اپنی زمین میں کان کھودی اس میں کوئی گر کر مر گیا یا کام کرتے ہوئے مر گیا مزدور وغیرہ تو اس مالک پر اس کے خون کا تاوان نہ ہوگا ۱۲ منہ

[4] یہ حدیث آگے موصولاً اسی کتاب میں آتی ہے اس حدیث سے امام بخاری نے یہ نکالا معدن یعنی کان رکاز نہیں کیونکہ آنحضرت نے رکاز کو معدن کے بعد علیحدہ بیان فرمایا ۱۲ منہ

[5] اس کو ابو عبید نے کتاب الاموال میں وصل کیا امام بخاری نے عمر بن عبد العزیز کے اس فعل سے یہ دلیل لی کہ کان رکاز نہیں ہے اگر رکاز ہوتی تو اس میں سے پانچواں حصہ حدیث کے موافق لیتے نہ چالیسواں حصہ ۱۲ منہ

الزَّكٰوةُ وَاِنْ وَّجَدْتَ لُقَطَةً فِيْ اَرْضِ الْعَدُوِّ فَعَرِّفْهَا فَاِنْ كَانَتْ مِنَ الْعَدُوِّ فَفِيْهَا الْخُمُسُ وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ الْمَعْدِنُ رِكَازٌ مِّثْلُ دِفْنِ الْجَاهِلِيَّةِ لِاَنَّهٗ يُقَالُ اَرْكَزَ الْمَعْدِنُ اِذَا اُخْرِجَ مِنْهُ شَيْءٌ قِيْلَ لَهٗ فَقَدْ يُقَالُ لِمَنْ وُّهِبَ لَهُ الشَّيْءُ اَوْ رَبِحَ رِبْحًا كَثِيْرًا اَوْ كَثُرَ ثَمَرُهٗ اَرْكَزْتَ ثُمَّ نَاقَضَهٗ وَقَالَ لَا بَاْسَ اَنْ يَّكْتُمَهٗ وَلَا يُؤَدِّيَ الْخُمُسَ۔

ملک میں پڑی ہوئی چیز ملے تو اس کی شناخت کرائے شاید مسلمان کا مال ہو۔ اگر مالک ملے فبہا ورنہ) دشمن کے مال میں پانچواں حصہ ہوگا؎ بعض لوگ کہتے ہیں معدن یعنی کان پر بھی جاہلیت کے دفینہ کی طرح رکاز ہے۔ عرب لوگ کہتے ہیں اَرْكَزَ الْمَعْدِنُ (جب اس میں سے کوئی چیز نکلے) جواب یہ ہے۔ اگر کسی شخص کو کوئی چیز ہبہ کی جائے یا وہ نفع کمائے یا اس کے باغ میں میوہ بہت نکلے، تو بھی عرب لوگ کہتے ہیں اَرْكَزْتَ (حالانکہ یہ چیزیں تو ایسی ہیں کہ انہیں کوئی بھی رکاز نہیں کہتا تو ان کی دلیل ٹوٹ گئی) پھر یہ لوگ خود ہی اپنے قول کے خلاف کہتے ہیں کہ رکاز کا چھپا لینا کچھ برا نہیں اور بے شک پانچواں حصہ نہ دے ؎

۱۴۱۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَعَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْعَجْمَاءُ جُبَارٌ وَّالْبِئْرُ جُبَارٌ وَّالْمَعْدِنُ جُبَارٌ وَّفِي الرِّكَازِ الْخُمُسُ۔

حدیث ۱۴۱۲ (از عبداللہ بن یوسف از مالک از ابن شہاب از سعید بن المسیب و ابوسلمہ ابن عبدالرحمن) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جانور سے جو نقصان پہنچے اس کا کچھ بدلہ نہیں۔ (مالک سے کوئی تاوان نہ لیا جائے گا کیونکہ جانور کو مالک نے نہیں کہا) کنوئیں کا بھی یہی حال ہے اور کان کا بھی یہی حکم ہے اور رکاز میں سے پانچواں حصہ لیا جائے۔

بَابٌ ۹۵۰ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَالْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا وَمُحَاسَبَةِ الْمُصَدِّقِيْنَ مَعَ الْاِمَامِ

باب ۹۵۰ آیت وَالْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا (التوبة: ۶۰)

زکوٰۃ کے محصلین یعنی وصول کرنیوالے بھی زکوٰۃ کے فنڈ سے معاوضہ یا تنخواہ لیں گے۔ نیز وہ اپنے حاکم کو حساب کی جانچ پڑتال کرائیں گے اور حاکم کے سامنے جوابدہ ہوں گے۔

؎ اس کو ابن ابی شیبہ نے وصل کیا ہے ۱۲ منہ ؎ قسطلانی نے کہا امام بخاری نے بعض الناس سے امام ابوحنیفہ کو مراد لیا ہے اور ساری کتاب میں ان کا نام نہیں لیا ہے بلکہ بعض الناس سے تعبیر کیا ہے اور یہ پہلا موقع ہے ان مواقع میں سے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ اعتراض امام بخاری کا امام ابوحنیفہ پر صحیح نہیں ہے اول تو امام ابوحنیفہ نے ارکز المعدن کے معنے یہ نہیں بیان کئے ہیں کہ جب معدن میں سے کچھ نکلے نہ عرب کے محاورے میں ارکز المعدن کا معنے ہے بلکہ ارکز المعدن کا یہ معنے ہے کہ معدن رکاز بن گئی تو ارکز میں صیرورت کی خاصیت ہے جو باب افعال کا خاصہ ہے دوسرے یہ بھی صحیح نہیں کہ کسی کو کچھ ہبہ ملے یا نفع کمائے تو اس کو ارکزت کہتے ہیں بلکہ عرب لوگ ارکز الرجل جب کہتے ہیں جب وہ کوئی رکاز پائے تیسرے امام ابوحنیفہ نے رکاز کا چھپانا اس وقت جائز رکھا ہے جب پانے والا شخص محتاج ہو اور اس کو بیت المال پر یہ دعویٰ ہو کہ اس کا حق بیت المال میں مار لیا گیا ہے تو وہ اپنے حق کے بدل اگر رکاز پائے تو اس کو چھپا لے سکتا ہے اور احتمال ہے کہ امام بخاری کی مراد بعض الناس سے کوئی اور لوگ ہوں کیونکہ امام ابوحنیفہ پر تو یہ اعتراض متوجہ نہیں ہوتا ۱۲ منہ

۱۴۱۳۔ حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ مُوسٰى قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ اسْتَعْمَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا مِّنَ الْأَسْدِ عَلٰى صَدَقَاتِ بَنِي سُلَيْمٍ يُّدْعٰى ابْنَ اللُّتْبِيَّةِ فَلَمَّا جَاءَ حَاسَبَهُ۔

حدیث ۱۴۱۳ (از یوسف بن موسٰی از ابو اسامہ از ہشام بن عروۃ از عروۃ) ابوحمید ساعدی فرماتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی سُلیم کی زکوٰۃ وصول کرنے کے لئے اسد قبیلہ کے ایک شخص کو مقرر کیا جس کو لُتبیہ کہتے تھے۔ جب وہ آیا تو آپ[۲] نے اس سے حساب لیا[۱]۔

بَابُ ۶۷ اسْتِعْمَالِ إِبِلِ الصَّدَقَةِ وَأَلْبَانِهَا لِأَبْنَاءِ السَّبِيلِ۔

باب ۹۵۱ مسافر لوگ زکوٰۃ کے اونٹوں کو استعمال کرسکتے ہیں اور ان کا دودھ پی سکتے ہیں۔

۱۴۱۴۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ شُعْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ أُنَاسًا مِّنْ عُرَيْنَةَ اجْتَوَوُا الْمَدِينَةَ فَرَخَّصَ لَهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَّأْتُوا إِبِلَ الصَّدَقَةِ فَيَشْرَبُوا مِنْ أَلْبَانِهَا وَأَبْوَالِهَا فَقَتَلُوا الرَّاعِيَ وَاسْتَاقُوا الذَّوْدَ فَأَرْسَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأُتِيَ بِهِمْ فَقَطَعَ أَيْدِيَهُمْ وَأَرْجُلَهُمْ وَسَمَرَ أَعْيُنَهُمْ وَتَرَكَهُمْ بِالْحَرَّةِ يَعَضُّونَ الْحِجَارَةَ تَابَعَهُ أَبُو قِلَابَةَ وَثَابِتٌ وَّحُمَيْدٌ عَنْ أَنَسٍ۔

حدیث ۱۴۱۴ (از مسدد از یحیٰی از شعبہ از قتادۃ) انس رض کہتے ہیں عرینہ کے چند لوگوں کو مدینے کی آب وہوا ناموافق ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اجازت دی کہ وہ زکوٰۃ کے اونٹوں میں چلے جائیں۔ ان کا دودھ پئیں اور پیشاب پئیں مگر ان بدبختوں نے اونٹوں کے چرواہے کو شہید کردیا اور اونٹوں کو ہانک لے گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سواروں کو ان کے تعاقب میں بھیجا۔ وہ گرفتار ہوکر آئے۔ آپ نے ان کے ہاتھ پاؤں کاٹنے اور آنکھیں پھوڑنے کا حکم دیا اور انہیں پتھریلے میدان میں ڈلوادیا وہ پتھر چبا رہے تھے[۲]۔ قتادہ کے ساتھ اس حدیث کو ابوقلابہ اور ثابت اور حمید نے بھی انس رض سے روایت کیا[۳]۔

بَابُ ۶۸ وَسْمِ الْإِمَامِ إِبِلَ الصَّدَقَةِ بِيَدِهٖ

باب ۹۵۲ زکوٰۃ کے اونٹوں پر حاکم کا اپنے ہاتھ سے داغ لگانا۔

۱۴۱۵۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَمْرٍو قَالَ حَدَّثَنِي إِسْحٰقُ

حدیث ۱۴۱۵ (از ابراہیم بن منذر از ولید از عمرو اوزاعی از اسحاق بن عبد اللہ بن ابوطلحہ) انس بن مالک رض کہتے ہیں کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ

---

[۱] یہ شخص جب زکوٰۃ وصول کرکے لایا تو بعض چیزوں کی نسبت کہنے لگا۔ یہ مجھ کو تحفہ میں ملی ہیں۔ اس حدیث کا پورا بیان انشاء اللہ تعالیٰ کتاب الاحکام میں آئے گا ۱۲ منہ [۲] امام بخاری نے دودھ پر قیاس کرکے زکوٰۃ کے اونٹوں پر سوار ہونے کی اجازت معلوم کی۔ عبدالرزاق [۳] تو اب قتادہ میں تدلیس کی عادت ہونے سے حدیث میں کوئی ضعف نہ رہا۔ ثابت اور ابوقلابہ کی روایت کو خود امام بخاری نے وصل کیا اور حمید کی روایت کو امام مسلم اور نسائی اور ابوداؤد اور ابن ماجہ نے ۱۲ منہ

ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ طَلْحَةَ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ غَدَوْتُ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ طَلْحَةَ لِیُحَنِّكَهٗ فَوَافَیْتُهٗ فِیْ یَدِهِ الْمِیْسَمُ یَسِمُ اِبِلَ الصَّدَقَةِ۔

وسلم کی خدمت میں صبح کے وقت حاضر ہوا جب میں ابوطلحہ کے نومولود بچے عبداللہ کو ساتھ لے گیا تاکہ آپ کھجور چبا کر اس کے منہ میں دے دیں۔ میں نے دیکھا آپ کے ہاتھ میں داغ دینے کا آلہ تھا جس سے آپ زکوٰۃ کے اونٹوں کو داغ دے رہے تھے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

صَدَقَةُ الْفِطْرِ

بَابٌ ۷۸ فَرْضِ صَدَقَةِ الْفِطْرِ وَرَاٰی اَبُو الْعَالِیَةِ وَعَطَاءٌ وَّابْنُ سِیْرِیْنَ صَدَقَةُ الْفِطْرِ فَرِیْضَةً۔

باب ۹۵۳ صدقہ فطر کا فرض ہونا، ابوالعالیہ، عطاء، اور ابن سیرین نے بھی اس کو فرض کہا ہے [۱]

۱۱۶۔ **حَدَّثَنَا** یَحْیَی بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ السَّکَنِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَهْضَمٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ هُوَ ابْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ نَافِعٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ فَرَضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ زَکٰوةَ الْفِطْرِ صَاعًا مِّنْ تَمْرٍ اَوْ صَاعًا مِّنْ شَعِیْرٍ عَلَی الْعَبْدِ وَالْحُرِّ وَالذَّکَرِ وَالْاُنْثٰی وَالصَّغِیْرِ وَالْکَبِیْرِ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ وَاَمَرَ بِهَا اَنْ تُؤَدّٰی قَبْلَ خُرُوْجِ النَّاسِ اِلَی الصَّلٰوةِ۔

حدیث ۱۴۱۵ (از یحییٰ بن محمد بن سکن از محمد بن جہضم از اسمٰعیل بن جعفر از عمرو بن نافع از نافع) ابن عمرؓ فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فطر کا صدقہ کھجور کا ایک صاع یا جو کا ایک صاع فرض کیا۔ ہر غلام اور آزاد اور مرد اور عورت اور چھوٹے اور بڑے کی طرف سے جو مسلمان ہوں اور عید کی نماز کے لئے نکلنے سے پہلے اسے ادا کرنے کا حکم فرمایا [۲]

بَابٌ ۷۹ صَدَقَةِ الْفِطْرِ عَلَی الْعَبْدِ وَغَیْرِهٖ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ۔

باب ۹۵۴ صدقہ فطر کا مسلمانوں یہاں تک کہ غلام اور لونڈی پر بھی فرض ہے۔

۱۱۷۔ **حَدَّثَنَا** عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ یُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ

حدیث ۱۴۱۶ (از عبداللہ بن یوسف از مالک از نافع از ابن عمرؓ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فطر کا صدقہ کھجور یا جو کا ایک ایک

---

[۱] ابوالعالیہ اور ابن سیرین کے قول کو ابن ابی شیبہ نے اور عطاء کے قول کو عبدالرزاق نے وصل کیا۔ شافعیہ اور جمہور علماء کے نزدیک اور ابن منذر نے کہا بالاجماع صدقہ فطر فرض ہے۔ حنفیہ نے اس کو واجب کہا ہے اور مالکیہ نے اشہب سے نقل کیا کہ وہ سنت مؤکدہ ہے ۱۲ منہ

[۲] قسطلانی نے کہا امام احمد اور مالک اور شافعی اور اہل حجاز کے نزدیک صاع ۱/۳ ۵ رطل کا ہوتا ہے اور رطل ۱۳۰ درم یا ۴/۷ ۱۲۸ کا اور اول صورت میں صاع کے لئے ۱/۳ ۶۹۳ درم ہوئے اور دوسری صورت میں ۵/۷ ۶۸۵۔ مسلمان کی قید سے معلوم ہوا کہ کافر غلام اور لونڈی کی طرف سے صدقہ فطر دینا ضرور نہیں ۱۲ منہ

اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَرَضَ زَکٰوۃَ الْفِطْرِ صَاعًا مِّنْ تَمْرٍ اَوْ صَاعًا مِّنْ شَعِیْرٍ عَلٰی کُلِّ حُرٍّ اَوْ عَبْدٍ ذَکَرٍ اَوْ اُنْثٰی مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ۔

صاع ہر آزاد اور غلام مرد اور عورت پر بشرطیکہ مسلمان ہو فرض کیا[1] (یعنی مالک ہی غلام اور لونڈی کی طرف سے صدقہ دے)

بَابٌ ۸۰ صَدَقَۃُ الْفِطْرِ صَاعٌ مِّنْ شَعِیْرٍ

باب ۹۵۵ صدقہ فطر میں اگر جو دے تو ایک صاع دے

۱۱۸۔ حَدَّثَنَا قَبِیْصَۃُ بْنُ عُقْبَۃَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیٰنُ عَنْ زَیْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ عِیَاضِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ کُنَّا نُطْعِمُ الصَّدَقَۃَ صَاعًا مِّنْ شَعِیْرٍ۔

حدیث ۱۴۱۷ (از قبیصہ بن عقبہ از سفیان از زید بن اسلم از عیاض بن عبد اللہ) ابو سعید خدری فرماتے ہیں ہم صدقہ فطر ایک صاع جو دیتے تھے۔ (عبدین بیس)

بَابٌ ۸۱ صَدَقَۃُ الْفِطْرِ صَاعٌ مِّنْ طَعَامٍ

باب ۹۵۶ صدقہ فطر گیہوں یا دوسرے اناج کا ایک صاع ہے

۱۱۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ یُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِکٌ عَنْ زَیْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ عِیَاضِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ ابْنِ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ سَرْحٍ الْعَامِرِیِّ اَنَّہٗ سَمِعَ اَبَا سَعِیْدِ الْخُدْرِیَّ یَقُوْلُ کُنَّا نُخْرِجُ زَکٰوۃَ الْفِطْرِ صَاعًا مِّنْ طَعَامٍ اَوْ صَاعًا مِّنْ شَعِیْرٍ اَوْ صَاعًا مِّنْ تَمْرٍ اَوْ صَاعًا مِّنْ اَقِطٍ اَوْ صَاعًا مِّنْ زَبِیْبٍ۔

حدیث ۱۴۱۸ (از عبد اللہ بن یوسف از مالک از زید بن اسلم از عیاض بن عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح عامری) ابو سعید خدری رض فرماتے ہیں کہ ہم فطر کا صدقہ ایک صاع طعام اناج (یا گندم) یا ایک صاع جو یا ایک صاع جو یا ایک صاع کھجور یا ایک صاع پنیر یا ایک صاع منقیٰ کا نکالا کرتے۔

بَابٌ ۸۲ صَدَقَۃُ الْفِطْرِ صَاعٌ مِّنْ تَمْرٍ

باب ۹۵۷ کھجور کا بھی صدقہ فطر ایک صاع ہے۔

۱۲۰۔ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ یُوْنُسَ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّیْثُ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ عُمَرَ قَالَ اَمَرَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِزَکٰوۃِ الْفِطْرِ صَاعًا مِّنْ تَمْرٍ اَوْ صَاعًا مِّنْ شَعِیْرٍ قَالَ عَبْدُ اللّٰہِ فَجَعَلَ النَّاسُ عِدْلَہٗ مُدَّیْنِ مِنْ حِنْطَۃٍ

حدیث ۱۴۱۹ (از احمد بن یونس از لیث از نافع) عبد اللہ بن عمر فرماتے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ فطر میں ایک صاع کھجور یا ایک صاع جو دینے کا حکم دیا۔ عبد اللہ کہتے ہیں۔ پھر لوگوں نے (از خود) گندم کے دو مُد (نصف صاع) اس کے برابر سمجھ کر مقرر کر لئے۔

بَابٌ ۸۳ صَاعٌ مِّنْ زَبِیْبٍ

باب ۹۵۸ منقیٰ کا فطرانہ بھی ایک صاع ہے۔

۱۲۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مُنِیْرٍ سَمِعَ یَزِیْدَ ابْنَ اَبِیْ حَکِیْمٍ الْعَدَنِیَّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیٰنُ عَنْ زَیْدٍ

حدیث ۱۴۲۰ (از عبد اللہ بن منیر از یزید بن ابی حکیم عدنی از سفیان از زید بن اسلم از عیاض بن عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح) ابو سعید

[1] غلام اور لونڈی پر صدقہ فرض ہونے سے یہ مراد ہے کہ ان کا مالک ان کی طرف سے صدقہ دے بعضوں نے کہا یہ صدقہ پہلے غلام، لونڈی پر فرض ہوتا ہے پھر مالک ان کی طرف سے اپنے اوپر اٹھا لیتا ہے ۱۲ منہ

ابن اسلم قال حدثني عياض بن عبد الله بن سعد بن ابي سرح عن ابي سعيد الخدري قال كنا نعطيها في زمان النبي صلى الله عليه وسلم صاعا من طعام او صاعا من تمر او صاعا من شعير او صاعا من زبيب فلما جاء معاوية وجاءت السمراء قال ارى مدا من هذا يعدل مدين۔

خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں (عہد نبوی ؐ میں) ہم فطرانہ ایک صاع گندم یا ایک صاع کھجور یا ایک صاع جو یا ایک صاع منقیٰ دیا کرتے تھے۔ پھر جب مدینہ میں حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے اور گندم کی آمدنی ہوئی تو کہنے لگے، میں سمجھتا ہوں اس کا ایک مُد دوسرے اناجوں کے دو مُد کے برابر ہے۔

باب ٨٤ الصدقة قبل العيد

١٤٢١ - حدثنا آدم قال حدثنا حفص بن ميسرة قال حدثني موسى بن عقبة عن نافع عن ابن عمر ان النبي صلى الله عليه وسلم امر بزكوة الفطر قبل خروج الناس الى الصلوة۔

١٤٢٢ - حدثنا معاذ بن فضالة قال حدثنا ابو عمر حفص بن ميسرة عن زيد بن اسلم عن عياض بن عبد الله بن سعد عن ابي سعيد الخدري قال كنا نخرج في عهد النبي صلى الله عليه وسلم يوم الفطر صاعا من طعام قال ابو سعيد وكان طعامنا الشعير والزبيب والاقط والتمر۔

باب ۹۵۹ عید کی نماز سے پہلے صدقۂ فطر ادا کرنا۔

حدیث ۱۴۲۱ (از آدم از حفص بن میسرہ از موسیٰ بن عقبہ از نافع از ابن عمر) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقۂ فطر کا نماز عید کو جانے سے پہلے ادا کرنے کا حکم[1] دیا۔

حدیث ۱۴۲۲ (از معاذ بن فضالہ از ابو عمر حفص بن میسرہ از زید بن اسلم از عیاض بن عبد اللہ بن سعد) ابوسعید خدری رضؓ فرماتے ہیں ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک صاع طعام کا فطرانہ نکالا کرتے تھے ابوسعید رضؓ کہتے ہیں کہ ہمارا طعام، جو، منقیٰ، پنیر، اور کھجور ہوتا تھا۔

باب ٨٥ صدقة الفطر على الحر والمملوك وقال الزهري في المملوكين للتجارة يزكى في التجارة ويزكى في الفطر۔

باب ۹۶۰ آزاد اور غلام پر صدقۂ فطر کا واجب ہونا[2]

زہری کہتے ہیں[3] مال تجارت غلام اور لونڈی کی سالانہ زکوٰۃ بھی دی جائے۔ اور صدقۂ فطر[4] بھی۔

---

[1] یہ حکم اکثر علماء کے نزدیک استحباباً ہے ابن عیینہ نے کہا اللہ نے بھی اپنی کتاب میں پہلے صدقہ فطر کو بیان کیا پھر عید کی نماز کو فرمایا قد افلح من تزکی و ذکر اسم ربہ فصلی۔ اور غروب آفتاب تک بھی صدقہ کی تاخیر درست ہے اور اس سے زیادہ تاخیر کرنا حرام ہے۔ ۱۲ منہ [2] پہلے ایک باب اس مضمون کا گذر چکا ہے کہ غلام وغیرہ پر جو مسلمان ہوں صدقۂ فطر واجب ہے پھر اس باب کے دوبارہ لانے سے کیا غرض ہے معلوم نہیں ہوتی ابن المنیر نے کہا پہلے باب سے امام بخاری کا مطلب یہ تھا کہ کافر کی طرف سے صدقہ فطرانہ نکالیں اس لئے اس میں قید کی من المسلمین اور اس باب کا یہ مطلب ہے کہ مسلمان ہونے پر صدقۂ فطر کس کس پر اور کس کس کی طرف سے واجب ہے ۱۲ منہ [3] حافظ نے کہا اس تعلیق کو ابن منذر نے وصل کیا اور اس میں کا کچھ مضمون ابو عبید نے کتاب الاموال میں نکالا ۱۲ منہ [4] جمہور علماء کا یہی قول ہے اور حنفیہ کہتے ہیں کہ تجارت کی لونڈی غلاموں کی طرف سے صدقہ فطر مالک کو دینا ضرور نہیں ۱۲ منہ

۱۴۲۴۔ حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ فَرَضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدَقَةَ الْفِطْرِ اَوْ قَالَ رَمَضَانَ عَلَى الذَّكَرِ وَالْاُنْثٰى وَالْحُرِّ وَالْمَمْلُوْكِ صَاعًا مِّنْ تَمْرٍ اَوْ صَاعًا مِّنْ شَعِيْرٍ فَعَدَلَ النَّاسُ بِهٖ نِصْفَ صَاعٍ مِّنْ بُرٍّ فَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يُعْطِي التَّمْرَ فَاَعْوَزَ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ مِنَ التَّمْرِ فَاَعْطٰى شَعِيْرًا وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يُعْطِيْ عَنِ الصَّغِيْرِ وَالْكَبِيْرِ حَتّٰى اِنْ كَانَ لَيُعْطِيْ عَنْ بَنِيَّ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يُعْطِيْهَا الَّذِيْنَ يَقْبَلُوْنَهَا وَكَانُوْا يُعْطُوْنَ قَبْلَ الْفِطْرِ بِيَوْمٍ اَوْ يَوْمَيْنِ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ يَعْنِيْ بَنِيْ نَافِعٍ قَالَ كَانُوْا يُعْطُوْنَ لِلْمُجْمَعِ لَا لِلْفُقَرَآءِ۔

حدیث ۱۴۲۳ (از ابو النعمان از حماد بن زید از ایوب از نافع) ابن عمرؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ فطر یا فرمایا صدقہ رمضان مرد، عورت، آزاد، غلام ہر ایک پر ایک صاع کھجور، یا ایک صاع جو کا فرض کیا۔ پھر لوگوں نے گندم کا نصف صاع اس کے برابر سمجھ لیا۔ عبداللہ بن عمرؓ صدقہ فطر کھجور میں سے دیا کرتے۔ جب مدینے والے کھجور کی کمی میں مبتلاء ہوئے تو وہ جو دینے لگے۔ ابن عمرؓ یہ صدقہ چھوٹے اور بڑے سب کی طرف سے دیتے تھے۔ حتیٰ کہ میرے بیٹوں کی طرف سے بھی[1]۔ عبداللہ بن عمرؓ ہر اس فقیر کو جو صدقہ قبول کرتا دے دیتے[2] لوگ عید سے ایک یا دو دن پہلے یہ صدقہ دے دیتے[3] امام بخاری رحؒ کہتے ہیں کہ بنیؓ سے مراد بنی نافع ہیں (نافع کے بیٹے) اور کانوا یعطون کی تشریح میں فرماتے ہیں کہ عید سے پہلے جو صدقہ دیتے تو مقصد اکٹھا کرنا ہوتا تھا، فقیروں کے لئے نہیں۔

بَابٌ ۸۶ صَدَقَةُ الْفِطْرِ عَلَى الصَّغِيْرِ وَالْكَبِيْرِ وَقَالَ اَبُوْ عَمْرٍو وَّرَاٰى عُمَرُ وَعَلِيٌّ وَّابْنُ عُمَرَ وَجَابِرٌ وَّعَائِشَةُ وَطَاؤُسٌ وَّعَطَاءٌ وَّابْنُ سِيْرِيْنَ اَنْ يُّزَكّٰى مَالُ الْيَتِيْمِ وَقَالَ الزُّهْرِيُّ يُزَكّٰى مَالُ الْمَجْنُوْنِ

باب ۹۶۱ ہر بڑے چھوٹے پر فطرانہ واجب ہے۔

ابو عمروؓ کہتے ہیں حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ اور ابن عمرؓ اور جابرؓ اور حضرت عائشہؓ، طاؤس، عطاء، اور ابن سیرین کے نزدیک یتیم کے مال میں سے زکوٰۃ دینا چاہیئے۔ زہری کہتے ہیں مجنون یعنی دیوانے کے مال سے بھی زکوٰۃ نکالی جائے۔

۱۴۲۵۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ فَرَضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدَقَةَ الْفِطْرِ صَاعًا مِّنْ شَعِيْرٍ اَوْ صَاعًا مِّنْ تَمْرٍ عَلَى الصَّغِيْرِ وَالْكَبِيْرِ وَالْحُرِّ وَالْمَمْلُوْكِ۔

حدیث ۱۴۲۴ (از مسدد از یحییٰ از عبید اللہ از نافع) ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ فطر ایک صاع جو یا ایک صاع کھجور (چھوٹے بڑے آزاد غلام سب پر) فرض کیا ہے۔

[1] حالانکہ نافع کو عبداللہ بن عمرؓ نے آزاد کر دیا تھا مگر وہ ان کے گھر میں رہتے تھے تو ان کے لڑکوں کی طرف سے بھی تبرعاً عبداللہ صدقہ فطر ادا کر دیتے ۱۲ منہ [2] کچھ تحقیق نہ کرتے کہ دیکھیں وہ محتاج ہے یا نہیں بعضوں نے یوں ترجمہ کیا کہ صدقہ فطران عاملوں کو دیدیتے جو زکوٰۃ کی تحصیل پر بادشاہ وقت کی طرف سے مامور ہوتے ۱۲ منہ [3] معلوم ہوا عید سے پہلے بھی صدقہ دینا درست ہے قسطلانی نے کہا لیکن مستحب ہی ہے اس کا دینا درست نہیں ہے ۱۲ منہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا

كِتَابُ المَنَاسِك

یعنی کتاب الحج

حج کے لغوی معنیٰ قصد کے ہیں۔ اصطلاحی معنیٰ ہیں تعظیم بیت اللہ کا خاص ایام میں خاص طریقے سے ارادہ کرنا۔

مناسک:۔ منسک کی جمع ہے۔ اس کے معنیٰ عبادت کے ہیں۔

یہاں تین احتمال ہیں۔ یا مصدر میمی ہے یا مصدر مکان ہے یا مصدر زمان ہے۔

نیابت کا مسئلہ:۔ نماز روزہ میں نیابت جائز نہیں۔ زکوٰۃ یعنی عبادت مالیہ میں نیابت جائز ہے۔

حج:۔ عبادت مشترک ہے۔ عذر کے وقت نیابت جائز ہوگی ورنہ جائز نہیں۔

حج کی قسمیں:۔ افراد، تمتع، قران۔ اختلاف ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کیسا حج کیا؟ شافعیہ کے نزدیک افراد ہے۔ احناف کے نزدیک حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے تمتع کیا۔ اگر حاجی مکے میں ہو تو حج کے لئے احرام وہیں سے باندھے۔ اگر عمرہ کا احرام باندھنا ہے تو تنعیم یلملم سے جاکر باندھے۔ زاملہ بمعنی دوسرا سوار جو پیچھے ہوتا ہے۔

بَاب فرض مواقيت الحج والعمرة:۔ میقات دو قسم ہے۔ مکانی و زمانی۔ میقات مکانی یعنی جو میقات کے لئے مکان بنائے ہوتے ہیں۔ انہیں میقات مکانی کہتے ہیں۔ چنانچہ اہل مدینہ کے لئے ذوالحلیفہ، ہے اہل شام کے لئے جحفہ ہے۔ اہل نجد کے لئے قرن ہے۔ اہل یمن کے لئے یلملم ہے۔ میقات زمانی۔ شوال، ذی قعدہ، ذی الحجہ۔ شوال سے پہلے احرام نہیں باندھ سکتا۔ اس میں اختلاف ہے کہ اگر محض مکہ دیکھنے جائے یا محض تجارت کرنے جائے اس پر احرام باندھنا ضروری ہے یا نہیں؟ جمہور کے نزدیک یہ ہے کہ جو حج یا عمرے کا ارادہ کرے اس پر احرام ہے۔ دوسرے پر نہیں گویا قید احترازی ہے۔ احناف کے نزدیک قید اتفاقی ہے کہ خواہ حج یا عمرہ کے لئے جائے یا کسی دوسرے کام کے لئے اس پر احرام ہے۔

قَوْلُهٗ فَقَدِمَ عُمَرُ فَقَالَ اِنَّا نَاْخُذُ بِكِتَابِ اللّٰهِ:۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ درمیان میں بدلنا جائز نہیں بلکہ جسے شروع کرو، اسی کو پورا کرو، لوگوں نے مشہور کیا کہ حضرت عمرؓ تمتع کو نا جائز سمجھتے تھے۔ حضرت عمرؓ تمتع سے منع نہیں کرتے تھے۔ یہ ان پر

الزام ہے کہ منع کرتے تھے۔

افراد دو طرح سے ہے (۱) پہلے حج کرے بعد میں عمرہ کرے (۲) ایک سفر میں حج کرے دوسرے سفر میں عمرہ کرے اس میں دوہرا اجر ہے۔

افراد میں شکل ثانی حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ کے نزدیک افضل ہے۔ قران اور تمتع والے ایک سفر میں دو فریضے ادا کرتے تھے۔ چنانچہ حنفیہ کے نزدیک افراد بمعنیٰ ثانی افضل ہے۔

ان تینوں قسموں میں سے افضل قران، پھر تمتع پھر افراد ہے۔

بَابٌ ۸۷ وُجُوبِ الْحَجِّ وَفَضْلِهِ

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی وَلِلّٰهِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ٥

باب ۶۸۹ حج کی فرضیت اور اس کی فضیلت

اللہ کا ارشاد ہے وَلِلّٰهِ عَلَی النَّاسِ الاٰیۃ (ترجمہ) لوگوں پر فرض ہے کہ اللہ کیلئے خانۂ کعبہ کا حج کریں جس کو وہاں تک راہ مل سکے اور جو نہ مانے (اور باوجود استطاعت کے حج نہ کرے) تو اللہ تعالیٰ سارے جہان سے بے نیاز ہے۔[۱]

۱۴۲۶ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ الْفَضْلُ رَدِيْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَتِ امْرَاَةٌ مِّنْ خَثْعَمَ فَجَعَلَ الْفَضْلُ يَنْظُرُ اِلَيْهَا وَتَنْظُرُ اِلَيْهِ وَجَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْرِفُ وَجْهَ الْفَضْلِ اِلَى الشِّقِّ الْاٰخَرِ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ فَرِيْضَةَ اللّٰهِ عَلٰی عِبَادِهٖ فِي الْحَجِّ اَدْرَكَتْ اَبِيْ شَيْخًا كَبِيْرًا لَا يَثْبُتُ عَلَى الرَّاحِلَةِ اَفَاَحُجُّ عَنْهُ قَالَ نَعَمْ وَذٰلِكَ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ۔

۱۴۲۵ حدیث (از عبداللہ بن یوسف مالک از ابن شہاب از سلیمان بن یسار) عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ فضل بن عباسؓ (حجۃ الوداع میں) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اونٹ پر سوار تھے۔ اتنے میں خثعم قبیلہ کی ایک (حسین) عورت آئی، فضل اس کی طرف دیکھنے لگے اور وہ عورت فضل کو (جو حسین تھے) دیکھنے لگی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فضل کا منہ (باربار) دوسری طرف پھیرنے لگے۔ اس عورت نے کہا۔ یا رسول اللہ! اللہ نے جو اپنے بندوں پر حج فرض کیا تو ایسے وقت میں کہ میرا باپ سخت بوڑھا ہے اونٹنی پر جم کر بیٹھنے کے قابل نہیں کیا میں اس کی طرف سے حج کر سکتی ہوں؟ آپؐ نے فرمایا ہاں! یہ واقعہ حجۃ الوداع کا ہے۔

---

[۱] اس آیت سے امام بخاری نے حج کی فرضیت ثابت کی اور حج اسلام کے پانچ رکنوں میں سے ایک رکن ہے اور وہ ساری عمر میں ایک بار فرض ہے سنہ ۹ ہجری میں اس کی فرضیت کا حکم ہوا یا ۵ھ یا ۶ھ میں۔ اب اس میں اختلاف ہے کہ حج قدرت کے ساتھ ہی فوراً واجب ہو جاتا ہے یا اس میں دیر کرنا بھی درست ہے حج کی فرضیت کا منکر کافر ہے اور باوجود قدرت کے حج نہ کرنے والے کو بھی تغلیظاً کافر فرمایا۔ ایک حدیث میں ہے جو کوئی قدرت کے ساتھ حج نہ کرے وہ کچھ تعجب نہیں اگر یہودی یا نصرانی ہو کر مرے ۱۲ منہ

باب ۸۸ قَوْلِ اللّٰہِ تَعَالٰی یَاْتُوْکَ رِجَالًا وَّعَلٰی کُلِّ ضَامِرٍ یَّاْتِیْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ لِّیَشْھَدُوْا مَنَافِعَ لَھُمْ فِجَاجًا الطُّرُقُ الْوَاسِعَۃُ۔

باب ۹۶۳ اللہ تعالیٰ کا ارشاد۔ یاتوک رجالا وعلی کل ضامر علی کل یاتین من کل فج عمیق لیشھدوا منافع لھم الخ

پیدل چل کر لوگ تیرے پاس آئیں گے اور دُبلے اونٹوں پر دور دراز رستوں سے آئیں گے اس لئے کہ دین و دنیا کے فوائد حاصل کریں

امام بخاری کہتے ہیں کہ قرآن میں جو فجاج کا لفظ آیا ہے اس کا مطلب کھلے اور کشادہ رستے ہیں۔ ۱؎

۱۲۷۔ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عِیْسٰی قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَھْبٍ عَنْ یُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِھَابٍ اَنَّ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ اَخْبَرَہٗ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَرْکَبُ رَاحِلَتَہٗ بِذِی الْحُلَیْفَۃِ ثُمَّ یُھِلُّ حِیْنَ تَسْتَوِیْ قَائِمَۃً۔

حدیث ۱۴۲۶ (از احمد بن عیسٰی از ابن وہب از یونس از ابن شہاب از سالم ابن عبداللہ بن عمر) ابن عمرؓ فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ آپؐ اپنی اونٹنی پر ذوالحلیفہ میں سوار تھے۔ جب وہ سیدھی کھڑی ہوتی تو آپ لبّیک پکارتے ۲؎

۱۲۸۔ حَدَّثَنَا اِبْرَاھِیْمُ بْنُ مُوْسٰی قَالَ اَخْبَرَنَا الْوَلِیْدُ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَوْزَاعِیُّ سَمِعَ عَطَاءً یُحَدِّثُ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ الْاَنْصَارِیِّ اَنَّ اِھْلَالَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ ذِی الْحُلَیْفَۃِ حِیْنَ اسْتَوَتْ بِہٖ رَاحِلَتُہٗ رَوَاہُ اَنَسٌ وَّابْنُ عَبَّاسٍ یَعْنِیْ حَدِیْثَ اِبْرَاھِیْمَ بْنِ مُوْسٰی۔

حدیث ۱۴۲۷ (از ابراہیم بن موسٰی از ولید از اوزاعی از عطا از جابر بن عبداللہ انصاری) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ذوالحلیفہ سے احرام باندھا۔ جب وہ آپ کو لے کر سیدھی کھڑی ہوتی۔ اس حدیث کو یعنی ابراہیم بن موسٰی کی حدیث کو انس رضؓ اور ابن عباس رضؓ نے بھی روایت کیا ہے ۳؎۔

باب ۸۹ اَلْحَجِّ عَلَی الرَّحْلِ وَقَالَ

اَبَانُ حَدَّثَنَا مَالِکُ بْنُ دِیْنَارٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَۃَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَعَثَ مَعَھَا اَخَاھَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ فَاَعْمَرَھَا مِنَ

باب ۹۶۴ پالان پر سوار ہو کر حج کرنا ۴؎۔

ابان کہتے ہیں ہم سے مالک بن دینار نے بیان کیا۔ انہوں نے قاسم بن محمد سے، انہوں نے حضرت عائشہ رضؓ سے سُنا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بھائی عبدالرحمٰن رضؓ کو ان کے ساتھ بھیجا۔ انہوں نے تنعیم سے انہیں عمرہ کرایا۔

۱؎ اگلی آیت سورۂ حج کی اس باب سے متعلق تھی اور چونکہ اس میں فجّ کا لفظ تھا اور فجاجا اسی کی جمع ہے جو سورۂ نوح میں مراد ہے اس لئے اس کی بھی تفسیر بیان کردی۔ ۱۲ منہ ۲؎ امام بخاری کی غرض ان حدیثوں کے لانے سے یہ ہے کہ حج پیادہ اور سوار ہو کر دونوں طرح درست ہے بعضوں نے کہا ان لوگوں پر رد کیا جو کہتے ہیں کہ حج پیادہ افضل ہے کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو آپ بھی پیادہ حج کرتے مگر آپ نے اونٹنی پر سوار ہو کر کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی پیروی سب سے افضل ہے ۱۲ منہ ۳؎ انس رضؓ اور ابن عباس رضؓ کی حدیثوں کو خود امام بخاری نے اسی کتاب میں وصل کیا ہے ۱۲ منہ ۴؎ مطلب یہ ہے کہ حج میں تکلف کرنا اور آرام کی سواری ڈھونڈنا سنت کے خلاف ہے۔ سادے پالان پر چڑھنا کافی ہے شغدف اور محمل اور عماری عمدہ گدے اور گدے اور تکیے ان چیزوں کی ضرورت نہیں۔ عبادت میں جس قدر مشقت ہو اتنا ہی زیادہ ثواب ہے ۱۲ منہ

التَّنْعِيْمِ وَحَمَلَهَا عَلٰى قَتَبٍ وَّقَالَ عُمَرُ شُدُّوا الرِّحَالَ فِي الْحَجِّ فَإِنَّهٗ أَحَدُ الْجِهَادَيْنِ وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَزْرَةُ بْنُ ثَابِتٍ عَنْ ثُمَامَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَنَسٍ قَالَ حَجَّ أَنَسٌ عَلٰى رَحْلٍ وَّلَمْ يَكُنْ شَحِيْحًا وَّحَدَّثَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَجَّ عَلٰى رَحْلٍ وَّكَانَتْ زَامِلَتَهٗ۔

اور کہا انہیں پالان کی پچھلی لکڑی پر بٹھالیا - اور حضرت عمرؓ نے کہا حج میں پالا نہیں باندھو حج بھی ایک جہاد ہے[1] محمد بن ابو بکرؓ (مقدمی) نے کہا ہم سے یزید بن زریع نے بیان کیا کہا ہم سے عزرہ بن ثابت نے انہوں نے ثمامہ بن عبد اللہ بن انس سے انہوں نے کہا کہ حضرت انس رضؓ نے ایک پالان پر حج کیا اور وہ کچھ بخیل[2] نہ تھے۔ (ان کا یہ کام بخل کی وجہ سے نہیں بلکہ اتباع سنت کے طور پر تھا) اور بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ایک پالان پر سوار ہو کر حج کیا - اسی پر آپؐ کا سامان بھی لدا ہوا تھا[3]

۱۲۹ - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَيْمَنُ بْنُ نَابِلٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اعْتَمَرْتُمْ وَلَمْ أَعْتَمِرْ فَقَالَ يَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ اذْهَبْ بِأُخْتِكَ فَأَعْمِرْهَا مِنَ التَّنْعِيْمِ فَأَحْقَبَهَا عَلٰى نَاقَةٍ فَاعْتَمَرَتْ۔

حدیث ۱۴۲۸ (از عمرو بن علی از ابو عاصم از ایمن بن نابل از قاسم بن محمد) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ آپ حضرات نے تو عمرہ بھی کیا اور میں نے عمرہ نہیں کیا - آپ نے فرمایا اے عبد الرحمٰن اپنی ہمشیرہ کو لے جاؤ اور تنعیم سے عمرہ کرا لاؤ عبد الرحمٰنؓ نے انہیں اونٹنی پر پیچھے بٹھالیا اور انہوں نے عمرہ کیا۔

بَابٌ ۹ فَضْلِ الْحَجِّ الْمَبْرُوْرِ

باب ۹۶۵ مقبول حج کی فضیلت[4]

۱۳۰ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الْأَعْمَالِ أَفْضَلُ قَالَ إِيْمَانٌ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ قِيْلَ ثُمَّ مَاذَا قَالَ جِهَادٌ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ قِيْلَ ثُمَّ مَاذَا قَالَ حَجٌّ مَّبْرُوْرٌ۔

حدیث ۱۴۲۹ (از عبد العزیز بن عبد اللہ از ابراہیم بن سعد از زہری از سعید بن المسیب) حضرت ابو ہریرہ رضؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ سب سے بہتر عمل کونسا ہے؟ آپؐ نے فرمایا - اللہ اور رسول پر ایمان لانا - عرض کیا گیا، پھر کونسا؟ آپؐ نے فرمایا - جہاد فی سبیل اللہ - عرض کیا گیا کہ پھر کونسا؟ آپؐ نے فرمایا، حج مبرور۔

---

[1] کیونکہ حج میں بھی نفس کو سفر کی تکلیفیں اور سختیاں برداشت کرنا پڑتی ہیں ۱۲ منہ [2] یعنی یہ فعل ان کا بخیلی کی وجہ سے نہ تھا بلکہ نفس پر بار ڈالنا اور سنت کی پیروی کرنا منظور تھا ۱۲ منہ [3] تو سنت یہی ہے کہ اونٹ کے دونوں طرف دو تھیلوں میں اپنا سامان رکھے اوپر پالان باندھ کر خود سوار ہو اسی طرح حج کرے شقدف اور شبری باندھنا دونوں سنت نہیں ہیں ۱۲ منہ [4] حدیث میں مبرور کا لفظ ہے - اختلاف ہے کہ حج مبرور کسے کہتے ہیں بعضوں نے کہا جس میں ریا نہ ہو - خالص اللہ کے لئے ہو بعضوں نے کہا جس میں کوئی گناہ نہ کرے - بعضوں نے کہا جس کے بعد حاجی گناہوں سے توبہ کرے اور بعضوں نے کہا جو حج خدا کی بارگاہ میں قبول ہو ۱۲ منہ

۱۳۱- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْمُبَارَكِ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ اَخْبَرَنَا حَبِيْبُ بْنُ اَبِيْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ طَلْحَةَ عَنْ عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنَّهَا قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ نَرَى الْجِهَادَ اَفْضَلَ الْعَمَلِ فَلَا نُجَاهِدُ قَالَ لٰكِنَّ اَفْضَلَ الْجِهَادِ حَجٌّ مَّبْرُوْرٌ۔

(از عبدالرحمٰن بن مبارک از خالد از حبیب بن ابی عمرۃ از عائشہ بنت طلحہ) ام المومنین حضرت عائشہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم سمجھتے ہیں کہ جہاد سب اعمال سے افضل ہے۔ کیا ہم مستورات جہاد نہ کریں؟ آپؐ نے فرمایا مستورات کے لئے افضل جہاد بھی حج مبرور ہے۔

۱۳۲- حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سَيَّارٌ اَبُو الْحَكَمِ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا حَازِمٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ حَجَّ لِلّٰهِ فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ كَيَوْمٍ وَّلَدَتْهُ اُمُّهٗ۔

حدیث ۱۴۳۱ (از آدم از شعبہ از سیار ابوالحکم از ابوحازم) ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے، جو شخص اللہ کے لئے حج کرے، جس میں شہوت اور گناہ کی بات نہ کرے، وہ ایسے پاک ہو جاتا ہے، جیسے نومولود بچہ[1]۔

بَاب ۹۱ فَرْضِ مَوَاقِيْتِ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ

باب ۹۶۶ حج اور عمرہ کی میقاتوں کا بیان[2]

۱۳۳- حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ حَدَّثَنِيْ زَيْدُ بْنُ جُبَيْرٍ اَنَّهٗ اَتٰى عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ فِيْ مَنْزِلِهٖ وَلَهٗ فُسْطَاطٌ وَّسُرَادِقٌ فَسَاَلْتُهٗ مِنْ اَيْنَ يَجُوْزُ اَنْ اَعْتَمِرَ قَالَ فَرَضَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَهْلِ نَجْدٍ قَرْنًا وَّلِاَهْلِ الْمَدِيْنَةِ ذَا الْحُلَيْفَةِ وَلِاَهْلِ الشَّامِ الْجُحْفَةَ۔

حدیث ۱۴۳۲ (از مالک بن اسمٰعیل از زہیر از زید بن جبیر) حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے پاس آئے۔ ان کے ٹھکانے میں دیکھا تو خیمہ لگا ہوا ہے۔ قنات[3] کھڑی کی ہوئی ہے۔ زید کہتے ہیں میں نے ان سے پوچھا عمرے کا احرام کہاں سے باندھوں؟ آپؐ نے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نجد والوں کے لئے قرن[4]، مدینے والوں کے لئے ذوالحلیفہ اور شام والوں کے لئے جحفہ مقرر کیا ہے۔

بَاب ۹۲ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى

باب ۹۶۷ اللہ تعالیٰ کا ارشاد، وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى (البقرۃ، ۱۹۷) توشہ لے کر چلو اور بہترین توشہ تقویٰ ہے۔)

---

[1] اس حدیث سے بعضوں نے یہ نکالا ہے کہ حج مقبول سے حقوق العباد بھی معاف ہو جاتے ہیں بعضوں نے کہا حقوق العباد معاف ہوتے ہیں نہ حقوق اللہ واللہ اعلم ۱۲ منہ [2] میقات اس مقام کو کہتے ہیں جہاں سے حج یا عمرے کا احرام باندھنا چاہیئے۔ اور وہاں سے بغیر احرام کے آگے بڑھنا ناجائز ہے اب اختلاف ہے اس میں کہ میقات سے پہلے ہی احرام باندھ لینا درست ہے یا نہیں بعضوں نے کہا مکروہ ہے ۱۲ منہ [3] شاید ان کے ساتھ زنانہ ہوگا پردے کیلئے قنات کھڑی ہوگی ۱۲ منہ [4] قرن، مکہ سے دو منزل پر طائف کے قریب ہے اور ذوالحلیفہ مدینہ سے چھ میل کے فاصلہ پر ہے اور جحفہ مکہ سے پانچ منزل ہے یا چھ یا تین منزل پر قسطلانی نے کہا، اب لوگ جحفہ کے بدل رابغ سے احرام باندھ لیتے ہیں جو جحفہ کے برابر ہے کیونکہ جحفہ ویران ہے وہاں کی آب و ہوا خراب ہے کوئی وہاں نہیں جاتا نہ اترتا ہے ۱۲ منہ

۱۳۴- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بِشْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ عَنْ وَرْقَاءَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ أَهْلُ الْيَمَنِ يَحُجُّونَ وَلَا يَتَزَوَّدُونَ وَيَقُولُونَ نَحْنُ الْمُتَوَكِّلُونَ فَإِذَا قَدِمُوا مَكَّةَ سَأَلُوا النَّاسَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ وَتَزَوَّدُوا فَإِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوَى رَوَاهُ ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو عَنْ عِكْرِمَةَ مُرْسَلًا-

حدیث ۱۴۳۳ (از یحییٰ بن بشر از شبابہ از ورقاء از عمرو بن دینار از عکرمہ) ابن عباسؓ کہتے ہیں اہل یمن حج کیا کرتے تھے اور توشہ (خرچ) ساتھ نہیں لاتے تھے اور کہتے تھے ہم متوکل ہیں۔ جب مکے میں پہنچتے، تو لوگوں سے بھیک مانگتے اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری۔ وَتَزَوَّدُوا فَإِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوَى (البقرہ: ۱۹۷) (توشہ لیا کرو اور بہترین توشہ سوال سے بچنا ہے) ابن عیینہ بحوالہ عمرو، عکرمہ سے مرسلا روایت کیا ہے [۱]

بَابُ ۹۳ مُهَلِّ أَهْلِ مَكَّةَ لِلْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ

باب ۹۶۸ مکی لوگ حج اور عمرہ کے لئے کہاں سے احرام باندھیں؟

۱۳۵- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَّتَ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ ذَا الْحُلَيْفَةِ وَلِأَهْلِ الشَّامِ الْجُحْفَةَ وَلِأَهْلِ نَجْدٍ قَرْنَ الْمَنَازِلِ وَلِأَهْلِ الْيَمَنِ يَلَمْلَمَ هُنَّ لَهُنَّ وَلِمَنْ أَتَى عَلَيْهِنَّ مِنْ غَيْرِهِنَّ مِمَّنْ أَرَادَ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ وَمَنْ كَانَ دُونَ ذَلِكَ فَمِنْ حَيْثُ أَنْشَأَ حَتَّى أَهْلُ مَكَّةَ مِنْ مَكَّةَ

حدیث ۱۴۳۴ (از موسیٰ بن اسمٰعیل از وہیب از ابن طاؤس از طاؤس) حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینے والوں کے لئے احرام باندھنے کا مقام ذوالحلیفہ اور شام والوں کے لئے جحفہ مقرر کیا اور اہل نجد کے لئے قرن المنازل، یمن والوں کے لئے یلملم [۲] مقرر کیا۔ یہ ان ممالک کے لئے بھی ہیں اور ان کے لئے بھی جو ان ملکوں کے راستوں سے حج اور عمرہ کے ارادے [۳] سے آئیں اور جو ان مقاموں کے اندرونی حدود میں رہتا ہو یعنی مکے کی جانب، تو وہ جہاں سے چلیں احرام باندھیں حتیٰ کہ مکے والے مکہ سے احرام باندھیں۔

بَابُ ۹۴ مِيقَاتِ أَهْلِ الْمَدِينَةِ وَلَا يُهِلُّوا قَبْلَ ذِي الْحُلَيْفَةِ-

باب ۹۶۹ اہل مدینہ کا میقات، وہ ذوالحلیفہ پہنچنے سے پہلے احرام نہ باندھیں۔

۱۳۶- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُهِلُّ أَهْلُ

حدیث ۱۴۳۵ (از عبداللہ بن یوسف از مالک از نافع از عبداللہ بن عمرؓ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مدینہ والے ذوالحلیفہ سے، شامی جحفہ سے نجدی قرن سے احرام باندھیں۔ عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ مجھے

---

[۱] اس میں ابن عباسؓ کا ذکر نہیں ہے مرسل اسی حدیث کو کہتے ہیں کہ تابعی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کرے اور صحابی کا نام نہ لے ۱۲ منہ [۲] یلملم ایک پہاڑ ہے مکے سے دو منزل پر ہندوستان سے جو لوگ مکہ کو جاتے ہیں وہ جہاز ہی میں سے اس پہاڑ کے برابر پہنچ کر احرام باندھ لیتے ہیں ۱۲ منہ [۳] معلوم ہوا کہ اگر تجارت یا اور کسی ضروری کام کے لئے کوئی ان مقاموں سے احرام باندھنا ضروری نہیں لیکن حج یا عمرے کی نیت ہو اور میقات سے بغیر احرام باندھے آگے بڑھ جائے تو گنہگار ہوگا اور اس پر دم لازم آئے گا اور سعید بن جبیر کے نزدیک اس کا حج یا عمرہ صحیح نہ ہوگا ۱۲ منہ [۴] شاید امام بخاری کا مذہب یہ ہے کہ میقات سے پہلے احرام باندھنا درست نہیں ہے۔ اسحاق اور داؤد کا بھی یہی قول ہے۔ جمہور کے نزدیک درست ہے یہ میقات مکانی میں اختلاف ہے لیکن میقات زمانی یعنے حج کے مہینوں سے پہلے حج کا احرام باندھنا تو بالاتفاق درست نہیں ہے ۱۲ منہ۔

الْمَدِينَةِ مِنْ ذِي الْحُلَيْفَةِ وَأَهْلُ الشَّامِ مِنَ الْجُحْفَةِ وَأَهْلُ نَجْدٍ مِنْ قَرْنٍ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ وَبَلَغَنِي أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَيُهِلُّ أَهْلُ الْيَمَنِ مِنْ يَلَمْلَمَ۔

یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یمنی یلملم سے احرام باندھیں۔

باب ۹۵ مُهَلِّ أَهْلِ الشَّامِ

باب ۹۷۰ شامیوں کے احرام باندھنے کی جگہ۔

۱۳۷۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ وَقَّتَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ ذَا الْحُلَيْفَةِ وَلِأَهْلِ الشَّامِ الْجُحْفَةَ وَلِأَهْلِ نَجْدٍ قَرْنَ الْمَنَازِلِ وَلِأَهْلِ الْيَمَنِ يَلَمْلَمَ فَهُنَّ لَهُنَّ وَلِمَنْ أَتَى عَلَيْهِنَّ مِنْ غَيْرِ أَهْلِهِنَّ لِمَنْ كَانَ يُرِيدُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فَمَنْ كَانَ دُونَهُنَّ فَمُهَلُّهُ مِنْ أَهْلِهِ وَكَذٰلِكَ حَتّٰى أَهْلُ مَكَّةَ يُهِلُّونَ مِنْهَا۔

حدیث ۱۴۳۶ (از مسدد از حماد از عمرو بن دینار از طاؤس) ابن عباس فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدنیوں کے لئے ذوالحلیفہ، شامیوں کے لئے جحفہ، نجدیوں[1] کے لئے قرن المنازل، یمنیوں کے لئے یلملم جائے احرام مقرر فرمایا جہاں راستوں سے بارادہ حج وعمرہ کے لیے آئیں اس کے لیے جائے احرام ہیں جو لوگ ان کے اس طرف مکہ کی جانب رہتے ہیں وہ جہاں سے چلیں وہاں سے احرام باندھیں۔ اسی طرح مکے والے مکے سے احرام باندھیں۔

باب ۹۶ مُهَلِّ أَهْلِ نَجْدٍ

باب ۹۷۱ اہل نجد کی جائے احرام پوشی[1]۔

۱۳۸۔ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَفِظْنَاهُ مِنَ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ وَقَّتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح قَالَ وَحَدَّثَنِي أَحْمَدُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مُهَلُّ أَهْلِ الْمَدِينَةِ ذُو الْحُلَيْفَةِ وَمُهَلُّ أَهْلِ الشَّامِ مَهْيَعَةُ وَهِيَ الْجُحْفَةُ وَأَهْلِ نَجْدٍ قَرْنٌ قَالَ ابْنُ عُمَرَ زَعَمُوا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَلَمْ أَسْمَعْهُ وَمُهَلُّ أَهْلِ الْيَمَنِ يَلَمْلَمُ۔

حدیث ۱۴۳۷ (از علی از سفیان از زہری از سالم) ان کے والد کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دوسری سند (از احمد از ابن وہب از یونس از ابن شہاب از سالم بن عبداللہ) ان کے والد کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے اہل مدینہ کا مُہل (جائے احرام پوشی) ذوالحلیفہ ہے اہل شام کا مَہیعہ یعنی جحفہ ہے۔ اہل نجد کا قرن۔ ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ لوگ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا۔ کہ یمن والوں کے لئے یلملم ہے مگر یہ آخری بات میں نے خود نہیں سنی۔

---

[1] نجد وہ ملک ہے جو عرب کا بالائی حصہ تہامہ سے عراق تک واقع ہے بعضوں نے کہا حبش سے لے کر کوفہ کے نواح تک اس کی مغربی حد حجاز ہے ۱۲ منہ

باب ۹۷ مُهَلِّ مَنْ كَانَ دُونَ الْمَوَاقِيتِ

۱۳۹ا- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عَمْرٍو عَنْ طَاؤُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَّتَ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ ذَا الْحُلَيْفَةِ وَلِأَهْلِ الشَّامِ الْجُحْفَةَ وَلِأَهْلِ الْيَمَنِ يَلَمْلَمَ وَلِأَهْلِ نَجْدٍ قَرْنًا فَهُنَّ لَهُنَّ وَلِمَنْ أَتَى عَلَيْهِنَّ مِنْ غَيْرِ أَهْلِهِنَّ مِمَّنْ كَانَ يُرِيدُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فَمَنْ كَانَ دُونَهُنَّ فَمِنْ أَهْلِهِ حَتَّى إِنَّ أَهْلَ مَكَّةَ يُهِلُّونَ مِنْهَا۔

باب ۹۷۲ میقات کے ادھر رہنے والوں کے احرام باندھنے کی جگہ

حدیث ۱۴۳۸ (از قتیبہ از حماد از عمرو از طاؤس) ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل مدینہ کے لئے ذوالحلیفہ، اہل شام کے لئے جحفہ، اہل یمن کے لئے یلملم، اہل نجد کے لئے قرن، میقات مقرر فرمائے جو ان علاقوں سے یا ان کے راستوں سے حج یا عمرہ کے لئے آئیں۔ مگر جو لوگ ان حدود کے اس طرف (مکے کی جانب) رہتے ہوں وہ اپنے گھر سے احرام باندھیں۔ حتّٰی کہ اہل مکہ، خود مکے سے۔

باب ۹۸ مُهَلِّ أَهْلِ الْيَمَنِ

۱۴۰ا- حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ طَاؤُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَّتَ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ ذَا الْحُلَيْفَةِ وَلِأَهْلِ الشَّامِ الْجُحْفَةَ وَلِأَهْلِ نَجْدٍ قَرْنَ الْمَنَازِلِ وَلِأَهْلِ الْيَمَنِ يَلَمْلَمَ هُنَّ لِأَهْلِهِنَّ وَلِكُلِّ آتٍ أَتَى عَلَيْهِنَّ مِنْ غَيْرِهِمْ مِمَّنْ أَرَادَ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فَمَنْ كَانَ دُونَ ذٰلِكَ فَمِنْ حَيْثُ أَنْشَأَ حَتَّى أَهْلُ مَكَّةَ مِنْ مَكَّةَ۔

باب ۹۷۳ یمن والے کہاں سے احرام باندھیں؟

حدیث ۱۴۳۹ (از معلی بن اسد از وہیب از عبداللہ بن طاؤس از طاؤس) ابن عباس فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل مدینہ کے لئے ذوالحلیفہ، اہل شام کے لئے جحفہ، اہل نجد کے لئے قرن المنازل، اہل یمن کے لئے یلملم میقات مقرر فرمائے۔ یہ ان ممالک اور ان ممالک کے راستوں سے آنے والوں کے لئے جو حج و عمرہ کا مقصد رکھتے ہوں، میقات ہیں۔ جو ان مقاموں کے اندرونی جانب رہتے ہوں تو جہاں سے چلیں، وہیں سے احرام باندھیں۔ حتّٰی کہ مکہ والے مکہ سے۔

باب ۹۹ ذَاتُ عِرْقٍ لِأَهْلِ الْعِرَاقِ

۱۴۱ا- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ لَمَّا فُتِحَ هٰذَانِ الْمِصْرَانِ أَتَوْا عُمَرَ فَقَالُوا يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّ لِأَهْلِ نَجْدٍ قَرْنًا وَهُوَ

باب ۹۷۴ اہل عراق کے لئے ذات عرق۔

حدیث ۱۴۴۰ (از علی بن مسلم از عبداللہ بن نمیر از عبیداللہ از نافع) عبداللہ ابن عمر فرماتے ہیں جب یہ دونوں شہر (بصرہ اور کوفہ) فتح ہوئے تو لوگوں نے امیرالمومنین حضرت عمرؓ سے کہا یا امیرالمومنین! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نجد والوں کے لئے میقات قرن مقرر فرمایا ہے ہمارا راستہ ادھر سے نہیں ہے۔ اگر ہم قرن سے جائیں تو مشکل ہوتی ہے

لہ عراق وہ ٹکڑا ہے عرب کے ملک کا جو ایران اور فارس سے ملا ہوا ہے۔ بصرہ، کوفہ، کربلا، کاظمین، حلہ، حیرہ اور موصل یہ عراق کے بڑے بڑے شہر ہیں۔

جَوْرٌ عَنْ طَرِيْقِنَا وَإِنَّا إِنْ أَرَدْنَا قَرْنًا شَقَّ عَلَيْنَا قَالَ فَانْظُرُوْا حَذْوَهَا مِنْ طَرِيْقِكُمْ فَحَدَّ لَهُمْ ذَاتَ عِرْقٍ -

حضرت عمرؓ نے فرمایا۔ تم اس کے برابر کوئی دوسرا مقام اپنے رستہ میں بتاؤ۔ آخر آپؓ نے ان کے لئے ذات عرق مقرر کردیا۔ [۱]

بَابٌ ۱۰ الصَّلٰوةِ بِذِي الْحُلَيْفَةِ

باب ۹۷۵ ذوالحلیفہ میں احرام باندھتے وقت نماز پڑھنا

۱۴۴۲ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَاخَ بِالْبَطْحَاءِ بِذِي الْحُلَيْفَةِ فَصَلّٰى بِهَا وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ -

حدیث ۱۴۴۲) از عبداللہ بن یوسف از مالک از نافع از عبداللہ بن عمرؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اونٹنی ذوالحلیفہ کے پتھریلے میدان پر بٹھائی، وہاں نماز پڑھی (یعنی احرام کا دوگانہ)، عبداللہ ابن عمر بھی ایسے ہی کیا کرتے تھے۔

بَابٌ ۱۰ خُرُوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى طَرِيْقِ الشَّجَرَةِ

باب ۹۷۶ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا شجرہ پر سے گزر کر جانا [۲]

۱۴۴۳ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَخْرُجُ مِنْ طَرِيْقِ الشَّجَرَةِ وَيَدْخُلُ مِنْ طَرِيْقِ الْمُعَرَّسِ وَأَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا خَرَجَ إِلٰى مَكَّةَ يُصَلِّيْ فِيْ مَسْجِدِ الشَّجَرَةِ وَإِذَا رَجَعَ صَلّٰى بِذِي الْحُلَيْفَةِ بِبَطْنِ الْوَادِيْ وَبَاتَ حَتّٰى يُصْبِحَ -

حدیث ۱۴۴۳) از ابراہیم بن منذر از انس بن عیاض از عبید اللہ از نافع عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شجرہ کے راستے سے (مدینہ سے) روانہ ہوا کرتے اور معرّس کے [۳] راستے سے مدینہ میں آتے۔ نیز جب آپؐ مدینے سے مکہ کو جاتے تو شجرہ کی مسجد میں نماز پڑھا کرتے۔ اور جب لوٹ کر آتے تو رات کو ذوالحلیفہ میں نالے کے نشیب میں ٹھہر جاتے اور صبح تک وہیں رہتے [۴]

---

[۱] یہ مقام مکہ سے بیالیس میل پر ہے بہ ظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمرؓ نے یہ مقام اپنی رائے اور اجتہاد سے مقرر کیا مگر جابرؓ کی روایت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عراق والوں کا میقات ذات عرق مروی ہے گو اس کے مرفوع ہونے میں شک ہے اس روایت سے یہ بھی نکلا کہ اگر کوئی مکہ میں حج یا عمرے کی نیت سے اور کسی رستے سے آئے جس میں کوئی میقات راہ میں نہ پڑے تو جس میقات کے مقابل پہنچے وہاں سے احرام باندھ لے بعضوں نے کہا اگر کسی میقات کی برابری معلوم نہ ہو سکے تو جو میقات سب سے دور ہے اتنی دور سے احرام باندھ لے میں کہتا ہوں ابو داؤد اور نسائی نے باسناد صحیح حضرت عائشہؓ سے نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عراق والوں کے لئے ذات عرق مقرر کیا اور احمد اور دار قطنی نے عبداللہ بن عمرو بن عاص سے بھی ایسا نکالا پس حضرت عمرؓ کا اجتہاد حدیث کے مطابق پڑا ۱۲ منہ [۲] شجرہ ایک درخت تھا ذوالحلیفہ کے قریب۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسی راہ سے آتے اور جاتے۔ اب وہاں ایک مسجد بن گئی ۱۲ منہ [۳] معرّس عرب کی زبان میں اس کو کہتے ہیں جہاں مسافر رات کو اترے یہ معرّس ذوالحلیفہ کی مسجد کے تلے واقع ہے اور ذوالحلیفہ کی بہ نسبت مدینہ سے زیادہ قریب ہے ۱۲ منہ [۴] دن کی روشنی میں مدینہ میں داخل ہوتے۔ سنت بھی ہے کہ مسافر جب دوسرے ملک سے کہیں آئے تو رات کو نہ جائے دن کو اپنے گھر میں داخل ہو۔ اگر راستہ میں رات ہو جائے تو وہیں ٹھہر جائے۔ ۱۲ منہ

بَاب ۱۰۲ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَقِيقُ وَادٍ مُّبَارَكٌ

۱۴۴۳ - حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ وَبِشْرُ بْنُ بَكْرٍ التِّنِّيسِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي يَحْيَى حَدَّثَنِي عِكْرِمَةُ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ إِنَّهُ سَمِعَ عُمَرَ يَقُولُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِوَادِي الْعَقِيقِ يَقُولُ أَتَانِي اللَّيْلَةَ آتٍ مِّنْ رَّبِّي فَقَالَ صَلِّ فِي هَذَا الْوَادِي الْمُبَارَكِ وَقُلْ عُمْرَةٌ فِي حَجَّةٍ۔

باب ۹۷۷ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی۔ عقیق[1] کا نالہ برکت والا ہے (عقیق کی وادی برکت والی ہے)

حدیث ۱۴۴۳ (از حمیدی از ولید و بشر بن بکر تنیسی از اوزاعی از یحیی از عکرمہ از ابن عباسؓ) حضرت عمرؓ فرماتے تھے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے وادی عقیق کے متعلق سنا، آپ فرماتے تھے۔ آج رات میرے رب کی جانب سے ایک آنے والا (فرشتہ) آیا۔ اور کہنے لگا۔ اس برکت والی وادی میں نماز پڑھ اور کہہ کہ عمرہ، حج میں شامل ہو گیا[2]۔

۱۴۴۴ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ أُرِيَ وَهُوَ فِي مُعَرَّسِهِ بِذِي الْحُلَيْفَةِ بِبَطْنِ الْوَادِي قِيلَ لَهُ إِنَّكَ بِبَطْحَاءَ مُبَارَكَةٍ وَقَدْ أَنَاخَ بِنَا سَالِمٌ يَتَوَخَّى الْمُنَاخَ الَّذِي كَانَ عَبْدُ اللهِ يُنِيخُ يَتَحَرَّى مُعَرَّسَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ أَسْفَلُ مِنَ الْمَسْجِدِ الَّذِي بِبَطْنِ الْوَادِي بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الطَّرِيقِ وَسَطٌ مِّنْ ذَلِكَ۔

حدیث ۱۴۴۴ (از محمد بن ابی بکر از فضیل بن سلیمان از موسیٰ بن عقبہ از سالم ابن عبداللہ از حضرت عبداللہ بن عمرؓ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دکھایا گیا کہ آپؐ ذوالحلیفہ کے نالے کے نشیب میں اترے ہیں۔ آپؐ سے کہا گیا کہ تم بابرکت میدان میں مقیم ہو۔ موسیٰ بن عقبہ نے کہا۔ سالمؓ نے ہم کو بھی وہاں ٹھہرایا۔ وہ اس مقام کی تلاش کر رہے تھے جہاں حضرت عبداللہ اونٹ کو بٹھایا کرتے تھے۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات کو اترا کرتے تھے۔ وہ مقام اس مسجد کے نشیبی طرف ہے جو نالے کے نشیب میں واقع ہے۔ اور وہ اترنے والوں اور راستے کے بالکل درمیان ہے۔

بَاب ۱۰۳ غَسْلِ الْخَلُوقِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ مِّنَ الثِّيَابِ۔

۱۴۴۵ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ النَّبِيلُ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ أَنَّ صَفْوَانَ بْنَ يَعْلَى أَخْبَرَهُ أَنَّ يَعْلَى قَالَ

باب ۹۷۸ خوشبو دار کپڑوں کو احرام باندھنے سے پہلے تین بار دھونا۔

حدیث ۱۴۴۵ (از محمد از ابو عاصم نبیل از ابن جریج از عطا از صفوان بن یعلی) یعلی بن امیہ نے حضرت عمرؓ سے کہا کہ مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہونے کا کوئی موقعہ دکھائیے۔ تو ایک بار یہ

---

[1] وادی عقیق بقیع کے قریب ہے مدینہ سے چار میل کے فاصلے پر ۱۲ منہ

[2] یعنی قران جائز ہے یعنی حج اور عمرہ دونوں کا ایک ساتھ احرام باندھنا۔ بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے۔ حج کے ساتھ عمرے کی بھی نیت کرلے یعنی قران کرے ۱۲ منہ

لِعُمَرَ اَرِنِی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حِیْنَ یُوْحٰی اِلَیْہِ قَالَ فَبَیْنَمَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِالْجِعِرَّانَۃِ وَمَعَہٗ نَفَرٌ مِّنْ اَصْحَابِہٖ جَآءَہٗ رَجُلٌ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ کَیْفَ تَرٰی فِیْ رَجُلٍ اَحْرَمَ بِعُمْرَۃٍ وَّھُوَ مُتَضَمِّخٌ بِطِیْبٍ فَسَکَتَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَاعَۃً فَجَآءَہُ الْوَحْیُ فَاَشَارَ عُمَرُ اِلٰی یَعْلٰی فَجَآءَ یَعْلٰی وَعَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثَوْبٌ قَدْ اُظِلَّ بِہٖ فَاَدْخَلَ رَاْسَہٗ فَاِذَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مُحْمَرُّ الْوَجْہِ وَھُوَ یَغِطُّ ثُمَّ سُرِّیَ عَنْہُ فَقَالَ اَیْنَ الَّذِیْ سَاَلَ عَنِ الْعُمْرَۃِ فَاُتِیَ بِرَجُلٍ فَقَالَ اغْسِلِ الطِّیْبَ الَّذِیْ بِکَ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ وَّانْزِعْ عَنْکَ الْجُبَّۃَ وَاصْنَعْ فِیْ عُمْرَتِکَ کَمَا تَصْنَعُ فِیْ حَجِّکَ فَقُلْتُ لِعَطَآءٍ اَرَادَ الْاِنْقَآءَ حِیْنَ اَمَرَہٗ اَنْ یَّغْسِلَ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ قَالَ نَعَمْ۔

اتفاق ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جعرانہ میں تھے۔ آپ کے ساتھ چند صحابہ بھی تھے۔ اتنے میں ایک شخص آیا[1]۔ اس نے پوچھا، یا رسول اللہ! اس کے متعلق کیا ارشاد ہے جو عمرے کا احرام باندھے اور وہ کپڑا خوشبو دار ہو۔ یہ سن کر آپؐ ایک گھڑی تک خاموش رہے۔ آپؐ پر نزول وحی شروع ہو گیا حضرت عمرؓ نے یعلٰی کو اشارہ کیا۔ وہ آئے۔ دیکھا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک کپڑا سب طرف سے گھیر دیا گیا ہے یعلٰیؓ نے اپنا سر اس کے اندر ڈالا۔ کیا دیکھتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک سرخ ہو رہا ہے اور آپ خراٹے لے رہے ہیں۔ پھر یہ حالت جاتی رہی۔ تو آپ نے فرمایا! وہ شخص کہاں گیا؟ جو عمرے کے متعلق مسئلہ دریافت کرتا تھا؟ لوگ اسے بلا لائے۔ آپؐ نے فرمایا! جو خوشبو تجھے لگی ہوا سے تین بار دھو ڈال اور کرتہ یا جبہ اتار ڈال۔ اور جن باتوں سے حج میں پرہیز کرتا ہے عمرے میں بھی کر۔

ابن جریج کہتے ہیں میں نے عطاءؒ سے پوچھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اسے تین بار دھونے کا حکم دیا۔ کیا اس کا مقصد خوب صاف کرنا ہے؟ انہوں نے جواب دیا "ہاں"۔[2]

بَابُ ۱۰۴ اَلطِّیْبِ عِنْدَ الْاِحْرَامِ

وَمَا یَلْبَسُ اِذَا اَرَادَ اَنْ یُّحْرِمَ وَیَتَرَجَّلُ وَیَدَّھِنُ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ یَّشُمُّ الْمُحْرِمُ الرَّیْحَانَ وَیَنْظُرُ فِی الْمِرْاٰۃِ وَیَتَدَاوٰی بِمَا یَاْکُلُ

باب ۹۷۹ احرام باندھنے کے وقت خوشبو لگانا اور

احرام کا قصد کرے تو کیا کپڑے پہنے اور کنگھی کرے نیز تیل ڈالے۔ ابن عباسؓ کہتے ہیں، محرم خوشبودار پھول سونگھ سکتا ہے، شیشہ دیکھ سکتا ہے اور کھانے پینے کی چیزوں سے جیسے تیل گھی وغیرہ سے[3] دوا بھی کر سکتا ہے۔

---

[1] حافظ نے کہا اس شخص کا نام معلوم نہیں ہوا لیکن ابن فتحون نے ذیل میں طرطوشی کی تفسیر سے نقل کیا کہ اس کا نام عطاء ابن امیہ تھا ابن فتحون نے کہا اگر یہ صحیح ہو تو وہ یعلٰی بن امیہ کا بھائی ہے جو راوی ہے اس حدیث کا ۱۲ منہ [2] اس حدیث سے ان لوگوں نے دلیل لی جو احرام کے وقت خوشبو لگانا جائز نہیں سمجھتے۔ کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس خوشبو کے اثر کو تین بار دھو ڈالنے کا حکم فرمایا۔ امام مالک اور امام محمد کا یہی قول ہے اور جمہور علماء کے نزدیک احرام باندھتے وقت خوشبو لگانا درست ہے گو اس کا اثر احرام کے بعد باقی رہے۔ وہ کہتے ہیں یعلٰی کی حدیث ۸ھ کی ہے اور ۱۰ھ یعنی حجۃ الوداع میں حضرت عائشہؓ نے احرام باندھتے وقت آپ کے خوشبو لگائی اور یہ آخری فعل پہلے حکم کا ناسخ ہے ۱۲ منہ [3] اس حدیث کو سعید بن منصور نے وصل کیا دارقطنی کی روایت میں یوں ہے اور حمام میں جا سکتا ہے اور داڑھ میں درد ہو تو دوا لگا سکتا ہے پھوڑا پھوڑ سکتا ہے اگر ناخن ٹوٹ گیا ہو تو اتنا ٹکڑا نکال سکتا ہے۔ پھول سونگھنے میں اختلاف ہے اسحاق نے کہا درست ہے امام احمد نے اس میں توقف کیا۔ امام شافعیؒ نے حرام کہا حنفیہ اور مالکیہ مکروہ کہتے ہیں ۱۲ منہ

الزَّيْتَ وَالسَّمْنَ وَقَالَ عَطَاءٌ يَتَخَتَّمُ وَيَلْبَسُ الْهِمْيَانَ وَطَافَ ابْنُ عُمَرَ وَهُوَ مُحْرِمٌ وَقَدْ حَزَمَ عَلَى بَطْنِهِ بِثَوْبٍ وَلَمْ تَرَ عَائِشَةُ بِالتُّبَّانِ بَأْسًا قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ تَعْنِي لِلَّذِينَ يَرْحَلُونَ هَوْدَجَهَا۔

عطاء بن ابی رباح کہتے ہیں انگوٹھی پہن سکتا ہے۔ ہمیانی باندھ سکتا ہے ابن عمرؓ احرام کی حالت میں طواف کر رہے تھے ان کے پیٹ پر کپڑا بندھا ہوا تھا ؏ حضرت عائشہؓ جانگیا ؏ پہننے میں قباحت نہیں سمجھتی تھیں۔ امام بخاری رح کہتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ ان لوگوں کے لئے جو ان کے اونٹ پر ہودہ باندھتے تھے، جانگیہ پہننے میں قباحت نہیں سمجھتی تھیں۔

۱۴۷ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ يَدَّهِنُ بِالزَّيْتِ فَذَكَرْتُهُ لِإِبْرَاهِيمَ فَقَالَ مَا تَصْنَعُ بِقَوْلِهِ حَدَّثَنِي الْأَسْوَدُ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى وَبِيصِ الطِّيبِ فِي مَفَارِقِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ۔

حدیث ۱۴۴۶ (از محمد بن یوسف از سفیان از منصور) سعید بن جبیر کہتے ہیں ابن عمر احرام باندھتے وقت بالوں میں سادہ تیل ڈالتے تھے۔ میں نے یہ بات ابراہیم نخعی سے بیان کی۔ انہوں نے کہا تو ان کی بات کیا کرتا ہے؟ مجھے تو اسود نے حضرت عائشہؓ سے یہ حدیث نقل کی گویا میں دیکھ رہی ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو خوشبو احرام کی حالت میں لگاتے وہ آپ کے بالوں کی مانگ میں چمک رہی ہے یعنی وہ منظر آج تک یاد ہے، گویا اب ایسا ہو رہا ہے

۱۴۸ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ كُنْتُ أُطَيِّبُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِإِحْرَامِهِ حِينَ يُحْرِمُ وَلِحِلِّهِ قَبْلَ أَنْ يَطُوفَ بِالْبَيْتِ۔

حدیث ۱۴۴۷ (از عبداللہ بن یوسف از مالک از عبدالرحمن بن قاسم از قاسم) ام المومنین حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خوشبو لگاتی، جب آپ احرام باندھنے لگتے۔ اور اسی طرح خوشبو لگاتی جب آپ طواف الزیارت سے پہلے احرام کھول ڈالتے ؏۔

بَابُ ۹۸۰ مَنْ أَهَلَّ مُلَبِّدًا

باب ۹۸۰ بالوں کو جما کر احرام باندھنا ؏

۱۰۵ حَدَّثَنَا أَصْبَغُ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُهِلُّ مُلَبِّدًا

حدیث ۱۴۴۸ (از اصبغ از ابن وہب از یونس از ابن شہاب از سالم) ان کے والد عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ بالوں کو جمائے لبیک کہہ رہے تھے۔

؏ اس کو ابن ابی شیبہ نے وصل کیا ۱۲ منہ ؏ اس کو امام شافعی نے طاؤس کے طریق سے وصل کیا۔ ۱۲ منہ ؏ اس کو سعید بن منصور نے وصل کیا۔ یہ حضرت عائشہ رضؓ کا اجتہاد ہے۔ جمہور علماء کے نزدیک احرام میں جانگیا پہننا درست نہیں کیونکہ جانگیا اور پاجامہ کا ایک ہی حکم ہے۔ ۱۲ منہ ؏ دسویں تاریخ جب جمرۂ عقبہ کی رمی کر لے، سر منڈا لے تو عورتوں کے سوا اور سب چیزیں جن کا احرام میں پرہیز تھا درست ہو جاتی ہیں۔ طواف الزیارت کے بعد عورتوں سے صحبت کرنا درست ہو جاتا ہے ۱۲ منہ ؏ احرام باندھتے وقت اس خیال سے کہ بال پریشان نہ ہوں ان میں گرد و غبار زیادہ نہ سمائے بالوں کو گوند یا خطمی یا کسی اور لعاب سے جما لیتے ہیں عربی میں اس کو تلبید کہتے ہیں۔ ۱۲ منہ

باب ۱۰۶ الْإِهْلَالِ عِنْدَ مَسْجِدِ ذِي الْحُلَيْفَةِ ـ

۱۵۰ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ قَالَ سَمِعْتُ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَاهُ يَقُولُ مَا أَهَلَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا مِنْ عِنْدِ الْمَسْجِدِ يَعْنِي مَسْجِدَ ذِي الْحُلَيْفَةِ ـ

باب ۹۸۱ ذوالحلیفہ کی مسجد کے پاس احرام باندھنا ـ

حدیث ۱۴۴۹ (از علی بن عبداللہ از سفیان از موسیٰ بن عقبہ از سالم بن عبداللہ از ابن عمرؓ) دوسری سند (از عبداللہ بن مسلمہ از مالک از موسیٰ بن عقبہ از سالم بن عبداللہ) عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ذوالحلیفہ کی مسجد کے پاس سے ہی احرام باندھا۔ یعنی لبیک[۱] پکارنا شروع کیا ـ

باب ۱۰۷ مَا لَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ مِنَ الثِّيَابِ ـ

۱۵۱ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ مِنَ الثِّيَابِ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَلْبَسُ الْقُمُصَ وَلَا الْعَمَائِمَ وَلَا السَّرَاوِيلَاتِ وَلَا الْبَرَانِسَ وَلَا الْخِفَافَ إِلَّا أَحَدٌ لَا يَجِدُ نَعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسْ خُفَّيْنِ وَلْيَقْطَعْهُمَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ وَلَا تَلْبَسُوا مِنَ الثِّيَابِ شَيْئًا مَسَّهُ زَعْفَرَانٌ أَوْ وَرْسٌ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ يَغْسِلُ الْمُحْرِمُ رَأْسَهُ وَلَا يَتَرَجَّلُ وَلَا يَحُكُّ جَسَدَهُ وَيُلْقِي الْقَمْلَ مِنْ رَأْسِهِ وَجَسَدِهِ فِي الْأَرْضِ ـ

باب ۹۸۲ محرم کونسے کپڑے باندھے؟ اور کونسے نہیں

حدیث ۱۴۵۰ (از عبداللہ بن یوسف از مالک از نافع از عبداللہ بن عمرؓ) ایک شخص[۲] نے کہا یا رسول اللہ! محرم کونسے کپڑے پہنے؟ آپ نے فرمایا کرتہ نہ پہنے، نہ عمامہ، نہ پاجامہ، نہ کنٹوپ یا باران کوٹ نہ موزہ، مگر جسے جوتیاں نہ ملیں، وہ موزوں کو ٹخنوں سے نیچے تک کاٹ کر پہن سکتا ہے۔ اور وہ کپڑا بھی احرام میں نہ پہنو جس میں زعفران یا ورس[۳] لگی ہو۔ (ورس ایک خوشبودار گھاس کو کہتے ہیں۔ ان کپڑوں کی نفی کر کے اجازت دئے ہوئے کپڑے کی خود بخود تعیین ہو جاتی ہے، سلا ہوا کپڑا مرد کے لئے ناجائز لیکن عورت کے لئے جائز ہے۔ جسے تہبند نہ ملے وہ پاجامہ پہن لے، لیکن تہبند ملتے ہی پاجامہ اتار کر تہبند پہن لے۔) امام بخاریؒ کہتے ہیں کہ محرم اپنا سر دھو سکتا ہے لیکن کنگھی نہ کرے نہ اپنا بدن کھجلائے[۴] اور جوئیں کو سر یا بدن سے نکال کر زمین پر ڈال دے (مارے نہیں)

---

[۱] اس میں اختلاف ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کس جگہ سے احرام باندھا بعضے کہتے ہیں ذوالحلیفہ کی مسجد سے جہاں دوگانہ احرام کا ادا کیا بعضے کہتے ہیں جب مسجد سے نکل کر اونٹنی پر سوار ہوئے بعضے کہتے ہیں جب آپ بیدا کی بلندی پر پہنچے یہ اختلاف درحقیقت اختلاف نہیں ہے کیونکہ ان تینوں مقاموں میں آپ نے لبیک پکاری ہوگی بعضوں نے اول اور دوسرے مقام کی نہ سنی ہوگی بعضوں نے اعلیٰ کی سنی ہوگی تو ان کو یہی گمان ہوا کہ یہیں سے احرام باندھا۔ ۱۲ منہ

[۲] حافظ نے کہا اس کا نام مجھ کو معلوم نہیں ہوا ۱۲ منہ

[۳] ورس ایک زرد گھاس ہوتی ہے خوشبودار اس پر سب کا اتفاق ہے کہ محرم کو یہ کپڑے پہننا ناجائز ہیں حنابلہ کہتے ہیں کہ اگر کسی کو تہبند نہ ملے تو پاجامہ پہن لے لیکن جب تہبند مل جائے تو پاجامہ اتار ڈالے اسی طرح ہر سیا کپڑا پہننا محرم مرد کو ناجائز ہے لیکن عورتوں کو درست ہے ۱۲ منہ

[۴] یعنی اس طرح کہ اس سے جوں یا اور کسی جانور کے مرنے کا ڈر ہو لیکن خفیف کھجلانا منع نہیں ۱۲ منہ

بَابُ ۱۰۸ الرُّکُوْبِ وَالْاِرْتِدَافِ فِی الْحَجِّ -

۱۵۲ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِیْرٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ عَنْ یُوْنُسَ الْاَیْلِیِّ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰہِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ اُسَامَةَ کَانَ رِدْفَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عَرَفَةَ اِلَی الْمُزْدَلِفَةِ ثُمَّ اَرْدَفَ الْفَضْلَ مِنَ الْمُزْدَلِفَةِ اِلٰی مِنًی قَالَ فَکِلَاهُمَا قَالَ لَمْ یَزَلِ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُلَبِّیْ حَتّٰی رَمٰی جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ -

باب ۹۸۲ سواری پر حج کرنا اور سواری پر ایک ساتھ بیٹھنا درست ہے۔

۱۴۵۱ حدیث (عبداللہ بن محمد از وہب بن جریر از جریر از یونس ایلی از زہری از عبیداللہ بن عبداللہ از ابن عباسؓ) عرفات سے مزدلفہ اسامہ بن زید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مزدلفہ سے منیٰ تک اپنے پیچھے فضل بن عباسؓ کو بٹھایا۔ دونو بیان کرتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم برابر لبیک کہتے رہے حتیٰ کہ جمرۂ عقبہ پر کنکریاں ماریں[1]۔ (یعنی آپؐ نے اس وقت تلبیہ بند کر دیا۔

بَابُ ۱۰۹ مَا یَلْبَسُ الْمُحْرِمُ

مِنَ الثِّیَابِ وَالْاَرْدِیَةِ وَالْاُزُرِ وَلَبِسَتْ عَائِشَةُ الثِّیَابَ الْمُعَصْفَرَةَ وَهِیَ مُحْرِمَةٌ وَقَالَتْ لَا تَلَثَّمْ وَلَا تَتَبَرْقَعْ وَلَا تَلْبَسْ ثَوْبًا بِوَرْسٍ وَلَا زَعْفَرَانٍ وَقَالَ جَابِرٌ لَا اَرَی الْمُعَصْفَرَ طِیْبًا وَلَمْ تَرَ عَائِشَةُ بَأْسًا بِالْحُلِیِّ وَالثَّوْبِ الْاَسْوَدِ وَالْمُوَرَّدِ وَالْخُفِّ لِلْمَرْاَةِ وَقَالَ اِبْرَاهِیْمُ لَا بَأْسَ اَنْ یُّبَدِّلَ ثِیَابَهٗ -

باب ۹۸۳

مُحرم چادر، تہ بند اور دوسرے کونسے کپڑے پہنے؟ حضرت عائشہؓ نے احرام کی حالت میں کسم میں رنگے ہوئے کپڑے پہنے[2] اور فرماتی تھیں، عورت احرام کی حالت میں اپنا ہونٹ نہ چھپائے نہ اپنے منہ پر برقعہ ڈالے، نہ کوئی ایسا کپڑا پہنے جس میں ورس یا زعفران لگی ہو[3]۔ حضرت جابرؓ فرماتے کسم کو میں خوشبو نہیں سمجھتا[4]۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا۔ عورت احرام کی حالت میں زیور، کالا اور گلابی کپڑا اور موزہ پہن سکتی ہے[5]۔ ابراہیم نخعی نے کہا۔ مُحرم احرام میں کپڑے بدل سکتا ہے[6]۔

۱۵۳ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبِیْ بَکْرٍ الْمُقَدَّمِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا فُضَیْلُ بْنُ سُلَیْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا مُوْسَی بْنُ عُقْبَةَ قَالَ اَخْبَرَنِیْ کُرَیْبٌ عَنْ

۱۴۵۲ حدیث (از محمد بن ابی بکر مقدمی از فضیل بن سلیمان از موسیٰ بن عقبہ از کریب) عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ بالوں میں کنگھی کر کے اور تیل لگا کر تہ بند باندھ کر

---

[1] اس وقت لبیک موقوف کیا ۱۲ منہ [2] اس کو سعید بن منصور نے قاسم بن محمد کے طریق سے باسناد صحیح وصل کیا اور جمہور علما کسم کا رنگ محرم کیلئے جائز سمجھتے ہیں لیکن امام ابوحنیفہ نے اس سے منع کیا ہے اور کہا ہے کہ وہ خوشبو ہے اگر کوئی کسم کا رنگا ہوا کپڑا احرام میں پہنے تو اس پر دم لازم ہوگا ۱۲ منہ [3] اس کو امام بیہقی نے وصل کیا ۱۲ منہ [4] اس کو امام شافعی رحمۃ اللہ نے وصل کیا ۱۲ منہ [5] اس کو خود امام بخاری نے آگے چل کر وصل کیا ہے اور موزے کے جواز کو ابن ابی شیبہ نے وصل کیا ۱۲ منہ [6] اس کو سعید بن منصور اور ابن ابی شیبہ نے وصل کیا ہے ۱۲ منہ

عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ قَالَ انْطَلَقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمَدِيْنَةِ بَعْدَ مَا تَرَجَّلَ وَادَّهَنَ وَلَبِسَ إِزَارَهُ وَرِدَآءَهُ هُوَ وَاَصْحَابُهُ فَلَمْ يَنْهَ عَنْ شَيْءٍ مِّنَ الْاَرْدِيَةِ وَالْاُزُرِ اَنْ تُلْبَسَ إِلَّا الْمُزَعْفَرَةَ الَّتِيْ تَرْدَعُ عَلَى الْجِلْدِ فَاَصْبَحَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ رَكِبَ رَاحِلَتَهُ حَتَّى اسْتَوٰى عَلَى الْبَيْدَآءِ اَهَلَّ هُوَ وَاَصْحَابُهُ وَقَلَّدَ بُدْنَهُ وَذٰلِكَ لِخَمْسٍ بَقِيْنَ مِنْ ذِي الْقَعْدَةِ فَقَدِمَ مَكَّةَ لِاَرْبَعِ لَيَالٍ خَلَوْنَ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ فَطَافَ بِالْبَيْتِ وَسَعٰى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَلَمْ يَحِلَّ مِنْ اَجْلِ بُدْنِهِ لِاَنَّهُ قَلَّدَهَا ثُمَّ نَزَلَ بِاَعْلٰى مَكَّةَ عِنْدَ الْحَجُوْنِ وَهُوَ مُهِلٌّ بِالْحَجِّ وَلَمْ يَقْرَبِ الْكَعْبَةَ بَعْدَ طَوَافِهِ بِهَا حَتّٰى رَجَعَ مِنْ عَرَفَةَ وَاَمَرَ اَصْحَابَهُ اَنْ يَّطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ يُقَصِّرُوْا مِنْ رُّءُوْسِهِمْ ثُمَّ يَحِلُّوْا وَذٰلِكَ لِمَنْ لَّمْ يَكُنْ مَّعَهُ بَدَنَةٌ قَلَّدَهَا وَمَنْ كَانَتْ مَعَهُ امْرَاَتُهُ فَهِيَ لَهُ حَلَالٌ وَّالطِّيْبُ وَالثِّيَابُ۔

چادر پہن کر مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے، تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابۂ کرام رض کو تہ بند اور چادر پہننے سے منع نہیں کیا۔ البتہ زعفران میں رنگے ہوئے کپڑوں سے منع فرمایا جو اتنی زیادہ ہو کہ بدن پر جھڑ رہی ہو آپ صبح کے وقت ذو الحلیفہ سے اپنی اونٹنی پر سوار ہوئے۔ جب وہ آپ کو لیکر بیدا پہنچی تو آپ نے اور صحابۂ کرام نے احرام باندھا اور تلبیہ (یعنی لبیک پکارنا) شروع کیا۔ اور اونٹوں کو قلادہ یعنی ہار پہنائے۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب ذیقعد ختم ہونے میں پانچ دن باقی تھے۔ آپ مکے میں اس وقت پہنچے جب ذوالحجہ کے چار دن گزر گئے تھے۔ آپ نے بیت اللہ کا طواف کیا۔ اور صفا و مروہ کے درمیان سعی فرمائی۔ چونکہ آپ قربانی کے اونٹ ساتھ لائے تھے، ان کے گلے میں ہار ڈالے تھے۔ اس لئے احرام نہ کھول سکے تھے۔ پھر آپ مکے کے بالائی حصّے میں حجون پہاڑ پر اُترے اور حج کا احرام باندھے رہے۔ آپ طواف کرنے کے بعد کعبے کے پاس بھی نہیں گئے۔ یہاں تک کہ آپ عرفات سے لوٹے۔ آپ نے اپنے صحابہ رض کو حکم دیا کہ بیت اللہ اور صفا مروہ کا طواف کر کے بال کترا ڈالیں اور احرام کھول دیں۔ مگر یہ حکم صرف ان کے لئے تھا، جن کے ساتھ قربانی کا اونٹ نہ تھا جسے ہار پہنایا ہو۔ اور جس شخص کے ساتھ اس کی بیوی تھی، اس سے ہمبستری کرنا، خوشبو لگانا، کپڑے پہننا سب درست ہوگا۔

بَابُ مَنْ بَاتَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ حَتّٰى اَصْبَحَ قَالَهُ ابْنُ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

باب ۹۸۵ ذوالحلیفہ میں صبح ہونے تک قیام کرنا۔ یہ حضرت ابن عمر رض نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے

۱۵۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا

حدیث ۱۴۵۳ (از عبداللہ بن محمد از ہشام بن یوسف از ابن جریج از ابن

لہ ترجمۂ باب یہیں سے نکلتا ہے کیونکہ محرم کو چادر اور تہ بند پہننے کی اجازت ہوئی۔ ۱۲ منہ لہ یعنی آپ ہفتے کے دن مدینہ منورہ سے نکلے تھے اس دن ذیقعدہ کی ۲۵ تاریخ تھی اگر مہینہ تیس دن کا ہوتا تو پانچ دن باقی رہتے تھے لیکن اتفاق سے مہینہ ۲۹ دن کا ہو گیا اور ذی الحجہ کی پہلی تاریخ پنجشنبہ کو واقع ہوئی کیونکہ دوسری روایتوں سے ثابت ہے کہ عرفات میں جمعہ کے دن ٹھہرے تھے۔ ابن حزم نے جو کہا کہ آپ جمعرات کے دن مدینہ سے نکلے تھے یہ ذہن میں نہیں آتا البتہ ممکن ہے کہ آپ جمعہ کو مدینہ سے نکلے ہوں مگر صحیحین کی روایتوں میں ہے کہ آپ نے اس دن ظہر کی نماز مدینہ میں چار رکعتیں پڑھیں اور عصر کی ذوالحلیفہ میں دو رکعتیں۔ ان روایتوں سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ دن جمعہ کا دن نہ تھا۔ ۱۲ منہ لہ حجون بفتح حائے حطی اور ضم جیم ایک پہاڑ ہے محصب کے قریب مسجد عقبہ کے برابر اور مشارق میں ہے کہ حجون جنت المعلی کے مقبرہ کو کہتے ہیں ۱۲ منہ لہ آپ کچھ کاموں میں مشغول ہوں گے۔ آپ کو بالکل فرصت نہ ہوئی ہوگی کہ کعبے کے پاس آن کر نفل طواف کرتے ۱۲ منہ ہہ یہ حدیث اوپر موصولاً گذر چکی ہے باب خروج النبی صلی اللہ علیہ سلم علی طریق الشجرہ میں ۱۲ منہ

هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ الْمُنْكَدِرِ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِيْنَةِ اَرْبَعًا وَّبِذِي الْحُلَيْفَةِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ بَاتَ حَتّٰى اَصْبَحَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ فَلَمَّا رَكِبَ رَاحِلَتَهٗ وَاسْتَوَتْ بِهٖ اَهَلَّ۔

المنکدر) انس بن مالک رضؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں (ظہر کی) چار رکعتیں پڑھیں اور ذوالحلیفہ میں دو رکعتیں۔ پھر رات وہیں رہ گئے۔ صبح کو ذوالحلیفہ سے اپنی اونٹنی پر سوار ہوئے جب وہ آپؐ کو لے کر سیدھی ہوئی تو آپؐ نے لبیک پکاری۔

۱۵۵۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ عَنْ اَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الظُّهْرَ بِالْمَدِيْنَةِ اَرْبَعًا وَّصَلَّى الْعَصْرَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ رَكْعَتَيْنِ قَالَ وَاَحْسِبُهٗ بَاتَ بِهَا حَتّٰى اَصْبَحَ۔

حدیث ۱۴۵۴ (از قتیبہ از عبدالوہاب از ابوقلابہ از انس بن مالک) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینے میں ظہر کی چار رکعتیں پڑھیں اور ذوالحلیفہ میں عصر کی دو رکعتیں (قصر عصر) ابوقلابہ کہتے ہیں میرے خیال میں آپؐ رات بھر صبح تک ذوالحلیفہ میں ہی ٹھہرے رہے۔

بَابُ ۱۱۱ رَفْعِ الصَّوْتِ بِالْاِهْلَالِ

باب ۹۸۶ لبیک بلند آواز سے کہنا [1]

۱۵۶ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ اَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِيْنَةِ الظُّهْرَ اَرْبَعًا وَّالْعَصْرَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ رَكْعَتَيْنِ وَسَمِعْتُهُمْ يَصْرُخُوْنَ بِهِمَا جَمِيْعًا۔

حدیث ۱۴۵۵ (از سلیمان بن حرب از حماد بن زید از ابوایوب از ابوقلابہ) انس بن مالک کہتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینے میں ظہر کی چار رکعات ادا کیں اور ذوالحلیفہ میں عصر کی دو رکعتیں پڑھیں (قصر کے ساتھ) نیز میں نے سنا کہ سب لوگ دونوں کا یعنی حج و عمرہ کا بلند آواز سے نام لے رہے تھے [2]

بَابُ ۱۱۲ التَّلْبِيَةِ

باب ۹۸۷ لبیک پڑھنے کا بیان

۱۵۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ تَلْبِيَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ

حدیث ۱۴۵۶ (از عبداللہ بن یوسف از مالک از نافع) عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح تلبیہ پڑھتے تھے۔ لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ (میں حاضر ہوں یا اللہ میں حاضر ہوں حاضر ہوں تیرا کوئی شریک نہیں میں حاضر ہوں ساری حمد و نعمت و بادشاہت تیرے لئے ہے۔ تیرا کوئی شریک نہیں [3]۔

---

[1] جمہور علماء کا یہی قول ہے کہ لبیک پکار کر کہنا مستحب ہے مگر یہ مرد کے لئے ہے عورت آہستہ کہے امام احمد نے مرفوعاً ابوہریرہؓ سے نکالا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو لبیک پکار کر کہنے کا حکم دیا اب لبیک کہنا امام شافعیؒ اور امام احمدؒ کے نزدیک سنت ہے اور امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک بغیر لبیک کہے احرام پورا نہ ہوگا ۱۲ منہ [2] یعنی جن لوگوں نے قران کیا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی قران کیا تھا۔ جو کوئی قران کرے وہ یوں کہے لبیک بحجۃ وعمرۃ اور جو کوئی مفرد حج کرے وہ لبیک بحج کہے اور جو کوئی صرف عمرہ کرے وہ لبیک بعمرۃ کہے ۱۲ منہ [3] ایک روایت میں یوں آیا ہے لبیک الٰہ الحق لبیک ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے انما الخیر خیر الآخرۃ ایک روایت میں یوں ہے لبیک حجا حقا لبیک تعبدا ورقا ایک روایت میں یوں ہے لبیک اللہم لبیک وسعدیک والخیر فی یدیک والرغباء الیک والعمل۔ حضرت عمرؓ نے اتنا اور بڑھایا لبیک مرغوبا مرہوبا الیک والنعماء والفضل الحسن۔ اس سے یہ نکلا کہ لبیک سے آدمی بڑھا سکتا ہے۔ بعضوں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ سے زیادہ بڑھانا مکروہ ہے ۱۲ منہ

۱۵۸ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عُمَارَةَ عَنْ أَبِي عَطِيَّةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ إِنِّي لَأَعْلَمُ كَيْفَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُلَبِّي لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ تَابَعَهُ أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ وَقَالَ شُعْبَةُ أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ قَالَ سَمِعْتُ خَيْثَمَةَ عَنْ أَبِي عَطِيَّةَ قَالَ سَمِعْتُ عَائِشَةَ ۔

حدیث ۱۴۵۷ (از محمد بن یوسف از سفیان از اعمش از عمارہ از ابو عطیہ) حضرت عائشہ رض فرماتی ہیں میں ضرور جانتی ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کس طرح تلبیہ پڑھتے تھے ۔ لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ ۔ سفیان ثوری کی طرح ابو معاویہ نے بھی اس حدیث کو اعمش سے روایت کیا اور شعبہ نے بحوالہ سلیمان از خیثمہ از ابو عطیہ حضرت عائشہ رض سے یہی حدیث بیان کی ۔

بَابُ ۱۱۳ التَّحْمِيدُ وَالتَّسْبِيحُ وَالتَّكْبِيرُ قَبْلَ الْإِهْلَالِ عِنْدَ الرُّكُوبِ عَلَى الدَّابَّةِ ۔

باب ۹۸۸ احرام باندھنے کے وقت جب جانور پر سوار ہونے لگے، تو لبیک سے پہلے الحمد للہ، سبحان اللہ، اللہ اکبر کہنا ۔

۱۵۹ ۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ صَلَّى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ مَعَهُ بِالْمَدِينَةِ الظُّهْرَ أَرْبَعًا وَّالْعَصْرَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ بَاتَ بِهَا حَتّٰى أَصْبَحَ ثُمَّ رَكِبَ حَتّٰى اسْتَوَتْ بِهِ عَلَى الْبَيْدَاءِ حَمِدَ اللّٰهَ وَسَبَّحَ وَكَبَّرَ ثُمَّ أَهَلَّ بِحَجٍّ وَّعُمْرَةٍ وَّأَهَلَّ النَّاسُ بِهِمَا فَلَمَّا قَدِمْنَا أَمَرَ النَّاسَ فَحَلُّوا حَتّٰى كَانَ يَوْمُ التَّرْوِيَةِ أَهَلُّوا بِالْحَجِّ قَالَ وَنَحَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَدَنَاتٍ بِيَدِهِ قِيَامًا وَّذَبَحَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِينَةِ كَبْشَيْنِ أَمْلَحَيْنِ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ بَعْضُهُمْ هٰذَا عَنْ أَيُّوبَ عَنْ رَجُلٍ عَنْ أَنَسٍ ۔

حدیث ۱۴۵۸ (از موسیٰ بن اسمٰعیل از وہیب از ایوب از ابو قلابہ) حضرت انس رض فرماتے ہیں ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں ظہر کی چار رکعات پڑھیں، ہم آپ کے ساتھ تھے ۔ ذوالحلیفہ میں عصر کی صرف دو رکعتیں پڑھیں ۔ پھر رات بھر وہیں ٹھہرے صبح تک ۔ صبح کو آپ وہاں سے سوار ہوئے ۔ جب آپ کی ناقہ مبارک بیدا پہنچی تو آپ نے الحمد للہ، سبحان اللہ، اللہ اکبر پڑھا ۔ پھر حج وعمرہ دونوں کی لبیک پکاری اور لوگوں نے بھی قران کیا (حج و عمرہ دونوں) اور جب ہم مکے پہنچے، تو آپ نے لوگوں کو حکم دیا ۔ انہوں نے احرام کھول دیا[1] پھر آٹھویں تاریخ حج کا احرام باندھا ۔ انس رض کہتے ہیں اور آنحضرت نے (حج سے فراغت کے بعد) اونٹوں کو کھڑا کر کے اپنے ہاتھ سے نحر کیا (ذبح کیا) اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینے میں (عید الاضحیٰ کے دن) دو مینڈھے ذبح کئے ۔ امام بخاری رح کہتے ہیں کہ بعض لوگ اس حدیث کو یوں روایت کرتے ہیں :- روایت ہے ایوب سے، وہ روایت کرتے ہیں ایک شخص[2] سے، وہ روایت کرتے ہیں حضرت انس رض سے (ایک شخص سے مراد یا ابو قلابہ ہیں یا حماد بن سلمہ)

---

[1] یعنی عمرہ کر کے مراد وہی لوگ ہیں جو اپنے ساتھ قربانی نہیں لائے تھے جیسے اوپر گذر چکا ۱۲ منہ [2] وہ شخص ابو قلابہ ہیں یا حماد بن سلمہ ۱۲ منہ

بَاب ۱۱۴ مَنْ أَهَلَّ حِيْنَ اسْتَوَتْ بِهِ رَاحِلَتُهُ

۱۶۰ - حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي صَالِحُ بْنُ كَيْسَانَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ أَهَلَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ اسْتَوَتْ بِهِ رَاحِلَتُهُ قَائِمَةً -

باب ۹۸۹ سواری کے سیدھا کھڑے ہو جانے پر لبیک کہنا

۱۴۵۹ حدیث (از ابو عاصم از ابن جریج از صالح بن کیسان از نافع) ابن عمرؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت لبیک پکاری جب اونٹنی آپ کو لے کر سیدھی کھڑی ہو گئی۔

بَاب ۱۱۵ الْإِهْلَالِ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ

وَقَالَ أَبُو مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ عَنْ نَافِعٍ قَالَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ إِذَا صَلَّى الْغَدَاةَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ أَمَرَ بِرَاحِلَتِهِ فَرُحِلَتْ ثُمَّ رَكِبَ فَإِذَا اسْتَوَتْ بِهِ اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ قَائِمًا ثُمَّ يُلَبِّيْ حَتّٰى يَبْلُغَ الْحَرَمَ ثُمَّ يُمْسِكُ حَتّٰى إِذَا جَاءَ ذَا طُوًى بَاتَ بِهِ حَتّٰى يُصْبِحَ فَإِذَا صَلَّى الْغَدَاةَ اغْتَسَلَ وَزَعَمَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَ ذٰلِكَ تَابَعَهُ إِسْمٰعِيْلُ عَنْ أَيُّوْبَ فِي الْغُسْلِ -

باب ۹۹۰ قبلے کی طرف منہ کر کے احرام باندھنا

اور ابو معمر نے کہا ہم سے عبدالوارث نے بیان کیا۔ انہوں نے ایوب سے، انہوں نے نافع سے روایت کیا، کہ حضرت ابن عمرؓ جب صبح کی نماز ذوالحلیفہ میں پڑھ لیتے تو اپنی اونٹنی پر پالان لگانے کا حکم فرماتے۔ پھر سوار ہوتے۔ جب وہ آپ کو لیکر اٹھ کھڑی ہوتی، تو قبلے کی طرف منہ کرتے پھر لبیک کہتے رہتے۔ جب حرم میں پہنچ جاتے تو تلبیہ چھوڑ دیتے[1]۔ جب ذی طوی[2] میں آتے تو رات کو وہیں ٹھہر جاتے صبح تک۔ صبح کی نماز پڑھ کر غسل کرتے۔ اور فرماتے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ایسا کیا ہے۔ عبدالوارث کی طرح اس حدیث کو اسمٰعیل نے بھی ایوب سے روایت کیا۔ اس میں بھی غسل کا ذکر ہے[3]

۱۶۱ - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ أَبُو الرَّبِيْعِ قَالَ حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ عَنْ نَافِعٍ قَالَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ إِذَا أَرَادَ الْخُرُوْجَ إِلٰى مَكَّةَ ادَّهَنَ بِدُهْنٍ لَيْسَ لَهُ رَائِحَةٌ طَيِّبَةٌ ثُمَّ يَأْتِيْ مَسْجِدَ ذِي الْحُلَيْفَةِ فَيُصَلِّيْ ثُمَّ يَرْكَبُ فَإِذَا اسْتَوَتْ بِهِ رَاحِلَتُهُ قَائِمَةً أَحْرَمَ ثُمَّ قَالَ هٰكَذَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُ -

۱۴۶۰ حدیث (از سلیمان بن داؤد ابوالربیع از فلیح) نافعؒ فرماتے ہیں کہ جب حضرت ابن عمرؓ (حج یا عمرہ کے لئے) مکے کو جانے کا ارادہ فرماتے۔ آپ سادہ تیل لگاتے۔ اس کی خوشبو نہ ہوتی۔ پھر ذوالحلیفہ کی مسجد میں آتے۔ وہیں صبح کی نماز پڑھتے۔ پھر سوار ہوتے۔ جب اونٹنی انہیں لے کر سیدھی کھڑی ہو جاتی، احرام باندھتے۔ پھر کہتے، میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا ہی کرتے دیکھا ہے۔

---

[1] حرم سے مراد زمین حرم ہے بعضوں نے کہا مسجد مراد ہے مطلب یہ ہے کہ جب خانہ کعبہ میں پہنچتے تو لبیک موقوف کر دیتے کیونکہ طواف اور سعی میں مشغول ہو جاتے۔ ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں عطا سے نکالا کہ ابن عمرؓ حرم میں داخل ہوتے ہی لبیک موقوف کر دیتے پھر جب بیت اللہ اور صفا اور مروہ کا طواف کر لیتے تو لبیک کہتے رہتے ۱۲ منہ [2] ذی طوی مکہ سے بالکل قریب ہے ایک میل کے فاصلے پر۔ اب اس کو بیر زاہر کہتے ہیں ۱۲ منہ [3] اسمٰعیل کی روایت کو خود مؤلف نے آگے چل کر وصل کیا ہے ۱۲ منہ

بَاب ۱۱۶ التَّلْبِيَةِ إِذَا انْحَدَرَ فِي الْوَادِي

۱۶۲ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عَدِيٍّ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ كُنَّا عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ فَذَكَرُوا الدَّجَّالَ أَنَّهُ قَالَ مَكْتُوبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ كَافِرٌ قَالَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَمْ أَسْمَعْهُ وَلَكِنَّهُ قَالَ أَمَّا مُوسَى كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِ إِذَا انْحَدَرَ فِي الْوَادِي يُلَبِّي۔

باب ۹۹۱ وادی میں نزول کے وقت لبیک کہنا[1]

حدیث ۱۴۶۱ از محمد بن مثنی از ابن عدی از ابن عون) مجاہد رض کہتے ہیں کہ ہم حضرت ابن عباس رض کے پاس بیٹھے تھے۔ لوگوں نے دجال کا ذکر کیا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لفظ کافر لکھا ہوگا۔ ابن عباس رض نے کہا میں نے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ نہیں سنا، البتہ آپ نے فرمایا گویا میں موسیٰ کو دیکھ رہا ہوں جب وہ نالے میں اترے، تو لبیک کہہ رہے ہیں[2]

بَاب ۱۱۷ كَيْفَ تُهِلُّ الْحَائِضُ وَالنُّفَسَاءُ أَهَلَّ تَكَلَّمَ بِهِ وَاسْتَهْلَلْنَا وَأَهْلَلْنَا الْهِلَالَ كُلُّهُ مِنَ الظُّهُورِ وَاسْتَهَلَّ الْمَطَرُ خَرَجَ مِنَ السَّحَابِ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهِ وَهُوَ مِنِ اسْتِهْلَالِ الصَّبِيِّ۔

باب ۹۹۲ حائضہ عورت اور نفاس والی عورت کیسے احرام باندھے، عرب لوگ کہتے ہیں آھَلَّ "یعنی منہ سے بات نکالی"۔ اِسْتَهْلَلْنَا اور اَهْلَلْنَا الْهِلَالَ - سب کے معنی ظاہر ہونے کے ہیں اور اِسْتَهَلَّ الْمَطَرُ کے معنی ہیں پانی ابر میں سے نکلا۔ اور آیت میں یہ جملہ ہے وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهِ یعنی جس جانور پر اللہ کے سوا دوسرے کا نام پکارا جائے اور یہ بچے کے اِسْتِهْلَال سے نکلا ہے یعنی پیدائش کے وقت بچے کا آواز کرنا[3] (یعنی رونا آواز کے ساتھ)

۱۶۳ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَأَهْلَلْنَا بِعُمْرَةٍ ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ مَعَهُ هَدْيٌ فَلْيُهِلَّ بِالْحَجِّ مَعَ الْعُمْرَةِ ثُمَّ لَا يَحِلَّ حَتَّى يَحِلَّ مِنْهُمَا جَمِيعًا فَقَدِمْتُ

حدیث ۱۴۶۲ از عبداللہ بن مسلمہ از مالک از ابن شہاب از عروۃ بن زبیر) ام المومنین حضرت عائشہ رض فرماتی ہیں کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حجۃ الوداع میں مدینے سے مکے کو روانہ ہوئے۔ ہم نے عمرے کا احرام باندھا۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جن لوگوں کے پاس قربانی ہے، وہ تو حج کے ساتھ عمرے کا بھی احرام باندھیں۔ وہ اس وقت تک احرام نہیں کھول سکتے۔ جب تک دونوں سے فراغت نہ پالیں۔ جب میں مکہ مکرمہ پہنچی تو حائضہ ہو گئی۔ میں نے نہ بیت اللہ

---

[1] اسی طرح جب چڑھائی پر چڑھے، رستہ بھر لبیک کہتے رہنا مستحب ہے لیکن اترتے چڑھتے اور زیادہ اس کے کہنے کی تاکید ہے ۱۲ منہ

[2] مہلب نے کہا یہ راوی کی غلطی ہے کیونکہ حضرت موسیٰ تو گذر گئے البتہ حضرت عیسیٰ زندہ ہیں اور مؤید ہے اس کے دوسری حدیث جس میں یہ ہے مریم کے بیٹے فج الروحا میں احرام باندھیں گے میں کہتا ہوں ایک روایت میں حضرت ابراہیم کا بھی ذکر ہے اور گو حضرت موسیٰ اور حضرت ابراہیم گذر گئے ہیں مگر ان کی مثالی صورتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھائی جانا کچھ بعید نہیں جیسے شب معراج میں دکھائی گئی تھیں اور یہ بھی احتمال ہے کہ خواب میں آپ نے دیکھا ہو حافظ نے کہا میرے نزدیک یہی معتمد ہے ۱۲ منہ

[3] امام بخاری کی غرض اس لغوی تحقیقات سے یہ ہے کہ اہلال کے اصلی معنی ظاہر ہونے کے ہیں اور چونکہ پکارنے اور آواز بلند کرنے میں بھی ایک امر کا اظہار ہوتا ہے لہٰذا اہلال اس معنی میں بھی مستعمل ہوا اور حج کے باب میں اہلال کا شرعی معنی پکار کر لبیک کہنا ہے ۱۲ منہ

مَكَّةَ وَأَنَا حَائِضٌ وَلَمْ أَطُفْ بِالْبَيْتِ وَلَا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَشَكَوْتُ ذٰلِكَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ انْقُضِي رَأْسَكِ وَامْتَشِطِي وَأَهِلِّي بِالْحَجِّ وَدَعِي الْعُمْرَةَ فَفَعَلْتُ فَلَمَّا قَضَيْنَا الْحَجَّ أَرْسَلَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ أَبِي بَكْرٍ إِلَى التَّنْعِيمِ فَاعْتَمَرْتُ فَقَالَ هٰذِهِ مَكَانَ عُمْرَتِكِ قَالَتْ فَطَافَ الَّذِينَ كَانُوا أَهَلُّوا بِالْعُمْرَةِ بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ حَلُّوا ثُمَّ طَافُوا طَوَافًا آخَرَ بَعْدَ أَنْ رَجَعُوا مِنْ مِنًى وَأَمَّا الَّذِينَ جَمَعُوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فَإِنَّمَا طَافُوا طَوَافًا وَاحِدًا۔

کا طواف کیا نہ صفا اور مروہ کا۔ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ شکوہ بیان کیا (کہ ایام حج قریب ہو گئے اور میں عمرے سے بھی فارغ نہیں ہوئی) آپؐ نے فرمایا۔ سر کھول ڈال کنگھی کر، حج کا احرام باندھ لے۔ اور عمرے کو رہنے دے۔ چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا۔ جب ہم حج پورا کر چکے، تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (میرے بھائی) عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ کو میرے ساتھ تنعیم کی طرف بھیجا۔ میں نے وہاں سے عمرہ کیا۔ آپؐ نے فرمایا۔ یہ عمرہ اس عمرے کے بدل ہے[1]۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں، جن لوگوں نے عمرے کا احرام باندھا تھا، انہوں نے بیت اللہ اور صفا اور مروہ کا طواف کر کے احرام کھول ڈالا۔ پھر منٰی سے لوٹنے کے بعد دوسرا طواف یعنی طواف الزیارہ کیا۔ البتہ جن لوگوں نے حج و عمرہ دونوں کی نیّت کی تھی، انہوں نے ایک ہی طواف یعنی طواف الزیارۃ کیا[2]

بَابٌ ۱۱۸ مَنْ أَهَلَّ فِي زَمَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَإِهْلَالِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَهُ ابْنُ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

باب ۹۹۳ جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں احرام کی یہ نیت کی کہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نیت احرام ہے وہی اس کی نیت احرام ہے۔ یہ ابن عمرؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے[3]

۱۶۴۔ حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ عَطَاءٌ قَالَ جَابِرٌ أَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيًّا أَنْ يُقِيمَ عَلَى إِحْرَامِهِ وَذَكَرَ قَوْلَ سُرَاقَةَ وَزَادَ مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَا أَهْلَلْتَ يَا عَلِيُّ قَالَ بِمَا

(از مکی بن ابراہیم از ابن جریج از عطاء) حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو حکم دیا کہ وہ اپنے احرام پر قائم رہیں اور سراقہ بن مالک کا قول بیان کیا[4]۔ محمد بن بکرؓ نے ابن جریج رح سے روایت کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ سے فرمایا تم نے کونسا احرام باندھا ہے؟ حضرت علی نے عرض کیا جو احرام آپؐ

[1] یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے کہ حیض والی عورت کو حج یا عمرے کا احرام باندھنا درست ہے وہ احرام کا دوگانہ نہ پڑھے صرف لبیک پکار کر حج یا عمرے کی نیت کر لے اس حدیث سے صاف یہ نکلتا ہے کہ حضرت عائشہؓ نے عمرہ چھوڑ دیا اور حج مفرد کا احرام باندھا۔ حنفیہ کا یہی قول ہے اور شافعی کہتے ہیں مطلب یہ ہے کہ عمرے کو بالفعل رہنے دے حج کے ارکان ادا کرنا شروع کر دے تو حضرت عائشہؓ نے قران کیا اور سر کھولنے اور کنگھی کرنے میں احرام کی حالت میں قباحت نہیں اگر بال نہ اکھڑیں مگر یہ تاویل ظاہر کے خلاف ہے ۱۲ منہ

[2] جس کو تو نے چھوڑ دیا تھا۔ بظاہر اس روایت سے اور نیز امام بخاری کی اس روایت سے جس میں یہ ہے کہ حضرت عائشہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ سب لوگ حج و عمرہ دونوں کر کے جا رہے ہیں میں صرف حج کر کے جا رہی ہوں حنفیہ کے قول کی تائید ہوتی ہے کہ حضرت عائشہؓ نے حج مفرد کیا تھا شافعی کہتے ہیں اس جملہ کا مطلب یہ کہ یہ اس عمرے کے بدل ہے جس کو تو نے اکیلا پہلے کرنا چاہا تھا تو یہ عمرہ جو تنعیم سے انہوں نے کیا نفل ہوگا۔ مگر یہ تاویل حدیث کے دوسرے لفظوں پر نہیں جمتی ۱۲ منہ

[3] اس کو خود امام بخاری نے باب بعث علی اہل یمن میں وصل کیا ۱۲ منہ

[4] یہ حدیث آگے باب عمرۃ التنعیم میں مذکور ہوگی ۱۲ منہ

اَهَلَّ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَأَهِلَّ وَامْكُثْ حَرَامًا كَمَا أَنْتَ۔

۱۶۵۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ الْهُذَلِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ قَالَ حَدَّثَنَا سَلِيمُ بْنُ حَيَّانَ قَالَ سَمِعْتُ مَرْوَانَ الْأَصْفَرَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَدِمَ عَلِيٌّ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْيَمَنِ فَقَالَ بِمَا أَهْلَلْتَ قَالَ بِمَا أَهَلَّ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَوْلَا أَنَّ مَعِيَ الْهَدْيَ لَأَحْلَلْتُ۔

۱۶۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ بَعَثَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى قَوْمٍ بِالْيَمَنِ فَجِئْتُ وَهُوَ بِالْبَطْحَاءِ فَقَالَ بِمَا أَهْلَلْتَ فَقُلْتُ أَهْلَلْتُ كَإِهْلَالِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هَلْ مَعَكَ مِنْ هَدْيٍ قُلْتُ لَا فَأَمَرَنِي أَنْ أَطُوفَ بِالْبَيْتِ فَطُفْتُ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ أَمَرَنِي فَأَحْلَلْتُ فَأَتَيْتُ امْرَأَةً مِنْ قَوْمِي فَمَشَطَتْنِي أَوْ غَسَلَتْ رَأْسِي فَقَدِمَ عُمَرُ فَقَالَ إِنْ نَأْخُذْ بِكِتَابِ اللّٰهِ فَإِنَّهُ يَأْمُرُنَا بِالتَّمَامِ قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى وَأَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ وَإِنْ نَأْخُذْ بِسُنَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّهُ لَمْ يَحِلَّ حَتَّى نَحَرَ الْهَدْيَ۔

جب تک قربانی نہیں کی۔

باب ۱۱۹ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمَاتٌ فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ

نے باندھا ہے۔ آپ نے فرمایا تو قربانی کرو۔ اور احرام کو اپنی جگہ باقی رکھو۔

حدیث ۱۴۶۴ (از حسن بن علی خلال ہذلی از عبد الصمد از سلیم بن حیان از مروان اصفر) حضرت انس بن مالکؓ کہتے ہیں کہ حضرت علی یمن سے (مکے میں) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ آپؐ نے ان سے پوچھا۔ تم نے احرام کونسا باندھا ہے؟ انہوں نے کہا وہی جو آپ نے باندھا ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔ میرے ساتھ تو قربانی ہے ورنہ میں احرام کھول دیتا۔

حدیث ۱۴۶۵ (از محمد بن یوسف از سفیان از قیس بن مسلم از طارق بن شہاب) ابوموسیٰ اشعری فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یمن میں میری قوم کی طرف بھیجا۔ میں لوٹ کر آیا، تو آپؐ بطحا میں تھے۔ آپؐ نے فرمایا۔ کس نیت کا احرام باندھا ہے؟ میں نے کہا کہ جس طرح کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے باندھا ہے۔ آپ نے دریافت فرمایا۔ کیا تیرے ساتھ قربانی کا جانور ہے؟ میں نے کہا نہیں۔ اس پر آپؐ نے مجھے یہ حکم دیا کہ بیت اللہ اور صفا و مروہ کا طواف کر کے احرام کھول دو۔ چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا پھر میں نے اپنی قوم کی ایک عورت (محرم رشتہ دار) کے پاس آیا[1]۔ اس نے میرے بالوں میں کنگھی کی۔ یا میرا سر دھویا۔ جب فاروق اعظمؓ کا زمانۂ خلافت آیا۔ تو انہوں نے کہا اگر ہم کتاب اللہ پر عمل کریں تو وہ ہمیں یہ حکم دیتی ہے کہ حج اور عمرہ پورا کرو۔ آیت واتموا الحج والعمرۃ للہ۔ اگر ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو لیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت تک احرام نہیں کھولا جب تک قربانی نہیں کی۔

باب ۹۹۴ اللہ تعالیٰ کا ارشاد: اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمَاتٌ فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ

[1] اس عورت کا نام معلوم نہیں ہو سکا۔ یہ عورت قیس قبیلے کی ایک عورت تھی اور شاید ابوموسیٰ کی محرم ہو گی ۱۲ منہ

وَلَا فُسُوْقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْاَهِلَّةِ قُلْ هِيَ مَوَاقِيْتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ اَشْهُرُ الْحَجِّ شَوَّالٌ وَّذُو الْقَعْدَةِ وَعَشْرٌ مِّنْ ذِي الْحِجَّةِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مِّنَ السُّنَّةِ اَنْ لَّا يُحْرِمَ بِالْحَجِّ اِلَّا فِيْ اَشْهُرِ الْحَجِّ وَكَرِهَ عُثْمَانُ اَنْ يُّحْرِمَ مِنْ خُرَاسَانَ اَوْ كِرْمَانَ

يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْاَهِلَّةِ قُلْ هِيَ مَوَاقِيْتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ

(حج کے معلوم مہینے ہیں۔ پس جو کوئی ان میں حج لازم کرے تو حج میں نہ مرد وزن کے تعلقات کے متعلق بات ہو اور نہ گالی گلوچ اور نہ جھگڑا (البقرہ: ۱۹۷) (تجھ سے ہلالوں کے متعلق پوچھتے ہیں کہہ دو لوگوں کے فائدے اور حج کیلئے مقرر وقت ہیں (البقرہ: ۱۸۹) ابن عمرؓ نے کہا کہ حج کے مہینے یہ ہیں شوال ذی قعدہ اور ذی الحجہ کے صرف دس دن[۱]۔ ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ سنت یہ ہے کہ حج کا احرام حج کے مہینوں میں باندھے[۲]۔ حضرت عثمانؓ نے کہا کہ یہ مکروہ[۳] ہے کہ کوئی شخص خراسان یا کرمان سے احرام باندھ کر چلے۔ (بلکہ میقات یا میقات کے قریب سے احرام باندھنا سنت ہے اور بہتر ہے)

۱۶۷ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرٍ الْحَنَفِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا اَفْلَحُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ الْقَاسِمَ ابْنَ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ اَشْهُرِ الْحَجِّ وَلَيَالِي الْحَجِّ وَحُرُمِ الْحَجِّ فَنَزَلْنَا بِسَرِفَ قَالَتْ فَخَرَجَ اِلٰى اَصْحَابِهِ فَقَالَ مَنْ لَّمْ يَكُنْ مِّنْكُمْ مَّعَهُ هَدْيٌ فَاَحَبَّ اَنْ يَّجْعَلَهَا عُمْرَةً فَلْيَفْعَلْ وَمَنْ كَانَ مَعَهُ الْهَدْيُ فَلَا قَالَتْ فَالْاٰخِذُ بِهَا وَالتَّارِكُ لَهَا مِنْ اَصْحَابِهِ قَالَتْ فَاَمَّا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرِجَالٌ مِّنْ اَصْحَابِهِ فَكَانُوْا اَهْلَ قُوَّةٍ وَّكَانَ مَعَهُمُ الْهَدْيُ فَلَمْ يَقْدِرُوْا عَلَى الْعُمْرَةِ قَالَتْ فَدَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

حدیث ۱۴۶۶ (از محمد بن بشار از ابوبکر حنفی از افلح بن حمید از قاسم بن محمد) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (مدینے سے) حج کے مہینوں، حج کی راتوں اور حج کے موسم میں نکلے اور مقام سرف[۴] میں جا کر اترے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ سے مخاطب ہوئے کہ جس کے پاس قربانی کا جانور نہیں ہے، میں چاہتا ہوں کہ وہ حج کو عمرہ کر ڈالے۔ البتہ جس کے ساتھ قربانی کا جانور ہو، وہ ایسا نہ کرے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں، بعض صحابہؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس خواہش کے مطابق عمل کیا بعض نے نہیں۔ (کیونکہ یہ صرف حضور نے اختیار دیا تھا، اگر حکم ہوتا، تو پھر کس کی مجال تھی کہ اس کے مطابق نہ کرتا) آگے فرماتی ہیں: لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور چند صحابہ کرام جو صاحب قوت تھے اپنے ساتھ قربانی لائے تھے وہ عمرہ نہیں کر سکتے تھے (یعنی احرام نہیں کھول سکتے تھے) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے۔

---

[۱] اس کو ابن جریر طبری اور دارقطنی نے وصل کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ حج کا احرام پہلے سے پہلے غرہ شوال سے باندھ سکتے ہیں لیکن اس کے پہلے درست نہیں امام ابوحنیفہ اور امام احمد کے نزدیک یوم النحر بھی ان میں داخل ہے اور شافعیؒ نے کہا داخل نہیں ۱۲ منہ [۲] اس کو ابن خزیمہ اور دارقطنی اور حاکم نے وصل کیا ۱۲ منہ [۳] بلکہ میقات یا میقات کے قریب سے احرام باندھنا سنت اور بہتر ہے گو میقات سے پہلے بھی باندھ لینا درست ہے اس کو سعید بن منصور نے وصل کیا اور احمد بن سیار نے تاریخ مرو میں نکالا کہ جب عبداللہ بن عامر نے خراسان فتح کیا تو اس کے شکریہ میں انہوں نے منت مانی کہ میں یہیں سے احرام باندھ کر نکلوں گا۔ حضرت عثمانؓ کے پاس آئے تو انہوں نے ان کو ملامت کی کہتے ہیں اسی سال حضرت عثمان رضؓ شہید ہوئے رضی اللہ عنہ وارضاہ ۱۲ منہ [۴] سرف ایک مقام کا نام ہے۔ مکہ سے قریب دس میل پر ہے۔ اس کو فاطمہ وادی کہتے ہیں ۱۲ منہ

وَسَلَّمَ وَاَنَا اَبْکِیْ فَقَالَ مَا یُبْکِیْکِ یَا ھَنْتَاہُ قُلْتُ سَمِعْتُ قَوْلَکَ بِاَصْحَابِکَ فَمُنِعْتُ الْعُمْرَۃَ قَالَ وَمَا شَاْنُکِ قُلْتُ لَا اُصَلِّیْ قَالَ فَلَا یَضُرُّکِ اِنَّمَا اَنْتِ امْرَاَۃٌ مِّنْ بَنَاتِ اٰدَمَ کَتَبَ اللّٰہُ عَلَیْکِ مَا کَتَبَ عَلَیْھِنَّ فَکُوْنِیْ فِیْ حَجَّتِکِ فَعَسَی اللّٰہُ اَنْ یَّرْزُقَکِیْھَا قَالَتْ فَخَرَجْنَا فِیْ حَجَّتِہٖ حَتّٰی قَدِمْنَا مِنًی فَطَھُرْتُ ثُمَّ خَرَجْتُ مِنْ مِّنًی فَاَفَضْتُ بِالْبَیْتِ قَالَتْ ثُمَّ خَرَجْتُ مَعَہٗ فِی النَّفْرِ الْاٰخِرِ حَتّٰی نَزَلَ الْمُحَصَّبَ وَنَزَلْنَا مَعَہٗ فَدَعَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ اَبِیْ بَکْرٍ فَقَالَ اخْرُجْ بِاُخْتِکَ مِنَ الْحَرَمِ فَلْتُھِلَّ بِعُمْرَۃٍ ثُمَّ افْرُغَا ثُمَّ ائْتِیَا ھٰھُنَا فَاِنِّیْ اَنْظُرُکُمَا حَتّٰی تَاْتِیَانِیْ قَالَتْ فَخَرَجْنَا حَتّٰی اِذَا فَرَغْتُ وَفَرَغَ مِنَ الطَّوَافِ ثُمَّ جِئْتُہٗ بِسَحَرٍ فَقَالَ ھَلْ فَرَغْتُمْ قُلْتُ نَعَمْ فَاٰذَنَ بِالرَّحِیْلِ فِیْ اَصْحَابِہٖ فَارْتَحَلَ النَّاسُ فَمَرَّ مُتَوَجِّھًا اِلَی الْمَدِیْنَۃِ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰہِ یَضِیْرُ مِنْ ضَارَ یَضِیْرُ ضَیْرًا وَّیُقَالُ ضَارَ یَضُوْرُ ضَوْرًا وَّضَرَّ یَضُرُّ ضَرًّا۔

میں رو رہی تھی۔ آپ نے فرمایا۔ روتی کیوں ہو؟ بھولی عورت! میں نے عرض کیا۔ میں نے وہ بات سن لی ہے[1] جو آپ نے صحابۂ کرام سے فرمائی ہے۔ (یعنی عمرہ کرکے احرام کھول ڈالو لیکن مجھ سے تو عمرہ نہ ہو سکے گا) آپ نے پوچھا کیا سبب؟ میں نے عرض کیا۔ میں نماز نہیں پڑھتی[2] (کنایہ ہے حیض سے یعنی حائضہ ہوں) آپ نے فرمایا کوئی ڈر نہیں تو بھی آدم کی ایک بیٹی ہے جو کچھ اللہ تعالیٰ نے ان کی سرشت میں لکھا ہے۔ وہی تیری سرشت میں ہے۔ تو حج میں شامل رہ۔ امید ہے انشاء اللہ، اللہ عمرہ بھی تجھے نصیب کریگا۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ پھر ہم حج کے لئے نکل پڑے۔ حتی کہ ہم منیٰ میں آپہنچے۔ تو اس وقت میں طُہر کی حالت میں ہو گئی لہٰذا میں منیٰ سے بیت اللہ گئی جہاں میں نے طواف الزیارۃ کیا۔ پھر آخری کوچ میں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلی[3] (جو منیٰ سے تیرھویں ذوالحجہ کو ہوتا ہے) آپ مُحَصَّب میں اُترے۔ ہم بھی آپؐ کے ساتھ اترے۔ اس وقت آپؐ نے عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ (میرے بھائی) کو بلایا اور فرمایا۔ اپنی ہمشیرؓ کو لے کر حرم کی حد سے باہر جا۔ وہ وہاں سے عمرے کا احرام باندھے۔ پھر دونوں عمرے سے فارغ ہو کر یہاں آجاؤ۔ میں تمہارا منتظر رہونگا۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ہم (مُحَصَّب سے) نکلے۔ جب ہم دونوں (بہن بھائی) طواف سے فارغ ہوئے تو سحر کے وقت آپؐ کے پاس حاضر ہو گئے۔ آپؐ نے فرمایا کیا آپ فارغ ہو گئے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں! آپؐ نے اپنے اصحاب میں کوچ کی منادی کی۔ لوگوں نے کوچ کرنا شروع کر دیا آپؐ نے بھی مدینے کی طرف رخ کیا۔

امام بخاری کہتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو حضرت عائشہؓ کو فرمایا تھا لَا یَضُرُّکِ (کوئی ڈر نہیں) یہ تین طرح استعمال ہوتا ہے۔ اجوف یائی ضَارَ یَضِیْرُ ضَیْرًا۔ یا ضَارَ یَضُوْرُ ضَوْرًا۔ یا اجوف واوی۔ ضَرَّ یَضُرُّ ضَرًّا سے مطلب ایک ہی ہے[4]۔

بَابُ التَّمَتُّعِ وَالْاِقْرَانِ ۱۲۰

باب ۹۹۵ تمتع، قران اور حج مفرد کا بیان[5]

---

[1] یعنی آپ کا یہ حکم کہ عمرہ کرکے احرام کھول ڈالو ۱۲ منہ [2] کنایہ ہے حیض سے یعنی حائضہ ہوں ۱۲ منہ [3] آخری کوچ منیٰ سے تیرھویں ذوالحجہ کو ہوتا ہے۔ بعضے لوگ بارھویں ہی کو چلے جاتے ہیں یہ پہلا کوچ کہلاتا ہے ۱۲ منہ [4] یعنی مضاعف سے اور معنیٰ دونوں کے ایک ہیں۔ یعنی تجھے کچھ نقصان نہیں ۱۲ منہ [5] حج کی تین قسمیں ہیں۔ ایک تمتع وہ یہ ہے کہ میقات سے عمرے کا احرام باندھے اور مکہ میں جا کر طواف و سعی کرکے احرام کھول ڈالے۔ پھر آٹھویں تاریخ حرم ہی سے حج کا احرام باندھے۔ دوسرے قران۔ وہ یہ ہے کہ میقات سے حج و عمرے دونوں کا ایک ساتھ احرام باندھے یا پہلے صرف عمرے کا احرام باندھے پھر حج کو بھی اس میں شریک کر لے اس صورت میں عمرے کے افعال حج میں شریک ہو جاتے ہیں اور عمرے کے افعال علیحدہ نہیں کرنا پڑتے۔ تیسرے حج مفرد یعنی میقات سے نرے حج ہی کا احرام باندھے ۱۲ منہ

وَالْإِفْرَادِ بِالْحَجِّ وَفَسْخِ الْحَجِّ لِمَنْ لَّمْ يَكُنْ مَّعَهُ هَدْيٌ

اگر قربانی کا جانور نہ ہو تو حج کو فسخ کر کے عمرہ بنا دینا [1]

۱۶۸ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَّنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا نَرٰى إِلَّا أَنَّهُ الْحَجُّ فَلَمَّا قَدِمْنَا تَطَوَّفْنَا بِالْبَيْتِ فَأَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَّمْ يَكُنْ سَاقَ الْهَدْيَ أَنْ يَّحِلَّ فَحَلَّ مَنْ لَّمْ يَكُنْ سَاقَ الْهَدْيَ وَنِسَآؤُهُ لَمْ يَسُقْنَ فَأَحْلَلْنَ قَالَتْ عَائِشَةُ فَحِضْتُ فَلَمْ أَطُفْ بِالْبَيْتِ فَلَمَّا كَانَتْ لَيْلَةُ الْحَصْبَةِ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ يَرْجِعُ النَّاسُ بِعُمْرَةٍ وَّحَجَّةٍ وَّأَرْجِعُ أَنَا بِحَجَّةٍ قَالَ وَمَا طُفْتِ لَيَالِيَ قَدِمْنَا مَكَّةَ قُلْتُ لَا قَالَ فَاذْهَبِيْ مَعَ أَخِيْكِ إِلَى التَّنْعِيْمِ فَأَهِلِّيْ بِعُمْرَةٍ ثُمَّ مَوْعِدُكِ كَذَا وَكَذَا وَقَالَتْ صَفِيَّةُ مَا أُرَانِيْ إِلَّا حَابِسَتَكُمْ فَقَالَ عَقْرٰى حَلْقٰى أَوَمَا طُفْتِ يَوْمَ النَّحْرِ قَالَتْ قُلْتُ بَلٰى قَالَ لَا بَأْسَ انْفِرِيْ قَالَتْ عَائِشَةُ فَلَقِيَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُصْعِدٌ مِّنْ مَّكَّةَ وَأَنَا مُنْهَبِطَةٌ عَلَيْهَا أَوْ أَنَا مُصْعِدَةٌ وَّهُوَ مُنْهَبِطٌ مِّنْهَا۔

۱۴۶۷ حدیث (از عثمان از جریر از منصور از ابراہیم از اسود) عائشہؓ فرماتی ہیں۔ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ روانہ ہوئے۔ ہماری نیت صرف حج کی تھی۔ جب مکے پہنچے تو بیت اللہ کا طواف کیا۔ (یعنی اور لوگوں نے) پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو جو قربانی ساتھ نہیں لائے تھے، احرام کھول ڈالنے کا حکم دیا۔ انہوں نے کھول ڈالا۔ امہات المومنینؓ نے بھی احرام کھول ڈالا۔ وہ بھی قربانی نہیں لائی تھیں۔ میں حائضہ ہوگئی۔ اس لئے میں نے بیت اللہ کا طواف نہیں کیا [2] جب مُحَصَّب کی رات آئی، تو میں نے کہا یا رسول اللہ! باقی لوگ تو عمرہ و حج دونوں کی سعادت حاصل کر کے لوٹیں گے اور میں صرف حج کی سعادت حاصل کر سکوں گی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب ہم مکے میں پہنچے تو تو نے طواف نہیں کیا؟ میں نے عرض کیا نہیں! آپؐ نے فرمایا تو اب اپنے بھائی کے ساتھ تنعیم تک جا۔ وہاں سے عمرے کا احرام باندھ لے (اور عمرے کے بعد) فلاں جگہ پر ہم تمہاری انتظار کریں گے۔ حضرت صفیہؓ نے عرض کیا۔ میں شاید آپ کو روکنے کا سبب بنوں گی۔ آپؐ نے فرمایا۔ سُست سرمنڈی! کیا تو نے دسویں تاریخ طواف نہیں کیا تھا؟ وہ کہنے لگیں طواف تو کر چکی ہوں۔ آپؐ نے فرمایا پھر کیا دیر ہے؟ چلو کوچ کرو۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں پھر ہم آپؐ سے اس وقت ملے جب مکے سے اُوپر کی طرف چڑھ رہے اور میں مکے پر اُتر رہی تھی یا میں چڑھ رہی تھی اور آپ اتر رہے تھے (راوی کو شک ہے)

۱۶۹ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ

۱۴۶۸ حدیث (از عبداللہ بن یوسف از مالک از ابوالاسود از محمد بن عبد الرحمٰن بن نوفل از عروہ بن زبیر) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ہم

[1] یہ ہمارے، امام احمد بن حنبل اور اہلحدیث کے نزدیک جائز ہے اور امام مالک اور شافعی اور ابو حنیفہ اور جمہور علماء نے کہا ہے کہ یہ امر خاص تھا ان صحابہ سے جن کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی اجازت دی تھی اور دلیل لیتے ہیں بلال بن حارث کی حدیث سے جس میں یہ ہے کہ یہ تمہارے لئے خاص ہے ۱۲ منہ [2] آپؐ نے ان صحابہؓ کو جو قربانی نہیں لائے تھے عمرہ کر کے طواف کھول ڈالنے کا حکم دیا تو اس سے تمتع اور حج کو فسخ کر کے عمرہ کر ڈالنے کا جواز معلوم ہوا اور حضرت عائشہؓ کو جو حج کی نیت کر لینے کا حکم دیا اس سے قران کا جواز نکلا گو اسی روایت میں اس کی صراحت نہیں ہے مگر جب انہوں نے حیض کی وجہ سے عمرہ ادا نہیں کیا تھا اور حج کرنے لگیں تو یہ مطلب نکل آیا اور پہلی روایتوں میں اس کی صراحت ہو چکی ہے ۱۲ منہ

نَوْفَلٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَمِنَّا مَنْ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ وَمِنَّا مَنْ أَهَلَّ بِحَجٍّ وَعُمْرَةٍ وَمِنَّا مَنْ أَهَلَّ بِالْحَجِّ وَأَهَلَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَجِّ فَأَمَّا مَنْ أَهَلَّ بِالْحَجِّ أَوْ جَمَعَ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لَمْ يَحِلُّوا حَتّٰى كَانَ يَوْمُ النَّحْرِ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حجۃ الوداع روانہ ہوئے تھے۔ ہم میں سے بعض نے عمرے کا احرام باندھا تھا، بعضوں نے حج اور عمرہ دونوں کا، کسی نے صرف حج کا احرام باندھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی صرف حج کا احرام باندھا تھا[1] پھر عمرہ بھی شریک کر لیا۔ پھر جن لوگوں نے صرف حج کا یا حج اور عمرہ دونوں کا احرام باندھا تھا، ان کا احرام دسویں تاریخ تک نہ کھل سکا۔[2]

۱۷۰ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ عَنْ مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ قَالَ شَهِدْتُ عُثْمَانَ وَعَلِيًّا وَعُثْمَانُ يَنْهٰى عَنِ الْمُتْعَةِ وَأَنْ يُجْمَعَ بَيْنَهُمَا فَلَمَّا رَأٰى عَلِيٌّ أَهَلَّ بِهِمَا لَبَّيْكَ بِعُمْرَةٍ وَحَجَّةٍ قَالَ مَا كُنْتُ لِأَدَعَ سُنَّةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِقَوْلِ أَحَدٍ۔

حدیث ۱۴۶۹ (از محمد بن بشار از غندر از شعبہ از حکم از علی بن حسین) مروان بن حکم نے کہا۔ میں اس وقت موجود تھا جب حضرت عثمانؓ تمتع اور قران سے منع کر رہے تھے (اپنے دور خلافت میں) حضرت علیؓ نے یہ دیکھ کر اس طرح احرام باندھا۔ لَبَّيْكَ بِحَجَّةٍ وَعُمْرَةٍ (یعنی قران کیا) اور کہنے لگے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کو کسی کے قول (یا فعل) کی وجہ سے ترک نہیں سکتا۔ (حاشیہ ۲ یہی ہے۔ یہ اجتہادی اختلاف تھا حضرت عثمان نے حضرت عمرؓ کی طرح تمتع کو ٹھیک نہ سمجھا۔ ان دونوں حضرات کا خیال تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کو فسخ کرا کر جو حکم عمرے کا دیا تھا وہ صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خاص تھا۔

۱۷۱ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانُوا يَرَوْنَ أَنَّ الْعُمْرَةَ فِي أَشْهُرِ الْحَجِّ أَفْجَرُ الْفُجُورِ فِي الْأَرْضِ وَيَجْعَلُونَ الْمُحَرَّمَ صَفَرًا وَيَقُولُونَ إِذَا بَرَأَ الدَّبَرُ وَعَفَا الْأَثَرُ وَانْسَلَخَ صَفَرٌ حَلَّتِ الْعُمْرَةُ لِمَنِ اعْتَمَرَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ صَبِيحَةَ رَابِعَةٍ مُهِلِّينَ بِالْحَجِّ فَأَمَرَهُمْ أَنْ يَجْعَلُوهَا

حدیث ۱۴۷۰ (از موسیٰ بن اسمٰعیل از وہیب از ابن طاؤس از طاؤس) ابن عباسؓ فرماتے ہیں عرب لوگ قبل از اسلام ایام حج میں عمرہ کرنا بہت بڑا گناہ سمجھتے تھے اور محرم کو صفر کر لیتے۔[3] اور کہتے جب اونٹ کی پیٹھ ٹھیک ہو جائے اور بال خوب اُگ آئیں[4] اور صفر کا مہینہ گذر جائے تو عمرہ کرنیوالے کو عمرہ جائز ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہ کرام چوتھی ذی الحجہ کی صبح کو مکہ میں تشریف لائے۔ لوگ حج کا احرام باندھے ہوئے تھے۔ آپؐ نے حکم دیا کہ حج کو عمرہ کر ڈالو۔ یہ حکم ان پر گراں گزرا۔[5] عرض کیا۔ عمرہ کر کے ہمیں کیا چیز حلال ہو گئی؟

[1] اس روایت سے حج کی تینوں قسموں کا جواز معلوم ہوا اور عرب کے لوگ جاہلیت کے زمانے میں حج کے دنوں میں عمرہ کرنا برا جانتے تھے آپ نے اس کو جائز کر دیا ۱۲ منہ

[2] مراد وہ لوگ ہیں جو قربانی ساتھ لائے تھے لیکن جو قربانی نہیں لائے تھے ان کو تو آپ نے حج کو فسخ کر کے عمرہ کر کے احرام کھول ڈالنے کا حکم دیا۔ اہل حدیث کا یہی مذہب ہے کہ حج کی تینوں قسموں میں تمتع سب سے افضل ہے اور بعضوں نے قران کو افضل کہا ہے اور رد کرتا ہے قول کو آپ کا یہ فرمانا کہ اگر مجھ کو پہلے سے وہ معلوم ہوتا جو بعد کو معلوم ہوا تو میں قربانی ساتھ نہ لاتا اور تمتع کرتا ۱۲ منہ

[3] عرب میں یہ چار مہینے حرام کہلاتے۔ رجب، ذی قعدہ، ذی الحجہ، محرم۔ ان مہینوں میں لڑنا بھڑنا لوٹ کھسوٹ کرنا حرام جانتے۔ بعضے عرب لوگ تین مہینے پے درپے حرام آنے سے یعنی ذیقعدہ، ذی الحجہ اور محرم سے گھبرا جاتے اور لوٹ پوٹ کی طمع سے محرم کو حلال کر کے صفر بنا دیتے اور صفر کو محرم کر کے حرام سمجھتے۔ ۱۲ منہ

[4] بعضوں نے عفا الاثر کا یوں ترجمہ کیا ہے اور حاجیوں کے چلنے کا نشان زمین سے مٹ جائے۔ بعضوں نے یوں کیا ہے اور زخم کا نشان مٹ جائے۔ ۱۲ منہ

[5] ہر آدمی کے دل میں قدیمی رسم و رواج کا بڑا اثر رہتا ہے جاہلیت کے زمانے سے ان کا یہ اعتقاد چلا آتا تھا کہ حج کے دنوں میں عمرہ کرنا بڑا گناہ ہے۔ اسی وجہ سے آپ کا یہ حکم ان پر گراں گزرا ۱۲ منہ

عُمْرَةً فَتَعَاظَمَ ذٰلِكَ عِنْدَهُمْ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَيُّ الْحِلِّ قَالَ حِلٌّ كُلُّهٗ۔

آپ نے فرمایا سب چیزیں لہ

۱۴۷۱ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى قَالَ قَدِمْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَمَرَهٗ بِالْحِلِّ۔

حدیث ۱۴۷۱ (از محمد بن مثنی از غندر از شعبہ از قیس بن مسلم از طارق بن شہاب) ابوموسیٰ کہتے ہیں۔ میں (یمن سے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں (حجۃ الوداع میں شریک ہونے کیلئے) آیا آپ نے عمرہ کرکے احرام کھول دینے کا حکم دیا۔

۱۴۷۲ ـ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ حَفْصَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهَا قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا شَاْنُ النَّاسِ حَلُّوْا بِعُمْرَةٍ وَّلَمْ تَحْلِلْ اَنْتَ مِنْ عُمْرَتِكَ قَالَ اِنِّيْ لَبَّدْتُّ رَاْسِيْ وَقَلَّدْتُّ هَدْيِيْ فَلَا اَحِلُّ حَتّٰى اَنْحَرَ۔

حدیث ۱۴۷۲ (از اسمٰعیل از مالک) دوسری سند (از عبداللہ بن یوسف از مالک از نافع از ابن عمر) ام المؤمنین حضرت حفصہؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ! لوگوں کو کیا ہوا، انہوں نے عمرہ کرکے احرام کھول ڈالا اور آپ نے عمرہ کرکے احرام نہیں کھولا؟ آپؐ نے فرمایا میں نے اپنے بال جمالیئے تھے (تلبید کرلیا ہے) اور قربانی کے گلے قلادہ ڈالا تھا تو جب تک میں قربانی (نحر) نہ کرلوں احرام نہیں کھول سکتا۔

۱۴۷۳ ـ حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا اَبُوْ جَمْرَةَ نَصْرُ بْنُ عِمْرَانَ الضُّبَعِيُّ قَالَ تَمَتَّعْتُ فَنَهَانِيْ نَاسٌ فَسَاَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ فَاَمَرَنِيْ فَرَاَيْتُ فِي الْمَنَامِ كَاَنَّ رَجُلًا يَّقُوْلُ لِيْ حَجٌّ مَّبْرُوْرٌ وَّ عُمْرَةٌ مُّتَقَبَّلَةٌ فَاَخْبَرْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ فَقَالَ سُنَّةَ

حدیث ۱۴۷۳ (از آدم بن ابی ایاس از شعبہ) ابوجمرہ نصر بن عمران ضبعی کہتے ہیں میں نے تمتع کیا، تو چند لوگوں نے مجھے اس سے منع کیا۔ چنانچہ میں نے حضرت ابن عباس سے پوچھا۔ انہوں نے کہا تمتع کر۔ پھر میں نے خواب میں دیکھا۔ ایک شخص نے کہا کہ تیرا حج مبرور ہوا (تیرا عمرہ مقبول ہوا) میں نے یہ خواب حضرت ابن عباسؓ سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا (یہ تمتع) آنحضرت

لہ یعنی جتنی چیزیں احرام میں منع تھیں وہ سب درست ہو جائیں گی۔ انہوں نے یہ خیال کیا کہ شاید عورتوں سے جماع درست نہ ہو جیسے رمی اور حلق اور قربانی کے بعد سب چیزیں درست ہو جاتی ہیں لیکن جماع درست نہیں ہوتا جب تک طواف الزیارۃ نہ کرے تو آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ نہیں عورتیں بھی درست ہو جائیں گی۔ دوسری روایت میں ہے کہ بعض صحابہ کو اس میں تأمل ہوا اور ان میں سے بعضوں نے یہ بھی کہا کہ کیا ہم حج کو اس حال میں جائیں کہ ہمارے ذکر سے منی ٹپک رہی ہو۔ آنحضرتؐ کو ان کا یہ حال دیکھ کر سخت ملال ہوا کہ میں حکم دیتا ہوں اور یہ اس کی تعمیل میں تأمل کرتے ہیں اور حیلے گوئیاں نکالتے ہیں لیکن جو صحابہ قوی الایمان تھے انہوں نے فوراً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پر عمل کیا اور عمرہ کرکے احرام کھول ڈالا۔ پیغمبر صاحب جو حکم دیں وہی اللہ کا حکم ہے اور یہ ساری محنت و مشقت اٹھانے سے غرض کیا ہے اللہ اور اس کے رسول کی خوشنودی عمرہ کرکے احرام کھولنا تو کیا چیز ہے اگر عین حج میں آپ جماع کرنے کا حکم صادر فرما دیتے تو ہم اسی وقت بجا لاتے ہم اللہ کی مرضی کیا جانیں جو حکم آپ دیں اسی میں اللہ کی مرضی ہے گو سارا زمانہ اس کے خلاف بکتا ہے ان کا قول اور خیال انہی کو مبارک ہے ہم کو مرتے ہی اپنے پیغمبر کے ساتھ رہنا ہے اگر بالفرض دوسرے مجتہد یا امام یا پیر مرشد درویش ولی قطب یا غوث پیغمبر علیہ السلام کی پیروی کرنے میں ہم سے خفا ہو جائیں تو ہم کو ان کی خفگی کی ذرا پرواہ نہیں ہے ہم کو قیامت میں ہمارے پیغمبر کا سایۂ عاطفت بس کرتا ہے۔ سارے ولی اور درویش اور غوث اور قطب اور مجتہد اور امام اسی بارگاہ کے ایک ادنیٰ کفش بردار ہیں۔ کفش برداروں کو راضی رکھیں یا اپنے سردار کو اللہم صل علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم وارزقنا شفاعتہ یوم القیمۃ واحشرنا فی زمرۃ اتباعہ وثبتنا علی متابعتہ والعمل بسنتہ ۱۲ منہ لہ حافظ نے کہا مجھے ان لوگوں کے نام معلوم نہیں ہوئے۔ یہ عبداللہ بن زبیر کا زمانہ تھا وہ بھی تمتع سے منع فرماتے تھے ۱۲ منہ لہ اور سنت کے موافق جو کوئی کام کرے وہ ضرور اللہ کی بارگاہ میں مقبول ہوگا۔ سنت کے موافق تھوڑی سی عبادت بھی خلاف سنت بڑی عبادت سے زیادہ ثواب رکھتی ہے۔ علماء دین سے منقول ہے ادنیٰ سنت کی پیروی جیسے فجر کی سنت کے بعد لیٹ جانا درجہ میں بڑے بڑے بدعات حسنہ سے مثلاً بنائے مدارس وغیرہ سے زیادہ ہے اور یہ ساری نعمت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی اور کفش برداری کی وجہ سے ملتی ہے پروردگار کو کسی کی عبادت کی احتیاج نہیں۔ بڑے سے بڑا دنیا کا بادشاہ اور اس کی دولت خدا وند کریم کے نزدیک ایک پر پشہ سے بھی زیادہ حیثیت نہیں رکھتی۔ یہ حقیقت ہے۔ اس کو یہ پسند ہے کہ اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی چال ڈھال اختیار کی جائے۔ جس کو پیا چاہے وہی سہاگن کیا یہ مثل تم نے نہیں سنی ۱۲ منہ

النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ لِي أَقِمْ عِنْدِي وَأَجْعَلَ لَكَ سَهْمًا مِنْ مَالِي قَالَ شُعْبَةُ فَقُلْتُ لِمَ فَقَالَ لِلرُّؤْيَا الَّتِي رَأَيْتُ۔

صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔ پھر انہوں نے کہا تو میرے پاس رہ جا اور میں اپنے مال میں تیرا ایک حصہ لگا دوں گا۔ شعبہؓ کہتے ہیں کہ میں نے ابو جمرہؓ سے پوچھا یہ انہوں نے کیوں فرمایا؟ (یعنی ابن عباسؓ نے) تو ابو جمرہ نے فرمایا۔ یہ میرے اس خواب دیکھنے کی وجہ سے[1] (خوش ہو کر فرمایا)

۱۷۵ ۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا أَبُو شِهَابٍ قَالَ قَدِمْتُ مُتَمَتِّعًا مَكَّةَ بِعُمْرَةٍ فَدَخَلْنَا قَبْلَ التَّرْوِيَةِ بِثَلَاثَةِ أَيَّامٍ فَقَالَ لِي أُنَاسٌ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ تَصِيرُ الْآنَ حَجَّتُكَ مَكِّيَّةً فَدَخَلْتُ عَلَى عَطَاءٍ أَسْتَفْتِيهِ فَقَالَ حَدَّثَنِي جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّهُ حَجَّ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ سَاقَ الْبُدْنَ مَعَهُ وَقَدْ أَهَلُّوا بِالْحَجِّ مُفْرَدًا فَقَالَ لَهُمْ أَحِلُّوا مِنْ إِحْرَامِكُمْ بِطَوَافِ الْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَقَصِّرُوا ثُمَّ أَقِيمُوا حَلَالًا حَتَّى إِذَا كَانَ يَوْمُ التَّرْوِيَةِ فَأَهِلُّوا بِالْحَجِّ وَاجْعَلُوا الَّتِي قَدِمْتُمْ بِهَا مُتْعَةً فَقَالُوا كَيْفَ نَجْعَلُهَا مُتْعَةً وَقَدْ سَمَّيْنَا الْحَجَّ فَقَالَ افْعَلُوا مَا أَمَرْتُكُمْ فَلَوْلَا أَنِّي سُقْتُ الْهَدْيَ لَفَعَلْتُ مِثْلَ الَّذِي أَمَرْتُكُمْ وَلَكِنْ لَا يَحِلُّ مِنِّي حَرَامٌ حَتَّى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهُ فَفَعَلُوا قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ أَبُو شِهَابٍ لَيْسَ لَهُ مُسْنَدٌ إِلَّا هٰذَا۔

حدیث ۱۴۷۴ (از ابو نعیم) ابو شہاب کہتے ہیں میں تمتع کی نیت سے عمرہ کا احرام باندھ کر مکہ میں آیا۔ ترویہ یعنی آٹھویں تاریخ سے تین دن پہلے مکہ میں پہنچا، تو چند اہل مکہ مجھ سے کہنے لگے اب تیرا حج مکی ہو جائیگا[2] (جو ان کے خیال میں کم ثواب والا ہوتا تھا کیونکہ اس کا احرام مکہ سے ہوتا ہے مشقت کم ہوتی ہے) یہ سن کر میں عطا بن ابی رباحؒ کے پاس گیا ان سے مسئلہ پوچھا۔ انہوں نے فرمایا۔ مجھ سے جابر بن عبداللہؓ نے بیان کیا انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس دن حج کیا جس دن قربانی کے جانور آپ کے ساتھ ہانکے۔ ان لوگوں نے حج مفرد کا احرام باندھا تھا تو آپؐ نے فرمایا تم طواف اور صفا و مروہ کی سعی کر کے اپنا احرام کھول ڈالو اور بال کترا دو۔ پھر اسی طرح بے احرام ٹھہرے رہو۔ جب یوم ترویہ آئے (آٹھویں ذوالحجہ) تو (مکہ ہی سے) حج کا احرام باندھ لو۔ اور اس طرح اپنے حج مفرد کی جس کی تم نے پہلے نیت کی تھی تمتع کر دو۔ انہوں نے کہا ہم اسے تمتع کیسے کریں؟ ہم نے تو احرام باندھتے وقت حج کا نام لیا تھا۔ آپؐ نے فرمایا میں جیسے کہتا ہوں ویسا کرو۔ اگر میں قربانی نہ لایا ہوتا تو میں بھی ایسے ہی کرتا لیکن میں کیا کروں جب تک قربانی اپنے مقام پر نہ پہنچ جائے کوئی چیز جو بحالتِ احرام حرام ہے میرے لئے حلال نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ لوگوں نے (حسب الحکم) ایسا ہی کیا۔

امام بخاریؒ کہتے ہیں ابو شہاب راوی سے صرف یہی مرفوع حدیث مروی ہے۔ (گویا حضرت جابرؓ نے مکیوں کے خیال کی تردید کی[3] اور ابو شہاب کا شبہ دور کر دیا کہ تمتع میں ثواب کم ملتا ہے)

---

[1] ابن عباس رضؓ کو ابو جمرہ کا یہ خواب بہت بھلا معلوم ہوا کیونکہ انہوں نے جو فتویٰ دیا تھا اس کی صحت اس سے نکلی ہر چند خواب کوئی شرعی حجت نہیں ہے مگر نیک لوگوں کے خواب جب شرعی امور کی تائید میں ہوں تو ان کے صحیح ہونے کا ظن غالب ہوتا ہے ۱۲ منہ [2] مکی حج سے یہ مراد ہے کہ مکہ والے جو مکہ سے حج کیا کرتے ہیں، ان کو چونکہ محنت اور مشقت کم ہوتی ہے لہٰذا ثواب بھی زیادہ نہیں ملتا۔ ان لوگوں کی یہ غرض تھی کہ جب تم نے تمتع کیا اور حج کا احرام مکہ سے باندھا تو اب حج کا ثواب اتنا نہ ملے گا جتنا حج مفرد میں ملتا جس کا احرام باہر سے باندھا ہوتا ۱۲ منہ [3] جابرؓ نے یہ حدیث بیان کر کے مکہ والوں کا رد کیا اور ابو شہاب کا شبہ دور کر دیا کہ تمتع میں ثواب کم ملے گا۔ تمتع تو تمام قسموں افضل ہے اور اس میں افراد اور قران دونوں سے زیادہ ثواب ہے ۱۲ منہ

۱۷۶ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْأَعْوَرُ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ اخْتَلَفَ عَلِيٌّ وَعُثْمَانُ وَهُمَا بِعُسْفَانَ فِي الْمُتْعَةِ فَقَالَ عَلِيٌّ مَا تُرِيدُ إِلَى أَنْ تَنْهَى عَنْ أَمْرٍ فَعَلَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عُثْمَانُ دَعْنِي عَنْكَ قَالَ فَلَمَّا رَأَى ذٰلِكَ عَلِيٌّ أَهَلَّ بِهِمَا جَمِيعًا۔

حدیث ۱۴۷۵ (از قتیبہ بن سعید از محمد اعور از شعبہ از عمرو بن مرہ) سعید بن المسیب کہتے ہیں حضرت علیؓ اور حضرت عثمانؓ نے مقام عسفان[1] (مکہ سے ۳۶ میل پر) میں تمتع کے بارے میں اختلاف کیا۔ حضرت علیؓ نے کہا آپ کیا چاہتے ہیں۔ آپ اس کام سے روکتے ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے۔ حضرت عثمانؓ نے کہا یہ بحث جانے دو۔ چنانچہ حضرت علیؓ نے جب یہ دیکھا تو حج اور عمرہ دونوں کا ایک ساتھ احرام باندھا[2]۔

بَاب ۱۲۱ مَنْ لَبَّى بِالْحَجِّ وَسَمَّاهُ

۱۰۴۳ باب ۹۹۶ لبیک میں حج کا نام لینا[3]

۱۷۷ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ قَالَ سَمِعْتُ مُجَاهِدًا يَقُولُ حَدَّثَنَا جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَدِمْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ نَقُولُ لَبَّيْكَ بِالْحَجِّ فَأَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلْنَاهَا عُمْرَةً۔

حدیث (از مسدد از حماد بن زید از ایوب از مجاہد) جابر بن عبد اللہؓ فرماتے ہیں ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ اور حج کی لبیک کہہ رہے تھے۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا (مکہ میں پہنچ کر) چنانچہ (ہم نے تعمیل حکم میں) حج کو عمرہ کر دیا۔

بَاب ۱۲۲ التَّمَتُّعِ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب ۹۹۷ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تمتع جاری ہونا۔

۱۷۸ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ حَدَّثَنِي مُطَرِّفٌ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ تَمَتَّعْنَا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَزَلَ الْقُرْآنُ قَالَ رَجُلٌ بِرَأْيِهِ مَا شَاءَ۔

حدیث ۱۴۷۷ (از موسیٰ بن اسمٰعیل از ہمام از قتادہ از مطرف) عمران بن حصین کہتے ہیں ہم نے عہد نبوی میں تمتع کیا اور خود قرآن میں یہ حکم نازل ہوا لیکن ایک شخص نے اپنی رائے سے جو چاہا کہہ دیا[4]۔ (حضرت عمرؓ یا عثمانؓ)

---

[1] عسفان ایک مقام ہے مکہ سے ۳۶ میل پر ہمارے زمانہ میں حاجیوں کی جو مدینہ کو روانہ ہوتے ہیں دوسری منزل ہوتی ہے پہلی منزل فاطمہ ہو مرکہ عسفان میں تربوز ایسے عمدہ ہوتے ہیں کہ ویسے عمدہ تربوز کسی نے بہت کم کھائے ہونگے۔ ایسا خشک ریت کا ملک اور ایسے شاداب تربوز خدا کی قدرت صاف معلوم ہوتی ہے ۱۲ منہ [2] آنحضرتؐ نے گو خود تمتع نہیں کیا تھا مگر دوسرے لوگوں کو حکم دیا تھا تو گویا خود کیا۔ یہاں یہ اعتراض ہوتا ہے کہ بحث تو تمتع میں تھی پھر حضرت علی نے قران کیا اس کا کیا مطلب جواب یہ ہے کہ قران اور تمتع دونوں کا ایک حکم ہے حضرت عثمان دونوں کو ناجائز سمجھتے تھے۔ عجیب بات ہے قرآن شریف میں صاف یہ موجود ہے فمن تمتع بالعمرۃ الی الحج اور احادیث صحیحہ متعدد صحابہ کے موجود ہیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرتؐ نے تمتع کا حکم دیا پھر ان صاحبوں کا اس سے منع کرنا سمجھ میں نہیں آتا بعضوں نے کہا حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ اس تمتع سے منع کرتے تھے کہ حج کی نیت کر کے حج کا فسخ کرنا اس کا عمرہ بنا دینا مگر یہ بھی صراحتہً احادیث سے ثابت ہے۔ بعضوں نے کہا ممانعت بطور تنزیہ کے تھی یعنی تمتع کو فضیلت کے خلاف جانتے تھے یہ بھی صحیح نہیں ہے کس لئے کہ حدیث سے صاف یہ ثابت ہے کہ تمتع سب سے افضل ہے حاصل کلام مشکل ہے اور یہی وجہ تھی کہ حضرت عثمانؓ کو حضرت علیؓ کے مقابل کچھ جواب نہیں ملا ۱۲ منہ [3] یعنی لبیک حج کی پکارے اور حج کا احرام باندھے جب بھی مکہ میں پہنچ کر حج کو فسخ کر سکتا ہے اور عمرہ کر کے احرام کھول سکتا ہے ۱۲ منہ [4] اس سے مراد حضرت عمرؓ ہیں یا حضرت عثمانؓ بعضوں نے کہا حضرت عمرؓ چونکہ حضرت عثمانؓ نے ان کی تقلید کی تھی ۱۲ منہ

بَابُ ۱۲۳ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ ذٰلِكَ لِمَنْ لَّمْ يَكُنْ اَهْلُهٗ حَاضِرِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَقَالَ اَبُوْ كَامِلٍ فُضَيْلُ بْنُ حُسَيْنِ الْبَصْرِيُّ۔

۱۷۹ - حَدَّثَنَا اَبُوْ مَعْشَرٍ الْبَرَّاءُ قَالَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ غِيَاثٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ سُئِلَ عَنْ مُتْعَةِ الْحَجِّ فَقَالَ اَهَلَّ الْمُهَاجِرُوْنَ وَالْاَنْصَارُ وَاَزْوَاجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ وَاَهْلَلْنَا فَلَمَّا قَدِمْنَا مَكَّةَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اجْعَلُوْا اِهْلَالَكُمْ بِالْحَجِّ عُمْرَةً اِلَّا مَنْ قَلَّدَ الْهَدْيَ طُفْنَا بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَاَتَيْنَا النِّسَآءَ وَلَبِسْنَا الثِّيَابَ وَقَالَ مَنْ قَلَّدَ الْهَدْيَ فَاِنَّهٗ لَا يَحِلُّ لَهٗ حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهٗ ثُمَّ اَمَرَنَا عَشِيَّةَ التَّرْوِيَةِ اَنْ نُّهِلَّ بِالْحَجِّ فَاِذَا فَرَغْنَا مِنَ الْمَنَاسِكِ جِئْنَا فَطُفْنَا بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَقَدْ تَمَّ حَجُّنَا وَعَلَيْنَا الْهَدْيُ كَمَا قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ اِذَا رَجَعْتُمْ اِلٰى اَمْصَارِكُمْ الشَّاةُ تَجْزِيْ فَجَمَعُوْا نُسُكَيْنِ فِيْ عَامٍ بَيْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ فَاِنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَهٗ فِيْ كِتَابِهٖ وَسَنَّهٗ نَبِيُّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبَاحَهٗ لِلنَّاسِ غَيْرَ اَهْلِ مَكَّةَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى ذٰلِكَ لِمَنْ

باب ۹۹۸ اللہ عزوجل کا ارشاد ذٰلِكَ لِمَنْ لَّمْ يَكُنْ اَهْلُهٗ حَاضِرِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ - ابو کامل فضیل بن حسین بصری نے کہا [۱]

حدیث ۱۴۷۸ (از ابو معشر براء از عثمان بن غیاث از عکرمہ) ابن عباس ؓ سے پوچھا گیا - حج میں تمتع کرنا کیسا ہے؟ انہوں نے کہا۔ مہاجرین اور انصار امہات المومنین سب نے حجۃ الوداع میں احرام باندھا، ہم نے بھی احرام باندھا۔ جب ہم مکے میں پہنچے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم حج کے احرام کو عمرے کا احرام کر دو۔ البتہ جس کے پاس قربانی ہو، وہ ایسا نہ کرے۔ یہ حکم سن کر ہم نے بیت اللہ اور صفا و مروہ کا طواف کیا (احرام کھول ڈالا) اپنی بیویوں سے ہم بستری کی، سلے ہوئے کپڑے پہنے۔ آپ نے یہ فرمایا کہ جس نے قربانی کے گلے میں ہار ڈالا وہ جب تک قربانی ذبح نہ کرلے احرام نہیں کھول سکتا پھر آٹھویں ذی الحجہ کی شام کو آپ نے یہ حکم دیا کہ ہم حج کا احرام باندھیں، جب ہم حج کے کاموں سے فارغ ہوئے تو مکے میں آئے اور بیت اللہ وصفا و مروہ کا طواف کیا۔ اس طرح ہمارا حج پورا ہو گیا۔ اب ہم پر قربانی لازم ہوئی جس طرح اللہ کا ارشاد ہے (ترجمہ)، جو قربانی میسر ہو وہ کرے جسے قربانی کی استطاعت نہ ہو، وہ تین روزے حج کے ایام میں رکھے اور سات روزے جب اپنے شہر کو لوٹے [۲]، قربانی میں ایک بکری بھی کافی ہے تو گویا لوگوں نے دونوں عبادتیں یعنی حج اور عمرہ ایک سال میں ہی ادا کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ حکم اپنی کتاب میں نازل فرمایا اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے جاری کیا اور مکے والوں کے سوا باقی سب کے لئے یہ جائز کیا۔ اللہ تعالیٰ خود فرماتے ہیں ذٰلِكَ لِمَنْ لَّمْ يَكُنْ اَهْلُهٗ حَاضِرِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ (یہ حکم [۳]

---

[۱] یہ تعلیق ہے اس کو اسمٰعیل نے اپنی صحیح میں وصل کیا ۱۲ منہ [۲] یہ عبدالرحمان بن عباس ؓ کی تفسیر ہے کہ جب حاجی لوٹ کر اپنے ملک میں آئے اس وقت یہ سات روزے رکھے اگر کوئی حج کے بعد مکہ ہی میں رہ جائے تو وہیں یہ روزے رکھ لے ۱۲ منہ [۳] اختلاف ہے کہ حاضری المسجد الحرام کون لوگ ہیں۔ امام مالکؒ کے نزدیک اہل مکہ مراد ہیں بعضوں کے نزدیک اہل حرم امام احمد بن حنبل اور شافعی کا یہ قول ہے کہ وہ لوگ مراد ہیں جو مکے سے مسافت قصر کے اندر رہتے ہوں حنفیہ کے نزدیک مکہ والوں کو تمتع درست نہیں اور شافعیؒ وغیرہ کا قول یہ ہے کہ مکہ والے تمتع کر سکتے ہیں لیکن ان پر قربانی یا روزے واجب نہیں ہیں اور ذلک کا اشارہ اسی طرف ہے یعنی یہ قربانی اور روزوں کا حکم حنفیہ کہتے ہیں ذلک کا اشارہ تمتع کی طرف ہے یعنی تمتع اسی کو جائز ہے جو مسجد حرام کے پاس نہ رہتا ہو یعنی آفاقی ہو ۱۲ منہ

لَمْ يَكُنْ اَهْلُهٗ حَاضِرِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَاَشْهُرُ الْحَجِّ الَّتِيْ ذَكَرَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِيْ كِتَابِهٖ شَوَّالٌ وَّذُو الْقَعْدَةِ وَذُو الْحِجَّةِ فَمَنْ تَمَتَّعَ فِيْ هٰذِهِ الْاَشْهُرِ فَعَلَيْهِ دَمٌ اَوْ صَوْمٌ وَالرَّفَثُ الْجِمَاعُ وَالْفُسُوْقُ الْمَعَاصِيْ وَالْجِدَالُ الْمِرَاءُ۔

ان لوگوں کے لئے ہے جن کے گھر والے مسجد حرام کے پاس نہ رہتے ہوں) [۱] اور حج کے مہینے جن کا ذکر قرآن میں ہے (الحج اشہر معلومات) یہ ہیں۔ شوال، ذلیقعدہ، ذی الحجہ۔ جو شخص ان تینوں مہینوں میں تمتع کرے اسے چاہئیے کہ قربانی دے اور استطاعت قربانی نہ ہونے کی صورت میں اس پر روزے ضروری ہیں رفث کا معنی جماع یا شہوانی گفتگو یا فحش باتیں۔ فسوق کا معنی گناہ اور معصیتیں۔ جدال کا معنی لڑائی جھگڑا کرنا۔

بَابُ ۱۲۴ الْاِغْتِسَالِ عِنْدَ دُخُوْلِ مَكَّةَ

باب ۹۹۹ مکہ میں داخلہ کے وقت غسل کرنا [۱]

۱۸۰۔ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ ثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ اَخْبَرَنَا اَيُّوْبُ عَنْ نَافِعٍ قَالَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ اِذَا دَخَلَ اَدْنَى الْحَرَمِ اَمْسَكَ عَنِ التَّلْبِيَةِ ثُمَّ يَبِيْتُ بِذِيْ طُوًى ثُمَّ يُصَلِّيْ بِهِ الصُّبْحَ فَيَغْتَسِلُ وَيُحَدِّثُ اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ۔

حدیث ۱۴۷۹ (از یعقوب بن ابراہیم از ابن علیہ از ایوب) نافع فرماتے ہیں حضرت ابن عمرؓ جب حرم کی حدود کے قریب پہنچتے تو تلبیہ یعنی لبیک کہنا موقوف فرما دیتے۔ اور رات ذی طویٰ [۲] میں گذارتے پھر لوگوں کے ساتھ صبح کی نماز پڑھتے اور غسل کرتے اور بیان کرتے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے۔

بَابُ ۱۲۵ دُخُوْلِ مَكَّةَ نَهَارًا اَوْ لَيْلًا

باب ۱۰۰۰ مکے میں دن اور رات داخلہ [۳]

۱۸۱۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنِيْ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ بَاتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذِيْ طُوًى حَتّٰى اَصْبَحَ ثُمَّ دَخَلَ مَكَّةَ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَفْعَلُهٗ۔

حدیث ۱۴۸۰ (از مسدد از یحییٰ از عبید اللہ از نافع) ابن عمرؓ فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رات ذی طویٰ میں گذاری۔ صبح تک وہیں رہے پھر مکہ میں داخل ہوئے۔ اور ابن عمرؓ بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے۔ [۵]

بَابُ ۱۲۶ مِنْ اَيْنَ يَدْخُلُ مَكَّةَ

باب ۱۰۰۱ مکہ میں داخلہ کی سمت

۱۸۲۔ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنِيْ مَعْنٌ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُ مَكَّةَ مِنَ الثَّنِيَّةِ الْعُلْيَا وَيَخْرُجُ مِنَ الثَّنِيَّةِ السُّفْلٰى۔

حدیث ۱۴۸۱ (از ابراہیم بن منذر از معن از مالک از نافع) حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بلند گھاٹی سے داخل ہوتے اور نیچے کی گھاٹی سے باہر تشریف لاتے۔

---

[۱] یہ غسل ہر ایک کے لئے مستحب ہے گو حیض اور نفاس والی عورت ہو اگر کوئی تنعیم سے عمرے کا احرام باندھ کر آئے اور احرام باندھتے وقت غسل کر چکا ہو۔ تو مکہ میں داخل ہوتے وقت پھر غسل کرنا مستحب نہیں کیونکہ تنعیم مکہ سے بہت قریب ہے البتہ اگر دور سے احرام باندھ کر آیا ہو جیسے جعرانہ یا حدیبیہ سے تو پھر غسل کر لینا مستحب ہے ۱۲ منہ

[۲] جو ایک کنواں ہے۔ یہ مقام بالکل مکہ کے قریب مکہ سے ایک میل کے فاصلے پر ۱۲ منہ [۳] نسخہ مطبوعہ مصر میں اس کے بعد اتنی عبارت زیادہ ہے بات النبی صلی اللہ علیہ وسلم بذی طوی حتی اصبح ثم دخل مکۃ یعنی آپ رات کو ذی طوی میں رہ گئے صبح تک پھر مکہ میں داخل ہوئے ۱۲ منہ [۴] ترجمہ باب میں رات کو بھی داخل ہونا مذکور ہے لیکن کوئی حدیث اس مضمون کی امام بخاری نہیں لائے اصحاب سنن نے روایت کیا کہ آپ جعرانہ کے عمرے میں مکہ میں رات کو داخل ہوئے اور شاید امام بخاری نے اس طرف اشارہ کیا بعضوں نے یوں جواب دیا کہ ذی طوی گویا خود مکہ ہے اور آپ شام کو وہاں پہنچے تھے تو اس سے رات کو داخل ہونے کا بھی جواز نکل آیا کیونکہ شام اور رات قریب ہی قریب ہیں سعید بن منصور نے عطاء سے نکالا انہوں نے کہا مکہ میں رات کو جاؤ یا دن کو دونوں امر تمہارے لئے برابر ہیں۔ آنحضرتؐ امام وقت تھے تو آپ نے دن کو داخل ہونا مناسب سمجھا تاکہ لوگ آپ کو دیکھیں ۱۲ منہ

باب ۱۲۷ مِنْ اَيْنَ يَخْرُجُ مِنْ مَكَّةَ

باب ۱۰۲ کونسی سمت سے مکہ سے خارج ہو۔

۱۸۳ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدُ بْنُ مُسَرْهَدٍ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ مَكَّةَ مِنْ كَدَاءٍ مِنَ الثَّنِيَّةِ الْعُلْيَا الَّتِيْ بِالْبَطْحَاءِ وَخَرَجَ مِنَ الثَّنِيَّةِ السُّفْلٰى۔

حدیث ۱۴۸۲ (از مسدد بن مسرہد بصری از یحییٰ از عبید اللہ از نافع) ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں کداء کی طرف سے یعنی اونچی گھاٹی سے جو بطحاء میں ہے داخل ہوئے اور واپسی کے وقت نیچے کی گھاٹی کی طرف سے باہر تشریف لائے [۱]

۱۸۴ - حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا جَاءَ اِلٰى مَكَّةَ دَخَلَهَا مِنْ اَعْلَاهَا وَخَرَجَ مِنْ اَسْفَلِهَا۔

حدیث ۱۴۸۳ (از حمیدی و محمد بن مثنیٰ از سفیان بن عیینہ از ہشام بن عروہ از والدش) حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب مکے میں تشریف لائے تو اوپر کی بلند جانب سے داخل ہوئے اور جب واپس گئے تو مکہ کی نچلی جانب سے تشریف لے گئے۔

۱۸۵ - حَدَّثَنَا مَحْمُوْدٌ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَامَ الْفَتْحِ مِنْ كَدَاءٍ وَخَرَجَ مِنْ كُدًى مِنْ اَعْلٰى مَكَّةَ۔

حدیث ۱۴۸۴ (از محمود از ابو اسامہ از ہشام بن عروہ از عروہ) حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے سال کداء سے داخل ہوئے اور کدی سے خارج ہوئے جو مکہ کا بلند حصہ ہے [۲]۔

۱۸۶ - حَدَّثَنَا اَحْمَدُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَمْرٌو عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَامَ الْفَتْحِ مِنْ كَدَاءٍ مِنْ اَعْلٰى مَكَّةَ قَالَ هِشَامٌ وَكَانَ عُرْوَةُ يَدْخُلُ عَلٰى كِلْتَيْهِمَا مِنْ كَدَاءٍ

حدیث ۱۴۸۵ (از احمد از ابن وہب از عمرو از ہشام بن عروہ از عروہ) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے سال کداء سے داخل ہوئے جو مکہ کا بلند حصہ ہے۔ ہشام کہتے ہیں۔ حضرت عروہ دونوں مقاموں سے داخل ہوا کرتے کداء اور کدی سے لیکن اکثر اوقات کدی سے داخل ہوا کرتے کیونکہ یہ ان کے گھر کے قریب تھا۔

---

[۱] ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ مکہ میں ایک راستہ سے آنا اور دوسری راہ سے جانا مستحب ہے نسخہ مطبوعہ مصر میں یہاں اتنی عبارت اور ہے قال ابو عبداللہ کان يقال هو مسدد كاسمه قال ابو عبداللہ سمعت يحيى بن معين يقول سمعت يحيى بن سعيد القطان يقول لو ان مسددا اتيته فی بيته فحدثته لاستحق ذلك وما ابالی كتبی كانت عندی او عند مسدد (یعنی امام بخاری نے کہا مسدد اسم بامسمی تھے یعنی مسدد کے معنی زبانِ عربی میں مضبوط اور درست تو وہ حدیث کی روایت میں مضبوط اور درست تھے اور میں نے یحییٰ بن معین سے سنا وہ کہتے تھے اگر میں مسدد کے گھر پر جا کر ان کو حدیث سنایا کروں تو وہ اس لائق تھے اور میری کتابیں حدیث کی میرے پاس رہیں یا مسدد کے پاس مجھے کچھ پرواہ نہیں ہے گویا یحییٰ قطان نے مسدد کی بے حد تعریف کی اور ان کو نہایت ثقہ اور ضابط قرار دیا ۱۲ منہ [۲] کداء بالمد ایک پہاڑ ہے مکہ کے نزدیک اور کدی بضم کاف بھی ایک دوسرا پہاڑ ہے جو یمن کے راستے پر ہے۔ یہ روایت بظاہر اگلی روایتوں کے خلاف ہے لیکن کرمانی نے کہا یہ فتح مکہ کا ذکر ہے اور اگلی روایتوں میں حجۃ الوداع کا۔ حافظ نے کہا یہ راوی کی غلطی ہے اور ٹھیک یہ ہے کہ آپ کداء یعنی بلند جانب سے داخل ہوئے یہ عبارت من اعلی مکۃ کداء سے متعلق ہے نہ کدی بالقصر سے ۱۲ منہ

وَكُدًى وَّاَكْثَرُ مَا يَدْخُلُ مِنْ كُدًى وَّكَانَتْ اَقْرَبَهُمَا اِلٰى مَنْزِلِهٖ -

۱۸۷ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ عَنْ هِشَامٍ عَنْ عُرْوَةَ قَالَ دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْفَتْحِ مِنْ كَدَاءٍ مِّنْ اَعْلٰى مَكَّةَ وَكَانَ عُرْوَةُ اَكْثَرُ مَا يَدْخُلُ مِنْ كُدًى وَّكَانَ اَقْرَبَهُمَا اِلٰى مَنْزِلِهٖ -

حدیث ۱۴۸۶ (از عبداللہ بن عبدالوہاب از حاتم از ہشام) عروہ رضؓ فرماتے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے سال کداء سے داخل ہوئے۔ یہ مکہ کا بلند حصہ ہے اور عروہ اکثر اوقات کُدی سے داخل ہوا کرتے۔ اور یہ ان کے گھر کے قریب جگہ تھی ۔

۱۸۸ - حَدَّثَنَا مُوْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْفَتْحِ مِنْ كَدَاءٍ وَّكَانَ عُرْوَةُ يَدْخُلُ مِنْهُمَا كِلَيْهِمَا وَكَانَ اَكْثَرُ مَا يَدْخُلُ مِنْ كُدًى اَقْرَبَهُمَا اِلٰى مَنْزِلِهٖ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ كَدَاءٌ وَّكُدًى مَوْضِعَانِ -

حدیث ۱۴۸۷ (از موسیٰ از وہیب از ہشام) ان کے والد حضرت عروہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے سال کداء سے داخل ہوئے اور عروہ دونوں راستوں سے داخل ہوتے تھے اور اکثر وہ کُدی سے داخل ہوا کرتے ۔ یہ ان کے گھر کے قریب تھا ۔ امام بخاری کہتے ہیں کداء اور کُدی دو جگہوں کا نام ہے

بَاب ۱۲۸ فَضْلِ مَكَّةَ وَبُنْيَانِهَا

وَقَوْلِهٖ تَعَالٰى وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَاَمْنًا وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهِيْمَ مُصَلًّى وَّعَهِدْنَا اِلٰى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ اَنْ طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْعٰكِفِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا وَّارْزُقْ اَهْلَهٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ مَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ قَالَ وَمَنْ كَفَرَ فَاُمَتِّعُهٗ قَلِيْلًا ثُمَّ اَضْطَرُّهٗ اِلٰى عَذَابِ النَّارِ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ وَاِذْ يَرْفَعُ اِبْرٰهِيْمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ

باب ۱۰۰۳ مکے کی فضیلت اور کعبہ کی بناء کا بیان

اللہ تعالیٰ کا ارشاد وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ الخ اور جب ہم نے خانہ کعبہ کو لوگوں کے لوٹ آنے کی اور امن کی جگہ بنایا اور ان کو حکم دیا کہ مقام ابراہیم کو نماز کی جگہ بناؤ اور ہم نے ابراہیم اور اسمٰعیل سے فرمایا تم میرا گھر طواف کرنے والوں اور مجاوروں اور رکوع اور سجدہ کرنے والوں کے لئے پاک صاف رکھو اور اے پیغمبر وہ وقت یاد کر جب ابراہیم نے عرض کیا میرے مالک اس شہر کو (مکہ کو) امن کا گھر بنادے اور یہاں کے رہنے کو جو اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتے ہوں میوے کھانے کو دے پروردگار نے فرمایا جو منکر ہوگا اس کو بھی ہیں چند روز (دنیا میں) مزے کرنے دوں گا پھر دوزخ کے عذاب میں کھینچ لاؤں گا وہ بُرا مقام ہے اور اے پیغمبر وہ وقت یاد

الْبَيْتِ وَاِسْمٰعِيْلُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَآ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ۔

کہ جب ابراہیم اور اسمٰعیل کعبے کے پائے اٹھا رہے تھے اور دعا کر رہے تھے مالک ہمارے یہ خدمت ہماری قبول فرما لے توسب کچھ سنتا جانتا ہے مالک ہمارے ہم دونوں کو اپنا تابعدار رکھ اور ہماری اولاد میں سے ایک مسلمان جتھا نکال اور ہم کو حج کے طریقے بتلا دے اور ہمارے قصور معاف کر دے بیشک تو بڑا معاف کرنے والا مہربان ہے۔

۱۸۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ قَالَ اَخْبَرَنِي ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ لَمَّا بُنِيَتِ الْكَعْبَةُ ذَهَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَبَّاسٌ يَنْقُلَانِ الْحِجَارَةَ فَقَالَ الْعَبَّاسُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اجْعَلْ اِزَارَكَ عَلٰى رَقَبَتِكَ فَخَرَّ اِلَى الْاَرْضِ فَطَمَحَتْ عَيْنَاهُ اِلَى السَّمَاءِ فَقَالَ اَرِنِيْ اِزَارِيْ فَشَدَّهٗ عَلَيْهِ۔

حدیث ۱۴۸۸ (از عبداللہ بن محمد از ابو عاصم از ابن جریج از عمرو بن دینار) جابر بن عبداللہ فرماتے ہیں جب کعبے کی بنیاد ڈالی گئی[1] تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عباسؓ پتھر اٹھا اٹھا کر لاتے۔ حضرت عباسؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔ آپؐ اپنی تہ بند اتار کر کندھے پر ڈال لیجئے۔ آپؐ نے ایسا کیا تو فوراً زمین پر گر پڑے۔ آپ کی آنکھیں آسمان کی طرف لگ گئیں۔ آپؐ نے حضرت عباسؓ سے فرمایا میرا تہ بند دو انہوں نے دیا تو آپؐ نے مضبوط باندھ لیا کیونکہ یہ زمانہ جاہلیت کی بات ہے آپ کا گرنا بیہوشی کی بنا پر تھا، جو برہنگی کی وجہ سے طاری ہوئی تھی صلی اللہ علیہ وسلم

۱۹۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ مُحَمَّدِ بْنِ اَبِيْ بَكْرٍ اَخْبَرَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهَا اَلَمْ تَرَيْ اَنَّ قَوْمَكِ حِيْنَ بَنَوُا الْكَعْبَةَ اقْتَصَرُوْا عَنْ قَوَاعِدِ اِبْرَاهِيْمَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلَا تَرُدُّهَا عَلٰى قَوَاعِدِ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ لَوْلَا حِدْثَانُ قَوْمِكِ بِالْكُفْرِ لَفَعَلْتُ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ

حدیث ۱۴۸۹ (از عبداللہ بن مسلمہ از مالک از ابن شہاب از سالم بن عبداللہ از عبداللہ بن محمد بن ابی بکر از عبداللہ بن عمر) ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تو نے نہیں دیکھا کہ تیری قوم نے جب کعبہ بنایا تو حضرت ابراہیمؑ کی بنائی ہوئی بنیادوں کو چھوڑ کر دیا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ حضرت ابراہیمؑ کی بنائی ہوئی بنیادوں پر کیوں نہیں بنا دیتے؟ فرمایا اگر تیری قوم کے کفر کا زمانہ ماضی قریب نہ ہوتا تو میں ایسا ضرور کر دیتا۔ عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یقیناً ایسا ہی سنا ہوگا (کیونکہ وہ صدیقہ اور

---

[1] کہتے ہیں کعبہ کی یہ تعمیر آپ کی نبوت سے پانچ برس پہلے ہوئی تھی اور سب سے پہلے کعبے کو فرشتوں نے بنایا تھا پھر آدم علیہ السلام نے پھر ان کی اولاد نے پھر حضرت نوح علیہ السلام کے زمانہ میں طوفان سے غرق ہوگیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے زمانہ میں از سر نو بنایا۔ پھر عمالقہ نے، پھر جرہم نے پھر قصی بن کلاب نے پھر قریش نے جس کا ذکر اس حدیث میں ہے پھر عبداللہ بن زبیر نے ۶۵ھ میں پھر حجاج بن یوسف ظالم نے ۱۲ منہ ۵۲ اس زمانہ میں محنت مزدوری کے وقت ننگے ہونے میں عیب نہ تھا لیکن چونکہ یہ مروت اور غیرت کے خلاف تھا اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیبؐ کے لئے اس وقت بھی یہ گوارہ نہ کیا گو اس وقت تک آپ کو پیغمبری نہیں ملی تھی ۱۲ منہ

لَئِنْ كَانَتْ عَائِشَةُ سَمِعَتْ هٰذَا مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أُرٰى رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرَكَ اسْتِلَامَ الرُّكْنَيْنِ الَّذَيْنِ يَلِيَانِ الْحِجْرَ إِلَّا أَنَّ الْبَيْتَ لَمْ يُتَمَّمْ عَلٰى قَوَاعِدِ إِبْرَاهِيمَ۔

حافظہ ہیں ام المومنین اور ثقہ ہیں) کیونکہ یہی سبب ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حجر اسود کے قریب کی دو دیواروں کے کونوں کو بوسہ دینا ترک کر دیا تھا کیونکہ خانہ کعبہ حضرت ابراہیم کی بنا کردہ بنیادوں پر پورا نہ تھا[1]

۱۹۱ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ حَدَّثَنَا الْأَشْعَثُ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْجَدْرِ مِنَ الْبَيْتِ هُوَ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ فَمَا لَهُمْ لَمْ يُدْخِلُوهُ فِي الْبَيْتِ قَالَ إِنَّ قَوْمَكِ قَصُرَتْ بِهِمُ النَّفَقَةُ قُلْتُ فَمَا شَأْنُ بَابِهِ مُرْتَفِعًا قَالَ فَعَلَ ذٰلِكَ قَوْمُكِ لِيُدْخِلُوا مَنْ شَاءُوا وَيَمْنَعُوا مَنْ شَاءُوا وَلَوْلَا أَنَّ قَوْمَكِ حَدِيثٌ عَهْدُهُمْ بِالْجَاهِلِيَّةِ فَأَخَافُ أَنْ تُنْكِرَ قُلُوبُهُمْ أَنْ أُدْخِلَ الْجَدْرَ فِي الْبَيْتِ وَأَنْ أُلْصِقَ بَابَهُ بِالْأَرْضِ۔

۱۴۹۰ حدیث (از مسدد از ابوالاحوص از اشعث از اسود بن یزید) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کیا حطیم خانہ کعبہ میں شامل ہے؟ آپؐ نے فرمایا ہاں! میں نے عرض کیا۔ پھر لوگوں نے اسے کعبے میں شامل کیوں نہیں کیا؟ فرمایا: تیری قوم کے پاس اس کا خرچ نہیں تھا۔ میں نے عرض کیا خانہ کعبہ کا دروازہ اونچا کیوں بنایا؟ آپؐ نے جواب دیا۔ اس لئے کہ تیری قوم جسے چاہے داخل ہونے دے جسے چاہے اندر آنے سے روک دے۔ اگر تیری قوم کا زمانۂ جاہلیت ابھی تازہ تازہ نہ ہوتا اور ان کے دل بگڑ جانے کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں حطیم کو کعبہ کے اندر شامل کر دیتا اور دروازے کو زمین کے متصل بنا دیتا۔

۱۹۲ - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمٰعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْلَا حَدَاثَةُ قَوْمِكِ بِالْكُفْرِ لَنَقَضْتُ الْبَيْتَ ثُمَّ لَبَنَيْتُهُ عَلٰى أَسَاسِ إِبْرَاهِيمَ فَإِنَّ قُرَيْشًا اسْتَقْصَرَتْ بِنَاءَهُ وَجَعَلَتْ لَهُ خَلْفًا وَقَالَ أَبُو مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ خَلْفًا يَعْنِي بَابًا۔

۱۴۹۱ حدیث (از عبید بن اسمٰعیل از ابواسامہ از ہشام از عروہ) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا۔ اگر تیری قوم کے زمانۂ جاہلیت کو گزرے ہوئے قلیل مدت نہ ہوئی ہوتی بلکہ بہت عرصہ گزر گیا ہوتا تو میں یقیناً خانہ کعبہ کو توڑ ڈالتا پھر میں بنیادِ ابراہیمی کے مطابق قائم کرتا۔ اصل بات یہ ہے کہ قریش نے اسے چھوٹا کر دیا[2] اور اس میں ایک اور دروازہ اس کے مقابل رکھتا۔

ابومعاویہ کہتے ہیں حدیث میں لفظ خلفاً سے مراد باب ہے یعنی دروازہ[3]

۱۹۳ - حَدَّثَنَا بَيَانُ بْنُ عَمْرٍو قَالَ حَدَّثَنَا

۱۴۹۲ حدیث (از بیان بن عمرو از یزید از جریر بن حازم از یزید بن

---

[1] کیونکہ حطیم حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بنا میں کعبہ میں داخل تھا قریش نے بسبب کم ہونے کی وجہ سے کعبے کو چھوٹا کر دیا اور حطیم کی زمین کعبے کے باہر چھٹی رہنے دی اسی لئے طواف میں حطیم کو شامل کر لیتے ہیں ۱۲ منہ [2] اب کعبے میں ایک ہی دروازہ ہے وہ بھی آدم قد سے زیادہ اونچا۔ داخلہ کے وقت لوگ بڑی مشکل سے سیڑھی پر چڑھ کر کعبے کے اندر جاتے ہیں اور ایک ہی دروازہ ہونے سے اس کے اندر تازی ہوا مشکل سے آتی ہے ہجوم کے وقت دم رک جاتا ہے۔ عبداللہ بن زبیرؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق ہو بہو کعبے کو بنا دیا تھا لیکن خدا حجاج ظالم سے سمجھے اس نے پھر جاہلیت کے زمانہ کی طرح کر دیا۔ حجاج کے بعد دوسرے بادشاہوں نے گھڑی گھڑی کعبہ کو توڑنا مناسب سمجھا ۱۲ منہ

يَزِيْدُ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ رُوْمَانَ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهَا يَا عَائِشَةُ لَوْلَا اَنَّ قَوْمَكِ حَدِيْثُ عَهْدٍ بِجَاهِلِيَّةٍ لَاَمَرْتُ بِالْبَيْتِ فَهُدِمَ فَاَدْخَلْتُ فِيْهِ مَا اُخْرِجَ مِنْهُ وَاَلْزَقْتُهُ بِالْاَرْضِ وَجَعَلْتُ لَهُ بَابَيْنِ بَابًا شَرْقِيًّا وَّبَابًا غَرْبِيًّا فَبَلَغْتُ بِهِ اَسَاسَ اِبْرَاهِيْمَ فَذٰلِكَ الَّذِيْ حَمَلَ ابْنَ الزُّبَيْرِ عَلٰى هَدْمِهِ قَالَ يَزِيْدُ وَشَهِدْتُّ ابْنَ الزُّبَيْرِ حِيْنَ هَدَمَهُ وَبَنَاهُ وَاَدْخَلَ فِيْهِ مِنَ الْحِجْرِ وَقَدْ رَاَيْتُ اَسَاسَ اِبْرَاهِيْمَ حِجَارَةً كَاَسْنِمَةِ الْاِبِلِ قَالَ جَرِيْرٌ فَقُلْتُ لَهُ اَيْنَ مَوْضِعُهُ قَالَ اُرِيْكَهُ الْاٰنَ فَدَخَلْتُ مَعَهُ الْحِجْرَ فَاَشَارَ اِلٰى مَكَانٍ فَقَالَ هٰهُنَا قَالَ جَرِيْرٌ فَحَزَرْتُ مِنَ الْحِجْرِ سِتَّةَ اَذْرُعٍ اَوْ نَحْوَهَا

رومان، عروہ رضؓ حضرت عائشہ رضؓ فرماتی ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے عائشہ! اگر زمانۂ جاہلیت گذرے کافی مدت ہو گئی ہوتی تو میں بیت اللہ منہدم کرنے کا حکم دیتا۔ اور موجودہ خارج شدہ حصہ کو شریک کعبہ کردیتا۔ اور اس کی کرسی زمین دوز کر دیتا۔ اس کے دو دروازے بناتا ایک مشرقی ایک غربی۔ اس طرح وہ اساس ابراہیمی کے مطابق ہو جاتا۔

اس حدیث کو حضرت ابن زبیر رضؓ نے سن کر اپنی خلافت میں کعبہ کو گرایا۔ یزید بن رومان کہتے ہیں میں اس وقت موجود تھا جب عبد اللہ ابن زبیر رضؓ نے خانہ کعبہ کو گرایا تھا اور بنایا تھا۔ اور حطیم کو اس کے اندر شامل کردیا۔ میں نے ابراہیم علیہ وسلم کی اساس تعمیر کے پتھر دیکھے۔ جن کی شکل اونٹوں کے کوہانوں کی طرح تھی۔ جریر کہتے ہیں میں نے یزید بن رومان سے پوچھا۔ حضرت ابراہیم علیہ وسلم کی ڈالی ہوئی بنیاد کہاں تھی انہوں نے کہا۔ میں تجھے ابھی دکھاتا ہوں۔ پس ان کے ساتھ حطیم میں گیا انہوں نے ایک جگہ بتائی کہا یہاں۔ جریر رضؓ کہتے ہیں میرا اندازہ ہے وہ موجودہ جگہ سے تقریباً چھ ہاتھ دور ہو گی [1]

باب ۱۲۹ فَضْلِ الْحَرَمِ وَقَوْلِهٖ

اِنَّمَآ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ رَبَّ هٰذِهِ الْبَلْدَةِ الَّذِيْ حَرَّمَهَا وَلَهٗ كُلُّ شَيْءٍ وَّاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَقَوْلِهٖ اَوَ لَمْ نُمَكِّنْ لَّهُمْ حَرَمًا اٰمِنًا يُّجْبٰٓى اِلَيْهِ ثَمَرٰتُ كُلِّ شَيْءٍ رِّزْقًا مِّنْ لَّدُنَّا وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ۔

باب ۱۰۰۴ حرم پاک کی فضیلت۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ اِنَّمَآ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ رَبَّ هٰذِهِ الْبَلْدَةِ الْاٰيَة مجھے حکم ہوا ہے کہ اس شہر یعنی مکہ کے رب کی عبادت کروں جس نے اسے مقام محترم بنایا۔ وہی ہر چیز کا مالک ہے۔ مجھے مسلمان ہونے کا حکم دیا گیا ہے۔) (النحل ۹۱) نیز اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ اَوَ لَمْ نُمَكِّنْ لَّهُمْ حَرَمًا اٰمِنًا الْاٰيَة (کیا ہم نے ان کو حرم میں جگہ نہیں دی جو امن کا مقام ہے اور ہر طرح کا میوہ ہماری طرف سے کشاں کشاں چلا آتا ہے لیکن اکثر لوگ بے علم ہیں) (القصص: ۵۷)

---

[1] معلوم ہوا کہ کل حطیم کی زمین کعبے میں شریک نہ تھی کیونکہ پرنالے سے لیکر حطیم کی دیوار تک سترہ ہاتھ جگہ ہے اور ایک تہائی ہاتھ دیوار کا عرض دو ہاتھ اور تہائی ہاتھ ہے باقی پندرہ ہاتھ جگہ حطیم کے اندر ہے۔ بعضے کہتے ہیں کل حطیم کی جگہ کعبہ میں شریک تھی اور حضرت عمر رضؓ نے اپنی خلافت میں امتیاز کے لئے حطیم کے گرد ایک چھوٹی سی دیوار اٹھادی ۱۲ منہ [2] مجاہد سے منقول ہے کہ مکہ تمام مباح ہے نہ وہاں کے گھروں کا بیچنا درست ہے نہ کرایا دینا اور ابن عمر رضؓ سے بھی ایسا ہی منقول ہے اور امام ابو حنیفہ رحؒ اور ثوری کا یہی مذہب ہے اور جمہور علماء کے نزدیک مکہ کے گھر ملک ہیں اور مالک کے مرجانے کے بعد وارثوں کی ملک ہو جاتے ہیں امام ابو یوسف کا یہی قول ہے اور امام بخاری نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے ۱۲ منہ

۱۹۴ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ طَاؤُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ إِنَّ هٰذَا الْبَلَدَ حَرَّمَهُ اللّٰهُ لَا يُعْضَدُ شَوْكُهُ وَلَا يُنَفَّرُ صَيْدُهُ وَلَا يَلْتَقِطُ لُقَطَتَهُ إِلَّا مَنْ عَرَّفَهَا۔

حدیث ۱۴۹۳ (از علی بن عبداللہ بن جعفر از جریر بن عبدالحمید از منصور از مجاہد از طاؤس) ابن عباسؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن فرمایا۔ اس شہر کو اللہ تعالیٰ نے محترم بنایا ہے۔ وہاں کا کانٹا تک نہ کاٹا جائے، نہ وہاں کا شکار جانور نہ بھگایا جائے۔ نہ وہاں کی گری پڑی چیز کو اٹھایا جائے البتہ شناخت کرانے والا اٹھا سکتا ہے (جو اعلان کریگا کہ اس کا مالک کون ہے؟ تاکہ مالک تک وہ چیز پہنچ جائے)

بَابُ ۱۳ تَوْرِيثِ دُوْرِ مَكَّةَ

وَبَيْعِهَا وَشِرَائِهَا وَأَنَّ النَّاسَ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ سَوَاءٌ خَاصَّةً لِقَوْلِهِ تَعَالَىٰ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَيَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللّٰهِ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ الَّذِي جَعَلْنَاهُ لِلنَّاسِ سَوَاءً الْعَاكِفُ فِيهِ وَالْبَادِ وَمَنْ يُرِدْ فِيهِ بِإِلْحَادٍ بِظُلْمٍ نُذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ الْبَادِي الطَّارِي مَعْكُوفًا مَحْبُوسًا۔

باب ۱۰۰۵ مکے کے مکانات میں وراثت کا قانون

اور خرید وفروخت کی اجازت ہے[1] مسجد حرام میں سب لوگ برابر ہیں[2]، خاص مسجد میں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے (ترجمہ) جو لوگ کافر ہوئے اور اللہ کے رستہ سے لوگوں کو روکتے ہیں مسجد حرام میں جانے سے جسے ہم نے سب لوگوں کے لئے یکساں مقرر کیا ہے، وہاں کے رہنے والے ہوں یا باہر کے اور جو کوئی وہاں شرارت سے کفر کرنا چاہے ہم اسے دردناک عذاب چکھائیں گے۔ (الحج: ۲۵)

امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ ان آیات میں بادی سے مراد "بیرونی آنے والا شخص" "مَعْكُوفًا" (سورہ فتح) سے مراد "محبوس" یعنی رکا ہوا[3]۔

۱۹۵ ۔ حَدَّثَنَا أَصْبَغُ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ أَنَّهُ قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَيْنَ تَنْزِلُ فِي دَارِكَ بِمَكَّةَ فَقَالَ وَهَلْ تَرَكَ عَقِيلٌ مِنْ رِبَاعٍ أَوْ دُورٍ وَكَانَ عَقِيلٌ وَرِثَ أَبَا طَالِبٍ هُوَ وَطَالِبٌ وَلَمْ يَرِثْهُ جَعْفَرٌ وَلَا عَلِيٌّ شَيْئًا لِأَنَّهُمَا كَانَا

حدیث ۱۴۹۴ (از اصبغ از ابن وہب از یونس از ابن شہاب از علی بن حسین از عمرو بن عثمان) اسامہ بن زید نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا یا رسول اللہ آپ مکہ میں اپنے گھر میں کہاں اتریں گے؟ آپؐ نے فرمایا عقیل نے کوئی محلہ یا مکان ہمارے لئے کہاں چھوڑا ہے؟ (یعنی سب بیچ باچ دیئے) عقیل اور طالب دونوں بیٹے اپنے باپ ابو طالب کے وارث بنے اور جعفرؓ اور علیؓ اپنے باپ کی وراثت سے بوجہ مسلمان ہونے کے

---

[2] خاص مسجد میں سب مسلمانوں کا حق برابر ہے جو جہاں بیٹھ گیا اس کو وہاں سے کوئی اٹھا نہیں سکتا ۱۲ منہ [3] اوپر کی آیت میں عاکف اور معکوف کا مادہ ایک ہی ہے اس لئے معکوف کی بھی تفسیر بیان کردی ۱۲ منہ

مُسْلِمَيْنِ وَكَانَ عَقِيْلٌ وَّطَالِبٌ كَافِرَيْنِ فَكَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَقُوْلُ لَا يَرِثُ الْمُؤْمِنُ الْكَافِرَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَّكَانُوْا يَتَأَوَّلُوْنَ قَوْلَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ إِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْا أُولٰٓئِكَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَآءُ بَعْضٍ الْاٰيَةَ

محروم رہے۔ عقیل اور طالب دونوں کافر تھے[1] حضرت عمرؓ کہتے تھے مسلمان کافر کا وارث نہیں ہوتا۔ ابن شہاب کہتے ہیں۔ ان کی دلیل یہ آیت تھی۔ (ترجمہ) "جو لوگ ایمان لائے، ہجرت کی، جہاد فی سبیل اللہ کیا، جان و مال سے اور جنہوں نے انہیں جگہ دی اور مدد کی، وہی ایک دوسرے کے وارث ہوں گے"[2]

بَابٌ ۱۲۱ نُزُوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ نُسِبَتِ الدُّوْرُ إِلٰى عَقِيْلٍ وَّتُوْرَثُ الدُّوْرُ وَتُبَاعُ وَتُشْتَرٰى۔

باب ۱۲۱ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں کہاں اترے تھے۔

امام بخاری نے گذشتہ بالا حدیث میں گھروں کی نسبت عقیل کی طرف کی۔ گھر میراث ہوتے ہیں، خرید و فروخت کئے جاتے ہیں[3]

۱۹۶ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ سَلَمَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ أَرَادَ قُدُوْمَ مَكَّةَ مَنْزِلُنَا غَدًا إِنْ شَآءَ اللّٰهُ بِخَيْفِ بَنِيْ كِنَانَةَ حَيْثُ تَقَاسَمُوْا عَلَى الْكُفْرِ۔

۱۴۹۵ حدیث (از ابوالیمان از شعیب از زہری از سلمہ) حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مکہ میں آنے کا ارادہ فرمایا تو فرمایا کل انشاء اللہ ہم خیف بنی کنانہ (یعنی محصّب میں) اتریں گے جہاں قریش نے کفر پر مضبوطی کے ساتھ اڑے اور جمے رہنے کی قسم کھائی تھی[4]

۱۹۷ - حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْغَدِ يَوْمَ النَّحْرِ وَهُوَ بِمِنًى نَحْنُ نَازِلُوْنَ

۱۴۹۶ حدیث (از حمیدی از ولید از اوزاعی از زہری از ابوسلمہ) ابوہریرہؓ فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منیٰ میں گیارھویں ذوالحجہ کو فرمایا ہم کل خیف بنی کنانہ میں اتریں گے جہاں قریش نے کفر پر ڈٹے رہنے کی قسم کھائی تھی یعنی محصّب میں۔ اس کا واقعہ یہ ہے کہ قریش اور کنانہ

---

[1] ابوطالب کے چار بیٹے تھے عقیل اور طالب اور علی اور جعفر نے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دیا اور آپ کے ساتھ مسلمان ہو کر مدینہ میں آگئے تھے لیکن عقیل مسلمان نہیں ہوئے تھے انہی سارے مکانات اور ابوطالب کی جائیداد ان کی جو مکہ میں تھی ان کے قبضے میں آگئی تھی انہوں نے ان کو بیچ باچ ڈالا اور ملنا پانی کو برابر کر دیا داؤدی نے کہا جو کوئی ہجرت کر کے مدینہ منورہ چلا آتا اس کا عزیز کافر جو مکہ میں رہتا ساری جائیداد و دبا لیتا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی مکہ فتح ہونے کے بعد ان معاملات کو قائم رکھا تاکہ لوگوں کی دل شکنی نہ ہو کہتے ہیں ابوطالب کے یہ مکانات مدت دراز تک عقیل ہی کی اولاد کے پاس رہے آخر میں ان میں سے ایک مکان محمد بن یوسف حجاج ظالم کے بھائی نے ایک لاکھ دینار کو خریدا۔ اصل میں یہ مکانات ہاشم کے تھے ان سے عبدالمطلب کو ملے انہوں نے سب بیٹوں کو تقسیم کر دیئے اس وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی ان میں حصہ تھا کیونکہ آپ کے والد عبد اللہ عبدالمطلب کے صاحبزادے تھے۔ ۱۲ منہ

[2] یہ آیت شروع اسلام میں مدینہ منورہ میں اتری تھی اللہ تعالیٰ نے مہاجرین اور انصار کو ایک دوسرے کا وارث بنا دیا تھا بعد میں یہ آیت اتری واولوا الارحام بعضہم اولیٰ ببعض یعنی غیر آدمیوں کی نسبت رشتہ دار میراث کے زیادہ حقدار ہیں خیر اس آیت سے مومنوں کا ایک دوسرے کا وارث ہونا نکلتا ہے اس میں یہ ذکر نہیں ہے کہ مومن کافر کا وارث نہ ہوگا اور شاید امام بخاری نے اس مضمون کی طرف اشارہ کیا جو اس کے بعد ہی والذین آمنوا ولم یہاجروا یعنی جو لوگ ایمان بھی لے آئے لیکن کافروں کے ملک سے ہجرت نہیں کی تو تم ان کے وارث نہیں ہو سکتے جب ان کے وارث نہ ہوئے تو کافروں کے بطریق اولیٰ وارث نہ ہوں گے ۱۲ منہ

[3] یہ عبارت قال ابو عبداللہ سے تباع وتشتری تک نسخہ مطبوعہ مصر میں نہیں ہے اور وہی نسخہ صحیح معلوم ہوتا ہے کیونکہ اس مضمون کو اگر تعلق ہے تو اگلے باب سے نہ اس باب سے اس باب میں شاید کاتب نے سہو سے یہ مضمون لکھ دیا ہے ۱۲ منہ

[4] اس قسم اور قول قرار کا بیان آگے کی حدیث میں آتا ہے۔ خیف کہتے ہیں پہاڑ کی نشیبی جانب کو جو نالے سے اونچا ہوتا ہے ۱۲ منہ

غَدًا بِخَيْفِ بَنِي كِنَانَةَ حَيْثُ تَقَاسَمُوا عَلَى الْكُفْرِ يَعْنِي بِذٰلِكَ الْمُحَصَّبَ وَذٰلِكَ أَنَّ قُرَيْشًا وَّكِنَانَةَ تَحَالَفَتْ عَلٰى بَنِي هَاشِمٍ وَّبَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ أَوْ بَنِي الْمُطَّلِبِ أَنْ لَّا يُنَاكِحُوهُمْ وَلَا يُبَايِعُوهُمْ حَتّٰى يُسْلِمُوا إِلَيْهِمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ سَلَامَةُ عَنْ عُقَيْلٍ وَّيَحْيَى بْنُ الضَّحَّاكِ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ أَخْبَرَنِي ابْنُ شِهَابٍ وَّقَالَا بَنِي هَاشِمٍ وَّبَنِي الْمُطَّلِبِ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ بَنِي الْمُطَّلِبِ أَشْبَهُ۔

نے بنو ہاشم اور بنی عبد المطلب یا بنی مطلب کی مخالفت میں حلفیہ قول و قرار کیا تھا، کہ ان سے شادی بیاہ، خرید و فروخت نہ کریں گے تاوقتیکہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے حوالے نہ کر دیں۔ سلامہ بن روح نے اس حدیث کو عقیل سے اور یحییٰ بن ضحاک نے اوزاعی سے یوں روایت کیا کہ مجھے ابن شہاب نے خبر دی، ان دونوں (عقیل اور یحییٰ بن ضحاک) کی روایت میں بنی ہاشم اور بنی مطلب ہے۔
امام بخاری کہتے ہیں، بنی مطلب زیادہ صحیح معلوم ہوتا ہے[1]۔

بَاب ۱۳۲ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا وَّاجْنُبْنِيْ وَبَنِيَّ أَنْ نَّعْبُدَ الْأَصْنَامَ رَبِّ إِنَّهُنَّ أَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ إِلٰى قَوْلِهٖ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُوْنَ۔

باب ۱۰۰۷ اللہ تعالیٰ کا ارشاد (ترجمہ) اس وقت کو یاد کرو جب ابراہیم نے کہا تھا مولیٰ! میرے شہر کو مقام امن بنا دے اور مجھے اور میری اولاد کو صنم پرستی سے بچا میرے مالک ان (کمبخت) بتوں نے بہت لوگوں کو گمراہ کر دیا لعلہم یشکرون تک[2]۔

بَاب ۱۳۳ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيَامًا لِّلنَّاسِ وَالشَّهْرَ الْحَرَامَ إِلٰى قَوْلِهٖ وَأَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ۔

باب ۱۰۰۸ اللہ تعالیٰ کا ارشاد (ترجمہ) اللہ تعالیٰ نے کعبے کو جو احترام والا گھر ہے لوگوں کا گزارا بنایا۔ اسی طرح حرمت والے مہینے کو[3] آخیر آیت ان اللہ بکل شیئ علیم تک۔

۱۹۸۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

حدیث (۱۴۹۷) از علی بن عبداللہ از سفیان از زیاد بن سعد از زہری از سعید بن مسیب از حضرت ابو ہریرہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (قیامت کے قریب) ایک چھوٹی پنڈلیوں والا (حقیر)

---

[1] اور اس مضمون کی ایک تحریری دستاویز ترتیب کی گئی تھی کہتے ہیں اسے منصور بن عکرمہ نے لکھا تھا اللہ نے اس کا ہاتھ شل کر دیا۔ جب یہ معاہدہ بنی ہاشم اور بنی مطلب نے سنا تو وہ گھبرائے مگر اللہ کی قدرت عجب ظاہر ہوئی قریش نے یہ معاہدہ تحریری کعبے کے اندر لٹکا دیا تھا اس کو دیمک چاٹ گئی فقط وہ مقام رہ گیا جہاں اللہ کا نام تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی خبر ابو طالب کو دی ابو طالب نے ان کافروں سے کہا میرا بھتیجا یہ کہتا ہے تم جا کر اس کاغذ کو دیکھو اگر اس کا بیان سچ نکلے تو اس کی ایذا دہی سے باز آؤ اگر جھوٹ نکلے تو میں اس کو تمہارے حوالہ کر دوں گا۔ تم مار ڈالو یا زندہ رکھو تمہارا اختیار ہے قریش نے جا کر دیکھا تو جیسا آنحضرت صلعم نے فرمایا تھا ویسا ہی ہوا تھا کہ ساری تحریر کو دیمک چاٹ گئی تھی صرف اللہ کا نام رہ گیا تھا تب بہت شرمندے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو اس مقام پر جا کر اترے تو اللہ کا شکر ظاہر کرنے کو کہ ایک وقت وہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایسے مجبور اور کمزور تھے یا اللہ تعالیٰ نے آپ ہی کو مکہ کی حکومت دی کافروں اور مخالفوں کا ستیاناس ہو گیا۔ ۱۲ منہ

[2] کیونکہ عبد المطلب تو خود ہاشم کے بیٹے تھے اور بنی ہاشم میں عبد المطلب کی کل اولاد آ گئی البتہ مطلب ہاشم کے بھائی تھے لیکن بیہقی کی ایک دوسرے طریق سے بھی بنی عبد المطلب ہے ۱۲ منہ

[3] اس باب میں امام بخاری نے صرف آیت پر اکتفا کی اور کوئی حدیث بیان نہیں کی شاید ان کو کوئی حدیث اپنی شرط کے مطابق نہ ملی ہوگی ۱۲ منہ

[4] یعنی کعبے اور ماہ حرام کی بدولت سینکڑوں ہزاروں آدمیوں کو روٹی ملتی ہے ہزاروں آدمی حج کو آتے ہیں تو مکہ والے پرورش پاتے ہیں اونٹ والوں کے اونٹ کرایا پر چلتے ہیں صرافہ سوداگر تجارت کر کے روپیہ کماتے ہیں۔ اسی طرح اگر ماہ حرام نہ ہوتا اور ہمیشہ لوٹ پوٹ کا خوف لگا رہتا تو تجارت بند ہو جاتی اور صدہا آدمی روٹی نہ ملنے سے ہلاک ہو جاتے ۱۲ منہ

وَسَلَّمَ قَالَ يُخَرِّبُ الْكَعْبَةَ ذُو السُّوَيْقَتَيْنِ مِنَ الْحَبَشَةِ۔

حبشی کعبے کو ویران کریگا [1] (یہ حدیث ان احادیث کے خلاف نہیں جس میں مکہ کو بلد امن کہا گیا کیونکہ یہ تو عین قیامت کے ظہور کا وقت ہوگا۔ ہر چیز تباہ ہوگی)

۱۹۹۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ ح وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ قَالَ اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبِي حَفْصَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانُوا يَصُومُونَ عَاشُورَاءَ قَبْلَ اَنْ يُفْرَضَ رَمَضَانُ وَكَانَ يَوْمًا تُسْتَرُ فِيهِ الْكَعْبَةُ فَلَمَّا فَرَضَ اللهُ رَمَضَانَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ شَاءَ اَنْ يَصُومَهُ فَلْيَصُمْهُ وَمَنْ شَاءَ اَنْ يَتْرُكَهُ فَلْيَتْرُكْهُ۔

۱۴۹۸ حدیث (از یحیی بن بکیر از لیث از عُقیل از ابن شہاب از عروہ (از حضرت عائشہ) دوسری سند (از محمد بن مقاتل از عبد اللہ از محمد بن ابی حفصہ از زہری از عروہ) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں لوگ رمضان کے روزے فرض ہونے سے قبل زمانہ میں عاشوراء (دسویں محرم) کو روزہ رکھتے تھے اور اسی دن کعبہ کو پردہ پہنایا جاتا جب اللہ تعالیٰ نے رمضان کو فرض روزوں کا مہینہ مقرر کیا، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس کا جی چاہے وہ عاشوراء کا روزہ رکھے اور جس کا جی چاہے نہ رکھے (یہ روزہ اب نفل ہو گیا) [2]۔

۲۰۰۔ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِي قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيمُ عَنِ الْحَجَّاجِ بْنِ حَجَّاجٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ اَبِي عُتْبَةَ عَنْ اَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيُحَجَّنَّ الْبَيْتُ وَلَيُعْتَمَرَنَّ بَعْدَ خُرُوجِ يَاجُوجَ وَمَاجُوجَ تَابَعَهُ اَبَانُ وَعِمْرَانُ عَنْ قَتَادَةَ وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ عَنْ شُعْبَةَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى لَا يُحَجَّ الْبَيْتُ وَالْاَوَّلُ اَكْثَرُ قَالَ اَبُو عَبْدِ اللهِ سَمِعَ قَتَادَةُ عَبْدَ اللهِ وَعَبْدُ اللهِ اَبَا سَعِيدٍ۔

۱۴۹۹ حدیث (از احمد بن حفص از حفص از ابراہیم بن طہمان از حجاج بن حجاج اسلمی از قتادہ از عبد اللہ بن ابی عتبہ از حضرت ابو سعید خدریؓ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں یاجوج و ماجوج کے ظہور کے بعد بھی بیت اللہ کا حج و عمرہ ہوتا رہیگا [3]۔ عبد اللہ بن ابی عتبہ کے ساتھ اس حدیث کو ابان اور عمران نے بھی قتادہ سے روایت کیا ہے [4]۔ عبد الرحمن نے بحوالہ شعبہ کہا۔ قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک خانہ کعبہ کا حج موقوف نہ ہوگا [5] (یعنی ہمیشہ حج ہوتا رہیگا) پہلی حدیث کو بہت لوگوں نے روایت کیا ہے۔ امام بخاریؒ کہتے ہیں قتادہ نے عبد اللہ بن ابی عتبہ سے اور عبد اللہ نے ابو سعید خدریؓ سے سنا ہے [6]

---

[1] یہ واقعہ بالکل قیامت کے قریب ہوگا جب دنیا پوری ہونے کو ہوگی تو یہ ان آیتوں کے خلاف نہیں ہے جن میں مکہ کو امن کا شہر فرمایا ہے اس لئے کہ قیامت تک اللہ تعالیٰ اس کو محفوظ رکھے گا پھر جب قیامت ہی آجائے گی تو کعبہ کیا ہر چیز تباہ ویران ہو جائے گی ۱۲ منہ [2] اس حدیث کی مناسبت ترجمہ باب سے یوں ہے کہ اس میں عاشورے کے دن کعبے پر پردہ ڈالنے کا ذکر ہے تو کعبے کی عظمت اس سے ثابت ہوئی جو باب کا مقصود ہے ۱۲ منہ [3] یاجوج و ماجوج دو قومیں ہیں کافروں کی یافث بن نوح کی اولاد میں۔ لوگ اور روس بھی ہیں قیامت کے قریب وہ ساری دنیا پر غالب ہو کر بڑا دھندہ مچائیں گے پورا ذکر ان کا علامات قیامت میں آئے گا۔ اس حدیث کو امام بخاری اس لئے لائے کہ اس کی دوسری روایت میں بظاہر تعارض ہے اور فی الحقیقت تعارض نہیں کس لئے کہ قیامت تو یاجوج و ماجوج کے نکلنے اور ہلاک ہونے کے بہت دنوں بعد قائم ہوگی تو یاجوج و ماجوج کے وقت میں لوگ حج و عمرہ کرتے رہیں گے اس کے بعد پھر قرب قیامت پر لوگوں میں کفر پھیل جائے گا اور حج و عمرہ موقوف ہو جائے گا۔ ۱۲ منہ [4] ابان کی روایت کو امام احمد نے اور عمران کی روایت کو ابو یعلیٰ اور ابن خزیمہ نے وصل کیا ہے ۱۲ منہ [5] اس کو حاکم نے وصل کیا ہے ۱۲ منہ [6] یہ امام بخاری نے اس لئے بیان کر دیا کہ قتادہ پر تدلیس کی نسبت کی گئی ہے تو ان کا سماع

باب ۱۳۴ كِسْوَةِ الْكَعْبَةِ

۲۰۱ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ حَدَّثَنَا وَاصِلُ الْاَحْدَبُ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ قَالَ جِئْتُ اِلٰى شَيْبَةَ ح وَحَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ وَّاصِلٍ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ قَالَ جَلَسْتُ مَعَ شَيْبَةَ عَلَى الْكُرْسِيِّ فِي الْكَعْبَةِ فَقَالَ لَقَدْ جَلَسَ هٰذَا الْمَجْلِسَ عُمَرُ فَقَالَ لَقَدْ هَمَمْتُ اَنْ لَّا اَدَعَ فِيْهَا صَفْرَآءَ وَلَا بَيْضَاءَ اِلَّا قَسَمْتُهٗ قُلْتُ اِنَّ صَاحِبَيْكَ لَمْ يَفْعَلَا قَالَ هُمَا الْمَرْاٰنِ اَقْتَدِيْ بِهِمَا -

باب ۱۵۰۰ کعبے پر غلاف چڑھانا [1]

حدیث (از عبداللہ بن عبدالوہاب از خالد بن حارث از سفیان از واصل احدب از ابو وائل از شیبہ [2]) دوسری سند (از قبیصہ از سفیان از واصل) ابو وائل کہتے ہیں میں شیبہ کے ساتھ کعبہ میں کرسی پر بیٹھا۔ شیبہ نے کہا (ایک دن) اسی جگہ حضرت عمرؓ بیٹھے تھے، انہوں نے کہا۔ میرا مقصد یہ ہے کہ کعبہ میں جس قدر سونا چاندی ہے، میں اس میں سے کچھ نہ چھوڑوں بلکہ سب تقسیم کردوں۔ میں نے کہا تمہارے دونوں ساتھیوں نے تو ایسا نہیں کیا۔ انہوں نے کہا میں ان دونوں صاحبوں کی تو پیروی کر رہا ہوں (اگر انہوں نے ایسا نہیں کیا تو میں کون ہوتا ہوں [3]؟ حضرت عمرؓ کے اجتہاد سے اختلاف کرنے والے سوچیں کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منشا پر چلتے تھے اگر کوئی فعل نبوی خلافِ اجتہاد ملتا تو اپنی رائے ترک کر دیتے تھے یہ تمام صحابہ کا حال تھا۔

باب ۱۳۵ هَدْمِ الْكَعْبَةِ

وَقَالَتْ عَائِشَةُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْزُوْ جَيْشُ الْكَعْبَةِ فَيُخْسَفُ بِهِمْ -

۲۰۲ - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ الْاَخْنَسِ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ اَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَاَنِّيْ بِهٖ اَسْوَدَ اَفْحَجَ يَقْلَعُهَا حَجَرًا حَجَرًا -

باب ۱۰۱ کعبے کے گرانے کا بیان

حضرت عائشہؓ نے کہا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک لشکر کعبے پر لڑنے کے لئے چڑھائی کرے گا وہ زمین میں دھنس جائے گا [4]

حدیث ۱۵۰۱ (از عمرو بن علی از یحییٰ بن سعید از عبیداللہ بن اخنس از ابن ابی ملیکہ از ابن عباس) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گویا میں کعبے کے گرانے والے کو دیکھ رہا ہوں ایک کالا بھدّا شخص ہے جو کعبے کا ایک ایک پتھر اکھیڑ رہا ہے [5]

---

[1] امام بخاری کا مطلب یہ ہے کہ کعبے پر غلاف چڑھانا جائز ہے یا اس کے غلاف کا تقسیم کرنا کہتے ہیں سب سے پہلے تبع حمیری نے اس پر غلاف چڑھایا اسلام سے نو سو برس پہلے بعضوں نے کہا عدنان نے اور ریشمی غلاف عبداللہ بن زبیر نے چڑھایا اور آنحضرتؐ کے عہد میں اس کا غلاف انطاع اور کمل کا تھا۔ پھر آپ نے مصری کپڑے کا غلاف چڑھایا ۱۲ منہ [2] یہ شیبہ بن عثمان صحابی تھے کعبے کی کنجی انہی کے پاس رہتی اور اب تک ان کی اولاد میں قائم ہے اسی لئے اس کو شیبی کہتے ہیں جو کعبے کی کلید برداری کی خدمت رکھتا ہے ۱۲ منہ [3] دونوں صاحبوں سے مراد پیغمبر صاحب اور ابوبکر صدیقؓ ہیں بعض کہتے ہیں کعبے کے تلے ایک بڑا خزانہ ہے اس کو کھودنے اور خرچ کر ڈالنے کا حضرت عمرؓ نے ارادہ کیا۔ بعضے کہتے ہیں اس خزانہ سے مراد وہ آمدنی ہے جو بطور نذر و نیاز کے حاجی اور زائر چڑھاتے اور وہ ایک صندوق میں جمع رہتی اس سے امام بخاری نے یہ نکالا کہ جب وہاں کی آمدنی کی تقسیم جائز ہوئی تو کعبہ کا غلاف بھی تقسیم ہو سکتا ہے اور اس کے تقسیم کرنے میں علماء کا اختلاف ہے اور صحیح یہی ہے کہ اس کی خرید و فروخت درست ہے۔ فاکہی نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی انہوں نے کہا کعبے کا غلاف بیچ ڈال اور اس کا پیسہ محتاجوں کو دے ۱۲ منہ [4] اس کو بھی امام بخاری نے کتاب البیوع میں نکالا ۱۲ منہ [5] حدیث میں افحج کا لفظ ہے افحج زبانِ عربی میں اس شخص کو کہتے ہیں جو اکڑ کر ہوا چلے یا چلتے میں اس کے دونوں پنجے تو نزدیک رہیں اور دونوں ایڑیوں میں فاصلہ رہے وہ حبشی مردود جو قیامت کے قریب کعبے کو ڈھائے گا اسی شکل کا ہوگا ۱۲ منہ

۲۰۳- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخَرِّبُ الْكَعْبَةَ ذُو السُّوَيْقَتَيْنِ مِنَ الْحَبَشَةِ -

حدیث ۱۵۰۲ (از یحییٰ بن بکیر از لیث از یونس از ابن شہاب از سعید بن المسیب) حضرت ابوہریرہ رضی فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کعبہ کو ایک چھوٹی پنڈلیوں والا حبشی خراب کرے گا [۱]

بَاب ۱۳۶ مَا ذُكِرَ فِي الْحَجَرِ الْأَسْوَدِ

باب ۱۰۱۱ حجر اسود کا بیان [۲]

۲۰۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ قَالَ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَابِسِ بْنِ رَبِيعَةَ عَنْ عُمَرَ أَنَّهُ جَاءَ إِلَى الْحَجَرِ الْأَسْوَدِ فَقَبَّلَهُ فَقَالَ إِنِّي لَأَعْلَمُ أَنَّكَ حَجَرٌ لَا تَضُرُّ وَلَا تَنْفَعُ وَلَوْلَا أَنِّي رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَبِّلُكَ مَا قَبَّلْتُكَ -

حدیث ۱۵۰۳ (از محمد بن کثیر از سفیان از اعمش از ابراہیم از عابس بن ربیعہ) حضرت عمر رضی حجر اسود کے پاس آئے اسے بوسہ دیا اور کہا میں جانتا ہوں تو ایک پتھر ہے نہ ضرر دے سکتا ہے نہ نفع [۳]۔ اگر میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تجھے بوسہ دیتے نہ دیکھا ہوتا تو میں تجھے کبھی نہ چومتا [۴]

بَاب ۱۳۷ إِغْلَاقِ الْبَيْتِ وَيُصَلِّي فِي أَيِّ نَوَاحِي الْبَيْتِ شَاءَ -

باب ۱۰۱۲ کعبے کا دروازہ اندر سے بند کر لینا اور اس کے ہر کونے میں جس طرف چاہے رخ کر کے نماز پڑھنا۔

۲۰۵- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ قَالَ دَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَيْتَ هُوَ وَأُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ وَبِلَالٌ وَعُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ فَأَغْلَقُوا عَلَيْهِمُ الْبَابَ فَلَمَّا فَتَحُوا كُنْتُ أَوَّلَ مَنْ وَلَجَ فَلَقِيتُ بِلَالًا فَسَأَلْتُهُ هَلْ صَلَّى فِيهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَعَمْ بَيْنَ الْعَمُودَيْنِ الْيَمَانِيَيْنِ -

حدیث ۱۵۰۴ (از قتیبہ بن سعید از لیث از ابن شہاب از سالم) عبداللہ بن عمر رضی کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، اسامہ بن زید رضی بلال رضی عثمان بن طلحہ رضی چاروں مل کر کعبے کے اندر گئے اور دروازہ لگا لیا۔ جب دروازہ کھولا تو سب سے پہلے میں اندر داخل ہوا۔ بلال رضی سے ملا۔ میں نے ان سے پوچھا۔ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں نماز پڑھی؟ انہوں نے کہا ہاں دونوں یمنی ستونوں کے درمیان [۵]

---

[۱] دوسری روایت میں ہے اس کی آنکھیں نیلی ناک پھیلی ہوئی ہوگی پیٹ بڑا اس کے ساتھ اور لوگ ہوں گے وہ کعبے کا ایک ایک پتھر اکھاڑ ڈالیں گے۔ اور اکھاڑ کر سمندر میں جا کر پھینک دیں گے غالبًا یہ لوگ دہری نیچری ہوں گے جو قیامت کے قریب بہت پھیل جائیں گے۔ حلیمی نے کہا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی میں ہوگا۔ اور صحیح یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ کی وفات کے بعد ہوگا۔ جب قرآن بھی دلوں سے اٹھ جائے گا اور مصحف میں سے بھی۔ نعوذ باللہ من ذلک الزمان الفاسد ۱۲ منہ [۲] حجر اسود وہ کالا پتھر ہے جو کعبے کے مشرقی کونے میں لگا ہے صحیح حدیث میں ہے کہ حجر اسود جنت کا پتھر ہے پہلے وہ دودھ سے بھی زیادہ سفید تھا پھر آدمیوں کے گناہوں نے اس کو کالا کر دیا ۱۲ منہ [۳] حاکم کی روایت میں اتنا زیادہ ہے حضرت علی رضی نے کہا اے امیر المؤمنین یہ بگاڑ اور فائدہ کرتا ہے قیامت کے دن اس کی آنکھیں ہوں گی اور زبان اور ہونٹ اور وہ گواہی دے گا۔ حضرت عمر رضی نے یہ سن کر کہا۔ ابو الحسن جہاں تم نہ ہو وہاں اللہ مجھ کو نہ رکھے ذہبی نے کہا حاکم کی روایت ساقط ہے۔ خود مرفوع حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ آپ نے بھی حجر اسود کو بوسہ دیتے وقت یہی فرمایا تو ایک پتھر ہے نہ بگاڑ سکتا ہے نہ فائدہ اور حضرت ابوبکر رضی نے بھی ایسا ہی کہا۔ اخرجہ ابن ابی شیبہ ۱۲ منہ [۴] یعنی تیرا چومنا محض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی نیت سے ہے اس روایت سے صاف یہ نکلا کہ قبروں کی چوکھٹ چومنا یا قبروں کی مٹی چومنا یا خود قبر کو چومنا یہ سب امور مکروہ ہیں کیونکہ حضرت عمر رضی نے حجر اسود کو صرف اس لئے چوما کہ آنحضرت نے اس کو چوما تھا۔ اور آنحضرت یا صحابہ سے کہیں منقول نہیں ہے کہ انہوں نے قبر کا بوسہ لیا ہو یہ سب کام جاہلوں کے نکالے ہوئے اور بدعت ہیں ۱۲ منہ [۵] اس حدیث سے ترجمہ باب کا ایک مطلب دروازہ بند کر لینا تو نکل آیا لیکن دوسرا مطلب نہیں نکلا کہ جس کونے میں چاہے نماز پڑھے اور ممکن ہے کہ آپ نے کعبے کے اندر ایک طرف بھی نماز پڑھی تو اس سے سمجھ لیا گیا کہ ہر طرف جائز ہے کیونکہ کعبے کے اندر سب جوانب برابر ہیں اور اس طرح سے باب کا دوسرا مطلب بھی ثابت ہوا ۱۲ منہ

بَاب ۱۳۸ الصَّلٰوۃِ فِی الْکَعْبَۃِ

۲۰۶ - حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰہِ قَالَ اَخْبَرَنَا مُوْسَی بْنُ عُقْبَۃَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّہٗ کَانَ اِذَا دَخَلَ الْکَعْبَۃَ مَشٰی قِبَلَ الْوَجْہِ حِیْنَ یَدْخُلُ وَیَجْعَلُ الْبَابَ قِبَلَ الظَّھْرِ یَمْشِیْ حَتّٰی یَکُوْنَ بَیْنَہٗ وَبَیْنَ الْجِدَارِ الَّذِیْ قِبَلَ وَجْھِہٖ قَرِیْبًا مِّنْ ثَلٰثَۃِ اَذْرُعٍ فَیُصَلِّیْ یَتَوَخّٰی الْمَکَانَ الَّذِیْ اَخْبَرَہٗ بِلَالٌ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلّٰی فِیْہِ وَلَیْسَ عَلٰی اَحَدٍ بَاْسٌ اَنْ یُّصَلِّیَ فِیْ اَیِّ نَوَاحِی الْبَیْتِ شَآءَ ۔

باب ۱۰۱۳ کعبہ کے اندر نماز پڑھنا [۱]

حدیث ۱۵۰۵ (از احمد بن محمد از عبداللہ از موسیٰ بن عقبہ از نافع) ابن عمرؓ جب کعبے کے اندر جاتے تو سیدھے منہ کے سامنے چلے جاتے اور دروازہ پیٹھ کی طرف کرتے اتنا آگے بڑھتے کہ وہ دیوار جو منہ کے سامنے ہوتی تین ہاتھ کے قریب رہ جاتی، وہاں نماز پڑھتے۔ اس مقام میں ارادۃً اور تخصیصاً نماز پڑھتے جس کے متعلق حضرت بلالؓ نے انہیں بتایا تھا کہ وہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی تھی اور ابن عمرؓ یہ کہتے کہ کعبے میں ہر طرف رخ کر کے نماز پڑھنا جائز ہے۔ [۲]

بَاب ۱۳۹ مَنْ لَّمْ یَدْخُلِ الْکَعْبَۃَ

وَکَانَ ابْنُ عُمَرَ یَحُجُّ کَثِیْرًا وَّلَا یَدْخُلُ

۲۰۷ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ اَخْبَرَنَا اِسْمٰعِیْلُ بْنُ اَبِیْ خَالِدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ اَبِیْ اَوْفٰی قَالَ اعْتَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَطَافَ بِالْبَیْتِ وَصَلّٰی خَلْفَ الْمَقَامِ رَکْعَتَیْنِ وَمَعَہٗ مَنْ یَّسْتُرُہٗ مِنَ النَّاسِ فَقَالَ لَہٗ رَجُلٌ اَدَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْکَعْبَۃَ قَالَ لَا ۔

باب ۱۰۱۴ کعبے کے اندر جانا ضروری نہیں۔ ابن عمرؓ اکثر حج کیا کرتے اور کعبے کے اندر نہ جاتے [۳]

حدیث ۱۵۰۶ (از مسدد از خالد بن عبداللہ از اسمٰعیل بن ابی خالد) عبداللہ ابن ابی اوفیٰ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرہ کیا تو بیت اللہ کا طواف کیا اور مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعتیں پڑھیں اور آپ کے ساتھ کچھ لوگ آپ پر آڑ کئے ہوئے تھے [۴] (کہ کوئی مشرک حملہ نہ کرے) ایک شخص نے ابن ابی اوفیٰ سے پوچھا کہ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کعبے کے اندر بھی گئے تھے انہوں نے کہا نہیں [۵] (یہ واقعہ عمرۂ قضا کا ہے جب مشرکوں کی حکومت تھی)

بَاب ۱۴۰ مَنْ کَبَّرَ فِیْ نَوَاحِی الْکَعْبَۃِ

۲۰۸ - حَدَّثَنَا اَبُوْ مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا اَیُّوْبُ قَالَ حَدَّثَنَا عِکْرِمَۃُ عَنْ

باب ۱۰۱۵ کعبہ کے چاروں کونوں میں اللہ اکبر کہنا۔

حدیث ۱۵۰۷ (از ابو معمر از عبدالوارث از ایوب از عکرمہ) ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب (فتح مکہ کے بعد) کعبے

---

[۱] اس میں اختلاف ہے۔ ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ درست نہیں اور جمہور علماء کے نزدیک اس کے اندر فرض اور نفل سب درست ہیں اور مالکیہ کا مشہور مذہب یہ ہے کہ نفل درست ہیں فرض درست نہیں ۱۲ منہ [۲] بشرطیکہ دروازہ بند ہو اگر دروازہ کھلا ہو تو فقط اس کھلے ہوئے دروازے کی سمت نماز جائز نہیں باقی ہر طرف کی جہت بھی جائز ہے ۱۲ عبدالرزاق [۳] یعنی داخل کرنا کوئی لازمی رکن نہیں نہ حج کی کوئی عبادت ہے اگر کوئی کعبے کے اندر نہ جائے تو کوئی قباحت نہیں بلکہ ہمارے زمانہ میں نہ جانا ہی بہتر ہے اور اتنا ہجوم ہوتا ہے کہ اندر جا کر نماز کی جگہ بھی طرح ملتی ہے نہ خشوع و خضوع باقی رہتا ہے ایک پر ایک پلا پڑتا ہے دوسرے کیا کہتے ہیں کہ فی آدمی ایک یا ایک شیبی لیتے ہیں اور خود کھا جاتے ہیں بہتر ہے کہ یہ روپیہ اللہ کی راہ میں محتاجوں کو دے شیبی تو بڑے مالدار ادا امیر ہیں اس تعلیق کو سفیان ثوری نے اپنی جامع میں وصل کیا ہے ۱۲ منہ [۴] ایسا نہ ہو کہ کوئی مشرک آپ پر حملہ کر بیٹھے یہ عمرۂ قضا کا ذکر ہے اس وقت مکہ میں مشرکوں کی حکومت تھی ۱۲ منہ [۵] نووی نے کہا شاید اس وجہ سے بھی اندر تشریف نہیں لے گئے کہ وہاں اس وقت سب بت دھرے ہوئے تھے۔ جب مکہ فتح

ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا قَدِمَ أَبٰى أَنْ يَّدْخُلَ الْبَيْتَ وَفِيْهِ الْاٰلِهَةُ فَأَمَرَ بِهَا فَأُخْرِجَتْ فَأَخْرَجُوْا صُوْرَةَ إِبْرَاهِيْمَ وَإِسْمٰعِيْلَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ فِيْ أَيْدِيْهِمَا الْأَزْلَامُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ أَمَا وَاللّٰهِ قَدْ عَلِمُوْا أَنَّهُمَا لَمْ يَسْتَقْسِمَا بِهَا قَطُّ فَدَخَلَ الْبَيْتَ فَكَبَّرَ فِيْ نَوَاحِيْهِ وَلَمْ يُصَلِّ فِيْهِ۔

کے پاس تشریف لائے تو اندر جانے سے انکار کیا کیونکہ وہاں بت پڑے ہوئے تھے وہ آپؐ کے حکم سے نکالے گئے لوگوں نے حضرت ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ کی مورتیاں بھی نکالیں - ان کے ہاتھوں میں پانسے تھے۔ یہ دیکھ کر آپؐ نے فرمایا۔ اللہ مشرکوں کو ہلاک کرے۔ بخدا انہیں اچھی طرح معلوم ہے کہ ان حضرات انبیاء نے کبھی پانسے نہیں پھینکے [۱] بعد ازاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کعبے کے اندر داخل ہوئے اس کے کونوں میں اللہ اکبر کہا۔ مگر نماز نہیں پڑھی [۲]

بَابٌ ۱۴۱ كَيْفَ كَانَ بَدْءُ الرَّمَلِ

باب ۱۰۱۶ رمل کرنا کیسے شروع ہوا [۳]۔ (رمل کے معنی ہیں جلدی جلدی چلنا، مونڈھے ہلاتے ہوئے اکڑ کر چلنا)

حدیث ۲۰۹ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ هُوَ ابْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ فَقَالَ الْمُشْرِكُوْنَ إِنَّهُ يَقْدَمُ عَلَيْكُمْ وَفْدٌ وَهَنَهُمْ حُمّٰى يَثْرِبَ فَأَمَرَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَرْمُلُوا الْأَشْوَاطَ الثَّلَاثَةَ وَأَنْ يَمْشُوْا مَا بَيْنَ الرُّكْنَيْنِ وَلَمْ يَمْنَعْهُ أَنْ يَأْمُرَهُمْ أَنْ يَرْمُلُوا الْأَشْوَاطَ كُلَّهَا إِلَّا الْإِبْقَاءُ عَلَيْهِمْ۔

حدیث ۱۵۰۸ (از سلیمان بن حرب از حماد بن زید از ایوب از سعید بن جبیر) ابن عباس رضؓ فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام (عمرۂ قضا سنہ ۷ ہجری میں) مکہ میں تشریف لائے تو مشرک کہنے لگے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آئے ہیں ان کے ساتھ وہ لوگ ہیں جنہیں مدینے کے بخار نے کمزور کر دیا ہے، (ان کی بات غلط کرنے کے لئے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو حکم دیا کہ طواف کے پہلے تین پھیروں [۴] میں رمل کریں اور دونوں یمانی رکنوں کے درمیان معمولی چال سے چلیں [۵]۔ سب پھیروں میں آپؐ نے رمل کا حکم نہیں دیا تاکہ انہیں سہولت رہے

بَابٌ ۱۴۲ اسْتِلَامِ الْحَجَرِ الْأَسْوَدِ حِيْنَ يَقْدَمُ مَكَّةَ أَوَّلَ مَا يَطُوْفُ وَيَرْمُلُ ثَلَاثًا۔

باب ۱۰۱۷ مکہ میں آکر طواف کرتے وقت حجر اسود کو بوسہ دینا اور تین پھیروں میں رمل کرنا۔

---

[۱] کہتے ہیں یہ تین تین پانسے تھے ایک میں افعل لکھا تھا ایک میں لا تفعل اور ایک خالی۔ عرب کے مشرکوں میں جب کوئی کسی بڑے کام یا سفر کا قصد کرتا تو ان پانسوں کو پھینکتا۔ افعل نکلتا تو وہ کام کرتا لا تفعل نکلتا تو نہ کرتا اگر خالی پانسہ نکلتا تو پھر پھینکتا۔ معاذ اللہ کیسے جاہل تھے۔ ایسی فالوں سے کیا ہوتا ہے آئندہ کا علم بجز خدائے قدیر کے اور کسی کو نہیں ہے یہ نہی مشرکوں کی تقلید ہے جو بعضے شیعہ امامیہ اس قسم کا ایک استخارہ کیا کرتے ہیں اور اس کو ذات الرقاع کا استخارہ کہا کرتے ہیں اور ہمارے آئمہ اہل بیت پر جھوٹا بہتان کرتے ہیں کہ ان سے یہ استخارہ منقول ہے ساتھ نہیں سمجھتے کہ آئمہ اہل بیت قرآن کے خلاف اس استخارہ کو کیونکر جائز رکھتے قرآن شریف میں تو صاف موجود ہے إنما الخمر والميسر والأنصاب والأزلام رجس من عمل الشيطان فاجتنبوه۔ استخارہ مسنون وہی ہے جو حدیث میں وارد ہے ۱۲ منہ [۲] امام بخاری نے بلال کی حدیث کو جس میں کعبے کے اندر نماز پڑھنا مذکور ہے اس کو لیا اس حدیث سے یہ نہیں نکلا کہ آپؐ نے کعبے کے اندر نماز نہیں پڑھی کیونکہ بلال کی حدیث میں اثبات ہے اور بلالؓ آنحضرتؐ کے ساتھ اندر گئے تھے۔ ابن عباس رضؓ کا آپؐ کے ساتھ کعبے کے اندر جانا ثابت نہیں ۱۲ منہ [۳] طواف کے پہلے تین پھیروں میں ذرا جلدی جلدی چلنا مسنون ہے حنفیہ کہتے ہیں مونڈھے ہلاتے ہوئے جیسے کوئی جنگ کو جاتا ہے اکڑتے ہوئے چلنا اسی کو رمل کہتے ہیں اگرچہ [۴] حالانکہ اکڑ کر اتراتے ہوئے چلنا منع ہے مگر انما الاعمال بالنیات یہاں کافروں پر رعب ڈالنا اور ان کے خیال کو غلط کرنا منظور تھا تو یہ فعل پروردگار کو پسند آیا اور ہمیشہ کیلئے سنت ہو گیا ۱۲ منہ [۵] کیونکہ اس وقت کافر لوگ دونوں شامی رکنوں کی طرف جمع تھے ادھر ان کی نگاہ نہیں جاتی تھی ۱۲ منہ

۲۱۰ - حَدَّثَنَا اَصْبَغُ قَالَ اَخْبَرَنِی ابْنُ وَهْبٍ عَنْ یُوْنُسَ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حِیْنَ یَقْدَمُ مَکَّةَ اِذَا اسْتَلَمَ الرُّکْنَ الْاَسْوَدَ اَوَّلَ مَا یَطُوْفُ یَخُبُّ ثَلٰثَةَ اَطْوَافٍ مِّنَ السَّبْعِ۔

حدیث ۱۵۰۹ (از اصبغ از ابن وہب از یونس از زہری از سالم) حضرت عبداللہ ابن عمرؓ فرماتے ہیں میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ جب مکے میں آتے تو طواف شروع کرتے وقت پہلے حجر اسود کو بوسہ دیتے اور سات پھیروں میں سے پہلے تین پھیروں میں دوڑ کر چلتے۔

بَابُ ۱۴۳ الرَّمَلِ فِی الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ

باب ۱۰۱۸ حج و عمرہ میں رمل کرنے کا بیان۔

۲۱۱ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا سُرَیْجُ ابْنُ النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا فُلَیْحٌ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَعَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثَلٰثَةَ اَشْوَاطٍ وَّمَشٰی اَرْبَعَةً فِی الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ تَابَعَهُ اللَّیْثُ قَالَ حَدَّثَنِیْ کَثِیْرُ بْنُ فَرْقَدٍ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔

حدیث ۱۵۱۰ (از محمد از سریج بن نعمان از فلیح از نافع) ابن عمرؓ فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پہلے تین پھیروں میں دوڑ کر چلے اور آخری چار پھیرے معمولی چال سے طے کئے[۱] حج و عمرہ دونوں میں آپ کا یہی معمول تھا۔ سریجؒ کے ساتھ اس حدیث کو لیثؒ نے بھی روایت کیا بحوالہ کثیر بن فرقد از نافع از ابن عمرؓ از آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔

۲۱۲ - حَدَّثَنَا سَعِیْدُ بْنُ اَبِیْ مَرْیَمَ قَالَ اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ زَیْدُ بْنُ اَسْلَمَ عَنْ اَبِیْهِ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِؓ قَالَ لِلرُّکْنِ اَمَا وَاللّٰهِ اِنِّیْ لَاَعْلَمُ اَنَّکَ حَجَرٌ لَّا تَضُرُّ وَلَا تَنْفَعُ وَلَوْلَا اَنِّیْ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اسْتَلَمَکَ مَا اسْتَلَمْتُکَ فَاسْتَلَمَهٗ ثُمَّ قَالَ وَمَا لَنَا وَلِلرَّمَلِ اِنَّمَا کُنَّا رَاۗءَیْنَا بِهِ الْمُشْرِکِیْنَ وَقَدْ اَهْلَکَهُمُ اللّٰهُ ثُمَّ قَالَ شَیْءٌ صَنَعَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَلَا نُحِبُّ اَنْ نَّتْرُکَهٗ۔

حدیث ۱۵۱۱ (از سعید بن ابی مریم از محمد بن جعفر از زید بن اسلم) حضرت عمرؓ نے حجر اسود کو کہا بخدا میں جانتا ہوں تو ایک پتھر ہے۔ نہ ضرر دیتا ہے نہ نفع۔ اگر میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تجھے بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھا، تو میں کبھی تجھے بوسہ نہ دیتا (یہ کہہ کر آپ نے بوسہ دیا۔ پھر فرمایا اب ہمیں رمل کی کیا ضرورت ہے۔ رمل تو ہم نے مشرکوں کو دکھانے کیلئے کیا تھا۔ اللہ نے برباد کر دیا۔ پھر فرمایا یہ وہ کام ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا۔ اس لئے ہم اسے چھوڑنا پسند نہیں کرتے[۲]

۲۱۳ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا یَحْیٰی عَنْ عُبَیْدِ اللّٰهِ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ مَا تَرَکْتُ

حدیث ۱۵۱۲ (از مسدد از یحیٰی از عبید اللہ از نافع) ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حجر اسود اور دونوں رکن یمانی کا بوسہ دینا ترک نہیں کیا

---

[۱] مراد حجۃ الوداع اور عمرۃ القضا ہے کیونکہ حدیبیہ میں تو آپ کعبے تک پہنچ ہی نہ سکے تھے اور جعرانہ میں ابن عمرؓ آپ کے ساتھ نہ تھے ۱۲ منہ [۲] حضرت عمرؓ نے پہلے رمل کی علت اور سبب پر خیال کر کے اس کو چھوڑ دینا چاہا۔ پھر ان کو خیال آیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فعل کیا تھا شاید اس میں اور کوئی حکمت ہو اور آپ کی پیروی ضرور ہے اس لئے اس کو جاری رکھا ۱۲ منہ

اسْتِلَامَ هٰذَيْنِ الرُّكْنَيْنِ فِيْ شِدَّةٍ وَّلَا رَخَاءٍ مُّنْذُ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَلِمُهُمَا قُلْتُ لِنَافِعٍ أَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَمْشِيْ بَيْنَ الرُّكْنَيْنِ قَالَ إِنَّمَا يَمْشِيْ لِيَكُوْنَ أَيْسَرَ لِاسْتِلَامِهٖ -

نہ سختی میں نہ آسانی میں[1]، جب سے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو چومتے ہوئے دیکھا ہے - عبیداللہ کہتے ہیں - میں نے حضرت نافع سے پوچھا کیا ابن عمرؓ دونوں یمانی رکنوں کے میان معمولی چال سے چلتے تھے - فرمایا درحقیقت اس لئے معمولی چال سے چلتے تھے کہ حجر اسود کو بوسہ دینا آسان ہو -

بَاب ۱۴۴ اسْتِلَامِ الرُّكْنِ بِالْمِحْجَنِ

۲۱۴ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ وَيَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ طَافَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ عَلٰى بَعِيْرِهٖ يَسْتَلِمُ الرُّكْنَ بِمِحْجَنٍ تَابَعَهُ الدَّرَاوَرْدِيُّ عَنِ ابْنِ أَخِي الزُّهْرِيِّ عَنْ عَمِّهٖ -

باب ۱۰۱۹ لکڑی سے حجر اسود کو چھونا اور اسے بوسہ دینا[2]

حدیث ۱۵۱۳ (از احمد بن صالح و یحیی بن سلیمان از ابن وہب از یونس از ابن شہاب از عبیداللہ بن عبداللہ) ابن عباسؓ فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں اونٹ پر سوار ہو کر طواف کیا - آپ حجر اسود کو چھڑی لگاتے - پھر چھڑی کو چومتے یونس کے ساتھ اس حدیث کو دراوردی نے زہری بھتیجے سے بحوالہ زہری روایت کیا -

بَاب ۱۴۵ مَنْ لَّمْ يَسْتَلِمْ إِلَّا الرُّكْنَيْنِ الْيَمَانِيَيْنِ

وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِيْ عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ عَنْ أَبِي الشَّعْثَاءِ أَنَّهٗ قَالَ وَمَنْ يَّتَّقِيْ شَيْئًا مِّنَ الْبَيْتِ وَكَانَ مُعَاوِيَةُ يَسْتَلِمُ الْأَرْكَانَ فَقَالَ لَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ إِنَّهٗ لَا يُسْتَلَمُ هٰذَانِ الرُّكْنَانِ فَقَالَ لَيْسَ شَيْءٌ مِّنَ الْبَيْتِ مَهْجُوْرًا وَّكَانَ ابْنُ

باب ۱۰۲۰ صرف دو رکن یمانی کو بوسہ دینا[3]

محمد بن ابی بکر نے بحوالہ ابن جریج از عمرو بن دینار ابو الشعثاء سے روایت کیا، ابوالشعثاء نے کہا کعبے کی کسی چیز سے کون پرہیز کرتا ہے[4]؟ حضرت معاویہ چاروں رکنوں کو چومتے تھے[5] تو حضرت ابن عباسؓ نے ان سے کہا - یہ دونوں رکن یعنی شامی اور عراقی ہم نہیں چومتے - حضرت معاویہ رضؓ نے کہا - خانہ کعبہ کی کوئی چیز چھوڑے جانے کے قابل نہیں - حضرت ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی چاروں رکنوں کو

---

[1] سختی یہ کہ وہ ہجوم بہت ہو - حجر اسود تک رسائی مشکل ہو - آسانی یہ کہ وہاں ہجوم نہ ہو اور بخوبی چومنے کا موقع ملے ۱۲ منہ [2] جمہور علماء کا یہ قول ہے کہ حجر اسود کو منہ لگا کر چومنا چاہیئے - اگر یہ نہ ہو سکے تو ہاتھ لگا کر چومنا چاہیئے اگر یہ نہ ہو سکے تو ہاتھ لگا کر ہاتھ کو چوم لے اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو لکڑی لگا کر اس کو چوم لے اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو جب حجر اسود کے سامنے پہنچے ہاتھ سے اس کی طرف اشارہ کر کے اس کو چوم لے ۱۲ منہ [3] کعبے کے چار کونے ہیں حجر اسود اور رکن یمانی اور رکن شامی اور رکن عراقی اور حجر اسود اور رکن یمانی کو یمانیین کہہ دیتے ہیں اور شامی اور عراقی کو شامیین یہ عرب کا محاورہ ہے جیسے شمس و قمر کو قمرین کہہ دیتے ہیں ۱۲ منہ [4] یعنی اس کے سب کونے متبرک ہیں حجر اسود مشرقی کونا ہے اور رکن یمانی جنوبی اور رکن شامی شمالی اور رکن عراقی مغربی - اس تعلیق کو امام احمد نے اپنی مسند میں وصل کیا ۱۲ منہ [5] اس کو امام احمد اور ترمذی اور حاکم نے وصل کیا ۱۲ منہ

الزُّبَیْرِ یَسْتَلِمُهُنَّ کُلَّهُنَّ۔

۲۱۵ حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِیْدِ حَدَّثَنَا اللَّیْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ لَمْ اَرَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَسْتَلِمُ مِنَ الْبَیْتِ اِلَّا الرُّکْنَیْنِ الْیَمَانِیَیْنِ۔

بَابُ ۱۴۶ تَقْبِیْلِ الْحَجَرِ

۲۱۶ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ سِنَانٍ حَدَّثَنَا یَزِیْدُ بْنُ هَارُوْنَ اَخْبَرَنَا وَرْقَاءُ اَخْبَرَنَا زَیْدُ بْنُ اَسْلَمَ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ رَاَیْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَبَّلَ الْحَجَرَ وَقَالَ لَوْلَا اَنِّیْ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَبَّلَكَ مَا قَبَّلْتُكَ۔

۲۱۷ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَیْدٍ عَنِ الزُّبَیْرِ بْنِ عَرَبِیٍّ قَالَ سَاَلَ رَجُلٌ ابْنَ عُمَرَ عَنِ اسْتِلَامِ الْحَجَرِ فَقَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَسْتَلِمُهُ وَیُقَبِّلُهُ وَقَالَ اَرَاَیْتَ اِنْ زُحِمْتُ اَرَاَیْتَ اِنْ غُلِبْتُ قَالَ اجْعَلْ اَرَاَیْتَ بِالْیَمَنِ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَسْتَلِمُهُ وَیُقَبِّلُهُ وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ یُوْسُفَ الْفِرَبْرِیُّ وَجَدْتُ فِیْ کِتَابِ اَبِیْ جَعْفَرٍ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ الزُّبَیْرُ بْنُ عَدِیٍّ کُوْفِیٌّ وَالزُّبَیْرُ بْنُ عَرَبِیٍّ بَصْرِیٌّ۔

چومتے تھے [۱]

حدیث ۱۵۱۴ از ابو الولید از لیث از ابن شہاب از سالم بن عبد اللہ عبد اللہ بن عمر رضی فرماتے ہیں۔ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کعبہ کے صرف دو یمانی رکنوں [۲] کے سوا اور کوئی رکن چومتے نہیں دیکھا۔

باب ۱۰۲۱ حجر اسود کا چومنا [۳]

حدیث ۱۵۱۵ از احمد بن سنان از یزید بن ہارون از ورقاء از زید بن اسلم) ان کے والد فرماتے ہیں میں نے فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حجر اسود کا بوسہ لیتے دیکھا۔ نیز فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ بھی فرمایا۔ اگر میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تجھے بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو تجھے کبھی بوسہ نہ دیتا (اے حجر اسود)

حدیث ۱۵۱۶ (از مسدد از حماد بن زید) زبیر بن عربی فرماتے ہیں ایک شخص نے حضرت ابن عمر رضی سے حجر اسود کے بوسہ دینے کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اسے ہاتھ لگاتے اور چومتے دیکھا ہے۔ اس نے کہا اگر ہجوم ہو یا میں عاجز ہو جاؤں تو کیا کروں؟ انہوں نے کہا یہ اگر مگر یمن [۴] میں جا کر کرو! میں نے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ حجر اسود کو ہاتھ لگاتے تھے اور چومتے تھے۔ محمد بن یوسف فربری کہتے ہیں میں نے یہ بات ابو جعفر کی کتاب میں دیکھی ہے۔ امام بخاری رح کہتے ہیں زبیر بن عدی کوفہ کے رہنے والے ہیں۔ اس حدیث کا راوی زبیر بن عربی بصرہ کے باشندے ہیں۔

---

[۱] اس کو ابن ابی شیبہ نے وصل کیا ۱۲ منہ [۲] یعنی حجر اسود اور رکن یمانی کے عبد اللہ بن عمر رضی اور عبد اللہ بن عباس رضی اور اکثر صحابہ کا اسی پر عمل رہا ہے۔ ہم کو اپنے پیغمبر کے طریق پر چلنا چاہیئے۔ معاویہ رضی کے فعل سے ہم کو غرض نہیں ۱۲ منہ [۳] اس پر لب لگا کر لیکن آواز نہ نکالنا چاہیئے امام شافعی سے ایسا ہی منقول ہے اور فاکہی نے سعید بن جبیر سے نکالا جب تو حجر اسود کو چومے تو آواز مت نکال عورتوں کے چومنے کی طرح ۱۲ منہ [۴] یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر چل اب اس میں چہ میگوئیاں اور اگر مگر نکالنا کیا واہیات بات ہے اہل بدعات کی یہی عادت ہے حدیث بیان کرو تو لغو عذرات پیش کرنے لگیں اگر ایسا ہو مگر دیا ہو عبد اللہ بن عمر رضی نے اس پر انکار کیا ایمان کی نشانی یہ ہے کہ جہاں حدیث شریف سنی بس فوراً اس پر عمل کرنا شروع کر دے سارا زمانہ اس کے خلاف بکتا ہے تو بکتا رہے اگر حدیث شریف پر عمل کرنے کی وجہ سے کوئی وہابی کہے تو اپنے حق میں نعمت غیر مترقبہ سمجھے یہ نعمت کس کو نصیب ہوتی ہے کہ یہ حدیث شریف پر عمل کرنے میں ایذاء اور تکلیف اٹھائے اللہ کی راہ میں گالیاں یا مار کھانا، ان ذلیل ٹٹ پونجئے دنیا کے بادشاہوں اور نوابوں کی لاکھوں خطاب اور خلعت سے زیادہ بیش بہا اور قابل قدر ہے۔ ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء ۱۲ منہ۔

باب ۱۴۷ مَنْ أَشَارَ إِلَى الرُّكْنِ إِذَا أَتَى عَلَيْهِ ۔

۲۱۸ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ طَافَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْبَيْتِ عَلَى بَعِيرٍ كُلَّمَا أَتَى عَلَى الرُّكْنِ أَشَارَ إِلَيْهِ بِشَيْءٍ

باب ۱۴۸ التَّكْبِيرِ عِنْدَ الرُّكْنِ

۲۱۹ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ الْحَذَّاءُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ طَافَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْبَيْتِ عَلَى بَعِيرٍ كُلَّمَا أَتَى الرُّكْنَ أَشَارَ إِلَيْهِ بِشَيْءٍ عِنْدَهُ وَكَبَّرَ تَابَعَهُ إِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ ۔

باب ۱۴۹ مَنْ طَافَ بِالْبَيْتِ إِذَا قَدِمَ مَكَّةَ قَبْلَ أَنْ يَرْجِعَ إِلَى بَيْتِهِ ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الصَّفَا

۲۲۰ - حَدَّثَنَا أَصْبَغُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرٌو عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ ذَكَرْتُ لِعُرْوَةَ قَالَ أَخْبَرَتْنِي عَائِشَةُ أَنَّ أَوَّلَ شَيْءٍ بَدَأَ بِهِ

باب ۱۰۲۲ حجر اسود کے پاس آکر اشارہ کرنا (اگر چومنے سے قاصر ہو)

حدیث ۱۵۱۷ (از محمد بن مثنی از عبدالوہاب از خالد از عکرمہ) ابن عباس رضی فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت اللہ طواف اونٹ پر سوار ہو کر کیا۔ جب حجر اسود کے سامنے آتے تو کسی چیز سے اشارہ کرتے۔

باب ۱۰۲۳ حجر اسود کے سامنے آکر اللہ اکبر کہنا۔

حدیث ۱۵۱۸ (از مسدد از خالد بن عبداللہ از خالد حذاء از عکرمہ) ابن عباس رض فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت اللہ کا اونٹ پر سوار ہو کر طواف کیا۔ جب آپ حجر اسود کے سامنے آتے تو کوئی چیز جو آپ کے پاس ہوتی اس سے اشارہ کرتے[1] اور اللہ اکبر کہتے۔ خالد بن عبداللہ کے ساتھ اس حدیث کو ابراہیم بن طہمان نے بھی خالد حذاء سے روایت کیا۔

باب ۱۰۲۴ مکہ میں (بہ نیت حج یا عمرہ) آکر وطن جانے سے پہلے طواف اور دوگانہ طواف ادا کرنا پھر صفا پہاڑ پر جانا[2]

حدیث ۱۵۱۹ (از اصبغ از ابن وہب از عروہ بن حارث) محمد بن عبداللہ کہتے ہیں میں نے عروہ سے ذکر کیا تو انہوں نے کہا مجھ سے حضرت عائشہ رضی نے بیان کیا کہ سب سے پہلا کام جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ میں آکر

---

[1] یعنی چھڑی سے امام شافعی اور ہمارے امام احمد بن حنبل نے یہ کہا ہے کہ طواف شروع کرتے وقت جب حجر اسود چومے تو مستحب ہے کہ یوں کہے بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُمَّ إِيمَانًا بِكَ وَتَصْدِيقًا بِكِتَابِكَ وَوَفَاءً بِعَهْدِكَ وَاتِّبَاعًا لِسُنَّةِ نَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ امام شافعی نے ابو نجیح سے نکالا کہ صحابہ نے آنحضرت سے پوچھا حجر اسود کو چومتے وقت ہم کیا کہیں۔ آپ نے فرمایا یوں کہو بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ إِيمَانًا بِاللّٰهِ وَتَصْدِيقًا لِإِجَابَةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ ۱۲ منہ

[2] امام بخاری کا مطلب یہ ہے کہ عمرے میں صرف طواف کر لینے سے آدمی کا احرام پورا نہیں ہوتا جب تک صفا اور مروہ میں سعی نہ کرے گو ابن عباس رض سے اس کے خلاف منقول ہے لیکن یہ قول جمہور علماء کے خلاف ہے اور امام بخاری نے بھی اس کا رد کیا بعضے کہتے ہیں ابن عباس رض کا یہ مذہب ہے کہ جو کوئی حج مفرد کی نیت کرے وہ جب بیت اللہ میں داخل ہو تو طواف نہ کرے جب تک عرفات سے لوٹ کر نہ آئے اگر طواف کرلے گا تو حلال ہو جائے گا۔ اور حج کا احرام ٹوٹ جائے گا یہ قول بھی جمہور علماء کے خلاف ہے اور امام بخاری نے یہ باب لاکر اس قول کا رد کیا ۱۲ منہ [3] کیا ذکر کیا وہ اس روایت میں مذکور نہیں ہے لیکن امام مسلم کی روایت میں یہ ہے کہ عراق کے ایک شخص نے ابو الاسود سے کہا تم عروہ بن زبیر سے یہ مسئلہ پوچھو اگر ایک شخص حج کا احرام باندھے پھر بیت اللہ کا طواف کرلے تو وہ بغیر صفا و مروہ دوڑے حلال ہو جاتا ہے یا نہیں۔ ابو الاسود نے کہا میں نے پوچھا عروہ نے کہا جو حج کا احرام باندھے وہ بے حج کئے حلال نہیں ہو سکتا۔ پھر اس شخص نے بیان کیا اس نے کہا عروہ سے کہو کہ ابن عباس اس کے خلاف بیان کرتے ہیں وہ کہتے ہیں آنحضرت نے ان لوگوں کو جنہوں نے حج کا احرام باندھا تھا اور ہدی نہ لائے تھے یہ حکم دیا تھا کہ اس کو عمرہ کر ڈالیں دوسری روایت میں یوں ہے۔ ابن عباس رض نے کہا جب خانہ کعبہ کا طواف کرلیا تو وہ حلال ہو گئے ۱۲ منہ

حِيْنَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ تَوَضَّأَ ثُمَّ طَافَ ثُمَّ لَمْ تَكُنْ عُمْرَةً ثُمَّ حَجَّ أَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ مِثْلَهُ ثُمَّ حَجَجْتُ مَعَ أَبِي الزُّبَيْرِ فَأَوَّلُ شَيْءٍ بَدَأَ بِهِ الطَّوَافُ ثُمَّ رَأَيْتُ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْأَنْصَارَ يَفْعَلُوْنَهُ وَقَدْ أَخْبَرَتْنِي أُمِّي أَنَّهَا أَهَلَّتْ هِيَ وَأُخْتُهَا وَالزُّبَيْرُ وَفُلَانٌ وَّفُلَانٌ بِعُمْرَةٍ فَلَمَّا مَسَحُوا الرُّكْنَ حَلُّوْا۔

کیا وہ یہ تھا کہ آپ نے وضو کیا۔ پھر طواف کیا۔ طواف کرنے سے عمرہ نہیں ہوا۔ آپ کے بعد حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ نے بھی ایسا ہی حج کیا۔ حضرت عروہؓ کہتے ہیں پھر میں نے اپنے والد حضرت زبیرؓ کے ساتھ حج کیا۔ ان کا پہلا کام طواف تھا۔ بعد ازاں میں نے مہاجرین اور انصار کو ایسا ہی کرتے دیکھا اور مجھ سے میری والدہ (اسماءؓ) نے بیان کیا کہ انہوں نے اور ان کی ہمشیرہ (حضرت عائشہؓ) نے اور زبیر اور دیگر فلاں فلاں لوگوں نے عمرہ کا احرام باندھا جب انہوں نے حجر اسود کو چوما (اور صفا مروہ میں سعی کی اور سر منڈوایا) اس وقت احرام کھولا۔

۲۲۱۔ **حَدَّثَنَا** إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُوْ ضَمْرَةَ أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا طَافَ فِي الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ أَوَّلَ مَا يَقْدَمُ سَعَى ثَلَاثَةَ أَطْوَافٍ وَّمَشَى أَرْبَعَةً ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ يَطُوْفُ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ۔

حدیث ۱۵۲۰ (از ابراہیم بن منذر از ابوحمزہ از انس بن عیاض از موسیٰ بن عقبہ از نافع) عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حج یا عمرہ کیلئے مکہ میں آتے ہی پہلے طواف کرتے اور طواف کے پہلے تین پھیروں میں دوڑ کر چلتے اور چار بعد کے پھیروں میں معمولی چال سے چلتے پھر طواف کا دوگانہ ادا کرتے۔ پھر صفا مروہ کا طواف کرتے۔

۲۲۲۔ **حَدَّثَنَا** إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا طَافَ بِالْبَيْتِ الطَّوَافَ الْأَوَّلَ يَخُبُّ ثَلَاثَةَ أَطْوَافٍ وَّيَمْشِي أَرْبَعَةً وَّأَنَّهُ كَانَ يَسْعَى بَطْنَ الْمَسِيْلِ إِذَا طَافَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ۔

حدیث ۱۵۲۱ (از ابراہیم بن منذر از انس بن عیاض از عبید اللہ از نافع) عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت اللہ کا طواف طوافِ قدوم (مکہ میں پہنچنے کی سلامی) کرتے تو اول کے تین پھیروں میں دوڑ کر چلتے اور چار پھیروں میں معمولی چال سے۔ اور صفا و مروہ کے درمیان نالے کے نشیب میں دوڑ کر چلتے [2]

باب ۱۵۰ طَوَافُ النِّسَاءِ مَعَ الرِّجَالِ وَقَالَ لِي عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا

باب ۱۰۲۵ عورتوں کا مردوں کے ساتھ طواف کرنا (امام بخاری فرماتے ہیں) مجھ سے عمرو بن علی نے کہا

[1] یعنی حج کا احرام باندھ کر سب مکہ میں آکر طواف کرتے اور طواف سے یہ نہ ہوتا کہ ان کا احرام کھل جائے یا حج بگڑ جائے جیسے ابن عباسؓ کہتے ہیں ۱۲ منہ [2] اب وہاں حاجیوں کے پہچاننے کے لئے دو سبز پتھروں کے نشان قائم کر دیئے گئے ہیں ۱۲ منہ

اَبُوْعَاصِمٍ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِيْ عَطَاءٌ اِذَا مَنَعَ ابْنُ هِشَامٍ النِّسَاءَ الطَّوَافَ مَعَ الرِّجَالِ قَالَ كَيْفَ يَمْنَعُهُنَّ وَقَدْ طَافَ نِسَاءُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ الرِّجَالِ قُلْتُ بَعْدَ الْحِجَابِ اَوْ قَبْلُ قَالَ اِيْ لَعَمْرِيْ لَقَدْ اَدْرَكْتُهُ بَعْدَ الْحِجَابِ قُلْتُ كَيْفَ يُخَالِطْنَ الرِّجَالَ قَالَ لَمْ يَكُنْ يُخَالِطْنَ كَانَتْ عَائِشَةُ تَطُوْفُ حَجْرَةً مِّنَ الرِّجَالِ لَا تُخَالِطُهُمْ فَقَالَتِ امْرَاَةٌ انْطَلِقِيْ نَسْتَلِمْ يَا اُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ قَالَتِ انْطَلِقِيْ عَنْكِ وَاَبَتْ يَخْرُجْنَ مُتَنَكِّرَاتٍ بِاللَّيْلِ فَيَطُفْنَ مَعَ الرِّجَالِ وَلٰكِنَّهُنَّ كُنَّ اِذَا دَخَلْنَ الْبَيْتَ قُمْنَ حِيْنَ يَدْخُلْنَ وَاُخْرِجَ الرِّجَالُ وَكُنْتُ اٰتِيْ عَائِشَةَ اَنَا وَعُبَيْدُ بْنُ عُمَيْرٍ وَّهِيَ مُجَاوِرَةٌ فِيْ جَوْفِ ثَبِيْرٍ قُلْتُ وَمَا حِجَابُهَا قَالَ هِيَ فِيْ قُبَّةٍ تُرْكِيَّةٍ لَهَا غِشَاءٌ وَّمَا بَيْنَنَا وَبَيْنَهَا غَيْرُ ذٰلِكَ وَرَاَيْتُ عَلَيْهَا دِرْعًا مُّوَرَّدًا۔

ابوعاصم از ابن جریج از عطاء کہا کہ جب ابن ہشام نے عورتوں کو مردوں کے ساتھ طواف کرنے سے روکا تو عطاء بن ابی رباح رح نے کہا تو انہیں کیسے منع کر رہا ہے حالانکہ امہات المومنین نے مردوں کے ساتھ طواف کیا۔ ابن جریج نے پوچھا۔ کیا حجاب کے حکم نازل ہونے سے پہلے کی بات ہے یا بعد کی؟ تو انہوں نے کہا مجھے اپنی زندگی کی قسم ہے میں نے ایسا طواف حکم حجاب کے بعد دیکھا[له] ابن جریج نے کہا کیا مرد عورت ملے جلے رہتے تھے۔ فرمایا نہیں۔ حضرت عائشہؓ ایک الگ کونے میں مردوں سے الگ تھلگ رہ کر طواف کرتیں۔ مردوں میں شامل نہیں[له] ایک عورت نے ان سے کہا۔ اے ام المومنین! چلیے حجر اسود کو بوسہ دیں۔ انہوں نے کہا تو جا چوم میں نہیں چومتی عورتیں رات کو اس طرح نکلتیں کہ پہچانی نہ جاتیں اور مردوں کے ساتھ طواف کرتیں۔ البتہ مستورات جب کعبہ کے اندر جانا چاہتیں تو کھڑی رہتیں۔ مردوں کو پہلے نکال لیا جاتا پھر وہ داخل ہوتیں۔ اور میں اور عبید بن عمیر حضرت عائشہؓ کے پاس جایا کرتے۔ وہ ثبیر پہاڑ پر ٹھہری تھیں (مقام مزدلفہ میں) ابن جریج[ع] نے کہا میں نے عطاء سے پوچھا آپ کا پردہ کیا تھا؟ انہوں نے کہا ایک ترکی قبہ میں تھیں اس پر پردہ پڑا تھا۔ بس ہمارے اور ان کے درمیان یہی پردہ تھا۔ میں نے دیکھا۔ ام المومنین گلابی کرتہ پہنے ہوئے تھیں[سه]۔

[له] عطاء تو تابعی تھے مطلب یہ ہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیوں کو مردوں کے ساتھ طواف کرتے دیکھا۔ اور جب عطاء نے دیکھا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر ایک مدت گذر چکی تھی تو ظاہر ہے کہ حجاب کے بعد یہ معاملہ ہوا۔ ۱۲ منہ [سه] مطاف کا دائرہ وسیع ہے۔ حضرت عائشہ رض ایک طرف رہ کر طواف کرتیں اور مرد بھی طواف کرتے رہتے تھے۔ بعضے نسخوں میں حجزۃ ہے زائے معجمہ سے یعنی آڑ میں رہ کر طواف کرتیں ۱۲ منہ۔ [سه] حضرت عائشہؓ کے لباس پر عطاء کی نظر پڑی یہ کچھ منع نہیں ہے عورت کے اعضاء ڈھنپے رہنا چاہئیں نہ اس کا لباس۔ اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ ازواج مطہرات کا حجاب یہی تھا کہ ساتر کپڑے پہنے رہیں نہ یہ کہ چار دیواری میں بند رہیں عمر بھر اس کے باہر نہ نکلیں جیسے ہندوستان میں رواج ہے ہندوستان کا یہ پردہ بالکل رسمی ہے نہ شرعی حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ عورت اور مرد کسی مقام میں جمع ہو سکتے ہیں جیسے مجلس وعظ یا نماز جمعہ یا عید یا طواف یا حج یا اور ثواب کے کاموں میں گو اختلاط یعنی بالکل میل جول جائز نہیں ۱۲ منہ۔

٢٢٣ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيْلُ ثَنَا مَالِكٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ نَوْفَلٍ عَنْ عُرْوَةَ ابْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ شَكَوْتُ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنِّيْ أَشْتَكِيْ فَقَالَ طُوْفِيْ مِنْ وَّرَاءِ النَّاسِ وَأَنْتِ رَاكِبَةٌ فَطُفْتُ مِنْ وَّرَاءِ النَّاسِ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَئِذٍ يُّصَلِّيْ إِلَى جَنْبِ الْبَيْتِ وَهُوَ يَقْرَأُ وَالطُّوْرِ وَكِتَابٍ مَّسْطُوْرٍ۔

حدیث ۱۵۲۲ (از اسمٰعیل از مالک از محمد بن عبدالرحمٰن بن نوفل از عروہ بن زبیر از زینب بنت ابی سلمة) ام سلمہؓ فرماتی ہیں میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی کہ میں بیمار ہوں (پیدل طواف نہیں کرسکتی) آپؐ نے فرمایا سوار ہوکر لوگوں کے پیچھے طواف کرلے۔ چنانچہ میں نے لوگوں کے پیچھے رہ کر طواف کیا۔ اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کعبے کے پہلو میں نماز پڑھ رہے تھے۔ آپ کی قرأت میں سورۂ طور تھی۔

بَابٌ ١٥١ الْكَلَامِ فِي الطَّوَافِ

باب ۱۰۲۶ طواف میں باتیں کرنا۔

٢٢٤ حَدَّثَنَا إِبْرٰهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى حَدَّثَنَا هِشَامٌ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ قَالَ أَخْبَرَنِيْ سُلَيْمَانُ الْأَحْوَلُ أَنَّ طَاوُسًا أَخْبَرَهُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ وَهُوَ يَطُوْفُ بِالْكَعْبَةِ بِإِنْسَانٍ رَبَطَ يَدَهُ إِلَى إِنْسَانٍ بِسَيْرٍ أَوْ بِخَيْطٍ أَوْ بِشَيْءٍ غَيْرِ ذٰلِكَ فَقَطَعَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهٖ ثُمَّ قَالَ خُذْ بِيَدِهٖ۔

حدیث ۱۵۲۳ (از ابراہیم بن موسیٰ از ہشام از ابن جریج از سلیمان احول از طاؤس) ابن عباس سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کعبے کا طواف کررہے تھے۔ اتنے میں ایک آدمی کو دیکھا اس نے اپنا ہاتھ دوسرے آدمی کے ساتھ بذریعہ تسمہ یا تاگہ کے باندھ لیا تھا۔ یاکسی اور چیز سے باندھ لیا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ مبارک سے کاٹ دیا۔ پھر فرمایا ہاتھ پکڑ کر اسے لے چل [1]۔

بَابٌ ١٥٢ إِذَا رَأَى سَيْرًا أَوْ شَيْئًا يَّكْرَهُهُ فِي الطَّوَافِ قَطَعَهُ۔

باب ۱۰۲۷ جب طواف میں کسی کو باندھا ہوا دیکھے یا اور کوئی مکروہ چیز تو اسے کاٹ سکتا ہے۔

٢٢٥ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ سُلَيْمَانَ الْأَحْوَلِ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى رَجُلًا يَّطُوْفُ بِالْكَعْبَةِ بِزِمَامٍ أَوْ غَيْرِهٖ فَقَطَعَهُ۔

حدیث ۱۵۲۴ (از ابوعاصم از ابن جریج از سلیمان احول از طاؤس) ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو کعبہ میں باگ یا رسی سے بندھا ہوا طواف کرتا دیکھا۔ آپؐ نے اسے کاٹ دیا۔

---

[1] شاید وہ اندھا ہوگا مگر طبرانی کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ باپ بیٹے تھے یعنی طلق بن بشر اور ایک رسی سے دونوں بندھے ہوئے تھے آپؐ نے حال پوچھا تو بشر کہنے لگے میں نے حلف کی تھی اگر اللہ تعالیٰ میرا مال اور میری اولاد دلادے گا تو میں بندھا ہوا حج کروں گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ رسی کاٹ دی اور فرمایا دونوں حج کرو مگر یہ باندھنا شیطانی عمل ہے۔ حدیث سے یہ نکلا کہ طواف میں کلام کرنا درست ہے کیونکہ آپؐ نے عین طواف میں فرمایا کہ ہاتھ پکڑ کرلے چل ۱۲ منہ

بَاب ۱۵۳ لَا يَطُوفُ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ وَّلَا يَحُجُّ مُشْرِكٌ

۲۲۶ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ ثَنَا يُونُسُ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ حَدَّثَنِي حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ اَخْبَرَهُ اَنَّ اَبَا بَكْرِ الصِّدِّيقَ بَعَثَهُ فِي الْحَجَّةِ الَّتِي اَمَّرَهُ عَلَيْهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ يَوْمَ النَّحْرِ فِي رَهْطٍ يُؤَذِّنُ فِي النَّاسِ اَنْ لَّا يَحُجَّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ وَّلَا يَطُوفُ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ ـ

بَاب ۱۵۴ اِذَا وَقَفَ فِي الطَّوَافِ

وَقَالَ عَطَاءٌ فِيمَنْ يَّطُوفُ فَتُقَامُ الصَّلٰوةُ اَوْ يُدْفَعُ عَنْ مَّكَانِهِ اِذَا سَلَّمَ يَرْجِعُ اِلٰى حَيْثُ قُطِعَ عَلَيْهِ فَيَبْنِي وَيُذْكَرُ نَحْوُهُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِي بَكْرٍ ـ

بَاب ۱۵۵ طَافَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَلّٰى لِسُبُوعِهِ رَكْعَتَيْنِ

وَقَالَ نَافِعٌ كَانَ ابْنُ عُمَرَ يُصَلِّي لِكُلِّ سُبُوعٍ رَّكْعَتَيْنِ وَقَالَ اِسْمٰعِيلُ ابْنُ اُمَيَّةَ قُلْتُ لِلزُّهْرِيِّ اِنَّ عَطَاءً

باب ۱۰۲۸ کوئی شخص برہنہ ہو کر بیت اللہ کا طواف نہ کرے اور نہ مشرک حج کو آئے۔

(۲۲۶) یحیی بن بکیر از لیث از یونس از ابن شہاب از حمید بن عبد الرحمٰن) حضرت ابو ہریرہ کو چند لوگوں کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیق رض نے اس حج میں جو حجۃ الوداع سے پہلے تھا اور اس حج کا امیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر رض کو بنایا تھا، ذوالحجہ کی دسویں تاریخ میں یہ اعلان کرنے کے لئے لوگوں میں بھیجا کہ آئندہ یعنی اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہ کرے اور نہ کوئی برہنہ ہو کر بیت اللہ کا طواف کرے [۱]۔

باب ۱۰۲۹ اگر طواف کرتے کرتے ٹھہر جائے تو کیا حکم ہے؟

عطاء کہتے ہیں ایک شخص طواف کر رہا ہو پھر نماز کی تکبیر ہو یا دورانِ طواف ہٹا دیا گیا ہو تو موقع پا کر وہیں سے طواف جاری کریگا، جہاں سے اسے ہٹایا گیا ہو [۲]۔ اور (عبداللہ بن عمر اور عبدالرحمٰن بن ابی بکر سے بھی اسی طرح منقول ہے [۳]۔

باب ۱۰۳۰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے طواف کے ساتھ پھیروں کے بعد دو رکعت نماز ادا فرمائی۔

نافع کہتے ہیں ابن عمر رض ہر سات پھیروں کے لئے دوگانہ ادا کرتے [۴]۔ اسمٰعیل بن امیہ کہتے ہیں میں نے زہری سے کہا۔ عطاء کہتے ہیں کہ فرض نماز (طواف کے بعد)

---

[۱] معلوم ہوا کہ طواف میں ستر ڈھانکنا ضرور ہے جہاں جاہلیت کے زمانہ میں اور بیوقوفیاں تھیں ایک یہ بھی تھی کہ ننگے ہو کر بیت اللہ کا طواف کیا کرتے اور کہتے کیا کہ جن کپڑوں کو پہن کر ہم نے گناہ کئے ہیں ان کا اتار ڈالنا بہتر ہے ۱۲ منہ [۲] امام حسن بصری سے منقول ہے اگر کوئی طواف کر رہا ہو اور نماز کی تکبیر ہو تو طواف چھوڑ دے جماعت میں شریک ہو جائے اور نماز کے بعد از سر نو طواف شروع کرے امام بخاری نے عطاء کا قول لا کر ان پر رد کیا امام مالک اور امام شافعی نے کہا کہ فرض نماز کے لئے اگر طواف چھوڑ دے تو بنا کر سکتا ہے لیکن نفل نماز کے واسطے اگر چھوڑ دے تو از سر نو شروع کرنا اولیٰ ہے امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک ہر حال میں بناء درست ہے۔ حنابلہ کہتے ہیں طواف میں موالات واجب ہے اگر عمداً یا سہواً موالات چھوڑ دے تو طواف صحیح نہ ہوگا مگر نماز فرض یا جنازے کے لئے قطع کرنا جائز جانتے ہیں ۱۲ منہ [۳] یعنی جتنے پھیرے کر چکا ہے ان کو قائم رکھ کر سات پھیرے پورے کرے ۱۲ منہ [۴] عطاء کے قول کو عبدالرزاق نے اور ابن عمر کے قول کو سعید ابن منصور نے اور عبدالرحمٰن کے قول کو بھی عبدالرزاق نے وصل کیا ۱۲ منہ [۵] اس کو عبدالرزاق نے ثوری سے انہوں نے موسیٰ بن عقبہ سے انہوں نے سالم سے انہوں نے ابن عمر رض سے وصل کیا ہے۔ یہ دوگانہ طواف کہلاتا ہے۔ جمہور علماء کے نزدیک سنت ہے اور حنفیہ اور مالکیہ کے نزدیک واجب ہے ۱۲ منہ

يَقُوْلُ تُجْزِئُهُ الْمَكْتُوْبَةُ مِنْ رَكْعَتَيِ الطَّوَافِ فَقَالَ السُّنَّةُ اَفْضَلُ لَمْ يَطُفِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُبُوْعًا قَطُّ اِلَّا صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ۔

پڑھنا کافی ہے۔ پھر دوگانہ طواف کی ضرورت نہیں انہوں نے کہا سنت کی پیروی افضل ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب طواف کے سات پھیرے کئے تو دوگانہ ادا کیا۔[1]

۲۲۷ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو قَالَ سَاَلْنَا ابْنَ عُمَرَ اَيَقَعُ الرَّجُلُ عَلَى امْرَاَتِهِ فِي الْعُمْرَةِ قَبْلَ اَنْ يَّطُوْفَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ قَالَ قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَطَافَ بِالْبَيْتِ سَبْعًا ثُمَّ صَلّٰى خَلْفَ الْمَقَامِ رَكْعَتَيْنِ فَطَافَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَقَالَ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ قَالَ وَسَاَلْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ فَقَالَ لَا يَقْرَبُ امْرَاَتَهُ حَتّٰى يَطُوْفَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ۔

حدیث (۱۵۲۶) (از قتیبہ از سفیان) عمرو بن دینار کہتے ہیں۔ ہم نے عبداللہ بن عمرؓ سے دریافت کیا۔ کیا عمرہ میں صفا و مروہ میں سعی سے پہلے جماع جائز ہے؟ انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں تشریف لائے اور بیت اللہ کے سات پھیرے کئے۔ پھر مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعتیں پڑھیں اور صفا و مروہ کا طواف کیا۔ اور کہنے لگے تم کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑی اچھی پیروی ہے۔ عمرو بن دینار نے کہا میں نے جابر بن عبداللہ سے یہ مسئلہ پوچھا۔ انہوں نے کہا۔ جب تک صفا و مروہ کی سعی سے فراغت نہ کر لے، اپنی بیوی سے جماع نہ کرے۔

بَاب ۱۵۶ مَنْ لَّمْ يَقْرَبِ الْكَعْبَةَ وَلَمْ يَطُفْ حَتّٰى يَخْرُجَ اِلٰى عَرَفَةَ وَيَرْجِعَ بَعْدَ طَوَافِ الْاَوَّلِ

باب ۱۰۳۱ طواف قدوم (طواف اول) کے بعد قرب کعبہ کئے بغیر اگر کوئی شخص عرفات میں حج کے لئے چلا جائے[2] اور وہاں سے پہلے طواف کے بعد واپس ہو۔

۲۲۸ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبِيْ بَكْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا فُضَيْلٌ قَالَ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ قَالَ اَخْبَرَنِيْ كُرَيْبٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ فَطَافَ

حدیث (۱۵۲۷) (از محمد بن ابی بکر از فضیل از موسیٰ بن عقبہ از کریب) عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکے میں آئے پس سات بار بیت اللہ کا طواف کیا۔ صفا و مروہ میں سعی فرمائی۔ اور طواف کے بعد پھر بیت اللہ کے نزدیک تشریف نہ

---

[1] اس کو ابن ابی شیبہ نے وصل کیا۔ قسطلانی نے کہا صحیح جمہور کا قول ہے دوگانہ طواف سنت ہے اور مسور بن مخرمہ سے منقول ہے کہ وہ جب صبح یا عصر کے بعد طواف کرتے تو سات پھیروں کے بعد دوسرے تیسرے سات پھیرے کرتے اور سورج نکلنے یا ڈوبنے کے بعد ہر سات پھیروں کے لئے دو رکعتیں پڑھ لیتے ۱۲ منہ

[2] یعنی اس میں کوئی قباحت نہیں اگر کوئی نفل طواف حج سے پہلے نہ کرے اور کعبے کے پاس بھی نہ جائے۔ پھر حج سے فارغ ہو کر طواف الزیارۃ کرے جو فرض ہے ۱۲ منہ

[3] اس سے یہ کوئی نہ سمجھے کہ حاجی کو طواف قدوم کے بعد پھر نفل طواف کرنا منع ہے بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دوسرے کاموں میں مشغول رہوں گے اور کعبے سے دور ٹھہرے تھے یعنی محصب میں اس لئے حج سے فراغت ہونے تک آپ کو کعبہ میں آنے کی اور نفل طواف کرنے کی مہلت نہیں ملی ۱۲ منہ

سَبْعًا وَّ سَعٰى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَلَمْ يَقْرَبِ الْكَعْبَةَ بَعْدَ طَوَافِهِ بِهَا حَتّٰى رَجَعَ مِنْ عَرَفَةَ۔

لے گئے، حتیٰ حج کر کے عرفات سے واپس آئے لہ

بَاب ۱۵۷ مَنْ صَلّٰى رَكْعَتَيِ الطَّوَافِ خَارِجًا مِّنَ الْمَسْجِدِ وَصَلّٰى عُمَرُ خَارِجًا مِّنَ الْحَرَمِ۔

باب ۱۰۳۲ طواف کا دوگانہ مسجد کے باہر پڑھنا

حضرت عمرؓ نے حرم سے بھی باہر دوگانہ طواف ادا کیا۔ ۲ہ

۲۲۹ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ زَيْنَبَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ شَكَوْتُ إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح قَالَ وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو مَرْوَانَ يَحْيَى بْنُ أَبِي زَكَرِيَّاءَ الْغَسَّانِيُّ عَنْ هِشَامٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَهُوَ بِمَكَّةَ وَأَرَادَ الْخُرُوجَ وَلَمْ تَكُنْ أُمُّ سَلَمَةَ طَافَتْ بِالْبَيْتِ وَأَرَادَتِ الْخُرُوجَ فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلٰوةُ لِلصُّبْحِ فَطُوفِي عَلٰى بَعِيرِكِ وَالنَّاسُ يُصَلُّونَ فَفَعَلَتْ ذٰلِكَ وَلَمْ تُصَلِّ حَتّٰى خَرَجَتْ۔

(از عبداللہ بن یوسف از مالک از محمد بن عبدالرحمٰن از عروہ از زینب) ام سلمہؓ فرماتی ہیں۔ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی بیماری کی شکایت کی۔ دوسری سند (از محمد بن حرب از ابومروان یحییٰ بن ابی ذکریا غسانی از ہشام از عروہ) ام سلمہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبکہ آپؐ مکہ میں تھے اور روانہ ہونا چاہتے تھے۔ اور ام سلمہؓ نے طواف نہیں کیا تھا اور روانگی کا ارادہ تھا۔ آپؐ نے ان سے فرمایا۔ جب نماز صبح کی اقامت ہو تو اپنے اونٹ پر سوار رہ کر طواف کر لے اور لوگ اس وقت نماز پڑھ رہے ہوں گے۔ چنانچہ حضرت ام سلمہؓ نے ایسا ہی کیا اور دوگانہ طواف نہیں پڑھا حتیٰ کہ (مسجد یا مکہ سے) باہر تشریف لے گئیں۔

بَاب ۱۵۸ مَنْ صَلّٰى رَكْعَتَيِ الطَّوَافِ خَلْفَ الْمَقَامِ۔

باب ۱۰۳۳ مقام ابراہیم کے پیچھے دوگانہ طواف نماز پڑھنا۔

۲۳۰ - حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَطَافَ بِالْبَيْتِ سَبْعًا وَّصَلّٰى خَلْفَ الْمَقَامِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ خَرَجَ

(از آدم از شعبہ از عمرو بن دینار) ابن عمرؓ فرمایا کرتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں تشریف لائے۔ آپؐ نے طواف کے سات پھیرے کیے اور مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعتیں پڑھیں۔ پھر صفا کی طرف تشریف لے گئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ تمہارے لئے رسول اللہ

لہ اس کو امام بیہقی نے وصل کیا مطلب یہ ہے کہ طواف کا دوگانہ جب چاہے اور جہاں چاہے پڑھ لے یہ ضروری نہیں کہ طواف کے بعد ہی یا حرم یا مسجد حرام ہی میں پڑھے ۱۲ منہ

اِلَی السَّفَا وَقَدْ قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ ۔

کی ذات میں بہترین نمونہ ہے ۔

بَاب ۱۵۹ اَلطَّوَافِ بَعْدَ الصُّبْحِ وَالْعَصْرِ

وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يُصَلِّي رَكْعَتَيِ الطَّوَافِ مَالَمْ تَطْلُعِ الشَّمْسُ وَطَافَ عُمَرُ بَعْدَ صَلٰوةِ الصُّبْحِ فَرَكِبَ حَتّٰى صَلَّى الرَّكْعَتَيْنِ بِذِي طُوًى ۔

باب ۱۰۳۴ صبح اور عصر کی نماز کے بعد طواف کرنا۔

ابن عمرؓ دوگانہ طواف طلوع شمس سے پہلے پڑھتے تھے۔ حضرت عمرؓ نے صبح کی نماز کے بعد طواف کیا پھر سوار ہوئے اور دوگانہ طواف ذی طوی میں پڑھا[۲]

۲۳۱ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عُمَرَ الْبَصْرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ حَبِيبٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ نَاسًا طَافُوا بِالْبَيْتِ بَعْدَ صَلٰوةِ الصُّبْحِ ثُمَّ قَعَدُوا اِلَى الْمُذَكِّرِ حَتّٰى اِذَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ قَامُوا يُصَلُّونَ فَقَالَتْ عَائِشَةُ قَعَدُوا حَتّٰى اِذَا كَانَتِ السَّاعَةُ الَّتِي تُكْرَهُ فِيهَا الصَّلٰوةُ قَامُوا يُصَلُّونَ ۔

حدیث ۱۵۳۰ (از حسن بن عمر بصری از یزید بن زریع از حبیب از عطاء از عروہ) حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ لوگوں نے بعد نماز صبح بیت اللہ کا طواف کیا پھر واعظ کے پاس جا بیٹھے ۔ جب سورج نکلنے لگا، تو دوگانہ طواف پڑھنے لگے۔ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں پہلے بیٹھے رہے اور جب مکروہ وقت آیا تو نماز کے لئے کھڑے ہوگئے[۳]

۲۳۲ ۔حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو ضَمْرَةَ قَالَ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهٰى عَنِ الصَّلٰوةِ عِنْدَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَعِنْدَ غُرُوبِهَا ۔

حدیث ۱۵۳۱ (از ابراہیم بن منذر از ابوضمرہ از موسی بن عقبہ از نافع) حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے کہا۔ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے طلوع شمس اور غروب شمس کے وقت نماز پڑھنے سے منع کرتے ہوئے سنا

۲۳۳ ۔حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدَةُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ رُفَيْعٍ قَالَ رَاَيْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ يَطُوفُ بَعْدَ الْفَجْرِ وَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ قَالَ عَبْدُ الْعَزِيزِ وَرَاَيْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ وَيُخْبِرُ اَنَّ عَائِشَةَ حَدَّثَتْهُ

حدیث ۱۵۳۲ (از حسن بن محمد از عبیدہ بن حمید) عبدالعزیز بن رفیع فرماتے ہیں۔ میں نے ابن زبیرؓ کو دیکھا آپ فجر کی نماز کے بعد طواف کرتے اور طواف کا دوگانہ پڑھتے ۔عبدالعزیز کہتے ہیں۔ میں نے ابن زبیرؓ کو دیکھا کہ وہ عصر کے بعد دو رکعتیں پڑھتے تھے اور فرماتے تھے کہ حضرت عائشہؓ نے ان سے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

---

[۱] یہ عبداللہ بن عمرؓ کا مذہب تھا کہ خاص نماز اس وقت مکروہ ہے جب سورج نکل رہا ہو یا ڈوب رہا ہو لیکن سورج نکلنے سے پہلے نماز درست ہے ۱۲ منہ [۲] ذی طوی ایک مقام ہے مکہ کے متصل ایک میل پر ۱۲ منہ [۳] شاید حضرت عائشہؓ کا بھی یہی مذہب ہوگا کہ فجر اور عصر کی نماز کے بعد تک میں نماز پڑھنی مکروہ ہے ۱۲ منہ

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَدْخُلْ بَيْتَهَا إِلَّا صَلَّاهُمَا

جب بھی ان کے گھر آئے یہ دو رکعتیں پڑھیں له

باب ۱۶۰ الْمَرِيضُ يَطُوفُ رَاكِبًا

باب ۱۰۳۵ مریض کا سواری پر طواف کرنا

۲۳۴ - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ الْوَاسِطِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَافَ بِالْبَيْتِ وَهُوَ عَلَى الْبَعِيرِ كُلَّمَا أَتَى عَلَى الرُّكْنِ أَشَارَ إِلَيْهِ بِشَيْءٍ فِي يَدِهِ وَكَبَّرَ۔

حدیث ۱۵۳۳ (از اسحاق واسطی از خالد از خالد حذاء از عکرمہ) ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ پر سوار رہ کر بیت اللہ کا طواف کیا۔ حجر اسود کے سامنے سے جب گذرتے تو آپ کے ہاتھ میں کوئی چیز تھی جس سے آپ حجر اسود کو اشارہ کرتے اور اللہ اکبر کہتے سه۔

۲۳۵ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ نَوْفَلٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أُمِّ سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ شَكَوْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنِّي أَشْتَكِي فَقَالَ طُوفِي مِنْ وَرَاءِ النَّاسِ وَأَنْتِ رَاكِبَةٌ فَطُفْتُ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي إِلَى جَنْبِ الْبَيْتِ وَهُوَ يَقْرَأُ بِالطُّورِ وَكِتَابٍ مَسْطُورٍ۔

حدیث ۱۵۳۴ (از عبداللہ بن مسلمہ از مالک از محمد بن عبدالرحمن بن نوفل از عروہ از زینب بنت ام سلمہ) حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی بیماری کی شکایت کی۔ آپؐ نے فرمایا لوگوں سے دور، سوار رہ کر طواف کر لے۔ چنانچہ میں نے اسی طرح طواف کیا۔ اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ کے پہلو میں نماز پڑھ رہے تھے۔ آپؐ نماز کی قرأت میں سورۂ طور پڑھ رہے تھے۔

باب ۱۶۱ سِقَايَةِ الْحَاجِّ

باب ۱۰۳۶ حاجیوں کو پانی پلانا

۲۳۶ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي الْأَسْوَدِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو ضَمْرَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ اسْتَأْذَنَ الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَبِيتَ بِمَكَّةَ لَيَالِيَ مِنًى مِنْ أَجْلِ سِقَايَتِهِ فَأَذِنَ لَهُ۔

حدیث ۱۵۳۵ (از عبداللہ بن محمد بن ابی الاسود از ابو ضمرہ از عبیداللہ از نافع) ابن عمرؓ فرماتے ہیں، حضرت عباس بن عبدالمطلب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منیٰ کی راتیں مکہ شہر میں گزارنے کی اجازت طلب کی کیونکہ وہ حجاج کو پانی پلایا کرتے تھے۔ آپؐ نے انہیں اجازت دے دی سه۔

له ان دونوں حدیثوں میں گو عصر اور فجر کے بعد طواف کا ذکر نہیں ہے جو ترجمہ باب تھا مگر امام بخاری نے طواف کو نماز پر قیاس کیا حنفیہ نے فجر اور عصر کے بعد طواف جائز رکھا ہے لیکن طواف کا دوگانہ پڑھنا مکروہ رکھا ہے ۱۲ منہ سه اس حدیث میں گو یہ ذکر نہیں ہے کہ آپ بیمار تھے اور بظاہر ترجمہ باب سے مطابق نہیں ہے مگر امام بخاری نے ابو داؤد کی حدیث کی طرف اشارہ کیا جس میں صاف یہ ہے کہ بیمار تھے بعضوں نے کہا جب بغیر بیماری اور عذر کے سواری پر طواف کرنا درست ہوا تو بیماری میں بطریق اولیٰ درست ہوگا اور اس طرح باب کا مطلب نکل آیا۔ حنفیہ کے نزدیک طواف پیدل کرنا چاہیئے جو بلا عذر سوار ہو کر کرے تو اعادہ لازم ہے اگر مکہ میں ہو۔ اگر چلا جائے تو دم دے ۱۲ منہ سه معلوم ہوا اگر کوئی عذر نہ ہو تو گیارھویں اور بارھویں شب کو منیٰ میں رہنا ضرور ہے شافعیہ کے نزدیک واجب ہے اور حنفیہ کے نزدیک سنت ۱۲ منہ

۲۳۷ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ شَاهِينَ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ خَالِدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَ إِلَى السِّقَايَةِ فَاسْتَسْقَى فَقَالَ الْعَبَّاسُ يَا فَضْلُ اذْهَبْ إِلَى أُمِّكَ فَأْتِ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَرَابٍ مِنْ عِنْدِهَا فَقَالَ اسْقِنِي قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّهُمْ يَجْعَلُونَ أَيْدِيَهُمْ فِيهِ قَالَ اسْقِنِي فَشَرِبَ مِنْهُ ثُمَّ أَتَى زَمْزَمَ وَهُمْ يَسْقُونَ وَيَعْمَلُونَ فِيهَا فَقَالَ اعْمَلُوا فَإِنَّكُمْ عَلَى عَمَلٍ صَالِحٍ ثُمَّ قَالَ لَوْلَا أَنْ تُغْلَبُوا لَنَزَلْتُ حَتَّى أَضَعَ الْحَبْلَ عَلَى هٰذِهِ يَعْنِي عَاتِقَهُ وَأَشَارَ إِلَى عَاتِقِهِ

حدیث ۱۵۳۶ (از اسحاق بن شاہین از خالد از خالد حذاء، از عکرمہ) ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سقایہ (پانی پلانے کے حوض) پر تشریف لائے اور پانی طلب فرمایا تو حضرت عباسؓ نے کہا بیٹا فضل اپنی ماں کے پاس جاؤ اور اس کے پاس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کھجور کا شربت لا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے پانی پلاؤ۔ حضرت عباسؓ نے کہا یا رسول اللہ! اس پانی میں لوگ ہاتھ ڈالتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا اس میں سے پلاؤ۔ بہرحال آپؐ نے پانی پی لیا۔ پھر آپؐ زمزم پر تشریف لائے وہاں لوگ پانی کنوئیں سے کھینچ کر پلا رہے تھے۔ آپؐ نے فرمایا کھینچتے رہو تم نیک کام میں لگے ہوئے ہو۔ پھر فرمایا۔ اگر مجھے یہ ڈر نہ ہوتا کہ تمہیں تکلیف ہوگی[۱] تو میں اونٹ سے اترتا اور کندھے پر رسی ڈالتا یعنی کنوئیں سے پانی کھینچ کر پلاتا) آپؐ نے اپنے کندھے کی طرف اشارہ کیا۔ (آپ کے اصل الفاظ ہیں "اس پر رسی ڈالتا" اس پر کہتے ہوئے اپنے کندھے کی طرف اشارہ کیا)

بَابُ ۱۶۲ مَا جَاءَ فِي زَمْزَمَ

باب ۱۰۳۷ زمزم کا بیان

قَالَ عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ كَانَ أَبُو ذَرٍّ يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فُرِجَ سَقْفِي وَأَنَا بِمَكَّةَ فَنَزَلَ جِبْرِيلُ فَفَرَجَ صَدْرِي ثُمَّ غَسَلَهُ بِمَاءِ زَمْزَمَ ثُمَّ جَاءَ بِطَسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ مُمْتَلِئٍ حِكْمَةً وَإِيمَانًا فَأَفْرَغَهَا فِي صَدْرِي ثُمَّ أَطْبَقَهُ ثُمَّ أَخَذَ بِيَدِي فَعَرَجَ بِي إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا فَقَالَ جِبْرِيلُ لِخَازِنِ السَّمَاءِ الدُّنْيَا افْتَحْ قَالَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرِيلُ۔

حدیث ۱۵۳۷ (از عبدان از عبداللہ از یونس از زہری از انس بن مالک) حضرت ابوذرؓ روایت کرتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میری چھت کو کھولا گیا۔ اس وقت میں مکے میں تھا۔ حضرت جبریل نازل ہوئے۔ انہوں نے میرا سینہ چاک کیا۔ پھر آب زمزم سے دھویا پھر سونے کا طشت لائے جو حکمت و ایمان سے لبریز تھا اور میرے سینے میں انڈیل دیا۔ پھر سینہ جوڑ دیا۔ پھر میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے پہلے آسمان پر چڑھا لے گئے۔ حضرت جبریل نے آسمان کے داروغے کو پکارا کھول اس نے پوچھا کون؟ جبریل نے کہا ..... الی آخر الحدیث۔

۲۳۸ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ قَالَ أَخْبَرَنَا الْفَزَارِيُّ عَنْ عَاصِمٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ حَدَّثَهُ قَالَ سَقَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ زَمْزَمَ

حدیث ۱۵۳۸ (از محمد بن سلام از فزاری از شعبی) ابن عباسؓ فرماتے ہیں میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو زمزم کا پانی پلایا۔ آپؐ نے کھڑے کھڑے پیا۔ عاصم نے کہا میں نے عکرمہ سے اس کا ذکر کیا۔ انہوں نے حلفیہ

[۱] یہ معراج کی حدیث کا ایک ٹکڑا ہے جو مشہور ہے یہاں امام بخاری اس کو اس لئے لائے کہ اس سے زمزم کے پانی کی فضیلت نکلتی ہے اس لئے کہ آپ کا سینہ اسی پانی سے دھویا گیا ۱۲ منہ

فَشَرِبَ وَهُوَ قَائِمٌ قَالَ عَاصِمٌ فَحَلَفَ عِكْرِمَةُ مَا كَانَ يَوْمَئِذٍ إِلَّا عَلَى الْبَعِيرِ۔

کہا اس دن آپ اونٹ پر سوار تھے ؎۱

بَاب ۱۶۳ طَوَافِ الْقَارِنِ

باب ۱۰۳۸ قران کرنے والے کا طواف

۲۳۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَأَهْلَلْنَا بِعُمْرَةٍ ثُمَّ قَالَ مَنْ كَانَ مَعَهُ هَدْيٌ فَلْيُهِلَّ بِالْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ ثُمَّ لَا يَحِلَّ حَتَّى يَحِلَّ مِنْهُمَا فَقَدِمْتُ مَكَّةَ وَأَنَا حَائِضٌ فَلَمَّا قَضَيْنَا حَجَّنَا أَرْسَلَنِي مَعَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ إِلَى التَّنْعِيمِ فَاعْتَمَرْتُ فَقَالَ هٰذِهِ مَكَانَ عُمْرَتِكِ فَطَافَ الَّذِينَ أَهَلُّوا بِالْعُمْرَةِ ثُمَّ حَلُّوا ثُمَّ طَافُوا طَوَافًا آخَرَ بَعْدَ أَنْ رَجَعُوا مِنْ مِنًى وَأَمَّا الَّذِينَ جَمَعُوا بَيْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ فَإِنَّمَا طَافُوا طَوَافًا وَاحِدًا

حدیث ۱۵۳۹ (از عبداللہ بن یوسف از مالک از ابن شہاب از عروہ) حضرت عائشہ رضؓ فرماتی ہیں ہم حجۃ الوداع میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (مدینہ سے) روانہ ہوئے اور عمرے کا احرام باندھا۔ پھر آپؐ نے فرمایا جس کے ساتھ (قربانی کا جانور) ہو وہ حج وعمرہ دونوں کا احرام باندھے۔ جب تک دونوں سے فارغ نہ ہو احرام نہ کھولے۔ چنانچہ میں مکہ میں آئی تو حائضہ تھی۔ جب ہم لوگ حج کر چکے تو آپ نے مجھے (میرے بھائی) عبدالرحمٰن کے ساتھ تنعیم تک ؎۲ بھیجا۔ میں نے وہاں سے عمرہ کیا۔ آپؐ نے فرمایا تیرے عمرے کے بدلے میں یہ عمرہ ہے۔ تو جن لوگوں نے عمرے کا احرام باندھا تھا انہوں نے طواف (اور سعی) کر کے احرام کھول دیا۔ پھر جب منیٰ سے واپس ہوئے تو دوسرا طواف کیا اور جنہوں نے حج وعمرہ دونوں کا احرام باندھا تھا انہوں نے صرف ایک طواف کیا ؎۳۔

۲۴۰۔ حَدَّثَنِي يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ دَخَلَ ابْنُهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ وَظَهْرُهُ فِي الدَّارِ فَقَالَ إِنِّي لَا آمَنُ أَنْ يَكُونَ الْعَامَ بَيْنَ النَّاسِ قِتَالٌ فَيَصُدُّوكَ عَنِ الْبَيْتِ فَلَوْ أَقَمْتَ فَقَالَ قَدْ خَرَجَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَالَ كُفَّارُ قُرَيْشٍ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْبَيْتِ فَإِنْ يُحَلْ بَيْنِي وَبَيْنَهُ أَفْعَلُ كَمَا فَعَلَ

حدیث ۱۵۴۰ (از یعقوب بن ابراہیم از ابن علیہ از ایوب از نافع) حضرت ابن عمر کے بیٹے عبداللہ بن عبداللہ اپنے والد کے پاس گھر میں گئے۔ حضرت ابن عمر رضؓ کی سواری (حج کے لئے) تیار تھی۔ عبداللہ بن عبداللہ نے کہا مجھے اس سال لوگوں میں لڑائی ہونے کا خطرہ ہے کہیں لوگ آپ کو کعبے میں جانے سے روک نہ دیں۔ کاش آپ گھر میں قیام فرماتے! انہوں نے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (سال حدیبیہ کے موقع پر) عمرے کی نیت سے روانہ ہوئے لیکن کفار قریش آپؐ کے اور بیت اللہ کے درمیان حائل ہو گئے اگر

؎۱ گویا عکرمہ نے شعبی کی روایت کو غلط سمجھا مگر ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ آپ نے اونٹ بٹھایا پھر دو رکعتیں پڑھیں تو شاید اونٹ سے اتر کر آپ نے کھڑے ہو کر پانی پیا ہوگا اور شعبی ثقہ ہیں حافظ ہیں بلکہ عکرمہ میں تو لوگوں نے کلام کیا ہے شعبی کے ثقہ ہونے میں کسی نے گفتگو نہیں کی کھڑے ہو کر پانی پینا گو بعضوں نے مکروہ رکھا ہے مگر زمزم کا پانی کھڑے ہو کر پینا اسی حدیث کی رُو سے جائز رکھا ہے ۱۲ منہ ؎۲ تنعیم ایک مقام مشہور ہے مکہ سے تین میل پر اس کو مسجد عائشہ بھی کہتے ہیں اکثر لوگ اب وہیں سے عمرے کا احرام باندھا کرتے ہیں کیونکہ وہ حل کے قریب ترین سرحد ہے ۱۲ منہ ؎۳ اور ایک ہی سعی کی جمہور علماء کا یہی قول ہے کہ قارن کے لئے ایک ہی طواف اور ایک ہی سعی حج وعمرہ دونوں کی طرف سے کافی ہے اور ابوحنیفہ رح نے دو طواف اور دو سعی لازم رکھے ہیں اور جن روایتوں سے دلیل لی ہے وہ سب ضعیف ہیں ۱۲ منہ

رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ ثُمَّ قَالَ اُشْھِدُکُمْ اَنِّیْ قَدْ اَوْجَبْتُ مَعَ عُمْرَتِیْ حَجًّا قَالَ قَدِمَ فَطَافَ لَھُمَا طَوَافًا وَّاحِدًا۔

اگر مجھے بھی لوگ روکیں گے تو میں بھی وہی کروں گا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا، بحکم آیت: اللہ کے رسول میں تمہارے لئے بہترین اسوہ ہے۔ پھر حضرت ابن عمر نے فرمایا تم گواہ رہو۔ میں نے حج و عمرہ دونوں کی ساتھ نیت کرلی ہے[1] بہرحال حضرت ابن عمرؓ مکہ مکرمہ پہنچے تو حج و عمرہ دونوں کے لئے ایک ہی طواف کیا۔

۲۲۴۔ حَدَّثَنَا قُتَیْبَۃُ بْنُ سَعِیْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّیْثُ عَنْ نَّافِعٍ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ اَرَادَ الْحَجَّ عَامَ نَزَلَ الْحَجَّاجُ بِابْنِ الزُّبَیْرِ فَقِیْلَ لَہٗ اِنَّ النَّاسَ کَائِنٌ بَیْنَھُمْ قِتَالٌ وَّاِنَّا نَخَافُ اَنْ یَّصُدُّوْکَ فَقَالَ لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ اِذَنْ اَصْنَعُ کَمَا صَنَعَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ اُشْھِدُکُمْ اَنِّیْ قَدْ اَوْجَبْتُ عُمْرَۃً ثُمَّ خَرَجَ حَتّٰی اِذَا کَانَ بِظَاھِرِ الْبَیْدَاءِ قَالَ مَا شَاْنُ الْحَجِّ وَالْعُمْرَۃِ اِلَّا وَاحِدٌ اُشْھِدُکُمْ اَنِّیْ قَدْ اَوْجَبْتُ حَجًّا مَّعَ عُمْرَتِیْ وَاَھْدٰی ھَدْیًا اشْتَرَاہُ بِقُدَیْدٍ وَلَمْ یَزِدْ عَلٰی ذٰلِکَ فَلَمْ یَنْحَرْ وَلَمْ یَحِلَّ مِنْ شَیْءٍ حَرُمَ مِنْہُ وَلَمْ یَحْلِقْ وَلَمْ یُقَصِّرْ حَتّٰی کَانَ یَوْمُ النَّحْرِ فَنَحَرَ وَحَلَقَ وَرَاٰی اَنْ قَدْ قَضٰی طَوَافَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَۃِ بِطَوَافِہِ الْاَوَّلِ وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ کَذٰلِکَ فَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

حدیث ۱۵۴۱ (از قتیبہ بن سعید از لیث از نافع) عبداللہ بن عمر نے اس سال جس سال کہ حجاج عبداللہ بن زبیر سے لڑائی کرنے گیا، حج کا ارادہ کیا، لوگوں نے ان سے کہا۔ اس سال جنگ کا احتمال ہے، مبادا تم کو کعبہ جانے سے روک دیں، آپ نے فرمایا "لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ" (ترجمہ) تمہارے لئے رسول کی ذات میں بہترین نمونۂ عمل ہے۔ اگر ایسی بات ہوئی تو میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح کروں گا۔ تم گواہ ہو جاؤ میں نے اپنے اوپر عمرہ واجب کرلیا ہے۔ پھر وہ روانہ ہوگئے۔ جب مقام بیداء پر پہنچے[2] تو فرمایا حج اور عمرہ دونوں کا ایک حال ہے۔ تم گواہ رہنا میں نے اپنی ذات پر عمرے کے ساتھ حج کو بھی واجب کرلیا۔ اور مقام قُدَید سے قربانی کا جانور بھی خرید کر کے ساتھ لے گئے[3] اس میں کسی قسم کا اضافہ نہیں کیا۔ قربانی ذبح نہیں کی اور نہ کوئی اور کام کیا جو احرام کی حالت میں منع ہے۔ سر نہ منڈایا نہ بال کترائے۔ جب دسویں ذی الحجہ آئی تو قربانی کا نحر کیا (یعنی قربانی کی) اور سر منڈایا اور طواف قدوم جو پہلے کر چکے تھے، حج و عمرہ دونوں کی طرف سے اسے کافی سمجھ لیا[4]۔ اور فرمایا آنحضرتؐ نے بھی ایسا ہی کیا تھا۔

بَاب ۱۶۴ اَلطَّوَافِ عَلَی الْوُضُوْءِ

باب ۱۰۲۹ باوضو طواف کرنا[5]

[1] پہلے عبداللہ بن عمرؓ نے صرف عمرے کا احرام باندھا تھا۔ پھر انہوں نے خیال کیا کہ صرف عمرہ کرنے سے حج اور عمرہ دونوں یعنی قران کرنا بہتر ہے تو حج کی بھی نیت باندھ لی اور پکار کر لوگوں سے اس لئے کہہ دیا کہ اور لوگ بھی ان کی پیروی کریں رضی اللہ عنہم وارضاہ ۱۲ منہ [2] بیدا ایک مقام ہے مکہ اور مدینہ کے درمیان ذوالحلیفہ سے آگے ۱۲ منہ [3] قُدید ایک مقام ہے جحفہ کے پاس ۱۲ منہ [4] یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے ۱۲ منہ [5] جمہور علماء کے نزدیک طواف میں طہارت یعنی باوضو ہونا شرط ہے اور حنفیہ کے نزدیک بے وضو بھی طواف درست ہو جاتا ہے مگر گنہگار ہوگا ۱۲ منہ

۲۴۱ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عِيسَى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ نَوْفَلٍ الْقُرَشِيِّ أَنَّهُ سَأَلَ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ فَقَالَ قَدْ حَجَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَتْنِي عَائِشَةُ أَنَّ أَوَّلَ شَيْءٍ بَدَأَ بِهِ حِينَ قَدِمَ أَنَّهُ تَوَضَّأَ ثُمَّ طَافَ بِالْبَيْتِ ثُمَّ لَمْ تَكُنْ عُمْرَةً ثُمَّ حَجَّ أَبُو بَكْرٍ فَكَانَ أَوَّلَ شَيْءٍ بَدَأَ بِهِ الطَّوَافُ بِالْبَيْتِ ثُمَّ لَمْ تَكُنْ عُمْرَةً ثُمَّ عُمَرُ مِثْلُ ذٰلِكَ ثُمَّ حَجَّ عُثْمَانُ فَرَأَيْتُهُ أَوَّلُ شَيْءٍ بَدَأَ بِهِ الطَّوَافُ بِالْبَيْتِ ثُمَّ لَمْ تَكُنْ عُمْرَةً ثُمَّ مُعَاوِيَةُ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ ثُمَّ حَجَجْتُ مَعَ أَبِي الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ فَكَانَ أَوَّلَ شَيْءٍ بَدَأَ بِهِ الطَّوَافُ بِالْبَيْتِ ثُمَّ لَمْ تَكُنْ عُمْرَةً ثُمَّ رَأَيْتُ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارَ يَفْعَلُونَ ذٰلِكَ ثُمَّ لَمْ تَكُنْ عُمْرَةً ثُمَّ آخِرُ مَنْ رَأَيْتُ فَعَلَ ذٰلِكَ ابْنُ عُمَرَ ثُمَّ لَمْ يَنْقُضْهَا عُمْرَةً وَهٰذَا ابْنُ عُمَرَ عِنْدَهُمْ فَلَا يَسْأَلُونَهُ وَلَا أَحَدٌ مِمَّنْ مَضَى مَا كَانُوا يَبْدَءُونَ بِشَيْءٍ حَتَّى يَضَعُونَ أَقْدَامَهُمْ مِنَ الطَّوَافِ بِالْبَيْتِ ثُمَّ لَا يَحِلُّونَ وَقَدْ رَأَيْتُ أُمِّي وَخَالَتِي حِينَ تَقْدَمَانِ لَا تَبْدَآنِ بِشَيْءٍ أَوَّلَ مِنَ الْبَيْتِ تَطُوفَانِ بِهِ ثُمَّ إِنَّهُمَا لَا تَحِلَّانِ وَقَدْ أَخْبَرَتْنِي أُمِّي أَنَّهَا أَهَلَّتْ هِيَ وَأُخْتُهَا وَالزُّبَيْرُ وَفُلَانٌ وَفُلَانٌ بِعُمْرَةٍ فَلَمَّا مَسَحُوا

حدیث ۱۵۴۲ (از احمد بن عیسٰی از ابن وہب از عمرو بن حارث) محمد بن عبد الرحمٰن بن نوفل قرشی نے عروہ بن زبیر سے پوچھا[1] (سوال کا اندازہ جواب سے معلوم ہوگا) تو وہ جواباً کہنے لگے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کیا مجھ سے حضرت عائشہؓ نے بیان کیا کہ سب سے پہلا کام جو آپ نے مکہ میں داخل ہو کر وہ یہ تھا کہ آپؐ نے وضو کیا پھر بیت اللہ کا طواف کیا[2]۔ پھر آپ کا حج عمرہ نہیں بنا۔ بعدازاں ابوبکر صدیقؓ نے (اپنے زمانہ خلافت میں) حج کیا انھوں نے بھی سب کاموں سے پہلے طواف کیا ان کا بھی حج عمرہ نہیں بنا حضرت عمرؓ نے بھی اپنے عہد میں ایسا کیا۔ حضرت عثمانؓ نے بھی اپنے عہد میں حج کیا ان کا پہلا کام بھی طواف تھا ان کا حج بھی عمرہ نہ ہوا۔ پھر حضرت معاویہؓ اور عبداللہ بن عمرؓ نے حج کیا پھر میں نے اپنے باپ زبیرؓ بن عوام کے ساتھ حج کیا تو ان کا بھی سب سے پہلا کام طواف بیت اللہ تھا ان کا حج بھی عمرہ نہیں تھا۔ بعدازاں میں نے مہاجرین و انصار کو ایسا کرتے دیکھا۔ ان میں سے کسی کا حج بھی عمرہ نہیں بنا۔ سب کے بعد جس شخص کو ایسا کرتے دیکھا وہ حضرت ابن عمرؓ ہیں انہوں نے حج کو توڑ کر عمرہ قرار نہیں دیا۔ اور یہ تو آج کی بات ہے۔ ابن عمر ان کے پاس موجود ہیں ان سے کیوں نہیں پوچھتے؟ اور تمام اسلاف نے حج کو توڑ کر عمرہ نہیں قرار دیا۔ جونہی ان کے قدم بیت اللہ میں جاتے وہ طواف کرتے اور ان کا احرام نہ کھلتا تھا۔ اور میں نے اپنی والدہ (اسماءؓ) اور خالہ (حضرت عائشہؓ) کو دیکھا۔ وہ جب مکہ میں آتیں تو پہلے بیت اللہ کے پاس آکر طواف شروع کرتیں اور ان کا احرام نہ کھلتا[3] (یعنی حج کا احرام قائم رہتا) اور میری والدہ نے مجھے بتایا کہ انہوں نے اور ان کی بہن نے اور زبیر نے اور فلاں

[1] اس روایت میں مذکور نہیں کہ کیا پوچھا لیکن امام مسلم کی روایت میں اس کا بیان ہے ایک عراقی مرد نے محمد بن عبدالرحمٰن سے کہا تم عروہ سے پوچھو اگر ایک شخص حج کا احرام باندھے تو طواف کر کے وہ حلال ہو سکتا ہے۔ اگر وہ کہیں نہیں ہو سکتا تو کہنا ایک شخص تو کہتے ہیں حلال ہو سکتا ہے۔ محمد بن عبدالرحمٰن نے کہا میں نے عروہ سے پوچھا انہوں نے کہا جو کوئی حج کا احرام باندھے وہ جب تک حج سے فارغ نہ ہو حلال نہیں ہو سکتا میں نے کہا ایک شخص تو کہتے ہیں حلال ہو جاتا ہے۔ انہوں نے کہا اس نے بری بات کہی اخیر حدیث تک ۱۲ منہ

[2] یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے گو اس سے یہ نہیں ثابت ہوتا کہ وضو طواف کی شرط ہے مگر جب دوسری حدیث کو اس کے ساتھ ملاؤ جس میں یہ ہے خُذُوا عَنِّي مَنَاسِكَكُمْ تو مطلب حاصل ہو جاتا ہے ۱۲ منہ

[3] یہ سارا رد عبداللہ بن عباسؓ کا ہے ان کا یہ خیال تھا کہ جو کوئی حج کی نیت سے بیت اللہ میں آئے اس کو طواف نہ کرنا چاہیئے جب تک کہ حج سے فارغ نہ ہو اگر طواف کرے گا تو حج فسخ ہو کر عمرہ ہو جائے گا ۱۲ منہ

الرُّكْنَ حَلُّوْا۔

فلاں حضرات نے عمرہ کا احرام باندھا جب انہوں نے حجر اسود کو چوما اور صفا و مروہ میں سعی کی، سر منڈایا۔ اس وقت ان کا احرام کھلا[1]۔

بَاب ۱۶۵ وُجُوْبِ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَجُعِلَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ۔

باب ۱۰۴۰ صفا مروہ میں سعی کرنا واجب ہے۔ یہ اللہ کی نشانیاں ہیں۔

۲۴۳ - حَدَّثَنَا اَبُوالْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ عُرْوَةُ سَاَلْتُ عَآئِشَةَ فَقُلْتُ لَهَآ اَرَاَيْتِ قَوْلَ اللّٰهِ تَعَالٰى اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا فَوَاللّٰهِ مَا عَلٰى اَحَدٍ جُنَاحٌ اَنْ لَّا يَطُوْفَ بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ قَالَتْ بِئْسَمَا قُلْتَ يَا ابْنَ اُخْتِيْ اِنَّ هٰذِهٖ لَوْ كَانَتْ كَمَآ اَوَّلْتَهَا عَلَيْهِ كَانَتْ لَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ لَّا يَطَّوَّفَ بِهِمَا وَلٰكِنَّهَآ اُنْزِلَتْ فِي الْاَنْصَارِ كَانُوْا قَبْلَ اَنْ يُّسْلِمُوْا يُهِلُّوْنَ لِمَنَاةَ الطَّاغِيَةِ الَّتِيْ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَهَا عِنْدَ الْمُشَلَّلِ فَكَانَ مَنْ اَهَلَّ يَتَحَرَّجُ اَنْ يَّطُوْفَ بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَلَمَّآ اَسْلَمُوْا سَاَلُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِكَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا كُنَّا نَتَحَرَّجُ اَنْ نَّطُوْفَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ الْاٰيَةَ قَالَتْ عَآئِشَةُ وَقَدْ سَنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الطَّوَافَ بَيْنَهُمَا فَلَيْسَ لِاَحَدٍ اَنْ يَّتْرُكَ الطَّوَافَ بَيْنَهُمَا ثُمَّ اَخْبَرْتُ اَبَا بَكْرِ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ فَقَالَ اِنَّ هٰذَا الْعِلْمُ مَا كُنْتُ سَمِعْتُهٗ وَلَقَدْ سَمِعْتُ رِجَالًا مِّنْ اَهْلِ الْعِلْمِ يَذْكُرُوْنَ اَنَّ النَّاسَ اِلَّا مَنْ ذَكَرَتْ عَآئِشَةُ مِمَّنْ كَانَ يُهِلُّ لِمَنَاةَ كَانُوْا يَطُوْفُوْنَ كُلُّهُمْ بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَلَمَّا ذَكَرَ اللّٰهُ الطَّوَافَ بِالْبَيْتِ وَلَمْ يَذْكُرِ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ فِي الْقُرْاٰنِ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

۱۵۴۳ حدیث راز ابوالیمان از شعیب از زہری) عروہ کہتے ہیں، حضرت عائشہؓ سے میں نے پوچھا آیت: اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا کا مطلب آپ کے ہاں کیا ہے؟ میں تو یہ سمجھا ہوں اگر صفا مروہ کا طواف (سعی) نہ کرے تو گناہ نہیں۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا بھانجے! یہ غلط مطلب ہے اور برعکس معنی ہے اگر اللہ کا یہ مطلب ہوتا جیسا تو سمجھا تو اَنْ لَّا يَطَّوَّفَ بِهِمَا کا لفظ ہوتا (یعنی لا نافیہ ہوتا) بلکہ اس آیت کا شانِ نزول تو یہ ہے کہ یہ انصار اسلام سے قبل مَنات بُت کے لئے احرام باندھا کرتے تھے اسی کو پوجتے تھے۔ وہ مشلل پر رکھا تھا[2] تو انصار لوگ جو حج یا عمرے کا احرام باندھتے وہ صفا مروہ میں سعی کو بُرا سمجھتے۔ جب اسلام لائے تو انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بات کو پوچھا، کہا یا رسول اللہ! ہم تو صفا و مروہ کا طواف بُرا سمجھا کرتے تھے تو ان کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ حضرت عائشہؓ نے کہا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صفا و مروہ کے طواف کو جاری فرمایا۔ اب کوئی شخص ان کا طواف چھوڑنے کا مجاز نہیں۔ زہری کہتے ہیں میں نے حضرت عائشہؓ کا یہ قول ابوبکر بن عبدالرحمٰن سے بیان کیا انہوں نے کہا میں نے تو یہ علمی نکتہ آج تک نہ سنا تھا۔ میں نے کئی اہل علم سے دریافت کیا وہ یوں کہتے تھے کہ عرب لوگ ماسوائے ان لوگوں کے

---

[1] عروہ کا مطلب یہ ہے کہ اگر صرف عمرے کا احرام باندھے تو اس وقت طواف اور سعی کر لینے کے بعد احرام کھل جاتا ہے لیکن قران یا تمتع میں طواف کرنے سے حج عمرہ نہیں کھل جاتا نہ احرام کھلتا ہے ۱۲ منہ۔

[2] مشلل ایک ٹیلہ ہے قدید پر منات وہیں نصب تھا انصار اسی کی پوجا کیا کرتے تھے دوسرے لوگ اساف اور نائلہ کی پرستش کرتے اساف صفا پہاڑ پر اور نائلہ مروہ پر رکھا تھا انصار لوگ صفا و مروہ پر دوڑنا بُرا جانتے کیونکہ وہاں اساف اور نائلہ کو پوجنے والے جایا کرتے انصار تو ان کے پوجنے والوں میں نہ تھے۔ غرض آنحضرتؐ کے پیغمبر ہونے سے پہلے عربوں کا یہ

كُنَّا نَطُوفُ بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَإِنَّ اللّٰهَ تَعَالَى أَنْزَلَ الطَّوَافَ بِالْبَيْتِ فَلَمْ يَذْكُرِ الصَّفَا فَهَلْ عَلَيْنَا مِنْ حَرَجٍ أَنْ نَطَّوَّفَ بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالَى إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ الْآيَةَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ فَأَسْمَعُ هٰذِهِ الْآيَةَ نَزَلَتْ فِي الْفَرِيقَيْنِ كِلَيْهِمَا فِي الَّذِينَ كَانُوا يَتَحَرَّجُونَ أَنْ يَطَّوَّفُوا فِي الْجَاهِلِيَّةِ بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَالَّذِينَ يَطُوفُونَ ثُمَّ تَحَرَّجُوا أَنْ يَطَّوَّفُوا بِهِمَا فِي الْإِسْلَامِ مِنْ أَجْلِ أَنَّ اللّٰهَ أَمَرَ بِالطَّوَافِ بِالْبَيْتِ وَلَمْ يَذْكُرِ الصَّفَا حَتّٰى ذَكَرَ ذٰلِكَ بَعْدَ مَا ذَكَرَ الطَّوَافَ بِالْبَيْتِ۔

جن کا حضرت عائشہؓ نے ذکر کیا (یعنی منات کے پجاری) سب کے سب صفا و مروہ کا طواف کیا کرتے تھے۔ جب اللہ نے قرآن میں بیت اللہ کا طواف بیان فرمایا اور صفا و مروہ کا ذکر نہ کیا تو وہ لوگ کہنے لگے یا رسول اللہ! ہم تو بزمانۂ جاہلیت) صفا و مروہ کا طواف کرتے تھے اور اب اللہ نے ان کے برعکس بیت اللہ کا طواف مذکور کیا اور صفا و مروہ کا ذکر اللہ نے نہیں کیا تو کیا صفا و مروہ کا طواف کرنا باعث گناہ ہے تو اس خیال کے ازالہ کے لئے اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری۔ صفا و مروہ اللہ کی نشانیاں ہیں الخ۔ حضرت ابوبکرؓ نے دونوں باتوں کو معلوم کرلیا تو یہ نتیجہ نکالا کہ میرے خیال میں یہ آیت دونوں فریقوں کے متعلق نازل ہوئی ہے اس فرقے کے متعلق بھی جو بزمانۂ جاہلیت طواف صفا و مروہ کو مذموم سمجھتے تھے اور اس گروہ کے بارے میں بھی جو بزمانۂ جاہلیت طواف صفا و مروہ کرتے تھے لیکن بعد از اسلام چونکہ ابھی تک اللہ نے طواف بیت اللہ کے ساتھ طواف صفا و مروہ کا ذکر نہیں کیا تھا۔ اس لئے طواف صفا و مروہ کو گناہ سمجھا۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے ان دونوں یعنی صفا و مروہ کے طواف کا ذکر بھی اس آیت میں بیان کر دیا[۱] اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ الخ۔۔۔۔ آخر تک۔

بَاب ۱۶۶ مَا جَاءَ فِي السَّعْيِ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ السَّعْيُ مِنْ دَارِ بَنِي عَبَّادٍ إِلَى زُقَاقِ بَنِي أَبِي حُسَيْنٍ۔

باب ۱۶۶ صفا و مروہ میں سعی کرنے کا بیان۔ ابن عمرؓ کہتے ہیں بنی عباد کے گھر سے لے کر بنی ابوالحسین کے کوچہ تک سعی ہے (باقی جگہ معمولی چال)[۲]

۲۴۴ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا طَافَ الطَّوَافَ الْأَوَّلَ خَبَّ ثَلَاثًا وَمَشٰى أَرْبَعًا وَكَانَ يَسْعٰى بَطْنَ الْمَسِيلِ إِذَا طَافَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَقُلْتُ لِنَافِعٍ أَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ يَمْشِي إِذَا بَلَغَ الرُّكْنَ الْيَمَانِيَ

حدیث ۱۵۲۴ (از محمد بن عبید از عیسیٰ بن یونس از عبید اللہ بن عمر از نافع) ابن عمرؓ فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ آکر طواف قدوم کرتے تو تین پھیروں میں دوڑ کر چلتے اور چار پھیروں میں معمولی چال چلتے صفا و مروہ کے طواف کے وقت نالے کے نشیب میں سعی کرتے۔ عبد اللہ کہتے ہیں میں نے حضرت نافعؓ سے پوچھا کیا عبد اللہ بن عمرؓ جب رکن یمانی کے پاس پہنچتے تو معمولی چال سے چلتے۔ انہوں نے کہا

[۱] تو صفا و مروہ کا طواف حج وعمرے کا ایک رکن ہے جس کے بغیر حج یا عمرہ پورا نہ ہوگا جمہور علماء کا یہی قول ہے اور امام ابوحنیفہ اس کو واجب کہتے ہیں ۱۲ منہ

[۲] بنی عباد کا گھر اور بنی ابی الحسین کا کوچہ اُس زمانہ میں مشہور ہوگا۔ اب حاجیوں کی شناخت کے لئے دوڑنے کے مقام میں دو سبز منارے بنا دیئے گئے ہیں ۱۲ منہ

قَالَ لَا إِلَّا أَنْ يُزَاحَمَ عَلَى الرُّكْنِ فَإِنَّهُ كَانَ لَا يَدَعُهُ حَتَّى يَسْتَلِمَهُ -

نہیں۔ البتہ اگر ہجوم ہوتا تو حجر اسود کے پاس آہستہ چلتے کیونکہ وہ اسے بغیر چومے نہ چھوڑتے۔

۲۴۵ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ قَالَ سَأَلْنَا ابْنَ عُمَرَ عَنْ رَجُلٍ طَافَ بِالْبَيْتِ فِي عُمْرَةٍ وَلَمْ يَطُفْ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ أَيَأْتِي امْرَأَتَهُ فَقَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَطَافَ بِالْبَيْتِ سَبْعًا وَصَلَّى خَلْفَ الْمَقَامِ رَكْعَتَيْنِ وَطَافَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ سَبْعًا وَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ وَسَأَلْنَا جَابِرَ ابْنَ عَبْدِ اللهِ فَقَالَ لَا يَقْرَبَنَّهَا حَتَّى يَطُوفَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ -

حدیث ۱۵۴۵ (از علی بن عبداللہ از سفیان) عمرو بن دینار کہتے ہیں ہم نے ابن عمرؓ سے سوال کیا۔ اگر کوئی شخص بیت اللہ کا طواف عمرے کے احرام میں کرے لیکن صفا و مروہ کا طواف ابھی اس نے نہ کیا ہو، تو کیا وہ بیوی سے صحبت کر سکتا ہے؟ انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (مکہ میں) تشریف لائے تو بیت اللہ کے سات چکر لگائے اور مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعتیں ادا کیں اور صفا و مروہ پر سات پھیرے کئے اور تمہارے لئے اللہ کے رسول میں بہترین نمونہ ہے۔ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ ہم نے جابر بن عبداللہ سے (یہی مسئلہ) پوچھا تو انہوں نے فرمایا۔ بیوی سے صحبت اس وقت تک نہ کرے جب تک صفا و مروہ کا طواف نہ کر لے [1]

۲۴۶ - حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ قَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ فَطَافَ بِالْبَيْتِ ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَعَى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ تَلَا لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

حدیث ۱۵۴۶ (از مکی بن ابراہیم از ابن جریج از عمرو بن دینار) فرماتے ہیں۔ میں نے عبداللہ بن عمر سے سنا وہ فرماتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں تشریف لائے تو بیت اللہ کا طواف کیا۔ پھر دو رکعتیں ادا کیں (دوگانہ طواف) پھر صفا و مروہ میں سعی فرمائی۔ عبداللہ بن عمرؓ یہ حدیث بیان کرنے کے بعد یہ آیت پڑھی۔ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ -

۲۴۷ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ قَالَ أَخْبَرَنَا عَاصِمٌ قَالَ قُلْتُ لِأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَكُنْتُمْ تَكْرَهُونَ السَّعْيَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَقَالَ نَعَمْ لِأَنَّهَا كَانَتْ مِنْ شَعَائِرِ الْجَاهِلِيَّةِ حَتَّى أَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا

حدیث ۱۵۴۷ (از احمد بن محمد از عبداللہ) عاصم احول کہتے ہیں میں نے حضرت انسؓ سے دریافت کیا۔ کیا آپ صفا و مروہ میں سعی کرنا ناپسند سمجھتے تھے۔ انہوں نے کہا ہاں! اس لئے کہ یہ ایک زمانہ جاہلیت کے شعائر میں شمار ہوتی تھی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی (ترجمہ) بے شک صفا و مروہ اللہ کی نشانیاں ہیں، جو کوئی حج بیت اللہ کرے یا عمرہ کرے اس پر کچھ گناہ نہیں، اگر ان کا طواف کرے [2] (تو پھر ہم نے سعی شروع کی)

---

[1] اس حدیث کی مناسبت ترجمہ باب سے یہ ہے کہ اس میں صفا مروہ کے ساتھ پھیرے کرنا مذکور ہے چونکہ صفا و مروہ کی سعی حج اور عمرے کا رکن ہے تو اس سے پہلے اگر صحبت کرے گا تو حج اور عمرہ باطل ہو جائے گا اور دم سے اس کا تدارک نہیں ہو سکتا لیکن حنفیہ کے نزدیک دم سے اس کا تدارک ہو جائے گا ۱۲ منہ [2] یہ مضمون اس روایت کے موافق ہے جو حضرت عائشہؓ سے اوپر گزری کہ انصار صفا مروہ کی سعی کو برا سمجھتے تھے ۱۲ منہ

۲۴۸ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ إِنَّمَا سَعَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ لِيُرِيَ الْمُشْرِكِينَ قُوَّتَهُ زَادَ الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرٌو قَالَ سَمِعْتُ عَطَاءً عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مِثْلَهُ۔

حدیث ۱۵۴۸ (از علی بن عبد اللہ از سفیان از عمرو بن دینار از عطاء) ابن عباسؓ فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت اللہ اور صفا و مروہ کے طواف میں سعی فرمائی کیونکہ آپؐ مشرکین کو اپنی قوت دکھانا چاہتے تھے[۱]۔ حمیدی نے بھی یہی حدیث بیان کی ہے لیکن سند کے الفاظ یوں ہیں۔ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرٌو قَالَ سَمِعْتُ عَطَاءً (گویا سفیٰن کا سماع عمرو سے اور عمرو کا سماع عطاء سے بصراحت الفاظ موجود ہے اور موجودہ حدیث میں سفیان عن عمرو بن دینار عن عطاء سے سماع نصریح سے نہیں ہے سبحان اللہ محدثین کرام نے کتنی جانفشانی سے علم حدیث کی تحقیق کی۔ حدثنا اور عن، سمعت، اخبرنا اور قال، سب کا الگ الگ مقام متعین کیا)۔

بَابٌ ۱۶۷ تَقْضِي الْحَائِضُ الْمَنَاسِكَ كُلَّهَا إِلَّا الطَّوَافَ بِالْبَيْتِ وَإِذَا سَعَى عَلَى غَيْرِ وُضُوءٍ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ

باب ۱۰۴۲ حیض والی عورت کو سوائے بیت اللہ کے طواف کے سب ارکان بجا لانے چاہئیں۔ نیز بغیر وضو[۲] صفا و مروہ میں سعی کرنے کا بیان۔

۲۴۹ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ قَدِمْتُ مَكَّةَ وَأَنَا حَائِضٌ وَلَمْ أَطُفْ بِالْبَيْتِ وَلَا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ قَالَتْ فَشَكَوْتُ ذٰلِكَ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ افْعَلِي كَمَا يَفْعَلُ الْحَاجُّ غَيْرَ أَنْ لَا تَطُوفِي بِالْبَيْتِ حَتَّى تَطْهُرِي۔

حدیث ۱۵۴۵ (عبد اللہ بن یوسف از مالک از عبد الرحمٰن بن قاسم از والدش) حضرت عائشہ فرماتی ہیں میں مکہ میں آئی تو حالت حیض میں تھی میں نے بیت اللہ اور صفا و مروہ کا طواف نہیں کیا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو آپؐ نے فرمایا جس طرح حاجی ارکان حج بجا لاتے ہیں اسی طرح تو بھی سب ارکان ادا کر صرف بیت اللہ کا طواف نہ کر جب تک کہ تو پاک نہ ہو لے۔

۲۵۰ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ ح وَقَالَ لِي خَلِيفَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا حَبِيبٌ الْمُعَلِّمُ عَنْ عَطَاءٍ

حدیث ۱۵۵۰ (از محمد بن مثنی از عبد الوہاب) دوسری سند۔ (خلیفہ بن خیاط از عبد الوہاب از حبیب معلم از عطاء) جابر بن عبد اللہؓ فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام نے حج کا احرام باندھا سوائے

---

[۱] اور ان کا یہ خیال باطل ہو کہ مسلمان مدینہ کی آب و ہوا سے کمزور ہو گئے ہیں ۱۲ منہ [۲] باب کی حدیثوں سے پہلا حکم تو ثابت ہوتا ہے لیکن دوسرے حکم کا ان میں ذکر نہیں ہے اور شاید امام بخاری نے اس حدیث کے دوسرے طریق کی طرف اشارہ کیا ہے جس میں امام مالک سے اتنا زیادہ منقول ہے کہ صفا و مروہ کا طواف بھی نہ کر ابن عبد البر نے کہا۔ اس زیادت کو صرف یحییٰ بن یحییٰ نیسا بوری نے نقل کیا ہے اور ابن ابی شیبہ نے باسناد صحیح ابن عمرؓ سے نقل کیا کہ حیض والی عورت سب کام کرے مگر بیت اللہ اور صفا و مروہ کا طواف نہ کرے ابن بطال نے کہا امام بخاری نے دوسرا مطلب باب کی حدیثوں سے یوں نکالا کہ اس میں یوں ہے سب کام کر جیسے حاجی کرتے ہیں صرف بیت اللہ کا طواف نہ کر تو معلوم ہوا کہ صفا و مروہ کا طواف بے وضو اور بے طہارت درست ہے اور ابن ابی شیبہ نے ابن عمرؓ سے نکالا کہ اگر طواف کے بعد

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ اَهَلَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ وَاَصْحَابُهُ بِالْحَجِّ وَلَيْسَ مَعَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ هَدْيٌ غَيْرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَطَلْحَةَ وَقَدِمَ عَلِيٌّ مِّنَ الْيَمَنِ وَمَعَهُ هَدْيٌ فَقَالَ اَهْلَلْتُ بِمَآ اَهَلَّ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَصْحَابَهُ اَنْ يَّجْعَلُوْهَا عُمْرَةً وَّيَطُوْفُوْا ثُمَّ يُقَصِّرُوْا وَيَحِلُّوْآ اِلَّا مَنْ كَانَ مَعَهُ الْهَدْيُ فَقَالُوْا نَنْطَلِقُ اِلٰى مِنًى وَذَكَرُ اَحَدِنَا يَقْطُرُ مَنِيًّا فَبَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَوِ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ اَمْرِيْ مَا اسْتَدْبَرْتُ مَآ اَهْدَيْتُ وَلَوْلَآ اَنَّ مَعِيَ الْهَدْيَ لَاَحْلَلْتُ وَحَاضَتْ عَآئِشَةُ فَنَسَكَتِ الْمَنَاسِكَ كُلَّهَا غَيْرَ اَنَّهَا لَمْ تَطُفْ بِالْبَيْتِ قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ تَنْطَلِقُوْنَ بِحَجَّةٍ وَّعُمْرَةٍ وَّاَنْطَلِقُ بِحَجٍّ فَاَمَرَ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ ابْنَ اَبِيْ بَكْرٍ اَنْ يَّخْرُجَ مَعَهَا اِلَى التَّنْعِيْمِ فَاعْتَمَرَتْ بَعْدَ الْحَجِّ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت طلحہؓ کے کسی کے پاس قربانی کا جانور نہ تھا۔ جب آپ مکہ مکرمہ میں پہنچے تو حضرت علیؓ بھی یمن سے تشریف لائے۔ ان کے ساتھ قربانی کا جانور تھا۔ آپؐ نے ان سے پوچھا۔ تم نے کونسا احرام باندھا؟ حضرت علیؓ نے کہا وہی جو آپؐ نے باندھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ماسوائے قربانی لانے والوں کے سب کو حکم دیا کہ حج کو عمرہ بنا دیں۔ اور طواف کریں اور بال کترائیں اور احرام کھول ڈالیں۔ البتہ جن کے پاس قربانی کا جانور ہو (وہ احرام نہ کھولیں) یہ سن کر صحابہ نے کہا کیا ہم منیٰ میں اس حالت میں جائیں کہ ہمارے ناپاک قطرے ٹپک رہے ہوں۔ یہ خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپؐ نے فرمایا۔ اگر مجھے پہلے سے معلوم ہوتا تو میں اپنے ساتھ قربانی کا جانور نہ لاتا۔ اگر میرے پاس قربانی کا جانور نہ ہوتا تو میں احرام کھول ڈالتا۔ حضرت عائشہؓ حائضہ ہوئیں۔ انہوں نے حج کے سب احکام پورے کئے صرف بیت اللہ کا طواف نہ کیا جب حیض سے پاک ہوئیں اس وقت طواف کیا۔ وہ کہنے لگیں یا رسول اللہ آپؐ تو حج و عمرہ دونوں کر کے جاتے ہیں اور میں صرف حج کر کے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ (ان کے بھائی) کو حکم دیا کہ وہ ان کے ساتھ تنعیم تک جائیں۔ انہوں نے حج کے بعد عمرہ کیا۔

۲۵۱ - حَدَّثَنَا مُؤَمَّلُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ حَفْصَةَ قَالَتْ كُنَّا نَمْنَعُ عَوَاتِقَنَآ اَنْ يَّخْرُجْنَ فَقَدِمَتِ امْرَاَةٌ فَنَزَلَتْ قَصْرَ بَنِيْ خَلَفٍ فَحَدَّثَتْ اَنَّ اُخْتَهَا كَانَتْ تَحْتَ رَجُلٍ مِّنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ غَزَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ غَزْوَةً وَّكَانَتْ اُخْتِيْ مَعَهُ فِيْ سِتِّ غَزَوَاتٍ قَالَتْ

حدیث ۱۵۵۱ (از مومل بن ہشام از اسمٰعیل از ایوب) حفصہ بنت سیرین کہتی ہیں ہم کنواری عورتوں کو باہر نکلنے سے منع کرتے تھے۔ ایک مرتبہ ایک عورت آئی اور بنی خلف کے محل (بصرے) میں اتری۔ اس نے بیان کیا کہ اس کی بہن (ام عطیہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی کی بیوی تھی۔ اس صحابی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بارہ جہاد کئے۔ میری بہن چھ جہادوں میں اس کے ساتھ تھی۔ ہم زخمیوں کا علاج کرتے تھے اور ان کی خبر گیری کرتے تھے۔ میری بہن نے ایک

كُنَّا نُدَاوِي الْكَلْمٰى وَنَقُوْمُ عَلَى الْمَرْضٰى فَسَاَلَتْ اُخْتِيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ هَلْ عَلٰى اِحْدَانَا بَاْسٌ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهَا جِلْبَابٌ اَنْ لَّا تَخْرُجَ قَالَ لِتُلْبِسْهَا صَاحِبَتُهَا مِنْ جِلْبَابِهَا وَلْتَشْهَدِ الْخَيْرَ وَدَعْوَةَ الْمُؤْمِنِيْنَ فَلَمَّا قَدِمَتْ اُمُّ عَطِيَّةَ سَاَلْنَهَا اَوْ قَالَتْ سَاَلْنَاهَا قَالَتْ وَكَانَتْ لَا تَذْكُرُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبَدًا اِلَّا قَالَتْ بِاَبِيْ فَقُلْتُ اَسَمِعْتِ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ كَذَا وَكَذَا قَالَتْ نَعَمْ بِاَبِيْ فَقَالَ لِتَخْرُجِ الْعَوَاتِقُ ذَوَاتُ الْخُدُوْرِ اَوِ الْعَوَاتِقُ وَذَوَاتُ الْخُدُوْرِ وَالْحُيَّضُ فَيَشْهَدْنَ الْخَيْرَ وَدَعْوَةَ الْمُسْلِمِيْنَ وَيَعْتَزِلُ الْحُيَّضُ الْمُصَلّٰى فَقُلْتُ الْحَائِضُ فَقَالَتْ اَوَلَيْسَ تَشْهَدُ عَرَفَةَ وَتَشْهَدُ كَذَا وَتَشْهَدُ كَذَا ۔

دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا[۱] اگر ہم میں سے کسی عورت کے پاس چادر نہ ہو تو کچھ بُرا تو نہیں اگر وہ عید گاہ نہ جائے۔ آپ نے فرمایا اس کی سہیلیاں اپنی چادر اسے اوڑھا دیں مستورات کو چاہیئے کہ وہ نیک کام اور مسلمانوں کی دعا میں شریک ہوں (عید گاہ جائیں) ام عطیہ جب خود بصرے میں آئی تو حفصہؓ کہتی ہیں میں نے یا ہم نے ان سے یہ حدیث پوچھی۔ ام عطیہ کی عادت تھی کہ جب بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لیتی تو "میرا باپ آپ پر صدقے" کا لفظ آپ کے نام کے ساتھ ضرور لیتی۔ میں نے پوچھا کیا تم نے ایسا فرماتے سنا ہے[۲] انہوں نے کہا ہاں "میرا باپ آپؐ پر صدقے"۔ آپؐ نے فرمایا۔ کنواریاں اور پردے والیاں یا یوں فرمایا پردے والی کنواریاں اور حیض والی عورتیں (سب) نیک کام اور مسلمانوں کی دعا میں شریک ہوں، البتہ حیض والی مستورات نماز کے مقام سے الگ رہیں۔ میں نے تعجباً پوچھا کیا حیض والی مستورات بھی عید گاہ کی طرف جائیں؟ انہوں نے کہا کیا حیض والی مستورات عرفات نہیں جاتیں اور یہاں وہاں نہیں جاتیں[۳]۔ (امام بخاریؒ نے اس حدیث سے یہ ثابت کیا کہ حائضہ طواف نہ کرے۔ نیز عرفات کی طرح صفا و مروہ سعی کے لئے جا سکتی ہے)

بَابُ ١٦٨ الْاِهْلَالِ مِنَ الْبَطْحَاءِ[۴] وَغَيْرِهَا لِلْمَكِّيِّ وَلِلْحَاجِّ اِذَا خَرَجَ اِلٰى مِنًى وَسُئِلَ عَطَاءٌ عَنِ الْمُجَاوِرِ يُلَبِّي بِالْحَجِّ فَقَالَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ يُلَبِّي يَوْمَ التَّرْوِيَةِ اِذَا صَلَّى الظُّهْرَ وَاسْتَوٰى عَلٰى رَاحِلَتِهِ وَقَالَ عَبْدُ الْمَلِكِ عَنْ عَطَاءٍ

باب ۱۰۴۳ مکی حضرات کے لئے منیٰ کو جاتے وقت بطحاء[۴] وغیرہ مقاموں سے احرام باندھنا۔

نیز ہر ملک کا حاجی جب عمرہ کر کے مکے میں رہ گیا ہو۔ عطاء بن ابی رباح سے سوال کیا گیا۔ جو شخص مکے کا باشندہ ہو، کیا وہ حج کے لئے لبیک کہے؟ انہوں نے کہا ابن عمرؓ آٹھویں ذو الحجہ کو ظہر کی نماز پڑھ کر جب اپنی اونٹنی پر سوار ہوتے تو لبیک کہتے[۵]

---

[۱] اس حدیث سے یہ نکلا کہ عورت غیر مردوں سے بات چیت اور ضرورت کے وقت ان کے بدن کو ہاتھ لگا سکتی ہے افسوس یہ امر جو مسلمان عورتوں کا قدیمی شیوہ تھا، نصاریٰ میں جا رہا ان کی عورتیں ہر جنگ میں اپنی ہم قوم بیماروں کی دوا دارو اور خدمت کرتی ہیں اور وہ بھی صفت انسانی ہمدردی کے تقاضے سے اور مسلمانوں کی عورتیں تو کیا مردوں میں بھی ہمدردی کا مضمون کافور ہے اور اگر کسی ملک کے مسلمانوں پر دشمنوں کا ہجوم ہوتا ہے تو دوسرے ملک کے مسلمان خوشی سے تماشا دیکھتے رہتے ہیں ۱۲ منہ [۲] یعنی جیسا کہ ان کی بہن نے بیان کیا تھا ۱۲ منہ

[۳] اس حدیث سے امام بخاری نے یہ نکالا کہ حیض والی طواف نہ کرے جو ترجمہ باب کا ایک مطلب ہے کیونکہ حیض والی عورت کو جب نماز کے مقام سے الگ رہنے کا حکم ہوا تو کعبے کے پاس جانا بھی اس کو جائز نہ ہوگا۔ بعضوں نے کہا باب کا دوسرا مطلب بھی اس حدیث سے نکلتا ہے یعنی صفا و مروہ کی سعی حائضہ کر سکتی ہے کیونکہ حائضہ عرفات کا وقوف کر سکتی ہے اور صفا و مروہ عرفات کی طرح ہے ۱۲ منہ [۴] بطحا، مکہ کا میدان ہے ۱۲ منہ [۵] اس کو سعید بن منصور نے وصل کیا۔ مطلب یہ ہے کہ مکے کا رہنے والا اور تمتع کرنے والا حج کا احرام مکہ ہی سے باندھے اور کوئی خاص جگہ کی تعیین نہیں ہے۔ مکہ میں ہر مقام سے احرام باندھ سکتا ہے اور افضل یہ ہے کہ اپنے گھر کے دروازے سے احرام باندھے ۱۲ منہ .

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَدِمْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَحْلَلْنَا حَتّٰى يَوْمَ التَّرْوِيَةِ وَجَعَلْنَا مَكَّةَ بِظَهْرٍ لَبَّيْنَا بِالْحَجِّ وَقَالَ أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ أَهْلَلْنَا مِنَ الْبَطْحَاءِ وَقَالَ عُبَيْدُ بْنُ جُرَيْجٍ لِابْنِ عُمَرَ رَأَيْتُكَ إِذَا كُنْتَ بِمَكَّةَ أَهَلَّ النَّاسُ إِذَا رَأَوُا الْهِلَالَ وَلَمْ تُهِلَّ أَنْتَ حَتّٰى يَوْمَ التَّرْوِيَةِ فَقَالَ لَمْ أَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُهِلُّ حَتّٰى تَنْبَعِثَ بِهِ رَاحِلَتُهُ -

عبدالملک نے عطاء سے روایت کیا، انہوں نے جابرؓ سے انہوں نے کہا ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (بحالت احرام) آئے (مکہ میں) پھر آٹھویں تاریخ تک ہمارا احرام کھلا رہا۔ آٹھویں تاریخ کو مکہ کو ہم نے اپنی پشت پر کیا اور حج کا تلبیہ پڑھا۔ ابو الزبیر نے جابرؓ سے نقل کیا۔ ہم نے بطحاء سے احرام باندھا اور عبید بن جریر نے ابن عمرؓ سے کہا۔ میں دیکھتا ہوں جب تم مکہ میں ہوتے ہو تو لوگ تو ذوالحجہ کا چاند دیکھتے ہی حج کا احرام باندھتے ہیں اور تم آٹھویں تاریخ تک احرام نہیں باندھتے۔ انہوں نے جواب دیا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا جب تک آپؐ اونٹنی پر سوار نہ ہوتے احرام نہ باندھتے تھے۔

بَاب ۱۶۹ أَيْنَ يُصَلِّي الظُّهْرَ فِي يَوْمِ التَّرْوِيَةِ -

باب ۱۰۴۴ آٹھویں ذوالحجہ کو آدمی نماز ظہر کہاں پڑھے؟

۲۵۲ - حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ الْأَزْرَقُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ رُفَيْعٍ قَالَ سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قُلْتُ أَخْبِرْنِيْ بِشَيْءٍ عَقَلْتَهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيْنَ صَلَّى الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ يَوْمَ التَّرْوِيَةِ قَالَ بِمِنًى قُلْتُ فَأَيْنَ صَلَّى الْعَصْرَ يَوْمَ النَّفْرِ قَالَ بِالْأَبْطَحِ ثُمَّ قَالَ افْعَلْ كَمَا يَفْعَلُ أُمَرَاؤُكَ -

حدیث ۱۵۵۲ (از عبداللہ بن محمد از اسحاق ازرق از سفیان) عبدالعزیز ابن رُفیع کہتے ہیں میں نے حضرت انس بن مالک سے پوچھا، تمہیں اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ بات اچھی طرح یاد ہو تو مجھے بتاؤ آپ نے بروز ترویہ (آٹھویں ذوالحجہ) ظہر اور عصر کی نماز کہاں پڑھی؟ انہوں نے کہا منیٰ میں۔ میں نے پوچھا پھر کوچ کے دن (بارھویں ذوالحجہ) عصر کی نماز کہاں پڑھی؟ انہوں نے کہا محصّب میں آکر۔ لیکن تو اپنے حکام کی پیروی کر۵ھ۔

لے اس کو امام مسلم نے وصل کیا ۱۲ منہ ۲ے اس کو امام احمد اور مسلم نے وصل کیا ۱۲ منہ ۳ے یہ حدیث خود اسی کتاب میں باب غسل الرجلین فی النعلین میں موصولاً گذر چکی ہے اور باب اللباس میں بھی مذکور ہوگی ۱۲ منہ ۴ے یہاں یہ اشکال ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو ذوالحلیفہ ہی سے احرام باندھ کر آئے تھے اور مکہ میں حج سے فارغ ہونے تک آپؐ نے احرام کھولا ہی نہ تھا تو ابن عمرؓ نے کیسے دلیل لی اس کا جواب یہ ہے کہ ابن عمر کا مطلب یہ ہے کہ آپؐ نے احرام باندھتے ہی حج یا عمرے کے اعمال شروع کر دیئے اور احرام میں اور حج کے کاموں میں فاصلہ نہیں کیا۔ پس اس سے نکل آیا کہ مکہ کا رہنے والا یا متمتع آٹھویں تاریخ سے احرام باندھے کیونکہ اسی تاریخ کو لوگ منیٰ روانہ ہوتے ہیں اور حج کے کام شروع ہوتے ہیں ۱۲ منہ ۵ے جہاں وہ نماز پڑھیں تو بھی پڑھ لے اگرچہ افضل یہی ہے کہ جو نماز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں پڑھی ہے وہیں پڑھے اور سنت کی پیروی کرے ۱۲ منہ

۲۵۳ - حَدَّثَنَا عَلِیٌّ سَمِعَ اَبَا بَکْرِ بْنَ عَیَّاشٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِیْزِ قَالَ لَقِیْتُ اَنَسًا ح وَحَدَّثَنِیْ اِسْمٰعِیْلُ بْنُ اَبَانَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْبَکْرٍ عَنْ عَبْدِ الْعَزِیْزِ قَالَ خَرَجْتُ اِلٰی مِنًی یَوْمَ التَّرْوِیَۃِ فَلَقِیْتُ اَنَسًا ذَاهِبًا عَلٰی حِمَارٍ فَقُلْتُ اَیْنَ صَلَّی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ھٰذَا الْیَوْمَ الظُّھْرَ قَالَ اُنْظُرْ حَیْثُ یُصَلِّیْ اُمَرَاؤُکَ فَصَلِّ۔

حدیث ۱۵۵۳ (از علی بن مدینی از ابوبکر بن عیاش از عبدالعزیز از انس) دوسری سند (اسمٰعیل بن ابان از ابوبکر) عبدالعزیز کہتے ہیں، آٹھویں تاریخ کو منیٰ میں گیا۔ وہاں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی ایک گدھے پر سوار جارہے تھے۔ میں نے دریافت کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آج کے دن نماز ظہر کہاں پڑھی تھی؟ انہوں نے کہا دیکھ جہاں تیرے حکام نماز پڑھیں، تو بھی وہیں پڑھ لے[1]۔

تَمَّ الْجُزْءُ السَّادِسُ وَيَتْلُوْهُ الْجُزْءُ السَّابِعُ

اِنْ شَآءَ اللّٰهُ تَعَالٰی

چھٹا پارہ تمام ہوا اب اللہ چاہے تو ساتواں پارہ شروع ہوگا۔

---

[1] حاکم یا بادشاہِ اسلام کی اطاعت واجب ہے بشرطیکہ اس کا حکم شرع کے خلاف نہ ہو۔ جماعت کے ساتھ رہنا ضروری ہے اگرچہ مستحب یہی ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا مگر مستحب کے لئے حاکم یا جماعت کی مخالفت کرنا بہتر نہیں البتہ اگر حکام مخالفت تصور نہ کریں تو مستحب بھی ترک نہ کرے ابن منذر کہتے ہیں سنت یہ ہے کہ امام ظہر، عصر اور مغرب عشا و صبح کی نمازیں منیٰ میں پڑھے اور منیٰ کی طرف ہر وقت نکلنا درست ہے لیکن سنت یہی ہے کہ آٹھویں تاریخ کو نکلے اور ظہر کی نماز جا کر منیٰ میں ادا کرے ۱۲ عبدالرزاق

ساتواں پارہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا

بَابُ ۱۰۴۵ الصَّلٰوةِ بِمِنًى

۱۵۵۴۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ صَلَّى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِنًى الرَّكْعَتَيْنِ وَأَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ صَدْرًا مِنْ خِلَافَتِهِ

باب منیٰ میں نماز پڑھنے کا بیان[1]

(از ابراہیم بن منذر از ابن وہب از یونس از ابن شہاب از عبیداللہ بن عبداللہ بن عمر) حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منیٰ میں دو رکعت نماز ادا کی، حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ نے بھی ایسا ہی کیا حضرت عثمانؓ نے بھی اپنی خلافت کے ابتدائی دور[2] میں ایسا ہی کیا تھا

۱۵۵۵۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيِّ عَنْ حَارِثَةَ بْنِ وَهْبٍ الْخُزَاعِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ صَلّٰى بِنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ أَكْثَرُ مَا كُنَّا قَطُّ وَآمَنُهُ بِمِنًى الرَّكْعَتَيْنِ۔

(از آدم از شعبہ از ابواسحاق ہمدانی) حارثہ بن وہب خزاعی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں منیٰ میں دو رکعتیں پڑھائیں اور ہمارا شمار پہلے تمام وقتوں سے زیادہ تھا۔ اور ہم اتنے بے خوف (یعنی دشمنوں سے) اور مامون پہلے نہ ہوئے تھے

۱۵۵۶۔ حَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ بْنُ عُقْبَةَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَتَيْنِ

(از قبیصہ بن عقبہ از سفیان از اعمش از ابراہیم از عبدالرحمن ابن یزید) عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دو رکعتیں ادا کیں۔ حضرت ابوبکرؓ کے ساتھ بھی دو رکعتیں، حضرت عمرؓ کے ساتھ بھی دو رکعتیں

[1] اب یہ ہے کہ منیٰ میں قصر کرے یا نہ کرے ۱۲ منہ [2] اوپر گذر چکا ہے کہ حضرت عثمانؓ نے چھٹے برس اپنی خلافت میں منیٰ میں نماز کا قصر موقوف کیا اور پوری نماز پڑھی لیکن دوسرے صحابہ سے منقول ہے کہ انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا یہ فعل خلاف سنت سمجھا ۱۲ منہ

وَمَعَ اَبِیْ بَکْرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ رَکْعَتَیْنِ وَمَعَ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ رَکْعَتَیْنِ ثُمَّ تَفَرَّقَتْ بِکُمُ الطُّرُقُ فَیَالَیْتَ حَظِّیْ مِنْ اَرْبَعِ رَکْعَاتٍ رَکْعَتَانِ مُتَقَبَّلَتَانِ۔

پھر ان حضرات کے بعد تمہارے طریقے مختلف ہو گئے[1]۔ کاش ان چار رکعتوں (جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پڑھنے لگے) کے بدلے[2] مجھے دو رکعتیں ما نصیب ہوتیں جو قبول ہوتیں۔

بَاب ۱۰۴۶ صَوْمِ یَوْمِ عَرَفَةَ۔

باب عرفہ کے دن روزہ رکھنا[3]

۱۵۵۷۔ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ حَدَّثَنَا سُفْیٰنُ عَنِ الزُّهْرِیِّ حَدَّثَنَا سَالِمٌ قَالَ سَمِعْتُ عُمَیْرًا مَوْلٰی اُمِّ الْفَضْلِ عَنْ اُمِّ الْفَضْلِ شَكَّ النَّاسُ یَوْمَ عَرَفَةَ فِیْ صَوْمِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَبَعَثْتُ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِشَرَابٍ فَشَرِبَهٗ

(از علی بن عبداللہ از سفیان از زہری از سالم از عمیر یعنی ام الفضل کے غلام) ام الفضل رض کہتی ہیں لوگوں نے شک کیا کہ آیا عرفہ کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم روزے سے ہیں یا نہیں؟ چنانچہ میں نے پینے کی کوئی چیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجی۔ آپ نے اسے پی لیا (گویا آپ کو روزہ نہیں تھا)

بَاب ۱۰۴۷ التَّلْبِیَةِ وَالتَّكْبِیْرِ اِذَا غَدَا مِنْ مِّنًى اِلٰی عَرَفَةَ۔

باب منیٰ سے عرفہ کو روانگی صبح کے وقت لَبَّیْكَ اور اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہنا[4]۔

۱۵۵۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ یُوْسُفَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ اَبِیْ بَکْرٍ الثَّقَفِیِّ اَنَّهٗ سَاَلَ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ وَّهُمَا غَادِیَانِ مِنْ مِّنًى اِلٰی عَرَفَةَ کَیْفَ كُنْتُمْ تَصْنَعُوْنَ فِیْ هٰذَا الْیَوْمِ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كَانَ یُهِلُّ مِنَّا الْمُهِلُّ فَلَا یُنْكَرُ عَلَیْهِ وَیُكَبِّرُ الْمُكَبِّرُ فَلَا یُنْكَرُ عَلَیْهِ۔

(از عبداللہ بن یوسف از مالک) محمد بن ابی بکر ثقفی نے حضرت انس رض سے پوچھا۔ دونوں صبح کو منیٰ سے عرفات کو جا رہے تھے، عہد نبوی میں آج کے دن آپ حضرات کیا کرتے تھے؟ انہوں نے جواب دیا کوئی تلبیہ پڑھتا کوئی تکبیر کہتا اور کسی بات پر اعتراض نہ ہوتا[5]

بَاب ۱۰۴۸ التَّهْجِیْرِ بِالرَّوَاحِ یَوْمَ عَرَفَةَ۔

باب عرفہ کے دن ٹھیک دوپہر گرمی کے وقت روانہ ہونا[6]

۱۵۵۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ یُوْسُفَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمٍ قَالَ كَتَبَ عَبْدُ

(از عبداللہ بن یوسف از مالک از ابن شہاب) سالم رض کہتے ہیں عبدالملک بن مروان نے حجاج بن یوسف کو لکھا[7] کہ وہ حج کے

---

[1] کوئی شخص منیٰ میں قصر کرتا تھا دو رکعتیں پڑھتا اور کوئی چار چار رکعتیں پڑھنے لگا ۱۲ منہ [2] جو حضرت عثمان رض بعد کو منیٰ میں پڑھنے لگے۔ ۱۲ منہ [3] اس روزے میں علماء کا بہت اختلاف ہے ابن عمر رض نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ روزہ نہیں رکھا نہ عمر رض و عثمان رض نے اور میں بھی نہیں رکھتا بعضے شافعیہ نے اس کو مکروہ کہا ہے اور امام مالک اور ثوری اور امام ابو حنیفہ نے بھی یہی کہا ہے کہ اس دن افطار کرنا بہتر ہے تاکہ آدمی کو حج کے کام ادا کرنے میں ضعف نہ پیدا ہو مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ عرفہ کے روزے سے دو برس کے گناہ اتر جاتے ہیں ۱۲ منہ [4] اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حاجی کو اختیار ہے کہ لبیک پکارتا رہے یا تکبیر کہتا رہے ۱۲ منہ [5] یعنی وقوف کے لئے نمرہ سے نکلنا۔ نمرہ وہ مقام ہے جہاں حاجی نویں تاریخ پہنچ کر ٹھہرتے ہیں وہ حرم کی حد سے خارج عرفات سے متصل ہے ۱۲ منہ [6] حجاج عبدالملک کی طرف سے حجاز کا حاکم تھا جب اس نے عبداللہ بن زبیر رض پر فتح پائی تو عبدالملک نے اسی کو وہاں کا حاکم بنا دیا ۱۲ منہ [7] مگر حضرت عثمان نے جواب دیا تھا کہ

الْمَلِكُ إِلَى الْحَجَّاجِ أَنْ لَا يُخَالِفَ ابْنَ عُمَرَ فِي الْحَجِّ فَجَاءَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَأَنَا مَعَهُ يَوْمَ عَرَفَةَ حِينَ زَالَتِ الشَّمْسُ فَصَاحَ عِنْدَ سُرَادِقِ الْحَجَّاجِ فَخَرَجَ وَعَلَيْهِ مِلْحَفَةٌ مُعَصْفَرَةٌ فَقَالَ مَا لَكَ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ فَقَالَ الرَّوَاحَ إِنْ كُنْتَ تُرِيدُ السُّنَّةَ قَالَ هٰذِهِ السَّاعَةَ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَأَنْظِرْنِي حَتّٰى أُفِيضَ عَلٰى رَأْسِي ثُمَّ أَخْرُجُ فَنَزَلَ حَتّٰى خَرَجَ الْحَجَّاجُ فَسَارَ بَيْنِي وَبَيْنَ أَبِي فَقُلْتُ إِنْ كُنْتَ تُرِيدُ السُّنَّةَ فَاقْصُرِ الْخُطْبَةَ وَعَجِّلِ الْوُقُوفَ فَجَعَلَ يَنْظُرُ إِلٰى عَبْدِ اللهِ فَلَمَّا رَأٰى ذٰلِكَ عَبْدُ اللهِ قَالَ صَدَقَ

احکام میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی مخالفت نہ کرے۔ سالم رضؓ کہتے ہیں ابن عمرؓ سورج ڈھلتے ہی آئے۔ میں ان کے ساتھ ہی تھا انہوں نے حجاج کے خیمے کے پاس پہنچ کر زور سے آواز دی۔ حجاج کُسُم میں رنگی ہوئی چادر اوڑھے باہر نکل آیا۔ کہنے لگا۔ ابو عبدالرحمٰن! کیا کہتے ہو؟ انہوں نے کہا اگر تو سنت کی اتباع کا ارادہ کرتا ہے تو جلدی چلو۔ حجاج نے پوچھا ابھی؟ حضرت ابن عمرؓ نے کہا ہاں! اسی وقت۔ حجاج نے کہا اتنی مہلت دیجئے کہ میں ذرا غسل کر لوں پھر نکلتا ہوں۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سواری سے اتر پڑے یہاں تک کہ حجاج باہر نکلا۔ میرے اور میرے والد کے درمیان چلنے لگا۔ میں نے حجاج سے کہا اگر تو سنت کا اتباع چاہتا ہے تو خطبہ مختصر پڑھنا اور وقوف میں جلدی کرنا حجاج حضرت عبداللہ کی طرف دیکھنے لگا۔ تو جب حضرت عبداللہ (ابن عمرؓ) نے یہ دیکھا تو فرمایا۔ سالم سچ کہتا ہے۔

بَابٌ ۱۰۴۹ الْوُقُوفُ عَلَى الدَّابَّةِ بِعَرَفَةَ

باب سوار رہ کر وقوفِ عرفات کرنا

۱۵۶۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ أَبِي النَّضْرِ عَنْ عُمَيْرٍ مَوْلٰى عَبْدِ اللهِ بْنِ الْعَبَّاسِ عَنْ أُمِّ الْفَضْلِ بِنْتِ الْحَارِثِ أَنَّ نَاسًا اخْتَلَفُوا عِنْدَهَا يَوْمَ عَرَفَةَ فِي صَوْمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ بَعْضُهُمْ هُوَ صَائِمٌ وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَيْسَ بِصَائِمٍ فَأَرْسَلَتْ إِلَيْهِ بِقَدَحِ لَبَنٍ وَهُوَ وَاقِفٌ عَلٰى بَعِيرِهِ فَشَرِبَهُ۔

(از عبداللہ بن مسلمہ از مالک از ابو النضر از عمیر ابن عباس کے غلام) ام الفضل بنت الحارث کہتی ہیں کہ ان کے پاس چند لوگوں نے اختلاف کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عرفہ کے دن روزے سے ہیں کہ نہیں؟ بعضوں نے کہا کہ آپ روزہ دار ہیں بعضوں نے کہا، نہیں۔ آخر میں نے ایک دودھ کا پیالہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ اپنے اونٹ پر سوار عرفہ میں ٹھہرے ہوئے تھے آپ نے وہ پی لیا

بَابٌ ۱۰۵۰ الْجَمْعُ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ بِعَرَفَةَ

وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا إِذَا فَاتَتْهُ الصَّلٰوةُ مَعَ الْإِمَامِ جَمَعَ

باب عرفہ میں دو نمازیں (ظہر و عصر) ملا کر پڑھنا[1]

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو جب امام کے ساتھ نماز نہ ملتی تو آپ جمع کرتے۔ لیث رضؓ بحوالہ عقیل ابن

---

[1] ابو عبدالرحمٰن عبداللہ بن عمرؓ کی کنیت ہے ۱۲ منہ [2] والد سے مراد عبداللہ بن عمرؓ ہیں سالم ان کے صاحبزادے تھے ۱۲ منہ [3] بعضوں کا یہ قول ہے کہ عرفات و مزدلفہ میں مطلقاً جمع کرنا چاہیئے خواہ آدمی مسافر ہو یا نہ ہو امام کے ساتھ نماز پڑھے یا اکیلے پڑھے اور امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک یہ ہی عرفات میں جمع کرے جو امام کے ساتھ نماز پڑھے اور مزدلفہ میں مغرب و عشاء کے وقت پڑھنا ان کے نزدیک بھی واجب ہے اگر راہ میں مغرب کی نماز پڑھ لے تو پھر اعادہ کرے اور امام مالک کے نزدیک عذر سے راہ میں پڑھ لینا درست ہے لیکن لال شفق غائب ہونے کے بعد پڑھے ۱۲ منہ

بَيْنَهُمَا وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي سَالِمٌ أَنَّ الْحَجَّاجَ بْنَ يُوسُفَ عَامَ نَزَلَ بِابْنِ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا سَأَلَ عَبْدَ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ كَيْفَ تَصْنَعُ فِي الْمَوْقِفِ يَوْمَ عَرَفَةَ فَقَالَ سَالِمٌ إِنْ كُنْتَ تُرِيدُ السُّنَّةَ فَهَجِّرْ بِالصَّلَاةِ يَوْمَ عَرَفَةَ فَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ صَدَقَ إِنَّهُمْ كَانُوا يَجْمَعُونَ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ فِي السُّنَّةِ فَقُلْتُ لِسَالِمٍ أَفَعَلَ ذٰلِكَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ سَالِمٌ فَهَلْ تَتَّبِعُونَ فِي ذٰلِكَ إِلَّا سُنَّتَهُ -

شہاب حضرت سالم رضؓ کہتے ہیں کہ جس سال حجاج بن یوسف حضرت ابن زبیر رضؓ سے لڑنے کے لئے (مکے میں) اترا عبداللہ ابن عمر رضؓ سے پوچھا کہ عرفات میں ٹھہرنے کی جگہ آپ عرفہ کے دن کیا کرتے تھے تو حضرت سالم رضؓ نے فرمایا اگر تو اتباع سنت چاہتا ہے، تو عرفے کے دن نماز ڈھلتے ہی پڑھ لے (جلدی) حضرت عبداللہ بن عمر رضؓ نے کہا سالم سچ کہتے ہیں۔ صحابہ کرام سنت کے مطابق ظہر و عصر کو جمع کرتے تھے

زہری کہتے ہیں میں نے سالم سے پوچھا۔ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایسا ہی کرتے تھے؟ حضرت سالم رضؓ نے کہا پھر اور کس کی سنت پر اس مسئلہ میں چلتے ہو[1]

بَابٌ ۱۰۵۱ قَصْرِ الْخُطْبَةِ بِعَرَفَةَ

باب عرفہ میں مختصر خطبہ پڑھنا۔

۱۵۶۱ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ عَبْدَ الْمَلِكِ بْنَ مَرْوَانَ كَتَبَ إِلَى الْحَجَّاجِ أَنْ يَأْتَمَّ بِعَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ فِي الْحَجِّ فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ عَرَفَةَ جَاءَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا وَأَنَا مَعَهُ حِينَ زَاغَتِ الشَّمْسُ وَزَالَتْ فَصَاحَ عِنْدَ فُسْطَاطِهِ أَيْنَ هٰذَا فَخَرَجَ إِلَيْهِ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ الرَّوَاحَ فَقَالَ الْآنَ قَالَ نَعَمْ قَالَ أَنْظِرْنِي أُفِيضُ عَلَيَّ مَاءً فَنَزَلَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا حَتّٰى خَرَجَ فَسَارَ بَيْنِي وَبَيْنَ أَبِي فَقُلْتُ إِنْ كُنْتَ تُرِيدُ أَنْ تُصِيبَ السُّنَّةَ الْيَوْمَ

(از عبداللہ بن مسلمہ از مالک از ابن شہاب) سالم بن عبداللہ کہتے ہیں کہ عبدالملک بن مروان نے حجاج کو لکھا کہ حج کے کاموں میں عبداللہ بن عمر رضؓ کے ارشاد پر عمل کرے۔ پس جب عرفہ کا دن آیا تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اور میں سورج ڈھلتے ہی حجاج کے خیمے پر آئے اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اسے آواز دی حجاج کہاں ہے؟ وہ باہر آیا۔ حضرت ابن عمر رضؓ نے کہا۔ چل جلدی کر۔ حجاج نے کہا ابھی؟ حضرت ابن عمر رضؓ نے کہا ہاں۔ حجاج نے کہا اتنی مہلت دو کہ میں اپنے اوپر کچھ پانی بہالوں۔ چنانچہ ابن عمر رضؓ سواری سے اتر پڑے حجاج (نہاکر) باہر آیا۔ اور میرے اور میرے والد کے درمیان چلنے لگا۔ میں نے کہا اگر تو آج سنت کی اتباع چاہتا ہے تو خطبہ مختصر پڑھ اور

---

[1] یعنی عرفات میں ظہر و عصر میں جمع کرنا آنحضرتؐ کی ہی سنت ہے آپ کے سوا اور کس کا فعل سنت ہوسکتا ہے اور آپ کی سنت کے سوا اور کس کی سنت پر تم چل سکتے ہو۔ بعضے نسخوں میں تبتغون ہے تتبعون کے بدل یعنی آپ کے سوا اور کس کا طریق لوگ ڈھونڈتے ہیں ۱۲ منہ

فَاقْصِرِ الْخُطْبَةَ وَعَجِّلِ الْوُقُوفَ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ صَدَقَ۔

وقوف میں جلدی کر۔ ابن عمرؓ نے فرمایا سالم سچ کہتا ہے۔

بَابُ ۱۰۵۲ التَّعْجِيلِ إِلَى الْمَوْقِفِ

باب عرفات میں ٹھہرنے کے لئے جلدی جانا[1]

(اس باب میں حدیث نہیں باب ۱۰۵۱ کی حدیث دونوں مطلب ظاہر کرتی ہے۔)

بَابُ ۱۰۵۳ الْوُقُوفِ بِعَرَفَةَ

باب عرفات میں ٹھہرنے کا بیان۔

۱۵۶۲۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا عَمْرٌو حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ أَبِيهِ كُنْتُ أَطْلُبُ بَعِيرًا لِي ح وَحَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو سَمِعَ مُحَمَّدَ بْنَ جُبَيْرٍ عَنْ أَبِيهِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ أَضْلَلْتُ بَعِيرًا لِي فَذَهَبْتُ أَطْلُبُهُ يَوْمَ عَرَفَةَ فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاقِفًا بِعَرَفَةَ فَقُلْتُ هٰذَا وَاللهِ مِنَ الْحُمْسِ فَمَا شَأْنُهُ هٰهُنَا۔

(از علی بن عبد اللہ از سفیان از عمرو از محمد بن جبیر بن مطعم) جبیر ابن مطعم کہتے ہیں میں (عرفہ کے دن) اپنا اونٹ تلاش کر رہا تھا دوسری سند (از مسدد از سفیان از عمرو از محمد بن جبیر) جبیر بن مطعم فرماتے ہیں میرا اونٹ گم ہو گیا تھا اور عرفہ کے دن میں اس کی تلاش میں نکلا۔ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ آپؐ عرفات میں قیام فرما تھے۔ میں نے کہا۔ بخدا یہ شخص (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) تو قریش میں سے ہیں، ان کا یہاں کیا کام[2] بھلا (از راہِ تعجب کہا)

۱۵۶۳۔ حَدَّثَنَا فَرْوَةُ بْنُ أَبِي الْمَغْرَاءِ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ قَالَ عُرْوَةُ كَانَ النَّاسُ يَطُوفُونَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ عُرَاةً إِلَّا الْحُمْسَ وَالْحُمْسُ قُرَيْشٌ وَمَا وَلَدَتْ وَكَانَتِ الْحُمْسُ يَحْتَسِبُونَ عَلَى النَّاسِ يُعْطِي الرَّجُلُ الرَّجُلَ الثِّيَابَ يَطُوفُ فِيهَا وَتُعْطِي الْمَرْأَةُ الْمَرْأَةَ الثِّيَابَ تَطُوفُ فِيهَا فَمَنْ لَمْ يُعْطِهِ الْحُمْسُ طَافَ بِالْبَيْتِ عُرْيَانًا وَكَانَ يُفِيضُ

(از فروہ بن ابی المغراء از علی بن مسہر از ہشام بن عروہ) عروہ کہتے ہیں کہ لوگ برہنہ ہو کر طواف کیا کرتے تھے مگر حمس یعنی قریش اور ان کی اولاد (یعنی خزاعہ، کنانہ وغیرہ لوگ) بزمانہ جاہلیت قریش کے لوگ دوسرے لوگوں کو خدا واسطے کپڑے دیا کرتے تھے۔ ان کا مرد مرد کو کپڑے دیتا۔ وہ انہیں پہن کر طواف کرتا ان کی عورت عورت کو کپڑے دیتی وہ انہیں پہن کر طواف کرتی جسے قریشی لوگ کپڑا نہ دیتے وہ برہنہ ہی طواف کر لیتا۔ دوسرے لوگ وقوفِ عرفات کر کے وہاں سے لوٹتے لیکن قریش مزدلفہ ہی سے

---

[1] باب کا مطلب یہیں سے نکلتا ہے بعضوں کے نزدیک عرفات میں خطبہ نہ پڑھے لیکن جمہور علما کہتے ہیں خطبہ پڑھے ۱۲ منہ [2] صحیح بخاری کے اکثر نسخوں میں اس باب میں کوئی حدیث مذکور نہیں ہے کیونکہ اگلے باب میں جو حدیث بیان ہوئی اس سے اس باب کا بھی مطلب نکل آتا ہے نسخہ مطبوعہ دہلی میں یہاں اتنی عبارت زائد ہے قال ابو عبد اللہ۔ یزاد فی ہذا الباب ہذا الحدیث حدیث مالک عن ابن شہاب ولکنی ارید ان ادخل فیہ غیر معاد یعنی امام بخاری نے کہا کہ اس باب میں بھی وہی حدیث امام مالک کی ابن شہاب سے (جو اوپر گذری) بڑھائی جاتی ہے لیکن میں یہ چاہتا ہوں کہ اس کتاب میں وہی حدیث لاؤں جو مکرر نہ ہو یعنی جس میں بلا فائدہ تکرار نہ ہو اس عبارت سے یہ نکلتا ہے کہ امام بخاری رح نے اس کتاب میں ایسی حدیثیں نہیں لکھیں جن میں بلا فائدہ تکرار ہو تا کہ جہاں کسی حدیث کو مکرر لائے ہیں تو یا تو اسناد میں کچھ فرق ہے یا الفاظ میں کچھ خلاف ہے یا ایک موصول ہے ایک معلق یا ایک مطول ہے ایک مختصر اور ایسا بہت کم ہے کہ بے فائدہ محض تکرار ہو ۱۲ منہ [3] قریش لوگ جاہلیت کے زمانہ میں حرم کے باہر نہیں نکلتے تھے اور عرفات میں جو حرم کی حد سے خارج ہے وقوف نہیں کرتے تھے وہ کہتے تھے ہم اہل اللہ ہیں ہمارا حرم کے باہر کیا کام عرفات کے بدل وہ مزدلفہ ہی میں جو حرم کی حد کے اندر ہے وقوف کر لیتے تھے۔ جبیر بن مطعم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت بھی چونکہ آپ قریشی تھے یہی خیال کیا اور ان کو آپ کے عرفات میں کھڑے ہونے پر تعجب آیا حمس حماست سے مشتق ہے قریش کے لوگوں کو حمس اس وجہ سے کہتے تھے کہ وہ اپنے دین میں حماست یعنی سختی رکھتے تھے ۱۲ منہ

جَمَاعَةَ النَّاسِ مِنْ عَرَفَاتٍ وَيُفِيضُ الْحُمْسُ مِنْ جَمْعٍ قَالَ وَأَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ هٰذِهِ الْآيَةَ نَزَلَتْ فِي الْحُمْسِ ثُمَّ أَفِيضُوا مِنْ حَيْثُ أَفَاضَ النَّاسُ قَالَ كَانُوا يُفِيضُونَ مِنْ جَمْعٍ فَدُفِعُوا إِلَى عَرَفَاتٍ۔

واپس آجاتے۔ ہشام کہتے ہیں میرے والد عروہ نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی کہ یہ آیت ثُمَّ أَفِيضُوا مِنْ حَيْثُ أَفَاضَ النَّاسُ قریش کے لیے حکم آیا ہے کیونکہ وہی مزدلفہ سے لوٹ آتے تھے تو اب انہیں حکم ہوا کہ عرفات سے لوٹا کرو

بَابٌ ۱۰۵۴ السَّيْرِ إِذَا دَفَعَ مِنْ عَرَفَةَ

باب عرفات سے واپسی کس چال سے ہو؟[۱]

۱۵۶۴ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ قَالَ سُئِلَ أُسَامَةُ وَأَنَا جَالِسٌ كَيْفَ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسِيرُ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ حِينَ دَفَعَ قَالَ كَانَ يَسِيرُ الْعَنَقَ فَإِذَا وَجَدَ فَجْوَةً نَصَّ قَالَ هِشَامٌ وَالنَّصُّ فَوْقَ الْعَنَقِ فَجْوَةٌ مُتَّسَعٌ وَالْجَمْعُ فَجَوَاتٌ وَفِجَاءٌ وَكَذٰلِكَ رَكْوَةٌ وَرِكَاءٌ مَنَاصٌ لَيْسَ حِينَ فِرَارٍ۔

(از عبد اللہ بن یوسف از مالک از ہشام بن عروہ) عروہ فرماتے ہیں کہ اسامہ بن زید سے کسی نے پوچھا جبکہ میں بھی وہیں بیٹھا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع میں عرفات سے لوٹتے وقت کس چال سے چلتے تھے؟ انہوں نے کہا آپ پاؤں اٹھا کر چلتے تھے (قدرے تیز) پس جب کشادہ جگہ دیکھتے (ہجوم نہ ہوتا) تو زیادہ تیز چلتے۔

ہشام کہتے ہیں نص کا معنیٰ عنق سے زیادہ ہے یعنی عنق کا معنیٰ تیز چلنا اور نص کا معنیٰ زیادہ تیز چلنا۔ فجوہ کا معنیٰ کشادہ جگہ۔ اس کی جمع فجوات اور فجاء ہے۔ جیسے زکوۃ مفرد ہے اور اس کی جمع زکاء ہے۔ قرآن میں مناص کا لفظ ہے۔ اس کا معنیٰ بھاگنا ہے[۲]

بَابٌ ۱۰۵۵ النُّزُولِ بَيْنَ عَرَفَةَ وَجَمْعٍ

باب عرفات اور مزدلفہ کے درمیان اترنا[۳]

۱۵۶۵ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(از مسدد از حماد بن زید از یحییٰ بن سعید از موسیٰ بن عقبہ از کریب یعنی ابن عباسؓ کا غلام) اسامہ بن زید سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب عرفات سے لوٹے تو راستے میں ایک گھاٹی کی طرف رخ کیا۔ حاجت سے فارغ ہوئے تو وضو کیا

---

[۱] یعنی دھیمی چال سے یا جلدی چونکہ مزدلفہ میں آکر مغرب اور عشاء کی نمازیں ملا کر پڑھتے ہیں عرفات سے لوٹتے وقت جلد چلنا مسنون ہے جیسے آگے حدیث میں آتا ہے ۱۲ منہ [۲] تو وہ اس نص سے مشتق نہیں ہے جو حدیث میں مذکور ہے یہ تو ایک ادنیٰ آدمی بھی جس کو عربیت میں ذرا سی استعداد ہو سمجھ سکتا ہے کہ مناص کو نص سے کیا علاقہ نص مضاعف ہے اور مناص معتل اب یہ خیال کرنا کہ امام بخاری نے مناص کو نص سے مشتق سمجھا اسی لئے یہاں مناص کے معنے بیان کر دیئے جیسے عینی نے نقل کیا بالکل کم فہمی ہے اور اصل یہ ہے کہ اکثر نسخوں میں یہ عبارت ہی نہیں ہے اور جن نسخوں میں موجود ہے ان کی توجیہ یوں ہو سکتی ہے کہ بعض لوگوں کو کم استعدادی سے یہ وہم ہوا ہوگا کہ مناص اور نص کا مادہ ایک ہی ہے تو امام بخاری نے مناص کی تفسیر کر کے اس وہم کا رد کر دیا واللہ اعلم ۱۲ منہ [۳] یعنی کسی ضرورت سے مثلاً قضاء حاجت وغیرہ کے لئے ۱۲ منہ

حَيْثُ أَفَاضَ مِنْ عَرَفَةَ مَالَ إِلَى الشِّعْبِ فَقَضَى حَاجَتَهُ فَتَوَضَّأَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَتُصَلِّي فَقَالَ الصَّلٰوةُ أَمَامَكَ

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نماز پڑھنے لگے ہیں (کیونکہ وقت ہو چکا تھا) آپ نے فرمایا نہیں۔ نماز آگے جا کر پڑھیں گے۔

۱۵۶۶- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ قَالَ كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَجْمَعُ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ بِجَمْعٍ غَيْرَ أَنَّهُ يَمُرُّ بِالشِّعْبِ الَّذِي أَخَذَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَدْخُلُ فَيَنْتَفِضُ وَيَتَوَضَّأُ وَلَا يُصَلِّي حَتّٰى يُصَلِّيَ بِجَمْعٍ۔

(از موسیٰ بن اسمٰعیل از جویریہ) نافع کہتے ہیں حضرت عبداللہ بن عمرؓ مغرب اور عشاء ملا کر پڑھا کرتے۔ مزید یہ کہ حضرت ابن عمرؓ بھی (اتباع سنت میں) اسی گھاٹی کی طرف رخ کرتے جس کی طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رخ کیا تھا۔ ابن عمرؓ بھی اس میں جاتے۔ حاجت سے فارغ ہوتے اور وضو کرتے لیکن نماز نہ پڑھتے۔ یہاں تک کہ مزدلفہ میں آکر نماز پڑھتے [۲]

۱۵۶۷- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي حَرْمَلَةَ عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ قَالَ رَدِفْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عَرَفَاتٍ فَلَمَّا بَلَغَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الشِّعْبَ الْأَيْسَرَ الَّذِي دُونَ الْمُزْدَلِفَةِ أَنَاخَ فَبَالَ ثُمَّ جَاءَ فَصَبَبْتُ عَلَيْهِ الْوَضُوءَ فَتَوَضَّأَ وُضُوءًا خَفِيفًا فَقُلْتُ الصَّلٰوةُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ الصَّلٰوةُ أَمَامَكَ فَرَكِبَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى أَتَى الْمُزْدَلِفَةَ فَصَلّٰى ثُمَّ رَدِفَ الْفَضْلُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَدَاةَ جَمْعٍ قَالَ كُرَيْبٌ فَأَخْبَرَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ الْفَضْلِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَزَلْ يُلَبِّي حَتّٰى بَلَغَ الْجَمْرَةَ۔

(از قتیبہ از اسمٰعیل بن جعفر از محمد بن ابی حرملہ از ابن عباس کے غلام کریب) حضرت اسامہ ابن زید فرماتے ہیں عرفات سے آنحضرتؐ کے ساتھ سواری پر بیٹھا جب آپؐ پہاڑ کی بائیں گھاٹی کے پاس پہنچے مزدلفہ کے قریب تو آپؐ نے اپنا اونٹ بٹھایا۔ پیشاب کیا۔ پھر تشریف لائے میں نے وضو کرایا۔ آپ نے خفیف [۳] سا وضو کیا۔ میں نے عرض کیا نماز! یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا نماز آگے چل کر۔ آپ سوار ہو گئے، مزدلفہ میں آئے وہاں مغرب و عشاء کی نماز پڑھی۔ پھر مزدلفہ کی صبح یعنی دسویں تاریخ کو فضل بن عباس آپؐ کے ساتھ سوار ہوئے کریب کہتے ہیں مجھے عبداللہ بن عباس نے فضل سے سن کر بتایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم برابر تلبیہ کرتے رہے۔ یعنی لبیک پکارتے رہے حتیٰ کہ جمرہ عقبہ پر پہنچے [۴]

---

[۱] یہ عبداللہ بن عمر کی کمال متابعت سنت تھی حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہ ضرورت حاجت بشری اس گھاٹی پر ٹھہرے تھے کوئی حج کا رکن نہ تھا مگر عبداللہ بھی وہیں ٹھہرتے اور حاجت وغیرہ سے فارغ ہو کر وہاں وضو کر لیتے جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا ۱۲ منہ [۲] لیکن اگر کوئی اس گھاٹی میں مغرب کی نماز پڑھ لے تو علماء کا اس میں اختلاف ہے بعضوں کے نزدیک مزدلفہ میں آکر دوبارہ پڑھے امام احمد نے کہا ہے نماز تو ہو جائے گی مگر خلاف سنت ہے اور اولیٰ یہ ہے اور جمہور علماء کا یہی قول ہے ۱۲ منہ [۳] یعنی اعضائے وضو کو ایک ایک بار دھویا یا پانی کم ڈالا۔ اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ دوسرے آدمی سے مدد لینا درست ہے لیکن اسے ہمیشہ کی عادت نہ بنا لینا چاہیے ورنہ وہ خلاف سنت ہو جائے گا۔ اعضائے وضو کے دھونے میں دوسرے سے مدد لینا بالاتفاق مکروہ ہے مگر بحالت عذر کراہت نہیں ۱۲ عبدالرزاق [۴] معلوم ہوا کہ جب رمی جمار کرلے جمرہ عقبہ پر پہنچے اس وقت سے لبیک پکارنا موقوف کرے امام ابو حنیفہ رح اور شافعی اور امام احمد اور اسحاق سب کا یہی قول ہے ۱۲ منہ

بَابٌ ۱۰۵۶ اَمْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالسَّكِيْنَةِ عِنْدَ الْإِفَاضَةِ وَ إِشَارَتِهٖ إِلَيْهِمْ بِالسَّوْطِ۔

۱۵۶۸۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سُوَيْدٍ حَدَّثَنِيْ عَمْرُو بْنُ أَبِيْ عَمْرٍو مَوْلَى الْمُطَّلِبِ أَخْبَرَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ جُبَيْرٍ مَوْلَى وَالِبَةَ الْكُوْفِيُّ حَدَّثَنِي ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهٗ دَفَعَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ عَرَفَةَ فَسَمِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَاءَهٗ زَجْرًا شَدِيْدًا وَضَرْبًا وَصَوْتًا لِلْإِبِلِ فَأَشَارَ بِسَوْطِهٖ إِلَيْهِمْ وَقَالَ أَيُّهَا النَّاسُ عَلَيْكُمْ بِالسَّكِيْنَةِ فَإِنَّ الْبِرَّ لَيْسَ بِالْإِيْضَاعِ أَوْضَعُوْا أَسْرَعُوْا خِلَالَكُمْ مِنَ التَّخَلُّلِ بَيْنَكُمْ وَ فَجَّرْنَا خِلَالَهُمَا بَيْنَهُمَا۔

بَابٌ ۱۰۵۷ اَلْجَمْعُ بَيْنَ الصَّلٰوتَيْنِ بِالْمُزْدَلِفَةِ۔

۱۵۶۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ مُوْسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ كُرَيْبٍ عَنْ أُسَامَةَ ابْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهٗ سَمِعَهٗ يَقُوْلُ دَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عَرَفَةَ فَنَزَلَ الشِّعْبَ فَبَالَ ثُمَّ تَوَضَّأَ وَلَمْ يُسْبِغِ الْوُضُوْءَ فَقُلْتُ لَهُ الصَّلٰوةُ فَقَالَ الصَّلٰوةُ أَمَامَكَ فَجَاءَ الْمُزْدَلِفَةَ فَتَوَضَّأَ فَأَسْبَغَ ثُمَّ أُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَصَلَّى الْمَغْرِبَ

باب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اطمینان سے چلنے کے لئے حکم دینا اور آپ کا کوڑے سے اشارہ کرنا

(از سعید بن ابی مریم از ابراہیم بن سوید از عمرو بن ابی عمرو یعنی مطلب کے غلام از سعید بن جبیر یعنی والبہ کوفی کے غلام) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عرفہ کے دن عرفات سے لوٹے۔ آپ نے اپنی پشت کی جانب سے شور اور مار دھاڑ اور اونٹوں کے بڑبڑانے کی آواز سنی۔ آپ نے اپنی آواز سے لوگوں کو اشارہ فرمایا کہ لوگو! آرام سے چلو۔ دوڑنا اور دوڑانا ثواب نہیں (سورہ برارت میں) اَوْضَعُوْا[1] کے لفظ سے مراد ریشہ دوانی ہے۔ خِلَالَكُمْ تمہارے درمیان (سورہ کہف میں) وَفَجَّرْنَا خِلَالَهُمَا کے معنی بھی بَيْنَهُمَا ہے۔ یعنی ان دو کے درمیان

باب مزدلفہ میں دو نمازیں ملا کر پڑھنا

(از عبداللہ بن یوسف از مالک از موسیٰ بن عقبہ از کریب) اسامہ ابن زید رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عرفات سے لوٹے اور گھاٹی کے پاس اترے۔ وہاں پیشاب کیا۔ پھر وضو کیا۔ اس وضو میں اسباغ نہیں تھا (یعنی پھر پور طریقہ سے نہیں کیا) میں نے عرض کیا: نماز؟ آپ نے فرمایا۔ نماز آگے چل کر۔ آپ مزدلفہ میں آئے۔ وضو کیا اسباغ سے نماز کی اقامت پڑھی گئی۔ پھر مغرب کی نماز پڑھی[2]۔ پھر ہر شخص نے اپنا اونٹ

---

[1] چونکہ حدیث میں ایضاع کا لفظ آیا تو امام بخاری نے اپنی عادت کے موافق قرآن کی اس آیت کی تفسیر کر دی جس میں وَلَاَوْضَعُوْا خِلٰلَكُمْ آیا ہے اور اس کے ساتھ ہی ساتھ خلالکم کے بھی معنی بیان کر دیئے۔ پھر سورۂ کہف میں بھی خلالہما کا لفظ آیا تھا اس کی بھی تفسیر کر دی ۱۲ منہ

[2] اس حدیث سے مزدلفہ میں جمع کرنا ثابت ہوا جو باب کا مطلب ہے اور یہ بھی نکلا کہ اگر دو نمازوں کے بیچ میں جن کو جمع کرنا ہو آدمی کوئی تھوڑا سا کام کر لے تو قباحت نہیں۔ یہ بھی نکلا کہ جمع کی حالت میں سنت وغیرہ پڑھنا ضروری نہیں یہ جمع شافعیہ کے نزدیک سفر کی وجہ سے ہے اور حنفیہ اور مالکیہ حج کی وجہ سے کہتے ہیں ۱۲ منہ

ثُمَّ اَنَاخَ كُلُّ اِنْسَانٍ بَعِيْرَهٗ فِيْ مَنْزِلِهٖ ثُمَّ اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَصَلّٰى وَلَمْ يُصَلِّ بَيْنَهُمَا۔

اپنے ٹھکانے پر بٹھایا۔ پھر اقامت پڑھی گئی۔ آپ نے نماز (عشاء) پڑھی اور ان دونوں نمازوں (مغرب و عشاء) کے درمیان اور کوئی نفل وغیرہ نہیں پڑھے

بَاب ۱۰۵۸ مَنْ جَمَعَ بَيْنَهُمَا وَلَمْ يَتَطَوَّعْ۔

باب مغرب و عشاء (مزدلفہ میں) ملا کر پڑھنا۔ سنت نفل نہ پڑھنا[1]

۱۵۷۰۔ حَدَّثَنَا اٰدَمُ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ ذِئْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ جَمَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ بِجَمْعٍ كُلُّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُمَا بِاِقَامَةٍ وَّلَمْ يُسَبِّحْ بَيْنَهُمَا وَلَا عَلٰى اِثْرِ كُلِّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُمَا۔

(از آدم از ابن ابی ذئب از زہری از سالم بن عبداللہ) ابن عمرؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مغرب و عشاء مزدلفہ میں ملا کر پڑھی۔ ہر نماز کے ساتھ الگ تکبیر ہوئی۔ لیکن دونوں نمازوں کے درمیان سنت و نفل نہیں پڑھی۔ اور نہ ان کے بعد

۱۵۷۱۔ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عَدِيُّ بْنُ ثَابِتٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيْدَ الْخَطْمِيُّ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ اَيُّوْبَ الْاَنْصَارِيُّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمَعَ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ بِالْمُزْدَلِفَةِ۔

(از خالد بن مخلد از سلیمان بن بلال از یحییٰ بن ابی سعید از عدی بن ثابت از عبداللہ بن یزید خطمی) ابوایوب انصاریؓ فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں مغرب و عشاء کی نماز مزدلفہ میں ملا کر پڑھی۔

بَاب ۱۰۵۹ مَنْ اَذَّنَ وَاَقَامَ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا

باب اس شخص کی دلیل جس نے کہا کہ ہر نماز کے لئے اذان اور تکبیر ہونی چاہیئے[2]

۱۵۷۲۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا اَبُوْ اِسْحٰقَ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ يَزِيْدَ يَقُوْلُ حَجَّ عَبْدُ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَاَتَيْنَا الْمُزْدَلِفَةَ

(از عمرو بن خالد از زہیر از ابواسحاق) عبدالرحمٰن بن یزید کہتے تھے، عبداللہ بن مسعودؓ نے حج کیا۔ تو جب ہم مزدلفہ میں پہنچے وہ عشاء کی اذان کا وقت تھا (یا تقریبًا) آپ نے ایک شخص کو حکم دیا اس نے

---

[1] مزدلفہ کو جمع کہتے ہیں کیونکہ وہاں آدم و حوا کا اجتماع ہوا تھا بعضوں نے کہا اس وجہ سے کہ وہاں دو نمازیں جمع کی جاتی ہیں۔ ابن منذر نے اس پر اجماع نقل کیا ہے کہ مزدلفہ میں دونوں نمازوں کے بیچ میں سنت نفل نہ پڑھے ابن منذر نے کہا جو کوئی بیچ میں سنت یا نفل پڑھے گا تو اس کا جمع صحیح نہ ہوگا ۱۲ منہ

[2] عینی نے کہا اس مسئلہ میں علماء کے چھ قول ہیں ایک یہ کہ ہر نماز کے لئے الگ الگ تکبیر کہے اور اذان بالکل نہ کہے دوسرے یہ کہ صرف پہلی نماز کے لئے تکبیر کہے اذان بالکل نہ کہے تیسرے یہ کہ پہلی نماز کے لئے اذان کہے اور دونوں کے لئے الگ الگ تکبیر کہے شافعیہ کا صحیح مذہب یہی ہے اور حنابلہ بھی اسی کے قائل ہیں۔ چوتھے یہ کہ پہلی نماز کے لئے اذان اور تکبیر دونوں کہے اور دوسری کے لئے نہ اذان کہے نہ تکبیر امام ابوحنیفہ رح سے ایسا ہی منقول ہے۔ پانچویں یہ کہ ہر ایک کے لئے الگ الگ اذان اور تکبیر کہے امام مالک رح سے ایسا ہی منقول ہے۔ چھٹے یہ کہ نہ کسی نماز کے لئے اذان کہے نہ تکبیر اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس باب میں مختلف روایتیں ہیں۔ امام بخاری نے پانچواں قول اختیار کیا اور اس مسئلہ میں اہل مدینہ نے تو عبداللہ ابن مسعودؓ کے فعل کو لیا اور اہل کوفہ نے عبداللہ بن عمرؓ کے فعل کو حالانکہ یہ ان کی عادت کے خلاف ہے۔

حِيْنَ الْاَذَانِ بِالْعَتَمَةِ اَوْ قَرِيْبًا مِّنْ ذٰلِكَ فَاَمَرَ رَجُلًا فَاَذَّنَ وَاَقَامَ ثُمَّ صَلَّى الْمَغْرِبَ وَصَلّٰى بَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ دَعَا بِعَشَائِهٖ فَتَعَشّٰى ثُمَّ اَمَرَ اُرٰى فَاَذَّنَ وَاَقَامَ قَالَ عَمْرٌو لَا اَعْلَمُ الشَّكَّ اِلَّا مِنْ زُهَيْرٍ ثُمَّ صَلَّى الْعِشَاءَ رَكْعَتَيْنِ فَلَمَّا طَلَعَ الْفَجْرُ قَالَ اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يُصَلِّيْ هٰذِهِ السَّاعَةَ اِلَّا هٰذِهِ الصَّلٰوةَ فِيْ هٰذَا الْمَكَانِ مِنْ هٰذَا الْيَوْمِ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ هُمَا صَلٰوتَانِ تُحَوَّلَانِ عَنْ وَقْتِهِمَا صَلٰوةُ الْمَغْرِبِ بَعْدَ مَا يَاْتِي النَّاسُ الْمُزْدَلِفَةَ وَالْفَجْرُ حِيْنَ يَبْزُغُ الْفَجْرُ قَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُهٗ -

اذان اور تکبیر کہی۔ پھر آپ نے مغرب کی نماز پڑھی اور اس کے بعد دو رکعت (سنت) پڑھی۔ پھر رات کا کھانا طلب فرمایا اور تناول کیا۔ میرے خیال میں انہوں نے پھر حکم دیا کسی کو اس نے اذان کہی پھر تکبیر کہی۔ عمرو بن خالد راوی کہتے ہیں کہ یہ شک زہیر کو ہوا ہے (یعنی جو یہ فقرہ اوپر مذکور ہوا میرے خیال میں انہوں نے پھر حکم دیا) پھر حضرت ابن مسعودؓ نے عشا کی دو رکعتیں (فرض) پڑھیں۔ جب صبح ظاہر ہوئی تو فرمایا آنحضرتؐ اس وقت (یعنی تاریکی میں صبح کی نماز اسی دن اسی جگہ پڑھتے تھے

عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں صرف یہی دو نمازیں ہیں جو اپنے مقررہ وقت سے بدل دی جاتی ہیں۔ ایک تو مغرب کی نماز اس وقت پڑھنا چاہیئے[2] جب لوگ مزدلفہ پہنچ جائیں۔ دوسرے صبح کی نماز پو پھٹتے ہی غلس پر پڑھنا چاہیئے۔ ابن مسعودؓ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے اس موقعہ پر اسی طرح دیکھا

باب ۱۰۶ مَنْ قَدَّمَ ضَعَفَةَ اَهْلِهٖ بِلَيْلٍ فَيَقِفُوْنَ بِالْمُزْدَلِفَةِ وَيَدْعُوْنَ وَيُقَدِّمُ اِذَا غَابَ الْقَمَرُ -

باب مزدلفہ کی رات عورتوں اور بچوں کو منیٰ کی طرف پہلے روانہ کر دینا کہ وہ مزدلفہ میں ٹھہریں اور دعاء کریں۔ چاند ڈوبتے ہی چل پڑیں

۱۵۷۳- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ سَالِمٌ وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يُقَدِّمُ ضَعَفَةَ اَهْلِهٖ فَيَقِفُوْنَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ بِالْمُزْدَلِفَةِ بِلَيْلٍ فَيَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ مَا بَدَا لَهُمْ ثُمَّ يَرْجِعُوْنَ قَبْلَ اَنْ يَّقِفَ الْاِمَامُ وَقَبْلَ اَنْ يَّدْفَعَ فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقْدَمُ مِنًى لِصَلٰوةِ الْفَجْرِ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقْدَمُ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاِذَا قَدِمُوْا رَمَوُا الْجَمْرَةَ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ

(از یحییٰ بن بکیر از لیث از یونس از ابن شہاب) حضرت سالم کہتے ہیں عبداللہ بن عمر اپنے بچوں اور عورتوں کو پہلے ہی سے منیٰ کی طرف روانہ کر دیتے۔ وہ رات کو مزدلفہ میں مشعر الحرام کے پاس ٹھہرتے اور حسب خواہش ذکر الٰہی کرتے پھر امام کے قیام اور واپسی تک لوٹ جاتے۔ بعض تو منیٰ میں صبح کی نماز کے وقت پہنچ جاتے اور بعض اس کے بعد۔ جب منیٰ میں پہنچتے تو کنکریاں مارتے اور عبداللہ ابن عمرؓ فرماتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کے

---

[1] یعنی جو کہا میں سمجھتا ہوں اس حدیث سے یہ بھی نکلا کہ نمازوں کا جمع کرنے والا دونوں نمازوں کے بیچ میں کھانا کھا سکتا ہے اور کچھ کام کر سکتا ہے اس حدیث میں جمع کے ساتھ نفل پڑھنا بھی مذکور ہے اور ابن منذر نے اس کے خلاف پر اجماع نقل کیا ہے ۱۲ منہ [2] اسفار میں پڑھنے کی یہی ایک دلیل ہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہہ رہے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے معمول سے ہٹالیں یہ معلوم ہوا کہ معمول غلس میں پڑھنے کا نہ تھا۔ عبدالرزاق

أَرْخَصَ فِي أُولٰئِكَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -

لئے یہ اجازت دی ہے [1]

۱۵۷۴ - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ بَعَثَنِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ جَمْعٍ بِلَيْلٍ -

(از سلیمان بن حرب از حماد بن زید از ایوب از عکرمہ) ابن عباسؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو رات کو ہی مزدلفہ سے منٰی میں روانہ کر دیا۔

۱۵۷۵ - حَدَّثَنَا عَلِيٌّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي يَزِيدَ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُولُ أَنَا مِمَّنْ قَدَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ الْمُزْدَلِفَةِ فِي ضَعَفَةِ أَهْلِهِ -

(از علی بن مدینی از سفیان از عبید اللہ بن ابی یزید) ابن عباسؓ فرماتے تھے میں تھا وہ جسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مزدلفہ کی رات میں مزدلفہ سے منٰی کی طرف پہلے سے بھیج دیا تھا۔ یعنی آپؐ کے گھر والوں کے کمزور لوگوں میں سے

۱۵۷۶ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ يَحْيٰى عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ مَوْلٰى أَسْمَاءَ عَنْ أَسْمَاءَ أَنَّهَا نَزَلَتْ لَيْلَةَ جَمْعٍ عِنْدَ الْمُزْدَلِفَةِ فَقَامَتْ تُصَلِّي فَصَلَّتْ سَاعَةً ثُمَّ قَالَتْ يَا بُنَيَّ هَلْ غَابَ الْقَمَرُ قُلْتُ لَا فَصَلَّتْ سَاعَةً ثُمَّ قَالَتْ هَلْ غَابَ الْقَمَرُ قُلْتُ نَعَمْ قَالَتْ فَارْتَحِلُوا فَارْتَحَلْنَا وَمَضَيْنَا حَتّٰى رَمَتِ الْجَمْرَةَ ثُمَّ رَجَعَتْ فَصَلَّتِ الصُّبْحَ فِي مَنْزِلِهَا فَقُلْتُ لَهَا يَا هَنْتَاهُ مَا أُرَانَا إِلَّا قَدْ غَلَّسْنَا قَالَتْ يَا بُنَيَّ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَذِنَ لِلظُّعُنِ -

(از مسدد از یحیٰی از ابن جریج از عبد اللہ غلام اسماء) حضرت اسماء مزدلفہ میں رات کو اتریں اور کھڑی ہو کر ایک گھڑی تک نماز پڑھتی رہیں، پھر فرمایا بیٹا! کیا چاند چھپ گیا ہے؟ میں نے کہا نہیں۔ پھر تھوڑی دیر مزید نماز پڑھتی رہیں۔ پھر پوچھا: کیا چاند ڈوب گیا؟ میں نے کہا کہ ہاں! انہوں نے کہا تو کوچ کرو۔ ہم نے کوچ کیا۔ منٰی میں پہنچ کر انہوں نے کنکریاں ماریں۔ اور لوٹ کر صبح کی نماز اپنے ٹھکانہ میں پڑھی۔ میں نے کہا بی بی! ہمارا خیال ہے ہم نے تاریکی ہی میں کنکریاں ماریں۔ انہوں نے کہا بیٹا! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو اس کی اجازت دے دی ہے۔

۱۵۷۷ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ هُوَ ابْنُ الْقَاسِمِ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتِ اسْتَأْذَنَتْ سَوْدَةُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ جَمْعٍ وَكَانَتْ ثَقِيلَةً ثَبِطَةً فَأَذِنَ لَهَا -

(از محمد بن کثیر از سفیان از عبد الرحمٰن بن القاسم از قاسم) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت سودہ نے مزدلفہ کی رات میں جلدی روانہ ہونے کی اجازت چاہی وہ بھاری بھرکم عورت تھیں۔ آپ نے انہیں اجازت دے دی۔

[1] یعنی عورتوں اور بچوں کو مزدلفہ میں تھوڑی دیر ٹھہر کر چلے جانے کی اجازت دی ہے ان کے سوا دوسرے سب لوگوں کو رات کو مزدلفہ میں رہنا چاہئیے شعبی اور نخعی اور علقمہ نے کہا جو کوئی رات کو مزدلفہ میں نہ رہے اس کا حج فوت ہوا اور عطاء اور زہری کہتے ہیں کہ اس پر دم لازم ہے اور آدھی رات سے پہلے وہاں سے لوٹنا درست نہیں ۱۲ منہ۔

۱۵۷۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا أَفْلَحُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ نَزَلْنَا الْمُزْدَلِفَةَ فَاسْتَأْذَنَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَوْدَةُ أَنْ تَدْفَعَ قَبْلَ حَطْمَةِ النَّاسِ وَكَانَتِ امْرَأَةً بَطِيئَةً فَأَذِنَ لَهَا فَدَفَعَتْ قَبْلَ حَطْمَةِ النَّاسِ وَأَقَمْنَا حَتَّى أَصْبَحْنَا نَحْنُ ثُمَّ دَفَعْنَا بِدَفْعِهِ فَلَأَنْ أَكُونَ اسْتَأْذَنْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا اسْتَأْذَنَتْ سَوْدَةُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ مَفْرُوحٍ بِهِ۔

(از ابونعیم از افلح بن حمید از قاسم بن محمد) حضرت عائشہ رضؓ کہتی ہیں کہ ہم مزدلفہ میں اترے تو بی بی سودہؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب کی کہ لوگوں کے ہجوم سے پہلے روانہ ہو جائیں کیونکہ وہ بہت آہستہ چل سکتی تھیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اجازت دی۔ وہ لوگوں کے ہجوم سے پہلے ہی تشریف لے گئیں۔ ہم لوگ صبح تک وہیں ٹھہرے رہے۔ جب آپؐ لوٹے تو ہم بھی لوٹے۔ اگر میں بھی بی بی سودہ کی طرح آپؐ سے اجازت طلب کر لیتی تو بہت اچھا ہوتا۔

بَابُ ۱۶۱ مَنْ يُصَلِّي الْفَجْرَ بِجَمْعٍ

باب صبح کی نماز مزدلفہ ہی میں پڑھنا

۱۵۷۹۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِي عُمَارَةُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ مَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى صَلَاةً بِغَيْرِ مِيقَاتِهَا إِلَّا صَلَاتَيْنِ جَمَعَ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ وَصَلَّى الْفَجْرَ قَبْلَ مِيقَاتِهَا۔

(از عمر بن حفص بن غیاث عمرو از حفص بن غیاث عمر از اعمش از عمارہ از عبدالرحمٰن) عبداللہ بن مسعود رضؓ کہتے ہیں میں نے آنحضرتؐ کو کوئی نماز بے وقت پڑھتے نہیں دیکھا۔ مگر دو نمازیں، مغرب اور عشاء جنہیں (مزدلفہ میں) ملا کر پڑھا۔ اور (صبح کی نماز بھی)، وقت معمول سے پہلے پڑھی [1]

۱۵۸۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ رَجَاءٍ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ إِلَى مَكَّةَ ثُمَّ قَدِمْنَا جَمْعًا فَصَلَّى الصَّلَاتَيْنِ كُلَّ صَلَاةٍ وَحْدَهَا بِأَذَانٍ وَإِقَامَةٍ وَالْعَشَاءُ بَيْنَهُمَا ثُمَّ صَلَّى الْفَجْرَ حِينَ طَلَعَ الْفَجْرُ قَائِلٌ يَقُولُ طَلَعَ الْفَجْرُ وَقَائِلٌ يَقُولُ لَمْ يَطْلُعِ الْفَجْرُ ثُمَّ قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ هَاتَيْنِ الصَّلَاتَيْنِ حُوِّلَتَا

(از عبداللہ بن رجاء از اسرائیل از ابواسحاق) عبدالرحمٰن ابن یزید کہتے ہیں ہم عبداللہ بن مسعود رضؓ کے ساتھ مکہ کی جانب کو روانہ ہوئے اور مزدلفہ میں پہنچے تو انہوں نے دو نمازیں ملا کر پڑھیں۔ ہر نماز کی الگ الگ اذان اور اقامت کہی گئی اور ان کے درمیان رات کا کھانا کھایا۔ پھر صبح کی نماز پو پھٹتے ہی پڑھ لی۔ کوئی کہتا تھا صبح ہوئی کوئی کہتا تھا ابھی نہیں۔ پھر انہوں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ دو نمازیں مغرب و عشاء اس مقام میں اپنے مقررہ وقت سے ہٹا دی گئی ہیں۔ لوگوں کو

---

[1] یعنی بہت اول وقت یہ نہیں کہ صبح صادق ہونے سے پہلے پڑھ لی جیسے بعضوں نے گمان کیا اور دلیل اس کی آگے کی روایت ہے اس میں صاف یہ ہے کہ صبح کی نماز فجر طلوع ہوتے ہی پڑھی ۱۲ منہ

عَنْ وَّقْتِهِمَا فِي هٰذَا الْمَكَانِ الْمَغْرِبَ وَالْعِشَآءَ فَلَا يَقْدَمُ النَّاسُ جَمْعًا حَتّٰى يُعْتِمُوْا وَصَلٰوةَ الْفَجْرِ هٰذِهِ السَّاعَةَ ثُمَّ وَقَفَ حَتّٰى اَسْفَرَ ثُمَّ قَالَ لَوْ اَنَّ اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَفَاضَ الْاٰنَ اَصَابَ السُّنَّةَ فَمَا اَدْرِيْ اَقَوْلُهٗ كَانَ اَسْرَعَ اَمْ دَفْعُ عُثْمٰنَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَلَمْ يَزَلْ يُلَبِّيْ حَتّٰى رَمٰى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ يَوْمَ النَّحْرِ۔

چاہیئے مزدلفہ میں اس وقت داخل ہوں جب اندھیرا ہو جائے اور فجر کی نماز بھی اس وقت پڑھیں (غلس میں) پھر عبداللہ بن مسعودؓ مزدلفہ میں ٹھہرے رہے یہاں تک کہ روشنی ہوگئی۔ پھر کہنے لگے اگر مسلمانوں کے امیر (حضرت عثمانؓ) اس وقت لوٹیں تو ان کا یہ عمل سنت کے مطابق ہوگا۔ عبدالرحمٰن کہتے ہیں معلوم نہیں حضرت ابن مسعودؓ کا یہ فرمانا پہلے ہوا یا حضرت عثمانؓ کی واپسی ابن مسعودؓ برابر لبیک پکارتے رہے حتی کہ دسویں تاریخ کو جمرۂ عقبہ

بَابٌ ۱۰۶۲ مَتٰى يُدْفَعُ مِنْ جَمْعٍ

باب مزدلفہ سے واپسی۔

۱۵۸۱ - حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ مَيْمُوْنٍ يَقُوْلُ شَهِدْتُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ صَلّٰى بِجَمْعٍ الصُّبْحَ ثُمَّ وَقَفَ فَقَالَ اِنَّ الْمُشْرِكِيْنَ كَانُوْا لَا يُفِيْضُوْنَ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَيَقُوْلُوْنَ اَشْرِقْ ثَبِيْرُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَالَفَهُمْ ثُمَّ اَفَاضَ قَبْلَ اَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ

(از حجاج بن منہال از شعبہ از ابو اسحاق) عمرو بن میمونؒ فرماتے تھے میں حضرت عمرؓ کے پاس موجود تھا۔ انہوں نے مزدلفہ میں صبح کی نماز پڑھی پھر ٹھہرے رہے اور کہنے لگے۔ مشرک لوگ (بزمانۂ جاہلیت) مزدلفہ سے اس وقت لوٹتے جب سورج نکل آتا اور کہتے ثبیر[1] چمک اٹھ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی مخالفت کی۔ آپ مزدلفہ سے سورج نکلنے سے پہلے لوٹے۔

بَابٌ ۱۰۶۳ التَّلْبِيَةِ وَالتَّكْبِيْرِ غَدَاةَ النَّحْرِ حِيْنَ رَمْيِ الْجَمْرَةِ وَالْاِرْتِدَافِ فِي السَّيْرِ۔

باب دسویں تاریخ صبح کو جمرۂ عقبہ کی رمی تک تکبیر و تلبیہ کہتے رہنا اور راستے میں کسی کو اپنے ساتھ سواری پر بٹھا لینا۔

۱۵۸۲ - حَدَّثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ الضَّحَّاكُ بْنُ مَخْلَدٍ اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَآءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرْدَفَ الْفَضْلَ فَاَخْبَرَ الْفَضْلُ اَنَّهٗ لَمْ يَزَلْ يُلَبِّيْ حَتّٰى رَمَى الْجَمْرَةَ۔

(از ابو عاصم ضحاک بن مخلد از ابن جریج از عطاء) ابن عباسؓ فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فضل بن عباسؓ کو (مزدلفہ سے لوٹتے وقت) اپنے ساتھ سوار کر لیا۔ فضل کہتے تھے آپ برابر لبیک کہتے رہے۔ یہاں تک کہ جمرہ عقبہ کی رمی کی۔

۱۵۸۳ - حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيْرٍ حَدَّثَنَا اَبِيْ عَنْ يُوْنُسَ الْاَيْلِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ اُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ

(از زہیر بن حرب از وہب بن جریر از جریر بن حازم از یونس از زہری از عبید اللہ بن عبداللہ) حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ اسامہ بن زیدؓ عرفات سے لے کر مزدلفہ تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سوار تھے۔ پھر آپؐ نے مزدلفہ سے منیٰ تک اپنے ساتھ

[1] ثبیر ایک پہاڑ کا نام ہے۔ مزدلفہ میں ہے جو منیٰ کو آتے ہوئے بائیں جانب پڑتا ہے۔ چمک جا سورج کی کرنوں سے چمک۔

رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا کَانَ رِدْفَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ عَرَفَۃَ اِلَی الْمُزْدَلِفَۃِ ثُمَّ اَرْدَفَ الْفَضْلَ مِنَ الْمُزْدَلِفَۃِ اِلٰی مِنًی قَالَ فَکِلَاھُمَا قَالَا لَمْ یَزَلِ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُلَبِّیْ حَتّٰی رَمٰی جَمْرَۃَ الْعَقَبَۃِ

فضل بن عباس رض کو سوار کر لیا۔ دونوں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم برابر لبیک کہتے رہے یہاں تک کہ جمرۂ عقبہ کی رمی کی۔

بَاب ۱۰۶۴ فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَۃِ اِلَی الْحَجِّ فَمَا اسْتَیْسَرَ مِنَ الْھَدْیِ فَمَنْ لَّمْ یَجِدْ فَصِیَامُ ثَلٰثَۃِ اَیَّامٍ فِی الْحَجِّ وَسَبْعَۃٍ اِذَا رَجَعْتُمْ تِلْکَ عَشَرَۃٌ کَامِلَۃٌ ذٰلِکَ لِمَنْ لَّمْ یَکُنْ اَھْلُہٗ حَاضِرِی الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ۔

باب خداوند تعالیٰ فرماتا ہے۔ جو شخص عمرے کے ساتھ حج کو ملا کر فائدہ اٹھائے یعنی تمتع کرے اسے جو میسر ہو قربانی کرے۔ جسے قربانی نہ ملے وہ حج کے ایام میں تین روزے رکھے اور جب حج سے لوٹے تو سات روزے۔ یہ سب دس روزے ہوئے۔ یہ تمتع ان لوگوں کے لئے درست ہے جن کے گھر والے مسجد حرام کے پاس نہ رہتے ہوں[1]

۱۴۸۴- حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ اَخْبَرَنَا النَّضْرُ اَخْبَرَنَا شُعْبَۃُ حَدَّثَنَا اَبُوْ جَمْرَۃَ قَالَ سَاَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا عَنِ الْمُتْعَۃِ فَاَمَرَنِیْ بِھَا وَسَاَلْتُہٗ عَنِ الْھَدْیِ فَقَالَ فِیْھَا جَزُوْرٌ اَوْ بَقَرَۃٌ اَوْ شَاۃٌ اَوْ شِرْکٌ فِیْ دَمٍ قَالَ وَکَانَ نَاسًا کَرِھُوْھَا فَنِمْتُ فَرَاَیْتُ فِی الْمَنَامِ کَاَنَّ اِنْسَانًا یُّنَادِیْ حَجٌّ مَّبْرُوْرٌ وَّمُتْعَۃٌ مُّتَقَبَّلَۃٌ فَاَتَیْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا فَحَدَّثْتُہٗ فَقَالَ اللّٰہُ اَکْبَرُ سُنَّۃُ اَبِی الْقَاسِمِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ وَقَالَ اٰدَمُ وَوَھْبُ بْنُ جَرِیْرٍ وَّغُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَۃَ عُمْرَۃٌ مُّتَقَبَّلَۃٌ وَّحَجٌّ مَّبْرُوْرٌ

(از اسحاق بن منصور از نضر از شعبہ) ابو جمرہ فرماتے ہیں میں نے ابن عباس رض سے تمتع کے متعلق پوچھا۔ انہوں نے کہا کرو۔ میں نے ان سے قربانی کے بارے میں دریافت کیا۔ فرمایا ایک اونٹ یا ایک گائے یا ایک بکری یا اونٹ یا گائے میں شریک ہو جائے[2]

ابو جمرہ نے کہا گویا لوگوں نے تمتع کو برا سمجھا[3] میں سو گیا، میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص اعلان کر رہا ہے۔ یہ حج مبرور ہے[4] اور یہ تمتع مقبول ہے۔ پھر میں ابن عباس رض کے پاس آیا۔ میں نے ان سے اپنے اس خواب کا ذکر کیا۔ انہوں نے کہا۔ اللہ اکبر آخر یہ ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے[5]۔ آدم اور وہب بن جریر اور غندر نے شعبہ سے ابو جمرہ کے اعلان خواب کے متعلق یہ الفاظ روایت کئے۔ یہ عمرہ مقبول ہے اور یہ حج مبرور (مبارک) ہے

---

[1] یعنی آفاقی ہوں دوسرے ملک کے رہنے والے کیونکہ مکہ میں رہنے والوں کو تمتع درست نہیں وہ ہر وقت عمرہ کر سکتے ہیں ۱۲ منہ [2] اونٹ اور گائے میں سات آدمی تک شریک ہو سکتے ہیں۔ جمہور علماء کا یہی قول ہے اسحاق اور ابن خزیمہ کے نزدیک دس آدمی تک شریک ہو سکتے ہیں۔ بکری میں کوئی شریک نہیں ہو سکتا۔ اس پر اجماع ہے۔ تمتع میں بکری کی بھی قربانی درست ہے کیونکہ قرآن میں فما استیسر من الہدی عام ہے شامل ہے بکری کو بھی۔ اور بعضوں نے اس کو اونٹ اور گائے سے خاص کیا ہے ۱۲ منہ [3] حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما سے تمتع کی کراہت منقول ہے لیکن ان کا قول احادیث صحیحہ اور نص قرآن کے برخلاف ہے اس لئے ترک کیا گیا اور کسی نے اس پر عمل نہیں کیا جب حضرت عمر رض کی رائے جو خلفائے راشدین میں سے ہیں حدیث کے خلاف مقبول نہ ہو تو اور مجتہد اور مولوی کس شمار میں ہیں ان کا فتویٰ حدیث کے خلاف محض لغو اور لوچ ہے ۱۲ منہ [4] حج مبرور وہ حج ہے جو پروردگار کی بارگاہ میں مقبول ہو جائے۔ بعضوں نے کہا جس کے بعد حاجی گناہوں سے باز آ جائے۔ ہم نے مبرور کا ترجمہ مبارک کیا ہے ۱۲ منہ [5] یعنی تمتع سنت ہے ابو جمرہ نے تمتع کیا اور خواب میں اس تمتع کی مقبولیت کا اعلان ہوا تو ابن عباس رض کو

باب ۱۰۶۵ رُكُوبِ الْبُدْنِ لِقَوْلِهٖ وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ لَكُمْ فِيْهَا خَيْرٌ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا صَوَآفَّ فَاِذَا وَجَبَتْ جُنُوْبُهَا فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ كَذٰلِكَ سَخَّرْنٰهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ كَذٰلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِيْنَ قَالَ مُجَاهِدٌ سُمِّيَتِ الْبُدْنَ لِبُدْنِهَا وَالْقَانِعُ السَّآئِلُ وَالْمُعْتَرُّ الَّذِيْ يَعْتَرُّ بِالْبُدْنِ مِنْ غَنِيٍّ اَوْ فَقِيْرٍ وَّشَعَآئِرُ اسْتِعْظَامُ الْبُدْنِ وَاسْتِحْسَانُهَا وَالْعَتِيْقُ عِتْقُهٗ مِنَ الْجَبَابِرَةِ وَيُقَالُ وَجَبَتْ سَقَطَتْ اِلَى الْاَرْضِ وَمِنْهُ وَجَبَتِ الشَّمْسُ۔

باب قربانی کے جانور (اونٹ یا گائے) پر سوار ہونا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا ——— بَشِّرِ الْمُحْسِنِيْنَ۔ اور قربانیوں کو ہم نے اللہ کی نشانی مقرر کی ہے۔ ان میں تمہاری بھلائی ہے۔[1] ان کی قطار باندھ کر (نحر کرتے وقت) اللہ کا نام لو۔ جب وہ کروٹ پر گر پڑیں، تو ان میں سے کھاؤ اور صبر کرنے والے اور مانگنے والے دونوں طرح کے فقیروں کو کھلاؤ۔ ہم نے ان جانوروں کو تمہارے قبضے میں دے دیا ہے۔ اس لئے کہ تم شکر کرو۔ اللہ تعالیٰ کو ان کا خون اور گوشت نہیں پہنچتا بلکہ تمہاری پرہیزگاری اس کو پہنچتی ہے ہم نے اسی طرح ان جانوروں کو تمہارے لئے مسخر کر دیا ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے جو تم کو راستہ بتلایا اس پر اللہ کی بڑائی کرو۔ اے پیغمبر! نیکوں کو خوشخبری دے۔

مجاہد کہتے ہیں۔ بُدن اس واسطے کہتے ہیں کہ وہ موٹے تازے ہوتے ہیں۔ اور قانع (فقیر) مانگنے والا۔ معتر وہ فقیر جو گوشت کے لئے مالدار اور محتاج کے پاس گھومتا پھرے۔ شعائر۔ نشانی اللہ کی (قربانیوں کے لئے اس لئے آیا ہے کہ) ان کا موٹا، تروتازہ اور خوبصورت کرنا ہے۔ (اسی سورہ حج میں) عتیق (بیت العتیق میں) سے مراد یہ ہے کہ ظالم بادشاہوں کا زور اس گھر پر نہیں چلتا۔ اور وجبت کا معنی سقطت یعنی زمین پر وہ قربانیاں گر پڑیں۔ وجبت الشمس۔ لوگ اس معنی میں بولتے ہیں جب سورج گر جائے یعنی غروب ہو جائے۔

۱۵۸۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى رَجُلًا يَّسُوْقُ بَدَنَةً فَقَالَ ارْكَبْهَا فَقَالَ اِنَّهَا

(از عبداللہ بن یوسف از مالک از ابوالزناد از اعرج) ابوہریرہؓ فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ قربانی کا اونٹ ہانک رہا تھا (یعنی خود پیدل چل رہا تھا) آپؐ نے فرمایا! اس پر سوار ہو جا۔ اس نے کہا۔ یہ قربانی کا جانور ہے۔ آپؐ نے فرمایا اس

---

[1] اس آیت میں یہ جو فرمایا ان میں تمہاری بہتری ہے یعنی تمہارا فائدہ ہے ان کا دودھ پی سکتے ہو ان پر سواری کر سکتے ہو ۱۲ منہ

بَدَنَةٌ فَقَالَ ارْكَبْهَا قَالَ إِنَّهَا بَدَنَةٌ قَالَ ارْكَبْهَا وَيْلَكَ فِي الثَّالِثَةِ أَوْ فِي الثَّانِيَةِ۔

۱۵۸۶۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ وَشُعْبَةُ قَالَا حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى رَجُلًا يَسُوقُ بَدَنَةً فَقَالَ ارْكَبْهَا قَالَ إِنَّهَا بَدَنَةٌ قَالَ ارْكَبْهَا ثَلَاثًا

بَاب ۱۰۶۶ مَنْ سَاقَ الْبُدْنَ مَعَهُ

۱۵۸۷۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ تَمَتَّعَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ وَأَهْدَى فَسَاقَ مَعَهُ الْهَدْيَ مِنْ ذِي الْحُلَيْفَةِ وَبَدَأَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَهَلَّ بِالْعُمْرَةِ ثُمَّ أَهَلَّ بِالْحَجِّ فَتَمَتَّعَ النَّاسُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ فَكَانَ مِنَ النَّاسِ مَنْ أَهْدَى فَسَاقَ الْهَدْيَ وَمِنْهُمْ مَنْ لَمْ يُهْدِ فَلَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ قَالَ لِلنَّاسِ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ أَهْدَى فَإِنَّهُ لَا يَحِلُّ لِشَيْءٍ حَرُمَ مِنْهُ حَتَّى يَقْضِيَ حَجَّهُ وَمَنْ لَمْ يَكُنْ مِنْكُمْ أَهْدَى فَلْيَطُفْ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَلْيُقَصِّرْ وَلْيَحْلِلْ ثُمَّ لِيُهِلَّ بِالْحَجِّ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ هَدْيًا فَلْيَصُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةً إِذَا رَجَعَ إِلَى أَهْلِهِ فَطَافَ حِينَ قَدِمَ مَكَّةَ وَاسْتَلَمَ

پر سوار ہو جا۔ اس شخص نے (دوبارہ) کہا یہ قربانی کا جانور ہے آپ نے فرمایا کم بخت[1] اس پر سوار ہو جا۔ تیسری یا دوسری بار یوں فرمایا۔

(از مسلم بن ابراہیم از ہشام و شعبہ از قتادہ) حضرت انس سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا جو قربانی کا اونٹ ہانکے جا رہا تھا۔ آپ نے فرمایا۔ اس پر سوار ہو جا، اس نے کہا یہ تو قربانی کا جانور ہے۔ آپ نے فرمایا۔ اس پر سوار ہو جا۔ اس نے کہا یہ تو قربانی کا جانور ہے۔ آپ نے فرمایا سوار ہو جا۔ تین بار یہی فرمایا۔

باب قربانی کا جانور اپنے ساتھ لے جانا۔

(از یحیی بن بکیر از لیث از عقیل از ابن شہاب از سالم بن عبداللہ) حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں تمتع کیا۔ یعنی عمرہ کر کے پھر حج کیا اور آپ ذوالحلیفہ سے اپنے ساتھ قربانی کا جانور لے گئے تھے۔ ابتداءً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کی آپ نے عمرے کا احرام پکارا۔ پھر حج کا احرام پکارا۔ چنانچہ لوگوں نے بھی آپ کے ساتھ تمتع کیا یعنی عمرہ کر کے حج کیا۔ اب لوگوں میں دو طرح کی صورتیں تھیں۔ بعض تو قربانی کا جانور ساتھ لے چلے تھے اور بعض قربانی اپنے ساتھ نہیں لائے تھے۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں پہنچے تو آپ نے لوگوں سے فرمایا۔ جو شخص تم میں قربانی ساتھ لایا ہو وہ بحالت احرام کی ممنوع چیزوں سے حج پورا کرنے تک پرہیز رکھے۔ البتہ جو لوگ قربانی ساتھ نہیں لائے تو بیت اللہ کا طواف اور صفا و مروہ میں سعی کر کے بال کترائے اور احرام کھول ڈالیں پھر (ساتویں اور آٹھویں ذوالحجہ) حج کا احرام باندھیں جس کو قربانی کی توفیق نہ ہو، وہ تین روزے ایام حج میں رکھے[2] اور سات روزے جب اپنے گھر واپس جائے۔ غرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں تشریف لائے تو سب سے پہلا کام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا طواف کرنا اور حجر اسود کو بوسہ دینا تھا۔ طواف

---

[1] جب اس نے باوجود آپ کے حکم دینے کے ہدی کے جانور پر سواری نہ کی تو آپ نے زجر سے فرمایا اے کمبخت سوار ہو جا لفظی ترجمہ یوں ہے تیری خرابی ہو سوار ہو جا ۱۲ منہ

[2] یعنی ساتویں، آٹھویں، نویں کو یا چھٹی ساتویں آٹھویں کو ۱۲ منہ

الرُّكْنَ اَوَّلَ شَيْءٍ ثُمَّ خَبَّ ثَلٰثَةَ اَطْوَافٍ وَّمَشٰى اَرْبَعًا فَرَكَعَ حِيْنَ قَضٰى طَوَافَهٗ بِالْبَيْتِ عِنْدَ الْمَقَامِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ فَانْصَرَفَ فَاَتَى الصَّفَا فَطَافَ بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ سَبْعَةَ اَطْوَافٍ ثُمَّ لَمْ يَحْلِلْ مِنْ شَيْءٍ حَرُمَ مِنْهُ حَتّٰى قَضٰى حَجَّهٗ وَنَحَرَ هَدْيَهٗ يَوْمَ النَّحْرِ وَاَفَاضَ فَطَافَ بِالْبَيْتِ ثُمَّ حَلَّ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ حَرُمَ مِنْهُ وَفَعَلَ مِثْلَ مَا فَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَهْدٰى وَسَاقَ الْهَدْيَ مِنَ النَّاسِ وَعَنْ عُرْوَةَ اَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَخْبَرَتْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ تَمَتُّعِهٖ بِالْعُمْرَةِ اِلَى الْحَجِّ فَتَمَتَّعَ النَّاسُ مَعَهٗ بِمِثْلِ الَّذِيْ اَخْبَرَنِيْ سَالِمٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

میں پہلے تین پھیروں میں دوڑ کر چلے[1] اور چار پھیروں میں حسب عادت۔ طواف کے بعد دو رکعتیں بیت اللہ کے پاس مقام ابراہیم میں پڑھیں پھر سلام پھیرا اور فارغ ہو کر صفا پہاڑ پر تشریف لے گئے۔ وہاں صفا و مروہ کے سات پھیرے کئے۔ پھر جتنی چیزوں سے پرہیز تھا، ان سے حج پورا کرنے تک پرہیز کرتے رہے۔ ذوالحجہ کی دسویں تاریخ کو قربانی ذبح کی اور لوٹ کر مکہ میں آئے بیت اللہ کا طواف کیا۔ اب جتنی چیزوں سے بحالت احرام پرہیز تھا ان کا پرہیز چھوڑ دیا اور جو لوگ قربانی ساتھ لائے تھے انہوں نے بھی وہی کیا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا۔

ابن شہاب نے اسی اسناد سے بحوالہ عروہ از حضرت عائشہؓ روایت کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تمتع کیا یعنی عمرہ کر کے حج کیا اور لوگوں نے بھی آپ کے ساتھ تمتع کیا۔ اور اسی طرح حدیث بیان کی جس طرح سالم نے بحوالہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا

بَابٌ ۱۰۶۷ مَنِ اشْتَرَى الْهَدْيَ مِنَ الطَّرِيْقِ۔

باب حج کو جاتے ہوئے راستے میں قربانی کا جانور خریدنا

۱۵۸۸۔ حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ نَّافِعٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ لِاَبِيْهِ اَقِمْ فَاِنِّيْ لَا اٰمَنُهَا اَنْ سَتُصَدَّ عَنِ الْبَيْتِ قَالَ اِذًا اَفْعَلَ كَمَا فَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ قَالَ اللّٰهُ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فَاَنَا اُشْهِدُكُمْ اَنِّيْ قَدْ اَوْجَبْتُ عَلٰى نَفْسِي الْعُمْرَةَ فَاَهَلَّ بِالْعُمْرَةِ

(از ابوالنعمان از حماد از ایوب از نافع) عبداللہ بن عبداللہ بن عمرؓ نے اپنے والد (عبداللہ بن عمرؓ) سے کہا آپ اس سال ٹھہر جائیے[2] (حج کو نہ جائیے) مجھے ڈر ہے کہیں کعبے میں جانے سے آپ کو روکا نہ جائے۔ آپ (عبداللہ ابن عمرؓ) نے فرمایا۔ اگر ایسا ہوا تو میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح کروں گا۔ اللہ تعالیٰ نے تو فرمایا ہے لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ رسول اللہ بہترین نمونہ ہیں۔ میں تمہیں گواہ بناتا ہوں۔ میں نے اپنے اوپر عمرہ واجب کر لیا۔ پھر انہوں نے عمرہ کا احرام[3] باندھا۔

---

[1] یعنی اکڑ کر مونڈھوں کو ہلاتے ہوئے جس کو رمل کہتے ہیں یہ اس واسطے کیا کہ مکہ کے مشرکوں نے مسلمانوں کی نسبت ایک وقت یہ خیال کیا تھا کہ مدینہ کے بخار سے وہ ناتواں ہو گئے ہیں تو پہلی بار یہ فعل ان کا خیال غلط کرنے کے لئے کیا گیا تھا پھر ہمیشہ یہی سنت قائم رہی ۱۲ منہ [2] ہوا یہ تھا کہ اس سال حجاج بن یوسف نے عبداللہ بن زبیرؓ پر چڑھائی کی تھی۔ راستہ میں فساد ہو رہا تھا۔ لڑائی پھیل رہی تھی ۱۲ منہ [3] معلوم ہوا کہ میقات سے پہلے بھی احرام باندھ سکتے ہیں ۱۲ منہ

قَالَ ثُمَّ خَرَجَ حَتّٰى اِذَا كَانَ بِالْبَيْدَاءِ اَهَلَّ بِالْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ وَقَالَ مَا شَانُ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ اِلَّا وَاحِدٌ ثُمَّ اشْتَرَى الْهَدْيَ مِنْ قُدَيْدٍ ثُمَّ قَدِمَ فَطَافَ لَهُمَا طَوَافًا وَّاحِدًا فَلَمْ يَحِلَّ حَتّٰى حَلَّ مِنْهُمَا جَمِيْعًا۔

نافع رہ کہتے ہیں حضرت عبداللہ (مدینہ سے) روانہ ہوئے۔ جب بیداؔ[1] میں پہنچے تو حج وعمرہ دونوں کا احرام باندھ لیا اور فرمایا حج اور عمرہ کی ایک ہی بات ہے۔ جب قُدیدؔ میں پہنچے۔ وہاں قربانی کا جانور خرید کیا[2] پھر مکہ میں آئے۔ حج وعمرہ دونوں کے لئے طواف کیا اور احرام اس وقت تک نہ کھولا، جب تک دونوں سے فارغ نہ ہو لئے۔

بَاب ۱۰۶۸ مَنْ اَشْعَرَ وَقَلَّدَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ ثُمَّ اَحْرَمَ وَقَالَ نَافِعٌ كَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اِذَا اَهْدٰى مِنَ الْمَدِيْنَةِ قَلَّدَهٗ وَاَشْعَرَهٗ بِذِي الْحُلَيْفَةِ يَطْعَنُ فِيْ شِقِّ سَنَامِهِ الْاَيْمَنِ بِالشَّفْرَةِ وَوَجْهُهَا قِبَلَ الْقِبْلَةِ بَارِكَةً۔

باب جو شخص ذوالحلیفہ[3] میں پہنچ کر اشعار و تقلید[4] کرے پھر احرام باندھے۔

نافع نے کہا۔ ابن عمرؓ جب مدینے سے اپنے ساتھ قربانی لے جاتے تھے تو ذوالحلیفہ پہنچ کر تقلید کرتے (حسب دستور عرب جوتی وغیرہ کا ہار قربانی کے جانور کے گلے میں ڈالتے تاکہ وہ لوٹا نہ جائے) اور اشعار کرتے یعنی قربانی کے جانور کو قبلہ رو بٹھا کر اس کی کوہان کی دائیں جانب چھری سے ذرا چیر دیتے (تاکہ تھوڑا سا خون بہہ نکلے)

۱۵۸۹۔ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ ابْنِ الزُّبَيْرِ عَنِ الْمِسْوَرِ ابْنِ مَخْرَمَةَ وَمَرْوَانَ قَالَا خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمَدِيْنَةِ فِيْ بِضْعَ عَشْرَةَ مِائَةً مِّنْ اَصْحَابِهٖ حَتّٰى اِذَا كَانُوْا بِذِي الْحُلَيْفَةِ قَلَّدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْهَدْيَ وَاَشْعَرَ وَاَحْرَمَ بِالْعُمْرَةِ۔

(از احمد بن محمد از عبداللہ از معمر از زہری از عروہ ابن زبیر) مِسور بن مخرمہ اور مروان کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ سے ایک ہزار سے زائد صحابہؓ کے ساتھ روانہ ہوئے۔ ذوالحلیفہ میں پہنچے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کے جانور کی تقلید کی اور اشعار کیا اور عمرے کا احرام باندھا

۱۵۹۰۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا اَفْلَحُ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ فَتَلْتُ قَلَائِدَ بُدْنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدَيَّ

(از ابونعیم از افلح از قاسم) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اونٹوں کے ہار اپنے ہاتھ سے بٹے۔ پھر آپؐ نے ان کے گلے میں ڈالے اور اشعار کیا۔

---

[1] بیداء ایک مقام ہے ذوالحلیفہ کے سامنے اور فیض الباری میں جو بیدا کو مزدلفہ میں لکھا ہے یہ صریح غلطی ہے عبداللہ بن عمر تو مدینہ سے چلے تھے مزدلفہ میں کہاں سے آگئے ۱۲ منہ [2] قدید ایک مقام کا نام ہے جو مکہ اور مدینہ کے بیچ میں ہے ذوالحلیفہ سے تین منزل آگے ۱۲ منہ [3] ذوالحلیفہ ایک مقام ہے مدینہ سے چھ میل پر۔ وہی اہل مدینہ کا میقات ہے ۱۲ منہ [4] تقلید کہتے ہیں قربانی کے جانور کے گلے میں ہار بنا کر ڈالنا یہ عرب کے ملک میں نشان تھا ہدی کا ایسے جانور کو عرب لوگ نہ لوٹتے نہ اس سے متعرض ہوتے اور اشعار کے معنے خود کتاب میں مذکور ہیں یعنی اونٹ کا کوہان داہنی طرف سے ذرا سا چیر کر خون بہا دینا

ثُمَّ قَلَّدَهَا وَأَشْعَرَهَا وَأَهْدَاهَا فَمَا حَرُمَ عَلَيْهِ شَيْءٌ كَانَ أُحِلَّ لَهُ

اور انہیں مکے کی طرف روانہ کیا۔ آپؐ نے کسی حلال چیز سے پرہیز نہیں کیا[۱]۔

باب ۱۰۶۹ فَتْلِ الْقَلَائِدِ لِلْبُدْنِ وَالْبَقَرِ

باب قربانی کے اونٹ اور گایوں کے لئے ہار بٹنا۔

۱۵۹۱۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ قَالَ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ حَفْصَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا شَأْنُ النَّاسِ حَلُّوا وَلَمْ تَحْلِلْ أَنْتَ قَالَ إِنِّي لَبَّدْتُ رَأْسِي وَقَلَّدْتُ هَدْيِي فَلَا أَحِلُّ حَتَّى أُحِلَّ مِنَ الْحَجِّ

(از مسدد از یحیی از عبید اللہ از نافع از ابن عمرؓ) حضرت حفصہ رضؓ فرماتی ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ لوگوں کو کیا ہوا انہوں نے تو احرام کھول ڈالا آپؐ نے احرام نہیں کھولا۔ آپؐ نے فرمایا میں نے اپنے تلبید کی ہے (بالوں کو جما لیا ہے) اور قربانی کو ہار ڈالا ہے۔ میں جب تک حج سے فارغ نہیں ہوں گا احرام نہیں کھول سکتا

۱۵۹۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ وَعَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُهْدِي مِنَ الْمَدِينَةِ فَأَفْتِلُ قَلَائِدَ هَدْيِهِ ثُمَّ لَا يَجْتَنِبُ شَيْئًا مِمَّا يَجْتَنِبُهُ الْمُحْرِمُ

(از عبد اللہ بن یوسف از لیث از ابن شہاب از عروہ اور عمرہ بنت عبد الرحمن) حضرت عائشہ رضؓ فرماتی ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ سے ہدی روانہ کرتے، میں آپ کی قربانی کے جانور کے لئے ہار بٹتی[۲]۔ آپؐ ان باتوں سے پرہیز نہ کرتے جن سے احرام والا پرہیز کرتا ہے

باب ۱۰۷۰ إِشْعَارِ الْبُدْنِ وَ

باب قربانی کے جانور کا اشعار کرنا۔

وَقَالَ عُرْوَةُ عَنِ الْمِسْوَرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَلَّدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْهَدْيَ وَأَشْعَرَهُ وَأَحْرَمَ بِالْعُمْرَةِ

عروہ نے مسور سے نقل کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کے جانوروں کے ہار ڈالے اور ان کا اشعار کیا اور عمرے کا احرام باندھا

۱۵۹۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا أَفْلَحُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ فَتَلْتُ قَلَائِدَ هَدْيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(از عبد اللہ بن مسلمہ از افلح بن حمید از قاسم) حضرت عائشہ رضؓ فرماتی ہیں۔ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قربانی کے جانوروں کے ہار بٹے۔ پھر آپؐ نے ان کا اشعار کیا۔ اور آپؐ نے ان کے گلے میں

[۱] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امیر الحاج حضرت ابوبکرؓ کو بنا کر بھیجا تھا اور قربانی کے جانور بھی ساتھ دیئے تو اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قربانی کا جانور بھیجنے سے کوئی شخص محرم نہیں بن جاتا۔ جب تک احرام کی نیت نہ کرے اسی لئے احرام کے ممنوعات سے آپؐ نے پرہیز نہیں کیا۔ [۲] دونوں حدیثوں میں قربانی کا لفظ ہے وہ عام ہے اونٹ اور گائے دونوں کو شامل ہے تو باب کا مطلب ثابت ہو گیا یعنی قربانی کے اونٹ اور گایوں کے لئے ہار بٹنا ۱۲ منہ

قَلَّدَ اَشْعَرَهَا اَوْ قَلَّدَهَا اَوْ قَلَّدْتُهَا ثُمَّ بَعَثَ بِهَا اِلَى الْبَيْتِ وَاَقَامَ بِالْمَدِيْنَةِ فَمَا حَرُمَ عَلَيْهِ شَيْءٌ كَانَ لَهُ حِلًّا۔

ہار ڈالے یا میں نے ہار ڈالے۔ پھر آپ نے انہیں کعبہ کی طرف روانہ کر دیا اور خود مدینے میں ٹھہرے رہے اور آپ پر کوئی حلال چیز حرام نہ ہوئی

باب ۱۰۷۱ - مَنْ قَلَّدَ الْقَلَائِدَ بِيَدِهٖ

باب جس نے اپنے ہاتھ سے ہار پہنائے (ہار خود بٹے یا تیار کرا کر پہنائے)

۱۵۹۴ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّهَا اَخْبَرَتْهُ اَنَّ زِيَادَ ابْنَ اَبِيْ سُفْيَانَ كَتَبَ اِلٰى عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ مَنْ اَهْدٰى هَدْيًا حَرُمَ عَلَيْهِ مَا يَحْرُمُ عَلَى الْحَاجِّ حَتّٰى يُنْحَرَ هَدْيُهُ قَالَتْ عَمْرَةُ فَقَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا لَيْسَ كَمَا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَنَا فَتَلْتُ قَلَائِدَ هَدْيِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدَيَّ ثُمَّ قَلَّدَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهٖ ثُمَّ بَعَثَ بِهَا مَعَ اَبِيْ فَلَمْ يَحْرُمْ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْءٌ اَحَلَّهُ اللّٰهُ حَتّٰى نُحِرَ الْهَدْيُ۔

(از عبداللہ بن یوسف از مالک از عبداللہ بن ابی بکر بن عمرو ابن حزم) عمرہ بنت عبدالرحمٰن کہتی ہیں کہ (حاکم عراق) زیاد بن سفیان نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو لکھ بھیجا کہ عبداللہ بن عباسؓ یہ کہتے ہیں جو کوئی قربانی کا جانور (بیت اللہ کو) روانہ کرے تو اس پر وہ سب باتیں حرام ہو جاتی ہیں جو حاجی پر حرام ہوتی ہیں عمرہؓ کہتی ہیں حضرت عائشہؓ نے فرمایا۔ عبداللہ بن عباس کا یہ کہنا صحیح نہیں میں نے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قربانی کے جانوروں کے لئے اپنے ہاتھ سے ہار بٹے تھے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے وہ ہار جانوروں کو پہنائے اور میرے والد ابوبکرؓ کے ساتھ بیت اللہ کو روانہ کر دیئے اور آپ پر کوئی من جانب اللہ حلال چیز قربانی کے جانور ذبح کئے جانے تک حرام نہ ہوئی

باب ۱۰۷۲ - تَقْلِيْدِ الْغَنَمِ

باب بکریوں کے گلے میں ہار ڈالنا۔

۱۵۹۵ - حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ اَهْدَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّةً غَنَمًا

(از ابونعیم از اعمش از ابراہیم از اسود) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کے لئے بکریاں (بیت اللہ کو) روانہ کیں[1]

۱۵۹۶ - حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كُنْتُ

(از ابوالنعمان از عبدالواحد از اعمش از ابراہیم از اسود) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بکریوں کے لئے ہار بٹا کرتی تھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بکریوں کے

[1] اس حدیث میں ہار ڈالنے کی صراحت نہیں۔ آگے حدیث میں صراحت ہے ۱۲ عبدالرزاق

اَفْتِلُ الْقَلَائِدَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيُقَلِّدُ الْغَنَمَ وَيُقِيْمُ فِيْ اَهْلِهٖ حَلَالًا۔

گلے میں ہار ڈالتے اور گھر میں بے احرام کی طرح آپ رہتے۔

۱۵۹۷۔ حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ حَدَّثَنَا مَنْصُوْرُ بْنُ الْمُعْتَمِرِ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ اَخْبَرَنَا سُفْيٰنُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كُنْتُ اَفْتِلُ قَلَائِدَ الْغَنَمِ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَبْعَثُ بِهَا ثُمَّ يَمْكُثُ حَلَالًا

(از ابو النعمان از حماد از منصور بن معتمر) دوسری سند (از محمد ابن کثیر از سفیان از منصور از ابراہیم از اسود) حضرت عائشہ رض فرماتی ہیں کہ میں قربانی کی بکریوں کے ہار بٹا کرتی تھی۔ پھر آپ ان بکریوں کو بیت اللہ روانہ کر دیتے اور خود بے احرام رہتے (حلال چیزیں حلال رہتیں)

۱۵۹۸۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ عَنْ عَامِرٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ فَتَلْتُ لِهَدْيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعْنِي الْقَلَائِدَ قَبْلَ اَنْ يُّحْرِمَ

(از ابو نعیم از زکریا از عامر از مسروق) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قربانی کے جانوروں کے ہار بٹے آپ کے احرام باندھنے سے پہلے [1]

بَابٌ ۱۰۷۳ الْقَلَائِدُ مِنَ الْعِهْنِ

باب اون کے ہار بٹنا۔

۱۵۹۹۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا مُعَاذُ ابْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ فَتَلْتُ قَلَائِدَهَا مِنْ عِهْنٍ كَانَ عِنْدِيْ۔

(از عمرو بن علی از معاذ بن معاذ از ابن عون از قاسم) ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میرے پاس کچھ اون تھی۔ میں نے قربانی کے جانوروں کے لئے اس کے ہار تیار کئے

بَابٌ ۱۰۷۴ تَقْلِيْدُ النَّعْلِ

باب جوتی کا ہار بنانا [2]

۱۶۰۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى ابْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى رَجُلًا يَّسُوْقُ بَدَنَةً قَالَ ارْكَبْهَا قَالَ اِنَّهَا بَدَنَةٌ قَالَ ارْكَبْهَا قَالَ

(از محمد از عبد الاعلیٰ از معمر از یحییٰ بن ابی کثیر از عکرمہ) ابو ہریرہ رض فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا وہ قربانی کا اونٹ ہانک رہا تھا۔ آپ نے فرمایا اس پر سوار ہو جا وہ کہنے لگا یہ قربانی کا اونٹ ہے۔ آپ نے فرمایا سوار ہو جا۔ ابو ہریرہ رض کہتے ہیں۔ میں نے اسے دیکھا۔

---

[1] گو اس حدیث میں بکریوں کی صراحت نہیں ہے مگر اگلی روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ قربانی کے جانوروں سے بکریاں ہی مراد ہیں بس باب کی مطابقت ہو گئی ۱۲ منہ [2] اس میں اشارہ ہے کہ ایک جوتی بھی لٹکانا کافی ہے اور رد ہے اس کا جو کم از کم دو جوتیاں لٹکانا ضرور کہتا ہے کہ مستحب یہی ہے کہ دو جوتیاں ڈالے ۱۲ منہ

فَلَقَدْ رَاَيْتُهٗ رَاكِبُهَا يُسَايِرُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّعْلُ فِي عُنُقِهَا تَابَعَهٗ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ

اونٹ پر سوار آپؐ کے ساتھ ساتھ چل رہا تھا - اور جوتی اونٹ کے گلے میں لٹک رہی تھی - محمد بن سلام یا محمد بن مثنیٰ کے ساتھ یہ حدیث محمد بن بشار نے بھی روایت کیا ہے بحوالہ عثمان بن عمرؓ علی بن مبارک، یحییٰ، عکرمہ، ابوہریرہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔

۱۶۰۱ - حَدَّثَنَا عُثْمٰنُ بْنُ عُمَرَ اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيٰى عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -

(از عثمان بن عمر از علی بن المبارک از یحییٰ از عکرمہ) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے -

بَابُ ۱۰۷۵ الْجِلَالِ لِلْبُدْنِ وَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا لَا يَشُقُّ مِنَ الْجِلَالِ اِلَّا مَوْضِعَ السَّنَامِ وَاِذَا نَحَرَهَا نَزَعَ جِلَالَهَا مَخَافَةَ اَنْ يُفْسِدَهَا الدَّمُ ثُمَّ يَتَصَدَّقُ بِهَا

باب اونٹوں کی جھولوں کا بیان - حضرت ابن عمرؓ جھول کو اتنا ہی پھاڑتے کہ کوہان اشعار کے لیے باہر نکل آتا - اور جب اونٹ کو نحر (ذبح) کرتے تو اتار لیتے کہ خون لگ کر خراب نہ ہو - پھر اس جھول کو بھی خیرات کر دیتے[1]

۱۶۰۲ - حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنِ ابْنِ اَبِي نَجِيحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِي لَيْلٰى عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اَمَرَنِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ اَتَصَدَّقَ بِجِلَالِ الْبُدْنِ الَّتِي نُحِرَتْ وَبِجُلُودِهَا

(از قبیصہ از سفیان از ابن ابی نجیح از مجاہد از عبد الرحمٰن بن ابی لیلیٰ) حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا، کہ قربانی کے اونٹ جنہیں میں نے نحر کیا ان کی جھولیں اور کھالیں فقیروں میں خیرات کر دوں

بَابُ ۱۰۷۶ مَنِ اشْتَرٰى هَدْيَهٗ مِنَ الطَّرِيقِ وَقَلَّدَهَا -

باب جس نے راستے میں قربانی کا جانور خریدا اور اسے ہار پہنایا

۱۶۰۳ - حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا اَبُوْ ضَمْرَةَ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ قَالَ اَرَادَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا الْحَجَّ عَامَ حَجَّةِ الْحَرُورِيَّةِ فِي عَهْدِ ابْنِ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا

(از ابراہیم بن منذر از ابوضمرہ از موسیٰ بن عقبہ) نافع رحمہ فرماتے ہیں کہ جس سال عبد اللہ بن زبیرؓ کے عہد خلافت میں[2] حروریہ کے خارجیوں نے حج کا ارادہ کیا اسی سال عبد اللہ بن عمرؓ نے بھی حج کا ارادہ کیا - لوگوں نے ان سے کہا - اس سال لڑائی ہوگی - ہم

---

[1] حالانکہ جھول کا خیرات کرنا کچھ ضرور نہیں مگر ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس چیز کا پھیر لینا مکروہ جانتے جو اللہ کے نام پر نکالی گئی اسی طرح بہتر یہ ہے کہ کھال فقیروں کو دے اور قصائی کی اجرت میں نہ دیوے ۱۲ منہ [2] یہ اس روایت کے خلاف ہے کہ عبد اللہ بن عمرؓ اس سال حج کو نکلے جس سال حجاج بن یوسف نے عبد اللہ بن زبیرؓ پر چڑھائی کی تھی کیونکہ حجاج کی چڑھائی ۷۳ھ ہجری میں ہوئی اور حروریہ کے خارجیوں نے ۶۸ھ ہجری میں حج کیا تھا - تو احتمال ہے کہ عبد اللہ نے دونوں سالوں میں حج کیا ہوگا یا حجاج ظالم کے لوگوں کو بھی راوی نے حروریہ کا خارجی کہا کیونکہ حجاج بھی ان حروریہ خارجیوں کا ہم عقیدہ اور ہم مشرب تھا - اور انہی کی طرح ظالم اور سفاک اور خلیفۂ وقت کا مخالف اور دشمن تھا ۱۲ منہ -

فَقِيْلَ لَهٗ اِنَّ النَّاسَ كَائِنٌ بَيْنَهُمْ قِتَالٌ وَّنَخَافُ اَنْ يَّصُدُّوْكَ فَقَالَ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ اِذًا اَصْنَعَ كَمَا صَنَعَ اُشْهِدُكُمْ اَنِّيْ اَوْجَبْتُ عُمْرَةً حَتّٰى كَانَ بِظَاهِرِ الْبَيْدَآءِ قَالَ مَاشَاْنُ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ اِلَّا وَاحِدٌ اُشْهِدُكُمْ اَنِّيْ جَمَعْتُ حَجَّةً مَّعَ عُمْرَةٍ وَّاَهْدٰى هَدْيًا مُّقَلَّدًا اشْتَرَاهُ حَتّٰى قَدِمَ فَطَافَ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَلَمْ يَزِدْ عَلٰى ذٰلِكَ وَلَمْ يَحْلِلْ مِنْ شَيْءٍ حَرُمَ مِنْهُ حَتّٰى يَوْمِ النَّحْرِ فَحَلَقَ وَنَحَرَ وَرَاٰى اَنْ قَدْ قَضٰى طَوَافَهُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ بِطَوَافِهِ الْاَوَّلِ ثُمَّ قَالَ كَذٰلِكَ صَنَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ڈرتے ہیں وہ آپ کو روک دیں گے۔ انہوں نے یہ آیت پڑھی۔ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (تمہارے لئے اللہ کے رسول میں بہترین نمونہ ہے) فرمایا میں بھی ویسے کروں گا جیسے حضور نے کیا تھا۔ ایسے موقعے پر[1] میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اپنی ذات پر عمرہ واجب کرلیا ہے۔ جب بیداء کے میدان میں پہنچے تو فرمایا کہ حج اور عمرہ دونوں یکساں ہیں۔ میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے حج وعمرہ کی اکٹھی نیت کرلی ہے۔ آپ نے قربانی کا جانور ساتھ لیا۔ راستے میں اسے خریدا تھا اس کے گلے میں ہار پڑا ہوا تھا۔ جب بیت اللہ پہنچے تو طواف کیا صفا و مروہ میں سعی فرمائی۔ اس سے زیادہ کچھ نہ کیا۔ ممنوع چیزوں سے پرہیز رکھا۔ دسویں تاریخ سر منڈایا اور نحر کیا۔ نیز یہ خیال کیا کہ طواف قدوم یعنی پہلا طواف حج وعمرہ کیلئے کافی تھا[2] پھر کہنے لگے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ایسا ہی کیا تھا

بَابٌ ۱۰۷۷ ذَبْحِ الرَّجُلِ الْبَقَرَ عَنْ نِّسَآئِهٖ مِنْ غَيْرِ اَمْرِهِنَّ۔

باب اپنی بیویوں کی طرف سے ان کی اجازت کے بغیر گائے ذبح کرنا

۱۶۰۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ يَّحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَتْ سَمِعْتُ عَائِشَةَ رض تَقُوْلُ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِخَمْسٍ بَقِيْنَ مِنْ ذِي الْقَعْدَةِ وَلَا نُرٰى اِلَّا الْحَجَّ فَلَمَّا دَنَوْنَا مِنْ مَّكَّةَ اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَّمْ يَكُنْ مَّعَهٗ هَدْيٌ اِذَا طَافَ وَسَعٰى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ اَنْ يَّحِلَّ قَالَتْ فَدُخِلَ عَلَيْنَا يَوْمَ النَّحْرِ بِلَحْمِ بَقَرٍ فَقُلْتُ مَا هٰذَا قَالَ نَحَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ اَزْوَاجِهٖ قَالَ يَحْيٰى فَذَكَرْتُهٗ لِلْقَاسِمِ فَقَالَ اَتَتْكَ بِالْحَدِيْثِ

(از عبد اللہ بن یوسف از مالک از یحییٰ بن سعید از عمرہ بنت عبد الرحمن) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ذی قعدہ ختم ہونے سے پانچ دن پہلے (مدینے سے) روانہ ہوئے ہمارا ارادہ حج کرنے کا تھا[3]۔ جب مکے کے قریب پہنچے، جن لوگوں کے ساتھ قربانی نہ تھی، انہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ طواف بیت اللہ اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کرکے احرام کھول دیں۔ حضرت عائشہ رض فرماتی ہیں کہ عید قربان کے دن لوگ گائے کا گوشت لے کر ہمارے پاس آئے میں نے پوچھا۔ یہ گوشت کیسا ہے؟ انہوں نے کہا آنحضرت ص نے اپنی ازواج مطہرات کی جانب سے گائے ذبح کی ہے[4]۔ یحییٰ فرماتے ہیں کہ میں نے عمرہ کی حدیث قاسم

---

[1] یعنی جب آپ کو مشرکوں نے حدیبیہ میں روک دیا تھا عمرہ نہ کرنے دیا تھا یہ قصہ مشہور ہے ۱۲ منہ [2] اس کی بحث اوپر باب طواف القارن میں گذر چکی ہے ۱۲ منہ [3] کیونکہ جاہلیت کے زمانہ میں حج کے مہینوں میں عمرہ کرنا برا سمجھتے تھے ۱۲ منہ [4] یہاں یہ اعتراض ہوا ہے کہ ترجمہ باب میں تو گائے کا ذبح کرنا مذکور ہے اور حدیث میں نحر کا لفظ ہے تو حدیث باب سے مطابق نہیں ہوئی اور اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث میں نحر سے ذبح مراد ہے چنانچہ اس حدیث کے دوسرے طریق میں جو آگے مذکور ہوگا ذبح ہی کا لفظ ہے اور گائے کا نحر

عَلٰی وَجْهِهٖ۔

سے بیان کی۔ انہوں نے کہا یہ حدیث بالکل صحیح بیان کی

بَابٌ ۱۰۷۸ النَّحْرِ فِي مَنْحَرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِنًى۔

باب جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منٰی میں نحر کیا، وہاں نحر کرنا[51]

۱۶۰۵۔ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ سَمِعَ خَالِدَ بْنَ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ رض كَانَ يَنْحَرُ فِي الْمَنْحَرِ قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ مَنْحَرِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

(از اسحاق بن ابراہیم از خالد بن حارث از عبید اللہ بن عمرؓ) نافع رض فرماتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ اس مقام میں نحر کرتے تھے عبید اللہؓ نے کہا جہاں آنحضرتؐ نحر کرتے تھے (وہیں نحر کرتے تھے)

۱۶۰۶۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رض كَانَ يَبْعَثُ بِهَدْيِهٖ مِنْ جَمْعٍ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ حَتّٰى يُدْخَلَ بِهٖ مَنْحَرُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ حُجَّاجٍ فِيهِمُ الْحُرُّ وَالْمَمْلُوكُ۔

(از ابراہیم بن منذر از انس بن عیاض از موسیٰ بن عقبہ) نافعؒ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عمرؓ اپنے قربانی کے جانوروں کو مزدلفہ سے رات کے آخری حصہ میں منٰی کی طرف بھجوا دیتے یہ قربانیاں آزاد اور غلام دونوں قسم کے حجاج منحر نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں لے جاتے[52]۔

بَابٌ ۱۰۷۹ مَنْ نَحَرَ بِيَدِهٖ

باب اپنے ہاتھ سے نحر کرنا[53]۔

۱۶۰۷۔ حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ بَكَّارٍ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ وَذَكَرَ الْحَدِيثَ قَالَ وَنَحَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهٖ سَبْعَ بُدْنٍ قِيَامًا وَضَحّٰى بِالْمَدِينَةِ كَبْشَيْنِ أَمْلَحَيْنِ أَقْرَنَيْنِ مُخْتَصَرًا

(از سہل بن بکار از وہیب از ایوب از ابو قلابہ) حضرت انس رضؓ نے مختصر طور سے حدیث بیان کی اور کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سات اونٹوں کو کھڑا کر کے اپنے ہاتھ سے نحر کیا۔ اور مدینہ میں دو املح چتکبرے سینگ دار مینڈھے قربانی کئے۔

بَابٌ ۱۰۸۰ نَحْرِ الْإِبِلِ مُقَيَّدَةً

باب اونٹ کو باندھ کر نحر کرنا

۱۶۰۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ يُونُسَ عَنْ زِيَادِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ رَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَتٰى

(از عبد اللہ بن مسلمہ از یزید بن زریع از یونس) زیاد بن جبیر کہتے ہیں میں نے ابن عمرؓ کو دیکھا آپ ایک شخص کے پاس آئے جس نے نحر کرنے کے لئے اپنا اونٹ بٹھایا تھا۔ حضرت ابن عمر رضؓ

---

[51] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نحر کا مقام منٰی میں جمرہ عقبہ کے قریب مسجد خیف کے پاس تھا ہر چند سارے منٰی میں کہیں بھی نحر کرنا درست ہے مگر عبد اللہ بن عمر رضؓ کو اتباع سنت میں بڑا اشد تھا وہ ڈھونڈھ کر انہی مقاموں میں نماز پڑھا کرتے تھے جہاں آنحضرت صلعم نے پڑھی تھی جیسے اوپر گذر چکا ہے اسی طرح نحر بھی اسی مقام میں کرتے جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نحر کیا تھا ۱۲ منہ [52] اس کا مطلب یہ ہے کہ قربانیاں لے جانے کے لئے کچھ آزاد لوگوں کی تخصیص نہ تھی بلکہ غلام بھی لے جاتے ۱۲ منہ [53] مستحب یہی ہے کہ آدمی اپنی قربانی اپنے ہاتھ سے نحر یا ذبح کرے اگر کوئی عذر ہو یا ناواقف ہوں تو دوسرا بھی کوئی نحر کر سکتا ہے ۱۲ منہ [54] منحر نبی ص جہاں آنحضرتؐ نحر کرتے تھے۔

مَلِيَ رَجُلٍ قَدْ اَنَاخَ بَدَنَتَهُ يَنْحَرُهَا قَالَ ابْعَثْهَا قِيَامًا مُقَيَّدَةً سُنَّةَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ شُعْبَةُ عَنْ يُونُسَ اَخْبَرَنِي زِيَادٌ۔

نے فرمایا اسے کھڑا کر اور پاؤں باندھ دے۔ پھر فرمایا۔ یہی سنت نبوی ہے۔

شعبہ نے جو روایت یونسؒ سے کی ہے اس میں بجائے عن یونس عن زیاد بن جبیر کے یہ الفاظ ہیں عن یونس اخبرنی زیاد ہے۔ (یعنی بجائے عن زیاد اخبرنی زیاد ہے جس میں سماع کی صراحت ہے)

بَاب ۱۰۸۱ نَحْرِ الْبُدْنِ قَائِمَةً

وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا سُنَّةَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا صَوَآفَّ قِيَامًا۔

باب اونٹوں کو کھڑا کر کے نحر کرنا۔

ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت یہی ہے۔ ابن عباسؓ کہتے ہیں۔ سورہ حج میں صواف کا لفظ قیام کھڑے ہونے کا معنیٰ دیتا ہے۔

۱۶۰۹۔ حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ بَكَّارٍ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ اَيُّوبَ عَنْ اَبِي قِلَابَةَ عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ بِالْمَدِينَةِ اَرْبَعًا وَالْعَصْرَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ رَكْعَتَيْنِ فَبَاتَ بِهَا فَلَمَّا اَصْبَحَ رَكِبَ رَاحِلَتَهُ فَجَعَلَ يُهَلِّلُ وَيُسَبِّحُ فَلَمَّا عَلَا عَلَى الْبَيْدَاءِ لَبَّى بِهِمَا جَمِيعًا فَلَمَّا دَخَلَ مَكَّةَ اَمَرَهُمْ اَنْ يَحِلُّوا وَنَحَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ سَبْعَ بُدْنٍ قِيَامًا وَضَحَّى بِالْمَدِينَةِ كَبْشَيْنِ اَمْلَحَيْنِ اَقْرَنَيْنِ۔

(از سہل بن بکار از وہیب از ایوب از ابوقلابہ) حضرت انسؓ فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز مدینہ میں چار رکعات پڑھیں اور ذوالحلیفہ میں عصر کی دو رکعتیں (یعنی قصر کیا) رات کو وہیں قیام کیا۔ صبح اونٹنی پر سوار ہو کر تہلیل (لا الٰہ الا اللّٰہ) تسبیح (سُبحان اللّٰہ) کرنے لگے۔ جب بیداء میں پہنچے تو حج و عمرہ دونوں کے لئے تلبیہ کہا (لبیک پکارا) جب مکے میں پہنچے تو لوگوں کو حکم دیا کہ (عمرہ کر کے) احرام کھول دیں۔ اور آنحضرت نے سات اونٹ کھڑے کر کے اپنے دستِ مبارک سے نحر کئے اور مدینہ میں دو املح چتکبرے سینگ دار مینڈھے ذبح کئے۔

۱۶۱۰۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيلُ عَنْ اَيُّوبَ عَنْ اَبِي قِلَابَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ بِالْمَدِينَةِ اَرْبَعًا وَالْعَصْرَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ

(از مسدد از اسمٰعیل از ایوب از ابوقلابہ) حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں ظہر کی چار رکعتیں ادا کیں اور ذوالحلیفہ میں عصر کی دو رکعتیں۔ ایوب نے ایک مجہول الاسم سے روایت کی۔ انہوں نے

لہ معلوم ہوا اونٹ کو کھڑا کر کے نحر کرنا افضل ہے اور حنفیہ نے کھڑا اور بیٹھا دونوں طرح نحر کرنا برابر رکھا ہے اور اس حدیث سے ان کا رد ہوتا ہے کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو ابن عمرؓ اس شخص پر انکار نہ کرتے اس شخص کا نام معلوم نہیں ہوا ۱۲ منہ سلہ یہ شخص مجہول ہے مگر امام بخاری نے متابعت کے طور پر اس سند کو ذکر کیا تو اس کے مجہول ہونے میں قباحت نہیں بعضوں نے کہا یہ شخص ابوقلابہ ہیں واللہ اعلم ۱۲ مغ

رَكْعَتَيْنِ وَعَنْ اَيُّوْبَ عَنْ رَّجُلٍ عَنْ اَنَسٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ثُمَّ بَاتَ حَتّٰى اَصْبَحَ فَصَلَّى الصُّبْحَ ثُمَّ رَكِبَ رَاحِلَتَهٗ حَتّٰى اِذَا اسْتَوَتْ بِهِ الْبَيْدَآءَ اَهَلَّ بِعُمْرَةٍ وَّحَجَّةٍ۔

انس رضی اللہ عنہ سے۔ پھر رات کو آپ وہیں ٹھہرے۔ صبح کو وہیں نماز صبح پڑھی۔ اور اپنی اونٹنی پر سوار ہوئے۔ جب وہ آپؐ کو لے کر بیداء میں پہنچی تو آپؐ نے عمرہ و حج دونوں کا نام لے کر لبیک پکاری۔

باب ۱۰۸۲ لَا يُعْطَى الْجَزَّارُ مِنَ الْهَدْيِ شَيْئًا۔

باب قصاب کو ذبح کرنے کی مزدوری میں قربانی کی کوئی چیز نہ دی جائے[1]

۱۶۱۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ اَخْبَرَنَا سُفْيٰنُ قَالَ اَخْبَرَنِي ابْنُ اَبِيْ نَجِيْحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ اَبِيْ لَيْلٰى عَنْ عَلِيٍّ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَعَثَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُمْتُ عَلَى الْبُدْنِ فَاَمَرَنِيْ فَقَسَمْتُ لُحُوْمَهَا ثُمَّ اَمَرَنِيْ فَقَسَمْتُ جِلَالَهَا وَجُلُوْدَهَا قَالَ سُفْيٰنُ وَحَدَّثَنِيْ عَبْدُ الْكَرِيْمِ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ لَيْلٰى عَنْ عَلِيٍّ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اَمَرَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ اَقُوْمَ عَلَى الْبُدْنِ وَلَا اُعْطِيَ عَلَيْهَا شَيْئًا فِيْ جِزَارَتِهَا۔

(از محمد بن کثیر از سفیان از ابن ابی نجیح از مجاہد از عبدالرحمن بن ابی لیلی) حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بھیجا (حسب حکم) میں قربانی کے اونٹوں کے پاس کھڑا ہوا میں نے ان کا گوشت بانٹا پھر آپؐ نے حکم دیا۔ تو میں نے ان کی جھولیں اور کھالیں بھی تقسیم کر دیں۔

سفیان کہتے ہیں کہ مجھے عبدالکریم نے بحوالہ مجاہد، عبدالرحمن ابن ابی لیلی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا، کہ میں قربانی کے اونٹوں کا بندوبست کروں[2] اور ان میں سے کوئی چیز قصاب کی مزدوری میں نہ دوں۔

باب ۱۰۸۳ يُتَصَدَّقُ بِجُلُوْدِ الْهَدْيِ

باب قربانی کی کھال خیرات کر دی جائے۔

۱۶۱۲۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِي الْحَسَنُ بْنُ مُسْلِمٍ وَّعَبْدُ الْكَرِيْمِ الْجَزَرِيُّ اَنَّ مُجَاهِدًا اَخْبَرَهُمَا اَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ اَبِيْ لَيْلٰى اَخْبَرَهٗ اَنَّ عَلِيًّا رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَخْبَرَهٗ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَهٗ اَنْ يَّقُوْمَ عَلٰى بُدْنِهٖ وَاَنْ يَّقْسِمَ بُدْنَهٗ كُلَّهَا لُحُوْمَهَا وَجُلُوْدَهَا وَجِلَالَهَا وَلَا يُعْطِيَ فِيْ جِزَارَتِهَا شَيْئًا۔

(از مسدد از یحیی از ابن جریج از حسن بن مسلم و عبدالکریم جزری از مجاہد از عبدالرحمن بن ابی لیلی) حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو اپنے قربانی کے اونٹوں کی دیکھ بھال کا حکم دیا اور ان کی سب چیزوں کو تقسیم کرنے کا گوشت، کھال، جھول۔ نیز یہ کہ قصاب کی مزدوری میں قربانی کی کوئی چیز نہ دیں۔

---

[1] جیسے بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ قصائی کو اجرت میں کھال یا اوجڑی یا سری پائے حوالہ کر دیتے ہیں بلکہ اجرت علیحدہ اپنے پاس سے دینا چاہیے البتہ اگر قصاب کو للہ کوئی چیز قربانی میں سے دیں تو اس میں قباحت نہیں ۱۲ منہ [2] یہ وہ اونٹ تھے جو آنحضرتؐ حجۃ الوداع میں قربانی کے لئے گئے تھے۔ دوسری روایت میں ہے کہ یہ سو اونٹ تھے ان میں سے تریسٹھ اونٹوں کو تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے نحر کیا۔ باقی اونٹوں کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپؐ کے حکم سے نحر کر دیا ۱۲ منہ

باب ۱۰۸۴ یَتَصَدَّقُ بِجِلَالِ الْبُدْنِ

۱۶۱۳۔ **حَدَّثَنَا** اَبُوْ نُعَیْمٍ حَدَّثَنَا سَیْفُ بْنُ اَبِیْ سُلَیْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ مُجَاهِدًا یَقُوْلُ حَدَّثَنِی ابْنُ اَبِیْ لَیْلٰی اَنَّ عَلِیًّا رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ حَدَّثَهٗ قَالَ اَهْدَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِائَةَ بَدَنَةٍ فَاَمَرَنِیْ بِلُحُوْمِهَا فَقَسَمْتُهَا ثُمَّ اَمَرَنِیْ بِجِلَالِهَا فَقَسَمْتُهَا ثُمَّ بِجُلُوْدِهَا فَقَسَمْتُهَا

باب قربانی کے جانوروں کی جھولیں خیرات کردی جائیں[1]

(از ابونعیم از سیف بن ابی سلیمان از مجاہد از ابن ابی لیلیٰ) حضرت علیؓ فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سو اونٹ قربان کئے اور مجھے گوشت تقسیم کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ میں نے تقسیم کردیا۔ پھر آنجناب نے ان کے جھول تقسیم کرنے کا حکم دیا میں نے وہ بھی بانٹ دیئے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی کھالیں تقسیم کرنے کا حکم دیا۔ آخر میں نے وہ بھی تقسیم کردیں۔

باب ۱۰۸۵ وَاِذْ بَوَّاْنَا لِاِبْرَاهِیْمَ مَكَانَ الْبَیْتِ اَنْ لَّا تُشْرِكْ بِیْ شَیْئًا وَّطَهِّرْ بَیْتِیَ لِلطَّآئِفِیْنَ وَالْقَآئِمِیْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ وَاَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ یَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰی كُلِّ ضَامِرٍ یَّاْتِیْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ لِّیَشْهَدُوْا مَنَافِعَ لَهُمْ وَیَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِیْۤ اَیَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ عَلٰی مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِیْمَةِ الْاَنْعَامِ فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْبَآئِسَ الْفَقِیْرَ ثُمَّ لْیَقْضُوْا تَفَثَهُمْ وَلْیُوْفُوْا نُذُوْرَهُمْ وَلْیَطَّوَّفُوْا بِالْبَیْتِ الْعَتِیْقِ ذٰلِكَ وَمَنْ یُّعَظِّمْ حُرُمٰتِ اللّٰهِ فَهُوَ خَیْرٌ لَّهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ۔

باب (سورۂ حج میں) اللہ نے فرمایا[2] وَاِذْ بَوَّاْنَا لِاِبْرَاهِیْمَ مَكَانَ الْبَیْتِ اَنْ لَّا تُشْرِكْ بِیْ شَیْئًا وَّطَهِّرْ بَیْتِیَ لِلطَّآئِفِیْنَ وَالْقَآئِمِیْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ وَاَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ یَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰی كُلِّ ضَامِرٍ یَّاْتِیْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ لِّیَشْهَدُوْا مَنَافِعَ لَهُمْ وَیَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِیْۤ اَیَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ عَلٰی مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِیْمَةِ الْاَنْعَامِ فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْبَآئِسَ الْفَقِیْرَ ثُمَّ لْیَقْضُوْا تَفَثَهُمْ وَلْیُوْفُوْا نُذُوْرَهُمْ وَلْیَطَّوَّفُوْا بِالْبَیْتِ الْعَتِیْقِ ذٰلِكَ وَمَنْ یُّعَظِّمْ حُرُمٰتِ اللّٰهِ فَهُوَ خَیْرٌ لَّهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ

(ترجمہ) جب ہم نے ابراہیم کو کعبے کی جگہ بتا دی اور کہہ دیا میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کر اور میرا گھر طواف کرنے والوں اور کھڑے رہنے والوں اور رکوع اور سجدہ کرنے والوں کے لئے پاک و صاف رکھ اور لوگوں میں حج کی منادی کردے وہ پیدل اور دُبلے دُبلے اونٹوں پر سوار ہو کر دُور دراز رستوں سے آئیں تاکہ اپنے فائدوں کو حاصل کریں اور مقرر دنوں میں اللہ کی یاد کریں اُن چوپائے جانوروں پر جو اللہ نے اُن کو دیئے ہیں ان میں سے خود بھی کھائیں اور دُکھیا محتاج کو بھی کھلائیں پھر اپنا میل کچیل دُور کریں اور اپنی نذریں پوری کریں اور پرانے گھر (کعبہ) کا طواف کریں یہ سب اس لئے کہ جو کوئی اللہ کی دی ہوئی چیزوں کی عزت کرے تو اس کو اپنے رب کے پاس بھلائی پہنچے گی۔

---

[1] عینی نے کہا کہ جھولوں کی خیرات کا حکم مستحب ہے ۱۲ منہ [2] اس باب میں امام بخاری نے صرف آیت قرآنی پر اقتصار کیا اور کوئی حدیث بیان نہیں کی شاید ان کی شرط پر اس باب کے مناسب کوئی حدیث اُن کو نہ ملی ہو یا ملی ہو اور لکھنے کا اتفاق نہ ہوا ہو بعضے نسخوں میں اس کے بعد کا باب مذکور نہیں بلکہ یوں عبارت ہے وَمَا یَاْكُلُ مِنَ الْبُدْنِ وَمَا یُتَصَدَّقُ بِهٖ واو عطف کے ساتھ سو جو آگے حدیثیں بیان کی ہیں وہ اسی باب سے متعلق ہوں گی گویا پہلی آیت قرآنی سے ثابت کیا کہ قربانی کے گوشت میں سے خود بھی کھانا درست ہے پھر حدیثوں سے بھی ثابت کیا ۱۲ منہ

باب ۱۰۸۶ مَا يَأْكُلُ مِنَ الْبُدْنِ وَمَا يَتَصَدَّقُ وَقَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا لَا يُؤْكَلُ مِنْ جَزَاءِ الصَّيْدِ وَالنَّذْرِ وَيُؤْكَلُ مِمَّا سِوٰى ذٰلِكَ وَقَالَ عَطَاءٌ يَأْكُلُ وَيُطْعِمُ مِنَ الْمُتْعَةِ۔

باب قربانی کے جانوروں سے کیا کھائیں اور کیا خیرات کریں۔

عبید اللہ نے بحوالہ نافع حضرت ابن عمر سے روایت کیا کہ حرم میں کوئی شکار کرے اور اس کا بدلہ دینا پڑے، تو بدلہ کے جانور اور نذر کے جانور سے کچھ نہ کھایا جائے باقی سب میں سے کھا سکتے ہیں۔ عطاء کہتے ہیں تمتع کی قربانی میں سے کھا سکتے ہیں۔

۱۶۱۴۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ حَدَّثَنَا عَطَاءٌ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُولُ كُنَّا لَا نَأْكُلُ مِنْ لُحُومِ بُدْنِنَا فَوْقَ ثَلٰثِ مِنًى فَرَخَّصَ لَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كُلُوا وَتَزَوَّدُوا فَأَكَلْنَا وَتَزَوَّدْنَا قُلْتُ لِعَطَاءٍ أَقَالَ حَتّٰى جِئْنَا الْمَدِينَةَ قَالَ لَا۔

(از مسدد از یحییٰ از ابن جریج از عطاء) جابر بن عبد اللہ فرماتے ہیں ہم اپنی قربانیوں کے گوشت منیٰ کے تین دنوں کے بعد نہیں کھاتے تھے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اجازت دے دی اور فرمایا کھاؤ، بطور توشہ ساتھ لو۔ ہم نے کھایا، توشہ بنایا۔ ابن جریج کہتے ہیں میں نے عطا سے پوچھا کیا انہوں نے یعنی جابر بن عبد اللہ نے یہ بھی کہا کہ ہم نے کھایا، توشہ بنایا یہاں تک کہ ہم مدینہ پہنچے، تو عطا نے کہا۔ جابر نے یہ نہیں کہا[۲]

۱۶۱۵۔ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ قَالَ حَدَّثَنِي يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَتْنِي عَمْرَةُ قَالَتْ سَمِعْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا تَقُولُ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِخَمْسٍ بَقِينَ مِنْ ذِي الْقَعْدَةِ وَلَا نُرٰى إِلَّا الْحَجَّ حَتّٰى إِذَا دَنَوْنَا مِنْ مَكَّةَ أَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ هَدْيٌ إِذَا طَافَ بِالْبَيْتِ ثُمَّ يَحِلُّ قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَدُخِلَ عَلَيْنَا يَوْمَ النَّحْرِ بِلَحْمِ بَقَرٍ فَقُلْتُ مَا هٰذَا فَقِيلَ ذَبَحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ

(از خالد بن مخلد از سلیمان از یحییٰ از عمرہ) حضرت عائشہؓ فرماتی تھیں کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (مدینے سے) روانہ ہوئے۔ ذی قعدہ کے پانچ دن باقی تھے۔ ہمارا ارادہ صرف حج کا ہی تھا۔ جب ہم مکے کے قریب پہنچے تو حضورؐ نے حکم دیا جس کے ساتھ قربانی ہو وہ طواف (طوافِ بیت اللہ اور سعی صفا و مروہ) کر کے احرام کھول ڈالے۔ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں۔ ہمارے پاس عید قربان کے دن گائے کا گوشت لایا گیا میں نے پوچھا۔ یہ کیسا گوشت ہے؟ تو جواب ملا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ازواج مطہراتؓ کی طرف سے گائے ذبح کی (یہ اس میں سے گوشت ہے)

---

[۱] امام احمد نے فرمایا ہے کہ نفل قربانی اور تمتع اور قران کی قربانی میں سے کھانا درست ہے عینی نے کہا حنفیہ کا بھی یہی قول ہے ۱۲ منہ [۲] یعنی جابرؓ نے یہ نہیں کہا کہ ہم نے مدینہ پہنچنے تک اس گوشت کو توشہ کے طور پر رکھا لیکن مسلم کی روایت میں یوں ہے کہ عطاء نے نہیں کے بدلے ہاں کہا شاید عطاء بھول گئے ہوں پہلے نہیں کہا ہو پھر یاد آیا تو ہاں کہنے لگے۔ اس حدیث سے وہ حدیث منسوخ ہے جس میں تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت رکھنے سے منع فرمایا ہے ۱۲ منہ

اَزْوَاجِهٖ قَالَ يَحْيٰى فَذَكَرْتُ هٰذَا الْحَدِيْثَ لِلْقٰسِمِ فَقَالَ اَتَتْكَ بِالْحَدِيْثِ عَلٰى وَجْهِهٖ۔

یحییٰ کہتے ہیں میں نے یہ حدیث قاسم کے سامنے بیان کی تو کہا عمرہ رضی اللہ عنہا نے بالکل صحیح حدیث بیان کی ہے۔

بَابُ ۱۰۸۷ الذَّبْحِ قَبْلَ الْحَلْقِ

باب سر منڈانے سے پہلے ذبیحہ کرلینا

۱۶۱۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَوْشَبٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ اَخْبَرَنَا مَنْصُوْرٌ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَمَّنْ حَلَقَ قَبْلَ اَنْ يَذْبَحَ وَنَحْوِهٖ فَقَالَ لَا حَرَجَ لَا حَرَجَ۔

(از محمد بن عبد اللہ بن حوشب از ہشیم از منصور از عطاء) ابن عباسؓ فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس شخص کے متعلق پوچھا گیا، جو قربانی سے پہلے سر منڈائے یا اسی طرح کا کوئی کام ذبیحہ کے پہلے یا بعد میں کرلے۔ آپؐ نے فرمایا کوئی حرج نہیں کوئی حرج نہیں

۱۶۱۷۔ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ اَخْبَرَنَا اَبُوْ بَكْرٍ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ رُفَيْعٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ رَجُلٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زُرْتُ قَبْلَ اَنْ اَرْمِيَ قَالَ لَا حَرَجَ قَالَ حَلَقْتُ قَبْلَ اَنْ اَذْبَحَ قَالَ لَا حَرَجَ قَالَ ذَبَحْتُ قَبْلَ اَنْ اَرْمِيَ قَالَ لَا حَرَجَ۔ وَقَالَ عَبْدُ الرَّحِيْمِ الرَّازِيُّ عَنِ ابْنِ خُثَيْمٍ اَخْبَرَنِيْ عَطَاءٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ الْقٰسِمُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنِي ابْنُ خُثَيْمٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ عَفَّانُ اُرَاهُ عَنْ وُهَيْبٍ حَدَّثَنَا ابْنُ خُثَيْمٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ حَمَّادٌ عَنْ قَيْسِ بْنِ سَعْدٍ وَّعَبَّادِ بْنِ مَنْصُوْرٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

(از احمد بن یونس از ابوبکر از عبد العزیز از رفیع از عطاء) ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا میں نے رمی سے پہلے طواف الزیارۃ کرلیا ہے آپؐ نے فرمایا کوئی حرج نہیں۔ اس نے کہا میں نے ذبیحہ سے پہلے سر منڈا لیا آپؐ نے فرمایا کوئی حرج نہیں۔ کہنے لگا میں نے رمی سے پہلے قربانی کرلی۔ آپؐ نے فرمایا کوئی حرج نہیں[1]

عبد الرحیم رازی نے اس حدیث کو ابن خثیم سے روایت کیا بحوالہ عطاء، ابن عباس از آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم[2]

قاسم بن یحییٰ نے بحوالہ ابن خثیم، عطاء، ابن عباس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم[3] سے روایت کیا۔

عفان بن مسلم کہتے ہیں میرے خیال میں وہیب بن خالد سے روایت ہے بحوالہ ابن خثیم، سعید بن جبیر، ابن عباس از نبی صلی اللہ علیہ وسلم[4]

حماد نے بحوالہ قیس بن سعد، عباد بن منصور، از عطاء، از جابرؓ از آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

۱۶۱۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ

(از محمد بن مثنیٰ از عبد الاعلیٰ از خالد از عکرمہ) ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ کسی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ میں نے شام کے بعد رمی کی۔ آپؐ نے فرمایا کوئی حرج نہیں اس نے کہا۔

[1] اس تعلیق کو سمعیلی نے وصل کیا ۱۲ منہ [2] حافظ نے کہا یہ تعلیق مجھ کو موصولاً نہیں ملی ۱۲ منہ [3] اس تعلیق کو امام احمد نے وصل کیا ۱۲ منہ [4] اس کو نسائی اور طحاوی اور اسمعیلی اور ابن حبان نے وصل کیا ۱۲ منہ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَمَيْتُ بَعْدَ مَا أَمْسَيْتُ فَقَالَ لَا حَرَجَ قَالَ حَلَقْتُ قَبْلَ أَنْ أَنْحَرَ قَالَ لَا حَرَجَ

قربانی سے پہلے میں نے سر منڈایا۔ آپؐ نے فرمایا کوئی حرج نہیں [۱]

۱۶۱۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَدِمْتُ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ بِالْبَطْحَاءِ فَقَالَ أَحَجَجْتَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ بِمَا أَهْلَلْتَ قُلْتُ لَبَّيْكَ بِإِهْلَالٍ كَإِهْلَالِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَحْسَنْتَ انْطَلِقْ فَطُفْ بِالْبَيْتِ وَ بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ أَتَيْتُ امْرَأَةً مِنْ نِسَاءِ بَنِي قَيْسٍ فَفَلَتْ رَأْسِي ثُمَّ أَهْلَلْتُ بِالْحَجِّ فَكُنْتُ أُفْتِي بِهِ النَّاسَ حَتَّى خِلَافَةِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَذَكَرْتُهُ لَهُ فَقَالَ إِنْ تَأْخُذْ بِكِتَابِ اللّٰهِ فَإِنَّهُ يَأْمُرُنَا بِالتَّمَامِ وَإِنْ تَأْخُذْ بِسُنَّةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَحِلَّ حَتَّى بَلَغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهُ

(از عبدان از والدش از شعبہ از قیس بن مسلم از طارق ابن شہاب) حضرت ابو موسیٰؓ فرماتے ہیں۔ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ آپ اس وقت بطحاء میں قیام فرما تھے۔ آپؐ نے پوچھا کیا تو نے حج کی نیت کی؟ میں نے کہا ہاں! آپؐ نے فرمایا تو نے لبیک میں کیا پکارا؟ میں نے عرض کیا۔ لَبَّيْكَ بِإِهْلَالٍ كَإِهْلَالِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (یعنی جیسے آنحضرتؐ نے لبیک پکارا اسی طرح میں نے لبیک پکارا)۔ آپؐ نے فرمایا اچھا کیا۔ اب جا۔ بیت اللہ کا طواف کر اور صفا و مروہ کی سعی کر۔ چنانچہ میں نے ایسے ہی کیا اور احرام کھول ڈالا پھر میں بنی قیس کی ایک عورت کے پاس آیا۔ اس نے میرے سر سے جوئیں نکالیں۔ اس کے بعد میں نے حج کا احرام باندھا اور میں لوگوں کو بھی یہی فتویٰ دیتا رہا۔ جب حضرت عمرؓ کی خلافت کا دور آیا۔ تو میں نے ان سے یہ بیان کیا۔ انہوں نے کہا۔ اگر ہم اللہ کی کتاب کے حکم کو لیں تو اس کا یہ حکم ہے کہ حج و عمرہ پورا کریں۔ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو لیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام اس وقت تک نہیں کھولا جب تک قربانی اپنے ٹھکانے نہیں پہنچی (یعنی منیٰ میں ذبح یا نحر کے بعد [۳])

بَاب ۱۰۸۸ مَنْ لَبَّدَ رَأْسَهُ عِنْدَ الْإِحْرَامِ وَحَلَقَ

باب احرام باندھتے وقت بالوں کو جما لینا [۲] احرام کھولتے وقت سر منڈانا۔

۱۶۲۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ حَفْصَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ أَنَّهَا قَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا شَأْنُ النَّاسِ حَلُّوا بِعُمْرَةٍ وَلَمْ تَحْلِلْ أَنْتَ مِنْ عُمْرَتِكَ قَالَ إِنِّي لَبَّدْتُ

(از عبد اللہ بن یوسف از مالک از نافع از ابن عمرؓ) حفصہؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ! لوگوں کو کیا ہوا؟ انہوں نے عمرہ کر کے احرام کھول دیا اور آپؐ نے عمرہ کر کے احرام نہیں کھولا۔ آپؐ نے فرمایا۔ میں نے اپنے بال جما لئے تھے۔ اور قربانی کے گلے میں ہار ڈالے

---

[۱] قسطلانی نے کہا رمی یعنی کنکریاں مارنے کا افضل وقت زوال تک ہے اور غروب آفتاب سے قبل تک بھی عمدہ ہے اور اس کے بعد جائز ہے اور حلق اور قصر اور طواف الزیارۃ کا وقت معین نہیں لیکن یوم النحر سے ان کی تاخیر کرنا مکروہ ہے اور ایام تشریق سے تاخیر کرنا سخت مکروہ ہے غرض یوم النحر کے دن حاجی کو چار کام کرنے ہوتے ہیں رمی، قربانی، حلق یا قصر اور طواف الزیارۃ ان چاروں میں ترتیب سنت ہے لیکن فرض نہیں اگر کوئی کام ایک دوسرے سے آگے پیچھے ہو جائے تو کوئی حرج نہیں جیسے ان حدیثوں سے نکلتا ہے امام مالک اور شافعی اور اسحاق اور امام احمد حنبل کا یہی قول ہے اور ابو حنیفہ کہتے ہیں ان پر دم لازم آئے گا اور اگر قارن ہو تو دو دم لازم آئیں گے ۱۲ منہ [۲] یعنی گوند وغیرہ سے تاکہ گرد و غبار سے محفوظ رہیں اس کو عربی زبان میں تلبید کہتے ہیں ۱۲ منہ [۳] اس سے معلوم ہوا کہ قربانی حلق سے مقدم ہے

رَاْسِیْ وَقَلَّدْتُ هَدْیِیْ فَلَا اَحِلُّ حَتّٰی اَنْحَرَ

تھے۔ میں تو نحر تک احرام نہیں کھول سکتا

بَاب ۱۰۸۹ اَلْحَلْقِ وَالتَّقْصِیْرِ عِنْدَ الْاِحْلَالِ

باب احرام کھولتے وقت سر منڈانا یا بال کترانا

۱۶۲۱- حَدَّثَنَا اَبُو الْیَمَانِ اَخْبَرَنَا شُعَیْبُ بْنُ اَبِیْ حَمْزَةَ قَالَ نَافِعٌ کَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا یَقُوْلُ حَلَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ حَجَّتِهٖ

(از ابوالیمان از شعیب بن ابی حمزہ از نافع) ابن عمرؓ فرماتے تھے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حج میں سر منڈایا

۱۶۲۲- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ یُوْسُفَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُمَّ ارْحَمِ الْمُحَلِّقِیْنَ قَالُوْا وَالْمُقَصِّرِیْنَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اللّٰهُمَّ ارْحَمِ الْمُحَلِّقِیْنَ قَالُوْا وَالْمُقَصِّرِیْنَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ وَالْمُقَصِّرِیْنَ وَقَالَ اللَّیْثُ حَدَّثَنِیْ نَافِعٌ رَحِمَ اللّٰهُ الْمُحَلِّقِیْنَ مَرَّةً اَوْ مَرَّتَیْنِ وَقَالَ عُبَیْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنِیْ نَافِعٌ وَقَالَ فِی الرَّابِعَةِ وَالْمُقَصِّرِیْنَ

(از عبداللہ بن یوسف از مالک از نافع) ابن عمرؓ فرماتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" یا اللہ سر منڈوانے والوں پر رحم کر" لوگوں نے عرض کیا اور بال کتروانے والوں پر بھی یا رسول اللہ آپ نے فرمایا۔ اے اللہ، سر منڈانے والوں پر رحم کر۔ لوگوں نے دوبارہ عرض کیا اور بال کترانے والوں پر بھی یا رسول اللہ آپ نے فرمایا" اور بال کترانے والوں پر بھی" (اے اللہ رحم کر جیسے سر منڈانے والوں پر)
لیث کہتے ہیں مجھ سے نافع نے بیان کیا۔" اللہ سر منڈانے والوں پر رحم کرے" ایک بار یا دو بار یہ فرمایا[1]

عبید اللہ کہتے ہیں کہ مجھ سے نافع نے بیان کیا کہ آپؐ نے چوتھی بار فرمایا اور بال کترانے والوں پر۔

۱۶۲۳- حَدَّثَنَا عَیَّاشُ بْنُ الْوَلِیْدِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَیْلٍ حَدَّثَنَا عُمَارَةُ بْنُ الْقَعْقَاعِ عَنْ اَبِیْ زُرْعَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُحَلِّقِیْنَ قَالُوْا وَلِلْمُقَصِّرِیْنَ قَالَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُحَلِّقِیْنَ قَالُوْا وَلِلْمُقَصِّرِیْنَ قَالَهَا ثَلٰثًا قَالَ وَلِلْمُقَصِّرِیْنَ۔

(از عیاش بن ولید از محمد بن فضیل از عمارہ بن قعقاع از ابوزرعہ) ابو ہریرہؓ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ سر منڈانے والوں کو بخش دے" لوگوں نے عرض کیا اور بال کترانے والوں کو بھی۔ آپ نے فرمایا دوبارہ" اے اللہ سر منڈانے والوں کو بخش دے"، لوگوں نے پھر کہا اور بال کترانے والوں کو بھی"۔ تین بار آپ کی یہی دعا رہی۔ چوتھی بار آپ نے صحابہؓ کے لفظ کو بھی دعا میں شامل کیا یعنی" بال کترانے والوں کو بھی بخش دے"

۱۶۲۴- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ اَسْمَاءَ

(از عبداللہ بن محمد بن اسماء از جویریہ ابن اسماء از نافع)

---

[1] یعنی لیث کو اس میں شک ہے کہ آپ نے سر منڈانے والوں کیلئے ایک بار دعا کی یا دو بار اور اکثر راویوں کا اتفاق امام مالکؒ کی روایت پر ہے کہ آپ نے سر منڈانے والوں کے لئے دو بار دعا کی اور تیسری بار میں بال کترانے والوں کو بھی شریک کر لیا عبید اللہ کی روایت میں ہے کہ چوتھی بار میں بال کترانے والوں کو شریک کیا۔ بہر حال حدیث سے یہ نکلا کہ سر منڈانا بال کترانے سے افضل ہے امام مالک اور امام احمدؒ کہتے ہیں کہ سارا سر منڈائے اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک چوتھائی سر منڈانا کافی ہے۔ اور ابو یوسف کے نزدیک آدھا سر امام شافعی کے نزدیک تین بال منڈانا کافی ہے بعض شافعیہ نے ایک بال منڈانا بھی کافی سمجھا ہے اور عورتوں کو بال کترانا چاہئیں ان کو سر منڈانا منع ہے ۱۲ منہ

حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ بْنُ أَسْمَاءَ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ قَالَ حَلَقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَطَائِفَةٌ مِّنْ أَصْحَابِهِ وَقَصَّرَ بَعْضُهُمْ

عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور کچھ صحابہؓ نے سر منڈایا اور بعض صحابہ نے بال کترائے

۱۶۲۵- حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَاؤُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ قَالَ قَصَّرْتُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِشْقَصٍ

(از ابوعاصم از ابن جریج از حسن بن مسلم از طاؤس از ابن عباسؓ) حضرت معاویہ رضؓ نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بال ایک قینچی سے کترے

بَابٌ ۱۰۹۰ تَقْصِيرِ الْمُتَمَتِّعِ بَعْدَ الْعُمْرَةِ

باب تمتع کرنے والا عمرہ کرکے بال کترائے

۱۶۲۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ حَدَّثَنَا فُضَيْلُ ابْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ أَخْبَرَنِي كُرَيْبٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ أَمَرَ أَصْحَابَهُ أَنْ يَطُوفُوا بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ يَحِلُّوا وَيَحْلِقُوا أَوْ يُقَصِّرُوا

(از محمد بن ابی بکر از فضیل بن سلیمان از موسی بن عقبہ از کریب) ابن عباسؓ نے فرمایا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں تشریف لائے تو آپؐ نے صحابۂ کرام کو حکم دیا کہ بیت اللہ اور صفا و مروہ[۱] کا طواف کرکے احرام کھول ڈالیں اور سر منڈائیں یا بال کترائیں

بَابٌ ۱۰۹۱ الزِّيَارَةِ يَوْمَ النَّحْرِ

باب قربانی کے دن زیارت کرنا۔ (یعنی دسویں ذوالحجہ کو)

وَقَالَ أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ أَخَّرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الزِّيَارَةَ إِلَى اللَّيْلِ وَيُذْكَرُ عَنْ أَبِي حَسَّانٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَزُورُ الْبَيْتَ أَيَّامَ مِنًى وَقَالَ لَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ طَافَ طَوَافًا وَاحِدًا ثُمَّ يَقِيلُ ثُمَّ يَأْتِي

ابوالزبیر نے حضرت عائشہؓ اور ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم طواف الزیارۃ میں اتنی تاخیر کی کہ رات ہوگئی اور بحوالہ ابوحسان[۲] ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم طواف الزیارۃ منیٰ کے ایام میں کرتے تھے

ابونعیم[۳] کہتے ہیں بحوالہ سفیان، عبیداللہ نافع کہ ابن عمرؓ نے طواف الزیارۃ کیا۔ پھر قیلولہ کیا (دوپہر کا آرام نیند) پھر منیٰ کو آئے یعنی دسویں تاریخ۔ ابونعیم کہتے ہیں عبدالرزاق

---

[۱] اس کو ترمذی اور ابوداؤد اور امام احمد نے وصل کیا ہے ۱۲ منہ [۲] ابوحسان کا نام مسلم بن عبداللہ عدوی ہے اس کو طبرانی نے معجم کبیر میں اور بیہقی نے وصل کیا۔ ۱۲ منہ [۳] اس کو اسمٰعیلی نے وصل کیا ۱۲ منہ [۴] جہاں کہیں صفا و مروہ کا طواف آتا ہے وہاں مراد سعی ہوتی ہے

مِنًى يَعْنِي يَوْمَ النَّحْرِ وَرَفَعَهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ۔

نے بحوالہ عبیداللہ اس روایت کو مرفوع کیا

۱۶۲۷۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيعَةَ عَنِ الْأَعْرَجِ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ حَجَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَفَضْنَا يَوْمَ النَّحْرِ فَحَاضَتْ صَفِيَّةُ فَأَرَادَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهَا مَا يُرِيدُ الرَّجُلُ مِنْ أَهْلِهِ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّهَا حَائِضٌ قَالَ حَابِسَتُنَا هِيَ قَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ أَفَاضَتْ يَوْمَ النَّحْرِ قَالَ اخْرُجُوا وَيُذْكَرُ عَنِ الْقَاسِمِ وَعُرْوَةَ وَالْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَفَاضَتْ صَفِيَّةُ يَوْمَ النَّحْرِ۔

(از یحیی بن بکیر از لیث از جعفر بن ربیعہ از اعرج از ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن) حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کیا تو دسویں تاریخ طواف الزیارۃ کیا۔ ام المؤمنین حضرت صفیہؓ کو حیض آگیا۔ آنحضرتؐ نے ان سے مباشرت کا ارادہ فرمایا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ حائضہ ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ اسی نے ہمیں یہاں روک رکھا ہے۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ دسویں تاریخ طواف الزیارۃ کر چکی ہیں۔ آپؐ نے فرمایا۔ تو اب روانہ ہونا چاہیے
قاسم اور عروہ اور اسود سے منقول ہے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی کہ ام المؤمنین حضرت صفیہؓ نے دسویں تاریخ طواف الزیارۃ کیا تھا۔

باب ۱۰۹۲ إِذَا رَمٰى بَعْدَ مَا أَمْسٰى أَوْ حَلَقَ قَبْلَ أَنْ يَذْبَحَ نَاسِيًا أَوْ جَاهِلًا

باب جس نے شام تک رمی نہ کی یا قربانی کے قبل بھول کر یا ناواقفیت کی وجہ سے سر منڈا لیا، تو اس کے متعلق کیا حکم ہے؟

۱۶۲۸۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا ابْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِيلَ لَهُ فِي الذَّبْحِ وَالْحَلْقِ وَالرَّمْيِ وَالتَّقْدِيمِ وَالتَّأْخِيرِ فَقَالَ لَا حَرَجَ۔

(از موسیٰ بن اسمٰعیل از وہیب از طاؤس از والدش) حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت سے قربانی اور سر منڈانے اور رمی اور ان میں تقدیم و تاخیر کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپؐ نے فرمایا کوئی حرج نہیں

۱۶۲۹۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسْأَلُ يَوْمَ النَّحْرِ بِمِنًى فَيَقُولُ لَا حَرَجَ فَسَأَلَهُ

(از علی بن عبداللہ از یزید بن زریع از خالد از عکرمہ) ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لوگ دسویں تاریخ منیٰ میں حج کی باتیں پوچھتے آپؐ فرماتے کچھ حرج نہیں۔ ایک شخص نے آپؐ سے پوچھا۔ کہنے لگا میں نے قربانی سے پہلے سر منڈا لیا۔ آپؐ نے فرمایا

رَجُلٌ فَقَالَ حَلَقْتُ قَبْلَ اَنْ اَذْبَحَ قَالَ اذْبَحْ وَلَا حَرَجَ وَقَالَ رَمَيْتُ بَعْدَ مَا اَمْسَيْتُ فَقَالَ لَا حَرَجَ

اب قربانی کرلے کوئی حرج نہیں اس نے کہا میں نے شام تک رمی نہیں کی آپؐ نے فرمایا کوئی حرج نہیں

باب ۱۰۹۳ الْفُتْيَا عَلَى الدَّابَّةِ عِنْدَ الْجَمْرَةِ

باب جمرہ کے پاس سوار رہ کر لوگوں کو مسئلے بتانا۔

۱۶۳۰ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عِيسَى بْنِ طَلْحَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَفَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَجَعَلُوا يَسْاَلُونَهُ فَقَالَ رَجُلٌ لَمْ اَشْعُرْ فَحَلَقْتُ قَبْلَ اَنْ اَذْبَحَ قَالَ اذْبَحْ وَلَا حَرَجَ فَجَاءَ اٰخَرُ فَقَالَ لَمْ اَشْعُرْ فَنَحَرْتُ قَبْلَ اَنْ اَرْمِيَ قَالَ ارْمِ وَلَا حَرَجَ فَمَا سُئِلَ يَوْمَئِذٍ عَنْ شَيْءٍ قُدِّمَ وَلَا اُخِّرَ اِلَّا قَالَ افْعَلْ وَلَا حَرَجَ۔

(از عبداللہ بن یوسف از مالک از ابن شہاب از عیسیٰ بن طلحہ) عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع میں ٹھہرے رہے۔ لوگ آپؐ سے مسائل دریافت کرنے لگے۔ ایک شخص نے کہا۔ مجھے معلوم نہ تھا۔ میں نے قربانی سے پہلے سر منڈا لیا۔ آپؐ نے فرمایا اب قربانی کرلے۔ کوئی حرج نہیں۔ دوسرے نے آکر بیان کیا۔ میں نے لاعلمی میں یعنی مسئلہ نہ جانتا تھا، رمی سے پہلے قربانی کرلی آپؐ نے فرمایا۔ اب رمی کرلے کوئی حرج نہیں۔ اس دن جس کسی نے مسئلہ پوچھا۔ مقدم و موئخر کرنے کے متعلق، آپؐ نے یہی جواب دیا۔ اب کرلے۔ کوئی حرج نہیں۔

۱۶۳۱ - حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا اَبِي حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ عَنْ عِيسَى بْنِ طَلْحَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ حَدَّثَهُ اَنَّهُ شَهِدَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ يَوْمَ النَّحْرِ فَقَامَ اِلَيْهِ رَجُلٌ فَقَالَ كُنْتُ اَحْسِبُ اَنَّ كَذَا قَبْلَ كَذَا ثُمَّ قَامَ اٰخَرُ فَقَالَ كُنْتُ اَحْسِبُ اَنَّ كَذَا قَبْلَ كَذَا حَلَقْتُ قَبْلَ اَنْ اَنْحَرَ نَحَرْتُ قَبْلَ اَنْ اَرْمِيَ وَاَشْبَاهَ ذٰلِكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ افْعَلْ وَلَا حَرَجَ لَهُنَّ كُلِّهِنَّ فَمَا سُئِلَ يَوْمَئِذٍ عَنْ شَيْءٍ اِلَّا قَالَ افْعَلْ وَلَا حَرَجَ۔

(از سعید بن یحییٰ بن سعید از یحییٰ بن سعید از ابن جریج از زہری از عیسیٰ بن طلحہ) عبداللہ بن عمرو بن العاص نے فرمایا وہ اس دن موجود تھے۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دسویں تاریخ (منیٰ میں) خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ ایک شخص آپ کے پاس گیا اور عرض کیا۔ میرے خیال میں یہ کام مجھے پہلے کرنا چاہیئے تھا۔ دوسرا کھڑے ہو کر کہنے لگا میرے خیال میں یہ کام فلاں کام سے پہلے کرنا چاہیئے۔ میں نے قربانی سے پہلے سر منڈا لیا۔ میں نے رمی سے پہلے قربانی کرلی۔ اسی طرح کی کچھ باتیں بیان کیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کے جواب میں فرمایا۔ اب کرلے کچھ حرج نہیں چنانچہ اس دن جو بات آپؐ سے معلوم کی گئی آپؐ نے اس کے جواب میں فرمایا۔ اب کرلے کوئی ڈر نہیں۔

۱۶۳۲ - حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ قَالَ اَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا اَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنِي عِيسَى بْنُ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ اَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ وَقَفَ

(از اسحاق از یعقوب بن ابراہیم از ابراہیم بن سعد از صالح ابن کیسان از ابن شہاب از عیسیٰ بن طلحہ بن عبیداللہ) عبداللہ ابن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اونٹنی پر سوار ٹھہرے رہے۔ پھر یہی مندرجہ بالا حدیث ۱۶۳۱ بیان کی۔

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى نَاقَتِهٖ فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ تَابَعَهٗ مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ

صالح کے ساتھ اس حدیث کو معمر نے بھی زہری سے روایت کیا

بَابُ ۱۰۹۴ الْخُطْبَةِ اَيَّامَ مِنًى

باب منیٰ کے ایام میں خطبہ سنانا

۱۶۳۳۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنِيْ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ غَزْوَانَ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَ النَّاسَ يَوْمَ النَّحْرِ فَقَالَ يَا اَيُّهَا النَّاسُ اَيُّ يَوْمٍ هٰذَا قَالُوْا يَوْمٌ حَرَامٌ قَالَ فَاَيُّ بَلَدٍ هٰذَا قَالُوْا بَلَدٌ حَرَامٌ قَالَ فَاَيُّ شَهْرٍ هٰذَا قَالُوْا شَهْرٌ حَرَامٌ قَالَ فَاِنَّ دِمَاءَكُمْ وَاَمْوَالَكُمْ وَاَعْرَاضَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا فِيْ بَلَدِكُمْ هٰذَا فِيْ شَهْرِكُمْ هٰذَا فَاَعَادَهَا مِرَارًا ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَهٗ فَقَالَ اللّٰهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ اللّٰهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ اِنَّهَا لَوَصِيَّتُهٗ اِلٰى اُمَّتِهٖ فَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ لَا تَرْجِعُوْا بَعْدِيْ كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ

(از علی بن عبد اللہ از یحییٰ بن سعید از فضیل بن غزوان از عکرمہ) ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دسویں تاریخ (منیٰ میں) لوگوں کو خطبہ دیا۔ فرمایا لوگو! یہ کونسا دن ہے۔ لوگوں نے کہا۔ بڑا محترم دن ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔ یہ کونسا شہر ہے۔ لوگوں نے کہا۔ بڑا محترم شہر ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔ یہ کونسا مہینہ ہے۔ لوگوں نے کہا۔ بڑا محترم مہینہ ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔ اسی طرح تمہارے خون، مال اور آبروئیں (ایک دوسرے کی) تم پر حرام ہیں جیسے اس دن کی، اس شہر میں اس مہینہ میں حرمت و احترام ہے۔ کئی بار آپؐ نے یہ کلمہ فرمایا۔ پھر اپنا سر (آسمان کی طرف) اٹھایا۔ فرمایا اے اللہ کیا میں نے (تیرا پیغام) پہنچا دیا؟ کیا میں نے پہنچا دیا؟ ابن عباسؓ فرماتے ہیں اس کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ آپؐ کی وصیت اپنی امت کو یہی تھی کہ جو لوگ یہاں موجود ہیں وہ غیر حاضر لوگوں کو پہنچا دیں۔ دیکھو میرے بعد ایک دوسرے کی گردن مار کر کافر نہ بن جانا

۱۶۳۴۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عَمْرٌو قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ زَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ بِعَرَفَاتٍ تَابَعَهُ ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو

(از حفص بن عمر از شعبہ از عمرو از جابر بن زید) ابن عباسؓ نے فرمایا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عرفات میں خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے دیکھا اور خطبہ سنا۔

شعبہ کے ساتھ اس حدیث کو سفیان بن عیینہ نے بھی عمرو بن دینار سے روایت کیا۔

۱۶۳۵۔ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَامِرٍ حَدَّثَنَا قُرَّةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِيْ بَكْرَةَ عَنْ اَبِيْ بَكْرَةَ وَ

(از عبد اللہ بن محمد از ابو عامر از قرہ از محمد بن سیرین از عبد الرحمن ابن ابی بکرہ از ابو بکرہ) محمد بن سیرین کہتے ہیں۔ میرے خیال میں عبد الرحمن سے بھی افضل ایک اور شخص ہے، یعنی حمید بن عبد الرحمن،

رَجُلٌ أَفْضَلُ فِي نَفْسِي مِنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ خَطَبَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ النَّحْرِ قَالَ أَتَدْرُوْنَ أَيُّ يَوْمٍ هٰذَا قُلْنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ فَسَكَتَ حَتّٰى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُسَمِّيْهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ قَالَ أَلَيْسَ يَوْمَ النَّحْرِ قُلْنَا بَلٰى قَالَ أَيُّ شَهْرٍ هٰذَا قُلْنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ فَسَكَتَ حَتّٰى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُسَمِّيْهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ فَقَالَ أَلَيْسَ ذَا الْحِجَّةِ قُلْنَا بَلٰى قَالَ أَيُّ بَلَدٍ هٰذَا قُلْنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ فَسَكَتَ حَتّٰى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُسَمِّيْهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ قَالَ أَلَيْسَتْ بِالْبَلْدَةِ الْحَرَامِ قُلْنَا بَلٰى قَالَ فَإِنَّ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا فِي شَهْرِكُمْ هٰذَا فِي بَلَدِكُمْ هٰذَا إِلٰى يَوْمِ تَلْقَوْنَ رَبَّكُمْ أَلَا هَلْ بَلَّغْتُ قَالُوْا نَعَمْ قَالَ اللّٰهُمَّ اشْهَدْ فَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ فَرُبَّ مُبَلَّغٍ أَوْعٰى مِنْ سَامِعٍ فَلَا تَرْجِعُوْا بَعْدِيْ كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ

اس نے بھی ابو بکرہ رضہ سے روایت کی۔ ابو بکرہ فرماتے ہیں کہ ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دسویں[1] تاریخ کو (منیٰ میں) خطبہ دیا۔ فرمایا تم جانتے ہو کہ یہ کونسا دن ہے؟ ہم نے کہا اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے۔ آپ خاموش ہو رہے۔ ہم سمجھے آپ اس کا کچھ اور نام رکھینگے آپؐ نے فرمایا کیا یہ قربانی کا دن نہیں ہے؟ ہم نے عرض کیا بیشک ہے۔ آپؐ نے فرمایا یہ کونسا مہینہ ہے؟ ہم نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے۔ پھر آپ خاموش ہو رہے۔ ہم نے خیال کیا شاید آپ اس مہینہ کا کوئی اور نام رکھیں گے۔ آپؐ نے فرمایا کیا یہ مہینہ ذوالحجہ نہیں؟ ہم نے عرض کیا بیشک۔ آپ نے فرمایا یہ کونسا شہر ہے؟ ہم نے کہا اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے۔ پھر آپ خاموش ہو رہے۔ ہم سمجھے شاید آپؐ اس شہر کا کچھ اور نام رکھیں گے۔ فرمایا کیا یہ بلدۃ الحرام نہیں[2]؟ ہم نے عرض کیا بیشک۔ آپؐ نے فرمایا، تو سنو! اسی طرح تمہارے خون اور مال (ایک دوسرے کے) تم پر حرام ہیں۔ جیسے اس دن کی اس مہینہ میں اس شہر میں حرمت واحترام ہے۔ جب تک تم اپنے پروردگار سے ملو[3]۔ بتاؤ کیا میں نے (پیغام خداوندی) پہنچا دیا لوگوں نے عرض کیا، ہاں بیشک۔ آپؐ نے فرمایا۔ اے اللہ تو گواہ رہ۔ اب جو شخص یہاں موجود ہے اسے چاہیئے وہ اس کو میرا پیغام پہنچا دے[4] جو یہاں موجود نہیں۔ بسا اوقات سننے والا پہنچانے والے سے زیادہ یاد رکھنے والا ہوتا ہے۔ لوگو میرے بعد ایک دوسرے کی گردن مار کر کافر نہ بن جانا[5]۔

۱۶۳۶ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هٰرُوْنَ أَخْبَرَنَا عَاصِمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ

(از محمد بن مثنیٰ از یزید بن ہارون از عاصم بن محمد بن زید از محمد ابن زید) عبداللہ بن عمر رضہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منیٰ میں فرمایا کیا تم جانتے ہو، آج کونسا دن ہے؟ انہوں نے عرض

[1] یعنی یوم النحر کو ذی الحجہ کی آٹھویں کو یوم الترویہ اور نویں کو یوم عرفہ اور دسویں کو یوم النحر اور گیارھویں کو یوم القر اور بارھویں کو یوم النفر الاول اور تیرھویں کو یوم النفر الثانی کہتے ہیں اور دسویں، گیارھویں اور بارھویں کو ایام تشریق بھی کہتے ہیں ۱۲ منہ [2] یعنے ادب اور تعظیم کا وہاں کسی کو ستانا یا مارنا حرام ہے ۱۲ منہ [3] معلوم ہوا کہ دین کا علم دوسروں کو پہنچا دینا اور سکھانا فرض کفایہ ہے ۱۲ منہ [4] یعنے کافروں کے مشابہ نہ ہو جاؤ یا اگر اس کو حلال جانے تو کافر ہی بن جائے گا افسوس مسلمانوں نے اس نصیحت پر چند ہی روز عمل کیا اس کے بعد آپس ہی میں تلوار چلنے لگی جو اب تک جاری ہے اور کافر مسلمانوں کی یہ نا اتفاقی دیکھ کر خوش ہو گئے اور جا بجا ان کو اپنی رعیت بنا کر غلاموں کی طرح رکھنے لگے اب تک مسلمان اس نا اتفاقی اور خانہ جنگی سے باز نہیں آتے لاحول ولا قوۃ الا باللہ ۱۲ منہ [5] اس وقت تک تمہارے لیے دوسرے کا خون و مال حرام ہے۔

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِنًى أَتَدْرُونَ أَيُّ يَوْمٍ هٰذَا قَالُوا اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ فَقَالَ فَإِنَّ هٰذَا يَوْمٌ حَرَامٌ أَفَتَدْرُونَ أَيُّ بَلَدٍ هٰذَا قَالُوا اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ بَلَدٌ حَرَامٌ أَفَتَدْرُونَ أَيُّ شَهْرٍ هٰذَا قَالُوا اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ شَهْرٌ حَرَامٌ قَالَ فَإِنَّ اللهَ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ وَأَعْرَاضَكُمْ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا فِي شَهْرِكُمْ هٰذَا فِي بَلَدِكُمْ هٰذَا وَقَالَ هِشَامُ بْنُ الْغَازِ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا وَقَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ النَّحْرِ بَيْنَ الْجَمَرَاتِ فِي الْحَجَّةِ الَّتِي حَجَّ بِهٰذَا وَقَالَ هٰذَا يَوْمُ الْحَجِّ الْأَكْبَرِ فَطَفِقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ اللّٰهُمَّ اشْهَدْ وَوَدَّعَ النَّاسَ فَقَالُوا هٰذِهِ حَجَّةُ الْوَدَاعِ۔

کیا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا یہ یوم حرام ہے جانتے ہو یہ کونسا شہر ہے؟ لوگوں نے کہا اللہ اور اس کا رسول خوب جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا یہ بلد حرام ہے۔ جانتے ہو یہ کونسا مہینہ ہے؟ لوگوں نے کہا۔ اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ یہ شہر حرام ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے تم پر ایک دوسرے کا خون، مال اور آبرو اسی طرح حرام کر دیا ہے جیسے تمہارے اس دن کی اس مہینہ میں اس شہر میں حرمت ہے۔

ہشام ابن غازی کہتے ہیں۔ مجھے نافع رض نے بحوالہ ابن عمرؓ خبر دی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جمروں کے درمیان اپنے اس حج میں دسویں تاریخ ٹھہرے اور یہ ارشادات فرمائے اور فرمایا۔ یہ حج اکبر[1] ہے۔ پھر آپؐ نے یہ فرمانا شروع کیا "اے اللہ! گواہ رہ" آپؐ نے لوگوں کو رخصت اور الوداع کیا (آپ کو اپنے قرب وصال کا علم ہو چکا تھا) اسی واسطے لوگ اس حج کو حجۃ الوداع کہتے ہیں۔

باب ۱۰۹۵ هَلْ يَبِيتُ أَصْحَابُ السِّقَايَةِ أَوْ غَيْرُهُمْ بِمَكَّةَ لَيَالِيَ مِنًى۔

باب منیٰ کی راتوں میں جو لوگ مکہ میں پانی پلاتے ہیں یا کچھ اور خدمت کرتے ہیں وہ مکہ میں رہ سکتے ہیں۔

۱۶۳۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ بْنِ مَيْمُونٍ حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا رَخَّصَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَذِنَ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ قَالَ حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ

(از محمد بن عبید بن میمون از عیسیٰ بن یونس از عبید اللہ از نافع) ابن عمرؓ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دی۔ دوسری سند (از یحییٰ بن موسیٰ از محمد بن بکر از ابن جریج از عبید اللہ از نافع) ابن عمرؓ سے روایت ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اذن دیا

تیسری سند۔ (از محمد بن عبد اللہ بن نمیر از عبید اللہ از نافع از ابن عمر رضی اللہ عنہما) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منیٰ کی راتوں میں مکے میں شب باشی کی اجازت طلب کی۔ کیونکہ وہ لوگوں کو پانی پلایا کرتے تھے۔ آپؐ نے انہیں

---

[1] حج اکبر حج کو کہتے ہیں اور حج اصغر عمرے کو کہتے ہیں اور عوام میں جو یہ مشہور ہے کہ نویں تاریخ جمعہ کو آئے تو وہ حج اکبر ہے اس کی سند صحیح حدیث سے کچھ نہیں ہے البتہ چند ضعیف حدیثیں اس حج کی زیادہ فضیلت میں وارد ہیں جس میں نویں تاریخ کو جمعہ آن پڑے۔ بعضوں نے کہا یوم الحج الاصغر نویں تاریخ کو کہتے ہیں اور یوم الحج الاکبر دسویں تاریخ کو ۱۲ منہ [2] کہتے ہیں انہی دنوں میں آپ پر سورہ اذا جاء نصر اللہ اتری اور آپ سمجھ گئے کہ اب دنیا سے روانگی قریب ہے شاید ایسے اجتماع کا موقعہ نہ ملے گا ۱۲ منہ۔

عَنْهُمَا أَنَّ الْعَبَّاسَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اسْتَأْذَنَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَبِيتَ بِمَكَّةَ لَيَالِيَ مِنًى مِنْ أَجْلِ سِقَايَتِهِ فَأَذِنَ لَهُ تَابَعَهُ أَبُو أُسَامَةَ وَعُقْبَةُ بْنُ خَالِدٍ وَأَبُو ضَمْرَةَ.

اجازت دے دی

محمد بن عبداللہ کے ساتھ اس حدیث کو ابواسامہ اور عقبہ بن خالد اور ابوضمرہ نے بھی روایت کیا

بَابٌ ۱۰۹۶ رَمْيِ الْجِمَارِ وَقَالَ جَابِرٌ رَمَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ النَّحْرِ ضُحًى وَرَمَى بَعْدَ ذٰلِكَ بَعْدَ الزَّوَالِ.

باب کنکریاں مارنے کا بیان۔ حضرت جابرؓ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دسویں تاریخ دن چڑھے کنکریاں ماریں اور اس کے بعد گیارھویں، بارھویں سورج ڈھلے

۱۶۳۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ عَنْ وَبَرَةَ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا مَتَى أَرْمِي الْجِمَارَ قَالَ إِذَا رَمَى إِمَامُكَ فَارْمِهِ فَأَعَدْتُ عَلَيْهِ الْمَسْأَلَةَ قَالَ كُنَّا نَتَحَيَّنُ فَإِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ رَمَيْنَا.

(از ابونعیم از مسعر) وبرہ فرماتے ہیں۔ میں نے ابن عمرؓ سے پوچھا کنکریاں کس وقت ماروں؟ انہوں نے کہا جب تیرا امام مارے تو بھی مار۔ میں نے پھر پوچھا۔ تو انہوں نے فرمایا ہم وقت دیکھتے رہتے تھے۔ جب زوالِ شمس ہوتا تو رمی کرتے[1] (کنکریاں مارتے)

بَابٌ ۱۰۹۷ رَمْيِ الْجِمَارِ مِنْ بَطْنِ الْوَادِي.

باب وادی کے نشیب سے رمی کرنا

۱۶۳۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ رَمَى عَبْدُ اللّٰهِ مِنْ بَطْنِ الْوَادِي فَقُلْتُ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ إِنَّ نَاسًا يَرْمُونَهَا مِنْ فَوْقِهَا فَقَالَ وَالَّذِي لَا إِلٰهَ غَيْرُهُ هٰذَا مَقَامُ الَّذِي أُنْزِلَتْ عَلَيْهِ سُورَةُ الْبَقَرَةِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ بِهٰذَا.

(از محمد بن کثیر از سفیان از اعمش از ابراہیم) عبدالرحمن ابن یزید نے کہا کہ عبداللہ بن مسعودؓ نے وادی کے نشیب سے رمی کی میں نے کہا کہ اے ابوعبدالرحمن! کچھ لوگ تو اوپر کی جانب کھڑے ہو کر رمی کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا بخدا جس کے سوا کوئی معبود نہیں اس مقام سے اس شخصیت نے رمی فرمائی جس پر سورۂ بقرہ نازل ہوئی (یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے) عبداللہ بن ولید نے بحوالہ سفیان، اعمش یہی حدیث روایت کی

بَابٌ ۱۰۹۸ رَمْيِ الْجِمَارِ بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ ذَكَرَهُ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب ہر جمرہ پر سات کنکریاں مارنا[2]۔ یہ ابن عمرؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے

۱۶۴۰۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ

(از حفص بن عمر از شعبہ از حکم از ابراہیم از عبدالرحمن بن یزید) عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ وہ بڑے جمرہ کے پاس گئے (یعنی

---

[1] افضل وقت کنکریاں مارنے کا یہی ہے کہ یوم النحر کو چاشت کے وقت مارے اور جائز ہے دسویں شب کی آدھی رات کے بعد سے اور غروب آفتاب دسویں تاریخ کو اس کا اخیر وقت ہے اور گیارھویں اور بارھویں زوال کے بعد مارنا افضل ہے ظہر کی نماز سے پہلے ۱۲ منہ [2] تو سات سے کم درست نہیں جمہور علماء کا یہی قول ہے لیکن عطاء نے پانچ اور مجاہد نے چھ بھی کافی سمجھی ہیں ۱۲ منہ

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّہٗ اِنْتَہٰی اِلَی الْجَمْرَۃِ الْکُبْرٰی جَعَلَ الْبَیْتَ عَنْ یَّسَارِہٖ وَمِنًی عَنْ یَّمِیْنِہٖ وَرَمٰی بِسَبْعٍ وَّقَالَ ھٰکَذَا رَمَی الَّذِیْ اُنْزِلَتْ عَلَیْہِ سُوْرَۃُ الْبَقَرَۃِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ۔

جمرۂ عقبہ پر) جبکہ بیت اللہ ان کی بائیں جانب تھا اور منیٰ دائیں طرف، اور سات کنکریاں ماریں اور فرمایا جن پر سورہ بقرہ نازل ہوئی (یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) انہوں نے اسی طرح رمی کی ۔

باب ۱۰۹۹ مَنْ رَّمٰی جَمْرَۃَ الْعَقَبَۃِ فَجَعَلَ الْبَیْتَ عَنْ یَّسَارِہٖ

باب جمرۂ عقبہ کو رمی کرتے وقت بیت اللہ کو بائیں جانب کرنا ۔

۱۶۴۱ ۔ حَدَّثَنَا اٰدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَۃُ حَدَّثَنَا الْحَکَمُ عَنْ اِبْرَاھِیْمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ یَزِیْدَ اَنَّہٗ حَجَّ مَعَ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فَرَاٰہُ یَرْمِی الْجَمْرَۃَ الْکُبْرٰی بِسَبْعِ حَصَیَاتٍ فَجَعَلَ الْبَیْتَ عَنْ یَّسَارِہٖ وَمِنًی عَنْ یَّمِیْنِہٖ ثُمَّ قَالَ ھٰذَا مَقَامُ الَّذِیْ اُنْزِلَتْ عَلَیْہِ سُوْرَۃُ الْبَقَرَۃِ ۔

(از آدم از شعبہ از حکم (از ابراہیم) عبدالرحمٰن بن یزید نے حضرت ابن مسعودؓ کے ساتھ حج کیا ۔ انہیں جمرہ کبریٰ کو سات کنکریاں مارتے دیکھا جبکہ ابن مسعودؓ کے بیت اللہ بائیں طرف اور منیٰ دائیں طرف تھا ۔ پھر فرمایا ۔ یہاں وہ شخص کھڑے ہوئے تھے جن پر سورہ بقرہ نازل ہوئی [۱] (یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم)

باب ۱۱۰۰ یُکَبِّرُ مَعَ کُلِّ حَصَاۃٍ

قَالَہُ ابْنُ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ۔

باب ہر کنکری مارتے وقت اللہ اکبر کہے ۔ یہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے

۱۶۴۲ ۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ عَبْدِ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ قَالَ سَمِعْتُ الْحَجَّاجَ یَقُوْلُ عَلَی الْمِنْبَرِ السُّوْرَۃُ الَّتِیْ یُذْکَرُ فِیْھَا الْبَقَرَۃُ وَالسُّوْرَۃُ الَّتِیْ یُذْکَرُ فِیْھَا اٰلُ عِمْرَانَ وَالسُّوْرَۃُ الَّتِیْ یُذْکَرُ فِیْھَا النِّسَاءُ قَالَ فَذَکَرْتُ ذٰلِکَ لِاِبْرَاھِیْمَ فَقَالَ حَدَّثَنِیْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ یَزِیْدَ اَنَّہٗ کَانَ مَعَ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ حِیْنَ رَمٰی جَمْرَۃَ الْعَقَبَۃِ فَاسْتَبْطَنَ الْوَادِیَ حَتّٰی اِذَا حَاذٰی

(از مسدد از عبدالواحد) اعمش کہتے ہیں حجاج منبر پر (سورتوں کا نام) اس طرح لیتا تھا [۲] وہ سورت جس میں بقرہ (گائے) کا ذکر ہے ۔ وہ سورت جس میں آلِ عمران کا ذکر ہے ۔ وہ سورت جس میں عورتوں کا تذکرہ ہے ۔ اعمش کہتے ہیں میں نے ابراہیم نخعی سے یہ ذکر کیا ۔ انہوں نے کہا مجھ کو عبدالرحمٰن بن یزید نے بیان کیا ۔ وہ عبداللہ بن مسعودؓ کے ساتھ جب انہوں نے جمرہ عقبہ پر کنکریاں ماریں وہ نالے کے نشیب میں گئے ۔ جب درخت کے پاس پہنچے اور اس کے برابر

---

[۱] قسطلانی نے کہا یہ دسویں تاریخ کی رمی ہے لیکن گیارھویں بارھویں تاریخ اوپر سے مارنا چاہیئے اور جمرہ عقبہ جس کو ہمارے زمانہ میں عوام بڑا شیطان کہتے ہیں چار باتوں میں اور جمروں سے ممتاز ہے ایک تو یہ کہ یوم النحر کو فقط اسی کی رمی ہے دوسرے یہ کہ اس کی رمی چاشت کے وقت ہے ۔ تیسرے یہ کہ نشیب میں جا کر اس کو مارنا مستحب ہے ۔ چوتھے یہ کہ دعا وغیرہ کے لئے اس کے پاس نہیں ٹھہرنا چاہیئے اور دوسرے جمروں کے پاس رمی کے بعد ٹھہر کر دعا کرنا مستحب ہے ۱۲ منہ [۲] اپنی دانست میں گویا حجاج قرآن شریف کا ادب کرتا تھا کہ سورۃ کو سورۃ بقرہ نہ کہتا امام بخاری نے عبداللہ بن مسعودؓ کے قول سے یہ ثابت کیا کہ اس طرح کہنا درست ہے ۔ اور حجاج کا قول لغو ہے ۱۲ منہ

بِالشَّجَرَةِ اِعْتَرَضَهَا فَرَمٰى بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ يُكَبِّرُ مَعَ كُلِّ حَصَاةٍ ثُمَّ قَالَ مِنْ هٰهُنَا وَالَّذِي لَا اِلٰهَ غَيْرُهُ قَامَ الَّذِي اُنْزِلَتْ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

کھڑے ہو گئے اور سات کنکریاں ماریں۔ ہر کنکری مارتے وقت اللہ اکبر کہا۔ پھر فرمایا۔ یہیں سے، اس خدا کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں اس شخصیت نے جس پر سورہ بقرہ نازل ہوئی، کھڑے ہو کر رمی فرمائی صلی اللہ علیہ وسلم

بَاب ۱۱۰۱ مَنْ رَمٰى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ وَلَمْ يَقِفْ قَالَهُ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

باب جمرہ عقبہ کو کنکریاں مار کر وہاں نہ ٹھہرنا۔ ابن عمرؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا۔ (حدیث باب ۱۱۰۲ میں آ رہی ہے)

بَاب ۱۱۰۲ اِذَا رَمَى الْجَمْرَتَيْنِ يَقُوْمُ وَيُسْهِلُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ۔

باب جب پہلے اور دوسرے جمرے کو مارے تو قبلہ رُخ اور نرم زمین پر ہو۔

۱۶۴۳۔ حَدَّثَنَا عُثْمٰنُ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا طَلْحَةُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّهُ كَانَ يَرْمِي الْجَمْرَةَ الدُّنْيَا بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ يُكَبِّرُ عَلٰى اَثْرِ كُلِّ حَصَاةٍ ثُمَّ يَتَقَدَّمُ حَتّٰى يُسْهِلَ فَيَقُوْمُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ فَيَقُوْمُ طَوِيْلًا وَيَدْعُوْ وَيَرْفَعُ يَدَيْهِ ثُمَّ يَرْمِي الْوُسْطٰى ثُمَّ يَاْخُذُ ذَاتَ الشِّمَالِ فَيَسْتَهِلُ وَيَقُوْمُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ فَيَقُوْمُ طَوِيْلًا وَيَدْعُوْ وَيَرْفَعُ يَدَيْهِ ثُمَّ يَرْمِي جَمْرَةَ ذَاتِ الْعَقَبَةِ مِنْ بَطْنِ الْوَادِي وَلَا يَقِفُ عِنْدَهَا ثُمَّ يَنْصَرِفُ فَيَقُوْلُ هٰكَذَا رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُهُ۔

(از عثمان بن ابی شیبہ از طلحہ بن یحییٰ از یونس از زہری از سالم) ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ وہ پہلے جمرہ پر سات کنکریاں مارتے ہر کنکری مارتے وقت اللہ اکبر کہتے پھر آگے بڑھتے اور نرم زمین پر (یعنی نالے کے اندر) آ جاتے قبلہ کی طرف منہ کر کے دیر تک کھڑے رہتے اور دعا کرتے۔ ہاتھ اٹھاتے پھر دوسرے جمرے کو مارتے پھر بائیں طرف چل کر نرم زمین میں آ جاتے اور قبلہ کی طرف منہ کر کے دیر تک کھڑے دعا کرتے اور دونوں ہاتھ اٹھاتے جمرۂ عقبہ کو نالے کے نشیب میں آ کر مارتے وہاں دعا کیلئے توقف نہ کرتے بلکہ رمی کر کے لوٹ جاتے اور فرماتے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح کرتے دیکھا ہے۔

بَاب ۱۱۰۳ رَفْعِ الْيَدَيْنِ عِنْدَ جَمْرَةِ الدُّنْيَا وَالْوُسْطٰى

باب (پہلے اور دوسرے جمرے کے پاس دعا کیلئے ہاتھ اٹھانا۔[۲]

۱۶۴۴۔ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِي اَخِي عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ يُوْنُسَ بْنِ يَزِيْدَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ

(از اسمٰعیل بن عبداللہ از برادرش از سلیمان از یونس بن یزید از ابن شہاب از سالم بن عبداللہ) حضرت ابن عمرؓ پہلے جمرے پر سات کنکریاں مارتے ہر کنکری کے ساتھ اللہ اکبر کہتے پھر آگے بڑھ کر

---

[۱] معلوم ہوا کہ ہر کنکری کو جدا جدا مارنا چاہیئے اور ہر ایک کے مارتے وقت اللہ اکبر کہنا چاہیئے اور عطاء اور ابو حنیفہ رح سے منقول ہے کہ اگر ساتوں کنکریاں ایک بارگی مارے تب بھی درست ہو گا ۱۲ منہ [۲] جمہور علماء کے نزدیک ہاتھ اٹھا کر جمرۂ اولیٰ اور جمرۂ وسطیٰ کے پاس دعا مانگنا مستحب ہے ابن قدامہ نے کہا میں اس میں کسی کا اختلاف نہیں جانتا مگر امام مالک رح سے منقول ہے کہ وہاں ہاتھ نہ اٹھائے ۱۲ منہ

رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا کَانَ یَرْمِی الْجَمْرَۃَ الدُّنْیَا بِسَبْعِ حَصَیَاتٍ ثُمَّ یُکَبِّرُ عَلٰی اَثَرِ کُلِّ حَصَاۃٍ ثُمَّ یَتَقَدَّمُ فَیُسْہِلُ فَیَقُوْمُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَۃِ قِیَامًا طَوِیْلًا فَیَدْعُوْ وَیَرْفَعُ یَدَیْہِ ثُمَّ یَرْمِی الْجَمْرَۃَ الْوُسْطٰی کَذٰلِکَ فَیَاْخُذُ ذَاتَ الشِّمَالِ فَیُسْہِلُ وَیَقُوْمُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَۃِ قِیَامًا طَوِیْلًا فَیَدْعُوْ وَیَرْفَعُ یَدَیْہِ ثُمَّ یَرْمِی الْجَمْرَۃَ ذَاتَ الْعَقَبَۃِ مِنْ بَطْنِ الْوَادِیْ وَلَا یَقِفُ عِنْدَھَا وَیَقُوْلُ ھٰکَذَا رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَفْعَلُ۔

نرم زمین پر چلے جاتے۔ قبلہ رُخ ہو کر دیر تک کھڑے رہتے۔ اور دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا کرتے۔ پھر دوسرے جمرے کو بھی اسی طرح مارتے۔ اور دائیں ہٹ کر نرم زمین میں قبلہ رُخ ہو کر دیر تک کھڑے رہتے۔ اور دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا کرتے۔ پھر جمرۂ عقبہ کو نالے کے نشیب میں سے مارتے۔ اور اسے مار کر وہاں نہ ٹھہرتے اور فرماتے میں نے اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کرتے دیکھا۔

بَابٌ ۱۱۰۴ الدُّعَاءِ عِنْدَ الْجَمْرَتَیْنِ

باب دونوں جمروں کے پاس دعا کرنا۔

۱۶۴۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا عُثْمٰنُ بْنُ عُمَرَ اَخْبَرَنَا یُوْنُسُ عَنِ الزُّھْرِیِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا رَمَی الْجَمْرَۃَ الَّتِیْ تَلِیْ مَسْجِدَ مِنًی یَرْمِیْہَا بِسَبْعِ حَصَیَاتٍ یُکَبِّرُ کُلَّمَا رَمٰی بِحَصَاۃٍ ثُمَّ تَقَدَّمَ اَمَامَہَا فَوَقَفَ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَۃِ رَافِعًا یَدَیْہِ یَدْعُوْ وَکَانَ یُطِیْلُ الْوُقُوْفَ ثُمَّ یَاْتِی الْجَمْرَۃَ الثَّانِیَۃَ فَیَرْمِیْہَا بِسَبْعِ حَصَیَاتٍ یُکَبِّرُ کُلَّمَا رَمٰی بِحَصَاۃٍ ثُمَّ یَنْحَدِرُ ذَاتَ الْیَسَارِ مِمَّا یَلِی الْوَادِیْ فَیَقِفُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَۃِ رَافِعًا یَدَیْہِ یَدْعُوْ ثُمَّ یَاْتِی الْجَمْرَۃَ الَّتِیْ عِنْدَ الْعَقَبَۃِ فَیَرْمِیْہَا بِسَبْعِ حَصَیَاتٍ یُکَبِّرُ عِنْدَ کُلِّ حَصَاۃٍ ثُمَّ یَنْصَرِفُ وَلَا یَقِفُ عِنْدَھَا قَالَ الزُّھْرِیُّ سَمِعْتُ سَالِمَ ابْنَ عَبْدِ اللّٰہِ یُحَدِّثُ مِثْلَ ھٰذَا عَنْ اَبِیْہِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَکَانَ ابْنُ عُمَرَ یَفْعَلُہٗ۔

(از محمد از عثمان بن عمر از یونس، زہری سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب اس جمرے کو رمی فرماتے جو منیٰ کی مسجد کے متصل ہے تو سات کنکریاں اس پر مارتے۔ ہر کنکری مارنے پر اللہ اکبر کہتے۔ پھر آگے بڑھ جاتے اور قبلہ کی طرف منہ کرکے دونوں ہاتھ اٹھا کر دعاء مانگتے اور دیر تک کھڑے رہتے۔ پھر دوسرے جمرے پر آتے۔ اس پر سات کنکریاں مارتے۔ ہر کنکری مارتے وقت اللہ اکبر کہتے۔ پھر نالے کے نزدیک بائیں طرف اتر جاتے اور قبلہ رُخ دونوں ہاتھ اٹھاتے، دعاء مانگتے کھڑے رہتے۔ پھر اس جمرہ پر آتے جو عقبہ پر ہے اس پر بھی سات کنکریاں مارتے۔ ہر کنکری پر اللہ اکبر کہتے۔ پھر وہاں سے لوٹ آتے۔ اور وہاں (دعاء کیلئے) نہ ٹھہرتے زہری کہتے ہیں میں نے سالم بن عبداللہ سے سنا۔ وہ اسی طرح کی حدیث بحوالہ اپنے والد عبداللہ بن عمرؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا عمل بھی اس حدیث کے مطابق تھا

بَابٌ ۱۱۰۵ الطِّیْبِ بَعْدَ رَمْیِ الْجِمَارِ وَالْحَلْقِ قَبْلَ الْاِفَاضَۃِ

باب رمی الجمار کے بعد خوشبو لگانا اور طواف الزیارۃ سے پہلے سر منڈانا[1]

[1] امام بخاری نے باب کی حدیث سے یہ اس طرح پر نکالا کہ دوسری روایت سے یہ ثابت ہے کہ آپ جب مزدلفہ سے لوٹے تو حضرت عائشہؓ آپؐ کے ساتھ نہ تھیں اور یہ بھی ثابت ہے کہ جمرہ عقبہ کی رمی تک سوار رہے پس لا محالہ انہوں نے رمی کے بعد آپ کے خوشبو لگائی ہوگی جمہور علماء کا یہی قول ہے کہ رمی اور حلق کے بعد خوشبو وغیرہ، سیئے ہوئے کپڑے

۱۶۴۵ - حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ حَدَّثَنَا سُفْیَانُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْقَاسِمِ اَنَّہٗ سَمِعَ اَبَاہُ وَکَانَ اَفْضَلَ اَہْلِ زَمَانِہٖ یَقُوْلُ سَمِعْتُ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا تَقُوْلُ طَیَّبْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِیَدَیَّ ہَاتَیْنِ حِیْنَ اَحْرَمَ وَلِحِلِّہٖ حِیْنَ اَحَلَّ قَبْلَ اَنْ یَّطُوْفَ وَبَسَطَتْ یَدَیْہَا۔

(از علی بن عبد اللہ از سفیان از عبد الرحمٰن بن القاسم) قاسم جو اپنے زمانے کے لوگوں میں بزرگ شخصیت تھے، کہتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ فرماتی تھیں۔ میں نے اپنے ہاتھوں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب آپ احرام باندھتے خوشبو لگاتی۔ اور جب آپ طواف الزیارت سے پہلے احرام کھولتے اس وقت بھی خوشبو لگاتی (حضرت عائشہ رضؓ نے اپنے ہاتھ کھول کر بتایا)

بَابٌ ۱۱۰۶ طَوَافِ الْوَدَاعِ

باب طواف الوداع کا بیان [1]

۱۶۴۶ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا سُفْیَانُ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا قَالَ اُمِرَ النَّاسُ اَنْ یَّکُوْنَ اٰخِرُ عَہْدِہِمْ بِالْبَیْتِ اِلَّا اَنَّہٗ خُفِّفَ عَنِ الْحَائِضِ۔

(از مسدد از سفیان از ابن طاؤس از طاؤس) ابن عباسؓ نے فرمایا کہ لوگوں کو حکم دیا گیا تھا کہ انکا آخری وقت بیت اللہ پر ہو۔ (یعنی طواف الوداع کریں) مگر حیض والی عورت مستثنیٰ تھی

۱۶۴۷ - حَدَّثَنَا اَصْبَغُ بْنُ الْفَرَجِ اَخْبَرَنَا ابْنُ وَہْبٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ قَتَادَۃَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ حَدَّثَہٗ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلَّی الظُّہْرَ وَالْعَصْرَ وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ ثُمَّ رَقَدَ رَقْدَۃً بِالْمُحَصَّبِ ثُمَّ رَکِبَ اِلَی الْبَیْتِ فَطَافَ بِہٖ تَابَعَہُ اللَّیْثُ حَدَّثَنِیْ خَالِدٌ عَنْ سَعِیْدٍ عَنْ قَتَادَۃَ اَنَّ اَنَسَ بْنَ مَالِکٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ حَدَّثَہٗ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

(از اصبغ بن فرج از ابن وہب از عمرو بن حارث از قتادہ) انس بن مالکؓ نے بیان کیا کہ ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کی نمازیں پڑھیں۔ پھر محصب میں آپ سوئے۔ پھر سوار ہو کر خانۂ کعبہ کو گئے وہاں طواف کیا

عمرو بن حارث کے ساتھ اس حدیث کو لیث نے بھی روایت کیا، بحوالہ خالد، سعید، قتادہ، انس رضؓ از آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔

بَابٌ ۱۱۰۷ اِذَا حَاضَتِ الْمَرْاَۃُ بَعْدَ مَا اَفَاضَتْ

باب طواف الزیارۃ کے بعد اگر عورت حائضہ ہو جائے

۱۶۴۸ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ یُوْسُفَ اَخْبَرَنَا مَالِکٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ عَائِشَۃَ

(از عبد اللہ بن یوسف از مالک از عبد الرحمٰن بن القاسم از قاسم) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ام المومنین

بھینے درست ہو جاتے ہیں پس عورتوں سے صحبت درست نہیں ـــــ طواف الزیارۃ کے بعد وہ بھی درست ہو جاتا ہے۔ بیہقی نے یہ مضمون مرفوعاً روایت کیا ہے گو وہ حدیث ضعیف ہے اور نسائی کی روایت میں یوں ہے اذا رمیتم الجمرۃ فقد حل لکم کل شئی الا النساء ۱۲ منہ (متعلقہ صفحہ ہذا) [1] اس کو طواف الصدر بھی کہتے ہیں اکثر علماء کے نزدیک یہ طواف واجب ہے اور امام مالک وغیرہ اس کو سنت کہتے ہیں مگر صحیح حدیث سے یہ ثابت ہے کہ حیض نفاس کے عذر سے اس کا ترک دینا اور وطن کو چلے جانا جائز ہے ۱۲ منہ

رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا اَنَّ صَفِیَّۃَ بِنْتَ حُیَیٍّ زَوْجَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَاضَتْ فَذَکَرْتُ ذٰلِکَ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَحَابِسَتُنَا ھِیَ قَالُوْا اِنَّہَا قَدْ اَفَاضَتْ قَالَ فَلَا اِذًا

حضرت صفیہ بنت حُییؓ کو حیض آ گیا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا۔ آپ نے فرمایا۔ کیا وہی ہمیں روک رکھے گی لوگوں نے کہا وہ طواف الزیارۃ کر چکی ہیں۔ آپؐ نے فرمایا تو اب رُکنے کی ضرورت نہیں۔

۱۶۴۹۔ حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ اَیُّوْبَ عَنْ عِکْرِمَۃَ اَنَّ اَھْلَ الْمَدِیْنَۃِ سَاَلُوا ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا عَنِ امْرَاَۃٍ طَافَتْ ثُمَّ حَاضَتْ قَالَ لَہُمْ تَنْفِرُ قَالُوْا لَا نَاْخُذُ بِقَوْلِکَ وَنَدَعُ قَوْلَ زَیْدٍ قَالَ اِذَا قَدِمْتُمُ الْمَدِیْنَۃَ فَسَلُوْا فَقَدِمُوا الْمَدِیْنَۃَ فَسَاَلُوْا فَکَانَ فِیْمَنْ سَاَلُوْا اُمُّ سُلَیْمٍ فَذَکَرَتْ حَدِیْثَ صَفِیَّۃَ رَوَاہُ خَالِدٌ وَّقَتَادَۃُ عَنْ عِکْرِمَۃَ۔

(از ابوالنعمان از حماد از ایوب) عکرمہ سے روایت ہے اہل مدینہ نے حضرت ابن عباسؓ سے دریافت کیا کہ اگر کسی عورت کو طواف الزیارۃ کے بعد حیض آئے تو وہ کیا کرے؟ انہوں نے فرمایا۔ وہ فارغ ہے چلی جائے (اسے طواف الوداع کی ضرورت نہیں) مدینہ والوں نے کہا ہم زید بن ثابت رضؓ کا قول چھوڑ کر تیرے قول پر عمل کرنے کے لئے تیار نہیں۔ ابن عباسؓ نے کہا جب تم مدینہ پہنچنا تو وہاں کے لوگوں سے یہ مسئلہ پوچھ لینا۔ چنانچہ جب وہ مدینہ میں آئے اور لوگوں سے دریافت کیا، ان میں ام سُلیم بھی تھیں۔ انہوں نے حضرت صفیہ رضؓ کی حدیث بیان کی (جو اوپر گذری ہے) اس حدیث کو خالد اور قتادہ نے بھی عکرمہ سے روایت کیا ہے۔

۱۶۵۰۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ حَدَّثَنَا وُھَیْبٌ حَدَّثَنَا ابْنُ طَاؤُسٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا قَالَ رُخِّصَ لِلْحَائِضِ اَنْ تَنْفِرَ اِذَا اَفَاضَتْ قَالَ وَسَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ یَقُوْلُ اِنَّہَا لَا تَنْفِرُ ثُمَّ سَمِعْتُہٗ یَقُوْلُ بَعْدُ اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَخَّصَ لَہُنَّ۔

(از مسلم از وہیب از ابن طاؤس از طاؤس) ابن عباس نے فرمایا حائضہ عورت اگر طواف الزیارۃ کر چکی ہو تو اُسے مراجعت وطن کی اجازت ہے اور فرمایا میں نے ابن عمرؓ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ اسے طواف الوداع کے بغیر گھر جانے کی اجازت نہیں پھر میں نے سنا انکے وصال سے ایک سال پہلے فرماتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مستورات کو ایسی حالت میں گھر کوچ کرنے کی اجازت دی ہے۔

۱۶۵۱۔ حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَۃَ عَنْ مَّنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاھِیْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَلَا نُرٰی اِلَّا الْحَجَّ فَقَدِمَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَطَافَ بِالْبَیْتِ وَبَیْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَۃِ وَلَمْ یَحِلَّ وَکَانَ مَعَہُ الْہَدْیُ فَطَافَ مَنْ کَانَ مَعَہٗ مِنْ

(از ابوالنعمان از ابوعوانہ از منصور از ابراہیم از اسود) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ روانگی کی۔ ہمارا ارادہ صرف حج کا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ میں تشریف لائے تو طواف بیت اللہ کیا اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کی اور احرام نہیں کھولا۔ آپکے ساتھ قربانی تھی (یعنی ہدی قربانی کا جانور) جتنے مرد عورتیں آپؐ کے ساتھ تھے سب نے آپکے ساتھ

نِسَآئِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَحَلَّ مِنْهُمْ مَنْ لَّمْ يَكُنْ مَعَهُ الْهَدْيُ فَحَاضَتْ هِيَ فَنَسَكْنَا مَنَاسِكَنَا مِنْ حَجِّنَا فَلَمَّا كَانَ لَيْلَةَ الْحَصْبَةِ لَيْلَةَ النَّفْرِ قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كُلُّ اَصْحَابِكَ يَرْجِعُ بِحَجٍّ وَّعُمْرَةٍ غَيْرِيْ قَالَ مَا كُنْتِ تَطُوْفِيْ بِالْبَيْتِ لَيَالِيَ قَدِمْنَا قُلْتُ لَا قَالَ فَاخْرُجِيْ مَعَ اَخِيْكِ اِلَى التَّنْعِيْمِ فَاَهِلِّيْ بِعُمْرَةٍ وَّمَوْعِدُكِ مَكَانَ كَذَا وَكَذَا فَخَرَجْتُ مَعَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اِلَى التَّنْعِيْمِ فَاَهْلَلْتُ بِعُمْرَةٍ وَّحَاضَتْ صَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيٍّ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَقْرٰى حَلْقٰى اِنَّكِ لَحَابِسَتُنَا اَمَا كُنْتِ طُفْتِ يَوْمَ النَّحْرِ قَالَتْ بَلٰى قَالَ فَلَا بَاْسَ انْفِرِيْ فَلَقِيْتُهٗ مُصْعِدًا عَلٰى اَهْلِ مَكَّةَ وَاَنَا مُنْهَبِطَةٌ اَوْ اَنَا مُصْعِدَةٌ وَّهُوَ مُنْهَبِطٌ **وَقَالَ** مُسَدَّدٌ قُلْتُ لَا تَابَعَهٗ جَرِيْرٌ عَنْ مَّنْصُوْرٍ فِيْ قَوْلِهٖ لَا۔

طواف کیا۔ ان میں جو قربانی کے بغیر تھے، انہوں نے احرام کھول ڈالا حضرت عائشہؓ کو حیض آگیا۔ وہ کہتی ہیں ہم مناسک حج سب ادا کرتے رہے۔ واپسی کی رات جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم محصّب میں اترے تو (حضرت عائشہؓ نے) عرض کیا یا رسول اللہ! آپؐ کے تمام صحابہ حج و عمرہ کر کے واپس ہو رہے ہیں۔ صرف میں ہی محض حج کر کے جا رہی ہوں۔ آپؐ نے فرمایا۔ کیا تو نے ان راتوں میں طواف نہیں کیا تھا؟ جب ہم مکے میں آئے تھے؟ میں نے عرض کیا (حضرت عائشہؓ کہتی ہیں) نہیں۔ آپؐ نے فرمایا۔ اپنے بھائی (عبدالرحمٰنؓ) کے ساتھ تنعیم کو جا۔ وہاں سے عمرہ کا احرام باندھ اور فلاں جگہ مجھ سے آملنا۔ میں عبدالرحمٰن (بھائی) کے ساتھ مقام تنعیم کی طرف گئی۔ عمرے کا احرام باندھا۔ صفیہؓ بنت حیی حائضہ ہو گئیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (اُن کو) بانجھ، سرمنڈی! کیا تو ہمیں یہیں روکے رکھے گی۔؟ کیا تو نے دسویں تاریخ طواف نہیں کیا تھا؟ انہوں نے کہا۔ ہاں۔ بے شک کر چکی! آپؐ نے فرمایا تو پھر کوچ کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ (حضرت عائشہؓ کہتی ہیں۔ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس وقت ملی جب آپ مکے کی بلندی کی طرف جا رہے تھے اور میں نیچے اتر رہی تھی یا میں بلندی کی طرف جا رہی تھی اور آپؐ نیچے اتر رہے تھے۔

مسدد کی روایت میں بھی یہی ہے قُلْتُ لَا۔ مسدد کے ساتھ جریر نے بھی منصور سے قُلْتُ لَا کا لفظ روایت کیا۔ (قُلْتُ لَا حضرت عائشہؓ کا جواب تھا)۔

بَابٌ ۱۱۰۸ مَنْ صَلَّى الْعَصْرَ يَوْمَ النَّفْرِ بِالْاَبْطَحِ۔

باب واپسی کے دن نمازِ عصر ابطح (محصّب) میں پڑھنا

۱۶۵۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ الثَّوْرِيُّ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ رُفَيْعٍ قَالَ سَاَلْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ اَخْبِرْنِيْ عَنْ شَيْءٍ عَقَلْتَهٗ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيْنَ صَلَّى الظُّهْرَ يَوْمَ التَّرْوِيَةِ قَالَ بِمِنًى قُلْتُ فَاَيْنَ صَلَّى الْعَصْرَ يَوْمَ النَّفْرِ قَالَ بِالْاَبْطَحِ

(از محمد بن مثنیٰ از اسحاق بن یوسف از سفیان ثوری) عبدالعزیز بن رفیع نے فرمایا میں نے حضرت انس بن مالکؓ سے پوچھا مجھے وہ بات بتائیے جو آپ نے بڑے غور سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محفوظ کی ہوئی ہو، آنحضرت نے بھلا آٹھویں تاریخ ظہر کی نماز کہاں پڑھی تھی؟ حضرت انس نے فرمایا منیٰ میں۔ میں نے کہا واپسی کے دن (۱۲ یا ۱۳) نماز عصر کہاں پڑھی تھی آپؐ

افْعَلْ كَمَا يَفْعَلُ أُمَرَاؤُكَ -

نے؟ انسؓ نے جواب دیا آپ نے ابطح میں عصر پڑھی تھی، مگر تو اپنے امیروں کی طرح کر لے

۱۶۵۳ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمُتَعَالِ بْنُ طَالِبٍ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ أَنَّ قَتَادَةَ حَدَّثَهُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ حَدَّثَهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ صَلَّى الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ وَرَقَدَ رَقْدَةً بِالْمُحَصَّبِ ثُمَّ رَكِبَ إِلَى الْبَيْتِ فَطَافَ بِهِ

(از عبدالمتعال بن طالب از ابن وہب از عمرو بن حارث از قتادہ) حضرت انس بن مالکؓ نے روایت کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کی نماز (واپسی کے دن) محصب میں پڑھی۔ وہاں آپ نے نیند بھی کی۔ بعد ازاں آپ سوار ہو کر بیت اللہ تشریف لے گئے اور اس کا طواف کیا۔

بَابٌ ۱۱۰۹ الْمُحَصَّبِ

باب محصب کا بیان

۱۶۵۴ - حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ إِنَّمَا كَانَ مَنْزِلٌ يَنْزِلُهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَكُونَ أَسْمَحَ لِخُرُوجِهِ تَعْنِي بِالْأَبْطَحِ

(از ابو نعیم از سفیان از ہشام از والد ش) حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (منیٰ سے واپس کرکے) محصب یعنی ابطح میں اترتے۔ کیونکہ وہاں سے مدینہ کی طرف روانہ ہونا آسان ہوتا ہے

۱۶۵۵ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ عَمْرٌو عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ لَيْسَ التَّحْصِيبُ بِشَيْءٍ إِنَّمَا هُوَ مَنْزِلٌ نَزَلَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(از علی بن عبداللہ از سفیان از عمرو از عطاء) ابن عباسؓ فرماتے ہیں محصب میں منزل کرنا حج کی کوئی عبادت نہیں ہے۔ محصب ایک مقام ہے جہاں آپ ٹھہرا کرتے تھے

بَابٌ ۱۱۱ النُّزُولِ بِذِي طُوًى قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ مَكَّةَ وَالنُّزُولِ بِالْبَطْحَاءِ الَّتِي بِذِي الْحُلَيْفَةِ إِذَا رَجَعَ مِنْ مَكَّةَ

باب مکہ میں داخلہ سے پہلے ذی طوٰی میں اترنا (یہ مکہ کے متصل ہے) مدینہ کو واپسی کے وقت بطحاء (کنکریلا میدان) میں ٹھہرنا جو ذوالحلیفہ میں ہے

۱۶۵۶ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا أَبُو ضَمْرَةَ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا كَانَ يَبِيتُ بِذِي طُوًى

(از ابراہیم بن منذر از ابو ضمرہ از موسیٰ بن عقبہ از نافع) ابن عمرؓ جب مکہ کو جاتے تو رات کو دونوں پہاڑوں کے درمیان ذی طوٰی میں ٹھہر جاتے۔ پھر اس پہاڑی پر سے مکہ میں داخل ہوتے جو مکہ کی

---

[۱] جہاں وہ نماز پڑھیں تو بھی ان کے ساتھ پڑھ لے کیونکہ ایسی چھوٹی چھوٹی باتوں میں امراء کا خلاف کرنا ٹھیک نہیں ہے ۱۲ منہ [۲] محصب ایک کھلا میدان ہے مکہ اور منیٰ کے درمیان اس کو ابطح اور بطحا اور خیف بنی کنانہ بھی کہتے ہیں ۱۲ منہ [۳] یعنی محصب میں اترنا کوئی حج کا رکن نہیں ہے۔ آپ وہاں آرام کے لئے اس خیال سے کہ مدینہ کی روانگی وہاں سے آسان ہوگی ٹھہر گئے تھے چنانچہ عصرین اور مغربین کی نمازیں آپ نے وہیں ادا کیں۔ اس پر بھی جب آپ وہاں ٹھہرے تو یہ ٹھہرنا مستحب ہو گیا۔ اور آپ کے بعد حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ بھی وہاں ٹھہرا کیے ۱۲ منہ

بَيْنَ الثَّنِيَّتَيْنِ ثُمَّ يَدْخُلُ مِنَ الثَّنِيَّةِ الَّتِي بِأَعْلَى مَكَّةَ وَكَانَ إِذَا قَدِمَ مَكَّةَ حَاجًّا أَوْ مُعْتَمِرًا لَمْ يُنِخْ نَاقَتَهُ إِلَّا عِنْدَ بَابِ الْمَسْجِدِ ثُمَّ يَدْخُلُ فَيَأْتِي الرُّكْنَ الْأَسْوَدَ فَيَبْدَأُ بِهِ ثُمَّ يَطُوفُ سَبْعًا ثَلَاثًا سَعْيًا وَأَرْبَعًا مَشْيًا ثُمَّ يَنْصَرِفُ فَيُصَلِّي سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ يَنْطَلِقُ قَبْلَ أَنْ يَرْجِعَ إِلَى مَنْزِلِهِ فَيَطُوفُ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَكَانَ إِذَا صَدَرَ عَنِ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ أَنَاخَ بِالْبَطْحَاءِ الَّتِي بِذِي الْحُلَيْفَةِ الَّتِي كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُنِيخُ بِهَا۔

بالائی جانب ہے اور جب مکے میں حج یا عمرہ کا احرام باندھتے ہوئے آتے تو مسجد کے دروازے پر ہی اپنی اونٹنی بٹھاتے مسجد میں جاکر حجر اسود سے شروع کرتے۔ سات چکر لگاتے۔ تین دوڑ کر، اور چار حسب عادت چال سے۔ پھر طواف سے فارغ ہو کر دو رکعتیں پڑھتے۔ پھر اپنے گھر جانے سے پہلے منیٰ پر جاتے اور صفا و مروہ کا طواف کرتے۔ اور جب حج اور عمرہ سے لوٹ کر مدینہ میں آتے تو اپنی اونٹنی بطحائے ذو الحلیفہ میں بٹھاتے جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اونٹنی بٹھاتے تھے

۱۶۵۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ قَالَ سُئِلَ عُبَيْدُ اللَّهِ عَنِ الْمُحَصَّبِ فَحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ قَالَ نَزَلَ بِهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعُمَرُ وَابْنُ عُمَرَ وَعَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا كَانَ يُصَلِّي بِهَا يَعْنِي الْمُحَصَّبَ الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ أَحْسِبُهُ قَالَ وَالْمَغْرِبَ قَالَ خَالِدٌ لَا أَشُكُّ فِي الْعِشَاءِ وَيَهْجَعُ هَجْعَةً وَيَذْكُرُ ذَلِكَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(از عبد اللہ بن عبد الوہاب) خالد بن حارث کہتے ہیں۔ عبید اللہ سے محصب میں ٹھہرنے کے متعلق پوچھا گیا۔ انہوں نے نافع سے روایت نقل کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں منزل کی تھی۔ نیز حضرت عمرؓ اور عبد اللہ بن عمرؓ بھی وہاں اترے۔ نافع سے بھی یہ مروی ہے کہ عبد اللہ بن عمر وہاں یعنی محصب میں نماز ظہر، و عصر پڑھتے تھے۔ راوی کہتے ہیں میرے خیال میں نماز مغرب بھی کہا۔ خالد کہتے ہیں مجھے اس میں شک نہیں ہے کہ عشاء کی نماز بھی پڑھتے تھے اور وہاں نیند بھی کرتے اور فرماتے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ایسا کیا ہے

بَاب ۱۱۱۱ مَنْ نَزَلَ بِذِي طُوًى إِذَا رَجَعَ مِنْ مَكَّةَ وَقَالَ

باب مکے سے واپسی کے وقت ذی طویٰ میں اترنا

مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ كَانَ إِذَا أَقْبَلَ بَاتَ بِذِي طُوًى حَتَّى إِذَا أَصْبَحَ دَخَلَ وَإِذَا نَفَرَ مَرَّ بِذِي طُوًى وَبَاتَ بِهَا حَتَّى يُصْبِحَ وَكَانَ يَذْكُرُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَفْعَلُ ذَلِكَ۔

محمد بن عیسیٰ، حماد، ایوب، نافع، ابن عمرؓ سے روایت ہے وہ جب مدینے سے مکے کو آتے تو رات کو ذی طویٰ میں رہتے۔ صبح کو مکے میں داخل ہوتے اور جب مکے سے واپس جاتے تو ذی طویٰ کے راستے سے جاتے۔ وہاں صبح تک شب باشی بھی کرتے۔ اور فرماتے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایسا ہی کرتے تھے

بَابُ ۱۱۱۲ التِّجَارَةِ أَيَّامَ الْمَوْسِمِ وَالْبَيْعِ فِي أَسْوَاقِ الْجَاهِلِيَّةِ

۱۶۵۸ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ الْهَيْثَمِ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ كَانَ ذُو الْمَجَازِ وَعُكَاظٌ مَتْجَرَ النَّاسِ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَلَمَّا جَاءَ الْإِسْلَامُ كَأَنَّهُمْ كَرِهُوا ذَلِكَ حَتَّى نَزَلَتْ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوا فَضْلًا مِنْ رَبِّكُمْ فِي مَوَاسِمِ الْحَجِّ -

بَابُ ۱۱۱۳ الْإِدْلَاجِ مِنَ الْمُحَصَّبِ

۱۶۵۹ - حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ حَاضَتْ صَفِيَّةُ لَيْلَةَ النَّفْرِ فَقَالَتْ مَا أُرَانِي إِلَّا حَابِسَتَكُمْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَقْرَى حَلْقَى أَطَافَتْ يَوْمَ النَّحْرِ قِيلَ نَعَمْ قَالَ فَانْفِرِي قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ وَزَادَنِي مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا مُحَاضِرٌ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نَذْكُرُ إِلَّا الْحَجَّ فَلَمَّا قَدِمْنَا أَمَرَنَا أَنْ نَحِلَّ فَلَمَّا كَانَتْ لَيْلَةُ النَّفْرِ حَاضَتْ صَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيٍّ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَلْقَى عَقْرَى مَا أُرَاهَا إِلَّا حَابِسَتَكُمْ ثُمَّ قَالَ كُنْتِ طُفْتِ يَوْمَ النَّحْرِ قَالَتْ نَعَمْ قَالَ فَانْفِرِي قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي لَمْ أَكُنْ حَلَلْتُ

باب بزمانہ حج تجارت کرنا - زمانۂ جاہلیت کے بازاروں میں خرید و فروخت کا جائز ہونا۔

(از عثمان بن ہیثم از ابن جریج از عمرو بن دینار) ابن عباس رضؓ فرماتے ہیں ذوالمجاز اور عکاظ زمانۂ جاہلیت کی منڈیاں تھیں۔ ظہور اسلام ہوا تو لوگوں نے (ایام حج میں) تجارت کرنے کو برا سمجھا - چنانچہ یہ آیت نازل ہوئی - لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوا فَضْلًا مِنْ رَبِّكُمْ (فی مواسم الحج) (ایام حج میں اللہ کا فضل تلاش کرنے "یعنی رزق کمانے اور تجارت کرنے" میں کوئی حرج نہیں)

باب محصّب سے آخر شب کوچ کرنا ؎

(از عمرو بن حفص از حفص از اعمش از ابراہیم از اسود) حضرت عائشہ رضؓ نے فرمایا۔ واپسی کی رات حضرت صفیہ حائضہ ہو گئیں اور کہا میرا خیال ہے میری وجہ سے تمہیں رکنا پڑے گا - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - بانجھ سر منڈی) کیا اس نے (حضرت صفیہ رضؓ نے) دسویں تاریخ کو طواف الزیارۃ کیا تھا - جواب دیا گیا - جی ہاں - تو آپؐ نے فرمایا - اب کوچ کر۔

ابو عبداللہ (امام بخاری) فرماتے ہیں - محمد بن سلام نے بحوالہ محاضر از اعمش از ابراہیم از اسود از حضرت عائشہ رضؓ اتنا مزید بیان کیا ہے کہ حضرت عائشہ رضؓ نے فرمایا کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (مدینہ سے) بغرض حج (مکہ کو) روانہ ہوئے - جب ہم وہاں پہنچے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں احرام کھول ڈالنے کا حکم دیا - پھر جس رات کو کوچ کرنا تھا، حضرت صفیہ بنت حُیَی حائضہ ہو گئیں - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سر منڈی منڈی کاٹی میرے خیال میں یہ تمہیں روک دے گی - پھر آپؐ نے ان سے پوچھا - تو نے دسویں تاریخ کو طواف الزیارۃ

؎ جاہلیت کے زمانے کی چار بازاریں تھیں - عکاظ اور ذوالمجاز اور مجنہ اور حباشہ - اسلام کے بعد بھی حج کے دنوں میں ان بازاروں میں خرید و فروخت اور تجارت درست رہی اللہ نے خود قرآن شریف میں اس کا جواز اتارا ۱۲ منہ ؎ امام بخاری کا مطلب اس باب کے لانے سے یہ ہے کہ محصب میں ساری رات پڑا رہنا ضروری نہیں ہے بلکہ رات ہی کو وہاں سے نکل سکتے ہیں - ادلاج کے معنی رات کو چلنا یعنی شروع رات میں یا اخیر رات میں اور یہاں دوسرا معنی مراد ہے ۱۲ منہ

قَالَ فَاعْتَمِرِيْ مِنَ التَّنْعِيْمِ فَخَرَجَ مَعَهَا أَخُوْهَا فَلَقِيْنَاهُ مُدَّلِجًا فَقَالَ مَوْعِدُكِ مَكَانَ كَذَا وَكَذَا۔

کیا تھا۔ انہوں نے کہا۔ جی ہاں۔ آپ نے فرمایا۔ تو اب کوچ کرو (حضرت عائشہؓ کہتی ہیں) میں نے کہا یا رسول اللہ میں نے تو حج سے پہلے احرام نہیں کھولا تھا۔ (یعنی عمرہ نہیں کیا تھا) تو آپؐ نے فرمایا تنعیم سے عمرہ کر لے۔ چنانچہ حضرت عائشہؓ کے ساتھ ان کے بھائی (عبد الرحمٰن) گئے (یعنی تنعیم وغیرہ کی طرف بغرض عمرہ) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں ہم آنحضرتؐ سے اس وقت ملے جب آپؐ آخر شب (طواف الوداع کے لئے) نکلے تھے اور آنحضرت نے فرمادیا مجھے[1] ملنے کی فلاں فلاں جگہ ہے

اَبْوَابُ الْعُمْرَةِ

عمرے کے ابواب کا بیان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے

بَابُ ۱۱۱۴ الْعُمْرَةِ وُجُوْبُ الْعُمْرَةِ وَفَضْلُهَا

وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا لَيْسَ أَحَدٌ إِلَّا وَعَلَيْهِ حَجَّةٌ وَّعُمْرَةٌ وَّقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا إِنَّهَا لَقَرِيْنَتُهَا فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ وَأَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ

باب عمرے کا واجب ہونا اور اسکی فضیلت

ابن عمرؓ نے فرمایا[2]۔ ہر شخص پر ایک حج اور ایک عمرہ واجب ہے۔ ابن عباسؓ نے فرمایا[3]۔ قرآن میں عمرے کا بیان حج کے ساتھ ہے۔ وَأَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ۔ (اللہ کی خاطر حج و عمرہ پورا کرو)

۱۶۶۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ سُمَيٍّ مَوْلَى أَبِيْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ السَّمَّانِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْعُمْرَةُ إِلَى الْعُمْرَةِ كَفَّارَةٌ لِّمَا بَيْنَهُمَا وَالْحَجُّ الْمَبْرُوْرُ لَيْسَ لَهُ جَزَاءٌ إِلَّا الْجَنَّةُ۔

(از عبد اللہ بن یوسف۔ از مالک از سُمَیّ یعنی ابوبکر بن عبد الرحمٰن کا غلام از ابو صالح سمان) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ایک عمرے سے دوسرے عمرے تک جتنے گناہ ہوتے ہیں وہ تمام کے تمام عمرہ کرنے سے اتر جاتے ہیں۔ اور حج مبرور کا بدلہ سوائے بہشت کے اور کچھ نہیں۔[5]

بَابُ ۱۱۱۵ مَنِ اعْتَمَرَ قَبْلَ الْحَجِّ

باب حج سے پہلے عمرہ کرنے کا بیان۔

[1] آپ نے ایک مقام معین فرمادیا کہ میں طواف سے فارغ ہو کر جب لوٹوں تو تم فلاں مقام پر مجھ سے مل جانا ۱۲ منہ [2] امام شافعی اور امام احمد اور جمہور علماء کا یہی قول ہے کہ عمرہ واجب ہے اور مالکیہ اس کو مستحب کہتے ہیں اور حنفیہ سے بھی ایسا ہی منقول ہے ۱۲ منہ [3] اس کو ابن خزیمہ اور دار قطنی اور حاکم نے وصل کیا ۱۲ منہ [4] اس کو امام شافعی اور سعید بن منصور نے وصل کیا ۱۲ منہ [5] حدیث میں مبرور کا لفظ ہے اس کے کئی معنے لوگوں نے بیان کئے ہیں یعنی جس حج میں آدمی گناہ نہ کرے یا جس میں ریاء نہ ہو یا جس کے بعد آدمی گناہوں سے بچا رہے یا جو بارگاہ الٰہی میں قبول ہو ۱۲ منہ

۱۶۶۱- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَنَّ عِكْرِمَةَ بْنَ خَالِدٍ سَأَلَ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ الْعُمْرَةِ قَبْلَ الْحَجِّ فَقَالَ لَا بَأْسَ قَالَ عِكْرِمَةُ قَالَ ابْنُ عُمَرَ اعْتَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ أَنْ يَحُجَّ وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ حَدَّثَنِي عِكْرِمَةُ بْنُ خَالِدٍ سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ مِثْلَهُ

(از احمد بن محمد از عبداللہ از ابن جریج) عکرمہ بن خالد نے حضرت ابن عمرؓ سے سوال کیا حج سے پہلے عمرہ کر لینا کیسا ہے؟ انہوں نے فرمایا کچھ حرج نہیں۔ عکرمہ کہتے ہیں۔ حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حج سے پہلے عمرہ کیا اور ابراہیم بن سعد نے ابن اسحاق سے[1] روایت کی۔ انہیں عکرمہ بن خالد نے بیان کیا کہ میں نے حضرت ابن عمر سے سوال کیا اور پھر یہ حدیث بیان کی

۱۶۶۲- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ عِكْرِمَةُ بْنُ خَالِدٍ سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا مِثْلَهُ

(از عمرو بن علی از ابو عاصم از ابن جریج) عکرمہ بن خالد کہتے ہیں میں نے ابن عمرؓ سے سوال کیا۔ پھر مندرجہ بالا حدیث بیان کی

بَاب ۱۱۱۶ كَمِ اعْتَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنے عمرے کیے ہیں[2]

۱۶۶۳- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ دَخَلْتُ أَنَا وَعُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ الْمَسْجِدَ فَإِذَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا جَالِسٌ إِلَى حُجْرَةِ عَائِشَةَ وَإِذَا نَاسٌ يُصَلُّونَ فِي الْمَسْجِدِ صَلَاةَ الضُّحَى قَالَ فَسَأَلْنَاهُ عَنْ صَلَاتِهِمْ فَقَالَ بِدْعَةٌ ثُمَّ قَالَ لَهُ كَمِ اعْتَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَرْبَعًا إِحْدَاهُنَّ فِي رَجَبٍ فَكَرِهْنَا أَنْ نَرُدَّ عَلَيْهِ قَالَ وَسَمِعْنَا اسْتِنَانَ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ فِي الْحُجْرَةِ فَقَالَ عُرْوَةُ يَا أُمَّاهُ يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ أَلَا تَسْمَعِينَ مَا يَقُولُ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ

(از قتیبہ از جریر از منصور) مجاہد کہتے ہیں میں اور عروہ بن زبیر مسجد نبوی میں گئے وہاں دیکھا کہ عبداللہ بن عمرؓ حضرت عائشہؓ کے حجرے کے پاس بیٹھے ہیں۔ اور کچھ لوگ مسجد میں چاشت کی نماز پڑھ رہے ہیں ہم نے ان سے پوچھا۔ نماز چاشت پڑھنا کیسا ہے؟ انہوں نے فرمایا بدعت ہے[3]۔ پھر پوچھا کہ آنحضرتؐ نے کتنے عمرے کیے؟ انہوں نے فرمایا چار عمرے۔ ان میں سے ایک ماہ رجب میں۔ ہم نے قطع کلامی نامناسب سمجھی۔ اتنے میں حضرت عائشہؓ کے مسواک کرنے کی آواز حجرے میں سے سنی۔ عروہؓ نے پکار کر کہا۔ اے ماں اے ام المومنین آپ نہیں سنتیں! ابو عبدالرحمن کیا کہہ رہے ہیں؟ انہوں نے پوچھا کیا کہہ رہے ہیں؟ عروہ نے کہا۔ کہہ رہے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

---

[1] اس کو امام احمد نے وصل کیا ۱۲ منہ [2] کسی روایت میں چار عمرے مذکور ہیں کسی میں دو عمرے۔ ان میں جمع یوں کیا ہے کہ اخیر کی روایت میں وہ عمرہ جو آپ نے حج کے ساتھ کیا تھا اسی طرح وہ عمرہ جس سے آپ روکے گئے تھے شمار نہیں کیا۔ سعید بن منصور نے نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین عمرے کئے۔ دو تو ذی قعدہ میں اور ایک شوال میں اور دوسری روایتوں میں یہ ہے کہ تینوں عمرے ذی قعدہ میں کئے ۱۲ منہ [3] اس کا بیان اوپر ابواب التطوع میں ہو چکا ہے۔ عبداللہ بن عمرؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اشراق کی نماز پڑھتے نہ دیکھا ہوگا۔ اس لئے بدعت کہا ہوگا۔ اس روایت سے یہ نکلتا ہے کہ نوافل پڑھنے میں بھی اتباع سنت بہتر ہے اور خلاف سنت نفل پڑھنا بھی ایک بدعت ہے ۱۲ منہ

قَالَتْ مَا يَقُوْلُ قَالَ يَقُوْلُ اِنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اعْتَمَرَ اَرْبَعَ عُمُرَاتٍ اِحْدَاهُنَّ فِيْ رَجَبٍ قَالَتْ يَرْحَمُ اللهُ اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ مَا اعْتَمَرَ عُمْرَةً اِلَّا وَهُوَ شَاهِدُهٗ وَمَا اعْتَمَرَ فِيْ رَجَبٍ قَطُّ

نے چار عمرے کئے تھے۔ ان میں ایک رجب کے مہینہ میں کیا تھا حضرت عائشہ رض نے فرمایا۔ اللہ ابو عبدالرحمٰن[1] پر رحم کرے۔ آنحضرت صلعم نے کوئی ایسا عمرہ نہیں کیا تھا جس میں یہ نہ تھے بلکہ ہر عمرے میں موجود تھے۔ اور رجب میں تو آپ نے عمرہ ہی نہیں کیا:

۱۶۶۴۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عَطَاءٌ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ سَاَلْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ مَا اعْتَمَرَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ رَجَبٍ

(از ابو عاصم از ابن جریج از عطاء) عروہ بن زبیر رض نے فرمایا۔ میں نے حضرت عائشہ رض سے پوچھا۔ انہوں نے فرمایا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو رجب میں کوئی عمرہ نہیں کیا

۱۶۶۵۔ حَدَّثَنَا حَسَّانُ بْنُ حَسَّانٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ سَاَلْتُ اَنَسًا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ كَمْ اعْتَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَرْبَعٌ عُمْرَةُ الْحُدَيْبِيَةِ فِيْ ذِي الْقَعْدَةِ حَيْثُ صَدَّهُ الْمُشْرِكُوْنَ وَعُمْرَةٌ مِنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ فِيْ ذِي الْقَعْدَةِ حَيْثُ صَالَحَهُمْ وَعُمْرَةُ الْجِعِرَّانَةِ اِذْ قَسَمَ غَنِيْمَةَ اُرَاهُ حُنَيْنٍ قُلْتُ كَمْ حَجَّ قَالَ وَاحِدَةً

(از حسان بن حسان از ہمام) قتادہ کہتے ہیں۔ میں نے حضرت انس رض سے پوچھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنے عمرے کئے؟ فرمایا چار عمرے: ایک تو حدیبیہ کا عمرہ، ذی قعدہ میں۔ جہاں مشرکوں نے آپ کو روک دیا تھا۔ دوسرا اس کے اگلے سال جب آپ نے ان سے صلح کی تھی۔ تیسرا جعرانہ کا عمرہ جب جنگِ حنین کا مال غنیمت آپ نے تقسیم فرمایا تھا۔ (چوتھا حج کے ساتھ) میں نے پوچھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کتنے کئے تھے؟ آپ نے فرمایا ایک

۱۶۶۶۔ حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَاَلْتُ اَنَسًا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَقَالَ اعْتَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيْثُ رَدُّوْهُ وَمِنَ الْقَابِلِ عُمْرَةَ الْحُدَيْبِيَةِ وَعُمْرَةً فِيْ ذِي الْقَعْدَةِ وَعُمْرَةً مَعَ حَجَّتِهٖ

(از ابو الولید ہشام بن عبد الملک) ہمام، قتادہ کہتے ہیں۔ میں نے حضرت انس رض سے پوچھا تو انہوں نے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک تو وہ عمرہ کیا تھا جس سے مشرکوں نے آپ کو واپس کر دیا تھا۔ دوسرا اس کے اگلے سال اس کی قضا والا۔ تیسرا ذلقعدہ میں عمرہ۔ چوتھا حج کے ساتھ

۱۶۶۷۔ حَدَّثَنَا هُدْبَةُ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ وَقَالَ اعْتَمَرَ اَرْبَعَ عُمَرٍ فِيْ ذِي الْقَعْدَةِ اِلَّا الَّتِيْ اعْتَمَرَ مَعَ حَجَّتِهٖ عُمْرَتَهٗ مِنَ الْحُدَيْبِيَةِ وَمِنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ وَمِنَ الْجِعِرَّانَةِ حَيْثُ قَسَمَ

(از ہدبہ از ہمام) اس روایت میں ہے کہ آپ نے چاروں عمرے ذی قعدہ میں کئے۔ البتہ وہ عمرہ جو حج کے ساتھ کیا تھا[2] (وہ ذوالحجہ میں ہوا) ایک عمرہ حدیبیہ کا۔ دوسرا سال آئندہ اس کی قضا کا عمرہ تیسرا جعرانہ کا عمرہ جہاں جنگ حنین کا مالِ غنیمت تقسیم کیا تھا۔

[1] ابو عبدالرحمٰن عبداللہ بن عمر رض کی کنیت ہے حضرت عائشہ رض نے ان کے لئے دعا کی اور یہ اشارہ کیا کہ ان سے غلطی ہو گئی ۱۲ منہ [2] وہ تو ذی حجہ میں ہوا تھا اس صورت میں عبارت میں کوئی اشکال نہ ہو گا ۱۲ منہ

غَنَائِمِ حُنَيْنٍ وَّعُمْرَةً مَّعَ حَجَّتِهِ۔

۱۶۶۸ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُثْمٰنَ حَدَّثَنَا شُرَيْحُ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ قَالَ سَأَلْتُ مَسْرُوقًا وَّعَطَاءً وَّمُجَاهِدًا فَقَالُوا اعْتَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ذِي الْقَعْدَةِ قَبْلَ أَنْ يَّحُجَّ وَقَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُولُ اعْتَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ذِي الْقَعْدَةِ قَبْلَ أَنْ يَّحُجَّ مَرَّتَيْنِ۔

بَابٌ ۱۱۱۷ عُمْرَةٍ فِي رَمَضَانَ

۱۶۶۹ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يُخْبِرُنَا يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِامْرَأَةٍ مِّنَ الْأَنْصَارِ سَمَّاهَا ابْنُ عَبَّاسٍ فَنَسِيتُ اسْمَهَا مَا مَنَعَكِ أَنْ تَحُجِّينَ مَعَنَا قَالَتْ كَانَ لَنَا نَاضِحٌ فَرَكِبَهُ أَبُو فُلَانٍ وَّابْنُهُ لِزَوْجِهَا وَابْنِهَا وَتَرَكَ نَاضِحًا نَّنْضَحُ عَلَيْهِ قَالَ فَإِذَا كَانَ رَمَضَانُ اعْتَمِرِي فِيهِ فَإِنَّ عُمْرَةً فِي رَمَضَانَ حَجَّةٌ أَوْ نَحْوًا مِّمَّا قَالَ۔

بَابٌ ۱۱۱۸ الْعُمْرَةِ لَيْلَةَ الْحَصْبَةِ وَغَيْرِهَا۔

چوتھا حج کے ساتھ کا عمرہ (آپ نے قران کیا تھا

(از احمد بن عثمان از شریح بن مسلمہ از ابراہیم بن یوسف از یوسف) ابو اسحاق نے کہا میں نے مسروق اور عطاء اور مجاہد سے پوچھا تو انہوں نے کہا۔ آنحضرت صلعم نے حج کرنے سے پہلے ذی قعدہ میں ایک عمرہ کیا۔ ابو اسحاق نے کہا۔ میں نے براء ابن عازب رضی اللہ عنہ سے سُنا وہ کہتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حج سے پہلے ذی قعدہ میں دو عمرے کئے تھے۔

باب رمضان میں عمرہ کرنا[1]

(از مسدد از یحیٰی از ابن جریج) عطاء نے کہا میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے سُنا وہ فرماتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک انصاری عورت سے فرمایا۔ ابن عباس رضؓ نے اس کا نام بتایا لیکن میں بھول گیا، تو ہمارے ساتھ حج کیوں نہیں کرتی؟ وہ کہنے لگی۔ میرے پاس پانی لادنے والا ایک اونٹ تھا، اس پر فلاں کا باپ (یعنی اپنا خاوند[2]) اور اس کا بیٹا سوار ہو کر کہیں چل دیئے ہیں۔ ایک ہی اونٹ چھوڑ گیا ہے اس پر ہم پانی لادتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا۔ جب رمضان آئے تو عمرہ کر لے۔ کیونکہ رمضان میں عمرہ کرنا حج کے برابر ہے یا ایسا ہی کچھ فرمایا۔

باب محصب کی رات یا اور کسی وقت میں عمرہ کرنا۔

[1] امام بخاری نے ترجمہ باب میں اس کی فضیلت کی تصریح نہیں کی اور شاید انہوں نے اس روایت کی طرف اشارہ کیا جو دارقطنی نے نکالی حضرت عائشہؓ سے، میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رمضان کے عمرے میں نکلی آپ نے افطار کیا میں نے روزہ رکھا آپ نے قصر کیا میں نے پوری نماز پڑھی بعضوں نے کہا یہ روایت غلط ہے کیونکہ آپ نے رمضان میں کوئی عمرہ نہیں کیا حافظ نے کہا شاید مطلب یہ ہے کہ میں رمضان کے مہینے میں عمرے کے لئے مدینے سے نکلی۔ یہ صحیح ہے کیونکہ فتح مکہ کا سفر رمضان ہی میں ہوا تھا ۱۲ منہ

[2] یہ ابن جریج کا کلام ہے نہ عطاء کا دوسری روایت میں امام بخاری کے اس عورت کا نام ام سنان مذکور ہے بعضوں نے کہا وہ ام سُلیم تھیں جیسے ابن حبان کی روایت میں ہے اور نسائی نے نکالا کہ بنی اسد کی ایک عورت ام معقل نے کہا میں نے حج کا قصد کیا لیکن میرا اونٹ بیمار ہو گیا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو آپ نے فرمایا رمضان میں عمرہ کر لے رمضان کا عمرہ حج کے برابر ہے ۱۲ منہ [3] حافظ نے کہا اگر یہ عورت ام سنان تھی تو اس کے بیٹے کا نام شاید سنان ہوگا اور اگر ام سلیم تھی تو اس کا تو بیٹا ہی کوئی نہیں تھا ایسا جو حج کے قابل ہوتا؛ یک انس بن تھے وہ صغیر سن تھے اور شاید ان کے خاوند ابو طلحہ کا بیٹا مراد ہو وہ بھی گویا ام سلیم کا بیٹا ہوا کیونکہ ابو طلحہ ام سلیم کے خاوند تھے ۱۲ منہ

۱۶۷۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ اَخْبَرَنَا اَبُوْ مُعٰوِيَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُوَافِيْنَ لِهِلَالِ ذِي الْحِجَّةِ فَقَالَ لَنَا مَنْ اَحَبَّ مِنْكُمْ اَنْ يُّهِلَّ بِالْحَجِّ فَلْيُهِلَّ وَمَنْ اَحَبَّ اَنْ يُّهِلَّ بِعُمْرَةٍ فَلْيُهِلَّ بِعُمْرَةٍ فَلَوْلَا اَنِّيْ اَهْدَيْتُ لَاَهْلَلْتُ بِعُمْرَةٍ قَالَتْ فَمِنَّا مَنْ اَهَلَّ بِعُمْرَةٍ وَّمِنَّا مَنْ اَهَلَّ بِحَجٍّ وَّكُنْتُ مِمَّنْ اَهَلَّ بِعُمْرَةٍ فَاَظَلَّنِيْ يَوْمُ عَرَفَةَ وَاَنَا حَائِضٌ فَشَكَوْتُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ارْفُضِيْ عُمْرَتَكِ وَانْقُضِيْ رَاْسَكِ وَامْتَشِطِيْ وَاَهِلِّيْ بِالْحَجِّ فَلَمَّا كَانَ لَيْلَةُ الْحَصْبَةِ اَرْسَلَ مَعِيْ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ اِلَى التَّنْعِيْمِ فَاَهْلَلْتُ بِعُمْرَةٍ مَّكَانَ عُمْرَتِيْ

(از محمد بن سلام از ابو معاویہ از ہشام از والدش) حضرت عائشہ رض سے روایت ہے کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (مدینہ سے) اس وقت روانہ ہوئے جب ذوالحجہ کا چاند قریب پہنچ گیا تھا۔ آپ نے فرمایا تمہیں اختیار رہے جو شخص چاہے وہ حج کا احرام باندھ لے اور جو چاہے وہ عمرے کا احرام باندھ لے۔ اگر میں اپنے ساتھ[1] قربانی نہ لاتا تو میں بھی عمرے کا احرام باندھتا۔ حضرت عائشہ رض کہتی ہیں تو ہم سے بعض نے عمرے کا احرام باندھا بعض نے حج کا۔ میں نے بھی عمرے کا احرام باندھا تھا۔ پس عرفے کا دن آ پہنچا اور میں ابھی بحالت حیض تھی۔ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا شکوہ کیا۔ آپ نے فرمایا، عمرہ چھوڑ دے۔ سر کھول ڈال۔ کنگھی کر لے اور حج کا احرام باندھ لے۔ چنانچہ میں نے تعمیل حکم کی۔ جب محصب کی رات پہنچی تو آپ نے میرے ساتھ عبدالرحمٰن (بھائی) کو تنعیم کو روانہ کیا۔ چنانچہ میں نے ٹوٹے ہوئے عمرہ کے بدلے میں دوسرا عمرہ کیا

بَابٌ ۱۱۱۹ عُمْرَةُ التَّنْعِيْمِ

باب تنعیم سے احرام عمرہ باندھنا

۱۶۷۱۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ عَمْرٍو سَمِعَ عَمْرَو بْنَ اَوْسٍ اَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ ابْنَ اَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَخْبَرَهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَهُ اَنْ يُّرْدِفَ عَائِشَةَ وَيُعْمِرَهَا مِنَ التَّنْعِيْمِ قَالَ سُفْيٰنُ مَرَّةً سَمِعْتُ عَمْرًا وَّكَمْ سَمِعْتُهُ مِنْ عَمْرٍو

(از علی بن عبداللہ از سفیان از عمرو بن دینار از عمرو بن اوس) عبدالرحمٰن بن ابی بکر رض کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو حکم دیا کہ وہ حضرت عائشہ رض کو سواری پر بٹھا کر لے جائیں اور تنعیم سے عمرہ کرا لائیں۔

سفیان بن عیینہ نے کبھی یوں کہا۔ میں نے عمرو بن دینار سے سُنا۔ اور کبھی یوں کہا کہ میں نے کئی مرتبہ عمرو بن دینار سے سُنا

۱۶۷۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَبْدِ الْمَجِيْدِ عَنْ حَبِيْبٍ الْمُعَلِّمِ عَنْ

(از محمد بن مثنیٰ از عبدالوہاب بن عبدالمجید از حبیب معلم از عطاء) جابر بن عبداللہ رض نے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

---

[1] یہ خاص حضرت عائشہ رض نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے کیا تھا۔ باقی کسی صحابی سے منقول نہیں کہ انہوں نے عمرے کا احرام تنعیم سے جا کر باندھا ہو نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی ایسا کیا۔ امام ابن قیم نے زاد المعاد میں ایسا ہی کہا۔ حافظ نے کہا جب حضرت عائشہ رض نے بحکم نبوی ایسا کیا تو اس کا مشروع ہونا ثابت ہو گیا اگرچہ اس میں شک نہیں کہ عمرے کے لیے مستقل سفر کر کے جانا افضل اور اعلیٰ ہے اور سلف میں اختلاف ہے کہ ہر سال میں عمرہ سے زیادہ کر سکتے ہیں یا نہیں۔ امام مالک نے ایک سے زیادہ کرنا مکروہ جانا ہے اور جمہور علماء نے ان کا خلاف کیا ہے اور امام ابو حنیفہ نے عرفہ اور یوم النحر اور ایام تشریق میں عمرہ کرنا مکروہ رکھا ہے ۱۲ منہ

عَطَاءٍ حَدَّثَنِي جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَهَلَّ وَأَصْحَابُهُ بِالْحَجِّ وَلَيْسَ مَعَ أَحَدٍ مِّنْهُمْ هَدْيٌ غَيْرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَطَلْحَةَ وَكَانَ عَلِيٌّ قَدِمَ مِنَ الْيَمَنِ وَمَعَهُ الْهَدْيُ فَقَالَ أَهْلَلْتُ بِمَا أَهَلَّ بِهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَذِنَ لِأَصْحَابِهِ أَنْ يَجْعَلُوهَا عُمْرَةً يَطُوفُوا بِالْبَيْتِ ثُمَّ يُقَصِّرُوا وَيَحِلُّوا إِلَّا مَنْ مَعَهُ الْهَدْيُ فَقَالُوا نَنْطَلِقُ إِلَى مِنًى وَذَكَرُ أَحَدِنَا يَقْطُرُ فَبَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَوِ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِي مَا اسْتَدْبَرْتُ مَا أَهْدَيْتُ وَلَوْلَا أَنَّ مَعِيَ الْهَدْيَ لَأَحْلَلْتُ وَأَنَّ عَائِشَةَ حَاضَتْ فَنَسَكَتِ الْمَنَاسِكَ كُلَّهَا غَيْرَ أَنَّهَا لَمْ تَطُفْ بِالْبَيْتِ قَالَ فَلَمَّا طَهُرَتْ وَطَافَتْ قَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَتَنْطَلِقُونَ بِعُمْرَةٍ وَحَجَّةٍ وَأَنْطَلِقُ بِالْحَجِّ فَأَمَرَ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ ابْنَ أَبِي بَكْرٍ أَنْ يَخْرُجَ مَعَهَا إِلَى التَّنْعِيمِ فَاعْتَمَرَتْ بَعْدَ الْحَجِّ فِي ذِي الْحَجَّةِ وَأَنَّ سُرَاقَةَ بْنَ مَالِكِ بْنِ جُعْشُمٍ لَقِيَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ بِالْعَقَبَةِ وَهُوَ يَرْمِيهَا فَقَالَ أَلَكُمْ هٰذِهِ خَاصَّةً يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ لَا بَلْ لِلْأَبَدِ۔

اور صحابہ کرام نے حج کا احرام باندھا اور سوائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت طلحہؓ کے اور کسی کے پاس قربانی نہ تھی[۱] (انہی دنوں) حضرت علیؓ بھی یمن سے تشریف لائے اور ان کے ساتھ قربانی بھی تھی۔ انہوں نے کہا میں نے وہی احرام باندھا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے باندھا ہے[۲]۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (مکے میں پہنچ کر) صحابہ کو اجازت دی کہ حج کو عمرہ کر لیں۔ بیت اللہ اور صفا و مروہ کا طواف کر کے بال کترائیں اور احرام کھول ڈالیں البتہ جس کے پاس قربانی ہو وہ ایسا نہ کرے۔ یہ سنکر صحابہ کرام نے عرض کیا کیا ہم (حج کے لیے) منیٰ کو اس حالت میں جائیں کہ اس سے ایک دو دن ہی پہلے جماع کیا ہو۔ یہ خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچ گئی۔ آپ نے فرمایا۔ اگر مجھے وہ بات پہلے معلوم ہوتی جو بعد میں معلوم ہوئی تو میں بھی اپنے ساتھ قربانی نہ لاتا۔ اگر میرے ساتھ قربانی نہ ہوتی تو میں بھی احرام کھول ڈالتا حضرت عائشہؓ حائضہ ہو گئیں[۳]۔ انہوں نے تمام مناسک حج ادا کیے صرف طواف بیت اللہ نہ کیا۔ جب وہ بحالتِ طُہر ہو گئیں[۴] اور طواف کر لیا تو عرض کیا یا رسول اللہ! آپ سب حضرات تو عمرہ و حج دونوں سعادتیں لے کر گھر جا رہے ہیں اور میں فقط حج ہی کر کے۔ آپؐ نے (ان کے بھائی) عبد الرحمٰن بن ابی بکرؓ کو حکم دیا "تنعیم تک ان کے ساتھ جاؤ"۔ پس ذو الحجہ میں حج کے بعد عمرہ کیا۔ نیز حضرت سراقہ بن مالک بن جُعشمؓ آپؐ سے اس وقت ملے۔ جب آپ جمرۂ عقبہ پر کنکریاں مار رہے تھے۔ اس نے پوچھا کیا حج فسخ کر کے عمرہ کر دینا خاص آپ کے لئے ہے۔ آپ نے فرمایا نہیں بلکہ ہمیشہ کے لئے ہے[۵]۔

[۱] حافظ نے کہا یہ اس روایت کے مخالف ہے جو امام احمد اور مسلم نے نکالی اس میں یہ ہے کہ قربانی آنحضرت صلعم اور ابو بکرؓ اور عمرؓ کے ساتھ تھی ۱۲ منہ [۲] انہوں نے یوں لبیک پکاری تھی بما اہل بہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا لبیک بحجۃ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم۔ آپؐ نے حضرت علی کو یہ حکم دیا کہ وہ احرام نہ کھولیں اور قربانی میں ان کو شریک کر لیا ۱۲ منہ [۳] ایک روایت میں ہے کہ سرف ہی میں ان کو حیض آ گیا مکہ پہنچنے سے پہلے ابن حزم نے کہا تیسری تاریخ کو ان کو حیض آیا ہفتہ کے دن اور اسی دن دسویں تاریخ کو پاک ہوئیں۔ مجاہد نے کہا عرفہ کے دن پاک ہوئیں اور شاید عرفہ ہی کے دن پاک ہوئی ہوں گی۔ لیکن پوری پاکی اور غسل وغیرہ دسویں تاریخ کو ہوا ہو اس صورت میں اختلاف نہ رہیگا ۱۲ منہ [۴] یزید کی روایت میں یوں ہے کیا یہ حکم خاص ہمارے لئے ہے امام مسلم کی روایت میں یوں ہے سراقہ کھڑا ہوا اور کہنے لگا یا رسول اللہ کیا یہ حکم خاص اسی سال کے لئے ہے یا ہمیشہ کے لئے ہے آپؐ نے انگلیوں کو انگلیوں میں ڈالا اور دو بار فرمایا عمرہ حج میں ہمیشہ کے لئے شریک ہو گیا۔ نووی نے کہا اس کا مطلب یہ ہے کہ حج کے مہینوں میں

باب ۱۱۲۰ الْاِعْتِمَارِ بَعْدَ الْحَجِّ بِغَيْرِ هَدْيٍ

۱۶۷۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا يَحْيٰى حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَبِيْ قَالَ اَخْبَرَتْنِيْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُوَافِيْنَ لِهِلَالِ ذِي الْحِجَّةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَحَبَّ اَنْ يُّهِلَّ بِعُمْرَةٍ فَلْيُهِلَّ وَمَنْ اَحَبَّ اَنْ يُّهِلَّ بِحَجَّةٍ فَلْيُهِلَّ وَلَوْلَا اَنِّيْ اَهْدَيْتُ لَاَهْلَلْتُ بِعُمْرَةٍ فَمِنْهُمْ مَّنْ اَهَلَّ بِعُمْرَةٍ وَّمِنْهُمْ مَّنْ اَهَلَّ بِحَجَّةٍ وَّكُنْتُ مِمَّنْ اَهَلَّ بِعُمْرَةٍ فَحِضْتُ قَبْلَ اَنْ اَدْخُلَ مَكَّةَ فَاَدْرَكَنِيْ يَوْمُ عَرَفَةَ وَاَنَا حَائِضٌ فَشَكَوْتُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ دَعِيْ عُمْرَتَكِ وَانْقُضِيْ رَأْسَكِ وَامْتَشِطِيْ وَاَهِلِّيْ بِالْحَجِّ فَفَعَلْتُ فَلَمَّا كَانَتْ لَيْلَةُ الْحَصْبَةِ اَرْسَلَ مَعِيْ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ اِلَى التَّنْعِيْمِ فَاَرْدَفَهَا فَاَهَلَّتْ بِعُمْرَةٍ مَّكَانَ عُمْرَتِهَا فَقَضَى اللّٰهُ حَجَّهَا وَعُمْرَتَهَا وَلَمْ يَكُنْ فِيْ شَيْءٍ مِّنْ ذٰلِكَ هَدْيٌ وَّلَا صَدَقَةٌ وَّلَا صَوْمٌ۔

باب بغیر قربانی کے حج کے بعد عمرہ کرنا[1]

(از محمد بن مثنیٰ از یحییٰ از ہشام از والدش) حضرت عائشہ رضؓ فرماتی ہیں ہم (مدینہ سے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس وقت روانہ ہوئے، جب ذوالحجہ کا چاند قریب ہوگیا تھا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا جو چاہے وہ عمرے کا احرام باندھ لے اور جو چاہے وہ حج کا احرام باندھ لے۔ میں اگر قربانی نہ لاتا تو عمرے کا ہی احرام باندھتا۔ بہرحال بعضوں نے عمرے کا احرام باندھا اور بعضوں نے حج کا احرام باندھا۔ میں نے عمرے کا احرام باندھا۔ مکہ میں داخل ہونے سے قبل میں حائضہ ہوگئی حتیٰ کہ یوم عرفہ آپہنچا جبکہ میں حائضہ تھی میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے شکوہ کیا۔ آپؐ نے فرمایا عمرہ چھوڑ دے۔ سر کھول ڈال۔ اور کنگھی کر لے اور حج کا احرام باندھ لے۔ چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا۔ جب محصّب کی رات ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اور عبدالرحمٰن کو میرے ساتھ تنعیم بھیج دیا۔ عبدالرحمٰن نے حضرت عائشہؓ کو سواری پر پیچھے بٹھا لیا۔ اور حضرت عائشہؓ نے (تنعیم سے) دوسرے عمرے کا احرام باندھا جو گذشتہ فسخ کردہ عمرے کے بجائے تھا۔ یوں اللہ تعالیٰ نے حضرت عائشہؓ کو حج و عمرہ دونوں کی سعادت بخش دی۔ نہ انہیں قربانی دینا پڑی نہ صدقہ اور نہ روزے رکھنا پڑے۔

باب ۱۱۲۱ اَجْرُ الْعُمْرَةِ عَلٰى قَدْرِ النَّصَبِ

۱۶۷۴۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ وَّعَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ قَالَا قَالَتْ

باب عمرے میں جتنی تکلیف ہو اتنا ہی ثواب ہے

(از مسدد از یزید بن زریع از ابن عون از قاسم بن محمد نیز از ابن عون از ابراہیم نخعی از اسود) قاسم بن محمد اور اسود دونوں روایت کرتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! لوگ دو نیکیاں لیکر

---

[1] اس باب کے لانے سے امام بخاری کی غرض یہ ہے کہ تمتع جس میں قربانی ہے وہ یہ ہے کہ حج کے مہینوں میں حج سے پہلے عمرہ کرے اور جو لوگ حج کے مہینوں میں سارے ذی الحجہ کو شامل رکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ذی الحجہ میں حج کے بعد بھی عمرہ کرے تو وہ بھی تمتع ہے اور اس میں قربانی یا روزے واجب ہیں۔ وہ اس حدیث کا یہ جواب دیتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیبیوں کی طرف سے قربانی دی تھی جیسے ایک روایت میں ہے کہ آپ نے اپنی بیبیوں کی طرف سے ایک گائے قربانی کی اور مسلم کی روایت میں ہے کہ آپ نے حضرت عائشہ رضؓ کی طرف سے قربانی دی اور شاید حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اس کی خبر نہ ہوئی ہو ۱۲ منہ۔

عَائِشَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا يَا رَسُولَ اللهِ يَصْدُرُ النَّاسُ بِنُسُكَيْنِ وَأَصْدُرُ بِنُسُكٍ فَقِيلَ لَهَا انْتَظِرِي فَإِذَا طَهُرْتِ فَاخْرُجِي إِلَى التَّنْعِيمِ فَأَهِلِّي ثُمَّ ائْتِينَا بِمَكَانِ كَذَا وَلَكِنَّهَا عَلَى قَدْرِ نَفَقَتِكِ أَوْ نَصَبِكِ۔

جا رہے ہیں اور میں صرف ایک نیکی لے کر جاؤں۔ آپؐ نے فرمایا انتظار کر جب تو حیض سے پاک ہو جائے تو تنعیم کی طرف جانا اور وہاں سے عمرہ کا احرام باندھنا۔ پھر فلاں مقام پر ملنا۔ مگر ثواب اتنا ہی ملے گا جتنا خرچ کرے گی یا جتنی تکلیف اٹھائے گی۔

بَابُ ۱۱۲۲ الْمُعْتَمِرِ إِذَا طَافَ طَوَافَ الْعُمْرَةِ ثُمَّ خَرَجَ هَلْ يُجْزِئُهُ مِنْ طَوَافِ الْوَدَاعِ۔

باب عمرہ کرنے والا عمرے کا طواف کر کے مکہ سے روانہ ہونے لگے تو آیا طواف وداع کی اسے ضرورت نہ ہوگی۔

۱۶۷۵۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا أَفْلَحُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ خَرَجْنَا مُهِلِّينَ بِالْحَجِّ فِي أَشْهُرِ الْحَجِّ وَحُرُمِ الْحَجِّ فَنَزَلْنَا سَرِفَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَصْحَابِهِ مَنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ هَدْيٌ فَأَحَبَّ أَنْ يَجْعَلَهَا عُمْرَةً فَلْيَفْعَلْ وَمَنْ كَانَ مَعَهُ هَدْيٌ فَلَا وَكَانَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرِجَالٍ مِنْ أَصْحَابِهِ ذَوِي قُوَّةٍ الْهَدْيُ فَلَمْ تَكُنْ لَهُمْ عُمْرَةً فَدَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا أَبْكِي فَقَالَ مَا يُبْكِيكِ قُلْتُ سَمِعْتُكَ تَقُولُ لِأَصْحَابِكَ مَا قُلْتَ فَمُنِعْتُ الْعُمْرَةَ قَالَ وَمَا شَأْنُكِ قُلْتُ لَا أُصَلِّي قَالَ فَلَا يَضُرُّكِ أَنْتِ مِنْ بَنَاتِ آدَمَ كُتِبَ عَلَيْكِ مَا كُتِبَ عَلَيْهِنَّ فَكُونِي فِي حَجَّتِكِ عَسَى اللهُ أَنْ يَرْزُقَكِهَا قَالَتْ فَكُنْتُ حَتَّى نَفَرْنَا مِنْ مِنًى فَنَزَلْنَا الْمُحَصَّبَ فَدَعَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ فَقَالَ اخْرُجْ بِأُخْتِكَ الْحَرَمَ فَلْتُهِلَّ بِعُمْرَةٍ ثُمَّ افْرُغَا مِنْ طَوَافِكُمَا أَنْتَظِرْكُمَا هٰهُنَا

(از ابونعیم از افلح بن حمید از قاسم) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں ہم حج کا احرام باندھ کر حج کے مہینوں میں حج کے امتیاز کے ساتھ (مدینہ سے) روانہ ہوئے تو مقام سرف منزل کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے فرمایا جس کے ساتھ قربانی نہ ہو اور وہ حج کو عمرہ کر دینا چاہے تو ایسا کرلے۔ البتہ جس کے ساتھ قربانی ہے وہ ایسا نہ کرے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور چند ذی استطاعت صحابہ کے پاس قربانی تھی، تو وہ حج توڑ کر عمرہ نہ کر سکتے تھے۔ بہر کیف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے۔ میں رو رہی تھی۔ آپؐ نے پوچھا۔ کیوں روتی ہے؟ میں نے عرض کیا۔ آپؐ نے جو صحابہ سے ارشاد فرمایا میں نے سنا۔ لیکن میں تو عمرہ نہیں کر سکتی۔ آپؐ نے پوچھا کس لئے؟ میں نے عرض کیا۔ میں نماز نہیں پڑھتی۔ آپؐ نے فرمایا۔ کیا ضرر ہے؟ تو بھی آدم کی بیٹی ہے جو اور بیٹیوں کی قسمت میں لکھا گیا ہے، وہ تیری قسمت میں لکھا گیا۔ تو حج میں شامل رہ ممکن ہے۔ اللہ تیرے نصیب عمرہ بھی کردے۔ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں میں خاموش ہوگئی۔ جب ہم (بالکل آخر میں) منیٰ سے روانہ ہوئے تو محصب آٹھہرے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد الرحمن (میرے بھائی) کو یاد فرمایا اور اسے حکم دیا۔ اپنی بہن کو ساتھ لے کر حرم

سلہ ابن عبد السلام نے کہا کہ یہ قاعدہ کلیہ نہیں ہے بعضی عبادتوں میں دوسری عبادتوں سے تکلیف اور مشقت کم ہوتی ہے لیکن ثواب زیادہ ہوتا ہے جیسے شب قدر میں عبادت کرنا، رمضان کی کئی راتوں کی عبادت کرنے سے ثواب میں زیادہ ہے یا فرض نماز یا فرض زکوٰۃ کا ثواب نفل نمازوں اور نفل صدقوں سے بہت زیادہ ہے ۱۲ منہ

فَاَتَيْنَا فِي جَوْفِ اللَّيْلِ فَقَالَ فَرَغْتُمَا قُلْتُ نَعَمْ فَنَادَى بِالرَّحِيلِ فِي أَصْحَابِهِ فَارْتَحَلَ النَّاسُ وَمَنْ طَافَ بِالْبَيْتِ قَبْلَ صَلٰوةِ الصُّبْحِ ثُمَّ خَرَجَ مُوَجِّهًا إِلَى الْمَدِينَةِ -

کی سرحد سے باہر چلا جا۔ وہ وہاں سے احرام عمرہ باندھے۔ پھر تم دونوں طواف سے فارغ ہو کر آؤ۔ میں یہاں تمہاری انتظار میں ہوں ہم آدھی رات کو واپس آگئے۔ آپ نے فرمایا۔ فارغ ہو آئے؟ میں نے عرض کیا۔ جی ہاں۔ تب آپ نے صحابہ کرام کو حکم روانگی کا اعلان فرمایا۔ اور لوگ کوچ کرنے لگے [۱] وہ لوگ بھی روانہ ہوئے جو نماز صبح سے پہلے طواف الوداع کر چکے تھے۔ پھر آپ بھی مدینہ کی طرف روانہ ہوئے۔

باب ۱۱۲۳ يَفْعَلُ فِي الْعُمْرَةِ مَا يَفْعَلُ فِي الْحَجِّ

باب عمرے میں بھی انہی باتوں کا خیال کرے جن کا حج میں ہوتا ہے۔

۱۶۷۶ - حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا عَطَاءٌ قَالَ حَدَّثَنِي صَفْوَانُ بْنُ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ يَعْنِي عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ بِالْجِعْرَانَةِ وَعَلَيْهِ جُبَّةٌ وَعَلَيْهِ أَثَرُ الْخَلُوقِ أَوْ قَالَ صُفْرَةٌ فَقَالَ كَيْفَ تَأْمُرُنِي أَنْ أَصْنَعَ فِي عُمْرَتِي فَأَنْزَلَ اللهُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسُتِرَ بِثَوْبٍ وَوَدِدْتُ أَنِّي قَدْ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ أُنْزِلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ فَقَالَ عُمَرُ تَعَالَ أَيَسُرُّكَ أَنْ تَنْظُرَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ أَنْزَلَ اللهُ الْوَحْيَ قُلْتُ نَعَمْ فَرَفَعَ طَرَفَ الثَّوْبِ فَنَظَرْتُ إِلَيْهِ لَهُ غَطِيطٌ وَأَحْسِبُهُ قَالَ كَغَطِيطِ الْبَكْرِ فَلَمَّا سُرِّيَ عَنْهُ قَالَ أَيْنَ السَّائِلُ عَنِ الْعُمْرَةِ اخْلَعْ عَنْكَ الْجُبَّةَ وَاغْسِلْ أَثَرَ الْخَلُوقِ عَنْكَ وَأَنْقِ الصُّفْرَةَ وَاصْنَعْ فِي عُمْرَتِكَ كَمَا تَصْنَعُ فِي حَجِّكَ -

(از ابو نعیم از ہمام از عطا و از صفوان بن یعلی بن امیہ) یعلی بن امیہ فرماتے ہیں۔ ایک شخص دربار نبوی میں حاضر ہوا۔ آپ جعرانہ میں تھے۔ وہ شخص جبہ پہنے ہوئے تھا۔ جس پر خوشبو یا زردی کا نشان تھا۔ اس نے عرض کیا۔ عمرے میں آپ مجھے کیا حکم فرماتے ہیں، میں کیا کروں؟ اسی وقت اللہ تعالیٰ نے آپ پر وحی نازل فرمائی۔ آپ پر کپڑے سے پردہ کیا گیا۔ میری پہلے سے تمنا تھی کہ آپ پر وحی نازل ہوتے دیکھوں حضرت عمرؓ نے مجھے بلایا۔ فرمایا کیا تجھے اس بات سے مسرت ہو گی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوتے ہوئے دیکھے؟ میں نے عرض کیا ہاں۔ حضرت عمرؓ نے کپڑے کا ایک کنارہ اٹھایا میں نے دیکھا آپ خراٹے لے رہے تھے۔ میرا خیال ہے راوی نے کہا جیسے زوردار خراٹے ہوتے ہیں۔ جب نزول وحی موقوف ہوا تو آپ نے پوچھا وہ شخص کہاں ہے جو عمرے کے متعلق دریافت کرتا تھا۔ اپنا جبہ اتار دے۔ خوشبو کا نشان دھو ڈال اور (زعفران کی) زردی صاف کر اور جیسے حج میں کرتا ہے ویسے ہی عمرے میں کر۔

---

[۱] حافظ نے کہا اس روایت میں غلطی ہو گئی ہے صحیح یوں ہے لوگ چل کھڑے ہوئے پھر آپ نے بیت اللہ کا طواف کیا۔ امام مسلم اور ابو داؤد کی روایت میں ایسا ہی ہے ۱۲ منہ

۱۶۷۷- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ قَالَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا يَوْمَئِذٍ حَدِيثُ السِّنِّ أَرَأَيْتِ قَوْلَ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا فَلَا أُرَى عَلَى أَحَدٍ شَيْئًا أَنْ لَا يَطَّوَّفَ بِهِمَا فَقَالَتْ عَائِشَةُ كَلَّا لَوْ كَانَتْ كَمَا تَقُولُ كَانَتْ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ لَا يَطَّوَّفَ بِهِمَا إِنَّمَا أُنْزِلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ فِي الْأَنْصَارِ كَانُوا يُهِلُّونَ لِمَنَاةَ وَكَانَتْ مَنَاةُ حَذْوَ قُدَيْدٍ وَكَانُوا يَتَحَرَّجُونَ أَنْ يَطُوفُوا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَلَمَّا جَاءَ الْإِسْلَامُ سَأَلُوا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذَلِكَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالَى إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا زَادَ سُفْيَانُ وَأَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ هِشَامٍ مَا أَتَمَّ اللّٰهُ حَجَّ امْرِئٍ وَلَا عُمْرَتَهُ لَمْ يَطُفْ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ

(از عبد اللہ بن یوسف از مالک از ہشام بن عروہ) حضرت عروہ کہتے ہیں۔ میں نے حضرت عائشہ رضؓ سے دریافت کیا، ان دنوں میں کم سن تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا مجھے تو اس کا مطلب یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی صفا و مروہ کا طواف یعنی سعی نہ کرے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ حضرت عائشہ رضؓ نے فرمایا ہرگز نہیں۔ اگر یہ مطلب ہوتا تو عبارت یوں ہوتی۔ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ لَا يَطَّوَّفَ بِهِمَا۔ یہ آیت تو انصار کے متعلق نازل ہوئی ہے جو منات بت کا احرام باندھا کرتے تھے (بزمانۂ جاہلیت) وہ بت قدید کے سامنے کھڑا تھا۔ وہ صفا و مروہ کا طواف کرنا ناپسند سمجھتے تھے۔ جب اسلام کا زمانہ آیا تو اس کے متعلق انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔ اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ الآیۃ کہ (صفا و مروہ اللہ کی نشانیاں ہیں جو حج کرے یا عمرہ تو اس پر گناہ نہیں کہ وہ ان دونوں کا طواف کرلے)

سفیان اور ابو معاویہ نے ہشام سے اتنا مزید فقرہ نقل کیا ہے کہ جو شخص صفا و مروہ کا طواف نہ کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کا حج و عمرہ مکمل نہیں کریں گے

بَاب ۱۱۲۴ مَتَى يَحِلُّ الْمُعْتَمِرُ

وَقَالَ عَطَاءٌ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصْحَابَهُ أَنْ يَجْعَلُوهَا عُمْرَةً وَيَطُوفُوا ثُمَّ

باب عمرہ کرنے والا احرام سے کب نکلتا ہے[1]

عطاء نے جابر رضؓ سے روایت کی۔[2] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابۂ کرام کو حکم دیا کہ وہ حج فسخ کرکے اس کو عمرہ کرلیں۔ اور طواف (بیت اللہ

[1] ابن بطال نے کہا میں تو علماء کا اختلاف اس باب میں نہیں جانتا کہ عمرہ کرنے والا اس وقت حلال ہوتا ہے جب طواف اور سعی سے فارغ ہوجائے مگر ابن عباسؓ سے ایک شاذ قول منقول ہے کہ صرف طواف کرنے سے حلال ہوجاتا ہے اور اسحاق بن راہویہ امام بخاری کے استاد نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے اور امام بخاریؒ نے یہ باب لاکر ابن عباس رضؓ کے مذہب کی طرف اشارہ کیا۔ اور قاضی عیاض نے بعض اہل علم سے یہ نقل کیا ہے کہ عمرہ کرنے والا جہاں حرم میں پہنچا وہ حلال ہوگیا گو طواف اور سعی نہ کرے ۱۲ منہ [2] یہ اس حدیث کا ٹکڑا ہے جو باب عمرۃ التنعیم میں موصولاً گذر چکا ہے ۱۲ منہ

يُقَصِّرُوا وَيَحِلُّوا۔

اور صفا و مروہ) کر کے بال کترائیں۔ احرام سے نکل جائیں۔

۱۶۷۸۔ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ جَرِيرٍ عَنْ إِسْمٰعِيلَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي أَوْفٰى قَالَ اعْتَمَرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاعْتَمَرْنَا مَعَهُ فَلَمَّا دَخَلَ مَكَّةَ طَافَ وَطُفْنَا مَعَهُ وَأَتَى الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ وَأَتَيْنَاهَا مَعَهُ وَكُنَّا نَسْتُرُهُ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ أَنْ يَرْمِيَهُ أَحَدٌ فَقَالَ لَهُ صَاحِبٌ لِي أَكَانَ دَخَلَ الْكَعْبَةَ قَالَ لَا قَالَ حَدِّثْنَا مَا قَالَ لِخَدِيجَةَ قَالَ بَشِّرُوا خَدِيجَةَ بِبَيْتٍ مِنَ الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ لَا صَخَبَ فِيهِ وَلَا نَصَبَ۔

(از اسحاق[۱] بن ابراہیم از جریر از اسمٰعیل) عبداللہ بن ابی اوفیٰ سے روایت ہے انہوں نے کہا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرہ کیا۔ ہم نے بھی آپ کے ساتھ عمرہ کیا۔ جب آپ مکہ میں داخل ہوئے تو طواف کیا۔ ہم نے بھی آپ کے ساتھ طواف کیا۔ آپ صفا و مروہ پر تشریف لے گئے۔ ہم بھی آپ کے ساتھ گئے۔ ہم اہل مکہ سے آپ کو محفوظ کئے ہوئے تھے۔ مبادا کوئی تیر مار دے۔ میرے ایک ساتھی نے ابن ابی اوفیٰ سے پوچھا کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ میں داخل ہوئے تھے؟ انہوں نے کہا نہیں۔ پھر اس نے کہا۔ اچھا یہ بتائیے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خدیجہ کے متعلق کیا فرمایا تھا۔ انہوں نے کہا۔ یہ فرمایا کہ خدیجہ کو بہشت میں ایک گھر کی خوشخبری دو جو خولدار موتی کا بنا ہوا ہے نہ اس میں شور و غل ہے نہ کسی قسم کا رنج و تکلیف

۱۶۷۹۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ قَالَ سَأَلْنَا ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنْ رَجُلٍ طَافَ بِالْبَيْتِ فِي عُمْرَةٍ وَلَمْ يَطُفْ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ أَيَأْتِي امْرَأَتَهُ فَقَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَطَافَ بِالْبَيْتِ سَبْعًا وَصَلَّى خَلْفَ الْمَقَامِ رَكْعَتَيْنِ وَطَافَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ سَبْعًا وَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ قَالَ وَسَأَلْنَا جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا فَقَالَ لَا يَقْرَبَنَّهَا حَتّٰى يَطُوفَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ

(از حمیدی از سفیان) عمرو بن دینار کہتے ہیں۔ ہم نے ابن عمرؓ سے سوال کیا۔ اگر کوئی شخص عمرہ میں بیت اللہ کا طواف کرے اور صفا و مروہ میں سعی نہ کرے تو کیا وہ بیوی سے صحبت کر سکتا ہے؟ تو جواب دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکے میں تشریف لائے بیت اللہ کا سات بار طواف کیا۔ اور مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعتیں پڑھیں اور صفا و مروہ کا بھی سات بار طواف کیا اور تمہارے لئے اللہ کے رسول (عمل کے لئے) بہترین نمونہ ہیں۔ ہم نے جابرؓ سے پوچھا۔ انہوں نے کہا۔ اپنی بیوی سے صحبت نہیں کر سکتا۔ جب تک صفا و مروہ کا طواف نہ کرلے

۱۶۸۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

(از محمد بن بشار از غندر از شعبہ از قیس بن مسلم از طارق بن شہاب) ابوموسیٰ اشعری ؓ نے فرمایا۔ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بطحا میں حاضر ہوا۔ آپ وہاں تشریف فرما تھے۔

[۱] یعنی اسحاق بن راہویہ مجتہد مشہور ۱۲ منہ

قَالَ قَدِمْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْبَطْحَاءِ وَهُوَ مُنِيخٌ فَقَالَ أَحَجَجْتَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ بِمَا أَهْلَلْتَ قُلْتُ لَبَّيْكَ بِإِهْلَالٍ كَإِهْلَالِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَحْسَنْتَ طُفْ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ أَحِلَّ فَطُفْتُ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ أَتَيْتُ امْرَأَةً مِنْ قَيْسٍ فَفَلَتْ رَأْسِي ثُمَّ أَهْلَلْتُ بِالْحَجِّ فَكُنْتُ أُفْتِي بِهِ حَتّٰى كَانَ فِي خِلَافَةِ عُمَرَ فَقَالَ إِنْ أَخَذْنَا بِكِتَابِ اللّٰهِ فَإِنَّهُ يَأْمُرُنَا بِالتَّمَامِ وَإِنْ أَخَذْنَا بِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّهُ لَمْ يَحِلَّ حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهُ

آپ نے فرمایا کیا حج کے ارادے سے آیا ہے؟ میں نے کہا جی حضور! آپ نے فرمایا۔ تو نے لبیک میں کیا کہا؟ میں نے کہا۔ لبیک اسی احرام کے ساتھ جو احرام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے باندھا۔ آپؐ نے فرمایا۔ تو نے اچھا کیا۔ اب بیت اللہ اور صفا و مروہ کا طواف کر لے پھر احرام کھول ڈال میں نے کعبے کا طواف کیا۔ اور صفا و مروہ کا پھر قبیلہ قیس کی ایک عورت (محرم رشتہ دار) کے پاس آیا اور اس نے میرے سر کی جوئیں نکالیں۔ پھر حج کا احرام باندھا۔ میں لوگوں کو یہی فتویٰ دیتا رہا حتیٰ کہ حضرت عمرؓ کی خلافت کا دور آیا۔ انہوں نے فرمایا۔ اگر ہم اللہ کی کتاب کو لیں تو اس میں حج و عمرہ پورا کرنے کا حکم ہے۔ اگر ہم قولِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو لیں تو آپ نے اس وقت تک احرام نہیں کھولا جب تک قربانی اپنے ٹھکانے نہ جا لگی۔

۱۶۸۱۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عِيسٰى حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنَا عَمْرٌو عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ مَوْلٰى أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ حَدَّثَهُ أَنَّهُ كَانَ يَسْمَعُ أَسْمَاءَ تَقُولُ كُلَّمَا مَرَّتْ بِالْحَجُونِ صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ لَقَدْ نَزَلْنَا مَعَهُ هٰهُنَا وَنَحْنُ يَوْمَئِذٍ خِفَافٌ قَلِيلٌ ظَهْرُنَا قَلِيلَةٌ أَزْوَادُنَا فَاعْتَمَرْتُ أَنَا وَأُخْتِي عَائِشَةُ وَالزُّبَيْرُ وَفُلَانٌ وَفُلَانٌ فَلَمَّا مَسَحْنَا الْبَيْتَ أَحْلَلْنَا ثُمَّ أَهْلَلْنَا مِنَ الْعَشِيِّ بِالْحَجِّ۔

(از احمد بن عیسیٰ از ابن وہب از عمرو از ابو اسود از عبداللہ یعنی اسماء بنت ابی بکر کا غلام) حضرت اسماء جب حجون[1] پہاڑ پر گذرتیں تو کہتیں اللہ حضورؐ پر اپنی رحمت نازل فرمائے۔ ہم ان کے ساتھ اس جگہ اترتے اور ان دنوں ہم خفیف و قلیل تھے۔ سواریاں قلیل تھیں۔ توشے بھی کم تھے۔ اور میری بہن عائشہؓ اور زبیر اور فلاں اور فلاں نے (حج کو فسخ کر کے) عمرہ کیا۔ ہم لوگ کعبے کو چھوتے ہی احرام سے نکل گئے۔ پھر تیسرے پہر کو ہم نے حج کا احرام باندھا

بَاب ۱۱۲۵ مَا يَقُولُ إِذَا رَجَعَ مِنَ الْحَجِّ أَوِ الْعُمْرَةِ أَوِ الْغَزْوِ

باب جب کوئی حج یا عمرے یا جہاد سے لوٹے تو کیا کہے؟

۱۶۸۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا قَفَلَ

(از عبداللہ بن یوسف از مالک از نافع) عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جب جہاد یا حج یا عمرے سے لوٹتے تو ہر چڑھائی پر تین بار اللہ اکبر کہتے پھر

[1] حجون ایک پہاڑ ہے مشہور مکہ میں جنۃ المعلیٰ کے پاس مکہ کو جانے والے کے بائیں ہاتھ پر پڑتا ہے اور جو مکہ سے منیٰ کو جائے اس کے دائیں ہاتھ پر۔ افسح

مِنْ غَزْوٍ اَوْ حَجٍّ اَوْ عُمْرَةٍ يُكَبِّرُ عَلٰى كُلِّ شَرَفٍ مِّنَ الْاَرْضِ ثَلَاثَ تَكْبِيْرَاتٍ ثُمَّ يَقُوْلُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ آئِبُوْنَ تَآئِبُوْنَ عَابِدُوْنَ سَاجِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ صَدَقَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ

کہتے۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔ آئِبُوْنَ (سفر سے لوٹنے والے) تَآئِبُوْنَ عَابِدُوْنَ سَاجِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ۔ صَدَقَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ (اللہ نے اپنا وعدہ سچا کیا) نَصَرَ عَبْدَهٗ (اپنے بندے کی مدد کی) وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ (دشمن فوجوں کو اکیلے ہی بھگا دیا)

بَابُ ۱۱۲۶ اِسْتِقْبَالِ الْحَاجِّ الْقَادِمِيْنَ وَالثَّلَاثَةِ عَلَى الدَّابَّةِ

باب مکہ آنے والے حاجیوں کا استقبال کرنا اور تین شخصوں کا ایک سواری چڑھنا۔

۱۶۸۳۔ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ اَسَدٍ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ اسْتَقْبَلَتْهُ اُغَيْلِمَةُ بَنِيْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَحَمَلَ وَاحِدًا بَيْنَ يَدَيْهِ وَاٰخَرَ خَلْفَهٗ۔

(از معلی بن اسد از یزید بن زریع از خالد از عکرمہ) ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں تشریف لائے تو عبدالمطلب کی اولاد میں سے کئی لڑکوں نے آپؐ کا استقبال کیا۔ آپؐ نے ان میں سے ایک کو اپنے سامنے بٹھا لیا اور دوسرے کو پیچھے

بَابُ ۱۱۲۷ الْقُدُوْمِ بِالْغَدَاةِ

باب صبح کو گھر میں آنا۔

۱۶۸۴۔ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ الْحَجَّاجِ حَدَّثَنَا اَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا خَرَجَ اِلٰى مَكَّةَ يُصَلِّيْ فِيْ مَسْجِدِ الشَّجَرَةِ وَاِذَا رَجَعَ صَلّٰى بِذِي الْحُلَيْفَةِ بِبَطْنِ الْوَادِيْ وَبَاتَ حَتّٰى يُصْبِحَ

(از احمد بن حجاج شیبانی از انس بن عیاض از عبید اللہ از نافع) ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب (مدینے سے) مکے کو روانہ ہوتے تو شجرہ کی مسجد میں نماز پڑھتے اور پھر جب مدینے کو واپس لوٹ کر آتے تو ذوالحلیفہ میں نالے کے نشیب میں نماز پڑھتے۔ پھر رات کو وہیں صبح تک قیام کرتے (اس کا مطلب یہ ہے کہ صبح کو گھر آتے)

بَابُ ۱۱۲۸ الدُّخُوْلِ بِالْعَشِيِّ

باب شام کو گھر میں آنا

۱۶۸۵۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ اِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ طَلْحَةَ عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَطْرُقُ اَهْلَهٗ كَانَ لَا يَدْخُلُ اِلَّا غُدْوَةً اَوْ عَشِيَّةً

(از موسیٰ بن اسمٰعیل از ہمام از اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ) حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر والوں میں رات کے وقت تشریف نہ لاتے (سفر سے)، یا صبح کو آتے یا شام کو (دوپہر کے بعد مغرب سے پہلے)

باب ۱۱۲۹ لَا یَطْرُقُ اَھْلَہٗ اِذَا بَلَغَ الْمَدِیْنَۃَ

۱۶۸۶- حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاھِیْمَ حَدَّثَنَا شُعْبَۃُ عَنْ مُحَارِبٍ عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ نَھَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ یَّطْرُقَ اَھْلَہٗ لَیْلًا

باب جب آدمی اپنے شہر میں آئے، تو رات کو گھر میں نہ جائے

(از مسلم بن ابراہیم از شعبہ از محارب) جابرؓ فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (سفر سے) رات کو اپنے گھر میں آنے سے منع فرمایا۔

باب ۱۱۳۰ مَنْ اَسْرَعَ نَاقَتَہٗ اِذَا بَلَغَ الْمَدِیْنَۃَ

۱۶۸۷- حَدَّثَنَا سَعِیْدُ بْنُ اَبِیْ مَرْیَمَ اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ حُمَیْدٌ اَنَّہٗ سَمِعَ اَنَسًا رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ یَقُوْلُ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ فَاَبْصَرَ دَرَجَاتِ الْمَدِیْنَۃِ اَوْضَعَ نَاقَتَہٗ وَاِنْ کَانَتْ دَابَّۃً حَرَّکَھَا قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰہِ زَادَ الْحَارِثُ بْنُ عُمَیْرٍ عَنْ حُمَیْدٍ حَرَّکَھَا مِنْ حُبِّھَا۔

باب جب مدینہ طیبہ کے قریب پہنچے تو سواری کو تیز کرے

(از سعید بن ابی مریم از محمد بن جعفر از حمید) حضرت انسؓ فرماتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر سے لوٹ کر آتے تو مدینہ کی چڑھائیاں[1] دیکھتے (یعنی بلند راستے) اور اپنی اونٹنی کو تیز چلاتے۔ اگر کوئی دوسرا جانور ہوتا (اونٹنی کے سوا یعنی گھوڑا وغیرہ) تو ایڑ لگاتے۔ امام بخاری رح کہتے ہیں۔ حارث بن عمیر نے حمید سے اس حدیث میں اتنا اضافہ کیا۔ حَرَّکَھَا مِنْ حُبِّھَا (ایڑ لگاتے مدینہ کی محبت سے)

۱۶۸۸- حَدَّثَنَا قُتَیْبَۃُ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ عَنْ حُمَیْدٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ جُدُرَاتٍ تَابَعَہُ الْحَارِثُ ابْنُ عُمَیْرٍ

(از قتیبہ از اسمٰعیل از حمید) انس رضؓ سے یہی حدیث مروی ہے اس میں درجات (چڑھائیوں) کی بجائے جُدُرَاتٍ (دیواریں) ہے (یعنی آپ مدینہ پہنچکر اس کے درو دیوار دیکھتے) اس حدیث کو اسمٰعیل کی طرح حارث بن عمیر نے بھی روایت کیا۔

باب ۱۱۳۱ قَوْلِ اللّٰہِ تَعَالٰی وَاْتُوا الْبُیُوْتَ مِنْ اَبْوَابِھَا

۱۶۸۹- حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِیْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَۃُ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَآءَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ یَقُوْلُ نَزَلَتْ ھٰذِہِ الْاٰیَۃُ فِیْنَا کَانَتِ الْاَنْصَارُ اِذَا حَجُّوْا فَجَآءُوْا لَمْ یَدْخُلُوْا مِنْ قِبَلِ اَبْوَابِ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد: وَاْتُوا الْبُیُوْتَ مِنْ اَبْوَابِھَا۔ (گھروں میں دروازوں سے آؤ)

(از ابوالولید از شعبہ از ابواسحاق) حضرت براءؓ فرماتے ہیں یہ آیت مندرجہ بالا ہم انصار کے متعلق اتری۔ وہ جب حج کر کے آتے، تو گھروں میں دروازوں سے داخل نہ ہوتے بلکہ گھروں کی پشت کی جانب سے۔ ایک انصاری دروازے کی

[1] حدیث میں درجات ہے یعنی بلند رستے بعضی روایتوں میں دوحات ہے یعنی مدینہ کے درخت بعضی روایتوں میں جدرات ہے یعنی مدینہ طیبہ کی دیواریں منہ

بُيُوْتِهِمْ وَلٰكِنْ مِنْ ظُهُوْرِهَا فَجَاءَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَدَخَلَ مِنْ قِبَلِ بَابِهٖ فَكَاَنَّهٗ عُيِّرَ بِذٰلِكَ فَنَزَلَتْ وَلَيْسَ الْبِرُّ بِاَنْ تَاْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ ظُهُوْرِهَا وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقٰى وَاْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ اَبْوَابِهَا۔

جانب سے داخل ہوا[1]۔ اسے بڑی عار اور شرم دلائی گئی۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ لَيْسَ الْبِرُّ بِاَنْ تَاْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ ظُهُوْرِهَا وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقٰى وَاْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ اَبْوَابِهَا (یہ کوئی نیکی یا کارِ ثواب نہیں کہ گھروں میں ان کی پشت کی طرف سے آؤ، کارِ ثواب تو یہ ہے کہ گناہ سے بچو۔ اور گھروں میں دروازوں سے داخل ہو)

بَابٌ ۱۱۳۲ اَلسَّفَرُ قِطْعَةٌ مِّنَ الْعَذَابِ

۱۶۹۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ سُمَيٍّ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ السَّفَرُ قِطْعَةٌ مِّنَ الْعَذَابِ يَمْنَعُ اَحَدَكُمْ طَعَامَهٗ وَشَرَابَهٗ وَنَوْمَهٗ فَاِذَا قَضٰى نَهْمَتَهٗ فَلْيُعَجِّلْ اِلٰى اَهْلِهٖ۔

باب سفر بھی ایک قسم کا عذاب ہے[2]

(از عبداللہ بن مسلمہ از مالک از سمی از ابو صالح) ابوہریرہؓ کہتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سفر ایک قسم کا عذاب ہے۔ آدمی کو کھانا، پینا، سونا (ٹھیک) نہیں ملتا۔ جب کوئی شخص مقصد سفر حاصل کر لے تو گھر لوٹنے میں تعجیل کرے[3]

بَابٌ ۱۱۳۳ اَلْمُسَافِرُ اِذَا جَدَّ بِهِ السَّيْرُ وَتَعَجَّلَ اِلٰى اَهْلِهٖ

۱۶۹۱۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ اَبِيْ مَرْيَمَ اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ زَيْدُ بْنُ اَسْلَمَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ كُنْتُ مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا بِطَرِيْقِ مَكَّةَ فَبَلَغَهٗ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ اَبِيْ عُبَيْدٍ شِدَّةُ وَجَعٍ فَاَسْرَعَ السَّيْرَ حَتّٰى كَانَ بَعْدَ غُرُوْبِ الشَّفَقِ نَزَلَ فَصَلَّى الْمَغْرِبَ وَالْعَتَمَةَ جَمَعَ بَيْنَهُمَا ثُمَّ قَالَ اِنِّيْ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا جَدَّ بِهِ السَّيْرُ اَخَّرَ الْمَغْرِبَ وَجَمَعَ بَيْنَهُمَا۔

باب مسافر جب جلدی چلنے کی کوشش کر رہا ہو اور اپنے گھر میں جلدی پہنچنا چاہے تو کیا کرے

(از سعید بن ابی مریم از محمد بن جعفر از زید بن اسلم) ان کے والد اسلم فرماتے ہیں۔ میں حضرت عبداللہؓ کے ساتھ مکے کے راستے میں ہمسفر تھا۔ انہیں صفیہ بنت ابی عُبید کی سخت بیماری کی خبر پہنچی، وہ بہت تیز سفر طے کر رہے تھے۔ جب شفق غروب ہو گئی تو سواری سے اُترے اور نماز مغرب و عشاء کو ملا کر پڑھا۔ پھر فرمایا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، آپ کو بھی جب سفر میں جلدی ہوتی تو آپ مغرب کی نماز میں تاخیر کرتے اور دونوں نمازیں (مغرب و عشاء) ملا کر پڑھتے

---

[1] اس کا نام قطبہ تھا عامر کا بیٹا انصاری جیسے ابن خزیمہ اور حاکم کی روایت میں اس کی صراحت ہے بعضوں نے کہا اس کا نام رفاعہ بن تابوت تھا ۱۲ منہ

[2] ابن منیر نے کہا اس باب کو لا کر امام بخاری نے یہ اشارہ کیا کہ گھر میں رہنا مجاہدہ سے افضل ہے حافظ نے کہا اس پر اعتراض ہے اور شاید امام بخاری کا مقصود یہ ہو کہ حج اور عمرے سے فارغ ہو کر آدمی اپنے گھر روانہ ہونے میں جلدی کرے ۱۲ منہ

[3] ابن عبدالبر نے کہا بعضی ضعیف روایتوں میں اتنا زیادہ ہے کہ اپنے گھر والوں کے لئے کچھ تحفہ لیتا آئے اگر کچھ نہ ملے تو ایک پتھر ہی سہی یعنی چقماق کا پتھر اور یہ زیادت منکر ہے ۱۲ منہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان ہے رحم والا

اَبْوَابُ الْمُحْصَرِ

بَابُ ۱۱۳۴ الْمُحْصَرِ وَجَزَاءِ الصَّيْدِ وَقَوْلُهُ تَعَالٰى فَإِنْ أُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ وَلَا تَحْلِقُوا رُءُوسَكُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهُ وَقَالَ عَطَاءٌ الْإِحْصَارُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ يَحْبِسُهُ

باب محرم کے روکے جانے اور شکار کا بدلہ دینے کے بیان میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اگر تم روکے جاؤ تو جو قربانی میسر ہو سکے وہ کرو۔ اپنا سر اس وقت تک نہ منڈاؤ جب تک قربانی اپنے ٹھکانے نہ پہنچ جائے (یعنی جب تک نحر یا ذبح نہ ہو جائے سر نہ منڈاؤ۔ دوسرے لفظوں میں احرام نہ کھولو) عطاء ابن ابی رباح کہتے ہیں ہر وہ چیز جو روک پیدا کر دے اِحصار کے حکم میں داخل ہے[1]۔ اور اس وقت آیت مندرجہ بالا کی دفعہ لاگو ہوگی

بَابُ ۱۱۳۵ إِذَا أُحْصِرَ الْمُعْتَمِرُ

باب عمرہ کرنے والا اگر روکا جائے

۱۶۹۲ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا حِيْنَ خَرَجَ إِلٰى مَكَّةَ مُعْتَمِرًا فِي الْفِتْنَةِ قَالَ إِنْ صُدِدْتُ عَنِ الْبَيْتِ صَنَعْتُ كَمَا صَنَعْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَهَلَّ بِعُمْرَةٍ مِنْ أَجْلِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ عَامَ الْحُدَيْبِيَةِ

(از عبداللہ بن یوسف از مالک از نافع) عبداللہ بن عمرؓ جب (حجاج کے زمانہ میں) فتنہ و فساد کے دنوں میں مکے کی طرف بغرض عمرہ روانہ ہوئے۔ تو فرمایا اگر میں بیت اللہ میں داخلہ سے روکا جاؤں گا تو ویسے ہی کروں گا جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے ساتھ ہم صحابہ نے کیا تھا۔ چنانچہ حضرت ابن عمرؓ نے یونہی کیا عمرے کا احرام باندھا۔ اس سبب سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی حدیبیہ میں روکے جانے کے سال عمرہ کا احرام باندھا تھا۔

۱۶۹۳ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَسْمَاءَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ وَسَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ أَخْبَرَاهُ أَنَّهُمَا كَلَّمَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا

(از عبداللہ بن محمد بن اسماء از جویریہ) عبیداللہ بن عبداللہ اور سالم بن عبداللہ دونوں حضرات نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے اس زمانہ میں گفتگو کی جب عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ پر حجاج کا لشکر آیا۔ دونوں نے عرض کیا اگر آپ

[1] اس کو عبد بن حمید نے وصل کیا بعضے نسخوں میں یہاں اتنی عبارت زیادہ ہے قال ابو عبداللہ حصورًا الا یاتی النساء یعنی سورہ آل عمران میں جو حضرت یحییٰ علیہ السلام کے حق میں حصورًا کا لفظ آیا ہے اس کے معنی یہ ہیں کہ عورتوں کی طرف اس کا خیال نہ ہو گا اور چونکہ حصور اور احصار کا مادہ ایک ہی ہے اس لئے امام بخاری نے حصور کی تفسیر یہاں بیان کر دی ہے یہ تفسیر طبری نے سعید بن جبیر اور عطاء اور مجاہد سے نقل کی ۱۲ منہ

لَيَالِيَ نَزَلَ الْحَجَّاجُ بِابْنِ الزُّبَيْرِ فَقَالَ لَا يَضُرُّكَ أَنْ لَا تَحُجَّ الْعَامَ وَإِنَّا نَخَافُ أَنْ يُحَالَ بَيْنَكَ وَبَيْنَ الْبَيْتِ فَقَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَالَ كُفَّارُ قُرَيْشٍ دُونَ الْبَيْتِ فَنَحَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَدْيَهُ وَحَلَقَ رَأْسَهُ وَأُشْهِدُكُمْ أَنِّي قَدْ أَوْجَبْتُ الْعُمْرَةَ إِنْ شَاءَ اللَّهُ أَنْطَلِقُ فَإِنْ خُلِّيَ بَيْنِي وَبَيْنَ الْبَيْتِ طُفْتُ وَإِنْ حِيلَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ فَعَلْتُ كَمَا فَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا مَعَهُ فَأَهَلَّ بِالْعُمْرَةِ مِنْ ذِي الْحُلَيْفَةِ ثُمَّ سَارَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ إِنَّمَا شَأْنُهُمَا وَاحِدٌ أُشْهِدُكُمْ أَنِّي قَدْ أَوْجَبْتُ حَجَّةً مَعَ عُمْرَتِي فَلَمْ يَحِلَّ مِنْهُمَا حَتَّى حَلَّ يَوْمَ النَّحْرِ وَأَهْدَى وَكَانَ يَقُولُ لَا يَحِلُّ حَتَّى يَطُوفَ طَوَافًا وَاحِدًا يَوْمَ يَدْخُلُ مَكَّةَ

اس سال حج نہ کریں تو کوئی ضرر نہیں۔ ہم ڈرتے ہیں کہیں آپ بیت اللہ میں داخلہ سے روک نہ دیئے جائیں۔ انہوں نے کہا۔ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (مدینہ سے) مکہ مکرمہ روانہ ہوئے۔ کفار قریش نے آپ کو بیت اللہ میں داخلہ سے روکا۔ آخرکار آپ نے اپنی قربانی کا نحر کیا۔ اور سر منڈوالا۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا میں تمہیں گواہ بناتا ہوں۔ میں نے اپنے اوپر عمرہ واجب کرلیا۔ اگر خدا کو منظور ہے تو میں جاتا ہوں۔ اگر میرے اور کعبے کے درمیان کوئی چیز حائل نہ ہوئی تو طواف کرلوں گا۔ اگر روکا گیا تو میں بھی وہی کچھ کروں گا جو حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا جب میں آپ کے ساتھ تھا (راوی کہتے ہیں) آخر حضرت ابن عمرؓ نے ذوالحلیفہ سے عمرے کا احرام باندھا تھوڑی دیر چلے پھر فرمایا حج و عمرہ دونوں کی حالت ایک ہے[1] میں تمہیں گواہ بناتا ہوں میں نے اپنی ذات پر عمرے کے ساتھ حج کو بھی واجب لازم کرلیا ہے۔ چنانچہ ان کا احرام دسویں تاریخ ہی کھلا اس سے قبل نہیں وہ قربانی لے گئے تھے۔ وہ فرماتے تھے۔ مکہ میں جاکر ایک طواف (یعنی طواف الزیارۃ) کئے بغیر احرام نہیں کھل سکتا

۱۶۹۴۔ حَدَّثَنِي مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ بَعْضَ بَنِي عَبْدِ اللَّهِ قَالَ لَهُ لَوْ أَقَمْتَ بِهَذَا۔

(از موسیٰ بن اسمٰعیل از جویریہ از نافع) حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے کسی بیٹے نے ان سے عرض کیا۔ کاش آپ اس سال ٹھہر جاتے، (تو بہتر ہوتا) پھر مندرجہ بالا حدیث روایت کی۔

۱۶۹۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ سَلَّامٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَدْ أُحْصِرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَلَقَ رَأْسَهُ وَجَامَعَ نِسَاءَهُ وَنَحَرَ هَدْيَهُ حَتَّى اعْتَمَرَ عَامًا قَابِلًا۔

(از محمد از یحییٰ بن صالح از معاویہ بن سلام از یحییٰ بن ابی کثیر از عکرمہ) ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (سال حدیبیہ کے موقع پر مکہ جانے سے) روکے گئے۔ آپ نے مقام حدیبیہ میں سر مبارک منڈایا۔ مباشرت کی۔ قربانی ذبح کی۔ پھر آئندہ سال (دوسرا) عمرہ کیا[2]

---

[1] یعنی احصار کی صورت میں دونوں کا حکم یکساں ہے یا تو مکہ میں قربانی بھیج دے وہ یوم نحر کو اس کی طرف سے ذبح کی جائے اور رہا وہیں قربانی کردے سر منڈائے یا بال کترائے اب حصار عام ہے دشمن کی وجہ سے ہو یا مرض کی وجہ سے حنفیہ کا یہی قول ہے اور امام شافعی اور امام مالک اور امام احمد کے نزدیک حصار صرف دشمن سے ہوگا اور بیمار کا احرام قائم رہیگا اگر حج کا موسم گذر جائے تو عمرہ کرکے احرام کھول ڈالے ۱۲ منہ

[2] اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ آپ نے پچھلے عمرے کی قضا کی بلکہ آپ نے سال آئندہ نیا عمرہ کیا اور بعضوں نے کہا کہ احصار کی حالت میں اس حج یا عمرے کی قضا واجب ہے اور آپ کا یہ عمرہ پچھلے عمرے کی قضا کا تھا۔ ۱۲ منہ

باب ۱۱۳۶ الاحصار فی الحج

باب حج سے روکے جانے کا بیان[1]

۱۶۹۶۔ حدثنا احمد بن محمد اخبرنا عبد اللہ اخبرنا یونس عن الزھری قال اخبرنی سالم قال کان ابن عمر رضی اللہ عنہما یقول الیس حسبکم سنۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان حبس احدکم عن الحج طاف بالبیت وبالصفا والمروۃ ثم حل من کل شیء حتی یحج عاما قابلا فیھدی او یصوم ان لم یجد ھدیا وعن عبد اللہ اخبرنا معمر عن الزھری قال حدثنی سالم عن ابن عمر نحوہ

(از احمد بن محمد از عبد اللہ از یونس از زہری) سالمؒ کہتے ہیں حضرت ابن عمرؓ فرمایا کرتے تھے اگر کوئی شخص حج سے روک دیا جائے تو کیا اسے سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کافی نہیں؟ (آپؐ کی سنت پر عمل کرے) آپؐ نے (جب روکے گئے) تو بیت اللہ اور صفا و مروہ کا طواف کیا۔ پھر ہر حلال چیز ان پر حلال ہوگئی (احرام والا پرہیز نہ رہا) دوسرے سال حج کرے (جسے روکا جائے) اور قربانی دے۔ اگر قربانی کی توفیق نہ ہو، تو روزے رکھے۔ یہ حدیث عبد اللہ بن مبارک بحوالہ معمر، زہری، سالم ابن عمر اسی طرح روایت کی گئی

باب ۱۱۳۷ النحر قبل الحلق فی الحصر

باب جب آدمی روکا جائے تو پہلے قربانی نحر کرے پھر سر منڈائے۔

۱۶۹۷۔ حدثنا محمود حدثنا عبد الرزاق اخبرنا معمر عن الزھری عن عروۃ عن المسور رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نحر قبل ان یحلق وامر اصحابہ بذلک۔

(از محمود از عبد الرزاق از معمر از زہری از عروہ) مسور رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (جس سال عمرے سے روک دیئے گئے) پہلے قربانی ذبح کی۔ پھر سر منڈایا۔ صحابہ کرام کو بھی اسی طرح اسی ترتیب کا حکم دیا۔

۱۶۹۸۔ حدثنا محمد بن عبد الرحیم اخبرنا ابو بدر شجاع بن الولید عن عمر بن محمد العمری قال وحدث نافع ان عبد اللہ وسالما کلما عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فقال خرجنا مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم معتمرین فحال کفار قریش دون البیت فنحر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدنہ وحلق راسہ۔

(از محمد بن عبد الرحیم از ابو بدر شجاع بن ولید از عمر بن محمد عمری) نافع کہتے ہیں کہ عبد اللہ اور سالمؒ نے اپنے والد عبد اللہ بن عمرؓ سے عرض کیا (کہ اس سال حج کو نہ جائیے) ابن عمرؓ نے جواباً فرمایا کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ روانہ ہوئے تھے، عمرہ کی نیت سے۔ کفار قریش نے ہمیں بیت اللہ جانے سے روک دیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اونٹوں کو نحر کر دیا۔ اور اپنا سر منڈا دیا۔

باب ۱۱۳۸ من قال لیس علی المحصر بدل وقال روح عن شبل

باب اس شخص کی دلیل جو کہتا ہے محصر یعنی روکے ہوئے شخص پر قضا لازم نہیں۔ روح نے بحوالہ

[1] حالانکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو جو احصار ہوا تھا وہ صرف عمرے سے تھا لیکن علماء نے حج کا بھی عمرے پر قیاس کر لیا ہے اور ابن عمرؓ کا بھی مطلب یہی ہے کہ آپؐ نے جیسا عمرے سے احصار کی صورت میں عمل کیا تم حج سے احصار ہونے میں بھی اسی پر چلو ۱۲ منہ۔

عَنِ ابْنِ اَبِیْ نَجِیْحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اِنَّمَا الْبَدَلُ عَلٰی مَنْ نَقَضَ حَجَّهُ بِالتَّلَذُّذِ فَاَمَّا مَنْ حَبَسَهُ عُذْرٌ اَوْ غَیْرُ ذٰلِكَ فَاِنَّهُ یَحِلُّ وَلَا یَرْجِعُ وَاِنْ كَانَ مَعَهُ هَدْیٌ وَهُوَ مُحْصَرٌ نَحَرَهُ اِنْ كَانَ لَا یَسْتَطِیْعُ اَنْ یَبْعَثَ وَاِنِ اسْتَطَاعَ اَنْ یَبْعَثَ بِهِ لَمْ یَحِلَّ حَتّٰی یَبْلُغَ الْهَدْیُ مَحِلَّهُ وَقَالَ مَالِكٌ وَغَیْرُهُ یَنْحَرُ هَدْیَهُ وَیَحْلِقُ فِیْ اَیِّ مَوْضِعٍ كَانَ وَلَا قَضَاءَ عَلَیْهِ لِاَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابَهُ بِالْحُدَیْبِیَةِ نَحَرُوْا وَحَلَقُوْا وَحَلُّوْا مِنْ كُلِّ شَیْءٍ قَبْلَ الطَّوَافِ وَقَبْلَ اَنْ یَصِلَ الْهَدْیُ اِلَی الْبَیْتِ ثُمَّ لَمْ یُذْكَرْ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَ اَحَدًا اَنْ یَقْضُوْا شَیْئًا وَلَا یَعُوْدُوْا لَهُ وَالْحُدَیْبِیَةُ خَارِجٌ مِّنَ الْحَرَمِ

شبل، ابن ابی نجیح، مجاہد، ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کی کہ قضا اس پر لازم ہے، جو عورت سے صحبت کر کے اپنا حج توڑ دے۔ لیکن جب کوئی عذر ہو جائے یا کوئی چیز تابع ہو تو وہ احرام کھول ڈالے اور قضا نہ کرے۔ اگر اس کے ساتھ قربانی ہو اور اسے حرم میں نہ بھیج سکے تو وہیں نحر یا ذبح کر دے۔ اگر حرم میں بھیج سکتا ہے تو جب تک قربانی وہاں تک نہ پہنچ جائے وہ احرام نہیں کھول سکتا

امام مالکؒ وغیرہ[۱] فرماتے ہیں محصر ہو جانے کی صورت میں جہاں چاہے قربانی نحر کر دے اور سر منڈا ڈالے، اس پر قضا لازم نہیں۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے حدیبیہ میں نحر کیا۔ اور طواف کرنے اور قربانی کے بیت اللہ کو پہنچنے سے قبل وہیں سر منڈایا اور احرام کھول دیا۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے یہ ذکر نہیں ہوا کہ آپ نے کسی کو قضا کا حکم دیا ہو یا اعادہ کا۔ اور کیفیت یہ ہے، کہ حدیبیہ حرم کی حد سے باہر ہے۔

۱۶۹۹ - حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ قَالَ حَدَّثَنِیْ مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ حِیْنَ خَرَجَ اِلٰی مَكَّةَ مُعْتَمِرًا فِی الْفِتْنَةِ اِنْ صُدِدْتُ عَنِ الْبَیْتِ صَنَعْنَا كَمَا صَنَعْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاَهَلَّ بِعُمْرَةٍ مِنْ اَجْلِ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اَهَلَّ بِعُمْرَةٍ عَامَ الْحُدَیْبِیَةِ ثُمَّ اِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ نَظَرَ فِیْ اَمْرِهِ فَقَالَ مَا اَمْرُهُمَا

(از اسمٰعیل از مالک) نافع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب (حجاج کے زمانے میں) عمرے کی نیت سے مکے کی طرف روانہ ہوئے اور ان دنوں فتنہ و فساد کی حالت پیدا ہو چکی تھی تو انہوں نے فرمایا۔ اگر ہم بیت اللہ جانے سے روک کئے گئے تو ہم ویسے ہی کریں گے جیسے ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہ کر کیا تھا۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے پہلے صرف عمرے کا احرام باندھا تھا اس وجہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی حدیبیہ کے سال صرف عمرہ کا احرام باندھا تھا۔ پھر انہوں نے غور فرمایا، تو اس نتیجے پر پہنچے کہ حج

[۱] وغیرہ سے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ مراد ہیں ۱۲ منہ

إِلَّا وَاحِدٌ فَالْتَفَتَ إِلَى أَصْحَابِهِ فَقَالَ مَا أَمْرُهُمَا إِلَّا وَاحِدٌ أُشْهِدُكُمْ أَنِّي قَدْ أَوْجَبْتُ الْحَجَّ مَعَ الْعُمْرَةِ ثُمَّ طَافَ لَهُمَا طَوَافًا وَاحِدًا وَرَأَى أَنَّ ذَلِكَ مُجْزِيًا عَنْهُ وَأَهْدَى۔

اور عمرے کا معاملہ ایک ہی ہے، تو اپنے ساتھیوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا۔ عمرے اور حج کا معاملہ ایک ہی ہے۔ میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے عمرے کے ساتھ حج کو بھی اپنے اوپر واجب کر لیا پھر دونوں کے لئے ہی طواف کیا اور اسے کافی سمجھا۔ آپ قربانی بھی ساتھ لے گئے تھے

باب ۱۱۳۹ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضًا أَوْ بِهِ أَذًى مِنْ رَأْسِهِ فَفِدْيَةٌ مِنْ صِيَامٍ أَوْ صَدَقَةٍ أَوْ نُسُكٍ وَهُوَ مُخَيَّرٌ فَأَمَّا الصَّوْمُ فَثَلَاثَةُ أَيَّامٍ۔

باب قول باری تعالیٰ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضًا أَوْ بِهِ أَذًى مِنْ رَأْسِهِ فَفِدْيَةٌ مِنْ صِيَامٍ أَوْ صَدَقَةٍ أَوْ نُسُكٍ

(تم میں جو شخص بیمار ہو جائے یا اس کے سر میں تکلیف واقع ہو تو وہ فدیہ دے۔ روزے رکھے یا صدقہ دے یا قربانی۔ اسے اختیار ہے۔ روزے تین ہیں[1]

۱۷۰۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ لَعَلَّكَ آذَاكَ هَوَامُّكَ قَالَ نَعَمْ يَا رَسُولَ اللهِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْلِقْ رَأْسَكَ وَصُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ أَوْ أَطْعِمْ سِتَّةَ مَسَاكِينَ أَوِ انْسُكْ بِشَاةٍ

(از عبداللہ بن یوسف از مالک از حمید بن قیس از مجاہد از از عبدالرحمان بن ابی لیلیٰ) کعب بن عُجرہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شاید جوؤں نے تجھے تکلیف دے رکھی ہے انہوں نے عرض کیا جی ہاں یا رسول اللہ! آنحضرت صلعم نے فرمایا تو اپنا سر منڈا دے اور تین روزے رکھ لے یا چھ مسکینوں کو کھانا کھلا دے یا ایک بکری کی قربانی کر دے

باب ۱۱۴۰ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى أَوْ صَدَقَةٍ وَهِيَ إِطْعَامُ سِتَّةِ مَسَاكِينَ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے أَوْ صَدَقَةٍ اس سے چھ مسکینوں کو کھانا کھلانا مراد ہے

۱۷۰۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سَيْفٌ قَالَ حَدَّثَنِي مُجَاهِدٌ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ أَبِي لَيْلَى أَنَّ كَعْبَ بْنَ عُجْرَةَ حَدَّثَهُ قَالَ وَقَفَ عَلَيَّ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحُدَيْبِيَةِ وَرَأْسِي يَتَهَافَتُ قَمْلًا فَقَالَ يُؤْذِيكَ هَوَامُّكَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَاحْلِقْ رَأْسَكَ أَوْ قَالَ

(از ابونعیم از سیف از مجاہد از عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ) کعب ابن عُجرہ نے روایت کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مقام حدیبیہ میں میرے پاس قیام فرما ہوئے۔ میرے سر سے جوئیں گر رہی تھیں آپ نے فرمایا جوؤں نے تو تجھے ستا رکھا ہے۔ میں نے عرض کیا جی حضور! آپ نے فرمایا سر منڈا ڈال یا فرمایا منڈا ڈال۔ کعب کہتے ہیں یہ آیت میرے واقعے پر نازل ہوئی فَمَنْ

---

[1] قرآن میں مطلق روزوں کا ذکر ہے حدیث نے اس کی تفسیر کر دی ۱۲ منہ [2] قرآن میں مطلق صدقہ کا ذکر ہے حدیث نے اس کی تفسیر کر دی ۱۲ منہ

احلق قال فی نزلت هذه الآیة فمن کان منکم مریضا او به اذی من راسه الی اخرها فقال النبی صلی الله علیه وسلم صم ثلثة ایام او تصدق بفرق بین ستة او انسك بما تیسر

کان منکم مریضا او به اذی من راسه الی اخرها۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تو تین دن کے روزے رکھ یا ایک فرق (تین صاع) اناج چھ مسکینوں میں خیرات کردے۔ یا جو میسر ہو قربانی کر۔

باب ۱۱۴۱ الاطعام فی الفدیة نصف صاع

باب فدیے میں ہر فقیر کو آدھا صاع طعام دینا

۱۷۰۲۔ حدثنا ابو الولید حدثنا شعبة عن عبد الرحمن بن الاصبهانی عن عبد الله بن معقل قال جلست الی کعب بن عجرة رضی الله عنه فسألته عن الفدیة فقال نزلت فی خاصة وهی لکم عامة حملت الی رسول الله صلی الله علیه وسلم والقمل یتناثر علی وجهی فقال ما کنت اری الوجع بلغ بك ما اری او ما کنت اری الجهد بلغ بك ما اری تجد شاة فقلت لا فقال فصم ثلثة ایام او اطعم ستة مساکین لکل مسکین نصف صاع۔

(از ابو الولید از شعبہ از عبد الرحمن بن اصبہانی) عبد اللہ بن مُغَفّل نے کہا میں کعب بن عُجرہ کے پاس بیٹھا میں نے ان سے پوچھا۔ قرآن میں فدیہ لفظ سے کیا مراد ہے؟ انہوں نے کہا یہ آیت خاص طور پر میرے واقعے پر نازل ہوئی مگر اس کا حکم تم سب کے لئے عام ہے۔ بات یہ ہوئی کہ مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اٹھا کر لائے۔ اور جوئیں میرے منہ پر جھڑ رہی تھیں۔ آپؐ نے فرمایا۔ میں تجھے اتنا بیمار نہیں سمجھتا تھا جیسے دیکھ رہا ہوں، یا تیری تکلیف جیسے دیکھ رہا ہوں مجھے معلوم نہ تھی۔ کیا بکری تجھے مل سکے گی؟ میں نے کہا نہیں۔ تو آپ نے فرمایا اچھا تین روزے رکھ لے یا چھ مسکینوں کو بحساب نصف صاع فی مسکین کھانا کھلادے۔

باب ۱۱۴۲ النسك شاة

باب نسک سے مراد بکری ہے[1]

۱۷۰۳۔ حدثنا اسحق حدثنا روح حدثنا شبل عن ابن ابی نجیح عن مجاهد قال حدثنی عبد الرحمن ابن ابی لیلی عن کعب بن عجرة رضی الله عنه ان رسول الله صلی الله علیه وسلم راه وانه یسقط علی وجهه فقال ایؤذیك هوامك قال نعم فامره ان یحلق وهو بالحدیبیة ولم یتبین لهم انهم یحلون بها وهم علی طمع ان یدخلوا مکة فانزل الله الفدیة فامره رسول الله صلی الله

(از اسحاق از روح از شبل از ابن ابی نجیح از مجاہد از عبد الرحمن ابن ابی لیلیٰ) کعب بن عجرہ رضؓ سے مروی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دیکھا۔ ان کے چہرہ پر جوئیں ہی جوئیں جھڑ رہی تھیں۔ آپ نے فرمایا کیا ان جوؤں سے تجھے تکلیف ہے؟ کعب نے کہا جی ہاں آپ نے فرمایا سر منڈا دے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت حدیبیہ میں قیام فرما تھے۔ ابھی تک لوگوں پر یہ بات واضح نہ ہوئی تھی کہ وہ وہیں رہ جائیں گے۔ انہیں مکہ جانے کی امید تھی۔ تب اللہ تعالیٰ نے فدیہ کی آیت اتاری۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کعب کو یہ حکم فرمایا

[1] یعنی اسی آیت میں ففدیہ من صیام او صدقة او نسک جو ہے ۱۲ منہ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُّطْعِمَ فَرَقًا بَيْنَ سِتَّةٍ اَوْيُهْدِيْ شَاةً اَوْيَصُوْمَ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا وَرْقَاءُ عَنِ ابْنِ اَبِيْ نَجِيْحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِيْ لَيْلٰى عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰهُ وَقَمْلُهٗ يَسْقُطُ عَلٰى وَجْهِهٖ مِثْلَهٗ۔

کہ ایک فرق (تین صاع) اناج چھ فقیروں کو دے دے، یا ایک بکری قربانی کرے یا تین دن روزے رکھے۔

محمد بن یوسف نے بحوالہ ورقا، ابن ابی نجیح، مجاہد، عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ، کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہم روایت کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اس حال میں دیکھا کہ ان کے چہرہ پر جوئیں گر رہی تھیں۔ پھر یہی حدیث بیان کی آخر تک۔

بَابُ ۱۱۴۳ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى فَلَا رَفَثَ

باب اللہ تعالیٰ کا قول فلا رفث[1]

۱۷۰۴۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَّنْصُوْرٍ عَنْ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَجَّ هٰذَا الْبَيْتَ فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ كَمَا وَلَدَتْهُ اُمُّهٗ۔

(از سلیمان بن حرب از شعبہ از منصور از ابو حازم) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے بیت اللہ کا حج کیا اور شہوت کی بات منہ سے نہ نکالی، نہ گناہ کیا۔ تو وہ ایسا پاک وصاف ہو کر واپس گھر گیا جیسے پیدائش کے دن ماں کے پیٹ سے[2]

بَابُ ۱۱۴۴ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَلَا فُسُوْقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد ولا فسوق ولا جدال فی الحج۔ (حج میں گناہ اور جھگڑا نہ کرنا چاہیئے[3])

۱۷۰۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَّنْصُوْرٍ عَنْ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَجَّ هٰذَا الْبَيْتَ فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ اُمُّهٗ۔

(از محمد بن یوسف از سفیان از منصور از ابو حازم از ابو ہریرہ رض) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس نے بیت اللہ کا حج اس شان سے کیا کہ فحش وشہوت کی بات منہ سے نہ نکالی۔ گناہ نہ کیا وہ ایسا پاک ہو کر گھر لوٹا، جیسے اس دن جس دن اسے اس کی ماں نے جنا تھا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

بَابُ جَزَآءِ الصَّيْدِ وَنَحْوِهٖ

بَابُ ۱۱۴۵ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ وَّمَنْ قَتَلَهٗ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد لا تقتلوا الصید ۔۔۔۔ تحشرون (المائدہ) احرام کی حالت میں شکار نہ کرو[4]

[1] قرآن میں رفث کا لفظ ہے رفث کہتے ہیں جماع کو یا جماع کے متعلق شہوت انگیز باتیں کرنے کو اور فحش کلام کو ۱۲ منہ [2] بظاہر یہ نکلتا ہے کہ ایسا حاجی تمام گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے صغائر ہوں یا کبائر اور بعضے اہل علم کا یہی قول ہے ۱۲ منہ [3] باب کی حدیث میں جھگڑے کا ذکر نہیں ہے اس لئے امام بخاری نے آیت پر اکتفا کیا ۱۲ منہ [4] اس باب میں امام بخاری نے صرف آیت پر اکتفا کیا اور کوئی حدیث بیان نہیں کی۔ شاید ان کو اپنی شرط کے موافق کوئی حدیث (باقی برصفحہ آئندہ)

مِنْكُمْ مُتَعَمِّدًا فَجَزَاءٌ مِثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ يَحْكُمُ بِهِ ذَوَا عَدْلٍ مِنْكُمْ هَدْيًا بَالِغَ الْكَعْبَةِ أَوْ كَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسَاكِينَ أَوْ عَدْلُ ذٰلِكَ صِيَامًا لِيَذُوقَ وَبَالَ أَمْرِهِ عَفَا اللّٰهُ عَمَّا سَلَفَ وَمَنْ عَادَ فَيَنْتَقِمُ اللّٰهُ مِنْهُ وَاللّٰهُ عَزِيزٌ ذُو انْتِقَامٍ أُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهُ مَتَاعًا لَكُمْ وَلِلسَّيَّارَةِ وَحُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرُمًا وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِي إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ -

جو شخص عمداً ایسا کرے تو جیسا جانور مارے ویسا ہی جانور ہدیہ میں دے۔ اس کا فیصلہ تم میں دو عادل آدمی کریں کہ قربانی کے لئے کعبہ میں پہنچا دیا جائے۔ اس کا کفارہ (گناہ کا اتار) فقیروں کو کھانا کھلانا ہے یا اتنے روزے رکھے تاکہ اپنے کام کا وبال بھگتے۔ اب تک جو ہؤا سو ہوا، اللہ نے معاف کیا۔ آئندہ اعادۂ گناہ پر اللہ انتقام لے گا۔ اللہ غالب اور منتقم ہے۔ البتہ بحالتِ احرام دریائی شکار اور اس کا کھانا تمہارے اور دوسرے مسافروں کے فائدے کے لئے حلال ہے۔ جنگلی شکار بحالتِ احرام حرام ہے۔ اور ڈرتے رہو اس خدا سے جس کے پاس تمہارا حشر ہوگا۔

بَابٌ ١١٤٦ إِذَا صَادَ الْحَلَالُ فَأَهْدَى لِلْمُحْرِمِ الصَّيْدَ أَكَلَهُ

وَلَمْ يَرَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَأَنَسٌ بِالذَّبْحِ بَأْسًا وَهُوَ غَيْرُ الصَّيْدِ نَحْوُ الْإِبِلِ وَالْغَنَمِ وَالْبَقَرِ وَالدَّجَاجِ وَالْخَيْلِ يُقَالُ عَدْلُ ذٰلِكَ مِثْلُ فَإِذَا كُسِرَتْ عِدْلٌ فَهُوَ زِنَةُ ذٰلِكَ قِيَامًا قِوَامًا يَعْدِلُونَ يَجْعَلُونَ عَدْلًا

باب اگر کوئی بے احرام شکار کرے اور احرام والے کو تحفہ بھیجے تو وہ کھا سکتا ہے

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت انس رضؓ کے نزدیک شکار کے جانوروں کے علاوہ مثلاً اونٹ، بکری، گائے، مرغی گھوڑا ذبح کرنے کی مُحرم کو اجازت ہے۔

قرآن میں عدل کا معنیٰ مثل ہے یعنی برابر۔ اگر عین مکسور ہو یعنی عِدل تو اس کے معنیٰ ہم وزن۔ قیاماً کے معنیٰ قواماً یعنی گذارہ۔ یعدلون کے معنیٰ ہیں۔ وہ برابر کرتے ہیں۔

١٧٠٦ - حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ

(از معاذ بن فضالہ از ہشام از یحییٰ) عبداللہ بن ابو قتادہ کہتے ہیں میرے والد ابو قتادہ حدیبیہ کے سال گئے۔ وہ مُحرم نہیں تھے

(بقیہ ص ٢٢١) اس باب میں نہیں ملی۔ ابن بطال نے کہا اس پر اکثر علماء کا اتفاق ہے کہ اگر محرم شکار کے جانور کو عمداً یا سہواً قتل کرے ہر حال میں اس پر بدلہ واجب ہے اور اہل ظاہر نے سہواً قتل کرنے میں بدلہ واجب نہیں رکھا اور حسن اور مجاہد سے اس کے برعکس منقول ہے۔ اسی طرح اکثر علماء نے یہ کہا ہے کہ اس کو اختیار ہے چاہے کفارہ دے چاہے بدلہ دے۔ ثوری نے کہا اگر بدلہ نہ پائے تو کھانا کھلائے اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو روزے رکھے ١٢ منہ (حواشی صفحہ ہٰذا) ؎۵ ابن عباس رضؓ کے اثر کو عبدالرزاق نے اور انس رضؓ کے اثر کو ابن ابی شیبہ نے وصل کیا ١٢ منہ ؎٦ حالانکہ قیاماً للناس کی تفسیر کو اس باب سے کوئی تعلق نہیں مگر چونکہ یہ آیت اس آیت کے بعد واقع تھی اور اس میں بھی کعبے اور شہر حرام اور قلائد کا ذکر ہے اس مناسبت سے قیاماً للناس کی تفسیر کر دی مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کعبے کو ہزاروں آدمیوں کا گذارہ بنایا یعنی وہاں کے مجاور اور رہنے والے کعبے کی بدولت سال بھر کی روٹی پیدا کر لیتے ہیں اگر کعبہ نہ ہوتا تو مکہ معظمہ کے سے ویران اور غیر آباد ملک میں کوئی بھی نہ جاتا ١٢ منہ

انْطَلَقَ أَبِي عَامَ الْحُدَيْبِيَةِ فَأَحْرَمَ أَصْحَابُهُ وَلَمْ يُحْرِمْ وَحُدِّثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ عَدُوًّا يَغْزُوهُ فَانْطَلَقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَيْنَمَا أَنَا مَعَ أَصْحَابِهِ تَضَحَّكَ بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ فَنَظَرْتُ فَإِذَا أَنَا بِحِمَارِ وَحْشٍ فَحَمَلْتُ عَلَيْهِ فَطَعَنْتُهُ فَأَثْبَتُّهُ وَاسْتَعَنْتُ بِهِمْ فَأَبَوْا أَنْ يُعِينُونِي فَأَكَلْنَا مِنْ لَحْمِهِ وَخَشِينَا أَنْ نُقْتَطَعَ فَطَلَبْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُرَفِّعُ فَرَسِي شَأْوًا وَأَسِيرُ شَأْوًا فَلَقِيتُ رَجُلًا مِنْ بَنِي غِفَارٍ فِي جَوْفِ اللَّيْلِ قُلْتُ أَيْنَ تَرَكْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَرَكْتُهُ بِتَعْهِنَ وَهُوَ قَائِلٌ السُّقْيَا فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ أَهْلَكَ يَقْرَءُونَ عَلَيْكَ السَّلَامَ وَرَحْمَةَ اللهِ إِنَّهُمْ قَدْ خَشُوا أَنْ يُقْتَطَعُوا دُونَكَ فَانْتَظِرْهُمْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ أَصَبْتُ حِمَارَ وَحْشٍ وَعِنْدِي مِنْهُ فَاضِلَةٌ فَقَالَ لِلْقَوْمِ كُلُوا وَهُمْ مُحْرِمُونَ۔

ان کے ساتھی محرم تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا گیا کہ ایک دشمن آپ سے لڑنا چاہتا ہے۔ ابوقتادہ فرماتے ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم روانہ ہوئے۔ میں بھی آپؐ کے صحابہؓ کے ساتھ تھا۔ اتنے میں وہ ایک دوسرے کو دیکھ کر ہنسے[1] میں نے جو دیکھا تو ایک گورخر جا رہا ہے۔ میں نے اس کے پیچھے گھوڑا دوڑایا اور برچھا مار کر اسے پکڑ لیا میں نے اپنے ساتھیوں سے مدد چاہی انہوں نے مدد دینے سے انکار کیا۔ پھر ہم سب نے اس کا گوشت کھایا۔ ہمیں اندیشہ ہوا کہیں ہم آنحضرتؐ سے بہت دُور پیچھے نہ رہ جائیں۔ میں نے آپ کو دیکھنے کی کوشش کی۔ کبھی گھوڑا تیز چلاتا تھا، کبھی آہستہ۔ آخر مجھے بنی غفار کا ایک شخص آدھی رات کو ملا[2]۔ میں نے پوچھا۔ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہاں الگ ہوئے فرمایا مقام تعہن میں۔ اور آپؐ مقام سُقیا[3] پر قیلولہ (دوپہر کی نیند) فرمائیں گے۔ غرضیکہ میں آپؐ تک پہنچا۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ آپؐ کے صحابہ آپ کو سلام عرض کرتے ہیں۔ وہ ڈر گئے ہیں کہ کہیں آپ سے جُدا نہ رہ جائیں۔ آپ ان کا انتظار فرمائیے۔ پھر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے ایک گورخر مارا ہے اس کا بچا ہوا گوشت قدرے میرے پاس ہے۔ آپؐ نے صحابہ سے فرمایا کھاؤ حالانکہ وہ بحالتِ احرام تھے۔

بَابٌ ۱۱۴۷ إِذَا رَأَى الْمُحْرِمُونَ صَيْدًا فَضَحِكُوا فَفَطِنَ الْحَلَالُ۔

باب محرم شکار دیکھ کر ہنسیں اور غیر مُحرم سمجھ جائے۔

۱۷۰۷۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ الرَّبِيعِ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيَى عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ قَالَ انْطَلَقْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْحُدَيْبِيَةِ فَأَحْرَمَ أَصْحَابُهُ وَلَمْ أُحْرِمْ فَأُنْبِئْنَا بِعَدُوٍّ بِغَيْقَةَ فَتَوَجَّهْنَا نَحْوَهُمْ فَبَصُرَ أَصْحَابِي بِحِمَارٍ

(از سعید بن ربیع از علی بن مبارک از یحیٰی از عبداللہ بن ابی قتادہ) ابوقتادہ فرماتے ہیں ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ روانہ ہوئے حدیبیہ کے سال۔ باقی صحابہ مُحرم تھے۔ میں غیر مُحرم تھا۔ ہمیں معلوم ہوا کہ غیقہ مقام پر دشمن ہے۔ ہم اس طرف روانہ ہوئے۔ میرے ساتھیوں نے گورخر کو دیکھا اور ایک دوسرے کو دیکھ کر ہنسنے لگے۔ میں نے

[1] ہنسے اس واسطے کہ ابوقتادہ اُدھر متوجہ ہوں اور خود شکار کے جانور کو دیکھ لیں اس کو ماریں کیونکہ محرم کو شکار کے جانور کا بتلانا بھی درست نہیں ۱۲ منہ [2] حافظ نے کہا اس کا نام مجھ کو معلوم نہیں ہوا ۱۲ منہ [3] تعہن اور سقیا دونوں مقاموں کے نام ہیں درمیان مکہ اور مدینہ کے مطلب یہ ہے کہ رات کو آپ تعہن میں تھے اور دوپہروں کو سقیا پہنچنے والے تھے۔ وہاں دوپہر کا آرام کرنے والے تھے۔ بعضی روایتوں میں تعہن کے بدل دعہن ہے۔ تعہن بفتح تا و سکونِ عین اور کسرہا اور سکون نون مشہور ہے ۱۲ منہ

وَحْشٍ فَجَعَلَ بَعْضُهُمْ يَضْحَكُ إِلَى بَعْضٍ فَنَظَرْتُ فَرَأَيْتُهُ فَحَمَلْتُ عَلَيْهِ الْفَرَسَ فَطَعَنْتُهُ فَأَثْبَتُّهُ فَاسْتَعَنْتُهُمْ فَأَبَوْا أَنْ يُعِينُونِي فَأَكَلْنَا مِنْهُ ثُمَّ لَحِقْتُ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَخَشِينَا أَنْ نُقْتَطَعَ أَرْفَعُ فَرَسِي شَأْوًا وَأَسِيرُ عَلَيْهِ شَأْوًا فَلَقِيتُ رَجُلًا مِنْ بَنِي غِفَارٍ فِي جَوْفِ اللَّيْلِ فَقُلْتُ أَيْنَ تَرَكْتَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ تَرَكْتُهُ بِتَعْهِنَ وَهُوَ قَائِلٌ السُّقْيَا فَلَحِقْتُ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى أَتَيْتُهُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ أَصْحَابَكَ أَرْسَلُوا يَقْرَءُونَ عَلَيْكَ السَّلَامَ وَرَحْمَةَ اللَّهِ وَبَرَكَاتِهِ وَإِنَّهُمْ قَدْ خَشُوا أَنْ يَقْتَطِعَهُمُ الْعَدُوُّ دُونَكَ فَانْظُرْهُمْ فَفَعَلَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا اصَّدْنَا حِمَارَ وَحْشٍ وَإِنَّ عِنْدَنَا فَاضِلَةً فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَصْحَابِهِ كُلُوا وَهُمْ مُحْرِمُونَ ۔

ادھر ادھر دیکھا تو گورخر دیکھا۔ میں نے اس پر گھوڑا لگایا۔ اور اسے نیزہ مار کر ٹھہرالیا۔ میں نے ساتھیوں سے مدد چاہی مگر انہوں نے مدد دینے سے انکار کر دیا۔ بہر حال ہم سب نے اس کا گوشت کھایا۔ پھر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مل گیا۔ ہمیں اندیشہ ہو گیا تھا کہ کہیں ہم آپؐ سے پیچھے نہ رہ جائیں۔ میں اپنا گھوڑا کبھی تیز چلاتا کبھی آہستہ۔ آخر آدھی رات کے وقت مجھے قبیلہ بنی غفار کا ایک شخص ملا۔ میں نے اس سے پوچھا۔ تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہاں الگ ہوئے؟ اس نے کہا میں نے آپؐ کو مقام تعہن پر آخری بار دیکھا۔ آپ دوپہر کی نیند مقام سُقیا میں کرنا چاہتے تھے۔ چنانچہ میں وہاں آپ سے جاملا۔ اور میں نے عرض کیا یارسول اللہ آپکے اصحاب نے میرے ذریعے آپ کو سلام بھیجا ہے۔ انہیں اندیشہ ہے کہیں دشمن ان کے اور آپکے درمیان راستہ میں حائل نہ ہو جائے۔ آپ ان کا انتظار کیجئے۔ آپؐ نے ایسا ہی کیا۔ پھر میں نے عرض کیا یارسول اللہ ہم نے ایک گورخر کا شکار کیا۔ اس کا کچھ بچا ہوا گوشت میرے پاس ہے۔ آپ نے صحابہ کرام رضؓ سے فرمایا کھاؤ۔ حالانکہ وہ سب محرم (احرام باندھے ہوئے) تھے

بَاب ۱۱۴۸ لَا يُعِينُ الْمُحْرِمُ الْحَلَالَ فِي قَتْلِ الصَّيْدِ

باب احرام والا غیر محرم کی شکار مارنے میں مدد نہ کرے

۱۷۰۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ كَيْسَانَ عَنْ أَبِي مُحَمَّدٍ نَافِعٍ مَوْلَى أَبِي قَتَادَةَ سَمِعَ أَبَا قَتَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْقَاحَةِ مِنَ الْمَدِينَةِ عَلَى ثَلَاثٍ ح وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ كَيْسَانَ عَنْ أَبِي مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْقَاحَةِ وَمِنَّا الْمُحْرِمُ وَمِنَّا غَيْرُ الْمُحْرِمِ فَرَأَيْتُ

(از عبداللہ بن محمد از سفیان از صالح بن کیسان از ابو محمد از نافع یعنی ابو قتادہ کا غلام) ابو قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قاحہ مقامؑ میں تھے جو مدینہ سے تین منزل پر ہے۔ دوسری سند علی بن عبداللہ، سفیان، صالح بن کیسان، ابو محمد، ابو قتادہ رضؓ فرماتے ہیں، ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مقام قاحہ پر تھے۔ ہم میں بعض محرم تھے اور بعض غیر محرم۔ میں نے اپنے ساتھیوں کو دیکھا کہ وہ ایک دوسرے کو کوئی چیز دکھا رہے ہیں۔ میں نے جو دیکھا تو گورخر تھا۔ اس کے تعاقب میں گھوڑے پر سے کوڑا گر گیا۔ ساتھیوں نے کہا۔ ہم تیری مدد

سلہ قاحہ ایک وادی ہے سقیا سے ایک میل کے فاصلے پر ۱۲ منہ

أَصْحَابِي يَتَرَاءَوْنَ شَيْئًا فَنَظَرْتُ فَإِذَا حِمَارُ وَحْشٍ يَعْنِي وَقَعَ سَوْطُهُ فَقَالُوا لَا نُعِينُكَ عَلَيْهِ بِشَيْءٍ إِنَّا مُحْرِمُونَ فَتَنَاوَلْتُهُ فَأَخَذْتُهُ ثُمَّ أَتَيْتُ الْحِمَارَ مِنْ وَرَاءِ أَكَمَةٍ فَعَقَرْتُهُ فَأَتَيْتُ بِهِ أَصْحَابِي فَقَالَ بَعْضُهُمْ كُلُوا وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَا تَأْكُلُوا فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ أَمَامَنَا فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ كُلُوهُ حَلَالٌ قَالَ لَنَا عَمْرٌو اذْهَبُوا إِلَى صَالِحٍ فَسَلُوهُ عَنْ هَذَا أَوْ غَيْرِهِ وَقَدِمَ عَلَيْنَا هَهُنَا

نہیں کریں گے۔ ہم محرم ہیں۔ آخر میں نے خود اٹھایا۔ اور ایک ٹیلے کی آڑ سے گورخر پر آیا اور اسے زخمی کر کے اپنے ساتھیوں کے پاس لے آیا۔ بعض کہنے لگے کھاؤ۔ اور بعض نے کہا نہ کھاؤ۔ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ وہ ہم سے آگے تشریف لے جا چکے تھے۔ آپؐ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا اسے کھاؤ حلال ہے

سفیان کہتے ہیں عمرو بن دینار نے ہم سے کہا صالح کے پاس جاؤ ان سے یہ حدیث اور دوسری حدیثیں پوچھو وہ یہاں ہمارے پاس آئے تھے

بَاب ۱۱۴۹ لَا يُشِيرُ الْمُحْرِمُ إِلَى الصَّيْدِ لِكَيْ يَصْطَادَهُ الْحَلَالُ

باب محرم غیر محرم کو شکار کرنے کی غرض سے شکار کی نشاندہی نہ کرے[1]

۱۷۰۹ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ هُوَ ابْنُ مَوْهَبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي قَتَادَةَ أَنَّ أَبَاهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ حَاجًّا فَخَرَجُوا مَعَهُ فَصَرَفَ طَائِفَةً مِنْهُمْ فِيهِمْ أَبُو قَتَادَةَ فَقَالَ خُذُوا سَاحِلَ الْبَحْرِ حَتَّى نَلْتَقِيَ فَأَخَذُوا سَاحِلَ الْبَحْرِ فَلَمَّا انْصَرَفُوا أَحْرَمُوا كُلُّهُمْ إِلَّا أَبُو قَتَادَةَ لَمْ يُحْرِمْ فَبَيْنَمَا هُمْ يَسِيرُونَ إِذْ رَأَوْا حُمُرَ وَحْشٍ فَحَمَلَ أَبُو قَتَادَةَ عَلَى الْحُمُرِ فَعَقَرَ مِنْهَا أَتَانًا فَنَزَلُوا فَأَكَلُوا مِنْ لَحْمِهَا وَقَالُوا أَنَأْكُلُ لَحْمَ صَيْدٍ وَنَحْنُ مُحْرِمُونَ فَحَمَلْنَا مَا بَقِيَ مِنْ لَحْمِ الْأَتَانِ فَلَمَّا أَتَوْا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا كُنَّا أَحْرَمْنَا وَقَدْ كَانَ أَبُو قَتَادَةَ لَمْ يُحْرِمْ فَرَأَيْنَا حُمُرَ وَحْشٍ فَحَمَلَ

(از موسیٰ بن اسمٰعیل از ابو عوانہ از عثمان ابن موہب از عبداللہ ابن ابی قتادہ) ابو قتادہ نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حج کرنے کے لئے روانہ ہوئے[2]۔ لوگ بھی آپ کے ساتھ تھے۔ آپؐ نے ایک گروہ کو جس میں ابو قتادہ بھی تھے۔ دوسرے راستہ سے بھیجا، ان سے فرمایا تم سمندر کے کنارے کا راستہ لو اور ہم سے آکر ملو۔ جب وہ لوٹ کر آئے تو سب نے احرام باندھ لیا۔ ایک ابو قتادہ غیر محرم رہے۔ دورانِ رہ روی کئی گورخر نظر آئے۔ ابو قتادہ نے ان پر حملہ کیا۔ اور ایک مادینہ گورخر کو مار ڈالا۔ سب نے پڑاؤ ڈال دیا۔ اور گوشت کھایا۔ اور کہنے لگے۔ ہم محرم ہوتے ہوئے شکار کا گوشت کھا رہے ہیں۔ بہرحال بچا ہوا گوشت ساتھ لے لیا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو آپؐ سے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم احرام باندھے ہوئے تھے لیکن ابو قتادہ محرم نہیں تھا۔ ہم نے کئی گورخر دیکھے ابو قتادہ نے ان پر حملہ کیا۔ اور ایک مادینہ ماری۔ پھر ہم اترے اور اس کا گوشت کھایا۔ بعد ازاں ہمیں خیال آیا۔ کہ ہم محرم ہیں اور شکار کا گوشت کھا رہے ہیں۔

---

[1] اگر بتلائے تو امام ابو حنیفہ اور امام احمد و اسحاق کے نزدیک اس پر بدلہ واجب ہوگا اور امام مالک اور امام شافعی کے نزدیک نہ ہوگا ۱۲ منہ

[2] اسمٰعیلی نے کہا یہ راوی کی غلطی ہے کیونکہ یہ قصہ عمرہ حدیبیہ کا ہے اس میں آپ عمرے کی نیت سے نکلے تھے حافظ نے کہا عمرے کو بھی حج اصغر کہتے ہیں تو کوئی غلطی نہ ہوئی بیہقی کی روایت میں یوں ہے خرج حاجا او معتمرا ۱۲ منہ

عَلَيْهَا أَبُو قَتَادَةَ فَعَقَرَهَا فَأَتَانَا فَنَزَلْنَا فَأَكَلْنَا مِنْ لَحْمِهَا ثُمَّ قُلْنَا أَنَأْكُلُ لَحْمَ صَيْدٍ وَنَحْنُ مُحْرِمُونَ فَحَمَلْنَا مَا بَقِيَ مِنْ لَحْمِهَا قَالَ مِنْكُمْ أَحَدٌ أَمَرَهُ أَنْ يَحْمِلَ عَلَيْهَا أَوْ أَشَارَ إِلَيْهَا قَالُوا لَا قَالَ فَكُلُوا مَا بَقِيَ مِنْ لَحْمِهَا۔

کچھ بچا ہوا گوشت ساتھ اٹھا لائے۔ آپؐ نے فرمایا۔ کیا تم میں سے کسی نے ابو قتادہ کو شکار مارنے کے لئے کہا تھا یا ان گورخروں کی طرف اشارہ یا نشاندہی کی تھی؟ انہوں نے کہا نہیں۔ آپؐ نے فرمایا تو یہ بچا ہوا گوشت بھی کھا لو[۱] (حلال ہے)

بَاب ۱۱۵۰ - إِذَا أَهْدَى لِلْمُحْرِمِ حِمَارًا وَحْشِيًّا حَيًّا لَمْ يَقْبَلْ۔

باب - اگر مُحرم کو کوئی شخص زندہ گورخر یا اور کوئی زندہ شکار) بطور تحفہ بھیجے جسے مُحرم قبول نہ کرے

۱۷۱۰ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ عَنِ الصَّعْبِ ابْنِ جَثَّامَةَ اللَّيْثِيِّ أَنَّهُ أَهْدَى لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِمَارًا وَحْشِيًّا وَهُوَ بِالْأَبْوَاءِ أَوْ بِوَدَّانَ فَرَدَّهُ عَلَيْهِ فَلَمَّا رَأَى مَا فِي وَجْهِهِ قَالَ إِنَّا لَمْ نَرُدَّهُ عَلَيْكَ إِلَّا أَنَّا حُرُمٌ۔

(از عبداللہ بن یوسف از مالک از ابن شہاب از عبیداللہ بن عبداللہ ابن عتبہ بن مسعود از عبداللہ بن عباس) صعب بن جثامہ لیثی نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گورخر تحفہ بھیجا[۲]۔ اس وقت آپ اَبواء یا ودّان[۳] میں تھے۔ آپؐ نے واپس کر دیا۔ جب آپؐ نے صعب کے چہرے پر افسوس کے آثار معلوم کئے تو فرمایا۔ ہم اس وقت محرم ہیں اس لئے واپس کر رہے ہیں۔ اور کوئی وجہ نہیں[۴]۔

بَاب ۱۱۵۱ - مَا يَقْتُلُ الْمُحْرِمُ مِنَ الدَّوَابِّ

باب - مُحرم کون کونسے جانور مار سکتا ہے؟

۱۷۱۱ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَمْسٌ مِنَ الدَّوَابِّ لَيْسَ عَلَى الْمُحْرِمِ فِي قَتْلِهِنَّ جُنَاحٌ وَعَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ دِينَارٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ۔

(از عبداللہ بن یوسف از مالک از نافع) عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانچ جانور ایسے ہیں جنہیں محرم مارے تو اسے گناہ نہیں ہوتا[۵]۔ دوسری سند (از عبداللہ بن دینار از عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الخ۔

---

[۱] یہ حکم بطور اباحت کے ہے نہ وجوب کے امام احمد اور ابوداؤد کی روایت میں یوں ہے کھاؤ اور مجھ کو بھی کھلاؤ ۱۲ منہ [۲] ابن خزیمہ اور ابوعوانہ کی روایت میں یوں ہے کہ گورخر کا گوشت بھیجا۔ مسلم کی روایت میں ہے اس کی ران بھیجی یا پٹھے کا گوشت جس میں سے خون ٹپک رہا تھا۔ بیہقی کی روایت میں ہے کہ صعب نے جنگلی گدھے کا پٹھا بھیجا آپ جحفہ میں تھے آپؐ نے اس میں سے کھایا اور لوگوں نے بھی کھایا بیہقی نے کہا اگر یہ روایت محفوظ ہو تو شاید پہلے صعب نے زندہ گورخر بھیجا ہوگا آپ نے اس کو پھیر دیا۔ پھر اس کا گوشت بھیجا تو آپ نے لے لیا ۱۲ منہ [۳] یہ راوی کا شک ہے ابوا ایک پہاڑ کا نام ہے اور ودان ایک موضع ہے جحفہ کے قریب حافظ نے کہا ابوا سے جحفہ تک تیئس میل ہیں اور ودان سے جحفہ تک آٹھ میل ہیں ۱۲ منہ [۴] اس حدیث سے ان لوگوں نے دلیل لی ہے جو شکار کا گوشت مطلقاً محرم پر حرام جانتے ہیں ثوری اور اسحاق کا یہی قول ہے اور اہل کوفہ اور ایک جماعت سلف اور جمہور علماء کے نزدیک شکار کا گوشت محرم کو کھانا درست ہے بشرطیکہ محرم کے لئے شکار نہ کیا گیا ہو نہ اس نے اس میں شرکت یا اعانت کی ہو۔ حافظ نے کہا پھیر دینے کی حدیثیں اس پر محمول ہیں کہ محرم کے واسطے شکار کیا گیا ہو اور قبول کر لینے کی حدیثیں اس پر محمول ہیں کہ حلال شخص نے (بقیہ آئندہ صفحہ)

۱۷۱۲- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا اَبُوْعَوَانَةَ عَنْ زَيْدِ ابْنِ جُبَيْرٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ حَدَّثَتْنِيْ اِحْدٰى نِسْوَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْتُلُ الْمُحْرِمُ

تیسری سند (از مسدد از ابوعوانہ از زید بن جبیر از ابن عمر از ام المومنین) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ محرم مار سکتا ہے (قتل کے معنوں کا بیان آئندہ حدیث یا سند میں ہے

۱۷۱۳- حَدَّثَنَا اَصْبَغُ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمٍ قَالَ قَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَتْ حَفْصَةُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمْسٌ مِّنَ الدَّوَابِّ لَا حَرَجَ عَلٰى مَنْ قَتَلَهُنَّ الْغُرَابُ وَالْحِدَاُ وَالْفَارَةُ وَالْعَقْرَبُ وَالْكَلْبُ الْعَقُوْرُ

چوتھی سند (از اصبغ از عبداللہ بن وہب از یونس از ابن شہاب از سالم از عبداللہ بن عمرؓ) حضرت حفصہؓ کہتی ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ پانچ جانور ایسے ہیں کہ ان کے مارنے والے پر کوئی گناہ نہیں (خواہ مارنے والا محرم ہو) کوا، چیل، چوہا، بچھو، کاٹنے والا کتا۔

۱۷۱۴- حَدَّثَنَا يَحْيَى ابْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَمْسٌ مِّنَ الدَّوَابِّ كُلُّهُنَّ فَاسِقٌ يَقْتُلُهُنَّ فِي الْحَرَمِ الْغُرَابُ وَالْحِدَاُ وَالْعَقْرَبُ وَالْفَارَةُ وَالْكَلْبُ الْعَقُوْرُ

(از یحییٰ بن سلیمان از ابن وہب از یونس از ابن شہاب از عروہؓ) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ پانچ جانور بدذات ہیں، انہیں حرم میں بھی مار ڈالنا چاہیئے۔ کوا، چیل، بچھو، چوہا، اور کاٹنے والا کتا

۱۷۱۵- حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا اَبِيْ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِيْ اِبْرَاهِيْمُ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ غَارٍ بِمِنًى اِذْ نَزَلَ عَلَيْهِ وَالْمُرْسَلٰتِ وَاِنَّهٗ لَيَتْلُوْهَا وَاِنِّيْ لَاَتَلَقَّاهَا مِنْ فِيْهِ وَاِنَّ فَاهُ لَرَطْبٌ بِهَا اِذْ وَثَبَتْ عَلَيْنَا حَيَّةٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اقْتُلُوْهَا فَابْتَدَرْنَاهَا فَذَهَبَتْ

(از عمر بن حفص بن غیاث از حفص بن غیاث از اعمش از ابراہیم از اسود) عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ ایک بار ہم منیٰ کے ایک غار میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، اتنے میں سورہ والمرسلٰتِ عُرفًا آپؐ پر نازل ہوئی۔ آپؐ اس کو پڑھ رہے تھے۔ اور میں آپؐ کے منہ سے سن کر سیکھ رہا تھا۔ آپ کا دہن مبارک اس کے پڑھنے سے تروتازہ تھا۔ اچانک ایک سانپ ہم پر آ ٹپکا۔ آپؐ نے فرمایا، اسے مار ڈالو۔ ہم لوگ اس پر لپکے وہ چلا گیا۔ تب آپ نے فرمایا۔ وہ تمہاری

(بقیہ صفحہ ۸۲۲) اپنے لئے شکار کیا پھر محرم کو بطور تحفہ کے کچھ بھیجا ۱۲ منہ ۵ یعنی ان کے مار ڈالنے میں بدلہ نہ دینا پڑے گا ۱۲ منہ (حاشیہ متعلقہ صفحہ ہٰذا) ۱ یہاں یہ اشکال ہوتا ہے کہ حدیث سے باب کا مطلب نہیں نکلتا کیونکہ حدیث میں یہ کہاں ہے کہ صحابہ احرام باندھے ہوئے تھے اور اس کا جواب یہ ہے کہ اسمٰعیلی کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ یہ واقعہ عرفہ کی رات کا ہے اور ظاہر ہے کہ اس وقت لوگ احرام باندھے ہوں گے پس باب کا مطلب نکل آیا ۱۲ منہ

فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وُقِيَتْ شَرَّكُمْ كَمَا وُقِيتُمْ شَرَّهَا قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ إِنَّمَا أَرَدْنَا بِهٰذَا أَنَّ مِنًى مِنَ الْحَرَمِ وَأَنَّهُمْ لَمْ يَرَوْا بِقَتْلِ الْحَيَّةِ بَأْسًا۔

زد سے بچ گیا اور تم اس کی زد سے بچ گئے۔

امام بخاریؒ کہتے ہیں۔ یہ حدیث لانے سے ہمارا مطلب یہ ہے کہ منیٰ حرم میں داخل ہے اور آنحضرتؐ اور صحابہؓ نے اس کے مارنے میں کوئی حرج نہیں سمجھا[۱]

۱۷۱۶۔ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِلْوَزَغِ فُوَيْسِقٌ وَلَمْ أَسْمَعْهُ أَمَرَ بِقَتْلِهِ۔

(از اسمٰعیل از مالک از ابن شہاب، از عروہ بن زبیر) آنحضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ چھپکلی (بدکار) موذی ہے البتہ میں نے یہ نہیں سنا کہ آپؐ نے اس کے مار ڈالنے کا حکم دیا[۲]

بَابٌ ۱۱۵۲ لَا يُعْضَدُ شَجَرُ الْحَرَمِ

باب حرم کا درخت نہ کاٹا جائے

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُعْضَدُ شَوْكُهُ

حضرت ابن عباس رضؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ وہاں کا کانٹا بھی نہ کاٹا جائے۔

۱۷۱۷۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيدِ ابْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي شُرَيْحٍ الْعَدَوِيِّ أَنَّهُ قَالَ لِعَمْرِو بْنِ سَعِيدٍ وَهُوَ يَبْعَثُ الْبُعُوثَ إِلَى مَكَّةَ ائْذَنْ لِي أَيُّهَا الْأَمِيرُ أُحَدِّثْكَ قَوْلًا قَامَ بِهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْغَدِ مِنْ يَوْمِ الْفَتْحِ فَسَمِعَتْهُ أُذُنَايَ وَوَعَاهُ قَلْبِي وَأَبْصَرَتْهُ عَيْنَايَ حِينَ تَكَلَّمَ بِهِ إِنَّهُ حَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ إِنَّ مَكَّةَ حَرَّمَهَا اللّٰهُ وَلَمْ يُحَرِّمْهَا النَّاسُ فَلَا يَحِلُّ لِامْرِئٍ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ يَسْفِكَ بِهَا دَمًا وَلَا يَعْضُدَ بِهَا شَجَرَةً

(از قتیبہ از لیث از سعید بن ابی سعید مقبری) ابو شریح عدوی نے[۳] عمرو بن سعید سے جبکہ وہ یعنی عمرو بن سعید مکہ پر فوجیں بھیج رہا تھا، کہا اے امیر مجھے ایک حدیث بیان کرنے کی اجازت دیجئے، جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دوسرے روز ارشاد فرمائی۔ میرے کانوں نے اسے سنا اور دل نے یاد رکھا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرما رہے تھے تو میری آنکھوں نے دیکھا۔ آپؐ نے اللہ کی حمد و ثنا کی۔ پھر فرمایا مکے کو اللہ نے حرام کیا ہے، لوگوں نے حرام نہیں کیا۔ جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے، اسے وہاں خون کرنا، درخت کاٹنا جائز نہیں۔ اگر کوئی شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قتال کو سند تسلیم کرے تو اسے یہ جواب دو کہ اللہ تعالیٰ

[۱] یہ عبارت امام بخاری نے کہی اخیر تک اکثر نسخوں میں نہیں ہے۔ ابو الوقت کی روایت میں ہے اس عبارت سے وہ اشکال رفع ہو جاتا ہے جو اوپر بیان ہوا ۱۲ منہ [۲] ابن عبدالبر نے کہا اس پر علماء کا اتفاق ہے کہ چھپکلی کا مار ڈالنا حل اور حرم ہر جگہ میں درست ہے۔ حافظ نے کہا ابن عبدالحکم نے امام مالک سے اس کے خلاف نقل کیا کہ اگر محرم چھپکلی کو مار دے تو صدقہ دے کیونکہ وہ ان پانچ جانوروں میں سے نہیں ہے جن کا قتل جائز ہے اور ابن ابی شیبہ نے عطاء سے پوچھا حرم میں چھپکلی کو مارنا کیسا ہے انہوں نے کہا اگر ایذا دے تو اس کے قتل میں قباحت نہیں ۱۲ منہ [۳] یہ عمرو بن سعید یزید کی طرف سے مدینہ کا حاکم ہوا تھا عبداللہ بن زبیر نے یزید کی بیعت سے انکار کیا تھا اس لئے عمرو بن سعید نے ان پر لشکر کشی کی یہ حدیث اوپر کتاب العلم میں بھی گذر چکی ہے ۱۲ منہ

فَإِنْ أَحَدٌ تَرَخَّصَ لِقِتَالِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُولُوا لَهُ إِنَّ اللّٰهَ أَذِنَ لِرَسُولِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَأْذَنْ لَكُمْ وَإِنَّمَا أَذِنَ لِي سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ وَّعَادَتْ حُرْمَتُهَا الْيَوْمَ كَحُرْمَتِهَا بِالْأَمْسِ وَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ فَقِيلَ لِأَبِي شُرَيْحٍ مَا قَالَ لَكَ عَمْرٌو قَالَ أَنَا أَعْلَمُ بِذٰلِكَ مِنْكَ يَا أَبَا شُرَيْحٍ إِنَّ الْحَرَمَ لَا يُعِيذُ عَاصِيًا وَّلَا فَارًّا بِدَمٍ وَّلَا فَارًّا بِخَرْبَةٍ خَرْبَةٌ بَلِيَّةٌ

نے اپنے پیغمبر صلی علیہ وسلم کو اس کی خاص طور پر اجازت دی اور یا تمہیں تو اجازت نہیں دی۔ اور مجھے بھی جو اجازت ہوئی وہ صرف ایک دن کی ایک گھڑی کے لئے۔ پھر اس کی حرمت آج ویسی ہی ہوگئی جیسے کل تھی۔ میرا یہ پیغام یہاں کے حاضر لوگ غیر حاضر لوگوں کو پہنچا دیں

ابو شریح سے لوگوں نے پوچھا عمرو بن سعید رضؓ نے یہ حدیث سن کر کیا جواب دیا؟۔ انہوں نے فرمایا کہ عمرو رضؓ نے یہ جواب دیا۔ اے ابو شریح! میں تم سے زیادہ اس بات کو جانتا ہے۔ حرم پاک عاصی یعنی مجرم کو پناہ نہیں دیتا۔ نہ خون کرکے مفرور کو اور کسی جرم کرکے بھاگنے والے کو[1] (عمرو ابن سعید کا جواب معقول نہیں تھا۔ حضرت ابن زبیر رضؓ اس قسم کے مجرم نہیں تھے۔ ابو شریح سمجھ گئے کہ عمرو نہیں مانتا)

باب ۱۱۵۳ لَا يُنَفَّرُ صَيْدُ الْحَرَمِ

باب حرم سے شکار کو نہ بھگایا جائے

۱۷۱۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ مَكَّةَ فَلَمْ تَحِلَّ لِأَحَدٍ قَبْلِي وَلَا تَحِلُّ لِأَحَدٍ بَعْدِي وَإِنَّمَا أُحِلَّتْ لِي سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ لَا يُخْتَلٰى خَلَاهَا وَلَا يُعْضَدُ شَجَرُهَا وَلَا يُنَفَّرُ صَيْدُهَا وَلَا تُلْتَقَطُ لُقَطَتُهَا إِلَّا لِمُعَرِّفٍ وَقَالَ الْعَبَّاسُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِلَّا الْإِذْخِرَ لِصَاغَتِنَا وَقُبُورِنَا فَقَالَ إِلَّا الْإِذْخِرَ وَعَنْ خَالِدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ هَلْ تَدْرِي مَا لَا يُنَفَّرُ صَيْدُهَا هُوَ أَنْ تُنَحِّيَهُ مِنَ الظِّلِّ يَنْزِلُ مَكَانَهُ

(از محمد بن مثنیٰ از عبدالوہاب از خالد از عکرمہ) ابن عباس رضؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ نے مکے کو ذی حرمت بنایا ہے۔ مجھ سے پہلے بھی کسی کے لئے حلال نہیں ہوا۔ اور نہ میرے بعد کسی کے لئے حلال ہوگا مجھے بھی صرف ایک دن کی ایک گھڑی کے لئے حلال ہوا تھا۔ وہاں کی سبزی نہ نکالی جائے۔ وہاں کا درخت نہ کاٹا جائے۔ وہاں کا شکار نہ بھگایا جائے۔ وہاں کا لقطہ یعنی گری پڑی چیز کو نہ اٹھایا جائے۔ البتہ وہ شخص اٹھا سکتا ہے۔ جو لوگوں میں اس کے مالک پہچاننے کا اعلان کرے۔ حضرت عباس رضؓ نے کہا یا رسول اللہ! اِذخر گھاس کی اجازت دیجئے! وہ ہمارے سناروں اور قبروں میں کام آتی ہے آپؐ نے فرمایا اچھا اِذخر کاٹ سکتے ہو

خالد نے عکرمہ سے روایت کی، انہوں نے کہا تمہیں معلوم ہے، شکار بھگانے کا کیا مطلب ہے؟ خود ہی فرمایا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ شکار کو سایہ سے ہٹا کر خود وہاں جگہ بنالے

---

[1] شریح نے اس لئے سکوت نہیں کیا کہ عمرو بن سعید کا جواب معقول تھا بلکہ اس کا جواب سراسر نامعقول تھا بحث تو یہ تھی کہ مکہ پر لشکر کشی اور جنگ جائز نہیں لیکن عمرو بن سعید نے دوسرا مسئلہ چھیڑ دیا کہ کوئی حدی جرم کا مرتکب ہو کر حرم میں بھاگ جائے تو اس کو حرم سے پناہ نہیں ملتی۔ اس مسئلہ میں بھی علماء کا اختلاف ہے اول تو اس مسئلہ سے تعلق کیا دوسرے عبداللہ بن زبیر نے کوئی حدی جرم نہیں کیا تھا البتہ یہ تو کیا تھا کہ یزید نے حکم دیا تھا کہ عبداللہ بن زبیر اس سے بیعت کریں اور طوق بیڑی پہن کر اس کے سامنے حاضر ہوں عبداللہ نے یہ حکم نہ مانا اور مکہ میں جا کر پناہ لی شاید عمرو بن سعید نے اسی کو جرم سمجھا ہو

باب ۱۱۵۴ لَا يَحِلُّ الْقِتَالُ بِمَكَّةَ

وَقَالَ أَبُو شُرَيْحٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَسْفِكُ بِهَا دَمًا

۱۷۱۹- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ افْتَتَحَ مَكَّةَ لَا هِجْرَةَ وَلٰكِنْ جِهَادٌ وَنِيَّةٌ وَإِذَا اسْتُنْفِرْتُمْ فَانْفِرُوا فَإِنَّ هٰذَا الْبَلَدَ حَرَّمَ اللّٰهُ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ وَهُوَ حَرَامٌ بِحُرْمَةِ اللّٰهِ إِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَإِنَّهُ لَمْ يَحِلَّ الْقِتَالُ فِيهِ لِأَحَدٍ قَبْلِي وَلَمْ يَحِلَّ لِي إِلَّا سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ فَهُوَ حَرَامٌ بِحُرْمَةِ اللّٰهِ إِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا يُعْضَدُ شَوْكُهُ وَلَا يُنَفَّرُ صَيْدُهُ وَلَا يَلْتَقِطُ لُقَطَتَهُ إِلَّا مَنْ عَرَّفَهَا وَلَا يُخْتَلٰى خَلَاهَا قَالَ الْعَبَّاسُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِلَّا الْإِذْخِرَ فَإِنَّهُ لِقَيْنِهِمْ وَلِبُيُوتِهِمْ قَالَ قَالَ إِلَّا الْإِذْخِرَ۔

باب مکہ میں لڑنا درست نہیں۔ ابوشریح نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ وہاں خون نہ بہائے [۱]

(از عثمان بن ابی شیبہ از جریر از منصور از مجاہد از طاؤس) ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن فرمایا کہ آج سے (فرض) ہجرت نہیں رہی البتہ جہاد قائم رہے گا اور نیت باقی رہے گی جب تمہیں جہاد کے لئے نکلنے کو کہا جائے تو نکل کھڑے ہو یہ وہ شہر ہے کہ اللہ نے زمین و آسمان کی پیدائش کے دن ہی سے اسے ذی حرمت بنا دیا ہے اور اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی یہ حرمت قیامت تک باقی رہے گی۔ مجھ سے پہلے کسی کے لئے یہاں قتال کرنا جائز نہیں ہوا۔ اور مجھے بھی صرف ایک دن کی ایک گھڑی کے لئے حلال ہوا۔ پھر وہ اپنی حرمت کے ساتھ قیامت تک حرام رہیگا وہاں کا کانٹا بھی نہ کاٹا جائے۔ وہاں کا شکار نہ بھگایا جائے۔ وہاں کی پڑی چیز نہ اٹھائی جائے مگر وہ شخص اٹھائے جو اس کی پہچان کرائے۔ وہاں کی سبزی نہ نکالی جائے۔ حضرت عباسؓ نے کہا یا رسول اللہ مگر اذخر کی اجازت دیجیئے وہ لوہاروں اور گھروں میں کام آتی ہے۔ آپؐ نے فرمایا اچھا اذخر کی اجازت ہے

باب ۱۱۵۵ الْحِجَامَةُ لِلْمُحْرِمِ

وَكَوَى ابْنُ عُمَرَ ابْنَهُ وَهُوَ مُحْرِمٌ وَيَتَدَاوٰى مَا لَمْ يَكُنْ فِيهِ طِيبٌ

۱۷۲۰- حَدَّثَنَا عَلِيُّ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ قَالَ عَمْرٌو أَوَّلُ شَيْءٍ سَمِعْتُ عَطَاءً يَقُولُ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُولُ احْتَجَمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ ثُمَّ سَمِعْتُهُ يَقُولُ

باب محرم کو پچھنے لگانا کیسا ہے؟

ابن عمرؓ نے اپنے بیٹے [۲] کو داغ دیا جبکہ وہ محرم تھا۔

محرم بے خوشبو [۳] دوا استعمال کر سکتا ہے

(از علی بن عبد اللہ از سفیان) عمرو بن دینار کہتے ہیں سب سے پہلی حدیث جو میں نے عطاء بن ابی رباح سے سنی وہ یہ تھی فرماتے تھے، میں نے ابن عباسؓ سے سنا، وہ فرماتے تھے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بحالت احرام پچھنے لگوائے۔ سفیان کہتے ہیں پھر میں نے عمرو سے سنا۔ وہ کہتے تھے، مجھے طاؤس

---

[۱] یہ حدیث اوپر موصولاً گزر چکی ہے ۱۲ منہ [۲] اس بیٹے کا نام واقد تھا۔ اس کو سعید بن منصور نے مجاہد کے طریق سے وصل کیا ۱۲ منہ

[۳] یہ امام بخاری کا کلام ہے۔ ترجمہ باب میں داخل ہے۔ ابن عمر کے اثر میں داخل نہیں ۱۲ منہ

حَدَّثَنِی طَاؤُسٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فَقُلْتُ لَعَلَّهُ سَمِعَهُ مِنْهُمَا

نے ابن عباسؓ سے روایت کی۔ سفیان یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ شاید عمروؓ نے عطاء اور طاؤس دونوں سے یہ حدیث سنی ہوگی

۱۷۲۱ – حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ أَبِي عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجِ عَنِ ابْنِ بُحَيْنَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ احْتَجَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ بِلَحْيِ جَمَلٍ فِي وَسْطِ رَأْسِهِ

(از خالد بن مخلد از سلیمان بن بلال از علقمہ بن ابی علقمہ از عبدالرحمٰن اعرج) ابن بحینہؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بحالت احرام لحی جمل کے مقام پر سر مبارک کے وسط میں پچھنے لگوائے[1]

بَابُ ۱۱۵۶ تَزْوِيجُ الْمُحْرِمِ

باب محرم کا نکاح کرنا[2]

۱۷۲۲ – حَدَّثَنَا أَبُو الْمُغِيرَةِ عَبْدُ الْقُدُّوسِ ابْنُ الْحَجَّاجِ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ حَدَّثَنِي عَطَاءُ ابْنُ أَبِي رَبَاحٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزَوَّجَ مَيْمُونَةَ وَهُوَ مُحْرِمٌ

(از ابوالمغیرہ عبدالقدوس بن حجاج از اوزاعی از عطاء بن ابی رباح) ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام کی حالت میں ام المومنین حضرت میمونہؓ سے نکاح کیا

بَابُ ۱۱۵۷ مَا يُنْهٰى مِنَ الطِّيبِ لِلْمُحْرِمِ وَالْمُحْرِمَةِ

وَقَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا لَا تَلْبَسُ الْمُحْرِمَةُ ثَوْبًا بِوَرْسٍ أَوْ زَعْفَرَانٍ

باب مُحرم مرد اور عورت کو خوشبو لگانے کی ممانعت[3]

حضرت عائشہؓ نے فرمایا[4] محرم عورت ورس اور زعفران کا رنگا ہوا کپڑا نہ پہنے

۱۷۲۳ – حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيدَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ حَدَّثَنَا نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَاذَا تَأْمُرُنَا أَنْ نَلْبَسَ مِنَ الثِّيَابِ فِي الْإِحْرَامِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَلْبَسُوا الْقَمِيصَ وَلَا السَّرَاوِيلَاتِ وَلَا

(از عبداللہ بن یزید از لیث از نافع) عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں ایک شخص کھڑا ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ! بحالتِ احرام ہمیں کونسے کپڑے پہننے کی آپ اجازت دیتے ہیں؟ آنحضرتؐ نے فرمایا قمیص، پاجامہ، عمامہ، کنٹوپ یا باران کوٹ، اور ورس یا زعفران لگا کپڑا نہ پہنو۔ اگر کسی پاس جوتیاں نہ ہوں تو موزے ٹخنوں سے نیچے تک کاٹ کر پہن لے۔ مُحرم عورت

---

[1] نووی نے کہا محرم کو بے ضرورت اگر پچھنی لگانے میں بال کترنے یا مونڈنے کی حاجت پڑے تب تو پچھنی لگانا درست نہیں اور اگر بال نکالنے کی حاجت نہ ہو تو جمہور علماء کے نزدیک جائز ہے اور امام مالک نے اس کو مکروہ رکھا ہے اور حسن بصری نے کہا اس میں فدیہ لازم ہوگا اگرچہ بال نکالنے کی ضرورت نہ پڑے اور ضرورت سے بال نکالنا سب کے نزدیک جائز ہے لیکن فدیہ لازم ہوگا ۱۲ منہ [2] شاید اس مسئلہ میں امام بخاری، امام ابوحنیفہ اور اہل کوفہ سے متفق ہیں کہ محرم کو عقد نکاح کرنا درست ہے لیکن جماع تو بالاتفاق درست نہیں اور جمہور علماء کے نزدیک احرام میں عقد بھی جائز نہیں امام مسلم نے حضرت عثمانؓ سے مرفوعاً نکالا محرم نہ نکاح کرے اپنا نہ دوسرا کوئی اس کا نکاح کرے نہ نکاح کا پیغام دے[a] ابوحنیفہ کہتے کہ محرم کو جماع کے لئے لونڈی خریدنا درست ہے تو نکاح بھی درست ہوگا ۱۲ منہ [3] اس پر تمام علماء کا اتفاق ہے صرف اختلاف بعضی چیزوں میں ہے کہ وہ خوشبو ہیں یا نہیں ۱۲ منہ [4] اس کو امام بخاری نے وصل کیا ۱۲ منہ

الْعَمَائِمَ وَلَا الْبَرَانِسَ إِلَّا أَنْ يَكُونَ أَحَدٌ لَيْسَتْ لَهُ نَعْلَانِ فَلْيَلْبَسِ الْخُفَّيْنِ وَلْيَقْطَعْ أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ وَلَا تَلْبَسُوا شَيْئًا مَسَّهُ زَعْفَرَانٌ وَّ لَا الْوَرْسُ وَلَا تَنْتَقِبُ الْمَرْأَةُ الْمُحْرِمَةُ وَلَا تَلْبَسِ الْقُفَّازَيْنِ تَابَعَهُ مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ وَإِسْمٰعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عُقْبَةَ وَجُوَيْرِيَةُ وَابْنُ إِسْحَاقَ فِي النِّقَابِ وَالْقُفَّازَيْنِ وَقَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ وَلَا وَرْسٌ وَّكَانَ يَقُولُ وَلَا تَتَنَقَّبُ الْمُحْرِمَةُ وَلَا تَلْبَسِ الْقُفَّازَيْنِ وَقَالَ مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ لَا تَتَنَقَّبُ الْمُحْرِمَةُ وَتَابَعَهُ لَيْثُ بْنُ أَبِي سُلَيْمٍ

منہ پر نقاب نہ ڈالے نہ دستانے پہنے۔

لیث کے ساتھ اس حدیث کو موسیٰ بن عقبہ اور اسمٰعیل بن ابراہیم بن عقبہ اور جویریہ اور ابن اسحاق نے بھی روایت کیا[1]۔ ان کی روایتوں میں نقاب اور دستانوں کا ذکر ہے۔ اور عبید اللہ کی روایت میں[2] وَلَا وَرْسٌ ہے۔ نیز یہ کہ وہ کہتے تھے، مُحْرِمہ عورت نقاب نہ ڈالے اور نہ دستانے پہنے۔ اور امام مالکؒ نے بحوالہ[3] نافع، ابن عمرؓ روایت کیا کہ مُحْرِمہ نقاب نہ ڈالے اور لیث ابن ابی سلیم نے مالکؒ کی طرح روایت کیا[4]۔

۱۷۴۲۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ وَقَصَتْ بِرَجُلٍ مُحْرِمٍ نَاقَتُهُ فَقَتَلَتْهُ فَأُتِيَ بِهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اغْسِلُوهُ وَكَفِّنُوهُ وَلَا تُغَطُّوا رَأْسَهُ وَلَا تُقَرِّبُوهُ طِيبًا فَإِنَّهُ يُبْعَثُ يُهِلُّ

(از قتیبہ از جریر از منصور از حکم از سعید بن جبیر) ابن عباسؓ کہتے ہیں ایک مُحْرِم کی اونٹنی نے اس کی گردن توڑ ڈالی اور اسے مار ڈالا۔ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لایا گیا۔ آپؐ نے فرمایا، اسے غسل اور کفن دو لیکن اس کا سر نہ چھپاؤ نہ اس کو خوشبو لگاؤ۔ کیونکہ وہ قیامت کے دن تلبیہ (لبیک) کہتے ہوئے اٹھے گا[5]۔

بَابُ ۱۱۵۸ الْاِغْتِسَالِ لِلْمُحْرِمِ

باب محرم کا غسل کرنا[6]

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَدْخُلُ الْمُحْرِمُ الْحَمَّامَ وَلَمْ يَرَ ابْنُ عُمَرَ وَعَائِشَةُ بِالْحَكِّ بَأْسًا

ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں[7]۔ محرم حمام میں جاسکتا ہے۔ اور ابن عمر اور حضرت عائشہ رضؓ کے نزدیک محرم کو بدن کھجلانا جائز ہے[8]۔

---

[1] موسیٰ کی روایت کو نسائی نے اور اسمٰعیل کی روایت کو علی بن محمد مصری نے فوائد میں اور جویریہ کی روایت کو ابویعلیٰ نے اور ابن اسحاق کی روایت کو امام احمد نے وصل کیا۔ ۱۲ منہ [2] عبید اللہ کی روایت کو اسحاق بن راہویہ نے اپنی سند میں وصل کیا اور نسائی اور دارقطنی نے بھی مگر ان کی روایت میں صرف مرفوع حدیث ہے عبد اللہ بن عمرؓ کا یہ قول مذکور نہیں ہے کہ محرمہ عورت نقاب نہ ڈالے اور نہ دستانے پہنے ۱۲ منہ [3] یہ امام مالک کی موطا میں موجود ہے اور امام مالک نے صرف عبد اللہ کے قول کو نکالا ۱۲ منہ [4] یعنی موقوفاً مگر لیث کی روایت کس نے نکالی یہ حافظ نے بیان نہیں کیا ۱۲ منہ [5] یعنی اسی حالت میں جس حالت میں مرا ہے مطلب یہ ہے کہ اس کا احرام باقی ہے دوسری روایت میں ہے اس کا منہ مت ڈھانپو حافظ نے کہا مجھے اس شخص کا نام معلوم نہیں ہوا بعضوں نے اس کا نام واقد بن عبد اللہ بیان کیا۔ حالانکہ یہ وہم ہے کیونکہ واقد بن عبد اللہ بن عمر تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد میں پیدا ہی نہیں ہوئے تھے۔ بلکہ ان کی ماں صفیہ بنت ابن عبید سے عبد اللہ بن عمرؓ نے حضرت عمرؓ کی خلافت میں نکاح کیا تھا! ور واقد بن عبد اللہ ایک صحابی بھی ہیں لیکن وہ اونٹ سے گر کر نہیں مرے وہ حضرت عمرؓ کی خلافت میں مرے ہیں ۱۲ منہ [6] ابن منذر نے کہا محرم کو غسل جنابت بالاجماع درست ہے لیکن غسل صفائی اور پاکیزگی میں اختلاف ہے امام مالک نے اس کو مکروہ جانا ہے کہ محرم اپنا سر پانی میں ڈبائے اور موطا میں نافع سے روایت ہے کہ عبد اللہ ابن عمرؓ احرام کی حالت میں اپنا سر نہیں دھوتے تھے لیکن جب احتلام ہوتا تو دھوتے ۱۲ منہ [7] اس کو دارقطنی اور بیہقی نے وصل کیا ۱۲ منہ [8] ابن عمر کے اثر کو بیہقی نے اور حضرت عائشہؓ کے اثر کو دارقطنی نے وصل کیا ۱۲ منہ

۱۷۲۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ اِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ حُنَيْنٍ عَنْ اَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ وَّالْمِسْوَرِ ابْنِ مَخْرَمَةَ اخْتَلَفَا بِالْاَبْوَاءِ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ يَغْسِلُ الْمُحْرِمُ رَاْسَهٗ وَقَالَ الْمِسْوَرُ لَا يَغْسِلُ الْمُحْرِمُ رَاْسَهٗ فَاَرْسَلَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ اِلٰى اَبِي اَيُّوبَ الْاَنْصَارِيِّ فَوَجَدْتُّهٗ يَغْتَسِلُ بَيْنَ الْقَرْنَيْنِ وَهُوَ يُسْتَرُ بِثَوْبٍ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ مَنْ هٰذَا فَقُلْتُ اَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ حُنَيْنٍ اَرْسَلَنِي اِلَيْكَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْعَبَّاسِ اَسْاَلُكَ كَيْفَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْسِلُ رَاْسَهٗ وَهُوَ مُحْرِمٌ فَوَضَعَ اَبُو اَيُّوبَ يَدَهٗ عَلَى الثَّوْبِ فَطَاْطَاَهٗ حَتّٰى بَدَا لِي رَاْسُهٗ ثُمَّ قَالَ لِاِنْسَانٍ يَصُبُّ عَلَيْهِ اُصْبُبْ فَصَبَّ عَلٰى رَاْسِهٖ ثُمَّ حَرَّكَ رَاْسَهٗ بِيَدَيْهِ فَاَقْبَلَ بِهِمَا وَاَدْبَرَ وَقَالَ هٰكَذَا رَاَيْتُهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُ

(از عبداللہ بن یوسف از مالک از زید بن اسلم از ابراہیم ابن عبداللہ بن حنین) ان کے والد کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباس اور مسور بن مخرمہ نے ابواء کے مقام پر اختلاف کیا۔ عبداللہ ابن عباسؓ کہتے تھے۔ محرم اپنا سر دھو سکتا ہے۔ مسور کہتے تھے نہیں دھو سکتا۔ آخر ابن عباس رضؓ نے مجھے ابو ایوب انصاری کے پاس بھیجا۔ میں نے دیکھا وہ کنوئیں کی دو لکڑیوں کے درمیان غسل فرما رہے ہیں۔ ایک کپڑے سے پردہ کر کے۔ میں نے سلام کیا۔ انہوں نے پوچھا کون ہو؟ میں نے کہا عبداللہ بن حنین۔ آپ کے پاس ابن عباسؓ نے یہ مسئلہ پوچھنے کے لئے بھیجا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بحالتِ احرام اپنا سر کیسے دھوتے تھے؟ یہ سن کر ابو ایوب نے اپنا ہاتھ پردے پر رکھا، اسے نیچا کیا۔ حتّٰی کہ میں ان کا سر دیکھنے لگا۔ پھر ایک آدمی سے کہا جو ان پر پانی بہا رہا تھا، پانی ڈال! اس نے ان کے سر پر پانی ڈالا۔ انہوں نے دونوں ہاتھوں سے سر کو ہلایا۔ آگے لائے اور پیچھے لے گئے۔ پھر فرمایا۔ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا ہی کرتے دیکھا

بَابٌ ۱۱۵۹ لُبْسِ الْخُفَّيْنِ لِلْمُحْرِمِ اِذَا لَمْ يَجِدِ النَّعْلَيْنِ

باب محرم کو جوتیاں نہ ملیں تو موزے پہنے۔

۱۷۲۶۔ حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ اَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ زَيْدٍ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ بِعَرَفَاتٍ مَنْ لَّمْ يَجِدِ النَّعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسِ الْخُفَّيْنِ وَمَنْ لَّمْ يَجِدْ اِزَارًا فَلْيَلْبَسْ سَرَاوِيلَ لِلْمُحْرِمِ

(از ابوالولید از شعبہ از عمرو بن دینار از جابر بن زید) ابن عباسؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ خطبہ میں نے سنا جو آپ عرفات میں سنا رہے تھے۔ آپؐ نے فرمایا جس شخص کو بحالت احرام جوتیاں نہ ملیں تو وہ موزے پہن لے۔ جسے تہ بند نہ ملے تو وہ پاجامہ پہن لے[1]

۱۷۲۷۔ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيمُ

(از احمد بن یونس از ابراہیم بن سعد از ابن شہاب از سالم، عبداللہ

[1] امام احمد نے اسی حدیث کے ظاہر پر عمل کر کے یہ حکم دیا ہے کہ جس محرم کو تہ بند نہ ملے وہ پاجامہ اور جس کو جوتیاں نہ ملیں وہ موزے پہن لے اور پاجامہ کا پھاڑنا اور موزوں کا کاٹنا ضرور نہیں اور جمہور علماء کے نزدیک ضروری ہے اسی طرح پہن لے گا تو اس پر فدیہ لازم ہو گا ۱۲ منہ

ابْنُ سَعْدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ مِنَ الثِّيَابِ فَقَالَ لَا يَلْبَسُ الْقَمِيْصَ وَلَا الْعَمَائِمَ وَلَا السَّرَاوِيْلَاتِ وَلَا الْبَرَانِسَ وَلَا ثَوْبًا مَسَّهُ زَعْفَرَانٌ وَّلَا وَرْسٌ وَّاِنْ لَّمْ يَجِدْ نَعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسِ الْخُفَّيْنِ وَلْيَقْطَعْهُمَا حَتّٰى يَكُوْنَا اَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ۔

ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ محرم کون سے کپڑے پہنے۔ تو آپؐ نے فرمایا۔ قمیص، عمامہ، پاجامہ، کنٹوپ یا بارانی کوٹ، اور نہ زعفران یا ورس لگا کپڑا پہنے۔ اگر جوتیاں نہ ملیں، تو موزے پہن لے اور انہیں کاٹ کر ٹخنوں سے نیچا کرلے۔

بَابٌ ۱۱۶۰ اِذَا لَمْ يَجِدِ الْاِزَارَ فَلْيَلْبَسِ السَّرَاوِيْلَ۔

باب اگر تہ بند نہ ملے تو پاجامہ پہن لے[1]

۱۷۲۸۔ حَدَّثَنَا اٰدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ خَطَبَنَا النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَرَفَاتٍ فَقَالَ مَنْ لَّمْ يَجِدِ الْاِزَارَ فَلْيَلْبَسِ السَّرَاوِيْلَ وَمَنْ لَّمْ يَجِدِ النَّعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسِ الْخُفَّيْنِ۔

(از آدم از شعبہ از عمرو بن دینار از جابر بن زید) ابن عباسؓ فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں عرفات میں خطبہ دیا۔ فرمایا۔ جسے تہ بند نہ ملے، وہ پاجامہ پہنے اور جسے جوتا نہ ملے، وہ موزے پہن لے۔

بَابٌ ۱۱۶۱ لُبْسِ السِّلَاحِ لِلْمُحْرِمِ

وَقَالَ عِكْرِمَةُ اِذَا خَشِیَ الْعَدُوَّ لَبِسَ السِّلَاحَ وَافْتَدٰى لَمْ يُتَابَعْ عَلَيْهِ فِی الْفِدْيَةِ

باب مُحرم کا ہتھیار لگانا

عکرمہؓ کہتے ہیں[2] اگر دشمن کا خطرہ ہو تو ہتھیار لگالے۔ اور فدیہ دے لیکن عکرمہ کے سوا کسی نے نہیں کہا کہ فدیہ دے

۱۷۲۹۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ اِسْرَائِيْلَ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ عَنِ الْبَرَاءِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اعْتَمَرَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ ذِی الْقَعْدَةِ فَاَبٰى اَهْلُ مَكَّةَ اَنْ يَّدَعُوْهُ يَدْخُلُ مَكَّةَ حَتّٰى قَاضَاهُمْ لَا يُدْخِلُ مَكَّةَ سِلَاحًا اِلَّا فِی الْقِرَابِ۔

(از عبید اللہ از اسرائیل از ابی اسحاق) براءؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ذیقعدہ میں عمرہ کیا۔ مکہ والوں نے آپ کو مکے میں داخل نہ ہونے دیا۔ آخر آپ نے ان سے اس شرط پر صلح کی کہ مکہ میں ہتھیار نیام میں رکھ کر داخل ہوں گے۔ (ننگی تلوار لے کر نہیں جائیں گے)

بَابٌ ۱۱۶۲ دُخُوْلِ الْحَرَمِ وَمَكَّةَ

باب مکہ اور حرم میں بغیر احرام داخل ہونا

---

[1] امام احمد نے اسی حدیث کے ظاہر پر عمل کرکے یہ حکم دیا ہے کہ جس محرم کو تہ بند نہ ملے وہ پاجامہ اور جس کو جوتیاں نہ ملیں وہ موزے پہن لے اور پاجامہ کا پھاڑنا اور موزوں کا کاٹنا ضروری نہیں اور جمہور علماء کے نزدیک ضروری ہے۔ اگر اسی طرح پہن لے گا تو اس پر فدیہ لازم ہوگا ۱۲ منہ [2] حافظ نے کہا عکرمہ کا یہ اثر مجھ کو موصولاً نہیں ملا ابن منذر نے حسن بصری سے نقل کیا انہوں نے محرم کو تلوار باندھنا مکروہ سمجھا ۱۲ منہ

بِغَيْرِ إِحْرَامٍ وَدَخَلَ ابْنُ عُمَرَ حَلَالًا إِنَّمَا أَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْإِهْلَالِ لِمَنْ أَرَادَ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ وَلَمْ يَذْكُرْ لِلْحَطَّابِيْنَ وَغَيْرِهِمْ۔

حضرت ابن عمرؓ بغیر احرام کے داخل مکہ ہوئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام کا حکم انہی لوگوں کو دیا جو حج اور عمرہ کے ارادے سے آئیں۔ لکڑہاروں وغیرہ کو یہ حکم نہیں دیا۔

۱۷۳۰- حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا ابْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَّتَ لِأَهْلِ الْمَدِيْنَةِ ذَا الْحُلَيْفَةِ وَلِأَهْلِ نَجْدٍ قَرْنَ الْمَنَازِلِ وَلِأَهْلِ الْيَمَنِ يَلَمْلَمَ هُنَّ لَهُنَّ وَلِكُلِّ آتٍ أَتَى عَلَيْهِنَّ مِنْ غَيْرِهِمْ مِمَّنْ أَرَادَ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فَمَنْ كَانَ دُوْنَ ذٰلِكَ فَمِنْ حَيْثُ أَنْشَأَ حَتّٰى أَهْلُ مَكَّةَ مِنْ مَكَّةَ۔

(از مسلم از وہیب از ابن طاؤس از طاؤس) حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ والوں کے لیے ذوالحلیفہ کو میقات مقرر فرمایا۔ اہل نجد کے لئے قرن منازل، اہل یمن کے لئے یلملم۔ یہ مقامات وہاں کے باشندوں یا اور ملکوں کے باشندوں کے لئے ہیں جو ان ممالک کے راستوں سے آئیں حج اور عمرہ کے ارادے سے (تجارت، مزدوری اور معاش کے ارادہ سے آنے والوں کے لئے نہیں) جو ان مقامات سے ہٹ کر مکہ کی جانب رہتے ہوں۔ وہ جہاں سے چلیں وہیں سے احرام باندھ کر نکلیں حتیٰ کہ مکے والے مکے سے احرام باندھیں

۱۷۳۱- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَامَ الْفَتْحِ وَعَلٰى رَأْسِهِ الْمِغْفَرُ فَلَمَّا نَزَعَهُ جَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ إِنَّ ابْنَ خَطَلٍ مُتَعَلِّقٌ بِأَسْتَارِ الْكَعْبَةِ فَقَالَ اقْتُلُوْهُ

(از عبداللہ بن یوسف از مالک از ابن شہاب) انسؓ ابن مالک سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے سال خود پہنے ہوئے مکے میں داخل ہوئے جب آپ نے خود اتارا تو ایک شخص آکر کہنے لگا کہ ابن خطل کعبے کے پردے پکڑ کر لٹک رہا ہے۔ آپ نے فرمایا اسے قتل کر ڈالو

بَابُ ۱۱۶۳ إِذَا أَحْرَمَ جَاهِلًا وَعَلَيْهِ قَمِيْصٌ۔ وَقَالَ عَطَاءٌ إِذَا تَطَيَّبَ أَوْ لَبِسَ جَاهِلًا أَوْ نَاسِيًا فَلَا كَفَّارَةَ عَلَيْهِ

باب ناواقفیت کی بناء پر کرتہ پہنے ہوئے احرام باندھ لے، عطاء ابن ابی رباح نے کہا اگر ناواقفیت میں محرم خوشبو لگالے یا بھول کر تو اس پر کفارہ نہیں ہے

۱؎ اس کو امام مالک نے مؤطا میں وصل کیا۔ نافع سے انہوں نے کہا عبداللہ بن عمر مکہ سے آ رہے تھے جب قدید میں پہنچے تو انہوں نے فساد کی خبر سنی وہ لوٹ گئے اور مکہ میں بن احرام داخل ہو گئے ۱۲ منہ ۲؎ یہ مطلب امام بخاری نے ابن عباسؓ کی حدیث سے جو اس باب میں مذکور ہے یوں نکالا کہ اس میں یہ ہے جو حج اور عمرے کا ارادہ رکھتے ہوں اور اس مسئلہ میں علماء کا اختلاف ہے امام شافعی کہتے ہیں مکہ میں داخل ہونے والے پر احرام باندھنا واجب نہیں باقی امام واجب کہتے ہیں حنابلہ نے ان لوگوں کو مستثنیٰ کیا ہے جن کو بار بار آنے جانے کی حاجت پڑتی ہے۔ ابن عمرؓ اور زہری اور حسن اور اہل ظاہر کا بھی یہی قول ہے اور حنفیہ سے یہ منقول ہے کہ وہ لوگ مستثنیٰ ہیں جو میقات کے اس طرف رہتے ہوں ابن عبدالبر نے کہا اکثر صحابہ اور تابعین وجوب کے قائل ہیں ۱۲ منہ ۳؎ حافظ نے کہا مجھے اس شخص کا نام معلوم نہیں ہوا اور شاید یہ وہی شخص ہو جس نے ابن خطل کو قتل کیا بعض کہتے ہیں یہ ابو برزہ اسلمی تھے انہی نے ابن خطل کو قتل کیا لیکن دارقطنی اور حاکم نے نکالا کہ ہلال بن خطل کو زبیر نے قتل کیا بعضوں نے کہا ابن خطل کا نام عبداللہ تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو کعبہ ہی میں قتل کرنے کی اس وجہ سے اجازت دی تھی کہ پہلے وہ مسلمان ہو گیا تھا آپ نے اس کو زکوٰۃ وصول کرنے کے لئے بھیجا اس کے ساتھ ایک مسلمان غلام تھا ابن خطل نے اس کو کھانا تیار کرنے کا حکم دیا۔ اور خود سو رہا پھر جاگا دیکھا تو اس غلام نے کھانا تیار نہیں کیا تھا غصے میں آن کر اس کو مار ڈالا اور اسلام سے پھر کر دوبارہ کافر بن گیا وہ دو لونڈیاں گانے والی اپنے رکھی تھیں ان سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو گوایا کرتا ۱۲ منہ ۴؎ امام شافعیؒ کا یہی قول ہے اور امام مالک جن نے کہا اگر اسی وقت اتار ڈالے یا خوشبو دھو ڈالے تو کفارہ نہ ہوگا ورنہ کفارہ لازم ہوگا اور اہل کوفہ اور مزنی نے کہا ہر حال میں کفارہ واجب ہوگا عطاء کے اس اثر کو ابن منذر

۱۷۳۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا عَطَاءٌ قَالَ حَدَّثَنِي صَفْوَانُ بْنُ يَعْلَى عَنْ أَبِيهِ قَالَ كُنْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَاهُ رَجُلٌ عَلَيْهِ جُبَّةٌ أَثَرُ صُفْرَةٍ أَوْ نَحْوُهُ كَانَ عُمَرُ يَقُولُ لِي تُحِبُّ إِذَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ أَنْ تَرَاهُ فَنَزَلَ عَلَيْهِ ثُمَّ سُرِّيَ عَنْهُ فَقَالَ اصْنَعْ فِي عُمْرَتِكَ مَا تَصْنَعُ فِي حَجِّكَ وَعَضَّ رَجُلٌ يَدَ رَجُلٍ يَعْنِي فَانْتَزَعَ ثَنِيَّتَهُ فَأَبْطَلَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(از ابو الولید از ہمام از عطاء از صفوان بن یعلیٰ) یعلیٰ نے کہا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا۔ ایک شخص حاضر خدمت ہوا، اس کے کرتے میں زرد خوشبو یا اسی طرح کا نشان تھا حضرت عمرؓ مجھ سے کہتے تھے تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نزول وحی کے وقت دیکھنا چاہتے ہو۔ غرضیکہ آپؐ پر وحی اتری۔ پھر وہ کیفیت زائل ہو گئی۔ آپؐ نے فرمایا عمرہ میں بھی وہی کر جو اپنے حج میں کرتا ہے۔ ایک شخص نے دوسرے کا ہاتھ دانت سے کاٹا اس نے ہاتھ کھینچا تو دوسرے کا دانت نکل آیا۔ آپؐ نے اس کا بدلہ کچھ نہ دلایا

بَاب ۱۱۶۴ الْمُحْرِمِ يَمُوتُ بِعَرَفَةَ وَلَمْ يَأْمُرِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُؤَدَّى عَنْهُ بَقِيَّةُ الْحَجِّ۔

باب محرم اگر عرفات میں انتقال کر جائے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم نہیں دیا کہ متوفی کے حج کے باقی ماندہ ارکان اس کی طرف سے ادا کئے جائیں

۱۷۳۳۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ بَيْنَا رَجُلٌ وَاقِفٌ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَرَفَةَ إِذْ وَقَعَ عَنْ رَاحِلَتِهِ فَوَقَصَتْهُ أَوْ قَالَ فَأَقْعَصَتْهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اغْسِلُوهُ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ وَكَفِّنُوهُ فِي ثَوْبَيْنِ أَوْ قَالَ ثَوْبَيْهِ وَلَا تُحَنِّطُوهُ وَلَا تُخَمِّرُوا رَأْسَهُ فَإِنَّ اللَّهَ يَبْعَثُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُلَبِّي۔

(از سلیمان بن حرب از حماد بن زید از عمرو بن دینار از سعید بن جبیر) ابن عباسؓ سے روایت ہے فرمایا کہ ایک بار ایک شخص عرفات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ٹھہرا ہوا تھا۔ اچانک اپنی اونٹنی سے گرا اونٹنی نے اس کی گردن توڑ ڈالی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دو اور اسے کفنا دو دو کپڑوں میں۔ اسے خوشبو مت لگاؤ نہ ہی اس کا سر ڈھانپو کیونکہ اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن اٹھائے گا تو یہ لبیک پکارتا ہوا اٹھیگا۔ (جیسے آج یہ حج میں ہے اسی شان سے)

۱۷۳۴۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ بَيْنَا رَجُلٌ وَاقِفٌ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَرَفَةَ إِذْ وَقَعَ عَنْ رَاحِلَتِهِ فَوَقَصَتْهُ أَوْ قَالَ فَأَوْقَصَتْهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اغْسِلُوهُ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ وَكَفِّنُوهُ فِي ثَوْبَيْنِ وَلَا تَمَسُّوهُ طِيبًا

(از سلیمان بن حرب از حماد از ایوب از سعید بن جبیر) ابن عباسؓ نے فرمایا ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عرفات میں ٹھہرا ہوا تھا۔ (یعنی آپ نے جب حج کیا اور عرفات میں وقوف فرمایا تو وہ بھی شامل تھا) اچانک وہ اپنی اونٹنی سے گر گیا۔ اونٹنی نے اس کی گردن توڑ ڈالی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اسے پانی اور بیروں کے پتوں سے غسل دو اور دو کپڑوں میں کفنا دو۔ اسے خوشبو مت

وَلَا تُخَمِّرُوْا رَاْسَهٗ وَلَا تُحَنِّطُوْهُ فَاِنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مُلَبِّيًا

لگاؤ، نہ ہی اس کا سر ڈھانپو، نہ حنوط لگاؤ۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن لبیک کہتا ہوا اٹھائے گا

بَاب ۱۱۶۵ سُنَّةِ الْمُحْرِمِ اِذَا مَاتَ

باب محرم جب انتقال کر جائے تو اس کے کفن دفن کا مسنون طریقہ کیا ہے؟ (یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جاری کردہ طریقہ)

۱۷۳۵۔ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ اَخْبَرَنَا اَبُوْ بِشْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَجُلًا كَانَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَقَصَتْهُ نَاقَتُهٗ وَهُوَ مُحْرِمٌ فَمَاتَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اغْسِلُوْهُ بِمَاءٍ وَّسِدْرٍ وَّكَفِّنُوْهُ فِيْ ثَوْبَيْهِ وَلَا تَمَسُّوْهُ بِطِيْبٍ وَّلَا تُخَمِّرُوْا رَاْسَهٗ فَاِنَّهٗ يُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مُلَبِّيًا

(از یعقوب بن ابراہیم از ہشیم از ابوبشر از سعید بن جبیر) ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص (حج میں) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا۔ اونٹنی نے احرام کی حالت میں اس کی گردن توڑ ڈالی وہ مرگیا۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اسے پانی اور بیری کے پتوں سے نہلاؤ (احرام ہی کے) دونوں کپڑوں میں کفنا دو۔ اسے خوشبو مت لگاؤ۔ اور نہ اس کا سر ڈھانپو۔ وہ قیامت کے دن تلبیہ کہتے ہوئے اٹھے گا۔

بَاب ۱۱۶۶ الْحَجِّ وَالنُّذُوْرِ عَنِ الْمَيِّتِ وَالرَّجُلُ يَحُجُّ عَنِ الْمَرْاَةِ۔

باب میت کی طرف سے حج اور نذریں پوری کرنا، مرد کا عورت کی طرف سے حج کرنا[1]

۱۷۳۶۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ اَبِيْ بِشْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ امْرَاَةً مِّنْ جُهَيْنَةَ جَاءَتْ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ اِنَّ اُمِّيْ نَذَرَتْ اَنْ تَحُجَّ فَلَمْ تَحُجَّ حَتّٰى مَاتَتْ اَفَاَحُجُّ عَنْهَا قَالَ نَعَمْ حُجِّيْ عَنْهَا اَرَاَيْتِ لَوْ كَانَ عَلٰى اُمِّكِ دَيْنٌ اَكُنْتِ قَاضِيَةً اقْضُوا اللّٰهَ

(از موسیٰ بن اسمٰعیل از ابوعوانہ از ابوبشر از سعید بن جبیر) ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جہینہ کی ایک عورت[2] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ عرض کیا۔ میری ماں نے حج کی منت مانی تھی لیکن وہ حج کرنے سے پہلے اس کا انتقال ہوگیا[3]۔ کیا میں اس کی طرف سے حج کروں؟ آپؐ نے فرمایا ہاں تو اس کی طرف سے حج کر[4]۔ بھلا یہ دیکھا؟ اگر تیری ماں کے ذمہ کسی کا قرض ہو تو تو ادا کرے گی؟ (اس نے کہا یقیناً) آپ نے فرمایا

---

[1] دوسرا حکم باب کی حدیث سے نہیں نکلتا کیونکہ باب کی حدیث میں یہ بیان ہے کہ عورت نے اپنی ماں کی طرف سے حج کرنے کو پوچھا تھا تو ترجمہ باب یوں ہوتا تھا کہ عورت کا عورت کی طرف سے حج کرنا، اور حافظ صاحب سے اس مقام پر سہو ہوا انہوں نے کہا باب کی حدیث میں یہ ہے کہ عورت نے اپنے باپ کی طرف سے حج کرنے کو پوچھا حالانکہ یہ مطلب اس باب کی حدیث میں نہیں ہے بلکہ آگے کے باب کی حدیث میں ہے اور تعجب ہے کہ صاحب فیض الباری نے اس پر خیال نہ کیا اور ترجمہ فتح الباری پر اقتصار کیا ابن بطال نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں امر کے صیغے سے یعنے اقضوا اللہ سے خطاب کیا اس میں مرد، عورت سب آگئے اور مرد کا عورت کی طرف سے اور عورت کا مرد کی طرف سے حج کرنا سب کے نزدیک جائز ہے اس میں حسن بن صالح کے سوا اور کسی نے اختلاف نہیں کیا ۱۲ منہ

[2] حافظ نے کہا اس عورت کا نام مجھ کو معلوم نہیں ہوا نہ اس کے باپ کا۔ نسائی کی روایت سے نکلتا ہے کہ وہ سنان بن سلمہ کی اور امام احمد کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ سنان بن عبداللہ کی جورو تھی۔ طبرانی کی روایت سے یہ نکلتا ہے کہ سنان کی پھوپھی تھی مگر ابن سندہ نے صحابیات میں نکالا کہ یہ عورت عانیہ یا غاثیہ تھی اور ابن طاہر نے مبہمات میں اسی پر جزم کیا ۱۲ منہ

[3] معلوم ہوا کہ جس نے فرض حج نہ کیا ہو وہ بھی حج کی نذر مان سکتا ہے اب جو حج وہ کرے گا وہ فرض حج ہوگا بعد اس کے نذر کا حج کرے جمہور علما کا یہی قول ہے ۱۲ منہ

[4] معلوم ہوا میت کی طرف سے حج درست ہے اور سعید بن منصور نے ابن عمرؓ سے نکالا کوئی کسی کی طرف سے حج نہ کرے اور امام مالکؒ و لیث سے ایسا ہی منقول ہے ایک قول امام مالک کا یہ ہے کہ اگر میت اپنی طرف سے حج کرانے کی وصیت کر گیا ہو تب تو اس کی طرف سے حج درست ہے ورنہ درست نہیں ۱۲ منہ

فَاللّٰهُ أَحَقُّ بِالْوَفَاءِ۔

بَاب ۱۱۶۷ الْحَجِّ عَمَّنْ لَا يَسْتَطِيعُ الثُّبُوتَ عَلَى الرَّاحِلَةِ

۱۷۳۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ أَنَّ امْرَأَةً ح حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ جَاءَتِ امْرَأَةٌ مِنْ خَثْعَمَ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ قَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ فَرِيضَةَ اللّٰهِ عَلَى عِبَادِهِ فِي الْحَجِّ أَدْرَكَتْ أَبِي شَيْخًا كَبِيرًا لَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يَسْتَوِيَ عَلَى الرَّاحِلَةِ فَهَلْ يَقْضِي عَنْهُ أَنْ أَحُجَّ عَنْهُ قَالَ نَعَمْ۔

بَاب ۱۱۶۸ حَجِّ الْمَرْأَةِ عَنِ الرَّجُلِ

۱۷۳۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ الْفَضْلُ رَدِيفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَتِ امْرَأَةٌ مِنْ خَثْعَمَ فَجَعَلَ الْفَضْلُ يَنْظُرُ إِلَيْهَا وَتَنْظُرُ إِلَيْهِ فَجَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْرِفُ وَجْهَ الْفَضْلِ إِلَى الشِّقِّ الْآخَرِ فَقَالَتْ إِنَّ فَرِيضَةَ اللّٰهِ أَدْرَكَتْ أَبِي شَيْخًا كَبِيرًا لَا يَثْبُتُ عَلَى الرَّاحِلَةِ أَفَأَحُجُّ عَنْهُ قَالَ نَعَمْ وَذٰلِكَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ۔

بَاب ۱۱۶۹ حَجِّ الصِّبْيَانِ

اللہ کا قرض (بھی) ادا کرو۔ کیونکہ اس کا قرض ادا کرنا تو بہت ضروری ہے)

باب اس شخص کی طرف سے حج ادا کرنا جو اونٹنی پر نہ بیٹھ سکتا ہو۔

(از ابوعاصم از ابن جریج از ابن شہاب از سلیمان بن یسار از ابن عباس از فضل بن عباس رضی اللہ عنہم) کہ ایک عورت۔ دوسری سند (از موسیٰ بن اسمٰعیل از عبدالعزیز بن سلمہ از ابن ابی شہاب از سلیمان بن یسار ابن عباس رضؓ نے فرمایا۔ خثعم قبیلہ کی ایک عورت حجۃ الوداع کے سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئی، عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ کی جانب سے اس کے بندوں پر حج ان دنوں فرض ہوا جبکہ میرا باپ اتنا بوڑھا ہے کہ اونٹنی پر قابو سے نہیں بیٹھ سکتا۔ کیا اس کا حج اس کی طرف سے میرے حج کرنے سے ادا ہو جائیگا۔ آپ نے فرمایا ہاں!

باب عورت کا مرد کی طرف سے حج کرنا

(از عبداللہ بن مسلمہ از مالک از ابن شہاب از سلیمان بن یسار) عبداللہ بن عباس رضؓ کہتے ہیں۔ فضل بن عباس رضؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اونٹ پر سوار تھے اتنے میں خثعم قبیلہ کی ایک عورت آئی۔ فضل اسے دیکھنے لگے اور وہ فضل کو دیکھنے لگی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فضل کا منہ دوسری طرف پھیرنے لگے۔ اس عورت نے کہا یا رسول اللہ! اللہ کے فرض (حج) نے میرے باپ کو سخت بڑھاپے میں آلیا۔ وہ اونٹنی پر تھم بھی نہیں سکتا، کیا میں اس کی جانب سے حج کروں؟ آپنے فرمایا ہاں۔ یہ حجۃ الوداع کا واقعہ ہے۔

باب بچوں کا حج کرنا[2]

---

[1] اس کا نام معلوم نہیں ہوا۔ اس حدیث سے یہ نکلا کہ زندہ آدمی کی طرف سے بھی اگر وہ معذور ہو جائے دوسرا آدمی حج کر سکتا ہے امام مالک نے اس کے خلاف کہا ہے اور ابن منذر نے کہا جو آدمی حج پر خود قادر ہے اس کی طرف سے تو بالاجماع دوسرے کو حج کرنا درست نہیں یعنی فرض حج ادا نفل میں اختلاف ہے امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک جائز ہے اور شافعی رح کے نزدیک جائز نہیں اور امام احمد سے اس باب میں دو روایتیں ہیں ۱۲ منہ

[2] امام بخاری اس باب میں وہ صریح حدیث نہ لائے جس کو امام مسلم نے نکالا ابن عباس رضؓ سے کہ ایک عورت نے اپنا بچہ اٹھایا اور کہنے لگی یا رسول اللہ اس کا بھی حج ہے آپنے فرمایا ہاں اور تجھ کو ثواب ملے گا۔ حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ بچے کا حج مشروع ہے اور اس کا احرام صحیح ہے حنفیہ کا بھی یہی قول ہے لیکن یہ حج اس کے فرض حج کو ساقط نہ کرے گا۔ بلوغ کے بعد فرض حج ادا کرنا لازم ہوگا اور یہ حج نفل رہے گا ۱۲ منہ

۱۷۳۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي يَزِيدَ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ بَعَثَنِي أَوْ قَدَّمَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الثَّقَلِ مِنْ جَمْعٍ بِلَيْلٍ

(از ابو النعمان از حماد بن زید از عبید اللہ بن عبد اللہ بن ابی یزید) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے سامان کے ساتھ مزدلفہ سے رات ہی کو منیٰ بھیج دیا[۱]۔ (حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بچے تھے حج میں شامل تھے)

۱۷۴۰۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَخِي ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَمِّهِ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ أَقْبَلْتُ وَقَدْ نَاهَزْتُ الْحُلُمَ أَسِيرُ عَلَى أَتَانٍ لِي وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمٌ يُصَلِّي بِمِنًى حَتَّى سِرْتُ بَيْنَ يَدَيْ بَعْضِ الصَّفِّ الْأَوَّلِ ثُمَّ نَزَلْتُ عَنْهَا فَرَتَعَتْ فَصَفَفْتُ مَعَ النَّاسِ وَرَاءَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ بِمِنًى فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ

(از اسحٰق از یعقوب بن ابراہیم از پسر برادر ابن شہاب از ابن شہاب از عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبۃ بن مسعود) عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں۔ میں ایک گدھی پر سوار منیٰ میں آیا۔ ان دنوں میں بالغ ہونے والا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم منیٰ میں کھڑے ہوئے نماز پڑھا رہے تھے۔ میں تھوڑا سا پہلی صف کے آگے بھی گذر گیا۔ پھر گدھی سے اترا وہ چرتی رہی۔ میں لوگوں کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے صف میں شریک ہو گیا۔ یونس نے ابن شہاب سے یوں روایت کیا کہ یہ واقعہ منیٰ میں حجۃ الوداع کے موقع پر ہوا

۱۷۴۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يُوسُفَ عَنِ السَّائِبِ ابْنِ يَزِيدَ قَالَ حُجَّ بِي مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا ابْنُ سَبْعِ سِنِينَ۔

(از عبد الرحمٰن بن یونس از حاتم بن اسمٰعیل از محمد بن یوسف) سائب ابن یزید نے کہا کہ مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کرایا گیا جب کہ میں سات سال کا تھا۔

۱۷۴۲۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ أَخْبَرَنَا الْقَاسِمُ بْنُ مَالِكٍ عَنِ الْجُعَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ يَقُولُ لِلسَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ وَكَانَ قَدْ حُجَّ بِهِ فِي ثَقَلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

(از عمرو بن زرارۃ از قاسم بن مالک از جعید بن عبد الرحمٰن) عمر بن عبد العزیز سائب بن یزید سے کہہ رہے تھے[۲]، حضرت سائب وہ صحابی ہیں جنہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سامان میں (یعنی بال بچوں میں) حج کرایا گیا تھا۔

بَابُ ۱۱۷۔ حَجِّ النِّسَاءِ

باب عورتوں کا حج کرنا

وَقَالَ لِي أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ عَنْ

امام بخاریؒ کہتے ہیں۔ ہم سے احمد بن محمد نے بحوالہ

---

[۱] عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ ان دنوں نابالغ تھے۔ باوجود اس کے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کیا۔ امام بخاری نے باب کا مطلب اس حدیث سے ثابت کیا ۱۲ منہ [۲] اس روایت میں یہ بیان نہیں کیا کہ عمر بن عبد العزیز نے سائب سے کیا کہا اور سائب نے کیا جواب دیا اس کا بیان دوسری روایت میں ہے کہ عمر بن عبد العزیز نے سائب سے مُدّ کی مقدار پوچھی تھی ۱۲ منہ

أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَذِنَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لِأَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي آخِرِ حَجَّةٍ حَجَّهَا فَبَعَثَ مَعَهُنَّ عُثْمَانَ ابْنَ عَفَّانَ وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ

ابراہیم، ان کے والد سعد بن ابراہیم ابراہیم بن عبدالرحمٰن ابن عوف، روایت کیا کہ فاروق اعظمؓ نے امہات المومنین کو حج کرنے کی اجازت دی۔ ان کے ساتھ حضرت عثمان بن عفانؓ اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کو بھیجا[۱]

۱۷۴۳۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا حَبِيبُ بْنُ أَبِي عَمْرَةَ قَالَ حَدَّثَتْنَا عَائِشَةُ بِنْتُ طَلْحَةَ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَلَا نَغْزُو وَنُجَاهِدُ مَعَكُمْ فَقَالَ لَكِنَّ أَحْسَنُ الْجِهَادِ وَأَجْمَلُهُ الْحَجُّ حَجٌّ مَبْرُورٌ فَقَالَتْ عَائِشَةُ فَلَا أَدَعُ الْحَجَّ بَعْدَ إِذْ سَمِعْتُ هٰذَا مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(از مسدد از عبدالواحد از حبیب بن ابی عمرہ از حضرت عائشہؓ بنت طلحہ) حضرت عائشہؓ اُم المومنین فرماتی ہیں میں نے عرض کیا! یا رسول اللہ! کیا ہم غزوہ اور جہاد نہ کریں آپ کے ساتھ؟ فرمایا تم عورتوں کا بہترین اور عمدہ ترین جہاد حج ہے[۲]۔ وہ حج جو مقبول ہو۔ حضرت عائشہؓ کہتی تھیں۔ میں تو اس ارشاد نبویؐ کو سننے کے بعد کبھی نہ چھوڑوں گی۔

۱۷۴۴۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرٍو عَنْ أَبِي مَعْبَدٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُسَافِرِ الْمَرْأَةُ إِلَّا مَعَ ذِي مَحْرَمٍ وَلَا يَدْخُلُ عَلَيْهَا رَجُلٌ إِلَّا وَمَعَهَا مَحْرَمٌ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي أُرِيدُ أَنْ أَخْرُجَ فِي جَيْشِ كَذَا وَكَذَا وَامْرَأَتِي تُرِيدُ الْحَجَّ فَقَالَ اخْرُجْ مَعَهَا۔

(از ابو النعمان از حماد بن زید از عمرو از ابو معبد یعنی ابن عباسؓ کے غلام) ابن عباسؓ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ عورت اپنے محرم رشتہ دار کے ساتھ ہی سفر کرے[۳]۔ اور عورت کے پاس کوئی مرد نہ جائے مگر جب اس عورت کے پاس اس کا محرم مرد موجود ہو۔ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں فلاں لشکر کے ساتھ (جہاد کی غرض سے) نکلنے والا ہوں اور میری بیوی حج کو جانا چاہتی ہے۔ آپ نے فرمایا۔ اپنی عورت کے ساتھ جا۔

۱۷۴۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ أَخْبَرَنَا حَبِيبٌ الْمُعَلِّمُ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمَّا رَجَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ

(از عبدان از یزید بن زریع از حبیب معلم از عطاء) ابن عباسؓ کہتے ہیں۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حج کر کے واپس آئے تو ام سنان انصاریہ سے فرمایا تو حج کے لئے کیوں نہیں گئی؟ وہ کہنے لگی۔ فلاں کے باپ

---

[۱] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سب بیبیاں حج کو گئیں مگر حضرت سودہ اور حضرت زینبؓ وفات تک اپنے مقام سے نہ نکلیں پہلے حضرت عمرؓ کو تردد ہوا تھا کہ آپ کی بیبیوں کو حج کیلئے نکالیں یا نہیں پھر انہوں نے اجازت دی اور نگہبانی کے لئے حضرت عثمانؓ کو ساتھ کر دیا پھر معاویہ کی خلافت میں بھی ان بیبیوں نے حج کیا ہودوں پر سوار تھیں ان پر چادریں پڑی ہوئی تھیں ۱۲ منہ

[۲] یعنی جہاد کے لئے نکلنا تم پر واجب نہیں ہے جیسے مردوں پر واجب ہے اس حدیث کا یہ مطلب نہیں ہے کہ عورتیں مجاہدین کے ساتھ نہ جائیں بلکہ جا سکتی ہیں کیونکہ ام عطیہ کی حدیث میں ہے کہ ہم جہاد میں نکلتے تھے اور زخمیوں کی دوا وغیرہ کرتے تھے اور آپ نے ایک عورت کو بشارت دی تھی کہ مجاہدین کے ساتھ شہید ہوں گی ۱۲ منہ [۳] اس روایت میں مطلق سفر مذکور ہے دوسری روایتوں میں تین دن اور دو دن اور ایک دن کے سفر کی تصریح ہے۔ بہرحال ایک دن رات کی راہ سے کم پر عورت بغیر محرم کے جا سکتی ہے۔ حضرت امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں کہ اگر عورت کو خاوند یا دوسرا کوئی محرم رشتہ دار نہ ملے تو اس پر حج واجب نہیں ہے حنفیہ کا بھی یہی قول ہے لیکن شافعیہ اور مالکیہ معتبر اور نیک رفیقوں کے ساتھ حج کے لئے جانا جائز رکھتے ہیں ۱۲ منہ

حَجَّتِهِ قَالَ لِأُمِّ سِنَانٍ الْأَنْصَارِيَّةِ مَا مَنَعَكِ مِنَ الْحَجِّ قَالَتْ أَبُو فُلَانٍ تَعْنِي زَوْجَهَا كَانَ لَهُ نَاضِحَانِ حَجَّ عَلَى أَحَدِهِمَا وَالْآخَرُ يَسْقِي أَرْضًا لَنَا قَالَ فَإِنَّ عُمْرَةً فِي رَمَضَانَ تَقْضِي حَجَّةً أَوْ حَجَّةً مَعِي رَوَاهُ ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ عُبَيْدُ اللهِ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ،

(میرا خاوند[1]) کے پاس پانی لانے کے دو اونٹ تھے۔ ایک پر وہ خود حج کو گیا اور دوسرا ہماری زمین میں پانی پہنچاتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا رمضان میں عمرہ کرنا میرے ساتھ حج کے برابر ہے۔ اس حدیث کو ابن جریج نے بھی عطاء سے[2] روایت کیا بحوالہ ابن عباس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ نیز عبید اللہ نے بحوالہ عبد الکریم، عطاء، جابر، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی حدیث روایت کی[3]

۱۷۴۶۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ قَزَعَةَ مَوْلَى زِيَادٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا سَعِيدٍ وَقَدْ غَزَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ غَزْوَةً قَالَ أَرْبَعٌ سَمِعْتُهُنَّ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ قَالَ يُحَدِّثُهُنَّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَعْجَبْنَنِي وَآنَقْنَنِي أَنْ لَا تُسَافِرَ امْرَأَةٌ مَسِيرَةَ يَوْمَيْنِ لَيْسَ مَعَهَا زَوْجُهَا أَوْ ذُو مَحْرَمٍ وَلَا صَوْمَ يَوْمَيْنِ بَعْدَ الْفِطْرِ وَالْأَضْحَى وَلَا صَلَاةَ بَعْدَ صَلَاتَيْنِ بَعْدَ صَلَاةِ الْعَصْرِ حَتَّى تَغْرُبَ الشَّمْسُ وَبَعْدَ الصُّبْحِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَلَا تُشَدُّ الرِّحَالُ إِلَّا إِلَى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ مَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَسْجِدِي وَمَسْجِدِ الْأَقْصَى ۔

(از سلیمان بن حرب از شعبہ از عبد الملک بن عمیر از زیاد کے غلام قزعہ) ابو سعید خدری رضؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بارہ غزوات کیے۔ وہ کہتے تھے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے چار باتیں سنیں۔ یا راوی نے کہا ابو سعید چار باتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے تھے۔ وہ کہتے تھے یہ باتیں مجھے بہت پسند آئیں۔ ایک یہ کہ کوئی عورت بغیر خاوند یا محرم رشتہ دار کی ہمراہی کے دو دن کا سفر نہ کرے۔ دوسرے یہ کہ عید الفطر اور عید الاضحٰے کے دن روزہ نہیں رکھنا چاہیئے۔ تیسرے عصر کے بعد غروب شمس تک اور فجر کے بعد طلوع شمس تک نماز نہ پڑھنا چاہیئے۔ چوتھے تین مسجدوں کے علاوہ اہتمام سفر زیارت مقامات مقدسہ نہ کیا جائے۔ اور وہ تین مساجد یہ ہیں۔ مسجد حرام، میری مسجد، اور مسجد اقصیٰ

بَابٌ ۱۷۱۱ مَنْ نَذَرَ الْمَشْيَ إِلَى الْكَعْبَةِ

باب کعبے تک پیدل جانے کی نذر ماننا[4]

۱۷۴۷۔ حَدَّثَنَا ابْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا الْفَزَارِيُّ عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيلِ قَالَ حَدَّثَنِي ثَابِتٌ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى شَيْخًا

(از ابن سلام از فزاری از حمید طویل از ثابت) حضرت انس رضؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ضعیف بوڑھے کو اپنے دو بیٹوں کے سہارے چلتے ہوئے دیکھا۔ دریافت فرمایا اسے کیا ہوا؟

---

[1] یعنی ابو سنان جیسے اوپر گذر چکا ہے ۱۲ منہ [2] یہ روایت موصولاً باب العمرۃ فی رمضان میں گذر چکی ہے ۱۲ منہ [3] اس کو ابن ماجہ نے وصل کیا۔ امام بخاری کا مطلب ان سندوں کے بیان کرنے سے یہ ہے کہ راویوں نے اس میں عطا پر اختلاف کیا ہے ابن ابی لیلیٰ اور یعقوب بن عطاء نے بھی حبیب معلم اور ابن جریج کی طرح روایت کی ہے معلوم ہوا کہ عبد الکریم کی روایت شاذ ہے اور اعتبار کے قابل نہیں ۱۲ منہ [4] تو اس پر اس منت کا پورا کرنا واجب ہے یا نہیں حدیث سے نکلتا ہے کہ ایسی نذر کا پورا کرنا واجب نہیں کیونکہ حج سوار ہو کر کرنا پیدل کرنے سے افضل ہے یا آپؐ نے اس لئے سوار ہونے کا حکم دیا کہ اس کو پیدل چلنے کی طاقت نہ تھی ۱۲ منہ

يُهَادَى بَيْنَ ابْنَيْهِ وَقَالَ وَمَا بَالُ هٰذَا قَالُوا نَذَرَ اَنْ يَّمْشِيَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ عَنْ تَعْذِيْبِ هٰذَا نَفْسَهٗ لَغَنِيٌّ اَمَرَهٗ اَنْ يَّرْكَبَ

انہوں نے کہا اس نے نذر مانی ہے کہ بیت اللہ تک پیدل جائے گا۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس چیز سے بے نیاز ہے، کہ یہ شخص اپنے آپ کو عذاب دے اور حکم فرمایا کہ وہ سوار ہو جائے

۱۷۴۸۔ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى اَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوْسُفَ اَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ اَخْبَرَهُمْ قَالَ اَخْبَرَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ اَبِيْ اَيُّوْبَ اَنَّ يَزِيْدَ بْنَ اَبِيْ حَبِيْبٍ اَخْبَرَهٗ اَنَّ اَبَا الْخَيْرِ حَدَّثَهٗ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ نَذَرَتْ اُخْتِيْ اَنْ تَمْشِيَ اِلٰى بَيْتِ اللّٰهِ وَاَمَرَتْنِيْ اَنْ اَسْتَفْتِيَ لَهَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَفْتَيْتُهٗ فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِتَمْشِ وَلْتَرْكَبْ قَالَ وَكَانَ اَبُو الْخَيْرِ لَا يُفَارِقُ عُقْبَةَ

(از ابراہیم بن موسیٰ از ہشام بن یوسف از ابن جریج از سعید ابن ابی ایوب از یزید بن ابی حبیب از ابوالخیر) عقبہ بن عامر کہتے ہیں میری بہن نے نذر مانی کہ وہ بیت اللہ تک پیدل جائے گی اور مجھے کہا کہ میں یہ مسئلہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کروں۔ چنانچہ میں نے آپ سے پوچھا۔ آپ نے فرمایا وہ پیدل بھی چلے اور سوار بھی ہو۔

یزید کہتے ہیں کہ ابوالخیر ہمیشہ عقبہ کے ساتھ رہتے تھے

۱۷۴۹۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَيُّوْبَ عَنْ يَزِيْدَ عَنْ اَبِي الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ

(از ابوعاصم از ابن جریج از یحییٰ بن ایوب از یزید از ابوالخیر) عقبہ نے یہی حدیث بیان کی

فضائلِ مدینہ منوّرہ

بَاب ۱۱۷۲ حَرَمِ الْمَدِيْنَةِ

باب مدینے کے حرم کا بیان۔

۱۷۵۰۔ حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا ثَابِتُ بْنُ يَزِيْدَ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْاَحْوَلُ عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمَدِيْنَةُ حَرَمٌ مِّنْ كَذَا اِلٰى كَذَا لَا يُقْطَعُ شَجَرُهَا وَلَا يُحْدَثُ فِيْهَا حَدَثٌ مَّنْ اَحْدَثَ حَدَثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ

(از ابوالنعمان از ثابت بن یزید از عاصم ابوعبدالرحمن احول از انسؓ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مدینہ کا حرم یہاں سے (جبل عُسیر سے) وہاں (ثور) تک ہے۔ اس کا درخت نہ کاٹا جائے۔ اس میں کوئی بدعت نہ کی جائے۔ جو کوئی بدعت پیدا کرے[2] اس پر اللہ اور فرشتوں اور سب لوگوں کی لعنت ہے[3]

---

[1] مدینہ کے حرم کا بھی حکم وہی ہے جو مکہ کے حرم کا ہے صرف جزا لازم نہیں آتی امام مالک و شافعی اور احمد کا یہی مذہب ہے لیکن امام ابوحنیفہ کے نزدیک اس کا حکم مکہ کے حرم کا سا نہیں ہے بلکہ وہاں کا درخت کاٹنا اور وہاں کا شکار مارنا درست ہے۔ [2] شعبہ اور حماد بن سلمہ کی روایت میں اتنا اور زیادہ ہے یا کسی بدعتی کو جائے دلیوے یعنی اپنے یہاں آنا رہے معاذ اللہ بدعت ایسی بُری بلا ہے کہ آدمی بدعتی کو جائے دینے سے ملعون ہو جاتا ہے ۱۲ منہ [3] حافظ نے کہا اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ اہل معاصی اور فساد پر لعنت کر سکتے ہیں لیکن فاسق معین پر لعنت کرنا اس سے ثابت نہیں ہوتا ہے بدعت سے مراد ظلم ہے اور لعنت سے سخت عذاب دنیا کا فروالی لعنت مراد نہیں ۱۲ منہ

۱۷۵۱ - حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ وَأَمَرَ بِبِنَاءِ الْمَسْجِدِ فَقَالَ يَا بَنِي النَّجَّارِ ثَامِنُونِي فَقَالُوا لَا نَطْلُبُ ثَمَنَهُ إِلَّا إِلَى اللهِ فَأَمَرَ بِقُبُورِ الْمُشْرِكِينَ فَنُبِشَتْ ثُمَّ بِالْخِرَبِ فَسُوِّيَتْ وَبِالنَّخْلِ فَقُطِعَ فَصَفُّوا النَّخْلَ قِبْلَةَ الْمَسْجِدِ -

(از ابومعمر از عبدالوارث از ابوالتیاح) حضرت انسؓ فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے اور مسجد بنانے کا حکم دیا، تو فرمایا اے بنی نجار مجھ سے زمین کی قیمت لے لو۔ انہوں نے کہا ہم اللہ سے اس کی قیمت لیں گے۔ پھر آپ کے حکم سے مشرکین کی قبریں کھود کر پھینک دی گئیں۔ کوڑا کرکٹ برابر کیا گیا۔ کھجور کے درخت کاٹ دیئے گئے[ل] اور مسجد میں قبلے کی طرف رکھ دیئے گئے

۱۷۵۲ - حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنِي أَخِي عَنْ سُلَيْمٰنَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ حُرِّمَ مَا بَيْنَ لَابَتَيِ الْمَدِينَةِ عَلَى لِسَانِي قَالَ وَأَتَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَنِي حَارِثَةَ فَقَالَ أَرَاكُمْ يَا بَنِي حَارِثَةَ قَدْ خَرَجْتُمْ مِنَ الْحَرَمِ ثُمَّ الْتَفَتَ فَقَالَ بَلْ أَنْتُمْ فِيهِ -

(از اسمٰعیل بن عبداللہ از برادرش از سلیمان از عبیداللہ از سعید مقبری) ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مدینہ کے دونو سنگلاخ میدانوں کا درمیانی حصہ میری زبان پر حرم مقرر کیا گیا۔ ابوہریرہ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بنی حارثہ کے پاس تشریف لائے۔ فرمایا اے بنی حارثہ! میرے خیال میں تم حرم کے باہر ہو گئے۔ پھر دیکھ کر فرمایا۔ نہیں! تم حرم کے اندر ہی ہو۔

۱۷۵۳ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ مَا عِنْدَنَا شَيْءٌ إِلَّا كِتَابُ اللهِ وَهٰذِهِ الصَّحِيفَةُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةُ حَرَمٌ مَا بَيْنَ عَائِرٍ إِلَى كَذَا مَنْ أَحْدَثَ فِيهَا حَدَثًا أَوْ آوَى مُحْدِثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ لَا يُقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَلَا عَدْلٌ وَقَالَ ذِمَّةُ الْمُسْلِمِينَ وَاحِدَةٌ فَمَنْ أَخْفَرَ مُسْلِمًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ لَا يُقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَلَا عَدْلٌ وَمَنْ تَوَلَّى قَوْمًا بِغَيْرِ إِذْنِ مَوَالِيهِ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللهِ

(از محمد بن بشار از عبدالرحمٰن از سفیان از اعمش از ابراہیم تیمی از والدش) حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ میرے پاس تو اللہ کی کتاب ہے اور یہ کاغذ اس میں یہ بھی لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ عائر پہاڑ سے لے کر یہاں تک مدینہ حرم ہے۔ جو کوئی یہاں بدعت پیدا کرے یا بدعتی کو پناہ دے اس پر اللہ اور فرشتوں اور سب لوگوں کی لعنت۔ نہ اس کی نفل قبول نہ فرض۔ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ مسلمانوں میں سے کسی کا بھی عہد کافی ہے۔ جو شخص کسی مسلمان کا عہد توڑے اس پر اللہ اور فرشتوں اور سب مسلمانوں کی لعنت ہے نہ اس کے نفل قبول ہوں گے نہ فرض۔ اور جو شخص اپنے مالک کو چھوڑ کر اس کی اجازت کے بغیر دوسرے کو مالک بنائے اس پر اللہ، فرشتوں اور سب لوگوں کی لعنت ہے نہ اس کے نفل قبول ہونگے

[ل] اس سے بعض حنفیہ نے دلیل لی ہے کہ اگر مدینہ حرم ہوتا تو وہاں کے درخت آپ کیوں کٹواتے۔ ۱۲ منہ

وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ لَا يُقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَّلَا عَدْلٌ

نہ فرض۔

بَاب ۱۱۷۳ فَضْلِ الْمَدِيْنَةِ وَاَنَّهَا تَنْفِي النَّاسَ

باب مدینہ کے فضائل۔ مدینہ بُرے لوگوں کو نکال دیتا ہے

۱۷۵۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا الْحُبَابِ سَعِيْدَ ابْنَ يَسَارٍ يَقُوْلُ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُمِرْتُ بِقَرْيَةٍ تَاْكُلُ الْقُرٰى يَقُوْلُوْنَ يَثْرِبُ وَهِيَ الْمَدِيْنَةُ تَنْفِي النَّاسَ كَمَا يَنْفِي الْكِيْرُ خَبَثَ الْحَدِيْدِ۔

(از عبداللہ بن یوسف از مالک از یحییٰ بن سعید از ابوالحباب سعید ابن یسار) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مجھے اُس بستی میں جانے کا حکم ہوا جو دوسری بستیوں کو کھا جائیگی[۱] (ان کا صدر مقام اور دار الحکومت بنے گی) لوگ اسے یثرب کہتے ہیں فی الحقیقت اُس کا نام مدینہ ہے۔ بُرے لوگوں کو اس طرح سے نکال دیگی، جیسے بھٹی لوہے کا میل نکال دیتی ہے۔

بَاب ۱۱۷۴ اَلْمَدِيْنَةُ طَابَةٌ۔

باب مدینہ کا نام طابہ[۲] ہے (پاک جگہ، لوگ)

پاکیزہ خصال، زمین عمدہ مآل۔

۱۷۵۵۔ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَمْرُو بْنُ يَحْيٰى عَنْ عَبَّاسِ بْنِ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ اَبِيْ حُمَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَقْبَلْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ تَبُوْكَ حَتّٰى اَشْرَفْنَا عَلَى الْمَدِيْنَةِ فَقَالَ هٰذِهٖ طَابَةٌ

(از خالد بن مخلد از سلیمان از عمرو بن یحییٰ از عباس بن سہل بن سعد) ابوحمید رضہ سے مروی ہے کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ تبوک سے لوٹ کر آئے۔ جب مدینہ کے قریب پہنچے تو آپؐ نے فرمایا یہ طابہ ہے

بَاب ۱۱۷۵ لَابَتَيِ الْمَدِيْنَةِ

باب مدینے کے دونوں سنگلاخ میدان

۱۷۵۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ لَوْ رَاَيْتُ الظِّبَاءَ بِالْمَدِيْنَةِ تَرْتَعُ مَا ذَعَرْتُهَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا حَرَامٌ

(از عبداللہ بن یوسف از مالک از ابن شہاب از سعید بن المسیب) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے۔ اگر میں مدینہ کے ہرن چرتے دیکھوں تو انہیں کبھی نہ ڈراؤں گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مدینے کی زمین دونوں سنگلاخ میدانوں کے درمیان حرم شمار ہوتا ہے (وہاں شکار وغیرہ جائز نہیں جیسے مکہ میں)۔

---

[۱] یعنی ان پر غالب ہوگی اُن کا صدر مقام اور پایۂ تخت بن جائے گی یہ بشارت آپکی بالکل صحیح اور پوری ہوئی مدینہ ایک مدت تک ایران و عرب، مصر و شام اور توران کا پایۂ تخت رہا اور خلفائے راشدین نے مدینہ میں رہ کر خلافت کی پھر بنو امیہ کے وقت میں شام پایۂ تخت رہا اور عباسیہ کے وقت میں بغدا د اخیر خلیفہ معتصم باللہ ہوا۔ اور اسکے زوال سے اسلامی خلافت مٹ گئی اور مسلمان پھوٹ کر الگ الگ گروہ بن گئے اور کافروں کی مراد پوری ہوئی انہوں نے مسلمانوں کو ہر جگہ مغلوب کرکے اپنی رعیت بنا لیا اور جو رشتہ اتحاد و اتفاق کا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے تمام مسلمانوں میں قائم فرمایا تھا کہ وہ سب مل کر ایک قرشی خلیفہ کے ماتحت رہیں، اس کو امام سمجھیں، اس کو توڑ دیا۔ امام کے نہ ہونے سے تمام مسلمان تسبیح کے دانوں کی طرح پراگندہ اور تباہ ہیں۔ یا اللہ پھر تو مسلمانوں کو امام قائم کرنے کی توفیق دے اور ان میں اتحاد و اتفاق پیدا کر اور ان کو شرع محمدیؐ کا پیرو بنادے۔ آمین یارب العالمین ۱۲ منہ [۲] طابہ اور طیبہ دونوں مدینہ کے نام ہیں کیونکہ وہاں کی تربت اور وہاں کے لوگ فرشتہ صورت اور پاک سیرت ہیں ۱۲ منہ

بَابُ ١١٧٦ مَنْ رَغِبَ عَنِ الْمَدِينَةِ

١٧٥٧ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يَتْرُكُونَ الْمَدِينَةَ عَلَى خَيْرِ مَا كَانَتْ لَا يَغْشَاهَا إِلَّا الْعَوَافِ يُرِيدُ عَوَافِيَ السِّبَاعِ وَالطَّيْرِ وَآخِرُ مَنْ يُحْشَرُ رَاعِيَانِ مِنْ مُزَيْنَةَ يُرِيدَانِ الْمَدِينَةَ يَنْعِقَانِ بِغَنَمِهِمَا فَيَجِدَانِهَا وَحْشًا حَتَّى إِذَا بَلَغَا ثَنِيَّةَ الْوَدَاعِ خَرَّا عَلَى وُجُوهِهِمَا

باب جو شخص مدینہ سے نفرت کرے۔

(از ابوالیمان از شعیب از زہری از سعید بن المسیب) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ نیک لوگ مدینے کو اچھے حال میں چھوڑ جائیں گے (قیامت کے قریب) پھر وہاں وحشی جانور درند و پرند بسنے لگیں گے۔[1] آخر زمانہ میں مُزینہ کے دو چرواہے آئیں گے۔ تاکہ اپنی بکریاں ہانک لے جائیں۔ وہاں انہیں صرف وحشی جانور ملیں گے۔ جب ثنیۃ الوداع پہنچیں گے تو اوندھے منہ گریں گے۔[2]

١٧٥٨ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ أَبِي زُهَيْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يُفْتَحُ الْيَمَنُ فَيَأْتِي قَوْمٌ يُبِسُّونَ فَيَتَحَمَّلُونَ بِأَهْلِهِمْ وَمَنْ أَطَاعَهُمْ وَالْمَدِينَةُ خَيْرٌ لَهُمْ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ وَيُفْتَحُ الشَّامُ فَيَأْتِي قَوْمٌ يُبِسُّونَ فَيَتَحَمَّلُونَ بِأَهْلِيهِمْ وَمَنْ أَطَاعَهُمْ وَالْمَدِينَةُ خَيْرٌ لَهُمْ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ وَيُفْتَحُ الْعِرَاقُ فَيَأْتِي قَوْمٌ يُبِسُّونَ فَيَتَحَمَّلُونَ بِأَهْلِيهِمْ وَمَنْ أَطَاعَهُمْ وَالْمَدِينَةُ خَيْرٌ لَهُمْ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ

(از عبداللہ بن یوسف از مالک از ہشام بن عروہ از عروہ از عبداللہ بن زبیر) سفیان بن ابی زہیرؓ کہتے ہیں۔ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ یمن کا ملک فتح ہوگا پھر وہاں سے کچھ لوگ سواری کے جانور ہانکتے ہوئے آئیں گے۔ اور اپنے اہل وعیال اور اطاعت کرنے والوں کو لاد کر مدینہ سے لے جائیں گے حالانکہ اگر انہیں معلوم ہوتا تو مدینہ کی رہائش ان کے لئے بہتر تھی۔ اسی طرح شام فتح ہوگا۔ کچھ لوگ سواریاں ہانکتے ہوئے آئیں گے اور اپنے اہل وعیال اور مطیعین کو سوار کر کے لے جائیں گے کاش انہیں یہ معلوم ہو کہ مدینہ ان کی رہائش کے لحاظ سے بہتر ہے۔ اسی طرح عراق فتح ہوگا۔ کچھ لوگ سواریاں لاکر آئیں گے اور اپنے گھر والوں اور اطاعت شعاروں کو سوار کر کے لے جائیں گے کاش انہیں یہ معلوم ہو کہ مدینہ بود و باش کے لحاظ سے بہتر ہے۔

بَابُ ١١٧٧ الْإِيمَانُ يَأْرِزُ إِلَى الْمَدِينَةِ

١٧٥٩ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ قَالَ حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللهِ عَنْ

باب ایمان مدینہ میں سمٹ کر آجائے گا

(از ابراہیم بن منذر از انس بن عیاض از عبید اللہ از خبیب ابن عبدالرحمن از حفص بن عاصم) حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں

[1] یہ حال اخیر زمانے میں قیامت کے قریب ہوگا ۱۲ منہ
[2] وہ بھی مرجائیں گے پھر اس کے بعد قیامت قائم ہوگی ۱۲ منہ

خُبَیْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الْاِیْمَانَ لَیَاْرِزُ اِلَی الْمَدِیْنَةِ كَمَا تَاْرِزُ الْحَیَّةُ اِلٰی جُحْرِهَا

کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایمان مدینہ میں سمٹ کر آجائے گا۔ جیسے سانپ اپنے بل میں سمٹ کر آجاتا ہے [1]

بَابُ ۱۱۷۸ اِثْمِ مَنْ كَادَ اَهْلَ الْمَدِیْنَةِ

باب اہل مدینہ کو دھوکہ دینے والوں پر گناہ

۱۷۶۰۔ حَدَّثَنَا حُسَیْنُ بْنُ حُرَیْثٍ اَخْبَرَنَا الْفَضْلُ عَنْ جُعَیْدٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ سَعْدًا رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَا یَكِیْدُ اَهْلَ الْمَدِیْنَةِ اَحَدٌ اِلَّا انْمَاعَ كَمَا یَنْمَاعُ الْمِلْحُ فِی الْمَاءِ

(از حسین بن حریث از فضل از جعید) حضرت عائشہ بنت سعد کہتی ہیں میں نے سعد بن ابی وقاص سے سنا وہ کہتے تھے، میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تھے جو شخص مدینہ والوں سے مکر و فریب کرے گا وہ پانی میں نمک کی طرح گھل کر ختم ہو جائے گا

بَابُ ۱۱۷۹ اٰطَامِ الْمَدِیْنَةِ

باب مدینے کے محلوں کا بیان

۱۷۶۱۔ حَدَّثَنَا عَلِیٌّ حَدَّثَنَا سُفْیٰنُ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عُرْوَةُ سَمِعْتُ اُسَامَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اَشْرَفَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلٰی اُطُمٍ مِّنْ اٰطَامِ الْمَدِیْنَةِ فَقَالَ هَلْ تَرَوْنَ مَا اَرٰی اِنِّیْ لَاَرٰی مَوَاقِعَ الْفِتَنِ خِلَالَ بُیُوْتِكُمْ كَمَوَاقِعِ الْقَطْرِ تَابَعَهٗ مَعْمَرٌ وَّسُلَیْمٰنُ بْنُ كَثِیْرٍ عَنِ الزُّهْرِیِّ۔

(از علی از سفیان از ابن شہاب از عروہ) حضرت اسامہ رضی کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینے کی ایک گڑھی (اطام) پر چڑھے اور فرمایا۔ کیا تم وہ دیکھ رہے ہو جو میں دیکھ رہا ہوں؟ میں تمہارے گھروں میں فتنوں کے مقامات اسی طرح دیکھ رہا ہوں جیسے بارش گرنے کی جگہ [2]

سفیان کے ساتھ اس حدیث کو معمر اور سلیمان بن کثیر نے بھی زہری سے روایت کیا ہے۔

بَابُ ۱۱۸۰ لَا یَدْخُلُ الدَّجَّالُ الْمَدِیْنَةَ

باب دجال مدینے میں داخل نہ ہوسکے گا

۱۷۶۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِیْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِیْ اِبْرَاهِیْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ جَدِّهٖ عَنْ اَبِیْ بَكْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ

(از عبد العزیز بن عبد اللہ از ابراہیم بن سعد از والد یعنی سعد از جد ش ابراہیم) ابوبکرہ رضی سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مدینے میں دجال کا کوئی خطرہ نہ ہوگا۔ اس

---

[1] اسی طرح اخیر زمانہ میں سچے مسلمان ہجرت کر کے مدینہ منورہ میں چلے جائیں گے۔ قرطبی نے کہا حدیث سے نکلتا ہے کہ مدینہ والوں کا عمل حجت ہے اور ان کا اسلام مدعوں سے خالی ہے حافظ نے کہا یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین کے زمانہ میں تھا اور اب تو اس کے برخلاف مشاہدہ ہوتا ہے جب فتنے اور فساد ظاہر ہو گئے ہیں ۱۲ منہ

[2] یہ دیکھنا بہ طریق کشف کے تھا اس میں تاویل کی ضرورت نہیں قسطلانی نے کہا یا دیکھنے سے علم مراد ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا پورا ہوا۔ مدینہ ہی میں حضرت عثمان رضی قتل کئے گئے اور یزید کی جانب سے واقعہ حرہ میں اہل مدینہ پر کیا کیا آفتیں پیش آئیں۔ ۱۲ منہ

وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَدْخُلُ الْمَدِينَةَ رُعْبُ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ لَهَا يَوْمَئِذٍ سَبْعَةُ أَبْوَابٍ عَلَى كُلِّ بَابٍ مَلَكَانِ۔

وقت مدینے کے سات دروازے ہوں گے۔ ہر دروازے پر دو دو فرشتے پہرہ دیں گے[1]

۱۷۶۳۔ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ نُعَيْمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْمُجْمِرِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى أَنْقَابِ الْمَدِينَةِ مَلَائِكَةٌ لَا يَدْخُلُهَا الطَّاعُونُ وَلَا الدَّجَّالُ۔

(از اسمٰعیل از مالک از نُعیم بن عبداللہ مُجمر) حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مدینے کے دروازوں پر فرشتے ہوں گے (جو پہرہ دیں گے) نہ وہاں طاعون آئیگا نہ دجّال[2]

۱۷۶۴۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ حَدَّثَنَا أَبُو عَمْرٍو حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ حَدَّثَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ مِنْ بَلَدٍ إِلَّا سَيَطَؤُهُ الدَّجَّالُ إِلَّا مَكَّةَ وَالْمَدِينَةَ لَيْسَ لَهُ مِنْ نِقَابِهَا نَقْبٌ إِلَّا عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ صَافِّينَ يَحْرُسُونَهَا ثُمَّ تَرْجُفُ الْمَدِينَةُ بِأَهْلِهَا ثَلَاثَ رَجَفَاتٍ فَيُخْرِجُ اللّٰهُ كُلَّ كَافِرٍ وَمُنَافِقٍ

(ابراہیم بن منذر از ولید از ابوعمرو از اسحاق) انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سوائے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے دنیا میں کوئی ایسا شہر نہ ہوگا جسے دجّال نہ روندے[3] گا۔ ان دو شہروں میں داخل ہونے کے جتنے رستے ہیں ان پر فرشتے صف باندھے پہرہ دے رہے ہوں گے۔ پھر مدینہ اپنے باشندوں پر تین بار لرزے گا[4] اور اللہ تعالیٰ ہر منافق اور کافر کو اس میں سے نکال دے گا۔

۱۷۶۵۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ حَدَّثَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيثًا طَوِيلًا عَنِ الدَّجَّالِ فَكَانَ فِيمَا حَدَّثَنَا بِهِ أَنْ قَالَ يَأْتِي الدَّجَّالُ وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْهِ أَنْ يَدْخُلَ نِقَابَ الْمَدِينَةِ بَعْضَ السِّبَاخِ الَّتِي بِالْمَدِينَةِ فَيَخْرُجُ إِلَيْهِ

(از یحییٰ بن بکیر از لیث از عقیل از ابن شہاب از عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ) ابوسعید خدری رضؓ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے دجّال کے متعلق ایک طویل حدیث بیان فرمائی۔ اس حدیث میں یہ بھی تھا کہ مدینہ میں داخل ہونے کے لئے دجّال مدینہ کی ایک کھاری زمین میں آئے گا۔ حالانکہ مدینہ میں آنا تو اس کے لئے اللہ کی طرف سے حرام ہے۔ چنانچہ ایک شخص جو اس زمانہ کے لوگوں میں نیک ہوگا۔ یا نیک لوگوں میں سے ہوگا، دجّال کے پاس جائے گا۔ اور کہے گا میں گواہی دیتا ہوں تو وہی

---

[1] یہ حدیث ایک کھلا معجزہ ہے آپ کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں نہ مدینہ کی کوئی فصیل تھی اور نہ اس میں دروازے تھے اب فصیل بھی بن گئی ہے سات دروازے بھی ہیں ۱۲ منہ [2] یعنی عام طاعون جس سے ہزارہا آدمی مرجاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے مدینہ کو ان عام آفتوں سے بچا دیا ہے اللّٰھم ارزقنی شہادۃ فی سبیلک واجعل موتی ببلد رسولک ۱۲ منہ) [3] یعنی خود دجال اپنی ذات سے ہر بڑے شہر میں داخل ہوگا۔ امام ابن حزم کو یہ مشکل معلوم ہوا کہ دجال ایسی تھوڑی مدت میں دنیا کے ہر شہر میں خود داخل ہو تو انہوں نے یوں تاویل کی کہ دجال کے داخل ہونے سے اس کے اتباع اور جنود کا داخل ہونا مراد ہے قسطلانی نے کہا ابن حزم نے اس پر خیال نہیں کیا جو صحیح مسلم میں ہے کہ دجال کا ایک ایک دن ایک ایک برس کے برابر ہوگا ۱۲ منہ [4] یہ حرکت گویا ان لوگوں کے نکالنے کے لئے ہوگی جو ظاہر میں مسلمان ہیں لیکن دل میں نفاق اور کفر بھرا ہوا ہے وہ زلزلہ کے ڈر سے مدینہ سے نکل جائیں گے اور دجال کے لشکر سے مل جائیں گے ۱۲ منہ

يَوْمَئِذٍ رَجُلٌ هُوَ خَيْرُ النَّاسِ أَوْ مِنْ خَيْرِ النَّاسِ فَيَقُولُ أَشْهَدُ أَنَّكَ الدَّجَّالُ الَّذِي حَدَّثَنَا عَنْكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيثَهُ فَيَقُولُ الدَّجَّالُ أَرَأَيْتَ إِنْ قَتَلْتُ هَذَا ثُمَّ أَحْيَيْتُهُ هَلْ تَشُكُّونَ فِي الْأَمْرِ فَيَقُولُونَ لَا فَيَقْتُلُهُ ثُمَّ يُحْيِيهِ فَيَقُولُ حِينَ يُحْيِيهِ وَاللَّهِ مَا كُنْتُ قَطُّ أَشَدَّ بَصِيرَةً مِنِّي الْيَوْمَ فَيَقُولُ الدَّجَّالُ أَقْتُلُهُ فَلَا أُسَلَّطُ عَلَيْهِ۔

دجال ہے جس کا حال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے بیان کیا تھا۔ دجال اپنے لوگوں سے کہے گا۔ اگر میں اس شخص کو مار کر زندہ کر دوں تو تمہیں میرے دعوے کی صداقت میں شک نہیں رہے گا؟ وہ کہیں گے نہیں۔ چنانچہ دجال اس شخص کو مار ڈالے گا پھر زندہ کر دے گا۔ وہ شخص زندہ ہو کر کہے گا، خدا کی قسم اب تو مجھے پورا یقین ہو گیا کہ تو وہی دجال ہے۔ دجال پھر اسے مارنا چاہے گا مگر نہ مار سکے گا۔

بَابُ ۱۱۸۱ الْمَدِينَةُ تَنْفِي الْخَبَثَ

باب مدینہ بُرے آدمیوں کو بھگا دیتا ہے۔

۱۷۶۶۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ جَاءَ أَعْرَابِيٌّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَايَعَهُ عَلَى الْإِسْلَامِ فَجَاءَ مِنَ الْغَدِ مَحْمُومًا فَقَالَ أَقِلْنِي فَأَبَى ثَلَاثَ مِرَارٍ فَقَالَ الْمَدِينَةُ كَالْكِيرِ تَنْفِي خَبَثَهَا وَيَنْصَعُ طَيِّبُهَا

(از عمرو بن عباس از عبدالرحمٰن از سفیان از محمد بن المنکدر) جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک بدو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ آپؐ سے اسلام پر بیعت کی۔ دوسرے دن بخار میں مبتلا ہو کر آیا۔ کہنے لگا میری بیعت توڑ دیجئے تین بار اس نے یہی کہا۔ اور آپ نے انکار کیا۔ پھر فرمایا۔ مدینہ تو گویا بھٹی ہے۔ میل نکال دیتی ہے خالص اور پاکیزہ چیز باقی رکھتی ہے

۱۷۶۷۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ سَمِعْتُ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ لَمَّا خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى أُحُدٍ رَجَعَ نَاسٌ مِنْ أَصْحَابِهِ فَقَالَتْ فِرْقَةٌ نَقْتُلُهُمْ وَقَالَتْ فِرْقَةٌ لَا نَقْتُلُهُمْ فَنَزَلَتْ فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنَافِقِينَ فِئَتَيْنِ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهَا تَنْفِي الرِّجَالَ كَمَا تَنْفِي النَّارُ خَبَثَ الْحَدِيدِ۔

(از سلیمان بن حرب از شعبہ از عدی بن ثابت از عبداللہ بن یزید) زید ابن ثابت رضؓ فرماتے ہیں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جنگ اُحد کو روانہ ہوئے تو چند لوگ (منافق) لوٹ گئے۔ چنانچہ بعض صحابہؓ نے کہا ہم انہیں قتل کریں گے بعض نے کہا ہم قتل نہیں کریں گے۔ تو آیت اتری فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنَافِقِينَ فِئَتَيْنِ۔ تمہیں کیا ہو گیا منافقوں کے متعلق تمہارے دو گروہ ہو گئے (النساء: ۸۸) اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مدینہ بُرے آدمیوں کو اس طرح نکال دیتا ہے جیسے آگ لوہے کے میل کچیل کو۔

لے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تیری ایک نشانی یہ بھی بیان فرمائی تھی کہ تو ایک شخص کو مار کر پھر جلائے گا۔ حقیقت میں دجال کی یہ مجال نہیں کہ کسی کو مار کر پھر جلا سکے یہ تو احیاء ہے جو خاص صفت الٰہی ہے مگر اللہ سبحانہ و تعالیٰ مومنوں کو آزمانے کے لئے دجال کے ہاتھ یہ نشانی ظاہر کرنے گا جو لوگ سچے خدا وند کو نہیں پہچانتے وہ دجال کی خدائی کے قائل ہو جائیں گے۔ لیکن جو سچے ایماندار ہیں اور اپنے حقیقی مالک کو پہچانتے ہیں وہ یہ کرشمہ دیکھ کر یہی سمجھیں گے یہ اسی کا ایک کرشمہ ہے اور دجال اگر ایسی لاکھوں باتیں بتلائے تب بھی اس کو خدا نہیں سمجھنے کے ۔

إِنَّ بَيْتَنَا أَنْتَ سَاكِنُهُ غَيْرُ مُحْتَاجٍ إِلَى السُّرُجِ ✕ وَجْهُكَ الْمَأْمُولُ حُجَّتُنَا يَوْمَ يَأْتِي النَّاسُ بِالْحُجَجِ۔ (باقی برصفحہ ۲۴۹)

باب ۱۱۸۲

۱۷۶۸ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا وَهْبُ جَرِيرٍ حَدَّثَنَا أَبِي سَمِعْتُ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُمَّ اجْعَلْ بِالْمَدِينَةِ ضِعْفَيْ مَا جَعَلْتَ بِمَكَّةَ مِنَ الْبَرَكَةِ تَابَعَهُ عُثْمٰنُ بْنُ عُمَرَ عَنْ يُونُسَ

باب

(از عبداللہ بن محمد از وہب بن جریر از جریر از یونس از ابن شہاب از انس) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یا اللہ جو برکت تو نے مکہ میں رکھی ہے، مدینہ کو اس سے دگنی برکت دے[1] اس حدیث کو عثمان بن عمر نے بھی یونس سے روایت کیا۔

۱۷۶۹ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ فَنَظَرَ إِلَى جُدُرَاتِ الْمَدِينَةِ أَوْضَعَ رَاحِلَتَهُ وَإِنْ كَانَ عَلَى دَابَّةٍ حَرَّكَهَا مِنْ حُبِّهَا

(از قتیبہ از اسمٰعیل بن جعفر از حمید) انس رضی اللہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر سے واپس آتے تو مدینے کے در و دیوار کو دیکھتے تھے، حُبّ مدینہ میں اپنی اونٹنی تیز چلاتے تھے۔ اگر کسی اور سواری پر ہوتے تو اسے بھی ایڑ لگاتے۔

باب ۱۱۸۳ كَرَاهِيَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تُعْرَى الْمَدِينَةُ

باب مدینے کی کوئی جگہ خالی چھوڑنا بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ناپسند تھا

۱۷۷۰ - حَدَّثَنَا ابْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا الْفَزَارِيُّ عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيلِ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أَرَادَ بَنُو سَلِمَةَ أَنْ يَتَحَوَّلُوا إِلَى قُرْبِ الْمَسْجِدِ فَكَرِهَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تُعْرَى الْمَدِينَةُ وَقَالَ يَا بَنِي سَلِمَةَ أَلَا تَحْتَسِبُونَ آثَارَكُمْ فَأَقَامُوا

(از ابن سلام از فزاری از حمید الطویل، حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ قبیلہ بنو سلمہ نے اپنے مکان چھوڑ کر مسجد نبوی کے پاس آجانا چاہا۔ آپؐ نے مدینہ کو خالی چھوڑ دینا پسند نہ کیا۔ اور فرمایا اے بنی سلمہ! تم اپنے (دور سے آنے کی وجہ سے) قدموں کا ثواب نہیں چاہتے؟ چنانچہ وہ (اپنے سابقہ مکان ہی میں) رہ گئے[2]

باب ۱۱۸۴

۱۷۷۱ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنِي خُبَيْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ

باب

(از مسدد از یحییٰ از عبید اللہ بن عمر از خبیب بن عبد الرحمٰن از حفص بن عاصم از ابو ہریرہؓ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

(بقیہ صفحہ ۸۵۳) [2] حافظ نے کہا اس گنوار کا نام مجھ کو معلوم نہیں ہوا اور زمخشری نے غلطی کی جو اس کا نام قیس بن ابی حازم کہا وہ تو تابعی ہے ۱۲ منہ [3] قسطلانی نے کہا یہ امر خاص تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے وہی نکلتا جس کے ایمان میں نقص ہوتا اور اس کی دلیل یہ ہے کہ بہت سے اجلّہ صحابہ جیسے ابن مسعودؓ اور ابو موسیٰؓ اور علیؓ اور ابو ذرؓ اور عمارؓ اور حذیفہؓ مدینہ سے نکل کر اور مقاموں میں جا کر مرے ۱۲ منہ (حواشی صفحہ ہذا) [1] یعنی وہاں کے ماپ تول کھانے پینے میں مکے سے بھی زیادہ برکت دے یہ ایک خاص دعا ہے مدینہ طیبہ کے لیے اس سے مدینہ کی افضلیت مکہ پر ثابت نہیں ہوتی اور ایک جماعت علما اس کی بھی قائل ہوئی ہے کہ مدینہ مکہ سے افضل ہے کیونکہ وہاں جسد مبارک جناب رسالت مآبؐ کا مدفون ہے بعضوں نے کہا فقط مقام جہاں آپ کا جسد مبارک مدفون ہے بالاتفاق مکہ سے بلکہ ساری دنیا سے افضل ہے حقیقت یہ ہے کہ جو مدینہ منورہ جا کر رہا ہے اس کو یہ برکت جس کے لیے آپ نے دعا فرمائی بالکل کھل جاتی ہے۔ وہاں ایک روٹی میں البسا پیٹ بھر جاتا ہے کہ دوسرے شہروں میں تین روٹیوں سے نہیں بھرتا یہ سبب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے سے ہے ۱۲ منہ [2] آپ کا مطلب یہ تھا کہ مدینہ کی آبادی ہر طرف سے قائم رہے اور اس میں ترقی ہوتی جائے تاکہ کافروں اور منافقوں پر رعب پڑے ۱۲ منہ

حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا بَيْنَ بَيْتِي وَ مِنْبَرِي رَوْضَةٌ مِّنْ رِّيَاضِ الْجَنَّةِ وَمِنْبَرِي عَلَى حَوْضِي

میرے گھر اور منبر کے درمیان بہشت کے باغات میں سے ایک باغ ہے[1]- اور میرا منبر (قیامت کے دن) میرے حوض پر ہوگا[2]

۱۷۷۲- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمٰعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ لَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ وُعِكَ أَبُو بَكْرٍ وَّبِلَالٌ فَكَانَ أَبُو بَكْرٍ إِذَا أَخَذَتْهُ الْحُمّٰى يَقُولُ ؎

(از عبید بن اسمٰعیل از اسامہ از ہشام از والدش) حضرت عائشہ رض فرماتی ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینے میں تشریف لائے تو حضرت ابوبکر صدیق رض اور بلال رض کو بخار آگیا- چنانچہ حضرت ابوبکر رض کو جب بخار محسوس ہوتا تو یہ اشعار پڑھتے:

كُلُّ امْرِئٍ مُّصَبَّحٌ فِي أَهْلِهِ
وَالْمَوْتُ أَدْنٰى مِنْ شِرَاكِ نَعْلِهِ

؎:
ہر شخص اپنے گھر میں صبح کرتا ہے حالانکہ موت
اس کی جوتیوں کے تسمے سے بھی زیادہ قریب ہے۔

وَكَانَ بِلَالٌ إِذَا أُقْلِعَ عَنْهُ الْحُمّٰى يَرْفَعُ عَقِيرَتَهُ يَقُولُ ؎

حضرت بلال رض کا جب بخار اترتا تو یہ اشعار پڑھتے

أَلَا لَيْتَ شِعْرِي هَلْ أَبِيتَنَّ لَيْلَةً
بِوَادٍ وَّحَوْلِي إِذْخِرٌ وَّجَلِيلُ
وَهَلْ أَرِدَنْ يَّوْمًا مِّيَاهَ مَجَنَّةٍ
وَهَلْ يَبْدُوَنْ لِي شَامَةٌ وَّطَفِيلُ

؎
کاش میں پھر مکہ کی وادی میں ایک رات رہوں
اور میرے چاروں طرف جلیل و اذخر گھاس اگی ہوئی (حرم والی)
نظر آرہی ہو- کاش میں پھر ایک دن مجنہ مقام کا پانی پیوں
اور کاش میں شام اور طفیل پہاڑ دوبارہ دیکھوں -

قَالَ اللّٰهُمَّ الْعَنْ شَيْبَةَ بْنَ رَبِيعَةَ وَعُتْبَةَ بْنَ رَبِيعَةَ وَأُمَيَّةَ بْنَ خَلَفٍ كَمَا أَخْرَجُونَا إِلٰى أَرْضِ الْوَبَاءِ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللّٰهُمَّ حَبِّبْ إِلَيْنَا الْمَدِينَةَ كَحُبِّنَا مَكَّةَ أَوْ أَشَدَّ اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي صَاعِنَا وَفِي مُدِّنَا وَصَحِّحْهَا لَنَا

کہا- اے اللہ شیبہ بن ربیعہ، عتبہ بن شیبہ اور امیہ بن خلف پر لعنت کر جیسے انہوں نے ہمیں ہمارے شہر سے نکال کر وبا کے علاقہ میں دھکیل دیا- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سُن کر فرمایا- یا اللہ مدینہ بھی ہم کو مکہ کی طرح محبوب یا اس سے بھی زیادہ محبوب بنا دے یا اللہ ہمارے صاع اور مُد میں برکت دے- مدینہ کی آب و ہوا

---

[1] حقیقۃً بہشت کا ایک ٹکڑا ہے جیسے حجر اسود اور نیل و فرات بہشت کے دریا سے نکلے ہیں بعضوں نے کہا مجازاً اس کی برکت اور خوبی کی وجہ سے اس کو بہشت کا ٹکڑا فرمایا یا اس لئے کہ وہاں عبادت کرنا بہشت میں جانے کا سبب ہے گھر سے مراد حضرت عائشہ رض کا حجرہ ہے جہاں آپ کی قبر ہے ابن عساکر کی روایت یوں ہی ہے کہ میری قبر اور منبر کے درمیان ایک کیاری ہے بہشت کی کیاریوں میں سے اور طبرانی نے ابن عمر رض سے نکالا اس میں بھی قبر کا لفظ ہے ۱۲ منہ [2] بعضوں نے کہا مراد اس سے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے اسی منبر کو جو دنیا میں تھا دوبارہ موجود کر کے حوض کوثر پر رکھ دے گا یہ اس کی قدرت سے کچھ بعید نہیں بعضوں نے کہا مراد یہ ہے کہ جو کوئی میرے منبر کی عزت و حرمت کرے اس کے پاس عبادت کرے وہ قیامت کے دن میرے حوض پر آئیگا اور عمدہ مطلب یوں ہو سکتا ہے کہ قیامت کے دن حوض کوثر پر میرا منبر رکھا جائیگا یعنی میں وہاں منبر پر بیٹھوں گا ۱۲ منہ [3] جلیل و اذخر دو قسم کی گھاسیں ہیں جو مکہ کی اطراف میں پیدا ہوتی ہیں ۱۲ منہ [4] یعنی مدینہ کے ملک میں اس زمانہ میں مدینہ کی ہوا وبائی اور ناقص کہلاتی جو جاتا اس کو بخار آتا جب آپ نے دعا فرمائی تو ساری بیماری جحفہ چلی گئی اور مدینہ کی ہوا اچھی ہوگئی ۱۲ منہ

وَانْقُلْ حُمَّاهَا إِلَى الْجُحْفَةِ قَالَتْ وَقَدِمْنَا الْمَدِينَةَ وَهِيَ أَوْبَأُ أَرْضِ اللهِ قَالَتْ فَكَانَ بُطْحَانُ يَجْرِي نَجْلًا تَعْنِي مَاءً آجِنًا

صحت خیز کردے اور وہاں کا بخار جحفہ میں[1] لے جا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ہم جب مدینہ میں آئے تھے تو یہاں تمام علاقوں سے زیادہ وبا تھی۔ فرماتی ہیں مدینہ میں ایک نالہ تھا وہ بھی بدبودار[2] اور بدمزہ تھا۔ اس میں تھوڑا پانی بہتا تھا اس کا نام بطحان تھا

۱۷۷۳۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ خَالِدِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِلَالٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ اللَّهُمَّ ارْزُقْنِي شَهَادَةً فِي سَبِيلِكَ وَاجْعَلْ مَوْتِي فِي بَلَدِ رَسُولِكَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ ابْنُ زُرَيْعٍ عَنْ رَوْحِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ زَيْدِ ابْنِ أَسْلَمَ عَنْ أُمِّهِ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَتْ سَمِعْتُ عُمَرَ نَحْوَهُ وَقَالَ هِشَامٌ عَنْ زَيْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ حَفْصَةَ سَمِعْتُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

(از یحییٰ بن بکیر از لیث از خالد بن یزید از سعید بن ابی ہلال از زید بن اسلم) حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ یوں دعا مانگتے۔ اے اللہ مجھے اپنی راہ میں شہادت دے[3] اور اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر میں موت نصیب فرما[4]

ابن زریع نے بحوالہ روح بن قاسم از زید بن اسلم از والدہ اش از حضرت حفصہ از حضرت عمرؓ ایسی ہی حدیث بیان کی بیان کی

ہشام نے بحوالہ زید از والدش از حضرت حفصہ از حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہی حدیث روایت کی۔

كِتَابُ الصَّوْمِ[5]

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا

بَابُ وُجُوبِ صَوْمِ رَمَضَانَ ۔ فرضیت سنہ ۲ ہجری میں ہوئی

فرضیت میں اختلاف ۔ اس کی فرضیت کے بارے میں دو روایتیں ہیں دونوں صحیح ہیں۔ پہلے عاشورہ کا روزہ فرض تھا۔ اور یہ روزہ رکھتے تھے۔ پھر ایام بیض کے روزے یعنی تیرھویں، چودھویں اور پندرھویں کے رفتے

[1] جحفہ ان دنوں مشرکوں کی بستی تھی اور وہ میقات ہے مصر والوں کا۔ قسطلانی نے کہا آج تک جحفہ بخار کا گھر ہے جب نے وہاں کا پانی پیا اُسے بخار آ چڑھا ۱۲ منہ [2] شاید اسی سبب سے مدینہ اس وقت خراب ہوگی لوگ یہ خراب پانی پیتے ہوں گے حدیث میں نجلا ہے نجل اس پانی کو کہتے ہیں جو بہنے سے زمین کھل جاتی ہے یعنی بالکل تھوڑا پانی اور آجن اس پانی کو کہتے ہیں جس کا مزہ رنگ بدلا ہوا ہو ۱۲ منہ [3] اللہ تعالیٰ نے حضرت عمرؓ کی یہ دعا قبول فرمائی۔ ابولؤلؤ مجوسی نے عین نماز میں آپ کو زہر آلود خنجر سے زخمی کیا یہ واقعہ چہارشنبہ کے روز ۲۳ ۲۶ ذی الحجہ کو ہوا ۱۲ منہ [4] یہ دعا بھی اللہ نے قبول فرمائی آپ کی شہادت مدینہ منورہ میں ہوئی اور خاص حجرہ شریف میں اپنے دونوں صاحبوں کے ساتھ دفن ہوئے ۱۲ منہ [5] صوم کہتے ہیں لغت میں روکنے کو اور شرعاً ایک عبادت کا نام ہے یعنی کھانے اور پینے اور جماع سے رُکے رہنا صبح صادق سے لے کر غروب آفتاب تک۔ صوم یعنی روزہ اسلام کا ایک رکن ہے۔ اور اس کی فرضیت کا منکر کافر ہے ۱۲ منہ

فرض کر دیئے گئے۔ اس وقت تک رمضان کے روزے فرض نہیں ہوئے تھے۔ بعدازاں عاشوراء اور ایام بیض کے روزے منسوخ ہو گئے

آیت ہے :۔ یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ الْاٰیَۃ ۔ رمضان کی فرضیت سے قبل روزہ کا کفارہ دے دیتے تھے خواہ جوان ہوں یا بوڑھے

باب ھَلْ یُقَالُ رَمَضَانَ اَوْ شَھْرُ رَمَضَانَ :۔ صرف رمضان کہنا چاہیئے یا شہر رمضان؟ اس میں اختلاف ہے۔ جمہور اور حنفیہ کے نزدیک دونوں طرح جائز ہے۔ رمضان کا لفظ حدیث میں بغیر اضافت کے ہے۔ اور قرآن میں شہر رمضان ہے۔ معلوم ہوا دونوں طرح جائز ہے۔

اس میں تین مذاہب ہیں۔ (۱) شہر رمضان کو اضافت کرنا سنت ہے (۲) مضاف کرنا سنت نہیں ہے۔ (۳) ابن حاجب کہتے ہیں کہ جن مہینوں کے شروع میں صرف "ر" آرہے ان میں مضاف کرے جن میں صرف "ر" نہیں ان میں مضاف نہ کرے۔

روزہ تین چیزوں کا نام ہے۔ کھانے، پینے اور جماع کرنے سے رکنا۔ کھانے پینے میں اختلاف ہے۔ امام احمد بن حنبلؒ اور امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ اگر کسی نے جان بوجھ کر کھا لیا تو اس پر کفارہ نہیں آئے گا۔ کیونکہ کسی حدیث میں منقول نہیں۔ امام ابوحنیفہؒ اور امام مالکؒ کہتے ہیں کہ اگر عمداً کھا لیا یا پی لیا تو کفارہ آئے گا۔ امام ابوحنیفہؒ کی دلیل عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رض مَنْ اَفْطَرَ یَوْمًا فِیْ رَمَضَانَ مِنْ غَیْرِ عُذْرٍ وَّلَا مَرَضٍ لَمْ یَقْضِہٖ صِیَامُ الدَّھْرِ وَاِنْ صَامَہٗ، وَبِہٖ قَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ رض قَالَ ابْنُ الْمُسَیَّبِ وَالشَّعْبِیُّ وَابْنُ جُبَیْرٍ وَّاِبْرَاھِیْمُ وَقَتَادَۃُ وَحَمَّادٌ یَّقْضِیْ یَوْمًا مَّکَانَہٗ (بخاری ص۲۵۹)

سفر کا روزہ :۔ حنفی مذہب یہ ہے کہ اگر صبح کو روزہ رکھ لے پھر سفر کرے تو شام تک افطار نہ کرے۔ مگر سوال ہوتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیوں افطار کیا؟ جواب۔ سفر دو قسم ہے۔ سفر جہاد۔ کسی دوسری حاجت کے لئے سفر۔ پس اگر کسی دوسری حاجت کے لئے سفر ہے تو روزہ نہ توڑے۔ یہ حنفی مذہب ہے۔ لیکن اگر سفر جہاد ہے تو پھر حنفیہ کے نزدیک بھی روزہ توڑ سکتا ہے۔ یہ فقہ کے متون میں نہیں بلکہ شروح میں لکھا ہوا ہے

باب ۱۸۵۵ وُجُوبِ صَوْمِ رَمَضَانَ

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ

باب رمضان کے روزے رکھنا فرض ہیں

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۔ اے ایمان والو! تم پر روزے فرض ہیں جیسے تم سے پہلی امتوں پر فرض تھے تاکہ تم تقویٰ حاصل کرو۔ (البقرۃ - ۲: ۱۸۳)

۱۷۷۴۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ أَبِيْ سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ طَلْحَةَ ابْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ أَنَّ أَعْرَابِيًّا جَاءَ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَائِرَ الرَّأْسِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَخْبِرْنِيْ مَاذَا فَرَضَ اللّٰهُ عَلَيَّ مِنَ الصَّلٰوةِ فَقَالَ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ إِلَّا أَنْ تَطَوَّعَ شَيْئًا فَقَالَ أَخْبِرْنِيْ مَا فَرَضَ اللّٰهُ عَلَيَّ مِنَ الصِّيَامِ فَقَالَ شَهْرَ رَمَضَانَ إِلَّا أَنْ تَطَوَّعَ شَيْئًا فَقَالَ أَخْبِرْنِيْ بِمَا فَرَضَ اللّٰهُ عَلَيَّ مِنَ الزَّكٰوةِ فَقَالَ فَأَخْبَرَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَرَائِعَ الْإِسْلَامِ قَالَ وَالَّذِيْ أَكْرَمَكَ لَا أَتَطَوَّعُ شَيْئًا وَلَا أَنْقُصُ مِمَّا فَرَضَ اللّٰهُ عَلَيَّ شَيْئًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفْلَحَ إِنْ صَدَقَ أَوْ دَخَلَ الْجَنَّةَ إِنْ صَدَقَ

(از قتیبۃ بن سعید از اسمٰعیل بن جعفر از ابو سہیل از والدش) طلحہ بن عبید اللہ سے روایت ہے کہ ایک پراگندہ سر اعرابی [۱] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ عرض کیا یا رسول اللہ بتائیے اللہ نے ہم پر کونسی نمازیں فرض کی ہیں؟ آپ نے فرمایا پانچ نمازیں۔ البتہ تو اگر نفل زیادہ پڑھے وہ فرض نہ ہوں گے۔ اس نے سوال کیا، اللہ نے مجھ پر روزے کونسے فرض کئے ہیں۔ آپ نے فرمایا ماہِ رمضان [۲] کے البتہ یہ اور بات ہے کہ تو نفلی روزے رکھے (وہ فرض نہ ہوئے) اس نے پوچھا اللہ نے مجھ پر زکوٰۃ کون سی کی ہے۔ الغرض آپ نے اسے شرائع اسلام بتائے۔ اعرابی نے آخر کہا۔ اس ذات کی قسم جس نے آپ کو عزت دی، اللہ تعالیٰ نے جو فرض کیا ہے، میں نہ اس پر اضافہ کروں گا نہ اس میں کمی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر اس نے صداقت سے بات کی ہے [۳] تو کامیاب ہوگا۔ یا فرمایا جنت میں داخل ہوگا۔

۱۷۷۵۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيْلُ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ صَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَاشُوْرَاءَ وَأَمَرَ بِصِيَامِهِ فَلَمَّا فُرِضَ رَمَضَانُ تُرِكَ وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ

(از مسدد از اسمٰعیل از ایوب از نافع) ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عاشوراء کا روزہ رکھا اور دوسروں [۴] کو حکم دیا۔ مگر رمضان کے روزے جب فرض ہوئے تو عاشوراء کا روزہ متروک ہوگیا۔ عبد اللہ بن عمرؓ عاشوراء کا روزہ نہ رکھتے تھے۔

---

[۱] اس آیت سے امام بخاری نے روزے کی فرضیت پر دلیل لی رمضان رمض مشتق ہے اس کے معنی جلنا۔ جس سال رمضان کے روزے فرض ہوئے وہ سخت گرمی کا مہینہ تھا اس لئے اس کا نام رمضان ہوگیا بعضوں نے کہا اس لئے کہ اس میں گناہ جل جاتے ہیں ۔ ۱۲ منہ [۲] حدیث میں روزے کو ڈھال فرمایا جیسے ڈھال جنگ میں تیر تلوار کے زخم سے بچاتی ہے ایسے ہی روزہ بھی گناہوں کی سپر ہے کیونکہ روزے سے شہوت کا زور ٹوٹ جاتا ہے ۱۲ منہ [۳] اس دیہاتی کا نام ضمام بن ثعلبہ تھا جیسے کتاب الایمان میں گذر چکا ہے ۱۲ منہ [۴] یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے کہ رمضان کے روزے فرض ہیں اور کوئی روزہ فرض نہیں ۱۲ منہ

لَا يَصُومُهُ إِلَّا أَنْ يُوَافِقَ صَوْمَهُ -

البتہ اگر ان کے اپنے روزے میں عاشوراء آجاتا تو رکھ لیتے [۱]

۱۷۷۶- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ أَنَّ عِرَاكَ بْنَ مَالِكٍ حَدَّثَهُ أَنَّ عُرْوَةَ أَخْبَرَهُ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ قُرَيْشًا كَانَتْ تَصُومُ يَوْمَ عَاشُورَاءَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ ثُمَّ أَمَرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِصِيَامِهِ حَتَّى فُرِضَ رَمَضَانُ وَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ شَاءَ فَلْيَصُمْهُ وَمَنْ شَاءَ أَفْطَرَ

(از قتیبۃ بن سعید از لیث از یزید بن ابی حبیب از عراق بن مالک از عروہ) حضرت عائشہ رض سے مروی ہے کہ زمانۂ جاہلیت قریش عاشوراء کا روزہ رکھتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس دن روزہ کا حکم دیا حتی کہ رمضان فرض ہوگیا تو آپ نے فرمایا اب اختیار ہے عاشوراء کا روزہ کوئی رکھے یا نہ رکھے

بَابٌ ۱۱۸۶ فَضْلِ الصَّوْمِ

باب ۔ روزے کی فضیلت

۱۷۷۷- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الصِّيَامُ جُنَّةٌ فَلَا يَرْفُثْ وَلَا يَجْهَلْ وَإِنِ امْرُؤٌ قَاتَلَهُ أَوْ شَاتَمَهُ فَلْيَقُلْ إِنِّي صَائِمٌ مَرَّتَيْنِ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَخُلُوفُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللهِ تَعَالَى مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ يَتْرُكُ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ وَشَهْوَتَهُ مِنْ أَجْلِي الصِّيَامُ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ وَالْحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا

(از عبداللہ بن مسلمہ از مالک از ابوالزناد از اعرج) ابوہریرہ رض سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روزہ ڈھال ہے فحش باتیں نہ کرے [۲] نہ جہالت کی باتیں کرے۔ اگر کوئی شخص لڑے یا گالی دے تو دو بار کہہ دے اِنِّیْ صَائِمٌ (میں روزے سے ہوں) قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے بہتر ہے [۳] (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے) روزہ دار اپنا کھانا پینا اور شہوت میری وجہ سے چھوڑتا ہے۔ روزہ خاص میرے لئے ہے [۴] میں ہی اس کا بدلہ دوں گا۔ اور ایک نیکی کے بدلے میں دس نیکیوں کا ثواب ملے گا۔

بَابٌ ۱۱۸۷ الصَّوْمُ كَفَّارَةٌ

باب روزہ گناہوں کا کفارہ ہے۔

۱۷۷۸- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا جَامِعٌ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ حُذَيْفَةَ

(از علی بن عبداللہ از سفیان از جامع از ابو وائل از حذیفہ) حضرت فاروقِ اعظم رض نے فرمایا کون شخص ہے جسے فتنہ کے متعلق آنحضرت [۱]

---

[۱] یعنی جس دن ان کو روزہ رکھنے کی عادت ہوتی مثلاً پیر یا جمعرات اس دن عاشوراء آن پڑتا تو روزہ رکھ لیتے ۱۲ منہ [۲] مثلاً ٹھٹھا مذاق بیہودہ جھوٹ اور لغو باتیں یا چیخنا چلانا غل مچانا سعید بن منصور کی روایت میں یوں ہے فحش نہ بکے نہ کسی سے جھگڑا کرے ۱۲ منہ [۳] یعنی آخرت میں بہتر ہوگی۔ ابن عبدالسلام نے ایسا ہی کہا اور ابوالشیخ کی ضعیف حدیث سے دلیل لی کہ روزہ دار جب قبروں سے اٹھیں گے تو اپنے منہ کی بو سے پہچان لئے جائیں گے۔ اور ان کے منہ کی بو اللہ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے بھی اچھی ہوگی۔ ابن صلاح نے کہا کہ دنیا ہی میں روزہ داروں کے منہ کی لعاب اللہ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے بہتر ہے۔ قسطلانی نے اس مقام پر تاویل کی کہ اللہ تعالیٰ خوشبو اور بدبو کے ادراک اور سونگھنے سے پاک ہے کیونکہ سونگھنا حیوانات کا خاصہ ہے تو کہا یہ مجاز اور استعارہ ہے ۱۲ منہ [۴] روزہ ایک ایسا عمل ہے جس کو ریا کو دخل نہیں ہوتا۔ آدمی خالص خدا ہی کے ڈر سے اپنی تمام خواہشیں چھوڑ دیتا ہے اس وجہ سے روزہ خاص اُس کی عبادت ٹھہری اور اس کا ثواب بہت بڑا ہوا ۱۲ منہ

قَالَ قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مَنْ يَحْفَظُ حَدِيْثًا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْفِتْنَةِ قَالَ حُذَيْفَةُ أَنَا سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ فِتْنَةُ الرَّجُلِ فِي أَهْلِهِ وَمَالِهِ وَجَارِهِ تُكَفِّرُهَا الصَّلٰوةُ وَالصِّيَامُ وَالصَّدَقَةُ قَالَ لَيْسَ أَسْأَلُ عَنْ ذِهٖ إِنَّمَا أَسْأَلُ عَنِ الَّتِي تَمُوْجُ كَمَا يَمُوْجُ الْبَحْرُ قَالَ وَإِنَّ دُوْنَ ذٰلِكَ بَابًا مُغْلَقًا قَالَ فَيُفْتَحُ أَوْ يُكْسَرُ قَالَ يُكْسَرُ قَالَ ذَاكَ أَجْدَرُ أَنْ لَّا يُغْلَقَ إِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَقُلْنَا لِمَسْرُوْقٍ سَلْهُ أَكَانَ عُمَرُ يَعْلَمُ مَنِ الْبَابُ فَسَأَلَهُ فَقَالَ نَعَمْ كَمَا يَعْلَمُ أَنَّ دُوْنَ غَدٍ اللَّيْلَةَ ۔

کی کوئی حدیث یاد ہے؟ حضرت حذیفہ رضؓ نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپؐ فرماتے تھے آدمی کو جو فتنہ اس کے اہل و عیال اور مال اور ہمسایوں کی وجہ سے ہوتا ہے، نماز روزہ اور صدقہ اس کا کفارہ بن جاتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ میں یہ فتنہ نہیں پوچھتا۔ میں تو اس فتنے کے متعلق پوچھتا ہوں جو موج بحر کی طرح آئے گا۔ حذیفہ رضؓ نے کہا اس سے ڈرے تو بند دروازہ ہے حضرت عمر رضؓ نے دریافت کیا۔ وہ دروازہ کھولا جائے گا؟ یا توڑا جائے گا؟ حذیفہ رضؓ نے کہا توڑا جائے گا۔ انہوں نے فرمایا پھر تو قیامت تک جڑنے کے قابل نہ رہے گا شقیق نے کہا ہم نے مسروق سے کہا حضرت حذیفہ سے دریافت کر۔ کیا حضرت عمر رضؓ کو معلوم تھا وہ دروازہ کون ہے؟ انہوں نے دریافت کیا۔ حضرت حذیفہ رضؓ نے جواب دیا۔ انہیں اسی طرح معلوم تھا جیسے کل آئندہ سے پہلے رات آئے گی۔[1]

بَاب ۱۱۸۸ الرَّيَّانُ لِلصَّائِمِيْنَ

۱۷۷۹ - حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ بِلَالٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُوْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ فِي الْجَنَّةِ بَابًا يُقَالُ لَهُ الرَّيَّانُ يَدْخُلُ مِنْهُ الصَّائِمُوْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ لَا يَدْخُلُ مِنْهُ أَحَدٌ غَيْرُهُمْ يُقَالُ أَيْنَ الصَّائِمُوْنَ فَيَقُوْمُوْنَ لَا يَدْخُلُ مِنْهُ أَحَدٌ غَيْرُهُمْ فَإِذَا دَخَلُوْا أُغْلِقَ فَلَمْ يَدْخُلْ مِنْهُ أَحَدٌ

باب روزہ داروں کے لئے بہشت کا دروازہ ریان ہوگا

(از خالد بن مخلد از سلیمان بن بلال از ابو حازم از سہل رضؓ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جنت میں ایک دروازہ ریّان ہے۔ قیامت کے دن روزہ دار بہشت میں اس دروازے سے داخل ہوں گے۔ روزہ داروں کے سوا اور کوئی اس میں سے نہ جائے گا۔ اعلان کیا جائے گا۔ روزہ دار کہاں ہیں؟ وہ اُٹھ کھڑے ہوں گے۔ ان کے سوا اس دروازے سے اور کوئی نہیں جائے گا۔ جب وہ داخل ہو جائیں گے، تو دروازہ بند کر دیا جائے گا۔ کوئی دوسرا اس سے نہ جا سکے گا

۱۷۸۰ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنِي مَعْنٌ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَنْفَقَ

(از ابراہیم بن منذر از معن از مالک از ابن شہاب از حمید بن عبد الرحمٰن) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جوڑا خرچ کرے گا فی سبیل اللہ، وہ بہشت کے دروازوں سے بلایا جائے گا۔ اے بندۂ خدا یہ دروازہ

[1] یہ حدیث اوپر گذر چکی ہے ۱۲ منہ

زَوْجَيْنِ فِي سَبِيلِ اللهِ نُودِيَ مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ يَا عَبْدَ اللهِ هٰذَا خَيْرٌ فَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّلٰوةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّلٰوةِ وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجِهَادِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الْجِهَادِ وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصِّيَامِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الرَّيَّانِ وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّدَقَةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّدَقَةِ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللهِ مَا عَلَى مَنْ دُعِيَ مِنْ تِلْكَ الْأَبْوَابِ مِنْ ضَرُورَةٍ فَهَلْ يُدْعَى أَحَدٌ مِنْ تِلْكَ الْأَبْوَابِ كُلِّهَا قَالَ نَعَمْ وَأَرْجُو أَنْ تَكُونَ مِنْهُمْ۔

بہتر ہے۔ چنانچہ نمازی باب الصلوۃ سے بلایا جائے گا۔ مجاہد باب الجہاد سے، روزہ دار کو باب الریان سے، زکوۃ و صدقہ دینے والا باب الصدقہ سے۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان! اگر کوئی ان دروازوں سے کسی ایک سے بلایا جائے تو بھی کوئی حرج[۱] نہیں لیکن کیا کوئی ایسا بھی ہوگا جو ان سب دروازوں سے بلایا جائے گا آپ نے فرمایا ہاں ایسے لوگ بھی ہوں گے اور مجھے امید ہے تم ان لوگوں میں ہوگے۔[۲]

بَابٌ ۱۱۸۹ هَلْ يُقَالُ رَمَضَانُ أَوْ شَهْرُ رَمَضَانَ وَمَنْ رَأَى كُلَّهُ وَاسِعًا

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَامَ رَمَضَانَ وَقَالَ لَا تَقَدَّمُوا رَمَضَانَ۔

باب۔ رمضان کہا جائے یا ماہ رمضان اور اس کی دلیل جو دونوں نام درست جانتا ہے[۳] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَنْ صَامَ رَمَضَانَ (جو شخص رمضان کے روزے رکھے) اور فرمایا لَا تَقَدَّمُوا رَمَضَانَ (رمضان سے آگے روزے[۵] نہ رکھو)

۱۷۸۱ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ أَبِي سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا جَاءَ رَمَضَانُ فُتِّحَتْ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ۔

(از قتیبہ از اسمٰعیل از ابوسہیل از والدش) ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب رمضان آتا ہے تو جنت کے دروازے کھولے جاتے ہیں (آپ نے شہر رمضان نہیں بلکہ صرف رمضان کہا)

۱۷۸۲ - حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي أَنَسٍ مَوْلَى التَّيْمِيِّينَ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ شَهْرُ رَمَضَانَ فُتِّحَتْ أَبْوَابُ السَّمَاءِ وَغُلِّقَتْ أَبْوَابُ جَهَنَّمَ وَسُلْسِلَتِ الشَّيَاطِينُ۔

(از یحییٰ بن بکیر از لیث از عقیل از ابن شہاب از ابن ابی انس۔ یعنی تیمیوں کا غلام از والدش) حضرت ابوہریرہ کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب ماہ رمضان آتا ہے تو آسمان[۱] کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کئے جاتے ہیں۔ شیاطین زنجیروں میں جکڑ دیئے جاتے ہیں۔ (یہاں حضورؐ نے شہر رمضان کہا۔ غرضیکہ دونوں طرح کہنا جائز ہے)۔

---

۱ آسمان سے مراد بہشت ہے جیسے دوسری روایت میں ہے ۱۲ منہ

۱۷۸۳ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي سَالِمٌ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَصُومُوا وَإِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَأَفْطِرُوا فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَاقْدُرُوا لَهُ وَقَالَ غَيْرُهُ عَنِ اللَّيْثِ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ وَيُونُسُ بِهِلَالِ رَمَضَانَ

(از یحییٰ بن بکیر از لیث از عقیل از ابن شہاب از سالم) ابن عمرؓ فرماتے ہیں میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے۔ جب تم رمضان کا چاند دیکھو تو روزہ رکھو۔ اور جب شوال کا چاند دیکھو تو روزے موقوف کردو۔ اگر بادل ہوں تو تیس دن پورے کرو[۱]

یحییٰ کے سوا اور راویوں نے یوں روایت کیا عَنِ اللَّيْثِ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ وَيُونُسُ بِهِلَالِ رَمَضَانَ - یعنی رمضان کے چاند کے تیس دن پورے کرو۔)

بَابٌ ۱۱۹۰ مَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا وَنِيَّةً

وَقَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُبْعَثُونَ عَلَى نِيَّاتِهِمْ

باب جو شخص ایمان اور امید ثواب اور نیت کے ساتھ روزے رکھے اس کا ثواب

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہوئے کہ" لوگ اپنی نیتوں کے مطابق اٹھائے جائیں گے"

۱۷۸۴ - حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ -

(از مسلم بن ابراہیم از ہشام از یحییٰ بن ابی سلمہ) حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو کوئی شب قدر میں ایمان اور امید ثواب سے عبادت کیلئے کھڑا ہو، اس کے گذشتہ گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ اور جو رمضان کے روزے ایمان اور امید ثواب سے رکھے اس کے گذشتہ گناہ بخش دیئے جائیں گے

بَابٌ ۱۱۹۱ أَجْوَدُ مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكُونُ فِي رَمَضَانَ

باب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں پہلے سے بھی زیادہ سخی ہوتے تھے

۱۷۸۵ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجْوَدَ النَّاسِ بِالْخَيْرِ وَكَانَ أَجْوَدُ مَا يَكُونُ

(از موسیٰ بن اسمٰعیل از ابراہیم بن سعد از ابن شہاب از عبیداللہ ابن عبداللہ بن عتبہ) عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر نیک کام میں تمام لوگوں سے زیادہ سخی تھے۔ اور رمضان میں جب حضرت جبریلؑ آپ سے ملتے رہتے تو آپ اور دنوں سے زیادہ سخی

---

[۱] حدیث میں فاقدروا لہ ہے یعنی اندازہ کرلو اور حساب کرلو۔ مطلب یہی ہے کہ شعبان یا رمضان کے تیس دن پورے کرلو ۱۲ منہ

فِي رَمَضَانَ حِينَ يَلْقَاهُ جِبْرِيلُ وَكَانَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَلْقَاهُ كُلَّ لَيْلَةٍ فِي رَمَضَانَ حَتَّى يَنْسَلِخَ يَعْرِضُ عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقُرْآنَ فَإِذَا لَقِيَهُ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ أَجْوَدُ بِالْخَيْرِ مِنَ الرِّيحِ الْمُرْسَلَةِ۔

ہوجاتے جبرائیل ہر رات آپ سے ملاقات کرتے رمضان ختم ہونے تک وہ آپ سے قرآن کا دور کیا کرتے۔ توجن دنوں جبرائیل آپ سے ملتے رہتے آپ چلتی ہوئی ہوا سے بھی زیادہ سخی ہوتے

باب ۱۱۹۲ مَنْ لَمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّورِ وَالْعَمَلَ بِهِ فِي الصَّوْمِ

۱۷۸۶۔ حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ الْمَقْبُرِيُّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّورِ وَالْعَمَلَ بِهِ فَلَيْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ فِي أَنْ يَدَعَ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ

باب ۔ جو شخص روزہ میں جھوٹ بولنا اور جھوٹ پر عمل کرنا نہ چھوڑے۔

(از آدم بن ابی ایاس از ابن ابی ذئب از سعید مقبری از کیسان) ابوہریرہؓ سے مروی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جھوٹ بولنا اور جھوٹ پر عمل کرنا نہ چھوڑے تو اللہ کو اس کے کھانا پینا چھوڑ دینے کی کوئی پروا نہیں[1]

باب ۱۱۹۳ هَلْ يَقُولُ إِنِّي صَائِمٌ إِذَا شُتِمَ

۱۷۸۷۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ عَنْ أَبِي صَالِحٍ الزَّيَّاتِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللهُ كُلُّ عَمَلِ ابْنِ آدَمَ لَهُ إِلَّا الصِّيَامَ فَإِنَّهُ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ وَالصِّيَامُ جُنَّةٌ وَإِذَا كَانَ يَوْمُ صَوْمِ أَحَدِكُمْ فَلَا يَرْفُثْ وَلَا يَصْخَبْ فَإِنْ سَابَّهُ أَحَدٌ أَوْ قَاتَلَهُ فَلْيَقُلْ إِنِّي

باب ۔ روزہ دار کو گالی دی جائے تو وہ یہ کہے اِنِّی صَائِمٌ میں روزے سے ہوں۔

(از ابراہیم بن موسیٰ از ہشام بن یوسف از ابن جریج از عطاء از ابی صالح زیات) حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (حدیث قدسی) آدمی کا ہر نیک کام اس کے لیے ہی (مفید) ہے (کہ دنیا میں بھی کچھ فوائد اور نیکیاں مل جاتی ہیں) مگر روزے خاص میرے لیے ہیں اور میں ہی اس کا بدلہ دونگا اور روزہ ڈھال ہے جو کوئی تم میں سے جب روزہ رکھے تو نہ فحش باتیں کرے نہ چیخے چلائے اگر کوئی اسے گالی دے یا اس سے لڑے تو کہہ دے میں

---

[1] یعنے روزہ رکھنے کی صرف یہ غرض نہیں ہے کہ آدمی صرف بھوکا پیاسا رہے اللہ تعالیٰ کو اس کی کیا پروا ہے کہ کوئی کھائے پیئے یا نہ کھائے بلکہ روزے سے اصلی غایت یہ ہے کہ آدمی گناہوں سے بچے اور دل صاف کرے اور خدا کی عبادت میں غرق ہو اور اس سے لذت حاصل کرے جس شخص کو روزہ رکھنے سے یہ باتیں حاصل نہ ہوں بلکہ سارے گناہ کرتا رہے جھوٹ فریب اور دغابازی میں مصروف رہے تو اس کا روزہ کیا ہے فاقہ کشی ہے ۱۲ منہ [2] یعنے دنیا میں بھی آدمی نیک عمل سے کچھ نہ کچھ فائدہ اٹھاتا ہے گو اس کی ریا کی نیت نہ ہو مثلاً لوگ اس کی تعریف کرتے ہیں مگر روزہ وہ مخفی عبادت ہے جس کا صلہ اللہ دے گا بندوں کو اس میں کوئی دخل نہیں حضرات صوفیہ نے لکھا ہے روزہ رکھنا گویا مقام صمدیت میں داخل ہونا ہے جو بہت اعلیٰ درجہ کا مقام ہے ۱۲ منہ

امْرُؤٌ صَائِمٌ وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَخُلُوفُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللَّهِ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ يَفْرَحُهُمَا إِذَا أَفْطَرَ وَإِذَا لَقِيَ رَبَّهُ فَرِحَ بِصَوْمِهِ

روزے سے ہوں (آنحضرت صلعم نے فرمایا مزید) قسم اس کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے روزہ دار کے منہ کی بُو اللہ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ بہتر اور پسندیدہ ہے۔ روزہ دار کو دو خوشیاں ہیں: ایک روزہ کھولتے وقت۔ دوسرے جب وہ اپنے مالک سے ملے گا تو ثواب روزہ دیکھ کر خوش ہوگا۔

باب ۱۱۹۴ الصَّوْمِ لِمَنْ خَافَ عَلَى نَفْسِهِ الْعُزُوبَةَ

۱۷۸۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ بَيْنَا أَنَا أَمْشِي مَعَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَنِ اسْتَطَاعَ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ فَإِنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ

باب جو مجرد ہو اور مجرد زندگی کا خطرہ (زنا) محسوس کرتا ہو وہ روزے رکھے (نفلی علاوہ رمضان فرض)

(از عبدان از ابو حمزہ از اعمش از ابراہیم) علقمہؓ فرماتے ہیں ایک بار میں عبداللہ بن مسعودؓ کے ساتھ جا رہا تھا انہوں نے کہا ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے آپ نے فرمایا جو شخص بیوی رکھنے کی طاقت رکھتا ہو وہ شادی کرلے کہ یہ بات اس کی آنکھ کو نیچا رکھے گی اور اس کی شرمگاہ کو (بدفعلی سے) محفوظ رکھے گی جسے یہ طاقت نہ ہو وہ روزے رکھے کیونکہ وہ بے شہوت بنانے والی چیز ہے[1]

باب ۱۱۹۵ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَأَيْتُمُ الْهِلَالَ فَصُومُوا فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَأَفْطِرُوا وَقَالَ صِلَةُ عَنْ عَمَّارٍ مَنْ صَامَ يَوْمَ الشَّكِّ فَقَدْ عَصَى أَبَا الْقَاسِمِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد

جب تم رمضان کا چاند دیکھو تو روزہ رکھو اور جب شوال کا چاند دیکھو تو روزہ موقوف کردو صلہ نے عمار سے روایت[2] کی جس نے شک کے دن روزہ رکھا اس نے آنحضرت ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی[3]

۱۷۸۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ رَمَضَانَ فَقَالَ لَا تَصُومُوا حَتَّى تَرَوُا الْهِلَالَ وَلَا تُفْطِرُوا حَتَّى تَرَوْهُ فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَاقْدُرُوا لَهُ

(از عبداللہ بن مسلمہ از مالک از نافع) عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کا ذکر کیا تو فرمایا تم اس وقت تک روزہ نہ رکھو جب تک رمضان کا چاند نہ دیکھ لو اور روزہ موقوف بھی نہ کرو جب تک شوال کا چاند نہ دیکھ لو۔ ابر چھا جائے تو تیس ۳۰ دن پورے کرو۔

---

[1] یعنے اخیر میں چل کر بہت روزے رکھنے کے بعد گو شروع شروع ایسا ہے ہیں حرارت غریزی کے جوش سے اور زیادہ شہوت معلوم ہوتی ہے ۱۲ منہ

[2] یعنے صلہ بن زفر نے جو کبار تابعین میں سے ہیں اس کو اصحاب سنن نے وصل کیا ۱۲ منہ

[3] شک کا دن شعبان کا اخیر دن یعنے تیسویں تاریخ جب اس دن شبہ ہو کہ چاند ہوا یا نہ ہوا تو روزہ نہ رکھے اس حدیث سے ثابت ہوا کہ شک کے دن روزہ رکھنا منع ہے ۱۲ منہ

۱۷۹۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مَسْلَمَۃَ حَدَّثَنَا مَالِکٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ دِیْنَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ رضہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ الشَّھْرُ تِسْعٌ وَّ عِشْرُوْنَ لَیْلَۃً فَلَا تَصُوْمُوْا حَتّٰی تَرَوْہُ فَاِنْ غُمَّ عَلَیْکُمْ فَاَکْمِلُوا الْعِدَّۃَ ثَلٰثِیْنَ۔

(از عبداللہ بن مسلمہ از مالک از عبداللہ بن دینار) عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مہینہ انتیس راتوں کا بھی ہوتا ہے تو جب تک چاند نہ دیکھو روزہ نہ رکھو۔ اگر مطلع ابر آلود ہو تو تیس دن کی گنتی پوری کرلو۔

۱۷۹۱۔ حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِیْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَۃُ عَنْ جَبَلَۃَ بْنِ سُحَیْمٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا یَقُوْلُ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الشَّھْرُ ھٰکَذَا وَھٰکَذَا وَخَنَسَ الْاِبْھَامَ فِی الثَّالِثَۃِ۔

(از ابوالولید از شعبہ از جبلہ بن سحیم) ابن عمرؓ کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مہینہ اتنے اتنے دنوں کا ہوتا ہے تیسری بار انگوٹھا دبالیا (دونوں ہاتھ کی انگلیاں کھول کر فرمایا اشارہ کے ساتھ)

۱۷۹۲۔ حَدَّثَنَا اٰدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَۃُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زِیَادٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ یَقُوْلُ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَوْ قَالَ قَالَ اَبُو الْقَاسِمِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صُوْمُوْا لِرُؤْیَتِہٖ وَاَفْطِرُوْا لِرُؤْیَتِہٖ فَاِنْ غُبِّیَ عَلَیْکُمْ فَاَکْمِلُوْا عِدَّۃَ شَعْبَانَ ثَلٰثِیْنَ

(از آدم از شعبہ از محمد بن زیاد) حضرت ابوہریرہ کہتے تھے آنحضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چاند دیکھ کر روزے شروع کرو اور چاند دیکھ کر موقوف کرو۔ اگر مطلع ابر آلود ہو تو شعبان کے تیس دن پورے کرو

۱۷۹۳۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَیْجٍ عَنْ یَحْیَی بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ صَیْفِیٍّ عَنْ عِکْرِمَۃَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اُمِّ سَلَمَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اٰلٰی مِنْ نِّسَائِہٖ شَھْرًا فَلَمَّا مَضٰی تِسْعَۃٌ وَّعِشْرُوْنَ یَوْمًا غَدَا اَوْ رَاحَ فَقِیْلَ لَہٗ اِنَّکَ حَلَفْتَ اَنْ لَّا تَدْخُلَ شَھْرًا فَقَالَ اِنَّ الشَّھْرَ یَکُوْنُ تِسْعَۃً وَّعِشْرِیْنَ یَوْمًا

(از ابوعاصم ابن جریج از یحییٰ بن عبداللہ بن صیفی از عکرمہ بن عبدالرحمن) ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ازواج مطہرات سے ایلا کیا (صحبت نہ کرنے کی قسم کھائی) جب انتیس دن گزر گئے، تو صبح یا دوپہر ازواج مطہرات میں تشریف لے گئے عرض کیا گیا آپ نے تو مہینہ بھر کے لیے قسم کھائی تھی آپ نے فرمایا مہینہ انتیس دن کا بھی ہوتا ہے

۱۷۹۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِیْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ

(از عبدالعزیز بن عبداللہ از سلیمان بن بلال از حمید) حضرت انسؓ

حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ آلٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ نِسَائِهِ وَكَانَتِ انْفَكَّتْ رِجْلُهُ فَأَقَامَ فِي مَشْرُبَةٍ تِسْعًا وَّعِشْرِيْنَ لَيْلَةً ثُمَّ نَزَلَ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ آلَيْتَ شَهْرًا فَقَالَ إِنَّ الشَّهْرَ يَكُوْنُ تِسْعًا وَّعِشْرِيْنَ

سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ازواج مطہرات سے ایلا کیا۔ آپ کے پاؤں میں موچ آگئی تھی آپ انتیس راتیں ایک بالاخانے میں قیام فرما رہے پھر وہاں سے اترے لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے ایک ماہ کا ایلا کیا تھا آپ نے فرمایا مہینہ انتیس دن کا بھی ہوتا ہے

بَابٌ ۱۱۹۶ شَهْرَا عِيْدٍ لَا يَنْقُصَانِ

قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ إِسْحٰقُ وَإِنْ كَانَ نَاقِصًا فَهُوَ تَمَامٌ وَقَالَ مُحَمَّدٌ لَا يَجْتَمِعَانِ كِلَاهُمَا نَاقِصٌ

باب۔ عید کے دونوں مہینے کم نہیں ہوتے

امام بخاری فرماتے ہیں اسحاق بن راہویہ نے کہا کہ اگر وہ انتیس دن کے ہوں تب بھی پورے تیس دن کا ثواب ملتا ہے محمد بن سیرین نے کہا دونوں انتیس دن کے ہوں یہ نہیں ہوتا۔ [1]

۱۷۹۵۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ سَمِعْتُ إِسْحٰقَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنِي مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِيْهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ شَهْرَانِ لَا يَنْقُصَانِ شَهْرَا عِيْدٍ رَمَضَانُ وَذُو الْحِجَّةِ۔

(از مسدد از معتمر از اسحاق از عبد الرحمٰن بن ابی بکرہ از والدش) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔ دوسری سند (از مسدد از معتمر از خالد حذاء از عبد الرحمان بن ابی بکرہ از والدش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو مہینے رمضان اور ذو الحجہ عید کے کم نہیں ہوتے یعنی دونوں انتیس کے ہوں، یا ایک انتیس اور ایک تیس، بہرکیف ثواب میں شمار پورا ماہ ہوں گے تیس کے برابر۔

بَابٌ ۱۱۹۷ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نَكْتُبُ وَلَا نَحْسُبُ۔

باب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد

وَلَا نَكْتُبُ وَلَا نَحْسُبُ [2] (یعنی نماز و روزہ میں حساب نہیں لگانا پڑتا۔ سورج چاند وقت بتا دیتے ہیں)

۱۷۹۶۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا الْأَسْوَدُ ابْنُ قَيْسٍ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عَمْرٍو أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ

(از آدم از شعبہ از اسود بن قیس از سعید بن عمرو از ابن عمرؓ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہم امی لوگ ہیں حساب و کتاب

---

[1] امام بخاری نے اسحاق اور ابن سیرین کے قول نقل کر کے اس حدیث کی تفسیر کر دی امام احمد نے بھی فرمایا ہے۔ قاعدہ یہ ہے کہ اگر رمضان ۲۹ دن کا ہوتا ہے تو ذی الحجہ ۳۰ دن کا ہوتا ہے اگر ذی الحجہ ۲۹ دن کا ہوتا ہے تو رمضان تیس دن کا ہوتا ہے مگر اس تفسیر میں یہ قاعدہ نجوم شبہ رہتا ہے بعضے سال ایسے ہوتے ہیں کہ رمضان اور ذو الحجہ دونوں اس میں ۲۹ دن کے ہوتے ہیں طحاوی نے کہا ہم نے خود ایسا دیکھا ہے آپ نے صحیح وہی اسحٰق بن راہویہ کی تفسیر ہے اور امام بخاری نے اسی نظر سے پہلے اس کو بیان کیا۔ ۱۲ منہ۔

[2] اس حدیث میں لا نکتب ولا نحسب سے یہ غلط فہمی نہ ہو کہ اسلام دنیاوی علوم کا مخالف ہے بلکہ حقیقت یہ ہے تمام علوم و فنون سائنس وغیرہ کی ایجاد بھی قرآن و حدیث یعنی اسلام کی مرہون منت ہے حدیث کا مقصد یہ ہے کہ نماز و روزہ میں حساب تحریر سے نہیں لگانا پڑتا۔ سورج دن کے اوقات نماز بتاتا ہے۔ چاند روزوں کے اوقات بتاتا ہے رات کو عشا اور فجر مطلع سے معلوم ہوتی ہیں۔ غرض شریعت نے ایسی سہولت دی ہے جو تعلیم یافتہ اور غیر تعلیم یافتہ دونوں کے لئے مساوی ہے۔ عبد الرزاق

رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ قَالَ اِنَّا اُمَّۃٌ اُمِّیَّۃٌ لَا نَکْتُبُ وَلَا نَحْسُبُ الشَّھْرُ ھٰکَذَا وَھٰکَذَا یَعْنِیْ مَرَّۃً تِسْعَۃً وَّعِشْرِیْنَ وَمَرَّۃً ثَلٰثِیْنَ

نہیں کرتے۔ مہینہ کبھی اتنا ہوتا ہے (دسوں انگلیوں سے تین بار بتایا) کبھی اتنا (ایک انگلی کم) یعنی کبھی انتیس کا اور کبھی تیس دن کا۔

بَاب ۱۱۹۸ لَا یَتَقَدَّمَنَّ رَمَضَانَ بِصَوْمِ یَوْمٍ وَّلَا یَوْمَیْنِ۔

باب ۔ رمضان سے ایک یا دو دن پہلے روزہ رکھے[1]

۱۷۹۷۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاھِیْمَ حَدَّثَنَا ھِشَامٌ حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ اَبِیْ کَثِیْرٍ عَنْ اَبِیْ سَلَمَۃَ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یَتَقَدَّمَنَّ اَحَدُکُمْ رَمَضَانَ بِصَوْمِ یَوْمٍ اَوْ یَوْمَیْنِ اِلَّا اَنْ یَّکُوْنَ رَجُلٌ کَانَ یَصُوْمُ صَوْمَہٗ فَلْیَصُمْ ذٰلِکَ الْیَوْمَ۔

(از مسلم بن ابراہیم از ہشام از یحییٰ بن ابی کثیر از ابوسلمہ از ابوہریرہؓ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں کوئی شخص رمضان سے ایک دو دن پہلے روزے نہ رکھے البتہ کسی شخص کا روزہ رکھنے کا دن آ جائے جس دن وہ ہمیشہ روزہ رکھا کرتا تھا تو اس دن روزہ رکھ لے (گویا رمضان کا استقبال منع ہے)

بَاب ۱۱۹۹ قَوْلِ اللّٰہِ جَلَّ ذِکْرُہٗ اُحِلَّ لَکُمْ لَیْلَۃَ الصِّیَامِ الرَّفَثُ اِلٰی نِسَآئِکُمْ ھُنَّ لِبَاسٌ لَّکُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّھُنَّ عَلِمَ اللّٰہُ اَنَّکُمْ کُنْتُمْ تَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَکُمْ فَتَابَ عَلَیْکُمْ وَعَفَا عَنْکُمْ فَالْاٰنَ بَاشِرُوْھُنَّ وَابْتَغُوْا مَا کَتَبَ اللّٰہُ لَکُمْ۔

باب ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد اُحِلَّ لَکُمْ لَیْلَۃَ الصِّیَامِ الرَّفَثُ اِلٰی نِسَآئِکُمْ الآیۃ

(روزے کی راتوں میں اپنی بیویوں سے صحبت کرنا حلال ہے وہ تمہاری پوشاک ہیں تم ان کی پوشاک ہو اللہ کو معلوم ہے تم چھپ کر ایسا کرتے تھے اللہ نے تمہیں معاف کیا اب مباشرت کر سکتے ہو اللہ تعالیٰ نے جو تمہاری قسمت میں لکھا ہے (اولاد) اسے تلاش کرو۔

۱۷۹۸۔ حَدَّثَنَا عُبَیْدُ اللّٰہِ بْنُ مُوْسٰی عَنْ اِسْرَائِیْلَ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ عَنِ الْبَرَآءِ قَالَ کَانَ اَصْحٰبُ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا کَانَ الرَّجُلُ صَائِمًا فَحَضَرَ الْاِفْطَارُ فَنَامَ قَبْلَ اَنْ یُّفْطِرَ لَمْ یَاْکُلْ لَیْلَتَہٗ وَلَا

(از عبیداللہ بن موسیٰ از اسرائیل از ابواسحاق) براء سے مروی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کا یہ طریقہ تھا۔ جب کوئی روزہ دار ہوتا اور افطار کے وقت افطار کرنے سے پہلے سو جاتا تو رات بھر کچھ نہ کھا سکتا[2] دوسرے دن جب شام ہو تو کھا سکتا ایک دن ایسا ہوا کہ قیس بن صرمہ انصاری روزہ

---

[1] معلوم ہوا کہ رمضان کا استقبال کرنا منع ہے جیسے بعضے لوگ کرتے ہیں کہ رمضان کے آنے سے پہلے ہی روزے شروع کر دیتے ہیں ہمارے زمانہ میں ہندو کی لوگ جو کہتے ہیں مہدی کی آمد و رفت ایسا ہی کیا کرتے ہیں ۱۲ منہ [2] نسائی کی روایت میں یوں ہے جب شام کا کھانا کھانے سے پہلے سو جاتا تو رات بھر کچھ نہ کھا سکتا یہاں تک کہ دوسرے دن سورج ڈوبے اور ابوالشیخ کی روایت میں ہے مسلمان افطار کے وقت کھاتے پیتے عورتوں سے صحبت کرتے جب تک سوتے نہیں سونے کے بعد پھر دوسرا دن ختم ہونے تک کچھ نہ کر سکتے یہ قاعدہ مسلمانوں نے اہل کتاب کو دیکھ کر اپنے میں جاری کیا تھا جیسے ابن جریر نے سدی سے نکالا ۱۲ منہ . . . . .

يَوْمَهُ حَتّٰى يُمْسِيَ وَاِنَّ قَيْسَ بْنَ صِرْمَةَ الْاَنْصَارِيَّ كَانَ صَائِمًا فَلَمَّا حَضَرَ الْاِفْطَارُ اَتٰى امْرَاَتَهُ فَقَالَ لَهَا اَعِنْدَكِ طَعَامٌ قَالَتْ لَا وَلٰكِنْ اَنْطَلِقُ فَاَطْلُبُ لَكَ وَكَانَ يَوْمَهُ يَعْمَلُ فَغَلَبَتْهُ عَيْنَاهُ فَجَاءَتْهُ امْرَاَتُهُ فَلَمَّا رَاَتْهُ قَالَتْ خَيْبَةً لَكَ فَلَمَّا انْتَصَفَ النَّهَارُ غُشِيَ عَلَيْهِ فَذُكِرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ اُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ اِلٰى نِسَآئِكُمْ فَفَرِحُوْا بِهَا فَرَحًا شَدِيْدًا وَّنَزَلَتْ وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ۔

دار تھے۔ افطار کے وقت اپنی بیوی کے پاس آئے اور پوچھا تیرے پاس کھانا ہے؟ انہوں نے کہا نہیں۔ لیکن میں جاتی ہوں تلاش کر لاتی ہوں قیس سارا دن مزدوری کرتے تھے انکی آنکھ لگ گئی بیوی واپس گھر آئی تو دیکھا میاں سو گئے ہیں۔ کہا ہائے بے قسمت! دوسرے دن دوپہر کو وہ بیہوش ہو گئے (سخت بھوک کے مارے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اسکا ذکر ہوا اس وقت یہ آیت اتری اُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ اِلٰى نِسَآئِكُمْ اس آیت سے صحابہ کرام بہت خوش ہوئے اور یہ آیت بھی اتری فَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ (جب تک صبح کی سفید دھاری کالی دھاری سے نکل کر صاف نہ دکھائی دے کھا پی سکتے ہو۔

بَابٌ ۱۲۰۰ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى اللَّيْلِ

فِيْهِ الْبَرَآءُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى اللَّيْلِ

اس باب میں حضرت براء رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے (جو اوپر گذری)

۱۷۹۹۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ اَخْبَرَنِيْ حُصَيْنُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ عَمَدْتُ اِلٰى عِقَالٍ اَسْوَدَ وَاِلٰى عِقَالٍ اَبْيَضَ فَجَعَلْتُهُمَا تَحْتَ وِسَادَتِيْ فَجَعَلْتُ اَنْظُرُ فِي اللَّيْلِ فَلَا يَسْتَبِيْنُ لِيْ فَغَدَوْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْتُ لَهُ ذٰلِكَ فَقَالَ اِنَّمَا ذٰلِكَ سَوَادُ اللَّيْلِ وَبَيَاضُ النَّهَارِ۔

(از حجاج بن منہال از ہشیم از حصین بن عبد الرحمان از شعبی) عدی بن حاتم نے فرمایا جب یہ آیت اتری حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ۔ تو میں نے دو رسیاں لے لیں ایک کالی ایک سفید اور انہیں اپنے سرہانے کے نیچے رکھ لیا۔ اور رات کو دیکھتا رہا مجھے ان کے رنگ صاف (جدا جدا) نظر نہ آئے صبح کو میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا (آپ ہنسے) اور فرمایا[1] کالے دھاگے سے رات کی سیاہی اور سفید دھاگے سے دن کی روشنی مراد ہے

[1] ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا تو عریض القفا ہے یعنے نادان ہے ۱۲ منہ

۱۸۰۰۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ ح وَ حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ حَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانَ مُحَمَّدُ بْنُ مُطَرِّفٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ أُنْزِلَتْ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ وَلَمْ يَنْزِلْ مِنَ الْفَجْرِ فَكَانَ رِجَالٌ إِذَا أَرَادُوا الصَّوْمَ رَبَطَ أَحَدُهُمْ فِي رِجْلِهِ الْخَيْطَ الْأَبْيَضَ وَالْخَيْطَ الْأَسْوَدَ وَلَمْ يَزَلْ يَأْكُلُ حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَهُ رُؤْيَتُهُمَا فَأَنْزَلَ اللَّهُ بَعْدُ مِنَ الْفَجْرِ فَعَلِمُوا أَنَّهُ إِنَّمَا يَعْنِي اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ

(از سعید بن ابی مریم از ابن ابی حازم از والدش از سہل بن سعد) دوسری سند (از سعید بن ابی مریم از ابو غسان محمد بن مطرف از ابو حازم) سہل بن سعد کہتے ہیں کہ یہ آیت اتری کُلُوا وَاشْرَبُوا حَتّٰی یَتَبَیَّنَ لَکُمُ الْخَیْطُ الْاَبْیَضُ مِنَ الْخَیْطِ الْاَسْوَدِ اور مِنَ الْفَجْرِ کا لفظ نہ اترا بعض لوگوں نے اپنے پاؤں پر سفید اور کالا دو دھاگے باندھ لیے اور اس وقت تک کھاتے رہے جب تک ان کا رنگ نہیں کھلا پھر اللہ تعالیٰ نے یہ لفظ نازل فرمایا مِنَ الْفَجْرِ۔ جب وہ یہ سمجھے کہ سیاہ اور سفید دھاگے سے مراد رات دن ہیں

بَاب ۱۲۰۱ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَمْنَعَنَّكُمْ مِنْ سَحُورِكُمْ أَذَانُ بِلَالٍ

باب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بلال کی اذان تمہیں سحری کھانے سے نہ روکے

۱۸۰۱۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَعِيلَ عَنْ أَبِي أُسَامَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رض وَالْقَسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ رض أَنَّ بِلَالًا كَانَ يُؤَذِّنُ بِلَيْلٍ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يُؤَذِّنَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ فَإِنَّهُ لَا يُؤَذِّنُ حَتَّى يَطْلُعَ الْفَجْرُ قَالَ الْقَسِمُ وَلَمْ يَكُنْ بَيْنَ أَذَانِهِمَا إِلَّا أَنْ يَرْقَى ذَا وَيَنْزِلَ ذَا

(عبید بن اسمٰعیل از ابو اسامہ از عبید اللہ از نافع از ابن عمر و از قاسم بن محمد) حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ حضرت بلالؓ رات ہی کو اذان دے دیتے تھے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم ابن ام مکتوم کی اذان ہونے تک کھاتے پیتے رہا کرو کیوں کہ وہ طلوع فجر کے وقت اذان دیتا ہے

قاسم کہتے ہیں اور دونوں اذانوں (یعنی بلالؓ و ابن ام مکتوم) میں اتنا فرق تھا کہ ایک اترتا اور ایک چڑھتا[1]

بَاب ۱۲۰۲ تَاخِيرِ السُّحُورِ

باب سحری کھانا میں دیر کرنا۔

۱۸۰۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا

(از محمد بن عبید اللہ از عبد العزیز بن ابی حازم از ابو حازم) سہل

---

[1] بظاہر یہ حدیث مشکل ہے کیونکہ اتنی دیر میں اس قدر وقت کہاں ہو سکتا تھا کہ لوگ کھاتے پیتے رہیں بعضوں نے کہا صحابہ کی سحری بہت قلیل ہوتی ایک آدھ کھجور یا ایک آدھ لقمہ کھانے کا دوسرے یہ کہ ممکن ہے کہ بلالؓ اذان کے بعد منبر پر دیر تک ٹھہرے رہتے ہوں اور دعا اور استغفار کرتے رہتے اور ان کے اترنے کے بعد ابن ام مکتوم چڑھتے ہوں اور اذان کہتے ہوں دوسری روایت میں ہے کہ ابن ام مکتوم اندھے تھے وہ اس وقت تک اذان نہیں دیتے تھے جب تک لوگ ان سے نہ کہتے کہ صبح ہوگئی صبح ہوگئی

عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ ابْنِ سَعْدٍ رضی قَالَ كُنْتُ اَتَسَحَّرُ فِيْ اَهْلِيْ ثُمَّ تَكُوْنُ سُرْعَتِيْ اَنْ اُدْرِكَ السُّجُوْدَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

بن سعد کہتے ہیں میں اپنے گھر میں سحری کھاتا پھر مجھے جلدی ہوتی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صبح کی نماز حاصل کرلوں

بَابٌ ۱۲۰۳ قَدْرِكَمْ بَيْنَ السُّحُوْرِ وَصَلٰوةِ الْفَجْرِ۔

باب سحری ختم ہونے اور نماز فجر میں کتنا فاصلہ ہونا چاہیے

۱۸۰۳۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ اَنَسٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رضی قَالَ تَسَحَّرْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَامَ اِلَى الصَّلٰوةِ قُلْتُ كَمْ كَانَ بَيْنَ الْاَذَانِ وَالسُّحُوْرِ قَالَ قَدْرُ خَمْسِيْنَ اٰيَةً۔

(از مسلم بن ابراہیم از ہشام از قتادہ از انس) زید بن ثابت کہتے ہیں ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سحری کھائی پھر آپ صبح کی نماز کے لئے کھڑے ہوئے

انس رض کہتے ہیں میں نے پوچھا سحری اور صبح کی آذان میں کتنا فاصلہ ہوتا انہوں نے کہا پچاس آیتیں پڑھنے کی مقدار[1]

بَابٌ ۱۲۰۴ بَرَكَةِ السُّحُوْرِ مِنْ غَيْرِ اِيْجَابٍ لِاَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابَهُ وَاصَلُوْا وَلَمْ يُذْكَرِ السُّحُوْرُ

باب سحری کھانا باعث برکت ہے واجب نہیں کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب نے پے درپے روزے رکھے ان میں سحری کا ذکر نہیں۔

۱۸۰۴۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاصَلَ فَوَاصَلَ النَّاسُ فَشَقَّ عَلَيْهِمْ فَنَهَاهُمْ قَالُوْا اِنَّكَ تُوَاصِلُ قَالَ لَسْتُ كَهَيْئَتِكُمْ اِنِّيْ اَظَلُّ اُطْعَمُ وَاُسْقٰى۔

(از موسی بن اسمٰعیل از جویریہ از نافع) عبداللہ بن عمر سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لگاتار روزے رکھے لوگوں نے بھی لگاتار رکھے۔ ان پر یہ شاق گزرا آپ نے فرمایا تم ایسا نہ کرو لوگوں نے عرض کیا آپ تو لگاتار روزے رکھتے ہیں آپ نے فرمایا میں تمہاری طرح نہیں ہوں میں تو برابر کھلایا پلایا جاتا ہوں۔

۱۸۰۵۔ حَدَّثَنَا اٰدَمُ بْنُ اَبِيْ اِيَاسٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ صُهَيْبٍ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رضی قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسَحَّرُوْا فَاِنَّ فِي السُّحُوْرِ بَرَكَةً۔

(از آدم ابن ابی ایاس از شعبہ از عبدالعزیز بن صہیب) انس بن مالک رض کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سحری کھایا کرو کیونکہ اس میں برکت ہوتی ہے[2]

---

[1] اس روایت سے آدمی معلوم کر سکتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سحری کب کھاتے تھے یعنی سحر کے قریب کھاتے نہ یہ کہ بہر رات رہے سے جیسے ہمارے ملک میں عام لوگوں نے عادت کر لی ہے ہماری شریعت میں احکام نجومی اور ساعات پہچاننے کی تکلیف نہیں ہے نہ ہم کو ان پر چلنا ضرور ہے ہم کو اپنی آنکھ سے دیکھ لینا کافی ہے اگر یہ معلوم ہو جائے کہ صبح ہوگئی تو کھانا پینا موقوف کرے ورنہ فراغت سے کھا پی سکتا ہے گو نجوم کے قاعدے سے صبح ہوگئی ہو ۱۲ منہ [2] ایک روایت میں ہے سحر کو ایک گھونٹ پانی ہی پی لے یا ایک کھجور یا چند دانے منقی کے کھالے دوسری روایت میں ہے سحری کھا کر روزے کی قوت حاصل کرو اور دوپہر کو سو کر رات کو جاگنے کی ۱۲ منہ

باب ۱۲۰۵ إِذَا نَوَى بِالنَّهَارِ صَوْمًا

وَقَالَتْ أُمُّ الدَّرْدَاءِ كَانَ أَبُو الدَّرْدَاءِ يَقُولُ عِنْدَكُمْ طَعَامٌ فَإِنْ قُلْنَا لَا قَالَ فَإِنِّي صَائِمٌ يَوْمِي هَذَا وَفَعَلَهُ أَبُو طَلْحَةَ وَأَبُو هُرَيْرَةَ وَابْنُ عَبَّاسٍ وَحُذَيْفَةُ

۱۸۰۶۔ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ رَجُلًا يُنَادِي فِي النَّاسِ يَوْمَ عَاشُورَاءَ أَنْ مَنْ أَكَلَ فَلْيُتِمَّ أَوْ فَلْيَصُمْ وَمَنْ لَمْ يَأْكُلْ فَلَا يَأْكُلْ۔

باب ۱۲۰۶ الصَّائِمِ يُصْبِحُ جُنُبًا

۱۸۰۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ سُمَيٍّ مَوْلَى أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامِ بْنِ الْمُغِيرَةِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا بَكْرِ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ كُنْتُ أَنَا وَأَبِي حِينَ دَخَلْنَا عَلَى عَائِشَةَ وَأُمِّ سَلَمَةَ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ أَنَّ أَبَاهُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ أَخْبَرَ مَرْوَانَ أَنَّ عَائِشَةَ وَأُمَّ سَلَمَةَ أَخْبَرَتَاهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُدْرِكُهُ الْفَجْرُ وَهُوَ جُنُبٌ مِنْ أَهْلِهِ ثُمَّ يَغْتَسِلُ وَيَصُومُ وَقَالَ مَرْوَانُ لِعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَارِثِ أُقْسِمُ بِاللَّهِ لَتُقَرِّعَنَّ بِهَا

باب دن کو روزے کی نیت کر لینا[1]

حضرت ام درداء[2] نے فرمایا حضرت ابوالدرداء پوچھتے تھے تمہارے پاس کھانا ہے تو اگر ہم گھر والے کہہ دیتے نہیں تو وہ کہتے ہیں آج روزے سے ہوں ابوطلحہ ابوہریرہ ابن عباس اور حذیفہ کا بھی یہی طریقہ تھا

(از ابوعاصم از یزید بن ابی عبید) سلمہ بن اکوع سے مروی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عاشورا کے دن ایک شخص کو لوگوں میں یہ اعلان کرنے کو بھیجا، کہ جس نے آج کچھ کھا لیا ہے وہ شام تک کچھ نہ کھائے یا روزہ رکھے اور جس نے کچھ نہیں کھایا شام تک کچھ نہ کھائے۔

باب صبح کو روزہ دار بحالت جنابت اُٹھے تو کیا کرے۔

(از عبداللہ بن مسلمہ از مالک از سمی یعنی غلام ابوبکر بن عبدالرحمان بن حارث بن ہشام بن مغیرہ) ابوبکر بن عبدالرحمان فرماتے ہیں میں اور میرا باپ دونوں جب حضرت عائشہؓ اور ام سلمہ کے پاس گئے۔ دوسری سند (از ابوالیمان از شعیب از زہری از ابوبکر بن عبدالرحمان بن حارث از ہشام) انکے والد عبدالرحمان نے مروان کو بتایا کہ حضرت عائشہؓ اور ام سلمہ نے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے گھر والوں میں صبح ہو جاتی اور آپ بحالت جنابت ہوتے تو غسل فرماتے پھر روزہ رکھتے اور مروان نے عبدالرحمان بن حارث سے کہا میں تجھے خدا کی قسم دیتا ہوں کہ یہ حدیث حضرت ابوہریرہؓ کو خوب اچھی طرح سنا دو[3]۔ اُن دنوں مروان مدینہ کا حاکم تھا ابوبکر بن عبدالرحمان نے کہا عبدالرحمان نے اس بات کو پسند نہیں کیا پھر اتفاق سے ہم سب

---

[1] اکثر علماء کے نزدیک فرض روزے کی نیت رات سے کرنا ضروری ہے اگر نفل ہوں تو دن کو بھی نیت کر سکتے ہیں اور امام ابوحنیفہ رحمہ نے فرض کی بھی نیت دن کو جائز رکھی ہے ۱۲ منہ

[2] ابن درداء کی روایت کو ابن ابی شیبہ نے اور ابوطلحہ کی روایت کو عبدالرزاق نے اور ابوہریرہ کی روایت کو بیہقی نے اور ابن عباسؓ کی روایت کو طحاوی نے اور حذیفہ کی روایت کو بھی عبدالرزاق نے وصل کیا کذا قال الحافظ ۱۲ منہ

[3] ابوہریرہؓ نے فضل کی حدیث سن کر اس کے خلاف فتوی دیا تھا مروان کا مطلب یہ تھا کہ عبدالرحمان اُن کو پریشان کریں لیکن عبدالرحمان نے یہ منظور نہ کیا اور خاموش رہے پھر موقع پا کر ابوہریرہ سے اس مسئلے کا ذکر کیا ایک روایت میں ہے کہ ابوہریرہؓ نے حضرت عائشہ اور ام سلمہ کی حدیث سنکر کہا کہ وہ خوب جانتی ہیں گویا اپنے فتوے سے رجوع کیا ۱۲

أَبَا هُرَيْرَةَ وَمَرْوَانُ يَوْمَئِذٍ عَلَى الْمَدِينَةِ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ فَكَرِهَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ثُمَّ قُدِّرَ لَنَا أَنْ نَجْتَمِعَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ وَكَانَتْ لِأَبِي هُرَيْرَةَ هُنَالِكَ أَرْضٌ فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ لِأَبِي هُرَيْرَةَ إِنِّي ذَاكِرٌ لَكَ أَمْرًا وَلَوْلَا مَرْوَانُ أَقْسَمَ عَلَيَّ فِيهِ لَمْ أَذْكُرْهُ لَكَ فَذَكَرَ قَوْلَ عَائِشَةَ وَأُمِّ سَلَمَةَ وَقَالَ كَذٰلِكَ حَدَّثَنِي الْفَضْلُ بْنُ عَبَّاسٍ وَهُوَ أَعْلَمُ وَقَالَ هَمَّامٌ وَابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُ بِالْفِطْرِ وَالْأَوَّلُ أَسْنَدُ۔

بَابٌ ۱۲۰۷ الْمُبَاشَرَةِ لِلصَّائِمِ

وَقَالَتْ عَائِشَةُ يَحْرُمُ عَلَيْهِ فَرْجُهَا

۱۸۰۸۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ عَنْ شُعْبَةَ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ رض قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَبِّلُ وَيُبَاشِرُ وَهُوَ صَائِمٌ وَكَانَ أَمْلَكَكُمْ لِإِرْبِهِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مَآرِبُ حَاجَةٌ قَالَ طَاوُسٌ غَيْرِ أُولِي الْإِرْبَةِ الْأَحْمَقُ لَا حَاجَةَ لَهُ فِي النِّسَاءِ

بَابٌ ۱۲۰۸ الْقُبْلَةِ لِلصَّائِمِ

وَقَالَ جَابِرُ بْنُ زَيْدٍ إِنْ نَظَرَ فَأَمْنٰى يُتِمُّ صَوْمَهُ۔

۱۸۰۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ هِشَامٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ

ذوالحلیفہ میں جمع ہوئے وہاں حضرت ابوہریرہ کی زمین تھی تو ابوہریرہ کو عبدالرحمان نے کہا تمہیں بات بتاتا ہوں۔ اگر مروان نے مجھے قسم نہ دی ہوتی تو تم سے بیان نہ کرتا پھر انہوں نے حضرت عائشہ اور ام سلمہ کی حدیث بیان کی ابوہریرہ نے کہا میں کیا کروں فضل بن عباس نے مجھ سے حدیث بیان کی تھی وہ جانیں اور ہمام اور ابن عبداللہ بن عمرؓ نے حضرت ابوہریرہؓ سے یوں روایت کیا ہے کہ النبی صورت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم افطار کا حکم دیتے تھے[1] مگر حضرت عائشہ اور ام سلمہ کی روایت زیادہ معتبر ہے۔

باب روزہ دار کو عورت کا بوسہ وغیرہ کی حد تک اجازت

ہے حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ روزہ دار پر عورت کی شرمگاہ حرام ہے۔

(از سلیمان بن حرب از شعبہ از حکم از ابراہیم از اسود) حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بحالت روزہ بوسہ لیتے اور مباشرت[2] یعنی مساس کرتے (بدن کو ہاتھ لگاتے) کیونکہ وہ تم سب سے زیادہ اپنی خواہش پر اختیار رکھتے تھے[3] ابن عباس کہتے ہیں[4] مآرب قرآن میں لفظ ہے اس کے معنی ہیں حاجتیں طاؤس[5] نے کہا غیر اولی الاربہ قرآن میں ہے اس کا معنی بیوقوف جس کو عورتوں سے غرض نہ ہو۔

باب روزے میں بوسہ لینا۔ جابر بن زید[6] کہتے

ہیں اگر روزہ دار نے شہوت سے دیکھا اور منی نکل آئے تو روزہ پورا کرلے

(از محمد بن مثنیٰ از یحییٰ از ہشام از عروہ از حضرت عائشہ از آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) دوسری سند (از عبداللہ بن مسلمہ از مالک از ہشام از عروہ از حضرت عائشہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بحالت روزہ بعض ازواج

---

[1] ہمام کی روایت کو امام احمد اور ابن حیان نے اور ابن عبداللہ کی روایت کو عبدالرزاق نے وصل کیا۔ ابن عبداللہ سے سالم بن عبداللہ بن عمرؓ مراد ہیں یا عبداللہ بن عبداللہ یا عبیداللہ بن عبداللہ ۱۲ منہ۔ [2] اس میں اشارہ ہے کہ جوان آدمی کو روزے میں بوسہ اور مباشرت مکروہ ہے ایسا نہ ہو کہ وہ اپنے نفس پر قادر نہ رہے اور جماع کر بیٹھے۔ دوسری حدیث میں ہے کہ آپ نے بوڑھے کو روزے میں بوسہ کی اجازت دی اور جوان کو منع فرمایا ۱۲ منہ [3] اس کو ابن ابی حاتم نے وصل کیا ۱۲ منہ [4] اس کو عبدالرزاق نے اپنی تفسیر میں وصل کیا ۱۲ منہ [5] اس کو ابن ابی شیبہ نے وصل کیا ۱۲ منہ

ابن مسلمۃ عن مالک عن ہشام عن ابیہ عن عائشۃ قالت ان کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیقبل بعض ازواجہ وھو صائم ثم ضحکت۔

کا بوسہ لے لیتے۔ یہ کہہ کر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہنس دیں۔

۱۸۱۰۔ حدثنا مسدد حدثنا یحیی عن ہشام ابن ابی عبداللہ حدثنا یحیی بن ابی کثیر عن ابی سلمۃ عن زینب ابنۃ ام سلمۃ عن امہا قالت بینما انا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الخمیلۃ اذ حضت فانسللت فاخذت ثیاب حیضتی فقال مالک انفست قلت نعم فدخلت معہ فی الخمیلۃ و کانت ھی ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یغتسلان من اناء واحد وکان یقبلہا وھو صائم

(از مسدد از یحییٰ از ہشام بن ابی عبداللہ از یحییٰ بن ابی کثیر از ابو سلمہ از زینب بنت ام سلمہ) ام سلمہ فرماتی ہیں ایک بار میں ایک چادر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آرام کر رہی تھی اتنے میں حائضہ ہو گئی میں خاموشی سے بستر سے چلی گئی اور حیض کے کپڑے سنبھالے آپ نے فرمایا تجھے کیا ہوا؟ کیا تو حائضہ ہو گئی؟ میں نے کہا ہاں پھر میں اسی چادر میں آ گئی ام سلمہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دونوں مل کر ایک ہی برتن سے غسل کر لیتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بحالت روزہ ان کا بوسہ بھی لے لیا کرتے تھے

باب ۱۲۰۹ اغتسال الصائم و

باب روزے میں نہانا۔

بل ابن عمر ثوبا فالقاہ علیہ و ھو صائم ودخل الشعبی الحمام و ھو صائم وقال ابن عباس لا باس ان یتطعم القدر او الشیء وقال الحسن لا باس بالمضمضۃ والتبرد للصائم وقال ابن مسعود اذا کان صوم احدکم فلیصبح دھینا مترجلا وقال انس ان لی ابزن اتقحم فیہ وانا صائم ویذکر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم

عبداللہ بن عمرؓ نے کپڑا تر کر کے اپنے بدن پر ڈال لیا[1] شعبی روزہ دار تھے[2] اور حمام میں گئے ابن عباس کہتے ہیں ہنڈیا یا اور کسی چیز کا مزہ چکھنے میں کوئی حرج نہیں بحالت روزہ[3] امام حسن بصریؒ کہتے ہیں[4] کلی کرنے میں کوئی حرج نہیں نہ پانی سے اپنے آپ کو ٹھنڈا کرنے میں کوئی حرج ہے ابن مسعودؓ کہتے ہیں[5] جب کوئی روزہ رکھنا چاہے تو صبح کو تیل لگائے ہوئے کنگھی کیے ہوئے ہو انس کہتے ہیں[6] میرا ایک حوض ہے میں بحالت روزہ اس میں غوطے لگاتا ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ آپ روزے

---

[1] اس کو ابن ابی شیبہ نے وصل کیا ۱۲ منہ [2] اس کو ابن ابی شیبہ نے وصل کیا ۱۲ منہ [3] اس کو ابن شیبہ اور بیہقی نے وصل کیا ۱۲ منہ [4] اس کو عبدالرزاق نے وصل کیا ۱۲ منہ [5] اس اثر کی مناسبت ترجمہ باب سے مشکل ہے ابن منیر نے کہا امام بخاری نے اس پر رد کیا جس نے روزہ دار کے لیے غسل مکروہ رکھا ہے کیونکہ اگر منہ میں پانی جانے کے ڈر سے مکروہ رکھا ہے تو کلی کرنے اور ناک میں پانی ڈالنے میں بھی اس کا ڈر رہتا ہے اگر اس لیے مکروہ رکھا ہے کہ روزے میں زیب و زینت اور آرائش اچھی نہیں تو سلف نے کنگھی کرنا تیل ڈالنا روزہ دار کے لیے جائز رکھا ہے۔ حافظ نے یہ بیان نہیں کیا کہ ابن مسعود کے اثر کو کس نے وصل کیا نہ قسطلانی نے بیان کیا ۱۲ منہ [6] اس کو قاسم بن ثابت نے غریب الحدیث میں وصل کیا ۱۲ منہ

أَنَّهُ اسْتَاكَ وَهُوَ صَائِمٌ وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ يَسْتَاكُ أَوَّلَ النَّهَارِ وَآخِرَهُ وَلَا يَبْلَعُ رِيقَهُ وَقَالَ عَطَاءٌ إِنِ ازْدَرَدَ رِيقَهُ لَا أَقُولُ يُفْطِرُ وَقَالَ ابْنُ سِيرِينَ لَا بَأْسَ بِالسِّوَاكِ الرَّطْبِ قِيلَ لَهُ طَعْمٌ قَالَ وَالْمَاءُ لَهُ طَعْمٌ وَأَنْتَ تُمَضْمِضُ بِهِ وَلَمْ يَرَ أَنَسٌ وَالْحَسَنُ وَإِبْرَاهِيمُ بِالْكُحْلِ لِلصَّائِمِ بَأْسًا

میں مسواک کیا کرتے تھے[1]۔ اور ابن عمر بحالت روزہ صبح و شام مسواک کیا کرتے۔ روزہ دار تھوک نگلے[2] عطاء کہتے ہیں اگر روزہ دار تھوک نگل جائے، تو میں یہ نہیں کہتا کہ اس کا روزہ جاتا رہا ابن سیرین نے کہا کچی[3] مسواک کرنے میں کوئی حرج نہیں لوگوں نے کہا اس میں تو مزہ ہوتا ہے انہوں نے کہا مزہ تو پانی میں بھی ہوتا ہے حالانکہ روزے میں پانی سے کلی کرتے ہو اور انس اور حسن اور ابراہیم نے کہا روزہ دار کو سرمہ لگانا جائز ہے[4]

۱۸۱۱- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ وَأَبِي بَكْرٍ قَالَتْ عَائِشَةُ رضی اللہ عنہا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُدْرِكُهُ الْفَجْرُ فِي رَمَضَانَ مِنْ غَيْرِ حُلُمٍ فَيَغْتَسِلُ وَيَصُومُ

(از احمد بن صالح از ابن وہب از یونس از شہاب) عروہ و ابوبکر سے مروی ہے حضرت عائشہ نے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل کی حاجت ہوتی بغیر احتلام کے (جماع سے) اور صبح ہو جاتی، تو آپ غسل فرماتے اور روزہ رکھتے

۱۸۱۲- حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ سُمَيٍّ مَوْلَى أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامِ بْنِ الْمُغِيرَةِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا بَكْرِ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ كُنْتُ أَنَا وَأَبِي فَذَهَبْتُ مَعَهُ حَتَّى دَخَلْنَا عَلَى عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ أَشْهَدُ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ كَانَ لَيُصْبِحُ جُنُبًا مِنْ جِمَاعٍ غَيْرِ احْتِلَامٍ ثُمَّ يَصُومُهُ ثُمَّ دَخَلْنَا عَلَى أُمِّ سَلَمَةَ فَقَالَتْ مِثْلَ ذَلِكَ۔

(از اسماعیل از مالک از سمی یعنی ابوبکر بن عبدالرحمان بن حارث بن ہشام بن مغیرہ کا غلام) ابوبکر بن عبدالرحمان فرماتے ہیں میں اور میرے والد ہم دونوں حضرت عائشہؓ کے پاس گئے۔ انہوں نے فرمایا میں اس بات کی گواہی دیتی ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اگر بحالت جنابت از جماع صبح کرتے، تو آپ اس دن روزہ رکھ لیتے پھر ہم دونوں ام سلمہ کے پاس گئے انہوں نے بھی ایسا ہی کہا

باب ۱۲۱ الصَّائِمُ إِذَا أَكَلَ أَوْ شَرِبَ نَاسِيًا

وَقَالَ عَطَاءٌ إِنِ اسْتَنْثَرَ

باب روزہ دار اگر بھول کر کچھ کھا پی لے (تو روزہ نہیں[5] جاتا)

عطاء[6] کہتے ہیں اگر روزہ دار پانی ناک میں ڈالے

---

[1] اس کو ابن ابی شیبہ نے وصل کیا ۱۲ منہ [2] حافظ نے نہ قسطلانی نے یہ بیان کیا کہ اس اثر کو کس نے وصل کیا ۱۲ منہ [3] کچی یعنے گیلی ہری مسواک کرنے میں جب کچی مسواک منع نہ ہوئی تو خشک مسواک بطریق اولیٰ منع نہ ہوگی اس کو ابن ابی شیبہ نے وصل کیا ۱۲ منہ [4] انس کے اثر کو ابو داؤد نے اور حسن کے اثر کو عبدالرزاق نے اور ابراہیم نخعی کے اثر کو سعید بن منصور نے وصل کیا ۱۲ منہ [5] اس مسئلے میں علماء کا اختلاف ہے جمہور علماء کے نزدیک بھولے سے کھانے پینے میں روزہ نہیں جاتا نہ قضا لازم ہوتی ہے اور امام مالک نے کہا اس کا روزہ باطل ہو جائے گا اور قضا واجب ہوگی ۱۲ منہ [6] اس کو عبدالرزاق نے وصل کیا ابن جریج کے طریق سے حنفیہ نے اس میں خلاف کیا ہے ان کے نزدیک ایسی حالت میں روزہ جاتا رہے گا اور قضا لازم ہوگی ۱۲ منہ

فَدَخَلَ الْمَاءُ فِي حَلْقِهِ لَا بَأْسَ إِنْ لَمْ يَمْلِكْ وَقَالَ الْحَسَنُ إِنْ دَخَلَ حَلْقَهُ الذُّبَابُ فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ وَقَالَ الْحَسَنُ وَمُجَاهِدٌ إِنْ جَامَعَ نَاسِيًا فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ۔

اور پانی حلق میں اتر آئے تو کوئی حرج نہیں اگر وہ پانی نکالنے پر قادر نہ ہو امام حسن بصری کہتے ہیں اگر مکھی حلق میں چلی جائے تو کوئی حرج نہیں اور حسن اور مجاہد کہتے ہیں بھول کر جماع کرنے سے بھی روزہ نہیں جاتا۔

۱۸۱۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ حَدَّثَنَا ابْنُ سِيرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا نَسِيَ فَأَكَلَ وَشَرِبَ فَلْيُتِمَّ صَوْمَهُ فَإِنَّمَا أَطْعَمَهُ اللَّهُ وَسَقَاهُ

(از عبدان از یزید بن زریع از ہشام از محمد بن سیرین) حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب بھول کر بحالت روزہ کوئی کھا پی لے تو وہ روزہ پورا کرلے کیونکہ اسے اللہ تعالیٰ نے کھلایا پلایا۔[۱]

بَاب ۱۲۱۱ سِوَاكِ الرَّطْبِ وَالْيَابِسِ لِلصَّائِمِ

باب سوکھی اور کچی مسواک دونوں روزہ دار کو جائز ہیں۔

وَيُذْكَرُ عَنْ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَاكُ وَهُوَ صَائِمٌ مَا لَا أُحْصِي أَوْ أَعُدُّ وَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمَّتِي لَأَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ وُضُوءٍ وَيُرْوَى نَحْوُهُ عَنْ جَابِرٍ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَخُصَّ الصَّائِمَ مِنْ غَيْرِهِ وَقَالَتْ عَائِشَةُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السِّوَاكُ مَطْهَرَةٌ لِلْفَمِ مَرْضَاةٌ لِلرَّبِّ وَقَالَ عَطَاءٌ وَقَتَادَةُ يَبْتَلِعُ رِيقَهُ

عامر بن ربیعہ سے مذکور ہے۔ کہتے ہیں میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ بحالت روزہ مسواک کرتے تھے میں گن نہیں سکتا بے شمار بار دیکھا۔[۲] حضرت ابوہریرہؓ آنحضرت سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا اگر مجھے اپنی امت پر مشکل ہو جانے کا خطرہ نہ ہوتا تو وضو کے لئے انہیں مسواک کرنے کا حکم دیتا۔[۳] اسی طرح حضرت جابرؓ سے مروی ہے۔[۴] اور زید بن خالد سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا۔ اس میں روزہ دار وغیرہ کا امتیاز و تخصیص نہیں۔[۵] اور حضرت عائشہؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے[۶] روایت کی آپ نے فرمایا مسواک منہ کو پاک کرنے والی شے ہے خدا کو پسند ہے۔ عطاء اور قتادہ کہتے ہیں، روزہ دار تھوک نگل سکتا ہے۔

---

[۱] اس کو ابن ابی شیبہ نے وصل کیا۔ ابن منذر نے اس پر اتفاق کیا لیکن انہوں نے اشہب سے نقل کیا کہ قضا کرنا بہتر ہے ۱۲ منہ [۲] دوسری روایت میں ہے کہ یہ اللہ کا رزق ہے جو اس کو دیا۔ ابن عربی نے کہا تمام شہروں کے فقہاء نے اسی حدیث کے موافق یہ حکم دیا ہے کہ بھول کر کھا پی لینے سے روزہ نہیں جاتا مگر امام مالک نے سب کے برخلاف کہا ہے کہ روزہ جاتا رہے گا اور قضا لازم ہوگی ۱۲ منہ [۳] اس کو امام احمد اور ابوداؤد اور ترمذی اور ابن خزیمہ نے وصل کیا ۱۲ منہ [۴] یہ امام نسائی اور طحاوی کا لفظ ہے اور وں کی روایت میں یوں ہے لامرتہم بالسواک عند کل صلوٰۃ اس سے بھی مطلب نکل آتا ہے کیونکہ آخر دن میں نماز ضرور پڑھے گا۔ جب ہر نماز پر مسواک مشروع ہوئی تو روزے میں بھی مشروع ہوگی ۱۲ منہ [۵] جابر کی روایت کو ابو نعیم نے کتاب السواک میں اور زید بن خالد کی روایت کو امام احمد اور اصحاب سنن نے وصل کیا مگر اس میں عند کل صلوٰۃ ہے ۱۲ منہ [۶] کچی اور سوکھی مسواک کی تخصیص کی تو امام بخاری نے اس حدیث کے عموم سے دلیل لی ۱۲ منہ [۷] اس کو امام احمد اور نسائی اور ابن خزیمہ اور ابن حبان نے وصل کیا ۱۲ منہ [۸] عطاء کے اثر کو سعید بن منصور نے اور

۱۸۱۴- حَدَّثَنَا عَبْدَانُ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰہِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ قَالَ حَدَّثَنِی الزُّھْرِیُّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ یَزِیْدَ عَنْ حُمْرَانَ رَاَیْتُ عُثْمَانَ رض تَوَضَّاَ فَاَفْرَغَ عَلٰی یَدَیْہِ ثَلٰثًا ثُمَّ تَمَضْمَضَ وَاسْتَنْثَرَ ثُمَّ غَسَلَ وَجْھَہٗ ثَلَاثًا ثُمَّ غَسَلَ یَدَہُ الْیُمْنٰی اِلَی الْمِرْفَقِ ثَلَاثًا ثُمَّ غَسَلَ یَدَہُ الْیُسْرٰی اِلَی الْمِرْفَقِ ثَلَاثًا ثُمَّ مَسَحَ بِرَاْسِہٖ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَہُ الْیُمْنٰی ثَلٰثًا ثُمَّ الْیُسْرٰی ثَلٰثًا ثُمَّ قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَوَضَّاَ نَحْوَ وُضُوْئِیْ ھٰذَا ثُمَّ قَالَ مَنْ تَوَضَّاَ وُضُوْئِیْ ھٰذَا ثُمَّ یُصَلِّیْ رَکْعَتَیْنِ لَا یُحَدِّثُ نَفْسَہٗ فِیْھِمَا اِلَّا غُفِرَ لَہٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ

(از عبدان از عبداللہ بن المبارک از معمر از زہری از عطاء بن یزید) حمران کہتے ہیں، میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو دیکھا، انہوں نے وضو کیا تو تین بار اپنے ہاتھوں پر پانی ڈالا۔ پھر کلی کی۔ ناک صاف کیا۔ پھر تین بار منہ دھویا۔ پھر دایاں ہاتھ تین بار کہنی تک۔ پھر بایاں ہاتھ کہنی تک تین بار دھویا۔ پھر سر پر مسح کیا۔ پھر اپنا دایاں پاؤں تین بار دھویا پھر بایاں پاؤں تین بار دھویا پھر فرمایا۔ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ انہوں نے وضو فرمایا جیسے میں نے کیا ہے۔ پھر آنحضرتؐ نے فرمایا جو شخص میرے اس وضو کی طرح وضو کرے۔ پھر دو رکعتیں تحیۃ الوضو پڑھے، ان میں ادھر ادھر کے خیالات نہ دوڑائے، تو اس کے گزشتہ گناہ بخش دیئے جائیں گے

بَاب ۱۲۱۲ قَوْلِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا تَوَضَّاَ فَلْیَسْتَنْشِقْ بِمَنْخِرِہِ الْمَآءَ وَلَمْ یُمَیِّزْ بَیْنَ الصَّآئِمِ وَغَیْرِہٖ وَقَالَ الْحَسَنُ لَا بَاْسَ بِالسَّعُوْطِ لِلصَّآئِمِ اِنْ لَّمْ یَصِلْ اِلٰی حَلْقِہٖ وَیَکْتَحِلُ وَقَالَ عَطَآءٌ اِنْ تَمَضْمَضَ ثُمَّ اَفْرَغَ مَا فِیْ فِیْہِ مِنَ الْمَآءِ لَا یَضِیْرُہٗ اِنْ لَّمْ یَزْدَرِدْ رِیْقَہٗ وَمَاذَا بَقِیَ فِیْ فِیْہِ وَلَا یَمْضَغُ الْعِلْکَ فَاِنِ ازْدَرَدَ رِیْقَ الْعِلْکِ لَآ اَقُوْلُ اَنَّہٗ یُفْطِرُ وَلٰکِنْ یُنْھٰی عَنْہُ فَاِنِ اسْتَنْثَرَ فَدَخَلَ الْمَآءُ حَلْقَہٗ لَا بَاْسَ لِاَنَّہٗ لَمْ یَمْلِکْ

باب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان[۱] ۔ جب کوئی وضو کرے تو اپنے نتھنوں میں پانی ڈالے۔ اور آپؐ نے صائم اور غیر صائم میں فرق نہیں کیا۔ حسن بصریؒ کے نزدیک روزہ میں ناک میں دوا ڈالنا جائز ہے[۲] بشرطیکہ حلق تک نہ پہنچے سرمہ لگا سکتا ہے۔ عطا کہتے ہیں[۳] بحالت روزہ کلی کر کے اگر پانی نکال دے تو کوئی ضرر نہیں اگر تھوک نہ نگلے اور کلی کی منہ والی تری نہ نگلے۔ روزہ دار مصطگی نہ چبائے پس اگر مصطگی کا تھوک نگل جائے تو میں نہیں کہتا کہ اس کا روزہ جاتا رہا[۴] لیکن منع ہے۔ اگر ناک میں[۵] پانی ڈالا اور حلق میں بے ارادہ پہنچ گیا تو کوئی مضائقہ نہیں۔ کیونکہ یہ اس کے اختیار میں نہیں

۱؎ اس کو مسلم اور عبدالرزاق نے وصل کیا ۱۲ منہ ۲؎ اس کو ابن ابی شیبہ نے وصل کیا اور امام ابوحنیفہ اور اوزاعی اور اسحاق کے نزدیک ناک میں دوا ڈالنے سے روزہ ٹوٹ جائیگا لیکن امام مالک اور شافعی اور جمہور علماء کے نزدیک نہیں ٹوٹے گا بشرطیکہ وہ دوا حلق میں نہ اترے ۱۲ منہ ۳؎ اس کو سعید بن منصور نے ابن مبارک سے وصل کیا انہوں نے ابن جریج سے اور عبدالرزاق نے بھی ۱۲ منہ ۴؎ اس کو عبدالرزاق نے نکالا ابن جریج سے ۱۲ منہ ۵؎ ابن منذر نے کہا اس پر اجماع ہے کہ اگر روزہ دار اپنی تھوک کے ساتھ دانتوں کے درمیان جو رہ جاتا ہے جس کو نکال نہیں سکتا نگل جائے تو اس کا روزہ نہ ٹوٹے گا۔ اور حنفیہ کہتے تھے اگر روزہ دار کے دانتوں میں گوشت رہ گیا ہو اس کو چبا کر قصداً کھا جائے تو اس پر قضا نہیں اور جمہور کہتے ہیں کہ قضا لازم ہوگی۔ اور انہوں نے روزے میں مصطگی چبانے کی رخصت دی اگر اس کے اجزاء نہ نگلیں اور نگل جائے تو جمہور علماء کے نزدیک روزہ ٹوٹ جائے گا۔ ۱۲ منہ

باب ۱۲۱۳ اِذَا جَامَعَ فِي رَمَضَانَ

وَيُذْكَرُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَفَعَهُ مَنْ أَفْطَرَ يَوْمًا مِنْ رَمَضَانَ مِنْ غَيْرِ عُذْرٍ وَلَا مَرَضٍ لَمْ يَقْضِهِ صِيَامُ الدَّهْرِ وَإِنْ صَامَهُ وَبِهِ قَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ وَقَالَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَالشَّعْبِيُّ وَابْنُ جُبَيْرٍ وَإِبْرَاهِيمُ وَقَتَادَةُ وَحَمَّادٌ يَقْضِي يَوْمًا مَكَانَهُ

باب قصداً رمضان کے دنوں میں جماع کرنا۔

حضرت ابوہریرہ رضؓ سے مرفوعاً یعنی بحوالہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مروی ہے کہ اگر رمضان میں بے عذر و بے مرض ایک دن روزہ ترک کرے تو ساری عمر کے روزے بھی اس کے برابر نہیں ہوسکتے[۱]۔ ابن مسعود رضؓ کا یہی قول ہے[۲] اور سعید بن المسیب اور شعبی اور ابن جبیر اور ابراہیم اور قتادہ اور حماد کہتے ہیں ایک روزہ اس کے بدلے میں رکھ لے[۳]

۱۸۱۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُنِيرٍ سَمِعَ يَزِيدَ ابْنَ هَارُونَ حَدَّثَنَا يَحْيَى هُوَ ابْنُ سَعِيدٍ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الْقَاسِمِ أَخْبَرَهُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ بْنِ خُوَيْلِدٍ عَنْ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللهِ ابْنِ الزُّبَيْرِ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ عَائِشَةَ رضؓ تَقُولُ إِنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّهُ احْتَرَقَ قَالَ مَالَكَ قَالَ أَصَبْتُ أَهْلِي فِي رَمَضَانَ فَأُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِكْتَلٍ يُدْعَى الْعَرَقَ فَقَالَ أَيْنَ الْمُحْتَرِقُ قَالَ أَنَا قَالَ تَصَدَّقْ بِهٰذَا۔

(از عبد اللہ بن منیر از یزید بن ہارون از یحییٰ بن سعید از عبد الرحمٰن ابن قاسم از محمد بن جعفر بن زبیر بن عوام بن خویلد از عباد بن عبد اللہ بن زبیر) حضرت عائشہ رضؓ فرماتی تھیں ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا میں دوزخ میں جل گیا۔ آپ نے فرمایا کیوں کیا ہوا؟ کہنے لگا میں نے رمضان میں اپنی عورت سے جماع کیا پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھجور کا تھیلا پیش کیا گیا جسے عرق کہتے ہیں آپ نے فرمایا۔ وہ دوزخ میں جلنے والا کہاں ہے۔؟ اس نے کہا میں حاضر ہوں یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا۔ یہ خیرات کر دے۔

باب ۱۲۱۴ اِذَا جَامَعَ فِي رَمَضَانَ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ شَيْءٌ فَتَصَدَّقَ عَلَيْهِ فَلْيُكَفِّرْ

باب اگر رمضان میں کوئی شخص قصداً جماع کرے اس کے پاس خیرات کو بھی کچھ نہ ہو، اسے کہیں سے خیرات ملے تو وہی کفارہ میں دے دے

۱۸۱۶۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رضؓ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ جُلُوسٌ عِنْدَ

(از ابوالیمان از شعیب از زہری از حمید بن عبد الرحمٰن) ابو ہریرہ رضؓ فرماتے ہیں۔ ایک بار ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے کہ ایک شخص آیا۔ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں ہلاک ہو

---

[۱] اس کو اصحاب سنن اور ابن خزیمہ نے نکالا ۱۲ منہ [۲] اس کو امام بیہقی نے وصل کیا ۱۲ منہ [۳] سعید کے اثر کو مسدد نے اور شعبی کے اثر کو سعید بن منصور اور سعید بن جبیر کے اثر کو ابن ابی شیبہ نے اور ابراہیم کے اثر کو سعید بن منصور نے اور قتادہ اور حماد بن ابی سلیمان کے اثر کو عبد الرزاق نے وصل کیا ۱۲ منہ

النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ جَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ هَلَكْتُ قَالَ مَا لَكَ قَالَ وَقَعْتُ عَلَى امْرَأَتِي وَأَنَا صَائِمٌ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ تَجِدُ رَقَبَةً تُعْتِقُهَا قَالَ لَا قَالَ فَهَلْ تَسْتَطِيعُ أَنْ تَصُومَ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ قَالَ لَا فَقَالَ فَهَلْ تَجِدُ إِطْعَامَ سِتِّينَ مِسْكِينًا قَالَ لَا قَالَ فَمَكَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَيْنَا نَحْنُ عَلَى ذٰلِكَ أُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَرَقٍ فِيهَا تَمْرٌ وَالْعَرَقُ الْمِكْتَلُ قَالَ أَيْنَ السَّائِلُ فَقَالَ أَنَا قَالَ خُذْهَا فَتَصَدَّقْ بِهِ فَقَالَ الرَّجُلُ أَعَلَى أَفْقَرَ مِنِّي يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَوَاللّٰهِ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا يُرِيدُ الْحَرَّتَيْنِ أَهْلُ بَيْتٍ أَفْقَرُ مِنْ أَهْلِ بَيْتِي فَضَحِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى بَدَتْ أَنْيَابُهُ ثُمَّ قَالَ أَطْعِمْهُ أَهْلَكَ۔

گیا۔ آپؐ نے فرمایا کیا ہوا؟ اس نے عرض کیا۔ میں نے اپنی بیوی سے بحالتِ روزہ جماع کرلیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا تجھے کوئی غلام آزاد کرنے کے لئے مل سکتا ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ آپؐ نے فرمایا کیا لگاتار دو ماہ کے روزے رکھ سکے گا؟ اس نے کہا نہیں۔ آپؐ نے فرمایا کیا ساٹھ مساکین کو کھانا کھلا سکتا ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ یہ سن کر آپ نے انتظار کی۔ ہم سب لوگ اسی طرح بیٹھے تھے۔ اتنے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھجور کا تھیلا پیش کیا گیا، جسے عرق کہتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا۔ وہ شخص کہاں گیا؟ کہنے لگا میں حاضر ہوں۔ آپؐ نے فرمایا۔ یہ تھیلا لے جا۔ اسے خیرات کردے۔ اس نے کہا خیرات تو اسے دوں جو مجھ سے زیادہ ضرورتمند ہو۔ بخدا مدینے کے دونوں سنگلاخ کناروں میں کوئی گھر مجھ سے زیادہ فقیر نہیں۔ یہ سن کر آپؐ ہنس دیئے۔ حتیٰ کہ آپؐ کے سامنے کے دندانِ مبارک چمک اٹھے۔ آپؐ نے فرمایا! اچھا اپنے گھر میں ہی خرچ کردے۔ انہی کو کھلا دے [1]

بَاب ۱۳۱۵ الْمُجَامِعِ فِي رَمَضَانَ هَلْ يُطْعِمُ أَهْلَهُ مِنَ الْكَفَّارَةِ إِذَا كَانُوا مَحَاوِيجَ۔

باب جو شخص رمضان میں قصداً جماع کرے، وہ کفارے کا کھانا اپنے گھر والوں کو بھی کھلا سکتا ہے جبکہ وہ محتاج ہوں

۱۸۱۷۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْأَخِرَ وَقَعَ عَلَى امْرَأَتِهِ فِي رَمَضَانَ فَقَالَ أَتَجِدُ مَا تُحَرِّرُ رَقَبَةً قَالَ لَا قَالَ فَتَسْتَطِيعُ أَنْ تَصُومَ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ قَالَ لَا قَالَ أَفَتَجِدُ مَا تُطْعِمُ بِهِ سِتِّينَ مِسْكِينًا قَالَ لَا قَالَ فَأُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَرَقٍ فِيهِ تَمْرٌ وَهُوَ الزَّبِيلُ قَالَ

(از عثمان بن ابی شیبہ از جریر از منصور از زہری از حمید بن عبدالرحمٰن) ابوہریرہ رضؓ سے مروی ہے ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا۔ یہ بدنصیب اپنی بیوی سے رمضان میں میں قصداً جماع کر بیٹھا۔ آپؐ نے فرمایا۔ کیا تو غلام آزاد کر سکتا ہے؟۔ اس نے کہا نہیں۔ آپؐ نے فرمایا۔ اچھا دو ماہ لگاتار روزے رکھنے کی طاقت ہے؟ کہا نہیں۔ آپؐ نے فرمایا بھلا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا سکتا ہے؟ کہا نہیں۔ پھر اتفاق سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھجور کا تھیلا پیش کیا گیا جسے عرق کہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔

[1] اس استدلال پر یہ اعتراض ہوا ہے کہ منی بھی آدمی بار بار نکالتا ہے مگر اس میں قضا اور کفارہ واجب ہے ۱۲ منہ

أَطْعِمْ هٰذَا عَنْكَ قَالَ عَلَىٰ أَحْوَجَ مِنَّا مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا أَهْلُ بَيْتٍ أَحْوَجُ مِنَّا قَالَ فَأَطْعِمْهُ أَهْلَكَ

تو فقیروں کو اپنی طرف سے یہ کھلا دے۔ اس نے کہا مدینے کے دونوں پتھریلے کناروں کے درمیان ہم سے زیادہ کوئی محتاج نہیں۔ آپؐ نے فرمایا تو اپنے گھر والوں کو کھلا دے

باب ۱۲۱۶ الْحِجَامَةِ وَالْقَيْءِ لِلصَّائِمِ

باب روزے دار کو پچھنے لگوانا اور قے کرنا کیسا ہے

وَقَالَ لِي يَحْيَى بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ سَلَّامٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُمَرَ بْنِ الْحَكَمِ بْنِ ثَوْبَانَ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رض إِذَا قَاءَ فَلَا يُفْطِرُ إِنَّمَا يُخْرِجُ وَلَا يُولِجُ وَيُذْكَرُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ يُفْطِرُ وَالْأَوَّلُ أَصَحُّ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَعِكْرِمَةُ الصَّوْمُ مِمَّا دَخَلَ وَلَيْسَ مِمَّا خَرَجَ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ رض يَحْتَجِمُ وَهُوَ صَائِمٌ ثُمَّ تَرَكَهُ فَكَانَ يَحْتَجِمُ بِاللَّيْلِ وَاحْتَجَمَ أَبُو مُوسَىٰ لَيْلًا وَيُذْكَرُ عَنْ سَعْدٍ وَزَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ وَأُمِّ سَلَمَةَ احْتَجَمُوا صِيَامًا وَقَالَ بُكَيْرٌ عَنْ أُمِّ عَلْقَمَةَ كُنَّا نَحْتَجِمُ عِنْدَ عَائِشَةَ فَلَا تَنْهَىٰ وَيُرْوَىٰ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ مَرْفُوعًا فَقَالَ أَفْطَرَ الْحَاجِمُ وَالْمَحْجُومُ وَقَالَ لِي عَيَّاشٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَىٰ حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنِ الْحَسَنِ مِثْلَهُ قِيلَ لَهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَعَمْ ثُمَّ قَالَ اللّٰهُ أَعْلَمُ۔

یحییٰ بن سالم نے بحوالہ معاویہ بن سلام از یحییٰ از عمرو بن حکم بن ثوبان حضرت ابوہریرہ سے روایت کی کہ جب کوئی بحالت روزہ قے کرے تو روزہ نہیں ٹوٹتا کیونکہ وہ باہر نکالتا ہے اندر نہیں لے جاتا[1] اور حضرت ابوہریرہ سے یہ بھی منقول ہے کہ روزہ ٹوٹ جاتا ہے مگر پہلی روایت زیادہ صحیح ہے ابن عباسؓ[2] اور عکرمہ کہتے ہیں روزہ اس چیز سے ٹوٹتا ہے جو اندر جائے۔ کوئی چیز باہر آئے اس سے نہیں ٹوٹتا حضرت ابن عمر بحالت روزہ پچھنے لگواتے[3] پھر انہوں نے دن کو پچھنے لگوانا چھوڑ دیا۔ رات کو لگانے لگے۔ ابوموسیٰ اشعری نے رات کو پچھنے لگوائے[4] حضرت سعد بن ابی وقاص زید بن ارقم، ام سلمہ نے بحالت روزہ پچھنے لگوائے[5]۔ بکیر بن عبداللہ نے ام علقمہ سے روایت کی ہم حضرت عائشہ کے پاس بحالت روزہ پچھنے لگواتے وہ[6] منع نہ فرماتیں حضرت حسن بصری نے کئی صحابہ سے روایت کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پچھنے لگانے اور لگوانے والے دونوں کا روزہ ٹوٹ گیا۔ مجھ سے عیاش نے بحوالہ عبدالاعلیٰ از یونس از حسن بصری ایسی ہی روایت کی ان سے پوچھا گیا یہ آنحضرت سے روایت ہے؟ انہوں نے کہا ہاں پھر کہنے لگے اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے (واللہ اعلم)

---

[1] اس استدلال پر یہ اعتراض ہوا کہ منی بھی آخر آدمی باہر نکالتا ہے مگر اس میں قضا اور کفارہ واجب ہے ۱۲ منہ [2] ابن عباسؓ کے اثر کو ابن ابی شیبہ نے اور عکرمہ کے اثر کو بھی انہی نے وصل کیا ۱۲ منہ [3] اس کو امام مالک نے موطا میں وصل کیا ۱۲ منہ [4] اس کو ابن ابی شیبہ نے وصل کیا ۱۲ منہ [5] سعد کے اثر کو امام مالک نے موطا میں وصل کیا اور زید بن ارقم کے اثر کو عبدالرزاق نے اور ام سلمہ کے اثر کو ابن ابی شیبہ نے وصل کیا ۱۲ منہ [6] اس کو امام نسائی نے وصل کیا ۱۲ منہ

۱۸۱۸۔ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْتَجَمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ وَاحْتَجَمَ وَهُوَ صَائِمٌ

(از معلی بن اسد از وہیب از ایوب از عکرمہ از ابن عباس) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بحالت احرام مع روزہ پچھنے لگوائے

۱۸۱۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ احْتَجَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ صَائِمٌ

(از ابو معمر از عبد الوارث از ایوب از عکرمہ) ابن عباس کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بحالت روزہ پچھنے لگوائے

۱۸۲۰۔ حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ ثَابِتًا الْبُنَانِيَّ يَسْأَلُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ أَكُنْتُمْ تَكْرَهُونَ الْحِجَامَةَ لِلصَّائِمِ قَالَ لَا إِلَّا مِنْ أَجْلِ الضَّعْفِ وَزَادَ شَبَابَةُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(از آدم بن ابی ایاس از شعبہ) ثابت بنانی نے انس بن مالک سے پوچھا کیا تم روزہ دار کو پچھنے لگانا ناپسند سمجھتے تھے؟ انہوں نے کہا نہیں۔ البتہ اسے کمزوری پیدا ہونے کے خیال سے برا سمجھتے تھے [1]

شبابہ نے شعبہ سے اس روایت میں اتنا زیادہ کیا آنحضرت کے زمانہ میں

بَابُ ۱۲۱۷ الصَّوْمِ فِي السَّفَرِ وَالْإِفْطَارِ

باب۔ سفر میں روزہ رکھنا یا افطار کرنا [2]

۱۸۲۱۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ الشَّيْبَانِيِّ سَمِعَ ابْنَ أَبِي أَوْفَى رضی اللہ عنہ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَقَالَ لِرَجُلٍ انْزِلْ فَاجْدَحْ لِي قَالَ يَا رَسُولَ اللهِ الشَّمْسُ قَالَ انْزِلْ فَاجْدَحْ لِي قَالَ يَا رَسُولَ اللهِ الشَّمْسُ قَالَ انْزِلْ فَاجْدَحْ لِي فَنَزَلَ فَجَدَحَ لَهُ فَشَرِبَ ثُمَّ رَمَى بِيَدِهِ هَاهُنَا ثُمَّ قَالَ إِذَا رَأَيْتُمُ اللَّيْلَ أَقْبَلَ مِنْ هَاهُنَا فَقَدْ أَفْطَرَ الصَّائِمُ تَابَعَهُ جَرِيرٌ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنِ ابْنِ أَبِي أَوْفَى قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ۔

(از علی بن عبد اللہ از سفیان از ابو اسحق شیبانی) ابن ابی اوفی کہتے ہیں ہم ایک سفر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ آپ نے ایک شخص (بلال) سے فرمایا اُترا اور میرے لئے ستو گھول دے۔ وہ کہنے لگے یا رسول اللہ! ابھی تو سورج کی روشنی ہے۔ آپ نے فرمایا اُترا اور میرے لئے ستو گھول دے۔ وہ دوبارہ کہنے لگے یا رسول اللہ! ابھی تو سورج کی روشنی ہے۔ آپ نے فرمایا اُترا اور میرے لئے ستو گھول دے۔ آخر وہ اُترے اور ستو گھولے۔ آپ نے پی لیا۔ پھر اپنے ہاتھ سے مشرق کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا۔ جب ادھر سے رات کا اندھیرا شروع ہو تو روزہ افطار کرنے کا وقت ہو جاتا ہے۔ سفیان کے ساتھ اس حدیث کو جریر اور ابوبکر بن عیاش نے بھی شیبانی سے روایت کیا۔ انہوں نے عبد اللہ ابن ابی اوفی سے۔ انہوں نے کہا میں ایک سفر میں آنحضرت کے ساتھ تھا الخ

۱۸۲۲۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ حَمْزَةَ بْنَ عَمْرٍو الْأَسْلَمِيَّ

(از مسدد از یحیی از ہشام از عروہ) حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ حمزہ بن عمرو اسلمی نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں لگاتار روزے رکھتا

---

[1] یعنی طبی نقطہ نگاہ سے بشرعی طور سے نہیں [2] اس مسئلہ میں سلف کا اختلاف ہے بعضوں نے کہا سفر میں روزہ رکھے گا تو اس کا فرض روزہ ادا نہ ہوگا پھر قضا کرنا چاہیئے اور جمہور علماء کے نزدیک جیسے مالک و شافعی اور ابو حنیفہ یہ کہتے ہیں کہ روزہ رکھنا سفر میں افضل ہے اگر طاقت ہو اور تکلیف نہ ہو۔ امام حنبل اور اوزاعی اور اسحاق اور اہل حدیث کہتے ہیں کہ سفر میں روزہ نہ رکھنا افضل ہے بعضوں نے کہا روزہ رکھے یا افطار کرے۔ دونوں برابر ہیں۔ بعضوں نے کہا جو آسان ہو وہ افضل ہے ۱۲ منہ [3] یہ سفر بھی غزوہ و جہاد کا تھا

قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّي أَسْرُدُ الصَّوْمَ ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ حَمْزَةَ بْنَ عَمْرٍو الْأَسْلَمِيَّ قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَأَصُوْمُ فِي السَّفَرِ وَكَانَ كَثِيْرَ الصِّيَامِ فَقَالَ إِنْ شِئْتَ فَصُمْ وَإِنْ شِئْتَ فَأَفْطِرْ۔

ہوں۔ دوسری سند۔ عبداللہ بن یوسف، مالک، ہشام بن عروہ، عروہ حضرت عائشہ ام المومنین فرماتی ہیں کہ حمزہ بن عمرو اسلمی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔ کیا میں سفر میں روزے رکھوں؟ وہ روزے بہت رکھتے تھے۔ آپ نے فرمایا چاہے روزے رکھ کر چاہے افطار کیا کر تجھے اختیار ہے

بَاب ۱۲۱۸ إِذَا صَامَ أَيَّامًا مِنْ رَمَضَانَ ثُمَّ سَافَرَ

باب جب رمضان میں کچھ روزے رکھ کر کوئی سفر کرے۔

۱۸۲۳ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ إِلَى مَكَّةَ فِي رَمَضَانَ فَصَامَ حَتَّى بَلَغَ الْكَدِيْدَ أَفْطَرَ فَأَفْطَرَ النَّاسُ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ وَالْكَدِيْدُ مَاءٌ بَيْنَ عُسْفَانَ وَقُدَيْدٍ

(از عبداللہ بن یوسف از مالک از ابن شہاب از عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ) ابن عباس سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ کی طرف رمضان میں روانہ ہوئے تو آپ روزے سے تھے جب کدید میں پہنچے تو روزہ افطار کر دیا۔ لوگوں نے بھی افطار کر دیا امام بخاری کہتے ہیں کدید عسفان اور قدید کے درمیان آب گاہ ہے۔

۱۸۲۴ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ بْنِ جَابِرٍ أَنَّ إِسْمٰعِيْلَ بْنَ عُبَيْدِ اللّٰهِ حَدَّثَهُ عَنْ أُمِّ الدَّرْدَاءِ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ فِي يَوْمٍ حَارٍّ حَتَّى يَضَعَ الرَّجُلُ يَدَهُ عَلَى رَأْسِهِ مِنْ شِدَّةِ الْحَرِّ وَمَا فِيْنَا صَائِمٌ إِلَّا مَا كَانَ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَابْنِ رَوَاحَةَ

(از عبداللہ بن یوسف از یحیی بن حمزہ از عبدالرحمان بن یزید بن جابر از اسمٰعیل بن عبیداللہ از ام درداء) ابو درداء کہتے ہیں ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کسی سفر میں روانہ ہوئے۔ گرمی سخت تھی۔ سخت گرمی کی وجہ سے آدمی سر پر ہاتھ رکھتا اور ہم میں کوئی روزے سے نہ تھا صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور عبداللہ بن رواحہ روزہ دار تھے۔

بَاب ۱۲۱۹ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَنْ ظُلِّلَ عَلَيْهِ وَاشْتَدَّ الْحَرُّ لَيْسَ مِنَ الْبِرِّ الصَّوْمُ فِي السَّفَرِ۔

باب آنحضرتؐ کا اس شخص کے لیے جس پر سایہ کیا گیا تھا اور سخت گرمی ہو رہی تھی اور یہ فرمانا کہ سفر میں روزہ رکھنا اچھا نہیں۔

۱۸۲۵- حَدَّثَنَا اٰدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْاَنْصَارِیُّ قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ عَمْرِو ابْنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِیٍّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضی قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ سَفَرٍ فَرَاٰی زِحَامًا وَّ رَجُلًا قَدْ ظُلِّلَ عَلَیْهِ فَقَالَ مَا هٰذَا فَقَالُوْا صَائِمٌ فَقَالَ لَیْسَ مِنَ الْبِرِّ الصَّوْمُ فِی السَّفَرِ

(از آدم از شعبہ از محمد بن عبد الرحمٰن انصاری از محمد بن عمرو بن حسن ابن علی) جابر بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر میں تھے۔ ایک جگہ لوگوں کا اژدہام دیکھا۔ ایک شخص کو دیکھا کہ لوگ اس پر سایہ کئے ہوئے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا یہ کیا بات ہے؟ لوگوں نے کہا۔ روزہ دار ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔ سفر میں روزہ رکھنا کچھ اچھا کام نہیں[1] (جب اتنی پریشانی ہو)

باب ۱۲۲۰ لَمْ یَعِبْ اَصْحَابُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا فِی الصَّوْمِ وَالْاِفْطَارِ-

باب صحابۂ کرام (سفر میں) روزہ رکھنے نہ رکھنے پر ایک دوسرے پر عیب نہیں لگاتے تھے

۱۸۲۶- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ حُمَیْدِ الطَّوِیْلِ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ کُنَّا نُسَافِرُ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ یَعِبِ الصَّائِمُ عَلَی الْمُفْطِرِ وَلَا الْمُفْطِرُ عَلَی الصَّائِمِ

(از عبد اللہ بن مسلمہ از مالک از حمید طویل) انس بن مالک فرماتے ہیں ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر کرتے روزہ دار بےروزہ پر اور بےروزہ روزہ دار پر عیب نہ لگاتا۔

باب ۱۲۲۱ مَنْ اَفْطَرَ فِی السَّفَرِ لِیَرَاهُ النَّاسُ

باب سفر میں لوگوں کو دکھا کر روزہ افطار کر ڈالنا[2]

۱۸۲۷- حَدَّثَنَا مُوْسَی بْنُ اِسْمٰعِیْلَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ طَاؤُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رض قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمَدِیْنَةِ اِلٰی مَکَّةَ فَصَامَ حَتّٰی بَلَغَ عُسْفَانَ ثُمَّ دَعَا بِمَاءٍ فَرَفَعَهٗ اِلٰی یَدَیْهِ لِیُرِیَهُ النَّاسَ فَاَفْطَرَ حَتّٰی قَدِمَ مَکَّةَ وَذٰلِكَ فِیْ رَمَضَانَ فَکَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ رض یَقُوْلُ قَدْ صَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَ اَفْطَرَ فَمَنْ شَآءَ صَامَ وَمَنْ شَآءَ اَفْطَرَ-

(از موسیٰ بن اسماعیل از ابو عوانہ از منصور از مجاہد از طاؤس) ابن عباسؓ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ سے مکہ کو روانہ ہوئے عسفان پہنچنے تک روزہ رکھتے رہے عسفان میں آپ نے پانی منگوایا اور دونوں ہاتھ لمبے کر کے آپ نے پانی کو اٹھایا۔ اسطرح آپؐ لوگوں کو دکھا رہے تھے چنانچہ آپ نے افطار کر دیا۔ یہاں تک کہ مکہ پہنچے۔ یہ واقعہ رمضان میں ہوا۔ ابن عباس کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر میں روزہ بھی رکھا اور موقوف بھی کیا جس کا جی چاہے روزہ رکھے (سفر میں) جس کا جی چاہے نہ رکھے

---

[1] اس حدیث سے ان لوگوں نے دلیل لی جو سفر میں افطار ضروری سمجھتے ہیں۔ مخالفین کہتے ہیں کہ مراد اس سے وہی ہے جب سفر میں روزے سے تکلیف ہوتی ہو اس صورت میں تو بالاتفاق افطار افضل ہے ۱۲ منہ [2] یعنی جو کوئی لوگوں کا پیشوا ہو وہ ایسا کرے تاکہ اور لوگ بھی اس کی دیکھا دیکھی روزہ کھول ڈالیں اور تکلیف نہ اٹھائیں ۱۲ منہ

باب ۱۲۲۲ وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ

قَالَ ابْنُ عُمَرَ وَسَلَمَةُ بْنُ الْاَكْوَعِ نَسَخَتْهَا شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ وَقَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ لَيْلٰى حَدَّثَنَا اَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَزَلَ رَمَضَانُ فَشَقَّ عَلَيْهِمْ فَكَانَ مَنْ اَطْعَمَ كُلَّ يَوْمٍ مِسْكِيْنًا تَرَكَ الصَّوْمَ مِمَّنْ يُطِيْقُهٗ وَرُخِّصَ لَهُمْ فِيْ ذٰلِكَ فَنَسَخَتْهَا وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ فَاُمِرُوْا بِالصَّوْمِ۔

باب وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ[1] - ابن عمرؓ اور سلمہ بن اکوعؓ کہتے ہیں یہ آیت اُس کے بعد والی آیت منسوخ ہے اور اسے منسوخ کرنے والی آیت یہ ہے - شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ الاٰية

ابن نمیرؒ نے بحوالہ اعمش، عمرو بن مرہ، ابن ابی لیلیٰ صحابہ کرامؓ روایت کیا کہ رمضان کے روزوں کا حکم نازل ہوا تو بعض لوگوں کو سخت تکلیف نظر آئی تو اللہ ان لوگوں کو جو روزے کی طاقت رکھتے ہوں یہ اجازت دی گئی کہ اگر وہ چاہیں تو ہر روزہ کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلا دیں - پھر وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ کے الفاظِ آیت نے اس آیت کو منسوخ کر دیا - اور روزے کا حکم دیا گیا -

۱۸۲۸ - حَدَّثَنَا عَيَّاشٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضؓ قَرَاَ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ قَالَ هِيَ مَنْسُوْخَةٌ۔[2]

(از عیاش از عبد الاعلیٰ از عبید اللہ از نافع) ابن عمرؓ نے یہ آیت کا ٹکڑا پڑھا - فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ - اور فرمایا اور اب یہ آیت منسوخ ہو گئی ہے[3] -

باب ۱۲۲۳ مَتٰى يُقْضٰى قَضَاءُ رَمَضَانَ

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَا بَاْسَ اَنْ يُّفَرَّقَ لِقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ وَقَالَ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ

باب رمضان کے قضا روزے کب رکھے جائیں؟

ابن عباسؓ کہتے ہیں اس میں حرج نہیں کہ قضائی روزے جدا جدا کر کے رکھے جائیں - کیونکہ اللہ تعالیٰ نے

---

[1] پورا ترجمہ آیت کا یوں ہے اور جو لوگ روزے کی طاقت رکھتے ہیں (اگر روزہ رکھنا نہیں چاہتے) وہ ایک مسکین کو کھانا کھلا دیں - پھر جو شخص خوشی سے زیادہ آدمیوں کو کھلائے تو وہ اس کے لئے اور بہتر ہے - اگر تم روزہ رکھو تو یہ تمہارے حق میں بہتر ہے اگر تم سمجھو - رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن اترا جو لوگوں کو دین کی سچی راہ سوجھاتا ہے اور اس میں کھلی کھلی ہدایت کی باتیں اور صحیح کو غلط سے جدا کرنے کی دلیلیں موجود ہیں پھر اے مسلمانو تم میں سے جو کوئی رمضان کا مہینہ پائے وہ روزہ رکھے اور جو بیمار یا مسافر ہو تو دوسرے دنوں میں گنتی پوری کرے اللہ تمہارے ساتھ آسانی کرنا چاہتا ہے اور تم پر سختی کرنا نہیں چاہتا اور اس حکم کی غرض یہ ہے کہ تم گنتی پوری کر لو اور اللہ نے جو تم کو دین کی سچی راہ بتلائی اس کے شکریہ میں اُس کی بڑائی کرو اور اس لیے کہ تم اس کا احسان مانو شروع اسلام میں وعلی الذین یطیقونہ اترا تھا اور مقدور والے لوگوں کو اختیار تھا روزہ رکھیں تو فدیہ میں ایک مسکین کا کھانا کھلائے پھر یہ حکم منسوخ ہو گیا اور صحیح مقیم پر روزہ رکھنا من شہد منکم الشہر فلیصمہ سے واجب ہو گیا ۱۲ منہ

[2] اُس کو ابو نعیم نے مستخرج میں وصل کیا اور بیہقی نے ۱۲ منہ

[3] بعضوں نے کہا وعلی الذین یطیقونہ کے معنے یہ ہیں جو لوگ روزے کی طاقت نہیں رکھتے گو مقیم اور تندرست ہیں جیسے ضعیف بوڑھے لوگ تو وہ ہر روزے کے بدل ایک مسکین کو کھانا کھلائے اس صورت میں یہ آیت منسوخ نہ ہوگی اور تفصیل اس مسئلہ کی تفسیر میں ہے ۱۲ منہ

فِی صَوْمِ الْعَشْرِ لَا یَصْلُحُ حَتّٰی یَبْدَأَ بِرَمَضَانَ وَ قَالَ اِبْرَاهِیْمُ اِذَا فَرَّطَ حَتّٰی جَاءَ رَمَضَانُ اٰخَرُ یَصُوْمُهُمَا وَلَمْ یَرَ عَلَیْهِ طَعَامًا وَیُذْکَرُ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ مُرْسَلًا وَّابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ یُطْعِمُ وَلَمْ یَذْکُرِ اللّٰهُ الْاِطْعَامَ اِنَّمَا قَالَ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَ۔

فرمایا کہ فَعِدَّۃٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَ۔ (دوسرے دنوں میں گنتی پوری کرلو[1]) سعید بن المسیب ذوالحجہ کے دس نفل روزے اس کے لئے بہتر نہیں سمجھتے جو رمضان کے قضا روزے نہ رکھ چکا ہو[2]۔ ابراہیم نخعی کہتے ہیں اگر ایک رمضان کی قضا نہ رکھے اور دوسرا رمضان آگیا تو دونوں کے روزے رکھے اور فدیہ اس پر واجب نہیں۔ حضرت ابوہریرہؓ سے مرسلاً اور ابن عباسؓ سے منقول ہے[3] کہ وہ فقیروں کو کھانا بھی کھلائے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے تو اپنی کتاب میں کھانا کھلانے کا ذکر نہیں بلکہ اتنا ہی فرمایا کہ فَعِدَّۃٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَ۔ (دوسرے دنوں میں گنتی پوری کرلے)

۱۲۳۹۔ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ یُوْنُسَ حَدَّثَنَا زُهَیْرٌ حَدَّثَنَا یَحْیٰی عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ قَالَ سَمِعْتُ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا تَقُوْلُ کَانَ یَکُوْنُ عَلَیَّ الصَّوْمُ مِنْ رَمَضَانَ فَمَا اَسْتَطِیْعُ اَنْ اَقْضِیَ اِلَّا فِیْ شَعْبَانَ قَالَ یَحْیٰی الشُّغْلُ مِنَ النَّبِیِّ اَوْ بِالنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

(از احمد بن یونس از زہیر از یحییٰ از ابوسلمہ) حضرت عائشہؓ فرماتی تھیں کہ مجھ پر رمضان کی قضا واجب باقی تھی کہ میں رکھ نہ سکتی تھی حتیٰ کہ شعبان آجاتا[4] اور اس میں قضا روزے رکھ لیتی یحییٰ کہتے ہیں اس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت عائشہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مشغول رہتی تھیں۔

باب ۱۲۲۴ اَلْحَائِضُ تَتْرُكُ الصَّوْمَ وَالصَّلٰوةَ وَقَالَ اَبُو الزِّنَادِ اِنَّ السُّنَنَ وَوُجُوْهَ الْحَقِّ لَتَاْتِیْ کَثِیْرًا عَلٰی خِلَافِ الرَّاْیِ فَمَا یَجِدُ الْمُسْلِمُوْنَ بُدًّا مِّنِ اتِّبَاعِهَا مِنْ ذٰلِكَ اَنَّ الْحَائِضَ تَقْضِی الصِّیَامَ وَلَا تَقْضِی الصَّلٰوةَ۔

باب حائضہ عورت نماز اور روزے چھوڑ دے۔ ابوالزناد نے کہا دین کی باتیں شریعت کے احکام رائے اور قیاس کے خلاف ہوتے ہیں اور مسلمانوں کو ان کی پیروی کرنا ضروری ہے۔ انہیں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ حائضہ عورت روزے کی قضا کرے لیکن نماز کی قضا نہ کرے[5]

۱۸۳۰۔ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ مَرْیَمَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ زَیْدٌ عَنْ عِیَاضٍ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلَیْسَ اِذَا حَاضَتْ لَمْ تُصَلِّ وَلَمْ تَصُمْ فَذٰلِكَ نُقْصَانُ دِیْنِهَا۔

(از ابن ابی مریم از محمد بن جعفر از زید از عیاض از ابوسعیدؓ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کیا عورت جب حائضہ ہوتی ہے تو نماز روزہ نہیں چھوڑ دیتی؟ یہی اس کے دین کا نقصان ہے۔

---

[1] اس کو امام مالک نے وصل کیا ۱۲ منہ [2] اس کو ابن ابی شیبہ نے وصل کیا ۱۲ منہ [3] اس کو عبدالرزاق نے نکالا ۱۲ منہ [4] اس کو سعید بن منصور نے وصل کیا ۱۲ منہ [5] حالانکہ نماز روزے سے کئی درجہ زیادہ اہم ہے نماز مسافر اور مریض کو معاف نہیں لیکن روزہ معاف ہے حضرت علی نے فرمایا اگر دین میں رائے کا اعتبار ہوتا تو موزہ پر نیچے مسح اوپر کے مسح کرنے سے زیادہ مناسب ہوتا ۱۲ منہ

بَابُ ۱۲۵۵ مَنْ مَّاتَ وَعَلَيْهِ صَوْمٌ

وَقَالَ الْحَسَنُ إِنْ صَامَ عَنْهُ ثَلٰثُوْنَ رَجُلًا يَّوْمًا وَّاحِدًا اَجَازَ۔

باب جو شخص مرجائے اور اس کے ذمہ روزے ہوں۔

امام حسن بصری رح کہتے ہیں۔ اگر تیس آدمی اس کی طرف سے ایک دن ہی روزہ رکھ لیں تو بھی جائز ہوگا [۱]

(یعنی ایک رمضان کے روزے اس کی جانب سے مکمل ہو جائیں گے)۔

۱۸۳۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ مُوْسَى بْنِ اَعْيَنَ حَدَّثَنَا اَبِيْ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ جَعْفَرٍ اَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ جَعْفَرٍ حَدَّثَهٗ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رض اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ مَّاتَ وَعَلَيْهِ صِيَامٌ صَامَ عَنْهُ وَلِيُّهٗ تَابَعَهُ ابْنُ وَهْبٍ عَنْ عَمْرٍو وَرَوَاهُ يَحْيَى بْنُ اَيُّوْبَ عَنِ ابْنِ اَبِيْ جَعْفَرٍ۔

(از محمد بن خالد از محمد بن موسیٰ بن اعین از والدش از عمرو بن حارث از عبید اللہ بن ابی جعفر از محمد بن جعفر از عروہ) حضرت عائشہ رض سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مرجائے اور اس پر روزے ہوں تو اس کا ولی وارث اس کی طرف سے روزے رکھ لے۔

موسیٰ کے ساتھ اس حدیث کو ابن وہب نے بھی عمرو سے روایت کیا اور یحییٰ بن ایوب نے ابن ابی جعفر سے

۱۸۳۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيْمِ حَدَّثَنَا مُعٰوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا زَائِدَةُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ مُسْلِمٍ الْبَطِيْنِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رض قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اُمِّيْ مَاتَتْ وَعَلَيْهَا صَوْمُ شَهْرٍ اَفَاَقْضِيْهِ عَنْهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَدَيْنُ اللّٰهِ اَحَقُّ اَنْ يُّقْضٰى قَالَ سُلَيْمٰنُ فَقَالَ الْحَكَمُ وَسَلَمَةُ وَنَحْنُ جَمِيْعًا جُلُوْسٌ حِيْنَ حَدَّثَ مُسْلِمٌ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ قَالَا سَمِعْنَا مُجَاهِدًا يَّذْكُرُ هٰذَا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَّيُذْكَرُ عَنْ اَبِيْ خَالِدٍ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنِ الْحَكَمِ وَمُسْلِمٍ الْبَطِيْنِ وَسَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ عَنْ سَعِيْدِ ابْنِ جُبَيْرٍ وَّعَطَاءٍ وَّمُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَتِ امْرَاَةٌ لِّلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اُخْتِيْ مَاتَتْ وَقَالَ

(از محمد بن عبد الرحیم از معاویہ بن عمرو از زائدہ از اعمش از مسلم بطین از سعید بن جبیر) ابن عباس رض کہتے ہیں، ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ میری ماں مرگئی ہے اور اس پر ایک مہینے کے روزے ہیں، کیا میں اس کی جانب سے قضا رکھ لوں؟ آپ نے فرمایا ہاں اللہ کا قرض ضرور ادا کرنا چاہیئے

سلیمان اعمش کہتے ہیں، مسلم بطین نے جب یہ حدیث بیان کی تو ہم سب بیٹھے ہوئے تھے۔ حکم اور سلمہ نے کہا ہم نے بھی مجاہد سے سُنا۔ وہ اس حدیث کو ابن عباس رض سے نقل کرتے تھے۔ اور ابو خالد نے بحوالہ اعمش از حکم مسلم بطین اور سلمہ بن کہیل از

سعید بن جبیر و عطاء و مجاہد از ابن عباس رض سے مروی ہے [۲] کہ ایک عورت نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا میری بہن مرگئی۔ پھر یہی واقعہ بیان کیا۔ یحییٰ اور ابو معاویہ نے کہا بحوالہ اعمش از مسلم از سعید از ابن عباس

---

[۱] اس کو دار قطنی نے وصل کیا ۱۲ منہ [۲] یعنی ایک رمضان کے روزے اس پر سے اتر جائیں گے ۱۲ منہ [۳] حافظ نے کہا بعضوں نے اس حدیث کو مضطرب قرار دیا اور اصل یہ ہے کہ یہ دو قصے ہیں اور نذر کا روزہ خثعمیہ نے پوچھا تھا جیسے اوا خر حج میں گذرا اور نذر کا جہنیہ نے پوچھا تھا اور مسلم نے نکالا کہ حج اور روزہ دونوں کا سوال ایک ہی عورت نے کیا تھا غرض اس قسم کے اختلافات سے حدیث میں کوئی خلل نہیں آتا اور میت کی طرف سے حج یا روزے ادا کرنا صاف حدیث سے ثابت ہوتا ہے ۱۲ منہ

يَحْيٰى وَ اَبُوْ مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ سَعِيْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَتِ امْرَاَةٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اُمِّيْ مَاتَتْ وَقَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَبِيْ اُنَيْسَةَ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَتِ امْرَاَةٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اُمِّيْ مَاتَتْ وَعَلَيْهَا صَوْمُ نَذْرٍ وَقَالَ اَبُوْ حَرِيْزٍ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَتِ امْرَاَةٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَاتَتْ اُمِّيْ وَعَلَيْهَا صَوْمُ خَمْسَةَ عَشَرَ يَوْمًا

کہ ایک عورت نے حضورؐ سے کہا میری ماں مرگئی۔ کہا عبید اللہ نے بحوالہ زید بن ابی اُنیسہ از حکم از سعید بن جبیر از ابن عباس کہ ایک عورت نے حضورؐ سے کہا میری ماں مرگئی اور اس کے ذمہ نذر کا ایک روزہ تھا اور کہا ابو حریز نے بحوالہ عکرمہ از ابن عباس کہ ایک عورت نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا۔ میری ماں مرگئی اس پر پندرہ روزے تھے [1]

بَاب ۱۲۲۶ مَتٰى يَحِلُّ فِطْرُ الصَّائِمِ

وَاَفْطَرَ اَبُوْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيُّ حِيْنَ غَابَ قُرْصُ الشَّمْسِ۔

باب روزہ کب افطار کرے؟

ابو سعیدؓ خدری رضی اللہ عنہ نے سورج کی ٹکیہ غروب ہونے پر روزہ افطار کیا۔

۱۸۳۳ - حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ قَالَ سَمِعْتُ اَبِيْ يَقُوْلُ سَمِعْتُ عَاصِمَ بْنَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ عَنْ اَبِيْهِ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَقْبَلَ اللَّيْلُ مِنْ هٰهُنَا وَاَدْبَرَ النَّهَارُ مِنْ هٰهُنَا وَغَرَبَتِ الشَّمْسُ فَقَدْ اَفْطَرَ الصَّائِمُ

(از حمیدی از سفیان از ہشام بن عروہ از عروہ از عاصم بن عمر بن خطاب از حضرت عمرؓ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب رات ادھر سے (مشرق سے) رُخ کرے اور دن اُدھر سے (مغرب سے) پیٹھ موڑے اور سورج غروب ہو جائے تو روزہ دار افطار کرلے۔

۱۸۳۴ - حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ الْوَاسِطِيُّ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ اَوْفٰى رضی اللہ عنہ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَفَرٍ وَهُوَ صَائِمٌ فَلَمَّا غَرَبَتِ الشَّمْسُ قَالَ لِبَعْضِ الْقَوْمِ يَا فُلَانُ قُمْ فَاجْدَحْ لَنَا فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْ اَمْسَيْتَ قَالَ انْزِلْ فَاجْدَحْ لَنَا قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَلَوْ اَمْسَيْتَ

(از اسحاق واسطی از خالد از شیبانی) عبد اللہ بن ابی اوفیٰ نے کہا ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں شریک تھے اور آپؐ روزے سے تھے (رمضان میں) جب سورج غروب ہوا، تو آپؐ نے ایک شخص سے (بلال رضی اللہ عنہ سے) کہا اٹھ ہمارے لئے ستو گھول اس نے کہا شام تو ہونے دیجئے یا رسول اللہ! آپؐ نے فرمایا اترا در ستو گھول ہمارے لئے۔ عرض کیا یا رسول اللہ شام تو ہونے دیجئے۔ آپؐ نے

[1] ان سندوں کے بیان کرنے سے امام بخاری کی غرض یہ ہے کہ اس حدیث میں بہت سے اختلافات ہیں کوئی کہتا ہے عورت نے پوچھا تھا، کوئی کہتا ہے پوچھنے والا مرد تھا، کوئی ایک مہینے کے کوئی پندرہ دن کے روزے بتلاتا ہے اسی لئے امام احمد اور لیث نے نذر کا روزہ میت کی طرف سے رکھنا درست کہا ہے اور رمضان کا روزہ رکھنا درست نہیں رکھا۔ میں کہتا ہوں ان اختلافات سے حدیث میں کوئی نقص نہیں آتا۔ سب اس کے راوی ثقہ ہیں اور ممکن ہے کہ یہ مختلف واقعات ہوں اور پوچھنے والے متعدد ہوں ۱۲ منہ ۱۸۳۲ اس کو سعید بن منصور اور ابن ابی شیبہ نے وصل کیا ۱۲ منہ

قَالَ انْزِلْ فَاجْدَحْ لَنَا قَالَ اِنَّ عَلَيْكَ نَهَارًا قَالَ انْزِلْ فَاجْدَحْ لَنَا فَنَزَلَ فَجَدَحَ لَهَا فَشَرِبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ اِذَا رَاَيْتُمُ اللَّيْلَ قَدْ اَقْبَلَ مِنْ هٰهُنَا فَقَدْ اَفْطَرَ الصَّائِمُ۔

فرمایا نہیں! اُتر اور ستو گھول! اس نے کہا ابھی تو دن ہے۔ آپؐ نے فرمایا اُتر ستّو گھول! آخر وہ اُترے اور لوگوں کے لئے ستو گھولے۔ آپؐ نے پیا۔ پھر فرمایا جب تم رات کو اس جانب (مشرق) سے دیکھنے لگو کہ وہ آگئی (یعنی اس کی تاریکی اور سیاہی) تو سمجھو کہ روزہ دار کے افطار کا وہی (صحیح) وقت ہے

بَاب ۱۲۲۷ يُفْطِرُ بِمَا تَيَسَّرَ عَلَيْهِ بِالْمَاءِ وَغَيْرِهٖ

باب پانی وغیرہ جو کچھ میّسر ہو اس سے روزہ افطار کر لینا[1]

۱۸۳۵۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا الشَّيْبَانِيُّ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ اَبِي اَوْفٰى قَالَ سِرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ صَائِمٌ فَلَمَّا غَرَبَتِ الشَّمْسُ قَالَ انْزِلْ فَاجْدَحْ لَنَا قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْ اَمْسَيْتَ قَالَ انْزِلْ فَاجْدَحْ لَنَا قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ عَلَيْكَ نَهَارًا قَالَ انْزِلْ فَاجْدَحْ لَنَا فَنَزَلَ فَجَدَحَ ثُمَّ قَالَ اِذَا رَاَيْتُمُ اللَّيْلَ اَقْبَلَ مِنْ هٰهُنَا فَقَدْ اَفْطَرَ الصَّائِمُ وَاَشَارَ بِاِصْبَعِهٖ قِبَلَ الْمَشْرِقِ۔

(از مسدد از عبدالواحد از شیبانی) عبداللہ بن ابی اوفیٰ کہتے ہیں ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (سفر میں) جا رہے تھے جب سورج ڈوب گیا تو آپؐ نے (ایک شخص سے) فرمایا۔ اُتر ہمارے لئے ستو گھول! اس نے عرض کیا یارسول اللہ! شام تو ہونے دیجئے! آپؐ نے فرمایا اتر اور ہمارے لئے ستّو گھول! اس نے کہا یارسول اللہ! ابھی تو دن ہے۔ آپؐ نے فرمایا اُتر اور ہمارے لئے سُتّو گھول۔ آخر وہ شخص اترا۔ اس نے ستو گھول کر تیار کئے۔ پھر آپؐ نے فرمایا۔ جب تم دیکھو کہ رات (کی تاریکی) ادھر سے (مشرق سے) آپہنچی تو روزہ دار کے افطار کا وقت آ گیا۔ آپ نے (یہ فرماتے ہوئے) اپنی انگلی مبارک سے مشرق کی طرف اشارہ کیا[2]

الحمد للہ وبعونہ

تَمَّ الْجُزْءُ السَّابِعُ

وَيَتْلُوْهُ الْجُزْءُ الثَّامِنُ اِنْشَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى

---

[1] حدیث کی مناسبت ترجمہ باب سے یوں ہے کہ ستو پانی میں گھولے گئے تھے اور اس وقت یہی حاضر تھا تو پانی وغیرہ ما حضر سے روزہ کھولنا ثابت ہوا ترمذی نے مرفوعًا نکالا کہ کھجور سے روزہ افطار کرے اگر کھجور نہ ملے تو پانی سے ۱۲ منہ [2] اس وقت ستو میسر تھے روزہ افطار کیا۔ غرضیکہ کھجور، پانی، ستو وغیرہ جو چیز بھی موجود ہو، اس سے افطار کر لے۔ کسی خاص کھانے کا انتظار کرتے ہوئے افطار میں تاخیر نہ کرے ۱۲ عبدالرزاق

آٹھواں پارہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا۔

بَابُ ۱۲۲۸ تَعْجِیْلِ الْاِفْطَارِ

۱۸۳۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ یُوْسُفَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ اَبِیْ حَازِمٍ عَنْ سَھْلِ بْنِ سَعْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یَزَالُ النَّاسُ بِخَیْرٍ مَا عَجَّلُوا الْفِطْرَ۔

۱۸۳۷۔ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ یُوْنُسَ حَدَّثَنَا اَبُوْبَکْرٍ عَنْ سُلَیْمَانَ عَنِ ابْنِ اَبِیْ اَوْفٰی قَالَ کُنْتُ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ سَفَرٍ فَصَامَ حَتّٰی اَمْسٰی قَالَ لِرَجُلٍ اِنْزِلْ فَاجْدَحْ لِیْ قَالَ لَوِ انْتَظَرْتَ حَتّٰی تُمْسِیَ قَالَ انْزِلْ فَاجْدَحْ لِیْ اِذَا رَاَیْتَ اللَّیْلَ قَدْ اَقْبَلَ مِنْ ھٰھُنَا فَقَدْ اَفْطَرَ الصَّائِمُ۔

بَابُ ۱۲۲۹ اِذَا اَفْطَرَ فِیْ رَمَضَانَ ثُمَّ طَلَعَتِ الشَّمْسُ۔

باب افطار میں جلدی کرنا۔

(از عبداللہ بن یوسف از مالک از ابوحازم از سہل بن سعد) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تک (میری امت کے) لوگ افطار میں تعجیل (جلدی) کرتے رہیں گے بھلائی میں رہیں گے[1]۔

(از احمد بن یونس از ابوبکر از ابوسلیمان) ابن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کسی سفر میں تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم روزے سے تھے جب شام ہوئی تو ایک شخص کہا (اونٹ سے) اترو اور میرے ستو گھولو[2] اس نے عرض کیا قدرے انتظار فرمائیے شام تک! آپؐ نے دوبارہ فرمایا اترو اور میرے لئے ستو گھول۔ رات ادھر (مشرق) کی طرف سے آنا شروع ہو جائے تو روزہ دار کے افطار کا وقت ہو جاتا ہے[3]۔

باب روزہ افطار کرنے کے بعد سورج نظر آجائے۔

[1] یعنی وقت ہو جانے کے بعد پھر افطار میں دیر نہ کرنا چاہئیے ابوداؤد نے ابوہریرہ رضہ سے نکالا یہود و نصاریٰ دیر کرتے ہیں حاکم کی روایت میں ہے کہ میری امت ہمیشہ میری سنت پر رہے گی جب تک روزہ کے افطار میں تارے نکلنے کا انتظار نہ کرے گی ابن عبدالبر نے کہا روزہ جلد افطار کرنے اور سحری دیر میں کھانے کی حدیثیں صحیح اور متواتر ہیں۔ عبدالرزاق نے نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سب لوگوں سے زیادہ جلدی روزہ کھولتے اور سحری کھانے میں سب لوگوں سے دیر کرتے ۱۲ منہ [2] مگر ہمارے زمانہ میں عموماً لوگ روزہ تو دیر میں کھولتے ہیں اور سحری جلد کھا لیتے ہیں اسی وجہ سے ان پر تباہی آرہی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا درست تھا۔ جب سے مسلمانوں نے سنت پر چلنا چھوڑ دیا روز بروز ان کا تنزل ہوتا گیا ۱۲ منہ [3] یعنی بلال رضی اللہ عنہ سے ۱۲ منہ [4] یا روزہ کھل گیا۔ بعضے لوگوں نے اس حدیث سے یہ دلیل لی ہے کہ جب افطار کا وقت آجائے تو خود بخود روزہ کھل جاتا ہے گو افطار نہ کرے۔ ہم کہتے ہیں اسی حدیث سے ان کا رد ہوتا ہے کیونکہ اگر وقت آنے سے روزہ خود بخود کھل جاتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ستو گھولنے کے لئے کیوں جلدی فرماتے اسی طرح دوسری حدیثوں میں روزہ جلدی کھولنے کی ترغیب کیوں دیتے اور اگر وقت آنے سے روزہ خود بخود ختم ہو جاتا تو پھر طے کے روزے سے منع کیوں فرماتے ۱۲ منہ

۱۸۳۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ ابْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَۃَ عَنْ ہِشَامِ بْنِ عُرْوَۃَ عَنْ فَاطِمَۃَ عَنْ اَسْمَآءَ بِنْتِ اَبِیْ بَکْرٍ رضی اللہ عنہما قَالَتْ اَفْطَرْنَا عَلٰی عَھْدِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمَ غَیْمٍ ثُمَّ طَلَعَتِ الشَّمْسُ قِیْلَ لِھِشَامٍ فَاُمِرُوْا بِالْقَضَآءِ قَالَ بُدٌّ مِّنْ قَضَآءٍ وَّقَالَ مَعْمَرٌ سَمِعْتُ ھِشَامًا لَّا اَدْرِیْ اَقَضَوْا اَمْ لَا۔

(از عبداللہ بن ابی شیبہ از ابواسامہ از ہشام بن عروہ از فاطمہ) اسما بنت ابوبکر کہتی ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک دن بادل چھائے ہوئے تھے ہم نے (قبل از وقت) افطار کر لیا پھر ابر کھل گیا تو سورج نظر آگیا۔ ہشام سے دریافت کیا گیا۔ کیا پھر قضا رکھنے کا حکم ہوا۔ فرمایا اور کیا راستہ تھا۔ معمر نے کہا میں نے ہشام سے سنا کہ معلوم نہیں قضا روزہ رکھا یا نہیں؟

بَابٌ ۱۲۳۔ صَوْمِ الصِّبْیَانِ

وَقَالَ عُمَرُ لِلنَّشْوَانِ فِیْ رَمَضَانَ وَیْلَکَ وَصِبْیَانُنَا صِیَامٌ فَضَرَبَہٗ۔

باب بچوں کا روزہ رکھنا۔

حضرت عمرؓ نے ایک نشہ باز سے فرمایا بدبخت! ہمارے تو بچے بھی روزے رکھ رہے ہیں (اور تو رمضان میں شراب پیے ہوئے) چنانچہ آپ نے اسے سزا دی۔

۱۸۳۹۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ ذَکْوَانَ عَنِ الرُّبَیِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذٍ قَالَتْ اَرْسَلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ غَدَاۃَ عَاشُوْرَآءَ اِلٰی قُرَی الْاَنْصَارِ مَنْ اَصْبَحَ مُفْطِرًا فَلْیُتِمَّ بَقِیَّۃَ یَوْمِہٖ وَمَنْ اَصْبَحَ صَائِمًا فَلْیَصُمْ قَالَتْ فَکُنَّا نَصُوْمُہٗ بَعْدُ وَنُصَوِّمُ صِبْیَانَنَا وَنَجْعَلُ لَھُمُ اللُّعْبَۃَ مِنَ الْعِھْنِ فَاِذَا بَکٰی اَحَدُھُمْ عَلَی الطَّعَامِ اَعْطَیْنَاہُ ذَاکَ حَتّٰی یَکُوْنَ عِنْدَ الْاِفْطَارِ۔

(از مسدد از بشر بن فضل از خالد بن ذکوان) رُبیّع بنت مسعود کہتی ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عاشورہ کے دن صبح کو انصار کی بستیوں میں کہلا بھیجا کہ جس نے آج دن کو کچھ کھا پی لیا ہو وہ بقیہ حصہ دن کا کچھ نہ کھائے پیے (روزہ رکھے) اور جس نے روزہ رکھا وہ روزے سے رہے۔ رُبیّع کہتی ہیں اس حکم نبوی کے بعد ہم خود بھی عاشورہ کے دن روزہ رکھتے اور بچوں کو بھی روزہ رکھواتے اور ان کے لئے روئی یا اُون کا ایک کھلونا بنا دیتے جب کوئی کھانے کے لئے روتا تو ہم ان کا اس کھلونے سے دل بہلا دیتے جتنی کہ افطار کا وقت ہو جاتا۔

۱؎ اس پر ائمہ اربعہ کا اتفاق ہے کہ ایسی صورت میں قضا لازم ہوگی اور کفارہ نہ ہوگا اور اس کے سوا یہ بھی ضرور ہے کہ جب تک غروب ہو امساک کرے یعنی کچھ کھائے پیئے نہیں قسطلانی نے حنابلہ کی بعض کتابوں سے یہ نقل کیا ہے کہ اگر کوئی شخص یہ سمجھ کر کہ رات ہوگئی جماع کرے پھر معلوم ہو کہ دن تھا تو اس پر قضا بھی نہیں ہے لیکن یہ صحیح قول نہیں ہے۔ کہتا ہوں حضرت عمرؓ سے یہ منقول ہے کہ ایسی صورت میں قضا بھی نہیں ہے اور مجاہد اور حسن سے بھی ایسا ہی منقول ہے اور اسحاق سے بھی یہی منقول ہے حافظ نے کہا ایک روایت امام احمد سے بھی ایسی ہے اور ابن خزیمہ نے اسی کو اختیار کیا ہے ۱۲ منہ

۲؎ اس تعلیق کو عبد بن حمید نے وصل کیا یہ روایت پہلی روایت کے خلاف ہے، اور شاید پہلے ہشام کو اس میں شک ہو پھر یقین ہو گیا ہو کہ انہوں نے قضا رکھی اور ابواسامہ نے ان کو قضا کا یقین ہو جانے کے بعد روایت کی ہو اس صورت میں تعارض نہ رہے گا ابن خزیمہ نے کہا ہشام نے جو قضا کرنا بیان کیا اس کی سند ذکر نہیں کی اس لیے میرے نزدیک قضا واجب نہ ہونے کو ترجیح ہے اور ابن ابی شیبہ نے حضرت عمرؓ سے نقل کیا ہم قضا نہیں کرنے کے نہ ہم کو گناہ ہوا اور عبدالرزاق اور سعید بن منصور نے ان سے یہ نقل کیا ہے کہ قضا کرنا چاہیئے حافظ نے کہا حاصل کلام یہ ہے کہ مسئلہ اختلافی ہے ۱۲ منہ

۳؎ جمہور علما کا یہ قول ہے کہ جب تک بچہ جوان نہ ہو اس پر روزہ واجب نہیں ہوا لیکن ایک جماعت سلف نے ان کو عادت ڈالنے کے لیے یہ حکم دیا ہے کہ بچوں کو روزہ رکھائیں جیسے نماز پڑھنے کے لیے ان کو حکم دیا جاتا ہے شافعیؒ نے کہا سات سے لیکر دس برس تک جب عمر ہو تو ان سے روزہ رکھائیں اور اسحاق نے کہا جب بارہ برس کے ہوں امام احمد نے کہا جب دس برس کے ہوں اوزاعی نے کہا جب بچہ تین روزے متواتر رکھ سکے اور اس کو ضعف نہ ہو تو اس کو روزہ رکھائیں اور مالکیہ کا مشہور مذہب یہ ہے کہ بچوں کے حق میں روزہ مشروع نہیں ہے ۱۲ منہ

۴؎ اس متوالے نے رمضان میں شراب پی تھی حضرت عمرؓ نے اس کی ناک اور منہ سونگھا اور شراب کی بو معلوم کی پھر فرمایا ارے کمبخت تو نے یہ کیا حرکت کی ہمارے بچے بھی روزہ دار ہیں پھر اس کو اسّی کوڑے مارے اور شام کے ملک میں جلاوطن کیا اس کو سعید بن منصور اور بغوی نے جعدیات میں نکالا ۱۲ منہ

باب ۱۲۳ الوصال ومن قال لیس فی اللیل صیام لقولہ تعالیٰ ثم اتموا الصیام الی اللیل ونہی النبی صلی اللہ علیہ وسلم عنہ رحمۃ لہم وابقاء علیہم وما یکرہ من التعمق

باب متواتر روزے رکھنا

اور جس نے کہا کہ رات کو روزہ ہو نہیں سکتا اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا فرمان ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّیَامَ اِلَی اللَّیْلِ (رات تک روزہ پورا کرو) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت پر شفقت و رحمت فرماتے ہوئے ان کی قوت باقی رکھنے کے لیے اس کو دن رات روزہ رکھنے سے منع فرمایا اور عبادت میں زیادہ گہرائی اور سختی سے منع فرمایا۔

۱۸۴۰ - حدثنا مسدد قال حدثنی یحیی عن شعبۃ قال حدثنی قتادۃ عن انس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا تواصلوا قالوا انک تواصل قال لست کاحد منکم انی اطعم واسقی او انی ابیت اطعم واسقی۔

(از مسدد از یحییٰ از شعبہ از قتادہ) حضرت انس کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دن رات روزے مت رکھو صحابہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا آپ تو رکھتے ہیں آپ نے فرمایا میں تمہاری طرح نہیں ہوں مجھے تو کھلایا پلایا جاتا ہے یا (فرمایا) مجھے رات کو کھلایا پلایا جاتا ہے۔

۱۸۴۱ - حدثنا عبد اللہ بن یوسف اخبرنا مالک عن نافع عن عبد اللہ بن عمر قال نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الوصال قالوا انک تواصل قال انی لست مثلکم انی اطعم واسقی۔

(از عبد اللہ بن یوسف از مالک از نافع) عبد اللہ بن عمر رض کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال سے (دن رات روزہ داری) سے منع فرمایا صحابہؓ نے عرض کیا، آپ تو وصال کرتے ہیں. فرمایا میں تمہاری طرح نہیں ہوں مجھے تو کھلایا پلایا جاتا ہے۔

۱۸۴۲ - حدثنا عبد اللہ بن یوسف حدثنا اللیث حدثنی ابن الہاد عن عبد اللہ بن خباب عن ابی سعید انہ سمع النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول لا تواصلوا فایکم اذا اراد ان یواصل فلیواصل حتی السحر قالوا فانک تواصل یا رسول اللہ قال انی لست کہیئتکم انی ابیت لی مطعم یطعمنی وساق یسقین۔

(از عبد اللہ بن یوسف از لیث از ابن الہاد از عبد اللہ بن خباب) حضرت ابو سعید خدری رض سے مروی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ فرماتے تھے۔ وصال مت کرو اگر کوئی وصال کرنا چاہے تو صرف سحر تک نہ کھائے (سحر میں ضرور کھائے) لوگوں نے عرض کیا آپ تو وصال کرتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تمہارے برابر نہیں مجھے تو رات کو ایک کھلانے والا کھلاتا ہے اور ایک پلانے والا پلاتا ہے۔

۱۸۴۳ - حدثنا عثمان ابن ابی شیبۃ ومحمد

(از عثمان بن ابی شیبہ و محمد از عبدہ از ہشام بن عروہ از عروہ) حضرت

لہ اس حدیث کو خود امام بخاری نے آخر باب میں حضرت عائشہ رض سے وصل کیا اور ابو داؤد نے ایک صحابی سے نکالا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حجامت اور وصال سے منع فرمایا اپنے صحابہ کی طاقت باقی رکھنے کے لیے طے کا روزہ منع ہے مگر سحر تک وصال جائز ہے جیسے دوسری حدیث میں وارد ہے اب اختلاف ہے کہ یہ ممانعت تحریمی ہے یا کراہت کے طور پر بعضوں نے کہا جس پر شاق ہو اس پر تو حرام ہے اور جس پر شاق نہ ہو اس کے لیے جائز ہے ۱۲ منہ

قَالَا اَخْبَرَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رضی قَالَتْ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْوِصَالِ رَحْمَةً لَّهُمْ فَقَالُوْا اِنَّكَ تُوَاصِلُ قَالَ اِنِّيْ لَسْتُ كَهَيْئَتِكُمْ اِنِّيْ يُطْعِمُنِيْ رَبِّيْ وَيَسْقِيْنِ لَمْ يَذْكُرْ عُثْمَانُ رَحْمَةً لَّهُمْ۔

عائشہ رضی کہتی ہیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے امت پر رحمت فرماتے ہوئے وصال یعنی متواتر روزے رکھنے سے منع کیا تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا آپ تو ایسا کرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تمہاری طرح نہیں مجھے تو میرا مالک کھلاتا پلاتا ہے۔

عثمان کی روایت میں یہ لفظ نہیں ہے۔ امت پر رحمت فرماتے ہوئے۔

باب ۱۲۳۲ التَّنْكِيْلِ لِمَنْ اَكْثَرَ الْوِصَالَ رَوَاهُ اَنَسٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

باب اکثر وصال کرنے والے کو سزا دینا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت کیا۔

۱۸۴۴۔ حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ رضی قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْوِصَالِ فِي الصَّوْمِ فَقَالَ لَهٗ رَجُلٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ اِنَّكَ تُوَاصِلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ وَاَيُّكُمْ مِثْلِيْ اِنِّيْ اَبِيْتُ يُطْعِمُنِيْ رَبِّيْ وَيَسْقِيْنِ فَلَمَّا اَبَوْا اَنْ يَّنْتَهُوْا عَنِ الْوِصَالِ وَاصَلَ بِهِمْ يَوْمًا ثُمَّ يَوْمًا ثُمَّ رَاَوُا الْهِلَالَ فَقَالَ لَوْ تَاَخَّرَ لَزِدْتُكُمْ كَالتَّنْكِيْلِ لَهُمْ حِيْنَ اَبَوْا اَنْ يَّنْتَهُوْا۔

(از ابو الیمان از شعیب از زہری از ابو سلمہ بن عبد الرحمان) حضرت ابو ہریرہ رضی کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وصالی روزہ رکھنے سے منع کیا۔ ایک مسلمان نے کہا یا رسول اللہ آپ تو وصالی روزے رکھتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری طرح تم میں کون ہے؟ مجھے تو میرا مالک کھلاتا پلاتا ہے۔ جب وہ وصالی روزوں سے باز نہ آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ ایک رات کچھ نہ کھایا پیا پھر دوسری رات چاند نظر آگیا آپ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر عید کا چاند نہ ہوتا تو میں اور کئی راتوں تک نہ کھاتا پیتا گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور سزا فرمایا کیونکہ وہ وصال سے باز نہ آئے۔

۱۸۴۵۔ حَدَّثَنَا يَحْيٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَّعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ رضی عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِيَّاكُمْ وَالْوِصَالَ مَرَّتَيْنِ قِيْلَ اِنَّكَ تُوَاصِلُ قَالَ اِنِّيْ اَبِيْتُ يُطْعِمُنِيْ

(از یحیٰے از عبد الرزاق از معمر از ہمام از حضرت ابو ہریرہ رضی) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وصال سے بچو! دو بار فرمایا عرض کیا گیا آپ بھی تو وصال کرتے ہیں آپ نے فرمایا مجھے تو میرا رب کھلا پلا دیتا ہے اتنی تکلیف اٹھاؤ جتنی طاقت ہے۔

له اس سے ان لوگوں نے دلیل لی ہے جو طے کا روزہ رکھنا حرام نہیں کہتے بلکہ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت پر شفقت کے خیال سے اس سے منع فرمایا جیسے قیام اللیل میں آپ چوتھی رات کو برآمد نہ ہوئے اس ڈر سے کہ کہیں فرض نہ ہو جائے اور ابن ابی شیبہ نے باسناد صحیح عبد اللہ بن زبیر سے نکالا کہ وہ پندرہ پندرہ دن تک طے کے روزے رکھتے اور خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کے ساتھ طے کے روزے رکھے اگر حرام ہوتے تو آپ اپنے اصحاب کو کبھی نہ رکھنے دیتے ۱۲ منہ ٢ه اس کا نام معلوم نہیں ہوا ۱۲ منہ ٣ه معلوم ہوا طے کا روزہ رکھنا آپ کا خاصہ تھا اور جو آپ کے خاص ہے اس میں آپ کی پیروی درست نہیں مثلاً چار عورتوں سے زیادہ نکاح میں لانا ۱۲ منہ ٤ه بعض روایتوں میں یوں ہے میں تو برابر اپنے مالک کے پاس رہتا ہوں وہ مجھ کو کھلاتا پلاتا ہے یہ کھلانا پلانا روزہ نہیں توڑتا کیونکہ یہ بہشت کا طعام اور شراب ہے اس کا حکم دنیا کے طعام اور شراب کا نہیں جیسے ایک حدیث میں ہے سونے کا تشت لایا گیا اور میرا سینہ دھویا گیا حالانکہ دنیا میں سونے چاندی کے برتنوں کا استعمال منع ہے قطع نظر اس کے صحیح روایت یہی ہے کہ میں رات کو اپنے مالک کے پاس رہتا ہوں وہ مجھ کو کھلا پلا دیتا ہے ۱۲ منہ

رَبِّیْ وَیَسْقِیْنِ فَاکْلَفُوْا مِنَ الْعَمَلِ مَا تُطِیْقُوْنَ۔

بَاب ۱۲۳۳ الْوِصَالِ اِلَی السَّحَرِ۔

۱۸۴۶۔ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِیْمُ بْنُ حَمْزَةَ حَدَّثَنِیْ ابْنُ اَبِیْ حَازِمٍ عَنْ یَزِیْدَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ خَبَّابٍ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَا تُوَاصِلُوْا فَاَیُّکُمْ اَرَادَ اَنْ یُّوَاصِلَ فَلْیُوَاصِلْ حَتَّی السَّحَرِ قَالُوْا فَاِنَّكَ تُوَاصِلُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ لَسْتُ کَهَیْئَتِکُمْ اِنِّیْ اَبِیْتُ لِیْ مُطْعِمٌ یُّطْعِمُنِیْ وَسَاقٍ یَّسْقِیْنِ۔

باب سحری تک نہ کھانا۔

(از ابراہیم بن حمزہ از ابن ابی حازم از یزید از عبداللہ بن خباب از ابوسعید خدری) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے وصال کے روزے مت رکھا کرو اگر کوئی رکھنا چاہے تو بس سحری تک نہ کھائے صحابہ نے عرض کیا آپ تو رکھتے ہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے فرمایا میں تمہاری طرح نہیں ہوں مجھے تو رات کو ایک کھلانے پلانے والا کھلا پلا دیتا ہے

بَاب ۱۲۳۴ مَنْ اَقْسَمَ عَلٰی اَخِیْهِ لِیُفْطِرَ فِی التَّطَوُّعِ وَلَمْ یَرَ عَلَیْهِ قَضَاءً اِذَا کَانَ اَوْفَقَ لَهٗ۔

۱۸۴۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ حَدَّثَنَا اَبُو الْعُمَیْسِ عَنْ عَوْنِ بْنِ اَبِیْ جُحَیْفَةَ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ اٰخَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَیْنَ سَلْمَانَ وَاَبِی الدَّرْدَاءِ فَزَارَ سَلْمَانُ اَبَا الدَّرْدَاءِ فَرَاٰی اُمَّ الدَّرْدَاءِ مُتَبَذِّلَةً فَقَالَ لَهَا مَا شَاْنُكِ قَالَتْ اَخُوْكَ اَبُو الدَّرْدَاءِ لَیْسَ لَهٗ حَاجَةٌ فِی الدُّنْیَا فَجَاءَ اَبُو الدَّرْدَاءِ فَصَنَعَ لَهٗ طَعَامًا فَقَالَ کُلْ قَالَ فَاِنِّیْ صَائِمٌ قَالَ مَا اَنَا بِاٰکِلٍ حَتّٰی تَاْکُلَ قَالَ فَاَکَلَ فَلَمَّا کَانَ اللَّیْلُ ذَهَبَ اَبُو الدَّرْدَاءِ یَقُوْمُ قَالَ نَمْ فَنَامَ ثُمَّ ذَهَبَ یَقُوْمُ فَقَالَ نَمْ فَلَمَّا کَانَ مِنْ اٰخِرِ اللَّیْلِ قَالَ سَلْمَانُ قُمِ الْاٰنَ فَصَلَّیَا فَقَالَ

باب اگر کوئی شخص اپنے بھائی کو نفلی روزہ توڑنے کے لیے قسم دے اور وہ روزہ توڑ دے تو اس پر قضا نہیں. جب روزہ نہ رکھنا ہی اس کے لیے مناسب ہو۔

(از محمد بن بشار از جعفر بن عون از ابوالعمیس از عون بن ابی جحیفہ از ان کے والد نے بیان کیا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے سلمان اور ابوالدرداءؓ کو بھائی بھائی بنا دیا تھا۔ (مواخات کی تھی) حضرت سلمان ابوالدرداء سے ملنے گئے دیکھا تو ام درداء یعنی درداء کی بیوی میلی کچیلی ہیں انہوں نے حال پوچھا (ام درداء سے) تو کہا کہ تمہارا بھائی ابوالدرداء تارکِ دنیا ہو گیا ہے اتنے میں حضرت ابوالدرداء آئے اور حضرت سلمان کے لئے کھانا تیار کیا۔ اور کہنے لگے تم کھاؤ میں روزے سے ہوں سلمانؓ نے کہا جب تک تم نہ کھاؤ میں بھی نہ کھاؤں گا۔ ابوالدرداء رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے کھا لیا۔ جب رات ہوئی تو ابوالدرداء عبادت کے لیے اٹھے۔ سلمانؓ نے کہا سوئے رہو، وہ سو گئے پھر اٹھنے لگے تو کہا کہ سوئے رہو۔ جب رات کا آخری حصہ ہو گیا تو حضرت سلمانؓ نے کہا کہ اب اٹھو۔ پھر دونوں نے نماز پڑھی۔ بعد ازاں حضرت سلمان رضؓ

لہ درحقیقت یہ طے کا روزہ نہیں ہے مگر مجازاً اس کو وصال یعنی طے کا روزہ کہتے ہیں کیونکہ طے یہ ہے کہ ساری رات بھی کچھ نہ کھائے نہ پیئے دن کی طرح ۱۲ منہ ۲ہ اس سے یہ نکلتا ہے کہ اگر بلا وجہ نفل روزہ قصداً توڑ ڈالے تو اس پر قضا لازم ہوگی اس مسئلہ میں علماء کا اختلاف ہے شافعیہ کہتے ہیں نفل روزہ اگر توڑ ڈالے تو اس کی قضا مستحب ہے عذر سے توڑے یا بے عذر۔ حنابلہ اسی کے قائل ہیں اور حنفیہ کے نزدیک ہر حال میں قضا رکھنا واجب ہے اور مالکیہ کہتے ہیں جب عمداً بلا عذر توڑ ڈالے تو قضا لازم ہوگی ۱۲ منہ

لَهُ سَلْمَانُ اِنَّ لِرَبِّكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَّ لِنَفْسِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَّلِاَهْلِكَ عَلَيْكَ حَقًّا فَاَعْطِ كُلَّ ذِي حَقٍّ حَقَّهٗ فَاَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهٗ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدَقَ سَلْمَانُ۔

نے کہا میرے رب کا بھی تجھ پر حق ہے تیری جان کا بھی تجھ پر حق ہے تمہاری بیوی کا بھی ہر حق دار کو اس کو حق دو۔ یہ سن کر ابوالدرداء آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ سے بیان کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سلمان نے سچ کہا۔

باب ۱۲۳۵ صَوْمِ شَعْبَانَ۔

باب شعبان میں روزے رکھنا۔[1]

۱۸۴۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ اَبِي النَّضْرِ عَنْ اَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُومُ حَتّٰى نَقُولَ لَا يُفْطِرُ وَيُفْطِرُ حَتّٰى نَقُولَ لَا يَصُومُ فَمَا رَاَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَكْمَلَ صِيَامَ شَهْرٍ اِلَّا رَمَضَانَ وَمَا رَاَيْتُهٗ اَكْثَرَ صِيَامًا مِّنْهُ فِي شَعْبَانَ

(از عبداللہ بن یوسف از مالک از ابوالنضر از ابوسلمہ) حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب روزے رکھنے پر آتے تو یہ معلوم ہوتا کہ اب ترک نہیں کریں گے اور چھوڑنے پر آتے تو معلوم ہوتا اب کبھی روزے نہیں رکھیں گے نیز میں نے آپ سے سوائے رمضان کے اور کوئی مکمل مہینہ روزوں کا نہیں دیکھا اور باقی مہینوں میں سے صرف شعبان میں زیادہ روزے رکھتے تھے۔

۱۸۴۹۔ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيٰى عَنْ اَبِي سَلَمَةَ اَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا حَدَّثَتْهُ قَالَتْ لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُومُ شَهْرًا اَكْثَرَ مِنْ شَعْبَانَ فَاِنَّهٗ كَانَ يَصُومُ شَعْبَانَ كُلَّهٗ وَكَانَ يَقُولُ خُذُوا مِنَ الْعَمَلِ مَا تُطِيقُونَ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَمَلُّ حَتّٰى تَمَلُّوا وَاَحَبُّ الصَّلٰوةِ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا دُوْوِمَ عَلَيْهِ وَاِنْ قَلَّتْ وَكَانَ اِذَا صَلّٰى صَلٰوةً دَاوَمَ عَلَيْهَا

(معاذ بن فضالہ از ہشام از یحییٰ از ابوسلمہ) حضرت عائشہ نے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شعبان سے زیادہ اور کسی مہینے میں روزے نہ رکھتے تھے آپ شعبان[2] پورا روزے رکھتے تھے۔ اور فرماتے تھے اتنا عمل کرو جتنی طاقت تمہیں ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ ثواب دینے سے نہیں تھکے گا۔ تم ہی تھک جاؤ گے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ نماز بہت پسند تھی، جو ہمیشہ پڑھی جائے خواہ وہ مختصر ہو اور جب آپ کوئی (نفل) نماز پڑھنا شروع کرتے تو ہمیشہ اسے پڑھا کرتے[3]

باب ۱۲۳۶ مَا يُذْكَرُ مِنْ صَوْمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاِفْطَارِهٖ

باب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روزے اور افطار کا بیان۔

---

[1] اگرچہ آپ اور مہینوں میں بھی آپ نفل روزے رکھا کرتے تھے مگر شعبان میں زیادہ روزے رکھتے تھے کیونکہ شعبان میں بندوں کے اعمال اللہ پاک کی طرف اٹھائے جاتے ہیں نسائی کی روایت میں یہ مضمون وارد ہے ۱۲ منہ [2] یہ بظاہر پہلی روایت کے خلاف ہے کیونکہ اس کا مضمون یہ ہے کہ رمضان کے سوا اور کسی مہینے کے پورے روزے نہ رکھتے اور تطبیق یوں ہو سکتی ہے کہ اس روایت میں پورے شعبان سے اس کا اکثر حصہ مراد ہے ۱۲ منہ [3] جو نیک کام ہمیشہ کیا جائے اس میں بڑی لذت ہوتی ہے اور نفس میں اچھی عادت اور پاکیزگی پیدا ہو جاتی ہے بہ نسبت اس کے کہ چند روز سخت محنت اٹھائے اور پھر تنگ ہو کر چھوڑ دے اس سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا اعتدال کے ساتھ مناسب وقتوں میں پابندی کے ساتھ جو کام کیا جائے وہی پورا ہوتا ہے بڑے بڑے کام پابندی اور اعتدال ہی سے انصرام پاتے ہیں اور دوڑ کر چلنے والا ہمیشہ ٹھوکر کھا کے گر پڑتا ہے ۱۲ منہ

۱۸۵۰ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما قَالَ مَا صَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَهْرًا كَامِلًا قَطُّ غَيْرَ رَمَضَانَ وَيَصُومُ حَتّٰى يَقُولَ الْقَائِلُ لَا وَاللّٰهِ لَا يُفْطِرُ وَيُفْطِرُ حَتّٰى يَقُولَ الْقَائِلُ لَا وَاللّٰهِ لَا يَصُومُ۔

(از موسیٰ بن اسماعیل از ابوعوانہ از ابوبشیر) سعید بن عباس کہتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے رمضان کے سوا اور کسی مہینہ کے پورے روزے نہیں رکھے۔ اور آپ جب (نفل) روزے رکھنا شروع کرتے تو اتنے رکھتے کوئی کہتا بخدا اب ترک نہ کرینگے اور جب ترک کرتے تو کوئی کہتا بخدا اب روزے نہیں رکھیں گے۔

۱۸۵۱ - حَدَّثَنِي عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ حُمَيْدٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسًا يَقُولُ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُفْطِرُ مِنَ الشَّهْرِ حَتّٰى نَظُنَّ أَنْ لَا يَصُومَ مِنْهُ وَيَصُومُ حَتّٰى نَظُنَّ أَنْ لَا يُفْطِرَ مِنْهُ شَيْئًا وَكَانَ لَا تَشَاءُ أَنْ تَرَاهُ مِنَ اللَّيْلِ مُصَلِّيًا إِلَّا رَأَيْتَهُ وَلَا نَائِمًا إِلَّا رَأَيْتَهُ وَقَالَ سُلَيْمَانُ عَنْ حُمَيْدٍ أَنَّهُ سَأَلَ أَنَسًا فِي الصَّوْمِ

(از عبدالعزیز بن عبداللہ از محمد بن جعفر از حمید) حضرت انس فرماتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مہینہ میں اتنے دن ترک صوم کرتے کہ ہم سمجھتے اب روزے نہیں رکھیں گے۔ اور روزے رکھتے تو اتنے دنوں تک کہ ہم سمجھتے اب افطار یعنی ترک صوم نہیں کریں گے۔ رات کو اگر کوئی چاہتا کہ آپ کو نماز پڑھتا ہو دیکھے تو اسی طرح یعنی نماز میں دیکھ لیتا۔ اگر یہ منظور ہوتا کہ آپ کو سوتا ہوا دیکھے تو اسی طرح سوتے ہوئے[1] دیکھ لیتا۔ سلیمان نے حمید سے یوں روایت کیا کہ انہوں نے حضرت انس رض سے روزے کے متعلق پوچھا۔

۱۸۵۲ - حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ أَخْبَرَنَا حُمَيْدٌ قَالَ سَأَلْتُ أَنَسًا عَنْ صِيَامِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا كُنْتُ أُحِبُّ أَنْ أَرَاهُ مِنَ الشَّهْرِ صَائِمًا إِلَّا رَأَيْتُهُ وَلَا مُفْطِرًا إِلَّا رَأَيْتُهُ وَلَا مِنَ اللَّيْلِ قَائِمًا إِلَّا رَأَيْتُهُ وَلَا نَائِمًا إِلَّا رَأَيْتُهُ وَلَا مَسِسْتُ خَزَّةً وَلَا حَرِيرَةً أَلْيَنَ مِنْ كَفِّ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا شَمِمْتُ مِسْكَةً وَلَا عَبِيرَةً أَطْيَبَ رَائِحَةً مِنْ رَائِحَةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

(محمد از ابوخالد الاحمر) حمید کہتے ہیں میں نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نفلی روزوں کے متعلق پوچھا انہوں نے کہا جب میں چاہتا[2] آپ کو روزہ دار دیکھوں تو روزہ دار دیکھ لیتا۔ اور جب چاہتا آپ کو افطار کی حالت میں دیکھوں تو ویسا ہی دیکھ لیتا۔ اسی طرح جب اسی رات کو میں چاہتا آپ کو نماز میں کھڑا ہوا دیکھ لیتا۔ اور اسی رات کو جب میں چاہتا سوتا ہوا دیکھ لیتا (یعنی آپ نے رات کے کئی حصوں میں مختلف معمولات تقسیم کئے تھے کبھی سونا کبھی نماز پڑھنا۔ اور میں نے سمورا اور ریشم کو بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتھیلی سے زیادہ نرم نہیں پایا اور مشک اور عنبر کی خوشبو بھی آپ کی خوشبو سے بہتر نہیں سونگھی[3]۔

---

[1] مطلب یہ ہے کہ آپ کبھی اول شب میں عبادت کرتے کبھی بیچ شب میں کبھی آخر شب میں اسی طرح آپ کا آرام فرمانا بھی مختلف وقتوں میں ہوتا رہتا اسی طرح آپ کا نفلی روزہ بھی تھا شروع اور بیچ اور اخیر مہینے میں ہر دنوں میں رکھتے تو ہر شخص جو آپ کو روزہ دار یا رات کو عبادت کرتے یا سوتے دیکھنا چاہتا بلا وقت دیکھ لیتا ۱۲ منہ [2] تو آپ اخلاق اور عادات میں اور نیز شکل و صورت اور شمائل میں سب لوگوں سے زیادہ بہتر تھے اور انہی خوبیوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی پیغمبری کے لئے چن لیا اور آپ کو اپنا مقرب خاص بنا یا ۱۲ منہ [3] جب میں چاہتا الخ اس چاہنے کا مطلب یہ ہے کہ صحابہ کرام رض آپ کے اعمال دیکھتے رہتے اور مختلف اوقات میں مختلف اعمال کے صدور کی توقع رکھتے تو حسب توقع مختلف اوقات اور مختلف ایام میں روزوں اور نمازوں میں آپ م کی سنت مبارکہ معلوم ہوتی رہتی۔ عبدالرزاق

باب ۱۲۳۷ حَقِّ الضَّيْفِ فِي الصَّوْمِ

۱۸۵۳ - حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ أَخْبَرَنَا هٰرُونُ بْنُ إِسْمٰعِيلَ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ يَعْنِي إِنَّ لِزَوْرِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَإِنَّ لِزَوْجِكَ عَلَيْكَ حَقًّا فَقُلْتُ وَمَا صَوْمُ دَاوُدَ قَالَ نِصْفُ الدَّهْرِ۔

باب نفلی روزے میں مہمان کا حق ادا کرنا۔

(از اسحاق از ہارون بن اسماعیل از علی از یحییٰ از ابوسلمہ) عبداللہ بن عمرو بن عاص کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے پھر پوری حدیث بیان کی جس میں یہ ہے کہ تیرے مہمان کا بھی تجھ پر حق ہے اور تیری بیوی کا بھی تجھ پر حق ہے پھر میں نے حضرت داؤد کے روزوں کے متعلق پوچھا۔ فرمایا ایک دن روزہ ایک دن ترک روزہ۔

باب ۱۲۳۸ حَقِّ الْجِسْمِ فِي الصَّوْمِ

۱۸۵۴ - حَدَّثَنَا ابْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَبْدَ اللّٰهِ أَلَمْ أُخْبَرْ أَنَّكَ تَصُومُ النَّهَارَ وَتَقُومُ اللَّيْلَ فَقُلْتُ بَلٰى يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ فَلَا تَفْعَلْ صُمْ وَأَفْطِرْ وَقُمْ وَنَمْ فَإِنَّ لِجَسَدِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَإِنَّ لِعَيْنِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَإِنَّ لِزَوْجِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَإِنَّ لِزَوْرِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَإِنَّ بِحَسْبِكَ أَنْ تَصُومَ كُلَّ شَهْرٍ ثَلٰثَةَ أَيَّامٍ فَإِنَّ لَكَ بِكُلِّ حَسَنَةٍ عَشْرَ أَمْثَالِهَا فَإِنَّ ذٰلِكَ صِيَامُ الدَّهْرِ كُلِّهِ فَشَدَّدْتُ فَشُدِّدَ عَلَيَّ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي أَجِدُ قُوَّةً قَالَ فَصُمْ صِيَامَ نَبِيِّ اللّٰهِ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَلَا تَزِدْ عَلَيْهِ قُلْتُ وَمَا كَانَ صِيَامُ نَبِيِّ اللّٰهِ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ نِصْفُ الدَّهْرِ فَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ يَقُولُ بَعْدَ مَا كَبِرَ يَا لَيْتَنِي قَبِلْتُ رُخْصَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

باب روزے میں بدن کا حق[۱]

(از ابن مقاتل از عبداللہ از اوزاعی از یحییٰ بن کثیر از ابوسلمہ بن عبدالرحمان) عبداللہ بن عمرو بن عاص کہتے ہیں مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عبداللہ مجھے خبر پہنچی ہے کہ تو دن کو روزے رکھتا ہے اور رات کو نماز میں کھڑا رہتا ہے میں نے کہا بے شک سچ ہے یارسول اللہ! آپ نے فرمایا تو ایسا مت کیا کر روزہ رکھ اور افطار بھی کیا کر۔ عبادت بھی کر اور نیند بھی لے۔ کیونکہ تیرے بدن کا بھی تجھ پر حق ہے تیری آنکھوں کا بھی تجھ پر حق ہے۔ تیری بیوی کا بھی تجھ پر حق ہے۔ تیرے مہمان کا بھی تجھ پر حق ہے تجھے ہر ماہ میں تین روزے کافی ہیں کیونکہ ہر نیکی کا بدلہ دس گنا ہوگا تو گویا تیری ساری عمر روزوں میں شمار ہوگی۔ عبداللہ کہتے ہیں میں نے اپنے اوپر سختی چاہی تو سختی کی گئی میں نے عرض کیا یارسول اللہ! میں اپنی جان میں زیادہ طاقت محسوس کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا تو داؤد کی روزے رکھا کر اس سے مت بڑھا میں نے عرض کیا داؤد کیسے روزے رکھتے تھے؟ آپ نے فرمایا ایک دن روزہ ایک دن ترک روزہ۔ عبداللہ بن عمرو جب بوڑھے ہو گئے تو کہتے تھے کاش میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عطا کردہ اجازت کو قبول کر لیتا (یعنی ہر ماہ میں تین روزے) آسان تھے۔

ع ــ سبحان اللہ صحابہ کرام کا عشق رسول دیکھئے آپ نے حالانکہ نفلی رکھنے کے لئے فرمایا تھا فصم صیام نبی اللہ داؤد علیہ السلام لیکن عبداللہ بن عمرو بن عاص نے آپ کے نفلی فرمان کی پابندی کی۔ عمر بھر ترک نہ کیا۔ کیونکہ رخصت کو قبول نہیں کیا تھا ۱۲ عبدالرزاق

[۱] یعنی اتنے روزے نہ رکھنا چاہیئے کہ آدمی بے طاقت ہو جائے اور دوسرے فرائض نہ ادا کر سکے ۱۲ منہ

باب ۱۲۳۹ صَوْمِ الدَّهْرِ

۱۸۵۵- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَأَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو قَالَ أُخْبِرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنِّي أَقُولُ وَاللّٰهِ لَأَصُومَنَّ النَّهَارَ وَلَأَقُومَنَّ اللَّيْلَ مَا عِشْتُ فَقُلْتُ لَهُ قَدْ قُلْتُهُ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي قَالَ فَإِنَّكَ لَا تَسْتَطِيعُ ذٰلِكَ فَصُمْ وَأَفْطِرْ وَقُمْ وَنَمْ وَصُمْ مِنَ الشَّهْرِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فَإِنَّ الْحَسَنَةَ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا وَذٰلِكَ مِثْلُ صِيَامِ الدَّهْرِ قُلْتُ إِنِّي أُطِيقُ أَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ قَالَ فَصُمْ يَوْمًا وَأَفْطِرْ يَوْمَيْنِ قُلْتُ إِنِّي أُطِيقُ أَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ قَالَ فَصُمْ يَوْمًا وَأَفْطِرْ يَوْمًا فَذٰلِكَ صِيَامُ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَهُوَ أَفْضَلُ الصِّيَامِ فَقُلْتُ إِنِّي أُطِيقُ أَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا أَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ۔

باب ہمیشہ روزے رکھنا۔

(از ابو الیمان از شعیب از زہری از سعید بن مسیب و ابو سلمہ بن عبد الرحمان) عبد اللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہے کہ میرے متعلق حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو بتایا گیا کہ میں کہتا ہوں بخدا دن کو میں روزہ رکھا کروں گا اور رات کو عبادت میں کھڑا رہوں گا یہ عمل میرا زندگی بھر رہے گا میں نے آنحضرتؐ کے سامنے اقرار کیا کہ جی ہاں میں نے یہ کہا ہے۔ میرے ماں باپ آپ پر قربان۔ آپ نے فرمایا تو ایسا نہ کرسکے گا روزہ رکھا کر اور ترک بھی کیا کر رات کو عبادت کرو اور سو بھی ہر مہینے میں تین روزے رکھا کر اس لیے کہ ہر نیکی کا دس گنا ثواب ملتا ہے۔ یہ تین روزے ہر ماہ کے ساری عمر کے روزوں کے برابر شمار ہوں گے۔ میں نے عرض کیا میں اس سے زیادہ طاقت رکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا اچھا ایک دن روزہ رکھ دو دن ترک کر۔ میں نے کہا مجھے اس سے بھی زیادہ طاقت ہے۔ آپ نے فرمایا ایک دن روزہ رکھ ایک دن ترک کر یہ داؤدی روزے ہیں اور سب روزوں سے افضل ہیں۔ میں نے عرض کیا میں اس سے بھی افضل طاقت رکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا اس سے افضل کوئی روزہ نہیں۔

باب ۱۲۴۰- حَقِّ الْأَهْلِ فِي الصَّوْمِ

رَوَاهُ أَبُو جُحَيْفَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۱۸۵۶- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ أَخْبَرَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ سَمِعْتُ عَطَاءً أَنَّ أَبَا الْعَبَّاسِ الشَّاعِرَ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو بَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنِّي أَسْرُدُ الصَّوْمَ وَأُصَلِّي اللَّيْلَ فَإِمَّا أَرْسَلَ إِلَيَّ وَإِمَّا لَقِيتُهُ فَقَالَ أَلَمْ أُخْبَرْ أَنَّكَ تَصُومُ وَلَا تُفْطِرُ وَتُصَلِّي فَصُمْ وَأَفْطِرْ وَقُمْ وَنَمْ فَإِنَّ لِعَيْنِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَإِنَّ لِنَفْسِكَ وَأَهْلِكَ

باب روزے میں بیوی اور بچوں کا حق۔ یہ ابو جحیفہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا۔

(از عمرو بن علی از ابو عاصم از ابن جریج از عطاء از ابو العباس شاعر) عبد اللہ بن عمرو بن عاص کہتے ہیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ بات پہنچی کہ میں مسلسل روزے رکھتا ہوں یعنی ہر دن روزہ رکھتا ہوں اور ساری رات نماز پڑھتا رہتا ہوں۔ تو آپ نے مجھے بلا بھیجا یا میں خود آپؐ سے ملا آپ نے فرمایا مجھے خبر ملی ہے تو روزے رکھتا ہے اور افطار نہیں کرتا (یعنی کسی دن ترک صوم نہیں کرتا) اور نماز مسلسل پڑھتا رہتا ہے (یعنی رات بھر) ایسا کر کہ روزہ بھی رکھ اور کچھ دن چھوڑ بھی دیا کر عبادت اور نماز پڑھ اور سو یا بھی کر کیونکہ تیری آنکھوں

ؔ جس کو صوم الدہر کہتے ہیں شافعیہ کے نزدیک مستحب ہے ایک حدیث میں ہے جس نے ہمیشہ روزہ رکھا اس پر دوزخ تنگ ہو جائے گی یعنی وہ دوزخ میں جا ہی نہیں سکے گا اس کو امام احمد اور نسائی اور ابن خزیمہ اور ابن حبان اور بیہقی نے نکالا بعضوں نے ہمیشہ روزہ رکھنا مکروہ جانا ہے کیونکہ ایسا کرنے سے عادت ہو جاتی ہے اور روزے کی تکلیف باقی نہیں رہتی ۱۲ منہ ؔ کیونکہ اس میں نفس کو روزے کی عادت نہیں ہوتی اور اس کی تکلیف باقی رہتی ہے ۱۲ منہ

عَلَيْكَ حَظًّا قَالَ إِنِّي لَأَقْوَى لِذٰلِكَ قَالَ فَصُمْ صِيَامَ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ وَكَيْفَ قَالَ كَانَ يَصُومُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا وَلَا يَفِرُّ إِذَا لَاقَى قَالَ مَنْ لِي بِهٰذِهِ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ قَالَ عَطَاءٌ لَا أَدْرِي كَيْفَ ذَكَرَ صِيَامَ الْأَبَدِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا صَامَ مَنْ صَامَ الْأَبَدَ مَرَّتَيْنِ۔

کا تجھ پر حق ہے تیری جان اور تیری بیوی بچوں کا تجھ پر حق ہے میں نے عرض کیا مجھے اس سے زیادہ طاقت ہے۔ آپ نے فرمایا اچھا داؤدی روزہ رکھا کر میں نے پوچھا وہ کس طرح؟ آپ نے فرمایا وہ ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن ترک کرتے دشمن کے مقابلے میں نہ بھاگتے۔ میں نے عرض کیا کہ میری طرف سے اس بات کی ذمہ داری کون لیتا ہے؟ عطاء نے کہا مجھے معلوم نہیں ہمیشہ روزہ رکھنے کے متعلق آپ نے کیا فرمایا؟ صرف یہ معلوم ہے کہ آپ نے دوبار فرمایا جس نے ہمیشہ روزے رکھے اس نے روزہ نہیں رکھا[1]

بَابٌ ۱۲۴۱ صَوْمِ يَوْمٍ وَإِفْطَارِ يَوْمٍ

باب ایک دن روزہ ایک دن افطار کا بیان۔

۱۸۵۷ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُغِيرَةَ قَالَ سَمِعْتُ مُجَاهِدًا عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ صُمْ مِنَ الشَّهْرِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ قَالَ أُطِيقُ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَمَا زَالَ حَتّٰى قَالَ صُمْ يَوْمًا وَأَفْطِرْ يَوْمًا فَقَالَ اقْرَإِ الْقُرْاٰنَ فِي كُلِّ شَهْرٍ قَالَ إِنِّي أُطِيقُ أَكْثَرَ فَمَا زَالَ حَتّٰى قَالَ فِي ثَلَاثٍ۔

(از محمد بن بشار از غندر از شعبہ از مغیرہ از مجاہد از عبداللہ بن عمرو) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر مہینہ میں تین دن روزہ رکھا کر۔ عبداللہ بن عمرو بن عاص نے کہا مجھ میں اس سے زیادہ طاقت ہے پھر یہی سوال جواب جاری رہا بالآخر آپ نے فرمایا ایک دن روزہ رکھ ایک دن افطار کر اور فرمایا ہر مہینہ میں ایک بار ختم قرآن کر میں نے عرض کیا مجھ میں اس سے زیادہ طاقت ہے یہی سلسلہ گفتگو جاری رہا حتیٰ کہ آپ نے فرمایا تین دن میں ختم کیا کر[2]

بَابٌ ۱۲۴۲ صَوْمِ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

باب داؤد علیہ سلام کا روزہ۔

۱۸۵۸ حَدَّثَنَا اٰدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا حَبِيبُ بْنُ أَبِي ثَابِتٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا الْعَبَّاسِ الْمَكِّيَّ وَكَانَ شَاعِرًا وَكَانَ لَا يُتَّهَمُ فِي حَدِيثِهِ قَالَ سَمِعْتُ

(از آدم از شعبہ از حبیب بن ابی ثابت از ابوالعباس مکی شاعر) ان پر روایت حدیث میں تہمت نہ تھی (یعنی ثقہ تھے) عبداللہ بن عمرو بن عاص کہتے ہیں مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا تو روزانہ روزہ رکھتا ہے اور رات بھر نماز میں کھڑا رہتا

---

[1] اس سے ان لوگوں نے دلیل لی ہے جنہوں نے سدا روزہ رکھنا مکروہ جانا ہے ابن عربی نے کہا جب آنحضرت نے سدا روزہ رکھنے والے کی نسبت یہ فرمایا کہ اس نے روزہ نہیں رکھا تو اب اس کو ثواب کی کیا توقع ہے بعضوں نے کہا اس حدیث میں سدا روزہ رکھنے سے یہ مراد ہے کہ عیدین اور ایام تشریق میں بھی افطار نہ کرے اس کی کراہت اور [illegible] میں تو کوئی اختلاف نہیں۔ اگر ان دنوں میں کوئی افطار کرے اور باقی دنوں میں روزہ رکھا کرے بشرطیکہ اپنے اور اپنے اہل وعیال کے حقوق میں کوئی خلل واقع نہ ہو تو ظاہر یہ ہے کہ مکروہ نہ ہوگا مگر ہر حال میں افضل یہی ہے کہ صوم داؤدی رکھے یعنی ایک دن روزہ ایک دن افطار ۱۲ منہ [2] امام مسلم کی روایت میں یوں ہے کہ آپ نے فرمایا ایک مہینے میں ایک ختم قرآن کا کیا کر میں نے کہا مجھ میں اس سے زیادہ طاقت ہے آپ نے فرمایا اچھا بیس دن میں ختم کر میں نے کہا مجھ میں اس سے زیادہ طاقت ہے آپ نے فرمایا اچھا دس دن میں ختم کیا کر میں نے کہا مجھ میں اس سے زیادہ طاقت ہے آپ نے فرمایا اچھا سات دن میں ختم کیا کر اور اس سے مت بڑھا یعنی سات دن سے کم میں ختم نہ کر اسی لئے اکثر علماء نے سات دن سے کم میں قرآن کا ختم کرنا مکروہ رکھا ہے۔ قسطلانی نے کہا میں نے بیت المقدس میں ایک بوڑھے کو دیکھا جس کو ابوالطاہر کہتے تھے وہ دن رات میں قرآن کے آٹھ ختم کیا کرتا تھا بعضوں نے کہا ایک رات دن میں اس نے دس ختم سے زیادہ کئے اور برہان بن ابی شریف کہتے تھے وہ رات دن میں پندرہ ختم کرتے ہیں اور صفوہ بن منصور بن زاذان سے منقول ہے کہ وہ مغرب اور عشاء کے درمیان دو ختم کیا کرتے تھے اور تیسرا ختم بھی طٰسین تک پہنچا۔ تمام ہوا قسطلانی کا کلام۔ مترجم کہتا ہے یہ سب خلاف سنت ہے اور عمدہ یہ ہے کہ قرآن سمجھ کر آہستگی کے ساتھ چالیس دن میں ختم کیا جائے حد سے حد سات روز میں۔ انتہا تین روز میں اس سے کم میں ختم کرنا مکروہ ہے اور ادب اور تعظیم کے بھی خلاف ہے ۱۲ منہ [3] سدا روزہ رکھنے سے یہ مراد لی ہے کہ عیدین اور ایام تشریق میں افطار نہ کرے انہوں نے غلطی کی ہے کیونکہ عیدین اور ایام تشریق میں روزہ رکھنے سے صرف یہ نہیں کہ روزہ نہیں ہوتا بلکہ گناہ بھی ہوتا ہے کیونکہ اللہ اور رسول کی نافرمانی ہے۔ عبدالرزاق۔

عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ قَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّكَ لَتَصُومُ الدَّهْرَ وَتَقُومُ اللَّيْلَ فَقُلْتُ نَعَمْ قَالَ إِنَّكَ إِذَا فَعَلْتَ ذٰلِكَ هَجَمَتْ لَهُ الْعَيْنُ وَنَفِهَتْ لَهُ النَّفْسُ لَا صَامَ مَنْ صَامَ الدَّهْرَ صَوْمُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ صَوْمُ الدَّهْرِ كُلِّهِ قُلْتُ فَإِنِّي أُطِيقُ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ قَالَ فَصُمْ صَوْمَ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ يَصُومُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا وَلَا يَفِرُّ إِذَا لَاقَى۔

ہے میں نے کہا جی ہاں آپ نے فرمایا ایسے کرے گا تو تیری آنکھوں میں گڑھا پڑ جائے گا اور جان کمزور ہو جائے گی اس کا روزہ نہیں ہوتا جس نے روز روزہ رکھا تین دن کے روزے فی ماہ برابر ہیں۔ ساری زندگی کی روزہ داری کے میں نے عرض کیا مجھ کو اس سے زیادہ طاقت ہے آپ نے فرمایا تو داؤد علیہ سلام کا روزہ رکھ وہ ایک دن روزہ رکھتے تھے ایک دن چھوڑ دیتے تھے دشمن سے بوقت جنگ فرار نہ کرتے۔

۱۸۵۹۔ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ الْوَاسِطِيُّ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ خَالِدٍ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو الْمَلِيحِ قَالَ دَخَلْتُ مَعَ أَبِيكَ عَلَى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو فَحَدَّثَنَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذُكِرَ لَهُ صَوْمِي فَدَخَلَ عَلَيَّ فَأَلْقَيْتُ لَهُ وِسَادَةً مِنْ أَدَمٍ حَشْوُهَا لِيفٌ فَجَلَسَ عَلَى الْأَرْضِ وَصَارَتِ الْوِسَادَةُ بَيْنِي وَبَيْنَهُ فَقَالَ أَمَا يَكْفِيكَ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ خَمْسًا قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ سَبْعًا قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ تِسْعًا قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ إِحْدَى عَشْرَةَ ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا صَوْمَ فَوْقَ صَوْمِ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ شَطْرَ الدَّهْرِ صُمْ يَوْمًا وَأَفْطِرْ يَوْمًا۔

(از اسحاق واسطی از خالد بن عبد اللہ از خالد حذاء از ابو قلابہ از ابو الملیح) عبد اللہ بن عمرو بن عاص کہتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے میری روزہ داری کا ذکر ہوا۔ آپ میرے ہاں تشریف لائے۔ میں نے آپ کے لیے چمڑے کا تکیہ جس میں کھجور کی چھال بھری تھی بچھایا آپ زمین پر بیٹھ گئے اور تکیہ میرے اور آپ کے درمیان پڑا تھا (یعنی بیکار)[۵] آپ نے فرمایا کیا تجھے تین روزے فی ماہ کافی نہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! (یہ تو بہت تھوڑے ہیں) فرمایا اچھا پانچ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ (یہ بھی تھوڑے ہیں) آپ نے فرمایا اچھا سات۔ میں نے عرض کیا پھر یا رسول اللہ (یہ بھی تھوڑے ہیں) آپ نے فرمایا اچھا نو۔ میں نے عرض کیا (یا رسول کچھ اور) آپ نے فرمایا اچھا گیارہ پھر آپ نے فرمایا داؤد علیہ سلام کے روزوں سے بڑھ کر کوئی روزہ نہیں ایک دن روزہ رکھ ایک دن افطار کر۔

بَابٌ ۱۲۴۳ صِيَامِ أَيَّامِ الْبِيضِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ وَأَرْبَعَ عَشْرَةَ وَخَمْسَ عَشْرَةَ۔

باب ایام بیض (روشن راتیں یعنی تیرھویں چودھویں اور پندرھویں قمری) کو روزہ رکھنا۔

۱۸۶۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا أَبُو التَّيَّاحِ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو عُثْمٰنَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ أَوْصَانِي خَلِيلِي صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(از ابو معمر از عبد الوارث از ابو التیاح از ابو عثمان) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میرے گہرے دوست آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے تین باتوں کی وصیت فرمائی۔ ہر ماہ تین روزے رکھنا دو رکعت نماز چاشت

[۵] آج کل کے فیشن پرست علماء اور مشائخ اس سنت پر بھی غور کریں کہ آپ بلا تکلف زمین پر بیٹھ گئے اور تکیہ بے کار پڑا رہا آپ نے ثابت یہ کیا کہ چھوٹی چھوٹی باتوں میں تکلف کیا وقت ضائع کرنا تکیہ لگانا ایک مجاہد مسلمان کی شان کے خلاف ہے ہمیشہ سادگی ملحوظ رہے ۱۲ عبد الرزاق

بِثَلٰثٍ صِيَامِ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ مِّنْ كُلِّ شَهْرٍ وَّرَكْعَتَيِ الضُّحٰى وَاَنْ اُوْتِرَ قَبْلَ اَنْ اَنَامَ

پڑھنا۔ رات کو سونے سے پہلے وتر پڑھنا۔

بَاب ۱۲۴۴ مَنْ زَارَ قَوْمًا فَلَمْ يُفْطِرْ عِنْدَهُمْ

۱۸۶۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنِيْ خَالِدٌ هُوَ ابْنُ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ اَنَسٍ رضـ دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى اُمِّ سُلَيْمٍ فَاَتَتْهُ بِتَمْرٍ وَّسَمْنٍ قَالَ اَعِيْدُوْا سَمْنَكُمْ فِيْ سِقَائِهٖ وَتَمْرَكُمْ فِيْ وِعَائِهٖ فَاِنِّيْ صَائِمٌ ثُمَّ قَامَ اِلٰى نَاحِيَةٍ مِّنَ الْبَيْتِ فَصَلّٰى غَيْرَ الْمَكْتُوْبَةِ فَدَعَا لِاُمِّ سُلَيْمٍ وَاَهْلِ بَيْتِهَا فَقَالَتْ اُمُّ سُلَيْمٍ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ لِيْ خُوَيْصَّةً قَالَ مَا هِيَ قَالَتْ خَادِمُكَ اَنَسٌ فَمَا تَرَكَ خَيْرَ اٰخِرَةٍ وَّلَا دُنْيَا اِلَّا دَعَا لِيْ بِهٖ قَالَ اللّٰهُمَّ ارْزُقْهُ مَالًا وَّوَلَدًا وَّبَارِكْ لَهٗ فَاِنِّيْ لَمِنْ اَكْثَرِ الْاَنْصَارِ مَالًا وَّحَدَّثَتْنِيْ ابْنَتِيْ اُمَيْنَةُ اَنَّهٗ دُفِنَ لِصُلْبِيْ مَقْدَمَ حَجَّاجٍ الْبَصْرَةَ بِضْعٌ وَّعِشْرُوْنَ وَمِائَةٌ

۱۸۶۲۔ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ مَرْيَمَ اَخْبَرَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنِيْ حُمَيْدٌ سَمِعَ اَنَسًا رضـ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

باب کہیں ملاقات کے لیئے جانے پر نفلی روزہ نہ توڑنا۔

(از محمد بن مثنٰے از خالد ابن حارث از حمید) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ام سلیم کے پاس تشریف لے گئے وہ آپؐ کے لیئے کھجور اور گھی لائیں آپؐ نے فرمایا گھی کپی میں ڈال اور کھجوریں تھیلے میں۔ میں روزے سے ہوں۔ پھر آپ نے گھر کے ایک کونے میں کھڑے ہو کر نفلی نماز پڑھی ام سلیم اور ان کے گھر والوں کے لیے دعا فرمائی ام سلیم نے عرض کیا یا رسول اللہ میں ایک خاص شخص کے لیئے دعا چاہتی ہوں آپ نے فرمایا وہ کیا ام سلیم نے کہا آپکے خادم انسؓ کے لیے یہ سن کر آپنے دنیا و آخرت کی کوئی بات نہ چھوڑی ہر ایک مقصد کی دعا کی آپنے فرمایا اے اللہ اسے مال اور اولاد دے اور اسے برکت عطاء فرما انسؓ کہتے ہیں (اس دعا کا اثر ہے) میں تمام انصار کو سے مال دار ہوں اور مجھ سے میری بیٹی امینہ نے بیان کیا حجاج جب بصرہ میں آیا (۷۵ھ ہجری) اس وقت خاص میری صلب سے ایک سو بیس سے کچھ زیادہ بچے دفن ہو چکے تھے[۲]۔

ابن ابی مریم نے بحوالہ یحیٰے از حمید از انس رضی اللہ عنہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے یہی حدیث بیان کی۔

بَاب ۱۲۴۵ الصَّوْمِ اٰخِرَ الشَّهْرِ

۱۸۶۳۔ حَدَّثَنَا الصَّلْتُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا مَهْدِيٌّ عَنْ غَيْلَانَ ح وَحَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا مَهْدِيُّ بْنُ مَيْمُوْنٍ حَدَّثَنَا غَيْلَانُ بْنُ جَرِيْرٍ عَنْ مُّطَرِّفٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رضـ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب آخر ماہ میں روزہ رکھنا۔

(از صلت بن محمد از مہدی از غیلان) دوسری سند (از ابو النعمان از مہدی ابن میمون از غیلان بن جریر از مطرف از عمران بن حصین) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود عمران یا اور کسی سے پوچھا اور عمران سن رہے تھے شک مطرف کو ہے) اے ابو فلاں! تو نے اس مہینہ کے آخر میں روزہ نہیں رکھا

---

[۱] یہاں یہ اشکال ہوتا ہے کہ حدیث ترجمہ باب کے موافق نہیں ہے کیونکہ حدیث میں ہر مہینے میں تین روزے رکھنے کا ذکر ہے ایام بیض کی کوئی تخصیص نہیں اور اس کا جواب یہ ہے کہ امام بخاری نے اپنی عادت کے موافق اس حدیث کے دوسرے طریق کی طرف اشارہ کیا جس کو امام احمد اور نسائی اور ابن حبان نے موسٰی بن طلحہ کے طریق سے نکالا انہوں نے ابو ہریرہؓ سے، اس میں یوں ہے کہ آپنے ایک اعرابی سے فرمایا جو بھنا ہوا خرگوش لایا تھا، تو بھی کھا۔ اس نے کہا میں ہر مہینے میں تین روزے رکھتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا اگر تو یہ روزے رکھتا ہے تو سفید دنوں میں رکھا کر یعنی ایام بیض میں نسائی کی ایک روایت میں عبد اللہ بن عمرو سے یوں ہے ہر دس دن میں ایک روزہ رکھا کر اور ترمذی نے نکالا کہ آپ ہفتے اور اتوار اور پیر کو روزہ رکھا کرتے اور ایک روایت میں منگل بدھ جمعرات ہے غرض آپ کا نفلی روزہ ہمیشہ کے لئے کسی خاص دن میں معین نہ تھا ۱۲ منہ [۲] حافظ نے کہا یہ دوسرا قصہ ہے اس قصے کے سوا جس میں بوریے پر نماز پڑھنا اور ان کو اپنے پیچھے کھڑے کرنے کا ذکر ہے اور جو کتاب الصلوٰۃ میں اوپر مذکور ہو چکی ہے ۱۲ منہ [۳] حجاج بصرے میں ۷۵ھ ہجری میں آیا تھا اس وقت انسؓ کی عمر کچھ اوپر اسی برس کی تھی اس کے بعد بھی انسؓ زندہ رہے ۹۲ھ یا ۹۳ھ ہجری میں انتقال کیا سو برس کے قریب ان کی عمر ہوئی یہ سب آنحضرتؐ کی دعا کی برکت تھی۔ ایک روایت ہے کہ انہوں نے ۱۲۹ یا ۱۲۳ یا ۱۲۵ انکے خاص اپنی صلب سے دفن کیئے جس کے خاص صلبی بچے اتنے ہوں تو خیال کرنا چاہیئے کہ پوتا پوتی نواسے نواسیاں کتنی ہوں گی ۱۲ منہ

أَنَّهُ سَأَلَهُ أَوْ سَأَلَ رَجُلًا وَعِمْرَانُ يَسْمَعُ فَقَالَ يَا أَبَا فُلَانٍ أَمَا صُمْتَ سَرَرَ هٰذَا الشَّهْرِ قَالَ أَظُنُّهُ قَالَ يَعْنِي رَمَضَانَ قَالَ الرَّجُلُ لَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ فَإِذَا أَفْطَرْتَ فَصُمْ يَوْمَيْنِ لَمْ يَقُلِ الصَّلْتُ أَظُنُّهُ يَعْنِي رَمَضَانَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ وَقَالَ ثَابِتٌ عَنْ مُطَرِّفٍ عَنْ عِمْرَانَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ سَرَرِ شَعْبَانَ۔

ابو النعمان کہتے ہیں غالباً رمضان کے متعلق فرمایا[1] اس نے عرض کیا نہیں یا رسول اللہ آپ نے فرمایا جب تو (رمضان میں) افطار کرے تو دو روزے[2] رکھ صلت راوی نے یہ نہیں کہا کہ رمضان کے متعلق فرمایا امام بخاری کہتے ہیں کہ ثابت نے بحوالہ مطرف عمران، آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم یوں روایت کیا کہ شعبان کے آخر میں۔

بَابٌ ۱۲۴۶ صَوْمِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَإِذَا أَصْبَحَ صَائِمًا يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَعَلَيْهِ أَنْ يُفْطِرَ

باب جمعے کے دن روزہ رکھنا اگر کوئی صرف جمعے کا روزہ[3] رکھے تو افطار کر دینا چاہیے۔

۱۸۶۴۔ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبَّادٍ قَالَ سَأَلْتُ جَابِرًا نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ قَالَ نَعَمْ زَادَ غَيْرُ أَبِي عَاصِمٍ أَنْ يَنْفَرِدَ بِصَوْمٍ۔

(از ابو عاصم از ابن جریج از عبد الحمید بن جبیر محمد بن عباد کہتے ہیں میں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کے روزے سے منع فرمایا ہے تو انہوں نے فرمایا ہاں

ابو عاصم کے علاوہ دیگر راویوں نے زیادہ لکھا ہے کہ صرف جمعہ کا روزہ رکھنے سے۔

۱۸۶۵۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا أَبُو صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا يَصُومَنَّ أَحَدُكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ إِلَّا يَوْمًا قَبْلَهُ أَوْ بَعْدَهُ۔

(از عمر بن حفص بن غیاث از حفص بن غیاث از اعمش از ابو صالح از ابوہریرہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے تم میں کوئی صرف جمعہ کا روزہ نہ رکھے بلکہ ایک دن پہلے اسکے یا بعد ملا کر رکھے۔

۱۸۶۶۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ ح وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ عَنْ جُوَيْرِيَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَهِيَ صَائِمَةٌ فَقَالَ أَصُمْتِ أَمْسِ قَالَتْ لَا قَالَ تُرِيدِينَ أَنْ

(از مسدد از یحییٰ از شعبہ) دوسری سند (از محمد از غندر از شعبہ از قتادہ از ابو ایوب) جویریہ بنت حارث سے مروی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن ان کے پاس تشریف لے گئے وہ روزے سے تھیں۔ آپ نے فرمایا کیا تو نے کل گذشتہ بھی روزہ رکھا تھا؟ انہوں نے کہا نہیں آپ نے فرمایا کل آئندہ رکھنے کا ارادہ ہے؟ کہا نہیں آپنے فرمایا

---

[1] یہ شک مطرف راوی کو ہوئی کیونکہ ثابت نے بھی مطرف سے اسی طرح شک کے ساتھ روایت کیا اور امام مسلم نے دوسرے دو طریقوں سے اس حدیث کو نکالا ان میں شک نہیں ہے بلکہ یوں کہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے فرمایا اور امام احمد کی روایت میں یوں ہے کہ عمران سے پوچھا ۱۲ فتح [2] کیونکہ رمضان میں تو سارے مہینے ہر کوئی روزے رکھتا ہے بعضوں نے سرر کا ترجمہ مہینے کا شروع کیا ہے بعضوں نے مہینے کا بیچ بعضوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص سے برسبیل زجر فرمایا کہ تو نے شعبان کے اخیر میں تو روزے نہیں رکھے کیونکہ دوسری حدیث میں آپنے رمضان کا استقبال کرنے سے منع فرمایا مگر اس میں یہ اشکال پیدا ہوتا ہے کہ اگر یہ ہوتا تو آپ قضا کا حکم کیوں دیتے خطابی نے کہا شاید اس وجہ سے قضا کا حکم دیا کہ اس شخص نے منت مانی ہوگی تو آپنے منت پوری کرنے کا حکم دیا اس طرح کہ شوال میں اس کی قضا کرے بعضوں نے کہا اگر کوئی شعبان کے اخیر میں رمضان کے استقبال کی نیت سے روزے رکھے تو یہ منع ہے لیکن اگر استقبال کی نیت نہ ہو تو کچھ قباحت نہیں ہے ۱۲ منہ [3] یعنی نہ جمعہ سے پہلے ایک دن روزہ رکھا نہ جمعہ کے بعد ہفتہ کے دن اکیلا جمعہ کا روزہ امام احمد اور ابن منذر اور بعض شافعیہ نے

تَصُوْمِيْنَ غَدًا قَالَتْ لَا قَالَ فَاَفْطِرِيْ وَقَالَ حَمَّادُ بْنُ الْجَعْدِ سَمِعَ قَتَادَةَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ اَيُّوْبَ اَنَّ جُوَيْرِيَةَ حَدَّثَتْهُ فَاَمَرَهَا فَاَفْطَرَتْ۔

افطار کر لے۔

حماد بن حمید نے بحوالہ قتادہ از ابوالیوب کہا کہ جویریہ نے بیان کیا کہ آنحضرتؐ نے ان کو حکم دیا انہوں نے روزہ کھول ڈالا۔

باب ۱۲۴۷ هَلْ يَخُصُّ شَيْئًا مِّنَ الْاَيَّامِ

باب۔ کیا روزے کے لیے کوئی مخصوص دن ہے؟[1]

۱۸۶۷۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مَّنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرٰهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ هَلْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْتَصُّ مِنَ الْاَيَّامِ شَيْئًا قَالَتْ لَا كَانَ عَمَلُهُ دِيْمَةً وَّاَيُّكُمْ يُطِيْقُ مَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُطِيْقُ۔

(از مسدد از یحییٰ از سفیان از منصور از ابراہیم حضرت علقمہؓ کہتے ہیں میں نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا کیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کسی خاص دن روزہ رکھا کرتے تھے آپؓ نے فرمایا نہیں آپ کا عمل دوامی تھا تم میں کون ایسا ہے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے برابر طاقت رکھتا ہو؟

باب ۱۲۴۸ صَوْمِ يَوْمِ عَرَفَةَ

باب۔ یوم عرفہ کا روزہ[2]

۱۸۶۸۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ مَّالِكٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ سَالِمٌ قَالَ حَدَّثَنِيْ عُمَيْرٌ مَوْلٰى اُمِّ الْفَضْلِ اَنَّ اُمَّ الْفَضْلِ حَدَّثَتْهُ ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ اَبِي النَّضْرِ مَوْلٰى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ عُمَيْرٍ مَّوْلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ عَنْ اُمِّ الْفَضْلِ بِنْتِ الْحٰرِثِ اَنَّ نَاسًا تَمَارَوْا عِنْدَهَا يَوْمَ عَرَفَةَ فِيْ صَوْمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ بَعْضُهُمْ هُوَ صَائِمٌ وَّقَالَ بَعْضُهُمْ لَيْسَ بِصَائِمٍ فَاَرْسَلَتْ اِلَيْهِ بِقَدَحِ لَبَنٍ وَّهُوَ وَاقِفٌ عَلٰى بَعِيْرِهٖ فَشَرِبَهٗ۔

(از مسدد از یحییٰ از مالک از سالم از عمیر یعنی ام الفضل کا غلام از ام الفضل) دوسری سند (از عبداللہ بن یوسف از مالک از ابوالنضر یعنی عبیداللہ کا غلام از عمیر یعنی عبداللہ بن عباس کا غلام) ام الفضل بنت حارث کے پاس کچھ لوگ عرفہ کے دن کچھ اختلاف کر رہے تھے کہ آنحضرتؐ نے آج روزہ رکھا یا نہیں بعض نے کہا روزہ دار ہیں۔ بعض نے کہا نہیں۔ حضرت ام الفضل نے ایک پیالہ دودھ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا آپ اونٹ پر سوار تھے آپؐ نے وہ دودھ پی لیا[3]

---

[1] امام بخاری کا مطلب یہ ہے کہ بعضے لوگوں کی جو عادت ہوتی ہے ہفتے میں ایک یا دو دن خاص کر کے اس میں روزہ رکھتے ہیں جیسے کوئی پیر یا جمعرات کو روزہ رکھتا ہے کوئی پیر منگل کو کوئی جمعرات جمعہ کو تو یہ تخصیص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں ہے ابن تین نے کہا بعضوں نے اسی وجہ سے ایسی تخصیص کو مکروہ رکھا ہے لیکن عرفہ کے دن اور عاشورے اور ایام بیض کی تخصیص تو خود حدیث سے ثابت ہے حافظ نے کہا کئی ایک حدیثوں میں وارد ہے کہ آپ پیر اور جمعرات کو روزہ رکھا کرتے تھے مگر شاید امام بخاری کے نزدیک وہ حدیثیں صحیح نہیں ہیں حالانکہ ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی نے نکالا اور ابن حبان نے اس کو صحیح کہا حضرت عائشہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قصد کر کے پیر اور جمعرات کو روزہ رکھتے اور نسائی اور ابوداؤد نے نکالا ابن خزیمہ نے اس کو صحیح کہا اسامہؓ سے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ پیر اور جمعرات کو روزہ رکھتے ہیں میں نے اس کا سبب پوچھا آپؐ نے فرمایا اس دن اعمال پیش کئے جاتے ہیں تو میں چاہتا ہوں میرا عمل اس وقت اٹھایا جائے جب میں روزہ دار ہوں ۱۲ منہ [2] امام بخاری نے اس باب میں ان حدیثوں کا ذکر نہیں کیا جن میں عرفہ کے روزے کی ترغیب ہے۔ اس جگہ وہ حدیث بیان کی جس سے عرفہ میں آپؐ کا افطار کرنا ثابت ہے کیونکہ وہ حدیثیں ان کی شرط کے موافق صحیح نہ ہوں گی حالانکہ امام مسلم نے ابوقتادہ سے نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عرفہ کا روزہ ایک برس آگے اور ایک برس پیچھے کے گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے اور بعضوں نے کہا عرفہ کا روزہ حاجی کو نہ رکھنا چاہیئے۔ اس خیال سے کہ کہیں ضعف نہ ہو جائے اور حج کے اعمال بجا لانے میں خلل واقع ہو اور اس طرح سے باب کی حدیثوں اور ان حدیثوں میں تطبیق ہو جاتی ہے ۱۲ منہ [3] ابونعیم کی روایت میں اتنا زیادہ ہے، آپ خطبہ سنا رہے تھے ۱۲ منہ

۱۸۶۹۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَوْ قُرِئَ عَلَيْهِ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرٌو عَنْ بُكَيْرٍ عَنْ كُرَيْبٍ عَنْ مَيْمُونَةَ أَنَّ النَّاسَ شَكُّوا فِي صِيَامِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ عَرَفَةَ فَأَرْسَلَتْ إِلَيْهِ بِحِلَابٍ وَهُوَ وَاقِفٌ فِي الْمَوْقِفِ فَشَرِبَ مِنْهُ وَالنَّاسُ يَنْظُرُونَ۔

(از یحییٰ بن سلیمان از ابن وہب از عمرو از بکیر از کریب) حضرت میمونہؓ سے روایت ہے کہ لوگوں نے عرفہ کے دن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے روزے کے متعلق شک کیا آیا ہے یا نہیں؟ پھر انہوں نے آپؐ کے پاس دودھ بھیجا آپؐ اس وقت عرفات میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ آپ نے اس میں سے کچھ پی لیا لوگوں نے دیکھا۔

بَابُ ۱۲۴۹ صَوْمِ يَوْمِ الْفِطْرِ۔

باب عیدالفطر کے دن روزہ رکھنا[1]

۱۸۷۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي عُبَيْدٍ مَوْلَى ابْنِ أَزْهَرَ قَالَ شَهِدْتُ الْعِيدَ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَقَالَ هٰذَانِ يَوْمَانِ نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صِيَامِهِمَا يَوْمُ فِطْرِكُمْ مِنْ صِيَامِكُمْ وَالْيَوْمُ الْآخَرُ تَأْكُلُونَ فِيهِ مِنْ نُسُكِكُمْ۔

(از عبداللہ بن یوسف از مالک از ابن شہاب) ابی عبید یعنی ابن ازہر کا غلام راوی ہے میں حضرت عمرؓ کے ساتھ عید میں موجود تھا انہوں نے فرمایا کہ اُن دو دنوں یعنی عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ آنحضرتؐ نے روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے ایک تو روزہ کھولنے کا دن ہے اور دوسرا دن قربانی کا گوشت کھانے کا[2]

۱۸۷۱۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ الْفِطْرِ وَالنَّحْرِ وَعَنِ الصَّمَّاءِ وَأَنْ يَحْتَبِيَ الرَّجُلُ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ وَعَنْ صَلٰوةٍ بَعْدَ الصُّبْحِ وَالْعَصْرِ

(از موسیٰ بن اسمٰعیل از وہیب از عمرو بن یحییٰ از یحییٰ) ابوسعید خدری کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کے دن روزہ رکھنے سے منع فرمایا اور ایک کپڑا سارے بدن پر لپیٹنے سے[3]۔ ایک کپڑے میں گوٹ مار کر بیٹھنے سے، اور فجر اور عصر کے بعد نماز پڑھنے سے۔

بَابُ ۱۲۵۰ الصَّوْمِ يَوْمِ النَّحْرِ۔

باب عیدالاضحیٰ کے دن روزہ رکھنا۔

۱۸۷۲۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ

(از ابراہیم بن موسیٰ از ہشام از ابن جریج از عمرو بن دینار از عطاء بن میناء) حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں دو روزے اور

---

[1] یعنی عبداللہ بن وہب نے خود یہ حدیث یحییٰ کو سنائی یا عبداللہ بن وہب کے شاگردوں نے ان کو سنائی کر یحییٰ نے سنی دونوں طرح حدیث کی روایت صحیح ہے ۱۲ منہ [2] یہ بالاتفاق منع ہے مگر اس میں اختلاف ہے کہ اگر کسی نے ایک روزے کی منت مانی اور اتفاق سے وہ منت عید کے دن آن پڑی مثلاً کسی نے کہا جس دن زید آئے اس دن میں ایک روزے کی منت اللہ کے لیے مانتا ہوں اور زید عید کے دن آگئے تو یہ نذر صحیح ہوگی انہیں حنفیہ نے کہا صحیح ہوگی اور اس پر قضا لازم ہوگی اور دیگر علماء کے نزدیک یہ نذر صحیح ہی نہ ہوگی ۱۲ منہ [3] بعضے نسخوں میں اس کے بعد اتنی عبارت زائد ہے قَالَ ابوعبداللّٰه قال ابن عيينة من قال مولى ابن ازهر فقد اصاب ومن قال مولى عبدالرحمٰن بن عوف فقد اصاب یعنے امام بخاری نے کہا سفیان بن عیینہ نے کہا جس نے ابوعبید کو ابن ازہر کا غلام کہا اس نے بھی ٹھیک کہا اور جس نے عبدالرحمان بن عوف کا غلام کہا اس نے بھی ٹھیک کہا اس کی وجہ یہ ہے کہ ابن ازہر اور عبدالرحمان بن عوف دونوں اس غلام میں شریک تھے بعضوں نے کہا درحقیقت وہ عبدالرحمان بن عوف کے غلام تھے مگر ازہر کی خدمت میں رہا کرتے تھے تو ایک کے حقیقۃً غلام ہوئے اور دوسرے کا مجازاً واللہ اعلم ۱۲ منہ [4] یعنے اشتمال صماء سے جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے ۱۲ منہ [5] کیونکہ اس میں ستر کھلنے کا ڈر رہتا ہے اس کا بھی ذکر اوپر ہو چکا ہے ۱۲ منہ

عَنْ عَطَآءِ بْنِ مِينَا قَالَ سَمِعْتُهُ يُحَدِّثُ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ نُهِيَ عَنْ صِيَامَيْنِ وَبَيْعَتَيْنِ الْفِطْرِ وَالنَّحْرِ وَالْمُلَامَسَةِ وَالْمُنَابَذَةِ۔

دو بیعیں منع ہیں۔ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے روزے اور بیع ملامسہ اور منابذہ[1]

۱۸۷۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا مُعَاذٌ اَخْبَرَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ زِيَادِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ اِلَى ابْنِ عُمَرَ فَقَالَ رَجُلٌ نَذَرَ اَنْ يَّصُوْمَ يَوْمًا قَالَ اَظُنُّهُ قَالَ الْاِثْنَيْنِ فَوَافَقَ يَوْمَ عِيْدٍ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ اَمَرَ اللّٰهُ بِوَفَآءِ النَّذْرِ وَنَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَوْمِ هٰذَا الْيَوْمِ۔

(از محمد بن مثنیٰ از معاذ از ابن عون) زیاد بن جبیر کہتے ہیں ایک شخص[2] ابن عمرؓ کے پاس آیا اور پوچھا کہ اگر کسی شخص نے پیر کے دن روزہ رکھنے کی منت مانی اتفاق سے وہ عید کے دن پڑا۔ تو ابن عمرؓ[3] نے کہا اللہ نے منت پوری کرنے کا حکم دیا ہے۔ اور آنحضرت نے عید کے دن روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے[4]

۱۸۷۴۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عُمَيْرٍ قَالَ سَمِعْتُ قَزَعَةَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا سَعِيْدِ الْخُدْرِيَّ وَكَانَ غَزَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ غَزْوَةً قَالَ سَمِعْتُ اَرْبَعًا مِّنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَعْجَبْنَنِيْ قَالَ لَا تُسَافِرِ الْمَرْاَةُ مَسِيْرَةَ يَوْمَيْنِ اِلَّا وَمَعَهَا زَوْجُهَا اَوْ ذُوْ مَحْرَمٍ وَّلَا صَوْمَ فِيْ يَوْمَيْنِ الْفِطْرِ وَالْاَضْحٰى وَلَا صَلٰوةَ بَعْدَ الصُّبْحِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَلَا بَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰى تَغْرُبَ وَلَا تُشَدُّ الرِّحَالُ اِلَّا اِلٰى ثَلٰثَةِ مَسَاجِدَ مَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَسْجِدِ الْاَقْصٰى وَمَسْجِدِيْ هٰذَا۔

(از حجاج بن منہال از شعبہ از عبدالملک بن عمیر از قزعہ) ابو سعید خدری نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بارہ غزووں میں شمولیت کی وہ فرماتے ہیں میں نے آنحضرت سے چار باتیں بڑی دل کش و دل پسند سنی ہیں ایک تو آپ نے فرمایا عورت دو دن کا سفر بے محرم رشتہ دار کے نہ کرے دوسرے دونوں عیدوں میں کوئی شخص روزہ نہ رکھے تیسرے نماز صبح کے بعد طلوع تک اور نماز عصر کے بعد غروب تک کوئی نماز نہ پڑھنا چاہیے۔ چوتھے سوا مسجد حرام مسجد اقصیٰ اور مسجد نبوی کے اور کسی مسجد کے لیے (خصوصی تقدس سمجھ کر) اہتمام سفر نہ کیا جائے۔

بَابُ ۱۲۵۱ صِيَامِ اَيَّامِ التَّشْرِيْقِ وَ

باب ایام تشریق کے روزے۔

قَالَ لِيْ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ

مجھے محمد بن مثنیٰ نے کہا مجھے یحیٰی نے ہشام از عروہ از والد

---

[1] بیع ملامسہ اور بیع منابذہ کا ذکر انشاء اللہ تعالیٰ کتاب البیوع میں آئے گا یعنی بائع مشتری کا یا مشتری بائع کا کپڑا یا بدن چھوئے تو بیع لازم ہو جائے اس شرط پر بیع کرنا یا بائع یا مشتری کوئی چیز دوسرے کی طرف پھینک دے تو بیع لازم ہو جائے ۱۲ منہ [2] حافظ نے کہا مجھے اس کا نام معلوم نہیں ہوا ۱۲ منہ [3] ابن عمرؓ نے احتیاط کی راہ سے کوئی قطعی فتویٰ نہیں دیا بلکہ شرع کی دونوں دلیلیں یعنی قرآن اور حدیث بیان کر دیں اس قول سے ان لوگوں کا رد ہوتا ہے جو صرف قرآن شریف کو مانتے ہیں اور حدیث میں شبہ کرتے ہیں ۱۲ منہ [4] حافظ نے کہا اس حدیث سے بعضوں نے یہ دلیل لی ہے ایام تشریق میں روزہ رکھنا منع نہیں ور اس کی بحث آگے کے باب میں آتی ہے ۱۲ منہ [5] امام بخاری کے نزدیک راجح یہی ہے کہ متمتع کو ایام تشریق میں روزہ رکھنا جائز ہے اور ابن منذر نے زبیر اور ابو طلحہ سے مطلقاً جواز نقل کیا ہے اور حضرت علیؓ اور عبداللہ بن عمروؓ سے مطلقاً منع منقول ہے اور شافعیؒ اور امام ابو حنیفہ کا یہی قول ہے اور ایک قول امام شافعیؒ کا یہ ہے کہ اس متمتع کے لئے درست ہے جس کو قربانی کا مقدور نہ ہو امام مالکؒ کا بھی یہی قول ہے ۱۲ منہ [6] حضرت ابن عمرؓ کے طرز استدلال سے امام ابو حنیفہ رح کا طرز استدلال ملتا ہے۔ امام صاحب کہتے ہیں عید کے دن روزہ نہ رکھے۔ گویا یہ حدیث پر عمل ہو گیا۔ نیز کہتے ہیں کہ قضا کرے گویا یہ قرآن پر عمل ہو گیا کہ نذر کی ایفاء ملحوظ ہے ۱۲ عبدالرزاق۔

هِشَامٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي كَانَتْ عَائِشَةُ تَصُومُ أَيَّامَ مِنًى وَكَانَ أَبُوهَا يَصُومُهَا۔

بیان کیا حضرت عائشہؓ منیٰ[1] کے دنوں میں روزہ رکھا کرتیں اور ہشام کے والد عروہ بھی ان دنوں روزہ رکھا کرتے تھے

۱۸۷۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عِيسَى عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ وَعَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی قَالَا لَمْ يُرَخَّصْ فِي أَيَّامِ التَّشْرِيقِ أَنْ يُصَمْنَ إِلَّا لِمَنْ لَمْ يَجِدِ الْهَدْيَ۔

(از محمد بن بشار غندر از شعبہ از عبداللہ بن عیسیٰ از زہری از عروہ) حضرت عائشہ سے روایت ہے نیز زہری نے اس حدیث کو سالم سے اور سالم نے ابن عمرؓ سے روایت کیا۔ دونوں حضرات (حضرت عائشہؓ اور حضرت ابن عمرؓ) فرماتے ہیں[2] ایام تشریق میں روزہ رکھنے کی اجازت نہیں مگر وہ رکھ سکتا ہے جس کے پاس قربانی کا جانور نہ ہو۔

۱۸۷۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ الصِّيَامُ لِمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ إِلَى يَوْمِ عَرَفَةَ فَإِنْ لَمْ يَجِدْ هَدْيًا وَلَمْ يَصُمْ صَامَ أَيَّامَ مِنًى وَعَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ مِثْلَهُ تَابَعَهُ إِبْرَاهِيمُ ابْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ۔

(از عبداللہ بن یوسف از مالک از ابن شہاب از سالم بن عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ) حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں تمتع کرنے والا یعنی جو عمرہ کر کے حج کرے عرفہ کے دن تک روزہ رکھ لے۔ اگر قربانی کی طاقت نہ ہو نہ اس نے پہلے روزہ رکھا تو منیٰ کے دنوں میں بھی روزہ رکھے اور ابن شہاب نے بحوالہ عروہ، حضرت عائشہ اسی طرح روایت کی ہے۔ امام مالک کے ساتھ اس حدیث کو ابراہیم بن سعد نے بھی ابن شہاب سے روایت کیا۔[3]

بَاب ۱۲۵۲ صِيَامِ يَوْمِ عَاشُورَاءَ۔

باب عاشورہ کے دن روزہ رکھنا[4]

۱۸۷۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ عَاشُورَاءَ إِنْ شَاءَ صَامَ۔

(از ابوعاصم از عمر بن محمد از سالم) ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو چاہے عاشورہ کا روزہ رکھے

۱۸۷۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِصِيَامِ يَوْمِ عَاشُورَاءَ فَلَمَّا فُرِضَ رَمَضَانُ كَانَ مَنْ شَاءَ صَامَ وَمَنْ شَاءَ أَفْطَرَ۔

(از ابوالیمان از شعیب از زہری از عروہ بن زبیر) حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عاشورہ کے روزہ کا حکم فرمایا لیکن جب رمضان کی فرضیت ہوئی تو عاشورہ اختیاری ہو گیا چاہے کوئی رکھے روزہ چاہے نہ رکھے۔

---

[1] منیٰ میں رہنے کے دن وہی ہیں جن کو ایام تشریق کہتے ہیں یعنے ۱۱۔۱۲۔۱۳ ذی الحجہ بعضوں نے ایام تشریق میں صرف ۱۱۔۱۲ کو رکھا ہے تیرہویں کو نہیں رکھا ۱۲ منہ [2] یعنے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور عبداللہ بن عمرؓ نے ۱۲ منہ [3] اس کو امام شافعی نے وصل کیا ۱۲ منہ [4] اکثر اہل علم کے نزدیک عاشورہ محرم کی دسویں تاریخ کو کہتے ہیں اور بعضوں نے نویں تاریخ کو اور بہتر یہ ہے کہ نویں اور دسویں دونوں تاریخوں میں روزے رکھے اور اہل اسلام میں یہ روزہ فرض تھا جب رمضان فرض ہوا تو اس کی فرضیت جاتی رہی لیکن سنت رہ گیا اور شیعہ نے عاشورے کا روزہ مکروہ جانا ہے عوام کہتے ہیں کہ اس دن یزید کی ماں نے روزہ رکھا تھا بھلا اگر یزید کی ماں نے اس دن نماز پڑھی ہو تو تم نہ پڑھو گے ہم کو نہ یزید سے غرض ہے نہ اس کی ماں سے ہم کو تو ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کا قول اور فعل کافی ہے ۱۲ منہ

۱۸۷۹- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ يَوْمُ عَاشُوْرَاءَ تَصُوْمُهُ قُرَيْشٌ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُوْمُهُ فَلَمَّا قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ صَامَهُ وَاَمَرَ بِصِيَامِهٖ فَلَمَّا فُرِضَ رَمَضَانُ تَرَكَ يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ فَمَنْ شَاءَ صَامَهُ وَمَنْ شَاءَ تَرَكَهُ۔

(از عبداللہ بن مسلمہ از مالک از ہشام بن عروہ از عروہ) حضرت عائشہ فرماتی ہیں عاشورہ کا روزہ قریش لوگ بزمانہ جاہلیت رکھتے تھے آنحضرت بھی رکھنے لگے (آنحضرت نے زمانہ جاہلیت کی باتوں (یعنی اچھی باتوں کو) قبول کیا) پھر جب آپ مدینہ تشریف لائے تو آپ نے عاشورہ کا روزہ رکھا اور لوگوں کو بھی روزے کا حکم دیا۔ جب رمضان کے روزے فرض ہوئے تو عاشورہ کا روزہ چھوڑ دیا اور فرمایا جس کا جی چاہے رکھے عاشورہ کا روزہ اور جس کا جی چاہے نہ رکھے۔

۱۸۸۰- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّهُ سَمِعَ مُعٰوِيَةَ بْنَ اَبِيْ سُفْيٰنَ يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ عَامَ حَجَّ عَلَى الْمِنْبَرِ يَقُوْلُ يَا اَهْلَ الْمَدِيْنَةِ اَيْنَ عُلَمَاؤُكُمْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ هٰذَا يَوْمُ عَاشُوْرَاءَ وَلَمْ يُكْتَبْ عَلَيْكُمْ صِيَامُهُ وَاَنَا صَائِمٌ فَمَنْ شَاءَ فَلْيَصُمْ وَمَنْ شَاءَ فَلْيُفْطِرْ۔

(از عبداللہ بن مسلمہ از مالک از ابن شہاب) حمید بن عبدالرحمن نے حضرت معاویہ[1] بن ابی سفیان سے عاشورہ کے دن منبر پر سنا۔ جس سال حضرت معاویہؓ نے حج کیا تھا، فرما رہے تھے۔ اے اہل مدینہ تمہارے علماء کدھر گئے[2] ہیں میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ فرماتے تھے عاشورہ کا دن ہے[3] اور اس کا روزہ تم پر فرض نہیں اور میں تو روزے سے ہوں جس کا جی چاہے روزہ رکھے اور جس کا جی چاہے روزہ نہ رکھے۔

۱۸۸۱- حَدَّثَنَا اَبُوْ مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ فَرَاَى الْيَهُوْدَ تَصُوْمُ يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ فَقَالَ مَا هٰذَا قَالُوْا هٰذَا يَوْمٌ صَالِحٌ هٰذَا يَوْمٌ نَجَّى اللّٰهُ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ مِنْ عَدُوِّهِمْ فَصَامَهُ مُوْسٰى قَالَ فَاَنَا اَحَقُّ

(از ابو معمر از عبدالوارث از ایوب از عبداللہ بن سعید بن جبیر از والدش) ابن عباسؓ سے مروی ہے۔ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینے میں تشریف لائے (دوسرے سال) یہودیوں کو دیکھا کہ وہ عاشورہ کا روزہ رکھے ہوئے ہیں آپ نے پوچھا یہ روزہ کیسا ہے؟ انہوں نے کہا کہ یہ نیک دن ہے اللہ تعالیٰ نے اس دن بنی اسرائیل کو ان کے دشمن (فرعون) سے نجات دلائی تھی چنانچہ حضرت موسیٰؑ نے اس دن روزہ رکھا تھا آپ نے فرمایا میں تم سے زیادہ حضرت موسیٰؑ سے تعلق رکھتا ہوں[4] تو آنحضرت

---

[1] شاید حضرت معاویہ کو یہ خبر پہنچی ہو کہ مدینہ والے عاشورے کے روزے کو مکروہ جانتے ہیں یا اس کا اہتمام نہیں کرتے یا اس کو فرض سمجھتے ہیں تو منبر پر یہ تقریر بیان کی کہتے ہیں معاویہؓ نے یہ حج ۴۴ھ میں کیا تھا یہ ان کی خلافت کا پہلا حج تھا اور اخیر حج ان کا ۵۷ھ میں ہوا تھا حافظ نے کہا میں سمجھتا ہوں یہ تقریر ان کی آخری حج میں تھی ۱۲ [2] مسلم کی روایت میں اتنا زیادہ ہے اللہ کا شکر کرنے کے لئے اس لئے ہم بھی اس دن روزہ رکھتے ہیں۔ [3] ابو ہریرہؓ کی روایت میں یوں ہے اسی دن حضرت نوحؑ کی کشتی جودی پہاڑ پر ٹھہری تھی تو نوحؑ نے اس کے شکریے میں روزہ رکھا تھا ۱۲ منہ [4] کیونکہ وہ پیغمبر برحق تھے میں بھی پیغمبر ہوں دوسری حدیث میں ہے کہ سب پیغمبر گویا علاتی بھائی ہیں اس حدیث سے یہ نکلا کہ مسلمانوں کو سب پیغمبروں کی حرمت اور تعظیم کرنا چاہیئے اور ہر ایک پیغمبر سے محبت رکھنا چاہیئے۔ مجھے ان مسلمانوں پر نہایت تعجب ہوا جنہوں نے حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ السلام کی توہین پر کچھ غصہ نہ کیا اور پیغمبر کی توہین پر مخالفت کی سچے مسلمان وہ ہیں جو حضرت موسیٰؑ یا حضرت عیسیٰؑ یا حضرت محمدؐ یا اور کسی پیغمبر کی بھی ذرا سی توہین گوارا

مُوسٰى مِنْهُمْ فَصَامَهُ وَاَمَرَ بِصِيَامِهِ ـ

صلے اللہ علیہ وسلم نے اس دن روزہ رکھا اور لوگوں کو بھی اس کا حکم دیا۔

۱۸۸۲ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ اَبِي عُمَيْسٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِي مُوْسٰى قَالَ كَانَ يَوْمُ عَاشُوْرَاءَ تَعُدُّهُ الْيَهُوْدُ عِيْدًا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصُوْمُوْهُ اَنْتُمْ ـ

(از علی بن عبداللہ از ابواسامہ از ابی عمیس از قیس بن مسلم از طارق بن شہاب) ابوموسیٰ اشعری نے فرمایا یہودی لوگ عاشورہ کے دن کو عید سمجھتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم بھی اس دن روزہ رکھو۔

۱۸۸۳ ـ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِي يَزِيْدَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رض قَالَ مَا رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَحَرّٰى صِيَامَ يَوْمٍ فَضَّلَهُ عَلٰى غَيْرِهِ اِلَّا هٰذَا الْيَوْمَ يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ وَهٰذَا الشَّهْرَ يَعْنِي شَهْرَ رَمَضَانَ ـ

(از عبیداللہ بن موسیٰ از ابن عیینہ از عبیداللہ بن ابی یزید) ابن عباس سے مروی ہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قصد کر کے کسی دن کی افضلیت سمجھتے ہوئے روزہ رکھتے نہیں دیکھا۔ البتہ صرف عاشوراء کے دن اور ماہ رمضان (کہ انہیں قصداً اور فضیلۃً رکھتے)

۱۸۸۴ ـ حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ قَالَ اَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا مِّنْ اَسْلَمَ اَنْ اَذِّنْ فِي النَّاسِ اَنَّ مَنْ كَانَ اَكَلَ فَلْيَصُمْ بَقِيَّةَ يَوْمِهِ وَمَنْ لَّمْ يَكُنْ اَكَلَ فَلْيَصُمْ فَاِنَّ الْيَوْمَ يَوْمُ عَاشُوْرَاءَ ـ

(از مکی بن ابراہیم از یزید) سلمہ بن اکوع نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلم قبیلے کے ایک شخص کو یہ حکم دیا، کہ وہ لوگوں میں اعلان کر دے جس نے کچھ کھا پی لیا ہو، وہ بھی باقی دن کچھ نہ کھائے، اور جس نے کچھ نہ کھایا ہو وہ روزہ رکھ لے کیوں کہ آج عاشورہ کا دن ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان ہے رحم والا

فضائل شب بیداری ماہ رمضان

بَاب ۱۲۵۳ فَضْلِ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ

باب رمضان المبارک میں تراویح پڑھنے والے کی فضیلت[1]

۱۸۸۵ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِي اَبُوْ سَلَمَةَ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ رض قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لِرَمَضَانَ مَنْ قَامَهُ اِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ

(از یحییٰ بن بکیر از لیث از عقیل از ابن شہاب از ابوسلمہ) ابوہریرہ رض فرماتے ہیں: میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ رمضان کی فضیلت میں فرماتے تھے جو کوئی ایمان اور امید ثواب کے ساتھ رمضان کی راتوں میں قیام کرے (تراویح نفل وغیرہا) اس کے اگلے گناہ بخش دیے جائیں گے[2]

[1] تراویح اس کا نام اس لئے ہوا کہ تروحیہ کہتے ہیں آرام کرنے کو صحابہ اس نماز میں ہر دوگانہ کے بعد تھوڑی دیر آرام سے بیٹھتے راحت لیتے ۱۲ منہ [2] نووی نے کہا قیام رمضان سے تراویح ہی مراد ہے۔ کرمانی نے اس پر اتفاق نقل کیا ہے۔ حافظ نے کہا قیام رمضان سے رات کو نفل پڑھنا مراد ہے۔ تراویح ہو یا تہجد ۱۲ منہ

۱۸۸۶- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَتُوُفِّيَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْأَمْرُ عَلَى ذٰلِكَ ثُمَّ كَانَ الْأَمْرُ عَلَى ذٰلِكَ فِي خِلَافَةِ أَبِي بَكْرٍ رض وَصَدْرًا مِنْ خِلَافَةِ عُمَرَ رض وَعَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدٍ الْقَارِيِّ أَنَّهُ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رض لَيْلَةً فِي رَمَضَانَ إِلَى الْمَسْجِدِ فَإِذَا النَّاسُ أَوْزَاعٌ مُتَفَرِّقُونَ يُصَلِّي الرَّجُلُ لِنَفْسِهِ وَيُصَلِّي الرَّجُلُ فَيُصَلِّي بِصَلَاتِهِ الرَّهْطُ فَقَالَ عُمَرُ إِنِّي أَرَى لَوْ جَمَعْتُ هٰؤُلَاءِ عَلَى قَارِئٍ وَاحِدٍ لَكَانَ أَمْثَلَ ثُمَّ عَزَمَ فَجَمَعَهُمْ عَلَى أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ ثُمَّ خَرَجْتُ مَعَهُ لَيْلَةً أُخْرَى وَالنَّاسُ يُصَلُّونَ بِصَلَاةِ قَارِئِهِمْ قَالَ عُمَرُ نِعْمَ الْبِدْعَةُ هٰذِهِ وَالَّتِي يَنَامُونَ عَنْهَا أَفْضَلُ مِنَ الَّتِي يَقُومُونَ يُرِيدُ آخِرَ اللَّيْلِ وَكَانَ النَّاسُ يَقُومُونَ أَوَّلَهُ -

(از عبد اللہ بن یوسف از مالک از ابن شہاب از حمید بن عبد الرحمان) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی ایمان اور امید ثواب کے ساتھ رمضان کی راتوں میں قیام کرے اس کے اگلے گناہ بخش دیئے جائیں گے ابن شہاب کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد بھی لوگوں کا یہی معمول رہا (تنہا یا باجماعت تراویح پڑھتے تھے) حضرت ابوبکر رض کی حکومت میں بھی یہی سلسلہ رہا حضرت عمر رض کے شروع خلافت میں بھی یوں ہی ہوتا تھا۔ امام مالک نے بحوالہ ابن عروہ بن زبیر، عبد الرحمٰن بن عبد القاری روایت کیا عبد الرحمان بن عبد القاری کہتے ہیں میں رمضان کی ایک رات میں حضرت عمر رض کے ساتھ مسجد میں گیا لوگ الگ الگ ٹولیاں بنا کر تراویح پڑھ رہے ہیں، کہیں ایک شخص تنہا نماز پڑھ رہا ہے۔ کہیں ایک امام ہے پیچھے کچھ مقتدی ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اگر میں ان سب کو ایک ہی قاری کے پیچھے کھڑا کر دوں تو بہتر ہو گا پھر انہوں نے یہی عزم کر کے ابی بن کعب کو سب کا امام بنا دیا[1]

ایک دن پھر حضرت عمر رض کے ساتھ گیا دیکھا کہ سب ایک ہی امام کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے حضرت عمر رض نے کہا یہ بدعت تو اچھی ہوئی اور رات کے جس حصہ میں تم سوتے رہتے ہو یعنی آخر شب وہ اس حصہ سے افضل ہے جس میں نماز پڑھتے ہو۔ لوگ ان دنوں شروع رات میں ہی تراویح پڑھ لیتے تھے

۱۸۸۷- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ رض زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى وَذٰلِكَ فِي رَمَضَانَ ح وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ أَنَّ عَائِشَةَ رض أَخْبَرَتْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ لَيْلَةً مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ

(از اسمٰعیل از مالک از ابن شہاب از عروہ بن زبیر) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار رمضان میں تراویح پڑھی۔ دوسری سند یحییٰ بن بکیر، لیث، عقیل، ابن شہاب عروہ، حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک بار آدھی رات کے وقت (ماہ رمضان میں) منبر پر تشریف لے گئے اور تراویح کی نماز وہاں پڑھی۔ کچھ لوگوں نے بھی آپ کے پیچھے نماز پڑھی جب صبح ہوئی تو انہوں نے اس کا تذکرہ کیا۔ دوسری رات اس سے زیادہ لوگ جمع ہوئے۔

[1] حضرت عمر رض نے اس حدیث پر عمل کیا کہ لوگوں کی وہ امامت کرے جو اللہ کی کتاب کا سب سے زیادہ قاری ہو۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابی بن کعب مردوں کی امامت کرتے تھے اور تمیم داری عورتوں کی ۱۲ منہ

فَصَلَّى فِي الْمَسْجِدِ وَصَلَّى رِجَالٌ بِصَلوٰتِهِ فَاَصْبَحَ النَّاسُ فَتَحَدَّثُوْا فَاجْتَمَعَ اَكْثَرُ مِنْهُمْ فَصَلَّوْا مَعَهُ فَاَصْبَحَ النَّاسُ فَتَحَدَّثُوْا فَكَثُرَ اَهْلُ الْمَسْجِدِ مِنَ اللَّيْلَةِ الثَّالِثَةِ فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰى فَصَلَّوْا بِصَلوٰتِهِ فَلَمَّا كَانَتِ اللَّيْلَةُ الرَّابِعَةُ عَجَزَ الْمَسْجِدُ عَنْ اَهْلِهِ حَتّٰى خَرَجَ لِصَلوٰةِ الصُّبْحِ فَلَمَّا قَضَى الْفَجْرَ اَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَتَشَهَّدَ ثُمَّ قَالَ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّهُ لَمْ يَخْفَ عَلَيَّ مَكَانُكُمْ وَلٰكِنِّيْ خَشِيْتُ اَنْ تُفْتَرَضَ عَلَيْكُمْ فَتَعْجِزُوْا عَنْهَا فَتُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْاَمْرُ عَلٰى ذٰلِكَ۔

اور آپ کے ساتھ نماز پڑھی صبح کو لوگوں نے پھر چرچا کیا تیسری رات کو بہت لوگ جمع ہوئے۔ آپ تشریف لائے اور نماز پڑھی لوگوں نے بھی آپ کے پیچھے پڑھی۔ جب چوتھی رات آئی تو لوگ اتنے جمع ہوئے تھے کہ مسجد بھر گئی سمانا مشکل ہوگیا (آپ مسجد تشریف نہ لائے) صبح کو نماز فجر کے لیے تشریف لے گئے جب فجر کی نماز سے فارغ ہونے کے بعد لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے پھر تشہد پڑھا۔ بعد ازاں فرمایا امّا بعد مجھے معلوم تھا کہ تم یہاں جمع ہو لیکن مجھے یہ اندیشہ ہوا کہیں یہ نماز تم پر فرض نہ ہو جائے کہ تم عاجز ہو جاؤ پھر آپؐ کا وصال ہوا اور یہی کیفیت باقی رہی

۱۸۸۸۔ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ سَعِيْدِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّهُ سَاَلَ عَائِشَةَ رضؓ كَيْفَ كَانَتْ صَلوٰةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ رَمَضَانَ فَقَالَتْ مَا كَانَ يَزِيْدُ فِيْ رَمَضَانَ وَلَا فِيْ غَيْرِهَا عَلٰى اِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً يُصَلِّيْ اَرْبَعًا فَلَا تَسْئَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُوْلِهِنَّ ثُمَّ يُصَلِّيْ اَرْبَعًا فَلَا تَسْئَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُوْلِهِنَّ ثُمَّ يُصَلِّيْ ثَلٰثًا فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَتَنَامُ قَبْلَ اَنْ تُوْتِرَ قَالَ يَا عَائِشَةُ اِنَّ عَيْنَيَّ تَنَامَانِ وَلَا يَنَامُ قَلْبِيْ۔

(از اسماعیل از مالک از سعید مقبری) ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے حضرت عائشہ سے پوچھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں کتنی رکعتیں پڑھتے تھے (تہجد) انہوں نے جواب دیا۔ آنحضرتؐ رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعتوں سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے پہلے چار رکعتیں پڑھتے تھے ان چار رکعتوں کی خوبی اور طوالت کا کیا کہنا! پھر چار رکعات پڑھتے تھے وہ بھی حسن و طوالت میں بے مثال پھر تین رکعتیں پڑھتے تھے میں نے ایک بار آپؐ سے عرض کیا یا رسول اللہ آپؐ وتر پڑھنے سے پہلے سو جاتے ہیں آپؐ نے فرمایا عائشہ! میری آنکھیں سوتی ہیں دل نہیں سوتا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان ہے رحم والا

فضائل شب قدر

بَابٌ ۱۲۵۴ فَضْلِ لَيْلَةِ الْقَدْرِ

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ

باب شب قدر کی فضیلت۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ ہم نے قرآن کو شب قدر

الْقَدْرِ وَمَا أَدْرَاكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ تَنَزَّلُ الْمَلَٰئِكَةُ وَالرُّوحُ فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِم مِّن كُلِّ أَمْرٍ سَلَامٌ هِيَ حَتَّىٰ مَطْلَعِ الْفَجْرِ قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ مَا كَانَ فِي الْقُرْآنِ وَمَا أَدْرَاكَ فَقَدْ أَعْلَمَهُ وَمَا قَالَ وَمَا يُدْرِيكَ فَإِنَّهُ لَمْ يُعْلِمْهُ

میں نازل کیا۔ آپ کو معلوم ہے، وہ شب قدر کیا ہے؟ ۔ شب قدر ہزار مہینوں سے افضل ہے فرشتے اور روح اس رات میں ہر امر کی سلامتی لے کر اللہ کے حکم سے نازل ہوتے ہیں اور یہ رات طلوع فجر تک قائم رہتی ہے۔

ابن عیینہ کہتے ہیں قرآن میں جہاں جہاں وَمَا اَدْرَاکَ آیا ہے وہ بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم کرادی گئی۔ اور جہاں کہیں وَمَا یُدْرِیکَ آیا وہ بات نہیں بتائی گئی۔

۱۸۸۹۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَفِظْنَاهُ وَإِنَّمَا حَفِظَ مِنَ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ تَابَعَهُ سُلَيْمَانُ بْنُ كَثِيرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ۔

(از علی بن عبداللہ از سفیان از زہری از ابوسلمہ) حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی ایمان اور اُمید ثواب کے ساتھ رمضان کے روزے رکھے اس کے اگلے گناہ بخش دیئے جائیں گے اور جو کوئی شب قدر میں عبادت کے لیے قیام کرے ایمان اور نیت ثواب سے اس کے اگلے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔[1]

سفیان کے ساتھ سلیمان بن کثیر نے بھی زہری سے اس حدیث کو روایت کیا۔[2]

بَابٌ ۱۲۵۵ الْتِمَاسِ لَيْلَةِ الْقَدْرِ فِي السَّبْعِ الْأَوَاخِرِ۔

باب شب قدر کو آخری سات راتوں میں تلاش کرنا۔

۱۸۹۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رِجَالًا مِّنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُرُوا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْمَنَامِ فِي السَّبْعِ الْأَوَاخِرِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَى رُؤْيَاكُمْ قَدْ تَوَاطَأَتْ فِي السَّبْعِ الْأَوَاخِرِ فَمَنْ كَانَ مُتَحَرِّيهَا فَلْيَتَحَرَّهَا فِي السَّبْعِ الْأَوَاخِرِ۔

(از عبداللہ بن یوسف از مالک از نافع) ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ چند صحابہ کرامؓ[3] کو خواب میں رمضان کی آخری سات راتوں میں شب قدر دکھائی گئی پھر آنحضرت نے فرمایا۔ میں دیکھتا ہوں کہ تم سب کے خواب اس پر متفق ہوئے کہ شب قدر رمضان کی آخری سات[4] راتوں میں آتی ہے لہذا جو کوئی شب قدر کی تلاش میں ہو وہ رمضان کی آخری سات راتوں میں تلاش کرے۔

---

[1] اس کو محمد بن یحیی بن ابی عمر نے کتاب الایمان میں وصل کیا ۱۲ منہ [2] اس کو ذہلی نے زہریات میں وصل کیا ۱۲ منہ [3] حافظ نے کہا ان لوگوں کے نام مجھ کو معلوم نہیں ہوئے ۱۲ منہ [4] اخیر سات راتوں میں جب دکھائی گئی تو ۲۱ اور ۲۳ شب داخل نہ ہوگی اور جن روایتوں میں اخیر دس راتیں ہیں ان میں ۲۱ اور ۲۳ شب داخل ہوگی بعضوں نے کہا اخیر سات راتوں سے ۲۲ شب سے لے کر ۲۹ تک مراد ہیں تو ۲۳ رات داخل ہوگی ۱۲ منہ

۱۸۹۱ - حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ سَأَلْتُ أَبَا سَعِيدٍ وَكَانَ لِي صَدِيقًا فَقَالَ اعْتَكَفْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَشْرَ الْأَوْسَطَ مِنْ رَمَضَانَ فَخَرَجَ صَبِيحَةَ عِشْرِينَ فَخَطَبَنَا وَقَالَ إِنِّي أُرِيتُ لَيْلَةَ الْقَدْرِ ثُمَّ أُنْسِيتُهَا أَوْ نُسِّيتُهَا فَالْتَمِسُوهَا فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ فِي الْوَتْرِ إِنِّي رَأَيْتُ أَنِّي أَسْجُدُ فِي مَاءٍ وَطِينٍ فَمَنْ كَانَ اعْتَكَفَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلْيَرْجِعْ فَرَجَعْنَا وَمَا نَرَى فِي السَّمَاءِ قَزَعَةً فَجَاءَتْ سَحَابَةٌ فَمَطَرَتْ حَتَّى سَالَ سَقْفُ الْمَسْجِدِ وَكَانَ مِنْ جَرِيدِ النَّخْلِ وَأُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَرَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْجُدُ فِي الْمَاءِ وَالطِّينِ حَتَّى رَأَيْتُ أَثَرَ الطِّينِ فِي جَبْهَتِهِ.

(از معاذ بن فضالہ از ہشام از یحییٰ) ابوسلمہ کہتے ہیں میں نے ابوسعید خدری سے سوال کیا جو میرے دوست تھے تو انہوں نے فرمایا ہم نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رمضان کی درمیانہ دہائی میں اعتکاف کیا تو آنحضرت بیسویں تاریخ کی صبح کو اعتکاف سے فارغ ہوئے ہمیں خطبہ دیا اور فرمایا شب قدر مجھ کو دکھائی گئی لیکن میں بھول گیا یا بھلا دیا گیا پس تم اسے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو اور میں نے خواب دیکھا۔ گویا میں کیچڑ میں سجدہ کر رہا ہوں اس لیے جس نے میرے ساتھ اعتکاف کیا وہ پھر واپس آئے اور اعتکاف کرے خیر ہم نے پھر اعتکاف کیا واقعہ یہ ہوا کہ آسمان میں ایک ٹکڑا بھی ابر کا نہ تھا مگر پھر ایک بادل نمودار ہوا وہ اتنا برسا کہ مسجد کی چھت بہنے لگی جو کھجور کی ڈالیوں سے بنی ہوئی تھی۔ نماز پڑھی گئی میں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ کیچڑ میں سجدہ کر رہے ہیں حتیٰ کہ میں نے کیچڑ کا نشان[1] آپ کی پیشانی پر بھی دیکھا

بَابُ ۱۲۵۶ تَحَرِّي لَيْلَةِ الْقَدْرِ فِي الْوَتْرِ مِنَ الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ فِيهِ عُبَادَةُ

باب شب قدر آخری عشرے کی طاق راتوں میں تلاش کرنا اس کے متعلق عُبادہ کی روایت ہے[2]

۱۸۹۲ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا أَبُو سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَحَرَّوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْوَتْرِ مِنَ الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ.

(از قتیبہ بن سعید از اسماعیل بن جعفر از ابوسہیل از والدش) حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لیلۃ القدر کو رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔

۱۸۹۳ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ حَمْزَةَ قَالَ

(از ابراہیم بن حمزہ از ابن ابی حازم و الدراوردی از یزید بن محمد

[1] اس روایت سے اور اکثر روایتوں سے بھی نکلتا ہے کہ بیسویں تاریخ کو صبح آپ نے خطبہ سنایا اور ۲۱ شب کی صبح کو آپ کی پیشانی پر کیچڑ کا نشان تھا اور بارش ۲۱ شب کو ہوئی تو وہی صبح قدر ہوئی لیکن بعضی روایتوں میں امام مالک سے یوں ہے جب اکیسویں رات ہوئی جس کی صبح کو آپ اعتکاف سے باہر آئے تھے لیکن یہ اگلی روایتوں کے مخالف پڑتا ہے کیونکہ اس صورت میں دوسرا اعتکاف آپ کا ۲۲ شب سے شروع ہوتا ہے اور شاید امام مالک کی اس روایت کا مطلب یہ ہو جب اکیسویں رات آن پہنچی جس کی صبح کو میں نے جس کے پہلے شب کی صبح کو یعنی بیسویں تاریخ کو آپ اعتکاف سے باہر آئے تھے اس صورت میں تخالف نہ رہے گا ۱۲ منہ

[2] اس حدیث کو خود امام بخاری نے آگے چل کر وصل کیا ۱۲ منہ

حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي حَازِمٍ وَّالدَّرَاوَرْدِيُّ عَنْ يَزِيدَ عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُجَاوِرُ فِي رَمَضَانَ الْعَشْرَ الَّتِي فِي وَسَطِ الشَّهْرِ فَإِذَا كَانَ حِينَ يُمْسِي مِنْ عِشْرِينَ لَيْلَةً تَمْضِي وَيَسْتَقْبِلُ إِحْدَى وَعِشْرِينَ رَجَعَ إِلَى مَسْكَنِهِ وَرَجَعَ مَنْ كَانَ يُجَاوِرُ مَعَهُ وَأَنَّهُ أَقَامَ فِي شَهْرٍ جَاوَرَ فِيهِ اللَّيْلَةَ الَّتِي كَانَ يَرْجِعُ فِيهَا فَخَطَبَ النَّاسَ فَأَمَرَهُمْ مَا شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ قَالَ كُنْتُ أُجَاوِرُ هٰذِهِ الْعَشْرَ ثُمَّ قَدْ بَدَا لِي أَنْ أُجَاوِرَ هٰذِهِ الْعَشْرَ الْأَوَاخِرَ فَمَنْ كَانَ اعْتَكَفَ مَعِي فَلْيَثْبُتْ فِي مُعْتَكَفِهِ وَقَدْ أُرِيتُ هٰذِهِ اللَّيْلَةَ ثُمَّ أُنْسِيتُهَا فَابْتَغُوهَا فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ وَابْتَغُوهَا فِي كُلِّ وِتْرٍ وَّقَدْ رَأَيْتُنِي أَسْجُدُ فِي مَاءٍ وَّطِينٍ فَاسْتَهَلَّتِ السَّمَاءُ فِي تِلْكَ اللَّيْلَةِ فَأَمْطَرَتْ فَوَكَفَ الْمَسْجِدُ فِي مُصَلَّى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ إِحْدَى وَعِشْرِينَ فَبَصُرَتْ عَيْنِي نَظَرْتُ إِلَيْهِ انْصَرَفَ مِنَ الصُّبْحِ وَوَجْهُهُ مُمْتَلِئٌ طِينًا وَّمَاءً۔

بن ابراہیم از ابوسلمہ) ابوسعید خدری سے مروی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے درمیانہ عشرہ میں اعتکاف کرتے جب بیسویں رات گذر جاتی اور اکیسویں آپہنچتی تو شام اپنے گھر تشریف لے آتے اور جو لوگ اعتکاف میں آپ کے ساتھ ہوتے وہ بھی اپنے گھروں کو لوٹ جاتے مگر ایک رمضان اعتکاف سے واپسی کی رات بجائے واپسی کے اعتکاف ہی میں مقیم رہے۔ لوگوں کو خطبہ سنایا جو خدا نے چاہا وہ آپؐ نے لوگوں کو حکم دیا۔ پھر فرمایا پہلے اس عشرے میں میں اعتکاف کیا کرتا تھا اب مجھے معلوم ہوا کہ آخری عشرہ میں اعتکاف کروں اور جتنے لوگ میرے ساتھ اعتکاف کر چکے ہیں، ابھی وہ اعتکاف میں پھر جائیں۔ مجھے یہ شب قدر دکھائی تو گئی ہے۔ لہٰذا تم اسے آخری عشرے کی طاق راتوں میں تلاش کیا کرو۔ میں نے دیکھا، کہ میں اس رات کیچڑ میں سجدہ کر رہا ہوں۔ چنانچہ پھر اسی رات یعنی اکیسویں رات کو پانی برسا اور جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھا کرتے تھے وہاں مسجد ٹپکی میری آنکھ نے دیکھا آپؐ صبح کی نماز پڑھ کر لوٹے اور آپؐ کے مبارک منہ پر کیچڑ بھری ہوئی تھی۔

۱۸۹۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ هِشَامٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْتَمِسُوا۔

(از محمد بن مثنی از یحییٰ از ہشام از عروہ) حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شب قدر کو تلاش کرو۔

۱۸۹۵۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامِ ابْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُجَاوِرُ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ وَيَقُولُ تَحَرَّوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ۔

دوسری سند (از محمد بن سلام از عبدہ از ہشام بن عروہ از والدش) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف کیا کرتے تھے۔ اور فرماتے تھے لیلۃ القدر کو رمضان کے آخری عشرے میں تلاش کیا کرو۔

۱۸۹۶ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رض أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْتَمِسُوهَا فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي تَاسِعَةٍ تَبْقَى فِي سَابِعَةٍ تَبْقَى فِي خَامِسَةٍ تَبْقَى۔

(از موسیٰ بن اسمٰعیل از وہیب از ایوب از عکرمہ) ابن عباس سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شب قدر کو رمضان کے آخری عشرہ میں تلاش کیا کرو جب نو راتیں باقی رہ جائیں یا سات راتیں یا پانچ راتیں [۱]

۱۸۹۷ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ عَنْ أَبِي مِجْلَزٍ وَعِكْرِمَةَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رض قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هِيَ فِي الْعَشْرِ هِيَ تِسْعٍ يَمْضِينَ أَوْ فِي سَبْعٍ يَبْقَيْنَ يَعْنِي لَيْلَةَ الْقَدْرِ قَالَ عَبْدُ الْوَهَّابِ عَنْ أَيُّوبَ وَعَنْ خَالِدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رض الْتَمِسُوا فِي أَرْبَعٍ وَعِشْرِينَ

(از عبداللہ بن ابی اسود از عبدالواحد از عاصم از ابومجلز و عکرمہ حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شب قدر رمضان کے آخری عشرے میں ہے۔ جب آخری عشرے کی نو راتیں گذر جائیں [۲] یا سات راتیں باقی رہیں

عبدالوہاب [۳] نے بحوالہ ایوب اور خالد، عکرمہ ابن عباس روایت کیا کہ چوبیسویں رات کو تلاش کرو [۴]۔

باب ۱۲۵۷ رَفْعِ مَعْرِفَةِ لَيْلَةِ الْقَدْرِ لِتَلَاحِي النَّاسِ۔

باب لوگوں کا جھگڑا کرنے سے لیلۃ القدر کا بھلایا جانا۔

۱۸۹۸ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ حَدَّثَنَا أَنَسٌ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُخْبِرَنَا بِلَيْلَةِ الْقَدْرِ فَتَلَاحَى رَجُلَانِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ فَقَالَ خَرَجْتُ لِأُخْبِرَكُمْ بِلَيْلَةِ الْقَدْرِ فَتَلَاحَى فُلَانٌ وَفُلَانٌ فَرُفِعَتْ وَعَسَى أَنْ يَكُونَ خَيْرًا لَكُمْ فَالْتَمِسُوهَا فِي التَّاسِعَةِ وَالسَّابِعَةِ وَالْخَامِسَةِ۔

(محمد بن مثنیٰ از خالد بن حارث از حمید از انس رض) عبادہ بن صامت کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی علیہ وسلم اس لیئے تشریف لائے کہ ہمیں شب قدر بتائیں اتنے میں دو مسلمان آپس میں الجھ پڑے آپ نے فرمایا میں تو تمہیں شب قدر بتانے کے لیے آیا لیکن فلاں فلاں کے باہم نزاع سے میں بھول گیا اور شاید اس میں تمہاری بھلائی ہو۔ لہذا (آخری عشرے کی) نویں اور ساتویں اور پانچویں رات میں تلاش کیا کرو [۵]۔

---

[۱] یعنی اکیسویں اور تئیسویں اور پچیسویں راتوں میں ۱۲ منہ [۲] یعنی انتیسویں یا تیئسویں رات کو بعضی روایتوں میں یوں ہے جب نو راتیں یا سات راتیں گذر جائیں یعنی انتیسویں یا ستائیسویں شب کو بعضی روایتوں میں یوں ہے جب سات راتیں گذر جائیں یا سات راتیں باقی رہیں یعنی ستائیسویں اور تیئسویں شب کو کہتے ہیں حضرت عمرؓ نے صحابہ کو بلایا اور ان سے شب قدر کو پوچھی، سب نے اس پر اتفاق کیا کہ وہ رمضان کی اخیر دس راتوں میں ہے۔ ابن عباس رضؓ نے کہا میں سمجھتا ہوں جب اخیر دہے کی سات راتیں گذر جائیں یا سات راتیں باقی رہیں اور اس میں دلیل یہ بیان کی کہ سات کا عدد اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے۔ آسمان سات بنائے زمینیں سات بنائیں دن سات مقرر کیئے زمانہ بھی سات دنوں میں بدلتا جاتا ہے۔ طواف میں سات پھیرے رکھے۔ کنکریاں مارنے میں سات کا عدد رکھا۔ غرض اسی طرح سے کئی باتیں بیان کیں حضرت عمرؓ نے کہا تم تو وہ سمجھے جو ہم بھی نہیں سمجھے ۱۲ منہ [۳] اس کو امام احمد اور ابن ابی عمر نے اپنی مسندوں میں وصل کیا ۱۲ منہ [۴] یہ بظاہر مخالف ہے ان صحیح روایتوں کے جن میں یہ ہے کہ شب قدر اخیر دہے کی طاق راتوں میں ڈھونڈو بعضوں نے اس کا جواب یوں دیا ہے کہ بیس کے بعد شمار اخیر سے کرو تو ستائیسویں رات چوبیسویں رات ہوتی ہے ۱۲ منہ [۵] کیونکہ اخیر دہے کی راتیں بہت متبرک ہیں اور شب قدر بھی انہی میں ہوتی ہے ۱۲ منہ

بَابُ ۱۲۵۸ الْعَمَلِ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ ۔

۱۸۹۹ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ أَبِي يَعْفُورٍ عَنْ أَبِي الضُّحٰى عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ رض قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ شَدَّ مِئْزَرَهٗ وَأَحْيَا لَيْلَهٗ وَأَيْقَظَ أَهْلَهٗ ۔

باب رمضان کے آخری عشرے میں زیادہ محنت کرنا [1]

(از علی بن عبد اللہ از سفیان از ابی لیعفور از ابو الضحیٰ از مسروق) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جب رمضان کا آخری عشرہ آتا تو اپنا تہ بند مضبوط باندھتے اور رات کو جاگتے اور اپنے گھر والوں کو جگاتے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان ہے رحم والا

أَبْوَابُ الْاِعْتِكَافِ

بَابُ ۱۲۵۹ الْاِعْتِكَافِ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ وَالْاِعْتِكَافِ فِي الْمَسَاجِدِ كُلِّهَا لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى وَلَا تُبَاشِرُوْهُنَّ وَأَنْتُمْ عٰكِفُوْنَ فِي الْمَسٰجِدِ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَقْرَبُوْهَا كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ۔

۱۹۰۰ - حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيْلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُوْنُسَ أَنَّ نَافِعًا أَخْبَرَهٗ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رض قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الْأَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ ۔

باب آخری عشرہ رمضان میں اعتکاف کرنا [2] اور اعتکاف کا ہر مسجد میں جائز ہونا۔ بدلیل آیت وَلَا تُبَاشِرُوْهُنَّ وَأَنْتُمْ عٰكِفُوْنَ فِي الْمَسٰجِدِ - الاٰية ۔ (جب [3] تم مسجدوں میں معتکف ہو تو ان ایام میں جماع نہ کیا کرو) یہ اللہ کی حدود ہیں ان کے قریب مت آؤ۔ اللہ تعالیٰ لوگوں کو اپنی آیات واضح بتاتا ہے تاکہ وہ متقی بن جائیں۔

(از اسماعیل از ابن وہب از یونس از نافع) عبد اللہ بن عمر سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرے میں اعتکاف فرماتے تھے۔

---

[1] اعتکاف کے معنے لغت میں جمے رہنا اور شرعًا یہ ہے کہ مسجد میں اقامت کرنے کی نیت کرنا ایک مخصوص طور پر ۱۲ منہ [2] تو معلوم ہوا کہ اعتکاف کے لئے مسجد شرط ہے اس پر علماء کا اتفاق ہے مگر محمد بن عمر مالکی سے منقول ہے کہ اعتکاف کے لئے مسجد بھی شرط نہیں ہے اور امام ابوحنیفہ اور امام احمدؒ نے یہ شرط بھی لگائی ہے کہ جس مسجد میں جماعت ہوتی ہو اور امام مالکؒ نے یہ شرط بھی لگائی ہے کہ اس میں جمعہ بھی ہوتا ہو۔ اور اعتکاف کی اکثر مدت کی حد نہیں لیکن کم سے کم مدت ایک دن ہے بعضوں نے کہا ایک گھڑی اور اعتکاف میں روزہ شرط ہے بعضوں کے نزدیک شرط نہیں یعلی بن امیہ صحابیؓ نے کہا، میں جب مسجد میں ٹھہرتا ہوں تو اعتکاف کی نیت کر لیتا ہوں اعتکاف جماع سے ٹوٹ جاتا ہے اور حسن اور زہری نے کہا کفارہ لازم ہوتا ہے مجاہد نے کہا دو دینار صدقہ کرے اور مباشرت میں اختلاف ہے بعضوں نے کہا اگر انزال ہو جائے تو اعتکاف باطل ہو جاتا ہے ورنہ نہیں ۱۲ فتح ملخصًا [3] صحیح قول یہ ہے کہ اعتکاف سنت مؤکدہ ہے اور امام مالکؒ کے کلام سے بعضوں نے یہ نکالا ہے کہ وہ جائز ہے امام احمد نے فرمایا کہ میں کسی عالم کا اختلاف اس میں نہیں جانتا کہ اعتکاف مسنون ہے ابن بطال نے کہا۔ آپؐ نے ہمیشہ اعتکاف کیا۔ یہ ہمیشگی اس کے سنت مؤکدہ ہونے پر دلالت کرتی ہے ۱۲ منہ

۱۹۰۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ یُوْسُفَ حَدَّثَنَا اللَّیْثُ عَنْ عُقَیْلٍ عَنِ ابْنِ شِہَابٍ عَنْ عُرْوَۃَ بْنِ الزُّبَیْرِ عَنْ عَائِشَۃَ زَوْجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَعْتَکِفُ الْعَشْرَ الْاَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ حَتّٰی تَوَفَّاہُ اللّٰہُ ثُمَّ اعْتَکَفَ اَزْوَاجُہٗ مِنْ بَعْدِہٖ۔

(از عبداللہ بن یوسف از لیث از عقیل از ابن شہاب از عروہ بن زبیر) حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرے میں اعتکاف فرمایا کرتے تھے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے یہاں بلالیا آپؐ کے بعد پھر امہات المومنین یعنی آپؐ کی ازواج مطہرات اعتکاف کرتی رہیں۔

۱۹۰۲۔ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ قَالَ حَدَّثَنِیْ مَالِکٌ عَنْ یَزِیْدَ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ الْہَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِبْرَاہِیْمَ بْنِ الْحَارِثِ التَّیْمِیِّ عَنْ اَبِیْ سَلَمَۃَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَعْتَکِفُ فِی الْعَشْرِ الْاَوْسَطِ مِنْ رَمَضَانَ فَاعْتَکَفَ عَامًا حَتّٰی اِذَا کَانَ لَیْلَۃَ اِحْدٰی وَعِشْرِیْنَ وَھِیَ اللَّیْلَۃُ الَّتِیْ یَخْرُجُ مِنْ صَبِیْحَتِہَا مِنِ اعْتِکَافِہٖ قَالَ مَنْ کَانَ اعْتَکَفَ مَعِیْ فَلْیَعْتَکِفِ الْعَشْرَ الْاَوَاخِرَ وَقَدْ اُرِیْتُ ہٰذِہِ اللَّیْلَۃَ ثُمَّ اُنْسِیْتُہَا وَقَدْ رَاَیْتُنِیْ اَسْجُدُ فِیْ مَاءٍ وَّطِیْنٍ مِّنْ صَبِیْحَتِہَا فَالْتَمِسُوْہَا فِی الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ وَالْتَمِسُوْہَا فِیْ کُلِّ وِتْرٍ فَمَطَرَتِ السَّمَآءُ تِلْکَ اللَّیْلَۃَ وَکَانَ الْمَسْجِدُ عَلٰی عَرِیْشٍ فَوَکَفَ الْمَسْجِدُ فَبَصُرَتْ عَیْنَایَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی جَبْہَتِہٖ اَثَرُ الْمَاءِ وَالطِّیْنِ مِنْ صُبْحِ اِحْدٰی وَعِشْرِیْنَ۔

(از اسماعیل از مالک از یزید بن عبداللہ بن ہاد از محمد بن ابراہیم بن حارث تیمی از ابوسلمہ بن عبدالرحمان) حضرت ابوسعید خدری سے مروی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم رمضان کے درمیانہ عشرہ میں اعتکاف فرمایا کرتے تھے۔ ایک سال آپؐ نے (حسب سابق) انہی دنوں میں اعتکاف کیا۔ لیکن جب اکیسویں رات آئی۔ جب صبح آپؐ کو اعتکاف سے لوٹنا تھا تو آپ نے فرمایا جس نے اس سال میرے ساتھ اعتکاف کیا ہے وہ آخری عشرے میں بھی بحالت اعتکاف رہے نیز مجھے شب قدر بتائی گئی پھر بھلادی گئی مجھے اس کی اتنی علامت یاد ہے کہ صبح گویا میں کیچڑ میں سجدہ کر رہا ہوں۔ تم اس رات کو آخری عشرہ میں تلاش کرو ہر طاق رات میں۔ راوی کہتے ہیں چنانچہ اس رات بارش ہوئی۔ مسجد کی چھت سے بھی خوب پانی ٹپکا۔ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ پیشانی مبارک پر اکیسویں کی صبح کو کیچڑ کا نشان تھا۔

بَابٌ ۱۲۶۰ اَلْحَائِضُ تُرَجِّلُ الْمُعْتَکِفَ

باب حائضہ عورت معتکف مرد کے کنگھی کر سکتی ہے۔

۱۹۰۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی حَدَّثَنَا یَحْیٰی عَنْ ہِشَامٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ اَبِیْ عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا قَالَتْ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُصْغِیْ اِلَیَّ رَاْسَہٗ وَھُوَ مُجَاوِرٌ فِی الْمَسْجِدِ فَاُرَجِّلُہٗ وَاَنَا حَائِضٌ۔

(از محمد بن مثنیٰ از یحییٰ از ہشام از عروہ) حضرت عائشہ فرماتی ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بحالت اعتکاف اپنا سر مسجد سے میری طرف حجرے میں جھکا دیتے اور میں بحالت حیض ان کے سر میں کنگھی کر دیتی تھی۔

باب ۱۲۶۱ اَلْمُعْتَكِفُ لَا يَدْخُلُ الْبَيْتَ اِلَّا لِحَاجَةٍ۔

۱۹۰۴۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ وَعَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ وَاِنْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيُدْخِلُ عَلَيَّ رَاْسَهٗ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ فَاُرَجِّلُهٗ وَكَانَ لَا يَدْخُلُ الْبَيْتَ اِلَّا لِحَاجَةٍ اِذَا كَانَ مُعْتَكِفًا۔

باب معتکف کو بلاضرورت گھر میں نہ جانا چاہئیے۔

(از قتیبہ از لیث از ابن شہاب از عروہ و عمرۃ بنت عبد الرحمٰن) حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بحالت اعتکاف مسجد میں رہتے ہوئے اپنا سر میرے حجرے کے اندر کر دیتے ہیں آپ کے سر میں کنگھی کر دیتی بحالت اعتکاف آپ گھر میں بھی بلاضرورت[1] تشریف نہ لاتے تھے۔

باب ۱۲۶۲ غُسْلِ الْمُعْتَكِفِ

۱۹۰۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُبَاشِرُنِيْ وَاَنَا حَائِضٌ وَكَانَ يُخْرِجُ رَاْسَهٗ مِنَ الْمَسْجِدِ وَهُوَ مُعْتَكِفٌ فَاَغْسِلُهٗ وَاَنَا حَائِضٌ۔

باب معتکف کا غسل کرنا۔ یا سر دھونا۔

(از محمد بن یوسف از سفیان از منصور از ابراہیم از اسود) حضرت عائشہ فرماتی ہیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مجھ سے بوسہ مساس بحالت حیض کر لیتے۔ اور بحالت اعتکاف اپنا سر مسجد سے حجرے میں نکال کر مجھ سے دھلوا لیتے۔ حالانکہ میں حائضہ ہوتی

باب ۱۲۶۳ الْاِعْتِكَافِ لَيْلًا۔

۱۹۰۶۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ اَخْبَرَنِيْ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ عُمَرَ سَاَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُنْتُ نَذَرْتُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ اَنْ اَعْتَكِفَ لَيْلَةً فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ قَالَ فَاَوْفِ بِنَذْرِكَ۔

باب صرف رات بھر اعتکاف کرنا[2]۔

(از مسدد از یحییٰ بن سعید از عبید اللہ از نافع از ابن عمر) حضرت عمرؓ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا میں نے زمانہ جاہلیت یہ نذر مانی تھی کہ ایک رات مسجد حرام میں اعتکاف کروں گا آپ نے فرمایا اپنی منت پوری کر۔

باب ۱۲۶۴ اِعْتِكَافِ النِّسَاءِ

۱۹۰۷۔ حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ

باب عورتوں کا اعتکاف کرنا[3]۔

(از ابو النعمان از حماد بن زید از یحییٰ از عمرہ) حضرت عائشہ

---

[1] یعنی حاجت ضروری جیسے پاخانہ پیشاب کے لئے اب دوسری حاجتوں میں اختلاف ہے جیسے کھانا پینا وغیرہ اسی طرح فصد یا حجامت میں اگر اُن کی ضرورت واقع ہو حضرت عائشہ سے مروی ہے سنت یہ ہے کہ اعتکاف والا بیمار پرسی کو نہ جائے نہ جنازے میں شریک ہو نہ عورت سے جماع اور مباشرت کرے نہ کسی کام کے لئے مسجد سے نکلے مگر جس میں مجبوری ہو اور حضرت علی اور نخعی اور اسحاق کہتے ہیں اور حسن بصری سے مروی ہے اگر معتکف جنازے کے لئے نکلا یا بیمار پرسی کو گیا یا جمعہ کی نماز کے لئے گیا تو اس کا اعتکاف باطل ہو گیا اور ثوری اور شافعی کہتے ہیں اگر اعتکاف سے شروع میں ان باتوں کے لئے نکلنے کی شرط کر لے تو اعتکاف باطل نہ ہو گا۔ امام احمد سے بھی ایک روایت ایسی ہی ہے ۱۲ منہ

[2] معلوم ہوا اعتکاف میں روزہ شرط نہیں کیونکہ رات کو روزہ نہیں ہو سکتا ۱۲ منہ

[3] شافعیؒ نے ان مسجدوں میں جہاں جماعت ہوتی ہے عورت کے لئے اعتکاف کرنا مکروہ جانا ہے البتہ اگر اس کا خاوند بھی وہاں اعتکاف کرے تو اس کے ساتھ مکروہ نہیں امام احمد سے بھی ایسی ہی روایت ہے اور اپنے گھر کی مسجد میں ہر طرح عورت کو اعتکاف کرنا درست ہے ۱۲ منہ

زَيْدٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْتَكِفُ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ فَكُنْتُ أَضْرِبُ لَهُ خِبَاءً فَيُصَلِّي الصُّبْحَ ثُمَّ يَدْخُلُهُ فَاسْتَأْذَنَتْ حَفْصَةُ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَنْ تَضْرِبَ خِبَاءً فَأَذِنَتْ لَهَا فَضَرَبَتْ خِبَاءً فَلَمَّا رَأَتْهُ زَيْنَبُ رضی اللہ عنہا ابْنَةُ جَحْشٍ ضَرَبَتْ خِبَاءً آخَرَ فَلَمَّا أَصْبَحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى الْأَخْبِيَةَ فَقَالَ مَا هٰذَا فَأُخْبِرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آلْبِرَّ تُرَوْنَ بِهِنَّ فَتَرَكَ الْاِعْتِكَافَ ذٰلِكَ الشَّهْرَ ثُمَّ اعْتَكَفَ عَشْرًا مِّنْ شَوَّالٍ۔

فرماتی ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرے میں اعتکاف فرماتے ہیں آپ کے لیے مسجد میں خیمہ لگا دیتی۔ آپ صبح کی نماز پڑھ کر اس میں داخل ہو جاتے۔ حضرت حفصہؓ نے حضرت عائشہؓ سے ایک خیمہ لگانے کی اجازت طلب کی انہوں نے اجازت دے دی۔ چنانچہ حضرت حفصہؓ نے بھی مسجد میں ایک خیمہ لگا لیا۔ حضرت زینب نے دیکھا تو انہوں نے بھی ایک خیمہ لگا لیا جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے صبح کو اتنے خیمے دیکھے تو فرمایا یہ کیا بات ہے؟ لوگوں نے بتایا۔ آپ نے فرمایا کیا تم اس میں ثواب کی نیت سمجھتے ہو؟ (یہ تو رشک ہے[1]) چنانچہ آپ نے اس مہینہ میں اعتکاف ترک کر دیا اور شوال کے دس دنوں میں کیا۔

بَابٌ ۱۲۶۵ الْأَخْبِيَةِ فِي الْمَسْجِدِ

باب مسجد میں خیمے لگانا۔

۱۹۰۸ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَادَ أَنْ يَّعْتَكِفَ فَلَمَّا انْصَرَفَ إِلَى الْمَكَانِ الَّذِي أَرَادَ أَنْ يَّعْتَكِفَ إِذَا أَخْبِيَةٌ خِبَاءُ عَائِشَةَ وَخِبَاءُ حَفْصَةَ وَخِبَاءُ زَيْنَبَ فَقَالَ آلْبِرَّ تَقُولُونَ بِهِنَّ ثُمَّ انْصَرَفَ فَلَمْ يَعْتَكِفْ حَتّٰى اعْتَكَفَ عَشْرًا مِّنْ شَوَّالٍ۔

(از عبداللہ بن یوسف از مالک از یحییٰ بن سعید از عمرہ بنت عبدالرحمٰن) حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اعتکاف کا ارادہ فرمایا۔ چنانچہ جب اعتکاف کرنے کی جگہ تشریف لے گئے تو وہاں تین خیمے دیکھے حضرت عائشہؓ، حضرت حفصہؓ، حضرت زینب کے آپ نے فرمایا کیا تم سمجھتے ہو کہ یہ ان کا خالص نیک ارادہ سے کام ہوا پھر آپ واپس گئے اور اعتکاف نہ کیا اور شوال کے مہینہ میں دس دن اعتکاف کیا[2]۔

بَابٌ ۱۲۶۶ هَلْ يَخْرُجُ الْمُعْتَكِفُ لِحَوَائِجِهِ إِلَى بَابِ الْمَسْجِدِ۔

باب کیا معتکف مسجد کے دروازے تک ضرورت کے موقعہ پر جا سکتا ہے؟

۱۹۰۹ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ صَفِيَّةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهُ

(از ابوالیمان از شعیب از زہری از علی بن حسین) ام المؤمنین حفصہ کہتی ہیں کہ وہ مسجد میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئیں آپ اعتکاف میں تھے۔ رمضان کا آخری عشرہ تھا کچھ دیر تک باتیں کیں

---

[1] نہیں بلکہ ایک دوسرے کی دیکھا دیکھی ضد اور نفسانیت سے ۱۲ منہ [2] بعضی روایتوں میں ہے شوال کے پہلے دہے میں اعتکاف کیا بعضی روایتوں میں ہے کہ اخیر دہے میں اعتکاف کیا اسماعیلی نے کہا اس سے یہ نکلا کہ اعتکاف میں روزہ شرط نہیں کیونکہ شوال کے پہلے دہے میں عید الفطر کا دن ہوتا ہے اس دن روزہ حرام ہے ۱۲ منہ

أَنَّهَا جَاءَتْ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزُورُهُ فِي اعْتِكَافِهِ فِي الْمَسْجِدِ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ فَتَحَدَّثَتْ عِنْدَهُ سَاعَةً ثُمَّ قَامَتْ تَنْقَلِبُ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَهَا يَقْلِبُهَا حَتَّى إِذَا بَلَغَتْ بَابَ الْمَسْجِدِ عِنْدَ بَابِ أُمِّ سَلَمَةَ مَرَّ رَجُلَانِ مِنَ الْأَنْصَارِ فَسَلَّمَا عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُمَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى رِسْلِكُمَا إِنَّمَا هِيَ صَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيٍّ فَقَالَا سُبْحَانَ اللّٰهِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَكَبُرَ عَلَيْهِمَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الشَّيْطَانَ يَبْلُغُ مِنَ الْإِنْسَانِ مَبْلَغَ الدَّمِ وَإِنِّي خَشِيتُ أَنْ يَقْذِفَ فِي قُلُوبِكُمَا شَيْئًا۔

پھر حضرت صفیہ واپس جانے کے لئے کھڑی ہوئیں۔ تو آنحضرت بھی آپ کے ساتھ تشریف لے چلے انہیں گھر پہنچانے کے لئے۔ جب باب ام سلمہ تک پہنچے تو دو انصاری اس طرف سے گذرے[1] انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا۔ آپ نے ان دونوں سے فرمایا ذرا ٹھہر جاؤ۔ یہ عورت (میری زوجہ) صفیہ بنت حیی ہے۔ انہوں نے کہا سبحان اللہ یا رسول اللہ! انہیں یہ بات محسوس ہوئی[2]۔ آپ نے فرمایا شیطان (خون کی طرح) انسان کے بدن میں پھرتا ہے مجھے یہ اندیشہ ہوا کہیں تمہارے دل میں بدگمانی نہ پیدا نہ کر دے[3]۔

باب ۱۲۶۷ الْاِعْتِكَافِ وَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَبِيحَةَ عِشْرِينَ

باب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اعتکاف کا اور بیسویں کی صبح کو اعتکاف سے نکلنے کا بیان۔

۱۹۱۰۔ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُنِيرٍ سَمِعَ هَارُونَ ابْنَ إِسْمٰعِيلَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ قَالَ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ سَأَلْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قُلْتُ هَلْ سَمِعْتَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ لَيْلَةَ الْقَدْرِ قَالَ نَعَمْ اعْتَكَفْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَشْرَ الْأَوْسَطَ مِنْ رَمَضَانَ قَالَ فَخَرَجْنَا صَبِيحَةَ عِشْرِينَ قَالَ فَخَطَبَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

(از عبد اللہ بن منیر از ہارون بن اسماعیل از علی بن مبارک از یحیی بن ابی کثیر) ابو سلمہ بن عبد الرحمان کہتے ہیں میں نے ابو سعید خدری سے کہا کیا آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شب قدر کا ذکر سنا ہے انہوں نے کہا ہاں۔ ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف کیا۔ تو ہم بیسویں تاریخ کی صبح کو نکلے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خطبہ سنایا فرمایا مجھے لیلۃ القدر دکھائی تو گئی ہے۔ لیکن بعد میں وہ بھلادی گئی۔ آخری عشرے کی طاق راتوں میں اسے تلاش کرو اور میں نے یہ بھی دیکھا کہ میں کیچڑ میں سجدہ کر رہا ہوں۔ اور جس نے

---

[1] حافظ نے کہا مجھ کو ان دونوں کے نام معلوم نہیں ہوئے لیکن ابن عطار نے شرح عمدہ میں کہا وہ اسید بن حضیر اور عباد بن بشر تھے ۱۲ منہ [2] وہ یہ سمجھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری نسبت یہ خیال کیا کہ ہم آپ کے ساتھ معاذ اللہ بدگمانی کریں گے ۱۲ منہ [3] تم پیغمبر کی نسبت کوئی برا گمان کرو اور تباہ ہو جاؤ شیطان کا قاعدہ ہے کہ وہ ایماندار دل والے اچھے ہی آدمیوں کی فکر میں رہتا ہے برے تو اس کے دام میں پھنسے ہوئے ہی ہیں وہ جیسا چاہتا ہے ان کو نچاتا ہے اس حدیث سے یہ نکلا کہ معتکف ضروری کام کے لئے نکل سکتا ہے آپ صفیہ کے ساتھ اس وجہ سے گئے کہ وہ اکیلی رہ گئی تھیں دوسری بی بیاں تشریف لے گئیں تھیں کہتے ہیں ان کا مکان بھی مسجد سے دور تھا تو آپ نے رات کو ان کا اکیلا جانا مناسب نہ سمجھا ۱۲ منہ [4] انہیں اب سمجھ آئی کہ وہ اپنے پیغمبر کے متعلق کوئی اور گمان بھی کر سکتے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ازالہ خیال فرما رہے ہیں۔

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَبِيحَةَ عِشْرِيْنَ فَقَالَ إِنِّي أُرِيْتُ لَيْلَةَ الْقَدْرِ وَإِنِّي نُسِّيْتُهَا فَالْتَمِسُوْهَا فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ فِي وِتْرٍ فَإِنِّي رَأَيْتُ أَنْ أَسْجُدَ فِي مَاءٍ وَّطِيْنٍ وَّمَنْ كَانَ اعْتَكَفَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلْيَرْجِعْ فَرَجَعَ النَّاسُ إِلَى الْمَسْجِدِ وَمَا نَرَى فِي السَّمَاءِ قَزَعَةً قَالَ فَجَاءَتْ سَحَابَةٌ فَمَطَرَتْ وَأُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَسَجَدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الطِّيْنِ وَالْمَاءِ حَتّٰى رَأَيْتُ الطِّيْنَ فِي أَرْنَبَتِهِ وَجَبْهَتِهِ۔

اللہ کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (حال ہی میں) اعتکاف کیا ہے۔ وہ پھر متصلاً مزید اعتکاف کرے یہ سن کر وہ لوگ مسجد میں واپس آگئے۔ اس وقت آسمان میں چھوٹی سی بدلی بھی نہ تھی لیکن آناً فاناً ایک بادل آیا اور خوب برسا نماز کی اقامت کہی گئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیچڑ پانی میں سجدہ کیا۔ یہاں تک کہ میں نے کیچڑ کا نشان آپ کی ناک اور پیشانی پر دیکھا۔

بَاب ۱۲۶۸ اِعْتِكَافُ الْمُسْتَحَاضَةِ

۱۹۱۱۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ خَالِدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ عَائِشَةَ رضقَالَتِ اعْتَكَفَتْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ امْرَأَةٌ مِّنْ أَزْوَاجِهِ مُسْتَحَاضَةٌ فَكَانَتْ تَرَى الْحُمْرَةَ وَالصُّفْرَةَ فَرُبَّمَا وَضَعْنَا الطَّسْتَ تَحْتَهَا وَهِيَ تُصَلِّيْ۔

باب مستحاضہ کا اعتکاف کرنا کیسا ہے؟

(از قتیبہ از یزید بن زریع از خالد از عکرمہ) حضرت عائشہ فرماتی ہیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کی ایک زوجہ مطہرہ نے بحالت استحاضہ اعتکاف کیا وہ سرخی زردی کو دیکھتی تھیں یہاں تک کہ ہم کسی وقت اُن کے نیچے طشت رکھ دیتے تھے اور وہ نماز پڑھتی تھیں۔

بَاب ۱۲۶۹ زِيَارَةِ الْمَرْأَةِ زَوْجَهَا فِي اعْتِكَافِهِ۔

۱۹۱۲۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ عَنْ صَفِيَّةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهُ ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ وَعِنْدَهُ أَزْوَاجُهُ فَرُحْنَ فَقَالَ لِصَفِيَّةَ بِنْتِ حُيَيٍّ لَا تَعْجَلِيْ حَتّٰى أَنْصَرِفَ مَعَكِ وَكَانَ بَيْتُهَا فِي دَارِ أُسَامَةَ فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب بیوی اپنے خاوند سے بحالت اعتکاف مل سکتی ہے۔

(از سعید بن عفیر از لیث از عبد الرحمان بن خالد از ابن شہاب) علی بن حسین سے مروی ہے کہ حضرت صفیہ ام المومنین نے خبر دی دوسری سند عبد اللہ بن محمد، ہشام، معمر، زہری، علی بن حسین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ مسجد میں تشریف فرما تھے آپؐ کے پاس ازواج مطہرات بیٹھی تھیں۔ وہ واپس گھروں میں آنے لگیں۔ تو آپ نے حضرت صفیہؓ سے فرمایا جلدی نہ کر ا میں تیرے ساتھ چلتا ہوں۔ ان کا گھر حضرت اسامہ بن زید کے گھر میں تھا بہر حال آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ان کے ساتھ تشریف لے چلے۔ راستے میں دو انصاری مرد ملے انہوں نے حضور

لہ بی بی ام سلمہؓ کا نام سعید بن منصور نے اپنی روایت میں ذکر کیا ہے ۱۲ منہ

مَعَهَا فَلَقِيَهُ رَجُلَانِ مِنَ الْأَنْصَارِ فَنَظَرَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ أَجَازَا وَقَالَ لَهُمَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعَالَيَا إِنَّهَا صَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيٍّ قَالَا سُبْحَانَ اللهِ يَا رَسُوْلَ اللهِ قَالَ إِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِي مِنَ الْإِنْسَانِ مَجْرَى الدَّمِ وَإِنِّي خَشِيْتُ أَنْ يُلْقِيَ فِي أَنْفُسِكُمَا شَيْئًا۔

باب ۱۲۷۰ هَلْ يَدْرَأُ الْمُعْتَكِفُ عَنْ نَفْسِهِ

۱۹۱۳۔ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيْلُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ أَخْبَرَنِي أَخِي عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي عَتِيْقٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ أَنَّ صَفِيَّةَ أَخْبَرَتْهُ ح وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ يُخْبِرُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ أَنَّ صَفِيَّةَ أَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُعْتَكِفٌ فَلَمَّا رَجَعَتْ مَشٰى مَعَهَا فَأَبْصَرَهُ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَلَمَّا أَبْصَرَهُ دَعَاهُ فَقَالَ تَعَالَ هِيَ صَفِيَّةُ وَرُبَّمَا قَالَ سُفْيٰنُ هٰذِهِ صَفِيَّةُ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِي مِنِ ابْنِ آدَمَ مَجْرَى الدَّمِ قُلْتُ لِسُفْيٰنَ أَتَتْهُ لَيْلًا قَالَ وَهَلْ هُوَ إِلَّا لَيْلٌ۔

باب ۱۲۷۱ مَنْ خَرَجَ مِنِ اعْتِكَافِهِ عِنْدَ الصُّبْحِ۔

۱۹۱۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ سُلَيْمَانَ الْأَحْوَلِ خَالِ ابْنِ أَبِي نَجِيْحٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ ح قَالَ سُفْيٰنُ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ قَالَ وَأَظُنُّ أَنَّ ابْنَ أَبِي لَبِيْدٍ حَدَّثَنَا عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ

اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور آگے بڑھ گئے آپؐ نے انہیں فرمایا دونوں ادھر آؤ یہ میری زوجہ صفیہ بنت حیی ہے وہ کہنے لگے سبحان اللہ یارسول اللہ! آپؐ نے فرمایا شیطان خون کی طرح آدمی کے بدن میں دوڑتا ہے۔ مجھے خیال پیدا ہوا کہیں تمہارے دلوں میں میری جانب سے بدگمانی نہ ہو لہذا تمہارے خیال کے ازالہ کے لیے میں نے ایسا کیا۔

باب معتکف اپنی ذات کی جانب سے کی گئی بدگمانی دور کرسکتا ہے۔

(از اسماعیل بن عبداللہ از برادرش از سلیمان از محمد بن ابی عتیق از ابن شہاب از علی بن حسین از حضرت صفیہؓ دوسری سند۔ (از علی بن عبداللہ از سفیان از زہری از علی بن حسین) حضرت صفیہؓ آنحضرتؐ کی خدمت میں (مسجد میں) آئیں آپ معتکف تھے جب واپس گھر جانے لگیں تو آپؐ انہیں پہنچانے کے لیے تشریف لے گئے ایک انصاری نے آپ کو راستے میں دیکھ لیا آپؐ نے اُسے بلایا اور فرمایا ادھر آؤ وہ (میرے ساتھ) صفیہؓ ہے سفیان راوی بعض اوقات کہتے ہیں۔ یہ صفیہ ہے (یعنی ھی اور ھذہ کا فرق ہے) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مزید فرمایا شیطان خون کی طرح انسان کے جسم میں پھرتا ہے۔

علی راوی کہتے ہیں نے سفیان سے پوچھا کیا حضرت صفیہؓ رات کو آپؐ کے پاس آئی تھیں تو سفیان نے جواب دیا رات نہیں تو پھر کیا (یعنی یقیناً یہ رات کا واقعہ تھا)

باب صبح کے وقت اعتکاف سے باہر آنا۔[1]

(از عبدالرحمان از سفیان از ابن جریج از سلیمان احول یعنی ابن نجیح کا ماموں از ابو سلمہ از ابو سعید) سفیان کہتے ہیں ہم سے بیان کیا محمد بن عمرو نے بحوالہ از ابو سعید، سفیان نے یہ بھی کہا عبداللہ بن ابی لبید نے ہم سے بیان کیا بحوالہ ابو سلمہ، از ابو سعید، ابو سعید کہتے ہیں ہم نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رمضان کے درمیانی عشرے میں جب بیسویں کی صبح ہوئی

[1] باب کی حدیث اس پر محمول ہے کہ آپ نے راتوں کے اعتکاف کی نیت کی تھی نہ دنوں کی گویا غروب آفتاب کے بعد اعتکاف میں گئے صبح کو باہر آئے اگر کوئی دنوں کے اعتکاف کی نیت کرے تو طلوع فجر ہوتے ہی اعتکاف میں جائے اور غروب آفتاب کے بعد نکل آئے ۱۲ منہ

قَالَ اعْتَكَفْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَشْرَ الْأَوْسَطَ فَلَمَّا كَانَ صَبِيحَةَ عِشْرِينَ نَقَلْنَا مَتَاعَنَا فَأَتَانَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَانَ اعْتَكَفَ فَلْيَرْجِعْ إِلَى مُعْتَكَفِهِ فَإِنِّي رَأَيْتُ هٰذِهِ اللَّيْلَةَ وَرَأَيْتُنِي أَسْجُدُ فِي مَاءٍ وَطِينٍ فَلَمَّا رَجَعَ إِلَى مُعْتَكَفِهِ وَهَاجَتِ السَّمَاءُ فَمُطِرْنَا فَوَالَّذِي بَعَثَهُ بِالْحَقِّ لَقَدْ هَاجَتِ السَّمَاءُ مِنْ آخِرِ ذٰلِكَ الْيَوْمِ وَكَانَ الْمَسْجِدُ عَرِيشًا فَلَقَدْ رَأَيْتُ عَلَى أَنْفِهِ وَأَرْنَبَتِهِ أَثَرَ الْمَاءِ وَالطِّينِ

تو ہم نے اپنا بستر اور سامان مسجد سے اٹھایا۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا جو لوگ اب تک میرے ساتھ اعتکاف میں تھے وہ پھر مقام اعتکاف پر آجائیں کیونکہ میں نے شب قدر دیکھی ہے اور یہ بھی دیکھا ہے کہ اس شب میں میں کیچڑ میں سجدہ کر رہا ہوں بہرحال جب آپ اعتکاف کی جگہ لوٹ آئے اور آسمان میں بادل چھا گیا تو پانی برسنے لگا قسم اس کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے اس دن آخر وقت ابر اٹھا اور مسجد ٹپکنے لگی میں نے آپ کی ناک مبارک اور پیشانی مبارک پر کیچڑ کا نشان دیکھا۔

بَابُ ۱۲۷۲ الْاِعْتِكَافِ فِي شَوَّالٍ

باب شوال میں اعتکاف کرنا۔

۱۹۱۵ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلِ بْنِ غَزْوَانَ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْتَكِفُ فِي كُلِّ رَمَضَانَ وَإِذَا صَلَّى الْغَدَاةَ دَخَلَ مَكَانَهُ الَّذِي اعْتَكَفَ فِيهِ قَالَ فَاسْتَأْذَنَتْهُ عَائِشَةُ أَنْ تَعْتَكِفَ فَأَذِنَ لَهَا فَضَرَبَتْ فِيهِ قُبَّةً فَسَمِعَتْ بِهَا حَفْصَةُ فَضَرَبَتْ قُبَّةً وَسَمِعَتْ زَيْنَبُ بِهَا فَضَرَبَتْ قُبَّةً أُخْرَى فَلَمَّا انْصَرَفَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْغَدِ أَبْصَرَ أَرْبَعَ قِبَابٍ فَقَالَ مَا هٰذَا فَأُخْبِرَ خَبَرَهُنَّ فَقَالَ مَا حَمَلَهُنَّ عَلَى هٰذَا آلْبِرُّ انْزِعُوهَا فَلَا أَرَاهَا فَنُزِعَتْ فَلَمْ يَعْتَكِفْ فِي رَمَضَانَ حَتَّى اعْتَكَفَ فِي آخِرِ الْعَشْرِ مِنْ شَوَّالٍ

(از محمد از محمد بن فضیل بن غزوان از یحیٰی بن سعید از عمرہ بنت عبد الرحمان) عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ماہ رمضان میں اعتکاف کیا کرتے تھے۔ صبح کی نماز پڑھ کر اعتکاف گاہ میں چلے جاتے۔ راوی کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اعتکاف کی اجازت مانگی۔ آپ نے اجازت دے دی انہوں نے وہاں خیمہ لگایا۔ یہ سن کر حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے بھی خیمہ لگا لیا۔ پھر حضرت زینب نے سنا تو انہوں نے بھی خیمہ لگا لیا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز صبح پڑھ کر لوٹے تو چار خیمے دیکھے۔ پوچھا یہ خیمے کیسے ہیں؟ لوگوں نے بتایا تو آپ نے فرمایا انہوں نے کس نیت سے یہ خیمے لگائے؟ کیا نیکی کے ارادے سے؟۔ نہیں بلکہ انہیں اکھاڑ دو میں یہ ٹھیک نہیں سمجھتا۔ چنانچہ یہ خیمے اتار دئے گئے۔ آپ نے اعتکاف نہیں کیا۔ یہاں تک کہ آپ نے شوال کے آخری عشرے میں اعتکاف فرمایا۔

بَابُ ۱۲۷۳ مَنْ لَمْ يَرَ عَلَيْهِ صَوْمًا إِذَا اعْتَكَفَ۔

باب اعتکاف کے لئے روزہ رکھنا ضروری نہیں ہے۔

۱۹۱۶ - حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَخِيهِ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ

(از اسمٰعیل بن عبد اللہ از برادرش از سلیمان از عبید اللہ بن عمر از نافع از عبید اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ) حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض

ابنِ عُمَرَ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ اَنَّهٗ قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّیْ نَذَرْتُ فِی الْجَاهِلِیَّةِ اَنْ اَعْتَکِفَ لَیْلَةً فِی الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ فَقَالَ لَهُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَوْفِ نَذْرَكَ فَاعْتَکَفَ لَیْلَةً

کیا یا رسول اللہ! میں نے بزمانہ جاہلیت یہ نذر مانی تھی کہ مسجد حرام میں ایک رات اعتکاف کروں گا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی منت پوری کرو انہوں نے ایک رات بھر اعتکاف کیا۔

بَاب ۱۲۷۴ اِذَا نَذَرَ فِی الْجَاهِلِیَّةِ اَنْ یَّعْتَکِفَ ثُمَّ اَسْلَمَ۔

باب کسی نے بزمانہ جاہلیت و کفر نذر مانی اور بزمانہ اسلام وہ مسلمان ہو گیا[1]۔

۱۹۱۷۔ حَدَّثَنَا عُبَیْدُ بْنُ اِسْمٰعِیْلَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰهِ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ عُمَرَ نَذَرَ فِی الْجَاهِلِیَّةِ اَنْ یَّعْتَکِفَ فِی الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ قَالَ اُرَاهُ قَالَ لَیْلَةً قَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَوْفِ بِنَذْرِكَ۔

(از عبید بن اسمٰعیل از ابو اسامہ از عبید اللہ از نافع) ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ حضرت عمرؓ نے بزمانہ جاہلیت مسجد حرام میں اعتکاف کرنے کی نذر مانی راوی کہتے ہیں کہ غالباً لفظ "ایک رات کا" اعتکاف کہا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی نذر پوری کر۔

بَاب ۱۲۷۵ الْاِعْتِکَافِ فِی الْعَشْرِ الْاَوْسَطِ مِنْ رَّمَضَانَ۔

باب رمضان کے درمیانہ عشرے میں اعتکاف کرنا[2]

۱۹۱۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَکْرٍ عَنْ اَبِیْ حَصِیْنٍ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَعْتَکِفُ فِیْ کُلِّ رَمَضَانَ عَشَرَةَ اَیَّامٍ فَلَمَّا کَانَ الْعَامُ الَّذِیْ قُبِضَ فِیْهِ اعْتَکَفَ عِشْرِیْنَ یَوْمًا۔

(از عبد اللہ بن ابی شیبہ از ابوبکر از ابوحصین از ابوصالح) ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر رمضان میں دس دن اعتکاف کیا کرتے تھے[3] لیکن جس سال آپ کا وصال ہوا اس سال آپ نے بیس دن اعتکاف کیا[4]۔

بَاب ۱۲۷۶ مَنْ اَرَادَ اَنْ یَّعْتَکِفَ ثُمَّ بَدَا لَهٗ اَنْ یَّخْرُجَ۔

باب اعتکاف کا ارادہ کر کے اعتکاف سے نکل جانا[5]

۱۹۱۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ اَبُوالْحَسَنِ

(از محمد بن مقاتل از ابوالحسن از عبد اللہ بن مبارک از اوزاعی از

---

[1] باب کی اس حدیث میں آپ نے ایسی نذر کے پورا کرنے کا حکم دیا معلوم ہوا کہ نذر اور یمین حالت کفر میں صحیح ہو جاتی ہے اور اسلام کے بعد بھی اس کا پورا کرنا لازم ہے ۱۲ منہ [2] اس سے امام بخاری کی غرض یہ ہے کہ اعتکاف کے لئے رمضان کا اخیر عشرہ ضروری نہیں گو اخیر عشرہ میں اعتکاف کرنا افضل ہے ۱۲ منہ [3] ابن بطال نے کہا اس سے یہ نکلتا ہے کہ اعتکاف سنت مؤکدہ ہے اور ابن منذر نے ابن شہاب سے نکالا مسلمانوں سے تعجب ہے انہوں نے اعتکاف کرنا چھوڑ دیا حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب سے مدینہ میں تشریف لائے تو آپ نے وفات تک اعتکاف ترک نہیں کیا ۱۲ منہ [4] آپ کو معلوم ہو گیا تھا کہ اب وفات قریب ہے تو عبادت میں اور زیادہ کوشش کی بعضوں نے کہا آپ کو اس سے معلوم ہوا کہ ہر سال جبرائیل علیہ السلام آپ سے قرآن کا ایک بار دور کیا کرتے اس سال دو بار کیا بعضوں نے کہا اس سال سے پہلے ایک سال آپ کا اعتکاف ناغہ ہوا تھا تو آپ نے دونوں سالوں کے لئے بیس دن اعتکاف کیا۔ نسائی اور ابو داؤد اور ابن حبان نے ابی بن کعب سے ایسا ہی نکالا ۱۲ منہ [5] گویا اعتکاف آپ نے شروع نہیں کیا تھا صرف ارادہ کیا تھا پھر موقوف رکھا ۱۲ منہ۔

أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَتْنِي عَمْرَةُ بِنْتُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ أَنْ يَعْتَكِفَ الْعَشْرَ الْأَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ فَاسْتَأْذَنَتْهُ عَائِشَةُ فَأَذِنَ لَهَا وَسَأَلَتْ حَفْصَةُ عَائِشَةَ أَنْ تَسْتَأْذِنَ لَهَا فَفَعَلَتْ فَلَمَّا رَأَتْ ذٰلِكَ زَيْنَبُ ابْنَةُ جَحْشٍ أَمَرَتْ بِبِنَاءٍ فَبُنِيَ لَهَا قَالَتْ وَكَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّى انْصَرَفَ إِلَى بِنَائِهِ فَبَصُرَ بِالْأَبْنِيَةِ فَقَالَ مَا هٰذَا قَالُوا بِنَاءُ عَائِشَةَ وَحَفْصَةَ وَزَيْنَبَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آلْبِرَّ أَرَدْنَ بِهٰذَا مَا أَنَا بِمُعْتَكِفٍ فَرَجَعَ فَلَمَّا أَفْطَرَ اعْتَكَفَ عَشْرًا مِنْ شَوَّالٍ۔

یحییٰ بن سعید از عمرہ بنت عبدالرحمان) حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ نے ذکر کیا ہیں رمضان کے آخری عشرے میں اعتکاف کروں گا" تو حضرت عائشہؓ نے آپ سے اجازت طلب کی۔ آپ نے اجازت دے دی حضرت حفصہؓ نے حضرت عائشہؓ سے کہا مجھے بھی اجازت دلا دو انہوں نے ایسا ہی کیا یعنی اجازت دلا دی جب ام المومنین حضرت زینبؓ نے یہ دیکھا تو انہوں نے بھی (خدام کو خیمہ لگانے کا) حکم دیا۔ ان کا خیمہ لگا دیا گیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ دستور تھا، کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز (صبح) پڑھ کر خیمہ میں چلے جاتے جب آپؐ نے اتنے خیمے دیکھے تو پوچھا یہ خیمے کیسے ہیں؟ لوگوں نے عرض کیا حضرت عائشہ حضرت حفصہؓ اور حضرت زینبؓ نے لگائے ہیں آپ نے فرمایا کیا انہوں نے اس سے نیکی کا ارادہ کیا ہے؟ اب میں اعتکاف نہیں کرتا آپ اعتکاف سے چلے گئے۔ جب آپ عیدالفطر گذار چکے تو شوال کے مہینے میں دس دن اعتکاف فرمایا۔

بَابٌ ۱۲۷ الْمُعْتَكِفُ يُدْخِلُ رَأْسَهُ الْبَيْتَ لِلْغُسْلِ۔

باب معتکف اپنا سر دھونے کے لیے مسجد کے ساتھ گھر میں بڑھا دے۔

۱۹۲۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رض أَنَّهَا كَانَتْ تُرَجِّلُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ حَائِضٌ وَهُوَ مُعْتَكِفٌ فِي الْمَسْجِدِ وَهِيَ فِي حُجْرَتِهَا يُنَاوِلُهَا رَأْسَهُ۔

(از عبداللہ بن محمد از ہشام از معمر از زہری از عروہ) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ وہ بحالت حیض بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک میں کنگھی کیا کرتی تھیں آپ مسجد میں معتکف ہوتے اور حضرت عائشہ مسجد کے متصل حجرے میں ہوتی تھیں۔ آپؐ مسجد میں سے ہی اپنا سر مبارک حجرے کے دروازے میں بڑھا دیتے تھے۔

لہ حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ کا حجرہ مسجد سے ملا ہوا تھا آپ مسجد ہی میں رہ کر سر حجرے کے اندر کر دیتے وہ دھو دیتیں معلوم ہوا معتکف کو سر دھونا نہانا وغیرہ درست ہے ۱۲ منہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان ہے رحم والا

کِتَابُ الْبُیُوْعِ

وَقَوْلُ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ وَاَحَلَّ اللّٰہُ الْبَیْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا وَقَوْلُہٗ اِلَّآ اَنْ تَکُوْنَ تِجَارَۃً حَاضِرَۃً تُدِیْرُوْنَھَا بَیْنَکُمْ۔

ارشاد خداوندی:۔ وَاَحَلَّ اللّٰہُ الْبَیْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا تا آیت اِلَّآ اَنْ تَکُوْنَ تِجَارَۃً حَاضِرَۃً تُدِیْرُوْنَھَا بَیْنَکُمْ (اور اللہ تعالیٰ نے خرید و فروخت کو حلال کیا اور سود کو حرام کیا[1] (البقرہ:۲۷۵) (آیت) لیکن اگر نقد سودا ہو جسے تم آپس میں لیتے ہو (البقرہ:۲۸۲)

باب ۱۲۷۸ مَا جَآءَ فِیْ قَوْلِ اللّٰہِ تَعَالٰی فَاِذَا قُضِیَتِ الصَّلٰوۃُ فَانْتَشِرُوْا فِی الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰہِ وَاذْکُرُوا اللّٰہَ کَثِیْرًا لَّعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَۃً اَوْ لَھْوَا انْفَضُّوْآ اِلَیْھَا وَتَرَکُوْکَ قَآئِمًا قُلْ مَا عِنْدَ اللّٰہِ خَیْرٌ مِّنَ اللَّھْوِ وَمِنَ التِّجَارَۃِ وَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ وَقَوْلِہٖ تَعَالٰی لَا تَاْکُلُوْآ اَمْوَالَکُمْ بَیْنَکُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّآ اَنْ تَکُوْنَ تِجَارَۃً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْکُمْ

باب

اللہ تعالیٰ کا ارشاد: (جب جمعہ کی نماز ادا ہو جائے، تو پھر اپنے کاروبار کے لئے زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو اور اللہ کو بہت یاد کیا کرو تاکہ تمہیں (دین و دنیا میں) کامیابی حاصل ہو (اُن لوگوں کا یہ حال ہے) جب کوئی تجارت یا کھیل تماشہ دیکھتے ہیں تو اس طرف دوڑے بھاگے چلے جاتے ہیں۔ اور آپ کو بحالت خطبہ کھڑے ہوئے چھوڑ جاتے ہیں۔ آپ فرما دیجئے کہ اللہ کے پاس جو ثواب ملیگا وہ اس کھیل اور تجارت سے بہتر ہے اللہ بہتر روزی دینے والا ہے) (سورۃ جمعہ) اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ آپس میں ایک دوسرے کا مال ناجائز طور سے نہ کھاؤ البتہ تجارت کر کے باہمی رضامندی سے کھا سکتے ہو۔) (النسآء)

۱۹۲۱۔ حَدَّثَنَا اَبُو الْیَمَانِ حَدَّثَنَا شُعَیْبٌ عَنِ الزُّھْرِیِّ قَالَ اَخْبَرَنِیْ سَعِیْدُ بْنُ الْمُسَیَّبِ وَاَبُوْ سَلَمَۃَ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ اَبَا ھُرَیْرَۃَ قَالَ اِنَّکُمْ تَقُوْلُوْنَ

(از ابو الیمان از شعیب از زہری از سعید بن مسیب اور ابو سلمہ ابن عبد الرحمٰن) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ تم یہ کہتے رہتے ہو کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت حدیثیں بیان کرتا رہتا ہے نیز کہتے ہو کہ

[1] بیع کے معنے کسی چیز کی ملک دوسرے کی طرف منتقل کرنا کسی قیمت کے بدل اور شراء کا معنے اس کو قبول کرنا اور بیع کو شراء اور شراء کو بیع بھی کہتے ہیں۔ بیع کے جواز پر مسلمانوں کا اجماع ہے۔ امام بخاری نے اس آیت سے بیع کا جواز ثابت کیا اب اس میں سے وہ بیعیں خاص کر لی گئی ہیں جن سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے ۱۲ منہ

إِنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ يُكْثِرُ الْحَدِيثَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَقُولُونَ مَا بَالُ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ لَا يُحَدِّثُونَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ وَإِنَّ إِخْوَتِي مِنَ الْمُهَاجِرِينَ كَانَ يَشْغَلُهُمْ صَفْقٌ بِالْأَسْوَاقِ وَكُنْتُ أَلْزَمُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى مِلْءِ بَطْنِي فَأَشْهَدُ إِذَا غَابُوا وَأَحْفَظُ إِذَا نَسُوا وَكَانَ يَشْغَلُ إِخْوَتِي مِنَ الْأَنْصَارِ عَمَلُ أَمْوَالِهِمْ وَكُنْتُ امْرَأً مِسْكِينًا مِنْ مَسَاكِينِ الصُّفَّةِ أَعِي حِينَ يَنْسَوْنَ وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَدِيثٍ يُحَدِّثُهُ إِنَّهُ لَنْ يَبْسُطَ أَحَدٌ ثَوْبَهُ حَتَّى أَقْضِيَ مَقَالَتِي هَذِهِ ثُمَّ يَجْمَعَ إِلَيْهِ ثَوْبَهُ إِلَّا وَعَى مَا أَقُولُ فَبَسَطْتُ نَمِرَةً عَلَيَّ حَتَّى إِذَا قَضَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقَالَتَهُ جَمَعْتُهَا إِلَى صَدْرِي فَمَا نَسِيتُ مِنْ مَقَالَةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تِلْكَ مِنْ شَيْءٍ۔

دوسرے مہاجرین اور انصار تو ابوہریرہ رضؓ کے برابر احادیث بیان نہیں کرتے حقیقت یہ ہے، کہ میرے مہاجر بھائی بازاروں میں کاروبار میں مشغول رہتے تھے اور میں صرف روٹی کھا کر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت لازم سمجھتا تھا دوسرے صحابہؓ گاہ گاہ غائب ہو جاتے لیکن میں آنحضرتؐ کی خدمت میں موجود رہتا۔ وہ بھول جاتے تھے میں آپؐ کی باتوں کو خوب یاد کرتا رہتا تھا انصاری بھائی اپنی زمین اور باغ کے کاموں میں مشغول رہتے تھے میں ایک فقیر مسکین تھا اصحاب صفہ کا میں وہ باتیں یاد رکھتا تھا جو وہ یہ باتیں بھول جاتے تھے۔

ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حدیث بیان کر رہے تھے کہ فرمایا جو شخص میری گفتگو مکمل ہونے تک اپنا کپڑا بچھائے رکھے اور آخر میں سمیٹ لے تو اسے میری باتیں یاد رہیں گی چنانچہ میں نے ایک کمبل جو اوڑھے ہوئے تھا بچھا دیا جب آپ اپنی گفتگو مکمل کر چکے میں نے کمبل سمیٹ لیا اور سینہ سے لگا لیا چنانچہ اس کے بعد آپؐ کی باتیں نہ بھولا

۱۹۲۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ لَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ آخَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنِي وَبَيْنَ سَعْدِ بْنِ الرَّبِيعِ فَقَالَ سَعْدُ بْنُ الرَّبِيعِ إِنِّي أَكْثَرُ الْأَنْصَارِ مَالًا فَأَقْسِمُ لَكَ نِصْفَ مَالِي وَانْظُرْ أَيَّ زَوْجَتَيَّ هَوِيتَ نَزَلْتُ لَكَ عَنْهَا فَإِذَا حَلَّتْ تَزَوَّجْتَهَا قَالَ فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ لَا حَاجَةَ لِي فِي ذَلِكَ هَلْ مِنْ سُوقٍ فِيهِ تِجَارَةٌ قَالَ سُوقُ قَيْنُقَاعٍ قَالَ فَغَدَا إِلَيْهِ عَبْدُ الرَّحْمَنِ فَأَتَى بِأَقِطٍ وَسَمْنٍ قَالَ ثُمَّ تَابَعَ الْغُدُوَّ فَمَا لَبِثَ أَنْ جَاءَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ عَلَيْهِ أَثَرُ

(از عبدالعزیز بن عبداللہ از ابراہیم بن سعد از والدش سعد از جدش ابراہیم) حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے فرمایا جب ہم (ہجرت کرکے) مدینہ میں آئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اور سعد بن ربیع انصاری کو بھائی بھائی بنا دیا۔ سعد نے کہا میں تمام انصار سے مالدار ہوں میں اپنا مال تجھے تقسیم کر دیتا ہوں اور میری دونوں بیویاں دیکھ لے جو پسند آئے میں اسے تیرے لیئے چھوڑ دیتا ہوں[1] جب اس کی عدت گزر جائے۔ تو اس سے نکاح کر لے عبدالرحمٰن کہتے ہیں میں نے کہا نہیں مجھے اس بات کی ضرورت نہیں۔ کیا یہاں کوئی بازار ہے جس میں تجارت ہو سکے؟ انہوں نے کہا قینقاع کا بازار ہے۔ چنانچہ حضرت عبدالرحمان صبح اس بازار[2]

[1] یعنی طلاق دے دیتا ہوں تم اس سے مدت گذرے بعد نکاح کر لو حقیقت میں اسلام صحابہ ہی کا تھا ہمارے زمانہ کے نام کے مسلمانوں کو ان حدیثوں سے سبق لینا چاہیئے اسلام کا دم بھرتے ہیں مگر مسلمانوں کی ہمدردی اور خیر خواہی کا کبھی بھولے سے بھی خیال نہیں کرتے بس آپ اچھے تو سارا جہان اچھا اسی پر ان کا عمل ہے ادھر نصاریٰ کو دیکھو مشرق والے مغرب والوں کی طرفداری اور حمایت پر مستعد رہتے ہیں اور اپنے دین والوں پر کوئی بادشاہ ذرا سا بھی ظلم کرے تو ساری دنیا کے نصاریٰ ان کی حمایت اور بچاؤ کے لیئے اٹھ کھڑے ہوتے ہیں ۱۲ منہ [2] عقلمند آدمی کو روٹی کمانے کے لیئے کسی بضاعت یا پونجی

باب ۱۲۷۹ الْحَلَالُ بَيِّنٌ وَّالْحَرَامُ بَيِّنٌ وَّبَيْنَهُمَا مُشَبَّهَاتٌ

۱۹۲۵ - حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ أَبِي فَرْوَةَ عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ سَمِعْتُ النُّعْمَانَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ أَبِي فَرْوَةَ سَمِعْتُ الشَّعْبِيَّ سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي فَرْوَةَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحَلَالُ بَيِّنٌ وَّالْحَرَامُ بَيِّنٌ وَّبَيْنَهُمَا أُمُورٌ مُّشْتَبِهَةٌ فَمَنْ تَرَكَ مَا شُبِّهَ عَلَيْهِ مِنَ الْإِثْمِ كَانَ لِمَا اسْتَبَانَ أَتْرَكَ وَمَنِ اجْتَرَأَ عَلَى مَا يَشُكُّ فِيهِ مِنَ الْإِثْمِ أَوْشَكَ أَنْ يُّوَاقِعَ مَا اسْتَبَانَ وَالْمَعَاصِي حِمَى اللّٰهِ مَنْ يَّرْتَعْ حَوْلَ الْحِمَى يُوشِكُ أَنْ يُّوَاقِعَهُ

باب حلال وحرام دونوں ظاہر ہیں[۱] لیکن انکے علاوہ بہت سی مشتبہات[۲] و مشکوک چیزیں ہیں جن کے حلال و حرام کی وضاحت مشکل ہے

(از محمد بن مثنیٰ از ابن ابی عدی از ابن عون از شعبی از نعمان بن بشیر از آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔

دوسری سند از علی بن عبداللہ از ابن عیینہ از ابوفروہ از شعبی از نعمان از آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

تیسری سند (از عبداللہ بن محمد از سفیان بن عیینہ از ابوفروہ از شعبی از نعمان بن بشیر از آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم)

چوتھی سند۔ از محمد بن کثیر از سفیان از ابوفروہ از شعبی) نعمان بن بشیر کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حلال و حرام سب پر واضح اور بین ہے ان دونوں کے درمیان کچھ ایسی اشیا ہیں جو حلال و حرام سے ملتی جلتی ہیں۔ تو جو شخص مشتبہ اور مشکوک چیز کو چھوڑ دے تو وہ واضح اور صاف گناہ کو بدرجہ اولیٰ چھوڑ دے گا جو شبہ کی چیز پر جرأت کرے گا وہ کھلم کھلا حرام کا بھی مرتکب ہوسکتا ہے۔ گناہوں کی مثال چراگاہوں کی ہے۔ جو چراہ گاہ کے قریب چرانے کو جاتا ہے وہ چراگاہ کے اندر بھی چرانے کو جاسکتا ہے۔

باب ۱۲۸۰ تَفْسِيرُ الْمُشَبَّهَاتِ

وَقَالَ حَسَّانُ بْنُ أَبِي سِنَانٍ مَا رَأَيْتُ شَيْئًا أَهْوَنَ مِنَ الْوَرَعِ دَعْ مَا يُرِيبُكَ إِلَى مَا لَا يُرِيبُكَ -

باب مشتبہات کی تفسیر[۳]

حسان بن ابی سنان نے کہا ہیں نے پرہیزگاری سے آسان اور کوئی بات نہیں دیکھی شک والی بات چھوڑ دے اور غیر مشکوک کو اختیار کر۔

۱۹۲۶ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي حُسَيْنٍ حَدَّثَنَا

(از محمد بن کثیر از سفیان از عبداللہ بن عبدالرحمان بن ابی حسین از عبداللہ بن ابی ملیکہ) عقبہ بن حارث سے مروی ہے ایک کالی

---

[۱] جو حلال و حرام دونوں سے ملتی ہیں۔ یعنی ان میں حرمت اور حلت دونوں کے وجوہ موجود ہیں۔
[۲] یعنی بعض لوگوں کو اس کا حکم معلوم نہ ہو یہ کہ فی نفسہا وہ مشتبہ ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر صحیح کر دین کی سب ضروری باتیں بتلا دی ہیں۔ بعضوں نے کہا مراد وہ چیزیں ہیں جن کی حلت اور حرمت میں دین کے عالموں نے اختلاف کیا ہے اور دلیلیں متعارض ہیں تو پرہیزگاری یہ ہے کہ ان سے باز رہے اور شک و شبہ کی بات سے علیحدہ رہے ۱۲ منہ
[۳] اس کو امام احمد اور ابونعیم نے حلیہ میں وصل کیا ۱۲ منہ [۴] کہ تو اور تیری جورو بھائی بہن ہیں۔ ترمذی کی روایت میں ہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ

صُفْرَةٍ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزَوَّجْتَ قَالَ نَعَمْ قَالَ وَمَنْ قَالَ امْرَأَةً مِّنَ الْأَنْصَارِ قَالَ كَمْ سُقْتَ قَالَ زِنَةَ نَوَاةٍ مِّنْ ذَهَبٍ أَوْ نَوَاةً مِّنْ ذَهَبٍ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ

کی طرف چلے گئے اور گھی اور پنیر کما کر لائے۔ پھر روزانہ صبح کو جانے لگے تھوڑے دنوں میں آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے ان پر زرد خوشبو کا نشان تھا جو شادی کے وقت لگاتے ہیں) آپؐ نے دریافت فرمایا کیا تو نے شادی کر لی ہے؟ جواب دیا جی ہاں! آپؐ نے فرمایا کس سے؟ انہوں نے جواب دیا۔ ایک انصاری عورت سے آپؐ نے پوچھا مہر کیا دیا؟ انہوں نے جواب دیا گٹھلی برابر سونا یا سونے کی ایک گٹھلی۔ آپؐ نے فرمایا۔ ولیمہ کر خواہ ایک بکری کا ہو۔

۱۹۲۳۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَدِمَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ الْمَدِينَةَ فَآخَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ سَعْدِ بْنِ الرَّبِيعِ الْأَنْصَارِيِّ وَكَانَ سَعْدٌ ذَا غِنًى فَقَالَ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ أُقَاسِمُكَ مَالِي نِصْفَيْنِ وَأُزَوِّجُكَ قَالَ بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ فِي أَهْلِكَ وَمَالِكَ دُلُّونِي عَلَى السُّوقِ فَمَا رَجَعَ حَتَّى اسْتَفْضَلَ أَقِطًا وَسَمْنًا فَأَتَى بِهِ أَهْلَ مَنْزِلِهِ فَمَكَثْنَا يَسِيرًا أَوْ مَا شَاءَ اللّٰهُ فَجَاءَ وَعَلَيْهِ وَضَرٌ مِّنْ صُفْرَةٍ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَهْيَمْ قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً مِّنَ الْأَنْصَارِ قَالَ مَا سُقْتَ إِلَيْهَا قَالَ نَوَاةً مِّنْ ذَهَبٍ أَوْ وَزْنَ نَوَاةٍ مِّنْ ذَهَبٍ قَالَ أَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ۔

(از احمد بن یونس از زہیر از حمید) حضرت انسؓ کہتے ہیں عبدالرحمٰن بن عوف جب مدینہ میں ہجرت کر کے آئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اور سعد بن ربیع انصاری میں مواخات قائم کر دی (دونوں کو بھائی بھائی بنا دیا) حضرت سعد مالدار تھے۔ انہوں نے عبدالرحمٰن سے کہا میں مال کے دو حصے کر کے آدھا تم کو بانٹ دیتا ہوں اور تمہارا نکاح بھی کر دیتا ہوں۔ انہوں نے کہا اللہ تمہارے اہل وعیال اور مال میں برکت دے مجھے تو کوئی بازار بتا دو۔ تو جب گھر والوں میں واپس آئے تو پنیر گھی بچا کر لائے تھوڑا ہی عرصہ گذرا (جتنا عرصہ خدا کو منظور تھا) کہ عبدالرحمٰن زرد نشان لگے ہوئے کپڑے میں آئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا یہ زردی کیسی ہے؟ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے ایک انصاری عورت سے نکاح کیا ہے آپ نے فرمایا مہر کیا دیا ہے انہوں نے عرض کیا ایک سونے کی گٹھلی یا گٹھلی کے ہم وزن سونا آپؐ نے فرمایا۔ ولیمہ بھی کر لے چاہے ایک بکری ہی کے گوشت ہی سے۔

۱۹۲۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَتْ عُكَاظُ وَمَجَنَّةُ وَذُو الْمَجَازِ أَسْوَاقًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَلَمَّا كَانَ الْإِسْلَامُ فَكَأَنَّهُمْ تَأَثَّمُوا فِيهِ فَنَزَلَتْ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ فِي مَوَاسِمِ الْحَجِّ قَرَأَهَا ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا۔

(از عبداللہ بن محمد از سفیان از عمرو) ابن عباسؓ فرماتے ہیں عکاظ، مجنہ اور ذوالمجاز زمانہ جاہلیت کے بازار تھے۔ جب اسلام کا زمانہ آیا تو مسلمانوں نے ان بازاروں میں جانا اور تجارت کرنا گناہ سمجھ لیا اس وقت یہ آیت نازل ہوئی لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ (تم پر کوئی گناہ نہیں کہ حج کے موسموں میں اپنے رب کا فضل (رزق) تلاش کرو) (البقرہ: ۱۹۸) ابن عباس رضی اللہ عنہ کی قرأت میں فِي مَوَاسِمِ الْحَجِّ قرآن کا لفظ ہے۔[۱]

کی ضرورت نہیں ہے عبدالرحمٰن بن عوف کو دیکھو بازار میں جا کر انہوں نے اپنی روزی پیدا کی اور اتنا مال کمایا کہ نکاح بھی کر لیا حالانکہ ایک پیسہ بھی ان کے پاس نہ تھا ہمارے زمانہ میں ہندو اور نصاریٰ اور پارسی اور یہود اور بودھ سب تجارت اور صنعت اور حرفت میں ہوشیار ہیں اور مختلف پیشوں سے روپیہ پیدا کرتے ہیں بیٹھے ہیں تو مسلمان ان کو حلال پیشے کرنے میں شرم دامنگیر ہوتی ہے۔ باپ دادا کا نام کہتے ہیں بدنام ہوتا ہے کہو تمہارے باپ دادا اچھے تھے کیا پیغمبروں نے تو بکریوں چرائی ہیں نجاری اور حدادی سب کچھ کی ہے ان مسلمانوں کو اس میں شرم نہیں آتی کہ دنیا کے ذرے ذرے سے نوابوں اور امیروں کے سامنے جا کر جھکاتے ہیں اور عاجزی سے رکوع تسلیمات بجا لاتے ہیں اور حلال پیشہ کرنے سے شرم آتی ہے خاک پڑے ایسی شرم پر یہ تو بے شرمی اور بے حیائی ہے ۱۲ منہ (حاشیہ صفحہ ہذا) [۱] یعنی فی مواسم الحج اس میں زیادہ ہے مشہور قرأت میں یہ الفاظ نہیں ہیں ۱۲ منہ

عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ اَنَّ امْرَأَةً سَوْدَآءَ جَاءَتْ فَزَعَمَتْ اَنَّهَآ اَرْضَعَتْهُمَا فَذَكَرَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَعْرَضَ عَنْهُ وَتَبَسَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَيْفَ وَقَدْ قِيْلَ وَقَدْ كَانَتْ تَحْتَهُ ابْنَةُ اَبِيْ اِهَابٍ التَّمِيْمِيِّ۔

عورت نے دعوی کیا کہ اس نے عقبہ اور اس کی بیوی کو دودھ پلایا ہے عقبہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا۔ آپؐ نے اس کی جانب سے منہ پھیرا اور مسکرا دئیے فرمایا یہ نکاح کیسے ٹھیک ہے جب یہ کہا جاتا ہے (میاں بیوی رضائی اخوت میں منسلک ہیں) عقبہ کی بیوی ابو اہاب تمیمی کی بیٹی تھی۔

۱۹۲۷۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ عُتْبَةُ بْنُ اَبِيْ وَقَّاصٍ عَهِدَ اِلَى اَخِيْهِ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ اَنَّ ابْنَ وَلِيْدَةِ زَمْعَةَ مِنِّيْ فَاقْبِضْهُ قَالَتْ فَلَمَّا كَانَ عَامَ الْفَتْحِ اَخَذَهُ سَعْدُ بْنُ اَبِيْ وَقَّاصٍ وَقَالَ ابْنُ اَخِيْ قَدْ عَهِدَ اِلَيَّ فِيْهِ فَقَامَ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ فَقَالَ اَخِيْ وَابْنُ وَلِيْدَةِ اَبِيْ وُلِدَ عَلٰى فِرَاشِهِ فَتَسَاوَقَا اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ سَعْدٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ابْنُ اَخِيْ كَانَ قَدْ عَهِدَ اِلَيَّ فِيْهِ فَقَالَ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ اَخِيْ وَابْنُ وَلِيْدَةِ اَبِيْ وُلِدَ عَلٰى فِرَاشِهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ لَكَ يَا عَبْدَ بْنَ زَمْعَةَ ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ ثُمَّ قَالَ لِسَوْدَةَ بِنْتِ زَمْعَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْتَجِبِيْ مِنْهُ لِمَا رَاٰى مِنْ شَبَهِهِ بِعُتْبَةَ فَمَا رَاٰهَا حَتّٰى لَقِيَ اللّٰهَ۔

(از یحیی بن قزعہ از مالک از ابن شہاب از عروہ بن زبیر) حضرت عائشہ فرماتی ہیں عتبہ بن ابی وقاص نے مرتے وقت اپنے بھائی سعد بن ابی وقاص کو وصیت کی زمعہ کی لونڈی کا بیٹا میرے نطفہ سے ہے اسے لے لینا حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں جس سال مکہ فتح ہوا سعد نے اس بچے کو لے لیا اور کہنے لگے یہ میرے بھائی کا بچہ ہے بھائی نے اس کے لینے کے لیے مجھے وصیت کی تھی سعدؓ کی یہ بات سنکر عبد بن زمعہ کھڑا ہوا اور کہنے لگا یہ میرے باپ کی لونڈی کا بچہ ہے میرے باپ کی حفاظت اور گھر میں پیدا ہوا آخر دونوں جھگڑتے ہوئے آنحضرتؐ کے پاس حاضر ہوئے حضرت سعد نے عرض کیا یارسول اللہ! میرے بھائی کا بیٹا ہے اس نے مجھے وصیت کی تھی کہ اس کو لے لینا عبد بن زمعہ نے کہا یہ میرا بھائی ہے اور میرے باپ کے بستر پر اس کی لونڈی سے پیدا ہوا ہے آنحضرت نے اس مقدمہ کا یہ فیصلہ دیا بچہ جائز خاوند یا مالک کا ہوتا ہے حرام کار (زانی) کو سنگسار کر کے سزا دی جاتی ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ام المومنین سودہ بنت زمعہ سے فرمایا (حالانکہ بنا زمعہ یہ بچہ کی بہن تھیں) تم اس سے پردہ کرتے رہنا کیونکہ آپ نے دیکھا اس بچے کی شکل عتبہ سے ملتی جلتی تھی لہذا اس بچے نے حضرت سودہ کو مرتے دم تک نہیں دیکھا۔

(بقیہ سابقہ صفحہ) وہ جھوٹی ہے آپ نے منہ پھیر لیا۔ پھر میں آپ کے منہ کے سامنے سے آیا اور عرض کیا یارسول اللہ وہ جھوٹی ہے۔ آپ نے فرمایا اب تو اس عورت کو کیسے رکھ سکتا ہے جب یہ کہا جاتا ہے کہ ایک عورت نے تم دونوں کو دودھ پلایا ہے۔ یہ حدیث اوپر کتاب العلم میں گذر چکی ہے۔ یہاں امام بخاریؒ اس لئے لائے ہیں کہ گو اکثر علماء کے نزدیک رضاع ایک عورت کی شہادت سے ثابت نہیں ہو سکتا مگر شبہ تو ہو جاتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شبہ کی بنا پر عقبہ کو یہ صلاح دی کہ اس عورت کو چھوڑ دے معلوم ہوا اگر شہادت کے شرائط میں نقص ہو تو معاملہ مشتبہ رہتا ہے لیکن مشتبہ سے بچے رہنا تقوی اور پرہیزگاری ہے ہمارے امام احمد بن حنبل کے نزدیک تو رضاع صرف مرضعہ کی شہادت سے ثابت ہو جاتا ہے ۱۲ منہ ۔ لہ اسی عتبہ نے احد کے دن پتھر مار کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دندانِ مبارک شہید کر دیا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر بددعا فرمائی کہ ایک سال میں کفر کی حالت میں مر جائے اور ایسا ہی ہوا اور ابن مندہ نے غلطی کی جو اس کو صحابہ میں ذکر کیا ۱۲ منہ ۔ ٢ہ اس بچے کا نام عبد الرحمٰن تھا آپ نے شرعی قاعدے کے موافق گو بچے عبد بن زمعہ کو دلا دیا مگر قیافہ دیکھ کر یہ شبہ ہوتا تھا کہ شاید یہ عتبہ کا نطفہ ہو اور اسی شبہ کی بنا پر آپ نے حضرت سودہؓ کو اس سے حجاب کرنے کا حکم دیا امام بخاری نے اس حدیث سے یہ نکالا کہ شبہ کی چیزوں میں یہ امر بھی ہے جو اس باب کا مطلب ہے ۱۲ منہ

۱۹۲۸- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي السَّفَرِ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَدِيِّ ابْنِ حَاتِمٍ قَالَ سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمِعْرَاضِ فَقَالَ إِذَا أَصَابَ بِحَدِّهِ فَكُلْ وَإِذَا أَصَابَ بِعَرْضِهِ فَلَا تَأْكُلْ فَإِنَّهُ وَقِيذٌ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أُرْسِلُ كَلْبِي وَأُسَمِّي فَأَجِدُ مَعَهُ عَلَى الصَّيْدِ كَلْبًا آخَرَ لَمْ أُسَمِّ عَلَيْهِ وَلَا أَدْرِي أَيُّهُمَا أَخَذَ قَالَ لَا تَأْكُلْ إِنَّمَا سَمَّيْتَ عَلَى كَلْبِكَ وَلَمْ تُسَمِّ عَلَى الْآخَرِ۔

(از ابو الولید از شعبہ از عبداللہ بن ابی السفر از شعبی) عدی بن حاتم فرماتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا۔ بغیر پھال والے تیر[1] کے شکار کے متعلق تو آپ نے فرمایا اگر اس کی نوک یعنی دھار کی طرف سے لگے تو وہ شکار کھا سکتے ہو اگر اس کی چوڑائی کی جانب سے لگے اور اس سے شکار مرے تو وہ مت کھا وہ مردار ہے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں اپنا شکاری کتا شکار پر چھوڑتا ہوں جب شکار کے پاس جاتا ہوں تو کوئی دوسرا کتا بھی شکار کے پاس موجود ہوتا ہے جس پر میں نے بسم اللہ نہیں کہی تھی۔ مجھے معلوم نہیں ہوتا کس کتے نے شکار مارا۔ آپ نے فرمایا ایسا جانور مت کھا۔ تو نے تو اپنے کتے پر بسم اللہ کہی تھی دوسرے پر نہیں[2]۔

باب ۱۲۸۱- مَا يُتَنَزَّهُ مِنَ الشُّبُهَاتِ

باب مشتبہ چیزوں سے پرہیز کرنا چاہیئے۔

۱۹۲۹- حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ طَلْحَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِتَمْرَةٍ مَسْقُوطَةٍ فَقَالَ لَوْلَا أَنْ تَكُونَ صَدَقَةً لَأَكَلْتُهَا وَقَالَ هَمَّامٌ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَجِدُ تَمْرَةً سَاقِطَةً عَلَى فِرَاشِي

(از قبیصہ از سفیان از منصور از طلحہ) حضرت انس فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک گرے پڑے کھجور کے دانے کو دیکھ کر فرمایا۔ اگر مجھے یہ شبہ نہ ہوتا کہ شاید یہ صدقہ کا ہے تو میں اسے کھا لیتا[3]۔ ہمام[4] نے حضرت ابو ہریرہ سے روایت کیا کہ آنحضرت نے یہ کھجور جو مجھے بستر پر پڑی ملی ہے ممکن ہے تقسیم کیا ہوا اور کسی کپڑے سے لگ کر بستر میں آرہی ہو تو آپ نے مشتبہ سمجھ کر نہ کھایا۔ یہ کمال تقویٰ اور ورع ہے)

باب ۱۲۸۲- مَنْ لَمْ يَرَ الْوَسَاوِسَ وَنَحْوَهَا مِنَ الْمُشَبَّهَاتِ۔

باب دل میں وسوسے اور خیالات سے شبہ نہ کرنا چاہیئے[5]

۱۹۳۰- حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ عَنْ عَمِّهِ قَالَ شُكِيَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّجُلُ يَجِدُ فِي الصَّلَاةِ شَيْئًا أَيَقْطَعُ الصَّلَاةَ قَالَ لَا حَتَّى يَسْمَعَ صَوْتًا أَوْ يَجِدَ

(از ابو نعیم از ابن عیینہ از زہری از عباد بن تمیم) ان کے چچا (عبداللہ ابن زید مازنی) کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک شخص کا یہ شکوہ پیش کیا گیا کہ اسے نماز میں وسوسے آتے ہیں[6] (مثلاً میرا وضو ٹوٹ گیا وغیرہ) کیا وہ اپنی نماز توڑ دے؟ آپ نے فرمایا نہیں جب تک حدث یعنی بے وضو ہونے کی

---

[1] یعنی تیر کی لکڑی آڑی ہو کر شکار کے جانور پر لگے اور بوجھ اور صدمہ سے وہ مر جائے ۱۲ منہ [2] معلوم ہوا کہ جس جانور پر بسم اللہ نہ کہی جائے وہ حرام اور مردار ہے اہل ظاہر کا یہی قول ہے اور شافعیؒ کہتے ہیں کہ مسلمان کا ذبیحہ ہر حال میں حلال ہے گو وہ عمداً یا سہواً بسم اللہ چھوڑ دے اس حدیث سے امام بخاری نے باب کا مطلب یوں نکالا کہ اس جانور میں شبہ پڑ گیا کہ کس کتے نے اس کو مارا اور آپ نے اس کے کھانے سے منع فرمایا تو معلوم ہوا کہ شبہ کی چیزوں سے بچنا چاہیئے۔ ۱۲ منہ [3] یہ کھجور آپ کو اپنے بچھونے پر ملی تھی۔ جیسے اس کے بعد کی روایت میں اس کی تصریح ہے شاید آپ صدقہ کی کھجوریں بانٹ کر آئے ہوں اور کوئی کھجور اسی میں کی آپ کے کپڑے میں لگ گئی ہو اور بچھونے پر گر پڑی ہو یہ شبہ آپ کو ہوا اور آپ نے اس کے کھانے سے پرہیز کیا معلوم ہوا کہ مشتبہ چیز کے کھانے سے پرہیز کرنا کمال تقویٰ اور ورع ہے ۱۲ منہ [4] اس کو خود امام بخاری نے کتاب اللقطہ میں وصل کیا ۱۲ منہ [5] یعنی مشتبہ اس چیز کو کہتے ہیں جس کی حلت اور حرمت یا طہارت یا نجاست کے دلائل متعارض ہوں تو ایسی چیز سے باز رہنا تقویٰ اور پرہیزگاری ہے اور ایک وسواس ہے کہ خواہ مخواہ بے دلیل ہر چیز میں شبہ کرنا جیسے ایک فرش بچھا ہوا ہے تو یہی سمجھیں گے کہ وہ پاک ہے یا ایک شخص سے کچھ مال خریدا تو یہی سمجھیں گے کہ حلال طور سے اس کے پاس آیا ہے اب خواہ مخواہ اس کے نجس ہونے کا گمان کرنا یا اس مال کے حرام ہونے کا، یہ وسوسہ ہے۔ اس سے پرہیز کرنا چاہیئے۔ البتہ اگر دلیل سے نجاست یا حرمت معلوم ہو جائے تو اس سے باز رہنا چاہیئے ۱۲ منہ [6] خواہ مخواہ یہ خیال ہوتا ہے کہ وضو جاتا رہا حدث ہوا ۱۲ منہ

رِيحًا وَقَالَ ابْنُ أَبِي حَفْصَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ لَا وُضُوْءَ إِلَّا فِيمَا وَجَدْتَ الرِّيحَ أَوْ سَمِعْتَ الصَّوْتَ۔

آواز یا بدبو محسوس نہ کرے۔

محمد بن ابی حفصہ نے زہری سے نقل کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ الفاظ ہیں۔ وضو کی اس وقت تک ضرورت نہیں جب تک تو حدث کی بدبو یا آواز نہ پائے۔

۱۹۳۱- حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ الْمِقْدَامِ الْعِجْلِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الطُّفَاوِيُّ حَدَّثَنَا هِشَامُ ابْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ قَوْمًا قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ قَوْمًا يَأْتُوْنَنَا بِاللَّحْمِ لَا نَدْرِي أَذَكَرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ أَمْ لَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمُّوا اللّٰهَ عَلَيْهِ وَكُلُوْهُ۔

(از احمد بن مقدام عجلی از محمد بن عبدالرحمان طفاوی از ہشام بن عروہ از والدش) حضرت عائشہ سے مروی ہے بعض لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ کچھ لوگ ہمارے پاس گوشت لے کر آتے ہیں ہمیں معلوم نہیں ہوتا کہ انہوں نے ذبح کے وقت بسم اللہ کہی تھی یا نہیں آپ نے فرمایا تم بسم اللہ کہہ کر اسے کھا لیا کرو۔[2]

بَابٌ ۱۲۸۳ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انْفَضُّوا إِلَيْهَا

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد جب وہ سوداگری یا لہو و لعب کی بات دیکھتے ہیں تو ادھر بھاگ جاتے ہیں۔

۱۹۳۲- حَدَّثَنَا طَلْقُ بْنُ غَنَّامٍ حَدَّثَنَا زَائِدَةُ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ سَالِمٍ قَالَ حَدَّثَنِي جَابِرٌ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ نُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ أَقْبَلَتْ مِنَ الشَّامِ عِيرٌ تَحْمِلُ طَعَامًا فَالْتَفَتُوا إِلَيْهَا حَتَّى مَا بَقِيَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا اثْنَا عَشَرَ رَجُلًا فَنَزَلَتْ وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انْفَضُّوا إِلَيْهَا الْآيَةَ۔

(از طلق بن غنام از زائدہ از حصین از سالم) حضرت جابر کہتے ہیں ایک بار ہم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جمعہ کی نماز میں شریک ہوئے خطبہ سن رہے تھے۔ شام کا قافلہ غلہ لاد کر آیا لوگ اسے دیکھنے چلے گئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس صرف بارہ آدمی خطبہ سننے والے بیٹھے رہے اس وقت یہ آیت اتری۔ وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا الْآيَةَ[3]

بَابٌ ۱۲۸۴ مَنْ لَمْ يُبَالِ مِنْ حَيْثُ كَسَبَ الْمَالَ۔

باب اس شخص کا بیان جو حلال و حرام کی پروا کیے بغیر مال کمائے۔

---

[1] امام احمد اور سراج نے اپنی مسند میں وصل کیا ۱۲ منہ [2] مطلب یہ ہے کہ مسلمان سے نیک گمان رکھنا چاہیے اور جب دلیل سے معلوم نہ ہو کہ مسلمان نے ذبح کے وقت بسم اللہ نہیں کہی تھی یا اللہ کے سوا اور کسی کا نام لیا تھا تو اس کا لایا ہوا یا پکایا ہوا گوشت حلال ہی سمجھا جائے گا حدیث کا مطلب یہ نہیں کہ مشرکوں کا لایا یا پکایا ہوا گوشت حلال سمجھ لو اور فقہاء نے اس کی تصریح کی ہے کہ اگر مشرک قصاب یہ بھی کہے کہ اس جانور کو مسلمان نے کاٹا ہے تب بھی اس کا قول مقبول نہ ہوگا اس لئے مشرک قصاب سے گوشت لینے میں بڑی احتیاط کرنا چاہیے۔ اور جب تک خود نہ دیکھ لے یا مسلمان کی گواہی سے یہ معلوم نہ ہو کہ اس جانور کو مسلمان نے کاٹا ہے اس وقت تک اس گوشت کا کھانا درست نہیں دکن کے ملک میں ہزاروں ہندو اور مشرک قصابی کا پیشہ کرتے ہیں اور مسلمان ان سے گوشت لے کر بے تأمل اڑاتے اور چکھتے ہیں ان کو خدا سے ڈرنا چاہیے ۱۲ منہ [3] ہوا یہ تھا کہ اس زمانے میں مدینہ میں قحط تھا لوگ بہت بھوکے اور پریشان تھے شام سے جو غلہ کا قافلہ آیا تو بے اختیار ہو کر اس کو دیکھنے کو چل دیئے صرف بارہ صحابہ یعنی عشرہ مبشرہ اور بلال اور ابن مسعود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ٹھہرے رہے صحابہ کچھ معصوم نہ تھے بشر تھے ان سے یہ خطا ہوگئی جس پر اللہ تعالیٰ نے عتاب فرمایا۔ شاید اس وقت ان کو معلوم نہ ہوگا کہ خطبے میں سے اٹھ جانا منع ہے۔ امام بخاری اس باب کو اس لئے یہاں لائے کہ بیع و شراء اور تجارت اور سوداگری گو عمدہ اور مباح چیز ہے مگر جب عبادت میں اس کی وجہ سے خلل ہو تو اس کو چھوڑ دینا چاہیے ۱۲ منہ

۱۹۳۳ حَدَّثَنَا اٰدَمُ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِی ذِئْبٍ حَدَّثَنَا سَعِیْدُ الْمَقْبُرِیُّ عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ یَاْتِیْ عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ لَا یُبَالِی الْمَرْءُ مَا اَخَذَ مِنْهُ اَمِنَ الْحَلَالِ اَمْ مِنَ الْحَرَامِ۔

(از آدم از ابن ابی ذئب از سعید مقبری از حضرت ابو ہریرہؓ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ آدمی اس بات کی پروا نہ کرے گا کہ وہ حلال کما رہا ہے یا حرام[1]

بَاب ۱۳۸۵ التِّجَارَةِ فِی الْبَرِّ

وَقَوْلِهٖ تَعَالٰی رِجَالٌ لَّا تُلْهِیْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَیْعٌ عَنْ ذِکْرِ اللّٰهِ وَقَالَ قَتَادَةُ کَانَ الْقَوْمُ یَتَبَایَعُوْنَ وَیَتَّجِرُوْنَ وَلٰکِنَّهُمْ اِذَا نَابَهُمْ حَقٌّ مِّنْ حُقُوْقِ اللّٰهِ لَمْ تُلْهِهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَیْعٌ عَنْ ذِکْرِ اللّٰهِ حَتّٰی یُؤَدُّوْهُ اِلَی اللّٰهِ۔

باب خشکی میں تجارت کرنا[2]۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان

(وہ لوگ جنہیں تجارت اور خرید و فروخت اللہ کی یاد سے غافل نہیں کرتی قتادہ کہتے ہیں[3] لوگ تجارت اور خرید و فروخت کیا کرتے تھے مگر جب اللہ کا کوئی کام پیش آجاتا تو انہیں کوئی تجارت اور بیع و شراء انہیں اللہ کی یاد سے غافل نہ کرتی بلکہ وہ حقوق اللہ پورا کرتے تھے۔

۱۹۳۴ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَیْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عَمْرُو بْنُ دِیْنَارٍ عَنْ اَبِی الْمِنْهَالِ قَالَ کُنْتُ اَتَّجِرُ فِی الصَّرْفِ فَسَاَلْتُ زَیْدَ بْنَ اَرْقَمَ فَقَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنِی الْفَضْلُ بْنُ یَعْقُوْبَ حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ ابْنُ جُرَیْجٍ اَخْبَرَنِیْ عَمْرُو بْنُ دِیْنَارٍ وَّعَامِرُ بْنُ مُصْعَبٍ اَنَّهُمَا سَمِعَا اَبَا الْمِنْهَالِ یَقُوْلُ سَاَلْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ وَّزَیْدَ بْنَ اَرْقَمَ عَنِ الصَّرْفِ فَقَالَا کُنَّا تَاجِرَیْنِ عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الصَّرْفِ فَقَالَ اِنْ کَانَ یَدًا بِیَدٍ فَلَا بَاْسَ وَاِنْ کَانَ نَسَاءً فَلَا یَصْلُحُ۔

(از ابوعاصم از ابن جریج از عمرو بن دینار) ابو المنہال کہتے ہیں میں صرافی کا کام کرتا تھا۔ میں نے زید بن ارقم سے بیع صرف کا مسئلہ[4] پوچھا انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (نیز امام بخاریؒ کہتے ہیں) فضل بن یعقوب از حجاج بن محمد از ابن جریج از عمرو بن دینار و عامر بن مصعب ابوالمنہال بیان کرتے ہیں کہ براء بن عازب اور زید بن ارقم سے ابو المنہال نے بیع صرف کے متعلق پوچھا، انہوں نے کہا ہم دونوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں سوداگر تھے۔ ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیع صرف کے متعلق پوچھا فرمایا اگر ہاتھوں ہاتھ ہو تو کوئی حرج نہیں۔ اگر کسی طرف میعاد ہو تو درست نہیں[5]۔

---

[1] وہ زمانہ اب ہے مسلمان اپنی بدقسمتی سے حلال پیشوں اور محنت مزدوری میں تو شرم کرتے ہیں اور کافروں اور فاسقوں کی نوکری اختیار کرتے ہیں۔ وہ ان سے ایسے کام لیتے ہیں جو شرع کی رو سے نادرست ہیں مثلاً کہتے ہیں شراب بیند ہی یکواؤ اس کا محصول وصول کرو اللہ اور رسول کے حکم کے خلاف انگریزی قانون سے لوگوں کے فیصلے کرو ۱۲ منہ [2] بعض نسخوں میں فی البر ہے زا معجمہ سے تو ترجمہ یہ ہوگا کپڑے کی تجارت کرنا مگر باب کی حدیث میں کپڑے کی تجارت کا ذکر نہیں ہے اور امام بخاری نے آگے چل کر جو باب بیان کیا باب سمندر میں تجارت کرنے کا تو اس کا جوڑ یہی ہے کہ یہاں خشکی کی تجارت مذکور ہو اور بعضوں نے فی البر پڑھا ہے بضم با یعنی گیہوں کی تجارت کرنا اس کا بھی باب کی حدیث میں کوئی ذکر نہیں ہے ۱۲ منہ [3] حافظ نے کہا میں نے اس کو موصولاً نہیں پایا ۱۲ منہ [4] بیع صرف کہتے ہیں نقد کو نقد کے بدل بیچنا مثلاً روپوں کا روپوں سے یا پیسوں سے یا اشرفیوں سے مبادلہ کرنا ۱۲ منہ [5] مثلاً ایک شخص نقد روپیہ دے اور دوسرا کہے میں اس کے بدل کا روپیہ ایک مہینے کے بعد

بَابُ ۱۳۸۶ الْخُرُوْجِ فِي التِّجَارَةِ وَقَوْلِ اللّٰہِ تَعَالٰی فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰہِ۔

۱۹۳۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ اَخْبَرَنَا مَخْلَدُ ابْنُ يَزِيْدَ اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عَطَاءٌ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ اَنَّ اَبَا مُوْسَى الْاَشْعَرِيَّ اسْتَاْذَنَ عَلٰی عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَلَمْ يُؤْذَنْ لَهٗ وَكَاَنَّهٗ كَانَ مَشْغُوْلًا فَرَجَعَ اَبُوْ مُوْسٰی فَفَرَغَ عُمَرُ فَقَالَ اَلَمْ اَسْمَعْ صَوْتَ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ قَيْسٍ اِئْذَنُوْا لَهٗ قِيْلَ قَدْ رَجَعَ فَدَعَاهُ فَقَالَ كُنَّا نُؤْمَرُ بِذٰلِكَ فَقَالَ تَاْتِيْنِيْ عَلٰی ذٰلِكَ بِالْبَيِّنَةِ فَانْطَلَقَ اِلٰی مَجْلِسِ الْاَنْصَارِ فَسَاَلَهُمْ فَقَالُوْا لَا يَشْهَدُ لَكَ عَلٰی هٰذَا اِلَّا اَصْغَرُنَا اَبُوْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيُّ فَذَهَبَ بِاَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ فَقَالَ عُمَرُ اَخَفِيَ عَلَيَّ مِنْ اَمْرِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْهَانِي الصَّفْقُ بِالْاَسْوَاقِ يَعْنِي الْخُرُوْجَ اِلَی التِّجَارَةِ۔

بَابُ ۱۳۸۷ التِّجَارَةِ فِي الْبَحْرِ

وَقَالَ مَطَرٌ لَا بَاْسَ بِهٖ وَمَا ذَكَرَهُ اللّٰہُ فِي الْقُرْاٰنِ اِلَّا بِحَقٍّ ثُمَّ تَلَا وَتَرَى الْفُلْكَ مَوَاخِرَ فِيْهِ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَالْفُلْكُ السُّفُنُ الْوَاحِدُ وَالْجَمْعُ سَوَاءٌ وَقَالَ مُجَاهِدٌ تَمْخَرُ السُّفُنُ الرِّيْحَ

باب سوداگری کے لیے گھر سے باہر جانا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ جب نماز ادا ہو جائے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ تعالیٰ کا فضل تلاش کرو۔

(از محمد بن سلام از مخلد بن یزید از ابن جریج از عطاء از عبید بن عمیرؓ) ابوموسیٰ اشعری نے حضرت عمرؓ سے اندر آنے کی اجازت مانگی لیکن انہیں اجازت نہ ملی شاید حضرت عمرؓ کسی کام میں مشغول تھے حضرت ابوموسیٰ واپس چلے گئے حضرت عمرؓ کام سے فارغ ہوئے تو فرمایا کیا میں نے عبداللہ بن قیس کی آواز نہیں سنی تھی؟ انہیں اندر آنے دو انہیں بتایا گیا وہ تو واپس چلے گئے حضرت عمرؓ نے انہیں بلوایا حضرت ابوموسیٰ نے کہا ہمیں ایسا ہی حکم دیا جاتا تھا[1] حضرت عمرؓ نے کہا اس کے ثبوت میں گواہ لاؤ! وہ انصار کی مجلس میں گئے اور ان سے پوچھا انہوں نے کہا تمہارے ساتھ سوائے ہم میں سے کسی کم سن کے اور کوئی گواہی نہ دے گا۔[2] بہرحال وہ ابوسعید خدری کو اپنے ساتھ لے گئے[3] حضرت عمرؓ نے یہ سن کر فرمایا مجھے بازاروں میں خرید و فروخت کرنے نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس حکم سے غافل کر دیا یعنی سوداگری کے لیے نکلنے نے غافل کیا۔

باب سمندر میں تجارت کرنے کا بیان۔

مطر بن طہمان کہتے ہیں سمندری یعنی بحری تجارت میں کوئی مضائقہ نہیں۔ قرآن نے اس کا ذکر بجا کیا ہے انہوں نے یہ آیت پڑھی۔ وَتَرَى الْفُلْكَ مَوَاخِرَ فِيْهِ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ (تو جہازوں کو دیکھتا ہے وہ پانی کو چیرتے چلے جاتے ہیں) فلک سے مراد کشتی اور کشتیاں واحد و جمع دونوں

دوں گا تو یہ درست نہیں ہے بیع صرف میں سب کے نزدیک تقابض یعنی دونوں بدلوں کا نقداً نقد دیا جانا شرط ہے اور میعاد کے ساتھ درست نہیں ہوتی۔ اب اس میں اختلاف ہے کہ اگر جنس ایک ہی ہو مثلاً روپیہ کو روپیہ سے، اشرفیوں کو اشرفیوں سے تو کمی یا زیادتی درست ہے یا نہیں۔ حنفیہ کے نزدیک کمی اور زیادتی جب جنس ایک ہو درست نہیں اور ان کے مذہب پر کلدار اور حالی سکہ کا بدلنا مشکل ہوتا ہے اور بہتر یہ ہے کہ کچھ پیسے شریک کر دیئے جائیں تاکہ کمی اور زیادتی سب کے نزدیک جائز ہو جائے ۱۲ منہ ۵۶ اس حدیث کے عموم سے امام بخاری نے یہ نکالا کہ خشکی میں تجارت کرنا درست ہے ۱۲ منہ (حواشی صفحہ ہٰذا) [1] کہ جب اذن نہ ملے تو لوٹ کر چلے جائیں ۱۲ منہ [2] یعنی ایسی مشہور بات ہے جس کو ہمارے بچے بچے بھی جانتے ہیں ۱۲ منہ [3] ابوسعیدؓ نے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کے موافق گواہی دی کہ بیشک آنحضرت نے ایسا ہی فرمایا کہ تین بار اجازت مانگو اگر اس پر بھی اجازت نہ ملے تو لوٹ جاؤ۔ ۱۲ منہ [4] اس کو ابن ابی حاتم نے وصل کیا ۱۲ منہ [5] اس کو فریابی نے اپنی تفسیر میں اور عبد بن حمید نے وصل کیا ۱۲ منہ

وَلَا تَمْخَرُ الرِّيحُ مِنَ السُّفُنِ إِلَّا الْفُلْكُ الْعِظَامُ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي جَعْفَرُ بْنُ رَبِيعَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ هُرْمُزَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضٍ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ ذَكَرَ رَجُلًا مِّنْ بَنِي إِسْرَآءِيلَ خَرَجَ فِي الْبَحْرِ فَقَضٰى حَاجَتَهُ وَسَاقَ الْحَدِيثَ۔

طرح مستعمل ہے۔ مجاہد کہتے ہیں کشتیاں ہوا کو پھاڑتی ہیں یعنی جو بڑی ہوں[1] (جیسے بادبانی جہاز) لیث کہتے ہیں[2] مجھ سے جعفر بن ربیعہ نے بحوالہ عبدالرحمٰن بن ہرمز از حضرت ابوہریرہ از آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم روایت کیا کہ آپ نے بنی اسرائیل کے ایک شخص کا ذکر کیا جو بحری سفر میں نکلا۔ اور اپنی ضرورت پوری کی۔ پھر پوری حدیث بیان کی[3]۔

بَاب ۱۲۸۸ وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انْفَضُّوا إِلَيْهَا وَقَوْلُهُ جَلَّ ذِكْرُهُ رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ

وَقَالَ قَتَادَةُ كَانَ الْقَوْمُ يَتَّجِرُونَ وَلٰكِنَّهُمْ كَانُوا إِذَا نَابَهُمْ حَقٌّ مِّنْ حُقُوقِ اللّٰهِ لَمْ تُلْهِهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ حَتّٰى يُؤَدُّوهُ إِلَى اللّٰهِ۔

باب إِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انْفَضُّوا إِلَيْهَا نیز اللہ کا قول رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ

قتادہ کہتے ہیں، صحابہ رض تجارت کرتے تھے، مگر جب حقوق اللہ میں سے کوئی چیز پیش آجاتی تو وہ تجارت کی وجہ سے غافل نہ رہتے بلکہ ذکر الٰہی اور ادائیگی حقوق اللہ میں مشغول ہو جاتے۔

۱۹۳۶۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ جَابِرٍ رضٍ قَالَ أَقْبَلَتْ عِيرٌ وَّنَحْنُ نُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْجُمُعَةَ فَانْفَضَّ النَّاسُ إِلَّا اثْنَيْ عَشَرَ رَجُلًا فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انْفَضُّوا إِلَيْهَا وَتَرَكُوكَ قَائِمًا۔

(از محمد از محمد بن فضیل از حصین از سالم بن ابی جعد) حضرت جابر فرماتے ہیں ایک قافلہ آیا ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز جمعہ میں تھے لوگ سب اس قافلہ کی طرف چل دئے۔ صرف بارہ آدمی رہ گئے تو یہ آیت اتری (پہلے آچکا ہے)۔

بَاب ۱۲۸۹ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى أَنْفِقُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ۔

باب آیت أَنْفِقُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ۔

۱۹۳۷۔ حَدَّثَنَا عُثْمٰنُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا

(از عثمان بن ابی شیبہ از جریر از منصور از ابووائل از مسروق)

[1] اس کو اسمٰعیلی نے وصل کیا اور ابوذر رض کی روایت میں مستملی سے اتنی عبارت زیادہ ہے حدثنی عبداللہ بن صالح قال حدثنی اللیث بھذا اس صورت میں خود امام بخاری نے وصل کیا ہے

[2] یہ حدیث پوری ان شاء اللہ تعالیٰ کتاب الکفالۃ میں مذکور ہوگی۔ ۱۲ منہ [3] حافظ نے کہا یہ اثر مجھ کو موصولاً نہیں ملا جیسے اوپر گزر چکا ۱۲ منہ

جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَنْفَقَتِ الْمَرْأَةُ مِنْ طَعَامِ بَيْتِهَا غَيْرَ مُفْسِدَةٍ كَانَ لَهَا أَجْرُهَا بِمَا أَنْفَقَتْ وَلِزَوْجِهَا بِمَا كَسَبَ وَلِلْخَازِنِ مِثْلُ ذَلِكَ لَا يَنْقُصُ بَعْضُهُمْ أَجْرَ بَعْضٍ شَيْئًا۔

حضرت عائشہ کہتی ہیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی عورت اپنے گھر سے کھانا خرچ کرتی ہے بشرطیکہ گھر کو نقصان پہنچانا مدنظر نہ ہو تو اسے خرچ کرنے کا ثواب ملے گا اس کے خاوند کو کمانے کا خازن کو بھی اتنا ہی ثواب ملے گا کسی کا ثواب دوسرے کے ثواب کو کم نہ کرے گا۔

۱۹۳۸۔ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا أَنْفَقَتِ الْمَرْأَةُ مِنْ كَسْبِ زَوْجِهَا عَنْ غَيْرِ أَمْرِهِ فَلَهَا نِصْفُ أَجْرِهِ۔

(از یحییٰ بن جعفر از عبد الرزاق از معمر از ہمام از ابوہریرہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی عورت خاوند کی کمائی سے خرچ کرتی ہے بغیر اس کی اجازت[1] کے تو عورت کو بھی مرد کے ثواب میں سے آدھا ثواب ملتا ہے

بَابُ ۱۲۹۰ مَنْ أَحَبَّ الْبَسْطَ فِي الرِّزْقِ۔

باب رزق میں کشائش چاہنے والا کیا کرے؟

۱۹۳۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي يَعْقُوبَ الْكِرْمَانِيُّ حَدَّثَنَا حَسَّانُ حَدَّثَنَا يُونُسُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ سَرَّهُ أَنْ يُبْسَطَ لَهُ رِزْقُهُ أَوْ يُنْسَأَ لَهُ فِي أَثَرِهِ فَلْيَصِلْ رَحِمَهُ۔

(از محمد بن ابی یعقوب کرمانی از حسان از یونس از محمد بن مسلم) انس بن مالکؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جسے رزق کی کشائش یا عمر کی طوالت کی ضرورت ہو تو وہ صلہ رحمی کرے۔

بَابُ ۱۲۹۱ شِرَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّسِيئَةِ۔

باب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ادھار کوئی چیز خرید کرنا۔

۱۹۴۰۔ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ ذَكَرْنَا عِنْدَ إِبْرَاهِيمَ الرَّهْنَ فِي السَّلَمِ فَقَالَ حَدَّثَنِي الْأَسْوَدُ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(از معلّی بن اسد از عبد الواحد) اعمش کہتے ہیں ہم نے ابراہیم نخعی سے ذکر کیا ادھار لے کر کوئی چیز گروی رکھنے کے متعلق تو انہوں نے کہا مجھ سے اسود نے بحوالہ حضرت عائشہؓ بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک یہودی سے مقررہ میعاد تک

---

[1] مطلب یہ ہے کہ ایسی معمولی خیرات کرے جس کو خاوند اگر دیکھ بھی لے تو نا پسند نہ کرے جیسے کھانے میں سے کچھ کھانا فقیر کو دے یا پھٹا پرانا کپڑا اللہ کی راہ میں دے ڈالے اور عورت قرائن سے سمجھتی ہو کہ خاوند کی ایسی خیرات کے لئے اجازت ہے گو اس نے صریح اجازت نہیں دی جو بعضوں نے کہا مراد یہ ہے کہ عورت اس مال میں سے خرچ کرے جو خاوند نے اس کے لئے مقرر کر دیا ہو بعضے نسخوں میں یوں ہے کہ خاوند کو عورت کا آدھا ثواب ملے گا۔ قسطلانی نے کہا ان دونوں توجیہوں میں سے کوئی توجیہ ضرور کرنا چاہیئے ورنہ عورت اگر خاوند کا مال بے اس کی اجازت کے خرچ کر ڈالے تو ثواب کجا گناہ لازم ہو گا ۱۲ منہ

اشْتَرٰى طَعَامًا مِّنْ يَّهُوْدِيٍّ اِلٰى اَجَلٍ وَّرَهَنَهٗ دِرْعًا مِّنْ حَدِيْدٍ۔

ادھار اناج خرید فرمایا۔ اور اپنی لوہے کی زرہ اسکے پاس گروی رکھی۔[1]

۱۹۴۱۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ حَدَّثَنَا هِشَامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ اَنَسٍ ح وَحَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ حَوْشَبٍ حَدَّثَنَا اَسْبَاطٌ اَبُو الْيَسَعِ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا هِشَامٌ الدَّسْتَوَائِيُّ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ اَنَّهٗ مَشٰى اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِخُبْزِ شَعِيْرٍ وَّاِهَالَةٍ سَنِخَةٍ وَّلَقَدْ رَهَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دِرْعًا لَّهٗ بِالْمَدِيْنَةِ عِنْدَ يَهُوْدِيٍّ وَّاَخَذَ مِنْهُ شَعِيْرًا لِّاَهْلِهٖ وَلَقَدْ سَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ مَا اَمْسٰى عِنْدَ اٰلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَاعُ بُرٍّ وَّلَا صَاعُ حَبٍّ وَّاِنَّ عِنْدَهٗ لَتِسْعَ نِسْوَةٍ۔

(از مسلم از ہشام از قتادہ از انسؓ) دوسری سند (از محمد بن حوشب از اسباط ابوالیسع بصری از ہشام دستوائی از قتادہ از انسؓ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جو کی روٹی اور بدبودار چربی لے کر گئے۔ اس زمانہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے افلاس کی یہ حالت تھی کہ اپنی زرہ ایک یہودی کے پاس رہن رکھی ہوئی تھی اور اس سے اپنی ازواج مطہرات کے لیے کچھ جو لئے تھے اور میں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والوں کے پاس کبھی شام کو ایک صاع گندم یا غلے کا جمع نہیں رہا حالانکہ ان کے پاس نو ازواج مطہرات ہیں۔[2]

بَابٌ ۱۲۹۲ كَسْبِ الرَّجُلِ وَعَمَلِهٖ بِيَدِهٖ

باب کمانا اور ہاتھ سے کام کرنا۔

۱۹۴۲۔ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُّوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ اَنَّ عَائِشَةَ رض قَالَتْ لَمَّا اسْتُخْلِفَ اَبُوْ بَكْرِ الصِّدِّيْقُ قَالَ لَقَدْ عَلِمَ قَوْمِيْ اَنَّ حِرْفَتِيْ لَمْ تَكُنْ تَعْجِزُ عَنْ مُّؤْنَةِ اَهْلِيْ وَشُغِلْتُ بِاَمْرِ الْمُسْلِمِيْنَ فَسَيَاْكُلُ اٰلُ اَبِيْ بَكْرٍ مِّنْ هٰذَا الْمَالِ وَيَحْتَرِفُ لِلْمُسْلِمِيْنَ فِيْهِ۔

(از اسمٰعیل بن عبداللہ از ابن وہب از یونس از ابن شہاب از عروہ ابن زبیر) حضرت عائشہ فرماتی ہیں جب ابوبکر صدیق خلیفہ بنے تو فرمایا، میری قوم خوب جانتی ہے کہ میں اپنے پیشے سے گھر کی روٹی بخوبی پیدا کر لیتا تھا اب میں مسلمانوں کے اجتماعی کاموں میں مشغول رہوں گا اور ابوبکرؓ کے گھر والے بیت المال میں سے کھائیں گے نیز ابوبکرؓ مسلمانوں کے فائدے کے کام سرانجام دیتا رہے گا۔[3]

---

[1] آپ نے ایک کافر سود خوار سے غلہ قرض لیا اور کسی مسلمان صحابی سے قرض نہ لیا کیونکہ وہ مسلمان آپ کو مفت غلہ نذر کرتا اور آپ کو کسی کا احسان لینا پسند نہ آیا قسطلانی نے کہا یہودی سب سود کھاتے ہیں باوجود اس کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے اناج لیا اور لکھایا معلوم ہوا کہ سود خوار سے بیع وشراء کرنا درست ہے اسی طرح قرض لینا اور اسی طرح وہ ہر شخص ہے جس کے پاس حلال اور حرام دونوں طرح کا مال آتا ہو یا اس کا اکثر مال حرام ہو اس سے بھی معاملہ درست ہے بشرطیکہ جو مال اس سے لیا جائے اس کے حرام ہونے کا پورا یقین نہ ہو ۱۲ منہ [2] ان سے اس کتاب میں ایک یہی حدیث مروی ہے بس ۱۲ منہ [3] اس حدیث سے ان لوگوں کو پوری تسلی ہو جانا چاہیے جو آپ کی پیغمبری میں شک کرتے ہیں۔ اگر آپ چاہتے تو دنیا بھر کی دولت جمع کر لیتے مگر آپ نے کبھی ایک پیسہ یا چار سیر اناج بھی اپنے اور اپنے گھر والوں کے لئے محفوظ نہ رکھا جو آیا مسلمانوں میں تقسیم کر دیا اور محتاجوں کو کھلا دیا ۱۲ منہ [4] یعنی اب جب میں خلافت کے کام میں مصروف رہوں گا۔ مجھ کو اپنا ذاتی پیشہ اور بازاروں میں پھرنے کا موقع نہ ملے گا تو میں بیت المال سے اپنا اور اپنے بال بچوں کا خرچہ لیا کروں گا اور یہ خرچہ بھی میں اس طرح سے نکال دوں گا کہ بیت المال کے روپیہ پیسہ میں تجارت اور سوداگری کر کے اس کو ترقی دوں گا اور مسلمانوں کا فائدہ کراؤں گا ۱۲ منہ

۱۹۴۳ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيدَ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو الْأَسْوَدِ عَنْ عُرْوَةَ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ رض كَانَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُمَّالَ أَنْفُسِهِمْ وَكَانَ يَكُونُ لَهُمْ أَرْوَاحٌ فَقِيلَ لَهُمْ لَوِ اغْتَسَلْتُمْ رَوَاهُ هَمَّامٌ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رض

(از محمد از عبداللہ بن یزید از سعید از ابوالاسود از عروہ) حضرت عائشہ رض فرماتی ہیں صحابہ کرام اپنے کام کاج اپنے ہاتھ سے کیا کرتے تھے (کوئی ان کا نوکر نہ ہوتا تھا) تو اُن کے بدن سے بو نکلتی تھی اس لیے ان سے کہا گیا اگر (نماز جمعہ کے لیے) غسل کر لیا کرو تو بہتر ہے۔

ہمام نے بحوالہ ہشام، عروہ، حضرت عائشہ رض اس حدیث کو بیان کیا

۱۹۴۴ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا عِيسَى عَنْ ثَوْرٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ عَنِ الْمِقْدَامِ رض عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ قَالَ مَا أَكَلَ أَحَدٌ طَعَامًا قَطُّ خَيْرًا مِنْ أَنْ يَأْكُلَ مِنْ عَمَلِ يَدِهِ وَإِنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ يَأْكُلُ مِنْ عَمَلِ يَدِهِ -

(از ابراہیم بن موسیٰ از عیسیٰ از ثور از خالد بن معدان از مقدام) حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی شخص نے اس سے بہتر کوئی کھانا نہیں کھایا جو اس نے اپنے ہاتھ سے کما کر کھایا اللہ کے نبی داؤد علیہ سلام اپنے ہاتھ سے (زرہ بنا کر) کھایا کرتے تھے۔

۱۹۴۵ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ لَا يَأْكُلُ إِلَّا مِنْ عَمَلِ يَدِهِ

(از یحییٰ بن موسیٰ از عبدالرزاق از معمر از ہمام بن منبہ از ابوہریرہ رض) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت داؤد علیہ السلام بغیر اپنے ہاتھ کی کمائی کے روٹی نہیں کھاتے تھے۔

۱۹۴۶ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي عُبَيْدٍ مَوْلَى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رض يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَأَنْ يَحْتَطِبَ أَحَدُكُمْ حُزْمَةً عَلَى ظَهْرِهِ خَيْرٌ مِنْ أَنْ يَسْأَلَ أَحَدًا فَيُعْطِيَهُ أَوْ يَمْنَعَهُ -

(از یحییٰ بن بکیر از لیث از عقیل از ابن شہاب از ابی عبید یعنی عبدالرحمان بن عوف کے غلام) حضرت ابوہریرہ کہتے تھے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص لکڑی کا گٹھا اپنی پیٹھ پر لاد کر لائے اسے بیچ کر کھائے تو وہ اس سے بہتر ہے کہ کسی سے سوال کرے۔ پھر وہ دے یا نہ دے (دونوں طرح ذلت ہے)

۱۹۴۷ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ رض قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَأَنْ

(از یحییٰ بن موسیٰ از وکیع از ہشام بن عروہ از حضرت عروہ از زبیر بن عوام) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر کوئی اپنی رسی سنبھالے اور لکڑیاں باندھ کر لائے تو یہ بھی لوگوں سے سوال کرنے

لہ حضرت داؤد علیہ سلام لوہار کا پیشہ کیا کرتے اور حضرت آدم علیہ سلام کھیتی باڑی کرتے اور حضرت نوح بڑھئی کا کام کیا کرتے اور حضرت ادریس علیہ سلام کپڑے سیا کرتے اور حضرت موسیٰ علیہ سلام بکریاں چراتے ۱۲ منہ

يَأْخُذَ أَحَدُكُمْ أَحْبُلَهُ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَسْأَلَ النَّاسَ

سے بہتر ہے۔

بَابُ ۱۲۹۳ السُّهُولَةِ وَالسَّمَاحَةِ فِي الشِّرَاءِ وَالْبَيْعِ وَمَنْ طَلَبَ حَقًّا فَلْيَطْلُبْهُ فِي عَفَافٍ

باب خرید و فروخت میں نرمی اور فیاضی کرنا اور اپنا حق پاکیزہ صورت سے طلب کرنا۔

۱۹۴۸ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَيَّاشٍ حَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانَ مُحَمَّدُ بْنُ مُطَرِّفٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رض أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَحِمَ اللَّهُ رَجُلًا سَمْحًا إِذَا بَاعَ وَإِذَا اشْتَرَى وَإِذَا اقْتَضَى۔

(از علی بن عیاش از ابوغسان محمد بن مطرف از محمد بن منکدر رح) جابر بن عبداللہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ اس شخص پر رحم کرے جو بیچتے، خریدتے، تقاضا کرتے وقت ملائمت اور سیر چشمی کا مظاہرہ کرے

بَابُ ۱۲۹۴ مَنْ أَنْظَرَ مُوسِرًا۔

باب مالدار کو مہلت دینا[1]۔

۱۹۴۹ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا مَنْصُورٌ أَنَّ رِبْعِيَّ بْنَ حِرَاشٍ حَدَّثَهُ أَنَّ حُذَيْفَةَ رض حَدَّثَهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَلَقَّتِ الْمَلَائِكَةُ رُوحَ رَجُلٍ مِمَّنْ كَانَ قَبْلَكُمْ قَالُوا أَعَمِلْتَ مِنَ الْخَيْرِ شَيْئًا قَالَ كُنْتُ آمُرُ فِتْيَانِي أَنْ يُنْظِرُوا وَيَتَجَاوَزُوا عَنِ الْمُوسِرِ قَالَ قَالَ فَتَجَاوَزُوا عَنْهُ وَقَالَ أَبُو مَالِكٍ عَنْ رِبْعِيٍّ كُنْتُ أُيَسِّرُ عَلَى الْمُوسِرِ وَأُنْظِرُ الْمُعْسِرَ وَتَابَعَهُ شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ رِبْعِيٍّ وَقَالَ أَبُو عَوَانَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ رِبْعِيٍّ أُنْظِرُ الْمُوسِرَ وَأَتَجَاوَزُ عَنِ الْمُعْسِرِ وَقَالَ نُعَيْمُ بْنُ أَبِي هِنْدٍ عَنْ رِبْعِيٍّ

(از احمد بن یونس از زہیر از منصور از ربعی بن حراش از حذیفہ) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگلے زمانہ میں ایک شخص مرا فرشتوں نے اس کی روح سے ملاقات کی اور پوچھا تو نے کوئی نیک کام کیا ہے؟ وہ بولا (اور کچھ نہیں صرف) میں نے اپنے غلاموں کو یہ حکم دیا ہوا تھا کہ مالداروں کو مہلت دیا کریں اور محتاج و غریب مقروض کو معاف کر دیا کریں (کسی پر سخت تقاضا نہ کریں) یہ سن کر فرشتوں نے بھی اسے معاف کر دیا۔ ابومالک نے ربعی سے یوں روایت کیا (کہ اس مردے نے فرشتوں سے کہا) میں مالدار پر آسانی کرتا اور نادار پر مہلت دیتا۔ ابومالک کے ساتھ شعبہ نے اس کو بحوالہ عبدالمالک از ربعی روایت کیا

ابوعوانہ نے بحوالہ عبدالمالک از ربعی یوں روایت کی میں مالدار کا وعدہ (یا عذر) قبول کر لیتا تھا۔ اور نادر کو معاف کر دیتا تھا[2]۔

---

[1] یعنی گو قرضدار مالدار ہو مگر اس پر سختی نہ کرے اگر وہ مہلت چاہے تو مہلت دے مالدار کی تعریف میں اختلاف ہے بعضوں نے کہا جس کے پاس اپنا اور اپنے اہل و عیال کا خرچہ ہو ثوری اور ابن مبارک اور امام احمد اور اسحاق نے کہا مالدار وہ ہے جس کے پاس پچاس درم ہوں یا اتنے کا سونا اور امام شافعی نے کہا اس کی کوئی حد مقرر نہیں کر سکتے کبھی جس کے پاس ایک درم ہو مالدار کہلاتا ہے جب وہ اس کے خرچہ سے فاضل ہو اور کبھی ہزار درم رکھ کر آدمی مفلس ہوتا ہے مثلاً اس کا خرچہ بہت ہو اور عیال زیادہ ہوں قرضدار ہو ۱۲ منہ [2] منصور نے ربعی سے ان ینظروا ویتجاوزوا عن الموسر کے الفاظ روایت کئے اس میں تھوڑا سا ابطا ہر ایہام ہے لیکن درحقیقت یہ بالکل صاف اور بدیہی فرمان ہے کہ مالدار کی دو قسمیں ہیں بعض دے سکتے ہیں انہیں مہلت دی جائے بعض مالدار غربت کے قریب ہیں انہیں معاف کر دیا جائے اس صورت میں لفظ موسر مالدار اور محتاج دونوں کے لئے استعمال ہوگا۔ احقر کی رائے میں اس حدیث میں ابوعوانہ اور نعیم کے الفاظ روایت بالکل واضح اور منشاء نبوی کے عین مطابق ہیں۔ عبدالرزاق

فَاقْبَلُ مِنَ الْمُوسِرِ وَاَتَجَاوَزُ عَنِ الْمُعْسِرِ۔

بَاب ۱۲۹۵ مَنْ اَنْظَرَ مُعْسِرًا۔

۱۹۵۰۔ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى ابْنُ حَمْزَةَ حَدَّثَنَا الزُّبَيْدِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَ تَاجِرٌ يُدَايِنُ النَّاسَ فَاِذَا رَاٰى مُعْسِرًا قَالَ لِفِتْيَانِهِ تَجَاوَزُوْا عَنْهُ لَعَلَّ اللّٰهَ اَنْ يَّتَجَاوَزَ اللّٰهُ عَنْهُ۔

باب محتاج ، نادار کو مہلت دینا۔[1]

(از ہشام بن عمار از یحییٰ بن حمزہ از زبیدی از زہری از عبید اللہ از ابوہریرہ رضی اللہ عنہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک سوداگر تھا جو لوگوں کو قرض دیا کرتا تھا۔ چنانچہ جب کسی کو محتاج اور نادار سمجھتا تو اپنے کارندوں سے کہتا اسے معاف کردو شائد اللہ تعالیٰ اس کے بدلے ہمیں بھی معاف کر دے پس جب وہ شخص مرگیا تو اللہ نے اسے معاف کر دیا۔

بَاب ۱۲۹۶ اِذَا بَيَّنَ الْبَيِّعَانِ وَلَمْ يَكْتُمَا وَنَصَحَا وَيُذْكَرُ عَنِ الْعَدَّاءِ ابْنِ خَالِدٍ قَالَ كَتَبَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا مَا اشْتَرٰى مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْعَدَّاءِ ابْنِ خَالِدٍ بَيْعَ الْمُسْلِمِ الْمُسْلِمَ لَا دَاءَ وَلَا خِبْثَةَ وَلَا غَائِلَةَ وَقَالَ قَتَادَةُ الْغَائِلَةُ الزِّنَا وَالسَّرِقَةُ وَالْاِبَاقُ وَقِيْلَ لِاِبْرَاهِيْمَ اِنَّ بَعْضَ النَّخَّاسِيْنَ يُسَمِّيْ اٰرِيَّ خُرَاسَانَ وَسِجِسْتَانَ فَيَقُوْلُ جَاءَ اَمْسِ مِنْ خُرَاسَانَ جَاءَ الْيَوْمَ مِنْ سِجِسْتَانَ فَكَرِهَهٗ كَرَاهِيَةً شَدِيْدَةً وَقَالَ عُقْبَةُ

باب بیچنے والا اور خریدار دونوں صاف بیان کر دیں لین دین کی بات نہ چھپائیں ایک دوسرے کی بھلائی اور بہتری چاہیں۔

عداء بن خالد سے منقول ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایک بیعنامہ لکھ دیا۔" یہ وہ کاغذ ہے جس میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عداء بن خالد سے[2] خرید کرنے کا بیان ہے۔ یہ بیع مسلمان کی ہے مسلمان کے ہاتھ۔ نہ اس میں عیب[3] ہے، نہ فریب نہ فسق و فجور۔ قتادہ[4] کہتے ہیں، غائلہ کا معنیٰ زنا، چوری اور بھاگنا ہے (یعنی فسق و فجور) ابراہیم نخعی سے پوچھا گیا بعض دلال (اپنے جانوروں کی قیمت بڑھانے کیلئے) خراسانی اور سجستانی نال نام رکھ دیتے ہیں اور کہہ دیتے ہیں کل خراسان سے آیا۔ آج سجستان سے یہ مال آیا ہے۔ ابراہیم نے اس کو بہت ہی برا سمجھا[5] اور عقبہ بن[6] عامر کہتے ہیں، جسے

---

[1] معلوم ہوا کہ قرضدار گو مالدار ہو مگر اس کو مہلت دینا اور اس سے نرمی کرنا بڑا ثواب ہے خلاصہ یہ ہے کہ خلق خدا سے نیکی کرنا اور ان پر شفقت اور مہربانی کی نظر رکھنا اور ہر ایک شخص سے خندہ پیشانی اور خوش خلقی کے ساتھ پیش آنا تمام نیکیوں کی جڑ ہے۔ یا اللہ تو اپنے فضل و کرم سے ہمارے اخلاق درست کر دے اور غصے اور بد خلقی سے بچائے رکھ۔ مترجم نے اس کا تجربہ کیا ہے کہ رنج اور غم ہمیشہ گناہ سے پیدا ہوتا ہے جو شخص گناہ سے بچا رہے اور ہر قول و فعل میں شریعت کا پابند ہے اس کی زندگی دنیا میں بھی بڑی خوشی کے ساتھ گذرتی ہے عقبیٰ کا تو پوچھنا نہیں ۱۲ منہ [2] قاضی عیاض نے کہا صحیح یوں ہے کہ عداء کے خریدنے کا بیان ہے حضرت محمد سے جیسے ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ نے اس کو وصل کیا قسطلانی نے کہا ممکن ہے کہ بخاری کی روایت ٹھیک ہو اور اشتریٰ باع کے معنے میں ہو یا معاملہ کئی بار ہوا ہو ۱۲ منہ [3] عیب یہ کہ غلام کانا ہو یا اندھا یا لنگڑا لولا فریب یہ کہ وہ غلام ہی نہ ہو آزاد ہو اس کو کوئی بھگا کر لے آئے فسق و فجور یہ کہ چور ہو زانی ہو بھاگ جاتا ہو ۱۲ منہ [4] اس کو ابن منذر نے وصل کیا ۱۲ منہ [5] کیونکہ جھوٹ اور فریب دے کر دھوکا دینا ہے اس کو ابن ابی شیبہ اور [illegible]

ابنُ عامرٍ لَا يَحِلُّ لِامْرِئٍ يَبِيعُ سِلْعَةً يَعْلَمُ اَنَّ بِهَا دَاءً اِلَّا اَخْبَرَهُ۔

اپنے اسباب کا کوئی عیب معلوم ہو تو وہ خریدار سے بیان کر دے۔ اسے چھپانا درست نہیں۔

۱۹۵۱ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ صَالِحٍ اَبِي الْخَلِيلِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحٰرِثِ رَفَعَهُ اِلٰى حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا اَوْ قَالَ حَتّٰى يَتَفَرَّقَا فَاِنْ صَدَقَا وَبَيَّنَا بُوْرِكَ لَهُمَا فِيْ بَيْعِهِمَا وَاِنْ كَتَمَا وَكَذَبَا مُحِقَتْ بَرَكَةُ بَيْعِهِمَا۔

(از سلیمان بن حرب از شعبہ از قتادہ از صالح ابو الخلیل از عبد اللہ بن حارث) حکیم بن حزام کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بائع اور مشتری (بیچنے والا اور خریدار) جب تک ایک دوسرے سے جدا نہ ہو جائیں انہیں مال واپس کر دینے کا اختیار ہے[1]۔ اگر دونوں سچ بولیں اور عیب وغیرہ مال ونقدی ظاہر کر دیں تو بیع (معاملہ) میں برکت ہوگی۔ اگر وہ عیب چھپائیں گے اور جھوٹ بولیں گے تو ان کی بیع میں برکت نہ رہے گی (بلکہ نحوست پیدا ہوگی)

باب ۱۲۹۷ بَيْعِ الْخِلْطِ مِنَ التَّمْرِ۔

باب اچھی اور بری کھجور ملا کر بیچنا۔

۱۹۵۲- حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيٰى عَنْ اَبِي سَلَمَةَ عَنْ اَبِي سَعِيْدٍ قَالَ كُنَّا نُرْزَقُ تَمْرَ الْجَمْعِ وَهُوَ الْخِلْطُ مِنَ التَّمْرِ وَكُنَّا نَبِيْعُ صَاعَيْنِ بِصَاعٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا صَاعَيْنِ بِصَاعٍ وَلَا دِرْهَمَيْنِ بِدِرْهَمٍ

(از ابو نعیم از شیبان از یحییٰ از ابو سلمہ) ابو سعید کہتے ہیں ہمیں ملی جلی کھجور ملتی تھی یعنی اچھی بری ہر قسم کی کھجور ملی ہوتی تھی، ہم اس کے دو صاع (آٹھ سیر) دے کر ایک صاع (چار سیر) عمدہ کھجور لیتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو صاع کھجور کا ایک صاع کھجور کے بدلے میں بیچنا جائز نہیں نہ ایک درہم کا دو درہم کے بدلے۔

باب ۱۲۹۸ مَا قِيْلَ فِي اللَّحَّامِ وَالْجَزَّارِ۔

باب گوشت بیچنے والا اور قصائی کا بیان۔

۱۹۵۳- حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا اَبِيْ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِيْ شَقِيْقٌ عَنْ اَبِيْ مَسْعُوْدٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ يُكْنٰى اَبَا شُعَيْبٍ فَقَالَ لِغُلَامٍ لَّهُ قَصَّابٍ اجْعَلْ لِيْ طَعَامًا يَكْفِيْ خَمْسَةً فَاِنِّيْ اُرِيْدُ اَنْ اَدْعُوَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَامِسَ خَمْسَةٍ فَاِنِّيْ قَدْ عَرَفْتُ فِيْ وَجْهِهٖ

(از عمرو بن حفص از حفص از اعمش از شقیق) ابو مسعود کہتے ہیں ایک انصاری ابو شعیب کنیت والے نے اپنے غلام قصائی سے کہا مجھے اتنا کھانا تیار کر دے، جو پانچ آدمیوں کو کافی ہو کیونکہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سمیت پانچ شخصوں کی دعوت کرنا چاہتا ہوں میں نے آپ کے چہرہ مبارک سے بھوک کے آثار معلوم کئے ہیں۔ پھر اس نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو مدعو کیا ایک شخص[2] زیادہ آپ کے ساتھ چلا

[1] یعنی اس جگہ سے جہاں معاملہ ہوا چلے نہ جائیں تو تفریق بالابدان ہے۔ عبد اللہ بن عمرؓ سے یہی تفسیر منقول ہے اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ نے تفرق سے ایجاب اور قبول کا تفرق مراد رکھا ہے ۱۲ منہ [2] اس کا نام معلوم نہیں ہوا ۱۲ منہ

الْجُوعَ فَدَعَاهُمْ فَجَاءَ مَعَهُمْ رَجُلٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ هٰذَا قَدْ تَبِعَنَا فَإِنْ شِئْتَ أَنْ تَأْذَنَ لَهُ فَأْذَنْ لَهُ وَإِنْ شِئْتَ أَنْ يَرْجِعَ رَجَعَ فَقَالَ لَا بَلْ قَدْ أَذِنْتُ لَهُ۔

آیا آپ نے فرمایا (میزبان سے) یہ شخص (بن بلائے) ہمارے ساتھ چلا آیا ہے تجھے اختیار ہے اسے کھانے کی اجازت دے یا نہ دے اگر تو کہے تو یہ واپس چلا جائے میزبان رضی اللہ عنہ نے کہا نہیں میں اسے اجازت دیتا ہوں۔

بَاب ۱۲۹۹ مَا يَمْحَقُ الْكَذِبُ وَالْكِتْمَانُ فِي الْبَيْعِ۔

باب خرید و فروخت میں جھوٹ بولنا اور عیب چھپانا برکت مٹا دیتا ہے۔

۱۹۵۴۔ حَدَّثَنَا بَدَلُ بْنُ مُحَبَّرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا الْخَلِيلِ يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا أَوْ قَالَ حَتّٰى يَتَفَرَّقَا فَإِنْ صَدَقَا وَبَيَّنَا بُورِكَ لَهُمَا فِي بَيْعِهِمَا وَإِنْ كَتَمَا وَكَذَبَا مُحِقَتْ بَرَكَةُ بَيْعِهِمَا۔

(از بدل بن محبر از شعبہ از قتادہ از ابو الخلیل از عبد اللہ بن حارث از حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بائع و مشتری جب تک ایک دوسرے سے الگ نہ چلے جائیں انہیں سودا فسخ کرنے کا اختیار ہے اگر معاملہ صداقت سے اور وضاحت سے کریں گے تو چیزیں برکت ہوگی۔ اگر عیب چھپائیں گے اور جھوٹ بولیں گے تو برکت مٹا دی جائے گی۔

بَاب ۱۳۰۰ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا الرِّبٰوا أَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً وَّاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ۔

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد (اے ایمان والو سود مت کھاؤ دگنا تگنا۔ اللہ سے ڈرو تاکہ تم فلاح حاصل کرو)۔ (آل عمران: ۱۲۹)

۱۹۵۵۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ الْمَقْبُرِيُّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيَأْتِيَنَّ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ

(از ابن ابی ذئب از سعید مقبری از ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ آدمی

۱؎ یعنی طفیلی بن کر چلا آیا۔ اس شخص کا نام بھی معلوم نہیں ہوا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صاحب خانہ سے اجازت لی حالانکہ آپ کو اپنی امت کے مال میں بے اجازت کے بھی تصرف درست تھا اس لئے کہ اس کا دل خوش ہو اور ابوطلحہ کی دعوت میں آپ نے یہ اجازت نہ لی کیونکہ ابوطلحہ نے دعوتیوں کی تعداد معین نہیں کی تھی اور اس شخص نے پانچ کی تعداد معین کر دی تھی اور یہ امر آپ کا ایک معجزہ تھا اس لئے کہ انصاری نے اپنے قصاب غلام سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے یہ نہیں فرمایا تھا کہ پانچ آدمیوں کا کھانا تیار کر مگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو خبر کر دی ۱۲ منہ ۲؎ یعنی بائع اور مشتری دونوں کو سچ بولنا چاہیے اگر چیز میں کوئی عیب ہو تو بائع کو اگر قیمت میں کوئی عیب ہو تو مشتری کو صاف صاف بیان کر دینا چاہیے۔ اگر ایسا نہ کریں گے تو اللہ تعالیٰ ان کی تجارت میں برکت نہ دے گا اور تباہ ہوں گے ۱۲ منہ ۳؎ پہلے یہی آیت اتری جاہلیت کا قاعدہ تھا کہ جب عدہ آن پہنچا تو قرضدار سے کہتے تو ادا کرتا ہے یا سود دینا قبول کرتا ہے اگر وہ نہ دیتا تو سود لگا دیتے اور اصل میں شریک کر لیتے اسی طرح سود اصل میں شریک ہو ہو کر قرضہ اصل سے دونا تگنا ہو جاتا اللہ تعالیٰ نے اس کو ذکر فرمایا اور منع کیا اس کا مطلب یہ نہیں کہ اصل سے کم یا ہلکا سود کھانا درست ہے۔ ہماری شریعت میں سود ہلکا ہو یا بھاری مطلقاً حرام اور ناجائز ہے ۱۲ منہ

لَا يُبَالِي الْمَرْءُ بِمَا أَخَذَ الْمَالَ أَمِنْ حَلَالٍ أَمْ مِنْ حَرَامٍ۔

حلال[1] و حرام کمانے کی تمیز و فکر نہ کرے گا۔

بَاب ۱۳۰۱ اٰكِلِ الرِّبٰوا وَشَاهِدِهٖ وَكَاتِبِهٖ وَقَوْلِهٖ تَعَالٰى اَلَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا يَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا يَقُوْمُ الَّذِيْ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا اِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا فَمَنْ جَآءَهٗ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ فَانْتَهٰى فَلَهٗ مَا سَلَفَ وَاَمْرُهٗ اِلَى اللّٰهِ وَمَنْ عَادَ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ۔

باب سود خور اور اس کا گواہ اور منشی۔

اللہ پاک کا فرمان۔ اَلَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا يَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا يَقُوْمُ الَّذِيْ .... فِيْهَا خٰلِدُوْنَ۔ جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ قیامت کے دن مخبوط الحواس[2] اور شیطان زدہ کھڑے ہوں گے یہ ان کے اس لفظ کی سزا ہے کہ بیع اور سود میں کوئی فرق نہیں حالانکہ بڑا فرق ہے) اللہ تعالیٰ نے بیع کو حلال اور سود کو حرام مقرر کیا جس کے پاس اللہ کی جانب سے نصیحت آئی اور وہ باز آجائے تو گذشتہ جو ہو گیا وہ[3] ہو گیا اس کا معاملہ اللہ کے سپرد لیکن جو آئندہ سود لے گا وہ دوزخی اور ہمیشہ دوزخ میں رہے گا۔ (البقرہ: ۲۷۵)

۱۹۵۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اَبِي الضُّحٰى عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ رض قَالَتْ لَمَّا نَزَلَتْ اٰخِرُ الْبَقَرَةِ قَرَاَهُنَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ فِي الْمَسْجِدِ ثُمَّ حَرَّمَ التِّجَارَةَ فِي الْخَمْرِ۔

(از محمد بن بشار از غندر از شعبہ از منصور از ابوالضحیٰ از مسروق) حضرت عائشہ فرماتی ہیں جب سورہ بقرہ کی آخری آیات اَلَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا يَقُوْمُوْنَ الآية نازل ہوئیں تو آپؐ نے لوگوں کو مسجد میں پڑھ کر سنائیں۔ پھر شراب کی خرید و فروخت کو بھی حرام کر دیا۔

۱۹۵۷۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ حَدَّثَنَا جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ رَجَاءٍ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاَيْتُ اللَّيْلَةَ رَجُلَيْنِ اَتَيَانِيْ فَاَخْرَجَانِيْ اِلٰى اَرْضٍ

(از موسیٰ بن اسمٰعیل از جریر بن حازم از ابو رجاء از سمرہ بن جندب) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آج رات میں نے دیکھا خواب میں کہ دو شخص آئے (جبرئیل اور میکائیل) اور مجھے ایک پاکیزہ زمین میں لے گئے۔ غرضیکہ ہم (تینوں مل کر) چل دئے

---

[1] بلکہ ہر طرح پیسہ جوڑنے کی نیت ہو گی کہیں سے بھی مل جائے اور کسی طرح سے خواہ شرعاً جائز ہو یا نا جائز۔ ہمارے زمانے میں یہ بلا عام ہو گئی ہے اور جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا ہم اس کو آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ ایک حدیث میں ہے کہ اس زمانے میں جو سود نہ کھائے گا اس پر بھی سود کا غبار پڑ جائے گا یعنی سود کے معاملہ میں شریک ہو گا یا وکیل یا سود کے فیصلے کرے گا یا ان کا گواہ بنے گا صحیح حدیث میں اس پر لعنت آئی ہے ۱۲ منہ [2] کسی پر آسیب ہو یا شیطان تو وہ کھڑا نہیں ہو سکتا اگر مشکل سے کھڑا بھی ہوتا ہے تو کپکپا کر گر پڑتا ہے یہی حال حشر کے وقت سود خواروں کا ہو گا ۱۲ منہ [3] مطلب یہ ہے کہ جو سود جاہلیت کے زمانہ میں حرمت اترنے سے پہلے کھا چکے اب اس کا پھیرنا ضرور نہیں اور نہ اب اس پر مواخذہ ہو گا آئندہ سے نہ کھاؤ ۱۲ منہ [4] یہ حدیث آج کس طرح سو فیصدی صادق آرہی ہے کہ جو سود نہ کھائے گا اس پر بھی سود کا غبار پڑ جائے گا حقیقت یہ ہے کہ آج اس زمانہ میں ساری دنیا میں سودی کاروبار کا قبضہ ہے اور کوئی ملازم اور تاجر وغیرہ سود کی گرفت سے آزاد نہیں ہے ۱۲ عبدالرزاق

مُقَابِلٍ سِنَةٍ فَانْطَلَقْنَا حَتّٰی اِذَا اَتَیْنَا عَلٰی نَھْرٍ مِّنْ دَمٍ فِیْهِ رَجُلٌ قَائِمٌ وَّعَلٰی وَسَطِ النَّھْرِ رَجُلٌ بَیْنَ یَدَیْهِ حِجَارَۃٌ فَاَقْبَلَ الرَّجُلُ الَّذِیْ فِی النَّھْرِ فَاِذَا اَرَادَ الرَّجُلُ اَنْ یَّخْرُجَ رَمَی الرَّجُلُ بِحَجَرٍ فِیْ فِیْهِ فَرَدَّہٗ حَیْثُ کَانَ فَجَعَلَ کُلَّمَا جَآءَ لِیَخْرُجَ رَمٰی فِیْ فِیْهِ بِحَجَرٍ فَیَرْجِعُ کَمَا کَانَ فَقُلْتُ مَا ھٰذَا فَقَالَ الَّذِیْ رَاَیْتَهٗ فِی النَّھْرِ اٰکِلُ الرِّبٰو۔

ایک خون کی ندی پر دیکھا کہ ایک مرد کھڑا ہے۔ پتھر سامنے ہیں اور نہر میں بھی ایک شخص[1] ہے جو شخص ندی میں ہے وہ ندی سے نکلنے لگا تو کنارے والے نے اس کے منہ پر پتھر مارا وہ جہاں سے چلا تھا وہیں واپس چلا گیا اس طرح ہر مرتبہ جب وہ شخص نکلنے کی کوشش کرتا، کنارے والا اس کے منہ پر پتھر دے مارتا وہ جہاں تھا وہیں پلٹ جاتا میں نے پوچھا یہ کیا معاملہ ہے؟ انہوں نے کہا جو شخص نہر میں کھڑا ہے وہ سود خوار ہے۔[2]

باب ۱۳۰۲ مُوْکِلِ الرِّبٰو لِقَوْلِهٖ

تَعَالٰی یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوْا مَا بَقِیَ مِنَ الرِّبٰوا اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاِنْ تُبْتُمْ فَلَکُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِکُمْ لَا تَظْلِمُوْنَ وَلَا تُظْلَمُوْنَ وَاِنْ کَانَ ذُوْ عُسْرَۃٍ فَنَظِرَۃٌ اِلٰی مَیْسَرَۃٍ وَاَنْ تَصَدَّقُوْا خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ وَاتَّقُوْا یَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِیْهِ اِلَی اللّٰهِ ثُمَّ تُوَفّٰی کُلُّ نَفْسٍ مَّا کَسَبَتْ وَھُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ھٰذِهٖ اٰخِرُ اٰیَةٍ نَزَلَتْ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔

باب سود کھانے والے پر گناہ۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد۔ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوْا مَا بَقِیَ مِنَ الرِّبٰوا اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاِنْ تُبْتُمْ فَلَکُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِکُمْ لَا تَظْلِمُوْنَ وَلَا تُظْلَمُوْنَ وَاِنْ کَانَ ذُوْ عُسْرَۃٍ فَنَظِرَۃٌ اِلٰی مَیْسَرَۃٍ وَاَنْ تَصَدَّقُوْا خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ وَاتَّقُوْا یَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِیْهِ اِلَی اللّٰهِ ثُمَّ تُوَفّٰی کُلُّ نَفْسٍ مَّا کَسَبَتْ وَھُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ۔ اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور جو سود لوگوں پر رہ گیا ہے اسے چھوڑ دو۔ اگر تم ایسا نہیں کرتے تو خدا اور رسول سے جنگ کرنے کے لیے تیار ہو جاؤ اگر سود سے توبہ کرتے ہو تو اپنی اصل رقم لے لو۔ نہ تم کسی کو نقصان پہنچاؤ اور نہ تم کو کوئی نقصان پہنچائے اگر قرضدار تنگدست ہو تو جب تک وہ فراخ دست ہو جائے، اسے مہلت دو۔ اگر اصل مال بھی اسے معاف کر دو تو یہ بہت ہی اچھا ہے اگر تم سمجھو۔ نیز اس دن سے ڈرو جس دن تم واپس خدا کے پاس جاؤ گے پھر ہر شخص کو اس کے اعمال کا ٹھیک ٹھیک بدلہ ملے گا اور کسی پر زیادتی نہ ہوگی نہ ظلم ہوگا۔) (البقرہ، ۲۸۶-۲۸۱)

ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں یہ آیت وَاتَّقُوْا یَوْمًا الخ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سب سے آخر نازل ہوئی۔[3]

---

[1] یہ صحیح نہیں ہے صحیح وہی ہے جو دوسری روایتوں میں ہے وعلی شط النھر یعنی نہر کے کنارے ایک شخص ہے جس کے سامنے پتھر رکھے ہیں بعض روایتوں میں علی وسط النھر ہے بغیر واؤ کے تو یہ ماقبل سے متعلق ہوگا یعنی ایک مرد کھڑا ہے نہر کے بیچ میں ۱۲ منہ [2] یہ حدیث کتاب الجنائز میں تفصیل کے ساتھ گذر چکی ہے اس حدیث میں اور اگلی حدیث میں کاتب اور گواہ کی سزا کا کوئی ذکر نہیں ہے جس کا ترجمہ باب میں ذکر ہے تو شاید امام بخاری نے کاتب اور گواہ کو سود خوار پر قیاس کیا یا اس روایت کی طرف اشارہ کیا جس کو امام مسلم نے جابر رضی اللہ عنہ سے نکالا اس میں یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سود

۱۹۵۸۔ حَدَّثَنَا اَبُوالْوَلِیْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَۃُ عَنْ عَوْنِ ابْنِ اَبِیْ جُحَیْفَۃَ قَالَ رَاَیْتُ اَبِیْ اشْتَرٰی عَبْدًا حَجَّامًا فَسَاَلْتُہٗ فَقَالَ نَھَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ ثَمَنِ الْکَلْبِ وَثَمَنِ الدَّمِ وَنَھٰی عَنِ الْوَاشِمَۃِ وَالْمَوْشُوْمَۃِ وَاٰکِلِ الرِّبٰو وَمُوْکِلِہٖ وَلَعَنَ الْمُصَوِّرَ۔

(از ابوالولید از شعبہ) عون بن ابی جحیفہ کہتے ہیں میں نے اپنے والد کو دیکھا کہ انہوں نے ایک غلام خرید اجو حجام تھا (پچھنے لگانے والا) (اس کے پچھنے لگانے والے ہتھیار توڑ ڈالے) میں نے وجہ پوچھی تو فرمایا آپ نے کتے کی قیمت اور خون کی قیمت [۱] سے منع فرمایا ہے اور داغ لگانے لگوانے سے اور سود کھانے کھلانے [۲] سے منع فرمایا ہے اور تصویر بنانے والے پر لعنت کی [۳]۔

باب ۱۳۰۳۔ یَمْحَقُ اللّٰہُ الرِّبٰو وَیُرْبِی الصَّدَقٰتِ وَاللّٰہُ لَا یُحِبُّ کُلَّ کَفَّارٍ اَثِیْمٍ۔

باب اللہ سود کو مٹاتا ہے خیرات کو بڑھاتا ہے اور اللہ کسی ناشکرے بدکار کو پسند نہیں کرتا (البقرہ ۲۷۶)

۱۹۵۹۔ حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ بُکَیْرٍ حَدَّثَنَا اللَّیْثُ عَنْ یُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِہَابٍ قَالَ ابْنُ الْمُسَیَّبِ اِنَّ اَبَا ھُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ الْحَلْفُ مُنَفِّقَۃٌ لِلسِّلْعَۃِ مُمْحِقَۃٌ لِلْبَرَکَۃِ۔

(از یحیٰ بن بکیر از لیث از یونس از ابن شہاب از ابن مسیب از ابوہریرہ) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے اگرچہ جھوٹی قسم سے (ظاہری طور پر تھوڑی دیر کے لئے) مال بک جاتا ہے لیکن (درحقیقت) برکت مٹ جاتی ہے [۴]۔

باب ۱۳۰۴۔ مَا یُکْرَہُ مِنَ الْحَلْفِ فِی الْبَیْعِ۔

باب خرید و فروخت میں قسم کھانا مکروہ ہے [۵]

۱۹۶۰۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا ھُشَیْمٌ اَخْبَرَنَا الْعَوَّامُ عَنْ اِبْرَاھِیْمَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ اَبِیْ اَوْفٰی رضی اللہ عنہ اَنَّ رَجُلًا اَقَامَ سِلْعَۃً وَّھُوَ فِی السُّوْقِ فَحَلَفَ بِاللّٰہِ لَقَدْ اُعْطِیَ بِھَا مَا لَمْ یُعْطَ لِیُوْقِعَ فِیْھَا رَجُلًا مِّنَ الْمُسْلِمِیْنَ فَنَزَلَتْ اِنَّ

(از عمرو بن محمد از ہشیم از عوام از ابراہیم بن عبدالرحمان) عبداللہ ابن ابی اوفی سے مروی ہے کہ ایک شخص نے بازار میں سودا لگایا اور خدا کی قسم کھانا شروع کر دیا۔ مجھے اس مال کی اتنی قیمت ملتی تھی لیکن میں نے نہیں دیا وہ چاہتا تھا کہ ایک مسلمان کو دھوکہ دے تو یہ آیت نازل ہوئی اِنَّ الَّذِیْنَ یَشْتَرُوْنَ بِعَھْدِ اللّٰہِ وَاَیْمَانِھِمْ ثَمَنًا قَلِیْلًا۔ جو لوگ اللہ

---

[۱] یعنی پچھنے لگانے کی اجرت سے اکثر علماء کے نزدیک کتے کی بیع درست نہیں ہے اور امام ابوحنیفہ نے کتے کا بیچنا اور اس کی قیمت کھانا جائز رکھا ہے اور اگر کوئی کسی کا کتا مار ڈالے تو اس پر تاوان لازم ہے اور امام مالک سے اس باب میں دو روایتیں ہیں ہمارے امام احمد بن حنبل نے حدیث کی رو سے مطلقاً اس کی بیع ناجائز رکھی ہے اب رہی پچھنے لگانے کی اجرت تو اس حدیث میں جو ممانعت ہے وہ تنزیہی ہے کیونکہ دوسری صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے پچھنے لگوائے اور حجام کو اس کی مزدوری دی اگر حرام ہوتی تو آپ کبھی نہ دیتے ۱۲ قسطلانی [۲] یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے گودنا گدوانا حرام ہے کیونکہ اس میں اللہ کی خلقت کو بدلنا ہے ہندوؤں میں یہ رسم بہت رائج ہے قسطلانی نے کہا گودنا یہ ہے کہ جلد میں سوئی ڈالیں جب خون نکلے تو اس میں نیل یا سرمہ بھر دیں تو جلد پر کالا یا سبز نشان پڑ جاتا ہے۔ [۳] یعنی جاندار کی صورت بنانے والے پر عکسی ہو یا مجسم البتہ بے جان چیزوں کی مورتی بنانے میں قباحت نہیں جیسے درخت یا مکان یا پہاڑ یا دریا کی بعضوں نے کہا جاندار کی بھی عکسی صورت بنانا جائز ہے مگر مجسم تو بالاتفاق حرام ہے اور ان مسلمانوں پر بڑا افسوس ہوتا ہے جو نصاریٰ کی تقلید سے اپنے گھروں میں مجسم مورتیں رکھتے ہیں مسلمان کا یہ فرض منصبی ہے کہ جہاں بت دیکھے توڑ ڈالے ۱۲ منہ [۴] اکثر بیوپاریوں کی عادت ہوتی ہے خریداروں کو پھنسانے کے لئے جھوٹی قسمیں کھاتے ہیں کہ یہ مال ہمارا اتنے کا خریدا ہوا ہے یا کوئی اتنے دیتا ہے تو فرمایا ایسا کرنے سے گو چند روز تک مال تو کچھ نکل جاتا ہے لیکن آخیر میں نقصان ہوتا ہے ایسے سوداگر کو برکت نہیں ہوتی ہوتا یہ ہے کہ چند روز میں اس کا جھوٹ اور فریب کھل جاتا ہے پھر کوئی شخص اس کی دکان پر پھٹکتا بھی نہیں نہ اس کے قول نہ قسم کا اعتبار کرتا ہے اور سچے آدمی کی روز بروز ترقی ہوتی جاتی ہے اور اس کی تجارت بڑھتی جاتی ہے ایک حکیم نے کہا قسم کھانا ہی عمدہ نہیں آدمی کو یہ کوشش کرنا چاہئے کہ ہمیشہ سچ بات کہے پھر اس کی بات کا ایسا اعتبار ہو جائے گا کہ اس کو قسم کھانے کی ضرورت ہی نہ پڑے گی ۱۲ منہ [۵] گو سچی بھی ہو مگر سچی قسم کھانا مکروہ تنزیہی ہے اور جھوٹی قسم کھانا حرام ہے ۱۲ منہ

اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا

کے عہد اور قسموں کے بدلے تھوڑی قیمت لیتے ہیں[1]۔

بَاب ۳۰۵ مَا قِيْلَ فِي الصَّوَّاغِ

وَقَالَ طَاؤُسٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُخْتَلٰى خَلَاهَا وَقَالَ الْعَبَّاسُ اِلَّا الْاِذْخِرَ فَاِنَّهٗ لِقَيْنِهِمْ وَبُيُوْتِهِمْ فَقَالَ اِلَّا الْاِذْخِرَ۔

باب سناروں کا بیان

طاؤس نے عبداللہ بن عباس سے نقل کیا کہ آنحضرتؐ نے فرمایا حرم کی گھاس نہ کاٹی جائے حضرت عباس نے عرض کیا مگر اذخر کی اجازت دیجئے وہ سناروں (لوہاروں) اور گھروں کی چھت میں کام آتی ہے تو آپ نے فرمایا اچھا اذخر کی اجازت ہے[2]۔

۱۹۶۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ اَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَلِيُّ ابْنُ حُسَيْنٍ اَنَّ حُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّؓ اَخْبَرَهٗ اَنَّ عَلِيًّا عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ كَانَتْ لِيْ شَارِفٌ مِّنْ نَّصِيْبِيْ مِنَ الْمَغْنَمِ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعْطَانِيْ شَارِفًا مِّنَ الْخُمُسِ فَلَمَّا اَرَدْتُّ اَنْ اَبْتَنِيَ بِفَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاعَدْتُّ رَجُلًا صَوَّاغًا مِّنْ بَنِيْ قَيْنُقَاعَ اَنْ يَّرْتَحِلَ مَعِيَ فَنَاْتِيَ بِاِذْخِرٍ اَرَدْتُّ اَنْ اَبِيْعَهٗ مِنَ الصَّوَّاغِيْنَ وَاَسْتَعِيْنَ بِهٖ فِيْ وَلِيْمَةِ عُرُسِيْ۔

(از عبدان از عبداللہ از یونس از ابن شہاب از علی بن حسین از حسین بن علیؓ) حضرت علیؓ فرماتے تھے۔ میرے پاس ایک اونٹ تھا جو مالِ غنیمت میں سے میرے حصے میں آیا تھا اور ایک اونٹ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے خمس میں سے دیا تھا۔ جب میں نے حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی کو رخصت کرا کر گھر لانا چاہا تو میں نے بنی قینقاع کے ایک سنار سے طے کیا کہ میرے ساتھ چلے اور ہم دونوں اذخر لے کر آئیں میرا مقصد یہ تھا کہ میں اس اذخر گھاس کو سناروں کے ہاتھ بیچ کر دعوت ولیمہ کروں[3]۔

۱۹۶۲۔ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ خَالِدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ مَكَّةَ وَلَمْ تَحِلَّ لِاَحَدٍ قَبْلِيْ وَلَا لِاَحَدٍ بَعْدِيْ وَاِنَّمَا حَلَّتْ لِيْ

(از اسحاق از خالد بن عبداللہ از خالد از عکرمہ) ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے مکے کو حرمت والا بنایا۔ نہ وہ مجھ سے پہلے کسی کے لئے حلال ہوا نہ میرے بعد حلال ہوگا اور میرے لئے بھی صرف ایک دن کی ایک گھڑی کے لئے حلال

---

[1] ان کو آخرت میں کوئی حصہ نہیں اور اللہ ان سے بات بھی نہیں کہنے کا نہ ان کو قیامت کے دن دیکھے گا نہ ان کو گناہوں سے پاک کرے گا اور ان کو تکلیف کا عذاب ہوگا ۱۲ منہ

[2] یہ حدیث کتاب الحج میں اور اس سے پہلے بھی اول پارہ میں گذر چکی ہے۔ اس سے امام بخاری نے یہ نکالا کہ سناری کا پیشہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی تھا آپ نے اس سے منع نہیں فرمایا تو یہ پیشہ جائز ہوگا اور بعضوں نے یہ پیشہ مکروہ رکھا ہے کیونکہ ایک حدیث میں وارد ہے کہ سب سے زیادہ جھوٹے سنار اور رنگریز ہوتے ہیں اس کو امام احمد نے نکالا حافظ نے کہا کہ اس کی سند میں اضطراب ہے گویا امام بخاری نے یہ باب لا کر اس حدیث کے ضعف کی طرف اشارہ کیا ۱۲ منہ

[3] بنی قینقاع یہودیوں کی ایک قوم ہے۔ معلوم ہوا کہ ولیمہ دولہا کو کرنا چاہیئے نہ کہ دولہن والوں کو ۱۲ منہ۔

سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ لَا يُخْتَلٰى خَلَاهَا وَلَا يُعْضَدُ شَجَرُهَا وَلَا يُنَفَّرُ صَيْدُهَا وَلَا يُلْتَقَطُ لُقَطَتُهَا إِلَّا لِمُعَرِّفٍ وَقَالَ عَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ إِلَّا الْإِذْخِرَ لِصَاغَتِنَا وَلِسُقُفِ بُيُوتِنَا فَقَالَ إِلَّا الْإِذْخِرَ فَقَالَ عِكْرِمَةُ هَلْ تَدْرِيْ مَا يُنَفَّرُ صَيْدُهَا هُوَ أَنْ تُنَحِّيَهُ مِنَ الظِّلِّ وَتَنْزِلَ مَكَانَهُ قَالَ عَبْدُ الْوَهَّابِ عَنْ خَالِدٍ لِصَاغَتِنَا وَقُبُوْرِنَا۔

ہوا۔ نہ وہاں کی گھاس کاٹی جائے نہ وہاں کا درخت تراشا جائے نہ وہاں کا شکار بھگایا جائے۔ نہ وہاں کی پڑی چیز اٹھائی جائے۔ البتہ شناخت کرانے والا (اٹھا سکتا ہے تاکہ مالک کو دے) یہ سن کر حضرت عباسؓ نے عرض کیا۔ البتہ اذخر کی ہمارے سناروں اور مکانوں کی چھتوں کے لئے اجازت دیجئے۔ آپ نے فرمایا۔ اچھا اذخر کی اجازت ہے۔ عکرمہ نے خالد سے کہا شکار بھگانے کا مطلب آپ سمجھتے ہیں کیا ہے؟ وہ یہ ہے کہ خود جگہ لینے کے لئے اسے سائے سے ہٹا دیا جائے۔ (یہ بھی ناجائز ہے۔ عبدالوہاب نے خالد سے یہ الفاظ نقل کئے ہیں۔ "ہمارے سناروں اور قبروں کے کام آتی ہے[1]" (حضرت عباسؓ کی عرض کے الفاظ) (امام بخاری رحمہ نے ان احادیث سے پیشہ زرگری کی حلت ثابت کی ہے۔

باب ۱۳۰۶ ذِكْرِ الْقَيْنِ وَالْحَدَّادِ

باب لوہاروں کا بیان۔

۱۹۶۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِي الضُّحٰى عَنْ مَّسْرُوْقٍ عَنْ خَبَّابٍ قَالَ كُنْتُ قَيْنًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَكَانَ لِيْ عَلَى الْعَاصِ بْنِ وَائِلٍ دَيْنٌ فَأَتَيْتُهُ أَتَقَاضَاهُ قَالَ لَا أُعْطِيْكَ حَتّٰى تَكْفُرَ بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لَا أَكْفُرُ حَتّٰى يُمِيْتَكَ اللّٰهُ ثُمَّ تُبْعَثَ قَالَ دَعْنِيْ حَتّٰى أَمُوْتَ وَأُبْعَثَ فَسَأُوْتٰى مَالًا وَّوَلَدًا فَأَقْضِيَكَ فَنَزَلَتْ أَفَرَءَيْتَ الَّذِيْ كَفَرَ بِاٰيٰتِنَا وَقَالَ لَأُوْتَيَنَّ مَالًا وَّوَلَدًا أَطَّلَعَ الْغَيْبَ أَمِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا۔

(از محمد بن بشار از ابن عدی از شعبہ از سلیمان از ابوالضحیٰ از مسروق) حضرت خباب[2] کہتے ہیں میں زمانہ جاہلیت میں لوہاروں کا کام کرتا تھا عاص بن وائل پر میرا کچھ قرض تھا میں نے اس سے تقاضا کیا اس نے کہا میں تیرا قرض اس وقت تک ادا نہ کروں گا جب تک تو دین محمدی کا انکار نہیں کرتا۔ میں نے اسے جواب دیا چاہے تو مر بھی جائے میں آنحضرتؐ کے دین کا انکار نہیں کر سکتا بلکہ تو مرنے کے بعد جب زندہ کیا جائے گا اس وقت تک بھی میں انکار نہیں کر سکتا وہ بولا تو اچھا میں ہر گز زندہ کیا جاؤں گا مجھے مال ملے گا اولاد ہوگی اس وقت تیرا قرض ادا کروں گا تب یہ آیت نازل ہوئی اَفَرَءَیْتَ الَّذِیْ کَفَرَ الآیۃ (اے پیغمبر تو نے اسے دیکھا جس نے ہماری آیات کا انکار کیا اور کہتا ہے مجھے مال ملے گا اولاد ملے گی کیا وہ غیب سے مطلع ہوا یا اللہ سے اس نے کوئی عہد لیا ہے۔)

باب ۱۳۰۷ ذِكْرِ الْخَيَّاطِ۔

باب درزی کا بیان۔

۱۹۶۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ طَلْحَةَ أَنَّهُ سَمِعَ

(از عبداللہ بن یوسف از امام مالک از اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ) حضرت انس بن مالک فرماتے تھے ایک درزی آنحضرت صلے اللہ

[1] یعنی بجائے چھتوں کے عبدالوہاب کی روایت میں قبروں کا ذکر ہے عرب لوگ اذخر کو قبروں میں بھی ڈالتے اور چھت بھی اس سے پاٹتے وہ ایک خوشبودار گھاس ہوتی ہے عبدالوہاب کی روایت کو خود امام بخاری نے حج میں نکالا ۱۲ منہ [2] خباب بن ارت مشہور صحابی تھے وہ لوہاری کا پیشہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کرتے تھے۔ آپ کو ان کا حال معلوم ہوا تھا اس سے یہ نکلا کہ لوہاری کا پیشہ کرنا درست ہے ۱۲ منہ۔

أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ إِنَّ خَيَّاطًا دَعَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِطَعَامٍ صَنَعَهُ قَالَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَذَهَبْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى ذَلِكَ الطَّعَامِ فَقَرَّبَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُبْزًا وَمَرَقًا فِيهِ دُبَّاءٌ وَقَدِيدٌ فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَتَبَّعُ الدُّبَّاءَ مِنْ حَوَالَى الْقَصْعَةِ قَالَ فَلَمْ أَزَلْ أُحِبُّ الدُّبَّاءَ مِنْ يَوْمِئِذٍ۔

علیہ وسلم کے لیے کھانا تیار کیا اور آپؐ کو مدعو کیا۔ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے تھے میں بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گیا اس نے آپؐ کے سامنے روٹی رکھی نیز کدو کا شوربا اور بھنا ہوا گوشت میں نے دیکھا۔ آپؐ پیالہ کے کناروں سے کدو ڈھونڈ ڈھونڈھ کر کھاتے مجھے اس دن سے میں برابر کدو کھانا پسند کرتا ہوں[1] (درزی کا پیشہ جائز ثابت ہوا۔)

بَاب ۱۳۰۸ ذِكْرِ النَّسَّاجِ

۱۹۶۵ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ قَالَ سَمِعْتُ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ قَالَ جَاءَتِ امْرَأَةٌ بِبُرْدَةٍ قَالَ أَتَدْرُونَ مَا الْبُرْدَةُ فَقِيلَ لَهُ نَعَمْ هِيَ الشَّمْلَةُ مَنْسُوجٌ فِي حَاشِيَتِهَا قَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي نَسَجْتُ هَذِهِ بِيَدِي أَكْسُوكَهَا فَأَخَذَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحْتَاجًا إِلَيْهَا فَخَرَجَ إِلَيْنَا وَإِنَّهَا إِزَارُهُ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ يَا رَسُولَ اللَّهِ اكْسُنِيهَا فَقَالَ نَعَمْ فَجَلَسَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَجْلِسِ ثُمَّ رَجَعَ فَطَوَاهَا ثُمَّ أَرْسَلَ بِهَا إِلَيْهِ فَقَالَ لَهُ الْقَوْمُ مَا أَحْسَنْتَ سَأَلْتَهَا إِيَّاهُ لَقَدْ عَلِمْتَ أَنَّهُ لَا يَرُدُّ سَائِلًا فَقَالَ الرَّجُلُ وَاللَّهِ مَا سَأَلْتُهُ إِلَّا لِتَكُونَ كَفَنِي يَوْمَ أَمُوتُ قَالَ سَهْلٌ فَكَانَتْ كَفَنَهُ۔

باب جولاہے کا بیان۔

(از یحییٰ بن بکیر از یعقوب بن عبد الرحمان از ابو حازم) سہل بن سعدؓ نے کہا ایک عورت بُردہ لے کر آئی۔ اور راوی ابو حازم تمہیں معلوم ہے بردہ کیا ہے؟ کہا حاشیہ دار چادر کو کہتے ہیں غرضیکہ اس عورت نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ میں نے خاص آپؐ کو پہنانے کے لیے اپنے ہاتھ سے بُنی ہے[2]۔ آپؐ کو اس وقت چادر کی ضرورت تھی۔ لہٰذا لے لی۔ آپؐ باہر ہمارے پاس تشریف لائے تو وہی آپ کی تہ بند تھی۔ ایک صحابی نے عرض کیا[3]۔ یا رسول اللہ یہ چادر تو مجھے عنایت فرمائیے۔ آپؐ نے فرمایا اچھا۔ تھوڑی دیر آپؐ مجلس میں بیٹھے رہے پھر اندر جا کر اس کو تہ کر کے اس شخص کو بھیج دی لوگوں نے اس سے کہا تم نے یہ اچھا نہیں کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے چادر مانگی۔ تم جانتے ہو کہ آپؐ کسی کا سوال رد نہیں کرتے۔ وہ بولا بخدا! میں نے یہ چادر اس لیے مانگی کہ مرتے وقت اس کا کفن بناؤں۔ سہل کہتے ہیں وہی چادر اس صحابی کے کفن کے لیے استعمال ہوئی[4]۔

بَاب ۱۳۰۹ النَّجَّارِ۔

باب بڑھئی کا بیان

[1] کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو پسند تھا۔ کدو نہایت عمدہ ترکاری ہے یعنی لمبا کدو سرد تر اور دافع تپ وخفقان و رافع حرارت وخشکی بدن اور قبض بواسیری کو رفع کرتا ہے پیٹھے کی بھی یہی خاصیت ہے گو کدو کا کھانا دین کا کوئی کام نہیں ہے کہ اس کی پیروی لازم ہو مگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت اس کو مقتضی ہے کہ ہر مسلمان کدو سے رغبت رکھے جیسے انہوں نے کیا ۱۲ منہ [2] اس عورت کا نام معلوم نہیں ہوا ۱۲ منہ [3] وہ عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ تھے ۱۲ منہ [4] یہ حدیث اوپر کتاب الجنائز میں بھی گذر چکی ہے۔ یہاں امام بخاریؒ نے اس سے یہ نکالا کہ جولاہے کا پیشہ کرنا درست ہے ۱۲ منہ

۱۹۶۶ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ قَالَ أَتَى رِجَالٌ إِلَى سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ يَسْأَلُونَهُ عَنِ الْمِنْبَرِ فَقَالَ بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى فُلَانَةَ امْرَأَةٍ قَدْ سَمَّاهَا سَهْلٌ أَنْ مُرِي غُلَامَكِ النَّجَّارَ يَعْمَلُ لِي أَعْوَادًا أَجْلِسُ عَلَيْهِنَّ إِذَا كَلَّمْتُ النَّاسَ فَأَمَرَتْهُ يَعْمَلُهَا مِنْ طَرْفَاءِ الْغَابَةِ ثُمَّ جَاءَ بِهَا فَأَرْسَلَتْ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَا فَأَمَرَ بِهَا فَوُضِعَتْ فَجَلَسَ عَلَيْهَا۔

(از قتیبہ ابن سعید از عبدالعزیز) ابوحازم کہتے ہیں کہ کئی لوگ سہل بن سعد ساعدی کے پاس آئے ان سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے منبر کا حال پوچھنے لگے انہوں نے فرمایا کہ آنحضرتؐ نے فلاں عورت کے پاس سہل نے اس کا نام بتایا یہ کہلا بھیجا کہ وہ اپنے غلام بڑھئی سے یہ کہے کہ وہ مجھے کچھ لکڑیاں ایسی تیار کر دے جن پر میں بیٹھ کر لوگوں کو وعظ کیا کروں اس عورت نے اپنے غلام کو حکم دیا کہ مقام غابہ[1] کے جھاؤ سے ایک منبر تیار کرے چنانچہ وہ تیار کر لایا اور اس عورت نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیج دیا آپ نے اسے مسجد میں رکھوا دیا اور اسی پر بیٹھ کر وعظ فرماتے تھے۔[2]

۱۹۶۷ - حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَيْمَنَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ امْرَأَةً مِنَ الْأَنْصَارِ قَالَتْ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَلَا أَجْعَلُ لَكَ شَيْئًا تَقْعُدُ عَلَيْهِ فَإِنَّ لِي غُلَامًا نَجَّارًا قَالَ إِنْ شِئْتِ قَالَ فَعَمِلَتْ لَهُ الْمِنْبَرَ فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ قَعَدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ الَّذِي صُنِعَ فَصَاحَتِ النَّخْلَةُ الَّتِي كَانَ يَخْطُبُ عِنْدَهَا حَتَّى كَادَتْ أَنْ تَنْشَقَّ فَنَزَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى أَخَذَهَا فَضَمَّهَا إِلَيْهِ فَجَعَلَتْ تَئِنُّ أَنِينَ الصَّبِيِّ الَّذِي يُسَكَّتُ حَتَّى اسْتَقَرَّتْ قَالَ بَكَتْ عَلَى مَا كَانَتْ تَسْمَعُ مِنَ الذِّكْرِ۔

(از خلاد بن یحییٰ از عبدالواحد بن ایمن از والدش) جابر بن عبداللہ کہتے ہیں کہ ایک انصاری عورت[3] نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ کیا میں آپ کے لیے ایک ایسی چیز بنا دوں جس پر آپ (بوقت وعظ و خطبہ) بیٹھ جایا کریں، کیونکہ میرا ایک غلام بڑھئی ہے آپ نے فرمایا اچھا تیری مرضی بہر حال اس نے منبر تیار کرا دیا جب جمعہ کا دن ہوا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسی منبر پر بیٹھے جو تیار ہوا تھا اتنے میں وہ کھجور کی کڑی جس پر آپ (منبر بننے سے پہلے) سہارا لگا کر بیٹھا کرتے تھے آواز نکالنے لگی قریب تھی کہ پھٹ جائے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم منبر سے اترے اور اس کھجور کی کڑی کو اپنے سینہ سے لگایا اب وہ اس چھوٹے بچے کی طرح سسکیاں بھرنے لگی جسے چپ کرایا جاتا ہے آخر کار وہ خاموش ہو گئی حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ کڑی خطبہ سنا کرتی تھی اس لیے روئی۔[4]

بَابٌ ۱۳۱۰ شِرَاءِ الْإِمَامِ الْحَوَائِجَ

باب امام یا بادشاہ کا اپنی ضرورت کی چیزیں

[1] غابہ ایک مقام ہے مدینہ کے بلند جانب شام کی جانب وہاں جھاؤ کے بڑے بڑے درخت تھے ۱۲ منہ [2] یہ حدیث اوپر کتاب الجمعہ میں گذر چکی ہے ۱۲ منہ [3] اس کا نام معلوم نہیں ہوا البتہ غلام کا نام یا قوم یا قبیصہ یا میمون یا مینا یا ابراہیم یا کلاب تھا بعضوں نے کہا یہ منبر تمیم داری نے بنایا تھا ۱۲ منہ [4] کہ آپ نے اس کو چھوڑ دیا اور منبر پر خطبہ پڑھنے لگے سبحان اللہ ہر چیز میں روح اور ادراک ہے اور اللہ کی محبت سب کرتے ہیں۔ ع از خدا گشتی ہمہ چیز از تو گشت۔ یہ حدیث اوپر کتاب الجمعہ میں گذر چکی ہے ۱۲ منہ

بِنَفْسِهٖ وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ اشْتَرَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمَلًا مِّنْ عُمَرَ وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِيْ بَكْرٍ جَاءَ مُشْرِكٌ بِغَنَمٍ فَاشْتَرَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُ شَاةً وَّاشْتَرٰى مِنْ جَابِرٍ بَعِيْرًا۔

خود خریدنا

ابن عمر کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ سے ایک اونٹ خریدا[۲] اور عبدالرحمان بن ابی بکرؓ نے کہا ایک مشرک بکریاں لے کر آیا آنحضرتؐ نے اس سے ایک بکری خریدی[۳] اور حضرت جابرؓ سے ایک اونٹ خریدا[۴]

۱۹۶۸۔ حَدَّثَنَا يُوْسُفُ بْنُ عِيْسٰى حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعٰوِيَةَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتِ اشْتَرٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ يَّهُوْدِيٍّ طَعَامًا بِنَسِيْئَةٍ وَّرَهَنَهٗ دِرْعَهٗ۔

(از یوسف بن عیسٰی از ابو معاویہ از اعمش از ابراہیم از اسود) حضرت عائشہ فرماتی ہیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک یہودی سے غلّہ ادھار خریدا اور اپنی زرہ اس کے پاس رہن رکھ دی۔

بَاب ۱۳۱۔ شِرَاءِ الدَّوَابِّ وَالْحَمِيْرِ وَاِذَا اشْتَرٰى دَابَّةً اَوْ جَمَلًا وَّهُوَ عَلَيْهِ هَلْ يَكُوْنُ ذٰلِكَ قَبْضًا قَبْلَ اَنْ يَّنْزِلَ وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعُمَرَ بِعْنِيْهِ يَعْنِيْ جَمَلًا صَعْبًا۔

جو سرکش ہے میرے ہاتھ بیچ ڈال[۵]

باب چوپایوں، گدھوں کی خریدداری۔

اگر کوئی شخص سواری کا جانور یا اونٹ خریدے اور بائع یعنی بیچنے والا اس وقت اس پر سوار ہو تو اس کے اترنے سے پہلے خریدار کا قبضہ مکمل ہو جائے گا یا نہیں حضرت ابن عمر فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا یہ اونٹ

۱۹۶۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ وَّهْبِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ غَزَاةٍ فَاَبْطَاَ بِيْ جَمَلِيْ وَاَعْيَا فَاَتٰى عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ جَابِرٌ فَقُلْتُ نَعَمْ قَالَ مَا شَاْنُكَ قُلْتُ اَبْطَاَ عَلَيَّ جَمَلِيْ وَاَعْيَا

(از محمد بن بشار از عبدالوہاب از عبید اللہ از وہب بن کیسان) جابر بن عبداللہ کہتے ہیں میں ایک جنگ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا۔ میرا اونٹ چلتے چلتے (آہستہ) تھک گیا اتنے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا جابرؓ! میں نے عرض کیا جی حضور! آپ نے دریافت فرمایا، کیا حال ہے؟ میں نے عرض کیا یہ اونٹ نہیں چلتا تھک گیا ہے۔ لہٰذا پیچھے رہ گیا آپ سواری سے

---

[۱] یعنی یہ امر مروت کے خلاف نہیں ہے کیونکہ بادشاہ بھی ایک آدمی ہے اس کو بھی اسی طرح ضرورتیں ہوتی ہیں جیسی اور آدمیوں کو ہوتی ہیں اپنا سودا آپ بازار سے خریدنا اور خود ہی اس کو اٹھا کر لے آنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے اور جو کوئی اس کو برا یا عزت کے خلاف سمجھے وہ مردود و شقی ہے خسر الدنیا والاخرۃ ۱۲ منہ [۲] اس کو خود امام بخاری نے کتاب الہبہ میں وصل کیا ۱۲ منہ [۳] اس کو امام بخاری نے کتاب البیوع میں وصل کیا ۱۲ منہ [۴] یہ حدیث آگے موصولاً مذکور ہوگی ۱۲ منہ [۵] امام بخاری نے کتاب الہبہ میں اس کو وصل کیا ۱۲ منہ

فَتَخَلَّفْتُ وَحَنَزَلَ يَحْجُنُهُ بِمِحْجَنِهِ ثُمَّ قَالَ ارْكَبْ فَرَكِبْتُ فَلَقَدْ رَأَيْتُهُ أَكُفُّهُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَزَوَّجْتَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ بِكْرًا أَمْ ثَيِّبًا قُلْتُ بَلْ ثَيِّبًا قَالَ أَفَلَا جَارِيَةً تُلَاعِبُهَا وَتُلَاعِبُكَ قُلْتُ إِنَّ لِي أَخَوَاتٍ فَأَحْبَبْتُ أَنْ أَتَزَوَّجَ امْرَأَةً تَجْمَعُهُنَّ وَتَمْشُطُهُنَّ وَتَقُومُ عَلَيْهِنَّ قَالَ أَمَا إِنَّكَ قَادِمٌ فَإِذَا قَدِمْتَ فَالْكَيْسَ الْكَيْسَ ثُمَّ قَالَ أَتَبِيعُ جَمَلَكَ قُلْتُ نَعَمْ فَاشْتَرَاهُ مِنِّي بِأُوقِيَةٍ ثُمَّ قَدِمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلِي وَقَدِمْتُ بِالْغَدَاةِ فَجِئْنَا إِلَى الْمَسْجِدِ فَوَجَدْتُهُ عَلَى بَابِ الْمَسْجِدِ قَالَ الْآنَ قَدِمْتَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَدَعْ جَمَلَكَ فَادْخُلْ فَصَلِّ رَكْعَتَيْنِ فَدَخَلْتُ فَصَلَّيْتُ فَأَمَرَ بِلَالًا أَنْ يَزِنَ لَهُ أُوقِيَةً فَوَزَنَ لِي بِلَالٌ فَأَرْجَحَ فِي الْمِيزَانِ فَانْطَلَقْتُ حَتَّى وَلَّيْتُ فَقَالَ ادْعُ لِي جَابِرًا قُلْتُ الْآنَ يَرُدُّ عَلَيَّ الْجَمَلَ وَلَمْ يَكُنْ شَيْءٌ أَبْغَضَ إِلَيَّ مِنْهُ قَالَ خُذْ جَمَلَكَ وَلَكَ ثَمَنُهُ۔

اتر کر اس اونٹ کو ٹیڑھے منہ کی لکڑی سے کھینچنے لگے۔ پھر فرمایا سوار ہو جا۔ میں سوار ہو گیا۔ وہ ایسا تیز ہو گیا کہ میں اسے روکنے کی فکر میں لگا کہیں آنحضرتؐ سے آگے نہ نکل جائے آپؐ نے پوچھا جابر تو نے نکاح کیا ہے؟ میں نے عرض کیا جی حضور! آپؐ نے پوچھا کنواری سے یا بیوہ سے؟ میں نے عرض کیا بیوہ سے آپؐ نے فرمایا کنواری سے کیوں نہیں کیا؟ تو اس سے کھیلتا وہ تجھ سے کھیلتی میں نے عرض کیا میری بہت سی بہنیں ہیں تو میں نے یہ خیال کیا ایسی عورت سے نکاح کروں جو انہیں سنبھالے کنگھی کرے، ان کا خیال رکھے[1] آپؐ نے فرمایا اب تو اپنی بیوی کے پاس پہنچے گا خوب مزے لینا پھر فرمایا کیا یہ اونٹ بیچتا ہے؟ میں نے کہا جی ہاں پھر ایک اوقیہ چاندی کے بدلے آپؐ نے اسے مجھ سے خرید لیا بعد ازاں آپؐ مجھ سے پہلے مدینہ پہنچ گئے میں دوسرے دن صبح پہنچا، ہم مسجد میں آئے تو آپؐ مسجد کے دروازے پر ملے۔ دریافت فرمایا کیا تو اب آیا ہے؟ میں نے کہا جی ہاں آپؐ نے فرمایا اونٹ کو چھوڑ دے مسجد میں جا دو رکعتیں پڑھ میں مسجد میں گیا نماز پڑھی پھر آپؐ نے بلال رضؓ کو حکم دیا مجھے ایک اوقیہ چاندی تول دے بلال نے جھکتی ہوئی تول دی میں بیٹھ کر کے چل دیا تو آپؐ نے فرمایا جابر کو بلاؤ۔ میں یہ سمجھا شاید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اونٹ واپس کر دیں گے اس سے زیادہ ناگوار کوئی چیز میرے نزدیک نہ تھی آپؐ نے فرمایا اپنا اونٹ بھی لے جا اور اس کی قیمت بھی تیری ہے۔[2]

بَابُ ۱۳۱ الْأَسْوَاقِ الَّتِي كَانَتْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَتَبَايَعَ بِهَا النَّاسُ فِي الْإِسْلَامِ

باب زمانہ جاہلیت کے بازاروں میں خرید و فروخت کا درست ہونا۔ وہاں اسلام کے زمانہ میں بھی لوگ خرید و فروخت کرتے رہے۔

---

[1] مسلم کی روایت میں یوں ہے کہ عبداللہ نے کہا کہ میرے باپ شہید ہوئے اور نو بہنیں میری پیچھے چھوڑ گئے میں نے یہ پسند نہیں کیا کہ ایک جورو انہی کی طرح کروں (یعنی وہ بھی ان کے ساتھ کھیل کود کرتی رہے بلکہ میں نے یہ مناسب سمجھا کہ ایک سنجیدہ عمر والی شوہر دیدہ عورت کروں جو ان لڑکیوں کو سنبھالے ۱۲ منہ

[2] باب کی دونوں حدیثوں میں کہیں گدھے کا ذکر نہیں ہے جس کا بیان ترجمہ باب میں ہے اور شاید امام بخاری نے گدھے کو اونٹ پر قیاس کیا دونوں چوپائے اور سواری کے جانور ہیں دوسری روایت میں ہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیچتے وقت یہ شرط کر لی تھی کہ مدینہ پہنچنے تک میں اس پر سوار رہوں گا۔ امام احمد بن حنبل رح نے بیع میں یہ شرط اسی حدیث سے درست رکھی ہے۔ اور شافعیہ اور حنفیہ نے اس کو جائز نہیں رکھا۔ اس حدیث کو امام بخاری نے اس کتاب میں بیس جگہوں کے قریب بیان کیا ہے ۱۲ منہ

[3] امام بخاری نے گدھے کو اونٹ پر قیاس کیا کیونکہ دونوں سواریاں ہیں حضرت جابر سوار ہو کر گئے جبکہ سودا ہو چکا تھا ۱۲ عبدالرزاق۔

۱۹۷۰ - حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ حَدَّثَنَا سُفْیٰنُ عَنْ عَمْرٍو عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ کَانَتْ عُکَاظٌ وَمَجَنَّۃُ وَذُو الْمَجَازِ اَسْوَاقًا فِی الْجَاھِلِیَّۃِ فَلَمَّا کَانَ الْاِسْلَامُ تَاَثَّمُوْا مِنَ التِّجَارَۃِ فِیْھَا فَاَنْزَلَ اللّٰہُ لَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ فِیْ مَوَاسِمِ الْحَجِّ قَرَأَ ابْنُ عَبَّاسٍ کَذَا۔

(از علی بن عبد اللہ از سفیان از عمرو) ابن عباس فرماتے ہیں عکاظ مجنہ اور ذو المجاز زمانہ جاہلیت کے بازار تھے۔ اسلام کے زمانہ میں لوگوں نے وہاں تجارت کرنا گناہ سمجھا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا لَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّکُمْ (موسم حج میں تم پر تجارت کرنے میں (جاہلیت کے بازاروں میں) کوئی گناہ نہیں) البقرہ ۱۹۸) ابن عباسؓ نے فی مواسم الحج بھی آیت کا حصہ مانا ہے۔ اور اسی طرح[1] ان کی قراءت میں ہے۔

بَابٌ ۱۳۱۳ شِرَاءِ الْاِبِلِ الْھِیْمِ اَوِ الْاَجْرَبِ الْھَائِمُ الْمُخَالِفُ لِلْقَصْدِ فِیْ کُلِّ شَیْءٍ۔

باب بیمار یا خارشی[2] اونٹ کو خریدنا۔ ہائم اسے کہتے ہیں جو اعتدال سے نکل جائے۔

۱۹۷۱ - حَدَّثَنَا عَلِیٌّ حَدَّثَنَا سُفْیٰنُ قَالَ قَالَ عَمْرٌو کَانَ ھٰھُنَا رَجُلٌ اِسْمُہٗ نَوَّاسٌ وَّکَانَتْ عِنْدَہٗ اِبِلٌ ھِیْمٌ فَذَھَبَ ابْنُ عُمَرَؓ فَاشْتَرٰی تِلْکَ الْاِبِلَ مِنْ شَرِیْکٍ لَّہٗ فَجَاءَ اِلَیْہِ شَرِیْکُہٗ فَقَالَ بِعْنَا تِلْکَ الْاِبِلَ فَقَالَ مِمَّنْ بِعْتَھَا قَالَ مِنْ شَیْخٍ کَذَا وَکَذَا فَقَالَ وَیْحَکَ ذَاکَ وَاللّٰہِ ابْنُ عُمَرَ فَجَاءَہٗ فَقَالَ اِنَّ شَرِیْکِیْ بَاعَکَ اِبِلًا ھِیْمًا وَّلَمْ یَعْرِفْکَ قَالَ فَاسْتَقْھَا قَالَ فَلَمَّا ذَھَبَ یَسْتَاقُھَا فَقَالَ دَعْھَا رَضِیْنَا بِقَضَاءِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا عَدْوٰی سَمِعَ سُفْیَانُ عَمْرًوا۔

(از علی بن سفیان) عمرو کہتے ہیں یہاں نواس نامی ایک شخص تھا۔ اس کے پاس بیمار اونٹ تھے۔ ابن عمرؓ گئے۔ اس کے ایک کاروباری شریک سے یہ اونٹ خرید لئے۔ وہ نواس کے پاس گیا اور کہنے لگا ہم نے خارشی اونٹ بیچ ڈالے۔ نواس نے کہا کس کے ہاتھ؟ اس کاروباری ساجھی (شریک) نے کہا۔ فلاں شکل کے بزرگ تھے۔ اس نے کہا ارے وہ تو بخدا حضرت عبداللہ بن عمرؓ ہیں۔ بہرحال نواس حضرت ابن عمرؓ کے پاس آیا اور کہنے لگا۔ میرے ساتھی نے آپ کے ہاتھ بیمار اونٹ بیچ دیئے۔ اور آپ کو ان کا عیب بیماری ظاہر نہ کیا۔ انہوں نے کہا۔ اچھا وہ اونٹ واپس ہانک لے جا۔ جب وہ ہانک کر لے جانے لگا۔ تو حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا اچھا رہنے دے ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد پر راضی ہیں (لا عدویٰ) (چھوت[3] کوئی چیز نہیں) علی بن مدینی کہتے ہیں سفیان نے عمرو سے سنا ہے۔

بَابٌ ۱۳۱۴ بَیْعِ السِّلَاحِ فِی الْفِتْنَۃِ وَغَیْرِھَا وَکَرِہَ عِمْرَانُ بْنُ حُصَیْنٍ

باب فتنہ و فساد اور عدم فساد کے زمانہ میں ہتھیاروں کی خرید و فروخت کیسی ہے؟ عمران بن حصین نے

[1] ان کی قراءت میں یہ الفاظ زیادہ ہیں فی مواسم الحج جیسے اوپر گذر چکا اور مجاہد اور سعید بن جبیر اور عکرمہ اور منصور بن معتمر اور قتادہ اور ابراہیم نخعی اور ربیع بن انسؓ سے بھی ایسا ہی منقول ہے ۱۲ منہ [2] یہاں یہ اعتراض ہوا ہے کہ ہیم ہائم کی جمع ہے نہیں بلکہ ہیم بیمار کی جمع ہے۔ مصابیح والے نے یوں جواب دیا ہے کہ ہیم ہائم کی بھی جمع ہو سکتی ہے جیسے بازل کی جمع بزل آتی ہے پھر ہا کا ضمہ یا کے کسرہ سے بدل دیا گیا جیسے بیض میں جو ابیض کی جمع ہے ہیام ایک بیماری ہے جو اونٹ کو ہو جاتی ہے اس کو پانی کا ہر گز ہر دم جاتا ہے پیتا ہی چلا جاتا ہے آخر پی پی کر مر جاتا ہے ۱۲ منہ [3] یعنی ایک کی بیماری دوسرے کو لگ جانا جس کو عدویٰ کہتے ہیں حالانکہ حدیث میں خارشی اونٹ کا ذکر نہیں ہے مگر امام بخاری نے خارشت کو بھی ہیام کی بیماری پر قیاس کیا ۱۲ منہ۔

بَيْعِهِ فِي الْفِتْنَةِ -

زمانۂ فساد میں مکروہ سمجھا ہے۔[1]

۱۹۷۲ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ أَفْلَحَ عَنْ أَبِي مُحَمَّدٍ مَوْلَى أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ حُنَيْنٍ فَأَعْطَاهُ يَعْنِي دِرْعًا فَبِعْتُ الدِّرْعَ فَابْتَعْتُ بِهِ مَخْرَفًا فِي بَنِي سَلِمَةَ فَإِنَّهُ لَأَوَّلُ مَالٍ تَأَثَّلْتُهُ فِي الْإِسْلَامِ -

(از عبداللہ بن مسلمہ از مالک از یحییٰ بن سعید از ابن افلح، از ابو محمد جو ابو قتادہ کے غلام ہیں) حضرت ابو قتادہ فرماتے ہیں ہم جنگ حنین کے سال میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ روانہ ہوئے آپؐ نے مجھے ایک زرہ عطا کی۔ میں نے وہ بیچ کر بنی سلمہ کے علاقہ میں ایک باغ خریدا۔ اور یہ پہلی جائداد ہے۔ جو اسلامی زمانہ میں میں نے حاصل کی۔

بَاب ۱۳۱۵ فِي الْعَطَّارِ وَبَيْعِ الْمِسْكِ

باب عطار اور مشک فروشی کا بیان۔

۱۹۷۳ - حَدَّثَنِي مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا أَبُو بُرْدَةَ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا بُرْدَةَ بْنَ أَبِي مُوسَى عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الْجَلِيسِ الصَّالِحِ وَالْجَلِيسِ السُّوْءِ كَمَثَلِ صَاحِبِ الْمِسْكِ وَكِيرِ الْحَدَّادِ لَا يَعْدَمُكَ مِنْ صَاحِبِ الْمِسْكِ إِمَّا تَشْتَرِيهِ أَوْ تَجِدُ رِيحَهُ وَكِيرُ الْحَدَّادِ يُحْرِقُ بَدَنَكَ أَوْ ثَوْبَكَ أَوْ تَجِدُ مِنْهُ رِيحًا خَبِيثَةً -

(از موسیٰ بن اسماعیل از عبدالواحد از ابو بردہ بن عبداللہ از ابو بردہ بن ابی موسیٰ) ابو موسیٰ اشعری کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھے اور برے ہمنشین کی مثال مشک اور لوہار کی بھٹی کی طرح ہے عطار کے پاس جانا فائدے سے خالی نہیں۔ یا مشک خریدو گے یا کم از کم مشک وعطر تو سونگھ لوگے۔ مگر لوہار کی بھٹی تیرا بدن یا کپڑا جلا دے گی۔ یا کم از کم بدبو تو سنگھا ہی دے گی۔

بَاب ۱۳۱۶ ذِكْرِ الْحَجَّامِ

باب پچھنے لگانے والے کا بیان

۱۹۷۴ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ حَجَمَ أَبُو طَيْبَةَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَ

(از عبداللہ بن یوسف از مالک از حمید) انس بن مالک فرماتے ہیں ابو طیبہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پچھنے لگائے۔ آپؐ نے اس کے لئے ایک صاع کھجور دینے کا حکم دیا۔ اور اس کے

---

[1] اس کو ابن عدی نے کامل میں وصل کیا اور طبرانی نے معجم کبیر میں اس کو مرفوعاً روایت کیا لیکن اس کا اسناد ضعیف ہے ۱۲ منہ [2] اس حدیث سے ترجمہ باب کا ایک جزو یعنی جب فساد نہ ہو اس وقت جنگی سامان کا بیچنا درست نکلتا ہے کیونکہ زرہ بھی ہتھیار یعنے لڑائی کے سامان میں داخل ہے اب رہی یہ بات کہ فساد کے زمانہ میں ہتھیار بیچنا تو یہ بعض نے مکروہ رکھا ہے جب ان لوگوں کے ہاتھ بیچے جو فتنہ میں ناحق پر ہوں کیونکہ ایسا کرنا گناہ اور معصیت پر اعانت ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ - البتہ اس جماعت کے ہاتھ جو حق پر ہو بیچنا مکروہ نہیں ہے ۱۲ منہ [3] یعنی ایک کی بیماری دوسرے کو لگ جانا جس کو عدوی کہتے ہیں حالانکہ حدیث میں اونٹ کا ذکر نہیں ہے مگر امام بخاری نے خارشت کو بھی ہیام کی بیماری پر قیاس کیا ۱۲ منہ [4] امام بخاری پر اللہ تعالیٰ بیشمار رحمتیں برسائے ہیام کی بیماری پر خارشت کو قیاس کیا امت کیلئے اجتہاد کو وسعت دی حقیقت یہ ہے کہ اجتہاد کرنے کے

لَا بِصَاعٍ مِّنْ تَمْرٍ وَّ أَمَرَ أَهْلَهُ أَنْ يُّخَفِّفُوْا مِنْ خَرَاجِهِ

۱۹۷۵ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا خَالِدٌ هُوَ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ احْتَجَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَعْطَى الَّذِي حَجَمَهُ وَلَوْ كَانَ حَرَامًا لَّمْ يُعْطِهِ

بَابُ ۱۳۱ التِّجَارَةِ فِيمَا يُكْرَهُ لُبْسُهُ لِلرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ -

۱۹۷۶ - حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرِ بْنُ حَفْصٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ أَرْسَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى عُمَرَ بِحُلَّةِ حَرِيرٍ أَوْ سِيَرَاءَ فَرَآهَا عَلَيْهِ فَقَالَ إِنِّي لَمْ أُرْسِلْ بِهَا إِلَيْكَ لِتَلْبَسَهَا إِنَّمَا يَلْبَسُهَا مَنْ لَّا خَلَاقَ لَهُ إِنَّمَا بَعَثْتُ إِلَيْكَ لِتَسْتَمْتِعَ بِهَا يَعْنِي تَبِيعُهَا

۱۹۷۷ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا اشْتَرَتْ نُمْرُقَةً فِيهَا تَصَاوِيرُ فَلَمَّا رَآهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ عَلَى الْبَابِ فَلَمْ يَدْخُلْهُ فَعَرَفْتُ فِي وَجْهِهِ الْكَرَاهِيَةَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَتُوبُ إِلَى اللّٰهِ وَإِلَى رَسُولِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَاذَا أَذْنَبْتُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بَالُ هٰذِهِ النُّمْرُقَةِ قُلْتُ اشْتَرَيْتُهَا لَكَ لِتَقْعُدَ عَلَيْهَا وَ

مالکوں کو اس سے محصول تھوڑا لیا کریں[1]۔ (ابو طیبہ غلام تھے)

(از مسدد از خالد بن عبداللہ از خالد از عکرمہ) ابن عباسؓ فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھنے لگوائے اور پچھنے لگانے والے کو مزدوری دی۔ اگر یہ کام حرام ہوتا تو مزدوری کیوں دیتے۔

باب جن چیزوں کا پہننا مرد یا عورت کے لئے مکروہ ہے، ان کی تجارت کرنا[2]

(از آدم از شعبہ از ابوبکر بن حفص از سالم بن عبداللہ بن عمرؓ) ابن عمرؓ فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ کو ایک ریشمی جوڑا یا زرد دھاری دار ریشمی جوڑا بھیجا۔ حضرت عمرؓ نے پہن لیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دیکھ کر فرمایا۔ میں نے اس لئے نہیں بھیجا تھا کہ تم اسے پہنو۔ اسے تو وہ پہنتا ہے جس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔ میں نے اس لئے بھیجا تھا کہ اسے بیچ کر اپنے کام میں لا۔

(از عبداللہ بن یوسف از مالک از نافع از قاسم بن محمد) حضرت عائشہ ام المومنین رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ (خود) انہوں نے ایک تکیہ خریدا۔ جس پر تصویریں تھیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو دروازے پر کھڑے ہو گئے (اندر تشریف نہ لائے) میں نے آپؐ کے چہرے پر نفرت کے آثار پائے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں اللہ اور اس کے رسول کے سامنے توبہ کرتی ہوں۔ میں نے کونسا گناہ کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا۔ یہ تکیہ کیسا ہے؟ میں نے عرض کیا میں نے آپؐ کے بیٹھنے اور تکیہ لگانے کے لئے خریدا ہے۔ آپؐ نے فرمایا جن لوگوں نے تصویریں بنائی ہیں وہ قیامت کے دن عذاب دیئے جائیں گے۔ اور ان سے کہا جائے گا۔ جو چیزیں تم نے بنائی ہیں، ان میں

---

[1] یعنی جو روزانہ یا ماہواری اس سے لیا کرتے تھے۔ عرب میں مالک لوگ اپنے غلام کی لیاقت اور محنت کے لحاظ سے اس پر ایک شرح مقرر کر دیا کرتے کہ اتنا روز یا مہینے مہینے ہم کو دیا کرے اس کو خراج کہتے ہیں ۱۲ منہ

[2] بشرطیکہ دوسرا کوئی کو کافر ہی سہی اس سے فائدہ اٹھا سکے لیکن اس چیز کا بیچنا جس سے کوئی فائدہ نہ اٹھا سکے درست نہیں ہے اور راجح قول یہی ہے۔ اب باب میں جو حدیث ہے اس میں ریشمی جوڑے کا ذکر ہے وہ مردوں کے لئے مکروہ ہے، عورتوں کے لئے مکروہ نہیں ہے۔ اسمٰعیلی نے اس پر اعتراض کیا اور جواب یہ ہے کہ مردوں کے لئے جو چیز مکروہ ہے اس کے بیچنے کا جواز حدیث سے نکلتا ہے تو عورتوں کے لئے جو مکروہ ہے اس کی بیع کا جواز بھی اس پر قیاس کرنے سے نکل آیا یا یہ کہ ترجمہ باب میں کراہت سے عام کراہت مراد ہے تحریمی ہو یا تنزیہی اور ریشمی کپڑے عورتوں کے لئے گو حرام نہیں ہیں مگر تنزیہًا مکروہ ہیں ۱۲ منہ

تَوَسَّدَهَا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَصْحَابَ هٰذِهِ الصُّوَرِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُعَذَّبُوْنَ فَيُقَالُ لَهُمْ أَحْيُوْا مَا خَلَقْتُمْ وَقَالَ إِنَّ الْبَيْتَ الَّذِيْ فِيْهِ الصُّوَرُ لَا تَدْخُلُهُ الْمَلٰٓئِكَةُ۔

روح بھی ڈالو[۱] آپ نے یہ بھی فرمایا۔ جس گھر میں مورتیں ہوں، وہاں فرشتے داخل نہیں ہوتے[۲]

بَاب ۱۳۱۸ صَاحِبُ السِّلْعَةِ أَحَقُّ بِالسَّوْمِ۔

باب جس کا مال یعنی سودا ہے اُسے قیمت بنانے کا زیادہ حق ہے[۳]

۱۹۷۸۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمٰعِيْلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ عَنْ أَنَسٍؓ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا بَنِي النَّجَّارِ ثَامِنُوْنِيْ بِحَائِطِكُمْ وَفِيْهِ خِرَبٌ وَّنَخْلٌ۔

(از موسیٰ بن اسمٰعیل از عبدالوارث از ابوالتیاح از حضرت انسؓ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے بنی نجار! تم مجھ سے اپنے باغ کی قیمت لے لو۔

اس میں کھنڈر تھے اور کھجور کے درخت[۴]۔

بَاب ۱۳۱۹ كَمْ يَجُوْزُ الْخِيَارُ۔

باب بیع توڑ ڈالنے کا کب تک اختیار رہتا ہے[۵]؟

۱۹۷۹۔ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ سَمِعْتُ يَحْيٰى قَالَ سَمِعْتُ نَافِعًا عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الْمُتَبَايِعَيْنِ بِالْخِيَارِ فِيْ بَيْعِهِمَا مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا أَوْ يَكُوْنُ الْبَيْعُ خِيَارًا قَالَ نَافِعٌ وَّكَانَ ابْنُ عُمَرَ إِذَا اشْتَرٰى شَيْئًا يُّعْجِبُهُ فَارَقَ صَاحِبَهُ۔

(از صدقہ از عبدالوہاب از یحییٰ از نافع از ابن عمرؓ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بائع اور مشتری دونوں کو اپنے معاملے میں اُس وقت تک اختیار رہے جب تک وہ جدا نہ ہوں یا بیع میں خیار (اختیار فسخ) کی شرط ہو[۱]۔ نافع کہتے ہیں کہ حضرت ابن عمرؓ جب کوئی ایسی چیز خریدتے جو اُن کو پسند آتی تو بائع سے جدا ہو جاتے[۲] (تاکہ کہیں بیع فسخ نہ ہو جائے)

۱۹۸۰۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي الْخَلِيْلِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ

(از حفص بن عمر از ہمام از قتادہ از ابوالخلیل از عبداللہ بن حارث از حکیم بن حزام) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بائع اور مشتری دونوں

---

[۱] اس حدیث سے صاف یہ نکلتا ہے کہ جاندار کی مورت بنانا مطلقاً حرام ہے نقشی ہو یا مجسم کس لئے کہ تکیے پر نقشی صورتیں بنی ہوئی تھیں اور باب کا مطلب اس حدیث سے اس طرح نکلتا ہے کہ باوجودیکہ آپ نے مورت دار کپڑا عورت اور مرد دونوں کے لئے مکروہ رکھا مگر اس کا خریدنا جائز سمجھا کس لئے کہ حضرت عائشہؓ کو یہ حکم نہیں دیا کہ بیع کو فسخ کریں ۱۲ منہ [۲] یعنی رحمت کے فرشتے جو اپنی خوشی سے مؤمنین کے پاس آتے جاتے رہتے ہیں باقی جو فرشتے خدا کے حکم سے آتے ہیں وہ تو ہر حال میں اور ہر جگہ آئیں گے ۱۲ منہ [۳] یعنی مال کی قیمت وہی بیان کرے پھر خریدار جو چاہے کہے اس کا یہ مطلب نہیں کہ ایسا کرنا واجب ہے کیونکہ اوپر جابرؓ کی حدیث میں گذرا ۱۲ منہ [۴] یہ حدیث اوپر کتاب الصلوٰۃ میں گذر چکی ہے ۱۲ منہ [۵] بیع میں کئی طرح کے خیار ہوتے ہیں۔ ایک خیار المجلس یعنی جب تک بائع اور مشتری اسی جگہ ہیں جہاں عقد ہوا تو دونوں کو بیع کے فسخ کا اختیار رہتا ہے۔ دوسرے خیار الشرط یعنی مشتری تین دن کی شرط کر لے یا اس سے کم کی۔ تیسرے خیار الرؤیۃ یعنی مشتری نے بن دیکھے چیز خرید لی ہو تو دیکھنے پر اس کو اختیار ہوتا ہے چاہے بیع قائم رکھے چاہے فسخ کر ڈالے اس کے سوا اور بھی خیار ہیں جن کو قسطلانی نے بیان کیا ہے ۱۲ منہ [۶] تو جو ۔ ٹھہری ہے اس مدت تک مشتری کو اختیار رہے گا کہ دونوں جدا ہو جائیں بعضوں نے اس کا یہ معنی کیا ہے کہ بائع عقد پورا ہونے کے بعد مشتری کو اختیار دے اور وہ یہ کہے کہ میں بیع کو نافذ کرتا ہوں تو اب اس کو فسخ کا اختیار نہ رہے گا گو وہ اسی مجلس میں بیٹھا رہے۔ اس کا ذکر آگے آئے گا ۱۲ منہ [۷] یعنی وہاں سے جلدی چل دیتے تاکہ فسخ بیع کا اختیار نہ رہے۔ اس سے صاف نکلتا ہے کہ جدا ہونے سے حدیث میں دونوں کا جدا ہونا مراد ہے ۱۲ منہ۔

عَنْ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَفْتَرِقَا وَزَادَ أَحْمَدُ حَدَّثَنَا بَهْزٌ قَالَ قَالَ هَمَّامٌ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِأَبِي التَّيَّاحِ فَقَالَ كُنْتُ مَعَ أَبِي الْخَلِيلِ لَمَّا حَدَّثَهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ الْحَارِثِ بِهَذَا الْحَدِيثِ۔

کو اختیار رہے (فسخ بیع کا) جب تک وہ ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں۔

احمد نے بحوالہ بہز بن راشد، ہمام، ابو التیاح روایت کیا ہے کہ میں ابو الخلیل کے پاس تھا جب عبداللہ بن حارث نے ان سے یہ حدیث بیان کی۔

بَابٌ ۱۳۲۰ إِذَا لَمْ يُوَقِّتْ فِي الْخِيَارِ هَلْ يَجُوزُ الْبَيْعُ۔

باب اگر کوئی شخص بائع یا مشتری اختیار کی مدت معین نہ کرے، تو بیع جائز ہوگی یا نہیں [۱]؟

۱۹۸۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا أَوْ يَقُولُ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ اخْتَرْ وَرُبَّمَا قَالَ أَوْ يَكُونُ بَيْعَ خِيَارٍ۔

(از ابو النعمان از حماد بن زید از ایوب از نافع) ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بائع اور مشتری دونوں کو اس وقت تک اختیار ہے جب تک دونوں جدا نہ ہوں۔ یا ایک دوسرے سے یوں نہ کہہ دے کہ تو اختیار کر لے (فسخ یا عقد) یا خود بیع میں اختیار کی شرط ہو۔

بَابٌ ۱۳۲۱ الْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا وَبِهِ قَالَ ابْنُ عُمَرَ وَشُرَيْحٌ وَالشَّعْبِيُّ وَطَاوُسٌ وَابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ

باب بائع اور مشتری کو اختیار ہے جب تک جدا نہ ہوں۔

ابن عمر، شریح شعبی طاوس اور ابن ابی ملیکہ کا یہی قول ہے۔

۱۹۸۲۔ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا حَبَّانُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ قَتَادَةُ أَخْبَرَنِي عَنْ صَالِحٍ أَبِي الْخَلِيلِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ سَمِعْتُ حَكِيمَ بْنَ حِزَامٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا فَإِنْ صَدَقَا وَبَيَّنَا بُورِكَ لَهُمَا فِي بَيْعِهِمَا وَإِنْ كَذَبَا وَكَتَمَا مُحِقَتْ بَرَكَةُ بَيْعِهِمَا۔

(از اسحاق از حبان از شعبہ از قتادہ از صالح ابو الخلیل از عبداللہ ابن حارث از حکیم بن حزامؓ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بائع اور مشتری دونوں کو اختیار ہے جب تک جدا نہ ہوں۔ اگر دونوں سچ بولیں گے اور اصل حال بیان کر دیں گے تو ان کی بیع میں برکت ہوگی۔ اگر جھوٹ بولیں گے اور اصل حال چھپائیں گے تو بیع کی برکت مٹ جائے گی۔

۱۹۸۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رضی أَنَّ رَسُولَ

(از عبداللہ بن یوسف از مالک از نافع از عبداللہ بن عمرؓ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بائع اور مشتری دونوں کو ایک دوسرے

---

[۱] اس مسئلہ میں اختلاف ہے شافعیہ اور حنفیہ کے نزدیک خیار الشرط کی مدت تین دن سے زیادہ نہیں ہو سکتی اگر اس سے زائد مدت ٹھہرے یا کوئی مدت معین نہ ہو تو بیع باطل ہو جاتی ہے اور امام احمد اور اسحاق کا یہ مذہب ہے کہ بیع جائز ہے اور جتنی مدت ٹھہرائے اتنی مدت تک اختیار رہے گا اور جو کوئی مدت معین نہ ہو تو ہمیشہ اختیار رہے گا اور اوزاعی اور ابن ابی لیلیٰ کہتے ہیں کہ خیار کی شرط باطل ہوگی اور بیع لازم ہوگی ۱۲ منہ

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُتَبَايِعَانِ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا بِالْخِيَارِ عَلَى صَاحِبِهِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا إِلَّا بَيْعَ الْخِيَارِ

کے مقابل اختیار ہے دونوں کو جب تک جدا نہ ہوں[1]۔ البتہ بیع خیار میں (یعنی بائع بیع کے بعد مشتری کو اختیار دے اور رکھنے میں بیع کو نافذ کرتا ہوں[2])۔

بَابُ ۱۳۲۲ إِذَا خَيَّرَ أَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ بَعْدَ الْبَيْعِ فَقَدْ وَجَبَ الْبَيْعُ

باب جب بائع یا مشتری دوسرے کو بیع کے بعد اختیار دے اور وہ بیع پسند کرے تو بیع لازم ہوگئی۔

۱۹۸۴- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ إِذَا تَبَايَعَ الرَّجُلَانِ فَكُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا وَكَانَا جَمِيعًا أَوْ يُخَيِّرُ أَحَدُهُمَا الْآخَرَ فَتَبَايَعَا عَلَى ذٰلِكَ فَقَدْ وَجَبَ الْبَيْعُ وَإِنْ تَفَرَّقَا بَعْدَ أَنْ تَبَايَعَا وَلَمْ يَتْرُكْ وَاحِدٌ مِنْهُمَا الْبَيْعَ فَقَدْ وَجَبَ الْبَيْعُ

(از قتیبہ از لیث از نافع از ابن عمرؓ) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب دو آدمی بیع کا معاملہ کریں گے تو جب تک جدا نہ ہوں۔ اور اکٹھے رہیں۔ اور ایک دوسرے کو اختیار فسخ نہ دیں۔ پھر دونوں بیع کو مناسب سمجھیں تو بیع لازم ہو جاتی ہے۔ اگر بیع کے بعد جدا ہو جائیں۔ اور بیع کا معاملہ قائم ہو تو بھی بیع لازم ہو جاتی ہے۔

بَابُ ۱۳۲۳ إِذَا كَانَ الْبَائِعُ بِالْخِيَارِ هَلْ يَجُوزُ الْبَيْعُ

باب اگر بائع اپنے لیے اختیار کی شرط کرے تب بھی بیع جائز ہے[3]۔

۱۹۸۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُلُّ بَيِّعَيْنِ لَا بَيْعَ بَيْنَهُمَا حَتّٰى يَتَفَرَّقَا إِلَّا بَيْعَ الْخِيَارِ۔

(از محمد بن یوسف از سفیان از عبداللہ بن دینار از ابن عمرؓ) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی بائع اور مشتری کے درمیان بیع لازم نہیں ہوتی جب تک دونوں جدا نہ ہو جائیں سوائے اس بیع کے جس میں مشتری کو بیع کے بعد اختیار دیا گیا ہو۔

۱۹۸۶- حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا حَبَّانُ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَبِي الْخَلِيلِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ الْحَارِثِ عَنْ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا قَالَ هَمَّامٌ وَجَدْتُ فِي كِتَابِي يَخْتَارُ ثَلَاثَ مِرَارٍ فَإِنْ صَدَقَا وَبَيَّنَا بُورِكَ لَهُمَا فِي بَيْعِهِمَا وَإِنْ كَذَبَا وَكَتَمَا

(از اسحاق از حبان از ہمام از قتادہ از ابو الخلیل از عبداللہ بن حارث از حکیم بن حزامؓ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب تک (مجلس بیع) سے جدا نہ ہو جائیں۔ بیع اور مشتری دونوں کو اختیار ہے۔ ہمام راوی کہتے ہیں۔ میں نے اپنی کتاب میں یختار (یختار یختار) تین بار لکھا ہوا پایا[4] (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مزید فرمایا) اگر وہ بیع میں صداقت اور وضاحت عیب وغیرہ سے کام لیں گے تو بیع میں برکت

---

[1] یعنی جہاں معاملہ ہوا ہے وہاں سے سرک نہ جائیں۔ اگر وہیں رہیں یا دونوں ایک ساتھ مل کر منزلوں چلتے رہیں تو اختیار رہیگا گو تین دن سے زیادہ مدت گذر جائے ۱۲ منہ قسطلانی

[2] اکثر علماء نے الا بیع الخیار کے یہی معنی کئے ہیں اور نووی نے کہا اس کی ترجیح پر اتفاق ہے اور شافعیؒ نے اسی کا یقین کیا ہے بعضوں نے یہ معنی کئے ہیں مگر اس بیع میں جس میں اختیار کی شرط ہو یعنے وہاں سے جدا ہونے سے اختیار باطل نہ ہوگا بلکہ مدت مقررہ تک اختیار رہے گا ۱۲ منہ [3] یہ باب لا کر امام بخاری نے ان لوگوں کا رد کیا جو کہتے ہیں خیار الشرط فقط مشتری ہی کو کرنا جائز ہے بائع کو درست نہیں ۱۲ منہ [4] اور کی روایت میں جو ہمام نے اپنی یاد سے کی ہے یوں ہے البیعان بالخیار لیکن ہمام کہتے ہیں میں نے اپنی کتاب میں جو اس حدیث کو دیکھا تو یختار کا لفظ تین بار لکھا ہوا پایا بعضے نسخوں میں یختار کے بدل بالخیار ہے ۱۲ منہ

فَعَسٰى اَنْ تَرْبَحَا رِبْحًا وَّيُمْحَقَا بَرَكَةُ بَيْعِهِمَا قَالَ وَحَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا اَبُو التَّيَّاحِ اَنَّهٗ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الْحَارِثِ يُحَدِّثُ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ عَنْ حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ہوگی۔ اگر جھوٹ بولیں گے اور عیب چھپائیں گے (تو کچھ دیر کے لیے) نفع کما لیں گے۔ مگر برکت نہ ہوگی۔ حبان بن ہلال کہتے ہیں۔ ہم سے ہمام نے بیان کیا بحوالہ ابو التیاح از عبد اللہ بن حارث از حکیم بن حزام از آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم۔

بَاب ۳۲۴ اِذَا اشْتَرٰى شَيْئًا فَوَهَبَ مِنْ سَاعَتِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّتَفَرَّقَا وَلَمْ يُنْكِرِ الْبَائِعُ عَلَى الْمُشْتَرِيْ اَوِ اشْتَرٰى عَبْدًا فَاَعْتَقَهٗ

وَقَالَ طَاؤُسٌ فِيْمَنْ يَّشْتَرِي السِّلْعَةَ عَلَى الرِّضَا ثُمَّ بَاعَهَا وَجَبَتْ لَهٗ وَالرِّبْحُ لَهٗ وَقَالَ الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ حَدَّثَنَا عَمْرٌو عَنِ ابْنِ عُمَرَ رض قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَفَرٍ فَكُنْتُ عَلٰى بَكْرٍ صَعْبٍ لِّعُمَرَ فَكَانَ يَغْلِبُنِيْ فَيَتَقَدَّمُ اَمَامَ الْقَوْمِ فَيَزْجُرُهٗ عُمَرُ وَيَرُدُّهٗ ثُمَّ يَتَقَدَّمُ فَيَزْجُرُهٗ عُمَرُ وَيَرُدُّهٗ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعُمَرَ بِعْنِيْهِ قَالَ هُوَ لَكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ بِعْنِيْهِ فَبَاعَهٗ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب اگر کوئی شخص کوئی چیز خریدے اور اسی وقت ہبہ کر دے۔ مجلس بیع سے جدا بھی نہ ہوا ہو اور بائع مشتری پر اعتراض نہ کرے یا ایک غلام خریدے اور (جدا ہونے سے پہلے) آزاد کر دے[1]۔ طاؤس کہتے ہیں۔ جو شخص رضامندی سے سامان خریدے پھر اسے بیچ دے تو بیع لازم ہو جائے گی اور نفع خریدار کو ہی ملے گا[2]۔ حمیدی کہتے ہیں ہمیں سفیان بن عیینہ بحوالہ عمرو بن دینار۔ ابن عمرؓ فرماتے ہیں۔ ہم ایک سفر میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ میں حضرت عمرؓ کے ایک تند خو جوان اونٹ پر سوار تھا۔ وہ بڑی جلدی سے مجھے لے کر آگے بڑھ جاتا۔ حضرت عمرؓ جھڑکتے اور پیچھے کر دیتے آخر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ کو فرمایا یہ میرے ہاتھ بیع کر دے۔ انہوں نے عرض کیا۔ یہ آپؐ کا مفت ملکیت ہو گیا۔ آپؐ نے فرمایا نہیں قیمت لے اور بیع کر۔ چنانچہ حضرت عمرؓ نے آپ کے ہاتھ اس کا سودا کر دیا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا عبد اللہ! (ابن عمر) یہ اونٹ تو لے لے اور جو چاہے وہ کر[3]۔

---

[1] ان دونوں صورتوں میں اب بائع کو فسخ بیع کا اختیار نہ رہے گا کیونکہ اس نے مشتری کے تصرف پر اعتراض نہ کیا بلکہ سکوت کیا باب کی حدیث میں صرف ہبہ کا ذکر ہے مگر اعتاق کو ہبہ پر قیاس کیا دونوں تبرع کی قسم میں سے ہیں اور اس باب کے لانے سے امام بخاری کی غرض یہ ہے کہ باب کی حدیث سے خیار مجلس کی نفی نہیں ہوتی جس کا ثبوت اوپر ابن عمرؓ کی حدیث سے ہو چکا ہے کیونکہ یہ خیار اس واسطے جاتا رہا کہ مشتری نے تصرف کیا اور بائع نے سکوت کیا تو اس کا سکوت مبطل خیار ہو گیا ابن بطال نے کہا جو لوگ کہتے ہیں کہ بغیر تفرق ابدان کے بیع پوری نہیں ہوتی وہ مشتری کا تصرف قبل از تفرق جائز نہیں رکھتے اور یہ حدیث ان پر حجت ہے اب رہا قبضہ سے پہلے بیع کرنا تو شافعیؒ اور محمدؒ کے نزدیک مطلقاً درست نہیں اور ابو حنیفہ اور ابو یوسف کے نزدیک منقول کی بیع درست نہیں غیر منقول کی درست ہے اور امام احمد بن حنبل اور اوزاعی اور اسحاق کا یہ قول ہے کہ ناپ اور تول کر بکتی ہیں ان کا قبضہ سے پہلے بیچنا درست نہیں باقی چیزوں کا درست ہے۔ قسطلانی نے کہا حضرت عمرؓ کی حدیث تو ان صحیح حدیثوں کی معارض نہیں جن سے خیار مجلس ثابت ہے کیونکہ احتمال ہے کہ عقد بیع کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عمرؓ سے تھوڑی دیر کے لئے آگے یا پیچھے گئے ہوں اس کے بعد ہبہ کیا ہو واللہ اعلم ۱۲ منہ

[2] اس کو سعید ابن منصور اور عبد الرزاق نے وصل کیا ۱۲ منہ

[3] آپؐ نے حضرت عمرؓ سے وہ اونٹ لے کر اسی وقت عبد اللہ ان کے صاحبزادے کو ہبہ کر دیا اور حضرت عمرؓ نے

فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ لَكَ يَا عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ تَصْنَعُ بِهِ مَا شِئْتَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ بِعْتُ مِنْ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عُثْمَانَ مَالًا بِالْوَادِي بِمَالٍ لَهُ بِخَيْبَرَ فَلَمَّا تَبَايَعْنَا رَجَعْتُ عَلَى عَقِبِي حَتَّى خَرَجْتُ مِنْ بَيْتِهِ خَشْيَةَ أَنْ يُرَادَّنِي الْبَيْعَ وَكَانَتِ السُّنَّةُ أَنَّ الْمُتَبَايِعَيْنِ بِالْخِيَارِ حَتَّى يَتَفَرَّقَا قَالَ عَبْدُ اللهِ فَلَمَّا وَجَبَ بَيْعِي وَبَيْعُهُ رَأَيْتُ أَنِّي قَدْ غَبَنْتُهُ بِأَنِّي سُقْتُهُ إِلَى أَرْضِ ثَمُودَ بِثَلَاثِ لَيَالٍ وَسَاقَنِي إِلَى الْمَدِينَةِ بِثَلَاثِ لَيَالٍ -

امام بخاری کہتے ہیں۔ کہ لیث[1] نے بحوالہ عبدالرحمٰن ابن خالد از ابن شہاب از سالم بن عبداللہ کہا کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا میں نے اپنی زمین جو وادی القری[2] میں تھی۔ امیر المومنین حضرت عثمان کے ہاتھ اس زمین کے بدلے بیچ ڈالی جو ان کی خیبر میں تھی۔ جب عقد ہو چکا تو میں پیچھے پلٹ کر ان کے گھر سے نکل گیا۔ اس خطرے سے کہیں وہ بیع پھیر نہ لیں۔ اور شریعت کا قاعدہ یہ تھا کہ بائع اور مشتری کو (فسخ بیع کا) اختیار ہے۔ جب تک وہ جدا نہ ہوں عبداللہ بن عمر کہتے ہیں، میں سمجھا کہ میں حضرت عثمان کو اس بیع میں نقصان دے آیا ہوں۔ کیونکہ میں نے انہیں دور دراز علاقہ ثمود کی طرف دھکیل دیا۔ جو تین دن کے سفر کے برابر تھا اور انہوں نے مجھے مدینہ کی طرف تین دن کی مسافت سے قریب کر دیا۔[3]

باب ۱۳۲۵ مَا يُكْرَهُ مِنَ الْخِدَاعِ فِي الْبَيْعِ

باب بیع میں دھوکہ دینا منع ہے۔[4]

۱۹۸۷ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَجُلًا ذَكَرَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ يُخْدَعُ فِي الْبُيُوعِ فَقَالَ إِذَا بَايَعْتَ فَقُلْ لَا خِلَابَةَ -

(از عبداللہ بن یوسف از مالک از عبداللہ بن دینار) عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا۔ لوگ اسے خرید و فروخت میں دھوکہ دے جاتے ہیں۔ تو آپؐ نے فرمایا تو معاملہ کرتے وقت یہ کہہ دیا کر بیع فریب اور دھوکے کا کام نہیں۔ مجھے دھوکہ نہ دو۔[5]

---

[1] اس کو اسمٰعیل نے وصل کیا ۱۲ منہ [2] وادی القریٰ ایک بستی ہے تبوک کے قریب۔ کہتے ہیں ثمود کی قوم وہیں آباد تھی مدینہ سے چھ سات منزل پر ۱۲ منہ [3] اس حدیث کی مطابقت ترجمہ باب سے مشکل ہے قسطلانی نے کہا مناسبت یہ ہے کہ بائع اور مشتری کو اپنے ارادے سے جدا ہونا درست ہے یا بیع کا فسخ کرنا ۱۲ منہ [4] بیہقی کی روایت میں اتنا زیادہ ہے اور تو جو چیز خریدے اس میں تجھے تین دن تک اختیار ہو گا امام احمد نے اسی حدیث سے یہ حکم دیا ہے کہ اگر کسی شخص کو اسباب کی قیمت معلوم نہ ہو اور وہ تہائی قیمت زیادہ دے یا ایک سدس تو وہ اسباب بائع کو پھیر سکتا ہے اور حنفیہ اور شافعیہ نے اس کا انکار کیا ہے۔ یہ حبان بن منقذ صحابی تھے جنگ احد میں شریک تھے ان کے سر میں زخم آیا تھا اس کی وجہ سے ان کی عقل میں فتور ہو گیا تھا ۱۲ منہ [5] یہاں مکروہ منع اور سخت بیزاری کے معنی میں آیا ہے کیونکہ لغت میں کراہت ناپسندیدگی کو کہتے ہیں یعنی اصطلاح میں کراہت کو حرام سے کم درجہ ہے۔ لغت میں کراہت عام ہے۔ حرام پر بھی اطلاق ہوتا ہے اور حرام سے کم پر بھی اطلاق ہوتا ہے۔ ۱۲ عبدالرزاق۔

باب ۱۳۲۶ مَا ذُكِرَ فِي الْأَسْوَاقِ وَ

قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ لَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ قُلْتُ هَلْ مِنْ سُوقٍ فِيهِ تِجَارَةٌ قَالَ سُوقُ قَيْنُقَاعٍ وَقَالَ أَنَسٌ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ دُلُّونِي عَلَى السُّوقِ وَقَالَ عُمَرُ أَلْهَانِي الصَّفْقُ بِالْأَسْوَاقِ۔

باب بازاروں کا بیان۔

عبدالرحمان بن عوف کہتے ہیں[1]۔ جب ہم مدینہ میں آئے تو پوچھا یہاں کوئی بازار بھی ہے جس میں لوگ تجارت کرتے ہوں؟ کہا بنی قینقاع کا بازار ہے۔ حضرت انس کہتے ہیں[2] عبدالرحمان بن عوف نے کہا مجھ کو بازار بتاؤ اور حضرت عمرؓ نے فرمایا۔ مجھے بازاروں میں لین دین اور مصروفیت نے غافل کر دیا۔

۱۹۸۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ زَكَرِيَّا عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سُوقَةَ عَنْ نَافِعِ ابْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ حَدَّثَتْنِي عَائِشَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْزُو جَيْشٌ الْكَعْبَةَ فَإِذَا كَانُوا بِبَيْدَاءَ مِنَ الْأَرْضِ يُخْسَفُ بِأَوَّلِهِمْ وَآخِرِهِمْ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ كَيْفَ يُخْسَفُ بِأَوَّلِهِمْ وَآخِرِهِمْ وَفِيهِمْ أَسْوَاقُهُمْ وَمَنْ لَيْسَ مِنْهُمْ قَالَ يُخْسَفُ بِأَوَّلِهِمْ وَآخِرِهِمْ ثُمَّ يُبْعَثُونَ عَلَى نِيَّاتِهِمْ۔

(از محمد بن صباح از اسماعیل بن زکریا از محمد بن سوقہ از نافع بن جبیر ابن مطعم) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ (قیامت کے قریب) ایک لشکر کعبے پر چڑھ آئے گا۔ جب وہ بیداء[3] (کھلے میدان) میں پہنچیں گے تو وہ اول سے آخر تک سب کے سب زمین میں دھنسا دیئے جائیں گے۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! سب لوگ یعنی اول سے آخر تک کیسے دھنس جائیں گے؟ ان میں تو بازار بھی ہوں[4] گے اور وہ لوگ بھی جنہیں ان کے اعمال سے تعلق نہ ہوگا۔ آپؐ نے فرمایا دھنسائے تو سب جائیں گے، لیکن قیامت میں ہر ایک کا عمل اور نیت کام آئیں گے[5]۔ (اچھوں کو جزا بروں کو سزا)۔

۱۹۸۹۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةُ أَحَدِكُمْ فِي جَمَاعَةٍ تَزِيدُ عَلَى صَلٰوتِهِ فِي سُوقِهِ وَبَيْتِهِ بِضْعًا وَّعِشْرِينَ دَرَجَةً وَّذٰلِكَ بِأَنَّهُ إِذَا تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ ثُمَّ أَتَى الْمَسْجِدَ لَا يُرِيدُ إِلَّا الصَّلٰوةَ لَا يَنْهَزُهُ إِلَّا الصَّلٰوةُ لَمْ يَخْطُ خُطْوَةً إِلَّا رُفِعَ بِهَا

(از قتیبہ از جریر از اعمش از ابوصالح از ابوہریرہ) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا بازار یا گھر میں نماز پڑھنے سے بیس پر کئی درجے زیادہ فضیلت رکھتی ہے۔ کیونکہ جب وہ اچھی طرح وضو کر کے مسجد میں آتا ہے اور فقط نماز کا ارادہ کرتا ہے۔ اور نماز ہی نے اسے اٹھایا ہوتا ہے۔ تو وہ جو قدم اٹھاتا ہے، ہر قدم پر اس کا درجہ بلند ہوتا ہے۔ یا ایک گناہ مٹتا ہے۔ اور تم میں جو کوئی جب تک نماز کی جگہ پر رہتا ہے جہاں اس نے نماز پڑھی تو فرشتے اس کے لیے دعا کرتے

---

[1] یہ حدیث اوپر موصولاً گذر چکی ہے ۱۲ منہ [2] یہ بھی موصولاً گذر چکی ہے ۱۲ منہ [3] مسلم کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ مدینہ کا بیدا مراد ہے ۱۲ منہ [4] یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے ۱۲ منہ [5] یعنی قیامت میں جس کی نیت اچھی ہوگی وہ عذاب سے محفوظ رہے گا معلوم ہوا دنیا میں مجرموں کے ساتھ اچھے کبھی لپٹ جاتے ہیں ۱۲ منہ [6] یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے معلوم ہوا کہ بازار میں جانا درست ہے ۱۲ منہ

دَرَجَةً أَوْ حُطَّتْ عَنْهُ بِهَا خَطِيئَةٌ وَالْمَلَائِكَةُ تُصَلِّي عَلَى أَحَدِكُمْ مَا دَامَ فِي مُصَلَّاهُ الَّذِي يُصَلِّي فِيهِ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَيْهِ اللَّهُمَّ ارْحَمْهُ مَا لَمْ يُحْدِثْ فِيهِ مَا لَمْ يُؤْذِ فِيهِ وَقَالَ أَحَدُكُمْ فِي صَلَاةٍ مَا كَانَتِ الصَّلَاةُ تَحْبِسُهُ۔

رہتے ہیں یا اللہ اس پر رحمت نازل کر، مہربانی کر جب تک وہ بے وضو نہ ہو جائے۔ یا کسی مسلمان کو نہ ستائے۔ نیز آپؐ نے فرمایا، تم میں وہ شخص بھی نماز میں ہی متصور ہوتا ہے۔ جب تک نماز کے خیال میں رہے۔

۱۹۹۰۔ حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيلِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي السُّوقِ فَقَالَ رَجُلٌ يَا أَبَا الْقَاسِمِ فَالْتَفَتَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّمَا دَعَوْتُ هَذَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمُّوا بِاسْمِي وَلَا تَكَنَّوْا بِكُنْيَتِي۔

(از آدم بن ابی ایاس از شعبہ از حمید طویل از انس بن مالک) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بازار میں تھے اتنے میں ایک شخص نے آواز دی۔[1] اے ابوالقاسم! آپؐ اس کی طرف متوجہ ہوئے تو اس نے کہا میں نے آپؐ کو آواز نہیں دی۔ اس دوسرے شخص کو آواز دی ہے۔ تب آپؐ نے فرمایا میرے نام پر نام رکھا کرو لیکن میری کنیت نہ رکھو۔[2]

۱۹۹۱۔ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ دَعَا رَجُلٌ بِالْبَقِيعِ يَا أَبَا الْقَاسِمِ فَالْتَفَتَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَمْ أَعْنِكَ قَالَ سَمُّوا بِاسْمِي وَلَا تَكْتَنُوا بِكُنْيَتِي۔

(از مالک بن اسماعیل از زہیر از حمید) انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک شخص نے بقیع میں آواز دی اے ابوالقاسم! آپؐ نے اس کی طرف دیکھا تو وہ کہنے لگا۔ میں نے آپؐ کو نہیں پکارا تھا۔ آپؐ نے فرمایا میرے نام پر نام رکھا کرو، لیکن میری کنیت نہ رکھو۔[3]

۱۹۹۲۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي يَزِيدَ عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ الدَّوْسِيِّ قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي طَائِفَةِ النَّهَارِ لَا يُكَلِّمُنِي وَلَا أُكَلِّمُهُ حَتَّى أَتَى سُوقَ بَنِي قَيْنُقَاعَ فَجَلَسَ بِفِنَاءِ بَيْتِ فَاطِمَةَ فَقَالَ أَثَمَّ لُكَعُ أَثَمَّ لُكَعُ فَحَبَسَتْهُ شَيْئًا فَظَنَنْتُ أَنَّهَا تُلْبِسُهُ سِخَابًا أَوْ تُغَسِّلُهُ

(از علی بن عبداللہ از سفیان از عبید اللہ بن ابی یزید از نافع بن جبیر بن مطعم) ابوہریرہ دوسی کہتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی وقت دن میں تشریف لائے۔ نہ آپؐ نے مجھ سے بات کی، نہ میں نے آپ سے حتیٰ کہ آپ بنی قینقاع کے بازار میں تشریف لائے۔ اور حضرت فاطمہ کے گھر کے صحن میں بیٹھ گئے اور پوچھا۔ بچہ یہاں ہے؟ بچہ یہاں ہے (یعنی حضرت حسن) حضرت فاطمہ نے انہیں تھوڑی دیر روکا۔[4] میرا خیال تھا شاید وہ امام حسن کو ہار پہنا رہی ہیں۔ یا نہلا رہی ہیں۔ چنانچہ وہ دوڑتے ہوئے آئے

[1] اس شخص کا نام معلوم نہیں ہوا۔ اس حدیث میں صاف مذکور ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت بازار میں تھے اور بازار میں جانے کا جواز ثابت ہوا ۱۲ منہ [2] اکثر علماء نے اسی حدیث سے ابوالقاسم کنیت رکھنا مکروہ رکھی ہے مگر امام مالک نے اس کو جائز رکھا ہے اور کہتے ہیں کہ یہ ممانعت خاص آپ کی زندگی کے وقت تک تھی ۱۲ منہ [3] اس حدیث کی مناسبت ترجمہ باب سے مشکل ہے بعضوں نے کہا اس زمانہ میں بقیع میں بازار رہا کرتا تھا علینی نے کہا اس کی دلیل بیان کرنا چاہیے میں کہتا ہوں دلیل یہ ہے کہ اگلی روایت میں بازار کا لفظ صراحۃً مذکور ہے اور ظاہر یہی ہے کہ یہ ایک ہی قصہ ہے کیونکہ دونوں حدیثوں کے راوی انس رضی ہی ہیں ۱۲ منہ [4] یعنی امام حسن رضی اللہ عنہ کو فوراً باہر نہیں بھیجا ذرا دیر کی اس سے حضرت ابوہریرہ رضی سمجھے کہ شاید ان کا بناؤ سنگار کر رہی ہیں ۱۲ منہ

فَجَاءَ يَشْتَدُّ حَتّٰى عَانَقَهُ وَقَبَّلَهُ وَقَالَ اللّٰهُمَّ أَحِبَّهُ وَأَحِبَّ مَنْ يُحِبُّهُ قَالَ سُفْيٰنُ قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنِي أَنَّهُ رَأَى نَافِعَ بْنَ جُبَيْرٍ أَوْتَرَ بِرَكْعَةٍ۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے انہیں گلے لگا لیا اور بوسہ دیا اور فرمایا یا اللہ اس سے محبت رکھ اور جو اس سے محبت رکھے اس سے بھی محبت رکھ۔ سفیان کہتے ہیں عبید اللہ نے مجھے خبر دی کہ انہوں نے نافع بن جبیر کو وتر کی ایک رکعت پڑھتے ہوئے دیکھا۔[۱]

۱۹۹۳- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا أَبُو ضَمْرَةَ حَدَّثَنَا مُوسٰى عَنْ نَافِعٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عُمَرَ أَنَّهُمْ كَانُوا يَشْتَرُونَ الطَّعَامَ مِنَ الرُّكْبَانِ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَبْعَثُ عَلَيْهِمْ مَنْ يَمْنَعُهُمْ أَنْ يَبِيعُوهُ حَيْثُ اشْتَرَوْهُ حَتّٰى يَنْقُلُوهُ حَيْثُ يُبَاعُ الطَّعَامُ قَالَ وَحَدَّثَنَا ابْنُ عُمَرَ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُبَاعَ الطَّعَامُ إِذَا اشْتَرَاهُ حَتّٰى يَسْتَوْفِيَهُ۔

(از ابراہیم بن منذر از ابوضمرہ از موسیٰ از نافع) ابن عمر بیان فرماتے ہیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں لوگ قافلہ سواروں سے جا کر غلہ خرید کرتے۔ آپؐ ایک شخص کو ان کے پاس بھیج دیتے کہ وہ اسی جگہ غلہ نہ بیچیں جب تک غلہ منڈی میں نہ لائیں۔[۲] نافع کہتے ہیں، حضرت ابن عمرؓ نے ہمیں بیان کیا کہ جب تک اناج اپنے قبضہ میں پورے طور پر نہ آجائے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اسے خرید کر اسے بیچنے سے منع فرمایا۔

بَابُ ۳۲۷ كَرَاهِيَةِ السَّخَبِ فِي السُّوقِ

باب بازاروں میں غل شور مچانا مکروہ ہے۔[۳]

۱۹۹۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ حَدَّثَنَا هِلَالٌ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ لَقِيتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قُلْتُ أَخْبِرْنِي عَنْ صِفَةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي التَّوْرٰىةِ قَالَ أَجَلْ وَاللّٰهِ إِنَّهُ لَمَوْصُوفٌ فِي التَّوْرٰىةِ بِبَعْضِ صِفَتِهِ فِي الْقُرْاٰنِ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا وَحِرْزًا لِلْأُمِّيِّينَ أَنْتَ عَبْدِي وَرَسُولِي سَمَّيْتُكَ الْمُتَوَكِّلَ لَيْسَ بِفَظٍّ وَلَا غَلِيظٍ وَلَا سَخَّابٍ فِي الْأَسْوَاقِ وَلَا يَدْفَعُ بِالسَّيِّئَةِ السَّيِّئَةَ وَلٰكِنْ يَعْفُو وَيَغْفِرُ وَلَنْ يَقْبِضَهُ اللّٰهُ حَتّٰى يُقِيمَ بِهِ الْمِلَّةَ

(از محمد بن سنان از فلیح از ہلال) عطاء بن یسار کہتے ہیں، میں عبد اللہ ابن عمرو بن عاص سے ملا، میں نے ان سے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حال جو توراۃ میں مذکور ہے۔ وہ مجھ سے بیان کیجئے۔ انہوں نے کہا ہاں ابخدا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض صفات توراۃ میں اسی طرح منقول ہیں جیسے قرآن شریف میں ہیں۔ اے پیغمبر ہم نے تجھ کو گواہ بنا کر بھیجا اور خوشخبری دینے والا۔ اور ڈرانے والا۔ امیوں کو بچانے والا۔ تو میرا بندہ ہے۔ میرا پیغمبر ہے۔ تیرا نام میں نے متوکل رکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ تند خو ہیں نہ سنگدل ہیں، نہ بازاروں میں شور وغل مچانے والا۔ برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیتا۔ بلکہ معاف کرتا ہے۔ اور بخش دیتا ہے۔ اور اس پیغمبر کو اس وقت تک نہ اٹھائے گا، جب تک ٹیڑھی شریعت اس کی موجودگی میں

[۱] اس روایت کے بیان کرنے سے امام بخاری کی غرض یہ ہے کہ عبد اللہ کا سماع نافع بن جبیر سے صاف معلوم ہو جائے ۱۲ منہ [۲] حدیث میں بازار کا ذکر نہیں ہے مگر اناج اکثر بازار یا منڈی ہی میں بکا کرتا ہے بازار میں جانے کا جواز نکلا اور حدیث ترجمہ باب کے مطابق ہو گئی ۱۲ منہ [۳] یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے معلوم ہوا بازار میں شور وغل مچانا لڑنا جھگڑنا اپنی چیز کی تعریف میں اور دوسرے کی چیز کی برائی میں مبالغہ کرنا اور قسمیں کھانا یہ سب مکروہ اور مذموم باتیں ہیں۔ ایک حدیث میں ہے کہ سب جگہوں میں بری جگہ بازار ہے اس سے یہ بھی نکلا کہ بازار میں جانا شان پیغمبری یا امامت کے خلاف نہیں ہے۔ کافر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراض کرتے تھے مَالِ هٰذَا الرَّسُولِ يَأْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِي فِي الْأَسْوَاقِ البتہ وہاں شور وغل کرنا خلاف شان ہے ۱۲ منہ

الْعَوْجَاءَ بِاَنْ يَّقُوْلُوْا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَيَفْتَحُ بِهَا اَعْيُنًا عُمْيًا وَّاٰذَانًا صُمًّا وَّقُلُوْبًا غُلْفًا تَابَعَهٗ عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ هِلَالٍ وَّقَالَ سَعِيْدٌ عَنْ هِلَالٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ سَلَامٍ غُلْفٌ كُلُّ شَيْءٍ فِيْ غِلَافٍ سَيْفٌ اَغْلَفُ وَقَوْسٌ غَلْفَاءُ وَرَجُلٌ اَغْلَفُ اِذَا لَمْ يَكُنْ مَّخْتُوْنًا۔

اس کے ذریعہ سیدھی نہ کر دے[1]۔ یعنی لوگ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہنے لگ جائیں اور اس کے ذریعے اندھی آنکھیں بہرے کان، غلاف چڑھے دل کو کھول نہ دے[2]۔ بلیح کے ساتھ اس حدیث کو عبدالعزیز[3] بن ابی سلمہ نے بھی ہلال سے روایت کیا۔ اور سعید بن ابی ہلال نے اسے ہلال سے روایت کیا بحوالہ عطاء از عبداللہ ابن[4] سلام۔ غلف اس چیز کو کہتے ہیں۔ جو غلاف میں ہو جیسے کہتے ہیں سیف اغلب اور قوس غلفاء رجل اغلف اسے کہتے ہیں جس کا ختنہ نہ ہوا ہو

بَابٌ ۳۲۸ اَلْكَيْلُ عَلَى الْبَائِعِ وَالْمُعْطِيْ

لِقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَاِذَا كَالُوْهُمْ اَوْ وَّزَنُوْهُمْ يُخْسِرُوْنَ يَعْنِيْ كَالُوْا لَهُمْ وَوَزَنُوْا لَهُمْ كَقَوْلِهٖ يَسْمَعُوْنَكُمْ يَسْمَعُوْنَ لَكُمْ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اكْتَالُوْا حَتّٰى تَسْتَوْفُوْا وَيُذْكَرُ عَنْ عُثْمَانَ رض اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهٗ اِذَا بِعْتَ فَكِلْ وَاِذَا ابْتَعْتَ فَاكْتَلْ۔

باب ماپ تول کی مزدوری، بیچنے والے پر ہے اور دینے والے پر۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ سورۂ مطففین میں کہتے ہیں۔ جب انہیں ماپ کر یا تول کر دیتے ہیں تو کم دیتے ہیں۔ یعنی ان کے لئے جیسے یَسْمَعُوْنَكُمْ کا معنی یَسْمَعُوْنَ لَكُمْ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کھجور ماپ کر الو اور اپنے اونٹ کی پوری قیمت بھر[5] لو۔ حضرت عثمان سے منقول ہے کہ آنحضرت نے فرمایا جب تو بیچے۔ تو مال ماپ کر دے (یعنی خود) اور جب تو خریدے تو ماپ کرالے[6]۔ (یعنی بائع سے)

۱۹۹۵ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رض اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنِ ابْتَاعَ طَعَامًا فَلَا يَبِيْعُهٗ حَتّٰى يَسْتَوْفِيَهٗ۔

(از عبداللہ بن یوسف از مالک از نافع از عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو شخص اناج خریدے۔ وہ اسے نہ بیچے جب تک اس پر قبضہ نہ کر لے[7]۔

---

[1] شریعت سے حضرت ابراہیمؑ کی شریعت مراد ہے پہلے وہ سیدھی تھی۔ عرب کے مشرکوں نے اس کو ٹیڑھا کر رکھا تھا ہزاروں کفر اور گمراہی کی باتیں اس میں شریک کر دی تھیں اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیج کر اس شریعت کو سیدھا کرا لیا اس میں جو کجی ہوگئی تھی وہ رفع کر دی یا اللہ ہمارے زمانہ میں اسلام کا بھی یہی حال ہو گیا ہے نام کے مسلمانوں نے اس کو بالکل کج اور ٹیڑھا کر دیا ہے اب تو اپنے کسی ایسے مقبول بندے کو بھیج جو اسلام میں سے یہ کجی دفع کر دے اور جیسے حضرت نے فولادی کوڑوں سے سرا دین کو درست کر دیا تھا ویسے ہی یہ نائب پیغمبر بھی ان کو فولادی کوڑے لگا کر ان کی کجی درست کرے کیونکہ سمجھانے بجھانے سے کسی طرح نہیں مانتے اور ضد اور تعصب اور نفسانیت نہیں چھوڑتے ۱۲ منہ [2] یعنی جن دلوں پر تہ بہ تہ غفلت اور معصیت اور کفر کے غلاف چڑھے ہوئے ہیں ان کے سب غلاف اتار کر اور ایمان اور ہدایت بھر دے ۱۲ منہ [3] اس کو خود مؤلف نے سورۂ فتح کی تفسیر میں وصل کیا ۱۲ منہ [4] جو یہودیوں کے بڑے عالم تھے اور پیغمبر پر ایمان لائے تھے تو سعید نے عبدالعزیز اور فلیح کے خلاف بجائے عبداللہ بن عمرو بن العاص کے عبداللہ بن سلام کا ذکر کیا حافظ نے کہا ممکن ہے کہ عطا نے اس حدیث کو دونوں سے سنا ہو سعید کی روایت کو دارمی نے اپنے مسند میں اور یعقوب بن سفیان نے تاریخ میں اور طبرانی نے نکالا ۱۲ منہ [5] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے طارق بن عبداللہ محاربی اور ان کے ساتھیوں سے کھجور کے بدل ایک اونٹ خریدا تھا ایک شخص کے ہاتھ ان کے پاس کھجور بھیجی اور یہ کہلا بھیجا کہ اچھی طرح اپنا حق ماپ لو اس روایت سے نکلا کہ ماپنا اسی کا کام ہے جو حق دے اس حدیث کو نسائی اور ابن حبان نے وصل کیا ۱۲ منہ [6] اس کو دارقطنی اور امام احمد اور ابن ماجہ اور بزار نے وصل کیا ۱۲ منہ [7] یعنی بائع سے

۱۹۹۶ - حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنْ مُغِيرَةَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ جَابِرٍ قَالَ تُوُفِّيَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ حَرَامٍ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ فَاسْتَعَنْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى غُرَمَائِهِ أَنْ يَضَعُوا مِنْ دَيْنِهِ فَطَلَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْهِمْ فَلَمْ يَفْعَلُوا فَقَالَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اذْهَبْ فَصَنِّفْ تَمْرَكَ أَصْنَافًا الْعَجْوَةَ عَلَى حِدَةٍ وَعَذْقَ زَيْدٍ عَلَى حِدَةٍ ثُمَّ أَرْسِلْ إِلَيَّ فَفَعَلْتُ ثُمَّ أَرْسَلْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَلَسَ عَلَى أَعْلَاهُ أَوْ فِي وَسَطِهِ ثُمَّ قَالَ كِلْ لِلْقَوْمِ فَكِلْتُهُمْ حَتَّى أَوْفَيْتُهُمُ الَّذِي لَهُمْ وَبَقِيَ تَمْرِي كَأَنَّهُ لَمْ يَنْقُصْ مِنْهُ شَيْءٌ وَقَالَ فِرَاسٌ عَنِ الشَّعْبِيِّ حَدَّثَنِي جَابِرٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا زَالَ يَكِيلُ لَهُمْ حَتَّى أَدَّاهُ وَقَالَ هِشَامٌ عَنْ وَهْبٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جُذَّ لَهُ فَأَوْفِ لَهُ -

(از عبدان از جریر از مغیرہ از شعبی) جابر کہتے ہیں (میرے والد) عبد اللہ بن عمرو بن حازم بہت مقروض تھے۔ وہ شہید ہو گئے تو میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مدد چاہی کہ آپ قرضخواہوں سے کچھ رقم معاف کرا دیں چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے یہی مطالبہ فرمایا لیکن انہوں نے کچھ نہ معاف کیا۔ آخر آپؐ نے فرمایا تو باغ میں جا کر کھجور کی تمام قسموں کو الگ الگ کر عجوہ (کھجور) الگ اور عذق زید علیحدہ[1]۔ پھر مجھے بلا بھیج۔ جابر کہتے ہیں میں نے ایسا ہی کیا۔ پھر میں نے آپؐ کی طرف آدمی بھیجا آپؐ تشریف لائے اور کھجوروں کے ڈھیر پر یا درمیان میں بیٹھ گئے اور فرمایا اب ماپ ماپ کر قرضخواہوں کو دے۔ میں نے ماپ کر دینا شروع کر دیا سب کا قرض پورا پورا ادا کر دیا۔ پھر بھی میری کھجور اتنی ہی رہ گئی جتنی تھی اور اور کچھ کم نہ ہوئی[2]۔ نیز اس نے بحوالہ شعبی از جابر از آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہی حدیث بیان کی[3]۔ اس میں اس طرح ہے کہ حضرت جابر برابر ماپتے رہے حتیٰ کہ تمام قرض ادا کر دیا۔

ہشام نے بحوالہ وہب[4] از جابر روایت کیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کھجور کاٹ اور قرض خواہ کا پورا قرض ادا کر دے۔

بَابُ ۱۳۲۹ - مَا يُسْتَحَبُّ مِنَ الْكَيْلِ

باب غلہ ناپنا مستحب ہے۔

۱۹۹۷ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ عَنْ ثَوْرٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ عَنِ الْمِقْدَامِ ابْنِ مَعْدِ يكَرِبَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كِيلُوا طَعَامَكُمْ يُبَارَكْ لَكُمْ -

(از ابراہیم بن موسیٰ از ولید از ثور از خالد بن معدان از مقدام بن معدیکرب) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے اناج کو ماپا کرو اس میں تمہیں برکت ہوگی[5]۔

بَابُ ۱۳۳۰ - بَرَكَةِ صَاعِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمُدِّهِمْ فِيهِ

باب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے صاع اور مد کی برکت کا بیان[6]۔

---

[1] عجوہ اور عذق زید دونوں کھجور کی قسمیں ہیں ۱۲ منہ [2] یہ آپ کا ایک کھلا ہوا معجزہ تھا پہلے یہ سارے باغ کی کھجور قرضداروں کے قرضہ کو بھی کافی نہ تھی اس لئے جابرؓ نے چاہا تھا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سفارش کر کے کچھ قرضہ معاف کرا دیں لیکن قرض خواہوں نے نہ سنا اللہ تعالیٰ نے جابرؓ کا قرض بھی سب ادا کر دیا پھر کھجور رہنوں کی تولوں ہی ۱۲ منہ [3] اس روایت کو خود مؤلف نے ابواب الوصایا میں وصل کیا ۱۲ منہ [4] اس کو خود مؤلف نے استقراض میں وصل کیا اس حدیث سے امام بخاری نے باب کا مطلب نکالا کہ جابرؓ کھجور دیتے رہے تھے تو اس کا ناپنا انہی کے ذمہ تھا ۱۲ منہ [5] یعنی خریدتے وقت ناپو تو یہ معارض نہ ہوگی اس حدیث کے جو حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ میرے پاس کچھ جو تھے میں ایک مدت تک کھاتی رہی آخر تنگ آکر میں نے ان کو ماپا تو وہ تمام ہو گئے ۱۲ منہ [6] یعنی وہ صاع اور مد جو خاص آپ کے گھر میں تھا یہ عینی نے کہا اور حق یہ ہے جو [illegible] ۱۲ منہ

عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

اس باب میں حضرت عائشہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں[1]۔

۱۹۹۸۔ حَدَّثَنَا مُوسَى حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ إِبْرَاهِيمَ حَرَّمَ مَكَّةَ وَدَعَا لَهَا وَحَرَّمْتُ الْمَدِينَةَ كَمَا حَرَّمَ إِبْرَاهِيمُ مَكَّةَ وَدَعَوْتُ لَهَا فِي مُدِّهَا وَصَاعِهَا مِثْلَ مَا دَعَا إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِمَكَّةَ۔

(از موسیٰ از وہیب از عمرو بن یحییٰ از عباد بن تمیم انصاری از عبداللہ بن زید) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت ابراہیم نے مکہ حرمت والا قرار دیا۔ اور اس کے لیے دعا کی تھی۔ میں مدینہ کو حرمت والا قرار دیتا ہوں جیسے حضرت ابراہیم نے مکہ کو حرمت والا قرار دیا تھا۔ اور میں نے مدینہ کے مد اور صاع کے لیے دعا کی تھی۔ جیسے حضرت ابراہیم علیہ سلام نے مکے کے لیے دعا کی تھی۔

۱۹۹۹۔ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِي مِكْيَالِهِمْ وَبَارِكْ لَهُمْ فِي صَاعِهِمْ وَمُدِّهِمْ يَعْنِي أَهْلَ الْمَدِينَةِ۔

(از عبداللہ بن مسلمہ از مالک از اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ) انس بن مالک سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا اللہ مدینے والوں کے ماپ میں برکت دے اور ان کے مُد میں برکت دے[2]۔

بَاب ۱۳۳۱ مَا يُذْكَرُ فِي بَيْعِ الطَّعَامِ وَالْحُكْرَةِ۔

باب اناج کا بیچنا اور احتکار کرنا کیسا ہے[3]؟

۲۰۰۰۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ رَأَيْتُ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ الطَّعَامَ مُجَازَفَةً يُضْرَبُونَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَبِيعُوهُ حَتَّى يُؤْوُوهُ إِلَى رِحَالِهِمْ۔

(از اسحاق بن ابراہیم از ولید بن مسلم از اوزاعی از زہری از سالم) ابن عمر فرماتے ہیں، میں نے دیکھا ہے، جو لوگ اناج کے ڈھیر (بغیر ماپے تولے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں خرید کر لیتے انہیں سزا دی جاتی تھی (کیونکہ حکم یہ تھا) جب تک وہ گھر نہ لے جائیں نہ بیچیں۔

۲۰۰۱۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ حَدَّثَنَا

(از موسیٰ بن اسماعیل از وہیب از ابن طاوس از والدش) حضرت

---

[1] اس کو خود مؤلف نے آخر کتاب الحج میں وصل کیا ۱۲ منہ [2] اس روایت سے عینی کا وہ اعتراض ساقط ہو جاتا ہے جو انہوں نے حافظ ابن حجر پر کیا کہ ترجمہ باب میں اہل مدینہ کا صاع اور مد مراد لینا بعید ہے کیونکہ خود حدیث سے اس کی تائید ہوتی ہے ۱۲ منہ [3] احتکار کہتے ہیں گرانی کے وقت غلہ خرید کر کے اس کو رکھ چھوڑنا کہ جب بہت گراں ہوگا تو بیچیں گے اگر ارزانی کے وقت خرید کر رکھ چھوڑے تو یہ احتکار منع نہیں ہے اسی طرح اگر گرانی کے وقت بھی اپنے اہل و عیال کے کھانے کیلئے خرید کر کے رکھ چھوڑے یہ بھی منع نہیں ہے۔ باب کی حدیثوں میں احتکار کا ذکر نہیں ہے حافظ نے کہا امام بخاری نے احتکار کا جواز ثابت کیا اس حدیث سے کہ غلہ قبضے سے پہلے نہ بیچے یعنے اپنے گھر یا دکان میں لانے سے پہلے تو اگر احتکار حرام ہوتا تو آپ یہ حکم نہ فرماتے بلکہ خریدتے ہی بیچ ڈالنے کا حکم دیتے اور شاید ان کے نزدیک یہ حدیث ثابت نہیں ہے جس کو امام مسلم نے معمر بن عبداللہ سے مرفوعاً نکالا کہ احتکار وہی کرتا ہے جو گنہگار ہے اور ابن ماجہ اور حاکم نے نکالا کہ جو کوئی مسلمانوں پر ان کا کھانا احتکار کرے گا اللہ اس پر جذام کی بیماری ڈالے گا۔ نعوذ باللہ منہ ۱۲ منہ

وُهَيْبٌ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى أَنْ يَبِيعَ الرَّجُلُ طَعَامًا حَتَّى يَسْتَوْفِيَهُ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ كَيْفَ ذَاكَ قَالَ ذَاكَ دَرَاهِمُ بِدَرَاهِمَ وَالطَّعَامُ مُرْجَأٌ ـ

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اناج کو قبضے سے پہلے بیچنے سے منع فرمایا۔

طاؤس کہتے ہیں میں نے منع کی وجہ پوچھی تو فرمایا یہ تو رپیوں کو رپیوں کے بدلے بیچنا ہے، کیونکہ غلہ تو میعاد پر دیا جائے گا۔[۱]

۲۰۰۲ ـ حَدَّثَنِي أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دِينَارٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ رض يَقُولُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ ابْتَاعَ طَعَامًا فَلَا يَبِيعُهُ حَتَّى يَقْبِضَهُ ـ

(از ابوالولید از شعبہ از عبداللہ بن دینار) ابن عمر کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اناج خریدے، وہ جب تک اس پر قبضہ نہ کرے فروخت نہ کرے۔

۲۰۰۳ ـ حَدَّثَنِي عَلِيٌّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ كَانَ عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ يُحَدِّثُهُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَوْسٍ أَنَّهُ قَالَ مَنْ عِنْدَهُ صَرْفٌ فَقَالَ طَلْحَةُ أَنَا حَتَّى يَجِيءَ خَازِنُنَا مِنَ الْغَابَةِ قَالَ سُفْيَانُ هُوَ الَّذِي حَفِظْنَاهُ مِنَ الزُّهْرِيِّ لَيْسَ فِيهِ زِيَادَةٌ فَقَالَ أَخْبَرَنِي مَالِكُ بْنُ أَوْسٍ سَمِعَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يُخْبِرُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الذَّهَبُ بِالذَّهَبِ رِبًا إِلَّا هَاءَ وَهَاءَ وَالْبُرُّ بِالْبُرِّ رِبًا إِلَّا هَاءَ وَهَاءَ وَالتَّمْرُ بِالتَّمْرِ رِبًا إِلَّا هَاءَ وَهَاءَ وَالشَّعِيرُ بِالشَّعِيرِ رِبًا إِلَّا هَاءَ وَهَاءَ ـ

(از علی از سفیان از عمرو بن دینار از زہری) مالک بن اوس نے دریافت کیا کوئی شخص ایسا ہے جو روپے اشرفیاں وغیرہ بھنانے کا معاملہ کر سکے حضرت طلحہ نے جواب دیا، میں کر سکتا ہوں، مگر میرا خزانچی غابہ سے آ جائے[۲]

سفیان کہتے ہیں عمرو نے جیسے زہری سے روایت کی ایسے ہی ہمیں بھی یاد ہے۔ اس میں کوئی بات زیادہ نہیں۔

زہری نے بحوالہ مالک بن اوس از حضرت عمر بن خطاب از آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم روایت کیا۔ آپؐ نے فرمایا، سونے کا سونے کے عوض بیچنا سود ہے۔ البتہ نقد انقد کی اجازت ہے۔ اور گیہوں کے عوض گیہوں بیچنا بھی سود ہے۔ البتہ ہاتھوں ہاتھ دینے میں کوئی حرج نہیں کھجور کا کھجور کے عوض بیچنا سود ہے۔ البتہ ہاتھوں ہاتھ دینے میں کوئی حرج نہیں جو کے بدلے جو دینا سود ہے۔ مگر ہاتھوں ہاتھ دینے میں کوئی حرج نہیں۔[۳]

بَاب ۱۳۳۱ ـ بَيْعِ الطَّعَامِ قَبْلَ أَنْ يُقْبَضَ وَبَيْعِ مَا لَيْسَ عِنْدَكَ

باب ـ اناج قبضہ سے پہلے بیچنا یا اس چیز کا بیچنا جو اپنے پاس موجود نہیں[۴]

[۱] اس کی صورت یہ ہے مثلاً زید نے دو من گیہوں عمرو سے دو روپیہ کے بدل خرید ے اور عمرو سے یہ ٹھہرا کہ دو مہینے بعد گیہوں دے اب زید نے وہی گیہوں بکر کے ہاتھ چار روپے میں بیچ ڈالی تو درحقیقت زید نے گویا دو روپیہ کو چار روپیہ کے بدل بیچا جو صراحتہً سود ہے کیونکہ گیہوں کا تو ابھی تک وجود ہی نہیں وہ تو دو ماہ کے بعد ملیں گے اور روپیہ کے بدل روپیہ رہ گیا ہے۔ بڑی بڑی منڈیوں اور بندرگاہوں میں ایسی بیعیں ہزاروں ہوتی رہتی ہیں خیر اور چیزوں میں جو کھانے کی نہیں ہیں اس قسم کی بیع مختلف فیہ ہے لیکن اناج اور غلہ میں تو صحیح حدیث ممانعت میں وارد ہے ۱۲ منہ [۲] غابہ ایک مقام ہے مدینہ منورہ کے قریب جہاں کے درخت سے منبر نبوی بنایا گیا تھا ۱۲ منہ [۳] حدیث سے یہ نکلا کہ جو اور گیہوں علیحدہ علیحدہ قسمیں ہیں شافعیؒ اور ابو حنیفہؒ اور امام احمد اور اہلحدیث کا یہی قول ہے اور مالکؒ اور لیث کہتے ہیں کہ وہ دونوں ایک ہی قسم ہیں ان کے نزدیک جو کو بھی گیہوں کے بدل ادھار نہیں بیچ سکتے اسی طرح جوار الگ قسم ہے چاول الگ قسم ہے اور اس حدیث کی بحث ان شاء اللہ آگے آئے گی ۱۲ منہ [۴] باب کی حدیثوں میں اس چیز کی بیع کی ممانعت نہیں ہے جو بائع کے پاس نہ ہو اور شاید امام بخاری نے اس کو نکال لیا اس طرح پر کہ

۲۰۰۴- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ الَّذِي حَفِظْنَاهُ مِنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ سَمِعَ طَاوُسًا يَقُولُ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ أَمَّا الَّذِي نَهَى عَنْهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهُوَ الطَّعَامُ أَنْ يُبَاعَ حَتَّى يُقْبَضَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَلَا أَحْسِبُ كُلَّ شَيْءٍ إِلَّا مِثْلَهُ -

(از علی بن عبد اللہ از سفیان از عمرو بن دینار از طاوس) ابن عباس کہتے تھے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جس بیع سے منع کیا۔ وہ غلہ کی بیع ہے۔ جبکہ قبضہ سے پہلے ہو۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں تو ہر چیز کو ایسا ہی سمجھتا ہوں[1] (یعنی قبضہ سے پہلے بیع درست نہیں)

۲۰۰۵- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنِ ابْتَاعَ طَعَامًا فَلَا يَبِيعُهُ حَتَّى يَسْتَوْفِيَهُ زَادَ إِسْمَاعِيلُ مَنِ ابْتَاعَ طَعَامًا فَلَا يَبِيعُهُ حَتَّى يَقْبِضَهُ -

(از عبد اللہ بن مسلمہ از مالک از نافع) ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اناج خرید کرے، وہ جب تک اس پر قبضہ نہ کرلے بیع نہیں سکتا اسماعیل نے اپنی روایت میں لفظ یستوفیہ کے بدلے یقبضہ کہا (مطلب ایک ہے)۔

بَابُ ۳۳۳ مَنْ رَأَى إِذَا اشْتَرَى طَعَامًا جِزَافًا أَنْ لَا يَبِيعَهُ حَتَّى يُؤْوِيَهُ إِلَى رَحْلِهِ وَالْأَدَبِ فِي ذَٰلِكَ -

باب جو شخص غلے کا ڈھیر بن ماپے بن تولے خریدے۔ وہ جب تک اسے اپنے ٹھکانے نہ لے آئے اور کسی کے ہاتھ فروخت نہ کرے جو اس کے خلاف کرے گا، اسے سزا دی جائے گی۔

۲۰۰۶- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ لَقَدْ رَأَيْتُ النَّاسَ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَبْتَاعُونَ جِزَافًا يَعْنِي الطَّعَامَ يُضْرَبُونَ أَنْ يَبِيعُوهُ فِي مَكَانِهِمْ حَتَّى يُؤْوُوهُ إِلَى رِحَالِهِمْ -

(از یحییٰ بن بکیر از لیث از یونس از ابن شہاب از سالم بن عبد اللہ) حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں دیکھا کہ لوگوں کی اس بات پر سزا اور تنبیہ دی جاتی اگر وہ غلہ کا ڈھیر اپنے ٹھکانے پر لانے سے پہلے بیع دیتے[1]

(بقیہ صفحہ سابقہ) جب قبضے سے پہلے بیچنا درست نہ ہوا تو جو چیز اپنے پاس نہ ہو اس کا بھی بیچنا درست نہ ہوگا اور اس باب میں ایک صریح حدیث مروی ہے جس کو اصحاب سنن نے حکیم بن حزام سے نکالا کہ آنحضرتؐ نے فرمایا اس چیز کو مت بیچ جو تیرے پاس نہ ہو اور شاید یہ حدیث امام بخاری کی شرط پر نہ ہوگی اس وجہ سے اس کو نہ لا سکے ۱۲ منہ (متعلقہ صفحہ ہذا) [1] یہ ابن عباس رضؓ کا اجتہاد ہے اور دلالت کرتی ہے اس پر حکیم بن حزام کی حدیث کسی چیز کو مت بیچ جب تک اس پر قبضہ نہ کرلے اس کو بیہقی نے نکالا اور اس کا اسناد حسن ہے متصل شافعیہ کا یہی مذہب ہے، وہ کسی چیز کی بیع قبضے سے پہلے جائز نہیں سمجھتے اناج ہو یا اور کوئی چیز منقول ہو یا غیر منقول اور امام ابو حنیفہ کہتے ہیں منقول کی درست نہیں۔ غیر منقول کی درست ہے اور امام مالک کہتے ہیں صرف کھانے اور اناج کی بیع قبضے سے پہلے درست نہیں اور چیزوں کی درست ہے اور امام احمد کہتے ہیں جو چیز ناپ یا تول کر بکتی ہے اس کی بیع قبضہ سے پہلے درست نہیں اور چیزوں کی درست ہے ۱۲ منہ [2] حدیث سے یہ نکلا کہ حاکم اسلام بیع فاسد پر سزا دے سکتا ہے امام مالک کا مذہب یہ ہے کہ کوئی چیز اندازے سے بن ماپ تول خریدی جائے

باب ۱۳۳۴ اِذَا اشْتَرٰی مَتَاعًا اَوْ دَآبَّةً فَوَضَعَهٗ عِنْدَ الْبَآئِعِ اَوْ مَاتَ قَبْلَ اَنْ يُّقْبَضَ وَقَالَ ابْنُ عُمَرَؓ مَآ اَدْرَكَتِ الصَّفْقَةُ حَيًّا مَّجْمُوْعًا فَهُوَ مِنَ الْمُبْتَاعِ۔

باب اگر کسی شخص نے کچھ سامان یا جانور خریدا اور اسے بائع کے پاس ہی بحال رہنے دیا۔ وہ سامان تلف ہو گیا یا جانور مرگیا، اور ابھی مشتری نے اس پر قبضہ نہیں کیا تھا ابن عمر کہتے ہیں۔ بیع کے وقت جو مال زندہ تھا، اور بیع میں شریک تھا وہ اگر تلف ہو گیا تو خریدار پر پڑے گا (بائع پر اس کا تاوان نہ پڑے گا)

۲۰۰۷۔ **حَدَّثَنَا** فَرْوَةُ بْنُ اَبِي الْمَغْرَآءِ اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَآئِشَةَ رضی قَالَتْ لَقَلَّ يَوْمٌ كَانَ يَأْتِيْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا يَأْتِيْ فِيْهِ بَيْتَ اَبِيْ بَكْرٍ اَحَدَ طَرَفَيِ النَّهَارِ فَلَمَّا اُذِنَ لَهٗ فِي الْخُرُوْجِ اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَمْ يَرُعْنَا اِلَّا وَقَدْ اَتَانَا ظُهْرًا فَخُبِّرَ بِهٖ اَبُوْ بَكْرٍ فَقَالَ مَا جَآءَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ هٰذِهِ السَّاعَةِ اِلَّا لِاَمْرٍ حَدَثَ فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهِ قَالَ لِاَبِيْ بَكْرٍ اَخْرِجْ مَنْ عِنْدَكَ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّمَا هُمَا ابْنَتَايَ يَعْنِيْ عَآئِشَةَ وَاَسْمَآءَ قَالَ اَشَعَرْتَ اَنَّهٗ قَدْ اُذِنَ لِيْ فِي الْخُرُوْجِ قَالَ الصُّحْبَةَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الصُّحْبَةَ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ عِنْدِيْ نَاقَتَيْنِ اَعْدَدْتُّهُمَا لِلْخُرُوْجِ فَخُذْ اِحْدٰهُمَا قَالَ قَدْ اَخَذْتُهَا بِالثَّمَنِ۔

(از فروہ بن ابی مغرا از علی بن مسہر از ہشام از عروہ) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں شاید ہی کوئی دن ایسا ہوتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر کے گھر تشریف نہ لائیں، بلکہ صبح وشام کسی وقت ضرور تشریف لاتے۔ جب آپ کو مدینے کی طرف (اللہ کی جانب سے) ہجرت کرنے کا حکم مل گیا، تو آپ ظہر کے وقت تشریف لائے اور ہم گھبرا گئے۔ حضرت ابوبکر کو اطلاع دی گئی، تو انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو اس وقت کبھی تشریف نہیں لاتے تو کوئی نئی بات ضرور ہو گی بہرحال جب آپ حضرت ابوبکرؓ کے پاس تشریف لائے تو اُن سے فرمایا یہاں جو لوگ ہوں انہیں باہر بھیج دیجئے۔ حضرت ابوبکر نے فرمایا یا رسول اللہ! یہاں میری دو بیٹیاں ہیں حضرت عائشہ و اسماء ہی ہیں (کوئی غیر نہیں) آپ نے فرمایا تمہیں معلوم ہے؟ مجھے ہجرت کی اجازت مل گئی؟ ابوبکرؓ نے پوچھا میں آپ کے ساتھ ہوں گا یا رسول اللہ!؟ آپ نے فرمایا میں بھی یہی چاہتا ہوں تم میرے ساتھ ہو۔ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا، یا رسول اللہ! میرے پاس دو اونٹنیاں ہیں جنہیں میں نے سفر کے لئے تیار کیا ہوا ہے۔ ایک آپ لے لیں آپ نے فرمایا میں اسے قیمت سے لیتا ہوں۔

باب ۱۳۳۵ لَا يَبِيْعُ عَلٰى بَيْعِ اَخِيْهِ وَلَا يَسُوْمُ عَلٰى سَوْمِ اَخِيْهِ حَتّٰى يَأْذَنَ لَهٗ اَوْ يَتْرُكَ

باب ایک مسلمان بیع کر رہا ہو تو دوسرا دخل نہ دے۔ نہ دوسرے کی قیمت یا بھاؤ پر اپنی قیمت یا بھاؤ پیش کرے۔ البتہ دکان دار اجازت دے یا خود گاہک سے چھوڑ دے (تو حرج نہیں)۔

---

۱ اس کو طحاوی اور دارقطنی نے وصل کیا مگر اس میں مجموعًا کا لفظ نہیں ہے ۱۲ منہ ۲ کیونکہ اس وقت آپؐ تشریف لانا خلاف معمول تھا۔ آپ کے آنے کا وقت صبح تھا یا شام ۱۲ منہ ۳ حدیث سے نکلا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر صدیق سے اونٹنی مول لے کر انہی کے پاس رکھوا دی تو باب کا یہ مطلب کہ کوئی چیز خرید کر کے بائع پاس رکھوا دینا اس سے ثابت ہوا ۱۲ منہ ۴ یعنی پہلا بائع اگر اجازت دے کہ تم بھی اپنا مال اس خریدار کو بتلا دو بیچو تو بیچنا درست ہے اسی طرح اگر پہلا خریدار اس چیز کو چھوڑ کر چلا جائے نہ خریدے تو دوسرے کو اس کا خریدنا درست ہے ورنہ حرام ہے امام اوزاعی نے کہا یہ امر مسلمان بھائی کے لئے خاص ہے اور جمہور نے اس کو عام رکھا ہے کیونکہ یہ امر اخلاق سے بعید ہے کہ ایک شخص اپنا مال بیچ رہا ہے یا کوئی شخص کچھ خرید رہا ہے ہم بیچ میں جا کودیں اور اس کا فائدہ نہ ہونے دیں ۱۲ منہ

۲۰۰۸۔ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ قَالَ حَدَّثَنِیْ مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رض اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَبِيْعُ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَيْعِ اَخِيْهِ۔

(از اسماعیل از مالک از نافع) عبداللہ ابن عمر سے مروی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کوئی شخص اپنے بھائی کی بیع پر بیع نہ کرے۔

۲۰۰۹۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رض قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّبِيْعَ حَاضِرٌ لِّبَادٍ وَّلَا تَنَاجَشُوْا وَلَا يَبِيْعُ الرَّجُلُ عَلٰى بَيْعِ اَخِيْهِ وَلَا يَخْطُبُ عَلٰى خِطْبَةِ اَخِيْهِ وَلَا تَسْاَلُ الْمَرْاَةُ طَلَاقَ اُخْتِهَا لِتَكْفَاَ مَا فِيْ اِنَائِهَا۔

(از علی بن عبداللہ از سفیان از زہری از سعید بن مسیب) ابوہریرہ کہتے ہیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی شہر والا باہر والے کا مال نہ بیچے[1] (نیز آپ نے فرمایا) دھوکا دینے کے لیے مال کی قیمت نہ بڑھاؤ (تاکہ گاہک خودبخود تھوڑی رعایت کرا کر مہنگی خرید لے) اور کوئی اپنے بھائی کی بیع پر بیع نہ کرے، اور نہ کوئی اپنے دوسرے مسلمان بھائی کے پیغام نکاح پر اپنا پیغام دے۔ نہ کوئی مسلمان عورت اپنی بہن سوکن کو طلاق دلائے اس نیت سے کہ اس کا حصہ رزق خود حاصل کرے۔

بَابُ ۱۳۳۶ بَيْعِ الْمُزَايَدَةِ وَقَالَ عَطَاءٌ اَدْرَكْتُ النَّاسَ لَا يَرَوْنَ بَاْسًا بِبَيْعِ الْمَغَانِمِ فِيْمَنْ يَّزِيْدُ۔

باب بیع نیلام۔

عطاء کہتے ہیں میں نے لوگوں کو دیکھا کہ وہ مال غنیمت کو نیلام کرنے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے[2]۔

۲۰۱۰۔ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ اَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ الْمُكْتِبُ عَنْ عَطَاءِ ابْنِ اَبِيْ رَبَاحٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رض اَنَّ رَجُلًا اَعْتَقَ غُلَامًا لَّهٗ عَنْ دُبُرٍ فَاحْتَاجَ فَاَخَذَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَنْ يَّشْتَرِيْهِ مِنِّيْ فَاشْتَرَاهُ نُعَيْمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بِكَذَا وَكَذَا فَدَفَعَهٗ اِلَيْهِ۔

(از بشر بن محمد از عبداللہ از حسین مکتب از عطاء بن ابی رباح) جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے ایک غلام کو اپنے مرنے کے بعد آزاد کرنے کا بولا۔ پھر وہ تنگدست ہوگیا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے وہ غلام لے لیا اور فرمایا اسے مجھ سے کون خریدتا ہے؟ نعیم بن عبداللہ نے اتنے درہم (آٹھ سو درہم) میں خرید لیا[3]۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ غلام ان کے حوالے کر دیا[4]۔

بَابُ ۱۳۳۷ النَّجْشِ وَمَنْ قَالَ لَا يَجُوْزُ ذٰلِكَ الْبَيْعُ وَقَالَ ابْنُ اَبِيْ اَوْفٰى النَّاجِشُ اٰكِلُ رِبًا خَائِنٌ وَّهُوَ خِدَاعٌ بَاطِلٌ لَّا

باب نجش (دھوکا دینے کے لیے قیمت بڑھانا)

کیسا ہے؟ بعض کہتے ہیں یہ بیع درست نہیں۔ ابن ابی اوفی کہتے ہیں نجش کرنے والا خائن ہے[5] سود خور ہے اور نجش ایک

---

[1] یعنی باہر والے جو غلہ یا اشیا، باہر سے لاتے ہیں وہ اکثر بستی والوں کے ہاتھ سستا بیچ کر اپنے گھروں کو چلے جاتے ہیں اب کوئی شہر والا ان کو بہکائے کہے ابھی نہ بیچو یہ مال میرے سپرد کر دو میں اس کو مہنگا بیچ دونگا تو اس سے منع فرمایا کیونکہ بستی والوں کو نقصان پہنچتا ہے ۱۲ منہ [2] اس کو ابوبکر بن ابی شیبہ نے وصل کیا اور [illegible] کے مال پر ہر مال کو قیاس کیا ہے اس کا نیلام کرنا درست ہے ۱۲ منہ [3] نعیم بن عبداللہ نے آٹھ سو درہم کو لیا جب آپ نے فرمایا کون اس کو خریدتا ہے تو یہ نیلام ہی ہوا اور اسمٰعیل کا اعتراض دفع ہو گیا کہ حدیث سے نیلام ثابت نہیں ہوتا کیونکہ اس میں یہ نہیں ہے کہ لوگوں نے مول بڑھانا شروع کیا ۱۲ منہ مدبر کی بیع کا جواز نکلا امام شافعی اور امام احمد بن حنبل کا یہی قول ہے لیکن امام ابو حنیفہ اور امام مالک کے نزدیک مدبر کی بیع درست نہیں ہے اور اس کی بحث انشاء اللہ آگے آئے گی ۱۲ منہ [4] بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے آپ نے وہ روپے غلام کے مالک کو دیدیئے عینی نے یوں کیا آپ نے وہ روپے نعیم کو دیدیئے یہ صریح سہو ہے ۱۲ منہ [5] امام احمد بن حنبل [illegible]

يَحِلُّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْخَدِيعَةُ فِي النَّارِ وَمَنْ عَمِلَ عَمَلًا لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ۔

قسم کا دھوکا اور فریب ہے خلاف شرع حلال نہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا[۱] فریب دوزخ میں لے جائے گا اور جس نے وہ کام کیا جس کا ہم نے حکم نہیں دیا تو وہ[۲] مردود ہے۔

۲۰۱۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رض قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ النَّجْشِ۔

(از عبداللہ بن مسلمہ از مالک از نافع) ابن عمر کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نجش سے منع فرمایا۔

بَابُ ۱۳۳۸ بَيْعِ الْغَرَرِ وَحَبَلِ الْحَبَلَةِ

باب — کی بیع[۳] اور حمل کے حمل کی بیع کا بیان[۴]۔

۲۰۱۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رض أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ بَيْعِ حَبَلِ الْحَبَلَةِ وَكَانَ بَيْعًا يَتَبَايَعُهُ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ كَانَ الرَّجُلُ يَبْتَاعُ الْجَزُورَ إِلَى أَنْ تُنْتَجَ النَّاقَةُ ثُمَّ تُنْتَجُ الَّتِي فِي بَطْنِهَا۔

(از عبداللہ بن یوسف از مالک از نافع) عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حبل الحبلہ کی بیع سے منع فرمایا یہ وہ بیع تھی جس کا رواج بہ زمانہ جاہلیت تھا۔ کوئی شخص اونٹ یا اونٹنی خریدتا اور قیمت ادا کرنے کی میعاد مقرر کرتا یہ کہ ایک اونٹنی وضع حمل کرے پھر اس کے پیٹ کی اونٹنی بڑی ہو کر جنے (وضع حمل کرے)۔ (یہ قیمت ہوئی)۔

بَابُ ۱۳۳۹ بَيْعِ الْمُلَامَسَةِ وَقَالَ أَنَسٌ نَهَى عَنْهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

باب — بیع ملامسہ کا بیان۔

حضرت انسؓ نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع کیا ہے۔

۲۰۱۳۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَامِرُ بْنُ سَعْدٍ أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ رض أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الْمُنَابَذَةِ وَهِيَ طَرْحُ الرَّجُلِ ثَوْبَهُ بِالْبَيْعِ إِلَى الرَّجُلِ

(از سعید بن عفیر از لیث از عقیل از ابن شہاب از عامر بن سعید) ابو سعید خدری کہتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بیع منابذہ سے منع فرمایا۔ وہ یہ ہے کہ آدمی جو کپڑا بیچتا ہے، اسے خریدار کی طرف پھینک دے اور وہ اسے الٹ کر اسے نہ دیکھے اور اسی طرح خرید لے (کیونکہ یہی شرط ہوتی تھی) آپ صلے اللہ علیہ وسلم نے بیع ملامسہ سے بھی منع فرمایا

---

[۱] اس کو ابن ابی عدی نے کامل میں وصل کیا ۱۲ منہ [۲] یہ حدیث آگے کتاب الصلح میں موصولاً آئے گی ۱۲ منہ [۳] دھوکے کی بیع یہ ہے کہ مثلاً پرندہ ہوا میں اڑ رہا ہے یا مچھلی دریا میں جا رہی ہے یا ہرن جنگل میں بھاگ رہا ہے اس کو پکڑنے سے پہلے بیچ ڈالے اسی طرح اس غلام یا لونڈی کو جو بھاگ گیا ہو اور اسی قسم میں داخل ہے بیع معدوم اور مجہول کی اور جس کی تسلیم پر قدرت نہیں اور حبل الحبلہ کی بیع جاہلیت میں مروج تھی اس کی تفسیر آگے خود حدیث میں آتی ہے باب کی حدیث میں دھوکے کی بیع کا ذکر نہیں مگر امام بخاری نے بیع حبل الحبلہ کی ممانعت سے نکال لیا کس لئے کہ وہ بھی ایک دھوکے کی قسم ہے ممکن ہے کہ اونٹنی نہ جنے یا اس کا بچہ جو پیدا ہو وہ نہ جنے اور امام بخاری نے اس حدیث کی طرف اشارہ کیا جس کو امام احمد نے ابن مسعود اور ابن عمرؓ سے اور مسلم نے ابو ہریرہؓ سے اور ابن ماجہ نے ابن عباس سے اور طبرانی نے سہل سے روایت کی اس میں صاف یہ ہے کہ آنحضرت صلے نے دھوکے کی بیع سے منع فرمایا ۱۲ منہ [۴] بعضوں نے حبل الحبلہ کی یہ تفسیر کی ہے کہ کسی اونٹنی کے حمل کے حمل کو فی الحال بیچ ڈالے مثلاً یوں کہے کہ اس اونٹنی کے پیٹ میں جو بچہ ہے اس کے پیٹ کے بچہ کو میں نے تیرے ہاتھ بیچ ڈالا یہ بھی منع ہے اس لئے کہ وہ معدوم و مجہول کی بیع ہے اور داخل ہے بیع غرر یعنی دھوکے کی بیع میں ۱۲ منہ [۵] اس کو خود امام بخاری نے آگے چل کر وصل کیا ہے اور ملامسہ کی تفسیر آگے خود حدیث میں آتی ہے ۱۲ منہ

قَبْلَ اَنْ يُّقَلِّبَهٗ اَوْ يَنْظُرَ اِلَيْهِ وَنَهٰى عَنِ الْمُلَامَسَةِ وَ الْمُلَامَسَةُ لَمْسُ الثَّوْبِ لَا يَنْظُرُ اِلَيْهِ۔

اور وہ ہے کپڑے کو بغیر دیکھے بھالے چھو لینا اور اسی طرح اس کا بیع ہونا۔

۲۰۱۴۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ عَنْ مُّحَمَّدٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ نُهِيَ عَنْ لِّبْسَتَيْنِ اَنْ يَّحْتَبِيَ الرَّجُلُ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ ثُمَّ يَرْفَعَهٗ عَلٰى مَنْكِبِهٖ وَعَنْ بَيْعَتَيْنِ اللِّمَاسِ وَالنِّبَاذِ۔

(از قتیبہ از عبدالوہاب از ایوب از محمد بن سیرین) حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں دو طرح کے لباسوں سے منع کیا گیا ہے۔ ایک یہ کہ آدمی ایک کپڑے میں گوٹ مار کر بیٹھے پھر اسے مونڈھے پر ڈال دے (ستر کھلا رہے) اور دو بیعیں بھی منع ہیں۔ لماس (لامسہ) دوسری نباذ (منابذہ)

بَابٌ ۱۳۴۰ بَيْعِ الْمُنَابَذَةِ وَقَالَ اَنَسٌ نَهٰى عَنْهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب بیع منابذہ۔ حضرت انس سے مروی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا۔[۲]

۲۰۱۵۔ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ وَعَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْمُلَامَسَةِ وَالْمُنَابَذَةِ۔

(از اسماعیل از مالک از محمد بن یحییٰ بن حبان از ابو الزناد از اعرج) ابوہریرہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بیع ملامسہ و منابذہ سے منع فرمایا ہے۔

۲۰۱۶۔ حَدَّثَنَا عَيَّاشُ بْنُ الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ لِّبْسَتَيْنِ وَعَنْ بَيْعَتَيْنِ الْمُلَامَسَةِ وَالْمُنَابَذَةِ۔

(از عیاش بن ولید از عبدالاعلیٰ از معمر از زہری از عطاء بن یزید) ابوسعید نے کہا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دو قسم کے لباس اور دو قسم کی بیع سے منع فرمایا۔ بیع ملامسہ اور بیع منابذہ سے۔

بَابٌ ۱۳۴۱ اَلنَّهْيِ لِلْبَائِعِ اَنْ لَّا يُحَفِّلَ الْاِبِلَ وَالْبَقَرَ وَالْغَنَمَ وَكُلَّ مُحَفَّلَةٍ وَّالْمُصَرَّاةُ الَّتِيْ صُرِّيَ لَبَنُهَا وَحُقِنَ فِيْهِ وَجُمِعَ فَلَمْ يُحْلَبْ اَيَّامًا وَّاَصْلُ التَّصْرِيَةِ حَبْسُ الْمَاءِ يُقَالُ مِنْهُ صَرَّيْتُ الْمَاءَ۔

باب اونٹ، بکری یا گائے کے تھن میں

دودھ جمع کر رکھنا بائع کو منع ہے۔ اسی طرح ہر جانور (شیردار) جس کا دودھ (زیادہ ظاہر کرنے کے لئے) اس کے تھنوں میں روک لیا گیا ہو۔ مصراۃ وہ جانور ہے جس کے تھن میں دودھ روکا اور بند کر دیا گیا اور اکٹھا کر دیا گیا ہو۔ اور کئی دنوں تک دوہا نہ گیا ہو۔ اصل میں تصریہ پانی روکنے کو کہتے ہیں اسی سے یہ فقرہ ہے۔ صَرَّيْتُ الْمَاءَ (میں نے پانی روک رکھا)

---

[۱] اس روایت میں دوسرے لباس کا ذکر نہیں کیا وہ اشتمال صماء ہے جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے یعنی ایک ہی کپڑے کو سارے بدن پر اس طرح لپیٹ لینا کہ ہاتھ وغیرہ کچھ باہر نہ نکل سکیں نسائی کی روایت میں بیع ملامسہ کی تفسیر یوں مذکور ہے کہ ایک آدمی دوسرے سے کہے میں اپنا کپڑا تیرے کپڑے کے عوض بیچتا ہوں اور کوئی دوسرے کا کپڑا نہ دیکھے صرف چھوئے اور بیع منابذہ یہ ہے کہ بائع اور مشتری میں یہ ٹھہرے کہ جو میرے پاس ہے وہ میں تیری طرف پھینک دوں گا اور جو تیرے پاس ہے وہ میری طرف پھینک دے بس اسی شرط پر بیع ہو جائے اور کسی کو معلوم نہ ہو کہ دوسرے کے پاس کتنا اور کیسا

۲۰۱۷۔ حَدَّثَنَا ابْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيعَةَ عَنِ الْأَعْرَجِ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُصَرُّوا الْإِبِلَ وَالْغَنَمَ فَمَنِ ابْتَاعَهَا بَعْدُ فَإِنَّهُ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ بَيْنَ أَنْ يَحْتَلِبَهَا إِنْ شَاءَ أَمْسَكَ وَإِنْ شَاءَ رَدَّهَا وَصَاعَ تَمْرٍ وَيُذْكَرُ عَنْ أَبِي صَالِحٍ وَمُجَاهِدٍ وَالْوَلِيدِ بْنِ رَبَاحٍ وَمُوسَى بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَاعَ تَمْرٍ وَقَالَ بَعْضُهُمْ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ صَاعًا مِنْ طَعَامٍ وَهُوَ بِالْخِيَارِ ثَلَاثًا وَقَالَ بَعْضُهُمْ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ وَلَمْ يَذْكُرْ ثَلَاثًا وَالتَّمْرُ أَكْثَرُ۔

(از ابن بکیر از لیث از جعفر بن ربیعہ از اعرج از ابوہریرہؓ) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے، کہ آپؐ نے فرمایا کہ اونٹ اور بکری کا دودھ تھن میں روک کر نہ رکھو۔ اگر کوئی شخص (دھوکہ میں آکر) ایسا جانور خرید لے تو اسے دونوں باتوں کا اختیار ہے چاہے اپنے پاس رکھ لے چاہے واپس بائع کو دیدے اور ایک صاع (چار سیر) کھجور (دودھ کے بدلے) دیدے

ابوصالح اور مجاہد[1] اور ولید بن رباح اور موسیٰ بن یسار نے حضرت ابوہریرہ سے اور حضرت ابوہریرہ نے آنحضرتؐ سے کھجور کا ایک صاع نقل کیا ہے اور بعض حضرات[2] نے حضرت ابن سیرین سے ایک صاع اناج کا نقل کیا ہے[3] اور کہا ہے کہ خریدار کو تین دن تک اختیار ہے۔ اور ابن سیرین سے بعض[4] حضرات نے ایک صاع کھجور کا نقل کیا ہے۔ اور تین دن تک اختیار ہونے کا ذکر نہیں کیا۔ ایک صاع کھجور دینے پر اکثریت (راویوں کی) متفق ہے۔

۲۰۱۸۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ حَدَّثَنَا أَبُو عُثْمَانَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ مَنِ اشْتَرَى شَاةً مُحَفَّلَةً فَرَدَّهَا فَلْيَرُدَّ مَعَهَا صَاعًا وَنَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تُلَقَّى الْبُيُوعُ۔

(از مسدد از معتمر از سلیمان از ابوعثمان) عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں جو شخص ایسی بکری جس کے تھن میں دودھ روکا گیا ہو، وہ اسے پھیر سکتا ہے اور ایک صاع اس کے ساتھ دے دے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے تاجروں کی طرف پیش قدمی یعنی شہر سے آگے بڑھ کر مال لانے والوں سے خریدنا منع کیا ہے۔

۲۰۱۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَلَقَّوُا الرُّكْبَانَ وَلَا يَبِيعُ بَعْضُكُمْ عَلَى بَيْعِ بَعْضٍ وَلَا تَنَاجَشُوا وَلَا يَبِيعُ حَاضِرٌ لِبَادٍ وَلَا تُصَرُّوا الْغَنَمَ وَمَنِ ابْتَاعَهَا فَهُوَ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ بَعْدَ أَنْ يَحْتَلِبَهَا إِنْ رَضِيَهَا

(از عبداللہ بن یوسف از مالک از ابوالزناد از اعرج) ابوہریرہؓ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قافلہ والوں سے (جو مال بیچنے کو لائیں) آگے جاکر نہ ملو (نیز فرمایا) کوئی شخص ایک دوسرے کی بیع پر بیع نہ کرے (نیز فرمایا) نجش نہ کرو (اصطلاحی معنے پہلے آگئے ہیں) دھوکہ دینے کے لئے قیمت بڑھانا) اور باہر والے کا مال (رو کر) نہ بیچے اور بکریوں کا دودھ ان کے تھنوں میں روک کے نہ رکھو اور جو شخص اس طرح کی بکری (دھوکہ میں آکر) خرید لے تو اس کو دودھ دوہنے کے بعد ایک بات کا

---

[1] ابوصالح کی روایت کو امام مسلم نے اور مجاہد کی روایت کو بزار اور طبرانی نے معجم اوسط میں اور ولید کی روایت کو احمد بن منیع نے اپنی مسند میں اور موسیٰ بن یسار کی روایت کو امام مسلم اور ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ نے وصل کیا ۱۲ منہ [2] یعنی قرہ نے اس کو امام مسلم نے نکالا ۱۲ منہ [3] ذفر نے کہا ایک صاع کھجور دے آدھا صاع گیہوں اور ابن ابی لیلیٰ اور ابویوسف رحمہ نے ایک صاع کھجور کی قیمت بھی دینا جائز رکھا ہے ۱۲ منہ [4] یعنی یعقوب سختیانی نے، اس کو بھی امام مسلم نے نکالا ۱۲ منہ [5] اس کا بیان آگے ایک باب میں آئے گا اور نجش کا بیان اوپر ہو چکا ہے ۱۲ منہ

أَمْسَكَهَا وَإِنْ سَخِطَهَا رَدَّهَا وَصَاعًا مِّنْ تَمْرٍ۔

اختیار ہو گا چاہے اپنے پاس (خریدی ہوئی سمجھ کر) رکھ لے چاہے بائع کو واپس کرے اور ایک صاع کھجور بائع کو دے دے (اس دودھ کے بدلے جو واپس کرنے والے نے اپنے گھر میں آ کر ایک دو وقت استعمال کیا)

بَاب ۱۳۴۲ إِنْ شَاءَ رَدَّ الْمُصَرَّاةَ وَفِي حَلْبَتِهَا صَاعٌ مِّنْ تَمْرٍ۔

باب اگر خریدار چاہے تو مصراۃ جانور واپس کر دے گا (بکری بھینس اونٹنی وغیرہ) اور دودھ کے عوض ایک صاع کھجور دیدے

۲۰۲۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي زِيَادٌ أَنَّ ثَابِتًا مَوْلَى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ زَيْدٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رض يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اشْتَرَى غَنَمًا مُصَرَّاةً فَاحْتَلَبَهَا فَإِنْ رَضِيَهَا أَمْسَكَهَا وَإِنْ سَخِطَهَا فَفِي حَلْبَتِهَا صَاعٌ مِّنْ تَمْرٍ۔

(از محمد بن عمرو از مکی از ابن جریج از زیاد از ثابت یعنی عبدالرحمان بن زید کا غلام) ابوہریرہ کہتے تھے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ایسی بکری خریدے جس کے تھن میں دودھ روکا گیا ہو پھر اس کا دودھ دوہے تو اسے اختیار ہے خواہ اسے پسند کر کے اپنے پاس رکھ لے خواہ ناپسند کر کے (واپس کر دے) دودھ کے بدل ایک صاع کھجور دے دے[۱]

بَاب ۱۳۴۳ بَيْعِ الْعَبْدِ الزَّانِي وَقَالَ شُرَيْحٌ إِنْ شَاءَ رَدَّ مِنَ الزِّنَا۔

باب زانی غلام کی بیع۔ اور شریح کہتے ہیں خریدار ایسے غلام یا لونڈی کو واپس کر سکتا ہے[۲]

۲۰۲۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي سَعِيدٌ الْمَقْبُرِيُّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رض أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُولُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا زَنَتِ الْأَمَةُ فَتَبَيَّنَ زِنَاهَا فَلْيَجْلِدْهَا وَلَا يُثَرِّبْ ثُمَّ إِنْ زَنَتْ فَلْيَجْلِدْهَا وَلَا يُثَرِّبْ ثُمَّ إِنْ زَنَتِ الثَّالِثَةَ فَلْيَبِعْهَا وَلَوْ بِحَبْلٍ مِّنْ شَعَرٍ۔

(از عبداللہ بن یوسف از لیث از سعید مقبری از والدش) حضرت ابوہریرہ کہتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب لونڈی کا زنا کرانا معلوم ہو جائے تو اس کا مالک اسے کوڑے لگائے پھر ملامت اور زجر نہ کرے۔[۳] دوسری بار بھی اگر وہ زنا کرائے تو اسے پھر کوڑے لگائے پھر نہ جھڑکے اگر تیسری بار زنا کرائے تو اسے فروخت کر دے۔ اگرچہ بالوں کی ایک رسی کے عوض ہو۔

۲۰۲۲۔ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنِ الْأَمَةِ إِذَا زَنَتْ وَلَمْ تُحْصَنْ قَالَ إِنْ زَنَتْ

(از اسماعیل از مالک از ابن شہاب از عبیداللہ بن عبداللہ) ابوہریرہ اور زید بن خالد دونوں فرماتے ہیں کہ آنحضرت سے سوال کیا گیا اگر غیر شادی شدہ لونڈی زنا کرے تو کیا کرنا چاہیے؟[۴] آپ نے فرمایا اسے کوڑے مارو، اگر پھر زنا کرے پھر کوڑے مارو، اگر سہ بارہ زنا کرے تو

---

[۱] یعنی ہر بکری کے دودھ کے بدل ایک صاع کھجور کا دے اور بعضوں نے کہا کہ اگر ہزار بکریاں بھی ایسی خریدے تو سب کے دودھ کے بدل ایک دینا کافی ہے ۱۲ منہ [۲] کیونکہ یہ بھی ایک عیب ہے شریح کی روایت کو سعید بن منصور نے وصل کیا۔ باب کی حدیث میں گو غلام کا ذکر نہیں مگر امام بخاری نے غلام کو لونڈی پر قیاس کیا اور حنفیہ کے نزدیک لونڈی زنا کرے عیب سے پھیری جا سکتی ہے لیکن غلام نہیں پھیرا جا سکتا ۱۲ منہ [۳] یعنے حد لگانے کے بعد پھر جھڑکے اور ملامت نہ کرے کیونکہ قصور کی سزا مل چکی خطابی نے کہا ترجمہ یوں ہے اس کو کوڑے لگائے اور صرف جھڑکی پر اکتفا نہ کرے ۱۲ منہ

[۴] ظاہر حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ اگر لونڈی محصنہ ہو تو اس کو سنگسار کریں حالانکہ لونڈی غلام پر بالاجماع رجم نہیں ہے کیونکہ خود قرآن میں موجود صاف حکم ہے فَإِذَا أُحْصِنَّ فَإِنْ أَتَيْنَ بِفَاحِشَةٍ فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنَاتِ مِنَ الْعَذَابِ اور رجم کا نصف نہیں ہو سکتا تو کوڑوں کا نصف مراد ہو گا یعنے پچاس کوڑے مارو بعضوں نے کہا حدیث

فَاجْلِدُوهَا ثُمَّ إِنْ زَنَتْ فَاجْلِدُوهَا ثُمَّ إِنْ زَنَتْ فَبِيعُوهَا وَلَوْ بِضَفِيرٍ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ لَا أَدْرِي بَعْدَ الثَّالِثَةِ أَوِ الرَّابِعَةِ.

اسے بیچ ڈالو، خواہ اس کی قیمت ایک رسی بٹے ابن شہاب کہتے ہیں مجھے یاد نہیں کہ آنحضرت نے بیچنے کے متعلق تیسری بار کے بعد کہا یا چوتھی بار کے بعد

بَاب ۱۳۴۴ الْبَيْعِ وَالشِّرَاءِ مَعَ النِّسَاءِ

باب عورتوں سے خرید و فروخت کرنا۔

۲۰۲۳ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْتُ لَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اشْتَرِي وَأَعْتِقِي فَإِنَّ الْوَلَاءَ لِمَنْ أَعْتَقَ ثُمَّ قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْعَشِيِّ فَأَثْنَى عَلَى اللَّهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ مَا بَالُ أُنَاسٍ يَشْتَرِطُونَ شُرُوطًا لَيْسَ فِي كِتَابِ اللَّهِ مَنِ اشْتَرَطَ شَرْطًا لَيْسَ فِي كِتَابِ اللَّهِ فَهُوَ بَاطِلٌ وَإِنِ اشْتَرَطَ مِائَةَ شَرْطٍ شَرْطُ اللَّهِ أَحَقُّ وَأَوْثَقُ.

(از ابو الیمان از شعیب از زہری از عروہ بن زبیر) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے میں نے آپ سے بریرہ کی خریداری کا تذکرہ کیا۔ آپ نے فرمایا خرید لو اور آزاد کر دو۔ ترکہ اسی کو ملتا ہے جو آزاد کرے۔ پھر شام کو آپ (منبر پر برائے خطبہ) کھڑے ہوئے۔ پہلے اللہ کے شایانِ شان ثنا بیان کی۔ پھر فرمایا لوگوں کو کیا ہو گیا ہے وہ ایسی شرطیں لگاتے ہیں جن کا ذکر کتاب اللہ میں نہیں۔ جو شخص ایسی شرطیں لگائے، جن کا ذکر کتاب اللہ میں نہیں (یعنی خدا کا حکم نہیں) وہ باطل ہیں چاہے۔ ایسی سو شرطیں بھی کرلیں۔ اللہ نے جو شرط قائم کی وہ حقیقی اور معتبر ہے [1]

۲۰۲۴ - حَدَّثَنَا حَسَّانُ بْنُ أَبِي عَبَّادٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ قَالَ سَمِعْتُ نَافِعًا يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ عَائِشَةَ سَاوَمَتْ بَرِيرَةَ فَخَرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ فَلَمَّا جَاءَ قَالَتْ إِنَّهُمْ أَبَوْا أَنْ يَبِيعُوهَا إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطُوا الْوَلَاءَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ قُلْتُ لِنَافِعٍ حُرًّا كَانَ زَوْجُهَا أَوْ عَبْدًا فَقَالَ مَا يُدْرِينِي.

(از حسان بن عباد از ہمام از نافع از عبد اللہ بن عمر) حضرت عائشہ نے بریرہ کا مول کیا۔ تو اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لیے گھر سے باہر تھے۔ جب آپ واپس گھر میں آئے تو حضرت عائشہ نے عرض کیا بریرہ کے مالک نہیں مانتے وہ کہتے ہیں شرط یہ ہے اس کا ترکہ ہم لیں گے آپؐ نے فرمایا ترکہ اسی کو ملے گا جو آزاد کرے گا۔ ہمام کہتے ہیں میں نے نافع سے پوچھا بریرہ کا خاوند آزاد تھا یا غلام انہوں نے کہا مجھے معلوم نہیں۔ [2]

بَاب ۱۳۴۵ هَلْ يَبِيعُ حَاضِرٌ لِبَادٍ بِغَيْرِ أَجْرٍ وَهَلْ يُعِينُهُ أَوْ يَنْصَحُهُ

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا

باب کیا شہری (بستی والا) باہر والے کا مال بغیر اجرت کے بیچ سکتا ہے اور اس کی مدد یا خیر خواہی کر سکتا ہے [3]

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی اپنے بھائی

---

[1] اس کا اختیار ہے اور حدیث میں جو شرطیں پیغمبر نے بیان فرمائیں وہ بھی اللہ ہی کی لگائی ہوئی ہیں کیونکہ جو کچھ حدیث میں ہے وہ بھی اللہ ہی کا حکم ہے یہ خطبہ آپؐ نے اس وقت سنایا جب بریرہ رضؓ کے مالک حضرت عائشہ رضؓ سے یہ شرط لگاتے تھے کہ ہم بریرہ رضؓ کو اس شرط سے بیچتے ہیں کہ اس کا ترکہ ہم لیں گے ۱۲ منہ

[2] یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے عورتوں سے خرید و فروخت کرنے کا جواز نکلا ۱۲ منہ

[3] امام بخاری کا مطلب یہ ہے کہ حدیث میں جو ممانعت آئی ہے کہ بستی والا باہر والے کا مال نہ بیچے اس کا یہ مطلب ہے کہ اس سے اجرت لے کر نہ بیچے اگر بطور مدد اور خیر خواہی کے اس کا مال بیچ دے تو وہ منع نہیں ہے کیونکہ دوسری حدیثوں میں مسلمان کی امداد اور خیر خواہی کرنے کا حکم ہے ۱۲ منہ

اسْتَنْصَحَ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ فَلْيَنْصَحْ لَهُ

وَرَخَّصَ فِيهِ عَطَاءٌ

۲۰۲۵- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ إِسْمٰعِيلَ عَنْ قَيْسٍ سَمِعْتُ جَرِيرًا رض بَايَعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ وَإِقَامِ الصَّلٰوةِ وَإِيتَاءِ الزَّكٰوةِ وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ وَالنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ۔

۲۰۲۶- حَدَّثَنَا الصَّلْتُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رض قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَلَقَّوُا الرُّكْبَانَ وَلَا يَبِيعُ حَاضِرٌ لِبَادٍ قَالَ فَقُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ مَا قَوْلُهُ لَا يَبِيعُ حَاضِرٌ لِبَادٍ قَالَ لَا يَكُونُ لَهُ سِمْسَارًا۔

بَابُ ۱۳۴۶ مَنْ كَرِهَ أَنْ يَبِيعَ حَاضِرٌ لِبَادٍ بِأَجْرٍ۔

۲۰۲۷- حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ صَبَّاحٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَلِيٍّ الْحَنَفِيُّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رض قَالَ نَهٰى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَبِيعَ حَاضِرٌ لِبَادٍ وَبِهِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ۔

سے نیک مشورہ طلب کرے تو اسے مفید مشورہ دے۔ عطاء نے (شہری کا ایسی مدد کرنا باہر والے کے لیے) جائز سمجھا ہے[1]

(از علی بن عبداللہ از سفیان از اسماعیل از قیس) جریر بن عبداللہ فرماتے ہیں میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ان باتوں پر بیعت کی لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللهِ کی شہادت، نماز قائم کرنا، ادائیگی زکوۃ سمع و اطاعت حاکم اسلام۔ خیر خواہی ہر مسلم[2]

(از صلت بن محمد از عبدالواحد از معمر از عبداللہ بن طاؤس از والدش) حضرت ابن عباس رض کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قافلہ سواروں سے آگے جا کر نہ ملو انہیں شہر یا گاؤں آنے دو) شہری آدمی باہر والے کا مال نہ بیچے۔ طاؤس کہتے ہیں میں نے ابن عباس سے اس کا مطلب پوچھا تو فرمایا شہری اس کا دلال نہ بنے[3]۔

باب جس نے یہ مکروہ سمجھا ہے کہ بستی والا باہر والے کا مال اجرت لے کر فروخت کرے۔

(از عبداللہ بن صباح از ابو علی حنفی از عبدالرحمان بن عبداللہ بن دینار از عبداللہ بن دینار) حضرت ابن عمر کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا اس بات سے کہ شہری یا گاؤں والا جنگل یا دیہات والے کا مال بیچے ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بھی اسی طرح فرمایا[4]۔

---

[1] اس کو امام احمد اور بیہقی نے جابر رض سے وصل کیا ۱۲ منہ [2] یعنی عطاء بن ابی رباح نے اس کو عبدالرزاق سے وصل کیا ۱۲ منہ [3] یہ حدیث اوپر کتاب الایمان میں گذر چکی ہے یہاں امام بخاری نے اس سے یہ نکالا کہ جب ہر مسلمان کی خیر خواہی کا اس میں حکم ہے تو اگر بستی والا باہر والے کا مال بلا اجرت بیچ دے اس کی خیر خواہی کرے تو ثواب ہوگا نہ گناہ اب اس حدیث کی تاویل یہ ہوگی جس میں اس کی ممانعت آئی کہ ممانعت اس صورت میں ہے جب اجرت لے کر ایسا کرے اور بستی والوں کو نقصان پہنچانے اور اپنا فائدہ کرنے کی نیت ہو یہ ظاہر ہے کہ انما الاعمال بالنیات ۱۲ منہ [4] اور اس سے دلالی کا حق شہر اگر بستی والوں کو نقصان نہ پہنچائے اگر یہ دلال نہ بنتا تو شاید غریبوں کو غلہ سستا مل جاتا گویا یہ مناع للخیر بنا۔ حنفیہ نے کہا کہ حدیث اس وقت سے خاص ہے جب غلہ کا قحط ہو مالکیہ نے کہا عام ہے۔ امام احمد بن حنبل سے منقول ہے کہ ممانعت اس صورت میں ہے جب پانچ باتیں ہوں۔ جنگل سے کوئی اسباب بیچنے کو آئے اس دن کے نرخ پر بیچنا چاہے، نرخ اس کو معلوم نہ ہو، بستی والا قصد کر کے اس کے پاس جائے مسلمانوں کو اس اسباب کی حاجت ہو۔ جب یہ باتیں پائی جائیں گی تو بیع باطل اور حرام ہوگی ورنہ صحیح ہوگی ۱۲ منہ [5] ابن عباس رض کا قول اوپر گذرا کہ بستی والا باہر والے کا دلال نہ بنے یعنی اجرت لے کر اس کا مال نہ بکوائے اور باب کا یہی مطلب ہے ۱۲ منہ

باب ۱۳۴۷ لَا يَبِيعُ حَاضِرٌ لِبَادٍ بِالسَّمْسَرَةِ وَكَرِهَهُ ابْنُ سِيرِينَ وَإِبْرَاهِيمُ لِلْبَائِعِ وَالْمُشْتَرِي وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ إِنَّ الْعَرَبَ تَقُولُ بِعْ لِي ثَوْبًا وَهِيَ تَعْنِي الشِّرَاءَ۔

باب شہری یا بستی والا باہر والے کے لئے دلالی کر کے مول نہ لے۔ ابن سیرین اور ابراہیم نخعی نے بائع و مشتری دونوں کے لئے اس کو مکروہ جانا ہے[1]۔ ابراہیم نخعی نے کہا کہ عرب کے لوگ کہتے ہیں بِعْ لِي ثَوْبًا مگر مقصد یہ ہوتا ہے کہ میرے لئے کپڑا خرید لے[2]۔ (گویا حدیث میں لَا يَبِيعُ کا لفظ لَا يَشْتَرِي کے لئے بھی مستعمل ہے)

۲۰۲۸۔ حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَبْتَاعُ الْمَرْءُ عَلَى بَيْعِ أَخِيهِ وَلَا تَنَاجَشُوا وَلَا يَبِيعُ حَاضِرٌ لِبَادٍ۔

(از مکی بن ابراہیم از ابن جریج از ابن شہاب از سعید بن مسیب) ابوہریرہ کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی آدمی اپنے مسلمان بھائی کے مول پر مول نہ کرے اور نہ نجش کیا کرو اور نہ شہری کسی باہر والے کے لیے بیع کرے۔

۲۰۲۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا مُعَاذٌ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ نُهِينَا أَنْ يَبِيعَ حَاضِرٌ لِبَادٍ۔

(از محمد بن مثنیٰ از معاذ از ابن عون از محمد بن سیرین) انس بن مالک نے کہا ہمیں اس سے منع کیا گیا تھا کہ شہری دیہاتی کے لیے بیچے یا خریدے۔

باب ۱۳۴۸ النَّهْيِ عَنْ تَلَقِّي الرُّكْبَانِ وَأَنَّ بَيْعَهُ مَرْدُودٌ لِأَنَّ صَاحِبَهُ عَاصٍ آثِمٌ إِذَا كَانَ بِهِ عَالِمًا وَهُوَ خِدَاعٌ فِي الْبَيْعِ وَالْخِدَاعُ لَا يَجُوزُ۔

باب آگے جا کر قافلہ والوں سے ملنے کی ممانعت ایسی بیع لغو اور قابل رد ہے۔ کیونکہ ایسا کرنے والا اگر جانتا ہے تو سخت گنہگار ہے اور یہ ایک قسم کا فریب ہے۔ اور دھوکا کی بیع ہے جو ہرگز جائز نہیں[3]۔

۲۰۳۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ التَّلَقِّي وَأَنْ يَبِيعَ حَاضِرٌ لِبَادٍ۔

(از محمد بن بشار از عبد الوہاب از عبید اللہ از سعید بن ابی سعید) ابوہریرہ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قافلے والوں سے آگے بڑھ کر ملنے سے منع فرمایا، نیز اس بات سے کہ شہری بیرونی کا مال بیچے۔

---

[1] مطلب یہ ہے کہ نہ بستی والا باہر والے کا مال بکوائے نہ باہر والے خرید کر بستی والوں کا مال خریدائے دونوں صورتوں میں اجرت لے کر دلال نہ بنے ابن سیرین کے اثر کو تو ابو عوانہ نے وصل کیا حافظ نے کہا ابراہیم نخعی کا اثر مجھ کو نہیں ملا ۱۲ منہ [2] مطلب یہ ہے کہ حدیث میں جو لَا يَبِيعُ حاضر لباد ہے یہ بیع اور شراء دونوں کو شامل ہے جیسے شریٰ بائع کے معنی میں آتا ہے قرآن میں ہے وَشَرَوْهُ بِثَمَنٍ بَخْسٍ اَیْ بَاعُوْهُ ایسے ہی باع بھی شریٰ کے معنوں میں آتا ہے اور دونوں صورتیں منع ہیں ۱۲ منہ [3] جب کہیں باہر سے بیوپاری غلہ کی رسدلاتے ہیں تو بعضے بستی والے یہ کرتے ہیں کہ ایک دو کوس بستی سے آگے نکل کر راہ میں ان بیوپاریوں سے ملتے ہیں اور ان کو دغا اور دھوکا دے کر بستی کا نرخ اتنا ہوا بیان کر کے ان کا مال خرید کر لیتے ہیں جب وہ بستی میں آتے ہیں تو دیکھتے ہیں وہاں کا نرخ بڑھا ہوا ہے اور ان کو چکمہ دیا گیا امام بخاری کے نزدیک ایسی صورت میں بیع باطل و لغو ہے بعضوں نے کہا ایسا کرنا حرام ہے لیکن بیع صحیح ہو جائے گی اور ان کو اختیار ہوگا بستی میں آ کر وہاں کا نرخ دریافت

حَدَّثَنِیْ عَیَّاشُ بْنُ الْوَلِیْدِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰی حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ ابْنِ طَاؤُسٍ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ سَاَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا مَا مَعْنٰی قَوْلِهٖ لَا یَبِیْعَنَّ حَاضِرٌ لِّبَادٍ فَقَالَ لَا یَکُنْ لَّهٗ سِمْسَارًا۔

(از عیاش بن ولید از عبدالاعلیٰ از معمر از ابن طاؤس) ان کے والد کہتے ہیں میں نے ابن عباس سے اس فرمان کا مقصد پوچھا کہ بستی والا یا شہری کسی بیرونی کا مال ہرگز نہ بیچے۔ تو فرمایا اس کا مطلب یہ ہے کہ بیرونی کا دلال نہ بنے۔

۲۰۳۲۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا یَزِیْدُ بْنُ زُرَیْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا التَّیْمِیُّ عَنْ اَبِیْ عُثْمٰنَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ مَنِ اشْتَرٰی مُحَفَّلَةً فَلْیَرُدَّ مَعَهَا صَاعًا قَالَ وَنَهَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنْ تَلَقِّی الْبُیُوْعِ۔

(از مسدد از یزید بن زریع از التیمی از ابوعثمان) عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں جو شخص دودھ جمع کی ہوئی بکری خریدے وہ بکری واپس کردے اور اس کے ساتھ ایک صاع دیدے آنحضرتؐ نے قافلہ والوں سے آگے بڑھ کر ملنے سے منع فرمایا۔

۲۰۳۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ یُوْسُفَ اَخْبَرَنَا مَالِکٌ عَنْ نَّافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یَبِیْعُ بَعْضُکُمْ عَلٰی بَیْعِ بَعْضٍ وَّلَا تَلَقَّوُا السِّلَعَ حَتّٰی یُهْبَطَ بِهَا اِلَی السُّوْقِ۔

(از عبداللہ بن یوسف از مالک از نافع) عبداللہ بن عمر کہتے ہیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص دوسرے کی بیع پر بیع نہ کرے اور جو مال باہر سے آرہا ہو اس کے آگے جاکر نہ ملو حتیٰ کہ مال بازار میں آجائے

بَابٌ ۱۳۴۹ مُنْتَهَی التَّلَقِّیْ۔

باب قافلہ سے کتنی دور آگے جاکر ملنا منع ہے [1]

۲۰۳۴۔ حَدَّثَنَا مُوْسَی بْنُ اِسْمٰعِیْلَ حَدَّثَنَا جُوَیْرِیَةُ عَنْ نَّافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ کُنَّا نَتَلَقَّی الرُّکْبَانَ فَنَشْتَرِیْ مِنْهُمُ الطَّعَامَ فَنَهَانَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْ نَّبِیْعَهٗ حَتّٰی یُبْلَغَ بِهٖ سُوْقُ الطَّعَامِ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ هٰذَا فِیْ اَعْلَی السُّوْقِ یُبَیِّنُهٗ حَدِیْثُ عُبَیْدِ اللّٰهِ۔

(از موسیٰ بن اسماعیل از جویریہ از نافع) عبداللہ بن عمر کہتے ہیں ہم آگے جاکر قافلہ والوں سے ملاکرتے تھے۔ ان سے غلہ خریدتے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اس سے منع کیا۔ فرمایا کہ باہر ہی باہر اس کی بیع نہ کریں بلکہ اناج کے بازار میں لائیں۔

امام بخاری کہتے ہیں، یہ لوگ بازار کے بلند کنارے پر ملتے تھے [2] جیسا کہ عبیداللہ کی حدیث سے ظاہر ہے۔

۲۰۳۵۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا یَحْیٰی عَنْ عُبَیْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِیْ نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ کَانُوْا یَبْتَاعُوْنَ الطَّعَامَ فِیْ اَعْلَی السُّوْقِ فَیَبِیْعُوْنَهٗ فِیْ

(از مسدد از یحییٰ از عبیداللہ از نافع) عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں کہ لوگ بازار کی بلند جانب جاکر غلہ خریدتے پھر اسے وہیں بیچ ڈالتے۔ تب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو حکم نہی دیا کہ

---

[1] اس باب کے لانے سے امام بخاری کا مطلب یہ ہے کہ اس کی کوئی حد مقرر نہیں اگر بازار میں آنے سے ایک قدم بھی آگے جاکر ملا تو اس نے حرام کام کیا ۱۲ منہ [2] یعنی اس روایت میں جو مذکور ہے کہ عبداللہ بن عمرؓ قافلے والوں سے آگے جاکر ملتے اس سے یہ مراد نہیں ہے کہ بستی سے باہر نکل کر یہ تو حرام اور منع تھا بلکہ عبداللہ کا مطلب یہ ہے کہ بازار میں آجانے کے بعد اس کے کنارے پر ہم ان سے ملتے کیونکہ اس روایت میں اس امر کی ممانعت ہے کہ غلہ کو جہاں خریدیں وہاں نہ بیچیں اور اس کی ممانعت اس روایت میں نہیں ہے کہ قافلہ والوں سے آگے بڑھ کر ملنا منع ہے ایسی حالت میں یہ روایت ان لوگوں کی دلیل نہیں ہوسکتی جنہوں نے قافلہ والوں سے آگے بڑھ کر ملنا درست رکھا ہے ۱۲ منہ

مَكَانِهِمْ فَنَهَاهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَبِيعُوهُ فِي مَكَانِهِ حَتَّى يَنْقُلُوهُ

غلہ وہاں نہ بیچیں جب تک اسے منتقل نہ کرلیں۔[1]

بَابٌ ۳۵۰ إِذَا اشْتَرَطَ شُرُوطًا فِي الْبَيْعِ لَا تَحِلُّ۔

باب ـــ بیع میں ناجائز شرطیں لگانا۔

۲۰۳۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ جَاءَتْنِي بَرِيرَةُ فَقَالَتْ كَاتَبْتُ أَهْلِي عَلَى تِسْعِ أَوَاقٍ فِي كُلِّ عَامٍ وَقِيَّةٌ فَأَعِينِينِي فَقُلْتُ إِنْ أَحَبَّ أَهْلُكِ أَنْ أَعُدَّهَا لَهُمْ وَيَكُونُ وَلَاؤُكِ لِي فَعَلْتُ فَذَهَبَتْ بَرِيرَةُ إِلَى أَهْلِهَا فَقَالَتْ لَهُمْ فَأَبَوْا عَلَيْهَا فَجَاءَتْ مِنْ عِنْدِهِمْ وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ فَقَالَتْ إِنِّي قَدْ عَرَضْتُ ذٰلِكَ عَلَيْهِمْ فَأَبَوْا إِلَّا أَنْ يَكُونَ الْوَلَاءُ لَهُمْ فَسَمِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَتْ عَائِشَةُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ خُذِيهَا وَاشْتَرِطِي لَهُمُ الْوَلَاءَ فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ فَفَعَلَتْ عَائِشَةُ ثُمَّ قَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّاسِ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ مَا بَالُ رِجَالٍ يَشْتَرِطُونَ شُرُوطًا لَيْسَتْ فِي كِتَابِ اللّٰهِ مَا كَانَ مِنْ شَرْطٍ لَيْسَ فِي كِتَابِ اللّٰهِ فَهُوَ بَاطِلٌ وَإِنْ كَانَ مِائَةَ شَرْطٍ قَضَاءُ اللّٰهِ أَحَقُّ وَشَرْطُ اللّٰهِ أَوْثَقُ وَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ۔

(از عبد اللہ بن یوسف از مالک از ہشام بن عروہ از والد ش) حضرت عائشہ فرماتی ہیں، بریرہ (لونڈی کا نام) میرے پاس آئی اور کہنے لگی میں نے اپنے مالکوں سے نو اوقیہ چاندی پر کتابت کرلی ہے ہر سال ایک اوقیہ ادا کرنے پر۔ لہذا آپ میری مدد کریں۔ میں نے کہا اگر تیرے مالک منظور کریں تو میں انہیں یک مشت ان کا سب روپیہ ادا کرتی ہوں۔ مگر تیرا ترکہ مجھے ملے گا۔ بریرہ نے جاکر اپنے مالکوں سے کہا تو انہوں نے اس سے انکار کیا وہ پھر واپس آئی۔ اس وقت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بھی تشریف فرما تھے بریرہ نے بیان کیا کہ میں نے اسطرح کہا۔ مگر وہ نہیں مانتے اور کہتے ہیں ترکہ ہم لیں گے۔ آنحضرت نے یہ سنا اور حضرت عائشہ نے بھی آپ سے واقعہ بیان کیا۔ آپ نے فرمایا تو بریرہ کو خرید لے۔ اور ترکہ کی شرط جو کرتے ہیں، انہیں کرنے دے۔ ترکہ تو اسی کو ملے گا جو آزاد کرے گا۔ چنانچہ حضرت عائشہ نے ایسا ہی کیا۔ پھر آپ خطبہ دینے کے لیے تشریف لے گئے۔ پہلے اللہ کی حمد و ثنا بیان کی۔ پھر فرمایا امابعد لوگوں کا کیا حال ہے۔ ایسی شرطیں لگاتے ہیں جو کتاب اللہ کے خلاف ہیں، جو درحقیقت کتاب اللہ میں شرط ہی نہیں وہ باطل ہے خواہ کوئی سو شرطیں لگائے۔ اللہ کا فیصلہ اور حکم حقیقت پر مبنی ہے۔ اور اللہ کی شرط ہی قابل وثوق و اعتماد ہے۔ یاد رکھو غلام کا ترکہ اسے آزاد کرنے والے کا ہی ہوتا ہے۔

۲۰۳۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما أَنَّ عَائِشَةَ

(از عبد اللہ بن یوسف از مالک از نافع از عبد اللہ بن عمر) حضرت عائشہ ام المومنین نے ایک لونڈی (بریرہ) خرید کر کے آزاد

[1] معلوم ہوا کہ جب قافلہ بازار میں آجائے تو اس سے آگے بڑھ کر ملنا درست ہے بعضوں نے کہا بستی کی حد تک آگے بڑھ کر ملنا درست نہیں۔ مالکیہ نے کہا اس میں اختلاف ہے کوئی کہتا ہے ایک میل سے کم آگے بڑھ کر ملنا درست ہے کوئی کہتا ہے چھ میل سے کم پر کوئی کہتا ہے دو دن کی راہ سے کم پر ۱۲ منہ

أُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ أَرَادَتْ أَنْ تَشْتَرِيَ جَارِيَةً فَتُعْتِقَهَا فَقَالَ أَهْلُهَا نَبِيْعُكِهَا عَلَى أَنَّ وَلَاءَهَا لَنَا فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَا يَمْنَعُكِ ذٰلِكِ فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ۔

کرنی چاہی۔ اس کے مالکوں نے کہا ہم اس شرط پر بیچتے ہیں کہ اسکا ترکہ ہم لیں گے۔ حضرت عائشہ نے اس کا ذکر آنحضرت سے کیا آپ نے فرمایا تجھے تیرے ارادے سے انکا یہ کہنا نہ روکے اور ترکے کا مالک وہی ہوگا، جو آزاد کرے۔[1]

باب ۱۳۵۱ بَيْعِ التَّمْرِ بِالتَّمْرِ

باب کھجور کو کھجور کے عوض فروخت کرنا۔

۲۰۳۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَوْسٍ سَمِعَ عُمَرَ رض عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْبُرُّ بِالْبُرِّ رِبًا إِلَّا هَاءَ وَهَاءَ وَالشَّعِيْرُ بِالشَّعِيْرِ رِبًا إِلَّا هَاءَ وَهَاءَ وَالتَّمْرُ بِالتَّمْرِ رِبًا إِلَّا هَاءَ وَهَاءَ۔

(از ابوالولید از لیث از ابن شہاب از مالک بن اوس) حضرت عمرؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ نے فرمایا گیہوں گیہوں کے عوض بیچنا سود ہے البتہ ہاتھوں ہاتھ سودا جائز ہے۔ اور جو کے بدلے جو بیچنا سود ہے مگر ہاتھوں ہاتھ یعنی نقدا نقد سودا درست ہے۔ کھجور کے بدلے کھجور بیچنا سود ہے البتہ سودا نقد ہوا ہو تو درست ہے[2]۔ (دونوں ماپ تول میں برابر ہوں نقدا نقد ہوں تو درست ہے۔)

باب ۱۳۵۲ بَيْعِ الزَّبِيْبِ بِالزَّبِيْبِ وَالطَّعَامِ بِالطَّعَامِ

باب منقی کے عوض منقی اور غلہ کے عوض غلہ فروخت کرنا۔

۲۰۳۹۔ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيْلُ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رض أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الْمُزَابَنَةِ وَالْمُزَابَنَةُ بَيْعُ الثَّمَرِ بِالتَّمْرِ كَيْلًا وَبَيْعُ الزَّبِيْبِ بِالْكَرْمِ كَيْلًا۔

(از اسماعیل از مالک از نافع) عبداللہ بن عمر سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مزابنہ سے منع فرمایا مزابنہ یہ ہے کہ درخت پر لگی ہوئی کھجور خشک کھجور کے بدلے ماپ کر کے بیچی جائے[3] اسی طرح بیل پر لگے ہوئے انگور کو منقی کے بدلے بیچنا۔

۲۰۴۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رض أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الْمُزَابَنَةِ قَالَ الْمُزَابَنَةُ أَنْ يَبِيْعَ التَّمْرَ بِكَيْلٍ إِنْ زَادَ فَلِيْ وَإِنْ نَقَصَ فَعَلَيَّ

(از ابوالنعمان از حماد بن زید از ایوب از نافع) ابن عمر سے مروی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مزابنہ سے منع فرمایا۔ عبداللہ بن عمر نے کہا کہ مزابنہ یہ ہے کہ کوئی شخص درخت پر کا میوہ سوکھے میوے کے بدلے ماپ یا تول کر بیچے۔ اور خریدار سے کہے اگر درخت پر لگا

[1] اس حدیث سے مالکیہ کا مذہب ثابت ہوتا ہے کہ مکاتب کی بیع جائز ہے لیکن مخالفین یہ کہہ سکتے ہیں کہ شاید بریرہ رضی بدل کتابت کے ادا کرنے سے عاجز ہو گئی ہوں گی تو اس کا حکم لونڈی کا سا ہو گیا اور بیع جائز ہو گی باقی بحث اس کی اللہ چاہے تو کتاب المکاتب میں آئے گی ۱۲ منہ [2] مسلم کی روایت میں اتنا زیادہ ہے اور نمک بیچنا نمک کے بدلے بیاج ہے مگر ہاتھوں ہاتھ اور اس کا بیان ان شاء اللہ تعالیٰ آگے آئے گا بہر حال جب ان میں سے کوئی چیز اپنی جنس کے بدلے بیچی جائے تو اس میں یہ ضرور ہے کہ دونوں ماپ تول میں برابر ہوں اور نقدا نقد ہوں ۱۲ منہ [3] یعنی وہ کھجور جو ابھی درخت سے نہ اتری ہو اسی طرح وہ انگور جو ابھی بیل سے توڑا نہ گیا ہو، اس کا اندازہ کر کے خشک کھجور یا منقی کے بدلے بیچنا درست نہیں کیونکہ اس میں کمی بیشی کا احتمال ہے ۱۲ منہ

قَالَ وَحَدَّثَنِي زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَخَّصَ فِي الْعَرَايَا بِخَرْصِهَا۔

ہوا میوہ اتر کر سوکھے سے زیادہ نکلے تو میرا ہے۔ کم نکلے تو وہ پورا کر دے گا۔ عبداللہ بن عمر نے کہا زید بن ثابت نے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اندازہ کر کے عرایا[1] کی خاص قسم کی اجازت دی۔

باب ۱۳۵۳ بَيْعِ الشَّعِيرِ بِالشَّعِيرِ۔

باب جو کے عوض جو فروخت کرنا۔

۲۰۴۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَوْسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ الْتَمَسَ صَرْفًا بِمِائَةِ دِينَارٍ فَدَعَانِي طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ فَتَرَاوَضْنَا حَتَّى اصْطَرَفَ مِنِّي فَأَخَذَ الذَّهَبَ يُقَلِّبُهَا فِي يَدِهِ ثُمَّ قَالَ حَتَّى يَأْتِيَ خَازِنِي مِنَ الْغَابَةِ وَعُمَرُ يَسْمَعُ ذٰلِكَ فَقَالَ وَاللهِ لَا تُفَارِقُهُ حَتَّى تَأْخُذَ مِنْهُ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الذَّهَبُ بِالذَّهَبِ رِبًا إِلَّا هَاءَ وَهَاءَ وَالْبُرُّ بِالْبُرِّ رِبًا إِلَّا هَاءَ وَهَاءَ وَالشَّعِيرُ بِالشَّعِيرِ رِبًا إِلَّا هَاءَ وَهَاءَ وَالتَّمْرُ بِالتَّمْرِ رِبًا إِلَّا هَاءَ وَهَاءَ۔

(از عبداللہ بن یوسف از مالک از ابن شہاب، مالک بن اوس) کہتے ہیں مجھے سو اشرفیاں بھنانے کی ضرورت ہوئی۔ تو مجھے طلحہ بن عبداللہ نے بلایا ہم دونوں نے درگی بابت تکرار[2] کی آخر وہ راضی ہو گئے اور اشرفیاں ہاتھ میں لے کر الٹ پلٹ کرنے لگے۔ پھر کہا غابہ سے میرا خزانچی آنے دو۔ حضرت عمر یہ بات سن رہے تھے۔ انہوں نے مجھ سے فرمایا جب تک روپیہ لیے بغیر طلحہ سے جدا نہ ہونا۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ سونے کے عوض سونا بیچنا سود ہے۔ البتہ نقد انقد سودا درست ہے۔ اسی طرح گندم کے عوض گندم جو کے عوض جو اور کھجور کے عوض کھجور سود ہیں۔ البتہ نقد سودا درست ہے ایک ہاتھ لو ایک ہاتھ دو ایک مجلس میں ہی)

باب ۱۳۵۴ بَيْعِ الذَّهَبِ بِالذَّهَبِ

باب سونا سونے کے عوض بیچنا۔

۲۰۴۲۔ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ أَخْبَرَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ عُلَيَّةَ قَالَ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي إِسْحٰقَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ قَالَ أَبُو بَكْرَةَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَبِيعُوا الذَّهَبَ بِالذَّهَبِ إِلَّا سَوَاءً بِسَوَاءٍ وَالْفِضَّةَ بِالْفِضَّةِ إِلَّا سَوَاءً بِسَوَاءٍ وَبِيعُوا الذَّهَبَ بِالْفِضَّةِ وَالْفِضَّةَ بِالذَّهَبِ كَيْفَ شِئْتُمْ۔

(از صدقہ بن فضل از اسماعیل بن علیہ از یحییٰ بن ابی اسحاق از عبدالرحمان بن ابی بکرہ از ابو بکرہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سونے کے عوض سونا نہ بیچو مگر برابر برابر اور چاندی کو چاندی کے عوض نہ بیچو مگر برابر برابر اور سونے کو چاندی کے بدلے اور چاندی کو سونے کے بدلے جس طرح چاہو بیچو[3]۔

باب ۱۳۵۵ بَيْعِ الْفِضَّةِ بِالْفِضَّةِ۔

باب چاندی کو چاندی کے بدلے بیچنا۔

[1] عرایا کا پورا بیان آگے آئے گا درحقیقت وہ بھی مزابنہ کی ایک قسم ہے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی خاص طور سے اجازت دی بوجہ ضرورت کے وہ ضرورت یہ تھی کہ لوگ خیرات کے طور پر ایک دو درخت کا میوہ کسی محتاج کو دیا کرتے پھر اس کا باغ میں گھڑے گھڑے آنا ناگوار ہوتا تو اس میوے کا اندازہ کر کے اتنے خشک میوے کے بدل وہ درخت اس فقیر سے خرید لیتے۔ ۱۲ منہ

[2] در اردو زبان میں کہتے ہیں اشرفی روپیہ کے بٹاون کو ۱۲ منہ

[3] اس میں بھی ہاتھوں ہاتھ کی شرط ہے ایک طرف نقد ایک طرف ادھار درست نہیں۔ سونا چاندی سے عام مراد ...

۲۰۴۳ - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعْدٍ حَدَّثَنَا عَمِّي حَدَّثَنَا ابْنُ أَخِي الزُّهْرِيِّ عَنْ عَمِّهِ قَالَ حَدَّثَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رض أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ حَدَّثَهُ مِثْلَ ذَلِكَ حَدِيثًا عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَقِيَهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ فَقَالَ يَا أَبَا سَعِيدٍ مَا هَذَا الَّذِي تُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَبُو سَعِيدٍ فِي الصَّرْفِ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الذَّهَبُ بِالذَّهَبِ مِثْلًا بِمِثْلٍ وَالْوَرِقُ بِالْوَرِقِ مِثْلًا بِمِثْلٍ

(از عبید اللہ بن سعد از ان کے چچا از پسر برادر زہری از زہری از حضرت سالم بن عبد اللہ از عبد اللہ بن عمر) ابوسعید خدری نے ایسی ہی حدیث بیان کی (جیسے اوپر دو حدیثیں گذریں) پھر عبد اللہ بن عمر ان سے ملے اور کہنے لگے ابوسعید! یہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے تم کیا حدیث بیان کرتے ہو؟ ابوسعید نے کہا ہاں میں نے صرافی (روپیہ اشرفیاں بدلوانے کے متعلق آنحضرتؐ سے سنا۔ آپؐ فرماتے تھے سونا سونے کے عوض برابر بیچو۔ اور چاندی کے عوض چاندی برابر بیچو۔

۲۰۴۴ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَبِيعُوا الذَّهَبَ بِالذَّهَبِ إِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ وَلَا تُشِفُّوا بَعْضَهَا عَلَى بَعْضٍ وَلَا تَبِيعُوا الْوَرِقَ بِالْوَرِقِ إِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ وَلَا تُشِفُّوا بَعْضَهَا عَلَى بَعْضٍ وَلَا تَبِيعُوا مِنْهَا غَائِبًا بِنَاجِزٍ۔

(از عبد اللہ بن یوسف از مالک از نافع) ابوسعید خدری کہتے ہیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سونے کے بدلے سونا نہ بیچو مگر برابر بیچو۔ اور کم و بیش کر کے مت بیچو۔ اور نہ ایک طرف ادھار دوسری طرف نقد سودا کرو[۱]۔

بَاب ۱۳۵۶ بَيْعِ الدِّينَارِ بِالدِّينَارِ نَسَاءً

باب اشرفی کے عوض اشرفی ادھار بیچنا منع ہے

۲۰۴۵ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا الضَّحَّاكُ ابْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرُو ابْنُ دِينَارٍ أَنَّ أَبَا صَالِحٍ الزَّيَّاتَ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ رض يَقُولُ الدِّينَارُ بِالدِّينَارِ

(از علی بن عبد اللہ از ضحاک بن مخلد از ابن جریج از عمرو بن دینار از ابو صالح زیات) ابوسعید خدری کہتے تھے، دینار کے بدلے دینار اور درہم کے بدلے درہم بیچ سکتے ہو[۲]۔ ابو صالح کہتے ہیں میں نے ان سے کہا، ابن عباس تو اس کے خلاف فرماتے ہیں تو ابوسعید خدری

---

[۱] اس حدیث میں امام شافعی کی حجت ہے کہ اگر ایک شخص کے دوسرے پر درم قرض ہوں اور اس کے اس پر دینار قرض ہوں تو ان کی بیع جائز نہیں کیونکہ یہ بیع الکالی بالکالی ہے یعنی ادھار کو ادھار کے بدل بیچنا اور ایک حدیث میں صراحۃً اس کی ممانعت وارد ہے اور اصحاب سنن نے ابن عمرؓ سے نکالا کہ میں بقیع میں اونٹ بیچا کرتا تھا تو دینار درم کے بدل بیچتا اور درم لیتا اور درم کے بدل بیچتا اور دینار لیتا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس مسئلہ کو پوچھا۔ آپ نے فرمایا اس میں کوئی قباحت نہیں بشرطیکہ اسی دن کے نرخ سے لئے اور ایک دوسرے سے بے لئے جدا نہ ہو ۱۲ منہ [۲] مسلم کی روایت میں اتنا زیادہ ہے برابر برابر جس نے زیادہ دیا یا زیادہ لیا وہ بیاج میں پڑ گیا ۱۲ منہ [۳] ابن عباسؓ کا مذہب یہ ہے کہ بیاج اسی صورت میں ہوتا ہے جب ایک طرف ادھار ہو اگر نقد ایک درم دو درم کے بدل بیچے تو یہ درست ہے ابن عباسؓ کا مذہب ہمارے زمانہ کے لئے تو بہت مفید تھا خصوصاً ہمارے ملک میں تو کلدار اور رعالی کی بٹا دن رات دن جاری ہے اور تول کر برابر تبادلہ ہو نہیں سکتا اور خوردہ تبدیل کرنے میں بھی بعضے وقت دقت ہوتی ہے ابن عباسؓ کی دلیل وہ حدیث ← لا ربوا الا فی النسیئۃ یعنی سود ادھار ہی میں ہے ۱۲ منہ

وَالدِّرْهَمُ بِالدِّرْهَمِ فَقُلْتُ لَهُ فَإِنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ لَا يَقُولُهُ فَقَالَ أَبُو سَعِيدٍ سَأَلْتُهُ فَقُلْتُ سَمِعْتَهُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ وَجَدْتَهُ فِي كِتَابِ اللّٰهِ قَالَ كُلَّ ذٰلِكَ لَا أَقُولُ وَأَنْتُمْ أَعْلَمُ بِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنِّي وَلٰكِنَّنِي أَخْبَرَنِي أُسَامَةُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا رِبًا إِلَّا فِي النَّسِيئَةِ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ سَمِعْتُ سُلَيْمَانَ بْنَ حَرْبٍ يَقُولُ لَا رِبًا إِلَّا فِي النَّسِيئَةِ قَالَ هٰذَا عِنْدَنَا فِي الذَّهَبِ بِالْوَرِقِ وَالْحِنْطَةِ بِالشَّعِيرِ مُتَفَاوِتَةً لَا بَأْسَ بِهِ يَدًا بِيَدٍ وَلَا خَيْرَ فِيهِ نَسِيئَةً۔

نے کہا میں نے ابن عباس سے پوچھا کہ آپ نے یہ مسئلہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، یا اللہ کی کتاب میں دیکھا؟ تو انہوں نے جواب دیا میں ان میں سے کوئی بات نہیں کہتا۔ اور آپ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق مجھ سے زیادہ جانتے ہیں[1]۔ البتہ مجھے اسامہ بن زید نے بیان کیا کہ آنحضرت نے فرمایا، سود اسی میں ہے جب ادھار ہو[2]

امام بخاری کہتے ہیں میں نے سلیمان بن حرب سے سنا وہ کہتے تھے کہ ادھار میں سود ہوتا ہے۔ امام بخاری کہتے ہیں ہمارے نزدیک یہ مطلب ہے کہ چاندی کے عوض سونا ہو کمی بیشی کے ساتھ۔ اور جو کے عوض گیہوں ہو کمی بیشی کے ساتھ اگر سودا نقد ہو تو حرج نہیں، ادھار درست نہیں

بَابٌ ۳۵۷ بَيْعِ الْوَرِقِ بِالذَّهَبِ نَسِيئَةً۔

باب سونے کے عوض چاندی قرض بیچنا۔

۲۰۴۶۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِي حَبِيبُ بْنُ أَبِي ثَابِتٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا الْمِنْهَالِ قَالَ سَأَلْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ وَزَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ عَنِ الصَّرْفِ فَكُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا يَقُولُ هٰذَا خَيْرٌ مِنِّي فَكِلَاهُمَا يَقُولُ نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَنْ بَيْعِ الذَّهَبِ بِالْوَرِقِ دَيْنًا۔

(از حفص بن عمر از شعبہ از حبیب بن ابی ثابت) ابوالمنہال کہتے ہیں براء بن عازب اور زید بن ارقم سے صرافی کے متعلق پوچھا (یعنی نقدی کا بیوپار کیسا ہے؟) دونوں میں سے ہر ایک کہنے لگا یہ مجھ سے بہتر ہیں۔ آخر دونوں نے کہا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے سونے کو چاندی کے بدلے ادھار بیچنے سے منع فرمایا[3]۔

بَابٌ ۳۵۸ بَيْعِ الذَّهَبِ بِالْوَرِقِ يَدًا بِيَدٍ۔

باب چاندی کے عوض سونا نقد بیچنا۔

۲۰۴۷۔ حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ مَيْسَرَةَ حَدَّثَنَا

(از عمران بن میسرہ از عباد بن عوام از یحیٰے بن ابی اسحاق از

---

[1] کیونکہ میں آنحضرتؐ کے عہد میں بچہ تھا اور تم جوان تھے رات دن آپ کی صحبت بابرکت میں رہتے تھے ۱۲ منہ

[2] قسطلانی نے کہا اس کے خلاف پر اجماع ہوگیا ہے بعضوں نے کہا یہ محمول ہے اس پر کہ جب جنسیں مختلف ہوں جیسے ایک طرف چاندی دوسری طرف سونا یا ایک طرف گیہوں اور دوسری طرف جوار ہو ایسی حالت میں کمی بیشی درست ہے بعضوں نے کہا یہ حدیث منسوخ ہے مگر نسخ فقر احتمال سے نہیں ہو سکتا صحیح مسلم میں ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ نہیں ہے بیاج اس بیع میں جو ہاتھوں ہاتھ ہو بعضوں نے کہا کہ ابن عباسؓ نے اس قول سے رجوع کیا ۱۲ منہ

[3] اگر اسباب کی بیع اسباب کے ساتھ ہو تو اس کو مقایضہ کہتے ہیں اگر اسباب کی نقد کے ساتھ ہو تو نقد کو ثمن اور اسباب کو عرض کہیے اگر نقد کی نقد کے ساتھ ہو مگر ہم جنس یعنی سونے کے ساتھ سونے کو بدلے یا چاندی کو چاندی کے ساتھ تو اس کو مراطلہ کہتے ہیں اگر جنس کا اختلاف ہو جیسے چاندی سونے کے بدل یا بالعکس تو اس کو صرف کہتے ہیں صرف میں کمی بیشی درست ہے مگر حلول یعنی ہاتھوں ہاتھ لین دین ضرور لازم ہے اور قبض میں دیر کرنی درست نہیں اور مراطلہ میں تو برابر برابر ہاتھوں ہاتھ دونوں باتیں ضرور ہیں اگر ثمن اور عرض کی بیع ہو تو ثمن یا عرض کیلئے میعاد کرنا درست ہے اگر ثمن میں میعاد ہو تو وہ قرض ہے اگر عرض میں میعاد ہو تو وہ سلم ہے یہ دونوں درست ہیں

عَبَّادُ بْنُ الْعَوَّامِ اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ اَبِي اِسْحٰقَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِي بَكْرَةَ عَنْ اَبِيْهِ رض قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْفِضَّةِ بِالْفِضَّةِ وَالذَّهَبِ بِالذَّهَبِ اِلَّا سَوَاءً بِسَوَاءٍ وَاَمَرَنَا اَنْ نَّبْتَاعَ الذَّهَبَ بِالْفِضَّةِ كَيْفَ شِئْنَا وَالْفِضَّةَ بِالذَّهَبِ كَيْفَ شِئْنَا۔

عبدالرحمان بن ابی بکرہ) ابوبکرہ نے کہا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے چاندی کو چاندی کے عوض اور سونے کو سونے کے عوض بیچنے سے منع فرمایا البتہ برابر، برابر ہوں تو کوئی حرج نہیں۔ البتہ ہم سونے کو چاندی کے بدل جس طرح چاہیں خرید کر سکتے ہیں۔ اسی طرح چاندی کو سونے کے بدلے بھی جس طرح چاہیں خرید کر سکتے ہیں۔[1]

باب ۱۳۵۹ بَيْعِ الْمُزَابَنَةِ وَهِيَ بَيْعُ الثَّمَرِ بِالتَّمْرِ وَبَيْعُ الزَّبِيْبِ بِالْكَرْمِ وَبَيْعِ الْعَرَايَا

قَالَ اَنَسٌ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمُزَابَنَةِ وَالْمُحَاقَلَةِ۔

باب بیع مزابنہ کے بیان میں۔ (اور وہ یہ ہے کہ درخت پر لگی ہوئی کھجور خشک کھجور کے بدل اور بیل پر لگے ہوئے انگور منقی کے بدل بیچیں۔ نیز بیع عرایا کا بیان۔

حضرت انس رض فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مزابنہ اور محاقلہ سے منع فرمایا۔[2]

۲۰۴۸ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رض اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَبِيْعُوا الثَّمَرَ حَتّٰى يَبْدُوَ صَلَاحُهٗ وَلَا تَبِيْعُوا الثَّمَرَ بِالتَّمْرِ قَالَ سَالِمٌ وَاَخْبَرَنِي عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَخَّصَ بَعْدَ ذٰلِكَ فِي بَيْعِ الْعَرِيَّةِ بِالرُّطَبِ اَوْ بِالتَّمْرِ وَلَمْ يُرَخِّصْ فِي غَيْرِهٖ۔

(از یحییٰ بن بکیر از لیث از عقیل از ابن شہاب از سالم بن عبداللہ) عبداللہ بن عمر سے مروی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا درخت پر لگا ہوا میوہ اس وقت تک نہ بیچو جب تک اس کی پختگی ظاہر نہ ہو جائے۔ اور درخت پر لگی ہوئی کھجور خشک کھجور کے عوض مت بیچو۔ سالم کہتے ہیں مجھے عبداللہ بن عمر نے بحوالہ زید بن ثابت یہ فرمایا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کے بعد بیع عریہ کی تر یا خشک کھجور کے بدل بیچنے کی اجازت دی اور عریہ کے سوا اور کسی صورت میں اجازت نہیں دی۔

۲۰۴۹ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رض اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْمُزَابَنَةِ وَالْمُزَابَنَةُ اشْتِرَاءُ الثَّمَرِ بِالتَّمْرِ كَيْلًا وَبَيْعُ الْكَرْمِ بِالزَّبِيْبِ كَيْلًا۔

(از عبداللہ بن یوسف از مالک از نافع) عبداللہ بن عمر رض سے مروی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مزابنہ سے منع فرمایا مزابنہ یہ ہے کہ درخت پر لگی ہوئی کھجور سوکھی کھجور کے بدلے ماپ کر خریدے اسی طرح بیل پر لگے ہوئے انگور منقی کے بدلے ماپ کر خریدے۔

---

[1] اس حدیث میں ہاتھوں ہاتھ کی قید نہیں ہے مگر دوسری روایت سے امام مسلم کے ثابت ہوتا ہے ہاتھوں ہاتھ یعنے نقدا نقد ہونا اس میں بھی شرط ہے اور بیع صرف میں قبضہ شرط ہونے پر علماء کا اتفاق ہے اختلاف اس میں ہے کہ جب جنس ایک ہو تو کمی بیشی درست ہے یا نہیں۔ جمہور کا قول یہی ہے کہ درست نہیں اور ابن عباس کا اور ابن عمر سے اس کا جواز منقول ہے جیسے اوپر گذر چکا ہے ۱۲ منہ

[2] اس کو خود امام بخاری نے آگے چل کر وصل کیا ہے مزابنہ کے تو معنے معلوم ہو چکے۔ محاقلہ یہ ہے کہ کچی گیہوں کھیت میں ہو بالوں میں اس کا اندازہ کر کے اس کو انہی ہوئے گیہوں کے بدل بیچے یہ بھی منع ہے کیونکہ کمی بیشی کا احتمال ہے جیسے مزابنہ منع ہے ۱۲ منہ

۲۰۵۰- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ دَاوُدَ بْنِ الْحُصَيْنِ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ مَوْلَى ابْنِ أَبِي أَحْمَدَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الْمُزَابَنَةِ وَالْمُحَاقَلَةِ وَالْمُزَابَنَةُ اشْتِرَاءُ الثَّمَرِ بِالتَّمْرِ فِي رُءُوسِ النَّخْلِ۔

(از عبداللہ بن یوسف از مالک از داؤد بن حصین از ابوسفیان یعنی ابن ابی احمد کا غلام) حضرت ابوسعید خدری سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مزابنہ اور محاقلہ سے منع فرمایا۔ اور مزابنہ یہ ہے کہ درخت پر لگی ہوئی کھجور، اتری ہوئی خشک کھجور کے عوض خریدے۔

۲۰۵۱- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمُحَاقَلَةِ وَالْمُزَابَنَةِ۔

(از مسدد از ابومعاویہ از شیبانی از عکرمہ) ابن عباس سے مروی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے محاقلہ اور مزابنہ سے منع فرمایا۔

۲۰۵۲- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْخَصَ لِصَاحِبِ الْعَرِيَّةِ أَنْ يَبِيعَهَا بِخَرْصِهَا۔

(از عبداللہ بن مسلمہ از مالک از نافع از ابن عمرؓ) زید بن ثابت سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عریہ کے مالک کو یہ اجازت دی کہ اپنا عریہ اس کے انداز برابر سونے کے بدل بیچ ڈالے۔

باب ۱۳۶۰ بَيْعِ الثَّمَرِ عَلَى رُءُوسِ النَّخْلِ بِالذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ۔

باب سونے چاندی کے عوض درخت پر لگی ہوئی کھجور بیچنا۔

۲۰۵۳- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ وَأَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الثَّمَرِ حَتَّى يَطِيبَ وَلَا يُبَاعُ شَيْءٌ مِنْهُ إِلَّا بِالدِّينَارِ وَالدِّرْهَمِ إِلَّا الْعَرَايَا

(از یحییٰ ابن سلیمان از ابن وہب از ابن جریج از عطاء از ابوزبیر) جابرؓ سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ نے پکنے سے پہلے پھلوں میووں کی بیع سے منع فرمایا۔ اور یہ بھی فرمایا کہ درخت پر لگا ہوا میوہ یا پھل روپیہ اشرفی کے بدلے ہی بیچو (سوکھے میوہ پھل کے بدلے نہیں) البتہ عریہ کی آپؐ نے اجازت دی۔

۲۰۵۴- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ قَالَ سَمِعْتُ مَالِكًا وَسَأَلَهُ عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ الرَّبِيعِ أَحَدَّثَكَ دَاوُدُ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَخَّصَ فِي بَيْعِ الْعَرَايَا فِي خَمْسَةِ أَوْسُقٍ أَوْ دُونَ خَمْسَةِ أَوْسُقٍ قَالَ نَعَمْ۔

(عبداللہ بن عبد الوہاب) امام مالک سے عبید اللہ بن ربیع نے پوچھا کیا آپ کو داؤد نے بحوالہ ابوسفیان از ابوہریرہؓ یہ حدیث سنائی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بیع عرایا کی اجازت دی ہے۔ جو پانچ وسق تک یا پانچ وسق سے کم ہو؟ انہوں نے کہا ہاں یہ (حدیث بیان کی ہے)۔

ل یعنی باغ والے کے ہاتھ یہ صحیح ہے کہ عریہ بھی مزابنہ ہے مگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کی اجازت دی اس لئے کہ عریہ خیر خیرات کا کام ہے اگر عریہ میں یہ اجازت نہ دی جاتی تو لوگ کھجور یا میوے کے درخت مسکینوں کو للہ دینا چھوڑ دیتے اس لئے کہ اکثر لوگ یہ خیال کرتے کہ ہمارے باغ میں مسکین رات بے رات گھستے رہیں گے اور ان کے گھسنے اور بے موقع آنے سے ہم کو تکلیف ہو گی۔

٢٠٥٥- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ سَمِعْتُ بُشَيْرًا قَالَ سَمِعْتُ سَهْلَ بْنَ أَبِي حَثْمَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ بَيْعِ الثَّمَرِ بِالتَّمْرِ وَرَخَّصَ فِي الْعَرِيَّةِ أَنْ تُبَاعَ بِخَرْصِهَا يَأْكُلُهَا أَهْلُهَا رُطَبًا وَقَالَ سُفْيَانُ مَرَّةً أُخْرَى إِلَّا أَنَّهُ رَخَّصَ فِي الْعَرِيَّةِ يَبِيعُهَا أَهْلُهَا بِخَرْصِهَا يَأْكُلُونَهَا رُطَبًا قَالَ هُوَ سَوَاءٌ قَالَ سُفْيَانُ فَقُلْتُ لِيَحْيَى وَأَنَا غُلَامٌ إِنَّ أَهْلَ مَكَّةَ يَقُولُونَ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَخَّصَ فِي بَيْعِ الْعَرَايَا فَقَالَ وَمَا يُدْرِي أَهْلَ مَكَّةَ قُلْتُ إِنَّهُمْ يَرْوُونَهُ عَنْ جَابِرٍ فَسَكَتَ قَالَ سُفْيَانُ إِنَّمَا أَرَدْتُ أَنَّ جَابِرًا مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ قِيلَ لِسُفْيَانَ وَلَيْسَ فِيهِ نَهْيٌ عَنْ بَيْعِ الثَّمَرِ حَتَّى يَبْدُوَ صَلَاحُهُ قَالَ لَا

(از علی بن عبد اللہ از سفیان از یحیی بن سعید از بشیر) سہل بن ابی حثمہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے درخت پر لگی ہوئی کھجور خشک کھجور کے بدلے بیچنے سے منع فرمایا اور عریہ کی اجازت دی کہ عریہ والے اپنی کھجور کا اندازہ کر کے اس کے بدلے تازہ کھجور کھائیں۔ اور سفیان نے کہا اس کا مطلب بھی وہی ہے جو انہوں نے پہلے کہا، کہ عریہ میں اجازت ہے اندازہ سے کھائیں۔ سفیان یوں بھی کہتے ہیں میں نے یحیی سے کہا بچپن میں کہ مکی لوگ کہتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے بیع عرایا کی اجازت دی انہوں نے جواب دیا مکہ والوں کو کہاں سے یہ معلوم ہوا میں نے عرض کیا وہ اس حدیث کو حضرت جابرؓ سے روایت کرتے ہیں یہ سن کر یحیی خاموش ہو گئے۔ سفیان کہتے ہیں یہ کہنے سے میرا مطلب یہ تھا کہ حضرت جابر مدنی ہیں۔ سفیان سے کہا گیا کیا اس حدیث میں اس کی ممانعت نہیں ہے کہ پھلوں کے بیچنے سے آپ نے منع فرمایا جب ان کی پختگی نہ ظاہر ہو جائے؟ تو انہوں نے کہا نہیں۔

بَابٌ ١٣٦ تَفْسِيرِ الْعَرَايَا

وَقَالَ مَالِكٌ الْعَرِيَّةُ أَنْ يُعْرِيَ الرَّجُلُ الرَّجُلَ النَّخْلَةَ ثُمَّ يَتَأَذَّى بِدُخُولِهِ عَلَيْهِ فَرُخِّصَ لَهُ أَنْ يَشْتَرِيَهَا مِنْهُ بِتَمْرٍ وَقَالَ ابْنُ إِدْرِيسَ الْعَرِيَّةُ لَا تَكُونُ إِلَّا بِالْكَيْلِ مِنَ التَّمْرِ يَدًا بِيَدٍ لَا يَكُونُ بِالْجِزَافِ وَمِمَّا يُقَوِّيهِ قَوْلُ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ بِالْأَوْسُقِ الْمُوَسَّقَةِ وَقَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ فِي حَدِيثِهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رض كَانَتِ الْعَرَايَا أَنْ يُعْرِيَ الرَّجُلُ فِي مَالِهِ النَّخْلَةَ

باب عرایا کی تفسیر۔

امام مالکؒ کہتے ہیں کہ عریہ یہ ہے کہ باغ کا مالک کسی کو ایک درخت فی سبیل اللہ دیدے۔ پھر باغ میں اس کے بار بار آنے سے تکلیف ہو تو وہ میوہ دے کر وہ درخت اس سے خرید لے۔ محمد بن ادریس[1] کہتے ہیں کہ عریہ جائز نہیں ہوتا البتہ (پانچ وسق سے کم میں) خشک کھجور ماپ کر نقدا نقد ہو تب جائز ہے یہ نہیں کہ دونوں طرف اندازہ ہی ہو سہل بن ابی حثمہ کے قول سے اس کی تائید ہوتی ہے کہ عریہ وسقوں سے ماپ کر ہوتا ہے۔ اور ابن اسحٰق نے اپنی روایت میں نافع سے انہوں نے ابن عمرؓ سے یوں نقل کیا کہ عرایا یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے باغ میں سے کھجور

[1] اس کو طبری نے لیث سے روایت کیا انہوں نے جعفر بن ربیعہ سے انہوں نے اعرج سے انہوں نے سہل سے موقوفاً ۱۲ منہ

وَالنَّخْلَتَيْنِ وَقَالَ يَزِيدُ عَنْ سُفْيَانَ ابْنِ الْحُسَيْنِ الْعَرَايَا نَخْلٌ كَانَتْ تُوهَبُ لِلْمَسَاكِينِ فَلَا يَسْتَطِيعُونَ أَنْ يَنْتَظِرُوا بِهَا رُخِّصَ لَهُمْ أَنْ يَبِيعُوهَا بِمَا شَاءُوا مِنَ التَّمْرِ۔

کا ایک یا دو درخت کسی کو عاریۃً (یعنی مستعار) دے دے۔ اور یزید نے سفیان بن حسین سے نقل کیا کہ عرایا وہ کھجور کے درخت ہیں جو فقراء و مساکین کو فی سبیل اللہ بخش دیئے جائیں۔ ان سے میوہ اترنے تک کا انتظار نہیں ہو سکتا تو انہیں اجازت دی گئی کہ سوکھی کھجور لیکر جس کے ہاتھ چاہیں وہ ہبہ کردہ درخت کھجور کا بیچ ڈالیں۔

۲۰۵۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَخَّصَ فِي الْعَرَايَا أَنْ تُبَاعَ بِخَرْصِهَا كَيْلًا قَالَ مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ وَالْعَرَايَا نَخَلَاتٌ مَعْلُومَاتٌ تَأْتِيهَا فَتَشْتَرِيهَا۔

(از محمد از عبداللہ از موسیٰ بن عقبہ از نافع از ابن عمر) زید بن ثابت سے مروی ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے عرایا کی اجازت دی۔ کہ اندازہ کر کے اس ماپ سے سوکھا میوہ بیع کیا جائے۔ موسیٰ بن عقبہ کہتے ہیں کہ عرایا ان معین درختوں کو کہتے ہیں جن کا میوہ اترے ہوئے میوہ کے بدلے خریدا جائے۔

بَاب ۱۳۶۲ بَيْعِ الثِّمَارِ قَبْلَ أَنْ يَبْدُوَ صَلَاحُهَا

باب پختگی معلوم ہونے سے پہلے میوہ بیچنا منع ہے[1]۔

وَقَالَ اللَّيْثُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ كَانَ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ يُحَدِّثُ عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ الْأَنْصَارِيِّ مِنْ بَنِي حَارِثَةَ أَنَّهُ حَدَّثَهُ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ كَانَ النَّاسُ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَبَايَعُونَ الثِّمَارَ فَإِذَا جَدَّ النَّاسُ وَحَضَرَ تَقَاضِيهِمْ قَالَ الْمُبْتَاعُ إِنَّهُ أَصَابَ الثَّمَرَ الدُّمَانُ أَصَابَهُ مُرَاضٌ أَصَابَهُ قُشَامٌ عَاهَاتٌ يَحْتَجُّونَ بِهَا فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ

لیث بن سعد[2] نے ابوالزناد سے نقل کیا ہے کہ عروہ بن زبیر سہل بن ابی حثمہ سے نقل کرتے تھے (جو انصاری تھے، بنی حارثہ میں سے تھے) انہوں نے (سہل نے) زید ابن ثابت سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں لوگ درختوں پر لگے ہوئے پھلوں کی خرید و فروخت کیا کرتے تھے۔ جب کاٹنے کا وقت آتا اور خریدار موجود ہوتے تو خریدار کہتے۔ اس پھل کو دُمان پڑ گیا۔ مراض ہو گیا قُشام ہو گیا۔ اس طرح کی مختلف درخت والی آفتوں کا ذکر کرتے تھے اور جھگڑے کرتے تھے۔ آخر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس قسم کے بہت جھگڑے آنے لگے، تو آپ نے فرمایا

---

[1] میوے کی بیع پختگی سے پہلے ابن ابی لیلیٰ اور ثوری کے نزدیک مطلقاً باطل ہے بعضوں نے کہا جب کاٹ لینے کی شرط کی جائے تو باطل ہے ورنہ باطل نہیں۔ امام شافعی اور امام احمد اور جمہور علماء کا یہی قول ہے ۱۲ فتح ملخصاً [2] حافظ نے کہا میں نے لیث کی روایت کو موصولاً نہیں پایا مگر سعید بن منصور نے ابوالزناد سے اور ابوداؤد اور طحاوی نے پہلے اسناد اور بیہقی نے دونوں اسنادوں سے ۱۲ منہ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا كَثُرَتْ عِنْدَهُ الْخُصُومَةُ فِي ذٰلِكَ فَإِمَّا لَا فَلَا تَتَبَايَعُوا حَتّٰى يَبْدُوَ صَلَاحُ الثَّمَرِ كَالْمَشُوْرَةِ يُشِيْرُ بِهَا لِكَثْرَةِ خُصُوْمَتِهِمْ وَأَخْبَرَنِيْ خَارِجَةُ ابْنُ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ لَمْ يَكُنْ يَبِيْعُ ثِمَارَ أَرْضِهِ حَتّٰى يَطْلُعَ الثُّرَيَّا فَيَتَبَيَّنَ الْأَصْفَرُ مِنَ الْأَحْمَرِ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ رَوَاهُ عَلِيُّ بْنُ بَحْرٍ حَدَّثَنَا حَكَّامٌ حَدَّثَنَا عَنْبَسَةُ عَنْ زَكَرِيَّا عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ سَهْلٍ عَنْ زَيْدٍ۔

اگر تم یہ جھگڑے نہیں چھوڑتے تو یوں کرو کہ جب تک میوے کی پختگی معلوم نہ ہو جائے اسے نہ بیچو۔ آپؐ نے یہ بطور صلاح مشورہ[1] کے فرمایا کیونکہ جھگڑے بڑھ گئے تھے۔ ابوالزناد کہتے ہیں مجھے خارجہ بن زید بن ثابت نے خبر دی کہ زید بن ثابت اپنے باغ کا میوہ اس وقت تک نہ بیچتے جب تک ثریا ستارہ نہ نکلتا[2] اور زردی سرخی سے نمایاں ہو کر نہ آجاتی۔

امام بخاری کہتے ہیں۔ اس حدیث کو علی بن بحر کو بھی روایت کیا بحوالہ حکام، عنبسہ، زکریا، ابوالزناد، عروہ، سہل، زید بن ثابت۔

۲۰۵۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَؓ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ بَيْعِ الثِّمَارِ حَتّٰى يَبْدُوَ صَلَاحُهَا نَهَى الْبَائِعَ وَالْمُبْتَاعَ

(از عبداللہ بن یوسف از مالک از نافع) عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے میوے کے بیچنے سے منع فرمایا۔ جب تک اس کی پختگی نہ شروع ہو جائے۔ آپؐ نے بائع اور مشتری کو منع فرمایا

۲۰۵۸۔ حَدَّثَنَا ابْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا حُمَيْدٌ الطَّوِيْلُ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى أَنْ تُبَاعَ ثَمَرَةُ النَّخْلِ حَتّٰى تَزْهُوَ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ يَعْنِيْ حَتّٰى تَحْمَرَّ۔

(از ابن مقاتل از عبداللہ از حمید طویل) انسؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور کا میوہ اس وقت تک بیچنے سے منع کیا جب تک وہ لال یا پیلا نہ ہو جائے۔

امام بخاری کہتے ہیں تزھو اس سے مراد تحمر ہے یعنی سرخ ہو جائے۔

۲۰۵۹۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ سَلِيْمِ بْنِ حَيَّانَ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ مِيْنَاءَ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تُبَاعَ الثَّمَرَةُ حَتّٰى تُشَقِّحَ فَقِيْلَ مَا تُشَقِّحُ قَالَ تَحْمَارُّ وَتَصْفَارُّ وَيُؤْكَلُ مِنْهَا

(از مسدد از یحییٰ بن سعید از سلیم بن حیان از سعید بن مینا) جابر بن عبداللہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشقح یعنی سرخ یا زرد ہونے اور کھانے کے قابل ہونے سے پہلے میوے کو بیچنے سے منع فرمایا[3]۔

---

[1] قسطلانی نے کہا شاید آپ نے پہلے یہ حکم بطریق صلاح و مشورہ دیا ہو پھر بعد اس کے قطعاً منع فرما دیا جیسے ابن عمرؓ کی حدیث میں ہے اور اس کا قرینہ یہ ہے کہ خود زید بن ثابت جو اس حدیث کے راوی ہیں اپنا میوہ پختگی سے پہلے نہیں بیچتے تھے ۱۲ منہ [2] ثریا ایک تارہ ہے جو شروع گرمی میں صبح کے وقت نکلتا ہے۔ حجاز کے ملک میں اس وقت سخت گرمی ہوتی ہے اور پھل میوے پک جاتے ہیں ۱۲ منہ [3] یہ تفسیر سعید بن مینا کا قول ہے جیسے امام احمد کی روایت سے معلوم ہوتا ہے امام مسلم کی روایت میں یوں ہے میں نے سعید سے کہا مشقح ہونا کیا ہے انہوں نے کہا سرخ یا زرد ہو جائے کھانے کے قابل ہو جائے اور اسمٰعیلی کی روایت میں یوں ہے کہ پوچھنے والے سعید تھے اور تفسیر کرنے والے جابرؓ ۱۲ منہ

بَاب ۱۳۶۳ بَيْعِ النَّخْلِ قَبْلَ أَنْ يَبْدُوَ صَلَاحُهَا۔

باب جب تک کھجور کی پختگی نمایاں نہ ہو اس کا بیچنا منع ہے۔

۲۰۶۰۔ حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ الْهَيْثَمِ حَدَّثَنَا مُعَلَّى حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا حُمَيْدٌ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَهَى عَنْ بَيْعِ الثَّمَرَةِ حَتَّى يَبْدُوَ صَلَاحُهَا وَعَنِ النَّخْلِ حَتَّى يَزْهُوَ قِيلَ وَمَا يَزْهُو قَالَ يَحْمَارُّ أَوْ يَصْفَارُّ۔

(از علی بن ہیثم از معلی از ہشیم از حمید از انس بن مالک) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میوہ بیچنے سے اس وقت تک منع فرمایا جب تک اس کی پختگی ظاہر نہ ہو جائے اور کھجور کے بیچنے سے بھی منع فرمایا جب تک زہو نہ ہو۔ لوگوں نے (حضرت انس سے) کہا زہو کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا سرخ یا زرد ہو جانا۔

بَاب ۱۳۶۴ إِذَا بَاعَ الثِّمَارَ قَبْلَ أَنْ يَبْدُوَ صَلَاحُهَا ثُمَّ أَصَابَتْهُ عَاهَةٌ فَهُوَ مِنَ الْبَائِعِ۔

باب اگر پختگی سے پہلے کوئی میوہ بیچ ڈالے پھر آفت آجائے تو بائع کا نقصان ہوگا۔

۲۰۶۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ بَيْعِ الثِّمَارِ حَتَّى تُزْهِيَ فَقِيلَ لَهُ وَمَا تُزْهِي قَالَ حَتَّى تَحْمَرَّ فَقَالَ أَرَأَيْتَ إِذَا مَنَعَ اللَّهُ الثَّمَرَةَ بِمَ يَأْخُذُ أَحَدُكُمْ مَالَ أَخِيهِ قَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ لَوْ أَنَّ رَجُلًا ابْتَاعَ ثَمَرًا قَبْلَ أَنْ يَبْدُوَ صَلَاحُهُ ثُمَّ أَصَابَتْهُ عَاهَةٌ كَانَ مَا أَصَابَهُ عَلَى رَبِّهِ أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رض أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَتَبَايَعُوا الثَّمَرَ حَتَّى يَبْدُوَ صَلَاحُهَا وَلَا تَبِيعُوا الثَّمَرَ بِالتَّمْرِ۔

(از عبداللہ بن یوسف از مالک از حمید) انس بن مالک سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میوہ کی بیع قبل از زہو سے منع فرمایا۔ لوگوں نے پوچھا زہو کیا ہے؟ آپ نے فرمایا سرخ ہو جانا اور فرمایا بھلا بتاؤ اگر اللہ تعالیٰ میوہ ہی نہ نکالے تو تم میں اپنے مسلمان بھائی کا مال کس چیز کے بدلے کھائیگا۔

لیث نے کہا مجھ سے یونس نے بحوالہ ابن شہاب بیان کیا اگر کسی نے پختگی کھلنے سے پہلے میوہ خرید لیا پھر کوئی آفت آئی تو اس کا ذمہ دار بائع ہوگا۔

ابن شہاب کہتے ہیں مجھ سے سالم بن عبداللہ نے بیان کیا انہوں نے ابن عمر سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میوہ اس وقت تک نہ بیچو جب تک اس کی پختگی نہ کھل جائے۔ اور درخت پر لگی ہوئی کھجور سوکھی کھجور کے بدلے نہ بیچو۔

بَاب ۱۳۶۵ شِرَاءِ الطَّعَامِ إِلَى أَجَلٍ

باب ادھار خریدنا۔ یعنی کسی مدت کے وعدے پر اناج خریدنا۔ (نیز گروی رکھنا۔)

۲۰۶۲۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ ذَكَرْنَا عِنْدَ إِبْرَاهِيمَ

(از عمرو بن حفص بن غیاث از حفص بن غیاث) اعمش کہتے ہیں ہم نے ابراہیم نخعی سے قرض لے کر گروی رکھنے کا ذکر کیا۔ انہوں نے فرمایا

الرَّهْنَ فِي السَّلَفِ فَقَالَ لَا بَأْسَ بِهِ ثُمَّ حَدَّثَنَا عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ رض أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اشْتَرَى طَعَامًا مِنْ يَهُودِيٍّ إِلَى أَجَلٍ فَرَهَنَهُ دِرْعَهُ

اس میں کوئی حرج نہیں۔ پھر ہم سے بحوالہ اسود، حضرت عائشہؓ کی حدیث بیان کی کہ آنحضرتؐ نے ایک یہودی (ابوشحم) سے غلہ خریدا ادھار ایک وعدے پر، اور اپنی زرہ مبارک اس کے پاس بطور رہن رکھ دی۔

باب ۱۳۶۶ إِذَا أَرَادَ بَيْعَ تَمْرٍ بِتَمْرٍ خَيْرٍ مِنْهُ۔

باب اگر کوئی شخص عمدہ کھجور کے بدلے خراب اور گھٹیا کھجور بیچنا چاہے۔؟

۲۰۶۳۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ الْمَجِيدِ بْنِ سُهَيْلِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رض أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَعْمَلَ رَجُلًا عَلَى خَيْبَرَ فَجَاءَهُ بِتَمْرٍ جَنِيبٍ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكُلُّ تَمْرِ خَيْبَرَ هٰكَذَا قَالَ لَا وَاللهِ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّا لَنَأْخُذُ الصَّاعَ مِنْ هٰذَا بِالصَّاعَيْنِ وَالصَّاعَيْنِ بِالثَّلَاثَةِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَفْعَلْ بِعِ الْجَمْعَ بِالدَّرَاهِمِ ثُمَّ ابْتَعْ بِالدَّرَاهِمِ جَنِيبًا۔

(از قتیبہ از مالک از عبدالمجید بن سہیل بن عبدالرحمان از سعید بن مسیب از ابو سعید خدری) حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو خیبر کا عامل محصّل مقرر کیا۔ وہ ایک عمدہ قسم کی کھجور لے آیا۔ آپؐ نے فرمایا کیا خیبر میں سب ایسی ہی کھجور ہوتی ہے؟ اس نے عرض کیا نہیں یا رسول اللہ بخدا ہم اس عمدہ کھجور کا ایک صاع دوسری گھٹیا کھجور کے دو صاع دے کر۔ اور اس عمدہ کھجور کے دو صاع دوسری گھٹیا کھجور کے تین صاع دے کر حاصل کرتے ہیں آپؐ نے فرمایا ایسا مت کیا کر۔ پہلے معمولی کھجور بیچ دیا کر روپے پیسہ کے بدلے یعنی سکہ کے ذریعہ، پھر اس رقم سے عمدہ کھجور مول لیا کر۔

باب ۱۳۶۷ مَنْ بَاعَ نَخْلًا قَدْ أُبِّرَتْ أَوْ أَرْضًا مَزْرُوعَةً أَوْ بِإِجَارَةٍ

باب جو شخص قلمی کھجور یا فصل لگی ہوئی زمین بیچ دے یا ٹھیکہ پر دے۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ وَقَالَ لِي إِبْرَاهِيمُ أَخْبَرَنَا هِشَامٌ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي مُلَيْكَةَ يُخْبِرُ عَنْ نَافِعٍ مَوْلَى ابْنِ عُمَرَ أَنَّ أَيُّمَا نَخْلٍ بِيعَتْ قَدْ أُبِّرَتْ لَمْ يُذْكَرِ الثَّمَرُ فَالثَّمَرُ لِلَّذِي أَبَّرَهَا وَكَذٰلِكَ الْعَبْدُ وَالْحَرْثُ سَمَّى لَهُ نَافِعٌ هٰؤُلَاءِ الثَّلَاثَ۔

امام بخاریؒ فرماتے ہیں۔ مجھ سے ابراہیم بن منذر نے بحوالہ ہشام بن سلیمان، ابن جریج، ابن ابی ملیکہ، نافع یعنی ابن عمرؓ کے غلام سے مروی ہے کہ جب کھجور کا قلمی درخت فروخت کیا جائے اور اس کے میوے کا (جو درخت پر لگا ہو) اس کا ذکر نہ آئے[1] تو میوہ اسی کو ملے گا جس نے اس کا پیوند کیا تھا۔ غلام اور کھیت کا بھی یہی حال ہے[2]۔ حضرت نافعؒ نے ان تینوں چیزوں کا نام لیا۔

۲۰۶۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ

(از عبداللہ بن یوسف از مالک از نافع) عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے

---

[1] اگر ذکر آئے تو جس کے لئے میوہ ٹھہرے اسی کو ملے گا۔ کھجور کے سوا ہر قسم کے درختوں کا یہی حکم ہے ۱۲ منہ

[2] یعنی اگر ایک غلام بیچا جائے اس کے پاس مال ہو تو وہ بائع ہی کا ہوگا اسی طرح لونڈی اگر بکے تو اس کا بچہ جو پیدا ہو چکا ہو وہ بائع ہی کا ہوگا البتہ پیٹ کا بچہ مشتری کا ہوگا ۱۲ منہ

عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ بَاعَ نَخْلًا قَدْ أُبِّرَتْ فَثَمَرُهَا لِلْبَائِعِ إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ۔

کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص پیوند کیا ہوا کھجور کا درخت بیچے تو اس کا پھل بائع ہی کو ملے گا۔ مگر اس صورت میں مستثنیٰ ہے اگر خریدار اس کی شرط کر لے۔ اس صورت میں خریدار لے گا۔

باب ۱۳۶۸ بَيْعِ الزَّرْعِ بِالطَّعَامِ كَيْلًا۔

باب کھڑی فصل کا غلہ (جو ابھی بالیوں میں ہے) ماپ کر کے قابل استعمال غلہ کے عوض بیچنا

۲۰۶۵۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمُزَابَنَةِ أَنْ يَبِيعَ ثَمَرَ حَائِطِهِ إِنْ كَانَ نَخْلًا بِتَمْرٍ كَيْلًا وَإِنْ كَانَ كَرْمًا أَنْ يَبِيعَهُ بِزَبِيبٍ كَيْلًا أَوْ كَانَ زَرْعًا أَنْ يَبِيعَهُ بِكَيْلِ طَعَامٍ وَنَهَى عَنْ ذٰلِكَ كُلِّهِ۔

(از قتیبہ از لیث از نافع) ابن عمر سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مزابنہ سے منع فرمایا یعنی اپنے باغ کا میوہ اگر کھجور ہے تو خشک کھجور کے بدلے بیچنا۔ یا اگر انگور ہوں تو منقیٰ کے عوض ماپ کر کے بیچنا یا اگر کھیت ہو تو غلہ کے عوض ماپ کر کے بیچنا ان سب باتوں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا۔

باب ۱۳۶۹ بَيْعِ النَّخْلِ بِأَصْلِهِ۔

باب درخت کو جڑ سمیت بیچنا۔

۲۰۶۶۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَيُّمَا امْرِئٍ أَبَّرَ نَخْلًا ثُمَّ بَاعَ أَصْلَهَا فَلِلَّذِي أَبَّرَ ثَمَرُ النَّخْلِ إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطَهُ الْمُبْتَاعُ۔

(از قتیبہ بن سعید از لیث نافع) ابن عمر سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا جس شخص نے ایک کھجور کے درخت کو پیوند کیا پھر اسے جڑ سمیت بیچ ڈالا، تو جو پھل اس میں لگا ہو وہ بائع کا ہو گا البتہ اگر خریدار وضاحت کر کے شرط کرے تو پھل خریدار کو ملے گا۔

باب ۱۳۷۰ بَيْعِ الْمُخَاضَرَةِ۔

باب بیع مخاضرہ[1] کا بیان۔

۲۰۶۷۔ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ يُونُسَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ حَدَّثَنِي إِسْحٰقُ بْنُ أَبِي طَلْحَةَ الْأَنْصَارِيُّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمُحَاقَلَةِ وَالْمُخَاضَرَةِ وَالْمُلَامَسَةِ وَالْمُنَابَذَةِ وَالْمُزَابَنَةِ۔

(از اسحاق بن وہب از عمر بن یونس از یونس از اسحاق بن ابی طلحہ انصاری) انس کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیع محاقلہ، مخاضرہ، ملامسہ منابذہ اور مزابنہ سے منع فرمایا۔ (ان کے مطالب آچکے)۔

۲۰۶۸۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ بَيْعِ ثَمَرِ التَّمْرِ حَتّٰى تَزْهُوَ فَقُلْنَا لِأَنَسٍ

(از قتیبہ از اسماعیل بن جعفر از حمید) حضرت انس سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے درخت پر لگی ہوئی کھجور بیچنے سے منع فرمایا جب تک ان کا زہو نہ ہو۔ حمید کہتے ہیں ہم نے انسؓ

[1] بیع مخاضرہ میوہ یا اناج پکنے سے پہلے بیچنا یعنی کچے پن کی حالت میں جب وہ سبز ہو ۱۲ منہ

مَا زُهُوُّهَا قَالَ تَحْمَرُّ وَتَصْفَرُّ أَرَأَيْتَ إِنْ مَنَعَ اللّٰهُ الثَّمَرَةَ بِمَ تَسْتَحِلُّ مَالَ أَخِيْكَ۔

سے پوچھا زہو کیا ہے؟ انہوں نے کہا سرخ یا زرد ہو جانا۔ بھلا بتاؤ اگر میوہ اللہ تعالیٰ نہ ہونے دے تو پھر اپنے بھائی کا مال تیرے لیے کیسے حلال ہوگا؟

باب ۱۳۷۱ بَيْعِ الْجُمَّارِ وَأَكْلِهٖ۔

باب کھجور کا گابھہ (بالکل ابتدائی گری سفید جو اندر سے نکلتی ہے) بیچنا اور کھانا۔

۲۰۶۹ - حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ أَبِيْ بِشْرٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَأْكُلُ جُمَّارًا فَقَالَ مِنَ الشَّجَرِ شَجَرَةٌ كَالرَّجُلِ الْمُؤْمِنِ فَأَرَدْتُّ أَنْ أَقُوْلَ هِيَ النَّخْلَةُ فَإِذَا أَنَا أَحْدَثُهُمْ قَالَ هِيَ النَّخْلَةُ۔

(از ابوالولید ہشام بن عبدالملک از ابوعوانہ از ابوبشر از مجاہد) ابن عمرؓ سے مروی ہے کہتے ہیں میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا تھا آپ کھجور کی گری (گابھہ) کھا رہے تھے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا درختوں میں ایک ایسا درخت ہے جو، مرد مومن کی طرح ہے میرے جی میں آیا کہہ دوں وہ کھجور کا درخت ہے (جو مرد مؤمن کی طرح ہے) لیکن میں ان سب لوگوں سے کمسن تھا۔ جو وہاں موجود تھے۔ پھر آپؐ نے خود ہی فرمایا وہ کھجور کا درخت ہے۔[1]

باب ۱۳۷۲ مَنْ أَجْرٰى أَمْرَ الْأَمْصَارِ عَلٰى مَا يَتَعَارَفُوْنَ بَيْنَهُمْ فِي الْبُيُوْعِ وَالْإِجَارَةِ وَالْمِكْيَالِ وَالْوَزْنِ وَسُنَنِهِمْ عَلٰى نِيَّاتِهِمْ وَمَذَاهِبِهِمُ الْمَشْهُوْرَةِ وَقَالَ شُرَيْحٌ لِلْغَزَّالِيْنَ سُنَّتُكُمْ بَيْنَكُمْ رِبْحًا وَقَالَ عَبْدُ الْوَهَّابِ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ مُحَمَّدٍ لَا بَأْسَ الْعَشَرَةُ بِأَحَدَ عَشَرَ وَيَأْخُذُ لِلنَّفَقَةِ رِبْحًا وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِهِنْدٍ خُذِيْ مَا يَكْفِيْكِ وَوَلَدَكِ بِالْمَعْرُوْفِ وَقَالَ تَعَالٰى

باب بیع، اجارہ، ماپ تول، طور طریقوں میں ان کی نیت اور رسم و رواج کے موافق ہر ملک کا قاعدہ الگ ہے لہذا علیحدہ حکم دیا جائے گا۔[2] قاضی شریح نے سوت بیچنے والوں سے کہا جیسے تمہارا رواج ہے اسی کے مطابق فیصلہ اور حکم دیا جائے گا۔[3]

عبدالوہاب نے بحوالہ ایوب، محمد بن سیرین روایت کیا دس کا مال گیارہ پر بیچنے میں کوئی حرج نہیں اور جو خرچہ پڑا ہے اس پر بھی یہی نفع لے۔[4]

آنحضرتؐ نے ہندؓ (ابوسفیان کی بیوی) سے فرمایا۔[5] تو اپنے بچوں اور اپنا خرچ دستور کے مطابق

[1] یہ حدیث پہلے پارے کتاب العلم میں گذر چکی ہے اور گابھہ کا کھانا درست ہوا تو بیچنا بھی درست ہوگا بس ترجمہ باب نکل آیا ۱۲ منہ [2] مثلاً کسی ملک میں سو روپیہ بھر کا سیر مروج ہے تو جس نے سیر بھر غلہ بیچا اس کو اسی سیر سے دینا ہوگا اسی طرح ملک میں جب روپیہ پیسہ کا رواج ہے اگر عقد میں دوسرے سکہ کی شرط نہ ہو تو وہی رائج سکہ مراد ہوگا اسی طرح سینکڑہ بیس جھکڑے کا مروج ہے تو اسی سینکڑے سے آم وغیرہ دینا پڑیں گے جو گن کر دیئے جاتے ہیں ۱۲ منہ [3] اس کو سعید بن منصور نے وصل کیا ۱۲ منہ [4] اس کو ابن ابی شیبہ نے وصل کیا ابن بطال نے کہا اصل اس باب میں یہ ہے کہ اناج کے ڈھیر کی بیع اس شرط پر جائز ہے کہ ہر پائلی پر ایک درم لوں گا گو یہ معلوم نہ ہو کہ وہ ڈھیر کتنی پائلیوں کا ہے شافعیہ اور مالکیہ اور حنابلہ اور صاحبین اس کو جائز کہتے ہیں لیکن ابوحنیفہؒ کہتے ہیں اس صورت میں صرف ایک پائلی کی بیع صحیح ہوگی۔ خرچہ میں حمالی دلالی، دھولی سب کی مزدوری داخل ہوگی یہاں تک کہ حفاظت کی اجرت بھی اور سرکاری محصول بھی اور امام مالکؒ کے نزدیک خرچہ میں وہی چیزیں داخل ہوں گی جن کا اثر اس اسباب پر ہوا ہو جیسے رنگ دائی سلائی وغیرہ اور دلالی اور رسل کرائی وغیرہ یہ چیزیں داخل نہ ہوں گی ۱۲ منہ [5] اس کو امام بخاری نے خود اسی باب میں وصل کیا ہے

وَمَنْ كَانَ فَقِيْرًا فَلْيَأْكُلْ بِالْمَعْرُوْفِ وَاكْتَرَى الْحَسَنُ مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مِرْدَاسٍ حِمَارًا فَقَالَ بِكَمْ قَالَ بِدَانَقَيْنِ فَرَكِبَهُ ثُمَّ جَاءَ مَرَّةً أُخْرَى فَقَالَ الْحِمَارَ الْحِمَارَ فَرَكِبَهُ وَلَمْ يُشَارِطْهُ فَبَعَثَ إِلَيْهِ بِنِصْفِ دِرْهَمٍ۔

نکال لے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو محتاج ہو وہ دستور کے مطابق (یتیم کے مال میں سے کھائے امام حسن بصری نے عبداللہ بن مرداس[1] سے ایک گدھا کرایہ پر لیا۔ پوچھا کیا لے گا؟ اس نے کہا دو دانق[2]۔ پھر اس پر سوار ہو گئے۔ دوسری مرتبہ آئے تو کہا گدھا چاہیئے اس سے کرایہ طے نہیں کیا۔ آخر نصف درہم بھیج دیا یعنی تین دانق[3]۔

۲۰۷۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيْلِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رض قَالَ حَجَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبُوْ طَيْبَةَ فَأَمَرَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِصَاعٍ مِّنْ تَمْرٍ وَّأَمَرَ أَهْلَهُ أَنْ يُّخَفِّفُوْا عَنْهُ مِنْ خَرَاجِهِ۔

(از عبداللہ بن یوسف از مالک از حمید طویل) حضرت انس بن مالک نے کہا ابوطیبہ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو پچھنے لگائے آپؐ نے ایک صاع کھجور اس کو دینے کا حکم فرمایا[4]۔ اور اس کے مالکوں سے فرمایا اس کا محصول کچھ کم دو۔

۲۰۷۱۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رض قَالَتْ هِنْدٌ أُمُّ مُعٰوِيَةَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَبَا سُفْيٰنَ رَجُلٌ شَحِيْحٌ فَهَلْ عَلَيَّ جُنَاحٌ أَنْ آخُذَ مِنْ مَالِهِ سِرًّا قَالَ خُذِيْ أَنْتِ وَبَنُوْكِ مَا يَكْفِيْكِ بِالْمَعْرُوْفِ۔

(از ابونعیم از سفیان از ہشام از عروہ) عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہند ام معاویہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا ابوسفیان بڑا بخیل آدمی ہے اگر میں اس کا روپیہ پوشیدہ طور پر لے لوں تو مجھ پر کچھ گناہ نہ ہوگا؟ آپؐ نے فرمایا تو اتنا دستور کے مطابق لے سکتی ہے جو تجھے اور تیرے بیٹوں کو کافی ہو[5]۔

۲۰۷۲۔ حَدَّثَنِيْ إِسْحٰقُ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ أَخْبَرَنَا هِشَامٌ ح وَحَدَّثَنِيْ مُحَمَّدٌ قَالَ سَمِعْتُ عُثْمٰنَ بْنَ فَرْقَدٍ قَالَ سَمِعْتُ هِشَامَ بْنَ عُرْوَةَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّهُ سَمِعَ عَائِشَةَ رض تَقُوْلُ وَمَنْ كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ وَمَنْ كَانَ فَقِيْرًا فَلْيَأْكُلْ بِالْمَعْرُوْفِ أُنْزِلَتْ فِيْ وَالِي الْيَتِيْمِ الَّذِيْ يُقِيْمُ عَلَيْهِ وَيُصْلِحُ فِيْ مَالِهِ إِنْ كَانَ فَقِيْرًا أَكَلَ مِنْهُ بِالْمَعْرُوْفِ۔

(از اسحاق بن منصور از ابن نمیر از ہشام)

دوسری سند (از محمد بن سلام بیکندی از عثمان بن فرقد از ہشام بن عروہ از عروہ) حضرت عائشہ فرماتی تھیں یہ آیت جو مالدار ہو وہ بچا رہے اور جو محتاج ہو وہ دستور کے مطابق کھائے یتیم کے والی کے باب میں اتری ہے۔ جو اس کی خبر لیتا ہے۔ اور اس کی جائیداد کی حفاظت و اصلاح کرتا ہے۔ اگر وہ ضرورتمند ہو تو دستور کے مطابق اس میں سے خود بھی استعمال کر سکتا ہے۔

---

[1] اس کو سعید بن منصور نے وصل کیا ۱۲ منہ [2] دانق درہم کا ⅙ حصہ ہوتا ہے ۱۲ منہ [3] گویا حسن نے دستور پر عمل کیا کہ ایک گدھے کا کرایہ دو دانق ہوتا ہے اور ایک دانق بطریق احسان کے اس کو زیادہ دیئے ۱۲ منہ [4] اس حدیث سے باب کا مطلب یوں نکلا کہ آپ نے اس کی اجرت پہلے سے نہیں ٹھہرائی اور دستور کے موافق کام کرنے کے بعد دلوا دی بلکہ اس سے زیادہ دی ۱۲ منہ [5] تو آپ نے کوئی حد مقرر نہیں کی بلکہ عرف اور دستور کے موافق حکم دیا ۱۲ منہ

باب ۱۳۷۳ بَیْعِ الشَّرِیْكِ مِنْ شَرِیْكِهٖ۔

۲۰۷۳۔ **حَدَّثَنِیْ** مَحْمُوْدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ عَنْ جَابِرٍؓ جَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الشُّفْعَةَ فِیْ كُلِّ مَالٍ لَّمْ یُقْسَمْ فَاِذَا وَقَعَتِ الْحُدُوْدُ وَصُرِّفَتِ الطُّرُقُ فَلَا شُفْعَةَ۔

باب ایک ساجھی اپنا حصہ دوسرے ساجھی کے ہاتھ فروخت کر سکتا ہے۔

(از محمود از عبدالرزاق از معمر از زہری از ابوسلمہ حضرت جابر فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر اس مال میں جو تقسیم نہ ہوا ہو[1] شفعہ کا حق قائم رکھا۔ جب (تقسیم ہو جائے) اور حدیں قائم ہو جائیں اور رستے الگ الگ ہو جائیں تو شفعہ نہ ہوگا

باب ۱۳۷۴ بَیْعِ الْاَرْضِ وَالدُّوْرِ وَالْعُرُوْضِ مُشَاعًا غَیْرَ مَقْسُوْمٍ۔

۲۰۷۴۔ **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ مَحْبُوْبٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَضَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِالشُّفْعَةِ فِیْ كُلِّ مَالٍ لَّمْ یُقْسَمْ فَاِذَا وَقَعَتِ الْحُدُوْدُ وَصُرِّفَتِ الطُّرُقُ فَلَا شُفْعَةَ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بِهٰذَا وَقَالَ فِیْ كُلِّ مَا لَمْ یُقْسَمْ تَابَعَهٗ هِشَامٌ عَنْ مَعْمَرٍ قَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ فِیْ كُلِّ مَالٍ وَرَوَاهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اِسْحٰقَ عَنِ الزُّهْرِیِّ۔

باب زمین مکانات، اسباب کا حصہ گو تقسیم نہ ہوا ہو بیچنا درست ہے۔

(از محمد بن محبوب از عبدالواحد از معمر از زہری از ابوسلمہ بن عبدالرحمان) جابر بن عبداللہ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شفعہ کا حق ہر مال میں قائم رکھا جو تقسیم نہ ہوا ہو جب حدیں پڑ جائیں اور راستے جدا جدا ہو جائیں تو اس وقت شفعہ نہ رہے گا مسدد نے بحوالہ عبدالواحد یہی حدیث نقل کی اس میں اس طرح ہے ہر اس چیز میں جو تقسیم نہ ہوئی ہو۔ ہشام نے بھی معمر سے یہ حدیث[2] روایت کی۔ عبدالرزاق بن ہمام نے اپنی روایت میں ہر مال کہا۔ اور عبدالرحمان بن اسحاق نے بھی زہری سے یوں ہی نقل کیا ہے[3]۔

باب ۱۳۷۵ اِذَا اشْتَرٰی شَیْئًا لِغَیْرِهٖ بِغَیْرِ اِذْنِهٖ فَرَضِیَ۔

۲۰۷۵۔ **حَدَّثَنَا** یَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَیْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ مُوْسٰی ابْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی

باب اگر کسی نے کسی کے بغیر اسکے اذن کے کوئی چیز خرید لی، پھر اس نے پسند کر لی۔

(از یعقوب بن ابراہیم از ابو عاصم از ابن جریج از موسے بن عقبہ از نافع از ابن عمرؓ) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین آدمی روانہ ہوئے (راستے میں) بارش ہونے لگی۔ اور وہ ایک غار میں چلے

---

[1] مال سے مراد غیر منقولہ ہے جیسے مکان، زمین باغ وغیرہ کیونکہ جائیداد منقولہ میں بالاجماع شفعہ نہیں ہے اور عطاء کا قول شاذ ہے جو کہتے ہیں ہر چیز میں شفعہ ہے یہاں تک کہ کپڑے میں بھی یہ حدیث شافعیہ کے مذہب کی تائید کرتی ہے کہ ہمسایہ کو شفعہ کا حق نہیں ہے صرف شریک کو ہے اور اس کا بیان آگے آئیگا یہاں امام بخاری نے یہ حدیث لا کر باب کا مطلب اس طرح سے نکالا کہ جب شریک کو شفعہ کا حق ہوا تو وہ دوسرے شریک کا حصہ خرید لیگا پس ایک شریک کا اپنا حصہ دوسرے شریک کے ہاتھ بیع کرنا جائز ہوا اور یہی ترجمہ باب ہے ۱۲ منہ [2] یہیں سے باب کا مطلب نکلتا ہے کیونکہ جب شریک کو تقسیم سے پہلے شفعہ کا حق ہوا تو وہ دوسرے شریک کا مشاع یعنی غیر منقسم حصہ لے سکتا ہے اور باب کا یہی مطلب ہے ۱۲ منہ [3] اس کو خود امام بخاری نے باب ترک الحیل میں نکالا ہے ۱۲ منہ [4] عبدالرزاق کی روایت اگلے باب میں گذر چکی ہے اور عبدالرحمن بن اسحاق کی روایت کو مسدد نے اپنی مسند میں وصل کیا ۱۲ منہ

اللّٰہ علیہ وسلم قال خرج ثلثة یمشون فاصابھم
المطر فدخلوا فی غار من جبل فانحطت علیھم
صخرة قال فقال بعضھم لبعض ادعوا اللّٰہ بافضل
عمل عملتموہ فقال احدھم اللھم انی کان
لی ابوان شیخان کبیران فکنت اخرج فارعی ثم
اجیٔ فاحلب فاجیٔ بالحلاب فاتی بہ ابوی
فیشربان ثم اسقی الصبیة واھلی وامرأتی فاحتبست
لیلة فجئت فاذا ھما نائمان قال فکرھت ان
اوقظھما والصبیة یتضاغون عند رجلی فلم
یزل دأبی ودأبھما حتی طلع الفجر اللھم ان
کنت تعلم انی فعلت ذلک ابتغاء وجھک فافرج
عنا فرجة نری منھا السماء قال ففرج عنھم و
قال الاخر اللھم ان کنت تعلم انی کنت احب
امرأة من بنات عمی کاشد ما یحب الرجل النساء
فقالت لا تنال ذلک منھا حتی تعطیھا مائة
دینار فسعیت فیھا حتی جمعتھا فلما قعدت بین
رجلیھا قالت اتق اللّٰہ ولا تفض الخاتم الا بحقہ
فقمت وترکتھا فان کنت تعلم انی فعلت ذلک
ابتغاء وجھک فافرج عنا فرجة قال ففرج عنھم
الثلثین وقال الاخر اللھم ان کنت تعلم انی استاجرت
اجیرا بفرق من ذرة فاعطیتہ وابی ذلک ان
یاخذ فعمدت الی ذلک الفرق فزرعتہ حتی
اشتریت منہ بقرا وراعیھا ثم جاء فقال یا
عبد اللّٰہ اعطنی حقی فقلت انطلق الی تلک البقر
وراعیھا فانھا لک فقال اتستھزئ بی قال فقلت

گئے۔ اوپر سے ایک پتھر گرا غار کا منہ بند ہو گیا، وہ آپس میں کہنے لگے ہم اپنے اچھے عمل بیان کر کے خدا سے دعا کریں (تاکہ اللہ میاں غار کا منہ کھول دیں) ان میں ایک کہنے لگا اے اللہ! میرے ماں باپ بوڑھے ضعیف تھے میں بستی سے باہر جا کر بکریاں چرایا کرتا۔ جب گھر واپس آتا تو ان کا دودھ دوھتا۔ اور پہلے اپنے ماں باپ کے پاس لاتا جب وہ پی کر فارغ ہوتے تو اپنے بچوں اور گھر والوں اور بیوی کو پلاتا ایک رات ایسا ہوا مجھے دیر ہو گئی۔ میں گھر جو آیا تو دیکھا میرے ماں باپ سو رہے ہیں میں نے انہیں جگانا مناسب نہ سمجھا ادھر میرے بچے میرے پاؤں کے قریب بھوک کے مارے رو رہے تھے طلوع فجر تک میری یہی حالت رہی یا اللہ اگر تو جانتا ہے کہ میں نے یہ کام خاص تیری رضا کے لیے کیا تو قدرے اس پتھر کو کھول دے تاکہ ہم آسمان تو دیکھ سکیں چنانچہ وہ پتھر قدرے کھل گیا۔

اب دوسرا کہنے لگا یا اللہ میری ایک چچا زاد بہن تھی میں اسے بہت پسند کرتا تھا۔ جیسے کسی مرد کو کسی عورت سے بے حد محبت ہوتی ہے وہ کہنے لگی تو اپنا مطلب مجھ سے نہیں حاصل کر سکتا۔ جب تک مجھے سو اشرفیاں نہ دے میں نے کوشش کر کے سو اشرفیاں جمع کیں۔ جب میں زنا کے بالکل قریب ہو گیا تو وہ کہنے لگی اللہ سے ڈر اور اس مہر کو ناجائز طور سے مت توڑ۔ میں یہ سن کر فوراً کھڑا ہو گیا اور اسے چھوڑ دیا۔ اے اللہ اگر تو جانتا ہے کہ میں نے یہ کام تیری رضا کے لیے کیا تو ذرا سا یہ پتھر اور سرکا دے۔ چنانچہ دو تہائی پتھر اب تک ہٹ گیا۔

تیسرا کہنے لگا اے اللہ تو جانتا ہے۔ میں نے تین صاع جوار حق مزدوری کے عوض ایک مزدور کام پر لگایا، وہ میں اسے دن مزدوری کے بعد دینے لگا تو اس نے لینے سے انکار کر دیا۔ میں نے اس جوار کو بو دیا، اور فصل ہونے پر اس کی آمدنی پر سے گائے بیل اور چرواہے سب خرید کئے پھر ایک مدت کے بعد وہ مزدور آیا۔ کہنے لگا اے بندۂ خدا! میری مزدوری دے ڈال میں نے کہا وہ گائے بیل چرواہے سب لے لے وہ سب تیرا ہی مال ہے اس نے کہا کیا تو مجھ سے مذاق کرتا ہے؟ میں نے کہا نہیں میں مذاق نہیں کر رہا

مَا اسْتَهْزِئُ بِكَ وَلٰكِنَّهَا لَكَ اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنِّيْ فَعَلْتُ ذٰلِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ عَنَّا فَكُشِفَ عَنْهُمْ۔

ہوں۔ واقعی وہ سب تیرے ہی ہیں۔ یا اللہ اگر تو جانتا ہے یہ کام میں نے تیری رضا کے لیے کیا تھا، تو اس پتھر کو ہٹا دے۔ چنانچہ وہ ہٹ گیا۔

بَابٌ ۱۳۷۶ الشِّرَاءِ وَالْبَيْعِ مَعَ الْمُشْرِكِيْنَ وَاَهْلِ الْحَرْبِ۔

باب مشرکوں اور حربی کافروں سے خرید و فروخت کرنا۔

۲۰۷۶۔ حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمٰنِ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ ابْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ عُثْمٰنَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ اَبِيْ بَكْرٍ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ جَاءَ رَجُلٌ مُّشْرِكٌ مُّشْعَانٌّ طَوِيْلٌ بِغَنَمٍ يَّسُوْقُهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْعًا اَمْ عَطِيَّةً اَوْقَالَ اَمْ هِبَةً قَالَ لَا بَلْ بَيْعٌ فَاشْتَرٰى مِنْهُ شَاةً

(از ابو النعمان از معتمر بن سلیمان از والدش از ابو عثمان) عبد الرحمان بن ابی بکر کہتے ہیں ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ چنانچہ ایک مشرک پریشان سر طویل القد، بکریاں ہانکتے ہوئے آیا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا۔ کیا یہ بکریاں فروخت کرتا ہے؟ یا بطور عطیہ ہمیں دیتا ہے؟ اس نے کہا نہیں! ہمیں تو بیچنا چاہتا ہوں غرضیکہ آپؐ نے اس سے ایک بکری خریدی

بَابٌ ۱۳۷۷ شِرَاءِ الْمَمْلُوْكِ مِنَ الْحَرْبِيِّ وَهِبَتِهٖ وَعِتْقِهٖ

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِسَلْمَانَ كَاتِبْ وَكَانَ حُرًّا فَظَلَمُوْهُ وَبَاعُوْهُ وَسُبِيَ عَمَّارٌ وَّصُهَيْبٌ وَّبِلَالٌ وَّقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَاللّٰهُ فَضَّلَ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ فِي الرِّزْقِ فَمَا الَّذِيْنَ فُضِّلُوْا بِرَآدِّيْ رِزْقِهِمْ عَلٰى مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَهُمْ فِيْهِ سَوَآءٌ اَفَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ۔

باب حربی کافر سے غلام لونڈی خرید نا اس کا ہبہ کرنا۔

آزاد کرنا اور آنحضرت نے سلمان فارسی سے فرمایا تو اپنے مالک سے کتابت کر لے[1]۔ حضرت سلمان اصل میں آزاد تھے کافروں نے ان پر ظلم کیا (غلام بنایا) اور انہیں بیچ دیا[2]۔ عمار بن یاسر اور صہیب اور حضرت بلال سب قیدی بنائے گئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا واللہ فضل الخ اللہ نے ہی تم میں ایک کی روزی دوسرے سے زیادہ رکھی جس کی روزی زیادہ ہے۔ وہ اپنے غلاموں اور لونڈیوں کو واپس دے کر انہیں اپنے برابر نہیں کر دیتے[3]۔ کیا یہ لوگ اللہ کا احسان نہیں مانتے۔

۲۰۷۷۔ حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا

(از ابو الیمان از شعیب از ابو الزناد از اعرج) حضرت ابو ہریرہؓ

لہ ترجمہ باب میں آخری شخص کا کردار ہے کہ بغیر پوچھے اس کی جوار کو دوسرے کام میں صرف کر دیا۔ اس سے نفع کمایا۔ گویا بیع کو بھی اسی پر قیاس کیا گیا۔ عبد الرزاق [1] کتابت اس کو کہتے ہیں کہ غلام مالک کو کچھ روپیہ کچھ قسطوں میں دینا قبول کرے کل روپیہ ادا کرنے کے بعد غلام آزاد ہو جاتا ہے ۱۲ منہ [2] اور کا فرقتے ان کو غلام بنا رکھا تھا مسلمانوں نے ان کو خرید کر کے آزاد کر دیا ۱۲ منہ [3] دَآدِّیْ رِزْقِهِمْ میں دو باتیں معلوم ہوتی ہیں ایک یہ کہ رد کرنا یعنی واپس کرنا دلالت کرتا ہے کہ رزق کے اسباب مہیا کرنے والے غلام اور غریب لوگ ہیں اور انہیں حق واپس کرنا دراصل اللہ اول پر ایک فرض ہے دوسرے یہ کہ غلاموں اور غریبوں کو فہم فیہ سواء کے لفظ سے منشا شریعت پیش کیا جا رہا ہے کہ انہیں رزق میں برابر مواقع مہیا کرنے چاہئیں اس کی تائید حدیث سے ہوتی ہے کہ غلاموں کو اپنے کھانے اور کپڑوں میں مساوی رکھو اور یہی مفہوم سواء کا ہے اس کی تائید افبنعمۃ اللہ یجحدون سے ہوتی ہے اگر غلاموں اور غریبوں کو اس حال میں رکھا جائے جس حال میں وہ عام طور پر اسلام سے

أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَاجَرَ إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِسَارَةَ فَدَخَلَ بِهَا قَرْيَةً فِيهَا مَلِكٌ مِنَ الْمُلُوكِ أَوْ جَبَّارٌ مِنَ الْجَبَابِرَةِ فَقِيلَ دَخَلَ إِبْرَاهِيمُ بِامْرَأَةٍ هِيَ مِنْ أَحْسَنِ النِّسَاءِ فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ أَنْ يَا إِبْرَاهِيمُ مَنْ هٰذِهِ الَّتِي مَعَكَ قَالَ أُخْتِي ثُمَّ رَجَعَ إِلَيْهَا فَقَالَ لَا تُكَذِّبِي حَدِيثِي فَإِنِّي أَخْبَرْتُهُمْ أَنَّكِ أُخْتِي وَاللّٰهِ إِنْ عَلَى الْأَرْضِ مُؤْمِنٌ غَيْرِي وَغَيْرُكِ فَأَرْسَلَ بِهَا إِلَيْهِ فَقَامَ إِلَيْهَا فَقَامَتْ تَوَضَّأُ وَتُصَلِّي فَقَالَتِ اللّٰهُمَّ إِنْ كُنْتُ آمَنْتُ بِكَ وَبِرَسُولِكَ وَأَحْصَنْتُ فَرْجِي إِلَّا عَلَى زَوْجِي فَلَا تُسَلِّطْ عَلَيَّ الْكَافِرَ فَغُطَّ حَتَّى رَكَضَ بِرِجْلِهِ قَالَ الْأَعْرَجُ قَالَ أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَتِ اللّٰهُمَّ إِنْ يَمُتْ يُقَالُ هِيَ قَتَلَتْهُ فَأُرْسِلَ ثُمَّ قَامَ إِلَيْهَا فَقَامَتْ تَوَضَّأُ تُصَلِّي وَتَقُولُ اللّٰهُمَّ إِنْ كُنْتُ آمَنْتُ بِكَ وَبِرَسُولِكَ وَأَحْصَنْتُ فَرْجِي إِلَّا عَلَى زَوْجِي فَلَا تُسَلِّطْ عَلَيَّ هٰذَا الْكَافِرَ فَغُطَّ حَتَّى رَكَضَ بِرِجْلِهِ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ أَبُو سَلَمَةَ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَقَالَتِ اللّٰهُمَّ إِنْ يَمُتْ فَيُقَالُ هِيَ قَتَلَتْهُ فَأُرْسِلَ فِي الثَّانِيَةِ أَوْ فِي الثَّالِثَةِ فَقَالَ وَاللّٰهِ مَا أَرْسَلْتُمْ إِلَيَّ إِلَّا شَيْطَانًا ارْجِعُوهَا إِلَى إِبْرَاهِيمَ وَأَعْطُوهَا هَاجَرَ فَرَجَعَتْ إِلَى إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَتْ أَشَعَرْتَ أَنَّ اللّٰهَ كَبَتَ الْكَافِرَ وَأَخْدَمَ وَلِيدَةً۔

کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابراہیم علیہ السلام حضرت سارہؑ (زوجۂ طاہرہ) کو لے کر نمرود کے ملک سے نکل گئے۔ ایک بستی میں پہنچے[1] وہاں ایک بادشاہ یا ظالم بادشاہ تھا۔ کنچنی اس سے کہا کہ ابراہیمؑ ایک نہایت خوبصورت عورت ساتھ لائے ہیں۔ بادشاہ نے ان سے پچھوا بھیجا ابراہیم یہ عورت تمہاری کیا لگتی ہے؟ انہوں نے کہا میری بہن ہے۔ پھر حضرت ابراہیمؑ لوٹ کر سارہؑ کے پاس آئے اور ان سے کہا تم مجھے جھوٹا نہ کرنا میں نے کہہ دیا ہے کہ تم میری بہن ہو۔ بخدا اس وقت روئے زمین پر میرے اور تمہارے سوا کوئی مومن نہیں ہے۔ پھر بادشاہ کے پاس سارہ کو بھیج دیا۔ بادشاہ ان کے پاس گیا۔ وہ وضو کر کے نماز پڑھ رہی تھیں انہوں نے یہ دعا کی۔ یا اللہ اگر میں تجھ پر اور تیرے پیغمبر پر ایمان لائی ہوں اور میں نے اپنی عصمت کی پوری طرح آج تک حفاظت کی ہے، تو اس کافر کا زور مجھ پر نہ چلنے دے۔ یہ دعا کرنا ہی تھا کہ وہ کافر (زمین پر گر کر) خراٹے لینے لگا۔ پاؤں مارنے لگا۔

اعرج راوی کہتے ہیں ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن نے بحوالہ ابو ہریرہؓ کہا کہ حضرت سارہؓ نے یہ دعا کی تھی یا اللہ اگر کہیں یہ مر گیا تو لوگ کہیں گے اس نے مار ڈالا۔ پھر وہ اچھا ہو گیا اور حضرت سارہ کی طرف اٹھا۔ وہ وضو کر کے نماز پڑھنے لگیں اور یوں دعا کی یا اللہ! اگر میں تجھ پر اور تیرے پیغمبر پر ایمان لائی ہوں اور خاوند کے سوا سب سے اپنی عصمت کو محفوظ رکھا ہے تو اس کافر کا زور مجھ پر مت چلنے دے۔ یہ دعا کرتے ہی وہ کافر گر کر خراٹے لینے لگا۔ اور پاؤں زمین پر مارنے لگا۔ عبدالرحمٰن کہتے ہیں ابو سلمہ نے بحوالہ حضرت ابو ہریرہؓ کہا کہ سارہؓ نے یوں دعا کی یا اللہ اگر کہیں یہ کافر مردود مر گیا تو دنیا کہے گی میں نے مار ڈالا۔ چنانچہ وہ ہوش میں آ گیا۔ خیر وہ دوسری یا تیسری بار لوگوں سے کہنے لگا بخدا تم یہ عورت کیا لائے ہو یہ تو شیطان[2] تھے۔ اسے ابراہیم ہی کے پاس لے جاؤ اور (ہاجرہ) ایک لونڈی میری طرف سے اسے دیدو۔ حضرت سارہؓ حضرت ابراہیمؑ کے پاس واپس آئیں اور کہنے لگیں دیکھا اللہ تعالیٰ نے کافر کو ذلیل کیا اور ایک لونڈی بھی آپ کیلئے دلوائی[3]

[1] یہ بستی مصر تھی اور بادشاہ کا نام صادق یا سنان بن علوان تھا یا عمرو بن امری القیس بن سبا ۱۲ منہ [2] یہ کمبخت بادشاہ کیا کرتا ہر شخص کی جورو جو خوبصورت ہوتی چھین لیتا اس لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سارہ کو اپنی بہن بنایا مراد دینی بہن ہے کہتے ہیں بادشاہ سے جا کر یہ مخبری حناط نامی ایک شخص نے کی تھی ۱۲ منہ [3] یعنی جن کی قسم میں سے ہے جب میں چاہتا ہوں اس کو ہاتھ لگاؤں تو بیہوش ہو کر گر پڑتا ہوں ۱۲ منہ [4] یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے کیوں کہ اس کافر نے ایک لونڈی سارہ کو ہبہ کی اور سارہ نے قبول کر لی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ ہبہ جائز رکھا ۱۲ منہ

٢٠٧٨- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتِ اخْتَصَمَ سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ وَعَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ فِي غُلَامٍ فَقَالَ سَعْدٌ هَذَا يَا رَسُولَ اللَّهِ ابْنُ أَخِي عُتْبَةَ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ عَهِدَ إِلَيَّ أَنَّهُ ابْنُهُ انْظُرْ إِلَى شَبَهِهِ وَقَالَ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ هَذَا أَخِي يَا رَسُولَ اللَّهِ وُلِدَ عَلَى فِرَاشِ أَبِي مِنْ وَلِيدَتِهِ فَنَظَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى شَبَهِهِ فَرَأَى شَبَهًا بَيِّنًا بِعُتْبَةَ فَقَالَ هُوَ لَكَ يَا عَبْدُ الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ وَاحْتَجِبِي مِنْهُ يَا سَوْدَةُ بِنْتَ زَمْعَةَ فَلَمْ تَرَهُ سَوْدَةُ قَطُّ-

(از قتیبہ از لیث از ابن شہاب از عروہ) حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ سعد بن ابی وقاص اور عبد بن زمعہ دونوں نے ایک لڑکے کے متعلق جھگڑا کیا۔ سعد نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ تو میرے بھائی عتبہ بن ابی وقاص کا بیٹا ہے اس نے مرتے وقت یہ وصیت کی تھی کہ یہ اس کا بیٹا ہے آپ اس کی شکل و شباہت دیکھئے عتبہ سے کیسی ملتی ہے؟ عبد بن زمعہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ میرا بھائی ہے میرے باپ کی لونڈی نے اسے جنا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لڑکے کو دیکھا تو صاف عتبہ کے مشابہ معلوم ہوا۔ آپ نے فرمایا عبد! یہ لڑکا تجھے ملے گا۔ لڑکا اسی کو ملتا ہے جو عورت کا خاوند یا مالک ہو۔ زنا کرنے والے کے لئے پتھر ہیں۔ اور سودہؓ سے فرمایا جو زمعہ کی بیٹی تھیں، تم اس سے پردہ کرو۔ حضرت سودہ نے اسے کبھی نہ دیکھا[1]

٢٠٧٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ لِصُهَيْبٍ اتَّقِ اللَّهَ وَلَا تَدَّعِ إِلَى غَيْرِ أَبِيكَ فَقَالَ صُهَيْبٌ مَا يَسُرُّنِي أَنَّ لِي كَذَا وَكَذَا وَأَنِّي قُلْتُ ذَلِكَ وَلَكِنِّي سُرِقْتُ وَأَنَا صَبِيٌّ-

(از محمد بن بشار از غندر از شعبہ از سعد از والدش) حضرت عبدالرحمن ابن عوفؓ نے حضرت صہیب سے کہا اللہ سے ڈرو اور اپنے باپ کے سوا دوسرے کا بیٹا نہ بن۔ صہیب نے کہا اگر مجھے اتنی اتنی (یعنی بے شمار) دولت ملے تب بھی میں یہ بات کہنا پسند نہ کروں۔ مگر مجھے تو بچپن میں اغوا کر لیا گیا تھا[2]

٢٠٨٠- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ حَكِيمَ بْنَ حِزَامٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَرَأَيْتَ أُمُورًا كُنْتُ أَتَحَنَّثُ بِهَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ مِنْ صِلَةٍ وَعَتَاقَةٍ وَصَدَقَةٍ هَلْ لِي فِيهَا أَجْرٌ قَالَ حَكِيمٌ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَسْلَمْتَ عَلَى مَا سَلَفَ لَكَ مِنْ خَيْرٍ-

(از ابوالیمان از شعیب از زہری از عروہ بن زبیر) حکیم بن حزام نے کہا یا رسول اللہ جو نیک کام میں نے بزمانہ جاہلیت کئے تھے صلہ رحمی غلام آزاد کرنا، خیرات کرنا[3] ان کا مجھے ثواب ملے گا؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تو ان نیکیوں کو آئندہ بھی قائم رکھ کر اسلام لایا (اسلام ہے ہی نیکی کرنے کا نام)

---

[1] حالانکہ ازروئے قاعدہ شرعی آپنے اس بچہ کو زمعہ کا بیٹا قرار دیا تو ام المومنین سودہؓ اس کی بہن ہوئیں مگر احتیاطاً ان کو اس بچہ سے پردہ کرنے کا حکم دیا کس لئے کہ اس کی صورت عتبہ سے ملتی تھی اور گمان غالب ہوتا تھا کہ یہ عتبہ کا بیٹا ہے۔ حدیث سے یہ نکلا کہ شرعی اور باقاعدہ ثبوت کے مقابل مخالف گمان پر کچھ نہیں ہو سکتا۔ باب کی مطابقت اس طرح پر ہے کہ آپنے زمعہ کی ملک مسلم رکھی حالانکہ زمعہ کافر تھا اور اس کو اپنی لونڈی پر وہی حق ملا جو مسلمانوں کو ملتا ہے تو کافر کا تصرف بھی اپنی لونڈی غلاموں میں مثل بیع ہبہ وغیرہ نافذ ہوگا ۱۲ منہ

[2] ہوا یہ تھا کہ صہیبؓ کی زبان رومی تھی مگر وہ اپنا باپ ایک عرب یعنی سنان بن مالک کو بتاتے تھے اس پر عبدالرحمن نے ان سے کہا خدا سے ڈرو اور دوسروں کو باپ نہ بنا۔ حضرت صہیب نے جواب دیا کہ میری زبان رومی اس وجہ سے ہوئی کہ بچپن میں رومی لوگ حملہ کرکے مجھ کو قید کرکے لے گئے تھے میں انہی میں پرورش پایا اس لئے میری زبان رومی ہوگئی ورنہ میں اصل میں عربی ہوں میں جھوٹ کسی اور کا بیٹا نہیں بنتا اگر مجھ کو ایسی دولت ملے جب بھی میں یہ کام نہ کروں اس حدیث سے امام بخاری نے یہ نکالا کہ کافروں کی ملک صحیح اور مسلم ہے کیونکہ ابن جدعان نے صہیب کو خریدا کیا اور آزاد کیا ۱۲ منہ

[3] یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے کہ کافر کے تصرفات درست ہیں ۱۲ منہ

باب ۱۳۷۸ جُلُودُ الْمَيْتَةِ قَبْلَ أَنْ تُدْبَغَ

۲۰۸۱۔ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ شِهَابٍ أَنَّ عُبَيْدَ اللَّهِ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِشَاةٍ مَيِّتَةٍ فَقَالَ هَلَّا اسْتَمْتَعْتُمْ بِإِهَابِهَا قَالُوا إِنَّهَا مَيِّتَةٌ قَالَ إِنَّمَا حَرُمَ أَكْلُهَا۔

باب ۱۳۷۹ قَتْلِ الْخِنْزِيرِ وَقَالَ جَابِرٌ حَرَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْعَ الْخِنْزِيرِ

۲۰۸۲۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَيُوشِكَنَّ أَنْ يَنْزِلَ فِيكُمُ ابْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا مُقْسِطًا فَيَكْسِرَ الصَّلِيبَ وَيَقْتُلَ الْخِنْزِيرَ وَيَضَعَ الْجِزْيَةَ وَيَفِيضَ الْمَالُ حَتَّى لَا يَقْبَلَهُ أَحَدٌ۔

باب ۱۳۸۰ لَا يُذَابُ شَحْمُ الْمَيْتَةِ وَلَا يُبَاعُ وَدَكُهُ رَوَاهُ جَابِرٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

۲۰۸۳۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا

باب دباغت سے پہلے مردار کی کھال۔

(از زہیر بن حرب از یعقوب بن ابراہیم از والدش از صالح از ابن شہاب از عبید اللہ بن عبد اللہ) عبد اللہ بن عباس سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک مردار بکری کے پاس سے گذرے تو فرمایا لوگو تم نے اس کی کھال سے فائدہ کیوں نہیں اٹھایا۔ انہوں نے عرض کیا وہ تو مردار ہے۔ آپ نے فرمایا مردار کا فقط کھانا حرام ہے[1]

باب سؤر کا مار ڈالنا۔

حضرت جابرؓ کہتے ہیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے سور کے بیچنے کو حرام کیا۔[2]

(از قتیبہ بن سعید از لیث از ابن شہاب از ابن مسیب) حضرت ابوہریرہ کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم اس خدا کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے عنقریب تم میں ابن مریم نازل ہونگے۔ وہ انصاف کے ساتھ حکومت کریں گے اور صلیب کو توڑ ڈالیں گے۔ سور کو قتل کریں گے۔ جزیہ موقوف کردیں گے۔ اور مال و دولت کی اتنی بہتات ہوگی، کہ کوئی نہ لے گا۔[3]

باب مردار کی چربی گلانا اور اس کا بیچنا جائز نہیں۔ اسے حضرت جابر نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا۔[4]

(از حمیدی از سفیان از عمرو بن دینار از طاؤس) ابن عباسؓ

[1] حالانکہ قرآن شریف میں حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ مطلق ہے اس کے سب جزا کو شامل ہے مگر حدیث سے اس کی تخصیص ہوگئی کہ مردار کا صرف کھانا حرام ہے۔ زہری نے اس حدیث سے دلیل لی اور کہا کہ مردار کی کھال سے مطلقاً نفع اٹھانا درست ہے دباغت ہوئی ہو یا نہ ہوئی ہو لیکن دباغت کی قید دوسری حدیث سے نکالی گئی ہے اور جمہور علماء کی وہی دلیل ہے اور شافعی جو نے مرداروں میں کتے اور سور کا استثنا کیا ہے ان کی کھال دباغت سے بھی پاک نہ ہوگی اور ابو حنیفہ نے صرف سور اور آدمی کی کھال کو مستثنیٰ کیا ہے اور شیعہ نے ہر ایک کھال کی طہارت کا حکم دیا ہے جب اس کی دباغت کی جائے یہاں تک کہ سور کی کھال بھی ۱۲ منہ [2] اس کو خود امام بخاری نے باب بیع المیتۃ والاصنام میں وصل کیا ۱۲ منہ [3] اس حدیث سے امام بخاری نے نکالا کہ سور نجس العین ہے اس کی بیع جائز نہیں ہے ورنہ حضرت عیلیٰ اس کو قتل کیوں کرتے اور نیست و نابود کیوں کرتے۔ جزیہ موقوف کرنے سے یہ غرض ہے کہ حضرت عیسیٰ فرمائیں گے یا مسلمان ہو یا قتل ہو جزیہ قبول نہ کریں گے اس حدیث سے صاف حضرت عیسیٰ کا قیامت کے قریب اترنا اور حکومت کرنا، صلیب توڑنا، جزیہ موقوف کرنا یہ سب باتیں ثابت کرتی ہیں اور تعجب ہوتا ہے اس شخص کی عقل پر جو قادیانی مرزا کو مسیح موعود سمجھتا ہے۔ اللّٰھم ثبتنا علی دینک الحق وجنبنا من الفتن ما ظھر منھا وما بطن ۱۲ منہ [4] جمہور علماء کا یہ قول ہے کہ جس چیز کا کھانا حرام ہے اس کا بیچنا بھی حرام ہے لیکن بعضوں نے اس میں خلاف کیا ۱۲ منہ [5] اس کو خود امام بخاری نے باب بیع المیتۃ والاصنام میں وصل کیا ہے ۱۲ منہ

عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ قَالَ أَخْبَرَنِي طَاوُسٌ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ بَلَغَ عُمَرَ أَنَّ فُلَانًا بَاعَ خَمْرًا فَقَالَ قَاتَلَ اللّٰهُ فُلَانًا أَلَمْ يَعْلَمْ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَاتَلَ اللّٰهُ الْيَهُودَ حُرِّمَتْ عَلَيْهِمُ الشُّحُومُ فَجَمَلُوهَا فَبَاعُوهَا۔

فرماتے تھے۔ حضرت عمر کو یہ خبر پہنچی کہ فلاں شخص نے شراب بیچی ہے انہوں نے فرمایا اللہ اسے تباہ کرے۔ کیا وہ نہیں جانتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ یہودیوں کو تباہ کرے۔ اُن پر چربی حرام ہوئی تو اسے گلا کر بیچ ڈالا۔

۲۰۸۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَاتَلَ اللّٰهُ الْيَهُودَ حُرِّمَتْ عَلَيْهِمُ الشُّحُومُ فَبَاعُوهَا وَأَكَلُوا أَثْمَانَهَا۔

(از عبدان از عبداللہ از یونس از ابن شہاب از سعید بن مسیب) ابوہریرہ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ یہودیوں کو برباد کرے۔ اُن پر چربی حرام ہوئی تو بیچ کر اس کی قیمت وصول کر لی اس طرح کھایا۔

باب ۱۳۸۱ بَيْعِ التَّصَاوِيرِ الَّتِي لَيْسَ فِيهَا رُوحٌ وَمَا يُكْرَهُ مِنْ ذٰلِكَ۔

باب بیجان چیزوں کی تصویروں کو فروخت کرنا نیز کون سی تصویر حرام ہے۔؟

۲۰۸۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ أَخْبَرَنَا عَوْفٌ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي الْحَسَنِ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ إِذْ أَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ يَا أَبَا عَبَّاسٍ إِنِّي إِنْسَانٌ إِنَّمَا مَعِيشَتِي مِنْ صَنْعَةِ يَدِي وَإِنِّي أَصْنَعُ هٰذِهِ التَّصَاوِيرَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَا أُحَدِّثُكَ إِلَّا مَا سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ سَمِعْتُهُ يَقُولُ مَنْ صَوَّرَ صُورَةً فَإِنَّ اللّٰهَ مُعَذِّبُهُ حَتَّى يَنْفُخَ فِيهَا الرُّوحَ وَلَيْسَ بِنَافِخٍ فِيهَا أَبَدًا فَرَبَا الرَّجُلُ رَبْوَةً شَدِيدَةً وَاصْفَرَّ وَجْهُهُ فَقَالَ وَيْحَكَ إِنْ أَبَيْتَ إِلَّا أَنْ تَصْنَعَ فَعَلَيْكَ بِهٰذَا الشَّجَرِ كُلِّ شَيْءٍ لَيْسَ فِيهِ رُوحٌ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ سَمِعَ سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ مِنَ النَّضْرِ بْنِ أَنَسٍ هٰذَا الْوَاحِدَ۔

(از عبداللہ ابن عبدالوہاب از یزید بن زریع از عوف) سعید بن ابی الحسن کہتے ہیں میں حضرت ابن عباس کے پاس تھا۔ اتنے میں ایک شخص آیا اور کہنے لگا، ابوالعباس (یہ عباسؓ کی کنیت ہے) میں ایک ایسا شخص ہوں جو اپنے ہاتھ سے محنت کر کے کھاتا ہے۔ میں تصویریں بنایا کرتا ہوں۔ ابن عباسؓ نے کہا میں تجھ سے صرف آنحضرتؐ کی حدیث بیان کروں گا۔ آپؐ فرماتے تھے جو شخص صورت (مورت) بنائے جاندار کی تو اللہ قیامت کے دن اس کو اس وقت تک عذاب دے گا جب تک وہ جان نہ ڈالے فرمائے گا اس میں جان بھی ڈال (صورت تو بنائی) وہ جان تو ڈالنے سے رہا۔ چنانچہ حضرت ابن عباسؓ سے یہ حدیث سن کر اس مصور کا دم رک گیا اور اسکے چہرے کا رنگ پیلا ہو گیا۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا۔ افسوس اگر تو صورت ہی بنانا ہے، تو درخت وغیرہ کی بنا، کہ جن میں روح یعنی جان نہیں امام بخاری فرماتے ہیں سعید بن ابی عروبہ نے نضر بن انس سے بس یہی ایک حدیث سنی ہے۔[1]

[1] امام بخاری نے اس کو کتاب اللباس میں علیحدہ علاحدہ سے انہوں نے سعید بن ابی عروبہ سے انہوں نے نضر سے انہوں نے ابن عباسؓ سے نکالا اس حدیث سے امام بخاری نے مورتوں کی کراہت یعنی حرمت نکالی ہے ۱۲

باب ۱۳۸۲ تَحْرِيْمِ التِّجَارَةِ فِي الْخَمْرِ وَقَالَ جَابِرٌ رضـ حَرَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْعَ الْخَمْرِ۔

۲۰۸۶۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِي الضُّحٰى عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ رضـ لَمَّا نَزَلَتْ اٰيَاتُ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ عَنْ اٰخِرِهَا خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ حُرِّمَتِ التِّجَارَةُ فِي الْخَمْرِ۔

باب ۱۳۸۳ اِثْمِ مَنْ بَاعَ حُرًّا۔

۲۰۸۷۔ حَدَّثَنِي بِشْرُ بْنُ مَرْحُوْمٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى ابْنُ سُلَيْمٍ عَنْ اِسْمٰعِيْلَ بْنِ اُمَيَّةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِي سَعِيْدٍ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ اللّٰهُ ثَلٰثَةٌ اَنَا خَصْمُهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ رَجُلٌ اَعْطٰى بِي ثُمَّ غَدَرَ وَرَجُلٌ بَاعَ حُرًّا فَاَكَلَ ثَمَنَهٗ وَ رَجُلٌ اسْتَاْجَرَ اَجِيْرًا فَاسْتَوْفٰى مِنْهُ وَلَمْ يُعْطِ اَجْرَهٗ۔

باب ۱۳۸۴ اَمْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْيَهُوْدَ بِبَيْعِ اَرَضِيْهِمْ حِيْنَ اَجْلَاهُمْ فِيْهِ الْمَقْبُرِيُّ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رضـ۔

باب ۱۳۸۵ بَيْعِ الْعَبِيْدِ وَالْحَيَوَانِ بِالْحَيَوَانِ نَسِيْئَةً وَاشْتَرَى ابْنُ عُمَرَ رَاحِلَةً بِاَرْبَعَةِ اَبْعِرَةٍ مَضْمُوْنَةٍ عَلَيْهِ يُوْفِيْهَا صَاحِبَهَا بِالرَّبَذَةِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَدْ يَكُوْنُ

باب شراب کی تجارت حرام ہے[۱]۔
حضرت جابرؓ فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب بیچنا حرام فرمایا ہے[۲]۔

(از مسلم از شعبہ از اعمش از ابو الضحیٰ از مسروق) حضرت عائشہؓ سے مروی ہے جب سورہ بقرہ کی آخری آیات نازل ہوئیں (جن میں سود کا ذکر ہے) تو آنحضرتؐ اپنے حجرے سے باہر تشریف لائے اور فرمایا شراب کی تجارت کرنی بھی حرام کردی گئی ہے۔

باب آزاد کو فروخت کرنے والے پر گناہ۔

(از بشر بن مرحوم از یحییٰ بن سلیم از اسماعیل بن امیہ از سعید بن ابی سعید) ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں قیامت کے دن میں تین آدمیوں سے جھگڑوں گا ایک تو وہ جو میرا نام لے، عہد کرے، پھر توڑ دے۔ دوسرے وہ شخص جو آزاد کو بیچ دے اور اس کی قیمت کھائے۔ تیسرے وہ شخص جو کسی سے پوری محنت لے پھر اس کی مزدوری نہ دے۔

باب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں کو مدینے سے نکالنے کے بعد ان کی زمینوں کو فروخت کرنے کا حکم دیا اس کے راویوں میں ابوہریرہؓ سے مقبری بھی ہیں

باب غلام کا غلام کے بدل اور جانور کا جانور کے بدلے ادھار بیچنا۔

حضرت ابن عمرؓ نے ایک[۳] اونٹنی چار اونٹوں کے عوض خریدی جو بائع کے ضمان اور ذمہ داری میں تھی کہ وہ اسے[۴] مقام

---

۱ جیسے شراب کا پینا حرام ہے افسوس کہ اس زمانے میں بہت سے بدکار مسلمان علانیہ شراب پیتے ہیں اور پھر لطف یہ کہ شراب کی سوداگری سے پرہیز کرتے ہیں اور نصاریٰ کی بنائے ہوئے شراب فراغت سے خریدتے ہیں اپنے ملک کی ساری دولت اس میں کھیلتے ہیں جمال الدین افغانی فیلسوف کہا کرتے تھے کہ مسلمانوں کو خدا کا خوف تو بالکل کم ہو گیا ہے لیکن یہ کیا آفت ہے کہ دنیا کی عقل بھی جاتی رہی۔ ہم خدا کے گنہگار اور ہم دنیا میں مفلس اور محتاج اور دنیا دار جو کچھ کماتے ہیں وہ بھی غیر قوم کو کھلا دیتے ہیں خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةَ انہی کی شان میں ہے ۱۲ منہ

۲ اس کو امام بخاری نے باب بیع المیتۃ والاصنام میں وصل کیا ۱۲ منہ ۳ اس کو امام مالک اور شافعی اور ابن ابی شیبہ نے نکالا ۱۲ منہ ۴ ربذہ ایک مقام ہے مکہ اور مدینہ کے درمیان مطلب یہ ہے کہ وہ اونٹنی بائع کے ذمہ اور اس کی حفاظت میں رہے گی اور ربذہ پہنچ کر اس کو مشتری کے سپرد کردے گا ۱۲ منہ ۵ اس کو امام شافعیؒ نے وصل کیا طاؤس کے طریق سے معلوم ہوا کہ جانور کو جانور کے بدلے میں کمی بیشی اسی طرح ادھار جائز ہے اور یہ سود نہیں ہے گو ایک ہی جنس کا دونوں طرف ہو اور یہی قول شافعیہ اور جمہور علماء کا ہے لیکن امام احمد بن حنبل اور امام

الْبَعِيرُ خَيْرًا مِنَ الْبَعِيرَيْنِ وَاشْتَرَى رَافِعُ ابْنُ خَدِيجٍ بَعِيرًا بِبَعِيرَيْنِ فَأَعْطَاهُ أَحَدَهُمَا وَقَالَ آتِيكَ بِالْآخَرِ غَدًا رَهْوًا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ وَقَالَ ابْنُ الْمُسَيَّبِ لَا رِبَا فِي الْحَيَوَانِ الْبَعِيرُ بِالْبَعِيرَيْنِ وَالشَّاةُ بِالشَّاتَيْنِ إِلَى أَجَلٍ وَقَالَ ابْنُ سِيرِينَ لَا بَأْسَ بَعِيرٌ بِبَعِيرَيْنِ وَدِرْهَمٌ بِدِرْهَمٍ نَسِيئَةً

ربذہ میں حوالے کرے گا[۱] حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کبھی ایک اونٹ دو اونٹوں سے بہتر ہوتا ہے۔ رافع بن خدیج نے ایک اونٹ دو اونٹوں کے بدلے خریدا۔ ایک اونٹ تو اسی وقت دیا اور دوسرا اونٹ کل آئندہ دینے کا وعدہ کیا اور کہا انشاء اللہ اس میں تاخیر نہ ہوگی سعید بن المسیب[۳] نے کہا۔ جانوروں میں سود نہیں۔ ایک اونٹ دو اونٹوں کے عوض ایک بکری دو بکریوں کے عوض ادھار بک سکتا ہے۔ محمد بن سیرین[۴] کہتے ہیں ایک اونٹ دو اونٹوں کے عوض اور درہم درہم کے عوض ادھار بیچنے میں کوئی حرج نہیں

۲۰۸۸۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ فِي السَّبْيِ صَفِيَّةُ فَصَارَتْ إِلَى دِحْيَةَ الْكَلْبِيِّ ثُمَّ صَارَتْ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(از سلیمان بن حرب از حماد بن زید از ثابت) حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ قیدیوں میں حضرت صفیہ بھی تھیں۔ پہلے دحیہ کلبی کے حصہ میں آئیں پھر دوسری لونڈی کے عوض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مل گئیں[۵]۔

بَاب ۱۳۸۶ بَيْعِ الرَّقِيقِ

باب لونڈی غلام فروخت کرنا۔

۲۰۸۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ مُحَيْرِيزٍ أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ بَيْنَمَا هُوَ جَالِسٌ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّا نُصِيبُ سَبْيًا فَنُحِبُّ الْأَثْمَانَ فَكَيْفَ تَرَى فِي الْعَزْلِ فَقَالَ أَوَ إِنَّكُمْ تَفْعَلُونَ ذٰلِكَ لَا عَلَيْكُمْ أَنْ لَا تَفْعَلُوا ذٰلِكُمْ فَإِنَّهَا لَيْسَتْ نَسَمَةٌ كَتَبَ اللّٰهُ أَنْ تَخْرُجَ إِلَّا هِيَ خَارِجَةٌ۔

(از ابوالیمان از شعیب از زہری از ابن محیریز) ابوسعید خدری فرماتے ہیں ایک بار میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا تھا ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم لڑائی میں قیدی عورتوں سے جماع کرتے ہیں اور انہیں بیچنا بھی چاہتے ہیں۔ تو آپ عزل[۵] کے متعلق کیا فرماتے ہیں؟ آپ نے فرمایا کیا تم ایسا کرتے ہو؟ اگر ایسا نہ بھی کرو تو کوئی حرج نہیں کیونکہ اللہ تعالی نے جس جان کو پیدا کرنا لکھ دیا ہے وہ ضرور پیدا ہو کر رہے گی[۶]۔

بَاب ۱۳۸۷ بَيْعِ الْمُدَبَّرِ

باب مدبر کا بیچنا کیسا ہے۔

[۲] اس کو عبد الرزاق نے وصل کیا ۱۲ منہ [۳] اس کو امام مالکؒ نے مؤطا میں وصل کیا اور ابن ابی شیبہ نے ۱۲ منہ [۴] اس کو عبد الرزاق نے وصل کیا ۱۲ منہ [۵] اس حدیث سے امام بخاری نے یہ نکالا کہ جانور کا جانور سے تبادلہ درست ہے اسی طرح غلام کا غلام سے لونڈی کا لونڈی سے کیونکہ سب حیوان ہیں تو ہر حیوان کا یہی حکم ہوگا بعضوں نے یہ اعتراض کیا ہے کہ اس حدیث میں بادتی اور کمی کا ذکر نہیں نہ ادھار کا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ امام بخاری نے اس حدیث کے دوسرے طریق کی طرف اشارہ کیا ہے جس کو امام مسلم نے نکالا اس میں یہ ہے کہ آپ نے صفیہؓ کو سات لونڈیاں دے کر خرید کیا۔ ابن بطال نے کہا جب آپ نے دحیہ سے فرمایا کہ تو صفیہؓ کے بدل اور کوئی لونڈی قیدیوں میں سے لے لے تو یہ بیع ہوئی لونڈی کی عوض لونڈی کے ادھار اور ربا کا یہی مطلب ہے ۱۲ منہ [۵] عزل کہتے ہیں انزال کے وقت ذکر کو فرج سے نکال لینا تاکہ انزال باہر ہو اور عورت کو حمل نہ رہے ۱۲ منہ [۶] تو عزل کرو یا کچھ کرو اللہ کو منظور ہے تو حمل رہ جائے گا اور جس کو منظور نہیں تو لاکھ صحبت کرو ایک بچہ بھی پیدا نہیں ہوگا صدہا آدمی اولاد کی خواہش میں صدہا جو دو عیس کرتے ہیں مگر اولاد نہیں ہوتی اور جن کو اولاد کی چنداں خواہش نہیں ہوتی بلکہ اولاد سے پریشان ہوتے ہیں ان کو اولاد ہوتی چلی جاتی ہے یہ خدا کی دین اور اس کی مرضی ہے۔ رضینا بقضاء اللہ سبحانہ ۱۲ منہ [۷] مدبر وہ غلام ہے جس کو مالک کہہ دے کہ تو میرے مرنے کے بعد آزاد ہے امام مالک اور امام ابوحنیفہ اور اوزاعی کے نزدیک اس کی بیع ناجائز ہے اور امام شافعی اور اہل حدیث کے نزدیک جائز ہے ۱۲ منہ

۲۰۹۰- حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ رضی قَالَ بَاعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُدَبَّرَ۔

(از ابن نمیر از وکیع از اسماعیل از سلمہ بن کہیل از عطاء) حضرت جابرؓ کہتے ہیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مدبر کو بیع کیا۔[1]

۲۰۹۱- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ رضی يَقُولُ بَاعَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(از قتیبہ از سفیان از عمرو) جابر بن عبداللہ انصاری کہتے ہیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مدبر کو بیچ ڈالا۔

۲۰۹۲- حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَ ابْنُ شِهَابٍ أَنَّ عُبَيْدَ اللهِ أَخْبَرَهُ أَنَّ زَيْدَ بْنَ خَالِدٍ وَأَبَا هُرَيْرَةَ رضی أَخْبَرَاهُ أَنَّهُمَا سَمِعَا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسْأَلُ عَنِ الْأَمَةِ تَزْنِي وَلَمْ تُحْصَنْ قَالَ اجْلِدُوهَا ثُمَّ إِنْ زَنَتْ فَاجْلِدُوهَا ثُمَّ بِيعُوهَا بَعْدَ الثَّالِثَةِ أَوِ الرَّابِعَةِ۔

(از زہیر بن حرب از یعقوب از والدش از صالح بن کیسان از ابن شہاب از عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ) زید بن خالد حضرت ابوہریرہ دونوں کہتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ لونڈی زنا کرائے اور اس کا نکاح نہ ہوا ہو[2] تو کیا کرنا چاہیئے؟ فرمایا اسے کوڑے مارو۔ پھر اگر زنا کرے پھر مارو پھر بیچ ڈالو تیسری یا چوتھی بار یہ فرمایا۔[3]

۲۰۹۳- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ أَخْبَرَنِي اللَّيْثُ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِذَا زَنَتْ أَمَةُ أَحَدِكُمْ فَتَبَيَّنَ زِنَاهَا فَلْيَجْلِدْهَا الْحَدَّ وَلَا يُثَرِّبْ عَلَيْهَا ثُمَّ إِنْ زَنَتْ فَلْيَجْلِدْهَا الْحَدَّ وَلَا يُثَرِّبْ ثُمَّ إِنْ زَنَتِ الثَّالِثَةَ فَتَبَيَّنَ زِنَاهَا فَلْيَبِعْهَا وَلَوْ بِحَبْلٍ مِنْ شَعَرٍ۔

(از عبدالعزیز بن عبداللہ از لیث از سعید از والدش) حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپؐ فرماتے تھے جب تم میں سے کسی کی لونڈی زنا کرائے اور زنا ثابت ہو جائے، تو اسے حد لگائے۔ اور اس کے بعد ملامت نہ کرے۔ پھر اگر وہ زنا کرائے تو اسے حد لگائے اور بعد ازاں ملامت نہ کرے۔ اگر تیسری بار زنا کرائے اور زنا ثابت ہو جائے تو اسے بیچ ڈالے خواہ بالوں کی ایک رسی کے عوض سہی۔

باب ۱۳۸۸ هَلْ يُسَافِرُ بِالْجَارِيَةِ قَبْلَ أَنْ يَسْتَبْرِئَهَا وَلَمْ يَرَ الْحَسَنُ بَأْسًا

باب اگر کوئی لونڈی خریدے تو استبراء سے پہلے اسے سفر میں لے جا سکتا ہے یا نہیں[4]؟

---

[1] ایک شخص مر گیا تھا اس کی کچھ جائیداد نہ تھی ایک مدبر غلام تھا اور قرضدار تھا آپ نے وہی مدبر غلام آٹھ سو درہم کو بیچ کر اس کے قرض خواہوں کا قرضہ ادا کیا ۱۲ منہ [2] یہ قید اتفاقی ہے کیونکہ اگر لونڈی نکاح ہو چکے بھی زنا کرائے تو اس کو کوڑے ہی ماریں گے رجم نہ کریں گے ۱۲ منہ [3] اس حدیث کی مطابقت ترجمہ باب سے مشکل ہے حافظ نے کہا اس حدیث سے یہ نکلا کہ لونڈی جب زنا کرائے تو اس کو بیچ ڈالیں اور یہ عام ہے اس لونڈی کو بھی شامل ہے جو مدبرہ ہو تو مدبرہ کی بیع کا جواز نکلا عینی نے اس پر یہ اعتراض کیا کہ حدیث میں جواز بیع مکرر سہ کرر زنا کرانے پر موقوف رکھا گیا ہے اور ان لوگوں کے نزدیک تو مدبر کی بیع ہر حال میں درست ہے خواہ وہ زنا کرائے یا نہ کرائے اس لئے استدلال صحیح نہیں ہو سکتا میں کہتا ہوں کہ عینی کا اعتراض فاسد ہے کس لئے کہ مدبرہ لونڈی اگر مکرر سہ کرر زنا کرائے یا نہ کرائے تو اس کی بیع کا جواز اس حدیث سے نکلا اور جو لوگ مدبر کی بیع کو جائز نہیں سمجھتے وہ زنا کرانے کی صورت میں بھی اس کے جواز کے قائل نہیں ہیں پس یہ حدیث ان کے قول کے خلاف ہوئی اور موافق ہوئی ان کے جو مدبر کی بیع کے جواز کے قائل ہیں اور گو بیع کا حکم اس حدیث میں زنا کے مکرر سہ کرر ہونے پر دیا گیا ہے مگر قرینہ دلالت کرتا ہے کہ بیع اس پر موقوف نہیں ہے اس لئے کہ جو زنا ہی مطلق زنا نہ کرائے یا ایک ہی بار کرائے اس کا بھی بیچنا درست ہے اب عینی کا یہ کہنا کہ یہ دلالت بعبارۃ النص ہے یا اشارۃ النص یا دلالت النص اس کے جواب میں یہ کہیں گے کہ یہ دلالت النص ہے کیونکہ حدیث میں مطلق لونڈی کا ذکر ہے اور وہ مدبرہ کو شامل ہے ۱۲ منہ [4] استبراء کہتے ہیں لونڈی کا رحم پاک کرنے کو یعنی نئی لونڈی کوئی خریدے

اَنْ يُّقَبِّلَهَا اَوْ يُبَاشِرَهَا وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ رضی اللہ عنہ اِذَا وُهِبَتِ الْوَلِيْدَةُ الَّتِيْ تُوْطَأُ اَوْ بِيْعَتْ اَوْ عَتَقَتْ فَلْيُسْتَبْرَأْ رَحِمُهَا بِحَيْضَةٍ وَّلَا تُسْتَبْرَأُ الْعَذْرَاءُ وَقَالَ عَطَاءٌ لَا بَاْسَ اَنْ يُّصِيْبَ مِنْ جَارِيَتِهِ الْحَامِلِ مَا دُوْنَ الْفَرْجِ وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اِلَّا عَلٰى اَزْوَاجِهِمْ اَوْمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ۔

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اس سے بوسہ لینے یا مباشرت (یعنی بدن سے بدن لگانا) میں کوئی حرج نہیں [1]۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں [2]۔ جب کوئی ایسی لونڈی ہبہ کی جائے جس سے جماع کیا جاتا تھا یا وہ بیچی جائے یا آزاد ہو تو ایک حیض تک استبراء کرنا چاہیئے [3]۔ البتہ کنواری کے لئے استبراء کی ضرورت نہیں۔ عطاء بن ابی رباح کہتے ہیں۔ اگر کسی کی لونڈی حاملہ ہو تو اس کی شرمگاہ کے علاوہ دوسرے اعضاء سے لطف اندوزی کرسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "مگر اپنی بیویوں یا لونڈیوں [4] سے (جماع کرنے میں کوئی حرج نہیں")

۲۰۹۴ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْغَفَّارِ بْنُ دَاوُدَ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَمْرِو بْنِ اَبِيْ عَمْرٍو عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْبَرَ فَلَمَّا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْحِصْنَ ذُكِرَ لَهُ جَمَالُ صَفِيَّةَ بِنْتِ حُيَيِّ بْنِ اَخْطَبَ وَقَدْ قُتِلَ زَوْجُهَا وَكَانَتْ عُرُوْسًا فَاصْطَفَاهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِنَفْسِهِ فَخَرَجَ بِهَا حَتّٰى بَلَغْنَا سَدَّ الرَّوْحَاءِ حَلَّتْ فَبَنٰى بِهَا ثُمَّ صَنَعَ حَيْسًا فِيْ نِطَعٍ صَغِيْرٍ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اٰذِنْ مَنْ حَوْلَكَ فَكَانَتْ تِلْكَ وَلِيْمَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى صَفِيَّةَ

(از عبدالغفار بن داؤد از یعقوب بن عبدالرحمان از عمرو بن ابی عمرو) حضرت انس بن مالک کہتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خیبر میں تشریف لائے اور خیبر کا قلعہ فتح ہوا، تو آپؐ سے صفیہ بن حیی بن اخطب رضی اللہ عنہا کی خوبصورتی کا ذکر کیا گیا۔ ان کا خاوند لڑائی میں مارا گیا تھا اور وہ نئی دلہن تھیں۔ آنحضرتؐ نے اپنے لیے منتخب کیا۔ پھر آپؐ انہیں لے کر خیبر سے روانہ ہوئے جب ہم لوگ سدالروحا [5] میں پہنچے تو وہ حیض سے پاک ہوگئیں آپؐ نے ان کے ساتھ خلوت کی پھر ایک چھوٹے سے دسترخوان پر حلیس [6] تیار کرکے رکھوایا اور انس سے فرمایا جو لوگ آس پاس ہیں انہیں بلا لے۔ یہی کھانا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے صفیہ رضی اللہ عنہا کے ولیمہ میں کھلایا۔ پھر ہم مدینہ کو روانہ ہوئے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے راستہ میں دیکھا آنحضرت

---

[1] اس کو ابن ابی شیبہ نے وصل کیا یعنی جب تک استبراء نہ ہو جماع کرنا منع ہے لیکن بوسہ اور چمٹائے رہنے میں قباحت نہیں ۱۲ منہ [2] اس کو ابن ابی شیبہ نے وصل کیا ۱۲ منہ [3] اس کو عبدالرزاق نے ایوب سے انہوں نے نافع سے نکالا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کنواری کے لئے استبراء کی حاجت نہیں ۱۲ منہ [4] آیت کے اطلاق سے امام بخاری نے یہ نکالا کہ بیبیوں اور لونڈیوں سے مطلقاً مزہ اٹھانا درست ہے اب صرف جماع استبراء سے منع ہوا تو دوسرے مزے اٹھانا بدستور درست رہیں گے ۱۲ منہ [5] سدالروحاء ایک مقام کا نام ہے مدینہ کے قریب ۱۲ منہ [6] حیس ایک کھانا ہے جو کھجور اور گھی اور پنیر سے ملا کر بنایا جاتا ہے ۔۱۲ منہ [7] حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کی خوبصورتی کا ذکر کیا گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ذہنی صدمے کو دور کرنے کے لئے کہ وہ نئی دلہن ہیں، مزید براں خوبصورت ہیں، خاوند مارا گیا ہے۔ ذہنی کیفیت ایک عام شخص سے وابستہ ہونے سے مطمئن نہ ہوسکتی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو رحمۃ للعالمین ہیں حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو اپنے لئے منتخب فرما کر ان پر احسان عظیم کیا۔ انہیں جو غم ان مذکورہ بالا حالات کی وجہ سے پیدا ہوا تھا وہ انتہائی عظیم شخصیت سے وابستہ ہونے کی وجہ سے نہ صرف یہ کہ یہ غم غلط ہوگیا بلکہ بے شمار لافانی اور ابدی مسرتوں میں تبدیل ہوگیا ۱۲ عبدالرزاق۔

ثُمَّ خَرَجْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ قَالَ فَرَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحَوِّي لَهَا وَرَاءَهُ بِعَبَاءَةٍ ثُمَّ يَجْلِسُ عِنْدَ بَعِيرِهِ فَيَضَعُ رُكْبَتَهُ فَتَضَعُ صَفِيَّةُ رِجْلَهَا عَلَى رُكْبَتِهِ حَتَّى تَرْكَبَ۔

صلے اللہ علیہ وسلم صفیہ کے لیے اپنے پیچھے اونٹ پر کمبل سے گدا بنا دیتے[1]۔ پھر آپؐ اونٹ کے پاس بیٹھتے اور اپنا گھٹنا نیچے رکھتے۔ صفیہ رضی اللہ عنہا اپنا پاؤں آپؐ کے گھٹنے پر رکھ کر اونٹ پر چڑھ جاتیں[2]۔

بَابُ ۱۳۸۹ بَيْعِ الْمَيْتَةِ وَالْأَصْنَامِ

باب مردار اور بتوں کا فروخت کرنا۔

۲۰۹۵۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ ابْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ عَامَ الْفَتْحِ وَهُوَ بِمَكَّةَ إِنَّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ حَرَّمَ بَيْعَ الْخَمْرِ وَالْمَيْتَةِ وَالْخِنْزِيرِ وَالْأَصْنَامِ فَقِيلَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَرَأَيْتَ شُحُومَ الْمَيْتَةِ فَإِنَّهَا يُطْلَى بِهَا السُّفُنُ وَيُدْهَنُ بِهَا الْجُلُودُ وَيَسْتَصْبِحُ بِهَا النَّاسُ فَقَالَ لَا هُوَ حَرَامٌ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ ذٰلِكَ قَاتَلَ اللّٰهُ الْيَهُودَ إِنَّ اللّٰهَ لَمَّا حَرَّمَ شُحُومَهَا جَمَلُوهُ ثُمَّ بَاعُوهُ فَأَكَلُوا ثَمَنَهُ قَالَ أَبُو عَاصِمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ حَدَّثَنَا يَزِيدُ كَتَبَ إِلَيَّ عَطَاءٌ سَمِعْتُ جَابِرًا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

(از قتیبہ از لیث از یزید بن ابی حبیب از عطاء بن ابی رباح) جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ جس سال مکہ فتح ہوا، آنحضرتؐ سے مکہ میں یہ فرماتے ہوئے سنا کہ بیشک اللہ اور اس کے رسول نے شراب اور مردار اور خنزیر اور بتوں کا بیچنا حرام کیا ہے۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ مردار کی چربی تو کشتیوں پر ملتے ہیں اور کھالوں پر روغن چڑھاتے ہیں اور اس سے لوگ چراغ روشن کرتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا نہیں وہ حرام ہے[3]۔ پھر آپؐ نے اسی وقت فرمایا اللہ یہودیوں کو تباہ کرے، جب اللہ تعالیٰ نے ان پر چربی حرام کی تو اسے پگھلا کر بیچنا شروع کر دیا اور اس کی قیمت کھانے لگے۔

ابو عاصم کہتے ہیں ہمیں عبدالحمید نے بیان کیا سو ہم سے یزید بن حبیب نے بیان کیا کہ عطاء بن ابی رباح نے مجھے خط لکھا جس میں یہ درج تھا کہ میں نے حضرت جابر سے سنا انہوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے یہی حدیث روایت کی۔

بَابُ ۱۳۹۰

باب کتے کی قیمت[4]۔

۲۰۹۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

(از عبداللہ بن یوسف از مالک از ابن شہاب از ابوبکر بن عبدالرحمان) ابو مسعود انصاری سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کتے کی قیمت[5]، زانیہ کی اجرت اور کاہن

---

[1] تاکہ حضرت صفیہؓ کو سخت چیز پر بیٹھنے سے تکلیف نہ ہو بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے کہ کمبل کو اونٹ کی کوہان کے گرد باندھ کر آڑ کر لیتے اس لئے کہ آپؐ کے نکاح کے بعد وہ امہات المومنین میں داخل ہو گئیں اور حجاب لازم ہو گیا۔ ۱۲ منہ [2] باب کا مطلب اس حدیث سے یوں نکلا کہ باوجودیکہ حضرت صفیہؓ حیض سے تھیں مگر آپؐ ان کو سفر میں ہمراہ لے گئے ۱۲ منہ [3] یعنی ان کا بیچنا۔ ۱۲ منہ
[4] اس کا مطلب اکثر علماء نے یہ رکھا ہے یعنی اس کا بیچنا حرام ہے اور انہوں نے یہ کہا ہے کہ نفع اٹھانا اس سے جائز ہے مثلاً کشتیوں پر لگانا یا روشنی کرنا۔ بعضوں نے کہا کوئی نفع اٹھانا جائز نہیں سوا اس کے جس کی صراحت حدیث میں آگئی ہے یعنی چمڑا جب اس کی دباغت کر لی جائے اگر کوئی پاک چیز ناپاک ہو جائے جیسے لکڑی یا کپڑا تو اس کی بیع جمہور علماء کے نزدیک جائز ہے۔
اور امام احمد اور امام ابوحنیفہ اور ابن ماجشون نے جائز نہیں رکھا ۱۲ منہ [5] امام شافعی اور جمہور علماء کا یہ قول ہے کہ مطلقاً کسی کتے کی بیع جائز نہیں سکھایا ہوا ہو یا بن سکھایا ہو اور اگر کوئی اس کو مار ڈالے تو اس پر ضمان نہیں آتا اور امام مالک کے نزدیک ضمان لازم ہوگا اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک شکاری اور فائدہ مند کتے کی بیع درست ہے ۱۲ منہ

وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَمَهْرِ الْبَغِيِّ وَحُلْوَانِ الْكَاهِنِ۔

کی اجرت سے منع فرمایا ہے[1]۔

۲۰۹۷۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِي عَوْنُ بْنُ أَبِي جُحَيْفَةَ قَالَ رَأَيْتُ أَبِي اشْتَرَى حَجَّامًا فَسَأَلْتُهُ عَنْ ذٰلِكَ قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ ثَمَنِ الدَّمِ وَثَمَنِ الْكَلْبِ وَكَسْبِ الْأَمَةِ وَلَعَنَ الْوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ وَآكِلَ الرِّبٰو وَمُوكِلَهُ وَلَعَنَ الْمُصَوِّرَ۔

(از حجاج بن منہال از شعبہ) عون بن ابی جحیفہ کہتے ہیں میرے باپ نے ایک پچھنے لگانے والا غلام خرید ااس کے ہتھیار توڑ دیئے ہیں نے وجہ پوچھی فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے پچھنے لگانے کی اجرت، کتے کی قیمت اور لونڈی کی کمائی (زنا یا حرام کی) سے منع فرمایا نیز گودنا گودنے والی اور گدانے والی اور سود کھانے والے اور کھلانے والے اور مورت بنانے والے سب پر لعنت کی۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

كِتَابُ السَّلَمِ

کتاب بیع سلم

بَابٌ ۱۳۹۱ السَّلَمِ فِي كَيْلٍ مَّعْلُوْمٍ

باب ماپ مقرر کر کے سلم کرنا[2]۔

۲۰۹۸۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ أَخْبَرَنَا إِسْمٰعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ أَخْبَرَنَا ابْنُ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَثِيرٍ عَنْ أَبِي الْمِنْهَالِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَدِمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ وَالنَّاسُ يُسْلِفُونَ فِي الثَّمَرِ الْعَامَ وَالْعَامَيْنِ أَوْ قَالَ عَامَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةً شَكَّ إِسْمٰعِيلُ فَقَالَ مَنْ سَلَّفَ فِي تَمْرٍ فَلْيُسْلِفْ فِي كَيْلٍ مَّعْلُومٍ وَوَزْنٍ مَّعْلُومٍ۔

(از عمرو بن زرارہ از اسماعیل بن علیہ از ابن ابی نجیح از عبد اللہ بن کثیر از ابو المنہال) ابن عباس کہتے ہیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے تو لوگ اس وقت میوے میں سال دو سال یا دو سال تین سال کی میعاد پر سلم کرتے تھے (یہ شک اسماعیل کو ہوا یعنی سال دو سال یا دو سال تین سال) آپ نے فرمایا جو شخص کھجوریں (یا میوہ میں) سلم کرے وہ ماپ اور تول طے کر کے کرے[3]۔

---

[1] عرب میں کاہن لوگ بہت تھے جو آئندہ کی باتیں لوگوں کو بتلایا کرتے۔ ہندو پاک میں بھی اب تک ہیں جن کو جوتشی اور نجومی اور پنڈت کہتے ہیں جو کوئی ان کے پاس کچھ پوچھنے کو جاتا وہ تھوڑی شیرینی یا نقد یا اسباب تحفہ کے طور پر لے جاتا یہ سب چیزیں حلوان میں داخل ہیں اور بالاتفاق حرام ہیں ۱۲ منہ

[2] بیع السلم اس کو کہتے ہیں کہ ایک شخص دوسرے شخص کو نقد روپیہ یا اشرفیاں دے اور کہے کہ اتنی مدت کے بعد مجھ کو سو من گیہوں یا چاول اس قسم کے دینا یہ بالاجماع مشروع ہے صرف سعید بن مسیب نے اس میں اختلاف کیا ہے۔ جو شخص روپیہ دے اس کو رب السلم کہتے ہیں اور جس کو دے اس کو مسلم الیہ اور جو مال دینا ٹھہرے اس کو مسلم فیہ کہتے ہیں ۱۲ منہ

[3] جو چیزیں ماپ کر بیچی جاتی ہیں ان میں ماپ ٹھہرا کر اور جو چیزیں تول کر بکتی ہیں ان میں تول ٹھہرا کر سلم کرنا چاہیے۔ اگر ماپ تول معین نہ ہوگی تو سلم درست نہ ہوگی۔ اب جو چیزیں تول کر بکتی ہیں ان کو ماپ کر ٹھہرانا یا جو ماپ کر بکتی ہیں ان کو تول کر ٹھہرانا بھی درست ہے اور بعضوں نے پہلی صورت کو ناجائز رکھا ہے ۱۲ منہ

٢٠٩٩ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا إِسْمٰعِيلُ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ بِهٰذَا فِي كَيْلٍ مَّعْلُومٍ وَّوَزْنٍ مَّعْلُومٍ۔

(از محمد از اسماعیل ابن ابی نجیح سے یہی حدیث مروی ہے اس میں بھی یہی ہے معین ماپ اور معین تول ہونا چاہیئے۔

بَابُ ۱۳۹۲ السَّلَمِ فِي وَزْنٍ مَّعْلُومٍ

باب معین وزن میں سلم کرنا۔

٢١٠٠ - حَدَّثَنَا صَدَقَةُ أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ أَخْبَرَنَا ابْنُ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَثِيرٍ عَنْ أَبِي الْمِنْهَالِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ وَهُمْ يُسْلِفُونَ بِالتَّمْرِ السَّنَتَيْنِ وَالثَّلٰثَ فَقَالَ مَنْ أَسْلَفَ فِي شَيْءٍ فَفِي كَيْلٍ مَّعْلُومٍ وَّوَزْنٍ مَّعْلُومٍ إِلٰى أَجَلٍ مَّعْلُومٍ۔

(از صدقہ از ابن عیینہ از ابن ابی نجیح از عبداللہ بن کثیر از ابو منہال) ابن عباس سے مروی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے اور لوگ کھجوریں دو سال تین سال کی میعاد پر سلم کیا کرتے تھے آپ نے فرمایا جب کسی چیز میں کوئی سلم کرے، تو معین ماپ اور معین تول معین میعاد ٹھہرا کر کرے۔

٢١٠١ - حَدَّثَنَا عَلِيٌّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي نَجِيحٍ وَقَالَ فَلْيُسْلِفْ فِي كَيْلٍ مَّعْلُومٍ إِلٰى أَجَلٍ مَّعْلُومٍ

(از علی از سفیان) ابن ابی نجیح سے یہی حدیث مروی ہے اس میں اسطرح ہے معین ماپ یعنی میعاد ٹھہرا کر کرے۔

٢١٠٢ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَثِيرٍ عَنْ أَبِي الْمِنْهَالِ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ فِي كَيْلٍ مَّعْلُومٍ وَّوَزْنٍ مَّعْلُومٍ إِلٰى أَجَلٍ مَّعْلُومٍ

(از قتیبہ از سفیان از ابن ابی نجیح از عبداللہ بن کثیر از ابو منہال) حضرت ابن عباسؓ کہتے تھے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم (مدینہ میں) تشریف لائے پھر یہی حدیث بیان کی۔ اس میں یہ لفظ ہیں معین ماپ اور معین تول مدت ٹھہرا کر کرے

٢١٠٣ - حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ ابْنِ أَبِي الْمُجَالِدِ ح وَحَدَّثَنَا يَحْيٰى حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي الْمُجَالِدِ ح وَحَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِي مُحَمَّدٌ أَوْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي الْمُجَالِدِ قَالَ اخْتَلَفَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ شَدَّادِ بْنِ الْهَادِ وَأَبُو بُرْدَةَ فِي السَّلَفِ فَبَعَثُونِي إِلَى ابْنِ أَبِي أَوْفٰى فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ إِنَّا كُنَّا نُسْلِفُ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي بَكْرٍ وَّعُمَرَ فِي الْحِنْطَةِ وَالشَّعِيرِ وَالزَّبِيبِ وَالتَّمْرِ وَسَأَلْتُ ابْنَ أَبْزٰى فَقَالَ مِثْلَ ذٰلِكَ۔

(از ابو الولید از شعبہ از ابن ابی مجالد) دوسری سند (از یحیٰی از وکیع از شعبہ از محمد بن ابی مجالد) تیسری سند (از حفص بن عمر از شعبہ) محمد بن ابی مجالد یا عبداللہ بن ابی مجالد کہتے ہیں کہ عبداللہ بن شداد بن ہاد اور ابوبردہ عامر بن ابی موسیٰ نے سلم میں اختلاف کیا تو مجھے ابن ابی اوفی کے پاس مسئلہ پوچھنے کو بھیجا۔ میں نے ان سے پوچھا انہوں نے کہا ہم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور شیخین (حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ) کے زمانہ میں گندم، جو، منقی اور کھجوریں سلم کیا کرتے تھے اور میں نے ابن ابزی صحابی سے پوچھا۔ انہوں نے بھی ایسا ہی کہا۔

باب ۱۳۹۳ السَّلَمِ إِلَى مَنْ لَيْسَ عِنْدَهُ أَصْلٌ -

۲۱۰۴ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا الشَّيْبَانِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي الْمُجَالِدِ قَالَ بَعَثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ شَدَّادٍ وَّأَبُو بُرْدَةَ إِلَى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي أَوْفٰى فَقَالَا سَلْهُ هَلْ كَانَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسْلِفُونَ فِي الْحِنْطَةِ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ كُنَّا نُسْلِفُ نَبِيطَ أَهْلِ الشَّامِ فِي الْحِنْطَةِ وَالشَّعِيرِ وَالزَّيْتِ فِي كَيْلٍ مَّعْلُومٍ إِلَى أَجَلٍ مَّعْلُومٍ قُلْتُ إِلَى مَنْ كَانَ أَصْلُهُ عِنْدَهُ قَالَ مَا كُنَّا نَسْأَلُهُمْ عَنْ ذٰلِكَ ثُمَّ بَعَثَانِي إِلَى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبْزٰى فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ كَانَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسْلِفُونَ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ نَسْأَلْهُمْ أَلَهُمْ حَرْثٌ أَمْ لَا -

۲۱۰۵ - حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي مُجَالِدٍ بِهٰذَا وَقَالَ فَنُسْلِفُهُمْ فِي الْحِنْطَةِ وَالشَّعِيرِ وَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ الْوَلِيدِ عَنْ سُفْيَانَ حَدَّثَنَا الشَّيْبَانِيُّ وَقَالَ وَالزَّيْتِ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ وَقَالَ فِي الْحِنْطَةِ وَالشَّعِيرِ وَالزَّبِيبِ -

۲۱۰۶ - حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ أَخْبَرَنَا عَمْرٌو قَالَ سَمِعْتُ أَبَا الْبَخْتَرِيِّ الطَّائِيَّ قَالَ سَأَلْتُ

باب ایسے شخص سے سلم کرنا جس کے پاس اصل مال ہی نہیں[1]

(از موسیٰ بن اسماعیل از عبد الواحد شیبانی محمد بن ابی مجالد کہتے ہیں مجھے عبد اللہ بن شداد اور ابوبردہ نے عبد اللہ بن ابی اوفیٰ کے پاس بھیجا۔ یہ سوال تھا کہ عہد نبوی میں صحابہ کرام گندم میں سلم کرتے تھے۔ تو عبد اللہ بن ابی اوفیٰ نے اثبات میں جواب دیا کہا ہم شام کے کسانوں سے گندم، جو اور زیتون میں سلم کیا کرتے تھے۔ معین ماپ معین میعاد ٹھہرا کر۔ میں نے پوچھا کیا ان لوگوں کے پاس اصل مال موجود ہوتا تھا؟ انہوں نے فرمایا ہم ان سے یہ نہیں پوچھتے تھے[2]۔ پھر ان دونوں حضرات نے مجھے عبد الرحمان ابن ابزیٰ صحابی کے پاس بھیجا۔ میں نے ان سے بھی پوچھا۔ انہوں نے فرمایا صحابہ کرام عہد نبوی میں سلم کیا کرتے تھے۔ اور ہم ان سے یہ نہیں پوچھتے تھے کہ ان کے پاس کھیتی ہے یا نہیں۔

(از اسحاق از خالد بن عبد اللہ از شیبانی، محمد بن ابی مجالد سے یہی حدیث مروی ہے اس میں یوں ہے کہ ہم گندم اور جو میں سلم کیا کرتے تھے عبد اللہ بن ولید نے سفیان سے یوں نقل کیا۔ ہم سے شیبانی نے بیان کیا۔ پھر یہی حدیث ذکر کی اس میں زیتون کا لفظ زیادہ ہے۔

قتیبہ بحوالہ جریر از شیبانی کی روایت میں بجائے زیتون کے گندم، جو اور منقّٰی مذکور ہے۔

(از آدم از شعبہ از عمرو) ابو البختری طائی کہتے ہیں میں نے حضرت ابن عباسؓ سے پوچھا درخت پر لگی ہوئی کھجور میں سلم کرنا کیسا ہے۔

[1] مثلاً ایک شخص کے پاس کھجور نہیں ہے اور کسی نے اس سے کھجور لینے کے لئے سلم کی بعضوں نے کہا اصل سے مراد اس کی بنا ہے مثلاً غلہ کی اصل کھیتی ہے اور میوے کی اصل درخت ہے اس باب سے یہ غرض ہے کہ سلم کے جواز کے لئے اس مال کا مسلم الیہ کے پاس ہونا ضرور نہیں ۱۲ منہ [2] یہیں سے ترجمہ نکلتا ہے یعنی اس بات کو ہم دریافت نہیں کرتے تھے کہ اس کے پاس مال ہے یا نہیں۔ معلوم ہوا سلم ہر شخص سے کرنا درست ہے خواہ مسلم فیہ یا اس کی اصل اس کے پاس موجود ہو یا نہ ہو ۱۲ منہ

ابن عباس رضی اللہ عنہ عن السلم فی النخل قال نھی النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن بیع النخل حتی یوکل منہ و حتی یوزن فقال الرجل وای شیء یوزن قال رجل الی جانبہ حتی یحزر وقال معاذ حدثنا شعبۃ عن عمرو قال ابو البختری سمعت ابن عباس رضی اللہ عنہ نھی النبی صلی اللہ علیہ وسلم مثلہ۔

انہوں نے کہا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے درخت پر لگی ہوئی کھجور کو بیچنے سے منع فرمایا جب تک وہ کھانے کے قابل نہ ہو جائے اور وزن کے لائق نہ ہو جائے۔ ایک شخص بولا وزن سے کیا مراد ہے؟ جو ان کے پاس بیٹھا تھا، اس نے کہا کہ اندازہ کرنے کے لائق ہو جائے (لگی ہوئی کھجور کا وزن تو ہو نہیں سکتا اندازہ ہی ہو سکتا ہے معاذ کہتے ہیں بحوالہ شعبہ عمرو ابوالبختری ابن عباس کہ آنحضرت نے منع کیا پھر یہی حدیث بیان کی۔

باب ۱۳۹۴ السلم فی النخل۔

باب درخت پر جو کھجور لگی ہو اس میں سلم کرنا۔

۲۱۰۷۔ حدثنا ابو الولید حدثنا شعبۃ عن عمرو عن ابی البختری قال سالت ابن عمر رضی اللہ عنہ عن السلم فی النخل فقال نھی عن بیع النخل حتی یصلح وعن بیع الورق نساء بناجز وسالت ابن عباس رضی اللہ عنہ عن السلم فی النخل فقال نھی النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن بیع النخل حتی یوکل منہ او یاکل منہ وحتی یوزن

(از ابوالولید از شعبہ از عمرو) ابوالبختری کہتے ہیں میں نے ابن عمر سے درخت پر لگی ہوئی کھجوریں سلم کرنے کے متعلق پوچھا انہوں نے کہا کھجور جب تک پکنے کو نہ آئے، اس وقت تک اس کا بیچنا منع ہے۔ اسی طرح چاندی کا سونے کے بدلے ایک طرف نقد اور دوسری طرف ادھار بیچنا۔ اور میں نے ابن عباس سے درخت پر لگی ہوئی کھجور کے متعلق پوچھا انہوں نے کہا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے درخت پر لگی کھجور بیچنے سے منع فرمایا۔ جب تک وہ کھائے اور وزن کے لائق نہ ہو جائے۔

۲۱۰۸۔ حدثنا محمد بن بشار حدثنا غندر حدثنا شعبۃ عن عمرو عن ابی البختری سالت ابن عمر رضی اللہ عنہ عن السلم فی النخل فقال نھی النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن بیع الثمر حتی یصلح وعن الورق بالذھب نساء بناجز وسالت ابن عباس فقال نھی النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن بیع النخل حتی یاکل او یوکل وحتی یوزن قلت وما یوزن قال رجل عندہ حتی یحزر۔

(از محمد بن بشار از غندر از شعبہ از عمرو) ابوالبختری کہتے ہیں میں نے حضرت ابن عمر سے درخت پر لگی کھجور میں سلم کرنے کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے میوہ بیچنے سے اس وقت تک منع فرمایا جب تک کہ اس کی پختگی نہ شروع ہو جائے اور چاندی اور سونے کے بدل ایک طرف نقد ایک طرف ادھار بیچنے سے منع فرمایا۔ اور میں نے ابن عباس سے پوچھا انہوں نے کہا آنحضرت نے درخت پر لگی ہوئی کھجور بیچنے سے منع فرمایا جب تک وہ کھانے اور وزن کے قابل نہ ہو جائے۔ میں نے کہا وزن سے کیا مراد ہے؟ ایک شخص ان کے پاس بیٹھا تھا۔ اس نے کہا یعنی اندازہ کے قابل ہو جائے (پختگی آجائے)

---

[۱] یہ خود ابوالبختری تھے جیسے آگے کی روایت سے نکلتا ہے اور حافظ نے کہا مجھے اس کا نام معلوم نہیں ہوا ۱۲ منہ [۲] اس کا مطلب یہ ہے کہ جب تک اس کی پختگی نہ کھل جائے اس وقت تک سلم جائز نہیں کیونکہ یہ سلم خاص درختوں کے پھل پر ہوئی اگر مطلق کھجور میں کوئی سلم کرے تو وہ جائز ہے گو درخت پھل نکلے بھی نہ ہوں یا سلم الیہ کے پاس درخت ہی نہ ہوں اور بعضوں نے کہا کہ یہ حدیث کاتب کی غلطی سے اس باب میں بیع کی گئی ہے درحقیقت یہ اس کے بعد والے باب سے متعلق ہے بعضوں نے کہا اسی باب سے متعلق ہے اور مطابقت یوں ہوتی ہے کہ جب معین درختوں میں باوجود درختوں کے سلم جائز نہ ہوئی تو معلوم ہوا کہ درختوں کے وجود سے سلم پر کوئی اثر نہیں پڑتا اور اگر درخت نہ ہوں جو مال کی اصل ہیں جب بھی سلم جائز ہوگی اور باب کا یہی مطلب ہے ۱۲ منہ

باب ۱۳۹۵ الْكَفِيلِ فِي السَّلَمِ

۲۱۰۹ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا يَعْلَى حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتِ اشْتَرَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامًا مِنْ يَهُودِيٍّ بِنَسِيئَةٍ وَرَهَنَهُ دِرْعًا لَهُ مِنْ حَدِيدٍ ۔

باب سلم میں ضمانت دینا۔

(از محمد از یعلیٰ از اعمش از ابراہیم از اسود) حضرت عائشہ فرماتی ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک یہودی سے اناج ادھار خریدا اور اس کے پاس لوہے کی زرہ مبارک گروی رکھ دی۔[۱]

باب ۱۳۹۶ الرَّهْنِ فِي السَّلَمِ

۲۱۱۰ - حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ مَحْبُوبٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ تَذَاكَرْنَا عِنْدَ إِبْرَاهِيمَ الرَّهْنَ فِي السَّلَفِ فَقَالَ حَدَّثَنِي الْأَسْوَدُ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اشْتَرَى مِنْ يَهُودِيٍّ طَعَامًا إِلَى أَجَلٍ مَعْلُومٍ وَارْتَهَنَ مِنْهُ دِرْعًا مِنْ حَدِيدٍ ۔

باب سلم میں گروی رکھنا۔

(از محمد بن محبوب از عبدالواحد) اعمش کہتے ہیں ہم نے ابراہیم نخعی کے پاس قرض میں گروی رکھنے کا تذکرہ کیا۔ انہوں نے بحوالہ اسود، حضرت عائشہ بیان کیا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یہودی سے مقررہ مدت کے لیے اناج خریدا، اور اپنی لوہے کی زرہ (یہودی کو اعتبار دلانے کے لیے) اس کے پاس گروی رکھ دی۔[۲]

باب ۱۳۹۷ السَّلَمِ إِلَى أَجَلٍ مَعْلُومٍ

وَبِهِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَأَبُو سَعِيدٍ وَالْأَسْوَدُ وَالْحَسَنُ وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ لَا بَأْسَ فِي الطَّعَامِ الْمَوْصُوفِ بِسِعْرٍ مَعْلُومٍ إِلَى أَجَلٍ مَعْلُومٍ مَا لَمْ يَكُ ذٰلِكَ فِي زَرْعٍ لَمْ يَبْدُ صَلَاحُهُ ۔

باب سلم میں میعاد معین ہونا چاہیئے۔

ابن عباس اور ابوسعید خدری اور اسود اور حسن بصری کا یہی قول ہے۔[۳]

حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا،[۴] اگر غلہ کا نرخ اور صفت بیان کر دی جائے[۵] تو میعاد معین کر کے اس میں سلم کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں بشرطیکہ وہ غلہ کسی خاص کھیت کا نہ ہو جو ابھی پکا نہ ہو۔[۶]

۲۱۱۱ - حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ　(از ابونعیم از سفیان از ابن ابی نجیح از عبداللہ بن کثیر از ابوالمنہال)

---

[۱] تو زرہ بطور ضمانت کے یہودی کے پاس رہی معلوم ہوا سلم یا قرض میں اگر دوسرا کوئی شخص مسلم الیہ یا مدیون کا ضامن ہو تو یہ درست ہے ۱۲ منہ [۲] یہ مسئلہ تو قرآن شریف سے ثابت ہے إِذَا تَدَايَنْتُمْ بِدَيْنٍ إِلَى أَجَلٍ مُسَمًّى فَاكْتُبُوهُ اخیر تک پھر فرمایا فَرِهَانٌ مَقْبُوضَةٌ یعنی ہاتھ گروی رکھ لو مرداوی نے جو فقہا حنابلہ میں سے ہیں یہ کہا کہ مسلم فیہ کے بدل گروی یا کفالت لینا درست نہیں اور ایک روایت امام احمد سے یہ ہے کہ درست ہے اور یہی زیادہ ظاہر ہے ۱۲ منہ [۳] ابن عباس رضی کے قول کو امام شافعی رح نے اور ابوسعید کے قول کو عبدالرزاق نے اور اسود رح کے قول کو ابن ابی شیبہ نے اور حسن بصری کے قول کو سعید بن منصور نے وصل کیا ۱۲ منہ [۴] اس کو امام مالک نے مؤطا میں وصل کیا ۱۲ منہ [۵] مثلاً اس قسم کے گیہوں یا اس قسم کے چاول یا اس قسم کی جواری میں لوں گا ۱۲ منہ [۶] یعنی اگر کسی خاص کھیت کے غلہ میں یا کسی خاص درخت کے میوے میں سلم کرے اور ابھی وہ میوہ یا غلہ تیار نہ ہوا ہو تو سلم درست نہ ہوگی لیکن تیار ہو جانے کے بعد خاص کھیت اور خاص درختوں کی پیداوار میں بھی سلم کرنا درست ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جب تک غلہ یا میوہ پختگی پر نہ آیا ہو اس کا کوئی بھروسہ نہیں ہو سکتا کہ غلہ یا میوہ اترے گا یا نہیں احتمال ہے کہ کسی آفت ارضی یا سماوی سے یہ غلہ اور میوہ تباہ ہو جائے۔ پھر دونوں میں جھگڑا ہو ۱۲ منہ

أَبِي نَجِيحٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كَثِيرٍ عَنْ أَبِي الْمِنْهَالِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ وَهُمْ يُسْلِفُونَ فِي الثِّمَارِ السَّنَتَيْنِ وَالثَّلَاثَ فَقَالَ أَسْلِفُوا فِي الثِّمَارِ فِي كَيْلٍ مَعْلُومٍ إِلَى أَجَلٍ مَعْلُومٍ وَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي نَجِيحٍ وَقَالَ فِي كَيْلٍ مَعْلُومٍ وَوَزْنٍ مَعْلُومٍ۔

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے اس وقت لوگ دو سال تین سال کی سلم کیا کرتے تھے۔ آپؐ نے فرمایا معین ماپ اور معین میعاد سے میوے میں سلم کیا کرو[۱]۔ نیز عبداللہ بن ولید[۲] نے بحوالہ سفیان از ابن ابی نجیح بیان کیا اس میں یہ الفاظ ہیں معین ماپ اور معین وزن سے سلم کرنا چاہیئے۔

۲۱۱۲ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ سُلَيْمَانَ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي مُجَالِدٍ قَالَ أَرْسَلَنِي أَبُو بُرْدَةَ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ شَدَّادٍ إِلَى عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبْزَى وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى فَسَأَلْتُهُمَا عَنِ السَّلَفِ فَقَالَا كُنَّا نُصِيبُ الْمَغَانِمَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَ يَأْتِينَا أَنْبَاطٌ مِنْ أَنْبَاطِ الشَّامِ فَنُسْلِفُهُمْ فِي الْحِنْطَةِ وَالشَّعِيرِ وَالزَّبِيبِ إِلَى أَجَلٍ مُسَمًّى قَالَ قُلْتُ أَكَانَ لَهُمْ زَرْعٌ أَوْ لَمْ يَكُنْ لَهُمْ زَرْعٌ قَالَا مَا كُنَّا نَسْأَلُهُمْ عَنْ ذَلِكَ۔

(از محمد بن مقاتل از عبداللہ از سفیان از سلیمان شیبانی) محمد بن ابی مجالد کہتے ہیں مجھے ابو بردہ اور عبداللہ بن شداد نے عبدالرحمٰن بن ابزی اور عبداللہ بن ابی اوفٰے کے پاس بھیجا۔ میں نے ان دونوں سے سلم کے متعلق پوچھا۔ انہوں نے فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہمیں مال غنیمت ملتا تھا پھر شام کے نصاریٰ ہمارے پاس آئے (جو کسان تھے) ہم ان سے گندم، جو اور منقی میں سلم کیا کرتے، ایک معین میعاد پر۔ میں نے کہا کیا ان کے پاس کھیتی ہوتی یا نہیں؟ انہوں نے کہا ہم ان سے یہ نہ پوچھتے تھے۔

بَابُ ۹۸۳ السَّلَمِ إِلَى أَنْ تُنْتَجَ النَّاقَةُ

باب اونٹنی کے بچہ جننے تک سلم کرنا[۳]

۲۱۱۳ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ أَخْبَرَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ كَانُوا يَتَبَايَعُونَ الْجَزُورَ إِلَى حَبَلِ الْحَبَلَةِ فَنَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْهُ فَسَّرَهُ نَافِعٌ أَنْ تُنْتَجَ النَّاقَةُ مَا فِي بَطْنِهَا۔

(از موسیٰ بن اسماعیل از جویریہ از نافع) عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں بزمانہ جاہلیت لوگ اونٹ کو اس وعدے پر خریدتے جب تک پیٹ والی اونٹنی کے پیٹ کا بچہ بڑا ہو کر نہ جنے آنحضرتؐ نے اس سے منع فرمایا نافع نے مطلب بتایا (یعنی اونٹنی اپنا بچہ جنے جو اس کے پیٹ میں ہے)[۴]۔

---

[۱] امام بخاریؒ نے اس باب ... لاکر شافعیہ کا رد کر دیا جو سلم کو بن میعاد یعنی نقد بھی جائز رکھتے ہیں حنفیہ اور مالکیہ امام بخاری کے موافق ہیں اب اس میں اختلاف ہے کہ کم سے کم کیا مدت ہونی چاہیئے پندرہ دن سے لے کر آدھے دن تک کی مدت میں مختلف اقوال ہیں طحاوی نے تین دن کو کم سے کم مدت قرار دیا ہے اور امام محمدؒ نے ایک مہینہ ۱۲ منہ [۲] اس کو ابو سفیان نے اپنی جامع میں وصل کیا ۱۲ منہ [۳] یہ جاہلیت کا رواج تھا مہینے اور دن تو معین نہ کرتے۔ جہالت اس درجہ کی کہ اونٹنی کے جننے کو وعدہ ٹھہراتے گو اونٹنی اکثر قریب قریب یکساں مدت میں جنتی ہے مگر پھر بھی آگے پیچھے کئی دن کا فرق ہو جاتا ہے اور یہ نزاع کا باعث ہوگا اس لئے ایسی مدت لگانے سے منع فرمایا ۱۲ منہ [۴] پھر اس کا بچہ بڑا ہو کر وہ بچہ جنے جیسے دوسری روایت میں اس کی تصریح ہے۔ اس میعاد میں جہالت بھی دوسرے دھوکہ بھی معلوم نہیں وہ کب بچہ جنتی ہے پھر اس کا بچہ زندہ بھی رہ جاتا ہے یا مر جاتا ہے۔ اگر زندہ رہے تو کب حمل رہتا ہے کب وضع حمل ہوتا ہے ایسی میعاد اگر سلم میں لگائے تو سلم جائز نہ ہوگی کیونکہ عادۃً اس کا وقت معلوم بھی ہو سکے ۱۲ منہ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

كِتَابُ الشُّفْعَةِ

بَاب ۱۳۹۹ اَلشُّفْعَةُ مَا لَمْ يُقْسَمْ فَاِذَا وَقَعَتِ الْحُدُوْدُ فَلَا شُفْعَةَ

۲۱۱۴۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالشُّفْعَةِ فِيْ كُلِّ مَا لَمْ يُقْسَمْ فَاِذَا وَقَعَتِ الْحُدُوْدُ وَصُرِّفَتِ الطُّرُقُ فَلَا شُفْعَةَ ۔

باب غیر منقسم جائیداد میں شفعہ[1] ہونا حد بندی ہو جانے کے بعد شفعہ نہ ہوگا۔

(از مسدد از عبد الواحد از معمر از زہری از ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن) حضرت جابر بن عبد اللہ کہتے ہیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ہر اس چیز میں شفعہ کا حکم دیا جس کو تقسیم نہ کیا گیا ہو۔ جب حد بندی ہو جائے اور راستے الگ الگ مقرر کر لیے جائیں پھر شفعہ نہ رہے گا۔

بَاب ۱۴۰۰ عَرْضِ الشُّفْعَةِ عَلٰى صَاحِبِهَا قَبْلَ الْبَيْعِ وَقَالَ الْحَكَمُ اِذَا اَذِنَ لَهٗ قَبْلَ الْبَيْعِ فَلَا شُفْعَةَ لَهٗ وَقَالَ الشَّعْبِيُّ مَنْ بِيْعَتْ شُفْعَتُهٗ وَهُوَ شَاهِدٌ لَا يُغَيِّرُهَا فَلَا شُفْعَةَ لَهٗ

۲۱۱۵۔ حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِيْ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مَيْسَرَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ الشَّرِيْدِ قَالَ وَقَفْتُ عَلٰى سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ فَجَاءَ الْمِسْوَرُ بْنُ مَخْرَمَةَ فَوَضَعَ يَدَهٗ عَلٰى اِحْدٰى مَنْكِبَيَّ

باب قبل از بیع شفیع پر شفعہ پیش کرنا۔

حکم کہتے ہیں اگر بیع سے پہلے شفیع نے بیع کی اجازت دے دی تو پھر اسے شفعہ کرنے کا حق نہ رہے گا[2] شعبی کہتے ہیں اگر جائیداد بیچی گئی اور شفیع وہاں موجود ہے۔ اور اس نے کوئی اعتراض نہیں کیا تو شفعہ کا حق جاتا رہا[3]

(از مکی بن ابراہیم از ابن جریج از ابراہیم بن میسرہ) عمرو بن شرید نے کہا میں سعد بن ابی وقاص کے پاس کھڑا تھا، کہ مسور بن مخرمہ آئے۔ انہوں نے اپنا ہاتھ میرے ایک کندھے پر رکھا اتنے میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے غلام ابو رافع آئے۔ انہوں نے کہا اے سعد! تم مجھ سے

---

[1] شفعہ کہتے ہیں شریک یا ہمسائے کا حصہ وقت بیع کے اس کے شریک یا ہمسائے کو جبراً منتقل ہونا۔ امام مالک کہتے ہیں ہر چیز میں شفعہ ہے اور امام احمد سے روایت ہے کہ جائداد میں ہے اور کسی منقول جائیداد میں نہیں اور شافعیہ و حنفیہ کہتے ہیں کہ شفعہ صرف جائیداد غیر منقولہ میں ہوگا اور شافعیہ کے نزدیک حق شفعہ صرف شریک کو ہے گا نہ ہمسایہ کو ابو حنیفہ کے نزدیک ہمسایہ کو بھی حق شفعہ ہے۔ ۱۲ منہ

[2] اس کو ابن ابی شیبہ نے وصل کیا ۱۲ منہ

[3] اس کو بھی ابن ابی شیبہ نے وصل کیا قسطلانی نے کہا امام ابو حنیفہ اور شافعی اور مالک کا مذہب ہے کہ اگر شریک نے شفیع کو بیع کی خبر دی اس نے بیع کی اجازت دی پھر شریک نے بیع کی تو شفیع کو حق شفعہ پہنچے گا اور اس میں اختلاف ہے کہ بائع کو شفیع کا خبر دینا واجب ہے یا مستحب ۱۲ منہ

إِذْ جَاءَ أَبُو رَافِعٍ مَوْلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا سَعْدُ ابْتَعْ مِنِّي بَيْتَيَّ فِي دَارِكَ فَقَالَ سَعْدٌ وَاللهِ مَا أَبْتَاعُهُمَا فَقَالَ الْمِسْوَرُ وَاللهِ لَتَبْتَاعَنَّهُمَا فَقَالَ سَعْدٌ وَاللهِ لَا أَزِيدُكَ عَلَى أَرْبَعَةِ آلَافٍ مُنَجَّمَةٍ أَوْ مُقَطَّعَةٍ قَالَ أَبُو رَافِعٍ لَقَدْ أُعْطِيتُ بِهَا خَمْسَمِائَةِ دِينَارٍ وَلَوْلَا أَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الْجَارُ أَحَقُّ بِسَقَبِهِ مَا أَعْطَيْتُكَهَا بِأَرْبَعَةِ آلَافٍ وَأَنَا أُعْطَى بِهَا خَمْسَمِائَةِ دِينَارٍ فَأَعْطَاهَا إِيَّاهُ۔

میرے دونوں گھر جو تمہارے محلہ میں ہیں خرید لو۔ سعد نے کہا بخدا میں تو انہیں نہیں خریدتا۔ مسور نے کہا بخدا انہیں خریدنے ہوں گے۔ ابوسعد نے کہا بخدا میں چار ہزار درہم سے زیادہ نہ دوں گا، اور وہ بھی کئی قسطوں میں ابورافع نے کہا مجھے تو ان گھروں کے پانچ سو دینار مل رہے ہیں اور اگر میں نے نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ نہ سنا ہوتا، آپؐ فرماتے تھے ہمسایہ اپنے قرب کی وجہ سے زیادہ حقدار ہے تو میں تم کو چار ہزار کے عوض یہ گھر کبھی نہ دیتا، خاص کر اس صورت میں کہ مجھے پانچ سو دینار مل رہے تھے آخر وہ مکانات ابورافع نے سعد کو دے دیئے۔[1]

بَابٌ ۱۴۰ أَيُّ الْجِوَارِ أَقْرَبُ

باب کون سا ہمسایہ زیادہ حق دار ہے؟[2]

۲۱۱۶ - حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ح وَحَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو عِمْرَانَ قَالَ سَمِعْتُ طَلْحَةَ بْنَ عَبْدِ اللهِ عَنْ عَائِشَةَ رض قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ لِي جَارَيْنِ فَإِلَى أَيِّهِمَا أُهْدِي قَالَ إِلَى أَقْرَبِهِمَا مِنْكِ بَابًا

(از حجاج از شعبہ) دوسری سند (از علی بن عبد اللہ از شبابہ از شعبہ از ابوعمران از طلحہ بن عبد اللہ) حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے دو ہمسایہ ہیں ان میں سے (پہلے) میں کسی کو ہدیہ (تحفہ) بھیجوں؟ آپؐ نے فرمایا جس کا دروازہ تجھ سے زیادہ قریب ہے۔[3]

تمّ الجزء الثّامن ويتلوه الجزء التّاسع

ان شاء الله تعالىٰ

[1] یہ حدیث حنفیہ کی دلیل ہے کہ ہمسایہ کو شفع کا حق ہے۔ شافعیہ اس کی یہ تاویل کرتے ہیں کہ مراد وہی ہمسایہ ہے جو جائیداد مبیعہ میں شریک بھی ہو تاکہ حدیثوں میں اختلاف باقی نہ رہے ۱۲ منہ [2] معلوم ہوا امام بخاری بھی ابوسعد کے ساتھ متفق ہیں کہ ہمسایہ کو حق شفعہ ہے ۱۲ منہ [3] قسطلانی نے کہا اس سے شفع جوار ثابت نہیں ہوتا حافظ نے کہا کہ ابورافع کی حدیث ہمسایہ کے لئے حق شفعہ ثابت کرتی ہے۔ اب اس حدیث سے امام بخاری نے یہ نکالا کہ اگر کئی ہمسائے ہوں تو وہ ہمسایہ حق شفعہ میں مقدم سمجھا جائے گا جس کا دروازہ آنے جانے کا جائیداد شفعیہ سے زیادہ نزدیک ہو ۱۲ منہ

دینی مدارس میں دورۂ حدیث کے طلبہ اور عام قارئین کے لئے بخاری شریف کے مطالعہ وتدریس کو سہل بنانے والا بے مثال ایڈیشن

امتیازی خصوصیات

ایک طرف کالم میں عربی متن مع اعراب سامنے کے کالم میں با محاورہ اردو ترجمہ:
از مولانا عبدالرزاق "دیوبندی" نیچے حواشی از: مولانا عزیز الرحمٰن فاضل جامعہ اشرفیہ لاہور۔

اس کتاب کے آغاز میں:

(۱) شیخ الحدیث حافظ مولانا احمد علی سہارنپوریؒ کے دیباچہ کا اردو ترجمہ

(۲) حضرت شاہ ولی اللہ دھلویؒ کے رسالہ شرح تراجم کا اردو ترجمہ

(۳) شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ کا رسالہ تراجم الابواب مع دیباچہ از مولانا حسین احمد مدنیؒ وتکملہ از مولانا محمد میاں صدیقی شامل ہیں۔

توضیح مطالب ومفاہیم کے لئے متن سے پہلے مولانا عبدالمالک کاندھلویؒ شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ لاہور کے مرتبہ فوائد صحیح بخاری کی صورت میں مجمل اشارات درج ہیں اور آخر میں مفصّل و مستند شرح مسمّٰی بہ ''ایضاح البخاری'' شامل ہے جو فاضل دوراں عالم بے بدل مولانا سید فخرالدین احمد شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند نے برسوں کی کاوش کے بعد رقم کی ہے۔

مکتبہ رحمانیہ
اقرأ سنٹر۔ غزنی سٹریٹ۔ اردو بازار۔ لاہور